# ترجمہ

# جلد چہارم طلسم ہوش ربا

منجملہ ہفت دفتر

# داستان امیر حمزہ صاحبقران

جسکو

عندلیب خوش الحان گلزار سخندانی۔ طوطی شکر فشان شکرستان جادو بیانی

بندہ پایگاہ سید محمد حسین صاحب جاہ

نے

بکمال خوبی ولطف بیانی بعبارت رنگین و مسجع ہم رنگ فسانۂ عجائب منجانب

مطبع اودھ اخبار ترجمہ کیا

مطبع منشی نولکشور کانپور میں باہتمام بھگوان دیال اجنٹ کے چھپا اور شائع ہوا

اعلان۔ حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے۔

## اطلاع

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست م
ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ وملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب
معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کی ٹائٹل پیج کی تین صفحون مین بعض کتب قص
نثر اردو کو درج کرتی ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حا

## قصہ جات نثر اردو

الف لیلہ بالتصویر۔ مترجمہ سخنور شیرین بیان
ابو ناظم مولوی محمد حامد علی خان حامد خلف
حافظ غلام علی خان رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی
تلمیذ امیر الشعرا امیر مینائی لطف یہ ہے کہ
ہر رات کا ترجمہ علیحدہ علیحدہ ہے جس سے
اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہے اور تصاویر
بھی اپنے موقع کے ساتھ نہایت
عمدہ کشید قابل دید ہین۔
ایضاً بالتصویر۔ مترجمہ مولوی حسین محمد ممدوح الصفا
مجموعہ افسانہ دلپذیر جسمین ہیں فسانہ
دلچسپ ہین کہ جو کتاب انگریزی موسومہ
ٹیلس فرام معروف بہ لیمس ٹیلس مصنفہ شیکسپیر
صاحب نامی شاعر سے جناب مولوی محمد
احسان اللہ صاحب نے بعبارت سلیس
عام فہم ترجمہ کیا جن سے تاریخ سود مند مثل
حکایات لقمان حکیم جلوہ نما ہین لطف یہ

کہ ہر ایک قصہ کی لوح دہ ہندسہ و خاتم
جداگانہ ہے
طلسم ہوش ربا۔ کامل سات جلد م
بے نظیر افسانہ ہے جو آج تک لوگونکی نظر
نہ گذرا تھا سچ تو یہ ہے کہ شاہی خزانہ
مخفی ہونے سے نام بھی نہ سنا ہوگا مطبع
صرف زر کثیر سے مطبع کے لیے ترجمہ ہوا
کل جلدین طبع ہوکر شائع ہوچکی ہین جا
تشریح کی نہین ہے تفصیل کل جلد
حسب ذیل ہے
(جلد اول)
(جلد دوم)
(جلد سوم)
(جلد چہارم)
(جلد پنجم)
(جلد ششم)
(جلد ہفتم)
باغ وبہار۔ معروف بہ قصہ چہار درویش

بیمن چمن پیرائی کون و مکان و کارفرمائی تماشاگاہ جہان

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوش ربائے جادو
تقریر عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنی

جلد چہارم

# طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

# امیر حمزہ صاحبقران

بار اول

تصنیف ناظم نثار زمان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصاحب رجب ان پیرایہ
مجالس امیران و رئیسان سر آمد اہل کمال سخنور بے مثال مرزا آگاہ سید محمد حسین متخلص بجاہ

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں بحلیہ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاہ پاکیزہ کہان سے لاؤن مین ایسی یا ربنا
گرچہ غرق بحر عصیان ہون مگر نا پاک تن
ہان ذرا آب ندامت پر جہکے طغیانی دکہا
تا کہ آوی جوش مین دریای رحم کردگار
پاک و صاف ایسا ہو یہ میرا لباس زندگی
خانہ دل مین مری روشن ہو نور شمع دین
آکر رحمت اوسکا جب ہے تو مین حمد و کر زبان
بحر عالم مین اوسی کا بہر رہی ہین دم حباب
ہی زبان موج دریا پر اوسی حق کی ثنا
ایسی اوسی چشم نرگس مین عطا کی روشنی
ہے اوسی کی عشق کا دیکہو گل لالا مین داغ
سب طرف دیکہو اوسی کی شان آتی ہے نظر

تا کہ ہو اوس سے ادا حمد خدای دو جہان
اور یہ میری حقیقت ہے کہ مشت خاک ہون
جوش بحر اشک کو مجہکو ڈبو دیتی کہو آہ
دہو گنہ میرے کہ پہر اودین ہو دنیا سے پاک
تا کہ ہر ساعت بجا لاؤن خدا کی بندگی
رحم فرما ہر گہڑی ہو مجہ پہ رب العالمین
حمد اس خالق کی البتہ کرون کچہ کچہ بیان
موج اوسی کی یاد مین کہاتی ہے ہر دم پیچ و تاب
اور لب ساحل بہی ہر دم ذکر مین اوسکی سدا
صنعت صانع جو وہ عالم کو ہے دکہلا رہی
ہے اوسی کے دہیان مین استادہ سر اک نخل باغ
ہے اوسی خالق کی ہر اک شی مین قدرت جلوہ گر

| ہو سکے گی کیا بیان ای جاہ تو وصف خدا | ما عرفنا رحمۃ للعالمین نے جب کہا |
| --- | --- |

گل تری عندلیب خامہ کی نعت سرورِ کائنات و شفیع روزِ عرصات جناب خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ الطیبین میں

سرورِ دین و دنیا محبوبِ رب العالمین
موجبِ لولاک و طٰہٰ افتخار انبیا
باعثِ ایجادِ عالم بادشاہِ ذی حشم
آپ ہین سردار نسلِ اسمٰعیل و فرزندِ خلیل

یعنی ختم المرسلین مصباحِ بزمِ شرع و دین
آپ ہادی سبل ہین رہنمای جزو و کل
فخرِ اسمٰعیل و آدم صاحبِ جود و کرم
تجھ سے کب طے ہو گی جاہ یہ نعت حضرت کی رسا

آپکی نعلین پا ہے زینتِ عرشِ جلیل
مقتدای ہر رسل ہین گلشنِ ایجاد کے گل
آپ ایسے ہین جلیل ہے خادم رہبر خلیل
جو ہین ممدوحِ الٰہ مدح آیات کی ہین ثنا

منقبت خوانی نقیب زبان کی لشکر توصیف مظہر العجائب و مظہر الغرائب حضرت امیر المومنین [illegible] ابی طالب علیہ السلام مین و صفت ائمہ ہدی علیہ التحیۃ والثنا

سنبھل ای خامہ بہر خوب [illegible]
[illegible]
[illegible]
علی فرمانروای ملکِ ایمان
جو کہتے ہین نصیری ٹھیک یون کیا
بجا ہے گر نہین منکر کو اقرار
کیا امت پہ فرزندون کو قربان
روا کین حاجتین سائل کی کیا کیا
نہین ہے مدح کا یارا زبان کو
کہان اتنا ہے سامان دو عالم
ہے بیشک ذات اونکی نورِ اجسام
وہی ہین رونقِ ایمان ہماری
ہے ذات فاطمہ مختارِ جنت
نہین اونمین کسی صورت جدائی

زبان مصروفِ ذکرِ پنجتن ہے
یہ مرغوب ہے دل کو علی کی
لکھون اک منقبت لاجواب خوب
علی شیرِ خدا شاہِ دو عالم
وہ عینِ ذات ہے یہ بھی ہے زیبا
بچایا قہر سے خالق کے سب کو
ذرا دیکھو مرے مولا کی احسان
فدا ہے نام اقدس کیون نہ جان
کہان وسعت ہے اسقدر جو بیان کو
سیاہی ہو اگر یہ سارے دریا
اونھین پر ہے حسابِ خلق اتمام
وہی زوجِ بتول پارسا ہین
اونھین پر منحصر ہے کار جنت
یہی ہین پنجتن مین اپنے [illegible]

یہی ہین رات دن مشتاق تسلیم
صفت لکھتا ہون مین حق کے ولی کی
علی مشکلکشا ہین جن و انسان
علی ہین رونقِ بنیادِ آدم
دکھائی معجزے قائل ہین کفار
بجھایا آتشِ غیظ و غضب کو
دیے راہِ خدا مین آپ مولا
مرے مولا کے ہین عالم پہ احسان
کرے لکھے وصف سلطان دو عالم
ہو تحریر وصفِ ذات اعلیٰ
وہی ہین شافعِ عصیان ہمارے
کہ جنکے نام پر جانین فدا ہین
حسن ہین اور حسین آپ ہین بھائی
مرے مولا مرے مالک ہین ہر آن

بس اونکے بعد تا مہدی دوران
نہ تھا مثل اونکا اور اب ہی نہوگا

امام و پیشوا ہین سب مرے ہان
مجھے ماتم ہے ہر دم پنجتن کا

یہ سب نور خدا ہین میرے [illegible]
شہادت کو ہے بس نالہ دہن کو

جگر ہو اونکے غم سی مثل گل چاک
رہا کرتی ہے سر کو رغبت خاک

## دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات اوٹھانا اور بتضرع تمام گڑگڑانا

طفیل ان سبکے اے رب دو عالم
تجھے واضح ہے سب کچھ حال دلکا
خدایا دور کر دے رنج دوری
تعلق لاکھون طرح کے پیش آئے
کیا نا طاقتی نے زور اپنا
رہا شاکر بلائے آسمان پہ
انھین آنکھون سے دکھلا پھر وہ سامان
بڑھے زینت دل افگاری سے [illegible]
بشکل نقش پا مٹجائین حساد
تو میرے دوستون کو شاد کر دے

شہا دل سے مرے ہر طرح کا غم
عطا کر جینے والی مجھکو اولاد
مرے دل کی ہو سب امید پوری
اکیلا پاکے غم نے خوب گھیرا
سنایا آہ دل نے شور اپنا
بڑی بیتیابیان دل نے سہی ہین
نکلجائین طبیعت کے سب ارمان
مرے دشمن الٰہی خاک ہو جائین
نہون قید مصیبت سے وہ آزاد
رہون دنیا مین یارب آبرو سے

تمنا دل کی ہے جو اوسکو بر لا
کرے جو اجڑے گھر کو میرے آباد
بہت کچھ رنج تنہائی اوٹھائے
نہ دیکھا شام فرقت کا سویرا
نہ آیا [illegible] زبان [illegible]
ہوا فرزند جب وہ ہم نہین ہین
رہے ترد امن [illegible]
جگر دل اونکے ہین خاک ہو جائین
مرے مالک مری فریاد سن لے
رہون حرمت سے تجھسے یہ تمنا ہے

کہانتک جادۂ اظہار تمنا ✤ بتکرار تحریر اشعار تمنا ✤ قلم کو روک ضبط آرزو کر ✤ نئے مطلب کی تازہ جستجو کر

## جلد سوم کے خاتمہ تک بقیہ داستانون کا تھا

سمجھ لین ناظرین داستان سب
طلسمی کرکے قاسم مرحلے طے
جہان لشکر تھا حمزہ کا سر کوہ
ہوئی ہے قید بران دلاور
مقابل فوج حیرت سے ہے مہرخ
دکھائین اپنی جانبازی کا عالم
کسی صورت سے لشکر ناظمون کو

نہونے پائے جس سے خبط مطلب
پھرے لشکر کو اور رستے ہی مین تھے
لقا کے ظلم سے ہے وہ پراندوہ
اسد اور مہ جبین بھی ہین ابھی قید
تردد مین ہین عیاران فرخ
کسیصورت سے تران کو چھوڑائین
مقابل مین ہین دونون سمت آکر

بیان جلد سیوم یان تلک ہے
ہوئے پھر قید جو ر ساحران سے
طلسمی داستان ہے اس طرح پر
شہ افراسیاب ہے باقی [illegible]
کرین عیاریان سب ملکے باہم
ہنر عیاریون کے کچھ دکھائین
طلسم نور افشان پر جا [illegible]

گئے ہین تو رنے اوسکو تبدیر
نسادہ اوس سے جو ہوگا بادشہ سے
بیان واقعی موقع پر ہوگا

وزیر بادشہ جو باعنبان ہے
بیان اوسکا کیا جائیگا آگے
پتہ اسواسطے یہ لکھدیا ہے

لکھدیا جس سے شاہ طلب ان ہے
ابھی صورت سے ہر اک بستان کا
تسلسل کو نہین جانے دیا ہے

کہ ربط قصہ سے ہر اک ہو آگاہ
سمجھ مین آئے تا مضمون دل خواہ

جادو طرازی خامہ رنگین زبان بیان داستان گلستان مین یعنی رہائی پانا شہزادہ قاسم کا بعیاری سیارہ عیارہ او راپنے لشکر مین آکر مارنا گوہر سلک جادو کو اور رہا ہونا لشکر امیر سحر سے اور عیاری کرنا برق فرنگی کا حیب پیلتن پر سوار ہونے پر افراسیاب کے اور پانا خاک جمشیدی کے ڈبے کا اور عاجز کرنا اوسکا افراسیاب کو پھر جانا زندان طلسمات مین اور قتل کرنا محافظان زندان کو اور رہا کرنا عمران شمشیرزن کا اور لٹنا ناظمان طلسم ہوش ربا کا مالکان دربند طلسم کو کیسے اور عیارنا عیارون اور عیارنیون کا باہم و دیگر حالات متعلق اس داستان کے للمولفہ

ساقی ساقی ہمارے ساقی
کیا شیشہ و خم مین ہی نہین مے
اٹھ شیشہ مے کو بزم مین لا
وے خضر طریق بادہ خواران
ہشیار کہ فصل گل پھر آئی
گلشن مین بھی بزم مے جمی ہے
سبزہ کا جوش ہے زمین پر
طاوس چمن مین ناچتا ہے
گلبن مین چٹک رہی ہین کلیان
ہے پیالہ گل شراب شبنم
قمری ہے سرو پہ راگ گاتی
گلشن مین ہر اک ہے فارغ البال

یہ چوتھا ہے یہ دور پیارے ساقی
رزاق و رحیم ہے وہ معبود
ہو پیر مغان کا بول بالا
اے مرہم زخم جان مجروح
پھر بلبل باغ چہچہائی
سوسن سے بہار شام پیدا
وہ اطلس چرخ سے ہے بہتر
گل شاہد گلبدن کی صورت
لیتے ہین جماہی بادہ خواران
ہے موج ہوا کہ ساز کا تار
بلبل گل کے سہاگ گاتی
ہین طایر باغ سب نواسنج

کیون سست ہو فکر کیا تجھے ہے
سب کچھ ہے کرم مین اوسکے موجود
اے زینت بزم میگساران
دے مے کہ پھر آئے جسم مین روح
شادی جو عروس باغ کی ہے
روشن ہے وہان چراغ گل کا
منگیرہ ابر بھی تنا ہے
غنچہ ہے ہر اک دہن کی صورت
ہے کونسی چیز جو ہے یان کم
نعمون سے بھرا ہوا ہے گلزار
صیاد کا مٹ گیا ہے جنجال
صیاد کا غم خزان کا نہ رنج

اس باغ مین اب نہین خزان ہے
اس باغ سے سب نے ہی نکالا
ہان اے مرے غمگسار ساقی
زاہد کے بھر آئے منہ مین پانی
رندون کا ہی زاہد و نہین یہ قول
دروازہ توبہ کو نہ کر بند
ہی دولت زہد گر ترے پاس
اپنے ہی بر آئینگے مطالب
کچھ مل گیا تو ہے نشہ پانی
راضی ہین رضا پہ تو کہ ہم ہین
ہان ساقیا تو بھی اب کرم کر
میخوار تو ہان وہی ترا ہے
جو بنت عنب کے آشنا ہین
میخانہ وہی وہی ہی محفل
سبزے کی بہار و نہر کی سیر
دنیا مین رہین ہمیشہ وہ خوش
ساقی کی ہی چاہ مہربانی

ساقی یہ بہار جاودان ہے
آراستہ تو بھی بزم مے کر
ہم مفلسون کی بہار ساقی
یہ فصل ہی ایسی ساقیا ہے
توبہ میخوارگی سے لاحول
مستون کو ستا کے کیا ملیگا
یان رحمت رب کی ہی ہمین آس
تو دولت زہد پر ہے مغرور
بے مے کے وگرنہ سر گرانی
سن سن کے یہ قول رند خرسند
جلسہ رندون کا پھر بہم کر
جلسہ وہی بادہ کش وہی ہین
پابندی شرع سے جدا ہین
کیا ہوگا جو محتسب خفا ہی
اس فصل کی مانگتا ہون خیر
زندہ رہین وہ بجاہ و اقبال
پھیر دن مین بھی نئی کہانی

گلچین کے بھی منہ کو کر کے کالا
میخانے کا کھول ساقیا در
ہو گشتی مے کی وہ روانی
جو ہے مے سرخ پر فدا ہی
رندون کو ڈرا کے کر نہ پابند
کیا سمجھا ہے تو خدا ایگا
تو طالب زر مین مے کا طالب
یان خدمت میکشان ہی منظور
شاکر ہی خدا پہ تو کہ ہم ہین
زاہد کا ہوا ہے ناطقہ بند
ہر چند کہ دور یہ نیا ہے
جو ہوتے ہین مے پہ غش وہی ہین
سب ہین وہی میکدے مین داخل
رندون کا بھی ساقیا خدا ہی
جو ہین مے داستان سے سرخوش
پڑھتے ہین جو داستان کا حال
اے جوہری بیان عالی

در رشتہ نثر کشش لآلی جرعہ چشان ساغر عنایت و سرخوشان بادۂ مروت مخموران بادۂ حسن خوبی و بیہوشان ساتگین عاشقی و محبوبی سرشاران میخانہ عیاری و دردکشان پیمانہ ساحری و مکاری شیشۂ طلسمی مین شراب نیرنگی پیکر تماشاے افسون پردازی اسطرح فرماتے ہین۔ اور توسن نشۂ شجاعت پر سوار ہو کر عرصۂ جنگاہ نیرنگ بازی مین جوہر شمشیر زبان یون دکھاتے ہین کہ جب لشکر امیر کشور گیر بحالت تغیر کوہ پر کھڑا ہوا ایک بیکس مصروف دعا تھا مشغول گریہ و بکا تھا اور ساحرہ فرشتہ رو افراسیاب خود سر بہار کو محصور کر کے تنہا بارگاہ مین جا کر عیاران لشکر اسلام پر سحر کرنے مین مصروف

تھا اسکو اسی حال مین چھپا کر ذکر آیا گیا تھا کہ تیرہ باطن جادو اور صرصر عیارہ شہزادہ قاسم کو گرفتار کرکے بزور سحر تخت پر ڈال کر جانب آتش و اسیاب بے چلے تھے چنانچہ عیارہ اور ساحر مذکور روانہ ہوئے تو سیارہ عیار شہزادہ موصوف کا بھی پیچھے پیچھے شہزادہ کے آتا تھا اوسنے بھی یہ ماجرا دیکھا اور فکر رہائی شہزادہ مین نیچے نیچے اوس تخت سحر کے چھپتا ہوا یہ بھی چلا اور کچھ دور آ گیا اوسی تخت سے جو ڈھلکر دیکھا ایک درہ کوہ کے صورت اپنی شکل ایک شہزادہ جلیل القدر کے بنائی لباس پر زر مکلل بہ دُر و گہر جسم نور مین پہنا اور اپنے تیئن بستر خاک پر گرا کر تاج شہریاری کو ایک طرف پھینک دیا پیرہن فرمانروائی اور قبای بادشاہی کو جابجا سے چاک چاک کرکے جسم کو اپنے مجروح بنایا پشت و پہلو کو فگار کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گوشت جسم کا جابجا سے اوڑا ہوا ہی خون تازہ بہ رہا ہے آنکھوں مین حلقے پڑے ہین سانس آہستہ چلتی ہے چہرہ پر غبار صحرا پڑا ہوا ہی سارا بدن گرد مین اٹا ہوا ہی غرض اسی ہیئت سے زمین پر لوٹتا اور کراہتا تھا اور جہان یہ پڑا تھا وہ مقام بھی بہت قلب و دشوار گذار تھا جھاڑیان مثل خاطر پریشان الجھی ہوئین عفریتہ کے بالون کی پریشانی دکھاتی تھین بیشہ ہولناک شیر و گرگ کا مسکن گھاٹیان پہاڑ کی پریشانی خاطر کو بھی شرماتی تھین اوس مقام پر یہ عیار کراہتا اور کہتا تھا کہ ای آیندہ و روندہ واسطہ اپنے دین مذہب کا میری مدد کو پہونچو ہوسکے تو مجھکو تھوڑا سا پانی پلا دو تمھارا جمشید بھلا کرے ارے میرا کام تمام ہو چکا ہی اس وقت بد مین میرے کام آؤ اس صدای بیمار و حزین سے یہ فریاد کرتا تھا اور روتا تھا کہ دل سنگ خارا بھی آب آب ہوتا تھا زمین کو اوسکی گرمی محبت سے بخار چڑھ آیا تھا اسوجہ سے دھوپ کا عکس دشت مین تھرآتا تھا ؎

| | | |
|---|---|---|
| چٹیل میدان مین وہ پڑا تھا | لرزان دل ھر مرے تھا | پانی نہ تھا کو دیدہ سے جاری |
| کرتا تھا بہار اشکباری | ہر خار تھا اسکے حال پر زار | نرگس کی طرح تھے پھول بیمار |

یہ اس حال مین پڑا ہوا کراہ رہا تھا کہ تخت تیرہ باطن مع صرصر عیارہ اُدھر سے ہو کر نکلا صدای حزین نالہ غمگین اس بیمار کا اون دونون کے کان مین پہونچا صرصر ہرچند عیارہ تھی مگر پھر بھی عورت ہی قلب اوسکا اس صدا کو سنکر بیچین ہو گیا اور تیرہ باطن سے کہا کہ ہی کوئی ستم رسیدہ اس جنگل مین درد دل سے روتا ہی ذرا تخت اوتارو تو دیکھین کہ یہ کون فلک کا ستایا ہی تیرہ باطن نے اسکے کہنے سے تخت کو نیچے کیا اور جھک کر دیکھا تو ایک شہزادہ خوبرو زخمی بحال تباہ خاک و خون مین غلطان

پایا دل مین خوف خدا آیا تخت کو زمین پر اوتارا اور ساحرہ عیارہ قریب مجروح آئی صرصر نے سر اوسکا اوٹھا کے اپنے زانو پر رکھا اور کہا ہای یہ تو کسی ملک کا شہزادہ ہی یون خاک پر پڑا لوٹتا ہی ساحرہ بھی قریب اوسکے بیٹھ گیا اوس بیمار نے بعد کچھ دیر کے چشم کو نیم وا کیا یہ ظاہر تھا کہ بسبب ضعف و نقاہت کے آنکھین نہین کھل سکتی ہین غرض آنکھین کھولکر بیمار نے اون دونون سے کہا کہ سامری تمھارا بھلا کرین کہ تمنے مجھ خاک افتادہ کی آکر خبر لی اب تھوڑا پانی مجھکو دو کہ پیاس سے جان پر بنی ہی صرصر نے کہا کہ ای تیرہ باطن زخمی کو پیاس بہت ہوتی ہی اور پانی دینا اُسکو مضر ہوتا ہی اسکو پانی تو نہ دو لیکن میری کسوت عیاری مین کچھ میوہ ہی اوسکا عرق اسکے حلق مین ٹپکا دو یہ کہکر میوہ نکالکر عرق اوسکا حلق مین اوسکے ٹپکایا کہ بعد لمحہ کے اوس بیمار کو کچھ ہوش آیا چاہا کہ اُٹھہ بیٹھون اونسے قسم دی کہ ابھی نہ اوٹھو اور حال اپنا بیان کرو اوسنے کہا کہ یہان سے کچھ دور پر ایک قلعہ ہی کہ مین وہان کے حاکم کا بیٹا ہون اکیلا وہانسے نکل آیا ایک شیر صحرائی سے مقابلہ ہوا اوسنے مجھکو زخمی کیا اور وہ شیر بھی میرے ہاتھ سے ایسا زخمی ہوا ہی کہ اس پہاڑ مین جاکر گر گیا ہوگا اور یقین ہی کہ مر گیا ہو مین بھی فرط جراحت سے چور چور ہون بہت مجبور ہون کہ اپنے ملک تک نہین جا سکتا ہون اور یقین تھا کہ اسیطرح اس دشت پُر خطر مین ہلاک ہو جاتا وہ تو سامری نے آپ کو مجھپر مہربان کیا جواب کچھ امید زندگی ہوئی اگر اتنا مجھپر احسان کیجیے کہ کسی سواری پر مجھکو لٹا کر میرے قلعہ مین پہونچا دیجیے تو گویا زندہ کر دیجیے تیرہ باطن نے کہا کہ اے شخص ہم دونون ملازم شہنشاہ افراسیاب جادو ہین یہ عیارہ ہی اور مین ساحرہ ہون نام اس عیارہ کا صرصر شمشیر زن ہی اور میرا نام تیرہ باطن ہم دونون نبیرۂ حمزہ قاسم نام کو گرفتار کرنے آئے تھے اوسکو قید کرکے پاس شہنشاہ کے لیے جاتے ہین اتنی مہلت ہمین کہان ہی جو ہم تجھکو تیرے ملک مین لیجلین یہ سنکر اوس جوان نے ایک آہ کی اور کہا خیر جو مرضی سامری کی اگر آپ مجھکو وہان پہونچا دیتے میری جان بچ جاتی اب جو آپکو فرصت نہین ہی تو جائیے اتنا ہی احسان کیا کم ہی جو آپ نے کیا اس کلام کو سنکر صرصر بیقرار ہوئی اور کہا ای تیرہ باطن شہنشاہ کبھی ناراض نہ ہونگے جو ایسے مقدمہ مین دیر ہوگی تم ضرور اس شاہزادے کو اسکے گھر پہونچا دو بلکہ شہنشاہ اسکے نہ پہونچانیکا حال اگر سنینگے تو ناراض ہونگے یہ کہکر صرصر اور ساحرہ دونون نے اوس مجروح کو اوٹھا کر تخت پر بٹھایا اور صرصر نے کچھ بیٹھ کے نیچے آڑ لگا دی کہ تکیہ لگا کر وہ مجروح بیٹھا اور تخت کو بزور سحر روان کیا اور اوس سے پوچھا کہ تمھارا ملک کسطرف ہی اوسنے ایک سمت ہاتھ اوٹھا کر بتایا کہ اسطرف ہی وہ اوسی طرف چلے اور کچھ ہی دیر گئے ہونگے ایک مقام پر زخمی نے

کہا بھائی صاحب ذرا ٹھہرنا انھون نے تخت کو روکا اسنے کہا لیجیے مین ابھی اچھا ہون دیکھیے وہ درخت جو
سامنے چشمہ کے کنارے پر ہی ذرا اودھر لائیے ساحر نے تخت زمین پر اتارا عیارہ بھی اوتری حسب نشاندہی اوس
درخت کے پاس دونون گئے دیکھا کہ ایک شجر جا بجا حکمت سے سیراب کیا ہی اور ہوائے عیاری سے پرورش یافتہ ہی
گلستان فسون ہزارے کا پودہ ہی جسکا ہر برگ اعجاز ہی ثمر جسکا غذا ساز ہی بیج حکمت کی جڑ ہے ثمر سے ظاہر سراسر ہے
نشو و نما پذیر ہے زخمی کے اچھے ہونیکی سراسر تدبیر ہی مثل شمشیر بران پھل اوسمین لگے ہین پتے سبز کسطرح
گول بنے ہین پھلونکا رنگ لال ہی درخت زر گل سے مالا مال ہی ایسا پھل انھون نے کبھی گلشن دہر مین
نہ دیکھا تھا بہت خوش ہوکر اوسکو زمین سے اوکھیڑا اور تعریف کرتے ہوے لیکر چلے پھلون سے اوسکی خوشبو آتی
تھی دماغ جان بساتی تھی ایسی مہکتی تھی کہ روح کو تازگی دیتی تھی ان دونون نے زخمی کے پاس پہونچکر
کہا شاہزادہ یہ کون درخت ہی جسمین ایسی خوشبو آتی ہی آنے کہا نام اس درخت کا زخم حیات ہی اوسکے لگانے
سے زخم ابھی اچھے ہو جاینگے اور اسکے سونگھنے سے طاقت جو زائل ہو گئی ہو آجاتی ہی نوجوانی کا لطف
خوشبو اسکی دکھاتی ہی اور اسکے کھانیسے عمر انسان بڑھ جاتی ہی اور بہت کچھ اسکے فوائد ہین تم اسکو
پیسکر میرے زخمونپر لگا دو اور اگر یہ چاہو تو امتحان کرلو سونگھکر دیکھو کہ طاقت جسم مین آتی ہی یا نہین
ان دونون نے بے اختیار اسکے پھلونکو سونگھا اتنے ہی سے اسکی خوشبو دماغ مین بس رہی تھی
اور اپنے آپ مین نہ تھے اب سونگھنے سے چھینکین مار کر بیہوش ہوگئے سیارہ جو مجروح بنا ہوا تھا
فوراً تخت پر سے کودا اور خنجر کھینچ کر جلد سر تیرہ باطن کا جدا کیا غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا سیارہ
نے حال عیاری صرصر اور مفتون ہونا اوسپر اپنے باپ کا سنا ہی اس سبب سے اوسکو قتل نہ کیا اور
دستور عیاران بھی نہین کہ عیار کو بیہوش کرکے مار ڈالین اوسنے صرصر کو اوٹھا کر ایک درخت سے
باندھا اور شہزادہ قاسم کو ہوشیار کرکے تیغہ گوہر نگار نذر کیا سارا ماجرا عرض کیا پھر صرصر کو ہوشیار
کرکے سلام کیا اور کہا استانی امان عیاری اسکو کہتے ہین منم غلام خواجہ عمرو سیارہ بن عمرو
اب کچھ دیر آپ یہان بندھی رہیے اور طعمۂ دد و دام صحرائی بنیے مین ابھی شہزادہ کو لیے جاتا ہون صرصر
نے جو یہ کلام انکی زبان سے سنے اور تیرہ باطن کو خواب عدم مین مصروف پایا ہوش اوڑ گئے دل سے
کہا فرزندان عمرو بلا ہین اور کیا بے لاگ عیاری کی تھی اب معلوم ہوا کہ یہ زخمی شہزادہ نہ تھا
عیار تھا غرض فرط خجلت سے سیارہ کو اوسنے کچھ جواب نہ دیا آنکھین نیچی کرلین اور سیارہ شہزادہ کو

لیسکر چلا کچھ دور چلکر ایک شہزادہ تلاش کرکے جنگل سے لایا اور سوار کرکے شہزادہ کو لشکر مین اوسکے پہونچایا
پھر وہان سے بحشم و خدم شہزادہ ذی ہمم لشکر امیر کیطرف روانہ ہوا ادھر شاہ جادوان افراسیاب
بے ایمان نے رقعہ جمشیدی مین حال صرصر دیکھا کہ دیکھون قاسم کو وہ لاتی ہی یا نہین غرض جملہ ماجرا
معلوم کرکے کہ اسطرح قاسم چھوٹ گیا اور صرصر درخت مین بندھی ہی اوسنے پنجہ سحر بھیجا کہ وہ آکر صرصر کو اوٹھا
لیگیا جب یہ سامنے پہونچی شاہ نے اوسکی زبانی تمام حقیقت سنکر فرمایا کہ اب قاسم اپنے دادا کے لشکر کے قریب پہونچا ہوگا وہ
مین ملنا اسکا دشوار ہی یہ کہکر کتاب سامری منگوائی اور اوسمین دیکھا کہ عقب قاسم مین خود جاؤن یا کسی اپنے
ملازم کو بھیجون کتاب مین معلوم ہوا کہ خداوند لقا تقدیر کرچکے ہین کہ گہر سلک قتل کیا جاوے چنانچہ اگر تو
خداوند کی تقدیر کرنے مین خرق آیگا بڑی تیرے لیے سخت یہ قباحت ہی خبردار قدم جادۂ اعتدال سے
آگے نہ بڑھانا جب تک خداوند مدد تجھسے آپ طلب کرین نہ کسیکو بھیجنا نہ آپ جانا یہ حکم کتاب مین معلوم
کرکے منغص ہوکر کہا کہون ایسے مسخرے خداوند کو کہ اپنے محبوں رفیقون کی نسبت تقدیر مرگ کرتا ہے
بکتا ہوا باغ سیب کی طرف روانہ ہوا اور دل سے کہتا تھا کہ اگر اطاعت خداوند نہ کرون تو ایمان مین
فرق آتا ہی خیر جو مرضی اسکی کیا چارہ ہی اسیطرح یہ تو باغ مذکور مین آکے غصہ میں بیٹھا ادہر جب کوہ عالم خراب آباد کا
محاصرۂ ظلمت شب نے موقوف کیا اور درۂ کوہ جادو سے بصد جرات عیار مہر تابان جانب عرصۂ افلاک بڑھا نظم

کہ جب وہ شب ہوئی آنکھون سے پنہان
دکھایا صبح نے اک تازہ سامان
ہوا خورشید ہر سو عکس فرسا
فراز آسمان سے نور برسا

ہنگام سحر گہر سلک بارگاہ سے سحر آراستہ کرکے نکلا لشکر بہادران مین
طبل یورش بجا لقا بھی فیلان جنگی پر تخت رکھوا کر سوار ہوا اسنجانی باختری مشتری حصاری وغیرہ نے صف
باندھی شور کرنا ے کا افلاک پر زلزلہ ڈالدیا عیارون نے گھاٹیان پہاڑ کی مستحکم کین اس طرف ملکہ صبا ے
جادو جو بخوف عیاران روپوش ہوا پر رہتی ہی اور اتبک جنگ مین آکر شریک ہوئی تھی یہی رستم دیکھتی تھی کہ
کچھ صورت بہتری کی نظر آوے تو مین جاؤن اب اوسنے بھی معلوم کیا کہ آج سب مسلمانونکا خاتمہ ہی بس اس
مقام پر اوڑتی ہوئی آئی اور خداوند کو آکر سلام کیا لقا نے کہا اے بندی قدرت تو کہان غائب تھی خیر اچھے
وقت پر آگئی کہ وقت ہمارے دشمنون کے غارت ہونیکا ہی اوسنے کہا اسی ثواب مین شریک ہونیکو مین بھی
آئی ہون گہر سلک سے ملاقی ہوا اور سپہ سالار کل لشکر کا کرکے حکم دیا کہ ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑنا
اگر خداوند بھی انکے حال پر رحم کرین تو نہ ماننا اور بغیر قتل باز نہ آنا الحاصل ساحرون مین گل جلا جھنکے

ہونے لگے سب نے جی جی کا سامری کے غل مچایا عورتون نے اہل اسلام کے گرد اپنے وارثون کے
حلقہ باندھکر بال کھول کے دعا کرنا اور رونا آغاز کیا کہ یکایک لینا لینا کا شور بلند ہوا اور صبا فوج
کو لیکر حملہ آور جانب کوہ ہوئی اور گہر سلک سحر اس طرح کا پڑھتا تھا کہ عیار سب آپ میرے پاس چلے
آئین آگے بڑھا ہنوز عیارون پر سحر اثر کرنے نپایا تھا کہ دامن دشت پر از غبار ہوا بختیارک نے ہاتھی
پر کھڑے ہوکر کہا ای گہر سلک ٹھہر نا ذرا اس غبار کو دیکھنا اوسنے کہا سب دیکھا ہے اب کچھ دیر مین مطلع
صاف کیے دیتا ہون یہ کہی رہا تھا کہ سامنے سے یہ عالم نظر آیا

**نظم**

زگرد سواران و جوش سران
کے روی خورشید تابان یہ
تو گفتی مگر خاک جوشان شدست
ہر از جنگ سر دل یار کین و زہر
نگارندہ جوئین نگارے ندیم

گرائیدن گرز ہائے گران
سیاہی ہر از اہل اسلام روم
ہوا بر سر او خروشان شدست
بقلب شہ قاسم نیک زاد
زمانہ چو او شہریارے نزاد

دل سنگ خارا ہے پر درمیم
کہ پیدا نبود از پے اسپ بوم
ہمامون کشیدہ تکبیر ز شہر
کیے ترک رومی سر بر نہاد
شہزادہ قاسم نے ہاتھی گھوڑے

دلیران سنکر بہت اپنے تئین قریب اس لشکر غدار کے پہونچایا اور ساحرون کو پہاڑ کیطرف جا دبایا
للکارا کہ باشید ای خیرہ سران بختیارک شہزادہ کو دیکھکر ناچنے لگا اور اذان کہتا تھا کبھی آپ ہی آپ
پکارتا تھا کہ وہ مارا کبھی کہتا تھا ہت تیرے خداوند لقا کی ایسی تیسی کی حرامزادہ مانتا ہی نہین ہم
کہے جاتے ہین کہ مسلمانونکو بہت عاجز نکر نہین سنتا کبھی قاسم کے گھوڑے کی بلائین دور سے لیتا کہ
مین صدقے اس عین وقت پر آنیکے کبھی کہتا تھا قربان اس آنیکے یہ تو اس دل لگی مین تھا ادھر
شہزادہ گھوڑا اڑا الکہ قریب صبا کے پہونچی اوس بیحیا نے چند سحر شہزادہ دلاور پر کیے آخر جب
سحر کو اثر پذیر نپایا گھبرا کر بھاگنے کا ارادہ کیا اور اپنے اژدر سحر پر سے اوڑی شہزادہ نے ہاتھ جو تلوار کا
بلند کیا تھا تیغہ گہر نگار کی اوسپر پڑی سحر پھونک سامنے شاہزادہ کے یہ قحبہ گری اور چاہتی تھی کہ
سنبھلکر [illegible] اترکرون اتنے عرصہ مین اس شیر بیشۂ جلادت نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اوسکا کٹ کر
دور گرا غلغلہ گیر و دار برپا ہوا اوسوقت فوج ساحران شہزادہ پر آگری گھمسان کی تلوار چلنے
لگی اور گہر سلک عین غصہ مین آکر للکارتا ہوا آگے بڑھا کہ اوبے ادب وہ شخص جو مرنا نہین چاہتا ہے
اوسکو تو کیا مرگ سے ڈراتا ہے اور اوسکے سامنے تلوار چمکاتا ہے یہ کہکر شہزادہ پر اوسنے سحر کیا یعنی ایک ناریخ

مارا وہ بسبب تیغہ گوہر نگار خالی گیا شہزادہ نے مرکب اوٹھا اوسکے اژدر سے ملا کر اور تیغہ گوہر نگار کو بتلا کر سر پر اوسکے مارا اشعار

کیا بتاؤن جس قدر اوسکی برش کی ہے صفا
روز میدان سامنے آئے گر اس تن کا عدو
جب کمر سے کھینچ کر مارے وہ اوسکے فرق پر
دھار پانی کی وہین لیٹے زمین فقر کو

کیا کرون مین زور بازو اس قوی تن کا بیان
گوے نہ گردون سا جسکے سر کا ہووے اتفاق
موے سر سے ناخن پا تک نہ ٹھہرے درمیان
کاٹ کر اودھر کو نکلے ہمرہ آسمان

غرض گہر سلاک بجیا لکے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے غرور لشکر کفار مین بلند ہوا شور محشر آشکار ہوا برف برسی آگ برسی آندھی سیاہ آئی صدا پیدا ہوئی صدا ہیرون نے سنائی کہ مارا گہر سلاک کو لقانی کہا اب بندہ کو بھی ہمارے غرور ہوگیا تھا کہ مین مرتا نہین جانتا ہون کیون دیکھا ای بندگان قدرت مس کیا جلد موت قضا اوسکی پیدا کردی دیکھیے ایسا مغرور تھا کہ ہمارے کارخانہ قدرت مین دخل دیتا تھا خداوند نے قضا کی ہو وہ اوسکا قاتل ہی ٹھہرا یہ کہکر لشکر کو للکارا کہ ہان لینا اوس خیرہ قدرت کو کہ بہت بے ادب ہوگیا ہے فوج ساحران و لشکریان شہزادہ قاسم پر ٹوٹ پڑی شہزادہ کی فوج جو ہمراہ آئی تھی تیغ کھینچکر آ گری اودھر عیارون نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ گہر سلاک مارا گیا سرداران اسلام کو اونھون نے ہوشیار کردیا بادشاہ اور تمام سردار اور لشکر پہاڑ کے نیچے اوترے پھر تو لشکر دن مین قیامت برپا ہوگئی اوسطرف وہ فوج جو پتھر کی ہوگئی تھی حالت اصلی پر آگئی اور گھوڑے اوٹھا کر چلی اودھر امیر کشور گیر جو عقب مین اوس زن سحر کے گئے تھے جب وہ زن خوبرو صحرا مین پہونچی ٹھہر گئی اور امیر بھی مرکب پر سے اوترکر اوسکے قریب آئے پر وہ اوٹھکر امیر کے گلے لپٹی اونھون نے اسم اعظم فراموش کیا اور اوس سے اختلاط کرنے لگے اور بسبب بند ہونے اسم اعظم کے مزاج ہمایون پر آلودگی طاری ہوئی مثل مدہوشون کے تختہ سنگ پر لیٹ گئے وہ عورت بھی سامنے بیٹھی رہی اسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ گہر سلاک مارا گیا اسکے قتل ہوتے ہی اوس عورت کے سر مین سے آگ لگی اور جلکر خاک ہوگئی امیر کو ہوش آگیا اور اسم اعظم بھی یاد آیا اشقر پر سوار ہوکر چلے اور دم بھر مین لشکر مین آکر پہونچے نعرہ شیرانہ بلند کرکے تیغہ عقرب سلیمانی کھینچکر گرے اب تو یہ حال ہوا کہ عاملان قضا نے فلیتہ تیغ روشن کرکے آسیب ہستی کو جسم ساحران سے اوتار لیا بڑے بڑے سرکشون کو مار لیا اور یہی عزیمت رکھتے تھے کہ

نقش حیات مٹا دین طلسم اربع عناصر کو بگاڑ دین مربع نشینان انجمن شجاعت نے کوئی کسر باقی نہ رکھی ظلمت زندگی کے قطر کو بگاڑ دین حواس خمسہ کے مخمس کو ترتیب تبدیل کر گئے اس شش جہت کے مسدس مین تمام اپنا علم بلند کیا بہادری کو تعویذ جان بنایا یہ نقشہ ہوا **نظم**

نہ خاکست پیدا نہ دریا نہ کوہ
کہ نگریختن راہ کوتاہ بود
بخستند خرطوم فیلان بتیر
زمین شد بکردار دریائے نیل
زکشتہ چو دریائے خون بد زمین

زبس تیغ داران ارادت گرد
پس شب روا ندر آمد سیاہ
زخون شد در و دشت چون آقم بیم
ہمہ بر گرفتند یکسر خروشش
بہر گوشۂ ماندہ اسپے نزین

عدو سوے لشکرش در راہ بود
ستارہ شد از مہر دہکان سیاہ
سیاہ ماند آمد پس پشت قیل
زمین پر خروش و ہوا پر زجوش
غرضکہ لقا وہان سے بھاگ کر

جانب کوہ عقیق چلا اور اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا یہانتک کہ بارگاہ پر جو قبضہ کفار مین تھی وہان آکر تلوار چلنے لگی بارگاہ مذکور چھوڑ کر سب کافر بھاگے مسلمانون نے اپنے مقام پر قبضہ کیا اور پھر تعقب مین اونکے گھوڑے اوٹھائے میدان جنگی سے گریز کر لشکر لقا کے ڈیرا پر آکر تلوار چلی بڑا معرکہ پڑا آخر تاب مقاومت ساحرون کا فرنہ لا سکے بھاگ کر اندر قلعہ کے چلے گئے امیر با فتح و فیروزی مال عدو کو لوٹ کر پھرے خیام و بارگاہ دشمن جلا دیے اور طبل فتح و ظفر بجایا اپنے یہانکے مقتولون کو اٹھوا کر دفن کرایا زخمیون کے علاج و معالجہ کے لیے حکم دیا شفا خانہ مین بھجوایا پھر بارگاہ مین آکر داخل ہوے شبستان مین محلات مخدرات کو پہونچا کر آراستگی فرمائی بارگاہ مین نصب ہوئی عہد عفو امان کا پکار دیا رعایا اور لشکر فراری آکر آباد ہونے لگے بازارون مین کھما گھم شروع ہوئی سردار غل کر کے بارگاہ مین آکر جلوہ گر ہوے بادشاہ سریر جہانبانی پر تشریف فرما ہوے ساقی و رقاص حاضر ہوے جلسۂ عشرت گرم ہوا عجب سامان عیش و نشاط برپا ہوا **المولفہ**

ہوئی بزم عشرت بزم جم
و فور طلب کا ہی اک مست جوش
خوشی سے ہوے بادہ کش بیش و کم
دلون مین خوشی سے تھا پیدا خروش

اسطرف لقا رنجیدہ و پریشان قلعۂ عقیق مین آکر باغ مین اوترا لشکر دمنی و حشتہ کی چھاونی پڑی اور زخمیون نے فراغ سے شراب و کباب سب ترک کیا اب ان لشکرون کو تو اس حال مین رکھیے لیکن حال افراسیاب بد خصال سنیے

## داستان ہائی بران قید طلسمات سے وحال عیاری عیاران وجنگ

### وحید ال ناظمان طلسم ہوش ربا و نور افشان وغیرہ للمولفہ

چو گفت این نگارندۂ داستان ۔ نویسندۂ نامۂ خسروان ۔ بہ شیرین بیانی و رنگین قلم

چنین کرد این خال را در رستم ۔ نویسندگان داستان عجائب سحران قصہ دلچسپ غرائب نیرنگی بیان

اس طرح دکہاتے ہین کہ افراسیاب خانہ خراب گہر سلاسل کو بہیجکر اپنے باغ سیب مین چلا گیا تہا جب
کچہہ رنج والم اوسکو کم ہوا تو پہر عازم لشکر حیرت ہوا اس طرف چالاک بن عمرو جو بارگاہ مہرخ مین آیا
تہا جب اوسنے سنا کہ خواجہ عمرو بن امیہ پدر بزرگوار قید افراسیاب نابکار سے رہا ہوئے بیتاب بارگاہ سے
اوٹہا کہ مین بہی جاکر کوئی کار نمایان کرون غرضکہ کسی طریقے سے صحرا مین قریب دریاے خون جوان کا حال آگے
ذکر ہوگا لیکن شاہ طلسم جب دریاے سے اسطرف آیا دور سے ایک ساحر پُر وقار کو با تاج شہریاری صحرا مین بیٹہے
پایا اوسی طرف یہ بہی چلا جب قریب اوس ساحر کے پہونچا دیکہا کہ برہمن رویئن تن پیر بہائی حیرا اور کوکب
کا ہی بادشاہ مذکور نے ہنسکر اوس سے پوچہا کہ ای برہمن آپ یہان کیون آگئے ہو اوسنے کہا کہ ای بادشاہ
مین کوکب سے ناراض ہوکر یہان آگیا تہا اب اپنے گہر جانیکو تہا آپ کو آتے دیکہا ٹہر گیا ہون
بادشاہ نے کہا اگر تم اپنے یار وفادار کوکب کو چہوڑکر میرے یہان ہو تو جو کچہہ میرے حاضر ہو اور اگر خوف
نکر دتو کچہہ ہم مین اور اوس مین فرق نہین ہے ایک مکتب کے دو شاگرد ایک گہر کے دو چراغ ایک دہ کے دو باغ
ایک گلبن کے دو شجر ایک شجر کے دو ثمر ہین برہمن نے عرض کیا کہ مجہے آپکی اطاعت مین کیا انحراف تہا
ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۞ یہ کہکر اوٹہا اور قدم پر گرنے چلا بادشاہ نے سر اوسکا اوٹہاکر سینے
سے لگایا برہمن نے منہ مین سفوف بیہوشی پہونکا کہ بادشاہ چہینک مار کر زمین پر گرا اوسوقت برہمن نے نعرہ کیا
کہ منم چالاک بن عمرو اور خنجر کہینچکر چلا تہا کہ سر کاٹ لون اوسوقت پشت پر سے نعرہ ہوا کہ باش باش
ہا ہم رسیدیم صبار رفتار عیار بہی بہت جلد قریب اوسکے پہونچی اور خنجر کہینچکر حملہ آور ہوئی چالاک بہی لڑنے
لگا لیکن صبار رفتار نے لڑتے لڑتے ایک بیضہ بیہوشی کے دفع کا منہ پر شاہ جادوان کے مارا بادشاہ
کو بہی ہوش آگیا چالاک یہ حال دیکہکر جست کنان بہاگ کر درہ کوہ مین مخفی ہوا اور صبار رفتار
نے سب ماجرا بادشاہ سے کہا شاہ نے فرمایا کہ تو نے پہلے بمقابلہ برّان بہی کار نمایان کیا تہا اور
اب بہی وقت پر پہونچی دونون مرتبہ کا انعام تجہکو مین بارگاہ حیرت مین چلکر دونگا کیونکہ دونون مرتبہ
سامری نے تجہکو باعث تیرے بچا لیا اچہا تو جانب بارگاہ ملکہ مذکور چل مین بہی آتا ہون

عیارہ تسلیم بجا لاکے روانہ ہوئی اور شاہ بھی وہی طرف چلا ادہر چالاک فکر عیاری مین ادہر روانہ ہوا اوسکا
بھی ذکر آیندہ کیا جائیگا مگر حال شاہ جادوان بیان ہوتا ہی کہ یہ اوس صحراے نزد سحر گرد ادکنان
لشکر حیرت مین آیا ملکہ حیرت اور مصور و صورت نگار وغیرہ نے بارگاہ سے نکلکر استقبال کیا اور اندر بارگاہ
کے لاکر بعظمت تمام تر تخت پر بٹھایا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ سامری حضور کو ہمیشہ خوشنود دیکھے اول
مرتبہ جو آپ تشریف لائے تھے تو بہت خوش تھے لیکن اسوقت چہرہ حضور کا بہت متغیر معلوم ہوتا ہی شاید
پہلے کوئی تدبیر قتل عمرو نمک حرام روسیاہ ٹھہرائی تھی اب اسمین کچھ فرق پڑ گیا یہ ماجرا کیا ہی کنیزون کو بھی ارشاد
فرمایے کہ آپکی خوشی سے ہم بھی خوشی کرین اور اونکے رنج کے شامل ہین بہر صورت دامن گلہای مراد
و مقصد سے بھرین بادشاہ نے یہ کلمات سنکر آہ کی اور کہا کیا کہون پہلی مرتبہ جو مین آیا تھا تیری
دختر کوکب کو زندان طلسمات مین قید کرا آیا تھا اور اسمرتبہ بھی سامری نے مجھکو بچایا تھا وہ ناشدنی لڑکی
بلای بدبختی بڑی دیر تک لڑی اور بسبب اختر مروارید کے مجھپر غالب آئی تھی وہ تو صبا رفتار عیارہ وقت
پر پہونچی اور اوسنے بیہوش کیا مین اوسکو قید کرا آیا اب مرغ سحر چشم جو اوسکی بڑی حمایتی اور طرفدار ہی
اور کوکب روشنضمیر باپ اوسکا اوسکو ایک داغ تازہ مینے دیا ہی دیکھون تو کیونکر وہ میرے زندان
طلسمات سے چھڑا لیجاتا ہی اور میرا کیا کرسکتا ہی جب تو بڑی آن بہت اوچھلتی پھرتی تھی ویسا ہی مینے
اوسکو قید کیا ہی اب دم مجھ سے عمرو کا بھرنا اوسکو معلوم ہوگا خیر یہ باعث تو میری خوشی کا تھا لیکن اسوقت
جو مین ادہر آتا تھا تو راہ مین اسطرح برہمن بنا ہوا چالاک بیٹا عمرو کا مجھکو ملا اور اوسنے مجھکو بیہوش کر دیا
چاہتا تھا کہ قتل کرے آج بھی صبا رفتار عیارہ وقت پر پہونچی اور اوسنے میری جان بچائی مین سچ
کہون یہ چالاک وہ عیار ہے کہ اسنے میرا پیچھا لیا ہی نیلم کوہ سے اس مقام تک بہت عیاریان اوسنے
مجھسے کین سلیمان جادو کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا سلطان و سرشار وغیرہ کو مقام پر عیاری
کرکے مجھکو ذلیل کیا ہمیشہ [illegible] ارکو اوسنے مارا جب مین اس چالاک کو دیکھتا ہون خون آنکھون مین اوتر آتا ہے
اور وہ بھی ایسی بر[illegible] عیاری کرتا ہی کہ سامری مجھکو بچاتا ہی یہ کلمات جو زبانی شاہ ملازمان ملکہ نے سنے
کہا حضور پر سے تصدق اترو واقعی موے دشمن تو لگے ہی رہتے ہین سچ ہی سامری جمشید شہنشاہ
کے آڑے آجاتے ہین آج جو کچھ نہ صدقہ اوتارا جاے وہ کم ہی حیرت نے یہ سنکر حکم دیا کہ اوسے تصدق کے
لٹاو لنگر جاری کرو سب سامری کی آتیت نجمن کرین حسب الحکم ملازم عمل مین لائے تو جتنے

لازم تھے سب صدقہ اوتارنے لگے کوئی تیل ماش لایا کوئی سکھ صدقے کے لایا حیرت نے بُرّان کی قید ہونے کی بھی خوشی کی ارباب نشاط کو بلوایا جام شراب سرخ گردش میں آیا سب مصروف عیش و نشاط ہوئے اہلکار لشکر مہرخ کے جو ہر خبر یہان حاضر رہتے ہین وہ جملہ ماجرا معلوم کر کے سامنے مہرخ کے آئے یہان رہائی پانیسے خواجہ عمرو کے ہر ایک خوشنود تھا جلسہ عشرت جمع ہوا تھا جام شراب ناب جان تھا ناچ ہوتا تھا کہ اہلکارون نے آکر مجرا گاہ سے تسلیم کی اور دعا و ثنا سے بادشاہی بجا لائے کہ **نظم**

ناخن تدبیر غنچوں کے گانٹھیں کھل گئیں
کوئی شکستہ حال بجز توبہ خمار

تیری سخا جو بادِ سحر کی نمود سے یار
برساترا سحاب کرم پانی نہین کا آب

سخانۂ جہان مین کرم تیری نہین
ہوتا ہی سنگ آتش یاقوت آبدار

بعد اداے دعا و ثنا جملہ ماجرا جو زبانی شاہ جادوان کے سنا تھا عرض کیا اس خبر کے سننے سے
ہر اک بدحواس ہوا طاری عالم یاس ہوا جلسۂ عشرت درہم صحبت عیش برہم کہ **اشعار**

ہوئی وہ بزم شادی بزم ماتم
بدن مین یک بیک آئی حرارت

غمگین خانۂ دل ہوگیا غم
ہم ملتے تھے سب افسوس سے ہاتھ

شرار غم نے کی آخر شرارت
تھے ناگاہ اس کے کیا ہی یہ بات

برق و ضرغام عیار بھی یہان موجود تھے جب انھون نے مہرخ و بہار کو روتے دیکھا بہت بہت انکی تسکین و دلداری کی اور کہا گھبراؤ نہین ہم ہمیشہ سے کہتے آئے ہین کہ مرنا برحق ہی کوئی قیامت تک زندہ نہین رہا ہے پھر غم کیون کرین ہان غم اسوقت کرنا چاہیے کہ جب بیعزتی کا سامنا ہو اور یہ تو امر ایسا ہے کہ نام کر کے مرجاے پھر یہ مرنا تو زندگی جاوید موجب طیبت

کہان ہین شجاعان خنجر گذار
فقط نام نیک رہا ہے یادگار

بلکہ ہم چاہتے ہین اور ہو سکتا ہی تو بُرّان عالیشان کو رہا کر کے لاتے ہین یہ کہکر دونون عیار طرار قطورے اور بیتا دے باہناے عیاری سے آہستہ ہوکر روانہ ہوے ابھی خواجہ عمرو جو رہا ہوے ہین تو بارگاہ مین داخل نہین ہوے ہین انکا حال بیان ہوگا لیکن یہ دونون عیار جب بارگاہ سے اپنی باہر نکلے آپس مین مشورہ تدبیر ہوئی کہ بھائی خدانخواستہ اگر بُرّان زندان مین ہلاک ہوگئی تو بڑی بدنامی ہمارے واسطے ہوگی اس جینے پہ ہمارے لعنت ہی کہ دوست اور طرفدار ہمارا زندان مین پڑے مرجاے اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے بس لازم ہی کہ نظر بعنایت رب اکبر کر کے مردانہ وار کام کرین اور دامن مضبوط باندھکر آتش مرین آگ اگر ہو تو اوسمین بھی گر پڑین اور ملک الموت کا بھی سامنا

تو نہ ڈر مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ⁂ بے موت آئے اور زیست کے دن پورے کیے کوئی
مرتا نہیں یہ ہم خوب جانتے ہیں السعی منی و الاتمام من اللہ ہمت مردان مدد خدا پہلے چل کر ملکہ حیرت بدبخت
کی بارگاہ میں ٹھہریں اور ذکر مذکور سنیں دیکھیں کہ کیا کیفیت ہے پھر وہاں سے پتہ لگا کر زندان کی طرف جائیں
یہ مشورہ کر کے دونوں الگ الگ روانہ ہوے اوّل حضرت ضرغام شیر دل ملکہ حیرت کے لشکر میں ایک
ساحر کی ایسی صورت بنا کر آیا اور ہر طرف جویا اپنے مطلب کا پھرنے لگا یہاں دیکھا تو لشکر ناظمان طلسم
کوسوں تک دوڑتا ہوا ہے بڑی گھما گھمی ہے حال اس لشکر کی زینت کا اوّل بیان ہو چکا ہے فی الجملہ لشکر میں
بھی وہی کیفیت ہر ایک لشکری کی زبانی سننے میں آئی کہ اس طرح بُران شاہ سے لڑائی ہوئی اور عیار بیہوش کیا
اب وہ قید زندان طلسمات ہے بعض ساحر کہتے تھے کہ بھائی اب چھوٹنا بُران کا دشوار ہے بعض کہتے تھے
کہ ابھی ایسے تماشے تو ہزاروں مرتبہ دیکھ چکے ہیں سن لینا کہ عمرو عیار رہا ہو چکا ہے وہ زندان طلسمات
میں پہونچ گیا اور بُران کو چھڑا لیگیا بعض کہتے تھے کہ یہ تم بیکار کہتے ہو اگر ایسا ہی عمرو ہوتا تو اسد
کو آج تک گنبد نور سے چھڑا نہ لیجاتا غرض عیار مذکور یہ باتیں سنتا اور دل میں کہتا کہ بارگاہ حیرت کے اندر
چلکر ٹھہرو اور ایکدن کسی ترکیب سے یہاں رہو شاید کوئی محافظان زندان وغیرہ کے پاس سے نامہ وغیرہ
آئے نامہ بردار کے ہمراہ شاید جانا ہو جاے یہ تجویز کر کے جانب بارگاہ ملکہ حیرت آیا یہاں ہجوم بادشاہ وغیرہ
ٹھہرے ہوے تھے بڑا اژدحام تھا اور متصل خیام و بارگاہ حیرت اہل عملہ کی بارگاہیں اور خیمہ وغیرہ
استادہ تھے کہیں امرا و وزرا کی بارگاہیں کسی جا شکوہ زرین قبا اتری تھی ایک سمت کو بارگاہ ملکہ
یاقوت جو دوسری وزیرزادی حیرت کی ہے قیام پذیر تھی عیار مذکور یاقوت کی بارگاہ کے قریب آکر
بارگاہ حیرت میں جانیکی فکر کرنے لگا اور وہاں استادہ ہوا اور پہرے چوکی کے لوگ در بارگاہ پر جو
بیٹھے تھے اونسے ساز کرنیکا ارادہ رکھتا تھا ناگاہ زنانی ڈیوڑھی کا پردہ اوٹھا کر ایک خواص نے
جھانکا اور کہا [illegible] یہاں کوئی ارسام بن مریم کا بھیجا ہوا آدمی آیا ہے ضرغام پہلے تو چپ رہا
کہ دیکھوں کوئی [illegible] اب بتاتا ہے یا نہیں جب کسی نے جواب نہ دیا اوسوقت دوبارہ اوسکے پکارنے پر آگے ہو کر کہا
حضور میں تو پہرے سے یہاں کھڑا ہوں کوئی میری خبر ہی آپ تک نہیں کرتا ہے اونے کہا تم ارسام بن مریم کے
یہاں جو توشکخانے کے داروغہ ہیں اونکو پہچانتے ہو اور اونکے بیٹے کو جانتے ہو اونے کہا کیا خوب میں اونکا
لڑکپن کا ملازم ہوں اور میں ہی نہیں پہچانتا حضور میں وہ تو دن رات ایک جا رہتے ہیں بلکہ میں تو اسے

ہون کہ وہ مجھپر بڑی عنایت فرماتے ہین اور مجھ سے سب ملازم جلتے ہین خار کھاتے ہین اور مین تو
ایک جان دو قالب ہین اس عورت نے یہ باتین سنکر کہا اچھا آؤ پردے کے پاس آؤ وہ عیار آگے بڑھا تھا کہ دربان
نے کہا بی سیوتی کیا تمھاری بُری عادت ہے کہ ہر ایک کو پردے کے پاس بلاتی ہو انکو پردے کے پاس نہ بلاؤ سرکار
کا غصہ جانتی ہو اور پھر وہی بات کرتی ہو اونکا حکم ہے کہ کوئی زنانی ڈیوڑھی کے پاس نہ آئے نہ کوئی عورت
مرد سے وہان بات کرے بات کرنا ہے تو ہم ہٹے جاتے ہین آپ باہر آکر بات کر لین آپکا کچھ نہ جائیگا ہمپر خفگی
آئیگی جرمانہ ہوگا یا نوکری جائیگی۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ عورت خواص اپنے جامے سے باہر ہوگئی اور کہا تو جیا
مین کسی بھڑوے چھنال سے دبنے کی نہین کیا مجھکو ان موے روئون نے چھنال مقرر کیا ہے جو بات
کرنیکی ممانعت کرتے ہین اپنا بہروہ مجھی پر توجتاتا ہے جسمین یہ معلوم ہو کہ ہم بھی کوئی ہین ع ہم بھی ہین پانچوین
سوارون مین ٭ ارے موؤ اپنے حواس درست کرو منہ ہو اونچے کسی بھڑوے چھنال کا ڈر ہے جو یہان بات
نہ کرون مین کیسی ماما یا مغلانی ارے غیرے پچکلیان کی نوکر نہین ہون اور نہ کسی کی لونڈی ہون
مین ایسے کی نمک پروردہ ہون جو غیرت کی روح و جان ہے تم سب جب چاہو آزما دیکھو اپنے اپنے جی
کا ارمان نکال لو جو تمھارے جی مین ہو نیک بد اچھی بُری جو چاہو وہ میرے لیے ملکہ سے کہلا بھیجو یا خود
کہو دیکھو تو کرا دھکا کیا ملتا ہے اور میرے لیے سزا جرمانہ گھڑکی جھڑکی ہوتی ہے یا تم سب پر خفگی آتی ہے
کہو تو ابھی تم سبکو نکلوا دون مینے ہزار بار کہا ہے کہ ذرا میرے مُنہ نہ لگنا کیا تمنے مجھکو کوئی ونڈو گھسڑو
مقرر کیا یا دلگی باز بنایا ہے کہ میرا صاحب اسی بہانے سے لاؤ اسکو بکواؤ اے مین بھی اپنے نام کی ہون تو
جاؤ بھڑوو تمھاری ایسی تیسی کی آج جو تمھاری گت نہ بنوائی تو نام اپنا بی سیوتی نہ پایا یہ کلمات سنکر
آپسمین سب چپکے چپکے دربان کہنے لگے کہ ارمیان تمنے ناحق اس جھاڑ کے کانٹے کو اپنے پیچھے لگایا اس سے
ڈرنا ہی چاہیے اگر یہ کچھ مالک سے لگا دے اور وہ بڑی ملکہ سے کہین تو بیشک بیعزت ہو کر ہم سب نکالدیے
جائین غرض یہ باتین آپسمین کرکے گویا ہوے کہ بی سیوتی صاحبہ تم جیسے ملکہ کے تابع فرمان ویسے آپ کے
آپ جسکو چاہین اندر محل کے بلا لیجائین ہمنے تو ایک قاعدے کی بات کہی تھی آپ ہی کے لیے اسمین بہتری
تھی آپ خفا نہون جو مزاج مین آئے وہ کیجیے یہ کہکر عیار سے کہا یہان جاؤ پردے کے پاس جو بی صاحبہ
فرمائین وہ سن آؤ حضر غلام فوراً سب ڈیوڑھیان طے کرکے قریب پردے کے پہونچا اس رنڈی
نے پردے کے اندر اپنے پاس بلا لیا اوسنے وہان جاکر دیکھا تو گھونگھٹ زنانی ڈیوڑھی کے

پردے کے پاس عقب مین بنا ہی اوس طرف محلات کی عورتین بولتی ہین گھما گھمی کی صدا آتی ہی اور پاس وہ نازنین عنبرین مو کھڑی ہی یقین تھا کہ یہ بیہوش ہو جاے وہ اوسکی سادی سادی وضع غارتگر صبر و شکیب بیک کرشمہ عجب تھا جو دل کھو جائے اپنے سے پرایا ہو جا سبزہ رنگ جٹی بھوین ایک سے ایک کھتی حسن بھری دو سری طایر دل کے صید کرنے پر جتی ہوئی چہرہ مین وہ نمک کہ جان شیرین عشاق فدا کرین بوسہ نمکین کا مزا تمام عمر نہ بھولے کانون مین ایک ایک بالا لاپڑا بالا بالا گال پر ہلکر مزے اڑاتا ناک مین کیل حسن و عشق کے مقدمہ مین وکیل سینہ ابھرا ہوا اچھا تونگے ابھارون کا دلمین سوراخ کرنیکا ارادہ بیٹھ وہ نرم گل سا کمر نازک کولے قطعدار پیڑو ابھرا ہوا رانین بھری بھری گول پانچے کی ڈھلی پائجامہ گلبدن کا لچھے دار پہنے پائنچا سے گلابی پیر پڑے مہین شبنم کا چنا ہوا دوپٹہ ہلکا پیازی رنگا ہوا اوڑھے موقع دستاب ہلکا ہلکا زیور پہنے نزاکت سے ہر بار تیوریون پر بل ڈالتی ع ۔ حقیقی
دیار حسن و وضع کی شاہ تھی آسمان دلبری کی ماہ تھی مسدس

| | |
|---|---|
| شکل اوس گل کی نظر آگئی بھولی بھولی | پیاری باتون سے گرہ غنچہ دل کھولی |
| وہ پہیلی وہ جگت اور وہ بولی ٹھولی | چست انگیا کی کٹوری تھی تو اونچی چولی |

| |
|---|
| نیچی آنکھیں صفت نرگس بستان ہر دم |
| غنچۂ گل کی طرح سر بگریبان ہر دم |

| | |
|---|---|
| عضو ہر عضو سے کہتا ہی کہ یکتا ہون مین | بند سے بند کا ہے قول کہ فتنہ ہون مین |
| ہی ہتھلی کا اشارہ ید بیضا ہون مین | لب سے لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہون مین |

| |
|---|
| رمز آنکھون کا کہو نرگس شہلا ہمکو |
| قول زلفون کا کہو ہے دوبالا ہون مین |

اس برقوش نے جب دیکھا کہ ضرغام پاس اوسکے آیا تو ہنسکر کہا کہ ارسام بن مرسہم جادو خیمہ مین اپنے جو رہتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی مین جانتی ہون کہ وہ ذات رنڈی بازی کرتا ہوگا ہر روز نئی رنڈی مبتلا رہتا ہوگا ضرغام سوچا کہ یہ رنڈی معلوم ہوتی ہی کہ اوس نطفہ حرام ارسام سے آشنائی رکھتی ہی اوسی کے خیال مین فرق رہتی ہی اور اوسیکا آدمی مجھکو سمجھکر اسنے بلایا ہی تو بھی ایسی باتین کرکہ اسکو یقین اوسکی ملازمت کا آجاے یہ سوچ کر اوسنے بناوٹ کرکے کہا کہ اے بی بی جو تمھارا جی چاہے وہ تہمت اس بیچارے پر رکھو وہ تو

ایک ہی لکیر کا فقیر بنا ہوا بیٹھا رہتا ہے نہ گھر سے کہین آئے نہ جائے نہ کسیکو بلائے ہنسنے تو آج تک کسی سے
ہنسکے بھی بات کرتے نہین دیکھا اس قتالۂ عالم نے کہا تم تو اوسکی دوستی کی ایسی کہو ہی گے وہ حرامی ایکہی
مستغنی ہے یہان میرے پاس جب تیسوین پانچوین آتا ہے تو ہر ایک خواص کو ہماری ملکہ کی دیکھہ دیکھہ کے
سسکیان بھرتا ہے میری آنکھونکے سامنے ہائے جانی کہتا ہے اور لگاوٹین کرتا ہے تینے کہا اور بیٹے ماما
کہ اب وہ دھودھا کے مصلے پر چڑھا ہے بھلا تم تو کہتے ہو کہ مین اوسکا مدت کا دوست ہون یہی بتاتے ہو
سچ کہو کہ وہ ہمارے یہانکی کیا باتین کرتا ہے کبھی میرا ذکر کرتا ہے مجھکو یاد کرتا ہے یا یہان کی خوشبو کا
نام لیتا ہے ضرغام نے کہا صاحب مین کسکا نام لون اب تم میرا کہنا تو مانتی نہین ہو اور میری یہ طاقت نہین جو
مفصل حال کہون یہ سنکر اوسنے کہا تمہین میرے سر کی قسم تمہین اپنے ایمان کی قسم تم جسے پیار کرتے ہو جسے چاہتے
ہو اوسی کے سر کی قسم میرا کہا اوٹھا کے میرا مردہ دیکھے جو سچ نہ کہے وہ یہان کسکو پیار کرتا ہے چھپاؤ
نہین تمہین ڈر کسکا ہے مین تو تمھارے پاس کھڑی ہون وہ تمھارا کریگا کیا کوئی خدا ہے جو روٹی تمہین
نہ ملیگی ایمان خود جبتک مین زندہ ہون تمہین کوئی تکلیف ہوگی ضرغام نے کہا آپکی عنایت ہے
اور سامری کے فضل سے مجھے کچھ اسکا خیال نہین لیکن کیا کہون ایک کی تو جان جاتی ہے اور آپ
یہ باتین بناتی ہین اوسنے کہا اوچھا جی مین اب سمجھہ گئی سامری کی قسم جھوٹ جمشید کی قسم رتی بھر
سچ نہین ایسی ہی کوئی حرامزادی ہوگی جو اوسکی دوستی کا اعتبار کریگی اگر وہ میرے گھر پر چلتا اور
رنڈی بازی کو آگ لگاتا تو دیا جہین گراتی وہ بھی یاد ہی تو کرتا لالونکا لال رہتا اوسکو کس بات کی کمی
رہتی وہ تو اسکو عارضہ کمبخت چھنالیکا ہے جیسے بدکار کو لیکا ہو ہے اچھا تو تمکو کیون بھیجا ہے اوسنے کہا آج
میری خیتین کہین کہ تم ذرا جا کر ادہر اودہر دیکھہ بھال کے کوئی آدمی محل کا ملے تو اوسکی خیریت مجھے لا دو
اوس آفت جان نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا خوب اب بھی ناحق مجھ نگوڑی کی یاد آئی ارے کمبخت کو
میرے کہے پر کیون نہین چلتا گھر مین وہ بیٹھے تو مین اوسکی لونڈی بنی رہون ہر وقت پاس
رہون کوئی دم جدا نہون اچھا تم اب جا کر یہ کہو کہ اس بارگاہ کے پیچھے ایک آمونکا باغ ہے اوس
باغ سے نکلکر ایک فصیل ہے اوسکے کنارے کٹہال کا درخت ہے وہان آ جائے اوسے مجھسے دو دو باتین کرے
اگر میرا کہا ماننے کا اقرار کرے تو خیر نہین مین کہان اور وہ کہان ضرغام نے کہا نہین تم ایسی
باتین نکرو وہ تمھاری درد جدائی مین مرتے ہین ہر وقت اوسکا یہ حال ہے آہ بیات

| | | |
|---|---|---|
| قابو مین نہین ہے یہ دل زار | آنکھین ہین ہر ایک زرد رخسار | فرصت نہین نالہ و فغان سے |
| کہتا ہے وہ کچھ کہ کچھ زبان سے | ہر وقت ہے بیخودی کا عالم | اب قول یہی ہے اونکا ہر دم |
| الفت تجھے خوب جانتا ہون | ای حضرت عشق مانتا ہون | وہ گلرو یہ سنکر باغ باغ ہو گئی |

اور کہا اچھا تم جاؤ اور اس بیوفا کو جان کا سینے پتہ دیا ہی لے آ ضرغام نے کہا پھر تم کتنی دیر مین
آؤ گی اوس نازنین نے کہا مجھے کیا دیر ہے تم گئے اور مین وہان تمھارے جانیسے پہلے آجاؤنگی ضرغام
یہ سنکر اوس سے رخصت ہوا اور پشت بارگاہ پر آکر آمونکا باغ سے نکل کر جھیل کے کنارے کچنال کے
درخت کے تلے کھڑا ہو رہا دم بھر کے بعد سرو خوش رفتار خرامان خرامان بناز و ادا سامنے سے پیدا ہوئی
اور پکاری کیون جی کدھر ہو ضرغام نے اونگلی اپنے لبون پر رکھکر پشت بارگاہ کی طرف اشارہ کیا
کہ ذرا دیکھ بھال کے آگے پیچھے بات کرو وہ گلفام اس اشارے سے جھجکی اور سمجھی کہ کوئی میرے پیچھے کھڑا ہے
یہ سمجھکر اوسنے پیچھے پھر کر دیکھا اور چار طرف دیر تک دیکھا کہ ضرغام اس عرصہ مین پاس اوسکے آگیا اور اوسکے پھیرنے مین
گیند ماری وہ ادھر پھری تھی کہ حباب بیہوشی مارا وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گئی اوسنے اوسکے کپڑے لیے اور
اوسکو لیجا کر ایک غار مین ڈالدیا آپ رنگ و روغن عیاری کا نکالکر اوسکی ایسی صورت بنا اور وہان سے روانہ
ہو کر سیدھا اندر بارگاہ ملکہ یاقوت کے آیا دیکھا کہ ہر سمت خیمون مین ہر ایک محل کی عورتین بیٹھی ہین
کوئی اپنا سنگار کرتی ہے کوئی مسی لگاتی ہے کوئی طوطی کو جمشیدجی پڑھاتی ہے کوئی کھانا پکانیکی فکر مین ہے کسیکا
مہمان آیا ہے اوسکی خاطر مین مصروف ہے پلنگڑیان بچھی ہین چوکے تختے لگے ہین مامائین ہر ایک کے باورچیخانہ کو
گرم کر رہی ہین یہ کنیزون اور خواصون کو تجویز کرکے اونکے پاس گیا اور کہا ہماری بی بی ملکہ یاقوت
کیا دربار مین گئی ہین اون لوگون نے کہا ای سیوتی کیا تو نے کچھ نشہ کھایا ہے ملکہ عالم تین دن سے درد سر مین
پڑی لوٹ رہی ہین کئی دفعہ تجھکو پکار چکی ہین کہ ارے صندل ذرا سا رگڑ کر لگا دے تو نہین معلوم کہان
جا کر بیٹھ رہی تھی تجھے کچھ فکر نہین ہے یہ کہہ رہی تھین کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ ارے سیوتی موئی ذرا
یہان آکے پنکھا جھل کہان تو اوڑ گئی ضرغام نے یہ سنکر کہا ای بی بی قربان گئی مین آئی اور دوڑ کر
اودھر گیا دیکھا ایک پلنگڑی پر ملکہ یاقوت جادو صندل لگائے پڑی ہے نیچے پلنگ کے مسند بچھی ہے
چنگیرین چوگھڑے وغیرہ سامان عشرت و آرایش دھرا ہے اور یاقوت اوٹھ اوٹھ کے درد سر سے کراہ رہی ہے
ضرغام نے سرہانے آکر پنکھا ہاتھ مین لیا اور کہا ای میری بی بی تمھارے صدقے کیا کہتی ہو ملکہ نے

کہا ابتو کچھہ نہین کہتی صندل لگانیکو پکارتی تھی وہ کوئی اور آکر لگا گئی ای سیوتی اب ترا دینے والی ہوگئی
نہین معلوم کہان اوڑ گئی تھی ضرغام نے کہا بی بی مین تو ادہر ہی ادہر تھی اور تو کہین نہین گئی تھی
اب حاضر ہون کہین نجاؤنگی فرمائیے جو کچھہ فرمانا ہو ملکہ نے کہا اچھا تو حاضر رہ اور کسی ماما کو بارگاہ حیرت مین
بھیجکر دریافت کرا کہ شہنشاہ ساحران بارگاہ حیرت مین ہین یا تشریف لیگئے اور ملکہ مذکور مجھکو تو یاد
نہین کرتی ہین سیوتی نقلی نے یہ سنکر چند کنیزونکو حکم دیا کہ جاکر خبر لاؤ وہ حسب الارشاد روانہ ہوئین اور
وہانسے پھر کر آئین کہا حضور بادشاہ عالم پناہ ابھی بیٹھے ہین اور از بسکہ ملکہ بُران سے اور جہان پناہ
سے سامنا ہوا تھا اور بُران غالب آئی تھی اور صبا رفتار عیارہ نے آکر اوسکو بیہوش کیا اور
دوبارہ عیارہ کے ہاتھ سے شہنشاہ کے دشمنونکو زک پہونچی اور سامری نے بچالیا تو اب جتنے ملازم
شاہی ہین اور ملازمان ملکہ ہین وہ سب تصدق بادشاہ پر سے اوتار رہے ہین ضرغام نے سارا حال
بران و چالاک کا بصورت سیوتی اونکی زبانی سنا اور ملکہ یاقوت نے یہ خبر سنکر فرمایا کہ ہمارے یہانسے
بھی پانچ سیر تیل مین بھر ماش سو روپیہ کے ٹکے سینی مین لگا کر بھجوادے اور جو لیکر جا میری جانب سے
بعد آداب و تسلیمات کے عرض کرے کہ لونڈی کے سر مین شدت سے درد ہو ورنہ مین حاضر ہوتی
اب کچھہ حواس درست ہون اور یہ تصدق اوتر جا تو حاضر ہون کہ سیوتی یہ سنکر حیران ہوئی کہ مین روپیے
اور تیل ماش کس سے مانگون لیکن اور کنیزون نے آپ ہی کہا کیون بہن سیوتی تم کہو تو ہم تصدق کا سامان
لے آئین سیوتی نے کہا اب پوچھنا اسکا کیا ملکہ تو فرما چکین مجھہ نگوڑی کا بھی کچھہ کہنے مین کہنا ہے کنیزین
یہ سنکر روانہ ہوئین اور سات سینیون مین ماش اور سات سینیون مین سو روپیہ کے ٹکے اور ایک بڑے بادیہ
مین پانچ سیر تیل بھر کر سب پر خوان پوش ڈالکر سامنے لائین سیوتی نے کہا مزدورنیونکے سر پر رکھواؤ
اور لیکر سامنے حضور عالم کے جاؤ تصدق اوتروا دینا اور جو کچھہ ہماری حضور نے فرمایا ہے عرض کرکے جلدی
چلی آنا دیر نہ لگانا کنیزین وہ سب سامان مزدورنیونکے سر پر رکھوا کر روانہ ہوئین اور بارگاہ حیرت مین آئین
سامنے افراسیاب کے وہ تصدق رکھا اور ملکہ حیرت کو تسلیم کرکے ٹھہرین شاہ نے اونکو دیکھکر حیرت سے پوچھا
کہ یہ کسکے علاقے کے لوگ ہین جو تصدق لائے ہین حیرت نے کہا قربانت شوم ملکہ یاقوت جادو کی یہ سنکر کنیزون
نے پھر کر عرض کیا کہ ملکہ یاقوت نے تسلیم عرض کی ہے اور کہا ہے کہ کنیز کے سر مین شدت سے درد ہے ذرا درد
مین تخفیف ہو اور طاقت اوٹھنے کی پاؤن تو نذر فتح لیکر حاضر ہون افراسیاب نے کہا اچھا یہ تصدق

باعث دوا اور یاقوت کو میری طرف سے دعا کہدینا اور فرما دینا کہ نذر تیری سرکار نے معاف فرمائی سامری
تیرا درد سر دور کرے یہ مرحمات سلطانی جو حیرت نے اوسکے حال پر مبذول از جانب شاہنشاہ دیکھی غنچہ سیرا
ہوئی کہا شہنشاہ یاقوت و زمرد دونوں میری جان نثار ہیں اور خیر خواہ ہیں جو کام دولتخواہی اور
دلسوزی کا یہ دونوں کرتی ہیں اوسکی کیا کہ امید مجھے ان دونوں سے ہے اپنے پیٹ کی اولاد سے
نہیں حضور بھی کسیکو خبر کے لیے اونکے پاس بھیجدیں تو بہت انسب ہے ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را
بادشاہ نے فرمایا کہ بعد برخاست دربار مین خود اوٹھکر اوسکے دیکھنے کو جاونگا حیرت نے یہ سنکر بادشاہ
کی گردن مین ہاتھ ڈالدیے اور کہا یہ مکان کسکا ہے اور وہ مکان کسکا ہے سب گفتنی نے حضور ہی کا ہے
اگر آپ تکلیف فرماینگے تو کنیز پروری اور عین بندہ نوازی ہے اوسکا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو جائیگا آبرو بڑہ جائیگی اور
آپکی کسر شان نہوگی بلکہ باعث بلند حوصلگی اور افتخار ملازمان ہوگا کہ شہنشاہ کیا رفیق پرور ہے کہ اونے
لونڈی کی عیادت کو چلا آیا افراسیاب نے کہا اچھا پھر دربار برخاست کرو ملکہ نے کہا شام ہی قریب ہے
ایکمرتبہ دربار برخاست ہوگا یہ کہکر کنیزان یاقوت سے کہا جاکر خبر کرو کہ حضور طلسم پناہ برائے عیادت تشریف
لاتے ہیں کنیزیں یہ سنکر جلد خدمت یاقوت مین آئین اور سیوتی سے کہا بی بی سے عرض کرو کہ بادشاہ
مع حیرت کے آپ کے دیکھنے کو تشریف لاتے ہیں یاقوت جو لیٹی ہوئی تھی اوسنے پوچھا کیا ہے
سیوتی نے عرض کیا کہ شہنشاہ آتے ہیں یہ سننا تھا کہ وہ گھبرا کر اوٹھ بیٹھی اور کہا اری سیوتی تجھے
خدا کی مار موئی غارت ہوئی مالزادی ارے جلدی فرش وغیرہ آراستہ کر کیوں میری ناک کٹوایا چاہتی ہے کشتیان
نذر کے لیے جواہر کی لا تو تو ایسا بیٹھی ہے جیسے چہلے کی بھینس ارے موئی تو اٹھ کیوں جاتی ہے مالزادی
گھورتی ہے یہاں مسند بچھا کر تکیے گرد میرے لگا دے کہ مین بھی پلنگ سے اوترکر بیٹھوں یہ حکم سنکر ضرغام
نے کنیزان دیگر سے زبانی ملکہ حکم درستی اسباب عیش و نشاط دیا اونھون نے جلد جلد کشتیان شراب کی قرینے
سے لاکر چنیں اور فرش مکلف آراستہ کیا مسندیں بچھا دیں فرش کی آرایش دیکھکر اطلس سرخ شرم
سے عجب نہیں جو قطع ہو جاے مسندوں کے بوٹوں پر بہار گلشن عالم کا رنگ پھیکا نظر آئے شیشہ آلات جا بجا
آویزاں کیا اوس بارگاہ کو نور افشاں کیا چنگیریں اور میووں کی ڈالیاں گلدستہ وغیرہ سامنے رکھے
فرش کے گرد گلدستہ لگا دیے بارگاہ کا حسن مثل شاہد حسین و جواہر پوش تھا بناو سنگار کیے برنگ
عروس شب اول نشہ حسن سے در و دیوار خود فراموش تھا یہ سامان تھا کہ گلشن جنت وہ ایوان تھا مسند حس

نور کا ایک وہ خیمہ بھی بنا تھا زیب — برج مہتاب سے دیکھے تو کہے صل علے
فرش گلرنگ تو پردون مین بنا کار طلا — سیج پھولون کی بچھی وہ کہ گل عیش کھلا

سبز شیشے مے گلگون سے بھرے رکھے تھے
ہار پھولون کے چنگیرون مین دھرے رکھے تھے

اسی آرایش و زیبایش کرنے مین وہ دن بھی تمام اور خیمۂ زہرین چاندنی کا فرش بچھا آمد خسرو ماہ بارگاہ آسمان مین ہوئی کہ

**نظم**

فروغ مہر نے دامن اوٹھایا — ہجوم شام کا اک رنگ آیا — جبین شمع سے پیدا کیا نور
ہوئی روشنی مین قرب اور دور

شام ہوتے ہی بادشاہ دربار سے اوٹھا حیرت نے دربار برخاست کردیا آپ بھی مع چند کنیزان زرین پوش کے جانب بارگاہ ملکہ یاقوت ہمراہ بادشاہ روانہ ہوئی زمرد جادو دوسری وزیرزادی بھی ساتھ چلی یہ سب جب اُس بارگاہ مین پہونچے سیوتی یعنی ضرغام نے آرایش کرنے مین بارگاہ کے اپنا کام ہی کر رکھا تھا یعنی یاقوت کو تو مسند پر تکیہ لگا کر بٹھلا دیا تھا اور کئی خوان اشرفیون روپیہ وغیرہ کے لاکر رکھے تھے لیکن چنگیرین اور پھولونکی ڈالیان میوونکی کشتیان شراب کی گلابیان سب آغشتہ بہ داروے بیہوشی کردی تھین اور پھر اک چیز کو اپنی دستکاری سے عطر بیہوشی سے معطر کیا تھا اور شراب کو اولٹ پلٹ کرکے مخلوط بداروی بیہوشی کیا تھا غرض ایک لوٹا خلخہ کا بیہوشی بھرا تیار کرکے سامنے کو رکھا تھا کہ اس اثنا مین بادشاہ تشریف فرما ہوا یاقوت ہر چند کہ علیل تھی لیکن بنا بر تعظیم بادشاہ و ملکہ عالم پناہ اوٹھ کھڑی ہوئی اور جھک کر مجرا کیا افراسیاب نے اور حیرت نے کہا اے یاقوت بیٹھ جاؤ تعظیم معاف یاقوت نے کہا مین ادنی کنیز حضور کی ہون کیا مجال جو بیٹھ سکون شاہ طلسم اور حیرت دونون مسند پر آکر جلوہ گر ہوے اور اشارہ کیا کہ اے یاقوت ابتو اپنے عہدے کے موافق بیٹھو یاقوت سلام کرکے ایک گوشہ مین بیٹھ گئی نو کشتیان جواہر اور اشرفیون کی سیوتی نے یاقوت کی طرف سے پیش کین شاہ نے ہر چند فرمایا کہ اے یاقوت بیٹے نذر تجھے معاف کی یاقوت نے نہ مانا اور بہت کچھ عذر کیا اور کہا مین ذرہ پروری آفتاب سپہر سلطنت کی ہے جو یہ قبول فرمائی جائین شاہ نے وہ نذر لیکر حیرت کی خواصون کے سپرد فرمائی اور نذر قبول کرکے سرفراز فرمایا سیوتی نے چنگیرین اور ڈالیان میوون کی آگے بڑھائین اور گلابیان شراب کی ٹھلنے رکھین شاہ نے فرمایا

کر دو گلابیان شراب کی اور ایک ڈالی میوہ کی اور کچھ چنگیرین پھولون کی ہمین سے الگ کرکے میرے
پاس رکھ دو باقی تم سب خوانچون وغیرہ کو تقسیم کر دو یہ کہکر ایک پیالہ شراب کا بھر کے شاہ نے حیرت کو دیا
اور کہا میرے سر کی قسم ہے ملکہ تم پیو بغیر بھی نہ پیونگا اور مجھکو اس ڈالی مین سے ایک سیب چھیل کر دو حیرت
نے عرض کیا کہ انار کے دانے قاب مین لگے رکھے ہین آپ نوشجان فرمائین اور مین بغیر آپکے شراب نوش
فرمانے کا ہیکو پینے لگی افراسیاب نے کہا مجھکو ناحق کی ضد ہے یہ کہکر پیالہ شراب کا رکھدیا اور تھوڑے سے دانے
انار کے کھائے اور ایک خواص نے کئی سیب چھیل کر قاشین طشتریون مین لگا کر سامنے رکھدین حیرت نے
پھانکین کئی سیب کی کھائین اور افراسیاب نے کہا ہے یاقوت انار کے دانہ تو درد سر کو نقصان کرینگے
بلکہ اگر گرمی سے ہوگا تو جاتا رہیگا تو بھی تھوڑے دانہ کھالے اور کوئی پھانک سیب کی یہ کہکر اوسکی طرف
طشتری بڑھائی یاقوت نے اوٹھکر شاہ کی بلائین لین وتسلیم کرکے وہ طشتری ہاتھ سے لی اور ایک
پھانک سیب کی کھائی حیرت زدہ کو لے اوٹھا کر زمرد جادو کو دیئے و نے سلام کرکے لیلئے اور یاقوت
نے حکم دیا کہ ارے ہمارے مجرئی طایفون کو بلاؤ کنیز ساری اور ساوجا گرا اور جمشید باندی رنڈیان کہان
ہین اونھین لاؤ شہنشاہ کے سامنے کچھ گائین بجائین یہ حکم پاکر کنیزون نے ہر ایک پریوش زہرہ کردار
رنڈیون کو سامنے لاکر حاضر کیا پہلے سے جمشید باندی کا مجرا ہوا عجب گرما گرم رنڈی تھی کہ باوجود
سرگردانی اور دوڑ دھوپ کے آفتاب نے کبھی ایسی شعلہ رخسار عورت پردۂ فانوس عالم مین نہ دیکھی تھی
سراپا کے لکھنے مین طول ہوگا مختصر سا اوسکا یہ حلیہ ہے کہ بیت

رنگ سانولا پیٹ ملایم اور جوبن پر سختی ہو
چھاتی سے لے ناف تلک اک صندل کی سی تختی ہو

اور اوسکی صورت زیبا کو دیکھکر تماشبینون کا یہ قول تھا کہ اہا یہ تو محبوب ہے باغی

گو حسن کا یان مجھسے بیماری تو ٹوٹا
پر تسے تو ہے سبکو چھوڑا
خوبان جہان سے ہے یہ رخنہ موڑا
ہر چند کہ تھا تماشبینی پہ مزاج

اہل وہ دش نے بصد کرشمہ سنجر و خوش الحانی سے سامنے بادشاہ کے
ناچنا شروع کیا اہل انجمن کا دل تڑپا دیا مرغ نیم بسمل کیطرح دل کو رقاص بنا دیا سامنے اور ہی
لطف دکھایا خاطر عشاق سے دمساز ہوا آنکھون سے آنسوؤن کا تار بندھا ائینہ سے واہ وا کا تار
بندھا ہر ایک محو ہو کر راگ سننے لگا کہ نظم

آنکھون کی تھی آئی محو رخ پہ بہیا
الیا وہ الاپی تھی ایسا
بند تھی کبھی جو پیچ کی دھن

سن سن کے سب اہل فہم تھے سُن
ہر راگ رواں تھا صورت روح

بھیرون کا جو زمزمہ مین تھا چرچا
بھوپالی دکا ٹھراو کا موقا

بھیرون لگے ناچنے عجب کیا
جب شاہ جادوان اُسکا

گانا سنکر محو ہوا اوس وقت اوس پری تمثال نے اس غزل کو گایا غزل

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہے
یہ دل کیا خریدار پیدا ہوا ہے
گرایا جو مین تو یہ رک کر وہ بولے

کہان کا یہ بیمار پیدا ہوا ہے
ذرا در ملک آکے دیکھو تماشا
عجب نقش دیوار پیدا ہوا ہے

ہو چشم مردم سے آرام پنہان
وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہے
ہوی جب کہ گل کھل گئے مجنون خوار

ہمین بھی وہ آزار پیدا ہوا ہے
مرے لخت دل دیکھ اب تک وہان ہین
یہ دریا مین گلزار پیدا ہوا ہے

کرو منع ناصح کو جیسے نہ بولے
کہان کا یہ غمخوار پیدا ہوا ہے
جو کہیے کہ لو نقد دل تو یہ بولے

بڑا تو تو زردار پیدا ہوا ہے

اسی عرصے مین پھولونکی خوشبو ایسی پھیلی کہ سبکی کیفیت دگرگون ہوئی بیہوشی نے اپنا اثر ظاہر کیا کچھ احتیاج میوے کھانے اور شراب پینے کی بھی نہ تھی افراسیاب حیرت و یاقوت و زمرد جادو وغیرہ سب اپنے آپ مین نہ رہے ادھر کنیزونکو بھی بادشاہ نے ازراہ عنایت کی تھی اونھون نے بھی حصہ بانٹ کرکے میوہ کھایا تھا وہ سب سگانے ہوا آپسمین حول جھکڑ دستانی ہوکر لڑنے لگین کسی نے کسیکی چوٹی پکڑکر کھینچی کسی نے کسیکا گال کاٹ لیا کوئی کسی سے آہ ہیلے لگکر لپٹ گئی اونمین حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپنے پیالہ شراب کا ناحق بھرکر رکھدیا نہ آپ پیتے ہین نہ مین پھر شراب کا یہان کیا کام شاہ نے کہا اگر تمھاری خوشی ہے تو مین ہی پہلے پیتا ہون یہ کہکر چاہا کہ پیالہ منہ سے لگاؤن اوسوقت ایک پنجہ نے پیدا ہوکر تھپکی دی کہ شراب سب فرش پر گر پڑی شاہ نے کہا اے یاقوت ہائین یہ شراب کیسی تھی جسکو میرا سحر پینے سے مانع ہوا یاقوت خود عالم محویت مین تھی جواب کون دے ادھر لونڈیون نے تراق پراق پھینکنا شروع کیا اور ہر طرف گرنے لگین حیرت نے چاہا کہ افراسیاب سے کچھ کہے کہ زبان لکنت آگئی اشارے سے کہا شہنشاہ ہوشیار ہوجیے شراب نہ پینا بیہوشی کا اثر معلوم ہوا ہے شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا آشنا تو کہا چھلاوہ قحبہ یاقوت تو نے کسی عیار سے آشنائی کرکے یہ حرکت کی ہے یہ کہکر چاہتا تھا کہ اوٹھے چکر کھاکر زمین پر گرا حیرت و زمرد وغیرہ ہان ہان کرکے جو اوٹھین یہ بھی گرین اور بیہوش ہوئین سیوتی یعنی ضرغام شیر دل نے خوش خوش جب مع رفیقون وغیرہ سبکو بیہوش دیکھا او ٹھکر تکمہ بارگاہ مین لگایا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ افراسیاب کی چھاتی پر چڑھکر سر کاٹ لے اوسوقت کسی نے تیزی سے زور سے اوسکو دھکیل دیا

کہ یہ عیارون شاہ چت گرا اور ہر طرف حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ کسنے مجھکو ڈھکیلا کوئی نظر نہ آیا یہ پھر جست کر کے افراسیاب کے قریب آیا پھر کسینے گردن پکڑ کر اوسکو دوڑا دیا اوسوقت یہ سمجھا کہ تو نے بیوقوفی کی جو اوسکے قتل کا عزم کیا یہ کافر بادشاہ طلسم ہے مار نجائیگا بس یہ سوچکر حیرت کی چھاتی پر چڑھا اور چاہا کہ ذبح کرے ناگاہ افراسیاب کے منہ پر ایک پچکاری رنگ بھرے ہوئے زعفرانی رنگ کی کسی پری نے لگائی کہ اوسکو ہوش ہوگیا اور اوسنے دیکھا کہ سیوتی لونڈی یاقوت کی خنجر کھینچے حیرت کو ذبح کیا چاہتی ہی دیکھتے ہی مبان برق چمک کر ضرغام پر آیا اور سحر اسیر کرکے اوسکو گرفتار کیا اور باران سحر برسایا کہ سبکو ہوش آیا جب حیرت وغیرہ جملہ ساحر ہوشیار ہوے شاہ نے کہا ای ملکہ تم پہلے اس عیار کو بارگاہ سے باہر لیجا کر کسی درخت سے باندھو اور ایک گولا سحر کا مار کر اوسکو فنا کر دو یہ سنکر حیرت اوٹھی اور یاقوت دوڑکر قدم پر بادشاہ کے گری اور عرض ساہوئی کہ لونڈی کا کچھ قصور اسمین نتھا مین بالکل بیقصور ہون حضور قلم عفو میرے جرائد عصیان و خطا پر پھیرین شاہ نے اوسکے عذر کرنیسے رقعہ جمشیدی بازوسے کھولکر اسمین سب کیفیت عیار کے یہان آنیکی معلوم کی ظاہر ہوا کہ سیوتی کنیز فلان غار مین پڑی ہی اور یہ حقیقت گذری ہی یاقوت کی کوئی خطا نہین ہے بابا تیری بی بی نے اور تونے خود عیارون کے ہاتھ سے دھوکھا کھایا ہی فریب و مکر سے انسان لاچار ہے یہ دریافت کرکے شاہ نے کہا ای یاقوت سچ ہی کہ تو بیخطا ہی اور تیری کنیز فلان مقام پر پڑی ہی اوسنے یہ حال سنکر سحر کا پنجہ بھیجکر سیوتی کو اوٹھوا منگوایا اور اوسنے آکر جب ہوشیار ہوئی لباس پہنا ملکہ کے گرد پھری اور ملکہ حیرت ضرغام کو لیکر بحکم بادشاہ باہر بارگاہ کے آئی اور درخت سے اوسکو باندھکر آمادہ قتل ہوئی بادشاہ اوٹھکر بارگاہ مین حیرت کی چلا گیا اور پلنگڑی پر لیٹا کہ اب حیرت بھی قتل کرکے عیار کو آئیگی انہی کے ساتھ آج سو رہونگا یاقوت کے یہان سب کنیزون پر عتاب آیا یاقوت نے سبکو سزا دی کہا لڑا دیوا اسوقت میری اور تمھاری سبکی جان گئی تھی ناک کٹی تھی سامری نے بڑا رحم کیا ایسی تم متانیان ہو کہ کچھ خبر نہین رکھتین کہ کون خیمہ مین آیا ہی خبردار اب کبھی ایسی غفلت نہ کرنا حاصل کلام یہان تو یہ ماجرا ہی ادہر حیرت ضرغام کو قتل کیا چاہتی ہی اوسکو اسی حال مین چھوڑ کر شمہ حال مہتر برق فرنگی سنیے کہ ہمراہ ضرغام یہ بھی عیاری کو نکلا تھا اور ایک طرف روانہ ہوا تھا چنانچہ بفکر عیاری یہ صحرا مین آیا کچھ دور پر ایک مقام بلند دیکھکر اوسپر چڑھ گیا اور ہر طرف نگاہ دوڑانے لگا ایک جانب لشکر عظیم جنگل مین اوترا دیکھا کہ دو تین کوس تک خیمہ و بارگاہ و سراچہ و سراپردہ وغیرہ نصب ہین

راوٹیان کندنی بجوبے اسکین قلندریان بارگیان استادہ ہین بازار ہین لگی ہین خیمون کے اطراف مین
بار کین بنی ہین جنتے آبپاشی کر رہے ہین یہ دیکھکر برق وہان سے اپنے لشکر کیطرف چلا اور ساحر تو بنا ہی ہوا
تھا داخل لشکر ہو کر دیکھا کہ عجب طرح کی رونق ہے جھنڈے گجگے استادہ ہین ساحران زبردست خیمون
کے سامنے تختون اور کرسیون پر بیٹھے ہین مندرے کنڈل انکے کانون مین پڑے ہین ہوم خانہ استادہ
ہین بنگالے اور کانور دیس کے جادوگر ڈمرو بجاتے ہین اگیاری کر رہے ہین ترسول وتبسول اونکے سامنے
گڑے ہین ہار اوسمین لپٹے ہین جادوگرنیان جوان بازارون مین پھرتی ہین کہین سوار دن کی
لین پڑی ہے کہین پیادے اوترے ہین بستر جمے ہین آپس مین چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے ڈھولک ستار

بجتے ہین سب شاد و خرم پھر رہے ہین اور بیٹھے ہین کہ بموجب **ابیات**

فوج کا تیرے کرسکے نہ شمار
بسکہ پُر گرد آسمان ہوئے
تیرے خیمے کی ایک ہو جو طناب
رشک صد تخت خسروان ہوئے
دیکھیے تب تجھے کہ تو اوسدم
کوئی نواب کوئی خان ہوئے

گو عطارد حسابدان ہوئے
آنکھین مل مل یہ مہر ہوئے نور
نصف اوسکی نہ کہکشان ہووے
قالین اوسکے ہر ایک پا انداز
بیٹھکر اوسپہ حکمران ہوئے
دست بستہ مطیع فرمان کا

کثرت اوسکی ہے جب تو ہو وے سوا
جیسے شیشے یہ تا میدان ہوئے
بچھے اوس بارگہ مین جب مسند
بہتر از باغ و بوستان ہووے
اور ہر گروہ جتنے ہین اونمین
روبرو وزیر سامان ہوئے

اوس لشکر کثیر کو اور اوسکی عظمت و شوکت کو برق نے دیکھکر دلمین کہا ان کافرون نے بھی بڑی آسودگی
اور رفعت منزلت پائی ہے ای برق یہ سب چمک دمک انکی خاک مین ملا دینا چاہیے غرضکہ کچھ اپنا فکر مین
عیاری کے گیا کہ بڑی دیر تک سوچا کیا آخر ایک گوشے مین ٹھہر کر ریے کی ایسی صورت بنا انگوچھا گاڑھے
کا سر پہ باندھا کمل کندھے پر ڈالے دھوتی باندھے ننگے پاؤن ہوا لاٹھی ہاتھ مین لیکر اوسی سمت چلا
کہ جدھر کوئی گانون بسا تھا یہ تو مدت سے یہان آیا ہوا ہے سب مقامات جانتا ہے اس گانون مین
جاکر ایک بھیڑ کسی گڈریے سے مول لی اور اوسکو کاندھے پر رکھکر بہت جلد اوس لشکر مین آیا اور
لشکریون سے جاکر مستفسر ہوا کہ صاحب یہ لشکر کسکا ہے ایک جمعدار نے سپاہ ہو چکی کہا کہ لشکر مہیب بیر سوار
بیلیقن جو بیٹا ملکہ حیرت جادو کے بھائی کا اور بھانجا شہنشاہ ساحران کا تو نے سنا ہو کہ پہلے یہان آیا تھا
اور مارا گیا اوسیکا یہ بڑا بیٹا شیردل فیلیقن بن مہیب بیران سوار جادو ہے اپنے باپ کے مارے جانیکا

بلا لینے آیا ہی ایک لاکھ پچیس ہزار جادوگر ہمراہ لایا ہی اب کل صبح کو اپنے نانا شہنشاہ ساحران اور دادی
ملکہ حیرت سے ملکہ مہرخ وغیرہ ٹکڑا مون اور سرکشون سے لڑیگا اور سر اونکا کاٹیگا یا زندہ گرفتار کریگا برق
نے یہ کلمات سنکر بھیڑ کو کندھے پر سے اوتارا اور کہا گیان تینے تو ایسی خبر سنائی کہ مین بہت خوش ہوا
اور اب جس طرح سے شہر کر این ماجرے کو سن لونگا تو آگے جاؤنگا تھک بھی گیا ہون دم بھی لے لونگا
اور حال بھی سنونگا کیونکہ ان مسلمانون نے تو وہ گانون بھی لوٹ لیا ہی جسمین یہ غلام تمہارا رہتا ہی
میرا بھی گھر لٹ گیا ہے ساحری ایسا کرین کہ یہ سب عیار اور اونکے طرفدار مارے جاہین غرض یہ کہکر پاس
اوس سپاہی کے بیٹھا اور کہا سنو تو میرے مالک تمنے جو یہ کہا کہ یہ صاحبزادہ کل سب ٹکڑا مونکا سر کاٹیگا
تو میری سمجھ مین نہ آیا کہ کیونکر سر کاٹیگا کس لیے کہ باغیون کے پاس بھی تو بڑی فوج ہی اور اوسکے ہمراہ تو کل
سوا لاکھ ساحر ہین پھر کیا سبب ہے کہ لاکھون ساحرون کو اندھا کرکے پکڑیگا اسطرف بہار جادو
نافرمان مخمور اختر بن سہیلان فیل زور کوکب ایسا بادشاہ ہیران ایسی شاہزادی ہی ایسے ایسے
بڑے نامی اور زبردست ساحر اونکا یکایک پکڑ لینا تو کچھ سمجھ مین نہین آتا اور علاوہ ان ساحرانِ نامی
کے دو چار مکار عیار بھی ہین اون لوگون کا دفعۃً قتل ہونا تعجب کی بات ہی ہزارون نامی گرامی ساحر
افراسیاب کے ملازم یہان آئے اور قتل ہو گئے اور شاہ نے بیشمار فوج ساتھ کرکے سرداران طلسم کو بھیجا
لیکن کوئی فتحیاب نہوا اسلیے کہ عیارون نے راہ مین اونکو مار ڈالا کوئی بھی زندہ پھر کر شاہ پاس نہین گیا
پھر کیا وہ جادوگر نہین تھے جو ہلاک ہو گئے اونکا فتح پانا باغیون کا میری تو سمجھ مین نہین آتا ہان کوئی تحفہ
طلسم اونکے پاس ہوگا مجھکو بتاؤ تو کہ یہ کیا بات ہی اس جمعدار نے کہا اونمین اور ہممین زمین آسمان
کا فرق ہی انکے پاس دو چیزین ایسی ہین کہ اگر بادشاہ ساحران بھی ایکبار اونکا سامنا کرے تو سارا اپنا
سحر بھولے اور بیہوش ہو کر گرے اور کسی ساحر ادنی و اعلی شاہ و گدا کی تو کیا حقیقت ہی جب شہنشاہ
ساحران کا یہ حال ہو برق نے کہا میان صاحب وہ کوئی ہتھیار ہوگا جو اب کام دیتا ہوگا یا کوئی جادو
کا تیر ہوگا جو دشمن کو بیہوش اور ناچار کر دیتا ہوگا وہ جمعدار بولا کہ ابے مسخرے تو کیا جانے
ناحق بک بک کے مغز پھرایا ہے جادو کے کام تک ہین اون چیزونکے بتانیکا حکم نہین اوسنے کہا تم
چاہے بتاؤ یا نہ بتاؤ مین سمجھ گیا اونکے پاس عمل ہوگا اوسکی روشنی مین یہ سبکو بیہوش کرتے ہونگے
وہ جمعدار ہنسا اور بولا کہ ابے واہی اونکے پاس خاک جشیدی کا ڈبہ ہی اور ایک چادر سفید محبوب کی

کی ہے کہ جہان یہ اوسکو اوڑھ لیں تیغ شہنشاہ کا سحر اثر نہ کرے اور وہ خاک جس فوج مین اوڑا دین
وہ فوج بیہوش ہو جائے سوا اوسکے اس صاحبزادے مین زور و طاقت ایسا ہی کہ فیل مست سامنے آ جائے تو یہ
جادو اوسپر نہ کرین اور اپنی طاقت سے اوسکو پکڑ لین غرض اونکی ماں ملکہ جاموش فیل تن اور اونکے دونون
ماموں فولاد اژدر خوار اور گرز مار زبان جادو ایسے زبردست ہین کہ اگر چہ شہنشاہ سے کچھ رنج
ہو گیا تھا اور شہنشاہ نے ابریق کوہ شگاف و سرمایہ برف انداز و باغبان قدرت و صنعت
سحر ساز اپنے چارون وزیرونکو بارہ لاکھ سپاہ ساحران زبردست سے اونپر بھیجا کہ جا کر بطور چشم نمائی
انکو پکڑ لائین اور یہ صاحبزادے اون دنون مین بہت صغر سن تھے لیکن پھر بھی فولاد اژدر خوار نے ابریق
کو اور گرز مار زبان نے سرمایہ کو پکڑ لیا اور جاموش نے اپنی سرحد مین کسی طرح فوج کو نہ آنے دیا لیکن
کوہ بر اپنی سرحد سے آگے آکر صنعت کو گرفتار کیا باغبان قدرت وزیر دانشمند تھا اسنے بعجز و الحاح
مصالحہ کر کے کوچ کیا اور شہنشاہ سے آکر حقیقت کہی بادشاہ نے ہر طرح چاہا کہ اونکو گرفتار کرون ممکن
نہوا آخر حیرت جادو کو بھیجا کہ اوسکے سب عزیزدار تھے اوسنے آکر آپس مین صفائی کرائی اور وزیرونکو چھڑا دیا
پھر کبھی بادشاہ طلسم نے اونکی جاگیر مین حوصلہ کمی بیشی کرنیکا نہین کیا برق نے جب یہ ماجرا سب دس جمعدار
کی زبانی خوب دریافت کر لیا اپنے دلسے کہا کہ ای برق خوب آ کر پہونچی اب جلد اسکی تدبیر کرنا چاہیے ورنہ
خدا تعالی اس ظالم کے شر سے ہمارے لشکر کو بچائے بڑی مصیبت پہونچیگی دل سے تو یہ کہا اور اوس جمعدار
سے پھر تجاہل کر کے کہا کہ میر صاحب آپنے جو یہ فرمایا یہ سب سچ ہی مگر وہ چادر محمودی اور ڈبہ خاک کا کوئی دو
روپیہ کا ہوگا جمعدار نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور ایک دھول اوسکے سر پر لگائی اوسنے سر جھکا لیا کہ ہاتھ خالی
گیا اور اوسنے کہا کیون خفا ہوا اچھا تین سو روپیہ کی مالیت سہی اوسنے کہا لے اب جا واہی کہین کا ابے
وہ لاکھون روپیہ کا مال ہے بلکہ لاکھون خرچ کیے سے بھی نہین ملتا ایسی چیزین کرورونکو بھی دستیاب نہین
ہوتین تو سو دو سو لیے پھرتا ہے سلطنتین اوپر قربان کی ہین تو اپنی ٹھیکریون کی قیمت سمجھا ہے کہ سو دو سو کہتا
ہے تیرے نزدیک سو روپیہ بہت ہوے برق نے کہا میان جی تم سچ کہتے ہو مین بارہ روپیہ کا قرضدار
ہون ایک بھیڑ ہر روز گوہانے سے لاکر میان ادہر ادہر بیچتا ہون جو کسی کمی کا سامنا ہو گیا تو دن بھر
مین چار پیسے نفع ہو گئے جمع مالک کو پہونچا دی نفع اپنے جورو لڑکون مین صرف کیا اسی طرح پیٹ
پالتا ہون مین سمسر کیا جانون کہ ہزار روپیہ کیسے ہوتے ہین جمعدار نے کہا چل آج تیری بھیڑ

ہم نفع سے بکوادین برق نے کہا اس سے کیا بہتر اگر نفع ملجایگا تو آپکو دعا دونگا نہین تو آج میرا ارادہ ہے
کہ اسکو گھر لیجا کر ذبح کرون گوشت الگ کھال علحدہ کلیجی پہوٹی علحدہ اوجھڑی چھیچھڑے
وغیرہ الگ بیچکر بہت سا نفع اوٹھاؤن اوسنے کہا تو کیا تو قصاب ہے اوسنے جواب دیا نہین صاحب مین تو جوا ہا
ہون لیکن کیا کرون پیٹ کے لیے قصائی پنا بھی کرونگا اوسنے کہا اچھا لے اب بھیڑ کو اوٹھا ہمارے ساتھ
چل داروغہ باورچیخانہ کے ہاتھ بکوادین برق نے اوسوقت اوس جمعدار کے پانون چہوے کہا واہ میان
کیا بات ہے چلو جلدی اور میان اس روزگار مین اب کچھ نہین ملتا داروغہ جی اور جو کچھ چاہین مجھسے کام
لین نوکر رکھ لین تو مین ہون نہین روز مجھی سے بھیڑ بکری منگایا کرین لادیا کرونگا جمعدار نے کہا اوس
بھیڑ کی قیمت بتا اوسنے کہا ڈیڑھ روپیہ جمعدار نے کہا نہین ایک روپیہ گھر اکھرا ہم تجھکو دلادینگے دستوری
سے بھی کچھ مطلب نہین اوسنے کہا نہین صاحب مجھے نقصان ہوگا میرے جورو لڑکے آج اوپاس
کر بیٹھے ہین سرکار کے باورچیخانہ مین نہ بیچونگا اوسنے کہا ارے ہانتک چل تو سہی کچھ نقصان نہ ہوگا
نہ جورو لڑکے فاقہ کرینگے تو داروغہ کے دو چار کام کردیا وہ تجھے کہانا بہت سا دو چار آدمی کی خوراک دینگے
برق نے کہا اچھا چلیے جو آپ کہتے ہین وہی سہی غرض جمعدار اسکو لیکر مع بھیڑ کے باورچیخانے
کیطرف آیا برق نے دیکھا دور تک قناتین کھچی ہین دیگین گولون پر چڑھی ہین باورچی صافیان ہاتھون
مین لپیٹے دیگون کا نمک ڈوئے سے نکال کر چکھ رہے ہین ایک طرف تخت بچھے ہین اوسپر ترکاری
بچھل رہی ہے صافیون کو پکڑے چاولون کو پیسہ دیتے ہین پلاو کی بعض دیگین دم پر لگی ہین کہیں
گھٹ رہی ہے گرم مصالح پیتا ہے یا ون دستہ مین ہلدی وغیرہ کٹ رہی ہے دہی پتیلیون مین رکھا ہے
ایک طرف اوسی صحن مین ایک خیمہ چھوٹا سا استادہ ہے وہان فرش بچھا ہے درخیمہ پر کرسی بچھی ہے داروغہ
باورچیخانہ بیٹھا ہے سامنے اوسکے پڑیان لونگ الایچی زعفران مشک وغیرہ کی بانگی کے لیے رکھی ہین خوان
ایک طرف بچے ہین ظروف طلائی نقرئی مسی چینی وغیرہ کے دھوئے جاتے ہین طاس بڑے
بڑے اور لگن پانی سے لبریز رکھے ہین وہ سامان ہے کہ ابیات

کانی وان زیرے کو محصول ہنوگران کا
ہے جمع وکہسار کو صرف ہے ہر دہشت وانکی
حاصل ہندسے پورا نہ پڑے آہین نمک
آب کو یا کے مشابہ ہے پیاز وادرک

غرض وہ جمعدار برق کو سامنے داروغہ کے لایا اور کہا داروغہ صاحب بہت محتاج ہے اگر آپ اب

کے لیے بھیڑ بکری جو منگایا کریں یہ لا دیا کریگا یہ بیچارہ غریب بہت ہے یہ بھیڑ جو لایا ہے دیکھیے بہت فربہ ہے مگر
ایک دنبہ کو اس سے ٹھہری ہے سرکار میں لگا دیجیے تو لے تب لیجیے ورنہ ہم سب ملکر لے لیں اور اسکے دام دیکر
حصہ بانٹ کر لینگے اور آج قورما کھائینگے داروغہ نے ایک دنبہ برق کو حوالہ کیا اور بھیڑ کو باورچیخانہ کے
باورچی کو حوالہ کیا اور برق سے کہا کہ ابے جائیگا یا ٹھہریگا اوسنے کہا خداوند آپکو سامری سلامت رکھیں
میرے پیٹ کی خبر لیے جائیگا میں روز آیا کرونگا اور بھیڑ لاویا کرونگا آج بھی مجھے جمعدار نے بھروسا دیا
تھا کہ تجھے کھانا ملجائیگا داروغہ نے کہا کہ اگر تو پہر چار گھڑی ٹھہر تو میں بہت سا کھانا تجھے دلا دوں برق
نے کہا مالک میرے میں بیٹھا ہوں کہاں جاؤنگا یہ کہکر برق ایک کنارے جا کر بیٹھ گیا اور چادر کو اوڑھکر
دبک کر بیٹھا جسمیں یہ معلوم ہو کہ بہت ہی غریب ہے گھڑی بھر کے بعد ایک خاصہ بردار نے کہا ابے او مزدور ذرا
چلم پر آگ رکھدے برق نے کہا بہت خوب اور چلم لیکر باورچیخانہ میں جو گیا تو آنکھ بچا کر دو چار دیگوں
میں اوسنے بیہوشی ملادی دم بھر کے بعد ایک باورچی نے کہا ابے او بھیڑ والے ذرا پلاؤ کی دیگ کے
نیچے آہستہ آہستہ آنچ کر اور وہیں بیٹھا رہ برق یہ سنکر وہاں جا بیٹھا اور وہاں قریب جتنے
کھانے اور سالن تھے سب میں بیہوشی کو ملاتا رہا اسی میں وہ داروغہ آکر گویا ہوا کہ ابے بھیڑ والے دو گھڑی تک
نہیں میں خاصہ نکلوا کر حضور کو کھلوا آؤں تو تجھے کھانا دوں اور باورچیوں سے کہا کہ جلد نکال کر چشک دو
بانگی ہر ایک کھانے کی مجھے لا کر چکھا دو باورچی اور خاصہ برداروں نے چشک کے خوان لگائے اور وہ کھانا
لیجانے کو برق کے سوا اور کون تھا یہی مزدور سامنے موجود تھا اوسی کو دیا کہ داروغہ کو دے آ برق
جو وہ خوان لیکر چلا راہ میں اوس سب کو خوب بیہوشی آمیز کر کے اوس خیمہ میں آیا کہ جس میں داروغہ رہتا
تھا چنانچہ وہ اسوقت اپنی پلنگڑی پر بیٹھا ہوا گڑگڑی پی رہا تھا کہ اوسنے وہ خوان سامنے رکھا داروغہ
نے کہا ابے بھیڑ والے ٹھہر تو آدمی کام کا معلوم ہوتا ہے آج تو نے بڑی محنت کی ہے اب میں یہ چشک
چکھ لوں تو سرکار کو کھانا کھلا آؤں پھر تجھکو اسقدر کھانا دونگا کہ تو لیجا نہ سکیگا اچھا بیٹھ جا برق
سلام کر کے بیٹھا اور داروغہ نے خوان کھولکر کھانا تھوڑا سا کھایا اور اوٹھا کہ اب چل کر خاصہ کے
خوان ہمراہ لیکر جاؤں بس جیسے ہی دو چار قدم چلا تھا کہ چرخ کھا کر گرا برق نے تنہائی پاکر اوسکو
اوٹھایا اور خوب سا بیہوش کر کے پلنگ کے نیچے دری میں لپیٹ کر چھپا دیا اور اوسکا پیرہن لیکر
آپ پہنا اور اوسکی ایسی صورت بنکر پگڑی باندھکر باہر آیا باورچی وغیرہ خوان کھانے نکال چکے تھے

سب کو آکر دیکھا اور جو طریقہ درستی کا باقی رہگیا تھا اوسکو آپ درست کیا پھر کر درست کرنے ہین بیہوشی ملا تا گیا غرض وہ کھانا مزدور دیج اوٹھوا کر بارگاہ شاہی مین لایا مزدورون کو رخصت کرکے صحنچی مین خوان کھولکر دسترخوان بچھایا لیکن سامنے سریر عزت پر ایک نوجوان مہیب فلیتن بیر سوار کو بیٹھے دیکھا کہ پندرہ برس کا سن ہو جوانی کے دن ہین کانون مین سونیکے کنڈل پڑے ہین سانپ گلے سے اوسکے لپٹے ہین ہر بُن موے اوسکے شعلۂ آتش نکلتے ہین اور دونون ماموں اوسکے بڑے خونخوار نظر آتے ہین دل ترک فلک بھی دہلاتے ہین خبیث اونسے پناہ مانگے ڈیٹ سے اونکی شیطان بھاگے زبان دیو قوی ہیکل و بدصورت مہیب اشکال بڑے قوی بال بال سر پر فلیتہ فلیتہ لپٹے ہوے دھامن ناگن سانپ کوڑیلے کالے سرخ پٹیالے گلے سے لپٹے ہوے مندرے جواہر کے کانون مین پڑے کھور سیندور کے لگائے آنکھین لال لال دو طاس خون کے لبریز یا آگ کی منقلون کی طرح دہکتی ہوئین کان ناک سے چنگاریان اوڑتی ہوئین ساری باندھے کرتے پہنے جھولیان کھاروے کی کندھون پر ڈالے آردھنولے رائی سرسون مٹر کی آگ دھتورے دونا مروے کی پتی اونمین بھری تہمبری لنگیان باندھے بیٹھے باتین کرتے ہین اور گرد اونکے ساٹھ ستر ساحر جلیل القدر اونکے عزیز یگانے بڑے بڑے زبردست خونخوار صورتین بنائے حاضر ہین اور پشت بارگاہ پر ایک چھوٹی سی بارہ دری مخمل کی ہے اسمین کچھ رنڈیان جادوگرنیان جلسین ڈالے بیٹھی ہین اونکے بیچ مین ماں اونکی جاموش فیلزو بیٹھی ہے العیاذ باللہ عجب شکل اوسکی کہ ایسی لگاتی کی ہو کہ مادر دہر بھی جس سے خوف کھاتی ہو اگیا بیتالون کو بھگاتی ہے چڑیلون کو ارڈنی مین ودڑاتی ہو یہ شکل اوسکی ہے

ابیات

نہایت اک کنیز کہنہ عمر
تھی وان دلالہ و محتالہ کیا مال
جھکا تھا بسکہ پیری سے وہ قامت
تھی گویا مادر گیتی کی نانی

کہ دلکش نظم ہو جسکی ہر اک نثر
ضعیفی سے کرون اوسکی مین کیا بات
تھی سر پر ٹھوکرون کی سنت قیامت

یہان گرم سخن ہوتی تھی وہ زال
کہ جسنے کی تھی بڑھیا آگ کی تا
غرض اس ڈول پر یہ کاردانی

اور ساحر تم اور اوسکے دونون ماموں یہان اثر در دہان

خونخوار و دل آزار تھے یہ لقتے اونکے آشکار تھے کہ نظم

وہ تھی افسرون مین مگر سخت
تنومند مانند پیل شریر

توانا قوی ہیکل و خیرہ بخت
سیہ رو ستمگار و پرمکر و کید

شجاعت مین نامی گرامی شہیر
کرے سحر سے اپنے رستم کو قید

برق اونکی صورتین دیکھکر ڈرا مگر نظر بفضل خلاق بحر و بر کرکے دسترخوان بچھا کر سامنے مہیب کے آیا اور
عرض ساہوا کہ حضور خاصہ تیار ہے اوسنے حکم دیا کہ پہلے امان جان کو اندر کھانا بھیجدو برق نے سونے
چاندی کے تھالون مین کسی قدر کھانا نکال کر اندر چلمنون کے دیا وہان بھی دسترخوان بچھا اور مہیب اپنے
ماموؤن اور عزیزون سمیت دسترخوان پر آکر بیٹھا سب نے کھانا شروع کیا برق نے تھوڑا کھانا
لیکر خواص و خدمتگار جو کھڑے تھے اونکو اشارے سے الگ بلا کر دیا اور کہا یارو ہم تمہارے دوست ہین
جلد ایک ایک نوالا کھا کر پانی پیو پھر تقسیم ہوگا کھانا اسوقت ملیگا اوسکو بڑی دیر ہے جبتک کچھ
ڈھارس تو ہو جائیگی وہ سب خوش ہو گئے اور سلامت رہین کہکر رکابیان پلاؤ وغیرہ
کی لیکر کونے مین بیٹھکر کھانے لگے اتنے عرصے مین اندر باہر سب جگہ بیہوشی کا اثر ظاہر ہوا اور اونچی والے
زن و مرد جو سر گھومنے سے گھبرا کر اوٹھا زمین پر گرا اور بیہوش ہوا خدمتگار وغیرہ بھی جھومنے لگے بعض
پکارے یارو قیامت آئی یہ کہکر گرنے لگے آخر سب بیہوش ہو گئے کھانے نے گویا اونکو کھایا سب
خوان و دسترخوان نے یہ سنایا کہ اب کھانا تمکو نصیب ہوگا تنور فلک سے بس یہی روٹی آخری
تھی اب عوض شیرینی کے تلخی مرگ کا مزا چکھو اور طعمۂ شمشیر دشمن بنو اب تمہاری ہڈیان زمین
کھائیگی گور مین خاک سے بھوک جائیگی دہن گور مدت سے تمہارا بھوکا تھا اسلیے تمہارے واسطے
کھلا تھا روزگار غدار تمہارے لیے بھوکا تھا جو پال پال تمہارے ہی جان کا کال ہو گیا مادر دہر
ڈائن ہے کہ اب تمہارے ہی کلیجے کھائیگی ہڈیان چبائیگی **نظم**

آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک
خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند

حاصل مرام جب وہ سب ساحران ناکام کھانا زہر مار کرکے بیہوش ہوے اور قصد اونے اونپر تھا صاف
کرنا چاہا اپنا مرتبہ کاہن ظاہر کیا برق نے دروازۂ بارگاہ پر آکر دیکھا کہ اندر باہر سب بیہوش ہین کمند دروازہ
مین لگایا اور پہلے مہیب اور اوسکے مامون وغیرہ کی جیبون کو ٹٹول کر وہ ڈبہ خاک جمشیدی کا
کہ جسکا بیان جمعدار سے سنا تھا ڈھونڈھ کر لے لیا اور اندر بارہ دری محل کے جا کر جاموش
کے سر پر وہ چادر محمودی کی کہ وہ تحبہ اوسکو ہر وقت اوڑھے رہتی تھی اوتار کر آپ اوڑھی اور
خنجر کھینچکر قتل کا لگا لگا دیا پہلے سب سے جاموش کا سر جدا کیا پھر باہر آکر مہیب اور اوسکے مامون
کا سر کاٹا خنجر بران برق نے دشمنون کا لہو چاٹا غل و شور تاریکی ہو گئی صداہاے مہیب آنے

لگین بجلین برق کی گرنے لگین آتشباری شروع ہوئی بیر روسنے لگے آندھیان وہ سیاہ آئین کہ زمانہ سیاہ ہوگیا یقین تھا کہ آسمان پھٹ پڑے گا ایسی مہیب آوازین آتی تھین کہ اشعار

پہونچ جلد ای واژگون بخت ظلم
اولٹتا ہی گردون کو اب تخت ظلم

نفاق آب تیرے گھر مین کفار کے
جب لے مہر سردار نیلی حصار

چھٹا خیمہ و لشکر و بارگاہ
جہان مین نہ تھی کا فرونکو پناہ

ملک دیو و حور و پری انس و جان
جہان مین جہان پر ہر جنکا مقر

کف مرتعش کی طرح بالیقین
مہابت سے تھی کانپتی وان زمین

اجل کو بھی آتا ہے مکر و دغل
لکھی جسکی ہوتی ہو جیسا قضا

غضب ساحرونکو دیا ہی فریب
خود آئے اجل گاہ بر ناشکیب

مہیا کرے اسباب ادبار کے
قیامت کا برپا ہی اب گیر و دار

بہائم و حوش و طیور جہان
حزو شان ہین وہ الحذر الحذر

نہین اس سے چلتی فریب جدل
وہان کھینچ لاتی ہی اوسکو دغا

بھلا کچھ بھی غفلت کی ہی انتہا
وہ سوتے تھے سر پر کھڑی تھی قضا

برق نے مثل شیر گرسنہ کے پھر کر خنجر بران کو تیغہ ظلم کیطرح روان کیا اور جلد جلد بہت سے ساحران غدار کے سر کاٹ ڈالے غلغلہ گیر و دار لشکر ساحر میں بلند ہوا لشکر ساحر بیقرار ہو کر جانب بارگاہ شاہی دوڑے یہان آکر ہنگامہ قیامت زا برپا دیکھا بعض نے کہا شاید ماموں بھانجے مین فساد ہوا اندر سحر کی لڑائی ہو رہی ہو بعض نے کہا نہین افراسیاب سے کچھ بگڑ گئی شاید وہ خود آکر اندر لڑ رہا ہو بعض نے کہا کوکب آگیا ہو غرض لوگون نے کہا اندر تو چلو بہت سے ساحر گویا ہوئے ہمارے یان کی یہ لڑائی ہوئی نہین ہم نجائینگے بعض جو وہان سے پلٹے انھون نے رسالون پلٹنون مین خبر دی کہ ارے میان بڑی آفت آئی ہو سوا بھاگنے کے کچھ چارہ نہین ہی یہ جو لوگون نے سنا گھبرا کر وا نفرار لائے بازار بند ہونے لگین بدمعاشان لشکر نے کہ جو ہمیشہ مفلس رہتے تھے قابو پا کر لوٹنا شروع کیا کہین اب تلوار چلی اگر کسی جا شور و شیون کی صدا بلند ہوئی کسی جا بھگدڑ پڑی مال اسباب چھوٹ گیا کوہ و صحرا کی طرف ساحر بغیر لڑے بھڑے بھاگے اودہر جو شخص جوان بہادر تھے وہ اندر بارگاہ کے سراچہ پھاڑ کر در آئے ایک شخص کو دیکھا کہ بجلی کی طرح چمکتا ہی خنجر خونچکان اوسکے ہاتھ پر چڑھا ہو اور دریائے خون بارگاہ مین بہ رہا ہی فرش تمام لہو مین ڈوبا ہو تماشائے رقص بسمل بارگاہ مین ہو رہا ہی کہین لاشین پڑی ہین نیم بسمل پھڑکتے ہین ہاتھ پانون کو پٹکتے ہین بعض تیغ کھا کر سر دھن رہے ہین کہ ارے ظالم ذرا سا پانی دے کوئی ہچکیان لیتا ہے کوئی دم توڑ رہا ہے یہ حال دیکھ کر اون ساحرون نے برق کو للکارا کہ باش او ظالم اظلم کون ہے

توکرجسنے یہ آفت برپا کی ہے برق تو جانتا تھا کہ مجھپر سحر اثر نہ کریگا انکے للکارنے کو کچھ خیال مین نہ لایا اور
سرکاٹنے لگا یہ جھپٹ جھپٹ کر قریب اوسکے آئے اوسوقت برق نے خنجر پکڑ کر اونپر بھی حملہ کیا اونھون نے سحر
پڑھکر پھونکا کچھ اثر نہ ہوا اور برق عیار بھی بجلی کیطرح چمکنے لگا کسی کو اپنے قریب آنے دیتا تھا اور کندھے پر
چڑھکر خنجر سے دو دو چار چار کے سر جدا کرتا تھا کبھی لوٹ مار کر ٹانگین کاٹتا تھا انکے مرنے سے بیرون کے شور کا
ہنگامہ بڑھتا جاتا تھا اور اون ساحرون کا کچھ بس نہ چلتا تھا آخر وہ سب ایکجا متفق ہوکر بلوہ کرکے برق
سے پکڑ لینے کی فکر مین ہوے برق بھی تمام سرداران بارگاہ کے سر کاٹ چکا تھا اس لیے لشکر مین
لڑنا بے فائدہ سمجھکر رو بفرار لایا اوس وقت آندھیون کی تاریکی بہت تھی ساحرون نے مشعلہاے
سحر جلائین اور لینا لینا پکڑنا جانے نہ دینا کہتے ہوے چلے باز و لط قرقرے وغیرہ سحر کے جانورون
پر سوار ہوکر بعض نے تعقب کیا اور بعض نے زمین پر دو ہتڑ مار کر کہا کہ اے زمین طلسم مہیب
قیلتن کا قاتل جانے نپائے اوسکے پاؤن پکڑ لینا جانے نہ دینا ہر چندان سب نے بیرون کو یاد کیا
غضب کا سحر پڑھا مگر اوس چادر کے باعث اثر پذیر نہ ہوا بلکہ اونکا سحر اونھین پر پلٹ کر آیا اس عرصے
مین سارا لشکر تہ و بالا ہوگیا لشکر ایک طرف بازاری ایک سمت سب بھاگ نکلے جو کوئی کچھ پوچھتا تھا
کہ یہان کیا ہوا کوئی کہتا ہوا کہ بھائی بڑا غضب ہوا سب مارے گئے کوئی کہتا ہوا ارے میان عمرو
آگیا کوکب آگیا کوئی یہ کہتا ہوا کہ ہاے میرا بھائی مارا گیا کوئی بیٹے کو پیٹتا اسی طرح گریہ کنان کوہ ودشت
کی طرف روان تھے اور ہزارون سب بے سمجھے بوجھے آپس مین لڑ مرے تھے اور بہت سے ساحران
زبردست تعقب برق مین جانب بارگاہ حیرت روان تھے اور برق بھی اسی جانب بھاگا ہوا آتا تھا
کہ چلکر آج حیرت یا افراسیاب کو مارونگا اور نہین اگر نہ پایا تو طلسمات مین گھسکر اعظمی سحر وغیرہ کو
مار کر بیران کو چھڑا دونگا فی الجملہ اسی ہیئت سے یہ قریب بارگاہ حیرت مدبرت پہونچا سب نے دیکھا کہ
ایک ساحر کینین کا وکیل یا مختار یا داروغہ لباس معقول پہنے مگر خون مین ڈوبا ہوا خنجر سے خون اوسکے
ٹپکتا ہوا آنکھون سے لہو بہتا ہوا آنکھین سرخ بارگاہ کیطرف جاتا ہے اور اوسکے پیچھے مجمع ساحرون کا
گریبان چاک سر پر خاک لینا لینا کہتا ہوا آتا ہے تمام لشکری گھبرا گئے اور اس ہیئت سے برق کو
دیکھکر کسی نے پہچانا نہین بعض نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحر کسی لشکر کا افسر ہے اور بہادر ہے
لشکر والے اسکے تحت لس سے بگڑ گئے ہین یہ بھی خوب لڑا ہے اپنی آبرو بچا کر بلکہ حیرت کے پاس

پناہ مین آیا ہی بعض نے کہا شاید کسی خاندان مین فساد ہوا ہی یہ بیچارہ اکیلا رہ گیا ہے گھبراکر آپ بھاگ کر شہنشاہ
پاس آیا ہی یہ سب اسکے مدعی اوسکے پیچھے آتے ہین غرض ایسا کچھ سمجھکر برق سے تو نہ بولے وہ جو ساحر پیچھے
آتے تھے اونکے سدراہ ہوے اور کہا ایسا مناسب نہین کہ اکیلے کی تم جان لے لو کیا تمھین حاکم ہو
اونھون نے کہا ارے میان یہ قاتل ہی ہمارے افسر کو اسنے مارا ہی اونھون نے کہا آخر یہ کون ہی کیا ہم نہین
جانتے اونھون نے کہا اچھا ٹھہرو ہم دریافت کیے دیتے ہین یہ کہکر بارگاہ حیرت کیطرف متوجہ ہوے
اس عرصہ مین برق قریب بارگاہ یاقوت پہونچا یہان وہ وقت ہی کہ ضرغام درخت سے باہر بارگاہ کے
بندھا کھڑا ہی اور حیرت گو لاحکا لیے قتل کیا چاہتی ہی اور از بسکہ غلغلہ قتل ضرغام جو بلند ہوا تھا تو ملکہ
صورت نگار و مصور شہاب جادو گیسوے بن شہاب شکوہ زرین قبا وغیرہ ساحران نامی
کئی سو مقربین ملازمان افراسیاب سیر دیکھنے کو حیرت کے پاس آ گئے ہین اور ضرغام رجوع قلب سے دعا کر رہا
ہے کہ اے کس بیکسان وائے صدا و ندکون و مکان مجھکو شر سے اس ظالم کے نجات دے کہ ابیات

الٰہی مرے حال پر رحم کر — مری بیکسی پر ذرا کر نظر
مدد کر مری خالق کائنات — اسے قتل ہونے سے مجھکو نجات

حیرت اوسکو قتل ہی کیا چاہتی تھی کہ یکایک شور لینا پکڑنا کا جو کان
مین اوسکے پہونچا ٹھہر گئی اور اوسی طرف دیکھنے لگی اس اثنا مین برق قریب حیرت پہونچا اور اوسکو للکا
کر اری قحبہ حیرت اگر ایک رُوان بھی میرے بھائی ضرغام کا میلا ہو گیا تو آج مین تیری ناک کاٹ کر بڑی
خواری سے تجھے ہلاک کرونگا اور یہ جو اتنے ساحر تیرے ملازم جرار فرادے کھڑے ہین او منکو تو کہ اب
تو بھلا مجھپر کوئی سحر کرین ارے او شقی سنبھل جا کہ مین آ پہونچا حیرت یہ نعرہ سنکر پاس سے ضرغام کے ہٹی اور
ساحرون سے کہا لینا اس موذی کو ساحر چلے برق پر مگر یہ شل برق جہندہ اونکے بیچ مین جا ہی تو پڑا اونھون نے سحر
اسپر کچھ اثر نہ ہوا اور اوسنے خنجر مارنا شروع کیے بہت سے گھبرا کر اڑ گئے بعض زمین مین سما گئے حیرت تو جانتی ہی کہ عیار
غضب کے ہین یہ بھی آ گئی برق نے جلد جادو کا گونا اوس رسی جو ضرغام کے بندھی تھی مس کر دیا رسن
سحر تھی فوراً جل گئی اور ضرغام رہا ہوا برق نے کہا بھائی اب تم نکل جاؤ مین حیرت کا سر کاٹ کر
آتا ہون یا اپنی جان دونگا ضرغام نے کہا کبھی مجھسے یہ نہوگا کہ مین اپنی جان بچا کر نکل جاؤن اور تمکو اس
بلا مین چھوڑ دون یہ کہکر اوسنے بھی خنجر کھینچا اس عرصہ مین وہ ساحر لشکری جو اس ماجرے کو دریافت کرنے
آئے تھے انھون نے اب اوسکو باغی جانکر اپنا سحر کرنا شروع کیا اور جو ساحر کہ زمین مین سما گئے تھے وہ بھی

نکلا اب کسی نے ناریخ اور کسی نے گولا سحر کا اور ہار فلفل اور پیکان وغیرہ برق پر مارے برق نے خنجر نکال کر اونپر حملہ کیا اونکا سحر تو اسپر اثر پذیر نہوا اور اوسنے دو چار کو مار گرایا یہان بھی غلغلہ قیامت خیز برپا ہوا ادہر حیرت نے لشکر مین اپنے آکر حکم دیا چور مشعلین اور درن مہتابین روشن ہوئین اور فوج مین نفیر سحر پھنکی ساحر تیار ہو کر چلے افراسیاب پلنگ پر لیٹا ہوا منتظر حیرت تھا کہ ناگاہ ایک غوغا سا اوسنے سنا اور گھبرا کر اوٹھا سمجھا کہ شاید بر وقت قتل ضرغام مہرخ فوج لیکر آگئی ہی بس بغضب تمام متر یہ بھی چلا کہتا ہوا کہ ای بامیان خود آج سب باغیوں کا نام صفحہ ہستی سے بسان حرف غلط مٹا دونگا لاشون کو بے گور و کفن خاک مین سلا دونگا ادہر لشکر جو تیار ہوا تھا وہ برق پر آگرا اور ہزار ہا گولا سحر کا ادہر پڑنے لگا اور ہار مرچون کے گچھے سوئیون کی بوچھار کیطرح پڑتے تھے سحر کے تیر و نکا مینہ برستا تھا تلوارین سحر کی بجلی بنکے گرتی تھین چشم ترک دہر مین آشوب اوتر آیا تھا اس طرح بادل لال لال جادو کا گھر آیا اور برنگ دیدہ رمد رسیدہ مینہ کا دو حلکا لگا تھا ایک ایک بوند اس مینہ کی بسان ترِ دہار تھی دل و جگر کو ارض دہر کے جلاتی تھی فلک نے خوب بخارات اپنے دل کے فاسد نکالے تھے اجزاے روزگار مین اخلاط فاسد آگئے تھے حرارت آتش سحر مستولی تھی مگر ساری حکمت حکمایان شفا خانہ ساحری و نباضان مطب جادوگری و افسون پردازی بیکار تھی ہر ایک دق تھا کوئی علاج برق کا ہو نہ سکتا تھا اور وہ مثل ملک الموت جان اون کافرون کی لیتا تھا جب اوسنے دیکھا کہ اب فوج کا بڑا بلوہ ہے اوسوقت ڈبہ سے تھوڑی خاک نکالکر فوج کے درمیان مین اوسنے اڑا دی گویا خاک ہستی عدو برباد کی بس خاک کے لشکر مین اڑتے ہی تمام لشکریون پر مع حیرت و مصور اور جو جو اون مین تھے سب پر بیہوشی چھائی اور بیہوش ہو کر گرے پھر تو یہ حال ہوا کہ مثنوی

| | | |
|---|---|---|
| وہین میان سے نکلے خونی حسام | ہوا سر پر اونکے وہ گرم خرام | پڑا تیغ کا آن واحد مین ہاتھ |
| کٹے سب لعینون کے سر ایک ساتھ | ہر اک سے جو بالین پہ پہونچا دلیر | ہوئے پھر نہ سونیسے وہ گیر سیر |
| رکھے رہگئے اسلحہ سر کے پاس | وہ تھے خواب خرگوش مین بدحواس | نہ چونکے وہ گردن پہ تیغین چلین |
| وہ مدہوش تھے گردنین کٹ گئین | ہوئے جیسے وہ فی النار بے ہراس | جلایہ وہان بس حیرت کے پاس |

ضرغام ایکطرف ذبح کرتا آتا تھا اور برق ایکطرف سر کاٹ رہا تھا ڈھیر لاشون کا لگا دیا تھا ترک فلک کا بھی دہر اسرا سا ہی تھا فلک کی عقل چرخ مین تھی جھکا ہوا اونکے قتل کا تماشا دیکھ رہا تھا کبھی کہتا تھا

پھپک سر جھکاؤ ہو اس سے سرکشی نہ جتاؤ ایسا نہو ایک ہاتھ ادھر بھی چھوڑے آج تو قیامت اوس نے
کردی ہے اپنی جان پر بنی ہے غرض قتل کرتا ہوا برق حیرت کے پاس پہونچا اور خنجر اوسپر مارا نجمہ نے پیدا
ہوکر خنجر پکڑ لیا اوسنے ایک چٹکی خاک کی نجمہ پر بھی ماری کہ وہ جلگیا پھر اوسنے خنجر اوس نجمہ پہ مارا اوسی وقت
ایک شیر زمین سے نکلا اور ڈکارا کہ اوسکے ڈکارنے سے شعلے منہ سے نکلے اور اوسپر آئے اوسپر بھی ایک
چٹکی خاک کی پھینکی کہ وہ بھی جلگیا اب اوسنے خنجر کارگر ا گلے پر حیرت کے دیا حیرت کا
اوسوقت یہ عالم تھا کہ ماتھے پر پسینا نکلا ہوا دوپٹہ دور پڑا ہوا چھاتی پر دھلک کی پڑی چمکتی تھی زلف چہرا
پر لہرا رہی تھی قاتل سینہ پر سوار تھا ایسا حسن تھا کہ برق بھی ذبح کرتے وقت روتا تھا اور رک رک کر
خنجر پھیرتا تھا کہ شاید یہ مسلمان ہوجائے تو کاہے کو اس حسینہ کی جان جائے مصور آفرینش نے کیا
تصویر بیمثال اوسکی مرقعہ دہر مین کھینچی تھی واہ واہ واکیا صنعت گری ظاہر کی تھی اسی سوچ مین
آخر دشمن ایمان سمجھکر اوسنے زور سے خنجر روان کیا اور تین مرتبہ رگڑا دیا لیکن ذرا بھی پوست نہ کٹا اوس
کا خنجر الٹا چھل کر رہگیا تب برق سمجھا کہ یہ نجمہ بھی روئین تن ہے اسکے کان کاٹ لینا چاہیے یہ سمجھکر اوسنے
ناک کان وغیرہ پر خنجر روان کیا مگر وہ بھی نہ کٹے اوسوقت اوسنے ناچار ہوکر چوٹی اوسکی کاٹ لی اور ادھر
تو یہ اوسکے سینہ پر سوار ہوکر خنجر کے رگڑے دے رہا تھا ادھر دمبدم زمین سے پتلیان نکلتی تھین اور
کہتی تھین ہے ہے ہماری شہزادی کو مارے ڈالتا ہے کوئی کہتی تھی ارے موے ظالم ذرا تو اسکے حال پر
رحم کر کوئی کہتی ارے او بیرحم ہوشیار کرکے ذبح کر کوئی کہتی تھی اے ہاے شہنشاہ افراسیاب کوئی
نہین کہتا کہ تمھارے چاند کو خاک مین ملائے دیتا ہے ابر فنا مین چھپائے دیتا ہے برق ایک کی بھی نہ سنتا
تھا آخر اوسکی چوٹی کاٹ کر اوسبب سے کہ یہ شاہزادی طلسم کی ہے خنجر وغیرہ مارنے سے بھی نہ مری اور پھر
اوسکے قتل کی تدبیر اوسنے نکی اور پھر قتل مصور وغیرہ چلا اس عرصہ مین ضرغام ساٹھ ستر ساحران نامی
کو قتل کرچکا تھا اور ابریق وزیر کی چھاتی پر آکر چڑھا تھا چاہتا تھا کہ خنجر مارے ناگاہ آواز گڑگڑاہٹ کی
سنی اوسکے پاس تو کوئی چیز بچاؤ کی تھی نہین اسوجہ سے ابریق کو چھوڑ کر الگ ہوا برق نے کہا اے
ضرغام اب افراسیاب معلوم ہوتی ہے مناسب ہے کہ تم نکل جاؤ اوسنے کہا افراسیاب کیسا سام کو
بھی آجائے تو مین تمکو اکیلا چھوڑ کر ایسے وقت مین نہ جاؤنگا یہ کہہ رہا تھا کہ نعرہ ہوا
افراسیاب جادو تمام درخت وہان کے جھومنے لگے پتلے ہزارون زمین سے نکل آئے پکارنے

دشمن سامری اب کہان جائیگا خداوند ساحران آگیا ضرغام تو بیت کرکے علیحدہ ہوا اور برق مصور
گویا تو ذبح کرنے چلا تھا یا ٹھہر گیا دیکھا کہ شاہ جادوان کی آنکھین غصہ سے سرخ تاج سر پہ کج رکھے ہوے
نگاہ غضب سے گھورتا ہوا زمین پر اُترا بس جیسے ہی وہ زمین پر اوترا اوسنے اسکو دیکھا یہ خنجر پکڑ کر اوسپر
جا ہی تو ٹرا اور پکارا کہ او بدذات حرامزادے آج کب چھوڑتا ہون مین تجھکو یہ کہکر قریب ہو نچکر ایک خنجر مارا
چارتنیچے خنجر سے لپٹ گئے اوسنے اس جلدی مین چادر کا کونا بجون پڑ الا کہ وہ نیچے غائب ہوا اور سرخ
شاہ ساحران نے بڑی غضب کی نگاہ سے اوسکو دیکھا اگر دوسری کسی ساحر پر اس نگاہ سے دیکھتا تو فوراً
ہلاک کر دیتا مگر برق نے کہا اے گھورتا کیا ہی افراسیاب حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی آج تو یہ کچھ سحر سیکھہ کر
آیا ہی غرض شاہ نے اب جو دیکھا ہزارہا سردار لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور حیرت کی گردن پر کرّے
خنجر کے معلوم دیتے ہین جو ٹی کٹی ہی رانین کھلی مین حسرت سینہ مین بھری ہی آنکھین بند نیند مین سحر کی
بیہوش ہو رہی ہی اور باقی فوج یہ سامان برق کا دیکھکر کہ یہ سبکو قتل کر رہا ہی بھاگ گئی ہی کوسون تک
سناٹا معلوم دیتا ہی جیسے کوئی ظالم لشکر کو لوٹ لیگیا ہے نہ پہرا ہی نہ چوکی ہی بازار مین ویران ہو گئی ہین
خیمے سنسان ہین سراپردے ویران ہین ہر خیمہ لب بان پشت مصیبت زدگان پشت خم کیے ہے
زمین قناتون کا بلا منہ پہ لیے پہا دے رہی ہی نخل ماتم ہر ایک سنتری ہی قیامت کی گھڑی ہی یہ حال دیکھکر
اوسنے چاہا کہ مین اڑ جاؤن اور بازی تازہ بروے کار لاؤن لیکن برق نے ایک مٹھی خاک کی اوسپر بھی پھینکی
کہ یہ بھی بیہوش ہو کر گرا برق نے چاہا کہ ہو سکے تو سر بھی اسکا کاٹ لون بس خنجر پکڑ کر اسکے قریب تر آیا
اوسی وقت دو شیر آتشین زمین سے نکل کر برق پر حملہ آور ہوے اوسنے خاک امن ساحرون پر بھی
پھینکی کہ وہ غائب ہوے لیکن ساتھ ہی اونکے غائب ہونیکے اور دو شیر زمین سے نکل کر گرد افراسیاب
پھرنے لگے برق سمجھا کہ اب شیرون کے برباد کرنے مین ساری خاک ڈبیہ کی صرف ہو جائیگی امداد بھی جس
خاک سے بڑے کام لینا ہی یہ تو شاہ طلسم ہے مارا نجائیگا پھر بیکار ہی خاک کا ضایع کرنا یہ سمجھکر پھر متوجہ
بقتل ساحران ہوا اس عرصہ مین فوج مصور وصورت نگار تیار ہو کر آگئی برق اونسے لڑنے لگا
تھا تو یہ عالم ہی کہ ہر ایک منتر کی فوج تیار ہو کر آنے لگی بقیہ لشکر حیرت بھی تیار ہو کر آنے لگا اول جو آیا
وہ بیہوش تھا مگر حیرت کا لشکر منزلون تک اوترا ہوا ہے لاکھون ساحر ہین سب آیا تھا باقی آنے لگا اور
در غضب ہوا کہ عیار بچیان جو بالا دوی کو گئی تھین لشکر مین آئین اور یہ ہنگامہ گیر و دار بپا دیکھکر خنجر پکڑ کر

دوڑین قریب برق جب آئین طرفہ ماجرا دیکھا کہ شاہ جادوان اور حیرت وغیرہ مع ایک لشکر
کے بیہوش پڑے ہین اور برق و ضرغام قتل عام کر رہے ہین شہنشاہ کے گرد دو شیر ببر حفاظت میں
رہے ہین صرصر نے یہ حال دیکھکر جو فوج کہ تازہ دم آئی تھی اوس سے کہا کہ ہان سحر کیا اس سے کو قید کرو
اونھونے ہزار در ہزار سحر کیے مگر برق پر کارگر نہوسے اور برق نے جو گروہ کہ آگے بڑھا آیا تھا اوسپر خاک
کو اوڑایا کہ وہ بھی بیہوش ہوا یہ ماجرا جو صرصر نے دیکھا کہ اوسپر کسیکا سحر نہین اثر کرتا بلکہ یہ خود ایسا افسون
پڑھتا ہی کہ سبکو بیہوش کر دیتا ہی بس یہ دیکھکر خنجر کھینچکر چارطرف سے عیار پہونچے اور دونون عیارونکو گھیر لیا
برق بھی اونسے لڑنے لگا خنجرون کی تیغیان چلنے لگین آواز جھنکار کی بلند ہوئی کمندین چارطرف سے
پڑنے لگین عیار جست کر کے سنانے بھر کر نکلنے لگے کبھی ہمہ ہاے بیہوشی پڑتے تھے عیار اونکو دور کرتے
تھے غلطکین بار کر قریب دور جاتے شلنگین بھرتے ساحر وغیرہ الگ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ نظم

بہم گتھ گئے دونون وہ زورمند | کھلے ایک ہی آب مین زہر و قند | لگے پیچھے چلنے آفت کے ساتھ
قیامت کے پڑتے تھے ہر سمت ہاتھ | کمندون کے حلقے وہ حلقون کی باڑھ | پڑتے تھے یون جیسے گرا ساڑھ
غضب تھین شلنگین وہ آپس کی جست | یہ غالب کبھی تھا کبھی تھا وہ مست | دیا اسنے دھوکا کیا اسنے فن
بہانے تھے چلتے تھے دھوکی گھاتن

ضرغام اور برق کہتے تھے کہ استانی آج بغیر تمہارا شہنشاہ کے سر
کاٹے مین نہ جاؤنگا اور غزالہ کمند انداز جب قریب جاتی تھی یہ ایسا پیچ باندھتا کہ اوسکے گود مین پہونچکر تو
اوسکا لے لیتا وہ شرماکر کوسنے لگتی صرصر منھ پھیر کر مسکراتی اور دل سے کہتی کہ یہ عیار ہے کیا حرامزادے ہین
اور یہی کیفیت ضرغام اپنی معشوق سے کرتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک شجاعت مین زہرہ و مریخ سے مقابلہ
ہو رہا ہے خنجر کی جھنکار سے بہرام چرخ بھی برج حمل سے دانت نکالے یہ معرکہ دیکھتا اور خوف کھاتا کبھی گھبرا کر
منہ زحل کو پکارتا کہ بھائی ہشیار رہنا ذرا آگے پیچھے دیکھتے جانا دھوکا نہ کھانا عیار بھی ہین تو یہ معرکہ لگا ہوا
تھا مگر ادھر شاہ جادوان کی بھی ایک پتلی سنہری رنگ کی کپڑے بھی زعفرانی پہنے تھی پچکاری لیے زمین سے
نکلی گل اشرفی کیطرح زمین سے وہ گل عنا اوگی اور پچکاری اوسنے منھ پہ بادشاہ کے لگائی کہ اوسکو ہوش آگیا
اور اوسنے یہ ماجرا کہ عیار یہان برق اور ضرغام عیار سے لڑ رہی ہین گرد میرے ہزارہا لاش پڑی ہین اور
تمام فسان فوج کی فوجین مسلح و مکمل ہوکر اس جگہ آئی ہین لیکن کسی کا بس ان عیارون سے نہین
چلتا ہی اور جو آگے بڑھتا ہی عیار اوسکو بیہوش کرتا ہی بہت سے گروہ حالت بیہوشی مین ہین یہ دیکھکر

اوسنے بہت جلد باران سحر برسایا کہ حیرت اور مصور وصورت نگار وغیرہ بیہوش شدگان سابق کو ہوش
آیا جب وہ ہوشیار ہوچکے شاہ جادوان آگے بڑھا اور پکارا کہ اے صرصر یہ کیا کہ تونے بہت بڑی نمک حرامی کی
جو اسوقت آکر اس عیارہ کو تونے گھیرا مگر اب ہٹ جا مین اسکو پکڑے لیتا ہون دیکھون تو کہ یہ کیسا جادو سیکھ کر
آیا عیار بچیان کنارے ہو بیٹھین اور شاہ طلسم نے ایک گولا فولادی اپنے جوڑے سے نکالا یہ گولا بہت بڑا
سحر ہے کہ اس سے کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر جانبر نہو غرضکہ وہ گولا اوسنے تاک کر سینہ برق پر مارا لیکن بقدرت
سمیع و بصیر وہ چادر ایسی عمدہ چیز اس عیار کے ہاتھ آئی ہو کہ گولا بھی اوسی شاہ جادوان کیطرف پھر گیا بادشاہ
نے جب اپنے سحر کو پلٹتے دیکھا فوراً دستک دی کہ وہ گولا زمین مین سما گیا اور بادشاہ نے حیران ہوکر خاک زمین
سے اوٹھا کر ایک طایر اوسکا بنایا اور اوسکو بزور زندہ کرکے پوچھا کہ بیان کر اس بیان کر اس عیار پر سحر
کیون نہین اثر کرتا اس طایر نے جملہ حقیقت جاموش و عجیب وغیرہ کے مارے جانے اور ٹوپیہ کا خاک سے
پانا اور چادر کا سبب بیان کیا یہ حال سنکر بادشاہ کو تاب ضبط باقی نہ رہی غصہ سے تھرانے لگا اور جوش غضب
مین آکر ایک گولا سات سو سوئیون کا برق پر اوسنے مارا برق پر جب اسکا بھی کچھ اثر نہوا تیغ پکڑ کر بادشاہ
اسپر جھپٹا اور قریب ہو چکا چاہتا تھا کہ اسپر وار کرے برق نے پھر چٹکی خاک کی اوسپر پھینکی کہ بیہوش ہو کر
گرا اور برق نے تھوڑی خاک پھر لشکریون پر پھینکی کہ کچھ لوگ ان مین کے بیہوش ہوے اوسنے
پھر قتل کرنا شروع کیا عیار بچیان پھر خنجر و کمند مین پکڑ کر آگئین اور پکارین کہ ارے موے
آج یہ کیا تیرے جی مین سمائی ہے جو تو ہزارون کو مارے ڈالتا ہے ہائے غضب یہ کیون
آج تو پھر گیا مردوے ہواس مین آ اتنا زور ظلم بھی اچھا نہین ہوتا آج ہم جانتے ہین کہ تیری
رتی دور پہ ہے اب بھی خیر ہے کہ یہان سے نکل جا ورنہ بادشاہ ساحران سے بگاڑ کر کوئی
جیتا نہین بچا ہے برق نے کہا اُستانی تم تو ستانی ہو روز روز کا جھگڑا لگایا کرتی ہو ہم تو آج
سر بکف آمادہ مرگ و مہیاے فنا ہوکر آئے ہین **بیت**

| | |
|---|---|
| آج وان تیغ و کفن باندھے ہوے جاتا ہون مین | عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لاینگے کیا |

اور اسوقت استاد کے سر کی قسم مجھکو غصہ بہت ہی میرا پیچھا کرنا تمکو لازم نہین ایسا نہو کہ میرا ہاتھ ناک کان پر
تمھارے چل جائے پھر مجھکو الزام نہ دینا کہ اُستانی ہی کہتے تھے اور ناک بھی کاٹ لی دوسرے یہ کہ اوستاد
میرے مدت ہوئی کہ اجازت دے چکے ہین کہ جہان کہین تمکو صرصر ملے میرا پاس نہ کرنا وہ باز رون

مین ادھلتی پھرتی ہی اور لونڈون گھیری ہی ہے تم فوراً ناک اوسکی کاٹ لینا مین اوسکو اپنی خدمت
مین نہ لاؤنگا اگر مسلمان وہ ہوگئی تو گھوڑون کا دانہ دلوایا کرونگا یہ کلمات جو صرصر نے سنے کوشش کی
کہ ارے مرے غارت گئے وہ تیرا استاد موذی کاٹا سامری کرے مارا جائے اوسکو ازغیبی گولی لگے تیری
جو استانیان ہون مرے اونکی ناک چوٹی سامری کرے کاٹی جائے وہ گھوڑونکا دانہ دلین یہ کہکر بکتی ہوئی
پھر خنجر زنی مین مصروف ہوئی اور کہتی تھی بڑی شرم کی بات ہی کہ آج یہ عیار ہمارے ہاتھ سے زندہ بچ کر
نکلے جاتی ہین اور ہمارے مالک کے سامنے ہزارون ساحرون کو ذبح کرڈالین اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے
ہمتو اس طلسم مین منہ دکھانیکے قابل نہ رہینگے اور ضرور ہمکو لوگ کہینگے کہ عیارون سے بچیان چھینی
ہوئی ہین جب تو اونکے ساتھ طرح دے گئین بس ہم نہ بھی آوارہ مشہور تھے تو ہوجاینگے غرض سب
آپس مین لڑائی ہونا آغاز ہوئی ادہر تو ان عیاریون نے ان دونون کو گھیرا اور ادھر یہ آفت ہوئی
کہ مصور وغیرہ جو ہوشیار ہوی اونھون نے افسران لشکر کو للکارا کہ کیا کھڑے منہ دیکھتے ہو اگر سحر نہین کارگر
ہوتا ہی تو اور دو کے حربے اونپر کرکے گرفتار کرلو فوج نے بھی یورش کیا اوسوقت برق نے قسم دی کہ اے صرغام
اب تم ضرور نکل جاؤ مین بھی ابھی نکلجاؤنگا صرغام جست وخیز کرکے ایک طرف چلا عیاریون نے رستہ دیا
کیونکہ اونکو منظور اونکا قتل ہوجانا ابھی نہین ہی حاصل ام یہ تو نکل گیا اور برق دوبارہ خنجر کھینچکر حملہ آور
ہوا اس اثنا مین شاہ جادوان کو پھر تیلیون نے سحر کی آگ سے ہوشیار کردیا اب برق پر عیاریون کے
خنجر نیچے حلقے کمندون کے پھینکے بیہوشی کے پھنکنے لگے اور لاکھون جاگر جادوگریان افراسیاب
مصور وغیرہ کے اور شکوہ صورت نگار و ابرق دمہ مایہ وغیرہ کے حلقہ میں تھے اور گھیرے تھے
اور باقیماندہ فوج مہیب فیلتن کی بھی گھیرے تھی کہ اسنے ہمارے مالک کو ذبح کیا ہو اور ان سب کا
روا تھا برق پیچھے ہٹا اور جستین کرتا آتا تھا جب زیادہ یورش ہوجاتا تو خاک اوڑا دیتا تھا گروہ گروہ
کو بیہوش کردیتا تھا مگر افراسیاب کو سحر خبر کردیتا تھا کہ برق اسطرح بیہوش کرتا ہوا جاتا ہے جو جن گرتا
بیہوش ہوتا تھا وہ باران سحر برسا کر ہوشیار کردیتا تھا اور پیچھے برق کے وہ بھی آتا تھا جہان برق
پر اینٹ پتھر غلے ڈھیلے برچھی گہنے سحر کے بیضے بیہوشی کے ناریل تیغ تبیح وغیرہ پڑتے تھے یہ بیچارہ
ہر آفت کو جھیلتا پیچھے بھاگتا جاتا تھا اے وہ کی خاک اسنے اسقدر اوڑائی کہ باقی نہ رہی صرف چار
رہگئی اور شاہ جادوان للکارتا ہوا آگے بڑھا حیرت نے اوسوقت کہا کہ اے شہنشاہ آپ دوبار بیہوش

ہو چکے ہیں یہ مُردے عیار بہت ہٹ چھٹ ہیں آپ اب اسکے سامنے نہ جائیے شاہ نے فرمایا کہ ابھی ملک ساحر کا
کچھ نخرہ عیار کو کرنا نہ چاہیے یہ ہمارے ہی یہان کا تحفہ وہ پا گیا ہی اسوجہ سے اوسنے یہ آفت برپا کر دی مگر
اب تم یہان سے جانب بارگاہ جاؤ لاشین مقتولونکی اوٹھواؤ بارگاہ کو اور میدان کو پاک و صاف کرا دین
ابھی اوس عیار کو پکڑے لاتا ہون غرض حیرت بہ بصیرت مع مصور وغیرہ کے وہانسے مراجعت کر کے بارگاہ
کی طرف آئی اور حسب الحکم بادشاہ کا رمذکور مین مشغول ہوئی یہان افراسیاب مع فوج و عیار پیچیون کے
للکارتا ہوا مقابل برق پہونچا برق اب خستہ بہت ہو چکا تھا نکلنے کی تدبیر سوچتا تھا مگر ممکن نہ تھا
رات کا وقت تھا ساحرون نے اس قدر روشنی کی تھی کہ روز روشن سے زیادہ وہ رات منور و روشن
تھی چار سمت سے برق کو گھیر لیا تھا ہزارہا حربہ پڑ رہا تھا یہ عالم تھا کہ **نظم**

تماشا طلب رزم کے ہین ڈھنگ
تھی نیرنگ رزم و فرار و قرار
کرامت نما کعبہ و دیر ہے
بلا کا تھا درپیش زیر و زبر
حکایات سن کے اڑتے ہین ہوش

یلون پر جرات ادا یون پہ جنگ
مبارز لشکر تھا کہ دیو و ملک
سعادت شقاوت کا یہ بیر ہے
دو عالم پہ چھائی تھی یہ برہمی
ٹھٹکتا ہی بڑھنے دلیری کا جوش

یہ آویزش برق و کفار خوار
دیا کینہ جو تھے زمین و فلک
امان غیر ممکن تھی جز شور و شر
تزلزل کی ہر سو تھی صورت جبی
فی الجملہ برق بیچارہ تو چار سمت

سے گھرا ہوا تھا اودھر لشکر مہرخ مین طلایہ دار پہرے والے بیدار تھے باقی دربار برخاست ہو چکا تھا
سب آرام مین تھے جب یہ غوغا سے ساحران ساحرون نے سنا لشکر اپنی جگہ پر تیار ہو گیا کہ شاید کفارون
مین کچھ فساد باہمی ہوا ہی ایسا نہو کہ یہان بھی کوئی آفت آ جائے کسیکو یہ معلوم نہین کہ برق زیہ آفت
ڈھائی ہی رات کا وقت تھا ساحرون کے سو رہنے سے طایران سحر بھی سو رہے تھے قاعدہ ہی کہ ساحر جب
سوتا ہی سحر بھی اوسکا سوتا ہی عیار جو خبر کے لیے لگے رہتے ہین اونمین سے قران جنگل مین تھا چالاک
جسطرف گیا ہی حال اوسکا بیان ہوگا عمرو کا بھی ذکر کیا جائیگا ضرغام جانسوز یہان بھیجے ہوئے تھے
ہمیا اوپر بیان ہوا کسی نے اس ماجرے کی خبر ان کو اطلاع نہین کی مگر غوغا سنکر سب خواب سے
بیدار ہو کر مستعد رزم و پیکار ہوے تھے کہ ضرغام جو یہان سے نکل کر گیا تو سیدھا صحرا مین آیا اور زنبیل
عیاری اوسنے بجائی جانسوز بالا دوی کو آیا تھا اور اس غوغہ کو سنکر وہ بھی بدحواس تھا لیکن ثابت
نہ ہوتا تھا کہ کیسے لڑائی ہو رہی ہی کیونکہ کوئی لشکر اگر ہوتا تو معلوم ہوتا ایک عیار سے لڑائی

اتنی بڑی فوج کی چڑھائی عقل نہ کام کرتی تھی کہ یہ لشکر ایک آدمی کیواسطے جمع ہوگا اب جانسوز ضرغام نے سب ماجرا کہا جانسوز نے کہا بھیا لشکر میں چلکر خبر کرنا چاہیے کہ وہ مدد برق کی کرے ضرغام نے کہا نہیں برق بھی اب نکل آئیگا یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں لشکر میں آئے بہار وغیرہ کے پاس جا کر سب ماجرا بیان کیا انھوں نے قصد کیا کہ لشکر تیار کرا کے برق کی مدد کو جائیں ضرغام نے منع کیا کہ کچھ احتیاج وہاں جانیکی نہیں سب عیاری برق کی برباد جائیگی کہ اتنو یہ کہنے کو ہوگا کہ اکیلے اتنا بڑا معرکہ مارا اور جب تم لوگ جا کر شریک ہوگئے تو وہ بات نہ رہیگی سب کہینگے کہ وہاں لڑائی ہوئی دو فوجیں باہم لڑیں برق نے کمال کیا کیا اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ برق قید ہوجائیگا تو ممکن نہیں اسکے پاس یہ اشیا موجود ہیں ان کلمات سے ہر ایک کو تسکین ہوئی اور برق کے اس کارنامہ پر ہر ایک کو حیرت تھی اور حال ذلت دشمن سنکر ہر ایک شاد و خرم تھا مگر یہ نہ جانتے تھے کہ

قطعہ

| | |
|---|---|
| ارے طفل بد کو رہائی قریب | سلامت گذرنا ہے یا نے محال |
| پھینسا چاہتا ہے کوئی ناشکیب | ہر رہ بچھایا ہے ظالم نے جال |

وہ کیا تھی جب چار طرف سے لشکر ساحران اور عیاروں نے برق کو گھیرا اور افراسیاب نے خراب تیغہ سحر پکڑ کر پھر او سپر حملہ آور ہوا برق نے اپنے مقام پر سے بجلی پانوں تب کی صرصر نے ایکطرف سے بیچا برق نے وہ جست کر کے خالی دیا کہ ساتھ ہی کمند کا پھندا صبا رفتار نے پھینکا برق زمین پر نہ اوترا تھا کہ یکایک قرینے میں ہو بجکر پھر تیکی پانوں کی دیکر اوڑا اور تیغہ افراسیاب نے مارا برق سانس کو تول کر زیادہ تر بلند ہوگیا اب جو ہاتھ نے اوترنے لگا دھا وا بیچارہ پر ہوگیا کسی طرف غلہ کسی طرف سے تیر کسی سمت سے خنجر کسی جانب سے حلقہ کمند پڑے کہ زمین پر اوترنے ہی آوے پھر جست کی اسطرح یہ جست کرتا تھا کہ باد صبا کی حیران تھی جیسے عینک سے نگاہ جاتی ہے یا بو گل غنچہ شگوفہ سے باہر آتی ہے اور جب زمین پر اوترتا تھا ہزار ہا حربہ او سپر پڑتا تھا اسی جست خیز میں ایک تماشہ بہت بڑا دباؤ او سپر پڑا کہ کسی طرف نکلنے کا رستہ نہ ملا او سنے جی داری کر کے ایکطرف شلنگا بھرا اور چاہا کہ اسطرف سے دو چار ہاتھ خنجر کے مار کر نکل جاؤں قضارا اس فراک شلنگا بھرنے سے ایک خشت کا ٹھنا سر میں لگا کہ سر چرخ کھا گیا سنبھل نہ سکا بے تحاشا زمین پر گرا اوسوقت دو چار ساحروں نے کملیاں اسیر دوڑ دوڑ کر ڈالیں پھر تو یہ حال ہوا کہ

بیت

| | |
|---|---|
| جو اک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو | آب زعفر زم و کوثر سفید ہوا نکر |
| سوزن ہیں لاکھوں عمر کو بیٹھی رہے | [illegible] |

| کلیم بخت کسی اگر یا نقد سیاہ | بخت سیاہ نے روز سیاہ اس شب کو دکھایا اندھیرا آنکھوں کے سامنے |
| --- | --- |

آیا رہزن فلک نے کمل ہوائی متاع جان کو لوٹ لیا یعنی یہ بیچارہ اوس کمل میں ایسا لپٹا کہ تحمل نہ سکا
ہر چند چاہا کہ زور کرکے کمل پھاڑوں یا خنجر سے چاک کرکے نکلوں مگر ممکن نہ ہوا دیکھکر رہ گیا ساحر ہزاروں
ٹوٹ پڑے اور ہاتھوں ہاتھ پکڑ لیا افراسیاب پکار رہا تھا کہ خبردار چھوڑنا نہیں ساحروں نے فوراً
مشکیں باندھ لیں اور مارتے ہوئے سامنے افراسیاب کے لائے کسی نے کہا اسکو خوب سا مارو کسی نے کہا
طرح طرح کے عذاب سے اسکو ہلاک کرو برق نے کہا اگر تمنے مجھکو زدوکوب کی یہ سمجھ لینا کہ آج کے روز فردا میں
اگر تم سبکو بڑی ذلت دیگا ساحر خوف زدہ ہوکر مارپیٹ سے باز آئے اور شاہ جادوان نے حکم دیا کہ اسکے پاس
یہ چادر سحر اور ڈبہ خاک جمشیدی کا چھین لو بعد ازان جو میں حکم دوں وہ کرنا اون سب جادوگروں
نے برق فرنگی کے تمام کپڑے اوتار لیے اور ایک لنگوٹ بندھوا کر وہ چادر اور ڈبہ لیکر شاہ سے عرض پرداز
ہوئے کہ اب کیا حکم ہوتا ہے شاہ نے وہ ڈبہ لیکر دیکھا تو ذرا بھی خاک اوس میں نہ تھی کچھ خاک بھی نایاب
برباد ہو چکی تھی پس اوسنے غصہ میں آکر خوب اپنا سحر برق پر کردیا اسوقت برق نے کہا اے بادشاہ خوب
آگاہ ہوجائیے کہ جب کوئی عیار قید ہوتا ہے بغیر اوسکے قتل کیے کسوت اوسکی نہیں چھینتے لازم ہے کہ کسوت
عیاری جبتک میں زندہ ہوں میرے حوالے کردیجیے ورنہ اچھا نہ ہوگا شاہ نے کہا کسوت اب تیرے
کس کام کی ہے یہ کہکر کسوت میرے حوالے کی اور سرمایہ وزیر کو حکم دیا کہ قید اسکی اپنے پاس رکھے اور سب ساحروں
کو حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ سب اپنی اپنی جگہ پر آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوئے شاہ جادوان
بھی پھر کر بارگاہ حیرت میں آیا سرمایہ نے برق کی قید کو ایک ایسے مقام پر رکھا کہ جسکے کوئی آگاہ نہو اور
شاہ طلسم نے ایک پتلا ماش کے آٹے کا بصورت برق فرنگی بنایا اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلا زندہ ہو کر
باتیں کرنے لگا اوسوقت شاہ نے اوس پتلے کی مشکیں باندھ دیں اور ملکہ حیرت سے کہا کہ اے ملکہ تو اس
برق فرنگی مجرم کو جسنے تمام خاندان سحر آج بے چراغ کردیے صبح کو سامنے خیر خواہوں یعنی مہرخ وبہار
وغیرہ کے بعذاب الیم قتل کرنا اور سامنے لشکر مہرخ کے سر اسکا لٹکوا دینا اور دھڑ کو ہاتھی کے پاؤں
میں باندھکر تمام لشکر میں اپنے کھنچوانا ملکہ حیرت نے کہا بہت بہتر میں نہایت خوش ہوئی اے بادشاہ
موے کے قید ہونے سے کہ اوسنے آج میری چوٹی کاٹ لی ہے غرضکہ برق نقلی کو سپرد ملکہ حیرت کرکے جب
رات باقی تھی کہ شاہ جادوان برق اصلی کو لیکر مع سرمایہ وزیر کے باغ سیب کی طرف

روانہ ہوا یہان حیرت نے برق نقلی کو اپنی بارگاہ کے ستون مین باندھکر کئی ہزار ساحرون کو
پہرے پر مقرر کر کے آپ آرام کیا وہان شاہ جادوان نے بھی جاکر برق کو سحر سے بیہوش کر کے اپنے
سامنے ستون بارہ دری سے باندھکر طلسمی تیلیون کو پہرے پر مقرر کر کے سر بستر خواب پر رکھا یہان تک
کہ وہ زمانہ آیا کہ سینۂ مشرق سے شعلۂ آہ نکل کر بلند ہوا اور بصورت خاطر مضطر برق فرنگی آفتاب
تابان بیقرار و بیتاب سینۂ دہر مین اضطراب دکھانے لگا کہ ابیات

| | | |
|---|---|---|
| سحر پردۂ شب سے باعز و جاہ | عیان جب ہوا مہر زرین کلاہ | نمایان ہوئی جانب آسمان |
| سپیدی سحر کی بصد عز و شان | وقت سحر اس طرف حیرت ادھر افراسیاب بدیرت بستر خواب | |

سے اوٹھے چلا افراسیاب نے اوٹھکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آندھی آئی اور اوس آندھی سے ایک ساحر غدار
تیرہ فام و زبون شعار پیدا ہوا بغض و نفاق کا پتلا تھا حسد و کینہ سر تا پا نقشۂ شقی ازلی و ابدی ناک بھون
تیوری چڑھی سامنے شاہ کے آکر گردن بہ تسلیم اوسنے خم کی شاہ نے اوسے خطاب کیا کہ ای شمر بد زبان
اشرار جادو تم اسوقت یہ محنت اپنے اوپر گوارا کرو کہ اس مجرم کو زندانخانہ طلسمات مین لیجاکر افعی سحر
اور اژدر ظلماتی کے سپرد کر آؤ کسلیے کہ تم خواص خاص ملا بدولت اور مقرب درگاہ ہو اور تمسے بہتر کوئی اس کام کے
بجالانے مین نہین ہے اور ساحر جلیل القدر بھی ہو یہ کہکر ایک گجرا پھولونکا اپنی سیج کا ادھیڑا اوٹھاکر اوسے ڈالدیا
اور کہا یہ خلعت کسیکو آجتک ملا نہین ہوا ہزارون سلطان طلسم اسکی تمنا رکھتے ہین کہ بادشاہ کے سونگھے ہوے
پھول ہمکو ملین اس ساحر نے یہ خلعت پاکر نذر دی اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ای بادشاہ عادل جہان ظلمات
مین ایسا اندھیرا ہے کہ رستہ چلنا مشکل ہے اور اوس تاریکی مین راہ بھی نہین سوجھتی ہے قیدی کا ساتھ ہے پھر
مین کیونکر بحفاظت اسکو لیجا سکتا ہون مگر کوئی تحفہ ایسا مجھکو عنایت ہو کہ جسکی وجہ سے ماران طلسم و
تاریکی سے مین محفوظ رہون یہ غلام کبھی کبھی جنون کے ساتھ وہان گیا ہے باقی یون میرا وہان کام ہی کیا تھا
جو جاتا اس سبب سے رستہ بھی اچھی طرح نہین جانتا ہون شاہ نے یہ سنکر اختر مروارید جو بران شمشیر زن
سے چھین لیا تھا اپنے جوڑے سے نکالا اور شمر کے ہاتھ مین دیا اور بڑی تاکید کی کہ خبردار یہ موتی
جانے نپائے کہین اوسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا اور راہ مین کہین ٹھہرنا کوئی ملجائے تو اوسکو پاس
نہ آنے دینا یہ امانت ہے جو مین تجھکو دیتا ہون بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے راہ طلسمات کو طے
کر کے اس قیدی کو وہان پہونچا کر پھر مجھی کو لا کر یہ موتی حوالے کرنا اس موتی کو جو ہاتھ پر تو رکھیگا

تیرہ منزل تک روشنی ہو جاتی ہے اسکے سامنے کوئی سحر نہیں چلتا ہی یہ موتی گنبد مین سامری کے تھا
بڑی مشکل سے بزرگان کو کب نے وہان سے پایا اب اوسی کی بیٹی مہران کے پاس رہتا تھا مین نے اوس سے
چھینا ہی وہ تو چھوکری ہی جاہل ایسی نایاب چیز کی قدر نہیں کرتی ہی اور ایسی چیز کو ہر جگہ لیے پھرتی ہی
اور مین جانتا ہون کہ اوسنے مسلمانون کی اعانت کرنے مین جو اس موتی سے کام لیا ہی اوسی سے
روح سامری اوس سے خفا ہوئی ہی جو یہ اوسکے پاس سے میرے پاس آگیا ہی ورنہ اس موتی کا ہاتھ آنا دشوار
تھا اور صاحب گوہر پر غلبہ پانا بڑا کام تھا دیکھا اب یہ گوہر لیکر تو جا اوسی سحر اژدر ظلمانی سے کہدینا
کہ شہنشاہ نے دعا کہی ہی اور فرمایا ہی کہ ہم تجسے بہت خوشنود ہوے تمنے خوب حفاظت بران کی کی ہی اس
قیدی کو بھی اوسی مقام پر اور اوسی تہ خانے مین کہ جہان وہ چھوکری قید ہی قید کرو اور تھوڑے چنے
بھونے ہوے اور ایک کوزہ آب اسکو بھی کھانیکو دینا زیادہ اس سے خبردار خبردار کبھی نہ دینا ٹھنڈھا پانی
گرمی مین ان دونون قیدیون کو نہ ملے اور کبھی خریدار کھانا نہ پاوین آرام سے نہ سوئین قید مین
روئین ٹٹین کراہین یہ حکم محکم قضا شیم اس نحس مجسم کا سنکر شرر خنزیر بازوے برق کا پکڑکر روانہ ہوا اخم
کو تو مضبوط اوسنے چادر سے اپنی باندھ لیا اور آپ بصورت عقاب تیز پرواز بنا چلتے وقت عرض کیا کہ
حضور سحر اسیر سے اپنا آپ اوتار لین بادشاہ نے سحر اوسپر سے اپنا اوتار لیا اوسنے سحر اپنا برق پر کر کے
پنجے مین اوسکو دابا اور اوڑ کر چلا پہلے تو سحر افراسیاب سے برق بیہوش تھا اب ہوشیار رہا لیکن
دیکھا کہ پنجۂ عقاب مین دبا ہون اور وہ مجھکو لیے ہوے اوڑا جاتا ہی لیس خاموش ہو رہا اور پھر متوجہ
ہوا سے بیہوش ہو گیا یہان تک کہ شرر بن اشرار قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا کہ وہ درہ تاریک مثل شب
دیجور تھا یہ اندر درہ کے روے ہوا سے اوترکر داخل ہوا اوسوقت برق کی بھی آنکھ کھلی اور اب شرر
عقاب سے اپنی اصلی صورت پر بنا برق نے دیکھا کہ یہان اس قدر تاریکی ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی
دیتا ہی گو ر جو دان پر وہ جگہ ہنستی تھی تاریکی عالم اوسی جگہ بستی تھی تمام عالم کے سیہ بختون کے بخت
سیاہ کی تاریکی جمع ہو کر اوسی جگہ سمائی تھی شامت عالم اکٹھا ہو کر وہین آئی تھی قعر دوزخ اوس
جگہ کو کہنا زیبا تھا چاہ بابل ایک ادنے اوس مقام کا نمونہ تھا ابیات

اندھیر اسکا تھا اوس سے بہ تنگ — عجب طرح کی تھی جگہ تار و تنگ
اوس اندھیر کا بیچ و مسکن تہ غار — جہامین جو ہوتا ہے اندھیر
اوس تاریکی مین برق نے دیکھا کہ اس سیاہ درہ نے ایک اختر نکالا انیر کفیدہ

پر رکھدیا کوسون تک وہ ظلمات منور و روشن ہوگیا روشن ہونیسے احوال روشن ہوا کہ ایک ساحر سیہ دل کریہ منظر مجکو گرفتار کیے لیے جاتا ہی اور اوس رہ کوہ سے جب وہ ساحر آگے قدم زن ہوا دیکھا کہ درخت کوسون تک سگے ہین مگر برگ و بار انکے سب سیاہ ہین تاثیر زحل اکٹھا ہوکر اوسی جگہ آئی ہی تمام عالم کی ایک جا سیاہی ہی جو چیز ہی وہ سیاہ ہی پہاڑ و زمین سب بالکل سیاہ ہین شاید پیر دہر اور زال دنیا کیطرح غم مین سیہ پوش ہین خمخانہ غم کے بادہ نوش ہین نہین معلوم کس نخل جوان کا ماتم ہی جو لباس ارض وغیرہ سیاہ ہے دریا جو کوئی اس مقام پر نظر آتا ہی پانی اوسکا بھی کالا ہی کالا پانی گویا قید برق کی بھی گئی ہی اور طرفہ طلسم یہ نظر آتا ہی کہ ایک تو سیاہی مثل بخت دشمن ہر سمت چھائی ہی دوسرے ڈراونی صورت زال گیتی نے بنائی ہی درختون مین پھل جو لگے ہین زنگیان آدم خوار کے سر کٹے ہوے لٹکے ہین خون تازہ اوس سے بہتا ہی وہ خون بھی سیاہ ہی سودا کی ترقی ہی حرارت کا غلبہ ہے سودا مزاج تمام صحرا ہے درہ ہاے کوہ دیو کی طرح منہ کھولے ہین بگولے کالے کالے اوڑتے ہین دیو بنکر ڈراتے ہین جانوران صحرا مثل فیلان دمان دخرسان سیاہ ہین افعی خونخوار جنسے خدا کی پناہ ہی ہر سمت پھرتے ہین سانپ ہرا و گلتے ہین اثر آتش زہر سے تمام صحرا تپ رہا ہی ہوا مسموم ہی جو ذرہ ہی وہ زہر کا ایک صحرا ہی جو درخت ہی وہ بیس کی گانٹھ ہے جو پتھر پہاڑ کا ہے وہ شیشہ زہر ہلاہل کی ڈانٹ ہی ہر قطرہ دریا کا قطرۂ زہر جانگداز ہے ہر سمت جانکنی کا انداز ہے یہ اوس صحراے آفت کا حال ہی کہ ابیات

لگا کرباہ سے اور تا بماہی
نظر مین چھا گئی یک سو سیاہی
نظر آیا عجب صحرا لق و دق
کہ دیکھے سے جگر ہو شیر کا شق
عجب وہ موضع خوف و خطرناک
دیا اوسکو دکھائی زیر افلاک
بیابان تھا وہ ایسا وحشت انگیز
کہ وحشت جسکی تھی عالم کی خونریز
نہ جائے چیندگی اوس سمت آواز
کرے جینا دسترف منہ کر نیر پرواز

برق کا اوس مقام ہول خیز کو دیکھکر یہ حال ہوا کہ یقین تھا روح قالب سے پرواز کر جائے لیکن دل کو مضبوط کرکے نظر برحم کریم کارساز رکھکر خاموش تھا اور شہر پرا وسکو گرفتار کیے روان تھا ازبسکہ برق کی زبان وغیرہ کھلی ہوئی تھی دست و پا کو کہ قابو مین نہ تھے اونے اوس بے اختیاری مین بھی توسن زبان کو عرصۂ مکر مین جولان کیا اور صباے کلام کو چمنستان عیاری مین وزان کیا یعنی ایک آہ سرد دل پر درد سے اوسنے بھری آنکھون مین آنسو بھر لایا اور شعر عاشقانہ پڑھنے لگا

ہوا نالان وہ فرقت کے الم سے
شکایت تھی فلک کی آہ غم سے
کہا اے گردون دون یہ کیا کیا

وہ دل نقد یون کر زبان دیا ہین | کوئی دیتا ہے اس ظالم کو بھی دل | کہ باسے چھوڑ صید نیم بسمل
وہ کیا دیکھی خطا مجھسے کہ اک بار | کیا ہین وقف جان صد نیش آزار | ہین جس طرح سے نت لرزتے تھا بر خویش
دہی آفت مرے لایا وہ درپیش

اس خوش الحانی اور درد آلودہ آواز سے یہ اشعار بعد سوز و گداز اوسنے پڑھے کہ اگر سنگ خارا بھی بجاے اوس ساحر فقیر کے ہوتا تو موم ہو جاتا اور فولاد دل عجاز دکھاتا شہزادہ نے اس لحن دلکش پر بیچین و بیقرار ہو کر رونے لگا برق نے بھی اسی سبب یہ اشعار پڑھے تھے کہ دیکھون اسکے دل کو بھی کسیکی محبت کا لگاؤ ہے یا نہین کس لیے کہ کوئی دل ایسا نہین جسکو کسیکی الفت نہو اور یہ بھی سوچا تھا کہ اگر یہ کسی سے محبت نہ رکھتا ہوگا اور میرے اشعار پر بیقرار نہوگا تو پھر اور کچھ تدبیر کرونگا الحاصل جب اوسنے اوسکو کسی مسیحا کا بیمار پایا سوز دل سے اوسکے شعلہ آہ تا بلب آیا برق نے کہا کہ اے نوگرفتار سلسلۂ عشق و محبت جسطرح کہ مین اسیر طوق الفت ہون ویسطرح تو بھی مقید بزنجیر زلف گرہ گیر ہے لیکن تیرا رونا بیجا ہے کس لیے کہ اس طلسم کا رہنیوالا ہے کبھی کبھی معشوقہ کو دیکھ بھی آتا ہے نامہ و پیام بھی ہو جاتا ہے وہ بھی دلمین تیرا خیال رکھتی ہے عشق کا تیرے ملال رکھتی ہے مجھ ناکام و شوریدہ سر کا تو عجب حال ہے کہ بیت

نہ مونسی نہ رفیقی نہ ہمدمے دارم | حدیث دل بکہ گویم عجب غمی دارم | نہ فاتحہ نہ صبا نہ مرغ نامہ برے

کسی زلیلی مامے برد خبرے دگر اگر دامم ازروز ازل داغ جدائی را | نمی فروختم ہرگز چراغ آشنائی را

شہر و دیار سے جدا معشوقہ کے فراق مین مبتلا دوسرے اسلئے ایسے مقام پر ہو کر چلا ہون کہ اوسکو ایک نظر دیکھ لینے کی امید نہین اگر مین تیرے مقام پر ہوتا تو معبود کے صدقے سے اور شاہ کے اقبال سے اتنی مدت کا معشوقہ سے ہم بغل ہو کر داد عیش و نشاط دیتا تو جاہے تو دن بھر مین دس مرتبہ اوسکو جا کر دیکھ آئے دوسرے یہ کہ جس بادشاہ کا تو ملازم ہے اوسی کی وہ تابع فرمان ہے اب تک جیسے بادشاہ نے کام لیا ہے اگر اپنا حال تو بادشاہ سے کہیگا وہ فورا نقش مراد کو تیرے کاغذ حصول پر ثبت کریگا اور بادشاہ کی ضرورت اس کام مین کیا ہے مدعا یون ہی حصول ہوا چاہتا ہے ذراسی تو بات ہے مین سب تیرا حال جانتا ہون اور تیری معشوقہ کو بخوبی پہچانتا ہون لیکن مجھے کیا غرض ہے جو کہون اپنے سوز و گداز مین آپ ہی مبتلا ہون یہ کہکر جانب فلک نظر کر کہا کہ خداوندا عشق صادق کا واسطہ یارب جذب کامل کا صدقہ اپنے اثر نالۂ دل کا تصدق جتنے عاشق ہین سبکو معشوقۂ مراد سے شاد فرما اور اونکے صدقے مین مجھ ناکام کا بھی کام دل بر لا یہ کلمات جو شہزادے نے سنے طایر ہوش پرواز کر گئے حواس باختہ ہوگئے

کہ یہ عیار ایسی تو قید مین گرفتار ہے کہ چھوٹنا اسکا ذکر دشوار ہے لیکن اوسکو کچھ خیال اسیری نہین معشوقہ
کے عشق کا دم بھرتا ہو اپنی جان جانیکا کچھ خیال نہین کرتا دوسرے یہ لوگ کاملین سے ہین معلوم ہوتے ہین کہ حال
حال ہے عشق کا اوسکو ہویدا اور ظاہر ہے برق نے اوسکی باتین جو ظاہر ہین جو لازم و ملزوم ہر محبت ہوتی ہین وہ
خطا یا تقدم کرکے ایسی کہی تھین یہ اونکو سنکر برق کو صاحب کمال و اعجاز سمجھا کیونکہ یہ شخص برگزیدہ افراسیاب
کی دختر نیک اختر لعل سخندان ہے اور یہ وزیرزادی یعنی ملک اخضر سبز پوش کے وزیر احمر سرخ قبای جادو کی دختر
ملکہ شوخ چشم سرخ پوش پر عاشق ہے مگر یہ اسقدر لیاقت نہین رکھتا ہے کہ پیام اوسکی شادی کا اوسکے باپ
کو اپنے ساتھ کے لیے دے ہنگام عشق مین اپنے ہمدمون مین سے ایک عورت کو اوسنے بہت کچھ دیکر اسبات
کا امیدوار کیا ہے کہ اگر تم شوخ چشم کو میرے وصل پر راضی کردو تو مین تمکو کئی لاکھ روپیہ دونگا اور سمجھا ہے کہ جب
مجھسے اور معشوقہ مذکورہ سے آشنائی ہوجائیگی اور اوسکے باپ کو خبر ہوگی پھر سوا میرے ساتھ شادی کردینے
کے اوسکو اور کچھ بن نہ آئیگا غرض برق کو بہت حیرانی ہوئی اور سمجھکر گرم سخن ہوا کہ آپنے جہان میرا عشق پہچانا ہے
تو اوسکا بھی حال آپ کو معلوم ہوگا یہ جو آپ فرماتے ہین کہ دن بھر مین اگر تو چاہے تو دس مرتبہ معشوقہ کو
دیکھ آئے تو یہ ممکن نہین کس لیے کہ وہ دختر نیک اختر دستور معظم ملک اخضر سبز پوش ہے برق نے
کہا ہان تو مجھے کہتا ہے ملک اخضر جو افراسیاب کا خسر ہے لعل سخندان کا باپ وہی کی تو
وزیرزادی ہے جسپر تو فریفتہ ہے بیٹے مثلاً یہ بات کہی کہ دن بھر مین دس مرتبہ تو دیکھ سکتا ہے کیونکہ درمیانی جو
عورت ہے وہ کسی حیلہ سے تیری معشوقہ کو صحرا مین لا سکتی ہے وہان تو جا سکتا ہے دور سے نظارہ جمال کر سکتا ہے
بس آدمی یہ سنکر برق کو زمین پر کھینچا اور سر اوسکے قدم پر رکھا اور کہا یہ تو جناب نے کہ آپکو کسنے میری معشوقہ
کی کیفیت سنائی ہے اور کسطرح آپنے جانا کہ مین وزیرزادی پر لعل سخندان کی عاشق ہون برق نے
کہا کیا خوب مجھے اور یہ وہ جو کچھ تمھارا حال ہے ہم سب جانتے ہین بھلا یہ تو کہو کہ درمیانی کوئی عورت دلالہ ہے
یا نہین اور اوسکو تم بہت کچھ دینے کے ہو اور دینے کا تم نے وعدہ کیا ہے اور اوسنے ایک مرتبہ تمکو وہان پہونچا
بھی دیا تھا واضح ہو کہ جب کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہے تو دلالہ بھی ضرور مقرر کرتا ہے اور ایک دو مرتبہ
اسطرف جانا بھی ہوا کرتا ہے بس برق نے اوسی معاملہ کے طرز پر اوسکو بتا جو دیا اب تو وہ اوسکی گرد پھرنے لگا
اور گویا ہوا مجکو یقین کامل ہے کہ واقعی آپ سب امر سے میرے آگاہ ہین اب کچھ تدبیر تو ارشاد کیجیے
کہ مین کیونکر اپنی مطلوبہ کو حاصل کرون برق نے کہا کیا خوب دلالہ کو تو اب تم آپ کے ساتھ لیا او

کچھ دینے کو کہا ہی اور مجھکو آپ قید کیے لیے جاتے ہین اور مفت ہی مین ترکیب وصال کو پوچھنا چاہتے ہین
دست و پا میرے بیحس و حرکت ہین بدن کو کھجا تک نہین سکتا اپنے حواس مین تو مین ہون نہین بھلا آپکی
تدبیر وصال کیا جانون اوسنے جلد یہ کلمات سنکر ایسا سحر پڑھا کہ اوسکے دست و پا قابو مین آ گئے مگر
بناوٹ کی راہ سے اوسنے کہا اے عزیز کیون اپنے تئین معرض ہلاکت مین ڈالتا ہی افراسیاب اگر میرا
رہا کر دینا سنے گا تو بہت تجھپر عتاب کریگا تو مجھکو زندان ظلمات مین پہونچا کر رسید داروغہ زندان کی
میری لیکر بادشاہ کو پہونچا دے یہ تو خوب سمجھ لے کہ ہم لوگ کہین قید نہین رہ سکتے تم لیجا کر قید کرا دو ہم چھوٹکر
جب اپنے لشکر مین آئینگے تم اوس وقت ہمارے پاس آنا ہم تمکو تدبیر وصال تمھاری معشوقہ کی بتائینگے وہ ساحر اپنے
دلمین اوسکے کلام کو سنکر سوچا کہ جب اسوقت اسکو غرض لاحق ہے کہ قید مین ہی جب تجھے بتاتا نہین رہا ہو کر اسکو
کیا غرض ہی جو میرے کام مین پڑیگا پس یہ سوچکر منت کرنے لگا کہ آپکو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے آپ
میرا کام کر دیجیے مین آپکو چھوڑے دیتا ہون شہنشاہ کے پاس جا کر کہدونگا کہ وہ قیدی مجھسے چھوٹ گیا ہی
عیارونکی چالاکی تو بادشاہ جانتا ہی یقین کریگا کہ ضرور چھوٹ گیا ہوگا برق نے کہا پھر تم ہمارے شریک
حال ہو گئے اوسنے کہا مین آپسے مقابلہ کرنے نہ آؤنگا باقی مسلمان نہونگا برق نے اوسکو بیتاب طلب دیکھکر
خیال کیا کہ زیادہ تر اصرار اوسکے مسلمان ہونیکی نسبت نکرنا چاہیے اپنا مطلب نکالو معلوم ہو گیا کہ اوسکو غرض
ملاقات مطلوبہ کی ہی اسلیے یہ منت کرتا ہی یہ سوچکر برق نے کہا اگر بادشاہ کتاب سامری یا اپنے سحر سے دریافت کریگا
کہ تمنے خود مجھکو چھوڑ دیا اور تمکو الزام دے تو اوس وقت تم مجرم ہو جاؤگے یہ مناسب نہین کہ مجھکو رہا
کرو مین تمکو تدبیر اوسکی جب رہا ہونگا تو بتلا دونگا بلکہ بتلانا کیسا معشوقہ کو تمھاری تمسے ملوا دونگا اوسنے
کہا اگر بادشاہ سحر سے تمھارا چھوڑ دینا میری نسبت دریافت کریگا تو میرا کچھ نہین کر سکتا ہے مین
عملداری مین ملک اخضر کے رہتا ہون اور جہان بادشاہ کو یہ دریافت ہوگا کہ اوسنے مجرم کو چھوڑ دیا
وہان یہ بھی دریافت ہوگا کہ میری دشمنی کی راہ سے اوسنے نہین رہا کیا ہے بلکہ اپنے مطلب کے لیے اوسکو
ایک بار رہا کر دیا ہی وہ میرا دشمن نہین ہی اور مین صاف صاف کہدونگا کہ اے بادشاہ میری جان
جاتی تھی اپنے کام کے لیے مینے اس مفسد کو رہا کر دیا مین آپکا دشمن نہین ہون آپ جو چاہیے مجھکو
سزا دیجیے پس بادشاہ دوست کو دشمن نہ بنائیگا یقین ہی کہ میری خطا معاف کر دے اب آپ
تامل نہ فرمائیے مجھکو وہ راہ بتلائیے اور چلیے مین آپکو باہر اس ظلمات سے کرا دون برق

اسکی تقریر سنکر اپنے دل مین خوب سمجھا کہ یہ بھی ہمکو ملے ایسے کام کے لیے ہمکو ایکبار چھوڑ دینگے اور پھر ہمارے
دشمن ہو جاینگے غرض جیا د نے بہت کچھ منت کی اوسوقت اوسنے کہا کہ اے برادر اچھا جو تمھاری یہی
خوشی ہی تو مین بھی تمھارے کام مین کوتاہی نہ کرونگا لو آو بیٹھ جاؤ یہ کہکر ایک مقام پر بیٹھ گیا وہ بھی سامنے
اوسکے بیٹھا اوسنے کہا اے عزیز مین کبھی کسیکو ایسی نایاب چیز نہ دیتا لیکن قید ایسی جگہ ہوکر آیا ہون کہ یہان سے
رہا ہونیکی مجھکو امید نہ تھی اسلیے خیر تجھکو بتاتا ہون میرے پاس عطر ہی کہ سیپ موتی پڑھی ہوئی ہی تم اس عطر کو لیکر
اپنے منہ پر مل اور مجھکو باہر ظلمات کے نکالکر سیدھے اپنے گھر جاؤ اور ہوسکے تو اپنی صورت معشوقہ کو اپنی دکھا
اور اگر منھ نہ دکھا سکو تو وہ عطر دلالہ کے ہاتھ معشوقہ کے پاس بھیجدینا وہ اوسکو سونگھتے ہی تمھارے پاس آئیگی
اور خواہان وصال ہوگی پھر تم اوسکے ساتھ مزے اوڑانا اور اوسکو اپنے گھر سے جانے نہ دینا اوسکے باپ سے
کہلا بھیجنا کہ آپکی بیٹی میرے یہان آئی ہی اور مجھپر عاشق ہی مین نے آپ کی آبرو کا خیال کرکے اونکو ہاتھ
نہین لگایا ہی اب اگر وہ آپکے گھر آنے پر راضی ہون تو آپ خود آکر لیجیے اور اگر نہ راضی ہون تو بدنامی
کی شہرت ہونیکا خیال فرماکر مجھسے منعقد کر دیجیے باپ کو اوسکے یہ سنکر غصہ آئیگا اور بیٹی کو آکر دھمکائیگا
مگر وہ کسی طرح تمھاری محبت سے ہاتھ نہ اوٹھائیگی اوس وقت ناچار ہوکر وہ تمھارے ساتھ شادی کردیگا
بس اتنا تو مین کر سکتا ہون اور اگر فرق میرے اس کلام مین پانا تو مین نے خون اپنا تمکو معاف
کیا طلسم سے باہر تو مین جاتا نہین ہون جب کبھی تمھارے ہاتھ آجاؤن فوراً مجھے جس عذاب سے چاہنا
ہلاک کرنا اور اوسکے علاوہ مین کئی لاکھ روپیہ کا جواہر تمکو دیتا ہون اگر یہ عطر کام نہ دے تو وہ جواہر
ضبط کر لینا اور اگر مطلب تمھارا ہوگیا تو میرا مال مجھکو پہونچا دینا اور جو تمھارا جی چاہے تو اور بھی مجھکو کچھ
دینا ورنہ تمھارا کام ہی نکلا یہی بس جیا د نے کہا نہین جواہر آپ کیون دین مجھکو یقین ہی کہ وہ عطر کام
ضرور دیگا کسلیے کہ آپ لوگ ملکون ملکون پھرنے والے عیار طرار آپکے پاس جو چیز ہوگی وہ عمدہ ہوگی
اچھا وہ عطر مجھے حوالہ فرمایے برق نے کہا اگر وہ عطر لیکر مجھکو تم یہان سے نکال نہ دوگے تو اوسکا منتر جو
ہی وہ مین تمکو نہ بتاؤنگا پھر وہ عطر تمھارے کسی کام نہ آئیگا اوسنے کہا کبھی ایسا نہ ہوگا کہ مین عہد کے خلاف
کرون مگر ہان یہ تو بتلایے کہ اگر کوئی سحر سے تاثیر اس عطر کی بدل دے اور مالکہ کے دل سے عشق میرا
اوتر جائے تو کیا ہو برق نے کہا اس طلسم مین کوئی عامل جادوی عملیات کا نہین ہی اور جو لوگ سحر نہین کرتے
ہین مگر ہان عملیات جادوی کرتے ہین یہ ایک بڑے کامل فقیر نے مجھکو پڑھ دیا ہی کسی ساحر سے رد اس عمل کا نہ ہوگا

ہلوگون کا افراسیاب بھی نہین رد کر سکتا و دیکھو حمزہ ایک اسم اعظم جانتا ہی پھر وہ عمل ایسا ہی کہ تمام ساحران
زمانہ اس سے عاجز ہین اور اوسپر غلبہ نہین پاتے ساحر نے کہا ہان یہ بات تو آپ سچ کہتے ہین اچھا عطر مجکو دیجیے
اور میرے ساتھ چلیے برق نے خوب اوسکو ہکا بکا کرکے اور سمجھا کے ایک شیشی عطر بیہوشی کی کیسے سے نکالکر
اوسکو دی اوسنے دیکھا کہ سرخ رنگ عطر جیسے موتیے کا یا سہاگ کا ہوتا ہی شیشی مین بھرا ہی اور ایسی خوشبو اوسکی ہی
کہ شیشی کے نکالنے سے دشت مین خوشبو پھیل گئی ہی پس برق نے تھوڑا سا عطر دوسری شیشی مین رکھکر
اوسکو دیا اور کہا اوسکو چہرہ پر اپنے مل لو اور چلو کہ اسکا عمل بھی تمہین تعلیم کرون اوسنے وہ عطر لیکر اپنے
چہرے پر ملا پس خوشبو اوسکی بخوبی ناک مین گئی اوسکو چھینکین آئین اور گر کر بیہوش ہو گیا برق نے
اول وہ اختر مروارید کہ جو بران کا شاہ جادوان نے اوسکے سپرد کیا تھا لیلیا اور اوسکے کپڑے
اوتار لیے اور آب رنگ و روغن عیاری کا نکالکر اوسکی ایسی صورت اسطرح بنا کہ ہر چند کوئی تمیز کرے مگر نہ پہچان
سکے اس صورت پر تیار ہو کر بموجب ع یا قسمت یا نصیب یا بخت ؂ اور اوسکو دوش پر اپنے لاد کر
ایک سمت کو روانہ ہوا دیکھا کہ گرد تو دیلی صحرائے ہول خیز و سیاہ رنگ کہ جیسا اوپر حال بیان ہو چکا
ہے اور بیچ مین اوس صحرا کے ایک رستہ بطور سڑک کے بنا تھا کنارے کنارے اوس سڑک کے مکان
سیاہ کنجیہ برباد کیے بیٹھے تھے اور درخت برگد و پیپل و ساکھو وغیرہ کے بڑے بڑے تناور لگے تھے باد سموم سے
ٹہنے اونکے جھلس گئے تھے اون درختون پر گدھ اور چیلین بیٹھی تھین کہ چلاتی تھین تاریکی مین غل و شور
مچاتی تھین اونکے چلچلانے سے بگولے زمین سے اوٹھکر پیچ و تاب کھاتے تھے دیو سیاہ منہ کر ڈراتے تھے آوازین مہیب
ہر سمت سے آتی تھین العیاذ باللہ الٰہی حضرت، اللہ رستم بھی اگر اس دشت مین آجاتا سینہ فرط خوف سے تھراتا
اسفندیار و بہمن و برزو کا جگر شق ہو جاتا برق اپنے دل مین سمجھا کہ یہی سڑک رستہ زندان کا معلوم ہوتا ہے
اوسی طرف مجکو چلنا چاہیے غرض یہ اوسی سڑک پر اس ساحر کو لے کر روانہ ہوا اور ازبسکہ اختر مروارید ہاتھ
مین لیے تھا تو اوسی طرح جیسے پہلے روشنی تھی اب بھی وہ جگہ منور تھی اور وہان کی بلیات اذیت
نہ پہونچاتی تھی انشاء اللہ تمام ظلمات کی سیر شاہزادہ اسد چھوٹ کر جب کرینگے تو بیان کیجائیگی
اوسی جگہ حکیم قرطاس الحکمت بھی قید ہین اور افراسیاب جو آتا ہی تو اوسکے رہنے کی جگہ ہی سیرگاہ
بڑے بڑے نامی ساحر یہان رہتے ہین عزیزداران بادشاہ اسی مقام پر مسکن رکھتے ہین ماہی زمرد رنگ
وغیرہ کے مکان کہین ہین رستہ ہی باغبان کی عمارت بہت کچھ ہے غرض تمام کیفیتین انشاء اللہ آئیندہ

بسر دحیات بیان کیجائینگی حاصل مرام اب جو برق اس سڑک پر روانہ ہوا کئی کوس راستہ طی کرکے ایک
ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان وہ پہاڑیان چھوٹی بنی تھین اور اوس پر نیلم کے درخت سیاہ رنگ کے لگے تھے اور بہت
دورنگ صحرا نے قلب تہا کہ وہان درختون کے سایہ سے کوسون تک سیاہی پھیلی تھی بیچ اون درختون
کے دھوان امڈا ہوا تھا بالکل ظلمت سرا وہ مقام تھا اور ان پہاڑیون کے بیچ مین دو قصر سیاہ رنگ کے بزرگ
بنے تھے ایک قصر کا دروازہ مقفل تھا اور دوسرے قصر کے دروازہ پر دو ایک ساحر بیٹھے تھے برق نے اون ساحرون
کے قریب جا کر کہا کہ کہان ہی رافعی سحر و اژدر ظلمائی کہ مین فرستادہ شاہ جادوان افراسیاب
آیا ہون وہ ساحر یہ سنکر اندر اوس قصر کے گئے اور کچھ عرصے مین آکر گویا ہوے کہ چلیے آپ کو اژدر و رافعی
بلاتے ہین برق ساحر کو للکارے اندر قصر کے گیا دیکھا کہ اس مقام پر دالان عظیم الشان بنے ہین کہ جنپر استرکاری
سیاہ رنگ کی ہے سنگ موسی جابجا لگے ہین اور دالان کے کونون مین اژدہے منہ کھولے بیٹھے ہین [illegible]
ہزارہا گھنٹے ٹنگے ہین برق جیسے ہی اندر گیا وہ سب گھنٹے آپسے آپ بجنے لگے جے جے کار کا سامری جی
کے غلغلہ بلند ہوا اژدرون نے قلاب آتشین چھوڑے برق ڈرا آگے بڑھا دیکھا ایک دالان مین پتھر سیاہ رنگ
کے زمین پر نصب ہین اور دیوارون مین ہزارون تصویرین لگی ہین اون پتھرون پر چوکیان آبنوس کی
بچھی ہین اور پر پوجا کرنیکا سامان کہاہی کنول کے پھول بہت سے ڈھیر ہین گھنٹیان رکھی ہین سلونچیان
موجود ہین اور دوسری طرف اک بہت بڑا دالان ہے کہ ستون ہین اوسکے درون پیچ کاری نیلم کی ہے
اور دالان مین فرش پر تکلف قالین کا گدار و خوشرنگ بچھا ہے اور اوس فرش پر پلنگڑیان چاندی کی
لگی ہین اور نوار سے بنی ہین توشک اور چادر سفید اوس پر آراستہ ہے ڈوریون سے تیچے ہین تکیے نفیس اونپر
رکھے ہین اون پلنگون پر اژدر سحر اور رافعی سحر دونون بیٹھے ہین سامنے کشتیان شراب کی اور قابین
بہرنگ کباب کی میزون پر لگی ہین جام رنگین اون دونون کے ہاتھ مین ہے ہنستے جاتے ہین اور شراب
پیتے ہین میوہ کھاتے ہین اور جب دوسرے دالان کیطرف مست ہوکر دیکھتے ہین ارغون طرح طرح کے باجے
بجنے کی صدا آتی ہے اور مشتاقان پیچہ گان کی آوازین گانیکی سنائی دیتی ہین دونون ساحر جام مے
عشرت سے سرشار ہین ہوا خرمی سے دل باغ باغ ہی ہوے مسرت سے خاطر گلزار ہین ہرچند کہ صورت
مین زشت و خونخوار اور سیرت مین ناہنجار و بدکردار ہین منہہ سے شعلہ ہاے آتش نکلتے مونچھہ تھوڑی
تک نیچے کے لٹکے ہوے اور پرکے بیرہ بینی سے گذرے ہوے دونون کی صورتین شکل اژدہے کی

وضع قطع انسان قوی کے ہین لیکن اوس دولت و ثروت مین مست لا یعقل بنے ہوے بڑی عیش و عشرت سے مربع نشین مسند فراغت ہین

مسلح تھے وہ ساحر زشت فام
مرصع گلوبند اکلیل زر
تھے ہمشکل خنزیر و شوریدہ سر

بار الیشس جنرو انہ تمام
تھے اس طرح وہ آراستہ لعین
نظر مین تھا دونون کے سحر کا اثر

نگارین زرہ پر تکلف کمر
تبختر کیا ازدیگست و قت رفتن
برق نے اونکی صورتین دیکھکر

دل مین خوف کھایا پناہ برحمت خدا کے اکبر لایا مگر دل کڑا کر کے سامنے گیا اون دونون نے اوسکو بصورت شمر مین اشرار خواص خاص شہنشاہ افراسیاب یکھکر تعظیم کی بہر استقبال اپنے مقام پر سے اوٹھے اور ہاتھ پکڑ کے برابر اپنے لاکر بٹھایا اور کہا کہ آپنے سرفراز فرمایا ہمسے پیشتر مخبری ہوتی کہ ہم سواری اور با آرام تمام آپ کو یہان لے آئے خیر جو آپ تشریف فرما ہوے بہت اچھا کیا لیکن اس لکھنے ہی مین کیا ہے اور باعث تشریف آوری ہطرحے کیا باعث ہی برق نے کہا کہ مین بہت دنون سے تمہاری ملاقات محبت سمات الفت آیات کا مشتاق تھا مگر ظلمات مین آنیکا کوئی سبب پایا تھا سامری گواہ ہے کہ دل تڑپ کر رہ جاتا تھا بارے آج یہ سبب پیدا ہوا کہ برق فرنگی عیار شاگرد عمرو بن امیہ ضمری بڑی تلاش و کوشش سے گرفتار بدست شہنشاہ ذی تبار ہوا اس ظالم اظلم نے تو بڑا غضب ڈھایا تھا کہ ہزارہا ساحر کو قتل کیا تھا اور گروہ گروہ بندگان سامری کو بیہوش کر کے بے بس بناکر مار ڈالا کسی طرح ہاتھ ہی نہ آتا تھا دیہ خاک جمشید کا اور چادر سحر کی پاگیا تھا یہ کہکر تمام ماجرا اپنے اور جو گذر چکا تھا مہ سب خلقت کے قتل کرنے مین وہ سب بیان کر کے کہا کہ اب جو یہ قید ہوا تو شہنشاہ نے بلاکر مجھکو فرمایا کہ تم کہا کرتے تھے مجھکو ظلمات مین بہر ملاقات داروغہ زندان بھیجیے تو آج اس قیدی کو لیجاؤ انسے ملاقات بھی کرنا اور اسکو اونکے سپرد کر کے تاکید اکید بہر حفاظت کر دینا چنانچہ مین اسکو بڑی دقت سے یکہ و تنہا لیکر یہان آیا ہون فرط خوف سے کسی آدمی کو بھی اپنے ساتھ نہین لیا کہ مبادا ہجوم کے سبب یہ چھوٹ نجاے اب شہنشاہ کا حکم ہے کہ اسکو بھی اوسی مقام پر کہ جہان بران شمشیر زن قید ہے گرفتار کرو اور دونون پر سختی شدید کرو تاکہ قید ہی مین ہلاک ہو جائین ایک وقت بھونے چنے اور ایک کوزہ آب کھانے پینے کو دینا خبردار کوئی رعایت اون دونون کے حال پر نکرے اور یہ عیار بڑا چرب زبان و مکار ہے اسلیے مینے اوسکو دہانہ لگا کر تاسے باندہ دیا ہے کہ بات نہ کر سکے جسوقت تم اوسکو آب و غذا دینا او وقت سو دانت اوسکے کھولنا او جتنے لب

یہ کھانے اوس وقت تک تم سامنے بیٹھے رہنا مگر اسکی باتون کو نہ سننا ورنہ زبان مین اوسکی وہ تاثیر کلام ہے کہ
صاف تمکو فریب دیکر مار ڈالیگا اور آپ نکل جائیگا افعی وراثر در نے کہا اچھا اب اسکو ہوشیار کردو وفیشار سے
سے نکالو اوسنے کہا واہ بیٹے آپکو اس قدر سمجھایا پھر بھی آپنے کچھ سماعت نہ فرمایا بہت سہل اسکا ہوشیار کرنا سمجھے ہو
اے صاحب جب ہوشیار ہو ویگا یہ آفت برپا کردیگا مجھکو اور آپکو مارکر نکل جائیگا مفت کی بدنامی ہوگی اور جان بھی
جائیگی صاحب سمجھ بوجھ کے بات کیا کیجیے انھون نے کہا فرمانا آپ کا بجا ہے لیکن اب کیا ہم بالکل جلو ہین
تو یہ کیا جائیگا اے بابا یہان خود یہان سے نکلجانا کوکب کا تو دشوار ہے یہ کیا نکلیگا تو کیا کریگا دوسرے یہ کہ پکڑنا اوسکا
کام ہے اب ہم ایسے بیوقوف بھی نہیں کہ صریحا سب ماجرا سنتے جاتے ہین اور پھر اوسکے فریب مین آئینگے برق
نے کہا آزمائی ہوئی بات کو آزمانا جہالت ہے جب شہنشاہ ایسے ساحر کو اوسنے دھوکے دیے اور انھون نے
جان بوجھکر فریب اسکا کھایا تو ہماری آپکی کیا حقیقت ہے بارہا انھون نے گرفتار کیا اور قتل نکرسکے یہ باتین بناکر
چھوٹ گیا اے بھائی یہ سب عیار بلائے بد اور آفت روزگار ہین انکی آنکھون مین عیاری ہے ہاتھہ پانون بلکہ
رونگٹے رونگٹے مین عیاری ہے تم میرا کہنا مانو تو اوسکو ہوشیار نکرو اور اگر ایسا ہی تمھارا جی چاہتا ہے تو اسکو
تہخانہ مین وہان لیچلو کہ جہان عمران قید ہے وہین اسکو قید بھی کردینا اور ہوشیار بھی کرنا پھر بھی وہ مقام
ایسا ہوگا کہ یہ نکل نہ سکیگا اور دوسرے قید کرنا بھی منظور ہے ایکمرتبہ سب امور سے فراغت حاصل ہو جائیگی
یہ کلام برق کا سنکر وہ دونون اپنے مقام پر سے اوٹھے اور کہا خیر جیسا آپ فرماتے ہین وہی کیا جائیگا
آگے آگے برق نے پھر اوسکا پشتارہ اوٹھا لیا اور انکے ہمراہ ہوا وہ اوس مکان سے نکلکر دوسرے مکان کے
دروازے پر کہ جسکو برق نے مقفل دیکھا تھا آئے بجائے قفل کے ماران سیاہ بطور حلقہ باندھے اوس مین
اپنی دمین لیے ہوئے تھے کہ بالکل قفل ہی معلوم دیتے تھے انھون نے سحر پڑھا کہ وہ ماران سیاہ کنڈے
سے چھوٹکر الگ گرے اور پانی ہوکر بہ گئے دروازہ کھل گیا یہ دونون آگے بڑھے سحر پڑھا کہ دروازے
سے دو تک ہزارہا اژدرہا تھے کہ وہ سب کنارے ہوئے اور تاریکی میں روشنی ہوئی اوس وقت پکارے کہ
اے قمر آپکے تشریف لائیے برق بسم اللہ دل مین کہکر اندر قدم زن ہوا خدا کی قدرت کھلے جو مکان طرح
طرح کے عذاب سے بھرا ہوا جہنم سے تفاخر کرتا ہوا نظر پڑا حال اوسکا اول مین بیان ہوا ہے اور اب بھی
اوسنے دیکھا ہر طرف تہ خانہ میں در و دیوار سے سیاہی سوئی کی طرح جمی ہے اور اکھٹا ہو کر بلائے سیاہ بنجاتی ہے جو ستون ہے
دیوار و زمین کالی کالی بنی ہین کہ دمبدم دیوار سے چھوٹکر مجسم ہوتی ہین اپنے منہ سے شعلہ چھوڑتی ہین

ڈراتی ہین گوشہ گوشہ مین مکان کی آوازین ہولناک آتی ہین وہ تصویرین جیتے زمین جاکر نقش ہوتی ہین تو آپسمین باتین کرتی ہین وہ کلام بھی دیتی ایسے خوفناک ہوتے ہین کہ جسکی سننے کی سامع تاب نہین لا سکتے ہین بو بے مردون کی سڑ جانیکی ایسی ہر طرف پھیلی ہے اور اژدہون سانپون کی تو گنتی نہین ہے بیشمار ہین کسی جگہ طوق و زنجیر آتش انبار ہین کہ وہ آپسے مجرم کی گردن و کمر مین پہنچتے ہین اور اوسکو جکڑ دیتے ہین بمصداق خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ کا ماجرا عیان ہے خدا تعالی ہر مسلمان کو اس عذاب الیم سے بچائے کہ جو وہان ہے باوجودیکہ تپ ایسی گرمی اوسمین ہے کہ دوزخ یاد جلا دے گرم

ابیات

| | |
|---|---|
| رنگ یاقوت کا رمانی ہے | آب آتش کی زندگانی ہے |
| بادشاہون کی بادشاہی ہے | آگیا بیتال کی دوہائی ہے |
| بلکہ گرمی کی آن بانی ہے | شرم سے آگ پانی پانی ہے |
| آگ سے دن کی جل گئی تھی رات | لی تھی وہ سیاہی سے کے دوات |
| تشنگی سے تھا قیدیون کا یہ حال | طفل کو مشک دو جوان کو کھال |
| تو بھی نیت اونھون کی بھرتی نہین | پیاسے مرتے ہین پیاس مرتی نہین |
| پانی کیسا ہی پیٹ مین ہو اب | شکل آئینہ خشک رہتے ہین لب |
| چھوڑ کر حلق کو زبان کے خار | نکلے گدی سے طرح گل کے پار |
| اس مکان مین بیان کرون کیا اب | روز محشر کی دھوم تھی ہر شب |
| تھی بلاؤن کی ایسی قال و قیل | گویا پھکتا ہے صور اسرافیل |

برق کو رونق وہان قدم رکھتے ہی کھڑی ہوگئی اور دل کو وہ دہشت ہوئی کہ پاؤن تھمنا مشکل ہوا آخر دل کو مضبوط کر کے آگے بڑھا بیچ مکان کی ایک تہخانہ نظر آیا کہ اوسکے منہ پر بہت بھاری پتھر نصب تھا قفل ذاتی [illegible] سے وہ پتھر ہٹایا اندھیرا مثل چاہ تاریک نظر آیا مشعل سحر جلا کر اوسمین روشنی کی اور اوسمین اُترے برق بھی اُتر آیا اندر جو دیکھا تو گور تنگ کیطرح یہ مقام تھا اور ایک بوریا بچھا تھا اور سپردہ پردہ عجز زمانہ دختر شہنشاہ کشور [illegible] و آرام ناز کبدن گلفام گلشن گلستان عالم کی جان یعنی ملکہ [illegible] اسیر جکڑی ہوئی بیٹھی تھی اور اندھیرے مین آنکھین بہار بچھا کر ہر طرف تکتی تھی آنکھون سے خواب خورش آہوے صحرا وحشت رم کر گیا تھا چہرے کا رنگ برنگ بوستان لگ گیا تھا آنکھین نرگس بیمار [illegible] سنبل کا سا الجھا تھا گریبان اوس گل کی بلبلی چاک [illegible] [illegible] مرغ [illegible] کی طرح اور [illegible] تھی تن مین طاقت تھی نہ توانائی تھی زندگی [illegible] کی منتظر تھی [illegible]

افعی نے طرح چاہتا تھا کہ ملکہ کا کام ہو ساتھ سب اوسکے بات کلام کرے اوسوقت شیر پر نقلی یعنی برق فرنگی نے
کہا اے افعی سحر دا اژدر ظلمانی اس خرافات واہیات گفتگو سے اور لبس صورت زبان دریدہ
چھوکری ناشائستہ زبان سے بحثنے کا کیا فائدہ ہے اب تم اس قیدی کو ہوشیار کرو مین دانت بھی کھولے
دیتا ہوں اور ملکہ پران شمشیر زن اور تمہارے مطلب ہی کا خلاصہ اوسی کی زبان سے قبول کرائے دیتا
ہوں یہ کہکر برق فرنگی نے کچھ بنا بر افسون پڑھکر پانی کا چھینٹا منہ پر شیر پر یعنی برق نقلی کے
مارا اور دانت اوسکے فی الحقیقت باندھ دیے تھے وہ بھی کھول دیے اور پوچھا کہ اے برق اب تبلا
کہ کس حال مین اپنے تئین پاتا ہے شیر پر گھبرا کر اوٹھا اور شیر کر چار طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا کہ اس
زمان خراب مین کیونکر بحال زار بندھا ہوا مین آیا ہوں غرض خوب نگاہ کی برق کو اپنی صورت کا
ایسا بنا ہوا پایا بس چپا باندھ پکار اوٹھا کہ اے افعی سحر مین خواص خاص بادشاہ ساحران افراسیاب
کا شیر پر بن اشقر ارجادو ہوں مجھے شہنشاہ نے برق فرنگی کی قید دینے اسطرف کو بھیجا تھا بس راہ
مین اس مفتری نے مجکو دھوکا دیکر پکڑ لیا اور آپ میری صورت بنکر اور مجھے اپنی صورت بناکر یہان لائے
واسطہ سامری کا تم دھوکا نہ کھانا یہ کلمات سنکر اژدر دا اور افعی گھبرائے لیکن برق نے کھولتے
مین نہ کشا تھا کہ ہوشیار رہو کہ یہی آفت ڈھائیگا دیکھا تمنے کہ کیا مکر اسنے کیا ہے افعی نے کہا بھلا ہم
کب اسکے کہنے کو مانتے ہین یہ لاکھ کہا کرے شیر پر نے کہا ارے نالائقو تم اتنا بھی کیا نہین جانتے ہو کہ بہ
سحر میرے حال کو دریافت کرو کہ مین شیر پر ہوں یا یہ شخص جو میرا ہمزاد بنا ہوا کھڑا ہے یہ سنکر اب اژدر دا
اور افعی گھبرا کر کبھی صورت برق کو دیکھتے تھے اور کبھی شیر پر کو اور ہنوز اونھون نے قید سحر سے شیر پر
کو رہائی نہ دی تھی کہ وہ سحر کرکے پیانسے نکلجاتا اور اس گفتگو کو سنکر پران نے بھی بغور برق یعنی
شیر پر نقلی کو دیکھا اور پہچانا کہ یہ بیشک برق فرنگی ہے بس اشارہ سے منع کیا کہ اے برق کیا غضب
کیا جو تونے اس مفتری بدذات کو ہوشیار کر دیا اب تیری جان بچنا مشکل ہے اب بھی اگر گھات تجکو ملے
تو یہان سے نکلجا تو نے یہان تک آکر سب محنت اپنی عیاری کی ضائع کی اوسوقت برق نے ہنسکر اختر
مردار پر کمر سے نکالکر ہاتھ مین لیا اور ایک ہاتھ مین خنجر کھینچکر نعرہ کیا کہ بانیدای کافران منم مہتر برق
فرنگی شاگرد ریش تراشندہ کافران و سربرندہ جادوگران عمرو بن امیہ ضمری دیکھا تمنے قدرت خدائے
احدیت کو کہ کیونکر یہان تک مجکو اوس خدائے عالم نزل نے پہونچایا اور ملکہ پران کو کس خوبی سے اس قید

بلند ہوئی ظلمات مین اور ظلمات چھا گئی بہرون کے شور مین کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی بہزرد بیٹھے لا
اژدر افعی اور شیر ببر اشرار ے لیکر یعنی گھوڑ نبرا ون لاشونکو اڑاتی ہوئی جانب افراسیاب خانہ
خراب روانہ ہوئی اور ملکہ ٹیران شمشیرزن بزور سحر عقاب تیز پرواز بنکر برق کو پنجہ مین داب کر
روانہ ہوئی اور از بسکہ مرغوں سے محافظان زندان کی وہ راستہ بھی قریب ہو گیا تھا کیونکہ راستہ زندان
ظلمات کا تھا اصل راہ ظلمات کا راستہ اور طرف سے ہے کہ حال اوسکا بیان ہوگا اور ظلمات کے یہ معنی
ہین کہ زمین طلسم کے نیچے بھی ساحرونکی بستی ہے اور بیان کہ ساحر خدا کی پناہ اونکی سحر سے بچنا ساحران
زبردست کا ممکن نہین تفصیح دار حال ظلمات بروقت سیر شہزادہ اسد وغیرہ اور بروقت فنائے
طلسم بیان ہوگا انشاء اللہ غرضکہ ٹیران اس اختر کی وجہ سے کچھ دیر مین اوس درۂ کوہ مین کہ جدھر افراسیاب
برق کو لایا تھا نکلی اور برق سے کہا کہ مین اب سحر تیار کرتی جاتی ہون اور اس بھڑوے افراسیاب کو
جیسا تو اوسنے مجھے قید کیا تھا ویسا ہی مزا چکھاتی ہون اگر پل بھر پروازون مین ڈالکر توڑا تو تمام اپنا بنایا
مگر تجکو گنبد سامری پر جانا پڑیگا اور وہان سے تحفہ لانا پڑیگا جب وہ چل ٹوٹیگا اب تم یہانسے اپنی لشکر کیطرف
جاؤ مگر افراسیاب پاس لاشین محافظان زندان کی پہونچینگی تو وہ تمہاری فکر ضرور کریگا دل
نیکے رہنا اور میری خیریت خواجہ سے اور سب سے کہدینا اور سلام ہمارے ظالمان دربند اگر تمہارے لشکر
کے ملحق اتری ہون تو اوسنے کہنا کہ ملکہ نے کہا ہے کیا تم سب جلوس مین ہمارے ساتھ آئے تھے کہ ہم قید
ہو گئے اور تمنے کچھ ہاتھ پانوں نہ ہلائے اب یا تو اس بھڑوے افراسیاب کو قتل کردیا اپنی جان دو نہین تو
اپنے اپنے ملک کیطرف جاؤ جب مین آؤنگی تو اوسوقت جو کچھ جسنے جان نثاری کی ہوگی اوسکو دریافت
کرکے علی قدر مراتب سرفراز کرونگی اور جو کوئی لڑنے مرنے سے ڈرا ہوگا ملک و مال اوسکا ضبط کیا جائیگا برق
نے کہا اے ملکہ مین تمہارے قید مین افراسیاب کی تھا اسوجہ سے بھوکا پیاسا ہون اب ذرا دم لیلون تو جاؤن
ملکہ نے یہ سنکر صورت اپنی اصلی بنائی اور درۂ کوہ مین زور سحر سے فرش بچھایا اور کچھ شکریہ برق کا اوسنے
ادا کیا کہ واقعی اے برق وہ کار نمایان تمنے کیا ہے کہ کبھی کسینے نہ کیا ہوگا مین تمکو ایسا خوش کرونگی کہ عالم
عالم اور دنیا دنیا تمہارے رتبہ اور مرتبہ پر رشک کریگی یہ کہکر اوسنے چاہا کہ سحر سے کچھ ساحرون کو بلائے
برق نے اوسوقت کچھ میوہ اور کلیجہ کباب نکال کر ملکہ کو بھی کھلائے اور آپ بھی کھائے جب آسودہ ہو چکے
گلابی شراب کی نکال کر دماغ بادۂ ناب سے گرم کیا اور خوب آرام کرتے رہے یہان تک کہ سرخوش و سیراب

ہوکر بران شمشیر زن ایک طرف اور برق ایک سمت کو روانہ ہوا اب یہ دونون تو اپنی فکر مین جاتے
ہین حال انکا بیان ہوگا لیکن اب حال برق نقلی کا بیان ہوتا ہی کہ شاہ طلسم نے بصورت برق ایک تیلا
تبار حیرت کو دیا تھا چنانچہ جب تمکا فقیر یہ برق کو لیکر جانب ظلمات گیا اور جو معرکہ کہ بیان ہو چکا ہی
برق پہ گذرا اسوقت تک بیان ملکہ حیرت نے یاقوت و زمرد وغیرہ اپنی خواصونکو بلاکر حکم دیا کہ
رات بھر تو اس موذی کاڈی کا پہرا دیا ہی اب صبح ہوئی ہی تم سب اس موذی کو قتل کرو کیونکہ کوئی بات میرے
لیے بی حرمتی کی اوٹھا نہین رہی اس نے مجھے تو مار ڈالا تھا تو اچھا تھا چوٹی تک میری کٹ گئی ہین ایسی سلطنت
سے طلسم کی درگذری آبرو کا ایک پیشہ بہت ہوتا ہی اور بیحرمتی کے لاکھہ روپیہ نہین اچھی اب مین اپنا
منہہ اس طلسم مین دکھانے کے قابل نہین رہی مگر کیا کرون وہی مثل ہو کہ ٹوٹی بانہہ گل جنڈری پڑی تم
جاکر فوج کو تیار کراؤ اور اس موذی عیار بد کردار برق ناہنجار کو سامنے لشکر مہرخ نابکار کے قتل کرو
پس بموجب فرمان واجب الاذعان ملکہ عالیشان نفیر سحر کو دم بدم ہوا ساحر کمر باندھکر اور جادوگرنیان
مسلح و مکمل ہوکر میدان مین جانے لگین پر اجانے لگین شور و غوغا نے گنبد گردان سپہر کی سقف کو ہلا دیا۔
آفتاب کو تھرا دیا وہ لشکرون کی آن بان وہ سحر کی شان دھوان گوگل اور مرچون کا ہر ہجوم خاص
فیلان جنگی پر بلندی اور ساحران ارجمند بیٹھے کھوپڑ سینہ در و جنبان کی تمام جسم پر لگی مندری کانون
کے ہلتی جاتی اژدر پھنکارتی طائران سحر اوڑتی چلیں منڈلاتین ساحرون کی سحر سے دریا پیدا ہوکر تیغ
مارتے فلک سے ستارے ٹوٹتے اندھیر الغضب ہو جاتا اوسی مین سورج نکل آتا مہتاب سحر کی روشنی سے چاندنی
کھل جاتی دن کو رات ہو کر دنیا نیرنگی دکھاتی آفت عظیم برپا کی بموجب ابیات

ہوا دوسرے دن جو وقت سحر
سراپا بد انجام و ادبار دجر
صف آرا ہوئے رن مین مانند کوہ
قدم کانپتے تھے اوٹھاتے ہوئے
ذرا مجھسے اونکی حکایت تو سن
علے الرغم جا گینگے سب نوک دم
پھرتی ہین رن مین تماشا تو دیکھ

گیا ساحرون کو غضب شور و شر
غضب اونٹھے تشکل مار سیاہ
جھکے جنگ پہ سب وہ بیدین گروہ
غرض پہونچے رن مین دکھاتی قرار
ہوا حال پھر کیا روایت ہے سن
نہ میدان کرینگے نہ نیزہ نہ تیغ
لڑینگے وہ سب تو بھی بس آ تو دیکھ

یہ تجویز ملکہ وہ سب اہل فوج
چلے فوج لیکر سوی رزمگاہ
لپکتے تھے میدان آتے ہوئے
مگر حملہ تن مرد خرم قرار
اڑنگا عیاکون سب بے اشتلم
فراری ایکی ہو نکلے سب بیدریغ
وہ ہیبت وہ جرات اب و تمیز یار

ذرا جنگ پکڑو تو ہونگے رواں

الحاصل یہ سب فوج شقاوت موج جب آکر میدان مین قائم ہوئی
جادوگر اور ساحرنیان بعض زمین مین سما گئین کہ طبقات ارض کی خبر رکھین اور بعض بالائے ہوا جا
قائم ہوئین کہ اوپر سے کوئی نہ آنے پائے جب یہ درستی ہوچکی جلاد و ارہ کش تسمہ کش وغیرہ طلب ہوئے اور سامنے
لشکر عمرو کے ایک بہت بڑا لکڑ زمین مین نصب کیا اور روبرو اوسکی برابر گاڑدی چبوترہ نکبت کا بنایا اور فرش
ہلاکت کا بچھایا اور برق نقلی کو لاکر اس بوریے پر بٹھایا حیرت و صیرت بھی تخت سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوئی
اوسکی سواری کے گرد و پیش ہزارہا علم طلسمی ہوئے چاند اور مہر سحر کے لگے تھے کہ وہ روشنی بسان قمر فلک دیتے تھے
سواری جہان سے گذرتی تھی وہ جگہ منور و روشن ہوجاتی تھی صدہا گھنٹے اور گھڑیال بجتے تھے کہ جنکی صدا سے
گوش فلک کر تھا شور کرنائے طبقات ارض وغیرہ مین زلزلہ لاانتہا یہ غلغلہ تمام لشکر اور ساکنان پشتہ رنگین
حصار اور اطراف طلسم کے ساکنون کے گوش زد ہوا کہ برق عیار شاگرد رشید عمرو نامدار طرفدار لشکر عمرو
حمزہ آج قتل ہوتا ہے بس یہ حال سنکر وہ سب کافر برائے تماشا روانہ ہوئے اور سیر دیکھنے اس میدان مین آنے
لگے بہت ساحر مکانہائے بلند پر جاکر ٹھہرے بہت سے اڑکے بالائے ہوا ہوگئے کہ بیا نسر اس ماجرے کو دیکھین
گے بہت سے درختون پر چڑھ گئے اب جہان تک نگاہ کام کرتی ہے سوائے آدمی ہی آدمی کے اور طائران
سحر وغیرہ کے اور کچھ نظر آنا دشوار تھا شور محشر آشکار تھا بعض اونمین خوشی مناتے تھے ترانہ عشرت
گاتے تھے کہ ان عیارون نے بڑی سرکشی مچائی تھی ساحران نامی اور سرداران گرامی شہنشاہ کو بڑی
بے غرقی سے قتل کیا تھا اب یہ میان ان عیارون کے لیے بسیر ابوالقوم ساحر دیکھو اور کیسی کیسی نازنینان
قمر اندام وگل پیرہن جادوگرنیون کو اس حال خراب سے مارا کہ شیشہ پلاکر اور مقام ہرانہ میں پیچ میں جلا جلا
کر ہلاک کیا ہے اب آخر تابکجا اس ظلم کی یہی انتہا ہے دیکھو آج یہ سرکش گرفتار ہوکر عذاب الیم سے
قتل کیا جاتا ہے ملکہ حیرت جس عذاب سے اوسکو مارے گی وہ تھوڑا ہے بعض ان کلمات کو سنکر کہتے تھے میان
سامری کو یاد کرو جمشید نہ کرو جو کوئی عالیشان گرامی قدر اسطرح گرفتار پنجہ قضا و قدر ہوا اور ان لوگون
کہ جنکو ہمیشہ وہ مثل پشہ و مگس کے سمجھا کیا ہو اونکے ہاتھ سے ذلت اوٹھائے مگر یہ بھی امورات تقدیری ہین
اور ہمیشہ سے اس دہر غدار اور فلک کج مدار کا یہی نقشہ ہے یہ سفلہ فراخ و دام سے عالی ہمتونکا دشمن ہے
بڑے بڑے نامورونکو اوسنے بہزاران ذلت و خواری سے قتل کرایا ہے خاک مین ملایا ہے کیا قصہ جمشید تمکو یاد
نہین کہ کیسا نامی نامور تھا اگر جوت کا نقشہ چاہتا تھا وہ تقدیر کرکے کر دیتا تھا تخت ، دم کا

دوش دیوان پر رکھا جاتا تھا اور بالا ہوا جاکر جلوس فرمایا تھا اسنے عہد مین کیا کیا چیزین ایجاد نہین پیدا کین کشتی دریا مین اوسنے چلائی کپڑا پہننا لوگونکو سکھلا کر سکو عار برہنگی سی بچالیا عمارت بنانا اوسنے خلق فرما کر سکو بربادی سی بچایا صحرای پریشانی کے سبب گمراہ تھی اپنے اپنے مسکنون مین آکر بآرام تمام سکونت گزین ہوئی تمام عالم مین اوسکی تصویر کو لوگ سجدہ کرتے تھے اور وہ بھی خدائی ایسی کرتا تھا کہ آج تک ہلوگ اوسکی پرستش کرتے ہین اور اوسکو اپنا معبود برحق جانتے ہین گو اوسکا ایسا فیض ابتک جاری ہی لیکن باوجود ایسی شوکت وعظمت وقدرت خالقی کے ضحاک ماران ایک شخص ادنی بندہ اس مالک کا ایسا زبردست ہوا کہ اوسنے خداوندکو کس ذلت وخواری سی قتل کیا یعنی خداوند کو پہلے شکست دیکر آوارہ دشت ادبار کیا پھر تلاش کراکر اوسے گرفتار وقید کرایا اور مچھلی کی ہڈی کا آرہ بنواکر چیر ڈالا اور ایک خداوند کے دو کرڈالے اسی طرح سے فلک سفلہ پرور دنی طبیعت ہی کہ ایک وتیرہ پر اسکا مزاج نہین رہتا ہی گاہی جان گاہی چنین ہمیشہ دشمن

| | | |
|---|---|---|
| جان ناموران ہی کہ نظم<br>نہین رکھتا چرخ عیش بنیاد<br>سدا مینا ہے اوسکا سوز وسنگ<br>نہ پھر بلبل ہی نہ گل ہی نہ یہ باغ<br>ملا دی خاک مین کیا کیا تو مہ چہر<br>کوئی پاکیزہ گوہر یان نچھوڑا<br>تجھی سے گل سدا آشفتہ وش ہی | غنیمت جان دنیا مین یہ تو دم<br>نظر آتا ہے زیر دامن باد<br>جو کرتا ہی تلون دہر کا گل<br>بسو ہر ہی فغان ودلپہ ہی داغ<br>یہ کس شہزے نے سر لیا اوٹھایا<br>جسے سنگ جفا سی تو نہ توڑا | کہ عرصہ اس ہوا کا ہی بہت کم<br>ہوئی کا جھلکے ہی جب بادہ مین رنگ<br>کہان ساغر کدھر شیشہ کہا ل<br>اری ای گردش افلاک بے مہر<br>نہ جسکو خاک مین تو سنے ملایا<br>ترے ہاتھون سے بلبل نالہ کش ہی |

غرض یہان تو یہ ہنگامہ قتل برق برپا تھا اودھر حال سنیو کہ جاسوسان لشکر مہرخ جو یہان موجود تھے اونھون نے مضطر وبدحواس ہو کر اپنے تئین خدمت ملکہ مذکور مین پہونچایا اور سر عجز ونیاز سامنے جھکاکر دعا وثنای پادشاہی بجالا کر کہا کہ ابیات

| | | |
|---|---|---|
| یعنی اے پادشاہ ذی عزت<br>دامن خلق کا یہ ہے آئین<br>گلشن دہر مین چہار طرف<br>تیری بخشش نے دشت کے تئین | تیری شمشیر فرق دشمن دین<br>پنجۂ آفتاب سے جس طرح<br>ایک مفلس جو ڈھونڈھے تو نہین<br>دست دریا ہی گم کرے ہی مدد | رفعت جود وست سے تیرے<br>بہرہ ور ہو ہمیشہ روی زمین<br>غنچے کے بھی گرہ مین بند کیا<br>یاد کر تیری تیغ وخنجر کین |

اے ملکۂ دوران و نصفت نشان سر میرا انگریون مین ہو کہ مین پوچھتا ہے ہر ایک سے سچ کہہ
بہتر بہتران و بہتر بہتران یعنی برق فرنگی عالیشان کو حیرت بد سیرت قتل کر ڈالا ہی ہو میدان
مین لشکر ظفر پیکر حضور موفور الاسرور کے تمام ساحرون کی چڑھائی اور صف آرائی ہو یہ کلمہ جب
تو کنارہ ہوئی اور ملکہ مہرخ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے تمام سردار سالار سب رونے لگے پھر ملکہ نے
نفیر سحر کو دم دیا صداے نفیر سنتے ہی دلاور جو بیٹھے بیٹھے ادب گڑ گئے تھے اور مشتاق رزم تھے وہ جوش
بنا ش و مرد خاک ہو کر کمر کسنے لگے پلٹنوں اور رسالوں مین نای جنگی اور کرنا کا شور بلند ہوا حلیہ
جلد طائر اور اژدر و عقاب و فیل آتشین وغیرہ پر تخت سحر رکھے گئے اژدھوں پر کاٹھی کھچ گئی بعض جادوگرنیاں
کے لیے فیلان سحر نکلے سو تھونکے آراستہ ہوئی گرد ہر ایک کی سواری کے ہزار ہا ساحر و جادوگرنیاں دل
دو گل کے شعلے اڑاتے لباس پر تکلف زیب جسم کیے روانہ ہوئے گھنٹے و ناقوس کی زمانہ شور و
قریب آیا اس دہانے و بان سے گرز کی روح سامری زیر زمین تھرائی جمشید کی روح بخش گوشہ
لحد مین گھبرائی زردشت کے دلکو ایسی لگی کہ بجھائے نہ بجھی آتش عناد و فساد وہ شعلہ در ہوئی کہ جسنے
آتشکدۂ نمرودی کو اپنے روبرو سرد کر دیا دنیا ز وہ سرد مہری دکھائی کہ سوا گرمجوشی کے دلاوران
مین اور کچھ مذکور ہی نہ تھا نیزہ سرکشیدہ بسان شعلۂ جوالہ ہو گئے سنانوں نے چنگاریان خرمن جان
عدو مین چھوڑنا شروع کین تیروں نے وہ لگائی بجھائی کی کہ آب و تاب شجاعت دشمن شاقی دو بھون
مین آگ لگائی گرز نہ کلہ زنی کرتے تھے کہ بڑے بڑے کلہ سنکونکو جواب دندان شکن دینے پر تیار تھے تیروں کی
زبان سے گالیوں کی بوچھار نکلتی تو عجب نہ تھا گرز دن کے دہن سے للکارنے کی صدا پیدا ہوتی
تو بعید نہ تھا کمانین بھی آج سر جھکائے نشست تم کیے بیٹھی چھری بنی ہوئی تھین منت کش ہو کر دلمین
تیر دنکا گھر کیا چاہتی تھین کڑک کڑک کر دھمکاتی تھین دلاوردنکو لڑنے کے لیے کڑکاتی تھین میدان
مین تو یہ شور و شر تھا ساحرون مین علیحدہ ذکر فتح و ظفر تھا بیر دن کو جان عدو لینے کی تدبیر تھی
ہر ایک یون جیسے سے پناہ پانی شکل ساحر دنکے شیر فتح آگیا بیتالوں نے جدا اپنا فروغ دکھایا تھا
میدان رزم آتش بہار بنایا تھا اژدر دہ زہر اگلتے تھے کہ جسم زال دنیا ورم کر گیا تھا چمنستان دہر
مین بھولا تھا جسم گلشن پر ورم آگیا تھا جادوگرنیوں کی زلفین جو کھل گئی تھین کمر پر پڑی تھی
تھین جادہ راہ عدم بنی تھین کالی بلائین تھی پڑی تھین ہر ایک شعلہ رخسار تھی یا د

رزم آگ بگولہ ہو گئی تھی غصہ کی صورت آشکار تھی وہ شعلہ ہای سحر کا تا فلک سر کشیدہ ہونا خانہ چرخ نیلگون میں آگ لگجاتی کا دھڑکا وہ آندھیون کا سحر کے زور دکھلانا بجلی اپنی سات چھپرون کی خبر مانگتا تھا یہان سات چھپرونکا بھوس سحر کرنے کو مانگا جاتا تھا تمام عالم مین شور شور قیامت برپا تھا کہین ابر سحر چھائے تھے کہین برق طپان تھی کہین گھٹا مین سور غبار ہو گئی تھی کہین ادہی کالی مبلی مین سانپ برس جاتی تھی آج تو آسمان نیلگون بھی ایک طاوس سحر معلوم ہوتا تھا جسپر فتنہ جادو نام ساحر سوار تھا جسکے ہر ایما سے زمانہ مین حادثہ آشکار تھا کسی ساحر نے چاہا تھا کہ فسر طائر کو پکڑ کر آج سماری لون کسبخم نرگس سپہر کا ٹھرا کھینچنے کی نیت کی تھی کہ اوسکو بھی بیگار مین پکڑ دون ہر ایک ساحرہ آفت روزگار فتنہ دہر آشوب زمانہ تھی وہ ملکہ بہار کے حسن کی کیفیت حسن جسکا بھرا تاج ترچھا سر پر رکھا جوڑا بالونکا بندھا گویا ہزار بلاؤن کو اس آفت زمانہ نے قابو مین کیا تھا یا بلاؤن کیلیے وہ کالا جلنی نہ تھا جسکا تابندہ فلک حسن کا آفتاب تھا جسکے نور مین وہ مقام کیا کشور دل عشاق بیتاب مین بھی نور و تاب تھا وہ لباس ارغوانی اوسکا خاطر دہر مین آگ لگاتا سینہ بھرا ہوا سیاہ دلیری کا سرتاج بنا ہوا قامت رعنا قیامت ڈھاتا ہے اسی طرح چہرۂ سحر چشم کی شوکت و شان پر عالم عالم قربان تاج شاہی سے انور فرق جہاں فرمانروائی سے جسم نازک محل جارقب شہنشاہی سے عروس سلطنت کو جوبن اسیطرح مخمور سرخ چشم نشۂ شجاعت مین جو بادۂ حسن و خوبی سے سرشار و مخمور وہ اوسکا اٹھلا کرستانہ وار چلنا نشہ عشاق کے ہرن کرتا ہر غمزہ و ناز اوسکا کشور دین و ایمان کو تاراج کرتا دیار حسن مین بڑا ہیج کرتا اوسی طرح ہر ایک ساحرہ کی عظمت و صورت حسین و نمکین پر نثار ہمہ تن آرایش و تزئین یہ سب عرصۂ شجاعت کی یل یگانہ دہر دریائے جلادت کے نہنگ طرفہ تر باغ ستمگری کی گل آسمان لاوری کی انجم بے تابل بزم حسن و ناز کی مل اپنی اپنی ریو پر اصبدہ و حشم سوار ہو کر آگے بڑھین صدائے روانگی لشکر مین دنیا معمور ہو گئی وہ غلغلہ بلند ہوا کہ رستم اپنی گور دشت پر تغیر بانہ زندان سمجھا سہراب لشکر افراسیاب کی شوکت و جاہ اگاہ عالم مین بھولا یہ عالم تھا کہ بموجب ہدایت

اڑ ڈاکر ستور ستو وہ سیر
یہ تیر ہے سوے تقدیر بس
مسرت ہے کیون اس مغفرت کو دیکھ
ذرا دیکھ گردان کا دین کا جلال

چلی شعلہ وش فرق کفار پر
دغا مین ندامت ہے کب ہو گی او
ذرا فوج حیرت کی شامت کو دیکھ
لڑائی مین ہمت ہے ایسی نہ خبر

بس اے شور غوغای تدبیر بس
نہین بار لگتی ہے کا غذ کی ناؤ
بس اے سطوت سحر ہو پائمال
دکھاتی خدا کو ہے جرأت کی سیر

ظفر اب ہے صرف رزم گستری ۔ کہ جاتی ہے لڑنے کو مہرخ جری ۔ ارے کے غضب بجا ہوئے وہ نیام
جو راہ خدا میں ہے کھنچی حسام ۔ وتارہ ہے نہ جب تک ہزاروں کے سر ۔ اسے رن پہ چڑھنے سے کیا ہو ضرر
جہان میں جو تلوار کہیں دہنی ۔ وہ ہیں زخم تیر اجل سے غنی ۔ شہ ناسور مہرخ تاجدار
ہوئی پھر سے آمادہ کارزار ۔ تہ ران کیا اونے جنگی زرہ ۔ پے قتل کفار دل پر ہوس
روانہ ہوئی سوی میدان تنگ ۔ پھر اک ساحرہ سامنہ تھی کا میاب ۔ ادہر جانب سے تو یہ لشکر ظفر پیکر روانہ

ہوا مگر حیرت کو بھی پران سحر نے خبر دی کہ مہرخ لشکر لیے جان دینے پر آمادہ آتی ہے بہت بڑی لڑائی ہوگی یہ خبر سنکر حیرت نے اپنے ساتھ کے ملازموں سے کہا کہ جلد جاکر جلادوں کا بھی رسالہ نہ دیکھو برق کا سر کاٹ ڈالو ایک ساحر خود سر یہ حکم سنکر اٹھا اور برق بنکر ردی ہوا سے سر برق نقلی پر گرا جلاد تو تیغہ پھینک کر علیحدہ ہوا ہے مگر سر برق فرنگی وہ بجلی سحر کی کاٹ کر پھر بلند ہو گئی اور غوغا ہوا کہ وہ مارا حیرت نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجنے لگی اور کاربردازوں نے جلد فیل تو موجود تھا لاش برق کو پای فیل میں باندھکر روان کیا اور سر کو اوس بلی پر جو میدان میں نصب تھی اویزان کیا یہ عالم تھا کہ گردن کی رگوں میں خون تازہ جاری تھا اور آنکھیں برق فرنگی کی حسرت آلودہ کھلی تھیں گویا چشم عبرت ہر طرف نگران تھا کہ انجام کار رسوائی گوشہ مرقد کا اور گیا ہو تباہی دہی کو تباہی خاک ورسینا اور بچھونا ہے بال بکھرے بکھرے اوسکے خون میں رنگین ہو گئے تھے گویا مشاطہ اجل نے اوس بہادر مجاہد کی ریش و گیسو مرکو خضاب گیا تھا اور راہ سحر سے آگاہ فرمایا تھا کہ ای بہادر اسطرح کا مرنا کسکو نصیب ہوتا ہے تو سر خرو ئی جاوید پا گیا شہیدوں میں اپنا نام لکھوا گیا طبل فتح و بشارت کی آواز کان میں لشکریان مہرخ کے بھی آئی مہرخ زیب لشکر کینہ نے جو علم سحر کچھ چکی تھی کہ طائران سحر روانہ ہو آئی اور عرض کیا کہ ای ملکہ کام ستم برق فرنگی کا تمام ہوا یعنی وہ سیاح باغ بہشت ہوئے تمام لشکر ساحران

حیرت میں جو خوشی ہو رہی ہے بپا ۔ خوشی سے بجاتے ہیں سب طبل ہا ۔ بہار رنگ کی ہیں نکہت فشان
ہوا شور بس اہل اسلام میں ۔ پڑا تھا لشکر مجمع غم عام میں ۔ خبر سنکے یہ سب تھے اندوہگین
گریبان مہرخ نے پھاڑا ادہر ۔ ملکہ بہار و ثمور نے بھی اپنے گریبان چاک کیے اور شور و نالہ و گریہ اوس لشکر

میں بلند ہوا یا تو وہ زیب و آرائش ہمیاب ہر مجمع کی تھی یا ایسی رنجش تھی کہ فوج اندوہ و یاس حسرت آئی لشکر غم گھیر لیا ان جنگجوں نے شکست فوج الم سے مانی علم الیاس یہ پریشان ہوکے بال اپنے سر کے کھول لیے جا بجا میں

رہی غفلت و نادانی کہ ہمنے کچھ غور اسوقت نہ کیا اور یہ زمانہ آگیا کہ اپنے مہربان کو ہاتھ سے کھو بیٹھے
اے بہادرو اب نہ رکو چل کر اس لشکر ضلالت اثر پر گر پڑو یہ حکم سنتے ہی مخمور و بہار و سرخ مو و
نافرمان و مشکین و برق رعد پکڑ پکڑ تلواریں اور حربہ ہای سحر آمادہ مرگ و مہیای قضا ہو کر
سواریان اپنی اپنی بڑھا کر چلے یہ تو ادھر چلے اور اسطرف عمرو بن امیہ ضمری جو مہرخ سے جدا ہو کر
صحرا میں گیا تھا اور فکر رہائی یاران کر رہا تھا اور درہ کوہ میں ساحر بنا ہوا کھڑا تھا غلغلہ آمد لشکر یاران
سنکر جانب لشکر یہ بھی چلا اسطرف سے قران آتا اوسنے خواجہ کو دیکھکر پہچانا اور سلام کیا اور رونے
لگا عمرو نے کہا خیر تو ہے قران نے جواب دیا کہ اوستاد ہر چند کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں مرگ سے ہر شخص کو دوچار ہونا ہے شعر

کچھ بھروسا زندگانی کا نہیں — دم میں یان کیا جانے کیا ہے کیا نہیں

دیکھا ایک جانور اس طلسم کا تم لوگوں کا تشنہ خون ہے برق فرنگی تو بھلا انسان تھا اور اوسکا گوشت
پوست سب آدمی ہی کا تھا کچھ فولاد کا نہ تھا اسفندیار تو از دھات کا بنا تھا جسکو پنجہ قضا نے نہ چھوڑا
ای اوستاد مینے یہ حال برق کا سنا ہے کہ آج وہ داخل بہشت بریں ہوا لیکن میرے دلکو یقین نہیں آتا اگر
خدانخواستہ برق مارا جاتا تو ایسا صدمہ جانکاہ دلکو ہوتا جسکا حد و پایان نہیں بس مجھکو اطلاع
ہے بلکہ ہنسی چلی آتی ہے کوئی کھٹکا کسیطرح کا رنج و گزند دلپر معلوم نہیں دیتا عمرو نے کہا ای قران
تو سچ کہتا ہے مینے بھی یہ خبر سنی تھی لیکن بقول تمکو کچھ ملال نہیں حالانکہ برق بجاے میرے فرزند دلبند کے
ہے یقین تھا کہ اس خبر کے سننے سے کلیجہ منہ کو آجاتا ہے بخلاف اوسکے نہ مجھے رونا آتا ہے نہ کچھ صدمہ ہے بلکہ
جاتا ہے دل باغ باغ ہوا جاتا ہے ہر چند چاہتا ہوں کہ چیخیں مار کر روؤں مگر مطلق آنسو نہیں نکلتا
میں جانتا ہوں شاید برق نے یہ بھی کوئی عیاری کی ہے کہ اپنے تئیں قتل کرایا ہے قران نے کہا تو یہ امر ہے
یا شاید دشمنوں نے اوسکی صورت کا کوئی پتلا بنا کر قتل کیا ہے اور اپنے دلکو بہلاتے ہوئے ہیں عمرو نے کہا مشکل
یہی بات ہے ورنہ مثل چلی آتی ہے ع دل تو بھی رکھتا ہے دل کی خبر اگر برق پر کوئی حادثہ ہوتا تو
معاذ اللہ نہیں معلوم اسکا کیا حال ہوتا اچھا چلو اس امر کو بخوبی دریافت کریں یہ کہکر دونوں روانہ ہوئے
اور اس سر جوبلی میں تماشا کیا ہے دیکھتے چلے ادھر سے ضرغام آتا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا اونھوں نے اوسکو
پہچانکر بلایا کہ ای بھائی ساحر زادہ ضرغام عمرو و قران کو پہچان کر قریب گیا اور پوچھا ارے میاں تمکو
کچھ حال بھائی برق کا بھی معلوم ہے اوسنے کہا کیا خوب میں تو ساتھ ہی تھا یہ ماجرا گذرا کہ میں اس طرح

صیوتی بنکر یاقوت کو بیان کیا اور افراسیاب کو عیاری کرکے بیہوش کیا مگر پکڑ لیا وہان بھائی صاحب
یعنی برق نے جاکر گرد ریا بنکر داروغہ مطبخ خانہ حبیب کو بیہوش کرکے اوسکی صورت بنکر حبیب کو اور انکی
دونون ماموں اور اوسکی مان جاموس کو مارا اور جادر اور دیہ خاک کا لیکر اوسکے لشکر کو قتل کر دو سوے
افسر انکو مارے ہوے حیرت کے لشکر میں آئے اور حیرت کو مع اوسکے رفیقوں کے بیہوش کرکے مجھکو چھڑایا پھر حیرت
کی چوٹی کاٹ لی اور بہت ساحروں کو قتل کیا میں اوسوقت تک تہ ریگ حال تھا پھر افراسیاب آیا اوسکو
بھی بیہوش کیا اور بہت ساحروں کو مارا آخر صرصر وغیرہ عیار پہونچے اگر روکا اور ہر طرف سے بکلم افراسیاب
اوپر نرغہ ہوا اوسوقت اونھون نے مجھ سے کہا کہ اب میں بھی یہان سے نکلتا ہون تم نکل جاؤ میری پاس چادر
ہے سحر اثر نہین کرتا ہے تم پکڑ لیے جاؤ گے میں اونکے کہنے سے نکل آیا اور اونکو کل حال کر سبب عیار بہتون کے ساحرون
نے پکڑ لیا پھر مجھے نہین معلوم کہ اونپر کیا گذری اب میں بہت نادم ہون کہ کیون اونکے ساتھ چلا آیا کاش اونکے
ساتھ میں بھی قید ہو جاتا عمرو و قران نے ضرغام کی بہت تعریف کی اور کہا عیاری کا فن بھی یہی ہے کہ ایک
پھنسا ہو دوسرا نکل جاے اور اوسکی مدد کرے تم نے بہت اچھا کیا جو چلے آئے ہمکو یقین ہے کہ برق شہید ہو گیا ہوتا تو
حواس درست نہوتے وہ زندہ ہے ضرغام نے کہا اب میں جاتا ہون پتہ لگاتا ہون تو خبر لاتا ہون اور عیاری
کرتا ہون ای بایمان خود اگر بھائی صاحب جنت نشین ہوے تو بغیر اونکے قاتلون کے مارے چین نہ لونگا
عمرو نے کہا یہی اپنا بھی ارادہ ہے غرض یہ تینون بھی اوسی لشکر کیطرف روانہ ہوے ادھر مہرخ جو فوج لیکر چلی
تھی اور قریب لشکر حیرت پہونچی تھی بس اس لشکر ضلالت اثر پر پہونچتے ہی حربہاے سحر پکڑ کر گری اتبہ عالم
ہوا دریاے فوج میں شمشیر بران کی چمک اور خنجر جانستان کی لپک سے معلوم ہوتا تھا کہ بحر زخار پر قہر موج مار رہا
تھا ڈھالونکا ابر سیہ رن میں چھایا ہوا ہے بخت سیاہ بر سر عداوت آیا ہوا ہے رن میں کلنک کا ٹیکا بنکر ہر ساحر کے
ماتھے پر لگا ہے سر خیمہ ہین دنیا کی ہوا بدل گئی ہے تیرون کی بوچھار پڑتی ہے تیغ و تیر و تبر کے شن شن چلنے
کی ہوا جو پیدا ہوتی ہے اسی جگہ وہ سب مجتمع ہوتی ہے دریاے خون رواں تھا روح کے ساتھ جسم ساحران
بھی اوس دریا میں رواں دواں تھا سر حباب کی طرح بہتے نظر آتے تھے یا اوس دریا کے سراسر نیمچہ ہو رہی
تیغ و خنجر آب میں مینڈھے لڑاتے تھے میں نہین شعلہ تیغ کی لپک وہ بھبوت آگ لگائی تھی جان بچتی نظر نہ آتی
تھی زورق حیات سے سلامتی کا کنارہ دور تھا تیرگی بخت سے فروغ اقبال کا رنگ مثل صبح کا فور تھا
آفت عظیم برپا تھی بہادرون میں قہر آفت تھی ساحرون نے اور بھی قیامت ڈھائی تھی آگ برسا کر بجز لقاوت

سمن مین آگ لگائی تھی کسی نے دریاے آتش پیدا کرکے پانی کا دریا بھی جاری کیا تھا گویا آگ
لگاکر پانی کو دوڑا تھا پیر جان لینے کی تدبیر مین تھو خون کلیجہ کا چاٹتے تھے کارد سحر دل و جگر کاٹتی
تھی ہوا تند چلتی تھی طائر روح اوس ہوا مین تباہ پھرتی تھی آشیانہ جسم چھوڑکر کہین مسکن نہ ملتا
سواے دوزخ و جہنم کے کہین گذر نہ تھا آفت کا ہنگامہ پڑا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہوئے سب دلیران دین ڈھکر کی
لگی کانپنے ساری رن کی زمین
کہین تیغ چمکی کہیں جا سنان
یہ مرکب کٹا اور راکب گرا
قیامت کی چالیں تھی آفت کا زد
بھرے تھے قتیلوں سے سب دشت و در
بڑھی تھی جو ساحر سوی فوج دین
نحوست اڑانی لگی سر پہ خاک

یکایک صف کفر پر جا پڑے
چڑھے منہ پہ تلوار کے جنگجو
کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طپان
کسی پر تھا خنجر کسی پر تھی شان
الٰہی بہمن و سام و رستم کی گو
جری سب تھے خون مین نہائی ہوئی
وہ سب بھاگی آخر کو اک سو لعین
ہجوم عدو مین پڑا انتشار

اوٹھا شور تکبیر مردان دین
لگے کٹنے مرنے جری چار سو
یہ کافر ہٹا اور وہ غازی بڑھا
کوئی پیر دیرین کوئی نوجوان
گری لاش پہ لاش اور سر پہ سر
گرجتے تھے گھوڑے اوٹھائے ہوئے
قدم ڈگمگی ہوگئے بیم ناک
سپاہ دکھاکر ہوئی سب فرار

اوسوقت حیرت بد سیرت اوس لشکر مین نہ تھی سر برق جب کٹ گیا تھا اوسوقت وہ از بسکہ نازک
دماغ بہت ہی ایک لاکھ ساحرونکا پہرہ اوس بلی پر کہ جسمین سر برق کا لٹکایا تھا مقرر کرکے اور ایک
لاکھ ساحرونکو اوس فیل کی نگہبانی پر کہ جسمین برق کا جسد بے سر بند ہوا کر حکم تشہیر دیا تھا مقرر کرکے
آپ داخل بارگاہ نکہت آشتباہ ہوئی تھی بیان مہرخ نامور ڈی اون دو لاکھ ساحران غدار کو مارکر
بھگادیا بنت سے کناری جنم کے گئی بت رود بفراد لائی اور کئی گروہ زخمی اور شکستہ حال جانب حیرت بد خصال
زار دگریان چلے مہرخ نے بلی پر سے سر برق کو اوتار کر اپنی سینہ سے لگایا اور گریہ درد آگو ایسا کیا کہ فلک بیرحم بھی
یقین تھا اشک خونی رونے لگی مہرخ سے بہار نے لیکر وہ سر انور سینہ سے چسپان کیا اور اسی طرح باری باری
سے ہر ایک ساحر جلیل القدر گود مین اوس سر کو لیتی اور رخسار پر انور پر بوسہ دیتی اور سینہ سے لگاتی منہ سے منہ ملتی
اور کہتی کہ اے عیار نامور افسوس کہ ہم زندہ رہین اور تمھاری لاش کو ایسا جلیل کیے دیں گر فتار اعدا دیکھین اور دشمن رد
اوسکو پائی فیل مین بند ہوا کر تشہیر کرین اور کوئی اوس لاشہ کا کفیل نہو کوئی کہتی کہ اے سیل گریہ آج اسطرح امڈ کر آ
کہ پشتہ چرخ گردون کو بہا لیجا کوئی بیان کرتی کہ اے بحر اشک ایسی آج طغیانی دکھا کر تا عرش بڑھ جا کسی کا بیان تھا

کرا ہو گا وہ نارسا آج تو کنگرۂ عرش ہلا دیا ہی دیدۂ نمناک عالم کو ڈبا دے گی سر ہر برق ہر مخالف ہو گریبان کرتی کم افسوس تھی کچھ اس طلسم مین اگر راحت نہ پائی جیسے تن آسودۂ رنج و اگر ہنسکی ایک روز بھی رو راحت آئینہ عیش مین منہ نہ دیکھا اسی طرح زار و نزار مانند ابر بہار کے چھینٹیں مار مار کر سب رو رہی تھی اور ساری فوج اور افسران سپاہ اور بہار وغیرہ جملہ سرداران دھارین مار رہی تھی اور دفعتاً صرصر شیون و شین تھی نالہ جانسوز کا دود آہ ایسا اٹھا ہو رہی کہ آجتک سیاہی بخت ہمگر بد قسمتون کی ساتھی آتا ہی اور صحن کا خاک باد دل نے اوتار لیا ہی جو اشک برستا ہی کہ بقول مولف

کون یہ روز ازل رو دیا تھا نالان ہو کر
اشک ہر سال برستے ہین جو باران ہو کر

وہان کی نالہ و شیونکی کیفیت کیا بیان کیجائی ہر شخص با دل غمگین و بچشم اشک آگین یہی بین کرتا تھا اور یہ حال وسکا تھا کہ ایسا

ہر اک کا حال تھا ہر دم تباہی
تپان تھی جس طرح خشکی مین ماہی
نسیم آسا اڑاتے تھے کبھو خاک
کبھی جون گل کرے تھے پیرہن چاک
کبھی نوچے تھی سر کے بال غم سے
کبھو نالان تھی فرقت کے الم سے
کبھی کہتے تھے سب ہے یہ طلسم شوم
گیا ہے کس امیدون سا محروم
دماغ اپنا جلاتے تھے زن و مرد
دلے افزودہ تھا ہر شخص وہ درد

یہ تو اسطرح مصروف نوحہ و بکا ہین ادھر وہ ساحر جو انکے ہاتھ سے شکست کھا کر رو بفرار لائے حیرت کی بارگاہ دو کوس پر تو تھی ہی بہت جلد قریب سراپردہ کے پہنچ گئے اور پکار سے کہ ای ملکہ دہائی ہے فوج عدو کی چڑھائی ہے حیرت پر نکبت ذہب صدائے استغاثہ دگر یہ انکی سنی سامنے انکو بلایا اور پوچھا کہ تمکو کسنے ستایا انہون نے ملکہ مہرخ کا اکھڑنا اور رونا اور بھاگنا اور برق کا سر اوتار کر ملکہ مذکور کا رونا سب عرض کیا حیرت جادو و بیان شعلہ جوالہ کے یہ حال سنکر بھڑک اوٹھی اور پکاری کہ ای یاقوت جادو نقارہ کوچ بجا یہ کہکر اپنے تخت پر سوار ہوئی اور یاقوت وزیر و ملکہ شمسہ سحر افگن و ملکہ خورشید آتشی اور ملکہ پروین آسمان گرد اور ملکہ سحاب دریا باری اور سہیل ستارہ پیشانی و ملکہ زرنگار ماہی خوار خرچنگ بھی سوار وغیرہ ساٹھ ستر ہا شاہزادیونکو جو بڑی بڑی جادوگرنیان اور ناظم طلسم ہین اور ہر ایک لاکھون ساحرونکی مالک ہین اون سبکو حکم بھیجا کہ جلد تیار ہو جاؤ کہ آج مین باغیون کے تمام ونشان کو مٹا دونگی یہ حکم پہونچنا تھا کہ زمین و زمانہ مین تزلزل آشکار ہو گیا ہر لشکر مین طبل و بوق سحری بجی کہ وہ بجتے کہ آسمین کہا کہ اب ہمارا رہنا بھی عالم بالا پہ محال ہو

دراصل تو یہ ہے کہ قدم ٹکتے معلوم نہین ہوتا پھر اب ان آسمانون کے پرانے چھوپردون کو چھوڑکر کہان جاؤن
سچ تو یہ ہے کہ اپنی گردش چھوڑی نہین جاتی ہے آسمان نے کہا مین خود سر پر پانون رکھے ہون بھاگنے کا ٹھکانا
ڈھونڈھتا ہون اگر دوزخ مین جاؤن تو کفار دین سے وہ جگہ بھری ہوئی ہے کہین تل رکھنے کا ٹھکانا
نہین اگر جوار رحمت ایزدی مین جائین تو وہان اہل اسلام کا مجمع ہے مگر خدا کی رحمت بہت بڑی ہے
پس اوسپر نظر کرکے ٹھہرے ہین فلک پر تو یہ حال تھا زمین پہ پیدا بھونچال تھا طبقات ارض ہل
رہے تھے تو زمین گھبرا بار گیتی سر سے پھینکا چاہتی تھی بہموت ارض بحر اضطراب مین غوطہ مار کر بھاگا چاہتی
تھی وہ ہل چل پڑی تھی کہ انقلاب دہر کو ہو گیا تھا اوسی دن سے زمانہ انقلاب کرنا سیکھا ہے پچیس لاکھ
ساحر اور بیس لاکھ جادوگرنیان اپنے مقام پر سے سوار ہو کر جب چلین گاؤزمین پکاری کہ مین چلی الحفیظ
والامان تبیا بانیزدیجان جھنڈیان اسقدر اڑتی تھین کہ ایک وردی زمانہ کو بھی شاہ دہر نے
عنایت کی تھی روی ہوا ایک لباس پہنے تھا جو سبز و سرخ و زرد ملون تھا نہین نہین سرخ جھنڈیون
سے ثابت تھا کہ دل چرخ ایسا جلا تھا کہ چنگاریان اوس سے نکلکر اوڑتی تھین ترسول پھنسول اسقدر بلند
تھے کہ پشت ساہی دہر مین کانٹے نکلے تھے نہین نہین خار حسرت سینۂ جگر فگاران سے نکلکر روی ہوا پر جمع
ہو گئی تھی یا عقرب فلک نے نیش اپنے نکالے تھے نارنج ترنج ناریل ایسے اچھلتے تھے کہ چرخ ستمگر نے یہ ثمر زہر آلود حنظل
آسا ساکنان دنیا کو دیے تھے جدھر نگاہ جاتی تھی دنیا اون پھلون سے مملو نظر آتی تھی طائران سحر
نے خانہ دنیا کو اپنا گھونسلا بنا لیا تھا ٹڈی دل امڈا تھا کہ گویا رات آتی تھی سواے اون جانورون کے درندے
کسی طرح کو رہنا دنیا مین دشوار تھا وہ ہوا جانورون سے بھرا تھا روی گیتی ساحرون سے پٹ رہا تھا وہ درندون کی
پھنکار تھی یا دہر خدا نے نقش زہر آلود پھیرا تھا شور ایسا بلند ہوا تھا کہ صور اسرافیل بھی اس لشکر کا ایک تنگا
تھا شور محشر ایسا تھا جیسے کوئی تخلیہ مین چپکے چپکے راز کہتا ہے اوس غلغلہ کے سامنے غوغاے فتنہ و فساد تمامی کان
مین بات کہنے کی طرح پر تھا وہ لشکرون کی یہ روانگی وہ آتش کا باران وہ آندھی کا طوفان یہ معلوم ہوتا
تھا کہ زمانہ بدل گیا ہے اس دنیا کا اور ہی کچھ نقشہ ہو گیا ہے ان دہر نیرنگ خانہ افسون کا افسانہ ہے صفحہ
دہر اور ورق حیات کتاب سحر ہو رسالۂ نیرنگ پر قہر ہو کہان تک بیان ہو یہ اس لشکر کا ہنگامہ تھا کہ ابیات

| | | |
|---|---|---|
| تھا لشکر وہ تھا وحشت کا ساماں | جسے دل دیکھکر ہوتا پریشان | تھی راحت سے شکل بخت مجبور |
| امید زیست اوس سے ہر نہ ہو دون | پڑھے وہ سحر ہر جادو لعین نے | طیش دوزخ کی پیدا کی زمین نے |

کمر مرنے پہ تھی ہر اک نے باندھی
جبین تھا یاد خونخواری کا لکھا
ہر اک تھی جادوگرنی ماہ پیکر
نہایت عشوہ گر دلخواہ و دلجو
غرض یہ لشکر خونخوار و مکار

پڑا غل ہر طرف کو آندھی
قوی مانند کوہ و سخت خونخوار
حسین و شوخ و طرار و ستمگر
کوئی اون مین تھی انسان گیسو
چلا مہرخ سے لڑنے کو تبکرار

ہر اک ساحر تھا یا اک دیو بد تھا
نہایت تیرہ دل بد خو ستمگار
بشکل مہ تھا جند و پری رو
نہایت زشت پیکر اور بد خو

تمام فوج ناہنجار جب قریب لشکر مہرخ نیک کردار پہونچی طاران سحر اور جاسوسان فوج ملکہ مہرخ کو اطلاع کی کہ ملکہ رونا پیٹنا موقوف کرو ہوشیار ہو رہو کہ ملکہ حیرت جادو ملکہ کیسا ساحر اور بڑے بڑے ساحران افسر و سرداران نامی اور نامور کا لشکر لیے آمادہ رزم و پیکار آتی ہین مہرخ نے کہا معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ حیرت کی فوج نمودار ہوئی اور گرد اسقدر چھا گئی کہ خاک کسیکو سوجھائی نہین دیتا ہے اور کوس دمامہ اور نوبت آگے آگے گرجے اور لشکریان ساحر دنگی اور غول جادوگرنیون کے اور علم اور نشانون کے پھریرے کھلے ہوئے زمین اور آسمان ہر چہار طرف سے آتے معلوم ہوئے مہرخ نے پھر نفیر سحر کو دم دیا کہ تمام لشکر صف کھینچکر اور ساحرنین و آسمان سے اتر کر ایک طرف کو یکجا ہو کر قائم ہوئی مگر ابھی جنگ و جدال نہین اور آمد لشکر مین وہ دن تمام ہو چکا تھا اور وہ زمانہ آتا تھا کہ شہسوار برق فرنگی آفتاب آغوش فلک سے نکلکر گورستان مغرب مین گیا اور جسد تابان پائے نیل ظلمت شب مین نہد علم کشان کشان جانب ملک عدم کھینچا گیا کہ نظم

بڑھا تھا غرض زمین کو مہر انور
دھواں دھند چلا جہان اک سیہ گم
ہوئی تابان جمال شعلہ ہر سو

بشکل رنگ [illegible] رو ہوکر
بڑھا دیا کہ آنکھوں سے نظر گم
ملا آرام کا ہر اک کو تب بو

کھلا آخر سماں زلف شب کا
زر [illegible] کمان تیر اور کمان [illegible]

سر شام حیرت نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا کثیر ہو اور عیاروں کا لشکر مہرخ مین انتظام ہوا ایسا نہو کہ ہمارے لشکر مین بدانتظامی پھیلا اور آپس مین لڑائی ہونے لگے پس مطلب یہ ہے کہ آج اس آمکو ایسی جگہ اتر کر چار طرف سے اس لشکر مقہور دشمن کو گھیر لو اور طبل جنگ بجا دو کہ وہ سب بھی آگاہ ہو جائین کہ ہنگام ہو گرم بازاری ملک الموت کی ہے اور خریداری نقد جان کی ہے وہ سب بھی آراستہ ہو رہین یہ کچھ نہو کہ ہمکو غفلت مین مار لیا پس حکم سنتے ہی تمام لشکر میدان رزم کا فاصلہ چھوڑ کر اترپڑا ملکہ مہرخ نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ کئی ہزار ساحر آج مسلح و مکمل و ہوشیار رہین اور باری باری سے پہرا دین اور اسی مقام پر کمر کھول کر باقی ماندہ آسودہ ہون ہم بھی بفیر جان د

اور قطاس جمع ہین ہمسران برق عالیشان کا یہ بیان سنکے کہ نہین یا جان دیا جان کل جنگی تیغ ری
اوسی کی دیا ہے یا تو طلسم خالی کرالیا تمام مفسدون کو مار لیا یا اپنی جان دی بلکہ تمام لشکر مین نقیبونکو یہ
حکم دیا کہ تسکین و دلاسا دہی کرو اسلیے کہ جمعیت دشمن زیادہ ہے ایسا نہو کہ لشکر ہمارا بیدل ہوجاے اس
حکم محکم قطاس کو سرداران فوج و لشکر اوسی وقت اوسی جگہ بستر لگا دیے ہزارون کیا لاکھون ساحر مسلح و
مکمل ہے اور باہم مشورہ کیا کہ دو پہر رات تک ہم بیدار رہین بعد دو پہر کے ہم آسودہ ہونگے تم بیدار رہیو اور
اوپر اوران ابھی آرام و آسودگی دلکو کہان ہے جبتک کار حریف ناکام تمام نکر لین اگر ایک رات کو راحت
گزین نہوے تو سہی انشاءاللہ کل یا تو خوابگاہ عدم مین پاؤن پھیلا کر چین سے سوئینگے یا بآرام اپنی خوابگاہ
مین آرام کرینگے یا دشمنونکو خاک و خون مین غلطان فرمائینگے بس یہی مشورہ کر کے سب مسکن گزین ہوے
طلایہ پھرنے لگا صداے حاضر باش و ناظر باش بلند ہوئی ادھر لشکر حیرت جو قیام پذیر ہوئی اوسنے حکم دیا کہ طبل
جنگ بجے فورا ہزار ہا ساحر سحر کو دم دلا اور صد ہا بوق و طبل بجکر شور محشر آشکار تھا مہرخ نے جب صداے طبل و
بوق سنی اپنے لشکر مین بھی حکم نواخت طبل رزم دیا ادھر بھی شور قیامت زا کیا بلکہ غلغلہ محشر کو گرد کر دیا
ہزارون ساحر گلو گیر و جان بلب ہو گئی ہم سنتے ہی کینہ جوئی کی گھبرا گئی بیان دلاور و عیار صف کے حائل ہونے
سے لگا کر تیغ دعا سحر مین بانگی تھی مگر آج شب کو جو لوگ کہ خواب مین مصروف ہوئے تھے وہ بھی خوف
اچھل اچھل پڑتے تھے کہ دیکھیے کل جان بچتی ہے یا نہین خواب مین بھی سرتن سے اوترتے دیکھتے تھے دیا سحر
لشکر … ناصر نا بچ رہی تھی صداے طبل نہ تھی کہ طبل اجل کی آواز تھی روح روان روانگی ملک عدم کی
دمساز تھی حال یہ تھا کہ روح آشیانہ سینہ سے نکل کر مائل پرواز تھی ادھر تو فوج مین یہ حال تھا مگر لشکر حیرت سے
جب نامحرم وغیرہ لڑنے آگئے اوسوقت طایران سحر نے جا کر خبر ناظمان طلسم نور افشان کو بھی پہونچائی کہ آج غضب کا
مقابلہ ہے آفت کی لڑائی ہے یہ تم سب جانتے ہو کہ ملکہ بران ہمہ تن شریک عیاران و مہرخ وغیرہ کا لشکر اور افسر
وغیرہ سب کام آگئے تو پھر ملکہ بران تم سب مین کیا کہینگے اور کسکے طرفدار بنکر لڑوا نیگی یقین ہے کہ ملک و مال تمھارا
ضبط ہو جاے اور بہت بڑا الزام تم پر آئیگا لازم ہے کہ جا کر شریک حال مہرخ خوشخصال ہو اور مقابلہ فوج دشمن سے کرو
تا کہ مالک تمھاری تم سے خوشنود ہووے کلمات اوسنونے جب سنے مشورہ کیا کہ یہ کہنا انکا واقع مین بہت درست اور
صحیح ہے ہمکو بھی جا کر ضرور شریک ہونا لازم ہے یہ بیان وقت تمام لشکر ناظمان مین طبل و بوق بجنے لگا اگرچہ تھا ہر ایک تیغ
ستان رزم کی رن چڑھی کی گرمی سیاہ بھی … اسطرح تھی تھین کہ میان کی زبان نکل آئی تھین

و ملک سہراب تاجدار جادو و ملک بہر سوار تاجدار و ملک مجمر شاہ و ملک مجمر شاہ وغیرہ وزرا خاص و
وغیرہ جو نام کہ اوپر بیان ہو چکے وہ سب ناظم اور ناظمہ بڑی احتشام و مکنت سے جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئے
اور اوسکا اول بیان ہوا کہ یہ سب لشکر مہرخ میں کئی کوس پر الگ دامن کوہ سیاہ وغیرہ میں اترے تھے
اسوجہ سے اونکے پہونچنے میں وہاں عرصہ ہے کیونکہ یہ لشکر بہت بیکران ہے آہستہ رواں ہے یہ لشکر تو
اودھر روانہ ہوا وہاں طبل جنگ بج چکا ہر ساحر و سردار آمادہ مرگ تھا رات کو تیاری آلات حرب و ضرب
دونوں جانب آغاز ہوئی کڑاہیاں دونوں جانب چڑھ گئیں کلچریاں بھنجنگے بھینٹ میں دیے گئے
منتروں کا جاپ شروع ہوئی کالوا بھیروں نار سنگہ کی بھینٹ دیکر دھولا نا چھایا دیے جوت کے جلائے
ہوے ہوم خانے روشن ہوے گوگل مرچیں جلنے لگیں بچہ ہائے خوک جھٹکا ہونے لگے آواز تیں پیں کی بلند
ہوئی زحل چرخ بھی ایک ہیرا ان ساحروں کا بنا تھا سنیچر بنکر سب پر آتا تھا سارہ ہستی ہیں کی نحوست دکھاتا تھا
بدہ دانی کو منگل کر اٹھا اونکی گردش آگے لاتا تھا سورج خانۂ مریخ میں آگیا تھا جلال اوسکا بھی بڑھا ہوا تھا
زہرہ نے تاثیر اپنی الٹی ظاہر کی تھی کہ ہر ایک زہرہ تمثال آرزوے جنگ و جدال رکھتی تھی راس سے ذنب صاف ہوا
کرانے سر بچانے کی فکر میں تھا ساحروں کی تو یہ کیفیت تھی بہادروں نے تیغ تیز کی آبداری کی تھی دشمن کی صفا
پر نظر تھی اسلیے غضب کی صفائی تھی ضرب تیغ ذو ضراب بنکر سکۂ فتح بنام مہرخ عالیشان ڈالا تھا نقد جان
دشمنانکو ٹکسال میں ضرب کرنا چاہا تھا جان حریفان کو زر قلب متصور کرکے جسد کے چلن سے ٹک
تھا دیدہ جوہر جوہری بن سے آشکار فرمایا تھا نامرد و مرد کی پرکھ جانچ تھی ہر اک کو ٹٹولتی تھی کہ تیری کمر
کو کھوٹا ہے یا کھرا ہے تلوار جب نیام سے نکلتی ہے روشنی اوسکی چمک کی تیرہ باطنوں کو روشن دل بناتی تھی
پر انکی لو لگائی تھی گرز خانہ بدوش اسی عشق میں تھے کہ ہر اک کے سر چڑھیں بلکہ اسی ہوس میں کلہ کی صورت خود
بنگئے خود بینی کا دعوی کیا انکا جھکنا عین دلیل سرکشی تھا لب سوفار پر دعوے انا قاتل تیر جگر فگاری پر مائل تھا
کی تباہ اس بات کا غلغلہ وہ ہر سمت نقیبوں کا کڑکا کہتے پھرنا دلاوروں دل بڑھانا یہ زبان پر لانا کہ
نظم

نہیں خوف کی جا یہ ڈرتے ہو کیا
خدا کو کروگے رضامند تم
تمہارے جو ہمراہ ہیں سب دلیر
پہونچ جاؤ گے سوے دشمن شتاب

دیا کافروں کو نہیں اب ہی ویا
جو موقع ملے اس سے بہتر ہے کیا
تم افسر ہو آترہ کرو اب نہ دیر
نہ تاخیر ہو اب یہ ساعت ہے نیک

نہیں قتل سے انکے اب بند ہم
کرو جو ہو ممکن تمہیں ڈر ہے کیا
بڑھو حق کریگا تمہیں کامیاب
اڑو صبح کو ایک کے بعد ایک

ابھی کھینچ لو تیغ کو میاں سے | چلو مار ڈالو انھیں جان سے
جو انمرد سنکر ہوئی باغ باغ | شجاعت کے یکسر بڑھے دل و دماغ

ایک طرف تو نقیب اس طرح دل بڑھاتے تھے ایک سمت ساحر ڈنکے بجا کر غل مچاتے تھے بہادر تیغ و سپر کھڑکھڑاتے تھے شور و غوغا سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی رات بھر اسی ہنگامے میں بسر ہوئی جب وہ وقت آیا کہ فرط خوف مبارزان سے ساحرہ شب و بگڑ لالی اور سحر جو مثل دلاوران مہر و یہ خنگ ذجدال تیاب تھی تیغ مہر حائل کرکے سپر زرین آفتاب لگا کر عرصۂ عالم میں آئی نظم

اڑا پھر رنگ شمع آسمانی | نقاب مہر اٹھائی آسمان نے
ہوا رخ فق سحر کی تھی نشانی | لبے شاہوں نے خیمی داستانی

ہنگام سحر مہرخ نامور تخت حشمت پر بعد عظمت سوار ہو کر برآمد ہوئی فوجیں ہنس و طاؤس پر سوار ہو کر میدان رزمگاہ پر سویرے ہی جا چکی تھیں مہرخ کے نکلتے ہی ایک طرف سے ملکہ بہار اپنے خیمے سے نکلی عجب شوکت و شان اوس معشوق عاشق پرور کی تھی پیچ چوٹی کے فتح پیچ تھی آنکھیں تھیں کہ ترکان چشم دوہری مہر دہیان باندھے بہر قتل نکلے تھے نین نہیں تیر رنگ فسوں سازی کا دہ کر تھیں اوستاد افسونگر تھیں پلکیں تھیں کہ پلٹنیں ترکوں کی پرا جمائے تھیں رخسار پر نور پر خط لگا آئی تھیں ملک حلب میں ترکوں کا راج ہے لب لعلیں تھا یا ملک بدخشان حلب میں برابر لگا تھا دانتوں کی آب سلک گوہر کی طرح ہوئی تھی بدخشان میں گوہر دن کی کا چہرا تھا ناز و اندازی میں دلیار غمزہ و ادا جان دی پر طیار دامن زر کو فتح و ظفر سے تھا گویا ن لباس زعفرانی اوس قتالہ کے زیب تن تھا اس طرح کا چوبی تخت پر سوار ہو کر گاہ تشبیہ مرد تخت کی جھلک تاج دلبری سر پر رکھکر کئی ہزار کنیزان خوبرو کو حلقہ میں لیے ہوئے خیمہ گلشن جانب گلستان رن روانہ ہوئی کہ مسدس

ہو مقابل کوئی معشوق عیار ا بالکر
ناز و عشوہ انداز ادا میں طرحدار ہے
ہو کر گرم ہی آتا ہے تو آدیر نہیں
یہی میدان ہے یہی گوئے یہی چوگان ہے

تھی وہ طناز مگر ہوش و خرد غارت جاہ
حملہ آور ہو جو وہ کھینچ کے شمشیر نگاہ
دیکھ آنکھ ہی آکر جو محمود ملک تھیں
تیر کی غمزہ یہ میان کھینچ ہوئے خنجر کین

سیکڑوں کشتوں دل خستہ کئی دم میں تباہ
سامنا کرنے کا مثل کمان رخ پھیر جائے
پر دلیر ٹھیکرے تھے تاب تحمل نہ کیں
امتحان کا ہے یہی وقت یہی سامان ہے

اسیطرح ایک جانب سے تھے مہرخ چشم بدکی ادا جان ناز و انداز کا لشکر ساتھ لیے تھی جنگاہ میں بہادروں کا نقشہ شجاعت بڑھاتی اپنی آن دکھاتی لباس دھانی تن پر آراستہ کیے بیخوار دنکو سبزہ گلستان کی بہار یاد دلاتی جوش طبع زیادہ ہتا ہی خوبوں خیر کیفیت سودا زدگان صحرای رزم کی ترقی

قتال ہوئی ہوا آزمائی کی بدل گئی سحر کی ایسی ہوا چلی کہ خس و خاشاک میدان کا اوڑا لیگئی ہوا کو جھونکا جھونک
عنایت وکرم کے ساتھ جھونکی تھی گھٹائین آگئین رحمت اپنی دکھا گئین ہلکی ہلکی بوندیان اور پھوہار پڑی
پڑنے کے رکہی غبار صحرا بیٹھا غبار دل تو نکلنے لگا جب میدان پاک و صاف ہو چکا صف آراؤن نے نکل کر
صف آرائی کی برابر برابر پلٹنین رسالے جمگئے ساحر ایک سمت پرا باندھکر تھم گئے شور و غوغای لشکر تمام
عالم مین بھرا تھا اس زمانہ مین جو مولود کہ بطن مادر مین تھا جب پیدا ہوا تو بہرا ہوا ہمیشہ چلّا کر بات سنتا
تھا اسی شور کا عادی مان کے پیٹ سے ہو رہا تھا غرض بعد صفوف آرائی جانبین نقیب اور
رولکیت اور چاوش ساحر جو تھے میدان مین نکلے اور پکار کر کہا کہ کہان ہین ساحران کاشغر و کاتمیر اور
کدھر گئے بنگالہ اور کافور و دیس کے بڑے بڑے جادوگر اور کون لعین ملکہ دمامہ اور شمامہ اور کہان
ہین فرعون و نمرود شاہ اور ساحر شمش اور ہزار شکل ایسے بادشاہان ساحران جو دعوی
خدائی کا کرتے تھے بس آ چکے روز کون ایسا بہادر جادوگر ہو کہ سامری جمشید کا نام لیکر اس جنگگاہ
مین آوے اور معرکہ جدال و قتال مین قدم اٹھا جاوے اور کچھ کرتب اپنے سحر و ساحری کی دکھلاوے اور نام
اپنے باپ دادے کا روشن کرے اور اگلے جادوگرون کا نام صفحہ ہستی پر سے اپنے نام کے
آگے مٹا دے دو بالو ہالو ہاپ کیسن اور دو ہاتھی بلا ہی ۔ پگ اگو پٹ رہے اور پگ پاچھے
پٹ جاوے غرض جب نقیب پکار رہے ہوے دونون لشکرون مین گھنٹ گھڑیال ناقوس جھانجھ دف
نقارے ترنا خرنا کا شور و غل ہوا اور ہزارون ڈھول اور نقارے بجنے لگے اور ملکہ حیرت کی طرف سے
ایک بادشاہزادی قلعہ طلسم کی ملکہ خرچنگ اٹھی سوار اپنی اونٹنی کو دوڑا کر سامنے حیرت کے آکر عرض
خواہ میدان حرب مین جانیکی ہوئی حیرت نے فرمایا کہ جاؤ تمھین سپرد خداوند سامری جمشید کیا
ملکہ خرچنگ اجازت پا کر بہزاران ناز و انداز جانب جنگگاہ چلی سن و سال مین بیس اکیس کی سبزہ
رنگ جی [illegible] رخسار کا رنگ سانولا سانولا حسن ملیح کی کیفیت دکھائی زخم دل پر عشاق کے نمک
چھڑکتی بال سر کے کھولے بلائین اپنے جلو مین لیے ہنستی ہوتی دھانی جوڑا گلے مین پہنے کشت زار
حسن کو سرسبز کیے ہوے اوسکے حسن جان فزا و دلربا کا نقشہ تھا کہ

نظم

رخسار تو وہ ابروی خمدار ہلال
کہکشان کہیو اگر مانگ کو ہی ٹھیک مثال

چمک زخم کی دکھلاتا تھا رخ صاف جمال
ایسی جبہہ فلک حسن کی زیبائی ہے

مہر سی برج سے ہو درخشندہ خورشید جمال
چھپے تقدیر نجم جو تماشائی ہے

شراب زمرد رنگ ایک گلابی مین بھری دہنے ہاتھ مین وہ گلبدن لیے بائین ہاتھ مین ایک تیغ جوہر دار اپنے زانو پر لہراتی سراپا دکھاتی بیچ میدان مین آئی اور خوب نیرنگیان سحر کی دکھا کر للکاری کہ اے مہرخ تو شہنشاہ ساحران کی کنیز کی برابری بھی نہین کر سکتی نہ کہ تو نے ملکہ حیرت ملکہ طلسم و شاہ جادوان افراسیاب سے مقابلہ کرنا چاہا ہے ارے اس بادشاہ کے سامنے اور نام سحر و ساحری جو فقط خداوندی اور کنیز پروری شہنشاہ کی ہے جو آجتک اوسنے تجھکو لایق مقابلہ نہ سمجھکر چھوڑ دیا اور مقہور و مغضوب نہ کیا تجھسے بدلا سرکشی کا نہ لیا ابتو اپنی فوج سے کسی ساحر کو بھیجکر امتحان کر دیکھ کہ مین ادنی لونڈی اسی شہنشاہ کی ہون کس عذاب الیم سے اوسکو مارتی ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اوسکے حال زار پر رونین اور تجھکو رحم نہ آوے ابھی یہ کلمہ خرخینگ کی زبان سے پورا نہوا تھا کہ ملکہ مہرخ کے دست چپ کیطرف سے ملکہ نافرمان حاکم قلعہ نافرمانیہ طلسم ہوشربا نے اپنے جنس کو اڑا دیا اور سامنے تخت ملکہ مہرخ کے آکر اجازت یاب ہوتی کہ اب مجھکو ان باتون کے سننے کی تاب نہین ہے اس بیہودہ زنڈی نے کیا کیا کلمے شان مین جناب قدر قدرت حضرت جہان پناہی ملکہ مغظمہ کے کہے ہین اور کنیز سے بدتر خطاب کیا ہے بس مجھکو اجازت حرب عنایت ہو کہ جاکر سزا اوسکی کنار مین رکھون ملکہ مہرخ نے ایک خلعت گرانمایہ منگاکر ملکہ نافرمان کو عطا کیا اور اپنے ہاتھ کی انگوٹھی اوتار کر عطا فرمائی جسکی یہ غلطت تھی کہ نظم

مانند سہیل ہے وہ خاتم — خوشبو ہو نہ کیون ادیم عالم

انگشتری نگین کی آبداری — ہے قلزم فیض حسن جاری

یہ انگشتری تبرک جمشید ہے کسی بادشاہ نے ملکہ کے بزرگون مین پھر جاتی تھی چنانچہ ملکہ موصوف کی مان کو ملی اونسے بہر حفاظت مہرخ کو دی غرض ملکہ نافرمان نے انگوٹھی پاکر بسان حلقہ انگشتری سر تسلیم خم کیا مہرخ نے فرمایا کہ جاؤ تمھین سپرد خدائے پاک کیا یہ پہلا مقابلہ ہے ذرا سمجھ بوجھکر لڑنا ملکہ نافرمان اجازت حاصل کر کے اپنی ہنس پر سوار ہوئی اور اسطرح غضبناک ہو کر چلی کہ جیسے بیوفا یار جاتا ہے تیوری چڑھائے تلوار ابرو کی بل کھائے ترچھی نظر تیر نگاہ دو دم رنگ رخسار بھبوکا سینہ ابھرا ہوا جوڑا سرخ پہنے سراپا زیور جواہر کار سے آراستہ حسن کا جوبن بہار تل نیا ہوا رخسار پر کسی نیہ قسمت کا دل جلکر رہگیا یا بقول موتف

میری سیاہ بختی جو آئی بہار پر — خال سیاہ جا کے بنی زردی یار پر

پشت ارسنبھالتی ہنسنی آن ادا دکھاتی یہ کیفیت بہار جوانی کی نظر آتی کہ بموجب مسدس

| | | |
|---|---|---|
| اوسکی پوچھو نہ کوئی شرم و حیا کا احوال<br>سرد مہری پہ جو آجاوے کبھی وسکا خیال | اپنی نظرون مین کرے سارا زمانہ پامال<br>جسکو دیکھے نگہ گرم سے آفت ہووے | آنکھ بھر دیکھے ادھر کوئی کسکی ہے مجال<br>آنکھ مین ایسی بھری اوسکی شرارت ہووے |

غرض یہ پارہ دو دلربا ہنس کو اڑا کر سامنے خرخیک افعی سوار کے پہونچی اونسے بعد گفتگوے لاطائل ہے
تاریخ سپر جو اوسکے ہاتھہ مین تھا کھینچکر اوس گل اندام پر مارا اوسنے اونگلی کلمہ کی اُس تیغ کیطرف کرکے
کہا کہ جو کرانت پڑنت قصہ زمین بر سرزمین تو جہان سے آیا ہے وہین جاکر تماشا دکھا اور بھو کا پیاسا منھ
مجھے دکھا کر ناشاد و نامراد ونجا مین تیری دعوت دے چکی ہون اتنو جاکر اپنا پیٹ بھر جاسے مارا مارا پھر
یہ کلمات ایسے پر اثر سحر کے تھے کہ وہ تاریخ پلٹ کر خرخیک افعی سوار کیطرف جا پڑا خرخیک مع اپنے
افعی کے دو تیر کے پرتاب پر جا گرا سحر ایسا زبردست تھا کہ روکنا اوسکا مشکل ہوا جب یہ ہٹ
گئی تاریخ دو ٹکڑے ہو گئی اور اوسکو اوسنے پھینٹ نہ پائی تھی اسوجہ سے ایک ٹکڑا اوسکا لگا وہ تلوار سحر
کی کھینچ یہ کہتا ہوا کہ بھوکا ہون گوشت کھاؤنگا یہی کہتا ہوا تلوارین مارنے لگا اور ساحرون کے دو دو
ٹکڑے کر کے گرانے لگا اور ایک ایک بوٹی ہر ایک کے جسم کی کھانے لگا اور چلو چلو بھر خون ہر ایک کا پیتا
تھا اور ہزارون ساحر اوسپر تاریخ تیغ نایل مارتے تھے کیکا حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور ملکہ نافرمان کھڑی ہنستی تھی
الگ ہنس رہی تھی عجب طرح کی تماشا تھی کہ ہر دفعہ دشمن کے چلو چلو خون پلواتی تھی معرکہ کارزار مین اپنی
سرخرو ہی جاتی تھی اسی طرح چالیس ساحر حیرت جادو کی فوج کے اپنے ساتھ والونکو مارتے بوٹیان
کھاتے اور خون پیتے پھرتے تھے اور ابریق کوہ شگاف نے بھی اس جنگ مین شریک تھا وہ اوسکے ہاتھی کے
برابر آکر پہونچے اور تلوارین ہاتھی پر مارنے لگے اور ہزارون ساحرون کو اونھون نے مار کر بھگا دیا تھا ابریق
غصہ مین آکر للکارا کہ ای خرخیک جلد اپنے سحر کو روک ورنہ اگر ہم مین سے کوئی اوسکا رد کریگا تو تیری
جان رہنا مشکل ہے جب تو مار ڈالا جائیگی تب یہ سحر اُتریگا اس سے مناسب ہے کہ تو ہی رد کر اس سحر کو دفع
دشمن کو اور زیادہ ہنسنے کا موقع ملیگا کہ ادھر کا سردار ادھر ہی والونکے ہاتھ سے مارا گیا خرخیک نے کہا
ان چالیس ساحرون مین سوا انکے کوئی نہین ملکہ حیرت کے سب ملازم ہین اور بغیر ان چالیس کے قتل ہوئے
یہ سحر نہ اتریگا جو انکو ماریگا وہ آدھا مگر جو تاریخ کا باقی ہے اوسکے جسم پر لگیگا اور اسکا بھی یہی حال ہوگا مجھکو
معلوم نہ تھا کہ ان نمک حرامون مین بھی ایسے ایسے زبردست ساحر ہین اسوجہ سے مین نے سمجھے ایسا زبردست سحر
پھینکی ان باتو مین ہاتھی ابریق کا دو ساحر مسحور شدہ زخمی کر چکے فیل چیخ مار کر گرا ابریق کود اوہ چالیسون

بہا حرا بریق پر دوڑے ابریق نے ایک گچھا سوئیوں کا مارا کہ جس ساحر کے سوئی لگی برچھی کی طرح پار نکلگئی سینہ توڑ کر گذر گئی چالیسوان جادو حیرت کے واصل جہنم ہوئے اوسوقت حیرت نے پکار کر کہا اے خرخنگ افعی سوار تجہی لوں کا سر نچا ہوا اگر ایسی ہی لڑائی تم لڑو گی تو میری فوج سب مفت مین ہلاک ہو جائیگی اب تجہکر جاؤ اور کام نافرمان کا تمام کرو اور خوب سمجھ لو کہ دشمن اگر چیونٹی کے برابر ہو تو وہ مثل اژدر دمان و فیل زیان کے ہے کبھی اسکو حقیر نہ جاننا خرخنگ افعی سوار نہایت ذلیل ہو کر آگے بڑھی اودھر مہرخ نے اور خلعت نافرمان کو فتح کا بیجا اور تعریف پکار کر کی کہ اے ملکہ واہ واہ کیا کہنا نافرمان تسلیم کر کے پھر بہر مقابلہ چلی اب دونون چاند کے ٹکڑے دونکا جھوم کر چلنا اور غصہ مین پیترا بدلنا عجب لطف دکھاتا تھا ملکہ خرخنگ افعی سوار غضب تمام مثل شعلۂ جوالہ جھپک کر افعی پر سے نیچے اتر پڑی نافرمان نے جوڑے سے اپنے ناریل کا لکر اوسپر مارا اوسنے کہا اے نافرمان جڑی بوٹی خزان رسیدہ کے کام لینے سے کیا کام نکلیگا وہ ناریل سوکھ کر ان کلموئی خزان رسیدہ ہو کر ایک جانب گر پڑا اور خرخنگ خنجر سحر کھینچکر نافرمان پر جا پڑی پھر تو یہ عالم ہوا کہ دونون کی پاچون مین گرہ لگی ہوئی تھی دونونکی گاتیان بندھی آسمان رزم مین دو آفتاب چمکتے تھے اور ساتھ ساتھ اونکی طرف تماشا تھا کہ برچھی تجر لی بیلتی تھی یہ عالم تھا کہ نظم

یہ آئی وہ پہونچی یہ چمکی ادہر کی
نباوٹ دم رزم قاتل فریب
ہوئی گرد اک دو سر کے جری
جو دل سے تاکا تو اوسنے جگر
سنان اوسنے جوڑی تو اوسنے نظر
بچاؤ رقیب ہو گئے بے قرار

یہ کنگرہ ہوئیں وہ دونون محو ستیز
وہ ہمتی وہ بیلی یہ شُشکی ڈری
روش آرزوی دل کامیاب
دکھانے لگی لطف چاشنی کری
عجب گھات مین تھی ہیم زود گشت
شکم اپنے باندھا تو اوسنے کمر

غضب کی تھی آویزش مرگ خیز
جو خو تھی وہ تھی دلربا دلفریب
تصور ہوا اور برآئی شتاب
کھلے رن مین نیزہ دری کی ہنر
یہ سینہ پر آئی تو وہ سوئے پشت
ہنر سے نہ خالی تھی دونوں کے وار

غرض جب خوب تیغ زنی اور نیزہ دری ہوئی وہ چھوڑ چھوڑ نیزے وہ کلائیان گوری گوری وہ وار نیارے کے وار خوب چلے اوسوقت دونون پسینے پسینے ہو گئیں گلا پر اوس پڑ گئی گویا آفتاب کے چشمہ مین آج پانی آگیا چہرہ ایسا عرق آلودہ ہوا گیسو بھی پسینے مین تر ہوئے تو یہ عالم تھا مؤلف

عرق آلودہ نہیں ہین تیرے دلکش گیسو
روتے ہین میری پریشانی پر اکثر گیسو

ایک جگہ ٹھہر کر دونون نے دم لیا اوسوقت نافرمان کو تو یہ خیال تھا کہ اب پھر تیغ سحر کی بجلی گرائیگی

اسی طرح ہتھیار ونسے لڑیگی اور خرخیاگ نے جلد زمین پر دو ہتھر مارکر کہا کہ اے زمین طلسم ہوشربا اب تو
بھی افراسیاب سے منحرف ہے کہ یہ باغی کیا کیا زبردستی دکھاتے ہیں مگر تو بھی نہیں خبر ہوتی یہ لوگ ملازم
شہنشاہ کے ذلیل ہوتے ہیں علاوہ وہ سحر جو عالم میں انتخاب ہے اے زمین سحر ظاہر کر یہ کہنا تھا کہ دو سیاہ
گوش زمین شق ہو کر نکلے اور سامنے خرخیاگ کے آئے اونسے جھنجھلایا کا مگر خون ٹپکایا کہ اونھون نے
چاٹ لیا اونسے کہا جا اور اوس حریفہ کا کام تمام کر یا پکڑ لا اے میر عمدہ ساحر کے سحر سے دونوں سیاہ
گوش فوراً جھپٹے اور آئے ہی نافرمان کے گرد ہو کر چکر لگا اور وہی نافرمان نے ہر چند رد سحر پڑھا مگر مالک
افراسیاب کا اوسی کی مدد مانگ کر اوسی کی ناقہ طلسم نے سحر بلایا تھا یہ سحر کب ٹلنے والا تھا بس وہ سیاہ
گوش نافرمان کے لپٹ گئے اور ایک نے پنجہ منہ پر نافرمان کے رکھدیا کہ منہ پر قفل لگ گیا اور دوسرے نے حلق
نافرمان کا پکڑ لیا اور رکھدیا کہ یہ پشت پر آگئی بس وہ لاد کر اوسکو سامنے خرخیاگ کے لے آئے اور کہا یہ مجرم
حاضر ہے اونسے پھر سحر پڑھا کہ دو پنجے طوق و زنجیر لیے ہوئے پیدا ہوئے نافرمان کو مطوق و مسلسل کر کے خرخیاگ
کے حوالے کیا اونسے اوسکو ملکہ حیرت کے پاس بھیجدیا اور مہرخ کے لشکر کے سامنے آکر للکاری کہ اے مہرخ تو پھر اپنے
مقام پر ہے اور ہم اپنے رتبہ پر ہیں مگر خیر یہ بھی گردش فلک ہے کہ تجھ ایسی سے مقابلہ شہنشاہ کا ہے بھیج اور کسیکو
میرے مقابل یہ سننا تھا کہ ملکہ طاؤس نے اپنے طاؤس کو میدان میں نکالا اور سامنے مہرخ کے آئی اور عرض
کیا اے شہنشاہ عالی پایگاہ آپ دیکھتی ہیں کیسی کیسی بے ادبیان یہ کر رہی ہے مجھکو اجازت دیجیے کہ جاکر
سزا اسکو دون مہرخ نے ایک ٹیکا سیندور کا اوسکی ماتھے پر اپنے ہاتھ سے دیا اور کہا جاؤ تمھیں بھی کریم رحیم کے
سپرد کیا یہ بھی طاؤس پر سوار ہو کر اپنے حسن کی کیفیت دکھاتی سر پر اوسکے گھٹا چھائی ہوئی اور مینہ پھوار کی
ننھی ننھی بوندیاں پڑتی ہیں اور اوجڑا یہ معشوق بھی پہنچے گھٹا آفتاب جیسی چھائی ہوئی سے ہزاروں ناز و تمکین
سامنے اوس سفاکہ خرخیاگ کے آئی اور پکاری کہ او قحبہ کیا نسبت بندگان دارا و دربان شاہی کے کلمات
لاطائل بکتی ہے لا حربہ نیلان مردان عالم اونسے ہنسکر کہا کہ تجھسے بیوقوفی ہوئی جو پہلے میں نافرمان سے لڑی
تمھی اسی طرح پیش آنا تھا جیسے نافرمان آخر مین خبر آئی یہ کہکر پھر اونسے زمین پر دو ہتھر مارا کہ دو سیاہ گوش
زمین سے پیدا ہوئے اوسوقت طاؤس نے خنجر سحر پکڑ کر ان سیاہ گوشونکو آتے دیکھکر حملہ کیا اور کئی خنجر اونکو مارے مگر
نہیں معلوم کہ وہ اژدہات کیسی تھے جو اونپر کچھ اثر نہوا اور اونکے بھی وہ دونوں لپٹ گئے اور اسی طرح ایک نے
پنجہ منہ پر رکھکر قفل لگا دیا اور دوسرے نے گلا پکڑ کر پیٹھ پر لاد کر جست کی اور سامنے سامنے

خرخینگ کے پہونچایا زمین پر اوسکو ڈالدیا اوسنے پنجہ سحر سے طوق و زنجیر اوسکو پنہا کر سامنے
حیرت کے بھجوایا حیرت نے ایک خلعت موافق قاعدہ کا خرخینگ کو بھیجا اور تعریف کرابھیجی اور ان
دونوں شہزادیونکو قید کیا اور خرخینگ زنجرافی پر سوار ہوکر سامنے لشکر ممرخ کے پہونچکر آواز دی
کہ کیوں ای خیرہ سر تباہ روزگار دیکھا تونے بندگان شہنشاہ افراسیاب کو اب بھی کچھ بگڑا نہیں گیا
ہے اگر توبہ کر اور عفو جرائم کی خواستگار ہو ممرخ نے تو کچھ اوسکی باتوں کا جواب نہ دیا مگر اور ایک
ساحرہ جلیل القدر نے اجازت حرب ملکہ ممرخ سے لیکر اوسکے مقابلہ میں اپنے تئیں پہونچایا مگر بموجب مثل کے

یہ طرفہ سپہر فلک نے مچایا ہی اندھیر
سیاہ گوش یہ چاہے ہے لون پلنگ کو گھیر

اوسکو بھی سیاہ گوش پکڑ کر سامنے اوس روباہ حیلہ ساز کے لائی اور شغال طینت نے پنجوں سے
قید چھوڑا کر اوسکو بھی سامنے حیرت کے بھیجا حیرت کیطرف اوسکے حال پر دمبدم رعایت سلطانی
بڑھتی جاتی تھی اور یہ میدان میں کھڑی ہوئی نعرہ ھل من مبارز پکار رہی تھی شیران بیشہ شجاعت
سامنے جاکر شکار سیاہ گوشان ہوتے تھے قریب دس سرداران نامی کے سامنے اوس کے لڑتے جاکر
دام تزویر میں اوسکے اسیر ہوئے اور اوسنے حیرت پاس اونکو بھیجکر قید کرایا اور آپ میدان کھڑی ہوکر لاف
و گزاف کرنا شروع کیا اور ہر بار للکارتی تھی کہ جلد جلد میرے سامنے آؤ اس ہنگامہ کو دیکھکر رعد و برق
جو پہلے ذکر ہوا کہ چھوٹکر آچکے ہیں اونکو تاب باقی نرہی اور رعد نے کہا ای جان میں کوجاکر ایک چیخ
مارتا ہوں کہ کان کے پردے اوس کے پھٹ جائیں برق نے کہا جائیں بھی آتی ہوں رعد جہاں
کھڑا تھا وہیں غرق زمین ہوگیا اور برق گڑگڑا کر صف لشکر سے اڑی اور چمک کر بلند ہوگئی اجازت
بھی اونھوں نے ممرخ سے نہیں لی اور یکایک رعد قریب خرخینگ پہونچکر پٹا سا زمین سے نکلا اور
کان پر ہاتھ رکھکر بڑے زور سے اوسنے چیخ ماری یعنی پکارا کہ اری نابکار اوی رہ تو جاتی ہے تیری جان کا
ملک الموت آپہونچا ایسی آواز اوسکی مہیب تھی کہ خرخینگ بہری ہوکر زمین پر آتی ہے گر پڑی اوپر
سے برق جو کڑک کر گری اسکو کاٹکر زمین میں اتر گئی شور دار و گیر بلند ہوا اور ہی آئی برق نے صد اشتاب
کرکے مارا خرخینگ افعی سوار جادوگر کو وہ دونوں سیاہ گوش زمین میں سما گئی تو دیکھا تو جل کر خاک ہوگئی خرخینگ
ادھی جلی تھی کہ ہم خینگ مغلوبہ کردیں برق اڑی ترچھی ہوکر فوج پر گری لگی خرمن جان مدعیان جلانے لگے
چنین بارز لگا ملکہ حیرت نے افسران لشکر خرخینگ کو منع کیا کہ جنگ مغلوبہ کرنا ابھی بدولت کو منظور نہیں

وہ لوگ پھرے برق بھی اپنے لشکر کیطرف پھری افسران لشکر خرخنگ ذی لاشہ خرخنگ اوٹھا
اور اوسکے مرنے کا ماتم کیا اور ایک طرف کنارے ہوئی نافرمان جو سحر مین اوسکے بیع دس ہزار تن
کے گرفتار ہوئی تھی اوسکے مرنے سے چھوٹ گئی اور وہین سے شمشیر سحر کھینچکر سردارون نے کہ تکلی
حیرت نے کیا نکلی تی دو مین ایک آن واحد مین ان سب کو خاک مین ملا دیتی ہون غرض یہی سب
لشکر مہرخ مین آئی مہرخ نے برق کی بہت تعریف کی اور رعد کو چھاتی سے لگایا کہ شاباش بچہ بڑا کام
کیا اب مین میدان جنگگاہ سے پھرون تو بہت بھاری خلعت تجھے دون غرض ادھر تو سب خوشی کرنے
لگے اور اوسطرف حیرت رنجیدہ خاطر ہوئی اوسکے رنجیدہ ہونیسے ملکہ ارژنگ ماہی خوار قلعہ دار
طلسم اپنی سرخاب کو اڑا کر سامنے حیرت کے آئی اور پکاری کہ اے ملکہ طلسم مین داری آپ کی طلایہ
کرے اپنی خرخنگ ایک کنیز تھی جو آپ پر سے نثار ہو گئی لونڈی غلام ہوتے کسدن کیلئے ہین وہ میری
رشتہ کی چھوٹی بہن ہوتی تھی مگر مین سچ کہون سرکار کے کام مین جو مارے گئی تو مجھکو کچھ اوسکے مرنے کا
کا رنج نہین ہوا ہمارا سر اسی کام کا ہے جو کام کا ہی جو کام مین سرکار کے آوے آپ اس
کنیز کو اجازت جنگ تاکہ نابکاران غدار کے سر سے نکالون اور قصاص اپنی بہن کے مرنے
کا لون حیرت نے اوسکو خلعت سے مخلع کرکے حکم جنگ کرنے کا دیا یہ ملکہ تو یہی چڑھائے سرخاب کو
اور اوڑی بڑی غیظ و غضب سے جانب میدان چلی واقعی چہرہ پر نور اوسکا ارژنگ نگارخانہ چین تھا طرفہ نقش
و نگار دلبری رکھتا تھا کہین تو یہی الف سرکشیدہ کیجا صاد چشم حلقہ زدہ رخسار پر خط کی جگہ خال خال
نقطہ دیکھ چیکے داغ صفحہ رخ پر حرف تحریر معلوم دیتا ابرو بسان بسم اللہ تھو پلکین تھین کہ صحائف
قدرت نے موشک و دندان لوح رخسار پر لگی تھی جو کھڑی مین آنکھ کے مردم چشم کی تصویر مصور قدرت نے کھینچی تھی
اور اسمین سفیدی و سیاہی بھری تھی صفحہ رخ بالکل مطلا تھا اور ہر اعضا اوسکا گواہی دیتا تھا کہ مین بے مثل
یکتا ہون کہین طغرا نویس قدرت نے دہن میم کا طغرا لکھا تھا اوسمین سین کے دندانونکو اسطرح کھینچا تھا
کہ دلہن دہن بنایا تھا لباس جڑاؤ پہنے یہ قیامت کی سرخاب پر سوار بڑی آن و بان سے میدان مین آئی کہ بسم

شوخ طناز قیامت چالاک
نئے انداز نرالی پوشاک
لگ جان خنجر ابرو کا ہے

سعدن حسن و لطافت بیباک
ختم تھا حسن نزاکت اوسپر
راہ کو انکی گیسو کا ہے

وہ جوانی کہ دو عالم ہون ہلاک
بانکپن اور قیامت اوسپر
وہ ادھر زلف سمن بو کا ڈر

دست افسوس ادھر تو کاٹے ادھر کی کنگھی سے پریشان دل ہے دیکھے وہ آئینہ حیران دل
ہزارون ناز و نیاز ایک انداز مین دکھاتی جان عاشقان پر بنجاتی جب زلف چہرہ پر بکھراتی غرض جب
شوخ طناز میدان مین پہونچی از بسکہ بہن کے مرنے سے رنجیدہ خاطر تھی تو پکاری کہ کہان ہے وہ قحبہ بازاری
سوتی شہدن برق جادو آئی تو میرے سامنے ابھی سارا اوسکا چمکنا نکال دون یہ صدا دیتی ہی رعد
مہرخ سے کھڑا اٹھلا اٹھلا کر باتین کر رہا تھا برق کو ان باتون کی تاب نہ آئی او رصف لشکر مین چمک
کر اوسکی قریب ترا دسکے پہونچکر پکاری کہ خبردار ہو جاؤ سوتی شفتل اپنے دھگڑے افراسیاب
پر اترائی ہوئے مین آپہونچی یہ کہکر چاہتی تھی کہ اوسکے سر پر گرے اوسنے ایک ہار اپنے گلے سے اتار
کے اپنے گلے سے اتار کے اپنے سر کے اوپر اوچھالدیا کہ وہ ہار جانب فلک گیا برق نیچے ہو چلی تھی
اوسکی یہ ہار بھی ایک شعاع آفتاب بنکر از سرتا پا لپٹ گیا کہ برق بجنبش حرکت ہو کر دم سے سامنے ازرنگ
کے گر پڑی اوسنے وہ ہار تو ہاتھ بڑھا کر اوسکے جسم پر سے کھول لیا اور لوہے کا طوق اپنے جھولی سے نکال کر اوسکے
گلے مین ڈال چالیس ساحرونکو بلا کر حکم دیا کہ اوسکی مشکین باندھ لو اور بیڑیان اسکے پاؤن مین پہنا کر
پسین میرے پاس استادہ رکھو تا کہ میرے لڑنیکا یہ بازاری تماشا دیکھے اور تڑپ تڑپ کر رہے اور کچھ بنا سکے
نہ سکے چالیس ساحر برق کو پکڑ کر بیڑیان پہنانے لگے یہ تمام ماجرا رعد نے اپنے مقام سے دیکھا بس ہائی
امان جان ہائی امان جان کہکر جو دوڑا میدان پہونچکر غرق زمین ہوا اور اون چالیسون ساحرون
کے بیچ مین آکر نکلا ایک چیخ اس زور سے اوسنے ماری کہ ہلا نہ حرامزادون کہان جاؤگے میرے ہاتھ
سے ایسی مہیب صدا تھی کہ چالیسون جادوگرون کے کان کے پردے پھٹ گئے اور ازرنگ نے
کانون مین انگلیان دیکر ٹھہری تھی لیکن صدائے رعد جیسا سن چکی تھی اور یہی اوسکا سحر ہے کہ اوسکی آواز
جو سنے یا تو اوسکا دوگنا ہی سنے تو بیہوش ہو جاتے ہین بھی ختم سکی بیہوش ہو گئی برق جادو نے جو ساحرون
کو حرکت کی بیہوش دیکھا تڑپی کہ وہ بیڑیان اور طوق ٹوٹ کر الگ گرا اور یہ جھپک کر فلک پر گئی وہان سے کڑک کر
جو گری ازرنگ ماہی خوار کو بھی کاٹ گئی لشکر کے لوگ ساحرونکی بیہوشی ہونیسے دوڑے تھے مگر رعد
جبکو آتی دیکھا اوسین پیدا ہو کر بھاگا کہ وہ بیہوش ہوا اسی عرصہ مین ازرنگ کا بھی نقشہ زندگی بگڑ گیا شور و دار
گیر بپا ہوا غلغلہ ہوا کہ ہے ہے مارا ازرنگ ماہی خوار جادو کو آندھی پانی آگ پتھر برسے لشکر دوڑے پر لاش
اوٹھا لیگئے بغیر حکم حیرت جنگ مغلوبہ سے باز رہی برق جادو رعد کو لیکر اپنے لشکر مین آکر داخل ہوئی اد

ادھر حیرت کا رنج اور زیادہ ہوا آبدیدہ ہوئی اوسوقت ملکہ سہیل پیشانی ناظرہ طلسم اپنے ہنس کو
دوڑا کر سامنے حیرت کے آئی اور عرض کیا کہ دریان تیری بلا رنج کرے ایسے بہت سی لونڈی غلام
کام آئینگے اور ہمکو بڑے فخر کا مقام ہے کہ تجھ ایسا مالک ہے ہمکو گو تمکو ہمیشہ بجای فرزندون کے رکھو اور آپ
ہمارے مرنیکا رنج کرتی ہین واری مشیت جمشیدی مین کیا چارہ ہے آپ نے دیکھا کہ ازرناگ نے پہلے
اس قحبہ برق کو پکڑ لیا تھا مگر دھوکے مین پھنسا اوسکا اگر نتیجا آخر وہ خداوند کی بہشت مین گئین اب
اس کنیز قدیم کو اجازت دیجے کہ مین جاکر یا تو سر اپنا بھی آپ کے قدم پر نثار کرون یا ان ہمکو ہون
کو خاک و خون مین سلادون اور لٹادون حیرت اوسکو بھی خلعت دیکر کہا تجھکو سامری کی حمایت
مین دیا جا اور کام ان لوگونکا تمام کر سہیل ہنس پر چمکتی ہوتی اپنے ملکن غبار سے صندل گون
زمین بساط کو خوشبودار اودم بنائی ہوئی میدان مین آئی پیشانی مین اوسکے ٹیکا لگا وہ ستارہ
سحری کی طرح چمکتا ہے گویا آسمان حسن پر زہرہ نے طلوع کیا ہے اوس ٹیکے کے بھوین خمدار
غضب یہ آشکار کہ ستارہ دو ہلال دار ہے آنکھین نرگس مخمور رخسار اوسکے دو گلاب کے پھول یا فلک حسن
کے مہر و ماہ اوسرتا پا آفت جان غضب کا ٹکڑا آفت کی پرکالہ بنی ہوئی عربدہ جاتی میدان مین آئی کہ نظم

عجب ہیں یا کہ ہی ہیں وہ نادر پیشانیان　　طوطی حسن کہتا ہے عیان راحہ بیان
یا گو نخل تمنا مین یہ دو پھل ثمر دار　　آشکار ہے عجب حسن جوانی کا فروغ
ہے وہ پیٹھ کمر پر کہ وہ گل کا دامان　　مدھ بھرپور ہے جوبن سے سند معمور

حاصل مرام اس کلاہ فام نے للکار کر کہا کہ اے عیار واہ واہ تمکو فقط ملکہ برق جادو اور رعد جادو
ملجا نا باعث زندگی کا ہوا ہے سو وہ بیچاری اکیلی کہانتک پیچھے پیٹین گے اور کس کسکو تمہارے فشکر کے
مرنیوان سے روینگے آخر وہی مثل ہے کہ بکری کی مان کتبک خیر منائیگی آخر ایک نہ ایک دن چھری کے
تلے آئیگی یہ بھی کسی ساحر کے پھندے مین پھنس ہی جائیگی انکی عزت اور جان پر بنجائیگی پھر تم وہی عصمت
بی بی از بے چادری رہجاؤگی اور بھاگ کھڑی ہوگی برق کے سوا اور بھی کوئی ایسا ہے کہ دم بھر تک
کسیکا سامنا کرے اور اسکو مرنے کی خبر تمہارا حوصلہ رہجای برق ہی کو اب بھی بھیجو اور کوئی ہے کون تمہارے
میان اوسکو نہ بھیجوگی تو اور کسکو بھیجوگی یہ کلمات سنکر ملکہ ہلال سحر افگن نے گرجکر
پکاری کہ اے ملکہ سہیل یہ گفتگو واہیات کرتی ہو تم ایسا عقلمند ہوکر اور یہ باتین کرے مجکو بھی تمہاری
باتون سے بڑا تعجب ہے اے بی سنو حریف کو مار ڈالنے سے مطلب خواہ برق سے ہو یا رعد سے

جس سے کام ہے اور دوسرے رعد ابھی چھوکرا ہے اسکو سحر تک تو یاد نہین ملکہ برق کچھ جادوگرنیون
مین ایسی چندان مشہور نہین اور زبردست نہین اوسکے نام سے تو تمہاری فوج مین تہلکہ سا پڑگیا ہے
ایک کا چھوٹ گیا ہے تم کسی اور ساحر کا کیا سامنا کر سکوگی یہ میلا جمع کرکے جو حیرت چڑھ آئی
ہے ایک تو یہی تم لوگون کی جوانمردی اور بہادری ظاہر ہے کہ اتنی بڑی فوج کے ہملوگون کے
جنھین ادنیٰ ترین سمجھتی ہو مقابلہ مین پیش آئی ہو اور اوسپر ایسی شیخی بگھارتی ہو اچھا دیکھون تو
کہ تم کیسی ساحرہ ہو برق و رعد تو دور کنار مجھی سے سامنا کرلو یہ کہکر ملکہ مہرخ سے اجازت لیکر
یہ ماہ پارہ بھی چلی اوسوقت اوسکی بھی عجب شان تھی واہ کیا آن بان تھی زلف چلیپا کا
خط بنکر گھر کرتی اور اپنی پرستش کراتی ابرو ہر ایک بجواب کلیسا نظر آتے پلکین ترسول اونکی
کلیسا کی بھتین آنکھین بتین مردم دیدہ برہمن پرستش آذر تھے رخسار نازک اور سرخ دو دیپک کے
گرد دہن تنگ تنگ شکربات ہر ایک نبات مثال یاد اوسکے حسن کا یہ حال جسکی نسبت یہ مقال کہ مسدس

| | | |
|---|---|---|
| گورے گورے سے ہین رخسار ملائم از بس | عمر بھر بوسۂ دلچسپ کی ہو جنکی ہوس | مفت ہے جان کی عوض بھی جو میسر ہو بس |
| بل پڑے مرے ٹکری پہ تا جگہ نہی کا رس | دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علی | رخ سے رخ چھوٹ گئی حور کی جاتا ہے گلا |

جب اونکے سامنے یہ ماہ پارہ پہونچی سہیل نے جھنجھلا کر بیضۂ عقاب سحر دم کرکے مارا ہلال نے ہنسکر ہاتھ پھیلا دیا
اور کہا اے ملکہ لاؤ بموجب مصرع شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال ، وہ بیضہ ہاتھ پر ہلال کے آکر
لگا اور شق ہوگیا اوسمین سے ایک جانور خوشرنگ نکلکر پھڑپھڑاتا ہوا بجانب سہیل چلا سہیل نے
فوراً رد سحر پڑھا کہ وہ طائر زمین پر گر کر جلگیا اور اوسنے بیضہ دوسرا نکالکر ہلال پر مارا ہلال نے
پھر ہاتھ پھیلا کر کہا لاؤ یہ انڈا گندہ ہے بچہ نہ دیگا یہ کہکر اوسکو ہاتھ پر روک لیا اور ایک اپنی کنیز کو
دیا کہ اس انڈیکو تو تل کر کہا لینا سہیل نے جو یہ زبردستیان ہلال کی دیکھین اور دو سحر اپنے
رد ہوتے دیکھے اور ادھر ہلال نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ سہیل ابھی تو تم باندھ ہو گئین لاؤ اور کچھ دو سہیل نے
غضبناک ہو کر گولا فولاد کا نکال کر سحر دم کرکے سینۂ ہلال پر مارا ہلال نے کہا میری جان ابھی تم
یہ سن نہین ہے کہ تم موم کی گولیان بنا بنا کے کھیلتی ہو یہ بھی کوئی لڑائی سحر کی ہے یہ کلمات برا اثر
تھے وہ گولا بھی موم کا ہو گیا اوسوقت سہیل نے کہا کہ اے ہلال ماشاء اللہ مگر یہ بھی سب افراسیاب
کی جوتیون کا صدقہ ہے جو چڑھ کے بولتی ہو اچھا اب کچھ تم بھی اپنا کرتب دکھاؤ ہلال نے کہا خبردار ہو جاؤ یہ کہکر اپنے

سحر بالی تیر کو اور ایک نکالکر اوسپر باندھکر کمان ایسی بنائی سحر پڑھا کہ وہ بشکل کمان اصل ہو گیا اور
ایک تنکار کھکر پکاری کہ ای تیر سحر جا اور کام حریفہ کا تمام کر عجب کمان ابرو تھی کہ جسنے کمان حسن مین
بصد حسن تیر نار رکھکر مارا ہر چند سہیل نے رد سحر پڑھا مگر وہ تیر نہ ٹھہرا اور ایک داغ نیچے وہ ہی ٹیکا
جو ستارہ سا ماتھے پر تھا اوسپر اکر وہ تیر لگا کہ اوسمین سے بجای خون شعلہ آگ کا نکلا اور سہیل چرخ مارتی
اپنی فوج کیطرف چلی بس جسکے بدن پر لو اوس شعلہ کی لگ گئی وہ جل اوٹھا کیا گرما گرمی ہلال نے
سرد مہری کرکے اوس ناریہ کو اپنے سحر کی دکھائی کہ شمع دل عشاق جان اوسکی جلائی اور ہر طرف
وہ آگ دوڑی یعنی جسکے بدن مین لو اوسکی لگی جلنے لگا گویا دوزخ سے لپٹ اوسکی لگی واہ بموجب
مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے ؛ صیاد ہاتھ ملکے چمن مین نکل گیا ؛؛
بلکہ بموجب ؏ آگ کچھ ایسی لگی سارا گلستان جلگیا - اب سہیل نے پتنگی کیطرح چرخ کھانا شروع
کیا اور لشکر مین اوسکے لاکھوں ساحروں کے پیرہن اور سر مین آگ لگی اور لشکر کو اوسکے کرہ نار بنا دیا
سہیل کو شمع آتش قرار دیا ابھی خنکی بھس مین اس جالوکے چھوڑی تشری گویا بالکل ٹمیا ہو
تھی کہ دھڑ دھڑ جلتے تھے اُف اُف کی صدا بلند تھی گویا دریا نے آتش مین حباب پھوٹتے تھے دل
کی لگی ہلال نے خوب بجھائی خوب دمیٹوں کیا سو میٹوں آگ لگائی یہ عالم تھا کہ ابیات

وہ تو روون کی جال کا تھا یہ حال ؛ تپ سے آگ کے ہوا تھا سیاہ
جون بجھاتے ہین آگ جیل بدام ؛ ہاتھ اوٹھا کر کہے تھی ناہنجار
سایہ کی تیرگی یہ کرنے لگا ؛ وقنا ربنا عذاب النار

حیرت اور تمام ساحروں نے ہزاروں سحر اوس آگ کے بجھانے کے لیے کیے مگر یہ سحر جو ہلال
نے کیا ہی ایسا سحر نہ تھا کہ جو رد ہو جاتا کیونکہ ان جادوگرنیوں نے دو ایک سحر شاہ جادوان اور
نامی ساحران طلسم سے ایسے ہی یاد کر رکھے ہین کہ اوسکا رد سوا شاہ جادوان کے بھی ممکن نہین اور یہ سحر
ایسے ہی وقت کیلئے اونھوں نے اوٹھا رکھے ہین کہ جب کوئی معرکہ پڑے بہت بُرا تو اسکو کرین لشکر میں
مین ہر سمت سے صدا واہ واہ کی بلند تھی اور شرر ماتھے سے سہیل کے بلند تھے اور وہ چرخ
مار رہی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شعر

بھول جائیگی پتنگی کا ہلانا بجلی ؛ یار بھر آئینگے گر آئے شرر یار کے نظر

حیرت عنقریب تھا کہ بے حواس ہو کر طبل بازگشت بجوا دے اور میدان سے پھر جائے اوسوقت ملکہ سحا

دریا باری اپنے تخت پر سے تجھم سے کود پڑی اور کالی گھٹا کی طرح جھومتی ہوئی سامنے حیرت کے آئی اور کہا ای
ملکہ یہ سحر بڑی آفت کا بلال نے کیا ہے لیکن اوسکا توڑ مین بھی خوب جانتی ہون دیکھو تو کسطرح اسکے
رد مین آگ لگا کر پانی کو دوڑتی ہون اجازت کی امیدوار ہون حیرت نے کہا بی تم سب سے بہتر ساحر
سیماب بگھار بگھار کر لڑنے جاتی ہو اور ذلت سخت کی دلواتی ہو آج کل ان نمک حراموں مین
رات دن چرچا سحر و ساحری کا رہتا ہے سنا ہے کہ لاکھوں روپیوں کا ہوم جانے مین سامان کو
نیا ہوتا ہے اور بھینٹ لاکھوں کی دیجاتی ہے اور ہم لوگ سب عیش و نشاط مین مشغول ہو کر کچھ بھی نہین
کرتے صرف نام کے ساحر رہگئے ہین سنو مری جان اسکا نام تو کرتب ہے کرے تب ہوے اچھا جاؤ جمشید
تمہاری مدد کرے اور اس آتش فساد کو بجھاؤ سحاب دریا باری تخت اپنا منگا کر سوار ہوئی اس
معشوق کے ساتھ ساتھ گھٹا سر پر چلتی تھی اور جانور اوس مین جوش نعل کرتے تھے گرد تخت کے نہرین
سرخ رنگ کے پانی کی اور سبز رنگ کے آب کی مختلف لون کے پانی کی بہتی نظر آتی تھین اور
غائب ہو جاتی تھین نہر مین بلبلے جو اوٹھتے تھے صاف شیخی بگھارنے کی گواہی دیتے تھے حسن مین تھی یہ صدف
بحر حسن و گوہر یکتائی خوبی یم تلاطم مجنونی تھی جو عاشق کہ اوسکی عشق کے نہر مین آجاوے غیرت سے
ڈوب مرے بحر لطافت کی موج اوسکی زلف پیچدار تھی حلقہ گیسو گرداب بلا تھا غرق جبین جان عشاق
زار تھی اسکے جبین سے خدا کی پناہ طبیعت کو وہ لہرا آتی کہ جان سخت تراہ تراہ کرکے جاتی آشنائی اوس
جبین کی جان کی خواستگار ہے کب عشاق کا بیڑا اوس منجدھار سے پار ہے چاہ اوسکی انسان کو بالا
کرکے شکل یوسف کنوین جھنکاتی نار فرصت نہ دیتا ندی اشکوں کی آنکھوں سے جاتی کی ابیات

شام کا رنگ جو ستی کی اودا مین تھا
پھول لالہ کا عیان غنچۂ دہن مین ہوا

اوس پہ لالی جو لگائی تو شفق پھول گیا
ہنس پڑا وہ گل رعنا تو تماشا دیکھا

لایا باہر جو زبان کو وہ جانی لاکھا
گرد نیلم دیا قوت کو اکھا دیکھا

پس وہ مغرور حسن و جمال شکل ابسکے کہ جیسے بہار گلستان مین آتی ہے میدان کارزار مین آئی اور آتے ہی
اوس نے ایک بلا سو تیز سا کا توڑ کر چار دانے گوہر کے جانب آسمان پھینکے بعد اوسکے پکاری کہ ای ملکہ بلال سحر افگن
کتنا خوبصورت اور پیارا سحر ہوا ہے اور کیا اچھا رنگ ڈھنگ تمہاری لڑائی کا ہے واہ واہ آخر تم کس
شخص کی تعلیم یافتہ ہو جو کہ شہنشاہ ساحران عالم ہے بھلا سہیل شارہ پیشانی کو تم سے مقابلہ مجادلہ کی
تاب کہاں تھی اور نسبت ہی اوسکو تم سے کیا ہے یہ فرالرزے کا توڑ پار دانے سے ملتا ہے اور دیکھو ہم سے

حال بڑی بلا کا کھلتا ہی اچھا اب کوئی شگا اور شعبدہ اور جو کچھ یاد ہو تو ہمین بھی دکھاؤ کہ تمھاری بھی
حسرت دل اپنا لوٹ ہو گیا ہی اور جو کچھ ہم کردار کرین اوسکو ذرا استادانہ دیکھو اور بچاؤ بلال ذی یہ سنکر جواب
دیا کر ہی ہوش مین آؤ عقل کے ناخون لو جب مجھی شعبدی پوچھنا یہ سب تعریف ہجو ملتی جو میری نسبت
آپ ذکی مین کیا مخفی ہون جو سمجھتی نہین اب دیر کیا ہی یہی گوئی میدان ہی یہان زبان سے موکلون
اور تقریر کے بیرون ہے تو کام چلنے کا نہین زبان شمشیر سے بات کرو تمنے سنا ہوگا مصرع کہ جای سخن
نیست اندر مصاف اب انتظار تم کسکا کر رہی ہو لاؤ جو تمھارا حربہ اور وار ہو استاد کے اقبال اور خدا
کے افضال سی جو کچھ تمسی ہوگا وہ بھی دیکھ لینا اوسکا کہنا سننا ہی کیا ہی سحاب دریا باری ذکی کہا تو
خبردار ہو جاؤ اس دریائے خیال کے طمعہ او لطمہ سے بچو اور نہنگ اجل کی طعمہ نہو اتنا کہتا تھا سحاب کا
کر دیکھا آسمان سے گھٹا تیرہ و تار پیدا ہو کر منھ بڑی قیامت کا برسنے لگا اور اس منھ مین پتھر دو دو من کا
مریخ کی لشکر پر گرنے لگا فلک اور دہر غدار گویا حال پر بہیل کے رونے لگا لمحہ بھر مین دریا سے امواج زخار پیدا ان
ہوا کہ جو تیرہ و تہ دار تھا ہزارون ساحران واحد مین اوسمین ڈوبنے لگے اور ہزارون کے سر پتھرون سے شگافتہ
ہوئی منھ جو رحمت تھا اوسکے ساتھ یہ سنگدلی بھی ظاہر ہوئی سختی زمانہ کی پیش آئی گویا شامت اعمال جو
لشکر پر نکلی تھی وہ ایک ہی مرتبہ جمع ہو کر سر پر برسنے لگی زمین پر تو دریا موج مارتا تھا آسمان سے منھ برستا تھا
اور اوسکی ساتھ پتھر برستے تھی آدمی جان بچاؤ کو ترستے تھی ایک لمحہ بھر مین یہ حال ہوا سمندری جسم مین ہر انسان
کے معلوم دی زمین تمام آب آب ہو گئی گویا غیرت سی آب آب ہوئی زال دنیا کی مانگ بھر گیا شرم سی تمام
اندام مین عرق آ گیا طوفان نوح اوس طوفان کا ایک نمونہ تھا یا کوئی عاشق بیتاب ہو کر رو رہا تھا
خورشید فلک بھی شرم کی سو کھہ گیا اور خوف سی قلب دریا کی موج مارتا تھا یعنی کانپتا تھا چرخ کی اطلس
قبا الیقین تھا کہ اس پانی مین تر ہو جاے وہ سارا طلسم اسوقت زمین کا غیمہ معلوم دیتا تھا بلکہ کرہ منزیرا
معلوم دیتا تھا مہر تابان خلک برنہ تھا پیر فلک تاپنے کیلیے انگیٹھی سلگائی گود مین لیے تھا پانی کی
جھوہار پہرتی تھی دل دہر مین جو غبار تھا وہ بوچھار کیطرح نکل رہا تھا سنین نہین آسمان کے
منھ سی یہ بھاپ نکلتی تھی پہاڑ دہانکی تھی پہاڑ دہان کو سب پابدامن تھی لیکن دامن سمیٹا چاہتی تھی
چار دیوار خانہ دنیا کی بیٹھ جانے کا خوف تھا کیونکہ سیلاب کی رسائی تمام عالم مین ہو چکی تھی بوی گل
بھی جنگل مین سمٹکر غنچہ مین گٹھری ہو کر رہگئی تھی باہر نہ آتی تھی باد صبا بھی دم سرد بھرتی تھی سردی

ان گئی تھی درخت سب ثمر ابور کھڑے تھے چشمے فواروں کی طرح بیا دوری نسیم چل رہی تھی
یا بہار نے دیواروں میں اپنے کاخ کے پرنالی لگا دی تھی بلبلیں اور طائران صحرا اکڑ کر مر گئے جو چرند
تھے اونکے آشیانے پتھروں سے ہوا دب گئے تھے میدھا کسی کی نا ہے بجز سحر کا ادھ چلتا تھا زندگی کھاٹ کر گئی
تھی وہ آتش جو سہیل کی پیشانی سے نکل کر لشکر میں پھیلی تھی بجھ گئی اور سہیل بیہوش ہو کر گری دو بچوں نے
پیدا ہو کر اس آتش کو اوس بحر سحر میں بجھایا یعنی غوطہ دیدیا گر وہ آگ ہاتھ سے نکلنا موقوف ہوئی قسمت جو جلی
بھی تھی اوسکو ٹھنڈا کیا لیکن اوس بحر سحر کی طغیانی خدا کی پناہ جدھر دیکھیے پانی ہی پانی اوسے مشکل تھی یا دنیا پانی کی

ابیات

زبسکہ سردی کے ہاتھ گرم خروش — ابر و وحشس ہوا پہ بالا پوش
برف پڑتی تھی یا فلک نداف — بھرے تھا واسطے زمین کے لحاف
فرط سرما سے دیکھیے جسکو — دست زیر بغل تھا شکل سبو
کوئی اب جا سے ہل نہیں سکتا — حد سے باہر نکل نہیں سکتا
غرض ایسی ہی کچھ بڑھی تھی ٹھنڈ — مٹ گیا دہر کا بھی گھمنڈ

تمام فوج مرغ کی تہ و بالا ہوئی بڑی بڑی ساحران نامی جو تھے مثل بہار و مخمور وغیرہ اونھون نے
زنگیے وغیرہ بزور سحر بنا کر اپنا بچاؤ کیا مگر سردی سے کانپتے تھے آگ ممکن نہ تھی منقل ہائے سحر گود میں
میں لیے تاپتی تھی اور باقی ماندہ لشکریوں کے سر پتھروں سے جو فگار ہو گئے تھے اور ہزاروں سر جوش ہو کر
خون تازہ سے گلنار تھے تو یہ ظاہر تھا کہ ابر گھٹا اور منہ میں شفق پھولی ہے اب یقین تھا کہ لشکر میں جلد بلا
پڑے اوسوقت ہلال سحر افگن نے ایک قہقہہ مارا دیکھا کہ ایک بجلی منہ سے نکل کر چمکی اور رعد کی آواز اوس قہقہہ
سے پیدا ہوئی بس یہ ملکہ پکاری کہ جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں گیا منہ کے کھانے کی علامت یہی ہے کہ گرج جا اور چمک
جا اے سحاب دریا باری واہ تم بھی کن سوکھی کھالوں گھڑی ہو کچھ بھی دار نیاری کا تمہیں سحر نہ کیا
کچھ تمکو وار پار کا خیال نہ رہا تو تمہارے جہاز لشکر پر تباہی آئی طوفانی ہوا چاہتا ہے بادبان سحر ٹوٹ گئے
اور گرداب الم میں تم پھنسیں اب یہ ٹھری سوا جہنم کی آگ کے اور کہیں تمہاری نہ مٹینگی یہ کہکر پکاری
کہ اے ناخدائے حقیقی عمرو کی ناخدا کیا ہم لوگوں کی کشتی حیات ڈوب ہی جائیگی بس اتنا کہکر ایک لکیر انگشت
نازک سے لشکر حیرت کیطرف کھینچدی گویا اوس قلزم حسن نے نہر بنادی کہ پانی اودھر نکلنے لگا اور پھر سحر
اوس لکیر پر دم کر کے گویا ہوئی کہ خود کردہ را درمان چیست جسکی بلا اسی کے سر لگ جانے لو بار جائے

دھوکنی والی کی بلا جا ساتھ ہی لکیر کھینچنے کے اور ان کلمات کے زبان پر جاری کرنے کے وہ دریا
اوسی طرف بڑھا اور موج مار کر لشکر حیرت پر چلا باران قیامت بار لشکر حیرت پر برسنے لگا اور پتھر
بھی برسنے لگے دریا بھی طغیانی پر آیا ساحران حیرت کو آب خجلت مین تو ڈوبے ہوے تھے ہی
اس دریا نے بھی ڈبایا اب سارا لشکر اوسکا اوپر ہو گیا ہزارون ڈوب کر مرے اور ہزارون کر
داخل جہنم ہوے کتنون کو گھڑیال نکر وغیرہ دریائی جانورون نے طعمہ بنایا ہر چند سحاب دریاباری نے
سحر کر کے چاہا کہ اس دریا کو روکون اور رد سحر کرون ممکن نہوا اور وہ بحر پُر قہر جب بہت طغیانی
پر آیا تو فوج ناظمان طلسم اور حیرت کی کنارہ کشی کر کے سب جرمٹ کہکے مقامہای بلند پر جا کر
ٹھہری اور بعض آدمی پہاڑ اور پہاڑیون پر مسکن گزین ہوے اور وہان سے کیفیت ملکہ سحاب دریاباری
کی دیکھتے تھے اور سحاب دریاباری کے لشکر مین تلاطم تھا بہت افسر اور لشکری غرق دریائے سحر ہوے
تھے اور ڈوبے جاتے تھے سحاب دریاباری بیجان واحد اوس پانی مین کھڑی رد سحر پڑھ رہی تھی اور
پانی اوسکی چھاتی تک آگیا تھا بس اوسوقت اوسکو یقین ہوا کہ ابکی جو کوئی ریلا موجون کا آیا
تو مین بہ جاونگی پانون نہین ٹھہرتا ہے یا یہ پانی بڑھتا آتا ہے غرق ہو کر اسیر سلسلہ موج الم ہونگی
پس اوسنے فوراً اپنی جھولی سے تھوڑی گھاس نکالی اور اوسکی ڈونگی بنا کر سحر پڑھا کہ وہ اصل مین
ڈونگی کی صورت ہو گئی پس یہ اوس ڈونگی پر سوار ہوئی اور پکاری کہ اے ڈونگی تو مجھکو پار لیچل
ڈونگی لہراتی ہوئی چلی اور اوسنے چاہا کہ مین دریا کے پار جا کر ساحل سے ہمکنار ہون ادھر حلال نے
اپنے سحر کو بہر زور دیا کہ بروائی ہوا کے جھکورے آنے لگے اور شور دریا کا زیادہ ہوا بس پانی کی باڑھ
اور توڑ سے ڈونگی گھاس کے تنکے کیطرح اوڑنے لگی اور باد مخالف کے سبب سے اوچھلکر ایک بھنور مین جا گری
ہر چند سحاب نے سر ٹپکا اور سحر کر کے چاہا کہ ڈونگی بھنور سے نکلے مگر کچھ قابو نہ چلا کروڑون ساحر دور سے اس تما
کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک اوس ڈونگی نے چرخ مارا گھومتے گھومتے دریا مین ڈوب گئی بس اوسوقت لہرین
دریا کی زنجیرین بنکر دست و پا و کمر مین سحاب دریاباری کی لپٹین اور تہ دریا مین کھینچ لیگئین
سحاب نے دیکھا کہ دوسا دراس پار لشکر مہرخ کیطرف دریا سے نکلو کہ جو سحاب دریاباری کی
مشکین باندھی ہوئی تھی زنجیرین گلے مین پڑی تھین اور ایک زنجیر اتنی بڑی کہ دو کوس کے پھیلاؤ مین تھی گئی اور
مین کئی ہزار ساحر اور جادوگرنیان بندھی ہوئی ایک لیکا لگی اوسکے بعد سے نکلو دھڑنگے ساحر اور ہر مجا فلا دیا

لیکر سامنے ہلال کے آئے ہلال نے اشارہ کیا کہ سامنے بادشاہ عالم پناہ کے لیجاؤ وہ ساحر سامنے مہرخ کے
اونسب کو لائے اور عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے آپ فرمائیے تو ہم انکو قتل کرین اور فرمائیے تو قید رکھین ملکہ نے
حکم دیا کہ ان سبکو لیجا کر قید کرو پھر سمجھ لیا جائیگا ادھر حیرت نے جو یہ ماجرا اصحاب کے قید ہونیکا اور اوسکے لشکر
کے ڈوبنے کا دیکھا پس بغضب تمامتر اپنی فوج کے افسرونکی طرف اوسنے دیکھا اور کہا صاحبو انھین دو لڑکیون
کیلیے تم سب لڑنے آئے تھے کہ ان نمک حرامون کے ادنی ادنی سحر کے بھی جواب دینے کی طاقت نہین
رکھتے ہو اچھا اب مین خود جاکر کام ان حریفونکا تمام کرتی ہون یا اپنی جان دیتی ہون یہ کلمات زبانی
حیرت کے سنکر دو ناظم طلسم یعنی ملکہ شمسہ سحر افگن اور ملکہ صندل آتش بدن جادو صف لشکر
سے الگ ہوئین اور بادھر سامنے ملکہ کے آئین عرض رسا ہوئین داری فرمانا آپکا بہت بجا ہے لیکن ہم اب جاکر
جانبازی کرتے ہین اور اس ریا کو شاکر کام حریف ناکام انجام کو پہونچاتے ہین حیرت نے آہ سرد دل پر درد سے
بھر کر کہا کہ صاحبو مین کسکو اجازت دون اور کسکو روکون جو کچھ تمسے ہو سکے تصور و کوتاہی نکرو اچھا جاؤ سپرد
سامری کیا یہ دونون ساحر شعلہ جوالہ بنی ہوئین سر سے پاتک لباس سرخ پہنے بال بھی سر کے سنہرے ہمہ تن شعلہ بھبوکا
بدن آگ کی طرح دونون چمکتا کندن ان لالہ فام پر صدقے ہوتا اپنے عشوہ و ناز سے دل دہر مین یہ آگ
لگاتین گویا نور کے سانچے کی ڈھلی ہوئی تھین ہر اعضا سے شعلہ آتش کے نکلتے اوس قہر و غضب سے صورتین
وہ اونکی بھولی بھولی کہ فتنہ دہر ہر چند کہ سیانا ہے مگر انکا ادنی غلام بننا چاہتا ہے سورج کی کرن چاند سا

بدن لالہ فام و رنگین ادا دست و پا مین ملی ہوئی حنا کہ مسند سی

مطلع مہر تجلی ہے جبین پر نور　　کور ہے دیدۂ خورشید فلک جسکے حضور
زرد ہو مارے خجالت کی رخ شعلہ طور　　دیکھے گر تیغ رخ حور و پری ہو کافور
گل خورشید گلستان صباحت وہ جبین　　آبشار عرق شرم و حیا ہے وہ جبین
زرے افشان کی درخشان نہین پیشانی کی　　شعلہ آتش عارض سے اڑے ہین یہ شرر
الف آسا جو کھینچا ہی سر خط قشقہ زر　　خط روئی یہ ہے دفتر خورشید و قمر
زرے افشان کی جبین پر جو دمکتے دیکھے　　اختر طالع خورشید چمکتے دیکھے

بس یہ دونون آتش عذار حیرت سے کر دار سے اجازت لیکر جو روانہ ہوئین بیچ مین دریائے
سحر حائل تھا مقابل حریف مین کیونکر جاتین بس اپنی اپنی سواریون سے اوتر کر زمین پر لوٹین اور بسان شعلہ
جوالہ جانب کر جانب فلک گئین وہ ابر سحر گھرا ہوا تھا اوسمین بجلی کیطرح جاکر تہ مین انکی تڑپنے سے وہ ابر

گرد ہو کر ٹھہرا اور ابر کے شق ہونے سے وہ آواز مہیب پیدا ہوئی کہ بہت سے ایسے ویسے ساحر جا بجا غش کھا کر
گر پڑے اور ملکہ شمسہ اور آتش بدن اسیطرح بجلی بنی ہوئین اوس دریائے زخار و قہار پر گرین سب نے دیکھا
کہ دریا کی بجلی چمکی پھر جو دیکھا برقین چمک کر دریا مین گرین اور دریا مین طوفان ہوا یا فسون اوسکا پانی
اوچھا ہو گیا اور وہ تلاطم ہوا کہ خدا کی پناہ بعد لمحہ کے روغن کیطرح وہ سب پانی جلنے لگا اور بعق سے اوڑ کر
دہوان ہو کر جاتا رہا گھٹا کھل گئی مطلع صاف ہوا کوسون تک میدان خشک چٹیل نظر آنے لگا اور یہ دونون
برقین پھر بہیئت اصل اوسی طرح زنان مہر طلعت بنکر اپنے اپنے ہنس آتشبار پر سوار ہو کر سامنے ہلال سحر افگن
کے پہونچین ملکہ حیرت نے تعریف اونکے سحر کی بہت کچھ کی اور دو خلعت بہت بھاری روانہ کیے کہ وہ انھون
نے لیکر ملکہ کو تسلیم کی پھر مخاطب بجانب ہلال ہو کر باواز بلند پکارین کہ اے ہلال سحر افگن کیا کہنا سامری
کی قسم کیا پاکیزہ جادو تمکو آتے ہین سچ تو یہ ہے کہ ہین ہم تم ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے اور ایک ہی مالک کے
تابع فرمان و نوکر تم بھی پنج ملک کی اسی طلسم مین بادشاہزادی اور ہم بھی وہ تو سامری تبہ اکرین اونکو
کہ جنھون نے گوشت کو ناخونون سے جدا کرالیا ورنہ اس طلسم کے سحر و ساحرہ کی عظمت کا کیا ٹھکانا تھا اگر تم مین
کوئی اودھر سنتا تو ہم جانتے کہ یہ سحر رد ہونے شہنشاہ ساحران نے خوشی مین آکر جسکو سرفراز کیا ہمسر سامری
اوسکو تباہ دیا ایسا سحر تباہ دیا کہ اب آج اوسکا جواب دینا مشکل ہے لیکن اے بہن حق ہے اور ناحق ہے
خیر کیا ہوا جو تم زبردستیان دکھاتی ہو اتنا ہم جانتے ہین کہ جس بادشاہ نے ایسے ایسے سحر تمکو سکھائے ہین
تو وہ رد اور توڑ بھی اوسکے جانتے ہونگے اونکی معشوقہ حیرت سے لڑکر چاہتی ہو کہ تم سر بر ہو تو ممکن نہین
اچھا تو اب ہمین اپنا کرتب اور زبردستی دکھاؤ ہم تمھارے سحر آنکھون سے اوٹھائینگے جو تم سے ہو سکے قسم ہے
سامری کی اوٹھا نہ رکھنا ہلال نے کہا اے بی بی یہ تم نے سچ کہا کہ ہم تم ایک ہی ہین لیکن شاید
یہ مثل تم نے نہین سنی کہ کیا سوپ کے جائے چھاج ہی مین رہتے ہین اور چراغ سے چراغ جلتا ہی آیا ہے
ایک نے دوسرے کو سکھایا ہے پھر آگے اپنی اپنی محنت جو جیسا برتاو کریگا ویسا ہوگا اور جو تم کہتی ہو کہ ملکہ
حیرت سے لڑکر سر بر نہوگی تو سچ ہے کہ کہان ہم کہان حیرت خاص ہمپلوی بادشاہ کی سونیوالی مگر جو
تو مرنے لڑنے سے ڈرتے ہی نہین جان اپنی ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین مثل چلی آتی ہے کہ جب اوکھلی
مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر سلامتی رہے خواجہ عمرو کی وہ ہمارے خون کا بدلا لینگے اب تم جو آتی
ہو ہمکو ڈراتی ہو تو یہ سچ ہے کہ ایک تو یہ ہے تمھاری شہزادی طلسم کی مالک ٹھہری ہین اور دوسرے

تم دو ہو میں اکیلی مگر تمکو قسم ہی کہ تم اور دو چار کو اپنی مدد کیلیے بلا لو اور مجھسے مقابلہ کرو سیاہ نہ نیز نہیں نہ ہو تو نہیں ہنستی
اور نہ مجھ ایسی موم کی ہی جو تم گل ہو گی تم دو جو مل کر آئین خوب کیا تمہیں بھی حاضر ہی اچھا ضرب کرو یہ سنتی ہی
ملکہ خورشید آتش بدن نے اپنی بڑی بہن ملکہ سمتشہ سے کہا کہ باجی اماں یہ بات اسنے سچ کہی ہمکو خیال نہ تھا
کہ سو تھی دونوں چلا آئے باجی تم شہر جاؤ اور میرے مقابلہ کا اس سے تماشا دیکھو جب کوئی امر نوع دیگر دیکھنا اوسوقت
تم آنیکا ارادہ کرنا اور میدان میں آنیکی تکلیف فرمانا سمتشہ یہ کلمات سنکر ٹھہر گئی ملکہ وہاں سے پیچھے ہٹکر ٹھہری اور
ملکہ خورشید آتش بدن نامہ میدان میں آکر زمین پر اتری ایک بچہ خوک جھولی میں سے نکال کر ذبح
کیا اور اوسکے خون سے زمین کو لیپ کر جھاڑ دیا پھر ماش کا آٹا نکالا اور اوسکو گوندھکر ایک شیر اور
ایک پتلا بنا کے اوسپر کچھ دم کیا کہ وہ پتلا ایک ساحر کریہ منظر ہو گیا اور شیر بھی ذی روح ہو کر ڈکرانے لگا
اور وہ پتلا اوس شیر پر سوار ہو کر ایک تلوار ننگی کھینچکر ملکہ خورشید آتش بدن سے گویا ہوا کہ اے میری
مالکہ اور خالق کیا آپکا حکم ہوتا ہی اوسنے کہا مجھکو موذی کا ڈر ہین نے اوسیکی لیے بنایا ہی اور کیا مین تیری صورت
کو آگ دیکھ و ننگی پتلے نے کہا پھر میری خوراک کہاں ہی اور اوس شیر کا ہاتب کیونکر ملیگا ساحرہ نے کہا تو اندھا ہی ارے
تیرے سامنے لاکھوں ساحر مجمع کا اور یہ حریف اپنی مجمع لیے ہلال سحر افگن کھڑی ہی اور تجھ راتب نہیں ملیگا
جا اپنے شیر کو بھی کھلا اور آپ بھی اپنا پیٹ بھر آج تو تیرا پیٹ خوب بھر جائیگا اسلیے تو میں عین وقت پر تجھے بلایا ہی
یہ سننا تھا کہ وہ پتلا شیر کو اڑا کر چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مریخ فلک سے اوتر آیا ہی یا ساکن برج اسد شیر پر سوار ہو کر
اڑتے چلا تھا وہ ہو نہ سکے بڑی بڑی تھتنی شہر فنا کی ناکی ہا نقہ ہیبت ورا زاور ہٹ چپٹ انتہا کی گستاخ پانون شیدہ
دراز تھی کہ عوج عنق کا سگا بھائی معلوم ہوتا تھا ہاتھ میں تیغ یا ژدہ دار لیے آنکھیں لال بغیظ و غضب کمال جانفرسا

ابیات

بڑھا جب کہ وہ کافر نحس و شوم — تڑپنے لگا مثل مجروح بوم
ہلے جیسے آندھی سے شاخ و درخت — وہ یوں جھومتا جاتا تھا تیرہ بخت
عزازیل سے کم نہ تھے اوسکے کام — عزازیل بھی بھاگے سنکے جو نام
مگر تھی نحس مجسم شوم مین — نحوست جو اوس میں نہ تھی بوم مین

ادھر گوہر ادھر گرو اور خونخوار شیر کو اڑا کر روانہ ہوا اسطرف خورشید آتش بدن نے پکار کر کہا کہ اے سوار
عالی مقدار ان لاکھوں ساحروں کا جو تیرے سامنے کھڑے ہیں خون ان سب کا میں تجکو بحل کیا خوب پیٹ اپنا اور
اپنے شیر کا بھرنا اور ہلال کا کلیجہ آپ کھانا گوشت بدن کا شیر کو کھلانا لیکن سر اوسکا ہمارے واسطے لیتے آنا کہ

سوار نے کیا بہت خوب اور سدھا تیغ علم کی آہی تو پڑا ملکہ ہلال کا اوسکی صورت دیکھکر یہ حال ہوا کہ سکتہ ہوگیا رنگ چہرہ کا بسان طائر رنگ خنا جسم کا لہو خشک منھہ اوتر گیا رنگ سفید ہوا رعشہ تن مین پڑا دل ہر کہا بچانا اے عمر و کے خدا اور اس عرصہ مین اوس تیلہ نے صف لشکر ساحران مین پہونچکر شمشیر زنی آغاز کی فوج ہلال کی آگے بڑھی تماشائے جنگ نے مالک کا دیکھ رہی تھی اوس فوج پر یہ اگر العیاذ باللہ جھپکے دوڑ سکے اوسنے تیغہ مارا دو ٹکڑے اسکے ہوئے اسنے کلیجہ اوسکا کھا لیا اور شیر نے گوشت اوسکا کھایا فوج مین تمام برہمی اور درہمی ہوئی سن چلی بہادر تلوارین سحر کی اوسپر مارتے تھے اور ہزارون سحر کرتے تھے مگر اوسپر کچھ اثر ہوتا تھا اور اوسنے تہلکہ ڈالدیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ترک خنجر گذار سپہر آج بگڑکر زمین پر اوتر آیا ہے اور ساکنان خاکدان عالم کو خاک و خون مین ملا رہا ہے تیغ کی چمک آئینہ جان مین جاکر عروس مرگ کو جلوہ دکھاتی تھی بہت سے بغیر مارے بھاگ کھڑے ہوئے بہت طعمہ شیر و تیلہ سحر کے ہو تلوار اس تیلی کی دیکھ پناہ مانگنے لگی اور چارون طرف سے ساحرون نے گھیر کر اوسپر حربہ سحر کرنا شروع کیے جب کچھ نہین آیا تو تیغ و ترسول وغیرہ بکر یہ بھی آگرے کہ ٹکری ٹکری اوسکو کردینگے قیامت کی لڑائی ہونے لگی ہلال کی فوج کا یہ حال تھا ابیات

پریشان و ترسان سراپا ہراس ۔۔ غضب ہانپتی کانپتی بے حواس
نہ پاؤن مین موزے نہ سر پر کلاہ ۔۔ قیامت کے ترسان خدا کی پناہ
بڑے تیغ کے آن واحد مین ہاتھ ۔۔ کئے ساحرون کے جو سر ایک ساتھ
کلیجہ لیا آپ بس اوسنے کھا ۔۔ دیا گوشت اوس شیر کو بس کھلا

جان خزین پر تمام ساحرون کے قہر خدا نازل تھا بلائے مبرم نازل ہوئی تھی مرگئے جو زردار تھے مجبور نا چار تھے یا تو اس گلستان فوج مین عنادل دار اپنی مالک کی لڑائی دیکھکر باغ باغ ہو رہے تھے یا شل اور اق گل پریشان اور ابتر ہوگئے تیغ کی ہوا نے باد خزانی کا کام کیا ایسی خزان بھی کم آتی کسی نے دیکھی ہوگی کہ یکایک بیخ بنیاد نخل ہستی کی قطع ہوگئی آخر جب اُن بیچارون کا کچھ بس نہ چلا تو بھاگ کر لشکر مہرخ مین جاکر مل گئے بقدرت خدا اوسوقت وہ تیلہ کھٹکیت پار رہا تھا اور لہو اوسکے منھہ مین لگا تھا بھلا وہ کب آنا چھوڑ تیغ علم کیے بھی لشکر مہرخ پر اگر اودھر نجاتا اور پلٹ کر ہلال پر آتا تو اوسکا یقینی سر کاٹ لیتا لیکن لشکر مہرخ پر جا اوسوقت مخمور سرخ چشم معشوقہ شہزادہ نور الدہر نے آگے بڑھکر کہا کہ اے ملکہ مہرخ ہلال نے آج بڑی کار نمایان کی اور بڑی دیر سے میدان داری کر رہی ہے مگر اب اوس تیلہ کے ہاتھ سے یقین ہے کہ ماری جائے

لازم ہے کہ اوسکی مدد کے لیے کسیکو بھیجو مہرخ نے کہا کہ وہ سوار تو اسی طرف آگیا ہے اگر تم سے ہوسکے تو
روکو اوسکو ورنہ مین ایک سحر سوچ رہی ہون بادشاہ جادوان نے ایک دن مجھکو بتایا تھا اوس
منتر کا ایک بول مجھکو یاد نہین آتا ہے اسی سوچ مین اتنا عرصہ بھی ہوا ورنہ اتبک کب کا مین اوس
سوار کو یہین سے بیٹھے بیٹھے غارت کر دیتی مخمور نے کہا پھر آپ اجازت دیتی ہین مین جاؤن لڑنیکو مہرخ نے
کہا بسم اللہ اوسوقت تو اوس گل باغ خوبی اور بادۂ خوشرنگ انجمن محبوبی کو غصہ آیا اجازت تو حاصل
ہی کر چکی تھی اپنے تخت کو آگے بڑھا کر چلی اور وہ تیلا جیسے ہی صف لشکر پر آگرا تھا کہ یہ سحر پڑھکر کہا
ارے سوبرہ کو جا موم کے یا ماش کے آٹے کے تیلے تجھے بھی یہ طاقت ہوتی کہ ہمارے سامنے آتا ہے اور یہ کہکر
ایک سانپ جو بجائے چابک دست نازک مین لیے تھی دوڑکر اس تیلے پر مارا اور دوسرا اوس شیر پر لگایا
اور کہا اے شیر تف ہے تیری اس نامردی پر تجھسے تو ایک کتا اور بلی زیادہ غیرت رکھتی ہین نالایق اور
کمزور کا بھیجا ہوا تو آیا ہے اور تیرے ہاتھ سے مار کھاتا ہے اور ذلیل ہوتا ہے یہ کلمات ایسے تھے کہ تیلا تو اوسی
طرح موم کا یا آرد ماش کا ہو گیا اور گر پڑا ایسے اوسکے گرتے ہی ملکہ بلال افگن کو ہوش آگیا اور یہ بھی
سنبھل کر اوسکے اوپر مخمور نے اوس شیر کو مثل ایک سانپ کا پھر لگایا اور کہا اے شیر مین تجھے کیا [illegible]
مین نے تیری جان بخشی کی اور دیتی ہین تجھے وہ خبر دیتی ہون جو کبھی کسیکو میسر آئی ہو گی شیر طلسمی کو
یا تو وہ ملی تھی یا اب تجھے دی گئی یہ کہکر وہ ڈبیا جسمین سفیدور طلسمی تھا اور وہ طلسمی سفیدور اوسکا
مقام بیابان آتش فشان مین کہ جب عمرو کو یہ جانب کوکب لیکر گئی تھی تو ملا تھا اور اسد کو وہان
کے مالک کو اسی سفیدور سے اوسنے قتل کرایا تھا حال اوسکا جلد دوم مین اسی طلسم کے مذکور ہو چکا ہے اس
اس سفیدور کو اوسنے لگا کر ایک ٹکیا ماتھے پر اوس شیر کے دیا اور کہا جا ملکہ خورشید آتش مین کو
پکڑ لا وہ سفیدور ایسا تھا کہ جب شیر طلسمی نے اوسکو دیکھا اوسکی عزت کی تھی تو اوس شیر کے جو سحر سے آتش
بدن کے بنا ہے کیا حقیقت ہے بس فوراً اودھر دوڑکا مارتا اور دڑکراتا ہوا یہ پھرا ادھر مخمور نے بلال سے کہا کہ اے
ملکہ ماشاء اللہ کیا کتنا خوب لڑین واہ واہ مین سچ کہون یہ سحر آتش مین کا کسی سے رد نہوتا میرے
پاس اگر سفیدور نہوتا تو یہ شیر کبھی اطاعت نہ کرتا اور ایک سحر افلاس مین اکر بادشاہ نے مجھکو بتایا تھا
وہی اسوقت کام آیا ورنہ اوس تیلے سے بھی جان بچانا مشکل ہوتی تھی کچھ اسمین دغرتی نہین ہے اب تم
ٹھہر کر دم لو اور مجھکو میدان مین جانے دو یہ کہکر اوسکو سمجھا کر اوسنے جانب صف لشکر پھرا اور آپ ہزاران ناریجر

جسکا وہ رخ کیا اوسوقت اوس ماہ پارہ کی یہ کیفیت حسن کی تھی کہ بسبب غضب کے آنکھیں جو زیادہ سرخ ہوگئیں تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ساغر بادۂ احمر سے لبریز و سرشار ہیں انھیں آنکھوں کی نرگس شہلا بیمار ہیں اور بادام نیز ازرحان اسکے نثار ہیں جو کوئی بادہ خوار اون ساغر چشم کا تا مدت تو مست ہوجا اور آنکھوں پر زلف رسا کا جو عکس پڑتا تھا اور بالوں کا لہراتا او نیز آجانا دفعی کیفیت دکھاتا تھا یعنی میخانہ پر گھٹا کا چھا جانا ظاہر ہوتا تھا ہر چند کہ وہ جام آنکھوں کی شراب حسن سے بھری تھے مگر زہر قاتل بھی اونمیں گھلا تھا جسنے کہ ایکبار بھی اوس جام سے کچھ رس اور قرا و بدا لگا لیا بس بار زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا ساغر عمر بادۂ فنا سے اوسنے لبریز کیا ابروانسکے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو تین مست میخانہ پر جھکی ہوئی ہیں رخسار تابان کا کیا بیان ہو اظہر من الشمس ایک بات ہے عیان راچہ بیان مگر بھولاپن اونمیں غضب کا دو آئینہ اسکندر یا آرزو کی پیش نظر ہے قربان جنکی صفا آئینہ شمس و قمر تھی فلک نے اپنے آئینہ خانہ میں آئینہ ہای شمس و قمر کو لگایا مگر کبھی ایسی صورت دلپذیر کا اوسکو جلوہ نظر نہ آیا دہن تنگ وہ تنگ کہ جای سخن اسمین کہاں شرم سے منھ چراتی مگر ایسی صورت کہیں چھپتی ہے صاف روشن ہے کہ رعنائی و زیبائی کا وہ دہن مخزن ہے کان جواہر اوسمین پوشیدہ ہے یہی اسکی باتونکا لطف ہے ہو بحر دو گلریز عقیق یمن کی دانت رشک درعدن کی کیا تنگ بیان کردن ابیات

ساغر بادۂ گلرنگ ہیں آنکھیں سرشار
صاف ہی چہرۂ رنگین پہ گلت نگی بہار
راست ہے شکل الف بسکہ وہ قد بالا
شک نہیں ثابت ما سر دل کے تصور نے کیا

مستی حسن سے سرمست ہوئیں ہیں ہشیار
مست سمجھیں جو وہ آنکھیں نظر آتیں کالی
دال ہیں جیسے الف زلفین ہیں یوں اسکی
آل ہو دیا ہی تو پھر رنگ نرالا کچھ ہی

دو رہی آنکھوں میں نہیں کیچ ہوں میں نہ تجا
گھر کر آئی ہیں گلستان میں گھٹا ہیں کالی
دل بنا دال تو ہی دال کہ ہوں میں فدا
بجا نکی خیر نہیں دال ہیں کالا کچھ

اس ناز و ادا سے وہ مہ پارہ جادو نگر صبر شکیبائی تخت سحر پر سوار ہو کر آنچل لہو کا دوپٹہ سنبھالتی بانکا آگے پہنچی آگے دھیری کی جوڑا اتر چھا باندھے مسکراتی ہوئی سامنے خورشید آتش بدن کر آئی اتنے عرصہ میں اوس شیر کو جو پیکا سنید ور طلسمی کا دیکر اوسنے پھیر دیا تھا بس وہ ڈکارتا ہوا ملکہ خورشید آتش میں پر آیا خورشید نے اوسوقت رد سحر پڑھکر ایک دو تھپڑ زمین پر مارا کہ ای شیر تو اپنی حیثیت پا چکا ہے اب اوسی طرح ماش کا آٹا ہوجا شیر کے ماتھے پر ٹیکا سنید ور طلسمی کا دیا ہوا تھا وہ کب پھرتا تھا بس اوسنے آتی ہی ایک طمانچہ خورشید پر مارا خورشید نے طمانچہ اسکا رد کر کے ایک

تیغ بیر پر مار کر زمین کے اندر پہونچایا اور وہان سے پشت شیر پر آکر نکلی اور ایک ترسول اوسکے پیٹ پر اوسنے
مارا شیر نے پلٹ کر ایک ہاتھہ جو اوسنے مارا تو خورشید کو کھینچ لیا اور جھٹکا دیکر اپنی پیٹھہ پر لاد کر چلا
اوسوقت شمسہ جو اوسکی بڑی بہن الگ کھڑی ہوئی تھی اوسنے یہ حال اپنی چھوٹی بہن کا دیکھکر بیتابانہ
اپنے تئین قریب اوس شیر کے پہونچایا اور اوسکے پاس ایک گولا فولاد کا ایسا ہی کہ جس کسی ساحر صاحب
منصب او رمرحلے کے مالک پر لگا دی تو کام اوسکا تمام کر دیں وہی گولا اوسنے نکال کر اوس شیر پر مارا از
بسکہ وہ شیر بنایا ملکہ خورشید آتش بدن کا تھا اور اوسی کی طرف سے رد بھی اس سحر کا ایسی اختیاری
زبردست سی ہو رہا تھا وہ گولا اوس شیر پر چپیڑ اکھڑا کر وہ زمین پر گرا اور اوسی طرح ماش کا آٹا ہو گیا
ملکہ خورشید اوسکے پنجہ سے چھوٹی اور ہوشیار ہوئی بیان پر بعض داستان گویون نے بیان کیا ہے کہ ملکہ ہلال
سحر افگن سحاب دریا باری اور خورشید آتش بدن سے نہین لڑی ہے ملکہ اختر بنت
مہیلان فیل زور بھتیجی کوکب روشن ضمیر کی واسطے دریافت حال ملکہ بران آجاتی ہے اور وہ
مقابلہ کرتی ہے اور جب وہ خورشید کے سحر سے مغلوب ہوتی ہے تو مخمور آکر بچاتی ہے اور آپ مقابلہ
مین آتی ہے مگر بعض داستان گویون ذاہبی فوج بران کا مقابلہ کرانا مناسب نہین جانا کہ سب فوج
تو مہرخ کی فرقی ہے ایک اکیلی اختر اکر لڑے کچھ حسن بیان نہین اس سے یہی بہتر ہے کہ ایک ہی لشکر کی ہیبت
اور عظمت ظاہر ہو اور آج ہی تو ملکہ حیرت کو معلوم ہوتا ہے کہ لشکر مہرخ مین بھی قوت سحر و ساحری
زیادہ ہے صرف عیارون کے بھروسے پر یہ لشکر نہین لڑتا ہے اگر لڑائی پڑیگی تو بڑی ہار ہوگی اوسکا ان
در نیند بیہوش رہا آجتک مہرخ کو ذلیل و حقیر سمجھتے تھے مگر آج سے زبردست جاننے لگے حاصل مرام ملکہ
مخمور لالہ فام جب میدان مین پہونچی اور وہ شیر طلسمی سفید در کیوجہ سے خوب لڑا آخر مارا گیا اور شمسہ
خورشید کو شکست ہوئی پھر کر اب بمقابلہ مخمور آئی اور پکاری کہ بی مخمور شہنشاہ سے پھر کر تمنے تو بڑا زور پیدا
کیا ہے مخمور نے کہا مین مگر وہ کسمدن تھی اور مستی کب دب گئی تھی اور ہاتھ تمھارے سامنے کسمدن مین نے باندھے
تھی جو آج بڑا زور پیدا کیا گھٹی آئی ہو ہان البتہ تم لوگونکی مین نے بڑی دھوم سنی تھی جب ملازم شہنشاہ تھی
جب بھی یہی غلغلہ سنتی تھی کہ صاحبان طلعونا بڑی زبردست ہین لیکن دور کے ڈھول سہانے یہ ذرا بھرم تیرا بھرم
تھا سو آج وہ ہوا بگڑ گئی سارا بھرم کھل گیا اچھا مین دیکھون کہ تم کیونکر مجھسے سر بر ہوتی ہو خورشید کو جو پھر کر بھی
لگ گیا وہ زندہ بچ گئی اور تو یہ سفید دو طلسمی جسپر بیٹھکر لگا ہوا تھا اوسکا طمانچہ کھا چکی ہے اوسکا بچنا مشکل ہے شمسہ نے کہا

مخمور اب زیادہ صدمے نہ پڑھو زخم پر نمک نہ چھڑکو لو اوسکا مزہ چکھو یہ کہکر ایک قمقمہ اپنی جھولی سے نکالا کہ اس قمقمے
مین خاک قبر جمشید بھری ہوئی تھی بس وہ قمقمہ سینہ پر ملکہ مخمور کے مارا مخمور اوس قمقمہ کو دیکھکر سمجھ گئی تھی
کہ اسمین خاک قبر جمشید ہوگی بس وہ قمقمہ آتے دیکھکر وہ پرواز کر گئی اور بلندی پر جاکر ٹھہری قمقمہ خالی گیا اور خاک
جو اوسمین تھی نکل کر اڑی جو ساحر کہ آگے بڑھے کھڑے تھے وہ بیہوش ہوگئے مخمور نے فوراً بارش سحر سے برسایا کہ وہ خاک
دب گئی اور آپ زمین پر اتری اور پکاری کہ اے شمسہ بڑے غیرت کی بات ہے تم لوگ بادشاہزادیان طلسم کی اور عظیم
ورشیدون کی بڑی بڑی صاحب منصب جاگیردار ہو کہ خاک جمشیدی کے بھروسے پر لڑتی ہو اور آپکو ایسی ہی
لیاقت مین سحر اور ساحری کرنا جانتی ہو حیف ہے دیکھو سحر اسے کہتے ہین یہ کہکر ایک ڈبیا اپنے بالون سے نکالی کہ اوس
مین لال یاقوت احمر کی ترشی ہوئی تھی اور اوسکو وا کر کے چالیس پتلی یاقوت کی برابر انگشت کے تھے نکالے
اور انکے ہاتھون مین تنکے اوٹھا کر دیے اور کہا یہ تلوارین تیغ ہین اور کچھ سحر ایسا پڑھا کہ وہ پتلیاں سب مثل
وفسان مبارز کے قد آور ہوے اور وہ تنکے تلوارین ہوگئین بس اون پتلیون نے جاندار ہو کر عرض کیا کہ ہمکو
کیا حکم ہوتا ہے مخمور نے ارشاد کیا کہ سامنے جو یہ چھوکریان کھڑی ہین اور بہت بڑا ہجوم کیے ہین اونکے سر کاٹ
لاؤ بس وہ چالیسون پتلے تلوار علم کرکے اول تو شمسہ پر حملہ آور ہوے شمسہ نے ہر چند چاہا کہ انکو روکون مگر وہ کب
رکتی ہین جب وہ پتلے اوسپر آئے یہ سمجھی کہ مین گھر جاؤنگی اور ماری جاؤنگی بس فوراً پیچھے ہٹنے لگی اور سحر پڑھتی
ہوئی بھاگ کر لشکر حیرت مین جو فوج کہ اوسکی تھی وہین پہ بھی آئی پتلے اوسکے تعقب مین جو آتے تھے
وہ بھی قریب پہونچکر فوج پر حملہ آور ہوے اور زیر تیغ اونھون نے ساحرون کو دھر لیا بگیر بدو بکشید کا شور و غوغا
بلند ہوا ہست تن بے سر ہوے شکار اجل صف شکن وصفدر ہوے وہ چالیسون پتلے غضب کے تھے کہ دم بھر
مین ہزار تلوارون کے اونھون نے تہلکہ ڈالدیا تیغ تیز کے جوہر دکھا دیے ہزارون مار گرائے ڈھیر لاش پر لاش
ڈھیر ہر دو طرف مردہ پر مردہ دم بھر مین اونھون نے گرا دیا اور لشکر کردون فوج ناظمان طلسم کی تھی اوسمین
ان چالیسون پتلون کا لڑنا حیرت کو ثابت تھا کہ سحر کی لڑائی ہو رہی ہے مگر جانتی تھی کہ کوئی سبب
خفیف ہے یہان تیغ تیز نے مضمون مرگ کو بحر طویل مین نظم کیا رکن جسم کو جان سے بدل کر حذف کیا تھا قافیہ
ہر ایک کا تنگ تھا فقرہ تیغ کے بیت گرما گرم تھی نظم جان کا انتظام کچھ نہ رکھتا تھا نثر مرگ کو پسند کیا تھا اور نظم
کو پسند کرتے تھے تو بحر مضارع مین شعر نظم کرتے یعنی ایک کے دو دو کرنا خوب یاد تھا عروض سیفی کا سبق سبب
کو موت پڑھاتی تھی سبب وتد یاد دلاتی تھی یہ جنگ کا نقشہ تھا کہ ابیات

ستون پر تھا ہر سمت جو غش نگار
ہوا ہے بجز خون نہ اٹھتی تھی گرد
زمین پر گری تن سے اڑ اڑ کے سر
ہوئی آج بیجان ہزاران ہزار

لب زخم تھے ساحل جوئبار
وہ آندھی اوٹھی کہ طوفان مرگ
ہوا سے درختونکے جیسے ثمر
تڑپ کر گرے خاک پر وہ تعین

بجیری ہوئی خاک دشت نبرد
برستی تھی ضماندار سامان مرگ
سوار و پیادہ بوقت خمار
گئے جانب اسفل السافلین

لشکریان حیرت اون تیلون پر بیٹھے عقاب گگو نے فولاد کی ناخن تیغ کھینچے سوئیون کی تلوارین تیر وغیرہ ہتھیارون کی وار اور سحر کے حربے لگاتی تھی لیکن کوئی حربہ اونپر اثر نہ کرتا تھا اور قریب دو بارہ سو جادوگرون کی اونھون نے مار ڈالا تھا اب ایک غوغای عظیم برپا ہوا اور حیرت کی لشکر نے سامنے سے ان تیلون کی جھپٹ کیا یا سمٹ کر جب وہ سب ادھر آگئی کہ جہان حیرت استادہ تھی تیلے بھی اسی طرف حملہ آور ہوئے اور قتل کرتے ہوئے چلے آتے تھے اور ناظمان دربار بڑے بڑے شاہزادے اور شاہزادیان حیران کار تھین اسوقت کہ جب قریب تخت حیرت غوغا بلند ہوا اسوقت حیرت نے انگڑائی لی اور کہا کہ اپنا کام کچھ اب ہی خوب ہوتا ہے کیونکہ اب مین ہاتھ پانون نہ ہلاؤن تو قتل ہوجانے کے سوا اور کیا ہے کیونکہ یہ تیلے اگر مجھے بھی تو ذلیل کرینگے ارے صاحبو یہ کیسی تحیرت تمھاری ہے کہ اوڑا دینے کے سحر تمسے رد نہین ہوسکتے اوسوقت ابریق وزیر اپنے ہاتھی سے کود کر عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ ہم تو صرف ناظمون کی لڑائی دیکھنے آئی تھے اب آپ فرمایئے تو اس مخمور کی کیا حقیقت ہے اور ان تیلون کی بنیاد کیا ہے ابھی دم بھر مین انکو غارت کردون اور مخمور کو پکڑ کی سامنے حاضر کرون مخمور نے کہا آپ جانتے ہین کہ یہ کون سحر لیا ہے یہ وہ سحر ہے جو شہنشاہ نے روز نوروز ایک ایک ہم سبکو جدا جدا تعلیم فرمایا تھا ہمکو اور کچھ بتایا تھا اور اوسکو یہ ڈبیا دی تھی معلوم ہوا کہ اوس ڈبیا مین یہی تیلے تھے جو عنایت کیے تھے پھر شہنشاہ کو عطا کرنا وہ تیلا غضب ہی کی تیلی تھی جو دی تھی جنھون نے آج تہلکہ ڈال دیا ہے لیکن کچھ پروا نہین ہم بھی تو وزیر اسی شہنشاہ کی کہلاتی ہین اور تعلیم اوسی سے یافتہ اوسکے ہین یہ چھوکری مخمور تو کیا ہے مہرخ اور اوسکی حامیتی کو کب و بہران کو ہم جواب دینے آئے ہین اور اوسکو پکڑ لانیوالے یہ کہکر ابریق سات لاکھ جادوگر اپنی ہمراہ لیکر آگے بڑھا اسکے دریا تھا کہ موج مارنیلگا ہرا ہرا ناریج تیغ اوچھلتا تھا اوس دریا مین گویا حباب معلوم دیتے تھے کہ تیر قوی تھی غرض فوج تو موج مار کر لڑائی ہونے لگی کچھ چلی اور وہ مقابلہ تیلان سحر سے ہوچکا تھا اگر لونڈی کا حکم فی الفور ملکہ نے تھا سینے سے تار اوڑا دیا

کھڑی ہیں اور تم بے ادبانہ چلے آتے ہو لیں اب یہی قدم اوٹھاؤ جسطرح تم یاقوت کے پتلے تھے
ویسے ہی اب تمھاری سزا یہ ہے کہ موم کے پتلے بنجاؤ کیونکہ جب تمکو بناکر محمور کے سپرد کیا تھا اوسی
بی بی کا تمنے پاس نہ کیا اور پاس کیا تو اس ادنی کنیز کا یہ کہکر ایک دو ہزار دستے زمین پر مارا کہ وہ
پتلے یا تو خونریزی کرتے لڑتے چلے آتے تھے یا اوسی جگہ رہ گئے اور زمین سے شعلے آگ کے نکلے
اور اون پتلوں پر پڑے کہ وہ پتلے گل کے موم کے ہو گئے پھر اور شعلے نکلے اور وہ پتلے پگھل گئے
بعد اس سحر کے ابریق علیہ اللعن نے ایک پرچہ کاغذ کا اور دوات و قلم جھولی سے سحر کی نکال کر کچھ حرف
مخطط طلسمی سے او سپر لکھے اور اپنے لشکر کے ایک علم میں باندھکر محمور سرخ چشم کے مقابلے میں وہ
علم لیکر آیا اور پکارا کہ او چھوکری شہنشاہ کی صدقے میں سحر و ساحری سیکھکر ساحرہ بنی اور معشوقہ شاہ
ملکہ حیرت عالیجاہ کا کچھ لحاظ و پاس نہیں کیوں نہ ہو سچ کہا ہے کہ کمینہ اپنی اصالت پر جاتا ہے بموجب مثل مشہور

| | |
|---|---|
| نیکی کرنا بدوں سے ہو ایسی ہے | جیسے نیکوں سے کی بدی تو نے |

تونے ذات کا جوہر دکھایا ہے اور اپنی اوقات پر جاتی ہے محمور نے یہ سنکر بغضہ کہا کہ پھوڑ دے تو اپنی تمھا
پہلے ذات دیکھ پھر کسی اور کی ذات و نہاد کو اگلنا تو ایسا کہاں کا کھرا بن کر آیا ہے وہی مثل ہے کہ گھر
سے جو تھو نشاد و سکو عرش کا ٹوٹا موذی کاٹے لڑنے آیا ہے یا ذات کا بیان کرتا ہے میں کس
مردوی کی لونڈی ہوں جسنے تجھے خریدا ہے تو البتہ سنتی ہوں کہ ذات کا کنجڑا ہے اس طلسم میں امان تیری
بنتہ اقالسی بیچتی پھرتی تھی تیرے امان اسرار جادو کہا کرتی تھیں کہ سندر یا کنجڑن ابریق کی
لال اچھا سودا لاتی ہے اور جب تو دزہیر ہوا ہے اسوقت سے بھی ہزار جار سے غیرت اور جان بچاتی مر بھی
تیری شادی جب ہوئی تھی تو تجکو لڑکی ہی کون دیتا تھا ہمیں تو ہوں ہنیوں نے اور اسی جان نے قسم کہا
کر کہا کہ نہیں یہ کنجڑا نہیں ہے کیوں تجھے یاد ہے ابریق یہ باتیں سنکر کھٹکا اور بہت ترش رو ہوا لڑکی
کی دانت کھٹی ہو گئی غیرت سے درخت کی طرح زمین میں گر گیا اسی غیرت میں اسنے ایک روئی کا گالا
نکال کر سحر اسپر دم کرکے جانب آسمان اڑایا کہ وہ پنبہ لمحہ بھر میں ایک کوہ پر شکوہ بنکر محمور کے سر پر آیا
اور گرا ہی چاہتا تھا کہ اس کوہ وقار شیرین لب نے اوسے دیکھکر سحر پڑھکر اوسپر جو پھونکی وہ پہاڑ روئی کا گالا
پھر بنگیا اور جلکر بھسم ہو کر اڑ گیا اوسوقت ابریق نے کہا بڑا زور تو نے پیدا کیا ہے یہ بھی شہنشاہ کی عنایت
کہ وہ ہمیشہ سے تجھ پر فریفتہ تھی نہیں معلوم کیا بتا چکی ہیں محمور نے کہا بھڑ دے پھر وہی باتیں تو نے

نکالیں تو یہ بھی جانتا ہی کہ حیرت جو تخت پر چڑھی کھڑی ہی یہ ذات کی کون ہی ارے ہم مطیع شہنشاہ
عیاران عمرو بن امیہ ہیں یہ اوسکا اقبال ہی جو تم کافرون پر غالب ہوتے ہیں اور ہونگے اور تم زور
کسدن تھی جو آج زور پیدا کیا ہی نہ جب ہی تجھسی دبی نہ اب اچھا اب سنبھل جا یہ کہکر ایک ناریل [illegible]
جیب سے نکالا یہ ناریل اگر تیرا اسباب پر بھی لگاتی تو کام دیتا ابرق گھبرایا اور اوسنے اوس ناریل کو خرچ
دیکر اسپر مارا ابرق اوسکو آتے دیکھکر زمین سے اڑا وہ ناریل پاؤن پر اوسکے لگ کر زمین پر گرا پاؤن
اوسکا زخمی ہوا باقی بچگیا ناریل اوٹھا کر دھڑکتا ہوا زمین پر آیا لیکن سنبھلکر اوٹھا اور ترسول
سحر کا لیکر گرد دوڑا مخمور بھی نیمچہ پکڑکر چلی لیکن اوسنے قریب پہونچکر ترسول کھینچکر مارا کہ وہ مخمور کے کندھی
اوسنے سحر پڑھکر ہاتھ جو مارا ترسول کندھی سے لگ کر زمین میں گڑ گیا مگر شانہ اوسکا بھی زخمی ہوا اوس
نازک بدن نے شانہ زخمی ہونے سے تیوری چڑھائی اور ہی شان حسن کی نظر آئی کہ گویا
طغرا میں بسم اللہ کاتب قدرت نے مصحف رخسار پر لکھی ہی غرض کہ طیش و غضب تمام سے
اپنا جوڑا کھولتی ہوئی آگے بڑھی اوسوقت حیرت کھڑی اس جنگ کا تماشا دیکھ رہی تھی اوسنے
اپنی گلے سے مالا توڑ کر زمین پر پھینکا اور پکاری کہ ای مالے جا اس مخمور کو پکڑ لا وہ آکر سامنے مخمور کے گرا
اور لڑیاں اوسکی ٹوٹ گئیں موتی سب بکھر گئے ابرق نے دیکھا کہ یہ سحر ملکہ حیرت نے کیا بس اوسنے بھی اپنی
قوت و شوکت دکھانے کو پکار کر کہا کہ ای مخمور یہ دانے موتیون کے چن نے مخمور مسحور سحر حیرت اوسکے
کے سامنے بکھرنے سے ہو چکی تھی وہ دانہ چننے لگی اوس نازنین کا ناک بھون چڑھا کر پائچہ اوٹھا کر چنا یہ
موتی چننا اور ہی لطف دکھاتا تھا گویا زہرۂ فلک حسن و حیا ستارون پر جھکی تھی اور تارے آسمانی
توڑ رہی تھی ادھر تو وہ موتی چننے لگی ادھر اوسکے آبرو یعنی ابرق نے کمند اسپر ماری کہ گردن کمر
اوسکے پھندے پڑی اور بیہوش ہو کر گری ابرق نے دم کھینچا اور قریب ترلاکر مشکیں اوسکی اوسی کمند
سے باندھیں اور لیکر چلا کہ حیرت کو جا کر نذر دون اور عرض کرون کہ ای ملکہ آپکے خیال سے اور سحر کے [illegible]
ہونے سے بچہ میرا اسیر تابع ہوا ادھر تو یہ اوسکو لیکر چلا سامنے یہ ماجرا ملکہ بہار جادو نے جو دیکھا تاب ضبط باقی
نہ رہی پیشتر قطر صدا رباد شاہ و لشکر اسلام سعد بن قباد شہریار زور آور تخت اپنا آگے بڑھا کر چلی جیسے بادشاہ
اسلامیان اور اوسکی راہ عشق و دلکشی پیدا ہوتی ہی اوسکو جیسا کہ انکھیں آنسو بھری دیوانہ پن مزاج میں سما
ہوا دل اپنا تھا وہ ہر پا یا ہوا بہار کی خواہان رہتی ہی گل و بلبل کی بحث ہر جی دیوانہ ہو رہ زبان بہار کا افسانہ کہ

اوسوقت جو زلفونکو کھولا عجب کیفیت اوسکے حسن کی تھی کہ سر پر گھٹا چھائی ہوئی طائران خوش نوا زمزمہ سرائی
کرتے سامنے کچھ چمن کھلا تھا گلہائے شش رنگ کی از خود پیدا ہو کر غائب ہو جاتے معشوقہ اپنی زلفونکو پریشان کرکے
گھٹا کالی بلائی زلف براد سکی سنبلستان دہر کی صید جان ہو جاتی سبزہ رنگ سبز بختان زمانہ کو سبز
قدم خطاب دیکر سامنے سے نکالدیتا سبزہ زار چمنستان عالم کو عشق مین اپنے پامال کرتا آنکھوں نین سرد نیا لال
دار دیا ہوا ابرو ملا ہوا اللہ بنا ہوا یہ ظاہر تھا کہ دفتر حسن پر اوس حسینہ کے دوہرا صاد کیا ہوا ہے یا یہ حلقہ
طوق محبت آہو چشمان زمانہ کیلئے بہلا ہوا ہے یا آہوان چین و ختن کو پابند کیا ہے صفحہ رخ پر بینی کا ہونا
ظاہر تھا کہ ملک طلب کے بیچ مین ایک دیوار کھینچکر اس ملک کو دو حصہ کیا ہے بلبل اوس گل رخسار کو دیکھکر
طوطی کی طرح پس آئینہ بیٹھکر نقش بدیوار بنا چاہتی باد گل بالکل بھول جاتی لبون پر مسی اوسکی لگی
ہوئی پیشانی پر افشان چنی ہوئی لب لعلین پر لاکھا جما ہوا جوڑا دھانی گلے مین پڑا سینہ پر
چھاتیون کا ابھرنا اللہ اللہ از سرتا پا وہ جمال وہ جھمکڑا کہ مسلسل مسدس

| | |
|---|---|
| چھاتیان ابھری ہوئی اور وہ جوانی کی بہار | جسکو نہ دیکھے ہو نامحرم نکلی جان نثار |
| ایسے پستان ہین ترنج شجرہ قامت یار | کھٹے ہو جاتے ہین جسکو دیکھکے جنت کے انار |
| کچھ جھلکتی جو وہ پوشاک سے ہے تو دیکھے | چھاتی بھر آتی ہے یہ حیرت کی نگہ سے دیکھے |
| گول گول اوسکے سرین اور وہ بلوری ران | آنکے دیکھو سے تن عاشق بیجان مین جان |
| پنڈلیان دیکھکر پھڑک جاتی ہے کیونکر انسان | شمع حسن ہے پروانہ ہین جسکی پریان |
| پانون اوس گل کے وہ ان ہاتھونسے دبادون کیا کیا | شعلہ رو یونکو جو سچ پوچھو جلا دون کیا کیا |

بس وہ سرپارہ قریب ابر برق ہو چمککر پکاری کہ بیت

| | |
|---|---|
| بھائیو کی فساد خون کی تدبیر کرتے ہین | ابھی دو دم مین دیوانہ کو سب بیخبر کرتی ہون |

اے ابر برق ٹھیرو دیکھو پھول بہار گلستان محبت سے چھینا جاتا ہے ابھی اوس نے اتنا ہی کہا تھا کہ تمام لشکر اور ہر ایک سردار نامی
نے دیکھا کہ نسیم بہار چلنے لگی اور ملکہ بہار جادو کے تخت پر جو گلدستے پھولونکے رکھے تھے اوسی طرح کئی ہزار دستے
گل ہیئت مین کھلا اور ہر طرف رنگین چمن نہالان ثمردار اور سایہ دار نظر آنے لگے حوض مالب آبشارین جاری ہوگئی
طائران خوش رنگ اور شیرین زبان مرفوع تھی اور نغمہ سرائی کرتے تھے عجب بہار زیر رنگ افزا اوس بوستان مین آ
گئی تھی کہ جان اور روح عشق بھرتی تھی بلبل بنکر زندہ دل دیدہ مین روح رو رہ مضمون عشق بھرتی تھی جان نگاہ کام کرتی تھی حسینہ

لاثانی نہر تھی جواہر کے درخت لگے تھے ہر شجر ایسا پر از رنگین و بہار تھا کہ رشک قد و قامت یار تھا ہر برگ دہان کا کٹ رنگین و لدار تھا کسی جا عناب نیم آب و تاب حسن کو دکھا کر لب رنگین معشوق کو شرماتا شقائق گل پر شگوفوں پر فائق نظر آتا خون چشم عشاق سے اپنے عشق میں رلواتا کسی جا سنبل تر گیسوی عنبر فشاں کا ہمسر کہیں نرگس چشم تماشائی کو حیران کا رہتا برگ سمن میں انداز تیغ صفاہانی پایا جاتا لالہ با دل خونین جگر ان حسین لعلفام سے برابری کرنیکو تیار تھا لیکن بہتر از رخسار یار تھا درخت پھولوں کے لدے دولہن کیطرح زیور پہنے شرم کر جیسے عروس نو جھلتی ہے اوسیطرح سے جھکے جاتے طاؤسان خوش قطع لیلیان کرکے ناچتے چتر طاوس فلک بلا گردان حسن و قمر رہا ان کی اوداہٹ دکھا کر شفق سے لینی سبز خسار یار پر پڑ جانا یاد دلاتی گل تر گریبان چاک کرنیکی دعوں میں خواہش پائی جاتی تھی سرو شمشاد سہی قامتان دہر کو ایسا شرماتی کہ وہ غلامی سے بھی آزاد فرماتی کہیں بلبل نالہ کش کہیں قمری کا دل پر درد پرخش نوک ہر خار زبان نکر دعوی نالہ ایجاد کرتی نوک سبزہ بصورت زبان ہر گر بیار سے بھی تکرار کرتی مژگان یار کو شرمسار کرتی چشمہ و نہریں اوس میں بصد آب و تاب جاری تھیں سنرہ اولی سامنے چھپا جیسے شمس و قمر کی آبیاری نہریں لطافت بیرو صفا انگیز دلربست نکو روکا بند و بست عقد ثریا کو شرم خیز طلاع ہے

کہ ہر طرف وزان باد بہاری عروس بہار کے جوبن کی بڑی تیاری کرا بیات

باغ تیار ہوا واسطے اوسکے نایاب
مخمل سبز کہ سبزہ روشوں پر شاداب

نہریں وہ چمنیں رواں چشمہ خورشید کہ آب
روشنیں کاہکشاں پھول ہیں رنگ مہتاب

طرفہ گلکاری ہوئی باغ کی دیواروں پر
ہوئے رضوان بھی جسے دیکھکر انگاروں پر

رشک گلزار جناں جوش ترادت سے چمن
جابجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن

تختہ لالہ کا چراغاں کیطرح سے روشن
چشم نرگس گل خورشید سے بھی چشمک زن

رنگ میں جیسے کہ ہے چہرۂ رخ گل افگار
زلف غلماں سے کہیں گیسوی سنبل بڑھکر

گرد پھولوں کے عنادل کی ترانوں کا سماں
قمریاں بیٹھی ہوئی سرو پہ سرگرم فغاں

ابر کو دیکھکے طاؤس گلستان رقصاں
اپنی محبوبی میں سب سے کریا یہ قرباں

چہچہے دلکی ہر ایک زمزمہ پرداز کے ساتھ
جسطرح سازکی آواز ملے سازکے ساتھ

اوس باغ میں بہار بصد ناز و انداز داخل ہوئی اور چبوترہ بلور پر جا کر استادہ ہوئی کنیزان خوش صفت و رنگین ادا گرد اوس ماہ لقا کے حلقہ کشان اور اس سرو باغ کے حسن کا اوسوقت عجب لطف تھا کہ دوپٹہ انچل بادلہ کا اودھی پائجامہ کے بانچہ کلائی پر نیچے ہاتھ کے سلوٹیں دیکھیں بر ابر ان کی بڑین کرتی ہیں اونچی سینہ اوبھرا ہوا اندا پیدا کر

چشم پر بار گراں ہے ابھی کاجل کا بوجھ
ایسی نازک ہیں کہ اوٹھتا نہیں پلکا کا بوجھ
ہے سراپا جو قیامت تو ہے آفت چھل بل
وہ لگاوٹ کی ہیں انداز کہ دل ہو بیکل

دوش سے اونکے سنبھلتا نہیں آنچل کا بوجھ
تاب کب ہے نزاکت کی وہ لا سکتی ہیں
ایسی رفتار ہے چھلاوے کا بھی لیجاے نکل
رنگ لائیگی غضب طبع میں رنگینی ہے

دور ہے اونکے گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ
ہاتھ کب مہندی کی رنگت کو اوٹھا سکتے ہیں
نازک ایسی ہے کہ چلنے میں کھاتی ہے بل
دور ابھی نام خدا دہیان سے خود بینی ہے

باغ کے جھونکوں سے خوشبو جو ان پھولوں کی ابرق کوہ شگاف اور ناظمان طلسم کے ناک میں گئی بس یکایک جھوم گئے اور مدہوش ہو کے پھر جو ہوش میں آئے گویا از خود فراموش ہوئے تھے نعرہ عاشقانہ مارے اور رہائی معشوقہ بہار طرحدار کی اشعار پڑہتے اور یہ طرح کیفیت چلی ہاتھ سے مجبور کر کو چھوڑ دیا سات لاکھ سپاہ ہمراہ لیکر ابرق لڑنے آیا تھا وہ تمامی لشکری گریبان چاک کیے اور سر پر خاک اوڑاتے دیوانہ وار بادل بیقرار یہ اشعار پڑہتے چلے آتے تھے

## غزل

دو چار آنکھیں ہوتیں ہیں کو ہٹو یہ آج اک یا جانی ہے — خدا محفوظ رکھے ہر بلائے آسمانی سے
تیری آنکھوں کی کیفیت ہے یہ جوش جوانی میں — کوئی ساغر بھرے جیسے شراب ارغوانی سے
سنایا میں نے حال زار جب اپنا تو وہ بولے — بس اب موقوف رکھو دل بھر آیا اس کہانی سے
یقین ہے گردش چشم حسیناں سے نہ چھوٹے گا — اگر بچ بھی گیا کوئی بلائے آسمانی سے
مرے رو رو کے ہجر کی اور دلمیں آتش الفت — غلط مشہور ہے یہ آگ بجھ جاتی ہے پانی سے
جفائیں یار کے چھوڑیں فلک زمینا چھوٹا — غرض دونوں یہ عاجز آئی میری سخت جانی سے
ہم ایسے چار بھی گریاں جو آجائینگے محشر میں — بجھے گی آتش دوزخ تمام اشکوں کے پانی سے
وہ درد آمیز باتیں منہ چلتے وقت کہدی تھیں — بھر آیا اونکا دل تھا مدے پیغام زبانی سے

اور اودھر جنید ناظمان بند حق ملک کہ خوشبو پہونچی تھی مست و محبت طلسم بیمار ہو کر یہ کہتے تالیاں بجاتے آتے تھے

## غزل

اے جنون رکھیو بیابان کو سواری تیار — آج کل چلنے کو ہے باد بہاری تیار
دل تو کہتا ہے نکل چلنے کو پر چلتے وقت — پیشتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار
سر پہ اندھیر خدا قہر قیامت ہستی — فتنہ انگیز نگہ کی ہے کمیں میں ساری تیار
ہار پھولوں کا پہنتے ہو تو میری خاطر — بدھی زخموں کی کرے تیغ تمھاری تیار
تیرے دیوانے کی وحشت ہے زیادہ ہر سال — بیڑیاں ہوتی ہیں ہر مرتبہ بھاری تیار

یہ سب مجمع لاکھوں آدمیوں کا قریب اوس گلشن افسون رنگ کے جب پہنچا سامنے بہار چبوترے پر کھڑی تھی اوسکی
حیرت دیکھکر ہر ایک نے پکار کر کہا کہ ای ملکہ اس فصل میں تو بہت شورش خون و مردود لوا جنون ہے یہ جی چاہتا
کہ اس لطف حرام افراسیاب کا کام کو ایسا کچھ بنائیے کہ ہوش کا بھروا کر دیجئے اور بہار حسن او گلزار سحر کی اسکو بھی سیر باغ
دکھلا کر دیوانہ کر دیجئے اور بہ رنگ بلبل آپکے گل رخسار کی مدح سرائی میں نغمہ سرائی کیجئے اور آپکے ہوا خواہ اور عاشق
شیدا کہلائیے اور جابجا جو دشمن ہو ویں اور انکو ایسا خار سمجھ کر کہ سب پھڑک پھڑک کر مر جاوین اور ہر طرح سے
انکا کالا منہ ہو جاوے اور اس طلسم سے بوم کی طرح تالیاں بجا کر ان کو نکالدیجئے غرض ای ملکہ ہم تو آپکے گل رخسار
کے بلبل ہیں ملکہ نے قریب اپنے ابرلیق کو بلا کر کہا کہ ای عاشق تن بلبل ہر جائی ہوتا ہے تم بھی میرے
سامنے اسطرح چہچہے کرتے ہو اور دم بھرتے ہو دم محبت کا بھرتے ہو کچھ دیر میں ہوا ہو جاؤ گے اور جا بجا
نالہ و شیون کرو گے اور کسیکے دام محبت میں گرفتار ہو کر نئی فریاد زبان پر لاؤ گے مجھے تمہارے
قول فعل کا اعتبار نہیں اور کیونکر یقین ہو اگر حقیقت میں تم افراسیاب چند روز کو رقیب اپنا
سمجھتے ہو اور میری بہار حسن کی سیر کرنا چاہتے ہو تو مجھے رسوا نہ کرو میرا نام زبان پر نہ لاؤ فغان لب پر نہ
لاؤ اس افراسیاب کی فوج کو مار کر بھگا دو اور اس کلجڑی کی بیٹی ملکہ حیرت جادو کو کہ جو میرے
سلطنت طلسم کے تخت پر بیٹھی ہے ذلت و خواری کیساتھ خوب مار کر باہر طلسم کے کر دو ابرلیق نے کہا
ای ملکہ میرا دل تجھپر صدقے اور جان میری تیرے ناخن پا پر سے نثار ہے یہ کتنی بڑی بات ہے جو تو نے
کہی افراسیاب تو کیا مسخرا ہے ہم تو تیرے حکم سے ساری سے لڑنے کو حاضر ہیں کہ بیت

| | | |
|---|---|---|
| ہے یہ روش سخن کی تری مجھکو یاں تلک | | جلنا زمین کا کیا ہے اڑے دن آسمان تلک |

یہ کہکر ابرلیق مع بلوا سحر کی بنا کر پھرا چلتے وقت ملکہ نے کہا لو پھر ہمسے بھی یہ خلعت سرکار بہار
کا ہے پہنتے جاؤ یہ فرما کر ایک گجرا پھولوں کا اپنے ہاتھ سے اتار کر اوس نافرجام کے ہاتھ میں وس
لالہ فام نے باندھ دیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ لشکر والوں کے ہاتھ میں ایک پھول اوس گلستان سحر کا اثر
ہو دا گیا کہ وہ سب اوسکو سونگھنے لگے آگے آگے ابرلیق اور پیچھے پیچھے وہ سب فوج ذوطرق بھری ابرلیق نے
افسران لشکر سے پوچھا بھئی کہو تم سب کا کیا ارادہ ہے افراسیاب سے لڑو گے یا نہیں سب نے کہا کہ ہم اوس
حرامی کمبخت افراسیاب اور اوس حیرت کو کیا سمجھتے ہیں اونکی تابع حکم تھے سو اب وہ بھی بات نہ رہی ملکہ
بہار کے جان نثار دن میں آج سے ہو اس ملکہ کے حکم سے آپ جس سے لڑینگے پہلے ہم جانبازی

کرینگے اور تلوارین مارینگے نمک خوارون کا کام یہی ہی کہ تلوارین کھائین اور عاشقونکا دستور یہی ہے
رضائے محبوب کے لیے سر اپنا کٹائین ابریق نے کہا شاباش اے جوانمردان عرصہ نبرد عاشقی یہی ہے جا مصرع

این کار از تو آید و عاشق چنین کنند

بہتر ہے دیر نہ کرو افراسیاب تو یہان نہین ہے پہلے اسی لکاتہ گیسو بریدہ حیرت بد سیرت کو
پکڑ کر سامنے ملکہ بہار کے لیچلو اور اوسے قربان کرکے ذبح کر ڈالو سب فوج حرجہ ہائے سحر بکر کر
ہمراہ ابریق لینا لینا کہکر چلی حیرت بادشاہ طلسم کی زوجہ ہی اور بڑی ساحرہ ہی اس سحر کو دیکہکر
بہار کے غضبناک ہوئی مگر خیال مین آیا کہ یہ وہی بہن تیری ہی کہ کل ظلمات جو آئی تہی اوسکو
تو نے بلایا تہا اور اسنے کیا کیا نئی ظلمات کے قتل کی تدبیر کی آخر عیارون نے اوسکے طرفدارون نے
کام اوس بیسوا کا تمام کیا اور پہر تیرا گہر بہرا ملک و مال برقرار رہا اے حیرت ذلت ملکہ بہار کی بہی
نہین تمام ناظمان طلسم پر اسکی عظمت ثابت ہے تو بہتر ہی کہ بہن ملکہ طلسم کی ایسی زبردست
ہی ملکہ بہی ایسی ہی زبردست ہوگی پس یہ سوچکر یہ تو چپکے کہڑی رہی اور جو ناظمان طلسم کے مسحور ہوئے
تہے وہ سحر بڑہکر انکو تہین بچانے لگی اور ادہر بہار کو بہی یہ منظور ہوا ہی کہ نصف فوج حیرت کی مسحور سحر بہار
ہو اور نصف باقی رہے کہ مسحور شدہ لوگ اونسے لڑین اسوجہ سے وہ ناظم مسحور نہوئے تہے اور بعض نے
خاک جمشید ناک مین لگائی تہی کہ خوشبوئے گلہائے باغ سحر اونکی ناک مین جو آتی تہی سو تاثیر نہ کرتی تہی
مگر اوسپر بہی یہ کہتی تہی کہ دیکہو بجا ہو فی الحقیقت آج بہار جادو کے حسن کی عجب بہار ہے ملکہ حیرت
جادو اوسکی لونڈی معلوم دیتی ہی کون ایسا مرد سنگ دل اور کونسی عورت ایسی سیہ قلب ہوگی
جو ملکہ بہار کو پیار نہ کریگی بعض عورتین جو قریب بادشاہ کے کہڑی تہی اونسے کہتی تہین کہ بہئی تم ہمکو بچا لیکر بیٹہو
لیکن تمہاری جان کی قسم ہرچند کہ ہم سن زیادہ رکہتی ہین اور دوست بازی اور ایسے اختلاط رکہتے ہی
جہگڑے سے نفرت دعا ہمیشہ ہمکو ہے مرد کی صحبت کا کیا کہنا گو وہ مزا تو نہین ہوتا مگر جی بہر جاتا ہی لیکن
اسوقت خاک مین ملے یہ فراد اور آگ لگے اس بڑہی کم بخت نے دلکو بہار کا جوبن دیکہکر بار بار یہی جی چاہتا
ہی کہ دوڑ کر اسکے گلے سے لگ جائین اور لپٹ کر خوب پیار کرین اور ملکہ حیرت یا افراسیاب یا اور کوئی اگر ہمکو
روکے تو لڑین اور لڑکے مرجائین اور جان اپنی دیدین یا اوسکی جان لیلین مرد اونکو جواب دیتے تہے کہ اے ملکہ تم
سچ کہتی ہو ہمارے دلکو بہی اس بہار کی صورت چین نہین دیتی ہی آپ سے آپ جان جایا رہا ہی مگر اپنا تو یہ قول ہی کہ بیت

عشق وہ کیجیے جسمیں کوئی پہچان نہ جائے | بیت | جان جائے تو بلا سے یہ کوئی جان نہ جائے

ہم سچ کہیں ملکہ حیرت جادو اوسکی دشمن افراسیاب جادو اوسکا تشنہ خون ہے اور ہم قدیم نمکخوار اس سرکار کے ہیں اور ملکہ بہار جادو اور حیرت مقابلے ہیں شہنشاہ کی سرداروں اور عزیزوں سے لڑ رہی ہے مگر وہاں آداب عشق اور یہاں پاس نمک ہیں اس سبب سے ہم خاموش ہیں نہ ادھر بولتی ہیں اور نہ اوسطرف کھڑی تماشا دیکھتی ہیں بھلا کوئی بھی ایسی معشوقہ پر ہاتھ اوٹھاتا ہے ہماری بلا حیرت کیطرف سے لڑتی ہے اگر حیرت غالب آئی اور دشمن بہار کو مار لیا تو سچ تو یہ ہے کہ ہمکو بڑا ہی صدمہ ہوگا اور اگر حیرت کو اسنے مار لیا تو ہم خوش ہونگی اور بیل اوسکی اطاعت کرینگے اور بہار کے ہلاک ہونے سے ہم بھی نہ بچینگی کاٹ ڈالینگی حیرت و افراسیاب اسکو زندہ نہ چھوڑینگے مگر ہم اپنی جان نثار ہونے سے یہ کہکر بے اختیار رونے لگی اور یہ غزل اپنے حسب حال پڑھنے لگی

غزل

حیرت ہی ہو تو زلف و رخ یار سے بگاڑ
رہتا ہے ورنہ کافر و دیندار سے بگاڑ

مثل نسیم ہوں میں روزگار میں
گل سے بناؤ ہے نہ مجھے خار سے بگاڑ

اوس مہ کی مہربانی سے اپنی ہے زندگی
غیرت سے مر گئے جو ہوا یار سے بگاڑ

آزردہ ہیں وہ بوسہ لب کے سوال پر
شیریں کے لب سے ہے نمک خوار سے بگاڑ

تیرے سوا کسی سے علاقہ نہیں مجھے
زیبا نہیں ہے خادم سرکار سے بگاڑ

اے بحر حسن تیرے کیا آئی ہے تجھے
رکھتا ہے اپنے تشنہ دیدار سے بگاڑ

دیوانہ آج کل سے کچھ آتش نہیں ہیں ہم
مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

القصہ کل لشکری جو کہ ہوشیار بھی تھی اونکی تو یہ کیفیت ہوئی تھی اوسطرف سے ابر برق ذیر جھکر بڑی بڑی نکڑیں بیابان کے نزدیک سحر تیار کرا کر اڑائی اور لشکر حیرت پر گرائی یہ فرہاد منش عشق میں اوس شیریں غدار ملکہ بہار کی خود ہی جان دینے پر تیار تھی اوس آفت آسمانی کے آگے نا چار جان بچانے کیلئے یہ شعر پڑھتے ہوئے سحر کی مدد کرا کر اوس فوج کیطرف چلا کہ

بہار حسن کی ہماری زیادہ رخ و گلشن نہ دیکھا | بیت | ہمیں قسمت ہی یار و خزاں میں ہمنے چمن دیکھا

غرض دونوں فوجیں باہم ملگئیں تیغ سحر چلنے لگی ہوا اوسکی صرصر قہر چلی نخل جسم لگنے لگے زنگ آہن بھی تیغ بہار آئینہ جان سبزہ زنگاری بنا ابر مرگ گھر آیا گلشن دہر میں تاریکی موت پھیل گئی تاطم پڑ گیا باد خزانی ترنیا شگوفہ چھوڑا کہ جوان نہ بوڑھا چھوڑا جوہر تیغ گلزار کی بہار دکھانے لگے آتش شمشیر و خنجر سے گلستان حیات میں آگ لگی برق سرگرداں سے نکلتی تھی زخموں کے چشمے اور خون کے فوارے جاری ہو گئے کمند جن

کہ وہین سنبل باغ بنکر پریشانی دکھاتی لگین ہر برگ جان بلبل کے لہو سلسلۂ جنگ مین نشتر نما آسیب
نما ہر ایک کو پہونچا نقیب اوس باغ مین بلبل بنکر زمزمہ سنج ہوئی تیغ زر دگیند ہی کا پھول بنا تمت
سیاہ سیہ بہار زنان زلف سنبل کا پتا دیتا داغ دل لالہ کا نشان دیتے تھے خنجر عریان شاخ گل بنے تھے
زخم جسم پر برنگ گل خندان تھے ایسا خون ۔ وان ہوا تھا کہ وہ بیابان ارغوان زار بنا تھا تیر سن سن
مثال نسیم صبا کی رفتار گلشن رزم مین دکھاتی تھی اوس حیرت کے لشکر پر پڑ گئی تھی رگ ابر جان
کے لیے نوک شمشیر کا نشتر کرتی تھی کہ خون بہاتی تھی جسقدر گلبدنان یاسمن پیکر ناظم طلسم تھین تن
خون مین تر لبریز ہو کر گلنار پوش تھین راحت فراموش تھین گنج شہیدان مقصود یون ہی تھا کہ انار ستان
چمنستان جنگ مین پھلا اور علاوہ تیغ و تیر و شمشیر وغیرہ جلنے کے سحر بھی طرح طرح کا ہو رہا تھا کسی نے
آگ پکڑ جلایا تھا کسی نے دریا بنایا تھا مینھ برسایا تھا ابر خون بہتے تھے جو مین جلتی تھین سنترہ خنجر پڑ جاتی
تھی بدن کے آنے سے سنانے ہوا باغ سحر کے جلنے کا پتا دیتی یون جلتے تھے کہ نسیم وزان تھی
نارنج ترنج کے چمن سے ہر طرف لگی تھی اونسی سوا رنج کے اور کیا حاصل تھا بیکار نام اونکا نارنج
رکھا تھا نخل تن برنگ چنار آتش سحر سے جلتے تھے آفت کا سامنا تھا یہ نقشہ تھا کہ

غضب کی تھی کچھ پڑی تیغ تیز
قضا بھیجتی تھی طلب پر طلب
اوٹھاتی قدم کو گروہ لعین
دھکیلا جہنم مین ایذا کے ساتھ
ہوا منقطع کافرونکا ثبات
بدن سے کیا جان نے اوس سر کی خبر

نہ جای امان تھی نہ پای گریز
اوٹھو وہ تو کاندھون پہ تھی اجل
پکڑتی تھی پاؤنکو رن کی زمین
وہ حاصل اجل کو تھا اون سے تیغ
گئی اک دم مین دو دو زرہ چیرتی

برستے تھے تیر پر تیر سب
چلے دو قدم گر تو ہے سر کے بل
وہین تیغ نے دیکھے گردن مین ہاتھ
بہت دب گئے زیر سنگ کلوخ
امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر

جب اوس جنگ کو طول ہوا اور ہزارون ساحر حیرت کا مین
آکر داخل جہنم ہوا ملکہ بہار قتالہ وسفاکہ یکہ تنہا اوس باغ مین کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی اور اوسنے
مخمور کو جو ہاتھ سے ابریق کی چھوٹ گئی تھی اوٹھوا لیا تھا اور بڑی دیر تک سحر پڑھکر افسون ملکہ حیرت
کا اوسپر سے رد کرکے اوسکو ہوشیار کیا وہ بھی صف لشکر مہرخ مین آکر ٹھہری تھی اور یہ تماشا دیکھ رہی
تھی اور لشکریان مہرخ کی زبان سے صدائے احسنت مرحبا سحر پر بہار کے جاری تھے بہار کا اوسوقت
یہ حال تھا کہ دوست دشمن سبکی زبان سے مرحبا مرحبا کا شور اوسکے نسبت بلند تھا اور اوسکے حسن پر ہر ایک

رہی تھی نہار تھا حیرت نے اوسوقت سوچا کہ لبن بازگشت کیجاؤن دوبارہ پھر جاؤن لیکن خیال گذرا کہ اب تیر چہرہ جا
سے کیا ہوگا جو لوگ کہ مسحور سحر بہار ہو گئے ہین وہ ہوش مین کسیطرح نہ آئینگے جب تک کہ سحر
بہار رد کیا جائیگا ناچار اب مجھکو لڑنا چاہیے کیونکہ بسبب کثرت سپاہ ابریق اور اودہکا لشکر
مسحور شدہ مجھ تک پہونچا نہین ورنہ اتبک وہ سب مجھپر آ پڑتے اور پھر کب تک آخر لڑتی پھرتے
اگر وہ مجھ تک پہونچ گئے تو بہت بڑی ذلت کا سامنا ہوگا بس ایسا کچھ سوچکر اوسنے اشارہ کیا
کہ تمام لشکر کے جو اوسکے جلو مین ہمراہ رکاب تھا اوسکے علم جلوہ گری پر آئے اور نقارہ ہائے نقارے
بجنے لگے اوسوقت عمرو اور قران وغیرہ عیار جو مہر برق کو دیکھنے آئے تھے وہ بھی علیحدہ کھڑے
اوس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے تھے دونون نے آپسمین کہا کہ بھائیو اب غضب کا سامنا ہے حیرت خود لڑنے
آیا چاہتی ہے اور وہ زوجہ بادشاہ طلسم ہے یقینی سحر بہار رد کر دیگی اور سحر کے رد ہونے سے بہار بیہوش
ہوجائیگی اوسوقت مہرخ لڑنیگی اکیلی ہی اب لڑنے سے باقی ہے پھر وہ بھی طلسم سے سامنا نہین
کرسکتی ہان لڑائی البتہ بڑی گھمسان کی ہوگی پھر اوس سے فائدہ ہی کیا ہے سوائے اسکے کہ ہمارے
لشکر کی آئندہ شکست ہوگی اور مال بھی ضایع جائیگا بس لازم ہے کہ عیاری کرین عمرو نے کہا اچھا مین
عیاری کرکے حیرت کو روکتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ کچھ فکر کرے اور ہوئی مکاری عرصہ عیاری مین
دوڑائے ہنوز یہ کچھ کرتب نکرنے پایا تھا کہ وہان ابریق مع لاکھون ساحرون کے حیرت کو اور
افراسیاب کو گالیان دیتا ہوا لشکر کو لڑاتا لشکر قتل کرتا مارتا لڑتا ہوا قریب حیرت پہونچا
آدھر مہرخ نے قصد کیا کہ اب حملہ کرکے ناظمان طلسم کے ڈیرے پر جا پڑے اور انکے خیام و بارگاہ کو جلادے
مال و خزانہ لوٹ لے اور ہر طرف آتش فساد کو ایسا مشتعل کرے کہ جسکا بجھانا آب تدبیر سے نہو سکے اور
چار طرف سے ہر ایک کو گھیر کے بس پار کے جانب جہنم پہونچائے کیونکہ جانتی تھی کہ اب سوائے حیرت کے اور کسی مین
تاب جنگ باقی نہین ہے سب مدہوش ہین یہی وقت ہے لڑائی اپنی طرف کی بن پڑی ہے یہ سب اپنے
اپنے ارادے مین تھے ہی کہ ناگاہ آسمان پر برقین چمکین اور رنگ برنگ کی سبز و سرخ بجلیان کوندنے
لگین اور موتی برسنے لگے اور شہنشاہ جادوان افراسیاب آیا سب نے دیکھا کہ تخت تمکنت پر سوار ہو اور
طلسم تخت کاندھے پر اوٹھائے آگے آگے ویسا ہی تجمل کہ جیسا اکثر بیان ہوا ہے اور پس پشت اوسکے چار لاکھ
ساحرون کی قوت اسباب ساحری کے ہمراہ رکاب شہنشاہ عالیشان پیدا ہوئے اور بادشاہ نے پشت ابریق کا دیکھا

اور تمام لشکر کو بے سحر پایا نظر جو کی تو ملکہ بہار کو گلشن سحر میں کھڑی دیکھا کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا آہ سرد بھری اور اوسی طرف چلا بس قریب سو پہنچی تھی ہوا ی باغ سحر جو کی سراپا ے معشوقہ دیکھکر بیچین تو ہوگیا تھا ہی ہوا ے باغ سحر اور بھی بادہ محبت سے چڑھی اور چند شعر عاشقانہ زبان پر جاری کر ابیات

چنان بلند شد سرو تازہ بر در او
بخود سر کشیدست سبزہ تر او
نسیم جرعہ گر زبر مش آفاق اند
ز برگ لالہ و نسرین کشیدہ فتراک

کہ سرو ناز تو اند شدن برابر او
نبازم آن فرہ شوخ را کہ دو میں تنہا
داغ ست مرا بہشت کو نثراد

ز تو بہار چمن آفت خزان دور ست
جہان نہ گرد کہ حاجت شود بہ خنجر او
چو گفتہ ای بالا بو صحبت تازہ گلیست

یہ اشعار پڑھکر بہار کیطرف مسحور ہوکر چلا تھا کہ یکایک ایک طائر خوش رنگ ایک طرف سے اڑتا ہوا آیا اور کان کے پاس سے یہ کہتا ہوا نکل گیا کہ شہنشاہ ساحران یہ باغ سحر ہے جہاں آپ جاتے ہیں سنبھلیے اسوقت گل رخسار معشوقہ بہار بالکل خار راہ سمجھیے ورنہ وہ آسیب خزاں پہونچیگا کہ کبھی بہار ہی اس طلسم میں نہ آئیگی دشمنوں کی آگے جان جائیگی طائر یہ کہکر غائب ہوا اور بادشاہ کو ہوش آگیا اور پکارا کہ باشیاری تمکو اے بہار غضب کیا تونے کہ سب لشکر میرا مسحور کیا ملکہ بہار کا رنگ سفید ہوگیا بہار حسن پر خزاں آئی غنچہ سربستہ کیطرح خمول ہوکر مرجھائی اور بادشاہ نے افسون کیا ایک شعلہ آگ کا نکلکر چمنستان بہار میں گرا کہ وہ گلشن جلنے لگا دل بہار چمن آگ لگ گئی گل ہر ایک انگارہ ہوگیا آتش گلستان ترقی پر ہوئی سنبل دھوئیں کی شکل نکلی نرگس کی آنکھ میں وہ دہواں لگا کہ اندھی ہوگئی تخت چمن سے گل متردد ہوا فوج بلبلان نے شکست کھائی خزاں کے لشکر نے گھیر لیا سوسن شل چشم اعمی کور ہوگئیں فوارے رونے لگے غنچہ صبر کرتے تھے گل نے گریبان چاک کیا لالہ کا دل غم سے خون ہوا سرو نے سر کو پرواز خاک کیا دم بھر میں یہ حال ہوا کہ ہوا ہی بدل گئی وہ گلشن جل گیا ہے اس باغ نگارین کے خاک ہی خاک کا ڈھیر ہر سمت نظر آتا تھا نہ وہ سبزہ کی تراوت نہ لہلہاہٹ نہ خوش فعلی نہ زمزمہ سرائی مرغان بوستان قمری ہر ایک نالہ کنان بلبل مرثیہ خوان جانوران خوش الحان مرثیہ بھی پڑھتے تو سوز پڑھتے تھے خار حال گلشن پر دلسوزی کرتے تھے یہ حال تھا کہ مسدس

نخل ماتم ہوئے سب نخل چمن صرصر قہر
پہونچی اس جوش تلاطم کی ہوئی شہر بشہر

سبزہ تھا رنگ ظلمت آئینہ نہر
تمام چھوڑا نہ خرابی نے کوئی بھی پہر

ابر اندوہ سے تاریک ہوا گلشن دہر
ظلم تھا اس باد خزاں نے یہ گلو ند ھیم

| | | |
|---|---|---|
| موج سبزہ تھی کہ تلوار تھا اوس گلشن میں | رنگ گل خون سے گلنار تھا اوس گلشن میں | تیر کیا تیغ کا بازار تھا اس گلشن میں |
| جعفری جعفر طیار تھا اس گلشن میں | بنیے تیغے تھے کوئی خنجر مژگان نہیں | جو انار اوس میں تھا گنج شہیدانے تھا |

ملکہ بہار جلنے سے اوس گلشن سحر کے بیہوش ہوئی اوسکو تو کنیزین بہوا اور پر ڈالکر جانب خیام و بارگاہ لیگئیں اور بادشاہ نے ڈھنا کہ ٹھہرو تو سہی نگرام دیکھو تو مین کیا کرتا ہوں یہ نعرہ کرکے آسمان کیطرف اشارہ کیا کہ ایک ابر گھر آیا اور باران سحر برسنے لگا وہ جو ابرلیق کے ساتھ لوگ بجز تلوارین کھینچے گالیان دیتے چلے آتے تھے وہ ایکہی مقام عزیز پا گل ہوکر رہگئے اور ابرلیق کو بعد دم بھر کے ہوش آیا اور جتنے سردار ناظرہ و ناظم وغیرہ تھے مع سپاہ کے سب ہوشیار ہوئے پھول جو ہاتھ میں تھے اور گجرا گلا مین ابرلیق کے بندھا تھا وہ سب پھول مرجھا گئے اور سب ساحر اپنا حال کثیر الاختلال دیکھکر کمال ہی محجوب اور صاحب انفعال ہوئے عرق انفعال مین نہا گئے اور فرط ندامت سے شرمندہ ہوکر سر فگندہ ایک جگہ کھڑے ہوئے افراسیاب نے اپنے ساتھ والون سے مخاطب ہوکر کہا کہ تمنے معلوم کیا کہ یہ آفت میرے لشکر پر کسکے سحر نے ڈھائی تھی یہ بی حیرت صاحب کی بھنیا صاحب کا سحر تھا دیکھو بہار نے کیا سلوک کیا ہے اور قیصر حیرت اگر جو دیکھا تو حیرت آنکھون تلے بھر بال سر کے کھولے چپ اور بن تخت پر بیٹھی ہے اسنے اپنے تخت پر اوسکو بلاکر گلے سے لگالیا اور کہا رنج نکرو تمھاری ہی بہن کا تو کرتوت یہ تھا اے ملکہ بڑے بڑے ساحر جو یہان تھے اونکا کیا حال اس سحر مین گذرا تھا ملکہ نے کہا اے شہنشاہ آپ باتون باتون مین جوتیان نہ ماریئے مین کیا جانون کہ نگوڑی بہن کیسی اور خالہ کیسی ابرلیق نہ زیر آیکا البتہ بلبلایا ہوا تھا باقی اور ناظمہ تو خوب ڈرتی اب الگ صم بکم بنی ہوئی کھڑی تھین یہ ابرلیق تھا اور جیتا اور بڑے بڑے ساحر اور افسر اور ساری فوج اور تمام لشکر بہار کے عشق مین جوش و خروش کرتی میرے قتل پر آمادہ آیکو بڑا بھلا کہتے آتے تھے شاہ نے کہا کسیکا کچھ قصور نتھا وہ سب مجبور اور مسحور تھے بھلا اب تو انسے بلاکر پوچھو ملکہ نے کہا جو ہونا تھا وہ ہوچکا اب پوچھنے کی کیا فائدہ اسی طرح اکدن سب ملکر مجھے مار ڈالینگے اور آپ کہیگا کہ کسیکا قصور نتھا قصور کیون نتھا یہ بھڑوے ساحر کیون کہلاتے ہین جو ایک چھوکری کے سحر مین اسطرح دیوانے ہوجاتے ہین نام بڑا اور درشن تھوڑا انکو غیرت نہین آتی اور سحر ساحری سیکھتے نہین عیش مین پڑ گئے ہین حرام کی روٹی کھاتے ہین سا ابرلیق اور افسران فوج کیطرف دیکھکر کہا جو سناٹے کہنے لگا ملکہ طلسم کیا فرماتی ہین اب تمھین غیرت

پانے لگے کے سامنے عذر کرداور اپنی بیکسی اور مجبوری بیان کرکے تقصیر معاف کروائی ویسے سب
کے سب سردار دوڑ کر ملکہ حیرت جادو کے آگے روبرو عجز اور عذر کرنے لگے کہ غلامون
کا کچھ جرم دانستہ نہ تھا ہم سب خود فراموش اور سحر مین بہار کے بیہوش اور مدہوش تھے اے ملکہ یہ تو
ادنا ساوار ہی سحر کا اگر ہمارا سحر پہلے بہار پر چل جائیگا تو کیا مجال ہی جو وہ مسحور نہو جاے غرض یہ تو خطا
معاف کرانے لگے اور افراسیاب چار لاکھ فوج لیکر لشکر مہرخ پر آگرا اور پہلے ہی حلے مین بزور سحر
سب کو مسحور کیا یعنی ایک نارنج آسمان پر مارا کہ وہ بلندی پر جاکر شق ہوا اور ایسی آواز مہیب آئی کہ گاو
زمین کا کلیجہ یقین تھا شق ہو جاے اور یکایک آسمان سے ستارے ٹوٹنے لگے گویا آسمان سحر بادشاہ نے تارے
توڑے ہر ستارہ قسمت لشکریان مہرخ گردش مین آیا تھا اور اوسی کا نمونہ یہ دکھائی دیا تھا کہ وہ ستارے
ناچتے ہوے لشکریون کے سر پر آگرے ہر ایک نے سحر فراموش کیا اور دم محبت شاہ جادوان بھرنے لگا
سواریون سے سحر کے اوتر کر ہاتھ اپنے رومال سے باندھکر ہر ایک العفو العفو اے شہنشاہ ساحران
کہتا ہوا چلا اوسوقت شاہ جادوان نے حکم دیا کہ ساحران نامی جاکر بارگاہ دربار اور خزانہ دشمن
پر قبضہ کرلین مگر ابھی کسیکو قتل نہ غارت نہ کرین بازاری اور بیرا او پر کی فوج بمضطر اور پریشان
ارادہ بھاگنے کا رکھتی تھی کہ یکایک لاکھون ساحر گرداگرد چار طرف سے آگئے اور اونکو محاصرہ کرلیا وہ
بیچارے سب لرزان و ترسان درگاہ خدا مین دعا کرنے لگے کہ پروردگار تو ہمسے اس ظالم ہرگز
کے ہمکو بچائے شاہ طلسم نے بعد اس انتظام کے چالیس لاکھ فوج کو اپنے حکم دیا کہ ان سب باغیون کو
اپنے پہرے مین کرلو اور آج دن بہت قلیل ہے رات بھر انکی حفاظت کرو صبح سبکو راہ فنا دکھاونگا
ہر چند کہ خلاف آئین طلسم یہ بات ہی کہ یکایک مجرم کو قتل کرے مگر مین ان سب سے ایسا جلا ہون کہ بغیر مارے
نہ چھوڑونگا تم لوگ عیارون سے ہوشیار رہنا اور عیار دو ایک کبار نکلنے نہ پائے اتنا بڑا لشکر اونکی حفاظت
کو مقرر کیا ہی غرض یہ انتظام کرکے چاہتا تھا کہ مراجعت کرے اوسوقت یکایک آسمان پر آواز
دنا دن کی آئی اور ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے لپٹین خوشبو کی آنے لگین کبھی سہرے پھول آسمان
پر سے کبھی سرخ رنگ کے گرنے لگے طرح طرح کی بارش گلہاے متلون کی ہوکر موتیون کی بارش ہوئی
آواز خوش آئیند آئی پھر ایک آواز مہیب سخت و درشت ایسی پیدا ہوئی کہ ای بندہ خاص من افراسیاب
کچھ تجکو خبر ہی کہ ہم کون ہین تمام لشکر ناظمان طلسم کا اور ملکہ حیرت کا جب آسمان دیکھنے لگا تو سبکو یہ معلوم ہوا کہ بارش کی

آسمان سے زمین تک ہے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے دشت و در تمام نورانی ہو رہا ہے افراسیاب نے کہا کہ
یہ تو کسی خداوند کی آمد کا ظہور ہے اسی وجہ سے پھیلا ہوا یہ نور ہے یہ کہکر پہلے اپنے تخت پر سجدہ کیا تمام لشکر
سجدے میں گرا ہے اور جیجو کا سامری کا شور مچایا طرفہ ماجرا اوسوقت نظر آتا تھا کہ ایک عالم سجدہ میں
سر جھکائے ہوئے تو آسمان کی طرف اوٹھائے تھا گویا خداوند کی آمد نے پہلے ہی دنیا پر انقلاب کر دیا تھا
کہ سر نیچے تھا آنکھیں اوپر ہر شخص تھا غرض بعد سجدہ تمام لشکر تو ہاتھ باندھکر اور ہاتھوں کو اوٹھا کر لب
بعجز و تمنا ہلاتا دہن کھولے جانب آسمان نگران ہوا اور بادشاہ تخت اپنا بلند کر کے نزدیک ابر کچھ
دور گیا اور عرض رسا ہوا کہ جو بزرگان دین میں سے خداوند یا اونکے نائب وغیرہ تشریف لاتے ہیں
وہ اگر مناسب سمجھیں تو تشریف لائیں اپنا کفش خانہ اس طلسم کو تصور فرمائیں یہ غلام دیرینہ اور تو
کچھ مقدرت نہیں رکھتا مگر آنکھیں اپنی فرش راہ کریگا اور اپنے سر پر اون صاحب کو بٹھائیگا اس
عرض کرنے سے ایک آواز قہقہے کی آئی اور صدا پیدا ہوئی کہ اے افراسیاب ہم جب تشریف
لائینگے کہ جب سواس سونا ہمارے نام پر قربان کریگا ورنہ کچھ ضرورت ہمارے آنے کی نہیں ہے تو خود چلا آ
ورنہ تو اپنے ہمراہ : کہلا بھیجنگے مگر جو کچھ ہم کہتا ہے وہ کہہ سنائینگے شاہ جادوان یہ سنکر نیچے اتر آیا
اور ملکہ حیرت سے کہا کہ خداوند یا اونکے نائب تشریف لائے ہیں سواس سونا نذر کرنا چاہیے
وہ پاس بلاتے ہیں نہیں معلوم کہ کیا تقدیر غصہ میں آکر جائیں تم جانتی ہو دنیا میں ہر جگہ کام آتا ہے
جب نہ رہینگے خفا ہو جائینگے پھر کوئی کام نہ نکلیگا اور بالفرض تقدیر میری بھی نکریں تو یہ کس کام کی
بات ہے کہ خداوند آئیں اور ہم پیش بھی نہ ہوں اور پھر چلے جائیں سواس سونا کیا بات ہے جلد منگانا چاہیے
ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ اے ابریق جلد سواس سونا لشکر کے جوہر خزانے سے جا کے لا ابریق دوڑا ہوا گیا اور جلد جلد
سواس سونا اٹھوا کر لایا شاہ نے اوسوقت تخت اپنا بلند کر کے عرض کیا کہ یا خداوند یہ سواس سونا حاضر ہے بس کہنا
تھا کہ یکایک بجلی سی کوندی اب جو دیکھا تو وہ نور جو چھایا ہوا تھا شگافتہ ہوا اور ایک تخت اوسمیں سے پیدا ہوا
کہ تمام جواہر لعل اوسپر ہیں تخت اوسمیں جڑا تھا اور سر کوئی بیٹھا نظر نہ آتا تھا بیچ میں ایک تصویر مثل شعلے کے
چمک پیدا رکھتی تھی اور گرد اوس تصویر کے جیسے شکار گاہ لڑکے بناتے ہیں اسطرح ایک چرخی لگی تھی اور اوس چرخی میں
تصویریں چرخ کھاتی تھیں جلد جلد گھومتی تھیں بس وہ تخت یکایک میں پر اوتر آیا اور قریب اوس سونے کے ہو کر اون
تصویروں میں سے ایک کا منہ کھلا اور سونا پر وہ جھپٹا کہ اوسنے وہ سب سونا اپنا لیا اور اوس تصویر کے ہو کر وہ سونا غایب ہوا جیجو کا

کفار مین پھر غلغلہ ہوا اور آواز آئی کہ اے بندگان قدرت خداوند ہمنے ہزار شکل چرخ گردان دیکھا تمنے میری قدرت
بنے پھر سجدہ کیا اور کہا واقعی ہم سنا کرتے تھے کہ خداوند ہزار شکل چرخ گردان کو ہر یہ چرخ ہزار شکلون
کا ہر نماہی چنانچہ جو کچھ ہمنے سنا تھا آج اوسکا ظہور ہوا وہ سب آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے دوڑ کر سجدہ
کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند عمر گذر گئی ہمکو تو دو سو خداوند کو پرستش کرتے ہوے مگر کچھ ہماری امداد
کوئی نہین کرتا خداوند نے یہ سنکر ایک صداے ہیبتناک سے کہا کہ اے بندۂ قدرت تیرے ایمان مین فتور
آگیا ہے جلد توبہ کر ارے تو نہین جانتا کہ ایک زمانہ مین ہمسے اوراسی عمر مین فساد ہوا تھا ہمارے پیغمبرون
یعنی ملک مردارید سرخ پوش لال قبا پیغمبر نے ان مسلمانون کو بہت کچھ سمجھایا اور ہمارے
خداوند نے حمزہ کو عرش اعلی پر بلا کر دعوت کی آسمانون کی سیر کرائی زندہ اپنی بہشت مین بھیجا دوزخ کو
دکھایا جو مرد کہ حمزہ کے یہان کے تھے اونھون نے آکر شکل قباد اور مہرنگار اور سیرویہ بن حمزہ
وغیرہ سب نے خداوند کے دین کی گواہی دی کہ ہزار شکل چرخ گردان برحق ہے یہ سب امورات اسلیے
ہمنے کیے تھے کہ یہ لوگ راہ راست پر آئین آخر جب ان سب نے ہمکو نمانا تو ایک حمزہ ہمنے اپنی
قدرت سے پیدا کیا اور اوسکے ساتھ بھی ویسا ہی سامان اور سردار ہمنے خلق فرمائے کہ جیسا سامان
وسردار اوس حمزہ کے ساتھ تھے اور ہمارے اوس حمزہ کے سردارون کو پکڑ پکڑ کے مچھلیونکو اور گھڑیالون
کو کھلایا کہ شاید اب بھی ڈر کر حمزہ ہمکو سجدہ کرے اس حمزہ نے نمانا اوسوقت ہمنے عمرو ایسی قدرت
عنایت فرمائی کہ وہ محبوب پری چہرہ معشوقہ قدرت کی شکل بنکر قدرت کے پاس آیا اور دغا دی
کی اور قدرت نے خود تقدیر کی تھی کہ قید ہو جائینگے پس عمرو قدرت کو پکڑ لیگیا قدرت جب سامنے
حمزہ کی گئی تو فرمایا کہ اے ملحد ہمنے ہر چند چاہا کہ تو راہ راست پر آئے مگر تو گمراہ ہی رہا اب جلد جلاد کو بلا کر
قدرت کو قتل کر کہ قدرت دنیا کی سلطنت سے عاجز ہو کر عرش اعلی پر جائین اور اگر یہ منظور نہو تو اب بھی
قدرت کو سجدہ کر حمزہ نے نمانا اور جلاد کو بلایا بس اتنا کہکر دیکھکر سب نے کہ ان تصویرون کے اندر
وہ شعلہ جو بیچ مین تھا کانپا اور آواز رونیکی آئی افراسیاب اور تمام سردار مع حیرت ناجادو کے حال سے
خداوند ہزار شکل چرخ گردان کے رونے لگے کہرام پڑ گیا پھر خداوند نے فرمایا کہ آخر جب جلاد آیا قدرت
آپسے رنجیدہ دنیا مین تھی کہ یہ خوشی خاطر قتل ہونا گوارا کر کے عرش اعلی پر چلے گئے اور کہتے گئے کہ اے حمزہ
ملحد اب تو تمام عمر اسی بلچہ پن مین رہیگا اور مین تقدیر کیے جاتا ہون کہ کسی خداوند کے ہاتھ پر راہ راست

نہ اختیار کریگا اور ہمیشہ پرستاران خداوند سے توڑیگا اور اپکو قتل کرکے خون بیگناہ اونکا اپنی گردن پہ
لیگیا اور وہ بیچارے سبب ہمارے بہشت مین ہمارے پاس آئینگے اور تیری فریاد کرینگے اور
تجکو اب جہنم نصیب ہوگا ہماری بہشت نہ ملیگی بس یہ بددعا دیکر ہم عرش پر چلے گئے سچ پوچھو تو
ہمارا کچھہ نہ بگڑا اب سلطنت باطن کرتے ہین پونے دوسو اپنے بھائیون کے ساتھہ شراب پیتے
ہین جنتیان کھاتی ہین کیونکہ ہم جب چاہتے ہین جب عورت بنتے ہین جب چاہتے ہین جب مرد
بنتے ہین اسوجہ سے جسکے فراج مین آیا وہ مرد بنگیا اور ایک بھائی کو عورت بنالیا باہم عیش کیا جس
بندے کے گھر مین جی چاہا چلے گئے وہی خاطر سے پیش آیا اے افراسیاب جب قدرت خود حمزہ
سے ناراض ہوکر اور اوسکے ہاتھہ دکھہ اوٹھاکر عرش اعلی پر چلے گئے تو پھر تیری کیا حقیقت ہے اور ایک کچھہ
ہم ہی نہین عرش اعلی پر گئے اور حمزہ کے ہاتھہ سے قتل ہے خداوند ملکہ دم خبنیہ جو پہلی خداوند تھین اور بندیا
کے بھیس مین طلسم نارنج مین خدائی کرتی تھین وہ عمرو کے ہاتھہ سے قتل ہوئین پھر خداوند مینارہ نشین
پھر یہ قباہی زرین تن جو ملک فرنگ مین خدائی کرتے تھے اونکے بعد ملک مغرب مین خداوند ثمرات
سخن گو کیسی جاگتی جوت سے کے خداوند ہمارے برادر مکرم و معظم تھے وہ مارے گئے سو ذکر اونکی خدائیون کا
سود خون نے لکھا ہے اور نام اوس کتاب کا نوشیروان نامہ رکھا ہے تو منگا کر دیکھے ان سب
خداوندون کے بعد تابوت معلق صندوق معلق شہر عنطلی آباد باختر مین تھے اسیطرح کہانتک بیان
زبرجد شاہ فرعون شاہ نمرود شاہ وغیرہ کہ جنکے پاس لقا بھاگ کر گیا وہ سب اب عرش اعلی
پر ہین ذکر اونکا ایرج نامہ اور باختر وغیرہ مین ہے اب دیکھ خداوند لقا کو کہ اپنے بندونکو سمجھاتی ہین اور
اونکے ہاتھہ سے کیسی کیسی دکھہ اوٹھاتی ہین جب یہ بندے اونکا کہنا نہ مانینگے اوسوقت وہ بھی عرش پر چلے
آوینگے اے افراسیاب ہمکو یہ بندے سب برابر ہین ہم اونکو پیار کرتے ہین کیونکہ ایک دن تو وہ تھا
کہ ہمنے اونکو پیدا کیا تھا اور اسیطرح اونکی نشو و نما کی تھی کہ جیسے مالی درخت بوتا ہے اور اوسکی پرورش
سوا کرتا ہے پھر اوس درخت کو کاٹتے برا معلوم ہوتا ہے اسیطرح ہمکو بھی دشمن کا رنج معلوم ہوتا ہے
اے افراسیاب شکر کر ہمارا کہ ہمنے تجکو ایسا جلال اور نعمت شوکت دی ہے کہ خداوند نکی مدد کرتا ہے اور یہ
ہمارے برابر رتبہ نہ مرتبہ ہے خداوند ساحران کہلاتا ہے تیرے دم سے نام سامری و جمشید زمانہ مین باقی ہے تو قدوہ جادوگران
ساحران ہے اور زبدہ دودمان فسونگران ہے یہ تعریف جو بادشاہ نے زبانی خداوند کی اپنی نسبت سنی فرط عشرت سے

گل گل شگفتہ ہوا اور محبت خداوند کی ایک حصہ تھی اب سو حصے ہو گئی اور سر عجز سامنے خداوند کے جھکا کر
عرض پیرا ہوا کہ مین ایک بندہ نجس تیرا یا خداوند ہون یہ سب تیری ہی قدرت نمائی ہی کہ جو تونے
اپنے ایک ادنی بندہ کو ایسا کچھ رتبہ دیا ہی خداوند نے جو کچھ فرمایا نہایت درست اور بجا ہی سچ
ہی کہ نالایق آدمیون سے خداوند کا کسیکا بس نہین چلتا ہی یا خداوند یہان بھی عمرو کو مین گرفتار کرکے
ایسا ایسا سمجھایا ہی کہ جو حق تھا نصیحت کا وہ ادا کیا ہی لیکن کسیطرح اوسنے کہنا میرا نہ مانا بس معلوم ہوا کہ
آپ آپسے خداوند کی پھٹکاران سب پر پڑی ہے کسیطرح راہ راست پر نہ آوینگے غرض ایسا کچھ سمجھا کر
خداوند نے فرمایا کہ اے شاہ جادوان ہم اب جاتے ہین شاہ نے سجدہ کرکے کہا کہ یا خداوند بارگاہ مین
تشریف لیچلیے اور اپنے بندونکو درشن اپنا دیجیے خداوند نے کہا کہ ہم بارگاہ مین نجائینگے اسلیے کہ بہت سے
بندے ہمارے اسوقت ہمکو پکار رہے ہین اور ہمسے فرشتگان مقرب انکا حال کہ رہے ہین اور دریاے رحمت
ہمارا جوش زن ہی ہم تیرے سبب سے سکوت کرین اونکی فریاد کو نہین پہونچے ہین اب جو ہم بارگاہ مین
جائینگے اور وہان وہ بندے قید ہوکر آئینگے اور ہمکو دیکھکر طالب اعانت ہونگے پھر روبرو ان بندون
کے ہمکو شرم آئیگی ہم سبکو چھوڑ دینگے اور اے افراسیاب ہمکو کیا جب ہم اسطرف چلے تھے تو ساری
اور جمشید کو رحم اون بندون پر آچکا تھا ہم کہے جاتے ہین کہ وہ سب بندے جو ابھی گرفتار ہوے
ہین چھوٹ جائینگے اور اونکی مدد کو لشکر تبران کا آیا چاہتا ہی اپنے مقام سے چل چکا ہی وہ اگر آفت ڈھائیگا اور
خداوند کا فرشتہ کئی بار سامری پاس آچکا ہی کہ خداوند تمہارے چھوٹے بھائی نے بہت کہا ہی کہ طلسم مین بندے ہمارے شہید
ہو گئے ہین اب تقدیر اونکی رہائی کی کردیجیے بس سنتا تھا کہ افراسیاب نے کہا دیکھیے ہم تو خداوند لقا کیطرف سے
لڑتے ہین اور خداوند باغیون کیطرفداری کرتے ہین یہ کہی رہی رہا تھا کہ یکایک آسمان پر رونے پیٹنے کی صدا
آئی اور کچھ ساحر سر برہنہ اڑتے ہوے سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ نے پہچانا کہ یہ ساحر طلسمات کے ہین بیقرار
ہوکر پوچھا کہ اے ترجیح بتاؤ کیون روتے ہوے آئے ہو کیا سانحہ گذرا ہی اونھون نے کہا اے بادشاہ مہتر برق فرنگی
زندانخانہ طلسما تمین گیا اور دشمنی افعی سحر اور اشد ظلماتی کو مارا اور تبران کو چھڑا لیا زندانخانہ تمام برباد ہوگیا یہ
سنتا تھا کہ خداوند نہر اشکل نے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے افراسیاب لقا کی شفارش سامری نے قبول کرلی ہے تو
تیرے سامنے یہ پیام سلام ہوے رہتی اب تن اپنی فوج لیکر آئیگی سبکو چھڑا لیگی علاوہ اسکے عمرو اگر تجھکو زک دیگا کچھ نہ بنے
نہ بنیگا افراسیاب نے کہا یا خداوند اگر ایسی ہی ان مسلمانونکی اب خداوند اعانت فرمائینگے تو پھر ہمارا لڑنا

بیکار ہی خداوند نے کہا پھر تجھے اختیار ہی خواہ لڑ یا نہ لڑ افراسیاب نے کہا بغیر لڑے بھی نہین بنتا اب
عمرو کا یہ قول ہی کہ یا تو خدای نادیدہ کی پرستش کرو نہین تو ہمسے مقابلہ کرو پھر ہم کیا مسلمان ہو جائین
خداوند نے کہا پھر تمہاری پاسداری اپنے دین کی تو مقابلہ کرنا ہی خداوندون پر کیا احسان ہی افراسیاب نے
کہا اسوقت سب باغی آپ فرماتے ہین کہ رہا ہوا جاتے ہین بس مین آپ ہی کی سیوا کرتا ہون خواہ
اونکو چھوڑ دیجیے یا اونکی حفاظت کیجیے خداوند نے کہا یہ مجھسے نہوگا افراسیاب نے اصرار کیا اوسوقت
خداوند نے کہا اچھا تو افسران لشکر مہرخ کو مع مہرخ کے سامنے طلب کرو سب پر سے اپنا سحر آتارو ہم
اونکو اپنی حفاظت مین رکھینگے شاہ نے اوسیوقت ساحرونکو حکم دیا کہ جاؤ افسران لشکر کو امیر نکو لاؤ
ساحر ملکہ مہرخ اور مخمور اور بہار و طاؤس نافرمان و زلزلہ و لرزان وغیرہ کو کہ سب مسحور تھے
بلا کر لائے کہ چلیے تمکو شاہ جادوان بلاتا ہی وہ سب تو آپ ہی دم محبت کا افراسیاب کی بھرتی تھی فوراً
ساحرون کے کہنے سے حاضر خدمت شاہ ہوے سب نے دیکھا کہ توبہ توبہ سب کرتے ہین اور اپنے آپ مین نہین
ہین بس جب وہ سامنے آگے خداوند نے فرمایا کہ اب سے سحر دفع کرو شاہ نے سب پر سے سحر کو رد کر دیا
اب جو ہر ایک ہوشیار ہوا دیکھا کہ افراسیاب و درحیرت اور تمام سردار اوسکے اور سپاہ ایک مقام پر
استادہ ہین اور ایک تخت پر ایک شعلہ چمکتا ہی اور گرد اوسکے ہزار تصویرین چرخ مار رہی ہین اور ہر سمت نعرہ یا
خداوند ہزار شکل چرخ گردان بلند ہی بہار نے کان مین مہرخ کے کہا کہ یہ بیشک عیاری خواجہ عمرو کی ہی
اسوقت مناسب ہی کہ جو کچھ یہ تصویر شعلہ رخسار فرمائے اوسکو قبول کرنا مہرخ نے کہا مجھکو بھی کچھ طور ایسا ہی
معلوم ہوتا ہی غرض یہان خداوند نے یکایک فرمایا کہ اے بندہ یان قدرت تم قید مین شہنشاہ جادوان کے
تھین مین نے تمپر سے سحر رد کرا کر اپنی نگاہبانی مین تمکو لیا ہی اب تمہارا لشکر مسحور نہین ہی خبردار بھاگنے کا ارادہ
نہ کرنا اور کوئی سرکشی نہ چاہنا مجھکو خداوند ساحران کے حوالہ کرکے چلا جاؤن اوسوقت تمکو اختیار ہے
مہرخ وغیرہ سب یہ باتین سنکر خاموش کھڑی رہین اور دل مین سمجھ گئین کہ ہمپر سے خواجہ نے سحر دفع کر دیا ہی اب
وقت پاکر دست و پا ہلانا اور نکل جانا. غرض یہان خداوند نے فرمایا کہ اے افراسیاب اب ہمارا اسطرح ظاہر
یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہم غائب ہوتے ہین اور ان باغیون کے آج کی رات کو محافظ رہینگے صبحکو تجھے اختیار
ہی خواہ تجھسے کوئی چھڑائے یا تو اونکو قتل کرے افراسیاب نے کہا آپ تو بارگاہ مین چلنے کو کہتے تھے کیا نہین آپ
یہان جائینگے افراسیاب نے کہا کچھ تبرک ہی اپنے دست پاک سے ہمکو دیجیے تاکہ ہم عمر اپنی زیادہ پائین اور دولت حکومت کی

ترقی ہو خداوند نے فرمایا اچھا کچھ شراب شربت منگواؤ ہم اپنے اگیاری کی خاک اسمین ڈالدین سب افسر لشکر کو تقسیم کرا اور آپ بھی پی لے جو جس کی مراد ہوگی وہ پوری ہوگی عورت جو پیے گی بارہ برس کی ہوجائیگی حسن مین اپنے تئین بہ از حور قدرت پائیگی مرد جو پے گا رات بھر مین سو استری سے بھوگ کریگا اور بانزدہ برس کا ہوگا اور عمر اوسکی ہزار برس کی ہوجائیگی یہ سننا تھا کہ شاہ جادوان نے کئی خم شراب کے اور کئی مشکے شربت کے منگوائے خداوند نے مشکے قریب اپنے منگوا کر نیچہ قدرت اپنا شعلے کے پاس سے نکالا سب نے دیکھا کہ ایک نیچہ نہایت ہی خوبصورت ہے کہ تپلی تپلی انگلیاں جیسے اچھے خوشنویس کے ہاتھ کا قلم ہوتا ہے ویسی ہی ہر ایک انگلی ہے اور مہندی ہاتھ مین لگی ہے چوڑیاں خداوند پہنے ہین بس وہ نیچہ جب نکلا ایک بہت بڑا پڑیا تھا اس پڑے کو اوسنے مشکی مین ڈالدیا اور اسیطرح شراب کے خمون مین بھی خاک اگیاری کی ڈالی گئی اور اوسمین سے اول دو جام افراسیاب نے پیے اور دو حیرت نے پھر تو مصور صورت نگار زمرد ابریق کوہ شگاف اور اسیطرح ناظمہ و رشید اور ناظمان ملک نے شربت اور شراب نوش کی کچھ دیر کے بعد بسمین لڑنے لگے ایک نے دوسرے کے سر سے ٹوپی تاج پگڑی اوتاری اور افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ اے ملکہ اسوقت تو مرد ہے اور مین عورت ہون خداوند کی قدرت کا تماشا دیکھون اور اے ملکہ تو مجھے جفتی کھا ملکہ نے کہا اے شاہ تم کہتے کیا ہو مین تو مرد ہوگئی ہون تم خداوند سے کہکر اپنے تئین عورت بنوالو میرے پاس آؤ بادشاہ نے آگے بڑھکر چاہا تھا کہ خداوند سے کہے مجھکو عورت بنادیجیے بس چلا تھا کہ طمانچہ بیہوشی نے مارا سر نیچے ٹانگین اوپر ہوگئین حیرت دوڑی کہ ارے عورت بنا چاہتے ہین اور ابھی سے لیٹا جاتا ہے بس اسکا دوڑنا تھا کہ یہ گری اچھو لگا الگ گیا جتنے افسران فوج اور ناظم وغیرہ تھے سب بیہوش ہوکر گرے اور خداوند نے یکایک تخت اپنا بلند کرکے شعلے کو اور چرخ کو غائب کیا اور تخت پھر نیچا کرکے یکایک اپنے تئین ظاہر کیا اور نعرہ کیا کہ منم عمرو بن امیہ ضمری ای مہرخ کیا منہ اوٹھائے کھڑی منہ دیکھ رہی ہو بس یہ سننا تھا کہ ساحران نامی نے نارنج ناریل ترنج گولے فولاد کے مارنا شروع کیے اور عمرو نے خنجر کھینچکر بیہوش شدہ کے سر کاٹنا شروع کیے جو لشکر کہ بیہوش ہوا تھا وہ تلواریں پکڑ کر دوڑا ادھر سے لشکر مہرخ نو رہا ہو چکا تھا ہی وہ بھی نعرہ اپنے مالک کے سنکر جرأت سحر کے پار کر آگرا اور لگی گھمسان کی مار ہونے دم بھر مین سیل خون جاری ہوئی شور و غوغا تا بہ گنبد آسمان پہونچا جدھر سنیے شور افتاد بلند تھا جدھر دیکھیے لاشین لاشین پاشین درہ درہ پر جو

تڑپ رہا تھا تلوار ہی تلوار علم تھی گویا تیغ ہی کا عالم تھا ایک عالم بیدم تھا ضرب تیغ نقد جان پیو
پڑ رہی تھی روح روان کے سکہ کا چلن تھا دنیا ٹکسال بادشاہ مرگ کی تھی کیا بیات

وہاں تھی جو سب بانی دشمنی
روان تھا سہم تیر کے بعد تیر
رکھا ہاتھ جب قبضۂ تیغ پر
سرک جاؤ سر کی ہے خیر اب کہان
کہین تیغ چمکی کسی جا سنان
یہ مرکب کٹا اور وہ راکب گرا
جری سب تھے خون مین نہائے ہوے

قیامت کی تھی محو تیر افگنی
عمرو نے وہان پر نہ کی اعتنا
قضا یہ پکاری سوی اہل شر
چُھرے منہ پہ تلوار کے جنگجو
کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طپان
گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
اگرچہ تھے گھوڑے اوٹھائے ہوئے

کمانون سے تا صف فوج عدو
بڑھا کہہ کے تکبیر بہر دغا
کہ اے کافرو جلد مانگو امان
لگے کٹنے مرنے جری چار سو
یہ کافر ہٹا اور وہ نمازی بڑھا
بھرے تھے قتیلون سے سب دشت و در
عمرو نے اسوقت جست کرکے

قریب افراسیاب آکر چاہا کہ ایک پتھر مارکر کام اوسکا تمام کرون اوسوقت چند تیلیان پرنزادان
طلسم شہنشاہ کہتی ہوئی پیدا ہوئین اور بادشاہ کو اوٹھا کر لیچلین اور چند پریون نے آکر
حیرت کو بھی اوٹھایا اوسوقت سرداران بیہوش شدہ کو فوج نے اوٹھا کر روبفرار لائی دلیرون
نے تعاقب کیا بڑا اوربھی ٹیرتنے مریا مال و اسباب خزانہ بازارین سب لوٹ لین خیمون مین آگ لگا دی
لیکن تیلیون نے لاکر حیرت کو ایک مقام پر ہوشیار کرکے عرض کیا کہ وری اسطرح آپ بیہوش تھین ہم
کنیزین نہ اوٹھاتی تو دشمن ہلاک ہوجاتے ملکہ یہ سنکر دہان سے رنجیدہ خاطر اوٹھی اور قریب اپنی
بارگاہ کے جب پہونچی ہنگامہ کا بازار گرم دیکھا نعرہ کیا کہ باشیدائی نالائقان تیز بیان بھی پہچانچہ
مہرخ وغیرہ نے جو حیرت کو اوسجگہ دیکھا طبل بازگشت بجوادیا اور بفتح فیروزی مراجعت فرمائی
اور اپنی بارگاہ مین آئی سردار بھی داخل خیام ذوی الاحترام ہوئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوے
عمرو بھی بارگاہ مین آیا مہرخ سے مژدہ سنایا کہ اے ملکہ تم رنجیدہ نہو بلکہ خوشی کرو برق فرنگی زندہ
ہے اور اوسنے جاکر زندان ظلمات مین ملکہ بران کو قید سے چھڑایا ہے اب وہ اور بران دونون
ملکر یہان آیا چاہتی ہین اس خبر کے سننے سے ملکہ مہرخ نے سجدۂ شکر خدا ادا کرکے حکم ترتیب انجمن عشرت
دیا ساقی و مطرب حاضر ہوکر داد عیش و نشاط دینے لگے یہ سب سردار تو بعشرت تمام یہان ٹھہرے
اودھر برق فرنگی جو بران کے پاس سے روانہ ہوا تھا اول لشکر ناظمان نور افشان کیطرف

کیطرف آیا وہ فوج لیکر چل چکے تھے برق نے اونسے آکر راہ مین ملاقات کی اور جو کچھ پیام ملکہ نے دیا تھا
وہ سب بیان کیا تمام شاہان قلعۂ طلسم غصہ ملکہ کا دریافت کرکے تھرا گئے اور کہا اے برق اسیو
سے تو ہم بغیر تشریف لائے ملکہ کے لڑنے کو چلے تھے کہ آپ ہی گئی برق نے کہا اچھا اب اتنا تم توقف کرو
کہ ملکہ سحر کرنے گئی ہین وہ آلین تو جانا اور مقابلہ کرنا انھون نے کہا کہ ملکہ اور زیادہ آزردہ ہونگی برق
نے کہا تبتو آہی گئی ہین اگر آزردہ ہین تو ضرور ناراض ہونگی اگر خوش ہین تو ہونگی جہان اتنا توقف
کیا ہے اور توقف کرو اب خلاف رای ملکہ پیشقدمی کرنا اچھا نہین غرضکہ یہ کہنے سے برق کے انتظار مین ملکہ
ایک مقام پر ٹھیری حال اوسکا یہان ہوگا کہ بروقت ٹوٹنے پل پر یزادون کے یہ سب کیا جانبازی کرتے
ہین اور افراسیاب کو جو پریزادان طلسم لگئین صحرا مین لیجا کر ہوشیار کیا یعنی ایک پری
نے رنگ منہ پر افراسیاب کے چھڑکا اور ایک پری نے زانو پر اپنے سر رکھ لیا اور ایک پانوٴن دبانے
لگی آنکھ افراسیاب کی کھلی اوٹھ بیٹھا اور پوچھا کہ تم کیونکر مجھکو لائین اونھون نے عرض کیا کہ اے
افراسیاب وہ موا عمرو آپکو قتل کیا چاہتا تھا لشکر ہر چند لڑ رہا تھا مگر بہت بڑی خوف کی جگہ
تھی کہ اودھر تو سارا لشکر نارنج ترنج آپکو تاک کر مار رہا تھا اور ادھر وہ عیار تیر لگاتا تھا ہمنے بخیال
اسکے کہ آپکے دشمنونکو کوئی مضرت نہ پہونچے وہان سے آپکو اوٹھا لیا اور میان سے آئے بادشاہ نے
یہ سنکر اونکو رخصت کردیا اور آپ وہان سے منغضب تمامتر جانب باغ سیب گیا کہ اور کوئی تدبیر ان
نمکحرامونکی کرون بیان ملکہ حیرت جب فوج مہرخ کے پاس آئی تو اونسے بارگاہ اپنی درست کرائی اور
لشکر فراری کو جمع کرایا آپ داخل بارگاہ ہوئی مگر فرط رنج سے ناچ گانا سب موقوف کرایا آخر
سرداران فوج نے آکر عرض کیا کہ اے ملکہ رنج آپکا جا سے بیجا نہین لیکن ہم جانبازون نے بھی تو کوئی
دقیقہ جان نثاری مین باقی نہین رکھا اور اب سحر اپنے اپنے خوب چاق و چست کرتے ہین جگا
ہین اگر سامری نے چاہا تو ان باغیونکو مار لیتے ہین آپ کیون گھبراتی ہین اور یہ بھی مقدرات تقدیر
کے ہین نہین معلوم سامری کو کیا منظور ہے کہ بنی ہوئی لڑائی بگڑ جاتی ہے دیکھیے شہنشاہ نے آتے
ہی سب باغیون کو قید کر لیا تھا اوسوقت عمرو ہزار شکل بنکر آیا اور دھوکا دیکر لیگیا اے ملکہ ہم یہ حیران
ہین کہ یہ ایسی صورت کیونکر بنجاتا ہے ملکہ نے کہا کہ اوسکے پاس بھی ایک تخت ایسا ہے کہ وہ اڑتا ہے
وسی تخت پہ وہ سوار ہوکر اور گلیم اوڑھکر شعلہ جلا کر اوس شعلہ پر چرخ لگا کر آیا اور حقہ ہای نفتی

اوسنے ماری کہ جسکے سبب سے آگ برسی اور موتی اوسنے برسائی بعض حقون مین سے آواز پیدا ہوتی ہی اونکے
شق ہونے سے دناشا ہوتا ہی وہ اوسنے شق کیے اور اندر اون حقون کے خوشبو بھری تھی
اور روغن ایسے ایسے اوسکے پاس ہین کہ اوسکو آتشبازی کے مہتاب کیطرح جب وہ کام مین
لاتا ہی نور ہی نور پھیل جاتا ہی بس یہ کرشمہ اوسنے اپنی عیاری کا ہمکو دکھا کر فریب دیا سرداروں نے
عرض کیا کہ افسوس ہی ہم اوسکی ان باتوں سے آگاہ ہین اور فریب کھاتی ہین ملکہ ذی کمال جب سے وہ طلسم
مین آیا ہی بہت سی اوسکی ایسی باتین کہ ہم اوس سے آگاہ ہوے ہین لیکن وہ ہمیشہ نئی طرز پر عیاری
کرتا ہی اور ہم آگاہ ہو چکے ہین اسوجہ سے اب اتنا ہوا ہی کہ ہم پہچان جاتی ہین لیکن وقت مین کہ یہ عمرو
ہی یا کوئی اور عیار ہی ورنہ پہلے تو ان سو عیاروں کی شناخت نہو سکتی تھی یہ ہمارے لشکر کی عیار پہچان
سنون کر ٹوٹی پھوٹی عیاری اونکو یاد ہی وہ بھی کبھی کبھی بن پڑتی ہی یہ عیار ہو بلا ہین اور آفت کے ٹکڑے
ہین اگر یہ طلسم مین نہ آتے تو ابتک کب کا شہنشاہ تمام باغیون کو قتل کر چکتے خیر اب دیکھا چاہیے
کہ کیا ہوتا ہی غرض کئی سو سردارونکی اسنے ناظمان دربند کی خطائین معاف کین اور اونکو دربار مین
آنے کی اجازت دی پھر ساقی مطرب طلب فرما کر مشغول عیش و نشاط ہوئی ادھر ناظمان دربند نے
دلمین اپنے خیال کیا کہ واقع مین غصہ ملکہ کا جا ہی تھا ہمکو غیرت لازم ہی اب ہم بھی عمدہ عمدہ سحر تیار
کرین کہ جسکا کوئی جواب نہ ہو سکے دیکھو اوسطرف کی ساحرہ کیسی جانبازی اور سر فروشی اپنے
مالک کے ساتھ کرتی ہین اور میدان کارزار مین گوی سبقت لیجاتی ہین پھر جو وہ ہین وہی ہم مین
وہ بھی اسیطرح تعلقہ دار اس طلسم کی تھین اور ملازم بادشاہ تھین اب شریک عمرو ہو گئی ہین لیکن
یہ اونکی محنت کا نتیجہ ہی کہ اونکو معلوم ہی کہ ہمسے لڑائی ایسے بادشاہ سے ہی کہ جو خداوند ساحران ہی پھر
ایسی محنت کرین کہ بادشاہ سے نہین تو اوسکی فوج سے لڑنیکے قابل تو ہو جائین غرض ایسا کچھ سوچکر بعض
شاہزادی چشمہ ساحری مین نہانی اور سحر تیار کرنیکو روانہ ہوے اور بعض شہر داؤدیہ کیطرف بعض
الاؤ جمشید کے بعض بیابان ہستی کیطرف چلے اور بعض نے میان منتر دن کی جاپ شروع
کرائی بنگالی کا نورودیس کے ساحر دریا کے کنارے بیٹھ کر وہ ڈمرو بجا کر منتر جگانے لگے ہوم جادو درست
ہو گئی بھیٹین چڑھنی لگین جھٹکے ہونے لگے یہ سب تو اب سحر درست کرتے ہین اور دونون لشکر آراستے
ہوے ہین ادھر برق فرنگی بھی لشکر مین آکر داخل ہوا ہر ایک اسکو دیکھکر نہایت خوشنود

تو تشہ دودھوا اوسطرح ذکا سر لگایا پھر ماز نقد ق اُتروایا محمود گلمین باہین ڈالکر رونیلگی کہ بھیا تمھاری صورت ہمکو پھر خدانے دکھائی ہزارہا روپیہ کا صدقہ اتر گیا عمرو نے سب سردارونسے کہا کہ ارے تم سب کیون مال کو ضایع کرتے ہو جو کچھ دینا ہو مجھکو دیدو ڈالو کہ مین خانہ کعبہ مین بھیجدونگا وہان عورات غربا اور مساکین منہ کو تقسیم ہوجائیگا سب عمرو کی باتون پر ہنستے تھے برق کو بہت بھاری خلعت سبنے دیے عمرو نے کہا لا اسباب مین ہے یا رکھ چھوڑون عید بقر عید کو پہننا تو خراب کر ڈالیگا برق نے سردارونسے اشارہ کیا کہ اونھونے عمرو کے سامنے پھر کچھ نذر یا مخفی طور پر مالا مال کر دیا عمرو کو بھی بہت کچھ ملا عمرو نے کہا اب مین تلاش بران مین جاتا ہون برق نے حال زندان جادو نکا کہا کہ اسطرح مجھکو افراسیاب نے قید کر کے بھیجا ایسا مقام صعب مینے دیکھا اختر کے سبب سے راہ مین کچھ ضرر نہ پہونچا آخر یون اوس اعمی اور اژدر کو مار کر مینے بران کو چھڑایا اب بران اپنا سحر تیار کر رہی گئی ہین ایکو نہ ملینگی نہین معلوم کہ کس صحرا مین یہ طلسم کے لئے ہونگی آپ توقف فرمائیے عمرو یہ سنکر ٹھہر گیا اور کہا اچھا پھر جبتک ادھر اودھر کی سیر کرین غرض عیار ایک جا نو ٹھہرتے نہین ہین اپنی فکر مین کبھی بارگاہ مین کبھی صحرا مین کبھی لشکر دشمن مین آتے جاتے ہین حال اونکا بیان آئیگا مگر اب اونکو یہان چھوڑ کر حال ملکہ بران شمشیر زن بیان کیا جاتا ہے ابیات

ذرا اب سنو سحر کی داستان — یہ لکھتا ہے راوی شیرین بیان
ظفر کا ہے مژدہ کہ پھر نوبت — مبارک ہو حیرت کو کامل شکست
ذرا ہان سنان زبان پھر سنبھل — کہ تا کے ہے کفار کو پھر اجل
ہوا صید لاغر ہے جو دل نہ سیر — نیستان مین پھر گونجتے ہین یہ شیر
کسی صید پر پھر کرینگے یہ چوٹ — شکار افگنی پر نہایت ہین لوٹ
سنبھل اب زبان قلم پھر ذرا — کہ لکھنا ہے مجھکو نیا ماجرا
سخن مختصر ملکہ خوش صفات — وہ بران عالی گہر نیک ذات
روان جب ہوئی برق کے ساتھ سے — تو دل مین خیال اوسکے یہ آ گئے
کہ چلیے سوے گنبد سامری — ملے وان سے تحفہ تو ہو بہتری
ہوئی یہ روانہ اوسی سمت کو — یہ تھا دل مین دشمن کو مہلت نہ دو

ملکہ مذکور ایک آن واحد مین سناٹا مارکر اپنے طلسم کی سرحد مین پہونچی اور قلعہ ہفت رنگ مین نہ گئی کہ عرصہ گذارہ کا لگہ اوسی سمت کی راہ لی کہ جہان گنبد سامری بنا ہے اور ظہور اس مقام پر روح سامری کا ہوتا ہے حیرت بھی اپنے طلسم

سے حجرے ہفت بلا کو طے کر کے انگوٹھی جمشید کی لینے گئی تھی وہ مقام جمشیدی تھا لیکن اوسی
کے متصل ایک مقام ہو کہ اوسی جگہ کو گنبد سامری کہتے ہین اول زمانہ مین طلسم ہوشربا اور نور افشان
اسطرح ملا ہوا تھا کہ ایک ہی طلسم تھا اور حاکمان طلسم ہوشربا اور نور افشان کے دوستی کا برتاؤ رہتا
تھا نور افشان طلسم اتنا بڑا نہین ہو کہ بمقابل طلسم ہوشربا ہو اسوجہ سے حاکمان طلسم نور افشان بادشاہ
ہوش ربا سے مغلوب رہتے تھے اور خراج لیتے تھے اتنا بڑا بادشاہ کوئی طلسمات کا کاہے کو تھا کہ
جیسا بادشاہ لاچین تاجدار جادو طلسم ہوشربا کا تھا اوسی بادشاہ کو گرفتار کر کے افراسیاب
نے حکومت طلسم لی ہو اور شہنشاہ ساحران بنا ہو اسکے ساتھ ہی وہی طریقہ تمام شاہان اطراف
طلسم نے کیا ہو اور سب نے اطاعت اختیار کی ہو اور کوکب بھی پیر بھائی اوسکا تھا اور ہمیشہ اس سے
دبتا تھا اور عمرو کے باعث سے اوسنے سرکشی کی ہو حاصل مطلب یہ کہ طلسم نور افشان سے جو
راہ جا نیکی بیابان ہستی اور الاؤ جمشید کی ہو اور گنبد سامری پر جانے کی بھی راہ ہو جب کوئی اس
طلسم سے چلے تو بیچ مین یہ مقامات مذکور ملینگے اسکے بعد طلسم ہوش ربا ملیگا اور جو کوئی طلسم ہوشربا
سے چلے تو اول یہ مقامات ملینگے اسکے بعد نور افشان ملیگا بس تیران کو پہلے ہوش ربا سے نور افشان
مین جانا پڑا اور پھر اتنا چڑھکر مغربی دروازہ طلسم کی طرف سے چلی کہ اب پہلے بیابان ہستی اور صحرای
عجائبات اثنای راہ گنبد سامری ملین تو ہوشربا مین پہونچے غرض یہ مسافرہ صحرای نیرنگ عجائبات
وسیاح دشت افسون وغرائبات جب سرحد طلسم پر اپنے مغرب کیطرف سے پہونچی تو اودھر سے
پھر عازم ہوئی کہ اب گنبد سامری پر جاؤن اور اودھر سے پھر ہوش ربا مین چلی جاؤنگی چنانچہ سرحد
طلسم سے اپنے آگے بڑھی ایک دشت ہول خیز و وحشت انگیز مین گذر ہوا یہ پروردۂ مہد ناز و نعم
وہ صحرای پر آفت وستم ہوش و حواس اوس دشت کو دیکھکر اوسکے بجا نہ رہے مگر دل کڑا کر کے
کہ خدائے تعالیٰ نیر نگہبان ہو آگے کو روانہ ہوئی ہر قدم پر صدا سنائی دی کہ اے جانے والی اس
جنگل مین کوئی بھولے سے بھی قدم نہین رکھتا ہو مسافر خیال بھی گذر نہین سکتا ہو کیون اپنی جان
خرمن پر ستم کرتی ہو بازگشت تیری لیے بہتر ہو اری او نوجوان یہ بڑی غضب کی جا ہو ملکہ نے ان
باتون کا کچھ بھی جواب نہ دیا اور قدم ہمت آگے بڑھایا یہ حال نظر آیا کہ منزلون تک زمین مین جادو
و نیرنگ کے فرش بچھے جو بلندی تھی وہ اپنے خیال مین ہمسر عرش تھی ہر طرف آگ کے دریا بہتے تھے

شعلے تا بفلک جاتے تھے خیال کرنے سے پانون مین وہم کے چھالے نکل آتے تھے زبانہ شعلہ تا بہ فلک سر کشیدہ

شعر

زمین آگ کی آسمان آگ کا — جدھر دیکھیے اک سمان آگ کا

جو غار تھا دعویٰ انا جہنم کرتا تھا اپنے جلال سے افسان کو کیا ملک کو بیدم کرتا تھا جو بگولہ دشت مین اُڑتا تھا وہ ایک میل آتش کا نظر آتا تھا اور ادسمین سے دیو سیاہ پیدا ہوکر ڈراتا تھا مردے جو ساحران نامی کے مرگئے تھے وہ اس دشت مین نظر آتے تھے اپنی اپنی کیفیت سناتے تھے انگارے اوچھالتے تھے اور کہاتے تھے سامری کے نام پر جو پیشی ہوکر مر گئے تھے اونکا اوسی دشت مین گذر تھا ہر ٹیلا اور ٹیکرے پر منگلے آگ کے بنے نظر آتے تھے پھر وہ غول نجات تھی ابھی زمین پر پانون رکھا ابھی ابھی پانون کے نیچے دریائے سبز رنگ پیدا ہوگیا آگے چلنا دشوار ہوا اوس دریا مین غوطہ کھایا پھر کسی نے بازو پکڑ کر کنارے پر پہونچایا پھر جو قدم اوٹھایا اپنے تئین دہن اژدر مین پایا جان سے ہاتھ دھویا اپنی بیکسی پر آنے والا خوب رویا پھر جو آنکھ کھولی نہ اژدر پایا اور نہ دشت و در دیکھا مگر ایک مختصر سا ویران گھر دیکھا کرنے کا جھوپڑا نئے ڈھنگ کا بنا ہے دیوار نہ در وحشت کا گذر آرام اوس سے متنفر ہون دور ساکن اسفل السافلین بھی نفور جو کوئی مقام مکان کیطرح کا پایا اوسکی چھت اپنے غائب دیکھی کوٹھریان ڈھئی ہوئی نظر آئین کہین دو چار گز کا چبوترہ چار پانچ پتھر کا اور پرانے بانس کا چھپر جھکا ہوا پڑا مگر اوسمین سے بونڈلا اژکر ملا نیچا تا اور پکارتا تا کہ کوئی ابھی نہین آیا سامری نے میرا کھانا نہ بھجوایا بہت بھوکا ہون اس گھر کے مہمان کے خون کا پیاسا ہون پہونچنے والا وہان کا حیران رہتا ہے کہ اس بلا نے ایک ہی نوالہ کیا اس بیچارے نے تن بمرگ دیا پھر خدا نے بچایا آنکھ کھلی تو اپنے تئین ایک باغ مین جادو کے پایا کہ ہر تیا اوسکا اعجاز تھا ہر شاخ مین جادو کا سانپ تھا آرسا سے بڑھکر ہر ایک شمشاد قمری کو گلیجا کھانے کی ترکیب یاد وہ رنگ فشان ہر ایک نہر لہر اوسکی خدا کا قہر سبزہ وہان کا زہر غم جانکاہ گل وہان کا عندلیب جان کیلیے خار خدا کی پناہ نخل کی تجنیس خطی نخل چوب تابوت ہر ایک شاخ کف افسوس ہر ایک برگ نیا سامان اور ساز و برگ خار سے خلش پیدا گلون سے دشمن کی بو پیدا نرگس مین رنگ چشم عدو ہویدا سرکشی سرو لب جو کو آتی پھول وہان کے سیاحون کے حق مین کانٹے بوتے مرغان چمن نوحہ و شیون کرتے حال سیاران

## باغ پر روحے مسدس

بید لیلی پہ ثمر اون کو ہین مانند چنار
فاختہ صورت منصور تو شمشاد ہی دار
راہ وحشت ہی مین جم جاتی ہین ہر ہا قدم
ہوبہو ہی یہ کبھی شکل ہی جب جلوہ نما
رنج نارنج سے حاصل ہی یہ حاصل فزا
خون انگور کے دانتون سو ٹپکتا ہی یہان
کبھی خاموش نہین اس چمنستان کے طیور
نوک ہر خار زبان ارنی گوے سر طور
نالہ جب کرتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین

شاخ ہر ہر ثمر بے ثمری سے پر بار
یہ صنوبر کو لگا گھن کہ ہوا سوکھکے خار
بید مجنون سے بھی بڑھکر ہین قدم جا بقدم
سیب کو دیکھو تو آسیب کا دیتا ہی پتا
منھ لگاؤ کوئی میٹھے کو تو کھاے کھٹا
تاک میخوار دنکو کانٹا سا کھٹکتا ہی یہان
نالہ کش نخل یہ ہین دار پہ جیسے منصور
لب شیون سی گل شمع تجلی کا ظہور
ہر شرر مین یہ فلک دم مین جلا دیتے ہین

ملکہ تمران اوس باغ مین جب پہونچی بلبل روح اوسکی قفس تن مین گھبرائی کہ یکایک ایک آندھی سیاہ آئی چارطرف سے لیجیو گھیر لو پکڑ لو کا شور ہوا اور ایک نہر کا پانی تلاطم مین آیا خدا کی پناہ وہ طوفان ایسا تھا کہ طوفان نوح بھی ایسا نہو گا بعد اس طوفان کے ایک دیو قوی ہیکل اوس نہر سے نکلکر اسکے قریب آیا اور پنجہ قوی جانب اوسکے بڑھایا منھ پھاڑ سا کھولدیا اسکو نگلنا چاہا ملکہ نے چاہا کہ اس سے مقابلہ کرے مگر اپنے بزرگوں کی زبانی سنتی چلی آتی ہے کہ بیابان عجائبات مین جب قدم رکھو تو وہانکی بلائین سب فرشتے قہر سامری کے پجاری ہین اونسے کوئی لڑ نہین سکتا چپکا کھڑا رہے وہ جیسا چاہین آزار پہونچائین دم نہ مارے جب یہ سب مصیبتین جھیل جائیگا تو گنبد سامری پر پہونچیگا اور اگر ذرا بھی ہاتھ پانون ہلائیگا تو اون بلاؤن کا طعمہ ہوگا کشتی جان اس گرداب بلیات سے ساحل مراد پر نہ پہونچائیگا اور وہی شخص وہان جانیکا قصد کرے جو کوئی تحفہ اوس گنبد کا پہلے سے اپنے پاس رکھتا ہوں ورنہ غیر شخص نہ جا سکیگا وہ تحفہ اول گویا نشانی ہو کہ یہ ایسا عاشق نام سامری ہی کہ باوجود مصیبت اوٹھانے کے اور ایک بار یہان آنیکے پھر بھی خداوند کے درشن کا مشتاق ہوکر یہان آیا ہی اوسکو گنبد تک پہونچانا چاہیے بس یہ اس ملکہ کو معلوم تھا اسوجہ سے خاموش کھڑی رہی وہ دیو اوسکو پکڑ کر دہن مین رکھکر نگل گیا یہان نہین ہو سکتا ہی جو اوس محبوبۂ نازک اندام کی جسم نازک اور روح

لطیف پر صدمہ گذرا وہ موت کا آنکھون کے سامنے پھر جانا وہ اوس دیو کی شکل مہیب وہ اوسکے منہ مین جا کر زندگی سے ہاتھ دھونا اگر اسطرح کا انسان خواب دیکھے تو یقین ہے اوس خوف سے سونا ترک کرے اور لیٹے تو اس خیال مین اچھل اچھل پڑے اوس آرام جان عاشقان نے اوس مصیبت مرگ کو بھی اپنے اوپر اختیار کیا لیکن خلاق طلسم عالم نے یہ خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا یعنی سبب اوس اختر مرادہ کے جواد سکے پاس ہے شکم دیو مین زندہ رہی اور آنکھ جو اوسکی تو وہ دیو دکھیا نہ وہ باغ نظر آیا ایک درخت پرخار و مردم آزار کوسون تک کا چٹیل میدان نظر آیا کہ ابیات

وہ تھا اک درخت وحشت خیز دنیا
نہ ٹھہرے قیس کا جس مین قدم تک
تھی راحت سے مثل بخت مجبور
فلک نے اور ہی کچھ کام چاہا
عجب بے سر و سامانی ہو رہی تھی
عرق بہتا تھا اوس کی جبین کا

ہزارون جس مین تھے آمیز سانپ
مصیبت زا شکل ہجر جانان
اسیر زیست اوس سے منزلون دور
کہ یعنی وہ اسیر دام تقدیر
رخ گلگون کے آنسو دھو رہی تھی
چراغ حسن ستاق فنا تھا

درازی اوسکی سرحد عدم تک
زیادہ قلب مضطر سے پریشان
وہان تقدیر نے اوسکو ملایا
تمنا جسکی تھی شایان تقدیر
تپش دوزخ کی پیدا تھی زمین سے
کوئی دم کا وہ جلوہ دے رہا تھا

دیکھا کہ لون کے جھونکے آتے ہین چراغ زندگی کو بجھایا چاہتے ہین درخت سر جھاڑ منہ پہاڑ نباتی کھڑے ہین گویا بلائین زمین سے اوگی ہین یہ گردش فلک کی ہے کہ ہر قدم پر آزار ہے ہر جگہ فرش خار ہے کانٹے تلوون سے پار ہوتے ہین پشت پا تک فگار ہوتے ہین اس آسمان حسن کے ستارۂ قسمت کو فلک نے خاک مین ملایا ہے خاک صحرا پر جم گئی تھی پوشاک ہی ملگجی ہو گئی تھی تیلا پسینہ کا زمین پر بہا جاتا تھا یہ خاک پھانکتی بے حواس سایہ درختان ڈھونڈھتی ہوئی چلی جاتی تھی کہین سے شیر کے ڈکارنے کی آواز آتی تھی کہین کوئی بلا زمین سے نکلکر ڈراتی تھی اژدہے منہ کھولے بیٹھے تھے زہر اگل رہے تھے فلک سے آگ برستی تھی زمین لوہے اور تانبے کی طرح تپتی تھی اسی عالم مین یہ چلی جاتی تھی کہ یکایک ابیات

بشکل ابر اٹھی کچھ سیاہی
بہت سینہ مین تڑپا قلب مضطر
زمین سے تا فلک چھائی سیاہی

لگے فریاد کرنے مرغ و ماہی
یکایک مثل بخت ناتوان مین
بلا اک سامنے کالی سی آئی

ہجوم اشک سے دامن ہوا تر
ہوا خورشید بھی محتاج تکلین
پکاری وہ ادھر آ جلد کھا دن

یہ محنت خاک مین تیری ملاؤن
کسی نے پشت پر سے دی یہ آواز
نظر آئیگی صورت بہتری کی
بڑھی وانسے جب آگے کو یہ بیکس
تو تھی راہ ادہر تھی وہ چاہ آتش
کنوئین مین آگ کے لاکر ڈھکیلا
کہ ظلمات عدم کی تھی گواہی

اوسے دیکھا تو گھبرائی یہ دلدار
نہ گھبرا اسقدر اے مایۂ ناز
پکاری یہ دوہائی ہو دوہائی
بہت مجبور و مضطر سخت تھی جب
بلا پیدا ہوئی پہلو سے اسکے
ہوا سب جسم جلکر اوسکا کوئلا

غرض بھاگی وہان سے ہوکے ناچار
دہائی جلد دے تو سامری کی
بلا وہ اسکے پھر پیچھے نہ آئی
نظر آیا ادہر اک چاہ آتش
اوٹھا کر پھینکی اوسکو زمین سے
کھلی جب آنکھ دیکھی اک سیاہی

اوس تاریکی مین یہ ماہ تابان جب روانہ ہوئی اختر مروارید نکالکر ہاتھ پر رکھ لیا کہ جسکے سبب سے کچھ کچھ روشنی نظر آتی تھی یہ قدم اوٹھاتے ہوئے چلی جاتی تھی دل سے یاد خدا کرتی تھی مگر زبان پر حمد و شکر رب نہ لاتی تھی اگر ذرا بھی کوئی لفظ دعا کا آ جاتا یا نام خدا سے منہ سے نکلجاتا جسم و جان مین تفرقہ پڑ جاتا وہان کی بلا پھر زندہ نچھوڑتی یہ زبان اپنی سنبھالے ہوئے مضطربانہ روانہ تھی کہ ابیات

نظر پھر آئی کچھ طاؤس وان چند
بدن مین ہر طرف سے آ کے لپٹے
اڑے اک سمت کو اور یون نگار پری
مگر سیدھا ہوا قسمت کا وہ پھیر
ہوئے سب زخم تن پھر اسکے اچھے
پھر تو اس دار پر دیکھی گنہگار
ہزارون رنگ کے دیو ستمگار
ہوا رنجیدہ اوسکا قلب مضطر
ہوئی گل اور ثمر بھی اسمین پیدا
نہ یہ واقف کبھی تھی آدمی مین
روان تھی بحر افسون مین وہ مچھلی
چلی آگے کو لیکن سخت حیران

نہایت تیز پر محظوظ و خرسند
کیا سنگسار ہی ٹکڑے بدن کو
کرم اے سامری صدقے تمہارے
کہ پھر اک اژدہا پاس اسکے آیا
اٹھی وانسے چلی پھر روتی آگے
غدر ناگاہ دانے اور آگئے
مقابل آ کے کرتے اپنے تھے وار
جب آیا ہوش دیکھا مین شجر ہون
شجر کیطرح تھین شاخین ہویدا
شجر سے پھر ہوئی دریائی زخار
کنارے جا کے پھر دریا کے بیٹھی
کئی دن تک رہی گردش سفر کی

ہوئی وہ سدرہ اس نازنین کے
پیا پھر خون تن نے دلمین خوش ہو
رہی بیہوش یہ نازک بہت دیر
مگر اسکو پھر جو اوس نے اگلا
کھڑی پھر اوسنے دیکھی اک جگہ دار
بڑھی جب کچھ تو یہ سامان دیکھی
گری یہ خاک پہ بیہوش ہوکر
زمین مین گڑ گئی بار آور شجر ہون
نہ تھا یہ ہوش مین انسان تھی کہ مین
بنی دریا سے مچھلی خوب تیار
بنی مچھلی سے آخر پھر وہ انسان
نظر آئی نہ کچھ صورت مفر کی

غرض بعد از گذار دشت ہامون | سراسیمہ پریشان دل جگر خون | نظر آسا وہ اک جانب کو پہونچی

کہ جادو کی سراسر وہ زمین تھی

یعنی وہ ماہ وش گل اندام اسطرح کی ایذائین اور سختیان سفر کی جھیلتی ہوئی ایک ایسے مقام پر پہونچی کہ بیچ مین زمین سرسبز وشاداب تھی اور چارطرف اوس قطعہ گلزار کے چار دریا بہتے تھی ایک دریا دھوئین کا تھا کہ بالکل چاہ بابل کا نمونہ تھا زمین سے فلک تک دھوان بھرا تھا یہ خاکدان عالم دمنبع ومخزن دھوئین کا تھا نہین نہین دودی جہاز اوسکو کنارہ نہ ہی جسم آفتاب مین ایسا دھوان وہان کا لگا تھا کہ دھندلا ہوگیا تھا منزل فلک کی چھت مین کاجل جما تھا دنیا سیہ خانہ تھی کاجل کی کوٹھری نظر آتی تھی زمین سے دھوان نکلکر پیچ وتاب کھاتا تھا زلف سیاہ جانان کو شرماتا تھا عارض شاہد ارض پر کاکل پیچ کھاتی تھی یا بجوزہ دنیا ساکنان عالم کو اور طالبان دنیا کو پیچ مین لاتی تھی زمین پر یعنی اوس دریا مین پیچ اوس دھوئین کی اوٹھتی تھین کمند الفت بہر عاشقان زلف نظر آتی تھین یہ عالم تھا کہ ابیات

سب تیرہ کا وہ دریا تھا مخزن | وہین سے شب ہی پیدا یہ روشن | سیہ مثل نصیب تیرہ بختان

بلا کالی بہی تھی اوس سے پریشان

ایک طرف کو اس زمین نزہت آگین کے دریای آتش تھا زمین سے آسمان تک آگ بھری تھی چار چار منزل تک شعلہ اوس آگ کا اوڑ کر جاتا تھا عفریت کہ جو آتش سے پیدا ہے اوس سے خوف کھاتا تھا ہوا تھا مین وہ شرارون اوڑکر جاتا اور پیچ وتاب کھاتا عیاذاً باللہ آسمان کو اپنے جھوپڑے کے جل جانیکا ایسا خیال تھا کہ بروج آبی مین پانی بھر کر رکھنے کے لیے بیچ دلو کے ڈول کو چشمۂ حوت مین ڈبوئے رکھتا تھا انگاری بڑے بڑے چھوٹی چھوٹی چنگاریون کو کھا جاتے تھے اژدہے کیطرح ہر ساحل اسکا منھ کھولے نظر آتا تھا دل اژدر دہر کا وہ ہلاتا تھا کہ ابیات

فلک سے بستی تھی اوسجا پہ آگ | زمین کا ارادہ تھا جاؤن بھاگ | زمانہ کی سب گیہان ان تھین ستم

جلاتا تھا اوسی خوف سے دل شمع

ایک طرف کو بیشہ نزہت قرین کے دریای آب تھا جسکے بحر عالم کو خوف غرقاب تھا ساحل اونکا خون ساکنان قدم دنیا کا پیاسا ہر موج اوسکی بیمار کردہ کے گھٹتی ہر حباب گنبد افلاک سا موجین خنجر سے زیادہ تر تیز نظر آتین جاتین خوف سے دیکھکر اوسکو سٹ جاتین جسدم اوسکے کنارے پر قدم کوئی رکھے شور وغل پیدا ہو پانی آسمان سے جاکر مل جاتے

کشتی ہلال کو ڈوب جانے سے فلک بچائی ہمہ تن آسمان نیلگون ودی جہاز بچائے کہ ابیات

ہوا پانی اوسکا شور پیدا ❊ لب ساحل ہی تھا اک شور پیدا

ہر اک موج اوسکی آفت سے ہم آغوش ❊ جسے دیکھے سر رستم کا اوڑین ہوش

اور ایک جانب وس صحرای پُر بہار وادی بیخار کے دریای

سیماب تھا نہایت نایاب تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ از دو دہر کو مالک آسمان و زمین نے پارا بلایا ہے یا پارہ کی کان وہ دریا بنایا ہے لہرین اوسکی جب وشتی چاندی کے تیر بتے نظر آتے حباب اوسکے سونیج کی ایسی چمک دکھاتی زمین کا بوجھ بھار اوس بحر زخار کے ہونے سے بڑھگیا تھا ایک ایک موجہ اوسکا او ٹھکر دیو دسیماب کا لطف دکھاتا تھا ہوا کے جھوکے سے لہراتا تھا عکس سے اوس بحر کے روی ہوا تک چاندی کا نظر آتا تھا آفتاب کی تمازت سے پارا پگھلکر لہرین لیتا تھا گویا چشمۂ خورشید لہراتا تھا کہ ابیات

کہین جگہ مین لیون پارا تھا اوسکا ❊ مہوس جسطرح ہی چرخ دنیا

الکھی تھی بحر آفت خیز اوٹھتی ❊ چمک جسکی تھی تا بہ چرخ جاتی

اون دریاؤن کے بیچ مین وہ بیشۂ فرحت انگین تھا عجب بہلا جانفزا اوس صحرا کی تھی کہ شجر سرافراز قرمثل اہل تواضع سر جھکائے میوون کے درخت بلکخت خلق مجسم انسان نظر آتے پھل درختون کے ویسے رنگین وخوبصورت کہ ترنج آفتاب کو شرماتے نہرین پر آب وتاب جاری وزان ہر سو باد صبا ری چمن کیطرح پریان رشون کی بہر روش نہایت خوش قطع بیچ مین عروس باغ کی مانگ نکلی ہوئی قریب اوسکے ہری ہری گھانس لگی جو کان زمرد کو بھی شرماتی رشک سپہر کھلاتی نہرون مین فوارے جاری بلبلون پر بیقراری طاری پانی کی شفافی پر جان چشمۂ ماہ ومہر لہراتی ہر گل کے متصل بلبلون کا ہجوم ہر سمت نغمہ سنجی کی دھوم ہر جا پر خوش الحان گلستان اور بوستان کا سبق پڑھتا بلبل شیراز کیطرح اوستادی کا دم بھرتا خوشبوی گلون کی تمام دشت مہکتا روح لطیف اہل دلان کا اوسجگہ مسکن پاک طینتون کا ٹھکانا نسیم وصبا عنبر فشان ہر گل عطردان کیطرح کھلکر کھلا ہوا شگوفہ نخل کیصورت بنا ہوا منتہم وہان فصل بہار اور فضا ہر تختۂ چمن غیرت بخش ہزاران گلشن ہر ہر پھول پر ہزار طرح کا جوبن ہر فصل کے پھول لگے ہوئے تھے بلبل دل سوجان سے اوس باغ پر نثار خزان کو وہان سخت خار تمنای چمن سر پر حکومت شاہ زمن سے کہین بہتر جنکی سرزمین مین رعایا سبز وخرم ہر ایک نہال مادر دہر دودھون نہاتی پوتون پھلے

شاخ شاخ سے مشتاقون کیطرح باہم لپٹی ہوئی درخت گلدار بیلا چنبیلی موتیا سوگر انسرین ونسترن باردار اشجارون مین سیب وبہی وانار وناشپاتی پر جوبن کہین سنبل واقع پریشانی کہین نرگس رفع کی حیرانی کہیں سوسن خزان کو آنکہین دکہاتی یا نشان قدرت کی مدح زبان گان سے فرماتی ہر طرف نسیم مستانہ وار اٹہلاتی کہین طاؤس رقص سے مانوس کہین گلگون

پڑی ہوئی اوس کہ ابیات

نظر آئے نہال سبز وخرم
کہ جیسے عارض دلدار روشن
اگر غنچون پہ وان کی چشم واکی
تو یہ دل محو تہا دیکہ گل تر
کہین پہولون کا عکس ارغوانی

جسے دیکہے سے دل ہو شاد وخرم
پڑا ہر سمت سبزہ لہلہاتا
گرہ کہلتی تہی دل کی مدعا کی
بہار عمر تہی سنبل مین پیدا
بنا تہا شل مہر آسمانی

تہر مین اسطرح پیدا تہا جوبن
ہوا چلتی تو اک جوبن دکہاتا
نظر پہونچی اگر سوے گل تر
فزا ہو جا بجے ہر کلی مین پیدا

ملکہ غنچہ دہن اوس بیشۂ فرحت آگین مین کچھ دیر ٹہر کر راحت گزین ہوئی اور پہر آگے چلی بہت دور تک وہی جنگل خوشاب اور نایاب پایا اور وہی چارون دریاؤن کو دیکہا کہ گرد اوس صحرای بہشت آئین کی موج زن ہین جب کنارے پر اوس بیشہ فرحت آگین کے گذرا ہوا دیکہا کہ صحرای بہشت آئین تو اس جنگل سے زیادہ سر سبز وشاداب ہے لیکن اون چارون دریاؤن کے بدلے چار نہرین نہایت عمدہ اور شفاف پانی کی روان تہین اور کنارے اون نہرون کے بنگلے جواہر نگار بنے تہے جو بروج آسمانکو اپنی خوبی کے آگے شرماتے تہے اون بنگلون برج طلائی تیمر تہو سراسر پری کی تہے اونمین تخت جواہر نگار گسترده تہے اون تختون پر سامری کی پجاری ساحران ذی عزت باتوقیر جلوہ فرما تہے کوئی شیر پیکر تہا کوئی چہرۂ انسان کا دھڑ فیل زیان کا رکہتا تہا کوئی شگ کا چہرہ اور جسم انسان کا رکہتا تہا ہر ایک ساحر غدار ہیتین نرالی شکلین کانی کانی کسیکا شیر کا منہ جسم انسان کا کسیکے دس بارہ سر دھڑ حیوانکا کوئی اژدر دہان کوئی فیل دندان کسیکا تیلاکر گدان کا کوئی دیو پیکر کوئی اژدر بدن کوئی شرر افشان کوئی آدہا انسان اور نصف حیوان ہزارون ساحر ایک زیر فرمان بنگلون کی گرد مسند صیان ڈالے اترے ہوئے اپنی گرو کی یاد مین کمنور حیدن کی لگائے آنکہین بند کیے شعلین آتشین سلگائے تلسی کی اور

ہڈیوں کی مردون کے مالے بنائے جپ بیٹھے تھے سامنے موم سلگ رہا تھا دھون ہوم کا تا بہ چرخ دوار جاتا تھا آفتاب بھی وہین سے جوگی کا چیلا تھا جو تپشیا کرتا پھرتا ہے زحل وہین کے جیپال کا دم بھرتا ہے ہندوے فلک کانون مین وہین کا کنڈل ڈالے رہتا ہے حلقہ مہروماہ سے حلقہ بگوشی کرتا ہے زمین سے دم بدم وہان کی خاک اڑتی تھی اور پری کی صورت اوس سے پیدا ہوتی تھی جوگی بن جاتی تھی اور بھجن سامری کے گاتی تھی پھر غائب ہو جاتی تھی پھل درختون سے بشکل انسان ٹھٹھے لگاتے تھے ہنگام قہقہہ جانور منہ سے نکلکر اڑجاتے تھے پھر شاخون پر بیٹھکر تعریف سامری کی زبان پر لاتے تھے نہرون پر یاقوت و زمرد کے پل بنے تھے اونکے اوپر درچے اور شہ نشین تعمیر تھین سرا پردے نظیر تھین اونپر تصویرین پتھر کی اور جواہر کی بصد فر و تمکین رکھی تھین سامنے اون تصویرون کے چوکیان صندل کی بچھی تھین اونپر اسباب عیش و نشاط دھرا تھا دن کو وہ تصویرین تھین رات کو پریان بنکر گاتی بجاتی تھین منہ سے اون تصویرون کے ہنگام تکلم موتی گرتے تھے یا لونسے نیلم کے ٹکڑے جھڑتے تھے وہ سب دریا مین جاکر بہتے تھے پھر مچھلیان بنکر اوبھرتے تھے اور جے جے کار سامری کی شور کرتے تھے غرض عجب طرح کا نیرنگ ہر سمت آشکار تھا طرفہ عجائبات پر بہار تھا کہ **نظم**

طلسمی تھے وہان کے کارخانے | جدھر دیکھو تھی جادو کی نشانی | درختون مین بھرا افسون نیرنگ
ہر اک شے سے ظاہر سحر کا ڈھنگ | کوئی پھل شکل مین شل پری تھا | کوئی گل نقشۂ جادوگری تھا
ثمر کی جا گر سب مین نمودار | چمک تھی جیسے عارض یار | گلون سے آتی تھی آواز دلکش
بنے انسان اگر اسکو توڑیں | صدا غنچون سے تھی نغمونکی آتی | ہر ہر شاخ تھی نذری بہاتی
زمین سے دمبدم اٹھتا بگولا | پری کی شکل بنکر ناچتا تھا | کہین سے اڑکے پھر آتے تھے طائر
ہم سب جنتیان کھاتے تھے طائر | اوسی دم بلکہ سب دیتے تھے بیضے | نکلتے تھے اور بعین بیضون سے بچے
وہ بھی اڑکے پھر جنگلون پہ جاتی | بھجن سب سامری کے وان پہ گاتے |

ملکہ بہار مقام عجائب و سیاح غرائب ان مقامات کو دیکھتی روانہ تھی چند قدم اور آگے بڑھی تھی کہ سامنے ایک گنبد طلائی نظر پڑا جسکے در پر ہزار ہا پجاری بیٹھا تھا اور در وے ہوا پر ہزار ہا گھنٹا ٹنگا تھا جانور جو اڑتے تھے اوس گنبد کے گرد پھرتے تھے تعریف سامری کی گاتی تھی اور روے ہوا پر سب سے تخت استادہ تھے کہ اوس پر پریان سوار تھین جو سب چنور ہاتھ مین لیے اوس گنبد کی مروحہ جنبانی کر رہی تھین ہزار ہا ستارا اوس گنبد

ٹوٹتا تھا اور ابر رنگ برنگ کے دمبدم اطراف سے آتے تھے اور اس گنبد پر موتی اور پھول برساتے چلے جاتے تھے پھر تارے سنہرے روپہلے ٹوٹکر گنبد کے گرد جمع ہوتے اور اوس زمین سے بھی طائر خوشرنگ نکلکر اڑتے اور گرد گنبد پھرتے ہربار گھنٹے بجتے ناقوس پھنکتے اندر گنبد کے چودہ چاند اور بندرہ سورج گھومتے جنکی روشنی سے گنبد بالکل آگ کا انگارا معلوم ہوتا درختوں کے نیچے ہزارہا جادوگر کہیاٹ اور کم سن ایسی کہ چارسو برس سے عمر مین کم نہ تھین آسنیان بچھائے سامری کے دھیان مین بیٹھی پوجا پاٹ کر رہی تھین سامری کے نام پر جوگ سادھے تھین ملکہ مذکور نے پہلے سامنے گنبد کے جاکر سجدہ کیا اور کئی جواہر بے بدل چوکھٹ پر اوسکی چڑھائے پھر وہان سے ہٹ کر ایک درخت کے نیچے آکر آسنی جواہر کی بچھائی اور بیٹھ کر پوجا کرنے مین مشغول ہوئی یہ صنم زیبا عجب طرح کی کیفیت پرستش مین دکھاتی تھی روح سامری کو اپنی محراب ابرو کا ساجد بناتی تھی یتین پہر کامل اسنے جبین سائی کی اور سامری کو پکار کر منتر کی جاپ کیا کی چوتھے پہر مین یکایک ہزارون گھنٹے گنبد پر بجے اور خوب جلد جلد گنبد پر پریان جھلنے لگین اندر سے گنبد کے آواز آئی کہ بیٹی کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم نورافشان کی ہماری سرکار مین آئی ہے اوسکو سامنے ہمارے گنبد کے لاؤ کہ حال اوسکا سنکر اوسکو داد دین اور مراد کو پہونچائین یہ حکم خداوند سامری کا سنکر لاکھون جنت اور جادوگر سجدے مین گر پڑے اور دھن ہوا سامری کا شور مچا پھر ایک چوکی یاقوت نگار اپنے ہمراہ لیکر اوس چوکی کے گرد ہزار ساحر جنور بال بہا کے ہاتھ مین لیے ناقوس پھونکتے گھنٹے بجاتے گاتے بجاتے ہوے اکتارہ چھیڑ سامنے تران کے آئے اور پکارے کہ اری لیبی تجھپر بڑی سامری کی دیا ہے چل تجھکو اپنی سرکار میں طلب کیا ہے یہ کہکر تران کو اوس چوکی پر یاقوت کی بٹھایا اور اوس چوکی کو اپنے کاندھے پر لیکر سنکھ پھونکتے بھجن گاتے لیکر چلے جنور دم بدم ملکہ کے سر پر ہوتی تھی اسی طرح سامنے اوس گنبد کے لائے اور یہ ہاتھ باندھکر سجدہ کر کے عرض رسا ہوئی کہ یا خداوند یہ بیٹی کوکب کی حاضر ہے آواز آئی کہ اے تران تو شریک عمرو عیار کی ہے یہان کیون آئی ہے کسکے ہاتھ سے از خود رفتہ ہو گھبرائی ہے تران نے سجدہ کر کے کہا خداوند خوب واقف ہین کہ مینے اور میرے باپ نے عمرو کی شراکت کی ہے مگر دین خداوندی کو نہین بدلا ہے آپ ہی کے دین پر اپنے تئین قایم رکھا ہے یہ کہتا تھا کہ صدائے مہیب آئی اور سنائی دیا ہے ہے جھوٹ بولی ارے لو یہ کر اور جا جلد نخل قدرت کے نیچے ٹھہر کر سوا پہر خداوند کے نام کا جاپ کر

پر آتا اور یہی بات زبان پر لاتا ہمران کو وہان کے ساحر پھر چوکی پر سے اوٹھا کر ایک درخت کے نیچے
لائے کہ جسمین پھل بصورت انسان لگے تھے اون پھلون سے آواز قہقہہ کی آئی اور اونھون نے
آپسمین کہا بھائی خداوند نے ہمکو اسی لئے پیدا کیا ہی کہ جتنے جھوٹے ہین اون سب کے باپ ہم ہین
یہ کہکر وہ سب بھی نام سامری جپنے لگے اور ملکہ بھی سامری سامری پکاری جب سوا پہر گذر گیا پھر ساحر
اور جادوگرنیان چوکی لیکر حاضر ہوئی اور ملکہ کو سوار کرکے بڑی تزک اور احتشام سے سامنے
گنبد کے لائے ملکہ نے پھر اوتر کر سجدہ کیا آواز آئی کہ ای بندی قدرت باپ نے تیری البتہ ہین
ہمارا درک نہین کیا اور تونے تو طلسم آئینہ مین جاکر شہزادہ ایرج سے عشق جتا کر کلمہ پڑھا اوسکی
ساتھ شراب پی عمرو تیرے دیوان مدتون مہمان رہا تو اسکے ساتھ کھانا کھائی اور ہمارے سامنے
جھوٹ بولتی ہی ملکہ نے کہا یا خداوند پھر آپکو تو سب حال روشن ہی مین عشق کے پھندے مین پڑ کر
ناچار ہوگئی اب میری خطا معاف کیجئے آواز آئی کہ اے ملکہ ہم عمرو کی تعریف سامری نامہ اپنی کتاب
مین لکھ آئی ہین مجھکو اوسکی ملاقات مین برائی نہین مگر تمکو دین ہمارا چھوڑنا چاہیے تھا کیونکہ
اگر یونہین عمرو کے ساتھ سب ہو جاینگے تو ہمارا دین کاہیکو رہیگا اچھا اب جو تو اس مشقت شاقہ
کو اٹھا اور گوارا کرکے یہان آئی ہی کیا حاجت رکھتی ہی اور کیا دلمین ٹھانی ہی ہمران نے
روکر عرض کیا کہ یا خداوند ایک تحفہ آپکی سرکار کا میرے پاس ہی کہ جسکے سبب سے آجتک مین دشمنون
پر فتحیاب ہوتی تھی اب آپ واقف ہین کہ افراسیاب ایسے ساحر ہی اور میرا باپ ہے اور مجھسے مقابلہ
پڑا ہی پھر اب یہ چاہتی ہون کہ کوئی تحفہ آپکی سرکار کا ایسا عنایت ہو کہ مین جاکر اس اپنے دشمن کو
مارون اور فتح اوس پر پاؤن یہ کہتا تھا کہ آواز مہیب آئی اور سنائی دیا کہ ای ہمران تو شریک عمرو
کی ہی اور افراسیاب نے ہمارے دین کی طرفداری کرتا ہی ہم کیونکر کوئی تحفہ دیکر اوسکو تیرے ہاتھ سے
مغلوب کرا دین اور علاوہ اسکے یہی جھگڑی کہ ای ملکہ بادشاہ آپسمین ہمیشہ لڑا کرتے ہین کہ بموجب

| | ہفت اقلیمی بگیرد بادشاہ | | ہمچنان در بند اقلیمی دگر | |
|---|---|---|---|---|

مین وہ دونون بادشاہ کینہ خواہ ہمارے بندے ہوتے ہین اور ہمکو اپنے بندے برابر ہین ہم کسیکو غالب
مغلوب اپنی طرف سے نہین کرا سکتے ہان اتنا البتہ ہم کرا سکتے ہین کہ جسکی تقدیر مین روز ازل سے
شکست لکھدی ہی اوسکو شکست ہوگی اور جسکی فتح ہی اوسکو ظفر حاصل ہوگی بس ابھی ہم کچھ نہین کر سکتے

جب وقت شکست تمھارا یا افراسیاب کا آئیگا اوسوقت ہم تقدیر ٹھیک کر دینگے ایک کو غالب
کردینگے اور ایک کو مغلوب بنا دینگے بُران یہ سنکر رو دی اور عرض کیا کہ یا خداوند پھر یہ بندی تیری
تیری سرکار سے محروم پھرے آواز آئی کہ بُران زیادہ ہوس مت کر وہان سے جب تو چلی تھی تو دل
سے نیت کر کے چلی تھی کہ مین سرکار سامری سے کوئی تحفہ ایسا جا کر لاؤن کہ جس سے پل پر نیزا اور ان
توڑون اور دریای خون روان خشک کردون اب جو تو ہمارے سرکار مین سجدہ و عبد تمام آکر بجا
لائی تو فوج پھیلائی اور زیادہ طلبی کرنے لگی ہمکو اپنی بندی سب برابر ہین ہر چند کہ تو ملچھ اور ننگ
ہو گئی ہے مگر پھر بھی دریای رحمت ہمارا جوش مین ہے اگر سامان دریا کے غارت کرنے اور پل توڑنے
کا تو ہم سے مانگے تو البتہ ہم عطا کرین باقی اور کچھ ہم تجھکو نہ دینگے بُران نے سجدہ کر کے عرض کی کہ اچھا
فرمانا مجکو قبول ہے ہان سچ ہے کہ یہی نیت دل سے کر کے گھر سے چلی تھی بس اتنا کہتا تھا کہ آواز آئی کہ
یہان سے اوٹھکر سامنے نہر قدرت کی داہنی جانب کو جو روان ہے جا اور اوس نہر مین ننگی ہو کر نہا تجکو
سحر وہ عنایت ہوگا جس سے تو پل توڑ دیگی اور دریا غارت کر دیگی بُران یہ سنکر شادان و فرحان
اوسی نہر کیطرف چلی اوسوقت پھر ہزارون گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے اور غلغلہ سامری کی جے کا بلند ہوا
اور ملکہ کے سر پر ہزارون طائران خوشرنگ آکر اپنے پرون سے سایہ فگن ہوگئے اور ملکہ کنارے اوس نہر کے آئی
دیکھا اوس نہر مین سیکڑون سورج جگمگا رہے ہین اور سیپیان بہہ رہی ہین موتی اوسمین بہہ رہے ہین اور چھالے
ہین ملکہ ذرا ایک جا ٹھہر گیا تو رہنے دی بائی برہنہ ہو کر اوس نہر مین کود پڑی اور غوطہ مار کر ادھر تیرتی اودھر
سامنے سے ایک گرداب چکر مارتا ہوا قریب ملکہ آیا جب قریب پہونچا دیکھا کہ وہ گرداب ایک حوض ہے جو
کالکرشمہ خورشید کو اپنی آب و تاب کے سامنے اندھا بناتا ہے پانی اوس حوض مین مثل گوہر آبدار کے بھرا
بھرا ہے بس جب وہ حوض قریب تر آیا آواز آئی کہ ای دختر کوکب اس حوض مین کود پڑ ملکہ آنکھین بند
کر کے یا سامری کہکر اس حوض مین کود پڑی بس فوراً ایک ماہی خوشرنگ یاقوت کی جھلی اور وہ
حوض چکر کھاتا ہوا بلند ہوا پھر ہزارون گھنٹے بجے اور ساحر وہان کے بھی گانے لگے جانور چہچہانے لگے اور وہ
حوض ملکہ کو لیے سامنے اوس گنبد کے پہونچکر اوترا جب زمین پر آیا آواز آئی کہ یہ منتر اس ماہی کا عود آتش
قدرت سے سیکھ لے اور پڑھکر حوض سے نکل ملکہ کنارے اوس حوض کے منہ نکالے مچھلی جو ہے سن رہی تھی کہ
یکایک منتر کی آواز آئی وہ تھی لفظین شانی دی اوسنے جلد یاد کرلیا اور اوسکو پڑھکر جستجو کی باہر حوض سے آئی

ویسی ہی نازنین اصلی صورت پر تجلی سجدہ کیا حکم ہوا کہ یہ حوض تجکو عنایت ہوا جب یہ لفظین جو تعلیم ہوئی ہین پڑھکر جائیگی تو باہر حوض کے نکل آئیگی اور جب جست کرکے اس حوض مین جائیگی ماہی بدن ہوجائیگی بس اوس حوض سے جب اصلی صورت پر غبنانہ جائیگی اور مچھلی بنی ہوئی جس دریائے سحر اور جسپر گریگی وہان کے ساکنونکو جلادیگی اور وہ تجھسے لڑیگا تو غالب تو ہی آئیگی اور باقی دریائے سحر کا روغن کیطرح اُڑجائیگا میدان ہوجائیگا ای ملکہ دریائے خون روان شاہ جادوان جو کہلاتا ہے افراسیاب جادو اسکے بزرگون نے جاری کیا ہے اور وہ سیر ذیل بنایا ہے کچھ مرحلہ طلسمی نہین جو بغیر لوح کے فتح نہو پس وہ تو فتح کریگی باقی دریائے نیل وغیرہ مرحلہ طلسمی ہین اگر انپر گریگی تو فتح نہ پائیگی وہ بغیر لوح اور طلسم کشا کے فتح نہونگے پس جس دریا پر مگر وہ دریا کہ جو ساحر کے سحر کا بنایا ہوا ہو طلسمی نہو وہ تیرے گرنے سے غائب ہوجائیگا اور تو فتح پائیگی اور علاوہ اسکے اور بھی ڈھکوسلے سحر کے توڑ سکتی ہے وقت پر موقع و محل دیکھکر کام اس حوض سے لینا اور اس امر کا ذکر کسی سے نکرنا گنبد ہمارا تیری طلسم کی سرحد مین ہے اسوجہ سے یہ تحفہ تجکو دیا گیا اگر افراسیاب سنیگا تو ہمسے شکایت کریگا اور اگر طلسم ہوشربا مین یہ گنبد ہوتا تو طلسم کشا اور عمرو وغیرہ سے ہمکو بھی لڑنا پڑتا اور ہم کبھی تجکو یہ تحفہ نہ دیتے تیری گھر مین رہنے سے مجبور ہوگئے اور اب خداوند بھی عرش عالی پر جانیوالے ہین باپ تیرا کبھی اسطرف رخ نہین کرتا بڑا تعجب یہ ہے کہ ہمارا نام لیکر ساحر سحر کرتے ہین اور اپنے گھرون مین سجدہ ہمکو کرتے ہین مگر ہمکو یہان اگر پرستش نہین کرتے پھر خداوند کو کچھ اسکی پرواہ نہین اچھا اب جا نشتر خوب اچھی طرح سے یاد رکھنا اور ذیل پر نیزا دان توڑنا لیکن اتنا یاد رہے کہ بعد توڑ ذیل مذکور کے یکایک حوض سے نہ نکلنا مع حوض اپنے لشکر مین جانا اور ایک رات مچھلی کے بدن مین رہنا ورنہ خطا پائیگی کیونکہ اس تحفہ کے ملنے سے ہزارون ساحرونکی تیرے ہاتھ سے جان جائیگی ہماری ابھی دنیا مین بڑی بڑی بچاری پڑی ہین کہ ہمارے نام پر قبر مین دفن زندہ بارہ برس رہتی ہین ہم اونکے پاس ہر روز جاتے ہین اور اونکے ہاتھ سے شراب پیتے ہین سو مین بھوگ کھاتے ہین پس تمہ ساحر طرفدار افراسیاب کے ہین ایسا ہوکہ بعد توڑنے ذیل کے تجکو وہ آزار پہونچائین ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تو اب کچھ دنون چولا چھوڑدیگی اور مردہ پڑی رہیگی اس زمانہ مین تیری لاش کی اگر تیرے باپ اور تیرے طرفدارون نے حفاظت کی اور کلیجہ تیرا کوئی ساحر کھا نگیا جب تو زندہ تو پھر

ہوگی ورنہ ہماری جہنم مین جلائی جائیگی اور جلیہ ہوجانیکا بدلا ملیگا سزا پائیگی اے ملکہ یہ دنیا اس قابل نہین ہی کہ ہمارے دہیان گیان کو چھوڑ کر کوئی کسی سے پیت کرے اور پیارا بنا ٹھہرائے تجھے چاہیے کہ اب توبہ کرے ہمسے دہیان لگا اور چین سے سلطنت کر عمرو کی شراکت چھوڑ دے ہم تیری طرفداری کرینگے اور افراسیاب ایسا بادشاہ تیرا شریک حال ہوگا پھر عمرو کچھ نہ کرسکیگا مار ڈالا جائیگا ہمنے تقدیر کردی ہی کہ کوئی ساحر عمرو کو قتل نہ کرسکیگا ہم اوس تقدیر کو بدل دینگے ان کلموں کو سنکر اوسکے ایسی قلب ملکہ مذکور پر تاثیر ہوئی کہ بالکل محبت عمرو کی دلسے جاتی رہی اور یہی دہیان آتا تھا کہ ہائے کیا تو نے بُرا کیا جو عمرو کو اپنے گھر مین رکھا اور اوسکی شراکت کی اور نجاطر اور تواضع اس سے پیش آئے اب چلکر بیابانسے اوسکو نکال دینا غرض پھر اوسنے سجدہ کرکے کہا کہ یا سامری تو برحق ہی اب مین رخصت ہوتی ہون اور ارادہ رکھتی ہون کہ سمت طلسم ہوشربا جاؤن پس جب اسنے طلسم سے چلی تھی تب تو بڑی بڑی آفتون مین پھنسی تھی اور مصیبت اور آفت اوٹھاؤنگی کیونکہ ادھر آپ کے گنبد کیطرف آنے کی ممانعت ہی بلکہ یہی حکم آچکا ہی کہ جو کوئی آئے وہ نور افشان ہوکر آئے ہان وہ لوگ جو آپ کے نام پر مدت سے جوگی اور جوگن ہوگئے ہین وہ البتہ اس راہ سے آسکتے ہین اور اثنائے راہ مین اپنا مسکن رکھتے ہین اور انکے رہنے سے اور بھی زیادہ تر راہ کٹھن ہوگئی ہی کہ وہ اپنے سحر مین آنیوالونکو مبتلا کرکے برسون آوارۂ دشت ادبار کردیتے ہین ایک تو راہ مین الاؤ جمشیدی پڑتا ہی کہ وہان ہمیشہ تاریک صورت کش وائے افراسیاب رہتی ہین پھر اوس الاؤ کی آگ کو کون طی کرسکتا ہی پھر بیابان ہستی ملیگا وہ راستہ بھی طی ہونا ہونا بڑی مشکل ہی کہ بانیان طلسم ہوشربا نے ہستی اور فنا کا ایک نمونہ بنایا ہی لہٰذا علاوہ بلیات آپکی سرکار کے ان ساحران نامی سے کہ جنکا مینے ذکر کیا ہی بچنا مشکل ہی اب آپ جدھر سے ارشاد فرمائین مین جاؤن اور دیا کچھ تحفہ مجھکو عنایت ہوکر راہ مین درپیش کوئی مصیبت نہ ہو بہت جلد اپنے مسکن پر پہونچ جاؤن یہ عرض کرتا تھا کہ آواز گنبد سے آئی اے بندی قدرت ہمارے گنبد کے دہلیز کی خاک اوٹھا کر اپنے ماتھے پر لگا اور جس راستے سے آئی ہی اوسی طرف سے چلی جا تجھسے کوئی نہ بولیگا اور راہ جلد طی ہوگی کچھ ہی دیر مین تو اپنے طلسم مین پہونچ جائیگی ملکہ نے خاک آستان گنبد اوٹھا کر اپنی پیشانی پر قشقہ کھینچا چہرہ بسان پری زاد خورشید کے جھلکنے لگا اور پیدا ہوگئی اوسی وقت وہ حوض جو عنایت ہوا تھا گھٹکر چھوٹا سا ہوگیا اور پانی اوسکا ایک جام بلور مین ملکہ نے بھر لیا

حوض کو اوٹھاکر اپنی جھولی مین رکھا پھر سجدہ کرکے ورد تاب و تمدحت کی اور عرض کیا کہ بندی تیری
یا سامری جاتی ہے اوسوقت ہزارون طائر اڑے اور گرد ملکہ کے پھرنے لگے گویا صدقے ہوکر کہتے
تھے کہ ای بندی قدرت زہی نصیب تیری جو اس سرکار مین اگر اپنی مراد کو پہونچی یہ دن کسیکو کب نصیب
ہوتا ہے یہ دن اسی خیال مین انسان رہتا ہے ؏ مانگتے مانگتے عمر بسر ہوتی ہے زبان گھستی ہے اور مراد
پوری نہین ہوتی ہے پریان اڑکر ملکہ کے پاس آئین اور مبارکباد دینے لگین گھنٹے اور نقارے
بجنے لگے اور اس پریوش نے پرواز ادا کرکے سنا پھر اسی اطراف صحرای عجائبات فرمانی ہوئی روانہ
ہوئی اب جو کوئی بلا اوسکو ملی وہ اگرد اوسکے پھری اور بلائین لیکر غائب ہوگئی ہر ایک غول اور
دیو صحرائی نے سامنے آکر عرض کی کہ اگر تو بہروکا ذہی کو تخت آرام اپنا سمجھے او سوار ہوکر چلے تو مین اٹھا
کر مین حاضر ہون دم بھر مین تجکو پہونچا دون ملکہ ہر ایک کو اپنا درشن دکھاتی کسی سے جواب کچھ نہ دیتی
چلی آتی تھی اب نہ کنوین مین کسی نے ڈھکیلا نہ کسی جانور نے گوشت بدن کا نوچا درخت ہی نہ راہ
کی صعوبت اوٹھائی محنت سفر درپیش نہ آئی کچھہی دیر مین یہ اوس صحرای عجائبات سے باہر آئی اور سجدہ
شکر بدرگاہ قاضی الحاجات ادا کرکے آگے بڑھی یہانتک کہ اپنے قلعہ ہفت رنگ مین پہونچی اور آسودہ ہوئی
یہان بھی کئی روز تک نام عمرو سے اوسکو نفرت رہی جب تین روز متواتر یہ نہائی اور وہ خاک اپنی پیشانی
کی چھڑائی تب خیال شہزادہ ایرج آیا حضرت عشق بھی کیا زبردست ساحر ہین کہ انکے افسون کے روبرو سحر سامری
ایک ادنی شعبدہ ہے جمشید کی روح کو بھٹکا کر انھون نے صحرا بہ صحرا پھرایا ہے کہ مسدس

| | |
|---|---|
| عشق دوزخ کی دہوئین دم مین اڑا دیتا ہے | برق وش خرمن ہستی کو جلا دیتا ہے |
| خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہے | جلوہ خورشید کا ذرے مین دکھا دیتا ہے |
| ہے جہنم تو فقط ایک شرارہ اوسکا | آب حیوان سے بھی جیتا نہین مارا اوسکا |

جب یاد شہزادہ مذکور نے بیقرار کیا خیال مین آیا کہ بغیر عمرو عیار کے یہ عقدہ مالاینحل حل نہوگا بس کمر ہمت مضبوط
باندھی کہ چلکر چل پر نیزاد ان قور دون اوسوقت خیال مین آیا کہ اتنے بڑے امر اہم پر تو قدم مارا ہے اسکی اطلاع
اپنے پدر عالی مقدار سے بھی کرنا روا ہے پس یہ سوچکر اسنے ایک عریضہ اپنے باپ کو بھیجا کہ ای پدر والا قدر یہ کنیز چند
روز بغیر اجازت جناب کے اڑ گئی تھی خطاوار ہون مگر اب امیدوار ہون کہ میری خطا سے چشم پوشی فرماکر اپنے سایہ
طلب فرمائیے کہ مجکو عرض کرنا ہے یہ عرضی ایک کنیز کو دی کہ وہ بادشاہ کی خدمت مین لیگئی شاہ قلعہ کو کبیہ مین

ملکہ خمار کالگون پوش جب پاس آیا تھا کنیز نے جاکر عرضی ملکہ کی پہونچائی بادشاہ نے مضمون عرضی سے مطلع
ہوکر دستخط فرمایا کہ اچھا ہے فرزند آوے جب جواب عرضی ملکہ کو ملا یہ لباس فرمانروائی سے آراستہ ہوکر تخت پر
بیٹھکر سامنے بادشاہ کے آئی اور عرض رسا ہوئی کہ اے والد ماجد یہ کنیز اسطرح یہانسے بمہربانی عمرو گئی
اور اوسکو چھڑایا لیکن مجکو شاہ جادوان نے زندانخانہ میں نے ظلمات کے قید کیا برق فرنگی نے جاکر مجکو
چھڑایا اب مین نے قسم کھائی ہے کہ اسکے بدلے میں پل پر زادان توڑوں اور دریاے خون روان خشک کرون و
کوکب نے کہا یہ امر مشکل ہے پل پر زادان بزرگان افراسیاب نے بنایا ہے اسکا باطل ہونا دشوار ہے
بران نے کہا آپکے اقبال سے اور سامری کے افضال سے آپ ملاحظہ فرمائیگا کہ بسان حرف غلط اوسکو
یہ کنیز آپکی شادیگی اور ساکنو ٹکڑے ہائے گور میں سلائیگی کوکب نے کہا کہ چہرہ بھی تیرا ہیبت رعب دار مجکو
نظر آتا ہے سامری کی سرکار سے شاید کوئی تحفہ تجکو نیا ملا ہے تیری روشنضمیری خبر دیتی ہے کہ تو گنبد سامری
پر گئی تھی بران یہ سنکر ہنس پڑی کوکب نے کہا اچھا اگر تو تحفہ گنبد سامری لیکر آئی ہے اور ارادہ رکھتی
ہے کہ ساحران پیشین جو بزرگان افراسیاب سے تھے اونکے نام نامی کو مٹادے اور اپنا نام روشن کرے
ان ساحرون سے معرکہ جیتے گوے سبقت لیجاے تو بہت انسب ہے دیر نہ کر یہ بھی افسانہ رہجائیگا کہ دختر کوکب
نے اتنا بڑا معرکہ مارا اور باوجود زندہ ہونے شاہ جادوان کے اوسکے باپ دادا کی بنائی ہوئی چیز کو
آن واحد میں مٹا دیا ہے دختر تیری ہمت اور اولوالعزمی پر جان پدر قربان اگر تو ایسی نہوتی تو میں
کاہیکو اپنا روح و جان تجکو سمجھتا اور ملک و مال تیرے سپرد کرتا مگر شاہ جادوان اس غضب کی لڑائی
لڑیگا کہ اس سے سامری ہی بچائے تو جان بچے پھر مین تجکو ایک سحر تعلیم کرتا ہوں اسکے پورا کرنے سے تجکو
یہ طاقت ہوگی کہ بارہ ہزار پتلا روئین تن ماش کے آٹے کا تو بنالیگی اور وہ پتلے کسیکو مارے
مرینگے نہ کاٹے کٹینگے بس وہ شاہ جادوان سے اور اوسکی فوج سے لڑنے کو کافی ہونگے اور فوج ناظمان
طلسم جو لڑنیکو تو نے بھیجی ہے اوسکا ابھی کٹوانا اچھا نہیں ہے اوسکو ابھی روک دینا چاہیے ملکہ نے
عرض کیا بہتر وہ سحر مجکو تعلیم فرمائیے کوکب اوسکو علیحدہ ایک حجرہ میں لیگیا اور ایک سحر اوسکو
تعلیم فرمایا پھر ہنستا ہوا باہر آیا ملکہ وہ سحر سیکھکر وہاں سے رخصت ہوئی اور اپنے ملک میں آئی ایک نامہ
آتے ہی تمام ناظمان طلسم لکھا کہ اگر تمکو حکم لڑنیکا زبانی برق پہونچا ہے تو اس حکم کو بھی سچ جاننا
مگر مصلحت اسوقت میں سوچی گئی ہے کہ تا حکم ثانی پہونچے ہمارے خبردار ہرگز جنگ نہ کرنا بلکہ کوچ

کرکے جہان کہین کہ مقیم تھی اوس جگہ سے بھی لشکر اپنا طلسم کی سرحد کی طرف آکر اتر تاکہ ہم آکر تم کو اپنے
ساتھ لیچلینگے یہ نامہ طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر بسرعت جلد لشکر ناظمان مین جو لڑنے چلے تھے اور
ملکہ کا انتظار قریب لشکر مہرخ پہونچکر کر رہے تھے لایا اور افسرونکو بادشاہونکو نامہ پہونچایا وہ مضمون
نامہ سے مطلع ہوکر حسب الارشاد ملکہ کوچ کرکے سرحد طلسم کیطرف گئے اور ایک صحرای وسیع و پاکیزہ
و سبزہ زار دیکھکر فروکش ہوئے ادھر ملکہ حیرت نے دوسرا نامہ لکھا ملکہ مہرخ و بہار کو لکھا مضمون
یہ تھا کہ اے حاکمان لشکر جانبدار عمرو مین نے سنا ہے کہ آجکل تمنے وہ معرکہ مارا ہے کہ سامری بھی ایسے
معرکہ کو فتح نہ کرسکتے مرحبا صد مرحبا لیکن میری طرف سے اطمینان رکھو اور مین بخوبی اپنے ملک مین بآرام
تمام پہونچ گئی ہون اگر چاہا خدای تعالیٰ نے جو ارادہ کہ برق سے بیان کیا ہے اوسکی تدبیر کرکے
آتی ہون پس باطمینان تمام تم لوگ تو ساکن رہنا اور خواجہ عمرو سے بعد سلام کہدینا کہ آپکو فلان
مقام طلسم ہوشربا مین جانا چاہیے کہ وہان مین آتی ہون مجھسے ملاقات ہوگی اور مین کچھ مشورہ کرون
گی یہ نامہ محبت شمامہ بھی ایک تیلا سحر کا لیکر روانہ ہوا اور بارگاہ مہرخ مین پہونچکر نامہ دیا وہ نامہ جب
پڑھا گیا نہایت خوشنودی ہوئی اور خواجہ عمرو جو بالا دوسے کو گئے تھے کہ یہ کبھی بارگاہ مین کبھی
لشکر حریف مین آمد و رفت رکھتے تھے الحاصل اب جو پھر کر آئے تو مہرخ نے وہ نامہ دکھایا عمرو مضمون
نامہ سے آگاہ ہوکر حسب نشان دہی ملکہ مذکور اوسی طرح کہ جسطرح بیٹھا تھا اوٹھکر اس سمت چل
نکلا ادھر حیرت نے ملکہ مجلس وغیرہ اور عمران و اختر بنت سہیلان جو عزیزداران کوکب سے
ہین بلوا کر اپنے ارادے سے مطلع کرکے فرمایا کہ میرے عقب مین تم بھی باقیماندہ فوجین طلسم سے
لیکر آنا اور مین طلسم ہوشربا مین ایک پہاڑ ہے کہ اوسکو کوہ زبرجد نگار کہتے ہین اوس کوہ کے متصل
چار پہاڑیان ہین اون پہاڑیون صحرای سبزہ زار ہے چشمے جاری ہین ہر طرف وزان باد بہاری
ہے میوہ ہر قسم کے درختون مین لگے ہین شجر سب پھولے پھلے ہین الحاصل وہ مقام جای عیش و آرام
ہے پس وہان جاکر سحر تیار کرونگی اور چند روز کے بعد آؤنگی یہ سب افہام و تفہیم کرکے دو گولے فولادی
ہاتھ مین لیے اور بال اپنے بکھیر کر رخ انور پر پریشان کردیے اور سانس بھر کر اڑی اور ہوا بالا جاکر غائب ہوگئی
گھڑی بھر مین کوہ زبرجد طلسم ہوشربا کے قریب پہونچکر ظاہر ہوئی یہان عمرو بن امیہ آچکا تھا اور ساحر بنا ہوا ہر طرف
ملکہ کو ڈھونڈھ رہا تھا کہ یکایک ایک بجلی سی چمک کر غائب ہوگئی اب جو دیکھا تو ایک درہ مین کوہ کے تیران

تیغ زن اس ہیبت سے استادہ ہے کہ بال سر پر پریشان آنکھیں سرخ منہ پر بھبوت ملا ہوا فولادی
گوہے ہاتھ میں لیے ہے یہ دیکھکر یہ قریب تر آیا اور کہا اے ملکہ فرمایئے کہ آپ نے کیون مجکو طلب کیا
ہے بران نے عمرو کو پہچانکر کہا کہ خواجہ مین اس پہاڑ کے درے مین جاتی ہون اور سحر تیار کرونگی
اسلیے کہ مین نے تمسے وعدہ کیا تھا کہ فوج لیکر تمہارے ساتھ چلونگی اور افراسیاب سے لڑونگی بس اس
وعدہ کیا ایفا ضرور ہے اب تک تو مین جسطرح شاہان روے زمین باہم مقابلہ کرتے ہین اوس طرح لڑی
نہین یونہین جب سامنا افراسیاب کا ہو گیا تو ہاتھ پانون ہلانا پڑا مگر اب لشکرکشی تو مینے
کی لیکن پھر بھی مقابل شاہ جادوان اپنے تئین نہین پاتی اسوجہ سے چاہتی ہون کہ اگر لڑنے
نکلون تو کچھ لڑائی سنبھلے اور کچھ تو زک شاہ طلسم ہوش ربا کو پہونچے اے عمرو افراسیاب ابھی
مہرخ سے بھی نہین لڑا ہے یہ لڑائیان اونسے فقط دھمکانے کی راہ سے لڑی ہین ورنہ افراسیاب
کا غصہ خدا کی پناہ ہان ایک دن وہ لڑنے نکلا تھا اور فوج طلسمی کو بلایا تھا مگر اوسوقت صنعت
وزیرہ اوسکی اگر اوسکو پھیر لے گئی ورنہ اوسیدن ساری زمین طلسمی کی الٹ پلٹ ہو جاتی اے
حیرت بھی مثل ایک جادوگرنی کے ہے جیسے بہار وغیرہ ہین صرف اتنی عظمت اوسکی ہے کہ زوجہ
بادشاہ طلسم ہے ورنہ وہ بھی اتنک قتل ہو جاتی بس اوسکا لڑنا اور شکست کھانا اس امر کی دلیل
نہین ہے کہ فوج افراسیاب یا افراسیاب کو شکست ہوئی اے تو بہ افراسیاب
اکیلا دو طلسمون کی فوج پر بھاری ہے جسدن وہ لڑیگا آپ تماشا دیکھیگا کیا آفت برپا کریگا ابھی
تو وہ لڑائی مین آجایا کرتا ہے اور ایک آدھ سحر ہلکا سا کرکے مغلوب حریف کو کر دیتا ہے مطلب اس
بیان سے یہ ہے کہ یہ سحر جو مین تیار کرونگی تو انشاءاللہ پل پرزادان توڑ دونگی اور فوج افراسیاب
کو بھی مغلوب کرونگی اسوقت البتہ اسطرح لڑونگی کہ جیسے شاہان طلسم مقابل ہو کر لڑتے ہین بس
اب مجکو جانے دیجئے مین تو اندر درہ کوہ کے جاکر مصروف سحرخوانی ہوتی ہون تم میری حفاظت اس مقام پر کرو
اور کسیکو مجھ تک پہونچنے نہ دو تاکہ سحر میرا جلد سے پورا ہو جاے اور اگر کوئی در اندازی رخنہ پردازی کریگا تو چلہ میرا
ٹوٹیگا اور پھر سے مجکو محنت کرنا ہوگی خواجہ نے کہا مین لیجاتا ہون اے ملکہ حاضر ہون انشاءاللہ حتی الامکان
ایسا انتظام کر دونگا کو نہ آنے دونگا جو کوئی مخالفون مین سے اس رہ مین قدم رکھیگا جانب جہنم بھیجونگا
آپ تو شوق سے اپنے کام مین جاکر مصروف ہوجیے ملکہ یہ سنکر اندر درے کے گئی اور ایک مقام پاکیزہ کو دیکھکر جاگو

اپنے ہاتھ سے صاف پاک کرکے اگیاری کی اور سامنے اگیاری کے بیٹھکر مصروف سحر خوانی ہوئی اور باہر عمرو نے ایک سنڈھی لکڑیوں کی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر درست کی اور صورت فقیرون کی ایسی بنا کر دھونی رما کر سکونت اختیار کی اب ملکہ حیران کو تو مصروف سحر خوانی رکھیے اور لشکر ملکہ مذکور کو انتظار مین ملکہ کے چھوڑیے چالاک کو جنگل مین پھرنے دیجیے اور مہرخ وغیرہ کو اپنے مقام پر بآرام رکھیے افراسیاب کو رنجیدہ و دل کبیدہ رہائی بران سے سمجھیے مگر جبتک بیان درستی سحر و ساحری ہو اوسوقت تک اور حال نئی داستانون کی سنیے کبھی افراسیاب سے اور مہرخ سے مقابلہ اور چالاک کی چالاکیان اور گاہے امیر اور لقا سے مقابلہ بیان کیا جاتا ہے ۔

داستان دلستان آنا اژدر کوہی کا واسطے مدد کرنے لقا کے اور لڑنا قاہر کوہی سے آخر بعیاری عیاران زیر ہوکر مسلمان ہونا پھر آنا لوح جادو کا بمدد خداوند لقا اور عیاری عیاران پھر حال افراسیاب اور عیاری چالاک مارکا گل سیاہ پر اور سفاک سے مقابلہ ہونا بیان عظیم و شان چالاک پھر جانا عمرو کا بیابان گلریز مین اور معمار قدرت کی داستان اور آنا اوسکا اور شریک ہونا مہرخ کا اور عیاری صرصر کی معمار پر اور چھڑانا اوسکو چالاک کا پھر قلعہ سحر بنانا معمار کا اور عمرو کا قید ہوکر قلعۂ عقیق کوہ پر جانا اور مارنا ساحرونکو اور معمار نکے حسب حال داستانہای رنگین کا بیان موثقہ

| | | |
|---|---|---|
| اوٹھا پھر جام تو ساقی خدارا<br>پلا اسکو ذرا احسان کر کی<br>وفور شوق یہ کہتا ہی ساقی | کھلے کچھ راز دل جسپر سبو کا<br>بھری حسرت سے تکتا ہوں جو جام<br>اگر خم مین نہ رکھنا کچھ بھی باقی | لب مینا کو تر کر جام بھر کے<br>لگ ڈوبی ہوئی ہے خشک ہے گلو<br>نہ ابھی منہ کا کچھ بے پیا پیکی |

کھلا ہی دیر سے ہر اپنا سو کھا
ادبلتا ہی ہمارے دل کا پھر جوش
سخن لاؤن زبان پر اپنی ہین فخر
لڑین باہم لقا و اہل اسلام

بہت عرصہ ہوا مشتاق ہین نئی
وفور شوق سے رہتے ہین بیہوش
امنگون پر ہو پھر جوش جوانی
جو بیہ ہین اونکا پھر بیہی ہو انجام

چھلک پھر جام کی دیکھین یہ آنکھین
ہون دو چار جام اور گرم ہو بزم
سناؤن سبکو اک تازہ کہانی
بیا ساقی بدہ جام می ناب

کہ ہو نسیم بین این قصہ نایاب + حیرت پردازان آئینہ خیال و نیرنگ بازان صورت حال سخن
نقوش بوقلمون و نقاشان تصاویر مضمون آئینہ داران پیکر دلفریب داستان وصورت نمایان
معشوقہ ہوش ربائی بیان نیرنگ طرازی خامہ جادو نگار طلسم تحریر مین اسطرح دکھاتے ہین اور
افسون پردازی تقریر سحر بیان مین یون منصہ شہود لاتے ہین کہ بران عالیشان تو سحر کوہ
زبرجد کے درہ مین طیار قربانی ہین اور سب اپنے اپنے مقام پر ہین لیکن لقا مشرک خدا جو ہاتھ
سے قاسم ذیشان کے شکست کھاکر داخل قلعہ عقیق کوہ ہوا تھا اوس روز سے بہت رنجیدہ
خاطر رہتا تھا کہ افسوس ہم کچھ کسی سے نہین ہوسکتا اور یہ مسلمان روز داغ بالای داغ دیتے ہین ایک
دن اسیطرح مجھکو جاڑوا لینگے اوسکو رنجیدہ دیکھکر سلیمان عنبرین موی کوہی نے جو قلعہ کوہستان
کے فتح ہونے سے باقی ہین اور قبضۂ مسلمانان مین نہین آئے ہین اونکے حاکمون کو نامے تحریر کیے
اور یہ بھی لکھا کہ بہت جلد خدمت خداوند مین اپنے تئین پہونچاؤ ورنہ خداوند ناراض ہوکر یہان
سے چلے جاوینگے پھر بھی اونکا دیکھنا نصیب نہوگا سب ہاتھ مل کے پچھتاؤ گے اور علاوہ نامہ
جات کوہستان لکھنے کے افراسیاب کو بھی عرضی تحریر کی ای بادشاہ ذیجاہ آپ نے گہر سلک کو
بھیجا تھا وہ بھی یہان خداوند پر سے نثار ہوگئے اب کسی ساحر زبردست کو بھیجنا چاہیے کہ وہ آکر
خداوند کی مدد کرے یہ نامہ حسب معمول پہاڑ پر رکھوا دیا پنجہ نامہ لیکر افراسیاب پاس آیا وہ شکست
کھاکر عیاری عمرو سے پریشان خاطر باغ سیب مین آیا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامہ دیا واکر کے پڑھا مضمون
نامہ سے آگاہ ہوکر دستک سحر کی دی فوراً زمین سے ایک ساحر ادھیڑ پیدا ہوئی کہ بال سر کے کچھ
سفید اور کچھ کالے تھے ہاتھون مین کڑے موتیون کی بندھین گلے مین مالے پڑی تھی اوس نے
سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ ای سفاک جادو بیٹے تمہاری دختر کو پاس خداے باختر کے
بھیجا تھا گہر سلک جادو گیا بھی لڑکر مارا بھی گیا مگر وہ ابھی تک وہان نہ پہونچی واضح ہو

کہ اول بیان ہو چکا ہی کہ سفاک کی دختر ملکہ زیور جادو سے شاہ نے حکم دیا تھا کہ جاکر خدای باختر کی مدد کرو غرض کہ اوسوقت سفاک جادو سے جو کہا کہ بیٹی تمھاری کیون نہ گئی یہ اپنی بیٹی کو چاہتی بہت ہی اوسکو وہم دامنگیر ہوا کہ وہان خداوند کے پاس جو جاتا ہی مارا جاتا ہی ایسا نہو دختر میری مارڈالی جائی بس اسنے بدحواس ہو کر کہا کہ ای شہنشاہ کیا لونڈی اس خدمت کے لایق نہ تھی کہ جو حضور نے ملکہ زیور کو ایسے مقام پر بھیجا کہ وہی جاکر سبکو غارت کردیگی شاہ نے کہا جو مناسب سمجھا وہ کیا گیا سفاک یہ سنکر خاموش ہو گئی اور کہا بہتر کیا جو کچھ کیا وہ بھی لونڈی آپکی ہی مین بھی مگر اتنا تھا کہ وہ بچہ تھی مین اوس سے سمجھدار تھی اب لونڈی امیدوار اس امر کی ہی کہ مین خط اوسکے نام کا آپ کے پاس بھیجون گی آپ اوسکے پاس بھجوا دیجئے گا بڑا احسان اور فراوان عنایت ہوگی افراسیاب نے کہا ہو سکتا ہی مضایقہ نہین مگر تم ایک کام کرنا کہ نیلم جادو پاس کوہ نیلم پر وہ خط بھیجدینا وہانسے وہ مقام نزدیک ہی ہم اوسے حکم کردینگے وہ تمھاری خط کو زیور پاس ضرور بھیجدیگا اور جواب منگوا دیگا اور علاوہ اسکی میری نامہ روز آیا جایا کرتے ہین تمھین تو خیریت روزمرہ ملا کریگی یہ سنکر کہا اگر زیور نہ گئی ہوتو اوسکی قلعہ مین تم جاؤ اور کیمیا کرکے اوسکو بھیجدو سفاک یہ سنکر رخصت ہوئی اوسوقت بادشاہ نے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ مین کیا کہون جو کچھ اس اسد کے ہاتھ سے مجکو زک پہونچتی ہی اور صدمہ گذرتا ہی اب یہ جی چاہتا ہی کہ کتاب جمشیدی سے حکم لیکر اوسکو قتل کرڈالون سب نے تائید کلام کی کہ حضور بجا فرماتے ہو اگر کتاب مین نکلی تو جھگڑا الگ ہی کیجیے طلسم کشا مارا گیا اور سب کے چھکے چھوٹ گئے پھر کسی سے کچھ بھی نہو سکیگا عمرو غیرہ سب بھاگ جائینگے افراسیاب انکی باتون سے ہنسکر خاموش ہو رہا اور ازبسکہ دل اوسکا رنجیدہ تھا تو بہت دیر یہان نہ ٹھہرا سوار ہو کر ظلمات کیطرف چلا گیا کہ جاکر دیکھون زندانخانہ پر کیا آفت آئی غرض یہ تو ادھر گیا اور ادھر ملکہ سفاک نے جاکر زیور جادو کو مطلع فرمایا کہ ای فرزند تم بہت کہا کرتی تھین کہ گھوڑا ہمنے سحر کسدن کیلئے سیکھا لڑنا تو کسی سے ملتا ہی نہین لو اب جاؤ خداوند لقا کی مدد کرو اور مسلمانون سے لڑو اوسنے کہا امی جان مجھے پہلے ہی بادشاہ نے فرمایا تھا میری طبیعت کچھ ناساز ہو گئی تھی اسوجہ سے نہ گئی اب جاتی ہون غرض ماں بیٹیان دونون خوب گلے سے ملین اور زیور نے حکم تیاری اپنی فوج کو دیا بارہ ہزار

ساحرا اور جادوگرنیان سوار ہیا سحر پہ سوار ہوکر اسباب حری ہمراہ لیکر بڑی جلک ملک سے روانہ ہوئین
ڈھیر دیجا ناقوس پھنکا گوگل جلا اژدر دہان پر تخت زرین رکھا گیا یہ بھی پوشاک نفیس پہنے زیور سے آراستہ
ہوکر تخت پہ سوار ہوئی جلو مین فوج ساحرات نگار ہوتی رہی ہوئے غلغلہ برپا ہوا آسمان کو چکر آیا خورشید فلک حیران ہوگیا کہ

| | | ابیات | |
|---|---|---|---|
| | چڑھی تخت پر وہ زن نابکار | | رکھا سر پہ تاج شہی زرنگار |
| | بصد نخوت وہ ردی شامت گزین | | چھپایا تہ مقنع گوہرین |
| | لقا کی چلی سمت وہ بد حواس | | زسر تا قدم ہوکے آہن لباس |

غرض یہ ساحرہ عجب نخوت تناس تو لقا کے پاس آتی ہے مگر لقا باغ مینا مین تخت پر رنجیدہ خاطر
بیٹھا تھا کہ ایک جوڑی ہلکارے کی سامنے مجراگاہ پر آکر آداب بجالائی اور دعا دیکر یہ خبر زبان پر
لائی کہ یا خداوند اژدر کوہی مالک قلعہ اژدر یہ آپکی اعانت کرنے کے ارادے پر قریب آ
پہونچ چکا ہے یقین ہے کہ داخل قلعہ ہو اس خبر کو سنکر لقا نے حکم دیا کہ شیطان درگاہ جاکر بعزت
تمام اوسکو لائے بختیارک یہانسے روانہ ہوا اور وہ قریب قلعہ پہونچ چکا تھا کہ یہ اوس سے ملا باہم رسم سلام
ادا کیا اژدر بھی گینڈے پر سے اوترا اور اوس سے باتین کرتا ہوا ساتھ ہوا اسپ افسران لشکر پا پیادہ ہوئے
لشکر کو حکم دیا کہ یہان لشکر خداوند اوترا ہے ابھی اندر قلعہ کے فوج کی چھاونی ہے اور زیر قلعہ بھی فوج اوتری ہے تم
اوسی جگہ اترو فوج اوسکی اوسکے کہنے سے اوتری لگی خیمہ و بارگاہ نصب ہوئے لشکر تو اترکر آسودہ ہونے لگا اور اژدر
قلعے گیا اور باغ مینا مین آکر سامنے خداوند کے پہونچا سب نے دیکھا کہ یہ پہلوان آفت زمانہ ہے بڑا زبردست
نہایت چالاک وحشت ہے قوت دستگیرہ خود بین ہے بہت مغرور و پر تمکین ہے غرض اوسنے آکر خداوند کو سجدہ کیا
اور مسند کی ذیل زرین خداوند نے عنایت فرمایا اور خلعت دیا کہ یہ بیٹھا ساقی کو اشارہ ہوا کہ اوسکو
جام شراب ارغوانی کا دیا جب دو چار جام اسنے پئے دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا پکار اکہ واہ واہ لقا کی پناہ
تم لوگون نے کیا نامردی پر کمر باندھی ہے کہ گھر سے تو آتے ہین اس ارادے سے کہ چلکر خداوند یا غیرتی
مدد کرینگے اور جب یہان آکر پہونچتے ہین تو فوراً مسلمان ہوجاتے ہین پس لڑنے کا ہمکو آتے ہین گویا گھر سے
مسلمان ہونیکو چلے ہین پھر کس واسطے تلا لگیو گمراہی مین مسلمان ہوجایا کرو تمکو منع کون کرتا ہے اور ایسی
حرکتین کرتے ہین اور پھر یہ سمجھتے ہین کہ ہمسے زیادہ کوئی بہادر نہین ہے پردہ دنیا پر خداوند لقا نے ہین کو سے پیدا
کیا ہے یہ طرفہ ماجرا ہے کہ یا پین نامردی اپنے تئین ایسا سمجھنا بختیارک نے یہ باتین سنکر کہا کہ اے بہادر دوران

بڑا بول نہ بولو ہمکو تو اسوقت تمہاری ان باتونسے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ کہین تم بھی مسلمان نہو جاؤ
اژدر کوہی نے کہا کہ ملک جی تمکو ایسا کلمہ کہنا چاہئے لاحول ولاقوۃ ہم ایسے نامرد نہین ہین کہ اپنے خداوند
کو بھولجائین سجنتیار نے کہا کہ ان لوگون مین کب کوئی نامرد تھا جو تم اونکو نامرد بتاتے ہو اژدر کوہی نے
کہا کہ ہمکو اس تقریر سے تو کچھ مطلب نہین اب تم میری نام پر طبل جنگ بجواؤ آپ ہی فرق مرد نامرد کا کھلجائے
گا بجنتیار نے کہا ابھی تو تشریف لائے ہین ورا زیارت خداوندی کر لیجئے ہم لوگونسے دل بھیجئے پھر آخر یا تو
مرد آپ ہونگے تو ماری جائینگے اگر نامرد ہونگے تو وہی طریقہ کرینگے جسکو آپ بڑی دیر سے فرما رہے ہین یہ خاتمہ
ہو رہا اور لقا نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا آج بیرون قلعہ نکلے بموجب حکم افسران لشکر لشکر کو کر زیر قلعہ اترا ہوا تھا
لیکر بڑا دو بڑا نے کے مقام پر آئے پھر از سر نو تیاری تمام لشکر کے اترنے کی ہونے لگی خیمے و سرا پردے نصب ہوئے
بازار آراستہ ہوئین بارگاہ لقا بیچ لشکر مین نصب ہو کر پیراستہ ہوئی ہر طرف گھما گھمی شروع ہوئی خرمی کا بازار
کھلگیا لقا بھی باغ مینا سے آکر داخل لشکر ہوا اور بارگاہ مین سب کا دربار کیا اژدر کوہی نے بارگاہ مین آرام کیا غرض
اسقدر رات و روز گذرے اور اوسی حت عیش مین بسر کی جب دوسرے دن سیاہ شب نے مین کسطرح روشن کہ نکلا اور ذرہ عالم شب نے کیا تھا

**ابیات**

سبکدوشی ہوئی حاصل زمین کو
مزاج شام گستاخی پر آیا
چھپایا مہر نے عکس جبین کو
زمین کے پہلوؤن کو گدگدایا

سحر شام اژدر نے بارگاہ لقا مین آکر حکم دیا کہ بجر طبل جنگ لقا نے بھی اشارہ کیا کہ بہتر ہے بموجب ارشاد خداوند طبل
جمشیدی پر چوب پڑی صدائے شر و فساد بلند ہوئی نامیان خیری ہلکارے جو بشکل سپاہ اس لشکر مین حاضر
تھے وہ خبر دریافت کر کے خدمت والا ہمت امیر کشور گیر و بادشاہ اسلام با توقیر کے آئے اور بعد ادائے
آداب و تسلیم اسطرح گہر ریزی مدح و ثنائے بادشاہی مین کرنے لگے **ابیات**

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ
فلک پہ سبعہ سیارہ تا قیام جہان
تما چراغ رہے تجھ سے اسطرح روشن
سجود و درسے ترے بہرہ ور رہون اہل زمین
بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
پھرا کرین تری مرضی شریعت کے ہمراہ
کہ جیسے پرتو خورشید سے ہو روشن ماہ
رہے رکوع مین تا قامت سپہر دوتاہ

اے شہریار والا تبار اژدر کوہی نام ایک سردار کوہستان سے بمدد لقا گمراہ آیا ہے لقا نے قلعہ سے نکلکر مقابل بندگان
درگاہ خیمہ و بارگاہ آراستہ کرائے طبل جنگ بجوایا ہے کل معرکہ عناد و فساد کو تازہ کریگا باقی خیریت ہے یہ کہکر جب

ہرکارے کنارے ہوئے امیر کے جانب بادشاہ نے دیکھا امیر مرضی بادشاہ کی معلوم کرکے حکم فرما
ہوئے کہ بجے طبل ابوالفتح اصفہانی بجائے عمرو اوسی جگہ مقرر ہے اونے نقارخانہ سلیمانی مین اکر ندر
لیکر بنام خواجہ جمع کرائی اور طبل سکندر پرسے غاشیہ اٹھواکر دوال دی صدائے طبل چوسٹھ کوس کی
دنیا مین ہیبت پھیلی دلاور آگاہ وخبردار ہوئے کہ کل معرکہ یزد ہے دربار دربار سویرے سے بادشاہ
نے برخاست فرمایا ہر بہادر اپنے اپنے مقام پر آکر آلات حرب وضرب کی درستی کرنے لگا رات
بھر قصہ جنگ وجدال رہا بہادر بشاش نامرد کو اضمحلال رہا جوہر تیغ ہی کا افسانہ بہادر پڑھا کیے
عروس شجاعت ہی پر مرد تھے نامرد بھاگنے کا تذکرہ کیا کیے بہادر قبضہ شمشیر چومکر کہتے تھے کہ ہمیں گھاٹ نہ کرنا رخ
دم جنگ نہ پھیرنا مرگ عدو کو چار طرف سے گھیرنا زبان شمشیر سے اس قول پر زبان دی تھی کہ اے شجاعت کی
دھنی میرا اور تیرا ساتھ ہے دامن تیغ ہے اور تیرا ہاتھ ہے غرضکہ تیر زہر آبدار کیے گئے کمانین چو خانہ کر گئین
تھین وہ سینک کر درست ہوئین گھوڑونکی رکابین تسمہ درست ہوئے نقیب لقابت کا کیے چار پہر یہی شورش
رہی اور ہنگامہ طرفین مین رہا جب وہ وقت آیا کہ داغ سینہ فلک جسم دہر پر چمکتا ہوا نظر آیا
اور شب صورت یاد فراموش نظر عالم سے غائب ہوئی **ابیات** کہ جب ظاہر ہوئی صبح طرب خیز

| بشکل روی جانان حسن آمیز | ابھر آئی عکس زلف شب زمین پر | گھٹا کچھ نور شعلون کی جبین سے |
|---|---|---|

صبحکو حسب دستور لشکر خیل خیل اور دل کے دل میدان جنگگاہ کیجانب روانہ ہوئے سردار بعد ادائے فریضہ نماز
سحر مسجد کرپاس مین آئے امیر کے ساتھ نماز پڑھکر سلام علیک کرکے در دولت آسمان جاہ ظل سبحانی
پر جا کر جمع ہوئے صاحبقران دوران وظیفہ پڑھنے لگے دعا درگاہ کبریا مین کرنے لگے کہ یکایک
ابوالفتح اصفہانی نے آکر نشست پر آئین کی امیر نے حالات لشکر دریافت فرما کر صندوق اسلحہ
طلب فرمایا اور تبرکات انبیا علیہ السلام جسم پر آراستہ فرمائی اور اشقر پر سوار ہوکر جلوخانہ بادشاہی
مین تشریف لائے بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے کہ دفعۃً سرخ پردہ شبستان شاہنشاہی کی
ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا آواز غرائی کی سنائی دی امیر مع سرداروں کے مجراگاہ پر جا کھڑے
ہوئے اجرام نورانی ظاہر ہوا بخشائے طلائی نقرئی جھپکتے ہوئے نکلے پھر فانوس ہائے مینا کا
اور طلا کار ظاہر ہوئین اور عود عنبر کی لوٹے لیے طفلان ماہ طلعت نکل گئے یکایک تخت
شاہی برآمد ہوا کہاروں نے بڑھکر بدلوایا زنانہ سامان سب پھر گیا بادشاہ

بادشاہ جمجاہ برآمد ہوئے مردہی پکارے سلطان کا کرم امیر محتشم نگاہ روبرو صاحبقران دوران کا مجرا قبول ہو بادشاہ نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا امیر نے مجرا کیا ہاتھ سینے پر بادشاہ نے رکھا پھر تو اور سرداروں کا مجرا و سلام لیتے ہوئے سلطان والا تبار جانب لشکر حریف روانہ ہوئے دہل و نقارہ نوازش مین آئے کہ بموجب ابیات

| | |
|---|---|
| نہاں تھا نہ مغفر جبان ربا | رخ آسمان جاہ انجم نما |
| زرہ کی وہ نظر سی کی زیب بن | قیامت دلیری کی تھی وہ پھبن |
| تہور سے تنتے تھے سردار فوج | چلی فوج یون جیسے دریا کی موج |
| پے غرت دین یل حق نیوش | ہوئی شکل مریخ سب سرخ جوش |
| عمامے تھے فرق ہمایون پہ زرد | کہ تھے تاج مہر سپہر گیتی نورد |
| تہ ران ہر ایک کے وہ تازی فرس | پے قتل کفار دل پر ہوس |
| بڑی عظمت سے اور بڑی شان سے | روان جنگجو تھے بڑی آن سے |

غرض اسی عظم و شان و کر و فر سے مقام جنگ پر پہونچکر ٹھہرے تھے کہ ادھر سے لقا اپنے ہاتھیوں پر تخت کھچوانے فوج کوہیان و باختری ہمراہ لیے وارد میدان مصاف ہوا زمین لرز گئی تہلکہ پڑ گیا آفت کا سامنا ہوا دو دریا سے موج مارنے لگے اول بیلداروں نے نکلکر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان پاک و صاف کیا پھر سقون نے آبپاشی کر کے گرد و غبار بٹھایا او صف آراؤں نے میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ صفون کو جمایا امیر چالیس قدم سرداروں کا آگے بڑھکر کھڑے ہوئے سر پر علم اژدہا پیکر کے پھریرے کھل گئے آوازا انہین سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی نقیب چاؤش میدان مین للکار کر دلاوروں کو پکارے کہ ہان اے بہادروں دریچا نا خوف نہ کھانا قدم ہمت خوب نہ جانا یہ معرکہ کارزار ہے اسمین بہادروں کو ننگ و عار ہے غرض ترغیب جنگ دلا کر نقیبوں کا ہٹنا تھا کہ اژدر کوہی جو زنجیر گردن پر بعبد کبر و غرور سوار پشت پر فوج کوہیان نابکار لیے تھا گینڈے کو بڑھا کر سامنے فیل لقا کے آکر اجازت خواہ ہوا کہ یا خداوند امیدوار ہون کہ حکم حرب نسبت اس بندے کے صادر فرمایئے خداوند نے فرمایا کہ جلد جا اور کام ان بندگان عاصی کا تمام کر آ ژدر یہ اجازت پاکر بعد کرنے قربان گینڈے کو دوڑا کر ناف میدان مین پہونچا اور سلحشوری دکھلا کر جانب لشکر امیر تلوار کھینچ کر کے نعرہ رعد آسا کیا کہ اے گروہ عرب سپاہان زبردستان تم مین سے جو کوئی کہ زبردست ہو مقابلے مین میرے یہ نعرہ سنکر قارن کوہی نے مرکب اپنا صف لشکر سے جدا کیا اور سامنے تخت خلیلی کے آکر عرض رسا ہوا کہ یا ظل اللہ بعاوت میدان شاہ نے فرمایا کہ

قاہر تم ہمارے مہمان عزیز ہو لڑنے نہ جاؤ آرام فرماؤ کوئی اور مقابلہ میں اسکا فرد کیا جائیگا اوسنے عرض کیا کہ غلام نمک پروردہ
حضور کا ہاتھ ہی اگر اجازت لڑنیکی نہ ملیگی آبرو کیا خاک باقی رہیگی بادشاہ نے ناچار سپرد خدا کیا اوسنے درع مرصع
زیر تنگ درست کیا تا کہ عرصۂ زندگی حریف پر تنگ کرے اور جست کرکے خانۂ زین میں در آیا گھوڑا الجھ کر گشت
اوڑایا جب سامنے اوسکے پہنچا اوسنے تیغہ نکالا اور گنبد اپنا آڑا یا اوسکا وار گرا مارے کہ پانچ قدم پر گنبد اوسکا
تین قدم مرکب دشمن بہادر کا پیچھے کو جا پڑا دونوں نے زانوں میں جل کر سامنا کیا اور نیزہ اوٹھا کر اٹکل کر کے
سینۂ بے کینہ قاہر پر ضرب لگائی اوس بہادر نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر لیا برابر نیزہ بازی ہونے لگی ابیات

ہوئے روبرو دونوں باہم دگر — دکھانے لگے اپنے اپنے ہنر
عنان در عنان ہوکے باصد قرار — لگے کرنے پھر رن میں نیزے کے وار
بھڑکنے لگی آتش صفدری — ہوئی جبن جرات میں جانشکری
ہنر آزما تھے وہ دو نیزہ ور — تماشے میں تھے گرم دونوں حشر
ڈپٹ وہ بلا کی وہ گھوڑوں کی گشت — دہلتے تھے سینے لرزتا تھا دشت
ادائین بھی دونوں کی جرات پسند — کھلے وصف باندھی جو نیزوں کے بند
دلیری بھی دونوں کی محتاج دید — کوئی منتظر تھا کوئی نا امید
پکارا شب رزم سے کوئی واہ — جری ہو تو ایسا ہو اے رزم خواہ
کہیں تھا سپاہ عجم میں یہ شور — کہ اے قاہر صفدر و تیرہ زور
یہی ہیں دلیران دین کے دھرم — عجب وار ہے یہ خدا کی قسم

غرض بعد ردو طعن سنان ایک مقام پر قاہر نے بند باندھکر نیزہ کو اوسکے ہاتھ سے ہوائی کیا ابن نے سنبھل کر تیغہ
گرز نبار پر ہاتھ ڈالا اور تلوار کھینچکر سر قاہر پر تیغہ اوتارا اوس بہادر نے تلوار کی باڑھ کو بچ کرکے کلائی پر
اوسکے ہاتھ ڈالدیا اوسنے گریبان میں ہاتھ ڈالا آخر دونوں پشت مرکب سے کودے اور سرگرم کشتی ہوئے دو
دریا سرگرم نظارہ تھے کہ کس کس بند و اور کس کس گھات ورداؤ سے دونوں سر ٹکراتے تھے دو ماہرین مست سرگرم تلاش
تھے آخر اوس نے قاہر کو ریل کر چھ سات قدم پر لیگیا تھا کہ ایکبارگی ابوالفتح عیار نے پکار کر کہا کہ اے قاہر کیا بد رنگ
تنگ کیا یونہیں چلے جاؤگے لنگر کو قائم کرو اس صدا کو سنکر قاہر نے سنبھلکر دونوں شانوں کو اوسکے پکڑ کر چوبلا اور سینہ
میں سر اڑا کر جونہیں دو قدم تو دشمن قدم پر ہٹا کر لیگیا وہاں بھی اوسنے لنگر مارا کہ پشت پا تک زمین میں اوتر گیا مگر

قاہر نے نعرہ اللہ اکبر جا کر کے کھینچی اوسکی لنگر کو اوکھیڑا اور سر اوسکو بلند کر کے چرخ دیا چاہتا تھا کہ زمین
پر مارے ادھر امیر با توقیر نے پکار کر آواز دی کہ اے قاہر اسکو زمین پر اتار دے بہادر جس کسیکو سر بلند کرتے
ہین مہاک ذلت پر اوسکو نہین ڈالتے ہین قاہر نے فرمان قضا جریان صاحبقران دوران سنکر اوسکو
زمین پر اوتار دیا ابوالفتح نے دوڑ کر حلقہ ہاے کمند مین اوسکو گرفتار کر لیا اور کہا اے اژدر کوہی چالاک
تو شناختی خداوند عالم و عالمیان جو ہی کی اوسنے جواب دیا کہ مین نے معلوم کیا حقیقت مین دین وایمان
تمہارا سب سچا ہے اور خداوند تمہارا برحق ہے مین مسلمان ہوتا ہون ابوالفتح نے اسکو کمند سے کھولدیا
وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا بختیارک نے جو یہ ماجرا دیکھا تھا سے کہا کہ یا خداوند آپ نے یہ کیسا اپنا نظر کرم
کیا تھا کہ یہ بندۂ خاص بھی جا کر بندگان مغضوب سے گیا اس لثور ہے نے کہا کہ بھلا ہمارے دل کا حال اور مشیت کا
بھید کون جانسکتا ہے کہ ہم خوش کس بندے سے ہین اور ناراض کس سے ہین مگر ہماری قدرت کا راز اگر
کچھ پہچانتا ہے تو پہچانتا ہے کہ تو نے اول ہی کہدیا تھا کہ یہ مسلمان ہو جائیگا بختیارک اس کلمہ کو سنکر بھول گیا اور
عنصر کو بھی کیجانب متوجہ ہو کر گویا ہوا کہ اے عنصر اب تو مجھے بھی ہکو خوف معلوم ہوتا ہے کہ جسروز تم لڑو
گے اوسیدن تم بھی ہمسے جدا ہو جاؤ گے انہون نے کہا کہ یہ کام ملکجی بے ایمانون کا ہے ہمسے آپ یہ امید نرکھیے
الحاصل اور کوئی تو نہ ہوا لاتھا نہین کہ جسکے بھروسے پر میدانداری ہوتی اور دوسرے کشتی لڑنے سے قاہر
کو دن بھی تمام ہو چکا تھا اور وہ زمانہ قریب تھا کہ کشتی گیر دہر نے اژدر روز کو چت کیا تھا بیت
نظر کی جانب مہر لب بام ✽ اودہر پایا قریب خواب آرام ✽ نقارے طبل بازگشت بجوادیا اور لشکر لیکر امیر علی ہم
لشکری کے سرپر زر نثار کراتے پھرے لشکر والے بستر پر پہونچکر تھکر کھوئی آسودہ ہوے امیر داخل بارگاہ ہوے ادھر قاہر
بھی اکر داخل بارگاہ نکبت پناہ ہوا میان اژدر کو دنگل قریب دنگل قاہر بادشاہ نے رعایت فرمایا اور
امیر نے کہا کہ اے بہادر ہمارے میان کے یہ آئین اور دستور ہین کہ جو سردار جسکو زیر کرتا ہے مغلوب ہمیشہ اوسکے سردار تابع
مین شمار کیا جاتا ہے اور اوسی کی ماتحت بیٹھتا ہے اب تم ہمیشہ قاہر کے ماتحت رہوگے اژدر نے کہا مین ہر صورت
اونکا اور آپکا دونون کا تابع ہون مجھکو کچھ عذر نہین یہ کہکر قاہر کے پاس بیٹھ گیا الحاصل بعد کچھ دیر کے دربار
برخاست ہوا قاہر اژدر کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اور سب سردار بھی اپنی بارگاہون مین جا کر آرام پذیر ہوے
ابوالفتح نے طلایہ کی گشت دینے کی چوکیان قائم کین مزین تبکو او ٹھنے لگین بازارین بہر رات تک
کھلکر رہا کہ کھلی رہین امیر نے اژدر کیواسطے حسب دستور اپنے میان سے چند آدمی بہر خدمت و

اور ایک بارگاہ مع عملہ اور فعلہ کے اور کچھ خوان کھانے کے بھجوائے اور قاہر نے سب طرح سے لیے اوسکو سمجھ
کر امیر ایسے باکرم آدمی ہیں پھر آپ بھی خاطر سے پیش آیا حکم دیا کر رقص و سرود کی محفل آراستہ
ہوئی پھر جاسہ طلب کرکے ساتھ اپنے کھانا کھلایا اور برابر اپنے پلنگ اوسکا بچھوایا دونون
آرام گزین ہوئی بار رہیدار پلنگ کے آکر حاضر ہوئے چار طرف اندر باہر سب پہرا ہو گیا اس انتظام کو
دیکھکر اژدر گھبرایا اور مستفسر ہوا کہ ای بھائی قاہر کیا بارگاہ کے اندر بھی پہرا رہتا ہی قاہر نے کہا اندر
باہر سب جگہ پہرا رہتا ہی اسلیے کہ عیار وغیرہ اگر کچھ گزند نہ پہونچائیں اژدر نے کہا اندر بارگاہ
کے تو پہری کی کچھ ضرورت نہین بیان کیا خوف ہی مثل چلی آتی ہی کہ جہان ڈر وہان اپنا گھر یہ
بات عین نامردی کی ہی بھلا یہ بھی مجال ہی کسیکی کہ جو کسی کے کوئی گھر مین چلا آئی یہ کلام جو اس نافرجام
دیکھی تو قاہر کو بھی حرارت آگئی اور بعینہ اوسنے کہا اگر مرضی آپ کی نہین ہی تو نہ سہی بیان کیا اگر
مرضی آپ کی نہین ہی تو نہ سہی بیان کیا اگر آپ فرمائین تو ہم جنگل مین چلکر تمنا رہی یہ کہکر حکم دیا
کہ اندر باہر سب جگہ سے آج پہرے موقوف کرو کچھ ضرور نہین یہ کہکر سبکو نکالدیا صرف چار خدمتگار
بلکہ یہی جگہ دو پہر رات آئی اور تمام زمانہ سو گیا بیدار وہی پاک پروردگار رہا چوکیدار بولنے لگے رونڈ
گشت پھرنے لگی اور قاہر بھی سو گیا چارون خدمتگار بھی سوئی اوسوقت اژدر نے اپنے دلمین تصور کیا
کہ جو دولت نصیب مین تھی وہ تو ہو چکی مگر اب اوس حریف کا تو کام تمام کر اور سر کاٹ لے اور یونہین
تھا کہ یہن نکلا ہوا یہ اجل یہ سوچکر اوٹھا تو سہی مگر پھر بہادر کے اوپر وار کرنا اور یک بیک جا پہونچنا آسان
نہین ہی اسوجہ سے یکایک اوسکو جرات نہوئی پھر دل کو اپنے مضبوط کرکے خوب خیال کرکے دیکھا تو قاہر کو
بالکل غافل پایا اوسوقت خنجر نکالکر اوٹھا اور وار کرنے چلا مگر بموجب مثل جسکو خدا رکھے اوسکو کون چکھے اوسوقت
ابو الفتح کہ جسکو اب بجائے عمرو پہرے دار نگرانی کرتا پھرتا ہی بس سب طرف سے ہوتا ہوا اوسطرف کو جو آیا تو اوسکے
دلمین خیال آیا کہ قاہر کو دیکھتا چلو کیونکہ اژدر آج ایک نیا شخص اوسکے ساتھ ہی یہ سوچکر اندر بارگاہ کے
چلا پھر ایک ملازم نے اوسکو دیکھکر کہا ای مہتر صاحب آج تو قاہر نے ہم سبکو نکالدیا ہی معلوم نہین کہ خفا ہین یا
کسی نے کچھ چغلی کھائی ہی اگر ہمکو موقوف کردینا وہ چاہتے ہون تو آپ سفارش کیجیے گا کہ ہمارا آدھ سیر آٹا برقرار رہے آپکو
دعا دینگے یہ کلام اونکی زبان سے سنکر ابو الفتح اور بھی زیادہ متوحش ہوا اور اندر بارگاہ کے گیا قنات چاک کرکے اندر کا عالم
دیکھنے لگا عجب ماجرا نظر آیا کہ قاہر کو بھی تو غافل سوتا ہی اور اژدر خنجر کھینچکر اوسکی بالین آیا ہی سر اوسکا کاٹا چاہتا ہی دیکھتے ہی یہ دیکھکر او

جلد دربارگاہ پر جاکر زور سے کھنکار کر اپنی آواز سنائی اور جلدی سے خنجر میان مین کرکے اپنے پلنگ پر آکر لیٹ رہا
اور خراٹے لینے لگا ابوالفتح اندر آیا اور قاہر کو اوسنے جگایا جب وہ جاگا کہا مہتر صاحب کہان
تشریف اوسنے کہا کہ مین گشت کو آیا تھا جی چاہا اندر بھی چلا آیا قاہر نے پاس اپنے بٹھالیا خاطر کرنے
لگا ابوالفتح نے اوس سے چپکے سے سب ماجرا بیان کیا کہ یہ حال مینے دیکھا اگر مین نہ آجاتا تو کام
تمھارا تمام تھا قاہر اپنے جی مین سوچا کہ یہ عیار ہین اپنا احسان مجھپر جتاتے ہین بھلا اژدر ایسی
حرکت کیا کرتا غرض ابوالفتح سے اوسنے کہا کہ بڑا احسان آپ نے فرمایا کہ میری جان بچائی پھر اسکو
پان کھانے کا دیا کچھ اشرفیان اوسکی نذر کین ابوالفتح وہان سے چلا لیکن باہر آکر یہ ایسا کچھ سانحہ
دیکھ چکا تھا اب کب جاتا تھا پھر قنات کے پاس آکر چھپکا کھڑا ہو رہا اور قاہر اپنے پلنگ پر لیٹا کچھ
نیم خفتہ سا ہے اور اژدر سوچ رہا ہے کہ ابھی عیار آکر قاہر کو جگا گیا ہے اچھی طرح غافل ہو جاوے تو
اوسکو وار اپنا کرو ادھر ابوالفتح کو عرصہ جو ہوا دل مین کہتا ہے کہ تم تو یہان چھپے ہو اور اگر عیار
لشکر کفار مین سے کوئی آکر دستبردی امیر یا اونکے فرزندون پر کر جاوے تو کیا ہوگا بس اور کچھ تدبیر کرو
یہ سوچکر چھپا اور لشکر مین پھرتا ہوا اپنی فکر مین جو چلا ایک مقام پر ایک فقیر بگر شکل نقا
پرستون کی اوسکی قطع تھی اوس لشکر مین بھیک مانگنے آیا تھا رات زیادہ گئی ایک جگہ پر سو رہا تھا اوسکو
اوسنے دیکھا بس فوراً رنگ روغن عیاری کا لگا کر اسکو بیہوش کرکے صورت اوسکی قاہر کی صورت ایسی
بنائی اور اوسکو اوٹھا کر بارگاہ قاہر پر آیا اور پکارا کہ اے قاہر کو بھی جاگتے ہین اوسنے کہا قاہر کو ذرا میرے
پاس بھیجدو حکم صاحبقرانی اوسنے کہتا ہے اژدر نے قاہر کو جگا دیا اور کہا تمکو مہتر ابوالفتح بلاتے ہین جو ن کہ
ابھی آئے تھے قاہر آنکھین ملتا ہوا باہر گیا کہ اوسنے اسکو الگ لاکر جلاب بیہوشی اسکے منھ پر مار کر اسکو
بیہوش کر دیا اور ایک مقام پر اسکو چھپا کر کپڑے اوسکے اتار کے نقلی قاہر کو پہنائے اور اوسکو اوٹھا کر اندر
بارگاہ کے لایا اور اژدر سے کہا کہ امیر نے شراب بہت عمدہ بادشاہ کیلئے کھنچوائی تھی اوسوقت اوسکے نمونہ کو
چکھانے کیلیے اونکو بلایا انھون نے جو اوسکا ایک جام پیا بیہوش ہوگئے ہین اب انکو نشہ از حد ہے مین پلنگ
پر سلائے جاتا ہون شاید آنکھ کھلے اور پانی وغیرہ مانگین تو تم خبر رکھنا ایسا نہو کہ نا لگ جاوے اب امیر
بھی آرام مین گئے ہین اونکی حفاظت کو جاتا ہون میرا آنا اب نہوگا اژدر یہ کلام سنکر بہت خوش ہے اور کہا
کہ مین مین جاگتا رہونگا غرض ابوالفتح قاہر نقلی کو سلا کر آپ باہر نکلا اور قاہر اصلی کو اوٹھا کر ایک نہی

خیمہ میں لا کر بیچ لشکر میں چند خیمہ اور قناتیں اور نیمگیرہ استادہ ہیں اور اونمیں اسباب ضروری عیار دن کا رکھا رہتا ہی اسواسطے کہ جسوقت کسی عیار کو خواہش شراب کباب وغیرہ کھانے پینے کی ہوتی ہی تو وہ بیچ داخل وہان ہوکر کھاتا پیتا ہی اور اپنے کام کو چلا جاتا ہی دو چار پلنگ بھی وہان لگے رہتے ہین بس دشمن ایک خیمہ مین پلنگ پر لاکر قاہر کو لٹا دیا اور عیار دشمن کہدیا کہ یہ قاہر کوہی مین انہیں ہوشیار رہنا اور بیہوش رکہنا یہ کہکر آپ روانہ ہوگیا اور وہان اژدر کوہی نے جب دیکھا کہ ابوالفتح کو گئی ہوئی عرصہ ہوا اور قاہر ابھی نہین چونکا خوب بیہوش ہی بس نہ جا کہ خداوند لقا نے تیری مدد کی اب بخوبی قتل کر چنانچہ اس بیحیا نے اوس اپنے محسن باایمان کا سر بایک خنجر ظلم سے جدا کیا بظاہر تو اوسکو مارا بباطن اپنے تئین ہی طرفدار قتل کیا اور اتنا صبر کیا کہ وہ رات تمامی پر آئی اور وہ زمانہ آیا کہ تیغ مہر نے زنگی شب کا سر جدا کیا اور سحر گریبان چاک کئے ظاہر ہوئی

| سحر کا وقت تھا ہی شب کے اوپر | | جو آئے مشعل خورشید لیکر | |
|---|---|---|---|
| نشان شب ہوا عالم سے نابود | | اوڑا رنگ اختر ونکا صورت دود | |

جب آثار سحر ظاہر ہونے لگے اژدر نے سر قاہر نقلی کا رومال مین باندھ لیا اور باہر نکلکر مرکب پر سوار ہوا کسینے منع نہ کیا اسلئے کہ صبح ہو چلی تھی سمجھے کہ مسجد کے پاس مین جاتا ہی یا ہوا کھانے نکلا ہی اور یہ سوار ہوکر مرکب اڑاتا لشکر سے نکلکر سیدھا لشکر لقا مین پہونچا اب یہان دو گھڑی دن چڑھے خادم خدمتگار وغیرہ جو اندر بارگاہ قاہر کے آئے اوس بیچارے کا خون ناحق زمین پر بہا دیکھا شور وغل بلند کیا کہ افسوس کسینے قاہر ایسے بہادر کو مارا ادھر لقا کو خبر ہوئی کہ اژدر کوہی سر کسیکا کاٹے ہوئے لئے آتا ہی بختیارک نے کہا کہ یا خداوند تیرے صدقے تباہ تو سہی کہ اژدر کوہی سر امیر کا یا ملکشاہ یا قاسم کا کسکا سر لاتا ہے تو تو خداوند برحق ہی اتنی بات تبادینا کیا بات ہی لقا نے کہا قدرت ایسی واہیات باتین نہین تباتی ہین ہین جس کسیکو تقضا نے گھیرا ہوگا اوسکا سر ہوگا یہ حکم ملک الموت قدرت کو رات کو سوتے مین ہمنے دیا تھا اسوقت یاد نہین ہی یہ کہکر پکارا کہ اے بندگان قدرت دیدے قدرت مرا اس اثنا مین اژدر اندر بارگاہ کے آیا اور سجدہ کرکے سر قاہر نذر دیکر لقا ہنسا اور کہا تو بندہ مقبول ہی غرض یہ مٹھا سائی نے اوسکو جام شراب دیا اودھر امیر کو خبر پہونچی کہ اژدر سر قاہر کا لیکر گیا ہی لشکر لقا مین خوشی ہورہی ہی یہ سننا تھا کہ دھوان دماغ سے نکلگیا اور فوراً مقنہ ٹیک کر اوٹھے کہ یہ ایمان خود اگر قاہر مارا گیا ہے تو بغیر مارے اس بے ایمان کو نہ چھوڑونگا یہ کہکر باہر آکر اشقر پر سوار

ہوئے پیچر ہوا اور بہی سردار فرامرز مالک بہرام علمشاہ وغیرہ بہی اپنے مرکبون پر چڑھکر عقب امیر چلا ابوالفتح
کو کنوانی چبوترہ مین تھا دوڑا کہ امیر سے جاکر کہون آپ بچائیے قاہر زندہ ہے مگر امیر نے آشقر کو تازیانہ
دکھایا وہ مرکب بادپا ہوگیا یہ اوسکے تیزی رفتار کی کیفیت تھی کہ ابیات تصویر کھینچے کوئی تیز رخش
کی تیز رو ٭ دلمین جو آئے گر کسی نقاش کے آہنگ ٭ گذرے تمام عمر اوسی سوچ مین اوسے
سبزہ سمند نیو بناؤن مین یا سرنگ ٭ آخر قلم کو ہاتھ سے رکھدے یہ کہہ کے بس ٭ بجز خدا بند ہے
صورت ہوا کا رنگ ٭ ابوالفتح آخر پھر آیا اور اوسنے اگرچہ چالاکی کی کہ قاہر کو ہوشیار کردیا اور سارا ماجرا
کہا اوسنے شکریہ ادا کیا اور مرکب منگا کر سوار ہوکر خدمت امیر مین پہونچا امیر کنارہ لشکر لقا کے
پہونچ چکے تھے کہ اوسنے آکر تسلیم کی امیر حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہے مگر اوسکے زندہ ہونے سے خوشنود ہوے اس اثنا
مین ابوالفتح بہی حاضر ہوا اور تمام ماجراے شبینہ معرض عرض مین لایا اور عرض کیا کہ اب حضور پھر چلین
آخر وہ کافر بھاگ کر گیا ہے تو لڑنے نکلے ہی گا اوسوقت کام اوسکا تمام فرمائیے گا امیر نے فرمایا کہ بہتر ہے
اوسوقت قاہر کو بہی نے عرض کیا کہ حضور مین نہ پہرونگا اگر پھر کر جاونگا تو نامرد کہلاؤنگا مین جاکر
اس نامرد ازلی اور ابدی کو اوسکے خداوند کے سامنے گوشمالی دونگا امیر نے فرمایا کہ اے بہادر بہائی
کا تو یہی دھرم ہے جو تو کہتا ہے شاباش مرحبا مگر تنہا جانے دینے کو جی نہین چاہتا اچھا اگر یہ ارادہ
ہے تو بسم اللہ مین بہی تیرا شریک حال ہون اور روبارگاہ لقا پر آکر ٹھہرتا ہون قاہر نے کہا زہے
پرورش و عنایت یہ کہکر مرکب چمکا کر یہ آگے بڑھا اور سیدھا بارگاہ لقا کیطرف چلا امیر بہی
پیچھے اسکے روانہ ہوے اور سب سردارونسے فرمایا کہ تم یہین ٹھہرے رہو سردار چارطرف پہیلگئے لیکن لشکر
لقائی جو امیر کو دیکھا وہ خواب لوہا اہل اسلام کا مانے ہوے ہین کہنے ہون بہی نکلی اور قاہر دلیرانہ دربار
بیا کر گونجا لوگون نے اندر دوڑ کر خبر کی کہ قاہر کو بہی آ پہونچا اور امیر سب سردار اونکے لشکر مین پہنچ
چکے ہین اژدر تو نام قاہر سنکر حیران ہوگیا کہ وہ کہان سے آیا شاید مسلمان ہوجانے سے یہ تاثیر
بہی ہوجاتا ہے کہ لاکھ طرح مارو قتل نہین ہوتے ہین بختیارک نے کہا کہ اے اژدر اب تم کسی جنگل یا تخت
کے نیچے چلے جاکر پوشیدہ ہوکہ ملک الموت تمہاری جان کا آ پہونچا یا قاہر کا ہمزاد آتا ہے جو صورت بدلکر تمکو
لپٹے گا اور رکھا جائیگا لقا نے شکر کہا کہ یہ تقدیرین ہماری پیچیدہ ہین انکو کوئی سمجھ نہین سکتا ہے اس اثنا مین
قاہر سبان شبرنگ بڑھیان بارگاہ کی طے کرکے آخر پردہ کے پاس پہونچا بختیارک نے کہا اب بھی کچھ نہین

کیا ہی لوگون سے کہے کہ وہ باہر روکین لقا نی کہا مجکو سجدہ کرنے آتا ہی دو بختیارک نی کہا آجتلک
ہمنی یہ تقدیر نہین دیکھی کہ مسلمان ہوکر پھر سجدہ کرنے آئی غرض یہ باتین ہوتی تھین کہ قاہر
اندر بارگاہ کے گھس آیا اور للکارا کہ ارے او اژدر بحیا سپاہیون کیلئے یہ دغا افسوس ہی تیری
حال پر اور لعنت ہی تیری زندگی پر اژدر نی اوٹھکر ایک تلوار ماری اوس بہادر نی پترا بدل کر
تلوار کو خالی دیا اور اپنی تیغ تیز کھینچکر اوسپر وار کیا اوسنی بھی تلوار کا وار کیا لگی شمشیر زنی ہونے
بختیارک پکار رہا تھا کہ اے قاہر تیری اژدر بے ایمان بحیا تمہارا دشمن ہی اسکو مار ہی ڈالنا اور جب
ہی نہین بڑی دیر سے اسکو لعنت ملامت کر رہا تھا کہ تم آگئی اسکے کہنی کی تو قاہر نی سماعت نہ کی اور
ایک مقام پر پکر کو تلا کر گر پڑا اوس بحیا کے ہاتھ مارا کہ سر اوسکا کٹکر دور گرا اوسوقت عنصر کوہی
وغیرہ نی رقص بلوہ کرنے کا کیا بختیارک نی کہا کیون شامت آئی ہی باہر بارگاہ کے امیر بھی کھڑے
ہین خداوندا بھی تو باہر قلعہ کی نکلے ہین بھاگنے کو راہ نہ ملیگی اسکو نکل جانے دو سب بارگاہ ورنہ خون سے
لال ہوجائیگی ستم ستم کے نوو فسیرات کو نیند نہ آئیگی کئی دن تک بستر خواب میدان جنگاہ دکھائی دیگا
تمہارا اے عنصر کیا جائیگا رے خداوند کی بہشت مین چلی جاؤگی ہمکو بھی خدائی دینا ہی عنصر یہ سنکر
خاموش ہو رہا اور بختیارک نی قاہر سے کہا حضور جاہین تشریف رکھین یہ کفش خانہ خراب ہی اور
چاہین تو تشریف لیجائیے اوس کافر خاسر نے جیسا کیا تھا ویسا پایا ہم بھی نامرد کے شریک نہین
ہین خوب کیا جو آپ نی اوسکو سزا دی اورونکو بھی عبرت ہوئی اب کوئی ایسا نہ کریگا قاہر اسکی
باتون سے ہنستا ہوا بہ فراغت و آسایش تمام بارگاہ سے نکلا اور خدمت امیر مین حاضر ہوا امیر اسکو
ہمراہ لیے شادان و فرحان مراجعت فرما ہوے اور اپنی بارگاہ مین آئی تمام سردار قاہر سے ملکر خوشنود
ہوے قاہر نے اور امیر نے ابوالفتح کو بہت کچھ انعام جلدی دی مین اس خیرخواہی کے عنایت کیا اور شادیا
نے جشن شاہانہ خوشی مین قاہر کے زندہ رہنی کے آراستہ فرمایا یہان تو سب خوش و خرم فرحکش مین ہین
اودھر کیفیت سنیے کہ کچھ ملازم اژدر کوہی کے اوسکے مارے جانے سے لاش اوسکی اوٹھاکر اوسکے قلعہ
کی جانب گئی بھائی اوسکا اوسکی عوض سے حکومت کرتا تھا نام اوسکا باران کوہی ہی غرض اوسکے
سامنے جاکر اون لوگون نی عرض کیا کہ بھائی آپ کے اسطرح خداوند لقا کی بہشت مین گئی اور باہر بارگاہ
قاہر آکر انکا سر کاٹ کر چلا گیا یہ خبر سنکر اسکو بہت بڑا صدمہ ہوا اور کہا یہ خداوند مسخرا بیٹھا

دیکھا کیا اور کچھ نہ بولا اور بھائی میرا قتل ہوگیا خداوند نے جان بوجھکر اوسکو قتل کرایا کیونکہ
اگر مقدمہ ایمان منوتا تو خداوند ہی سے پہلے سمجھ لیتا ہرچند کہ بھائی نے میرے بہت بڑی نامردی کی
کہ ایسا کچھ مردان عالم کو زیب نہین تھا اور کبھی اسطرح کا خواب بھی بہادرون کو نظر نہین آتا ہے
مگر خیر میرا بھائی تھا مجھکو عوض اوسکا اوسکے قاتل سے لینا ضرور تر ہے میرا ارادہ تھا کہ مین خداوند کی مدد
کو جاؤن مگر اب میرا دل ایسے خداوند سے کھٹا ہوگیا ہے اب مین اپنے بھائی کا عوض لینے جاؤنگا یہ
کہکر اوسی وقت باقیماندہ فوج و سپاہ کو حکم تیار ہونیکا دیا اور کئی ہزار کوہیون کی جمعیت سے باحتشام
تمام روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ بہت جلد لشکر لقا مین پہونچا بختیارک آکر اسکو بھی لیگیا اسنے
بارگاہ مین آکر خداوند کو مجرا کیا سجدہ نہ کیا اور ذکل پر بیٹھیا لقا پکارا اے بندہ قدرت تو کچھ آزردہ معلوم
دیتا ہے اوسنے کہا کہ یا خداوند مجکو رنج یہ بہت بڑا ہے کہ آپ بیٹھے دیکھا کیے اور بھائی میرا مارڈالا گیا آپ افسوس
زمین کو حکم دیتے تو قاتل برادر کو میرے وہ نگلجاتی لقا نے کہا کہ اے بندہ قدرت اگر تو رنجیدہ ہے تو مین تیری
بھائی کو بروز نوروز جلاؤنگا یہ سنکر اوسنے سجدہ کیا اور کہا تو نے بہ پرورش کرے تو اوند کون کرے غرض کہ
بیٹھکر شراب کشی کرنے لگے جب دماغ اوسکا گرم ہوا تو پکارا کہ ملک جی مین جاتا ہون اور قصاص بھائی
کا اپنے لیتا ہون بختیارک نے کہا بہت گرمی نکرو آج آرام کرو کل مقابلہ کرنا طبل جنگ بجوا دیں
کہان جاتے ہو اوسنے کہا ملک جی جسطرح کہ قاہر نے آکر سر دربار میرے بھائی کو مارا ہے اسی طرح اگر روبرو
حمزہ سر بارگاہ مین نے اوسکا سر نہ کاٹا تو نام اپنا نہ رکھا میرا کلیجہ جب ہی ٹھنڈا ہوگا جب مین پورا
قصاص لونگا بختیارک نے کہا یہ امر بہت محال ہے کہ کوئی بارگاہ حمزہ مین گھس جائے اور کسی اوسکے
سردار کو مار کر زندہ چلا آئے دیکھا نہین ایسا شاید تم ایسا کر جاؤ مارا ان نے کہا یہان بھی ہم کہہ چکے
اور گھر سے بھی یہی ارادہ کرکے چلے تھے پھر اب کب رکتے ہین یہ کہکر گرز کو کاندھے پر رکھکر تلوار
کے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اوٹھ کھڑا ہوا اور یکہ و تنہا باہر بارگاہ کے آکر جانب لشکر امیر کشور گیر چلا
بختیارک نے ہلکارے خبر کو بھیجے کچھ افسر فرط محبت سے پیچھے پیچھے اوسکے روانہ ہوئے آخر یہ لشکر
مسلمانان مین پہونچا لشکر کی رونق اور آرایش دیکھکر دلمین کہتا تھا کہ کیا جاہ و جلال ان مسلمانون
نے بہم پہونچایا ہے واہ واہ بازار فرنگ بازار ہندوستان کو بہت آراستہ پایا سیر کرتا ہوا قریب بارگاہ
سلیمانی پہونچا اس بارگاہ پر احتشام کو دیکھکر عقل دنگ ہوگئی سراپردہ ہاے دور دور تک کھنچے تھے

بارگاہ سے دور تک اردوی معلی آراستہ دورویہ جھاڑ فرشی استادہ بیچ مین شمرک مرغی اور سبز یاقوت و
عقیق کی کٹی ہوئی گلاب کیوڑہ مشکون مین بھرے سقے چھڑک رہے تھے خواجہ خضر کا دم بھر رہے
تھے بارگاہ پر کلس یاقوت کے چڑھے تھے جواہر کے مور او نیر بیٹھے تھے منقارون مین اپنے دانے
مروارید کے لیے تھے د بارگاہ پر ل عادیان پور شدادیان پہلوان عادی نبرد درگہ سالاری
دنگل پر بیٹھے تھے چالیس شملہ سر پر بندھے تھے چالیس شدہ تحت الحنک کے چھوڑے ہوئے دیو تھا کہ قالب
انسان مین سمایا نظر آیا ماران ذ دیکھکر خوف کھایا اندر بلکا رونے پہلے ہی تجر عرض کی تھی کہ
ماران کو بھی اس ارادہ پر آتا ہے آپ نے فرمایا کہ آنے دو قاہر بھی کچھ ایسا حلوا نہین کہ جسکو وہ
کھا جائیگا قاہر بھی بسبب شجاعت ذاتی کے بشاش ہو کر عرض رسا ہوا تھا کہا اگر حکم ہو تو مین بھی دروازہ
پر جا کر او سکو روکون یہان جناب بادشاہ کے روبرو وہ بے ادبی کریگا امیر نے فرمایا
بھئی تمھارے ساتھ ہم بھی ہین کہان جاوگے اے بہادر تم ایسے ہی ہو کیا کہنا غرض حکم پہلوان
عادی کو پہونچ چکا تھا کہ آنے دینا اسوجہ سے اوسنے نہ روکا اور یہ گھوڑا بڑھا کر اندر بارگاہ
کے آیا امیر نے کہہ دیا تھا کہ تیسری دیوڑھی پر روکنا اور کہنا کہ مع مرکب اندر نہ جا غرض جب دو
دیوڑھیان طے کر چکا اوسوقت پہلوان عادی کراد ھکرا اسکے پیچھے پیچھے آتے تھے وہ سد راہ
ہوئے اور کہا اے ماران گھوڑے سے اوتر پڑو نہین جانتے کہ یہ جگہ بادشاہ فیروز کلاہ لشکر اسلام
کی ہے کہ جو بلجاے دنیا و ما فیہا غریبان ہین یہ بھی سوچا کہ اندر مع گھوڑے کے جانے مین اسقدر تکرار
کرنا کیا ضرور ہے مطلب وہ فوت ہو جائیگا اگر یہان تلوار چلیگی بس یہ گھوڑے سے اترا پہلوان
عادی نے بڑھکر آخری دیوڑھی کا پردہ ہٹا دیا فرق زنجیر کو سرکا دیا یہ اندر آیا عجب ایک
انجمن پہلوانان صف شکن کی دیکھی کہ انجمن انجم گردون بھی اس چمک دمک کی نہوگی عجب رعب
و داب نظر آیا کہ ترک فلک کو بھی سجدہ پر سر خم کیے پایا اقبال سامنے بادشاہ کے دست بستہ بزبان
اعلان حاضر تھا نصرت یمین ظفر بمقرب دو سردارون کا بندھا ہوا دست راستی دست راست
کو دست چپی دست چپ کو چہل ستون فرزندان گرامی حمزہ کے بھرا ہوا بادشاہ سریر سلیمانی پر جلوہ فرما
سات سو تاجدار کا گرد حلقہ بندھا ہوا اٹھارہ ہزار چینی سترہ ہزار فرنگی بارہ ہزار ہندی اونچی بنا ہوا حاضر
تھا امیر بصد توقیر دنگل نادعنبر آصف بن برخیا پر جلوہ فرما تھے تختہائے زرین پر ہزارون عیار نامی

عیاری سے آراستہ کھڑی تھی ایک طرف بارگاہ کی کچہریان تمام کُھلی تھین مقدمات مالی و ملکی کا فیصلہ ہو رہا تھا
سامنے بادشاہ کے رقاصہ حور پیکر رقص مین تھی جام مے سرداروں مین گردش پذیر تھا اس عظمت و
جرات کو دیکھکر وہ رعب ماران پر طاری ہوا کہ بے اختیار اوسنے جھک کر فرشی مجرا امیر کو اور
بادشاہ کو کیا امیر نے ہاتھ سر پر رکھا بخلق تمامتر و بخندہ پیشانی فرمایا کہ آئیے تشریف لائیے یہ آگے بڑھا
امیر اوٹھنے لگے اوسنے قسم دی کہ آپ تکلیف نہ فرمائین غرضکہ دنگل زرین پر آکر قریب تر بیٹھا امیر نے
پوچھا کہ کہیا مزاج تو اچھا ہے اور ساقی کو اشارہ کیا کہ اوسنے جام لاکر دیا اوسنے پیا اوسوقت امیر
نے پوچھا کہ کیونکر تشریف لانے کا سبب ہوا اب یہ شرمندہ ہوا کچھ کہو کیا کہے آخر کہا کہ آیا تو اسلئے تھا کہ
قاہر کو مین قتل کرتا مگر آپ کے خلق نے بندہ بے دام بنایا سب غصہ جاتا رہا قاہر پاس موجود تھا اوسنے
کہا اے عیار مین موجود ہون یہ کہکر اوٹھا کہ آئیے جسطرح چاہیے مقابلہ کر لیجئے امیر نے بھی کہا
کہ اچھا تو یہ حوصلہ ہے اوسوقت اوسکو بھائی کا غم پھر تازہ ہوا اور اوٹھکر باہر بارگاہ کے آیا امیر نے
حکم دیدیا کہ بارگاہ کے دروازے پر اکھاڑہ کھد گیا سب آئے اور شہزادے حضرت قدر قدرت شاہ جہاہ بھی دیکھنے
لگے قاہر نے آکر مقابلہ کیا اول سب فنون سپاہگری کے تلوار و نیزہ کے ہوئے آخر جب چشم زخم کسی
کو نہ پہونچا اوسوقت نوبت کشتی کی پہونچی قاہر کو خدائیتعالی نے اوس پر غالب کیا چند دیر کشتی رہی
آخر قاہر نے کولے پر بھر کر چوبارا چار دن شانے چت کر دیا یہ وہان سے اوٹھکر پھر بارگاہ امیر مین آیا
اور عرض کیا کہ دین آپکا برحق ہے جو آپکے دین مین آئے کیا کہے امیر نے کلمہ طیبہ بتایا یہ کلمہ پڑھکر از سر
صدق مسلمان ہوا جو سردار کہ اسکے عقب مین آئے تھے وہ بھی بارگاہ مین آکر مشرف بشرف اسلام
ہوے اور اسیوقت پھر کر اپنے لشکر مین آئے پکارے کہ جسکو ہمارے ساتھ آنا ہو آئے کہ ہم
ہم مسلمان ہوے غرض لشکر اوسکا کوچ کر کے اوسی وقت ملحق لشکر امیر ہوا امیر نے جو سامان کہ
آذر کو عنایت کیا تھا وہ اب اسکو دیا بارگاہ اور لوازم وغیرہ اور خلعت سرداری عنایت فرماکر
سرفراز کیا ہلکارے جو خبر کو آئے تھے وہ پھر کر بارگاہ لقا مین گئے اور یہ خبر مفصلاً سب عرض کی بختیارک پکار اوٹھا کہ
صلواۃ صلواۃ یا خداوند دیکھو کیا گرما گرمی کر کے آئے ہین کہ جیسے اب کھا ہی جائینگے مگر پھر جا مین ٹائین فش کا نتیجہ
گنندہ ماران کو بھی مسلمان ہو گیا لقا خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا اوسکے دلمین میری نظر فیض سے شک آگیا تھا
اب تو بے اختیار کہتا ہے کہ جو کوئی بندہ میرا اپنے دلمین میری خداوندی کا شک کریگا اور بر حق مجکو نجانیگا تو مین

اوسکو اپنی جوار رحمت سے دور کر کے مسلمانون کے حوالے کر دونگا اور اسکو اونھین بندہ دنگی ہاتھہ سے قتل
کرا دونگا یہ کہہ رہا تھا مگر رنجیدہ خاطر تھا کہ یکایک آواز تڑاقے کی بالاے ہوا پیدا ہوئی اور برق سے
لگی آندھی آئی لقا پکارا کہ ہمنے ان کو ہیون کو خوب سمجھ لیا اب بندہ قدرت کو طلسم سے بلایا
ہو اسی گفتگو مین تھا کہ ایک تخت روے بارگاہ مین اترا سینے دیکھا کہ اوس تخت پر ایک ساحرہ
نازک اندام یاسمن پیکر سوار ہے زیور جواہر کا زیب بدن کیے کانون مین کرنپھول پہنے جو عقد ثریا کو بھی
شرماتے تھے ہاتھون مین کنگن اور کڑے جو حلقہ اطاعت مین دستگیر بڑی بڑی زبردستیون کو کرین
پہنے ہار موتیون کے گلے مین ڈالے بھولی بھولی صورت یا تیجے کلائی پر ڈالکر تخت پر سے سنبھلکر اوتری
اور سامنے خداوند کے آکر اس صنم زیبا نے تسلیم کی اور سجدے مین گری لقا پکارا کہ اے بندی سر اوٹھا کر
ہمنے اپنی لعنت تجھیر نصیب کی وہ سجدے سے اوٹھی اور از بسکہ کمسن ہے تو مسکراتی ہوئی قریب تخت
آئی بلا گردان ہو کر جواہر جو بہر نذر لائی تھی نذر چڑھائی بختیارک نے کہا اے ملکہ نام نامی آپکا کیا ہے
اکیلے آنے کا اتفاق ہوا یا لشکر بھی ساتھہ ہے اوسنے کہا لونڈی لوز یور جادو کہتے ہین لشکر بھی کچھہ ساتھہ لائی
ہون خداوند کی مدد کرنے کو بحکم شاہ افراسیاب آئی ہون یہ کہہ رہی تھی کہ اور بھی تخت اور طائران
سحر اترے اور ساٹھہ ستر اوسکی کمصاحبین انیسین خواصین وغیرہ سب آکر دیدار خداوند سے مشرف
اور فیضیاب ہوئین سب نے نذر چڑھائی بختیارک نے خداوند سے کہا یا خداوند بعض بندے کو آپ ایسے
پیدا کرتے ہین کہ جو اورون کی جان لیتے ہین لقا نے کہا قدرت خدا اپنی خاتون مکرم بنانے کے لیے
ایسی صورت پیدا کرتے ہین مگر پھر بھول جاتے ہین اب یہ بندی جو فیصلہ مسلمانون کا کر دیگی
تو اسکو اپنی خاتون معظم بنا لینگے لوز یورہ کلمے سنکر مسکرا کر چپ ہو رہی مسکرانا بھی اسکا لاکھہ بنا ہو
گیا یہ معلوم ہوا کہ غنچہ کھلتے کھلتے رہگیا غرض دنگل زرین پر بیٹھی لشکر اوسکا متصل لشکر خداوند
بختیارک نے جا کر اتروایا یہان دور شراب ناب ہوا جلسہ جنگ و رباب ہوا ساحرہ نے سارا ماجرا
جنگ مسلمان کا بختیارک سے سنا اور خداوند کی بہت تسکین کی کہ اب نہ گھبرائیے مین ایک آن واحد
آن واحد مین آپ کی عنایت سے سب بندگان مغضوب کا استیصال کر دون کی بختیارک
نے کہا چاہیے فیصلہ انکا کردو مگر تم سلامت رہو اور خداوند عرش اعلی پر نہ جائین کہ جنکی بدولت یہ
صورتین کبھی کبھی دیکھنے مین آجاتی ہین ساحرہ نے کہا پھر جب طبل جنگ بجے

بختیارک نے کہا صاحب اتنی جلدی نہ کرو ہمین اپنی صورت تو دیکھ لینے دو پھر ہم کہان اور تم کہان ملنا
نا ہونیوگ ہے وہی مثل ہے کاغذ کی ناؤ آج نہ ڈوبی کل ڈوب جائیگی زیور نے کہا ملک جی زیادہ مجھکو نہ بنا
بھلا مین ہون ہی کیا ایسی چڑیل بھاڑ مین جائے ایسی صورت جسپر کوئی نازے اترائے خداوند مجھ ایسی سینکڑون
بہت پیدا کی ہین ملکی اپنے کام مین معروف ہو لو صاحب میرا پیلا چہرا دیکھ کے ایسا سمجھو کہ آپ
ہی مین نہ رہی بختیارک ہنسنے لگا اور کہا اے ملکہ ہمتو تمھارے تشنہ دیدار ہین صدقے تیری صورت کے
لیے کوہان اے جان عالم ذرا عیارون سے بچتی رہنا آجکی شب اور کل کا دن مجھسے عیارون نے زینت غیرہ سے بن بھر ازلی
آغاز کرنا خداوند تجھکو اپنے ہاتھ سے بچائین ورنہ یہ صورت زیبا خاک مین ملجائیگی ساحرہ اسکی سمجھانے سے اوس شب کی
دربار مین کچھ دیر بیٹھی پھر بارگاہ مین اگر اپنی استراحت پذیر ہوئی دوسرے دن جب ساحرہ شب زیور انجم
سے آراستہ ہوکر بارگاہ زنگاری فلک مین آئی اور مہتاب نے ہالے سے طوق محبت اوسکا گردن مین اپنی پہنا کہ ابیات

| | | | |
|---|---|---|---|
| ہوئی پھر شاہد شب جلوہ آرا | | فلک پر ماہ کا چمکا ستارا | |
| مرصع ساز قدرت نے پھر اکبار | | ستارون کے کیا گہنے کو تیار | |

مہر شام اوس ماہ تمام یعنی ملکہ زیور جادو گلفام نے اپنی بارگاہ مین اگر فیر سے کو دم دیا تھا نے طبل جمشیدی بجوایا
جاسوسون لشکر اسلام خبر مفصل بیان کرکے خدمت بادشاہ ذیشان مین سر عجز جھکا کر دعا و ثنائے شاہی زبان پر لائے کہ ابیات

| | | | |
|---|---|---|---|
| زبسکہ عہد مین تیرے ہے رسم دادری | | جرس کی بھی کوئی فریاد سن نہین سکتا | |
| گئی نباہی تعدی جہان سے اب اوسنے | | جہان کی تا زوادا مین رہا نہ ظلم و جفا | |
| سواے عشق ترے عہد مین تعدی سے | | گنا وہ ہاتھ کسی جیب تک اگر پہونچا | |
| شما سحر کا گریبان چاک کرتے وقت | | ہے خوف ایسا کہ کانپے ہے دست مہر سنا | |

ایک ساحرہ لاانفام و بدانجام زیور جادو نام سے امداد تھا نا کام آئی ہے اور مقابلہ بندگان درگاہ عالی مقام لفیر
سحر اوسنے بجائے ہے کل کو روز وقت سحر کا رائی ہے یہ خبر سنکر شاہ نے امیر سے فرمایا کہ آپکی صلاح ہے آپ نے الوالفتح
کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ الوالفتح نے جاکر طبل جنگ پر چوب لگائی ہر ایک بہادر کو خبر ہوئی کہ
بھالہ کل معرکہ میر و میکارہ ہے دربار سے سردار و لشکر اپنی بارگاہ مین آئے بادشاہ داخل شبستان ہوے مراج
سپاہ و رونکو گونہ انتشار ہے کہ سحر سے ہر فرد بشر ناچار ہے دیکھا چاہیے کہ انقلاب گردون دوار کیا کل دکھاتا ہے ہیر کس
کسکے ہاتھ آتا ہے اسطرف سنجانی باختری مشتری حصاری خوشی کرتے تھے کہ کل یقین ہے لشکر

لشکر اسلام مغلوب ہوا اور مال غنیمت ہمارے ہاتھ آئے الغرض بنگالی دریا کے کنارے کئی سو مٹھیے گرو
ڈھرو بجانے لگے منتر پڑھے جانے لگے زیور اپنی بارگاہ میں آکر سحر جگانے لگی ہر مقام پر جوت کھڑی
ہوئی اگیاری ہوئی بیر آنے لگے بھینٹ پانے لگے آج کی رات ستارے آسمان پر روشن تھے یا فلک
کا میدان مرگھٹ تھا مردے پھنکتے تھے ساحر زحل نام رشتہ کہکشان کو شاخ سنبلہ میں باندھکر یون
تانتا تھا بنات النعش ارتھی کی صورت نئی یون اٹھانے کے لیے مریخ با شمشیر برہنہ فوج فلک کو
جھٹکا کیا چاہتا تھا سنیچر بیچ دلو کا ڈول لیکر سر پر ڈالتا تھا اشنان کر رہا تھا چشمہ حوت کے کنارے
پر سورج کنڈ کے نہانے کا میلا تھا ہوا بھی آج بیراگیون کی طرح جنگل جنگل پھرتی تھی زمین و آسمان
میں جدھر نظر کیجیے ساحری کا کارخانہ تھا برگد کا درخت جٹا دھاری جوگی نظر آتا بڑی سی ڈاڑھی
تھی تو پرانا تپسی کہلاتا پیپل بڑے ہاتھ پاؤں والا ساحر تھا دیواستھان خنکر جادوگر تھا ہر درخت
ایک پاؤں سے کھڑا سحر کرنے میں مشغول نظر آتا یہاں لشکروں میں دنیا سیاہ تھی کالی کی
دہائی دیتے تھے جب پناہ تھی بیرون کا آنا بھیتوں کے کلیجے کھانا پھر بس کرنے کے جانا
ساحروں میں تو یہ ہنگامہ تھا بہادروں میں تیغ و خنجر کا افسانہ تھا نیام تیغ مار سفید کے لیے
بانبی تھا ترکش وہاں ساحر خنکر تیر کا میر بھیجتا تھا کلیجے چھیدتا تھا تلوار کو خون چٹا کر سکھا دیا
تھا کہ خون دشمنان چاٹنا بھینٹ میں سر لینا گلے کاٹنا گرزوں کو سربلندی کا منتر یاد دلایا تھا
کہ سر چڑھکر بغیر بھیجا کھائے نہ پلٹنا سنان کی زبان پہ منتر پڑھے کہ منتر چلے چلے رن چڑھے کلیجی کاٹ
پیر لہو چھوڑ جان مار کمانیں بھی چلہ کش تھیں عامل دہر نے اپنے بچاؤ کے لیے شش جہت نہ تھا
نقش مسدس لکھا تھا جو درخت تھا وہ مسدس کی شکل دکھائی دیتا تھا کہ مربع نویس دہر نے ربع
سکون کے نقش اجل یہ مسدس تحریر کیے ہیں خلاصہ یہ کہ زمین و زمان سب پر آشوب تھا آفت کا ہنگامہ
اور جوش تھا کہ

ابیات

وہ بیرون کی آمد کہ طوفان مرگ
وہ لڑنے پہ آمادہ خرد و سترگ
چمک تیغ و خنجر کی وہ الحذر
جو آنکھوں میں اپنا لگے کرتی تھی گھر
نقیبوں کا للکارنا ہر طرف
جوانوں سے کہنا یہی صف بصف
کہاں ہو جوانان رستم شعار
یہی معرکہ کل کا بھی یادگار
نہ ڈرنا کہ ہے موقع نام و ننگ
ہے یاد کل تمہے یہ کار جنگ

غرض چار پہر رات بھی ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ خاور کو ہی فوج ضیا و جلال کو لیے ہمراہ لیکر کوہستان مشرق سے نکلا

زیر ران سبزہ فلک ایسا شوخ و چالاک توسن تھا نور خسارے اسکے عالم روشن تھا کہ ابیات

گئی جب ہو منہ عالم سے وہ شب
کمر کسنے لگا ہر جنگ آور
کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہی
جھکایا سر ہزاروں التجا سے
زبان آبرو ہی فتح و نصرت
بلا سے جان جاتی ہی گوارا

فلک سے ہٹ گئی تصویر کوکب
بشکل برق چمکی گرز و شمشیر
ہوس اب گور سے دست بغل ہی
کہ اے خالق مدد ہو تیری درکار
نہ حاصل ہو کہیں الزام لینا

موذن بول اٹھا اللہ اکبر
کوئی بولا کمان اب وقت تاخیر
یہ حمزہ نے دعا مانگی خدا سے
اجل کا ہوئے جسدم گرم بازار
نہ ہٹا پیچھے ہٹے بڑھکر ہما ہوا

امیر با توقیر تو دعا کر رہے تھے اور لشکر گروہ میدان جنگ کی طرف روانہ تھے شورش روانگی بحر لشکر سے ہمایون امیر والا گہر مین بھی پہونچی آپ نے سر سجدے مین رکھکر دعا ختم کی تھی کہ الواقع خدمت اقدس مین حاضر ہوا اور حال روانگی لشکر اُسنے عرض کیا آپ نے بھی صندوق سلاح سجوک منگا کر خود ہود اور زرۂ داؤدی سے جسم انور کو مزین فرمایا تیغ صمصام و قمقام حائل کرکے تیغۂ عقرب سلیمانی ہاتھ مین لیکر پنجۂ سہراب یل کمر سے لگا کر باہر برآمد ہوئے اور اشقر پر سوار ہوکر جدھر چلے تھے کہ سامنے سے مالک اژدر اسی ہزار نیزہ دارون سے آتے دکھائی دیے سنان نیزہ یون جھلکتی تھین کہ تارے سوا نیزے پر اُترے دکھائی دیتے تھے بہادران عرب عمامہ نورانی سرون پر باندھے تھے ایک طرف سے لندھور فیل نمایان ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ رات جو گذر چکی ہے عالم سے اب جاتی ہے اور لندھور کا اُسی برج روشن جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ اسی رات کا یہ آفتاب نکلا ہے غرضکہ سب سردارون سے سلام علیک کرتے ہوئے در دولت پر امیر آئے کچھ دیر یہان ٹھہرے تھے کہ جلوس سواری بادشاہ نکلنے لگا چوبدار برچھی بردار علم بردار وغیرہ سب جلوخانہ سے باہر نکلے سامان بادبہاری آگے بڑھا بجا سلامی لینے کو ایک طرف ٹھہرا فرنگیون نے بگل بجایا ارگن کی وردی بجی ارمنی بیلا بجانے لگے کوس و دہل گڑگڑائے روشنی منو دھوئی لڑکے حسین و خوبصورت لوٹے تھلکون کے لیے عود برقی کا بکٹا اُسپر ڈالے منقلون کو جلائے گذر گئے زنانی ڈیوڑھی تک زنانہ سامان آگر پھیر گیا کہاریان بہاری بہار یان زیور طلائی مین غرق ناک بھون فرط نزاکت سے سمیٹے ہوادار بادشاہ کا کاندھے پر اُٹھائے قریب پردہ سرخ پہونچین کہارون نے بڑھکر تخت بدلوایا حضور عالم کے برآمد ہوتے ہی

مردہون نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا شور وغل مچایا امیر نے مجرگاہ پر جاکر اول مجرا کیا پھر لندھور
بہرام فرامرز جمہور وغیرہ ہر ایک تسلیم سے کامیاب ہوا تخت ظل اللہ کو جانب میدان

قلب مین رکھکے نیچے کو فرد | وہ عظم و شان لشکر دیکھکر واہ | فلک بھی کہہ رہا تھا اللہ اللہ

غرض ہنگام سحر نور کا تڑکا نقیب منقبت خدا کرتے ہوئے سوارون کے گھوڑے ہمہمے بھرتے ہوئے
باجے عربی بجے کوس و نقارے بجے ہوئے سوے رزمگاہ روانہ تھے اُدھر صبح ہوتے ہی ملکہ
زیور جادو خواب مرگ سے اٹھکر لشکر ساحران تیار کرکے میدان کی طرف چلے دنیا مین خرابی
اس قحبہ نے ڈالی آندھی آئی کالی روے ہوا پر ابر آکر چھا گئے ساحرون نے اژدر اپنے اڑائے
پیر جورات کو قابو مین آئے تھے اُنکو بلا کر امتحان کیا کنکری کو پہاڑ بنایا پہاڑ کو کنکر کیا درخت چلاتے
دریا کو جوش مین لاتے کوہ و دشت مین تزلزل ڈالتے طائران سحر کو اُڑاتے ہوئے میدان مین پہنچے
ایک طرف سے لقاے گمراہ ہاتھیون پر تخت کھچوائے خواصی مین بختیارک ایسے شیطان کو
بٹھالے رن پر چڑھا لشکر کو ہیان و باخترایان ہنستا ہوا ساتھ تھا غرض جب یہ دونون گروہ
انبوہ انبوہ وارد میدان مصاف ہوئے ظلمت و نور کا مقابلہ شب بد قدر کا سامنا تھا ایک طرف
وحدہ لاشریک لہ کے ماننے والے ایک طرف اپنے خدا کو ساتھ لیے لیک حق پر دوسرا ناحق پر
لڑنے پر تُل گئے ساحرون نے دُہرو بجایا بجلیان چمک کر گرین صحرا جو آڑرن کی تھا اُسکو جلا دیا
ابر سحر برسا کر گرد و غبار بٹھا دیا میدان پاک صاف ہوا آئینہ بزم مصاف ہوا صفین ترتیب پذیر
ہوئین ملکہ زیور جادو اپنے تخت پر سوار صف لشکر سے آگے بڑھکر کھڑی ہوئی صبح کا وقت
تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب نکل آیا ہے امیر نے اُسکی صورت کو دیکھکر فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا جو
خداے تعالیٰ اسکو ہدایت فرماتا اور مسلمان ہوتی دولت حسن ضایع نہ جاتی کسی مسلمان کے
کام آتی غرضکہ شورش لشکر ترقی پہ ہوا روے ہوا پر اژدر پھنکارنے لگے روے گیتی اژدر سے
سوگیا منقلین دھڑ دھڑ جلنے لگین شعلہ رو جادوگرنیان بھڑک اٹھین طاؤس و ہنس اُڑاکر جمجوج کا
سامری کے غل مچاکر سیر قون کو جلوہ دیکر قاصد ہوئین کہ صف لشکر اسلام پر جا پڑین اُسوقت
نقیبون نے نکلکر نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا جب سب کنارے ہوے ملکہ زیور ہزاران ناز و ادا
و تبختر سامنے خیل لقاے خرس بادیہ ضلالت کے آکر اجازت طلب ہوئی اُس گبر نے کہا کہ جا تجھکو

اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ وہان سے تخت اڑا کر سامنے لشکر اسلام کے نا میدان مین پہونچی
اور پکاری کہ ای بندگان مغضوب خداوند آؤ میرے مقابل مین اسکی نہیب دینے سے یکایک
صف دست چپ مین طبل و نقارے بجے اور تہمتن خان خاوری ناموں شہزادہ قاسم کے
گھوڑا اپنا اٹھا کر سامنے تخت ظل اللہ کے آکر اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے انکو سپرد خدای پاک
کیا یہ بہادر مرکب اڑا کر لطف چالشگری دکھاتے جولانگاہ پر آکر مقابلہ ساحرہ بدسیر مین پہونچے انکو
دیکھکر ساحرہ نے ایک قہقہہ مارا اور ایک طرف کو منہ اٹھا کر پکاری کہ ارے ابھی تک تو نہ آیا کہان
مر رہا ہی اتنا کہنا تھا کہ بونڈلا گرد کا جنگل کی طرف سے اٹھکر قریب تر آیا اور اسمین سے ایک سوار مسلح و مکمل
اسپ تازی نژاد پر سوار نکلا برچھا ہلاتا ہوا سامنے زیور کے ہوکر عرض رسا ہوا کہ ای ملکہ مین تو یہین
حاضر تھا آپ کیون غصہ فرماتی ہین جو کہیے بجا لاؤن زیور نے کہا کہ یہ جو سامنے تیرے کھڑا ہی مجکو قتل
کرنے آیا ہی اس سے سمجھ لے اور جو کوئی بعد اسکے اور آئے اسکو بھی مارنا کہ ان لوگون نے خداوند باختر
کو بہت عاجز کر رکھا ہی یہ سنکر اس سوار نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور مقابل تہمتن خان ہوکر اسنے
ایڑھ گھوڑے کو زور سے کیا کہ گھوڑا اسکا لرزنے لگا اور اسطرح اس گھوڑے نے بیٹھ اپنی جھرجھرائی
کہ جسطرح مرکب پھریری لیتے ہین بس پھریری لیتے مین زین کے اندر سے ایسا غبار نکلا کہ آندھی
آگئی اور دنیا کالی ہوگئی لشکر اسلام مین کچھ نہ دکھائی دیا امیر بھی غافل تھے انکی بھی آنکھین
بند ہوگئین اب جو آنکھ کھلی اور زمانہ روشن ہوا سب نے دیکھا کہ تہمتن خان خاوری کا وہان پر
سر کٹا ہوا پڑا ہی لاشہ خون مین تڑپ رہا ہی سر سے لہو تازہ جاری ہی ایڑیان جو رگڑی ہین میدان
مین گڑھے پڑ گئے ہین صاحب طاقت کا دم مشکل سے نکلا ہی یہ حال دیکھکر اہل اسلام آبدیدہ ہوئے لاش
اس بایان کی اٹھوا منگائی اور یہان سے فیروز خان خاوری نے جا کر اس سوار کا مقابلہ کیا
اس سوار کے گھوڑے مین نہین معلوم کتنا غبار بھرا ہوا تھا کہ ہر بار وہ بیٹھ جھاڑ کر نکالتا تھا اور دنیا
کو سیاہ کرتا تھا پھر جو دیکھے تو سامنے لاش اس بہادر فیروز بیچارے کی پڑی نظر آتی تھی کہ آنکھین حسرت آلود
کھلی ہین گردن کٹی ہی صورت زیبا خاک و خون مین ملی ہی اسی طرح تا بشام وہ سوار میدان مین کھڑا رہا
اور مبارزان ملک خاوری یکے بعد دیگرے اسکے مقابلہ مین جایا کیے اور قتل ہوا کیے چالیس سردار
شہر خاور کے اسکے روبرو گئے مگر ہلاک ہوگئے پچھلا پہر دن باقی تھا کہ امیر نے قصد میدان مین

نکلنے کا کیا بختیارک ارادۂ امیر سمجھ گیا اُسنے طبل بازگشت بجوادیا ملکہ زیور میدان سے پھری سوار گھوڑا ڈالکر جانب صحرا چلا گیا لقا ہنستا ہوا زیور پرسے زر و گوہر لٹاتا پھرا امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئے لشکریون نے کمر کھولی اور آسودہ ہوئے ملکہ زیور بارگاہ لقا مین آکر بیٹھی اور مصروف میخواری ہوئی بختیارک نے کہا ای ملکہ کیا کہنا کیا خوب پاکیزہ سحر ہی اور واہ کیا اچھی طرح تم لڑی ہو لیکن امیر کے اسم اعظم کی تمنے کچھ تدبیر نہین کی امیر کے نکلنے کا ارادہ مین پہچان گیا وہ آتے تو تمھارا سوار زندہ نہ رہتا یا تو ماش کا آٹا ہو جاتا اور اگر ساحر تھا تو جہنم مین جاتا زیور نے کہا ملک جی مین دھوکے کی لڑائی نہین لڑتی ماش کے آٹے کا سوار کیسا یہ سوار طلسمی ہی اور امیر آتے تو کیا ہوتا یہ سوار نہ مارے مریگا نہ کاٹے کٹیگا تم اطمینان رکھو اور آج پھر طبل جنگ بجوادو لشکر دشمنون کا بہت ہی لڑتے لڑتے بہت عرصہ گذرے گا مین چاہتی ہون کہ جلد فیصلہ ہو جائے بختیارک نے کہا ای ملکہ بھولے بھی سوار کا ذکر سر دربار نہ کرنا اور نہ مارڈالنے والے بھی بہت بیٹھے ہین وہ بغیر مارے نہ چھوڑینگے زیور نے کہا کیا تمنے مجھکو دیوانہ بنایا ہی یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیدیا پھر وہی شورش وہی ہنگامہ برپا ہوا تادیر زیور اُسی مقام پر رہی جب شہسوار زرین کلاہ آسمانی صحرائے مغرب کی طرف گیا اور ساحرۂ شب کا بارگاہ عالم مین داخل ہوا ابیات

ہوا تاریک عالم جب ہوئی شب
چراغ آسمانی سب بجھے کوکب
طلسمی ہی جہان کا کارخانہ
کبھی شب ہی کبھی دن کا اجالا

ساحرہ اُٹھکر اپنی بارگاہ مین

ادھر امیر کشور گیر کو نفیر و طبل جنگ بجنے کی صدا اہلکارون نے پہونچائی ادھر بھی نقارے سکندری و جشامی گڑگڑایا دلاورون مین اُسی چرچے کا زمانہ پھر آیا اپنی اپنی جگہ پر آکر پھر وہی منچلا پن جھکانے لگے وہی تیزبانی وہی شوخیان جتانے لگے کہین تلوار چرخ پہ چڑھی کہین تیر و کمان کو آبدار ملی کسی نے زرہ درست کی کسی نے طبع شست چاق و چست کی ادھر ساحرون مین سحر کے جگانے کی گرم بازاری رہی پڑھنت زبانون پر جاری رہی جارپہر رات یہی مشغلہ رہا جب مشعلۂ افروز عالم نور آفتاب ہوا عالم با آب و تاب ہوا ابیات

جبین صبح پر اک نور آیا
گلابی رنگ پایا بام و در نے
کہ جب اُس رات نے انجام پایا
شفق نے روشنی بخشی نظر مین

ہنگام سحر امیر باکرم سجدۂ کبریا سے اُٹھکر جلوہ خانۂ شاہنشاہی مین آکے بادشاہ اُسی شوکت جاہ سے

برآمد ہوئے ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا قلب لشکر مین بسان قلب تخت حضور لیکر جانب رزمگاہ
مردان جنگ آزما چلے کوس نقارے اور دہل گرجنے لگے نسیم سحری چلتی تھی یونہین سی خنکی تھی
باجے خوش نوائی کے ساتھ بجتے تھے بہادر تنتے تھے اِسی کروفر سے وارد دشت مصاف ہوئے
اُسطرف سے لقا بھی گمراہ بھی فوج لیے آیا زلور جادو نے آکر ساحران نامی کا میدان مین پرا جمایا
سامری جمشید کے نعرون کی صدا سے دُنیا بھر گئی بجلی سحر کی میدان صاف کر گئی نقیب جا بجا پوش
للکار کر کنارے ہوئے زلور نے پھر اجازت لقا سے لیکر اپنے تئین میدان مین پہونچایا اور
مبارز طلب کیا اُدھر سے آج امیر نے قصد اوّل ہی نکلنے کا فرمایا اُسوقت ابوالفتح سے میدان
قرق کرنے کو اشارہ کیا اُسنے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار کل ہم عیار دربار کفار مین حاضر تھے کہ
ساحرہ نے بختیارک سے کہا کہ یہ سوار طلسمی ہے اور آدمی آنے کا نہین ہے امیر آئینگے بھی تو کیا
کرینگے اسی سبب سے مین جانتا ہون کہ آپ تشریف نہ لیجائین مبادا اسم اعظم پر کوئی آفت آئے
تو تباہی لشکر کا سامان ہوگا آج یہ غلام تدبیر معقول اُس سوار کی کریگا جب کچھ مجھسے کچھ نہو سکے
اُسوقت آپ کو اختیار کل اُسی سوار کی فکر مین گیا تھا کچھ بتا رُسکا نہ معلوم ہوا مگر آج بہادرونکو
تو لڑنے جانے دیجیے اور مین سوار کی تدبیر کرنے پہلے سے جاتا ہون آپ کچھ فکر نہ کیجیے امیر نے یہ شکر
عرض کو اُسکی پذیرا کیا اِس عرصہ مین آج دست راست کی صف سے سرداران شاہزادہ بدیع
و نور الدہر مثل فضل بن گیا ہود وغیرہ مقابلۂ ساحرہ مین حسب اجازت بادشاہ گئے سوار
طلسمی اُسی طرح صحرا سے آیا اور گھوڑے نے اُسکے پیٹھ کو جھڑ جھڑایا غبار نکلکر تاریکی چھائی اور
لاش لڑنے والے کی جب روشنی ہوئی تو نظر آئی تا بشام یہی معرکہ گرم رہا ساحرہ نے امیر کا نام لیکر
نہ پکارا نہ آپ نے حسب وعدہ ابوالفتح نکلنے کا ارادہ قریب شام طبل بازگشت بجا لشکر دونون
پھرے لقا آج بہت خوش تعریف زلور کرتا ہوا بارگاہ مین آیا امیر پھر کر اپنے لشکر مین آئے
کمر کھولکر آسودہ ہوئے ابوالفتح آج پہلے ہی سے جنگل مین صورت بدلے ہوئے چھپا ہوا تھا کہ دیکھون
سوار قدرت کہان جاتا ہے الغرض جب سوار قدرت پلٹا اُسنے دیکھا کہ یہ آگے جنگل مین ٹھہرا اور
ہر طرف دیکھکر سامنے ایک چشمۂ آب صاف کا بہ رہا تھا اُسمین مع مرکب کود گیا اور غوطہ کھا کر
غائب ہوا اِس عرصہ مین بالکل شام ہو گئی تھی وہ وقت تھا کہ ضیاے خورشید بھی دریاے ظلمت

مین ڈوب گئی تھی اور چشمۂ افلاک مین کنول شگفتہ تارون کے تیرتے نظر آتے تھے کہ ابیات

پچھے خط شعاعی جا بجا سے
ہوا خورشید پر احسان اکرام
تھکے جی التماس بد غا سے
بڑھی مغرب سے لہراتی ہوئی شام

الغرض سوچا کہ اس چشمے مین جانا کاری دارد اور آج پھر ساحرہ نے طبل جنگ بجوایا ہو گا کل پھر یہی معرکہ لشکر اسلام پر آج کا سا در پیش آئیگا بہتر ہی کہ کوئی تدبیر کرون آخر سوچے سوچتے اُسنے صورت اپنی ایک زن حسینہ و جمیلہ کی ایسی بنائی کہ زلف اُسکی جو دیکھے آشفتہ سری حاصل ہو سنبل لیلا کیا اُسکے مقابل ہو دل سودا زدہ کو سلسلہ جنبانی عشق وہی سلاسل کرے دل عشاق اسی کا پابند رہے گیسو سیہ کے پاس جبین کا چمکنا وہ کالی رات تو یہ ماہتابان یا شب سے سحر صادق کا طلوع ہونا بدران ابرو دن کے سامنے اپنے تئین ہیچ جانتا ہی مگر ہر کب اُنکا سا اپنے تئین پاتا ہی ترک حسن نے قتل کی تلوارین بنائی تھین تیوریان چڑھتین تو دو تلوارین کھچی نظر آتین تھین دل عشاق پر انکے چڑھنے سے خنجر چل جاتے کشتگان پر بجلی گرتے آنکھین وہ کہ جنکے سامنے ہر دل بیمار نرگس کو بھی اُنھین کے عشق کا آزار دام غم مین اُنکے گرفتار شب و روز اُنھین آنکھون کی یاد مین ہر ایک بیدار پلک سے پلک نہ لگی جب اُنسے آنکھ لگی بادام کی طرح دل مردم پہ کسی جادو نے کہان ایسی طاقت پائی سامری کو یہ شعبدہ بازی کہان آئی معجزہ اِن آنکھون کو یہ حاصل کہ بیک ایما و اشارہ مردہ دل زندہ ہوتا ہی یہ سحر سامری کب کر سکتا ہی چہرۂ تابان مین بینی کا ہونا سبحان اللہ نیا اعجاز ہی کہ الف نور کا مابین خورشید کھچا ہی کاتب قدرت نے نیا خط نور لکھا ہی کان ہر ایک جواہر کے کان فریاد عاشق سننے مین انجان آئینۂ رخسار کے سامنے پانی پانی لب لعلین بہتر از عقیق یمانی دانت ہر ایک ہیرے کی کنی جان عشاق لینے پر دھنی دہن تنگ کی ایسی تنگی کسی غنچے نے کب پائی یہ خلاق عالم کی ہی قدرت نمائی کہ بے نشان ایک چیز بنائی اُسکو دیکھکر چشمۂ حیوان بھی ظلمات مین نہان ہی سب پوچھتے ہین کہ کہان ہی چاہ ذقن مین آب سے ڈوبنے کی دلون کو ہوس بحر حسن کا گرداب ہی اُس کنوئین مین گر کر یوسف کا دل بھی نہ نکل سکے پستان سینہ پر ایسے کہ کوئی انار نہ پھل سکے سرو سا قد اثیر یہ ثمر قدرت خالق عشک ترکہ ابیات مسدس

جان سو جان سے ہی خوبی پستان نثار
یا ہوے قمقمے دو نور کے روشن اکبار
سر دے قد نے یہ کیا خوب کیا نکلے ہین انار
دو یہ گلدستے کے بام دھرے ہین کیا
لٹو بیان بازیہ قدرت کھی ہین یا بہر شکار
منقلب کر کے یا جام دھرے ہین گویا

کبھی چھاتی سے ڈوپٹا جو وہ ہٹ جاتا ہی
دم یہاں عاشق بیدم کا الٹ جاتا ہی
ہی سراپا جو قیامت تو ہی آفت چل بل
وہ لگاوٹ کے ہیں انداز کہ دل ہو بیکل

شرم سے جسم وہیں اُنکا سمٹ جاتا ہی
بند محرم کے جو ہر وقت کسے رہتے ہیں
ایسی رفتار چھلاوے کا بھی دل جائے نکل
رنگ لاتی ہی غضب طبع میں رنگینی ہی

رخ ڈوپٹے کے الٹنے کو پلٹ جاتا ہی
جان و دل طرفہ بندش میں پھنسے رہتے ہیں
نازکی ایسی ہی کمر چلنے میں سو بل کھاتی ہی
دور ابھی نام خدا دھیان سے خود بینی ہی

بس اُس مہ پارہ نے ایک تھالی ہاتھ پر برنجی رکھی جو مات اسمین جلتی ہوئی اور زیور طلا کار سے جسم کو آرائش دی اور کنارے اُس چشمہ کے آئی دو تین پتھر بڑے بڑے اُٹھا کر اُس چشمے مین گھما گھم ڈالے کہ تمام پانی اُسکا تلے اوپر ہوگیا اور چشمہ مین بڑا تلاطم ہوا سوار سحر گھبرا کر باہر نکل آیا اِسنے دیکھا کہ وہی شخص ہی جو میدان مین جایا کرتا ہی مگر اسوقت گھوڑا نہین ہی اور اسلحہ نہین ہی غرض جب وہ سوار باہر آیا اِسنے اُس لالہ فام قلزم حسن کو کنارے کنارے اُس چشمہ کے کھڑے پایا پکارا ای گوہر یم خوبی و آشنائے بحر محبوبی یہ پتھر تو نے ہی اس چشمہ مین پھینکے تھے اُسنے کہا تمسے کیا مطلب تم جاؤ ہمنے جس لیے پھینکے ہین وہ آپ ہی آئیگا وہ سوار قریب اسکے آیا اور اسکی صورت دیکھکر بیقرار ہوا اور پھر اِس صفائی اور ڈھٹائی پر تو مر ہی گیا اُسنے کہا ای پیاری یہ بُری حرکت تمنے کی کہ اسمین ہم بیٹھے ہوے تھے اور تمنے پتھر مارے اس غواص محیط خوبی نے سُنکر کہا مین کیا جانون کہ نگوڑے دریاؤن مین بھی آدمی رہتے ہین اچھا اب نہ پھینکون گی ای میان تمھارے چوٹ تو نہین لگی اگر لگ گئی ہو تو تم مجھکو مار لو یہ کہکر پکاری کہ یا خداوند تو اُس موے سے بدلا لے کہ جسنے مجھکو یون خراب خستہ کیا اُس سوار نے کہا ای مایۂ حسن و داد گوہر دریائے ضیا و صفا یہ تو بتلا کہ کس نے تجکو خراب کیا اور کیون تو اس جنگل مین آئی اور چشمے مین سنگ زن ہوئی اُسنے ایک آہ کی اور کہا کہ بیت

تلخ جینا ہو ہمین اور مزے وہ لوٹین
روتے دیکھین ہمین جب لگے کھیوے چھوٹین

اُس سوار نے کہا مین تیری ہر آن پر نثار اور ادا پر صدقے بتا کہ کسنے تجھے ستایا ہی یہ اپنا حال تو نے کیا بنایا ہی اس نازک بدن نے کہا ای میان اب تمسے کیا پردہ رہا اور چھپاؤن نگوڑا کہانتک اب تو آوارۂ دشت ادبار مین ہو چکی ذات برادری سے گئی مان باپ چھوٹے کہین کی نہ رہی مین قلعۂ عقیق کوہ کی رہنے والی ہون اور نیچ قوم نہین اُتم ذات کی ہون اب اپنی ذات

کیا بتاؤن خیر اسکو تو ہمین تک رہنے دو میرے گھر مین ایک چھوکرا نوکر تھا کاروبار گھر کی ٹہل کرتا
تھا وہ مجھکو دیکھکر فریفتہ ہوا اور مین بھی اُسکے دم مین آگئی اُسنے مجھکو یہ سکھایا کر پوجا کرنے کے بہانے
سے سر شام تالابون پر جایا کرو مین دو سورے تو اکیلی آئی اور پھر گئی آج اُسی سے وعدہ ہے کہ
تالاب پر اُتر کی طرف جانا اور ڈھیلے اس چشمہ مین پھینکنا مین پہلے سے اُسمین اُتر کر بیٹھ رہونگا
جب ڈھیلے تم پھینکو گی مین نکل آؤنگا سو اُسی کے لیے مین نے یہ ڈھیلے پھینکے تھے اُسکا تو کہین پتا
نہ لگا تم البتہ نکل آئے یہ تو بتاؤ کہ تمسے بھی کیا کسی سے وعدہ اسی طرح کا تھا اُس سوار نے یہ سنکر
قہقہہ مارا اور کہا یہ بھی کچھ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو آشنائی کرے وہ تالاب ہی مین آکر بیٹھے یہ کہکر اُس
گوہر گرانمایۂ بحر حسن کو گلے سے اُسنے لگا لیا اور کہا اے سراپا ناز یہ آئین بھی قدرت کے کھیل کے
ہین خداوند نے تیری آبرو بچائی نیچ قوم کے ہاتھ سے عزت برباد جاتی وہ لونڈا نکلوا تو نہین معلوم
کہ کسی سردار کی بیٹی ہے نہین معلوم سوداگر زادی ہے مجھکو اُس سے بھلا کیا نسبت خوب ہوا کہ تو اس
تالاب پر چلی آئی وہ لونڈا مارے ڈر کے جنگل مین آیا نہین مجھکو رو اُسنے بھیجا شاباش تیرے دلکو کہ تو
اسکی محبت مین چلی آیا کی اسی طرح سمجھ لے کہ ہر بات مین وہ نکل جائیگا اور تجھسے دغا کریگا اے ناز نین
تیرے لیے سردار زادہ کوئی ہو تو زیبا ہے خبردار ایسا امر کبھی نہ کرنا کہ نیچ سے بیت کرکے اپنی عزت
ڈبو دینا اب اگر تو محبت کرنا چاہے تو مین سردار طلسم ہوش ربا کا ہون اور ملازم ملکہ زلور جادو جو
مصاحبۂ خاص شاہزادہ جادوان افراسیاب عالیشان کی ہین اُنھون نے بڑی محنت کرکے
مجھکو پالا ہے اور سحر بند کیا ہے مین حمزہ سے لڑنے کو آیا ہون اور اُنکے حکم سے اس تالاب مین رہتا ہون
تجھکو مال دنیا سے مالا مال کر دونگا اُس نازنین نے کہا کہ محبت تو سچ پوچھو یون نہین ہوتی کہ
یکایک مین تمسے کرنے لگون تم بھی میری کچھ دنون منت کرو یا نون پر سر دھرو اور میرے گھر آیا
جایا کرو اور خاطر داری کرو تو نہین بڑھتے بڑھتے محبت بھی ہو جائیگی یہ سنکر وہ سوار اُسکے پاؤن پر گرا
اور کہا اے جان جہان اچھا تو اب اپنے اُس لونڈے کا خیال چھوڑ کر میرے گھر مین تو چل اُسنے کہا
میرے گھر مین سب راہ میری دیکھتے ہونگے دیر ہو گی تو سب پوچھ جائینگے اُدھر کو وہ لونڈا راہ دیکھکر
کسی تالاب پر سے گھر جائیگا تو اور بھی آفت ڈھائیگا مجھسے خفا ہو جائیگا مین اُسپر مرتی ہون اگر وہ
خفا ہوگا تو مین جان دیدونگی اُس سوار نے کہا کہ ایک لمحہ بھر کے لیے کوئی خفا نہو گا اور ہم خداوند لقا سے

کہکر تیرے مان باپ کو راضی کر دینگے تیری عصمت کی خداوند سے گواہی دلوا دینگے اُسنے کہا کچھ ہی کیون نہو مین تیرے ساتھ نہ جاؤن گی تو مجکو وہان لیجاکر بے عزت کریگا اور مین جانتی ہون کہ جو میری گت بنائیگا مردوے حواس مین آ تو مجھ اکیلی عورت کو پاکر تو نے پاؤن پھیلائے ہین ایسی گیگلی نہین ہون مجھے سب میری دائی بتلا چکی ہی کہ اسطرح مردوے عورتون کو اپنے پاس بلاتے ہین اور اپنی جورو بناتے ہین سُن اے شخص مین کسی کی جورو نہون گی جو چوری کی مٹھائی ہین مزا وہ کسی مین نہین ہی مین محبت نہ کرونگی وہ سوار بھولی بھولی باتین سُنکر اور اُسکو گود مین اُٹھاکر تالاب مین کود پڑا ہر چند وہ تڑپی اور بیتاب ہوئی مگر اُسنے نمانا جب اُسکی آنکھ کھلی اور تہ پر پاؤن لگا دیکھا کہ یہان پانی نہین ہی ایک مکان بنا ہی چھت پردے چلمنون سے آراستہ ہی پلنگ جواہر کار گستردہ ہی نیچے اُسکے مسند بچھی ہی ہمہ اشیاے راحت و نعمت دھری ہی وہ ساحر آخر مسند پر بیٹھا اسکو پہلو مین اپنے زبان دیکے بٹھایا اور پکارا کہ اے جان جہان یہان ٹھہر کر ایک جام شراب پی لے پھر تجکو مین تیرے گھر پہونچا دونگا مگر تیرے فراق مین یقین ہی کہ مین زندہ نہ ہونگا مدت سے مین ملکہ زیور کو پیار کرتا ہون لیکن وہ میری مالک ہین اسوجہ سے راز دل اُنسے کہہ نہین سکتا خداوند نے اُنسے بہتر تجکو میرے لیے بھیجدیا ہی اب کیا پرواہ ہی اُس گلبدن نے انگوٹھا دکھایا کہ تیرے مُنہ کو جُھلسا مین تیرے کہنے پر عمل کرون یہ کبھی نہوگا اب ہان اس ماہ پیکر نے ہنگامہ گرم بازاری ناز و غمزہ کا گرم کیا کہ ابیات

کرشمہ شوخ مصروف حیا تھی
نہ تھے اسطرح چرچے انجمن مین

نگاہون مین تصور گو نہ جا تھی
قدم واقف نہ تھے نقش زمین سے

نہ تھین بیہوشیان کیف سخن مین
زبان تھی آشنا ہان اور نہین سے

وہ ساحر اسکے لپٹا جاتا تھا آخر اُسنے کہا مرے آگ لگ جاے تیری مستی پر اگر مین اس دریا پر نہ آتی تو تو کس سے یہ چھیڑ چھاڑ بیان کرتا لے اب مجکو گھر جانے دے میرا مارے بھوک کے بُرا حال ہی اُسنے کہا کھانا یہین موجود ہی کھالو تو ہمارے سر کی قسم پھر ہم جانے دینگے اُسنے کہا کہان ہی وہ سوار اُٹھا کہ کھانا لاؤن اسنے کہا نہین ہم آپ لائینگے تو بتا دے اُسنے کہا دیکھو وہ سامنے تپائی پر خوان کسا رکھا ہی یہ نازک بدن اُٹھکر اُس خوان پاس آئی اور کہا مین پہلے دیکھ لون کہ اسمین کیا کیا ہی تو لے بھی جاؤن اور جو کچھ میری پسند کا نہوگا تو نہ کھاؤنگی یہ کہکر خوان کو کھولا وہ ساحر تو اپنی جگہ پر

بیٹھ رہا تھا اور اسکی آن دادا کا دیوانہ تھا اُسنے وہان خوان کھولکر کھانا جو کچھ اُسمین تھا اُسکو آغشتہ
بداروے بیہوشی کیا اور لیکر پاس اس ساحر کے آیا کھانا سامنے چنا اور آپ بھی بیٹھا پھر نوالے کچھ
بنا کر اس ساحر کے مُنھ مین دینے لگا اُسنے کہا ای گلفام تم آپ کھاؤ اور لاؤ مین تمکو کھلا دون اُسنے
کہا ای شخص اب کچھ کچھ تیری محبت آتی جاتی ہی ہمارا مردہ دیکھے جو ہاتھ سے ہمارے نہ کھائے
ناچار اُسنے خوش ہوکر مُنھ کھولدیا اُسنے چند نوالے اُسکو کھلائے اُسکو گرمی معلوم ہوئی کہا
ٹھہر جاؤ مین پانی پی آؤن جبتک تم کھاؤ یہ کہکر اُٹھا طمانچہ بیہوشی نے مارا کر چیخ کھا کر گرا ابوالفتح
نے فوراً خنجر کھینچکر مارا مگر خنجر اچٹ گیا اُسنے سیسہ کرچھے مین گرم کرکے ہنسی سے مُنھ کھولکر پلا دیا کہ
دل و جگر اُسکا جلگیا اور آواز گیر و دار کی پیدا ہوئی وہ تالاب اور مکان بالکل سب نابود ہوگیا
ببر روتے ہوئے زیور کی طرف گئے اور یہان ابوالفتح نے دیکھا کہ ایک غار بہت عمیق ہی وہ
مکان اور تالاب کچھ نہین ہی یہ اُس غار مین اُترا دیکھا کہ وہ سردار جو مارے گئے تھے امیر وہ سب
اُس غار مین ہین اور وہ گھوڑا بھی کہ جس پہ یہ سوار چڑھکر میدان مین جاتا تھا بندھا ہی مگر قریب جاکر
جو دیکھا تو لاش کے آٹے کا ہوگیا ہی اور ایک تختی اُس سوار کی جھولی سے تلاش کرنے مین ملی وہ
تختی ابوالفتح نے لی اور سردارون کو لیکر اپنے ہمراہ جانب لشکر امیر روانہ ہوا اور رات کو
ملکہ زیور نے اس خیال سے طبل جنگ نہ بجوایا تھا کہ دو دن برابر میدان داری سوار کر چکا ہی
ایک روز اُسکو آرام ملنا چاہیے اب کل کے روز پھر لڑون گی اور اُسکو اطمینان تھا کہ میرے سوار
پاس تختی ہی کہ اُسکے سبب سے وہ طلسم بند ہی وہ امیر کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا اسطرح سے کہ
جیسے نقابدار گریان و خندان امیر کے ہاتھ سے مارے نہ گئے اور اُنکو عمرو نے عیاری کرکے مارا
حال ہفت در بند فرعونیہ آخر ایرج نامہ مین ہی الحاصل کچھ دیر بارگاہ لقا مین ٹھہر کر بختیارک
سے صلاح کرکے اپنی بارگاہ مین آکر یہ آرام پذیر ہوے تھے رات آدھی کے قریب آ چلی تھی کہ
یکایک ببرون کے رونے کی صدا کان مین آئی یہ گھبرا کر اُٹھی سحر پڑھا کہ ببر سامنے آئے یعنی چند
طائر سامنے آکر گرے اور پکارے کہ ای ملکہ ایک ساحرہ تالاب مین سوار طلسمی کے آئی اور اُسنے
آکر اُسکو مارا امیر کے سردارون کو چھڑا کر لیگئی یہ کہکر وہ طائر غائب ہوے اور زیور یہ خبر سُنکر بدحواس
ہوگئی کہ اب بڑی مشکل پڑیگی پھر دلکو کڑا کرکے گویا ہوئی کہ خیر سمجھ لیا جائیگا یہ خداپرست کہان جائیگی

میرے ہاتھ سے مگر حیران تھی کہ ساحرہ کون تھی جو وہان گئی اے جب مین گھر سے چلی تھی تو سوار کو چلے
سے مین نے بھیجدیا تھا اور وہ بھی اسی جگہ آگر رہا تھا کہ پتا اُسکا ملنا ممکن نہ تھا اچھا اب ور کچھ تدبیر کرونگی
یہان تو یہ اس تردد مین تھی اُدھر ابوالفتح نے سب سرداران کو لاکر داخل بارگاہ سلیمانی کیا امیر بھی
دربار برخاست کرچکے تھے لیکن خبر سُنکر خوشنود ہوے سرداروں نے خلعت آکر ابوالفتح کو دیے
اور بہت خوشی لشکر اسلام مین ہوئی وہان رات کو زیور فکر مین سوئی نہین کروٹین لیا کی اُسوقت
ایک خواص خاص نے اِسکی اُسکو متردد دیکھکر کہا کہ ای ملکہ اب کو فکر کس بات کی ہے اگر ان مسلمانون کی
فکر ہے تو مجھے ارشاد ہو کہ مین جاکر کام آن خدا پرستون کا تمام کرون زیور نے کہا اس سے کیا بہتر ہی
مطلب سے مطلب ہے تم ہی سہی اُس خواص نے کہ جوشن جادو اسکا نام ہے اجازت پاکر تیاری
کی اور اُسی رات کو بارگاہ زیور سے نکلکر جنگل کو روانہ ہوئی اتفاق روزگار سرہنگ عیار اِس
فکر مین لشکر ساحران مین آیا تھا کہ ہوسکے تو زیور پر کوئی عیاری کرون اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ
بارگاہ سے نکلکر لشکر کے باہر جاتی ہے بس یہ بھی اُسکے عقب مین روانہ ہوا وہ ساحرہ کچھ دور چلکر اُڑی
اور صحرا مین قریب درہ کوہ پہونچکر اُتری اور زمین کو وہان کی لیپ کر آگیاری کرکے اُسنے چاہا کہ سحر کرون تا کہ
آفت لشکر اسلام پر نازل ہو سرہنگ تو اسکے پیچھے چلا ہی تھا ڈھونڈھتا ہوا ادھر پھر آیا اور اُسنے
دور سے اُسکو دیکھا بس فوراً صورت ایک ساحر کی ایسی بناکر راہ کترا کر ایک رسی ہاتھ مین لیکر درہ کوہ
مین سے نکلا اور کہتا ہوا کہ واہ ری رسی واہ ری رسی مین نے آج تک کوئی قدر تیری نکی اگر چاہتا تو
خدا پرستون کی لڑائی فتح کرلیتا خیر اب کل تجھسے کام لونگا یہ کلام جوشن جو بیٹھی تھی اُسنے بھی سُنے اور اُسکو
پکارا کہ بھائی ساحر ذرا یہان آؤ یہ اُسکے سامنے گیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا مین تو جوشن جادو
ملازم زیور ہون لیکن تم بتاؤ کہ یہ رسی کی کیا تعریف کر رہے ہو اور کل کیا کروگے اُسنے کہا دیکھ لینا کہ جو کچھ
کرینگے اُسنے کہا آخر ہم بھی تو سُنین اُسنے جواب دیا کہ یہ رسی ہمارے پاس جادو کی ہے اگر کہو تو تمام عالم
کو اس سے باندھ لین اُسنے کہا واہ یہ رسی تو خوب ہے ہمکو دو ذرا دیکھین کہ کسطرح کی بنی ہے یہ سُنکر
سرہنگ قریب اُسکے لایا اور کہا اجی جادو بھی بیکار کھلگیا وہ دیکھو تمھارے پیچھے کھڑے مُش ہے تھے اُسنے
اسکے کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھا اُسنے وہ رسی نہ تھی کمند تھی اُسکے حلقے گردن مین پہنا دیے اور جھٹکا مارا کہ حلقے گردن
مین پیچ ہوئے اُسنے گراکر خنجر سے سر کاٹ لیا غل و شور برپا ہوا کہ مارے جوشن جادو کو لاش اُسکی بوندے لیکر

دیتے ہوئے سامنے زیور کے لائے اور کہا اسطرح ایک ساحر نے اسکو مارا زیور بہت ہی پریشان ہوئی کہ یہ
ساحر کون ایسے دشمن لگے ہوئے ہین اِس عرصہ مین وہ رات بھی تمام ہوئی اور وہ زمانا آیا کہ جوشن
طلائی مہر زرد نے فلک پر باندھا اور بالا ماہ لگن شاہد شب کی کلائی سے اُترا کہ بیت
گیا نقطہ مثلث کے معانی ✤ نور و دہشت کی تھی مہربانی ✤ صبحدم لقا دربار مین آکر بیٹھا زیور
بھی آئی سجدہ کیا پھر اپنی جگہ پر بیٹھی اُدھر امیر بھی دربار مین آئے بادشاہ سریر جہانبانی پر آکر
رونق افروز ہوئے ابوالفتح کو خلعت عنایت کیا حال قتل سوار سنا پھر ابوالفتح نے حال قتل جوشن
بیان کیا سرہنگ کو بھی خلعت فاخرہ ملا وہان زیور کو چپ چپ دیکھکر بختیارک نے کہا ای
غنچۂ گلزار حسن آج کیا اوس پڑی ہی کہ وہ گل کی روش خندہ زنی نہین کرتی ہو زیور نے کہا ملکجی
رات کو میرا سوار مار ڈالا گیا اور ایک خواص خاص بھی کام آئی اور مین حیران ہون کہ خبر نہین ہیچ
کہ ایک کو تو ساحرہ نے مارا اور ایک کو ساحر نے بختیارک نے کہا لیجیے مبارک باشد لگا تو لگ گیا
ہم نہ کہتے تھے کہ کوئی اُنھین یا انکے سرداروں کو ستائے اور پھر زندہ رہے ای زیور وہ ساحر اور
ساحرہ نہ تھے وہ عیار تھے یا تو سرہنگ تھا یا ابوالفتح تھا یہ انھین کا کام ہی تم گھبرائی کیون ہو
ابھی تو دیکھو اور کون کون مارا جاتا ہی یہ سنکر اُسنے کہا ابوالفتح کون شیطان نے سب سے عیارون
کے بتائے اُسنے کہا تو مین ابھی جاکر اُس موئے کو پکڑے لاتی ہون بختیارک نے ہر چند منع کیا تھا
اور بیٹھے بیٹھے غائب ہوئی اور لشکر اسلام مین آئی یہان وہی رونق اور پاکیزگی دیکھی بازار زین
آراستہ پائین مگر غصہ مین بھری تھی ہر طرف ابوالفتح کو ڈھونڈھنے لگی وہ بارگاہ سلیمانی مین تھا انھین
پتا اسکا نہ معلوم ہوا نا چار یہ بازار مین سیر کرنے لگی بازار چار طاق بلقیس اور بازار فرنگ جیب شمشاد
وغیرہ اسکے بہت پسند خاطر ہوئے انھین بازارون مین پھرنے لگی اور ابوالفتح بعد کچھ عرصہ
کے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بازار کی طرف گشت کرنے چلا اور اُسنے دور سے دیکھا کہ زیور بازار مین
پھر رہی ہی حیران تھا کہ یہان کہان آئی اسی اندیشہ مین تھا اسکے کہ کوئی صورت بدلکر اسکے پاس
جاؤن مگر اُسنے بھی دیکھ پایا تھا کہ وہ ابوالفتح کھڑا ہی بس اُسنے بزور سحر ہاتھ پاؤن اُس عیار کے بیکار
کردیے اور وہان سے پنجہ بنکر جو اُڑی ابوالفتح کی کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑی بازار مین غلغلہ
ہوا مگر بازاری کیا کرتے اِدھر ساحرہ ابوالفتح کو پہاڑ پر لائی اور صندوق مین بند کر دیا ابوالفتح کی جیب

اُٹھکر ٹُلی چپکا کھڑا ہو رہا کہ تن پر صینہ تھا اُدھر زیور نے کہا ارے موئے کمبخت غارت ہو نے
تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے سوار کو مار ڈالا ابو الفتح نے کہا جی ہاں مارا تو ہے پھر آپ کا مطلب
فرمائیے کہ کیا ہے زیور نے کہا لو موئے کی ڈھٹائی تجکو اپنی جان کا بھی خوف نہ آیا کہ آخر اس سوار
کا کوئی مالک بھی ہوگا پھر وہ مجھے کسطرح پیش آئیگا ابو الفتح نے جواب دیا کہ میری اس بات سے
دل جمعی ہے کہ کوئی میرا کچھ کر نہیں سکتا اور میں نے بیسوں کو مار ڈالا تمھیں بھی مار ڈالونگا آج البتہ اس
امر کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر تم مجھکو چھوڑ دو اور میرے حال پر رحم کرو تو البتہ اب جو تم سوار بناؤ گی میں
نہ مارونگا زیور نے کہا ارے فیلسوف میں تیری باتوں سے خوب آگاہ ہوں بھلا موئے تو مجھکو کیا دم دیگا
اور میں کب تیرے فقرے میں آنے والی ہوں لو صاحب جو میں اور کوئی سوار بناؤنگی تو پھر مار ڈالیگا
آپ کی جو مارا ہے تو اُسکو معاف کر دوں ابھی کیوں نہ میں مار ڈالوں ابو الفتح نے کہا ایک خطا
دو خطا تو سب معاف کرتے ہیں مگر تیسری خطا میں سزا دیتے ہیں سو آپ بھی جب تین خطائیں
میں کر دوں تو سزا دیجیے گا آپ کی تو ابھی ایک ہی خطا ہوئی آپ ابھی سے برہم کیوں ہوتی ہیں زیور نے
کہا کیا کہنا تیرے بیان کا ماشاء اللہ کیا جرأت ہے کہ ایک تو خطا کر چکا ہے اب دو چاہتا ہے کہ معاف اور
کروں سو مجکو کیا غرض ہے کہ میں تیسری خطا کا راستہ دیکھوں اور علاوہ اسکے تم لوگوں کا تو کام ہی یہ ہے
کہ نام عمر دغا بازی مکاری کرتے ہو اور اپنی حرکت سے باز نہیں آتے یہ کہکر پھر تنجہ میں ابکاڑی اور
ابو الفتح کو سیدھی بارگاہ لقا میں لائی کہ دیکھو ملکجی میں پکڑ لائی ملکجی نے کہا کہ شاباش میری شیرنی زیور
نے لقا سے کہا کہ یا خداوند پھر اب میں اسکو قتل کرتی ہوں آپ کیا فرماتے ہیں اسنے کہا یہ تیرا گنہگار
ہے مینے بھی اجازت دی مار ڈال اُدھر بختیارک نے بھی اجازت دی کہ اے زیور اگر اسیطرح لڑتی
رہوگی اور مار ڈالنے میں جلدی کروگی تو البتہ کامیاب ہوگی مار ہی ڈالو تو بہت بہتر ہے اب مناسب ہے کہ
جلدی کرو اسکے قتل میں ایسا نہو کہ لشکر اسلام میں خبر ہو جائے اور اُنکے حمایتی آجائیں تو مشکل پڑ جائیگی
سب محنت تمھاری برباد ہوگی اور وزن نے بھی تائید کلام کی کہ اے ملکجی سچ کہتے ہیں کلباد جادو
اور آفت خیز جادو اسکی مصاحبین بھی گویا ہوئیں کہ واری جلدی مار لے اس موذی کا ٹکڑے لو کہ اپنے
سوار کو چار سے مارا ہے یہ تقریر ایک خدمتگار پشت بختیارک پر کھڑا رومال جھل رہا تھا اُسنے بھی سُنی اور جھکے
سے کان میں ملکجی کے جھک کر کہا ملکجی آپکا ایک زمانہ دشمن ہو رہا ہے اور آپ اپنے مشورے ابو الفتح

بھانجے کو عمرو کے قتل کراتے ہین یہ بات سب مین مشہور ہو جائیگی اگر کوئی آپ سے اگر دعوی خون
کریگا تو آپ کی جان مفت جائیگی اور عمرو سے بھی شرمندہ ہونا پڑیگا اب ساحرہ قتل کرنے پر آمادہ
ہو آپ عیار کو قتل ہوتے نہ دیکھیے تو اچھا ہو بختیارک نے یہ کلام خیر خواہی کے زبانی خدمتگار جو سُنے
کہا سچ کہتا ہو اور اُٹھکر اپنے خیمہ مین چلا گیا وہ خدمتگار بھی اسکے ساتھ اسکے خیمہ مین آیا دیکھا تو
بختیارک یہان آکر لیٹ رہا ہو خدمتگار نے آتے ہی چادر کو منھ پر سے ہٹایا اور کہا ملچی کیون ہم
لوگون سے بے اعتنائی بختیارک جو دیکھے تو سرہنگ عمری ہو جان نکل گئی کہا جی پیر و مرشد
کیا اُسنے ایک بکٹا بیہوشی کا اُسکے منھ پر ملدیا اور اُسکو پلنگ کے نیچے ڈالکر ڈاڑھی اُسکی مونڈکر
منھ اُسکا کالا کرکے اُسکو تو وہین چھوڑا اور اُسکے کپڑے پہنکر اُسی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ مین آیا اور
زیور کا ہاتھ پکڑکر کہا میری دو باتین سُن لو تو اس عیار کو مارنا زیور نے کان اپنے لگا دیے اُسنے کہا
ای ملکہ دشمن کے مار ڈالنے سے مطلب یا کہ تمام عالم مین شہرت کرنے سے مطلب ہو سر بارگاہ اسکے قتل
کرنے مین نقصان ہو قتل نہ کرنے پاؤ گی عیار لگے ہونگے وہ ایک پتھر پھیر مار دینگے کھوپڑی تڑ سے
دور گر پڑیگی اس سے بہتر ہو کہ تم اسکو ایک خیمہ مین لیجاؤ وہان سر کاٹ لو تا کہ کسی کو خبر بھی نہو اپنے کام
سے کام رکھو زیور نے کہا تم سچ کہتے ہو کیا کہنا ای شیطان درگاہ تمھاری عقلمندی کا آخر کیون نہو
خداوند نے کیا ہی سمجھ لیا ہو جب تو یہ عہدہ شیطنت تمکو دیا ہو اور تم جو چاہتے ہو خداوند کو کہتے ہو
وہ تمہارا نہین مانتے یہ کہکر ابو الفتح کو پکڑکر ایک خالی خیمہ مین لیگئی جو خواصین کہ ساتھ آنے لگین انکو بھی
منع کیا سبکو روک کر شیطان کو بلایا اور چاہا کہ سر ابو الفتح جدا کرے بختیارک نقلی نے کہا کہ اسوقت سحر اپنا
اسیر سے اتار لو تاکہ آہستہ جان اسکی نکلے اُسنے سحر اتار لیا اُسوقت بختیارک نے ایک بیضہ بیہوشی ناک پر
زیور کے مارا کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہوئی مگر زمین پر گرتے گرتے اندر زمین کے سما گئی بختیارک یعنی
سرہنگ نے ابو الفتح کو کھولدیا اور کہا جاؤ ابو الفتح بھی مسحور نہ تھا ایکطرف کو نکلگیا اور زیور جب
اندر زمین کے پہونچی سردی زمین کے ہوشیار ہو گئی اور تڑپ کر باہر نکلی یہان کسی کو بھی نہ پایا باہر
نکلکر پوچھا کہ بختیارک شیطان درگاہ کہان ہین لوگون نے کہا آپ ہی کے ساتھ گئے تھے پھر ہمنے نہین دیکھا
اُسنے اُسوقت ابو الفتح کو تلاش کیا جبکہ وہ بھی نہ ملا تو ناچار ہوکر بارگاہ لقا مین چلی آئی اور آکر ملچی
کو پوچھا یہان بھی لوگون نے وہی کہا کہ آپ کے ساتھ تھے ابھی تک تو یہان نہین آئے مگر یہ تو بتلائیے

کہ آپ نے انکو کہان چھوڑا جو آپ ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُسنے تمام حال اپنے ساتھ جانے کا اور
بختیارک کے انڈا مارنیکا اور اپنے غائب ہو جانیکا بیان کیا اسنے یہ کلام سُنکر کہا شاید خواجہ سلامت
کے قدم طلسم سے یہان آگئے معلوم ہوتا ہی کہ وہی انکو لیگئے زیور یہ سُنکر گھبرا گئی اور ڈھونڈھتی ہوئی
خیمہ بختیارک مین پہونچی اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگی ایک جگہہ ملک جی کو دیکھا کہ ننگے پڑے ہین
یہ شرما کر آنکھین نیچی کرکے پکاری کہ صاحبو یہان آکر تو دیکھو یہ کسطرح پڑے ہین سپاہی نے کہا بی بی
رات کو ایک مہتر مر گیا تھا اِس خیمہ کی پشت کی طرف وہی پڑا ہی اُسنے کہا مونڈی کاٹے تو دیوانہ ہی مین
اندر خیمہ کے کہتی ہون تو مہتر بتلاتا ہی غرض دو چار آدمی اندر آئے اور بختیارک کو اس حال سے
دیکھکر انھون نے کہا کہ یہ کوئی ٹلگی کے خیمہ مین دلگی کر گیا ہی کہ حلال خور کو لاکر ڈال گیا ہی غرضکہ
انھون نے منھ پر بختیارک کے پانی چھڑکا کہ وہ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا ارے شیطان جاکر کپڑے
پہن بختیارک ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھکر حمام خانہ مین گیا منھ دھویا کپڑے پہنے پھر باہر آیا
اور زیور کے ہمراہ لقا کے سامنے گیا اور سب حال اپنا بیان کیا اُسنے سُنکر کہا کہ کیون ای شیطان
درگاہ تو بہت چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا آج تو اُسکی سزا کو پہونچ گیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند یہ تو آپ
سچ فرماتے ہین غلام تو اپنی سزا کو پہونچ گیا مگر کیا وجہ ہی کہ جو آج خداوند کی ڈاڑھی نمونڈی گئی کس
واسطے کہ ہمیشہ کا یہ دستور چلا آتا ہی کہ جب تقدیر ہماری برگشتہ ہو جاتی ہی تو ساتھ ہی آپکی بھی تقدیر
پھر جاتی ہی اور ریش خداوند کام آتی ہی لقا نے کہا تقدیر کا معاملہ کبھی یون ہی کبھی دو دن ہی تو ذلیل
ہوا مین صاف بچ گیا قلم قدرت مین کسی کا اجارہ کیا ہی جدھر پھر گیا اُدھر پھر گیا ابکی یون ہی چل گیا
پھر اسکو مین کیا کرون غرض یہ تو اسطرح کہہ رہی تھا کہ زیور نے رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ
سر ہنگ مصری عیار ابو الفتح کو لے گیا اور ایک مرتبہ تجکو مار ڈالے گا بہت دوڑتی نہ پھر
اس مضمون کو دیکھکر زیور بہت گھبرائی بلکہ مثل مردہ ہو گئی اُسمین ایک پتلے نے سحر کے آکر سلام
کیا اور کہا مین آپکی امی جان ملکہ سفاک کا بھیجا ہوا آیا ہون یہ نامہ لیجیے اور جواب عنایت کیجیے
ای ملکہ مین معذرت سے آپ کے ہمراہ ہون اب اطلاع کیے دیتا ہون کہ ابکی بار عیارون کے ہاتھ سے
بعد خداوند سامری آپ زندہ بچ گئین مگر اب کسی طرح امید نہین ہی مین جاکر سفاک سے کہدیتا ہون
کہ وہان بھی آپکی عیارون مین گھر گئی ہین کس لیے ای ملکہ آپ غافل ہین کسی طرح اپنی جان کی

آپ کو پروا نہین ای لیجیے دیکھیے وہ دو عیار اب بھی آپ کی فکر مین کھڑے ہین پھر تمھاری جان بچنے کی
کون صورت ہی زیور نے اُس پتلے کے کہنے سے اُسطرف دیکھا کہ جدھر اُسنے بتایا تھا واقعی دو عیار دونون
کو کھڑے پایا پس چاہا کہ دونون کے واسطے دستک دینے کو ہاتھ اٹھائے اُسنے تو ہاتھ اٹھائے عیار دونون
کافور ہو گئے جستین کر کے یہ کہتے ہوئے کہ اری قحبہ ہم کب ہاتھ آتے ہین نکلگئے وہ پتلا پکارا کہ وہ گئے
گئے اب دستک دینے سے کیا ہوتا ہو زیور شرمندہ ہو کر رہگئی اور سرہنگ اور ابوالفتح صورت
بدلکر بارگاہ زیور کی طرف چلے وہان پتلا بھی رخصت ہو کر روانہ ہوا اب زیور کو تو یہان رہنے دو
مگر حال پتلے کا سُنو اُسکو بسبب محبت کے بیٹی کے پاس سفاک جادو نے بھیجا تھا اور آپ
افراسیاب کے پاس آئی تھی وہان سے حیرت کے پاس آئی کہ ملکہ حیرت بادشاہ سے کہکر مجکو
اجازت بیٹی پاس جانے کی شاہ سے دلا دیگی غرض یہ حیرت پاس مرغ نگل پر بیٹھی ہو کر پتلا جا کر پہونچا
اور اُسنے ملکہ حیرت کو مجرا کیا اُسنے اُسکو مطلق نہ پہچانا ملکہ گھبرا گئی کہ یہ غیر کا پتلا کیونکر آیا پس جلد اُسنے
اپنی اُنگلی ایک گھڑی کی نہین معلوم کہ یہ کیا کیا اُسوقت پتلا پکارا کہ مین ملکہ سفاک جادو کا پتلا ہون
میرا قتل کرنا ای ملکہ روا نہین اور کسی طرح واجب نہین سفاک یہان بیٹھی ہین اسلیے مین آیا آئندہ
آپ سفاک کی اور ہماری مالک ہین حیرت نام سفاک سُنکر خاموش ہو رہی اُدھر لشکر مہرخ
بھی سامنے اُترا ہوا ہی اُدھر سے قران وغیرہ نے بھی صورت بدلکر قصد کیا ہی کہ بارگاہ حیرت
مین ملکہ آج سیر کرین چنانچہ دو عیار لشکر اسلام کے بھی صورت بدلکر داخل بارگاہ حیرت ہوگئے
اور علیحدہ کھڑے ہو کر حال دریافت کر رہے تھے اور چالاک بن عمرو بھی صحرا سے آکر بہیئت مبدل داخل
بارگاہ ملکہ حیرت تھا غرض یہ عیار تو فراش سپاہی بنے ہوئے موجود تھے کہ پتلے نے سفاک سے کہا ای
ملکہ سفاک جادو صاحبزادی آپ کی ملکہ زیور جادو عیاران لشکر اسلام کے ہاتھ سے قریب ہی
کہ مار ڈالی جائین اُنکو اس حال مین چھوڑ آیا ہون یہ کہکر سب ماجرا جو بیان ہو چکا پتلے نے بیان کیا
سفاک جادو کے چہرہ کا رنگ سفید ہو گیا اور حیرت جادو سے بیقرار ہو کر عرض رسا ہوئی کہ
ای ملکہ آپ مجکو اجازت بادشاہ سے منگوا کے روانہ کر دیجیے ایسا نہو کہ میری بچی کہنے والی بندی
کام آجائے مین پہلے ہی کہتی تھی کہ وہ نگوڑی لڑنا بھڑنا کیا جانے شہنشاہ نے نہ مانا یہ کہکر پھر گویا ہوئی
کہ ای ملکہ آپ اپنی طرف سے مجکو رخصت دیجیے مین اب ایک دم بھر نہین ٹھہرنے کی بقر جاؤن یہ جاؤن

صاحب میری ساری جان ڈر کی مین پڑی ہی کھانا پانی حرام ہی رات کو نیند نہین آتی ہی حیرت
نے کہا کہ بی اختیار ہی مگر میری یہ طاقت نہین کہ مین تمکو بغیر حکم شہنشاہ افراسیاب کے ایسے
مقام پر روانہ کردون آمین ایک اور خواص پیچھے حیرت جادو کے کھڑی ہوئی تھی کہ نام اُسکا
مارکاکل سیاہ جادو تھا کاکل اُسکی افعی دو سر کیطرح تھی اُسنے سامنے آکر عرض کیا کہ اگر حکم ہووے تو یہ
کنیز ناچیز ملکہ زیور جادو کی حفاظت کے لیے چلی جاے میرے لیے تو کچھ احتیاج اجازت لینے کی نہین ہی
مین جاکر وہان اپنی آنکھون سے رنگ ڈھنگ دیکھون اور باغیون کو بھی غارت کردون ملکہ زیور
میری شہزادی ہین مین نے اُنکو گودیون مین کھلایا ہی بھلا مجھسے تو کاہیکو ہوگا کہ وہ لڑین اور مین بیٹھی
دیکھا کرون حیرت نے پوچھا کہ بی تم کون ہو سفاک نے عرض کیا کہ جی یہ میرے میکے کی خواص ہی
اب اسی ایک کمبخت کا دم باقی رہگیا ہی جس سے میرے میکے کا نام چلا جاتا ہی کہ ملکہ کے میکے کی ہی نہین
تو اب ہی کون ای ملکہ مین اِسکو اپنا روح و جان جانتی ہون اور کل گھر بھر کا اختیار اسی کے ہاتھ ہی
خواہ سیاہ کرے یا سفید اور مین سچ کہون اس سے کبھی کوئی بات سواے خیر خواہی آجتک ظہور
مین نہین آئی حیرت نے کہا پھر اچھا ای سفاک اسکو بھیجدو اور سنو میری جان شہنشاہ سے
تم بھی کہ چکی ہو کہ حضور مجھے بھیجیے اُنھون نے نہین بھیجا بادشاہ کی ضد تم جانتی ہو وہی اُنکے مزاج مین
آگئی اُب تُنے تم ضد نہ کرو اور مجھسے نہ کہو اور شاید میرا کہنا نہ مانین تو میری بھی بات جائے اور میری
جان وہان جاکر تم کیا کرلوگی اگر میرے مُنھ مین خاک خداوند نے قضا زیور کی لکھی ہی تو تم روک
نہ سکوگی سفاک نے کہا پھر ای میری بیوی صبر بھی تو نہین آتا اچھا ای مارکاکل سیاہ تو جا بارہ حبشین
جو تیرے تابع ہین اُنکو ساتھ لیجا اور خیمہ وغیرہ اپنے ساتھ سامان راحت لے لے خرچ اپنے ہمراہ لیجا کر
کیا کریگی لشکر تو بی نا جو صاحبزادی صاحب ساتھ لیگئی ہین پھر کیا ضرور مارکاکل نے کہا مجھے لشکر
لیجانے کی کیا ضرورت ہی میرے پاس وہ چیز ہی کہ جاتے ہی لشکر حمزہ کو بات کرنے کی بھی مہلت
نہ دونگی سفاک نے کہا صاحب مین کسی کی لونڈی باندی تو ہون نہین بادشاہ آگے اور
اجازت لیکر مین بھی آئی مارکاکل نے کہا آپ آنے بھی نہ پائیے گا کہ مین وہان فیصلہ کردونگی حیرت
نے کہا آخر وہ چیز تیرے پاس کیا ہی کہ جو دم بھر مین سبکو غارت کردیگی ہم بھی تو اُسکو دیکھین کہ وہ کسطرح کی ہی
یہ کلام سنکر مارکاکل سیاہ نے اپنی چوٹی مین سے بیضہ عقاب جمشیدی کا نکالکے دکھلایا اور کہا کہ حضور

اسکو ملاحظہ کرین ہماری پشتہا پشت سے یہ ہمارے خاندان مین چلا آتا ہے اور تاثیر اسکی یہ ہے کہ جب مین اسکو مارونگی طبقہ زمین کا اُلٹ دونگی کیسے ہی بڑے لشکر پر مارون سب غارت ہو جائے حیرت نے کہا واقعی یہ بہت بڑی نایاب چیز ہے اب ہماری خاطر جمع ہوئی اور سفاک سے دیکھکر کہا اے مارکا کل بھی بڑی خاندانی ساحرہ معلوم دیتی ہے اچھا اے مارکا کل تم سدھارو اور فتح کرکے جب آؤگی تو اپنا مرتبہ پیش شہنشاہ دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے غرض مارکا کل نے رخصت پاکر اپنے خیمہ مین آکر دس عورتون کو اپنے ساتھ لیا اور تخت سحر تیار کرکے ایک اژدر سحر خیمہ لدواکے کوہ عقیق کا راستہ لیا چلتے وقت سفاک نے کہدیا تھا کہ آج جاکر کوہ لاجورد کے قریب مقام کرنا اور کل وہان سے کوچ کرکے طلسم آئینہ کی طرف کو چھوڑ کر سیدھی طلسم سے باہر نکل جانا اور خداوند کے پاس پہونچ جانا الحاصل جب وہ چلی چالاک تو ایسی باتون کی فکر مین رہتا تھا کہ کوئی کارنمایان کرون بس حال سب اُسکے کوچ و مقام کا سن لیا تھا اُس سے پہلے بارگاہ سے نکلکر کوہ لاجورد کا راستہ پکڑا اور مثل برق و باد کے راستہ طے کرکے یہ کوہ لاجورد کے قریب تر پہونچا ادھر وہ ساحرہ تخت سحر اڑاتی آتے آتے قریب شام کوہ مذکور کے قریب پہونچی اور جب فلک لاجوردی سے سیاح عالم مراجعت کرکے کوہ مغرب کی طرف گیا کہ ابیات

| | | |
|---|---|---|
| کھلے دل کے کنول گرمی ہوئی کم | شعاع مہر کچھ ہونے لگی کم | نگاہون مین ہوئی ٹھنڈک سی پیدا |
| بڑھی سیاہی بشکل شوق شیدا | فلک کی چادر نیلی ہوئی صاف | دکھایا اخترون نے نور شفاف |

کوہ لاجورد کے دامن مین چشمے تراوت آنکھون کو دینے لگی اور جانور بسیرا لینے لگے ہر طرف وہ سایہ ڈھلا ہوا آمد شام کا ہنگامہ جانورون کا چہچہانا کوسون تک سبزہ زار پھولون کی بہار سناٹے کا عالم دشت دور کا بصورت ناامیدان سناٹے مین آنا کچھ عجب لطف دکھاتا تھا مارکا کل نے وہان پہونچکر ایک چشمہ کے کنارے مقام پاکیزہ پر خیمہ اپنا استادہ کیا اور آگے خیمہ کے فرش بچھواکے مع ان دسون عورتون کے بیٹھی اور شراب پینے لگی سیر سبزہ زار کرنے لگی چالاک نے دور سے اسکو آتے اور اترتے دیکھا تھا بس بدل اس بات پر آمادہ ہوا کہ کسی طرح اس مارکا کل کو قتل کرکے بعینہ عقاب لے لون کس لیے کہ یہ حربہ لشکر امیر مین جاکر آفت ڈھائیگی نہین معلوم کیسی بڑے لبی نہ پہونچے تو مین اسکا کام تمام کرے غرض اس عیار نے صورت اپنی ایک زن حسینہ کی ایسی بنائی گل رخسار

سمن بر مہر تمثال سرو قامت کم سن الڑھ پنے کے دن آئینہ رخسار اسکا اسکندر دلکو ظلمات مین آوارہ پھرائے دہن تنگ چشمۂ حیوان کو بھی شرم سے نابود کرے آفت کا پرکالہ قیامت کا ٹکڑا سر سے پا تک بنکے اپنے قد بالا کے روبرو قیامت کو بھی ادنی فتنہ بناتی کہ مسدس

| | | |
|---|---|---|
| وہ چھریرا بدن اور وضع وہ بانکی بانکی<br>پریان قربان ہوئین اسکی جو صورت دیکھی | کامدانی کی وہ انگیا ہوئی کرتی جاری<br>تھی وہ یوسف کہ حسینان جہان مرتے تھے | یہ حسین جسم مین پوشاک کی دیکھی پھبتی<br>سب زلیخا کی طرح جان فدا کرتے تھے |

اِس صورت سے آراستہ ہوکے ایک تھالی برنجی ہاتھ مین لیکر اُس تھالی مین کچھ پھول رکھکر اور چانول اور ریوڑیان وغیرہ سامان نذر چڑھانے کا تیار کرکے تھالی کو ہاتھ پر رکھکر چھم چھم کرتی جانب خیمہ مارکاکل روانہ ہوئی اور جب اُسکے سامنے سے یہ ماہ پیکر نکلی سلام تو اُسکو کرلیا باقی آگے قدم اُٹھایا اُسنے کہا اجی بی تم کہان جاتی ہو اور کہان سے آتی ہو تم تو مین سچ کہون ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو یہ مین جانتی ہون کہ کپڑے اور گہنا پہنے ہو پھر مین کچھ چھین تو لونگی نہین آی سامری اتنی رکھائی بھی اچھی نہین ذرا اِدھر آؤ لحظہ بھر ٹھہر کر چلی جانا وہ نازک بدن یہ سُنکر پھری اور اُسکے پاس آکر تھالی کو تو رکھدیا اُسکی بلائین لین گرد پھرنے لگی مارکاکل خواص بھی اتنی خوشامد کرنے سے پھول گئی اور سمجھی کہ اب تیرا ستارہ بھی ترقی پر آیا غرض کہ اُس زن خوبرو کا ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھا لیا کہ ای بس بس زیادہ باتین نہ بناؤ مجھ نگوڑی کے گرد پھر کر کیون مجھکو گنہگار کرتی ہو لو آؤ بیٹھ کر کچھ اپنا حال بیان کرو یہ نازنین بھی ہنسکر بیٹھ گئی اور کہا ای ملکہ مارکاکل نے کہا بی مین ملکہ تلکہ نہین ہون میری شہزادی زندہ رہے ہزار برس وہ البتہ ملکہ ہین مین تو اُنکی لونڈی ہون اِس نازنین نے کہا ہماری تو آپ شہزادی ہین ہم کسی کو کیا جانین اچھا ای بیوی اب مجھ نگوڑی کا حال سُنو کہ میرا خاوند یہان قریب ایک گانون ہے کہ وہان رہتا ہے مگر بی بی ایسا ظلمی نگوڑا ہے اور بدگمان کہ مین کیا کہون ایک تو اُس مرے مین یہ عادت ہے کہ کسی وقت چھوڑتا نہین بس ہر وقت اُسکو یہی شغل ہے کہ بغل مین اُسکی پڑی رہون مین سچ کہون مجھکو ایسا مردوا کچھ بُرا معلوم ہوتا ہے اور ذرا کسی سے ہنسکر بات کرو تو جھلا لگاتا ہے کہین آنے جانے نہین دیتا آج بڑی مشکلون سے پوجا کرنے کے بہانے سے چندن تالاب پر جاتی تھی میرے جی مین آیا کہ ذرا جنگل کی بھی سیر کرتی چلون میرا اُس مردوے سے ناک مین دم ہے مگر کیا کرون گلے پڑا ہے کہ نہ اُگلتے بنتا ہے نہ نگلتے اب یہ ٹانگ کھولتی ہون تو لاج ہے اور وہ ٹانگ کھولتی ہون تو لاج ہے ماں باپ کے کیے کو

بھری ہوں میں سچ کہوں جیسا میں بیاہ کے آئی تھی اسکی اب آدمی نہیں رہی روز کے جلاپے
سے لہو پینڈے کا سوکھ گیا مارکا کل نے کہا بی شکر کرو کہ تمہارا تو بڑا سہاگ ہے ایسا کسی کو
نصیب کہاں ہوتا ہے سامری کل جہان کی سہاگنوں اور بیٹیوں کو نصیب کرے اسنے کہا
بھاڑ میں جلے ایسا سہاگ آگ لگے ایسے سہاگ کو آپ بھی خوب ہیں میں درگذری ایسے
سہاگ سے میں تو مر جاؤنگی اے بیوی اب میں چاہتی ہوں کہ کسی طرح ملکہ حیرت پاس پہنچوں
اور افراسیاب کی ملازمت کرکے نوکری کرلوں وہ موا پڑا جھک مارا کرے جب اپنی لعل سی جان
گھل گھل کے تمام ہوگئی تو سہاگ کو لیکے چاٹینگے بس اسکے یہاں تو روٹی کھالو کپڑا پہن لو اور
میرا جی چاہتا ہے کہ باغ کی سیر ہو گانا روز سنوں شراب پیوں چین کروں دنیا کا سیر تماشا دیکھوں
میں نگوڑ ماری کیا جانوں یہ گائے بھینس کیطرح کھلی بھوسی کھاتی اور کھونٹے میں بندھی رہی یا تو یہ ہے
یا خصم کی بغل ہے دوسری کوئی بات ہی نہیں مارکا کل ایک قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا یہ کہو بی بی
تمہارے دل میں بھرا ہے نام سامری سے جیوڑا آپ کا مزیدار ہے پھر بھلا یہ بہو بیٹیوں کا طرز کہاں اور
کوئی مرد آدمی کا ہیکو جائز کریگا اس عورت نے کہا سامری قسم میرے دل میں کوئی برائی نہیں میں بھی
اس کمبخت کو چاہتی ہوں یہ نہیں چاہتی کہ اسکو چھوڑ کر کسی اور کو کرلوں یا کوئی یار کروں لیکن میں کیا
کروں میں تو کبھی بچپنے سے آج تک اکیلی رہی ہی نہیں باپ ماں کے یہاں بھی کوئی سے کم ہونگے تو پچاس
ساٹھ آدمی فقط گنتی کے تھے کہ ایک ہی گھر میں رہتے تھے ہم سب ملکر باغوں کی سیر کرتے تھے دن رات
آپس میں ہنستے بولتے گاتے بجاتے رہتے تھے مارکا کل نے کہا اسی سے بیٹیوں کو دبا کے رکھتے ہیں
کہ اسکا دیدہ ہوائی نہو جائے ان باتوں میں اور ساتھ والیوں نے کہا بی بی پھر تمہیں کیا ہے انکو ہو سکے تو
اپنی بی بی کے پاس بھیجدو وہ ملکہ حیرت کے پاس نوکر رکھادینگی ایک بولی کہ میری جان اب جا بیٹھے کر یا
دب کر رہیں اور خصم کا گھر کریں تو یہ ہونا نہیں انکا دل اب دوسری طرف ہے آپ نہ بھیجیگا تو یہ آپ ہی نکل جائینگی
مارکا کل نے کہا اور خصم تیرا جو مجھسے دعوی کرے تو او بدبخت کیا میں جواب دونگی اسنے کہا آپ
کہدیجیگا کہ جورو کو تیری کوئی بہکا نہیں لیگیا موجود ہے جو تجھسے راضی ہو لیجا ورنہ اسکے باپ سے ہمسے
ملاقات تھی ہمارے لڑکوں کی برابر ہے ناراض کو کیونکر بھیجدیں ای بی وہ موا کیا داعیہ جھکا کر لیگا بالکل
جھنڈو ہے ان باتوں میں اب وہ زمانہ آیا کہ چاندنی نے کھیت کیا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اوس

گرنے لگی جنگل مین پھول کٹورا سے کھولے نظر آنے لگے چشمے لہرانے لگے عجب لطف سیر گلزار کا زمانہ تھا
کشتی شراب کی کھینچکر مارکا کل نے کہا لو شراب پیو آج رات کو یہان تم رہو دیکھون کہ تمھارا
میان ڈھونڈھتا ہوا یہان آتا ہی یا نہین اور آتا ہی تو کیا راگ گاتا ہی چالاک نے سلام کرکے
جام اِسکے ہاتھ سے لیا اور اِسنے کہا کہ مین ابھی لڑنے خدا پرستون سے جاتی ہون تم میرے ساتھ
اُسی طرف چلو جب مین اُدھر سے پھرونگی تو تمکو حیرت کے پاس لیچلونگی اُس نازنین نے کہا
بہتر ہی جسطرح آپ کی مرضی بلا سے رونہ کی آفت سے تو کچھ دنون بچی رہونگی ہی نہ کوئی کہیگا کہ جو حری
کی ہو نکل گئی خبر کریگا میرا حال تو سامری ہی خوب جانتی ہین اور اے بیوی جب میرا میان مجھے
بلا کریگا تو پھر کوئی تجھکو کچھ نہ کہے گا غرض وہ جام آنکھ بچاکر اِسنے گریبان مین انڈیلا اور اُن عورتون
نے کہا حضور اِنکو گانے بجانے سے بھی شوق ہی بھلا آج تو اپنی گائنین بلواکر اِنکو گانا سنوا دیجیے
سچ ہی یہ بیچاری ترسی بلکی عیش و راحت کی ہوا ایک نے کہا ہی ہی نگوڑی کی صورت تو پیاری پیاری
ہی دوسری نے کہا اسی سے تو مردوا دن رات لیے پڑا رہتا ہی مارکا کل کی طبیعت بھی اِسکو پیار
کرنے لگی تھی اسلیے اُسنے گوارا بھی کیا کہ اسکا میان آئیگا تو کیا کریگا اب تو افراسیاب کی
پیاری ہی وہ سب طرح اسکے خاوند کو راضی کردیگا غرض اُسنے اپنے یہان گائنون کو بلایا وہ آگئین
اور ساز ملاکر سامنے مارکا کل کے گانے لگین چالاک چپکا بیٹھا رہا اور بعض بعض مقام پر اُسنے کہا
اونہ ناک بھون تیوری چڑھائی مُنھ پھیر لیا ایک آدھ سے باتین کرنے لگا مارکا کل نے کہا اوہی گانا
سُنتی ہو کہ باتین بنا کر اونکا مزا بھی کھوتی ہو دیکھو گائنین تو اپنی جان لڑا رہی ہین اور تم خیال
نہین کرتی ہو چالاک نے کہا مین ایسا تھا گانا نہین سُنتی کہ نہ جسکا سُر درست نہ تال ٹھیک مارکا کل نے
کہا اخاہ اب تم گانا جانتی ہو کہ اِن گائنون کو کہ جو اِس فن کی پکی ہین انکو بے سُرا اور بےتالا بتاتی
ہو اسنے کہا دیکھیے طنبورے ایسے ملائین ہین کہ پردے تک انکے ٹھیک نہین رکھب کی جگہ گندھار
اور گندھار کی جگہ پنچم بھلا یہ بھی کوئی طریقہ گانے کا ہی اور بجانے کا مارکا کل نے گائنون سے
کہا کیون یہ کیا کہتی ہین انھون نے کہا کہ بی بی ہان سچ کہتی ہین مگر اِنکے ہم بھی مشتاق ہین ذرا کچھ
بجاکر گائین تو بڑی سمجھ بوجھ انکی معلوم دیتی ہی مارکا کل نے کہا اوہی بی پھر تمھین کچھ شغل کرو اُسنے کہا
حضور یون تو کون ایسا بشر ہی کہ جسکو گانا رونا یاد نہین بھلا مین کیونکر کہون کہ مین خوب گاتی ہون

مار کا گل نے کہا کہ اِن باتون سے بالکل ثابت ہو گیا کہ تم خوب گاتی ہو اور تمکو بڑا دخل ہی اور تم
چلے ہی کہ چلکر کرین عیش دوست ہون جب ایسی نہین ہو توکیون تنہائی سے گھبراتی ہو ہان صاحب
معلوم ہوا کہ یہ لڑکی عالی خاندان سے ہی اب ہمارے سر کی قسم ہماری جان کی قسم جو انکار کرو تو کچھ تو گاؤ
اُسوقت چالاک نے طنبورا لیکر اُسکو وقت نے لیکر ملایا اور بجانا شروع کیا سبحان اللہ اُسکے فرزند
ہین کہ جنکو لحان داؤدی عنایت ہوا ہی اُنکے بجانے اور گانے کا کیا کہنا فلک رقاص نے دائرہ ماہ ہاتھ
مین لیکر اُنکی سنگت کرنا چاہا زہرہ کو وہ نغمہ اور ترانہ دل سے لبھایا در و دیوار و دشت و بحر سب مست
ہو گئے ہوا بند ہو گئی درخت مست ہو کر زبان برگ سے تعریف کیا چاہتے تھے بلکہ تعریف کے لیے
ہمہ تن زبان بن گئے تھے گلوزان نے کان ادھر ہی لگا دیے تھے گریبان چاک کیے تھے چاندنی
سامنے لوٹ رہی تھی غش مین پڑی تھی دریا لب ساحل سے واہ واہ پکارا چاہتا تھا شوق مین آکر
اُبلتا تھا جوش دل پیدا تھا جانور اپنے اپنے آشیانون کو چھوڑکر باہر نکل آئے تھے اور گرد اُس
بلقیس وش کے کہ فرزند عیار ثانی سلیمان ہی جمع تھے اللہ اللہ ادھر تو کٹورے گلون کے شراب شبنم
سے لبریز ہوا فرحت بیز بہار کے دانگ گلزار کا عالم چاندنی رات ورایسے مقام پر ایسا نغمہ تر کہ ابیات

زہرہ بھی ہزار جان سے شیدا
جلادہی اور چنگ جو ہی

رقاصۂ چرخ کو تھا سودا
اُس زہرہ جمال کا ترانہ

مریخ فلک جو تند خو ہی
وہ بھی ہوا اُسکے تھا دوانہ

مار کا گل اور دسون خواصون اور گانیون کا تو یہ حال ہوا کہ روتے روتے غش آ گیا اپنا زمانہ
عاشقی جو یاد آیا آنکھون سے دریا آنسوؤن کا بہایا چالاک نے پانی چھڑک کر سبکو ہوشیار کیا
مار کا گل نے پاس بلا کر پیشانی پر اُسکی بوسہ دیا اور ہاتھون کو چوم لیا گانیون نے کہا بی بی بھلا
ایسا گانا بجانا سات جنم مین بھی نصیب نہوگا یہ تو راجہ اندر کے اکھاڑے کی پری ہی مار کا گل
نے کہا واقعی لائق صحبت سلاطین روزگار یہ حسین ہی جب ہی اسکا جی خاوند سے گھبراتا ہی بھلا
ایسی طبیعت دار عورت کا غریب کے گھر مین گذرکہان وہ بیچارہ تجکو اگر ملیگا تو سمجھا دونگی کہ اس گلبدن
کا وصل ایک بار بھی مہینے مین میسر ہو جائے تو اُسکو غنیمت سمجھا کرے یہ عورت نہین تجھی ہی کہین ایسی عورتین
کسی کے ہاتھ آتی ہین مین سچ کہون اسکو روٹھ کی کیا پرواہ ہی اتنی ہی دیر مین ہم سبکو اپنے
راضی اور اپنے اوپر مائل کیا ہی کہ اب جی چاہتا ہی کہ یہ جان تک مانگے تو دیدیجیے یہ کہکر کہا اے خوبرو اور بھی کچھ

کمال تمکو آتا ہی اُسنے کہا جی ہین ناقص العقل کیا جانتی ہون آپ سردار ہین جو پرورش فرماتی
ہین اور کیا ہی گانا بجانا ایک اَدھر دلگی کی بات آتی ہی اُسنے کہا وہ دلگی کی بات کون سی ہی
اِس شعبدہ پرواز نے کہا یہی جیسے ایک قرابہ پانی سے آپ بھر لیجے اور اپنے سامنے رکھیے مین ایک
بوٹی اِس جنگل سے توڑکر اُسمین ڈال دون گی وہ پانی سب شراب سرخ ہوجائیگا آپ صاحب چکھیے گا
اور شرابون سے مزا بھی اچھا ہوگا نشہ بھی خوب ہوگا مارکاکل نے کہا واہ صاحب یہ تو خوب بات ہی
اچھا دیکھین اُسنے جواب دیا کہ خواہ پانی کی شراب بنوائیے خواہ اُسمین زنگترے کو لے جس چیز کو چاہیے
شریک کیجیے کنیزون نے کہا ای ملکہ اسوقت زنگترون کی شراب بنوائیے مزا دیگی غرض جلد جلد زنگترون
کا عرق نکالا گیا دسون عورتون نے ملکر جلد ایک قرابہ عرق نکالکر بھر دیا اور کہا لیجیے شراب بنوائیے
چالاک نے کہا کاسے لے آؤ چنبو کاسے آئے اُسنے قرابے سے عرق کو نکالکر اُن کاسون مین بھرا اور پھر
کاسون سے قرابے مین بھرنا شروع کیا اِسی الٹ پھیر مین بیہوشی سرخ رنگ اُسی عرق مین ملادی اور وہ قرابے
سے بوتلون مین بھر کر کہا لیجیے شراب تیار ہی سب نے کہا تمنے تو کہا تھا کہ ہم ایک بوٹی اُسمین ملائینگے اُسنے
کہا تو واہ ہم تمہارے سامنے لائے تھین اس سے کیا کچھ ہمنے اسمین شراب تو نہین ملائی اب سب
پی کر دیکھ لین کہ یہ شراب ہی یا نہین اور بھی ترکیبین ہمکو معلوم ہین ابھی اے بی بیون تم کیا کیا دیکھو گی
مارکاکل نے کہا کہ ای نیکبخت اگر تیرا میان کچھ جھگڑا کریگا تو ہزارون روپیے خرچ کرکے اُس سے طلاق
دلوا دونگی اور تمکو اپنے پاس رکھونگی صاحبو کیا کمال کی عورت ہی میری آنکھون مین خاک ڈالنے کی پڑیا
ہی غرضکہ تعریف کرکے اُس شراب کے جام بھر بھر کے دسون عورتون کو اور گانیون کو دیے اور آپ بھی
دو جام اُسکے پیے سب نے تعریف کی کہ واہ واہ کیا بو باس ہی اور مزا بھی ہی اب کچھ دیر مین نشہ ہوا
ایک عورت نے آنکھین اپنی بند کرلین اور کہا یا سامری بچانا دوسری نے اُس سے پوچھا کہ ارے
تو نے آنکھین کیون بند کرلین کیا دکھائی دیا اُسنے کہا تو تو اندھی ہی دیکھ تو سہی کیا بڑا سانپ آسمان
پر اڑا ہوا جاتا ہی ایک خواص مارکاکل کی برابر بیٹھی ہوئی تھی اور اُسکے سر کے بالون مین ایک تعویذ
مینائی زنجیر مین بندھا ہوا لٹکا ہوا تھا وہ اُسکو گھنگھرو سمجھی اور اُسنے رومال سے پہلے اُسکو جھاڑا وہ
تو بندھا ہوا تھا کب گرتا ہی اب اُسکے ذہن مین اُس نشہ کی دھن مین یہ آیا کہ اُسکو جوتی سے مارئیے جب
یہ سوچکر جلدی جوتی اٹھا کر ایک سر پر ماری اور پکاری کہ ای ملکہ آپ کے سر مین گھنگھرو الجھا جاتا ہی

مارکاکل بال اپنے نوچنے لگی اُس خواص نے غل مچادیا کہ ارے لوگو دوڑو ملکہ کو کھنکھجورے نے
کاٹا چالاک ہنس رہا ہو کہ اچھا کھنکھجورے نے کاٹا ہو غرض مارکاکل خوب اپنے سر مین جوتیان
مارنے لگی اور سب عورتین اسکے بچانے کو دوڑین کہ کھنکھجورے کو سر مین سے نکالین انکے اُٹھنے
سے طمانچہ بیہوشی نے مارا کہ سر نیچے ٹانگین اوپر سر کے بل گرین اور چھینکین مارکر بیہوش ہوئین پس
چالاک نے پہلے جوڑے مین سے مارکاکل کے بیضہ عقاب جمشیدی نکال لیا اور اُسکے سر کو
خنجر سے کاٹ ڈالا غلغلہ بیرون نے مچایا اُسنے جلد جلد اُن بارہ خواصون کا بھی سر جدا کیا شور قیامت
زا برپا ہوا اہل عملہ جو لوگ کہ مارکاکل کے خدمتی ساتھ آئے تھے اپنے اپنے مقام سے اُٹھکر دوڑے
کہ یہ کیا ماجرا گذرا چالاک نے دیکھا کہ اب ورساحر آتے ہین پھر اب اُنسے لڑنا کیا کہ یہ سب
تین تین روپیہ کے نوکر ہین کوئی بڑا سردار نہین کہ وہان عیاری کا مزا ہوتا بیضہ مل چکا اب چلو
غرض ایک طرف کو نطرہ کرکے راہی ہوا اُن لوگون نے آکر لاش مارکاکل اور اُن خواصون کا
اُٹھایا اور قاتل کو ہر چند تلاش کیا پتا نہ ملا ناچار وہان سے روتے پیٹتے لاشین لیکر پھرے اور
راستہ طے کرکے لشکر حیرت مین آئے اس عرصہ مین وہ رات بھی تمام ہو چکی تھی اور وہ وقت آیا تھا کہ بیمار شب
کو سنگ بلور مین خورسے ترک دہرنے کچلا اور بطن عقاب ہر سے بیضہ زرین مہر پیدا ہوا کہ **ابیات**

| | |
|---|---|
| رہا باقی نہ وان ساقی نہ شیشا | ہوا حسن سحر کا شور پیدا \| کہ شب نے کوس رحلت کا بجایا |
| نہ پھر آنکھون نے وہ سامان پایا | صبح دم حیرت دربار مین خوابگاہ سے آکر بیٹھی تھی سفاک |

اور سب ساحرہ حاضر تھین کہ یکایک شور گریہ وزاری کا نون مین پہونچا اُسنے خبر منگائی کہا مارکاکل
کے ساتھ جو لوگ گئے تھے نالان وگریان آئے ہین حیرت نے سامنے اُنکو بلوایا اُنھون نے لاشین
وہ سامنے رکھدین اور کہا یہ کوہ لاجورد کے دامن مین آج اُتری تھین مار ڈالی گئین سفاک
تو یہ سُنکر سناٹے مین آگئی اور کہا ہاے آج جیسے میری مان نے دوبارہ انتقال کیا اے لوگو میرے
میکے کا تو نام مٹگیا صرصر اور صبا رفتار حاضر تھین اُنھون نے کہا مقرر کسی عیار نے اسکو بھی مارا
حیرت نے رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ چالاک بن عمرو نے عورت بنکر اُسکو
مارا ہو پس یہ معلوم کرکے کہا بی بہین سے غلطی ہوئی کہ مارکاکل سے سر دربار اُسکے راز کی
باتین پوچھین عیار تو موے گھات مین لگے ہی رہتے ہین اور اب ایک بیٹا عمرو کا اور آیا

ہماری چالاک بن عمرو بس اُسنے کہین سُن پایا اسکا حال وہ اُسکے پیچھے گیا اور اُسی نے اسکو مارا
سفاک نے کہا ای بابا یان خود مین جبتک اب نمکحراموں سے بدلا انھی مار کا کل کے خون کا نہ
لے لونگی چین مجکو نہ آئیگا بھلا یہ بھی تو یاد کرین کہ کسی کو ستانا ایسا ہوتا ہی حیرت نے کہا جوجس سے
ہو سکے وہ کرے مین تو یہ جانتی ہون کہ اُن لوگون کا اقبال ہی اور ہمارا ادبار ہی سفاک نے
کہا کل ہی جو مین لشکر مہرخ کو نہ غارت کر دیا تو نام اپنا نہ رکھا اس موے چالاک کو پکڑ کر
بوٹیاں اُسکی کاٹونگی اور چیل کوون کو کھلا دونگی یہ کہکر دو تیلے موم کے بزور سحر بنا کر اور اُنکے جسم مین
شیطانون بٹھا کر زندہ کرکے حکم دیا کہ تم جاؤ ملکہ زیور جادو کے پاس اور اُنسے بہت خبردار رہنا اگر کوئی
عیار اُنکو بیہوش کرکے تو اُنکو تم اُٹھا لانا قتل نہونے دینا اور اُنکے حال کی خبر ہمکو پہونچاتے رہنا وہ
دونوں تیلے اُڑکر جانب عقیق کوہ روانہ ہوئے اور اُدھر چالاک بیضہ لیکر راہ کو طی کرکے اُسی جنگل
مین کہ جو لشکر مہرخ اور حیرت کے قریب تر تھا آکر ٹھہرا کہ یہان سے لشکر حریف کا حال دریافت کرکے
عیاریان کرونگا یہان بعد کھیچنے تیلون کے سفاک نے کہا پھر اب شام کا کون استر دیکھے در
طبل جنگ بجوائے مجکو تیاری سحر کی کیا کرنا ہی اور آگاہ مہرخ کو کس بات سے کرنا ہی آگاہ تو اُسکو
کرتے ہین جو ذرا کم زور ہوتا ہی اُسکو تو اب سب طرح کا سامان ممکن ہی بمقابل شہنشاہ اپنے تئین جو
جانتی ہی ای ملکہ حیرت مین ابھی جاکر اُسکے لشکر پر گرتی ہون اور جو کچھ مجھسے ہوسکتا ہی کرتی ہون
حیرت نے کہا آپ کو اختیار ہی بس یہ سنکر اُسنے نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادوگر زیان کہ ہر اُن مین
نایاب زمانہ سحر جانتی تھین اور آفت کی پرکالہ تھین سامری اپنے تئین اُسوقت کا گنتی تھین نفیر
کی صدا سنکر جھولیان سحر کی گلون مین ڈالکر اور منقلین سلگا کر قشقہ سیندور کے ماتھے پر کھینچکر سرول
پر گجی تھالیان ہاتھون مین لیکر باز و لبطہ و ہنس و اژدرہ وغیرہ پر سوار ہوئین جی جی کا سامری کے غل مچا
سفاک بھی تخت سحر پر بارگاہ سے نکلکر سوار ہوئی شہنائی سحر کی ٹھنکی ہندوے فلک زنگ غ شکر
منڈلایا آسمان نے منقل آفتاب کو سلگا یا افسون تازہ پڑھکر فتنہ اُٹھایا ہر طرف دھوان ہجوم کا چھایا
تماکدان عالم سیہ خانہ بنا جوگی زمانہ کا بگڑ گیا زال دنیا ایک ہی لکا تہ کھیاٹ پرانی جادوگرنی ہی مگر
وہ بھی گھبرائی کہ کہین ایسا نہو منتر کسی کا مجھپر چل جائے زمانہ کی حالت بدل چکی ہی نوع دیگر حال ہو چلا
ہی انقلاب ہوا چاہتا ہی وہ غوغا ہی الحاصل تمام دنیا پُرآشوب ہو گئی ہوا السحر کی

چلنے لگی آندھیان آنے لگین خوف سے جانین جانے لگین سفاک لشکر لیے آگے بڑھی طائران
سحر نے سامنے مہرخ کے جاکر صورت انسان کی پیدا کی اور پکارے کر اے ملکہ دوران ہوشیار ہو جائیے
کہ سفاک جادو بڑا دعوی کرکے بغیظ و غضب تمام تر آپ کے لشکر پر آتی ہو اسکی خواص
چالاک کے ہاتھ سے ماری گئی ہو اسکا قصاص لینا چاہتی ہو یہ خبر سنتے ہی ملکہ مہرخ نے بھی
نفیر سحر کو دم دیا ادھر ہنگامہ آفت زا برپا ہوا جلد دو گرنیان جو ہر وقت مرنے پر تیار و مستعد رہتی
ہین اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوئین مہرخ بھی تخت اپنا اڑا کر چلی ایک طرف سے بہار و مخمور
بارگاہ سے نکلکر بڑھین پریون کی آمد کے سناٹے شروع ہوئے مشعلین اسقدر جلین کہ آفتاب کے جسم
کو گرما دیا اسکو بھی بخار چڑھ آیا تھا ہندوے فلک لیا گھبرایا کہ بزدلی سے برج جدی مین چھپ آیا
خمسہ متحیرہ کے حواس خمسہ درست نہ تھے آفتاب کے پیچھے آ آ کر چھپتے تھے کبھی سیدھے ملتے تھے کبھی
الٹے پاؤن بھاگتے تھے ستارون کے بھی برے ستارے آئے تھے مریخ پر ساڑھ ستی سنیچر آیا تھا
آفتاب کو اسنے اپنا مددگار بنایا تھا عطارد کی سب سدھ بدھ بھول گئی تھی زہرہ ادھیرے
اللہ بچانا کہہ رہی تھی غرض زمین و زمان مین تہلکہ پڑا تھا عجب عالم اس فوج کے چلنے سے ہوا تھا کہ ابیات

کے آراستہ جو خود و زرہ　　دی کمر بند مین گرہ پہ گرہ　　نکلے خیمون سے اسطرح بن ٹھن
سحر کے ابر سے تھا تجلی بن　　ارض زیر قدم دہلتی تھی　　پشت گاو زمین لچکتی تھی
لگا کہنے وہان یہ گل بوٹا　　دست مین آج خوب گل پھوٹا　　ہر طرف سے چلی ساحران

دیگاہ اسپ و طائر واژدر سحر پر چڑھکر روانہ ہوئے مہرخ اور بہار و مخمور بڑی آن بان سے
طاؤس و ہنس اڑاتی جانب میدان روان تھین فوج مین دہل و نقارہ و نفیر کی آواز سے
از زمین تا چرخ برین ہیبت طاری تھی آندھیون سے دنیا تمام کالی تھی اسطرح سب بیشہ شجاعت
کے شیر نہایت دلیر بھرے ہوئے تلاش مین اپنے صیدلیون کے مقابل حریف آکر پہونچے اور
صف آرا ہوئے ادھر تو سفاک اپنی فوج کو ترتیب کرنے لگی ادھر مہرخ چالاک اپنے لشکر دلیر و
بیباک کو آراستہ فرمانے لگی اِن دونون لشکرون کو مقابل مین چھوڑ کر حال بہران شمشیر زن
بیان ہوتا ہو کہ وہ پرستش گزین بتخانہ ساحری و بت جادو طراز صنم خانہ عربدہ سازی و فسون
پردازی جو درہ کوہ مین بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی ہار لونگ پھول دار انڈے کلیجی وغیرہ سب اسباب

ساحری سامنے اپنے رکھکر وہ منتر جو اسکے باپ کوکب نے اسکو تعلیم فرمایا تھا پڑھنے لگی اور
کئی روز کے عرصے مین اُسنے بارہ ہزار پتلے موم کے بناکر سامنے رکھ لیے اُنپر وہ افسون پڑھتی جاتی
اور دم کرتی تھی یہانتک کہ بزور سحر بقدرت خداوند عالم وہ پتلے زندہ ہوگئے اُسوقت ملکہ نے
اپنی فصد کھولکر خون مین اپنے اُنکو نہلایا کہ وہ اب مثل جوانان قوی تن کے دراز قامت ہوئے
اور سب روئین تن اور آہنی بدن ہوگئے ملکہ نے ایک ایک شاخ درخت اُن سبکے ہاتھون مین دیکر
کچھ افسون پڑھا کہ وہ شاخ مثل تلوار بران کے ہوگئی اُسوقت اُن پتلون سے اُسنے حکم دیا کہ پرواز
کرکے یہان سے ہمارے لشکر مین جاؤ کہ وہ لشکر قریب لشکر مہرخ فرخندہ سیر اُترا ہوا ہے تم سب وہین
مقیم ہو جب آکر دریاے خون روان پر گردون و دیگر پر بزاد ان توڑون اُسوقت تم حیرت
اور افراسیاب پر تم سب آکر گرنا اور کار دشمن ناکام تمام کرنا وہ سب عرض پیرا ہوئے کہ ہم ای ملکہ
ایک کو تو زندہ نہ چھوڑینگے کس لیے کہ ہمکو اگر ہلاک و غارت کیجیے تو آپ کیجیے دوسرے کی مجال نہین کہ
جو ہمکو مار سکے ملکہ نے کہا جب تم اس لڑائی کو فتح کرلوگے تو مین تمام عیش پوری تمھاری دونگی وہ
پتلے خوش ہوکے پرواز کرکے روانہ ہوئے بعد اُنکے جانے کے ملکہ بھی درہ کوہ سے باہر نکلی عمرو فقیر
بنا ہوا منڈھی بیچ بیٹھا تھا اُسنے ملکہ کو دیکھا کہ رنگ رخسار زعفرانی تھا بسبب محنت کے زعفرانی ہے
بال سر کے کھلے ہین منھ پر بھبھوت ملا ہوا ہے کانی بندھی ہے ہر تن مو سے شعلہ آگ کا نکلتا ہے غرض عمرو
اپنے مقام سے اُٹھکر ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ چرخ شعبدہ گر تیری آن و ادا پہ قربان فسون ساز عالم
کی جان کہو کہ وہ کام جسکے لیے معتکف تبخانہ ساحری ہوئی تھی پورا ہوا یا نہین اُس غارت گر ا
الوان خاطر مکاران عالم نے جواب دیا کہ خواجہ تمھاری مہربانی اور اقبال سے اپنے باپ کے اب مجھکو وہ
طاقت حاصل ہے کہ افراسیاب موذی کاٹے کی ہڈیان توڑ کے رکھدونگی اور مہلات طلسمی ہر سیکر
وابستہ لوح ہے مگر اسپر بھی حملہ کرون تو درہم و برہم کردونگی عمرو نے کہا شاباش مرحبا اچھا ای ترک جفا پیا اب میرے
لشکر کی جانب نہضت فرما ہو راوی کہتا ہے کہ دو پتلے سحر کے ملکہ کے باپ کوکب و شنفضیر نے بھی واسطے
نگہبانی ملکہ کے بطور مخفی مقرر فرماتے تھے کہ ہر وقت کی خبر ملکہ کی مجکو پہونچاتے ہین چنانچہ اسوقت ملکہ نے نکلکر جو کچھ
کہ عمرو سے اپنی طاقت و قوت کا حال بیان کیا وہ سب پتلون نے جاکر کوکب سے بیان کیا کوکب و شنفضیر
ہنسا اور اُسنے ایک تدبیر کی کہ جسکا حال آیندہ لکھا جائیگا القصہ عمرو اور ملکہ بران عالیشان

درۂ کوہ سے شاد و خرّم جانب لشکر فیروز حشمت نشان روانہ ہوئی چنانچہ کچھ ہی دور پہنچی تھی کہ سامنے کچھ چمک ہوئی اور روشنی مثل نور تابندہ کے دکھائی دی عمرو نے کہا ملکہ ہوشیار ہو جاؤ دشمن کی آمد معلوم ہوتی ہے ملکہ سحر پڑھتی ہوئی آگے بڑھی یکایک سامنے ایک دیوار بلور کی نظر پڑی کہ از زمین تا چرخ بریں سر کشیدہ ہے اور لاکھوں ستارہ اُسمین چمک رہا ہے اور اندر سے دیوار کے لمحہ لمحہ بھر کے بعد صورتیں رنگ برنگ کی پیدا ہو جاتی ہیں اور غائب ہو جاتی ہیں کبھی پریاں سر نکالتی ہیں اور قہقہے مارتی ہیں کبھی دیوان سیاہ منہ نکالتے ہیں اور نعرہ مار کر غائب ہو جاتے ہیں کبھی انسان مثل معشوقان حور پیکر و یاسمن بر کے دیوار سے نکل آتے ہیں اور اپنی صورت زیبا دکھا کر مسکراتے ہیں پھر غائب ہو جاتے ہیں دیوار میں نگار رخانہ چینی ہے روح مانی بھی جس سے چین بجبین ہے اور رنگ بھی اسکے اوپر سے نثار کیا ہے مصور قدرت نے مرقع دہر کا نقشہ اُتار کر دیوار کا رخ دنیا میں ہے آئینہ کے اندر لگایا ہے یہ بات نگار رخانہ میں کہاں یہ دیوار تو ہستی و عدم کا نمونہ تھی کہ ابھی ابھی تو ہست تھا ابھی نیست ہوا بے ثباتی دنیا کا پتا دیتی تھی اُسی کی نشانی تھی کہ حیات دنیا بس اتنی ہے دیوار بلور مثل بحر کے تھی اور تصویریں اُسمین مثل حباب کے نکلتی تھیں اور غائب ہوتی تھیں اس طلسمات میں نیا طلسم اُس دیوار سے ظاہر تھا کہ گاہے جنان گاہے جنین کا نقشہ دکھائی دیتا تھا اُس دیوار کو دیکھکر عمرو نے کہا کہ ای ملکہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم راہ بھولکر کسی سرحد طلسم کی طرف نکل آئے اب اس دیوار کے آگے راہ نہیں ہے مناسب یہ ہے کہ ادھر سے پھر چلو اور راہ لشکر کی تلاش کرو مہران نے کہا کہ میری بھی عقل کام نہیں کرتی ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے لیکن اتنا جانتی ہوں کہ یہاں طلسم ظاہر میں مرحلۂ طلسمی کہاں خواجہ ہنوز دہلی دور است جب شہزادہ اسد ظلمات میں جائیں اور زمین کے نیچے جو طلسم ہے اُسکو توڑیں دریاؤں میں در آئیں جب مرحلہ طلسمی ملے ابھی یہاں مرحلہ کہاں مگر ہاں افراسیاب نے میرے آنے کی خبر شاید سن لی ہے اور اُسنے سحر کیا ہے ہم اُسکے سحر میں گرفتار ہوگئے ہیں عمرو نے کہا شاید ایسا ہی ہو پھر آخر اسکی تدبیر کیا ہے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ میں تو خود اپنا سحر آزمایا چاہتی تھی اُس کمبخت کی تلاش میں جاتی تھی جب تمھارے لشکر میں پہونچی ضرور ہے اُس سے لڑتی پھر آپ ہی کبھی دیکھوں تو کہ یہ کیا میرا کر لیتا ہے اب میں اُس دیوار کو اُڑا کر اُس پار جاتی ہوں اور اُسکی بنیاد کو گراتی ہوں عمرو نے کہا کہ پھر میں کیا کروں اُسنے کہا میں تمھیں بھی لیے چلتی ہوں یہ کہکر عمرو کو بچہ میں

داب کر اور سناٹا بھر کے بزور سحر یہ اُڑی اوّل بھی اسکا اُڑنا بیان کیا گیا تھا کہ اپنے باپ کے
سامنے یہ اُڑی تھی اور عمرو کو بخیر سحر غربال سے ملک طلسم ہوش ربا سے اُٹھا لیگئی تھی اور کوئی ساحر
اُسکی بلند پروازی کے مقابل نہ پہونچ سکا تھا ابتو کئی طرح کے سحر اسکو ملے ہین بہت بڑا زور اسکو ہوا ہی
اسطرح اسنے سناٹا بھر اکہ یقین تھا دیوار کا رخ دنیا پھاند جائیگی لیکن جب بلندی سر دیوار پہونچی دیوار
اور زیادہ بلند ہوگئی اور سر پہ ایک آسمان فولادی مثل چادر ظلماتی کے کھنچا پایا گویا چھت اُس
دیوار کی بنی تھی اُسنے وہان سحر دم کرکے چاہا کہ اُسمین جاکر ٹکر ماروں اور اُسکو توڑ جاؤن لیکن دیوار کے
اونچے ہونے سے وہ چھت بھی اونچی ہوگئی یہ عمرو کو لیکر پھر زمین پر اُتر آئی اور ایک مرتبہ ایسا سحر کو
زور دیا کہ سقف بلند بے ستون کے توڑ جانیگا دل سے کیا اور سناٹا بھر کر اُڑی ابکی اور بھی زیادہ دیوار
اور وہ چھت اونچی ہوگئی دم اُسکا آگیا اور سحر نے جواب دیا پھر زمین پر اُتر آئی اور مثل عقل سارے
راز دانان افلاک ہوش پروازی کا ارادہ دل مین مصمم کرکے تیسری مرتبہ پھر پرواز کھولا اور قریب
سقف پہونچکر چاہا کہ ٹکر ماروں پھر جو غور کیا تو دیوار اور سقف کو اونچا پایا اُسوقت یہ زمین پر
اُتری اور دو مین روے ہوا پر ٹھہر کے ایک گولا فولادی اپنے جوڑے سے نکالا اُسوقت ایک آواز
تڑاقے کی آئی اور چمک پیدا ہوئی اور اُس دیوار کے اوپر ایک پری زاد حور نژاد اور رشک شمشاد بلکہ
شمشاد نے بھی یہ قد بالا کہان دیکھا قد اسکا طوبیٰ تھا رخ اُسکا لالہ تھا نہین نہین لالہ کا یہ رنگ کہان
رخ اُسکا گلزار بہشت کا گل تھا دہن تنگ راز عاشقان بیدل بے تامل تھا آنچل پلو کا دوپٹا اوڑھے
آئینہ بلورین ہاتھ مین لیے دیوار پر سے بڑھکر سامنے آئی اور وہ آئینہ ملکہ کو دکھایا اور مسکرا کر فرمایا کہ
ای بیران خبردار خبردار جاے ادب سے قدم باہر نہ دھرنا اتنا اس نازنین کے منہ سے نکلتے ہی
اُس دیوار مین ہزار ہا رخنہ پیدا ہوگئے اور ہر سوراخ گویا دہان ساحر تھا کہ اُسمین سے صدا
یاسامری یا جمشید آنے لگی غلغلۂ سامری و جمشید کے نام کا زمین سے فلک تک بلند ہوا ملکہ بیران نے
اس آئینہ کو دیکھا اول تو حیران ہوگئی مگر اُسکو غصہ از حد تھا اس آئینہ پر آفت جو کی سیاہی روے آئینہ پر
دوڑنے لگی اور اُسنے وہ گولا فولادی ہاتھ مین سنبھالکر پرواز کی جیسے ہی قریب سقف پہونچی اب وہ
چھت بلند نہ ہوئی اسنے چاہا کہ اسکو توڑ جاؤن بس سر آکر اُس چھت مین مارا ایسی ٹکر پڑی کہ سر
گھوم گیا اور چرخ کھاکر زمین کی جانب چلی اُس دیوار سے چند پتلیان شکل قمر سمن بر نکلین اور اُنھون نے

اسکو روک کر زمین پر اُتار دیا عمرو کی بھی آنکھیں بند ہو گئیں تھیں اب جو آنکھ کھلی دیکھا کہ اُس دیوار
مین ایک دروازہ لگا ہی کہ مع پٹ اور چوکھٹ بازو وغیرہ سب اُسکا یاقوت احمر کا ہی دیوار بلور
کی دروازہ اُسمین یاقوت کا سبحان اللہ وہ سفیدی مین سُرخی یہ معلوم دیتا تھا کہ سفیدیِ صبح عید مین
شفق پھولی ہی نہین نہین وہ دیوار مثل روز کا میدان سفید تھی مگر دروازہ باب اجابت کُھلا تھا یا مثل
دہان بامرادان سُرخ رو و خندان تھا آفتاب آسمان نُقرئی مین جڑا تھا و رنگ عکس اُسکی سُرخی کا پڑا دیوار
پر بھی گلابی پن آگیا تھا عمرو اور ملکہ اُسکو دیکھکر دنگ تھے سکتے کے دونون کو ڈھنگ تھے کہ یکایک
کسی نے پکار کر کہا جلد اے مشاہدہ کنندہ آئینہ عجائبات داخل دروازہ ہو یہ صدا سُنتے ہی یران کو تاب
نہ رہی خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر اندر دروازہ کے قدم زن ہوئی اندر جاکر جو دیکھا زمین و آسمان یہان سب
بلور کا ہی سراسر کارخانہ نور کا ہی اوپر بجائے آسمان کے ایک چھت بلور کی بنی ہی زیر قدم زمین بھی
بلورین ہی طور اُس نور کو دیکھکر ایسا جلا کہ شعلہ کلیجہ سے نکلکر اور جلکر سرمہ ہو گیا چشم مہر رشک سے گویا سفید
ہو گئی ہی نہین نہین یہ سفیدی آشوب چشم زمانہ نہین ہی جلوہ نورانی زمین و زمان کو ملا گئے نیا نے عطا کیا ہی
زمانہ صافی مزاج ہوا ہی سفید پوش بنا ہی کثافت کو جسم دہر کثیف سے پاکیزہ طینت نے دور کیا ہی ملکہ اور خواجہ
سیکرتان حبیب اور آگے بڑھے سامنے ایک باغ بلور کا بنا نظر آیا کہ بلور کے ترشے ہوئے نادرے گلدار رکھے
ہین تھالے درختون کے بلورین بنے ہین اُنمین بلور ہی کے درخت بھی لگے ہین پھول بھی بلور کا ہی پتا بھی
بلور کا ہی لیکن پھل اُسمین اصلی لگا ہی اگر انار کا درخت ہی تو سب بلور کا ہی مگر انار اسمین اصلی اسطرح
لگا ہی ہر دانہ اُسکا یاقوت رمانی کو شرماتا ہی لالہ رخان کا دل اُسکو دیکھکر رشک سے خون ہوا جاتا
ہی اسی طرح سیب بہی و ناشپاتی کے درخت بار ور ثمر سے بھرے کھڑے ہین گویا شاہد صبیح رخسار گہنا پاتا
پہنے ہین ہر طرف نور کا سماں ہی جو درخت کا پتا ہی ید بیضا معلوم ہوتا ہی بلکہ ید بیضا کو بھی داغ دیتا ہی
کہین سورج مکھی کا پھول آفتاب تھا مگر بلورین ہونے سے اب چاند چودھوین رات کا ہوا ہی طلسمات
کا سماں ہی گلون مین خوشبو گلاب کے پھولون کی اور ہر قسم کے پھولون کی آتی ہی نکہت گلہا ے
باغ ارم کو شرماتی ہی ہر طرف نہرین جاری لب گردان نہرون کی بھی بلورین بنی ہوئی بیچ مین اُس
باغ کے ایک بنگلہ بلور کا بنا ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ چاند نکلا ہوا ہی دروازے چار چار ہر طرف اُس بنگلے
کے یاقوت احمر کے لگے ہین چاند مین سورج چمکتے ہین ہر دروازے پر صدہا نازنین قمر پیکر اور

گل رخسار اسباب عیش و عشرت لیے استادہ ہین گویا بہشت کی حورین ہین اندر کے اکھاڑے ہین پریان جمع ہین بعض اُنہین سے پچکاریان چاندی کی لیے ہین اور سامنے جو پچکاری مارتی ہین جو رنگ کہ پچکاری مین سے نکلکر زمین پر گرتا ہو اُسی طرح کے رنگ کی گھانس زمین سے اُگتی ہو اور پھولتی ہو نیرنگی اُنکی پچکاری مین بجاے رنگ کے بھری ہو بس اُن پریون نے ملکہ اور خواجہ کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے ملکہ با ادب اندر اس مکان کے قدم رکھنا کہ شاہون کے شاہ جہان پناہ جناب معلے القاب آپ کے پدر عالیشان کوکب روشنضمیر فلک نشان تشریف رکھتے ہین ملکہ نے جب یہ حال سُنا چہرہ اُسکا فرط بشاشت سے لبسان مہر درخشان کے چمکنے لگا کس لیے کہ دیوار کے توڑنے مین جو عاجز آئی تھی تو عمرو سے شرمندہ ہوئی تھی پس خواجہ سے پھر کر اسنے کہا کہ خواجہ یہ دیوار میرے باپ کے سحر کی تھی جسکو مین باطل نہ کر سکی اگر افراسیاب کی بنائی ہوئی ہوتی تو اسکو بنیاد تک کی طرح ڈھا دیتی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ ایسی ہی ہین غرضکہ دونون باتین کرتے ہوئے اندر اس بنگلے کے آئے دیکھا کہ فرش اُسمین قاقم و سنجاب کا بچھا ہو دیوارون مین تصویرین نصب ہین آئینہ لگے ہین اور آئینون کے اندر کی تصویرین بولتی ہین طوطیان زمزمہ سرائی کرتی ہین سامنے صدر مین ایک تخت بلورین گستردہ ہو جواہر اسمین نصب کیا ہو مگر کوئی تخت نشین نہین ہو تخت خالی بچھا ہو ملکہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہو یکایک چند تصویرین آئینہ کے اندر سے پکارین کہ حضور شہنشاہ عالم تشریف فرما ہین اور اے ملکہ تم سلام نہین کرتین اب جو ملکہ نے غور سے دیکھا تو کوکب روشنضمیر تخت شاہی پر جلوہ فرما ہو ملکہ نے دلمین کہا کہ بنگلے مین اسقدر اندھی ہوگئی تھی کہ بادشاہ مجکو دکھائی نہ دیا خیر جو ہوا وہ ہوا اب اسنے اسوقت کہلنا چاہیے بس یہ سوچکر اُسنے تسلیم کی اور عمرو بھی بہر آداب و سلام خم ہوا کوکب نے بخندہ پیشانی پوچھا کہ خواجہ تمہارا مزاج تو اچھا ہو عمرو نے کہا شہنشاہ کی جان و مال کو دعا کیا کرتا ہون شکر ہو خدا کا کہ اتبک تو اچھا ہون اے بادشاہ آسمان جاہ کیوان کلاہ خداے تعالیٰ کا احسان ہو کہ جسنے مجکو اور آپ کو پیدا کیا ہو اے بادشاہ مین آپکا زیر بار احسان اور رہون منت حد سے زیادہ ہون کہانتک آپکے احسانون کا شکریہ ادا کرون وا کرون واقعی آپ میرے سرپرست و مربی اور کیونکر نہون کہ آپ جیسے بادشاہ بن نظم

| | | |
|---|---|---|
| اسلام پناہ و رونق دین | دریاے نوال و کوہ تمکین | ہو جیسے رکاب تک رسائی |
| کرتا ہو ہلال خودنمائی | رتبہ وہ دیا خدا نے برتر | اک آئینہ دار ہو سکندر |

| | | |
|---|---|---|
| تحریر قلم سے چار فرشتہ | تسخیر علم سے ہفت کشور | کف صورت آفتاب زرریز |
| نیسان کی طرح قلم گہر ریز | تحصیل خزانہ فوج و کشور | شمشیر و نگین و تخت و افسر |
| اُسکا ہے یہ نقش چار در چار | خالق نے کیا جہان کا مختار | ای شہنشاہ آسمان اورنگ جیسے |

تو آپ عالی بارگاہ صاحب زور وزر ہین ویسے ہی صاحبزادی حضور کی دلاور ہین اُسکی شجاعت
مین کچھ فرق نہین کیا کہون کہ کیسی صاحب جرأت اور ہمت ہین رستم اگر انکے دلکی ہمت کو دیکھتا تو ہمت
ہار جاتا اور سامری اگر انکے سحر کو جانتا تو ساحری دلسے اپنے بھلاتا ایسے لوگ دنیا مین کم پیدا ہوئے ہین یہ
کلام ہو رہے تھے کہ دو کرسیان جواہر کار زمین سے نکلین اشارہ ہوا ایک پر بران اور ایک عمرو ٹمکن
ہوئے اُسوقت کوکب نے فرمایا کہ ای عمرو تمنے بھی تعریف بران کی شجاعت کی فرمائی تمھاری دلاوری
عقل سے مجکو بعید معلوم ہوا خواجہ سلامت یہ ننگ خاندان ہوجب مصرع بدنام کنندۂ نکونامے چند ٭
ہی تمنے کس بات کی اسکی تعریف کی ایک بار تو یہ مقابلہ افراسیاب مین گئی ہر چند کہ اُسکی لڑائی کو خوب
اسنے جھیلا پھر وہ وہی ہی اور یہی تھی بھی جو اُس سے لڑی ورنہ یہی ہی کون ایسا ہی جو شاہ جادوان
کہلائے کون ایسا ہی جسکے قبضہ مین طلسمات عالم ہون کون ایسا ہی جو جاے لاچین تاجدار پر
بیٹھے کون ایسا ہی جو آئینہ سحر مین ہمیشہ رہے اور کوئی اُسکو نہ دیکھے اور ہر رنگ سے وہ نظر کرے
کون ایسا ہی کہ جو زیر زمین طلسم بنائے ایک ایک دنی ادنی سحر اُسکا برتر از سحر ساحران و الا تدبیر ہی وہ
فلک ساحری کا ماہ ہی وہ بادشاہ فریجاہ ہی غرض اُس سے لڑکے اس نے ذلت اُٹھائی بغیر میری
اطلاع جاکر بہت بڑی قید کی مصیبت جھیلی اگر برق جاکر نہ چھڑاتا تو اُس قید خانہ سے نکلنا اسکا
مشکل تھا مین ایک مدت تک مقابلہ کرتا لیکن طلسم نہ توڑ سکتا اور تا وقتیکہ طلسم ٹوٹتا نہین یہ چھوٹتی
نہین پھر کیا ضرورت تھی جو بغیر میری اطلاع یہ وہان گئی بران نے کہا کہ ای بادشاہ جیسا آپنے
فرمایا سچ ہی مین اس سے بھی بدتر ہون جیسا آپ کہتے ہین لیکن خواجہ سلامت قید مین لعین افراسیاب
خانہ خراب کے تھے اور انکے قتل کا ڈھنڈھورا تک پٹ گیا تھا پھر اگر مین انکو چھڑانے نجاتی تو یہ قتل
ہو جاتے کوکب نے کہا کہ انکے رہائی کی بھی جو کچھ تدبیر کی بہت اچھا کیا مین راضی ہون اور خوشی ہون
مگر کیا مین اُڑ گیا تھا یا مین تدبیر رہائی نہ کر سکتا تھا یا مجھسے اجازت لیکر جانے مین کچھ بُرائی تھی
بران نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ خواجہ کی ہر حال مین خبرداری کرنا اور انکی محافظ رہنا اُسی

علم کی پابندی کی گئی اور فرط الفت خواجہ سے مجھکو تاب نہ رہی بے اختیار رشد و ڈری اچھا خطا ہوئی
معاف فرمائیے کوکب نے کہا کہ خیر وہ تو سب کچھ ہو گیا گذشتہ را صلوات لیکن اب جو تو آمادہ رزم
افراسیاب ہو تو کس بھروسے پر بہران نے کہا کہ مین آپ کے فرمانے کے بموجب چلہ پورا کر آئی اور
پتلے رد کین تن بنا کر روانہ کر آئی کوکب ہنسا اور کہا یہ پتلے کیا مال ہین افراسیاب کی ایک پھونک
مین جل جائینگے ای بہران ابھی تو نے سحر افراسیاب کے دیکھے نہین ہین ایک استاد نور افشان
سے پڑھا ہون اور وہ میرے اُستاد سے بھی پڑھا ہے اور چالیس استادون سے جو بڑے بڑے
نامی ساحر اس طلسم مین تھے اُنسے پڑھا ہے اور ایک ساحر حجرۂ باطن مین طلسم ہوش ربا کے رہتا ہے کہ اُسنے
آجتک روے دنیا اور رخ شاہد گیتی کو دیکھا ہی نہین سوا ے طبقہ زمین کے اور کہین اُسکا ٹھکانا نہین
سامری کو طفل مکتب سمجھتا ہے وہ ایک سبق اُس سے میرا اُستاد نور افشان جادو رسالہ رنگ سامری
کے پڑھا ہے اور اس پڑھنے پر میرے اُستاد کو بڑا ناز ہے کہ مین ملک اطلس گلگون پوش جادو شاگرد
اُستاد سامری سے سبق پڑھا ہون چنانچہ اسی ملک اطلس نے بارہ برس تک اپنی خدمت مین
افراسیاب کو رکھا اور سحر کی تعلیم دی جب اُسکو یہ قدرت حاصل ہوئی ہے کہ آن واحد مین کتنی ہی
دور کیون نہ وہ جگہ ہو طلسم مین یہ پہنچ جاتا ہے اور ہمیشہ آئینۂ سحر مین رہتا ہے اور کوئی اُسکو دیکھتا
نہین اور ہر رنگ سے ہر جگہ ظاہر ہوتا ہے اور طلسم کی ہوا اُسکی مطیع ہے کہین کوئی باتین کرے خبر اُسکو
ہو پہنچتی ہے ساحرون کا خداوند ہے اُس ایسے شخص سے مقابلہ کرنے کی ہوس کرنا امر بسیار مشکل و کار بسیت
دشوار ہے یہ باتین سُنکر ملکہ نے اپنے دل مین کہا کہ ابھی کل تو اُنھون نے کہا تھا کہ تو چلہ پورا کر لے تو ڈرنے جانا
آج ایسا کچھ یہ فرمارہے ہین نہین معلوم کیا بھید ہے بلکہ خائف بھی ہوئی کہ ایسا نہو افراسیاب سے
اُنھون نے میل کر لیا ہو اور ادھر عمرو بھی کلام کوکب سے گھبرایا کہ آج تو یہ شوکت افراسیاب
کی بیان کرکے جو ہماری طرفدار ملکہ ایران ہے اُسکو بھی ڈرانے ہین اور دل اُسکا توڑتے ہین بس ایسا کچھ
سمجھکر عمرو نے کہا کہ ای بادشاہ یون تو فرمانا آپکا بجا ہے لیکن وہ مسخرا افراسیاب کیا کر سکتا ہے ای بایمان خود
اُسکا آئینۂ سحر اسطرح توڑ دون کہ سبکو حیرت ہو جائے اور اُسکے ملک اطلس کا جامۂ ہستی اگر مین نے رخسعہ
ترک ہر بعاد کر زیر زمین جاکر ٹکڑے ٹکڑے نہ اُڑا دیا تو کچھ کام ہی نہ کیا وہ حرامزادہ بھی کوئی ساحر خدا
ہے سحر سامنے عمل عیاری کے کیا چل سکیگا ای بادشاہ حق حق ہی ہے اور ناحق ناحق باطل حق کے سامنے

نہین ٹھہرتا ہمارے خدا نے فرمایا ہی کہ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا کوکب نے
کہا کہ یہ امر آپ نے اپنی نسبت جو فرمایا بہت صحیح اور درست ہی آپ ایسے ہی ہین لیکن بیناشدنی
کبھی اس قابل نہین دیکھیے ابھی اسکے دلمین یہ خیال آیا ہی کہ مین افراسیاب سے ملگیا ہون
کیون ای بران مین غدار ہون اور عہد شکن ہون بران نے لرز کر کہا اے بادشاہ بھلا میری
مجال ہی جو آپ کو غدار کہون بادشاہ نے فرمایا کہ مین اسلیے ای عمرو یہ باتین کرتا ہون کہ
اب بھی یہ غیرت کو کام مین لائے اور سحر وساحری سیکھے ابھی ایک سوال مین کرتا ہون اسکا یہ جواب
بھلا آپ یہ بزدان توڑتا یا اور کوئی مرحلہ افراسیاب کا بنایا ہوا توڑتا تو بات دشوار ہی ابھی
ایک دیوار بلور کی مین نے بنائی تھی اور ساحری یہ میرا سحر تھا صرف اسی امتحان کے لیے کہ بران
کو بڑا دعوی ہی دیکھون اس دیوار سے یہ کیونکر نکل سکتی ہی چنانچہ آپ تو اسکے نیچے مین دبے
ہوے تھے انصاف سے فرمائیے کہ اسکی کیا حالت گذری اور کسی طرح اُس چھت سے اور دیوار
بلورین سے نہ نکل سکی پھر مین آپ سے پوچھتا ہون کہ جب بڑے بڑے ساحران نامی مثل
صورت نگار و مصور و صنعت و ابرلیق وغیرہ یہ چارون طرف سے میدان جنگ مین
گھیر لینگے اور آسمان فولاد کے بنائینگے اور مینہ تیر و تبر کا برسائینگے اور شاہ جادوان آکر ایک آندھی پیدا
کریگا کیسا ہی اُس آندھی کی آسمان فولادی ہوگی اور ہوا کے جھونکے تیر قضا ہونگے اور بوندین سیاہ
ہونگی پھر وہ آندھی اسکو اڑا کر ظلمات عدم اور قعر فنا مین لیجائیگی یا نہین یہ کیونکر دشمن کے آسمانون سے
نکلجائیگی اور انکی زمین سحر اپنے پھیر کر یا نون جائیگی بس یہی ہوگا لشکر سارا کام آئیگا اور ذلت و خواری
اٹھائیگی اور سنو میری جان جب کسی کا کوئی گھر برباد کرنے جائیگا تو وہ کوئی دقیقہ کیا اٹھا رکھے گا
ابھی تک افراسیاب کوئی کد ایسی نہین کی ہی کہ جس سے خواہ مخواہ ہی فتح جا ہی ہو سہل انگاری
سے ٹوٹتا چلا آیا ہی اسوجہ سے مہرخ وغیرہ اُسکے مقابلہ مین بیٹھی ہوئی ہین ورنہ تو یہ بھلی تھی اگر ایک
اپنے طلسم کے کنوئین کو کھولدے قیامت آجائے ایک بار بادشاہ نے شنالی طلسم کو بجوا دیا تھا اور
تخت طلسمی پر چڑھکر سامنے آگیا تھا پھر سارا لشکر مہرخ کا بیہوش تھا بادشاہ نے خود ہی طرح دی اور سبکو ہوشیار
کر دیا ورنہ اسی دن خاتمہ تھا کیون خواجہ آپکو یاد ہی عمرو نے کہا سچ ہی اسمین کچھ خلاف نہین اور واقعی بادشاہ
طلسم سے سواے طلسم کشا کے اور لوح کے بغیر کون لڑ سکتا ہی کوکب نے جواب دیا کہ اب تمنے انصاف

سے کہا اے عمرو اسی واسطے مین اس چھوکری کو نصیحتنامہ کہتا ہون کہ تیرا رتبہ دمرتبہ میرے طلسم مین بہت
بڑا ہے کوئی اس سرزمین پر تجھسے نہین لڑسکتا ہو اگر ہاتھ اپنے اونچے کر دے تو ملازمان طلسم تجرم پر
آفت ڈھادین لیکن غیر جگہہ تو قوت بازو ہی کام آئیگی کچھ شہزادی ہونا کام نہ آئیگا بس غیر جگہہ مثل ایک
ساحرہ کے ہے ہان ساحرہ جلیل اسقدر ہے کہ صاحب ملک ومال ہے بس اسیقدر رتبہ ہے چاہیے کہ ایسا
مرتبہ ہو کہ جیسے بادشاہ طلسم یہ نہین ممکن چنانچہ اگر اتنے بڑے ساحر اور اُسکی فوج سے لڑنا منظور ہو تو
اِن تیلون کے بنانے پر نازان نہو سحر کو خوب زور دو اور متواتر چلہ کشی کرو مقامات عمدہ پر جاؤ
چشمہ ہاے سامری وجمشید مین نہاؤ معبدگاہ سامری پر جاؤ گنبد سامری کی بھی زیارت کرو ہر چند کہ
گنبد سامری تک جانا مشکل ہے مگر کیا ہی اشکل کیون نہو سب آفتین جھیلو اور اِس لائق ہو لو کہ
ہان اب ہم برابر کا مقابلہ افراسیاب سے کر سکینگے اسوقت ہم سحر مین اُسکے برابر ہین گو رتبہ بادشاہ
طلسم او سہی تاہم اتنا تو ہو کہ سحر مین اُسکے ہمسر ہو جائین تو کہنے مین بات آئیگی کہ سحر مین تو ہمسری
کر لی مگر رتبہ سلطنت طلسمی نے مجبور تھی عمرو نے کہا حضور نے جو کچھ فرمایا بجا ہے لیکن آپ اطمینان کامل
رکھیے انشاء اللہ سب آسان ہو جائیگا آپ نے سُنا ہوگا کہ کئی لاکھ ساحر کشمیر و کاشغر و بنگالہ و اندر کوٹ
و چاہ ماران دام الجبال و ظلی آباد مین جمع تھا مین نے سبکو دو روز کی لڑائی مین جانب ملک عدم بھیجا
وعدہ قطامہ نے بغیر لوح کا طلسم بنایا تھا پھر اُسکو بھی اِس عبد ذلیل نے جہنم مین بھیجا یہان بھی انشاء اللہ
ایسا ہی ہوگا کوکب نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا مگر انکو تو یہی زیبا ہے جیسا مین نے کہا ہے اے عمرو
مجکو اپنی بات کا بہت بڑا خیال ہے انسان کو لڑائی کا بندوبست ضرور چاہیے تم بھی جوان ساحرون
سے لڑے ہوگے تو تمہاری اعانت کے لیے حمزہ صاحبقران اور اُنکے سردار اور لاکھون آدمی ہونگے
اَب سامنا اسطرح کا درپیش ہے کہ ہر وقت خیال رہتا ہے کہ ایسا ہو کوئی پیچ ہمارے طرفدارون یعنے
مہرخ وغیرہ پر پڑ جائے کہ اپنی بھی سبکی ہوئے لہذا اب مین نے اپنے فرزند احمند جمشید بن
کوکب کو بھی بلایا ہے کہ وہ ظلمات افراسیاب پر لشکر کشی کرکے گیا ہے اور مدت ہوئی کہ اُنھین ظلمون
مین لڑ رہا ہے پھر اب کیا ضرورت ہے کہ اطراف طلسم مین لڑے بادشاہ طلسم ہی سے کیون نہ اگر لڑے اگر
اُسکو قتل کیا تو سب ملک پایا غرض وہ بھی آئیگا اور پریان کو ہدایت کرتا ہون کہ اب ایک پہاڑ پر جائین کہ
نام اُسکا کوہ درخشان ہے روز وہان چاند بنکر روح سامری آیا کرتی ہے غریبون اور وہان کے چلہ کشون کی فریاد

سکتی ہی اور جو مراد مانگو ملتی ہی اور سحر جو وہان بیٹھکر پڑھو روح سامری اُس سحر کے شریک حال رہتی ہی اور جہان اُس سحر کو پڑھو روح سامری آکر مدد کرتی ہی چنانچہ وہان جاکر یہ چلہ کشی کرے اور ہر شب وہان جایا کرو نکو آکر اپنے ملک مین نامی اور نامور ساحر جو اُسکے ملازم نہین ہین اور رئیس قوم اور اپنے گھر سے مرفہ الحال ہین اور شوق کی راہ سے سحر سیکھا ہی اور خوب کرتے ہین اُنکو جمع کرے اور مین بھی اپنے طلسم کے تحفہ بہت کچھ نکالونگا اور اِس ملکہ کو دونگا اور میرا ارادہ ہی کہ اسی جھوکری کو اس مغرور سرکش افراسیاب سے لڑاؤن آپ کر اُسکے مقابلہ مین جاؤن اور اے عمرو ایک میرا دوست ہی کہ وہ بیابان گلریز مین رہتا ہی نام اُسکا معمار قدرت ہی ایسا ساحر ہی کہ ساحران جہان اُسکا نام لیکر سحر کرتے ہین اور وہ سحر سے قلعہ ایسا بناتا ہی کہ کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر وہ قلعہ فتح نہین کر سکتا ہی چنانچہ وہ ساحر بیابان گلریز کا جو مالک ہی جہاندار قدرت شاہ جادو اُسکا ملازم اور سوارون مین سے ہی اور جہاندار قدرت اس بیابان کا بجائے خود حاکم ہی نہ مجکو خراج و باج دیتا ہی نہ افراسیاب کو اور باعث اسکا یہ ہی کہ وہ بیابان داخل طلسم ہوش ربا ہی لیکن بہت سے سردار ایسے ہین کہ وہ رفیق اور جان نثار لاجین تاجدار بادشاہ سابق طلسم ہوش ربا کے ہین پس جب لاجین قید ہوا تو وہ اپنے ملک مین خود حاکم بن بیٹھے اور کسی طرح اُنھون نے اطاعت اِس نمک حرام افراسیاب کی نفرمائی اور افراسیاب بھی خاموش ہو رہا اِس سبب سے کہ طلسم مین اِن لوگون کے ساتھ لڑنے مین قتل اور خونریزی حد سے زیادہ ہو گی اور اُنمین بعض مالک تحفہ جات طلسمی ہین اور بعض کوہستان طلسم کے بادشاہ ہین اور استادان زمانہ سے تعلق رکھتے ہین پھر کیا ضرور ہی کہ ایسے شخصون سے بگاڑ کیا جائے ایسا نہو کہ وہ سب قوت پاکر اپنے بادشاہ کو رہا کر لین تو سب محنت برباد ہو جائے غرض اب مین معمار کو نامہ لکھتا ہون کہ آنکر ایک قلعہ سامنے قلعہ طلسمی کے یعنی شہر ناپرسان کے بنائے اور اُس قلعہ مین سارا لشکر مہرخ کا مقیم ہو ہر وقت جنگ و جدال کے باہر آیا کرے اُسمین فائدہ یہ ہی کہ افراسیاب کا نجکسیوقت بھی لشکر مہرخ پر قابض نہو سکے ابھی تو بیچ میدان مین لشکر اُترا ہوا ہی ہر طرح کے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہی اور اگر معمار ہمارا شریک حال ہوگا تو بہت بڑا فائدہ ہی اے عمرو سات شہزادے حقدار بیابان گلزار کی سلطنت کے قید مین افراسیاب کے ہین کہ وہ بجائے نوجوان ہفت ملک کی سلطنت کرتے لاجین کے ساتھ قید ہوئے مین نے آزمانا ہی کہ دریاسے

نیل پر قید ہین اور ایک دروازہ بیابان گلریز کا دریاے نیل کی طرف ہو کہ اُسکو بادشاہ طلسم ظہیر نے بند کرا دیا ہی اور دوسرا راستہ ہوش رُبا کے اندر سے ہو وہ کھلا رکھا ہو مگر سرحد پر بڑے بڑے ساحر نامی مقرر ہین میرے طلسم سے راستہ نہین ہی لیکن ایک راہ ہو کہ اُسکو راہ نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ راہ بالکل بند ہی اسلیے بند ہی کہ اسطرف طلسم نور افشان ہی ایسا نہو کہ کوئی وہان سے آکر ملک مین فساد برپا کرے بس زنجیر آتش دور تک یعنے جہان تک میرے طلسم کی سرحد ہی کھنچی ہی اُس زنجیر کو نہ کوئی توڑ سکتا ہی نہ کھول سکتا ہی نہ اُڑ کر جا سکتا ہی لیکن معمار کو جو مین بلاؤنگا وہ اپنے بادشاہ سے پوچھکر میری ملاقات کو آیا کرتا ہی تو پھیر کھاکر کوہستان کی راہ سے میری پشت طلسم سے اُس طلسم مین داخل ہوتا ہی پس ای برآن میرے کہنے پر عمل کرنا خبردار ابھی کوئی غفلت و نادانی مین قدم نہ دھرنا اور جلدی اس کام مین نہ کرنا یہ لڑائی شاہان طلسم کی ہی روباہ کے شکار مین شیر کے شکار کا سامان کرنا ہوتا ہی دشت عجلت مین سرگشتہ نہ پھرنا یہ تو شاہ جادوان ہی اگر کوئی ادنی دشمن ہوتا تو اُسکو برا سمجھنا کار خردمندی تھا بران نے کہا ای پدر والا قدر ابھی تو مین ایک چلہ کر کے تھکی ہوئی خستہ اور شکستہ آئی ہون ابھی تو مجھے کوہ رخشان پر بجایا جائیگا کو کب نے کہا دیکھیے مزاج ایسا دمت ہو گیا ہی کہ تکلیف کسیطرح کی دل گوارا نہین کرتا پھر وہ تکلیف شاقہ یعنی مقابلہ دشمن کی کسلیح اٹھیگی اور زعین بسنان طعنہ حریفان کی طبیعت کب متحمل ہوگی اچھا دو چار روز ٹھہر کر اپنے مقام پر یا لشکر خواجہ مین شراب پیو راحت کرو سیر و تماشا دیکھ کر دل بہلاؤ پھر وہان جانا اور جو مین نے کہا ہی عمل مین لانا اور مین بھی تدبیر مین جاتا ہون تو بدولت خواجہ سلامت کے افراسیاب اور ہے بگڑی ابکی ہی لو خدا حافظ و ناصر اتنا بادشاہ کے منھ سے نکلتے ہی آواز تڑاقے کی آئی آنکھ بند ہو گئی اب جو دیکھا نہ وہ دیوار تھی نہ باغ تھا نہ بنگلہ تھا اگر عمرو کو ایک کارخانہ عجیب و غریب اور نظر آیا یعنی اُسنے دیکھا کہ وہ چار دیوارین بلور کی جو گرین تو ایک طرف کی دیوار کے غائب ہونے سے ایک باغ دلپذیر اور بے نظیر نظر آیا کہ ہر برگ اُسکا جادو تھا ہر پھل اُسکا خوبرو تھا لطافت وہان کی نہرون پر صدقے تھی ہوا وہان کی نسیم پر نثار تھی کیا لکھون کہ کیسی بہار تھی دوسری طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو ایک پہاڑ لاجورد کا دکھائی دیا کہ ایسا پہاڑ بہار داں روح فزا و دلچسپ دیکھکر بیقرار کوہ لاجوردی آسمان ابر نثار کبھی خواجہ کی نگاہ سے نہ گذرا تھا طرح طرح کے گل اُسپر کھلے تھے اور چشمہ لبان چشمۂ آفتاب لہرین لیتے تھے جھرنا جھڑتا تھا اور نہر اُس پہاڑ مین بہتے تھے اور

ہر در میں اسکے ایک پریزاد حور تمکین مہ جبین ہزاران ناز و انداز استادہ تھی انکی صورت زیبا
اگر دیکھے شیرین فرہاد وار پتھر سے سر ٹکرائے تیشۂ عشق سر میں مارکر مرجائے کوئی نازک بدن
کوئی حور پیکر کوئی لالہ فام کوئی سبزہ رنگ اور کوئی حیرت سے انگشت بدندان کوئی پاے نازک
کو دوسری ران پر رکھے ہوے ایک پانون سے استادہ واقعی باغ خوبی کی سرو روان کوئی
تانے پانچے کلائی پڑھائے کوئی پائجامے کو چھوڑے پنے نکالے کوئی چارسو حیرت سے نگران کوئی
چھڑی ہاتھ میں لیے ادھر اودھر خرامان کوئی تصویر کی صورت اس در کے چوکھٹے میں جڑی ہوئی
یون بے حس و حرکت کھڑی ہوئی غرض ہر ایک صورت میں لاثانی اٹھتی جوانی کہ

## ابیات

آنکھیں وہ جس سے کہ آہو ہوے ختن آنکھ چرائے
باغ میں نرگس بیمار کو سکتا ہو جائے

وصف بینی سے ہر اک شم ہو کہ دم ناک میں آئے
کوئی گر ناک بھی رگڑے تو نہ وہ پاس بٹھائے

بلبلیں دیکھ لیں تو دور رہوں گلزاروں سے
خار گذرے انھیں ان پھولوں سے رخساروں سے

تیسری طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو بیابان سبزہ زار پُر بہار دکھائی دیا گویا اسی بیابان میں خضر کا مسکن تھا
گویا وادی ایمن تھا گلہائے رنگین سے سراسر نگارخانہ چین تھا گویا خاتم دشت پر جڑا ہوا نگین تھا چوتھی
طرف جو دیوار غائب ہوئی تو ایک دریائے زخار کو موجزن پایا کنارے کنارے اُس بحر افسون کے
ہزاروں تختہ لالہ و نافرمان کے کھلے تھے اور جہان تک ساحہ چشم سیار رہتا تھا وہی چمن کھلا نظر
آتا تھا اور دریا موجیں مارتا تھا رفتار معشوق کو شرماتا تھا عیار اس عجائبات کو دیکھکر دنگ کلیل اللسان
تصویر کے رنگ تھے کہ یکایک آواز تڑاقے کی آئی اور ایک جانب سے زمین شق ہو کر پانچ
کشتیاں ازخود نکلیں کہ تورہ پوش پادلے کے اُنپر پڑے ہوئے تھے آواز آئی کہ خواجہ سلامت یہ
کشتیاں قسم ہے سامری جمشید کی کہ آپکے لائق نہیں اُسوقت جمشید سامری کے خزانہ پر مجھکو
دسترس بھی نہیں ہے آپ دل میں رنجیدہ نہوجیے گا ان کشتیوں کو قبول فرمائیے اور کھولیے عمرو نے
بخوشی خاطر انکو کھولا پانچ توڑے اشرفیوں کے انمیں رکھے دیکھے پس آواز آئی کہ ان اشرفیوں کو بھلا
آپ کیا لیجیے گا آپ کے قابل کہاں ہیں مگر غربا کو تقسیم کر دیجیے گا عمرو نے جواب دیا کہ شاہ کوکب واقعی
ایسے حوصلۂ عالی کا بادشاہ ہے میرے تو لائق ہیں لیکن اسکے دینے کے لائق نہیں ہے جب ہی اسقدر عجز و نیاز
میں مبالغہ ہے حساب دوستان در دل میں نے بخوشی خاطر قبول کیں خداے تعالی عمر و دولت ایسے بادشاہ

عالی حوصلگی زیادہ کرے با صاحب جود و کرم ہو اور سواے اسکے ہمارے اور اُس بادشاہ کے
یکجائی اور یگانگت کا طور ہو کچھ مضائقہ نہیں وہ جو عنایت فرمائیں ہمکو منظور ہو یار زندہ اور صحبت باقی آج
اگر قلیل اُنھون نے دیا ہی تو کل کثیر عنایت فرمائینگے کچھ آج ہی پر تھوڑی موقوف ہی اُنسے تو ملتا ہی رہیگا
سال کے تین سو ساٹھ دن مین بھر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر اُن توڑون کو نذر زنبیل کیا اور ملکہ برآن کو ہمراہ
لیکر ایک درہ مین کوہ کے آیا ادھر وہان زنبیل سے فرش نکالکر بچھایا شراب کباب مہیا کیا اور مصروف
میخواری یہ دونون ہوئے انکو تو اس حال مین چھوڑیے اب حال جنگ جدال ملکہ مہرخ فرخ فال اور
سفاک بداعمال سُنیے کہ یہ دونون لشکر مقابل مین آچکے ہین مبارزان میدان دلاوری و نبرد آزمایان
عرصۂ شجاعت گستری اسطرح توسن قلم جہنگا قرطاس مین جولان فرماتے ہین کہ جب مہرخ دلاور مقابل
لشکر سفاک بداختر پہونچی بجلیان گرکر آڑ جھاڑیون کی دفع ہوئی ابر سحر برسے گرد و غبار بیٹھا
صف آرائی ہوئی نقیب و چاوش کرہ کا لشکر کنارے ہوئے اسوقت اوّل سفاک اژدر پر چڑھکر
مقابل لشکر مہرخ آئی اور پکاری کہ ای لشکریان نمک حرام مجکو کچھ تمسے عداوت نہین ورنہ کسی طرح کا تم لوگون سے
سر و کار ہو صرف اسواسطے چڑھائی ہون کہ چالاک بن عمرو نے میری خواص خاص مار کاکل سیاہ کو ناحق
مارڈالا ہو بس تم اُس میرے گنہگار کو گرفتار کرکے میرے حوالہ کردو اور یا میرے حوالہ نہ کرو تو اپنے لشکر سے نکال دو مین
خود اُسکو پکڑ لونگی اور اگر ایسا نہ کروگے تو تمھارے لشکر کو غارت کردونگی اگر اپنی بہتری چاہتے ہو اور خیریت
تمھین منظور ہو تو میرے کہنے پر عمل کرو مہرخ نے اُسکے جواب مین پکارکر کہا کہ تمھاری تو عقل زائل ہوگئی ہی جو تم
اسطرح کی گفتگو کرنے کو میرے ساتھ آئی ہو اپنے ہوش کی خبر لو کچھ سودا ہوگیا ہی تم مجھسے دشمنی کروگی تو کیا کرلوگی
اور دوستی کروگی تو کیا سرفراز کروگی اگر تمکو لڑنا منظور ہو تو تاخیر نہ کرو یہان تمسے کون کمی کرتا ہی دیوانہ پن کی
باتین نہ کرو بھلا مجھسے کیونکر ہوگا کہ چالاک بن عمرو کو تمھارے حوالہ کردون بس اب خبردار زبان ناپاک سے
اپنے نام مہتر مہتران و بہتر بہتران چالاک عالیشان کا نہ لینا جو کچھ تمسے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کرو مین
دیکھون تو کہ تم کیسی ساحرہ ہو اور کیا میرے واسطے کرتی ہو سفاک ان کلمات کو سُنکر برہم ہوئی اور اپنے لشکر
کیطرف پھری صف لشکر مین جاکر سپہ سالار لشکر ہرمز جادو کو حکم دیا کہ ہان جنگ آغاز کرو وہ مرکب سحر کو اُڑاکر
میدان مین آیا ادھر سے بھی ایک ساحر نے نکلکر سامنا کیا لیکن ہرمز نے ایک تیغۂ سحر ایسا اُسکے مارا کہ وہ بیچارہ
دوٹکڑے ہوا اسوقت مہرخ نے ایک نارنج سحر کا تخت پر کھڑے ہوکر جانب سفاک جادو پھینکا اُسنے نارنج

آتے دیکھکر ایک تیغ مارا کہ نارنج مہرخ تو زمین مین گر کر سرد ہو گیا اور تیغ مہرخ پر گیا مہرخ نے بھی سحر
کیا اور ایک تیر کمان مین رکھکر مارا کہ سفاک نے آگے بڑھکر دستک دی کہ پنجہ قراولی پیدا ہوا اور اُسنے
تیر سحر بھی کاٹ دیا اُسوقت سفاک نے پکار کر کہا کہ اے مہرخ دیکھ تو مین کیسی بلا تجھپر نازل کرتی ہون میرے
ہاتھ سے بچکر جانا محال ہو اپنے تیر کا جواب دیکھ کر کیا دیتی ہون اب تجھے دیر تک کون اُٹھے اور تماشا
دیکھا کرے قضا ہی تیری آگئی ہو تو مین کیا کرون یہ کہکر ایک تختی فولاد کی اپنی جھولی سے سحر کی نکالی کہ
وہ مشبک تھی مثل پارہ آہن جنتری کے تھی پس اُس تختی کو اُسنے زمین پر پھینکدیا اور ایک نارنج نکالکر سحر اسپر دم
دم کرکے اُس تختی پر مارا کہ وہ نارنج شق ہوا پس یکایک وہ تختی غائب ہوئی اور بجاے اُسکے ایک دیوار
فولادی مشبک یعنی سوراخ دار پیدا ہو کر مابین لشکر مہرخ و سفاک حائل ہو گئی جہان تک نگاہ کام کرتی
تھی وہی دیوار نظر آتی تھی لشکر سفاک بے ایمان زیر دیوار اسطرف کو پوشیدہ ہوا پس اُس دیوار کے
سوراخون مین یکایک ہوا بھری اور آواز سائین سائین کی پیدا ہوئی پھر ہر روزن مین سے تیر آنے لگے
اور لشکر مہرخ مین گرنے لگے گویا کماندار دہر نے ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلنا شروع کیا تھا دیوار تھی یا تفنگ خانہ
زمانہ تھا نہین نہین آسمان سحر کا برج قوس تھا یا ترک زمانہ نے تیر اجل کا ان بیچارون کو نشانہ بنایا تھا
دیوار نہ تھی ملک عدم کی حد کھنچی تھی اُدھر سے اجل صورت خدنگ بنکر آتی تھی اور سینہ بیکسین
لشکریان مہرخ کے پار ہوتی تھی کچھ ہی دیر مین لشکر مین ہل چل پڑ گئی آفت برپا ہوئی ہزارہا ساحر
نشانۂ تیر سحر ہوا اِس لشکر کے تیار ہونے سے ایسی ہل چل پڑی تھی کہ لشکر حیران جو قریب تر اِس
لشکر کے آگیا تھا اُسمین بھی غلغلہ برپا ہوا اور بنا بر احتیاط وہ لشکر بھی طیار ہو گیا اور چند بادشاہان
دربند طارا سے اڑ کر اِس ہنگامہ کے دیکھنے کو یہان آگئے اور حسب اتفاق ملکہ مجلس جادو بھی
مع اپنی ماں کے تلاش حیران مین یہان آئی تھی وہ بھی آکر اس جنگ کو دیکھنے لگی اور اُسنے
دیکھا کہ تیر اُس دیوار سے نکلکر اب سپر ہای سحر کی توڑتے ہین اور ایک ایک تیر چالیس چالیس ساحرون کے
سینہ توڑتا ہی اور اب دریا کی طرح روے ہوا پر تیر موج مار رہے ہین مینہ زمین پر تیرون کا برس رہا ہی
یہ معلوم ہوتا ہی کہ زمانے مین ہوا چلنے کے بدلے تیر ہی چلتے ہین روے ہوا پر عقاب سے مملو ہی دنیا سے
اُڑ جانے کے لیے پر نکالے ہین اسقدر حادثات بھی عالم مین نہ پیدا ہوتے ہونگے جسقدر کہ تیر اِس
لشکر مین بھرے ہین مہرخ و بہار و مخمور پنجہ سحر کے پیدا کرکے قراولیون سے تیرون کو کٹواتی ہین

سپر ین سحر کی اُڑ گیے ہین لشکر سب برباد ہو رہا ہی کوئی تیر نشانہ پر نشانہ بنکر پڑا ہی کسی کے تیر جگر کے پار ہوا ہی کوئی لاشہ پڑا ہی کوئی زخمی سسک رہا ہی گویا پیرزال دنیا کے ارمان دلی آج ہی تو نکلے ہین کہ کیسے کیسے نوجوان نشانہ تیر اجل بنے خاک و خون ہین لوٹ رہے ہین یہ حال دیکھکر مخلبس نے کہا کہ اما جان آپ کو کوئی ایسا سحر یاد نہین ہی کہ جس سے یہ دیوار سفاک کے سحر کی ٹوٹ جاے ہمارے جادو نے کہا بیٹا قصہ زمین برسر زمین یہ ساحرہ سرحد دار طلسم ہوش رُبا ہی تحفۂ طلسم سے اُسنے کام لیا ہی ہم اُسکا کیا کر سکتے ہین اور علاوہ اسکے ہم تابع ملکہ بران ہین اگر اسوقت ہم لڑین تو ہمارے ساتھ ناظمان طلسم بھی لڑینگے پھر ایسا نہو کہ لشکر ملکہ بران کا ہماری ذات سے برباد ہو جائے اور ہم پر الزام آئے ہان اگر مہرخ بھاگ کر ہمارے لشکر مین چلی آئیگی تو اُسوقت اُسکی حمایت ما تنی کرینگے اُسکو قتل نہونے دینگے اور بناچاری لڑینگے کہ یہی حکم ملکہ بران کا ہی کہ لشکر مہرخ کی ہر شخص ہمارے طلسم کا حمایت کرے یہان تو یہ باتین تھین وہان تیرون نے لشکریان مہرخ کا دم بند کیا نفس در قفس پیچیدہ ہزارہا کے سینہ کو توڑا اب وہ زمانہ آیا کہ یقین تھا بجد رلشکر مین پڑے اور کوئی میدان مین

تا ثابت قدم نہ رہے ابیات / لکھا ہی کہ جب مہرخ شیر روز / بڑھی جانب لشکر کردوزد
تو آسدم وہ سب بانی دشمنی / قیامت کی تھی محو تیر افگنی / کمانون سے تا صف فوج قدیر
روان تھا ہم تیر کے بعد تیر / ہدف سے کمان تک تھی ایسی راہ / جوڑے تیر تھے مثل تیر نگاہ
دل اہل دل سے نکلتی تھی آہ / یہ جانو کہ ہم سب ہوئے اب تباہ / بڑھی فوج ساحر سراپا شریر
لگانے لگے فوج غازی پہ تیر / جھپے تھے دلاور بسان حصار / خدا کی تھا رحمت کا بس انتظار

جب لشکر ظفر پیکر مہرخ نامور تباہ و برباد ہونے لگا اور آگے کی صف ٹوٹ گئی اب لوگ پیچھے ہٹنے لگے اُسوقت مہرخ نے تاج سر سے اتار کر طرف کعبہ کے رخ کیا اور درگاہ بے نیاز مین محتاج ہو کر پکاری کہ اے احکم الحاکمین و یا غیاث المستغیثین تو نے مجکو سلطان کیا ہی تو نے ہی تو جاہ و حشمت کا سامان

دیا ہی اے رب اکرم ابیات / تجھی نے عطا کین یہ ہمکو نعم / تو ہی ہی سزاوار حمد اتم
بڑا تو نے ہم پر یہ احسان کیا / کہ کافر سے ہمکو مسلمان کیا / محمدؐ سا ہمکو دیا پیشوا ن
دکھائی ہمین جسنے راہ امان / ہوئی دور ہم سے بدی اور ستم / ترے رحم سے ہین ہدایت پہ ہم
ترے عون یاری سے منصور ہون / بلائین جو ہین سب سے اب دور ہون / اے کریم حکم کے فتح نیبی کو کہ یہ

کافران بیحیا ہمارے ہاتھ سے مثل کاخ شکستہ منہدم اور منعدم ہون یہ دعا اُسکی درگاہ خدا مین
قبول ہوئی یکایک بونڈلا گرد کا ایک طرف سے صحرا مین پیدا ہوا اور غور سے جو دیکھا تو جوہر مہتران
و مہتر بہتران فرزند رشید ریش تراشندہ کافران و سر برندۂ جادوگران قتل کن لقا مین نہایت
سفاک مہتر چالاک بانہائے عیاری سے آراستہ پیدا ہوا اور اُسنے دیکھا کہ لشکر مہرخ تباہ و برباد ہوا
ہے بس اُسنے بیضۂ عقاب جمشیدی کو کہ جو مار کاکل سیاہ کو مار کر اپنے لیا ہے اور زبانی اُس مجیب کے
وصف تو اُس بیضہ کا سُن چکا تھا ہی بہت جلد کمر سے نکالا اور غور کر کے دیکھا تو اُسپر بخط طلائی یہ
لکھا ہوا بھی پایا کہ خواہ جمشید پرست ہو یا لقا پرست یا خداے نادیدہ کا پوجنے والا مسلمان ہو یا
آتش افراسیاب کی پرستش کرتا ہو کوئی ہو اس بیضہ کو کسی لشکر پہ گو وہ کیسا ہی زبردست لشکر
اور مالک اُسکا کیسا ہی بہتر اور زبردست ہو یہ مارے تو وہ لشکر سب غارت و تباہ ہو جائیگا
اُسمین چاہے ساحر ہو یا غیر ساحر کوئی کیون نہو ہلاک اور برباد ہو جائیگا اور اس بیضہ کے سامنے طاقت
قوت اُسکا کچھ پر و بال نہ نکال سکیگا سواے ہلاک ہونے کے کچھ بن نہ آئیگا لیکن اس بیضہ کو مار کر
لشکر حریف پر آپ بھاگ جائے اور اگر انگشتری سامری و جمشید بھی اپنے پاس رکھتا ہو تو کچھ بھاگ
جانے کی ضرورت نہین صاحب فوج کیسا ہی صاحب قوت ہوگا مگر اُس شخص سے مقابلہ نہ کر سکیگا جسکے
پاس انگشتری ہوگی اس مضمون کو دیکھکر چالاک نے دلمین کہا کہ ایک انگوٹھی تو مجکو امیر کشور گیر نے
عنایت فرمائی ہے علاوہ سامری کو کیا جانین لیکن ایک اور انگوٹھی بروقت ملاقات ملکہ بہار کے
لشکر اسلام مین تو نے پائی تھی اُسکو تو دیکھ کہ وہ کیسی ہے بس اُسنے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی کو اُتار کر دیکھا
ایک انگوٹھی مین کچھ لکیرین سی بنی ہوئی نظر آئین خیال کیا کہ یہی حال جب بھی ہوا تھا کہ لکیرین اُس
انگوٹھی کی دکھائی دیتی تھین مگر پڑھی نہ گئی تھین لو چالاک اب بیضہ کو اس سے ملا کر دیکھ غرض
اُسنے بیضہ کا عکس اُس انگوٹھی پر ڈالا تو اسمین یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ جسکے پاس بیضہ عقاب جمشیدی
ہو بس اُسکو چاہیے کہ اُس انگوٹھی کو پہنکر جسطرف کے ہاتھ مین انگوٹھی پہنے ہو اُسی طرف کے ہاتھ
مین بیضہ لے اور لشکر دشمن پہ مارے پھر تماشا دیکھے کہ اس بیضہ نے کیا کام کیا اور یہ انگوٹھی پھر بھی
کام آئیگی برباد نہ کرے غرض چالاک اس مضمون سے آگاہ ہو کر بہت شاد کام ہوا اور شادان
و فرحان آگے گامزن ہوا اُدھر تو یہ بیضہ لیکر چلا وہان عمرو اور یاران خستہ کوہ مین بیٹھے شراب پی رہے تھے اور

کھانا دونوں نے نوش کیا تھا اور خواجہ نے چاہا تھا کہ کچھ گا کر ملکہ کا دل بہلاوے کہ یکایک ایک آواز آئی کہ خواجہ تم ہمارے گلزار سیر بہار سے کیوں چلے آئے آؤ وہیں آکر بیٹھو یہ سنکر عمرو نے ادھر ادھر جو دیکھا تو وہی سامان جو دیوار بلور کے گرنے سے چار طرف دکھلائی دیا تھا یعنی باغ اور پہاڑ اور دریا اور صحرا وہی دکھائی دیا خواجہ اور بران بے اختیار اٹھکر اُسی باغ دلپذیر میں داخل ہوئے آگے بڑھکر ایک بارہ دری سراسر جواہر جڑی آراستگی میں سراسر پری بنی ہوئی نظر پڑی اندر اُسکے فرش و کرسی و تخت آراستہ تھے اور شاہ کوکب تخت فیروزہ فام پر جلوہ فرما تھا خواجہ نے تسلیم کی اور ملکہ اور خواجہ حسب ایماء شاہ کرسی پر متمکن ہوئے عمرو نے عیاری کرکے کہا ای بادشاہ آپ تو ہمسے رخصت ہوکر کچھ تدبیر کو گئے تھے پھر اب یہاں کیونکر تشریف لائے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک سر ہزار سودا کیونکر جاتا اب دیکھو تمہیں حال اُسکا واضح ہوا جاتا ہی یہ فرما ہی رہا تھا کہ دفعۃً آواز مہیب آئی عمرو اور ملکہ آواز کی طرف دیکھنے لگے وہم اُنکو ایسا ہوا کہ اُنکو پنجہ دکھائی دیا کہ ایک ہتھیلی زرد رنگت کی وہ پنجہ لیے ہی اور اُس ہتھیلی پر خطوط طلسمی بطور نقش کے کچھ لکیریں بنی ہیں بس بادشاہ نے وہ ہتھیلی ہاتھ میں لی وہم خواجہ اور ملکہ کا منگیا دیکھا تو پنجہ وغیرہ کوئی نہیں ہی بادشاہ بیٹھا ہی مگر رنگ رخسار بادشاہ زرد ہی چہرہ پر فکر و تردد کی گرد ہی خون جسم مبارک کا خشک معلوم ہوتا ہی بران نے کھڑے ہوکر بصد ادب اسطرح عرض کیا کہ ابیات

قربان تو صد جہان جانست
در وہم و گمان آفرینش
انوار تجلی تو ظاہر

ای جان جہان آفرینش
بر خاطر روشن تو روشن
بر دیدہ دران آفرینش

حرفے ز کمال تو نیاید
اسرار نہان آفرینش
ای شہنشاہ عالی بارگاہ چشم زخم

زمانہ آپ سے دور رہے اسوقت مزاج ہمایوں کو مبتلاے فکر و تردد پاتی ہوں گل رخسار جناب کو صرصر الم سے مخمول و پژمردہ نظر کرتی ہوں کیا اسکا سبب ہی اور باعث اضطراب کہ انجام اُسکا سوا صواب کے اور کچھ نہو کیا ہی بادشاہ نے کہا کہ میں فکر میں ابھی جانا چاہتا تھا کہ یکایک بیروں نے سحر کے خبر مجکو دی کہ لشکر مہرخ تباہ ہوا اور دیوار سحر نے اُنکو بے پشتیبان بنایا ہی ستون زور و قوت کو اُسکے گرایا ہی چنانچہ ابھی یہ پنجہ وہم آیا تھا تو یہی خبر لایا تھا کہ سفاک جادو و مادر زنبور جادو کو ایک تختی تعویذات طلسمی سے ہاتھ آئی تھی اور اُسپر اُسکو بڑا ناز تھا بس اُس تختی کو اُسنے آکر دیوار شبکہ دار فولادی بنایا ہی اور تیر ستم برساکر سارا لشکر مہرخ کا غربال کردیا ہی جگہ رہ جاتی ہی مہرخ ہی ایسی دلاوری

جو ابتک اُسی میدان باران خیز مین استادہ ہی اور دعا کر رہی ہی چنانچہ مجکو فکر ہی کہ اُسکی دفع کی تدبیر
کرون عمرو نے یہ ماجرا سنکر ملکہ بران سے کہا کہ اے ملکہ ہمارے لشکر کے متصل تمھارے ناظمون کا بھی
لشکر اُترا ہوا ہی بس وہ لشکر مدد نہین کرتا ہی بران نے کہا خواجہ وہ سب میرے حکم کے منتظر ہونگے
کہ ملکہ اگر حکم دے تو ہم لڑین عمرو نے کوکب سے اُسوقت عرض کی کہ اے بادشاہ پھر آپ ہی کچھ
تدبیر برائے خدا تعالی جلد فرمائیے کوکب نے ہنسکر کہا کہ بی بران صاحب آپ کے لشکر مین کہ
جسکے بھروسے پر آپ شاہ ساحران سے لڑنے چلین تھین کوئی ایسا ساحر ہی کہ جو اس دیوار کو غارت
کر دے ملکہ بران کو بھی اُسوقت غصہ آگیا اور کچھ تو براہ ادب نہ کہہ سکی مگر منہ لال کر کے اتنا کہا کہ
حضور آپ کچھ تدبیر دفع دیوار فرمائین مین خود جا کر اُسکو توڑتی ہون کوکب نے کہا خواجہ دیکھیے انکی یہ
سمجھ ہی کہ ذرا سی بات مین غصہ آگیا بران نے کہا ہان وہ بات ہی کیا ہی مین جاکر ٹکر مارونگی یا تو مین نے
اُس دیوار کو گرا دیا یا کاخ جسم وجان کو اپنے برباد کر دیا اور گرا دیا کوکب نے کہا تمام عمر تو تمنے عیش
وعشرت مین سب سحر اپنے برباد کیے اور غارت کر دیے اب یہ چوچلا ہی تم یہ نجانتی تھین کہ بموجب
مصرع ع جنکے رتبے ہین سوا اُنکو سوا مشکل ہی یہ مین بادشاہزادی ہون کبھی تو میرے ملک پر کوئی چڑھ
آئیگا یا ہمکو کسی ملک پر چڑھائی کرنی ہوگی پھر ہمکو اپنے رتبہ کے موافق سحر کرنا ہونگے اب جا لات کو
کلم نفرپا کا اور چالیس روز کوہ درخشان پر جا کر سحر کو تیار کر دیکھیو مجال کسی ساحر کی نہوگی جو تجسے مقابل
کرنگے یہ کہکر کوکب نے ایک چٹکی دی تو سامنے پریزادان مہ وش عرق گوش مرصع پوش رشک حور چین نمکین
حسن مین نمکین سراپا دلربا جنکی ایک عمزہ جان ستان پر جان عشاق قربان عالم کشور حسن وجمال
و والی اقلیم خوبی وکمال ایک تخت الماس کا ندھے پر اُٹھائے سامنے حاضر ہوئین بادشاہ اُس
تخت کو دیکھکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور ڈنڈوت کرنے لگا اُس تخت پر ایک کتاب رکھی ہوئی تھی
بادشاہ نے ڈنڈوت کر کے وہ کتاب اُٹھائی کچھا سا باجری بھی اُس تخت پر تھا اُسکو بھی قبضہ مین کیا اور
کتاب پر غلاف زردلفتی چڑھے تھے سراسر جواہر دوز بنے تھے بس اُسکو دور کر کے کتاب کو کھولا اور کہا
خواجہ یہ کتاب ہمارے پیر اور بزرگون کے وقت سے چلی آتی ہی جتنے عمدہ سحر اگلے ساحران نامی کے کیے
ہوئے ہین اسمین لکھے ہین مین اسکو دیکھتا ہون اور ایک نقش اسمین سے نکالکر لکھتا ہون کہ وہ دیوار
غارت کر دیگا اور اُس کتاب مین حال بھی جو کچھ گذر رہا ہی معلوم ہوتا ہی بس حال جنگ مرغ وسفاک بھی

دیکھتا جاؤنگا یہ کہکر مشغول کتاب بینی ہوا یہ تو کتاب دیکھنے لگا اودھر چالاک جو انگشتری جمشیدی اور بیضہ
جمشیدی لیکر بڑھا قریب دیوار پہونچکر نعرہ زن ہوا کہ او باغی او قحبہ بدکار و ناہنجار پلید و بیباک ساحرو
سفاک والے تیرہ سران و خیرہ سرگان ساحران غدار کیون تمہاری شامت آئی ہی کیون دنیا
تمنے سر پر اٹھائی ہی مین آپہونچا تمہاری جان کا ملک الموت یہ نعرہ اُسکا سنکر لشکریان مرزخ پا تو بھاگ
جا ہتے تھے تھم گئے اور برق فرنگی عیار علیحدہ کھڑا ہوا اپنے لشکر کی بربادی پر دست تاسف
مل رہا تھا اور فکر عیاری مین تھا اُسنے بھی نعرہ سُنکر چالاک کو دیکھا اور بیقرار ہو گیا پکار کر ای بھائی
چالاک ای سردار من مرشد روے کہان جاتے ہو میرے پاس پھر کے چلے آؤ وہان مینہ تیر و تنکا برس رہا ہی
چالاک نے سنکر کہا کہ ای برق تم کچھ اندیشہ نہ کرو اگر اس دیوار مین ور نہ وہ ساحران غدار مین گھس کر
عیاری نہ کی تو پھر کام ہی کیا کیا ای بھائی تم اپنی جان بچائے وہان کھڑے ہو اور دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہی مین
اُن کافرون کو غارت کیے دیتا ہون اس کلمے کو سنکر برق وغیرہ سمجھے کہ چالاک شاید مسحور ہو گیا سحر
سفاک مین اور دماغ و دل اُسکا قابو مین نہین رہا ہی جب تو ایسے کلمات مہمل کہتا ہی اور دیوانہ وار آگ
آفت مین بے پرواہی سے جاتا ہی رات بھی نہین ہی جو یہ عیاری کر کے نکل جائیگا غرض برق کو تاب
نہ رہی اور پھر اُسنے پکار کر ندا دی کہ بھیا چالاک کہنا ہمارا مانو اور پھر آؤ اگر نشہ شراب کا بہت غلبہ
ہو گیا ہی تو وہ نشہ آگے بڑھکر ہرن ہو جائیگا اور تم مفت مارے جاؤگے کیون جان دینے جان بوجھکر
جاتے ہو چالاک نے اُسکی مرتبہ برق کے کلام کا جواب کچھ بھی نہ دیا اور جست کر کے برابر دیوار سحر
سفاک کے پہونچ ہی تو گیا اور اسطرح للکارا کہ سفاک کے کان مین بھی آواز اُسکی پہونچی اور اُسنے
ساحرون سے اپنے استفسار کیا کہ یہ کون ڈانٹ رہا ہی ساحرون نے کہا کوئی عیار ہی وہان برق نے
دیکھا کہ چالاک قریب دیوار پہونچ گیا اور مینہ تیر و تنکا برس رہا ہی مگر اُسکے اوپر کوئی تیر نہین پڑا اُسنے
پکار کر کہا کہ ای مرشد زادے آج کیا تم کچھ سحر بھی سیکھ کر آئے ہو چالاک نے پھر کر جواب دیا کہ پھر تمکو کیا
ہان بیشک ہم سحر سیکھ کر آئے ہین کچھ شبہ نہین کہ ہم ساحر ہین اور اگر ایسے نہ ہوتے تو اس طرح بے خوف و خطر
کھڑے کیون ہوتے اس عرصہ مین سفاک نے ایک پیکان آبدار سحر کو نکالکر بزور سحر کھینچکر اسپر مارا
اُسوقت چالاک نے بیضہ کو جنبش دیا اور بلند کیا بہ رنگ ستارۂ سحری اُسمین چمک پیدا ہوئی اور وہ پیکان
اُٹھا کر پھر چالاک نے سنگ تمرا اُسکو تو رد کیا لیکن اُس بیضہ کی روشنی بجلی کیطرح اُس دیوار کے

سوراخون مین سمائی لیس اُس روشنی کو دیکھکر سفاک تو بدحواس ہو گئی اور جلد بزور سحر پانون
اپنے زمین پر مار کر غرق زمین ہو گئی اور تیر جو اُس دیوار مین سے آتے تھے وہ روشنی ظاہر ہونے
سے اور سوراخون مین ہو رہنے سے بند ہو گئے اُس عرصہ مین اُسنے چرخ دیکر سفید دیوار پر مارا
آواز ایسی ہولناک آئی کہ یقین تھا کاخ زبرجدی آسمان پھٹ پڑے چار دیوار ربع مسکون اُڑ اُڑا کے
گویا گرے اور حصار اربع عناصر عالم جیسے ڈھے گیا وہ دیوار تھرائی اور لرزی اور زمین پر گر کر فولادی
بھی ریزہ ریزہ ہو کر خاکدان دنیا مین خاک کیطرح برباد ہو گئی بنیاد ستم ڈھ گئی کاخ جور و فساد منہدم
ہوا اور اُسپر یہ طرہ ہوا کہ بموجب مثل سنگ آمد و سخت آمد یعنی سنگریزہ اُس دیوار کے فولادی گولون
کیطرح لشکریان سفاک پر آ کر گرنے لگے اور سینون اور سر کو توڑ کر پار گذرنے لگے اب تو کرد گر نیا قیامت
کا معاملہ ہوا ہزار ساحر اُسی میدان مین گر کر لوٹنے لگا کلوا سیدھا دُم دبا کر بھاگا بھیرون یا تو خوشی مین
تھا اب ناچنے لگا صدا سے یا سامری بچانا یا جمشید بچانا کی بلند ہوئی آوازین عجیب آنے لگین ساحرون
کے مرنے سے آندھی سیاہ آئی پتھر برسنے لگے وہ میدان تمام پر آفت ہو گیا اِدھر سے لشکر ظفر احتشام
چرخ عالی مقام بھی حربہ سحر کے بگڑ کر اور تلوارین لیکر جو بڑھا پھر تو یہ نقشہ ہوا کہ زمین ان ساحران کو جا بجا [illegible]
ہر ایک کو غار بستی دکھایا لحد بھی نصیب نہ ہوئی قبر تک مین جان جو کمین تھی وہ ٹوٹا گھر سمجھکر گھبرا کر بھاگی
بھاگی تو کہان جاتی فی الحال خانہ جہنم خالی تھا وہین جا کر قرار لیا کاخ بدن برباد ہر ایک شاد و نامراد
جلالی نے خنجر کھینچکر دوڑ پڑے کے سر اُڑانا شروع کیے ساحرون کے سحر اُسپر اثر نہ کرتے تھے یہ آفت تھی کہ ابیات

اُڑا کر فرس کی عنان بید رنگ
دکھانے لگی لطف جالشکری
ہوئے حملہ ور دو طرف کے سوار
بگڑنے مین جنکے تھے لاکھون بناؤ
قیامت کے چلے وہ بانگے لگاؤ

چلی چرخ نامور سوے جنگ
تڑپنے لگے خاک پر سب لعین
لگی ہونے باہم غضب گیر و دار
وہ تیرون کی جنبش وہ دشمن کی تار
سبا زہے باپ دوسرے کا بچاؤ

ہوئی گرد اک دوسرے کی جری
گئی جانب اسفل السافلین
وہ گردش ستورون کی وہ ادبار
زمین کا دہلکر اُڑانا وہ خاک
اُدھر ساحرون کے سحر نے آفت

برپا کی تھی کبھی دریا پیدا تھا کبھی ابر سحر چھایا کبھی آگ برسی کہین دھوان پیدا ہو کر آنکھون مین
ساحرون کے سرمہ بنا جسنے اندھا کیا وہ بیرون کا غل باجون کا شور کہانتک مذکور ہو کہ شور نشور
برپا تھا ہزارون ساحر جب سفاک کے کام آئے بھگدڑ پڑ گئی جان بچانی مشکل ہوئی اور ملکہ سفاک

پڑی دیر میں زمین سے نکلی اور اپنے لشکر کا حال پریشان و خراب دیکھکر اشک خون میں روئی اور بغضب
تمامتر گولا فولادی لیکر چالاک کی طرف چلی پکاری کہ ارے او جوانا مرگ تیرا ہی نام چالاک ہی
میں تو تیری تلاش میں تھی اور اسی لیے لڑنے آئی تھی کھڑا تو رہ لیے تیرے کہاں جاتا ہی چالاک نے بھی
بڑھکر للکارا کہ اری او لگاتہ نابکار میں خود تیری فکر میں پھرتا ہوں آ تو سہی ٹانگیں چیر کر پھینکدونگا
بس یہ دونوں مقابلہ میں آہی چکے تھے کہ زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نوّے برس کی بڑھیا زال دنیا
کی نانی بہت پرانی بیچیا زندگانی کی کمر خمیدہ لاٹھی لیے زمین سے نکلی کہ غبارہ جادو نام رکھتی تھی
اور سفاک کی دایہ ہی اور اُسنے قریب سفاک آتے ہی اُسکی چوٹی پکڑکر ادھر کھینچی اور پکاری کہ اری
کمبخت ہتیاری کیوں اپنی جان دینے کو چلی جاتی ہو جوتی سے ایک خواص یار کا گل ہاری ہوگی تیرے
ناخن پا سے ایسی ایسی کتنی صدقے ہو جائینگی بڑے بڑے ساحروں سے تو یہ لڑائی فتح ہی نہیں ہوئی
تو اسکو فتح کیونکر کریگی ان موؤں نکھراموؤں کی تو آجکل رتی زور پر ہی کوئی اپنی فتحیاب نہ ہوگا میں اسوقت
تلملا کر بُرا حال رفتہ جمشید میں پھلدوڑی آئی کمبخت میرے پاؤں میں چوٹ بھی لگی گھٹنا ٹوٹ گیا مگر کیا کروں
بوڑھا میرا دم چلنے کی اور سحر پڑھنے کی طاقت نہیں اسپر بھی دیئے صبر نہ کیا سچ ہی پلائی کی محبت بری ہوتی ہی
اری یہ کلیجہ کی آگ پھر نہ آتی تو دائی بندی ہو ہو کرکے رہجاتی کبھی ایسی حرکت تو نہ کرنا جو یوں پرائی آگ
میں گھس پڑنا میری جان مجھے حیرت آپ کی جان پھر نہ دیتیں ہوئی تھیں کہ ہائے افسوس کہنے والی
انا بندی یوں ہو گئی وہ تو کہکر چپ ہو رہتیں اور تیرے دشمنوں کی جان جاتی بھلا اے اگر دم خیال ہی
تیرا بھلا ہو اتنا بھی نہیں سمجھتی کہ جنکے پاس بیضہ عقاب جمشیدی ہوگا انگشتری جمشیدی نہ ہوگی چل جلدی
ایسے سفاک کے مقابلے سے یہ کہکر چوٹی پکڑکر زمین میں کھینچکر لیے ہوئے چلی گئی لشکریان مہرخ نے تمام
ساحروں کو اُسکے لشکر کے قتل کیا کچھ اڑکر رو بفرار لائے کچھ زمین میں سمائے زمین کو سنگ فولاخ کردیا
کہ بہت اندر تڑپ کر ہلاک ہو گئے روے ہوا پر ساحروں نے عقاب بنکر منقاروں سے کتر کر گرادیا تمام
زمین و زمان میں موت پھیل پڑی تھی دلال اجل نے نرخ جان کو ارزان کردیا تھا الحاصل کچھ جو بچ گئے
وہ بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کی طرف گئے لشکریان مہرخ نے خیمہ و بارگاہ تک اُنکے جاکر مارا اور
آگ لگا دی اور مال و اسباب لوٹ کر طبل فتح و ظفر بجا کر خوشی خوشی پھرے چالاک کے آدمیوں نے زر نثار
کردیا زر سفید و سرخ کا انبار ہو گیا اِسقدر نثار عرض مہرخ چالاک مع تمام بارگاہ میں لیکر آئی لشکر نے بھی

کم کھولی اور آسودہ ہوئے اِدھر کوکب نے کتاب مین اپنے مقام پر سب ماجرا دیکھا اور کتاب بے نقش کی تلاش موقوف کر کے اِسی حال کو دیکھنے گیا اور فتح کی کیفیت دیکھکر فرط مسرت سے چہرہ کا رنگ سرخ ہوگیا اور تشویش خاطر عاطر جاتی رہی عمرو نے جواب چہرۂ مبارک بادشاہ ذیجاہ کو دیکھا تو اور ہی رنگ نظر آیا معلوم ہوا کہ اب کوئی بات خوشی کی اس کتاب مین بادشاہ کو نظر آئی ہی یا کوئی مژدۂ فتح پانیکا اسمین لکھا دیکھا ہی بس یہ دریافت کر کے اُسنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ کیا آپ نے فوج سفاک جادو کے غارت کرنیکی تدبیر کوئی نکالی جو آپ کو اسقدر خوشی حاصل ہوئی کوکب نے کہا کہ نہیں اب مین کیا تدبیر نکالونگا وہ لشکر تو خود ہی غارت ہو گیا اور اے عمرو تمنے غارت اُسکو کر دیا یعنی کوئی فرزند ارجمند تمھارا چالاک نام یہان آیا ہی اُسکے ہاتھ انگشتری جمشیدی اور بیضۂ عقاب جمشیدی آگیا تھا اُسنے اُن دونوں چیزون کے زور سے تمام لشکر کو اسطرح سفاک جادو کے شکست دی در و دیوار کو گرا کر خاک مین ملا دیا سب لشکر مارا گیا کچھ جو بچا وہ بھاگ کر حیرت پاس گیا ہی یہ حال سُنکر عمرو دلمین بہت خوش ہوا اور دلسے کہتا تھا کہ اللہ اکبر اب اس ناشدنی چالاک نے اکر یہ مرتبہ پیدا کیا ہی کہ جب سے طلسم مین آیا ہی تہلکہ ڈالدیا ہی بادشاہ جادوان اِسکے ساتھ ساتھ آیا اور ہر جگہ اُسکو بھیجا دیا معشوقہ کو اُسکی قتل کرایا سلیمان جادو کو مارا اور اس ناشدنی نے میری نذر کچھ بھی نہ کیا اب چلکر اُس سے کچھ نذر حاصل کرنا چاہیے یہ سوچکر کوکب سے کہا کہ اے بادشاہ مجھکو بھی لشکر مین بھیجدیجے کوکب نے کہا کہ خواجہ ہم تمھاری کل دعوت کرینگے اور مشورہ کچھ تم سے کرنا ہی بعد مشورہ کے پھر تم چلے جانا رخصت کر دینگے عمرو یہ سُنکر خاموش ہوا اور یکایک ہوا سے سرد کے جھونکے آئے آنکھ خواجہ اور ملکہ بہاران کی بند ہو گئی بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی تو دستِ اپنے تئین قلعہ کوکبیہ دار الامارۂ طلسم نور افشان مین پایا وہان بادشاہ نے خواجہ کی دعوت کرنیکا انتظام فرمایا اور شمع ہاے روشن کر کے انجمن مشاورت کو منعقد فرمایا یہ تو معمار قدرت کے بلانے کی مصلحت کرتے ہین وہ لشکری سفاک کے جو بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کے قریب پہونچے اُسنے اُنکو بلوا کر حال شکست کھانیکا دریافت کیا اور اُس لشکر کے بھاگ کر آنے سے سارے لشکر مین حیرت کے بلکہ سارے طلسم مین غل و شور ہو گیا کہ میان عمرو اور برق تو یہان عیار تھے ہی کوئی بیٹا عمرو کا چالاک نامے آیا ہی اُسنے تو آفت برپا کر رکھی ہی وہ تو سحر و ساحری سے بھی نہین ڈرتا ہی دن دہاڑے دھین مسخرہ کرتا ہی ساحرون کے

غول اور لشکر میں گھس آتا ہی بڑے بڑے لشکروں کو اور اُنکے سرداروں کو بھگاتا ہو اور جو نہ بھاگو تو
راہ عدم دکھاتا ہو بڑا غضب ہوا چالاک کا ایسا کوئی ساحر شاید نہیں ہو اب زندہ رہنا ساحروں کا
دشوار ہو کیونکہ ایک تو انکی عیاری ہی کیا کم تھی دوسرے سحر اُنھوں نے سیکھا ایک تو کڑوا کریلا دوسرے
نیم چڑھا اب سارا طلسم یہ نمک حرام برباد کر دینگے کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہیں آتی ملکہ شکوہ زرین قبا
کی بارگاہ میں بھی یہی تذکرہ تھا کہ اب طلسم برباد ہوا شکوہ نے کہا کہ سفاک کی دیوار بنائی ہوئی
تو کوئی ساحر توڑ نہیں سکتا وہ کیونکر ٹوٹی لوگوں نے کہا وہ بیضۂ عقاب جمشیدی پاکر اُس عیار نے
غارت کر دی شکوہ نے کہا پھر سفاک کیا ماری گئی لوگوں نے کہا معلوم نہیں کسطرح بھاگ کر بچی شکوہ
نے کہا تو پھر چالاک پاس انگوٹھی بھی ہوگی سامری کی یہ باتیں تھیں کہ مصتور بھی خیمہ سے باہر آیا اور
اُسنے لشکر میں آکر دیکھا کہ غدر ہوگیا ہو سب لشکر کہہ رہے ہیں کہ اب طلسم سے نکل چلو اور اپنے اپنے
مال و اسباب کو جابجا سے اُٹھاکر گاڑو دروازے مکانوں کے بند ہیں چند روز آمد و رفت موقوف
رہے بلکہ اسباب کنوؤں میں پھینکدو ارے میاں اپنی جان ہو تو جہان یہ باتیں سُنکر مصتور نے
بارگاہ حیرت میں جاکر مذکور سے کہا کہ ای ملکہ اب ہمکو نہایت خجالت ہوتی ہو کہاں تک ذلیل ہوا کریں
اب ہمکو اجازت ملے کہ یا تو اپنا گلا کاٹ کر مرجائیں یا ان نمک حراموں کو غارت کر دیں اور اُس عمر دغا کی
بوٹیاں کاٹیں ملکہ نے کہا آپ نبیرۂ جمشید ہیں آپ کو اجازت میں دوں یہ میری مجال نہیں آپ کو ہر طرح کا
اختیار ہو جو چاہیے وہ کیجیے میں آپکے دادا کی بندی گندی اور آپ کی کنیز خاص ہوں اگر آپ کو کچھ
فرمانا ہو تو شہنشاہ سے فرمائیے کہ اُنھیں بھی تو خیال کچھ آئے اور کچھ غیرت کو وہ کام فرمائیں مصتور نے کہا
تمنے کل میں جاکر بادشاہ ساحران سے کہونگا اور اُنکو آمادہ انکی غارت کرنے پر کرونگا یہ کہکر شریک بزم
ہوا اور صلاح جنگ و جدال کرنے لگا اب ہر طرف طلسم میں مشورہ لڑائی کے ہو رہے ہیں ہر ایک فراست
اپنی فکر میں جو ہو وہ خیال لڑنے کا رکھتا ہو مریخ آجکل شوق پذیر ہو صدائے اقتل الحریف ہر زبان پر
جاری ہو عجب زمین خونریز ہو کہ ہر طرف یہی چرچا ہو تلوار کا سورج دنکو چمکتا ہو سپروں کی سیاہی
رات بنتی ہو لیل و نہار بھی شبابیوں کی صورت نظر آتے ہیں دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہو اب
حال تدبیر کوکب بیان کیا جاتا ہو کہ اُسنے کیا صلاح کی ہو

نامہ نگاری خامۂ رنگین بیان کی نامہ لکھنے میں معمار قدرت کے اور کام اسکا

پاس کوکب اور وہاں سے لشکر تہرخ میں آنا اور پکڑ جانا عیاری سے صرصر کی اور
ذلت اُٹھا کر شریک تہرخ اور عمرو بدل ہونا اور نشان قلعہ کا بنا کر اپنے ملک میں
پھر جانا اور قید ہو جانا حسب تحریر افراسیاب جادو جہان دار شاہ کے دربار
میں اور چھڑانا اُسکو جا کر عمرو عیار کا پھر عیاریاں چالاک کی اور قید ہونا عمرو کا
جاندار کے یہاں اور جانا لشکر امیر میں قید ہو کر اور لشکر امیر کو سحر مروارید وصدف کے
جہلکہ سے نجات دینا پھر آنا لشکر حیرت میں اور داستانیں متعلق اسی بیان کے اور
حالات صرصر و چالاک وغیرہ اور جنگ و جدال لشکر حیرت و تہرخ نیک سیرت لمولفہ

ہاں ای مرے لالہ فام ساقی
کر ساقیا جام مے سے معمور
مے دینے میں کر نہ اب توقف
دعوت کا ہو اُسکی کرنا ساماں
طاقوں پہ چنے ہوئے ہوں شیشے
شیشے سے پری یہ نکلے بن ٹھن
میخواری میں ہو طلسم پیدا
پھر بادہ کشوں کے کام من کے
ہو جام لبوں پہ لب ہوں خنداں
مطرب لئے ہو دلکو ساز ساقی
بس جاہ لکھو وہ اب فسانہ
این کر در کلک در فشانی
وہ مے دے جو آئے کام ساقی
حیرت میں پڑی ہو دخت تاکی
کرنا ہو مجھے نیا تکلف
آراستہ ہو مکان بھی نایاب
گلدستہ ہوں بزم عاشقی کے
ایسا ہو لباس ارغوانی
نیرنگی نشہ ہو ہویدا
دے ساقیا جام حیرت افزا
دل شاد ہوں ند سب فراوان
آنکھوں میں سرور لب پہ قہقہ
مشتاق ہے جسکا اک زمانہ
تو بہ شکنی ہو اپنا دستور
میخواروں کا دل کریگی راضی
آتا ہی جو گھر میں میرے مہمان
اور اُسمیں بچھا ہو فرش کمخواب
ہو دختر رز یہ خوب جوبن
پوشاک کی لمس کی جوں شہانی
شیشے سے پری وہ جام میں آئے
لکھتا ہی طلسم کا تماشا
مستی کے اٹھاؤں ناز ساقی
خوبی بیان ہو جسکا حصہ
اُستاد بفن قصہ خوانی

نیرنگ طرازان طلسم تحریر و طلسم سازان نیرنگی تقریر مستظہران
کلام عجائب و اعجاز نمایان بیان تو اور سوعرائب نامہ نگاران دیو انکدہ الفت وقاصدان منازل
کشور محبت رایت افزایان عرصہ وداد و تیغ کشان معرکہ ایجاد معرکہ دوستی و الفت میں اس طرح لشکر کشی
فرماتے ہیں اور طلسم اتحاد میں نیرنگی مودت یوں دکھاتے ہیں کہ جب غبارہ جادو ملکہ سفاک
کو تہ زمین میں کھینچکر لیگئی تو بہت دور جاکر زمین سے نکلی سفاک اپنے بربادی لشکر پر

اشک حسرت بہانے لگی غبارہ نے پھر اسکو بہت کچھ سمجھایا اور اسیطرح قلعہ مین اسکے لاکر اسکو داخل
کیا یہ تو ترتیب فوج و سپاہ مین مصروف ہوئی اور بیٹی اسکے مقابلہ مین امیر کے قلعہ کوہ عقیق پر
ساکن ہی حال آن دونون کا بعد تحریر ہوگا مگر خواجہ عمرو کو جو کوکب دعوت کرنے کے لیے
قلعہ کوکبیہ مین لیگیا پس حکم اہلکارون کو دیا کہ سامان دعوت ضیافت مہیا کرو کارپرداز حسب ارشاد
عمل مین لائے ساقی و مطرب آکر حاضر ہوئے بکاولون نے طعام عمدہ و لذیذ تیار کیے ایک شب
اور ایک دن بڑی دھوم سے خواجہ کی دعوت رہی جب تیسرے دن خوان پر ایوان فلک سے
قفل ماہ کی اُٹھالیگئی اور دیبائے سفید سحر کا دسترخوان بچھایا گیا کہ ابیات

نمود صبح نے جلوہ دکھائے | نگاہون نے نئے سامان پائے
محبت کی نگاہون سے سحر نے | صدائے رخصت شب دی گجر نے

صبحدم بعد فراغ طعام صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی کوکب
اور عمرو اور بہان ایک جگہ پر بیٹھے ناچ دیکھنے لگے اور سبکو اہل دربار سے ہٹایا مشورہ کرنا شروع کیا
کوکب نے کہا کہ پہلے مین نے ایک نامہ معمار کو لکھا تھا مگر وہ ابتک نہین آیا معلوم نہین اسکا کیا
سبب ہی لیکن خیر جب نہ آیا نہ سہی اتنا ہی غرض اُس سے لاحق ہی اگر وہ کچھ ناراض ہوگیا ہی
تو اُسکو راضی کرنا چاہیے اور یہان بلانا اُسکا مناسب ہی عمرو نے کہا ای بادشاہ وہ کہان رہتا ہی جس ملک
مین اُسکا راستہ تو آپ نے فرمایا کہ بہت سخت گذار ہی اگر مناسب جانیے تو مجکو اُسطرف بھیجیے کوکب
نے کہا بیابان گلزار مین ایک باغ ہی کہ باغ جمشیدی اُسکو کہتے ہین اور اُسی کے برابر ایک دربار
جمشیدی ہی بس وہین پر وہ رہتا ہی اور میرے باپ شہنشاہ اختر جادو سے اور اُسکے باپ
تعمیر قدرت جادو سے بہت ملاقات تھی اور دوستی حد سے زیادہ تھی اسیوجہ سے مجھسے اور اُس
سے بھی از حد اتحاد ہی اور اسی زور پر مین نے اُسکو نامہ لکھا تھا ورنہ وہ میرا کچھ مطیع اور نوکر نہین ہی بلکہ
سامری اور جمشید کا پیارا بندہ ہی اور جسطرح ہمکو خداوند سامری نے ملک و مال دیا ہی اُسکی بھی جدّ و آبا
ہمیشہ مغرور رہے ہین ای عمرو مجکو اُسکی محبت پر دعوی ہی یقین ہی کہ مین خفا ہوکر اگر لکھون تو وہ دوڑ
آئے عمرو نے کہا جسطرح مناسب جانیے وہ امر کیجیے خواہ نامہ اُسکو لکھیے خواہ کسی کو بھیجیے کوکب نے
اُسوقت قلمدان طلب کرکے ایک تختۂ قرطاس پر اپنے ہاتھ سے نامہ معمار کو تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا
نامۂ کوکب روشن ضمیر بجانب معمار قدرت جادو و متضمن بہ مضامین تودو تخمیر لمولفہ

لاؤن ایسی کمان سے مین تحریر
ساحری اُنکے نام سے ہو عیان
مہربان ایسے تھے وہ بندون پر
جنسے خود آگے اُنکا سر توڑا
گوہر شاہوار بحر کرم
مخلص بے ریا و بے ہمتا
زینت بزم خسروی و دلا
یعنے معمار قدرت جادو
دوستی کے کمان ہو شایان
واہ وا واہ تھا یہی لایق
یاد بلبل کو گل کی ہو بھولی
شمع و پروانہ مین عداوت ہو
باغ مین سُنکے نالۂ بلبل
جس سے ہو شعلون پہ وہم آب یا ہو
ہون مین فرقت سے رات دن غمگین
جلوہ گر ہو یہان بصورت تاؤ
عرش مین اُسکے گو ہو جائے حجاب
روز و شمس سے جنگ ہو درپیش
وان سے آیا غم وہ ہمارے پاس
صورت معبود دل مین بس آیا
جو کوئی ہو شریک حاضر کا
حال جیسے ہو بیان مشفق من
نہین پاتے مین اسقدر مہلت

جو کرون وصف سامری تسطیر
لکھون جمشید کی مین کیا تعریف
رحم کا اُنکے ایک ہو یہ اثر
بعد تعریف سامری جمشید
نیر آسمان جاہ حشم
نیک خو نیک خلق نیک نہاد
گل گلزار دوستی و صفا
پہلے ہو بچے اُنھین سلام مرا
بجبر دوست سے رہین ہر آن
سچ ہو یہان منقلب زمانہ ہو
سرو سے قمریون نے نفرت کی
مہر سے مہ دوڑتا ہو جلو
خار غنچون کے دیتے ہین سبک گل
ہر گھڑی دلکو اپنے ہو یہ ملال
ہو وہ عاشق سے یہ بشیون و شین
حال جو آج کل ہمارا ہو
ضبط کرنے کی پر نہین ہو تاب
شہرخ افراسیاب کا لڑنا
رخ سے ظاہر تھی اُسکی صورت یاس
ہو گئے ہم اُسکے جان و دل سے شریک
اپنے معبود کا ہو وہ پیارا
فوج کی ہر طرف چڑھائی ہی
کر کرین اپنے دوست کی خدمت

ہین وہ معبود ساحران جہان
حد سے باہر ہو انکی بھی توصیف
کیا ضحاک کو وہ زور عطا
لکھے جاتے ہین دوستی کے سبب
معدن فیض و جود و لطف و عطا
اختر برج آسمان و داد
صاحب ہمت و کرم خوش خو
بعد اُسکے ہو یہ پیام مرا
مہر و الفت مین آپ تھے فائق
اُٹھا دنیا کا کارخانہ ہو
لو یہ تاثیر سوز اُلفت ہو
اپنی ہی جان دیتا ہو وہ ضرور
ہجر نے ہمکو یون ستایا ہو
نہین معلوم دوست کا کچھ حال
کہ مرا وہ محب عالی جاہ
کمان لکھنے کا اُسکے یارا ہو
سامنے اپنے ننگ ہو درپیش
حال یہ تمنے بھی سنا ہو گا
اُسکو مغلوب جسنے جب پایا
قول یہ ٹھیک ہو مرے نزدیک
شہ افراسیاب ہو دشمن
شہ مذکور سے لڑائی ہو
ہم تو مجبور اس سبب سے تھے

آپ کیوں ہمکو اسقدر بھولے
دیکھکر میرا نامۂ اُلفت
تاکہ دل دوستوں کا ہو مسرور
حق اُلفت کو مانیے گا بہت
خط کے لکھنے کی پھر ہو تکرار
رہے تو زندہ تا صد و سی سال
تیرے دشمن تمام ہوں فی النار

نہ سمجھنا کہ یہ شکایت ہے
اب نہ کیجیے گا اسقدر غفلت
حال دل اپنا کچھ سنائیگے
تھوڑے لکھے کو جانیے گا بہت
سر جھکا کے دعا کر اے خامہ
دوست ہوں شاد اور عدو پامال

دوستی کی یہ سب حکایت ہے
یہاں تشریف لائیے گا ضرور
طور لڑنے کا بھی دکھائیگے
آئیے گا یہاں ضرور ای یار
ختم تا اس جگہ کر دل نامہ
ذات کو تیری حشر تک ہو قرار

یہ نامہ محبت شمامہ بادشاہ نے ختم کرکے مہر شاہی اُس پر ثبت کی اور ایک پتلا سحر کے زور سے موم کا بنا کر زندہ کیا اور اُسکو وہ نامہ دیکے روانہ فرمایا کہ جہاں معمار قدرت ہو وہاں یہ نامہ جا کر دینا مگر موقع محل دیکھ لینا دشمنوں کو نہ اسکی اطلاع ہو تخلیے میں رسم و راہ ہو پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا اور صحرائے جمشیدی میں پہونچا اُس صحرا میں مکانات دو جا میں ہیں کہ معمار قدرت نے بنائی ہیں پتلے کے پہونچنے کی خبر ہوائے سحر نے جا کر معمار کو پہونچائی کہ ایک پتلا نامہ کوکب کا لیے صحرائے جمشیدی میں آیا ہے معمار یہ بات سنکر گویا ہوا کہ خیر بڑی بات اور بڑی عنایت کوکب کی ہمارے حال پر ہوئی کہ ہمکو یاد کیا ہے ورنہ ہم تو یہی جانتے تھے کہ کوکب نے ہمکو فراموش کیا اور محبت قدیمانہ کو گوشۂ دل سے سہو کر دیا یہ کہکر دربان قدرت کو حکم دیا کہ تم جا کر جلد نامہ دار شہنشاہ عالی شان کو ہمارے پاس باعزاز تمام تر لے آؤ خبردار کوئی منع نہ کرے اور نہ کچھ پوچھے دربان قدرت حکم کے ساتھ ہی دوڑ گیا اور جا کر نامہ بر کوکب کو ہمراہ اپنے لایا معمار قدرت اُسکو دیکھکر اپنی جگہ پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور نامہ کو دونوں ہاتھوں سے لیکر کہا کہ صاحب کوکب روشن ضمیر حقیقت میں ہمارے مالک اور حاکم ہیں اور ہم اُنکے ملازم و فرمان بردار ہیں یہ کہکر نامہ کو جو وا کیا مضمون نامہ شکایت آمیز براہ دوستی لکھے دیکھے اور حال لڑائی کا افراسیاب سے لکھا دیکھا اور یہ بھی لکھا دیکھا کہ فوج کی چڑھائی جانب طلسم ہوش ربا ہو گئی برائی لڑ چکی ای معمار اب تمسے ہمکو صلاح کرنا ضرور ہے پس تمکو مناسب ہے کہ از راہ محبت قدیمانہ دیکھتے ہی نامہ کے اگرچہ تکلیف تمکو ہوگی مگر جلد مہربانی فرما کے قدم رنجہ کرو کہ ہم تمکو اپنا قوت بازو جانتے ہیں معمار قدرت نے نامہ کو پڑھکر کہا افراسیاب ہمیشہ سے متکبر و مغرور اور دیوانہ مزاج ہے اب زیادہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو خبط ہوا ہے کہ ہر ایک سے ناحق کو پرخاش کرتا ہے مگر خیر معلوم ہوا کہ قضا اُسکی آئی ہے اچھے کے گھر بیٹھا دیا

کوکب کو سُنتے بالکل کے یار و مددگار سمجھ لیا ہے اب چاہتا ہے کہ دبا دُوں اُسکے ملک شہنشاہ کوکب
جبین یون دربان قدرت اور لقط قدرت سرشار قدرت نے کہا کہ کیون حضور یہ کوکب
بن اختر جادو کا نامہ آپ کے پاس آیا ہے یا کسی اور بادشاہ نے لکھا ہے معمار نے جھلا کر کہا چپ رہو
چھوٹا منہ بڑی بات کوکب بن اختر کہتے ہوئے اُسکی پرورش ہے جو مجکو نامہ لکھا شہنشاہ طلسم نور افشان مین
دربان قدرت نے کہا کہ آپسے اور بادشاہ مذکور سے تو دوستی از حد ہے پس آپ کو مناسب ہے کہ آپ
جاکر اُس لڑائی مین شریک ہون معمار نے کہا مجھے افراسیاب بھی خوب جانتا ہے میرا ارادہ ہے کہ مین جاکر
افراسیاب کو فہمایش کرکے باہم کا فساد مٹوا دون اور کوکب اور افراسیاب کو گلے ملوا دون یہ
کہکر اُس چیلے کو جو نامہ لیکر آیا تھا خلعت حیات ایک مدت کے لیے عطا فرمایا اور کہا کہدینا کہ اے بادشاہ
واقعی ہمسے غفلت ہوئی کہ اتنک آپ پاس نہ حاضر ہوسکے اب ضرور ہم آتے ہین چیلا یہ جواب لیکر
مراجعت فرما ہوا اور پاس کوکب کے آیا جواب نامہ سُنایا کوکب نے کہا ارے کچھ دیا ہے تجھے اُسنے
کہا ایک مدت تک زندگی دی ہے کہا اچھا جا بیاباں عجائب مین رہ جب بُلائین جب آنا چیلا چلا گیا اور
کوکب نے کہا ای پریان جلد سامان عیش اور ترتیب بزم مہیا کرو کہ معمار آتا ہے پریان جلد جلد مصروف
انتظام ہوئی مکان شاہی تو آراستہ تھا ہی مگر اُسپر بھی اور زیادہ تکلف کیا کہ عمدہ عمدہ اشیا منگا کر وہان
رکھے پرانی چیزین دور کی گئین مسندین کرسیان فرش تخت سب جواہر کا آراستہ کیا از سر نو مکان کو
دولھن کیطرح سجا دیا ہان معمار قدرت نے بعد رخصت کرنے چیلے کے خود بھی سواری طلب کی ملازمون
نے عرض کی کہ ہم بھی ساتھ چلین کہا مین تنہی مین اپنے بادشاہ کی زیارت کو جاتا ہون زیادہ مجمع بیجا
سے کیا حاصل ہے کچھ کسی کو شوکت تو دکھانا منظور نہین کوکب مجھے خوب جانتے ہین کہ جتنا
مین ہون تم سب دربار مین جا نمار شاہ قدرت کے جب جانا کہدینا میری طرف سے وہ
ایک دوست کی ملاقات کو گئے ہین یہ کہکر سب ملازم اُسکے ٹھہرے یکایک ایک مکان بہت عمدہ
بنا ہوا روے ہوا پر اُڑتا ہوا نظر معمار قدرت اُڑ کر اُس مکان مین گیا وہ مکان پھر ایک بنگلہ بنگیا
لمحہ بھر مین روے ہوا پیدا ایک باغ پُر بہار لگا ہوا دکھائی دیا چبوترہ پر معمار کرسی بچھائے بیٹھا تھا
وہ باغ سن سن ایک طرف کو چلا راہ مین اسی طرح سے وہ کبھی مکان کبھی باغ کبھی صحرا بنتا تھا معمار
غائب تھا اور وہ روے ہوا پر اُڑتا چلا جاتا تھا یہان کوکب کے یہان سامان ہو رہا تھا کہ یکایک جھونکے

ہوائے سرد کے آئے کوکب نے خواجہ کی جانب دیکھا اور ایسا کچھ اشارہ کیا کہ بابین خواجہ عمرو
اور کوکب ایک دیوار بلور کی چھوٹی سی حائل ہو گئی اور آواز ترقے کی آئی اور آدھے مکان مین
تو عمرو ہو گیا اور نصف مکان مین اُس طرف کو کوکب مُبران کو خواجہ کی تنہائی کے خیال سے
اُسی طرف کر دیا باوجودیکہ ہزارہا دروازہ اُس مکان مین تھا لیکن برابر آدھا ادھر آدھا ادھر مکان ہو گیا
اُس وقت بران نے کہا خواجہ دیکھا تمنے کوکب نے کیا پیارا اور تحفہ سحر کیا ہے یہ کہہ رہی تھی کہ یکایک
آسمان پر ابر نارنجی بسان شعلۂ آتشی نمودار ہوا اور ڈنکا بجتا سنائی دیا پھر مکانات ہم کے بنکر تیار ہونے
لگے خیال مین آتا تھا کہ بنگلہ کوٹھی مکان عمدہ روے ہوا پر بنا ہے لیکن پھر جو دیکھا تو کچھ بھی نہ پایا عمرو
نے دیکھا کہ کبھی تو بنگلہ بہت عمدہ اور تحفہ بنا کبھی مکان پختہ مستحکم عالیشان نظر آیا پھر وہ غائب ہوا بارہ دری
عظیم الشان تیار ہوئی جسکے آگے سائبان زربفتی کھچا تھا استادہ اُسکا مرصع کار بنا تھا فرش شاہانہ اُسمین
گسترده تھا بعد لمحہ کے کوٹھیان بنی ہوئی دیکھیں پھر قلعہ برج و باہرے سے آراستہ نظر آیا عجیب و غریب
معاملہ تھا کہ طرح بطرح کے مکان بن بھی جاتے تھے اور پھر غائب ہو کر دوسری طرح پر نظر آتے تھے غرضکہ
جب وہ ابر اور مکانات قریب زمین کے معلوم دینے لگے تو کوکب اُٹھکر ٹہلنے لگا کیونکہ وہ جانتا تھا
کہ یہ آمد معمار کی ہے اسی اثنا مین ایک مکان اُن مکانات مین سے زمین پر اُترا اور اُسمین سے ناقوس
اور گھنٹے ہزار ہزار بجتے سُنائی دیے اور برج اُس مکان کے کھل گئے اب کوکب تخت کی جگہ سے دوڑکر
صحن مکان مین برائے استقبال آیا اُدھر اُن برجون مین سے چالیس اُمت سامری کے دھوتیان
تنبری باندھے بھبوت سب جسم پر ملے سونے کی کردھنی کسے قشقے ماتھون پر کھینچے آنکھیں لال لال کیے
منقلین سلگتی ہاتھ مین لیے اُترے یہ بھی معمار کا سحر تھا کہ اپنی جگہ پر سے تو اکیلا سوار ہوا تھا یہان
اس حشم و خدم سے اُترا اُن تینون کے بعد پھر گھنٹے بجے اور جی جی کا سامری کے غل ہوا اور تین سو نازنین جبین
گُدُور گوش ہر صبح بوغل سراپا غرق دریاے جواہر جن مین بازو بند مرصع ہاتھون مین لیے اُترین
اُسکے بعد معمار قدرت قبائے عمدہ گلے مین پہنے مالے موتیون کے گردن مین ڈالے برج سے نکلا اور
کوکب کو صحن خانہ مین منتظر اپنا دیکھکر بہر تسلیم خم ہوا کوکب نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا اور ہاتھ پکڑ کر اندر
مکان کی بارہ دری کے لیے ہوئے آیا یہان بھی کوکب نے مسند پر لا کر بٹھانا چاہا معمار نے ہر چند چاہا کہ مین
اُسکے سامنے مسند پر بیٹھون لیکن کوکب نے نہ مانا اور مسند پر بٹھایا چونکہ کوکب معمار سے قوم مین بھی اچھا ہے

اور حکومت اور لیاقت مین بدرجہا زیادہ ہی لیکن نہایت خاطرداری کی اور محبت قدیم جتائی پیروہ ملازم معمار کے بھی آگر موءدب فرش پر بیٹھے کوکب نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام مے ارغوانی معمار کو دیا اُسوقت معمار کھڑا ہوگیا اور تسلیم بجالایا اور صفت وثنا کوکب کی کرنے لگا کہ ابیات

سلطان ستارہ فوج ذی شان
منشور عطیہ الٰہی
مہتاب سما قدر عالی
سلطان جہان و ابن سلطان
خاقان زمان شہ معظم
توقیع خرد کلام تیرا

کوکب ہی ہر افتخار شاہان
آئینۂ معدلت پرستی
مصداق مفاخر و معالی
مفتاح کنوز ملک داری
خوبی علم و بہشت پرچم

عنوان کتاب دین پناہی
خورشید کرم چراغ ہستی
قیصر حشم و خدیو کیہان
دانائے رموز شہریاری
فرمان قضا مین نام تیرا

یہ تعریف کرکے جام مے لیکر بیک جرعہ درکشید کیا کوکب نے حکم دیا کہ رقاصان مہرسیما حاضر ہون حسب ارشاد دو زن جورش حاضر ہوکر ہنر اپنے دکھانے لگین کہ دل رقاصہ ہر کو لبھانے لگین اصداد نازسے ہر آن قیامت ڈھانے لگین یہ آنکے حسن کا انداز تھا کہ ابیات

جنبش لب سے ہین آبروے چشمۂ خضر
ہر بخیہ سے سلسلۂ عمر دراز
تیوری کا شمہ کاکب ہیہ کھلے عقدہ

گردش میں ہیں آنکھیں بلا گردان ہم
دم عیسی کے لیے موج تبسم ہمراز
تند ہنگام ادا ایک جہان کا دل و دین
ہر سنگی کو دئی گرد دہر کی پامال مہراز

بخت برگشتہ کا مژگان کے تصدق انداز
ہر سر و ہر بین اس لب لعل کا سو کرہوا
نانکے وقت گریبان و عالم ہو نیاز
بڑھی ہر تک پہ ہنگامۂ ناز گرم ہوا

جب دماغ خوب بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت معمار قدرت نے کہا کہ او شاہ عالیجاہ آپ نے جو مجکو اب یاد فرمایا ہو نہے فخر و افتخار میرا مین جانتا ہون کہ تفقدات و عنایات سلطانی جو کچھ میرے حال پر مبذول ہو کسی پر نہین جمشید بھی ایسے قدردان بادشاہ دوست پرور قدیم ملازم کی قدر کرنے والے کو سلامت بصد حشمت و جاہ رکھے لیکن پھر بھی درباب جنگ جو مشورہ کرنیکا ایما فرمان واجب الاذعان مین تھا وہ کیا ہو یہ فرمائیے کہ اب شہنشاہ کے ملازمون سے اور افراسیاب سے کیا بالکل بگڑ گئی بھلا ایسا ہوسکتا ہو کہ کوئی پہلو صلح کا نکلے کوکب نے یہ کلام سُنکر جواہر زواہر بیان کو دامن خیال مین اُسکے یون گرایا کہ اے دوست قدیم و اے مخلص صمیم ابیات

| | | |
|---|---|---|
| مخلص با وفا مروت کیش | گوہر درج دولت و اقبال | اختر برج عظمت و اجلال |

| ہر گھڑی جنگی ہو محبت بیش | اب کوئی صورت آشتی کی باقی نہیں بلکہ اب تو صلح کا نام بھی نہ لینا |
|---|---|

چاہیے اے شفیق من میرا ارادہ کسی طرح افراسیاب سے لڑنے کا نہ تھا اسی خیال سے کہ وہ معین ناصر اپنے بہت رکھتا ہے اور صاحب فوج کثیر و مال بیشمار ہے مگر کیا کروں مقام ناچاری ہے کہ اسنے بے واسطہ میرے ساتھ ارادہ لڑنے کا کیا یعنے میری لخت جگر نور بصر بلکہ ہزار شمشیرزن واسطے شکار کے صحرا کو ایک دن جا نکلی اُسنے اُسکو گرفتار کر لیا مگر جمشید نے کچھ عیاروں کو اسپر مہربان کر دیا کہ اُسکے سبب سے وہ چھوٹی جب ہمنے یہ ماجرا سنا اپنی فوج کو بہر مقابلہ روانہ کر دیا کچھ لوگ پہلے سے افراسیاب کے ملازم بگڑے ہوئے تھے انھیں کے شامل ہیں لشکر ہمارا بھی اُسکے لشکر کے مقابل میں اب اترا ہوا ہے دیکھا چاہیے کہ اب کیا ہوتا ہے اُسوقت بیٹھے بیٹھے میرے خیال میں آیا کہ جنگ و سردار و جمشید جانے کہ کیا درپیش آئے لاؤ اپنے دوست کو تو اس ماجرے سے اطلاع دوں بلکہ اُسکو بلا کر دیکھ لوں کیونکہ اب لڑائی شروع ہو گئی ہے اگر خدمت جمشید میں جانا ہو گیا تو حسرت دیدار باقی رہی اب ہمنے تمکو دیکھ لیا دل شاد ہو گیا اگر تمسے ہو سکے تو اس زمانہ میں پردیدی ہمارے پاس آیا کرو اور ہو سکے تو اتنی تکلیف فرماؤ کہ جیسا قلعہ طلسمی **افراسیاب** کا بنا ہوا ہے کہ وہ گنبد نور شہر ناپرسان کہلاتا ہے اور حد اُسکی طلسم ظاہر سے تا طلسم باطن ہے اور کبھی وہ ظاہر ہوتا ہے کبھی پوشیدہ رہتا ہے چنانچہ دیا قلعہ تو تیار ہونا مشکل ہے اور نہ ایسے اشکال اور مکان میسر ہو سکتا ہے کس لیے کہ اکابرین طلسمات نے جمع ہو کر اُسکو تیار کرایا ہے مگر یہ چاہتا ہوں کہ تم بھی بے بدل قلعہ بناتے ہو اگر از راہ محبت قدیم مہربانی کر کے ایک دیوار شہر پناہ کی ایسی بنا دو کہ کوئی اُسکے اندر بغیر طلب ہماری نہ آسکے تو بڑی عنایت ہے کہ ہم بھی بہ جمعیت تمام مع اپنے لشکر کے وہاں رہیں اور اُس سے مقابلہ کریں ان باتوں کو شکر معمار نے کہا کہ اے بادشاہ آپ اسقدر اس غلام سے سماجت او منت کیوں فرماتے ہیں تکبیر و روہ قدیم ہوں اور مجکو آپ کے غلام کے فرمانے سے تو کچھ عذر کسی کام میں نہوگا نہ کہ آپ کے ارشاد سے عذر کرنا یہ کبھی آپ مجھسے امید نہ رکھیے گا دیوار کی تو کیا اصل و بنیاد ہے اگر آپ فرمائیے تو میں قلعہ اُس سے بہتر و تحفہ تیار کر دوں کہ وہ قلعہ طلسمی بے اصل ہو جائے مگر آپ کو مناسب نہ تھا کہ افراسیاب سے آپ بگاڑتے کس لیے کہ آپ دونوں آپس میں بھائی اور بندہ سامری و جمشید کے ہیں چنانچہ آپس میں لڑے سوائے نقصان کے اور کیا متصور ہے اگر وہ گھر تباہ ہوا تو دین سامری برباد گیا اور یہ گھر برباد ہوا تو دین جمشید کو ضعف آگیا

ساحران عالم مارے مارے پھرینگے کوئی نام بھی سامری کا نہ لیگا سب خدائے نادیدہ کے
پوچنے والے جمع ہونگے اذان کی آواز کان مین آئیگی جتنے پیر اور دیوتا ہین سب طلسم چھوڑکر بھاگ جائینگے
سایۂ رحمت سامری ہمارے سرون پرسے اُٹھ جائیگا خیر پھر اب تو جو ہوا وہ ہوا مگر مین یہ چاہتا ہون کہ اپنا
حوصلہ بھی نکال لون ذرا جاکر اُس متکبر کو سمجھاؤن اور راہ راست پر لاؤن اور آپ سے اُسکو ملاؤن
قدیم باہمی محبت کی یاد دلاؤن لڑائی کا منہ کالا اگر یہ قصہ برطرف ہو جائے تو اچھا کوکب نے
کہا تمھین اختیار ہے مگر اتنا جانتا ہون کہ وہ مانے گا نہین مفت مین بات جائیگی اور سخت ملال ہوگا
اے دوست کیا تمکو اس حال کی خبر نہین ہے کہ ملکہ مہجبین مالک طلسم تھی اور وہ اسد کے ساتھ نکلگئی
تھی اُسکو پکڑ لیا ہے اور افراسیاب کے ساتھ اب مہرخ نانی مہجبین کی لڑ رہی ہے اور افراسیاب
اسکا کچھ نہین کرسکتا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ اُسکی منت کیجیے اب اُسکا ادبار ہی آیا ہوا ہے جب وہ ایک ادنی
اپنی ملازمہ کی لڑائی فتح نہین کرسکتا تو تمھارا کیا کریگا اور اب تو یہ نوبت پہونچی ہے کہ بہار سگی بہن
حیرت کی اور ملکہ مخمور جو معشوقہ بادشاہ تھی اور نافرمان شکیل یا قوت وغیرہ سب افراسیاب سے
بگڑگئی ہین اور شریک مہرخ ہوکر لڑ رہی ہین جس بارہ لاکھ ساحر ونکا اجماع مہرخ کی طرف ہے بہت سی لڑائیان
افراسیاب لڑچکا سیلا بھی جادو زمرد کا گیا مگر اُن لوگون کا کچھ نہ کرسکا وہ میرا کیا کریگا مین نے تو برادری
تمکو بلایا ہے اور خواہش دیوار بنانے کی ہی ہے کچھ دلال بیچ کا نہین مقرر کیا ہے کہ آپ میری جانب سے اُسکو
جاکر سمجھائیے اور منت کرکے میری تسلی کیجیے معمار نے کہا کہ ان سب باتون کی مجکو اخبارات سے خبر ہے روز
دربار مین جاندار کے پرچۂ اخبار جاتا ہے سب کیفیت معلوم ہوتی ہے مگر اتنا جانتا ہون کہ مہرخ چاہے کہ
افراسیاب سے لڑکر زندہ بچ جائے تو یہ ممکن نہین ہے جسدن اُسکو غصہ آگیا اُسدن دیکھ لینا کہ صفحۂ ہستی پر
نشان مہرخ بھی باقی نہ رہا کوکب نے سنکر کہا اے برادر یہ خیال خام اور تصور ناتمام ہے جب نمرود ایسے
خداوند اور جمشید ایسے جاگتی جوت کے خداوند دنیا مین باقی نہ رہے اور ادنی ادنی آدمیون سے
ہلاک ہوئے تو یہ افراسیاب کیا ہے جمشید نہ کرین جو بختی آئے اب ایک نشانی تو اسکے بدقبالی کی
یہ ہے کہ مسلمانون سے اسکے بگاڑی اور ایک شخص ایسا اس طلسم مین آکر شریک مہرخ ہوا ہے کہ اُس سے
یہ افراسیاب تو کیا ہزار ایسے افراسیاب ہونگے تو شکست کھائینگے اور مہرخ ہی فتح پائیگی معمار قدرت
نے یہ سنکر کہا وہ کون شخص ہے اور اُسکا کیا نام ہے اور کیا زبردستی رکھتا ہے کیا بڑا ساحر ہے کسی بڑے طلسم کا

کہ جو ہوش رُبا سے بڑا ہی بادشاہ ہی کون ایسا ہی جو افراسیاب کو شکست دیگا ای بادشاہ خود افراسیاب
وہ ساحر ہی کہ سوائے سامری کے اب کوئی اُس سے لڑنے والا نہین اُسکے ہر موئے بدن مین ہزار ہزار
سحر ہین کوکب نے کہا اُس شخص کا نام کیا تمنے نہ سُنا ہوگا ای بھائی وہ شخص جسکو سرِ بندہ ساحران
عالم خود خداوند سامری لکھ گئے ہین اُسکی قضا ہی خداوند نے پیدا نہین کی وہ ایسا ہی کہ لقا جناب
خداوند دنیا جو ہین انکی ڈاڑھی کو اُسنے اپنے پیشاب سے مونڈا اُسکا قول ہی کہ بریش خداوند شاشیدم
و تراشیدم وہ بہت خدائیون کو باطل کر چکا ہی لشکر امیر مین رہتا ہی دنامہ کو اُسنے مارا فرعون کی خدائی
کو بگاڑا ثمرات سخنگو نقیبانے زرین تن تابوت معلق صندوق معلق کہانتک بیان کرون ہر ایک کو
اُسنے مارا وہ اب شریک مصرع ہی افراسیاب کہان اُس سے لڑ سکیگا ان کلمات کو سُنکر معمار قدرت
نے کہا ای بادشاہ یہ تو آپ عمرو کا ذکر کرتے ہین یہ کہکر معمار قدرت تھرانے لگا اور کہا ای بادشاہ آپ
نام ایسے شخص کا نہ لیجیے گا میرے رونگٹے نام اُسکا سُنکر استادہ ہوگئے کوکب نے کہا کیون نام اُسکا منحوس ہی
جو تم ایسا کانپے اور ڈرے معمار نے کہا نہین منحوس تو نہین ہی مگر وہ دشمن ساحران عالم ہی جو ہمارے
خداوند کا دشمن ہی وہ ہمارا دشمن بھلے ہی اور سخت مدعی ہی کوکب نے کہا تمھارے خداوند کا تو دشمن
نہین ہی بلکہ پیارا بندہ ہی وہ کہتا ہی کہ مجکو خداوند بہت چاہتے تھے میری قضا پیدا نہین کی مجکو یہ
قوتین عنایت فرمائین معمار نے کہا یہ بھی سہی لیکن وہ شخص بڑا مکار و عیار ہی اور دغا شعار ہی اسوجہ
سے میرا دل سینہ مین اُسکا نام سُنکر تھراتا ہی اللہ معلوم ہوتا ہی کہ شاید تمسے اور اُس سے ملاقات ہوئی ہی جو
اسطرح سے کہتے ہو اور اُسی کے بہکائے ہوئے ہو بادشاہ خداوند کا پیار تو ادنی بندون پر ہوتا ہی اسلیے کہ
خداوند بھولے بہت تھے جسنے انکو اچھا کہا اُسی کا رتبہ اُنھون نے بڑھا دیا یہانتک کہ دیکھو ضحاک کو ایسا
رتبہ دیدیا کہ اُسنے خداوند کو اورے چرواڈالا ای بادشاہ آپ اُسکے دم مین نہ آئیے اور اُس سے ملاقات
ترک کیجیے ورنہ اس غلام قدیم کا آنا آپ کی خدمت مین اب نہوگا کیونکہ وہ دین کو بھی آپ کے خراب
کریگا اور فتنہ زبر پا کر ہی چکا ہی کہ بادشاہون کو آپس مین لڑوا کر اپنا مطلب نکالون پھر ایسی صورت مین
دوستون سے تباہی اگر کی دیکھی نہ جائیگی کوکب نے کہا مجھے تو ملاقات اُس سے نہین ہوئی مگر بران بھاری
بقسمتی سے اُس سے رسم و اتحاد ہی بلکہ وہ پاس اُسکے موجود ہی اور وہ چھوکری لاکھ طرح مین سمجھاتا ہون اُسکی
سے بات نہین ٹھالی ہی معمار نے کہا ای بادشاہ اب آپ مجھے صاف صاف آپکو قسم ہی اپنے دین و ایمان کی

کر بیان کیجیے یعنی اُسنے آپ کو مکر و فریب سے ملا لیا ہی یا نہین اُسوقت کوکب نے ناچار ہو کر کہا
کہ ای معمار سچ تو یہ ہی کہ میرے پاس سرحد طلسم ہوشربا کے مرحلات طی کرکے بطور فریادی وہ آیا
اور مین نے اُسکو اپنا شریک حال بنایا چنانچہ مین نے نامہ مین بھی تمکو لکھا تھا بھلا تمسے کسی بات کا
پردہ ہی جو مجھپر صعوبت گذریگی وہ تمپر پہلے گذریگی تمکو اسکا سنبھالنا پڑیگا مین نے تو بھائی اس
خوف سے کہ ایسا نہو وہ مجھپر بھی عیاری کرے اُسکو ملا لیا ہی اور بڑی خاطر اُسکی کرتا ہوں اب تم بتاؤ
اس امر مین کیا صلاح ہی آیا اُسکو مین مکو قتل کر ڈالوں یا اپنے گھر سے نکالدوں اُس سے ملا رہوں یا
اُس سے بگاڑوں جو تم مشورہ دو وہ کروں عمار نے ہنسکر کہا کہ ای بادشاہ آپکی عقل سے بہتر میری عقل
نہین جب آپ اُسکو ملا چکے تو زبان ایک ہی خلاف عہد شاہوں کو کرنا نہایت برا ہو اگر آپ اُسکو نکالدیجئےگا
تو وہ بدعہدی کا الزام رکھکر آپکو ذلیل کریگا اور سوا اُسکے میری خاطر سے آپ یہ فرماتے ہین مگر آپ اُس سے
عہد و میثاق دوستی کر چکے ہین اچھا جو آپکی مرضی انچہ مرضی مولا از ہمہ اولی دوستوں کو آپکی بہبودی سے مطلب
ہی اب خدا آپ اُسکو میرے سامنے بلوائیے کہ مین بھی اُسکی صورت دیکھوں کہ کیسی شوکت و شہامت رکھتا ہی جو
ایسا مشہور زمانہ ہی اور خداوندوں سے بے ادبیان کرتا ہی شاہان عالم کو تخت سے اُتار کر تختۂ تابوت پر
سُلاتا ہی یہ سننا تھا کہ کوکب نے ایک چیلے کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر برق کے پاس سے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
کو بلا لا چیلا حسب ارشاد اس بزرگوار کو اُڑکر فوراً اُسطرف گیا یہان خواجہ پس دیوار تمام گفتگوے کوکب
اور معمار سن رہے تھے اور جانتے تھے کہ کوکب باتین بنا کر کوئی پہلو ضرور میری ملاقات کرانیکا معمار
سے نکالیگا پس آپ نے بھی زنبیل سے تاج گوہر نگار نکالکر سر مقدس پر رکھا تھا اور قباے قلم کار
زر اندود پرستان کی نکالکر زیب جسم کی تھی پٹکا جواہر دوز کمر سے لگا کر خنجر کی جوڑی لگائی تھی کہ دستہ خنجر
الماس تراش تھے مالے جواہر کے گلے مین پڑے انگشتریان لعل و الماس انگشت مین تھین غرض جامہ بھی
بہت نادر تھا بانہ عیاری کے نیچے عبا کے پوشیدہ تھے اُسوقت ایک بادشاہ ہفت کشور کی طرح
آراستہ تھے اور مسند زرین پر برق کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ چیلے نے جا کر آپ کی صورت نیا
کو دیکھا اور فرط رعب سے مودب تسلیم کی پھر عرض رسا ہوا کہ ای آفتاب سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
بادشاہ کوکب روشن ضمیر نے حضور کو بلایا ہی مناسب جانیے تو جلدی تشریف لے چلیے کیونکہ معمار قدرت سے
ملاقات کرائینگے اور وہ زیادہ دیر نہین ٹھہرینگے برق نے تمام معمار شنکر تخت جواہر نگار طلب فرمایا

اور آپ بھی سوار ہوئی برابر اپنے خواجہ سلامت کو بٹھالیا اُسوقت ہنرہ اٹھارہ سو خواصین نازک اندام
دشمن کر ایک ایک انمین حاکم کشور دلبری او رمالک اقلیم خوبی و بہتری تھی لباس ورزیور سے
آراستہ دیبا سے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے گرد تخت کے عشے ہاتھوں میں لیکر روانہ ہوئین اور
چار سو پریزاد جو نزد امود چھل پر ہا کی ہاتھوں میں لیے سر پر دونوں کے مروحجبان ہوئین چتر مرصعی
سر پر گردش پذیر ہوا نقیب ورچوبدار آوازین لگانے لگے اور اُس مکان کے دوسرے دروازے
سے نکلکر اُس دروازے کی طرف جو آدھا مکان کوکب کی جگہ کا ہو چلے بڑی دھوم دھام سے جاکر
دردولت کوکب پر اُترے بران خواجہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اندر بارہ دری کے آئی کوکب نے
اشارہ کیا کہ معمار کو چچا کہکر سلام کرے بران نے چچا جان کہکر تسلیم کی اُسنے کہا بخدا عمر دراز آؤ
بیٹی میری آنکھیں تمھین ڈھونڈھتی تھین کوکب عمرو سے نہ کہ سکا کہ آپ بھی سلام کرین عمرو تو ہین
جیکا کھڑا رہا معہ بران کی پیشانی پر معمار نے بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑ کر سامنے بٹھالیا پھر جو نظر اٹھاکر دیکھا
تو عمرو پر نگاہ پڑی ایک عجیب الخلقت نسان کو دیکھا کہ جیسا سر ناریل کا ایسا ہی کلّے سے گال میں
خوبانی سی ناک تکا سی ریش ہر موتی مردارید کے ایسے دانت رسی سے ہاتھ پانون طباق سا پیٹ پیر
سے آنکھیں چھ گز کا دھڑ نیچے کا اوپر کا تین گز کا نو گز آدمی لباس زر دوزی سے آراستہ سامنے کھڑا ہے
معمار یہ صورت دیکھکر گھبرایا کہ شاید یہ بھی کوئی دیو نا ہو جو اس صورت پر خداوند سامری نے اسے
خلق کیا ہو وہ تو عمرو کو دیکھکر گھبرایا اور عمرو نے اُسکو گھور کر دیکھا بس وہ بدحواس ہوکر گھبرا کے اُٹھ کھڑا
ہوا کہ یا سامری بچا نا اور پکارا کہ خواجہ سلامت میری بھی تسلیم آپ کی خدمت میں پہونچے آپ نے
بڑا احسان وکرم کیا کہ جو یہان قدم رنجہ فرمایا کوکب نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ معمار کی جان صورت
خواجہ کی دیکھکر نکلی جاتی ہو بس دل سے خیال کیا کہ یہ اقبال عمرو کا ہو جو ایسے دشمن سخت کا صورت
دیکھتے ہی یہ حال ہوا غرض اُسنے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت جن دوست کی کہ مین آپ سے تعریف
کیا کرتا تھا وہ آپ ہی ہین معمار قدرت جادو عمرو نے یہ سُنکر کہا ہان زہے نصیب میرے جو آپ
سے ملاقات ہوئی ای معمار قدرت جادو مزاج ہمایون تو آپ کا اچھا ہو آپ کے اشفاق حمیدہ کا
ذکر زبانی شاہ کوکب سُنکر مین نہایت مشتاق ملازمت کیمیا خاصیت تھا ماسے طالع یاوری کی
جو آپ کی زیارت نصیب ہوئی معمار نے کہا خواجہ مین بہت شتیاق آپ کی ملاقات کا رکھتا تھا

اسی لیے بادشاہ کے لکھنے سے فوراً سر کو قدم بنا کر حاضر ہوا آیئے تشریف رکھیے عمرو جا کر برابر کوکب کے بیٹھ گیا معمار نے کہا آپ سے ایک بات میں ڈرتے ڈرتے پوچھتا ہوں سچ بتلا دیجیے گا وہ یہ کہ آپ شاہ کوکب کے دوست ہیں یا دشمن عمرو نے کہا یہ بات تو کچھ میرے بتانے کی نہیں ہے شاہ کوکب خود ہی اپنے دل سے دریافت کر لیں اگر وہ میرے دشمن ہیں تو میں بھی انکا دشمن ہوں اور اگر دوست ہیں تو میں بھی انکا دوست ہوں دل آئینہ ہر شخص کا ہوتا ہے ہر صورت اُسمیں جلوہ گر ہوتی ہے اور یوں تو اے معمار بموجب مصرع ضرورت کی کچھ دوستی ہے ضرور ہے اگر وہ میرے دشمن بھی ہیں تو میں انکا دوست ہوں معمار نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا اچھا اب تو شاہ افراسیاب اور کوکب سے بگڑ گئی ہے اور آپ سے بھی بگڑی ہوئی ہے اُسکی تدبیر آپ نے کیا کی ہے عمرو نے کہا وہ بار اُس موذی کو بھی قبضہ میں لا کر سر کاٹنا میں نے چاہا مگر وہ اپنے جال سے نکل گیا مگر اب بحول و قوۃ الٰہی کہاں جائیگا کیونکہ اے معمار تم جانتے ہو کہ سر کاٹنے میں کچھ عرصہ نہیں لگتا ایک نہ ایک دن مقرر خنجر میرا اُسکی گردن پر چل جائیگا اسمیں کچھ فرق نجاننا معمار یہ سنکر صورت متحیر ہو کے عمرو کی دیکھنے لگا اور کہا آپ سچ فرماتے ہیں عمرو نے اُسکو متحیر دیکھکر ایک کاغذ کمر سے نکالا اور معمار کو دیا کہ اسکو پڑھیے اُسمیں تفصیل وار نام ساحران مقتول کے لکھے تھے کہ جنکو خواجہ نے تہ تیغ کیا تھا اور ذلیل کر کے مصور وغیرہ کو چھوڑ دیا تھا اور افراسیاب کو بیہوش کیا تھا معمار کے حواس اُس کاغذ کو دیکھکر جاتے رہے قریب تھا کہ دم نکل جائے آخر کو بعد دم بھر کے دلکو قوی کر کے عمرو سے کہا کہ اب ہم جا کر افراسیاب سے تمہاری صفائی کرا دیں عمرو نے کہا خیر اسکا بھی کچھ مضائقہ نہیں ہم بھی راضی ہیں اگر وہ اسد کو چھوڑ دے مہ جبین کی شادی اسد سے کر دے اور صاحبقران زمان کی اطاعت کرے آدھا ملک و خزانہ نذر کرے اور سب طلسم میں دین اسلام شائع کرے ہر ایک ساحر اسلام قبول کرے بس ہمارے اُسکے صلح ہے ورنہ بہر صورت اُسکی قضا ہے معمار نے کہا شادی مہ جبین کی آپ نے کسکا نام لیا ہے کہ کر دے عمرو نے کہا اسد دلاور کا جو طلسم کشا ہے معمار نے کہا مقرر یہی نام ہے طلسم کشائے ہوش ربا کا میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے مگر جس طلسم کی لوح نکلیگی وہ فتح کیونکر ہوگا خواجہ صاحب ہلو تو ہیچ اس بات کا ہے کہ مفت میں طلسم کوکب کا بھی تباہ ہوا اور تم بھی مارے گئے عمرو نے کہا میری تو موت نہیں مجھکو کون ماریگا میں نے تو آجتک افراسیاب ایسے لاکھوں ساحر مار ڈالے کا شمشیر کا شعر غلطی آباد وغیرہ

سیکڑون شہر برباد کردیے ساحر شمشمش کو اندر ربا کے گھسکر مارا معماران باتون کو سنکر بیہوش ہوجاتا
تو عجب نہ تھا کوکب نے کہا خواجہ اب معمار کو لشکر مہرخ مین جانے کیون نہین دیتے اور چپکے سے کہا
کہ وہان جانے سے اسیر ایسے پیچ پڑینگے کہ یہ آپ ہی افراسیاب سے بگڑ جائیگا خواجہ نے یہ سنکر معمار
سے کہا اچھا آپ حجت تمام کرنے کے لیے اگر عزم رکھتے ہین کہ افراسیاب پاس جائین تو تشریف لیجائین
اور اسکو سمجھائین دیکھیے تو کیا درپیش آتا ہی وہ متکبر و مغرور کوکب کسی کا کہنا خاطر مین لاتا ہی معمار یہ سنکر
اُٹھا اور اپنے ساتھ کے لوگون کو وہین چھوڑکر آپ ایک اژدر آتشین پر سوار ہوکر روانہ ہوا اُسوقت
ایک تیلے کے ہاتھ نامہ کوکب نے مہرخ کو لکھا کہ ہمنے معمار کو تمھارے پاس بھیجا ہی یہ ساحر بہت معزز ہی
ہمسے دعوی برادری اور برابری رکھتا ہی اُسکی بڑی خاطر اور مدارات کرنا اور کوئی بات اُسکے رنج کی
نہونے پائے تیلا تو نامہ لیکر چلا مگر راہ نزدیک سے بزور سحر معمار بھی چلا تھا یہ تیلے سے پہلے لشکر مہرخ
مین جاکر پہونچا وہان کے ساحرون نے جو اسکو آتے دیکھا آمادہ بہ رزم و پیکار ہوئے اور غلغلہ ہوا ہر ایک
نے شور وغوغا مچایا لیکن تیلے نے کوکب کے پہونچکر نامہ مہرخ کو دیا مہرخ مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر
سب اپنے سردارون کو ہمراہ لیکر بہر استقبال تخت سحر اُڑا کر چلی اور جاکر معمار کو برابر اپنے تخت پر
سوار کرکے بڑی تعظیم و تکریم سے اندر بارگاہ کے لائی حد سے زیادہ تعریف شوکت و جلادت کی
اُسکے فرمائی اور اندر بارگاہ کے تخت کے برابر تخت بچھوا کر بٹھایا اُسوقت چالاک فن برق و
ضرغام و جانسوز عیار بھی موجود تھے اور بہار وغیرہ سب معزز جادوگرنیان بیٹھی تھین معمار قدرت
نے بھی تعریف مہرخ از حد کی اور کہا مرحبا صد مرحبا خوب تمنے مقابلہ افراسیاب سے کیا مگر اب ہم آتے ہین
کرینگے اور اُس سے صفائی کرا دینگے خواجہ اور کوکب کو تو ہم راضی کر آئے ہین ایک تمسے کہنا تھا سو
وہ بھی کہہ لیا اب حیرت کے پاس جاتا ہون یہ کہہ ہی رہا تھا کہ احتیاج پیشاب کی ہوئی کہا مین چوکی پر
جاؤنگا کوئی آفتابہ رکھدینا لوگون نے دوڑکر آفتابہ چوکی پر لگایا معمار اُٹھکر پشت بارگاہ پر چوکی لگی تھی
وہان آیا اور چوکی پر بیٹھا یہان تمام لشکر مین غلغلہ ہو رہا تھا یا معمار قدرت اب ہماری جانب آیا ہی ظفر یار
ہوگا قضاے کار صرصر شمشیر زن بھی بصورت مبدل اُس لشکر مین آئی تھی اُسنے بھی حال سُنا اور وہم
اُسکو دامنگیر ہوا کہ اگر قلعہ بنایا گیا تو اور بھی مشکل سخت ہوگی لازم ہی کہ تو معمار کو پکڑ لیجا بس یہ سوچکر
راہ کترا کر در بارگاہ پر آئی اور گھات مین لگی رہی جب معمار اُٹھکر چوکی پر آیا یہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے جانب

بیت الخلا آئی یہاں صرف قنات کھڑی تھی چھت نہ تھی جب معمار اندر گیا یہ بھی جست کرکے اندر آئی
جبتک وہ سنبھلے اسنے بیضہ بیہوشی اسکی ناک پر مارا گر وہ بیہوش ہوگیا اسنے پشتارہ مین اسکو
باندھا اور قنات چاک کرکے ایک طرف کو نکلی بسبب چوکی یہاں لگانے کے سوائے صاحب حاجت
ضرورت کے لوگ کم آتے تھے یہ صحرا کی طرف پشتارہ لیے دوڑ گئی اور وہان سے جو سیدھی ہوئی بے
لشکر کی راہ پکڑی یہاں جو معمار کو عرصہ ہوا تو لوگون نے جاکر چوکی پر دیکھا معمار کو نپایا قنات کو چاک
دیکھا تمام بارگاہ مین غل برپا ہوا کہ معمار کو کوئی پکڑ لیگیا چالاک نے آکر دیکھا تو پہچانا کہ یہ تیرہ صرصر
کا ہے برق نے بھی سنا کہ استانی کا یہ کام ہے مہرخ نے سُنا تو بدحواس ہوئی اور کہا افسوس کو کب
آپ کیا کریگا تدبیر اسکی رہائی کی ضرور چاہیے اور ہوسکے تو صرصر کو راہ مین روکو چالاک نے
کہا آپ خاطر جمع رکھیے کچھ اندیشہ نفرمائیے مین جاکر معمار کو لاتا ہون اگر صرصر بارگاہ مین پہنچ گئی
ہوگی تو مین اندر سے بارگاہ کے لاؤنگا وہ کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگی اگر مین نے اسکو ذلت نہ دی
تو نام اپنا چالاک نپایا یہ کہکر چل نکلا پیچھے اُسکے برق بھی روانہ ہوا چالاک سمت راست کو برق
بائین طرف جڑھکے چلے مگر صرصر جو پہلے چلی تھی معمار کو لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین پہونچی حیرت
اتفاق سے اسوقت بارگاہ مین نہ تھی اندر طلسم کے گئی تھی صرصر نے جو اُسکو نہ دیکھا تو پوچھا کہ ملکہ طلسم
کہان گئی ہین لوگون نے کہا اندر طلسم کے گئی ہین صرصر یہ سنکر پشتارہ لیے ہوئے پل پریزادان طے
کرکے اندر طلسم کے گئی وہان بھی حیرت گنبد نور پر نہ تھی مگر باہر گنبد کے ایک مقام پر فرش بچھوا کر
بیٹھی تھی ناچ دیکھ رہی تھی چند مصاحبین ہمراہ تھین صرصر نے آکر تسلیم کی اور پشتارہ سامنے رکھدیا
اُسنے پوچھا کہ اس پشتارہ مین کسکو لائی ہو اسنے کہا معمار قدرت کو حیرت نے کہا ارے یہ
تو جہاندار قدرت مالک بیابان گلریز کا مصاحب ہے تجھے کیونکر ملگیا اُسنے کہا یہ طرفداری کرنے کو
مہرخ کی آیا ہے تمام لشکر مین شور مچا ہوا ہے کہ اب قلعہ بنایا جائیگا حیرت نے کہا تو نے کارنمایاں کیا
جو اس جھگڑے کو اول ہی سے طے کر دیا اچھا گنبد نور کے قصر مین وہ جو مکان سامنے بنا ہے وہان
ایک پلنگ بچھا ہوا ہے اُسپر لیجاکر اسکو لٹا دے اور پردے دالان کے چھوڑکر دس بارہ ساحرون کو
پہرے پر برائے حفاظت مقرر کردے اور خوب بندوبست کرکے آ صرصر حسب الحکم وہان معمار کو لیگئی
اور سب انتظام کرکے اس خیال سے کہ اندر طلسم کے کون آئیگا پھر حیرت کے پاس آئی اُسنے اپنے

پارچہ کا خلعت صرصر کو دیا صرصر تو مالا مال ہو کر اپنے مقام پر خیمہ زن ہوئی یہاں تو یہ سانحہ گذرا لیکن
اور ماجرا سنئے جسوقت نامہ کوکب معمار کو پہونچا اور عازم ہوا کہ کوکب پاس جائے دن بھی یہ کوکب
کیطرف آیا وہاں ایک ساحر افراسیاب کا دوست بھی معمار کے پاس اسوقت تھا وہ اپنی جگہ پر
اسکے جانے کے بعد آیا اور اسنے نامہ جلد جال کا افراسیاب کو لکھا کہ اسطرح معمار کو کوکب نے بلایا ہی وہ
اسکے پاس گیا ہی آپ ہوشیار ہو جائیے یہ نامہ افراسیاب کو جب پہونچا اسوقت حیرت کا نامہ بھی پہونچا
کہ مہرخ کے لشکر میں معمار آیا ہی اور اسکی شراکت کرنیکا ارادہ ہی بادشاہ یہ دونوں نامہ پڑھکر متفکر تھا کہ
تیسرا نامہ حیرت کا آیا کہ معمار کو صرصر پکڑ لائی ہی یہ نامہ پڑھکر بادشاہ کو خوشی ہوئی اور اسیوقت
جواب لکھا کہ ای ملکہ معمار کو بہت ہوشیاری سے رکھنا میں بھی آتا ہوں حیرت کو جب نامہ شاہ پہونچا
اسوقت اسکو شراب کا نشہ بہت تھا وہ اسکے اندر ایک حجرے کے کہ وہاں تلے اوپر ہزاروں رکھے
ہوئے تھے اسکے دیکھنے کو چلی گئی ادھر حال چالاک سنئے کہ یہ جو وہاں سے چلا تو پہلے اسنے صورت بدلکر
بارگاہ حیرت میں جاکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ صرصر اندر طلسم کے معمار کو لیگئی ہی پس یہ بھی اسیطرف چلا
دریاے خون رواں پر پہونچا نشان قدم صرصر کا وہاں دیکھا اسنے بھی چلنے کا قصد کیا جب پل پر یہاں پر
قدم رکھا دریاے خون رواں جوش میں آیا پانی اسکا معلوم ہوا کہ آسمان سے لگ گیا کف دریا اسوقت
آفتاب تھا آسمان اس بحر کا ایک حباب تھا اور علاوہ دریا میں جوش آنے سے ایک بو ادھر چالاک کو
پانی کی سرخ رنگ نظر آئی جس سے طبیعت سخت گھبرائی حال اس پل کا اور دریا بارہا لکھا گیا ہی لیکن
بسبب اوہی ناظرین پھر شروع ہوتا ہی کہ ضرور جاہیے بیان کیا گیا ہی کہ یہ مقام طلسم بند ہی اور چار درجہ کا
بنا ہوا ہی اسکے نیچے کے درجہ میں دریاے خون رواں جاری ہی اور اوپر کے درجوں کا یہ نقشہ ہی کہ ہر درجہ
میں بارہ بارہ ہزار درخت طلاے احمر کے بنے ہیں اور ایک درجہ میں چبارہ ہزار درمیں انمیں ایک ایک
پریزاد کھڑی ہی ایک سمت کو کچھ جن ہیں کہ وہ شیر پر سوار شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے مستعد بجنگ ہیں
اور ایک درجہ میں بہت سے دیو ہیں اور ہر درمیں دو زنگی آپس میں شمشیر زنی کر رہے ہیں مگر تلواروں کا
انکی یہ عالم ہی کہ جہاں وہ تلوار جسمیں لگی ہے جسم میں لگ جاتی ہی پس وہ ایک ہی وار میں دو ٹکڑے ہو جاتا
ہی باوجودیکہ وہ دونوں وار کو روکتے بھی خوب ہیں لیکن اگر ہاتھ پڑ جاتا ہی تو پھر قلم ہی ہوجاتا ہی اور قاتل
اُسی مقتول کے دونوں ٹکڑے جسد کے ملاکر لاش پھرتا ہی وہ پھر زندہ ہو جاتا ہی اور لڑنے لگتا ہی اور اسکو قتل کر

سی حرکت وہ بھی کرتا ہے وہ بھی جی اُٹھتا ہے غرض اس طلسم سبب باغیچون میں تخل وشمع ہوتے ہیں مگر مرتا
ایک بھی نہیں اور تیسرے درجے کے درون میں ایک پری زاد دستی ہے نہایت شوخ وشنگ
ناہید آسمان سے بہتر فلک حسن کی قمر وہ پری زاد بین موتی چھولیوں میں بھر بھر کے اچھالتی ہیں کہ وہ
موتی سب دریا میں گرتے ہیں اور دریا سے سبز و سرخ زرد مچھلیاں نکل کر انکو نگل جاتی ہیں اور جو
اُس درجے کے جو برج بنے ہیں اُن برجوں میں ایک ایک پری حسن میں بہتر از ماہ و مشتری تاکیاں
منھ سے لگائے کھڑی ہیں اور پل پر تیار وان بالکل الماس کا ہے کہ مثل برق کے چمکتا ہے اور مینار
اُسکی بہت بلند ہیں اور جا بجا مینار اُس پر بنے ہیں اور بہیبت اُن میناروں کی ایسی ہے کہ آدھے
آدھے مینار اوپر کے ایسے نظر آتے ہیں کہ جیسے دھڑ آدمی کا ہے اور اُس مینار میں سے آدمی نکل آتا
ہے لیکن پاؤں کا پتا نہیں اور وہ آدمی بھی دریا سے جواہر میں غوطہ مارتے ہیں اور وہ نو لکھ
فیصلون پر پل کے کچھ پریان ہیں کہ سراسر زر و زیور سے آراستہ گولے فولادی ہاتھوں میں
لیے آپس میں گیند دھڑ کا کھیل رہی ہیں اور اسطرح گیند بازی ہوتی ہے کہ کوئی گولا زمین پر گرنے
نہیں پاتا ہے برابر تار بندھا ہوا ہے اور ہر گیند سے پھول مثل ہوائی اور بہت پھول کی آتشبازی کے
جھڑتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرا پھولوں کا تختہ ہو رہا ہے چالاک نے تو کبھی یہ تماشا دیکھا نہ تھا حیران ہوا
اور سیر کھڑے ہو کر دیکھنے لگا اس عرصہ میں برق بھی ہر طرف سے پھرتا ہوا یہاں آ کر پہنچا اور چالاک
کو پل پر کھڑے دیکھکر اُسنے پوچھا کہ کیوں بھائی صاحب کچھ سراغ آپ کو مہتاب کا ملا یا نہیں چالاک نے
کہا کہ مہ تو نکل گئی اور اسی طرف سے گئی ہے مگر ہم یہاں طلسم کا ایسا انداز دیکھتے ہیں اس سبب سے جاتے
ہوئے خوف کھاتے ہیں مقام ناچاری ہے برق نے کہا پھر کوئی تدبیر ضرور کرنا چاہیے اور مہتاب کو لانا ضرور
ہے کیونکہ وہ ہمارا احسان فرما ہے اور دوسرے خواجہ کوکب کے پاس ہیں انھوں نے وہاں سے
بھیجا ہے اگر کچھ پیچ پڑ گیا تو برا ہوگا خواجہ الزام دینگے کہ تم لوگوں سے نگہبانی ایک شخص کی ہو سکی
چالاک نے کہا اگر یہ ہے تو ہم جاتے ہیں چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو ہم کو عیاری جیسے طلسم ظاہر میں کرنا
ویسے باطن میں برق نے کہا یہ سب سچ ہے مگر اندر طلسم کے کوئی جا نہیں سکتا اس میں آدمی ساحر ہو یا
غیر ساحر وہی شخص جاتا ہے جسکو افراسیاب کی اجازت ہو یا افراسیاب بلالیتا ہے جب جانا ہوتا ہے اور
بھائی یہ طلسم مثل اندر طلسم کے نہیں ہے یہ مقام بہت سخت اور دشوار گذار ہے جب تک میں یہاں

آیا ہون دو مرتبہ اندر طلسم کے گیا ہون اور خواجہ بھی ہزار دشواری گئے ہین چالاک نے کہا اگر تم ہو آئے
تو ہم کو بھی وہ ایک مرتبہ جانا ضرور چاہیے برق نے کہا ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا وہان کا گیا پھر پھرتا
نہین اور بڑی مشکل سے زندہ رہتا ہے ساحران آدم خوار و مردم آزار ناخدا ترس رہتے ہین مسکن شیاطین
و آسیب ہر جگہ ہو خدا پناہ جان اُسسے بچنا مشکل ہوتی ہے روٹی نہین ملتی پانی نہین ملتا ہے چالاک
نے کہا کچھ کیون نہ ہو ای برق تم تو ہو آئے اور مجھسے یہ باتین عیاری کی کرتے ہو اب جو خدا کی مرضی ہم
جائینگے ضرور یہ کہکر اُسنے قدم آگے بڑھایا شور و غوغا پانی کے اندر سے پیدا ہوا کہ لیجیو گھیریو ماریو اور
شعلہ ہاے آتشی دریا سے نکلکر اور ہر طرف سے پیدا ہو کر تا بفلک سر کشیدہ ہوئے برق نے دوڑکر پکارا
کہ ای بھائی چالاک واسطے اپنے دین و مذہب کا پھر آؤ کیا غضب کرتے ہو کیون اپنی جان مفت
دیتے ہو دیکھو اب بھی کچھ نہین گیا ہے آؤ پھر آؤ چالاک نے اُسکی خاطر سے کہدیا کہ اچھا آتا ہون اور
وہان سے دکھانے کی راہ سے پھر اور سامنے ایک درۂ کوہ تھا اُسمین چلا گیا برق بھی مطمئن ہو کر
ایک طرف روانہ ہوا چالاک پھر درۂ کوہ سے نکلکر پل کیطرف روانہ ہوا مگر برق نے خیال کیا کہ
دیکھو تو چالاک کیا کرتا ہے پھر اُسنے جو تلاش کیا تو دیکھا کہ پل پر قدم رکھتے ہی پھر جوش و خروش پیدا
ہوا ہر حباب دریا کا چشم خونخوار بنکر آنکھین دکھانے لگا پھٹے پھٹے لال لال دیدون سے ڈرانے لگا اور
قدم جب چالاک آگے بڑھاتا ہے پیچھے پڑتا ہے اور یہ معلوم دیتا ہے کہ ہزار کوس پر مین جا گرتا ہون
لیکن پھر کوئی سنبھال لیتا ہے ادھر چار طرف اُس دریا مین سے اژدر آتشین و ماران سیاہ زہریلے نکلنا
شروع ہوئے اور پریون نے وہی گیند یعنی گولے فولادی آ کے برسانا آغاز کیے عیاذاً باللہ ہر سمت آتش باری
ہونے لگی زمین و آسمان سب ایک انگارہ نظر آتا تھا بیچ مین اُسکے سمندر کیطرح چالاک جاتا تھا ہر طرف سے
آواز گھنٹ گھڑیال بجنے کی آتی تھی اور صداہاے مہیب سے دل دہلتا تھا زنگی جلد جلد اُڑتے سے اور کہتے
تھے نہنگ خون آشام دریا سے نکلکر حملہ کرتے تھے زمانہ کا مزاج برخلاف تھا دریا نہ تھا زنگی شہر کا دل
جوش مین فرط غضب سے آیا تھا یا بخارات دل دہر کے نکلتے تھے کہ آگ کے شعلے بنگئے تھے وہ جگہ
کرۂ نار تھی دوزخ سے زیادہ گرم اور رشک از خرار تھی ادھر آگ برستی تھی شرر مثل باران کے یا تیر شہاب
کے آتے تھے شعلے بگولے کیطرح پیچ و تاب کھاتے تھے شیاطین آگ منھ سے اُگل کر رخت ہستی جلایا چاہتے
تھے اُس مقام پر شرر و شعلہ ریز کا حال تھا کہ ابیات

شور پانی کرے تھا رہ رہ کے
چھاتی پہ جوں گرے ہو نزار

اسطرح چھوٹے ہیں جن میں چھلے
ساغر مہر گرم تھا یاں تلک

سنگ پر یوں تھی آب کے لب عار
شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک

یہ کیفیت اُس سرزمین طلسم کی دیکھکر چالاک گھبراتا تھا مگر اسکا جسم آتش اور ہر بلاے سحر سے بسبب انگشتری جمشیدی کے محفوظ تھا اور قدم اُٹھائے خدا کو یاد کرتا چلا جاتا تھا اور دل سے کہتا تھا برق فرنگی کا قول بالکل غلط نظر آتا ہے یہاں تو سب شعبدہ صرف کھلانے کا ہے کچھ ضرر نہیں پہونچتا ہے اے چالاک ابھی کسی کے کہنے پر نہ چلے اگر تم ڈر کے رہجاتے ہرگز یہاں نہ آسکتے برق کو نہیں معلوم مجھے کیا عداوت تھی جو منع کرتا تھا اسی طرح کے خیال دل سے کرتا ہوا جاتا تھا مگر یہ نہ جانتا تھا کہ میں بسبب انگشتری جمشیدی کے بچتا ہوا جاتا ہوں اور ہر بلا سے محفوظ ہوں الحاصل یہ تو جست وخیز کرتا ہو دل کے اوپر سے گذر کر اُس پار دریاے خون وان کے پہونچا مگر دل میں حیران تھا کہ کیونکر میں بچ آیا اور برق اُس پار کھڑا دیکھا کیا دل میں بہت متحیر تھا کہ چالاک ضرور کچھ سحر سیکھ آیا ہے غرض جب چالاک اُس پار پہونچا سامنے قلعۂ طلسمی نظر پڑا کہ دروازہ بہت وسیع اور دراز اُسمیں لگا ہے اور گنبد نور سامنے بنا ہے منزل منزل تک دیوار قلعہ کی کھنچی نظر آتی ہے دروازہ کھلا ہے ہزارہا ساحروں کا پہرا ہے چالاک بھی آگے جا کر صورت ایک ساحر جلیل القدر کی ایسی بنا کر کانوں میں جواہر کے کنڈل ڈالے یاقوت رنگ سانپ گلے سے لپیٹے دھوتی تتامبری باندھی موتی اور مونگے کی مالا ہاتھ میں لیا بازوؤں پر جوشن مرصع کا باندھے کردھنی سونے کی کمر سے لپٹی منقل سونے کی آگ اُسمیں دہکتی ہاتھ میں لیکر اندر دروازے کے آیا کسی نے اُسکو روکا نہیں یہ سمجھکر کہ یہاں سواے اجازت یافتہ ساحر کے اور کوئی آ نہیں سکتا ہے چالاک بے اندیشہ دروازہ سے گذر کر جب آگے بڑھا شہر پناہ یہان اُسکو نظر پڑا ہر طرف ساحروں کی بستی دیکھی رعیت فرط عشرت سے ہنستی دیکھی کئی مرتبہ کیفیت اُس شہر کی بیان ہوئی ہے اسوجہ سے اختصار کیا گیا یہ دوکانیں اور مکانوں کو دیکھتا ہوا چلا کہ ہر قصر جسکا قصر فریدون اور نوشیروان پر طعنہ زن تھا یہاں کے مکانات دیکھکر طاق فریدون کے دل میں رشک سے روزن تھا سینہ سوراخ دار تھا مختصر یہ کہ یہاں کا ہر ایک ادنی مکان بھی بہت نایاب قطعدار تھا بالکل پرستان کا ایسا نقشہ نظر آتا تھا دل اُسی جا رہنے کو چاہتا تھا ہر طرف پری پیکروں کا جماؤ ہر سمت جوان جوان جادوگرنیوں کا بناؤ دکانیں آراستہ خریداروں کا ندا پیراستہ اشیاے نفیسہ و اقمشۂ و جنسہ عمدہ کا انبار

ہر چیز نایاب پُر بہار چالاک سیر دیکھتا ہوا گنبد نور کے متصل آیا اُسکو بھی ہرا طلسم کا پایا تین درجے کا
ایک قصر فلک رفعت بنا پایا کہ جو ملکہ طلسم کی تخت نشینی کا مکان ہی اطراف مین اُسکے ہزارہا قصر بنے تھے
نقش و نگار مین ارژنگ چین اور نگارخانۂ مانی کو شرماتے تھے روح نعمان بن منذر اُس مکان کی
گرد آوری پر نثار تھی سبحان اللہ کیا عمارت قطع دار تھی خورنق بہرام کی حقیقت اُسکے سامنے بے حقیقت
نظر آتی تھی صفائی عمارت آئینۂ اسکندر کو اندھا بناتی تھی اور گنبد کے ملکہ حیرت نہ تھی انھین
مکانات مین سے ایک مکان مین مسند نشین عزت تھی ساحران نامی حاضر تھے فن ادب سے ماہر تھے
سامنے ملکہ کے گلدستے طلسمی چنے تھے عطردان پاندان جوگھڑے رکھے تھے صرصر شمشیرزن بھی حاضر تھی اور
معمار کو سامنے والے ایوان مین کہ اُس قصر سے علحدہ وہ مکان تھا وہان پلنگ پر جا کر صرصر نے لٹا دیا
تھا ساحرون کو پہرے پر بٹھا دیا تھا چالاک ساحر بنا ہوا اندر اُس مکان کے کہ جسمین حیرت تھی
آیا اور ایک طرف کو اپنی فکر مین استادہ ہوا اور اُسنے حال دربار سب دیکھا خیال کیا کہ خدا کی قدرت
بہت بڑی ہی کہ جو ایسی بادشاہزادی اور ایسے زبردست ساحر افراسیاب پر ہم لوگ فتح پائین اور
اُن ملاعنان غدار کو خاک مین ملائین اللہ اکبر کیا جاہ و جلال ہی کیا ملک ہی کیا خزانہ و مال ہی اسی فکر مین
تھا کہ صرصر کو اُسنے خلعت پر زد پہنے ایک طرف کو استادہ دیکھا اور صرصر نے بھی کہ دستور عیاران ہی
نئے آدمی کے آنے سے اُسکو خوب دیکھ لیتے ہین چار طرف دیکھا چالاک پر نگاہ پڑی مدت سے
طریقے عیارون کے یہ دیکھتی آتی ہی اور عیارۂ زبردست ہی اُسنے بنگاہ اوّل پہچانا کہ یہ چالاک عیار
ہی اور اُسکی آنکھ چالاک کی آنکھ سے اسطرح لڑی کہ چالاک بھی سمجھ گیا کہ اُسنے مجھکو پہچانا یہ تو راہ کترا کر
اُسیوقت باہر اُس قصر کے نکلگیا اور صرصر اُسکو دیکھکر متوجہ ہوئی تھی کہ مین حیرت سے اُسکے آنے کی
حقیقت کہون اُسنے اُسکو باہر جاتے نہین دیکھا پس حیرت سے اُسنے کہا کہ اے ملکہ دوران دیکھیے
چالاک بن عمرو معمار کے چھڑانے کی فکر مین یہان آیا ہی اور استادہ ہی حیرت نے اُسکے کہنے سے
اُسی طرف پھر کر دیکھا تو چالاک کو نہ پایا پس خفا ہو کر صرصر سے کہا کہ اری چڈو تو کیا کچھ دیوانی ہوگئی
ہی یا نشہ زیادہ ہو گیا ہی بھنگ پی کر آئی ہی جو ایسی بات بیوقوفی کی مُنہ سے نکالتی ہی اری یہ تو
بھلا تو اپنے دل مین سمجھ کہ چالاک دریاے خون رواں طے کر کے اندر طلسم کے کیونکر آیا اور در شہر
تاپرستان پر ہزار ساحر بیٹھا ہوا تھا اُسکی آنکھون مین خاک اُسنے کیونکر جھونک دی صرصر ان باتون

کو سنکر سمجھی کہ ملکہ سچ کہتی ہین مجکو شبہہ ہوگیا واقعی یہان عیارون کا آنا دشوار ہو اگر کبھی آتے بھی ہین تو پکڑ گئے
آئے ہین یا ایک بار برق چادر جمشیدی کی وجہ سے آگیا تھا ایسا کچھ سوچکر یہ بھی خاموش ہو رہی
اور دربار مین اور باتین ہونے لگین ادہر چالاک جو باہر اُس قصر کے نکلا تو اُس مکان کیطرف
آیا کہ جہان معمار قید ہو وہان اُسنے دیکھا کہ بہت سے ساحر ایک مکان کے دروازے پر بیٹھے ہین
یہ بھی ٹہلتا ہوا اُسی طرف پہونچا اور اُنکے قریب آکر پہلے تو کھڑا رہا پھر کہا کہ بھائیو یہ مکان تو بہت سرد
معلوم دیتا ہو ملکہ جس قصر مین بیٹھی ہین وہ بہت گرمی کی جگہہ ہو مین تو بوکھلا کر چلا آیا اُن ساحرون
نے یہ کلمات سنکر جواب دیا کہ بھائی صاحب حقیقت مین تو ہم تم ایک ہی ہین کیونکہ تم بھی اس طلسم مین
رہتے ہو اور ملازم بادشاہ ہو اور ہم بھی یہین کے ساکن اور ملازم ہین لیکن دلمین اپنے آزردہ نہو نا
کہ ہمکو یہان ٹھہرنے کو اُنھون نے منع کیا ای بھائی ہم مجبور ہین اس مقام پر کسی کو حکم مالک کا ٹھہرنے
دینے کا نہین ہو بس لازم ہو کہ تم یہان سے چلے جاؤ اسجگہ ٹھہرنے مین ہمارے تمھارے دونون کے
لیے قباحت ہو کیونکہ یہان ایک ساحر زبردست قید ہو چالاک نے نام قیدی کا جو سنا تو مستفسر ہوا
کہ کون ایسا زبردست قید ہو کہ باہر مکان کے بھی کسی کو ٹھہرنے کا حکم نہین اُنھون نے کہا بھائی
معمار قدرت اُس ساحر کا نام ہو چالاک نے معمار کا نام سنکر گردن ہلائی اور کہا خوب ہوا
جو وہ قید ہوا بڑے دعوے سے قلعہ بنانے آیا تھا نمکحرامون کا طرفدار بنا تھا سرکشی سے بہت سر اُٹھایا
تھا ای بھائی اسی طرح سب نمکحرام قید ہو آئین تو البتہ خوشی کا مقام ہو یہ کہکر کہا اچھا بھائی کام سے
کام ہو وہ بات کیون کرین جسمین تہمت الزام آئے ہم جاتے ہین مگر گرمی مین آئے تھے اگر کہو تو پانی
تھوڑا وہ جو گھڑا سامنے رکھا ہو اُسمین سے پی لین ساحرون نے کہا شوق سے پانی کی منا ہی نہین ہو
چالاک گھڑونچی پاس گیا اور سرپوش گھڑون کے اُٹھا کر سبکو دیکھا وہ ساحر اُسکو پانی کی اجازت
دیکر آپسمین باتین کرنے لگے اور اُسنے بیہوشی پانی مین ملا دی اور ایک گھڑے سے کچھ پانی انڈیل کر
دکھانے کی راہ سے پیا اور کہا بھئی پانی بھی بہت سرد تھا کہ پینے سے کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا کیون بھائی
کیا برف اُسمین ڈالی ہو اچھا سامری کے حوالے کیا ہم چلے مگر تم بھی کتنے بیمروت لوگ ہو کہ ایک چلم بھی
نہ پلائی آگ ہوتی تو تمباکو اور چرس ہمارے پاس بھی دو دو دم مار لیتے کہ گرم ہو جاتے یہ جو سُنا تو یہان
وہ چار ساحر چرس کے عادی تھے وہ بولے کہ آؤ بھائی آگ ہم دین یہ تو خواہ مخواہ ڈرے جاتے ہین

ارے قیدی اندر مکان کے قید ہین یہ بیچارے قیدی کا کیا کرلینگے ان باتون سے ساتھ والے بھی
خاموش ہو رہے چرسیون نے چالاک کو بلا کر پاس اپنے بٹھایا اور کہا بھائی دیکھو وہ ٹھیکرا آگ
کی سلگا رکھی ہے چالاک نے کمر سے تھیلی تمباکو کی نکالی اور چلم اُنسے لیکر اُسپر چڑھائی اور کچھ چرس نکالکر
اُنکو دکھائی اور کہا یہ ہے تو کشمیر مگر سال جہان کے مقابلے مین ہے اور بہت نایاب ہے یہ کہکر تھوڑی سی
چلم مین جماکر آگ پھونک کر رکھی اور اُنکو دی کہ لو بھائی سر کرو اُنھون نے کہا نہین پہلے تم سر کرو
اُسنے کہا واہ ہم تمھارے سامنے سر کرین ارے بھائی ہم تو تمھارے بہت پینے والے ہین اُنھون نے کہا
واہ واہ یہ آپنے خوب کہی ایک نے کہا ان بھائی کا مزاج بہت اچھا معلوم ہوتا ہے بہت گل آدمی ہین
غرض باتین بناکر اُنھون نے دم لگائے چالاک نے دوسری چلم اور جماکر اور دون کو دی جتنے تھے
سب نے اندر وانگ ایک ایک دم لگائے اور تعریف کرتے جاتے تھے کہ بھئی واہ کیا تحفہ چرس ہے کچھ دیر مین سب کو
گرمی معلوم ہوئی اور تشنگی پیدا ہوئی اُٹھکر اُنھین گھڑون مین سے سب نے سیر ہوکر پانی پیا اور چھینک
مارکر سب بیہوش ہو گئے چالاک اندر مکان کے پردہ اُٹھا کر داخل ہوا اور صورت صرصر کی بنکر پلنگ
پر سے معمار کو اُٹھا کر پشتارہ باندھکر دوسرے دروازہ سے مکان کے نکلا دہان اور دربان ایستادہ
تھے اُنھون نے صرصر کو پشتارہ لیجاتے اور اندر سے مکان کے نکلتے دیکھکر کہا کہ آپ اس طرف سے تو گئی
نہین پھر کدھر سے اس مکان مین آئین صرصر نے جواب دیا کہ ہمکو سامری جمشید نے یہ بھی قدرت
دی ہے کہ جہان چاہین ظاہر ہو جائین جہان چاہین پوشیدہ داخل مکان ہون کہ کسی کو نظر نہ آئین اور جس
مقام پر جی چاہا ہے تو نہین ہزار مرتبہ گئے ہین اور اگر ایسی قدرت ہم مین نہوتی تو ایسے ایسے
ساحران نامی کو ہم پکڑ کر کیون لے آتے تو دیکھو یہ پشتارہ معمار قدرت کا ہے ملکہ حیرت جادو پاس
لیے جاتی ہون یہ کہکر قدم شاطری مارتا ہوا اسیدھا اسطرف کو روانہ ہو گیا مگر راہ مین دیکھا بہت ساحر
دیکھے کہ گنبد نور محافظ تھے اور یہ اندر سے گنبد نور کے ابھی نکلا تھا آخری ڈیوڑھی پر اُن محافظون نے
اسکو روکا کہ بی صرصر کیا لیے جاتی ہو اُسنے کہا کہ ملکہ حیرت نے ایک شخص اپنی بارگاہ مین بھیجی ہے مین
اُسی کو لیے جاتی ہون اُنھون نے کہا کہ ہمکو تو آدمی اسمین معلوم ہوتا ہے صرصر نے جواب دیا کہ پھر ہمارا
تو کام ہی یہ ہے کہ آدمی کو لاتے ہین اور لے جاتے ہین ورنہ نہین کیا ہم تو جب کسی کا فرد ہون کیطرح دھوتے
ہین اور مال و جواہر تھوڑی سی کا باندھکر لیجاتے ہین جو کوئی ٹھہرو اچھا نال ہمکو رکے تو کے اور پکڑے

تم تو آج ایسی تحقیقات کرتے ہو گویا مجلو چوکی مقرر کیا ہو بھلا مجکو کیا مطلب ہو جو آدمی لا دون اور چور بنون جی مین آتا ہو کہ اس لشارے کو تمھارے سر پر مار کر اپنا راستہ پکڑون جو کوئی پوچھے گا تو کہدونگی کہ اپنے دربانون سے پوچھ لو وہ لوگ یہ باتین سُنکر خائف ہوئے اور کہا حقیقی بی صرصر تم سچ کہتی ہو کہ تمھارا کام آدمی کا لانا اور لیجانا ہو لیجاؤ خفا نہو ہمکو کیا کام ہم روک ٹوک سے صرصر بلکی جھلکتی وہان سے لیکر آگے بڑھی مگر جب کوئی دس بارہ قدم دروازہ باقی رہا تو دروازہ نظر سے غائب ہوگیا اُسوقت اُسنے اپنے دل مین کہا کہ برق فرنگی سچ کہتا تھا بس اُسنے خیال کیا کہ لاؤ انگشتری جمشیدی کو دیکھون یہ سوچکر اپنے ہاتھ کو دیکھا تو انگشتری پر نگاہ پڑی اُسمین لکھا دیکھا کہ ای چالاک میرے سبب سے تو اس مقام پر چلا آیا مگر اب مجھ مین طاقت نہین ہو کہ مین تجکو باہر مکان طلسمی کے پہونچادون مگر ہان اگر بیضۂ عقاب جمشیدی تیرے پاس ہوتا تو البتہ تو باہر جا سکتا تھا اب تو بغیر امداد ساحر زبردست کے نکلنا یہان سے دشوار ہو ماندی ماندی تا دور قیامت یہین جو ماندی اب چالاک یہ مضمون دیکھکر انگوٹھی کا حیران ہوا اور آندھی آئی غلغلۂ آمد افراسیاب ہوا تمام طلسم مین شور مچگیا کہ شہنشاہ آتے ہین ہزارون ساحر دوڑ پڑے ہوا سرد چلنے لگی ابر سرخ نمودار ہوا ساحرون مین سے کوئی سجدہ کرنے لگا کوئی اوندھے منھ گرا کوئی ڈنڈوت کرنے لگا گھنٹے اور گھڑیال اور ناقوس اور جھانجھ بجنے لگے اب چالاک سمجھا کہ اب بُرے پھنسے بس اُسنے گھبرا کر جو دیکھا تو اُس مکان کا کوٹھا اُسکے خیال مین آیا کہ سوائے اِسجگہ کے اور کوئی مقام پوشیدہ ہونے کا نہین بس زینہ اُسکا تلاش کرکے جلد تر بالاخانہ پر آیا وہان ایک راؤٹی پڑی تھی اُس راؤٹی مین جاکر چپکا بیٹھا وہان سے بھی ایک طرف کو کھلا ہوا تھا تو وہ مقام جہان حیرت تھی دکھائی دیتا تھا الحاصل یہ تو وہان بیٹھا اور افراسیاب اُسی قصر مین کہ جہان حیرت تھی آکر اترا حیرت نے اُٹھکر مجرا کیا شاہ نے ہاتھ پکڑکر تخت پر برابر اپنے بٹھالیا حیرت نے ایک سو ایک کشتی جواہر اور سو کشتی اشرفیون کی نذر گذرانی اس اثنا مین صرصر بھی خلعت عطیۂ حیرت پہنے ہوئے آئی اور نہایت خوش وخرم بامید انعام سامنے بادشاہ کے آکر کھڑی ہوئی جب شاہ نے اُسکی طرف دیکھا اُسنے مجرا کیا شاہ نے بھی اُسکی تعریف فرمائی کہ اے صرصر تونے بڑا کام کیا اُسکے صلے مین بہت کچھ تو پائیگی صرصر نے بادشاہ کی دونون ہاتھون سے بلائین لین اور کہا ای بادشاہ یہ سب آپ کا اقبال ہو میری کیا اصل ہو جو مین کچھ کرسکون آپکے اقبال سے نیچہ پرا تے تیرے

ساحر پر قابض ہوگیا اور دین ایسے موذیون سے بچکر اُسکو لے آئی شاہ نے کہا اس امر مین بہت مجکو حیرانی ہو کہ معمار بڑا اپنے مذہب کا پکا تھا یہ کیا وجہ ہو کہ اب سب لوگ سامری او جمشید سے برگشتہ ہوتے جاتے ہین یہ کیا شامت اعمال ہر ایک کی ہو کہ اپنے دین کو خود چھوڑ کر خدائے نادیدہ کو پرستش کرتے ہین کیا مرنے سے نہین ڈرتے کبھی آخر سامنا سامری کا ہوگا یا نہین پھر اُسوقت کیا جواب دینگے حیرت نے کہا بعد موت دوزخ مین خداوندی کی جلینگے اور کیا ہوگا افراسیاب نے کہا اچھا ان امور سے کچھ مطلب نہین ای صرصر تو جاکر معمار کو میرے سامنے لے آ صرصر بموجب حکم چند ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر چلی اور اُس مکان کے دروازے پر پہونچی کہ جہان معمار کو چھوڑ آئی تھی دربان وغیرہ اُسکو دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کیون بی صاحب پھر آگئین اُس عیارے کو دوسرے نے کہا ارے بھائی دریافت کرنے کی کیا احتیاج ہو وہ لیگئی تھین تو پہونچا آئی ہونگی تم ان عیارنیون کے مقدمہ مین زیادہ دخل نہ دیا کرو تھین کیا مطلب ہو جو پوچھتے ہو صرصر نے یہ باتین سُنکر کہا کہ تمنے کیا کہا کہ پہونچا آئین مین کیا لیگئی تھی جو پہونچا آئی اُسنے کہا کہ جیسا وہ تم لیکر آئی تھین اُسی ابھی لیگئی تھین صرصر نے کہا ارے واہی ہوا ہو کون چڑیا آئی تھی اور لے کون گئی تو کہتا کیا ہو کچھ دیوانہ ہوا ہو دربان نے کہا آپ تو گالیان دیتی ہین ہماری جانے جوتی کہ آپ کیسے لیگئین اور لے آئین آپ ہی اپنے مُنھ سے آپ چڑ ونیتی ہین ولی ور بالزادی بنتی ہین ہم نہین جانتے جاکر دیکھیے اس کلمہ پر صرصر اُسکو نگاہ تہر گھورتی ہوئی کہ رہ تو جاموندی کاٹے سمجھون گی اور دربان ساتھ والے کہتے ہوئے کہ تمنے اتنا پوچھکر آفت بلائی اُسنے کہا اجی آفت کیا آگئی بہت ہوگا نوکری چھوٹ جائیگی لو صاحب ہم کیا اب ہر ایک کی باتین سُنا کرینگے یہان تو ایسی باتین ہین مگر وہان صرصر دوسرے دروازے پر جو آئی تو ساحرون کو بیہوش پڑے دیکھا اندر مکان کے جو گئی تو معمار کا پتا نپایا بیتاب چالاک کا لگا پایا بس یہ ماجرا دیکھکر بدحواس ہوگئی اور سب ساحرون کو باہر آکر اُسنے ہوشیار کیا اور کہا ارے کمبختو یہ کیا ستم تمنے کیا کہ تم سب مر رہے اُنھون نے کہا سبحان اللہ واہ واہ آپ بھی کیا خوب آدمی ہین کہ ہمکو الزام دیتی ہوئی آئین سوتا کون ہو اور غافل کون تھا ہم تو سب جاگ رہے ہین صرصر نے کہا اگر تم ہوشیار تھے تو معمار کو کون لیگیا وہ بولے کوئی لیگیا ہوگا اسکو ہم کیا جانین مگر ہم جاگتے ہین صرصر نے کہا شہنشاہ آئے ہین اب تمھارا جاگنا معلوم ہوگا معمار کو کوئی لیگیا اور تم جاگتے تھے اتنا سُنتے ہی ہرکارے جو لگے ہوئے تھے وہ بھاگے اور جاکر شہنشاہ کو اطلاع دی کہ

معمار وہان نہین ہے اُسین صرصر بھی آئی اور اپنے سب حال بیان کیا افراسیاب نے سب ماجرا
سُنکر اپنے دونون ہاتھ بند کرکے کھولے ہاتھون مین سے ایک پتلا پیدا ہوا اور اُڑکر سامنے آیا افراسیاب
نے کہا پکار جاکر کہ معمار کو لیکر اے چالاک جلد حاضر ہو پتلا اُڑکر جانب آسمان گیا اور بلندی پر
ٹھہر کر اُسنے آواز بلند پکار کر کہا کہ اے چالاک بن عمرو جس مقام پر کہ تو بیٹھا ہے معمار کو لیے ہوئے
وہان سے جلد مع معمار کے سامنے شہنشاہ ساحران کے حاضر ہوکر شہنشاہ قسم یاد فرماتا ہے کہ مین تجکو طلسم
کے باہر نکال دونگا اور اگر میرے حکم کو تو نے نمانا اور معمار کو نہ لایا تو مقرر غارت کر دونگا پتلا تو منادی
کر رہا تھا اُدھر ممنت جادو نام ایک ساحر نے ہاتھ باندھکا افراسیاب کے سامنے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ آپنے جو پتلے سے منادی کرائی ہے مگر دیجانے والا اُس مقام پر کا ہیکو ہوگا جو آواز پتلے کی
سُنکر آئیگا وہ کب چلا گیا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ وہ جا نہین سکتا طلسم سے ممنت نے کہا کہ چالاک
پاس انگشتری جمشیدی ہے اور بیضۂ عقاب ہے پھر وہ کیون ٹھہرنے لگا افراسیاب نے کہا بیضہ اپنے دیوار
سفاک پر مارا وہ اِسکے پاس باقی نہ رہا اگر کوئی تمیز دار لائق ساحر ہوتا تو بیضہ سے دیوار بھی توڑ تا اور
اُسکو ہاتھ سے نہ کھوتا وہ سحر کی قدر کیا جانے بیضہ اپنے کھینچ مارا وہ برباد ہو گیا خالی انگشتری سے اب
وہ جا نہین سکتا اِدھر اُدھر ہوگا ممنت یہ کلام سُنکر خاموش ہو رہا وہان پتلے نے جو بار بار پکار کر کہا چالاک
نے آواز اُس پتلے کی سُنی اور دلمین آیا کہ سامنے بادشاہ کے چلون مگر بسبب انگشتری کے صدائے پتلہ سحر نے تاثیر
کامل نہ کی اگر انگشتری نہوتی تو ضرور سامنے مسحور ہوکر جاتا اور انگشتری ہونے پر بھی اتنا اثر ہوا کہ گھبرا کر زینہ
پر اُس کوٹھے کے آیا دیکھا تو تمام طلسم مین غدر ہو رہا ہے ہر ایک ساحر کہتا ہے کہ اے بھائی اپنے اپنے مکان کے دروازے
بند کر دو کانون کو ٹھہاؤ ایک بار برق طلسم مین آیا تھا تو سب بازار لٹ گئی تھی ابکی کوئی چالاک ہے
کہ وہ آیا ہے پھر وہ تو چالاکی کرے ہی گا نگہبان قلعہ مکانات کے دروازون پر بیٹھتے جاتے ہین و کانون
کے بند ہونے کی آواز آتی ہے خلقت بھاگی جاتی ہے یہ حال دیکھکر چالاک سمجھا کہ بیشک تم مارے گئے اسی
کشش و پیچ مین خیال آیا کہ انگوٹھی مین معلوم ہوا تھا کہ بغیر ساحر زبردست کی اعانت کے نکلنا یہان سے
دشوار ہے اس سے معمار تو ساحر زبردست ہے وہ تیرے پاس ہے اسکو ہوشیار کرکے حال بیان کر کیا بعید ہے کہ جو یہ
تجکو نکال لیچلے یہ سوچکر جست کرکے پھر اُس راؤٹی مین گیا اور معمار کو نشادارے سے کھولکر ہوشیار کیا جب
اُسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک راؤٹی مین پڑا ہون اور ایک عیار روہ کہ بارگاہ مہرخ مین تھا میرے

پاس کھڑا ہی یہ اُٹھ بیٹھا اور مستفسر ہوا کہ مین کہان ہون اور کیا ماجرا ہی چالاک نے جال صرصر
کے پکڑ لانے کا اور اپنے یہان آنیکا اور مکان سحر سے نکالکر اُس راوٹی مین لانیکا اُس سے بیان کرکے
کہا کہ ای معمار اب تمسے کچھ تدبیر ہوسکے یہان سے نکل چلنے کی تو کرو ورنہ میری اور تمہاری جان مفت
مین جاتی ہی میرا جو کام تھا وہ مین کرچکا اس امر سے ناچار ہون کہ تمھین لیکر نکل نہ سکا اب افراسیاب
یہان آیا ہوا ہی اور اُسکا تیلا مجھکو کئی بار پکار چکا ہی اور بار بار میرے دل مین آتا ہی کہ مین اُسکے سامنے
چلا جاؤن اور دروازہ مکان کا مجھکو نکل جانے کے لیے معلوم نہین دیتا ہی بس اب تم جلد تر کوئی
بندوبست کرو معمار قدرت نے ہنسکر کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین تمکو لیے چلتا ہون مین تو افراسیاب
کے سمجھانے کو آیا تھا مگر سچ کہا تھا کوکب نے کہ وہ بالکل خردماغ ہی اور کوڑ مغز ہی پھر وہ میرا کہا کاہیکو
مانیگا ایسے کو نصیحت کرنا بالکل بے سود ہی بموجب مصرع تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبدست
یہ کہکر چالاک کو پنجہ مین داب کر اُس کوٹھے کے دوسری طرف یہ کودا یہان جو آکر دیکھا تو صدہا تیلا
سحر کا معمار کو اور چالاک کو ڈھونڈھ رہا ہی اور غلغلہ بلند ہی اُسمین ایک تیلے نے چالاک اور
معمار کو جاتے ہوئے دیکھا کہ کوٹھے پر سے اُترکر پنجہ سے چالاک کو اُسنے چھوڑ کر کہا میرے پیچھے چلے آؤ
اور دونون جاتے ہین بس تیلے نے غل مچایا کہ وہ جاتے ہین وہ جاتے ہین آواز تیلون کی افراسیاب
نے بھی سُنی اور بیقرار ہوکر کھڑا ہوگیا اور پکارا کہ ای معمار قدرت خیرہ سر تیرہ روزگار کہان جاتا ہی
خبردار جانے کا ارادہ نہ کرنا اُس آواز کو سُنکر معمار نے کہا کہ ارے تو کیا بکتا ہی معلوم ہوا کہ اندھا ہوگیا ہی
اور اسقدر غرور تیرے کاسۂ دماغ مین سمایا ہی کہ اب تجھکو کچھ دکھلائی نہین دیتا ہی یہ کہکر چالاک کو پنجہ مین
دابکر اُڑا اور قندیل غلاف ہوگیا پھر تیلون نے غل مچایا کہ وہ گئے اور معمار کا کہنا بھی کہ تجھکو غرور ہوگیا ہی
شاہ طلسم نے سُنا بس غصہ مین آکر قصد اُڑنے کا کیا ملکہ حیرت جادو اُٹھکر کمر سے لپٹ گئی اور بادشاہ کو
کھینچا کہ وہ اُڑنے سے گرا گرنے مین لات حیرت کے لگ گئی وہ سمجھی کہ بادشاہ کو مین جو مانع جانے کے
لیے ہوئی تو اُسنے عمداً لات ماری بس پھر تو بگڑ کر بولی کہ بھاڑ مین جائے ایسا گھر چولہے مین جائے
ایسا ساتھ ای صاحب تم اسقدر گھبرا کیون گئے ہو تو اپنا راج تم کرو رکھو تم آدمی کو آدمی ہی نہین سمجھتے ہو
تو صاحب میرے لات مار بیٹھے اور لوگ کو ٹھکرانا بُرا ہوتا ہی میری چلتی کو کہسا مری قسم میری گھر مین فصد
ہونے لگا یہ کہکر تیوری چڑھاکر منہ بنایا افراسیاب نے ٹھڈی مین ہاتھ ڈالا کہ ای جان من مین نے آپ

جا نگر لات نہین ماری تمنے مجلکو کھینچا مین خود گر پڑا اچانک لات تمھاری لگ گئی یہ کہکر خوشامد کرنے لگا اُسنے کہا بس بس اب باتین نہ بناؤ معلوم ہوا کہ اب ہماری کم بختی سب طرح سے آگئی ہی تمھارا تو یہ حال ہی کہ ادنی اعلی ہر ایک پہ دوڑ پڑتے ہو یہ کون حرکت بیجا ہی شاہ نے کہا پھر کیا کرون اتنے ساحر بیٹھے تھے کسی نے بھی حوصلہ عقب معمار جانے کا نہ کیا ملکہ نے کہا تو منھ سے کہنا چاہیے تھا کہ لو اُسکو جب کوئی نجانا جب ہی کہتے خیر ہمارا ادبار ہو اب یہان مار تو گڑتی ہو شاہ خاطر اُسکی کر رہا ہی وہان معمار جو بلند ہوا شہر ناپرسان سے ایک ہی سناٹے مین نکلا دریا پر آیا یہ ساحر زبردست ہی سب طرح کے تحفہ اپنے پاس رکھتا ہی اسوجہ سے جب شعلہاے آتش اور بلیات دریا نے سرکشی کرکے اُسکو آزار ہو نچانا چاہا اُسنے سحر بجھا دی مہر انگشتری دست چالاک مین تھی اسوجہ سے دریا نے راہ دی یہ صحیح سلامت اس پار اُتر کر چالاک کو تو نیچے چھوڑ دیا اور کہا تم اب لشکر مین جاؤ مین دو تین روز کے بعد آؤنگا اور اپنی ذلت ہونے کا مزا اُسی افراسیاب حرامزادے کو دکھاؤنگا یہ کہکر ایک سمت کو روانہ ہوا اور چالاک بارگاہ مہرخ کیطرف چلا کر جا کر ملکہ سے رہائی معمار کا حال بیان کرواتی دھر حیرت جادو نے بارگاہ رنگین حصار کو نکلوا کر باہر طلسم کے استادہ کرایا اور وہان آکر داخل ہوئے اور افراسیاب اُسکے پاس سے اُٹھکر جانب ظلمات چلا گیا مگر چالاک جو جانب بارگاہ مہرخ چلا اُسکو راہ مین معمار پھر ملا ایک سمت کو جاتا تھا اور کچھ سوچتا جاتا تھا چالاک نے اُسکو روکا اور کہا اے معمار اگر آپکے خلاف مزاج نہو تو دو قدم پر بارگاہ مہرخ ہی وہان تشریف لیچلیے آسودہ ہوجیے و نیز وہان سب متفکر آپ کی گرفتاری سے ہونگے اُنکی تسکین بھی کیجیے وہ سب آپ کو دیکھ لین مین زبانی جاکر جو کہونگا تو کسیکو یقین آئیگا اور کسی کو نہ آئیگا اور مہرخ مجھسے آزردہ ہونگی ہم لوگ عیار ہین جو کچھ انعام اکرام ملنے والا ہوگا وہ کچھ نہ ملے گا آپ کا حرج ہی کیا ہو دو چار جام شراب کے پی کر چلے جائیے گا یہ کلمات سُنکر معمار قدرت ہمراہ چالاک چلا اور دونون آکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئے مہرخ کو نہایت خوشی ہوئی اور بڑی خاطر معمار کی کی احوال پوچھا اُسنے تعریف چالاک کی فرمائی کہ اسطرح جاکر اُسنے مجکو چھڑایا ورنہ بڑی مجکو ذلت شاہ جادوان دیتا مہرخ نے حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا صداے ہو شاہو ش و نوشانوش بلند ہوئی رقاص رقص کرنے لگے یہان تو سب مصروف عیش و نشاط ہین وہان بارگاہ رنگین حصار مین حیرت جادو جو آئی ہی تو نہایت

آزردہ خاطر اور ملول ہو رہی ہو اور حال معمار اور چالاک سب بیان کر رہی ہو اتنے مین مصور اور صورت نگار جادو بھی آئے اور اُنھون نے حال زبانی ملکہ سُنکر صرصر سے کہا کہ تو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ مین عیار کو خوب پہچانتی ہون مگر آج تو نے کیون نہ پہچانا جو چالاک قید سے آکر معمار کو چھڑا لیگیا صرصر نے کہا قضا و قدر سے کیا چارہ ہو اسکو مین کیا کرون اور مین نے تو ملکہ سے عرض کیا تھا کہ چالاک آیا ہو ملکہ نے فرمایا کہ یہان کوئی نہین آ سکتا مین بھی سمجھی کہ ملکہ سچ فرماتی ہین بس یہی دھوکا ہو گیا پھر ہونے والی بات اُس سے سب ناچار ہین حیرت نے کہا اچھا ایک مرتبہ وہ قید سے نکل گیا پھر اب کیا نہین پکڑا آ سکتا جا دیکھ تو کہ معمار کہان ہو اور ہو سکے تو پکڑ لا صرصر یہ سُنکر کچھ غیرت مین آ کر صبا رفتار کو اپنے ہمراہ لیکر پھر روانہ ہوئی اور صورت بدلکر لشکر مہرخ مین آئی بحر عیاری مین غوطہ مار کر ایک درِ مقصد اُسنے حاصل کیا فوراً چوبدار کی صورت بنکر اُس طرف پہونچی کہ جہان مہرخ کی مجرئی رنڈیان اُتری ہوئی تھین یہان آ کر جو دیکھا تو خیمہ اور سایبان استادہ ہین فرش دریون چاندنیون کے بچھے ہین رنڈیان جوان جوان بیٹھی ہین کوئی مقابہ کھولے آرائش و زیبائش مین اپنے مصروف ہو کوئی بیٹھی تعلیم لیتی ہو عاشق تن جمع ہین کوئی کسی یار سے ہنس رہی ہو اسی طرح یہ دیکھتی ہوئی ایک رنڈی دلسند نام کے ڈیرے پر پہونچی کہ اونچی رنڈی تھی اُسکا ہاتھی جو انعام مین ملا تھا ایک طرف بندھا تھا خیمہ مثل بارگاہ کے بہت بلند اور وسیع تھا نوکر خدمتگار وغیرہ سرگرم کار تھے دو چار خوشامدی ہر وقت مرد آدمی صبح و شام بیٹھے رہتے تھے رنڈیان یعنے نوچیان ہر طرف بقصد آرائش و زیبائش پھرتی چلتی تھین و ایک چاہنے والے بھی اِدھر اُدھر لگے ہوے تھے بعض سے اشارے ہوتے تھے بعض سے جگت بازی ہوتی تھی صرصر چوبدار تو بنی ہوئی تھی ایک نازنین نہایت خوبصورت گلفام کو اُسنے تجویز کر کے قریب جا کر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا اجی بی ذرا ادھر آؤ سُنو تو اُسنے کہا بھی ہائے اللہ مجھے نہ بولو تو اُسنے کہا واہ واہ تم تو خوب ہمارے صاحب ہین تمسے ایک بات پوچھونگا اُسنے کہا کہ جو کچھ پوچھو اتنی جان سے پوچھو مین کیا جانون اُسنے کہا نہین تمسے پوچھ لینگے تو کیا قباحت ہو گی ذرا ادھر آؤ وہ نازنین اُسکے کہنے سے پشت خیمہ کیطرف چلی آئی اُسنے کہا مین تمسے یہ پوچھتا ہون کہ تمھارا سر ڈھاکا گیا ہو یا نہین وہ شرما کر نیچی گردن کر کے چپ ہو رہی اُسنے کہا شرمانے کی بات نہین ہو یہان ایک سردار والا تبار معمار قدرت آیا ہو اُس سے کئی لاکھ روپیہ کی بافت ہو اُسنے یہ سُنکر چاہا کہ اپنا ہاتھ چھڑا کر کھلکھلا کر ہنستی ہوئی

بھاگ جائے صرصر نے ہنسی سے اُسکے مُنھ پر ہاتھ پھیرا کہ وہ بیہوش ہوگئی اُسنے اُسکو اُٹھاکر اور
علحدہ مقام تنہائی میں لیجاکر کپڑے اُسکے اُتارے اور رنگ روغن عیاری لگاکر اُسی کی ایسی صورت
بنی اُسوقت اُسکی صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کی عجیب کیفیت تھی کیونکہ ایک تو وہ خود ہی
حسینہ جمیلہ نازنین عورت تھی دوسرے طرہ اُسپر بناوٹ تھی مارکاکل سے اُسکی جان عشاق بچنا
دشوار وہ زلف اُسکی پُرپیچ و خمدار کہ دام دلکش اُنکو کہنا روا ہزارون بلائین اُنکے بلون سے پیدا زخم
کاکل کا قریب چشم آنا پھندے مین آہوون کو پھنسانا نظر آتا عید کا چاند جبین اُسکی مہ پارہ یا افق مطلع انوار
یا صبح صادق کے آثار چہرہ مہ کا رنگ سامنے اُسکے پھیکا آئینۂ اسکندر سامنے آجانے سے شرمندہ
چاند اُسکا ماتھا ٹیکا اُسکے اوپر نیا تماشا کہ چاند کے اندر تارا جبین جبین بحر خوبی کی موجین چین برجبین
جیسے مصور چین رہین ابرو کو برق دم کہیے تو بجا ہے ہر ادا سے اُنکے بجلی گرانا ظاہر ہوتا ہے ہزارون کا خون
کمان ابرو کے عشق مین چلہ کش جان کمان ابروان خنجر عشق چشم فتان بعینہ توسن ناز شوخی اور دلبری
کا اُنسے پیدا انداز ابلق لیل و نہار کو آنکھین دکھاتی تازیانہ سرمہ دنبالہ دار کا لگاتی نرگس آنکھین
تو آہو چھین اور سرمہ شاخ آہو ہر چشم اُسکی آفت اور فتنہ جو ناک اُسکی چہرہ پر حسن کی ناک دیکھنیون
کو ہر وقت اُسکی تاک وہ گورے گورے رخسار نرم و نازک جنکے بوسہ کی ہوس لیے عمر بھر اگر
جان دیکر بھی بوسہ اُسکا میسر ہو تو مفت ہے سراسر خوبی مین طاق ہے ہر چند کہ بظاہر جفت ہے لعل سے
لب لعلین کی اُسکی تشبیہ کیا اُسمین یہ تبسم یہ نزاکت یہ ادائے دلربائی کجا وہ واقعی رکھتے ہین
اعجاز مسیحا اسی طرح ہر اعضا اُسکا بے مثل و لاجواب بحر خوبی مین وہ در نایاب چھاتیان سینہ پر
اُبھری ہوئی انار وہی سیب کو شرماتین باغ حسن کے نخل مین یہ دو ثمر عمدہ تھے وہ چھاتیان دو
انار پر سو بیمار بناتین کیا وصف حسن اُسکا کیا جائے از سرتاپا جسکا یہ نقشہ ہو کہ مسدس

دیکھنا چاہیے لیلیٰ کو بچشم مجنون
جھومنا سحر ادا اٹکھیلیون کی چال افسون
ہاتھ اگر ملے یہ ادا ایک ہو بالا دہان
الجھی چوری کی نظر سے وہ چلی شرم کنان
فاش پردہ کرے جب آئینۂ زانو کا

اُسکا سایہ اگر پری نکلے اُسی پہ قربان
کیسی مستانہ قیامت کی چھبیلی ہے چال
کب لچکتی ہوئی اس چال سے دل پائمال
پیر ٹھکرا کے جو پازیب کی جھنکار کرے
سر کے بل جھینک کے آئینہ سکندر آیا

معجز عیسیٰ مریم کا ہو رفتار سے خون
کبک و رہنس تو خود رفتہ مین آہو پامال
سینہ اُبھرا ہوا گردن مین خم اور خفتہ دل
خفتہ خواب عدم کیسے نہ بیدار کرے
آب آئینہ سے پانی ہو بہت ساجاہا

ڈو جتا جیسی بھرا پانی نہ یوسف کو ملا
شوخ و شتاخ تھی وہ کافر بیدین عیار
ستم و جور و جفا سبکے نرالے اطوار

آئینہ رد یون ہے یون نسبت لبِ نو تھی عیان
رام اُس بت نے کیے مومن کافر دیندار
ڈھنگ سارے تھے نئے عجب نئی انداز نئے

آئینہ داری ہے مانند حضور کوران
ہے قیام اُسکا قیامت تو بلا کی رفتار
طور تھے تازہ کرشمے ہیں نئے ناز نئے

اِس صورت سے آراستہ ہو کر اُس رنڈی کو ایک گڑھے میں ڈالکر تیون وغیرہ سے چھپا کر آپ اُٹھلاتی
ہوئی اُس خیمہ میں کہ جہان سے وہ رنڈی آئی تھی آئی نائکہ نے اُسکو دیکھکر پوچھا اری سندر کہان
گئی تھی اِسنے کہا حضور اِدھر ہی اُدھر تھی وہ خاموش ہو رہی اِس عرصہ میں چوبدار سلطانی آیا کر
چلو حضور میں مجرا کرنے کو بلایا ہے نائکہ نے کڑے سونے کے ہاتھ میں پہنے انگیا شہابی چست زیب تن کیے
ململ کا چنا ہوا دوپٹا اوڑھکر چوپہلے میں سوار ہوئی رنڈی کو بھی پاس بٹھایا ایکطرف اُگالدان
لگالیا پاؤں آگے ڈھیر کر دیے کہار ڈولی اُٹھاکر چلے پیچھے پیچھے سبھی روان ہوئے غرض یہ جاکر جلو خانہ میں
اُتری ایک طرف کو صحنچی بارگاہ میں ملی فرش بچھ گیا اسباب ہان رکھا گیا ساز وہان چھڑنے لگا
نوچی آراستہ کنگھی چوٹی سے ہو کر ناچنے چلی نائکہ آکر ایک طرف بیٹھی ملکہ و اہل دربار کو تسلیم کی یہ تو
اسطرح ناچنے آئی مگر صبا رفتار جو اُسکے ساتھ آئی تھی اُس سے اُسنے کہدیا تھا کہ میں تو جاکر کسی خواص
کی صورت بنکے بارگاہ میں بیٹھونگی تجکو چاہیے کہ بارگاہ میں آکر کوئی عیار ہو تو اُسکو بفن عیاری
بارگاہ سے اُٹھا لیجانا اور ایسا کچھ اپنے خیال میں اُسکو مصروف کرنا کہ وہ میرا دھیان مطلق نہ کرے
بس صبا رفتار ایک خواص کی ایسی قطع بنکر داخل بارگاہ ہوئی یہان چالاک کرسی پر سامنے
معمار کے بیٹھا تھا اُسنے جو نگاہ اُٹھاکر حسب دستور عیاران چار طرف دیکھا تو ایک خواص کو اجنبی
صورت بدلکے صبا رفتار پر جو اُسکی نظر پڑی صاف چہرہ سے پاؤں پڑتے دیکھا بس پہچان گیا کہ یہ
عیارہ ہے بس یہ بھلا دا دیکر اُٹھا کہ میں پکڑلون صبا رفتار تو اُسکو اپنی جانب مصروف کرنے
آئی تھی بس وہ جلد باہر جلو خانہ میں چلی گئی چالاک پھر ٹھہر گیا سمجھا کہ وہ نکل گئی لیکن ہر طرف
آپ ہوشیاری کی راہ سے نگران رہا صرصر جو کسی بنکر آئی ہے اُسکی جانب چندان خیال نہین کیا اور
صبا رفتار بعد کچھ عرصہ کے پھر داخل بارگاہ ہوئی اور ایک طرف آکر ٹھہری چالاک نے جو اُسکو
دیکھا معلوم کیا کہ عیارہ پھر آئی معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھات میں لگی ہے اُسکو پکڑنا چاہیے بس یہ سوچکر
پھر اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور راہ کتراتا ہوا اُسی کی جانب چلا کہ دھوکا دیکر پکڑلون صبا رفتار

ترچھی نظر سے دیکھ رہی تھی وہ پھر بھاگ کر چلی اتفاق سے جلوخانہ کی طرف چالاک جا چکا تھا ادھر
نہ گئی اُسکے سراغ مین بارگاہ فرار کر چلی چالاک بھی اُسکے پیچھے بارگاہ سے نکلکر چلا پھر تو تمام بارگاہ مین
اندر باہر غلغلہ ہوا کہ صاحبو ہوشیار ہو جاؤ بچیان بارگاہ مین آئی ہوئی ہین دست بردی کو ہر ایک
شخص اپنے مقام پر متنبہ ہوا اُس عرصہ مین صرصر ناچنے لگی اور اسطرح گائی کہ ہر ایک محو ہو گیا مگر ہر شخص
بسبب شور ہونے عیار بچیون کے متوحش ہو رہا تھا اسوجہ سے کچھ اچھی طرح اُسکا رنگ نہ جما اور معمار نے
جو نام عیار بچیون کا سُنا گھبرا کر کھڑا ہو گیا مہرخ نے کہا کیون کہان کا ارادہ ہے اُسنے کہا مین اب جاؤنگا
یہان عیار بچیان آمادہ بہ عیاری ہین مجکو ذلت ہو چکی ہے اب ٹھہرنا مناسب نہین ہے ایسا نہو کہ پھر
کوئی پیچ پڑ جائے انشاء اللہ اب جو وہان سے آؤنگا تو سزاے معقول ہر ایک باغی کو دونگا مہرخ
بھی اس کلمے سے خاموش ہو رہی اور یہ اُٹھکر جانب جلوخانہ روانہ ہوا صرصر ناچ رہی تھی اُسنا نگہ
سے کہا کہ یہ سردار مجکو اشارے سے بُلا گیا ہے شاید کچھ مجھپر مفتون ہوا مین جاتی ہون اور اس سے باہر
بارگاہ کے جا کر باتین کرتی ہون نا نگہ نے لالچ مین آکر اجازت دی صرصر جلد باہر بارگاہ کے گئی
اور معمار کو جاتے دیکھکر پکارا کہ ای نوجوان ذرا ٹھہرنا اندر بارگاہ کے تو غلغلۂ عیار بنیان تھا بدینوجہ
معمار نے اُسکے حُسن و خوبی پر اچھی طرح نظر نہ کی تھی اسوقت ٹھہر گیا اور غور سے جو اُسنے دیکھا ایک بت
شوخ و شنگ جسکا دل اور چھاتیان دونون سنگ ماہ لقا یوسف جمال شمع رو گل اندام مہر ضیا
عیسیٰ خصال سمن بو لالہ فام دریاے دلبری کی گوہر یکتا حسن کی مہر منور راحت دل لعل ے بفقر جیب
خورشید محبوب خوشخو گلرو بلبل خوش سخن بوچشم آہو بناز و ادا تیری جانب آتی ہے اور مُسکرانے مین
خنجر موج تبسم دل پر پھراتی ہے غرض اُس آفت جان نے قریب آکر دونون ہاتھ کمر مین ڈالدیے
اور کہا یا سامری ایسا بھی بے مروت مین نے تمسا کوئی مرد وا نہین دیکھا اس طوائف پیشے کے
پیشہ مین ہزارون مرد وے مین نے دیکھ ڈالے لیکن تمھاری سی صورت آجتک مین نے دیکھی
تھی مین سچ کہون جب سے مین نے تمہین دیکھا ہے میرا تو یہ حال ہوا ہے کہ مسند جی

| | | |
|---|---|---|
| پیار کرتی ہون مگر تمکو مری چاہ نہین | آپ اتراتے ہین باخبر سے آگاہ نہین | کھا کے سوگند کہا مین نے کہ واللہ نہین |
| تمسے کیا کام ہو خوبون سے مری راہ نہین | ہو گیا جان کا لیوا مجھے کر کے مفتون | اثر ی جرم کی پہ موئے عشق کو قربان کر دون |
| دل ہوا آپ پہ فدا تمہین واقف پیارے | ہو سکے کیون نہ لگے آخر دل جان بچا ہے | دل جو حسرت مین گیا شام الم کے بلاے |

| رات پھر صبح ہوئی ہجر مین گن گن تارے | خاک مین آپ کی الفت نے ملایا جوبن | آتش عشق نے پھونکا دل و جان کا خرمن |
|---|---|---|

بس اب مین تمکو کہان جانے دونگی سامری کی قسم ہی جان دونگی اگر میری جانب نظر التفات نکروگے معمار نے جو ایسی خوبصورت کمسن معشوقہ کو ایسا عاشق خصال پایا دل سے کہا کہ یہ بھی ایک دولت لازوال ہی جو سامری نے تجھے عنایت کی ہی ارے نادان مصرع چاہنے والی کسکو ملتی ہی آئے ہاتھ سے نہ دینا چاہیے بس یہ سوچکر اُسنے کہا ای جانی و ای مایۂ عمر و زندگانی بھلا مین کیا جانون کہ کون مجھسے محبت کرتا ہی اور میری الفت مین آہ و نالہ کرتا ہی اب معلوم ہوا کہ تمکو مجھسے الفت ہی اچھا تم ٹھہرو مین بعد چند روز کے پھر یہان آؤنگا اُسوقت تمکو اپنے پاس بلاؤنگا اس صنم زیبا صورت نے ایک دوہتڑ ہاتھ اُسکے اوپر مارا کہ چل ہٹ دور ہو دے حواس مین آ اپنا تو یہ حال ہی کہ ایک گھڑی فرقت مین کٹنا محال ہی اور یہ جب آئینگے تب مجھکو بلائینگے جب تکہ تم مجھکو جیتا پاؤگے یہان قبر پر روتے ہوئے آؤگے یہ کہکر چپکے سے کہا کہ سامری کی قسم ناگہ روز پیام سر دھکے کا ہی ایک امیر سے دیتی ہی مین اس نام سے بھاگتی ہون اور کہتی ہون کہ جسپر دل آیا ہی سامری کرے وہ امانت اپنی پوری پائے ای میان تیرے صدقے اب مجھکو تم اپنی فرقت مین نہ تڑپاؤ جہان جاتے ہو وہان ساتھ لیتے چلو مجھکو گھر مین چھوڑکر یہان چلے آؤ ناگہ اگر داد و فریاد کرے کچھ اُسکو دیکر راضی کر دینا معمار دل مین اپنے سوچا کہ یہ مال تو خوب ملا کہ یہ نا کتخدا ابھی ہی پھر کسی کی جورو بیٹی نہین اچھا تو ہی اسکا محل کریے بس یہ سوچکر اسکا ہاتھ پکڑکر اشارہ جو کیا ایک تخت اُسکے چوتڑون کے نیچے آگیا معمار بھی اُس تخت پر سوار ہولیا اور اُسکو لیکر چلا یہان کچھ عرصہ مین ناگہ نے اپنی نوچی کو تلاش کیا تو اُسکو نہ پایا باہر کے لوگون سے دریافت کیا اُنھون نے کہا کہ ہمنے تو دیکھا کہ وہ معمار قدرت کے تخت سحر پر بیٹھکر چلی گئی ناگہ یہ سنکر سامنے مہرخ کے آکر پیٹنے لگی اور کہا اوری میری روزی کا ٹھیکرا تو معمار قدرت صاحب لیگئے مہرخ نے کہا تجھکو سرکار سے تنخواہ بقدر ملا کریگی اور حال دریافت کرکے نوچی تیری دلادی جائیگی کھانا کپڑا ابھی منگا دیا جائیگا ناگہ ناچار وہان سے پھرکر اپنے مقام پر آئی وہان کچھ دیر کے بعد اُسکی نوچی کو گڑھے مین پڑے پڑے ہوش آیا اور گھبراکر اُٹھی اپنے حال کو دیکھکر گھبرائی اور وہان سے کپڑون وغیرہ کو باندھکر جلد تر خیمہ مین آئی ناگہ نے پوچھا کہ اری تو تو معمار کے ساتھ چلی گئی تھی اُسنے سب حال جو بیدار کے آکر بلا لیجانیکا بیان کیا اب ناگہ اور خائف ہوئی کہ وہ جو معمار کے ساتھ گئی ہی وہ معلوم ہوتا ہی کہ عیار بچی ہی دیکھیے اگر معمار کو مار ڈالا

تو ہم لوگون پر بڑا الزام آوے گا اُسنے نوچی کو کپڑے پہنائے اور پھر لیکر سامنے فرخ کے گئی اور سب
کیفیت معرض عرض مین لائی فرخ نے فوراً طائر سحر اور پتلے وغیرہ بارگاہ حیرت کیطرف روانہ کیے
کہ اگر معمار کو عیارہ وہان پکڑ کر لائے تو مجکو اُسی وقت خبر دینا طائر وغیرہ تو اُس طرف بھیجے اور
طوائف کو گہنے اور لباس کہو جانے کے عوض بہت کچھ روپیہ دیکر راضی کیا یہان تو فرخ ہمہ تن گوش
بھی ہوئی متحیر اور متفکر بیٹھی ہو لیکن وہان صرصر کا حال سُنیے کہ معمار تخت اڑانے اُسکو لیے روانہ تھا
اُسنے اثنا راہ مین معمار سے پوچھا کہ اسوقت آپ کہان جاتے ہین مین نے سُنا ہو کہ آپ کا وطن
بیابان گلریز ہو کیا وہین جانے کا ارادہ ہو معمار نے کہا اے سراپا ناز حسن خداساز اپنے وطن بھی جاؤنگا
مگر پہلے میرا قصد کوکب پاس جانے کا ہو کہ پہلے اُنسے یہان کا سب حال بیان کرلون تو پھر اپنے
وطن مین جاؤن صرصر نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر تو اسکے ساتھ ملک کوکب مین چلی گئی تو وہان
خواجہ عمرو موجود ہین وہ پہچان کر مجکو پکڑ لینگے پھر تو چھوٹ بھی نہ سکے گی اور وہ موا ساربان زادہ مجکو
ذلیل بھی بہت کریگا دوسرے یہ کہ وہان کے جانے سے کیا مطلب ہمراہی ہی مین کام اسکا تمام کر اور
اسکو پکڑ کر لیچل یہ سوچکر ایک مقام پر اُسنے کہ وہان دامن کوہستان تھا اور دور تک سبزہ لہلہا رہا تھا
طرح طرح کے گلہائے بوقلمون کھلے تھے ہوائے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس وزان تھی پہاڑ گلدستۂ ایوان بہار تھے
پھولون سے بھرے تھے شاخہائے سرکوہ پر بھرے پھولون کے باندھے تھے چشمہ لطیف و صاف
ہر طرف لہرین لیکر دل پیاسون کے لہراتے تھے چشمہ چشم مین تراوت اُنکے دیکھنے سے آتی تھی دل انسان
کو اپنے اوپر لبھاتی تھی درخت زمین کے مار اثمار سے بوسہ لیتے تھے جانور اُنپر زمزمہ سرائی کرتے تھے
عالم اُس صحرا کا تھا کہ بیت این سبزہ و این صحرا بوے ز جنون دارد * دیوانگی دستی امروز گلون دارد *
اُس صحرا کو دیکھکر صرصر نے معمار کی گردن مین باہین ڈالدین معاذاللہ وہ گدرایا بدن وہ زرین
گرماگرم کی گرمی پہونچنا قوت حیوانی ہیجان مین آئی جلد اُسنے بھی رخسار پر رخسار رکھدیا یا وہ فرط
حسن سے چپ بیٹھا تھا اُسنے ہنگامۂ مستی اٹھایا غلیان شہوت ہوا اُس ماہ پارہ نے بصد
اخلاص آنکھون کو گردش دے کے مسکراکر کہا کہ اے معمار ایسا سبزہ اور ایسا صحرا بھی کم دیکھنے مین آیا ہو
ابھی ملک کوکب یقین ہو کہ بہت دور ہو اگر تمہارا جی چاہے تو اُس پہاڑ کے دامن مین کسی چشمہ کے کنارے
اُترکر گھڑی دو گھڑی عشرت و عیش بولو نشاط کرلو پھر آگے چلنا معمار فرط مستی سے بیچین تو ہو گیا تھا ہو

اس بات کو غنیمت کیا فوز عظیم سمجھا اور یہ بھی خیال کیا کہ بیشک یہ کمان ابرو تجھپر ہزار جان سے قربان
ہوا ازبسکہ لذت وصل سے ابھی آگاہ نہین ہی اسوجہ سے سادہ مزاج ہی جو آپ ہی خواہش کرتی ہی
اگر بھولی بھالی نہوتی یہ چھنیسی عورت کھیلی کھائی ہوتی تو ناز و غمزہ جتاتی اب دلبری کی راہین
اور رکھنے کی چوٹین اسکو سکھائینگے اور طرحدار محبوبہ بنائینگے جب اپنے گھر مین اسکو بیوہ بنائینگے خوب
مزے اڑائینگے بس ایسا کچھ سوچکر اُسنے کہا ای جانی میری جان تجھپر قربان اگر تیرا جی سیر کرنے کو
چاہتا ہی تو آتر پڑین تو تیرے بہار باغ حسن کو دیکھتا تھا دنیا کی بہار سب بُری جانتا تھا اور نظارۂ
گلشن جمال کا کرتا تھا اب تیری مرضی سے ناچار ہوا یہ کہکر تخت اُسنے ایک چشمہ کے کنارے اُتارا کہ
اُسکے قریب ایک مرغزار درختون کا بھی تھا بس اُس چشمہ کے کنارے معمار نے چادر کمر سے کھولکر بچھائی
اور بٹھایا وہ نازنین پانی مین پانٔون ڈالکر خوش فعلی کرنے لگی اور گھٹنون تک پائنچے چڑھائے
معلوم ہوا کہ شمع فانوس پیراہن سے باہر نکل آئی وہ پانٔون اُسکے نگارین اور گوری گوری پنڈلی
معمار کی جان نکلنے لگی چاہا لپٹ جاؤن اُسنے کہا ٹھہرو تو لو تم یہان ستاؤ گے مین ذرا تم سے
الگ جاکر پانی سے کھیل لون منہ ہاتھ دھوکر ابھی آتی ہون اُسنے کہا مین تجکو اس جنگل مین اکیلا
نہ جانے دونگا شیر بھیڑیے کا ڈر ہی اُسنے جواب دیا کہ مین دور نہ جاؤن گی گز دو گز تمسے ہٹکر منہ
دھوؤن گی یہ کہکر کچھ دور اُسکے پاس سے ہٹ کر کنارے چشمے کے بیٹھی اور پانی مین ہاتھ ڈالا
اُسوقت اُس بحر خوبی کے عشق مین موجین پانی کی کنارے سے دریا کے سر ٹکرانے لگین پانی کے
دلمین بھی جوش محبت پیدا ہوا شور اُسنے بھی مثل نالۂ عاشق کیا غرض بسبیل اختصار ہر مقام پر
لکھنا اس جلد کا مرکوز ہی صرصر نے ہاتھ منہ دھوکر ایک بیضۂ بیہوشی اپنے پاس سے نکالا کہ وہ
بیضہ کئی طرح کے رنگ سے رنگا ہوا نقش دار تھا سبز سرخ زرد لکیرین اور پھول اُسپر بنے تھے بس
وہ بیضہ لیکر اٹھلاتی ہوئی گات کا عالم اُبھرے پن کا دکھاتی ہوئی معمار کے پاس آئی اور کہا ای جی
ای جی مین منہ دھو رہی تھی یہ انڈا وہان پڑا تھا نہین معلوم کس جانور کا ہی کہ ایسا انڈا مین نے کبھی
اپنی آنکھون سے نہین دیکھا معلوم ہوتا ہی کہ رنگین مچھلی جو دریا مین نہین ہوتی ہی وہی کنارے
پر آکر یہ انڈا دے گئی ادھر نہین بچپن مین سمجھ گئی یہ ولایتی کچھوے کا انڈا ہی اور صاحب
اسمین سے خوشبو بھی آتی ہی سامری کی قسم مجھے دل سے بھاتی ہی یہ کہتی جاتی تھی اور

اسلیے گر کو ہون کو بل دیتی تھی کہ نامرد نامرد زاد کو بھی مستی آتی تھی معمار نے اُسکو دھر کھینچا اور کہا یہ بے
ساتر سود ہوا اُسنے کہا سامری کی قسم دیکھو میری کلائی ٹوٹ جائیگی اور نگوڑا یہ وقت سونے کا کون ہو رات
کو سوتے ہین یا اسوقت ہوا ابھی ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی ہو نیند تو خوب آئیگی مگر مین سچ کہون جان بھی جائیگی معمار
نے کہا واہ وہ سونا مین نہین کہتا ہون ذرا میرے پاس بیٹھیے تو سہی اُسنے کہا اے لو اب مین سمجھی تم مجھکو
بورو بناؤگے جمشید جانے مین ان باتون کی راضی نہین ہین اے صاحب تمھاری صورت دیکھنے کی مشتاق
ہون مین صاحب تمھارے ہتے پہ نہ چڑھون گی معمار نے ایک نعرہ مارا اور اُسکو جب آغوش محبت مین کھینچا
اُسنے کہا اچھا اچھا مین تمھاری کنیز ہون مین جانتی ہون کہ مردوے اپنے مزے کے واسطے رحم نہین کرتے
ہین دیکھو سامری کی قسم میرا بند ابھی بھیگا ہو کئی دن سے بخار رہتا ہو اسوقت تمھاری زبردستی سے
دل دھڑکنے لگا مگر تمکو اپنے مزے کی سوجھی خیر اس انڈے کو سونگھو اور بتاؤ تو کہ یہ کیسا انڈا ہو اُسنے
دل سے کہا کہ سونگھکر کچھ کہو بھی دے کہ یہ اُسکا انڈا ہو بس اُسکو لیکر اسنے سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہو گیا
اُسنے بچھا چادر عیاری اُسکو کمند سے خوب مضبوط باندھکر پشتارہ اُٹھا کر پشت پر لگایا اور ڈیرہ گردی عیاری
کی لگا کر وہان سے روانہ ہوئی اور تمام طلسم کی راہون کو تو یہ جانتی ہو اور عیارہ ہو یا نون شاطری
مار کر راہ کو طی کرکے اپنے لشکر مین پہونچی راہ مین کسی عیار سے بھی ملاقات نہوئی اور اُسنے معمار کو
لاکر سامنے حیرت کے ڈالدیا اور کہا لیجیے وہی معمار یہ موجود ہو اب جو چاہیے اسکے حق مین کیجیے
حیرت نے یہ حال دیکھکر خوشنود ہوکر اسکو بہت بھاری خلعت دیا اور کہا اے صرصر اب اسکو تم ابھی
بیہوشی ہی مین قتل کرڈال صرصر نے کہا بہتر اگر یہین جانتی تو سر کاٹ لاتی یہ کہکر پشتارے سے اُسکو
کھولکر نیچہ گھسیٹکر چاہا کہ ہاتھ مارون اور گردن اُسکی قلم کرون یہان بیان راوی کا ہو کہ کوکب نے
معمار کے چلتے وقت سحر بھی اپنا ساتھ اسکے دیا تھا کہ جاے تو بارگاہ افراسیاب مین لا محالہ دستیاب ہو جائے
تاکہ دل اُسکا افراسیاب کیطرف سے پھر جائے مگر اُس سحر کی تاثیر رکھی تھی کہ معمار قتل نہونے پائے بس
جیسے ہی صرصر نے تیغ مارا وہ سحر کوکب کا سونے کی جریب بنکر یا مین تلوار صرصر و معمار حائل ہو گیا کہ
شمشیر صرصر اُس جریب پر پڑی معمار تو قتل سے محفوظ رہا مگر وہ جریب طلائی ٹوٹ گئی اس عرصہ مین چالاک
جو پیچھے صبا رفتار کے گیا تھا جب اُسکو وہ نہ ملی تو وہ پھر کر بارگاہ مین تمرخ کے پاس آیا تمرخ نے کہا اے
چالاک تمتو عقب عیار گئے تھے صرصر کیسی بنی ہوئی آتی تھی وہ معمار کے ساتھ گئی ہو مین دل سے

دعا کر رہی ہون کہ خداوند امعمار کو شر سے اُسکے بچائے چالاک نے کہا مین جاتا ہون خبر کو یہ لکھکر
اُٹھا تھا کہ جائے اُسوقت طائران سحر نے آکر خبر دی کہ صرصر معمار کو بارگاہ حیرت مین لائی ہو اور
قتل کر رہی ہو بس چالاک یہ خبر سُنتے ہی فوراً روانہ ہوا اور رہ مین ایک ساحر زبردست کی صورت
بنکر جیسے سامری کے تپشی بڑے جوگی ہوتے ہین اس صورت پر بنا ہاتھ مین ایک کڑا پڑا ہوا لنگوٹا
بندھا ہوا زنار باہر نکلے ہوئے کنڈل کان مین پڑے ہوئے سانپ وغیرہ تن سے لپٹے ہوئے یہ تو
اِس صورت سے بارگاہ مین حیرت کے آیا اور مہرخ بھی بارگاہ سے غائب ہو گئی اور معمار کو بچانے چلی
یہان چالاک اندر بارگاہ کے جب پہونچا پکارا کہ صاحبو مجکو شہنشاہ نے ظلمات سے بھیجا ہو کہ جادو معمار
قید ہو کر پھر آیا ہو اُسکی قضا اِس تیغہ سے ہو دیکھو یہ تیغہ مجکو دیا ہو سوائے اس تلوار کے یا اور کسی حربہ
سے نہ مارا جائے گا تم سب ہٹ جاؤ مین قتل کرون سب ساحرون نے کہا ازین چہ بہتر آپ ہی اسکو
ہلاک کیجیے ہمکو تو اسکے مرجانے سے مطلب ہو چالاک تیغہ لیکر آیا تھا وہی تیغہ تولکر آگے بڑھا مگر
صرصر عیارہ زبردست ہو اُسنے پہچانا کہ یہ جوگی نہین اور فرستادہ شاہ جادوان نہین عیار ہو بس
پہچان کر اُسنے صورت نگار سے بایا کہا اُدھر حیرت کو بھی شبہ گذرا تھا کہ بروقت قتل یکایک
جوگی کا آنا یہ کوئی فتور ہو غرض صورت نگار کو جب ایما صرصر سے شبہ ہوا کہ یہ کوئی عیار ہو
بس اُسنے ایک گولا سحر کا سامنے چالاک کے پھینکا اور کہا او سامری کے ہتھے اس گولے کو اُٹھا کر
معمار قدرت پر مار کہ یہ اس سے جلد تر مرجائیگا مہرخ تو زور سحر پوشیدہ رہے ہوا پر ٹھہری تھی
اور صحن بارگاہ مین یہ سب کرشمہ ہو رہا تھا اُسنے جو دیکھا کہ یہ گولا سحر کا ہو چالاک سے ہرگز نہ اُٹھیگا اور
خود گرفتار ہو جائیگا بس اُسنے سحر پڑھکر مصور کے سحر کو کہ صورت نے اُسی سے یہ سحر سیکھا ہو رد کر دیا
اور ایک رقعہ قلم سے لکھکر چالاک کی گود مین پھینکا اُسنے آنکھ بچا کر اُس کاغذ کو جو دیکھا تو لکھا
پایا کہ او چالاک سنو مہرخ مین نے یہ گولا سحر کا جانکر سحر کر دیا ہو کہ اب یہ تجھسے بخوبی اُٹھیگا پہلے اسکا
اُٹھنا دشوار تھا اب یہ گولا ایسا ہو گیا ہو کہ اگر تو اُٹھا کر صورت نگار پر مارے تو یقین ہو کہ یہ اسکا
کام تمام کرے بس اب تو خوف نہ کر اور اسکو اُٹھا کر مار اُس فتنہ صورت نگار پر یا مصور پر بس
چالاک نے یہ مضمون معلوم کرکے جلد وہ گولا جھک کر اُٹھا لیا اور چیخ دیا سب جانتے تھے کہ معمار
پر لگیگا مگر اُس عیار طرار نے مصور پہ اُسکو مارا صورت نگار نے اُس گولے کو آتے دیکھکر مصور

کا جلد ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور سحر کیا کہ سات سپر مین از خود پیدا ہو کر اُسپر آڑ ہو گئیں مگر گولا جو
چلا تو سپروں کو توڑ گیا معمار تو غرق زمین ہوا مگر اور ساحر جو سامنے کھڑے تھے اُنکو اُس گولے نے
جلا کر راکھ کر دیا یہ ماجرا دیکھکر حیرت جادو نے ایک بیضہ سحر کا مارا کہ اُسمین سے دھوان اور
سیاہی نکلکر مثل چادر ظلمات کی پھیلا فتح رخ جہان کھڑی تھی وہان تک پھیل گئی اور چالاک تھا رفیق
سب اس تاریکی مین پوشیدہ ہو گئے اور صرصر تو اپنی کمبختی سمجھکر علیحدہ جاکر کھڑی ہوئی تھی وہ حیرت
کے پیچھے اب جاکر کھڑی ہوئی پھر حیرت نے دو گولے اپنی انگیا مین سے نکالے ایک گولے کی تو یہ خاصیت تھی
کہ کیسے ہی زبردست جادوگر اس تاریکی کا پیدا کرنے والا ہو مگر اس گولے کے مارنے سے وہ تاریکی
دفع ہو جائے اور روشنی ہو جائے مقیدان تاریکی رہا ہو جائین اب حیرت نے چاہا کہ وہ گولا جو
ساحران زبردست کو ہلاک کرتا ہے معمار پر مارون مگر ادبار آیا ہوا ہے اس گھبراہٹ اور جلدی
مین وہ گولا تو نہ مارا دوسرا گولا جو دافع تاریکی تھا اُٹھا کر مارا اور بہت فرحناک ہوئی کہ اب مین نے
کار حریفان تمام کیا مگر قسمت مین غمناک ہونا تھا وہ گولا جو اس تاریکی مین جاکر پڑا سب اندھیرا اور
دھوان ہوا ہو کر اڑ گیا اور پہلے سے زیادہ روشنی ظاہر ہوئی ہر ایک چیز بخوبی نظر آنے لگی چالاک نے جلد
لخلخہ بیہوشی کے دفع ہونے کا معمار کو سنگھایا جب اُسکی آنکھ کھلی اُٹھ بیٹھا اور اپنا حال دیکھکر مین بارگاہ حیرت
مین گرفتار بیٹھا ہوں بہت پریشان ہوا اور از بسکہ عاقل ہے سمجھ گیا کہ پھر تو پکڑا آیا ہے پس یہ سمجھکر اُسنے سحر کیا کہ
لگتہ صرصر کی جلگئی اور یہ سیدھا ہوا اُسوقت بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ لیجیو پکڑیو جانے نپائے صدہا ساحر
اُسکے گرفتار کرنے کو دوڑ پڑے اُسوقت فتح رخ نے ایک گچھا سوئیون کا مارا کہ وہ سوئیان صدہا کے جگر سے پار
ہو گئیں ساحرون کے مرنے کا شور سپرون نے مچایا باہر جلد جلد لشکر تیار ہونے لگا مگر ہر ایک کہتا تھا ارے
بھائی ان عیارون کے مقدور مین کون ہے کہ یہ ایسا وار کرتے ہین کہ گروہ گروہ لشکریون کو بیہوش کر دیتے ہین
ساحرون کے مرنے سے اندھیرا بھی ہو گیا معمار اُسی اندھیرے مین اُڑ کر اپنے لشکر کی طرف چلا چالاک
جست کر کے ایک سمت کو بھاگا جب فتح رخ نے آنکھ کھلنے دیکھا بس یہ بھی سناٹا بھر کر چلی اسعادم بھر
مین فتح رخ کی بارگاہ مین آکر پہونچا چالاک بھی راہ کترا کر آیا یہان غلغلہ تیاری فوج حیرت سنکر
عیار وغیرہ نے نقیر سحر کو بجایا تھا یہ لشکر بھی تیار ہو رہا تھا کہ فتح رخ آکر پہونچی ادھر خبر طائران سحر نے فوج
کے تیار ہونے کی حیرت کو پہونچائی اُسنے کہا ما جیو بکار کا ہنگامہ کرنا اچھا نہین اُن لوگون کا اقبال چڑھ رہا

اب وہ سب نکل گئے پھر کیا ضرور ہو لڑنا بھڑنا سانپ نکلگیا لکیر کو پیٹا کرو اُسنے بھی طبل آسایش بجوایا فوج نے تیاری موقوف کی یہان غنچ جو آئی اُسنے معمار کو باعزاز تمام مقام صدر پر بٹھایا ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا ساقی نے جام مئے ارغوانی دیا معمار نے کہا مین بڑے غضب مین گرفتار ہو گیا تھا مگر عیار تمہارے لشکر کے اور عیار بچیان افراسیاب کی بڑے غضب کی ہین مگر عیار اُنکے بھی زبردست ہین اگر آج عیار تمہارے یہان کے سر فروشی نہ کرتے تو مین مقرر مارا جاتا اور اسی ملک اس امر مین عقل میری حیران ہو کہ اب مجکو وہان پکڑکر کون لیگیا تھا ملکہ غنچ نے کہا ہمکو پہلے ہی خبر ملگئی تھی کہ معمار قدرت گئے تو ہین مگر پکڑ آئینگے کیونکہ وہ ایک بلا کو اپنے ساتھ لینے گئے ہین ای معمار تمسے کسی سے راہ مین ملاقات ہوئی تھی اور تم اپنے ساتھ لیگئے تھے معمار نے کہا مجھسے تو کسی سے ملاقات نہین ہوئی مگر ہان ایک عورت وہ تمہاری بارگاہ مین ناچ رہی تھی جبکہ مین یہان سے چلا تو وہ مجکو آکر لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ مین تمہاری عاشق ہون مجکو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو کہ میری جان تیرے قربان ہو مین اُسکو اپنے ساتھ عورت جانکر لیگیا اور ایک کوہ کے دامن مین پہنچے کہنے سے ٹھہرا اُسنے جھیل پر جاکر ہاتھ منہ دھویا اور ایک انڈا کسی جانور کا اُٹھا کر لائی اور مجکو سنگھایا کہتا یہ کس جانور کا انڈا ہو اُسکے سونگھنے سے مین بیہوش ہو گیا پھر مجکو نہین معلوم کہ کیا گذرا اور بارگاہ حیرت مین پھر میری آنکھ کھلی چالاک نے کہا کہ وہ عورت جو تیری عاشق ہوئی تھی وہ کسبی نہ تھی وہ صرصر عیارہ ہمارے اُستاد اور والد ماجد کی منظور نظر ہی اور سرگروہ عیار بچیان ہو وہ آپ کو بفن عیاری عاشق بنکر لیگئی یقین معمار نے نام عیارہ کا صرصر سنکر کہا خیر کچھ مضائقہ نہین اب تو غفلت مین اپنا کام کر گئی مگر اب جسمین جاؤنگا تو اُسکی تدبیر کرتا جاؤنگا اور خیر ابھی تو اپنی نشانی کچھ بنا کر یہان چھوڑتا جاؤنگا کہ اُنکا قابو میرے اوپر نہ چلے غرض یہ باتین کرکے شراب کباب کی صحبت مین مصروف ہوا ناچ ہونے لگا بعد کچھ عرصہ کے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اُسنے کہا کہ مین اب رخصت ہوتا ہون چالاک نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مین کچھ نشانی چھوڑ جاؤنگا سو اُسکے باب مین کیا ارشاد ہوتا ہو معمار نے کہا اے چالاک تمنے خوب وقت پر یاد دلایا اچھا چلو مین میدان جنگ مین ایک نشان اپنا گاڑ جاؤن یہ کہکر باہر بارگاہ کے نکلکر مرکب سحر پر سوار ہوا اور دریا کو قریب دیکھکر ایک میدان وسیع دیکھکر اپنی جھولی سے سحر کی ایک گولا سنگ مرمر کا نکالا اور کچھ پڑھا پھر پڑھکر اُس گولے کو زمین پر

مارا یکایک اُس گولے مین چمک ہزار در ہزار برقین چمکنے کی پیدا ہوئی اور آواز مہیب آئی اور گرگٹ
بجلی کیطرح وہ گولا زمین کے اندر سما گیا اور اسقدر گرد اڑی کہ جہان روشن تیرہ و تار ہو گیا معمار نے پھر
سنگ دی کہ وہ گرد سنگ کنارے ہوئی اور آندھی موقوف ہوئی اب جو دیکھا تو ایک برج ہشت
پہل بطور لاٹ کے بنکر تیار ہوا ہی کہ آٹھ دروازہ اُسمین لگے ہین اور ہر دروازے پر ایک ایک برج
بنا ہی ہر برج مین ایک ایک حبشی قرنا منھ سے لگائے ہوئے کھڑا ہی قرنا بھی مثل صور سرافیل ہی اور
دروازے پر بھی اُس گنبد کے طرح طرح کے عجائبات پیدا ہین انشاء اللہ حال معمار کے قلعہ بناتیکا
آگے تفصیل وار لکھا جائیگا ابھی تو اُسنے یہ نشان بنایا ہی غرض جب یہ نشان بنا چکا اُسوقت تہرخ
وغیرہ ہر ایک سے رخصت ہوا اور یہان سے سناٹا بھر کر چلا کہین راہ مین اُسنے نہ پھر کر دیکھا اور
نہ کسی سے بات کی نہ ٹھہرا غرض منازل طلسمات طے کر کے کوکب کے پاس قلعہ کوکبیہ مین پہونچا
اور بران عمرو اور کوکب سے ملاقات کی اور تمام حال جو کچھ کہ اسیر ہوش ربا مین گذرا تھا بیان
کیا اسطرح چالاک نے میری مدد کر کے مجکو بچایا ورنہ میری آبرو اور جان دونون گئی تھین عمرو نے
سارا ماجرا سنکر پوچھا کہ معمار قدرت جادو اب کہو کہ تمہارا کیا ارادہ ہی معمار نے جواب دیا کہ خواجہ سلامت
ہے اور افراسیاب سے تو اب بالکل بگڑ گئی ہین مقرر اُس سے لڑونگا اُسنے میرے پر مجکو گالیان
دین اور کہا کھڑا رہ او تیرہ و سر خیرہ روزگار کہان جاتا ہی خواجہ اُسوقت چالاک میرے پنجہ مین تھا
اور مین اُسکے گھر مین تھا بولنا مناسب نہ سمجھا کچھ کلمات سخت کہکر مین چلا آیا وہ میرے پیچھے آتا
تھا مگر اُسکی جورو نے اُسکو روک لیا خواجہ اب اگر تم سب چاہو تو اس سے ملجاؤ مگر مین نہ ملونگا
اُسمین کچھ ہی کیون نہ میرے لیے ہو جائے اب مین بیابان گرز مین جاتا ہون کہ مالک وہان کا
جہاندار شاہ قدرت نبیرۂ جمشید ہی اور مجکو فی الحال اُسی کی ذات سے تعلق ہی اور
جہاندار شاہ مطیع تصویر جمشید ہی اُسکے یہان خداوند جمشید کی شبیہ بولتی ہی اور حکم نا احکام دیتی ہی
مین جاکر جہاندار شاہ سے سب حال عرض کرونگا اور تصویر جمشیدی کو بھی عرضی اپنے حال کی دونگا
اب جسطرح وہ میرے مقدمہ مین حکم کرے اُسی کے موجب عمل کرونگا اچھا لیجیے اب ای کوکب و شنفیم
سامری کے سپرد آپ کو کیا کوکب نے کہا بھائی ذرا ٹھہر کر شراب پی لو کھانا کھا کر آسودہ ہو لو تو پھر جانا
اُسنے کہا مجکو آئے ہوئے عرصہ بہت گذرا اور اُس سے ایک دن پہلے سے مین دربار مین جہاندار

کے نہین گیا تھا اب مجکو آپ جانے ہی دین کوکب نے کہا سدھارئیے معمار وہان سے اپنے انیسون
اور خواصون کو لیکر اُسی طرح مکانات سحر کے بناتا ہوا روانہ ہوا اور اپنے مکان کو چلا گیا بعد اُسکے جانے
کے عمرو نے کوکب سے کہا کہ جس مشورہ کے لیے مجکو آپ نے بلایا تھا وہ تو اے کوکب پورا ہوا ہے
اب مجکو بھی رخصت فرمائیے کہ جاکر حال لشکر کا دیکھون اور برّان نے کہا مجکو اجازت دیجیے کہ مین
کوہ رخشان پر سحر تیار کرنے جاؤن اب جبتک کہ افراسیاب کو مین مار نہ لونگی مین مجکو نہین ہی
کوکب نے کہا خواجہ مجکو سحر سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ابھی بڑا بکھیڑا ہونا معمار سے اور افراسیاب سے
باقی ہی اور تمکو بھی کچھ اسکی تدبیر کرنا ہوگی اس سبب سے چندے ابھی دونون صاحب یعنی برّان
اور تم یہان استقامت کرو جبوقت مناسب ہوگا مین تمکو روانہ کردونگا عمرو نے کہا بہت اچھا غرض
خواجہ سکونت پذیر ہوئے اور جلسۂ عشرت برّان نے آراستہ فرمایا اُسوقت کوکب سے باب تکلم وا
کیا اور کہا اے بادشاہ عالی جاہ یہ تو فرمائیے کہ معمار قدرت کا مکان یہان سے کتنی دور پر ہی
کوکب نے کہا کوئی بیس پچیس روز کی راہ ہی عمرو نے کہا تو ہم دو تین روز مین جا سکتے ہین کوکب
نے کہا بغیر استعانت کسی ساحر زبردست کے وہان جانا دشوار ہی خواجہ یہ ملکون کی سرحدین ہین
یہان بڑا انتظام ہر بادشاہ نے کیا ہی کہ ایسا نہو وقت بے وقت کوئی غنیم ادھر آئے ملک ہاتھ سے
نکلجائے عمرو نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر مصروف عیش و نشاط ہوا وہان ملکہ حیرت جادو
کو بھی خبر پہونچی کہ معمار قدرت لشکر کے سامنے ہمارے ایک نشان بنا گیا ہی اُسنے مفصل خبر
ندریافت کرکے افراسیاب کو لکھ بھیجا پنجۂ ہائے سحر نے وہ نامہ شاہ کو جب پہونچایا وہ فوراً سوار ہوکر
بارگاہ حیرت مین آیا اور ہر ایک سے حال معمار دریافت فرمایا گیسوے بن شہاب و شہاب جادو
نے عرض کیا کہ حقیقت مین معمار قدرت ایک نشان اپنا بنا کے چلا گیا ہی افراسیاب نے کئی سو
ساحرون کو واسطے دیکھنے اُس برج کے جو معمار بنا گیا تھا روانہ کیا اُنھون نے جاکر برج کو دیکھا
اور آکر عرض کیا کہ ایک برج میدان میں ایسا بنا ہوا ہی کہ جبتک معمار قتل نہوگا یہ برج کسی سے نہ ٹوٹے گا
اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ نشان قلعہ بنانے کا معمار ڈال گیا ہی یہان وہ آکر قلعہ بنائے گا
افراسیاب نے کہا یہ کیا کہتے ہو کہ یہ برج کسی سے نہ ٹوٹے گا اُس برج کی تو کیا اصل ہی اگر ہزار برج
معمار کا بادشاہ جہاندار قدرت شاہ بنائے تو اُسکو آن واحد مین بباد فنا مین اڑا دون اور

پیر اُس برج کے بنانے مین نقصان ہی کیا ہر وہ چاہے تو سارے شہر مین برج اور قلعہ بناتا پھرے
مین کیا اُس برج کے بنانے سے ڈر گیا مجکو فقط خیال یہ ہر کہ ساکنان بیابان گلریز مالک تصویر
خداوند جمشید ہین اُنسے بگاڑنا اچھا نہین ورنہ ابھی اُس برج کو مین توڑ ڈالتا اور معمار کو اگر مین
پکڑ بھی لیتا تو اسکو گوشمالی دیکر جہاندار کے پاس بھیجدیتا ای حیرت تم یہ خیال کرو کہ عمرو نے کچھ
بیابان گلریز کے بادشاہ پر کوئی احسان تو کیا نہین اور مین ہر سال لاکھون روپ و سیون کا تحفۂ الف
اس سبب سے کہ یہ نبیرۂ جمشید ہر اور مالک تصویر ہر تو اُسکو بھیجا کرتا ہون بس اگر جہاندار یہ سب
حقیقت سُنےگا تو یقین ہر کہ ہماری طرفداری کریگا اور عمرو کے ساتھ دوستی ہرگز نہ کریگا اب اُسکو
اس حال سے اطلاع دینی لازم ہر کہ وہ خود معمار کو پکڑ کے میرے پاس بھیجدے یا اُسکو وہین خود قتل
کر ڈالے کیونکہ وہ حاکم معمار کا ہر اور معمار اُس سے کسی طرح لڑ نہین سکتا یہ لکھکر بموجب ابیات

دبیر نویسندہ را گفت شاہ
کہ پیش آر قرطاس و مشک سیاہ
یکے نامہ بنوشت از رنگ وار
بیاد کردہ صد گونہ رنگ و نگار
چو قرطاس حلیتی شد از باد خشک
نمودند مہرے بران پُر ز مشک
بموبد سپرد آن بہ پیش دوان
سرفراز و بیدار دل بخردان
در گنج بکشاد افراسیاب
ز رومی کرند جامہ با آب تاب
ز دینار و دیبا و خز و حریر
ز عہر و ز افسر ز مشک و عبیر
ہم از یارہ و گوہر شاہوار
ہم از طوق و ز افسر و گوشوار
پرستندہ در پیش خادم چہل
بزرد بر گذشتند شاداب دل
چو سہ صد پرستار با ماہ روے
بر فتند شادان دل تازہ روے

یعنی لاکھون روپیہ کا مال و اسباب جواہر پوشاک وغیرہ چار سو قرابے شراب عمدہ کے اور خواصین
حسین خوبصورت وغیرہ سب ہمراہ نامہ دار کے روانہ فرمایا اور نامہ مین مضمون یہ منشی عطارد رقم نے تحریر کیا

## نامۂ افراسیاب جادو بجانب بادشاہ بیابان گلریز یعنی جہاندار قدرت شاہ جادو متضمن بہ مضامین محبت آگین و درخواست طرفداری خویش در پردہ لمؤلفہ

پہلے لکھے خامہ وصف جمشید
بر لائے ہین جو ہماری امید
پھر وصف لکھون مین ساحری کا
ہی سلسلہ جن سے ساحری کا
توصیف تو قلم لکھے کیا
بندون پہ یہ ہی مہربان وہ ایسا
تکلیف و ستم اُٹھاتا ہر وہ
فارت نہین اُنکو کرتا ہر وہ
حمزہ پہ ہی رحم اُسکا ایسا
بندون سے ہی بھاگا بھاگا پھرتا
اور اُسکے سوا ہین جتنے معبود
رتبہ مین ہر اک سے افزود

ہی باغ خدائی کا ہر اک گل
از روے ادب ہی ترک دلا
گلدستۂ گلشن جوانی
درج درج بحر بادشاہی
سرخیل شہان جملہ عالم
تیری رہے نسل تا قیامت
تحریر کرون یہان کا کیا حال
گندم کی طرح پسے ہین دانا
ہم سب کا ہوا فلک عدو ہی
حیوانو نسے چھٹ گئے ہین مسکن
ماتم ہی خوشی کی انجمن مین
نرگس ہی برنگ چشم حیران
بلبل کو نہین ہی گل کی اب یاد
لالہ کا ہی داغ دل نمایان
کرتے ہین فساد یان فسادی
عیارون سے ناک مین ہی اب دم
آرام نہین مجھے کسی دم
ہی اس لیے اور اشکباری
کو کب کرتا اپنا بیر جانی
وہ انکا ہوا ہی دل سے غمخوار
برباد ہی دین سامری کا
ہی سب کو عداوت ہمسے منظور
یہ حال تو ہوگا تمکو معلوم

سو جان سے تجھ پہ ہم ہین بلبل
اب مطلب دل کا کچھ بیان ہی
نو بادۂ باغ کامرانی
رونق دہ تاج و کشور و تخت
سر حلقۂ داوران اکرم
پہونچین تجھے تحفہاے تسلیم
ہر ایک بشر کا ہی برا حال
نظرون مین ہی میری خار گلشن
غل آہ و بکا کا کو بکو ہی
آہو بھی جدا ہوے ہین بن سے
گل کو بھی ہی بیکلی چمن مین
قمری سے جدا ہوا ہی شمشاد
گلشن مین صبا ہوئی ہی برباد
کانٹا ہی کھٹک رہا جگر مین
غم دیتی ہی ہمکو جان شادی
ظاہر ہوے تمپہ میرے حالات
غم سے ہی میرا عجیب عالم
جو اپنے تھے دوست دل سے پیارے
کی انسے بھی ہمسے اب جدائی
کچھ دین کا پاس ہی نہ الفت
اب مٹتا ہی نام ساحری کا
مونس کی شریک سب ہوئی ہین
مدت سے ہوا نگی ہی ہر طرف دھوم

کب وصف بیان ہو ہمسے
اُس سے جو محب دوستان ہ
غواص محیط آشنائی
زینت دہ جاہ و لشکر و تخت
اللہ رکھے تجھے سلامت
گلدستۂ انجمن ہو تعظیم
گردش مین ہی آگیا زمانہ
اب دوست بھی ہوگئے ہین دشمن
گھیرے ہین مخالفان پُرفن
بو گل سے جدا ہی گل چمن سے
نظرون مین ہی خار اب گلستان
ہی قید الم مین سرو آزاد
سنبل ہی مثال مو پریشان
محشر ہی بپا ہر ایک گھر مین
ہر گھر مین پڑا ہوا ہی ماتم
اب نظرون مین میری ان کی ات
ہی سب سے زیادہ بیقراری
دشمن وہ ہوئے ہین اب ہمارے
آئے ہوئے ہین یہان جو عیار
دشمن کیطرح سے ہی عداوت
طاؤس دبار اور مخمور
جی توڑ کے ہمسے لڑ رہی ہین
اب اور نئی سنو روایت

ہی آئینہ ساں مجھے یہ حیرت
جو بندۂ خاص سامری ہین
ہی اُنکو بھی سامری سے انکار
آثار تمام اُسکے ہین بد
تیاری قصر سحر کرنا
معمار کو کر کے تم گرفتار
کب ہوگا بھلا ہمین گوارا
اُلفت کا یہی ہی اب تقاضا
اب ختم دُعا پہ ہی یہ نامہ
ڈنکا بجے ہر طرف تمھارا
آب ماہ سے لیکے تا بماہی

ہی ساحری جنکے آب و گل مین
اب اُنکی طبیعتین پھری ہین
دین اُسنے عمرو سے ملکے کھویا
تیار کیا ہی ایک گنبد
بس لکھتے ہین تمکو دوستی سے
یان بعید دہر یہی سزاوار
برباد ہو ساحری کا گلشن
یہ تھوڑا لکھا بہت سمجھنا
تم تخت نشین رہو بصد شان
دشمن کا جگر ہو پارہ پارا

جمشید بسا ہوا ہی دل مین
معمار جو ہی تمھارا سردار
یان آکے ہوا ہی اسنے بس یہ بیلا
منظور ہوا ہی ہمسے لڑنا
جب نامہ ہمارا تمکو پہونچے
ہی دین تمھارا جو وہ اپنا
ساحر تو حزین ہون شاد دشمن
اُلفت کا قلم نے پہنا جامہ
ہو ملک تمام زیر فرمان
ہو زیر نگین تمھارے شاہی

یہ نامہ تمام کر کے ایک معتمد خاص کو دیکر روانہ کیا کہ وہ سب تحفہ جات کو تخت و فیلان سحر پر بار کر کے رہگراے منزل مقصد ہوا اور راہ بیابان گلریز کی طلسم ہوش رُبا سے بھی ہی بس اُسی راہ سے بعد قطع منازل و طی مراحل کر کے داخل بیابان کوہ ہوا اِدھر سے تو یہ نامہ دار گیا اور اُس طرف معمار اپنے مکان پر آکر ہو بچا مگر شدنی امر مین چارہ کیا ہی معمار ازبسکہ ہوش ربا مین دوبار قید ہوا اور سفر کی زحمت بھی اُسکے لیے ہوئی تھی اپنے گھر پہونچکر دربار بادشاہ مین نہ گیا خیال کیا کہ ایک روز آسودہ ہولون تو دربار جہاندار شاہ مین جاکر جملہ ماجرا افراسیاب اور کوکب کی لڑائی کا اور مغروری شاہ ہوش ربا کی اور اپنا ذلت پانا سب بیان کرون بس یہ ہی تو یہ نازک دماغ اپنے مکان پر ٹھہر کر غسل فرمایا اور آسودہ ہوا اور ایک دن تو کوکب کے یہان اُسکو گذرا تھا ایک روز راہ مین تیسرے روز گھر مین اپنے رہا وہان اِس عرصہ مین نامہ دار پہونچ گیا وہ دربار مین جانے بھی نہ پایا تھا کہ خبر جہاندار کو پہونچی کہ نامہ دار شاہ جادوان افراسیاب جادو کا آیا ہی اُسنے اپنے یہان کے سردار بہر استقبال روانہ کیے کہ وہ لوگ پیشوائی کر کے نامہ دار کو دار الامارۃ بادشاہی پر لائے بادشاہ مذکور نے باعزاز تمام سامنے اپنے طلب کیا نامہ دار نے آکر مجرا کیا اور بعد ادب وہ سب تحفہ جات جو ہمراہ لایا تھا پیشکش کیے

اور نامہ سر سے کھولکر ہاتھون پر رکھا جہاندار شاہ نے نیم قد راُٹھکر تعظیم دی نامہ کی اور نامہ سے نامہ دار کے لیکر قائم جادو اور مقیم جادو کہ دونون یہ مصاحب خاص ہین اُنکے حوالہ کیا کہ اسکو پڑھو مقیم جادو نے لفافہ سے نامہ نکالکر پڑھنا آغاز کیا اور از بسکہ معمار اُنکے ابنائے جنس سے ہی اسوجہ سے اُس سے حسد رکھتے ہین نامہ کو خوب نمک مرچ لگاکر پڑھا مضمون نامہ معلوم کرکے جہاندار کے چہرے کا رنگ سفید ہوگیا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحبو اگر افراسیاب طلسم ہوش رُبا مین حاکم نہ رہا تو یہ سمجھ لینا کہ تم ساحران جہان کی مٹی خراب ہوگی سب مارے مارے پھرینگے سامری کے مسندرون مین گدھے لوٹینگے اور سگ تو بہ توبہ عف عف کرینگے افراسیاب خداوند ساحران ہی اور اُس سے بگاڑ گویا جمشید سے بگاڑنا ہی یہ معمار کو کیا ہوا تھا جو وہان جاکر تبرا بجھ دین کا بھی پاس نہ کیا اور نہ کچھ سر اخوف آیا یہ کلمات زبانی بادشاہ سُنکر قائم جادو نے عرض کیا کہ اے بندہ جمشید معمار قدرت بڑا سرکش اور مدبر ہی وہ آپکو اور کسی کو خیال مین کب لاتا ہی اپنے نزدیک کسی کو موجود کب گنتا ہی ہمیشہ سے اُسکی عادات خراب ہین ایک ادنیٰ تو اُسکی یہ حرکت ہی کہ لوگون کی لڑکیان زبردستی چھین لیا کرتا ہی اور قرض لیکر تو عمر بھر بھی ادا کرنا نہین جانتا ہی اہل شہر کے لاکھون روپیہ اُسپر آتے ہین بسبب خوف کے وہ بیچارے خاموش ہین اے شہریار عمرو کے پاس زنبیل ہی اُسنے لاکھ دو لاکھ روپیہ دیئے ہونگے وہ لالچ مین آگر ملگیا ہوگا اور یقین ہی کہ لالچ مین آکر وہ حضور کے دشمنون کے درپے ہلاکت ہو تو کیا بعید ہی بس ایسے شخص کا زندہ رکھنا بہتر نہین یہ تو ضرور ہی کہ اگر طلسم ہوش رُبا مین وہ قید ہوکر جائیگا تو وہان عیار اُسکے دوست اور طرفدار موجود ہین وہ قتل نہونے دینگے لہذا یہین سے اُسکا سر کاٹ کر بھیجنا چاہیے جہاندار شاہ نے حالت غضب مین رائے اُنکی پسند فرمائی اور نامہ دار افراسیاب کی دعوت کا سامان فرمایا اور ایک قصر عالیشان مین باعزاز تمام ستر اُتروایا طلائے ناچ کے بھیجے بکاول نے لذیذ و عمدہ کھانے پکاکر کھلائے وہان تو یہ جلسہ جادار الامارۃ مین حکم حاضر ہونے کا معمار کے جہاندار نے دیا فوراً ایک دستہ مع چوبدار سلطانی کے روانہ ہوا اور معمار سے جاکر کہا کہ جلد چلیے حضور نے یاد کیا ہی معمار سمجھا کہ کچھ آفت آئی ہی جب بادشاہ نے اسقدر تاکید بلانے مین فرمائی ہی بس اُسی وقت لباس دربار ی سے آراستہ ہوکر طاؤس سحر پر سوار ہوا اور حاضر دربار ہوا بادشاہ کو تسلیم کی شاہ نے مُنھ پھیر لیا

نفرت ظاہر فرمائی اور کہا ای بے ادب یہ کیا حرکت تھی کہ بغیر ہمارے حکم کے تو طلسم ہوش رُبا مین
گیا اور یہ فساد ظاہر کیا کہ شاہ جادوان افراسیاب ذیشان مجھسے شکایت فرماتا ہی اور نامۂ عنبرین
بپاسداری دین و شکایت آمیز مجکو لکھا ہی معمار نے جواب دیا کہ بادشاہ کیوان کلاہ کوکب
روشنضمیر بادشاہ طلسم نور افشان سے اور مجھسے دوستی ہی اُسنے مجکو بلوا بھیجا تھا اور مجھسے حال
افراسیاب کا بیان کیا تھا کہ مجھسے وہ لڑتا ہی پس مین نے چاہا کہ مین جاکر افراسیاب کو
سمجھاؤن اور دونون مین صفائی کراؤن آپسمین ملواکر جھگڑا مٹاؤن چنانچہ اس عزم پر جب داخل
طلسم ہوش رُبا ہوا دو بار مجکو عیارہ سے گرفتار کراکر ذلتین دین اور میرے قتل کا درپی ہوا کسامری نے
مجکو بچایا اور یہ سانحہ پیش آیا اُسوقت مین نے بھی جھلاکر ایک برج سحر سے اُسکے دھمکانے کو بنایا
اور آپ سے اطلاع کرنے کو وہان سے چلا آیا ایک روز گھر مین رہا آج حاضر ہونے کو تھا کہ حضور نے
بلا بھیجا اسمین میری کیا خطا ہی افراسیاب متکبر اور مغرور ہو گیا ہی جہاندار نے یہ کلمات سُنکر کہا کہ
او بد زبان شاہون کی جناب مین یہ گستاخیان اگر وہ متکبر اور مغرور ہی تو ہم پہلے ہو چکے تجکو اَب
کوکب کی ملاقات پیدا ایسا گھمنڈ ہی کہ ہم لوگون سے دعویٰ ہمسری کرتا ہی تیرا کاسۂ دماغ خود بوے
کبر و غرور سے مملو ہو گیا ہی خیر اگر تو افراسیاب کے ساتھ سے بچکر چلا آیا تو میرے ہاتھ سے کب بچیگا
یہ کہکر اُسنے اپنے تاج سے ایک موتی توڑکر سینۂ معمار پر مارا اور پکارا کہ اگر یہ تاج عطیۂ خداوند
جمشید ہی تو معمار گرفتار ہو از لسبکہ یہ نبیرہ جمشید اور مالک شبیہ جمشید ہی معمار کی کیا حقیقت ہی
اگر افراسیاب و کوکب وغیرہ پر تحفہ جات طلسم سے کام لے تو وہ کبھی مغلوب ہون بس
معمار قدرت بحس و حرکت ہو کر گر پڑا بس اُسنے حکم دیا کہ ایک قفس آہنی لاؤ چنانچہ وہ قفس جب آیا
معمار کو اُسمین بند کراکے مقیم جادو کے سپرد کیا کہ آج کے روز اِسکو تو قید رکھو کل مین اِسکو قتل
کرونگا اور سر اسکا پاس افراسیاب کے بھیجونگا مقیم یہ سُنکر اُٹھا کہ اسکو لیجاؤن اُسوقت
قایم جادو نے عرض کیا کہ ای بادشاہ اِسکو میرے حوالہ فرمایئے کہ مین اپنے مکان مین قید کرونگا
اور بہت حفاظت سے رکھونگا بادشاہ نے کہا اچھا تو ہی لیجا اُسنے عرض کیا کہ پھر مین اپنا سحر ابھی
قائم کرتا ہون یہ تو اب بے بس ہی جسکا جی چاہے اُسکو مسحور کرلے ہان اگر چھوٹا ہوا ہوتا تو البتہ
مشکل سے مسحور ہوتا آپ اپنا سحر اُسپر سے اُتار لین یہ کہکر خوب سحر مین اُسکو جکڑ کر بادشاہ سے

سحر رد کرایا اور قفس کو تخت سحر پر رکھکر کئی سو ساحر گرد و پیش اُسکے مقرر کیے کہ وہ سب حربہ سحر کے پکڑے ہوئے اور منتر جنتر پڑھتے ہوئے ہمراہ تخت چلے اس صورت سے قائم جادو اُسکو اپنے گھر مین لایا مکان اُسکا بھی بہت نایاب مثل قصر سلاطین و شاہان روے زمین تعمیر تھا اور آراستہ بصورت تصویر تھا معمار کے ملازم خبر گرفتاری سُنکر روتے ہوئے آئے اور ہمراہ قید معمار چلے جب معمار قائم کے گھر پر پہونچا اپنے ملازمون سے کہا کہ یارو ہمنے تمھارے ساتھ کیا کیا سلوک نہین کیے مین اب اگر تمسے ہو سکے تو ہمارے احسانون کے بدلے مین جاکر کوکب اور عمرو سے ہمارے اس حال کی خبر کر دینا مین تمھارا ممنون احسان تا بہ زیست رہونگا سب ملازم اُسکے اس کلمہ کو سُنکر رونے لگے اسمین قائم معمار کو لیکر اپنے قصر مین داخل ہوا اور معمار کے ملازمون کو گھُڑکا کہ کیون مجرم کے ساتھ چلے آتے ہو وہ بیچارے سب مایوس ہو کر پھر آئے اور قائم نے جس جگہ کہ خود آرام کرتا ہی وہان لاکر چھت مین قفس کو لٹکا دیا اور دروازے سے اندر تک پہرا ساحرون کا مقرر کر کے باطمینان تمام متمکن ہوا مگر ملازم جو پھر کر اپنے مکان پر آئے ہر ایک ساحر تو یہ سمجھکر دریا مین رہنا مگر سے بیر اچھا نہین اگر ہم کوکب سے خبر کرنے جائین اور بادشاہ سُنے تو ہمپر آفت آئے اس سے مناسب ہی کہ خاموش ہو رہو پس ہر ایک خاموش ہا ایک ساحر کہ بڑا خیرخواہ اور نمک حلال تھا شہناز جادو نام اُسکو تاب نہ رہی اور خیال کیا کہ چاہے جان جاتی رہے مگر حق نمک ادا کیجیے اور اپنے مالک کی رہائی کی تدبیر ضرور چاہیے پس یہ سوچکر کسی حیلہ سے اُسنے سفر اختیار کیا اور بیابان گلرنگ کے باہر نکلکر سیدھا سرحد طلسم نور افشان مین آیا کوکب کو تو بزور سحر معلوم ہی تھا کہ آفت ضرور تر معمار پر آئیگی پس تیلے لگا دیے تھے کہ جو کوئی آکر سرحد پر میرے پاس آنا چاہے فوراً اُسکو لے آنا چنانچہ شہناز نے سرحد پر آکر صدا دی کہ اے کوکب مجکو اپنے پاس بلا لیجیے کہ آپکے شخص ضمیر مین اُسی وقت ایک پنجہ پیدا ہو کر اُسکی کمر مین پڑا اور قلعہ کوکبیہ مین لے آیا سامنے کوکب کے پہونچایا جب یہ کوکب کے روبرو آیا تسلیم کر کے رونے لگا اور تمام ماجرا نامہ دار کے جانیکا اور معمار کے قید ہونے کا معرض عرض مین لایا اور کہا کہ اب کل وہ قتل کیا جائیگا اور سر اُسکا افراسیاب کے پاس آئیگا عمرو یہ حال سُنکر رونے لگا اور کہا افسوس جو طرفدار لینے ہین وہ بیچارے کیا مصیبتین اُٹھاتے ہین اور آفت مین پھنستے ہین اگر میرا جانا بیابان گلرنگ مین ہوتا تو مین معمار کو اس قید سخت سے رہائی بحکم خدا دیتا الہٰ

جہاندار کے دربار مین عیاری کرتا اور ایسا اُسکو ٹھیک بناتا کہ وہ بھی کچھ دنون کو یاد کرتا کہ ہان عمرو
کے طرفدار کا ستانا ایسا ہوتا ہی یہ کہکر بادشاہ سے کہا کہ ای شاہ کوکب اگر مجھے آپ وہان پہونچا
سکیں تو برائے دین و مذہب خود جلد بھیجیے تاکہ مین کچھ کوشش وہان پہونچکر کرون کوکب نے کہا کہ تم
خواجہ مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ وہ راہ نہایت دشوار گذار ہی ہم لوگ نہین جاسکتے وہی لوگ
جاتے ہین جنسے جہاندار سے رسم و راہ ہی وہان کے رہنے والے آمد و رفت رکھتے ہین اور دوسرے
اگر دروازۂ ملک سے تمکو بھیجون تو راہ دور بہت ہی اور ممکن نہین کہ بادشاہ بیابان کو خبر میری اور
تمھارے آنے کی نہو جائے کیونکہ جو وہان پہونچتا ہی سحر برابر اُسکو خبر دیتا ہی اب رہا پوشیدہ راہ
سے جانا وہ راہ ہی کہ جسکے مابین مین زنجیر آتشین حائل ہی ہمارے بزرگون سے ایک عمل چلا آتا
ہی کہ جو کوئی وہان جانیکا قصد کرے تو جانے سے تین دن پہلے اس عمل کی تسبیح پڑھے پھر
بخوبی زنجیر کو پھاند جائے اور کسی کو اطلاع نہو سو اب تین دن کا وقفہ باقی نہین رہا جبتک مین
اور تم اس عمل کو پڑھونگا اُسوقت تک معمار قتل ہو جائیگا یہ کہکر شہنشاہ زیجاد و کو عمدہ مقام پر
اُتروایا ہاتھ منھ اُسنے دھویا شراب پی آسودہ ہوا اُسکی تو دعوت وغیرہ کا سامان اُسنے مہیا کرایا
اور خواجہ سے اس باب مین مشورہ ہونے لگا اِدھر جہاندار نے دعوت وغیرہ کے ایلچی افراسیاب
کہا کہ جبتک آپکے مزاج مین آئے یہان تشریف رکھیے اور اگر جانے کو جی چاہے تو تشریف لیجائیے
بادشاہ جادوان کو میرا سلام نیاز لکھکر میری طرف سے عرض کر دیجیے گا کہ معمار کا سر کاٹ کر آپکے
لکھنے کے بموجب مین بھیجے دیتا ہون اور مین بدل آپ کا مطیع اور فرمان بردار ہون ایلچی یہ
پیام سنکر شادان و فرحان رخصت ہوا بادشاہ نے بعزت تمام اپنی سرحد سے باہر پہونچایا ایلچی حضور
خدمت بادشاہ جادوان مین آیا اور پیام جہاندار مفصلاً معرض بیان مین لایا بادشاہ نہایت
شاد ہوا بند غم سے آزاد ہوا ادھر جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور کرن خورشید کی دریاے ظلمت مین
ڈوبنے لگی دھوپ اُلٹے ڈھلگئی سایہ ہلکا ہلکا ہر طرف پھیلا عمرو نے صحبت کوکب مین پھر وہی ذکر معمار کی رہائی
کا نکالا کوکب نے مجبوری ظاہر کی عمرو نے اُسوقت کہا اچھا یہ تو آپ سے ہوسکتا ہی کہ آپ اُس زنجیر تک
مجکو پہونچا دین کہ جو مانع رفتن بیابان گلریز ہی اگر آپ وہانتک لے جانے مین انکار کرینگے تو مین کسی طرح
نہ مانونگا اور آپ کو ضرور وہان تک لیجاؤنگا کوکب نے کہا کہ وہان کوئی ایسا نہین ہی کہ جسکی

صورت بنکر تم اُودھر چلے جاؤگے اور اگر صورت بھی بدلوگے جب بھی نہ جا سکوگے پھر کیا فروری
سفر کی زحمت اُٹھانا اور اگر ساحر سنینگے کہ کوکب بیابان گلرزین گیا تھا مگر جا نہ سکا تو ہنسینگے ان
صورتوں مین مناسب نہین اُودھر جانا عمرو نے کہا کچھ ہی کیون نہو آپ مجھکو لیچلیے جب عمرو نے بہت
اصرار کیا مجبور ہوکر کوکب لے چلنے پر راضی ہوا اور تخت سحر تیار کرکے عمرو کو بٹھا کر روانہ ہوا اور
اپنے طلسم کی سرحد تک سیر کنان گیا جب وہان سے آگے بڑھا خواجہ کو بیچ مین ڈالکر اُڑا اور رہ
قندیل فلک ہوگیا اور سناٹا مارے ہوے سرحد بیابان گلرزین پہونچا اور ایک ہی مرتبہ کے
سناٹے مین زمین پر اُتر آیا اور خواجہ کو ہاتھ سے زمین پر رکھکر آپ پھر بلند ہوگیا عمرو کی آنکھین
تموج ہوا سے بند ہوگئین تھین اب جو آنکھ کھلی تو عجب صحراے ہول خیز و وحشت انگیز دیکھا کہ روح قالب
مین مجہین ہوگئی اور پاے ثبات نے جواب پا ہی دل مین آیا کہ اے عمرو یا اے داری بگرزیہ گرد تو
پہاڑ بڑے بڑے عظیم الشان سیاہ رنگ کے دیکھے جنکے درون سے شعلہ نکلتے تھے پہاڑ کے درے
وہان اژدر آتش فشان تھے صحرا مین بگولے سیاہ رنگ کے اُڑتے تھے اور درختون پر گرتے
تھے معلوم ہوتا تھا کہ نوجوانان گلشن کے سر پر بھوت سوار ہین درخت خاردار اور جلے ہوے
نظر آتے تھے مسافر خیال کو بھی ڈراتے تھے پتے کھڑاکھڑاتے ہے گویا درخت بھی زبان برگ سے
یہ سناتے تھے کہ اے آنے والے بیابان گلرزیر کے نخل ہستی تیشہ سحر نیرنگ سے یہان قطع ہوگا خبردار
یہان ہرگز قدم نہ رکھنا علاوہ ان بلیات کے جب عمرو نے دل مضبوط کرکے قدم آگے بڑھایا
یکایک زمین سے غبار رنگ اُڑا اُسکے بعد تمام جنگل لال ہوگیا آنکھین خواجہ کی بند ہوگئین
اب جو آنکھ کھلی دیکھا ہر سمت آگ لگی ہے دل سے کہا وقنا ربنا عذاب النار پروردگار عالم
بچانا یہ کیا طلسم عالم کے دل سے لگی ہے جب خوب غور کرکے دیکھا تو آگ نہین ہے گلہاے سرخ رنگ
قلعہ کوہ سے تا پائین کوہ اور دشت مین کھلے ہین جنکی سرخی سے تمام جنگل آتش بہار ہو رہا ہے
نیرنگی سحر کی تھی جو پہلے آگ لگی نظر آئی تھی اب وہی آگ گل ہوگئی ہے اور صحرا سرخرو بھی جتا تا ہے
دل بہار مین بھی آگ لگاتا ہے خواجہ یہ کیفیت دیکھ رہے تھے کہ یکایک کلیان گلون کی کھل گئین
اور اُنکے اندر سے تیلیان چھوٹی چھوٹی خوشرنگ باہر نکلین اور پکارین کہ اے آنے والے بیابان گلرزیر
کے تو کہان ہے یہ کلمات جو خواجہ نے سنے سمجھے کہ تم مسحور بہ سحر ہوئے آگے چلنا کیسا یہان گرفتاری

سامنا ہی بس یہ سوچکر آپ نے گلیم کو زنبیل سے نکالکر اوڑھ لیا اور غائب ہو گئے وہ پتلیاں تا دیر
تو کہتی ہی پکارا کین از بسکہ گلیم کے سبب سے خواجہ مسحور نہوئے تھے اسوجہ سے انکی صدا نے کچھ
اثر نکیا جب کوئی آنے والا اُس جگہ اُن پتلیون کو ثابت نہوا زمین پر قہقہہ مارکر گرین اور
لوٹ کر مرغ خوشنما رنگ بنکر اُڑگئین وہ درخت پھولون کے بلند ہونے لگے اور کلیون نے کِھلکر
یہ شگوفہ چھوڑے کہ پریزادان طلسم بے نشان کا نشان بادشاہ سے پوچھتے کیون جاتی ہو ابھی ٹھہرو
ایسا نہو کہ تم خود مورد صدالزام و قصور ہو جاؤ وہ طائر خوشرنگ یہ کلمات سُنکر شاخون پر آکر
بیٹھے اور زمزمہ سرائی کرنے لگے اسطرح چہچہائے کہ خواجہ باوجود گلیم اوڑھے ہونے کے محو ترنم
مرغان بوستان سحر ہوئے لیکن آپ یتغی دعاہائے صحائف ابراہیم پڑھتے جاتے تھے کچھ اثر انکی
نغمہ سرائی کا اُنپر نہوا اور وہ طائر منقارین اپنی اُن پھولون پر گڑ و کر رس اُنکا پینے لگے اور غنچہ
کلیون اور پھولون کے ایسے کشادہ ہوئے کہ وہ جانور انھین غائب ہو گئے درختون کا بھی کچھ دیر
مین نشان باقی نہ رہا اُسی طرح کا صحراے وحشتناک پھر نظر آنے لگا عمرو گلیم اوڑھے ہوئے
پھر آگے کو قدم زن ہوا پھر غلغلہ شور نشور ایسا برپا ہوا کہ ارے کیا غضب ہی پرائے گھر مین چلا آتا
ہی اور ہم سبکو اندھا بنا رہا ہی کہ دکھائی نہین دیتا ہی عمرو نے دیکھا کہ اب نئی طرح کا طلسم دنیز نگ
اِس دشت پُرخطر مین ظاہر ہونے لگا

**ابیات**

ہوئے در پیش ہر جا سخت حالات
چمک کر برق ....... ساون کا برسا
غرض وہ دیکھتا سامان ہر سو
نہایت خوبصورت صاحب ور...
نگہرے اُسپر تشکل ابروہ سب
نظر آنے لگا وہ ہی بیابان
رہی اُسکی نہ وہ جرأت نہ وہ زور
نہایت ذات سے مطلع ہوا صاف
زمین مین سب ......... کو گاڑا

کبھی دن ہو گیا اُس جا کبھی رات
پھر اُسکے بعد پانی خوب برسا
چلا جاتا تھا ناگہ ایک آہو
وہ کوکا اور ہر جانب پکارا
نظر آنے لگا دن صورت شب
مگر اک نخل سے دو مور خوشرو
زمین و آسمان سے اک اٹھا شور
یہ سُنتے ہی کئی سو نخل بدست
اُکھاڑے نخل سب جنگل اُجاڑا

کبھی گھر آیا بادل خوب گرجا
کہ بھیگے کوہ بھی اور سارا صحرا
مقابل اُسکے آکر بن گیا مور
ہوا وان چار لشکر کا اُتارا
گلیم اوڑھے ہوا وان سے گریزان
اُٹھے اور آئے اُسکے قرب ہیلو
کہ آؤ ساحران ملک اطراف
ہوئے موجود مرنے کیلیے سب
یکایک وہ جوان جست فرما

ہوئے پیدا جس پہلو سے اکبار | صدا دی یہ ہم کے اب نہ گھبرا | قوی رکھ دل خدا پر کر بھروسا
یہ سنتے ہی آسے پھر جوش آیا | ذرا ٹھہری طبیعت ہوش آیا | ہوا شفاف میدان صفوت دل
نہ پایا کوئی بھی اپنے مقابل | اسی صورت سے خواجہ عجائبات اُس جنگل کے ملاحظہ فرماتے ہوئے

روانہ تھے جب گلیم اُتارتے تھے آفت مین گھر جاتے تھے پھر ڈر کر گلیم کو اوڑھ لیتے تھے اور پچھلے پہر زمین تھی کوکب اُنکو لیکر یہان آیا ہی تھا کچھ عرصہ مین وہ زمانہ گیا کہ فتاح طلسم ظلمت شب نے لوح طلاء اخم خورشید کو جیب مغرب مین رکھا اور نیرنگی بیدلے عالم مین کوکب ماہ و کہکشان کی ظاہر ہوئی کہ ابیات

فلک نے لیکے منہ پر دامن شب | چھپایا اور ہی صورت کا مطلب | چھپا دل خوف سے پاس آگئی شام
مزاجون نے بھی چاہی رسم آرام | قریب شام عمرو عالی مقام اس صحرا کو طے کرکے ایک ایسی جگہ ہو نچا

کہ چارطرف تو پہاڑون کو سدراہ دیکھا اونچے پہاڑون کے دریا بہتے نظر آئے جدھر سے کہ آیا تھا وہ ہی راستہ کھلا تھا اور آگے جانے کے لیے اُن پہاڑون اور دریاؤن کے بیچ مین راہ تھی مگر وہان یہ آفت پیدا تھی کہ ایک زنجیر آتشین قدآدم زمین سے بلند کھچی تھی اُس پہاڑ کے سرے سے دوسرے کوہ تک وہی سلسلہ جاری تھا جلانے والا سخت عاری تھا اُس زنجیر سے شعلہ آتشی نکلکر ہر طرف گرتے تھے اور زمین پر اُنکے گرنے سے نئی نئی آفتین پیدا ہوتی تھین یعنی وہ شعلہ زنجیر سے چھوٹکر زمین مین سماجاتے تھے اور تہ زمین سے پتلے آتشین تلوار برق کردار ہاتھ مین لیے نکلتے تھے اور پرواز کرکے گرد اُس زنجیر کے طائرون کی طرح چکر لگاتے تھے اور پھر زنجیر کے قریب آکر غائب جاتے تھے اسی طرح کبھی پتلے زمین سے کبھی جانور پیدا ہوتے تھے اور گلہاے بوقلمون اُگتے تھے اور اُن پھولون سے چہرے انسانون کے نکلکر باتین کرتے تھے عمرو نے جو اُس زنجیر کو دیکھا معلوم ہوا کہ گویا یہ زنجیر جہنم سے منگائی ہے آیہ خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ اِسی کی اور یہان کے ساکنون کی شان مین آئی ہے اب اے پروردگار عالم کس طرح اُس طرف جاؤن کیا کرون یہ سوچ مین ایک طرف کو ٹھہرا اور گلستان عیاری کی سیر کرنے لگا کوئی گل مراد ہاتھ نہ آیا پھر اسی بحر مکاری مین غوطہ لگایا کوئی گوہر مراد نہ پایا آخر دست فطرت مین ہر طرف دوڑنے لگا منزل مقصد پر پہونچ گیا خیال میں گزرا کہ اگر وہ قرغول اور بادھرے حضرت جبریل کے باندھکر اُس زنجیر کو فرا جا سواے اسکے اور کوئی تدبیر سمجھ مین نہین آتی ہے بس یہ سوچکر اُسنے ایک

ساحرہ حسینہ وجمیلہ کی ایسی صورت اپنی بنائی یعنی چہرہ مثل قمر روشن چھاتیون کے اُبھرنے کا نرالا جوبن
قد باغ حسن کا شمشاد قمری دل جسے دیکھکر سرگرم فریاد کمر کوسے نہایت تھی۔ بار خلاصہ یہ کہ عجیب
حسن کی بہار مہندی ماتھے پر لگی ہوئی پیشانی سیندور سے رنگی ہوئی سُرخ اوڑھنی جواہر دوز
اوڑھے ہوئے انگیا کرتی پہنے ہوئے جھولا بادلہ نگار گلے مین ڈالے بٹیان نکالے موتیون کے
سمرن ہاتھون مین باندھے گریبان پرسے دوپٹہ ہٹا ہوا سینہ پر جگنو کا دکنا انگیا سے چھاتیون
کے رنگ کا جوڑا نکلنا انگوٹھیان ہاتھ مین لعل و الماس کی پہنے اس صورت پر تیار ہو کر گاتی
دوپٹہ کی باندھکر غول اور بادہ مہرے حضرت جبرئیل کے نکالکر بازون مین باندھے کہ جسکی تاثیر
سے کئی گز بلند ہو سکتا تھا اور طی الارض بھی ہوتا تھا پس اس صورت سے گلیم اوڑھے ایک طرف کمر
زنجیر کے آکر گلیم اُتار کر روے ہوا پر اُسنے سناٹا جست کا ایسا بھرا کہ یقین تھا کہ کوس پر جاگریگا
زنجیر تو نیچے رہی اور یہ اس سے بلند ہو کر جو چلا زمین اور زمان مین وہان غلغلہ بلند ہوا کہ لینا
پکڑنا جانے نہ دینا یہ کون ساحرہ ہے کہ جو ایسی دلیرانہ اس طرف سے جاتی ہے مگر کیفیت سُنیے کہ
کوکب جو انکو چھوڑکر جنگل مین غائب ہوگیا تھا تو اسی زنجیر کے متصل بالا بالا آکر بزور سحر ٹھہرا تھا
اور بڑی دیر سے سحر بیٹھا پڑھ رہا تھا اسکی تاثیر سے بہت سے پیر اس زنجیر کے محافظ غافل ہو چکے تھے وہ
سب گویا ہوئے کہ ارے میان یہ کوئی ساحرہ ملک کوکب کی یا ہوش ربا کی ہے جو ہمارے ملک مین جاتی ہے
ایسی کوئی اولوالعزم نہوگی جو دروازہ سے ملک کے آتی اپنے سحر کے بھروسے پر ادھر سے گذری ہے جانے
بھی دو اور اُسکو یقین کر پاؤگے بھی نہیں کہو تو کس سناٹے مین جاتی ہے یہ وہ کہہ رہے تھے کہ آن واحد
مین خواجہ زنجیر کے اُس پار جا گرے ہر چند شعلہ آتش زنجیر سے بلند ہوئے لیکن یہ برکت بادہ مہر خواجہ تک
نہ پہونچے اور یہ جب دھم زمین پر گرے آندھی سیاہ آئی اور تمام بیابان مین آگ برسنے لگی اور
ایسے شعلہ ہاے آتش چار طرف بلند ہوئے اور گرد و غبار اور تاریکی چھائی کہ جہاندار شاہ اپنے
قصر مین بیٹھا ہوا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ یہ خاکدان عالم خراب ہوگیا اور قصر دنیا کی بنیاد ڈھ گئی
دفعتہً آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کہ صور اسرافیل کے مشابہ تھی جہاندار شاہ گھبرا گیا اور پکارا
کہ یا خداوندا اے جد نامدار جمشید الامان اور الحفیظ بچانا اپنے بندون کو اسی طرح تمام دن
مصروف دعا رہا یہان خواجہ نے اُس پار زنجیر کے آکر غلغلہ جو برپا دیکھا جلد تر گلیم کو اوڑھ لیا

اور جمشید کے واسطے وغیرہ بادشاہ کے دلانے سے وہ ہنگامہ موقوف ہوا اور جب وہ غلغلہ برپا ہوا
کوکب رضے ہوا پر سے خواجہ کی دلیری دیکھ رہا تھا اور انکی جرأت پر متحیر ہو کر عش عش کرتا تھا
اب جو آفت برپا دیکھی سناٹا بھر کر ایک طرف چلا گیا کہ ایسا نہو کسی آفت میں گھر جاؤں کیونکہ یہ مقام
خداوند جمشید کی شبیہ کا ہے ادھر بعد موقوف ہونے اس شور اور ہنگامہ آفت بیز کے جہاندار شاہ قدرت
نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ بالضرور آج کوئی غیر ہماری سرحد میں داخل ہوا ہے جو یہ سانحہ پیش آیا ہے
ہر ایک نے دست بستہ عرض کی آپ سچ فرماتے ہیں آپ نبیرہ جمشید ہیں آپ کو سب حال روشن ہے
لیکن محافظان بیابان ملک و قلعہ حاضر خدمت ہو کر آنے والے کا حال عرض کرتے جو کوئی آتا
خبر ضرور دیتے اُسنے کہا ایسا کوئی زبردست آیا ہے کہ محافظان بیابان نے اُسکا پتا نہیں پایا ہے لوگوں
نے کہا نامہ دار شاہ **افراسیاب** جو رخصت ہوا ہے اُنھیں میں سے کوئی خواص ساحر زبردست
شاید سیر کرنے رہ گیا ہے وہی کسی جگہ آگیا ہوگا جہاندار نے کہا اب میں دادا جان کی تصویر کو
تکلیف دوں اور اُنسے پوچھوں تو معلوم ہو خیر معلوم ہو جائیگا جو کوئی آیا ہوگا کہاں تک
چھپے گا یہ کہکر خاموش ہو رہا اور خواجہ جو اُس زنجیر کو پھاند کر آگے بڑھے اب یہاں وہ کوئی آفت
نظر نہ آئی اُنھوں نے جانا کہ بس زنجیر ہی تک روک ٹوک تھی اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقام
قلعہ ہے اور یہاں امن و امان ہے بس یہ معلوم کرکے ایک جگہ ٹھہر کر ساحر وں سے اُنھوں نے صورت
اپنی ساحر کی ایسی بنائی کانوں میں کنڈل ڈالے ہاتھوں میں لوہے کے کڑے پہنے جھولا گلے میں ڈالا
دھوتی تہمری باندھی کھنور چندن کی تمام جسم میں لگائی کھڑاؤں پاؤں میں پہنکر مالا ہاتھ میں لیکر
یا جمشید یا جمشید کہتے ہوئے آگے بڑھے اب دیکھا تو عجب صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا ہے کہ
سبحان اللہ ہر طرف تختہ لالہ و یاسمن کے لگے ہیں گلہائے خود رو بھی کھلکر اپنا جوبن دکھاتے ہیں
رات کو مثل چراغ روشن نظر آتے ہیں یا ستارے فلک صحرا میں نکلے ہیں کہیں گیندا کھلا ہے کہیں
چاندنی کا پھول چمک رہا گل شبو کی خوشبو پھیلی ہوئی ہے گلوں کی چمک سے چاندنی خجلت سے منہ کو
میلی ہوئی ہے ہر طرف جوش بہار ہے دامن صحرا مثل روے یار ہے کہ ابیات

| | |
|---|---|
| نظر آئے نہال سبز و شاداب | کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب |
| ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے | ثمر خوش رنگ پتے لہلہاتے |

عمرو ساحر بنا ہوا سیر کنان جب ور آگے بڑھا ایک دروازہ

قلعہ کا نظر آیا بالکل طلاے احمر کا تھا اور یاقوت سُرخ اُسمین جڑے تھے آفتاب مین ستارے ہر نگ مریخ نظر آتے تھے دروازہ برج اسد تھا اُسمین داخلہ مریخ تھا کئی ہزار ساحران عدار بطور محافظ اور نگہبانون کے دروازے پر اُترے ہوئے تھے ہوم خانے جا بجا استادہ تھے بستر لگے تھے ڈھیر دو اور خنجر یان بجتی تھین سیجین ہوتے تھے طول ہر جگہ اچھا نہین عمرو تو ساحر بنا ہوا تھا ہی بے محابا اندر قلعہ کے داخل ہوا اُن ساحرون نے بسبب اسکے اُسکو نروکا کہ جانتے تھے کوئی شخص اندر شہر کے غیر آنہین سکتا ہو یہ ساحر بھی یہین کا رہنے والا ہو جب عمرو اندر شہر کے آیا اُسکو طلسم پایا ہر طرف عمارات عالیشان پتھر کی دلچسپ و قطعدار مکان بنے تھے ساحرنیان اور ساحر جوان جوان لباس و زیور سے آراستہ ہر طرف خوش و خرم پھرتے تھے دکانین رنگین لعبہ لطیف سے آراستہ تھین دکانون مین دکاندار لباس رنگین پہنے بیٹھے تھے ہر طرف مایۂ حسن و ناز سے وہ شہر بھرا نظر آتا تھا ایسی رنگین ادائی پردہ شاہد ملک حوران جنو کو شرماتا تھا کہ ابیات

نظر آتے جو کوچے حسب مطلب
گلاب نوکشیدہ کا گمان تھا
کہین آواز خوش آئی مگر دور
سنو صورت حسن بتان تھا

زمین سے لطف خوشبو تھا برابر
کہ چھڑکا ہر کسی نے بسکہ ہر سو
کہ دل شگفتہ سے جھکے ہوئے سر
وہان سے تھی صداے رقص پیدا

سقر رآب پاشی کی تھی اسجا
چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
ہر اک جا دیکھیے وان جو مکان تھا
اسی آواز کی تھی روح شیدا

عمرو پھرتا ہوا شہر مین رئیسان شہر کے مکانات کی طرف آیا اور ایک شخص سے پوچھا کہ اے برادر قائم جادو کا کون سا مکان ہو اُسنے کہا اے میان اُنکا مکان تو وہ سامنے نظر آتا ہو مثل مکان ماہ و خانہ کے دور سے بلندی دکھاتا ہو کیا تمکو نہین معلوم ہو یا تم یہان کے رہنے والے نہین ہو عمرو نے کہا خوب آپ بھی خوب آدمی ہین یہ بھی کچھ ضرور ہو کہ تمام شہر کے ساکن قائم جادو کے گھر کو جانتے ہون ازانجملہ ایک مین ہی ہون کہ بہت سے رئیسان شہر کو نہین جانتا ہون ہم لوگون کو کچھ ضرورت تو اُن امیرون سے پڑتی نہین اس سبب سے مکان بھی نہین جانتے آج ایک ضرورت سے اُنکے پاس جانا تھا اگر تم سے دریافت کیا تو کیا قباحت ہوئی اُنکے مکان کو پوچھنے مین ہم اس شہر کے رہنے والے نہ ٹھہرے اُسنے کہا بھائی خفا نہو سچ ہو انسان سے سہو ہو جاتا ہو عمرو نے کہا مین ابھی ایک مدت کے بعد ہوش ربا مین ایک کام کے سبب چلا گیا تھا اس وجہ سے آپ جو دیکھتا ہون تو

اس شہر کی قطع ہی کچھ بدل گئی ہو میرے سامنے دیکھو یہ محلہ آباد نہ تھا اب آباد ہو یہ مکان بالکل گرا پڑا تھا اب بنگیا ہو اُسنے کہا سچ کہتے ہو چاچا جادُوہ سامنے مکان قائم کا ہو عمرو وہان سے اُسی مکان کی جانب آیا دیکھا کہ یہ مکان مثل ایوان بادشاہی کے نہایت مرتفع اور وسیع معلوم ہوتا ہو مصقلہ اسپیر چاندی کا کیا ہو چاندی کا ڈلا بنا ہوا ہو چاندنی رات مین مثل ماہتاب کے چمکتا ہو کمرے اور برج تعمیر ہین ڈیوڑھی پر ملازم دربان وغیرہ حاضر ہین عمرو نے بے تامل اندر مکان کے قدم رکھا اور سمجھا فلان مکان ہے جو اتکھو ملی اُنسے کہا بھائی اچھی طرح سے تو ہو وہ اُسکے بے دہشت جانے سے سمجھے کہ یہ شاید کوئی ملازم بادشاہی ہو اور قائم کا دوست ہو بس یہ سمجھ کر خاموش ہو رہے اور خواجہ نے آخر کی ڈیوڑھی پر پہونچکر اندر مکان کے تو نہ گیا باہر ہی سے آواز دی کہ ای قائم جادو جلد میرے پاس آؤ قائم یہ صدا سُنکر گھبرایا کہ یہ کون ایسا میرا ہمسر آگیا جو اس طرح بیباکانہ گستاخانہ مجکو پکارتا ہو بس جلد تر اُٹھکر باہر آیا عمرو کو بصورت اکابر جلیل القدر ساحر دیکھکر دست بسر ہوا عمرو اُسکو دیکھکر رونے لگا اور زار زار گریہ ناک ہوا وہ اُسکو روتا دیکھکر اور بھی بدحواس ہوا اور کہا ای برادر بیان تو کرو کہ تمھارا آنا کہان سے ہوا اور کیون میری صورت دیکھکر روئے ہو عمرو نے کہا مین تمکو روتا ہون کہ کوئی دم مین سررشتۂ زندگی تمھارا منقطع ہوا چاہتا ہو ازبسکہ مجھے تم سے الفت کمال تھی اسوجہ سے روتا ہوا دوڑا آیا اور کسی کو کیا پڑی تھی جو ایسی آفت مین تمکو آکر خبر کرتا ای مشفق کوئی ایسی حرکت کرتا ہو قائم اپنے دل مین سمجھا کہ تو معمار کی قید اپنے پاس رکھنے کو لایا ہو شاید بادشاہ سے کسی نے تیری جانب سے کچھ لگایا ہو یہ ساحر دربار مین حاضر ہو گا خبر سُنکر تیری محبت سے تیرے پاس آیا ہو کوئی اور شاید سبب ہو اس سے دریافت کرین یہ سوچکر اُسنے کہا ای بھائی تمھاری محبت اور عنایت ہین کہ جو تمنے اسوقت میرے حال پر صرف فرمائی ہو کچھ شک نہین مگر آپ سے امیدوار ہون کہ جلدی تر اس راز جانکاہ سے بھی اطلاع پاؤن تاکہ کچھ اسکی تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ ای برادر یہ راز بادشاہی ہین یون عام طور پر نہین بیان ہو سکتے ہین اگر تمکو سُننا ہو تو علیحدہ چلو قائم اُسکو ہاتھ پکڑکر اندر مکان کے لے گیا عمرو نے وہان جو ساحر وغیرہ پہرے پر بیٹھے تھے اُنسے کہا کہ تم سب باہر چلے جاؤ قائم نے بھی کہا کہ ہان جلد یہان سے ہٹ جاؤ وہ سب باہر مکان کے چلے آئے عمرو نے دیکھا کہ چھت میں قفس لٹکا ہو اُسمین معمار بند ہو اور وہ ہمارے اوج ساحری دعنقاے قاف

شعبدہ گری یا نون ہاتھ سمیٹے اس پنجرے مین پڑا ہو اور اپنے حال پر زار زار رو رہا ہی باقی تمام مکان
قائم کا بہت آراستہ ہو رہا ہی روشنی سے بہ از روز روشن وہ رات ہی ہر طرف آراستہ شیشہ آلات
ہی بس جب تخلیہ ہوا عمرو نے فوراً ایک طمانچہ منھ پہ قائم کے مارا کہ او نالائق تو کچھ سمجھ بوجھ کے کام
نہین کرتا ہی قائم کو طمانچہ کھا کر غصہ آیا کہ یہ اچھا کوئی نصیحت کرنے والا آیا ہی کہ خبر تو مفصل نہین کہتا ہی
اپنے اڑھائی چانول بگھار رہا ہی اس غصہ مین اسنے چاہا کہ اٹھکر اسکو پکڑ لون ہاتھ خواجہ کا بیہوشی
بھرا تھا طمانچہ پڑنے سے بیہوشی ناک مین جا چکی تھی وہ اٹھتے ہی بیہوش ہو گیا عمرو نے دروازے
کی کنڈی بند کر کے اسباب جو کچھ جلدی مین اٹھ سکا وہ نذر زنبیل کیا پھر جال ڈالکر مع قفس معمار کو
چھت سے اتارا کیونکہ وہ مسحور بہ سحر قائم تھا جب اسکو اتار چکے خنجر سے سر قائم کا جدا کیا تن پر قائم
نہ رکھا قیام اسکو دوزخ مین رہا جب وہ داخل جہنم ہوا معمار پر سے سحر اتر گیا خواجہ نے اس جلدی مین
اسکو زنبیل مین ڈال لیا ادھر شور قائم کے مرنے کا بلند ہوا آندھی تند چلی رات وہ کالی کالا پہاڑ
ہو گئی جو جو مکانات کہ قائم کے سحر سے بنے تھے وہ سب ڈھ پڑے اور انکے نیچے جو ساحر کہ مقیم تھے
سب بکر فی النار والسقر ہوئے اور اسوقت کا ہنگامہ قیامت زا ایسا تھا کہ زبان قلم کو یارا
انکے بیان کا نہین ساحر وغیرہ جو پہرے پر تھے مکانات گرنے سے اٹھکر بھاگے عمرو بھی پنجرے
سے نکل اور طرح کی ساحر کی بنا کر یہ کہتا ہوا کہ بھائیو جلد بھاگو بڑی آفت آئی ہی جو لوگ کہ قوی
دل تھے وہ بھی انکے بھگوانے سے بودے ہو کر بھاگے کہ واقعی بیٹھے بٹھائے یہ کیا آفت آئی خواجہ
بخوبی تمام وہان سے بھاگ کر سیدھے در شہر پر آئے اور کہا بھائیو کوئی ادھر سے گیا تو نہین
دربانون نے کہا کوئی نہین گیا تو بادشاہ نے مجھے بھیجا کیون ہی دیکھون مین خبر لاتا ہون یہ کہکر جلد تر
باہر دروازے کے جا کر صحرا مین ایک طرف کو ایک پہاڑ چھینی کا تھا اسپر چڑھ گیا اور وہان سے
بیٹھکر شور و غوغاے اہالیان شہر سننے لگا یہ تو یہان با آرام و مطمئن قلب ساکن ہی مگر چھپ تن چشم
بنا ہوا نہایت ہوشیار و خبردار بیٹھا ہی مگر وہان شہر مین ساحرون کے مرنے کا ایسا غوغا بلند ہوا اور وہ شور
محشر آشکار ہوا کہ تمام شہر کے ساکنون نے دروازے اپنے بند کر لیے اور دکاندار دکان بڑھا کر بھاگے
اور جہاندار شاہ جو شب کے دربار مین سریر حکومت پر جلوہ گر تھا اسنے بھی یہ غوغا سنا اور گھبرا کر
اہل دربار سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ شور شہر مین کیسا ہی کیا کسی کے مکان پر ڈاکا گرا ہی کیا ماجرا ہی

ہرکارے دوڑے اور خبر لائے کہ ای شہریار سُنا جاتا ہو کہ قائم جادو مر گیا اور آپ نہین مرا کسی نے مار ڈالا ہو بادشاہ نے کہا کوئی آدمی جاوے اور خبر لائے کہ کس نے اُسکو مارا مقیم جادو بیقرار ہوکر دوڑا اور قائم کے مکان پر آکر جو دیکھا تو سب عمارت اُسکی گری پڑی ہو ملازم بھاگ گئے ہین ویرانی چھائی ہو دیکھکر اُسنے جو لوگ باقی تھے اُنسے پوچھا کہ ارے یہان تمکو کچھ اطلاع ہو کہ مالک تمھارا کس طرح مارا گیا اور کس نے اُسکو قتل کیا اُنھون نے کہا ہمنے کسی کو اندر مکان کے جاتے نہین دیکھا مگر ایک شخص البتہ آیا تھا اور درانہ اندر چلا گیا اور دروازے ہی پر آخر مکان کے اُسنے قائم کو پکارا وہ باہر آئے وہ شخص رونے لگا اور نہین معلوم کیا کیا اُسنے باتین کہین پھر قائم اُسکو اندر مکان کے لے گئے سبکو اندر سے مکان کے باہر نکالدیا تھوڑی دیر کے بعد اندر سے غلغلہ اُنکے مرنے کا بلند ہوا پھر ہمنے اُس شخص کو نہین دیکھا کہ کدھر گیا اور کب بھاگا یہ حال سُنکر مقیم نے اپنا گریبان چاک کیا اور اندر مکان کے جاکر لاش قائم کو اُٹھوا کر جہاندار شاہ کے پاس آیا اور جملہ ماجراے گذشتہ جو کچھ اُسنے سُنا تھا بیان کیا جہاندار نے کہا مقرر کوئی غضب خداوند جمشید کا آیا ہو معمار کو جو قائم نے قید کیا دیکھو مارا گیا یہ سب فساد کوکب یا عمرو کا معلوم دیتا ہو خیر کہان میرے ہاتھ سے جائینگے جسوقت مین نے تصویر سے دادا جان کی عرض حال کیا طلسم نور افشان تک غارت ہو جاے گا کوکب کی بھی جان جائیگی شریر جادو نامی ایک ساحر حاضر دربار تھا اُسنے عرض کیا کہ ای بادشاہ آپ سچ فرماتے ہین معمار طرفدار مسلمانون کا ہوا ہو اور لشکر امیر حمزہ زیر عقیق کوہ پڑا ہو جو دربند اژدریہ کے پاس ہو اور وہ دربند اُس ملک سے بہت قریب ہو افراسیاب کے بزرگون نے راستہ وہ بند کر دیا ہو معلوم ہوتا ہو کہ کوئی عیار اُس لشکر کا یہان اُسی راہ سے آگیا ہو اُسی نے قائم کو زندہ نہ رکھا اور معمار کو رہا کرلے گیا کہ اُنھین لوگون کی وجہ سے معمار قید بھی ہوا تھا پھر اُن عیارون کو تاب کہان جہاندار نے کہا یا تو جو کچھ تم کہتے ہو یہ امر ہو یا کوئی ساحر یا ساحرہ مسلمانون کے دوست یہان رہتے ہین بس اُنھون نے یہ حرکت ہمارے ستانے کو کی ہو مگر خیر کسی نے یہ امر کیا ہو وہ ہمسے بچکر یہان سے جا نہین سکتا ہو کچھ دن آج باقی تھا کہ ایک غلغلہ قیامت زا بلند ہوا تھا مین نے دعا کی کہ خداوند نے رحم فرمایا مین جانتا ہون اُسی وقت سے انتظام قتل قائم کیا جاتا تھا خیر اتو غفلت مین کام کرنے والا اپنی سی کر گیا تمام

بیابان کا روز اخبار میرے پاس آتا ہے اب کہان تک وہ بچے گا اور محافظان بیابان کو سزا دینا
بھی چاہیے کہ وہ بہت غفلت کرتے ہین اسی طرح کی باتین کرکے اُسنے ساحرون کو اُسی وقت حکم دیا
کہ جاؤ اور قاتل قائم کی تلاش کرو اور ایسے ساحر روانہ کیے کہ معمار سے جو سحر مین غالب آسکین
کس لیے کہ جانتا تھا ہمراہ عیار معمار بھی ضرور ہوگا اور لڑیگا صدہا ساحر ہر سمت کو روانہ ہوا اور
دیوان بیابان کو عتاب آمیز حکم پہونچا کہ اگر تمھاری سرحد سے قاتل قائم نکل گیا تو سبکو جلاد ونگا
اب ہزارون پتلے اور دیو اور پریزادان طلسم اور ساحر و ساحرہ وغیرہ بتلاش ہین جا دادہ ہوئے
اور بادشاہ دو پہر رات تک اسی بند و بست مین سریر حکومت پر جلوہ گر رہا بعد دو پہر رات کے
دربار برخاست کرکے ساحرون کو انعام کا بھی امیدوار کیا کہ جو کوئی قاتل کا پتا لگائیگا بڑا رتبہ
ہماری سرکار سے وہ پائیگا ایسا کچھ انتظام کرکے داخل شبستان ہوا وہان رات بھر خواجہ
کوہ جبینی پر درختون کی آڑ مین دبکے ہوئے بیٹھے رہے جسوقت کوہ لاجورد فلک پر عیار
مہر قدم زن ہوا اور عالم تمام شعاع خورشید سے روشن ہوا ابیات

کہ جب شب نگلی اک نقطۂ خال
تجسس کا ہوا سامان فراہم

اُٹھا بستر سے پھر شاہ خوش اقبال

ہوا ابر سیاہ شب جو کم کم

ہنگام سحر جہاندار برآمد ہو کر تنبیہ برائے تلاش قاتل قائم
کرنے لگا اور عمرو صبح کو پہاڑ پر سے بطور مخفی اترا دل سے کہتا تھا اب کسی طرح یہان سے نکل جانا
چاہیے یہان کب تک بیکار رہو گے مفت مین زیر باری ہوگی اپنے پاس سے روٹی کھانا پڑیگی
شہر سے جبتی نکل آئے ہو نہین تو وہان دو ایک پیسہ روز کی مشقت ہی کر لیتے دو چار کام کسی جوہری
کے کرتے کہان تک تمکو نہ دیتا ضرور ہی کچھ جواہر نذر کرتا اسی سوچ مین ایک جھیل کے کنارے
آکر استادہ ہوئے اور فکر کرنے لگے کہ کس طرح چلنا چاہیے اسی فکر مین دو چار قدم آگے بڑھتا تھا
اور پھر ہٹ آتا تھا اب جو غور کرکے دیکھا تو زمین سے گھانس ہری ہری اُگ آئی ہے اور اُس
گھانس مین خود گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون پھول رہے ہین اُسوقت یہ گھبرایا
اور سوچا کہ یہان جس جگہ تم ٹھرو گے گرفتار ہو جاؤ گے کس لیے کہ ایک تو مقام ایسا مخوف و مہیب
دوسرے جب سے قائم کو قتل تمنے کیا ہے بادشاہ یہان کا تلاش مین تمھاری ہوگا کچھ ہی دیر مین
آفت آیا چاہتی ہے اس سے مناسب ہے کہ معمار کو زنبیل سے نکالون اور اُس سے کچھ مشورہ کرون

بس یہ سوچکر اُسنے قفس نکالا اور اُسمین سے معمار کو نکال کے زمین پر رکھا قفس پھر داخل زنبیل کیا اور معمار کو ہوشیار کرکے اُس سے سب ماجرا کہا کہ ہم تمھاری محبت مین طلسم نور افشان سے یہان آئے اور بمعین قائم کو مار کر چھڑا لائے اب تم کوئی تدبیر کرو ہم تم یہان سے چلین معمار نے عمرو کو دیکھکر حواس باختہ کھو گئے اور گویا ہوا کہ خواجہ کسلامت رہیے یہ تو آپ ارشاد فرمائیے کہ آپ کو اس مقام پر نیرنگ فسون مین پہونچایا کس نے اور آپ آئے کسطرح سے کیونکہ یہ جگہ ایسی نہین جو کوئی یہان آسکے اور کیا تاب کسی کی جو ادھر آنے کے لیے کوئی رخ بھی کرے اور یہ بھی ممکن نہین کہ یہان کسی طرح کا قصور کرکے کوئی نکلجائے عمرو نے یہ سنکر جواب دیا کہ اے معمار ہمکو ہمارے خدائے اکبر نے یہان پہونچایا سوا اُسکے اور کس کو قدرت ہے جو مجھ ایسے بندۂ ذلیل کو ایسی جگہ عدو جلیل پر پہونچائے وہی خدائے تعالیٰ ہمارا ہر وقت اور ہر مہم مین مددگار ہے اور وہی ہمکو یہان سے بچا کے ہر ایک آفت سے پھر منزل مقصد و راحت پر لیجائیگا کہ وہ سب سے زبردست ہے تم کچھ ہمارے آنے کا تعجب نہ کرو اب فکر یہان سے چلنے کی کرو کیونکہ پہلے تو تم یہان کے سردارون مین تھے جہان جی چاہتا تھا آتے جاتے تھے اب باغی ہوئے تمھارے لیے چوکیان بیٹھی ہونگی اگر مین اکیلا ہوتا کچھ مکر کرکے نکل جاتا تمھارے ساتھ لے جانے مین البتہ ذرا مشکل پڑیگی لو تم کوئی تدبیر ہوسکے تو کرو ورنہ مین تو پھر لے جاؤنگا ہی عمرو تو یہ باتین کر رہا تھا اور صفت پروردگار عالم کی کرتا تھا کہ دفعۃً دامن کوہ سے صداہاے مہیب آنے لگی یہ معلوم ہوا کہ جیسے فیل روزگار نے چیخ ماری عمرو سمجھا کہ کوئی آفت آئی فوراً گلیم عیاری اُوڑھ کر یہ تو غائب ہوگیا اور معمار سے کچھ دور جا کر الگ کھڑا ہوا کہ شاید یہ مسحور بہ سحر ہو تو مین تو بچ رہون اور یہان معمار پھر حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہوا خواجہ کھڑے کھڑے میری نظرون سے پنہان ہوگئے اے معمار عمرو بھی ساحر زبردست ہے یا یہ امر ہے کہ جس ساحر کی قید مین ہم ہوے اُسنے عمرو کی ایسی صورت بنا کر مجھے کچھ راز دوستی عمرو کے دریافت کرنا چاہتا تھا ورنہ عمرو کا یہان آنا اور قائم کو مارنا بسا مشکل ہے اور اسی کشمکش و پیچ مین یہ کھڑا تھا کہ سامنے سے ایک ساحر سامری دقت کنایت قوی ہیکل دیو صورت سخت بدسیرت سیاہ فام کریہ منظر آنکھین لال کیے جھولا گلے مین ڈالے لٹھ ایک لوہے کا کاندھے پر رکھے تہمد باندھے پیدا ہوا معمار سمجھا کہ یہ وہی شخص ہے جو ابھی

عمرو بنا ہوا مجکو فہمایش کر رہا تھا اب یہ اس صورت سے آیا ہی بس یہ معلوم کرکے اُسنے کہا ای شخص ان باتون سے کیا مطلب نکلتا ہی اور کیا فائدہ ہی کہ تو صورت بدل بدل کر میرے آتا ہی مین خود حیران تھا اس امر مین کہ بھلا وہ کہان اور یہ مقام کہان اور کیونکر یہان آنکلا آتا ہو قسم ہی جمشید و سامری کی کہ میرا کچھ قصور اسمین نہین ہی اور نہ مجکو کچھ سرو کار اُس سے ہی مین اُسکی صورت سے بھی آگاہ نہین تم ناحق مجھسے ایسی باتین کرتے ہو اُس ساحر نے یہ کلمات سُنکر جواب دیا کہ ارے تو کیا دیوانہ ہی یا اپنے تئین بناتا ہی جو اس طرح دیوانہ وار بکتا ہی اور یہ تو نے کیا کہا کہ وہ کہان اور یہ مقام کہان اور وہ کیونکر آیا معمار نے کہا مین تو دیوانہ نہین ہون جسکو کہ مین کہتا ہون وہ تمھین تو ہو انکار کرنے سے تمھارے ہوتا ہی کیا ہی مین پہلے ہی پہچان چکا ہون اس کلمہ پر اس ساحر نے کہا ارے کمبخت ایک تو قائم جادو کو تو نے مارا اور دوسرے ہمسے دیوانہ پن کرکے بچنا چاہتا ہی بھلا اب ہم تجکو زندہ چھوڑینگے یہ کہکر ایک نارنج اُسنے معمار پر مارا معمار تو اس سے باتین کر رہا تھا اس سبب سے غافل تھا دوسرے یہ سب ساحر ملازم جہاندار قدرت کے ہین معمار اُنسے بگاڑ کر سر بر نہین ہو سکتا ہی اُسنے اتنا کیا کہ دستانہ سحر کی دی وہ نارنج زمین پر گر کر سرد ہو گیا اُس ساحر نے ایک مرتبہ ایک زنجیر جھولی سے نکالی اور پکارا کہ ای سلاسل عطیۂ شبیہ خداوند جمشید جلد اس گنہگار کو باندھ لے وہ زنجیر معمار کے دست و پا مین آکر لپٹ گئی اور ہر چند اُسنے رد سحر پڑھا وہ کسی طرح نہ چھوٹی آخر معمار اُسمین بندھکر اُس ساحر نے آکر اُسکو بزور سحر اُٹھایا اور لیکر روانہ ہوا کچھ دور گیا ہوگا کہ ایک ساحر سامنے آتا تھا اُسنے اُسکے پاس آکر کہا کہ بھائی صاحب واہ واہ کیا خوب تمنے کام کیا ہی کہ جو اس مفتری کو پکڑ لیا مین بھی اُسکی تلاش مین بڑی دیر سے حیران و سرگردان پھر رہا تھا بلکہ میرے اوپر کیا موقوف ہی اسکے لئے تو صدہا ساحر نکلے ہوئے ہین اور ہر جگہہ ڈھونڈھ رہے ہین مگر چلو خوب ہوا کہ جو تمھارے ہاتھ یہ آگیا لیکن ای برادر کچھ انعام تمکو ملیگا اُسمین ذرا ہمکو بھی یاد رکھنا بھول نہ جانا کیونکہ ہم بھی تمھارے برابر ہی آکر پہونچے ہین اگر دم بھر بھی پہلے پہونچتے تو پھر ہمین اِسکو باندھ لیتے لیکن کچھ مضائقہ نہین کہ جیسے تم ویسے ہم ہمارا تمھارا معاملہ واحد ہی اسکے گرفتار ہونے سے مطلب تھا خواہ تمھارے ہاتھ سے یا ہمارے ہاتھ سے ہو وہ مطلب جمشید نے پورا کر دیا مین اسکو پکڑتا تو بھی روبرو شاہ کے جاتا

تمنے قید کیا ہی تو بھی وہ ہی مطلب ہی اچھا اب جلد چلو ایسا نہو کہ جو کچھ اسنے قائم کے ساتھ کیا ہی
اسی طرح تمکو بھی فقرہ دیکے نکلجائے وہ ساحر اِس ساحر کی باتون کا کچھ جواب تو نہ دیتا تھا چپکا
معمار کو لیے چلا جاتا تھا اِن دونون کی باتین خواجہ نے جو علحدہ گلیم اوڑھے کھڑے تھے سنین اور
جلد مُنھ پر ہاتھ پھیرکر پکارے کہ یا خداے آدم صفی اللہ جد پاک میری صورت ایک پیر ضعیف نکاہش
کی ایسی ہوجائے دادا تو پوتے کے کہنے مین رہا کرتے ہین لحظہ بھر مین ویسی صورت ہوگئی چہرے پر
جھریان پڑی ہوئین قامت خمیدہ بدن کی رگین اور پسلیان سینے کی نکلی ہوئین سر پر بال
بالکل روئی کے گالا سا ہلتا تمام بدن مین رعشہ ایسا بڑھا کہ پیر فلک کا اُستاد کچھ ہی دنون کے
چرخ مکار سے چھوٹائی بڑائی ایک انگوچھا سر سے لپیٹے رانون کی کھال لٹکی ایک لنگوٹا ڈھیلا ڈھالا
باندھا انہین ٹبری ٹبری اُسمین رکھے ہوئے کھرپا ہاتھ مین اِس صورت سے بنکر ایک جگہ ان
دونون ساحرون کی راہ مین آگے آکر بیٹھا اور گھانس چھیلنے لگا مگر بسبب ضعف و نقاہت رعشہ
کے کھرپی گھانس کی اوپر ہی اوپر سے پھسل جاتی تھی چلتی نہ تھی اور ہاتھ پاؤن تھرائے
جاتے تھے جب وہ ساحر اُنکے پاس آکر پہونچے اُسکو ایسی محنت بیہودہ اور بیکار مین مبتلا دیکھکر
چلے تو ہنسے پھر کچھ رحم اُنکو آیا اور ترس کھاکر گویا ہوئے کہ ای بڑے میان تم بڑے بیوقوف
معلوم ہوتے ہو ارے طاقت ہاتھ پاؤن مین تو مطلق نہین رہی ہی اور گھانس چھیلنے کو گھر سے نکلے ہو
ارے کیا لڑکا کوئی تیرے نہین ہی اور عزیز و اقربا مین کوئی ایسا نہین جو ایسے وقت مین دو دانے
پانی کی خبر لے یا ایام شباب مین تونے ہی اسقدر پیدا کر لیا ہوتا جو اس بڑھاپے مین تیرے کام
آتا اور تجکو آرام ملتا اِس بیان کو سنکر اُس پیر نے کہا کہ جمشید تجکو سلامت رکھین عزیز و
اقربا لڑکے بالے سب میرے موجود ہین اور جوانی مین کمایا بھی بہت ہی ایسا کمایا ہی کہ کسی کو نصیب
نہوگا لیکن میری عادت مین نہین ہی جو کسی کا احسان لون اپنی غیرت مین آپ مرا جاتا ہون
اور پھر جاکر دو چار پیسے جو کچھ تقدیر کے بدلے مین وہ ملجاتے ہین بس اُسی مین گذران کرتا ہون اور
سُنو میرے صاحب دینے کی بھی حد ہوتی ہی اب جو کچھ میرے پاس باقی ہی وہ نالائقون کو میرا
دینے کو جی نہین چاہتا ہی ورنہ اب بھی میرے پاس وہ دولت ہی کہ بادشاہ جہاندار قدرت
نے بھی نہ دیکھی ہوگی بلکہ نام بھی نہ سُنا ہوگا ساحرون نے کہا بڑے میان ہم بھی تو سُنین کہ تمنے

جوانی مین کیا ایسا پیدا کیا تھا جو دوسرے کو ممکن نہین ہوا ذرا ہم سے تو بیان کرو ہم تمھارے کوئی
ساجھی تو ہین نہین جو سُنکر تمسے دعویٰ کرینگے بڈھے نے کہا کہ اس تقریر سے کیا مطلب ہی
خیر ہم جھوٹ ہی کہتے سہی تم چلے جاؤ اپنی راہ لو کوئی بھی اپنی کمائی کا حال بیان کرتا ہی جو مین
تمسے اپنا حال کہنے بیٹھون اتنی ہی دیر مین میری گھانس چھیلنے کی حرج ہوئی ورنہ کچھ چھیل ہی
جاتی ارے میان تم اپنی راہ کیون کھوٹی کرتے ہو بڈھے نے یہ جو کہا وہ ساحر اور زیادہ مجیب
ہوئے بڈھے نے خوب سا انکار کرکے اور اُنکو مشتاق بناکر کہا تمھاری خاطر ہی جو بتاتا ہون مین
دو نگینے شیر بن پھراج کے پائے ہین وہ بیٹے میرے مجھسے مانگتے ہین اب مین اُنکو نہین دیتا ہون
بھلا تم ہی بتلاؤ کہ آجتک تمنے نام بھی شیر بن پُھراج کا سُنا ہی بھلا دیکھنا تو درکنار وہ دونون ساحر
یہ بیان سُنکر گھبرائے بلکہ ایک نے کہا ارے میان یہ بڈھا بڑھاپے کے سبب سے سٹھر اچھترا ہو گیا
ہی نہین معلوم کیا بیہودہ بکتا ہی آؤ چلو بھی کہین پُھراج بھی شیر بن ہوتا ہی بڈھے نے کہا جاؤ جاؤ
میان تمکو ٹھہراتا کون ہی یہی سمجھ کے تو مین بتاتا نہ تھا اور انکار کرتا تھا آخر تمکو میرے کہنے کا اعتبار
نہوا نا مگر اب تو مین نے تمسے بتایا ہی تو لازم ہی کہ تمھین دکھلا بھی دون بھلا کیا یاد کروگے کہ ایک آدمی
گھسیارے کے پاس ہمنے ایسی نایاب چیز دیکھی تھی مگر میان مین غریب آدمی ہون تم اگر ان نگینون
کو دیکھکر مجھسے چھین لو تو مین کیا کرون اگر دعویٰ بھی کرونگا تو لوگ جھوٹا کہینگے ساحرون نے قسم کھائی
کہ نہین ہم زبردستی کسی طرح کی نہ کرینگے بڈھے نے کہا میرے بیٹے اور عزیز وغیرہ بھی سب واقف ہین کہین
اُنسے گواہی دلواؤنگا تو اچھا دیکھ لو یہ کہکر دو نگینے اپنے لنگوٹے سے اُسنے نکالے نگینے ہاتھ پر کیا رکھے
کہ تمام جنگل منور و روشن ہو گیا فلک فیروزہ فام یاقوت آفتاب کو اُن نگینون پر نثار کرتا تھا جوہری
روزگار کی آنکھون مین خیرگی آگئی وہ دونون ساحر دیکھتے ہی عش عش کرنے لگے اور منھ مین پانی
بھر آیا کہا بڑے میان اگر تم کہو تو ہم ذرا ہاتھ مین لیکر انکو دیکھین بڈھے نے کہا لو دیکھو اور وہ جو صفت
مین نے انکی بیان کی ہی کہ شیر بن پُھراج ہی تو چکھ کے بھی دیکھو آن دونون نے وہ نگینے بڈھے
سے لیے اور ہاتھ پر اپنے رکھکر رنگ ڈھنگ سنگ اُنکے دیکھے اور کہا کیا قدرت جمشید کی ہی
واہ واہ واہ کہ اِس گھسیارے کو اور یہ دولت لازوال عنایت فرمائی ہی اور پھر اُسپر یہ خداوندی کی
قدرت نمائی ہی کہ یہ بیچارہ اِنکو کام مین نہین لاسکتا ہی گھانس چھیلتا ہی اور اس پیرانہ سالی

پیرانہ سالی مین دُکھ بھرتا ہو اور کمبخت بیٹے بھی اِسکے نالائق معلوم دیتے ہین کہ ایسی چیز کی قدر نہین
جانتے ہین اگر یہ نہین دیتا تھا تو اسکی منت کرکے اس بڑھاپے مین چھین لیکر اِس سے لیتے مثل چلی
آتی ہو کہ محنت سے عظمت ہوتی ہو بیٹا شکر کھاتے ہین کوئی باپ شکر نہین کھاتا ہو جب جاکر وہ تو اسکے
فرزند ہی ہین یہ کہکر کہا بڑے میان سچ بتاتا کہ یہ تمنے کہان سے پائے ہین بڈھے نے کہا کہ مین نے
کچھ مفت تو پائے نہین لاکھون روپیے دیکر خریدے ہین ایک روز کا ذکر ہو کہ مین دریاے جمشید
مین نہانے گیا نہا کر کنارے اُسکے کھڑا تھا وہان ایک شخص انکو گھڑا بیچ رہا تھا اور بھی لوگ
وہان تھے مگر کسی کو یہ جچے نہین اور کسی نے قیمت انکی نہین لگائی مین نے جو انکو دیکھا بس دل
لوٹ ہوگیا سمجھا کہ یہ نگینے نایاب ہین بس مین نے اُس شخص سے قیمت انکی پوچھی اُسنے کہا کیا کہون
کہ کیا قیمت مانگی بہر صورت مین نے اُسکو راضی کرکے یہ لے لیے اُسوقت اُسنے کہا اے شخص یہ
خداوند جمشید کے مندرون مین کے جواہر ہین اور اُنکے پہنے ہوئے ہین تو انکی ہمیشہ زیارت کرنا
اور تاثیر انکے پہننے سے اُنمین یہ ہوگئی ہو کہ یہ میٹھے ہوگئے ہین نام انکا شیرین نگین ہو شاہان
جہان کو بھی آجتک یہ خداوند کا پہنا ہوا تحفہ دستیاب نہین ہوا خبردار اپنی جان کی برابر رکھنا
اور کوئی بے ادبی انکے ساتھ نہونے پائے ورنہ بھیک مانگنے لگے گا پھر میرا صاحب اب
مین اتنا روپیہ کہان سے لاتا کہ تجانہ بنواتا خداوند کی شبیہ وہان رکھکر اُسکے کانون مین یہ پہناتا
اور روز انکا پوجا کرتا جب میرے یہان بھی برکت ہوتی اتبو مین لنگوٹی مین رکھتا ہون اور اسی
سبب سے گھانس چھیلتا ہون تو اب نگینہ مجھے دو اور تم اپنی راہ جاؤ ساحرون نے کہا پھر ہمکو
اِنکی شیرینی کیونکر معلوم ہو اُسنے کہا منھ مین رکھکر دیکھو نگینے اور زیادہ آبدار ہوجائینگے اور
مٹھاس تمھارے حلق مین اُتر جائیگی اور ایسی شیرینی ہوگی کہ کبھی تمنے تو کیا تمھارے باپ نے
بھی نہ کھائی ہوگی ساحر نگینون کے دیکھنے سے کی خوشامد کرتے تھے کلمات درشت بھی اُسکے جیب رہے
اور دونون نے نگینون کو اپنے منھ مین رکھ لیا اور پھر جو منھ سے نکالا نگینے زیادہ چمکنے لگے
اور شیرین تمام دہن ہوگیا یہ شیرین کامی دلیل انکی تلخکامی کی تھی خواجہ نے ایسے وہ نگینے
بنائے تھے کہ اوپر اُسکے مٹھائی بیہوشی آلودہ لگائی تھی بس وہ مٹھائی جو اُنکے حلق سے اتری
پہلے تو کچھ سرور معلوم ہوا اور اُسی حالت سرور مین کہا بڑے میان اِنکو تم ہمسے قیمت

لیکر دیدو عمرو نے کہا قیمت انکی تم کیا دوگے انکی قیمت تمھاری جان شیرین ہی یہ نگینے بہتوں کی جان لیچکین ہین اب تم مشتاق ہوئے ہو تو جان دوگے وہ یہ سنکر نگینے پھینک کر دوڑے کہ او بے ادب ہم تجکو مار کر لینگے بس جیسے ہی یہ جھپٹے طمانچہ دیو بیہوشی کا پڑا کر سر نیچے ٹانگین اوپر دھم سے گرے عمرو نے بنا بر احتیاط کے گلیم اوڑھ لی اور لمحہ بھر غائب ہو گیا پھر بصورت اصل ہوکر ظاہر ہوا اور سامنے معمار کے آیا پکارا کہ انا شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اے معمار تو جو ان ساحرون سے بہکی بہکی باتین کرتا تھا اور اپنے دشمنون کو دوست جانتا تھا بھلا تیرا کہان خیال ہے اے مین وہ ہون کہ دریائے عمان و قلزم و محیط مین گھسکر ساحر شمشہ کو مین نے مارا یہان تو تجکو بھلا کو کب کچھ دور سے آیا تھا اب خوب سمجھ لے کہ قائم جادو کو مین نے ہی مارا اور تجکو چھڑایا اور اب ان دونون حرامزادون کو بیہوش کیا دیکھا تو نے قدرت خدائے تعالیٰ کو کہ کیا اُسنے ہمکو قدرت و قوت عنایت فرمائی ہی یہ سب اُسی کی قدرت ہی ورنہ میری کیا اصل ہی کہ جو ایسے مقام پر آ کر ایسے بڑے ساحرون پر غالب آؤن اب تمکو یقین کرنا چاہیے کہ ہم افراسیاب کو بھی اسی طور سے اگر منظور خدا ہی تو مار ڈالینگے کچھ فرق نہ پڑیگا یہ کہکر معمار کے سامنے سینہ گرم کیا اور اُن دونون ساحرون کو مُنھ انکا چیر کر ملا دیا وہ تڑپ کر ہلاک ہو گئے اور صدا ہائے دار و گیر بلند ہوئین بعد کچھ دیر کے آوازین آئین کہ مارا نیسان جادو وا مبہوت جادو کو افسوس ہے اور کام تمام کیا مطلب نے لی کچھ نہ حاصل ہوا معمار زنجیر سحر سے کھلگیا اور خواجہ کی دلیری پر متعجب رکھہ حاجتمند عمرو کو پچھ مین دا لیکر اُڑا کہ خواجہ جتنے پر اغضب کیا انتہا کے سفاک اور بہت چھٹ تم ہو یہ کہتا ہوا اور تو کہین نہ جاسکا خواجہ کو غار کے اندر لیکر اتر گیا اور پوشیدہ ہو کر بیٹھا اور بوتند سے پیدا ہو کر لاشِ دونون ساحرون کی اُڑا کر سامنے جہاندار کے لیگئے اُسوقت اُنکے سرون سے دو طائر نکلے اور پکارے کہ اے نبیرہ جمشید یہ دونون معمار کو گرفتار کیے ہوئے لاتے تھے راہ مین عمرو گھسیارا بنا ہوا ملا اور انکو فریب دیکر اُسنے بیہوش کر کے مار ڈالا جہاندار نے کہا خیر معلوم ہوا کہ عمرو کا قدم یہان آیا ہوا ہی اب تدبیر اسکی معقول کیجائیگی کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا لاشین انکی لیجا کر اُٹھوا دو ساحرون نے لاشین تو اُٹھوا ئین اور آپ دار الامارۃ سے اُٹھکر داخل بستان ہوا جہان پر سوتا بیٹھتا ہی وہان آئینہ قد آدم لگا ہی آئینہ مین ہو مرات خیال کیسے جو صورت نما ساجرائے گذشتہ و حال ہی چار طرف اُس آئینہ کے چوکھٹے مین تصویرین

سامری اور جمشید کی لگی ہین کہ وہ سب بہشتی ہین اور ایک کنارے پر رقعہ جمشیدی لگا ہوا ہی کہ جسکے
حرف کیڑون کی طرح سے رینگتے ہین کوئی اور شخص سواے جہاندار کے اس رقعہ کو نہین پڑھ سکتا
ہو آئینہ شفافی مین آئینہ خورشید کو اپنے مقابلہ مین اندھا بناتا ہی روح سکندر کو بُرا مُنھ پر کہتا ہی
اُس بادشاہ نے جاتے ہی غلاف اس آئینہ پر سے اُٹھایا اور ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا دل مین
نیت کی کہ حال عمرو اور معمار معلوم ہو کہ کہان ہین اُس مین معلوم ہوا کہ فلان غار مین معمار
عمرو کو لیکر بیٹھا ہی بس یہ دیکھکر اُسنے رقعہ جمشیدی کو پڑھکر دیکھا کہ حرف اُسکے قائم
ہوئے اور اُسمین یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ ارے او بے وقوف احمق تو نے بڑی خطا کی کہ جو معمار کو
قید کرکے عمرو کا قدم اپنے شہر مین بھی داخل کرایا اگر تو اسکو قید نہ کرتا تو عمرو کبھی یہان نہ آتا
اب عمرو کو تو ایسا ویسا سمجھے ہوئے ہی عمرو وہ عیار ہی کہ تمام خداوند اُسکے ہاتھ سے بھاگ کر عرش پر
گئے اور دُنیا مین نہ ٹھہر سکے اب لقا بھاگتا پھرتا ہی خیر اب دیکھو لینا وہ ایک کو تو یہان زندہ نہ
چھوڑے گا جب سے وہ یہان آیا ہی تین ساحر نامی و نامور کو قتل کر چکا ہی اب تمام ساحر یا تو مطیع
اسلام ہونگے یا مارے جائینگے جہاندار نے جو یہ مضمون پڑھا جسم کا خون خشک ہو گیا اور مارے خوف کے
کانپنے لگا مگر دست استقلال سے دامن صبر کو نہ چھوڑا بلکہ ضبط کرکے خاموش ہو رہا اور بخیال مدعی
ہو جانے کے رقعہ کے مضمون کو کسی سے بیان نہ کیا آپ باہر دربار مین آیا ایک مصاحب مقرب اُسکا
ہو اُسنے جو رنگ رخسار اُسکا متغیر دیکھا تو پوچھا کہ اے شہریار خیر تو ہی اسوقت حضور کا چہرہ بہت
اُترا ہوا ہی کچھ اسکا سبب ہم غلامون سے بھی ارشاد فرمائیے جہاندار نے کہا بھائیو کیا اپنا حال
مین تم لوگون سے بیان کرون سواے اسکے کہ شاید غضب جمشید کا مجھپر نازل ہوا ہی عمرو میرے
گھر مین گھس آیا ہی اور مین بہت حیران ہون کہ وہ کیونکر یہان تک چلا آیا لیکن اتنا جانتا ہون
کہ اور جہان نہین عمرو آ گیا اپنی فطرت سے بچ آیا گیا مگر یہان اُسکی قضا لائی ہی مین ابھی بھی
اُسکے قتل کرنے پر قادر ہون اور تو سہی میرا نام جہاندار قدرت نبیرہ جمشید جو مین اُسکا کام
نہ تمام کردون یہ کہکر تاب نہ رہی اپنے مصاحبین کو لیکر اندر شبستان کے گیا اور کچھ دانہاے شش کے
سحر پڑھکر جو اُس آئینہ پر کہ جسکا حال پہلے بیان ہوا مارے اُن دانون کے پڑتے ہی خود بخود
ہٹ اُسکے مثل دریچے کے لگے تھے بند ہو گئے اور بعد اُسکے کچھ سحر دیر تک پڑھا کیا جب وہ سحر

ختم ہوا دستک دی اور پکارا کہ عمرو اور معمار کو لا سحر اُسکا اُن دونون کے پکڑنے کو چلا وہان
عمرو غار کے اندر معمار سے کہہ رہا تھا کہ ای بھائی اِس غار مین تم کب تک بیٹھو گے اس سے تو مین
اکیلا ہی اچھا تھا ابتک تو مین شہر مین جاکر کچھ نہ کچھ انتظام کرتا اب تمکو لازم ہی کہ مردانہ وار
یہان سے نکلکر کہین اور چلو مجھکو بھی لیتے چلو معمار نے کہا خواجہ یہان بیٹھنا غنیمت سمجھے تین
دن تک سحر نہو سکیگا آج کل مین سحر تین دن کے لیے بھول جاتا ہون اسکا قصہ بہت طولانی ہی
مین تمسے کسی وقت کہدونگا اب تم بھی دعا کرو کہ یہان کوئی اور آفت نہ آئے یہ کہہ ہی رہا تھا
کہ یکایک ایک بجلی چمککر اُس غار مین گری عمرو جبتک سنبھلے سنبھلے اور گلیم اوڑھے اُسوقت تک
دیکھا کہ ایک چابک آتشین معمار کی اور میری کمر سے لپٹا ہوا ہی اور وہ چابک بروے ہوا بلند
ہوا اب یہ بھی دونون لٹکے ہوئے چلے اُسوقت عمرو نے کہا کیون ای معمار قدرت افسوس
صد ہزار افسوس آخر گرفتار ہو گئے نا اگر کچھ نکلکر پیدا کر لیتے تو اچھے رہتے معمار اپنے دل مین کہتا ہی
کہ کسقدر مطمئن قلب یہ شخص ہی کہ ہر جگہہ اسکو فکر پیدا کرنے زر کی ہی گویا قضا کو جانتا ہی نہین اور
اس مصیبت کو کہ جسکا سامنا ہی کچھ شمار ہی مین نہین لاتا ہی الحاصل جب وہ چابک سحر خوب بلند ہو گیا
تو دونون متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے شہر مین غلغلہ انکے گرفتار ہونے کا پڑا ہر ایک زن و مرد
در و بام سے تماشائی ہوا سب کی آنکھین سمت آسمان لگی تھین جیسے اہل اسلام چاند عید کا دیکھتے
ہین اس طرح کی کیفیت نظر آتی تھی کسی طرف سے صدا آتی تھی کہ دیکھو وہ جاتا ہی وہ جاتا ہی
کوئی کہتا تھا سبحی واہ کیا چابک کمر سے لپٹا ہی کسی کی زبان پر تھا کہ بعد مدت اب یہ حضرت مصرے
گئے کوئی بار باری کہتا تھا اب چندار دے کے پیچھے آئے اسطرح رعایا دم دہان شہر تو اپنی اپنی کہتے تھے
اور چابک انکو لیے جاتا تھا تا تلک سامنے شاہ بیابان گلرنگ کے لایا یہان جو عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا
کہ ایک ایوان عظیم الشان بادشاہ کا مکان نہایت آراستہ بنا ہی صحن مین اسکے باغ نگارین لگا
ہی بارہ دری کے چبوترہ پر کرسی یاقوت کی بچھی ہی اُسپر جہاندار قدرت شاہ بیٹھا ہی اور تمام
سردار حاضر ہین قاعدۂ ادب سے باہر ہین بارہ دری بھی نہایت سجی ہی باغ بھی ایسا گلزار پر بہار
ہی کہ بہار گلشن حسن سبزہ رنگان دہر اُسپر نثار ہی مختصر یہ کہ جہاندار کو عمرو نے دیکھکر سمتہ بنایا اور
ہاتھ بھی پھر سلام نہ اُٹھایا اُسنے اِس سے پوچھا کہ ارے عمرو تیرا ہی نام ہی اور تو ہی معمار کے ساتھ

کرنے کو آیا ہو اور قائم کو تو نے ہی مارا ہی عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ پھر اسمین آپکو شک کیا معلوم
ہوتا ہی یہ سب کام میرے بائین ہاتھ کے کھیل ہین اور عمرو بھی مین ہی ہون آپ فرمائیے کہ میرے
دریافت کرنے مین یہ مطلب ہو اگر آپ یہ جانتے ہین کہ مین اسکو قتل کر ڈالون تو یہ ممکن نہین
جہاندار نے کہا اب تم مجکو بھی یہان سے چلے جاؤ گے عمرو نے کہا تیری بھی مجال ہو کہ تو مجکو روک
رکھے یا قصد ہمارے قتل کا کرے بھلا تو یہان کی حکومت ہی پر گھمنڈ رکھتا ہی شہزادہ جمشید لٹو اتو
مجکو مار رکھے اس کلمہ پر جتنے ساحر کہ وہان کھڑے تھے سب نے توبہ توبہ کرکے منہ مین اپنے طمانچے لگائے
اور کانون مین انگلیان دے لین اور جہاندار نے غصہ مین آکر کہا کہ اے غضبناک جلاد جلد حاضر
ہو یہ کہتے ہی اُس جگہ کی زمین شق ہوئی اور ایک ساحر جلاد وضع بلا کو طینت آنکھون سے جسکی
خون ٹپکتا کردھنہ باندھے تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے نکلا اور حاضر حاضر کہکر سامنے بادشاہ کے آیا
بادشاہ نے اُس سے فرمایا کہ بحکم خداوند جمشید سے مار ایک تیغہ کہ پہلے سر معمار کا اُڑ جاے وہ حکم سنکر
تیور بدلتا ہوا تیغہ کو تولتا ہوا سر پر معمار کے آیا عمرو نے دیکھا کہ معمار کو اب مقرر مار ڈالے گا
بس ایک ہی جست اپنے مقام سے اُٹھنے کی کیونکہ جب بادشاہ نے قتل کرنے کو جلاد بلایا تو چابک
سے اپنا کمر سے اُن دونون کے کھول لیا تھا بس عمرو نے قریب معمار پہونچکر جال الیاسی نکالکر مارا اور
اسکو کھینچکر زنبیل کر لیا غضبناک نے جو دیکھا کہ عمرو نے معمار کو غائب کر دیا بس اُس سے پوچھا
کہ تو نے معمار کو کہان چھپا لیا اور وہ کہان غائب ہو گیا عمرو نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا اور چاہا کہ گلیم
اوڑھ کر مین بھی غائب ہو جاؤن مگر غلغلہ جو ہوا کہ عمرو نے معمار کو چھپا لیا جہاندار نے گھبرا کر کہا
کہ کہین عمرو بھی نہ غائب ہو جائے سحر کر دیا کہ عمرو مجسم بے حرکت ہو گیا اور گلیم نہ اوڑھ سکا اُسوقت
اُسنے آبدیدہ ہو کر نظر حسرت و یاس سے جانب فلک دیکھا لوگون نے کہا کہ ارے تو نے آسمان کو کیا
دیکھا اور ہماری بات کا جواب کیون نہین دیتا ہی عمرو نے کہا آسمان کو مین اس سبب سے دیکھتا ہون
کہ ابھی ایک نور ساطع اور تو اور ہوا تھا وہ نور معمار کو تو اُٹھا کر لے گیا اور مجکو چھوڑ کر چلا گیا مین
جانتا ہون کہ جمشید خود آئے تھے اسکو تو لے گئے اب یقین ہی کہ میرے لینے کو آئینگے یہ کلمات سنکر
جہاندار نے کہا یہ کیا معاملہ ہی کہ جمشید کو یہ شخص بُرا بھی کہتا جاتا ہی اور جمشید اُسکی حمایت بھی کرتے
ہین اب شبیہ خداوندی کو بلواتا ہون یہ کہکر سجدہ کیا اور پکارا کہ اے محافظان صندوق جمشیدی

صندوق نے آدمی کی بار اسی طرح سے جب اسنے کہا یکایک ہوے ہوا میں ہزارہا گھنٹہ بجتا سنائی دیا
دم بھر میں وہ صحن مکان ساحران نامی اور پریزادان حسین سے پر ہوگیا کہ سب مور چھل ہال ہما
اور پر طاؤس کی ہاتھ میں لیے تھے اور گھنٹے اور ڈھرو بجاتے تھے پھر دیکھا تو ہوا سے شعاعیں مثل
شعاع آفتاب تابان صحری کی طرح زمین پر لٹکنے لگیں اور موتی اور جواہر برسنے لگے عمرو نے
کہا یا جمشید تم ترساتے ہو اور ہم ترستے ہیں کیسا ہم حقداروں کو ان بے ایمانوں نے بے حق
کیا ہو کر باندھکر بٹھایا ہو اس کلمہ کے کہنے سے عمرو کے پاس بہت کچھ جواہر برس کر ڈھیر ہوگیا اور
آواز آئی کہ ہمارے بندۂ خاص سے کوئی یہ جواہر نہ لے اس صدا کو سنکر ساحر تھرانے لگے اور
جہاندار سے کہا صاحبو میں نہ کہتا تھا کہ بغیر امداد خداوندی یہ شخص لیا زبردست نہوتا اب مجکو
بالکل ہوتا نظر نہیں آتا اسی عرصہ میں بعد گوہر و جواہر باری کے چار پریزادیں ایک تخت
کاندھے پر لیے اتریں کہ وہ تخت تمام جواہر نگار تھا اور اسپر ایک صندوق جراہر آگیں رکھا تھا
جسپر ہزارہا سہرا موتیوں اور جواہر کا بندھا تھا اور پھولوں سے وہ صندوق چھپا ہوا تھا اُسکے
اُترتے ہی سب ساحر مع بادشاہ کے کھڑے ہوگئے اور سجدے میں گرے پریوں نے وہ تخت لاکر
چبوترہ پر رکھدیا جہاندار نے سامنے صندوق کے آکر سجدہ کیا اور کہا حضور برآمد ہوں یہ کہتا تھا
کہ صندوق کا پٹ کھلگیا اور ایک آفتاب اُسمیں سے ساطع ہوا اور اُس صندوق پر آکر جا فلک
ساحری کا واقعی خورشید تابان تھا جہاندار نے سوا سو اشرفیاں اُسکے سامنے نذر کیں اُسوقت
وہ آفتاب تو بلند ہوگیا اور اندر سے صندوق کے ایک پتلا سوا بالشت کا نکلا اور اُسنے اُن
اشرفیوں پر ہاتھ اپنا رکھدیا جہاندار سمجھا کہ نذر میری قبول ہوئی یکایک ہزارہا گھنٹہ اور ناقوس
بجے اور سب ساحروں نے جمشید کا غل مچایا اور جہاندار نے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے شبیہ
جمشید گوار غلام اس بات کا امیدوار ہے کہ مجکو یہ حال معلوم ہو کہ معمار کو اُس عمرو نے کہاں
چھپا دیا یا اُسکو واقع میں کوئی آکر لے گیا جہاندار تو یہ کہ رہا تھا کہ عمرو نے پکار کر کہا اے
جمشیدی ہمارا بھی سلام قبول ہوئے اس کلام کو سنکر اُس پتلے نے تیوری چڑھائی اور جہاندار
سے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا کہ ہمارے بندۂ مقبول کو اپنے ملک میں بلایا معمار کو بھی اسی نے
غائب کیا اور اسکی زنبیل میں موجود ہے جنے جو اسکو زنبیل دی ہو تو اُسمیں سات شہر آباد ہیں

اور سات دریا بہتے ہین ایک معمار کی کیا اصل ہو وہ چاہے تو سب تیرے ملک زنبیل مین رکھ لے
اور تیرے ملک پر کیا ہو اور دو چار شہر رکھ سکتا ہو اب یہ مجھسے قتل نہوگا ہمکو ناحق تو نے بلایا
ہو اگر تو قتل کرنا اسکا چاہتا ہو تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ کبھی قتل نہوسکے گا اس فعل کو بھی
کرکے ارمان پورا کرلے مین مانع نہین ہون جو تقدیر خداوند کر چکے ہین وہ ضرور ہوگی یہ سنکر
جہاندار نے سوسو شرفی رخصتی پھر نذر کی ہین گھنٹے اور ناقوس بجے وہ آفتاب جو بلند ہوگیا تھا
اُتر آیا پتلا پہلے صندوق مین گیا اور آفتاب غائب ہوا تخت پریون نے کاندھے پر اُٹھا لیا
اُسوقت جہاندار نے کہا اے پریزادان خدمتی خداوند ذرا تھم جاؤ وہ ٹھہر گئین جہاندار نے عمرو
سے کہا کہ اے عمرو لا اب معمار کو دیدے عمرو نے کہا میرے پاس وہ کہان اُس پتلے نے تجھ سے
جھوٹ کہا ہو تو ناحق کو مجھسے اُلجھتا ہو جہاندار نے کہا مین چالیس ہزار روپیہ تمکو دونگا اگر تم
معمار کو دیدیگا روپیہ کا نام سُنکر خواجہ کے مُنھ مین پانی بھر آیا اور کہا اے جہاندار مین کبھی معمار کو
نہ دیتا مگر روپیہ وہ بُری چیز ہو کہ آخر کو دینا ہی پڑا اچھا روپیہ منگوائیے جہاندار نے اُسی وقت
چالیس توڑے منگا کر سامنے رکھے عمرو نے کہا اب میرے ہاتھ قابو مین کر دیجیے کہ زنبیل سے معمار کو
نکالون بادشاہ نے حال زنبیل شبیہ جمشیدی سے تو سُنا ہی تھا بس فوراً اُسکے ہاتھ قابو مین
کردیے اُسنے کمر پہ ہاتھ رکھکر چال الیاسی نکالا سب جانتے تھے کہ اب یہ معمار کو نکالیگا وہ
تو سب متحیر ہوکر دیکھ رہے تھے کہ عمرو نے جال روپیہ پر مارا اور توڑے کھینچکر زنبیل مین رکھے
جہاندار نے روپیے کو غائب ہوتے دیکھکر جلد اُسکے ہاتھ پھر بے قابو کردیے اور بغضب تمام تر
عمرو کی طرف دوڑا اور ساحرون نے غل مچایا کہ ارے وہ روپیہ بھی لے گیا لے گیا کا
جو غل ہوا عمرو ہنسا اور گویا ہوا کہ ہاتھ کھلے رکھے ہوتے مین تم سبکو لیتا اور چھوڑ دیتا تمکو بھی
جہاندار اُسوقت تیغہ سحر کھینچکر سر پر عمرو کے آہی تو گیا اور پکارا کہ اے عمرو قسم ہو خداوند جمشید
کی اب مین اس جرم پر تجکو ضرور مار ڈالونگا عمرو نے کہا یا تم مار ڈالوگے یا پھر ہمین مار ڈالیگے
جہاندار نے کہا ہان یہی بات ہو تو لے یہ کہکر چاہتا تھا کہ تیغہ مارے یکایک ہان ہان کا غل
صندوق کے اندر سے بلند ہوا اور گھنٹے اور ناقوس بجے اور وہ تخت پریان لیکر بلند ہوگئین
جہاندار نے ڈر کے ہاتھ اپنا روک لیا اور عمرو نے کہا کیون رُک کیون گئے ہمارو نا اے دم

کہ وہ تیغ زن ہمیشہ پڑتا رہا تب جہاندار نے پھر غصہ کھا کر قصد کیا کہ تلوار مارون لیکن وہ صندوق جو
یہان لیکر گئین یہان سے کچھ دور پر ایک مندر ہی کہ یہ صندوق وہان رہتا ہی اور آفتاب جادو
نام ایک ساحر نائب خداوند جمشید اس مندر مین حکومت کرتا ہی جہاندار شاہ بھی اسکا مطیع
ہی اور وہ خداوند جمشید کا شاگرد اور بے باک مشہور ہی جہاندار اُسکو باپ بنا جانتا ہی پس
صندوق جو وہان گیا تیلے نے آفتاب کو آواز دی کہ ارے جلد جا جہاندار عمرو کو قتل کیے
ہی مفت کی زحمت ہم لوگون کو ہوگی کوکب اور چالاک اور سب عیارون کی اور امیر کی مع کل
لشکر اسلام کے افراسیاب کو چھوڑ کر اسی بیابان پر چڑھائی ہوگی جان غضب مین پھنسے گی
جلد جا کر جہاندار کو اس کام سے باز رکھ اور تہدید و عتاب اُسکو منع کرین روک آیا ہون
لیکن تو جا کر اُسکو مار کے سمجھا جو راز کہ مین نے بیان کیا ہی مسلمانون کے غلبے کا وہ اُس سے
نہ بیان کرنا اور عمرو کو کوہ عقیق مین بھجوا دینا یہ سنکر آفتاب بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور
یہان جہاندار آمادہ قتل عمرو ہوا ہی تھا کہ یکایک برق آسمان پر سے چمکی اور صدائے مہیب
آئی بعد اُن آفتون کے ایک آفتاب چمک کر زمین پر گرا اب تو سب کی آنکھین بند ہوگئین
بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی ایک ساحر کو شیر پر سوار تازیانہ مار ہاتھ مین لیے دیکھا کہ چہرہ اُسکا رنگ
آفتاب تابان تابان ہی اور تمام بدن سُرخ کندن کی طرح دمکتا ہی مُنھ اور کان اور ناک سے آگ
نکلتی ہی اور ہر ایک رویان بدن کا شمع کی طرح جل رہا ہی بس اُسکو دیکھتے ہی ہر ایک ساحر
بہر تسلیم خم ہوگیا جہاندار نے بھی جُھک کر فرشی مجرا کیا اُس ساحر نے شیر پر سے اُتر کر ایک ہی
طمانچہ جہاندار کے رخسار پر تڑاق سے لگایا اور کہا او بندہ گستاخ و بے ادب تجکو کچھ خداوند کے
منع کرنے کا خیال نہ آیا کہ جب تو عمرو کو قتل کرنے چلا تھا تو صندوق قدرت سے اُن ہان
کی آواز آئی تھی اور آخر شبیہ خداوند ناراض ہوکر چلی گئی اور اب تک ناراض ہی کیون تو عمرو
کو قتل کرتا ہی اُسنے کونسا تیرا ملک و مال چھین لیا ہی اگر معمار کو اُسنے آکر رہا کیا ہی تو تیرا کیا نقصان
ہوا ہی معمار اگر مسلمان ہوگا تو اُسکا آپ ایمان جائیگا اُسکا ثمرہ آپ وہ پائیگا تو شاہ افراسیاب
کو لکھ بھیجنا کہ مین نے آپ کے فرمانے بموجب معمار کو قتل کرنا چاہا تھا جب اُسکو قید کیا عمرو
اُسکو رہا کر لے گیا پس مین اب اُسکو اپنے دربار مین آنے دونگا آپ کو اُسکے قتل کرنے کا اختیار ہی بس

قتل سے خوش ہونگا ناراض نہونگا اور مین آپکا بدل شریک ہون بس امر ناچاری مین افراسیاب
بھی ناراض نہوگا اور عمرو کہ جو بندۂ خاص خداوند سامری ہی اُسکے خون مین بھی تو شریک نہوگا عمرو کا
مرتبہ تو کیا جانے ہم جانتے ہین جو کچھ کرتا ہے ہمارے خداوندی مین اسکے مرتبہ لکھے ہین عمرو نے یہ
کلمات سُنکر کہا دیکھیے ہمارے قدرشناس آگئے سچ ہی جو جس مرتبہ کا ہوتا ہی وہ ہی انسان کا رتبہ
پہچانتا ہی آفتاب جادو یہ باتین سُنکر ہنسا اور کہا خواجہ واقعی قول آپ کا صحیح ہی یہ کہکر ایک
قلعے سے کہا کہ خواجہ کو بآرام تمام اُٹھا کر سرحد کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین چھوڑ آ کیونکہ وہان خواجہ کے
مالک امیر با توقیر بھی ہین اور خداوند لقا بھی ہین یہ اُسنے دو انے سمجھ لینگے ہکو دخل دینے سے
کیا مطلب ہی بتلا یہ کلام خیر انجام آفتاب نیکنام سُنکر پنجہ بنکر خواجہ کمر مین پڑا اُسوقت
جہاندار نے اپنا سحر دفع کر دیا کہ خواجہ مسحور نہ رہے دست و پا قابو مین آگئے پنجہ تو اُدھر انکو لیکر
روانہ ہوا اور معمار زنبیل خواجہ مین ہین اور کوکب و فتنضیمو بیابان گگر نے پھر کر اپنے مقام پر آیا
بران کو انتظار خواجہ عمرو کے آنے کا ہی ابھی سحر تیار کرنے کوہ نورافشان پہنچین گئی ہی لشکر مہرخ
بفتح فیروزی اپنے مقام پر اُترا ہوا ہی ان سب کو اس حال مین چھوڑ کر حال لشکر لقا بیان ہوتا ہی کہ
زمرد شاہ کے پاس ملکہ زیور جادو بن سفاک جادو اپنی بارگاہ سے آکر روز بیٹھتی ہی اور اُسکا
سوار چہار اگیا ہی تو بہت پریشان حال فکر مین نئے سحر کی ہی ادھر تمام کو ہی اس بات پر آمادہ ہوتے
ہین کہ ایک جنگ ایسی کر دکھا دین یا تو امیر کو مار ڈالو یا سب ملکہ مر جاؤ اور لقا بھی اپنی
جان سے عاجز ہو چکا ہی شکستین بہت کھا چکا ہی تردد مین تخت خداوندی پر بیٹھا ہی چنانچہ اسی تردد
و تفکر مین ایک روز بیٹھا تھا کہ یکایک آسمان پر بجلیان چمکین اور سیاہی ہر طرف چھائی پھر سفید موتیون کا
برسا لقا نے کہا تقدیر کی کہ کوئی بندۂ قدرت بہر جان نثاری آتا ہی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دو تخت ادہر سے ہوا
سے نیچے اُترے اُنپر دو ساحر کریہ منظر سوار تھے گلون مین مالے موتیون کے ڈالے اور تمام جواہر طلائی احمر کا
زیور جا بجا مناسب طور سے پہنے منقلین آگے سلگائے ہوئے تخت سے نیچے اُترے اور سامنے خداوند
لقا کے آکر سجدہ کیا پھر نذر دی خداوند نے خلعت عنایت کیا دنگل زرین پاکر یہ دونون بیٹھے
بختیارک نے باہر جاکر انکے ساتھ لشکر جو آیا تھا اُسکو اُتروا لیا بارگاہ مین جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا دماغ
اُن ساحران بیحیا کا بادۂ ناب سے گرم ہوا خداوند کی خدمت مین عرض پیرا ہوئے کہ ہم قلعۂ عقیق کوہ کے متصل ہین

طلسم کی سرحد ہو وہان رہتے ہین آپ سے بہت نزدیک ہین اکثر ہمارے دل مین آیا کہ خداوند کی
زیارت چلکر کرین اور اُنکے دشمنون سے لڑین لیکن شومی قسمت سے حاضر ہونے کا اتفاق نہوا اب
یہ صاحبزادی جو آپ کے سامنے بیٹھی ہین یعنے ملکہ زیور جادو انکی مان ملکہ سفاک کا پیام ہمکو
ہو نچا کہ اے مروارید جادو و اے صدف جادو جلد تر خدمت خداوند مین جاؤ اور اپنی لڑکی کو
مسلمانون کے ہاتھ سے بچاؤ از بسکہ انکی مادر گرامی سے اور ہمسے بہت عرصے رسم و راہ ہو اور وہ اکثر
ہمارے پاس آیا کرتی ہین جبتک جی چاہتا ہو تشریف رکھتی ہین فرمانا اُنکا ہمکو قبول کرنا پڑا دوسرے مشتاق
زیارت خداوند بھی تھے بس آکر حاضر ہوئے لقانے کہا کہ ہمنے یہی تقدیر کی تھی کہ ان دنون میں تم آکر
حاضر ہوگے اور کارہاے نمایان کروگے اُن دونون نے عرض کیا کہ خداوند آپ نے ان بندگان
خوانی کو اپنے اسقدر طاقت اور زور کیون عطا فرمایا اور اُنکے حال پر اتنا رحم کیون آپ کرتے ہین کہ
جو وہ گستاخانہ قدم حد ادب سے بڑھاتے ہین اور ملازمان خداوند کو عاجز و مجبور کرتے ہین اُنکے
مقدر مین کیا تقدیر ایسی نہین ہوسکتی کہ وہ سب مغلوب ہو جائین لقانے کہا کہ ہم اپنی قدرت کے
کھیل کھیلتے ہین انھون نے کہا تو پھر ہمارے ارادے یہ تھے کہ خداوند کی طرف سے لڑکر بندگان
مغضوب کو سزاے واقعی دین وہ سب ارادے ہمارے بیکار ہین کیونکہ جب آپ ہی کو انکا غارت
کرنا منظور نہین تو پھر وہ ہمسے کیا اقرار اسباب سے بھی نہ ہلاک ہونگے لقانے جواب یا کہ اگر مین انپر رحم
نہ کرتا تو وہ پھر زندہ کیونکر رہتے مین نے تو اُنکو پیدا کیا ہو اگر مین ہی اُنسے خفا ہو جاتا تو ٹھکانا کہان تھا
تمھین خیال کرو کہ دن بھر مین کتنے گناہ میرے کرتے ہو پھر مین سب معاف کرتا ہون وہ ساحر بولے
کہ یہ آپ نے جو فرمایا تو بالکل سچ ہو اگر آپ نہ رحم فرمائین تو کون رحم کرے لقانے کہا اب مین بھی
اُنسے خفا ہوگیا ہون مگر در پردہ اُنکا غارت کرنا منظور ہو چاہتا ہون کہ کسی خاص بندہ کے ہاتھ سے
اُنکا استیصال کراؤن تاکہ بدنامی میرے واسطے نہو صدف و مروارید نے کہا یون تو ہم اُنکے غارت
کرنے کی قابلیت نہین رکھتے ہین لیکن اگر خداوند کی نظر رحمت اور نگاہ عنایت ہمارے حال پر ہو
تو البتہ ہم دم بھر مین اُنکو مٹا دین اور قہر خداوندی سے وہ خود برباد ہو جاوین لقانے کہا ہمنے
اُن سبھون کو اب تمھارے سپرد کیا تم جانو اور وہ جانین بلکہ اُن سبکی موت بھی ہمنے تمھارے ہی
ہاتھ مین رکھی مروارید جادو نے اٹھ کر مجرا کیا اور کہا اگر خداوند نے ہمارے حال پر یہ

عنایت فرمائی ہے تو پھر طبل جنگ بھی ہمارے نام پر بجوائیے اور ہماری جان فشانی کر ملاحظہ کیجیے دیکھیے تو سہی کہ ہم کیا نئی طرح کی لڑائی لڑتے ہین بختیارک نے کہا اس بات کا تو ہمین یقین ہے کہ تم جو چاہو گے وہ کر جاؤ گے مگر عیارون سے بچے رہنا کہ وہ ساحرون کے بھی اُستاد ہین اُنھون نے جواب دیا کہ ملکجی ہم اُن ساحرون مین نہین ہین کہ عیار ہمارے اوپر عیاری کر سکین ہم اُنکو بھی کھا جائینگے غرض اسی طرح کے لاف و گزاف یہ دونون مرتد کیا کیے جب گوہر کواکب صدف شب کے بطن سے آبرو افزاے بازار افلاک ہوے اور نور افشان نگین مہر گم ہوئی جیسے سیارے بُرازِ جہان رنگ ظاہر ہوئے کہ ابیات

| | |
|---|---|
| سحر گذری ہوا بیدار تو ہمین جب از خواب | دکھائی ماہ نے شکل جہان تاب |
| پتا کچھ مہر گردون کا نہ پایا | قمر لیکر ستارون کو پھر آیا |

غرض شام حسب ارشاد لقا نے بدانجام طبل جنگ بجا ہرکارے لشکر اسلام کے خبر سنکر بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوئے اور سامنے امیر بلند احتشام و بادشاہ عالی مقام زمین ادب کو چومکر عرض پرداز ہوئے نظم

| | | |
|---|---|---|
| باد بہار روے خزان پر طمانچہ زن | گلشن مین تیرے عدل سے ہر برگ ہر نہال | اگر اسکو لا یقین کر درند و گزندگے |
| بے خوف تیرے عدل سے [illegible] | آہو کے دشت مین جو ختنی ہے صدا ہے پا | چھپنے کو بیر ڈھونڈتے ہین خار شغال |
| اژدر ہیجے ہین [illegible] | کرتے ہین اپنے مدح مین صد خلال | |

آخر بادشاہ عالیجاہ دو ساحر مروارید و صدف نام جادو قریب کوہ عقیق سرحد طلسم کے رہنے والے حسب استدعا الک صقال نامور زیور جادو آئے ہین بہت کچھ لاف و گزاف لب پر لائے ہین اب طبل جنگ کر باکر بجوایا ہے باقی خیر و عافیت ہے یہ کہکر ہرکارے تو کنارے ہوئے اور حسب الارشاد بادشاہ جم قدر امیر نامور نے ابو الفتح عیار سے ارشاد فرمایا کہ خدا سے بزرگ سے تم جا کر ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجواؤ اور خبر گوش دلاوران مین رزم کی پہنچاؤ ابو الفتح نے حسب دستور نقارخانہ سلیمانی و سکندری مین آکر نقارۂ اسکندری پر چوب لگائی جسکی صداے مہیب زاے زہرۂ عدو آب آب ہوتا تھا مروارید و صدف بھی اپنے مقام پر اچھل پڑے بختیارک نے کہا کہ یہ مسلمانون کی طبل اسم اللہ ہے اُنھون نے کہا کہ معلوم ہوا حمزہ بڑا جاہ و جلال رکھتا ہے اور اُسکے مقابلہ کے لیے بڑی ہوشیاری چاہیے یہ کہکر خداوند لقا سے کہا کہ ہم سحر تیار کرنے اپنی بارگاہ مین جاتے ہین آپ یہان اپنے لشکر کی درستی

قرائین پہ رکھکر اپنے مقام پر اٹھکر آئے اور بعد فراغ اکل وشراب دونون خوک کے خون سے نہائے
پھر اسباب ساحری لونگ آگ دھتورے کے پھل وغیرہ سامنے رکھکر مصروف سحر خوانی ہوئے
لشکر مین انکے ڈھرو بجنے لگا بیرون سے شور وغل مچایا کڑاہیان پوڑون کو دی گئین بھینٹین دیجاو
کو دی گئین منتر کی جاپ ہونے لگی لشکر اسلام مین سلح خانے کھلے بادشاہ سر شام ہی سے داخل
شبستان ہوئے سردار اپنے اپنے مقام پر آکر تیاری جدال وقتال کرنے لگے نیزون کا آج ارادہ ہے
کہ راست بازی چھوڑ دیجیے سیدھی سیدھی تو یہ ہے کہ زبان سنان سے دشمن کو ٹیڑھی سنائیے تیرون
نے کہا راستی دکھاکر سینون مین گھر کیجیے خانہ تن سے جان عدو کو نکالکر در بدر کیجیے خنجر گلوگیری کا دم
کا دعوی رکھتے سرکشی کرنیکا ارادہ رکھتے تیغین مثل اہل تواضع گردن جھکائے دل مین گانٹ پھانس
کی ٹھہرائے تھے ہر طرف پلٹنون اور رسالون مین باجے بجتے نالے رزمی کا شور بلند نفیریون کی
صدا خاطر بہادران کے پسند شجاعت کا ڈنکا بجتا تلوار کا سکہ جاری ہر سمت تیاری میدان داری
گھوڑون کی رکابین اور تنگ وغیرہ درست کرائے جاتے دو پہر رات سے دلاور نہاتے ہر ایک محابہ
کفن سر سے لپیٹے مشت خاک گریبان مین ڈالے کہ یہی خاک بجائے لحد کے ہے اسی طرح لڑتے مرنے کا
چرچا تا بہ سحر ہر بہادر کی زبان پر رہا جب وہ وقت آیا کہ زرۂ آہن شب کو ترک سپہر نے جسم سے
اتارا اور تیغ مہر کو غلاف مشرق سے نکالکر چمکایا کہ

ابیات

| ہوا مشرق کی جانب آسمان لال | شفق کا رنگ چمکا خوب فی الحال |
| --- | --- |
| ضیا شائع ہوئی نزدیک و دور | ہوا سرخی سے پیدا شعلۂ نور |

صبحدم امیر ذوی الاحتشام مسند کریاس مین بیٹھے دعا کر رہے تھے
کہ جب خبرداروں نے مرکب اپنے اپنے طلب کیے تا کہ خدمت بادشاہ مین جاکر حاضر ہون شاطر
جو اصطبل مین آئے طرفہ ماجرا نظر آیا یعنے راجہ سالباہن کا ایسا کرشمہ دیکھا جتنے گھوڑے تھان پر کھڑے
دیکھے سب مٹی کے تھے نہ دست و پا مین قوت نہ تن مین حس و حرکت تصویرین گلی تھان پر کھڑی تھین
حیرت مین انکے چہرون سے برستی تھین سائیس روتے پیٹتے سردارون کے پاس آئے اور عرض کیا
کہ حضور چلکر ملاحظہ فرمائین ہماری محنت آج فلک نے خاک مین ملا دی گھوڑون کو مٹی کی تصویر
بنا دی اب ہم کیسکو آپکی سواری کے لیے لائین اور آشنا بڑا گلہ اسپان کہان ہے جو انسے نو مرکب ابھی
آئین سرداروں نے جو اصطبل مین آکر دیکھا تو واقعی شاطرون کا بیان صحیح ہے ہر ایک گھوڑا پیکر

یہجان ہو تصویر آزری ہی سمجھے کہ یہ جو ساحران ناکام آئے ہین انھون نے بزور سحر گھوڑے مٹی
کے بنائے ہین خیر دیدہ باید کہ یہ مشہود تن بہ رضینا قضایہ کمر سلح سنجوگ سے آراستہ ہو کر جانب
مسجد کرباس روانہ ہوے یہان امیر مشغول وظائف الٰہی تھے کہ مقبل وفادار نے آکر عرض کیا
یا امیر محتشم عالی ہم آج طرفہ ماجرا گذرا ہی کہ کبھی ایسا سانحہ درپیش نہین آیا یعنے سب ساحر و غیر
ساحر لڑتے تھے تو انسانون سے لڑتے تھے مگر گھوڑون اور جانوران لشکر سے بے قصور سمجھ کر
کوئی نہ بولتا تھا آج جملہ سرداران حضور پیدل آتے ہین گھوڑے سب کے مٹی کے ہو گئے ہین
امیر نے یہ خبر سُنکر فرمایا کہ جو مرضی میرے رب کی شیطانون سے سواے شیطنت کے اور کیا ہو سکتا
ہی ساحران غدار نے یہ شعبدہ دکھایا ہی یہ فرما کر تبرکات انبیا علیہم السّلام جسم مقدس پہ پیراستہ
فرما کر باہر برآمد ہوئے اشقر دیوزاد فقط مٹی کا ہوا تھا دیوانہ بن قندس نے اسکو لاکر حاضر
کیا امیر سوار ہوئے اشقر بھی اس طرح روان ہوا کہ جیسے کوئی گھوڑا خوب تھکا ماندہ ہوتا ہی امیر
کے سوار ہونے کا غلغلہ ہوا کہ صاحبقران سوار ہوئے لیکن کوئی سردار آج جلو مین نہین ہی سردار
جو پا پیادہ روانہ ہوے تھے جلد تر خدمت ولی نعمت امیر مین آئے اور مجرا کیا امیر ان سبکو پا پیادہ
دیکھکر آبدیدہ ہوئے اور خلق صاحبقرانی متقاضی ہوا کہ آپ سوار ہو کر چلین آپ بھی اشقر
سے کود پڑے اور پیدل سب کے ہمراہ جلو خانۂ شاہی مین آئے یہان بادشاہ بھی تصور گھوڑون کے
مٹی کے ہو جانے کا کر رہے تھے بہت جلد تشریف فرما ہوئے پردۂ علیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پردہ
کھنچا جلوس سواری شاہ لشکر اسلام برآمد ہوا ہر تخت شاہی کو کہارون نے کہارکیون سے بدلوایا
جب حضور عالم پناہ برآمد ہوئے امیر اور سردارون نے گردن بہر تسلیم علی قدر مراتب بعد دیگرے
خم کی شاہنشاہ نے بعد سلام لینے کے ہر ایک کو پیادہ ملاحظہ فرما کر دل مین خیال فرمایا کہ جو
حال مرکبان لشکر کا سُنا تھا وہ سچ معلوم ہوتا ہی پس یہ سمجھکر مضطربانہ درج دہن سے گوہر کلام دربارۂ
استفسار حال نکالے سردارون نے عرض کیا کہ مرکب ہم سب کے مٹی کے ہو گئے ہین بادشاہ بھی تخت
سے اتر پڑے اور کہا ہم تم سب کے سردار ہین ہمکو بھی پیدل ہی چلنا مناسب ہی سردارون نے عرض کیا کہ
ہم سب کا تم آپکی سواری کے ساتھ چلنا باعث افتخار ہی حضور کو مناسب نہین کہ پیدل وادگاہ مصاف تک
تشریف لیجائین بادشاہ نے فرمایا کہ نہین بھئی آج تو نہین چلنے کو جی چاہتا ہی اور اسمین تم لوگونکے لیے

کیسے کو یہی ہوگا کہ ہمارا بادشاہ آج پیدل جنگاہ مین آیا ہم کیونکر سوار ہوکر آتے خلاف ادب تھا ورنہ
ہمکو گھوڑے بہت ممکن ہو سکتے تھے سردار سب خاموش ہو رہے اور ہیبت سے محبت بادشاہ اپنی
جانب خیال فرماکر دل سے دعا کرتے تھے کہ ای بادشاہ کون و مکان و خلاق زمین و آسمان
ایسے بادشاہ عادل رعیت نواز کو بجاہ و جلال تا بروز قیام سلامت باکرامت رکھنا آج کے دن
عجب رونق اس لشکر پیادگان کی تھی کہ شاہ اسلام قلب لشکر مین پیادہ روان سر پر چتر زرین
گردش کنان سردار گرد حلقہ کیے آفتاب کو ستارے گھیرے ہوے کوس و دمامے گینڈے
اور ہاتھیوں پر لدے تھے گھوڑے سب مٹی کے ہو گئے تھے نسیم سحری چلتی تھی شاہد شب کی
زندگی مین دو ایک سانسین باقی ہین فلک کج رفتار کا یہ ادنی ظلم ہی کہ شہسواران عرصہ امارت
و جلادت کو آج پیدل پھراتا ہی اور پا افتادگان کے سامنے ان سرکشون کو بذلت تمام لاتا ہی غرض
یہ لشکر مع بادشاہ و امیر ناسور کے عرصہ کارزار مین آکر پہونچا اور حسب دستور صفوف آرائی ہوئی
اُسطرف بڑی دھوم سے سواری لقاے مردود کی آئی کوہتان اشرار گھوڑے اڑاتے تیغین
چمکاتے ہمراہ تھے مروارید و صدف اژدران سحر پر سوار پشت پر کئی ہزار ساحران غدار
نیرنگیان سحر کی دکھاتے آئے ملکہ زیور جادو بھی تخت پر سوار کنیزان و مصاحبین کو ساتھ لیے
ایک طرف آکر ٹھہری اور تخت لقا کا ہاتھیون پر رکھا ہوا قلب لشکر مین قائم ہوا اور مروارید
نے جو کل لشکر اسلام کو پیدل کھڑے دیکھا لقا کے سامنے آکر مجرا کیا اور بختیارک سے کہا
ملک جی دیکھو ہمنے کیسا انتظام کیا ہی کہ آج تمام سردار امیر کے پیادہ میدان مین آئے ہین اور
ہمارے لشکر کے سامنے ادنی کی طرح استادہ ہین آج البتہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ بندگان مغضوب ہین
ورنہ بندگان مغضوب کا خاص بندون سے بھی زیادہ جاہ و جلال تھا لقا نے اُسوقت اپنی
ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کے کہا کہ ای بندگان قدرت یہ قدرت کی تقدیر کی ہوئی ہی تم سب نے
رات ہی بھر مین میری قدرت کو دیکھا کہ یون سے وون کر دیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند ہم مین
سے کون ایسا مسخرا ہی جو تجکو خداوند نہین جانتا اور تجھ مین قدرت نہین سمجھتا مگر ساتھ ہی اس قدرت
کے مین بھی تقدیر کیے دیتا ہون کہ اگر آج ہی تو نے لشکر حمزہ کو غارت کر دیا تو کر دیا ورنہ خوب
یاد رکھنا کہ پھر یہ بندگان مغضوب قلعہ عقیق کوہ سلیمانی بھی چھین لینگے اور قدرت کو تقدیر گریز کرنا

ہو گی لقا نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی مرواریدنے عرض کیا کہ شیطان قدرت آج خوش ہین جو چاہتے ہین
فرماتے ہین یہ کہکر اجازت خواہ برائے حرب وپیکار ہوا لقا نے کہا کہ جا مبرد اپنے ید قدرت کے تجلو
فرمایا یہ کلمہ شکر ادا کر رخصت ہوا یہ کلمہ شکر دہ کا فرخاصہ بنان خرپھلکر اژدر اڑا اڑا کر میدان مین آیا اتنے عرصہ مین میدان رزم
پاک وصاف ہو چکا صفین جم چکی تھین نقیب بولکر ہٹ گئے تھے کہ مروارید نے وسط میدان مین
ہو کر پکار کر نہیب دی کہ ای بندگان معتوب ومغضوب درگاہ خداوندی آؤ میرے سامنے کیونکر تم اپنے
جاگنی ہوت کے خدا کو دل سے اب بھول گئے ہو اور خداوند تمسے حد کا ناراض ہی جو دیکھو اور
خوب غور سے سمجھو کہ جس خداوند نے تم سبھون کے مرکبون کو آن واحد مین مٹی کا کر دیا اور
جان دارون کو بیجان بنایا ہی بہروہ تم خاک کے پتلون کو کیا مسخ نہین فرما سکتا ہی کیون اپنی بربادی
اور خرابی چاہتے ہو اب بھی کچھ نہین بگڑا ہی جو تم سب آکر سجدہ کرو اور خداوند کو معبود برحق اپنا
جانو مین تم سب کا قصور معاف کرا دونگا اسکے جواب مین تمام لشکر اسلام نے لقا کو برا بھلا کہنا شروع
کیا اور بجا اکا لیون کا باندھ دیا اسوقت مروارید نے کہا بس اب کچھ زبان سے نہ کہنا مین نے بہت
برا کیا جو تمکو نصیحتانہ سمجھایا آؤ زبان تیغ سے اب جواب سوال کرو اور سزا اپنی زبان درازی کی پاؤ
اس کلمہ پر سردار اور فرزند امیر سب تو جھلائے ہوئے تھے ہی قائم نے مشورہ کیا کہ اول تو مین حملہ آور ہوتا ہون
میرے بعد کل لشکر میرا ہر طرف سے حملہ کرکے اس مرتد کو ٹکڑے کر ڈالے غرض چالیس ہزار آدمی
اس کام کے لیے منتخب فرماکر اپنا قدم آگے بڑھایا اور بادشاہ لشکر اسلام سے دست بستہ اجازت حاصل
کرکے تیور بدلتا بانکپن کی دکھاتا مقابلہ حریف مین چلا جب کچھ دور میدان کو طے کیا مروارید نے دیکھا
کہ قریب چالیس ہزار آدمی کے اس شہزادہ کے پیچھے پیچھے آتا ہی بس یہ دیکھکر سمجھا کہ ان مسلمانون کا
ارادہ بہت بدی کا معلوم ہوتا ہی چنانچہ رات کو ان دونون ساحران نابکار نے سحر تو تیار ہی کیا تھا
اور اس افسون کو آزمایا تھا کہ ای سحر ہمارے جا اور جلد مرکبان لشکر دشمن کو مٹی کا کر دے سرداران
اسلام پر اسلیے شب کو سحر نہ کیا تھا کہ بہت سے آدمی بارگاہ سلیمانی مین رہتے ہین جہان سحر جا نہ سکیگا
اور دوسرے سر میدان عالم انکے حال زار کو دیکھیگا ذلت پیدل میدان مین آنے کی ہو گی پس اسوقت
اُس نابکار نے پکار کر کہا کہ یہ شہزادہ قاسم ہین جو میرے سامنے آتے ہین ازبسکہ یہ نبیرۂ خداوند لقا
ہین انکو زیادہ تکلیف دینا نہ چاہیے یہ کہکر اژدر پر سے اپنے اُترا اور ایک لکیر زمین پر کھینچ اور قاسم کے

ابین مین کھینچکر پکارا کہ یہ شہزادہ بھی مع اپنے رفقا کے مرکیون کی طرح مٹی کا ہو جائے اس کہنے کے
ساتھ ہی قاسم مع اُن چالیس ہزار آدمیون کے مٹی کا ہوکر ایک ہی مقام پر جہان میدان جنگ
تصویر خانہ بنا مرقع لڑائی کا مصور سحر نے کھینچدیا امیر نے یہ معاملہ جو دیکھا کلیم شنفہ کو آیا اور قصد کیا
کہ اسم اعظم کا پانی ان تصویرون پر چھڑکوائین لیکن ہزارون آدمیون پر دفعتہً پانی چھڑکنا ممکن
نہ تھا دوسرے یہ بھی جانتے تھے کہ اکثر سردار سامنے ہمارے قتل ہو گئے ہین اور پھر زندہ اگر ہم سے
ملے ہین یہ مٹی کے سرداراب سحر کے پتلے ہین اصل نہین ہین یہ سمجھکر خاموش ہو رہے اور اُدھر
مروارید نے پھر نعرہ کیا کہ اور ای مسلمانان تم سے جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے یہ
سنکر دست راست کی صف کے کل لشکر جلوہ گری پر آگئے اور دارائے دولت آرائے صاحب گرز گران
جانشین حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے قدم اپنا آگے بڑھایا بادشاہ سے اجازت
میدانداری حاصل کرکے گرز کو ہتواتے ہوئے چلا اسکے پیچھے پیچھے بھی ہندیون نے قدم بڑھایا
اسلیے کہ حکم امیر بھی نسبت ساحر کے ہے کہ عیار مکاری اور عیاری کرکے بہرصورت جسطرح چاہین اسکو
ہلاک کرین چنانچہ دس ہزار آدمیون نے ہمراہ لندھور جانیکا ارادہ کرکے قدم بڑھایا تھا کہ مروارید
نے کہا یہ شخص بھی زبردست ہے مالک ہندوستان جانشین صاحبقران ہے اسکو بھی تکلیف
دینا نازیبا ہے یہ کہکر زمین پر اُترکر ایک لکیر کھینچدی اور پکارا کہ خط کش یہ بات ہے کہ لندھور بھی مع اپنے
ملازمون کے جو میرے سامنے آتے ہین مٹی کے ہو جائین یہ کہتے ہی لندھور اور پچاس ہزار آدمی
مٹی کا ہوکر میدان مین کھڑا رہگیا یہ حال جو امیر نے دیکھا رو دیا پھر دل سے کہا کہ جو مرضی مالک
بحر و بر کی اسطرف اب تار بندھ گیا مروارید نے پھر نہیب دی ایک ایک رومی اور مغربی وغیرہ
سردارون نے نکلکر اس خاکدان دنیا کو خاکہ نقاد یہ مرقع آدمیان دہر بنادیا اسی طرح جو نکلا اوسکے
مقابلے مین اُس ساحر کے گیا مٹی کا ہوگیا اسوقت اس کافر نے پکار کر کہا کہ ای حمزہ دیکھا تو نے
کہ کیا نقشہ تیرے حامیون کا ہوا امیر نے ارشاد فرمایا کہ او کافر بدزبان تو مجھکو ایسے شعبدون
سے کیا دھمکاتا ہے مین ہرگز نہ ڈرونگا اگر ایک دم میرا باقی رہ جائیگا تو بھی تجھ پر اور تیرے
خداوند پر سوائے لعنت کے اور کچھ نہ کہونگا مروارید نے خفا ہوکر پھر مبارز طلبی کی غرض رومی
و مغربی و گجراتی و اصفہانی جو مقابل مین گیا مٹی کا ہو گیا یہ ماجرا دیکھکر بختیارک بولا

اور گویا ہوا کہ یا خداوند اب تقدیر آپ نے سیدھی کی ورگرنہ آجتک تو ہم غضب خداوندی مین گرفتار تھے مگر اب دشمن بھی مبتلائے بلا ہوے اسی طرح لڑتے وہ دن تمام ہی ہو آیا پر آیا شہسوار توسن فلک نے زین زرین مہر کو پشت سبزہ فلک سے کھولنا چاہا کہ بیت

| رہی کم دن کی باقی زندگانی | چلا پھر شہسوار آسمانی |
| --- | --- |

اُسوقت طبل آسایش مرواریدنے بجوا دیا اور کہا اب پھر چلنا چاہیے کل حمزہ کی بھی مین تدبیر کرلون تو نام ان بندگان مغضوب کا صفحۂ ہستی سے مٹا دون بختیارک نے کہا یہی کرنا واجب ہے شاباش تم بڑے سمجھ کے آدمی ہو کس لیے کہ جبتک حمزہ کی فکر نہو گی لشکر اسلام کا غارت ہونا غیر ممکن یہ باتین کرتے ہوے لشکر لیکر پھرے اور پڑاؤ پر آکر لشکر نے کمر کھولی اور لقا داخل بارگاہ ہو کر تخت خدائی پر بیٹھا مروارید اور صدف بھی آکر بیٹھے اُن دونون کو لقا نے خلعت گرانبہا عنایت فرمایا ساقی و مطرب حاضر ہوئے جلسۂ عیش و مسرت گرم ہوا ادھر امیر نے بادشاہ اسلام کو سمجھا کر شبستان مین بھیجا اور آپ اُسی مقام جنگاہ پر کہ جہان سب مٹی کے ہوگئے ہین خیمہ استادہ کرا کر فروکش ہوے اور وہ لوگ جو مٹی کے ہوگئے تھے اُن سب کے اوپر بھی خیمے استادہ کردیے لشکر اسلام مین ہر شخص ملول و غمگین تھا اور اپنے سردارون کے لیے مصروف دعا بدرگاہ رب العالمین تھا محلات مخدرات مین بھی کہرام برپا تھا ہر ایک شہزادی اپنے وارث کے لیے روتی تھی اور اشکون سے منہ دھوتی تھی اور دعا کرتی تھی یہان کی یہ کیفیت ہے لیکن اُسطرف جب دماغ ہر ایک کا بادۂ ناب سے گرم ہوا بختیارک ایک ہی نطفۂ شیطان ہے اسکو قرار کب پڑتا ہے اُسنے پھر وہی ذکر چھیڑا کہا اے مروارید یہ تنا ہے کہ حمزہ آج میدان جنگاہ مین فروکش ہوا ہے پھر دیکھو کسقدر محبت اپنے سردارون سے رکھتا ہے یقین ہے کہ وہ ہم لوگون کے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اڑا دیگا پس اُسکی فکر جملہ واجبات سے ہے کسواسطے کہ وہ صاحب اسم اعظم ہے اور حرز ہیکل بھی اُسکے پاس موجود ہے سحر اُسپر کسی کا اثر نہین کرتا زبردست ایسا ہے کہ اُسنے دیوون کو مارا ہے اگر آج اُسکی تدبیر نہوئی توکل تم وہ روز بد دیکھوگے کہ کبھی کسی نے دیکھا ہوگا یہ باتین سُنکر صدف جادو نے کہا ملک جی تم سچ کہتے تھے حمزہ تو اتنا بڑا صاحب طاقت بھی ہے اگر کوئی ضعیف سا منعف دشمن ہو تو اُس سے بھی غفلت سراسر حماقت کی نشانی اچھا مین جاتا ہون اور اسم اعظم بند کرکے حمزہ کو قید کیے لیتا ہون یہ کہکر اپنی سحر کی جھولی سے ایک

شیشہ نکالا اور اٹھ کر جانب لشکر امیر روانہ ہوا اتفاق سے عیاران لشکر اسلام کہ ہر وقت بارگاہ
دشمن مین بامر جاسوسی رہتے ہین اُسوقت مہر جنگ مصری صورت بدلے ہوئے بارگاہ لقا
مین موجود تھے اُسنے گفتگو بختیارک کی سُنی اور صدف کو جاتے دیکھکر یہ بھی اُسکے پیچھے چلا
اور ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تنہائی کے مقام پہونچکر آواز دی کہ ای صدف جادو
ٹھہر جا جو کچھ مروارید جادو نے کہا ہے وہ سُن لے صدف اُسکے پکارنے سے ٹھہر گیا اور یہ قریب
اُسکے پہونچا اور کہا مروارید نے کہا ہے کہ رات کا وقت ہے تم بیگانے گھر پر جاتے ہو بہت ہوشیار رہنا
اور اپنے تئین عیارون سے بچانا کہین ایسا نہو کوئی عیار دھوکا دیکر تمہارے دشمنون کو زک دیجاے
صدف نے کہا مین بہت ہوشیار ہون تم جاکر کہدو کہ آپ خاطر جمع رکھین میرا کوئی کچھ نہ کریگا
اُسنے کہا کہ تم خاک ہوشیار ہو دیکھو ابھی وہ پیچھے کھڑے ہین صدف نے اُسکے کہنے سے پیچھے پھر کر
دیکھا اُسنے ساتون حلقے کمند کے گانٹھ کر مارے کہ اُسکی گردن مین پھنسے ہوے وہ گھبرا کر ادھر پھرا اُسنے
بیضہ بیہوشی مُنھ پر مارا وہ بیہوش ہو کر گرا عیار نے پشتارہ مین اُسکو باندھکر پشتے پر لادا اور
لیکر بھاگا ایک صحرا مین لاکر پشتارے کو زمین پر دے مارا صدف کو کھولکر خنجر سے گردن اُسکی
رگڑ دی مگر کسی طرح گلا نہ کٹا جب تو یہ گھبرایا اور پھر اُسکو پیٹھ پر لادکر بھاگا یہانتک کہ اپنے لشکر
مین آیا ازبس کہ رات کا وقت تھا ایک نانبائی کا تنور گرم ہو رہا تھا اور شعلہ آتش اُسمین سے
اُٹھتے تھے اُسنے پشتارہ مع صدف اُس تنور مین ڈال دیا کہ وہ جلکر خاک ہوا اور بیرون نکلکر
غل مچایا آوازۂ دار و گیر کی بلند ہوئی نانبائی دوکان چھوڑ کر بھاگا اور مہر جنگ امیر کے پاس آیا
سب حال صدف کے پکڑنے کا معرض بیان مین لایا کہ اس طرح وہ آپکے اسم اعظم کو قید کرنے کو آیا
تھا مین نے اُسے واصل جہنم کیا اس حال کو سُنکر باوجودیکہ امیر باتوقیر رنج و صدمہ مین تھے مگر ہنسا دیے
اُدھر پیر روتے ہوئے سامنے مروارید کے گئے اور پکارے کہ صدف جادو مہر جنگ مصری کے
ہاتھ سے خداوند لقا کی بہشت مین گئے یہ سُنکر اُسکو ایک سناٹا آیا بلکہ یقین تھا کہ کلیجہ پھٹ جائے
آب و تاب چہرہ کی جاتی رہی موتی کی طرح گرج کر بغضب تمام تر اُس مادر قحبہ نے ایک بیضہ سحر جیب
سے نکالکر جانب آسمان پھینکا کہ وہ بیضہ اوپر جاکر پھٹا اور اُسمین سے دھوان نکلا اور وہ دھوان ابر
بنا اور جاکر لشکر امیر پر محیط ہوا اور اُسمین سے پانی برسنے لگا وہ پانی بھی عجب سنگدلی کی تاثیر

رکھتا تھا کہ تمام لوگ لشکر امیر کے ادنیٰ سے اعلیٰ تک سب بیہوش ہوگئے سوائے امیر کے کوئی ہوشیار نہ تھا اور لمحہ بھر مین وہ پانی کی طغیانی ہوئی کہ پناہ بپانی مشکل پڑی ہوا چلتی تھی وہ یون پانی کو گھیر کر لاتی تھی ہوشیاران عالم کو بیہوش بناتی تھی ہوشیاری کو خواب سحر نے بہا دیا تھا دریائے غفلت اُمڈا ہوا تھا آسمان سے پانی کے ساتھ بیہوشی برستی تھی ہوشیاری اُس لشکر مین قدم رکھنے کو ترستی تھی کہ بموجب ابیات

مانند سرشک بادل اُمڈے
ہر چشمہ آنکھ مین تھا ڈھلکا
دھارا تھا ہر ایک سیف کی دھار
چشمے آنکھین دکھا رہے تھے

جسطرح سے جنگ کو دل اُمڈے
چھائی جو گھٹا بڑھا غم و درد
تھی باڑھ پر تیغ بحر زخار
آتش بارش ابر سحر مین

پیمانہ تجسر بھر کے چلکا
تجیر بڑھی عجب ہوا سردا
سر تن کے حباب تھا رہے تھے

امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے مالک بر و بحر کو یاد فرماتے تھے کہ یکایک ہوائے سرد کے جھونکے آئے بعد اُسکے کچھ شعلے چلے مروارید جادو کو سامنے استادہ پایا اور وہ کافر خاسر پکارا کہ ہے کوئی ایسا بہادر خدا پرستون مین جو میرے سحر کو رد کر سکے اور میرا سامنا کرے امیر نے یہ سنکر قبضۂ شمشیر تھام کر کھڑے ہوے فرمایا کہ او احمق کیون دیوانہ ہوا ہے ابھی تو مین تیرا سر توڑنے کو موجود ہون جب تیرا جی چاہے مجھسے لڑ مروارید نے کہا خیر حال تیرا معلوم ہوا تو نہایت سخت جان ہے اب مین تیری بھی فکر کرتا ہون پھر سب کو ایک ہی مرتبہ قتل کرونگا یہ کہکر غائب ہوگیا اور بارگاہ مین آیا ماجرائے گذشتہ زبان پر لایا بختیارک نے حال سنکر کہا کہ اے مروارید کیا غضب تونے کیا کہ سبکو چھوڑ کر چلے آئے سبکو مار ڈالتے پھر امیر سے سمجھ لیتے مروارید نے کہا کہ یہ بات مناسب تھی مین امیر کو پکڑ لون تو سبکو قتل کردون جسمین کوئی دغدغہ باقی نہ رہے یہ کہکر بیٹھا اور ناچ دیکھنے لگا مگر اسم اعظم بند کرنے کی فکر مین ہے آب اسکو تو اس حال مین رہنے دو لیکن دو کلمہ داستان شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کے سنو

## نظم

کہان ہے اے مرے غمخوار ساقی
ترقی ہو مرے کیف بیان کو

مجھے بھی دے کہ سرشار رہا ہی
لکھون پھر مین فسانہ ایک رنگین

وہ مے دے تاکہ بھولون دو جہان کو
ہو جسکے زیور معنی سے تزئین

آرائش دہندگان عروس سخن زیور سازان شاہد انجمن معشوقۂ دلفریب کلام کو محفل بیان مین اسطرح جلوہ طراز فرماتے ہین اور آئینہ مضمون کو یون دکھاتے ہین جب شاہ عیاران

عیار یکہ طراز عمرو با وقار بیابان گلزرین مین پہونچے اور معمار قدرت کو زنبیل مین قید کر لیا تو
اُسوقت جہاندار نے انکو گرفتار کرایا اور چاہا کہ قتل کرے اُسوقت شبیہ جمشید کی طرف سے
آفتاب جادو آیا اور اُسنے حکم دیا کہ عمرو کو کوہ عقیق مین بھجوا دو چنانچہ بموجب اُسکے حکم کے
جہاندار نے ایک بچۂ سحر کو حکم دیا کہ اسکو لیجا کر کوہ عقیق مین چھوڑ آ وہ بچہ خواجہ کو لیکر روان
ہوا اور دامن کوہ عقیق مین لاکر چھوڑ دیا آپ جو اپنے تئین زیر عقیق کوہ کے پایا اور دیکھا کہ لشکر
امیر کا سامنے پڑا ہوا ہی اور بارگاہ لقا مین طبل و نقارے خوشی کے بج رہے ہین تمام کفار خوش و خرم
پھر رہے ہین یہ ماجرا دیکھکر اسکو یقین ہو گیا کہ خواہ مخواہ کسی طرح کی خوشی ان کفارون کے تئین
ہوئی ہی خدا خیر کرے ذرا چلکر خبر لشکر امیر کی تو دریافت کر کر وہان تو کوئی امر رنج کا ظہور نہین کیا
ہی کہ یہ سب خوش ہو رہے ہین یہ سوچکر لشکر امیر مین جو آیا تو دیکھا کہ ہزارہا آدمی مٹی کے کھڑے ہوئے
ہین اُسکو کمال حیرت ہوئی اور وہان سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ تمام لوگ لشکر کے مع دو کاندار
وغیرہ سب بیہوش اور مدہوش اوپر زمین کے برلب فرش پڑے ہوئے ہین یہ ماجرا دیکھکر
عمرو کو اور زیادہ تردد دامنگیر ہوا اور گھبرا کر اندر ایک خیمہ کے جو گیا تو دیکھا کہ امیر با توقیر یکہ و تنہا
کھڑے ہوئے زیر آسمان دونون ہاتھون کو اُٹھائے ہوئے ساتھ گریہ وزاری کے اس طرح سے
پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ ای خلاق ہر دو عالم تو اس امر سے خوب آگاہ ہی کہ یہ عبد ذلیل و حقیر
جاروب کش خانۂ کعبہ کا ہی اور یہ مرتبہ اور حکومت جو کچھ کہ تو نے اپنی عنایت سے اس بندہ ناچیز
کو عنایت کی ہی فقط تیری یہ بندہ نوازی تھی وگرنہ مین اس لائق کا ہیکو تھا کہ جو ایک ذرا بھی
ایسا مجکو میسر آتا بس امید وار ہون کہ اگر تو نے میرے حال کے اوپر نوازش فرمائی ہی تو پھر اس میرے
نام کو برقرار رکھ اور یون تو بہر صورت تو مالک ہی مین تیرا ہر حال مین شکر گذار ہون جو کچھ کہ
میرے حقمین بہتر سمجھ وہی کر کہ مین تیرا تابعدار ہون مجکو کیا عذر ہی اس تقریر کو عمرو نے جو
سُنا تو اُسکو تاب باقی نہ رہی کہ عاشق حمزہ کہلاتا ہی بیتاب ہو کر پکارا کہ ای آقائے عمرو یہ غلام بھی تیرا
حاضر ہی میرے جو آواز کو عمرو کی سُنا تو بیقرار ہو کر دوڑ پڑے اور عمرو کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای یار
وفادار و مونس غمگسار حمزہ قسم ہی اُس پیدا کرنے والے کی کہ جسنے ہمکو اور تمکو خلق کیا ہی کہ شب و روز
تمھاری ہی یاد مین بستر ہوتا تھا اور بے اختیار دل ملاقات کو چاہتا تھا مگر شکر ہی اس پروردگار کا

اور لاکھ لاکھ احسان ہے اُسکا کہ وقت اخیر تو ملاقات ہوگئی عمرو نے بھی یہ حال امیر کا دیکھکر اپنے تئین
بے حال کر دیا اور بعد جزع و فزع بسیار کے مستفسر ہوا کہ یا امیر خیر تو ہے امیر نے جملہ ماجراے جنگ
مروارید بیان کیا عمرو نے کہا کہ یا گل بوستان صاحبقرانی آپ کسی بھول مین شامل ہوکے
پوشیدہ ہوئیے مین جاکر باغ ہستی پر اُسکے خزان لاتا ہون اور نخل ہستی ساحر نابکار کو خنجر ظلم
سے قطع کرتا ہون امیر نے فرمایا کہ پوشیدہ ہونا کام بہادرون کا نہین مین خود تلوار پکڑکر نکلتا
ہون اور اس فوج بےحیا پر گرتا ہون اگر خدا حامی و مددگار ہے تو یہ ساحر کیا نابکار ہے ان باتون مین عمرو
کی نگاہ رضا ہے بےنظیر امیر پاتوقیر پر پڑی دیکھا کہ گل رخسار مرجھایا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی دیر
سے کچھ نوش نہین فرمایا ہے یہ دیکھکر عرض کیا کہ یا امیر آپنے کچھ تناول نہین کیا ہے عمرو کی اس بات
امیر نے سنکر ٹھنڈی سانس بھر کے فرمایا کہ بھلا جسکے اوپر ایسا سانحۂ عظیم گذرے اور اُسکے جگر بند یون مبتلاے مصیبت
ہون اُسکو کھانے پینے سے کیا خاک رغبت ہو عمرو نے کہا حمزہ فرزند دلبند مرجاتا ہے جب تو
کھانا کھاتے ہین براے خدا کچھ تو نوش کیجیے سب انشاء اللہ رہا ہوے جاتے ہین مسحور بہ سحر ہین
یہ کہکر کچھ کلچہ اور کباب زنبیل سے نکالے اور قسم وغیرہ دے کر امیر کو کھلائے پھر پارا اللحم کا جام دیا کہ امیر
نے پیا اُسمین بیہوشی ملی تھی امیر بیہوش ہوگئے عمرو نے آپ کو اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور وہان سے
جانب صحرا روانہ ہوا اور ایک درہ مین پہونچکے انگشت اور ہاتھ کو سونگھا اور ہاتھ کی پیٹھ کو سونگھا
تین سو ساٹھ ساحر تازہ دم دست بستہ سامنے آئے ایک کو اُنمین سے پسند کیا اور رنگ و روغن عیاری کا
لگا کر صورت اپنی مثل ایک اتیت کے بنائی کانون مین کنڈل ڈالے اور ہاتھون مین لوہے کے کڑے
پہنے فولاد کی کردھنی باندھے ہوے رہار باہر نکلے ہوے لنگوٹا کسا ہوا مونچھین بڑی بڑی ہاتھ مین چمٹا
سلگتا ہوا با این ہیئت گدائی جانب لشکر لقا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ لقا پہونچا پکارا کہ اے
لو حرام زادے لطف حرام والد الزنا مروارید جادو تو کہان گیا ہے ایسی جوتیان مارونگا کہ قرض
ہو جائیگا اُسکے گالیان دینے سے لشکر کے لوگ گرد اگرد جمع ہوگئے اور کہا کہ مروارید تمہارا کیا گناہ کیا
ہے کہ گالیان دیتے ہو اتیت نے کہا وہ کمبخت اندھا ہوگیا ہے دیکھتا نہین ہے کہ چیلی کے پیٹ سے راکھ
نکلتی ہے اور کھنبیان انڈے دیتی ہے ایسطرح کی باتین جہل لوگون نے نہین سمجھے کہ دیوانہ ہے اور ہرکارہ دوڑ
دوڑکر بارگاہ مین خبر مروارید کو پہونچائی کہ ایک اتیت آپ کو گالیان دیتا ہوا آتا ہے اُسنے کہ

آنے دو کوئی فکر نہو کیونکہ وہ کوئی بندہ مقبول خداوند ہی اس اثنا رمین اتیت اندر بارگاہ کے
آیا اور یہان بھی خوب سی گالیان مروارید کو دین مروارید نے کہا یہ کوئی سودائی ہی یہ کہکر کھڑا ہو گیا
اور کہا کہ آپ تشریف لائے ہین تو آئیے یہ سودائی پن چھوڑ دیجیے اتیت نے کہا سودائی تو اور تیرا
باپ مین دوسرے لقا کے پاس سے آیا ہون بھلا یہ مین تجھسے پوچھتا ہون کہ لشکر مسلمانان کو تو نے
کیسے کینے سے غارت کیا مروارید نے کہا تم بیٹھو تو مین بتاؤن تم دیوانے پن کی باتین کرتے ہو
اتیت نے کہا پھر تو نے وہی کہا دیوانہ تو آپ ہوگا اسمین بختیارک نے کہا کہ اتیت صاحب انکو
گالیان نہ دیجیے انھون نے بڑا کام کیا اتیت نے کہا اسی لیے مین اسے گالیان دیتا ہون کہ ابتک
انکے سر کیون نہ کٹوا ڈالے میری عمر ایک ہزار چارسو برس کی ہوئی اسی حال امان جان نے دودھ بڑھائی
کہ اب اسے لازم ہی کہ جلد سب کا کام تمام کرے مروارید نے کہا بیلے اسم اعظم حمزہ بند کر لون پھر جیسا
آپ کہتے ہین مین وہی کرونگا ان باتون مین بختیارک کی بائین پسلی کے تلے رگ مادر بختائی پھڑکی
گھبرا کے ادھر ادھر دیکھنے لگا اور پکارا کہ یارو کچھ ہو نہ ہو وہ آگئے مجھے ہوا پھری ہوئی معلوم ہوتی ہی یہ کہکر
کھڑا ہو گیا اور رقیدا اتار کر ناچنے لگا اور کہا اے مروارید جلد مسلمانون کو چھوڑ دے نہین ورق الٹا چاہتا ہی
کوئی دم مین نہ تو ہی نہ لقا ہی لوگ حیران ہوے کہ ملک جی کو بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہوا ابھی تو اچھے تھے دیوانے
کیون ہو گئے اسمین بختیارک نے اتیت سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی اتیت نے کہا مجھے عمرو جادو
کہتے ہین عمرو کا نام سنکر ملک جی کا دم نکل گیا اور عمرو نے کہا ملک جی پھر ذرا تم الگ چلو تو مجھے کچھ تم سے کہنا
ہی بختیارک انکے ساتھ گوشہ بارگاہ مین مقام تنہائی پر آیا عمرو نے وہان کہا ملک جی مزاج تو اچھا ہی
بختیارک نے کہا دعا کرتا ہون اسوقت عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا کہ بختیارک کے رہے سہے حواس
منتشر ہو گئے اور قدم پر عمرو کے گرا اور کہا حضور مین تو آپکا غلام غلام کا غلام بلکہ احتلام ہون لیے اس
لقا بد جود کو ہر چند مین منع کرتا ہون کہ اپنی حرمزدگی سے باز آ نہین مانتا اب آپ کی جوتیان کھائیگا
تو سیدھا ہوئیگا اور غلام نے بیس ہزار روپیے بارہ ہزار اشرفی اور بہت سا جواہر بدریان دوشالون کی
حضور کے لیے لے رکھی ہین آپ تو جانتے ہین مین چھ مہینے پیشتر سے مسلمان ہوا ہون یہ کہکر کلمہ پڑھنے لگا عمرو
نے کہا بھئی تمھارے سبب کچھ قرض ہمارا ادا ہو جائیگا مگر تو دورنگی منافق ہی خبردار نطفہ حرام اگر
کسی سے یہ راز کہا تو مار ہی ڈالونگا بختیارک نے کہا کیا طاقت جو زبان پر بھی آئے یہ کہکر

عمرو وہان سے بارگاہ مین آکر کرسی پر بیٹھا بختیارک بھی آکر اپنی جگہ پر متمکن ہوا اور پکار اکہ
صلواۃ بر محمد و لعنت بر لقا ہم سب کو ہنسی نے کہا کہ ارے تو ہمارے خداوند کو کیون کہتا ہی بختیارک
نے کہا یہ تو قدیم سے چل چلی آتی ہو ایک دن تم بھی یہی کہوگے اور لقا سے اشارون مین کہا کہ
یہ عمرو آیا ہی یہ کیسی تقدیر تو نے کی اُس گیدی نے کان مین اسکے کہا کہ اگر یہ تقدیر نہ کرتا تو کیا تم
تجکو منظور نہین کہ سب بندے میرے قتل ہو جائین بختیارک نے مروارید جادو سے سب
بیان کیا کہ جلد خبر لے عمرو آگیا اُسکو یقین نہ آیا مگر سوچا کہ اس اتیت کو گرفتار کر لینا چاہیے
پھر آگے سمجھ لینگے یہ سوچکر اپنی کمر سے رقعہ جمشیدی نکالا اور اُسمین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ صحیح
ہو بس ماش کا دانہ نکالکر سحر پڑھنے لگا اور پکارا او نابکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے عمرو بھی
کرسی پر سے سنبھلکر کھڑا ہوگیا اُسنے وہی ماش کا دانہ جو مارا عمرو کے آدھے دھڑ کا دم نکل گیا عمرو
نے جلد زنبیل سے امیر کو نکالا اور ہوشیار کرکے کہا کہ یا امیر مروارید سے سمجھ لیجیے صاحبقران اسلیے کہ
میدان جنگ مین مسلح و مکمل آئے تھے اسوجہ سے اسوقت بھی ہتیار لگائے تھے بس عقرب سلیمانی
کھینچکر ساحر پر حملہ آور ہوئے اور اسکے حربہ کو رد کرکے ہاتھ مارا کہ تلوار سر پر بیٹھ کر ٹانگون سے نکلگئی دو ٹکڑے
کیے اسکے مرنے کا شور و غل برپا ہوا آواز آئی کہ مارا مروارید جادو کو تمام عالم مین تاریکی چھا گئی اسی
تاریکی مین لقا تو تخت پر سے کود کر بھاگا اور امیر نے نعرہ اللہ اکبر کہا سرداران لقا ہمیشہ سے لوہا مانے
ہوے ہین یہ بھی رو بفرار لائے اور امیر قتل کرتے ہوے انکو چلے باہر لشکر لقا شور و غوغا سنکر تیار
ہونے لگا جلد جلد کمر بندی ہوئی اور اُسطرف مروارید کے قتل ہونے سے لشکر اسلام پر سحر اُتر گیا
سب ہیئت اصلی پر آئے اور گھوڑے بھی جو مٹی کے ہوگئے تھے بدستور قدیم جاندار ہوے شاطرون نے
جلد مرکبون کو پاس سرداروں کے پہونچایا ہر ایک شیر بیشہ شجاعت نہنگ بحر جلادت سوار ہو کر
قلزم جنگ مین بہر شناوری روانہ ہوے یہان امیر لشکر شریر لقا سے مقابل ہوے تھے کہ لشکریان
اسلام آگئے اور دو لشکرون مین باہم زد و کشت شروع ہوئی نعرہ بہادران سے گنبد نیلی ہائیان
آسمان لرزان تھا دشت و کوہ ہلتا تھا گرد سیاہ سے دُنیا تاریک تھی تلوار کی جال ڈھال پر بہادر
مرتے تھے تیغ کے نیچے سر دھرتے تھے زبان شمشیر و سنان و تیر سے صدائے دھادہ اور ہا زہ آتی تھی
فرط خوف سے جان بھاگی تھی محیط رزم مین ہر بہادر غوطہ زن تھا تلوار کا سر دست جان کا دشمن تھا

ہر سمت کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگے تھے دریا خون کے بہہ رہے تھے یہ نقشہ تھا کہ ابیات

| | | |
|---|---|---|
| یکی حملہ بردند از آسمان گروہ | بدرید از آواز ایشان گردہ | تو گفتی کہ دریا بجوشد ہمین |
| سپہر روان خون خروشید زمین | چکاچاک برخاست با تا کران | ہمان زخم شمشیر و گرز گران |
| از ان کافران کشتہ شد لشکرے | ہر آن کس کہ بُبّران دلیران سرے | ہمہ کشتگان را بہم در فگند |
| تلے گشت بر سان کوہ بلند | ہمہ قلب گہ پاک در ہم نوردید | درفش سپہدار شد ناپدید |
| زمین سر بسر گفتی از جوشن است | ستارہ ز نوک سنان و ظفر جست | لقائے گمرہ مع سرداران |

روسیاہ تاب مقاومت نہ لاسکا جانب قلعہ کوہ عقیق بھاگ کر روانہ ہوا غازیان دیندار و
مجاہدان تہور شعار مال و اسباب کفار غارت کرکے خیام و خرگاہ جلا کر اپنی بارگاہ کی طرف پھرے
طبل آسایش پر چوب پڑی امیر عمرو پر سے زر نثار کرتے ہوئے جب روانہ ہوئے عمرو نے
کہا کہ یہ مال کیوں غارت کرتے ہو جو کچھ لٹاتے ہو ہمین کو دے دینا ایک رات کی تو ہماری
تمھاری ملاقات ہو اسیطرح کی باتیں کرتے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آئے لشکر نے کمر کھولی سردار
اپنے اپنے خیموں مین جا کر آسودہ ہوئے بادشاہ بھی داخل شبستان ہوئے شب بھر آرام فرمایا
دوسرے روز جب جادو شکن ظلم شہنشاہ روز نے چہرہ روشن اپنا دکھایا جہان کو منور فرمایا کہ ابیات
چو بر زد ز دریا درفش سفید ✽ ستارہ شد از تیرگی نا امید ✽ خروش آمد از نائے و زرگاو دم
جہان نعرہ پیل و رویینہ خم ✽ صبحدم شہنشاہ گیتی ستان سریر جہانبانی پر آکر جلوہ فرما ہوئے
عمرو بھی حاضر دربار ہو کر کرسی پر متمکن ہوا سب سردار سالار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے امیر
دنگل ناد عنبر پر جلوہ فرما ہوئے عمرو کو خلعت بہت بھاری عنایت کیا سب سردار گلے سے
عمرو کے ملے اور کرب غازی کو عمرو نے خوب سا گلے لگایا کرب نے حال اسد کا پوچھا
عمرو نے کہا کہ یہ تو بڑی داستان تھی مگر اسد زندہ ہین کہکر حال افراسیاب و کوکب وغیرہ کا
بیان کیا غرض بادشاہ نے حکم عیش دیا صحبت رقص و سرود کی برپا ہوئی جام مے گردش آیا
اسطرف لقا ہزیمت خوردہ قلعہ کوہ عقیق مین آکر چھپا تھا دوسرے دن سب لشکر بھاگا ہوا
مجتمع ہوا اور اس کبر کو پیر سب نے تخت خدائی پر بٹھایا سردار وغیرہ اسکے بھی جمع ہوئے
سلیمان عنبر مو نے جا بجا نامہ بنا بر طلب امداد روانہ کیے اور حکم ترتیب مجلس عشرت دیا

داستان شوکت بیان لوٹنا بختیارک کو عمرو کا اور ملاقات کرنا ملکہ سرسبز قبا
اپنی زوجہ سے پھر بھیجنا لیچا نامواج جادو کا عمرو کو طلسم ہوش ربا مین اور مارنا
معمار قدرت کا مواج جادو کو اور چھوٹنا عمرو کا پھر عیاری چالاک کی افراسیاب
پر اور آنا اژدر سوار رد مین تن کا اور دریچے عیاری بیان کرنا چالاک کا لموٗلفہ

کہان ہو اے مرے ساقی کہان ہو
نہین طاقت تجسس کی بھی باقی
کرون پیر مغان کی پھر زیارت
خوشی سے رند سب بکار ہین ملکے
جدائی بزم رندان کی ہو اشتاق
خدا سے اپنے دل مین ہون یہ کہتا
کرون جلدی سے یار غسل صحت
چلے رندون مین دور ساغر مے
بسط مے کشتی مے پر ہوا سوار
ہم رندون مین اڑتے قہقہے ہون
زبان پر ہو یہی ہر اک کے تقریر
جو پھر نکلے ہماری عیش کی راہ
انھین کے دم سے میخانہ ہے آباد
مگر باقی ہے حسرت کی کہانی
کہان تک جاہ یہ حسرت کی باتین
نہین ہے مری نو تم ہو نہ غمگین

ترا میخوار اب تو نیم جان ہے
ذرا بھی قوت رفتار پاؤن
مبارک باد دینے آئی حسرت
نظر پھر آئے دختر رز کا جوبن
صدائے نے کی پھر ہو جان مشتاق
کر اپنا فضل کر تو مجھپہ یارب
بجا پیر مغان کی لاؤن خدمت
صدائے قلقل کی پھر شیشہ سے آئے
تو مجھ سے رند کا بیڑا ہو پھر پار
ہر اک آنکھون پہ پھر بٹھلائے مجکو
کہ تیرا شکر ہے اے رب تقدیر
انھین سے ہم تو میخواری ہین سیکھے
یہ وہ ہین جن سے ہے پیر مغان شاد
خدا کو دیر کیا ہے فضل کرتے
غمگینی کے دن عشرت کی ہے آئین
مسیح خوش لقائے این روایت

کہان پاؤن تجھے اے میرے ساقی
تو سر آنکھون سے میخانہ مین آؤن
ملون یاران ہم مشرب سے اپنے
کرے عشوہ گری پھر یار رنگین
پڑا ہے بستر غم پر ہون رہتا
عطا کر صحت کامل مجھے اب
بجے میخانہ مین جنگ و دف و نے
صراحی قہقہہ جلدی لگائے
خوشی کے ہر طرف کو چہچہے ہون
شریک بزم پھر فرمائے مجکو
کہ میخانہ مین اے حضرت چاہو
یہی استاد بر حق ہین ہمون کے
سنا ساقی یہ راز دل زبانی
جو وہ چاہے تو دم بھر مین شفا دے
زبان پر لاؤ ایک افسانہ رنگین
چنین زندہ کند مردہ حکایت

رنجوران بستر ناکامی و بیماران شفاخانہ خوش کلامی مریضان بساط داستان گوئی جسمان
امراض سرگرانی و مجنون دار الشفائے تحریر مین برائے علاج بے تابی دل اسطرح جاتے ہین
اور حکیم خرد سے یون معالجہ فرماتے ہین کہ جب طبیب مطب خانہ عیاری و دناخن دار العلاج

مکاری و طراری یعنی عمرو بن امیہ ضمری کام سردار چار دو کا تمام کر کے ایک دن بارگاہ سلیمانی میں مشغول عیش و عشرت رہا آخر شفا خانۂ دہر سے حکیم مہر رخصت کر گیا اور مرض صفرہ مبدل بمرض سودا ہوا عالم میں تاریکی چھائی دن گیا اور رات آئی ابیات

کہ تھے میں وہ اوج رفعت روشن
پھر آخر بشکل گردش سال
فروغ شمع نے روشن کیے گھر

سوئے پستی ہوا افتادہ دامن
اسباب شام نے جو بن لے کھایا
طپش پر آئے وہ دل تھے جو مضطر

ہوا از رفعت گھٹا گیہ و مہر اقبال
نظر کے سامنے جو تھا نہ پایا
قریب شام عمرو خوش ندا خیمہ

میں ملکہ سرو تمکین تن گلفام کے برائے ملاقات آیا ملکہ مذکور بہت پیاری بی بی اسکی ہی آمد خواجہ بشنکر ملکہ نے بھی خوب اپنے تئین آراستہ و پیراستہ کیا تھا بزم عشرت کو بصد حسن و زیبایش ترتیب دیا تھا شیشہ آلات سے خیمہ سجا تھا فرش بچھا تھا مسند پر تکلف آراستہ تھی کنتی ہی ایک طرف رکھی تھی چنگیر چو گھڑے پاندان عطردان سامنے مسند کے رکھے تھے لباس زیور سے جسم نازک ملکہ گل اندام مزین و محلی تھا یہ نقشہ نظر آتا تھا کہ مسدس

سینۂ صاف تھا آئینۂ صورت روشن
سینہ میں جھلکتی تھیں ... کہ عکس
گوری گوری وہ ہتھیلی پہ کہ بلور کا جام
یا نظر آتا ہے ابر شفق ماہ تمام

جانت موتی کی لڑی ... نہیں جائے سخن
واہ کیا حسن کھلتا ہے گلے میں مالا
سرخی رنگ حنا اس میں شراب گلفام
صاف تصویر تری کی تحریر یہ مکتوب میں ہے

وقت گفتار جو ہنستی تھی وہ غنچہ دہن
موتیوں کا نظر آتا ہے گلے میں بالا
نقرئی ظرف ہی یا جس میں کہ مینا ہی کا کام
رخ یوسف کی جھلک دیدۂ یعقوب میں ہے

الغرض جب عمرو داخل خیمہ ملکہ نے آکر استقبال کیا مسند پر لیجا کر بٹھایا جام حمرا ارغوانی بھر کر دیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اسوقت کہا کہ اتنی مدت کے بعد تم طلسم سے آئے ہمارے لیے کیا تحفہ لائے خواجہ یہ سنکر آبدیدہ ہوئے اور کہا میں اسلیے خاص کر تمہارے پاس آیا ہوں کہ جو کچھ تمہارے پاس زیور ہو وہ لیجاؤں ای ملکہ میں انتہا سے زیادہ قرضدار ہو گیا ہوں کیونکہ جب سے شہزادہ اسد طلسم میں گئے ہیں قید ہو گئے ہیں اور کئی لاکھ کا لشکر جو مطیع اسلام ساحروں کا ہے وہ سب میرے ذمہ ہے ہر ایک کو تنخواہ ماہ بماہ میں دیتا ہوں پھر اتنی بڑی بڑی شہزادیاں اور سردار ہیں کہ جنکی تنخواہ کئی کئی لاکھ روپیہ ماہواری کی ہے یہ سب خرچ میرے ہی اوپر ہے اور افراسیاب ایسے بادشاہ سے مقابلہ ہے ایک ایک عیاری کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ ہوتا ہے

اس صورت مین بیچارہ مین اکیلا کہان سے خرچ لاؤن قرض دام کرکے کام نکالتا ہون
تمہین گھٹنا اپنا دیدو کہ کچھ دن کٹین ملکہ یہ باتین سنکر ہنسی اور کہا خوب مین بھلا کیا جانون
آپ محتاج ہین یا تونگر مجکو تو بیٹے سے مطلب بیبیون کو روٹی کپڑا خرچ اخراجات نہ ملے تو وہ کیونکر
رہ سکتی ہین یہ کہکر خواجہ کی کمر ٹٹولنے لگی اسوقت آپ نے کہا ہا افسوس کمبخت عورتون کو سوائے اپنے مطلب
کے اور کسی کی فکر ہی نہین اچھا صاحب ٹھہرو مین دیتا ہون یہ کہکر زنبیل سے آپ نے کچھ کیلین لوہے
کی اور گرہین ہلدی کی اور کوڑیان جھنجھی توٹے ہتیار دیپنے گاڑھے کی ٹوپیان جھوٹے نگینے نکالے
اور کہا صاحب لو گھبراؤ نہین اگر مین یہ جانتا کہ یہان آکر اس آفت مین گرفتار ہونگا اور لوٹا
جاؤنگا تو کبھی نہ آتا ملکہ نے یہ سب چیزین دیکھکر ایسے اور پر سے صدقہ کرکے پھینکدین اور کہا دور ہو
میرے دشمن یہ چیزین لین عمرو نے وہ پھر سب اُٹھا کر زنبیل مین رکھین محل مین انکی باتون سے
قہقہے اُڑنے لگے غرض بہت کچھ انکو چھیڑکر ملکہ نے حکم دیا کہ گائنین خوش گلو زہرہ جبین آئین اور
گانے بجانے لگین جام بادہ ارغوانی کا دور چلنے لگا شکر یون کی قنچیان بندھ گئین جام و گلابیان
سینہ پر آئین خواصین سامنے سے ہٹ گئین دونون مصروف عیش و نشاط ہوئے شب اسی جلسہ
عشرت مین بسر ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ ساقی دہر نے جام ماہ کو بادۂ نور سے خالی کیا اور
زہرہ نے دف اپنا سنبھالکر ملک پوشیدگی کا رستہ لیا کہ

## ابیات

رہا باقی نہ دن ساقی نہ شیشا
ہوا حسن سحر کا شور پیدا
صدا دی طائرون نے ہر شجر پر
سحر چمکی اُٹھے لوگون کے بستر

صبح کو دونون اٹھکر حمام مین گئے پھر خاصہ وغیرہ نوش کر کے ملکہ
سے خواجہ رخصت ہوکر شبستان امیر مین آئے یہان بیبیان امیر کی منتظر حال شہزادہ
بدیع الزمان واسد ہوئین انسے سب کیفیت بیان کی پھر اپنی بیبیون سے عمرو ملا اور
ہر ایک نے انکو خرچ وغیرہ مانگ کر چھیڑا آخر سب سے رخصت ہوکر خواجہ باہر آئے اور امیر سے مع تمام
سردارون کے ملکر رخصت ہوئے کہ یا امیر اب مین ذرا کوہ عقیق کی سیر کرکے طلسم مین جانے کی کچھ فکر
کرتا ہون انشاء اللہ زندہ ہون تو پھر آکر ملونگا یہ کہکر بارگاہ سے لشکر اسلام مین آیا اور ہر طرف
پھرتا ہوا کوتوالی چبوترہ مین آکر ٹھہرا یہان جتنے عیار تھے سب سے ملا پھر صورت اپنی خیل ایک
حجام کے بنائی انگرکھا پائجامہ مین سکھ کا پہن کے سر پہ پگڑی ملازمان شاہی کیطرح باندھ کے ایک سوت

رومال مین لپٹی ہوئی بغل مین دابی ڈبیا مرہم کی کمر مین رکھی اور جانب کوہ عقیق روانہ ہوا دل
مین یہی فکر تھی کہ کسطرح ان کافرون کو مونڈیے غرض جب دروازہ قلعہ پر آیا دربانون نے ساکن
قلعہ مذکور سمجھکر جانے دیا یہ بازار کی سیر کرتا ہوا دار الامارۃ شاہی کی طرف جا نکلا وہان لقا بھی
اپنے تخت پر بیٹھا تھا اور بختیارک سے کہ رہا تھا کہ یا خداوند عمرو نے حمزہ کو سینے سے نکالا لقا نے
کہا ایک دن مین نے حالت نشہ مین زنبیل قدرت دی تھی یہ کہکر عنصر کو بیتا ہے کہا کہ تجنے ان
بندون کی میرے بے ادبی دیکھی مین کہان تک ان پر رحم کرون اگر مین چاہتا تو سب بار ڈالے جاتے
لیکن مین سمجھتا ہون کہ ایک بندہ کے ساتھ میرے لاکھون بندے مین اس طرح دیے جاتا ہون اور
جب رہتا ہون سب اہل دربار نے کہا برحق تو ایسا ہی رحیم ہے اس اثناء مین بختیارک کو
خیال آیا کہ ایسا نہو عمرو گھر میرا لوٹ لیجائے یہ سمجھکر دار الامارۃ سے باہر آکر خچر پر سوار ہوا اپنے گھر
کی طرف چلا راستے مین عمرو نے اسکو جاتے دیکھا پکار کر کہا کہ ملک جی ہمارا سلام ہو بچے بختیارک
آیا ہوا تھا پہچانا نہین اور پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا کہ تجنے ہمین نہین پہچانا ہم وہ ہین کہ جسنے
تمھین مونڈا اور تمھارے باپ کو مونڈا ملک جی نے اب غور کر کے دیکھا عمرو نے بائین آنکھ کا تل
دکھایا ملک جی کا دم نکل گیا اور کہا آئیے آئیے غلام اترا پڑتا ہے آپ سوار ہو کے چلیے عمرو نے کہا تم چلو
ہم بھی آتے ہین یہ کہکر بختیارک سے پہلے اسکے خیمہ مین جا پہونچا اور توشے خانے کے داروغہ
سے کہا کہ جلد اسقدر روپیہ اور مال نکال کے رکھو ملک جی آتے ہین اس عرصہ مین بختیارک
بھی آیا داروغہ نے اس سے کہا کہ اس حجام نے جو کچھ کہا ہو وہ بجا لاؤن اسنے کہا کچھ مال الگ کر رکھا
ہے داروغہ نے کہا جی ہان ہے بختیارک نے کہا بارہ ہزار روپیہ نقد ایک چنگیر پاندان عطر دان
جو گھوڑے کا لے آؤ اور جواہر نگار جو اسباب ہے اسے الگ کر دو داروغہ نے کہا بہت خوب یہ کہکر خزانہ
کی طرف روانہ ہوا ایک خدمتگار کو ساتھ لے لیا عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا بختیارک سے کہا ملک جی
تم ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکر خیمہ کے باہر نکلا اور کچھ دور چلکر پکارا ارے بھئی ٹھہر جاؤ داروغہ اور
خدمتگار دونون ٹھہرے عمرو نے داروغہ سے کہا آپ تشریف لیچلیے مین اس سے کچھ کہونگا داروغہ
تو آگے بڑھا اور یہ خدمتگار کا ہاتھ پکڑ کر الگ تنہائی مین لایا وہان لا کر حباب بیہوشی
مار کر اسکو بیہوش کیا اور کپڑے اسکے لیکر آپ پہنے اور معجزہ سے صورت اسکی ایسی بنکر کھوسی

اگر سے میں ڈالدیا پھر آپ دوڑ کر داروغہ کے پاس آیا اُسنے پوچھا کہ یہ حجام کیا کہتا تھا جواب دیا ملک جی نے کچھ اسباب الگ رکھنے کو کہا ہی داروغہ نے کہا وہ کونسا اسباب ہی کہا آپ توشک خانہ میں چلیے تو مین بتاؤن وہ اُسکو لیکر توشک خانہ مین آیا اور اسباب الگ کرکے خدمتگار سے کہا کہ اسکو ڈالی صندوقچہ مین بھرو خدمتگار اسباب مین مین پیچ کرنے لگا داروغہ نے کہا ارے ہم صندوقون مین رکھنے کو کہتے ہین تو الگ رکھتا ہی خدمتگار نے کہا کیا ڈاکا پڑتا ہی رکھدینگے جب جی چاہیگا اور اگر مال کے لٹ جانے کا ڈر ہی تو لٹ جاے پا پوش کے صدقے سے داروغہ نے یہ سنکر اُسکو ایک دھکا دیا خدمتگار بھی جھپٹ گیا اور ایک طمانچہ داروغہ کے مارا ہاتھ آغشتہ بدارو بیہوشی تھا داروغہ طمانچہ کھاکر بیہوش ہوگیا عمرو تمام مال و اسباب وہان کا لیکر بختیارک کے پاس آیا اُسنے کہا سب اسباب رکھدیا جواب دیا سب اچھی طرح رکھا آپ اطمینان رکھین بختیارک بولا وہ تو نہین آیا اُسنے کہا کہ آپ تو اپنی خوشی سے دیتے ہین پھر وہ نہ آئے تو کیا کیا جاے اُسنے پھر پوچھا کہ داروغہ کہان ہی اُسنے کہا وہین ہی بلوا لیجیے بختیارک نے ایک خدمتگار کو بھیجا کہ بلا لا خدمتگار نے جاکے دیکھا داروغہ بیہوش پڑے ہین مال لٹ گیا ہی روتا ہوا آیا ملک جی سے حال کہا ملک جی نے ہاے کرکے کلیجہ پکڑ لیا توشک خانہ مین جاکے دیکھا ذرا اسباب نہ پایا پکارا کہ ہاے خدا اُسکو غارت کرے مجکو لوٹ لیا اب میرے گھر مین آنا نصیب ہو خدمتگار یعنی عمرو نے کہا ملک جی کیون غم و غصہ کرتے ہو ابھی ایسے ایسے چار حصہ اور تمھارے پاس ہونگے تم تو شعور دار ہو آدھا یون گیا آدھا دون گیا ملک جی اُسکی تقریر سے گھبرائے آپ ہی کہا کہ خیر میری پاپوش کا صدقہ گیا عمرو نے کہا وہان دوسرا قفل لگوا دو جہان مال باقی ہی بختیارک نے کہا تو بھی میرا قدیم نوکر ہی سچ کہتا ہی یہ کہکے اُسی مقام پر گیا جہان باقی مال رکھا تھا عمرو نے دیکھا کہ ایک مکان ہی اُسمین قفل لگا ہی اُسنے بڑھکر قفل پر ہاتھ لگایا انگلیان اُنکی کنجیان تھین قفل کھل گیا کہا ملک جی یہ قفل جھوٹا لگا ہوا تھا یہ کہکر دروازہ کھولکے اندر گئے عمرو نے دیکھا بہت بڑا مال ہی کہا ملک جی میرے ایک حویلی کرایہ کو لی ہی وہان یہ اسباب لے کے رکھ دو اور اگر کہو تو مین ابھی لیجاؤن بختیارک نے کہا تو کیونکر لیجائیگا عمرو نے کہا یہ کون بڑا کام ہی ہم تو تم تک کو لیجائین اور ہم امانت دار بھی ایسے ہین کہ جو کچھ رکھواؤ قیامت تک مدین بختیارک یہ گفتگو سنکر پہچان گیا یقین تھا کہ مر جاے پکارا کہ لیجیے لیجیے یہ آپ ہی کا ہی مین تو آپ کا غلام ہون اُسنے کہا

آنکھیں بند کر بختیارک ناچار آنکھیں بند کر کے کھڑا ہوا عمرو نے جال الیاسی مار کر سب مال نذر زنبیل کیا بختیارک سے کہا آنکھیں کھولدے اُسنے جو آنکھیں کھولیں دیکھا سب مال غائب عمرو نے کہا کہ اے تیرا شیطان حافظ ہو میں جاتا ہوں یہ کہکر اُس مکان سے باہر نکلا بختیارک پیٹتا لقا کی بارگاہ میں آیا اور سب احوال بیان کیا عمرو بھی خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ میں موجود تھا لقا نے بختیارک پر رحم کھاکے بہت سا روپیہ اور جواہر دیا اُسنے عمرو کو اپنا خدمتگار سمجھکر کہا کہ اس اسباب کو اُٹھوا لیچلو دو چار سپاہی ساتھ لے عمرو نے پھر کے بائیں آنکھ کا تل دکھایا اور کہا کچھ آدمی کی ضرورت نہیں ہے بختیارک پکارا لیجائیے لیجائیے آپ ہی کا مال ہے لقا نے کہا کہ او شیطان کیا کہتا ہے کہا کہتا کیا ہوں تمہاری میری دونوں کی تقدیر اُلٹ گئی ہے غرض یہ بکتے رہے عمرو مال زنبیل میں رکھکر بارگاہ سے نکلگیا اب یہ تو طلسم میں جانیکی فکر کرتا ہے لیکن اب حال نکبت افراسیاب خسران مآل بیان کیا جاتا ہے کہ بیت کنون منو کلیم یکے داستان ✤ ببین وشتین مغز نادر بیان ✤ بزم چشان خمخانۂ سحر و ساحری اسطرح تحریر کرتے ہیں کہ افراسیاب جادو فکر جنگ ملکہ ماہرخ میں اپنے مقام پر متمکن تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے آکر گرے اور متمثل بشکل انسان ہوکر عرض پیرا ہوے کہ اے شہنشاہ عالی بارگاہ معمار قدرت کا حال ہمنے سنا ہے کہ اسطرح عمرو نے جاکر بیابان گلرنز میں اُسکو رہا کیا یہ کہکر حال ماجرا جہاندار کا جو کچھ اوپر بیان ہو چکا ہے عرض کیا افراسیاب نے اہل دربار سے کہا کہ صاحبو مجکو یقین نہیں آتا کہ بیابان گلرنز میں عمرو جائے سب نے کہا بجا ہے اُسوقت باغبان قدرت ذوق بھی حاضر دربار تھا اُسنے عرض کیا کہ آپ کتاب سامری میں دیکھیے سب حال معلوم ہو جائیگا بادشاہ نے حسب دستور قدیم کتاب سامری کو طلب کیا اُسمیں دیکھا تو معلوم ہوا کہ اب عمرو قلعہ کوہ عقیق میں ہے یہ دیکھکر پکارا کہ اے باغبان اگر کتاب کو نہیں مانتا ہوں تو ایمان میں فرق آتا ہے اور اگر مانتا ہوں تو قیاس میں نہیں آتا کہ عمرو کوہ عقیق میں کیونکر گیا کہاں بیابان گلرنز کہاں مقام کو کب کہاں قلعہ کوہ عقیق مگر کتاب کی آزمایش کرتا ہوں یہ کہکر ایک ساحر مواج جادو نام کہ سرداران سغرزمین سے تھا اُسے حکم دیا کہ تم جاکر کوہ عقیق سے عمرو کو پکڑ لاؤ اور بارگاہ حیرت میں لیجاکر ملکہ مذکور کے سپرد کرنا اور کہنا کہ اسی وقت اسکا سر کاٹ ڈالو یہ کہکر ایک تصویر اُسکے حوالہ کی کہ جس صورت پر عمرو ہوگا یہ تصویر ویسی ہی صورت بنجائیگی مواج وہ تصویر

لیکر باغ سیب سے باہر نکلا اور اژدر سحر پر سوار ہوکر جانب کوہ عقیق چلا بعد اُسکے جانے (اجارم)
افراسیاب بھی سوار ہوکر لشکر حیرت مین آیا گھنٹہ و گھڑیال بجے ساحر سجدے مین گرے غلغلہ ہوا
کہ شہنشاہ آئے حیرت بہر استقبال آئی بارگاہ مین لیجاکر تخت پر بٹھایا ساقی نے جام شراب یادرنگ
بادہ ناب سے گرم ہوا اُسوقت حیرت سے بادشاہ نے کہا کہ ہمنے عمرو کو پکڑوا منگوایا ہی مواج جادو
گیا ہی ہمارے سر کی قسم جسوقت وہ گرفتار ہوکر آئے اُسی وقت مار ڈالنا حیرت نے کہا سامری وہ
دن کرے کہ وہ موذی کا ٹکڑا ٹکڑا کرے طائران سحر ملکہ مہرخ بھی اس بارگاہ مین بامر جاسوسی بطور
مخفی حاضر تھے وہ یہ خبر لیکر سامنے ملکہ مہرخ کے آئے اور جو کچھ زبانی افراسیاب سُنا تھا معرض
بیان مین لائے یہان ضرغام عیار موجود تھا اُسنے کہا مین جاتا ہون اور خدا چاہتا ہی تو خواجہ
کو چھڑا کر لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اثنائے راہ مین اُسکو چالاک بن عمرو ملا اُسنے اس سے سب
حال بیان کیا چالاک نے کہا تم کلال کی صورت بنو مین کالنی بنتا ہون یہ کہکر دونون رنگ و روغن
عیاری لگاکر بصورت مذکور تیار ہوئی ضرغام نے ایک انگوچھا سر پر باندھا مرزئی گلے مین پہنی
دھوتی باندھی بوتل شراب کی کمر سے لگائی اور چالاک نے پٹیان سر پر نکالین مانگ مین
سیندور بھرا بندی ماتھے پر لگائی مسی ہونٹون پر جمائی گلوری پان کی مُنھ مین لیکر سرخ چُنری
اوڑھی لہنگا گنگام کا پہنا سوائی لہنگے پر لگائی رنگ چہرے کا مہر و ماہ کو شرماتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ
زہرہ فلک سے اُتر آئی ہی اُسوقت اُسکے جمال جہان آرا کا یہ نقشہ تھا کہ جان خوبان جہان تھی
اور رشک حور و غلمان تھی قربان اُسپر مردمک مردمک چشم انسان تھی دانتون سے موتی بے آبرو ہوتا
لب لعلین سے لعل ہیرا کھاتا میم دہن کا حلقہ دل یاران تھا قد بالا الف جان تھا لازم زلف پریشان تھی
بلائے گیسو بلائے سر یاران تھی کہانتک وصف اُسکا کیا جائے یہ اشعار اُسکی صفت مین کافی ہین اشعار

شعرا کہتے ہین وہ مانگ ہی سلک گوہر
کہکشان یا شب یجور مین آئی ہی نظر
لو ور اپیلے کرو جبہہ روشن یہ نظر
سحر حسن عیان ہو اُتر آیا ہی قمر

یا کھنچا ہی محک حسن پہ کوئی خط زر
شانہ کہتا ہی زبانی یہ نیا پہلو ہی
بدرے خورشید کے مہتاب سے پیدا ہی سحر
لوح سیمین تو اسے کیا پڑھنا کیجیے

یا یہ ظلمات مین جاری ہوئی نہر کوثر
اُسی سر کی ہی قسم صبح شب گیسو ہی
کیا صفائی ہی کہ پانی ہی جبین سے گوہر
غش نہ آجائے اگر برق تجلی کیجیے

اس صورت سے تیار ہوکر آگے آگے کلال اور پیچھے پیچھے کلالنی انوٹ بچھوے پانون مین پہنے

…ی چلی راہ مین چالاک نے ضرغام سے کہا مین چلکر دہائی دونگا کہ یہ میری زوجہ ہی
اور مجھسے راضی نہین ہوتی اور تو کہنا مین ہرگز اسکی راضی نہین اور لڑتا مجکو باتین سنانا اسیطرح
سے سمجھا کر دونون لشکر حیرت مین آئے اور لڑنے لگے ضرغام نے کہا رہ تو جا مالزادی مین
تجھے شہنشاہ کے سامنے لیجا کر ذلیل کرونگا یہ تو یارون کے پیچھے دیوانی ہی مجھے خطرے مین
نہین لاتی آج تیری سب حقیقت کھل جائیگی کلوارنی کہا دور بھڑوے تو کیا میری حقیقت کھولیگا
پہلے اپنی بہنیا کی تو خبر لے کہ جو لونڈون پر جان دیتی ہی اور لونڈے اُسے گھیرے گھیرے پھرتے ہین
ابھی پرسون کا ذکر ہی کہ سلار و مدار و کبڑیے کا لڑکا تیرے سامنے اُسکو دربنی دے گیا اور وہ
اُس سے ہنسا کی موے جھڈو تو بیٹھا دیکھا کیا اتنا بھی نہ کہا کہ یہ تو کیا کرتی ہی اور آگے کیا کہون
جسکا باپ اُسکا باپ لیکن کوہے بیٹے سے اور یار سائی بگھارنے سے جان جلگئی اس سبب سے
اتنا منہ سے بھی نکالا نہین مجھے کیا مطلب کہ مین کہون مولا سنا ہے تین پیٹ رکھوائے اور
گروائے کلوار نے کہا کہ تو ایسی کہان کی ڈال کی ٹوٹی ہی یہ کہو کہ مین طرح دے جاتا ہون نہین تو
ایک بار تیرا صبح کو پکڑ دن ایک شام کو ابھی پندرہ روز ادھر کا ذکر ہی کہ چمن کبڑیے کا لونڈا جو آیا
تو اُسے تو کوٹھری مین لیگئی وہ تو کہو مین آپڑا دونون کوٹھری سے گھبرا کے نکلے خیر اس سے کیا مطلب
ہی تو میری جورو ہی کہ نہین تجھے میری مان بہن کے خراب ہونے سے کیا مطلب مین تجکو زبردستی اپنے
قبضہ مین لاؤنگا کلوارنی نے کہا تیری کیا طاقت جو زیادتی کریگا مین حلال خور کے پاس جاؤنگی
تیرے پاس نہ ہونگی بھڑوے اپنے دل مین سمجھا کیا ہی کلوار نے دوڑ کے جھونٹے پکڑے کلوارنی نے
کہا دہائی ہی شہنشاہ کی غل جو مچا افراسیاب نے بارگاہ مین سنا اور حکم دیا کہ یہ کون لڑتا ہی
بلالاؤ کچھ ملازم آئے اور دونون کو سامنے لیگئے دونون نے سلام کیا شاہ نے پوچھا کہ کیون لڑتے
ہو یہ کیا ماجرا ہی کلوار نے کہا یہ میری جورو ہی اور مجھسے راضی نہین ہوتی بادشاہ نے کلوارنی
سے پوچھا کہ تو کیون نہین راضی ہوتی اُسنے کہا اے بادشاہ اگر آپ غلام کے حوالہ کردین مجھے منظور ہی
اور اسکا ساتھ نہین منظور ہی یہ موا نہ روٹی دیتا ہو نہ کپڑا دیتا ہی اور مارے مار کے میری ہڈیان چور کردین
یہ کہاتا ہی رنڈیون مین اڑاتا ہی کلوار نے کہا بالکل جھوٹ کہتی ہی یہ خود بدکار ہی افراسیاب نے
دونون کا حال سنکر حکم دیا کہ اچھا تم دو ایک مہینہ ہماری سرکار مین رہو جسکی برائی ثابت ہوگی

اُسکو سزا دیجائیگی کلوار نے کہا کہ مین اپنی دوکان رکھا چاہتا ہون مین یہان حاضر نہین رہ سکتا
مگر ہان اس عورت کمبخت کو حضور رکھین شاید آپ کے یہان رہکر درست ہو جاوے بادشاہ نے
حیرت سے کہا تم اس عورت کو اپنے پاس رکھو حیرت نے اُس عورت سے اشارہ کیا تو میرے
پیچھے آکھڑی ہو وہ پشت پر جاکر کھڑی ہو گئی اور کلوار دعا دیکر باہر بارگاہ کے نکل آیا بعد دو تین گھڑی
کے افراسیاب ملکہ حیرت کا ہاتھ پکڑکے ایک مکان تنہائی مین چلا سب ملازم تو ٹھہرے رہے مگر یہ
عورت پیچھے چلی گئی جبکہ افراسیاب اُس مکان مین گیا وہان پردے پڑے ہوئے تھے سامان
عیش و عشرت مہیا تھا حیرت نے اُس عورت سے کہا تو یہان پردے پاس کھڑی رہ کچھ کام ہوگا
تو پکار لینگے یہ وہان ٹھہری رہی بادشاہ اور حیرت دونون گئے مسند پر بیٹھے بوس و کنار و اختلاط
ہونے لگا لیکن یہان چالاک نے دیکھا کہ پردہ کے پاس ایک طرف کو چند ڈالیان دھری ہین کسی
مین میوہ ہی کوئی پھولون کی ہی اُسنے پکار کر کہا کہ ای ملکہ اگر حکم ہو تو لونڈی ڈالیان لے آوے
حیرت نے کہا لے آ اُسنے ڈالیون مین میوہ آغشتہ بداروے بیہوشی اور پھول بھی بیہوشی کے بسے
ہوئے لگائے اور اُسمین کا میوہ اور پھول نکال لیے پھر وہی ڈالیان سامنے لیجاکے رکھدین
اور باہر نکل آیا حیرت نے کچھ پھول اُٹھاکے سونگھے اور افراسیاب نے ایک ہی تراش کر
آپ بھی کھائی اور ملکہ کو بھی کھلائی کچھ ہی دیر مین نشہ ہوا بیہوش ہوکے گر پڑے چالاک نے
اندر جاکے خنجر کھینچا کہ دونون کو مار ڈالون اُسوقت جانسوز بن قران کہ پہلے سے خدمتگار
کی صورت بنکر اُس مکان کے گوشے مین چھپا کھڑا تھا اُسنے آتے ہی پیچھے سے چالاک کا ہاتھ
پکڑ لیا یہ جو دیکھے تو ایک سیاہ فام خدمتگار ہی پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا ای
بھائی چالاک یہ کیا غضب کرتے ہو ابھی آفت برپا ہو جائیگی یہ افراسیاب جادو ہی اسکی
قضا ہی نہین ہی ورنہ ہم اب تک کب کا مار ڈالتے چالاک نے یہ سنکر جو کچھ اسباب اس مقام کا اُٹھ سکا
وہ لیا اور جانسوز نے کپڑے چاہا کہ حیرت کے اُتار لون اُسوقت صدائے مہیب آئی زمین کو زلزل
ہوا یہ دو عیار اُس مقام کے سراسیمہ چابک کرکے بھاگے وہان مینھ برسنے لگا اور پریزادان طلسم نے زمین
سے نکلکر پکار یہان حیرت و افراسیاب کے منھ پر لگائین دونون کو ہوش آیا اُس مقام کا
عجب حال ابتر اُنھون نے پایا کہ اسباب بالکل لٹ گیا ہی سمجھے کہ یہ کام عیارون کا ہی بس بادشاہ

نے متفکر ہو کر حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تمکو میری جان عزیز کی قسم جسوقت وہ لک لک یا ساربان دیو وہ گرفتار ہو کر آئے خنجر طلسم سے تمھارے رہائی نپاے فوراً سر کاٹ ڈالنا اور مین ظلمات مین جاتا ہون وہان سیحد بنا یہ کہکر ظلمات کیطرف تخت سحر پر بیٹھکر چلا گیا ملکہ حیرت اُس مکان تنہائی سے نکلکر بارگاہ مین آئی اور تخت نکہت پر متمکن ہوئی سب حال اہل دربار سے بیان کیا اُدھر دونون عیار لشکر اسلام کے بھی فکر عیاری مین گرد بارگاہ کے پھرنے لگے یہان تو یہ ماجرا ہی لیکن مواج جو بہر گرفتاری عمرو روانہ ہوا تھا بعد کچھ عرصہ کے قریب لشکر امیر باتوقیر آکر پہونچا اور تخت پر سے اپنے اُترکر ہر طرف تلاش خواجہ کی کرنے لگا اتفاق سے ایک مقام پر صحرا مین عمرو بیٹھا ہوا فکر عیاری کر رہا تھا کہ کسی طرح سے اندر طلسم کے جاؤن اُسنے جو خواجہ کو تنہائی مین بیٹھا دیکھا تصور جو لایا تھا اُسپر نظر کی معلوم ہوا کہ ہان یہی عمرو ہی بس روے ہوا سے پنجہ بنکر جو گرا خواجہ کی کمر تھامکر بلند ہو گیا اور جب روے ہوا پر پہونچا پکارا کہ ارے مفتری بدذات ہی شرط کہ تجکو یہین سے پھینکدون یہ کہکر کئی جھٹکے خواجہ کو دیے خواجہ نے کہا کہ اموذی مین کوئی انسان ہون یا دیو ہون جو تو اسقدر جھٹکے دیتا ہی اور مجکو لیے جاتا ہی بہت پچھتائیگا تو نہین جانتا ہی کہ مین سر برزدہ جادوگران ہون مواج نے کہا کہ شہنشاہ نے قسم کھائی ہی کہ اب کی عمرو کو زندہ نچھوڑونگا ابتو مارا جائیگا مین کیون پچھتانے لگا یہ کہکر قندیل فلاک ہو گیا خواجہ کی آنکھین تموج ہوا سے بند ہو گئین اور وہ کچھ دیر مین انکو لیے ہوے بارگاہ حیرت مین آکر اُترا ملکہ ندکور سریر حکومت پر جلوہ گر تھی کہ اُسنے آکر عرض کیا یہ گنہگار حاضر ہی ملکہ کو تو حکم بادشاہ تھا ہی کہ جب عمرو آئے فوراً قتل کرنا بس تصور نہ پیدا ہوئی کہ جلاد کو بلا کر قتل کرنے مین عرصہ ہوگا اور اسکے معین و مددگار آجائینگے چاہیے کہ تو کسی سردار سے حکم دے کہ وہ سر اسکا کاٹ ڈالے یہ سوچکر مواج سے حکم دیا کہ ای بہادر تمھین سر اسکا کاٹ ڈالو مواج تیغ کھینچکر آمادہ قتل ہوا تھا کہ خواجہ کو بھی ہوش آیا دیکھا کہ مین بارگاہ حیرت مین ہون سمجھے کہ اسی غیبانی نے تجکو پکڑوا بلایا ہی اور ایک ساحر کو سر پر تیغ کھینچے آمادہ اپنے قتل پر پایا بس اس جلدی مین اور کیا ہو سکتا تھا سوا اسکے کہ زنبیل سے انھون نے معمار قدرت جادو کو نکالا اور ہوشیار فوراً کر کے کہا کہ ای معمار یہ ساحر جو کھڑا ہی مجکو پکڑ لایا ہی اور حیرت جادو کی یہ بارگاہ ہی ذرا خبردار ہو جاؤ ورنہ ہم اور تم دونون ہلاک ہوا چاہتے ہین عمرو معمار سے یہ

کہ رہا تھا کہ مواج جنے یہ ماجرا دیکھا اور کمالو اور غضب میں آیا اُسنے تو پیٹ سے پانوں نکالے اسمعا کو نکالا بس تیغہ تو کھینچ چکا تھا ہی آپڑا کہ خواجہ کا سر اُڑا دون معمار نے فوراً ہاتھ اپنا سپر کر دیا کہ تلوار ہاتھ پر پڑی اور اُچٹ گئی اور معمار نے اُٹھکر ایک طمانچہ سحر کا اس زور سے مارا کہ مواج غرق خون ہوا سر پھٹ گیا تڑپ کر ہلاک ہو گیا صدائے دار و گیر و گیر و دار بلند ہوئی برق چمکی تاریکی ہوئی صدا آئی مارا مواج کو عمرو جو سحر سے مواج کے زمین سے اُٹھکر بھاگ نہ سکتا تھا وہ سحر اُسکے مرنے سے دفع ہو گیا اس آفت کے آنے سے حیرت تخت پر سے کھڑی ہو گئی تھی سب سرداران کام کے اُٹھے تھے کہ عمرو نے دوڑ کر پشت حیرت پر اپنے تئین پہونچایا اور کمند کے حلقہ کا نٹھ کر جو مارے ساتون حلقے پڑے ہوئے مگر حیرت نے سحر کیا کہ سب بند الگ الگ ہو گئے اور حیرت تڑپ کے نکلے عمرو نے پھر تو خنجر کھینچکر لوٹ ماری کہ ہتون کی ٹانگین کاٹین اور جست کر کے ہتون کے سر اُڑائے اور خواجہ کی یہ اُستادی فن عیاری مین دیکھیے کہ جو سر کاٹا اُسکی پگڑی اور ٹوپی سر زمین پر گرے ننگے تھے غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ بچیو گھیر لو جانے نہ دیجیو جب غوغا زیادہ ہوا خواجہ نے دیکھا کہ گھر جاؤ گے بس گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہوا اور پکارا کہ اے معمار ہم تو جاتے ہین تم بھی کو معمار انپر سے سحر رد کرتا جاتا تھا اور لڑ رہا تھا جب یہ صدا سنی یہ بھی بزور سحر اُڑکر چلا اُسوقت آندھیان اُٹھ رہی تھیں بجلیان چمکتی تھیں ہیر غل مچا رہے تھے طوفان عظیم برپا تھا کچھ ساحرون نے تعاقب معمار کرنا چاہا پھر سمجھے کہ یہان ایسا کچھ دن رات ہوا کرتا ہو کیون آفت مین اپنے تئین پھنسائین بیکار رہے یہ سمجھے باز رہے لشکر مین بھی قرنا ہوئی تھی اور تیاری ہو رہی تھی کہ معمار پیچھے پیچھے اور خواجہ آگے آگے نکلکر روانہ ہوئے وہ آفت موقوف ہوئی لشکری بھی رکے اُدھر مہرخ کو بھی خبر پہونچی کہ مواج جادو خواجہ کو پکڑ لایا لیکن خدا نے اُنکو بچایا اسطرح وہ دونوں بارگاہ سے نکلکر آتے ہین مہرخ نے چند ساحران نامی کو بھیجا کہ جلد جاکر انکی خبر لو اگر کوئی امر نو دیگر ہو تو خبر کرنا مع لشکر مین بھی آوُنگی سرداران گرامی یہ حکم سنکر چلے تھے کہ اثنائے راہ مین سرداران خواجہ اور معمار سے بغلگیر ہوئے اور شادان و فرحان لشکر مین آئے لشکر مین بھی غلغلہ انکے آنے کا ہوا مہرخ ایسا خوش ہوئی کہ بارگاہ سے باہر نکل آئی اور معمار سے ملی پھر اندر بارگاہ کے لاکر مقام صدر پر بٹھایا عمرو بھی کرسی پر آکر بیٹھا ساقی و مطرب حاضر ہوئے دور جام ارغوانی چلنے لگا مگر معمار حیران تھا

تو اپنے ملک مین تھا کوہ عقیق مین کیونکر گیا اور پھر یہان کیونکر آیا آخر خواجہ سے حال پوچھا
انھون نے سب کیفیت کوکب کی اور اپنی عیاری کی مارنا قائم جادو وغیرہ کا اور آنا آفتاب
جادو کا اور بھجوانا کوہ عقیق مین سب بیان کیا اس عرصہ مین چالاک بن عمرو بھی آیا اور
اُسنے خواجہ کو بیٹھے دیکھا جھک کر سلام کیا خواجہ نے مُنھ پھیر لیا اُسنے کسوت عیاری سے ایک تاج
جسمین لعل اور گوہر شب چراغ لگے تھے خواجہ کو نذر دیا یہ کرورون روپیہ کا مال دیکھکر خواجہ نے ہاتھ
پھیلا دیے اور گلے سے لگایا اور کہا اے فرزند مجھے نہین معلوم تھا کہ تم کھڑے ہوے ہو اور مہرخ سے
پھر تعریف کی کہ یہ ہمارا فرزند رشید اب مثل ہمارے ہی مہرخ نے انکی عیاری کا حال سنا تھا جو ابھی
افراسیاب پر کی ایک خلعت بہت بھاری منگوا کر عنایت کیا اور عیار بھی آئے اور خواجہ سے مل
پھر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اور ناچ شروع ہوا یہان تو جلسہ عشرت گرم ہوا اور ہنگامہ مسرت آراستہ
لیکن اُسطرف حیرت نے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ اسطرح مواج عمرو کو لایا مین نے حکم قتل دیا
اور تلوار کھینچ کے چلا تھا کہ عمرو نے زنبیل سے معمار کو نکالا اُسنے مواج کو مار ڈالا اور وہ دونون نکلا
چلے تھے کہ مین نے روکنا چاہا عمرو نے کمند ماری مین تو گر پڑی اور وہ دونون نکل گئے یہ سب حال
لکھکر طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر بادشاہ پاس آیا بادشاہ کو اُسوقت نشۂ شراب بہت تھا نامہ پڑھکر بیہوش
حیران ہوگیا اور اُسیوقت تخت یاقوت نگار پر سوار ہوکر بہ تجمل تمامتر بارگاہ حیرت مین پھر آیا دیکھا کہ
حیرت نہایت مثل اپنی زلف کے پریشان ہی بارگاہ بھی جا بجا خون سے رنگین تھی اور جلی ہوئی بادشاہ
نے ملکہ کو گلے سے لگایا تسکین و دلداری کی پھر تخت پر بیٹھا اور سحر پڑھکر دستک دی فوراً آندھی پیدا
ہوئی اور اُس آندھی سے ایک جادوگر سیاہ فام و کریہ منظر جھولا سحر کا گلے مین ڈالے شیر پر سوار
نکلا بادشاہ کو اُسنے مجرا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے روئین تن شیر سوار کہو مزاج تو اچھا ہی اُسنے
کہا غلام دعا کرتا ہی بادشاہ نے ایک دنگل زرین دیا یہ بیٹھا پھر بادشاہ نے فرمایا کہ اب تمھارا اور
مہرخ و معمار قدرت کا سامنا ہی اُسنے عرض کیا کہ آپ حکم دین تو مین سامری سے سامنا
کرون مہرخ تو کیا مال ہی اور معمار قدرت تو ایسے ہزارون بناکے چھوڑ دے اور اے شہنشاہ آپ ہی
نے اتنا تامل کیا کہ ان نمک حرامون نے یہ قدرت پائی ورنہ کیا انکی حقیقت ہی شاہ نے کہا کہ میری نمک خوار
تھے اس سبب سے رحم کرتا ہون مگر اب اسد کو مار ڈالونگا وہ طلسم کشا ہی جب وہ مارا گیا پھر اپنے

کیا ہوگا اچھا اب تم اپنا لشکر طلب کرو اور طبل جنگ بجا کے اِن باغیون سے لڑو ساحر مذکور بے اجر سُنکر اپنے قلعہ کی طرف گیا اور سپہ سالاران لشکر کو بلا کر حکم تیاری سپاہ دیا اُسی وقت ایک لاکھ بر سوار واژدر سوارون کا لشکر تیار ہوا شورش سپاہ سے شیر چرخ برج اسد مین چھپنے لگا بہرام فلک کا مسکن برج حمل ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار گوش فلک کے پار ہوئی. بیرون کی چار سمت کو پکار ہوئی ڈھرو بجا نرسنگا پھنکا آندھیان آئین طوفان عظیم برپا ہوا یہ اُس فوج کا نقشہ تھا کہ ابیات

چو آواز طبل آمد و کرنای
که پر شد همه روی گیتی ز شور
گزیده ز لشکر ده و دو هزار
چهل سالکان خواست از انجمن

برآمد بجنبید لشکر ز جای
هم از جنگ آور دو روز کین
زره دار و برگستوان ور سوار

برآن گونه رانید یکسر ستور
با ورد گه بر بلرزد زمین
بجای جوانان شمشیر زن

اُسی کرّ و فر و احتشام سے بعد قطع مسافت راہ بارگاہ حیرت سے متصل ہو پہنچا لشکر اُسکا سرداران حیرت نے آگر اُتروا یا یہ بارگاہ مین آیا ذنگل زرین پر متمکن ہوا بارگاہ فلک فرسا اسکے لیے بھی علحدہ نصب ہوئی لشکر مین بازار کھل گئی کٹورا کھنکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی افراسیاب بھی اُسی مقام پر ابھی ہر اِس سے کہ اُسنے طبل جنگ بجا یا یہانتک کہ جب مرقع دہر سے رنگ ضیا خورشید مثل طائر حواس پریشان اُڑا در تصاویر کواکب و ماہ کا جلوہ نظر آیا کہ نظم

غبار آلودہ تھا مہتاب کا رنگ
مثال غنچہ دل گرمی سے تھا تنگ
ستارہ روشنی سے خوب چمکا
ترقی پر جو اقبال قمر تھا

تھے شام بحکم روئین تن. بر سوار طبل جنگ پر چوب پڑی لشکر سحر ساحرون مین بھی غلغلہ زمین و زمان مین پڑا تیاری آلات حرب و ضرب مین ہر شخص مصروف ہوا جاسوسان لشکر مہرخ یہ خبر لیکر سامنے ملکہ مذکورہ کے آئے اور بعد عرض دعائے شاہی خبر آمد روئین تن اور بجوانا طبل جنگ کا معرض بیان مین لائے ملکہ موصوفہ نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے خواجہ عمرو ابھی یہان موجود تھے اُنھون نے نقار خانہ مین جا کر طبل پہ چوب لگائی کرنا کو دم ملا زمانہ شر و فساد قریب تر آیا سرداران ملکہ مہرخ بر اسعدی سحر اپنے اپنے خیمون مین آئے ملکہ مہرخ بھی ساحری کی فکر مین آرام پذیر نہوئی اسی اثنا مین چالاک بیباک اپنے مقام پر سے اُٹھکر اس ارادے سے روانہ ہوا کہ اگر بن پڑے تو اُس روئین تن حرام زادے کو پکڑ کر سامنے خواجہ کے لاؤن جب یہ بارگاہ سے نکلگیا اُسوقت مہرخ نے

خیال کیا کہ چالاک نہین معلوم ہوتا ہی فرمایا کہ چالاک ابھی موجود تھے نہین معلوم کہان گئے
عمرو نے کہا وہ بارگاہ افراسیاب مین پہونچا ہوگا اور یقین ہو کہ اس روئین تن کا کام تمام کرے
مہرخ نے کہا خدا ہے کہ تم انکا نگہبان ہی خواجہ سچ تو یہ کہ فرزند اور شاگرد آپ کے بلا سے بے دہان
ہین یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اور وہان مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو صورت خدمتگار کی
اپنی بنکر داخل بارگاہ حیرت حیرہ سر ہوا دیکھا کہ یہان افراسیاب بیٹھا ہو مگر تخلیہ ہو شب کا وقت ہی
حیرت اور چند مقرب سردار حاضر ہین اور روئین تن ببر سوار بھی ونگل پر بیٹھا ہی شراب کا پیالہ گردش
مین ہو چالاک بھی ایک مقام پر چپکا کھڑا ہو رہا اور باتین سُننے لگا چنانچہ رات زیادہ آئی تھی
افراسیاب نے خاصہ طلب کیا داروغہ مطبخ خانہ نے جلد دسترخوان لاکر چنا نعمت خانہ آراستہ ہوا
شاہ حیرت کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھا اور کہا ای روئین تن تم بھی آؤ اُسنے کھڑے ہوکر تسلیم کی اور عرض کیا
کہ میرا اسوقت کچھ جی نہین چاہتا ہی شاہ نے فرمایا کچھ تو چلکر کھاؤ کہا بہت خوب غرض سب آکر
دسترخوان پر بیٹھے روئین تن کا واقعی کچھ جی نہ چاہتا تھا صرف کباب کھانے لگا اسوقت حیرت نے
کہا ای روئین تن تم کچھ کھاتے نہین ہو خالی بیٹھے ہو اُسنے کہا مین ٹھہر کر کھاؤنگا مین نے پہلے ہی عرض
کیا تھا کہ میرا جی نہین چاہتا ہی شاہ دوان نے فرمایا کہ اچھا انکی بارگاہ مین کھانا بھیجدیا جاے
اُسیوقت سوا سو خوان کھانے کے آراستہ کیے گئے کہ جسمین انواع و اقسام کے کھانے لذیذ اور
خوشگوار تھے غرض مزدورون کے سر پر خوان رکھوا کر چوبدار شاہی ساتھ ہوا اور کھانا اُسکی بارگاہ
مین گیا چالاک نے چاہا کہ مین بھی اس کھانے کے ساتھ جاؤن اور کچھ تدبیر کرون لیکن موقع
نہ ملا وہ چوبدار جو ساتھ تھا نہایت ہوشیار تھا کہ اپنے سایہ سے بھی رم کرتا تھا چالاک
اسکے پیچھے پیچھے آیا تو سہی مگر اسکو بیہوش نہ کر سکا خاموش ہو رہا اور ادھر ادھر پھرنے لگا اس عرصہ
مین روئین تن بھی بارگاہ شاہی سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا چالاک نے اُسکو جاتے دیکھا
سمجھا کہ اب یہ جاکر طعام فرستادہ شاہ جادوان زہر مار کریگا بس اسی وقت کچھ تدبیر کرنا چاہیے
یہ سوچکر اُسنے بازار سے تحفہ مٹھا خریدی کی اور اُسکو آغشتہ بدارو بیہوشی کرکے قابون مین
لگا کر ایک خوانچہ تیار کیا تورے پوش اُسپر ڈالا اور ہاتھ پر رکھکر روئین تن کی بارگاہ کے دروازہ
پر آیا صورت تو خدمتگار کی ایسی بنی ہی تھا جب دروازہ پر آیا دربانون نے روکا کہ میان اندر جانے کا

حکم نہین ہی یہین ٹھہرو اُسنے کہا تم تو اندھے ہو دیکھتے نہین کہ شاہ طلسم کا خدمتگار ہون اور انھین کا
بھیجا ہوا آیا ہون یہ پکوان اور مٹھائی کھانیکے ہمراہ بھیجنا بھول گئے تھے اب بھیجی ہے اچھا تم نہ جانے دو
مین جاکر عرض کیے دیتا ہون کہ وہان کے دربان بڑے شور سے پشت ہین وہ بارگاہ مین نہین جانے دیتے
ہین دربانون نے یہ کلمات سُنکر باہم کہا کہ میان جانے بھی دو کیون آفت بلایا چاہتے ہو یہ کہکر اندر جاکر
روئین تن سے عرض کیا اُسنے کہا جلد بلا لاؤ ایسا نہو کہ بادشاہ خفا ہون دربانون نے باہر آکر چالاک سے
کہا جاؤ میان جاؤ حضور بلاتے ہین چالاک بجالاکی تمام اندر آیا دیکھا کہ چند مصاحبین بیٹھے ہین اور
روئین تن کھانا کھارہا ہے اُسنے وہ خوانچہ سامنے رکھدیا اور عرض کیا کہ شاہ جادوان نے یہ مٹھائی اور
پکوان بھیجا ہے ہمراہ طلسم اول بھیجنا فراموش کیا تھا روئین تن نے اُٹھکر اس خوانچہ کی تعظیم کی اور
اُس مٹھائی کو لیکر تھوڑی تھوڑی سبکو دی اور کچھ آپ بھی نوش کی اس عرصہ مین چالاک باہر نکل آیا تھا
اور یہان بیٹھکر اپنے پاس سے کچھ میوہ اور مٹھائی نکالکر کھانے لگا دربانون وغیرہ نے جو لوگ کہ یہان موجود
تھے اس سے کہا کہ ارے میان کسی کی صلاح بھی نہین کرتے کیا تم ہمکو پوچھتے تو ہم کھانے لگتے چالاک نے
کہا خالی صلاح سے کیا فائدہ تھا اسقدر مٹھائی تھی نہین جو مین صلاح کرتا اچھا تمھارے سر کی قسم ایک ایک
ڈلی اسمین جو تو کا ہے تو تو کھالو انھون نے وہ اُسکی خاطر سے لیکر کھالی اُدھر جب سب نے وہ مٹھائی اور
پکوان جو یہ دے آیا تھا کھایا روئین تن نے کہا میرے سر مین درد ہونے لگا شاید نیند آئی ہے لوگون نے
کہا آپ آرام فرمائین یہ جاکر پلنگ پر لیٹا اور لوگ بھی اپنے اپنے مقام پر گئے مگر وہ بھی وہان
پہونچتے ہی بیہوش ہوگئے صرف دو ایک خدمتگار جو چپی کرنے کو رہگئے تھے روئین تن کے پاس ہوشیار
رہے یہان باہر دربان بھی ڈلی مٹھائی کی کھاکر بیہوش ہوگئے چالاک سمجھا کہ اب بارگاہ مین بھی
سب بیہوش ہونگے تو چلکر اپنا کام کرے یہ سوچکر اندر آیا دیکھا تو خدمتگار چپی کر رہے ہین اور یہ خبر نہین
اُنمین اُسنے کہا کہ کیا حضور نے آرام لیا مجکو کچھ عرض کرنا تھا خدمتگارون نے کہا تم جگاؤ ہماری تو مجال
نہین جو بیدار کرین اُسنے کہا اچھا مین بھی ٹھہر جاتا ہون شاید آنکھ آپ سے کھلے یہ کہکر وہان بیٹھ
گیا اور پروانے بیہوشی کے اُڑانے لگا اُن پروانون کے جلنے سے دھوان ہوا اور خدمتگارون
کی ناک مین گیا وہ بھی بیہوش ہوئے اُسنے اُٹھکر روئین تن کو اور زیادہ بیہوش کیا اور فکر
کرنے لگا کہ کیونکر لیجاؤن آخر خیال مین آیا کہ اسطرح لیجل لین آسنے اُسکو اُٹھاکر ایک خوان مین رکھا

اور ہاتھ پانوں سمیٹ کر باندھ دیے پھر اوپر سے کسنا کسکے تورے پوش ڈالکر وہ خوان سر پر رکھکر
باہر نکلا اور جس کسی نے لشکر مین اُسکے دیکھا پوچھا کہ کیا لیے جاتے ہو کہا افراسیاب نے روئین تن
کو کھانا بھیجا تھا مین لیکر آیا اب افراسیاب کو اُنھون نے یہ بھیجا ہی یہان تو یہی لگا رہتا ہو آنے
جانے مین پانوں ہمارے ٹوٹتے ہین وہ لشکری یہ سُنکے خاموش ہو رہا اور یہ وہان سے صحیح سلامت
اُسکو لیے ہوئے بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا یہان جو لوگ کہ حاضر دربار تھے وہ حیران ہوے کہ یہ
تو خدمتگار شاہ طلسم ہی خوان مین کیا لایا ہی اور اُسے کس نے کیا بھجوایا ہی تو اس عرصے مین اُسنے
خوان کو سامنے خواجہ کے کھولا کیلیے کہ خواجہ ابھی سونے نہ گئے تھے مدت کے بعد جو ملاقات ہوئی تھی
تو مہرخ سے بیٹھے باتین کر رہے تھے کہ اُسنے عرض کیا آقا یہ غلام سے ہو سکا منم چالاک یہ گٹھر ہی
روئین تن بیر سوار حاضر ہی مار لیے اس حرامزادے کو خواجہ نے کہا ای مہرخ اُسکو قتل ہی کر ڈالو مہرخ
نے کہا یہ روئین تن ہی یون قتل نہو گا یہ کہکر مہرخ نے چالاک کو خلعت دیا اور سمار قدرت بھی
موجود تھا یہ عیاری دیکھکر حواس باختہ ہوا عمرو نے چالاک کو گلے سے لگایا چالاک نے
عرض کیا کہ اچھا اُسکو ابھی بیہوش رہنے دیجیے مین اور فکر مین جاتا ہون یہ کہکر پھر وہان سے
بعجلت تمامتر روانہ ہوا اور خیمہ مین روئین تن بیر سوار کے آیا جلد صورت اپنی اُسی کی ایسی بنائی
اور خدمتگار جو بیہوش پڑے تھے اُنکو ہوشیار کیا اور کہا ارے نمک حرامون تم غافل ہوکر سو رہے عیار
ابھی آیا تھا مجھکو جمشید نے بچایا مین اب یہان نہ ٹھہرونگا یہ کہکر بہت کچھ عتاب خطاب دربانون پر باہر
نکلکر فرمایا اور سوار ہوکر بارگاہ افراسیاب مین آیا یہان بادشاہ جادوان کھانا کھاکر پلنگ پر بیٹھا
تھا حیرت ابھی پلنگ پر نہ گئی تھی نیچے مسند پر بیٹھی تھی اختلاط ہو رہا تھا کہ یہ جاکر ہو بچا درباریون
نے پلنگ کے خبر عرض کی بادشاہ کو اُسکی خاطر بہت منظور تھی حکم دیا کہ اچھا بلا لو یہ سامنے گیا اور بیٹھا
کہا عیار نے مجھپر عیاری کی تھی خداوند جمشید نے بچایا جیسا مین غرور کرتا تھا ویسا میرے
سامنے آیا آپ میرے ملازمون سے حال پوچھیے سب نے کہا کہ ایک شخص آیا تھا اُسنے مٹھائی
کھلائی تھی پھر ہمکو نہین معلوم کہ کیا ہوا افراسیاب نے کہا کہ عیار بڑے زبردست ہین واقعی تم
بچکے سامری کا شکر کرو اور اب بہت ہوشیار رہنا یہ باتین کرتے کرتے افراسیاب کے
پلنگ کے گرد پھولون کی ڈالیان رکھی تھین اُسنے کہا کہ کیا خوب خوشبو ان پھولون سے آتی ہی

مین نے کبھی ایسے پھول نہین دیکھے یہ بادشاہ کے باغ کے ہین ای ملکہ حیرت ایک آدھ درخت اسمین کا مجکو بھی عنایت فرمائیے گا کہ مین اپنے باغ مین لگاؤنگا حیرت نے کہا اچھا تبو اسکو اُٹھا کر سونگھو اُسنے چند پھول اسمین سے لیکر سونگھے اور ہاتھ مین عطر بیہوشی ملا تھا وہ سب پھولون مین ملکر کہا ای ملکہ واہ واہ وا عطر بھی اُسکے سامنے گرد ہے لیجیے ذرا دیکھیے تو کیا خوشبو آتی ہے حیرت نے کہا جیسی تم تعریف کرتے ہو ایسی خوشبو تو انہین نہ تھی اُسنے کہا لیجیے سونگھیے تو سہی اسنے لیکر سونگھے اور متعجب ہوکر کہا واقعی آج تو عجب خوشبو ہے کہ مشام جان معطر ہوا جاتا ہے افراسیاب کو بھی تعجب ہوا اور اُسنے بھی لیکر سونگھے جو لوگ کہ وہان حاضر تھے گواہی دلوانے کے لیے سبکو دو دو چار چار پھول دیے کہ سب نے سونگھے اور کچھ عرصہ مین بیہوش ہو گئے لیکن اتفاق روزگار اتنے عرصہ مین روئین تن کو بارگاہ خرخ مین ہوش آگیا بیہوشی اُتر گئی اور اپنے تئین اُسنے بندھا پایا سحر پڑھکر جلد کھولا دیکھا کہ خرخ کی بارگاہ مین ہون یہ لکر اُسنے بزور سحر پر پیدا کرکے پرواز کی کیونکہ خواجہ اور خرخ ایسے خوش تھے باتین کرنے مین کہ اُسکی زبان مین نہ سوزن دیا تھا نہ اور کوئی انتظام اُسکی حراست کا فرمایا تھا اور یہ بھی گمان تھا کہ اب چالاک آتا ہوگا اسکو سیہ گرم کرکے پلا دینگے الحاصل یہ کھلا ہوا تھا اُڑ کر سیدھا بارگاہ افراسیاب مین آیا یہان تخلیہ پایا اور مع افراسیاب و حیرت ہر ایک کو خواب غفلت مین مبتلا دیکھا اور ایک شخص کو اپنی ایسی صورت کا بنا ہوا دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہے بس فوراً سحر کرکے چالاک کو بے قابو کر دیا پھر آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای خیرہ سر تیرہ روزگار پہچانا مین نے تیرے تئین او نا عیار اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا چالاک نے جو یہ ماجرا دیکھا سوچا کہ اب مجھے لازم ہے کہ کوئی تدبیر ایسی کرو جسمین رہائی ہو ایسا کچھ جواب کریکے گویا ہوا کہ ای روئین تن بسر سحار مین نے آپ کا کیا کیا ہے مجکو گرفتار کرنا بیکار ہے اسوقت شہنشاہ جادوان نے خبر سنی کہ عیار آپ کو پکڑ لے گئے ہین تب یہ خبر سنتے ہی مجکو آپ کی ایسی صورت کا بنا دیا اور آپ کچھ فکر مین تمھاری رہائی کے غافل ہو کر لیٹ رہے ہین انکو آپ ہوشیار کرکے دریافت کر لیجیے جو امین فدا بھی سر موفرق ہوا اور فرماتے تھے کہ مجکو فکر یہ بڑی ہے کہ اب کون ایسا ہے جسکو روئین تن کا لشکر سپرد کرون انہین فکرون مین شاید زیادہ غافل ہو گئے ہین روئین تن سوچا کہ یہ کوئی ایسا نہو کہ مقرب بادشاہ یا ملکہ ہو تو ناواقف ہو اسکو ذلیل نہ کرو ورنہ خرابی ہے بادشاہ

ناراض ہونگے یہ سوچکر چالاک پر سے سحر اتار کر چھوڑ دیا چالاک بچالاکی تمام بارگاہ سے باہر نکل گیا
افراسیاب کو ہتلون نے سحر کے پیدا ہو کر ہوشیار کر دیا بادشاہ نے دیکھا کہ روئین تن استادہ ہے
اور باقی حیرت وغیرہ ہر ایک بیہوش ہین یہ دیکھکر شاہ کو بھی خیال ہوا کہ یہ روئین تن کوئی عیاری
چاہتا تھا کہ کچھ سحر اسپر کرے اُسوقت روئین تن نے سب حال اپنا بیان کیا اور جو کچھ چالاک
کی زبانی سنا تھا وہ بھی اظہار کیا بادشاہ نے کہا افسوس وہ عیار تھا تمکو فقرہ دیکر نکل گیا لیکن خیر تم
کچھ اندیشہ نہ کرو اب مین بھی ایک سحر ایسا تیار کرتا ہون کہ معمار قدرت مکان اور قلعہ بنانا اپنا
بھول جائے کیونکہ اب مہرخ کو بڑا بھروسا اسی کا ہے یہ کہکر رات ہی کو جانب طلسم باطن گیا اور
وہان جاکر نامہ اس مضمون کا حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ کل جب صبح کو روئین تن ببر سوار لڑنے کو
جائے تو تم بھی اُسکے ساتھ جانا اور الگ کھڑی ہو کر تماشا لڑائی کا دیکھنا یہ نامہ ہتلا سحر کا لیکر بارگاہ
حیرت مین آیا حیرت وغیرہ ہوشیار ہو کر بیٹھی تھی روئین تن بھی اُسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ ہتلا نامہ
لیے آیا ملکہ نے پڑھکر جواب لکھ دیا کہ آپکے فرمانے بموجب عمل کیا جائیگا ہتلا تو اُسطرف گیا وہان
چالاک بن عمرو اپنی بارگاہ مین گیا جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیان کیا کہ اسطرح مین سب کام
کرچکا تھا کہ تمنے روئین تن کو چھوڑ دیا مہرخ نے کہا واقعی ہمسے غلطی تو ہوئی اُسنے کہا خیر ایک دن
کے سو ساٹھ دن ہین ابھی سہی یہ کہکر شریک بزم ہوا اور مصروف عشرت ہوا لشکرون مین تو تیاری
آلات حرب ہو رہی تھی ہی حیرت نے اپنی سپاہ کی آراستگی کے لیے طبل جنگ و نفیر سحر کو بجوایا یہان
تو یہ حال ہوا کہ نارنج ترنج اچھلنے لگے لونگ الائچی جلنے لگی گوگل گمی کی چراہند آنے لگی اور بندولے
ماش کے دانے پھلکنے لگے پردار جانور سحر کے اُڑنے لگے ابر رنگ برنگ کے آسمان پر آنے لگے
آتش سحر کا دھوان بلند ہوا نشان بان کھل گئے ترسول پھول صاف و صیقل ہوئے نشانون
مین سے آواز ترانے کی آنے لگی طائر سحر نکل کر جانب فلک گئے کڑاہیان چڑھ گئیں ایکطرف
تلوار کے دھنی منچلے اپنا ہنر سپہ گری دکھانے لگے تلوار کے ہاتھ نکالنے تیر تو دون پر لگانے لگے
ہر ایک کا قول تھا کہ جب دشمنون پر تیر برسائینگے کمانون کو ابر بہاری بنائینگے خنجر جانستان
جراحت ہستی کے لیے مقراض بنے تھے سوائے قطع نمود و بود کے اور کچھ نہ جانتے تھے برچھیت
ہر مرتبہ نیزے تانتے تھے کہ یہ سنان ہے اور سینہ عدو ہے اتو فتح یا اجل ہمسے دو بدو ہے ہر طرف

یہی شورش اور ہنگامہ برپا تھا اس رزمگاہ کا یہ نقشہ تھا کہ **ابیات**

ز تیر و ز آسود کی اسپ و مرد
بلند شد از روزگار نبرد
تو گفتی جہان یکسر از جوشن است
ستارہ ز نوک سنان روشن است
سپہ شد ہمہ دست از گرد شم
برآمد خروشیدن گاو دم
بیاراست بامیسرہ میمنہ
سپاہی ہمہ یکدل و یک تنہ
بند طبل رویین و پر شد خروش
زمین آمد از نعل اسپان بجوش
سپہ را بیاراست و خود بر نشست
یکے گرزہ پرخاش دیدہ بدست

شب بھر یہی ہنگامہ رہا جب چشمۂ ظلمت سے سکندر فروغ افزاے دہر باہر آیا اور جہان ظلمانی مثل روے سفید دکھائی دیا کہ **نظم**

چو پنہان شد آن چادر آبنوس
بگوش آمد از در بانگ خروس
چو از خنجر روز بگریخت شب
زلشکر ہمہ شاد و دل خندہ لب
تبیرہ برآمد ز ہر دو سرائے
بدان رزم خورشید شد رہنمائے

دم سحر ایک جانب سے **روئین تن** ببر سوار اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بڑے کروفر سے وارد میدان مصاف ہوا دوسری جانب سے **حیرت** نابکار تخت شاہی پر سوار ہو کر فوج اپنے ساتھ لیکے نہایت احتشام سے گھنٹے اور گھڑیال بجواتی رمال و گوگل کے شعلے اڑاتی داخل رزمگاہ ہوئی اسطرف سے **مہرخ** نامور **معمار قدرت** کو ہمراہ لیکر چلی بحر **بہار** و **مخمور** و **لرزان** و **زلزلہ** وغیرہ بڑے آن و بان سے سمت جنگاہ چلیں شورش بحر امواج سیاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینۂ حیات انسان ڈگمگانے لگا یہ ماجرا تھا کہ **ابیات**

ز دیباے زربفت چینی قبائے
چو معمار پیش اندرش رہنمائے
ہمہ غرق در آہن و سیم و زر
ز یاقوت پیدا نہ زریں کمر
نشست از بر ابلق مشک دم
جہندہ سرافراز در دو غنیمہ سم
سلیحش یکے ہندوے تیغ بود
کہ در زخم چون آتش میغ بود
بریدہ آمدش خط بر گرد عاج
چو مہرخ شہنشاہ با گرز و تاج
ہمان زخم گوپال و باران تیر
خروش یلان بردہ دار و گیر

اس حشمت و شوکت سے یہ لشکر بھی وارد میدان جدال و قتال ہوا بہادر آپس میں باتیں کیا کرتے تھے بلسان گل شگفتہ تھے **معمار** کہتا تھا کہ اے ملکہ **مہرخ** بہت اچھا ہوا کہ طبل جنگ بجا اب تین طرز جنگ تو دیکھ لوں جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوئیگا **مہرخ** نے کہا آج آپ ہمارے لڑنے کا تماشا دیکھیے اسنے کہا مجھے طرز معلوم دیتا تھا کہ آج کی لڑائی جنگ مغلوبہ کی ہوگی **مہرخ** نے

کہا ہر چہ بادا باد اِدہر تو یہ تذکرہ ہی کہ یکایک لشکرون مین ڈہیرو بجا طبل و بوق گرگرا اے علمون کے پھریرے کھلے صفین جمنے لگین صورت نگار مصور شہاب جادو ابریق گیسو سے بن شہاب طوفان ببر افگن شکوہ زرین قبا وغیرہ سردارون کے تخت وا ژدر بڑھے استاد ہوے نقیب جاؤش للکارے لڑنے والون کو پکارے کہ ہان ای بہادران روزگار نام کر جانا مرجانا مگر قدم نہ ہٹانا یہان تو ترتیب صفوف جدال ہونے لگی مگر طلسم نور افشان مین بران موجود ابہی کوہ رخشان پر سحر کرنے نہ گئی تہی کہ کوکب نے بزور سحر بیضۂ عقاب مین دیکہکر حال معمار براآن سے بیان کیا کہ اسطرح مین خواجہ کو لیکر گیا تہا خواجہ تو زنجیر سحر بیابان گلرو نہ پہاندگے مین ناچار پہر آیا لیکن خواجہ کو کوہ عقیق مین معلوم ہوتا ہی کہ جہاندار نے بہیجدیا تہا کہ اب وہ لشکر مہرخ مین ہین اور حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہی رومین تن ببر سوار لڑنے آیا ہی یہ معرکہ بہی قابل دید ہی براآن نے سب حال سُنکر کہا بابا جان اگر فرمائین تو مین بہی اس معرکہ کو بچشم خود دیکھتی جاؤن کہ ابہی تو کوہ رخشان کی طرف جانے کو مجہے منع فرماتے ہین کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہی لیکن ابہی تم پوشیدہ طور پر اپنی فوج نرالی لیکر جاؤ اور حاکمان دربند کو نہ لڑواؤ بلکہ تم بہی جاؤ تو اپنے لشکر کو لڑواؤ تم نہ لڑو اُسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر قلعہ کوکب سے اپنے مقام پر آئی قلعہ ہفت رنگ مین ٹہہر کر تمام اپنی انیسون جلیسون کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ تیاری کرکے جانب لشکر مہرخ چلو یہ حکم سُنتے ہی ملکہ ہماے جادو نے حکم تیاری لشکر دیا پانچ لاکہ ساحرونکا لشکر تیار ہوا مجلس جادو بہی تیار ہوئی اور کہا مین سب سے پہلے مہرخ پاس جاتی ہون یہ کہکر مع کئی سوکنیزان زرین پوش کے تخت پر بیٹہکر چلی براآن بہی سوار ہوئی آفتاب تابان تخت پر چمکنے لگا باجے طرح طرح کے بجے ڈنکے پر چوب پڑی ساحران نامی باروبط و قرقرے ہنس آتشین فیل دمان سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوے زمانہ مین ہلچل پڑگئی دُنیا نے کہا کہ مین بیچاری ضعیفہ کچلی جاتی ہون فلک تہرایا کہ دیکہیے کیا آفت کا سامنا ہوتا ہی اس لشکر کا کروفر کیا لکہا جاے یہ حال تہا کہ ابیات

| | | |
|---|---|---|
| خروش آمد از دشت وا و اژگر | گرای جنگ سازان و گردان نو | ہمہ تیر و شمشیر و خنجر نہید |
| ہمہ یکسر در ترک بر سر نہید | چو ہر کس کہ اودا کمانست و تیر | کمان را بزہ بر نہید ناگزیر |

| | | |
|---|---|---|
| خروشے برآمد ز اسلامیان | ببستند خون ریختن را میان | یکے تخت زرین نہادہ بروے |
| نشستند گردان پرخاش جوے | سپہ بود چون کوہ آہن روان | ہمہ سرپر از گرد و چالاک جان |
| پس پشت شان زندہ پیلان مست | ہمہ کوفتند آن سپہ را بدست | اس کروفر سے یہ لشکر ادھر سے |

چلا اور اسطرف بعد صفوف آرائی جدال وقتال جنگ آغاز ہوئی روہین تن ببر سوار اپنا شیر
اڑا کر لشکر مہرخ پر آ پڑا پیچھے اسکے فوج شقاوت شعار اسکی لینا لینا کہکر چلی اسوقت ادھر سے بھی حملہ
ہوا تلوار برق کردار سحر کی چلنے لگی نارنج ترنج گچھے سوئیون کے ماش کے دانے کی بوچھار ہوئی چھریاں
چلنے لگے ساحرون کے جسم مین آگ لگی بہادرون نے باہم ایک کی دوسرے نے کمر تھام لی اور
کٹاریان کھینچ لین قرادنیان چلنے لگین سینہ گلنار ہوے دلاور مرگ سے ہمکنار ہوے مہرخ
بھی شمشیر سحر سے لڑنے لگی ایک طرف سے معتوبہ نے جو تیر مارا سو اسکے سینہ کو توڑ کر نکلگیا
گیسوے بن شہاب نے جو گولا مارا تخت کو مہرخ کے توڑ گیا مہرخ تخت پر سے اڑ گئی اور پھر
لپک کر نارنج مارا کہ گیسوے بن شہاب کی ران کو زخمی کر دیا شہاب جادو
نے گولا مہرخ سحر چشم کے مارا کہ اسکا بایان شانہ ہوا بلور جادو نے تلوار ماری کہ شہاب جادو کا
بایان ہاتھ زخمی ہوا اب مہرخ کا تخت پیچھے ہٹا ماش کے دانے سحر کرنے آسمان پر مارے ایک تڑاقا ہوا
ابر گھر آیا سلین گرنے لگین ساٹھ ستر ہزار ساحر غارت ہو گیا ایک سل ابریق کوہ شگاف پر
بھی گری ابریق غرق زمین ہو گیا سل بھی زمین مین چلی زمین سخت ہونے لگی ابریق تڑپ کر
باہر نکلا اسوقت معمار نے ایک تیر مارا کہ ابریق کی ران کو وہ توڑ گیا پھر تو سرمایہ برف انداز
نے ماش کا چھرا مارا کہ چھلے لگا پار نکلگیا رعد جادو اور برق جادو بھی کار نمایان کر رہے تھے
رعد چیخین مارتا تھا اور برق تڑپ کر گر رہی تھی روہین تن ببر سوار کا کئی ہزار ساحر مار گیا مہرخ
نے دوسرا گولا جو مارا ابریق کا شانہ ٹوٹ گیا لشکر حیرت پست پا ہونے لگا حیرت علحدہ
ایک ٹیکرے پر کھڑی ہوئی صرف دید تماشاے جنگ تھی اسنے دیکھا کہ لڑائی بگڑ چلی ہے پس
دریاے خون رواں کی طرف اسنے اشارہ کرکے چھڑی اسکے ہاتھ مین سحر کی تھی زمین پر وہ
ماری کہ زمین کو زلزلہ آیا دریاے خونروان جوش کھاکے کوس بھر آگے بڑھ آیا اسوقت
حیرت نے موتیون کا مالا گلے سے توڑ کر دریا کی طرف پھینکا کہ دریا سے تیس چالیس ہزار مچھلی

بشکل خنجر تڑپ کے باہر نکلی اور منہ گاڑ کر جو چلی ساٹھ ستر ہزار آدمی مارا گیا یہ حال دیکھا معمار قدرت
نے بیضہ نکالکر سحر پڑھکر زمین پر مارا ادھر حیرت نے کہا ایکی ضرب مین ان سبکو غارت کر دونگی
اور پھر کنگن ہاتھ سے اُتار کر مارا کہ سوا لاکھ مچھلی ایکی نکلی مگر بیابان گلریز کا وہ بیضہ تحفہ ہر جو معمار
نے زمین پر مارا تھا اُسکے زمین پر گرنے سے غبار زمین سے اُڑا اور دیوار سحر بنکر تیار ہوئی وہ
سوا لاکھ مچھلی جو بڑھی ہوئی چلی آتی تھی اُسنے آکر دیوار مین ٹکر ماری سبکا سر پھٹ گیا مگر دیوار پر
بھی زلزلہ آیا اور دھمی گئی ادھر مصوّر نے اس الجھاوے مین معمار کو دیکھکر ایک ناریج مارا کہ سر پر
اسکے آکر لگا اگر یہ ساحر زبردست نہوتا تو سر پھٹ کر ہلاک ہو جاتا لیکن یہ زخمی ہوا مرنے سے
بچگیا فوج مہرخ کی پھر پس پا ہونے لگی اور پیچھے ہٹی مورچہ چھوٹا حیرت نے چاہا کہ بڑھکر بارگاہ
مہرخ پر جا پڑے اُسوقت ابر نارنجی آسمان پر پیدا ہوا اور طاؤس زرین بال اُسمین سے نکلا
اُس طاؤس پر ملکہ مجلس جادو وہ جو سب سے آگے چلی تھی سوار تھی اُسکے آنے سے تقویت ہوئی
فوج مہرخ رکی اور ہلال سحر افگن نے بڑھکر سحر کیا کہ دس بارہ ہزار ہلال جوگیے پندرہ ہزار
فوج حیرت سے ساحر کام آئے سبکے سر قلم ہوگئے مجلس نے یہ حال دیکھکر طاؤس کو ٹھوکر ماری اور
تلوار سحر کی کھینچکر جا پڑی جسکو تلوار ماری دو ٹکڑے کیا مصوّر نے اُسوقت للکارا کہ اری او
چھوکری کیا کرتی ہو اور دوڑ کر تلوار ماری مجلس نے خالی دیکر تیر مارا کہ مصوّر کی انگلیان
توڑ کر نکل گیا اب تو یہ حال ہو کہ دونون طرف کے لوگ زخمی ہین مردہ پر مردہ گر رہا ہو کوئی
سسکتا ہو کوئی جان بلب ہو کسی کا سینہ زخمی ہو کوئی ہاتھ کٹائے چلا آتا ہو کوئی بھاگا جاتا ہو
کوئی کسی کے سینہ پر سوار ہو کوئی مقتول ہو کوئی قاتل ہو عجب طرح کی ہلچل ہو اسی ہنگامہ آفت خیز
و جانکاہ مین یکایک عمرو بن اُمیہ ضمری نے لشکر سے نکلکر ایک مقام بلند پر جاکر دعا کی کہ ای
خلاق مہر و ماہ آفرینندہ زمین و آسمان اس لشکر کفاران روسیاہ پر تو مجکو فتح عنایت فرما کر ابیات

| ہمی خواند پروردگار آفرین | کہ جمع آفرید و زمان و زمین | برآرندہ ہور و کیوان و ماہ |
| --- | --- | --- |
| کشانندہ شاہ بر پیشگاہ | ہر آنکس کہ او را بیزدان گزید | سراز نا سپاسی بباید کشید |

یہ کریم کارساز وقت یاری و مددگاری ہو یہ دعا اسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی عمرو نے دیکھا
کہ آسمان پر نوبت و نقارے بجے بجلیان ہزار در ہزار چمکنے لگین دل دہر مین آگ لگائی تھین

ابر رنگ برنگ کے اڑتے ہوئے نظر آئے عمرو نے دوڑ کر مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ دیکھنا یہ کیا
سامان ہے مہرخ نے کہا بڑا غضب ہوا ادھرسے تو آفت حیرت کر رہی تھی اسطرف سے
افراسیاب خانہ خراب آیا اب ہمارا ٹھکانا نہ لگے گا خداتعالے اس موذی کی سر سے بچائے
یہ کہ رہی تھی ہی کہ لکہ ہاے ابر مین سے غول جانوروں کے نکلے اور لڑ کر پھر ابر ہی مین غائب
ہوگئے مہرخ نے کہا واہ واہ واہ کیا ابر ہین اور کیا جانور ہین اور ان جانوروں نے ملکہ ہماے تاجدار
سپہ سالار لشکر بران سے کہا کہ اے ملکہ یہان تو لڑائی ہو رہی ہے لاکھہا مردہ پڑا ہے ہماے تاجدار
نے کہا کہ اے ملکہ خورشید جادو دیکھنا کہ اس جنگ کا کیا ڈھنگ ہے خورشید اپنا تخت بڑھا کر چلی
تخت اسکا بسان آفتاب چمکتا تھا غرض اسنے آکر جو دیکھا تو لشکر مہرخ کو مغلوب پایا اور ادھر
لشکریان مہرخ نے دیکھا کہ ایک نورانی ابر بڑھکر آیا اسمین سے بجلی چمک گئی سب کی آنکھ
جھپک گئی پھر ابر وہ پھر گیا خورشید نے پلٹ کر ہما سے سب حال کہا ہما نے سامنے ملکہ بران
کے آکر دست بستہ عرض کیا داری مہرخ پسپا ہوا چاہتی ہے بران نے فوراً اپنی ہمشیرہ ایک
ایک پتلی اپنے جوڑے سے نکالی اور اپنے مقام پر اسکو بٹھا کر آپ غائب ہوگئی اب لشکر ملکہ بران
ظاہر ہوا ہزارہا علمون نے جلوہ کھایا دہر و ناقوس نے گنبد چرخ کو دہلایا پھر لاکھون سوارم کھاے پرند پر سوار
لباس زرین سے آراستہ و پیراستہ اڑتے ہوئے نظر آئے اور ہزارون ساحر ہنس و فیل و باز وغیرہ پر
سوار نیرنگی سحر کی دکھاتے دکھائی دیے کہ آگ پانی پتھر وغیرہ برساتے تھے ایک طرف سے
لاکھون بہادران دوران ہتیارون سے مسلح و مکمل جانبازی کرنے پر آمادہ دکھائی دیے
شان و شوکت پر اس لشکر کے لشکر انجم ترک فلک ہزار جان سے نثار تھا جسکا مریخ ایسا تر لب
خنجر گذار فرمان بردار تھا جادوگرنیان جوان جوان ہنس و طاؤس زرین بال پر سوار حسن مین ہر
ہر ایک گلبدن رشک صد بہار چمن تھی گات ہر ایک کی ٹپراز جوبن تھی لباس رنگین ہر ایک کے
زیب تن اور راج کانون مین پڑے ہوئے ثمر نین ہاتھون مین باندھے ہوئے نارنج ترنج اچھالتی
ہوئی آئین شورش قلزم فوج سے لشکر عدو کا سفینۂ حیات ڈگمگانے لگا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ز توفید شہر و بر آمد خروش
ز بس نیزہ و گرز و چاچی تبر

شدہ دشت یکسر پر از جنگ و جوش
سپاہی طلسم آمدہ ہم چو آب

ز بس جوشن و خود و چینی سپر
کہ از گرد پیدا نہ بد آفتاب

| برابر عدو چون صفے برکشید | ہوا نیلگون شد زمین ناپدید |
|---|---|

مہرخ یہ سامان دیکھکر گھبرا رہی تھی کہ ایک ابر سُرخ پیدا ہوا اور اُسمین سے ایک دریچی ظاہر ہوئی دریچی مین چہرہ پریزاد کا دکھائی دیا سب کے خیال مین ابتک یہی ہر کہ افراسیاب آیا ہی عمرو نے مہرخ سے ہنسکر کہا کہ ای ملکہ ہمتو افراسیاب کا دین اختیار کر لینگے تم کیا کرو گی مہرخ نے کہا بھیا تمکو اسوقت بھی ہنسی سوجھی ہی مین لڑون گی اور کیا کرونگی ادھر بران نقلی نے فرمایا کہ ای ملکہ قہر نگاہ جادو وای ملکہ مہر شرر جادو و افق جادو کیا وقت پر ہم آکے ہونچے اچھا پھر اب دیر کیا ہی یہ کہنا تھا کہ وہ نور جو چھایا ہوا تھا شعلہ کی طرح اُڑ گیا اور ابر شق ہوا ساٹھ ستر ہزار ہاتھی نشان کے پیدا ہوے پھریرے اُنکے کھلے ہوے اُنپر نام کوکب روشن ضمیر کا لکھا ہوا ایک سمت فوج بران کی شان و شوکت سے ظاہر ہوئی آواز تراقے کی آئی اُسوقت ایک لڑی موتیون کی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی دکھائی دی اور ایک پتلی بلورین سوا بالشت کی پیدا ہوکر پکاری کہ منم ملکہ بران شمشیر زن وہ پتلی اُس سے لڑنے کو تھی مگر جانب فلک چڑھ گئی ہر ایک کی عقل حیران تھی کہ یہ کیا ناطلسم ہی مہرخ کی فوج قوی دل ہوکر پھر جی توڑ کر لڑنے لگی ادھر قہر نگاہ نے نفیر سحر بجائی کہ ہان لشکر دشمن کو مارلو نفیر کے بجتے ہی افق جادو ایک ناگن کالی بنکر اُڑی اور ہر طرف سے آوازین مہیب آنے لگین چالیس ہزار پتلا سونے کا چار سمت سے تلوار لیے پیدا ہوا اُسوقت سب نے دیکھا کہ ملکہ بران شمشیر زن ایک کرسی جواہر نگار پہ بیٹھی ہوئی اُترتی چلی آتی ہی اور اُسنے آکر زمین پر قرار لیا اُسوقت لشکر کے سوار اور ساحران وفا شعار حیرت کے لشکر پر جا پڑے اور چالیس ہزار پتلے بھی حملہ آور ہوئے پہلے ہی حملہ مین چالیس ہزار سر قلم ہوا اور بران نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا کہ ہزارہا پنجہ پیدا ہوا اُنکو حکم دیا کہ ای پنجہ ہاے سحر بحکم شہنشاہ زبانین ساحران مخالفین کی کھینچ لو پنجہ جب ساحر سحر پڑھنے کو مُنھ کھولتے زبانین کھینچ لیتے ہزارہا زبانین کھینچے لگین فوج حیرت تلپٹ ہونے لگی بران نقلی نے پھر ناریل مارا کہ آسمان پر ستارہ سا چمک گیا اور وہ ستارہ مصور کے لشکر مین گرا ہزارہا جادوگر ہلاک ہوا یعنی جلکر فی النار ہو گیا مصور جھنجھلا کر بڑھا تھا کہ صورت نگار نے روکا اور کہا دیکھتے نہین کہ چھوکری کوکب کی بگڑ کر آئی ہی تم جل کچھ دیر پھر گھر تلوار چلی اور سحر کی مار ہوئی ہزارون دہن بے زبان ہوئے خواب عدم

میں بھی برانے سے گئے ہر سمت تیرون کی بوچھار خنجر و شمشیر و ناریل و ترنج و تا نیخ کی مار تھی ایک کو ایک نہ پہچانتا تھا بیٹا باپ کے باپ بیٹے کے سینے پر سوار تھا دشت خون کا ایک بحر زخار تھا روحون کا اُس محیط بے پایان سے اُترنا اور ملک عدم مین کشتی تیغ پر بیٹھکر جانا تھا وہان بھی کہان ٹھکانا جہنم مین جانے کا بہانا تھا صدائے دہادہ و زہازہ بلند تھی جان قالب مین ہر ذی روح کی ہرگز نہ تھی آفت برستی تھی امان ملنے کو جان ترستی تھی نظم

سپہبد چو آتش برانگیخت اسپ
بہ پیش سپہ در نماند ایچ گرد
بفرمود تا تیر باران کنند
ز گردان جنگی پرخاش جوے
ز بیداد و ورز رنج افراسیاب

بیامد بکردار آذر گشسپ
فراوان ز لشکر غش شیران بکشت
ہوا چون تگرگ بہاران کنند
کمانے نہ بایست کردن بزہ
کسے را نہ بد جائے آرام و خواب

چپ لشکر ساحران را ببرد
ازان کار شد حیرت ازان در دشت
برآمد وہ و دار از ہر دو سوے
نگہ ماند ایدر ز ساحر نہ مے
چپ ہزارہا ساحران نابکار

وصل دار البوار ہوئے پتلے سحر کے رو مین تن بر سوار کے لپٹ گئے ہر چند وہ تڑپا مگر نہ چھوٹ سکا اُسکو باندھ کر لشکر بران نقلی مین لے آئے اُسنے حکم دیا کہ سر اُسکا پتھرون سے کچل ڈالو بعد سوال مطیع الاسلام ہونے کے اُسکا سر کچل ڈالا صدائے مہیب اُسکے مرنے کی بلند ہوئی اور فوج نے اُسکی شکست کھائی اُسوقت تو حیرت بھی تاب مقاومت نہ لاسکی آخر طبل آسایش بجوا کر پھری مہرخ نے شادیانے بجوائے اور لشکریون کو ہمراہ لیکر پھری کار پردازون نے لاشیں مقتولون کی اُٹھوائین زخمیون کو ڈولیون مین ڈالکر بستر پر لائے ٹانکے زخمون مین لگائے فوج نے کمر کھولی آسودہ ہوئی مہرخ مع خواجہ دمعمار بارگاہ مین آکر بیٹھی بران نقلی تو غائب ہو گئی ملکہ بران اصلی ظاہر ہو کر حکم فرما ہوئی کہ لشکر مہرخ سے ہشکر بارگاہ ہماری برپا ہو چنانچہ بارگاہ زرلفتی اُسکے لیے آراستہ ہوئی ملکہ مہرخ نے لاکھون روپیہ اور جواہر عمدہ اور بیش بہا خیرات کے لیے ملکہ بران پری ملکہ مذکور کے پاس بھیجا ملکہ نے وہ سب غریب و غربا کو تقسیم فرمایا پھر خواجہ کو بلوا کر قسم خدا پاک کی دی کہ میری دعوت کا ابھی سامان نہ کرنا اسلیے کہ مین جب تک بربادان تو ڑونگی اور اس لشکر مین تمھارے مہمان ہونگی اُسوقت دعوت بھی قبول کرونگی یہ فرماکر حکم دیا کہ دور جام بادہ ارغوانی شروع ہوا ناچ سامنے ہونے لگا یہان مہرخ نے بھی حکم ترتیب مجلس جشن دیا پھر تو یہ حال تھا کہ ابیات

پرستند آذین شہر و براہ — درم ریختند از بر دخت شاہ
زمین بود دیگر چو پر تدرو — چنین تا بکوہ عقیق آن رسید
زایوان ہمی کودکے مرد و زن — براہ بت چین شدند انجمن
زمشک و ز عنبر ہمی بیختند — بر آمیختہ طشتہاے خلوق
ہمی یال اسپان پر از مشک و می — شکر با درم ریختہ زیر پی
مند بر زمین جاے آرام خواب

با موسے در راہ بیابان جو رود
تو گفتی زمین آسمان را نہید
زبالا بدیشان درم ریختند
جہان پر شد از نالۂ چنگ و رباب
زمین نالہ ہی و چنگ و رباب

ہر طرف یہی سامان عیش و نشاط تھا جلسۂ انبساط تھا خواجہ
کو فرخ اور سب سردارون نے بہت کچھ دیا تھا خواجہ بران پاس آکر جلوہ گر ہوئے تھے
باتین ہوتی تھین یہ تو اس حال مین ہین لیکن حیرت بدسیرت ذلیل و رسوا نالان و گریان
جب اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی مصور و صورت نگار وغیرہ بھی آئے اور سب کے سب
سر جھکا کر شرمندہ و غمگین بیٹھے اسوقت ابریق وزیر بھی آیا اور اُسنے دیکھا کہ یہان سامان
رنج و غم برپا ہی بدلے شراب سب خون جگر پیتے ہین دل ایسے جلے ہین کہ وہی کباب بنگئے
ہین عوض عشرت نالۂ جانکاہ بلند ہی ایک بیقرار مستمند ہوا ابریق ملکہ کے گرد پھرنے لگا اور
عرض رسا ہوا کہ ای ملکۂ دوران سامری تمکو کبھی رنجیدہ نہ کرین اسدرجہ کیون آزردہ خاطر
ہو یہ مقدمہ لڑائی کا ہی ورنہ تم کچھ کم ہو یا شہنشاہ کسی بات مین عاجز ہین تم تو وہ ہو کہ بران ایسی
چھوکریان ہزارون بنا کے چھوڑ دو حیرت نے کہا مجکو خوف کسی شخص کا نہین ہی سلامتی رہے
ہمارے شہنشاہ افراسیاب کی وہی ہر مرتبہ مجکو ذلیل کراتے ہین اور انھون نے رحم کرکے ان
نگھرامون کو یہ رتبہ دیدیا ہی ورنہ یہ چھوکری بران تو کیا تھی وہ جو اُسکا باپ کوکب روشن ضمیر
ہی پہلے وہ تو میرا مقابلہ کرے ابریق نے کہا بہر اس غلام کی خاطر سے ایک جام شراب کا پیجیے ناچ
کو حکم دیجیے تاکہ دشمن کے بھی دانت کھٹے ہو جائین اور وہ یہ سمجھے کہ اس لڑائی کے شکست کا کچھ رنج
و غم ملازمان شہنشاہ کو نہین ملکہ نے کہا اے ابریق ان ذلتون کے اُٹھانے سے اب تو جیتا رہنا
بھی گوارا نہین شراب کیسی اور کباب کہان کا اور اگر جیتے ہین تو سب ہی کچھ کرینگے کھائینگے پئینگے
ابریق یہ سنکر دوڑا کہ مین میخانہ آراستہ کرا کر لاؤن اُسوقت ابر زنگاری روے ہوا پر پیدا ہوا
اور گھنٹے ناقوس بجے شنائی دیے ہواے سرد چلی طائران سحر یا شہنشاہ افراسیاب جادو

یا شہنشاہ افراسیاب جادو پکارنے لگے ہر ایک ساحر نے کہا کہ یہ آمد شہنشاہ ساحران کی
معلوم ہوتی ہے اس اثنا مین ابر شق ہوا اور اسمین سے تخت زمرد نگار نکلا جسپر افراسیاب
سوار تھا سر پر اسکے تاج گوہر نگار رکھا تھا سترہ سو نازنین پریزادان طلسم جلیبی زمرد و یاقوت کی
آگے پیراتی تھین ابر جو سر پر سایہ افگن تھا اسمین بجلی چمکتی ہوئی کرن رو پہلی گوٹ اودے دوپٹے
مین جیسے کسی معشوقہ کے لگی ہوئی ابر سے مقیش جھڑتا ہوا سامنے بادشاہ کے تخت روان پر ناچ
ہوتا ہوا اور بادشاہ کے ہاتھ مین ایک گنبد سبز زمرد رنگ مگر گھانس کا بنا ہوا تھا کہ اسکو
دمبدم شاہ سونگھتا اور اچھالتا جاتا تھا غرض جب سواری قریب آئی ساحر سجدے مین گرے
بعض ہاتھ باندھکر کھڑے ہوئے حیرت بہر استقبال اٹھی تخت شاہی زمین پر اترا ہر ایک کا
مجرا و سلام بادشاہ نے لیا اور تخت پر بادشاہ جلوہ گستر ہوا حیرت کو رنجیدہ دیکھکر گلے سے لگایا زبان
کو بنا بر تسکین و دلداری کھولا حیرت و مصور وغیرہ نے سب حال رو رو کر روبروے بادشاہ بیان
کیا بادشاہ نے کہا مین سن چکا ہون کہ اس چھوکری بران نے آکر بڑی بے ادبی تمہارے
ساتھ اے ملکہ کی ہے چنانچہ قسم ہے سامری و جمشید کی ابھی وہ سحر کرونگا کہ آپ سے آپ بران
تمہارے پاس آکر حاضر ہو اور اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے ساحرون نے کہا بیشک آپ
ایسے ہی ساحر ہین اور ہر ایک تعریف و ثنا کرنے لگا پس بادشاہ نے وہی گنبد جو ہاتھ مین تھا
حیرت کو دیا اور فرمایا جو کچھ مین کہہ جاؤن وہی کرنا خبردار اے ملکہ تامل کو راہ نہ دینا وہ یہ ہے
کہ جسوقت بران آئے فوراً قتل کرنا یہ کہکر مشغول میخواری ہوا بعد کچھ عرصہ کے کہا کہ مین تو اب جاتا
ہون تم اس گنبد کو حکم دینا کہ اے گنبد بحکم شاہ افراسیاب بران کو پکڑ لا یہ گنبد حکم کرتے ہی جائیگا
اور پھانسی بنکر اسکے گلے مین پڑیگا اور کھینچ لائیگا ملکہ نے وہ گنبد شاہ سے لیکر بہت احتیاط سے رکھا
در فکر گرفتاری بران مین مشغول ہوئی لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ پہلے ہی سے اس فکر مین
تھی کہ اگر ہو سکے تو بران کو پکڑ لیجاؤن اور اسی فکر مین صورت اپنی مثل ساحران مطیع الاسلام
کے بنا کے لشکر حیرت مین پھر رہی تھی یہان سے تحفہ و تحائف بران کے لیے جاتے تھے اور
ہزار ہا ساحر و ساحرہ ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر آتی جاتی تھین صرصر نے انھین مین سے
ایک ساحرہ کو تجویز کیا کہ وہ کنیز ملکہ بران کی تھی پس یہ اسکے پاس گئی اور جھک کر اسکو سلام کیا

اُسنے کہا کہ ای بی تم کون ہو اُسنے کہا مین ملکہ لرزان پاس ملازم تھی کل مجھسے یہ خطا ہوگئی کہ باری دینے مین پلنگ کے اونگھ گئی مجھکو موقوف کردیا لیس مین تمھارے پاس اسلیے آئی ہون کہ مجھے ملکہ کے پاس بھیجو اور اپنی سرکار مین نوکر رکھا دو اُس کنیز نے کہا کہ مجھکو اسقدر رسوخ نہین ہے کہ کسی کی سفارش کرون صرصر نے کہا اچھا ذرا میری ایک بات علیحدہ آکر سن لیجیے پھر میری قسمت مین جو کچھ ہوگا وہ ہو رہیگا کنیز بیچاری سادہ مزاج وہ اسکے کہنے سے ایک مقام تنہا مین آئی اُسنے باتین کرتے کرتے حباب بیہوشی مارکر اُسکو بیہوش کردیا اور اُسکا پیرہن اُتار کر اسکو تو کسی درخت پہ چڑھکر باندھ دیا اور رنگ روغن عیاری لگا کر اپنی شکل اُسی کی ایسی بنائی وہ کنیز ملکہ بران اُسی شہزادی کی تھی اسوجہ سے نہایت خوبصورت تھی صرصر نے اُسپر اور زیادہ ایجاد کیا کہ بناوٹ سے کام لیا ایسی شکل زیبا اپنی بنائی کہ جو کوئی دیکھے دل وجان اپنا اُسپر نثار کرے ہزار جان سے عاشق ہو کر اُسی کو پیار کرے گیسوے رسا سر پہ آفت جان دام بلا براے عشاقان تھے یہ سلسلہ جعد تھا دام الفت مین اُنھین کے کھنسا ہوا نہین چھوٹتا تھا بالون مین موتی پروے ہوے گویا شب تار مین اختر چمک کر نکلے یا شب گیسو متبسم ہوئی بلکہ سنبل گلشن حسن پہ شبنم پڑی ہو جبین نور آگین مطلع مہر جیتونون سے ٹپکتا ہوا تھا دیدۂ خورشید فلک جسکے سامنے کور فرط خجلت سے رُخ شعلۂ طور شمع رخ کے سامنے ضیاے حسن رخسار پری زہرہ کا فور آنکھون پر نرگس شہلا بیمار یا دام اُسی کے دام محبت مین گرفتار جام مے کیا بلکہ جام زہر ہلاہل سے دونون ساغر چشم سرشاران ساغرون کے شربت دیدار کا جو مزا چکھے جام عمر اپنا لبریز کرے تیر مژگان کے ہونے سے یہ ظاہر کہ شہسواران توسن عشق نے آہوون کو برچھیون مین گھیرا ہے ترچھی نظرون سے یہ ثابت کہ ہرن نے چوکڑی بھرنے کو رخ پھیرا ہے ابروے خمدار تو گویا قدرتی حسن کی تلوار یا ماہ نو چرخ حسن پر ظاہر نہین وہ کمان کہ جسکا تیر دلدوز جگر عشاق کے پار کہانتک صفت اُسکا بیان ہو حسن جمال کا نقشہ تھا مسدس

عارض صاف خجل صبح و قمر ہین دونون
دو ہیں چشم حسین کہ ادھر اودھر ہین دونون
حسن کا ہے یہ اشارہ طرف شمس و قمر
یہی گوہر یہی لعل یہی کان آئے

صاف آئینہ سے بھی ہیں نظر مین دونون
سینہ و پستین کہ کرین جسکے گریبان پہ نظر
مین بھی حاضر ہون کہین تو نہ کرا دعوی اگر

رنگ مین لعل صفائی مین گہر ہین دونون
اور ابھار اُسپہ ہے پستان کا غضب یہ ہے
دیر تا چند فلک سے کسی عنوان آئے

الحاصل از سر تا پا نک سک سے درست اور آراستہ ہو کر لیس وہ

زیور پہنکر وہان سے اِٹھلاتی ہوئی بارگاہ ملکہ بران مین آئی اور پس پشت ملکہ مذکور آگر و دال سر پر جھلنے لگی اسلیے کہ اُس کنیز سے حال اسنے پوچھ لیا تھا کہ تم کسکی خدمتی ہو اُسنے کہا تھا کہ ملکہ بران کی چنانچہ اُسنے آکر ملکہ ہی کی خدمت اختیار کی یہان خواجہ کرسی پر بیٹھے تھے اور تہتر برق فرنگی بھی ایک جانب کو بیٹھا تھا لیکن دونون ناچ دیکھنے مین مشغول تھے کسی نے اسکی جانب کچھ خیال نہ کیا اِس عرصہ مین دن وہ تمام ہوچکا تھا وہ زمانہ آگیا تھا کہ بارگاہ فلک سے خسرو عالم آرائے مہر برخاست کرکے خوابگاہ مغرب مین گیا تھا اور شمع رخشان کواکب کو جلوہ طراز و فروغ افزا خیمہ دہر مین فراش قدرت نے فرمایا تھا کہ نظم

یکایک مہر نے عزم سفر سے
زمین پر رخ کیا پیش نظر سے
فلک کا عکس سوے عارض آیا
نقاب روز نے چہرہ چھپایا

شام کو ملکہ بران عالیشان اپنے یہان کا جلسہ موقوف فرماکے بارگاہ مہرخ مین گئی مہرخ بہت زر و گوہر اُسکے اوپر سے نثار کیا ہر سردار تجندہ پیشانی اِس سے ملا اُسنے ہر ایک کو گلے سے لگایا پھر تخت پر بیٹھکر جلسہ عشرت کے تماشے مین مصروف ہوئی صرصر کنیز بنی ہوئی ساتھ آئی تھی اِسطرح پشت پر ملکہ کے آکر استادہ ہوئی جب رات زیادہ گئی بران نے بیٹھے بیٹھے انگڑائی لی اور خواجہ بھی اونگھنے لگے صرصر نے کان مین جھک کر کہا واری جب سے آپ لڑائی مار کر آئی ہین لمحہ بھر بھی آرام نہین فرمایا ہی مین قربان کہین ایسا نہو کہ دشمنون کا مزاج ناساز ہوجاے اب کچھ دیر آرام فرمائیے ملکہ نے فرمایا کہ پھر یہین سو رہون اُسنے عرض کیا کہ یہ بھی مکان آپ ہی کا ہی لیکن جو آرام کہ اپنے مقام پر ملتا ہی کہین اور جگہہ وہ چین نہین ملتا ہی حضور اپنی بارگاہ مین آرام چاہیں فرمائین تو بہت مناسب ہی بران نے کہا تو سچ کہتی ہی بس کچھ عرصہ کے بعد یہ اُٹھی مہرخ نے عرض کیا کہ کہان تشریف لیجائیے گا اُسنے کہا اپنی بارگاہ مین اب مین ذرا جاکر سوؤن گی صبح کو خدا نے چاہا تو پھر ملاقات ہوگی اتفاق سے عمر وجواد نگھتا تھا تو اُٹھکر چلا گیا مہرخ نے روکنا مناسب نجانا ملکہ اُٹھکر بارگاہ مین آئی یہان پلنگڑی جواہر نگار آراستہ تھی جلسہ تو برخاست تھا ہی یہ اُس پلنگ پر لیٹے جو لوگ کہ موجود تھے اُنکو بھی رخصت کر دیا صرصر نے اُسوقت عرض کیا کہ اے ملکہ بروان یہان عیاران افراسیاب کی پانچ ہین کہ وہ آکر ہر ایک کو پریشان کرتی ہین اُنسے خبرداری ضرور ہی بس اگر یہان مجمع رہیگا تو اُنکے مضر ہو نجانے کا اندیشہ ہی تخلیہ کر دیجیے تو بہتر ہی

بران نے کہا یہی تو نے سچ کہا اچھا جتنی کنیزین ہین سب چلی جائین فقط دس یہان حچی کرنے کو رہجائین بموجب حکم دس کنیزین کہ جو نہایت خیرخواہ اور قدیم تھین وہ دس رہگئین اور باقی سب چلی گئین اور باہر بھی پہرا ہوگیا کہ کوئی اندر نہ آنے پائے غرض یہ انتظام کرکے ملکہ آرام فرما ہوئی اور وہ دسون لونڈیان پنکھا جھلنے اور پانون دبانے مین مصروف ہوئین اُسوقت صرصر شمشیر زن نے ایک گلوری اپنے پاس سے نکالکر کھائی اور ایک ایک اُن کنیزون کو بھی دی اُنھون نے کہا نہین آپ کھائیے اُسنے کہا کھاؤ تکلف اسمین کیا ہی موے ہرے پان کی بھی حقیقت ہی کہ کوئی اُسپر گمان کرے کنیزون نے یہ سُنکر وہ گلوریان کھائین اور سب بیہوش ہوگئین صرصر قریب تر ملکہ بران کے گئی مگر اس خیال سے کہ یہ ایسی ویسی ساحرہ نہین ہی مالک طلسم ہی ایسا نہو کہ بیسحر مجکو پکڑ لیں اس خیال سے ہاتھ پانون اُسکے تھرانے لگے پھر سوچی کہ تیرا تو کام ہی یہ ہی اتنی محنت کرکے یہان پہونچی ہی ہرچہ بادا باد اپنا کام کر لیں اُسنے غلطاک مار کر اپنے تئین پلنگ کے نیچے پہونچایا اور نوار خسارۂ انور ملکہ کے پاس کی کاٹ کر کفچہ مین داروے بیہوشی رکھکر قریب بینی کفچہ لگایا اور آہستہ سے دوپٹا ہٹا کر بیہوشی کو پھونکا کہ ملکہ بھی بیہوش ہوگئی یہ تو پشتارہ باندھنے لگی لیکن عیار تو رات کو بھی کم سوتے ہین عمرو کچھ دیر آرام کرکے جو بارگاہ مین آیا بران کو نہ پایا مہرخ سے پوچھا کہ ملکہ بران کہان ہین اُسنے کہا کہ وہ بیٹھی تھین اُنھون نے ایک انگڑائی لی کنیز جو اُنکے ساتھ تھی اُسنے کہا کہ واری دیر سے تمنے آرام نہین کیا چلکر آرام کرو چنانچہ اپنے خیمہ مین ہر اسکی وہ آرام گئی ہین عمرو نے کہا وہ تو کہتی تھین کہ مین بیٹھی شب کو رہونگی اسمین کچھ فتور ہی یہ کہکر جلد تر اُٹھکر چلا اور بارگاہ بران کے دروازے پر آیا یہان دربانون نے منع کیا کہ ملکہ آرام کرتی ہین اور ممانعت کی ہی کہ کوئی آنے نپائے عمرو نے دلمین کہا اِنسے کون گفتگو کرے دیر ہوگی یہ سوچکر خیمہ کے پہلو کے سراپچہ چاک کرکے جو دیکھا تو صرصر بران کا پشتارہ باندھ چکی تھی بس اسنے فوراً معجزہ سے صورت اپنی مثل صورت صبا رفتار کے بنائی اس عرصہ مین برق فرنگی بھی عقب خواجہ روانہ ہوا تھا وہ بھی قریب بارگاہ پہونچا لیکن عمرو صبا رفتار بنکر آیا اندر بارگاہ کے سراپچہ پھاڑ کر گیا اور پکارا کہ ہان ہان بی بی یہ پشتارہ لگا کر نکلنا مشکل ہوگا کیا کرتی ہو صرصر نے اسکی صورت دیکھکر بنگاہ اول پہچانا کہ یہ عمرو عیار ہی بس سمجھی کہ دروازے پر پہرا ہی تو

نکل یہ بھلکی سرانچہ فراکر نکلجا یہ سوچکر پشتارہ تو پھینکدیا اور آپ سرانچہ فراگئی عمرو نے چالاکی
کرکے باہر بارگاہ کے آکر کمند کے حلقے مارے اور پکارا کہ ای جان جہان کہان جاؤگی
کمند آکر صرصر کی گردن وکمر مین پڑی مگر وہ بھی عیارہ ہی دوسری جست اُسنے اسطرح کی
صاف بسان نگاہ حدقہ ہاے چشم کمند سے نکل گئی اور نیچہ اُسنے بھی گھسیٹا عمرو نے جست کرکے
پس پشت اُسکے اپنے تئین پہونچایا اور پھر کمند ماری کہ اُلکی وہ اُلجھ کر گری کس لیے کہ اُسکو
خوف بہت تھا لشکر پرایا عیار زبردست سے سامنا جست و خیز کرنے مین دست و پا اُسکے
تھراتے تھے اب جو وہ گری عمرو نے اُسکو چاہا کہ اُٹھا کر اندر بارگاہ کے لیجاؤن صرصر کے ساتھ سایہ
کی طرح اور بھی عیارنیان رہتی ہین چنانچہ صبا رفتار برق کی شکل بنکر یہان آئی تھی اُسنے جو
یہ کیفیت دیکھی دوڑ کر قریب تر عمرو کے آئی اور کہا اُستاد لائیے اُستانی کو مجھے دیدیجیے اور آپ جاکر
ملکہ بران کی خبر لیجیے عمرو نے اُسکو برق سمجھ کر دیدیا وہ پشتارہ لیکر بسان برق چند چلی اور کچھ
دور جاکر پکاری کہ ستم صبا رفتار یون لیجاتے ہین اور عیاری اسکو کہتے ہین عمرو نے اُسوقت تعقب
کرنا اُسکا مناسب نہ سمجھا اور پھر کر بارگاہ مین بران کی گیا اور دربانون سے کہا کہ اچھا پہرا دیتے ہو
اسوقت غضب کردیا تھا عیارہ ملکہ کو پکڑ لے گئی ہوتی یہ کہکر اندر جاکر ملکہ کو پشتارہ سے کھولکر نذر
زنبیل کرلیا اور ایک کنیز روم کی نرگس نام زنبیل سے نکالی اور اُسکی صورت ملکہ بران کی ایسی
بنائی اور لباس عمدہ زیب قامت اُسکے فرماکر گہنا پہنا کر پلنگ پر لٹا دیا اور ہوشیار اُسکو کرکے کہا کہ
دیکھ قدرت خداوند سامری کی تجکو ملکہ بران شمشیر زن بنا دیا خبردار جو کوئی تجھسے پوچھے تو
کہنا مین ہون بران شمشیر زن اور اگر تجھسے کوئی کہے کہ ہم تیرا سر کاٹ ڈالینگے ورنہ بتا کہ تو کون
ہی تو بھی تو نہ بتانا کس لیے کہ اب تیرا بڑا مرتبہ پیش خداوند سامری ہونے والا ہی بران کو خداوند
نے بلا لیا ہی تو ہی بران اب مقرر ہوئی ہی لاکھون کرورون روپیہ کی دولت تیرے قبضہ مین ہی
شہزادیان طلسم نور افشان کی تیری مطیع اور فرمان بردار ہین اور ہم ہروقت تیرے حاضر بندگی
مین وہ کنیز یہ باتین سنکر نہایت خوشنود ہوئی اور با آرام تمام پلنگ پر لیٹی کنیزون کو عمرو نے بلوا کر
حکم دیا کہ ملکہ آرام کرتی ہین پاؤن دباؤ وہ سب حسب ارشاد اطاعت مین مصروف ہوئین اور
عمرو وہان سے پھر کر بارگاہ صرصر مین آیا کسی سے اصل حال کو نہ کہا اس عرصہ مین وہ رات بھی

شام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ عیارۂ شب نے خزانۂ خزان کو چرا کر گریز کی اور مہر زریں رخسار عمرو عیار برائے تجسس عرصۂ افلاک میں قدم زن تھا کہ ابیات

| | | |
|---|---|---|
| کہ جب اس شب نے اپنا منھ چھپایا | دم آغاز حسن صبح آیا | وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سفیدی |
| کہیں کچھ سیاہی بھی ملی تھی | کہیں پھیلے کہیں سمٹے ابھر کر | کہ جیسے گوشۂ دامان دلہ |

ہنگام سحر وہ کنیز رومی بستر خواب سے اٹھی اور پکاری کہ ارے کوئی حاضر ہی کنیزیں چار طرف سے کہکر سامنے آئیں کہا چوکی پر جاؤں گی انھوں نے آفتابہ طلائی لیجا کر چوکی پر لگایا یہاں سے فارغ ہو کر جب آئی لونڈیاں آب گرم لیکر منھ دھلانے کھڑی ہوئیں اسنے ایک چلو پانی لیکر اسطرح چھینٹا منھ پر مارا کہ گریبان تک تر ہو گیا کنیزیں حیرت سے دیکھنے لگیں کہ آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہی منھ کیونکر دھوتی ہیں اسی فکر میں لونڈیاں تھیں کہ اسنے جلد ایک کنیز کی کمر سے رومال کھینچ کر تری بے عنوانی سے منھ پونچھا بران کا قاعدہ تھا کہ اشارہ کرتی تھی کنیزیں پہلے ایک دست پاک دیتی تھیں کہ اس سے منھ پاک کر کے پھر دوسرے رومال سے ہاتھ پونچھتی تھی کہ پانی کی تری نہ رہے غرض یہ منھ پونچھکر کرسی پر آ بیٹھی ہمارے جادو مجلس جادو وغیرہ نے آکر مجرا کیا اور اختر نگاہ و مہر نگاہ بھی حاضر ہوئیں اسنے کسی کا بھی سلام نہ لیا تیوری چڑھائے نہایت کبر و غرور سے کرسی پر بیٹھی رہی اسوقت سب جادوگرنیوں نے کہ بہت معزز اور ناظرہ در بند ہیں قیافہ سے سمجھا کہ یہ ملکہ بران نہیں ہی بس آپس میں کہا کچھ ہی کیوں نہو اس سے نام پوچھنا چاہیے غرض ہمارے جادو نے ہاتھ باندھکر کہا واری حضور کا اسم مبارک کیا ہی مجھکو اسوقت یاد نہیں رہا ہی اسوجہ سے پوچھتی ہوں اس کنیز نے پہلے تو کچھ جواب نہ دیا جب اسنے مکرر اور سہ کرر پوچھا تو اسنے کہا کہ وہاں کا تو نام یاد ہی مگر یہاں کا یاد نہیں رہا اسوجہ سے سوچتی ہوں ہمارے کہا یہ آپنے کیا فرمایا وہاں اور یہاں کیسا اسنے جواب دیا کہ ای توبہ بھول گئی میرا نام شمشیر زن ہی بران تو یاد نہیں رہا خالی شمشیر زن کہدیا ہمارے کہا اب تو آپ فرما چکیں کہ میرا وہاں کا بھی ایک نام ہی چنانچہ وہ بھی ارشاد ہو کہ دوسرا نام کیا ہی اسنے کہا وہ بتانے کا نہیں ہی ہمارے عرض کیا کہ واری ہم لوگ تو جان نثار ہیں ہمسے کیا پردہ ہی اسنے جواب دیا کہ دوسرا نام میرا نرگس وحی ہی اب ہمارے کو یقین کامل ہوا کہ ملکہ بران پر کچھ پیچ پڑا غضب ہوا خواجہ عمرو سے چپکے بلا کر کہنا چاہیے

ورنہ سب لشکر تہ و بالا ہو جائیگا یہ تو اس فکر مین ہوئی وہان خواجہ بارگاہ مہرخ مین بیٹھے ہین
مہرخ بھی تخت پر ہنگام صبح جلوہ گستر ہوئی ہو ناچ ہو رہا ہو سردار آتے جاتے ہین تذکرہ لڑائی
ہوتا ہو ادہر ملکہ حیرت بھی تخت پر آ کر بارگاہ مین بیٹھی ہو سب سردار اُسکے پاس بھی جمع ہین
کہ اُسنے وہ گنبد افراسیاب کا ہاتھ مین لیا اور پکاری کہ ای گنبد بحکم شاہ جادوان وتبعیدہ
سامری و جمشید یہان سے جا کر بران کو مہرخ کی بارگاہ سے یا اُسکے خود خیمے سے جہان ہین
ہو پکڑ لا گنبد ایک حلقۂ پھانسی کی طرح بنکر نظرون غائب ہو گیا اور بران نقلی کو جو کرسی پر بیٹھی تھی
اُسکے سر پر چھاسا بنا ہوا آ کر گرا اور اُسمین سے بجلی کی طرح چمک پیدا ہوئی کہ ہما اور مجلس کی
آنکھین بند ہو گئین مگر ہما نے جلد آنکھون پر ہاتھ رکھ کر اپنے گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر اُس
حلقے پر مارا اُس حلقہ مین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے اُس مالے کو روک لیا اور وہ حلقہ گردن
کمر مین بران کے پڑ کر اُسکو اڑاتا ہوا لیکر چلا لشکر مین غلغلہ برپا ہوا کہ لینا جانے نہ پائے ساحر اُسکے
عقب مین اُڑے ہزارون نارنج و ترنج نارجیل تیر سحر کے مارے مگر جسنے جو حربہ کیا وہ اُلٹا پلٹ گیا
اور وہ حلقہ بران نقلی کو لیکر غرق آسمان ہو گیا اُسوقت ہما کو خیال آیا کہ ملکہ جو بھلی بھلی باتین
کرتی تھین معلوم ہوتا ہو کہ بڑی دیر سے مسحور سحر افراسیاب تھین بدل کوئی نہین لے گیا تھا یہ
فقط سحر کا باعث تھا جو نرگس روحی اپنے تئین کہتی تھین سوا اسکے اور کوئی امر سمجھ مین
نہین آتا ہو غرض یہ سمجھکر اُسنے کہرام مچایا تمام سردارون مین رد و خنجر چلنے لگا ایک دوا اپنا گلا
کاٹنے لگے لوگون نے ہاتھ پکڑ لیا کہ بھئی دیکھو تو کیا ہوتا ہو جب ملکہ کے دشمن مارے جائین جب ہی
اپنی جان دینا بلکہ تڑپ کر مر جانا کہ نام بھی ہو اور قہر نگاہ افتان و خیزان بھاگ کر مہرخ کے پاس آئی
مہرخ جو دیکھے تو اسکا گریبان چاک ہو سر پر غم کی خاک ہو پوچھا کیون خیر تو ہو اُسنے کہا خیر کیا
بران عالی مقام پر یہ سانحہ گذرا مہرخ نے کہا پھر آخر ایک دن مرنا ہو آج ہی ہم بھی جان دینگے
یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی عمرو عیار کو خبر بھی نہوا کہ کیون جاتی ہو غرض لشکر
کے کئی لاکھ سردار ساحران ذیوقار سواریون پر سحر کی سوار ہو کر روانہ برائے کارزار ہوئے وہ
طاؤسان زرین بال کا پر کھولکر اڑنا روپے ہوا کو زرنفتی بناتا نظر آتا وہ اُنکے پرون کا پتلاپن
اور اُسمین داغہائے طلائی رنگ کا چمکنا گویا روپے ہوا پر اطلس نیلگون بوٹے دار کا فرش بچھا تھا

ہمین ہمین ایک آسمان اور زیر آسمان پیدا ہوا تھا اور اُس آسمان مین ستارے نکلے تھے جادوگر نیان جوان جوان طاؤسون پر سوار گویا آسمان حسن پر زہرہ کا جمال آشکار اژدہون کی چار سمت کو پھنکار رہے گیتی سب زہر دار سرداروں کے سرون پر تاج ہائے زرین رکھے ہوئے گویا ہزارہا سورج نکلے ہوئے طائران سحر پر کھولکر سرون پر ہر ایک کے سایہ فگن ثانی سلیمان کے مطیع ہونے کا پتا دیتے دم اپنے مالکون کی ہواہی کا بھرتے پیر جادو کی آگ پتھر برسانے آوازین مہیب لگاتے ڈہر و بجتے نشان کھلے ہوئے ترسول نیسول چمکتے ساحر تو امین آن سے روانہ تھے بہادرون کی وردِ زبان جنگ نے افسانے تھے مرکبہاے پرند پر ہر ایک سوار سنان نیزہ کا چمکنا فلک پیر اپنے سینہ کو بچاتا کہ کہین ایسا نہو مین نشانہ ہوکر گھائل ہون گرز ہر ایک خانہ بدوش بہادر خمخانہ جرأت کے بجانہ نوش وہ اُنکا بانکپن ور اکڑ نا طبل و بوق کا بجنا بہرام فلک کا دل دہلتا خلاصہ یہ کہ اس لشکر کا اسطرح چلتا تھا کہ ابیات

خروش آمد از دشت و آوای مرد — کہ گفتی بدرید دشت نبرد — ز درخشیدن تیغ و بانگ ستور
ہمہ پہلوانان چو تابندہ ہور — سہیل ستور و خروشی سوار — ز درخشیدن تیغ زہر آبدار
ہمی تیرہ شد چون شیر تر — دیا موج دریاے پرشور و شر — ہمی راندہ بارہ چو دریا بجوش
دیا فگندہ در دشت ہامون خروش — غریوان و جوشان چو شیر ژیان — کمانے بباز و کمر بر میان
برانگیختہ بارہ بکردار باد — پس نامداران فرخ نژاد — ہمین تاختہ از کمین خر گزین
سیہ گرد از سم اسپان زمین — درفش سیہ اژدہا پیکرش — یکے ماز زر زین فراز سرش
سواران جنگی ہزاران ہزار — باہمن دردن غرقہ اسپ سوار — از تابیدن گونہ گونہ درفش
ہوا گشتہ زرد و کبود و بنفش — چو دریاے جوشان سراسر زمین — کہ باشد ہمہ موج آوا چنین

اسطرف سے لشکر ظفر پیکر فرخ نامور اور ہماے تاجور بصد کر و فر جانب حیرت خود سر چلا اسطرف وہ گیند بران نقلی کو لیے ہوئے سامنے حیرت کے آیا بران نقلی کو غش تھا اُسکے گلے سے اس کنیز کا پھندا انکالکر خوب اپنے سحر مین مسحور کرلیا پھر ہوشیار کیا جب اُس کنیز روحی کی آنکھ کھلی پکاری کہ اری او ہماے تاجدار دہ مجلس نا بکاسب کہان ہو جلد مجکو تخت پر بٹھاؤ ارے یہ پہرے والیان کدھر اُڑ گئین کہ ما بدولت اسطرح فرش خاک پر بیٹھی ہین جسنے مجکو پکڑا تھا پہرے والیون نے اُسکو روکا

کیون نہین ارے جلد تخت طاؤسی لاؤ چنور بال ہما کا سر پر ہلاؤ حیرت اور سب ساحرون نے یہ کلمات
سنکر کہا دیکھیے عمرو کی صحبت مین رہکر عیاری بھی یہ چھوکری کو کب کی سیکھ گئی ایسی باتین کرتی ہی
جیسے بہاران یہ نہین ہی حیرت اسوقت پکاری کہ اری اودختر کوکب بڑی لڑائی تو نے آکر فتح کی اسدن
کی بھی تجکو خبر بھی اب تیرا سر کاٹونگی یہ کہکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد طلب ہوئے برابر آب ریز کے بارگاہ ہی
مین چبوترہ ریگ کا باندھا گیا بہاران نقلی کو اوسپر بوریاے خلالت بچھا کر بٹھایا اس اثنا مین جاسوسان
لشکر دوڑے ہوے آئے اور حیرت بدسیرت کو بددعا دیکر عرض رسا ہوے کہ ای ملکہ عالم فوج مہرخ
و بہاران بڑی عظم و شان سے آپہونچی ہر ایک کے یہی ارادے مین ہی کہ اپنی جان دیجیے اور بہاران کو
چھڑا لیجائیے یہ سنکر حیرت دروازہ پر بارگاہ کے آئی اور ایک سحر پڑھکر مشت خاک زمین سے لیکر
اڑائی کہ اوسکے اڑنے سے بجلی چمکی اور آواز رعد کی پیدا ہوئی اب جو دیکھا تو ایک دیوار شیشہ دار گرداگرد
اسکے لشکر کے گھر گئی پھر سراچہ بارگاہ کے اٹھوا دیے اور گرد بارگاہ کے ساحران ببر سوار و اژدر سوار
سامری کے یادگار جمشید زمانہ اپنے فن مین یگانہ حربہاے سحر لیکر استادہ ہوے جوش لشکر سے
یہان بھی تلاطم ہوا صفین آراستہ ہوئین اوسوقت خواجہ عمرو کے ذہن مین آیا کہ چلکر تو بھی ان
ساحران مخالف و بیحیا کو دھوکا دے اور عیاری کر یہ سوچکر بارگاہ سے روانہ ہوا اور قریب لشکر
حیرت پہونچکر اوسوقت کہ جب دیوار سحر کی نہ کھینچی تھی اوسنے مقوے کا ایک ستیار کیا اس طرح کا
کہ اوسمین چار سر تھے اور ہر سر مین آٹھ آٹھ آنکھین تھین پیشانی پر ایک تختی ہیرے کی لگا دی
جسمین کندہ کیا ہوا تھا کہ ملازم افراسیاب جادو نعالی ہر بجی جسمین چومک جلتے ہوئی ہار
لونگ پھول رکھے ہوے ہاتھ پر اپنے رکھکر جست کرکے اندر بارگاہ کے آیا اور پکارا منم نامہ دار ا
افراسیاب یہ کہکر ملکہ حیرت کو نامہ دیا اور آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا حیرت نے نامہ پڑھا لکھا
دیکھا کہ منم شہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ ضمری اری او جنڈو حیرت جسطرح ملکہ ذیشان بہاران والاشان کو
بلایا ہی اسکی سزا ہم دینا موقوف کرتے ہین بشرطیکہ نذر دیکر اور خلعت گرانمایہ سے خلع کرکے انھین بتوقیر تمام
رخصت کر دے ورنہ قسم ہی جناب امیر حمزہ کی کہ تمام طلسم کو غارت کر دونگا یہ نامہ تجھے اپنے عیار چالاک شعل جست
جادو کے ہاتھ مین نے روانہ کیا ہی تھوڑے لکھے کو بہت جاننا حیرت نے نامہ پڑھکر دیکھا تو مہر بھی
پیشانی پر عمرو کی کی ہوئی ہی حیرت نے نامہ تو ہاتھ سے پھینکدیا اور کہا اس موے کی شامت

آئی ہے میں جانتی ہوں کہ اسکے پاس گلیم غیبی ہے خیر کہاں جائیگا شہنشاہ کے ہاتھ سے یکلخت گلے
سے اپنے موتیوں کا مالا توڑ کر مارا عمرو تو پہلے ہی سے جست کر کے گلیم اوڑھ کے نکلگیا تھا مالا
چار طرف عمرو کو ڈھونڈھ کر پھر آیا اُسوقت حیرت خود اُٹھی اور شبیہ بران تلوار لیکر دوڑی
وہ ہرچند داویلا کیا کی مگر اُسنے ایک نہ سُنا ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا اُڑگیا اُسوقت خوشی میں
آکر ایک نارنج حیرت نے جانب فلک اُچھالا کہ جو نشتہ ہزار نقارہ سحر کا برج ہوا بجگیا زمانہ
میں تزلزل پڑگیا طائر سحر مبارکباد دینے لگے اور ہر ایک سردار گلے ملنے لگا آپسمیں خوشی ہونے لگی
یہاں لشکر لیکر مہرخ جو آئی تھی دیوار کو دیکھکر پس دیوار کے ٹھہر کر سحر کرنے لگی کہ دیوار گرے بعض
ساحر اُڑکر چلے مگر گر پڑے اُسطرف نہ جاسکے دیوار کے توڑنے اور گرانے کی تدبیر ہونے لگی کسی نے
گولا فولادی مارا کسی نے نارنج سے کام لیا لیکن دیوار ملکہ شاہ طلسم کی بنائی ہوئی تھی گرنا اُسکا
دشوار رہا اتنے عرصہ میں عمرو عیار زیر تو قار پشت لشکر کیطرف حیرت کی بھاگ کر گیا وہاں کچھ
دور پر ایک پہاڑی کنارے دریاے خون رواں کے تھی اُس پہاڑی پر عمرو چڑھ گیا اور زنبیل سے
فرش مخملی نکالکر بچھا مسند مغرق آراستہ کی چنگیرین جو گوڑے وغیرہ سامنے مسند کے رنگین ڈالیاں
میووں کی اور گلابیاں شراب کی چن دین پھر ملکہ بران کو زنبیل سے نکالا اور مسند پر بٹھا کر
ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی خواجہ کو اپنے پاس دیکھا اور پہاڑی پر اپنے تئین پایا حال استفسار
فرمایا عمرو نے سب حال بیان کر کے کہا کہ آج دشمنوں کی جان پر بنگئی ہوتی جو مین عیاری
نہ کرتا اب لشکر مہرخ اور ہمارے تاجدار لیکر آئی ہیں مگر راہ نہیں پاتی ہیں دیکھیے وہ دیوار
فولادی منسلک از زمین تا چرخ برین اُٹھی ہوئی ہے اُس دیوار کے سبب سے میرا اور آپکا نکلنا
بھی دشوار ہے بران نے سب حقیقت سُنکر کہا کہ خواجہ میں اپنے باپ سے لیکر اس لڑائی
میں آئی ہوں اُنھوں نے یقین ہے کہ پتلے سحر کے ساتھ کر دیے ہونگے میں قتل ہوتی لیکن
آپ نے بڑا احسان کیا کہ ذلت سے بچایا اب آپ تماشا دیکھیے یہ کہکر کچھ ایسا سحر پڑھا
کہ وہین بیٹھے بیٹھے غرق زمین ہوگئی اور جہاں وہ دیوار کھنچی تھی اُسکی تہ زمین میں جاکر اُسنے
قلاب زمین کو جنبش دی حیرت تو جانتی تھی کہ اسطرف کوئی نہ آسکے گا اسوجہ سے سحر کو اُسنے
زور نہ دیا تھا دیوار فوراً اسکے قلاب زمین کو جنبش دینے سے موم کی ہو کر اُدھر آدھر اُڑ کر گری اور اسکے

گرنے سے کہ کوسون تک جو وہ کھنچی ہوئی تھی ساٹھ ستر ہزار ساحر حیرت نابکار کا جو صفین باندھے
استادہ تھا دب کر ہلاک ہوگیا اور حیرت گھبرا کر پکاری کہ ارے یہ کونسا بدبخت ساحر تھا جس نے
دیوار میرے سحر کی گرادی یہ کہہ رہی تھی کہ بران تہ زمین سے نکلی اور نعرہ زن ہوئی کہ منم ملکہ
بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر حیرت اسکی طرف چلی اور ایک طرف سے
دیوار جو گری تھی فوج اور ہمارے تاجدار حملہ آور ہوئی بقیہ فوج حیرت سے سحر کی جو تھین اور شمشیر سحر
چلنے لگی اور بران شمشیر زن اڑکر روے ہوا پر گئی حیرت بزور سحر اڑی لیکن روے ہوا سے
ہزارہا چاند ٹوٹ کر زمین پر گرے کہ حیرت کی آنکھیں خیرہ ہوئین اور زمین پر اتر آئی اور
ایک نارنج سحر کی جھولی سے نکالکر ان چاندون کے اوپر مارا کہ وہ چاند سب نابود ہوگئے اُسوقت
بران نے اپنے باپ کی نصیحت کے بموجب پتلی یاقوت نگار روے ہوا پر ڈبیا سے نکالی کہ وہ
پتلی بران کی ایسی صورت بنگئی اُس سے حکم دیا کہ مین تیری لڑائی دیکھتی ہون جا اور میرے
حریفون کا مقابلہ کر پتلی بران بنی ہوئی زمین پر اُتری اور حیرت پر چلی کہ ایک ضرب
مارون حیرت فوراً اسکے ہاتھ بلند ہوتے ہی سحر پڑھا کہ ایک پنجے نے پیدا ہوکر ہاتھ پکڑ لیے
بران نقلی نے سحر پڑھا کہ پنجہ موم کا ہوگیا ہاتھ چھوٹے پھر یہ ایک چابک سحر کا لیکر چلی اور
پکاری کہ روئی کی طرح سے اگر نہ دھنک ڈالا تو نام اپنا نام اپنا بران نہ رکھا حیرت نے پکار کے
کہا اری چھوکری یہ موم کا چابک لیکر آئی پس وہ چابک موم کا ہوگیا اب حیرت سحر کا خنجر لیکر چلی شبیہ
بران نے سحر کیا کہ دو پنجون نے پیدا ہوکر حیرت کے بھی ہاتھ پکڑ لیے اُسوقت ایک لال از خود ظاہر
ہوکر حیرت کے کان کے برابر سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ اے ملکہ بران نہین ہے جو تجھ سے لڑتی ہے بلکہ شبیہ
اُسکی ہے یہ کہکر لال تو غائب ہوگیا اور ملکہ نے بھی ایک مشت خاک اُٹھا کر اپنے گریبان مین ڈالی کہ آپ اس
خاک کے ڈالنے سے غائب ہوگئی اور بجاے اُسکے ایک اور حیرت پیدا ہوکر مقابل شبیہ بران ہوئی
اسنے مورچہ مین لرزان زلزلہ و رعد و برق و بہار و نافرمان شکوہ زرین قبا اور ابرلق اور مصور
وغیرہ سے آگر تھے گئے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار انھون نے لگا دیے آتش سحر نے اپنا فروغ
دکھایا دشمنون کے جان و تن کو جلایا ہزارون جہنم کے کندہ ہوئے فی النار والسقر کہکر
مسلمانون نے کنارہ کیا جادوگرنیان درگور کہکر ہٹین اور دوسری طرف لڑنے لگین

ہر طرف باران تیر اور صدائے دار و گیر تھی نیزے سینے توڑنے پر آمادہ گرز سر کچلنے پر لاف زنی کرنے ایک سے دوسرا لپٹا ہوا بھوت سر پر جادو کا چڑھا تلوار کا آسیب جن جن کو سمجھتا تھا انکی جان بھینٹ مین لیتا تھا پتھر برس کر اپنی سنگدلی دکھاتے تھے سانپ زہر اُگلتے جاتے تھے موذی بن جاتے تھے دریائے خون روان تھا تحمل بڑا لگنا مشکل تھا تا دیر خوب بھر کر تلوار چلی تھی فوج دشمن مین ہلچل پڑی تھی جان بچانے کو ترستے تھے کہ ابیات

| | | |
|---|---|---|
| دو لشکر برابر کشیدند صف | سواران همه بر لب آورده کف | زمین قار شد آسمان چون طبق |
| ز بس نیزه و پرنیانی درفش | هوا شد ز گرد سیه آبنوس | ز نالیدن بوق و آوای کوس |
| تو گفتی که دریا بجوش شد همی | نهنگ اندرون خون خورش شد همی | ز زخم تبرزین و گوپال و تیغ |
| ز دریا بر آمد یکی سرخ میغ | چو بر تیش خورشید دامن کشید | چنان شد که کس روی گیتی ندید |
| تو گفتی هوا تیغ بارد همی | بخاک اندرون لاله کارد همی | ز افگنده گیتی بر آنگونه گشت |
| که کس را نیارست بر سر گذشت | گرد همی کنده درون پر ز خون | دگر سر بریده فگنده نگون |
| ز دریا همی خواست از باد موج | سپاه اندر آمد همی فوج فوج | همه دشت مغز و جگر بود و دل |
| ز هر نعل اسپان ز خون تر ز گل | سپاہ تو اسطرح جانبازی کر رہی تھی اُدھر دونون مہین بران | |

و حیرت کی لڑ رہی تھین حیرت نقلی نے ایک بجلی بران نقلی پر گرائی بران نقلی نے اُف بھی کی وہ بجلی اُلٹ کر حیرت پر گری اُسنے رد سحر کیا اور دوڑ کر تلوار ماری بران دو ٹکڑے ہوئے اور وہ دونون ٹکڑے پھر ملگئے بران زندہ ہو کر چپٹی اور حیرت کے تلوار ماری کہ اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے لیکن وہ ٹکڑے بھی آپسمین ملگئے اور حیرت بھی زندہ ہوئی یہ خبر لڑائی کی افراسیاب کو پتلون نے سحر کے پہونچائی وہ وہان سے اُڑ کر چلا اور قریب لشکر جناب پہونچکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ پہاڑ سے کئی ہزار من کی ایک سل جدا ہو کر اُڑی یہ سل کو اُڑاتے ہوئے جب سر لشکر پہونچا دیکھا کہ اسطرح جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے کہ سب آپسمین بھڑے ہوئے ہین اگر سل گراؤن گا تو اپنے پرائے سب کام آئینگے اور دب جائینگے یہ مناسب نہین ہے چنانچہ یہ سوچکر اُس سل کو تو الگ گرایا اور سوائے اسکے اور کچھ نہ بن آیا حیرت اصلی کو جو روئے ہوا پر تھی پنجہ مین اپنے دابکر ایک کو لیے چلا گیا وہ ہمشیرہ حیرت بھی غائب ہو گئی اُسوقت ملکہ کے ہونے سے صبور اور صبورت نگار

وغیرہ سرداروں نے طبل آسائش بجوا دیا ازبسکہ مہرخ جانتی تھی کہ بران جھوٹ چلی ہی اسوجہ
سے یہ بھی بفتح و فیروزی طبل امان بجوا کر پھری اور راہ میں بہت کچھ زر نثار کیا پھر اپنے اپنے
مقام پر پہونچکر لشکروں نے کمر کھولی آسودہ ہوئے لاشین غار کھود کر گڑوا دین میدان لڑائی
صاف کرا دیا مہرخ و بہار نافرمان برق رعد وغیرہ سب اس جنگ مین زخمی ہین انکے ٹانکے وغیرہ
دلوائے بران بھی آکر تخت پر جلوہ گستر ہوئی شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عمرو
آکر کرسی پر بیٹھا چالاک وغیرہ عیار بھی آئے اور شریک جلسۂ عشرت ہوئے چالاک نے
اُسوقت چپکے چپکے کہا کہ بھئی میری تو عقل حیران ہی عجب طرح کا طلسم کا ہی کہ جسکا فتح ہونا دشوار
نظر آتا ہی بران نے اُسکو بکتے دیکھکر کہا کہ ای چالاک تم کیا بڑ بڑا رہے ہو عرض کی کہ ای ملکہ مین یہ
کہتا ہون کہ یہان تمام عمر یون ہی لڑائی رہیگی یہ جگہ نہایت قلب و سخت ہی آج تک طلسم کشا اور
مہ جبین کا حال ہی نہین معلوم کہ زندہ ہین یا مر گئے سوائے اسکے اور کچھ سنائی نہین دیتا کہ گنبد نور پر
قید ہین دوسرے یہ کہ خواجہ کے عقب مین شبرنگ عیار لشکر اسلام سے چلا تھا اسکا پتہ نہین
کہ کدھر گیا یہان آکر ہمنے سنا ہی کہ ہفت نیرنگ قلعہ کے آگے ملک لوح داران ہی مگر اُسکا حال بھی
نہین کھلتا کہ مالک لوح کون ہی اور کیونکر دستیاب ہوگی اور تو سب رکتا رہتا تو دریافت ہو سکتا کہ
پل پر نیزا داران کیونکر برطرف ہو اور یہ دریا سحر کا جو بیچ مین حائل ہی کسطرح موقوف ہو جو راستہ کھلے
اور ہم لوگ بیخوف و خطر جا کر وہان عیاری کرین پس جب یہ نہین ہو سکتا تو ملک لوح داران تک کون جائے
غرض میری عقل کام نہین کرتی ہی کہ آئندہ کیا ہوگا خدا مالک ہی جو وہ چاہیگا وہ کریگا بران تیغ شرزن
نے کہا کہ ای چالاک حقیقت مین تمنے جو کچھ کہا بہت بجا اور درست ہی لیکن اگر بران تیغ شرزن جیتی
ہی تو چالیس دن مین دریاے خون رواں خشک کر دیگی اور پل پر نیزا داران توڑ ڈالیگی عمرو نے کہا
ای ملکہ کار نیست مشکل اور امر نیست دشوار بران ہنسی اور کہا خواجہ جسطرح تم کہتے ہو یون ہی ہی
حال اسکا یہ ہی کہ جسطرح بے لوح کے طلسم نہین فتح ہوتا ہی یہ پل بھی ویسا ہی سخت ہی لیکن اسکے
احوال سے مین خوب ماہر ہون دریاے خون رواں اور یہ پل اُس طلسم سے تین برس آگے بنا ہی افراسیاب
کے دادا پردادا نے بنوایا تھا پس وہ بھی تو ساحر ہی تھے حکیم طلسم جو بانی طلسم ہین انکی شرکت
اسمین نہین ہی اسوجہ سے مین نے یہ ارادہ کیا ہی ورنہ میری کیا مجال تھی جو بنگاہ کج بھی

اِس پل کی جانب دیکھ سکتی یہ کہکر ملکہ اور سب مصروف عیش و نشاط ہوے شراب کباب
کھانے پینے لگے بعد اسکے ملکہ بہاران نے کہا ای خواجہ خدا حافظ اب ہم خدمت پدر نامور مین
جاتے ہین اور ہو سکتا ہی تو آپنے اجازت لیکر کوہ رخشان پر جائینگے اُسوقت معمار قدرت
نے بھی کہا کہ خواجہ مین بھی رخصت ہوتا ہون زخمی ہو گیا ہون شفاخانۂ سامری مین
جاؤنگا اور علاج کرکے وہان سے جو آؤنگا تو قلعہ بناؤنگا اور قلعہ کیا بناؤن مجکو بزور کہانت
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ضرور تم مجکو قلعہ بنانا ہوگا اور تالاب جمشیدی بنانا پڑیگا مگر ابھی ساعت
اُسکی نہین وہ اور وقت ہی کہ اُسکا حال مین ابھی کہہ نہین سکتا یہ کہکر سب سے رخصت ہو کر اول
معمار ہی ایک طرف کو اُڑ کر روانہ ہوا اسکے بعد ملکہ بہاران نے اپنے ناظمان دربند کو فرمان
لکھا کہ تم کوچ کرکے قریب تر لشکر مہرخ کے آکر اُترو اور ہمارے تاجدار سے کہا کہ تم بھی اپنا لشکر
لیکر ملحق لشکر ناظمان طلسم نور افشان مین جاکر ٹھہرو اور میرے آنے کا انتظام کرنا خبردار
بے سمجھے بوجھے نہ لڑنا اگر کوئی آفت خدانکردہ لشکر مہرخ پر آئے کہ جسمین تمہین لڑنا لازم و ملزوم
پڑے جب بھی تم عریضہ شہنشاہ کوکب کو لکھنا وہ سمجھ لینگے لیکن تم دخل نہ دینا ہمارے تاجدار اور
خورشید جادو وغیرہ حسب ارشاد کوچ کرکے دامن کوہ سیاہ مین جاکر اُترے ادھر فرمان جب ناظمان
طلسم کو پہونچا وہ بھی کوچ کرکے ملحق لشکر ہمارے تاجدار آکر اُترے دامن کوہستان مثل شہر معمور کے
آباد ہو گیا صحرا مین پچاس ہزار کہین تیس ہزار کہین بارگاہین اور کہین خیمہ استادہ ہوگئے بازارین
کھل گئین کٹورے بجنے لگے جب یہ انتظام ملکہ عالی مقام فرما چکی اُسوقت مہرخ وغیرہ سے
رخصت ہو کر خدمت پدر نامور مین گئی اور سارا ماجرا معروض بیان مین لائی پھر استدعا
کی کہ مجکو کوہ رخشان کی جانب حضور روانہ کرین کوکب نے اُسکو روکا کہ چندے تامل کرو
تمکو بھیجتا ہون یہ اپنے مقام پر بعیش و عشرت انتظار رخصت پدر مین ٹھہری ہی حال اُسکا انشاء اللہ
بیان ہوگا اب حال عشرت اشتمال حیرت بدخصال مذکور ہوتا ہی کہ اُسکو جو افراسیاب
خانہ خراب برج مین ابر اُٹھالے گیا تھا تو وہ سیدھا باغ سیب مین اُسکو لایا اور ہوشیار کرکے
اپنے پہلو مین بٹھایا حیرت آنکھ کھلتے ہی رونے لگی شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ تم میرے سمجھانے سے یہان
نہ مانو گی اب تم سوار ہوکے اپنی بارگاہ مین جاؤ مین بھی وہین آتا ہون حیرت از بسکہ رنجیدہ خاطر تھی

شامہ کو رخصت کرتے ہی طاؤس سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوئی اور اپنی بارگاہ مین پہونچی جہان سردار طبل امان
بجا کر جو پھرے تھے تو انتظار ملکہ مذکور رکھتے تھے اُسکے بہت خوشنود ہوئے اور استقبال کر کے تخت پر
لا کر بٹھایا اُسنے دیکھا تو اس جنگ مین ہر سردار زخمی ہی سوائے صنعت کے کہ وہ اس لڑائی مین نہ تھی
اور جو کوئی کہ موجود تھا اُسنے زخم کاری ملازمان برق کے ہاتھ سے کھایا تھا سبکے سر پشت و
پہلو فگار تھے اُنپر مرہم سحر کی پٹیان چڑھی تھین حیرت یہ دیکھکر آبدیدہ ہوئی اور مقتولون کو جو شمار
کیا تو ہزارون ہی کیا لاکھون آدمی مارا گیا تھا بہت بڑا رن پڑا تھا ملکہ نے کہا کہ اب چالیس دن تک
صف ماتم بچھانا چاہیے یہ سنکر سب سردارون نے عرض کیا کہ ای ملکہ عالم سامری وہ دن نہ کرے
کہ آپ صف ماتم پر بیٹھین نظر بفضل جمشید ولقا رکھیے کچھ آپنے لڑتے مین کمی تھوڑی کی جو آپ
صف ماتم پہ بیٹھین دشمنون کو موقع خندان و نداں کا ملیگا سب قہقہے لگاوینگے ای ملکہ طلسم شراب
پیجیے کباب کھائیے ناچ دیکھیے دل بہلائیے یہ تو لڑائی ہی کبھی بنی کبھی بگڑی اور بگڑے
دشمنون کی بگڑی کہ آپ تو ایسا لڑین کہ شہنشاہ بھی ایسا نہ لڑتے یہ کہو کہ شہنشاہ نے آکر
طبل امان بجوا دیا ورنہ آج تو آپ خاتمہ کر چکی تھین حیرت نے کہا شہنشاہ تو مالک و مختار ہین
انھین کا تو یہ سب کھیل بگاڑا ہوا ای باہمان جو دو گرہ بران تیغ شمشیر زن مجکو زخمی کرتی ایسا کہ مین
قریب ہلاکت ہو جاتی تو بھی مین اُسکو زندہ چھوڑتی یہ باتین ہو رہی تھین طاؤس سفید
رنگ بلور کا آیا گلے مین اُسکے نامہ بندھا تھا ملکہ نے نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ ای ملکہ خاتون
سن ہم باغ مینا مین سیر کو گئے تھے اب طلسم کی سیر کو آتے ہین تم بھی مع ہمراہیون آؤ تمھارے ہمراہ ہم
بارگاہ مین تمھاری آئینگے یہ نامہ پڑھکر طاؤس کو رخصت کر دیا اور آپ کل سردارون کو اپنے
ہمراہ لیکر کنارے دریائے خون رواں کے گئی دروازہ طلسم اکثر جہان ہوا ہی کہ اندر دریا کے ہی
چنانچہ وہ دروازہ کھلوا دیا اور داخل دروازہ ہوئی اڑھائی سو گز کا ایک ستون بلند تھا اُسپر
اُس دروازے سے آگے بڑھکر ایک دروازہ اور تھا ملکہ اُس دروازے مین بھی قدم زن
زن ہوئی لیکن ہنوز داخل در مذکور نہوئی تھی کہ سوار بادشاہ طلسم نمودار ہوئی چیلے اور
پریزادان طلسم آگے آگے صدائے طرقوا و دور باش دیتے جنور بال ہما کا سر پہ ہوتا علم لمب
بلند پر بادشاہ سوار سترہ اٹھارہ سو غلام حبشی بچہ ہمراہ رکاب خوست تھا بادشاہ مثل سمت آسمان

سرخ رنگ چھایا ہوا بائین جانب ابر زنگاری سایہ فگن ساتھ چلا آیا ملکہ اور سردارون نے
یکے بعد دیگرے شاہ کو مجرا کیا ملکہ کو بھی حکم ہوا کہ یہ بھی طاؤس پر سوار ہوئی گھنٹے بجے اور ناقوس پھنکے
سب سردار علی قدر مراتب بعض پیدل بعض سوار ہو کر ہمراہ چلے بادشاہ دروازہ طلسم سے نکلکر جانب
بارگاہ حیرت خود سر آیا یہان بھی ہر ایک نے بہر تسلیم سر جھکائے بادشاہ بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا
سبکو زخمی دیکھکر افسوس کیا اور کہا بڑی لڑائی ابکی پڑی کہ سب زخمی ہوگئے اور ابھی کیا جنگ ہوئی
جب لڑائی ہوگی کہ جب ناظمان طلسم نور افشان ہمراہ کوکب آکر لڑینگے اور اسد اگر چھوٹ گیا
تو قیامت کا سامنا ہی حیرت نے کہا آپ کی رحم دلی سے جو کچھ ہو وہ تھوڑا ہی ورنہ ہم لوگون نے
کیا کوئی دقیقہ اس لڑائی مین اٹھا رکھا ایسا کہ جو ادھر سب زخمی ہین تو اسطرف بھی ہین شاہ
نے کہا اسی لیے مین نے تمسے کہا تھا کہ مین تمھین بارگاہ مین سب سردارون کے سامنے سمجھا دونگا
چنانچہ ای ملکہ برا ماننے کی بات نہین ہی بیران دختر کوکب صرف اپنی بات کے لیے لڑتی ہی
کچھ اسکا ملک و مال نہین چھنا جاتا ہی پھر دیکھو کیا کیا جانبازی کرتی ہی اور تمھارا ملک چھنا جاتا ہی
اسپر تم جو لڑتی ہو تو اسکی برابری نہین کرسکتین بڑی غیرت کی بات ہی میری جان تمھارے تو دلکو
لگی ہی اسپر یہ حال ہی کہ اُنسے کم ہی رہتی ہو اور اُسکے دل کو نہین لگی ہی اگر وہ اپنے تئین کمزور سے پائے تو
میرے پاس چلی آئے سارا جلال جاتا رہے لیکن کیا بات کا پاس ہی کہ جان سے جانا قبول جہان سے
جانا قبول ہی مگر بات جانا گوارا نہین اگر وہ تمھارے برابر بھی رہی تو میرے نزدیک وہ ہی غالب ہی
کہ تمھارا گھر چھنا جاتا ہی اُسکا کوئی گھر نہین چھین سکتا ہی اُسکے زبردست رہنے کا یہ سبب ہی کہ وہ
دن رات مشغلہ سحر و ساحری کا رکھتی ہی اور تمکو رات دن شغل عیش و شراب خواری ہی ہمین آج اسلیے تمکو اُسکے
مقابلے سے اٹھالے گیا کہ اگر تم گرفتار ہو جاتین تو یہی نام ہوتا کہ معشوقہ شہنشاہ ساحران ایک چھوکری
کے ہاتھ سے قید ہوگئین ای ملکہ ایک مرتبہ کا گرفتار ہونا اور لاٹ پر چڑھکر ذلت اٹھانا کیا تمکو یاد نہین
یہ باتین شاہ کرکے مخاطب بجانب اہل دربار ہوا اور کہا کیون صاحبو مین سچ کہتا ہون یا کچھ اسمین
دروغ ہی سب نے عرض کیا کہ حضور واہ وا واہ شہنشاہون کی عقل بھی شہنشاہ ہوتی ہی واقعی حضور نے
جو کچھ کہا کنقش فی الحجر ہی حیرت نے بھی کہا جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا بجا اور درست ہی مگر مین اگر عیش
مین پڑگئی ہون تو آپ خود ہی کسی ایسے ساحر کو کیون نہین ان نمکحرامون کے غارت کرنے کو بلاتے

تاکہ یہ ذلتین جاتین شاہ نے فرمایا کہ دیر آید درست دیکھو مین تدبیر اسکی کرتا ہون تم رنج و غم نہ کرو
یہ کہکر ملکہ کو گلے سے لگایا پھر ساقیان خوش ادا و مطربان ترنم سرا کو یاد فرمایا اپنے ہاتھ سے جام مے ملکہ
کو پلایا ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جا جب ملکہ خوش مزاج ہوئی اور بارگاہ مین صدائے
ہوشا ہو غل نوشا نوش بلند ہوئی اُسوقت قلم سحر رقم سے ایک نامہ ملکہ صنعت سحر ساز کو لکھا مضمون
یہ تھا کہ ای صنعت جب مین لڑنے کو نکلا تھا تو اسوقت مجھکو آکر تمنے فہمایش کی اور لڑنے سے باز رکھا
اِس زمانے سے ایک دو جنگ لڑکے جو تم گئین تو نہین معلوم کہ وہان کیا بیٹھی کرتی ہو تمھارے
نزدیک جیسے طلسم مین کسی سے لڑائی ہی نہین ہو اب چاہیے کہ بمجرد دیکھنے اِس نامہ کے اپنے تئین
لشکر حیرت مین پہونچاؤ اور جو کچھ تم سے درباب رزم اِن باغیون کے ساتھ ہو سکے قصور کوتاہی
نہ کرو تاکید جانو یہ نامہ ایک طائر سحر کے گلے مین باندھکر روانہ کیا اول مین لکھا ہو کہ گنبد نور کے
اطراف مین بہت بڑا ملک ہو کہ جہان کی صنعت حاکم و ناظم ہو اور لشکر کشی وہ کر چلی ہو گنبد نور
سے پشتۂ رنگین حصار کے دامن تک لشکر اُسکا اُترا ہوا ہو اور اُسکا بھی ہزارون ساحر کام آچکا ہو
اب وہ سحر اپنا تیار کرنے اپنے مقام پر گئی تھی چنانچہ سحر تیار بھی کر چکی ہو آنے والی تھی کہ طائر نامہ
بادشاہ لیکر پہونچا ملکۂ مذکورہ اپنی دار الامارۃ مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھی کہ طائر نے آکر نامہ
دیا اُسنے اُسکے گلے سے نامہ کھولکر پڑھا اور اُسکے مضمون سے آگاہ ہو کر جواب مین عرضی لکھی کہ کنیز
ابھی ابھی حاضر ہوتی ہو اگر بلا زبان شوکت نشان بادشاہ ملکہ حیرت کی بارگاہ مین کچھ دیر
تشریف رکھینگے تو ملازمت میری ہو جائیگی ورنہ مین تو حاضر ضرور ہونگی طائر کو تو رخصت کیا
اور آپ بھی لباس و زیور سے آراستہ ہو کر چالیس اژدرون پر تخت اپنا کچھا کر سوار ہوئی کنیزین
انیسین جلیسین ہمراہ رکاب چلین اور یہ بعد قطع مسافت راہ حاضر بارگاہ حیرت ہوئی یہان
طائر نے عرضی لاکر شاہ کو دی تھی وہ انتظار مین تھا کہ صنعت آکر اُتری اور بارگاہ مین آکر اُسنے
تسلیم کی نذر دی پھر کرسی وزارت پر متمکن ہوئی شاہ نے اشارہ کیا ساقی نے جام مے ناب دیا
جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا شاہ نے فرمایا کہ ای صنعت کل کی لڑائی کا تمنے کس سے
حال سُنا اُسنے کہا کہ مین اپنے مقام پر تھی اور مصروف سحر خوانی تھی اسوجہ سے اخبار بھی نہین دیکھا
مجھکو معلوم نہین اور ای بادشاہ مجھکو بڑا تعجب ہو کہ نہ تو ملکہ ہم لوگون کو یاد کبھی فرماتی ہین اور نہ آپ

بلانے ہین جسکے پاس ایسے ایسے زبردست ساحر ہون اور وہ کسی کو یاد نہ کرے شاہ نے کہا مین نے
اسی وجہ سے آج تمکو بلوایا ہی کہ اب تم بھی سامری کا نام لیکر کمرہمت مضبوط باندھو اُسنے عرض کیا
کہ کنیز آج اسلیے حاضر خدمت ہوئی ہی صرف آپکے حکم کی دیر ہی یہان تو یہ باتین ہورہی تھین
مگر بارگاہ تو کبھی عیارون سے خالی نہین رہتی ہی ضرغام شیر دل اور جانسوز بھی صورت بدلے
ہوئے یہان موجود تھے اور مشورۂ ساحران غدار سُن رہے تھے غرض بادشاہ صنعت کو الگ
تنہا کرنے گیا دونون عیار بھی راہ کترا کے بھولا دہ دیگر ایک طرف کو اُس خیمہ مین آکھڑے ہوئے
اُسوقت بادشاہ نے کہا کہ مین نے تمکو اسلیے الگ لایا ہون کہ اب کو سحران ظلم امون پر کردگی
اُسنے جواب دیا کہ حضور مین نے سحر ہفت بیضہ تیار کیا ہی یہ بیضہ خاص عقاب جمشید کے ہین آپ ملاحظہ
فرمائیے گا کہ اس سحر سے اندھیر ہوگیا یا نہین شاہ نے کہا اب ذکر کسی سے اسکا نہ کرنا ورنہ یہ بیضہ بیجا ہوگا
اب مجکو اطمینان ہوا واقعی یہ سحر ایسا ہی ہی جسکو تم تیار کرکے لائی ہو یہ کہکر وہان سے پھیر کر تخت
پر آکر بیٹھا صنعت بھی آکر کرسی پر بیٹھی اور تا دیر شریک جلسۂ عیش رہی پھر رخصت ہوکر
اپنے لشکر کی طرف چلی جانسوز اور ضرغام بھی اسکے عقب مین چلے اور جب وہ ڈیڑھ کوس
نکل گئی اُسوقت جانسوز بن قران ایک جادوگر کی صورت بناکہ رنگ سے اُسکے چہرہ تاریک کی
لیا ہی شب دیجور کو شرماتی تھی ایک ہونٹھ پرہ بینی سے گذرا ہوا دوسرا ٹھوڑی سے نیچے لٹکا ہوا
جسم پر مثل خرس کے بال تن سیاہ کے وبال موتیون کے مالے گلے مین ڈالے یاقوت کا تاج سر پر رکھا
سانپ کا تازیا نہ ہاتھ مین لیا ایسا سانپ موم کا کلدار بنایا تھا کہ دمبدم زبان نکالتا تھا ایک بدھیا
باولہ کا گلے مین ڈالا ترنج ناریل ہاتھ مین لیکر اُچھالتا ہوا جست وخیز کرتا چلا اور بہت جلد
قریب صنعت پہونچکر پکارا کہ منم نامہ دار افراسیاب صنعت نے طاؤس اپنی سواری کا روکا
اسلیے کہ ابھی شاہ نے مجکو بلایا تھا شاید کچھ اور بات یاد آئی ہو وہ کہلا بھیجی ہی غرض جب اُسنے
سواری روکی یہ قریب تو پہونچ چکا تھا ہی اُسنے کہا کہو کیا نامہ لائے ہو اُسنے کہا واہ آپ تو خوب
آدمی ہین کہ روے ہوا پر طاؤس لیے کھڑی ہو راز بادشاہ اور مین یہان سے چیخ کر کہون اور
نہ مجکو یہ حکم ہی کہ وزیر بادشاہ سے بے ادبی کرون یعنی اُٹھکر قریب طاؤس آؤن اور منہ کان سے
ملاؤن آپکو چاہیے کہ نامۂ شاہ کی تعظیم کے لیے زمین پر اُتر آئین اور بعزت تمام نامہ لیتین

صنعت یہ سنکر شرمندہ ہوئی مگر ہنس پڑی اور ادھر اُدھر دیکھکر ایک کنواں تھا جسکے اونچی جگہ
اُسکی بنی تھی اُسپر اُتری طاؤس کو سحر کرکے روک دیا جانسوز نے کہا حضور نے فرمایا ہی کہ سحر
سفت بیضہ ایسا نہین ہی کہ کوئی اُسکو کر سکے ای ملکہ تم عیارون سے غافل نہ رہنا صنعت
نے کہا میری جانب سے عرض کر دینا کہ لونڈی ایک دم غافل نہین ہی جانسوز نے کہا ای ملکہ کیا
خاک ہوشیار رہو دیکھو جسکو تمھاری محافظت تھی وہ تو پس پشت کھڑے ہین یہ سننا تھا کہ صنعت
نے پھر کے دیکھا جانسوز نے حلقۂ کمند کے گانٹھ کر مارے کہ ساتون بند بجی ہو گئے وہ گھبرا کر اُدھر مڑی
اُسنے بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی حسب اتفاق یہ اکیلی لشکر کو اپنے اسلیے جاتی تھی کہ بادشاہ
نے کہدیا تھا اب تم زیادہ مجمع اپنے ساتھ نہ رکھنا تو اُسنے انھیں کنیزون سے کہا تھا کہ تم میرے
لشکر مین آنا بس یہ تنہا تھی کہ جانسوز نے بیہوش کرکے پشتارہ اِسکا باندھا اور لیکر روانہ ہوا
اور بہت جلد راہ طی کرکے اپنی بارگاہ مین پہونچا اور اُدھر خضر غلام نے آکر عمرو کو مجرا کیا خواجہ نے
کہا کہ مزاج اچھا ہی اُسنے کہا حضور مین تو اچھا ہون مگر صنعت آئی ہی اور اُسکا بیان ہی کہ مین
سحر سفت بیضہ تیار کرکے لائی ہون عمرو نے کہا خدا مالک ہی خواجہ تو کہکر چپ ہو رہے مگر مہرخ
اور بہار وغیرہ کا رنگ رخسار زرد ہو گیا اور بدحواس ہو گئین عمرو نے اُنکے چہرے کو دیکھا تھا
کہ اِنکو کچھ تردد بڑا لاحق ہوا بس استفسار کیا کہ ای ملکہ مہرخ و بہار کیون خیر تو ہی انھون نے
کہا خواجہ سلامت سحر سفت بیضہ بہت بڑا نایاب اور زبردست ہی رد اُسکا ہونا ہمسے تو کیا ساحران
طلسمات سے بھی ممکن نہین عمرو نے کہا نظر بافضال کردگار رکھو اور چپ رہو کچھ منھ سے نہ نکالو ورنہ
لشکر تمام بدحواس و بیدل ہو جائیگا یہی رہا تھا کہ جانسوز پشتارہ لیے آیا اور خواجہ کو اُسنے تسلیم
کی عمرو نے کہا کہ ای جانسوز بن قران آج تو بڑا مال لوٹ لائے کہ پشتارہ اُٹھ ہی نہین سکتا ہی کیا
کسی مہاجن کا گھر لوٹا ڈاکہ مارا جانسوز نے کہا مال سے بڑھکر یہ مال ہی مین صنعت غیبانی کو
لایا ہون بڑا ارادہ کرکے چلی تھی مہرخ یہ سنتے ہی اچھل پڑی اور جانسوز کو گلے سے لگایا اور کہا
تو نے بڑا کام کیا اچھا پشتارہ کو کھولو اُسنے پشتارہ کھولا لشکر کنیزان صنعت جو عقب صنعت
چلین لشکر مین آئین دیکھا کہ یہان صنعت نہین ہی غلغلہ کیا کہ نہین معلوم کہان گئین اور جب پتا
نہ لگا تو پھر کر افراسیاب مین آئین اُسنے پوچھا کہ ای گلزار جادو و ای گل خار جادو تم کہان آئین

اُنھون نے عرض کیا کہ ملکہ صنعت کا پتا نہین سنتے ہین کہ ایک ساحر راہ مین اُنکو ملا تھا اور
نامہ دار آپ کا اُسنے بیان کیا ملکہ نے سواری روکی اور ایک کنوئین پر اُترین وہین سے
غائب ہوگئین اب پتا نہین کہ اُنپر کیا گذری شاہ نے یہ حال سُنکر ایک قہقہہ مارا اور اپنے
دونون ہاتھو بند کرکے کھولے اور اُنکو بغور دیکھکر کہا یارو کیا غضب کے عیار ہین جانسوز بن
قران صنعت کو لے گیا ہی یہ کہکر شاہ نے دونون ہاتھ اپنے بلند کیے سب نے دیکھا کہ پنجے پیدا ہوئے
اُنسے حکم دیا کہ ای پنجہ ہاے سحر جلد بارگاہ مہرخ سے صنعت وزیر کو اور جانسوز بن قران کو اٹھا لاؤ
وہ پنجے جانب آسمان اُڑ گئے اور غائب ہوگئے بارگاہ مہرخ مین پشتارہ جانسوز نے کھولا تھا اور
جانسوز کھڑا تھا مہرخ نے کہا تھا کہ ٹھہر جاؤ مین وہ تلوار لے آؤن کہ جس سے ایسی زبردست ساحرہ قتل ہوسکے
یہ کہکر اُٹھی اور جانب سلیح خانہ گئی اُسوقت فلک پر بجلی چمکی عمرو نے تو جلد گلیم اوڑھ لی جانسوز نے
چاہا کہ بھاگ جاؤن ساحر سب گھبرا کے کھڑے ہوگئے یکایک آواز مہیب آئی اور پنجے فرستادہ
شاہ جادوان جو چمک کر گرے جانسوز کو اور صنعت کو اُٹھا لے گئے اسوقت ساحرون نے
نارنج و ترنج وغیرہ مارے اور مہرخ بھی تلوار برق کردار لیکر آئی مگر وہ پنجے قندیل فلک ہوگئے مہرخ
نے کہا یہ پنجے خاص افراسیاب کے بنائے ہوئے تھے اُنکا تعقب بیکار ہے ناچار خاموش رہے
اور پنجون نے دونون کو لے جاکر سامنے بادشاہ طلسم کے پہونچا بادشاہ نے جانسوز کو مسحور کر دیا
اور صرصر کو بلوا کر حکم دیا کہ انکو ہوش مین لاؤ صرصر صنعت کو ہوش مین لائی وہ ہوشیار ہوکر
حیران ہوئی کہ تو کہان آئی شاہ نے کہا کہ حیران کیون ہو یہ عیار تمکو لے گیا تھا مین نے اسطرح بچایا
ہی صنعت نے یہ سنکر اور غیظ مین آکر تلوار سحر کی کھینچی اور ایک ہی ہاتھ مارا اگر پڑتی تو جانسوز کا
پتا نہ معلوم ہوتا لیکن شاہ جادوان نے تلوار کو سحر سے روک لیا اور کہا ای صنعت میرے سامنے
نہ قتل کرو بغیر تیرے تیغے گذرے ہوے میرے سامنے قتل کرنا نہ چاہیے صنعت نے کہا مین اس موئے
کو الگ لے جاکر مار ونگی یہ کہکر پنجہ مین داب کر بعضب تمام ترے اڑی اُسوقت جانسوز کے پکڑ آنے سے
چالاک بھی دوڑا تھا اور صورت بدلکر بارگاہ حیرت مین آکر ٹھہرا تھا کہ پنجہ بہین لیکر آنیلگے غرض اب
صنعت اُسکو لیکر اڑی چالاک بھی پیچھے پیچھے اُسکے بطور مخفی روانہ ہوا لکھا ہی کہ دریاے خون کے دامان
کے پاس کچھ غار ہین اور کچھ پہاڑیان ہین کہ انکی گھاٹیان ہین اُنھین گھاٹیون کے قریب

ایک نشیب مین صنعت نے جانسوز کو لا کر اتارا اور خنجر نکال کر چاہا تھا کہ سر کاٹو ن
اُسوقت سحر نے خبر دی کہ اے ملکہ تمھارے پیچھے پیچھے چالاک بن عمرو بھی آتا ہے یہ اس خبر کو
معلوم کر کے تھم گئی اس اثنا رمین چالاک بھی ساحر بنا ہوا سامنے آیا اور اُسنے دیکھا کہ
صنعت خنجر کھینچے جانسوز کو قتل کیا ہی چاہتی ہے یہ دیکھکر اُسنے للکارا کہ او بڑھیا ڈھڈو
لکا تہ شیطان کی خالہ کیا اس مجبور و گرفتار کو قتل کرتی ہے ادھر آمیرا سامنا کر صنعت تو
معلوم کر چکی تھی کہ چالاک آتا ہی بس اُسنے اسکی باتین سُنکر کہا کہ ارے مونڈی کاٹے جوانا مرگ
کیون تیری شامت آئی ہے اسوقت تو میری محنت برباد کرنے آیا ہے مگر یہ ہونا نہین دیکھیو مار ڈالتے
ہین چالاک نے بجواب ان کلمات کے کہا کہ تو کیا مار ڈالے گی دیکھ یون ہم مار ڈالتے ہین اور
مارنے والے ایسے ہوتے ہین یہ کہکر ایک بیضہ غلے کیطرح غلیل مین رکھکر چلا کی تمام صنعت کی ناک پر
تاک کر جو مارا اسکی ناک پر پڑ کر وہ غلہ پھوٹ گیا اور اُسکو تڑاق تڑاق چھینکین آنے لگین بیہوش ہو کر
گری چالاک نے آتے ہی جانسوز کو رہا کیا اور خنجر نکالکر چاہا کہ صنعت کا سر کاٹ لے لیکن یہ ساحرہ
سخت جان وزیرہ شاہ جادوان ہے مرنا کم جانتی ہے بقدرت کردگار افراسیاب بعد فہمائش حیرت
اپنے باغ سیب کی طرف اُٹھکر چلا تھا اسطرف آنکلا اور اُسنے دیکھا کہ ملکہ صنعت تو بیہوش پڑی ہے
اور چالاک بن عمرو قتل کیا چاہتا ہے یہ دیکھکر اُسنے نعرہ کیا کہ باشید باشید منم افراسیاب جادو
چالاک اور جانسوز یہ نعرہ سُنتے ہی وہان سے کافور ہو گئے کس لیے کہ وہان غار اور گھاٹیان
تو بہت تھی ہین یہ دونون ایک ہی جست مین کسی گھاٹی مین پوشیدہ ہو گئے افراسیاب بھی اُن
عیارون کے ہاتھ سے زک اُٹھا چکا ہے جو پیچھا انکا نہوا اور صنعت کو بغچہ مین داب کر کے اُڑا جب وہ
جا چکا چالاک اور جانسوز بھی گھاٹی سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آئے عمرو انکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور
کہا اے فرزند کیونکر رہا ہوئے جانسوز نے سب حقیقت کہی کہ اسطرح صنعت مجکو قتل کرنے لگی تھی
مرشد زادہ نے یون جاکر اسکو بیہوش کیا اور افراسیاب آکر اُس قحبہ کو اُٹھا لے گیا ہم دونون بھاگ کر
یہان حاضر ہوئے خواجہ نے حال سُنکر کہا بہتر یہ کہکر دونون شریک انجمن عشرت ہوئے ادھر شاہ طلسم
جو صنعت کو لیکر چلا باغ سیب مین گیا ایک بیابان فرحت افزا مین پہونچا کہ اُس بیابان مین وہ
بہار جانفزا تھی جسپر گل اپنی شوخی نثار کرتا تھا رنگ گلبدن نامہ اُسپر قربان تھا ہزار جان سے بلبل

دل اپنا نثار کرتا تھا مردۂ صد سالہ وہان قدم رکھے تو زندہ ہو جائے ہوا وہان کی عیسیٰ نفسی فرمانے
جدھر نگاہ جاتی تختے لالۂ و نافرمان کے کھلے نظر آتے لالہ رخساران یاسمن پیکر کو شرماتے تھے ہرے
ہرے لہلہاتے بوئے گل سے مشام جان عالمیان معطر حکم فرما باد بہار دشت تاتار کیطرح سارا جنگل
معطر جانوران خوش ادا آہو و غزال رعنا سیر کرتے چرند جانور طائران متلون رنگ کلیلین کرتے
ٹکیریں جنگل میں راستہ چلنے سے جو پڑی تھین جادۂ کہکشان کو شرماتی تھین شجر ہر ایک طوبیٰ سے
دعوی ہمسری کرتا ہر ایک گل کے سامنے گل خورشید کا چراغ گل ہوتا نرگس کے روبرو نرگس چشمان دم
حیران سنبل ریحان کے سامنے گیسوے جانان پریشان غنچہ کے مقابل ہونا غنچہ دہنون کا واہیات
بات ہر سوسن کے سامنے دہن مسی زیب مات ہو سرو کو دیکھکر شمشاد قامت نے دیکھنے کا نام ہو جائے

پھول کے سامنے رُخ گلرنگ نے رو دینا آملائے کہ بموجب ابیات مسدس

کیا بہار چمن سحر کا عالم کہیے
لختِ دل اسکو اسے دیدۂ پُرنم کہیے
کبھی خاموش نہین اس چمنستان کے طیور
شبنمِ ان سے گل شمع تجلی کا ظہور

عمر بھر اسکو جو لیجے تو بہت کم کہیے
پتے پتے کھڑکنے مین ان کی [illegible]
نالۂ آتش نخل پہ تھے دار جیسے منصور
نالہ جب کرتے ہین آگ لگا دیتے ہین

گل کو گل جانیے شبنم کو نہ شبنم کہیے
غنچہ غنچے چٹکنے مین ہے بلبل کی تڑپ
نوک ہر خار زبان ارنی گو سر طور
پرتو سے ہین فلک شام مین جلا دیتے ہین

بیچ مین اُس صحراے فرحت بیز دلربا کے ایک بنگلہ جواہر کا بنا تھا جسکی گرداوری پر گنبد چرخ منقش
بلا گردان تھا بیچ آسمان اس بنگلہ پر تصدق ہزار جان تھا مجرا بین اسکی بروے خم ابروے حور آنکھ پر
نور کے تین جلمین اُسمین جھوٹی ہوئین مژگان یار کو شرماتین فرش پر تکلف مخمل کاشانی کا اندر
بنگلے کے بچھا تھا سائبان زر بفتی آگے کھنچا تھا چبوترہ پر آگے بنگلہ کے تخت جواہر کار گستردہ تھا گرد
تخت کے کرسیان یاقوت زمرد کی آراستہ تھین اندر بنگلہ کے مسندین جھپر کھٹ پیراستہ تھین سامان
عیش و نشاط وہان مہیا تھا گلابیان شراب کی کشتی مین لگی تھین خوان پر الوان نعمت بھرے ہوے چنگیرین جواہر کار
روبرو دھرے مسند زرنگار آراستہ تھین غرض کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اُس بنگلہ مین مہیا نہ تھا مسدس

الغرض پوچھیے جو وان عیش کا سامان دیکھا
آنکھ حورون پہ پڑی دفتر رضوان دیکھا

فرش و اسباب سے آراستہ ایوان دیکھا
فرش تا دور زر و اطلس و کمخواب کا تھا

گل نظر آئے تماشاے گلستان دیکھا
ہر جگہ نور عیان در مہتاب کا تھا

اُس بنگلہ مین جب بادشاہ تشریف فرما ہوا گوشہ ہاے صحرا سے پریزادان یاسمن پیکر آکر حاضر ہوئین اور

آداب بادشاہ کو بجا لائین بادشاہ تخت پر بیٹھا اور صنعت کو ہوشیار کرکے استفسار فرمایا کہ تم جانسوز
عیار کو پکڑ کر قتل کرنے لائین تھین خود کیونکر بیہوش ہوگئین اُسنے چالاک کا آکر للکارنا اور غلط
ناسب بیان کرکے کہا ای بادشاہ با ایمان خود اب بغیر مار ڈالے اس موے چالاک کے مین
باز نہ آؤنگی کہ اُسنے مُنھ پر میرے مجکو لگا تہ اور بیہوش کیا اور اسطرح شریر مجکو بیہوش کرکے قتل کرنا چاہا
شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ اگر مین تمکو نہ اُٹھا لاتا تو وہ کام تمھارا تمام کرچکا تھا صنعت نے بادشاہ کی بلائین
لین اور کہا آپ میرے مالک مختار ہین اگر آپ کنیز کی خبر نہ لیتے تو اور کون لیتا لیکن آپ ملاحظہ فرمایئے گا
کہ کسطرح اُس موے کو مین ہلاک کرتی ہوتی ہون بادشاہ نے کہا تم ان نابکار عیارون کے مُنھ نہ چڑھو
سحر ہفت بیضہ جو تیار کیا ہو اُس سے سب لشکر اسلام کو غارت کرو ان عیارون کی مین سیر کرتا ہون
اور تمھارا تو وہ مرتبہ ہو کہ جس سے کہو وہ ان موذیون کو مار ڈالے صنعت نے عرض کیا اب تو جو کچھ
ہو مین ای شہنشاہ بغیر چالاک باز نہ آؤنگی آپ مجکو نہ روکیے خلاف ادب ہو کہ حکم شہنشاہ نمانا
بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا بچی رہنا آگے تمکو اختیار ہو یہ سنکر صنعت کچھ دیر ٹھہر کر وہان سے رخصت
ہوکر روانہ ہوئی اور کچھ دور صحراے سبزہ زار مین سیر کرتی ہوئی پیدل آگے بڑھی تھی کہ ایک ساحر
لالہ زار جادو نام اسطرف سے آتا تھا اُسنے اسکو دیکھا اور قریب آکر سلام کیا پھر گلہاے کلام گلشن دہن
سے توڑ کر دامن حال مین یون گرائے کہ ای ملکہ آپ کہان سے اسوقت تشریف لاتی ہین صنعت نے
کہا شہنشاہ پاس گئی تھی لالہ زار نے کہا کہ میرا غریب خانہ قریب ہی وہان چلکر دو گھڑی آرام فرمایئے
پھر چلی آیئے گا کیونکہ بار بار تو آپ کا تشریف لانا اسطرف ہوتا نہین آج مین بھی سرفراز ہوجاؤنگی
زہے نصیب میرے جو وزیر اعظم شہنشاہ میرے کاشانہ مین تشریف فرما ہو صنعت نے کہا بھیا تم
سچ کہتے ہو اور ہمارے دوست ہو حقیقت مین پوچھو تو ہم تم ایک ہین اور وزارت لگوڑی کا کیا
گھمنڈ مین سر آنکھون سے تمھارے مکان پر چلتی مگر کیا کرون کہ مجبور ہون ایک کام ضروری درپیش
ہی آج تو مجکو معاف کرو پھر جب کہوگے مین حاضر ہونگی لالہ زار نے پھر اصرار کرنا مناسب جانا کہا
اچھا آپکی خوشی صنعت اُس سے بھی رخصت ہوکر اُڑی اور دریاے خون رواں سے اُتر کر بارگاہ
حیرت مین آئی حیرت کو اُسکی حقیقت گرفتاری کچھ معلوم نہ تھی پریشان حال ہوئی کہ ای
صنعت ساز اسوقت یکہ و تنہا کہان آئین صنعت نے کہا مین شہنشاہ کے پاس گئی تھی وہان سے

آئی ہون اور اب جاتی ہون سحر ہفت بیضہ کرنے اور رانی ملکہ کبھی تمنے عیارون کو اسطرح گرفتار
ہوتے نہ ملاحظہ کیا ہوگا جسطرح آج چالاک کو مین قید کرونگی اور بڑے عذاب سے مارونگی حیرت
نے کہا سامری ایسا کرین کہ یہ موئے غارت ہوئے سبکے سب ہلاک ہون اسنے کہا آج ایسا ہی ہوگا
کہ چالاک کی خاک بباد فنا اڑائی جائیگی قسم ہی جمشید کی کہ بغیر اس موئے کے گرفتار کیے مجکو چین
نہ آئیگا یہ کہکر اور دو جام شراب کے پی کر وہان سے غائب ہوکر اپنی بارگاہ مین آئی اور حکم دیا کہ ایک
خیمہ الگ سب سے استادہ کیا جائے ملازم فوراً حکم اسکا بجالائے اسنے اول بارگاہ مین بیٹھکر شراب پی کچھ
کھانا زہر مار کیا پھر وہان سے اسی خیمہ مین تنہا گئی اور ہر ایک ملازم کو حکم دیدیا کہ خبردار کوئی اس
خیمہ مین نہ آنے اور جو کوئی آئے ہرگز اندر آنے نہ دینا ملازم پہرے چوکی پر مقرر ہوگئے مگر خیمہ سے ہٹکر
ٹھہرے اور ادھر بارگاہ حیرت مین طائران سحر جاسوسان لشکر موجود تھے انھون نے یہ خبر ملکہ مہرخ سے
جاکر عرض کی کہ اسطرح صنعت افراسیاب پاس سے آئی اور لاف وگزاف بہت کچھ زبان پر لائی
اور قسم کھاکر اپنی بارگاہ مین گئی ہی کہ آج بغیر گرفتار کیے چالاک بن عمرو کے نہ رہونگی اسکا صمیم ارادہ
نسبت چالاک کے بدی کرنے کا ہی مہرخ نے کہا پروردگار چالاک کا حافظ ونگہبان ہی وہ کیا مجبہ
کر سکتی ہی عمرو نے بھی یہ خبر سُنی دل دھڑکنے لگا کھٹکا پیدا ہوا چالاک بارگاہ مین موجود تھا اُس سے کہا بیٹا
مجھے تمنے سنا اب تم پانچ چار روز خیمے سے باہر نہ نکلنا یہ ساحرہ بلائے بے درمان ہی چالاک نے عرض کیا کہ
ای پدر عالی قدر اگر میری قضا ہی تو کوئی روک نہین سکتا ہی اور جو قضا نہین ہی تو انشاء اللہ تعالی مارا
مین نے اس قحبہ کو کہ ابیات

| | | |
|---|---|---|
| دل اندر وفائے زمانہ بلند | ہر آنکو بزاید ببایدش مرد | کسے شخص زندہ بیسود بر |
| بغر جام خواہد کلاہم ربود | کہ یکسان نگردد سپہر بلند | مرا چرخ بسیار یاری نمود |

یہ کہکر فکر مین اپنے بچاؤ کے ہوا اور ادھر صنعت سحر ساز خیمہ مین
جاکر سحر اپنا تیار کرکے باہر نکلی اور گرمی ایسی اُس سحر کی تھی کہ اسنے حکم دیا کہ ایک میدان وسیع
اور سبزہ زار دیکھکر ایسے مقام پر کہ جہان دریا کا کنارہ ہو فرش عالی گسترده کیا جائے اور سامان
عشرت مہیا ہو ملازم حسب ارشاد فرش پر تکلف لیکر چلے اور دامن کوہستان مین جھیلین بہت سے
سبزہ زار مین ایک جھیل کے کنارے مقام پاکیزہ و فرح افزا دیکھکر بچھایا مسند لگادی کشتیان شراب
کی آراستہ کین گائنین خوش گلو زہرہ جبین آکر حاضر ہوئین صنعت آکر مسند پر بیٹھی اور دو جام شراب

کے پی کر ذرا آرام لیکر ایک تھالی برنجی اُسنے سامنے رکھی پھر ایک ارنا بھینسا منگوایا اُسکے ماتھے
پر سیندور کا ٹیکا دیا وہ ارنا گرد اُس تھالی کے گھومنے لگا اور اب اُسنے اتنا بڑا قد پیدا کیا کہ وہ بہ ستون
نظر آنے لگا بلاے مبرم کو شرمانے لگا مُنہ مثل قعرہ جہنم کے کھلا تھا بھینسا سر اُس سے خوف کھاتا تھا لابیات

| | | |
|---|---|---|
| بھینسا تھا کہ اژدر دہان تھا | قامت میں پہاڑ بے گمان تھا | اژدر کی طرح تھا شعلہ آور |
| پھنکار بھی اُسکی مثل اژدر | شیطان کی فوج کو بھگا دے | جب اپنی وہ شیطنت پر آئے |

جب وہ ارنا قد آور ہو چکا **صنعت** نے ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنا کر اُسکی پیٹھ پر بٹھا دیا
اور کچھ ہار ارنے کے گلے میں ڈالدیے اور سحر پڑھکے ماش کے دانے مارے کہ وہ پتلا زندہ ہو گیا
پس اُس پتلے سے اور ارنے سے حکم دیا کہ تم دونوں جاؤ اور جہاں کہیں **چالاک بن عمرو** ملے
گرفتار کر کے اپنی پیٹھ پر لاد کر لاؤ خبردار اس حکم میں میرے فرق نہ پڑے یہ حکم سنکر وہ ارنا روانہ ہوا
گویا آسمان ظلم کسی پر ٹوٹنے چلا اُدھر تو یہ ارنا چلا تاثیر سحر یہ ہوئی کہ چالاک کا بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے
دم گھبرایا اُٹھ کھڑا ہوا قاعدہ ہے کہ جس بات کی انسان کے لیے قید ہوتی ہے اُسی بات کو جی چاہتا ہے بمصداق
الانسان حریص علی ما منع غرض جب یہ اُٹھکر چلا عمرو نے کہا کہاں کا ارادہ کیا **چالاک** نے جواب دیا کہ میرا جی
گھبراتا ہے ذرا لشکر کی سیر کرونگا ہر چند عمرو نے روکا مگر اُسنے نمانا اور نکلکر بارگاہ سے بازار میں لشکر کی
آکر پھرنے لگا اُسوقت وہ ارنا اور پتلا لشکر میں ایک جانب سے نمودار ہوا سب نے دیکھا کہ پتلا اُسپر
سوار ہے لشکر میں اُسکی صورت زشت دیکھکر غلغلہ ہوا کہ ارے بھائی بچنا یہ نئی آفت آتی ہے خدا اس سے
بھی بچائے غلغلہ سنکر لوگ بھاگ کھڑے ہوے دکانیں بند ہونے لگیں مگر وہ ارنا کسی سے نہ بولا
اور **چالاک** کے قریب آپہونچا چالاک سمجھ گیا کہ یہ فرستادہ **صنعت** ہے تیری ہی تلاش میں
آیا ہے خیر رضینا بالقضا اس عرصہ میں اُس پتلے نے آتے ہی سینگ اپنے چالاک پر مارے چالاک
نے چاہا کہ پینترا بدلکر خالی دے مگر اُسنے سینگوں سے اچھال کر پیٹھ پر ڈالا پشت پر پتلا بیٹھا تھا
اُسنے گردن وکمر تھام لی چالاک بالکل بے قابو ہو گیا اور پتلا اور بھینسا اسکو لیکر روانہ ہوا ساحر
لشکر نے کہ چنداں بدحواس نہ تھے اور بہادر تھے اُنھوں نے پیکان تیر سحر مارے ناچخ و تیغ لگائے لیکن
اُس بھینسے اور پتلے پر کچھ اثر نہوا اور اتنو غل پڑ گیا کہ یارو بڑا غضب ہوا **چالاک بن عمرو** کو بھینسا
پکڑے لیگیا ہر کاروں نے دوڑ کر خبر ملکہ مہرخ کو بھی پہونچائی بارگاہ میں بھی تلاطم ہو گیا ہر ایک ساحر اور ساحرہ

رونے لگا عمرو نے آہ کی اور آبدیدہ ہوکر کہا کہ اے پروردگار عالم حافظ حقیقی تو ہی چالاک کا بچانے والا ہی کس لیے کہ اُس فحبہ صنعت نے قسم کھاکر میرے فرزند کو بلوایا ہی دیکھیے کہ اب کیا ہوتا ہی یہ کہکر بے اختیار اُٹھکر آپ بھی چلا جہرخ نے کہا خواجہ مین بھی لشکر لیکر آتی ہون عمرو نے کہا تمہاری سے یہ بات دور ہی مین جاتا ہون جو کچھ مجھ سے نہو سکے تو تمکو اختیار ہی جہرخ اور سب سردار تو دست بدعا ہوے اور لشکر مین جو غلغلہ تھا اُنکے افسرون کو بلاکر تسکین و دلداری فرمائی کہ مقدمہ عیاران ہی تمکو بدحواس ہونا زیبا نہین یہان تو یہ تدبیرین ہین وہان اژنا چالاک بن عمرو کو لادے ہوے سامنے صنعت کے آیا اور اُس تپلے نے پکار کر آواز دی کہ گنہگار سرکار عالی تبار حاضر ہی صنعت نے چند بچہ ہاے نوک جھٹکا کرکے تپلے اور بھیجے کو بھینٹ دیے کہ وہ تو پھر جیسے تھے ویسے ہوگئے پتلا آٹا ہوگیا اور اژنا جیسے قد کا تھا ویسا ہوا اور صنعت نے چالاک کو مسحور بے سحر کرکے پوچھا کہ کیون میان چالاک مزاج مبارک حضور کا کیسا ہی چالاک نے کہا جی ہان شکر ہی خدا کا اجتک تو زندہ ہون آگے کا حال نہین معلوم صنعت نے کہا اب کچھ فاصلہ تمسے اور موت سے باقی نہین ہی صرف میرے لب ہلانے کی دیر ہی چالاک نے کہا سنو اے ملکہ یہ شرط انصاف کی نہین ہی لڑائی مین ایسا ہی ہوتا ہی ہمنے تمکو پکڑ لیا تھا تمنے ہمکو قید کرلیا اُسوقت کہ جب تم قید ہوئی تھین افراسیاب نہ آجاتا تو ہم تمکو مار ہی ڈالتے اُسکا آنا تیرے جینے کا بہانہ ہوگیا اب معلوم ہوا کہ اے ملکہ تم بڑی زبردست ہو سرداران شاہ طلسم مین اور لشکر حیرت مین کوئی تمہارا ثانی نہین ہی پھر جیسی اولی العزم سردارہ ہو ویسا ہی انصاف بھی چاہیے میری خطا معاف کرو مین عمرو عیار کو اور امیر حمزہ کو چھوڑ دونگا اب تمہاری اطاعت کرونگا بلکہ تمام عمر غلامی سے سر نہ اُٹھاونگا یہ کلمات سنکر قہار جادو نام ایک ساحر نے کہا کہ اے ملکہ اب تو یہ اطاعت کرتا ہی چھوڑ دیجیے عیار بھی بے نظیر ہی عمرو کی عیاریون کا اگر جواب دیگا تو یہی دیگا صنعت ہنسی اور کہا ارے یہ بڑے دغا باز ہین بھلا یہ اور اطاعت کرینگے شہنشاہ نے کئی مرتبہ ایسی باتون پر اسکے باپ سے دھوکے کھائے برق فرنگی نے ایسی طرح فرمان برداری کا دم بھر اتھا پھر شہنشاہ کو قتل کرنا چاہا ابھی یہ اطاعت کرنے کو کہتا ہی ابھی چھوڑ دو تو ہمین کو مار کر چلا جائے گا ان مسلمانون کا یہ قول ہی کہ الولد سر لابیہ بیٹا خصلت پر

باپ کی اب اسکو مین کب چھوڑتی ہون یہ کہکر چالاک کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ارے موئے تو
مجکو کیون فقرہ دیتا ہی مین تیرے دم مین نہ آؤنگی بس ایسا کچھ عتاب و خطاب کرکے چالاک
کو زیر تیغ بٹھایا اس اثنا مین مہتر برق فرنگی کہ بارگاہ سے غل سنکر یہ بھی ہمرہائی چالاک
چلا تھا اس جھیل کے کنارے دور جا کر کھڑا ہوا اور گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی اُسنے مثل ایک پریزاد طلسم
کے بنائی زیور جواہر کا جسم پر آراستہ کیا لباس پُر زر زیب جسم فرمایا صورت رعنا رنگ روغن عیاری لگا کر
ایسی بنائی کہ پرستان سے صدقے ہونے آئی زلف چلیپا کی رسائی کہان سے کہانتک بیان ہو
دل کے ڈس لینے کو ناگن زلف پر گمان ہو زلف عنبرین کی بو جو موج طبیعت مین آئی عشاق کی نئی
سر سے پریشانی بڑھائی یہ معلوم ہوتا تھا کہ سودائے محبت عاشقان اس کافر کے سر چڑھا ہی ایکسری
جا پر اکٹھا ہو کر رہگیا ہی پیشانی پر ابروے خمدار کا ہونا درحسن پر نصب کیا آئینہ حسن نے قتل عالم کے
کے لیے یہ تلوارین بنائی تھین جو ہر وقت کھنچی رہتی ہین جب حیا ان انکا آتا ہی دل پہ چھریان چلجاتی
ہی چشم فتان کا دل عشاق بیمار نرگس کی طرح نرگسی چشمان ہزار روز نزار دام مین اُن لال لال ڈورون کے
کے گرفتار سامری کو انکے کرشمون سے حیرت کسی جادو مین بھلا ایسی کہان طاقت چہرہ تابان
مین بینی کی ضیا الف نور کا مہر درخشان مین کھنچا لب لعلین عقیق یمن کا دل خون کرے دانت ہیرے
کی کنی کو ہیرا کھلائے گوہر کو بے آب و تاب بنائے دہان تنگ جانان کو دہن اُسکا باتین بنائے
از سر تا پا ایک تصویر حسین کا نقشہ کہ ابیات

جان سو جان سے ہی خوبی بستان پہ نثار
سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہین انار
ٹوپیان باز پہ دو رکھی ہین یا بہر شکار
یا ہوئے قمقمے دو نور کے روشن اکبار
دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہین گویا
منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا
آگے تعریف مین خاموش زبان ہوتی ہی
بات پردے کی ہی پردے مین بیان ہوتی ہی
دل عاشق کو مگر تاب کہان ہوتی ہی
پردۂ شرم مین تشبیہ نہان ہوتی ہی
یان مضامین حیا خوب پسندیدہ ہین
دو مہ نو نئی صورت سے یہ چھپیدہ ہین

اس صورت سے تیار ہو کر نامہ شاہ طلسم کی طرف سے لکھکر مہر اُسپر بادشاہ کی کرکے جست و خیز
کرتا ہوا سامنے صنعت کے آیا اور راہ کترا کر بارگاہ کی طرف اُسکی چلا لوگون نے صنعت کو خبر دی کہ

دیکھیے پر بزاد خاص ملازمان طلسم سے بادشاہ کی منظور نظر معلوم ہوتی ہو آپ کے پاس کسی کام کو آئی ہو اسکو معلوم نہین ہو کہ آپ یہان ہین صنعت نے کہا خیر اسکی لو اور یہان بلا لاؤ ملازم حسب الحکم دوڑے اور برق کو بارگاہ کی طرف سے پھیر کر سامنے صنعت کے لائے برق نے آتے ہی سلام کیا صنعت نے کہا معلوم ہوتا ہو کہ میان چالاک کی کچھ خبر شہنشاہ کو پہونچی پریزاد نے کہا کہ بی بی حضور عالم کو سب خبر رہتی ہی بھلا انکو اور خبر نہ پہونچے سارے طلسم کا واقعہ انکے پیش نظر ہی لیجیے نامہ آپکو دیا ہو صنعت نے کھڑی ہوکر نامہ کی تعظیم کی اور پھر اسکو وا کیا مضمون اسمین یہ تھا کہ اے ملکہ صنعت سحر ساز ہمنے سنا کہ تم چالاک کو پکڑ لائین واقعی جو کچھ تمنے کہا تھا وہی کیا اب جو کچھ لائی ہو تو تاکید سے لکھا جاتا ہو کہ بغیر مارڈالے باز نہ آنا اس چالاک کو کیا قتل کیا گویا عمرو کو مار ڈالا اور لشکر مہرخ کو تمنے جیسے غارت کر دیا لیکن یہ امر ضرور کرنا کہ دشمن قریب ترین تمکو فریب دیکے کسی الگ مکان مین لیجا کر قتل کرنا اور بہت ہوشیار رہنا یہ مضمون معلوم کرکے گویا ہوئی کہ جب قتل کر ڈالا اور آپ بھی لڑنے مرنے پر آمادہ ہوئے تو پھر ڈر کسکا ہو اگر انکا پنجہ قابض ہو گیا تو وہ مار ڈالینگے نہین ہم انھین بھی قتل کرینگے لیکن شہنشاہ نے جو کچھ لکھا ہو وہ ہماری ہی بھلائی کے لیے لکھا ہو اچھا ہو تم یہان ٹھہر جاؤ شراب پیو ذرا آرام کرو مین عرضی اس نامہ کے جواب مین لکھتی ہون یہ کہکر قلم نکالکر عرضی لکھنا چاہی اسوقت خیال آیا کہ ای صنعت کہین ایسا نہو کہ یہ پریزاد کوئی عیار ہو اور تجکو دھوکا دینے آیا ہو سابق مین بیان ہوا تھا کہ اسکے پاس ایک تختی ہو کہ جسمین حال جسکا چاہتی ہو دریافت کرتی ہی اسوقت بھی اسکے خیال مین آیا کہ تختی دیکھ لے پھر عرضی تحریر کر بس اسنے گردن سے تختی اتار کر دیکھی اسمین معلوم ہوا کہ یہ برق عیار ہو تجکو فریب دینے آیا ہو یہ دیکھتے ہی اسنے اپنے ہاتھ سے چوڑی اتاری برق جو بیٹھا تھا اسکو معلوم نہین کہ مجکو پہچان چکی ہو اور اسنے چوڑی اتارتے ہی برق پر کھینچ ماری کہ وہ چوڑی ایک بھاری طوق بنکر برق کی گردن مین پڑ گئی اسوقت وہ پکاری کہ ارے موے برق فرنگی مین نے دریافت کیا کہ مجکو تو دم دینے آیا ہی اور مین جانتی تھی کہ تم سب چالاک کے چھڑانیکو آؤگے برق نے اسکے کلام کا کچھ جواب نہ دیا اور اسنے خنجر لیکر اب اپنے ان کا سر کاٹنا چاہا لیکن خواجہ عمرو جو روانہ ہوئے تھے کہ مین بھی جاکر برائے رہائی چالاک کچھ تدبیر کرون چنانچہ انھون نے آکر دور سے صنعت کو کنارے جھیل کے بیٹھا دیکھا پس گلشن عیاری کی سیر کی ایک گل مراد دلا دینے ناد کہ خوبی مین

بسان ہلال نوتھی زنبیل سے نکالی اور اسمین فرش بچھایا مسند آراستہ فرمائی کشتی شراب کی سامنے رکھی گلدستے بھی سامنے چن دیے پھر اپنے تئین رنگ روغن لگا کر افراسیاب کی ایسی صورت بنا تیار کیا تاج گوہر نگار سر پر رکھا قباے طلم کار رفذر راندود کو زیب بر فرمایا اسطرح اپنی آراستگی کی کہ نظم

بسر بر یکے تاج گوہر نگار | کہ بودش ز شاہان رایادگار | یکے چتر زرین بفرق سرش
کہ باشد زخور سایہ بر پیکرش | ہمان جوشن و خود و عیبہ بزر | بپوشید در زیر شان چون زرہ

جب اسطرح درست ہو چکا مور شنکھی پر آکر بیٹھا شست ہاتھ مین لی اور مور شنکھی کو روان کیا اسمین گھنگرو بندھے تھے وہ چھم چھم بولتے لگے اور مور شنکھی روانہ ہوئی صنعت چالاک ور برق کو قتل کیا چاہتی تھی کہ یکایک آواز چھم چھم کی آئی ایک کنیز نے کہا کہ اے ملکہ صنعت ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے تو یہ آواز چھم چھم کی کہان سے آتی ہے صنعت اُسکے کہنے سے تھم کر جھیل کی جانب دیکھنے لگی یکایک ایک کشتی کو دیکھا کہ بہزاران خوبی و ادا مثل رفتار معشوق کے جھیل مین روان ہے اور اُسمین شاہ طلسم مسند زر نگار پر بیٹھا ہے تاج یاقوت سر پر رکھا ہے تمام زمرد لباس مین جڑا ہے گلے مین موتیون کی بدھی پڑی ہے ہاتھ مین ایک گلابی الماس کی اُسمین شراب بھری ہوئی چالیس لونڈیان دردد گوش مرصع پوش دست بستہ کھڑی ہین صنعت بادشاہ کو آتے دیکھکر کھڑی ہوگئی اور جھک کر مجرا کیا ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ تشریف لائیے افراسیاب نے فرمایا کہ تم اپنے کام مین مشغول رہو مین سیر کرتا ہوا آگیا ہون یون ہی تماشاے آب کرتا چلا جاؤنگا صنعت نے کہا اب تو آپ تشریف لائے ہین لونڈی کی خاطر سے تشریف فرما ہو جیسے دو باغی نابکار عیاران زبردست قتل بھی ہوتے ہین اُنکے قتل مین شریک ہو کر ثواب بھی کمائیے افراسیاب نے پھر عذر کیا کہ اے ملکہ ایک سیر ہزار سودا تم اُنکو قتل کر دو مین اور کام کو جاؤنگا صنعت نے عرض کیا کہ کنیز مانگی نہین حضور لحہ بھر کے لیے ضرور آئیں شاہ نے فرمایا خیر تمھاری خاطر ہے یہ کہکر کشتی پر سے اترا صنعت نے سوا سو کشتی جواہر کی نذر دی مسند پر لے جا کر بٹھایا کچھ نگینے الماس کے پیشکش کیے افراسیاب نے کہا مین اسی واسطے نہین آتا تھا اسکی کیا ضرورت تھی صنعت نے کہا یہ سب آپکی دی ہوئی عزت ہے اسکو قبول فرمائیے شاہ نے سب نذر قبول کی اور کہا کشتی پر ایک کنیز کو دیدو وہ سب کشتی پر پہونچا دیگی گلابی شراب کی جو ہاتھ مین تھی اُسکو دکھا کر کہا کہ اے ملکہ دیکھو یہ شراب نو کشیدہ ہے اور بہت تحفہ ہے صنعت نے بہت تعریف

فرمائی اور گلدست اور زرین دست دو کنیزین سر پر کھڑی ہوئی رومال جھل رہی تھین اُسنے کہا کہ
پیارے یہان جو شراب کہ نئی کھچوائی گئی ہو وہ لے آؤ وہ دونون کنیزین دوڑین اور قرابہ اُٹھا لائین
صنعت نے کہا حضور اس شراب کو بھی نوش فرمایئے اور اپنی گلابی سے ہمکو پلایئے شاہ نے
کنیزون کو جو شراب لائین تھین پانچ اشرفیان جوڑان کی انعام دین صنعت نے افتخار شاہ کی
بلائین لین اور کہا اب شراب پیجیے شاہ نے گلابی جو ہاتھ مین تھی اُسکی شراب قرابہ مین ملائی اور
کہا تمتو شراب کباب کے جھگڑے مین پڑ گئین ان عیارون کو تو قتل کر لیا ہوتا صنعت نے
کہا اب آپ شراب پی لین تو قتل کرون کہا تم سحر اپنا اُتار دو مین مار ڈالون اُسنے حسب ارشاد بادشاہ
سحر دونون عیارون پر سے اُتار لیا بادشاہ نے فرمایا کہ لو اب یہ جام مین بھر کر تیار کر چکا ہون اسکو
پی لو تو پھر مین اُٹھکر قتل کرون صنعت نے وہ جام تسلیم کرکے لیا لیکن کھٹکا گذرا کہ شاہ نے پہلے مجرمون
پر سے سحر کیون دفع کرا یا ای صنعت تختی دیکھ لے یہ خیال کرکے اُسنے گلے سے تختی کو اُتار کر دیکھوں عمرو
سمجھ گیا کہ مقرر یہ تجکو پہچان گئی پس اُسنے جلد دو چار حقہ ہاے نفطی بیہوشی آمیز کمر سے نکالے اور اُدھر
صنعت نے تختی دیکھی معلوم ہوا کہ یہ عمرو عیار ہی افراسیاب بنکر آیا ہی یہ معلوم کرکے رنگ اُسکا سفید
ہوگیا اور تیور پر بل آگیا عمرو تو پہلے ہی اپنا مطلب مفہوم کر چکا تھا بس پکارا کہ منم عمرو بن امیہ و نعرہ
کرکے حقہ نفطی جو داغ کر مارے دود بیہوشی بلند ہوا اور صنعت گھبرا اُٹھی کہا لیا نہو مین جل جاؤن
اُٹھنا تھا کہ یہ بیہوش ہوکر گری اور کنیزین بھی دو تین حقے مارنے سے بھاگتے وقت بیہوش گئین دونون
عیار چالاک اور برق تو فوراً حقہ مارتے ہی بھاگ کر پوشیدہ ہوگئے اور لوگ بارگاہ صنعت سے
سے دوڑے کہ کیا آفت آئی عمرو نے اُس جلدی مین کچھ اسباب تنذرنبیل جال مار کر لیا اور جھپٹ کر
کشتی پر اُسکو بھی تنذرنبیل کیا اور اپنا راستہ پکڑا یہان ساحرون نے آکر باران سحر برسایا کہ دھوان
برطرف ہو ملکہ صنعت کو ہوش آیا سب کہا کہ بلا کے عیار ہین سب محنت میری خاک مین ملا دی
پھر یہ مونڈی کاٹے کہان جاوینگے میرے ہاتھ سے کہکر اپنی بارگاہ مین گئی اور بغیظ و غضب خیال
بیر یہ ہوئی کہ عیارون کا تعقب کرنا بیسود ہی طبل جنگ بجوا کر مہرخ وغیرہ کو غارت کر دے یہ تو
اس خیال مین بیٹھکر مصروف شراب خواری ہوئی اُدھر چالاک برق و عمرو بھاگ کر بارگاہ مہرخ
مین آئے مہرخ اور سب سرداران انکو دیکھکر خوشنود ہوئے اور حال رہائی استفسار کیا اُنھون نے جلد

ماجرا بیان کیا مہرخ نے فرمایا کہ صنعت بہت بڑی ساحرہ ہی وہ تمسے کسی سے ماری نجائیگی اب ایسا کام نہ کرنا کہ اُسکو خواہ مخواہ جاگر ستاؤ عیاروں نے کہا جیسا مناسب ہوگا عمل میں آئیگا یہ کہکر شریک جلسۂ عشرت ہوئے اس عرصہ مین وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ صناع قدرت نے اپنی قدرت کاملہ کی صنعت دکھائی روشنی مین تاریکی ظاہر فرمائی رات دن گنبد گردان کی سر شام بحکم صنعت نافرجام نفیر سحر کو دم ملا طبل جنگی گڑگڑایا حیرت کو بھی خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی اُسنے کہا کہ ملکہ صنعت دعوی کر کے طلبیدہ شاہ طلسم آئی ہین انھین کو لڑنے دو کیا ضرور ہی کہ تم دخل دو یہ تو خاموش ہو رہی صرف اتنا کیا کہ لشکر کو حکم تیاری کا دیدیا اسلیے کہ لشکر لٹ نہ جائے حفاظت ضرور چاہیے اُدھر بھی ہزارہا ساحر کا لشکر تیار ہونے لگا اور جاسوسون نے جاکر یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ نوبت جنگ و جدال آئی یعنے **نظم**

ترے حشمت و جاہ و جلال و قدرت خدا
جہان مین شہرہ عطارد جو ہی فلک کا دبیر

فلک شکوہ ستارہ چشم خدیو جہان
کہ تیرے حکم کے آگے ہی سہل امر خطیر
روان ہو طبع کا گر مرکب ظفر سیکر

ترے جلال کو کن لفظوں مین کروں تعبیر
ترے مجرد و خضر کا ہی سدا محتاج
تو تابہ شام کرے روم و شام تک تسخیر

ای بادشاہ صنعت نے طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیریت ہی مہرخ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اُدھر بھی نفیر سحر بجی طبل و بوق گڑگڑائے اب اُس شب کو یہ عالم تھا کہ **نظم**

جلوۂ ماہتاب نور فشان
صبح محشر کی سی درخشانی
خدانے مجاہد بنایا ہمین
لب تیغ کی بوسے لیوے اجل
سعادت سے ہو جانفشانی کرے

پردۂ سایہ ہم قماش کتان
اُس شب مجاہدان دینداری کے
سر قتل کفار پایا ہمین
جلو مین ہمیشہ دوان ہو ظفر
یہان اور وہان کامرانی کرے

ذرہ ذرہ غبار نورانی
یہ ولولے تھے کہ مثنوی
دم اُس دست بازو کو دیوے اجل
رکاب اپنی پکڑے روان ہو ظفر
دربار دسبار مہرخ نامدار نے سوتے

سے برخاست کیا ہر ایک غازی صف شکن اپنی بارگاہ مین آیا سلح خانے کھلگئے ہتیار نکلنے لگے سحر خوانی ایکطرف کو شروع ہوئی دفلے اور بانسریان بجین بیرون کو بھیٹین ملین کڑاھیان چڑھ گئین دُھرو کی آواز پر پیر فلک کا ایسا پڑا انا بیر ناچنے لگا ستمگری پہ آمادہ ہوا مریخ نے بھی زحل کی شاگردی کا دم بھرا قتلو ایا مریخ پڑھا بغض و نفاق مین طاق ہوا شہرۂ آفاق ہوا آفتاب نے مریخ سے دوستی کرلی کہ ایسا نہو مجھپر آتش سحر کی آنچ آجائے یا مین حفاظت بجا رہا جبتک رہتا ہی

اُسی دن کے خون سے آجتک کیا قیامت تک لرزان و ترسان رہیگا ہمیشہ کانپا کریگا دنیا میں بھی ہلچل پڑ گئی زوال دنیا کہ ہمیشہ سے تیرہ رو ہے آجکی شب کالی سوانی بنی غبار زمین سے اُڑتا تھا یا مجذوب دہر جوش میں آکر خاک اُڑاتا تھا ایک طرف تلوارین خون چاٹنے پر دشمن کے جوہر دانت لگائے تھین خنجر برانے دکھاتے تھے نیزے سرکشی جتاتے تھے گرز اُٹھاتے تھے کمانین چلاتی تھین کہ او بہادران لوگ تم کہ لیز نامردی نہونا خطا کرو اُن میں نام نہ لکھوانا قربان عروس شجاعت ہوجانا کہ ابیات

یہی اب تو کچھ آگیا ہے خیال | کہ گردن کشوں کو کریں پائمال | بہت کوشش و جان نثاری کرو
کہ شمشیر کو جاری کرو | ہوا مجتمع لشکر اسلام کا | اگر ہوسکے وقت ہے کام کا
سمجھ لو جو کچھ بھی رہی تمکو تمیز | نہ جان آفرین سے کرو جان عزیز | کسی کو نہین ہے اجل کی خبر
کہ آجا کے بیٹھے ہوے اپنے گھر | تو مقدور کہ کا کہ آنے نہ دے | تن خستہ سے جان کو جانے نہ دے
تو بہتر یہی ہے کہ جان کام آئے | پس مرگ تربت میں آرام آئے | ابھی ہنگامہ قیامت زا میں آخر وہ

شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ کحل الجواہر شب دیدۂ دہر سے یہانتک شبنم سحر دھو گیا اور مہر تابان ضیا بخش

و فروغ گستر عالم ہوا کہ ابیات

صبح کا دم بھی ڈر سے کیا نکلا | گیا خیال و گمان کی نیرنجات | اتنی بہت سا تانگ اور تھوڑی رات
ہوگیا جون سحر ہر اک تن دق | مہر نکلا کو کانپتا نکلا | اڑ گیا رنگ رو برنگ شفق

صبح کو مہرخ نامور بعد کروفر تخت سحر پر سوار ہو کر جانب جنگاہ چلی فوج ساحران بے شمار ہمراہ ہوئی بہار و زلزلہ و لرزان و طاؤس تخت و طاؤس سحر پر سوار ہین میں رونق بخش صد بہا طاران سحر ہر اک کے سر پر سایہ فگن بالشتون اور ولو نیز جو بن پہنچے دلاورون کا غل تو رات ہی سے تھا کہ ابیات

تو سی صبح دھوم اٹھا مین ہم | فتنہ خفتہ کو جگاتی ہیں ہم | غلط اب قیامت آئی ہے
تیرہ روز دون کی شامت آئی ہے | راز شب آشکارا ہوتا ہے | شور محشر دوبارہ ہوتا ہے

غرض بہادر اکڑتے بل کرتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے بڑے جاہ و جلال سے وارد میدان قتال ہوئے اسطرف سے صنعت اپنا تخت چالیس اژدرون پر کھنچوائے اور اُسپر اسباب ساحری لیکر سوار بعزم کارزار ہوئی فوج بے قیاس ہمراہ لائی ساحر دنگی پرے جمائے صفوف آراستہ ہوئیں ابر سحر برسا میدان غبار سے بسان آئینہ پاک و صاف ہوا بجلیان گرین درخت آڑ جو تھے جلگئے کہ طبل و بوق بجے دونوں طرف دلاور بے تخت مہرخ قلب لشکر میں ٹھہرا جب آراستگی لشکر ہو چکی صنعت کی طرف سے

ایک ساحر نابکار زنار جادو اجازت حرب لیکر میدان مین نکلا اور گلشوری دکھاکر پکارا کہ ای مہرخ
نمک حرام بھیج کسی کو میرے مقابلہ مین مہرخ نے یہ نہیب سنکر اپنے لشکر کی طرف نگاہ کی ایک ساحر کوہ جوالا موسوم
داؤدیہ کا ساکن مدہمات جادو نام نکلا اور مہرخ سے اجازت لیکر اپنے ہنس آتشبار کو آگے بڑھایا
زنار کے آگے گیا اور طالب حرب ہوا زنار نے ایک نارنج سحر پڑھکر اوسپر مارا اوسنے دستک دی کہ نارنج
زمین مین گر کر سرد ہو گیا پھر اوسنے جواب مین نارنج کے ناریل مارا کہ اوسکے سینہ پر پڑا ہر چند اوسنے رد کیا
مگر کچھ نہوا اور ناریل سینہ کو توڑ کر نکل گیا اور زنار مر کر زمین پر گرا غلغلہ اوسکے مرنیکا بلند ہوا مدہمات
نے پھر مبارز طلبی کی صنعت کی جانب سے طرار جادو نام ایک ساحر اوسکے مقابل مین آیا اور اوسنے
آتے ہی ایک تلوار برق کردار سحر کی مدہمات پر لگائی وہ شمشیر برق نہاد مدہمات کے سر پر آئی
اوسنے بھی ہر چند رد کیا مگر کچھ نہوا دو پرکالے اوسکے اوسنے کیے یہ ماجرا دیکھکر مہرخ سے اجازت لیکر
جرار جادو نے قدم اپنا جانب جنگاہ بڑھایا اور مقابلہ طرار مین آیا اوسنے گرز آتشین اوسپر مارا اوسنے رد
کر کے ایک پیکان سحر کا مارا کہ سیدھا طرار کے پیٹ مین در آیا اور وہ ہلاک ہوا صدا آئی ہیہات آئین
آتش صنعت نے ایک ساحر خونخوار گرز انداز نام کو حکم دیا کہ تو جاکر معرکہ رزم مین کچھ کام کر بہادرون مین اپنا
نام کر وہ نخوت شعار و بدکردار گرز سحر دوش پر رکھے شکل دیو خبیث کے نعرے مارتا اور بسان فیل مست
جھومتا سامنے جرار کے آیا اور آتے ہی گرز اپنا اوس بیچارے کے سر پہ لگایا ہر چند اوسنے سنبھالنا چاہا
مگر موت نے فرصت نہ دی بھیجا پاش پاش ہو گیا تڑپ کر ہلاک ہوا اوسکے مارے جانے سے جبتک
کوئی اوسکے مقابلے مین آئے آئے اوسوقت تک یہ گرز ہلاکر صف لشکر پہ جا پڑا لشکر صنعت مین ڈھول
اور ناقوس بجنے لگے اور خونخوار نے جسکے گرز لگایا پیوند زمین اوسکو بنایا جب جھپٹ کر گرز لگاتا تھا
پانچ پانچ کے سر پھٹ جاتے تھے لشکر مین تلاطم برپا ہوا کہ ارے یہ اودھمی کھوپڑی کا آدمی دشمن بدین
بڑا غضب ڈھا رہا ہے کوئی اس بات کے سر نہین ہوتا کہ گرز مین اسکے کونسا سحر جانگزا ہے
جس سے بھیجا پھٹتا ہے ہر ایک اپنے سر کی سلامتی چاہتا تھا اور خونخوار اپنی خونخواری دکھاکر
گرز لگاتا چلا جاتا تھا جب صف اول وغیرہ سے گذر کر اوس مقام پر پہونچا کہ جہان سرداران لشکر
استادہ تھے اور ملکہ بہار پر حملہ آور ہوا چاہا کہ ملکہ مذکور پہ گرز لگائے ملکہ کے ہاتھ مین ایک چھڑی
تھی جسمین ہار لپٹا ہوا تھا بس وہی چھڑی گرز کو خالی دیکر جو اوس مفسد پر لگائی تو چھڑی سے کھلکر

گلے مین اسکے پڑ گیا ایسا بوجھ اُس سحر کے ہار کا تھا کہ خونخوار زمین پر بیٹھ گیا بہار اپنے تخت پر سے
اُتری اور قریب اسکے آکر اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت کی نکالی اُسمین سیندور بھرا تھا اُس
سیندور کا ٹیکا اُسکے ماتھے پر دیدیا اور پوچھا کہ تو ہمارا دوست ہی یا دشمن اُسنے اُس غزال صحراے رعنائی
اور بدر کمال آسمان زیبائی کا جمال جو دیکھا دست بستہ عرض رسا ہوا کہ اے ملکہ مین آپکے غلام کا غلام
ہون جو حکم فرمائیے بجا لاؤن ملکہ نے فرمایا کہ اگر ہمارا عاشق زار ہی تو معشوقہ تیری عازم کارزار
ہی تو ہی اُسکے عوض جاکر جانبازی کر ہنر شجاعت کے دکھا اگر بجگر آئیگا معشوقہ دلنواز کو پائیگا تمام
عمر مزے اڑائیگا اُسنے عرض کیا کہ پھر کس کو جاکر قتل کرون بہار نے کہا صنعت سحر ساز کا سر لاکر
میرے قدمون پر نثار کر اور بعد اُسکے قتل کے اور جو اُسکے ہمراہ سپہ سالاران لشکر ہین انکو ہلاک
کرنا اُسنے عرض کیا بہت خوب یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور لشکر صنعت کی جانب چلا سینہ دیکھا تو خونخوار
گرز انداز صف لشکر سے ہنوز کہ گرز مد بھرا آتا ہی ہر ایک نے دیکھکر خوشی کی اور کسی نے اسکو اپنا
طرفدار سمجھکر روکا نہین اور اُسنے بھی صفوف لشکر مین کچھ غل نہ کیا جب طلب لشکر مین قریب صنعت
پہونچا پکار کر ادی او تجہ غیبانی مالزادی صنعت سحر ساز خوب تو نے مجکو بہکا کر میری معشوقہ سے
لڑوا دیا ہوناہے اسکو یہ کہکر ایک گرز آتشین شعلہ ور صنعت پر لگایا صنعت نے خیال کیا کہ اب
یہ کسی طرح ہوش مین نہ آئیگا کیونکہ مسحور کیا ہوا ایسے کا ہی کہ شاہ جادوان بھی جسکے مسحور کردہ کو ہوش
مین نہین لاسکتا ہی بس یہ سمجھکر گرز کو تو خالی دیا اور ایک نارنج جھولی سے نکالکر خونخوار کے سینہ پر
کینہ پر لگایا کہ سینہ کو اسکے وہ نارنج توڑ گیا اور وہ مرگر کر صداے آفت زا برپا ہوئی بعد موت خونخوار کے
ہنگامہ گیر و دار کے صنعت پر غضب طاری ہوا اور پکاری کہ اے بہار مردار نے بڑا غضب ڈھایا کہ میرے
سردار کے باغ ہستی پر خزان لائی اور اُسکی طائر جان کو قفس سے صیادی کر کے گرفتار قفس اجل اور نشانہ
خدنگ مرگ بنایا اب مین خود اسکا بدلا بادشاہ لشکر بہار سے لونگی یہ کہکر تخت زرنگار جانب میدان
بڑھایا اُسوقت کل لشکر کے ترسول و نیسول بلند ہوئے علمون کی وہ جلوہ طرازی سردارون کا ماہ پیادہ
بیلنا نیا لطف دکھاتا تھا صدمہ نقارہ ہاے شتری و فیل سے گوش فلک کر ہوا جاتا تھا غرض بڑے شوکت و
شان سے وسط میدان مین پہونچکر نیرنگی سحر دکھانے لگی آگ پتھر برسانے لگی پھر للکاری کہ او مہرخ آ میرے
مقابلہ مین تجھے بہت سر چڑھایا ہی آج اس سرکشی کا مزا دیکھو مہرخ نے یہ نعرہ سنکر تاج کو اُتارا اور دل بادگاہ خالق

دعا کی کہ ای ظفر بخش عاجزان خالق شمس و ماہتاب ان کو فروغ دیگا تو اس عاجزہ کو سب کچھ بن پڑیگا
الٰہا مجھکو اس کافرہ پر مظفر و منصور کرنا یہ دعا کر کے چاہا کہ میدان مین جائے خواجہ عمرو بھی اس جنگ مین جو
تھے انھون نے کہا ای ملکہ یہ اچھا نہین اگر تم اس تجہ کے مقابلہ مین جاتی ہو تم نہ جاؤ کہ بادشاہ لشکر ہو
مہرخ نے کہا خواجہ سلامت کنیز ان حمزہ صاحبقران مشہور ہو کر حریف کے پکارنے پر لڑنے نہ جائین
یہ تو غیرت مقتضی نہین ہی اب اس کنیز کو اجازت دیجیے عمرو اس کلام سے خاموش ہو رہا
اور ملکہ نے تخت اپنا آگے بڑھایا اسوقت بہار مجمور وغیرہ اسطرف کے بھی سردار سب پاپیادہ
ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ہم لوگ آخر کس روز کے لیے ہین ہمکو اجازت دیجیے کہ جاکر جان فدا
کرین ملکہ نے ہر ایک کو تسکین و تشفی دیکر رخصت کیا علمون کو جلوہ ملا یہ نقارون کی صدا کا حال تھا نظم

| کرتا ہی رقص تخت پر نقار خانے کے<br>وہ جو سب آسمانون کے اوپر ہی آسمان | شہنائی صدا کو جوش سنکے آسمان | آوازۂ دمامہ نوبت سے گونج اٹھا |
|---|---|---|

غرض بہزاران کر و فر یہ رن ولا و مقابلہ صنعت مین برابر آپہونچی
صنعت پاس ایک تلوار آبدار برق کردار کہ ہنگام ضربت دو لکڑی کی ہوتی ہی کمر سے کھینچکر اور
افسون اسپر دم کر کے حملہ کیا مہرخ نے بھی تلوار سحر کی کھینچی دونون چلنے لگین اسنے سر باندھا اسنے کمر کو بچایا
بجلیان رن مین چمکنے لگین آفت کی گھڑی تھی اجل دونون کی سر پر کھڑی تھی کوئی زخم کاری دونون
کے نہ لگا اسوقت صنعت کو غصہ آیا اور اسنے شمشیر زنی سے ہاتھ اٹھاکر ایک صندوقچہ اپنی بغل سے
نکالا اور اسکو کھولا سو پنجہ آہنین سے نکلے اسنے حکم دیا کہ ای پنجہ ہای سحر اس مبارزہ کو جو مجھ سے
لڑ رہی ہی پکڑ لیجاؤ وہ پنجہ سو کے سو ملکہ مہرخ کی دست و کمر و گردن مین لپٹ گئے ہرچند اسنے زور
کیا آگرانکے پنجہ سے چھوٹنی مگر رہائی نہ ملی اور وہ پنجے اسکو اٹھاکر جانب آسمان گئے اور قندیل فلک
ہو گئے ہرچند کہ ساحران نامی نے کد و کوشش چھڑا لینے مین کی لیکن کچھ نہوا اور صنعت نے طبل آسائش
بجوایا لشکر میدان سے پھرے یہان بہار و مجمور وغیرہ تمام سردارون نے غم مین گرفتاری مہرخ
کے گریبان چاک کیے لشکر مین تلاطم پڑ گیا کہرام ہر جگہ برپا ہوا لشکر پھر کر اپنے مقام
آسائش پر آئے لیکن آرام لینا کیسا جان مضطر کو قرار نہ تھا خیمہ غمکدہ بنگئے تھے قناتین کھینچی کر زمین
منہ ڈھانکے رو رہی تھین پلٹنون مین نعرہ بہادری کے عوض نالہ و شیون برپا تھا ماتم کا عالم بجا تھا
ڈہل و نقارے سرپیٹتے تھے سردار آستینین گریبان چاک کیے باتین حسرت و افسوس کی کر رہے تھے اتنے مین

اس گردونِ دوں کا عجب طور ہے ظلم کا ہمیشہ سے دستور ہے کسی گلِ تر یا سمن دیکھ سکتا ہے گلشن کو خارِ غم دیا ہے برباد کیا ہے بلبل اسی کے جور سے فصل خزاں دیکھکر سیاہ پوش ہمیشہ رہتی ہے رنج و غم سے نالہ و شیون کرتی ہے بحر میں اسی کے ستم سے جوش ہے دل سے پیدا خروش ہے پانی لبِ ساحل سے ہر دم سر ٹکراتا ہے کنارہ بھی کنارہ کیا چاہتا ہے غرض ایک جانب ملکہ بہار دل فگار تھی ایک جانب ملا لہ زار و ناتوان بیقرار تھی یہ ہر ایک کا حال تھا کہ

ابیات

یہ آہیں کھینچتے تھے سب مشوش
دم گرم انکی سے اکثر گئے جل
تھے انکے سوزِ ہجراں سے وہ بیتاب
کہ پڑ جاتے ہیں چھالے زبان پر

غم دوری سے منہ کے جگر خون
کہے تو ہو گیا سب دشت آتش
جلا آتش سے انکی کوہ صحرا
نہایت مضطرب تھے مثل سیماب

وہ سب آوارہ تھیں مثل مجنون
درخت و برگ و دریا کوہ و جنگل
ہوئے سب خشک جلد اور دریا
لکھوں کیا انکا سوز جان مضطر

لشکر میں جب یہ تلاطم برپا ہو رہا تھا وہی شیرباب نام تھا اُسنے زبان تسلی و تشفی کو بہر دلداری کھولا اور کہا کہ اے بہار دیکھو رو رو کر اپنی جان کو کھوتے ہو بارہا ایسا ہوا ہے کہ صرصر گرفتار ہوئی ہے مگر بعد خدا نے رحم کیا ہے چھوٹ آئی ہے پروردگار عالم اُسکا حامی و مددگار ہے اور وہی نگہبان ہے ایسا ہی تو اسوقت کہ جب کوئی امر دشوار ہو تبھی وقت حال پتا جاہ کر اب خاطر جمع رکھو میں جاتا ہوں اور خبر لاتا ہوں اور پتا اگر ملگیا تو چھڑا کر لاؤنگا تسے بحکم خدا لاؤنگا یہ کہکر قصد سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا اور عیار بھی بہر عیاری اُسکے عقب میں چلے لیکن صنعت سحر ساز کا ایک مقام سیرگاہ ہے کہ یہ وہاں جاکر سیر کیا کرتی ہے اور کچھ سحر بھی تیار کرتی ہے سامنے گلشن نگارین لگا ہے سبزہ لہلہاتا پھولا پھلا ہے بنگلہ جواہر کا تعمیر ہے نہایت دلپذیر ہے اور یہ مقام اس پار دریائے خون رواں کے قریب شہر تاپرسان ہے چنانچہ وہ بچہ جو صرصر کو لیکر اُڑے اسی سیرگاہ میں لائے اور صنعت بھی اپنے لشکر کو چھوڑ کر اسی مقام پر آئی اور بچوں سے صرصر کو لیکر ایک صندوق میں بند کیا اور با احتیاط تمام اُس بنگلہ میں رکھا اور ایک پتلا آرد ماش کا تیار کر کے بشکل صرصر سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہوگیا اُسکو غل و زنجیر پہنا کر تحت سحر پر ڈالکر مراجعت کر کے لشکر میں آئی یہاں تمام لشکر میں اُسکے نالہ و شیون مطیعان ہلالم سنکر خوشی ہو رہی تھی ہر ایک آتشین بغلگیر ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ ملکہ صنعت بڑی زبردست ہے کسی کا مقدور کب ہے کہ انکا سامنا کر سکے شاہ طلسم بھی انکی خاطر کرتا ہے یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ صنعت آ کر پہونچی سب نے دیکھا کہ ملکہ صرصر طوق و زنجیر میں گرفتار ہمراہ ہے غرض صنعت نے یہاں پہونچکر سامنے اپنی بارگاہ کے

دارا شادہ کرائی اور جلاد دن کو طلب کیا چبوترہ ریگ کا بنا یا گیا بوریا فلاکت بچھایا گیا اسپر مہرخ کو بٹھایا ادہر خواجہ عمرو بھی صورت بدلے اسکے لشکر مین پھر رہے تھے صنعت کے آنے کا غلغلہ سنکر بہ ہیئت مبدل اسکی بارگاہ مین آگئے یہان یہ سامان دیکھا کہ سراپچہ بارگاہ کے اٹھے ہین اور مہرخ قتل ہوا چاہتی ہے انھون نے چاہا کہ کچھ دستہ یا بادون اور مہرخ کو عیاری کرکے چھڑاؤن لیکن ٹھہر گئے کہ دیکھون کیا ذکر قتل کرو ہوتا ہے ادہر لشکر بھی تماز ہو کر گرد چبوترے کے جہان مہرخ بیٹھی تھی استادہ ہوا اور لشکر کے لوگ عیش و عشرت کرنے لگے دانشمندون کی زبان پر یہ جاری تھا کہ ابیات

کرین کیا جور گردون کی شکایت

| | | |
|---|---|---|
| جہان دیکھو اسی کی ہے حکایت | نہین یہ دیکھ سکتا خانہ آباد | کہ ہو کوئی کسی ڈھب سے کہین شاد |
| ستائے بن نہین کچھ کام اسکو | کہان ہے ظلم سے آرام اسکو | نہین معلوم منظور اسکو کیا ہے |
| بڑی جتون سے کانٹو دیکھتا ہے | کمر بس ظلم پر اسنے ہے باندھی | یہ ظالم ہے گرا دینے کو آندھی |

استطرف تو یہ غلغلہ بپا تھا ادہر صنعت کو خیال آیا کہ تو نے جو قتل کے لیے اس شبیہ مجرمہ کے اسقدر تاخیر کیا ہے اس سے کیا فائدہ ہے جلد تر قتل کر ڈالنا چاہیے یہ سوچکر خود آپ اٹھی اور بڑھکر دستک جو دی ایک برق چمک کر جو گری تلوار کا کام کر گئی مہرخ کی ہشبیہ کی گردن جدا ہو گئی سر کو حکم دیا کہ سامنے لشکر مہرخ کے لیجا کر ڈالدو ساحر دیتخ سر لاکر روبرو لشکر پھینکدیا مگر قہار جادو نے اس جلدی کو دیکھکر کہا کہ ای ملکہ صنعت یہ آپ نے کیا کیا کہ مہرخ کو مار ڈالا اگر افراسیاب چاہتا تو اب تک کب کا مار ڈالتا اسکو کچھ کو منظور تھا جو نہ قتل کیا اب تمنے بغیر اجازت اسکی مار ڈالا برا کیا حیرت سے بھی اجازت نہ لی کر کاش کہنے کو ہوتا تمنے ملکہ حیرت کے حکم سے قتل کیا مقرر افراسیاب جادو خفا ہوگا آپ نے پہلے اطلاع کر لی ہوتی جو حکم شاہ ہوتا وہ کرتین صنعت نے بجواب اسکے چپکے سے اس سے کہا کہ ای قہار تم سچ کہتے ہو لیکن مین بھی بیوقوف نہیں ہون عمرو تو وہان شکل کنیز کھڑا ہی تھا اسنے بھی کان لگائے کہ دیکھون کیا کہتی ہے اسوقت صنعت نے کچھ لکھکر قہار جادو کو دیا اسنے پڑھا مگر عمرو پشت پر کھڑا تھا اسنے بھی پڑھا لکھا تھا کہ ای قہار مین مہرخ کو قید کرائی ہون یہ چلا تھا کہ جسکو مین نے مار ڈالا ہے اور میری سیرگاہ جو ہے فلان مقام پر وہان مہرخ صندوق مین بند ہے بہت احتیاط سے چھوڑ کر آئی ہون مین ایسی نادان تھی کہ بغیر حکم بادشاہ مار ڈالتی مہرخ کچھ میری گنہگار نہ تھی یہ مضمون جو قہار نے پڑھا ہنسا اسوقت صنعت نے دیکھا کہ ایک کنیز پشت پر کھڑی ہے اسکو یقین ہوا کہ بیشک اس کنیز نے بھی یہ مضمون

پڑھا بس ہو چکی کہ اسکو نگاہ سحر سے دیکھے اگر عیار ہی تو گرفتار رہیں تو اور کچھ ہوشیاری کرنا اور ہوشیار ہو تو
کنیز کو بلا کر حفاظت در اب پر قیدگی راز کے تاکید مناسب ہی یہ سوچ کر اُسنے بنگاہ تیز و گرم جانب عمرو دیکھا
عمرو سمجھا کہ یہ مجھکو پہچان گئی بس فوراً عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گیا صنعت کو یقین ہو گیا کہ یہ عمرو
عیار تھا کیونکہ فوراً غائب ہو جانا اُسی کے ہونے کی دلیل ہی اب راز آشکارا ہوا ہی ایسا نہو کہ جا کر مہرخ کو رہا کرا دے
اب مجھکو چاہیے کہ مقام سیرگاہ سے مہرخ کو لے جا کر اور کہیں رکھ دینا چاہیے تاکہ یہ پتا نہ پائے ایسا کچھ سوچ کر یہ بھی
جانب سیرگاہ روانہ ہوئی ادھر لشکر مہرخ میں بہار و مخمور وغیرہ کو بھی خبر پہونچی کہ ملکہ مہرخ کو صنعت نے
مار ڈالا اور سر کٹا کر آپکے لشکر کی طرف پھنکوا دیا ہی یہاں ماتم تو برپا ہی تھا اور زیادہ تر شیون و نوحہ کی صدا
بلند ہوئی اور سبنے ارادہ کیا کہ اب زندگی بیکار ہی چلکر لشکر صنعت تباہ کرنا چاہیے اسوقت ملکہ
بہار جادو کہ بعد مہرخ یہ بادشاہ لشکر ہوئی ہی اُسنے فرمایا کہ لڑنا ہر وقت ہو سکتا ہی اور بغیر لڑے چارہ ہی نہیں
اب مسلمان ہو کر ساحروں کا ساتھ تو دینگے نہیں پھر افراسیاب ضرور ہی لڑیگا اسوقت اتنی دیر صبر کرنا چاہیے
کہ چونکہ ہم مطیع ہیں یعنے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری وہ تشریف لائیں اور اُنسے پوچھ لیں جیسا کچھ وہ فرمائیں
اُسپر عمل کریں ہر ایک نے کہا بہت مناسب ہی چنانچہ یہ سب تو اس امر پر دل لگا کر ٹھہرے لیکن رعد جادو
اور برق ان دونوں نے صلاح کی کہ جبتک اور سردار لڑنے کو جائیں اُسوقت تک اپنی فوج لیکر ہم دونوں
لشکر صنعت پر جا گرین کس لیے کہ ہمارا اب ٹھکانا نہیں ہی افراسیاب ہمکو مار ڈالیگا پھر لڑ ہی کے
مر جائیں تو بہتر ہی یہ مشورہ کر کے دونوں باہر بارگاہ کے نکلے اور لشکر سے اپنے حکم دیا کہ تم ہمارے
عقب میں تیاری کر کے آنا ہم دونوں صنعت کے لشکر پر جا کر گرتے ہیں یہ حکم دیکر شتاکر دونوں
طرفۃ العین میں دس لشکر گمراہ کے قریب آکر پہونچے یہاں تو سب خوشی ہو رہے تھے اور غافل تھے
اور علاوہ اسکے مالکہ بھی اُنکی نہ تھی بس اسی غفلت میں اُن دونوں نے اُنکا کام کیا یعنے رعد
قریب لشکر ساحران آکر چیخا اس زور سے آواز لگائی کہ زیر زمین گاؤ زمین تھرائی ساحران لشکر بعض
بیہوش ہوئے بعض کے بھیجے نکل پڑے اوپر سے کڑ کڑ کی صدا بلند ہوئی اور ملکہ برق جادو چمک
چمک کر گرنے لگی جب گری ساٹھ ساٹھ اور ستر ستر کے خرمن جان کو اُسنے جلا دیا غضب کی بجلی گرنے لگی لشکر میں
تلاطم پڑ گیا اُس جلدی میں سوائے بھاگنے کے اور کچھ بن نہ آیا گروہ گروہ اٹھکر بستروں سے اور خیموں سے
نکلکر بھاگے جدھر جسکا منہ اٹھا چل نکلا ہنگامہ آفت خیز و قیامت انگیز برپا ہوا برق اُڑی اور

ترچھی ہو کر گرنے لگی لشکر کو برق تھر نے جلا کر خاک سیاہ کرنا شروع کیا رعد کے چیخنے اور برق کے
گرنے سے غار زمین مین پڑ گئے لاشین جھلسی ہوئی ہر طرف ڈھیر نظر آتی تھین خیمے جل رہے تھے بارگاہین
آتش خانہ تھین گویا زمین بھی نار آتشین گرتی تھی ایسی کچھ دلکو لگی تھی کوئی ایسا نہ تھا جو آگ لگا کر پانی
کو دوڑتا شور قیامت زا برپا تھا کہین جو زمین نار آتش کسی جا لڑکے لشکریون کے نفس آفت برپا کیا بیات

لگا چھٹنے ہر اک سو توپخانہ | ہراسان جسکی آتش سے زمانہ | کہون کیا مین ہوا جو تیر باران
جوانون نے پیا لبس کی بے پیکان | کرون کیا دشنۂ ناوک کی تقریر | کہ پہلو آنے لگے قندیل پر تیر
ہوئے ساحر بہت جل جلکے بے نشان | ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار | شرار برق جادو سے ہو بیتاب
اڑے اپنی جگہ سے نکل سیماب | یہ ہنگامہ اسلیے تیر و خنجر سے بھی ہوا کہ فوج برق بھی عقب مین آکر

گری تھی اور بھاگنے والون کو مارے تلوارون کے پرزے اڑا دیا تھا دھڑ پر دھڑ اور مردے پر مردہ گرا تھا وہان
ملکہ صنعت سیرگاہ مین اپنی جا کر پہونچی اور صرصر اسکی کو لیکر جانب لشکر مراجعت کرکے آئی اسلیے کہ حیرت
وغیرہ سے پوچھکر اسکا کام ہی تمام کر ڈالون غرض یہان جو آکر پہونچی تو عجب آفت برپا دیکھی کہ ہزارہا لاش
پڑی ہے دخت سب مُردون سے بھرا ہے سارا لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہے لوگون کو بھاگنے کا راستہ نہین
ملتا ہے برق جادو چمک چمک کر گر رہی ہے فوج اسکی لڑ رہی ہے رعد برنگ عد چیخین مار رہی ہے یہ حال
دیکھکر بغیظ و غضب تمامتر پرواز کرکے چلی اور قریب برق پہونچکے اپنے بالون کا ایک کوڑا بنا کر جو مارا تو وہ تازیانہ
وبال جان برق جادو ہوا دست و پا و کمر مین لپٹ گیا جیسے کوئی رسن ظلم مین بندھتا ہے اسطرح برق
اُسمین بندھ گئی صنعت نے جھٹکا مارکر کھینچ لیا وہ زمین پر آ گری رعد امان جان کہتا ہوا دوڑا اُسنے
اُسی تازیانہ کو حکم دیا کہ باندھ لے اسکو بھی تازیانہ اسکے بھی لپٹنے چلا لیکن رعد بزور سحر بھاگ کر ایک
طرف کو نکل گیا اور وہان گر پڑا صنعت سمجھی کہ رعد بھاگ گیا بس اُسنے ورد سحر کیا کہ لشکر برق بھی
متفرق ہوا اور سب بھاگ کر جانب صحرا روانہ ہوئے صنعت صرصر اور برق کو لیکر بارگاہ مین آئی اور تخت
پر متمکن ہوئی غلغلۂ آمد صنعت بلند ہوا بھاگا ہوا لشکر پھر مراجعت کرکے آیا عمرو جو حال دریافت کرکے جیرہ صنعت
کی طرف جانے کا عازم ہوا تھا چنانچہ جب صنعت خود یہان سے گئی تو عمرو ٹھہر گیا اب جو غلغلۂ آمد کا
ہُلّی سُنا بلد صورت اپنی اُسنے شکل ایک ساحر کے بنائی ماتھے کو اپنے ہلدی وغیرہ سے رنگا کنپٹیون پر
گل خوشنما بنائے ماتھے پر نام افراسیاب کا اسطرح لکھا کہ کندہ کیا ہوا معلوم ہوتا تھا دھوتی بادلہ نگار

باندھی تمام بدن مین سیندور کے ٹیکے دیے سینہ پر تصویر جمشید کی بنائی منقل آتشین ہاتھ
مین لیکر بارگاہ صنعت کی آیا اور اسکو سلام کرکے کہا اے ملکہ شہنشاہ جادوان افراسیاب عالیشان نے
مبارکباد دی ہے اور یہ نامہ دیا ہے صنعت نے اٹھکر نامہ کی تعظیم کی اور نامہ طلب کیا ساتھ ہی خیال گذرا
کہ ملکوآتے دیر نہین اور نامہ آتے دیر نہین مقرر یہ ساحر کوئی عیار ہے معلوم کرکے سحر سے دریافت کیا معلوم
ہوا گمان اے ملکہ آپ کا درست ہے اُسنے ہاتھ پھیلا دیے کہ لاؤ نامہ دو عمرو کو اگر وہ تختی دیکھتی یا انکو لوح تی
کو معلوم ہو جاتا کہ تجکو پہچانا وہ تو اسنے گمان سے اپنے اوپر شک کرکے نامہ مانگا اُنھون نے نامہ ہاتھ پر رکھ کر دیا
اُسنے دونون ہاتھ اُنکے پکڑ لیے اور مسحور بہ سحر کرکے پکاری کہ پاش او عیار پہچانا مین نے تجکو اب کہان
جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب چاہے خفا ہو یا خوش ہو کہ تم دونون سرکردہ لشکر ہو مین تم دونون
کو قتل کرونگی عمرو نے اُسکی باتون کا کچھ جواب نہ دیا مگر انکی گرفتاری کا بھی غلغلہ ہوا کہ میان ملکہ عالم کیا خوب
نصیب مین دیکھو عمرو کو بھی انھون نے پکڑ لیا باہر بارگاہ کے برق فرنگی صورت بدلے تدبیر مین عیاری کے
کھڑا تھا اُسنے جو یہ غل سُنا جلد علیحدہ جاکر اپنی صورت مثل ملکہ حیرت کی شکل بنائی اور چالاک بن
عمرو بھی پھرتا ہوا اسطرف آنکلا اُسنے برق کو شکل تبدیل کرکے دیکھا یہ بھی قریب اُسکے آیا اور کہا بھائی
حیرت شہزادی ہو اکیلے انکی صورت بنکر نجاؤ مین خدمتگار کی صورت بنکر تمھارے ساتھ چلتا ہون
یہ کہکر برق بنے تو تاج شہریاری سر پر رکھا آنچل لچکا دوپٹہ اوڑھا پائجامہ اطلس زرانداز کا پہنکر زیور
سے اپنے تئین آراستہ کیا اور چالاک نے چنی ہوئی چپکن پہنی پگڑی تمغہ دار سر پر باندھی جیب پاک سی
لگایا اور ملکہ نقلی کے ہمراہ ہوا ملکہ نقلی خرامان خرامان پیدل جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوئی صنعت
کو کنیزون نے خبر پہونچائی کہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین وہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ ان مجرمون کے قید
ہونے کی خبر سنکر آئی ہین پس بارگاہ سے بہر استقبال باہر آئی باادب تمام تسلیم بجالائی اور اندر بارگاہ کے
لیجا کر تخت پر بٹھانا چاہا برق یعنے حیرت نقلی نے تعریف بہت کچھ کی کہ اے ملکہ صنعت واہ واہ کیا
کام کیا ہے اور تعریف کے بعد قریب برق جادو آئی دو طمانچے اُسکے آہستہ سے لگائے اور کہا اے لعنت
ہو سامری کی ملکہ شہنشاہ ایسے مالک سے تونے بگاڑ دی پھر مخاطب بجانب صنعت ہو کر بہت کچھ ملامت اُسکو بھی
کی یعنے کہا کہ کیون او نمک حرام یہ ہماری مہربانیان اور احسان اور شاہ جادوان کی عنایتین بھول گئے
بھلا دی کہ تیری تو ہی کہ چاہا مکر مالک کیا شہزادی بنایا اور تجکو ان سب حقوق کو فراموش کرکے بادشاہ مجھ جاہ سے کیا

اس لعنت ملامت کے کرنے میں چُپکے سے برق اور مہرخ سے یہ بھی کہا کہ میں ہوں حضرت برق فرنگی
جو کہوں اُسکا بُرا نہ ماننا اور جو کچھ تم سے قبول کراؤں قبول کرنا میری راے پر اُسوقت رہنا مہرخ اور برق
برق کو حیرت نے معلوم کرکے بہت خوش ہوئیں اور برق بہت کچھ خوش ہوا غرض ان دنوں پر کے قریب صنعت
بدسیرت جاکر بیٹھا اور چالاک سر پر اُسکے رومال جھلنے لگا اسمین برق جادو نے ہاتھ باندھکر عذر کیا کہ اے ملکہ
حیرت لونڈی نے جو کچھ کیا اُسکا بدلہ پایا خوب سزا مجکو ملی اب واسطہ سامری و جمشید کا آپ میری خطا
کو معاف کریں دوبارہ مجھسے ایسی تقصیر نہوگی جب اُسنے بہت منت خوشامد کی اُسوقت حیرت نقلی نے
کہا کہ اے صنعت دیکھو یہ منت کرتی ہے اِسکی خطا معاف کی تم بھی معاف کرو اپنا سحر اُتار لو صنعت
نے کہا کہ میں صدقے گئی آپکے فرمانے کی بات ہے آپ خطا معاف کریں اور میں نہ کروں میری مجال ہے
یہ کہکر سحر پڑھا کہ وہ کوڑا جو رسی کی طرح بندھا تھا وہ اُسکی کمر سے کُھل گیا جب یہ رہا ہوئی برق اس فکر
میں تھا کہ اب صنعت کو بیہوش کرکے خواجہ وغیرہ کو بھی رہا کروں لیکن جاسوسوں نے خبر جنگ کرکے قید ہونے
برق کی ملکہ حیرت کو بھی پہونچائی اور پھر دوبارہ یہ خبر دی کہ آپ کی صورت بنکر ایک حیرت اور
صنعت کے پاس بیٹھی ہیں اور اُنسے برق جادو کو تو رہا کر لیا ہے اب اور کچھ فتور کیا چاہتا ہے بس یہ سنتا
تھا کہ حیرت یکہ و تنہا پرواز کرکے چلی اور ادھر صنعت کو بھی خیال آیا کہ یکایک حیرت کے آتے ہی
برق جادو مطلع بھی ہوگئی اور مجھ سے سحر بھی حیرت نے اُتروا لیا اسمین کچھ فتور ہے بس یہ خیال کرکے منھ
اپنی تختی کو دیکھا وہ تو تختی دیکھتی تھی برق فرنگی نے طلسمکندے کا تھپڑ جو مارا سا تو ان بندھی ہو برق چالاک
نے جو میدان دیکھا سمجھی کہ پھر ہم مقید ہوجائینگے یہ سمجھکر اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ مہرخ اور عمرو پر صنعت کے سحر
کا اثر آ رہا برق نے ایک خنجر میں تو عمرو کو اور دوسرے میں مہرخ کو دبا لیا اور پرواز کرکے چلی ادھر یہ سنگ
مارکر چاہتا تھا کہ کھینچے صنعت وہ ان خنجر اسمین سے نکلی برق اور چالاک دونوں سر اُٹھا کر بھاگے
بارگاہ میں غلغلہ ہوا کہ اسے بھائی لینا جانے دینا گھیرنا لیکن یہ عیار مثل برق جہندہ کو نذر کر کے نظر وں سے غائب ہوگئے
اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ ملکہ حیرت جو اُڑکر چلی تھی اُسنے بھی غلغلہ سنا اور برق جادو کو دیکھا کہ عمرو اور مہرخ کو
بغل میں دابے لیے جاتی ہے یہ دیکھتے ہی پکاری کہ ارے او بدبخت کہاں جاتی ہے میں بھی آپہونچی بس قریب برق
پہونچ کر چاہتی تھی کہ کوئی سحر کرے وہاں اتفاق سے رعد جادو بھی اسی فکر میں پڑا ہوا تھا اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا
ایک چیخ جو ماری ملکہ حیرت کا سر چکر میں آیا اور سمجھی کہ بیہوش ہو جاؤنگی اُڑنا چھوڑکر زمین پر اُتر کی کھیل گئی

آگے آگے بیہوش ہوگئی برق زبسکہ عمر وغیرہ کو لیے تھی اسوجہ سے وہان نہ ٹھہری اپنے لشکر کی طرف چلی
اور یہ باعث بھی طرح دینے کا ہوا کہ اسکو معلوم ہے حیرت اور افراسیاب مارے نہ جائینگے غرض برق
کو عقل کئی چالاک اور برق عیار لشکر مین آئے مگر برق جادو گھبرائی ہوئی تھی اپنی دانست مین
کو سمت لشکر چلی لیکن سمت اسکا اور جانب اٹھ گیا شانا مار کر کوسون نکل گئی اب جس مقام پر یہ پہونچی ہے
حال اسکا لکھا جائیگا لیکن صنعت کا ماجرا سنیئے کہ جو حلقہ ہاے کمند سے نکلی تو دھوان نکلی ہوئی بہت
بلند ہوگئی تھی اب بعد چلے جانے عیارون کے بہ بارگاہ مین آکر پہونچی یہان کسی کو بھی مجرمون مین سے
نہ پایا بہت رنج اسکو ہوا غمگین صورت بنا کر سنانے مین تخت پر بیٹھی اسین قہار جادو وغیرہ بھی بھاگ
آگئین اور ان سبنے اسکو رنجیدہ دیکھکر بلائین لین کہا داری کیون چہرہ آپ کا اداس ہے صنعت نے
کہا کیا غضب کے عیار ہین کہ ہر بار مجکو انکی ذات سے صدمہ پہونچتا ہے وہ ذلیل کرکے چلے جاتے ہین قہار
نے عرض کیا کہ ای ملکہ آپ کی بلا غم رنج کرے بھلا ہم ایسے جادوگر ہون اور ان عیارون کے ہاتھ سے
زک اٹھائین تو بجا ہے آپ کو زک دینا واقعی انھین کا کام ہے مگر پھر بھی یہ مجال ظاہر کہ ان مفسدون
نے شہنشاہ ساحران کو ذلت دی حیرت کو بیہوش کئی مرتبہ کیا ہے پس یہ مقام آپ کے رنج کرنے کا نہین
ہے کوئی اس ذلت کو ذلت نہ کہیگا صنعت نے کہا تم سچ کہتی ہو مگر میرا ارادہ مصمم ہے کہ اس صرصر کو دونین
گرفتار کرکے سزا دون افسوس ہے کہا داری صرصر کئی مرتبہ قید ہو چکی ہے اب وہ بھی جل کر لیگی خبر
لڑائی پڑی ہی ہوئی ہے حضور خاطر خوش فرمائین آرام کرین رنج دل مین جانے دین صرصر بھی قید ہوگی
اور صرصر پکڑ گیا ہے سب ہی باقی ہین انکو پہونچینگے کیا کوئی بچ رہیگا اور تو یہ شہنشاہ سے طلسم مین بھاگ کر کون
رہ سکتا ہے ہم شرط بد کے کہتی ہین کہ صرصر وغیرہ کا جاہ و جلال چند روز کا ہے ایکدن یہ سب غارت ہوجائینگے
صنعت نے ان سبکے سمجھانے سے حکم دیا کہ خاصہ نعمتخانہ مین چنا جاے حسب ارشاد ملکہ والا خادمان مطبخ
عمل مین لائے دسترخوان آراستہ ہوا صنعت آکر بیٹھی اور اس عرصہ مین ملکہ حیرت جو صدمہ رعد سے
بیہوش ہوگئی تھی اسکی بھی آنکھ کھلی رعد و برق وغیرہ کا کہین اتہ پتہ نشان بھی نہ پایا بہت خفیف ہوئی
اور خیال کیا کہ تنہا تو ناحق آئی ابر نے مجکو دھوکا دیا پس پتلے بنائے اور انہین پر جو کے بٹھا کے زندہ
ہو گئے انکو زخمی کنیزین مقرر کین اور ہمراہ لیکر پرواز کرکے بارگاہ صنعت مین آئی دیکھا صنعت کھانا
کھانے مین مصروف ہے اور صنعت حیرت کو دیکھکر بنا بر تعظیم اٹھی اور عرض کیا کہ آئیے کھانا نوش فرمائیے کہا تو بھی مگر بنا مل

ہونا یاد کرکے آنکھ نیچی کرلی اور نہایت شرمندہ ہوئی حیرت نے اسکو خجلت زدہ دیکھکر فرمایا کہ ای ملکہ صنعت سحر ساز کچھ فکر نہ کرو اور شرمندہ نہو ان عیارون نے کس کو باقی رکھا ہی جو ذلیل نہین کیا ہی شہنشاہ تک کو دھوکے دیے ہین مجھپر ہزارہا عیاریان کی ہین مصور جادو بنکر جمشید سامری کی تصویر لیکر یہی عمرو ہی تو چھاپے آتے تھے انھون نے کیا کیا غوطے نہین کھلائے غرض ملکہ حیرت کے سمجھانے سے صنعت نے کھانا کھایا ہاتھ منھ دھوکر شراب پینے لگی ادھر چالاک عیار جو بھاگ کر بارگاہ کو گیا تھا بارگاہ مین پہونچکر سوچا کہ یہان ٹھہرنے سے کیا حاصل باہر چلکر پھر کوئی عیاری کرو ایسے مین صنعت گھبرائی ہوئی ہی اور زیادہ اسکو پریشان کرنا واجب ہی مثل مشہور ہی کہ زدہ را بتوان زد اگر اس عیاری مین صنعت پر پنجہ قابض ہوگیا اور اسکو قتل کیا تو تونے مار لیا تو بڑا کام کیا ایک دشمن صعب سے گویا تمام لشکر نے تیری طرف سے نجات پائی غرض ایسا کچھ سوچکر صورت اپنی شکل ساحر کی بنائی اور جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوا یہان حیرت نے صنعت سے کہا کہ ای ملکہ تجھنے دعا کیا ہی شہنشاہ سے کہ مین سحر ہفت بیضہ کرونگی پھر وہ کیون نہ کیا اور لڑائی کرنے لگین مین حیران ہون کہ اس سحر کے کرنے مین کیون عرصہ کیا ہی صنعت نے کہا کہ اسمین اسباب کی ضرورت ہی اور وہ یہان نہین اور کوئی شخص ایسا نہین کہ جسکو مین پتا دیکر بھیجون کہ وہ جاکر اسباب مطلوبہ لے آئے اب میرا قصد ہی کہ خود ہی جاؤن اس زمانہ مین مین نے چاہا تھا کہ یون ہی کام نکلجائے تو کاہے کو سحر ہفت بیضہ کرون مگر مجھے معلوم ہوا کہ ان کمبختون نے بڑا زور پیدا کیا ہی یون یہ قتل نہونگے چالاک بن عمرو جو سپاہی بنا یہان آگیا تھا اور چھپا کھڑا ہوا ایک گوشہ مین یہ باتین سن رہا تھا اس اثنا مین ملکہ حیرت کے ملازم وغیرہ تخت طاؤس ملکہ کا بھی لیکر یہان آئے راہ مین انکو صرصر اور صبا رفتار عیاریان ملین پوچھا کہ یہ کس کے لیے سواری لیے جاتے ہو انھون نے کہا کہ ایک عیار رونق نے آکر صنعت کو ستایا تھا اسکو ملکہ حیرت وہان تشریف لے گئی ہین عیارون کا نام سنکر عیاریان بھی ہمراہ ملازمان ہولین کہا ایسا نہو حیرت پر بھی کوئی عیاری عیار کرین غرض یہ سب لیکر بارگاہ صنعت مین پہونچے سواری دروازے پر ٹھہری ملازمان عیاریان اندر بارگاہ کے آئین ہر ایک نے حیرت کو مجرا کیا صرصر کو حیرت نے دیکھکر پوچھا تم کہان آئی ہو عرض کی اطلاع کا حال سنکر حاضر خدمت ہوئی کہ شر سے عیارون کی جہان تک ہوسکے آپ کو محفوظ رکھین حیرت نے کہا وہ چیز ہم دیکھین دونون عیاریونکے ہاتھ دکھادیے صنعت نے تعجب سے کہا کہ ای ملکہ حیرت یہ فاحشہ کو ہم نہ کبھی نہ سمجھے حیرت نے کہا میان صرصر و صبا رفتار وغیرہ کی مدد سے آگئین اور

ثان کچھ بتا دیتے ہین کہ بھاگو دھوکا نہو چنانچہ تمنے کیا پردہ ہے انگوٹھیان ڈیں ہین کروہ میں تھکیتی
ہون چالاک بن عمرو صرصر کے آنے سے دروازہ بارگاہ کے اندر ٹھہرا ہوا تھا کہ مخفی ہون لیکن
اپنے مقام پر تھا کہ سب باتین سنتا تھا اُسنے حیرت و صرصر کا بیان بھی سنا اور فکر عیاری کرنے لگا
اسمین صبا رفتار جانب دروازہ آئی وہان چالاک کو اُسنے دیکھا پہچانا اور چالاک بھی سمجھ گیا
کہ اُسنے مجکو پہچانا پس فوراً قریب آکر کہا اے ملکہ کہان جاتی ہو ذرا ادھر تو آؤ مجکو کچھ تم سے کہنا ہے صبا رفتار
اگرچہ عیار دیکھ خوفناک ہوتی ہے اُسکے ہمراہ تو ہوئی مگر ساحروں کو اشارہ کرتی گئی کہ اسکو پکڑ لو چالاک نے
صبا رفتار کا ہاتھ تو پکڑ لیا تھا اب جو اشارہ کرتے اُسکو دیکھا ہاتھ چھوڑ کر حسب کر کے بھاگا بیرون دروازہ
نکل گیا اُسوقت بارگاہ مین غل ہوا حیرت نے پوچھا کہ ارے یہ غلغلہ کیا ہے صبا رفتار دوڑ کر سامنے
آئی اور عرض کیا کہ عمرو کا بیٹا جو نیا آیا ہوا ہے وہ آیا تھا اور مجکو لگئے جاتا تھا ساحروں کے ڈر سے بھاگ
گیا یہ سنتا تھا کہ صنعت نے اپنا ہاتھ دیکھا اور عرض کی کہ مجکو معلوم ہو چالاک کہان بھاگ کر گیا ہے معلوم
ہوا کہ لشکر کے کنارے ایک درخت ہے وہان اسوقت ہے بلکہ زیر درخت غافل بیٹھا ہے یہ معلوم کر کے اپنی جگہ سے اُٹھی
اور اسی درخت کے نیچے جہان چالاک تھا پہونچی پہنچتے ہی تیار ہوگئی گرفتار کر کے بارگاہ مین لے آئی اور ایسا سحر
ہوئی کہ چالاک پر سحر بھی نہ کیا یونہی اُسنے حیرت کے لا کر ڈالدیا اور کہا اے ملکہ دوران ایسے موقع کی
یہ اوقات ہے جو فی خورون کی کہ جب قصد کرون پکڑ لاؤن ایسے تو لمڑ ہین مگر یہ وہ ایسا مشتاق ہے کہ ہنس نہ
سکتے ہی ہین حیرت نے کہا تم کچھ شہنشاہ کا پاس نہ کرو میرے سر کی قسم اسکا ابھی ابھی کاٹ ڈالو کہ
سمجھو نکلی اگر بادشاہ کچھ کہیلے اسکی قسم ہے مجکو سامری کی کہ جو ہون کرینگے تو لشکر کو آگ لگا کر نکلجاؤن
اور سلطنت کو خاک مین ملاؤن یہ سنتا تھا کہ صنعت نے تیغہ بجاؤ کے کہا اس بچہ کا سر کاٹ
ڈال وہ جو آکر قریب پہونچی دیکھا کہ اُسکا تو رنگ زرد ہے ناگ کا بانس اُلٹا ہوا ہے ہاتھ پانون مین
بالکل دم نہین اولا ہو رہے ہین ایسے سر ہین دیدے نکل آئے ہین مردنی منھ پر چھائی ہے اُسنے یہ حال دیکھ کر
کہا کہ اے ملکہ مین خجل کس کو کرون یہ تو مرگیا صنعت ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہے مگر ڈر گئی اور پاس سے ہٹ آئی
چالاک نے دمین بیڑا اُٹھایا اب بالکل نعش مردہ معلوم ہوتا تھا حیرت نے کہا ابھی شہزادے کا لاشہ ہے سے مرگیا
کس لیے دنیا نام ناحق کو بدنام کریا کہا ضرور ہے یہ بھی کہا یہ خیال آیا کہ عمرو عیار کا باپ بھی اسی طرح مر گیا تھا
اُسنے بھی عیاری شاید کی ہے بس یہ خیال کر کے صرصر تو در بارگاہ پر حاضر تھی ہی اُسکو یاد کر کہا دیکھیو تو

مر گیا یا جیتا ہے صرصر نے اگر جو دیکھا کہا داری مر گئے مین اور آپ مین کوئی فرق نہین ہے لیکن مین بھی کونسی بلا ہے
ہو نے دم چرایا ہے مرا نہین جیتا ہے اُسکو ایک ہاتھ ضرور مار دینا چاہیئے کہ مر جائے جب ہو جائے حیرت نے اشارہ کیا کہ اچھا
لگا دے ایک ضربت صرصر نیمچہ کھینچکر چلی چالاک بن عمرو کی مردم چشم خانہ دیدہ مین پاؤن کی چلمن ڈالے
ہوئے تماشا دیکھ رہی تھی اب جو ملاحظہ کیا کہ صرصر نیمچہ کھینچے ہوئے قتل کو آتی ہے اسکا مسحور بیجر تو نہ تھا لیٹے لیٹے
جست جو کی صرصر کو یہ معلوم ہوا کہ آتے ہی پیر گلا کاٹ ڈالے گا لیکن زمین پر لوٹ گئی اور چالاک نے زمین پر پہونچکر
پھر پاؤن کی پھکی دی اور دوسری جست کرکے قریب دروازہ بارگاہ پہونچا اسمین صرصر بھی اُٹھی اور پکاری
کہ لینا یہ مواہر وہ جانے نہ پائے دروازے کے آگے دو چار دو گر کھڑے تھے وہ لگر اگر بغیر سحر پڑھے پانے دوڑے
چالاک نے زمین پر پہونچکر ایکی لوٹ جو ماری تو سب حیران ہوکر خیرت اُنکی ٹانگین تھامکین کہ وہ گرے کہ نے
اُٹھکر ایک ہاتھ اور لگایا اور صاف باہر بارگاہ کے نکلگیا حیرت یہ چالاکی دیکھکر بے اختیار ہنس پڑی اور تمام
اہل بارگاہ کے ہوش جاتے رہے لیکن چالاک جو بارگاہ کے باہر گیا دوسری طرح پر صورت اپنی ساحر کی سی
بنائی ماتھے پر تختی لگائی جسمین لکھا تھا کہ ملازم خاص افراسیاب جادو و لباس بھی عمدہ پہنا جولا سحر کا
گلے مین ڈالکر پھر سامنے حیرت کے اندر بارگاہ مین آیا حیرت کو ادب صنعت کو مجرا کیا اور پکارا کہ منم
فرستادہ شاہ جادوان حیرت نے کہا کہ شہنشاہ کہان ہین اُسنے جواب دیا کہ زیر ہوا طلسم سیر کرتے تھے مجھکو بھیجا ہے
مین حیرت نے کہا میری بابت کچھ فرماتے تھے اُسنے عرض کیا کہ شہنشاہ آپکی بابت مارا گین باغبان کے
سے فرماتے تھے کہ اب تو حیرت بغیر ہماری اجازت کیا دیکھ چکے دو ورق پھرتی ہین بس آ ملکہ آپکو مناسب ہے
کہ شہنشاہ کے پاس چلی جائیے حیرت نے کہا بھائی تو میرا دوست ہے کہ تو نے آگر اُنکو ناراض ہونے کی مجھکو خبر دی
لیجا مین جاتی ہون چالاک نے کہا سوار ہوکے نہ جائیے اسلئے کہ عیار گھات مین ہین متوہم حال جو ہوگی وہ بھی
لوگون مین ملکر ساتھ چلے جائینگے چپکے جانا اچھا ہے یہ تو اسطرح کی باتین کر رہا ہے اتفاق سے صرصر اور صبا رفتار
دونون ایک مقام پر جاکر کھانا کھانے لگی تھین وہ تحقیق اس چالاک کی بن آئی لیا کچھ کہا حیرت گئی
یہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور چلی جب لشکر کے باہر بیابان مین پہونچی چالاک بھی ساتھ تھا اُسنے
کہا ان مین نامہ دینا بھول گیا تھا یہ کاغذ بھی دبا ہے دیکھ لیجیے حیرت نے کہا لاؤ اُسنے کاغذ دینے کے بہانے سے
قریب جاکر ایک بیضہ بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئی اُسنے پشتارہ باندھا اور لیکر چلا وہان صرصر و صبا رفتار
کھانا کھاکر جو آئین حیرت کو نہ دیکھا پوچھا کہ ملکہ عالم کہان گئین ہین صنعت نے حال بیان کیا کہ اسطرح سے چلی گئی

لاکر سنگیا ہی یہ سنتا تھا کہ یہ بھی عقب میں چلیں اور ادھر چالاک نے شیشہ لیے ہوتا آتا تھا راہ میں سامنا ہو گیا
شیشہ کی بچاتا اور خنجر کھینچکر پکارین کہ ارے او نابکار کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے چالاک نے بھی خنجر کھینچا باہم شمشیر زنی
شروع ہوئی لیکن حیرت کو عرصہ جو ہوا تو ہوش آگیا اور شیشہ وہ چالاک کے کاندھے پر جاری معلوم ہا اسکو بھی
یقین کامل ہوا کہ حیرت کو ہوش آگیا ہے بس یہ سمجھکر شیشہ اپنے کاندھے سے گرادیا اور آپ جست کرکے بھاگا
ایک درہ کوہ میں جاکر چھپ رہا صرصر و صبا رفتار بھی عقب میں چالاک کے چلیں شیشہ دیکر ملکہ کو یہ سمجھا نہ نکالا کہ
یہ آپ نکل آئینگی ہم دونوں جیسے ہو سکے تو عیار کو پکڑ لائیں ہاں مس عیار نیان تو پیچھے چالاک کے چلیں بس حیرت نے چالاک کو
نکلتے دیکھا کہ دو عیار دشمن صرصر و صبا رفتار کی بنا کے ایک طرف کو جاتی ہیں یہ دیکھتے ہی اسکو گمان ہوا
کہ یہی دونوں عیار انکو پکڑ لائیں ہیں بس آگ ہو گئی یہ غضب میں بگڑ کر دونوں کو لے اڑی اور غصہ میں آکر
لشکر میں اپنے نہ گئی کہ وہاں ان عیاروں کی حمایتی اگر ٹھہر لیتے ہیں تو انکو کسی صحرا میں لیجاکر مار ڈال غرض سناٹا مارتی
بہت دور نکل آئی اور ایک درہ کوہ میں آکر اتری وہاں دونوں عیاروں کو ڈال دیا دونوں تموج ہوا سے
بیہوش ہوگئی تھیں انکی بیہوشی میں اسنے چاہا کہ دونوں کے سر کاٹ لوں لیکن جب قتل کرنے قریب آئی انکے
ہاتھوں پر نگاہ پڑی انگلیوں میں پڑی ہوئی انگوٹھیاں دیکھیں سمجھی کہ بیشک یہ صرصر و صبا رفتار ہیں
خیال انکے قتل سے گیا اور اس عرصہ میں انکو بھی ہوش آیا گھبرا کر اٹھیں اور حیرت جادو کو دیکھکر کے غرض
کی کہ اری آپ ہمارے قتل پر کیوں آمادہ تھیں یہ ماجرا آپ سے گذرا سارا احوال چالاک کا انکو کہہ سنایا حیرت
نے کہا چلے کوچ ہمکو مار نہ ڈالا لیکن اس درہ کوہ میں بہو دیر ٹھہری عیاروں نے کچھ شراب کوچے نکالی
پلی یہ تو یہاں ہے لیکن حال ملکہ برق جادو یہاں ہوتا ہے کہ یہ جو سناٹا مار کر چلی ایک صحرای سبزہ زار اور فضائے دلکش
میں اتری کہ گرد اس صحرا کے پہاڑ تھے جاری انسے آبشار تھے بہو کوہ کی وہ کوہ پر شکوہ کہ ہوئے تھے انجمن
بہار میں فرش زمردین سبزہ پر گویا وہ پہاڑ گلدستہ کیطرح دھرے تھے ہر سمت نسیم شگوفہ زار چلتی تھی اور خزان
رودن لیکن علاوہ گلدار درختوں کے بہو لونگ جو درخت تھے وہ سیب انار کے تھے ہر گل اپنی خوبی پر آیہ بخل در دہان پڑھتا
جو انار غنچہ ہوا تھا وہ گویا اپنی بہار پر باغ جہان کو ہنستا تھا خندہ دندان نما کرتا تھا ہر برگ زبان شکر داور تھا
سر سبزی کے ہر نہال خوبی کا ماہر تھا انار زمین پر تھیلیاں زر لفیف کی چڑھی تھیں درختوں کے تھالے چاندی کے بنے تھے تہنے
درختوں کی نیچے منڈھے تھے جانور وہاں خوش الحان بھی شیشہ انارستان میں زمزمہ سرائیاں کر رہے تھے ابیات

درخت وہ ہو کہ بس تحفہ ہی چشم بلبل | خوبی دلکش گل دیکھنے کو ہوا حول
جوش گل یہ ہو کہ فلک پر ہو کام نظر

اُٹھا لائے نرگس گل سے ہیں چھوڑ کے دشت جبل
چشم رکھتا ہی تو جل فیض ہوا کو نگہ
خشک بھی شاخ نے اب سبز نکالی کونپل

لطف روئیدگی مت پوچھ کہ ہیں سبزہ بھی لال
نرگس آنکھیں ہیں جہان تُو کی تھی ہر تاک میں عمل
تھین خمیازہ کش عاشقی دیکھ رُخِ گل

سبزہ خطِ طلعت ہی لب جو یہ لگا خواب خجل
سیر کرتا زگی خرمی و شادابی
دونوں نکلے ہیں تہ خاک سے دست بغل

اس صحراے نزہت بنیاد میں جب ملکہ برق جادو اری سیر لالہ و گل دیکھا بہت خوش ہوئی اور جہرخ و عمر دیکھیے
سے چھوڑ کر ہوش میں آئی حال سب بیان کیا اور شہر کو آرام لینے لگی عمر نے زنبیل سے شراب نکالکر کھایا پیے
پی انکے ٹھہرنے سے اُس جنگل میں ہوئے اثر چلی اور چند برگ خشک اُڑ کر لونڈے کی طرح چرخ کھاتے ہوئے ایک طرف
چلے چنانچہ افراسیاب جادو باغ سیب میں بیٹھا تھا وہ پتے خشک سامنے آ گرپڑے اور طائرِ خوش رنگ بنکر
پکارے کہ شہنشاہ کا گل اقبال مراد ہمیشہ شگفتہ رہے دشمن کے گلشن پر خزان آئے ملکہ برق جادو اور جہرخ اور عمر
عیار بیابان زمارستان میں آکر ٹھہرے ہیں جیسا اُنکی نسبت حکم صادر ہو وہ عمل میں آئے بادشاہ نے یہ خبر سنکر حکم
کر حم جا کو الگ بیابان کی کشاکہ کو کچھ خبر نہ ہونے تو ہم اُنکو گرفتار کرا لینگے وہ طائر پھر برگ بنکر اُڑ گئے اور بادشاہ
جادو آگ بعد انکے جانے کے سحر پڑھکر آندھی سیاہ آئی اُس آندھی سے دو ساحر کریہ منظر شیر آتشیں پر سوار نمایاں
نابکار زشت رو تیرہ درون کہ

نظم

آنت شیطان کی تھی اُنکی آنت
کاٹھ کا سر ہی جیسے اوندھا کڑاہ

صدمنی دیگ تھا شکم اُنکا
دانت مُسکا ہے ہاتھی کا سا دانت
توند کالی جو کھول جائے لیٹ

نفس اژدہا تھا دم اُنکا
گال کلچھ سے اور توے سے سیاہ
آہنین ہر تنور اُسکا پیٹ

پس اُن ساحران غدار سے بادشاہ نابکار نے فرمایا کہ اے غضب جادو و غضبناک جادو تمکو اسوقت بلایا ہی کہ
کہ بیابان زمارستان میں جلد جاؤ وہان جہرخ و برق جادو اور عمرو عیار وغیرہ آئے ہیں اُنکو گرفتار کر لاؤ یہ کہکر
غضبناک کو الگ بلا کر ایک انگوٹھی اپنی دی اور کہا جہرخ اب بادشاہ لشکر عمرو ہو وہ زبردست ہوگئی ہی تو
قید نہو گی ہنگام جنگ اسکو یہ انگوٹھی دکھا دینا وہ اندھی ہو جائیگی تم باندھ لینا غضبناک تسلیم کرکے انگوٹھی لیکر
پھرا اور دونو ساحر اُسی وقت حسب الحکم بادشاہ اپنے شیر پر چڑھکر چلے کچھ فوج بھی ساتھ نہ لی یونہیں دریاے خون
رواں سے اُترکر اُسطرف آئے اور اسطرف سے گذرے کہ جہان حیرت صرصر وغیرہ کے ہمراہ ٹھیری ہوئی تھی اور
حیرت نے بھی دیکھا کہ دو ساحر شیر آتشین پر سوار اِس ہیبت سے آتے ہیں کہ ایک کے ہاتھ میں تو تیغ سبز ہی اور دوسرے
کا ہاتھ خالی ہی کاپڑا ہی حیرت نے اُنکو پہچانا کہ یہ غضب اور غضبناک ہیں اور اُن معلومی بھی ملکہ کو پہچانکر تسلیم کی حیرت نے
استفسار کیا کہ اے غضب جادو و غضبناک جادو کدھر آئے اور کہاں جانیکا ارادہ تھا انہوں نے عرض کیا کہ برق جادو

بیابان انارستان میں گئے ہیں شاہ کا حکم ہے کہ انکو بلا لاؤ چنانچہ انھیں کو قید کرنے جاتے ہیں حیرت نے کہا اچھا
جاؤ اور اس کام میں سعی کرو سامری ایسا کرے کہ تم فتحیاب ہو وہ دونوں رخصت ہو کر ملکہ سے انارستان کی
طرف چلے اور حیرت جادو نے تخت سحر تیار کر کے صرصر اور صبار قبار کو بٹھایا اور آپ بھی سوار ہو کر
اپنے لشکر کو روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ میں بارگاہ میں پہونچکر تخت پر بیٹھی ملازم اسکے مشغلہ فتح کرنے میں معلوم
یہاں ملکہ عالم تشریف لے گئی ہیں اب اسکے آنے سے خاطر جمع ہوئی اور ملکہ شکوہ وزرین قبا نے پوچھا کہ
حضور یہاں تشریف لے گئی تھیں اسنے کہا صنعت کی بارگاہ میں یہ کہکر مصروف عیش و نشاط ہوئی ادھر برق
جادو اور صرصر جو بیابان انارستان میں بیٹھی تھیں انکے فراق میں بیچ عدجادو بھی ڈھونڈھتا ہوا اس مقام پر
آیا اور اپنی ماں کو ڈھونڈا اور حسرت برق فرنگی جو کمند مار کر صنعت کو بھاگا لشکر میں آکر خیال پذیر ہوا کہ یہاں
ٹھہرنا بے کار ہے تو بھی چلکر عیاری کر پس یہ بھی لشکر لقا میں آیا اور بیٹا جو دیکھا تو نہ حیرت تھی نہ صرصر وغیرہ
کا پتا تھا پس یہ بھی قطرہ زن ہوا اور ڈھونڈھتا ہوا چلا یہاں تک کہ کوسوں نکل گیا اور قریب بیابان انارستان
کے یہ بھی پہونچا الحاصل جب برق بیابان مذکور میں ٹھہر کر سیر لے چکی صرصر نے کہا اے برق تم راہ بھول کر اس جگہ
میں نکل آئیں مقرر یہ جنگل سیرگاہ کسی پری یا بادشاہ کی ہے کوئی آفت ضرور آئیگی لازم ہے کہ یہاں سے ٹھہرو
صرصر نے بھی کہا کہ ہاں خواجہ سچ کہتے ہیں چلو یہاں سے نکل چلیں برق یہ سنکر ہمراہ انکے اپنے لشکر کی طرف
چلی لیکن وہ بیابان ایسا دلچسپ تھا کہ اڑ کر جانے کو جی نہ چاہا پیادہ یہ سب روان ہوئے سیر بوستان کرتے ہوئے جب
ایک درہ کوہ کو ہنگام تو نہیں سے عبور کیا ادھر سے غضب و غضبناک آتے تھے برق نے انکو آتے دیکھکر کہا خدا خیر کرے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں شیر سوار کون ہیں اور کیوں آتے ہیں صرصر نے کہا خبر نہ کہیں جا ہونگے اس عرصہ میں وہ
دونوں قریب انکے پہونچے اور للکار کر کہا ان کہاں جاتے ہو ہمارے ہاتھ سے رشد کہا امان انکو زندہ چھوڑ
یہ توڑتے ہیں معلوم ہوا کہ آمادہ جنگ آتے ہیں یہ کہکر قریب انکے جاکر زمین سے نکلا اور ہاتھ کانوں پہ لگا کے چیخ ماری
اور برق جادو و حک اور پہلے گری کہ وہ ایسے زبردست تھے کہ اندر کی چیخ سے بیہوش ہوا اور نہ برق کچھ
نہ کر سکی اور غضبناک جادو نے وہی تیر جو کماند پر چڑھا ہوا تھا وہ ان دونوں پہ چھلی کرعد برق
دونوں سے لپٹ گئی اسوقت صرصر سینہ سپر کر کے مقابلہ میں آئی اور چاہتی تھی کہ عمل کرے وہ دونوں پکار کر کہا کہ
صرصر جب تک تو افراسیاب سے ملی تھی حقیقت میں کوئی تیرا سامنا نہ کر سکتا تھا تو بڑی زبردست تھی اب تو
ملکہ ہو گئی سحر نے بیزار چاری کہ تیرے قابو میں ہیں اور سامری تجھ سے ناخوش ہیں تو بھلا ہمارا سامنا کیا کریگی

اچھا سحر کر دیکھیں کون کس کو ہار اکیا کر لیتی ہے مہرخ نے کہا ساحر ہی کی خفگی ایسی ہے کہ میں وہ جو تمہارا بادشاہ ہے اس سے
لڑنے کو حاضر ہوں تم کیا بیچارے ہو اُنسے تو مباحثہ ہونے لگا دغا عمرو کے خیال میں آیا کہ یہ بھی ضرور گرفتار ہو جائیگی
بعد اسکے پھر مجکو یہ قید کرینگے بس یہ سوچکر اُسنے جست کی اور چاہا کہ نکلجاؤں لیکن غضب جادو مہرخ کے
مقابلہ سے ابھی علیحدہ تھا اُسنے جو خواجہ کو بھاگتے ہوئے دیکھا وہ بھی بزور سحر اُڑا اور قریب پہونچکر اُنکی کمر میں پنجہ
پہنچا ہی تھی وہ اُسنے تھام لی کہا ارے نالائق کہاں جائیگا بھاگ کے عمرو نے دیکھا کہ تیری کمر اُسنے پکڑ لی ہے بس فوراً
ایک آہ جانخراش کی اور کہا ارے بیدرد میرا دم نکلا جاتا ہے ذرا ہاتھ تو ڈھیلا کر میری کمر میں پھوڑا ہے [illegible]
ہائے مارڈالا غضب نے گھبرا کر ہاتھ روکا اور ڈھیلا کیا اب بھلا یہ کب رُکتے ہیں اسطرح تڑپ کر اسکے ہاتھ سے
چھوٹ کر سامنے ایک پہاڑ سی تھی اُسکی گھاٹی میں جا گرا اور دوسری جست کی قلعہ پر اُس پہاڑ کے پہونچے
اُسوقت وہ ساحر بھی کہ سحر کی طاقت رکھتا ہے آ کر برابر ہی اُسکے پہونچا نعرہ ہی نعرہ کیا کہ تم شہنشاہ عیاران
عمرو بن اُمیہ کو [illegible] کر کے بہت جلد بیضہ بیہوشی جو اسکی ناک پر مارا وہ بیہوش ہو کر گرا عمرو اُسکو آڑ میں کھینچ لے گیا
اور خنجر کھینچکر چاہا کہ سر اسکا جدا کر دے لیکن مہتر برق بھی یہان پہونچ گیا تھا اور جب غضب و غضبناک
مقابلہ شروع ہوا تھا تو وہ پہاڑی پر چڑھ کر تماشا جنگ بغور دیکھ رہا تھا اور خیال میں تھے کہ اگر ہمارے
طرفداروں پر خدا نخواستہ کچھ آفت آ گئی تو پھر میں عیاری کرونگا غرضکہ اُسنے جو خواجہ کو آمادہ قتل غضب جادو
دیکھا دوڑ کر پاس آیا اور کہا استاد یہ آپ کیا غضب کرتے ہیں اسکا بھائی زیرک وہ موجود ہے اسکو کسی غار میں چھپا کر
یا زنبیل میں رکھو اور اسکی صورت بنکر جائیے اسکے بھائی کو بھی مار لیجیے عمرو نے برق کو گلے سے لگایا اور غضب جادو
کو زنبیل میں رکھا پھر اُسکا اُتار لیا اور رنگ روغن لگا کر اُسی کی صورت بنائی اور زیرک وہ چلا گیا کہتا
جاتا تھا کہ یہ عیار نابکار اسوقت بھاگ لیے تو بھاگ گئے لیکن کہاں جائینگے میرے ہاتھ سے بچکر یہان جلاد و
غضبناک سے اور مہرخ سے مقابلہ آخر ہوا مہرخ کوئی سحر بھی عمدہ نہ کرنے پائی تھی کہ غضبناک نے انگوٹھی
افراسیاب کی اسکو دکھائی اسکی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی آنکھوں میں اندھیرا آگیا چکر کھا کر گر پڑی
غضبناک نے مسحور بسحر کر لیا اور قید میں خوب جکڑا اسوقت جادو کو پکار کر بھیا کیا کرتے ہو [illegible]
نے جواب دیا کہ آتا ہوں مجھ نا عیار عمرو کی فکر میں ہوں کہا تو بھی پھر سمجھ لیا جائیگا عمرو اسکے قریب آیا
دیکھا مہرخ کو گرفتار کیا ہے یہ دیکھکر اُسنے کہا بھیا تمنے بڑا کمال کیا لاؤ ذرا جلد اس حرہ زن کو پکڑ لیا
کیونکر پکڑا غضبناک نے کہا مجکو چلتے وقت بادشاہ نے انگوٹھی دی تھی اب جب اسکو دکھا دیتے کیسا ہی

ساحر زبردست ہوگا اندھا ہو جائیگا بس یہی انگوٹھی میں نے دیکھا اور پکڑ لیا غضب نے کہا اور یہی جو
برق و رعد کو باندھے ہیں یہ کیونکر کھل گئی اُسنے کہا جب کھو گئے بحکم افراسیاب جادو واہو بس سحر
کھلجاو کھلجائیگی اور جب کھو گئے کہ بحکم افراسیاب باندھے یہ باندھے ہوئے کی عمرو جب یہ سن چکا کہا بھیا بڑا کام
کیا واہ واہ اور ہاتھ پھیلا کر گلے سے لپٹ گیا وہ بھی لپٹا عمرو نے منھ قریب کر کے منھ کے مالا کر لیف جو کیا
شعدف بیہوشی منھ سے اُٹھا اور ناک میں چلی گیا چھینک مار کر بیہوش ہو گیا عمرو نے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ
عیاران عمرو عیار اور زنبیل سے سوا سینہ کا لکر گرم کر کے غضبناک کو پلا دیا کہ وہ دہل جہنم ہوا صدائے گر دار
برپا ہوئی بعد اسکے غضب کو بھی زنبیل سے نکالا اور سینہ بلا کر اُسکو بھی مارا انگشتری اُتار کر ہاتھوں میں پہن لی
اور برق جادو و رعد جادو نے کہا ہم بندے ہیں عمرو نے کہا میں سحر کرتا ہوں کہ تم بھی کھلجاؤ گے یہ
کہہ کر انگلی شہادت کی زمین پر جھوٹ موٹ کچھ بڑبڑانے لگا اور آخر میں کہا بحکم افراسیاب بس سحر کھل جا دونوں کھلگئے
اسکے ہاتھ میں آگئی اُسکو زنبیل میں رکھا صرصر نے کہا بھیا تمنے کیا سحر کیا ہمیں بھی بتا دو ایک سحر تمہین سے
سیکھا سہی عمرو نے کہا اس سحر کے بتانے کا حکم اُستاد کا نہیں ہے بعد فتح طلسم تمہاری خاطر بتا دونگا برق
رعد جادو صرصر سحر چشم برق فرنگی سب معہ اسباب و مال روبراہ جانب لشکر ظفر پیکر روانہ ہوئے کیونکہ صرصر کی
آنکھیں مرے غضبناک کے اچھی ہو گئی تھیں اور انھوں نے یہ مشورہ کیا کہ پیدل چلنا نہ چاہیے بس تخت
سحر تیار کر کے سب بیٹھے اور روانہ ہوئے یہ تو لشکر کی سمت چلے لیکن افراسیاب نے مقام پر بیٹھا ہوا تاریخ دیکھ
رہا ہے اور شرابیں ہر طرازین ہے کہ رہا ہے کہ یہ عمرو صرصر و برق وغیرہ پکڑ کر آتے ہیں باغبان قدرت
بھی حاضر تھا اُس سے کہا کہ دیکھا باغبان قدرت کیا مقدور کسی کا کہ جو ہماری انگوٹھی کا سحر دور کرے
غضب اور غضبناک دونوں اگر مارے جائیں تو سحر رہو پھر اسکا مزا کیا ابھی سبکو گرفتار ہونگے
باغبان نے عرض کی کہ حضور کچھ سحر کارگر نا شاہان طلسمات سے ممکن نہیں بجا لانا تو یہ ہے کہ جمشید بھی ہو تو
وہان بیچارا اہل دربار بھی تائید کلام باغبان کرنے لگے اس عرصہ میں محافظان بیابان آتش
کی طرف سے چلے اور ادھر آکر حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنائے بادشاہی کے عرض پیرا ہوئے کہ اے شہنشاہ
نصفت نشان غضب و غضبناک جادو نے جا کر صرصر وغیرہ کو پکڑ لیا تھا اور غضب عمرو کے پیچھے دوڑا تھا
عمرو تو ہاتھ نہ آیا اُلٹا پھر کر غضب نے غضب کیا کہ غضبناک کو مار ڈالا افراسیاب یہ خبر سنکر حیران
ہو گیا اور اہل دربار پریشان ہوئے اور خواہ نے کہا ان ساحروں نے خراب بشکل پھر الٹی باتیں

کہتے ہین انکے حواس ٹھیک نہین ہین اسوقت گلچین جادو اور باغبان گرد تخت شاہی پھر کر عرض کیا کہ فرمانت خود حضور کتاب سامری مین حال دریافت کرین جھوٹ سچ سب معلوم ہوجائیگا شاہ نے انکے کہنے سے کتاب مذکور منگا کر دیکھی نہین معلوم ہوا کہ جو یہ ساحر کہتے ہین سچ ہے عمرو نے اسطرح غضب کی صورت بنکر مارڈالا ابتو بلکہ بادشاہ نے آہ سرد بھر کر اور کہا ایہا الناس یہی دن جاتے ہین تم دیکھ لینا کہ ان سبکو اگر میں بحال خراب نہ قتل کیا تو نام اپنا شاہ جادوان نہ رکھونگا اسکے بعد کچھ سحر پڑھا کہ یکایک غبار اس باغ دلکشا اور صاف آئینہ نمط مین چھا گیا پھر اس غبار مین ایک تخت جواہر نگار نکلا جسپر ایک محبوبہ لیلوٰ نزاکت بلا اس غبار انگیز نام سوار تھی خوبان جہان کی سردار تھی قد بالا اسکا عالیشان تھا مین ڈھالا ہوا بال سر کے جو گیسو دیکھئے عمر دراز خضر ہی کہا کرے کاکل اسکی دیکھکر کاکل سحر پر کوئی نہ کرے نظر بہلا کاکل سحر کیا نقشہ زلف رسا کی جو کالے کوسون کا فرق ہے وہ نہین معلوم ہوتا مین فرق ہے صبح صادق کا دعوی حسن کاذب ہو جاتا اسکا خوش نصیبون کی قسمت کا جاذب ہوا ابرو وہ کمان کشیدہ جو کبھی کسی سے نہ کھنچ سکین اپنے حسن مین آپ ہی کھنچی ہین پلکین انسان تیر ژگان قہری ہین سطح رخسار پر رنگ آئینہ شگاف نگاہ جو نیزہ مشہور ہے ایسے صفا لطف بینی ہر بار یک بینی دیکار ہو دہن تنگ مخزن اسرار ہے وہ غنچہ ناشگفتہ باغ آرزو کہ گل جسکا بہ محال غنچہ سے بھی کم بلکہ گل مرغم کیونکر کرے اسکی جستجو زبان برگ گل سے نازک تر پھول جھڑتے بات بات پر ان لبون کو کوئی جان بخش

کیا کرے عشاق تو ہٹنے ہی پر مرتے ہی رہیگا نا گفتہ بسر آیا ہے بقول میر

آگے چلنا نگاہ کو مشکل
ادھر ہے گردن مین اسکی میرا ہاتھ
تیغ سے پھر جدا کرے تو یون
کیا بیان خوبی خلق کو کرے
چھپکے جا کہ ہر کسی کہے صاحب
پردے مین بھی دو کچھ کہا جاتا
اُس بن اب زندگی ہو تی ہے شاق

بو اگر کیجیے اس زلف کا سبب
یہ تو بار ہے سر میرے جی کے ساتھ
دیکھیے از لبش بر آمدہ سینے
دیکھنے سے کبھو نہ پیٹ بھرے
اس سے پھر آگے غنچہ رنگ گل ہے
آپ سے کون تک رہا جاے
ہاے جانان سے گفتگو ہے اب

کنج لب آرزوے جان ودل
ہاے سرے جنون کا آسیب
بس چلے تو گلے لگا ہی رکھون
ایسا معلوم دل جو یون چھپنے
صد کے ناچہے تو ما نات
ان سخن بابت تامل ہے
کبھون تیرے ران پر نظر ما ساق
خاک مین ملنے کا یہی ہے ڈھب

اس حسن وجمال پر لباس پر تکلف زیب قامت زرا کے زیور مرصع کا ہے جسم کو آرائش دیے بلکہ زیور جسم نازک سے آرزو کی حال کیے ہوئے ٹیکا سیندور کا تھر بر داحسینون مین سرخروئی کی گواہی دیتا جھولا بلو ریکا ر

لگی میں اسباب ساحری کا پڑا منفعل التیغین و بر ور وشن عرض کہ ہزار دل طرح کا جوبن جھمکاتے اترکر تا بادشاہ
آئی او تسلیم بادب تمام بجا لائی حرص بادشاہ نے مسکرا کر پوچھا کہ ای ملکہ مزاج تو اچھا ہی تم تو کبھی بغیر بلائے ہمارے سلام کو
بھی نہین آتی ہو اُسنے عرض کیا کہ کنیز اپنے امورات مالی و ملکی مین ایسی عدیم الفرصت رہتی ہی کہ قدم بوسی حضور کو
بادشاہ نے فرمایا کہ اب تمکو اسلیئے بلایا ہی کہ صرصر و برق و عمر وغیرہ ملکہ ام غضب غضبناک کو
قتل کرکے بیابان انارستان سے اپنے لشکر کی طرف جاتے ہین تم اُنکی جانے کی راہ کو تین کوس آگے جاکر روکو
مین بھی آتا ہون غبار انگیز نے کہا بہت اچھا کنیز اسی طرح جا یا لشکر لیکر شاہ نے کہا لشکر لینے مین وہ باغی
نکل جائینگے تم اُدھر ہی سے جاؤ اور اُنکو روکو یہ حکم شاہ سنکر اُسنے سحر کی دستک دی جسے تخت پر سوار تھی وہ تخت اُڑ گیا
ہو گیا اور ایک طاؤس زرین بال کہ جو ہر اُسکا مانند ری تھا قد و قامت مین ہم سر پری تھا کانٹی زمرد کی ٹیکی ہوئی
پاؤن میں ہیکل خوشنما جواہر کی پڑی ہوئی سامنے فلک سے اتر کر آیا یہ اُس طاؤس پر طاؤس صحرائے رعنائی و خوبی سوار
ہوئی اور حسب خاندان بادشاہ بھی اُسکی روانگی کے بعد شاہ طلسم نے کھانا طلب فرمایا کھانا ولوازم دسترخوان چنا جب
کھانے سے فارغ ہوا ایک ساحر عنصر جادو نام کہا کہ افسوس میں نے ناحق غبار انگیز کو تنہا بھیجا کچھ فوج ساتھ
ضرور کر دینا تھی اس خیال سے مین نے فوج ساتھ نہیں کی کہ میرا ارادہ خود بھی جانیکا ہی یہ لشکر تھا اب مجکو چلنا
چاہیے اُسوقت عنصر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ای بادشاہ میری یہ حقیقت نہین کہ آپ کو کسی طرح کی صلاح دون
اور آپکے کام مین دخل انداز ہون کہ بالقول شاعر مصرع حقیقت کیا گدا کی بادشاہ کے سامنے لیکن نمک خوار
قدیم خوار ہی اور دولت خواہ ہی عرض کرتا ہون کہ صرصر کے ساتھ مقابلے ڈھال ہی عمر و عیار اُسکے ساتھ ہی
اور دوسرے عیار بھی ضرور ہی ہونگے اور بادشاہون کو لازم نہین کہ ذرا سے کام کو آپ دوڑتے پھرین
اسلئے کہ آپ جری ہین لیکن شایان حضور کی نہین ہاں اگر کوئی برابر کا ہوتا تو اُسکے مقابل مین جانا مضائقہ
نہ تھا ہزارہا غلام آپکے موجود ہین جسکو چاہیے بھیجیے کیا مقدور جو کوئی ان غلامون کا سامنا
کرسکے حضور مثل ایک تابع فرمان آپ کا مین ہی ہون اگر ارشاد ہو تو جاکر اُنکو پکڑ لاؤن شاہ نے
فرمایا کہ ای عنصر تقریر تیری درست ہی اور تو نہایت سچا ہی اول تو ملکہ غبار انگیز ہی کا سامنا مشکل
ہی اور جبکہ دونون ایک ہوئے تو بموجب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را بہ اچھا تم بھی جاؤ اور
کام دشمنان تمام کرو عنصر نے عرض کیا کہ جب مین اُنکو گرفتار کرکے لاؤنگا تو حضور کہان ہونگے شاہ نے
کہا مین افراسیاب نے کہا مین آجکل بسبب تشویش کے ایک جگہ تو ٹھہرتا نہین کبھی باغ سیب مین کبھی

ظلمات میں لگا ہو کسی سیرگاہ میں کہاں کا تمکو پتا دون اب تمکو لازم ہو کہ لشکر حیرت مین گنا مین مین بھیڑ
ہوا جاؤ مجاعنصر یہ کلمات سنکر تسلیم کر کے روانہ ہوا اور اژدرماں پر چڑھ کر چلا اور آفراسیاب مع باغبان
وزیر وغیرہ کے جانب طلسم چلا جب ظلمات سے باہر نکلا وہان ایک دریا ہے کہ اسکا صندل نام ہے اسمین کشتی
بجرے وغیرہ رنگے رہتے ہین شاہ ایک بجرے پر سوار ہوا اور ہمراہی جاہ و تجمل کے لوگ کشتیون پر سوار
ہوکر سیر و شکار کرتے چلے یہانتک کہ دریا سے اُتر کر داخل شہر پارسان ہوا وہان سلامیان ساحر و ساحرنیان زرین
گذرین سبکی نذرین لیتا ہوا ایل پرزاد آن سے اُتر کر لشکر حیرت مین آیا حیرت نے خبر سنی نذر لیکر مع امیران ہمدم
کے خدمت شاہ مین پہونچی تسلیم کر کے نذر دی حال مزاج پوچھا پھر لیجا کے تخت پر بٹھایا شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ کچھ ملی
مہرخ جو تیری لڑنے والی ہین انکا حال کہو حیرت نے کہا آپ کو سب کچھ معلوم ہے اسمین خبر دار [illegible]
کیا اور دشمن کی آج تیسرا دن ہے مہرخ اور برق و رعد وغیرہ و برق عیار لشکر مین نہین ہین کچھ
اُسکا حال نہین معلوم کہ کہان ہین سا... تجسس کر رہے ہین کہین پتا نہین ملتا ہے شاہ یہ خبر سُنکر ہنسا اور کہا کہ
ملکہ حیرت کچھ وہم مین وہ سب باغی پکڑ کر یہان آیا چاہتے ہین مین اسی واسطے آیا ہون کہ آج انکی گردن
زنی کرونگا حیرت نے کہا سامری ایسا کرین اور آپ مالک ہین جو چاہے کرین یہ کہکر حکم دیا کہ ناچ ہونے لگا
شراب کا پیالہ گردش مین آیا ادھر ملکہ بہار عرض مہرخ تخت پر بیٹھی ہے مگر تردد مین ہے کہ نہین معلوم مہرخ کہان ہے لیکن
کسی کے قید مین نہین ہے کہتی ہے کہ عمرو کا قید ہونا ایسا نہین کہ چھپا رہے کچھ حال معلوم ہی ہو جائیگا بغیر دریافت
کیے مین کہان جاؤن لا حاصل ہے یہ تو اس فکر مین ہین وہان غبار انگیز جو روانہ ہوئی تھی اُسنے آکر دیکھا
کہ مہرخ وغیرہ سب چلے آتے ہین اور اب قریب اپنے لشکر کے پہونچ چلے ہین اُسنے تین کوس آگے بڑھکر
ایک سحر ایسا کیا کہ ایک دیوار فولادی دھوئین کے رنگ کی چار طرف گھر گئی مہرخ اپنا تخت اڑائے جاتی تھی
اس دیوار کو دیکھکر کہا کہ یہ دیوار سحر کی معلوم دیتی ہے عمرو بھی گھبرایا کہ اب او آفت مین گھرے مہرخ نے کہا
خواجہ ہم تو سحر مین گرفتار ہو گئے برق نے کہا آپ ٹھہریے مین خبر لاتی ہون یہ کہکر اُسنے پرواز کی جب
قریب دیوار پہونچی اُسکے ایسی لگی کہ جل کر گرنے لگی مہرخ نے روکا جب ہوش آیا تو کہا ای ملکہ چار طرف مین کسی
سمت کو راہ نہین ہے اور یہ دیوار دکھ تمام سحر فولادی بنا ہے عمرو نے کہا کہ کوئی بھی صورت نکلنے کی ہے یا نہین کہا کوئی
نہین اُسوقت مہرخ پکاری کہ یہ کون ہے جو چھپا بیٹھا ہے کرکے اگر بہادر ہے سامنے آکر مقابلہ کرے تو جانین یہ نعرہ سنتے ہی ملکہ
غبار انگیز طاؤس سوار سامنے آئی اور پکاری کہ تم غبار انگیز ہون مہرخ نے اسکو دیکھکر عمرو سے کہا کہ اسکی ہمالی

دیوار کا توڑنا ممکن نہین ہان اگر قتل ہو تو دیوار ٹوٹ کے گرے یہی سر حال طلسم ہے اور تم ہی زبردست ہو عمرو نے
کہا افسوس اُسکے تو مارنے کو جی نہین چاہتا مرتع دشمن ایسی تصویرین بھی کم دیکھنے مین آئی ہین اس کلمہ غبار انگیز
ہنسی اور اپنی جلو داپاس آ کر کہا کہ او نا عیار تو نے کیا کہا عمرو نے دیکھا الٹ لیا اس مین ایک تصویر سی نظر آتی
ہی وہ گڑگڑانے لگا کہ ای ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار آپنے ہمکو ناحق قید کیا ہم تو لشکر سے اپنے اس ارادہ سے
نکل آئے تھے کہ کوئی ہمارا حامی ہو اور ہمکو اپنے ساتھ لیجا کر شاہ جادو کے قدمون پر گرا دے اور اُنسے قصور معاف
کرا دے کیونکہ بہت کچھ سرگشتہ اور حیران ہو چکے گردو پیش روپے کو بیچ کے فقیر ہو گئے اب کیا ہی بادشاہ سے
لڑینگے ایک صنعت کہ جو آگر دانی ماری انہین کا ہم کچھ نہ کر سکے بھلا ایسے زبردست شاہ سے کیا مقابلہ ہم ہی ہونگے
اے ملکہ تم عزت دار ہو اور شعور رکھتی ہو تم ہی ہماری سفارش کرو گی ہمکو یقین کامل ہے غبار انگیز اپنے قاعدے سے
کبھی اس لڑائی مین آئی نہ تھی عمرو کے فقرون سے [illegible] نہ تھی کہ ای غبار انگیز تیرا بڑا نام ہو گا طلسم مین
کر کبھی یہ ہو سکا جو غبار انگیز نے کہا بہتر تو یہ ہے جو جنگ کی صلح ہو جائے یہ سوچکر دیوار جدا ہو گئی اور اندر چلی
آئی ملکہ رُخ نے کہا ای ملکہ ہمارا بھی سلام ہو پہنچے اُسنے کہا بی بی سلام عمرو نے بھی جھک کر مجرا کیا عمرو کی
صورت دیکھکر خوب ہنسی اور کہا آپ کی تو عجیب برزخ ہے عمرو نے کہا بی بی کیا ہنستی ہو جیسا لقا نے بنایا ویسا ہو
غبار انگیز نے کہا تو لقا سے برگشتہ ہے اُسکو کیا جانے اور اُسکے بنانے کو کیا جانتا ہو گا عمرو نے کہا واہ مین اُسکو خدا نہ
جانتا ہو سچ اُسکے بندے ہین مین گستاخ نہین ہون آپکے لشکر مین نوکری پیٹ کے لیے کر لی ہے غبار نے کہا
اگر تم سچ کہتے ہو کہ بادشاہ اس بات پر مین فیصلہ کرا دونگی کہ قید بدیع الزمان تو ملیگی نہین کہ خدا معلوم
زندہ ہے یا مر گیا لیکن حمد اور مہجبین الماس پوش کو چھڑا دونگی عمرو نے کہا جب بادشاہ کی آگاہی ہو
پدلع اور سب کچھ مطلب نہین آپ ہمکو ملوا دیجیے غبار انگیز نے کہا اچھا ابھی یہ کہکر پاس عمرو کے آئی عمرو نے
کہا ای ملکہ ہمکو تین روز ہو گئے لشکر سے نکلے اب تک کچھ کھایا نہین اگر کچھ غذا ممکن ہو تو ہمکو دو تاکہ پیٹ
غبار انگیز یہ کلمہ سنکر سوچنے لگی اور [illegible] کہا کہ ای عمرو [illegible] تو مین بھی سمجھی کہ تو خاک ملجائیگا مگر
جو تو نے کھانے کا نام لیا تو مجکو گمان ہوا کہ بیشک تو نے میرے قتل کی تدبیر کی ہے عمرو نے یہ سنکر بہت قسمین
کھائین اُسنے کہا اب کیا ہوتا ہے یہ کہکر وہان سے اُڑ کر چلی عمرو سمجھا کہ اب یہ بیٹھے گی اُسنے بھی ایک بیضہ بیہوشی
کا تاک کر ناک پر مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گئی بیہوش ہوتے ہی پکاری کہ ارے چالاک لینا [illegible]
چند تیلے پیدا ہوئے اور اُسکو اُٹھا کر لیگئے رنگ لیجا کر پانی چھڑکا کہ اُسکو ہوش آ گیا بس ہوشیار ہو کر

دستک دی کہ پانچ پتلے پیدا ہوئے اُنکے ہاتھوں میں اُسنے خنجر دیے کہ جاؤ ان پانچون کا سر کاٹ لاؤ خبردار دیر نہ لگانا پس وہ پتلے
سر لیکر بادشاہ طلسم پاس جائیں گی پتلے حسب ارشاد روانہ ہوئے لیکن مہتر قران کہ ہمیشہ جنگل میں رہتے ہیں اور چرخ فریب لیکر
پہونچ ہی چلی تھی یہ بھی بیشہ تھا کہ جہاں درّہ کوہ میں مہتر موصوف بیٹھے کچھ پڑھ رہے پکار رہے تھے اُنھون نے بھی
آواز سنی اور باہر نکلکر دیکھا کہ ایک جادوگرنی حسینہ بیٹھی ہے اور پتلون کو حکم دے رہی ہے دیکھکر قران کو یہ
بنے ہی رہتے ہیں درّہ سے نکلکر سامنے غبار انگیز کے آیا اور پکارا کہ منم غلام شاہ افراسیاب جادو غبار انگیز
قتل صرصر وغیرہ بھیج رہی تھی رہی تھی اس سبب اُدھر مخاطب تھی اب جو آواز قران کی سنی نگاہ اٹھا کر دیکھا تو
ایک ساحر سیاہ فام کو آتے پایا اور قران نے قریب پہونچکر با ادب تمام سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے
آتے ہو قران نے کہا جہاں سے تم آئی ہو وہیں سے ہم بھی آتے ہیں غبار نے کہا وہان تو تم نہیں تھے قران نے کہا میں
رومال شرادہ پہنے اڑا رہا تھا واہ واہ آپ کی ابھی کیا نگاہ ہے ملکہ نے خیال کیا کہ شاید یوں ہی ہے اور تو نے یہ کہا
ہو پھر متنفر ہوئی کہ اچھا تم وہان تھے تو بتاؤ میرا نام کیا ہے قران نے کہا میں کیا جانوں کہ تیرا کیا نام ہے بھلا تم ہی بتاؤ
کہ میرا نام کیا ہے اے ملکہ افراسیاب کے یہان مجھ ایسی ہزاروں ہیں اور مجھ ایسے لاکھوں ہیں کون کس کے نام کو جانتا ہے
اچھا اس تقریر سے کیا مطلب ہے لو نامہ شہ یا ہے اسکا جواب دو میں چلا جاؤں یہ کہکر نامہ ہاتھ پر رکھ دیا اُسنے
دیکھا کہ نامہ پر مہر افراسیاب کی لگی ہے بس تعظیم کرکے نامہ لیا لیکن خیال میں گذرا کہ عمرو کو تو نے اور سرداران
کو اسکے قید کیا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی کوئی عیار ہو اور اُنکے چھڑانے کو آیا ہو بس تو ہی فکر کر لے یہ سوچکر اُسنے
ایک سحر پڑھا کہ اسکے سر پہ اور ایک سر سحر کا پیدا ہو گیا قران اس بات سے بے خبر تھا اور اسنے نامہ لیکر سر جھکا کر
پڑھنا شروع کیا قران نے اُسکے سر جھکائے ہوئے پر جھپٹ کر بغدہ مارا اور نعرہ کیا منم مہتر قران حبشی
غبار انگیز کا سر تو سحر کا تھا بغدے کا کھٹکا سنا اور وہ بھی نعرہ زن ہوئی کہ منم غبار انگیز قران نے دل میں
اپنے کہا اے مردیم یہ کیا غضب ہوا بس اسکے نعرہ کرتے ہی ایک نارنج بیہوشی بجا لاکی اُسکے منھ پر مارا کہ وہ
بیہوش ہو کر گری اسوقت دو پتلے زمین سے پیدا ہو کر اسکو کھینچ لیگئے زیر زمین لیجا کر پانی میں غوطہ دیا اُسکو
ہوش آگیا تڑپکے باہر نکلی اسکے زیر زمین جانے سے قران بھاگ کر ایک مقام پر آیا اور جلد صورت بدلی یعنی
دناب رنجن چھپڑا کر دھوتی باندھ کر کھرپی لیکر گھاس چھیلنے لگا غبار انگیز جو زمین سے نکلی قران کو
ڈھونڈھنے چلی لیکن اسکے بازو پر ایک لکہ بندھا تھا کہ ماں خبیثہ جادو نام نے کہ بے بدل منجم اور
کاہنہ تھی باندھ دیا تھا اس لکہ کے نیچے ایک خوہ لکھکر رکھ دیا تھا اُسنے وہ لکہ بازو سے کھولا کہ دیکھ

تو اسکی یہ بھی کہدیا تھا کہ اے فرزند جس وقت تجھ سے اور عیاران لشکر اسلام سے سامنا ہو اور تجھکو یہ غرور آجائے
کہ مین سحر سے اُنکو پکڑ لونگی تو خبردار اس امر کا خیال دل مین نہ لانا بلکہ یہ خیال کرنا کہ مین بہتر یہی ہون اُنسے
بلکہ یہ غالب ہین مین زبون اگر اُنکے ہاتھ سے بچ بھی جائے اور پھر ایسا پیچ پڑ سکے تو بیہوش ہو اور حیلے
تجھکو بچا لیجائین تو پھر خبردار اُنسے مقابلہ کرنا کیونکہ عمرو کے ہاتھ سے تمام سردارن طلسم ہوشربا مسلمان
ہو جاینگے اور وہ مقرر طلسم توڑ لیگا پس لازم ہے کہ رقعہ کو آگ کے دیکھنا غبار نے رقعہ کو آگ سے نکالا اور دیکھا
لکھا ہوا تھا کہ عیار وقت ہے ہرگز نہ لڑنا اور اُنسے بچانا اپنی جان گئی ہوئی پھر نہ ملیگی اور مر کر انسان پھر زندہ نہین
ہوتا اس امر کا خیال ضرور چاہیے غبار اس مضمون سے آگاہ ہو کر خود بھی علم نجوم مین دخل رکھتی ہے اسنے بھی ستارون
برجون کو نظر کیا اور ثبت کی کہ مین شریک افراسیاب ہون یا عمرو سے ملجاؤن میرے حق مین بہتر کیا ہے اسکو
معلوم ہوا کہ اگر شراکت افراسیاب کریگی تو تیرے واسطے بہت برا ہے عیار تجھکو پکڑ کر مار ڈالینگے اگر
تو شریک عمرو ہو کر مطیع اسلام ہوگی تو نہایت ہی تیرے لیے بہتر ہے عمرو وغیرہ کیطرف سے جانبازی کرنے
مین جبتک بنیاد طلسم باقی ہے تو برقرار اور قائم رہیگی اور پھر یہی شکل بیٹوی کی ہے اسمین فرق نہوگا پس اس
حال کو معلوم کرکے گھبرا گئی اور پکاری کہ اے جہتر قران قسم ہے مجھکو اپنے دین و ایمان کی کہ اب
مین تمسے کسی طرح کی بدی نکرونگی تم میرے سامنے چلے آؤ اور مجھکو اپنے ساتھ لیجاکر شہنشاہ عیاران
عمرو نامدار سے ملواؤ مین عمر بھر کو تمہارا احسان مانونگی یہ صدا اسکی سنکر قران کو خیال آیا کہ شاید یہ میرے
ساتھ عیاری کرتی ہے لیکن اُٹھکر گھسیارا بنا ہوا اُسکے سامنے آیا اور کہا اے ملکہ تم کسکو بلاتی ہو اُسنے
کہا مین اُس حبشی کو بلاتی ہون کہ وہ آکر مجھکو عمرو سے ملوادے قران نے کہا وہ ایسا احمق نہین ہے کہ جب
دشمن کے سامنے آکر اپنی جان دے کیا تمنے سنا نہین ہے بیت بر تواضعہای دشمن تکیہ کردن ابلہی ست پا بوس
سیل از پا افگند دیوار را اگر تم اُسکو پکڑ لو تو وہ بیچارہ کیا کرے غبار نے اُسوقت قسم کھائی کہ مین اُسکی
اطاعت کرونگی اور جیسا وہ کہیگا وہ بجا لاؤنگی مجھکو اب ثابت ہو چکا ہے کہ عمرو کے شریک ہونے
مین سراسر فائدہ ہے جب اُسنے اسطرح سے کہا قران نے کہا اچھا چلو میرے ساتھ مین نے ایک مقام پر
اُس حبشی کو بیٹھے دیکھا ہے مین بتا دون پھر آنا نہ آنا اُسکا کام ہے یہ کلمہ سنکر غبار تو خود عقلمند دانا تھی
وہان ہے فوراً پہچان گئی کہ یہی قران ہے لیکن سوچی کہ اگر تو کہدیگی کہ تم ہی قران ہو تو یہ مارے
ڈر کے بھاگ جائیگا اس سے بہتر ہے کہ اسکو غفلت مین بزور سحر پکڑ لے یہ قصد کرکے ایک دانہ

مارا تو قماش قران کا بگڑ گیا اور بیہوشی سی طاری ہوئی پاؤن زمین پر پٹک دیے اُسوقت یہ دوڑ کر قدمون
پر گر پڑی اور گویا ہوئی کہ میرے قصور کو آپ معاف فرمائین اور عمرو سے جاکر معافی تقصیرات کرائین ملکہ
قران نے کہا بہت اچھا چلیے مین حاضر ہون یہ دونون ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر قران کو اپنے ہمراہ لیے
ہوئے سامنے عمرو کے آئی اور قران پر سے سحر کو دور کر دیا عمرو تو قران اور غبار انگیز کو دیکھکر متعجب ہو
گیا اُسوقت قران نے بڑھکر سب حال غبار انگیز کا بیان کیا اور کہا اُسنے اطاعت بخوشی قبول کی آپ
بھی اُسکی خاطر کرین اور ہاتھ اُسکے کھلوا دین عمرو نے یہ سنکر غبار انگیز کو گلے سے لگایا اور نہایت خاطر کی
بعد اُسکے مہرخ نے دست شفقت اُسکی پشت پر پھیرا اور کہا تم ہماری روح و جان ہو ہم تمھارے ساتھ
اپنی جان لڑا دینگے اگر افراسیاب ارادہ بدی کا کریگا تو یاد رکھنا کوئی دقیقہ ہم اُٹھانے مین اُٹھا
نہ رکھینگے اور اپنی جان تم پر فدا کرینگے غبار انگیز نے اُنکے جواب مین کہا خیر اے ملکہ مہرخ کہنا تو فضول و
بادہ گوئی پر محمول ہوگا لیکن تم اپنی آنکھون سے دیکھ لینا کہ مین بھی بروقت مقابلہ صنعت سحر سازی
کسطرح لڑتی ہون اور کیونکر سامنا کرتی ہون مہرخ نے کہا اے ملکہ تم جاکر تخت حکومت پر بیٹھو تو میرا
جی خوش ہو مین تمھارے ماتحت بیٹھون گی اور اگر طلسم فتح ہو تو ملک و مال سب تمھارا ہے
غبار انگیز نے کہا کہ اے شہریارہ یہ کیا ارشاد فرماتی ہین آپ ہمیشہ سریر حکومت پر شادان فرمان جلوہ گر رہین وقطعہ
دانۂ انجم گردون سے پرو جنباک ہو رشتہ کہکشان مین شب یلدا گوہر ہ جب تلک جوش بہاران ہے ہوا کے دم سے
تلک غنچہ یہ سردامن صحرا گوہر ہ ہر برس جشن ترا تجھکو مبارک ہووے ہو برسین فیضان کرم سے تیرے سانا گوہر
دوستون کو ہو ترے گنج و گہر کی نصیب ہو نہ جز اشک سرِ دامن اعدا گوہر ہ اے ملکہ طلسم ہوشربا ایسے
دشمن آپکا یعنی افراسیاب خانہ خراب تمھارے قتل کی تدبیرین ہے اور مجھکو اسیطرح آپ طلسم مین گیا
تمکو چاہیے کہ یہان نہ ٹھہرو اور اسوقت سے اپنے لشکر کی طرف جاؤ یہ سنکر خواجہ عمرو اور مہرخ اور رعد
و برق مع غبار انگیز اور جتنے برق فرنگی تختہائے سحر پر بیٹھکر جانب لشکر نصرت اثر چلنے کے مستعد
ہوئے مگر بیان کیا گیا تھا کہ عنصر جادو کو بھی بادشاہ جادوان نے عقب غبار انگیز روانہ کیا
تھا چنانچہ جب یہ سب ادھر سے چلے عنصر انکا جویان اُس طرف سے آتا تھا اُسنے دیکھا برق و
رعد و مہرخ و عمرو و برق عیار وغیرہ کے ہمراہ غبار انگیز ہنستی ہوئی چلی آتی ہے یہ
حال دیکھکر اُسنے اپنے دل مین کہا کہ اے عنصر غبار انگیز ملا کس سوا بہت بے نظیر

ساحرہ ہو واہ واہ واہ کیا نادر سحر کیا ہو کہ آپ سے آپ سب باغی آگئے ساتو چلے آتے ہیں غرض کچھ قریب آکر پکارا کہ اے ملکہ غبار انگیز کیا خوب کام کیا ہو مجھکو شاہ جادوان نے بھی آپکی اعانت کے لیے بھیجا تھا اور حکم سلطنت کا دیا تھا لیکن تمنے تو خاتمہ ہی کردیا غبار انگیز اُسکی اس تعریف کرنے کو سمجھی کہ ہجو ملیح کرتا ہو اور کہتا ہو کہ تم تو دعویٰ جنگ کرکے آئی تھیں یہان آکر مل گئیں بس یہ سمجھکر اُسنے جواب دیا کہ ہان پھر ہم تو مل گئے اور یہ سمجھکر اور بھی کہ افراسیاب اپنی عیش مین مشغول رہتا ہو ہم لوگون کو لڑوا کر قتل کراتا ہو پھر ہم جو انسے لڑتے پھرین اس سے کیا حصول ہو عنصر نے کہا اے ملکہ مین سمجھا تھا کہ یہ سب تمھارا تمھارے سحر مین گرفتار ہو کر ساتھ آتے ہین یا یہ کہ انھون نے اطاعت قبول کی ہو یہ مجھکو نہ معلوم تھا کہ تم خود انکے سحر مین مبتلا ہو کر انسے مل گئی ہو پھر تم اور یہ کیا میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جا سکتی ہو غبار نے کہا تو بکتا کیا ہو جو کچھ تجھ سے ہو سکے تقصیر دکرتا ہی نہ کر یہ سنکر عنصر مرکب بنا چکا کر آگے آیا اور تیغ سحر کھینچکر حملہ آور ہوا مہرخ غبار کے آگے آگئی اور سینہ اپنا سپر کیا وہ تلوار سر پر آئی سحر پڑھ کر مہرخ نے بھی خالی دی غبار انگیز نے برابر سے نارنج سحر مارا کہ عنصر کے مرکب کو اس نارنج نے جلا دیا عنصر کود کر الگ ہوا اور سنبھلکر چاہتا تھا کہ ایک وہ تبر مارے پیچھے اُسکے آکر مہرخ نے ایک ہلال سحر مارا کہ عنصر کے دو ٹکڑے ہو گئے غبار انگیز نے یہ حال دیکھکر کہا کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا تیز سحر کیا ہو مین تو قائل ہون اس آپ کی پھرتی کی غرض عنصر کے مرنے کا شور بلند ہوا عمرو نے خنجر جھولا اُسکے گلے سے آتار کیا اور جیب باز وہان پر سے قبول لیا پھر اُسکی لاش نحس پر تھوک کر سب نے آگے کا راستہ لیا اور کچھ ہی دور آگے بڑھے تھے کہ لشکر ملکہ مہرخ کا نظر آیا ملکہ مذکورہ نے غبار سے کہا وہ دیکھو ہمارا لشکر دکھائی دیتا ہو عمرو نے کہا مجھے تخت سے اُتار دو اُنھون نے تخت نیچا کیا عمرو جست کرکے نیچے آیا اور لشکر مین پہونچکر سب کو اطلاع دی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم تشریف لاتی ہین اور اُنکے ہمراہ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار مالک ملک طاؤسیہ بھی ہین یہ سنکر تھا کہ لشکر مین غلغلہ پڑ گیا کہ خواجہ سلامت اور ملکہ بھی آتی ہین سردار بہ ارادہ استقبال بارگاہ سے نکلکر چلے اسباب تزک و احتشام ہمراہ فوج ظفر موج آراستہ ہو گئے ڈنکے بجنے لگے بہادر نافرمان و زلزلہ و لرزان شکیں مو بھی جا کر ان سب سے ملین پھر تو یہ عالم تھا کہ ابیات

جو کچھ اسباب جنگی ہو گئے درکار
رہا نا جسکے شور سے سخت فوج اسے

ہوا سب بات کہتے مین مہیا
تفنگیون کی صدائین دہشت انگیز

لگی چارون طرف آتش کی بوچھار
وہ گرد کے دھواں اُٹھے ادھر تیز

لگا ہونے ہر اک سو راگ اور رنگ
کہ جسمیں صرف ہفت اقلیم کا باج
ہزاروں پالکی فیل و عماری
چنور جھلنے لگے بال ہما کے
کوئی گھوڑے پہ چڑھ کر غیرت ماہ
کرا رہی وضع اور خوبی دوبالا

نوازش مین ہر ایک جا بربط و چنگ
کے تھا ایک عالم کو نظارے
جواہر جتنے تھے صرف تیاری
کوئی فیل سیہ پر جلوہ گر تھا
رکاب دولت مہرخ کے ہمراہ
پرا باندھے کھڑے ادھر ادھر بار

مرصع سر پہ تھا مہرخ کے وہ تاج
کہ ریس مشتری پر فدا ہوتے ہین تارے
جب اُس نخل ایک پر بیٹھی وہ آ کے
گل نو ابر کے اوپر قمر تھا
اسی صورت سے ادنی اور اعلیٰ
چلے جسطرح سرو کبک رفتار

غرض باین تجمل و شوکت یہ نوشاہ عروس دولت بارگاہ مین آکر پہونچی چارطرف سلامی اڑنے لگی نوبتین بجنے لگین سردار نذرین دینے لگے ملکہ بہار جادو دلگیر ہوئی مہرخ نے کہا کہ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار ہمارے اوپر رحم کیا یہ کہکر غبار کے گلے سے بہار بھی لگی مہرخ نے اپنے تخت کے برابر تخت بچھوایا اب بیٹھے شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عمرو بھی اپنی کرسی پر آکر متمکن ہوا لیکن قران بھی اس تماشے کے دیکھنے کو آیا تھا وہ تو تجمل و احتشام دیکھکر ایک سمت کو چلا گیا اور ہرکارے سحر کے خبر سنکر روانہ ہوے مگر عرق عرق پسینے مین غرق افراسیاب بارگاہ حیرت مین تھا اُسنے کہا کیون خیر تو ہے کسلیے اسطرح بدحواس آئے ہو انھون نے آنا مہرخ کا مع غبار انگیز کے بیان کیا کہ اب وہ سب خوش خوش بیٹھے شراب پی رہے ہین یہ خبر سُنکر حیرت کے حواس جاتے رہے رنگ رخسار زرد ہوگیا افراسیاب نے کہا کہ ہمکو دو گھڑی پہلے ہی سے خبر ہوگئی تھی کہ عنصر جادو کو مارا اور آپ غبار انگیز بیگ مہرخ ہوئی خیر کیا مضائقہ ہی خوب ہوا جو وہ ملکی نمکحرام دریافت ہوگئے جاتے ہین ہین اُسکے ملک طاؤسیہ کو اب جاکر غارت کرونگا یہ کہکر اُٹھا اور اسی فکر مین اول ظلمات کو گیا پھر وہان سے کچھ ایسی تدبیر کی کہ مہرخ وغیرہ سب اپنی بارگاہ مین خوش خوش بیٹھے تھے کہ دفعتاً یک ہواے سرد چلی اور پھر وہی ہوا گرم ہو لی اور ایسے جھونکے اُسکے آئے کہ ہر ایک جادوگر نے آنکھین بند کرلین بعد اُسکے جو آنکھ کھلی تو سب نے دیکھا کہ ایک پتلا بزرنگ آتش پیدا ہوا لیکن آنکھین اُس پتلے کی سبز اور پتلی سفید اور وہ بیچ بارگاہ مین آیا اور نعرہ کیا کہ تم جبکہ افراسیاب جادو جس کیکو حوصلہ کسی طرح کا ہو وہ آکر میرا سامنا کرلے اسوقت یہ عالم سبکا تھا کہ آنکھین کھلی مگر زبان گویا تھی یہ حال تھا کہ ع شمع کی صورت زبان رکھتا ہون گویائی نہین * لیکن بقول سب جب ادھر

تھا وحشی کے اس چیلے نے غبار انگیز کو پکڑ کے کہا کہ خبردار یجادو وہ چیلے اس کہنے کے ساتھ چلے
ہوئے اور اسکو لیکر چلے اسوقت تیلہ آتشی بھی چلا گیا اب پھر ہوا سحر جلی اور ہر ایک کی
زبان گویا ہوئی تخت ملکہ غبار انگیز کا خالی پایا مہرخ رونے لگی اور کہا ای ملکہ بہار جادو تمنے
دیکھا کہ یہ کیا ہوا بہار نے بھی آہ کی اور سب نے گریبان چاک کیے شور نالہ و فغان سے یہ عالم برپا ہوا
کہ گنبد آسمان ہلنے لگا بہار نے کہا ای ملکہ یہ اور زیادہ تر ستم تھا کہ ہم سب کچھ دیکھتے تھے مگر بول نہ
سکتے تھے مہرخ نے فرمایا کہ یہ تیلا نہ تھا اسی پیرایہ مین خود افراسیاب آیا تھا یہ کہا کیف نصیب مہرخ
اور کہا سواے اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ فوج تیار کرکے لشکر حیرت پر ہم جا گرین بہار نے
کہا ابھی تامل کرو یہ خبر تمام لشکر مین مہرخ کے منتشر ہوئی کہ افراسیاب نے آکر غبار انگیز کو پکڑ لیا لشکر
مین بسبب غم وہم ملکہ مہرخ و دیگر سرداران کہرام برپا ہوا [illegible]

**ابیات**

جان ہمہ رنج و سراپا غم ہی
کوئی محرم ہے نہ ہمراز اپنا
لے لی چٹکی سی خلش نے دل مین
ناخن غم سے کلیجے کی چھالی
تپش دل لو کہ جان تک پہونچی
تو اجل آگ بجھانی دوڑی

رنج سا رنج ہے غم سا غم ہی
کوئی آشنا نہین جو حال سنے
گدگدی سی کی تپش نے دل مین
ایک دھوان نالہ و افغان کا اٹھا
آتش سینہ زبان تک پہونچی

کوئی مونس ہے نہ دمساز اپنا
متوجہ ہو کہ جو احوال سنے
شدت غم سے بھر آئی چھاتی
شعلہ کیسا دل سوزان سے اٹھا
آگ جو شعلہ اٹھاتی دوڑی

عمرو نے اسوقت مہرخ سے کہا کہ ای ملکہ مجھکو سات دن کی رخصت
دیجیے یا تو ہم ملکہ کو لائے یا غبار انگیز کے ساتھ ہم بھی خاک مین ملینگے یہ کہکر جسطرف وہ چیلا گیا تھا
اسی سمت کو یہ بھی روانہ ہوا پیچھے انکے برق فرنگی بھی چلا اب حال افراسیاب سنیے کہ یہ
ملکہ کو لیے ہوے ایک کوہ صفیہ پر آیا اور اسپر غبار انگیز کو مارا اور شکل اصلی پر کھڑا ہوا ملکہ غبار انگیز نے
آنکھ کھول دیکھا کہ افراسیاب جادو کھڑا ہے اور افراسیاب نے کہا کہ اے ملکہ تم کہاں بھلے
گئی تھین اور کیا کر رہی تھین ملکہ غبار انگیز نے کہا کہ ابتو جو کچھ ہوا وہ ہوا اچھا ہے تو مار ڈالے یا جلا دے
مین تو جو کچھ کہ چکی ہون وہی کرتی ہون اور جو ہمارے نصیب مین لکھا ہے وہی ہو رہیگا
افراسیاب نے کہا ابتو تیری تقصیر معاف کی اپنے ملک طاؤس کو جا لیکن ملک سے
باہر نہ نکلنا غبار نے کہا تو اگر ہزار مرتبہ قید کریگا تو بھی مین وہان جاؤنگی اور تو سزا دیجیو

ایسی باتیں کرتا ہو اگر میں تجھ سے مارے ڈر کے مگلی اور پھر میں نے دغا کی تو کیا تجھکو حصول ہوگا افراسیاب نے کہا میں تجھکو دہن اژدر میں قید کرونگا کہ تمام عمر وہیں اژدر سے تجھکو نگلیگی اتفاقاً یکلمات کوہ سفید پر ہو رہے تھے کہ اس طرف میں ایک ملکہ رہتی ہی کہ نام اس ملکہ کا شوخ جادو ہی اور افراسیاب کی طرف سے حاکم و ناظم ہی مگر سن اسکا برس سترہ اٹھارہ کا ہے نہایت حسین و خوبصورت ہی کہ اسکے حسن کی نسبت یہ کہنا زیبا ہی

**نظم**

عجب صورت کہ جس سے ناز ظاہر
گل بانشان یعنی غنچہ دہانی
سکون سے شوخی انداز ظاہر
نشان رشک سودا نقطہ خال
خموشی سے عیان شیرین زبانی
کہ وہ لیلی مثل تھے جسکے یہ تمثال

ناز میں حور شمائل تیغ ادا سے جسکے دل عشاق گھائل بیکر نازک اسکا ایسا کہ ہر اعضا دلکو بجو ایک جگہ سے دوسری جا بہت ہی خوب چتون سے پیار نکلتا جو دیکھے نہ ہوجائے شیدا کاکل معنبر پیا کے آگے سنبل باغ کے پیچ کچھ نہ چلیں لاکھ داؤن گھات لگائے مگر اسکے ہمسر کہلائے پیشانی وہ نورانی کہ حضرت موسی کو دیکھنے سے غش آئے آنکھیں قتال چتیان خوش چشمان نرگس جسکو دیکھکر حیران رخسار تابان کے مقابل آئینہ شمس و قمر اندھا دہن تنگ کا وصف کیا بیان ہو تو میں ایسی زبان کہا ہو لب میں وہ شیرینی کہ عشاق کا اکسیر دانت پیسی ایک بوسہ لیجائے اس خیال میں تمام عمر بیتا کر

ان لبوں سے جو کوئی کام رکھے
دلکشی میں ست م یک پہلو
جاے نظروں میں جگر بالک
پھر قیامت تلک ندامت ہے
قند مصری کو کیوں نہ نام رکھے
یوں نہیں سرخ انکے ہر انگشت
ہو نہ آنکھوں میں کیوں جہاں تاریک
دبا قدم کاش میرے سر پر ہو
شانہ و دست و ساعد و بازو
قد ویلے میں ہے خوش گیسو
تلک اگر نچلے تو قیامت ہی
ساق سیمین میرے کمر پر ہو

اس رونق باغ خوبی نے جب یہ خبر سنی کہ شاہ افراسیاب کوہ سفید پر آیا ہی لباس اونے لباس اور زیور سے اپنے جسم لطیف کو آراستہ فرمایا ایک سو ایک اشرفی نذر کے لیے لیکر اور تحفہ بہت سے کشتیوں میں لگا کر سترہ سو ناز نینیں اور کنیزیں ساتھ لیکے تخت مرصع پر سوار ہوئی اور خدمت شاہ میں آکر حاضر ہوئی مجرا کیا نذر بادشاہ کو دی کشتیاں تحفوں کی پیش کیں اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ لونڈی کی سرحد میں حضور تشریف لائے ہیں تو باغ میں میری قدم افروز ہوں میں نے ایک باغ نیا تعمیر کیا ہی اسکو اپنے قدم سے رنگ بہار دیجئے تا نہ

عنایت کریں بادشاہ طلسم اسکی باتون سے نہایت خوشنود ہوا اور فرمایا کہ اچھا چلو اپنے تخت پر
بادشاہ کو سوار کیا اور آپ ہمراہ رکاب نحوست مآب ہو کر چلی اور سیر اطراف کراتی ہوئی داخل باغ
ہوئی ملکہ غبار انگیز نے کوہ سفید پر دیکھا کہ بادشاہ مجھکو چھوڑ کر چلا گیا اب تو اپنی راہ لیجیو چکر
جا رہی تھی کہ روانہ ہو خیال جو کیا تو ایک حلقہ دھوئین کی طرح میرے گرد ہے یہ بھی ناچار اسی
باغ کے سمت کہ جہان بادشاہ گیا ہے چلی اور باغ مین آکر دیکھا کہ باغ نہایت سرسبز و پربہار ہے ہمہ سمت
لالہ زار ہر گلزار خان دہکی جان وہ باغ تھا رضوان کو جسکے دیکھنے سے داغ تھا بلبلون کا ہر سمت ہجوم
بلبل دلگی اس جگہ کو دیکھکر یہ معلوم کہ ان گلون کی بہار لوٹیے کسی گل کے گلے کا ہار ہو جیسے ہر غنچہ دہن
تنگ سے بولا ہی چاہتا تھا اپنی خوبی پر آپ ہی مسکراتا تھا نہرین ہر سمت لطافت نیر بلور دہان
کی فرحت انگیز کہ

**نظم**

اس چمن مین ہے ہر گل سرخ و زرد ۞ نکہت گل جھاڑتی تھی دامن کی گرد
پھول و گل آئین نظر دیکھو جدھر ۞ لالہ و صدبرگ سب باغ نظر ۞ ان گلون کے عکس سے نہرون کا آب
آئینہ کی سطح کی رکھتا تھا آب ۞

بارہ دری وسط باغ مین بت نایاب بنی ہوئی اندر اسکے ہر طرح
کے اشیاے عیش و راحت دھرے ہوئے مسندین لگین کہا تک وصف اسکا کیا جاے بادشاہ
کو اس شوخ بے تمیز جادو نے لا کر مسند پر بٹھایا جام شراب ناب دیا رقاصون کو بلوایا ناچ ہونے لگا
جام شراب کا دور ہوا نقشہ ہی کچھ اور ہوا غبار بارہ دری کے چبوترے کے نیچے کھڑی تھی
گویا بندھی ہوئی تھی اب حال عیاران سنیے یعنی عمرو جو بارگاہ سے روانہ ہوا اسکے رہائی کو وہ
تو ہنوز راہ مین ہے لیکن برق فرنگی بھی غبار کا جویاہ ہر سمت پھر رہا تھا اور دل سے کہتا تھا کہ الہی
بادشاہ طلسم غبار کو کدھر لیگیا مین نے تو ٹیلے کو طرف لیجاتے دیکھا تھا اب پتہ اسکا نہین ملتا ہے یہ
کیا ماجرا ہے اسی طرح ڈھونڈھتا ہوا یہ بھی ایک بستی کے قریب پہونچا خیال مین آیا کہ اس بستی مین چلکر تلاش کرے
اسی طرف چلا سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ شہر کے جانب متوجہ ہوا تھا کہ آواز طبلہ بجنے کی سنائی
دی خیال کیا کہ جہان یہ طبلہ بجتا ہے پہلے وہان چلکر دیکھو لے پھر آگے جانا یہ سمجھکر اسی آواز پر چلکر
قریب باغ شوخ جادو پہونچا اور ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر اندر باغ کے آیا باغ کو رشک بہشت
صد بہار پایا اور جو کچھ آگے بڑھا دیکھا کہ بارہ دری مین مسند پر شاہ افراسیاب بیٹھا ہوا ہے اور ایک
پری سامنے بیٹھی ہے ستر سو خواص اور انیس و ندیم جواہر مین غوطہ مارے حاضر ہین تلخ ہوتا ہے

شراب کا دور چلتا ہوا اُسنے آہستہ سے کہا کیون میان افراسیاب تم تو یہان آکر چین سے بیٹھ رہے
اور ہمکو اسطرح دوڑایا اور پھر اب بھی صلاح نہین کہ لے آؤ شراب پیو راحت کرو یہ کہنا اسکا کسی نے
نہین سُنا او اُسنے دیکھا کہ غبار انگیز چبوترے کے نیچے کوٹھری ہے بندھی ہی نہین ہے چور زمین بنی
ہے دست و پا بستہ قابو مین عیار دیتے ہین جب جاتی ہے کوٹھری ہوتی ہے یہ دیکھکر باغ مین چھپ رہ
قریب اُس اسیر دام دودی کے گیا اور کہا ای غبار تم تو چرخ نابکار سے مل گئی تھین اب کیا انکو پھر
چھوڑ دیا غبار نے کہا ارے لونڈی احمق بے تمیز چاہے افراسیاب مار ڈالے چاہے زندہ
رکھے جبتک میرے دم مین دم ہے بھلا چرخ کو چھوڑونگی اتنی مرنا اور جیسا سب چرخ کے ساتھی
ہین برق یہ کلمہ سنکر خوشنود ہو گیا اور چپکے سے کہا منہ جہتر برق فرنگی کیون اے ملکہ پھر تم بڑی احمق ہو
یہان کوٹھری سے چلی نہین جاتی ہو اُسنے کہا ای برق ایک حلقہ میرے گرد ہے اگر زمین مین بھی جاؤن تو وہ
حلقہ کھینچ لائیگا برق نے کہا زمین مین بھی جادوگر بڑے بڑے ہین گھبراؤ نہین سحر برطرف ہوگی
یہ کہکر دل مین اپنے برق سوچا کہ شاہ جادوان تو ناچ دیکھنے مین مشغول ہے اور یہان اور بھی ہین تو
انکو بیہوش کرکے لیچل حلقہ سحر تو ہر اکیا کریگا یہ سوچکر کہا ای ملکہ اچھا چل تو سکتی ہو ذرا اس کوٹھری کی تک چلو
پھر مین سمجھ لونگا غبار یہ سنکر اسطرف گئی برق نے وہان لیجا کر بعنبہ بیہوش ہوئی برق نے اسکا
پشتارہ باندھا اور لیکر چلا حلقہ اسکے بھی گرد ہو گیا اس عرصہ مین عمرو روانہ ہوا تھا وہ بھی ڈھونڈھتا
ہوا اسطرف آگیا تھا جب برق پشتارہ لیکر باہر نکلا عمرو نے پہچانا کہ برق ہے پکارا کہ ادھر بھی جا دیکھنا
ادھر بھی دیکھنا برق نے اُسکی جانب دیکھا عمرو نے ایمن آنکھو کا تل دکھایا برق نے دوڑ کر قدمون پر
گرا او سے کہا اُستاد مین غبار انگیز کو لایا عمرو نے جست کرکے کہا مجھ سے الگ رہو تمھارے ساتھ کوئی
بلا بھی ہے یہ حلقہ دھوئین کا گرد تمھارے معلوم ہوتا ہے یہان تو یہ باتین تھین ادھر جب برق
باغ سے نکل آیا تو اب افراسیاب کو بھی خیال آیا کہ غبار جو ساتھ آئی ہے اسکا فیصلہ کرنا چاہیے
یہ خیال کرکے غبار کو ڈھونڈھا مگر کہین باغ مین پتہ نہ پایا اسوقت اسنے اپنے ہاتھ کو دیکھا
معلوم ہوا کہ برق فرنگی لیگیا یہ معلوم کرکے اسنے سحر کی دستک دی کہ پنجہ پیدا ہوا اس سے کہا جا
برق کو مع پشتارہ اٹھا لا وہ جا کر اٹھا لایا شاہ نے پشتارہ سے غبار کو نکالکر ہوشیار کیا اور اسکو
بہت سمجھایا لیکن سوا انکار اطاعت کے اسکی زبان پر اور کچھ نہ آیا شاہ نے اُسوقت سحر پڑھکر

جلاد سیہ فام تیغہ ہاتھوں مین لیئے آنکھیں لال لال اُسکی سامنے شاہ کے آکر آیا اُسنے حکم دیا کہ اے
جلاد جا دونوں کو تم باہر باغ کے لیجا کاو سر کاٹ لا جلاد نے غبار اور برق کے بازو
کو تھام کر پرواز کی اور باہر باغ کے آیا خیال مین اُسکے گذرا کہ یہ دونوں مسلمان ہین ان
بجھو نکو صحرائے پرخار مین لیجا کر قتل کرو تو بہتر ہے یہ سوچکر باغ سے کچھ دور ایک دامن کوہ مین آیا
کہ زمین وطن کی بالکل سنگستان تھی اور اتفاق سے اسی مقام پر خواجہ عمرو بھی فکر عیاری مین بیٹھے
کر رہے تھے اُنھون نے بھی اُسکی پرچھائین دیکھی گلیم اوڑھ لی اب جو دیکھا تو ایک جلاد غبار و
برق کو قتل کرنے لایا ہے اور جلاد نے دونون کو بٹھا کر تیغہ کھینچا چاہا کہ قتل کرے عمرو نے گوپھن
مین پتھر رکھکر چلانے پیترا بدلا اُس پتھر کو لگایا کہ جلاد کا کاسہ سر ٹوٹ کر دور گرا صدا اسکے مرنے
کی بلند ہوئی مگر وہان کون تھا جو سُنتا برق اور غبار رہا ہوگئے اسوجہ سے کہ جب قتل کرانے
انکو بادشاہ نے بھیجا تھا تو سحر اُنپر سے اپنا اُتار لیا تھا غرض جب جلاد ہلاک ہوا عمرو نے کہا کہ
اب یہان کا نا بارہ دری جلد چلو کہ دشمن اسی مقام پر موجود ہے غبار نازنین نے کہا تم اب نہی رہ جاؤ مین اپنے کام
کو جاتی ہون یہ کہکر زمین پر گری اور سحر سے مچھلی بنکر زمین مین سماگئی عمرو اور برق اپنے لشکر
کیطرف چلے راہ مین برق نے کہا کہ باغ مین جو ساحرہ کہ افراسیاب کے پاس بیٹھی ہی استاد نگار
نگاہ سے تو ایسی حسینہ عورتین کم گذری ہین عمرو نے کہا تو پھر مین جاؤن اور دھوکے سے پکڑ کر
پر اُسکو لاؤن برق نے کہا ایک سر ہزار سودا وہان افراسیاب بھی بیٹھا ہو یقین معلوم کیا اتفاق
ہو چلیے بس اپنے لشکر کو برق کے اسطرح سمجھانے سے عمرو جانب لشکر روانہ ہوا اور عمرو کا زائچہ
للا دئیس سجاد جو غرق زمین ہوئی بہت دور جاکر مثل غنچہ کے تہ زمین سے برنگ لالہ گل نکلی اور خیال
کیا کہ چلے اپنے ملک مین جلکر لشکر بنا او طبل عزانہ ساتھ لے پھر لشکر صحرخ مین چل و ہنہ افراسیاب
کر کے سب لشکر لیکا لیس یہی تدبیر پسند آئی اور پڑھ سحر اُڑکر اپنے ملک مین پہونچی اُسکے ملازمون کو
خبر ہوئی سواری اور اسباب بزرگ شاہنشام ہمراہ لیکر اُسکے پاس حاضر ہوگئے چار سو کنیزان حسین
دمہ پارہ اُسکی ہین وہ بھی لباس و زیور سے آراستہ ہوکر آئین ملکہ دار الطلامانہ مین اپنے آئی سب
مال و اسباب بجنسہ جیسا چھوڑ گئی تھی پایا پھر مسند حکومت پر بیٹھی اور اُسکی طرف سے فوج کا مالک
کوہ وقار جادو نام ایک ساحر تھا اُسنے آکر تسلیم کی نذر دی جبار نے ہنسکر کہا کہ اے

کوہ وقار عجب طرح کا مقدمہ درپیش ہے کہ جسکا بیان کرنا بھی دشوار ہے خیر جسطرح کہتی ہون لو سنو مجھ سے اور افراسیاب مالک طلسم سے بگڑ گئی ہے اور مین صرصر سحر چشم کے شریک کے فریک ہی ہون کوہ نے کہا صرصر نے جو آج جنگ مقابلہ کیے پھر بادشاہ کا کیا انکا جنگ اسد اور رمہ جبین قید مین غبار انگیز نے کہا صرصر نے بہت کچھ کیا کہ بادشاہ سے لڑ گئی ہان یہ کہو کہ وہ بادشاہ کی خاک پا تھی اسکا کچھ بادشاہ نے آجتک کیا لیا کوہ نے عرض کیا کہ غلامون کو مالک سے تقریر کرنا نہیں چاہیے اچھا جو کچھ آپنے کیا بہت بہتر کیا ہم آپکے مطیع ہین جو فرمائیے وہ بجا لائین جب ملکہ مذکور نے یہ عجز اسکا دیکھا خوش ہو کر خلعت سے اسکو مخلع کیا اور حکم دیا کہ جلد فوج ہماری تیار ہو اور اژدرہائے سحر پر بارگاہ مال خزانہ لاد کر روانہ کرو بموجب ارشاد اسیوقت نفیر سحر کو دم ملا فوج نصرت شعار اسکی سلح و مکمل ہوئی آسمان دود سحر سے ایک دودی چادر نظر آنے لگا ہر سمت صدائے ابوق و نفیر سے زلزلہ اخگار ہوا باز و بط جانوران سحر نے رکو دہر پر کو لگر کالا کیا ایک سمت تلوار کے وحشی ساحر بھی اور سر دار بھی ہتھیارون کو کھڑکھڑا نے اپنا جوبن دکھاتے تھے تنے ہوئے جاتے تھے گھوڑہا دہگرو قتل کرنے دہاتھو کرنا

تھی سواری کے فیل کی وہ دھوم
لعل ناب و گہر تھے صرف نثار
اور ہاتھی تھے جھومتے جاتے
صف مژگان دلیرون کی جون
تھا بہت تیز گام اسپ خیال

جیسے ابر بہار آئے جھوم
اک جہاجت کے ساتھ فیل نشان
جیسے تھے جوان مد ماتے
یا البتہ رکاب مین تھے سرنگ
رنگیا دیکھ کر انکھون کی چال

آئی دولت سرا سے ہو کے سوار
آگے مانند کوہ زر کے رواں
پلٹنیں جاتی تھیں برابر یون
چلے دیکھے کمیت چرخ ہی دنگ
حاصل کلام غبار انگیز گلفام سبب

فوج و خزانہ لیکر تمام قلعہ کو ویران کر کے بازار بیوپاری سب لشکر مین مقرر کر کے نرگسی کوہ کی طرف سے راستہ بادشاہ کی آمد و رفت کا چھوڑ کر جانب لشکر صرصر فرخ نامور روانہ ہوئی یہ تو یہان سے جب دور تر نکل گئی شاہ جادوان اسوقت ملکہ شوخ جادو کے یہان ناچ وغیرہ دیکھکر فارغ ہوا اور اسکو خیال غبار کا آیا پکارا کہ ارے ہمنے جلاد جادو کو بھیجا تھا کہ وہ غبار اور برق عیار کا سر کاٹ لائے بڑا عرصہ ہوا کہ وہ ابتک نہ آیا جلد تر کوئی جا کر باہر باغ کے اسکی خبر لائے کیا گذری حسب الحکم ملازم شوخ جادو کے دوڑے اور ہر طرف تلاش کیا آخر ایک مقام پر جلاد جادو کی لاش پائی کہ سر ختق ہو گیا ہے اور مرا ہوا پڑا ہے یہ دیکھ خدمت بادشاہ مین آکر عرض کیا

حضور جلاد مردود پڑا ہے اور غبار و برق کا کہیں پتہ نہیں ہے یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ صاحب میں
یہ حیران ہوں کہ یہاں کون آیا جو جلاد کو مار کر غبار کو لے گیا یہ کہکر اپنی بغل سے ایک
لوح نکالی اور سحر پڑھکر اُسکو دیکھا اُسمیں ظاہر ہوا کہ جب غبار کو جلاد لیگیا اور قتل کرنے لگا
وہاں عمرو عیار موجود تھا اُسنے پتھر مار کر جلاد کو مار ڈالا اور غبار رانگیز کو لیگیا بس لوح سے یہ حال معلوم
کر کے شاہ وہاں سے اُٹھا اور کہا ای شوخ تم غبار کے قتل کی نسبت ننگ راہ میری ہوئیں اوقتا
انسان کو ناچ و رنگ بھی دیکھنا اچھا نہیں اگر میں خیال کر کے پہلے ہی اُسکو مار ڈالتا تو اچھا تھا
میں تو مصروف عیش و نشاط رہا و دشمنوں نے اپنا کام کیا شوخ نے بہت کچھ عذر کیا اور کہا مجھسے
جو خطا ہوئی ہو طارمان جناب معاف کریں اُسنے کہا کہ ہم تجھسے بہت راضی ہیں مگر خیر غبار اگر چھوٹ
گئی تو کیا ہوا میرے ہاتھ سے کہاں جائیگی یہ کہکر وہاں سے رخصت ہوا اور راہ میں سوچا کہ چلکر
غبار رانگیز کا ملک تمام ویران کر دے خزانہ لوٹ لے وہ محتاج ہو جاے بس یہ سوچکر ساتا بہر اور بحر
عقاب پر آیا وہاں کشتی سحر لگی تھی سوار ہو کر پار جو اُترا ملک طاؤسیہ میں پہونچ گیا یہاں جو دیکھا تو
سب ملک ویران نہ فوج ہے نہ دکانیں ہیں نہ مال ہے نہ خزانہ ہے سوچا کہ غبار اگر پہلے ہی نکلی ہوئی
تو نے بڑی غفلت کی جو بیٹھا ناچ دیکھا کیا اب چلکر لشکر مہرخ میں وہ ملیگی اُسکو مع مہرخ کے قتل
یہ خیال کر کے وہاں سے رنجیدہ خاطر ہوا اور بجانب ظلمات گیا اور اُسکو اختیار ہے کہ ہر مقام سے ظلمات
میں چلا جاتا ہے بس ظلمات میں پہونچکر ایک نامہ اُسنے لکھا اور طائر سحر کو دیا کہ پاس ظالم گیسو دراز
ظلماتی کے لیجا کے طائر نے کو زبان منقار میں دبا کر چلا اس ظلمات میں ایک پہاڑ ہے کہ اُسکے دامن میں
قلعہ آباد ہے اس قلعہ کا ظالم حاکم ہے چنانچہ وہ اپنے دار الامارہ میں بیٹھا تھا کہ طائر نے لا کر نامہ دیا
اُسنے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ ای حضرت ظالم گیسو دراز ہمارا تمہاری ملاقات کو جی چاہتا ہے
اور یہاں کار ضروری ہے پس لازم ہے کہ بلفور دیکھتے اس نامہ کے مع فوج قاہرہ اپنی کے جلد تر
ہمارے پاس آؤ یہ پڑھ کر اُسنے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ ای حضرت شیخ چشم افراسیاب نے بعد
مدت کے ہمکو یاد کیا ہے اور شاہ ہے کہ طلسم میں غدر بھی پڑا ہے اچھا پھر کچھ ہی ہو ہمکو بادشاہ کے حکم کی
تعمیل ضرور چاہیے اہتمام جاؤ اور فوج کو مستعد و مکمل کراؤ سپہ سالار یہ حکم سنکر لشکر تیار کرانے گیا اور
اُسنے بجواب نامہ عرضی لکھی کہ غلام حاضر ہوتا ہے طائر نے جواب لا کر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے عرضی پڑھ کر

باغبان وغیرہ جو لوگ کہ وہان حاضر تھے اُسنے کہا کہ ہمنے ظالم ظلماتی کو بلایا ہی آتا ہوگا وہ یاجوج لیگا۔ ترساحرون نے کہا کہ حضور وہ بڑا زبردست ہی مہمے بس ہی تعریف اُسکی سب کرنے لگے خسارہ بہت خوشنود ہوا اور اسطرف ظالم کی فوج درست ہوئی ایک ایک جنت جوگی جیپال اور شیپال کا یاد گار اور ہے کے کرے ہاتھون مین ڈالے شتقاین سلگائے ہوئے ڈاڑھیان لٹکائے ہیکوجتا ہی جاکتری کا گنما سر پر رکھا ہوا گورسنید ور وچندن کی بدن مین ملے تھا ور ساحری وجمشید وغیرہ سینہ وجبین پر بنائے کانون مین کنڈل اور مندرے ڈالے بعضون کے سر پر حلقہ ہای زری کے ہوے رال وگوگل وغیرہ مشعلون پر جلاتے دھوان ہوم کا بلند ہوم خانے اندرون پر لادے ہوے ہاتھون پر جنت ننگ ڈھڑنگ کردھنے باندھے سوار گلون مین ہاتھون کے گھنٹے بندھے بجرت کھنکتین نرالا سماں ہی الٹے مزے ڈالے اسباب جہالت آراستہ گھوڑے کو دے ایڑ بیعلم وخیال سے دانم ہوچلی سواری کی سیر بھی ہی بڑی۔ ایک خلقت ہی دونون سنے آدمی۔ چل زرلفت پوش چل نشان

کوہ زر ساتھا جیس پشت روان
زری پوشون کا پشت وہیں انبوہ
آگے روپے کے رتھی کے جھگا

چل کی باکھریری ہوئی یکبار
الله الله ری اُسکی شان وشکوہ
سونگی کرتے تھے طرف ہی نثار

ہاتھی آیا بر رنگ ابر بہار
تو زمین کتنے سونے کے سر پہاڑ
تھے نگر فیل ابر گوہر بار

تھین جلو مین زنبیان حاضر
کوتل آگے تھے خوش جلو مین سبھی
کوچ نوبت کے بجنے پر بہی نگی

جادہ کے آسمانیسا ن حاضر
تو بہی خوش سلیقہ سار ہی مین
عقل ہوتی تھی بس گو ذرنگ

تازی ترکی عراقی وعربی
نے نوازمن کی جان ماری ہین
القصہ بڑے کر و فر سے ظالم

خدمت شاہ مین آکر حاضر ہوا اور سواری سے اُترکر اندر قصر قدسی کے آیا بادشاہ کو مجرا کیا نذر دی پھر اجازت بیٹھنے کی پاکر دنگل پر بیٹھا اور عرض کیا کہ جناب معلی نے آج جو مجھکو یاد کرکے سرفراز فرمایا کچھ سبب بھی اسکا ارشاد ہو بادشاہ نے اُسوقت سب ماجرائے گذشتہ جنگ جدال صرخ ونیکی سے بیان فرماکر حال عنبار انگیز کی مخالفت کا بھی بیان فرمایا اور ارشاد کیا کہ اب مریخ ایلچی ملکہ بلایا گیا اور جہان اور سب سیر سالار اُن مجھ سے منحرف ہوگئین وہان عنبار انگیز بھی سہی ہے اس سے تم ایک ایلچی غبارہ ہی کی فکر نکر نا مریخ جو اسکی طرفدار ہو دو رائیکا لشکر وغیرہ سب ہی کو غارت کردینا ظالم کہا وہی عنبار انگیز جو گوری گوری جوان ہی بعقد زنانہ مین یا قوت کی جعفری رکھتی ہے شاہ نے فرمایا کہ ہان وہی ظالم

کہا حضور ملاحظہ فرمائیے کہ مین جاکر طبقہ اعظم کو الٹ دونگا جہان سب مخالف ہین اور ہر ایک کا
بعنایت سامری شکین باندھکر حاضر آستان کرونگا لیکن ایک بات شرم کی اور خلاف ادب سلطانی ہے
اُسکو عرض نہین کرسکتا ہون اگر جان کی امان پاؤن تو زبان پر لاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ لکھو تجھکو
جان بخشی کی اُسنے اٹھکر پایہ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ عیار کو مین پکڑ لاؤن تو مجھی کو وہ مرحمت
فرمائیگا کہ مین ایک مدت سے اسیر شیفتہ اور فریفتہ ہون اور ایکدن جو چار زخم میرے سلطے مین اسکو دیکھا تھا

| | | |
|---|---|---|
| ہون بوسے ناآخرین کے ساتھ | رابطہ آہ آتشین کے ساتھ | ہو نہیں سوکھے تو خون ناب ملا |
| جواب نخوردہ طلون کو جواب ملا | بستر خاک پہ گرا ہون زار | درد کا گھر ہوا دل بیمار |
| نقشہ دفتہ ہوا ہون سودائی | دود پہونچی ہے میری رسوائی | آہ جو ہمدمی سے کرتی ہے |
| ابتو وہ بھی کمی سے کرتی ہے | ناامیدانہ گرگرون ہون نگاہ | دیکھتا ہون ہزار روز سیاہ |

الطاف خسروانی و عنایت سلطانی سے بعید نہین کہ یہ التماس میرا درجہ اجابت پہونچے شاہ نے
سوال اُسکا سنکر تبسم کیا اور فرمایا کہ سب معشوقین طلسم مین ہماری ہین کہ کوئی انمین سرفراز
ہے ہوچکی ہے اور کوئی ابھی باقی ہے انمین سے ایک یہ بھی ہے کہ ابھی میرے کام مین نہین آئی
اور بہار کیطرح چنانچہ جب تمنائے دلی تیری ہے مجھکو وہ عنایت کی تو اب اسکا مختار ہے اُسنے
شاہ کی دعا کرکے نذر دی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور لشکر ہمراہ لیکر طلسم ظاہر کی جانب چلا شاہ نے
اُسکے جانے کے قبل نامہ حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ ہمنے ظالم گیسو دراز ظلماتی کو بھیجا ہے تم جانتی ہو کہ وہ
ظلمات مین سے ہے اور بڑا معتبر ہمارا نوکر ہے اور خیرخواہ بھی ہے اسکی خاطر بہت کرنا اور
تماشا اسکی لڑائی کا دیکھنا اور جب وہ عیار انگیز کو پکڑ لائے تو عیار کو ہمنے اُسے دیدیا ہے وہ
جو چاہے اُسکے ساتھ کرے تم دخل ندینا یہ نامہ حیرت پاس جو پہونچا اُسنے پڑھا اور حکم دیا
کہ بلند بارگاہ وسیع وعالی برپا کیجاوے کہ شاہ نے خود سفارش ظالم گیسو دراز کی فرمائی ہے
حسب ارشاد ملکہ بارگاہ دلکشا نصب ہوئی انمین خوان طعام گوناگون کشتیان شراب صراحی
کی اور سب اسباب راحت و عیش بھی مہیا فرما دیا اس عرصہ مین باہزاران احتشام و تجمل ظالم
گیسو دراز ظلماتی بیابان آکر پہونچا ملکہ نے استقبال کرایا اور لشکر اُسکا اُتروایا وہ جب سامنے
آیا جبین عجز و انکسار کو سامنے خاتون بادشاہ کے جھکایا خلعت ملا بیٹھکر شراب پینے لگا

وہ زمانہ آیا کہ شب تیرہ فام مثل ظالم گیسو کھولے ہوئے خیمہ ہوا میں قدم زن ہوئی اور لیمان غبار رنگین روز سفید نے گریز کی کہ ابیات

لطف چرخ بلند پیشانی ہو دیدۂ مہ نے کی نگہبانی　تھا جو شب کو انبساط روشنی ساغر مہ لبالب مے نور

غرض تمام لشکر حیرت و ظالم نامور جادو طبل جنگ بجا نفیر سحر کو دم نامے سحر زمی کا شور بلند ہوا ہرکارے لشکر صرصر میں آکر بعد دعا و ثنا کے تنہا ہی عرض پیرا ہو سکے ای ملکہ عالم ظالم گیسو دراز ایک ساحر ظلم آیا ہے اُسنے اپنے نام طبل جنگ بجوا دیا ہے صرصر نے خبر سنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے غرض بھی شور محشر آشکار ہوا ہر ایک صدائے طبل و بوق سنکر خبردار ہوا کہ کل پھر معرکہ جنگ درپیش ہے قدم درمیان میدان میں پیش ہے وہی ہنگامہ خیزی و معرکہ انگیزی جان دینے کی آشکار ہوئی لڑائی کی ایک عالم ایسی ہوئی کہ ہجوم سپاہیان اور بہادران سے مجمع قیامت نظر آتا تھا وہ میدان جنگ میدان حشر بنا تھا فوج میں یہ گرد و غبار اڑا تھا کہ آئینہ خورشید اندھا ہوا تھا فلک سے غبار یوں گرتا تھا کہ جیسے کہرا پڑتا تھا فلک شور کیفیت خبر نمار دکھاتا ہر قدم پر نہان قدم رکھتے ہوئے آتا زمین کا رنگ سیاہی یہ حال تھا کہیں تفنگ گولے سحر کی کثرت تھی کہیں کمانوں اور ترکشوں کی شدت تھی تلواریں آتی تھیں قتل ہوئی معین کر دیا تمام سلح خانہ نظر آتی تھی خوف سے بزدلوں کی جان جاتی تھی ایک سمت سحر کا کارخانہ تھا جادو کا ٹھکانا تھا اندھیر جہان میں برپا تھا کسی جا روشنی کہیں اجالا تھا کوئی ساحر دن منھ پر ملتا کسی کا منھ کالا تھا آگیا جلتی کی وہ کثرت تھی کہ دنیا آتش سے بھر گئی تھی لو ناچاری بھی یہاں آتے ہوئے ڈر گئی تھی جو برآتا تھا وہ سامری اپنے تئیں بتاتا تھا زردشتی جتاتا تھا میدان فلک سے آگ برستی تھی آتشبازی سحر کی چھٹتی تھی یہ حال تھا

| | | |
|---|---|---|
| قصیدہ گر اسکی شجاعت کا کروں حال میں تحریر | بنجاتے قلم خنجر براں کے برابر | افسانہ کہوں وہ جو شمشیر دو دم کا |
| دشمن کو سلادوں ابھی میدان کے برابر | تلوار تری روز وغا برق نظر آئے | ہر دشمنوں کے قطرۂ باران کے برابر |
| گر کاٹ سناؤں میں تری تیغ دو دم کو | ہو ملک عدو شہر خموشاں کے برابر | بجلی گرے دشمن پہ جو ہو عکس فگن تیغ |
| سایہ بھی ہے اک برق درخشاں کے برابر | ہے اسپ فلک سیر ہر اک غنچۂ مختصر | ذاتیں جو اگر انکو تو بس ہاتھی ان کے برابر |
| جائیں کبھی مشرق کبھی مغرب پہ وہ جھلائے | بجلی سی بھی گنبد گردان کے برابر | ہر فیل مست ہر ایک رشک ختن تھا |
| مالک ہے جو سُنے انکا مہ تاباں کے برابر | | |

غرض رات بھر سمت ہیجان چھا شجاعت کا بنا دستگار جب زمانہ

لگر قیس فلک کی گردن پر طیلسان زرین تن ہر سوار ہوا اور پرچھ لیل دم دبا کر بھاگا کہ ابیات

صبح کا دم بھی دم سرد کر گیا ☆ نکلا تو کا پتا نکلا ☆ راز شب آشکارا ہوتا ہر گھو شور محشر ہو یا رایتہائی
جمہدام ہرچ دبیار دشمکین محمود وغیرہ بہزاران مکنت وشوکت تختہای سحر پر سوار ہو کر جانب میدان چلین فوج
مین نفیر دوق کا شور رہوا مائل جنگ ہر صاحب زور ہوا ایکطرف سے ساحر طائر سحر اڑا کر اڑا کر چلے کسی
سمت بہادر منچلے گھوڑے کو دڑاتے روانہ ہوئے تختہائے زرین کا روے ہوا پر چمکنا آفتاب کی شعاعین ہر
آفتاب نکلا ہو دکھائی دیتا سا دکھر کا روے ہوا پر کتنے نقارے بلندی پر جو تحتے گرد بیان خلائق
کو خیال ہوتا کہ قلعہ فلک یہ نکلیں یہ لوگ حملہ کرین ہر سمت بادشاہ لشکر کی شان مین لقسونکی زبان پر نظم

دی تپ سے ڈر سے جگر شیر دن نے آب
لشکری اس فوج کا ہر اک عقاب
گرد اس لشکر کی گر ہو بلند
وقت گرگ عیش نے منہ پر نقاب

دشمنوں کو رو بہانہ اضطراب
موج زن جیسے ہو یہ دریا موج
بحر زمین و آسمان مین ہو حجاب

ہاتھی کی صف ہر گھوڑوں کی قطار
بستیاں اس سمت کی جیسے حباب
جائے دشمن جون سگ پاسوختہ

زیر دست اسکے زمین گردن کشان ☆ تا قیامت وہ رہے مالک حق

رہی غلغلہ تجمل سے داوگاہ مصاف مین آکر سپاہ منچلے ہو گئے اسطرف جلیل خباب جوا اکر ظالم لیکن درا ز ظلماتی اپنی
بارگاہ مین آیا تھا اور سو رہا تھا صبح کو جو اٹھا لشکر جانب میدان چلنے کو تیار ہی تھا لیکن اسنے بزرجمہر
و بند ار کہا کہ ابھی بہت سویرا ہے مین ایک دو گھڑی مین آپ سب خطا کر داروں کو پکڑ لونگا لشکر آگے چلے مین
بازی شطرنج کی کھیل کر آتا ہوں یہ کہکے شطرنج بچھا کر مصاحبون سے شطرنج کھیلنے لگا زمانی کی کچھ بساط نہ تھا لیکن
عیار عمرو کی جانب کے بڑے بڑے فرزینوں کو مات کر چکے ہیں اسپ نظری ہر جگہ دوڑاتے ہیں گو وہ بیاجند مرادی
مین پھنسا ہوا تھا لیکن ضرغام نے رخ نہ پھیرا جادوگر بنکے اسکی بارگاہ مین گیا اسنے شطرنج کھیلتے کھیلتے ایک
قہقہہ مارا اور کہا بازی جیتنے پائی یہ کہتا تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور وہ ضرغام کے لپٹ گیا پکڑ کر سامنے
لایا اسنے استفسار کیا کہ تو کون ہے اسنے کہا مین ملازم حیرت جادو کا ہوں اور ساحر ہوں ظالم نے کہا
نہین تو عیار ہے ضرغام نے کہا مین عیار نہین ہون اسنے سحر پڑھ کر جو پھونکا روغن عیاری اسکے چہرے
پرسے اڑ گیا سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ ضرغام عیار ہے بس یہ دریافت کر کے اسنے نامہ لکھا
عمرو کو کہ ای عمرو تونے لاکھون ساحر مار ڈالے مگر اب میرے ہاتھ سے تم مارے جاؤ گے اگر رستی
حیثیت کروگے تم کو عیاری وہ بہتے دعوی جنگ چاہیے میرے مقدمہ مین دخل ہونا مناسب نہین ہے
تمہارے طرفدار ساحرون سے لڑنے آیا ہون خبردار اب ہون مکاری کو نہ دوڑانا اور مرد ہو تو

کو کام نہ فرمایا یہ نامہ لکھکر ضرغام کو دیا کہ اپنے اُستاد کو جا کر دینا اور خطا تیری بھی معاف فرمائی جا اب یہان آنا ضرغام
وہانسے چلا تھوڑی دور جا کر دل سے کہا کہ تم اس ساحر کے باپ کے نوکر تو ہو نہیں جو نامہ پہنچاؤ اور پیام سلام
کرو چلو عیاری کر کے جب جانا بارگاہ میں نامہ بھی دکھا دینا خواجہ ابھی میدان جنگ میں آئے ہونگے وہان
نامہ کا کیا موقع ہے یہ سوچکر پھرا اور دوسری طرح پر صورت اپنی بنا کر بارگاہ میں ظالم کے آیا اُسنے
سحر سے دریافت کر لیا اور پنجہ کو بھیجکر گرفتار کرا لیا اور عنبت سرخ چشم کو بلا کر کہا ابھی تم
اسکو پکڑ کر لیجاؤ اور مہرخ کے یہان چھوڑ آؤ عنبت ضرغام کو لیکر اڑا اور سامنے لشکر جنگ آزما
کے لا کر اُسنے چھوڑ دیا اور کہا تجھے منع کر دیا تھا کہ اب آنا تو نے نہ مانا خیر اب کبھی ارادہ نہ کرنا ورنہ مارا جائیگا ضرغام نے
لشکر میں آکر خواجہ کو نامہ ظالم دیا اور سب حال کہا عمرو نامہ لیکے میدان میں کھڑا تھا اسکو جیب میں رکھ لیا اور
اس عرصہ میں ظالم بھی سوار ہو کر حصار نار میں پہونچا مختون کی فوج میں گھنٹے بجے ناقوس پھونکے اژدر ہا
وہان پھنکارے نارنج سرخ نارنیل چلتے تھے پھول چلتے تھے جرس کا سامری کے شور بلند ہوا
سینہ آکر بڑا بنا جا بجا جب صفوف فوج دونوں جانب ترتیب پذیر ہو چکیں جیپال عنبت ظالم کی
طرف سے میدان میں اجازت لیکر آیا اور بعد شلیخ شوری و نیرنگی سحر دکھانیکے مبارز طلب ہوا
سمر خار جادو غلام ملازم مہرخ نے زیبا اژدر اُسکے مقابلہ میں نکالا اور مہرخ سے اجازت لیکر سامنے اُسکے
گیا اُسنے ایک نارنج مارا سمر شار نے خالی دیا اور نارنیل اُسکے سینہ پر لگایا اُسنے بھی خالی دیا اور غصہ میں
آکر اپنے کان سے کندلا اُتار کر مارا وہ کندل بجلی بنکر جگر سمر شار کو کاٹ گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا
سمر شار کا بھائی سمر خار اس سانحہ کو دیکھکر تاب نہ لایا اور مہرخ سے اجازت لیکر بمقابلہ آیا جیپال نے اس پر بھی
کندل کھینچ مارا لیکن یہ بہادر زمین میں سما گیا کندل خالی گیا اور پشت پر جیپال کے زمین سے نکلا اور للکار
کر سنبھل او جفا کار خبردار ہو بیٹھا اُسنے ایک تلوار سحر کی لگائی کہ بجلی بنکر وہ تیغ آبدار بھی جیپال کے سر پر
گری اور اسکو بھی کاٹ گئی صداے دار و گیر اُسکے مرنے سے بھی بلند ہوئی یہ حال جب ظالم نے دیکھا سب لشکر
کو روک کر خود آپ بمقابلہ نکلا اور میدان میں آکر للکارا کہ اے فرقہ نمک حرامان آؤ میرے مقابلہ میں یہ سمجھا تھا
کہ ملکہ بہار اپنا ملادیں نخوت نگار بہار کر سامنے مہرخ کے آئی اور کہا اے ملکہ یہ پیلور رہنے والا ظلمات کا ہے جسکو شاہ
طلسم نے غصہ میں آکر بھیجا ہے ایسے ویسے جادو سے مارا نجائیگا میں اسکے مقابلہ میں جاکر نصیب آزمائی کرتا ہوں
آگے پھر میرا نصیب ملکہ مہرخ نے اسکو گلے سے لگا کر رخصت کیا یہ محبوبہ خوش لقا و شیرین ادا دل لشکریان

پامال کرتی خدائی انگلیان اپنی کیا دکھاتی کہ قیامت عالم ہونا اپنا جتاتی زلف رخسار پر اسکے بلتی تھی یا کہتی تھی کہ سب دشمنون کو پریشان کرونگی چشم فتان کا بہ ہزاران شوخی یہ اشارہ تھا کہ ترک غمزہ نے میرے ہزاروں لشکر دل پامال کر دیے ہین اب بھی خوف لشکر اعدا کو حیران بنا دونگی چہرہ مین بسان آفتاب تابان وہ گرمی کہ جسکے مقابل آگ کو بھی سامنے ٹھہرنے کی تاب لا سکے برق نمک لیا کہ دشمنونکو راہ عدم دکھائے عجب حسن لاجواب کی اُسکے بہار تھی آئی سراپا وہ بہار گلشن تھی کہ ابیات

دیدہ گل مین جا گہ اُسکی
نقش قدم تھا یاسمن اُسکا
جب وہ چہرۂ تابندہ ہوا
کاکل صبح سے خوش آیندہ

نکہت گل گرد رہ اُسکی
گل شگفتہ اُسکے رو کا
ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو
دیکھ اس رخ کی نور افشانی

چشم برہ سارا چمن اُسکا
سنبل اک زنجیر ہے مو کا
زلف اس چہرہ پر تابندہ
شمع مجلس ہو پانی پانی

الحاصل یہ فروغ افزائے مجلس جلوہ بیانی سامنے اُس ظالم اعظم کے جا کر پہونچی اُسنے اُسکی صورت دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور کہا کہ خوب تونے ادھر کیا بیٹھے پاؤن باہر نکالے کہ میرے مقابلہ مین آئی مجھکو بھی تونے افراسیاب تصور کیا ہی افراسیاب تیرے عاشق ہین وہ طرح دیجاتے ہین لیکن میرے ہاتھ سے تو بچکر کہان جائیگی اچھا اپنا ارمان باغ سحر بنا کر نکال لے بہار نے یہ سنکر خیال کیا جو چلے مار چلے وہ ہی میری یہ زبردست ساحر ہی شاید تجھے مہلت سحر کی ملے بہتر تو ہی کہ اپنا کام پہلے کرنے یہ سوچکر اُسنے طاؤس پر جست کی اور بیچ میدان مین کھڑے ہو کر کچھ افسون پڑھا اور پکاری کہ ای بہار آؤ اُس آواز کا دینا تھا کہ یکایک ہوا سرد چلی آنکھین ہر ایک کی بند ہو گئین پھر جو آنکھین کھلین ہر سمت چمنستان بنا پایا اور اُس چمنستان مین لالہ و گل اگا پایا جوش پر فصل بہار تھی گلشن مین آمد یار تھی باغ بالکل فرنگستان تھا سنبل شبنم سے بوڑھا بالون پر چھڑک کر پریشان تھا شاخ نازک کی تیغ گلبن کے دست نازک کا گیت تھی ہر گل کو جو ہر ناز کے پاؤن تلے اسباب عیش ہمت تھی شگوفہ گیلاس کی شکل غنچہ کلین خراب کی تھین سوسن بھی اودی بانات کی کرتی پہنے تھی رنگی شگوفہ کھاتی بقدر تاب تھی جب ہوا چلتی تھی پتون سے آواز ارگن بجنے کی آتی تھی لالہ نے سلامی کے لیے پلٹن جمائی تھی ہر رگ ابر بہار کو کھلتا نسیم سحر نے ساز خوشی بنایا تھا اُلگوزہ باجا بجایا تھا اُس گلستان سحر کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

اپنی چتونین چمکتی ہوئی دکھا دینگے
آنکے دکھلائینگے بلبل بھی جو ہر کا فن

آپڑے گی جو کہین نہر یہ بجلی کی کرن
اسکا اندر کو خیشہ کے گھرے لیکے ہما

شبنم نوازی کے لیے کھول کر رہنی تھا
یاسمین تیوری چڑھی بیچ مین چلتی بن

نکہت آئیگی گل کھول کلی کا گھر
اسمین ہو دینگے پریزاد بھی عکس فگن

ساقہ ہو گئی نزاکت بھی ہی رنگ شکن
کیا تعجب ہی کہ فواروں کی ہو بارانی

حوض ہندوق فرنگی سے مشابہ ہونگے
ہند کے طفل بھین ایسے کہ ہوسون ہرن

جب ایسا باغ پربہار تیار ہو چکا ملکہ بہار اس باغ مین داخل ہوئی اور لباس پرتکلف کے اپنے اور زیور مرصع کار کے علاوہ حسن وجمال کی چھبین دکھانے لگی تو ہم مردیجی لشکری ظالم کے ساتھ تھے وہ سب جھومنے لگے اور شعر عاشقانہ ہر ایک نے ورد زبان کیے کوئی پکارا کہ ای جانی ملکہ بہار

ہمتو تیرے فرمان بردار ہین بیت

یون ناکام رہینگے کب تک جی مین کام کرین
رسوا ہو کر مارے جائین تجھکو بھی بدنام کرین

کسی نے آواز دی کہ ای میرے دل وجگر سے بہتر کیا تیرے حسن وجمال کی تعریف کرون کہ مطلع

کس سے مشابہ کیجیے تجھکو ماہ مین ویسا نور نہین
کیونکر کہیے بہشتی رو ہی اس خوبی سے تو حور نہین

ایک اپنے ہمنشین سے بولا کہ ای راحت جان وعمر مطلع

دل کے گیسے بد دل کہلا کے گھرے دیکھین کیا ہوتا ہون
محزون ہو ئین مفتون ہو ئین مجنون ہو ئین رسوا ہون

اسی طرح تمام لشکر دیوانہ وار عشق بہار مین یہ اشعار پکارتا ہوا جانب باغ روانہ ہوا اشعار

کہان تک شوق وصلت مین سہین غم
نہین دل مانتا سمجھائین کیونکر
کہان تک سوز شوق ہمکنار ی
فسون خوان فغان وجوش زاری
حریف یاس اک مدت سے ہو ہین
رہے عاشق کشی تیری سلامت

نہین جی صبر کرتا کیا کرین ہم
کہان تک آرزوے ہمنشینی
کرے یون گرم جا بر مین ہماری
کہان تک طوق دام جدائی
خبر لے جلد ای ظالم کہ تو بین

نہین جان ٹھہرتی ٹھہرین تو کیونکر
رکھے درماندہ خلوت گزینی
کہان تک اشتیاق بوسۂ لب
کہان تک عرض غم کی نارسائی
نہین بچتا کہ جی پر ہی قیامت

جب لشکری اسطرح دیوانہ وار چلے تب ظالم نے کچھ خاک اٹھا کر اپنے لشکر کی جانب اڑا دی وہ خاک جیسے سر پر جا کر پڑی وہ چپ ہو کر ایک مقام پر کھڑا ہو رہا پھر کچھ پڑھنے شور وغوغا نہ کیا جب سب اپنے لشکر کو وہ ساکن بصور سکون کر چکا تو مست پکار کر کہا کہ واہ بی بہار تمھارا و کیا کہنا بس اسی سحر پر تھین ناز بقا لے اب اچھا ہوشیار ہو جاؤ اس نعرہ کرنے بہار نے اور زیادہ اپنے سحر کو زور دیا لیکن اس ظالم کو کچھ اثر نہوا اور اُسنے اپنے گیسو کی دراز سے بالون کو توڑ کچھ افسون پڑھا کہ وہ بال مثل زنجیر بجاری کے نکلے اس زنجیر سے اسنے پڑھکر حکم دیا کہ جاؤ اور اس لشکر

خسرو نابکار کی فوج کو مع سرداران باندھے اور ایک بادل اور ٹکڑا گرد باغ کی جانب بہار جادو کے پھینکا
کہ جا تو اس باغ کو بہار کے تاراج کرکے بہار کو مع کنیزون کے پکڑ لا وہ بادل زمین پر گرکر ایک اژدر خونخوار
تھا اور شعلہاے آتشین چھوڑتا ہوا جانب باغ نگارین بہار روانہ ہوا اور باغ مین وہ باغی جب پہونچا تو
وہان تمام دشت ویران بنگیا جہان ایسے موذی کا گذر ہوا اور اس اژدر کا یہ حال تھا کہ ابیات

وہ تھا باغ اسکے سبب ہولناک
درخت اسکے جاتے رہے بیخ و بن
اڑا اسطرح باغ مین بس غبار
ہوا صاف ہو لی نہ دود و شرر

دم اسکے نے وان کی آبادی کھو دی
صدای مہیب اسکی ایسی بلند
کہ وہ باغ تھا ایک تاریک غار
جدھر جدھر نظر دیکھیے لگ جا آگ

کہان سایۂ اشجار و سبزہ کہان
جگر چاک تھے سب ہوا پر پرند
پہونچتا تھا گردون تک شور و شر
دم و دم کشی لب پہ کھیلے ہی ناگ

خدا کی مار اس لیس کی گانٹھ نے اپنے دم آتش فشان سے تمام درخت اور چمنستان جلا دیے جو
شجر کہ پھولا پھلا تھا وہ اب چنار آتش فشان نظر آتا تھا طاؤس باغ اور لالہ کا دل ہی آتش سے
داغی ہوا ہر حنا کا دل ہی رنج سے خون ہوا ارے سوسن دھان گئی ہر جیب ہی نیلی ہے سنبل
پرپیچ و خم مین کا بتا دیتی ہر نہرین جوش کھا کر ابلنے لگین جیسے کوئی پانی کھولتا ہو ترکیب بند

یہ گلستان سراسر تماشا نہین رہا
وہ حسن جس سے خلق ہو شیدا نہین رہا
اپنی خرابیون کو کہان تک بجا روے
یہ آب و تاب حسن ابھی صبح کے دم تھی

وہ تو بہار گلشن دنیا نہین رہا
حیف اپنی تلخکامی و شوریدہ حالی
وہ شمع روے انجمن آرا نہین رہا

افسوس کوئی پردہ نشین فرد ذہین
جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہین رہا
ہر صبح جبین آئینہ آلودہ تم سے تھی

جب وہ باغ سب جلکر خاک ہوا اس اژدر نے دم کھینچا کہ کنیزان ملکہ بہار

اور بہار جادو سب کھنچکر اسکے غار دہن مین چلی گئین اور وہ اژدر پھر کر سامنے ظالم کے آیا بہار کو
مع کنیزان کے اسنے اگلدیا ظالم نے قید سحر مین مبتلا کرکے اسکو تو لشکریوں کے حوالہ کیا اور آپ لشکر کو
آگے بڑھا اسوقت خواجہ عمرو وغیرہ عیارون نے دیکھا کہ معاملہ خراب ہے یقین کامل ہوا کہ ہمارے
لشکر کی شکست ہوگی بس یہ چالاک عیار تو سب لشکر سے نکل گئے اور وہ زنجیر جو بادلون کی بنی تھی
وہ آکر لشکریون کے دست و پا و کمر مین لپٹنے لگی اور ایسی وسعت اسکو ہوئی کہ تمام لشکر کے چند
کو اسنے جکڑ لیا ایک بھی رہی نہین یہ بچارے سب بندھے جو جو کہ بزدل تھے وہ پہلے ہی سے بروقت
نارنجی گلشن بہار جادو بھاگ گئے تھے باقیماندہ اسوقت بندھے ہے جو بچے بھاگ نکلے بازار مین

لشکر کی بند ہوگئین و جہل پہل اور رونق سب جاتی رہی جو جو لشکری کہ مچلاپن کر کے آمادہ لڑنے پر تھے
ایک سو ہمت کو ہمراہ لیکر ظالم بھی اُنپر آپڑا اور تلوار چلنے لگی کچھ دیر زد و کشت کا ہنگامہ برپا
رہا آخر وہ بھی گرفتار زنجیر سحر ہوئے اب ہر ایک کی زبان غم بیان پر یہ افسانہ تھا کہ ابیات

کیا ماجرا لکھون مین کہ تاب قلم نہین
آتا نظر وہ سلسلۂ غم بجسم نہین

ہین نالہ ہاے صور صریر قلم نہین
آواز ہاے ہاے کی آتی ہے متصل

وحشت مری نگاہ سے ہو کیونکہ جلوہ گر
گردون ظلم گنبد ماتم سے کم نہین

غرض اس زنجیر سحر مین بصد ستم یہ سب بستہ رنج و الم پھنسے ہوے چلے اور سامنے ظالم کے وہ زنجیر
لے آئی اُسنے ہر ایک کو طوق و زنجیر سحر پہنا کر قید کیا اور طبل شادمانی بجوا کر پھر اپنے لشکریون کو حکم
دیا کہ انکی بارگاہون اور مال خزانہ پر جا کر قبضہ کرلو اور جب تک کہ یہ سب قتل ہون یا آقاے شاہ طلسم کی خدمت
مین حاضر نہ ہون اُسوقت تک کوئی اسباب انکا غارت نکرے بارگاہون پر ان بیچارون کے پہرا مقرر ہو گیا اور یہ ظالم
بارگاہ حیرت مین آیا لشکر نے اسکی کمر کھول آسودہ ہوا اور اسنے حیرت کو آکر نذر دی اور عرض کیا کہ
مبارک ہو مین نے سب باغیون کو گرفتار کر دیا حیرت نے اُسیوقت عرضی خدمت شاہ طلسم مین اس
فتح کی لکھی کہ اے بادشاہ ذی شان ظالم نے وہ کام کردہ کا نمایان کیا ہے کہ زبان اُسکے وصف مین قاصر
اب سب نمکحرام اسیر سلسلۂ سحر ہین اب جو کچھ حکم دین وہ عمل مین آوے بلکہ اگر مزاج ہمایون مین آئے تو خود
قدم رنجہ فرما کر ان نمکحرامون کو قتل فرمائیے یہ عرضی تو تیلے کو دی کہ وہ لیکر بادشاہ کے پاس گیا اور حیرت
نے حکم ترتیب جشن دیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ ظالمۂ شب نے زنجیر کہکشان مین چرخ دوار کو گرفتار کیا کہ نظم

خواب سرخوش نے سر بجا رکھا
بخت بیدار نے سُلا رکھا

رہی پوشیدہ گرمجوشی شب
کھل گئی ہمیہ پردہ پوشی شب

رات کو ظالم نے اپنی بارگاہ مین آکر شراب خواری کرنا شروع کی جب
دماغ اُسکا شراب گلرنگ سے گرم ہوا بے اختیار خیال یار آیا سوچا کہ ساری لڑائی تو نے فتح کی مگر ابتک
غبار انگیز جادو کا پتہ نپایا اگر اسوقت وہ ہوتی تو کس مزے سے پہلو مین سوتی وائے ناکامی کہ
اتنی محنت جس کی بیفرض وہ جلوہ پردہ از حُسن خلق ہے یہ رات کیسی ہجر دلدار مین گذرتی ہے یہ سوچکر بیتابیان

کرنے لگا اور کہتا تھا کہ

تعلق و جوش منفعل کیا کیا
جون زمانہ دمبدم تغیر حال

نجم طالع کو بھی زوال ہوا
مجھ سے بیتاب یار نجل کیا کیا
کبھی جون سایہ خاک پر گرنا

رہنا گھر خانہ و بال ہوا
کہ غم ہجر و گاہ یاس وصال
کبھی بیتاب دوڑتے پھرنا

| کبھی جوش اشک طوفان بار | کبھی آہون کا باندھ دینا تار | ایسی حالت بیقراری مین اچھی بات |
|---|---|---|

پر قرار آیا اگرچہ کوئی شریک صبح ہوا وہ اُسکے لشکر مین موجود ہی اگر غبار بھی شریک رنج و راحت
صبح ہی تو کیون لشکر مین نہین ہی اور اگر نہین ہی تو اِنہین لوگون نے تیرا عاشق ہونا سنکر اُسکو کہین
چھپا دیا ہی مجھے درد فرقت مین اُسکے رلایا ہی اِنہین لوگون سے اسکا حال پوچھنا چاہیے اگر نہ بتائین
کو مار مار کے دریافت کرنا زیبا ہی بس یہ سوچکر جہان سب قید تھے وہان گیا ہر ایک اسیر جلسا عنبر
کو زنجیر رنج و گزند سے پریشان حال شعبدہ باز یا فرط غیظ و غضب سے زبان پر لایا کہ اے مفتریان مکار تم لوگون
نے عیارون کے ہمراہ رہکر جعلسازی سیکھی ہی بہتر اور لائق یہ ہی کہ جلد بتاؤ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار
کہان ہی مین خوب جانتا ہون کہ تم ہی نے اسکو کہین چھپایا ہی ایک نے یہ گفتگوے لاطائل
اور بے مغز اُسکی سنکر جواب دیا کہ ہمکو اپنے دین و مذہب کی قسم ہی کہ ہم اُسکے حال سے فی الحال آگاہ
نہین مین کہ وہ شہزادی اب کہان ہی معلوم ہوتا ہی کہ اپنے ملک مین ہونگی یا جہان انکا جی چاہا
ہوگا تشریف رکھتی ہونگی ہمکو انکا حال کچھ معلوم نہین ہی اُسنے یہ سنکر کچھ سحر پڑھا کہ زمین سے چند پتلے
تازیانے لیے پیدا ہوے اُسنے حکم دیا کہ مار ڈالو انکو اور قبول کراؤ کہ یہ ملکہ غبار انگیز کو بتائین پتلے ساحرون
پر تازیانہ زن ہوے اسوقت سب نے اشک حسرت رخسار پر بہاے اور کہا اے ظالم اگر تو ہمکو مار
بھی ڈالیگا جب بھی ہم واقف نہین حال غبار سے کچھ نہ بتا سکینگے اسنے خیال کیا کہ شاہ طلسم ایسا
نہو کہ انکے ذلیل کرنے سے ناراض ہو اور آخر تو یہ سب مارے ہی جاوینگے پھر کیا ضرور ہی کہ تو انکو
جبر و تعدی کرکے بے عزت کرے ناچار خاموش ہو رہا پتلہاے تازیانہ زن کو بھی سحر سے غائب
کر دیا اس اثنا مین خواجہ عمرو بھی بفکر عیاری ساحر بنے ہوے اُسکی بارگاہ مین آئے اُسکا تو سحر مقرر
تھا کہ جو کوئی عیار آتا ہی سحر اُسکو خبردار کرتا ہی چنانچہ خواجہ کے آتے ہی بھی اُسکو خبر سحر نے دی اُسنے پتلہ
سحر بھیجا کہ وہ آکر عمرو کے لپٹ گیا اُسوقت ظالم بھی آیا اور گویا ہوا کہ اے عمرو مین نے پہلے ہی تمکو نامہ
بسحر آگاہ کر دیا تھا کہ مجھکو عیارون سے کچھ کام نہین ہی مین ساحرون سے لڑنے آیا ہون بس تم ہی ہو کہ
مین ساحرون سے لڑا اور انکو بافضال سامری و باقبال بادشاہ طلسم گرفتار کر لیا پھر تم ناحق اپنی جان
دینے کو آئے اچھا اگر آئے ہو تو ایک طرح سے تمھاری رہائی ممکن ہی پہلے یہ بتا دو کہ غبار انگیز طاؤس سوار
کہان ہی اسلیے کہ اسی صاحب حسن و جمال پر مین ہزار جان سے شیدا ہون اور اب مین کرنے

افراسیاب سے اسکو مانگ لیا ہی یہ کہکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور زار زار بزنگ ابر بہاری جیب و دامن کو تر کیا اور پکارا کہ

## نظم

دل لگا کر تجھ بن ہی بے کل بہت
ہمارا ترا عشق ہے یادگار
مگر یون کہ افسوس باقی رہے
تلف جیسے ہر دم ہو آپ روان

نہ جی کو مرے ہے ملے مل بہت
ترحم کہ اب بس گیا کچھ نہیں
گل تر یہ چند اوس باقی رہے
نہ ہو جاتی ای کاش الفت کا یہ

کہین یون فراموش رہتے ہیں
یہ لطف کہ ہم مین رہا کچھ نہیں
نکلتی جان جاتی ہی یون ہر دم
اٹھانی نہ پڑتی یہ کلفت ہمین

عمرو بھی اسکے ساتھ رونے لگا اور یہ کہتا ہوا کہ ہاے یہ عشق بھی کیا بد بلا ہی ای ظالم جب مین تمھاری معشوقہ غبار انگیز سے ملاقی ہوا تھا تو اسکو بھی بیتاب اسی تب و تاب مین دیکھا تھا اور کہتی تھی کہ ای کاش یہ جان حزین نکلجاتی تو اچھا تھا کہ نہ منھ سے کہا جاتا ہی نہ اس بن رہا جاتا ہی اب نہین معلوم کہ تمھاری ہی وہ سودائی تھی یا یہ بلا کسی اور نے اسکو لگائی تھی مین تو جانتا ہون کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہی یہ تمھارا ہی جذب کامل تھا کہ جو اسکو بیقرار کیے تھا سچ کسی نے کہا ہی کہ ابیات

محبت سے کسکو ہوا ہی فراغ
دلون کے تئین سوز سے ساز ہو
ہوئی اس سے شیرین کی حالت تباہ

محبت نے کیا کیا دکھائے ہین داغ
محبت عجب ترک خونریز ہی
کیا اس سے لیلی نے خیمہ سیاہ

محبت اگر کار پرداز ہو
محبت بلاے دل آویز ہی
ای ظالم مین جانتا تھا کہ تم بہت

بڑے سادہ ہو اور مین جاونگا تو ضرور پہچان لوگے اب تمکو یقین آئے یا نہ آئے مگر مین آپ سے اس ماجرے کو سنکر تمھارے پاس آیا ہون کہ تم مہرخ وغیرہ کو زد و کوب کرکے حال غبار دریافت کرتے ہو بس مین نے کہا کہ جو کچھ مجھکو معلوم ہی جاکر بیان کر آؤن اس کلمہ کو سنکر ظالم خوشنود ہوا اور ہنسنے لگا پھر عمرو کو پنجہ سے سحر کے چھوڑ کر کہا غم مین بہت کچھ تمکو دونگا اگر میری معشوقہ دلنواز کا حال بیان کروگے عمرو نے کہا کہ جب تم باغ ملکہ بہار تاراج اور برباد کر رہے تھے اسوقت وہ ملکہ ایک درخت کی کوہ مین بیٹھی رو رہی تھی اور عزم اسکا یہ تھا کہ مین بھی جاکر ملتی جاؤن مگر کہتی تھی کہ اگر مین ظالم کے مقابلے مین جاونگی تو اسپر مجھ سے بسبب فرط الفت سحر نہو سکیگا اور اگر وہ مجھکو پکڑ لیگا تو جیسا مین وصل اس سے کرنا چاہتی ہون وہ سب مطلب میرا فوت ہو جائیگا اس لحاظ سے اسکو نہ رہا گیا رفتن نہ پاے ماندن تھا ناچار ہو کر وہ تمھارے مقابلہ مین نہ آئی آخر مین نے اس سے کہا کہ اب کہ

کو کو میں جا کر ظالم کی خبر لاؤں کہ وہ بھی کچھ تمکو چاہتا ہی یا نہیں کچھ ذکر تمھارا اپنے ساتھیوں سے
کرتا ہی آہ سرد بھرتا ہی یا نہیں بس یہ میں بیان جو آیا تو تمکو سرگرم نالہ و دخان پایا مرحبا اے مرد میدان
عشق یہی چاہیے جو کچھ کہ تمنے کیا اللہ رے جوش خیال یار کہ کسی حال میں معشوقہ کو دلسے اپنے نہ بھولا
آپ اگر میرا اعتبار ہو تو قسم کھاتا ہوں نمک کی اپنے مالک کی کہ میں جا کر اسکو سے آؤنگا اور تمسے
ملا دونگا لیکن اتنا خیال رکھنا کہ تمنے اور تو سب میرے طرفداروں کو گرفتار کر لیا ہی مجھکو
طلسم سے باہر نکالدینا ظالم نے یہ سنکر قسم کھائی کہ میں آپ تجھکو طلسم سے باہر لیکر جاؤنگا اور لشکر
امیر میں پہونچا دونگا اور سو دو لاکھ روپے تجھکو دونگا اگر تو میرے یار دلنواز کو لیکر آئیگا اسنے کہا
تو پھر آپ مجھکو رہا کر دیجیے کچھ دیر میں آپکی معشوقہ کو مجھ سے لیجیے ظالم اپنے دل میں سوچا کہ اگر تو
گرفتار کرنا اسکا چاہیگا تو جہاں کہیں یہ ہوگا پکڑ بلائیگا اسکو رہا کر دینا چاہیے شاید کہ اوسمیں آکر اور اپنی
جان بچانے کے لیے ملکہ مذکور کو سمجھا کر لے آوے بس عاشق تو ملکہ غبار پر تھا ہی خوش ہو اسنے عمرو کو
رہا کر با خواجہ وہاں سے جست و خیز کرکے ایک درہ کوہ میں آئے اور زنبیل پر ہاتھ رکھکر پکارے
کہ دادا جان خسرو روم پر جب میں گیا تھا تو ایک پہلوان کو مع اسکے غلاموں کے اٹھا کر میں نے
زنبیل میں رکھ لیا تھا چنانچہ وہ ہی اسوقت عنایت فرمائیے کہ خوب کنگڑا اور موٹا ہی یہ کہکر زنبیل سے
اسی پہلوان رومی کو نکالا اور اس سے کہا کہ مجھکو پہچان کے ہو تم عمرو عیار وہ ڈر گیا کہ شاید
قتل کرنے کو مجھے زنبیل سے نکالا ہی بس گڑگڑا کر کہنے لگا کہ اے شہنشاہ عیاران میری کیا خطا ہی
جو آپ مجھکو قتل کرتے ہیں عمرو نے کہا ہم تجھکو چھوڑ دینگے اور تمھارے غلام بھی تمکو دینگے لیکن ایک
شخص کے پاس تمکو عورت بنا کر لیے چلتے ہیں جب وہ تمسے لپٹے اور مساس کرے اسکو مار ہی ڈالنا
چھوڑنا نہیں اسنے کہا حضور میں ہر چند کہ قید میں آپکی خون کا پیاسا رہا ہوں لیکن ٹانگیں حرامزادے
کے چیر ڈالونگا عمرو نے شاباش کہکر پشت پر اسکے ہاتھ رکھا اور کہا جب کوئی تمسے پوچھے تو کہنا میں
ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار جادو ہوں یہ کہکر اسکو بخوبی سب حالات سے آگاہ کر دیا اور یہ بھی بتلا دیا کہ
یہ مقام طلسم ہوشربا ہی اور افراسیاب بادشاہ طلسم ہی اس سے اور ہمسے مقابلہ ہی چنانچہ
اسنے ایک ساحر ظالم نام کو لڑنے بھیجا ہی اسنے آکر ہمارے طرفداروں کو پکڑ لیا ہی اور ملکہ غبار انگیز
پر وہ عاشق ہی اسکو مجھ سے مانگتا ہی میں اسکی صورت بنا کر تمکو اسکے پاس بھیجتا ہوں خبردار کہیں مگر

مار ہی ڈالتا پہلوان رومی نے مُسکرا کہا آپ دیکھیے گا کہ مین لیا آتا ہون عمرو نے اُسکو گلے سے لگایا
اور رنگ روغن عیاری اُسکے جسم پر لگا کر بعینہ بصورت کلہ عبار انگیز اُسکو بنایا خواجہ کا بنانا سبحان اللہ
عبار انگیز بھی اُسکی صورت دیکھتی کو ہزار جان سے عاشق ہوتی ماہتاب سر پردہ نکالی کہ نہر کوثر ظلمات
مین گویا جاری ہوئی یا شب دیجور مین کہکشان کی روشنی طاری ہوئی جبین مبین کو جو کوئی دیکھے
نیا تماشا نظر آئے یعنے خورشید کی عوض شب زلف سے چاند نکلا ہوا پائے سحر کو مہتاب ہی آفتاب کی
عوض روشنی افروز عالم ہو آفتاب سے بہتر یہ نور مجسم قایم ہو ہمیشہ حسن کا معجزہ عیان ہو صاف
فلک سے چاند اُترا ہو انظر آئے لوح سیمین نورانی تشبیہ ہی برق تجلی کہنے کو طبیعت نخش ہوئی ہے
نگاہ طرفہ آفت نئی بلا فسون سازی کا سارا نقشہ ان آنکھون سے اعجاز پیدا ہر گردش مین ظاہر
ہزارون ناز کبھی مارا کبھی جلایا مرگ و حیات کا پیدا اندازہ گورے گورے گال پھول سے بہتر جسن
قبول سے باغ حسن کے دو کنول دل اُنکو دیکھنے سے بیکل دہن تنگ مین تنگی سے جائے سخن
نہین صاف تو یہ ہی کہ پیدا دہن نہین سینہ پر پستان کا ابھار نا یہ شرود جانب مقابلہ مین شمش و قمر
تمغہ نور کے دونون گیند بلور کے کیا اُسکا وصف بیان ہو کا ابیات

مژہ لجنت عاشق کی برگشتگی
قیامت کا ٹکڑا ہو رتھا عیان
ہلے اُسکے ابرو جدھر کے نانہ
نمایان ہوے سب یہ مرگ جہان
ہوے منفعل رنگ رخسار سے
مسیحا شہید اُسکے بیمار کا
غرض اور سب یونہین کہنے کو ہین

نگہ ایک عالم کی سرگشتگی
وہ نازون جدھر آتی تھی اچپلی
مرے اسطرف ایک عالم بناز
وہ مُردون کو زندہ دو بارا کرے
خجل کبک انداز رفتار سے
سوا اسکے باتون کے سب جھوٹ ہین
مسیحا کے لب یونہین کہنے کو ہین

قد و قامت اُسکا کرون کیا بیان
قیامت بھی آتی جلو مین چلی
چھپین اُسکے غمزے مین کتنے نہان
مسیحا جہان سے کنارہ کرے
خضر تشنہ ہے اُسکے دیدار کا
جسے سنکے مردے بھی جی جاتے ہین
جب وہ پہلوان اس خوبی و

شمائل سے تیار ہو چکا اُسوقت خواجہ بھی اُسکے ساتھ ہوئے اور راہ کترا کر ظالم کی بارگاہ مین اُسکو
لائے وہ انتظار دیدار مین بیشعار و رہا تھا منھ آب اشک حیرت سے دھو رہا تھا دیکھتے
اُٹھ کھڑا ہوا اور پکار کر کہا بیت

| شکل تسلیم ہے تحریر تیری کرون ہون جستجو | | خانہ بخانہ دہ بدہ شہر بشہر کو بہ کو |
|---|---|---|

پھر کہکر ہاتھ عیار نے قلی کا تھام لیا اُسنے ہاتھ چھڑا لیا اور کہا نچلے بیٹھو آخر یہ کیا ہو کہ لپٹے جاتے ہو اُسنے گود
میں لیکر مسند پر بٹھا دیا اور عمرو نے کہا کہ اے ظالم مجھکو عنایت فرمانے کو کہا تھا وہ دلوا دیجئے کہ میں بھی خوش
ہو جاؤں اُسنے لاکھ روپیہ منگوا کر خواجہ کو دیئے کہ اُنھوں نے نذر قبول کیے اور وہان سے نکلکر لشکر
لوٹنے کے شہرے وہان اختلاط اور گرمجوشی شروع ہوئی لیکن وہ پہلوان رومی عیار ہے کہ کوئی ہو نہیں جو
عمرو جان ستان اُسکے ساتھ مادیر کرتا نہ وہ عورت تھا جو اپنی عادت جبلی کے موافق ناز و کرتا جیکا بیٹھا
ظالم نے آپ ہی اُسکی منت کی کچھ شعر عاشقانہ پڑھے کہ اشعار

جگر میں لہو خون ہو کیا خون ہے [illegible]
کہوے کسو کو تو جا ہے لاگ
نہیں صبر آتا ہے ہیں [illegible]
کے آگ لگائی ہو سینے میں آگ
تن زار حیران کیوں کر جیے
لہو نے جگر تک بھرے ہیں گے
کسو کا کسو سے نہ لگ جائے دل
کہ کہتا پھرے ہائے دل ہائے دل

یہ کہکر ایک جام شراب اُسکو دیا اُسنے لیکر پی لیا پھر اُسنے جام بھر کر
دیا ظالم نے پیا اور اُسکو جب نشہ ہوا اڑ جاتی وہ یہ عمر زندگانی کہکر لپٹا پہلوان بھی اُس سے لپٹا
اب ظالم کو معلوم ہوا کہ اسمین کچھ فریب ہے کیونکر عورت کو یہ طاقت کہان اسکے لپٹنے میں تو بہت
اچھے پہلوان کا زور معلوم دیتا ہے اُسنے عمرو سے دریافت کیا کہ واقعی یہ عیار نہیں ہو پہلوان ہے
یہ معلوم کر کے پکارا کہ اورے او فریبی کہان جاتیگا میرے ہاتھ سے یہ دغا بازی میرے ساتھ کی
پہلوان رومی نے اُسکو جب دبا لیا تھا تو وہ روئین تن تھا اُسکا بس نہ چلا تھا اب جو اُسنے نرم کیا
اور منھ اُسکا کھلا پہلوان رومی نے اُسکے دونوں کلون میں انگلیان دیکر چیرا اور زبان بھی ایک
ہاتھ سے تھام کر جو زور کیا زبان باہر کھنچ آئی اُسنے نکال کر پھینک دی بس اب تو وہ تڑپ کر ہلاک
ہوا عیاذاً باللہ شور ایسا اُسکے مرنے کا بلند ہوا کہ یقین تھا آسمان پھٹ پڑیگا آتشباری سنگباری
ہوئی اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جو اپنا ثانی نرکھتا تھا سحر مین ظالم سیہ رو اسکا
نام تھا لشکر میں غلغلہ اُسکے مرنے کا تھی جگہ جگہ مین عمرو بھی کیا ہوا کیا ہوا کہتا ہوا اندر بارگاہ کے
در آیا اور آتے ہی اُٹھتے پہلوان رومی کو حال مارکر نذر قبول کیا اور سر اُسکا لیکر بھاگا ادھر حیرت
نے سنکر جلد سوار ہوئی فوج اُسکی تیار ہونے لگی لیکن اُسکے مرنے سے لشکر جمشید کا سب چرخ
اور حیرت وغیرہ سرداروں کے چھوٹ گیا اور سب نے غلغلہ مرگ ظالم سنکر سجدہ شکر کیا
پھر نارنج ترنج بگڑکر یہ سب اُس قیدخانہ سے نکلے لاکھون آدمی کا ہجوم جو آگ لگکر بے مردہ

ظالم پر گراں نقصد ون کو بھاگے راستہ غلامون نے زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا کشتون کے پشتے
اور لاشون کے ڈھیر لگا دیے ظالم کا ظلم فوج کے آگے آیا جیسا کیا ویسا پھل پایا حیرت جو سوار
ہو کر اسکی بارگاہ کی طرف چلی تھی راہ مین اُسنے خبر سنی کہ اسطرح ظالم مارا گیا مہرخ اسکی فوج پر مار
کر رہی ہی یہ خبر سنکر ملکہ مذکور سہم گئی کہ میرے جانے سے فوج تو میری بیدل ہو رہی ہی پھر بھاگ
جاے گی اور مفت مین ذلت بھی ہو گی اگر شکست ہو گئی یہ سوچکر فوج کو تیار کر کے تھمی رہی کہ وہ بھی
اسطرف اگر نفسا دریا کرین یہان بہار اور محمور و زلزلہ وغیرہ نے تہلکہ ڈالدیا تھا ایک ایک ساحر
مین صدہا کو بیجان کیا تھا تیر انکا چالیس چالیس سینے ایک ہی مرتبہ مین توڑتا تھا کہین آتش فشانی
تھی کہین پتھرون سے سرگرانی تھی کہین ماران سیاہ برستے تھے کہین دشمن جان بچانے کو ترستے تھے
کوئی بھاگتا تھا کوئی لڑتا تھا تلوار سحر کی شعلہ فشان تھی کمان جادو کوستی تھی سینے مین غرق پیکان
تھے خنجر آبدار تھے نیزے جگر کے پار تھے کچھ ہی دیر مین یہ عالم ہوا تھا کہ دریا خون جوش مار رہا تھا

اٹھا فوج مین بس یہ گرد و غبار — کہ منھ پر تھا خورشید آئینہ دار — فلک گھیرے سے تھا دھانے فوج
سمان خیرگی رکھتا تھا ملک خود — زمین تھی سو تھی عرش بالا بھی — تخلل سے مطلق نہ گنجائش تھی تمام
نہ پوچھو کہ ڈرگون کا کیا حال تھا — جو رکھتے قدم وان تو بچ جا نکل — چلی تیغ مہرخ کی اسطور سے
یہی جدول تیر جس طور سے — بہت رہ گئے زیر شمشیر و تیر — بہت آنکے لشکر مین ہو کر دلیر

خیمہ و بارگاہ و خزانہ وغیرہ سب اس لشکر ظفر پیکر نے اُس ظالم اظلم کا لوٹ لیا اور وہ سب بھاگ گئے
لشکر حیرت مین جا کر ملے اُس وقت مہرخ نے کہا بس مار کے بھگا یا پھر وہ آگے حیرت سے مرکر پڑیگا
اب کچھ دیر آرام لینا اچھا ہی یہ کہکر طبل شادمانی و آسائش بجوا دیا اور لشکر فیروزی پھر یہان
بارگاہ وغیرہ پہ جو لوگ کہ مین تھے اور پہرا کیے تھے وہ پہلے ہی سے خبر مرگ سردار لشکر دلفگار
لائے تھے مسکن و مقام اپنا مہرخ نے آکر خالی از اغیار پایا لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا جو بازار بھی
وغیرہ کہ بھاگ گئے تھے وہ پھر آکر آباد اور دلشاد ہوے بارگاہ مین مہرخ آکر بیٹھی جشن کی تیاری
کی یہان تو سب بعیش و نشاط مشغول آرام و راحت ہین لیکن خواجہ نے صحرا مین جا کر پہلوانون کو
مع اُسکے غلامون کے زنبیل سے نکالا اور کہا ای پہلوان کارے کردی واہ کیا کہنا اچھا اب
تمھارا جہان جی چاہے وہان چلے جاؤ اور مین پہلے ہی تسے کہ چکا ہون کہ یہ مقام طلسم

ہوشربا ہے اور میں یہیں لڑنے آیا ہوں پس بغیر طلسم فتح ہوئے کوئی باہر جا نہیں سکتا
ہر اس حصہ میں تمکو باہر طلسم کے نہیں پہونچا سکتا مگر ہان ایک بار قبلہ طلسم کا کوکب روشن ضمیر
نام میرا عنایت فرمایا ہے اُس سے کہکر باہر طلسم کے بھیج سکتا ہوں اب جیسا تمہارے مزاج مین
آوے وہ قبول کرو پہلوان نے سر قدم پر خواجہ کے رکھا اور عرض کیا کہ مین اب تو آپکے قدم اقدس
کو چھوڑ کر کہین نجاؤنگا امیدوار ہون کہ زمرہ ملازمان حضور مین مجھکو بھی منصوب
فرمایئے عمر نے سر اُسکا اٹھا کر سینہ سے لگایا اور وہان سے لیکر اُسکو بارگاہ حضور مین آیا
پہلے حضور کو نذر دلوائی پھر زمرہ پہلوانان مین کرسی بیٹھنے کو دی اور اُسکا کار نمایان کر کے
بیان کیا کہ اسطرح اسنے ظالم کو مارا حضرت نے بھی بہت کچھ اُسکی تعریف کی اور خلعت گران قیمت
اُسکو دیا پھر وہ ماہیہ بیش قرار مقرر کیا اور خیمہ اسباب سکونت و آرام کے لیئے بھی عنایت فرمایا
پہلوان بھی مطمئین خاطر ہو کر ناچ دیکھنے اور شراب پینے لگا اسطرف حیرت بدسیرت نے
بھی بعد موقوف ہونے ہنگامہ کے لشکر کو آرام کرنے کا حکم دیا اور آپ آکر بارگاہ
مین بیٹھی سپہ سالاران لشکر ظالم کو سامنے بلوا کر حقیقت پوچھی انھون نے عرض کیا کہ ہم چار لاکھ
ہمراہ ظالم کے آئے تھے چنانچہ دو لاکھ کا سپہ سالار تو حضرت چرخ حشم ہے اور دو لاکھ کا حشمت
اثر در سوار وہ دو لاکھ ساحر تو اندھے سحر سے بھاگے اور مارے گئے اب آدمی فوج باقی ہے اگر آپ
حکم دین تو ہم بھی لڑکر مر جائین جیسا آپ فرمائین ہم عمل مین لائین ملکہ نے کہا سنو جب مالک
تمہارا مارا گیا تمہین لڑنے کے لیئے حکم دینے کا اختیار شہنشاہ کو ہے وہ جیسا فرمائینگے دیکھا جائیگا
ابھی توقف پذیر ہو یا ظلمات کی طرف جاؤ وہ سب چلے ایک مقام پر اُتر پڑی اور نامہ افراسیاب کے
پاس نامہ حیرت پہلے ہی پہونچا تھا ظالم نے اسطرح سبکو گرد کیا ہے آپ آیئے کہ قتل کیے جائین
نامہ پڑھکر بہت خوشنود تھا اور قصد رکھتا تھا کہ جاکر سبکو ہلاک کرون کہ یکایک چند تنے
سحر کے گریبان چاک کیے روتے ہوئے سامنے آئے افراسیاب نے کہا کیا خبر ہے تیلونے کہا خبر کیا ہے ظالم
گیسو دراز خداوند سامری کی خدمت مین پہونچے افراسیاب کو یہ خبر سنکر رنگ زرد ہوگیا آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا پھر کر کہا ارے تیلو یہ تو بتا دیکہ کس نے میرے شیر جنگی کو ہلاک کیا تیلو
نے کہا یہ ہمکو معلوم نہین مگر کسی نے مارا تو سنا جاتے ہین کہ ظالم نے پہلے دو سبکو گرفتار کر لیا تھا

رات کو ملکہ غبار اُنکی خوابگاہ مین سوار آئین اُنسے اختلاط کرنے لگا تو صبح ضرب سے مین آکر زبان حق
کھینچ لی شاہ نے کہا کہ اچھا جا کر خبر لاؤ کہ اب مہرخ ستمگر اسکا کیا کرتی ہے تب پیک خبرگیری روانہ ہوئے اور
مہرخ لڑائی لڑ کر اور سب انتظام فرما کر بارگاہ مین اپنے آئی تھی اس جگہ مین وہ بہت آرام ہو گئی
تھی اور وہ وقت آیا تھا کہ پہلوان رومی نے ظلمت شب کو خنجر صبح سے ہلاک کیا تھا کہ بہار
کہ جب برسیا غضب ہو گئم + پڑھا تحفۂ صبح اسباب نجاہم + نوید صبح کے پیدا ہوئے شور + چلا گرد پشت کو سلطان انجم
لیئے افراسیاب صبح ہی سے جانب لشکر حیرت سوار ہو کر روانہ ہوا ادھر مہرخ نے فرمایا کہ ملکہ
بہار کچھ دیر دربار کریں مین راحت و آرام کرلون پھر وہ آرام فرمائیں مین تخت نشین ہوں
اور نصف سردار دربار مین رہیں نصف آرام کریں غرض جسکو جو کسل تھا وہ تو جا کر آرام پذیر
ہوا باقی دربار مین انجمن آرا رہے یہ حال سب پہلو نے افراسیاب نے دیکھا اور پھر کر بادشاہ سے
ہو چکا تھا نیلے اسکو آتے دیکھا بارگاہ حیرت مین آئے یہان حیرت رنجیدہ بیٹھی تخت پر
آکر بیٹھی تھی کہ چار ہزار ساحر نکا غول دکھ ہوا پر اُڑتا ہوا دکھائی دیا اور ابر زرنگاری نمودار
غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین سب اہل دربار مع حیرت بہر استقبال اُٹھے افراسیاب
آکر بارگاہ کے در پر اُترا شاہ حیرت نے مجرا کیا اور سب کا مجرا و سلام ہوا شاہ تخت پر آکر بیٹھا تھوڑی
یہان خبر عرض کی کہ حضور مہرخ کے یہان ایسا کچھ انتظام ہوا اور خوشی ہو رہی ہے شاہ خبر سنکر غم
ہو گیا اور کہا اے ملکہ حیرت تمنے کچھ دیکھا کہ کیا ہو گیا اس غبار نے بڑا غضب ڈھایا ہے ناک مین دم
کر دیا ہے کہیں جو کٹتی ہے نہیں اور اس حرامزادے شہوت پرست ظالم کو بھی اُٹھی وقت غبار انکی
کو بلا دا تھا لکھو کہ جب سے خرچ ہو گئی تھی غبار اکیلی بیچاری کہان جاتی آخر مل ہی جاتی کیا فرد تھا کہ جو
آج ہی اسکو بلوایا سزا تھی اسکی جیسا کیا ویسا پایا حیرت رونے لگی اور کہا اے شہنشاہ آپ جو چاہیں
وہ فرمائیں مگر دس زندگی بے غیرت پر ہماری لعنت ہے اُدھر تو لاکھ مرتبہ اچھا ہے ذلتون پر
ذلتیں ہوتی ہیں افراسیاب نے کہا آج تو کیا ذلت ہوئی کل دن کی باتیں نگر مہرخ کی جی ابھی نہیں
نکھلی لگی ہو گی کہ بادشاہ طلسم کے ایسے ایسے ملازم ہیں او ظالم جادو فریب سے مارا گیا ورنہ کسکا مقدور تھا
جو نگار مرنج اسکی جانب دیکھتا اچھا اب تمہاری یہی خوشی ہے کہ حملہ مہرخ پر ہم جائیں تو آج مین مارے
تو تا ہوں یہ کہکر ساحر کی جانب مخاطب ہو کر پکارا کہ جسکو [illegible] سا تو مزا کھو دا ہو وہ رہے

باقی ابھی سے کنارہ کر جائے کیونکہ آج افراسیاب لشکر حمزہ غارت کر دیگا اور یہی ارادہ کر کے
آیا ہے پھر جنگ وو سردار اسے اول ہی تیغ اٹھا کر دیا نعرہ اسکا لشکر چار ہزار جادوگر
تیغیں میان کر اٹھا اور گویا ہوا کہ اے شہریار رحیم سیرت خردشی کو حاضر ہیں چار قدم آگے آپ کو
پائیگا اور ریگ الاش کے میدان میں ہمکو بھاگتے نہ دیکھیگا ان ساحروں کا یہ کہنا تھا کہ حیرت نے
بھی لشکر کے سپہ سالاروں کو بلا کر حکم شاہ سنایا اسیوقت بارہ لاکھ جادوگر مع اور انہوں نے ہتیار ہو گیا نفیر جادو
سحر بجنے لگیں ادھر مصور صورت نگار کو خبر ہوئی کہ آج بادشاہ طلسم کو غصہ ہے لشکر حمزہ غارت کرنیکا مصمم ارادہ
بس یہ حال سنتے ہی پانچ لاکھ ساحر مصور نے بھی اپنے تیار کروا کے طبل و کوق بجنے رزم وزراں میں غلغلہ ہوا شور
محشر ایسا بلند ہوا کہ صنعت سحر ساز اپنے لشکر میں تھی اسنے بھی خبر دریافت کرائی اور با ارادہ بادشاہ کا معلوم کر کے
پانچ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور بہت جلد خدمت بادشاہ میں آئی بادشاہ سوار ہوا چاہتا تھا کہ اسنے حکم
تسلیم کی بجا لائی بہت بڑی تیاری دیکھی کہ لشکر تیار ہو کر آگے جاتے ہیں افراسیاب تیوری پہ بل ڈالے
تخت پر بیٹھا ہے صنعت بھی کرسی پر آ کر بیٹھی اور عرض کیا کہ کنیز بھی کچھ فوج لیکر آئی ہے بادشاہ نے کہا
اے صنعت تم لوگ مجھسے محبت رکھتے ہو اسوجہ سے فوج وغیرہ لیکر آئے ہو ورنہ کچھ ضرورت مجھکو تیغ
و لشکر کی نہیں ہے تمنے کیا ظالم کا حال سنا نہیں کہ اسنے تنہا کیا کچھ کیا تھا صنعت نے کہا زبان
نہیں کہ جو اسکی تعریف میں کر سکوں تمہاری ہستی اپنی جنت میں رکھیں اور جنتی تو وہ تھا ہی لیکن
ایسا سحر بھی ہمنے نہیں دیکھا تمام عمر نام اسکا رہیگا اے شہنشاہ قضا سے کسی کو چارہ نہیں اسکی
نی یوں ہی تھی حبیب کو باوجود رو دیں تن تنہا کے مارا گیا زبان کسکی ہاتھ میں آگئی افراسیاب نے
کہا کہ یہ فتور حمزہ کا تھا اے صنعت اب ان لوگوں نے بہت کچھ سر کھایا ہے آج میرا ارادہ ہے کہ جا کر
سبکو ہلاک کر ڈالوں بس اتنا کہنا تھا کہ صنعت زمین پر لوٹنے لگی پچھاڑیں کھانے لگی اور پکاری
کہ ہے ہے یہ کیا غضب ہے دشمن تو بچا نے و نکل گیا ملک سب آپکا غارت ہو گیا مال خزانہ لٹ گیا
ہفت بلا کے حجرے خالی ہوئے کنیزیں تمہاری مر گئیں حیرت دنیا سے لد گئی مصور نجات ہوا
صنعت سحر ساز دنیا سے ناپید ہوگئی لوح طلسم اسد کو مل گئی اور وہ قید سے چھوٹ گیا کہ یاد خدا
عالیجاہ ارادہ کیا ہے بادشاہ ایسے ایسے نوکر تیرے ہزار کے دن مارے گئے اسکے قتل نے جو سے ہو تو ملنا ہی کیا
یہ جو اصل مقدمہ ہے اسکو دیکھنا رولا ہے یہ کہکر حیرت کیجانب مخاطب ہو کر کہا کہ اے ملکہ تصویر معانی ہے

تم اپنے وارث کی حرمت گنوایا چاہتی ہو جو حیرت اُسکے سامنے روتی ہو اور طعنے دیتی ہو پھر وہ
تو مرد ہین اور جیسا اختیار ہین اور ایسا کچھ اختیار رکھتے ہین کہ لشکر جمع کرنا کیسا نہین بیٹھے بیٹھے اُف
کرین تو مع لشکر کے جلجائے اموس کا تم اوٹنے کو بھیجتی ہو بی بی بُرا نماننا خفا ہونا تو تیرے مُنھ
پر کہنا اگر عمرو وغیرہ کے ہاتھ سے کوئی دشمنون کی حقارت ہوئی تو آبرو گئی پھر ہاتھ نہین آتی ہے
یہ کہکر اور رون سے مخاطب ہوکر کہا کیون لوگو مین کچھ جھوٹ کہتی ہون تحقیق سب واسطے سامری کا نام
بادشاہ کو لازم ہے کہ ایسے ایسے ادنی ملازمون اور اپنی کنیزون کے مقابلے مین جالڑے سبنے کہا حضور
بجا فرماتی ہین اور ہر ایک حیرت کو اسوقت سمجھانے لگا یہ سب سچ کہتی ہین پس گویا ہوئی کہ مقاصد
مین یہ کب کہتی ہون کہ حضور خود بہر قتل مخالفان جائین یہ کہکر بادشاہ سے ہاتھ باندھکر کہا کہ
مین تیرے صدقے قربان میری خطا کو معاف کر اور عزم جنگ سے باز آ ادھر حیرت نے اور اُدھر
صنعت نے جب منت کی بادشاہ کا غصہ فرو ہوا حیرت کو گلے لگایا اور کہا مجھکو تو تمہاری خوشی
بہر طور کرنا ہے اچھا نہ جاؤنگا لیکن ان ظالم کے مارے جائیگا بدلا ضرور لینا چاہیے اور کوئی زبردست
سحر ان باغیون پر کرنا لازم ہے اُسوقت صنعت نے کہا کہ مجھکو کچھ درستی کرنا سحر ہفت بیضہ مین
باقی تھی سو وہ بھی بفضل جمشید ہوگئی اب مین اس سحر کو کرونگی اور سبکو بالمدد کرکے آؤنگی آگے آپ
مالک ہین شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ تم نے یون کیا کہ ساحرہ ہو اگر چاہو تو باغی ایک بھی زندہ نہ رہے
سحر ہفت بیضہ کی اصل کیا ہے اچھا فتح سامری تمکو دین جلد اسکا بندوبست کرو یہ کہکر اور حیرت
کو سمجھا کر آپ جانب باغ سیب روانہ ہوا اور صنعت کچھ دیر حیرت کے پاس بیٹھکر شراب
پیا کی پھر ظالم کی فوج کو حکم بھیجدیا کہ اب تم چاہے یہان رہو چاہے اپنے گھر جاؤ بہت
سے ملازمت اختیار کرکے یہان ٹھہرے اور بہت جانب ظلمات گئے اور صنعت وہان سے
اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی اور کوچ کرکے بمقابلہ لشکر حمزہ آکر اُتری بقیہ دن تو شغل سحر اور رنگ
اور رقص دیکھنے مین بسر کیا جب مثل عمرو رون آفتاب تابان جانب مغرب گیا اور رنگنا رنگ
سے آسمان کے سرخی شب نمایان ہوئی کہ ابیات

غرض وہ دن کٹا با عیش و آرام | اُڑے پابوس کو پھر گیسوی شام | عجب یا نور تھا ظلمت مین پنہان
چڑھے آنکھیلیون مثل جانان | پر شام صنعت ناکام زغیر سحر تو دم | دیا طلسم خلق فوج ستقا

صبح ہونے کی بجا جاسوسان لشکر مہرخ خبر لیکر سامنے ملکہ مذکور کے آئے اور نسبت دعا و ثنا زبان پر لائے کہ ابیات

شہا ہی بازی تیری اگے تیغ بازی مجھ
فرازوست عدو کیونکر تیکھے پاؤن تیغ
خرید کیجیے کوڑی کتار کی دے کر
جلا کے خاک کرے چاہے پھر کرے سرسبز

سر عدو بھی تمہ تیغ دگوے و چوگان ہی
کہ تیغ قبضہ سے سر جسم سے گریزان ہی
متاع جان عدو آجکل یہ ارزان ہی
غضب مین برق ہی تو اور کرم مین باران ہی

ای ملکہ دوران ظالم کے مارے جانے کی خبر سنکر شاہ جادوان بغضب تھا قہر بارگاہ حیرت مین آیا اور خود عزم رکھتا تھا کہ ملازمان ملکہ عالم سے آکر مقابلہ کرے صنعت نے آکر ہمت اسکو روکا اور آپ عہدہ سحر ہفت بیضہ کرنے کا کیا پھر اٹھکر وہان سے اپنی بارگاہ مین آئی اور فوج بھتا ملیہ خادمان علی لائی طبل جنگ اب بجوایا ہی باقی خیریت ہی یہ خبر کہکر جاسوس تو کنارے ہوئے اور مہرخ نے دل مین کہا کہ شاہ اگر چڑھ آتا قیامت آجاتی خدا نے بڑی خیر کی ایسا کچھ سوچکر سجدہ شکر خدا بجالائی اور یہی حال اور سرداران کا بھی ہوا الحاصل مہرخ نے بھی نفیر سحر کو پھونکا کوس رزمی لشکر مین بجا ہرسمت غلغلہ ہوا کہ بیان کل ہر کہ جنگ صنعت سے درپیش ہی اور انہنے سحر ہفت بیضہ کرنیکا دعوی کیا ہی دیکھا چاہیے کہ خدا کو کیا منظور ہوا ہی تیاری آلات حرب و سلاح و بہادر کرنے لگے نامردو بزدل تو سحر ہفت بیضہ کا نام سنکر گھبرا گئے بھاگنے کا طور سوچنے لگے سچنے والا ورتن تذکرین کرتے تھے کہ ہفت بیضہ اور شش بیضہ ہمارا کیا کریگا ای برادران اگر قضا آئی ہی تو بچنا بہت ہین ورنہ عروس فتح سے ہمکناری ہی اور ہمکو دین جان بھاری ہی نام رہجائے چاہے جان رہے یا نہ رہے قضائے ناچاری ہی آج بسبب خبر سحر ہفت بیضہ مشہور ہونے کے لشکروں کو بدل سمجھا نقیب سرشار ہی بدمست دینا سناتے تھے ترغیب جنگ دیتے تھے

ہر سمت یہ صدا بلند تھی کہ نظم
ہمیشہ ہی شہ ہو کہ درویش ہے
نہین ہی سراج رہتا کوئی
گدا ہو کہ ہو شاہ عالی نشان

سنو ای عزیزان ذی ہوش تم
سبھون کو یہی رہ درپیش ہی
یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہان
نہ خاک بیسکا ہو دار القرار

گروہ کاروانہ سے کرنا ہی نقل
کہو گئے کہ آگے تھا کہتا کوئی
جہان جملہ ہی ایک بزم روان
یہ بہتر ہی کچھ نام کرجائیے

| شجاعت کو دکھلا کے مرجائیے | کہ رہجائے گا نام سے کچھ نشان | وگرنہ یہ دنیا کہاں تم کہاں |
|---|---|---|

یہ صدائیں سنکر ہر ایک بہادر پہلوان خیر نبرد کارزار اور پکارا کہ ہمارے ساتھ صنعت اور حیرت
چڑیا والی کیا ہیں جو سحر ہفت بیضہ کریگی ضیغم روز رسید ان کو ہم باندھ لانے والے ہیں پلنگان جوش
آشام معرکۂ نبرد کی گردن کے توڑ ڈالنے والے ہیں سیمرغ قاف کے ہمارے روبرو پر جلتے ہیں
نہنگ ہمارے خوف سے دریا میں اچھل اچھل پڑتے ہیں یہ کہکر کڑابیون کو چڑھایا بیرون کو جلایا
ڈھولوں کو چھایا اگیار کی روشنی کی جوت کے دیے جلنے لگے کلوا بیرون نارسنگہ کی پکار ہونے لگی
چار طرف مار مار ہوئی اس رات کو زاغ کمان نے جی کو یا پر لگائے تھے اڑا چاہتا تھا تفنگ کا طوطا
پرواز کیا چاہتا تھا ہر ایک طائر جان عدو کو صید کرنے کا عزم رکھتا زرہ کو دام بنایا تھا کنٹھ کو حلقۂ صیاد
سمجھا تھا صید بندی کی اس دشت میں وحوش میدان کا ہجوم بیابان بلا بہرنگ چھایا ہوا دل میں شکار
کرنے پر دل آیا ہوا ہر ایک کا بقول میر چال تھا کہ بیت کیا گشت دخون پہ اندنوں میلان آگے ہر جا جی
پوچھا ہر کہ یان کچھ شکار ہر وہ لشکر میں تو اسطرح کا ہنگامہ برپا تھا مگر حال خواجہ عمرو سنیے کہ انکو بیٹھے بیٹھے خیال
آیا کہ اگر صبح کو سحر ہفت بیضہ صنعت نے سب لشکر برپا مال ہوگیا تو سخت مشکل پڑیگا لائق یہ ہے
کہ ابھی سے کچھ تدبیر اسکی کرون یہ سوچکر ملکہ مہرخ سے کہا کہ میرے جی میں آتا ہے آجکی شب اس فاحشہ صنعت
کو بھی گور میں سلادوں مہرخ نے کہا کہ اے بھائی واسطے خدا کا ایسا ارادہ نکرنا وہ بہت بڑی ساحرہ ہے ایسا نہو
کہ کچھ تو عاریگر ہو جائے عمرو نے کہا میں ایسا احمق نہیں ہوں وقت اور موقع دیکھکر کام کرونگا یہ کہکر پانچ چار
گھڑی رات سے گئے بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا اور ایک جادوگرنی کی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ صنعت
ہوا دیکھا کہ یہاں ناچ ہو رہا ہے جام مے گردش میں ہے صنعت تخت پر بیٹھی ہے یہ بھی ایک گوشہ میں چھپکر تماشا دیکھنے لگا
جبکہ وہ پہر رات کا عمل ہو لیا بیس لونڈیاں جو کہ کیوڑے صنعت نے بلوائیں اور انکو حکم دیا کہ آج تم میرے
پلنگ کی باری بھرنا جاؤ اپنے کاروبار سے فارغ ہوا ور وہ سب لونڈیاں اپنے مقام پر چلیں عمرو بھی انکے عقب
میں بطور مخفی چلا اور بیرون بارگاہ کے آکر ایک کنیز سے کہا بوا ذرا ٹھہر جانا مجھکو کچھ تم سے کہنا ہے وہ ٹھہر گئی
اسنے اسکو الگ لیجاکر کہا اری بی میں ہزار بار تجھ سے پوچھ چکی ہوں مگر تیرا نام بھول جاتی ہوں کیا کمبخت میرا حافظہ ہے
کہ تمہارا نام ہی یاد نہیں رہتا وہ کنیز اسکو بھی اپنی ملکہ کا ملازم سمجھی ہوئی تھی ہنس کے بولی کہ میرا نام نیک افزا ہے
اسنے کہا ہاں ہاں اب یاد آیا اری نیک افزا دیکھ تو میرے ہاتھ میں یہ خوشبو کیسی آتی ہے کہکر اسنے انگلی سی ہاتھ کو سونگھایا

بیہوشی ملی ہوئی تھی وہ سونگھتے ہی بیہوش ہو گئی اُنہوں نے کپڑے اُسکے اُتار لیے اور اُسکو بغل میں لیکر آئینہ سامنے رکھکر اُسکی ایسی صورت اپنی بنائی ہرچند کہ وہ اصل تھی مگر نقل اُس سے بھی بہتر بنی چہرہ حسین اور نازک بنایا آفتاب کو اُسکے سامنے شرمایا زلفون کو بل دیکر دوش پر چھوڑا اگر انکا بتین کو بھی پیچ دینے کا ارادہ کیا آنکھون کی شوخی نے شوخ چشمون کے کان کھول دیے شمع رخسار نے سکے جیسے لوگانی پروانہ سان اپنے دل کو جلایا لب لعلین کو دیکھکر ہوش بوسہ مین ہونٹھ کو کاٹ کاٹ کھایا چاہ ذقن کی محبت کنوئین جھکائے دہن تنگ کی الفت مین جینے سے دل تنگ ہو جائے بیاض گردن جو کوئی دیکھے اُسکی صبح ہو جائے کہ مسدس

دلکو دھچکا ہو کمر کی جو لچک آئے نظر
درد دل چمکے جبین کی جو چمک آئے نظر
سینہ صاف جو مشق تصور ہو جائے
دیکھیے وہ لعل سی زیب تو شامت آئے
زلف پیچ پیچ ہر عقدہ دل کی بھی دکھلائے
بیکلی دل مین ہو پیدا جو کلائی دیکھے

درم پھڑک جائے جو نقشون کی پھڑک آئے نظر
غم سے کٹ جائے جو گیسو کی لٹک آئے نظر
شکل آئینہ ہو سکتہ یہ تحیر ہو جائے
شرمگین چشم سے آنکھون مین اندھیرا چھائے
راستی قامت موزون کی قیامت مچائے
کیا لے ہاتھ جو وہ دست حنائی دیکھے

کانون مین چاندی کی بجلیان پہنین اور دو دو بالیان سونے کی اوپر کو ڈالین ہاتھ مین چوڑیان چاندی کی پہن لیے طوق دھولنا وغیرہ یہ سب چاندی کا آراستہ کرکے لباس بھی ویسا ہی زیب بدن کیا یعنی تن زیب کا دوپٹہ گلبدن کا پاجامہ اوڑھ پہنکر وہان سے بہت جلد بارگاہ صنعت مین آیا اس عرصہ مین اور کنیزین بھی وہی اپنی ضرورت سے فراغت کرکے حاضر ہوئین اور دو پہر رات گئے صنعت نے سب انیسین وغیرہ کو رخصت کر دیا اور آپ پلنگ پر گئے اور حکم فرما ہوئے کہ اری نرگس جادو تو خبردار رہنا اور ای گلزار جادو تو پاؤن دابنا اور ای سوسن جادو تو پنکھا جھلنا اور عمرو کی طرف دیکھکر کہا کہ ای نیک اختر تو رومال جھلنا عمرو دل مین اپنے نہایت خوش ہوا کہ اب مارا غیبانی کو بس رومال لیکر اپنے عہدہ پر آکر ٹھہرا سب کنیزین اپنے اپنے کام مین سرگرم ہوئین عمرو بھی رومال جھلنے لگا اور لمحہ بھر کے بعد وہان سے آکر پانی پیا ٹھلیا مین پانی پینے کے بہانے سے بیہوشی ملا دی اور پھر آکر رومال جھلنے لگا اور سب کنیزون سے کہا کہ کیا ٹھنڈا پانی تھا معمول ہے کہ جہان ایک نے

پانی پیا سب کو پیاس لگی وہ کنیزیں بھی جا بجا پانی پی آئیں اور صنعت جو پلنگ پر لیٹی اسکو بھی
سحر نے خبر دی کہ عمرو کھڑا ہوا وہاں جل رہا ہی اور عمرو نے جب دیکھا کہ کنیزین پانی پی آئین
وہاں مین بیہوشی ملکر جلنے لگا اس عرصہ مین کنیزین جو پانی پی آئی تھین بیہوش ہوگئین صنعت بیٹھے
لیٹے دیکھ رہی ہی کہ کنیزین بیہوش ہوگئین اور دل سے کہتی ہی کہ کیا بلا کا عیار ہی اب تجھکو جو
بیہوش کرنے گئے تو گرفتار کرنا اور اسکی خبر نہین کہ تیری بھی تدبیر ہوچکی ہی پھر سوچی کہ شاید تیرے
اوپر بھی نتیجہ اسکا عاید ہو جائے یہ سوچکر سحر پڑھا سحر نے خبر دی کہ آجکی شب تیری قضا نہیں ہی
بس یہ معلوم کرکے مطمئن ہوئی کہ ابھی تو نہ مرینگی اسی عرصہ مین خوشبو بیہوشی کی اسکی ناک مین بھی گئی
اور سر اسکا چکر مین آیا اسکے سرہانے کچھ اسباب سحر کا رکھا تھا جلد تر اُسنے وہ اُٹھا لیا اور بیہوش
ہوگئی عمرو نے لونڈیون کو پکارا کہ کیون بوا جاگتی ہو انکی اکڑ دھکی کسی نے جواب نہ دیا سب بیہوش
تھیں تب عمرو نے اُسوقت صنعت کے پاؤن پر ہاتھ ڈالا کہ دیکھون بیہوش ہی یا ہوشیار پاؤن
چھونے سے معلوم ہوا کہ یہ تو لوہے کی ہی اور اعضا کو اُسکے چھوا معلوم ہوا کہ پاؤن لوہے کے ہین
اور سارا بدن پتھر کا ہی عمرو سوچا کہ یہاں تعجب کا سحر ہی تو اسکو باندھ کر لیچل پھر سمجھ لینا یہ سوچکر چاہتا تھا
کہ اسکو باندھے اُسوقت ایک آواز آئی کہ دیکھو چوٹٹے کیا کرتا ہی عمرو سمجھا کہ یہان ٹھیرنے سے
تو گرفتار ہو جائیگا بس یہ سوچکر جست کرکے بھاگا اور ایک دامن کوہ مین گر عمرو وہان کچھ تیلیون نے
از خود ظاہر ہوکر صنعت کو ہوشیار کردیا اسکی جو آنکھ کھلی سحر سے دریافت کیا کہ عمرو فلان مقام پہ ہی
چنانچہ یہ بھی اپنے مقام سے اُڑی اور سنسناتی ہوئی دامن کوہ مین آکر اُتری کہ جہان عمرو تھا عمرو نے
دلمین خیال کیا کہ یہ بھی کوئی ساحرہ ہی شاید تیری تلاش مین آئی ہی بس عیاری کرنا اسکے ساتھ بھی چاہیے
یہ سوچکر پکارا کہ اری تو کون ہی صنعت اُسکے پاس آگئی اور گویا ہوئی کہ مین وہی ہون جسکے قتل کرنے
کو گئے تھے لیکن قسم کھاتی ہون سامری کی کہ تجھسا عیار مینے نہین دیکھا عمرو جو اپنے تئین خیال کرتا ہو کہ میرے
ایک گاؤ دم نکل گیا ہی دل سے کہا کہ بڑی تو نے نادانی کی جو پہلے ہی بھاگ نہ گیا اب جان گئی بس خدا سے دعا
کرنے لگا کہ اے خالق اکبر تو ہی بچائیو الٰہی اور صنعت نے کہا کہ اے عمرو مین تجھکو قتل اسوقت نہ کرونگی کیونکہ قاعدہ
طلسم مین فرق آجائیگا اور دکھلانا بھی تجھکو منظور ہی کہ دیکھ سحر کیا صفت بخشتی ہی اسکو کہتے ہین اُسوقت جو تو مارا جائیگا
تو کل اپنے لشکر مین ماشک حسرت کون بہائیگا بس تجھسے یہ پوچھنے کو اور بھی آئی ہون کہ تو نے کوہ دین ساحر

مار ڈالے لیکن بعد بیہوش ہونے کے کوئی بھی ایسا ہوشیار تھا جیسی کہ مین ہون اچھا صبح کو اپنے لشکر کی تباہی دیکھنا عمرو نے کہا ساحرہ تو بیشک تم زبردست ہو مگر مین سمجھا تھا کہ تم اکیلی آئی ہو یہ نہ معلوم تھا کہ کنیزون کو بھی ساتھ لائی ہو صنعت سمجھی کہ مجھکو اکیلا پاکر زراہ محبت سے کنیزین بھی شاید چلی آئی ہین یہ سمجھکر اپنے پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے کمند کا تنہ کر جو ماری حلقہ اُسکے گردن و کمر مین صنعت کے پیچیدہ ہو کے اُسنے سحر کیا کمند تو ملگئی اور وہ تڑپ کر غرق زمین ہوگئی اب عمرو جو دیکھے تو میرے ہاتھون مین بھی دم آگیا ہے دل سے کہا سچ کسی نے کہا ہے کہ لاتون کا آدمی باتون سے نہین مانتا جب اتو رطلح بیش آیا تو باتون کو اپنے قابو مین پایا بس یہ بھی وہان سے بھاگا اور اپنے لشکر کی طرف چلا و صنعت اگر اپنی بارگاہ مین زمین سے نکلی اور آتی رات جاگتی رہی خوف سے عیارون کے آرام نہ کیا سحر جگایا کی یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ طائر شب کے بطن سے بیضۂ آفتاب نکلا اور میدان فلک خجل بکف قدرت جناب مینی ہوا ید بیضا کا معجزہ نظر آیا نظم ؎ کہ جسدم زلف شب گھٹنے پر آئی ؎ سحر کی پھر گئی ہر سو دہائی کھلا جسم فلک سے مہر کا راز ؎ ہوئی پیدا ابہار کبا و آغاز ؎ طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا لشکر آمادۂ کارزار تھے صبح کو حرخ رخ بصد جاہ و حشمت سوار ہوئی جلو مین فوج بے شمار ہوئی اسطرف صنعت سحر ساز نے ایک صندوقچہ کھولا اُسمین سے ایک کنٹھا نکالا کہ سات بیضے اسمین بیان گوہر شبچراغ گندھے تھے سب بیضون کا رنگ تو مثل مروارید کے تھا ایک بیضہ سیاہ رنگ رکھتا تھا جب ان بیضون کو اُسنے دیکھا روئی اور کہا افسوس وہ زمانہ آگیا کہ مین نے تمکو لڑنے کے لیے نکالا غرض بعد افسوس کے وہ کنٹھا سامنے رکھکر سو اسو اشرفی پر نذر ساحری کی دلاکر نذر دت کی پھر وہ کنٹھا باتمام گلے مین اپنے پہن لیا اور باہر نکلکر سوار ہوئی پانچ لاکھ ساحر طائران سحر و اژدر وغیرہ پر سوار ہوکر ہمراہ چلے ہوئی نفیر بجنے لگی شور و غلغلہ روانگی لشکر تا بہ گنبد آسمان پہونچا اسطرف حرخ رخ و بہار و غیرہ دیناکرد فرد کھائی ہو گئیں جرے کنت ظلمت سے رہا۔ تعین کیتا نظم

گرازدو کشدین دو معتبر جوان ؎ ہمہ کشور گاہ بعد زین دوستان
بہ خیمہ خرخ جو جوش سخت ؎ بچون ریختن جنگہا را نشست
ہمہ پشت پیلان بیار استند ؎ نہادند برکوہہ پیل زین
جہ شہر شہر زنگ و ہندی مرد ؎ ہمہ گوش بر نالہ کرناے
کہ تا چون بود گردش آسمان ؎ دمادم بیامد زہر سو سپاہ
بدان نیزہ ازجاے برخاستند ؎ تو گفتی ہمین جنگ جوید زمین
یہ لشکر کہ آمد دو شاہ جوان

ہمہ رکف خود نہادہ روان
برآمد خروشیدن گاؤ دم
تو گفتی زمین کوہ غلد یکسرہ
درفشش درفشان سرے بپائے
پسروار و شائستہ کارزار
ہمہ کام خاک و ہمہ دشت خون

سپہر اندران زرہ چہرہ شد
ز دو درہ بہ آواز رویینہ خم
دو لشکر کشیدہ صف بردو شل
یکے پیکرش بردو دیگر ہمائے
نگہ کرد مریخ زان دست جنگ
ابر ماند اندرون نیزہ بدر ہمچون

زگرد برست چشمہا تیرہ شد
بیاراست دشمن ہمہ میمنہ
دو شاہ سرافراز بر پشت پیل
پیادہ بہ پیش اندرون نیزہ ور
ہوا دیدہ چون پشت جنگی پلنگ تیرے
جب میدان رزمگاہ مین بہ لشکر عمل

کا تھا شاہ وارد ہوئے حیرت اس سبب سے سوار ہوئی تھی کہ اول تو صنعت کو اکیلے دعوے لڑنے کا تھا دہ خبر آگئی کہ زانفو زنگرے اور دوسرے یہ خیال آیا کہ مقدمہ سحر ہفت بیضہ کریگا ہی مبادا عیارون نے کچھ آفت و دغا کی تو بہت خرچ کام رنگی اور بھاگنا مشکل پڑیگا پس وہ تو میدان مین نہ آئی مگر طاران سحر اور جاسوس ہزار اسدن خبر کے لیے مقرر کردیے کہ ہر وقت کی خبر مجھکو دیتے رہین چنانچہ میدان مین آب سحر نے ہر لشکر کے گرد و غبار کو بٹھایا رقاصے سحر نے گر کر جھاڑی جھنڈی کو جلایا جب میدان پاک و صاف ہوا نقیبون نے نکلکر یہ سنایا کہ ای جوان مردان صف شکن دنیا چند روزہ ہی یہ معرکہ جنگ تمھارے لیے ترا دلسوز ہی اور نام کر جاؤ کہ ہمیشہ یہان کسیکو رہنا نہین ہی وکیا **ابیات**

وہ رنگینی باغ کیا ہوگئی
پتنگون نے زیر خاک مسکن کیا
رہا آب سو بھی روانی کے ساتھ
زمین کا رہیگا یہی کیا سعادت
عیان ہی کہ کہتے ہین جان کو روان
اگر مر گئے زندہ جاوید ہو

لے خاک مین جھڑ کے گلہائے تر
چراغون نے بھی خانہ روشن کیا
نہ جدول رہیگی نہ سرو روان
لپٹ جائینگے آسمان جیسے تاؤ
یہی آج لازم ہی اے مہربان
شہید ونکے رتبے کی امید ہو

نہ یک بوے خوش ہی ہوا ہوگئی
پریشان ہوئے مرغ گلشن کے پر
گئی خاک دامن فشانی کے ساتھ
گلستان کو پائینگے ہو کا مکان
بھلا جی کے جانے کا کیا ہی بیان
کہ دشمن سے لڑ بھڑ کے دو دو جی جان

جب نقیب کہہ چکا کہکر نے لشکر کے صفون پر مثل صف قرگان سناٹا ہوگیا موت سامنے پھرنے لگی ہر ایک جان دینے پر تیار تھا اس وقت صنعت سحر ساز خود نہ اژدر اڑ کر میدان مین آئی اور بہت کچھ لاف و گزاف زبان پر لائی پکاری کہ ای مرغ و بہار تجھے نام سنا ہوگا سحر ہفت بیضہ کا مگر دیکھا نہوگا لو آج دیکھو یہی لو کہ سحر ہفت بیضہ اسکو کہتے ہین یہ کہکر گریبان سے ایک بیضہ نکالکر جانب آسمان پھینکا وہ بیضہ مثل کبوتر بلند تختان بلند ہو کر

شق ہوا وہی عروج اُسکے لیے باعث فروغ ہوا یعنی ہزارہا ستارہ اُسمین سے نکلا اور دور تک پھیل گیا اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چادر ستارہ دار روے ہوا پر پھیلا دی ہے یا پیر فلک نے شادی پر چالی ہر

اس روش سے کھلے شارے چھوٹتے | تم اپنے ظلم کے موافق یا اندھیر کیا ہو کہ ونکو چراغ جلائے ہین نظم
شعلے تھے نہرون کے پیچ و تاب مین | دیکھے جاتے تھے چراغان آب مین | ناگہان جون ہوئین تارے ٹوٹتے
ایک عالم دیکھتا تھا دور سے | ذو ذنب جیسے ستارے ہون عیان | کیا شارے ٹوٹنے کا ہو بیان

رات دن تھی روشنی کے نور سے یہ سب ستارے پھیل کر ہزارون سے لاکھون ہوگئے اور جانب لشکر مہرخ مثل شہاب ثاقب چلے اُسوقت ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ یہ ستارہ گردش بخت مردمان لشکر ہین جسکے سر پر پڑیگا وہ مثل سرو چراغان کے جلے گا مہرخ نے کہا پھر کیا چارہ ہے رضینا بقضاء اللہ بہار نے کہا ایک سحر اُسکے روکا مجھکو آتا ہے شاید چلجائے اور یہ بلا سر سے ٹلجائے لیجیے خدا حافظ مین جاتی ہون یہ کہکر اپنے طاؤس کو اڑا کر آگے بڑھی اور کچھ سحر پڑھ کر جانب فلک اشارہ کیا کہ ایک بجلی چمکی یہ صنعت سبکی آنکھین خیرہ ہوگئین بہار اپنی مادر کو دیکھ چکی تھی یہ سحر اُنے جب برق چمکی یہ نہایت خوشنود ہوئی کہ اب یہ سحر کام دیگا غرض اب جو آنکھین ہر ایک کی کھلین دیکھا کہ ایک عورت حسینہ و جمیلہ زر و زیور سے آراستہ گلستان خوبی کی گل سرد باغ محبوبی بے تامل آنکھین غزال صحراے رعنائی گیسو سنبل باغ زیبائی خال دو دونون فلک جمال کے شمس و قمر بلکہ ماند اُنکے سامنے چاند اور نیر دہن غنچہ گلشن جمال لبون مین سرخی اور شوخی کمال غرض از سر تا پا حسن کا جھمکڑا قد و قامت قیامت آفت کا ٹکڑا کہ اشعار

لگی نظرون سے وہ کمر باریک | ہو نہ آنکھون مین کیونکر جہان تاریک | اور کیا دل زدے کو بات آئے
کہین یارب شتاب ہاتھ آئے | تازگی اس بیاض کی کیا کہیے | نیچے تو ہاتھون مین لیے رہیے
وہ قدم کاش فرق سر پر ہو | ساق سیمین مری کمر پر ہو | وہ کف پا قریب ہو میرے
ٹھوکر اسکی نصیب ہو میرے | پنڈلی نازک ہے شاخ سنبل سے | پشت پا پنگھڑی سے ہے گل کے
یون نصیبون سے ہو خدا کا نام | ورنہ ڈوبین ہین میر خون سے پانون | گل و بلبل سبھی تماشائی
آگئی جس طرف بہار آئی | رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو | طرز گفتار جیسے افسون ہو

پس زن صاحب جمال فلک سے اُتری پچکاری رنگ سے بھری ہاتھ مین لیے تھی بہار نے اس سے

کہا کہ یہ چادر ستارہ دار جو چھائی ہوئی گھٹا کی طرح ہے اسکو رد کرو وہ سلام کرکے اُڑی اور قریب چادر فلک گون ہو کر اُسنے پچکاری اس چادر پر ماری واہ رے نیرنگی سحر کہ وہ سب ستارے پچکاری پڑتے ہی پھول گلاب ہو یا سمین کے ہو کر علیحدہ لشکر مہرخ سے زمین پر برس پڑے صنعت نے یہ ماجرا جو دیکھا کہ بہار نے ایک بیضہ کو میرے سحر کے خراب کیا اور زمین کو گلزمین بنا دیا قہقہہ مارکے ہنسی اور کہا ہوگی کہ میں تو سمجھتی تھی کہ اس سحر کا رد کرنے والا کوئی نہیں ہے مگر داد بی بہار کیا کہنا تم جو کچھ نہیں ہو اچھا لو اب اس بیضہ کے سحر کو بھی رد کرو یہ کہکر ایک اور بیضہ مثل اختر سحری کے چمکتا ہوا کنٹھے سے توڑ کر جانب فلک اُچھالا وہ بیضہ بھی بلندی پر جا کر شق ہوا اور یہ پر وبال اُسنے پیدا کیے کہ ایک تو آپ اور بچے لاکھوں اُسنے دیے جانور رنگا رنگ لعل کے برابر سرخ چادر زمین کی چادر میں نکل آئے اور لشکر مہرخ پر اگر گرے بہار تو جلد تر غرق زمین ہو گئی اور مجموعہ و شکیل مہ وغیرہ سردار دس پانچ چھیپیاں سحر کی بنا کر سر مہرخ پر جھلنا شروع کیں بعض نگلہ سحر کا بنا کر نیچے بعض اُڑ کر کسی طرف چلے گئے بعض زمین میں سمائے لیکن وہ طائر آکر ہر ایک کے سر پر بیٹھنے لگے اب تو اصحاب نیک کا ایسا رنگ نظر آیا جس کے سر پر طائر نے منقار رگڑا دی دماغ اُسکا شق ہو گیا لشکر میں بھگدر پڑی ہر چند مہرخ نے چاہا کہ میں فوج کو روکوں لیکن ٹھہرنا کیسا لوگ پاؤں اپنے سر پر رکھکر بھاگے سردار بھی جان جانے کے خوف سے مجموعیت مہرخ کا دیکھنے لگے عمرو وغیرہ عیار تو پہلے ہی نکل گئے تھے یہاں ایک تلاطم پڑ گیا بھگدر بھی ایسی پڑی کہ جیسے دریا جوش مار کر چلتا ہے زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی تھی کہیں جائے امان کو ٹھکانا نہ ملتا تھا کوئی ٹھکانا نہ ملتا تھا کہ صیاد اجل سے بچا وہ ہوتا ہزار ہا آدمی بسبب بیہوش ہو کر گرا اور ہلاک ہو گیا شور و غل و غریو فرار یاں کوشش کرو تباہ کر ہوتا تھا پھر تو چلی

نظم

چل ہر طرف اب جو آکر تفنگ ۔ نہ اوتاق صلح و نہ ہنگام جنگ

لگی آگ جنگل میں چارا کیا ۔ بن آئی نہ کچھ مفت مارا گیا ۔ لگے مرغ گرنے نہ پھر چل سکے
نہ جاگہ سے اُٹھکے نہ تنک ہل سکے ۔ پڑی سر پر ایسی کہ فرصت نہیں ۔ پھر اسکو بھی کیا جھیلیں اور کہا کہیں
تحمل ہو کچھ بھی تو تدبیر ہو ۔ اگر بچ گیا اگر یوں ہیں تقدیر ہو ۔ اس طرف بازاریں لشکر کی بند ہو گئیں

اور صنعت نے جب یہ حال دیکھا کہ سب لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہے جو بچے ہوئے ہیں انکو بھی مار لینا چاہیے بس اپنے تھیلی موتی اور کنٹھے سے توڑ کر جانب لشکر مہرخ پھینکا اُسکا قریب لشکر آکر شق ہونا تھا کہ لاکھوں پیکان آبدار لشکر پر برسنے لگے ترک دہر نے کمانداری کی تیر ستم کیا کم لگایا کرتا تھا یہ خدنگ جانستان لگانا شروع کیے سینے اور تن فراریوں اور لڑنے والوں کے مجروح ہو گئے سر میں غل مچ گیا

کہا اس سحر میں میرا کچھ اجارہ نہ تھا دیکھو یہ بیضے سامری کے عنایت کیے ہوئے ہیں انکی خاصیت
کہ جس لشکر پر لگاؤ وہ لشکر تباہ و برباد ہو جائیگا **غبار** نے تعجب کر کے کہا ذرا میں ایک بیضہ کو دیکھوں
نے وہی بیضہ جو ہاتھ میں لیے تھی اسکو دیا اور کہا کہ یہ بیضہ جو تمہارے اور خاصیت اسکی یہ ہے کہ اگر لشکر پر
پر لگاؤ اور وہ لشکر میں بیضہ اول لگانے سے برباد ہو چکا ہو تو وہ سحر بھی برطرف ہو جائیگا اور لشکر
یعنی جسے جن بیضوں سے اول کام لیا ہے وہ برباد ہوگا اسنے کہا کہ ہاں ایسا ویسا لشکر جیسے کہ تمہ
برباد ہوگا ورنہ جو زبردست ساحر ہوگا اسکا لشکر تو کیا برباد ہوگا **صنعت** نے کہا بس آخر تو لڑکی
اری نادان یہ تحفہ عطیہ سامری ہے کہیں رکھتا ہے اگر **افراسیاب** کے لشکر پر لگائے تو وہ بھی غارت ہو جا
یہ حال جب **غبار** انگیز خوب دریافت کر چکی اسوقت اسنے طاؤس کی باگ لی **صنعت** پکاری کہ کہاں
قصد ہے کیا تم اس بیضہ کو **مہرخ** کی بھاگی ہوئی فوج پر لگاؤ گی اسنے کچھ جواب نہ دیا اور کچھ دور
ہٹ کر اسکے لشکر سے پکاری کہ اری او ماں زادی مردنی ڈھلڈ ولکا تہ کہاں جائیگی بچکر لے اب سنبھل
یہ کہکر وہ بیضہ اسنے **صنعت** کے لشکر پر کھینچ مارا کہ **صنعت** کے تخت پاس آکر وہ شق ہوا اور آواز
مہیب اسمین سے آئی **صنعت** پکاری کہ ارے لشکریو بھاگو اور وہ پیکان جو لشکر **مہرخ** پر برس
رہے تھے وہ اسکے لشکر پر آکر برسنے لگے اور وہ جانور جو منقاروں میں **مہرخ** کی سپاہ پر لگاتے تھے اُسکے
لشکریوں پر آکر لگانے لگے اور اس **بیضہ** کے لگانے سے آگ برسنے لگی ایسا یہ حال ہوا کہ لشکری
چراغان کی طرح چھوٹ رہے تھے اور ہزاروں کیا لاکھوں واصل جہنم ہو گئے اور زمین و آسمان میں
تزلزل پڑ گیا آتشبازی نے جنگل جلا دیے یہ عالم ہوا کہ زمانہ کرہ نار بنگیا اور **غبار** نے اپنی فوج کو
نعرہ کر کے بلایا کہا کہ لینا ان باغیوں کو انھوں نے زیر تیغ سحر رکھ لیا اور جب وہ بلا دفع ہوئی
**مہرخ** بھی مع اپنی فوج باقیماندہ کے پھر پڑی پھر تو لشکریان **صنعت** کو بھاگنے کا رستہ نہ ملا کہ نظم

چلی بھاگ کر دامن کوہ کو | لیے ساتھ سب فوج و انبوہ کو | خطر فوج کا شور بنگاہ کا
عجب دن کے جانے میں غم راہ کا | کہ جاؤ زمین کچھ ہویدا نہ تھی | کہیں رسمین بگڈنڈی پیدا نہ تھی
عجب کشمکش درمیان آ گئی | پھر ایک بلا تھی جہاں آ گئی | نہ ملنے کو جا تھی نہ چلنے کو راہ
سروں پر کھڑی فوج ذیل و سپاہ | تیغ تیز نے کو ہر جان لینے کے لیے جو ہر سے دانت رہنے لگائے تھے

خنجر گلے کاٹنے پر حلقہ باندھے تھے تیر سنسنا کر یہ خبر سناتے تھے کہ سینہ چھیدنے پر ہم اندھے ہیں

نیزہ سرکشی جتاتے پر بلند طبعی اپنی دکھاتے تھے کمانین لب سوفار سے کہتی تھین کہ لاؤ نقد جان
دشمنان لاؤ خطا گرفتہ لوگون کو قربان کرکے بھینٹ ہمارے لیے چڑھاؤ سحر کی تو اس جنگ مین کچھ
ضرورت نہ تھی سحر تو وہی بیضہ کا کافی تھا اگر دو گھنٹہ کا معاملہ گذرتا لاکھون آدمیون کا کھیت پڑا
تھا یک دمی کیفیت رہا چلے تو وہ سب ہنستے تھے اپنے نصیبون کو روتے تھے اور جان بچانا چاہتے تھے
لیکن ممکن نہ تھا کسیکا بھیجا پھٹتا ہر کسیکا سینہ چھدا ہر کوئی لوٹ رہا ہر کوئی جو بھاگا ہر وہ کچھ دور جاکر
گرا ہر اوپر سے آگ برس کر خانہ تن جلاتی ہر زندگی بھاگنے والوںسے دو کوس آگے بھاگی جاتی ہر کہانتک
بیان کیا جائے صنعت سے سبھی بھاگ گئے تھے یہ تو مع چند سردارونکے بچ گئی اور میدان جنگ گاہ سے کئی
کوس پر بھاگ کر آئی اس مقام پر پناہ ملی سحر پڑھ پڑھ کر اسنے دستک دی از بسکہ صاحب ہمت بیضہ بھی تھی تو
یہ وہ جانور اور آتش اور پیکان سب موقوف ہوئے اُدھر ملکہ مہرخ سے غبار انگیز ملی ملکہ مذکور نے اسکو
برابر اپنے تخت پر سوار کر لیا اور طبل شادمانی بجوا کر پھری لشکر ادھر کا کم کام آیا تھا اُسنے اُتر کر کھولی او
سجدہ شکر جناب باری مین کیا مہرخ اگر سریر جہانبانی پر بیٹھی اور غبار انگیز کے شکریہ ادا کرنے مین
تر زبان ہوئی کہا ای ملکہ اگر ایک لحظہ تم اور نہ آتین تو کام ہمارا تمام ہو چکا تھا غبار انگیز نے کہا کہ ای
مہرخ نامور مین نے کیا کیا یہ بھی سب فریب تھا ای ملکہ اب صنعت کی تدبیر کرنا لازم ہی مہرخ نے کہا
جو مرضی پروردگار کی ہم تدبیر اُسکی کیا کرین غبار نے کہا ابھی وہ غضب ڈھا گئی عمرو نے اُسوقت
پوچھا کہ ای ملکہ غبار انگیز ہمسے تو بتاؤ کہ تمنے یہ کون سا سحر کیا جس سے وہ جچہ پسپا ہوئی اور
ہمسے خدا نے اُسکے سحر کی بلا دفع کی غبار انگیز نے کہا مین نے کوئی سحر نہین کیا مین اُسکے پاس گئی
اور اظہار اطاعت اُس سے کیا اور کہا افراسیاب سے مجھکو ملوا دیجیے وہ وقت ایسا ہی تھا
کہ مین عمرو سے مل گئی تھی اُسنے کہا تو میری بیٹی ہی مین تیری خطا معاف کروا دونگی بس اُسکے
ہاتھ مین بیضہ سحر تھا مین نے کہا یہ مین دیکھون اُسنے وہ بیضہ دیا مین نے اُسی کی فوج پر مارا اُسکا
خواص ہی یہ تھا کہ جس لشکر پر مارو وہ تباہ ہو جاوے ای عمرو سوا اسکے اور کچھ مین نے
نہین کیا عمرو نے اس تدبیر کی کمال تعریف کی پھر سوچا کہ صنعت اتنی بڑی شکست اٹھا کر
گئی ہر کہا ہی حیران ہوگی اگر اسوقت کوئی عیاری بنجا دے تو بہتر ہی یہ سوچکر اُٹھا اور مہرخ
سے کہا کہ ای ملکہ مین صنعت کی خبر لینے جاتا ہون کہ کدھر گئی مہرخ نے ہر چند روکا مگر نہ مانا

اور روانہ ہوا اُدہر صنعت صحرا سے پھر کر اپنے اس لشکر مین کہ جو لاکھون آدمیون کا دو
ہوا ہی آئی بارگاہ و خیمہ اور اُسکے لیے نصب ہوا یہ آکر بارگاہ مین تخت پر بیٹھی اور پاس سالار جادو
جادو اور مختار جادو سے مخاطب ہو کر گویا ہوئی کہ کیون تمنے دیکھا ان خبیثون نے کیا خ
ہر یہ بھی اتفاق کی بات ہی تم دیکھا کہ مین کس طرح ان سب کو ہلاک کرتی ہون جیسے ایکی جا گئے
ٹھکانا نہ تھا تھا ایسا جب بھی ہوگا ساحرون نے عرض کیا کہ ای ملکہ آپ سچ فرماتی ہین آپ
کچھ تھا ما افراسیاب سے کم ہین اب اسوقت غلامان جانباز کی عرض بھی پذیرا فرمایئے
یعنے کچھ خاصہ نوش جان کر لیجیے کہ آپ کے چہرہ مبارک کا عجیب حال ہوا جاتا ہی پھر
چاہیے گا وہ کیجیے گا اُسنے جواب دیا کہ کھانے پانی سب سے مجھکو نفرت ہو گئی ہی کچھ جی
نہین چاہتا ہی اُنھون نے بصد منت تمام اصرار کیا ناچار اُسنے کہا اچھا منگواؤ بچھا دلو
دسترخوان لاکر بچھایا صنعت آکر کھانا کھانے مین مصروف ہوئی اُسوقت خواجہ جو روانہ ہوئے
تھے علحدہ ایک مقام پر ٹھہر کر ساحر کی ایسی صورت اُنھون نے اپنی بنائی مہر افراسیاب جادو
کی ماتھے پر اپنے بنائی اس طرح کی کہ کندہ کی ہوئی معلوم ہوتی تھی تمامی کی دھوتی
باندھے بازو پر تختیان جواہر کی باندھکر گلے مین مالا مروارید پہنکر نامہ افراسیاب کا
ہاتھ مین لیکر دروازہ بارگاہ صنعت پر اپنے تئین پہونچایا سب نے دیکھا کہ افراسیاب کے
یہان کا جادوگر آیا ہی یہ دیکھکر کوئی مانع نہ ہوا اور خواجہ اندر بارگاہ کے آئے صنعت کو
مجرا کیا اُسنے پلکون کے اشارہ سے سلام لیا اُنھون نے نامہ دیا اُسنے نامہ کھولکر پڑھا لکھا ہوا
تھا کہ ای ملکہ صنعت سحر ساز مرحبا کیا کہنا جس طرح سے کہ ساحران زبردست لڑتے
ہین اُسی طرح سے تم لڑین مین خود آسمان سحر پر سے تماشا دیکھ رہا تھا تم ناچار ہو
کہ غبار انگیز کے قریب مین آئین اسکا تم کچھ رنج و ملال نہ کرنا یہ نامہ جو میرا لیکر آتا ہے
یہ صرف نامہ بر ہی نہین ہی اور نہ قاصدی کرتا ہی یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی بس اسکو
مین نے اس لیے بھیجا ہی کہ تم اپنے پاس اسکو رکھنا نام بھی اسکا ہوشیار جادو ہی اُسکی
خاطر بہت کچھ کرنا اور لڑنے کو جانا تو اپنے ساتھ لیتی جانا یہ بڑا کام کریگا باقی مراعات
سلطانی کی امیدوار رہو صنعت نامہ پڑھکر خوشنود ہوئی ساحر نامہ دار کی بہت خاطر کی

کھانے کی دول صلاح کی پھر آپ چند لقمہ کھا کر تخت پر آگر بیٹھی ساحر مذکور کو کرسی بیٹھنے کو دی
پھر اکیا، راوٹی استادہ کرائی سب اسباب راحت وہان بھیجدیا اور کہا ای ہوشیار جادو
تم اس راوٹی مین رہو عمرو اٹھکر اس راوٹی مین آیا میوہ تر و خشک کھایا اپنے پاس سے
شراب نکال کر پی پھر پلنگ پر لیٹ رہا تین چار لونڈیان خدمت کو حاضر تھین وہ کام کرنے
لگین بعد آنے خواجہ کے چالاک بن عمرو بھی صنعت کی فکر مین آیا تھا کنیزین جو اندر باہر
کام کے لیے آتی جاتی تھین انمین سے ایک کو اُسنے فقرہ سے الگ لیجا کر بیہوش کیا اور اُسکی
ویسی صورت بنکر سر پر صنعت کے رومال جھلنے لگا اس اثنا مین ملکہ حیرت جو کھانا
کھانے اپنی بارگاہ مین بیٹھی اُسنے حال شرکت کھانے کا صنعت کے سُنا تھا
پس کچھ میوہ مٹھائی پکوان کشتی مین لگا کر صرصر عیارہ کو بلوا کر کہا کہ جا کر یہ صنعت
کو دے آ سامری جانے کہ اُسنے فراغت دال سے کچھ کھایا ہو یا نہین قسم ہماری طرف
سے دینا کہ اسکو کھاوے صرصر وہ کشتی لیکر روانہ ہوئی اور بارگاہ صنعت مین آئی مجرا
کیا عرض رسا ہوئی کہ یہ تحفہ ملکہ حیرت نے آپ کے لیے بھیجا ہے صنعت
نے کہا ای صرصر تو اس طرح اسوقت آئی جیسے کوئی عیار آتا ہے صرصر نے کہا
ای ملکہ بیچ مین تو عیارہ ہون اگر آپکو کچھ اور شبہ ہو تو اپنا اطمینان فرما لیجیے صنعت
سحر ساز نے پانی سے مُنھ صرصر کا دُھلوایا صرصر اصلی پایا اسوقت ایک دوشالہ اور
بہت سے روپیہ انعام مین دے صرصر خلعت پا کر رخصت ہوئی لیکن دیکھتی گئی کہ
چالاک سر پر کھڑا رومال جھل رہا ہے بس اُسنے الگ جا کر نیل کے قلم سے لکھا کہ یہ
جو لونڈی سر پر کھڑی رومال جھل رہی ہے یہ کنیز نہین ہے عیار ہے اسکا کام تمام کر دیجیے
لکھ کے پھر آئی اور کہا ملکہ نے یہ کاغذ بھی دیا تھا مین دینا بھول گئی تھی اب یاد آیا لیجیے
صنعت نے لیکر پڑھا صرصر تو چلی گئی اور صنعت حیران ہوئی دل سے کہتی ہے
کہ کیا بلاے بد عیار ہین کہ کسی وقت پیچھا ہی نہین چھوڑتے ہین یہ کہکر اُٹھی اور
چالاک کو پکڑ لیا اور پوچھا کہ اری تو کون ہے چالاک نے کہا کہ مین آپ کی کنیز ہون اُسنے
کہا کہ اری خیرہ سر تیرہ روزگار تو کنیز ہے یا چالاک ہے ارے پانی گرم لا کر اسکا مُنھ

دھو لاؤ اور کنیزین گرم پانی لیکر آئین اونہون چالاک کا دھولایا رنگ روغن چھوٹ گیا
صورت اصلی ظاہر ہوئی صنعت نے کہا میرا چابک تو لاؤ غلغلہ اُسکے قید ہونے کا بلند ہوا
عمرو جو راوٹی مین جا کر لیٹا تھا اُسنے بھی سُنا جلدی سے باہر نکل آیا اور چالاک کے پاس
آکر کہا ای اجل رسیدہ غضب کیا تھا یہ کہکر ملکہ صنعت کو چابک نہ لگانے دیا آپ ایک
چابک اُسکے لگایا صنعت نے کہا یہ موذی کاٹے کسی طرح باز نہین آتے ہین مین
اب اسکو افراسیاب کے پاس لیجاؤنگی عمرو نے عرض کیا کہ ای ملکہ میرے کام مین خلل انداز
یہ ہوا میری راے یہ ہی کہ اسکو مجھے آپ عنایت فرمائین کہ مین اسکو قید کرون یہ کہکر اپنے
بھوٹے سے سحر کی زنجیر نکالکر خوب چالاک کو جکڑا اور کہا مین اس سے کچھ پوچھ لون
تو مار ڈالونگا صنعت نے کہا مین نامہ افراسیاب کو لکھتی ہون جیسا وہ فرمائین عمل
مین لانا عمرو نے کہا اچھا اور چالاک کو اپنی راوٹی مین لایا وہان لاکر مشکین کھولدین
اور کہا او جوانا مرگ کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی چالاک نے کہا آج تو صنعت
نے پہچانا تھا صرصر شمشیر زن آکر گرفتار کرا گئی عمرو نے کہا مین سمجھ لونگا
چالاک اُسکے کہنے سے قنات چاک کرکے نکلگیا اور عمرو ہاے ہاے کرکے زمین پر
گر پڑا اس طرح سے کہ آدھا پردے کے اندر دھڑ تھا اور آدھا باہر اُسکے ہاے ہاے
کی آواز اہل بارگاہ نے جوہنی صنعت نے کہا ہا جو ہوشیار جادو کو بادشاہ نے
بھیجا ہے اور وہ عمرو کے بیٹے کو قید کرنے لیگئے ہین معلوم ہوتا ہی کچھ آفت
اُنپر آئی یہ کہکر خود راوٹی مین آئی دیکھا تو ہوشیار جادو بیہوش پڑا ہی اور قنات چاک ہی
چالاک کا پتا نہین ہی لوگون سے یہ حال دیکھکر گویا ہوئی کہ دیکھو ہوشیار نے کیا زنجیر
مین جکڑ دیا تھا بندھا ہوا لوٹ مار کر لگیا بڑے غضب کے عیار ہین اُنسے کوئی جیت نہ پائیگا اچھا
اب کوئی پانی لاکر ہوشیار پر چھڑکو کہ اُنکو تو ہوش آئے عمرو نے یہ بیان جو سُنا سمجھے
کہ پانی چھڑکنے سے رنگ روغن نہ کہین بگڑ جاے لازم ہی کہ اُٹھ بیٹھو بس یہ سوچکر ایک آہ کی
اور کروٹ لی صنعت اُسوقت پکاری کہ ای ہوشیار جادو ہوشیار جادو کیا غافل پڑے ہو ذرا تو
ہوشیار ہو اُسکے پکارنے سے عمرو اُٹھ بیٹھا اور کہا ای ملکہ چالاک نے کیا کام کیا ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا

مین مرگیا ہوتا ساحری نے بڑی خیر کی صنعت نے کہا اگر اسوقت مجھ تمھارے دشمنون کو چھوڑتا تو مجھکو افراسیاب سے بڑی ندامت ہوتی لوگون نے کہا اے ملکہ آپکا کیا خیال ہے یہ وہ چالاک ہے جسنے کہ افراسیاب پر عیاری کی ہے اُس سے بچے رہنا ہی غنیمت ہے اور جسوقت اسکو قید کرے جب تک نہین مار ہی ڈالے نہین بہتر ہے غرض صنعت وہان سے اُٹھکر پھر اپنے مقام پر آئی چالاک جو نکلکر جانے سے چلا ایک درہ مین پہاڑ کے گیا وہان قریب تر ایک ساحر ہے کہ اس جگہ کی صنعت کی طرف سے نگہبانی کرتا ہے اس ساحر کا نام بھی مبہوت جادو ہے اور وہ ساحر نہایت زبردست ہے چنانچہ چالاک جو دیکھے تو درہ کو نہایت آراستہ ہے اسطرف درہ کے درخت تمام تراشے گئے ہین سبزہ اُگا ہے کنوئین پختہ بنے ہین بڑی صفائی کی گئی ہے روبرو سامنے ایک باغ کہ جس سے گلستان ارم کو داغ بنا ہوا نظر آتا ہے چالاک اُس باغ مین آیا اُسکو بھی نہایت سرسبز پایا نرگس یاسمن تختے تختہ گل و سنبل چمن چمن لگے ہین اُسکی خوبی کی نسبت کہنا کیا ہے کہ اب :: دیکھا کہ کچھ اور رہی ہے عالم

وہ باغ نہین بہشت سے کم
از بسکہ ہے سبزہ جلوہ آرا
گویا خط یار دلربا ہے
ہر رنگ کے گل جو ہین نمودار
ہر رنگ سے رشک خون بلبل

رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو
ہر خاک طلسم جیسے خضرا
ہے پھول بھی پھل بھی کیسے کیسے
گلشن کی زمین ہے صحن گلزار

ریحان خط عنبر ار گل رو
اون سبزہ گیا وہ جانفزا ہے
شاید کہ بہشت مین ہون ایسے
ہے سبزہ تو رشک لالہ و گل

ہر سمت نہرین جاری خلاصہ یہ کہ بڑی تیاری ایک طرف بارہ دری

مجلس جمی ہوئی بنی کی طرح بچھی ہوئی فرش پرتکلف سے آراستہ شیشہ آلات لگا ہوا سامان عیش و راحت وہان مہیا مسند زرق بچھا ہوا اور اُسپر ایک ساحر سیاہ فام بیٹھا ہوا شراب زہر مار کر رہا ہے اُسکو دور سے دیکھکر چالاک صورت ساحر کی ایسی بنا اور وہ وضع اپنی بنائی کہ جیسے وضع کے ساحر صنعت کے ملازم ہین بس اس صورت پر تیار ہوکر سامنے اُسکے گیا اور اُسکو سلام کرکے کہا کہ ملکہ صنعت نے آپ کے پاس بھیجا ہے فرمایا ہے کہ جب سے ہم لشکر سے کلے ہین صبح کمبخت ہمارے مار ڈالنے کی فکر مین ہے ابھی چالاک عیار آیا تھا ہم نے قید کرنا چاہا وہ نکلگیا اب تو بہت ہوشیار رہنا اور جو کوئی عیار طرار آئے اُسکو پکڑکر مار ڈالنا مبہوت اس ساحر کا نام ہے چالاک کی تقریر سنکر وہ اپنے ملازمون سے حکم فرما ہوا کہ سو روپیہ اسکو لاکر دو م انعام کے

روپیہ نذر کو لاکر دیے اور بھبوت نے کہا ملکہ عالم کو میری تسلیم کہدینا اور عرض کرنا کہ آپ میری
جانب سے غافل رہیں میں بہت ہوشیار ہوں چالاک نے جب روپے پائے کہا
ہمارے ساتھ احسان کیا ہے ہمارے باپ دادا سے بھی ایک چیز نادر چلی آتی ہے بھلا اُسکو ہم
تو دکھلا دیں لے آؤ الگ چلو بھبوت یہ سنکر اُٹھا اور اس باغ کی ایک کنجی میں گیا ملازموں
کو وہاں آنے سے منع کر دیا چالاک بھی اُسکے ساتھ گیا اُسنے کہا دکھاؤ وہ کیا چیز ہے چالاک نے
قریب پہونچکر ایک طمانچہ دست بیہوشی آلودہ کا لگایا بھبوت نے کہا اور بے ادب یہ کیا
کیا چالاک نے کہا اسمیں تو کرامات ہے تم دیکھ لینا مگر اُنہیں یہی رہا تھا کہ وہ چکر مار کر
گرا بیہوش و مدہوش تھا چالاک نے اُسوقت تنہائی پاکر اپنی اسی صورت اُسکی بنائی اور آپ
اور آپ اُسکی صورت پر بنا اور اُسکو پیٹھ پر لادکر باہر نکلا نوکروں نے اُسکے کہا کہ یہ کون ہے اُسنے جواب دیا
کہ جمشید نے میری عزت بچائی اور جان بھی رکھ لی اسنے مجھکو مار ڈالا ہوتا یہ عیار ہے یہ کہکر باغ
صنعت کے دروازے پر اُسکو لادے ہوئے لایا صنعت کو خبر ہوئی کہ بھبوت جادوگر آیا
جانب سے فلاں صحرا ابن محافظ ہے وہ چالاک کو پکڑ کر لائے ہیں یہ حال سنکر صنعت اُٹھی اور
ہوشیار جادو کے پاس آئی کہا اے ہوشیار مبارک ہو چالاک پکڑا گیا بھبوت میرا ملازم لایا
ہے عمرو کی یہ خبر سنکر جان نکلی مگر ظاہر خوشنود ہوا اور جلد دوڑ کر باہر نکل آیا اس اثنا میں بھبوت
نقلی بھی داخل بارگاہ ہوا اسکا صنعت عمرو کے ساتھ کھڑی تھی اُسکو مجرا کیا صنعت نے ہنسکر
پوچھا کہ اے بھبوت مزاج تو اچھا ہے اسکو کیسے لائے بھبوت نقلی نے سب ماجرا بیان کیا کہ
یہ عیار مجھکو بھی فریب دیے گیا تھا میں نے پکڑ لیا ان باتوں میں یکایک خبر آئی کہ ملکہ شکوہ
زرین قبا اور شہاب جادو بسیر کنان اس طرف آئے تھے وہ آتے ہیں صنعت نے کچھ لوگ
اُنکے استقبال کو بھیجے کہ وہ دونوں بھی بارگاہ میں آئے صنعت سے ملاقات ہوئی اُسنے شکوہ
کرکے بڑا اشتیاق ظاہر کیا پھر یہ بھی کرسیوں پر بیٹھے جام مے گردش میں آیا اسوقت ملکہ شکوہ نے
پوچھا کہ اے ملکہ یہ سامنے مردہ سا کون پڑا ہے صنعت نے سب احوال اُنسے بھی کہا اور کہا
افراسیاب نے ایک ہوشیار جادو نام ساحر نیکنام کو میرے پاس بھیجا ہے اور بہت
تعریف اُسکی نامہ میں لکھی ہے یہ سنکر نہایت خوش ہوئی شکوہ نے کہا اے ملکہ اب تم اُسکو

مار ڈالو صنعت نے کہا لڑائی کی فتح اور شکست جب ہی کہ جب حریف پکڑا جائے تو سمجھا کر
مارے لیکن آپ کے فرمانے سے مین ابھی اُسکو قتل کرتی ہون مجھکو کسی بات کا دغدغہ
نہین ہے شکوہ نے کہا کہ کچھ ہی کیون نہو آپ اُسکو مار ڈالین اُسنے کہا اچھا اُسوقت شہاب جادو
نے کہا کہ ہوشیار جادو کو بھی بلائیے ہم ملاقات بھی کرینگے اور روبرو اُسکے قتل کی بھی کیفیت
دیکھینگے صنعت نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ جاکر دیکھو تو ہوشیار جادو کیا کرتے ہین عمر دیلم تو
باہر نکل آیا تھا پھر جاکر راوٹی مین لیٹ رہا اسلیے کہ اُسنے باہر آکر جو مبہوت کو دیکھا تو چالاک
کو پایا تھا غرض کنیز جو آئی دیکھا کہ آرام مین ہین اُسنے جگانے کا ارادہ کیا کنیزین جو اُسکی
خدمت مین تھین وہ گویا ہوئین کہ ابھی آرام کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر ملکہ بھی آکر جگانے کا ارادہ
فرمائین تو مجھکو نہ اُٹھانے دینا کنیز یہ ماجرا سنکر پھر آئی اور صنعت سے آکر عرض کر دیا شہاب
وغیرہ سب خاموش ہو رہے اور صنعت نے جلاد کو حکم دیا کہ جلد تر اس مفتری کا اسی عالم بیہوشی
ہی مین سر کاٹ ڈال جلاد نے بموجب حکم دوڑ کر تیغہ مارا کہ سر مبہوت اصلی کا اُڑ گیا اور پکارا
کہ مبارک ہو مین نے کام لپسر عمرو کا تمام کیا لائیے انعام دلوائیے یہ تو انعام مانگ رہا ہے کہ وہان
کہ وہان صدائے گیرو دار و دار و گیر بلند ہوئی دھوان سب طرف پھیلا آواز آئی کہ مارا مبہوت
جادو کو اُس اندھیرے مین چالاک نے نعرہ کیا کہ منم چالاک اری قحبہ صنعت تو میرا نام
چالاک کہ تیرے ہاتھون سے تیرے رفیقون کا سر کٹواؤن یہ کہکے تخت کے نیچے صنعت کے چلا گیا
کسی نے اُس تاریکی مین دیکھا نہین کچھ عرصہ کے بعد وہ دھوان برطرف ہوا سبنے دیکھا کہ مبہوت
جادو کا سر الگ کٹا پڑا ہے اور شکوہ اور شہاب جادو تو گھبرا کر باہر نکل گئے کہ یہ کیا آفت آئی اور
آپسمین گرم سخن ہوئے کہ غضب ہے سامری کا بھلا کیجیے کسکو کوئی مارے اور کسکو رہا کرے بجائے خود اب
طلسم پر ادبار آیا ہے اور صنعت لاش مبہوت دیکھکر بدحواس ہو گئی کہ بل بے تیری تلاش کہانتک
پہونچا اور مبہوت کو پکڑ کر لایا یہان تو سب متحیر اور متردد ہین لیکن حیرت کو بھی طلایہ [illegible]
یہ سب خبر پہونچائی وہ بھی پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ شکوہ اور شہاب جاکر پہونچے اُنھون نے مفصل کیفیت
عرض کی کہ ہمارے سامنے یہ ماجرا گذرا پھر یہ بھی بیان کیا کہ افراسیاب نے ایک ساحر ہوشیار جادو نام صنعت
کے پاس بھیجا ہے اور بڑی تعریف اُسکی نامہ مین لکھی ہے وہ ساحر دن کو موجود ہے بڑی خاطر اُسکی ملکہ صنعت کرتی ہین

حیرت نے یہ حال سنکر کہا اری بی آمین بھی کوئی کوئی فریب معلوم دیتا ہی مین باغبان کو نامہ لکھتی
ہون جیسا ہوگا ظاہر ہو جائیگا یہ باتین جو بیان ہوئین طائران جادو جرخ کے یہان بھی اور افراسیاب
کے یہان گئے برائے جاسوسی حاضر تھے انھون نے بھی سنا اور طائران اڑکر بادشاہ طلسم کی خدمت مین گیا اور
طائران سحر نے آکر جرخ سے جو سنا تھا بیان کیا جرخ بہت خوشنود ہوئی اور غبار انگیز نے کہا بی بی
عیار بڑے فیلسوف اور زبردست ہین جرخ نے کہا سب ملکر چالاک کے لیے دعا کرو کہ خدا آنعال
اسکو صحیح و سالم مجھے لاکر ملائے سب دست بدعا ہوے ادھر طائران جادو جو شاہ جادوان کے
پاس پہونچا جملہ ماجرا اُسنے بیان کا بیان کیا بادشاہ نے حال سنکر گردن جھکائی اور کہا مین اسی
وجہ سے سب کو غارت کرنے جاتا تھا تو اس صنعت نے منانا اب اچھا ہوا جو ذلتین اُٹھاتی ہی
یہ کہکر رقعہ جمشیدی مین دیکھا کہ کونسا ساحر میرا ملازم ہوشیار جادو نام ہی جو اُسکے پاس گیا ہی رقعہ
مین معلوم ہوا کہ وہ عمرو عیار ہی اگر اے بادشاہ قتل کرنا ہو تو ایسے وقت مین اُسکو مار ڈال پھر ایسا
موقع نہ ہاتھ آئیگا یہ رقعہ سے دریافت کرکے اُسنے باغبان کی طرف دیکھا اور کہا کہ تمنے وعدہ کیا تھا
مین عمرو کو پکڑ لاؤنگا آجتک ایفائے وعدہ نہوا خیر اب تم بارگاہ مین صنعت کی جاؤ اور وہان
ہوشیار جادو بنا ہوا عمرو ہی اُسکا سر کاٹ لاؤ صنعت سحر ساز سے کہنا کہ وہ خود قتل کرکے سر
تمھین دیدیگی باغبان نے پایۂ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ انیک رفتیم و آوردیم یہ
یہ عازم رہ نوردی ہوا لیکن زوجہ اسکی ملکہ گلچین جادو کہ عمرو سے ڈرتی ہی اسواسطے کہ عمرو جو باغبان
کو مار ڈالیگا تو مین رانڈ ہو جاؤنگی اِنے قرآن جلش کو بھائی بنایا ہی اور اُسنے اسکو بہن کہا ہی ہر چند
باغبان کو یہ سمجھایا کرتی ہی مگر وہ نہین مانتا ہی چنانچہ ملکہ گلچین جادو اپنے شوہر سے پہلے جادو سحر اوڑھ
روانہ ہوئی جلکے صنعت کی بارگاہ مین پہونچی بسبب جادو سحر کے کسی نے اسکو دیکھا نہین عمرو
کی راوٹی مین گئی عمرو سوتا تھا اُسکو جگایا اور کہا خواجہ سلامت مین ہون آپکی کنیز گلچین جادو
افراسیاب کو آپکی خبر پہونچی ہی اُسنے میرے شوہر کو صنعت کے پاس بھیجا ہی وہ آتا ہی
آپ ہوشیار ہو جائیے مین پہلے آپ سے خبر کرنے کو آئی ہون آپکو قسم ہی اپنے خدا کے پاک کی کہ
باغبان کو مار ڈالیگا مین رانڈ ہو جاؤنگی لو خدا تمھارا حافظ ہی مین جاتی ہون یہ کہکر وہان سے چلی گئی کی
باتونکی آواز کچھ کنیزون اور صنعت نے بھی سنی مضمون تو کچھ بھی نہ سمجھیں لیکن صنعت نے پکارکر کہا کہ ارے

یہ کیسے بیر آتے جاتے ہیں عمرو نے کہا یہ بیر ہمارے ہیں اور کیسے ہیں رضہ ہیو ہمکو آتے ہوئے اب تدبیر
لانے کی ہم بھی کرتے ہیں وہ بدم خبر لگاتے ہیں یہ کہکر باہر راوٹی کے آیا اور دیکھا کہ ایک جادوگر اژدر نگاہ
جادو نام صنعت کے پاس استادہ ہے اُسنے صنعت سے کہا کہ اے ملکہ ذرا یہ جو آپ کے
پاس کھڑے ہیں انکو میرے پاس بھیجدو مجھے کچھ اُنسے کہنا ہے صنعت نے یہ سنکر اژدر نگاہ
سے اشارہ کیا کہ جاؤ وہ عمرو کے پاس آیا عمرو نے کہا اے بھائی یہ غل کیسا ہوا تھا اُسنے کہا کیا
بتاؤں رنج رنج سبکو پڑی ہے عمرو نے کہا ہاں بھائی یہاں یہی حال ہے معلوم نہیں کہ ہم مارے جائیں
یا تم مارے جاؤ مگر بھائی عیار کیا کام کر رہے ہیں ابھی دیکھو میرے پاس ایک عیار آیا تھا اُسنے زبردستی
بغیر کہے سنے میرے منھ پر یوں ہاتھ مارا اور یوں ہاتھ مارا اے لو اسطرح سے ہاتھ پھیر ہی تو دیا
یہ کہکر ہاتھ منھ پر نقل کرنے کے بہانے سے پھیر دیا کہ اژدر نگاہ بیہوش ہو گیا اُسنے جب اسکو
بات کہنے کیلیے بلایا تھا تو کنیزوں کو ہٹا دیا تھا چنانچہ تنہا تھی تو تھی ہی اژدر نگاہ کو
بشکل ہوشیار جادو بنایا اور آپ اُسکی ایسی صورت بنا اور اُسکو اپنے پلنگ پر لٹا دیا
اور کنیزوں کو پکارا اُنسے کہا خبردار رہے ہوشیار نکرنا نہ جگانا میں یہ کہکر آپ یا جمشید یا جمشید
کہتا ہوا صنعت کے پاس آیا اُسنے کہا اے اژدر نگاہ جادو خیر تو ہے تجھ سے تو کچھو ہو کہا
اے ملکہ میں تجھسے کیا کہوں اب آپ ہی معلوم ہو جائیگا اُسنے اس کلمہ پر گھبرا کے کہا ارے
کتاب تو لانا عمرو نے دل میں کہا کہ کتاب میں دیکھا اُسنے تو حال تیرا کھلیگا بس گویا ہوا کہ اے
ملکہ تجھے تو کتاب کی عزت کھو دی ذرا ذرا سی بات پر کتاب لانا کتاب لانا کرتی ہو اے مالکہ من
جس کام میں عقل کام نکرے وہ کتاب میں دیکھتے ہیں تو کتاب کیا کروگی مجھ سے میرا بیر کہہ گیا ہے کہ شاہ
جادوان کے پاس سے کوئی سرقت آتا ہے اور ہم رتبہ و ہم پایہ تمہارا ہے اور جس کام کو آتا ہے
اسی کام کو سنکر میں یا جمشید یا جمشید کہتا ہوں اب معلوم ہی ہو جاتا ہے گھبراتی کیوں ہو یہ کہہ ہی
رہا تھا کہ باغبان قدرت تیور پر بل ڈالے ہوئے اسباب سحر لیے ہو سفتک پر سوار آکر اُسکی
بارگاہ میں اترا صنعت برائے استقبال خود اٹھی باغبان نے بڑی جھککر سلام کیا صنعت نے
سنکر سلام لیا اور ہاتھ اُسکا پکڑ کیا مقام صدر برابر اپنے بٹھایا باغبان نے بیٹھتے ہی کہا کہ
شہنشاہ نے فرمایا ہے میں نے کب ہوشیار جادو کو بھیجا ہے اور وہ ہے کہاں صنعت نے کہا کہ

جب سے آیا ہو مست شراب ایسا رہتا ہو کہ ہر وقت راوٹی مین پڑا رہتا ہو اب تجھی مین آج
باغبان نے کہا وہ عمرو عیار ہو اسی وجہ سے بہت تمھارے پاس نہین بیٹھتا ہے اپنی
فکر مین ہو تمکو مار ڈالیگا اسوقت اژدرنگاہ نقلی نے ایک قہقہہ مارا اور کہا ہم تو سمجھے
ہوئے صنعت یہ ماجرا سنکر نہایت درجہ گھبرائی باغبان نے کہا حکم دیا ہو شاہ نے کہ
جلد مار ڈالو اسکو اور سر اُسکا کاٹکر لاؤ مجھے دو کہ مین قتل کرکے سر لیجاؤن صنعت نے
اسوقت ایک جلاد کو بُلا کر چپکے سے کہا کہ راوٹی مین جا اور کنیزون کو یہان بھیجدے اور وہ جو
پلنگ پر سو رہا ہو اسکا سر کاٹ جلاد بموجب حکم راوٹی مین گیا اور کنیزون سے کہا جلد یہان سے باہر جاؤ
وہ سب لرزان ترسان باہر آئین اور جلاد نے ایک ہی تیغ کا ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ اژدرنگاہ
کے دو ٹکڑے ہوئے اُسکے مرنے سے بھی صدائے مہیب آنے لگین اندھیرا ہوا آواز آئی کہ لیجیو پکڑیو
مارا اُسکو کہ جسکا نام اژدرنگاہ جادو تھا صنعت نے جب جلاد کو بہر قتل ہوشیار بھیجا تھا
چار ہزار جادوگر برائے حفاظت مقرر کیے تھے کہ شاید عمرو ہوشیار ہو کر نکلے تو جانے نپائے
دو ہزار جادوگر بروے ہوا پرواز کر رہا تھا اور دو ہزار گرد بارگاہ تھا بس ادھر تو صدائے قتل
ہوشیار بلند ہوئی اُدھر عمرو نے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ عیاران عمرو نامدار اری او خفیف صنعت
سحر ساز اگر تیرے جادوگرون کو اسیطرح نہ داخل جہنم کرایا تو نام اپنا نہ رکھا صنعت نے یہ نعرہ سنکر
گرد اپنے تو حصار کیا اور پکاری کہ لینا مردی کاٹے کو جانے نپائے اندھیرا تو تھا ہی نارنج ترنج نارئل
چلنے لگے اُسوقت چالاک جو تخت کے نیچے چلا گیا تھا باہر نکلا اور آکر اُسنے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہ
ای والد ماجد راہ یہ مین نے پہلے ہی سے بنا رکھی ہو آئیے چلیے عمرو بھی غلطان مارکر زیر تخت گیا دیکھا
تو یہان نقب لگی ہو دونون اُس نقب مین کودے اور روانہ ہوئے صنعت نے جب وہ اندھیرا موقوف
ہوا ہر چند تلاش کرایا کہ دیکھو یہ دونون کہان گئے ہین لیکن تپانہ ملا بیحد پریشان خاطر ہوئی اور
مختار جادو نے عقل سے دریافت کیا اور تو سب راہ رُکی ہوئی تھی تخت کے نیچے معلوم ہوتا ہے کہ دونون
یہین سے گئے اُسنے تخت کو اُٹھوایا دیکھا تو نقب لگی ہو پس عرض کیا کہ ای ملکہ دیکھیے وہ اِس راہ سے گئے ہین باغبان
تو سب ماجرا دیکھکر پہلے ہی بھاگ گیا تھا اور صنعت نقب دیکھکر نہایت پریشان ہوئی اور گویا ہوئی کہ
ای مختار کچھ عقل نہین کام کرتی ہو اب کیا کہ سکتی ہون مختار نے کہا حضرت یہ فرمایئے تو آخر کیا کہتا ہے

کہا باغبان قدرت جا افراسیاب کے پاس آیا اور اُسنے کہا کہ یہ عمرو عیار ہی بسل تھو افراسیاب
بس جھوٹ بولنے لگا مختار نے کہا اے ملکہ جب ہوشیار جادو نے اژدرنگاہ کو راوئی مین بُلایا تھا اُسوقت
وہ ہوشیار عمرو ہی تھا جب اژدرنگاہ اُسکے پاس گیا اُسنے بیہوش کرکے اپنی صورت پر اُسکو بنایا
اُسکی صورت بنکر باہر آیا اور آپ سے باتین کین باغبان قدرت کیا کرے جو سُن آیا تھا
وہی آپ سے کہا لیکن تعجب یہ ہو کہ اُسکو خبر کسنے پہونچائی کہ باغبان قدرت آیا ہو صنعت نے
کہا کچھ ہی ہو مگر اب عزت سامری کی ہین ہماری تو بے آبروئی ہوتی ہو یہان تو یہ تذکرہ ہو اور عمرو عیار
نے چالاک کے نقب سے نکلکر ہنستے ہوئے اپنی بارگاہ مین آکے مہرخ اور سب سرداروں نے خدا کا شکر کیا کہ ہم
خدا نے تمکو پھر ملایا عمرو نے تمام کیفیت سامنے مہرخ کے بیان کی مہرخ اور جملہ سردار قہقہہ مارنے لگے اور
سب عیار بھی مع مہتر قرآن کے اُسوقت بارگاہ مین آئے اور بیٹھکر شراب پینے لگے ناچ ہونے لگا شراب کا
جام گردش مین آیا مہرخ نے کہا اب خدا وہ دن بھی کرے کہ شہزادہ اسد اور مہجبین بھی چھوٹین اور
اسد دلاور طلسم فتح کرے عمرو نے کہا انشاءاللہ اب وہ زمانہ بھی قریب ہو ملکہ بران تدبیرین کر رہی ہین
لیکن جبتک آپ دیکھیے گا کہ کیسی کیسی لڑائی پڑتی ہو اور ہم بھی چن چن کے دشمنان نابکارون کو خدا نے چاہا تو
مارینگے یہ کہکر مصروف عیش و انبساط ہوئے ادھر باغبان کے پہونچنے کے قبل چیلے افراسیاب کے پاس
آئے اور عرض رسا ہوئے کہ بموجب ارشاد حضور باغبان کے کہنے سے صنعت نے ہوشیار جادو کو قتل
کرایا لیکن صدائے گیر بگیر کی بلند ہوئی دریافت ہوا کہ ہوشیار جادو عمرو نہ تھا اژدرنگاہ جادو تھا
افراسیاب نے کہا عجیب غریب مقدمہ ہو کہ جو تدبیر کرتے ہین وہ برعکس ہوتی ہی یہ کہا ایک آہ سرد دل
پر درد سے بھری اور چیلون سے کہا کہ تم جاکر پھر خبر لاؤ کہ صنعت کیا کرتی ہو اور مہرخ کس فکر مین ہی
چیلے روانہ ہوئے آگے چند چیلے تو بارگاہ صنعت مین پہونچے اور چند بارگاہ مہرخ مین آئے یہان دیکھا
تو ناچ ہو رہا ہی اور صنعت کو جو دیکھا تو غصہ مین رنجیدہ پایا اور سنا کہ وہ کہتی ہو اے مختار جادو مجھکو
افراسیاب سے بڑی ذلت ہوئی اب جی چاہتا ہو کہ اپنے تئین ہلاک کرون مختار کہہ رہا ہو کہ حضور شراب
پیجئے کچھ خاصہ نوش فرمائیے یہ تو معاملات جنگ مین اسقدر تشویش نہ فرمائیے اُسنے کہا کہ اب کھانا پینا جب
کھاؤنگی کہ لشکر باغبان کو غارت کرلونگی یہ کہکر وہ بیضہ سیاہ جو کنجے مین تھا ہاتھ مین لیکر دیکھا یا چیلون نے
جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ اب تو یہ آمادہ حرب و ضرب ہو لازم ہی کہ بادشاہ سے جاکر خبر کرین پھر آپ ہی کہا کہ تماشا جنگ

دیکھ لیں تو ایک ہی مرتبہ جا کر عرض کریں غرض یہ تو بجھ سے اور جاسوسان لشکر خرخ جو وہان موجود تھے وہ سب خبر لیکے خرخ کے سامنے آگئے اور عرض رسا ہوئے کہ ملکہ صنعت سحر ساز پھر آیا چاہتی ہے اور اُسکا ارادہ ہو کہ اُس بقعہ سیاہ سے کام لین خرخ یہ خبر سنکر بدحواس ہوئی پھر آپ ہی کہا کہ جو اللہ مالک ہو وہی بچانے والا ہو چالاک جو شریک انجمن انبساط تھا وہ اپنی جگہ سے جمکر اور کہا جبتک اس تعجیہ صنعت کو تراو آتی نہ کو تمہالی ملیلی نہ مانگی ہیں یہ کہکر وہان سے چلا اور ساحری کی صورت بنکر قریب بارگاہ صنعت آیا یہان صنعت باہر بارگاہ کے آکر غصہ مین کھڑی ہوئی تھی تمام سردار و مصاحب اُسکے گھیرے ہوئے سمجھا رہے تھے کہ اے ناظمہ کل طلسم افراسیاب کی پیاری خیر اپنی کی راج دلاری ہو اگر لشکر اعدا ان برباد کرنا منظور ہو تو فوج کو ہمراہ لیکر جا سپہ سالار فوج بھی عرض کر رہے ہین کہ ہمکو ساتھ لیتی چلیے صنعت کہہ رہی ہو کہ مین اکیلی جاؤنگی اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہو یہ کہکر مختار جادو سے مخاطب ہوئی کہ تم گھر سے اور فوج و لشکر سے خبردار رہنا مجھکو دیر نہ ہوگی ابھی گئی اور کام لشکر حریفو نکا تمام کرکے پھر آئی دیکھیو وہ بقعہ سیاہ ہر کہ جسکے لگاتے ہی ہزارون سانپ پیدا ہونگے اور مفسد و نکو ڈس لینگے یہ کہکر بقعہ ہتیلی پر رکھکر بلند کیا چالاک جو مکر مین آیا ہوا تھا اُسنے دل مین خیال کیا کہ بس یہی وقت ہو تو اپنا کام کر یہ سوچکر اُسنے گلہ گوپن مین پتھر رکھکر اور ہتیلی کو اُسکی تاک کر جو کھینچکر مارا پتھر اُسکی ہاتھ پر پڑا عیار نے ہاتھ کا پتھر لگا ان کو سب گوٹ گئیں اور بقعہ سیاہ ٹوٹ کر وہ سردار اور فوج کے لوگ جو موجود رہے تھے اور ساتھ چلنے کے لیے مستعد تھے اُنمین گرا معاذ اللہ قیامت کبریٰ بپا ہوگئی اول تو تو ار ھیں نی کی اور دھوان اسقدر پیدا ہوا کہ وہ مقام ظلمات سے بھی بدتر تھا چاہ بابل کی وہان کی تاریکی کے آگے کچھ حقیقت نہ رہی ہزار ہا ساحر نکا اُس اندھیرے مین دم خفا ہوا اور علاوہ اس اندھیرے کے ہاران سیاہ زمین سے نکلنے لگے اور روئے ہوا سے برسنے لگے تمام عالم اُن موذیون سے بھر گیا ہوا مسموم ہوگئی اُن سانپون نے جسکو کاٹا پانی ہوکر وہ بہہ گیا لشکر جو تیار ہوا تھا اُسمین بھگدڑ پڑی ہر چند صنعت سحر چھڑتی تھی لیکن وہ آفت موقوف نہ ہوتی تھی اندھیری نے جان لی سانپون نے آفت برپا کی ان کافرون کو گویا جہنم میں بند کیا تھا کہ ہر ایک کالا ڈنک کا تیا تھا خداکی پناہ ہر سمت پھنکار کی صدا بلند تھی زہر دار سے نالان ہر ادھند خانہ تن کی بالہی سے روح شل سانپون کے نکل جاتی تھی غلغلہ عظیم ہائے مارا وائے جان گئی کا بلند تھا سامری یا جمشید یا کی پکار تھی یا خداوند لقا مدد کو آنا

مین صداؤن کے آنے سے گو کہ مارتھی کھل بل و کھلبل پڑی تھی بڑی آفت کی گھڑی تھی کہ اشعار

جدھر پھر نظر دیکھیں لگ جا آگ
عصائے چلے راہ و ان مار و مور
صدائے مہیب انکی وہ تھی بلند
پرندے مکانون سے سب اڑ دہاں
ہوئی انکی کو سوچ ملک ایسی حد
ہٹے کوہ و وادی سے شیر پلنگ
اس آواز سے جی نکل ہی گئے
تو پایا اس انبوہ کو نیم جان
زمانہ وہی آگ کا چار اور

دم و دم کشی لب پہ پھیلین بین ناگ
ہر اک آنکھ سے زہر ٹپکا کیے
جگر چاک ہوتے ہوا پر پرند
وحوش اس بیابان مین آتے نہ تھے
گذر آیا نہ اس رہ کوئی جز ہوا
پراگندگی تھی اس انبوہ مین
جو ثابت قدم تھے نکل ہی گئے
دم دیگر اٹھے نہ کوئی رہا
ہوا گرم ویسے ہی دریا ہی شور

جہان مین وہ تھی جا ہی پر شر و شور
جلا انکے آگے کوئی کب دیا
درندون کے رہا نہین تھے حواس
طیور آشیانون مین جاتے نہ تھے
ہوئے ساکنان بیابان تنگ
کہ گو بجلی بلائے سیہ کوہ مین
بھرا ایک دم اٹھنے دا کر وہان
دبی دست خالی وہی اژدہا

صنعت کی فوج اور صنعت بزور سحر بھاگ کر بہت دور نکل گئین اور قریب دریائے سحر آکر ٹھہرین جس وقت کہ جب کوئی اس جنگل مین باقی نہ رہا وہ اژدر بھی ناپدید ہوئے مطلع صاف ہوا لیکن صنعت نے ایک مقام پر ٹھہر کر بھگیلی فوج کو اپنی مجتمع کیا اور اس جائے خطرناک سے بہت دور ہٹ کر خیمہ کیا اسکی فوج اور خزانہ لاتعد ولا تحصے ہے اس وجہ سے ہر بار نیا سامان مہیا ہوتا ہے چنانچہ اب بھی لاکھون ساحرون کو لیکر ایک جگہ پر اتری مگر داغ بالائے داغ آتش رنج سے جگر و دل کباب کہ یا سامری مین کس آفت مین گھر گئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے سردار جو باقی ماندہ تھے وہ آکر پھر سمجھانے لگے کہ اے ملکہ ایک بات کے پیچھے پڑ جانا اچھا نہین اسمین بھی خرابیان ہوتی ہین دیکھیے بادشاہ طلسم سب طرح کے سحر جانتا ہے اور قدرت و طاقت سامری نے اسکو عنایت کی ہے مگر چالاک کوئی کام نہین کرتا ہے دیر آید درست آید کا معاملہ ہے آپ بھی اب چندے توقف فرمائیے پھر سمجھ لیجیے کہ صنعت اپنے حال پر نالان و گریان ہو کر خاموش ہو رہی اور چالاک بن عمرو جو بیضہ کو توڑ کر روانہ ہوا سامنے فوج کے آیا یہان سبکو متردد پایا دیکھا کہ لشکر فوج تیار کر رہی ہے اور منتظر ہے کہ آفت آیا چاہتی ہے اسوقت اسنے آکر کہا اے ملکہ آپ بیفکر ناچ دیکھیے عیش کیجیے مین جنگ فتح کر آیا یہ کہکر جملہ ماجرا سنایا کہ اس طرح اسنے بیضہ دکھایا مین نے پتھر مار کر ہاتھ اسکا توڑا

اور بیضہ اُسکی فوج مین گرا یا اب وہ بھاگ کر آوارہ دشت ادبار ہوئی اور یقین تو یہ ہے کہ طعمۂ باز بلی آپ کے سر سے بلا گئی لڑائی کیسی اور لڑنے والے کجا یہ حال سنکر حمزہ اور حرخ وغیرہ شاد ہوئے بند غم سے آزاد ہوئے بارگاہ مین بیٹھکر داد عیش و نشاط دینے لگے ناچ دیکھنے اور شراب پینے لگے اِدھر بیکون نے جا کر شاہ جادوان افراسیاب بے ایمان سے یہ سب ماجرا ذکر کیا کہ اِس طرح سے صنعت کے ہاتھ سے چالاک عیار نے بیضہ گرا کر توڑا اور آفت نے صنعت کو گھیرا افراسیاب باوجود کہ پے درپے کی شکست ہونے سے غصہ مین تھا مگر چالاک کی چالاکی کا حال سنکر ہنس پڑا پھر باغبان وغیرہ اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ صنعت کے دن اجل پورے ہین جب لڑیگی تباہ و برباد ہوگی اب مین اُسکی لڑائی چند روز موقوف کرا کے ایسے ساحر کو بھیجتا ہون کہ وہ سب باغیونکو سزائے مقبول دیگا اور جیسا ہمارے ملازم وغیرہ پریشان ہو کر روتے ہین ویسا ہی اُنکو وہ ساحر رولائیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا اور دستک دی کہ فلک سے آتشباری ہونے لگی اُسی آگ کے شعلون مین ایک تخت آتشین نکلا جسپر ایک ساحر سیاہ فام سوختہ بدن گندۂ جہنم جسکی شان مین یہ کہنا زیبا نظم ہے

شعلۂ دوزخ رخ روشن کی تاب
رو سیہ پر تیرگی ظاہر نہین
آبرو سے ہو سے ظاہر جلد یون
یا شکستہ کنہ محراب خراب
خانۂ چشم ایک صحرائے خراب
خندۂ صبح قیامت زہر خند
رشک تیغ اصفہانی قد خم
چونکہ اخگین خفتگان خاک تک

جس سے ہر مومن کو واجب اجتناب
گرد خاک دلتنگی مایوس کا
زنگ خوردہ جیسے تیغ سم گون
شوخی مژگان خرام ناشکیب
آنکھ کے ڈھیلے کلوخ خوردہ آب
کیا کریہ الصوت جیسے شور رعد
خلق کا ہیبت سے نکلا جائے دم

جسم تھا یا صبح داغ مہ جبین
ہر شکن خط تھا کف افسوس کا
یا نیام مخمل فرسودہ خواب
نرگس بیمار مرنے کے قریب
رشک نفخ صور آواز بلند
رشک نفخ صور آواز بلند
شور آواز قدم افلاک تک

بس وہ یہ درون اس تخت پر سوار تھا سامنے بادشاہ کے آ کر

ہنگام تکلم شعلے منھ سے چھوڑتا تھا بادشاہ کو تسلیم کرکے باادب تمام منتظر کلام سامنے ٹھہرا بادشاہ نے اِس مردود ازلی سے خطاب فرمایا کہ اے آتش فشان سنج چشم جادو تم یہان سے لشکر لیکر حمزہ کے لشکر پر چڑھ جاؤ اور اُسکو تباہ و برباد کرو خبردار کسی پر رحم نہ کھانا اور لڑائی مین دیر نہ لگانا اور عیارون کی مکاری بھی کچھ بیان کرکے فرمایا کہ ان لوگون سے بچے رہنا وہ گم کردہ راہ راست حکم

بادشاہ بےکم و کاست دو تین اطاعت پر رکھکر پھر اپنی آتش سحر مین غائب ہو گیا اور اپنے قلعہ زیر افشانیہ
مین گیا سپہ سالاران لشکر کو بلا کر حکم سنایا کہ جلد دو لاکھ ساحر تیار ہو کر میرے ہمراہ چلین کہ مین مہرخ کے یہان
لڑنے جاتا ہون بموجب حکم اُسکے لشکر مین تیاری شروع ہوئی گردان دلاور یادگار رستم و سام اور ساحران
نامی اپنے اپنے خیمون سے رخصت ہو کر سوار ہائے سحر پر سوار ہوے طبل دہلوق دنقارے
بجنے لگے ہوم خانے لدگئے ہر سمت آگ برسنے لگی آتش فشان بھی مثل شعلۂ جوالہ کے آتش فشانی
کرتا ہوا اژدرِ دمان پر سوار ہوا پھر کو یہ حال تھا کا اشعار

دمان مست و گسستہ مہار — بہر کشورے در ستمگارۂ
بودند جنگی دو دو ہزار — بزدہ سواران خنجر گزار
سپہدار ایشان برآمد بجوش — ہمی بود با نیزہ در قتلگاہ
بہ پیش سپہ اندر آمد چو پیل — زمین شد چو گرداب دریای نیل

چنان شد کہ از ساحران ہزار
پدید آمد و زشت چنیارۂ
چو ذرہ بر خورشید نا پرشد خروش
شد از گرد گیتی سراسر سیاہ
ہمی کرد فرسنگ کوچ کر کے

دریاے سحر کے پار اُترا اور قریب لشکر حیرت بدسیرت پہونچا اُسنے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ
لیکر گئے لشکر اُسکا لحق لشکر اُترا یا آتش فشان بارگاہ حیرت مین آیا اُسنے خاطر کرکے بٹھایا اُسنے
ملکہ کو نذر دی خلعت پایا پھر بیٹھکر شراب پینے لگا اور عرض پیرا ہوا کہ مجھکو خداوند ساحران نے
بہر استیصال لشکر مہرخ بھیجا ہے اب مین اپنے لشکر مین جاتا ہون اور جنگ آغاز کرتا ہون حیرت نے
اس حرام خور کو خوب شراب پلوائی کھانا لطیف کھلوایا جب یہ خوب سرشار ہوا اُسی نشہ کی ترنگ
مین وہان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور بقیہ دن تامل پذیر رہا جب آتش فشانی مہر تابان گم ہوئی
اور دنیا تمام ظلمت سرائے دہر ہوئی ابیات

شب تیرہ ہنگام بانگ خروش — ازان دشت برخاست آواے کوس
ہمہ نیزہ داران و جوشن وران — ہمہ جنگ را ساز کردہ بجان

ہرکارے یہ خبر لیکر بہت جلد خدمت مہرخ مین آئے اور لب بہ
دعا و ثنائے بادشاہی لائے کہ نظم

کاوس و کیقباد و کیومرث یزدجرد — خاقان چین و قیصر روم و شہ فرنگ
جرد غان و مرو صفاہان و ہم خجند — پیوستہ در رکاب تو فخریہ می زدند
شہی تو شاہ نادر کشورستان و جہ — تا ہست آفتاب و مہ و خط استوا
فرمان حکم تو بسرو چشم سے برند — نقشے نہ ہم تمام سکندر نمی زند
لرزد ز بیم سطوت تو یزدگاشغر
تا طائران سدرہ بر افلاک می پرند
خسرو افلاک رکابا ایک ساحر

آتش فشان سرخ چشم جادو نام فرستادہ افراسیاب ناکام دو لاکھ ساحر کی جمعیت سے آیا ہو اور رات
بمقابلہ ملازمان دارا و زمان جناب طبل جنگ بجوایا ہر کل نکلکر میدان آتش عناد و فساد مشتعل کرو بجایا کیا
ہرکارے تو بہر خبر روانہ ہوے اور ملکہ ماہرخ نے توکلت علے اللہ کہکر بجواب طبل جنگ
عدو نفیر سحر کو دم دیا یہان بھی طبل و بوق بجے ناقوس پھنکے ساحرون نے سحر کے جگانے کا سامان
کیا مبارزون نے آلات جنگی کو درست کرنا آغاز فرمایا دربار ماہرخ نے سویرے سے برخاست کرکے
ہر ایک بہادر اپنے اپنے مقام پر بہر آرام آیا تیاری لشکر بہو بیان ہوگی خواجہ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ بارگاہ
سے اُٹھکر فکر مین عیاری کے روانہ ہوے اور رسطے اور عیار بھی اس اندیشہ مین چلے لیکن خواجہ
عمرو قریب بارگاہ آتش فشان پہونچکر بصورت صندل ٹھہرے تھے کہ ایک خواص کو انھون نے
دیکھا کہ وہ بارگاہ سے نکلکر کسی کام کو جاتا تھا یہ اُسکے ساتھ ہوئے اور ایک جگہ
تنہا پاکر اُسکو سلام کیا وہ بیچارہ تو وارد انکے فقرے کیا جانے اُنہے غریب سمجھکر جیب
مین ہاتھ ڈالکر چند اوٹے نکالے اور کہا میان صاحب اسوقت یہ موجود مین انھون نے ہنسکر
کہا کہ مین یہ اوٹے لیکر کیا کرونگا مجھکو کچھ آپ ہی سے عرض کرنا تھا اسلیے ساتھ چلا آیا اُسنے
کہا فرمایئے کہا کہون کیا خاک مین تنہائی چاہتا ہون اور وہ آپ کے پیچھے کھڑے ہین یہ حال
سُنکر اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا انھون نے کمند ماری کہ وہ اُلجھ کر گرا انھون نے گرتے گرتے اُسکے منھ پر
جاب بیہوشی مارکہ وہ بیہوش ہوا پیرہن اُسکا لیکر اُسکو تو اُنھون نے کسی گڑھے مین ڈالدیا اور آپ
اُسکی ایسی صورت بنکر تیار ہوئے سر پر پگڑی باندھی چکن پہنی پٹی پاک کمر سے لگایا تحویلداری کی
کنجیون کا گچھا لیکر رومال سے باندھا اور اُس رومال کو جیب مین ڈال لیا اور جو کچھ اُسکے پاس روپیہ
پیسا تھا وہ سب لیکر اندر بارگاہ کے آئے یہان دیکھا تو ایک ساحر کریہ المنظر سیاہ فام بد انجام مسند پر
بیٹھا ہے اور شراب زہر مار کر رہا ہے خواجہ بھی اور خواصون کے ہمراہ کاروبار مین معروف ہوے
اس عرصہ مین اُس نابکار نے پانی طلب کیا آپ نے خاصہ لاؤ عمرو جلد نمک سرکاری پانی مین ملاکر گیلاس
تھال جڑ مین لگاکر سامنے اُسکے لیگیا اُس ناہنجار نے گیلاس کو تو اُنکے ہاتھ سے لے لیا مگر جب
پینے لگا منھ سے گیلاس لگاتے ہی ایک پتلا پیدا ہوا اور اُسنے ہاتھ مارا کہ گیلاس گر گیا اور پتلا پکارا
کہ اس پانی مین دوا شامل ہے خبردار ارادہ پینے کا نکرنا عمرو تو یہ رنگ دیکھکر بھاگا اور اُسنے فوراً ایک گولہ

اپنی جھولی سے نکالکر مارا کہ وہ گولا شق ہوا اور زمین سے دھواں پیدا ہوکر جانب عمرو دوڑا عمرو نے
بارگاہ سے باہر آکر گلیم عیاری کو اوڑھا اس دھوئیں نے تپایا عمرو دل میں یا ودود کہتا ہوا پھرا
ظاہر ہوا اور ودود سحر ناچار ہوکر پھر آیا ادھر تو یہ سانحہ گذرا اُدھر چالاک بھی ایک خدمتگار کی ایسی
صورت بنکر بارگاہ میں اس ساحر کی گیا اب اُسکو کھٹکا پیدا ہوچکا تھا بنگاہ کرم ہر ایک کو دیکھتا تھا
بس چالاک کو اُسنے پہچانا کہ یہ بھی کوئی عیار ہے چنانچہ ادھر تو اُسنے نگاہ سحر چالاک پر
ڈالی اُدھر اُسکو گرمی معلوم دی چالاک بھاگا آتش فشان للکارا کہ لینا منھ سے اُسکے شعلہ آتش
نکلکر چالاک کو پکڑنے دوڑا یہ باہر بارگاہ کے آچکا تھا کہ شعلہ کو اُسنے اندر سے آتے دیکھا یہ
گھبرا کر اور تو کہیں نہ جاسکا ایک غار تاریک کنوئیں کیطرح اُس جگہ تھا اُسمیں پھاند گیا اور یہ عیار اسیوجہ سے
بھاگ آتے ہیں کہ اُسنے منتخب کرکے ساحر اپنی خدمت کے لیے رکھ لیے ہیں اُنھیں کی ایسی صورت
بنکر جاتے ہیں اور دوسرے اُسنے اور اپنے ملازموں کو منع کردیا ہے کہ عیاروں کے تعاقب کرنے میں جانا
ضرر ہے تم اُنسے خبر رہو ناغرضکہ وہ شعلہ بھی بناچاری پھر گیا اور چالاک اُسکے پھر جانے کے بعد کچھ عرصے
میں کنوئیں سے نکلا اور جیسے ہی دو دم قدم چلا تھا کہ ایک ساحر کو اُسنے جاتے دیکھا اور ساحر مذکور نے بھی
اُسکو دیکھا اور سحر سے دریافت کیا کہ یہ بیشک کوئی عیار ہے اسکو پکڑ لینا بہتر ہے یہ سوچکر وہ ہنسا چالاک
سمجھا کہ یہ مجھ سے بدی کرے گا بس بھاگا اور ایک درہ کوہ میں در آیا لیکن سحر کے آگے انسان کس طرح
بھاگ سکتا ہے وہ ساحر بھی اُسی درہ کوہ میں آیا اور ایک سحر اُسنے ایسا پڑھا کہ چالاک آپ سے آپ اُسکے
پاس چلا آیا وہ اُسکو لیجا کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا قضائے کار رعد قران عالی وقار درہ کوہ سے
نکلکر ساحر بنے ہوئے چاندنی کی سیر کر رہے تھے اُنھوں نے دیکھا کہ ایک ساحر کسیکو پکڑے لیے جاتا ہے
یہ دیکھتے ہی للکارے کہ ارے تو کون ہے اور کس شخص کو ہمارے مقام سے پکڑے لیے جاتا ہے اس ساحر
کو تو حال قران کا معلوم نہ تھا بس صاف صاف اُسنے کہدیا کہ میں اس عیار کو لیے جاتا ہوں کہ اُسنے
ہمارے مالکہ کو بعین عیاری پکڑنے کا ارادہ کیا تھا قران نے کہا اچھا تم ذرا ٹھہر جاؤ ہم بھی تو دیکھ لیں
پھر تم لیجانا یہ کہکر قریب جو اُسکے گئے تو دیکھا کہ چالاک ہے بس اُس ساحر کی تعریف کرنا شروع کی کہ بھائی
تمنے بڑے مفتری اور مفسد کو گرفتار کیا ہے اسکا قید ہونا بہت دشوار تھا مگر یہ شخص جو تمھارے
ساتھ نہ ہوتا تو اسکا قید ہونا دشوار ہوتا وہ ساحر دوسرے کا نام سنکر گھبرایا کہ میں تو اکیلا آیا تھا اور

کسکو بتلاتا ہے دیکھ تو سہی کہ اور کون ہے یہ سوچکر پیچھے پھر کر اُسنے دیکھا قران نے پہلو رسے لپکدا مارا کہ سر
اُسکے پر امغز پاش پاش ہوگیا بھجا نکلکیا تڑپ کر ہلاک ہوا پیرون نے اُسکے غل مچایا اور چالاک رہ
قران نے کہا اے چالاک اب تم رات بھر اسی مقام پر رہو اور تماشا اس ساحر کے لڑنے کا دیکھ لو
پھر جیسا ہوگا دیسا سمجھ لینا چالاک قران کے پاس رہا اور عمرو کا بھی نیچہ اس شب کو آتش فشان
قابض تھا وہ بھی پھر کر چلا آیا لشکرون مین رات بھر تیاری رہی جوان دلاور مثل گل گلزار توسن
کی جو مثل شاخسار ہوا سے اُڑتے تھے سوار ہونے پر تیار ہوئے خزانہ مثل خزائن گل شرفی کلمش لشکرین
کھل گئے گھوڑے برنگ لالہ داغی ہوئے مشکین ہاتھیون کی اسطرح رنگین ہوئین جیسے بہار گلہائے
سُرخ سے رنگین ہوتے ہین چار آئینے یون شعاعت تھے کہ جیسے چار نہر جوئے کی باغ مین ہوتی ہے
کیطرح کرنا کو دمبدم دم ملتا تھا تلوارین پانی کی لہرونکی طرح لہراتی تھین ڈھالین ہر ایک گرداب نظر آتی تھین
آبشار کوہ کیطرح جھلم نہر بہادرون سے کہتا تھا کہ زندگی حباب آسا ہے آب تیغ کا جو کوئی تم مین پیاسا
ہے وہ ہی دلاور ہے بعد مرگ بھی نام آور ہے بکتر یون تن پر سجے تھے کہ جیسے تاک کے عکس جوئبار
گلشن پر پڑے تھے ایک طرف ساحرون مین سحر سے گلشن افسون ہرا بھرا تھا ابر جو سحر کی آتے تھے
گویا دسگلے ہزار رنگ کے مچ ہوا کو پہناتے ہین روے ہوا بھی زرہ پوش ہوا ہے بیرون کی صدا تھی
یا ابر بہاری کڑکڑاتا تھا برق دمبدم چمکتی تھی سبزہ خوابیدہ چونک اٹھا تھا طائران سحر مثل بلبل کے
زمزمہ سرائی کرتے تھے ہر ایک بہادر شاد و خرم تھے کہ اشعار

طنین پشہ صدا خیل کی ہے در رحام
جو تیری نیزے کے ہو نا وہ توڑ سے آگاہ
علی بہر صف میدان ہے جنکے سب ہین غلام
حضور اُسکے گرک برق کی بھرے پانی

اگر وہ ہوئے علم اُسکے سایہ کٹ گئے
کمان کے گوش آتا تیر سے کھنچا بہرام
ترا منہ سکر دہی اسقدر کہ نہین
عنان اچک کے لئے گر رہے وہ گرم خرام

نری وہ تیغ کہ فتنہ کار دہر ہو کے عدم
عجب نہین سپر انگن ہون اگر رستم و سام
کرون مین وصف سپر کیا کہ تیری پشت پناہ
لگیر خانۂ زین اُسکے خانۂ آرام
غرض کہ رات بھر سوزش و ہنگامہ

آراستگی لشکر رہا صبحدم طبل و نفیر بجے ساحر تخت و اژدر و طاؤس پر چڑھکر در دولت پر ملکہ مہرخ
ذی عزت کے آئے مہرخ بھی لباس فرمان روائی سے آراستہ تخت پر سوار برآمد ہوئی ہر ایک
نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا مجرا و سلام ہر ایک کا ہوا پھر کوس و دہل گرجے اور نجتے جانب جنگاہ سب
دلاور چلے عیار بھی بہر تماشہ ساتھ ہولئے کسی طرف سے سواری برنگ باد بہاری ملکہ بہار کی

پیدا ہوئی فوج جسکو دیکھکر خورشید اہوئی ابر سرخ سر پر چھایا ہوا اُسمین سے پھول گرتے ملکہ بہار
جوڑا نافرمانی پہنے ماتھے پر افشان چنی ہوئی گلدستہ سامنے رکھے ہوئے تخت کو سونے کی پتلیان
اُٹھائے گردوپیش خواصان زرین کمر کا ہجوم غرضکہ انتہا کی دھوم اسیطرح ملکہ مخمور اپنے حسن وخوبی
سے بھرپور تخت پر سوار گرد اُسکے پریون کی قطار میخانہ طائران سحر پر لدا ہوا ہر ایک ملازم مست و مخمور
بنا ہوا مخمور بھی دھانی جوڑا گلے مین پہنے لباس تمام جواہر دوز گہنا سب جواہر کا عشرت اندوز ہزاران
زیب و زینت رواں بہرحال نافرمان اور طاوس کا کیا تک انکی خوبیان ہون یہ سب ماہ سپہر
شجاعت و خورشید آسمان جلادت میدان جنگ گاہ مین آکر پہنچین اُس طرف سے دولاکھ ساحر
کا پرا ہمراہ لیے ہمہ تن شعلہ بنا ہوا آتش فشان ایک توسن آتشین پر سوار وارد میدان کارزار ہوا
ہزار ہا دہل اور دمامے بجنے نقارون کی آواز نے گنبد فلک مین ہلچل ڈالدی آگ چارطرف سی برسنے لگی
ساحران مہرخ نے اُس آگ کے جواب مین باران سحر برسایا کہ گرد و غبار میدان بیٹھا آگ کو بجھایا
پھر جنگل سب صاف ہوا ہر ایک عازم مصاف ہو نقیبون نے نکلکر نقابت کی میمنہ و میسرہ قلب
و جناح صفین آراستہ ہوئین بعد صفوف آرائی جانبین آتش فشان آگ سے نکلا اور
ڈنڈوت کرکے سامری کو دیرتک پکارا کیا پھر جی استاد کی بول کے خود اپنے گھوڑے
کو وسط میدان مین نکالا اور نیرنگی سحر دکھاکر خوب گرماکر للکارا نعرہ مہیب مارا کہ ای فرقہ
نمکحرامان حق ناشناس کہا آؤ تو میرے مقابلہ کو یہ صدا اُسنکر مہرخ نے بھی اپنے لشکر کے داہنے
بائین نگاہ کی ایک ساحرہ لالہ رخ جادو حسین و خوبرو سامنے آکر اجازت خواہ ہوا کہ غلام
جاکر کام اس کافر کا تمام کرتا ہے مردان عالم مین نام کرتا ہے ملکہ نے اُسکو دعا دیکر رخصت کیا جب وہ
بہادر سامنے اُس خیرہ سر کے پہونچا ہیون ارادہ کو اپنے گرماکر طالب حرب و ضرب ہوا
اُس دغا شعار نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک بجلی چمک کر اُس بیچارے کے سر پر گری
ہرچند اُسنے روکا لیکن جانبر نہوا دو ٹکڑے ہوکر گرا صدا اُسکے مرنے کی بلند ہوئی اور اُس
موذی نے پھر نقیب مبارز طلبی دی ایکی مرتبہ ملکہ زلزلہ جادو نے نکلکر اجازت لی اور سامنے
اُسکے آئی اور جب حربہ اُسنے طلب کیا اُس خیرہ سر نے ایک ہاتھ تلوار کا سحر پڑھکر مارا
کہ زلزلہ کے سر پر تلوار پڑی یہی ایسی ساحرہ تھی جو بچ گئی ورنہ دو ٹکڑے ہوتی لیکن شمشیر آبدار

تادو ابرو اسکے اُڑی اُسنے داستانہ مارے کہ تلوار نکلگئی اور آپ سحر ایسا پڑھا کہ لہو سر سے
نکلنا بند ہوگیا اور جادوں سے کود گئے غرق زمین ہوگئی لرزان جادو کو تاب باقی نرہی اُسنے
آکر تیغ سحر اسپر مارا وہ خفیف سا زخم دیتا ہوا نکلگیا اُسوقت آتش فشان کو غصہ آیا اور تیغہ
پھینک لگایا کہ شانہ لرزان کا جھول گیا اُسنے بھی جلد سحر پڑھا کہ نیچہ پیدا ہوکر اُسکو اُٹھا لے گیا
اُسوقت تو پر لشکر اسلامیان کا بند ہوا اور فوج کو بیدل دیکھکر مہرخ نے خود ارادۂ جنگ کیا
تمام لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے سردار سب پا پیادہ ہوکر دوڑے اور عرض کیا گو لشکر بیدل ہے
لیکن ہم جان نثاری کو حاضر ہین سرداروں کو ملکہ موصوف نے بسہل و آسانی شفقت دو لاسا دیکر
رخصت کیا اور آپ مقابلہ حریف مین آئی اور اُسکی تلوار کو رد کرکے اُسنے تلوار ماری کہ آتش فشان
تو اُڑ گیا لیکن مرکب اُسکا دو ٹکڑے ہوا اسوقت آتش فشان جھلاکر دوڑا ملکہ یاقوت کو تاب
نرہی یہ نیچہ سحر پڑھکر سد راہ ہوئی اور آتے ہی اُسنے ایک تختہ آتش فشان پر لگایا وہ تو مخاطب
مہرخ کی طرف تھا نیچہ اُسکا اسپر پڑا اگر وہ ایسا زبردست ساحر ہے کہ پتھر کا ہو گیا تلوار یاقوت کی
کارگر نہوئی اور اُسنے پھر کر جو جواب مین نیچہ کے تلوار ماری یاقوت زخمی ہوگئی ملکہ مشکین
کی آنکھ مین خون اُتر آیا اور اُسنے سامنے آکر ایک پیکان تیر مارا وہ پیکان بھی خالی گیا کچھ اثر نہوا
کیونکہ اُسنے جسم اپنا فولاد کا کر لیا تھا اور اُسنے ایک تیغہ سحر کا اُسپر بھی لگایا کہ یہ بھی زخمی ہو گئے تھے
اب یہ سب مع مہرخ کے صف لشکر مین اپنے زخمی ہوکر آئین اور آتش فشان بھی
میدان سے ہٹ کر کھڑا ہوا اور جو کوئی اُسکے مقابلہ کو گیا اُسنے مار لیا یا زخمی کر دیا جب
بہت سے سردار زخمی ہوگئے اُسوقت ناچار ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار اور رعد
و برق نے نکلنے کا عزم کیا اور رعد نے تو راہ کسیکی پھر نہ دیکھی اور دوڑ کر ایک چیخ ماری لیکن
آتش فشان کو کچھ اثر نہوا اور سے برق چمک کر گری آتش فشان نظر سے غائب
ہوگیا یہ بھی دونون پھر آئے غبار انگیز نے جب رعد و برق کو مجبور دیکھا آپ ایک
مشت غبار زمین سے لیکر سحر دم کرکے آگے بڑھی اس عرصے مین آتش فشان پھر
ظاہر ہوا اور پکارا کہ ای ملکہ مہرخ مین نے تم لوگون کی لڑائی بخوبی دیکھی دو دری ڈھول
سماوی تم تو کسی قابل بھی نہین ہو ابھی چاہون تو تمکو ہلاک کر ڈالون اور گرفتار کرون لیکن

آٹھ دن اور ایک رات مہلت دیتا ہون جاؤ اور آپس مین مشورہ کر کے اطاعت بادشاہ
طلسم کی اختیار کرو ورنہ کل مین تم سب کو روز بد دکھا دونگا خاک و خون مین سلا دونگا یہ کہکر
اپنے لشکر مین طبل امان بجوا کر پھرا صرصر نے طبل آسائش بجوایا اور بازگشت فرمائی لشکری
بستردن پر آرام پذیر ہوئے زخمیون کی تیمارداری شروع ہوئی مہرخ بارگاہ مین آکر بیٹھی
عمرو بھی کرسی پر اپنی آکر متمکن ہوا اور ملکہ برق جادو سے کہا کہ کیون ای برق آج تو تجسے
بھی کچھ نہ ہوسکا اسکی کیا وجہ تھی برق نے کہا خواجہ اُس موئے کو سحر کچھ خاک بھی نہیں
آتا ہی مگر اس سلسلہ پر وہ نازان ہی کہ اُسکے پاس ایک زنجیر اس طرح کی کہ جیسے عورتین توڑا
گلے مین پہنتی ہین چنانچہ کہ وہ زنجیر سونے کی ہی کہ ہر وقت اُسکے گلے مین رہتی ہی اور وہ زنجیر
سامری و جمشید کے گلے کی ہی پس اگر وہ زنجیر اُسکے پاس نہوتی تو مثل سگ کچس کے مین
اُسکو مار ڈالتی اور اس زنجیر کا حال سوائے میرے کوئی جانتا بھی نہیں ہی سب یہی جانتے ہین
کہ **آتش فشان** ساحر زبردست ہی اور مین اسوجہ سے جانتی ہون کہ ایک دن یہ میرے
مکان پر آیا تھا وہان کچھ تحفون کا ذکر چلا مین نے بیان کیا کہ ہمکو سحر سیکھنے مین خداوند
سامری نے یہ عنایت فرمایا کہ ہم برق بجا سکتے ہین اُسوقت اُسنے بھی بیان کیا کہ میرے
پاس یہ زنجیر ہے کہ جسکی بدولت مین ساحران عالم پر ممتاز ہون مین نے یہ سنکر
دریافت کیا کہ ای **آتش فشان** یہ زنجیر اگر کوئی لینا چاہے تو اُسکو ملسکتی ہے یا نہین
اُسنے بیان کیا کہ ہان ملسکتی ہی لیکن کوئی ساحران کلمات کو سحر کے علیحدہ پڑھتا جاے
اور دوسرا شخص میرے گلے سے اُتارے تو بیشک اتر آئیگی اور دوسرے کو ملجائیگی
خواجہ سے کہا پھر ای برق تم تو اس سحر کو جانتی ہو الگ کھڑی ہو کر پڑھو اور مین جا کر زنجیر
اُسکے گلے سے اُتار لون کیون ای ملکہ پھر تو کوئی دغدغہ باقی نہ رہیگا برق نے کہا کہ کوئی
خوف پھر نہ رہیگا اور مین اُسکو مار لونگی عمرو نے کہا کہ پھر آج تو ہم خود تنہا بھی کوشش
کرتے ہین شاید زنجیر ہاتھ آجائے نہین تو کل بر سر میدان تو دے ہی لینگے برق نے
کہا کہ بغیر سحر پڑھے اُس زنجیر کا اُترنا مشکل ہی آپ ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین عمرو نے
کہا خالی بیٹھے بیٹھے دم بھی گھبراتا ہی شغل ہی سہی یہ کہکر مصروف شراب خواری ہوا جب زنجیر

شجاع مہر گردن روزگار سے اُتری اور کہکشان کا توڑا شاہد شب نے گردن میں پہنا۔ ابیات
خوبِ دل صاف کاشفِ اسرار + ہم فروغ ضمیر شب بیدار + لطف چرخ بلند پیشانی
دیدۂ مہ نے کی نگہبانی + سرشام بحکم آتش فشان ناکام نفیر سحر کو دم ملا۔ لشکر میں
طبل جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت مہرخ میں آئے اور خبر نواخت طبل جنگ عرض کنان
ہوئے اس طرف بھی طبل جنگ بجا بدستور قدیم طیاری آلات حرب وضرب آغاز ہوئی۔
دلاوروں میں لیکن آج کی شب کو بیم و ہراس طاری تھا کہ ساحر کسی سے زیر ہی نہیں ہوتا ہے
دیکھیے کہ خدائے اکبر نے کیا چاہا ہے غرضکہ ہتھیار صاف ہونے لگے ہر شخص مصروف کاروبار درستی
اسباب جنگ ہوا طالب نام و ننگ ہوا اور خواجہ عمرو بارگاہ میں سے اُٹھکر صورت اپنی ساحر
کی ایسی بناکر قریب بارگاہ آتش فشان آئے اُسنے اپنی بارگاہ کے گرد چند پتلے برائے
نگہبانی سحر کرکے معین کیے تھے کہ وہ جو کوئی آئے اُسکے آنے کی خبر کردیں چنانچہ عمرو نے
چاہا تھا کہ میں اندر بارگاہ کے جاؤں کہ ایک پتلے نے پکار کر کہا کہ خبردار رہو جاتا بڑا چوٹٹا آتا ہے جو عمرو
کہلاتا ہے عمرو نے جو یہ آواز سُنی سمجھا کہ برق کا کہنا درست ہے بیکار دوڑ دھوپ کرنے سے
کیا فائدہ ہے پس یہ اُلٹے پاؤں پھرا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا اسی طرح اور عیار بھی گئے
پتلوں نے پکار دیا کہ ہوشیار ہو جاؤ چوٹٹے آتے ہیں اور عیار بھی بے نیل مقصود
واپس آئے اور عمرو جو پھر کر آیا سیدھا خیمہ میں برق جادو کے گیا اور اُس سے مشورہ کیا
کہ کس طرح مقابلہ کرنا چاہیے کہ رعد جادو تو چیخیں مارے اور ایک سردار چار پانچ ہزار
جادو گر لیکر آتش فشان پر گرے اور اُسکے لشکر پر بھی حملہ کرے اور تم بھی سیر گرداور سحر بھی
پڑھتی جاؤ اور میں جاکر عیاری کروں اور زنجیر گلے سے اُتار لاؤں برق نے عرض کیا
کہ انشاءاللہ ایسا ہی کرونگی جیسا آپ فرماتے ہیں پس برق نے ایک سردار کو اپنے لشکر کے بلایا
اور اُس سے کہا کہ کل جب ہم ہاں جیتے لڑنے کو نکلیں اُسوقت تم پانچہزار آدمی لیکر آتش فشان
پر حملہ کرنا اور اُسکے لشکر پر بھی گرنا خبردار اسمیں فرق نہو وہ سردار اس بات پر آمادہ ہو کر اپنی جگہ پر گیا
اور خواجہ بھی آکر کہیں ٹھہرے رات بھر لشکروں میں ویسا ہی غلغلہ برپا رہا پڑھتیں پڑھی گئیں
نقروں کی چاپ رہی ہتھیار صاف ہوا کیے جب زمانہ مشعلِ افروزی مہر تابناک قریب آیا اور

فراش شب نے کنولہائے کواکب کو بارگاہ افلاک سے بڑھایا کہ نظم + دہر اگر دون نے تاج مہر سر پر
ہوا رونق تخت سحر پر + اجالا چاندنی سی بڑھکے چھایا + ستارے کیا قمر نے منھ چرایا
صبحدم مہرخ عالیشان اپنا لشکر بڑے سامان سے لیکر جانب رزمگاہ روانہ ہوئی اور نہایت احتشام
سے وارد دشت مصاف ہو کر برائے جنگ و جدال صف کشی کی اس سمت سے آتش فشان اپنے
ساحران بے ایمان کو ساتھ لیے ہوئے آیا اُن گمراہوں نے پرا جمایا صفین مرتب ہوئین
میدان پاک و صاف ہوا اور آتش فشان گھوڑا اپنا بڑھا کے میدان مین آ کے بعد نیرنگی سحر
دکھانے کے پکارا کہ ای ملکہ مہرخ کل تو تُنے دو دو چار چار ساحرون کو مجھ اکیلے سے لڑوایا
اب آج اکیلی مجھی ہے پر وہ نہین ہو تم چاہو سارا لشکر لیکر مجھپر ٹوٹ پڑو جب بھی میرا کچھ نکر سکو گی
اچھا جس طرح تمھارا جی چاہے میرے مقابلہ مین آؤ یا کسیکو بھیجو یہ نہیب اُسکا دینا تھا کہ عمرو
نے برق برق کی طرف اشارہ کیا برق اور رعد دونون نکلکر چلے اور وہ سردار جس سے
کہ کہ رہا تھا پانچ ہزار آدمی سے ایک طرف کو روانہ ہوا اس عرصے مین عمرو بھی ایک ساحر کی
ایسی صورت بنکر مرکب پر چڑھکر چلا خلاصہ یہ کہ رعد نے جا کر بڑے زور سے چیخ ماری
آتش فشان ہنسا اور چاہتا تھا اور چاہتا تھا کہ اُسکو گرفتار کرے برق چمک کر گری وہ برق
کو ہنستے دیکھکر غائب ہو گیا اب جو زمین سے نکلا وہ سردار پانچ ہزار سے آ کر گرا آتش فشان
گھبرایا کہ کسکو کسکو جواب دون اور آن لڑنے والون نے نارنج ترنج ناریل حربہ سحر کی مارنا
شروع کیے اُسوقت تو اُسکے لشکر کو بھی تاب باقی نرہی وہ بھی دوڑ پڑے آپسمین جنگ مغلوبہ کا
سامان ہوا جب تو عمرو گھوڑا اپنا بڑھا کر سامنے آتش فشان کی آ کر للکارا کہ او خیرہ سر کہان جائیگا ہمارے
ہاتھ سے اسنے چاہا کہ اُسپر تلوار مارون عمرو جست کر کے اول تو زمین پر اُتر پڑا اور اُسکے مرکب کی
پیٹ کے نیچے پہونچا وہ جھک کر دیکھنے لگا کہ یہ کیا کرتا ہے وہ تو جھانکتا تھا کہ عمرو دوسری جست کر کے
اُسکے پیچھے پر نیچے اُسکے آیا گھوڑے کو جو بوجھ دو آدمی کا معلوم دیا ایک پشتک اُسنے لگائی
ملکہ برق اب جلد جلد وہی سحر جو زنجیر اُتار لینے کا ہے پڑھنے لگی اور آتش فشان پیچھے پھرنے لگا کہ عجیب
طرح کا ساحر ہے کہ گاہے گھوڑے کے نیچے کبھی پیچھے پر آتا ہے وہ تو پیچھے پھرنے لگا پچاس ساٹھ ساحر جو پہلے سے
گرا ہوا تھا اُسپر حربہ لگانے لگا اُسکے روکنے مین بھی وہ مشغول ہوا اور عمرو کی بھی فکر کرتا تھا ایک طرف رعد نے چیخ

رہا تھا لشکر لڑ رہا تھا آگ پتھر برس رہے تھے ایسی جنگ کبھی اُسنے کبھی نہ دیکھی تھی اس گھبراہٹ مین
چاہتا تھا کہ غائب ہو جاؤن اور نِکلکر اُڑون کہ عمرو نے بہت زبردست مقراض سے زنجیر اسکی گردن
سے کاٹی وہ نِکل کر گردن سے اُسکے پیٹ پر آئی وہ سمجھا کہ یہ ساحر جو گھوڑے کے پیچھے بیٹھا ہوا اسنے کوئی چیز
میرے پیٹ پر ڈالدی ہی بس یہ سمجھکر ہاتھ جو مارا زنجیر کو نوچکر نیچے گھوڑے کے پھینک دیا ساتھ ہی
عمرو بھی گھوڑے سے کود کر زنجیر پر آیا اور اُسکو لیکر نعرہ کرکے بھاگا کہ منم عمرو عیار نامدار جب یہ زنجیر لیکر
بھاگا مہرخ سب فوج لیکر آ گری مار مچی اور ہتھیارون کی شروع ہوئی مگر اول رعد جادو قریب
آتش فشان آ کر چیخا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا اور پرے سے برق جو گرج کر آ کر گری اُسکو کاٹ کر زمین مین دھنس گئی
شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور برق اُڑی ترچھی ہو کر لشکر پر گرنے لگی رعد چیخین مارنے لگا ہزارون
ساحرون کا سر پھٹا اور برق نے جلا دیا مہرخ اور بہار نے بہتون کو خاک و خون مین لٹا دیا مار دیا
بڑے زور شور سے تلوار چلی یہ حال ہوا کہ اشعار

| | | |
|---|---|---|
| یلانے کہ بودند خنجر گزار | نگشتند سیر از چنین کارزار | ز زخم دو شاہان و پیکار جوے |
| ہمی خون و مغز اندر آمد بجوے | ہمین این بدان گفت ہم آن بدین | چو دریائے خون شد سراسر زمین |
| ز رخشندہ پیکان و پر عقاب | ہمی دامن اندر کشید آفتاب | ہمہ کوہ و دریا پر آواز گشت |
| تو گفتی سپہر روان باز گشت | ز باد و ز خورشید و شمشیر تیز | نہ آرام بود و نہ راہ گریز |

آخر کار سپہ سالاران لشکر آتش فشان نے طبل امان بجوایا اور بھاگ کر اپنی جان بچائی مہرخ
بفتح و نصرت لشکر لیکر پھری اور وہ ہزیمت خوردہ سیدھی بھاگ کر دریائے خون روان کے پار
اُتر گئی وہان سے کچھ لوگ تو خدمت افراسیاب مین آئے اور بہت سے اپنے ملک کیطرف جو افراسیاب
کے پاس آئے سب حال شکست کھانے کا سامنے شاہ طلسم کے بیان کیا بادشاہ کا غصہ ایک سے ننوا
حصہ زیادہ ہو گیا اور کہا تم جاؤ جلد آتش فشان کے بھائی سحر افشان جادو کو میرے پاس بھیجدو
وہ سب رخصت ہو کر قلعہ زر افشانیہ مین آئے سحر افشان جادو کی فوج جب پہلے پھر آئی تھی اس سے
مارے جانے کا اپنے بھائی کے حال معلوم ہوا تھا بہت اُسنے غم کیا تھا اب بموجب حکم بادشاہ طلسم لشکر
اپنے ہمراہ کسیقدر لیکر باغ سیب مین آیا بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی خلعت پایا اور اپنے بھائی کو
یاد کر کے رو دیا بادشاہ نے تسکین دی اور فرمایا کہ اب تم جاؤ رعد جادو اور اسکی مادر برق جادو

غضنفر الست عمرو نے اسکے برادر کو قتل کیا ہے اسکو قتل کرکے قصاص اپنے بھائی کا لونگا یہ کہکر ایک نامہ ملکہ
حیرت جادو کو بھی لکھا کہ حال اسکا بیان ہوگا القصہ سحر افشان بڑے کر و فر سے طبل و بوق بجاتا ہوا
لشکر اپنا درست کیے دریاے خون رواں سے پار اترا یہاں ملکہ حیرت کو خبر آتش فشان کے
قتل ہونے کی معلوم ہوئی تھی اور وہ نہایت رنج میں افسوس کر رہی تھی پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ مصور
جادو نے اسکو مضطر دیکھکر کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیں اور کسیطرح کا رنج و غم نکریں میں اب
چند روز میں حمزہ کو مع اسکے لشکر کے غارت کیے دیتا ہوں مصور تو حیرت کی تشفی خاطر
اور دلجوئی کر رہا ہے اور اسطرف عمرو کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ چلکر بارگاہ حیرت میں دیکھو تو سہی
کہ اب کیا تدبیر ہو رہی ہے یہ سوچکر اپنے مقام پر سے چلا اور بصورت مبدل دروازہ بارگاہ پر آیا یہاں
دیکھا تو ایک خدمتگار قلمدان لیے استادہ ہے اور اندر جانے کا جب ارادہ کرتا ہے لوگ اسکو اندر نہیں
جانے دیتے ہیں اور ان سبکو یہ خیال ہے کہ کہیں عمرو عیار نہو عمرو نے یہ ماجرا دیکھکر دربانوں سے کہا اے
بھائیو اسمیں حجت نکرو اسکو جانے دو ایسا نہو کہ وہاں قلمدان کی خواہش ہو تو اس بیچارے پر
مفت میں عتاب آئے یہ کہکر اُس خدمتگار کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک کونے میں لیگیا وہاں لیجاکر اسکو
بیضہ بیہوشی مارکر بیہوش کر دیا اور آپ اسکی ایسی صورت بنکر پیراہن اسکا پہن کر قلمدان ہاتھ میں لیکر
آیا دربانوں کو تو پہلے ہی سمجھا چکا تھا اب بے خطر سیدھا اندر بارگاہ کے داخل ہوا اور جاکر سر پر
مصور جادو کے استادہ ہوا اسمیں شکوہ زرین قبا نے مصور سے کہا کہ اے بیٹے جمشید حقیقت
میں تو یہ ہے کہ عمرو عیار بڑے پکے ہیں اور ایسے ایسے مقام پر جاتا ہے کہ جہاں رستم و سہراب کی بھی
طاقت نہیں کہ وہاں قدم رکھ سکیں اگر آپ اسوقت بطلا دیکھیں تو سہی کہ وہ عیار بکار کس مقام پر ہے
اور کیا کرتا ہے مصور جادو دو اس تختی ہے اسمیں دیکھکر بتاتا ہے اسنے وہ تختی دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمرو تو
تیرے سر پر کھڑا ہوا ہے اور حال جانتا ہے یہ ماجرا معلوم کرکے اسکا خون خشک ہو گیا اور رنگ بزردی آگئی
لیکن دلکو اپنے قوی کرکے عمرو کیطرف پھر کر جو دیکھا تو عمرو کو در حیرت جادو کے سامنے آتا اور
قہقہہ مارکر اسطرح ہنسا کہ حیرت کو بڑی حیرت ہوئی اور دل سے کہا کہ یہ کیا دیکھا ہے جو اسطرح
ہنسا ہے غرض وہ تو متحیر تھی اور سب خواجہ کیطرف تعجب سے دیکھ رہے تھے کہ یکایک شکوہ زرین قبا کے
گلے سے دھکدھگی جواہر کی کھینچکر بھاگا غل ہونے لگا لیکن ساحر جو اس سے ڈرے ہوئے تھے کسی نے تعاقب نکیا یہ نکلا ہوا

جانب چلا گیا تمام ساحر بدحواس ہو کر ادھر ادھر پھیلا رہ گئے اسی اثنا میں آواز طبل اور نفیر سحر کی جب کے گوش
ہوئی حیرت نے متوحش ہو کر کہا ارے خبر تو لاؤ کہ یہ نقارے کیسے بجتے ہیں کیا کوئی لشکر آتا ہے ہنوز
در وہاں تھا کہ چیلے نے لا کر نامہ افراسیاب کا دیا حیرت نے اس نامہ کو بتعظیم تمام لیکر وا
اور پڑھا لکھا تھا کہ ای ماہ یہ بھائی آتش فشان جادو کا اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنکر بلائے سحر افشان
جادو نام ہمارے پاس آیا تھا اسکو ہمنے تمھارے پاس روانہ کیا ہے بدلا اپنے بھائی کے مرنے کا
سفر لیگا تمکو مناسب ہے کہ تم اسکی خاطر داری بہت کرنا اور لشکر مہرخ اُسکے ہاتھ سے غارت کر
حیرت مضمون نامہ سے مطلع ہو کر نہایت درجہ خوشنود ہوئی اور سمجھی کہ یہ آواز طبل و نقارہ
معلوم ہوتی ہے کہ بلائے سحر افشان کے لشکر سے آتی ہے یقین ہے کہ وہ قریب آ پہونچ چکا ہے بس
حکم دیا کہ بلائے سحر افشان بھائی آتش فشان کا آتا ہے لوگ استقبال کو جائیں چند ساحران خوش اعتقاد
بہر استقبال چلے دربار گاہ تک پہونچے ہونگے کہ وہ اسطرف سے آتا تھا اس سے ملاقات ہوئی و
تمام اسکو لے آئے اُسنے آتے ہی نذر دی حیرت نے دنگل زرین صدر میں عنایت فرما
بیٹھا ساقی نے لا کر جام مے ارغوانی دیا اُسنے پیا اور دو چار جام متواتر جو پیے بھائی اُسکو یاد
آیا حال اُسکا دریافت کر کے سنا بعد ان امورات کے اپنے مقام پر اُٹھکر آیا اور حکم نواخت طبل جنگ
دیا بموجب حکم اُن بد کردار طبل رزمی نوازش میں آیا ہرکاروں نے لشکر مہرخ کے خبر جا کر مہرخ سے
ادھر بھی طبل جنگ جواب میں بجا آنا دون جو باقی تھا طبل دیوق دونوں جانب بجا کیے جب
شام ظلام خورشید زرین خام پر آ کر حملہ آور ہوا اور فوج فیلے خورشید نے غار مغرب میں جا کر منہ چھپایا کہ آتش
حنائی رنگ کا دے ساقیا جام + گرا خورشید پر پھر لشکر شام + صف آرا پھر ہوئی فوج
سیاہ انجم ہوا پھر آشکارا + شام کو لشکری دو جانب کے تو سحر جگانے لگے دربار برخاست
ڈیرو بجنے لگا جاپ ہونے لگی لیکن سحر افشان ایسا کچھ رنجیدہ خاطر تھا کہ اپنی بارگاہ میں بیٹھکر شعل
کھیلنے لگا اور رونے کی باتیں نشہ میں کرتا تھا کہ کل صبح کو میں سب لشکر حریف کو مات کر دونگا اسطرح
لاف زنی کر رہا تھا کہ یکایک خبر ہوئی گیسو بن شہاب تشریف لاتے ہیں یہ گیسو بن شہاب
چالاک ہے کہ صورت گیسو کی ویسی ہی بدلکر آیا ہے غرض خبر سنکر سحر افشان نے اُسکا استقبال کر لیا اور نزدیک اپنے
اُسکو لیکر مسند زر پر بٹھایا اور کہا آپ نے سرفراز فرمایا جو اس وقت رونق افروز کاشانہ غریب ہوئے میزبانی

آپ کی ملاقات کو بہت جی چاہتا تھا خوب ہوا جو ملازمت ہو گئی یہ کہکر دو ایک جام شراب اور دیے اور
گیسو کو بھی دیے گیسو نے اٹھکر بجا لا کر انکو نذر دیے پھر سحر افشان باتیں لاف زنی کی کرنے لگا گیسو نے
کہا کہ بھائی صاحب ہمارے نزدیک تو یہ امر ہی کہ اگر عمرو مارا جائے تو البتہ لطف لڑنے کا ملے اور جرأت کا
مزا حاصل ہو ورنہ یہ سب باتین بیکار ہین ای برادر کیا مجال ہے کسیکی کہ جو کوئی لشکر مہرخ کے ایک ادنٰے
ملازم کو بھی بچشم قہر نگاہ بھر کر دیکھ سکے بلائے سحر افشان نے یہ کلام سنکر کہا کہ ہان بھائی مین نے بھی
اُس ناعیار کی ایسی تعریف سنی ہے پھر کیا وہ کسی ساحر کو زندہ نہیں چھوڑتا ہے گیسو نے کہا نہیں جو اُسنے
آیا مارا گیا اُسنے کہا اچھا یہ تو بتلایئے کہ آپ آجتک کیونکر زندہ رہے اور اُسکے ہاتھ سے کیونکر بچے کیا
آپنے کوئی سحر ایسا تیار کیا ہے کہ جسکی تاثیر سے محفوظ ہین اور وہ آپ پر قابو نہین پاتا ہے اگر در حقیقت یہی
بات ہے تو پھر آپ احسان کرکے وہ سحر مجھکو بھی بتلایئے تاکہ مین بھی اُسکے شر سے بچ [illegible] بھلا
زمانہ تک نہین تو ایک ہی رات سہی پھر تو مین خاتمہ اُسکا کرہی دونگا گیسوے بن شہاب نے
کہا اگر مین اسطرح سے اپنے تئین نہ بچاتا تو اب تک ہڈیان بھی میری گل جاتین وہ کب کا مجھکو مار ڈالتا
خیر خاطر تمھاری ہر صورت مجھکو منظور ہے اور مین اپنا دوست صادق آپکو جانتا ہون آپ ذرا
علیحدہ چلین تو مین آپکو بھی اُس سحر کا نسخہ اور اُسکی ہیئت بتلا دون بھلا تم بھی کیا یاد کروگے
کہ نہ بتلایا بلائے سحر افشان یہ باتین سنکر خوش ہوا اور گیسو کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشہ مین لے گیا
اور کہا اب تو اس مقام پر کوئی نہین بتلایئے گیسوے بن شہاب نے ایک پھول نہایت خوشرنگ
تر و تازہ نایاب زمانہ اپنے پاس سے نکالا اور کہا دیکھیے سحر تو مین اور کچھ نہین کرتا ہون لیکن
یہ پھول جمشید کی گلدستہ کا ہے مجھکو بمشکل تمام ملا تھا مین اسکو سونگھ لیتا ہون اسکی تاثیر سے نہ تو
بیہوشی مجھپر تاثیر کرتی ہے اور نہ کسی کی عیاری کارگر ہوتی ہے اور اگر کوئی میرے سامنے آ
جاتا ہے تو مجھکو خود بخود حال اُسکا ظاہر ہو جاتا ہے پوشیدہ وہ رہ نہین سکتا ہے اگر تمھارا جی چاہے تو آجکی
کے لیے اسکو سونگھ لو کل پھر مین منگوا کر سونگھا جاؤنگا بلائے سحر افشان نے یہ تقریر سنکر وہ پھول
اُسکے ہاتھ سے لیکر سونگھا سونگھتے ہی تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوکر گرا چالاک نے اُسکو اور زیادہ
بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہوکر سر بچہ چاک کرکے صاف لیے ہوئے چلا گیا یہ تو اُسکو لیکر چلا ادھر
صرصر شمشیر زن کا ماجرا سنیے کہ اُسکو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ آجکی شب تو چلکر کوئی عیاری کرو کیونکہ

تو تھک کر بیٹھ رہی ہے کوئی عیاری ابتک کی ہی نہیں آج برق جادو کو بن پڑے تو پکڑ لا بس یہ چلا
اپنے مقام پر سے چلی اور راہ میں آکے برق فرنگی کی ایسی صورت بنائی اور سیدھی خیمہ میں
ملکہ برق جادو کے آئی یہ عیار تو ہر وقت آتے ہی جاتے ہیں انکو کون روک سکتا ہے عیارہ کو بھی
کسی نے نہ روکا اور اُسنے اندر آتے ہی دیکھا کہ ملکہ برق پلنگڑی پر آرام کر رہی ہے اُسنے برق عیار کو
دیکھکر پوچھا کہ کیوں بیٹا خیر تو ہے اسوقت کدھر آئے اُسنے کہا کہ خواجہ سلامت کچھ کہلا بھیجا ہے
سو آپ ذرا علیحدہ چلکر سن لیجیے برق جادو نام خواجہ کا سنکر فوراً اٹھی اور مقام خلوت میں برق
نقلی کو لیکر آئی اُسنے وہان آتے ہی بیضہ بیہوشی اُسکے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو گئی اُسکو بھی پشتارہ باندھکر
دوش پر رکھا اور قنات چاک کر کے نکلکر چلی جب صحرا میں لشکر سے نکلکر پہونچی اُدھر سے چالاک
پشتارہ سحر افشان کا لیے آتا تھا راہ میں دونوں سے ملاقات ہوئی اور صرصر کو یقین ہوا کہ چالاک
سحر افشان کو لیے جاتا ہے اور چالاک کو بھی ثابت ہوا کہ صرصر کسی سردار کو ہمارے یہاں سے لیے جاتی ہے
بس اُسنے للکارا کہ صرصر کہاں جاتی ہے اور کسکو لیے جاتی ہے میں دشمن تیری جان کا آپہونچا
صرصر نے بھی نعرہ کیے خنجر کھینچا اور پکاری کہ اگر تو آیا ہے تو میرا کیا کریگا اب دونوں میں خنجر زنی آغاز
ہوئی اور لڑتے لڑتے دونوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ پشتارے یا تو زمین پر رکھدیا ہے کہ ایک
شخص دوسرے پشتارے پر اسطرح تیغ مارے کہ گرہ پشتارے کی کھلجائے اور ہالک زار ہو جائیں
یہ سوچکر دونوں نے ہاتھ تلوار کا پشتارون پر جو مارا تو دونوں پشتارے کٹ گئے اور برق جادو
اور بلائے سحر افشان کھلکر گرے اور دونوں کو ہوا جو لگی ہوشیار ہو گئے اور اُٹھکر سمجھے کہ عیاروں کا
مقدمہ ہے ہم تو دونوں قیدی ہیں بس یہ دونوں اُڑکر اپنے مقام کی طرف چلے گئے بعد کچھ عرصے کے
صرصر گھبرا گئی اور سمجھی کہ تو اس عیار کے ہاتھ سے زخمی ہو جائیگی اب مجھکو نکل جانا چاہیے یہ سوچکر اُسنے
چالاک سے کہا کہ او نا مرد معلوم ہوا کہ تو دوسرے کے بھروسے پر میرے ساتھ لڑ رہا ہے اور یہ بھی
تجھکو لڑاتا ہے چالاک نام دوسرے کا سنکر گھبرایا کہ مبادا اسکا کہنا تو عیاری کا فقرہ سمجھا اور
کوئی اور عیار تیری گھات میں ہو بس یہ خیال کرکے اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا صرصر تو جست کر کے
اتنے ہی عرصہ میں سامنے سے کافور ہو گئی اور چالاک بھی ناچار ہو کر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا ادھر برق جادو
اپنے خیمہ میں آکر پہونچی اور سحر افشان اپنی بارگاہ میں آیا رات بھی دوا دوش میں تمام ہو چکی تھی اور وہ وقت تھا

کہ قیدی مشرق کی میعاد پوری ہوئی تھی اور خورشید تابان کو رہائی ملی تھی شبنامہ سیاہی شب سے
رہا ہو کر بارگاہ افلاک مین آیا تھا شب تیرہ فام نے منہ اپنا چھپایا تھا کہ ابیات

ستارہ صبح کا ناہید نکلا
ہوئی چوروں کے فرقے بحالی

کجھو کا بن کے پھر خورشید نکلا
شب تیرہ پر آفت اسنے ڈالی

رات بھر طبل جنگ سے تیاری آلات حرب و ضرب ہو رہی تھی

ہنگام سحر مہرخ نامور لشکر اپنا بصد کر و فر لیکر جانب دشت جنگ روانہ ہوئی اس طرف سے
بلاے سحر افشان بصد عظم و شان فوج گران لیکر چلا دونون سردار لشکر لیے ہوئے میدان مین
آئے دلاورون نے پرے جمائے صفوف آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے ہٹے
سحر کی نیرنگیان دکھانے لگے کسی نے جنگل مین آگ لگا دی کسی نے دریا جاری کیا کسی نے خون
کی ندی بہادی کسی نے جانوران سحر ہزارون پیدا کیے کسی نے پتھر برسا دیے طبل و بوق بجنے لگے
کڑکا ہونے لگا بلاے سحر افشان اژدرہا پر اڑ کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا مہرخ کی
طرف سے نہروان جادو مقابلہ کو گیا مگر اسکے تاریخ سحر سے جانبر نہوا پھر اسکا بھائی گیسو دراز
برسر مقابلہ نکلا وہ بھی برق آتش فشان سے اسکی مارا گیا اسوقت برق جادو نے عمرو
سے کہا کہ خواجہ سلامت مین جانتی ہون کہ کوئی نہ کوئی چیز اسکے پاس بھی مثل تحفہ کے ہے جب تو
کسی کا وار اسپر کارگر نہین ہوتا ہے عمرو نے کہا کہ اے ملکہ اگر کوئی تحفہ اسکے پاس ہوتی تو کیا معلوم تھا
تم ناحق کو اندیشہ کرتی ہو کچھ بھی نہین ہے تم جاکر مار لو یہ نابکار تمھارے ہاتھ سے کہان بچکے جائے گا
یہ جو عمرو نے کہا تو رعد و برق دونون تڑپ کر اپنے ابر سحر مین گئے اور وہان سے رعد گرج کر
زمین پر آیا اور دامن تھامکر چاہتا تھا کہ چیخ مارے اسوقت برق تڑپ کر جو سحر افشان پر گری تو
اسطرح سے گری کہ ابر نیچا ہو گیا اور برق نصف ابر مین رہی اور نصف باہر نکلی تھی اور رعد دامن
پکڑے ہوے تھا سحر افشان کو رعد و برق کے لیے افراسیاب نے ایک سحر بتلا دیا ہے
کہ یہ اسم پکار دی پس اسنے وہی سحر کیا اور کمند سحر کو لگایا برق جادو تو اسمین گرفتار ہو گئی اور جھٹکا جو
دامن کا لگا تو رعد بھی گر پڑا دونون کو اسنے گرفتار کر لیا اور اپنے لشکر مین طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا
اور نہایت خوش ہوا یہ کہتا ہوا پھرا کہ اب مجکو کچھ کام نہین ہے مین کسی سے نہ لڑونگا جس نے میرے
بھائی کو مارا تھا اسکو مین نے پکڑ لیا مین اسکے خون کا بدلا لینے آیا ہون جبتک ان دونونکو قتل نہ کرونگا

توسن سحر کو میدان رزم مین نہ دوڑاؤنگا ہان اگر شہنشاہ یا ملکہ حیرت لڑین تو اُنکے شریک البتہ ہو جاؤنگا
یہ کہتا ہوا اپنے مقام پر آیا سپاہ نے اسکی آرام لیا یہ خود اپنی بارگاہ سے خدمت حیرت مین آیا اور بنہایت
خوشی ظاہر کی کہ ای ملکہ مین نے اپنے بھائی کے قاتلون کو گرفتار کیا اب مین اُنکو قتل کرنے جاتا ہون حیرت
نے کہا جاؤ مبارک ہو مگر ذرا خبرداری سے اُنکو قتل کرنا کیونکہ اُنکے چھڑا لیجانے والے بھی بہت ہین
غرض یہ وہان سے اپنی بارگاہ مین آیا اور افراسیاب کو بھی عرضی اس مضمون کی لکھی کہ مین نے
رعد و برق کو قید کر لیا ہی اگر حکم عالی ہو تو دونون کو قتل کر ڈالون یہ لکھکر اُسنے تیلہ سحر کے ہاتھ
بھیجا ادھر حیرت نے بھی شاہ کو لکھا کہ برق و رعد کو قتل کرنا ہرگز مناسب نہین کیونکہ سب ساحران
دونون سے ڈرتے ہین آپ اجازت اُنکے قتل کی ہرگز نہ دیجیے گا اُسنے بھی تیلہ کے ہاتھو نامہ روانہ کیا
یہان رعد و برق کو ایک تخت پر قید کر کے سحر افشان نے اپنی بارگاہ مین بٹھا دیا اور آپ بیٹھکر
ناچ دیکھنے لگا اور شراب زہر مار کرنے لگا لیکن مہرخ رنجیدہ خاطر ہو کر اپنی بارگاہ مین آئی اور لشکر کو
حکم آسائش دیکر بیٹھی عمرو کو خیال آیا کہ تیرے کہنے سے برق و رعد لڑنے کو گئے تھے پس وہ گرفتار ہو گئے
انکو جلد رہا کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک ساحر معزز کی ایسی صورت الگ جاکر بنا بادلہ کی جھمبر باندھی زر جواہر کے
گہنے سے شانہ تک آراستہ کر کے موتیون کا مالا گلے مین ڈالکر یا جمشید یا جمشید کہتا ہوا بارگاہ سحر افشان
مین آیا اُسنے خاطر کی بٹھایا اُسنے کہا مین اسی اطراف کا رہنے والا ہون آپ کی ملاقات
کو جی چاہا چلا آیا اُسنے کہا آپ نے بہت مناسب کیا آپ کا یہ مکان کفش خانہ ہے یہ کہکر ایک جام
جواہر منگا کر اپنے پاس رکھا اور کہا اب مین پانی شراب وغیرہ اسی جام مین پیا کرونگا یہ کہکر پیاس جو معلوم
دی آب خاصہ طلب کیا جبکہ خواص پانی لیکر آیا اُسنے اسی جام مین پانی لیکر پیا خواجہ سلامت نے دریافت کیا
کہ حضور یہ تو فرمائین کہ اس جام مین پانی کیون لیکر پیا اور دوسرے جام مین پینا ترک فرمایا کیا یہ جام اور
جامون سے بہتر ہے اُسنے جواب دیا کہ نہین یہ جام اورون سے بہتر تو نہین ہے مگر صفت اسمین یہ ہے کہ اگر کوئی
بیہوشی ملا کر دے تو مجھکو اس جام مین پینے سے معلوم ہو جائیگا یہ وجہ ہے جو مین نے اسی جام کو اختیار کیا ای عمرو
یہ کلمات سنکر خاموش ہو رہا اور فکر مین ہوا کہ اسکو کسی طرح مار ڈالون اور اُسنے کہا کہ آئیے ہم آپ شطرنج کھیلین
یہ تو اس امر کے منتظر تھے کہا بہت اچھا آئیے اُسنے شطرنج بچھائی اور کھیلنے لگا پھر تو عمرو ایسا کھیلنے والا
رومی اور فرنگی سب طرح کی شطرنج اسکو یاد تھی کیا بساط تھی جو ان ایسے فرزین سے کھیلتا یہ اکبری چال مین

فیل مست کو مار ڈالتے ہیں اور ایسے پیادہ ہیں کہ سوار کو گھیر کر قید کرتے ہیں خانہ بخانہ پھرتے ہیں ایسی
شش و پنج میں اوقات بسر کرتے ہیں کبھی رُخ ایسی باتوں سے پھرتے ہی نہیں بازی بازی چال اُسپر رکھی
تو وہ مات ہو گیا اور اپنے دل میں کہتا تھا تیو ابھی کے ساتھ دو ایک بازی شطرنج کی کھیلا کر کہ تیری شطرنج بھی
کرطی ہو جائیگی غرض یہاں تو شطرنج بازی ہو رہی ہے اور وہاں عرضی اُسکی اور حیرت کی پاس جادو دان کے
پہونچی اُسنے دونوں کو پڑھکر کہا کہ ملکہ حیرت کو غصہ بات بات پر آجاتا ہے حق بجانب سحر افشان
ہے کہ اُسکا بھائی مارا گیا ہے اُسکو اختیار ہے کہ اپنے بھائی کے قاتلوں کو مارے میں حیرت کو سمجھا
دونگا لیکن اُسکو اختیار دیتا ہوں کہ وہ رعد و برق کو قتل کرے یہ کہکر کتاب جمشیدی دیکھی
اُسمیں بھی ظاہر ہوا کہ رعد و برق کو قتل کرنا ہی مناسب ہے مگر اندر بارگاہ کے نہ قتل کرے
باہر لاکر قتل کرے اور اُسکو آگاہ کر دینا چاہیے کہ تیرے ساتھ عمرو بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہے اور وہ
غافل ہے لازم ہے کہ اُس دزد گردن باریک کو بھی گرفتار کرکے تینوں کا سر کاٹے شاہ نے یہ حال
معلوم کرکے جواب عرضی کا لکھا کہ اے ساحرہ وقت کیا کہنا خوب تم لڑے رعد و برق کو جلد قتل کر ڈالو
لیکن آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو تمھارے ساتھ بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہے اب تم چال چوکو گے تو مارے
پڑ جاؤ گے لائق ہے کہ دشمن صعب کو بھی گرفتار کر لو اور سب کا سر کاٹ کر بھیجدو لیکن باہر بارگاہ
کے لاکر ان سبکو ہلاک کرنا اندر نہ قتل کرنا یہ جواب لکھکر آسمان نشین جادو نام ایک ساحر
کو دیا کہ تو لیکر جا اور اس طرح یہ نامہ دینا کہ عمرو نہ آگاہ ہونے پائے ساحر مذکور نامہ شاہ لیکر روانہ ہوا
اور اُڑتا ہوا ایک آن میں آکر بلائے سحر افشان کے پہونچا دیکھا تو واقعی یہ شطرنج کھیل رہا ہے
اُسنے وہ نامہ اُسکو دیا اُسنے بطور مخفی اُسکو پڑھا اور مضمون سے اُسکے آگاہ ہوکر دنگ ہو گیا مگر جبر
نہوا اور شطرنج کھیلنے ہی میں ایک دانہ ماش کا مارا کہ عمرو بے قابو ہوا اُسوقت وہ پکارا کہ باش اے
دزد مکار دیکھا تو نے کہ ہمنے یہ بازی کس تدبیر سے جیتی اب تم تینوں کو بڑے عذاب الیم سے قتل
کرونگا یہ کہکر عمرو اور رعد و برق کو سحر میں مبتلا کرکے بارگاہ سے لیکر چلا آسمان نشین تو نامہ
شاہ دیکر چلا گیا تھا یہ ان تینوں کو ایک درہ میں کوہ کے لایا اور وہاں جھلا کر قتل کرنے کا
ارادہ کیا یہ تینوں درگاہ خدا میں استغاثہ کرنے لگے بقدرت قادر توانا حبشی قران درہ کوہ میں تھا کیونکہ
جہاں کہیں لشکر حریف اُترتا ہے اُسیکے قریب وہ شیر بیشہ عیاری بھی رہتا ہے بس اُس درہ میں غیر و گرگ کے

خوف سے زمین میں چھینکے اُسنے باندھے تھے اور اُنھیں چھینکوں میں اسطرح سے سوتا تھا کہ ایک میں سر ایک میں
کمر ایک میں پاؤن رکھتا تھا زمین پر سونا ترک کیا تھا چنانچہ اُسوقت بھی پڑا ہوا آرام کرتا تھا برق جادو
اور رعد و عمرو کا گھر ملکر سحر افشان کی آواز کو اُسنے بھی سنا گھبرا کے اُٹھ بیٹھا اور للکارا کہ ارے تو کون ہے
کہ جو اسوقت پرائے مکان میں بغیر اجازت صاحب مکان کے چلا آیا سحر افشان اُسکو چھینکوں پر لیٹا
دیکھکر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بڑا خداوند سامری کا نبی ہے اور اس درہ کا مالک ہے پس گھبرا کر عرض رہا ہوا کہ میں کوئی
غیر نہیں ہوں میں سحر افشان جادو ہوں عمرو اور برق جادو اور رعد کو کہ دشمن افراسیاب
کے ہیں اُنکو پکڑکر قتل کرنے لایا ہوں قران نے کہا اگر دشمنان افراسیاب کو قتل کرنے لائے ہو تو خیر
کچھ مضائقہ نہیں مگر ذرا ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی اگر اُنکے قتل میں شریک ہو جائیں اور داخل ثواب ہوں یہ بات
سحر افشان اُسکے کہنے سے رکا اور یہ چھینکوں پر سے کود کر قریب تر اُسکے آیا اور عمرو کو دیکھکر پوچھا کہ
کیوں بھائی سحر افشان یہ شخص کیا رعد جادو ہے اُسنے ہنسکر کہا نہیں اے برادر یہ وہی ساربان زادہ
عمرو عیار چوٹا مکار ہے قران کی آنکھوں میں یہ کلمات سنکر خون اُتر آیا اور کہا کہ ارے او حرامزادے
تو بڑا بے وقوف ہے اور رعد سے زیادہ احمق ہے دیکھ تو سہی کہ فرزند عمرو کا تو تجھے تیری کھڑا ہے اور تو اُسکے
باپ کو برا بھلا کہہ رہا ہے سحر افشان نے جو نام فرزند عمرو کا سنا گھبرا کر منھ اُدھر دیکھنے کو پھیرا قران نے اپنا
نعرہ کرکے ایک ہی ہاتھ بغدے کا مارا کہ سر اُسکا پاش پاش ہو گیا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی عمرو و
برق و رعد رہا ہوئے عمرو نے قران کو سینے سے لگا لیا اور تعریف عیاری کی بہت فرمائی پھر
ایک بتاسا کہ جسکو چیونٹیاں کچھ کھا چکی تھیں زنبیل سے نکالکر کہا کہ اے فرزند تو منھ تو میٹھا کر لو اور مجھ فقیر سے
کیا ہو سکتا ہے قران سمجھا کہ اسوقت یہ کچھ لینگے پس جلدی سے زہے تقدیر کہتا ہوا وہ لے لیا اور ایک
اشرفی ہاتھ پر رکھکر نذر دی وہ بتاسا سلام کرکے لے لیا اور رخصت ہو کر جنگل کو چلا گیا پس برق جادو
نے عمرو سے کہا کہ اب ہم آپکو اور کہیں جانے نہ دینگے لشکر میں لے چلیں گے یہ بھی راضی ہوئے کہ اچھا کیا
مضائقہ ہے برق نے تخت سحر تیار کیا اور رعد و عمرو کو اُسپر بٹھا کر پرواز کی اور پلک جھپکانے میں
اپنے لشکر میں آئی یہاں ہر ایک کو اُسکے آنے سے خوشی ہوئی خواجہ کو بہت کچھ ہر ایک نے دیا پھر انجمن جشن
کو ترتیب پذیر کیا طائران سحر نے یہ خبر جاکر ملکہ حیرت کو پہنچائی کہ بلائے سحر افشان بھی مارا گیا رعد و
برق و عمرو چھوٹ کر اپنے لشکر میں آئے وہاں خوشی ہو رہی ہے حیرت سنکر کہ اس موے کو بھی

بڑا غرور رکھتا تھا جیسا اُسنے کیا ویسا پایا اور تتا مارے سحر نے افراسیاب کو بھی مطلع جاکر کیا کہ اسطرح جلا کے
سحر افشان مارا گیا قران نے اُسکو بھی اُسکے بھائی کے پاس جہنم مین پہونچا دیا افراسیاب کو یہ ماجرا سنکر
کمال غصہ آیا اور گلچین جادو سے کہا کہ اب مین خود جاکر عمرو کو پکڑ کے لاتا ہون ایسے کچھ ہی کیون نہ میرے
بے ہو جاوے گلچین جادو نے یہ باتین سنکر عرض کیا کہ مین بھی یہ عرض کرونگی کہ آپ عمرو سے لڑنے جاوین
بالکل نسبیہ ہی کہ آپ اُس سے لڑائین افراسیاب نے کہا کہ مین جانتا ہون تم سب میری بہتری کے لیے
یہ باتین کرتے ہو اچھا اور کچھ تدبیر کرونگا اور آئندہ سمجھ لونگا یہ کہکر تیلہ کو سحر کے علم کیا کہ جاکر خبر لاوے مہرخ
کی بارگاہ مین کیا ہوتا ہی تیلہ اُسطرف کو روانہ ہوا اور یہان جب قران بچ بلا سے سحر افشان کو اپنے
مالک کا مارا جانا معلوم ہوا تو بہت کچھ رنج والم کیا آخر جب اُس سے حیرت وغیرہ کچھ خبر نہوئی تو آزردہ
خاطر ہو کر لشکر اپنا لیکر اپنے ملک کیطرف کوچ کر کے چلے گئے اور صنعت سحر ساز جو باتیں انڈے
سحر کے لکھ چکی تھی اور دو انڈے باقی تھے اُنکے گھن سے کچھ دیدہ پر اُس قحبہ نے سمجھا کہ مہرخ سے
مقابلہ کرون اور اگر یہ بھی کچھ کام نہ دین تو ایکی وہ جاکر بیٹھے لاون کہ تمام لشکر باغیون کا سر اپنے کاٹ ڈالے
پس اُسنے وہ بچے نکالے اور چاہتی تھی کہ ملکہ مہرخ کے مقابلہ مین جاوے اُسوقت ایک عقاب سحر اُڑتا ہوا
آیا کہ جسکے گلے مین نامہ بندھا تھا اُسنے نامہ کھولکر پڑھا یہ لکھا ہوا تھا کہ اے ملکہ صنعت سحر ساز وزیرہ معظمہ
شہنشاہ افراسیاب آگاہ ہو جیے کہ نام مہنت جادو اسطرف کو ازنون شکار کھیلتا ہوا مین آگیا ہون
اور مجکو اشتیاق آپکی ملازمت کا عرصہ سے ہی اب سُنا گیا ہی کہ آپ اس مقام پر رونق افروز ہین اگر اجازت
دیجیے تو حاضر ہو کر شرف بہ ملازمت کیمیا خاصیت ہون اور آپ کہیے تو ملکر اپنے مکان کو چلا جاونگا صنعت نامہ
پڑھکر بہت شاد ہوئی اور جواب لکھا کہ ہمارا بھی دل تمہارے ملنے کو ایک مدت سے چاہتا ہی خوب ہوا کہ جو
تم اسطرف آ نکلے کیونکہ مجکو شب و روز کی جنگ وجدال سے فرصت بہت کم ہوتی ہی جو مین تم تک آتی اب
مناسب ہی کہ جلد تشریف لاکر مجکو سرفراز فرمایے اور راہ انتظار کوتاہ کیجیے مین منتظر آپ کے بیٹھی ہون یہ لکھکر
عقاب کے حوالہ کیا کہ وہ منقار مین لیکر اُڑ گیا اور مہنت کے پاس جاکر جواب نامہ کا پہونچا دیا اب حال اُس
ساحر کا سنیے کہ اسکا مہنت مہ شمار جادو نام ہی اور اُسنے ایک گنبد فولادی سحر سے تیار کیا ہی اسکے اندر
رہتا ہی اور اُسیکا و پر سوار ہوکے جہان جاتا ہوتا ہی چلا بھی جاتا ہی پس جب اُسنے اجازت صنعت کی پائی اُسی گنبد
سوار ہوکر اسکے پاس چلی آیا گنبد کیا ہی کہ دوڑتا ہی جسمین یہ رفتار کرتا ہی جب صنعت نے سنا کہ مہنت صاحب

تشریف لائے استقبال تا دربارگاہ اسکا کیا اور لاکر مسند عزت پر بٹھایا دونوں ملاقات باہمی سے بہت
خوشنود و مسرور ہوئے مہنت نے حال افراسیاب کا اور طلسم میں غدر ہونے کا پوچھا صنعت نے
اُس روز سے کہ جب بدیع الزمان قید ہوئے تا این دم سب بیان کیا اور لڑائی کے ساتھ سارا ماجرا
کہا پھر یہ بھی کہا کہ اب میں جاتی ہوں اس ارادہ پر کہ لشکر مہرخ کا غارت کردوں مہنت نے سب
کیفیت سنکر کہا ای ملکہ اب تم ہفت بیضہ میں سے کسی بیضہ کو لیکر جاؤ اور اگر منظور خاطر ہے کہ نہیں انھیں
بیضوں ہی سے لشکر دشمن برباد ہو تو کسی اور ساحر کو دو کہ وہ لے جائے اور انکو تباہ کرے صنعت نے
کلام سنکر کہا کہ ہاں ای شفیق یہ بات ٹھیک ہے کیونکہ اس میں یہ فائدہ ہے کہ شاید کوئی آفت آئے تو اسکو مجکو ہلاکت
نہوگی جیسے کہ ہوچکی ہے بس اُسیوقت اپنی ایک انیس خاص ملکہ ہلال کامل سحر جادو کو بلایا اور وہ
دونوں بیضہ باقی کے دیکر حکم دیا کہ میری فوج میں سے دو لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور مہرخ سے مقابلہ کرو کہ
بیضہ کو تو داہنے طرف لشکر مہرخ کے اور دوسرے کو بائیں طرف لشکر کے مارنا ہلال سحر نے تسلیم کرکے
وہ دونوں بیضے لیے اور کہا بہت اچھا میں اسیطرح عمل میں لاؤنگی کہ جیسا آپنے ارشاد فرمایا ہے یہ کہکر باہر
بارگاہ کے آئی اور نفیر سحر کو دم دیا دو لاکھ ساحر جمشید و سامری و زردشت کا ماننے والا اژدرون پر سوار
ہوکر ہمراہ رکاب ہوا ناقوس کی صدا پر فلک کا پرانا پیر ناچنے لگا گولگ کے دھوئیں نے دنیا ایسی تحانہ کا تحفہ
کالا کیا ایک طرف سے مبارزان صف شکن ہتھیاروں سے آراستہ ہوکر اسپ و کرگدن پر سوار ہوئے نقارے
نقاروں بجنے لگے دھونسوں نے دھڑکے کی دھونس دی ہلال کا ستارہ قسمت گردش میں آیا زندگی
اسکی آگے آگے بھاگی جاتی تھی تنگ قضا کے منہ میں یہ خود جاتی تھی روے ہوا پر لشکر کے چلنے سے

| | | |
|---|---|---|
| ہنگامہ عظیم برپا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات<br>برفتند لشکر ز قلب سیاه<br>سپرہای زرین و زرین کمر<br>ز زربفت چینی کشیدند رخ | خروشے برآمد بگرد اندر عد<br>بلیکو کشیدند آورد گاه<br>سنانہاے الماس در تیرہ گرد<br>سیاه اندر آمد چو مور در ملخ | ازین سوے تخس و زبان روی سعد<br>ہمہ غرق در آہن سیم و زر<br>ستارہ است گفتے شب لاجورد<br>قریب لشکر مہرخ پہونچکر ہلال نے |

خیمہ کیا اور لشکر اُترانے کا حکم دیا ہرکاروں نے جاکر خبر مہرخ کو آمد لشکر کی دی ہلال اُس روز
ملکہ حیرت کے پاس آئی اُسنے خاطر کی اس سے سب حال ملکہ صنعت کا اور اپنا بھیجے لیکر
آنے کا بیان کیا پھر وہاں سے اٹھکر اپنے خیمہ میں آئی اور مصروف عشرت و نشاط رہی جب مرغ

منور آفتاب چراگاہ فلک سے پھر کر خانۂ مغرب مین بند ہوا اور ماکیان شب نے بیضہ ہاے انجم ظاہر فرمانے کو نظم

ہوئے ہر جا چراغ شام روشن　　بنا ایوان شاہی رشک گلشن
تھا نجم رزم کا چمکا ستارا　　شب خنگی ہوئی پھر جلوہ آرا
شام کو ہلال نے طبل جنگ بجوایا

ہرکارون نے دوبارہ خدمت اقدس مہرخ نامور مین بعد عجز و انکسار عرض کیا کہ نظم

ہوئی ہین تیری حفاظت سے بجلی تسخیر　　ہوا نہ زنگ کمان آجتک نشانہ تیر　　تری زمانے مین عالم مین سیر و سامان
کمان چرخ کو دیکھو تو وہ بھی ہو گئی تیر　　بری نسیم کرم گر اس چمن مین چلے　　خراب پانی سے ہو شکل گلشن تقصیر
تو تیغ کرے جو کسی طرف نگاہ کرے　　ہلال سے بھی دو چندان ہو آفتاب حقیر　　الکہ عالم ہلال نے طبل جنگ بجوایا ہے

اور سنا گیا ہے کہ دو بیضہ جو باقی ہفت بیضین مین سے رہگئے تھے وہ صنعت نے اسکو دیگر بھیجا ہے کل صبح کو وہ انھین بیضون سے کام لیگی باقی خیریت ہے یہ خبر سنکر ملکہ مہرخ متردد تو ہوئی مگر اپنی ہمت مردانہ سے اُسنے بھی جواب مین طبل جنگ بجوایا اور چالاک بن عمرو اور ضرغام وغیرہ عیار مع عمرو نامدار کے فکر مین عیاری کے روانہ ہوئے لشکر مین طبل جنگ بجنے سے تیاری آلات حرب و ضرب آغاز ہوئی گلستان شجاعت مین پھر بہار آئی تلوارون کے پھل ذائقہ دینے پر تیار ہونے لگے جوہر خنجر و شمشیر سے گلشن پھولون کا ہرا بھرا دکھائی دیتا تھا ہر سبزۂ بوستان جلادت کا سرو تھا نقیبون کی صدا بلبل خوش الحان کی آواز سے بہادران کی دمساز تھی ہر ایک شہنائی گل عباس کی صورت دکھاتی تھی طرم پر شبو کی پھبتی چھاتی تھی تھیار آبداری دیکر چمنستان جنگ کے بہادر آبیاری کرتے تھے دم شجاعت کا بھرتے تھے سوسن نے بہر نقابت دس زبانین کی تھین بہ حال زمزمہ سراے نقیب تھا ہر نظرباز خوبی مین نرگس آسا تھا نہر ہاے باغ کی طرح دل مین ہر ایک کے لڑنے کی موج اُٹھتی تھی بہادران کا تو یہ حال تھا ساحرون مین بھی طرفہ سامان جنگ و جدال پھول سندرون پر چڑھائے جاتے تھے ہر ایک گل کیطرح شگفتہ خاطری بناتے تھے بیر دنکو جب بلاتے تھے مارے خوشی کے پھول جاتے تھے نخل تن ہر ایک کا گھماسے سحر سے لدا تھا ہر شخص پھولا پھلا تھا غرضکہ رات بھر یہی ہنگامہ رہا جب چاندنی پر سفیدی سحر نے سبقت کی اور گھڑیالی ذلگھڑیال کے سر پر آفت ڈھائی فریاد جرس بلند ہوئی شب گذر کر نوبت روز روشن آئی کہ ابیات

سحر کا نور اختر سے نکلے چمکا　　ستارون نے لیا رستہ عدم کا　　ہوا خورشید نور افشان جہان مین
اُجالا چھا گیا سب آسمان مین　　ہنگام سحر بہادر لشکر دن دائم کر ہتھیار سکر خیل خیل ذیل ذیل جانب

میدان جنگاہ روان ہوئے بہار و رعد و برق در دولت ملکہ بہرخ پر آئے ملکہ موصوفہ بھی بصد حشمت برآمد ہوئی ہر ایک نے تسلیم کی پھر بڑے کروفر سے جانب میدان چلی جلو مین اسکے ہزارون گھوڑے اور فیل تھے جن پر ہودج زرین اور کاٹھیان نقرئی تھین صبح کا وقت تھا نقیبون کا بصد آواز خوب بولنا ہر ایک دل کو بھاتا نسیم سحری کا فرّاٹا آتا اس تجمل و شان کا کیا ذکر کیا جائے کہ اشعار

عدو کے سر نظر آتے ہین قطرۂ باران
ز رنگ برق چمکتی ہے اسکی جب تلوار

زبسکہ ہے تری تیغ خمیدہ کی ہیبت
چلا نہ سر کو اٹھا کر یہ گنبد دوار

ہمیشہ کاٹ کا اسکے خیال رہتا ہے
ہے آگے آنکھون کے آٹھون پہر پھرے تلوار

کمان قوس قزح ہے شہاب ثاقب تیر
فلک ہے تیر فگن ایک چاکر سرکار

ترے سمند کی کس سے بیان ہو چالاکی
مصورون کو ہے تصویر کھینچنا دشوار

پھرائے روے زمین سب وہ گام اول مین
یون جیسے صفحۂ قرطاس پر پھرے تلوار

سوار ہوئے جو فیل سیاہ رنگ پہ تو
تو کہیے تو مہ تابان ہے اور وہ شب تار

غرض اس شوکت و شہامت سے وارد دشت مصاف ملکۂ عالیشان ہوئی صفوف آراستہ ہونے لگین میدان پاک و صاف ہوا ہنوز آغاز جنگ نہوئی تھی کہ ملکہ ہلال کامل نے قصد کیا کہ بیضہ دست راست و چپ کی طرف لشکر بہرخ کے لگائے بس یہ بیضہ لیکر آگے بڑھی تھی کہ ایک طرف سے آواز پیدا ہوئی باش باش ای ہلال دست خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم اس آواز کو سنکر ہلال نے جو پھر کر دیکھا تو ملکہ صنعت سحر ساز کو آتے دیکھا بس یہ تسلیم کرکے دوڑی اور قریب آکر عرض کیا کہ ای ملکۂ عالم آپ نے کیون تکلیف فرمائی کہیے تو خیر تو ہے صنعت نے کہا ای ہلال بڑا غضب ہوا تھا مین نے بھولے سے وہ بیضہ تمکو دیدیے کہ اگر تم انکو مارتین تو وہ تمہارے ہی لشکر کو غارت کر دیتے اسوجہ سے مین گھبرا کر چلی آئی کہ مبادا تم ان بیضون سے کام لو اور لشکر تمہارا تباہ ہو جائے اب وہ بیضے میرے حوالہ کرو اور ان بیضون کو لے لو یہ کہکر وہ دونون بیضے تو لے لیے اور اپنے پاس سے دو بیضے اور نکالکر حوالے کیے اور آپ پھر کر چلی گئی جب کوئی پاؤکوس نکل گئی تو وہان سے آواز دی کہ ای ہلال سحر خبردار ہو جا کہ منم چالاک بن عمرو عیار اور تم کہ یہی دونون بیضے لشکر ہلال کے داہنے بائین جو مارے تو ایک بیضہ مین سے تو آندھی اس زور شور کی پیدا ہوئی کہ درخت اور مکان اڑنے لگے اور دوسرے سے سلین پتھر کی پیدا ہوکر روے

ہوا سے گرنے لگیں پھر تو یہ حال ہوا کہ ہوا نے طوفان قوم عاد کو شرما دیا ہزاروں ساحروں کو برباد کیا
طبقۂ زمین سے اُڑا دیا پردہ دنیا سے نابود ہو گیا ہر ایک جھونکا باد سخت کا باد مرگ کا جھونکا تھا کہ جس
سے جانبر ہونا دشوار تھا جو جھونکا ہوا کا آتا تھا گویا تیر قضا پڑتا تھا اور علاوہ اس ہوا کے کہ جسکو
وبائی ہوا کہنا چاہیے مرگ مفاجات سے بھی زیادہ لکھنا چاہیے فلک سنگدل پتھر برساتا تھا
ہر ایک ساحر دشمن لشکر کا سر پھوڑ کر ہلاک ہوا تب بھی بے غیرتی نے پیچھا نہ چھوڑا آفت تازہ زمین و
آسمان سے پیدا تھی کہیں بھاگنے کا ٹھکانا نہ ملتا تھا اُن بعضوں نے عجب فتنہ انگیز بچھو دیا تھا جن بچھوں
نے جان لینے کے پر و بال نکالے تھے جب سب لشکری ہلال کے اس آفت میں گھرے ہلال
سر پر پاؤں رکھکر بھاگی لیکن کہاں بھاگ کر جا سکتی تھی ایک سل کئی ہزار من کی اُسکے سر پر بھی آکر
گری کہ مغز اُسکا شق ہوا اور فی النار و السقر ہوئی مہرخ نے اُسوقت چاہا کہ اپنے لشکر کو لیکر ان جنگلوں
پر جا پڑوں لیکن چالاک بیضے مار کر لشکر میں آ گیا تھا اُسنے کہا ای ملکہ جو آپ سب بے مارے مر جائیں
تو کیا ضرور ہی کہ تم اپنے لشکر کو پریشان کرو اور تکلیف اُٹھاؤ مہرخ اُسکے کہنے سے رکی اور اُدھر
اسقدر آندھی اور سنگباری ہوئی کہ چند اشخاص تو بھاگ کر مفر ہوئے باقی سب ہلاک ہو گئے
اور جو زندہ بچے وہ روتے پیٹتے ملکہ صنعت کے پاس گئے اُسنے اُنکو نالان و گریان چاک گریبان
جو دیکھا گھبرا کر پوچھا کہ ارے یہ کیا تمھارا حال ہوا اُن سبنے جملہ ماجرا با نالہ و زاری ہلال کے ہلاک ہونیکا
بیان کیا سرشار صنعت بھی یہ حال سنکر رونے لگا کیونکہ وہ بھی صنعت کی ملاقات کو دوسرے
دن پھر آیا تھا اُسطرف تو صنعت نالہ و شیون کرتی ہی اور یہاں مہرخ طبل فتح و ظفر بجا کر اپنی بارگاہ
ظفر پناہ میں آئی ہی لشکر نے اُسکے بہت کچھ مال غنیمت میں پایا ہی ایک ساحر غنی اور مالدار ہو گیا ہی لشکر
میں کیطرح انجاہی عمل ہی سب خوش و خرم بیٹھے ہیں حیرت کو بھی خبر شکستین کھانیکی دمبدم پہونچتی ہی یہ بھی
آتش غم پر کباب کی طرح جلتی ہی ادھر جب صنعت نے حال شکست دریافت کیا آیا تو وہ پہلے ملاقات کیے تھا
مگر دل نے اُسکے نہ مانا صید ضیغم اجل ہونے کو جی چاہا ملک الموت کی ملازمت مشتاق ہوا بس اسی صنعت
سے کہا کہ ای ملکہ آپ کچھ رنج و غم نکریں میں اب لشکر نمک حرامان کو غارت کرونگا آپ مجھکو زیر الملکہ حیرت جادو
کے پاس لیچلے صنعت نے کہا اچھا چلو یہ سنکر سرشار اُسکے ساتھ ہوا اور یہ دونوں اُٹھکر سوار ہو کے
در حیرت جادو کے پاس آکر سب ماجرا بیان کر کے اجازت طبل جنگ بجوانیکی بنام سرشار حاصل کی یہ

وہان سے اپنے مقام پر آئے اور سرشار کے ساتھ جتنی فوج کہ شکار کے لیے ہمراہ آئی تھی اُسی فوج کو اُنکے اپنے
ساتھ خیمہ و خرگاہ صنعت نے بھیجدیا یہ وہان سے مقابلہ مین ملکہ مہرخ کے آیا اور خیمہ مین بیٹھکر سحر تیار کرنے لگا
جب ساحر آفتاب برائے حیلہ کشی غار مغرب مین گیا اور ساحرۂ شب نے اپنی نیرنگی صنعت تظہر
عالمیان ظاہر فرمائی کہ ابیات

سیاہ پوش ہوا ہے الم سے چرخ کبود
بجے چاندنی مین ولا سیل اشک کا عالم
بہ رنگ داغ دل ماہ ہے ہر اک اختر
وفور گریہ سے اب ہے سفید چشم قمر
یہ ایسی شام ہوئی کہ خدا انجام بخیر کرے

غرض کہ سرشار و صنعت نے اس شام کو اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ادھر طبل جنگ صبح ہمایون مہرخ
نامدار مین بھی پہنچی اُدھر بھی نفیر سحر کو دم ملا لشکرون مین پھر وہی جوشش سامان جنگ ہوا اکثر آہن پوش
مین آیا ہر ایک مبارز خندش مین آیا بنسل اُبھر آئے بیتابی سے زبان پر لائے کہ کبھی ایسی نوکری سے
در گذرے جہان روز لڑائی کا سامنا ہوتا ہے کسی دن چین سے بیٹھنا نہین ملتا ہے شجاعت شعاران جلادت
قرین شاد و بشاش تھے کہ الٰہی شکر ہے اب کہ جس کام پر ہم ملازم ہین وہ ہر روز ادا کرنا ہوتا ہے غرض کہ
تیغ بازی کو بھی بازی طفلان سمجھے جانتے تھے تیغ کو چوگان اور سر عدو کو گوے سمجھکر تلوارون کو
تانتے تھے موج کند بھی سیل فنا تھی تیغ ہاتھ سے اور سر جسم پر سے بھاگا جاتا تھا ہیبت دشمنون پر
طاری ہوئی تھی سکندر طالعون کو بھی عکس تیغ ڈراتا تھا آئینۂ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ نظر آتا تھا جذبۂ طلا
بہادران جذب آہن کی کیفیت دکھاتا تھا مقناطیس جان کو کھینچتا نظر آتا تھا متاع جان عدو ایسی
ارزان تھی کہ کٹاری کوڑی دے کر لیجاتی تھی کمانین گوشۂ عافیت پانے کے لیے چلاتی تھین تیغین پانی
اُٹھاتی تھین گرز خودی کا دم بھرتے تھے نیزے بسان سرو اکڑتے تھے جوانان چمن شجاعت بن گئے
تھے یہی حال ساحرون کا بھی تھا کہ سحر کی نار از بس بھڑکا کر بجلیان بناتے تھے زردی کے بعد جو بروئے
ابر بناکر اُڑاتے تھے پھر جو آتا تھا وہ نئی تدبیر بتاتا تھا بھینٹ مین دشمن کا خون مانگتا تھا انتہا کا پیاسا تھا
دو روز سے صدا سناتا تھا کہ آج کی شب مدعیان تھین امان ہے کل طبل جلیل بجے گا تفرقہ جسم و جان ہر طرف ایک
ہلچل پڑی تھی قیامت کی گھڑی تھی کہ ابیات

کیا تماشا ہے کہ ہے آب سے آتش سیال
طائر روح عدو کے لیے صیاد اجل
اپنی دکھلائے چمک جس سے کٹ جائے ہلال
نئی شمشیر کی ہے خون عدو روز مباح
سبزۂ تیغ مین جوہری لگا رکھتا ہے جال
آبداری مین تری تیغ کی ہے برق کی موج
یہ غلط غیر کے دن ہوتا ہے گرد اجلال
وہ بہادر روم آیا کہ اگر تیغ ان کی

اسی طرح بہادران نامی مین شب بھر تو تیاری جدال و قتال ہے جب

عرصہ گاہ فلک تیغ تیز خورشید سے پر از چمک ہوا اور ظلمت شب تیرہ انجام مثل سپر کے کٹ گئی نظم
یہ کیا الم ہو جو ہو چاک چاک جیب سحر ۞ یہ کیا الم ہے جو ہو مہر تک برہنہ سر ۞ و فور غم سے تعجب نہیں اگر مریخ
اب اپنا قتل کو مانگے ہلال سے خنجر ۞ نہیں معلوم کیا حادثہ در پیش ہوگا جو اس سحر نے منھ دکھایا ہے الغرض صبح
قیامت خیز کو مہرخ ذی شان بصد جاہ و بہزاران سامان شبستان سے نکلکر سوار ہوئی اور تمام سرداران
عالیشان و جلادت توامان کو ہمراہ لیکر چلی فیلان فلک شکوہ جو صحرا سے اٹھکر چلا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ
اڑے جاتے ہیں یا آسمان زد سے ہوا پر اتر آیا ہے ایک طرف سے رکیبان باد پا کا اڑتا نیا لطف دکھاتا
تھا لشکر غیبی گویا ساتھ جاتا تھا ساحروں کے طائر پران تھے اژدہے آتش فشان تھے اسی کر و فر سے
جب وارد میدان ہوئی اسطرف سے سرشار رفعت اپنی فوج نکبت موج کرکے آیا دونوں جانب بلادرون
نے پرا جمایا بعد صفوف آرائی لشکر جانبین سرشار نے نکلکر کسی کو میدان میں طلب کیا اور سلحشوری
دکھائی یہ ساکن باغ جوار جمشیدی ہے اسکو بہت بڑا غرور ہے بس اس تکبر خصال و نخوت شعار
نے بھی ایک بیضہ اپنی کمر سے نکالا اور کچھ پڑھ کر دم کرکے جانب آسمان پھینک دیا کہ وہ بیضہ بلندی
پر جاکر شق ہوا اور اس میں سے دھوان نکلنا شروع ہوا تھوڑی عرصہ میں وہ دھوان اسقدر بڑھا
کہ تمام عالم سیاہ ہوگیا اور اس دھوئین نے اب صورت ابر کی پیدا کی اور وہ ابر لشکر مہرخ پر سکی
محیط ہوا ضرغام اور چالاک تو اس ابر کو دیکھکر صحرا کی جانب بھاگے اور بہت دور نکلگئے اور ایک
مقام بلند پر سے کھڑے ہوکر حال لشکر مہرخ کا دیکھنے لگے اور ابر سحر سے بارش آغاز ہوئی پانی موسلادھار
برسنے لگا طرفۃ العین میں یہ عالم ہوا کہ ہر سمت اندھیر برسنے لگا آسمان آنکھ کھولے کو ترسنے لگا
چرخ کا سینہ غربال ہوا غضب برسات یہ حال کہ منھ کی بوچھار پڑتی تھی یا تیر پڑتے تھے ساحروں کے
سحر بہے جاتے تھے خورشید کا نکلنا کیسا ستارہ قسمت ڈوب گیا تھا آسمان تک پانی بھر گیا تھا یہ خرابہ آباد
دنیا ایک گڈھا تھا ماہ و ماہی کا قران ہوا تھا زمین سے آسمان تک غرقاب تھا آفتاب بھی اس بحر کا
ایک گرداب تھا بات ہر ایک ہی جاتی تھی ابر کی سیہ تی جان کھاتی تھی بلا سے ڈراتی تھی کہ ابیات

تنگ آبی سے جان ہے اغراق
زخم دل نے بھی سر اٹھایا ہے
سقف آسمان بوند پیکان ہے

ڈوبنے پر ہے کشتی آفاق
ابر کرتا تھا قطرہ افشانی
منھ ہی یہ یا کہ تیر باران ہے

کیسا طوفان منھ نے چھایا ہے
اپنی پانی رہی تھی بارانی
ابر رحمت ہے یا کہ زحمت ہے

ایک عالم غرق رحمت ہی | برسے گئی ہی جہان کو سیلاب | نقشۂ عالم کا نقش بر آب

اس ابر سے جو پانی کی بوندین لشکریان مہرخ پر گرین بہار و مخمور و مہرخ وغیرہ کیسلئے کیے کچھ
ہر ایک بیہوش بروے خاک افتادہ ہوا کشتی جان گویا ڈوب گئی سفینۂ ہوش وخرد تباہ ہوا نہ طبل رنا
رہا نہ وہ لشکر کی آرایش نہ زینت نہ مرکبان سحر کا کہین پتا نہ چتر شاہی نہ ڈنکا عجب طرح کی تباہی
سامنا سروقدان یاسمن بو پانی مین ایسا بھیگتے تھے کہ آنکے چمنستان حسن پر اوس پڑ گئی تھی
کپڑے جو پرزر پہنے تھین وہ سب بھیگ کر تر اور ہوئے تھے رخسار انکے اس پانی مین یون چمکتے
تھے کہ جیسے دریا مین کنول کے پھول تیرتے ہین باغ مین گلاب کا تختہ پانی مین ڈوبا ہوا نظر
تھا جو کوئی کہ اس ابر کو محیط ہوتے لشکر پر دیکھکر بھاگ گیا تھا وہ بہت دور کھڑا ہوا اس حال زار کو د
دیکھکے روتا تھا لشکر مین بازاری بیوپاری دکاندار وغیرہ محافظان خیمہ و بارگاہ بھی بھاگ کر الگ
کھڑے ہوئے تھے اور اشک حسرت حال پر اپنے مالکون کے بہاتے تھے اس دشت مین ذرہ ذ
تک غمگین تھا پہاڑون سے آبشار بہتا تھا گویا وہ بھی روتا تھا فرہاد کی روح گریہ کر رہی تھی جا بجا
شیرین پر شیرین لبون کے تلخی تھی ہر نخل ایک پانون سے کھڑا ہوا نخل تھا حیرت مین غمزدہ ہنگیا تھا
دشت ہر چند کہ بھیگا تھا مگر خاک اڑاتا تھا یہ عالم تھا کہ ؎

کہ مشتری ہی خریدار درد و سوز جگر
یہ کیا الم ہی جو اب تجھے نقصان ہر چشم جہان
ملک جو صبح گریبان دریدہ و لو بلا
ہر ایک شاخ اٹھائے ہی ہاتھ ماتم کو

جو دیکھو ابر کو تو زار زار روتا ہی
یہ کیا الم ہی جو ہر وہ مصیبت لب پر
ہر ایک گلشن عالم مین مو پریشان ہی
ہر ایک نخل پہ بلبل بھی مرثیہ خوان ہی

اب ایسا گرم ہی بازار رنج و آفت
نظر جو کیجیے برق بھی نہیت مضطر
فلک نے باز مصیبت خمیدہ واویلا
چمن مین سنبل تر زلف سوگواران ہی
جب تمام لشکر مصیبت باران

مین غرق ہوا سرشار جہنت نے ہر ایک کو سحر سے مسحور کر کے باران کو موقوف کیا اور
آپ بارگاہ حیرت مین آیا تسلیم کر کے نذر رخ دی خلعت سرخ روئی پایا اور تمام ماجرا لڑائی کا
کہکر عرض کیا کہ اب ملکۂ عالم تشریف لیچلین تو مین سب کے سر کاٹ کر نذر گذرانون حیرت یہ کلام سنکر
بہت خوش ہوئی اور کہا ایک دو جام شراب کے آؤ پی لین تو پھر چلین کیونکہ اسکے قتل کر آنے مین
بہت عرصہ ہوگا سرشار راضی ہوا اور رنگ پر بیٹھکر باتین کرنے لگا اس اثنا مین عیارون کے
تو دل سے لگی ہوئی تھی ضرغام اور چالاک جو پہلے ہی بھاگ گئے تھے اب عقب مین سرشار کے

یہ بھی بصورت مبدل بارگاہ حیرت مین آئے اور ذکر شراب کا جو سنا تو ان دونون ذی مجانہ کے اشارہ سے آکر کہا کہ ہمکو کھانا دیدیجیے گا فرمایئے تو ہم بھی حاضر ہین اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی یہ دونون جام و صراحی لیکر اُسکے ساتھ کاروبار کرنے لگے اسمین سرشار نے حیرت سے کہا کہ الامر فوق الادب ای ملکہ اب جلد شراب منگوایئے چلتے ہین ورنہ فرمایئے حیرت نے فوراً حکم دیا کہ مے ارغوانی لاؤ بموجب حکم ضرغام و چالاک صراحی و جام لیکر حاضر ہوئے حیرت نے پوچھا کہ قدم ان دونون کے بطور عیارون کے پڑتے ہین بس پہچان گئی کہ بیشک یہ عیار ہین اور سرشار تہنیت کو بایاد اشارہ آگاہ کیا کہ انکو گرفتار کرو یہ عیار ہین او رکچھ سحر پڑھکر دستک دی اور پھر جو کہا ضرغام اور چالاک کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے ان سے قبول کرایا کہ ہان ہم عیار ہین سرشار نے کہا ای ملکہ کیا کہنا آپکے سحر کا اب آپ انپر سے سحر اُتارلین مین ان کو قید کیے لیتا ہون حیرت نے انپر سے سحر منع کر دیا اور سرشار نے جو سحر کیا تو ایک رسی از خود پیدا ہو کر انکے لپٹ گئی اور کھینچکر انکو جنگل مین لائی اس لیے کہ یہین آکر تو ہر ایک معتمد کو سرشار ہلاک ہی کریگا اور بارگاہ مین رکھنا انکا مناسب بھی نہ سمجھا کہ اور عیار بھی ان کے رہائی کو آئینگے غرض جب یہ جنگل مین آکھڑے ہوئے اپنی گرفتاری پر اشک حسرت بہانے لگے اور لشکر کا حال بھی انکے پیش نظر تھا اسوجہ سے زیادہ تر روتے تھے اور درگاہ خدا مین بصد زاری دعا کرتے تھے ناگاہ مہتر قران تطرکردہ شاہ مردان بھی اسطرف سے پھرتے ہوئے آنکلے او رضرغام و چالاک کو بندھے ہوئے دیکھکر متحیر ہوئے پھر قریب آکر دونون سے حال پوچھا انھون نے حال بربادی لشکر اور اپنا قید ہونا سب بیان کیا قران کو یہ حال سنکر تاب نہ رہی بغضب تمام صورت ساحر کی ایسی بنکر بہت جلد دربارگاہ حیرت پر آیا وہ وقت ہی کہ سرشار تو تخت پر سوار ہو چکا ہی اور حیرت سوار ہوا چاہتی ہی کہ انھون نے آکر سلام کیا اور کہا ملکہ صنعت نے مجکو بھیجا ہی اور شکایت کی ہی کہ ایسے وقت مین جب تم فتحیاب ہوئین تو ہمکو پوچھا بھی نہین اور کچھ اور بھی فرمایا ہی وہ بھی مین کان مین آپ سے کہون گا سرشار کچھ شکایت صنعت سنکر نادم ہوا تھا جلد سر جھکا دیا کہ فرمایئے کیا کہا ہی جب اُسنے بات سننے کو سر جھکایا اُسنے جھک کر پہلو پر سے بغدا مارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے شور دار و گیر بلند ہوا قران نے نعرہ کیا کہ منم

صاحب لبند اگران مہتر قران اندھیرا اور تاریکی پھیل گئی حسب دستور صد اے مہیب آئین
ای اندھیرے مین قران تو جست وخیز کرکے نکل گیا لشکر حیرت کے لوگ فرط خوف سے دور ہٹے
تو نگر طرح دے گئے مہرخ وغیرہ سب قید سے لشکر نے رہائی پائی سجدۂ شکر درگاہ خدا مین
کیا اور شادان وفرحان پھر کر اپنی بارگاہ مین آئے چالاک وضرغام بھی رسی سے کھل گئے
اور حیرت جادو کف افسوس ملکۂ بہار صنعت نے حال سنا وہ بھی غمگین بدرجہ کمال
ہوئی فوج جو ہمراہ سرشار تھی وہ نالان وگریان اپنے شہر کو گئی سرشار کا بھائی ناقوس
اژدرسوار نام موجود تھا اُسنے ان ساحران فوج کو بلایا اور اپنے بھائی کا حال بحزن و ملال پوچھا سپاہیوں نے
رو رو کر جو کچھ گذرا تھا بیان کیا بھائی اسکا بہت رویا اور بنہایت درجہ اُسنے افسوس کیا بلکہ کہا
جبتک اپنے بھائی کا بدلہ نہ لیلونگا چین و آرام مجھکو نہ آئے گا یہ کہکر حکم تیاری لشکر دیا کئی ہزار
فوج ساحران ومبارزان تیار ہوئی اور ناقوس اژدرسوار بڑے جوش وخروش سے اژدر پر
سوار ہوکر چلا دریا تھا کہ موج مارکر رواں ہوا ناقوس وہان سے سیدھا صنعت کے پاس آیا اُسنے
اُسکے لشکر کو اُتروایا اور اُسکے بھائی کا پُرسا دیا پھر اُسکی خاطرداری مین مصروف ہوئی شراب عمدہ
کشید کی ہوئی پلائی خوان نعمت منگا کر آب وطعام سے خوب آسودہ کیا پھر یہ وہان سے اپنا لشکر
لیکر مقابلۂ مہرخ آیا اور بارگاہ مین مجلس میخواری کرنے لگا جب خمخانۂ دہر سے ساغر زرین آفتاب
طاق مغرب پر ساقی روزگار نے رکھا اور انجمن کواکب کو مشاطۂ شب نے بعد فروغ وضیا آراستہ فرمایا
شعر۔ ساغر ماہ تھا لب نور سے چاندنی کا ہر اک طرف تھا وفور ۔ سرشار نے اس شب تیرہ فام
مین طبل جنگ بجوا دیا ہرچند سب نے کہا کہ ابھی چندے توقف فرمایئے اُسنے نہ مانا اور کہا مین نے
بھائی کا جبتک بدلہ نہ لیلونگا آب ودانہ مجھے حرام ہی غرض ہرکارے خدمت مہرخ مین آئے اور خبر نوبت
طبل جنگ عرض کرکے کنارے ہوئے ملکۂ موصوف نے بھی کوس حربی کو بجوایا لشکر کے سردار و افسر خبردار
ہوکے تیاری جنگ مین رات بسر ہونے لگی ہر سمت غوغاے لشکریان برپا تھا رات بھی ڈراونی صورت بنائے
تھی اس شب مین ہتھیارونکا چمکنا گھوڑونکا شیہے بھرنا ایسے کہ زہرۂ دل رستم کو بھی زیر زمین دہلاتا تھا ہر ایک
پیر کلیجہ تھامے کہتا ہوا آتا تھا صدائے طبل و بوق پیر فلک کے سینہ کے پار ہوئی جاتی تھی
تیغبرون کی آواز موت یاد دلاتی تھی نامردون مین جان بچا کے بھاگنے کا بیان دلاورون مین رستم و سام کی

داستان مختصر یہ کہ چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب شاہد شب کا رنگ ڈھلا اور سفیدی جمال صبح مین
پیدا ہوئی ندائے رخصتی گجر نے سنائی کہ شعر کہ جب جوش سحر امڈا زمین پر
نظر آئے نئے سامان بہتر یعنی ملکہ مہرخ دلاور فوج و لشکر جانب میدان روانہ ہوئی
اسطرف سے ناقوس اژدر سوار مع فوج نابکار کے چلا لشکرون کی آمد کا میدان جنگ مین وہ
غلغلہ ہوا کہ فلک بھی سر پر پاؤن رکھکر بھاگا چاہتا تھا وہ ساحرون کی آمد ہوم کا دھوان بلند زمانہ
تار یک موروں پر جادوگرنیان سوار ساحری جمشید کی پکار پرقین شرخ زرد سبز اڑتین نارنج ناریل
اُچھلتے اژدر پھنکارتے بڑے کروفر سے یہ دونون لشکر وارد میدان ہوئے ابیات

فراوان سپہ بود با او بہم
ہمہ غرق در آہن و خود و گیر
بدیشان چنین گفت کاکنون سران
بجنگ اندرون جان ندارد دریغ
کہ زیر درفشش رخشنی ہزار
درفش سواران و جوشن گران

سلیخ بزرگی و گنج و درم
دل مہرخ از لشکر نامدار
کہ مانند مردان جنگ آوران
اگر شیر پیش آید و گر پلنگ
گزیدہ سواران نیزہ گزار

ابھی رفت لشکر بکردار ابر
بخندید چون گل بگاہ بہار
کسے کو گراید بگرز و بہ تیغ
از و بر نگردد بہنگام جنگ
پدید آمد از دشت گرد سران

جب دشت کین مین پہنچے دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی

نقیبون نے نقابت کی میدان پاک و صاف ہوا اُسوقت ناقوس اژدر سوار بھی بڑھکر میدان جنگ
مین آیا اور خوب نیرنگی سحر کی دکھاکر للکارا کہ ای فرقہ سرکشان و منکران آؤ تو میرے مقابلہ مین یہ نہیب
سُنکر ایک ساحر ظالم سحر نگاہ جادو نام مہرخ سے اجازت لیکر سامنے اُس کافر کے آیا اور طالب
حرب ہوا اُسنے ایک نارنج اُسپر مارا اُسنے ترنج کو خالی دیا اور جواب مین نارنج مارا اُسنے بھی خالی دیا
اور تیغ سحر پکڑکر اُسپر آگرا ہاتھ چھوٹ کے چلنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی بڑی دیر تک ردوبدل رہی آخر
اُسنے ایک تلوار ایسی کھینچکر لگائی کہ برق بنکر وہ سر ظالم کے آئی یہ اُس سے جانبر نہو ا رخت ہستی اُسکا
جلا صدائے بیران اُسکے مرنے سے بلند ہوئی ناقوس نے پھر للکار کر نہیب دی کہ اور جس کسی کو تم مین
سے تمنائے مرگ ہو وہ آئے ایک زلزلہ جادو نے صف سے نکلکر مہرخ سے اجازت لی اور
سامنے اُسکے آکر ضربت طلب کی اُسنے تیغ سحر اوسپر سے لگائی اُسنے تیغ کو رد کرکے ایکنو ہتھڑ زمین
پر مارا زمین مین زلزلہ پیدا ہوا اور ایسی نرم ہوئی کہ اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو غرق زمین ہو کر پیوند خاک

ہو جاتا مگر ناقوس جسطرح کھڑا تھا اسیطرح کھڑا رہا اُسوقت زلزلہ جادو نے جھلا کر خنجرِ سحر مارا ناقوس اژدر پر
سے کود گیا خنجر نے اژدر ہی کے دو ٹکڑے کیے اُسوقت ناقوس نے بھی دوڑ کر تلوار ماری کہ وہ تلوار خود کو
کاٹکر نادوابرو زلزلہ کے اُتری اُسنے داستانہ سحر کے مارکے تلوار کو تو رد کیا لیکن چادر خون بلبلا کر منہ پر آگئی
اُسوقت ناقوس نے چاہا کہ زمین پر کاٹون دو پنجے فلک سے پیدا ہو کر زلزلہ کو اُٹھا لیگئے اُسوقت ناقوس نے
دستک سحر کی دی کہ زمین سے اژدر دوسرا پیدا ہوا یہ اُسپر سوار ہوا اور پکارا کہ یہ کیا لاشی پاشی کو میری مقابلہ مین
ای صرصر بھیجتی ہو کسی زبردست کو بھیجو کہ مزا جنگ کا ملے باہم اُتر جائین یادہ کام آئے باہم کام آئین اس
صدا کو سنکر ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار نے اپنا طاؤس نکالا اور اجازت صرصر سے لیکر سامنے آئی اور
اُسکے حربہ کو اُسنے رد کر کے ایک نارنج مارا کہ وہ نارنج اُسپر پڑا مگر کچھ کارگر نہوا صرف یہ ہوا کہ وہ اژدر پر سے
گر پڑا اور زمُرد تھک اُسنے بقوت تمام تر ہاتھ تلوار کا غبار انگیز پر لگایا فوراً دو پنجے پیدا ہوئے اور غبار انگیز
کو بھی اُٹھا لے گئے اب ہر ایک کو ثابت ہوا کہ یہ پنجے ناقوس کے سحر سے آتے ہین غرض
مشکین کاکل کشاد و یاقوت جادو یکے بعد دیگرے نکلین اور آکر زخمی ہوئین اور پنجے اُنکو
بھی اُٹھا کر لیگئے اب برق اور رعد نے گڑگڑا کر اور تڑپ کر ارادہ گرنے کا کیا کہ ناقوس نے
اپنے گلے سے تار زنار کا توڑ کر جانب آسمان پھینکا اور ایک دانہ ماش کا مارا اُسوقت ایک بجلی
پیدا ہوئی اور برق پر گری لیکن اُسنے بھی وہ چالاکی کی کہ اپنے تئین دامن ابر سحر مین لپیٹ کر دامن
کوہ مین گرا دیا مگر بیہوش ہو گئی ناقوس جادو آج خوب لڑا جو سامنے اُسکے گیا اُسپر سحر چلا اور زخم
کھا کر گرا پھر اجب نشیب شمشیر سحر سے اُسکی دن کٹ گیا و پھر آگئی دھوپ کی تاب نہ لایا طبل آسایش
اُسنے بجوا دیا اور کہا ای صرصر آج امان دیتا ہون کل جانبری مشکل ہے یہ کہکر اپنی بارگاہ کی طرف روانہ
ہوا صرصر بھی غمگین و ملول اپنی بارگاہ کیطرف پھری لشکروں نے بستر پر پہونچکر کمر کھولی آسودہ ہوئے
سردار جو زخمی ہو گئے اُنکی زخم دوزی صرصر نے کرائی اور فکر مین بیٹھی ادھر ناقوس شادان و فرحان
اپنی بارگاہ عالیشان مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا عیاران لشکر کے دل سے لگی تھی دختر برق فرنگی
ناقوس کی فکر مین چلا اور علیحدہ ایک مقام پر ٹھہر کر اُسنے صورت اپنی ایک زن طوائف کی ایسی
بنائی لیکن وہ حسن صبیح اپنا آشکار کیا کہ ملایک بھی اُسکو دیکھتا تو فریب کھاتا خورشید لقا مثل ارشق جوان
سرخی رخسارے جسکے شفق چرخ حیران ابروئے اُسکے جگر عشاق کے دو ٹکڑے کرتے ایسی تلوارین ترکی رنگین

بنائی تھین کہ جنھین خود دانت لگا لگر سامنے اُسکے شرماتی تھین زلف مسلسل سے ٹھگ دل باندھکر کھینچ لین
مژگان تیراندازی کرین ابرو دشنہ گزاری کرے نوس چشم ابلق بازک و تازہ و ناز و کرشمہ غارت گر دل و جان
سرو قامت سمن اندام گلستان رخسار زنخ بہی غنچہ دہن لالہ فام کہ **اشعار**

سرو قامت ہو گر اسکے ہو طوبیٰ سرکش
سیب ہو روبہ زنخدان لب خندان فستق
مصحف روئے کتابی کو جو دیکھے اسکے
تا کہ ہو سرخی شفق نہ خون ناحق

راست ہاں راست ہو یہ کل طوبیٰ حق
کھلنا اسکا دہن تنگ کا ایسا مشکل
تو کہین صورت انخلاص ثنا و مطلق

شکر آمیختہ بادام مقشر دندان
جیسے دشوار ہو مفہوم کلام مغلق
رخ رنگین سے نہ زیبا ہو بیاض گردن

اسیطرح از سر تا پا وہ خورشید سیار نگ روشن لگا کر آراستہ ہوا اور لباس
پر زر زیب قامت کر کے گہنا سونے کا پہنکر لشکر مین ناقوس کے ایسے مقام پر آیا کہ جہان اُسکے مجرئی رنڈیان
اُتری ہوئی تھین چنانچہ ایک کسبی کے بستر پر جب آکر پہونچا دیکھا کہ خیمہ کے آگے فرش بچھا ہے نوچیان بیٹھی ہین
سازندے ساز ملا رہے ہین نائکہ کا مسند کا دابے گلوری کلہ مین لیے اغازے پانچون کا ڈھیر آگے لگائے
بیٹھی ہے اُسنے بھی آکر سلام کیا اور ہنسکر پاس نائکہ کے بیٹھ گئی اُسنے عورت جوان شکیلہ زر و زیور سے درست
جو دیکھی بخاطر تمام پیش آئی گلوری لگا کر دی اور مستفسر حال ہوئی اُسنے کہا کہ بی بی مین لشکر حیرت مین رہتی
ہون اسوقت مین نے مقصد کیا کہ ناقوس کے سامنے جا کر مجرا کرون سازندے میرے ایسے حرامزادے
ہین کہ ٹال گئے اور میرے ساتھ نہ آئے مجکو غصہ مین بچا اور نہ پوچھا اس طرف چلی آئی کہ وہان کسی اپنی
برادری سے سازندے مانگ لونگی اور جو کچھ انعام و اکرام ملے گا وہ بھی انکو دونگی اور آپ بھی لونگی اور سچ تو
یہ ہے کہ اب مین ان موئے بیٹر داڑیون کو نوکر بھی نہ رکھونگی جو وقت پر بتا بتا دیتے ہین اور ہماری پونچ
پوچھو امی جان یہی کمائی ہے پھر ہم کیونکر کمائی کرینگے بس اسیلئے تو مجھے دیکھا مین ٹھہر گئی اگر کسی صاحب
کو تمھارے یہان فرصت ہو تو دو ایک گھڑی کو تکلیف کرین میرے ساتھ بجاوین اسکا کمال احسان
ہوگا نائکہ نے کہا بی بی یہ تمھارا گھر ہے میرے یہان کئی طرح کے سازندے ہین کام تو ایک ہی
دو سازندون سے پڑتا ہے مگر وہ قدیم سے میرے نوکر ہین مین سچ کہون اُسکو بھی
کچھ دیتی ہون کہ وہ بیچارے بھی اپنا گھر سمجھتے ہین یہ کہکر مخدوم میان جہانگیر بخش وغیرہ نام لیکر
پکاری کہ ذرا بی صاحب کے ساتھ تم جاکر بجا دو انھون نے کہا بہت خوب اور سارنگی وغیرہ انھون نے
درست کیا اسی ثنا مین چوبدار بلانے آیا کہ پہلے آپکے طائفے کی یاد ہے برق عیار نے مرد ہی صاحب کہکر

اُسکو سلام کیا اور رو دزرا اپنے حسن کی جھلک اُسکو دکھائی ہاتھ پکڑکر پاس بیٹھالیا گوری بناکر دی وہ ایسا
مفتون ہوا کہ دین و دنیا کو فراموش کیا اُسوقت اُسنے کہا مردہ ہے صاحب ہمارا ابھی مجرا کرادیجیے
اُسنے کہا ابھی کیون بی صاحبہ تمھارا نام کیا ہے اُسنے کہا مجھکو کامنی جان کہتے ہین مردہ اُسکے پاس
سے اُٹھکر سامنے داروغہ ارباب نشاط کے گیا اور کہا حضور ایک رنڈی لشکر حیرت مین آئی ہے
زہرۂ فلک بھی اُسکے سامنے شرمائی ہے وہ بھی ایسی نہوگی میرے اوپر آپ احسان فرمایئے گا جو اسکا
مجرا سامنے ناقوس کے کرادیجیے گا داروغہ نے کہا جاؤ لے آؤ مردہ پھر کر آیا اور کہا کامنی جان صاحب
آیئے آپکی یاد ہے کامنی جان سازندون کو لیکر داروغہ کے پاس آئی اُسنے جو صورت زیبا اُسکی دیکھی فریفتہ ہوکر
عقل و حواس بیگانہ ہوا اور سوچا کہ پہلے یہ مجرا کرے تو اُسکو اپنے بستر پر بٹھائینگے اور جو کچھ یہ مانگیگی دیکے
کام مین لائینگے الحاصل اس زہرہ جبین کو اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا اور دست بستہ حال اُسکا عرض کیا ناقوس نے
اجازت مجرا کرنے کی دی برق چمک کر سامنے آیا اور گت ناچنے لگا یہان گت پر تو یہ گت ہوئی کہ مجلس کف افسوس
ملنے لگی ناقوس نے کچھ جانور سحر بناکر جانب آسمان اُڑا دیے تھے کیونکہ حال عیارون کا یہ بخوبی جانتا تھا چنانچہ
ان جانورون سے اُسنے کہدیا تھا کہ اگر کوئی شخص بھی ہماری صحبت مین عیار وغیرہ کی قسم سے بھی آجائے
تو ہمکو تم خبر کردینا اور پنجۂ سحر کے زمین پر مقرر کردیے تھے کہ بموجب ہمارے حکم کے تم پکڑ لینا جب برق فرنگی
آکر ناچنے لگا اُسکے ناچنے پر اہل محفل دنگ ہوئے اور صداے تحسین و آفرین سب نے بلند کی اُسوقت
ایک طائر سحر اُڑتا ہوا آیا اور کان مین ناقوس کے کہا کہ یہ رنڈی جو سامنے ناچ رہی ہے یہ رقاصہ نہین ہے
برق فرنگی عیار ہے جلد اسکی گرفتاری کا سامان کرنا مناسب ہے ناقوس اُسکی صورت دیکھکر
عاشق زار ہوگیا تھا اور بڑی خوشی سے ناچ دیکھ رہا تھا عیار ہونا اُسکا جب اُسکو ثابت ہوا کف افسوس ملے
اور بنا چاری پنجۂ سحر کو حکم دیا کہ اُنھون نے برق اور نہین معلوم کس مقام پر بھیجدیا چیلہ ہاے سحر نے یہ خبر
ملکہ مہرخ کو پہونچائی برق طرائف بنکر گیا تھا اُسکو بھی ناقوس نے پکڑ لیا وہ یہ خبر سنکر مضطر ہوئی اور برق
جو آکر دیکھے تو جہان مین قید ہوکر آیا ہون اسجگہ وہ لوگ بھی ہین کہ جو میدان رزم سے گرفتار ہوکر آئے ہین
الحاصل جب مہرخ برق کا حال سنکر مضطر و پریشان ہوئی اُسوقت خواجہ عمرو بارگاہ سے نکلکر روانہ
ہوئے اور مضمون نے تنہائی مین جاکر اپنی ایک ساحکی ایسی صورت بنائی اور بارگاہ ناقوس مین آئے
لیکن حال ان جانورون اور طلسمون کا اُنکو بھی معلوم نتھا جب یہ بارگاہ مین قدم زن ہوئے ہنوز کچھ کہنے

بنائے تھے کہ ایک پتلے نے حلقۂ کمند سحر کے اُنپر مارے اگر وہ کمند کوئی عیار لگاتا تو یہ آئین سے نکلتے وہ کمند سحر کی تھی یہ الجھکر گرے ہاتھون ہاتھ اُنکو بھی پکڑ لیا اور ناقوس کے حوالہ کیا اُسنے اُنکو بھی قیدخانہ مین اسی جگہ جہان سب قید تھے بھیجدیا اب کسی اور عیار کو خواجہ کی گرفتاری کا حال سُنکر حوصلہ جانے کا نہ پڑا اور جب وہ دو پہر دن تمام ہوا مطرب فلک نے دائرہ ماہ ہاتھ مین لیا اور خنجر آفتاب کو نیام مغرب مین کیا کہ بیت رخ نجم لو زجوہ لوچھ کے جھاڑے رومال ہو گئی چادر مہتاب گلیم شب تار ہو سر شام پھر ناقوس نے طبل رزمی پر چوٹ لوائی ہرکارون نے جاکر خبر عرض کی مہرخ نے بھی نقیر سحر بجا لی پھر دونون لشکرون مین تیاری آغاز ہوئی طول ہر مقام پر اچھا نہین رات بھر وہی شورش جنگ برپا رہی دہی ہتھیارون کی صفائی وہی سحر آزمائی تھی جب نیام شب سے تیغ آبدار آفتاب ظاہر ہوئی اور چار دانگ عالم مین روشنی پھیلی کہ بیت سحر گہ جب کہ ہوا ظاہر ہوا روز . تو چمکا حسن مہر عالم افروز لشکر جوق جوق و طوق طوق بہ کارزار وارد میدان حرب ہوئے مہرخ و بہار بھی عنایت احتشام سے جملہ سردارن باقیماندہ کو ہمراہ لیکر چلین اور جب میدان مین پہونچین ناقوس بھی فوج لیے ہوئے آیا دلاورون نے پرا جمایا بعد درستی میدان و صفوف ناقوس نے نکلکر مبارز طلبی کی ادھر سے سردار جانے لگے مگر انکو روز گذشتہ کی طرح صعوبت درپیش ہوئی یعنے زخمی ہوتے تھے اور نیچے سحر کے اُٹھا لیجاتے تھے آج کی میدان داری مین کئی سو سوار نامی زخمی اور اسیر ہوا اسوقت تو بہار جادو کو تاب نہی یہ مہرخ سے اجازت لیکر چلی اور سوائے اسکے ہدہد کی میدانداری مین اور کون لڑنے والا باقی تھا غرض یہ سامنے اُس تیرہ درون زبون کے پہونچی پاحر کائنات کو اُسنے کیا پہلے تو ایک حربہ اُسکا رد کیا پھر ایک گلدستہ اُٹھا کر زمین پر پھینکا اور کلمات سحر ورد زبان کرکے بہار کو بلایا کچھ ہی عرصہ مین بیابان

نظم — ابیات
کلک نقاشی قدرت سے گلستان مین کھنچ
قطرۂ شبنم ہوے مینای شراب گلرنگ
واہ کیا گلشن آفاق مین ہے جوش بہار
تختۂ لالہ و گل صفحۂ نقش ارژنگ
بلکہ ہے جوش بہاران کرم سے اسکے
چہچہے کرنے لگے بلبل تصویر فلک
بل بے بالیدگی عیش کہ رنگ گل تر
کیا عجب شاخ مین آہو گل نکہت رنگ

جوش بہار سے تختۂ لالہ و نازبان گل کے مسکرانے لگے طائران زمزمہ سنج تعریف بہار کی گانے لگے شور زمزمۂ قمری و بلبل و طوطی و گل دلکو بھاتی تھی ہوا رہان کی فرحت بڑھاتی تھی پیام یار و نسوا لائی تھی ناقوس کی فوج اُس ہوا کے جسم پر لگنے شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور لگے بہار کو

سب نے اسی باغ پر بہار میں بصد ناز و انداز چبوترہ پر بلور کے استادہ پایا ہر چند کہ باغ اسنے ایسا خوب و آگین بنایا تھا مگر حسن بھی اُسکا اُسوقت ایسا تھا کہ اس باغ کے گل روبرو اسکے رخسار شرماتے سنبل سامنے زلف کے پریشان و زار تھی نرگس آنکھوں کی اُسکے بیمار تھی سرو نے قامت رعنا اُسکا دیکھکر اپنے تئین آزاد بنایا تھا سیب ذقن و انار کو اُسکے پستان نے شرمایا تھا چشم فتان بادام کو داغ میں لاتی تھی سرخی اُسکے رخسار کی لالہ کے دل کو جلاتی تھی ابیات

پر ستم میں ستم شریک سپہر
رخ تعالی اللہ زلف جل علی
کرے مشائیون کو اشراقی
مچھلی بازو کی ماہی زلفین
دشنہ کار عقدہ دشوار

فتنہ استاد نرگس فتان
قدوہ سبحان ربی الاعلی
گو انار بکم ز منھ سے سکے
غرقہ کش بحر خون سے مردم عین
رنگ پان لعل روح افزا بہ

ماہ سے بہر بلکہ دشمن مہر
دل مژگان ہجوم شاگردان
زلف جنبان میں رخ کی براقی
لیک جاری زبان ہر مو سے
کمر و ناف ار پے دل زار
خون شاہت کرے مسیحا پر

ناقوس بھی اس حسن کو دیکھکر اور باغ سحر سے ہوا کار فریفتہ و شیفتہ بہار ہوا اور ہمراہ اپنے لشکر کے یہ کہتا ہوا چلا کہ غزل

بھلا نہیں تو بھلے کا گل اے نگار دے
پان نشہ وہ نہیں جیسے ترشی انار دے
کرتا ہے یون فغان دل امیدوار وصل
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے
بے فیض گر ہے چشمہ آب بقا تو کیا
کوڑیون کے بدلے در شاہوار دے

تو آنکھ میں نہ سرمہ دنبالہ دار دے
کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے
کیا خاک تجھ پہ جان کوئی جان نثار دے
جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے
ہے دام داغ دل پر سے سوز آفتاب
مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ دار دے
اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے

معشوق ہم کو یونہیں اگر اعتبار دے
دشنام ہو کے وہ ترش بر دو ہزار دے
مٹی تلک نہ جب ترے دل کا غبار دے
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
دھلاسے پر روز حشر کے پر کون ادھار دے
عاشق نہ بے انجم گردون پہ اپنے شک
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

جب ناقوس دیوانہ وار اسطرح کے اشعار پڑھتا جانب باغ بہار روانہ ہوا اسیوقت ایک پتلی زمین سے نہایت حسینہ و جمیلہ نکلی اور آئینہ ہاتھوں میں لیے تھی وہ آئینہ اُسنے ناقوس کو دکھایا سارا نقش عشق کا مٹ گیا صورت ہی اور دیکھی ہوئی ہوش اُسکو آگیا اور اُس پتلی نے کہا کہ اے میان ہوش میں آؤ حواس درست کرو کہان تم کہان ملکہ بہار وہ بادشاہ طلسم کے ہاتھ لگی نہیں جو آج تک اپنی جان اُس پر نثار کرتا ہے گو وہ دشمن ہے مگر شاہ اُسکو پیار کرتا ہے اس باغ کو باغ سحر سمجھکر اپنے

باغ جوانی کی بہار نہ برباد کر دیدا ہو سمجھکر بات کرنا اچھا ہی یہ کلام سنکر ناقوس نے ایک سحر پڑھا کہ ہوا گرم سموم آسا چلنے لگی اور باغ بہار مین ہر طرف آگ لگی ہر کلی پھول کی انگارا بنگئی درخت شکل چنار ہوئے گل بالکل خار ہوئے درپئے آزار ہوسے کچھ ہی عرصے مین یہ عالم ہوا کہ ابیات

گرم ہے یہ بہار کا عالم
کف نرگس پہ چھٹتی تھی مہتاب
غنچہ کھلنے مین یون ہوا آتشبار
اٹھ جائے جوئی کب چھوٹے
گرد صد برگ جعفری پہ نظر
ہو چکا بو کا حوض گھن چکر
طوطی کی گرسنے کوئی آواز

اتنی آگ گل پھلجھڑی سے ہی بہن کم
دستۂ گل کا کیا کہون مین رنگ
جیسے چھٹتا ہے داغنے مین انار
نہین گیندون کے چمن مین درخت
چھٹ رہی ہین ہوائیان منھ پر
گرگزک پر ہو مخمورون کا من
سیکھلے دل ہی کچھ ایسا سوز و گداز

یہ تپا خاک چٹکنے وقت گلاب
آتمین ہت پھول کے سی سارے رنگ
جلوے دین یون چنبیلی کے بوٹے
دی ہے آتش ستارون کو یک لخت
یہی کیوڑے ہین پانی بھر بھر کر
ہو رہے تھے کباب مرغ چمن
جب وہ سارا چمن جلگیا بہار پہ

بیہوشی چھائی اُسوقت دو پنجے پیدا ہو کر اُسکو بھی اُٹھا لے گئے جب وہ صورت نہ رہا جگہ سامنے سے پوشیدہ ہوگئی اور باغ بھی جلگیا لشکریان ناقوس کو ہوش آگیا بہار کو بھی وہین تخیون سے لاکر پہونچا دیا کہ جہان اور سب مقید ہین اب لشکر مہرخ مین کوئی سردار باقی نہ رہا سوائے مہرخ کے فوج و لشکر مین سب بیدل ہو کر کنارہ کشی کرنے لگے مہرخ نے قصد کیا کہ اب مین جا کر نصیب آزمائی کرون اور اُس کافر سے لڑون لیکن وہ نازک دماغ بہت ہی اسیقدر سے گھٹنے مین گیا اور پکارا کہ ای مہرخ اب سوائے تیرے کون باقی رہا ہی سو تیرا بھی کل خاتمہ ہی آج اور اپنے ہمراہیون کے لیے رو لے اور تخت سلطنت کو تختۂ تابوت سمجھ لے یہ کہکر طبل امان بجوا کر پھرا مہرخ نے بصد شکر ادا کیا کہ خدا نے آج بچا لیا کل کی کون جانتا ہی کہ کیا ہونے والا ہی فرد - کبھی رونق ہی چمن مین بلبل - کبھی گل دیکھو ہنسا کرتے ہین - غرض یہ ملکہ نہایت فردہ دین پھر کر اپنی بارگاہ مین آئی دنگلون پر سرداروں کے تماشے ڈلوا دیے لشکر بھی حالت ہم و ہراس مین آ گیا ناچ رنگ سب موقوف معشوقہ رخ ہر ایک سے ملول اُسطرف ناقوس پھر کر ملکہ حیرت کی بارگاہ مین آیا لشکر اپنا لبستر پر اسپنے اُترا حیرت نے ناقوس کو مبارکباد دی خلعت دیا اُسنے ملکہ کو نذر دکھلائی دنگل پر ٹھباشادیانے بجنے لگے جام مئے ارغوانی کا دور رہا ناقوس نے

کہا اب کل ملکہ مہرخ کو بھی پکڑ لون تو سب کو ہلاک کر ڈالون اس خوشی کا اب کل جشن بجے گا حیرت
نے کہا ایسا ہی ہوگا طائفے اگر ناچنے لگے صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی ادھر ملکہ مہرخ فکر مین سر بزانو
ہو کر بیٹھی تھی کہ مہتر قران حال قید ہو جانے ملکہ بہار کا سُنکر بارگاہ مین آئے اور مہرخ کو غمگین
خاطر دیکھکر سارا ماجرا استفسار کیا اور جب کل کیفیت بربادی لشکر کی سُن چکے عرض کیا کہ اب ہم بھی
جاتے ہین یا تو ناقوس کو اُسکے بھائی کے پاس بھیجتے ہین یا اپنی جان دیتے ہین یہ کہکر
وہان سے باہر آئے اور کئی سو ساحرون کو ملازمان غبار انگیز مین سے اپنے ساتھ لیا اور اُنسے
کہا کہ تم صورتین اپنی بزور سحر بدل لو وہ سب جنتون کی ایسی صورت پر بنے لنگوٹے سب نے باندھے
ہوئے نہار منگے لنگوٹون سے باہر نکلے ہوتے تھے ہاتھون مین سب سے لوہے
کے کڑے ڈالے جٹائین خاکستری اپنی بنائین اور سرون پر لپیٹین انگیٹھیان ہاتھون مین لین لین
سیندور کے قشقے ماتھے پر کھینچے چندن سب بدن مین لگایا بھبوت سے سب بدن اپنا خاکستری
کر لیا اسیطرح مہتر قران بھی درست ہوا اُسنے جواہر کے بُت بدن پر بجا کرامات کیے مالے
موتیون کے گلے مین ڈالے یا جمشید یا سامری ہر ایک چیلے کی زبان پر جاری اور قران کلبیچ
خان و زاری اس ہئیت سے صحرا مین بلند کرتا گیا پھر وہان سے رخ جانب لشکر حیرت گیا جب
قریب لشکر مذکور پہونچا نعرہ بلند کیا اور سر اپنا پیٹنا لگا اور کہتا تھا ہا رو بتاؤ کہ میرے اُستاد
سرشار مہنت کو کس نے مارا ہاے وہ اُستاد میرا پیارا اکدم مر گیا افسوس کہ یہ سامری نے میرے
ساتھ کیا کیا ہاے وہ اُستاد جو باپ سے زیادہ شفیق تھا میرے سر سے اٹھ گیا افسوس مین کیا کرون

**ترکیب بند**

بھلا ہو خاک مری زیست جب جدا ہو جائے
زمین پہ گر نہ پڑے کیون یہ آسمان افسوس
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدم ہے
ہوں مثل سبزۂ بیگانہ بوستان افسوس

فلک نے داغ دیا آہ نوجوان افسوس
انیس جان و دل آرام نکتہ دان افسوس
خیال اُسکا جب آتا ہے رو کے کہتا ہون
کرون مین کس سے یہ احوال دل بیان افسوس
چمن مین پھیری نرگس نے آنکھ اب مجھ سے

ہوا وہ ہفتہ جو اخاک مین نہان افسوس
ملا یا خاک مین اُس رشک ماہتاب کو
رفیق و مونس و دلدار نکتہ دان افسوس
نہ آشنا کوئی گل ہے نہ کوئی بلبل یار
ہمین نظارہ کے قابل نہین ناتوان افسوس

بگریہ ایم اگر گل بباغ مے خندد
بنالہ ایم چو بلبل بباغ مے خندد

اسیطرح سب جنتون کے گریبان پھٹے ہوئے با حال پریشان گریہ کنان سینہ زنان بارگاہ حیرت

ـسکے دروازے پر پہونچا یہاں ناقوس پہلے سے بیٹھا ہوا غضب زہر مار کر رہا ہے اور جب ساحر اسکی
خوشامد اور تعریف کر رہے ہیں کہ قران نے در بارگاہ پر پہونچکر ایک ٹکر زمین پر ماری کہ سر شق ہو گیا اور
لہو جاری ہوا اور ہائے ہائے کا شور بلند کیا کہ اے بتاؤ میرے اُستاد کو کس نے مارا وہ بے
صدمہ اسے ہیں اپنے اُستاد کو کہاں پاؤں اس حال سے جو لوگوں نے وہان سے دیکھا تو ملکہ حیرت
جادو کو خبر کی اُسنے سنکر حکم دیا کہ ہمارے سامنے اس غمزدہ کو لاؤ لوگ بموجب حکم باہر آکر قران کو
اپنے ساتھ اندر لے گئے یہ جو اندر پہونچے تو آتے ہی قدموں پر ناقوس سحر کے رکھدیا اور
کہا اے چھوٹے اُستاد واسطے جمشید و سامری کا سچ بتا دیجیے کہ میرے اُستاد کو کسنے مارا ہے یہ ماجرا
دیکھکر حیرت جادو نے پوچھا کہ بھائی تم اپنا نام تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس کو پوچھتے ہو ذرا اپنے
تئین سنبھالو اور ہوش میں آکر بات کرو قران نے آنسو پونچھکر کہا کہ اے ملکہ دوران مجھکو ہمنت
ابر سر جادو کہتے ہیں حیرت نے نام سنکر بہت کچھ تشفی اور دلداری کی اور کہا اے ہمنت ابر سر جادو
جمشید کی جو مرضی تم سامری کو یاد کرو اور اسقدر گریہ و زاری نکرو تمہارے اُستاد کا عوض لیا جائیگا
یہ جو حیرت نے کہا اور دم دلاسا دیا پھر اور زیادہ تڑپنے لگے اور بیتاب و بیقرار ہو گئے
ہچکی لگ گئی غش کر گئے حلق سے پانی اُترنا موقوف ہو گیا ناقوس نے یہ حال جو دیکھا سمجھا کہیں
مر نہ جائے پس حیرت سے کہا کہ میں انکو بارگاہ میں لیے جاتا ہوں اور ہو سکتا ہے تو بطور رخصتی
وہاں بھیجدونگا کہ جہاں سب ٹھگ حرام قید ہیں کیو اسلئے کہ اس مقام پر ان کو قرار نہیں آنے کا
یہ کہکر وہاں سے اُٹھا اور اپنے تخت پر باہر آکر سوار ہوا ہمنت ابر سر نعل کو بھی بٹھا لیا ان کے
ساتھ جو کچھ سو ہمنت تھا وہ بھی ساحر تھے سب اُڑتے ہوئے ساتھ چلے جب لشکر حیرت
سے بچکر الگ آکر پہونچے اُسوقت قران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ وہ سب گرد تخت کے آ گئے
اور قران نے ناقوس سے کہا کہ دیکھیے وہ حیرت کی بارگاہ کی پشت پر کوئی عیار کھڑا ہوا
سراپچے میں جانتا ہوں کہ چالاک ناہوں وہ اُسکے کہنے سے بجوڑ بارگاہ حیرت کی طرف دیکھنے لگا اور
اُنھوں نے سنبھلکر ایک ہی لنجہ بیدو بر سے اُسکے سر پر لگایا مگر وہ ایسا ساحر زبردست تھا
کہ لنجہ سے سر اُسکا شق نہ ہوا اور نوبت ہلاکت بھی نہ پہونچی لیکن ضرب سے لنجہ کے چکرا گیا
اور رنج نشہ ایسا آگیا کہ جھومنے لگا اُسوقت قران نے بجز بی تمام اُسپر کمند ماری اور تخت پر سے

کو داوہ چاہتا تھا کہ سنبھلے انھون نے حباب بیہوشی مار کر بیہوش کیا یہ ماجرا جو ہمراہ سواری کے ساحر تھے اُنھون نے دیکھا سب ناریل پکڑ کر آمادہ حرب ہوئے کہ اس نہنت نے جو اسقدر روتا تھا پہلے تو بنذہ مارا اب کمند مار کر گرا دیا اور ہمارے مالک کو بیہوش کر دیا غرض جب وہ آمادہ جنگ ہوئے قران کے ہمراہ جو نہنت تھے وہ سب اُنپر حملہ آور ہوئے اور کئی سو نارنج ترنج جو اُنپر مارے تو وہ سب متفرق ہو گئے اور ہمراہ سواری کے تھے بھی بہت کم بس وہ سب دوڑے کہ فوج کے افسرون کو خبر کرین ہم لوگ خادم خدمتگار کیا کر سکتے ہین الحاصل قران اُسکو لیکر بھاگا اور سمجھا کہ مین لیکر کہان اُسکو جاؤنگا بس اِدھر اُدھر دیکھکر ایک کلوار کی دکان دیکھی کہ بھٹی اُسکی سُلگ رہی تھی اور آگ دھڑ دھڑ جل رہی تھی اور ایک کلوار بیٹھا ہوا تھا اُسنے اُس سے کہا کہ مین دشمن افراسیاب کو لایا ہون اب حکم ہو کہ اسکو جلا دو یہ کہکر ناقوس کو کمند سے کھول کر بھٹی مین ڈال دیا کہ وہ جلکر خاک ہوا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی کلوار گھبرا کر دوکان پر سے بھاگا اور گرد اُس دوکان کے جو اور دکانین کھلین تھین اُسکے دکاندار بھی بھاگے اور قران بھی جست کر کے نکلا وہ ساحر جو سب نہنت بنے ہوئے تھے وہ بھی اُڑ کر نکل گئے اِدھر خدمتگار رون وغیرہ نے جا کر فوج کے افسرون سے اطلاع دی کہ جلد چلیے میان کو کوئی پکڑے لیے جاتا ہے وہ سب دوڑے لیکن بازار مین جب آکر پہونچے آواز سُنی کہ افسوس مارا مجکو کہ نام میرا ناقوس جادو تھا یہ صدا سُنکر نالان و گریان افسران لشکر ناقوس پھرے اور اُسکے مرنے سے عمرو اور سرداران مہرخ کہ ایک درہ کوہ مین قید تھے چھوٹ گئے جب قید آنکے جسم پر سے دور ہوئی عمرو نے کہا کہ ای ملکہ غبار انگیز اب یہان سے چلو خدا نے بڑا فضل کیا کہ ناقوس زور رسوا ر داخل جہنم ہوا سب سردار عمرو کے کہنے سے شادان و فرحان درہ کوہ سے نکل آئے اور اپنے لشکر کی طرف چلے راہ مین کنارہ لشکر کے مہتر قران اِن کو ملا ہر ایک اِنسے بغلگیر ہوا اور حال لشکر کا پوچھا قران نے تمام حال اپنی عیاری کا اور ناقوس کے مار ڈالنے کا بیان کیا ہر ایک نہایت خوش ہوا عمرو نے اور برق نے تعریف کی اور سب ملکر بارگاہ مہرخ مین آئے مہرخ کو بھی نہایت مسرت ہوئی اور اسطرف فوج کے افسرون نے حیرت جادو سے اور صنعت سے

تمام ماجرا ناقوس کے قتل کا بیان کیا وہ دونون سنکر سکوت مین ہوگئین اور ایسا صدمہ ہوا کہ جیسے جان تن سے نکل گئی اس عرصہ مین خبر افراسیاب کو بھی پہونچی کہ سرشار مہنت صنعت کی ملاقات کو آیا تھا اسکو بھی عیارون نے مار ڈالا اور مارے جانے کی خبر بھائی اسکا ناقوس زرد رعد ابد لا اپنے بھائی کا لینے آیا تھا اسکو بھی قران نے جلا دیا افراسیاب کو بھی یہ سنکر بڑا رنج ہوا اور کہا اب مین نے وہ تدبیر کی ہے کہ یہ نمکحرام سب کے سب آپ سے آپ مارے جائین یہ سخن ہنوز در وہان تھا کہ نامہ لقاے باختر کا اسکے پاس آیا اسنے پڑھا لکھا تھا کہ یہان مروارید وصدف جادو آئے تھے وہ بھی ہلاک ہوئے ملکہ زیور جادو کو تو نے بھیجا تھا وہ ایسا خائف عیارون سے یہان کے ہوئی کہ جنگ سے کنارہ کر کے صحرا مین چلی گئی اور تمامی مجمع مسلمان وہ ہی بھی نہین اب لائق ولازم یہ ہے کہ جلد تر نامہ کے پہونچتے ہی ہمارے مددگاری اور طرفداری کو کوئی ساحر جلیل القدر روانہ کرو ورنہ عتاب ایک ساحر تجھپر یہ مضمون نامہ پڑھکر اسنے حرف پڑھکر ایک چھو کیا کچھ دیر مین آندھی پانی آنے کے بعد ایک ساحر اژدر پر سوار سامنے اسکے آیا کہ وہ گویا بلاے بد اور خبیث صورت تھا ہیبت شکل آلودہ خنزیر ہیدم ۔ آدمیت تھی مثل عنقا گم اس دیو صورت نے شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ای قہر نگاہ جادو تم پاس خداوند باختر کے جاؤ اور کام خدا پرستون کا تمام کرو مگر اس طرح سے کہ ہمارا نام نہو اور تمھاری جان بچے عیارون سے بچے رہنا اور سوچ سمجھکر مقابلہ کرنا اسنے عرض کیا کہ مقدر سے تو البتہ غلام مجبور ہے ورنہ غلام آپکا ایسا لڑے گا کہ کوئی ساحر ویسا نہ لڑیگا یہ کہکر خلعت رخصت حاصل کر کے اپنے مقام پر آیا اور اپنی فوج کو کہ ایک لاکھ ساحر کا مالک ہے حکم تیاری کا دیا طبل سفر بجوایا ساحرون کی چلنے سے روے دہر کالا ہو گیا طائران سحر نے تمام دنیا کو پرون مین چھپا لیا سنانہاے نیزہ و ترسول ومسول ہوا مین چمک دمک دکھانے لگین مرغان ہوا کو سینے چھد جانے کا خوف ہوا بہادران جنگاہ کے گھوڑون نے شیشے بھر سے منقلین ایسی روشن ہوئین کہ ہزار آفتاب نکلے نظر آتے تھے بہادر تنے ہوئے گھوڑے اڑاتے جاتے تھے

**ابیات**

چو خورشید بر زد سر از نیزہ کوہ
کہ از تیغہا تیرہ شد روے مہ

ز گرد سپہ بر آمد از ایشان گروہ
بیاراست با میمنہ میسرہ

کہ گفتی زمین گشت گردان سپہر
زمین کوہ گشت آہنین یکسرہ

| | | |
|---|---|---|
| زآواز اسپان بانگ سپاہ<br>دل شیر درندہ شد بردہ نم | بیابان ہمی جست بر کوہ راہ<br>تو گفتی زمین کوہ آہن شدہ است | نیامد بدشت اندرون ترس دیو<br>سپہر از بر خاک دشمن شدہ است |

غرض بڑے کر و فر سے یہ لشکر مثل دریا کے جوش مار کر جانب لقا کے بدبیر روانہ ہوا اسکو تو راہ
مین چھوڑیے لیکن حال کشیدہ اختلال ملکہ زیور جادو کا بیان ہوتا ہی کہ اسکی مان ملکہ سفاک جادو
کو جب چالاک کے مقابلہ سے عبارہ جادو دایہ اسکی کھینچکر لے گئی تو سفاک کو دایہ نے
بہت کچھ سمجھایا کہ ای فرزند تو ایک ہی میرے دلکی قوت اور آنکھون کی روشنی باقی رہگئی ہی ان
خدا پرستون سے اور عیارون سے ہرگز مقابلہ کرنا نہین تو میرے منھ مین خاک وائی بندی ایکدم
جو ہو کر کے تیرے دشمنون کو رہا کیجئی اور ای نور بصر قوت جان و جگر تیری بیٹی زیور جادو
جو خدا ے باختر کی مدد کو گئی ہی اُنکا بھی وہان رہنا اچھا نہین ہی اسلیئے کہ وہا ایک لاکھ
چوراسی ہزار عیار لشکر امیر نامدار مین ہین اور ہر ایک اپنے تئین اُنمین کا ثانی عمرو جانتا ہی انھین مین سے
دیکھو ایک چالاک یہان آگیا ہی کیا کیا اُسنے فتور اور مفسدہ برپا کر رہا ہی سفاک نے کہا
وہان خداوند خود موجود ہین پھر دایہ امان ڈر کا ہے کا ہی دایہ نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا ہی مین
کس طرح سمجھاؤن ای بیٹی مجھے اس خدا لوبک کا کچھ اعتبار ہوگا اری وہ نگوڑا تو مرغ زرین بنا ہوا
تخت پر بیٹھا رہتا ہی اور تقریرین بگھارا کرتا ہی اُسکا دوست بھی خراب اور دشمن تو خراب ہی ہم
یہان جو اُسکو خدائی نہین مانتے ہین وہ البتہ شاد ہین بند غم سے آزاد ہین تم سن لینا کہنے والی
بندی کا جیتا خدا کرے لہو خبر یہ ملکہ زیور کی آیا ہی چاہتی ہی یہ کلمات وعظ و پند دایہ سے سُنکر
سفاک تو بیٹی کو بہت چاہتی ہی بیقرار ہوگئی اور گویا ہوئی کہ پھر دایہ امان مین کیا کرون اُسوقت
دایہ نے کہا کہ میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ افراسیاب کی شراکت تو چھوڑ دے دیکھا نہین
تو نے کہ ہرچند تو نے کہ ہرچند منت کی کہ میرے بیٹی کو لڑنے نہ بھیجے اُسنے نہ مانا اور لڑکو اُسکے پاس
جانے کی اجازت دی اُسکو خود تیرا رنج دینا منظور ہی اب تو نامہ بطور خفگی اپنے دختر نیک اختر کو
لکھکر بھیج اُسمین یہ مضمون ہو کہ ای فرزند تجھکو لازم ہی کہ دیکھتے ہی نامہ کے میرے پاس چلی آ اور اگر بادشاہ
کی خفگی کا کچھ خیال تم کرو تو مطمئن رہو کہ مین بادشاہ سے کہکر خطا تمھاری معاف کرا دونگی جب
صاحبزادی یہان چلی آئین تو اُنکو مین اور تم دونون سمجھا کر قابو مین ہر طرح سے لیچلین اور

انجمن کے شریک ہوکر اس طلسم مین رہتی مجکو دو دل اس طلسم کا بیڑھب معلوم ہوتا ہی یقین ہے کہ
افراسیاب ہو اور مارا جاے سفاک نے کہا کہ مجھے مسلمان تو ہوا جانے گا بادشاہ
مجکو مار ڈالے گا دایہ نے اُسوقت ایک صندوقچہ اسکے توشک خانہ مین سے جاکر نکالا اور کنجی
اسکی چوٹی سے اپنے نکالکر دی اور سفاک ہی سے کھلوایا جب اُسکو وا کیا تو اُسمین سے ایک
کاغذ لکھا ہوا جمشید جادو نام کاہن کا کہ جو جد اعلیٰ ملکہ مغاک کا تھا نکلا اُسکو جو سفاک نے
پڑھا تو لکھا تھا کہ یہ کاغذ اسواسطے لکھکر مین رکھے جاتا ہون کہ جو کوئی اس زمانہ مین وہ اسپر عمل کرے
اُسکے لیے بہتر ہوگا وہ کونسا زمانہ ہوگا کہ عیار مسلمان اس طلسم مین آئینگے اور اُسکے شہزادے
یہان قید ہونگے بادشاہ طلسم سے بادشاہی کی فوج بگڑ کر شریک عیاران ہوگی اور مقابلہ ہوگا انجام کو بادشاہ
مارا جائیگا اور طلسم فتح ہوگا پس جو کوئی کہ ہمارے اولاد مین ہو اُسکو لائق ہے کہ وہ جاکر شریک ہو اور
حماقت کرکے اپنی جان نہ دے کہ بادشاہی کا مطیع بنا رہے اگر خلاف اسکے کرے گا جان و مال و ملک
سب برباد دیگا یہ مضمون جب سفاک نے اُس کاغذ مین لکھا دیکھا دایہ کے گلے سے لپٹ گئی
اور کہا کہ دایہ اماں تمنے میری جان بچائی پس اُسیوقت اُسنے نامہ اسی مضمون کا کہ جو دایہ نے
بتایا ہی ملکہ زیور جادو اپنی دختر کو لکھا اور اُگیاری کرکے سحر خوانی بڑی دیر تک کی پھر ایک
پتلہ اپنے خون سے آٹا گوندھکر بنایا اور اُسکو جاندار کیا اور اُسکو نامہ دیا کہ جاکر زیور کو پہونچاے
اُس پتلے مین ایسا زور و قوت پیدا ہوا کہ ایک بار افراسیاب سے بھی مقابلہ کر سکتا تھا
اور کسی سرحد طلسم کے نامہ نہ چھنوا دیگا غرضکہ وہ پتلہ نامہ لیکر سفاک کا روانہ ہوا یہان جب
سے کہ مروارید اور صدف آئی تھی ملکہ زیور جادو لشکر لقا سے اپنا لشکر ہٹاکر صحرا مین اتری
تھی اور ہر روز خوف و بیم مین بسر کرتی تھی کہ مبادا کوئی عیار آکر مجکو زحمت نہ پہونچاے طلسم مین
بخیال عتاب بادشاہ طلسم نجاتی تھی اور خوف عیاران سے لشکر لقا مین نہ آتی تھی بلکہ لقا
سے اُسنے یہ عرض کیا تھا کہ کنیز سحر تازہ تیار کررہی ہی اور چلہ مین ہی چنانچہ ایک روز وقت سحر
یہ خوابگاہ سے اُٹھکر مسند پر بیٹھی تھی سراچہ بارگاہ اُٹھوا دیے تھے صحرا کی رنگینی اور بہار غنچہ
دگل دیکھتی تھی مگر تشویش یہی تھی کہ روے رفتن نہ پاے ماندن کردن تو کیا کردن اسی
اندیشہ مین دیکھا اسنے کہ دو پتلے اُڑتے ہوئے سامنے آتے وہ پتلے ہین کہ جنکو پہلے ملکہ سفاک

نے اسکی خبر کے لیے بھیجا تھا پس ان تیلون نے سامنے زیور کے آکر سلام کیا اور پیام دیا کہ ای ملکہ آپ کی
مادر مہربان نے برا ے حفاظت و اعانت آپ کے ہمکو بھیجا ہی اسنے پوچھا کہ ای جان زیجی تو ہین انھون
نے کہا آپ کی یاد مین غمگین رہتی ہین اور باقی تو ابھی تک اچھی ہین یہ بھی مادر کو یاد کر کے
رونے لگی اور انکو حاضر رہنے کا حکم دیا پھر مشغول شراب خواری ہوئی اسیطرح سہ پہر کو بھی مجھکر
سیر وشت کر رہی تھی کہ یکایک روے ہوا پر سناٹا ہوا اور تیلا اڑتا ہوا سامنے زیور کے آکر اترا
اور اسنے سلام کر کے کہا کہ یہ غلام بھیجا ہوا آپ کی مان کا ہی بھیجے یہ انھون نے نامہ دیا ہی زیور نامہ
دیکھکر شاد ہوئی اور رخط کھولکر جب پڑھنے لگی تیلے نے کہا فرما دیا تھا کہ تخلیے مین اسے پڑھین کوئی
اس مضمون سے ماہر نہو اسنے اپنی انیسون وغیرہ کو وہان سے ہٹا دیا اور ان دو نون تیلون کو
بھی پاس سے سرکا دیا پھر اس نامہ کو پڑھا حالانکہ مضمون اسکا بھی پیچیدہ تھا صاف صاف
نہ لکھا تھا کہ ہم مہرخ سے شریک ہو گئے لیکن اسپر بھی احتیاطاً شرط تھی کیونکہ بادشاہ
نے توڑنے کو بھیجا اور یہ آپ مختار بنکر تو طلسم مین چلی جاے تو کچھ تو استحکام اسکی مادر نے
کر لیا ہے جب زیور نے نامہ پڑھا جیسی تو یہ حسینہ ہی ویسا ہی حسن عقل بھی خدا نے دیا
ہی سمجھ گئی کہ اب معاملہ اور طرح کا ہی بس اسیوقت اسنے ایک نامہ مان کو اپنی لکھا مضمون
یہ تھا کہ ای مادر گرامی قدر۔ نامہ محبت آمود گرامی شمامہ آپکا تجاد پہونچا میرے پھر کر طلسم مین داخل ہونے
کی خبر جادون کو ضرور پہونچیگی اور وہ کسی ساحر کو میری گرفتاری کے لیے ضرور بھیجیگا اسکو
ملنا اور کچھ گذرے گا پس اب کچھ اسکا بندوبست فرمایئن تو مین اطلاع پاکر داخل طلسم ہون یہ نامہ
اسی تیلے کو دیا اور شراب وغیرہ بھینٹ مین دیکر روانہ کیا تیلا نامہ لیکر قندیل فلک ہو گیا اور سناٹا مار کر
شہر سفاکیہ مین آیا نامہ زیور کا سفاک کو پہونچایا اسنے وہ نامہ تخلیے مین دائی کو اپنی دکھایا دایہ نے
نامہ پڑھکر کہا کہ ای سفاک ہر چند کہ وہ صاحبزادی خورد ہی مگر بات اسنے بزرگی کی لکھی ہی اسکا انتظام
ضرور چاہیے عاقبت اندیشی اچھی بات ہی سفاک نے کہا پھر اسکی تدبیر تو سوا ے مہرخ کے
اور کسی سے نہو سکیگی دایہ نے کہا پھر مین مہرخ کے پاس چھپکر جاتی ہون اور اسکو یہ حال
سناتی ہون دیکھون کہ اسکی کیا راے ہی یہ کہکر غلطلین مارکر طائر بنی اور اڑکر روانہ ہوئی میان
مہرخ بادل شاد مسرت جادو مت پر جلوہ فرما تھی کہ دایہ قبہ بارگاہ پر آکر بیٹھی اور پکاری کہ خواجہ عمرو

اگر تشریف رکھتے ہین تو ذرا صحرا مین آئین کہ اس کنیز کو کچھ اُنسے عرض کرنا ہی مین دوست ہون کوئی
دشمن نہین ہون مجھسے ڈرنا بیجا ہی عمرو بھی رہا ہوکر قید ناقوس سے یہان آیا ہوا تھا یہ صدا سُنکر
اُٹھا مہرخ نے کہا بھی کہ بھیا تکایک جانا مناسب نہین ہی مگر عمرو نے نہ مانا اور باہر بارگاہ سے یہ کہتا ہوا
گیا کہ ای طائر سحر تیرے کہنے سے مین فلان کوہ کے درے مین جاکر ٹھہرتا ہون طائر یہ کلام سُنکر
اُڑ گیا سب کو ایک تعجب ہوا مگر جب خواجہ حسب وعدہ درہ کوہ مین آئے تو ایک طرف سے
دیکھا کہ ایک ضعیفہ ساحرہ آتی ہی عمرو حقہ ہاے نفطی گاہیون مین داب کر کھڑا ہوا اور نہایت
چست و ہوشیار ہمہ تن نگران تھا کہ اس ضعیفہ نے پاس آکر اسلام کیا اور بلائین لین اور کہا اے
شہنشاہ عیاران مین دایہ ہون ملکہ سفاک جادو کی اور اُنکو خود تمھاری محبت پیدا ہوئی ہے
اور وہ چاہتی ہین کہ مثل اور کنیزون کے مین بھی سایۂ عاطفت جناب خواجہ عمرو مین رہون عمرو
یہ سُنکر خوش ہوا اور کہا کہ پھر اُنکو کس نے منع کیا ہی خانہ خانۂ شماست یہان جو سینے جوار حاضر ہین
اُس سے ہمکو کب انکار ہی بشرطیکہ جو ہمارا اُنکو نہ ہے دایہ نے کہا کہ مین جھپکر پہلے اسواسطے
آپ کے پاس آئی ہون کہ اُنکی بیٹی ملکہ زیور جادو کو بادشاہ طلسم نے بہر مقابلہ لشکر اسلام عقیق
کوہ مین بھیجا تھا چنانچہ اب مادر اُسکی جو آپ کی اطاعت کرنا چاہتی ہی تو اُنکو بھی لڑنے سے منع
کر بھیجا ہی اور بلایا ہی کہ یہان تم چلی آؤ تو اُنھون نے جواب مین لکھ بھیجا ہی کہ جب مین داخل طلسم
ہونگی تو شاہ طلسم مجھسے بدی کرے گا راستہ ہی مین مجکو قید کر لیگا چنانچہ اب سے مین یہ استدعا کرتی
ہون کہ کسیطرح ملکہ سفاک کی اعانت آپ فرمائین اور اُنکی دختر جب داخل طلسم ہون اور شاہ
جادوان اُنکو گرفتار کرانے تو آپ اُنکو رہا کر کے اپنے یہان لے آئین عمرو نے کہا جو ہمارا شریک
ہی ہم اُسکے جان و دل سے شریک ہین تم اُنکو لکھ بھیجو کہ وہ کوچ کر کے وہان سے آئین اور
مین یہان سے سرحد طلسم پر جاتا ہون خدا چاہیگا تو کس طرح کا انہین گزند نہ آنے دونگا اور جب وہ
ملکہ وہان سے کوچ فرمائین اُنکی مان فوراً میرے لشکر مین چلی آئین دایہ نے یہ اقرار سُنکر
عمرو کی پھر بلائین لین اور گرد پھری اور کہا واری آپ قسم کھائین تو مین ملکہ سفاک کو ابھی لے آؤن
جب خدا نے آپ کو ہمارا شریک حال کیا تو پھر اب ہمکو ڈر کاہے کا ہی عمرو نے اُسکی تسلی کے لیے
قسم کھائی دایہ خوش خوش گھر مین آئی اور ملکہ سفاک سے کہا کہ بی بی تم اپنی بیٹی کو اب بلا بھیجو مین خواجہ

عمرو کو رہی کرائی ملکہ سفاک نے پھر جینٹ اُس پتلے کو دی اور نامہ لکھا کہ ای فرزند اس نامہ کے
دیکھتے ہی تم کوچ کرکے داخل طلسم مین کرو مین نے وہ جو کچھ کہ تمنے لکھا تھا اُسکی تدبیر کرلی
ہی پتلہ تو نامہ لیکر اُسطرف کو روانہ ہوا اور یہان عمرو درہ کوہ سے چوٹھیر کر بارگاہ مہرخ مین آیا
مہرخ نے حال پوچھا کہ کیون خواجہ سلامت آپ کہان گئے تھے اور کون وہ تھا جو آپ کو
بلا لیگیا تھا عمرو نے الگ لیجاکر مہرخ سے تمام و کمال کیفیت بیان کی مہرخ نے کہا
خواجہ پھر جو آپ نے وعدہ فرمایا ہی تو اُسکی تدبیر کیجیے سرحد طلسم پر جائیے یا کسی کو بھیجیے
عمرو نے کہا ہان مین اسکی فکر کرتا ہون یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور چیدہ اور منتخب سردارون کو
اپنے پاس بلا کر کہا کہ ای عزیزان میرا ارادہ ہی کہ مین سرحد طلسم کی طرف برائے اعانت ملکہ زلور جادو
اور اُسکی مادر نے اسطرح کا پیام مجکو دیا ہی بس تم مین سے کون ایسا ہی کہ جو میرے ساتھ چلیگا اور
راستہ بھی مجکو بتلائیگا اور وقت بد کے بحکم خدا کام بھی آئیگا یہ کلمات سُنکر ہلال سحر افگن اور ملکہ
مخمور نے عرض کیا کہ یہ کنیزین جان نثاری کو حاضر ہین اور آپ کے ہمراہ چلین گی اور مخمور کے دل
مین آیا ہی کہ اگر موقع ملیگا تو جاکر شہزادہ نور الدہر کو ایکبار اور دیکھ لون گی غرض عمرو نے
ان دونون کو مع چند کنیزون کے کہ وہ سب ساحرہ بے بدل ہین اپنے ہمراہ لیا اور اپنے جانیکا
غلغلہ نہ کیا علیحدہ اُنکو لیجاکر پہلے سب کی صورت بزور سحر تبدیل کرائی پھر ایک نقش خواجہ کو
کوکب نے دیا ہی کہ جب تم اسکو منھ مین رکھو گے میرے پاس چلے آؤ گے چنانچہ اُنھون نے
اُس نقش کو منھ مین اپنے دبایا ایک مرکب باد رفتار پیدا ہوا کہ وہ اُنکو اڑا کر پاس کوکب کے آیا وہ فکر مین
اپنے کاروبار وغیرہ کے اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ خواجہ نے آکر سلام کیا اور کہا کہ میرے ساتھ کئی سو
آدمی ساحر ہین اور اُنسے مجکو کار ضروری ہی آپ اُنھین بھی بلوالین فلان صحرا مین وہ سب جمع ہین مجکو
مرکب لے آیا وہ سب وہین رہے کوکب نے بتمنائے سحر مجکو اُنکو بھی بلوالیا جب یہ وہان پہونچ
چکے اُسوقت عمرو نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ آپ اپنے طلسم کی راہ سے مجکو سرحد کوہ عقیق مین پہونچادین
کہ جلدی پہونچونگا اور جو کچھ مجکو ضرورت درپیش ہی وہ بھی رفع کرونگا کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہی غرض ان
سحر پر مخمور اور ہلال سحر افگن کو مع اُنکی کنیزون کے سوار کرکے حکم دیا کہ ہمارے طلسم سے
جاکر سرحد کوہ عقیق مین پہونچا تو خواجہ کو اندر اسی طلسم ہوشربا کے چھوڑ دینا اور تم اپنے طلسم کی سرحد پر

ان کے منتظر رہنا خبردار ضرور کسی کام نکرنا طائران سحر سب کو لیکر روانہ ہوئے اور ادھر قلعہ نائرہ سفاک
کا پتلا بھی جو روانہ ہوا تو قریب قلعہ کوہ عقیق اندر طلسم ہوش ربا کے ایک قلعہ ہی کہ نام اُس قلعہ کا قلعہ طیران ہی
اور طیران جادو نام ساحر زبردست سرحد دار بھی ہی اور اُس قلعہ کی حکومت کرتا ہی اور اُسکے بزرگون
سے ایک جال سحر کا اُسکے پاس ہی کہ جو کوئی حاکم قلعہ ہوتا ہی اُس جال پر قبضہ کرتا ہی اور وہ اسکو
کام دیتا ہی چنانچہ وہ جال طیران اپنے قلعہ کے گنبد پر لگا کے رکھتا ہی کہ جو کوئی اُدھر سے طائر بنا ہوا
ساحر نکلے بغیر اس جال مین پھنسے کہین جا ہی نہ سکے جب مین حال اُسکا دریافت کرلون تو جیسا مناسب
ہو وہ کرون پتلا سفاک کا اتفاق سے دو مرتبہ تو راہ سے گذر گیا اور خیریت سے رہا ایکی مرتبہ
اس قلعہ طیرانیہ کی طرف آنکلا اسکو تو حال اس جال جنجال کا معلوم نہ تھا جب برج قلعہ کے قریب
پہونچا چاہا کہ اسپر سے گذر جاؤن تاثیر سے دام سحر کی خود بخود نیچا ہو گیا اور اُس دام مین پھنسا ملازم جو
اُس بیچ پر معین تھے اُنھون نے جاکر حال اُسکا طیران سے کہا وہ خود بالاے بام قلعہ آیا اور حال
سے اُس پتلے کو چھڑا کر مسحور کرلیا اور پوچھا کہ سچ بتا تو کسکا پتلا ہی اور کہان تیرے مالک نے
مجکو بھیجا ہی اُس پتلے نے سواے راست کہنے کے مفر نہ دیکھا مین پتلا ملکہ سفاک جادو کا ہون
اور اُنھون نے اپنی بیٹی ملکہ زلور جادو کے پاس مجکو بھیجا ہی طیران نے کہا کہ سفاک کیا
شریک مسلمانان ہی اُس نے کہا نہین ملازم افراسیاب اُس نے پوچھا کہ دختر اُسکی کیا خداوند لقا
کی مدد کو آئی تھی اُس نے کہا ہان پھر مجکو کس لیے بھیجا ہی اُس نے کہا خیریت اپنی دختر کی منگائی ہی
طیران نے یہ حال سنکر رقعہ جمشیدی دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ پتلا سچ کہتا ہی لیکن اُسکے
پاس نامہ بھی سفاک کا ہی طیران نے کہا اے پتلے جو کچھ تو نے کہا سراسر راست اور بجا ہی مگر تیرے
پاس نامہ بھی ہی وہ کیون نہین مجکو دیتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس نامہ مین کچھ مضمون فتور کا ہی پتلے نے
ناچار ہو کر وہ نامہ اُسکو دیا اُس نے اُسکو پڑھا مضمون سے جو آگاہ ہوا سفاک نے اپنی دختر
کو لکھا ہی کہ جس بات کا تمکو اندیشہ ہی وہ انتظام مین نے کرلیا ہی اب تم داخل طلسم ہو چنانچہ اس مضمون سے
صاف ظاہر ہی کہ بغیر فتح کیے جنگ سے پھر آنا افراسیاب کے عتاب کا خوف دلمین سمایا ہوا ہی اسکی
دربے شاہ طلسم کے دشمنون سے سازش کی ہی یہی انتظام اُس نے کرلیا ہی مجکو تو یہی معلوم ہوتا ہی پتلے
نے کہا ان باتون کو مین نہین جانتا اُس نے اس خیال سے کہ مبادا جیسا تو سوچا ہی ایسا نہو اور

تپلے کو تو ہلاک و برباد کرے اور ملکہ سفاک کے کام مین فرق آئے اس سے بہتر ہو کہ تپلے کو چھوڑ دے
کہ یہ تو اپنے کام کو جائے اور تو عرضی بادشاہ کو اس حال کی لکھ بھیج جیسا بادشاہ اس بارے مین فرمائے اُسپر عمل
کریں اُسنے ایسا ہی کیا کہ تپلے کو تو رہا کر دیا اور ایک عرضی بادشاہ کو اس مضمون کی لکھی کہ ای شاہ شاہان شہنشاہ
ساحران دام اقبالہ ایک تپلہ اسطرح سے میرے دام سحر مین گرفتار ہوا اور اُس سے مین نے زبانی مہ یا یا مضمون
اُس نامہ کا مین نے نقل کر لیا تھا وہ ملفوف عریضہ ہی اس بارہ مین جو حکم شرف نفاذ پائے وہ عمل مین آئی ملتمسہ
طران جادو نمکخوار قدیم یہ عرضی ایک ساحر کو دی کہ وہ اُسکے یہان نہایت معزز تھا اور اُس سے حکم دیا کہ بادشاہ
جادوان کو پہونچانا وہ ساحر لباس فاخرہ سے درست ہو کر عرضی لیکر روانہ ہوا اور یہان یہان دریائے
خون روان کو پہونچا اور پکارا کہ ای بادشاہ طلسم مجکو بلوا لیجیے کہ عرضی سرحد داری کی لیکر آیا ہون محافظان دریائے
مذکور نے بادشاہ طلسم کو اُسکے آنے سے آگاہ کیا بادشاہ نے پنجہ بھیجا کہ وہ اسکو اٹھا لیگیا جب دربار مین یہ پہونچا
جھک کر بادشاہ کو مجرا کیا کچھ تحفے بھی اپنے مالک کیطرف سے لایا تھا وہ پیشکش کیے اور آپ نذر دی خلعت
پایا پھر عرضی طران کی دی بادشاہ نے منشی کو دی کہ اُسنے پڑھی عرضی پڑھتے ہی بادشاہ نے نامہ دار کو
ٹھہرایا اور آپ کتاب سامری منگا کر ملاحظہ کی اُسمین معلوم ہوا کہ سفاک منحرف ہو گئی ہے اور اُسکا ارادہ ہے
کہ اپنی دختر کو یہان بلا کر لشکر حمزہ مین لیجائے اور روایۃ نے اُسکی جا کر عمرو سے سازش کی ہے اور یہ بھی گذرا
ہے اب عمرو بھی اُنکی اعانت کو مع چند ساحرہ کے گیا ہے مگر اُسکی کرنا ضرور ہے کتاب سے یہ حال دریافت کر کے
شاہ ہنسا اور کہا دوست جسکو ہمنے سمجھا وہی دشمن جان نکلا خیر کہان میرے ہاتھ سے بچکر نکل جائیگی سزا
اپنے کردار ناسزا کی پائیگی یہ کہکر کتاب تو بند کی اور ایک نامہ بجواب عرضی طران کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای طران
ہم تمہاری خیر خواہی سے نہایت خوش ہوئے ایک خلعت ہمراہ سرفراز نامہ کے بجلدوی خیر خواہی تمکو
پہونچتا ہی چاہیے کہ تم خیال زلیور کا رکھو کیونکہ گمان تمہارا درست اور بجا ہی زلیور اور اُسکی مادر ہمسے
برخلاف ہو گئی ہیں اب جو وہ طلسم مین آئے اور تمہارے قلعہ کی جانب سے گذر کرے تو اسوقت
اُسکو گرفتار کرنا اور ہمکو اُسکی اطلاع کرانا اور ہم بھی اُسکی گرفتاری کے لیے یہان سے ساحران نامی کو
روانہ کرتے ہین وہ تمہاری مدد کرینگے اور عمرو عیار مفتری و مکار مع کچھ ساحران نابکار کے سرحد طلسم پر زلیور
غدار کے بچانے کو آتا ہی اسکا بھی بہت کچھ خیال رکھنا یہ نامہ لکھا اور ایک خلعت لو اُس نامہ بر کو دیا اور ایک
خلعت گران بہا مع چند تحفون کے اُسکے حوالے کر کے حکم دیا کہ ہماری طرف سے طران کو دینا پھر کچھ

زبانی بھی پیام دیکر رخصت کیا اور ہرکارہ دریاے خون روان کے پہونچا دیا نامہ بر تو اپنے مالک کے پاس گیا
اور بادشاہ نے سرحد طلسم کی راہون پر جو ناظم و قلعہ دار ہین اُنکو بھی فرمان واجب الامتثال لکھے یہی مضمون
اسمین بھی لکھا کہ زیور جادو جو ہے یعنی ہر اُسکو فوراً گرفتار کر لینا یہ فرمان ہلکارہاے سحر کے ہمراہ روانہ کیے
کہ جملہ ناظمان دربند خبردار رہو اور ہر ایک نے راستون پر خبردار مقرر کیے تاکہ زیور کے داخلہ کی خبر ہم کو
پہنچائین اور سپاہ کو بھی اپنی ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا اسطرف طیاران کو بھی خلعت وغیرہ پہونچا اور
اور وہ بھی مستعد کار رہا اور یہان بعد انتظام قلعہ جات بادشاہ نے اپنے دربار مین ایک ساحر ضلال جادو
تمام کو حکم دیا کہ تم کئی ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور قلعہ سفاکیہ کو تاخت و تاراج کر کے ملک سفاک کو مع
دایہ عیار اور اُسکے متعلقین نابکار کے گرفتار کر لاؤ اضلال بموجب حکم بادشاہ طلسم پناہ بارہ ہزار
فوج ساحران اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا لیکن تیاری لشکر بطور مخفی کی لیکن وہ شورش رو انکی سپاہ نہو سکی
مگر قدرت خداے عزوجل دیکھیے کہ اور راہ و مقامات کا تو بادشاہ نے انتظام کیا مگر اپنے گھر کا بندوبست
نکیا یعنی محافظان دریاے خون روان کو اطلاع نہ دی کہ ملک سفاک کو پار نہ اُترنے دینا اور یہی سانحہ
در پیش آیا کہ ملکہ غدارہ جادو دایہ جب عمرو سے یہ قول و اقرار کر کے گئی تو اُسنے ملک سفاک سے
جاکر مروت و خلق کا مذکور کیا کہ اسطرح میرے بلانے سے درہ کوہ مین آئے اور میری عرض کو قبول فرمایا
اب اے ملکہ وہ تو ملکہ زیور کی اعانت کو گئے ہونگے ایسا نہو کہ یہان کوئی مفسدہ پردازی کرے
اس سے بہتر یہ ہے کہ تم لشکر مہرخ مین چلی چلو اور اسباب تمام وہان بھیجو سفاک نے اسیوقت اپنا خزانہ
بار کرایا اور اسباب وغیرہ ہمراہ لیکر فوج کو لیکر اپنی تیار کرایا اور بہت سے جواہر کے خوانچے نذر کے
لیے اور جواہر بہت سا اور عیارون کے لیے اور مہرخ و بہار کے لیے تحفے وغیرہ ساتھ لیے اور تخت سحر پر
آپ سوار ہوئی کنیزین انیس جلیسین ہمراہ چلین بڑے حشم و خدم سے تمام قلعہ کو اپنے ویران کر کے جانب
مہرخ روانہ ہوئی اور یہ تو آیا جایا لشکر حیرت مین کرتی ہے محافظان دریاے خون روان مین سے
کسی نے اُسکا روکا نہین اور قلعہ سفاکیہ قریب گنبد نور ہے بس یہ صاف دریا اُترکر جانب لشکر مہرخ
روانہ ہوئی یہان ملکہ مہرخ اور سردار وغیرہ تو اس راز سے آگاہ نہین اُنھون نے قران وغیرہ اور عیاران
سے بھی کہا ہے کہ ذرا سفاک کی فکر رکھنا اور یہ ساحرہ سب اسی طلسم کی رہنے والی ہین اسوجہ سے قلعہ
سفاکیہ کے راستون سے ماہر تھین وہ راستے بھی عیارون کو بتلا دیے تھے عیار اب جو بالا دوی کو جاتے مین

اسیطرف بہت جاتے ہین اور انتظار آمد سفاک کرتے ہین ہر طرف ہوشیاری اور خبرداری ہی کہ آخر کار
لشکر سفاک پار دریا کے اُترا عیارون نے اُسکو دکھایا اور بطور رخنی اُس لشکر کے ہمراہ ہوئے اب یہ سبب
مہرخ کے جانب چلے آتے ہین کہ راہ مین لشکر اضلال جادو کا ملا اور اضلال جادو دریا سے اُترنے آیا
تھا کہ طائران سحر نے خبر دی ای سردار من ملکہ سفاک اپنا لشکر لیے اس پار اُتر آئی ہی اور اُسکا ارادہ شاید
مہرخ کے جانب جانے کا ہی بس یہ خبر سنتے ہی اپنے لشکر اپنا درست کرا کے سامنے لشکر سفاک کے آکر
راہ روکی اور پکارا کہ باش اے گیسو بریدہ تو جانتی ہی کہ شاید تیری خبر شاہ جادوان کو نہین پہونچی ہی بادشاہ
سے بغاوت کر کے کہان جائیگی سفاک نے اول تو منت کیا کہ یہ تیرا خیال خام ہی ملکہ حیرت پاس جاتی
ہون لیکن اضلال نے اُسکا کہنا نہ مانا اور فوج کی صف کشتی کرائی سفاک کی فوج بھی صف آرا
ہوئی اضلال آگے بڑھا طبل و بوق بجے لشکر مین لڑکا ہوا اضلال للکارا کہ ای سفاک اب آ میرے
مقابلہ کو ورنہ مین تیرے صف لشکر پر آتا ہون سفاک اپنا طاوس پر نشین اُڑا کر اسکے سامنے آئی اسنے
ایک ہار فلفل گلے سے اپنے توڑ کر مارا کہ وہ زنجیر بنکر سفاک کے آلپٹا سفاک نے سحر کی دستک دی
کہ ایک تیغہ مقراض ہوا سے پیدا ہوا اور اُسنے زنجیر کو کاٹ دیا پھر سفاک نے نارنج اُسپر مارا کہ وہ
نارنج شق ہوا اور اُس زمین سے ایک پتلہ تلوار لیے نکلا بڑھکر مثل قامت انسان ہوا اور اضلال
پر جا پڑا تلوارین مارنے لگا اضلال نے مشت خاک اُٹھا کر اُسکے لگائی کہ وہ پتلہ زمین مین غرق ہو گیا
اور اضلال نے کہا کہ مین گھڑی گھڑی کا جھگڑا نہین رکھتا ایک ہی دفعہ مین وار اپنا کرتا ہون یہ کہکر
پرواز کر کے سر لشکر سفاک پر آیا اور وہ مشت خاک قبر جمشید اُسنے اُس لشکر پر پھینکی کہ ملکہ سفاک اور سواران لشکر
وغیرہ سب بیہوش ہو گئے اُسنے زنجیر سحر مین سب کو باندھ لیا اور جمشید کے چشمہ کا پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور کہا کیون
نمکحرامان آج کے دن کی تمکو خبر نہ تھی سفاک نے کہا ارے موئے خاک قبر جمشید تو لاتا ہی پھر اسی کو ہر ساحر
ناچار ہی اگر مردانگی سحر سے لڑتا تو بتا دیتے اُسنے کہا تم نمکحرامون سے یونہی پیش آنا چاہیے یہ کہکر ہر ایک کو قید مین مبتلا کر کے
جانب باغ سیب لیچلا خیمہ و بارگاہ و خزانہ پر سفاک کے قبضہ کر لیا لشکری سب روتے پیٹتے اسکے ساتھ ہوئے
عیارون نے جو یہ ماجرا دیکھا ستر قران ابن اضلال رو سیاہ کی فکر مین کئی کوس آگے نکل آیا اور تجویز کرتا تھا کہ
کسطرح اسکو واصل جہنم کرون بقدرت کارساز عالم ایک مقام پر جھوپڑی ڈالے ایک فقیر بیٹھا تھا اور آنے
جانے والون کو حقہ پانی پلاتا تھا ایک سامنے آگ کی رکھی تھی چلمین لگا کا پینے کی ... مین اوندھی

ہوئی تھیں اُپلا کھڑ سا تھا دھواں ہوتا تھا فقیر لاٹھی جو ترچھوں سے کے نیچے رکھے داتا بھلا کرے بیٹھا کہہ رہا تھا
قران اُسکے پاس آکر بیٹھا اور کہا سائین جی چار کوڑیان لو اگر کہو تو ہم آگ لیکر چلم پی لین تما کو ہمارے پاس ہی
اور گانجا بھی ہے تم بھی پینا فقیر گانجے کا نام سنکر خوش ہوا اور اُسکو اجازت دی اُسنے چلم بھری اور بیہوشی
اُسکے تماکو مین ملا کر پہلے فقیر کو ہی دی کہ لو بابا جی پہلے تم ہی سرکرو فقیر نے چلم کو لیکر دو تین دم کھینچکر مارے
اور چلم اُسکے حوالے کی مگر تھوڑی عرصہ مین سر جھکایا اور بیہوش ہوگیا قران نے اُسکو تو جھونپڑیا کے اندر کہین
پیال وغیرہ بچھا تھا چھپا دیا اور راکھ لیسا ہی لنگوٹی باندھکر مونچھین بڑی بڑی بنا کر بدن کو خاک آلودہ کرکے
ضعیف کے قطع بنکے بیٹھا اور تکیہ مین بھی بیہوشی ڈالتا جاتا تھا کہ دھوان بیہوشی کا بلند تھا اُسی سامان
سے یہ بیٹھا تھا کہ اضلال زیور کو گزر کرکے اُدھر آنکلا فقیر نقلی نے کھڑے ہوکر دعا دی
کہ داتا بھلا کرے گسیان سلامت کرے سلامت رہو منصب جاگیر برقرار رہے بادشاہ کا میرے
حضور پر پیار رہے دوست شاد دشمن پامال گھڑی کی بلا دور رہے رویان رویان تیرا جاب کا چین مین رہے
اضلال نے یہ دعا سنکر جیب مین ہاتھ ڈال کے پانچ روپیے نکالے اور اِس خیال سے کہ فقیر کو تکلیف
دینا اچھا نہین آپ ہی آگے بڑھکر و سائین بابا لو شاہ جی نے سلام کیا اور دعائین بہت سی دین اور روپئے
لیتے لیتے ایسی باتین بنائین کہ وہ جملہ گھڑی بھر تک ختم نہوا اضلال جادو کھڑا رہا ہان ہان
کیا کیا وہ دھوین تو تکیہ سے اٹھ ہی رہا تھا اضلال کا سر گھوما اور کہا سائین میرا سر درد
کرتا ہے فقیر دوڑ کر ایک پیالے مین پانی ٹھنڈا بھر کر لایا اور کہا بابا لو یہ پی لو گرمی سے سر درد کرتا ہے اُسکو
پیاس بھی نشہ کے سبب سے تھی وہ پانی پی گیا فوراً چکر کھا کر گرا ملازم اُسکے اُس سے دور پیچھے
کھڑے تھے کچھ ابھی بہت دور پر پیچھے رہگئے تھے وہ ہنستے بولتے آتے تھے کچھ آگے بڑھ گئے تھے کچھ لوگ
اُسکے ساتھ تھے وہ بھی تماشا دیکھ رہے تھے ادھر اُدھر مشغول تھے کہ اُسکے گرنے سے جنہون نے کہ دیکھا اُٹھانے
دوڑے لیکن قران نے اتنے عرصہ مین بندہ جھک کر اُسکے سر پر تخش لگایا کہ سر اُسکا پاش پاش ہوا اور نعرہ
سے بلند کیا کہ منم قران شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اندھیرا اور تاریکی ہوگئی قران وہان سے رو بفرار
ہوا ملازم سب ہائے ہائے کرکے رہگئے اور اُسکے مرنے سے ملکہ سفاک جادو مع دایہ کے اور اپنے
لشکر کے چھوٹ گئی پھر تو اُسنے آفت مچا دی اپنی سفاکی دکھا دی جان دشمنان خاک مین ملا دی
ایک ایک تاپیچ جاتے اُسکے [illegible] سینے [illegible] لشکر [illegible] اضلال [illegible] مرگیا

اپنے مالک کا لشکر سب طرف سے جمع ہوئے تھے اور جان پر کھیلکر سفاک سے لڑ رہے تھے مگر
سفاک کا یہ حال تھا کہ اس گھٹا مین کفر کے جیسے بجلی کوندتی ہی اسطرح چمکتی ہی تھی ہر سمت تلوار
برس رہی تھی تیرون کے سائین سائین سے یہ قیامت تھا کہ ہائین یہ کیا ہوا سنانون کی زبانین جواب
دیتی تھین کہ ہوا کیا اضلال جہنم مین گیا وہ مارا آفت عظیم برپا تھی کہ ابیات    دو جانب کی صفین جون ابر تاریک

خروشان رعد سان آئین جو نزدیک
لگا جادو کا چھٹنے توپ خانہ
شب یلدا مین چون تیر شہابی
اٹھا کر ہاتھ کو تیغ و سنان سے
گرے اپنی جگہ سے مثل سیماب

کہون کیا مین ہوا جو تیر باران
ہراسان جسکی آتش سے زمانہ
ہوئے کفار کچھ لوگون سی فی النار
لگے لڑنے بہم تیر و کمان سے

جوانون نے بپا لبس آب پیکان
یہ گولہ رمح نکلے تھا شتابی
ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
شرار فوج زیور سے ہو بیتاب

یعنی لغو افسر لشکر مشہور رہی کہ بیکار رہی تاب مقاومت وہ فوج نہ لا سکی

اور جھاک کرو شت وکوہ مین متواری ہوئی سفاک نے مطلع صاف کرکے میدان مار لیا اور بلقیح و فیروزی
نہایت عجلت کرکے جانب مہرخ رخ کیا اسطرف بھی بیرحم کے روتے ہوئے خدمت شاہ طلسم مین گئے اور
پکارے کہ ای بادشاہ اضلال کو بطرح مہ قرآن نے قتل کیا بادشاہ سنکر آگ ہو گیا اور اسیوقت اسنے افعی
قوی بازو نام ایک ساحر کو حکم دیا کہ تو جا کر جلد اس لکاتہ کو باندھ لا مین تجکو ایسا جانتا ہون کہ تو بغیر لشکر کے
جا کر کئی لاکھ جادوگرون کو شکست دیگا اسنے گردن جھکا کر اور مسکرا کر عرض کیا کہ یہ سب حضور کی قدردانی
ہی ورنہ مین کس قابل ہون یہ عرض کرکے وہان سے غائب ہو گیا ادھر سفاک روانہ ہو کر ایک صحرا مین پہونچی
تھی اور سیر کنان بیدل جاتی تھی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک اژدر نے سر نکالکر دم اپنا کھینچی
سفاک نے اور اسکے رفیقون نے ہزار ہا تیغ اور گولے سحر کے اسپر لگائے لیکن وہ سب اسنے پیر پھر آئے
اور سفاک مع چند انیسون کے کھنچکر منہ مین اس اژدر کے پہونچی وہ اندر بیجا تھا تھا کہ زمین مین غائب
ہو جائے یکایک سامنے سے آواز آئی کہ واہ وا ای بھائی بغیر ہمارے اکیلے تم ہی بیجاؤ گے اژدر
تھم گیا اور اسنے دیکھا کہ ایک شیر ژیان کہ جسکے سبب سے شیر فلک ہراسان پنجہ اپنا تانے ہوئے
پہلو پر کھڑا ہی اور لشکر سفاک مین سے جسپر غضب کی نگاہ ڈالتا ہی وہ بدحواس ہو کر سامنے بھاگتا
ہی اور بعض بیہوش ہو جاتا غرض اس اژدر نے اسکو معزز سمجھکر کہا کہ ای بھائی مین نے تمکو پہچانا نہین شیر
نے کہا تم اسوقت کیا پہچانو گے اور مین تمکو زیادہ ٹھہراؤنگا بھی نہین جو پتا نشان بتلاؤن محفل عیش

بتاؤن لیکن مجکو کچھ ضرورت تمسے ایک بات کرنی تھی اسوجہ سے روکا اب تم یہان سے چلکر وہ جو درہ کوہ ہی
وہان لمحہ بھر ٹھہر جاؤ مین اگر وہ بات پوچھ لون پھر چلے جانا یہ سنکر اژدر ایک سناٹے مین اُس درہ مین پہونچگیا
پیچھے پیچھے شیر بھی گیا اور اُسنے کہا اے بھائی مین نے سنا ہی کہ افراسیاب تمہارا نام لیتا تھا کہ اسکو مین نے اژدر
بنا دیا ہی اسوجہ سے وہ ساحر کہلاتا ہی ورنہ ایک طمانچہ بھی تو ساحر کا کھا نہین سکتا ہی چنانچہ یہ بات دربار مین با
تمہارے کچھ پر اگر پوچھنے کے لائق نہ تھی مین نے نہین تمکو روک کر پوچھا ہر چند کہ تکلیف آپکو ہوئی لیکن اسکا سبب بتلا دو
تو مہربانی ہی اژدر نے کہا کہ شاہ جو کہتا ہی وہ درست ہی لیکن جسکا جی چاہے میرا امتحان کرے جسطرح چاہے آزمائے شیر نے
کہا اچھا تم اگر صورت بنو تو تمسے امتحان نا کرون ابھی حال کھلجائے اژدر کو غصہ آیا اور اُسنے صفاک کو اُگلا اگر سحر سے
بیہوش رکھا اس عرصہ مین شیر بھی ایک نشیب مین چلا گیا اور وہان سے ساحر بنا ہوا نکلا بعد اُگلنے صفاک کے
اژدر نے شکل ساحر بنا ادھر شیر جو بنا ہوا تھا سامنے آیا اور کہا مین کیا خاک تمہارا امتحان کرون وہ تو سمجھا ہی نہین
چھوڑتے تم مجھسے لڑنے مین مشغول اور وہ صفاک کو لیجائین تو بدنامی مجکو ہو اژدر نے کہا بھائی کون کہا ابھی تم کون
لگتے ہو اور وہ ناک مین دم ہی لو دیکھے تو کھڑے ہی ہین یہ کہنا تھا کہ اژدر نے پیچھے پھر کر دیکھا شیر صورت نے پہلو پر سے لغزہ
لگایا کہ سر پر پڑا منجرہ پراگندہ ہوا اور نعرہ بلند ہوا کہ نم بہتر قران صفاک نیرہ کو پھر ہوش آگیا اور شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا
پیر لو نڈلا نکر لاش اُسکی اُٹھا کر لیچلے اور صفاک نے بڑی تعریف بہتر قران کی خوبی کی گر قران سامنے سے اسکے جست و خیز
کرکے روانہ ہو گیا اور صفاک پھر وہان سے فوج لیکر چلی تھی کہ یکایک آسمان پر ابر تاریک نمایان ہوا اور اُس مین
سے تیر برسنے لگے اور آواز آئی کہ باش او لکاتہ خوب تو نے عیارون سے سازش کرکے دیدہ اپنا دلیر کیا ہی
پیر رہ سینہ خوبان کرنے لگے ساحر صفاک کے ٹکڑیون سے سحر کاٹتے تھے سپرین سرون پر سایہ کر لیے تھے کہ ریگ
اُس برسے اسطرح گری کہ جیسے چار کے کوئی پھینکتا ہی چنانچہ وہ ریگ اسقدر ظلم تھی کہ اُسنے درازی مثل زمانہ فراق و شب
مہجوری کی پیدا کی اور پہنگ نے لف مشرق اسمین حلقے ظاہر ہوئے کہ وہ حلقے صفاک اور رو ایہ اور جملہ ساحرون کی
گردن و کمر مین پڑ گئے سب بندھ گئے اسوقت سامنے سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ سر اُس کا کالا اُسکے ہاتھو مین تھا
آنکھ ناک کان سے شعلے نکلتے تھے آنکھین لال لال کیے تھا لنگوٹا باندھے سانپ کالے بدن مین لپٹائے تھا پس
اُسنے آتے ہی چاہا کہ صفاک کا سر کاٹ لے اُسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا کہ زار زار رنگ بر بہار روتا تھا
اور کہتا تھا ہائے کوئی میری فریاد کو نہین پہونچتا ہی آہ مجکو فلک نے لوٹا ہی ہای وہ جلاد کیسا ہی مجکو جیتے جی مار گیا ہی
مری میرا دم نکلا وای میرا جینا دشوار ہوا ہی وہ ساحر بانو صفاک کو قتل کیا چاہتا تھا اُسکو دیکھکر ٹھہر گیا اور پوچھا

کہ ای برادر کیا بتاؤں مجھپر گذرا ہی جو اسطرح بلبلاتے ہو اور فریاد و الغیاث کے نعرہ مارتے ہو اُسنے جواب دیا کہ ایک
عیار نابکار طرار اسامی قوی بازو کو جو مار کر بھاگا راہ میں میرا مکان پڑا مجکو اُسنے جو کچھ دھوکا دیا اُسکا بیان تو
بہت طویل ہی مختصر یہ ہی کہ وہ مجھسے اسکے ساتھ کی ہیرے کی ڈبیا لیگیا کہ وہ میری تمام عمر کی کمائی تھی اور میری
روح و جان تھی یہ کہکر ایک ڈبیا یاقوت احمر کی تراشی ہوئی ایک ٹوال نکالی جسکے دیکھنے سے چشم وہم میں رنگ
سے خون اترآئے شفق بنکر عالم کو چھائے اُس مقام کو اس ڈبیا کے عکس سے سرخروئی ہوئی سب وہ جگہ منور
و روشن ہوگئی آفتاب اسکی ضیا سے روبرو شرمائے جلال میں آیا قمر دوانی نگینہ کہلایا اُس ساحر نے جو ڈبیا کو دیکھا
سفاک کو تو قتل کرنا بھولا کہا بھائی ذرا یہ مجکو دو کہ ہاتھ میں لیکر دیکھوں اُسنے کہا کیا کہوں جی نہیں چاہتا
کہ ہاتھ میں دوں وہ ساحر ہنسا اور کہا میں بے ایمان نہیں ہوں بلکہ اُس عیار سے بھی چھینکر دوسری ڈبیا بھی
دلا دونگا جب وہ ڈبیا ملیگی اسوقت البتہ ایک میں لے لونگا ساحر مذکور نے ناچاری سے وہ ڈبیا اُسکے
ہاتھ میں دی دیتے وقت بھی ہاتھ تھرتھراتا تھا اور حسرت سے دیکھتا جاتا تھا جب وہ ڈبیا اُسنے ہاتھ میں لی سب
طرح سے اسکو دیکھا اور نہایت ہی پسند کیا پھر اُسکو کھولنے لگا گو ہر چند کھولا وہ نہ کھلی اُسوقت اُسنے دونوں
ہاتھوں سے اُسکو مضبوط تھام کر اور سینے کے قریب رکھکر جوانی کا زور بھی صرف کرکے جھٹکا مارا کہ یک چٹ سے
آواز آئی اور ڈبیا کھل گئی ڈبیا کھلتے ہی تھیلیہ بیہوشی اسکا اُڑ کر سینہ کے پاس تو ڈبیا تھی ہی سب وہ غبار
اُسکی ناک اور منھ میں گیا او دتڑاق پڑاق چھینکیں آئیں بیہوش ہوکر گرا ساتھ ہی ڈبیا والے ساحر نے جھکنکر
خنجر بران مارا کہ سر اسکا کٹکر الگ گرا اور نعرہ ہوا کہ منم حیتر برق فرنگی رسن ظلم سے سفاک اور تمام لشکر ہوا برق
بجلی جست و خیز کرکے سامنے سے ناپدید ہوگیا سفاک نے سجدہ شکر بدرگاہ ایزد بیچون ادا کیا اور کہا
اوہ ایہ امان عیاران لشکر عمرو کیا کام کرتے ہیں باطنا ہماری حفاظت کرتے ہوئے ہمارے لشکر کے
ساتھ آتے ہیں واہ کیا صاحبان مروت لوگ ہیں کہ مہمان کی خاطر داری میں جان اپنی اُسپر فدا کرتے
ہیں اب جلد یہاں سے چلنا چاہیے یہ کہکر لشکر شام کو حکم دیا کہ سب متفرق ہوکر برسم یلغار اپنے تئیں لشکر حمزہ
نامور میں پہونچاؤ اور میں آگے چلتی ہوں یہ کہکر یہ دادکر کے کوچ دمامہ کے روانہ ہوئی اور وہاں لائیں بیدی
شاہ جادوان کے پاس ان ساحروں کی پہونچیں وہ بھی دنگ ہوگیا کہ کیا بلا کے عیار ہیں واقعی کوئی اُنپر غلبہ
نپائے گا اب مجکو خود جانا چاہیے یہ سوچکر ارادہ مصمم چلنے کا ہوا پھر سوچا کہ اب وہ اپنے عرصہ میں لشکر حمزہ
میں پہونچگئی ہوگی پھر اُس لشکر سے تو مقابلہ نہیں ہی ہمارا اور سب باغی ہیں وہاں ایک یہ بھی مذہب

آئنہ کے بھی گھر مین ہے پانی پڑھتے ہین یار درس حیرانی

اور اُس دریا کے کنارے پر اسوقت کوئی ہزار ساحر مسلح و مکمل استادہ دیکھے ہوم ہو رہے تھے سبز اُنکے لگے تھے نارنج ناریل وغیرہ اُچھالتے تھے زیور نے اُس قلزم عمیق کو دیکھکر فرمایا کہ یہ دریا بحر سحر کا معلوم ہوتا ہی اسسے اُتر کر جانا چاہیے یہ کہہ رہی تھی کہ ناگاہ ایک ساحر کی اوپر کو جا پڑی دیکھا کہ دریا کے اس پار سے اُس پار تک تاریکی چھائی ہی آسمان تولادی بناہی دریا چشمہ ظلمت نظر آتا ہی اُسنے وہ تاریکی زیور جادو گر کو بھی دکھائی زیور نے راہ ہر سمت سے سد و دیانی فرمایا کہ خبر ہماری مخالفت کی افراسیاب کے گوش زد ہوئی ہی اور اُسنے ہماری گرفتاری کی ہی خیر بہر حال توکلت اللہ تعالیٰ کشتیان اور مور نکھیان سفینے وغیرہ ہماری سرکار کے میر بحر سے کہو کہ دریا مین لگا دے اگر یون چلینگے جو ہمسے لڑیگا ہم بھی لڑینگے مالک بر و بحر ہمارا مالک و نگہبان ہی یہ حکم دیتے ہی میر بحر نے سواری دریائی آراستہ کی ملکہ اگر مورنکھی مین مسند پر جلوہ گر ہوتی اور افسران لشکر زور قون پر سوار ہوئے ملاح اور مانجھیون نے کشتی روان کی اور از بسکہ یہ شہزادی حرف اسلامیونکی ہی تو کہتی جاتی تھی کہ قال ارکبوا فیہا بسم اللہ مجریہا و مرسہا ان ربی لغفور رحیم غرضکہ یہ کشتیان روانہ ہوئین ساحر دریا مین بھی نیرنگی سحر دکھاتے تھے آگ پانی مین لگاتے تھے عکس ماہ رویان جو پانی مین پڑا تھا چاند نہار ہا فلک دریا مین نکلا تھا اسی طرح سیر کنان جب بیچ دریا مین پہونچی ایک طوفان عظیم برپا ہوا اُس تاریکی سے چادرین سیاہی کی دریا پر پڑنے لگین اندھیرا ہو گیا ہوا تند و تیز مثل غضب قوم عاد کی طرح چلنے لگی موج کو موج دریا کی نگلنے لگی نہنگ منہ پھاڑے اُچھلنے لگا دریا کا منجدھار سے لڑنا جان پر ہر ایک کے بنجانا آب گوہر جان عمناکان پر بھی نمایان ہوئی گوہر جان کی بے آبرو ہو کر ہلاکی ہوتی کشتیان سب چکر کھانے لگین گرداب کی چال سے سیکھی فلک نے عجب چکر مین ڈالا جو ولجہ نے سر اُٹھایا جانوران آبی اُچھلنے لگے نہنگان خون آشام سر نکالتے تھے اس بحر آفت خیز مین آخر وہ سب کشتیان مع اُنکے ساکنون کے ڈوب گئین مثنوی

وہ سفینے تھے جو کہ دریا مین
تھی کشش ظلم کی مگر تہ آب
ڈوبے جو یون کہین وہ جا نکلے
آخر اخسر ڈبو دیا اُسکو

موج زنجیر اُنکے تھی پا مین
کہتے ہین ڈوبتے اُچھلتے ہین
غرق دریائے ظلم کیا نکلے

کھنچ گئی قعر کو وہ گوہر ناب
ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین
ظلم نے آہ کھو دیا اُسکو

جب کچھ عرصہ اُنکو ڈوبے ہوئے یہ گزرا تو اُنھون نے دیکھا کہ زنجیرین ہم سب کی گردن و کمر مین بندھی ہین اور کھنچے ہوئے اندھیرے مین جاتی ہین تھوڑی دیر تک اسی تاریکی مین چلے

پھر روشنی دکھائی دی تو اُس پار دریا کے جو فوج اُتری ہوئی تھی وہیں اپنے تئیں بندھا ہوا
پایا اور ملکہ زیور نے دیکھا کہ ایک ساحر خیمۂ زرین میں مسند پر بیٹھا ہے اُسکے سامنے بندھی کھڑی ہوں چنانچہ
اُس ساحر نے کہ نام اُسکا باران بحر آشام جادو تھا اُس ملکہ سے خطاب کیا کہ کیوں او نمکحرام شوخ دیدہ تو نے
یہ عزت و حرمت جس شاہ کے بدولت پائی اُسکی مخالفت پر کمر باندھکر تو اب طلسم میں آئی ساری عزت تو نے
دریا سے بے حرمتی میں ڈوبائی ملکہ نے کچھ جواب اُسکو نہ دیا اور وہ بے حیا اُسکو مع تمام اُسکی فوج کے بندھا ہوا لیکے چلا
سب ساحر جو وہاں اُترے تھے کوچ کر کے ہمراہ ہوئے اور شہر میں آکر پہونچے اُس قلعہ کو بھی بہت آباد دیکھا جوان سے تک
یہاں کا رشک شمشاد دیکھا مکانات عزت بخش طاق کسریٰ و فریدون ساکنان غیرت شبل لیلی حسین کہ دل دیکھنے والوں کا
اُنکے عشق میں مجنون وصف شہر بہت جگہ کیا گیا اسوجہ سے اختصار کیا جاتا ہے کہ سب کو واقف شہر دیکھتے اتنے جا بجا
اشک خون بہائی جاتی تھی ہر وہاں شہر میں چلو دیکھو چلو دیکھو کا غلغلہ بلند تھا یہ سب جو تھے وہ سب ہنستے تھے
جو وہاں بستے تھے ہجوم مردمان شہر ہمراہ بعض کے لب پر جور فلک سے آہ آہ بعض کے لب پر واہ واہ اسیطرح دار الامارۃ
میں پہونچے فوج کے لوگ باہر ٹھہرائے گئے زیور اور اُسکے افسر اندر بلائے گئے تخت شاہی پر طیران جادو بد باطن
و تیرہ رو متمکن تھا اُسنے زیور کے حسن و جمال کو دیکھکر عقل و ہوش کھویا لیکن کیا کرتا مجبور تھا کہ حرمت شاہی سے خاموش
ہو رہا اور کچھ دیر میں جب حواس درست ہوئے عتاب اُس بیچاری پر کرنے لگا کہ کیوں او گیسو بریدہ تو بھاگتی تھی
کیا بادشاہ کا عتاب کس غضب کا ہے اور اُسکو کیا خبر نہ پہونچیگی جو برخلاف اُس سے ہو گئے زیور نے بجواب ان کلمات
کے کہا کہ او موذی بیحیا اول تو میں بادشاہ سے خلاف نہیں ہوں اور جو تو کہتا ہے تو یوں ہی سہی تو کیا ہے
اور تیرا بادشاہ کیا تسخر ہے طیران کو غصہ آیا اور چاہا کہ حکم قتل کا دے مگر مشیران سلطنت نے عرض کیا
کہ حضور بادشاہ طلسم کو اُسکے قتل کا اختیار ہے آپ لکھ بھیجئے اگر حکم دے کہ زندہ بھیجدو تو اسکو روانہ کیجئے گا اور
جو لکھے تو قتل کر کے سر بھیجئے گا بادشاہ نے مشورہ انکا پسند کر کے اُسکا حکم قید کا دیا ملازم اُسکے اور فوج کے لوگ
اور زیور سب ایک ہی مقام پر قید ہوئے یہ شاہزادی اُس زندان غم میں بہت گھبرائی مکان تیرہ و تنگ میں جان تنگ آئی نظم

سخت دلتنگ یوسف جان ہے
کوٹھری کے حباب کے سے ڈھنگ
کبھی کوئی سینو لیا ہی پھرے
کوئی داسا کہیں سے چھوٹا ہے

گھر کہ تاریک و تیرہ زندان ہے
چار دیواری سو جگہ سے خم
کبھو چھت سے ہر ا یا گرے
دب کے مرنا ہمیشہ مد نظر

کوچۂ موج سے بھی آنگن تنگ
تر زرا ہو تو سوکھتے ہیں سم
کوئی تختہ کہیں سے ٹوٹا ہے
گھر کہا صاف موت کا تھا گھر

| بس وہ حیران کار رہتے تھے | خواب راحت وہاں سے سو سو کوس | دن کو بھی دھوپ رات کو تھی اوس |
| --- | --- | --- |
| | | بے مددگار و یار رہتے تھے |

اب انکو تو قید زندان ستم طرازان مین رکھیے لیکن حال عمرو عیار
ضمیری سنیے کہ انکو جو طائران سحر لیکر روانہ ہوے تھے جب سرحد ملک کوکب ختم ہوئی تو اُس
پر اُنھون نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ عیاران یہ جو دست راست کو راستہ گیا ہی طلسم ہوشربا کا ہی اور یہ جو
کی راہ ہی یہ قلعہ کوہ عقیق کو راستہ گیا ہی اور اسی طرح طلسم کو ہر گرہ و ہزار ہربت وغیرہ کو راہین گئی ہین اور طلسم
ربا کو جو کوئی جائے قلعہ جات کے علاوہ دریاے ہفت رنگ بھی اسکو پڑیگا بغیر اسکے خاص طلسم مین جانا نہ
یہ قلعہ جات جو پڑینگے یہ دریا کے اسطرف ہین عمرو نے کہا خدا مالک و نگہبان ہی لیکن اب تم اسی صحرا مین ٹھ
ٹہرو مین جاتا ہون اور تلاش ملکہ زیور کرتا ہون یہ کہکر وہان اُترا ملکہ بلال سحر افگن و تحمور بھی اُتر
گجدیر آسودہ یہ سب ہوے اور کوکب نے چلتے وقت یہ کہدیا تھا کہ سرحد قلعہ طیرانیہ پر جاکر اُترنا
اُسی مقام پر اُترے ہین لیکن تردد مین ہین کہ دیکھیے زیور ادھر سے آتی ہی یا نہین غرضکہ جب خوب ا
ہو چکے ساحرہ تو دونون طائر بنکر اُڑ گئین اور خواجہ ساحر کی ایسی صورت بنکر یعنی جھولا سحر کا گلے مین ڈال
تھی یا لے سے درست ہوکر کھنور چندن کی جسم مین لگا کر جمشید جمشید کہتے روانہ ہوے اور جب اُس قلعہ
کی سرحد سے آگے بڑھے تو ایک نہر بہتی دیکھی اُس نہر کے قریب پہونچتے ہی موجین اُسکی بڑھنے لگین اور آتش
سحر شعلہ آور ہوئی خواجہ نے اُس نہر مین تعویذ دیا ہوا کوکب کا ڈالدیا پھر تو چند مچھلیان اُسمین سے
نکلین خواجہ کو اُنھون نے زبان فصیح سے سلام کیا اور ایک مچھلی آگے آئی کہ اُسکی پشت پر کاٹھ کھنچا تھا
وہ جب کنارے پر آئی خواجہ اُسپر سوار ہوئے وہ غوطہ مارکر اُس نہر کے پار پہونچی عمرو جست کرکے نہر کی اُس پار
اُترا اور آگے بڑھا کہیں صحراے سبزہ زار نظر آیا کہین صحراے ہولخیز پایا کسی طرف دریا بہتے دیکھا کہین ساحر
مسکن بنے تھے جادوگرنیون کو رہتے دیکھا اسیطرح سیر کنان قریب قلعہ کے پہونچا دیوار شہر پناہ بہت
مستحکم و استوار بابلی پتھر کی عمارت نہایت طرحدار بانی ہر طرف برج و مکان اُسپر بنے تھے دروازہ شہر پناہ پر ساحر
بطور پاسبانون کے بیٹھے تھے عمرو بھی اُنھین پاسبانون کے پاس جاکر بیٹھا اور کہا بعد مدت اسطرف آنا ہوا
اب شہر مین کون جائے تحفہ پانی پیکر گانون کو اپنے چلا جاؤنگا ایک ساحر نے کہا بھائی تم کہان کے رہنے والے ہو
اُسنے کہا ایک گانون ہی اجڑا ہوا اُسکا نام وہان رہتا ہون اسنے کہا بھائی آجکل اندر شہر کی جانے کی روک ٹوک
بھی ہی اسلیے کہ ایک گنہگار شاہ جادوان کی مع اپنے لشکر کے گرفتار ہوئی عمرو نے کہا اسکا کیا نام ہی پاسبان نے کہا

ملکہ زیور جادو اُسے کہتے ہین عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ شکر خدا کا ہی محنت میری ٹھکانے لگی پس احوال دریافت کرکے یہ وہان سے اُٹھا اور اُسی قلعہ کے قریب صحرا مین آکر صورت اپنی ایک جوگن کی ایسی بنائی اول تو زلف چلیپا دراز تھی ہی اب مثل بخت رسا اور زیادہ اُسکو بڑھایا طول شب ہجر سے تشبیہ دینا باعث پریشانی دل ہے شب دیجور سامنے اُسکے خجل ہے بہار سنبل روبروے اُسکے خزان دیدہ موشگافی لاکھ کرے مگر بال بھر بھی وصف اُسکا نہو اور اُسکے عشق مین دیوانے بستۂ زنجیر رہین دل کو ایسا کھوئین کہ جیسے اندھیرے مین کچھ ڈھونڈھین اور نپائین چاسازی اُسکی دل کو یاد ہیچ و خم کرنے مین وہ زلف اُستاد اس زلف کو خاکستر آلودہ کرکے کھٹا مین نہین بلکہ رخسار پر چھوڑین تو سن ناز کی باگین موڑین کان کی لو کا دھوان ایسا بلند تھا کہ وہ کاکل ہے کے بیچے اور کاکل بنا تھا دو ہزارون نے اُٹھا ہوکر سلح دل لوٹنے کا ارادہ کیا تھا پیشانی اُس زلف مین یون نور فگن تھی جیسے اندھیری رات مین شمع روشن تھی زہرہ جبینان دہر پیشانی اپنی اُسکے عشق مین ٹپکا کرین ہر شام سودے مین بسر ہو تیغ ابروے اُسکے گھائل دل و جگر ہو پردون کے سامنے تیغ ہلالی نظر مریخ سے گرجائے اگر وہ تیوری چڑھائے تو گویا تیغ چرخ پر چڑھ جائے تیر فگن کمان کو لیس کرے ہر پلک کو غیرت قیس کرے کمان خود شرم سے گوشہ گیر ہو مرغ جان عشاق نشانۂ تیر ہو نرگس بیمار کو تا بحشر تک شفا ہونا دشوار کیونکہ اُسکی آنکھون کے عشق مین بیمار ہے جادو نگاہی مشہور ہے مگر یہان سحر سامری بھی مجبور ہے غزالان چین ختن کا سارا نشہ ہرن ہو جائے اگر وہ آنکھ کبھی دکھلائے خوش چشمون کا چہرہ انھین آنکھون کے سامنے نظری ہوا اکتائی کا صاد دفتر حُسن مین منشی نے کیا جتنون سے ملتی گریزان ہے کہ قیامت اتنک شرم سے پنہان ہے رنگ رخسار وہ کہ جسکا نظیر نہین ایسی نور کی تنویر نہین چاند سورج تو حسین چند ہر چڑھائین لیکن یہ چمک دمک رخسار مین اے کب پائین لب نازک کی کوئی کیا ثنا کرے اُسی کے دھیان مین تمام عمر ہونٹھ چبا کرے مگر مسی جو کوئی خیال شوق بوسہ مین دیکھے تو وہ ہونٹھ نیلا ہوجائے نازک بدن مسی زیب اپنا لب تصدق فرمائے دہن تنگ کا عقدہ تو آجتک کسی سے نہ کھلا غنچہ کی روش زبان مُنہ مین لال رہے لُنہ پربات نہ آسکے حیرت سے صاحب دید کا یہ حال رہے غرضکہ از سرتا بپا آفت کا پتلا قیامت کا پورا نقشہ بن رہا ساتھ بن تولا لاکھ فام گلگ محمدا سرا پا بہار ملو زیبا و حسن مین یگانہ حسینون کی افسر دنیا بھر سے بہتر کہ قصیدہ

| | | |
|---|---|---|
| تاب رخسار قلق عرق رخسار شفق | وہ جبین ماہ جبین سینہ خط چین بہ چین | ایک خورشید لقا طرفہ جوان رشک تھی وہ انگشت ہی جسنے کیا مہ کو شق |

کرے دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابرو تلوار
چشم ابلق تو نگہ ترک سوار ابلق
سرو قامت ہے اندام گلستان رخسار
راست ہاں زلف ہے یہ کل طویل احمق
لوح رنگین سے نہ زیبا ہو بیاض گردن
ناف اک عکس فلک ہیں انہیں بجائے زورق
کیا کہوں ساق بلورین کی صفائی اسکی

باندھ کر کھینچے دل زلف مسلسل کی رسن
غمزہ و ناز و کرشمہ وہ بلا غارت گر
ہونٹھ گلبرگ ہیں غنچہ و بینی زنبق
شکر آمیختہ بادام متقشر دندان
ناک ہو سرخی شنجرف نہ خون ناحق
نازک ایسی کمر اسکی کہ سمجھنا مشکل
شمع گر دیکھے اسے شرم سے آجائے عرق

تیر انداز ہو مژگان بتعداد دو شستہ گزار
کر چھوڑیں تن عشاق میں جا ایک ...
سرو قامت سے اگر اسکے ہو طوبی ...
سیب فردوس زنخدان ...
سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا
جسطرح شعر خیالی میں ہو معنی دقیق
جب اس صورت سے آراستہ ...

سر پر ایک حلقہ زرین بنا کر رکھا تہمد جیسوار کی طرح باندھی بھبوت منہ پر ملا موتیوں کو جلا کر راکھ کیا ایسا چہرہ پر آب و تاب بنایا بین لیکر کاندھے پر رکھی مرگ چھالا کاندھے پر ڈالا اور ایک جھولا اپنے اسباب رکھنے کا دوش سے لٹکایا وہ زینہا سے کنجان اس مقام پر دیکھا چشمہ رواں کے قریب مرگ چھالا بچھا کر بیٹھا اور بین بجانا شروع کیا پھر اسکو تو الحان داؤدی خدا نے عطا فرمایا ہی تمام جانوران صحرائی گرد و پیش آکر جمع ہوئے اور طائر ایسے محو ہوئے کہ بالکل خوف نرہا ہاتھ پر اور سر و دوش پر نشیمن پذیر ہوئے ہر درخت بان گانا میں سنکر نہال ہوا صحرا سب خوشدلی سے باغ باغ تھا سبزہ تختی تمام جنگل کو نصیب ہوئی چشمہ کو بھی موج شوق سے لہرائی ایسا جوش دل میں پیدا ہوا کہ چشمے سے بڑھکر دریا ہوا فرط عشق سے اُبلنے لگا شاخین درختوں کی جھومنے لگیں جھک جھک کر جوگن کا منہ چومنے لگیں وہ صحرا سے سبزی کی بہار ابر گھرا ہوا قوس قزح فلک پر نکلا ہوا چشموں کا لہرانا اور ایسی پر بہار جا پر بیٹھکر بین جوگن کا بجانا اور ایسی حسین جوگن کے چشم زمانہ نے کاہیکو حسن دیکھا ہوگا اسکی مستانہ ادا انہیں جانان گلشن کو دکھانا قدرت خدا نظر آتی تھی کہ ایک قصیدہ

کھلے ہی جاتے ہیں سب غنچے ہیں جوش نشاط
نہ رہی کلفت عصیان سے جہان ظلمت

ٹوٹے ہی جاتے ہیں گل بلبل وہ ہنسی کی ساتھ
اسقدر ساز طرب سازی کی آواز بلند

آج وہ جوش پہ تھی رحمت باری کہ کہیں
چھیڑیں گر تار کھرج کا تو ہو پیدا ...

ازبسکہ یہاں سے قلعہ قریب تر ہے تو بہت آدمی قلعہ سے ادھر آتے اور بہت جاتے ہیں جو کوئی ادھر سے گزرا وہ جان و خرد کھو کر گھر کا راستہ بھولا بیٹھکر جوگن کا منہ دیکھنے لگا اور بیہوش و مدہوش ہوا جب ہجوم زیادہ تر ہوا جوگن نے بجانا موقوف کیا اور وہاں سے اٹھ گئی ناچار خلقت بھی اپنے اپنے گھر گئی اور قلعہ میں آکر سبنے بیان کیا کہ آج ایسی ایسی جوگن کبھی سنے تو کیا پیر دہر اور زنان جناتی بھی نہ دیکھی ہوگی اور نہ ایسا گانا بجانا سنا اور دیکھا یہ صورتیں بھی قابل

دیدہ میں جلوا اور دیکھو رکھو جو لوگ اس کے ساتھ آئے او گانا وغیرہ شکر جو ہوئی پھر تو چار طرف سے دیہات
اور شہر میں دھوم ہو گئی عالم خدا کا اسی صحرا میں اٹھ آیا گویا میلا بھی ایسا نہ ہو گا جیسا وہاں مجمع ہوا شہر کے
امیر و غریب و فقیر سب آنے لگے اور تیر عشق جوگن کا کھا کر تڑپتے ہوئے گھر جانے لگے وزیر نے اس قلعہ کے
خبر سنی اور امیروں نے اسکو اشتعالک دی کہ حضور یہ جلسہ بھی کم ہوا ہے جواب آجکل بیرون شہر ہوتا ہے
دیکھو رکھنے کے قابل ہے جوگن کا ہے کو ہے قدرت خدا ہے یا خبر ہے سامری نے اپنے ہاتھ سے اسکو بنایا ہے
ایسا نقشہ کم دیکھنے میں آیا ہے وزیر مشتاق ہو کر سوار ہوا ہمراہ تمام ارکان دولت و مشیران سلطنت
توڑے اشرفیوں اور روپیوں کے اپنی اپنی ہمت کے موافق سب نے ساتھ لیے یہاں جو لوگ کہ آتے تھے
وہ تو دونے مٹھائیوں کے اور پیسے کوڑی روپے جوگن کیلیے لاتے تھے گرد اُس حسینہ کے پیسے روپیوں
کا ڈھیر رہتا تھا اور وہ آنکھ بھی نہ ملاتی تھی وہ سب مال اسیطرح پڑا رہتا تھا ہر ایک کو یہ آرزو تھی کہ
ہماری جانب سیدھی نظروں سے یہ دیکھ لے اور کوئی بات کرے لیکن بات کرنا کجا وہ انکے مجمع کرنے
سے درختوں میں جھاڑیوں میں پوشیدہ ہو جاتی تھی یہ لوگ بھی جب اسکو ناراض پاتے تھے ہاتھ
باندھکر کھڑے ہوتے تھے اور بعض وقت ہٹ جاتے تھے کوئی اُسکی تعریف میں کہتا کہ اے جان جہان
میں تیرے عشق میں اپنا یہ حال رکھتا ہوں کہ شعر مثال نے ہے مرا جسم کہ دم میں دم ہے فغان ہے میرے
لیے اور میں فغان کیلیے ۞ کوئی یہ زبان پر لاتا تھا کہ بیت دیکھ کیا فتنہ سازی میں ہے ہمسر چشم فتان
سے ۞ گرا تھا یہ بھی اشک سر سے آلود اسکی مژگان سے ۞ اسی مجمع میں آخر وزیر بھی آ کر پہونچا اور
اُسکے جو قریب تر اُس نے آکر صورت زیبا کو دیکھا یہ حال ہوا کہ اشعار ۞ خار خار غم آشکارہ ہوا

| | | |
|---|---|---|
| شکل دل جامہ پارہ پارہ ہوا | ہو گئی بس کہ لوٹے خاک میں ہم | جلد ہمرنگ کسوت ماتم |
| دیا پھر قرار نے آرام | کھو دیا اضطراب نے سب کام | سینہ کوبی سے دل فگار ہوا |

تیر حسرت جگر کے پار ہوا ۞ ہمراہیان وزیر گلاب کیوڑہ چھڑکا کہ وزیر کو ہوش آیا اسوقت جوگن
نے مسکرا کر باشارہ ابرو پاس بلایا اشارہ نہ تھا تیغ دو دم تھا کہ جسنے ایک ہی وار میں دلکو دو ٹکڑے کیا
گر کچھ جان مضطر کو قرار آیا مرگ چھالی پہ جا کر پاس بیٹھا جوگن نے مزاج پرسی کی اُس نے کہا جان پر بنی ہے باقی سیطرح
طبیعت اچھی ہے نام پوچھا تو اسنے آوارہ و سرگشتہ و بدنام و رسوا کی خطاب اپنا بتایا اور کہا کہ افراد

| | | |
|---|---|---|
| آنکھ اس پہ جفا سے لڑی ہے | جان کشتی قضا سے لڑی ہے | قسمت اُس بت سے جا لڑی اپنی |

دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہے :: جوگن نے تیوری چڑھا کر کہا کہ میان حسن پرست ایسے ہی ہوتے ہین جعلسازی لبان حسن معشوق ہاتھین پچار کرتے نہین ورنہ مین بچاری اُنس لائق کب ہون کہ جو کوئی مجھ پر مرنے کا ارادہ کرے یہ کہکر اشک آنکھون مین بھر لائی اور بین اُٹھا کر ایسا پر سوز و گداز دیپک کا راگ بجایا کہ استخوان سامع کو ذبنا کر جلایا اور یہ غزل زبان پر لائی کہ غزل

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے ۔ اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے

لگا کیا اور مزہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے ۔ اسے ہیر قضا اسکو پر تیر قضا سمجھے

وہی کچھ تلخ کام اس زندگانی کا مزہ سمجھے ۔ کہ جو زہر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے

ہر اک گردش میں سو انداز ناز و فتنہ زا سمجھے ۔ فلک کو ہم کبھی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے ۔ جو اب بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت سے خدا سمجھے

تجھے اے سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے ۔ برین تجھ سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے

تری کشتے جو یون خواب عدم سے یک بیک چونکے ۔ مگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے

حساب ابتلا نہ پوچھ مجھ سے میرے دل کے زخموں کا ۔ حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دے ۔ کہ عاشق اپنے پہلو میں اسی کو دل کی جا سمجھے

نہ آیا خاک بھی رستہ سمجھ میں عمر رفتہ کا ۔ مگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے

بلا اس زلف کی مصرع میں ہے مضمون پیچیدہ ۔ اسی سے یہ کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے

ہوا نے زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہے ۔ کہیں ایسا نہو دے ہمسے وہ کافر ادا سمجھے

سمجھ ہی میں نہیں آتی ہے کوئی بات ذوق اسکی ۔ کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

اِس تحمل نے وزیر کو زار زار رلایا دیوانہ زیادہ بنایا جب اُس نے گانا موقوف کیا اور قصد کیا کہ اب وزیر کے پاس سے اُٹھ جاؤن اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور منت کر کے قدمون پر سر رکھ کے کہا کہ اے راحت دل و جان ایک عرض میری اگر تو قبول کرے تو گویا بندہ بے درم مجکو بنائے اور سوال لے جوگن اُس کے پاس پھر توقف پذیر ہوئی اُس نے نہایت خوشامد سے عرض کیا کہ یہان اتفاق زمانہ سے آپ وارد و صادر ہوئی ہین غریب خانہ اِسی شہر مین میرا ہے امیدوار ہون کہ قدم رنجہ فرما کر اُس کلبۂ احزان کو رشک قصر قیصر و خاقان بنایئے اور مرتبہ میرا اوج ثریا تا بفلک دوار حضیض خاک سے

ہو بجا ہے جوگن نے ہنسکر کہا اتنی فرصت فقیرون کو کہان جو کسی کے گھر پر جائین یا کسی کی دم ہنسین بولین ہمارا تو یہ حال ہے کہ بیت ٭ پھر کر ادھر ادھر نہ ہارا گیا قلق ٭ لہذا قلق کی طرح سے وہ بھی رہا قلق ٭ ہان ہی چلنے سے تو کچھ جی بہلجاتا ہے ورنہ مجکو وہ وحشت ہے کہ مجنون میرے نام سے گھبراتا ہے وزیر نے بہت منت و سماجت کی اسوقت یہ راضی ہوئی بس اسیوقت سواری سلیمان بادبہاری تیار ہوئی اور بہزار ترک و احتشام سے سوار کر کے وزیر لیچلا اور اپنے ایوان مین ایک مقام تنہا اور پاکیزہ دیکھکر اسکو اُتارا اتفاقاً اور امیر وغیرہ جو وزیر کے ساتھ سے پھر گئے انھون نے یہ تذکرہ طیران جادو بادشاہ سے کیا بادشاہ نے اُسیدم وزیر کو بلوایا اور فرمایا کہ ہماری خوشی یہ ہے کہ جوگن کو لاکر ہمارے مکان مین اُتارو وزیر حیران ہوا کہ بادشاہ جب اسکو دیکھے گا خود محل کرنا اُسکا چاہے گا میرا مطلب اُٹھ جائیگا لیکن حکم حاکم مرگ مفاجات بہت خوب کہکر مکان پر آیا یہان بادشاہ نے اپنا وہ باغ خاص جو اسکو بہت پیارا لگتا تھا باغ عالم سے نرالا تھا اُسکو جوگن کیلیے آراستہ فرمایا وصف اُس باغ دلکشا کا کسکو تاب رقم ہو لہذا سے الہٰی معطر تھا سبزہ رنگ محو رخسار کے باغ کا دل بھی باغ باغ تھا ہر گل گوہر شب چراغ تھا بلبل ترانہ مبارکباد گاتی تھی نسیم مژدہ جانفزا لاتی تھی فوارہ جوش عشرت سے اُچھلتا تھا [illegible] فرط مسرت سے اُبلی پڑتی تھین اور چھلکتی تھین سرو بن رہا تھا شمشاد قامت زیبا کی تھین دکھانے کو بن رہا تھا طائران نواسنج غزلخوانی کرتے تھے وصف مہمانی کرتے تھے گلون کا داغ [illegible] لعلی پر بہو بجا ہوا تھا مشام جوانان چمن کو بسا دیا تھا عروس گلشن نے نئی سرخی پھولون کا [illegible] بنا تھا نقصب کا اظہار کیا تھا نرگس چشم حیرت سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی وہ خرمی پھیلی تھی کہ سنبل بھی پریشانی بھول گئی تھی غنچہ منہ بند پھولا نہ سماتے تھے فرط عشرت سے کلیان پھولی تھین سوسن کو حکم تھا کہ جائے ادب ہے چپ رہے زبان نہ کھولے کہین ایسا نہو بلبلے کی بولے باغ کی بارہ دری مین تصویرین اور شیشہ سجایا گیا تھا رخانہ جس مین وہ مقام بنایا گیا فرش وہ بچھایا گیا کہ اطلس چرخ کو غیرت [illegible] ساعت ترتیب بزم عشرت آئے کہ غزل ٭ یہ جوش نسترن ہے چمن پہ لالہ و گل کا چمن

گلشن مین گویا چھا گیا ہے نور رنگ شفق
[illegible] نشان [illegible] سر مہتاب [illegible] جلوہ گر
ہو جیسے کیفیت [illegible] نور سحر رنگ شفق

ہر سرو [illegible] غنچہ [illegible] چمن نشان چمن
اور [illegible] نور سحر رنگ شفق
[illegible] ابر [illegible] بادہ [illegible] رنگین جھکا

ہر سبز گلگون قبا نور سحر رنگ شفق
جام [illegible] رہی ہین ہر [illegible] عکس لالہ گون
ہین عالم [illegible] نور سحر رنگ شفق

فانوس شیشۂ لالہ گون روشن تر ہی محفلین یون گویا کہ شیشہ مین بھرا نور سحر رنگ شفق جب آ گئی باغ و مکان ہو چکی تیاران زرین کمر بہ خدمتگاری حاضر ہوئین اور ہوادار پر جوگن کو سوار کرکے وزیرہ نے داخل باغ کیا یہ اگر بارہ دری مین مسند پر جلوہ گر ہوئی جستوقت کہ باغ عالم سے گل آفتاب خمول و پژمردہ ہوا اور فراش مہتاب نے فرش چاندنی کا گسترده فرمایا کہ ابیات ہنسے چراغ تو ایسے ہنسے کہ پھول جھڑے ✦ حیاے رنگ گل آفتاب تھا تغیر ✦ نہال شمع سے اُس شب چٹخنے لگی گل شبو ✦ بہار عیش مین گلچین کیطرح سے گلگیر شام کو بادشاہ آردہ ملاقات ہوا اور اُسنے جو حسن و جمال کو جوگن کے دیکھا غش کر گیا یہ عالم ہوا کہ ابیات ❖ ضعف سے طاقت آزما غفلت

| | | |
|---|---|---|
| ہوش بر ہوش خود نما غفلت | اِسمین اِک بوی جان فزا آئی | جان پر غش کہ کیا بلا آئی |
| غش سے مجکو افاقہ ندرت ہی | نہ چلے بس خدا کی قدرت ہی | دیکھتا کیا ہے ایک زہرہ جبین |
| جلوہ افروز ہی سرِ بالین | چرخ نے داغ نو دیا اُسکو | والہ اُس ماہ کا کیا اُسکو |
| صدمۂ جان کسل دوبارہ ہوا | جون کتان سینہ پارہ پارہ ہوا | دیکھ زانو پر اُس کے سر اپنا |

تھا دماغ آسمان پر اپنا ❖ غرضکہ غش سے جب افاقہ ہوا جوگن نے گھٹنا اپنا سر کے نیچے سے سرکالیا اُس گرفتارِ دام الفت نے اُٹھکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا کہ ابیات

| | |
|---|---|
| ہم بتون کے دلکو جذب دل سے کھینچ جائین گے | پر بڑے پتھر ہین یہ مشکل ہے کھینچے جائین گے |
| دیکھین تو دلکی کشش کبتک نہین کرتی اثر | ہم بھی نالے اُس دل سنگین سے کھینچے جائین گے |

وہ فتانۂ عالم بھی مسکرائی اور چشم فتان کی گردش سے قیامت ڈھائی پھر بادشاہ کو مسند پر بٹھایا اور جام لالہ گون بھر دیا اور آپ بین کی طرب درست کرکے بجانا شروع کیا اور اُس غزل کو گایا کہ غزل

| | |
|---|---|
| نالہ اِس شور سے کیون میرا دُہائی دیتا | ای فلک گر تجھے اونچا نہ سُنائی دیتا |
| دیکھ چھوٹون کو ہے اللہ بڑائی دیتا | آسمان آنکھ کے تِل مین ہے دکھائی دیتا |
| لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر ❖ | ایک تیرا نہ مجھے دردِ جدائی دیتا |
| روش اشک گرادینگے نظر سے اک دن | ہے ابن آنکھون سے یہی مجکو سُجھائی دیتا |
| مین وہ ہون صید کہ پھر دام مین پھنستا جاکر | گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا |

القصہ یہ حال ہوا کہ غزل

| | |
|---|---|
| چشم سرمست سے نازین کا جل پھیلا | سبزیون پسی کی پڑی پھیکی رنگت |
| | لیکی انگڑائی کہین ہنسنے لگی رام کلی |

| | | |
|---|---|---|
| اٹھی ملتی ہوئی آنکھوں کو کہیں اپنی للت<br>چرخ مینائی پہ اک سبز پری کا عالم<br>ملنے گر باد تو یہ زہرہ کہن کی قسمت | سبز تمکین آیا نظر حسن مہ و انجم چرخ<br>شفق صبح پہ اک لال پری کی حالت | ہو گیا زرد رخ شمع و چراغ خلوت<br>کیسے یہ رند کا و زہد فروش آگ نہ چہانک |

بادشاہ کا یہ گانا سنکر وہ حال ہوا کہ اپنے آپ سے جاتا رہا اشک مسلسل کا
تار رخسار پر بندھا کچھ دیر کے بعد جوگن نے گانا موقوف کیا انجمن برخاست ہوئی وہ رات کا بھیگنا ستاروں کا
چمکنا کھیت چاندنی کا کرنا درختوں کے پتوں کا چمکنا ہوا سرد کا چلنا بدن میں کچھ کچھ سردی کا
لگنا شبنم کا گرنا خلوت کی رات سبحان اللہ طرفان کا یہ حال ہوا کہ اکیلے میں اُس انجمن آرا
خوبی کے گرد پھرا سر اپنا قدموں پر اُسکے دھرا اور چاہا کہ بوسہ لب شیرین لے اُسنے ایک طمانچہ منھ
پر اُسکے مارا اور کہا کہ مردوے حواس میں آ گیا تو نے مجھکو خیلا بنایا ہو تو صاحب کسی جانگیون کی طرح
باتیں کرنے لگا اپنے مطلب کی گانے ای بایان خود وہ سنا دونگی کہ تو بھی کچھ دنون کو یاد کریگا ہم فقیر سامری کے
جوگی عشق کے بروگی ہمارے ساتھ یہ باتیں کرنا کب زیبا ہیں اُسکے آنکھ دکھانے سے بادشاہ ڈر گیا اور
رونے لگا کچھ دیر میں یہ زبان پر لایا کہ بیت کر دیا کیا تیرے ابرو نے اشارہ ظالم * کہ قضا ہاتھ میں تلوار لیے
پھرتی ہے * اُسنے جب اُسکو روتے دیکھا منھ پھیر کر ہنس دیا پھر اُسکو ڈھیٹ بنایا وہ پھر منت
کرنے لگا پاؤن پر سر دھرنے لگا جوگن نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا یاد آتا کیون تو نے ہم فقیرون کو ستا
رکھا ہے بادشاہ نے کہا کہ ایک بوسہ لب شیرین کی امید رکھتا ہون اُسنے انگوٹھا دکھایا اور کہا او موئے
یہ بھولے ہی نہین بادشاہ نے کہا کہ شعر بوسے کے مانگتے ہی پھیرنے چتونکو لگے * ایسے کیا لعل لب غیرت
گلشن کو لگے * یہ کہکر بے اختیار اُسکے لپٹ گیا وہ آغوش سے مثل برق جہندہ تڑپ کر نکلی اور
پکاری کہ شعر پوچھ مت راہ دغا اس نگہ پرفن سے * رہنمائی کی ہے رکھ چشم دلا رہزن سے *
آخر اُسنے ایک جام شراب ارغوانی سے بھر کر اور آنکھ بچا کر بیہوشی ملا کر بادشاہ کو دیا مگر اسطرح سے کہ منھ
پھیر کر پہلے جام لبون سے آپ لگایا پھر قسم دی کہ مزا وہ دیکھے جو میری جھوٹی ہوئی شراب نہ پیے بادشاہ
مست مے محبت تھا وہ جام یک جرعہ در کشید کر گیا گویا جیتے جی مر گیا اُس نازنین نے اور دوسرا
جام دیا اب تو لاڈلا کی صد انبدہ گئی اور اُسی حالت نشہ میں اُس ساقی ستم کو اُسنے آغوش میں لینا
چاہا یہ انگڑ کھائی وہ فرط مستی سے جان جہان کہکر اُسکے چھینٹا طمانچہ بیہوشی کا پڑا کر تلے ٹانگین اوپر اسوقت
جوگن نے پیرہن اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور اُسکو بارہ دری کے ایک گوشہ میں دری وغیرہ سے

لپیٹ کر چھپا دیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنکر تیار ہوا اور کنیزان ماہ لقا کو کہ جو بروقت تخلیہ چلی گئی تھین طلب کیا کہ وہ آکر ہاتھ پاؤن دبانے لگین اور اپنے کام مین سرگرم و مشغول تو ہُوئین اُسنے کسی سے کچھ نہ کہا پلنگڑی پر آرام فرمایا جسدم فروغ ماہ نے پلنگ پر عدم کے پاؤن پھیلا کر آرام کیا اور آفتاب

بستر خواب سے پیدا ہوا کہ ابیات
اِکطرف سے ہوئی گھڑیال کی آواز بلند
کہ عبادت ہے اگر کیجیے ترک عادت
ہوئی بتخانہ سے ناقوس کی پیدا آواز
ایک جانب کو لگی نے صدا لے لاتے
چلے جمنا کو برہمن کوئی لیکر مورت
اُٹھے میخوار صبوحی کے لیے لے کے سبو

ہنگام سحر عمرو بستر سے اُٹھا تاج شاہی اور لباس فرمانروائی سے آراستہ ہوکر دربار مین آیا وزیرا امیر مشیران خوش تدبیر حاضر ہوئے جب سب مع افسران لشکر کے حاضر ہو چکے اُسوقت اُسنے باواز بلند پکار کر کہا کل وزیر نے وہ نمک حرامی میرے ساتھ کی ہو کہ اگر اسکے عوض مین زن وعیال اُسکے دار پر چڑھاؤن تو بجا ہے اور کولھو مین پلواؤن تو نہایت درست ہے یعنے بغیر دریافت حال بے سمجھے بوجھے جوگن کو لے آیا اور وہ جوگن عمرو بن امیہ ضمری عیار تھا یہ سُننا تھا کہ وزیر کی عقل دنگ ہوئی اور تھر تھر کانپنے لگا اور تمام امیرون کا عجب حال ہوا کیونکہ یہ بھی وصف کرنے مین جوگن کے شریک تھے اُسوقت اُسنے کہا کہ تم سب خائف ہو مین نے تو ایسا عیار طرار نہین دیکھا تھا کہ دین مبین اُسکا حق ہے یہ اسی کی برکت تھی جو اُسنے آکر مجکو گرفتار کر لیا اور مارے ڈالتا تھا مین نے دین اُسکا درست سمجھکر اطاعت اُسکی اختیار کی ہے اب تم مین سے جسکا جی چاہے میرے پاس رہے اور جی چاہے تو جدھر چاہے چلا جائے تمام ملازمون نے یہ کلمات سُنکر عرض کی کہ ہم آپ کے مطیع و فرمان بردار ہین جو رائے اقدس مین آیا بہت اچھا ہوا جو آپ فرمائین وہ ہم سب بجا لائین عمرو نے کلمۂ طیبہ سبکو تلقین فرمایا کہ ہر ایک از سر صدق ایمان لایا اُسنے حکم دیا کہ زندان سے ملکہ زیور کو باعزاز تمام لائین لوگ خوشی خوشی دوڑے اور زندان سے ملکہ مذکور کو مع افسران لشکر کے لائے عمرو نے خلعت زرین عنایت کیا کہ ملکہ بیٹھی شہر مین انتظام ہونے لگا و برے بتکدے گرکے مسجدون کی بنیادین ہوئین تمام اہل شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے کلید خزانہ خزانہ دار نے لاکر سپرد کی منادی نے ندا کی کہ جو اطاعت خواجہ عمرو کی نہ کریگا بڑے عذاب سے مارا جائیگا غرضکہ جب خوب تسلط ہو چکا اُسوقت مع ملکہ زیور کے عمرو اُس باغ مین آیا کہ جہان طیران کو رکھا تھا اب اُسکو دری سے نکالکر زمین پر ستون دیگر ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا اور فرمایا کہ اے طیران دیکھ قدرت خلاق زمین و زمان کو کسطرح مجکو تجھ پر غالب کیا

اب کیا کہتا ہے شناخت مین اُس خداے پاک کی طیران کی عقل اس عیار کو دیکھکر بیجا نہ ہی اور دل سے کہا کہ واہ واہ واسبحان اللہ کیا عیار ہے کہ کبھی یہ عورت بنتا ہو اور کبھی جسکی صورت چاہتا ہی بنجاتا ہی اور حامی اپنے شریک کا ایسا کہ جہان کہین اسکا مطیع گرفتار بلا ہو یہ وہان پہونچتا ہی واقعی وہین اسکا سچا ہی بس اُسنے اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے نکال تو خواجہ نے سوزن زبان سے نکالی اور کھول دیا یہ دوڑ کر قدمون پر گرا کسلیے کہ نہ ملک اسکے قبضہ مین رہا تھا نہ مال باقی تھا جسکو دیکھتا تھا دشمن جانی دیا جاتا تھا عمرو نے سر اسکا اُٹھا کر سینے سے لگایا اور مطیع اسلام کیا پھر وہان سے دار الامارۃ مین آیا خواجہ نے اب اپنی اصلی صورت سبکو دکھائی ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ کیا قدرت خداے اکبر ہی صورت تو اس انسان کی ایسی اور سیرت ایسی فطرت ہر اعضا مین کوٹ کوٹ کر بھری ہی غرضکہ جب یہ انتظام ہو چکا طیران نے بہت سے صندوقچہ جواہر کے خواجہ کی نذر کیے ہلال سحر افگن و مخمور بھی آکر پہونچین اور اُس سے بغلگیر ہوئین اب اُسنے زاد سفر تیار کیا اور ساٹھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر بحشم و خدم کوچ کیا اسلیے کہ اور اسباب جو اُسکا مطیع الاسلام ہونا سُنتا تو زندہ نہ چھوڑتا غرضکہ اُسکی سرحد کے قریب ہی تو سرحد کوکب روشن ضمیر تھی چند ہی منزل کے بعد اس سرحد مین آکر پہونچ گئے اسلیے کہ کوئی گزند راہ مین نہ پہونچے راستہ طلسم ہوش ربا کا چھوڑ دیا جب اُس سرحد مین پہونچے سواریان تو پہلے ہی سے موجود تھین بہت سے اُن سواریون پر سوار ہوے اور باقی سب ساحران زبردست ہین اُنھون نے خود سواریہاے سحر درست کر کے راستہ پکڑا اور بہت جلد لک ہفت رنگ کے قریب پہونچ گئے اُسوقت اُسی راہ سے جو کہ بہت نزدیک کی خواجہ کے لیے کوکب نے مقرر کی ہی یہ سب آکر داخل طلسم ہوے اور عمرو اول جا کر لشکر مہرخ مین پہونچا سفاک نے جو خبر آمد دختر سنی خواجہ کے نثار ہونے کی مہرخ نے حکم دیا کہ لوگ جائین اور زر نثار کرتے ہوے لائین پھر تو یہ دھوم ہوئی کہ

| | | |
|---|---|---|
| جیسے ابر بہار آئے جھوم | پلٹنیں جاتی تھیں برابریوں | تھی سواری کے فیل کی یہ دھوم |
| رخش ایسے کہ چھڑو اڑ جائیں | آنکھ پھیرو تو کل سے مر جائیں | صف مژگان ہون دلبرون کی جوان |
| چل سواری کا ڈھنگ اصول بجاؤ | چوب نقارے پر لگاؤ اس ڈھب | تو کبھی اب طبیعتوں کو خوب رجھاؤ |
| ایک دو دم بجائے جاؤ یونہین | دلکش آواز گائے جاؤ یونہین | کہ رکھین گوش اس صدا پہ سب |
| رہگذر مین تھے رستہ رستہ گل | | پھینکتے تھے جو دستہ دستہ گل |

غرض بتجمل تمام یہ اگر داخل بارگاہ ہوئے [illegible] اس کے سامنے [illegible]

بارگاہ مین ہر ایک فلک گیر ہوا عمرو نے جشن شاہانہ کیا سب عیش و عشرت مین مشغول ہوے خبر اردون ذریعہ خبر ملکہ حیرت کو پہونچائی وہ نہایت پریشان ہوئی اور نامہ افراسیاب کو لکھا اُسنے بھی نامہ پڑھکر نہایت غم و غصہ کیا باقی تدبیر مین اُن سب کے غارت کرنے کے تو وہ مشغول ہی ہے اُسکو تو اِس حال مین رکھیے اُدھر پران شمشیر زن اجازت اپنے باپ سے لیکر جس سامان سے کہ جانب کوہ رخشان روانہ ہوئی ہے وہ بھی کیفیت معرض بیان مین انشاء اللہ تعالیٰ آئیگی اب غم حال خجستہ مآل جہانگیر بہ خوشنما جبین

داستان دلستان گہر ریزی زبان کلک عنبر فشان سے حالات طلسم شگفتی جہانگیر صاحبقران عالیشان یعنی حسب نشان وہی تاریک صورت کش پہونچنا گنبد جمشیدی پر بیابان تاریک مین اور لینا تیغہ بلاکش و چراغ جمشیدی کو اور مقابلہ ساحران قلعہ دار کے فرستادون سے اور عیاران چالاک تیز رفتار کی اور حالات قلعہ انجم حصار اور خواجہ عمرو کی عیاریان چالاک سے لمؤلفہ

مرے ساقی بہت مدت ہوئی ہے
اُٹھاؤن کب تلک دوری کا مین جبر
سحاب رحمت حق گھر کے آیا
عجب کیا ہے رہے نرگس نہ بیمار
بہار عمر دیکھو تو جو انو
چمن مین میکشون کا ہے اجارہ
لچک ہے سرو مین جیسے قد یار
شجر لپٹے ہین باہم مثل گستاخ
ہر اک گل قہقہے یون مارتا ہے
چمن غور سے ہے کیا اس مین شک ہے
شراب ناب کی خواہش مین لالہ
صدا آتی یہی ہے بس کہ مے لا
غزل خوان مطرب سے مطرب مین گاتے

کہ ترک احباب کی صحبت ہوئی ہے
خدا نے فضل اے ساقی کیا ہے
گلستان پر کیا ہے جس نے سایا
ہوا سرسبز سارا باغ عالم
کنارے نہر کے پھرتی کشتی ہے
گلستان ہے کہ ساقی انجمن ہے
گلون کے مثل ہین سرخ رخسار
لشیلون کی طرح سے برگ ہر گل
شراب نشہ مین جون مفسر ہے
نشہ آنکھون مین ہے نرگس کے چھایا
لیے ہے ہاتھ مین اپنے پیالہ
چمن مین ہے جو بلبل چہچہاتی
چمن مین یون ہین طائر چہچہاتے

نہین ہو سکتی اب باقی مرے صبر
چمن مین سبزہ رحمت اُگا ہے
نہین باقی رہا اب کوئی آزار
صبا دیتی ہے خوشخبری یہ پیہم
غنیمت ہے گلستان کا نظارہ
بڑھے جوبن پران ہر روز دن دونا چمن ہے
نشہ سے جھومتی ہے نخل کی شاخ
زمین پر لوٹتے ہین بے تامل
صدائے خندہ گل مین نمک ہے
ہوا سنبل کو سبزہ زاری کا سودا
دہن غنچون کا بھی جس دم کھلا
تو بہکی بہکی ہے باتین بناتی
کہون کیا مین بہار باغ عالم

ہر اک سو جوش ہو عشرت کا باہم
دکھا دے مجکو وہ جام مینا
کہ جس میں ہوش ہون کچھ بھی نہ باقی
لگاؤن طبع رنگین سے میں وہ باغ
کہ کھلتا ہو تو ہے باغ جیسا
کرے گلگشت جو اس باغ میں آ

مجھے بھی جام گل میں دے مے ناب
کہ دل کھنچتا ہے سوے جام مینا
یہ میری بیخودی وہ رنگ لائے
کہ ہو جنت کو جسکے رشک سے داغ
اسی گلشن کا ہر اک دل ہو بلبل
کنول کھلجائے یارب اسکے دل کا

کہ ساقی اب تو میرا دل ہے بیتاب
چھکا دے مے سے ایسا مجکو ساقی
بہار باغ افسانہ دکھائے
پھلوں پھولوں میں اس گلشن میں البتہ
چنے اس باغ رنگین سے ہر اک گل
ز تاثیر ہوائے طبع رنگین

گل افشانی کند نخل قلم این

سیاحان ریاض سخن و گلگشت کنندگان گلشن علم و فن زمزمہ سنجان بہارستان سخن دانی و منزہ نما چمنستان معانی معطر مشاماں گلہاے کلام و گل فشانان باغ کلام ندرت نظام سیاح بوستان داستان رنگین بیان اسطرح فرماتے ہین و برنگ بلبل شیوا زبان نغمہ مسرت و سرور یون زبان پر لاتے ہین کہ جب شاہزادہ سلطان گردون سریر جہانگیر والا تدبیر ہزاران توقیر برای تسخیر طلسم کوکب روشنضمیر افراسیاب بے پیر سے رخصت ہو کر روانہ ہوا ہر مقام پر تلہ باے سحر رہبری کرتے تھے جادۂ اطاعت سے خلاف قدم نہ دھرتے تھے ہمراہ رکاب سعادت انتساب کئی لاکھ ساحرون کا لشکر انتہا کا کر و فر تخت پر خورشید جادو سوار جلو میں فیل و اسپ کی قطار ڈنکا ہوتا نفیر سحر کو دم ملتا ابر سحر سر پر سایہ فگن لشکری دشمن شکن ہر ساحر ساحری زمانہ بہادری کا زبان پر فسانہ اسی طرح کوچ و مقام فرماتا بعد قطع منازل و طے مراحل ایک صحرا صعوبت زا میں پہونچا کہ بخت سیاہ دشمن کی طرح وہ سیاہ تھا ہوا وہان چلتی تھی یا آواز میں اسکی پیدا نالہ و آہ تھا چشم دہر گویا اندھی ہو گئین تھیں شب دیجور کی سیاہیان سب کھنگر اسی جا جمع تھین تاریکی ظلم کا وہان مجمع تھا اندھیرو ہین سے پیدا تھا ستم و جور کو جو اپنی رونق زیادہ منظور ہو تو تاریکی وہین سے قرض لے آفتاب ادھر سے کبھی ہو کر نہ نکلے بلکہ اسی خوف سے تھر آتا ہے کہ ادھر راہ بھولکر نہ چلا جاؤن جو اندھا ہو جاؤن ہوا وہان کی دلون کو سیاہ کرتی تھی درہ کوہ کے ایسے تھے کہ گور جہود بھی ایسی تاریک نہوگی پھول وہان کے دیدۂ آہو کی طرح کالے تھے دریا وہان کے اندھے کنوین اور نالے تھے بگولون نے کالی بلاؤن کو شرمایا تھا جھاڑیون نے جٹاؤن کو کالے جوگیون کے پریشان بنایا تھا ہر قدم پر بلا نازل ہوتی تھی غبار زمین سے جو اڑتا تھا مطبخ خانۂ عالم میں دھوان بھرا تھا سیاہی ہر سمت برستی تھی ہاتھ کو ہاتھ دیکھنے کے لیے آنکھ ترستی تھی

سیاہ قلبی دنیا کی اُسی جا سے ہویدا تھی کہ ظلم
نہ صحرا خانۂ زنبور تھا وہ
کہ نیش خار سے معمور تھا وہ

نہ صحرا رشکِ میدان قیامت
ملا دے خاک مین شانِ قیامت
غضب پُر ہول و پُر آشوب و پُر درد

تصور سے رُخ سیاح ہو زرد
غضب پُر ہول دشت لق و دق تھا
جہان ہر اک قدم پیدا قلق تھا

اس صحرا مین اُسنے خیمہ برپا کیا اور ازبسکہ زیادہ ٹھہرنا وہان مشکل تھا اِسلیے خود کو تنہا روانہ ہوا
ایک لمحہ بھی بارگاہ مین نہ ٹھہرا چند فرسخ کے بعد ایک گنبد کے نزدیک ٹٹولتا ہوا پہونچا یہ معلوم ہوا کہ ابلیس
سیاہ اسی جگہ ساکن ہی یا کسی موکل جہنم کا مسکن ہی گنبد نہین یہ بھی ایک مکان ساکنان جہنم کا ہی دوزخ کے
ورگہ کا ایک ٹکڑا ہی کالا جھلی نہ ہی یہ ازبسکہ اپنے پاس لوح طلسم بند رکھتا ہی اُسکو گلے سے اُتار کر اُسنے
بلند کیا تو معلوم ہوا کہ نہین گنبد بنا ہی اور بڑے بڑے حرفون سے کچھ لکھا ہی اُسوقت افراسیاب نے
اُس سے کہدیا تھا کہ بروقت تمھارے پہونچنے کے مین بھی آؤنگا تم ان اسما کو پڑھنا اُسنے جب کچھ چارہ
نپایا اُن اسما کو وردِ زبان فرمایا ایک طائر اُس گنبد کے حوالی سے پیدا ہوکر ایک طرف اُڑتا ہوا گیا
بادشاہ باغ سیب مین لیٹا تھا کہ وہ طائر شاہ کے ہاتھ پر آبیٹھا بادشاہ سمجھ گیا اور
اسی طرح بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور ایک ایسے مقام پر اپنے طلسم مین آیا کہ جہان ابر سفید کا ایک
گنبد بنا تھا اور ابر سفید ہی اُسپر سایہ کیے تھا وہان کھڑے ہوکر اُسنے سحر پڑھا کہ در گنبد کھلا اندر سے دروہ کی
ایک خط باریک نہایت منور و روشن مثل خط کہکشان ظاہر ہوا بادشاہ اُس خط کے سایہ مین اندر
گنبد کے آیا اور اسطرف سے گنبد کے دروازے کو کھولا تو ایک ساحر کو ایستادہ دیکھا کہ سراپا نور تھا
اور مُنھ مین اُسکے ایک فتیلہ مثل مشعل جلتا تھا بادشاہ نے ران اپنی کاٹ کر خون لیا اور کئی چھینٹے
اُس ساحر کے منھ پر اُس خون کے مارے کہ وہ فتیلہ اُسکے مُنھ سے چھوٹا اور وہ ساحر ایک آہ کر کے
جلگیا صدا اے شور منشور قیامت برپا ہوئی اور آندھی سیاہ آئی چار سمت ہزارون پتلے اور پرچھائیان
ظاہر ہوکر دست و پا مین بادشاہ کے لپٹنے لگین اُسوقت اُسنے منھ کھول دیا کہ بھق بھق شعلہ تا رے
آتشین نکلنے لگے اور پتلے اور پرچھائیان سب نابود ہونے لگین لیکن اُن پتلون نے بھی
تلوارین اسقدر لگائی تھین کہ جا بجا تن شاہ زخمدار تھا آخر وہ ابر سفید غائب ہوا اور آواز آئی کہ اے
بدکار و ناہنجار دیکھ تو کہ اسکی کیسی سزا تجھے ملتی ہے افسوس ہے کہ ہم آچار ہین اول ہی سے مطیع
ہمکو اور ہمارے بادشاہ کو بانیان طلسم نے تیرا کر دیا تھا خیر اب ورا آشتی تو بند ہوا اور جنگ کھلا

غرض کہ بعد ان آوازون کے وہان بجاے روشنی کے تاریکی ہو گئی بادشاہ بہت جلد اُس گنبد سے ادھر کو نکل آیا اور مُنھ سے اُف جو کی ایک شعلہ نکلکر فتیلہ پر پڑا کہ اُسنے کار روغن کیا یا تو وہ بجھا جاتا تھا اب دھڑ دھڑ جلنے لگا بادشاہ پرواز کرکے وہان سے صحراے تاریک مین پہونچا روشنی کے باعث سے وہ تمام صحرا روشن ہو گیا خورشید جادو نے آکر ملاقات کی اور چاہا کہ ہمراہ چلے لیکن اُسنے منع کیا کہ دشت پُر خطر ہے وقت پر تم قدم آگے بڑھانا یون نکمین بیٹھا یہ لوگ سب رُکے اور بادشاہ قریب گنبد پہونچا وہان شیر بیشۂ شجاعت مشجع پیر جہانگیر کو بیقرار استادہ پایا اور اُسنے شاہ کو دیکھکر سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ مرحبا اے میرے شیر دلاور یہ کہکر اُس فتیلہ کو جو بلند کیا گنبد پر جو کچھ لکھا تھا حرف بحرف پڑھا گیا جہانگیر نے اُسکو پڑھا اور کئی مرتبہ ورد زبان کیا یکایک در گنبد وا ہوا اور اُسمین سے ایک ساحر تیرہ فام کہ قد اُسکا تاڑ سا قریب مین پہاڑ سا تھا مُنھ سے شعلے آتش کے چھوڑتا نکلا اور اُسنے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑا اور گردن مین باہین ڈالدین کئی مالے مروارید کے کہ اصل مین وہ بیضۂ عقاب تھے اور لک در لک سحر اُس سے پیدا ہوتے تھے اُسکی گردن مین اپنے گلے سے اُتار کر پہنا دیے اور کہا اے برادر خوب تم آگاہ ہو کہ میرے طلسم مین عمرو عیار آیا اور اُسنے میرے ملازمون کو بہکایا راہ راست کو بھلایا اور وہ ملحد اور ترک پرستار خداے نادیدہ ہے کہ جسکے نام سے ہم تم دونون نفرت کرتے ہین چنانچہ بادشاہ نے تمھارے اُسی بیدین سے دوستی پیدا کی اور دین اپنا اور نام اپنے جد و ابا کا برباد کیا اور علاوہ اسکے تم جانتے ہو کہ ہمیشہ سے میرے باجگزار تمھارے بادشاہ کے جد و ابا رہے ہین اور وہ خود بھی غاشیہ بردار حکم رہا ہے پھر تمکو میری اطاعت کرنا زیبا ہے اُس ساحر نے کہا کہ اے ملجاے ساحران جہان و بادشاہ افسون خوانان بیت

ملک گوشہ تیرا بجسر خ برین
طلیعون مین ہین تیرے جادو گران
ترا دین و آئین ہین ہین و مہین
تو ہے قدوہ ساحران جہان

اس ذرہ بے مقدار سے آپ کیا خدمتگزاری چاہتے ہین کہ اسکو بجالانا مین اپنا فخر و افتخار جانون بادشاہ نے کہا بھائی مناسب یہ ہے کہ چراغ جمشیدی و تیغہ بلاکش جو اپنے قبضہ مین تم رکھتے ہو وہ اس نہنگ بحر جلادت و دُر دریاے فتوت

انجم سپاہ فلک جاہ شہزادہ بانوقیر جہانگیر کو حوالے کرو کہ یہ طلسم کشا ہے یہ کہکر اشارہ کیا کہ جہانگیر بھی تم سے
کچھ باتین لجاجت کی کرے لیکن یہ بہادر یگانہ کب سر فرو لانے والا ہے کچھ اُسنے سماعت نہ کی سواے
اُسکے کہ اُس سے بغلگیر ہوا اور اُسنے بھی اسکے تیور اور شوکت و شہامت جو دیکھی بندۂ بے دام بن
اور فرمان بادشاہ قبول کیا اندر گنبد کے جہانگیر کو اجازت دی کہ جائے نام اس سلمر کا وہم جادو ہے
اور اسکا بھائی ہے کہ اُسکو موہوم جادو کہتے ہین موہوم جادو بیرون گنبد براے حفاظت
رہتا ہے اسوقت اپنے مسکن مین تھا کہ اُسنے روشنی دیکھی سحر سے حال دریافت کیا کہ افراسیاب
یہان آیا ہی چنانچہ فساد سے کوکب اور افراسیاب کے تو آگاہ تھا ہی سمجھ گیا کہ آنا
افراسیاب کا خالی از فتور نہین جلد خبر لینا چاہیے پس فوراً اُڑکر اس مقام پہ آیا اور مخفی طور
ساز کرنا افراسیاب کا اپنے بھائی سے دیکھا دل سے کہا واے مردیم یہ کیا
غضب ہوا اُسنے پشت گنبد پر جلد تر ہونچکر سحر کی نقب لگائی اور اندر گنبد کے آیا اور جس
صندوق مین کہ تحفہاے مذکور تھے اُسکو وا کرکے حاصل کیے اور نقب ہی سے نکلکر صحیح
کار استہ پکڑا یہان جہانگیر جو اندر گنبد کے آیا فضاے سحر کی بہت روشنی بھی دیکھا تو ہزار تصویرین
یہان لگی ہین کہ سب ہنستی بولتی ہین اور میز پہ بھی ہین گلدستے اُنپر چنے ہین سامنے گلدستون
کے آئینہ جھمک دار لگے ہین آئینون مین پریان ناچتی نظر آتی ہین بادشاہ اُن ممالک سیر و شکار
مین مصروف دکھائی دیتے ہین صحرا و کوہ کا تماشا نظر آتا ہے بلبلونکا چہچہا تا سنائی دیتا ہی رقص
طاؤس گلستان مین دکھائی دیتا ہی آئینہ نہین اصطرلاب جاماسپ و جام کیخسروی کو شرماتی ہین
جام جم کو کوزۂ سفال بتاتے ہین انہین نیرنگیون مین ایک یہ بھی تماشا ہی کہ کئی ہزار صندوق جواہر نگار
اور شیشے کا رکھا ہی ہر ایک پر غلاف مخمل کا چڑھا ہی ہر صندوق پر جواہر کے مور کھڑے ہین دم
اپنی اٹھائے رقص کرتے ہین جو کوئی قریب صندوق جانے کا ارادہ کرتا ہے وہان مور سے
ایک پریزاد نکلتی ہی اور اپنی اداہاے دلفریب پر لُبھاتی ہی ہنسکر برق دندان کی چمک سے
بجلی گراتی آئینہ رخسار کا اپنے حیرتی بناتی ہے انسان محو ہوکر رہجاتا ہے کچھ دیر مین وہ پری تو غائب
ہوتی ہے جانے والا مثل تصویر گلی بے حس ہوتا ہی اور کچھ دیر مین زمین مین سماتا ہی جہانگیر نے وہ
اسما جو سر گنبد پر تھے پڑھے اور لوح طلسم بند بھی پاس رکھتا تھا پس قدم جلادت تقسیم

پھاکر صندوقون کے پاس آیا لیکن حیران کار تھا کہ کس صندوق کو کھولون اور کس طرح مقصد حاصل ہوتا
مقصد ہون لیکن ایک صندوق جواہر کار منقش بہ نقش و نگار کو دیکھا کہ سب سے زیادہ پر تجمل
اُسکی آب و رونق مین بہتر از ماہ مبین تصدق اُسپر صندوق جواہر انجم چرخ برین اُسکا قفل
بھی کھلا دیکھا اُسنے اسی کا پٹرا اُٹھایا اپنے مطلب کا پایا مگر اُسکے کنارون پر لکھا دیکھا کہ یہی تحفہ مخزن
جواہر تحفہ طلسم بس اُسکا اُٹھا لینا ناچار کرنا کیا باہر نکل آیا افراسیاب کو اُسوقت صدمہ عظیم
ہوا اور سمجھا کہ شاید وہم نے دغا کی وہم بادشاہ کے تیور بد دیکھکر غائب ہو گیا افراسیاب نے
ہر چند سحر کیا کہ حاضر ہو مگر وہ ملازم اور بادشاہ کا اور سرحد دار ہے وہ اسکے ادنیٰ سحرون کو کب
مانتا ہے کہ یہ کھڑے کھڑے سحر کرے اور وہ آجائے ہان جب ہوم وغیرہ کرکے کسی طریقہ کو اسپر
کرے تو اثر ہو ناچار بادشاہ تو اپنی فکر مین ایک طرف گیا اور جہانگیر نے قدم ہمت آگے بڑھایا
اُسوقت ایک پنجہ کر مین آکر اسکے پڑا کہ مثل بروئے فلک لیکر اُڑ گیا یہان کا تو یہ ماجرا گزرا
چالاک بن عمرو بھی ساتھ جہانگیر کے آیا ہوا اُسنے تلاش مین اپنے مالک کے رہ نوردی
کی اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی مثل حسینہ و جمیلہ کے بنائی زُلف کا سلسلہ سنبل باغ جنان
تک پہونچا ہوا رخسار کے روبرو گل باغ رضوان شرمندہ پیشانی شعلہ طور کے روبرو بہشتی
پیشانی آنکھین دو ساغر آب زندگی سے لبریز ابرو مستی خیز لبون پر جان مسیحا قربان رسیلا پن
عجب آن بان اگر لیلیٰ اُسکو دیکھے تو مجنون بنے ہیرا ہیرے کی کنی کھائے شیرین سامنے اُسکے
پھیکی ہو جائے عذرا عارض پر مفتون ہو کر جان گنوائے نظم

کھلے بال چلتی جو وہ سرو ناز
قیامت اُدھر سے نمودار ہو
وہ کافر جوین ہو مین دل جہان

قدم بوس کو آتی عمر دراز
نگہ گرم اُسکی جدھر جا پڑے
کرین سجدہ اُسکا یہ اسلامیان

جدھر کو وہ تک گرم رفتار ہو
کہے تو کہ ادھر کو بجلی گرے
تب اس صورت پر آراستہ

ہو چکا لباس و زیور سے بھی مزین و محلے ہوا اور اٹھلاتا مگر کوسے کا عالم دکھاتا چلا لیکن یہ کہتا جاتا
تھا کہ یہ مردوا شہزادہ نما بازہے مجکو اکیلے مین لاکر چھوڑ گیا بے مروتی سے منھ موڑ گیا اسا مری کھون
اب کبھی اس موئے سے مین بات نکرون اے اسکے منھ کو جھلسا آگ کا لگاؤن ورگو رچھا پرین
پکڑ کر موئے کو اودھ دو سرے دن تو اسکا نام نلے جل اپنا کام کر لیں ایسے شام و دوسرے دوسرے پچیس ہزار

اسی طرح اس گنبد سے چند گام بڑھا تھا کہ سامنے سیاہی دیکھی اور سیاہ پانی کا ایک چشمہ نظر آیا
اُسکے کنارے جب پہونچا پانی کو اُسکے تلاطم ہوا اور بعد کچھ دیر کے ایک ساحرہ نے سر باہر کیا
اور باہر چشمہ کے آیا یہ اُسکو دیکھکر جھجکی اور چھاتی اُبھار کر چلی اُسنے جو دیکھا کہ ایک معشوقۂ طناز
عربدہ ساز مست مے ناز رفتار سے دل پامال کرتی بنسان آہوے رم خوردہ دلفریبی دکھاتی جاتی

بس وہین سے پکارا کہ بیت

| ہم وہ ہین گرم رہ راہ وفا جون خورشید | سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو |
|---|---|

وہ نازنین بھی پھر مسکرائی رخسار انور کی تنویر نظر آئی برق رخسار نے دل جلایا دوڑ کر وہ اُسکے
قریب آیا اور کہا کہ شعر

| خرامان نکلتی ہو جس راہ سے | قیامت ہے وان نالہ و آہ سے |
|---|---|

اے یار وفادار طالب طرحدار عمل لیکر یون بھاگنا اچھا نہین ہان سچ ہے چور ون کا اور کام ہی کیا ہے
اُسنے جواب دیا کہ چل تجھے مردوے اتنی باتین نہ بنا دل اپنی امان جان کو جا کر
دے مجھ بیچاری غیر سے کیا واسطہ ہے یہ تو ہی تو ہی شمل ہوئی جان پہچان بڑی خالہ سلام
اُسنے منت کی اور سر قدم پر رکھا یہ نہین نہین کیا کی آخر وہ اُسکو گود مین لیکر بھاگا اور آکر چشمہ
مین کود پڑا جب اُسکی آنکھ کھلی ایوان وسیع ورفیع التعمیر دیکھا آراستہ برنگ تصویر دیکھا اندر
ایوان کے فرش بچھا مسند مغرق آراستہ نہایت پیراستہ اسباب عیش وعشرت رکھا ہوا
جام وصراحی موجود عشرت حاضر غم نابود اُسنے لاکر اُسکو مسند پر بٹھایا اور آپ سامنے
بیٹھا نظارہ جمال عدیم المثال سے ایسا خوش تھا کہ پھولون نہ سماتا تھا آخر اختلاط اور گرم جوشی
شروع ہوئی اُسکا منت کرنا اور اُسکا بگڑنا تھا پائی باہم ہونا چھوٹے کپڑے کا اور پر چڑھ جانا کبھی
بند سیون کا کھلنا اُسکا آغوش مین لینا اُسکا تڑپ کر نکلنا اور کہنا کہ اے شخص گھڑی بھر کی
اسوقت صحبت ہی تو مجکو ہلاک کرتا ہے غم فرقت سے دلکو چین آتا ہے نہ آرام ملتا ہے خواب و خور حرام

ہوتا ہے غم اندوہ دلپر چلتا ہے جان پر بنتی ہے دم نکلتا ہے کہ نظم

| | |
|---|---|
| سبب اس عشق کو عشق کہتے ہین | ستم اس بلا کے ہین سہتے ہین |
| اسی سے دل ماہ ہوا داغدار | اسی آتش سے گرمی ہے خورشید مین |
| کتان کا جگر ہے سراسر فگار | یہی ذرے کی جان نومید مین |
| | تنے اُسکے چرچے حکایت سنی |

| | | |
|---|---|---|
| گئے شکر گلے سے شکایت عشق | اسی سے قیامت ہے برپا ہوا | اسی فتنہ گر کا ہے عالم میں شور |

اُسنے کہا اے مہ پارہ قسم ہے ستاری کی جب سے تجھے دیکھا ہے یہ حال ہمارا ہے کہ دشنۂ غم سے جگر پارہ

| | |
|---|---|
| پارہ ہے دریائے اشتیاق جوش میں ہے بندہ کب اپنے ہوش میں تھا | کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا |
| جو آپ ہی مر رہا اُسکو گر مارا تو کیا مارا ‖ جگر و دل دونوں پہلو میں ہیں پھر اُسنے کیا مارا | ادھر مارا تو کیا مارا اُدھر مارا تو کیا مارا |

یہ کہکر اُسکے لپٹنے لگا اُسنے دھکیل دیا کہ صاحب پرے بیٹھو اور جب دیکھا کہ یہ بدظن ہو گا بس فوراً جام مے
ارغوانی بھر اور اُس اختلاط میں پہلے ہی اپنا کام کر چکا تھا یعنے شراب آغشتہ بدارو بیہوشی
ہو چکی تھی بس وہ جام اُس کافر کے حوالے کیا بلکہ نگارین خوش بنا کو دیکھکر اُسکا دم نکلا بیقرار تو تھا ہی
جام لیکر پی گیا وہ جام پلانے سے مست و مدہوش ہو کر گرا اُسنے فوراً خنجر سے سر اُسکا جدا
کیا تو آواز مہیب آئی کہ مارا مجھ کو ہوم جادو کو اسطرف افراسیاب جو غائب ہو گیا تھا اُسنے ایک
مقام پر پہونچکر خون اپنے بدن کا لیکر جانب فلک اُچھالا کہ وہ خون ایک زنجیر ہونے کی بنکر ہر طرف
پھیل گیا اور کچھ عرصہ میں وہی زنجیر وہم جادو کے گلے میں پڑی ہوئی اور جہانگیر بچہ میں دبا ہوا اسکے
سامنے آیا بادشاہ نے اسکو زنجیر سحر سے رہا کرکے پھر بہت کچھ سمجھایا کہ وہ سر فرو لایا اور
بادشاہ کو مع جہانگیر کے لیکر روانہ ہوا اور اسی گنبد کے قریب پہونچکر جو اُسنے دیکھا تو وہ تالاب سیاہ
نہ پایا اور ایک عورت کو دیکھا کہ لاش ساحر کی ڈھونڈھ رہی ہے جھولی وغیرہ تلاش کرتی ہے آفت برپا
زمانہ سیاہ ہے آندھیاں چل رہی ہیں اُسنے کہا ہائے میرے بھائی کو کسی نے مارا شاہ جادوان نے
اُسکی تسکین و دلداری کی اور جابک کو آگے سے لگایا پھر ایک حجرہ بنا دیکھا کہ وہ برباد ہو نہ سہی باقی رہ گیا
تھا چنانچہ اُسکو وا کیا ایک صندوق میں تیغہ بلاکش اور چراغ جمشیدی رکھا پایا وہ لیکر جہانگیر نہایت
درجہ خوشنود ہوا اور وہم نے اب اطاعت بخوشی خاطر قبول کی اُسکو اپنے ہمراہ لیکر وہاں سے مراجعت کی اور وہم شہزادہ
کو اندر گنبد کے لایا اور ایک مقام پر تختہ سنگ لگا تھا اُسکو دیکھا کہ سنگ برنگ سبز تھا اور قفل آہن
اُسمیں لگا تھا شہزادہ نے بقوت صاحبقرانی اُسکو اُکھیڑا دفینہ لقینک پایا اُسوقت افراسیاب تو
وہم کو لیکر پھر آیا اور اسی دشت میں کہ جہاں خیمہ جہانگیر کا تھا اور جہانگیر دونوں بانوں جا کر اُس لق و دق میں کودانا
غلطاں و پیچاں چلا گیا جب پانوں تہ سے آشنا ہوئے ایک صحرائے سیاہ رنگ نظر آیا اُسنے چراغ جمشیدی
وہاں رکھکر روشن کیا کہ تمام صحرا نورانی ہو گیا جیسے کسی کافر کے دل میں نور اسلام آ گیا روشنی کی ہوتے ہی سرحد دار

نیلی پوش خبردار ہوا کہ شاید طلسم کشا آگیا ہیں اُسی وقت لشکر ساٹھ ہزار ساحران غدار کا لیکر جریدہ دوا صدا اسنے بوق و دہل نے تمام دشت کو بھر دیا زلزلہ زمین مین ڈالا ناریخ ترنج بس کی گانٹھ بنکر ہزار اُچھلتے نظر شورش دریا سے لشکر نے کشتی جان کو ڈبونے کا عزم کیا اِدھر لشکر جہانگیر پر بڑا اسنے بھی تیغہ بلاکش کھینچا اور نعرہ بلند کیا اب تو یہ حال ہوا کہ نہرین خون کی جاری ہوئین فوارے جسم سے خون کے اُچھلنے لگے کسی طرف آگ برستی تھی کہین لوہے کی لاگ تھی کسی جا کاوا اپنا کام کرتا تھا لیکن جہانگیر یکہ و تنہا ہزارون لاکھون پر بھاری نظر آتا تقضائے باغبانی کرکے طرفہ باغ لگایا تھا تیغون کے نخل جسم مین لگے تھے تیر چلتے تھے بلکہ آفت برستی تھی جوانون کے جسم پر پھولون کی طرح گلکاری تھی

| | | نظم |
|---|---|---|
| باعث تیرگی چشم تھی وہ برق اجل | مبارزان اپنے کھسکتی جو بن اپنے تلوار | جوہر شمشیر کے جو بن دکھاتے تھے |
| تیرگی بخش جہان بسکہ ہوا مرگ گرد | ایک دو ہاتھ کے چلنے مین پڑی رہی اچل | در ہی آگئی اکبار صف اعدا مین |
| | | چشم خورشید فلک پر تھی مثال کحل |

اس دشت مین پہونچنے سے راہ کھل گئی تھی بادشاہ جادوان بھی مع ملک خورشید کے آکر پہونچا اور فوج پر سر حد دار کے گرا عیاذاً باللہ بڑی گھمسان کی مار ہوئی آخرش گرمی جنگ مین سر حد دار نیلی پوش مقابلہ مین جہانگیر کے آکر دو پرکالے ہوا اور بقیۃ السیف لشکر بھاگا یہ لشکر اور سر حد دار بارگاہ استادہ یہ برائے حفاظت یہان رہتا تھا ملک و مال اُسکا نہ تھا ملک انجم شاہ جادو کا ہے کہ جو بہنوئی ہے کوکب روشن ضمیر کا اور مقدمہ جو سر حد کا تھا اسلیے کوکب نے اپنے بہنوئی کو یہ ملک سپرد کیا تھا اور اسیر بھی زیادہ تر یہ حفاظت تھی کہ گنبد دو ساحرون کو سونپا تھا اور سر حد دار بھی مقرر فرمایا تھا یہ فوج شکست خوردہ اور زبون حال جانب انجم حصار رو بفرار لائی اور یہان فتح کے نقارے بجنے لگے اور مال و اسباب اعدا کو سب نے لوٹ لیا پھر بارگاہ اپنی اُس صحرا سے اول سے منگوا کر اسی مقام پر برپا کرائی مشکر مین جو طائفے کے ساتھ ہین اُنھین حکم دیا و سرود دیا اور اسباب سب نشیب و فراز جہانگیر کو سمجھا کر رخصت ہوکر اپنے مقام پر گیا جابک نے یہان انتظام معقول کیا طلایہ قائم ہوا بازار مین کھلین بالا روی پر روز جانا مقرر کیا اندر بارگاہ کے جشن ہے صحبت ملوکانہ برپا ہے یہ تو بعیش قرار پذیر ہین لیکن جو ساحران فراری کہ قلعہ انجم حصار مین پہونچے انجم شاہ جادو سریر حکومت پر بلند کر و فر جلوہ گستر تھا دربار مین اُمرا و وزرا ارکین سلطنت حاضر قاعدہ ادب سے ماہر تھے اُسوقت ان فراریون نے دروازہ الامارہ پر پہونچکر فریاد و فغان کی انجم شاہ نے

سامنے طلب فرمایا اور استفسار حال کیا اُنھون نے رو رو کر سب حال گنبد کے ٹوٹنے کا اور سحر جادو اُنکا
اور قتل ہونے کا بیان کیا ان لشکریون کو تو ہر کار مین جگہ دی گئی اور بغضب تمامتر اپنے سردارون کی
جانب اُسنے نگاہ کی ایک سردار ذی احتشام مقتون جادو نام اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور آداب بجا
لایا شاہ نے اُسکو خلعت عنایت فرمایا پھر وہ اجازت سفر لیکر باہر آیا ساٹھ ہزار ساحران نامی کو اپنے
ہمراہ لیا اور آپ بھی تخت سحر پر سوار ہو کر چلا پھر وہی شور برپا ہوا زمانہ کا دل دہلا جادوگرنیان طاؤس
اڑاتی چلین اژدرون کی پھنکارون نے عالم کو سم اسود کر دیا اسلحہ کی چقاچاق سے دنیا بھر گئی ڈنکے
بجے ناقوس پھنکے بڑے عظم و شان سے صحراے تاریک مین آکر پہونچے اور خیمہ و بارگاہ سب نصب کیے
طبل فوج کے داخلے کے بجے ہرکارے خدمت جہانگیر مین آئے سب کیفیت معرض عرض مین لائے
بیان کئی روز تک مقتون کسل راہ سے آسودہ ہوا آخر ایک روز جب صحراے تاریک سواد اعظم
شب نے مصقلہ فرمایا اور نور خورشید کو داغ لگا کر جسم مہر سے مٹایا کہ الظلم

| | | |
|---|---|---|
| یہ کہکر روشنی کا نام آئی | نہین ہوتے ہوس سے گل ستارے | شفق نے پھر خبر دی شام آئی<br>چراغان بن گئے بالکل ستارے |

سر شام مقتون خوش انجام نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے دوان دوان خدمت والا فرزند
صاحبقران مین آئے اور بعد عجز و ادب یہ زبان پر لائے اشعار

| | | |
|---|---|---|
| چلے نہ اشرفی آفتاب عالم مین | خط شعاع سے اسیر جو ہو تحریر | ترے بلند نگہ شہر یار والا جاہ |
| خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر | جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مسخر | فلک موافق و اختر معین و بخت نصیر |
| زمین ہو سبز جو برسے سحاب بخشش سے | تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر | طبل جنگ لشکر دشمن مین بجا ہے |

باقی عافیت سب طرح ہے ادھر بھی نقیر سحر کو دم ملا لشکرون مین تیاریان آلات حرب و ضرب کی
شروع ہوئین شرارۂ سحر شرارت کرنے لگا شعلہ بھڑک بھڑک اُٹھا ایک طرف شمشیر ایسی جادوگر کی
اپنی زبان نکالے چمک سے شعلے چھوڑتی تھی کمان چلا چلا کر منتر پڑھتی تھی زبان سنان پر
سینہ چھیدون یا قوی بازو ادھر آ چھو جاری تھا تیرون کی پونین تیار ہوتی تھین گرزون کی ڈھال
ہوا جاتی تھی جھنڈا شجاعت کا گڑا تھا ہر سر پر چڑھا آتا تھا کالا آسے بھیرون جانے کالی
دشمن کا لہو جانے تلوار سحر کی خوب کاٹے یہی صدائین آتی تھین جانین خوف سے جاتی تھین چار پہر یہی
ہنگامہ رہا جب مرغ سحر نے بیک بانگ خبر آمد سحر دی اور غوغا سے گجر نے شور طبل و بوق کو فرو فرمایا

## کہ ابیات

| | |
|---|---|
| جو آئی پھر گھڑی سر پر اذان کی | بدل دی صبح نے رنگت جہان کی |
| ہوا مہتاب کا بھی رنگ کافور | چراغ صبح کے مانند بے نور |

سحرگاہ شاہزادہ والاجاہ بستر خواب سے اُٹھکر مسلح و مکمل ہوا اور دربار گاہ خورشید پر
آیا وہ بھی سویرے سے برآمد ہوا ہر ایک نے تسلیم کی پھر تخت اُسکا قلب مین لیکر بڑے
کروفر سے جانب میدان روانہ ہوئے کیا ان کفارون کی شان و آن و بان لکھی جائے
ایک دُرّ بحر شجاعت جہانگیر با توقیر کے سبب سے لشکر کی یہ عزت تھی نظم

| | |
|---|---|
| وہ قیامت ہے تری فوج کہ شور محشر | دم نہ مارے کبھی سُن پائے جو گھوڑونکی صہیل |
| نالۂ بوق کی ہیبت سے رکھے پھونک کے پانون | کوچۂ صور سے گذرے جو دم اسرافیل |
| دون ترے گھوڑون کو مین کیونکہ پری سے نسبت | نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول نہ ڈیل |

غرضکہ بہزاران تجمل جب میدان مین پہونچے اُس طرف سے مفتون بھی فوجون کا پرا ہمراہ
لیے اپنی تمکنت و جلادت دکھاتا آکر پہونچا دونون لشکر مقابل مین صف آرا ہوے اور بعد
ترتیب صفوف میدان جدال و قتال یہ نوبت پہونچی کہ ایک ساحر ستارہ پیشانی جادو نام مفتون
کی طرف سے میدان مین آیا اور نیرنگی سحر دکھا کر طالب مرد نبرد آزما ہوا اسطرف سے شہنشاہ قوی
بازو نام نے آکر اُسکا مقابلہ کیا تا دیر دونون مین رد و بدل تیغ و ناوک سحر کی رہی آخر ایک ناریل
ستارہ پیشانی کے سینہ کو توڑ گیا بھائی اُسکا زحل صورت اُسکے مقابلہ مین پہونچا اور اُسنے ایک
بجلی سحر کی گرائی کہ خرمن جان شمشاد کو اُسنے جلایا یار اسکی کچھ کام نہ آئی جہانگیر تو منچلا بہادر ہے اُسکو
تاب کہان فوراً مرکب اپنا اُٹھا کر صف لشکر اعدا پر جا پڑا کہ یہ کہا تھا جھکڑ ٹلا ہو مارا اور مرگئے پھر تو ابر سیاہ
چارطرف سے گھر آیا اور تیغہ سحر چلنے لگا داروگیر کا زمانہ تھا اپنا پرایا سب تیغ کے مُنھ پر چڑھکر مُنھ کی کھاتا تھا جان
گنواتا تھا آتش خانۂ تن مین جادو کی لگی تھی پانی نے آبرو ساری کھولی تھی غرق کشتی زندگی ہوئی
تھی ساری کرنی دھرنی ڈبوئی تھی اُسنے اِسکو گرایا اِسنے اُسکو بھگایا کوئی کسی کے اوپر غالب ہوا کوئی
مغلوب بچ کر جیتا بچا ہر سمت سائین سائین کی آواز جان بیاز سوز و گداز شمع ہنستی گل ہوا دامن جھونکے
مارو مار لو کا غل آفت تازہ برپا اندھیرا چھایا ہوا تیغ اپنا پرایا ہوا مفتون نے بڑھکر کچھ جانب آسمان

چھوٹا نکلا ایک ابر تیرہ گھر آیا اور چارطرف چھا کر ہر سمت سے مثل دیوار کے زمین مین سمایا ایک قلعہ سحابی آتش بنا اُسکے اندر کل لشکر خورشید کا آیا جو اُس سحاب کے قریب جاتا شعلہ آتشین تکلکر بدن مین لپٹ جاتے تھے رخت حیات جلاتے تھے خورشید نے اُسوقت کچھ رعلی الصد خو روئی جھولی سے اپنی نکالی اور سحر دم کر کے جلا ڈالی اُسی وقت آگ اُس قلعہ مین لگی اور روئی کی طرح جلکر رہگیا مفتون نے ایک تسمہ اپنی جھولی سے نکالا کہ وہ تسمہ بظاہر مار سیاہ نظر آتا تھا اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جانب زمین پھینکے ہزارون ماران سیاہ پیدا ہو کر لشکریون کو ڈسنے لگے خورشید نے ایک طاؤس موم کا بنا کر کچھ سیندور وغیرہ کے اُسپر دیے پھر اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور آسمان کیطرف اُڑا دیے لحہ بھر مین ہوا تیز و تند ہوئی اور بعد ہوا کے ہزارون طاؤس آسمان پر چھائے گندے بازھیانہ جھکر زمین پر گرے اور سانپون کو چن چن کھاتے تھے اسی طرح سے جادو پر لڑائی رہی سحر آزمائی رہی ہاتھوں کی صفائی رہی کہ نظم

نسر طائر کو بھی وہ سمجھے ایک سن ہوئی اُن
طائر روح عدو کے لیے بہر پرواز
مہرہ پشت عدو میں ترا تیر صف دوز
تیر کی تیر سے صد جیسے کبوتر کو غلیل
جب ہوا ان پہ گمان ہو تیرو نشان
رشتہ مہرہ تسبیح کے مانند رخیل
آخر فوج مفتون کی پسپا ہوئی

اور تیغہ بلا کش کے سامنے جب وہ جانبازی کر کے آیا ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے ہوا شور دار و گیر تو برپا ہی تھا اب اور بھی قیامت کا ہنگامہ ہوا افسران لشکر نے مرا گویا کیا بڑے تجمس سے لاش اُسکی اُٹھائی اُسکے بیکر روتے پیٹتے گریبان چاک سر پر خاک ڈالے روانہ ہوئے جہانگیر نے دور تک تعاقب کیا پھر بفتح وظفر کے مراجعت فرمائی فوج دریا موج اُسکی اور منزل بھر بڑھ آئی پھر وہی ہنگامہ نشاط برپا ہوا ہر بہادر دل لوٹ کر مالامال ہوگیا اور بستر پر اپنے بخوشی خاطر آرام پذیر ہوا بارگاہ مین شہزادہ فولاد کلاہ کے یہان جشن ہو رہا تھا اُدھر اثنائے راہ مین قافلۂ شکست خوردان رو رہا تھا اسی طرح پریشان و مضطرب الحال انجم حصار مین آئے اور سامنے بادشاہ کے پہونچکر سب ماجرا عرض حضور مین لائے اُسنے جھلا کر ضرصر آہن خوار جادو کو بہ سپاہ کثیر روانہ کیا پھر وہی ہنگامۂ سپاہ برپا تھا فوجون کا چلنا جوانون کا مچلنا اور تمنا بیرون کا غل کرنا تھا شہر کی رحمت اُٹھا کر نہایت احتشام سے بسبب دلاور جب مقابلہ مین پہونچے ایک دو روز آسودہ ہوئے ایک دن جب دن کے عمر کا آفتاب لب بام

ہوا اور ضیائے خورشید کو چراغ سحری پایا کہ بیت

زمین کے سایہ سے کی پردہ پوشی ÷ مٹی مہر فلک کی گرم جوشی ÷ ایسے ہنگام میں طبل جنگ دونوں سمت
بجے دلاور آگاہ و خبردار ہو کر جان لڑانے پر تیار ہو گئے کہیں ہوائے افسون سے ہوا باندھی کہیں پیدا ہوئی
آندھی کہیں تیغ تیز چمکی کہیں کمان سے چلا کر خبر دی رن اور بزن کی رات بھر یہی غلغلہ رہا جب ساحر و ہر نے
شعلۂ مہر کو چمکایا اور ساحرۂ شب کی شکست کا زمانہ آیا بیت اڑائے جلوہ ہائے صبح نے ہوش ÷ بڑھے
پھر لڑنے والونکے جوش ÷ صبح کو دونوں جانب سے سپاہ کینہ خواہ مقام وادگاہ پر گروہ گروہ پہنچی
حسب دستور شور برپا ہوا صفیں کھنچ گئیں علم بلند ہوئے کڑکا ہوا طبل و بوق بجے ضرب آہن خوار
علاوہ سحر کے قوت بازو کا اپنے بہت بھروسا رکھتا ہے اور سحر بھی اسی طرح شجاعت کا کرتا ہے اسنے سحر کیا
ایک پہلوان صحرا سے گھوڑا اڑاتے میدان میں آیا اور سلحشوری دکھا کر طالب مرد و فرد ہوا خورشید کی طرف
سے بھی ایک ساحر نکلا مگر جو ساحر کہ اسکے مقابلہ میں آیا اُسنے ایک ضرب شمشیر دو پرکالے کیا ساتوں جہان
جہان نامی و نامور طعمۂ سنگ شمشیر ہوئے اُسوقت جہانگیر کو تاب کہاں گھوڑا اڑا کر سامنے اُسکے آیا اور نیزہ
بازی شروع ہوئی اتفاق سے کاوہ وشنے میں گھوڑوں کے عکس یوں کا جو گلے میں جہانگیر کے تھی پہلوان
پر جلادہ کا تمغا کا ہو کر مع مرکب کے زمین پر گرا جہانگیر نے یہ ماجرا دیکھا ایک قہقہہ مار افسر پر سخت نادم ہوا اور غضبناک
ہوا لعنت اُس باطل کنندۂ افسون کے آیا اور نیزہ سینۂ بے کینہ پر اُسکے لگایا پھر تو اُس جنگ کا یہ حال ہوا کہ نظم

بگشتند با نیزہ ہای دراز ÷ بگفتند با نیزہ بر سینہ راز ÷ نبرد حملہ کردند با یکدگر
نہ این را ظفر بد نہ آن را ظفر ÷ فگندند از دست نیزہ سران ÷ پس آنگہ گرفتند گرز گران
نہ جنبید گرد دلاور زجای ÷ سپر بر سر آوردہ بفشردہ پای ÷ چنان بر سر خورد گرز گران
کہ لرزید دشت و در از بہر آن ÷ تنیدند مرکبش گستوان چاک چاک ÷ فرو رفت ہر چار پایش بخاک
ز آواز گوپال ہر دو سران ÷ تو گفتی بدوش جہان آہنگران ÷ ز نیروی مردان و آن کارزار
ببند آبلہ دست ہر دو سوار ÷ ز گوپال چون کار نامد برگ ÷ روان برکشیدند شمشیر مرگ
دو شمشیر دو اور چو غرندہ میغ ÷ سخن بود با یکدگرشان بہ تیغ ÷ بزد تیغ شہزادۂ نامدار
چو کرباس دریدہ در کارزار ÷ غریو آمد از جان فوج ظفر ÷ ہمی نوحہ کردند برنا دبیر

اُسوقت تمام سپاہ کینہ خواہ باہم آویزش پذیر ہوئی دلاوروں کے حملے دیکھکر بہرام فلک کانپا
جلال و عظمت گرداں پر خاشجو پر مہر جس طرح تھرایا زمین خون سے رنگین ہوئی عروس دہر کی

تزئین ہوئی قبا سے سرخ ارض و غبرا نے پہنی تیرونکی مار تیرونکی بوچھار تھی کندون سے بند بلا صحرا
مین پھیلا تھا آلہ اُرون نے راستہ زندگی کا کاٹ دیا تھا بادہ اور زنازہ کی آواز بلند خون مین نہا یا ہوا

ہر ایک ارجمند کو نظم سراسر ہمہ روسے ہامون منقش
زبانگ تبیرہ شدہ گوش زتیغ سواران زرین کفش
زگردان برفتہ ہمین مغز و ہوش خروشیدن کوس و تخم دور آے

جہان ساہی بہ یکسر رجا سے ۔۔ آخر کار تیغ بلاکش نے سحر کو چلنے نہ دیا زور و طاقت سے جہانگیر کے
دلاورون کا دم بند کیا شہر کی فوج بھی بہت کام آئی اور بھاگ کر بہتون نے جان بچائی مار تلوار ٹکڑے
اُڑا دیا جہانگیر نے جہان زیر مشت کیا جو کوئی سامنے آیا باقی نہ رہا ہنستا ہوا یہ شیر جنگی پھر اوہ اُدھر خالک
اُڑاتے ہوئے گئے اسنے ادھر آکر شادی کے نقارے بجوائے اور منزل بھر اور آگے سپاہ بڑھ آئی
نوبت خوشی کی بجائی جشن کا سامان ہوا ہر ایک خوش و خرم اترا اسطرف انجم شاہ سے فوج ہزیمت خوردہ
نے جا کر سب حال کہا یہ اُس مقام پر بہت پہلوان و سردار روانہ کرتا ہے داستان گو کو اختیار ہے کہ جتنی
چاہے جنگین بیان کرے لیکن یہ حقیر جاہ اختصار کرتا ہے کہ اب انجم شاہ نے شمع رائے کو روشن کیا
اور انجمن مشاورت برپا کرا کر طرح طرح کے اندیشہ ظاہر کیے آخرش رائے پر وزیرون امیرون کو قرار پایا کہ
عیار کو بھیجیے اور کام لیجیے اُسنے اپنے عیار سرہنگ تیز رفتار غدار کو طلب کیا وہ ہمہ تن مکر و زور بنا ہوا
بانہ ہاسے عیاری سے آراستہ و پیراستہ سامنے آیا اُسنے ترک فلک سوا اسکو آمادہ رزم پایا و ہر مکار کو
یقین ہے کہ مکر تعلیم کرے زال دنیا کو فقرہ دے جب ایسا اُسکو دیکھا کہا اے سرہنگ مین نے تجکو بچہ سا
پالا ہے اب یہ وقت جانبازی ہے اُسنے عرض کیا کہ حضور کی عنایت سے جو کچھ ظہور مین آئیگا وہ سب پر
کھلجائیگا عرض کرنے کی کیا احتیاج ہے انجم نے اُسکو مال و زر سے بہت کچھ دیکر سرفراز کیا یہ رخصت
ہو کر چلا اور اپنے گھر مین آیا سب ملکرات کو بطور تنہا قلعہ سے نکلا اور روانہ ہوا بیابان وہ وقت ہی
کہ ابر آیا ہوا ہی کریم کی رحمت کا جنگل پر سایہ ہوا ہی باد بہاری خیمۂ ابر زنگاری استادہ کر رہی ہی فراش
بنکر صحرا کو صاف کرتی ہے بوٹے بوٹے پر جوبن ہے شجر سرسبز ہین پتے لہلہاتے ہین جانور چہچہاتے
ہین کبھی سورج چمک جاتا ہے حسرت سے مزا زبان پر آتا ہی کبھی ابر اُٹھے ہے ہوا سے گھاس کو سون
تک لہراتی ہے گلون کی خوشبو کی لپٹ دماغ جان بساتی تھی دھیرے کو کلا پیہا سے بچن سناتے
ہین جدائی کی کیفیت دکھاتے ہین نوجوانون کے دماغ مین مستی کی دھوم طبیعتون مین ولولہ ہے

حیات مین لانیوالا ہو اسی شب مین بدر پیشانی کو دیکھکر سجدہ مین جھکتا ہو کہکشان کو مانگ سے نسبت ہی کیا ہو اسمین راستی ہے وہ پھر کچھ نہ کچھ کج ہوئی ہو ماہ نو کو ابرو سے پر خم اسلیے کہنا بجا ہے کہ خلق مشتاق تماشا ہے ہر جا وہ ہی انگشت نما ہے کہ دیکھو وہ عید کا چاند نمایان ہو آنکھ مین وہ شرارت بھری کہ نگاہ برق پر برق گرائی گرمیان شعلے گری دکھاتی گردش غضب کا چکر دیتی تقدیر کو گردش مین لاتی نازو غمزہ خوبان کو اپنا غلام بناتی رخ پر نور مین وہ گرمی کہ دل جلون سے اور زیادہ دل مین آگ لگاتی آگ کا داغ ہی سے اچھا ہو بغیر دیکھے تاب نہ آتی لب شیرین پر شیرین فدا اس شیرینی کا مزا تلخکامی ولاتا چاہ ذقن مین اسکے عشاق کا دل ڈوب جاتا دانت موتی کی لڑی تھے بلکہ گوہران دندان کو دیکھا وابستہ ہوا اولین سوراخ اسکے پیدا ہو کہ نظم

سیہ چشم اسکی وہ بد مست تھی　　نگاہون سے شمشیر در دست تھی
تفاوت زمین آسمان کا ہو یان　　وہ لب لعل کو جس سے شرمندگی
دہن کی جو تنگی نظر کیجیے　　تو آگے سخن مختصر کیجیے
سبھی دست زیر زنخدان ہین　　سما یا ہین اسکے جہان کیجیے
رخ اسکا کہان اور مہ و خور کہان　　دم حرف سرمایۂ زندگی
تہ ہم تم زنخ دیکھ حیران ہین　　وہین رو سے مقصود جان کیجیے

اس شکل و شمائل پر بالون کا جوڑا باندھے نہ کنگھی چوٹی زلف لہرا کر رخسار پر آتی بدلی چاند سورج پر چھا جاتی تہمد باندھے ایک کرتا کمر تک موئے کمر سے کاہیدہ رنگ چھلا انگلی مین ڈالے بانسری چھیر مین کھڑے ہوے وحوش رہا سے بیٹھی ایک کونے مین بین ستار بھی چھپر یا مین رکھ دیے یہ تو اسطرح بیٹھا اور جیسے کھلا دن رہا شہزادہ سوار ہوا اور چوالون سے اسوقت صحرا کا یہ عالم دیکھا مثنوی

ہوا دلکش و ہر طرف سبزہ زار　　کہ سرسون سے کی تھی قیامت بہار
کہ کہنے لگی بلبل خوش زبان　　کہ خاطر جنون سے نہ کیجیے بخت
کھڑے لوگ محو تماشا تھے وان　　خبر بھی ہے تمکو کہ آیا بسنت

جب یہ سب سیر کرتے ہوے پہلے عیار طرار سے کہ یہ سب نو عید کو آئے تھے گروہ صیاد بنا ہوا دام لگائے بیٹھا تھا انکو محو تماشا دیکھکر آپ بھی بین بجانے لگا اور خوش الحانی سے یہ غزل گانے لگا کہ غزل

تمھین تقصیر اس بت کی کہو میری خطا لگتی　　مسلمانو خدا انصاف سے کہیو خدا لگتی
تڑپتے لوٹتے رونے کا باعث تجھپہ کھلجاتا　　ترے دل کو بھی میری سی اگر اے بے وفا لگتی
وہ پھرتے گرم نظارہ کہا تک زخم دل ٹانکون　　کہ ہے ہر ہر نگہ کے ساتھ اک برچھی سی آ لگتی

جو گریہ تر نہ کرو تیا تو جیسے نالہ کھینچا تھا ۔۔۔ چمن مین کوہ مین صحرا مین آتش جا بجا لگتی
ملا سے جان ہوا دھیان اُس سہی گل کی چوٹی کا ۔۔۔ نہ لگتا دل تو دل کے پیچھے کا ہے کو بلا لگتی

یہ صدا لگانے کی اور بین کی کان مین جہانگیر کے جو پہونچی گھوڑا اُسی طرف اُٹھایا صید خود جانب صیاد آیا قریب پہونچکر عجب حسن زیبا دیکھا کہ فلک نے کبھی ایسا نقشہ نہ دکھایا تھا گھوڑے سے کود کر قریب اُس قتالہ کے آیا اور کہا شاہ جی عشق مولا اُسنے کہا دادا بھلا ہو راج پاٹ کرو دھرم کاج کرو اُسنے کہا سائین آپ کا کہان سے آنا ہوا ہی کہا بابا جان سے سب آئے ہین کہان ہین رہیے گا یا جائیے گا ہو مایہ دیا کہ جانے کو شہسوار آیا ہے فقیر کیونکر رہ سکتا ہی موافق مضمون

اس بیت کے بیت

رفتگان مین جہان کے ہم بھی ہین ۔۔۔ ساتھ اس کاروان کے ہم بھی ہین

اُسکے پاس جاکر بیٹھ گیا اور اُسکی تیر مژگان کا صید ناوک خوردہ دل اُسکا بنا اب اُسنے ادا سے دلفریب دکھانا شروع کیا کبھی منھ کو بنایا اور غنچہ دہنی سے بہت آہستہ جماہی لی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر کلی کھلکر رہگئی کبھی دونون ہاتھ اُٹھا کر انگڑائی لی کہ دونون ہاتھ دو تلوارین یقین کہ بلند ہوگئین بغل کی خوشبو آئی سفیدی اور رنگ لائی کہ جان پر بن آئی گات کے اُبھار نے ستائین شکر سینہ دکھادیا اور وہ جلدی سے چادر کو آگے کر لینا حیا کی چلمن رخسار پر پڑنا غرضکہ کبھی نظرین ہونا حیادار اللہ یہ نوجوان تھا اگر زاہد صد سالہ بھی ہوتا تو زہد و ورع طاق نسیان پر رکھتا بس اُسنے قدم پر اُسکے سر رکھدیا اور کہا کہ میر الملک و مال اس مقام پر نہین ہی ورنہ کیا کہون کہ کیا مراتب آپ کے کرتا اُسپر مہ پارہ نے جواب دیا کہ تارک الدنیا کو ملک و مال سے کیا مطلب رہتا ہے کشور راحت فوج الم نے لوٹ لی ہمکو مال کی کیا پروا ہی فقیرون سے زیادہ ارتباط اچھا نہین اب اپنی راہ لو ملک و مال کا لالچ نہ دلاؤ اُسنے کہا ہم تیری گلی کے گدا ہین اس صحرا کو باغ جنان سے بہتر جانتے ہین اُسنے کہا یہ بھلا ہم کب مانتے ہین اُسنے کہا آج مین اپنا خون کرونگا نہین تو عرض میری قبول ہو کہ یہان سے چند کوس پر لشکر میرا ہی وہان تشریف لے چلو اُسنے جواب دیا کہ درویشون کو جابجا دوڑتے پھرنا اچھا نہین ہین کیا مطلب جو وہان جائین اور اپنے مشرب و ملت مین دھبا لگائین اُسنے کہا ہم تمھارے کمالات کے مشتاق ہین دو گھڑی ٹھہرنا اچھا آمادہ بھی تو صحرا ہی ہی کوئی عمارت

شاہی نہین ہو اُسنے کہا ابھی یہ راہی نہین ہو بہت کچھ اُسنے منت سماجت کی جب وہ راضی ہوئی اُسی وقت
یا تو چند روز رہنے کا ارادہ تھا صحرا مین یا کوچ کیا اُس زن مہ طلعت کو بھی سوار کرالیا اور لشکر مین پھر کر آئے
ایک خیمہ مین اُسکو اُتارا کہ جملہ سامان عیش و راحت سے وہ آراستہ تھا مسندین بچھی تھین
چوکی پر کشتیان صراحیون کی شراب کی رکھی تھین چنگیرین چوگھڑے عطردان پاندان مہیا تھے لنگری
آب و تاب لگی تھی کنیزین بہر خدمتگزاری حاضر تھین جہانگیر نے کشتیان جواہر و زیور کی
اور لباس پر تکلف کی اُسکے لیے بھیجین لیکن اُسنے قبول نہ کین اور کسی طرح وہ اسباب نہ
لیا آخر جب رداے شاہد دہر میلی ہوئی اور گرد الباس وروش روزگار نے اُتارا خیمہ عالم
مین قدم شب مشک فام نے رکھا کہ

نظم

ستارے تھے کہ پھر ہو بین لب جام
ہوئی پیدا بہار کیف آغاز
کہ آنکھون مین پھرین غفلت کی آرام
شب کو ساقی و شراب سب جمع ہوئے شہزادہ خیمہ مین بارگاہ گلفام
کھلا جسم فلک سے شب کا بھی راز

سے آیا انجمن آرائی ہوئی لطف چراغان ہر سمت تھا درختون کے پتے چمکنے لگے ہوا کچھ سی آہستہ درازن
ہوئی کو سون تک میدان مین سناٹا ہوا ستارون کا کھیت لطف دکھانے لگا ایسے عالم مین زن حسینہ
نے بین کو اُٹھا کر بجایا اور یہ گانا شروع کیا کہ غزل　اس تپش کا ہو مزا دل ہی کو حاصل ہوتا

کاش مین عشق مین تا بہ قدم دل ہوتا
چھوڑتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی مسبل تیرا
نادق ہوتا کہ جینا اُسے مشکل ہوتا
مین گرفتہ دلی اگر خاک چمن مین ہوتی

آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا
دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا
اگر یہ بخت ہی ہونا تھا نصیبون مین میرے
تو جہان دیکھتے ہو غنچہ وہان دل ہوتا

تو کسی سوختہ کا آبلہ دل ہوتا
کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
زلف ہوتا ترے رخسار پہ مائل ہوتا
ذوق مستی زیادہ ہوا ہوا ہے

ہر خوشی سے دل بیتاب سمان بندھا ہر ایک محو بیٹھا ہوا رات کا وقت سازکی دمسازی عالم ہی اور تھا
اب تو جہانگیر نے چاہا کہ تخلیہ ہو اور مین اور یہ اکیلے مین بادہ خواری کرین لیکن فرزند مرشد برحق یہان
موجود مین اُنھون نے ایک جام بھی اُس نقرہ کے ہاتھ سے اُسکو نہ پینے دیا اور کہا میرا دل کھٹکتا ہو خراب
اسلئے مین اسوجہ سے پاس خاطر ہو لیکن مین آپ کو اسکے پاس اکیلے مین نہ بیٹھنے دونگا اور اسکو
یہ خیال ہے کہ بیشک یہ کوئی عیار ہے پھر سوچتا ہو کہ اگر تفتیش حال کرون اس خیال
سے کہ یہ مرد ہے اور یہ مردنہ نکلا تو بُرا ہوگا کیونکہ اس ملک کی بچیون کو مین نے عیاری

کرتے دیکھا ہی بس اگر عورت ہی تو جانے ہی کہ وہ ایک مقام پر بیٹھی تھی کیون اسکو یہان لائے باین
وجوہات چند در چند یہ تو خاموش ہی اور وہان جہانگیر پھڑک رہا ہی بیتاب ہوا جاتا ہی جب زیادہ رات
آئی چابک نے کہا ای شہریار اب تشریف لے چلیے اپنی بارگاہ مین جہانگیر آبدیدہ ہو کر اٹھا آیا مگر
بخواست ہوئی چابک نے بخوبی پہرا چوکی مقرر کیا تمام شب آپ جاگتا رہا نہ تو شہزادہ جاسکا نہ
عیار آسکا آخر عمر شب نے حسرت ورنج مختفی الناس غوغ ہوا جلال مہر آشکارا ہوا کہ دل جل جلکر
مثل شمع بجھا یعنی زلف شب تا بزانو پہونچی بموجب شعر شعر ہوئی شایع جو نور افشانی مہر
بنی مشعل رخ نورانی مہر ؎ بہنگام سحر وہ درشیشہ عازم روانگی ہوئی جہانگیر نے بہت روکنا
چاہا مگر اُسنے نہ مانا آخر سوار ہوکر راہی ہوئی چابک بہت خوش ہوا کہ خس کم جہان پاک کھٹکا مٹا
لیکن شہزادہ کو تاب کہان دوسری شب کو بغفلت دیگر لباس شبروی سے آراستہ ہوکر سیدھا
اُس جھونپڑی مین پہونچا جوانی کے مزے ہمکو بھی جب یاد آتے ہین کف افسوس ملکر بجا رہ جاتے ہین آنکھ
کہہ لینا بس ہے کہ اب ہوس ہی جب اس مقام پر پہونچا اُسنے باعزاز تمام اُسکو بٹھایا یہ لب پر لایا کہ قسمت
بوسہ ہمین جو لب کا وہ اپنے عطا کرے ؎ اُس بادشاہ حسن کا داتا بھلا کرے ؎ اُسنے کہا کیا خوب
اب آپ مزے مین آئے فقیرون کے سامنے راہ ادب سے آگے قدم بڑھائے اُسنے منت کرکے بیٹھ جھکنے
کا عزم کیا اُسنے جھجک کر اپنے تئین گرادیا اُسنے ہاتھ پکڑ کر جب اُٹھایا اُسنے دوسرے ہاتھ کو داب کر منہ نازسے بنایا
پھر آپ ہی آپ اشک آنکھون مین بھر لائی صدقے قربان اپنے اوپر سے کرالیا تب ہنس دیا دیر تک بازار
غمزہ و ناز گرم رہا پھر اُسنے کہا کہ ہم فقیرون کے پاس تو شراب بھی ایسی ہی کہ آپ کے لائق نہین کیا تمہاری
تواضع کرین یہ کہکر ایک گلابی شراب کی جھونپڑی سے لائی اور کاسۂ چوبی مین بھر کر پیشکش کی جہانگیر
نے بے وسواس اُسکو پی لیا اور بیہوش ہوا اُسنے پشتارہ اُسکا باندھا اور سیدھا بے دغدغہ
سپاہ و عیار لیکر روانہ ہوا اور بہت جلد راہ طے کرکے داخل قلعۂ انجم حصار ہوا اور جب سامنے بادشاہ
کے پہونچا اُسنے آہنگر بلوا کر ہزار من کی قید جسم پر آراستہ کی اور حکم دیا کہ اُسکو لیجا کر برج صندل مین قید
کرو تیغہ بلاکش بسبب اُسکے کہ مسکن ساحران غدار ہی اس مقام کو شہزادہ جانتا تھا تو کمر میں رکھتا
تھا صحرا مین بھی آیا تھا تو وہی تیغہ لایا تھا وہ تیغہ بھی انجم شاہ نے لے لیا صبح کو یہان لشکر مین شہزادہ
کے غائب ہونے کا غلغلہ ہوا مہتر چابک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ اس عورت کا آنا اچھا نہین

خیر ہر چہ باد اباد یہ کہکر وہان سے صحرا مین آیا مسکن عیار کو نہ پایا اور نہ اُس عورت کا کہین نشان دیکھا
بس یہ وہان سے سیدہا روانہ ہوا اور جابجا کے گانؤن بستیان ڈھونڈھتا ہوا قریب قلعہ انجم حصار
پہونچا قلعہ دیکھا سر بفلک کشیدہ نہایت مستحکم و استوار اُسنے صورت اپنی بدلکر جب اندر جانے
کا قصد کیا جیسے ہی دیوار قلعہ کے پاس پہونچا ایک چمک پیدا ہوئی آواز گڑ گڑی آئی پھر جو دیکھا تو بجلی
چمک کر اسپر گری اور گردن و کمر مین مثل زنجیر کے لپٹ گئی اور لیکر بلند ہوئی غلغلہ دروازے پر جو ساحر
تھے اُنمین برپا ہوا وہ برق زنجیری ہوئی سامنے انجم شاہ کے اُسکو بھی لائی اُس نے اسکو بھی قید کیا
جاسوس ملک خورشید تاج بخش نے لگا رکھے تھے وہ خبر لیکر گئے اور کہا ہمکو اندر قلعہ کے جانا بھی نہ پڑا
یہ ماجرا ہمنے بیرون قلعہ دیکھا تمام لشکر مین اُسکے بھی شور اُنکی گرفتاری کا مچگیا ملک خورشید نے اُسی وقت
لشکر اپنا تیار کرایا اور برسم یلغار سامنے قلعہ کے آیا دلاورون نے آتے ہی پرا جمایا اور حملہ کیا
جب دھاوہ پیش ہوا دیوار ہاے قلعہ کہ تار بنگلی تھین لاکھون بجلیان تڑپ تڑپ کر گرنے
لگین قلعہ پر تھا اُسمین بجلیان تڑپتی تھین میدان مین آتشبازی چھوٹ رہی تھی عجب
بہار دکھائی دیتی تھی کہ شعلہ ناچ رہے تھے جتنے کہ آگے بڑھے تھے اُنکا رخت ہستی بجلیون نے جلا دیا
بہت آدمی جھلسے ہوے نظر آتے تھے ایک طرف برق طپان تھی ایک سمت یہ سوختہ تن نالہ کرتے
تھے شور آفت زا برپا تھا آخر خورشید وہان سے کئی کوس اُسطرف ہٹکر آیا اور خیمہ استادہ کیا ادہر
انجم شاہ نے عریضہ بخدمت کوکب لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ عالیجاہ کیوان کلاہ ہم لوگون کی
پشت پناہ ہمیشہ آپ پر سلامت اکثرین بعد ادب گزارش پذیر ہو کہ اندنون چند باغیون نے
سر اُٹھایا از انجملہ جہانگیر لشکر لیکر میرے قلعہ پر آیا مثل مشہور ہے کہ چھوٹا منھ بڑی بات لیکن ویسے ہی
تو منھ کی کھائی خدا نے شکل عروس فتح و نصرت دکھائی اب دونون کو یعنی عیار کو جہانگیر کے
کہ جسکا نام چالاک ہے اور خود اسکو مین نے گرفتار کیا ہے اُنکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے زیادہ حد ادب نامہ
ایک ساحر کو دیا کہ وہ لیکر قلعہ کوکب کو روان ہوا اور بہت جلد سب قلعہ جات کو جو آس پاس دریاؤن
کے بیچ مین طے کرکے جب دریاے مروارید کے قریب پہونچا نجمہ اُسکو اُٹھا لے گیا دربار دربار
مین لایا شاہ کو بسر حکومت پر بصد کر و فر تمکین پایا مجرا کیا اور وہ عریضہ دیا بادشاہ کچھ دیر تک سوچا
کیا پھر جواب لکھا کہ اے برادر عرضی تمھاری پہونچی جانبازی پر تمھاری صد آفرین ہے لیکن اُنکو قتل نہ کرنا

ارادہ نہ کرنا ورنہ مجکو خواجہ عمرو سے ندامت ہوگی مین اُسکی فکر کرتا ہون تم مضطر نہونا باقی مراعات
خسروانی کے امیدوار رہو یہ جواب لیکر وہ ساحر خلعت سے مخلع ہو کر پھر آیا اور پاس انجم شاہ کے
آیا نامہ دیا یہ پڑھکر خاموش ہو رہا لیکن ایک دن اُسنے وزیرون کو بُلا کر مشورہ کیا اُنھون نے عرض
کی کہ کوکب کی عقل مین ہم کہہ نہین سکتے کہ فتور ہے قید رکھنا اُنکا عقل کا قصور ہے اسکا اظہار
شاہ جادوان ہو وہ آئیگا اور غضب ڈھائیگا جان بچکے جائیگا آخر اس امر پر قرار ہوا کہ اُنکو مار
ڈالنا صلاح ہے چنانچہ حکم دیا کہ اندر قلعہ ہی کے میدان خونی تیار ہو فوراً آرہ کش جلاد حاضر ہوئے
چبوترے رنگ کے بنگئے بوریے فلاکت کے بچھ گئے خلقت مین ہر طرف چلو دیکھو چلو دیکھو کی
پکار ہوئی گرد اُس میدان کے تمام اہل قلعہ کا سیر دیکھنے کے لیے مجمع ہو گیا شہزادہ اور جانک
ارابہ پر سوار کرکے اُس مقام پر لائے فوج بادشاہی براے حفاظت و نگہبانی مسلح ہو کر وہان آگئی جسپر
کسی نے کہ صورت زیبا کو ان نوبادگان باغ صاحبقرانی و عیاری کی دیکھا مثل گل خزان رسیدہ کے
پژمردہ ہو گیا وہ حسن وہ صورت وہ جلادت وہ شوکت ہر ایک کہتا تھا کہ بھئی ابھی تو سبزہ بھی
رخسار پر نہین اُگا ہے چہرہ پر کیا بھولا پن ہے کوئی کہتا تھا کہ انکے والدین کے دل سے یہ پوچھے کہ
ابھی تک طوق گلے مین منت کے پڑے ہین خدا نہ کرے کہ کوئی یہ دن دیکھے اس کج باغبان کا کاٹے
دیکھو کیا گال پھوڑے پھوڑے گلاب کی ایسی پتی ہین بعض کہتے تھے کہ بھائیو یہ دنیا جاے عبرت
ہے یہان ایسے ہی ایسے جوان خوبصورت تیغ مرگ سے شہید ہوتے ہین ایسے ہی گل باغبان دہر توڑ لیتا ہی
اچھے ہی تو بہت جلد فنا ہوتے ہین سراے فانی مین یہی طور ہو رہا ہی دیکھو تو کیسے کیسے جلیس رو ملے
مٹ گئے اور کیسے کیسے حسین نیسان سبزہ پامال قدم اجل ہو گئے کہ مخمسہ

خراب ہین وہ عمارات کیا کہون تجھ پاس
اور اب جو دیکھو تو دل زندگی سے ہو اُداس
کہ جنکے دیکھے سے جاتی رہی تھی بھوک اور پیاس
بجائے گل چمنون مین کمر کمر ہے گھاس
کہین ستون پڑا ہے کہین پڑی ہے غول

یہ باغ کھا گئی کسکی نظر نہین معلوم
جہان تھے سرو و صنوبر وہان اُگی ہے زقوم
بجانے کسنے رکھا پاؤن قدم وہ کون تھا شوم
مچی ہے زاغ و زغن سے اب اس چمن مین دھوم
گلون کے ساتھ جہان بلبلین کرتین تھین کلیل

یہان تو سب آپسمین رنج و غم کر رہے ہین ادھر انجم شاہ دار الامارۃ سے نکلکر میدان مین ٹھہرا پلٹنون اور رسالون نے قیدیون کو گھیر لیا جلاد حکم پوچھنے لگے پھر انگرو چار ایک آپسمین نگاہ حسرت کرتے تھے اور اپنے مذہب کے موافق رجوع قلب شہ پر کر رہے تھے ان قاتلون کے ہاتھ سے تو جان بچ گئی لیکن اور قاتل پیدا ہوا یعنے غلغلہ ہوا کہ دختر بادشاہ تشریف لاتی ہین ہر ایک اُسی جانب دیکھنے لگا اس اثنا مین ایک قتالہ و سفاکہ کو دیکھا کہ کئی سو خواصون کے بیچ مین کہ وہ سب بھی کشور حسن کی شاہ اور آسمان خوبی کی ماہ تھین چلی آتی ہے رفتار سے اپنی کبک کو شرماتی ہے کان مین جو بالا پڑا ہے چلنے سے ہلتا جاتا ہے عکس اُسکا گالون مین لہراتا ہے دربار حسن کو خوبی نے سیر کیا ہے آفتاب مین چاند نکلا نظر آتا ہے زلف بھی چہرے پر لہراتی ہے ناگن باغ حسن مین اوس چاٹنے آئی ہے کمر کو سے کا عالم جسپر عشاق بیدم پائجامے مین سلوٹین پڑی ہوئین برابر ران ڈھیری سین نظر آئین پنڈو موافق سے اُبھرا ہوا سینہ پر کچونکا اُبھار جوبن دیتا دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا ہوا وہ کون ایسا بناو تھا جو اُسپر اُسوقت نہ تھا خوبان عالم کی جان تھی عجب آن بان تھی زلف سودا بخش روح لیلی کمان ابرو مین چڑھا ہوا تیر مژہ آنکھون مین سرمہ حیا کا ازل سے دیا ہوا شاخ شجر طور سر تا قدم بنی ہوئی نخل گل باغ ارم قامت کی شان تھی گلدستہ جاہ و حشم کی آن بان تھی دفتر رعنائی مین فرد تھی آنچل پلو کا دوپٹا اوڑھے اٹھلاتی ہوئی دام زلف مین دل پھنسائے ہوئے خدا نہ کرے جو ایسی زلف کے پھندے مین کوئی پھنسے چشم تماشائی

تماشا ہم حیرتی آئینہ رخسار ہے کہ نظم
ایک جاگہ ہے ایک جاگہ خوب
شاکل صبح پر نظر نہ کرو
اسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
صبح صادق کا دعوی ہے کاذب
سطح رخسار آئینہ سان صاف
کس بار یک مو سے دکھا

کیا کہون کیسا قد و بالا ہے
پیکر نازک اُسکی سب سجیلے
کچھ بھی نسبت ہے تمکو سوا ہے
رہے سنبل کے پیچ پاچ دھرے
ویسی بھوین کشیدہ بھی ہین کہین
جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھتے معاف
کیا جھمکتا ہے اُسے رنگ قبول

قالب آرزو مین ڈھلا ہے
اُسکی کاکل سے حرف سر کرد
کالے کوسون کی بات کا کیا ہے
اُس جبین سے ہے و لکی کب جاذب
یہ کمانین کسو سے کھنچتی نہین
لطف بینی کا فہم سے دشوار
جیسے نکھرا گلاب کا سا پھول

یہیں اُس گلبدن نے قریب آکر اس گرفتار رنج و الم شہزادہ عالم کو بھی دیکھا عجب شکل خدا کی

قدرت نظر آئی فرشتہ زیب ملائک فریب سکندر صولت فلاطون حکمت کو دیکھا کہ ابھی نوجوانی کی کوئی گل عیش نہیں چنا باغ حسن سر سبز ہوتا آتا ہے ایسی صورتیں مرقع دہر میں مصور قدرت نے کم کھینچی ہیں وہ دزدیدہ لگاہیں وہ دل لینے کی رائیں وہ چاہت کی صورت بھولے پن کی صورت پیار آنکھوں سے ٹپکا پڑتا یوسف کا ایسا نقشہ بھرے بھرے ڈنڈ بھری بھری مچھلیاں فراخ و ہموار پیشانی بلند کمان کی طرح بلند نہایت ارجمند کہ ابیات

وہ نکو خوے نکو روے خجستہ منظر
وہ سلیمان وش و موسیٰ کف و صالح اعمال
آسمان جاہ و عطارد قلم و مہر علم
شاہ دارا دل و سلطان سکندر اقبال

وہ بلند اختر فرخ روش و فرخ فال
چمن خلق و نسیم کرم و ابر سخا
مشتری دانش و مہ بینش و مریخ جلال

وہ مسیحا دم و یوسف رخ و داؤد [illegible]
چشمۂ فضل و ہنر کان عطا بحر نوال
خسرو جم حشم و داور کسریٰ [illegible]

بس صورت دیکھتے ہی یہ حال ہوا کہ دل خم زلف دوتا میں پھنسا سر پر نازل ہوئی بلا جوش طپش سے آرام کھویا صبر کو دل سے ہاتھ دھویا آتش شوق کی حدت بڑھی گرمی بازار الفت ہوئی اُف اُف کہکر دل تھام لیا اپنے خدا کا نام لیا طبیعت سے کہا کہ نہ سنبھلو گی محبت سے کہا میں تمام عمر لاؤنگی بیخودی نے استقبال کیا ترو حیرت نے تھام لیا کہ [illegible]

دام الفت میں گرفتار ہوئی
تلخکامی کے مزے لینے لگی
کہ سمجھتا یہ شگون غم ہے

پائے بند ستم یار ہوئی
جان دینے کی اشارت تھی [illegible]
مژدۂ ولولۂ ماتم ہے

دم لیا بھی کہ نہ دم دینے لگی
مرگ نو کی یہ بشارت تھی [illegible]
آنکھوں سے حسرت پیدا [illegible]

چھپائے ہوئے دلکو اپنے بس میں کیے کچھ چپ چپ پاس اپنے پدر کے آئی اُسنے اُسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور پاس اپنے زانو کے بٹھایا دزدیدہ نگاہی ہوتی جاتی تھی چپکے چپکے دلکو روتی جاتی تھی آخر سررشتۂ کلام کو عقد پیام دیا کہ ای پدر میں نے حال اس شہزادہ کا بخوبی سُنا یہ طرفدار شہنشاہ افراسیاب ہے اسکا قتل کرنا ناروا ہے دوسرے ماموں جان نے کچھ تو ایسا سمجھ لیا ہے جو آپکو منع کیا ہے اُنکی رائے پر اپنی رائے کو ترجیح دینا خلاف دانش عقلا ہے ایسا نہو کہ کام ہاتھ سے جائے بنا بنایا کھیل بگڑے مفت کا الزام آئے آپ خود دانشمند ہیں آپ کو کون سمجھائے پدر نے اُسکے کہا آخر پھر کیا کروں اُسنے کہا کہ سوائے قید کے کوئی چارہ نہیں دوسرے یہ کہ ماموں جان کیا غافل تھوڑے ہیں وہ بہت جلد راہ اسکی لگا لینگے آپ کیوں گھبراتے ہیں بادشاہ نے کہا اُسکا

منظور کیا اور اُس اسیر سلاسل عشق کو پھر بندی خانے مین بھیجا خلق خدا شاد شاد اپنے اپنے گھر
پھری وہ انجمن ہیچ باطل ہوئی ادھر یہ دیوانہ مجنونانہ اسیر زنجیر خانۂ زنجیر مین بھی اسکے اسیر ہونے کا
قفل زنجیر نگاہ سے تامل کرتا ہوا کہ وائے ناکامی اتنا ہوا اور بھی جان پر آبنی اس سلسلہ سے اب چھوٹنا
دشوار ہو ہم ہین اور سلسلۂ الفت یار ہے ہمسے دیوانون کو زنجیر کیا درکار ہے نظم

بیتابی دل سے لب پہ ہے جان
ہون کوئی گھڑی کا دم کا مہمان
اب مرنے مین میرے کیا ہی باقی
فانی ہین سبھی خدا ہی باقی
باقی نہین اب تو ہم مین حالت
ہی اور ہی درد و غم مین حالت
جاری ہی ہر ایک چشم سے خون
اب ہوتے ہین نالہ ہائے موزون
اسی طرح زندانخانۂ غم مین

یہ تو یہان ہنسا اور حال پر اپنے روتا رہا ادھر وہ بیتاب سینہ غم سے بھرا ہوا دل آتش رنج سے کباب بجی
اپنے پدر سے کچھ دیر مین رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی اور بستر غم پر پڑی دل تڑپتا
تھا بیکلی تاب و توانائی کھوتی تھی سراپا غم کی صورت ہو گئی تھی لحہ بھر مین نہ وہ رعنائی
رہی نہ زیبائی رہی خوشی نے بالکل خانۂ دل سے کنارا کیا رنج کا گھر بہت مستحکم بنا جنون
نے شور صبر و سکون لوٹ لیا ربط دست و گریبان بڑھا جب جانب باغ نگاہ کرتی تھی
ماتمی سوسن کی پوشاک نظر آتی اپنے گریبان کی طرح چاک گریبان گل کو پاتی
جب زیادہ ہجر مین گھبراتی تو یہ زبان پر لاتی ابیات

دلا مین تجھسے کہتی تھی کہ زنہار
محبت ہی بُری آتش خبردار
نہ سمجھا تو شراب عشق ہی زہر
ڈرے موج اسکی سے کالے کی ہی لہر

اور جو کبھی زیادہ بیتابی ستاتی تو رو رو کر یہ سناتی نظم

نہین صبر آتا ترے بن ملے
لبون سے جگر تک بھرین ہین گلے
کسو سے کسو کو نہ ہو جائے لاگ
لگے تو لگائی ہی سینے مین آگ
کسو کا کسی سے نہ لاگے دل
کہ کہنا پڑے ہائے دل وائے دل
ہو جاتی ای کاش الفت ہمین
اُٹھائی نہ پڑتی یہ کلفت ہمین
نہ آنکھین لگی ہوتین ناگاہ کاش
کہ چھاتی کی دل تک بجھائی خراش

ادھر یہ غم مین مبتلا ادھر وزیرزادی اسکی داغ بر سینہ وہ غنچۂ گل ہم
بیٹھی اپنے مقام پر طعن کرتی کہ موج سبزہ آج میرے لیے تلوار ہی سو صورت فاختہ لیعنہ
منصور ہو کلمۂ حق کہنے والا الحق رنجور ہے راہ وحشت مین قدم اپنے جمے جاتے ہین سب مجنون
اس باغ مین بسنے جاتے ہین غرض بلبل کی طرح نالہ و شیون کرنا اور قمری کی طرح طوق محبت

یون زبان سے بھی فرمانا کہ ابیات

اُڑ گئے اک آن مین جادو کبھی کے چھو مین | خوب روئے آج ہم سنسان یہ تکھکر | یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکھکر
سرمہ آلودہ تری چشم پر افسون دیکھکر | اے جانی وای پائے زندگانی کیا مرے

بانہ کا سامان کون دل مین ہی کہ آپ ہی کچھ لکھا کرو رہون کہ نظم | جگر غم سے یک لخت خون ہو گیا

رہا دل کہ آخر جنون ہو گیا | گئے ہوش و صبر اپنے یکبارگی | طبیعت مین آئی ہی آوارگی
سر آسیمگی سے بگولا ہوا | پھرون اسطرح جیسے بھولا ہوا | نہ جی کو تسلی نہ دل کو قرار
گیا غم مین سر رشتہ اختیار | بعد کچھ دیر کے دل بہلانے کے لیے اپنی جگہ سے اُٹھکر شہزادی کے

مقام پر آئی اسکو بھی زار و نزار پایا آنسوؤن کا رخسار پر نشان پایا رنگ رخ فق چہرہ اُترا ہوا بدن کا مل کا ہیدہ ہوا اور یہی حال شہزادی نے اُسکا دیکھا دونون نے بیٹھکر ٹکٹکی باندھی ایک دوسرے کی صورت دیکھکر حیران رہین نہایت پشیمان رہین پھر شہزادی نے یہ غزل اپنے

حسب حال گائی غزل

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہے | پھنسے نہ حلقۂ گیسو کے تا بدامن دل | بلا سے گر ہو نوالہ دہان یار مین دل
برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل | نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل | نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے
اُٹھا لو لاشے مجھے میری ہمنشین ہو دو | ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہے چشم براہ | اگر نہین کسی مہوش کی انتظار مین دل
رہے گا مر کے سو فر مرا کوئے یار مین دل | وزیرزادی سمجھ گئی کہ اسکا دل بھی

کہین پھنسا اُسنے قسم دے کر پوچھا کہ اے ملکہ سچ کہو یہ سوز و گداز کیسا ہے واری تجھے پردہ کیا ہے ملکہ رونے لگی اور کہا شعر
ہین جو دیوانے وہ آزاد ہین دیکھو پھرتے * اور ہشیار ہین جو جکڑے ہین زنجیرون مین * اے ہمنشین اب میری لحد پر انکو ہو سکے تو لانا گشتۂ تیغ ادا کا مزار دکھانا وزیرزادی بھی رونے لگی اور گویا ہوئی رباعی بیت
کون زندہ رہے گا کیا ہوگا * آگے پیچھے جنازہ ہوئے گا * شاید تم اسیر گرہ زلف شہزادہ جہانگیر ہو اور یہی حال میرا ہے کہ مین اُسکے عیار کے تیر مژہ کی زخمی ہون بس یہ سننا تھا کہ پردے بارہ دری کے چھوٹ گئے دونون دیوانگان صحرائے عاشقی ملکر بیٹھین باتین راز و نیاز کی ہونے لگین آخر اس بات پر ٹھہری کہ مہرہنگ عیار سے کہو کہ وہ کوکا ہے وزیرزادی نے مہرہنگ کو بلایا اُسنے آکر ملکہ شہزادی ستم دیدہ جفا کشیدہ کو ملا وزیرزادی نے اُس سے سب ماجرا کہا وہ ملکہ کو بہت چاہتا تھا گودیون مین اُسنے کھلایا تھا کہا میری جان تجھ پر فدا ہوئی مین سے آؤنگا ملکہ اُٹھکر قدم پر گر پڑی [illegible] اور [illegible] قدم پر سر رکھا [illegible] جواہر کے صندوقچے اسکو دیے اُسوقت اُسنے کہا کہ اے ملکہ

ایک برج کہ اسکو برج صندلی کہتے ہین واقعی وہ صندل کا بنا ہی مگر بہت سخت و دشوار جگہ ہی آپ کے پدر
عالیقدر کے ہاتھ مین ایک انگوٹھی ہے اگر اسکو آپ لے آئیے تو پھر مین بہت سہل طرح سے شہزادہ
کو لے آؤن یہ کہکر رخصت ہو گیا ملکہ ایک روز ضبط بدشواری کرکے سنگ جبر مفارقت دل پر دھر کے
چپ ہو رہی دوسرے دن یہ ملکہ ابر سفید پر سوار ہوکر چلی اور ایوان خاص مین بادشاہ کے
آگئی بادشاہ خاصہ کھانے محل مین آیا تھا کہ یہ بھی شریک طعام ہوئی بعد فراغ طعام
اسنے جواہر کا ذکر چھیڑا اور کہا ابا جان مجھے آپ نے اپنے دست مبارک سے کوئی انگوٹھی مجکو نہ
دی اُسنے بادشاہ مزاجی سے کہا کہ لو اب سہی اور ہاتھ اپنا بڑھا دیا اُسنے جو بتایا کہ سرہنگ نے
دیا تھا اُسکے سبب سے وہی انگوٹھی نگین یاقوت کی پسند کی بادشاہ نے کچھ خیال بھی نہ کیا انگوٹھی
اُتار دیدی یہ بیکھٹکے پھر خوشی خوشی وہان گھر مین آئی اور وزیرزادی کو انگوٹھی دکھائی
وہ بھی بہت خوشنود ہوئی پھر سرہنگ کو بلا کر وہ حوالے کی جب یہان چرخ گوہر انجم صدقہ
اُتارنے کو انجمن پر سے لایا شب وصل نے منہ دکھایا ہوا سے دل نے یہ مژدہ سنایا کہ عجب
تماشا ہی کہ اس رات کو ماہ کے ساتھ آفتاب آیا ابیات عروسانہ شب مہتاب آئی
ستارے دل سے وقت رونمائی * کہ ہونگے بلبل و گل دونون یکجا * چلے گا بادۂ گلگون کا جلسا
وزیرزادی اور شہزادی دونون نے حمام کیا لباس و زیور سے آراستہ ہوئین باغ مین گل ہنسنے لگے
فوارے خوشی سے اُچھلنے لگے نہرین وفور شوق سے اُبلتی تھین درخت سب بادلہ سے
منڈھے گئے جوانان چمن زری پوش ہوئے بلبل ترانۂ عشرت گانے لگی سرو اپنی اکڑ و مروڑ
دکھانے لگی بارہ دری مین فرش کی جین جین ہو گئی گلہ جہتون سے فرش بھی ہنسنے لگا آئینہ کا
لباس در و دیوار نے پہنا پلنگ بچھے گئے مسند بچھائی گئی کنول کیا لگائے کہ دل کنول ہو گیا
جھاڑ ہر ایک روشنی بار تھا مکان سارا اعجاز نقش و نگار تھا ملکہ اور وزیرزادی چھڑی ہاتھ مین لیکر
ٹہلنے لگین اور انتظار یار دلنواز کرتی تھین اُسطرف سرہنگ وہ انگشتری ہاتھ مین پہنکر
برج صندلی مین پہونچا اُس برج کے چار دروازے ہین اور ہر دروازے پر ہزار ہزار پاسبان
مقرر ہین وہان شہزادہ فرط الم سے مرور گریبان دل سے کہتا کہ کاہے کو وہ مغرور حسن و جمال
میرا خیال رکھتی ہوگی ناز کاہے کو فرصت دیتا ہوگا انداز دامن کش ہوگا نگاہ اپنی طبیعت کو فرقت

بچھڑی ہوگی سب سے وفائی سمجھاتی ہوگی کبھی بیتابی سے یہ کہتا تھا کہ ابیات

سمجھو رون یہ کر نہین جانی ستم اچھا
فرقت کا اب تہنا نہین دنیا ہی غم اچھا
اسد رجیستا تا نہین ہمکو صنم اچھا
بس آ تو چلی جان مری ہجر سے تیرے

اور یہی حال چالاک تیز رفتار کا تھا لیکن وہ دل ہی دل مین
غم کھاتا تھا بلکہ اور شہزادہ کو سمجھاتا تھا صبر کی باتین سناتا تھا اسی ہنگام مین لکایک ایک
عیار نے آکر قدم پر سر رکھا اور کہا اے شہزادہ یہ آگ میری ہی لگائی ہوئی ہے کہ مین آپ کو یہان تک لے
آیا اپنے کیے کا مزا اٹھایا چلیے آپ کو ملکہ نے بلایا ہے یہ سنکر وہ شہریار پھولون نہ سمایا اور عیار طرار
نے زمین مین نقب دینا شروع کی کچھ ہی دور پر دروازے سے ہٹکر وہنہ اسکا توڑا شہزادہ
نے قید توڑی اور چالاک کی قید سوہن سے ریت دی یہ دونون تو نقب کی راہ سے باہر نکلے
اور سرہنگ انکو ہمراہ لیے شاداں و فرحان باغ مین ملکہ کے پہونچا غلغلہ ہوا کہ لو وہ آ گئے
ملکہ نے کہا اوئی یہ سرہنگ بھی کتنا بے تمیز ہے مین نے یہ کب کہا تھا کہ انکو یہان لے آئے تو
ترس کھا کر حکم دیا تھا کہ قید زندان سے چھوڑا دے یہ کہکر برق کی طرح تڑپ کر بارہ دری مین
گئی اور پردے اسکے دست نازک سے چھوٹ لیے لیکن شہزادہ دل از کف دادہ بے
تامل بارہ دری مین آیا اور کہا اے ماہ تمام کیا مجھسے خطا ہوئی جو تمنے منھ چھپایا اسنے مسکرا کے
کہا واہ صاحب آپ بھی زور چیز ہین خیر اچھا آئیے مین جانتی ہون کہ تم ڈھیٹ ہو منھ
لگائی ڈومنی ہو بہتر ہو بیٹھ جائیے پھر تو شہزادہ مسند پر آکر جلوہ گر ہوا سیم بدن اپنا چہرہ کچھ
چھپا کر سامنے مسند کے بیٹھی شہزادہ نے کہا کہ شعر

اٹھاتا عشق مین کیونکر ابھی دامان جو کھون ہے
ابھی تو مال جو کھون ہے پھر آگے جان جو کھون ہے

ملکہ ہنسی اور کہا کیا خوب اے صاحب مان نہ مان مین تیرا مہمان آپ سے عشق ہی کون کرتا ہے
اور منھ ہی کون لگاتا ہے آپ اپنے خدا کے لیے جان جوکھون مین نہ پھنسیے شہزادہ نے کہا کہ بیت

جنون سے مجھ سے مجنون بھاگتا جیسے بگولا ہے
اگر مین صورت ہون وحشت کی وہ دیوانی اک ہوا ہے

ناخن خراش جگر سے بیتر ہین باتین ایسی جنون آمیز ہین یہ کہکر اس مہ پارہ کو آغوش محبت
مین کھینچا ادھر سے نہین نہین کی صدا بلند ادھر سے ولولۂ شوق گرم ہنگامۂ راز و نیاز ہویدا
ایک دوسرے کا شیدا پیار چتونون سے ٹپکتا کبھی وہ اسکے سینے پر لات رکھدیتی یہ کہتا کہ لات جگر کی

بہرے دلکا جنون سکوتی ہو کبھی یہ اسکی بلائین لیتا ہے سر آتا تا آکہ یہین حمام مرا ز غولی کا چرچا
وسلارف گلعذار چابک کے ساتھ سرگرم اختلاط گا ئینین خوش گلو زہرہ جبین گاتین خواصان
در خلعت سرگرم کاروبار چاندنی دیکھنے کی بہار بادلہ چاندنی مین اڑایا جاتا پانی مہرون کا چھلکتا
غرضکہ ہنگامہ نشاط برپا جب خاک سیہ کو آفتاب نے ادم صندلین بنایا اور پھر سیاحی میدان افلاک مین
آیا کہ بیت لیکا یک چرخ سے ٹوٹا ستارا ۞ کیا تاریکی نے شب سے کنارا ۞ صبح کو خورشید تابان
لکیہ بکر یعنی عیار و شہزادہ رشک قمر حمام مین داخل ہوے لیکن اول شہزادی سوار ہوکر سلح خانے مین گئی اسکو
کون روک سکتا تھا تیغ بلاکش وہان سے لائی اور شہزادہ کو دیا پھر حمام کیا اور آ کر داد عیش و نشاط دینے
لگی ہنگام صبح نگاہبانان برج صندلین آگاہ ہوے کہ قیدی غائب ہوا نالان و گریان خدمت
شاہ مین آئے اور عرض کیا کہ وہ گوہر گرانمایہ درج شاہی کھویا گیا یہ خبر سنکر بادشاہ انجم شاہ نے
دوبارہ نامہ لکھا کہ ای شہنشاہ جہانگیر کوئی میرے یہان سے لے گیا خبر شرط تھی وہ مین نے کر دی
یہ نامہ تیارہ سحر کا لے گیا اور کوکب کو دیا کوکب نے نامہ پڑھکر مرات واقعہ طلب کیا اور کاغذ و قلم
سامنے رکھا نقش پیدا ہوا اور اسنے لکھا کہ ملکہ ماہ دُر در گوش اور گلعذار شوخ چشم نے چرا لیا ہے
اور اپنے باغ مین صحبت آرا ہین یہ معلوم کرکے اُسنے جواب لکھا کہ یہ حرکت تمھاری بیٹی نے کی ہے اور
اُس نامہ کو ملکہ ماہ سرخ چشم جادو کے ہاتھ انجم حصار کو روانہ کیا ادھر سے تو یہ چلی اور اسطرف
سے ملکہ ماہ دُر در گوش کی نانی سوسن زبان دراز اپنی نواسی کو دیکھنے چلی یہ سوسن جھاڑ
کے تخت پر سوار ہے اس سے اور ماہ سرخ چشم سے ملاقات ہوئی اور سارا حال دریافت کیا اور
اسی باغ کی طرف جہان ملکہ ماہ دُر در گوش ہے روانہ ہوئی یہان فوج کو حکم انجم شاہ تیاری کا
پہونچا اسی وقت نقارے بجے نفیر سحر کو دم ملا جلد جلد کربندی ہوئی اور فوج موج مار کر چلی زمین و
آسمان مین ہر طائران سحر کا چھایا تھا آفتاب تیرہ ہوا تھا شور تا افلاک پہونچا تھا اُن سبنے آکر
باغ کو گھیر لیا جہانگیر بھی تیغ بلاکش پکڑکر مثل شیر غرندہ کے آیا اور اُس فوج پر گرا ابیات

همه روے صحرا سر و دست و پاے ۞ بزیر سم اسپ جنگ آزماے ۞ فرو رفت و بر رفت روز نبرد
بهامون هم خون و بر ماه گرد ۞ برو زن بزد آن یل ارجمند ۞ بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
برید و درید و شکست و ببست ۞ یلان را سر و سینه و پا و دست ۞ هزار و صد و شصت گرد دلیر

| یک زخم شد کشتہ در جنگ فیر | اسی گرمی جنگ مین لکایک نعرہ ہوا کہ منم گلرنگ جادو اور بچاسی |
|---|---|

ہزار ساحر سے یہ ہجا ور اسباب ساحری لیے ہے ایک ساحر کال و ڈانگ ہمراہ گوکل جرول سکے پیچھا مانند
آکر پہونچا اور ملکہ ماہ و سوسن ایک طرف سے جنگ آزما ہین اسوقت کہ جب بلوہ زیادہ تر ہوا سوسن
نے کچھ سحر پڑھکر ماہ دُر در گوش کو بیہوش کیا اور اپنے تخت پر ڈالکر پرواز کی یہ تو اُسکو لیکر ہوا ہو گئی
وہان جو اسیسون سے خبر پہونچائی ملک خورشید کو کہ اندر قلعہ کے لڑائی ہو رہی ہے اور مہتر چالاک
نے ایک جمعدار لشکر و قلعہ کو کھولدیا اُسطرف سے فوج حملہ کرکے چلی اور یہان عین کارزار مین
گلرنگ جو آیا تھا تیغہ بلاکش سے دو ٹکڑے ہوا اور ایک ساحر عقاب زہر شیوہ نام ہے کہ وہ آگ
جوالی کا رہنے والا ہے اُسوقت اُسطرف سے ہو کر گذرا ملکہ گلعذار کھڑی ہوئی لڑ رہی تھی یہ دیکھتے ہی مائل ہوا
کیونکہ اُسوقت کاتی اُسکی بندھی ہوئی دو برچھیان سینے پر تنی ہوئین منہ غصے سے لال دل مین یہ خیال
نارنج ترنج اسطرح سے لگائی کہ جیسے معشوق گیند کھیلتے ہین یہ کافر عقاب اسپر مائل ہوا اور تحفی سحر
سے اُسکو بیہوش کرکے اُٹھائے گیا بعد کچھ عرصے کے لشکر خورشید کا آپڑا اور مہتر چالاک نے چراغ
جمشیدی روشن کیا کہ جسکی روشنی نے پردہ دنیا اور پردۂ چشم ساحران کے درمیان مین پردہ
ڈالا یا اندھیر مچادیا آنکھون کو اپنی رونے لگے جان کھونے لگے اب تو عیاذاً باللہ اور سے تیغہ بلاکش
کی مار چراغ کی روشنی مین دن دہاڑے اندھیر غضب کا سامنا یہ کوکب ہی کی فوج تھی جو رک گئی
ہی ورنہ اُسی وقت فنا ہو جاتی لیکن بیچاری رُکی بھی تو کیا رُکی کچھ ہی دیر مین نمکحرام تو ہر وار
گریز ہوئے اور نمک حلال تیغ کے گھاٹ اور کھیت رہے انجم نے مرنا گوارا کیا لیکن پاؤن
میدان جنگاہ سے نہ ہٹایا اور آخرت ضرب تیغہ بلاکش کھائی کہ جان بحق ہوا اہل قلعہ نے امان مانگی
جہانگیر نے بعد قتل و غارت امان دی بہت مال داخل خزانہ سرکار ہوا دار الامارہ مین خورشید
آکر بیٹھا نذرین امرا و زرا کی گذرنے لگین منادی افراسیاب کے نام کی ہو گئی لشکر ملک
خورشید کا نہایت مسرور و خندان فیروز کش ہوا ایک سمت جہانگیر کے ملازم اور مہتر
چالاک اور بیر سنگ قیام پذیر ہوئے اب جب تسلط ہو چکا اپنی مطلوبہ کو نہ پایا پھر تو بے حال ہوا کہ اب

| بیابان کی جانب کھینچے دل بہت | کہ تھا شہر مین کام مشکل بہت | ارادے سے ہو سے یہ دلوجانی جمن |
|---|---|---|
| لیا پھر نہ دو تون سے صبر و سکون | صبا سے رہے اُسکا ہر دم پیام | کہ ای باد کمبخت یہ بعد از سلام |

خیالات ملنے کے جاتے نہیں | قرار و سکون دل تک آتے نہیں | شب و روز رہتا ہے یاں اضطراب
کیا شوق نے کام کو کیا خراب | کوئی طور ملنے کا ایجاد کر | نہ جور و ستم سے ہو تو بیداد کر
تن زار بے جان کیونکر جیے | جگر میں نہ ہو خون تو کیا خون پیے | اس حال میں یہ تو ہے لیکن عرض

اس فتح کی افراسیاب کو لکھی ہے اُدھر ساحران ہمراہیان گلرنگ و انجم بھاگ کر قلعہ کوکبیہ میں گئے
اور دربار میں کوکب کو تخت پر بیٹھا دیکھکر بعد دعا و ثنائے شاہی کل معرکہ بعرض بیان میں لائے
کوکب سب حالات سنکر نہایت رنجیدہ ہوا اور بہزاران پریشانی اُسنے خواجہ عمرو کو لکھا کہ اے
یار وفادار نوبت باینجا رسید کہ پردہ تاریک فتح شد غرض کل حالات تحریر کیے خواجہ دربار میں مہرخ
کے یہان تھے کہ نامہ کوکب پہونچا اور اُسمین یہ بھی مندرج تھا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے
خواجہ نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ اب انشاء اللہ جہانگیر کو مع اُسکے لشکر کے مطیع کر کے آپکی خدمت میں حاضر
ہونگا پس آپ نے برق فرنگی کو اپنے ہمراہ لیا اور بالا دوی کرتے ہوے چلے ایک مقام پر آگر داڑھی
چہرے پر لگائی پان کھا کر پیک اُسپر بہائی کمر خمیدہ کر لی پگڑی سر پر باندھی کمر سے دوپٹا باندھا کرتا پہنا
پانچون کا پائجامہ زیب بدن کیا اور ڈ کرے لگائی اور برق نے گال اپنے سرخ سرخ پھولے ہوے
بنائے تہری کمر توڑی کا انگرکھا پہنا ہاتھ پاؤن مین مہندی لگا انگوٹھیان سب اُنگلیون مین پہنین بوٹا
سا قد اپنا رکھا ایک طفل مہ پارہ و نوجوان کی صورت بنکر ہمراہ ہوا اور خواجہ کسی مقام پر بیٹھ جاتے تو وہ اسطرح
کی غزل اور اشعار گاتے ابیات | ہم ہیں اور سایہ ترے کوچے کی دیواروں کا | کام جنت میں ہے کیا ہم سے گنہگاروں کا
محتسب گھر دل آزار ہے میخواروں کا | دے مجھے اک جام تو ہے یار ابھی یاروں کا | اسی طرح گاتے چلے جاتے یہ راہ میں
چلے آتے تھے اُدھر عقاب گلعذار کو لیکر ایک درۂ کوہ میں آیا تھا اور وہاں اُسنے فرش وغیرہ آراستہ
کرکے اسکو بٹھانا چاہا اُسنے قصد کیا کہ بزور سحر نکلجاؤن یہ سوچکر ایک نارنج جھولی سے نکالکر مارا کہ تمام
وہ مقام اندھیرا ہو گیا عقاب نے مُنھ سے پھونک دیا سب خس و خاشاک وہان کا شمع و فلیتہ
کی طرح جلنے لگا پھر اُسنے قصد پرواز کیا عقاب نے ایسا سحر کیا کہ عبس ہوا آخر فرش پر بیٹھی
اب اُسنے منت شروع کی کہ اے حاصل زندگانی مجکو اپنی غلامی میں قبول کر کیونکہ اب میرا حال یہ ہے بیت
چراغ داغ لیکر دل میں ڈھونڈھا ❊ نشان پر صبر و طاقت کا نہ پایا ❊ گلعذار اُسکو بُرا
بھلا کہنے لگی اسی اثنا میں آواز گانے کی اُسکے کان میں آئی اُسطرف متوجہ ہو اجب عمرو کو اُسنے دیکھا تعجب

بلا لایا کہ میری معشوقہ مجھسے راضی نہین ہوتی ہے تو چلکر ایسا گا کہ وہ راضی ہو جاے خواجہ وہان
سے آئے اور گانا گایا انھون نے کہا مین یونہین راضی کیے دیتا ہون او ہر درہ کے اندر سے
اُسکو باہر نکالدیا جب گلعذار اکیلی رہی اُسکو پڑیا داروے بیہوشی کی دی کہ اسکو ملاکر اُسکو
بیہوش کرنا اُسنے قبول کیا اب خواجہ باہر درہ کے نکل آئے اور عقاب کو بھیجا اُسنے اپنی معشوقہ
کو خندان رو پایا پاس بٹھا از بسکہ وہ عیار نہین ہے جو اپنے بدن مین ہاتھ لگانے دے فوراً اُسنے
جام بیہوشی آلودہ اُسکو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہوا عمرو نے اگر اسکو قتل کر ڈالا یعنی اُسکی زبانی
حال ملکہ ماہ درد ر گوش کا سنا اور اُسکو بھی بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لیا اور آگے کا راستہ
پکڑا یہانتک کہ قریب قلعہ انجم حصار کے پہونچکر ایک بیابان سبزہ زار مین کہ سایہ اُسوقت ڈھلا
تھا جانور زمزمہ سرائی کرتے تھے پانی تراوت دے رہا تھا وہان بیٹھکر خواجہ نے نے کو بجایا اور
بڑی جوش و خروش سے اس غزل کو گایا ابیات

ہو نہ عاشق سو جگر اُس دشمن ایمان کا
پہن کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا

دل نہ کر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا
تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید

جھوٹ ہی جانون کلام اُس بت بدعہد کا
تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا

اُنکا گانا تو مشہور و معروف ہے آشیانے اپنے تمام پرندے بھولے اور مسکن چوپایون سے چھوٹے شدہ
شدہ خبر جہانگیر کو بھی ہوئی وہ معشوقہ کا جوگی عشق کا بروگی ہجر کے صدمہ مین پھنسا ہوا تھا
اسی وقت چوبدار بھیجکر طلب کیا خواجہ بڑے اغماض سے گئے اور ادھر جہانگیر نے فرش و دیگر
تکلف بچھوایا کہ جو پاے خیال سے بھی میلا ہوتا تھا مسند کو دیکھکر کسری و جم رشک کھاتا تھا
کشتیان شراب ناب کی تھین گزک کے لیے کباب کی سامان عشرت جملہ مہیا تھا کہ درویش
صاحب آکر پہونچے اور خوب بجھن اُنھون نے گانے پھر اشعار مرادیار کے گانے کہ ابیات

وہ کون ہے جو مجھپہ تاسف نہین کرتا
اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا
کچھ اور گمان گذرے نہ دل مین کہ کافر

پر میرا جگر دیکھ کہ مین اُف نہین کرتا
دل فقر کے دولت سے مرا ایسا غنی ہے
یاد اسلیے مین سورۂ یوسف نہین کرتا

کیا قہر ہے وقفہ ہے ابھی تنے مین مانگے
دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا

تمام محفل کو حالت وجد طاری
ہوئی لیکن مہتر چالاک تیز رفتار خواجہ کو فیض جاری کرنے کا موقع نہین دیتا ہے آخر اُنھون نے
بیہوشی ملاکر جام شہزادہ جہانگیر کو دیا اُسنے چاہا تھا کہ پیون چالاک نے وہ جام لیکر پھینکدیا اور

بیٹھنے نہ دیا اسوقت تو خواجہ کہتے ہوے کہ بھلاؤ ناشدنی جو اتنا مرگ کہان جاتا ہو میرے ہاتھ سے یہ
لنگر جست کرکے چلے چابک بھی اسکے پیچھے چلا ایک طرف برق جست وخیز کرکے نکلا پھر انکو کون
پاتا ہو یہ جاوہ جا اب جب یہ تنہائی مین آئے مشورہ پذیر ہوے کہ کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے اسی فراق
مین یہ قلعہ سے نکلکر ہر طرف پھرنے لگے ایک روز گذر انکا ایک باغ کی جانب ہوا کہ ہوا خوش
جاے دلکش تھی نہال سرسبز و شاداب سبزہ یہ ظاہر کہ طغرا صفحہ گلشن پر تحریر اسمین آب
روان کی لکیر بلبل شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور پھول کھلے سرخروئی باغ پر گواہی دیتے وہان
دوسری بلبل بھی نالان تھی یعنے سوسن کے ساتھ ماہ دُرِّ در گوش یاد شہزادہ جہانگیر مین
قمری منطا کو کو کرتی اور کہتی ابیات

| | |
|---|---|
| کون وقت ای وائے گذرا جی کو گھبراتے ہوے | موت پڑتی ہے اجل کو یان تلک آتے ہوے |
| آتش خورشید سے دیکھا نہین شمشاد صوان | آگھیرے ہوام پر تم بال سلگاتے ہوے |
| وہ نہ جاگے رات ہمکو ضد سے بخت خفتہ کی | بچ گیا آخر جگر زنجیر بھر کاٹتے ہوے |

خواجہ جوہر برق اس باغ کے دروازے پر آئے سوسن نے انکو درویش کامل سمجھکر بڑی قدرو
منزلت سے بٹھایا انھون نے اکسیر اپنے پاس سے بوٹی نکالکر بنائی پھر بچی ہوئی دوا تعریف کرکے
سوسن اور ماہ کو کھلائی جب وہ بیہوش ہوئین دونون کو اٹھاکر زنبیل مین ڈال لیا اور پھر وہان
سے آکر بیچ قلعہ مین ایک دوکان کرایہ کو لی پردہ ہاے زنبوری اس دکان مین لگائے جو پردہ ہفت
آسمان کو ہنستے تھے فرش تکلف سے آراستہ کیا پھر ہزارہا تصویر اُس مکان مین لگاکر رشک نگارخانہ
چین اس مکان کو بنادیا ابیات

| | |
|---|---|
| کی آرائش جو وہ آئینہ خانہ | شبیہ سادہ رویان زمانہ |
| مرقع کردیا دیوار و در کو | دکھایا نقش حیرانی نظر کو |
| وہ ایوان آفت عقل و دل و دین | کرے سجدہ جسے بتخانہ چین |
| ہے اس اعجاز مین عیسی بھی حیران | کہ تصویرون سے اسمین پڑگئی جان |

نازنینان شوخ و شنگ اُس دکان مین زنبیل سے نکالکر بٹھائین سرمایہ تجارت دل و جان تھین برق کو گماشتہ
مقرر کیا اور آپ خواجہ سفید مو بنکر مسند بچھاکر تکیہ لگاکر بیٹھے لوگ جو اُسطرف آتے تھے اُن نازنینون پر جان بیچ
والا و شیفتہ ہوا کہ ایک تیر سے دو فرش خواجہ سفید مو نام یہان آکے ہین ملکہ کا عندلیب شوخ چشم کی بھی تصویر ان تصویرون مین جو اُنھون نے لگائی تھی ایکر دفہ

اُس تصویر کو آگر مہتر چابک نے دیکھا یہ تو اسکی معشوقہ ہے اُسکو دیکھکر بیہوش ہو گیا آخر اپنے تئین سنبھالا اور برق سے کہا اپنے مالک کے پاس ہمین لے چلو ہم یہ کنیز مول لینگے برق اسکو اندر لیگیا اُسنے دیکھا کہ ایک مرد پیر کوئی سو برس کا سن ڈاڑھی سفید مسند پر بصد جاہ و جلال بیٹھا ہے اُسنے سلام کیا اُسنے پاس بٹھایا اور خاطر کی مزاج پرسی فرمائی پھر ذکر کنیزون کا درمیان مین آیا عمرو چابک پر خفا ہوا اور کہا صاحبزادے یہ تصویر جسے تم لینا چاہتے ہو یہ تصویر میری دختر کی ہے غلطی سے دکھا دی گئی ہے چابک آخر وہان سے اُٹھا اور روتا ہوا پاس جہانگیر کے آیا اور سب حال کہا کہ ایک سوداگر میری معشوقہ کی تصویر لایا ہے آپ دلوا دیجیے جہانگیر نے حکم دیا انجمن آرائی ہو کار پردازون نے فرش و مسند وغیرہ آراستہ کیا چوبدار سلطانی خواجہ سفید مو کے پاس بھیجا خواجہ سوار ہو کر وہان سے روانہ ہوے اور بروقت چلنے کے اپنا خیمہ وغیرہ زنبیل مین رکھا اور جہانگیر کے پاس آئے اُسنے مقام صدر پر بٹھایا اور بزرگ سمجھکر تعظیم کی اور کہا آپ کی بزرگی سے بعید نہین ہے جو اس کنیز کو دے ڈالیے خواجہ تیوری چڑھا کر اور آنکھین لال کر کے گھرک کر بولے کہ ہم کہہ چکے کہ ہماری دختر ہے جہانگیر نے کہا آپ خفا ہوتے ہین یہ میرا بھائی ہے آخر آپ شادی اپنی صاحبزادی کی کہین کیجیگا پھر یہ ہم پر احسان فرمائیے غرض بعد بہت تکرار کے قبول کیا جہانگیر نے ایک باغ کہ جو بہشت برین کا چشم و چراغ تھا خواجہ کی سکونت کے واسطے دیا اور بہت سارا روپیہ خواجہ نے لیا اور ایک گوشہ مین جہانگیر و چابک کو بلایا اور ایک تیغہ اپنے پاس سے نکالا اور کہا اسکو تم بھی کیا یاد کرو گے اوس کو دو یہ تیغہ تمھارے واسطے ہے بس جو نہین وہ تیغہ جہانگیر نے کھینچا بقعہ بیہوشی پیدا اُڑا کہ جہانگیر و چابک دونون بیہوش ہو گئے عمرو نے ان دونون کو اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا تیغہ بلاکش بھی اُسکے پاس تھا وہ بھی ہاتھ آیا اب یہ مقام تنہا مین تو تھے ہی وہان سے نکلکر چلے اور صحرا مین آنے ایک آدمی کو کوکب کے طلب کر کے نامہ لکھا کہ آپ کے مجرم اور اشخاص نادرہ جو موجود ہین اُنسے منگوا لیجیے چونکہ یہ قلعہ انجم حصار کی حوالی ہے یہان ساحران نامی اطراف مین رہتے مین اور کوکب پاس جا سکتے ہین اُنھین مین سے ایک ساحر کو وہ نامہ دیا کہ اُسنے جا کر کوکب کو پہنچایا کوکب وہ نامہ دیکھکر بہت خوش ہوے اور بیابان بری برہ کا مالک آغاق جادو تین لاکھ ساحر سے واسطے ملازمت کے حاضر ہوا تھا اُسنے بادشاہ کو متردد دیکھکر پوچھا کہ آپ کو کس امر کا تردد ہے

شہنشاہ نے فرمایا کہ طلسم کشا قید ہوا ہی مین چاہتا ہون کہ کوئی معتبر شخص جائے اور اسکو لائے
آفاق نے کہا مجکو اجازت ہو تو مین جاؤن بادشاہ نے اجازت دی یہ وہان سے روانہ ہوا فوج
کا چلنا ہنگامہ مشورش افزا طبل و بوق کا بجنا لشکر کا سیل فنا کی طرح روان ہونا کشتی ارض و غبرا
کو ڈگمگاتا تھا بڑی عظمت و شان سے یہ چلا اور اُسی صحرا مین کہ جہان عمرو تھا آیا خواجہ سے ملاقات
کی خواجہ نے جہانگیر و سوسن و دُردر گوش او چابک وغیرہ کو مع تیغہ بلاکش سپرد کیا اور
آپ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا کہتا گیا کہ ای آفاق ذرا ہوشیاری سے قیدیون کو لیجانا انکے
ہتکڑیان بیڑیان پہنا کر قلب لشکر مین انکو رکھا اور لیکر پھرا وہان خورشید بھی کچھ عرصہ مین جلال
خواجہ سفید مو کے آنے کا سنکر باغ مین آیا یہان کسی کو بھی نہ پایا معلوم ہوا کہ شود اگر جہانگیر و چابک
کو لیکر غائب ہو گیا ہی سمجھا کہ کوکب نے کسی کو بھیجکر بلوایا ہی بس اُسنے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اُسی وقت
نفیر جنگی بوق کو دم ملا جوانون نے کمرین باندھین بہادر لڑنے مرنے پر لیس ہو گئے طائران پر ندیر
سوار ہو کر ساحر چلے اور بہ یلغار راہ طے کر کے قریب لشکر آفاق پہونچے پھر تو صفین جمگئین مبارز ایک
دوسرے سے پٹ پڑے چمک برق شمشیر کی ہوئی بارش باران تیر کی ہوئی باہم زد و کشت
ہونے لگی خورشید نے ہزار در ہزار پتلے سحر کے پیدا کئے کہ جو آکر فوج کو قتل کرنے لگے آفاق نے
صدہا سواران روئین تن بنائے خورشید نے پھر آتش سحر اُنپر برسا کر پگھلا دیا آفاق نے
باران سیاہ کا مینہ برسایا کہ اُنھون نے جسم مبارزان کو پانی کر کے بہایا تادیر ایک دوسرے
سے لپٹا رہا یہ نقشہ رہا نظم

| | | |
|---|---|---|
| زبس نعرہ و نالۂ کرناے | زمین شد ز نعل ستوران ستوہ | ہمی کوہ دریا شد و دشت کوہ |
| لبے سروران را سر آمد نگون | ہمی آسمان اندر آمد ز جاے | ہمہ سنگ مرجان شد و خاک خون |
| تو گفتی ہمی خون بیارد سپہر | بگشتند چندان ز ہر دو گروہ | کہ شد خاک دریا و ہامون چو کوہ |
| | پدر را نہ بد بر پسر جاے مہر | اُسی گرمی جنگ مین ایک طرف |

سے لشکر گران گروہ گروہ پیدا ہوا اور آگے آگے اژدرومان پر ایک ساحر نابکار داراب ظلمانی
نام ظاہر ہو کر لشکر کی پشت پر آگرا اور دم لشکر کی آگ ماری پھر لڑائی تازہ ہو گئی فوج آفاق کی پسپا
ہونے لگی اُسوقت بقدرت کردگار عنقاے ابلق سوار پیر بھائی کوکب کا آگرا اور سحر چلنے لگا
کبھی اندھیرا ہوا کبھی اُجالا ہوا مار و عقرب برسنے لگے آندھیان آنے لگین داراب نے سحر کیا

تاریکی ہو کر چادر سیاہ روے ہوا سے پڑنے لگی اور کاجل گرنے لگا ہزارون ساحر اندھا ہوا عنقا
نے چاند بہت سے طالع کیے کہ جسکی روشنی نے فروغ دیدۂ ساحرون کو بخشا اور ایک ٹکڑا چاند کا
نوشگرد اب ظلماتی کے سر پر گرا کہ وہ زندگی سے بدر ہوا خفیف مرگ اُسکو حاصل تھا عنقا
اب چڑھتا ہوا چلا اُدھر خورشید دباؤ کھا کر پیچھے ہٹا جب اُسنے دیکھا کہ یہان قدم نہ جمے گا یکہ و تنہا جا
نور اسباب روانہ ہوا اب آفاق کی فتح ہوئی اور یہ آگے بڑھا کچھ دور چلا ہوگا کہ نوبت و نقارے
روے ہوا پر بجتے سنائی دیے اور ساحر شیر سوار و اژدر سوار ظاہر ہوے افسر انکا طیفور چہار
چشم تھا تین لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آیا اور لشکر عنقا پر حملہ آور ہوا وہی ہنگامۂ عظیم دوبارہ
برپا ہوا ساحرون مین سحر کی جوش چلنے لگی آخر عین گرمی جنگ مین عنقا سے مقابلہ طیفور کا
ہوا اُسنے ایک تارنج مارا اُسنے خالی دے کر ترنج لگایا برابر سے جوش چلنے لگی الکمقام پر سحر کی تلوار
طیفور نے سر عنقا پر لگائی کہ اُسنے زخم کاری کھایا اب قید جہانگیر کی قبضۂ طیفور مین یقین تھا
کر جائے اُسوقت آفتاب فلک پر طالع ہوا اور صدا آئی کہ منم کوکب روشنضمیر طیفور نے
جی داری کر کے ایک ہار رجون کا اُس آفتاب پر بھی لگایا لیکن پنجہ ایک تلوار لیکر پیدا ہوا اور سر نحس
طیفور جدا کیا فوجون کو شکست ملی آفاق کو کوکب ذہیت زخمی پایا مگر اُسکی فوج سمیت اُسکو
تیغہ بلاکش دیگر جانب بیابان برق ابرہ روانہ کیا اور ایک خیمہ بلا زمان کوکب نے اُسی بیابان مین
استادہ کیا کہ بادشاہ مذکور تخت پر بہزاران جاہ و جلال آکر بیٹھا اور ایک قفس آہنی طلب کر کے
جہانگیر کو اُسمین بند کیا چابک بھی اُسی مین سے پھر اُس قفس کو ایک گنبد سحر بنا کر اُسمین لٹکا دیا
اور روے گنبد پر پہلی جو کی حارث شیر سوار جادو کی مقرر کی پھر اُسکے بعد میخوار آتش خوار کو معین کیا
اور گنبد کے آگے تالاب بھی آتش کا بنا دیا کہ جسمین کوئی آ نہ سکے لہذا اُسکی دلون مین خیال
سے آگ بھڑکاتی تھین اور لپٹین تا بفلک جاتی تھین غرض جب انتظام قیدیان کر چکا
اُسوقت ماہ دُرد گوش کو سامنے بلایا اور بغضب تمام دو طمانچے لگائے اور کہا او گیسو بریدہ
لکاتہ شوخ دیدہ تیرے جلائے تو کتا بھی نہ جیے کوئی ایسی حرکت کرتا ہے کہ جیسے تو ننگ خاندان
ہوئی پھر گلعذار کو بھی بہت کچھ برا بھلا کہا پھر زلف آرا سے سرخ چشم کے سپرد ان دونون کو
کیا کہ اُسنے اپنے باغ مین لے جا کر ان دونون کو قید کیا اس وابستہ بزنجیر پیچ و الم کو زلف

سنبل دیکھکر سلسلہ پریشانی ہاتھ آیا ہاں بال اپنا گنہگار رہا پایا جب خاطر مضطر گھبراتی جان گھبرا اسکے لب پر آتی تو بیقراری سے یہ سناتی غزل

پابند جون دخان ہین پریشانیون مین ہم — یارب ہین کسکی زلف کے زندانیون مین ہم

زنجیر مین بھی نالۂ زنجیر کی طرح — جوش جنون سے رہتے ہین زندانیون مین ہم

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ — قرب حرم مین بھی ہین تو قربانیون مین ہم

دوزخ بھی جاے نعرۂ ہل من مزید بھول — لائین جو آہ کو شرر افشانیون مین ہم

پاکوبیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید — پھرتے ہین جنون کی سلسلہ جنبانیون مین ہم

تم بھی نہین جگر مین رہے اسقدر رہے — سرگرم سوز عشق کے مہمانیون مین ہم

مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا — جون خط سرنوشتہ ہین پیشانیون مین ہم

ہین آئنہ مین صورت تصویر آئینہ — آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم

سینے کا چاک سینے کی فرصت کہان ہمین — مصروف زخم دل کی پریشانیون مین ہم

جا سکتے ضعف سے نہین کوچہ مین دوست کے — بہ جائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

افراسیاب جادو باغ سیب مین تخت حکومت پر بیٹھا تھا اور اس حال کی سواے حیرت کے اور کسی کو خبر نہین کہ جہانگیر نے قلعہ انجم حصار فتح کیا ہی غرضکہ ہرکارے دوان دوان خدمت شاہ جاودان مین آکر حاضر ہوے اور بادشاہ کو مجرا کیا بعد دعا و ثناے شاہی کے خبر عرض کی کہ ملکہ خورشید نہایت عالم پریشانی مین بدحواس و مضطر آکر حاضر ہوا ہی افراسیاب گھبرایا سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا خورشید روتا ہوا سامنے آیا اور تمام حال بیان کیا کہ اسطرح جہانگیر کو عمرو لیکر گیا راہ مین مین نے جا کر روکا تھا کئی سردار آکر پہونچے آخر کوکب کے ہاتھ سے مارے گئے اور وہ خود آکر لیگیا راہ مین مین نے خبر پائی ہی کہ چالاک اور جہانگیر کو احتیاط سے مقید کیا ہی یہ سنکر افراسیاب فرط غیظ و غضب سے آگ ہو گیا اور بہت بڑا صدمہ و ملال اسکو ہوا یہان تک کہ بغیظ و غضب تمام پر پرواز پیدا کرکے اڑا ہر چند سبنے منع کیا نمانا اور وہان آکر پہونچا کہ جہان وہ تالاب آتش کا بنا تھا دیکھا کہ ایک ایک موج اسکی تا بفلک جاتی ہی کرۂ نار وہ مقام نظر آتا ہی دل پیر فلک کے جل جانے کا اندیشہ ہی پانی اسکا مثل جوش طبع جوش کھاتا ہی ساری عالم کا غصہ سمٹ کر اس جگہ

مجتمع ہوا ہی لہرین خنجر روان کی طرح چلتی ہین شرارے اُڑ رہے ہین یہ کیفیت دیکھکر اُسنے سحر چلا
کر ابر سیاہ آکر تالاب پر چھایا اور پانی اُسمین سے موسلادھار برسنے لگا یہانتک کہ وہ آتش بالکل
بجھ گئی اور جہان وہ تالاب تھا اُسی جگہ سبزہ اُگ آیا آگے جو نشکل لیے ہوے عنقاے ابلق
سوار اترا ہوا ہی اور اُسی مقام پر کوکب نے گنبد سحر سے بنا کر جہانگیر وجہانگ کو اُسمین قید کیا ہی
بس افراسیاب میخوار کو ساتھ لیکر آگے بڑھا دیکھا کہ لشکر لیے ہوتے چار لاکھ کا عنقاے ابلق
سوار پڑا ہوا ہی کرتھا و چڑھے ہین بستر پیادون کے لگے ہین سوارون کی لین پڑی ہین ہتھیارونکی قینچیان
بندھی ہین ہوم ہو رہا ہی ساحر کنوون پر نہا رہے ہین اور دھوتیان چھانٹ رہے ہین بازارین
لشکر مین کھلی ہین شور اکھنکتا ہی گرم بازاری ہو رہی ہی سقون کے کٹورون کی جھنکار ہی دلالون
کی بول چال ہی افراسیاب جب وہان پہونچا بارگاہ فلک فرسا عنقا کی استادہ تھی سراپچہ
اُسکے اُٹھے ہوے تھے عنقا مسند پر اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا اُسنے جو افراسیاب کو دیکھا نعرہ کیا
کہ او افراسیاب کہان آتا ہی افراسیاب نے میخوار جادو کو سحر کرکے مسحور کرلیا ہی وہ اُسکے ساتھ ہے
بس عنقا نے کہا کہ او میخوار نمک حرام تو اس نطفہ حرام افراسیاب کو ساتھ لیکر آیا ہی یہ نعرہ سُنکر افراسیاب
نے اشارہ کیا کہ مارے میخوار اپنی فوج کو لیکر لشکر عنقا پر جا پڑا دونون فوجین آپسمین ملگئین سحر کی چوٹین
چلنے لگین ترسول وپنسول کی چمک تا بہ اوج فلک جاتی تھی نعرہ ہل من مبارز کی صدا آتی تھی
دمبدم کرنا کو دم ملنت تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہر اک سمت آندھی کا طوفان بپا
برستے تھے جادو کے ہر سمت مار
کلیجہ کہین بیر کھانے لگے
بہت سحر کی آگ مین جل گئے

گھرا ابر پانی برسنے لگا
پیام اجل دے رہے تھے ترنج
پیام قضا تیر لانے لگے
کہین بھیرون ناچا کہین کلوا بیر

ہلو سے ناریل آکے سینون کے پار
ہر اک لگو پیدا تھا اُن سب سے رنج
برسنے لگے شعلہ وان آگ کے
برستے کسی سمت آتش کے تیر

جب عنقا نے دیکھا کہ خود افراسیاب ساحرون کو قتل کر رہا ہی اُسنے ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر
کوکب کو خبر دے اُسنے کوکب کو خبر کی کہ غضب ہوگیا افراسیاب آگیا ہی اور میخوار کے ہاتھ سے
سب کو قتل کرا رہا ہی یہ خبر سنکر کوکب غصہ مین چلا اور یہان پہونچکر دور ہی سے نعرہ زن ہوا کہ بانش
او افراسیاب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب نے جو نعرہ کوکب سُنا میخوار پر تو اور زیادہ

سحر کیا وہ چاک کرنے لگا اور افراسیاب زمین میں غرق ہو کر اندر گنبد کے پہونچا اور جا کر اُسنے
پنجرا جہانگیر کا چھت میں سے اُتارا اور لیکر روانہ ہوا یہاں کوکب نے جو آکر دیکھا تو میری فوج آپس میں
لڑ رہی ہے اور ہزارہا ساحر آپس میں کشتہ ہو کر پڑا ہے اور افراسیاب نہیں ہے سمجھا کہ میری آمد دیکھکر چلا
گیا اب اُسنے سب فوج پر سے سحر اُتارنا شروع کیا مگر اُسوقت سحاب جادو کہ نہایت زبردست
ساحرہ ہے وہ کوکب کے ہمراہ تھی کوکب نے کہا ای سحاب دیکھو تو کہ افراسیاب کدھر گیا میں
ان سب پر سے سحر اُتارتا ہوں ملکہ سحاب پچاس ہزار ساحر لیکر بڑھی راہ میں اُسنے نگہبانان گنبد کو
دیکھا اور اُنھوں نے کہا کہ افراسیاب پنجرا لیگیا اور وہ سامنے جاتا ہے بس سحاب بڑی زور شور سے نعرہ
کر کے افراسیاب پر جا پڑی یکبارگی ملکہ نے ایسا سحر کیا کہ بادشاہ جادوان گھبرا گیا پسینا آگیا اور پنجرا
زمین پر اُسنے رکھدیا اُسوقت سحاب نے سحر کیا کہ قفس ٹوٹ گیا اور جہانگیر و چالاک اُسمیں سے
نکلے ملکہ سحاب نے چاہا کہ دونوں کو اُٹھالے چالاک تو عیار ہے یہ تو جست کر کے مجمع میں کہیں چھپ
رہا مگر افراسیاب نے بہ تعجیل تمام رد سحر کیا اور جہانگیر کو اُٹھا کر پھر پنجرے میں بند کر لیا اور چالاک کو نہ پایا
اب ایسا سحر کیا کہ سحاب کے لشکر پر تاریکی چھا گئی اور افراسیاب پنجرا لے گیا یہاں کوکب سحر سب
کا اُتار رہا تھا کہ چند ساحر آئے اور کہا کہ افراسیاب پنجرا لے گیا اور وہ جاتا ہے بس کوکب نے غصہ
میں ارادہ کیا کہ افراسیاب کی طرف جائے اُسوقت گود میں ایک کاغذ اُڑتا ہوا آ گرا اُسکو جو
پڑھا لکھا تھا کہ منم برہمن روئین تن ای کوکب خبردار تعقب افراسیاب نہ کرنا اُسکو جانے دو اور تم
میرے پاس آؤ کوکب سب کو علیحدہ کر کے جانب برہمن چلا مگر افراسیاب پنجرہ لیے ہوئے جہانگیر
بارگاہ میں حیرت کی پنجرے سے جہانگیر کو نکالا اور کہا ای صاحبقران من کیسا مزاج ہے اُسنے
کچھ جواب نہ دیا جب تو افراسیاب گھبرایا حیرت نے کہا سحر میں ہے افراسیاب لگا سحر کرنے اُسوقت
جہانگیر نے کہا اب میں رخصت ہوتا ہوں یہ کہکر اُٹھا افراسیاب نے ہاتھ دوڑ کر پکڑا وہ پانی ہو کر
بہ گیا افراسیاب بڑا شرمندہ ہوا کہ یہ کیا غضب ہو گیا خورشید تاج بخش رونے لگا کہ ای شہنشاہ میرا
فرزند کیا ہو گیا افراسیاب نے طائران سحر کو حکم دیا کہ جلد جا کر خبر لاؤ کہ جہانگیر کہاں ہے یہاں سے طائر گئے
مگر پتا نہ پایا پھر آئے یہاں تو افراسیاب متردد ہے مگر کوکب پاس برہمن کے پہونچا یہ اُسکا پیر
بھائی ہے مگر بڑا زبردست ساحر ہے برہمن نے شاہ کی تعظیم کی اور بٹھایا اور کہا ای بادشاہ آج ہمکو بڑی تکلیف

ہوئی کہ ہم خود گئے اور جہانگیر کو لے آئے اور افراسیاب ہمارے سحر کا قائل ہو گیا بہت ہی شرمندہ
ہوا ہوگا یہ کہا دوست کی جانب اشارہ کیا کوکب نے دیکھا کہ جہانگیر بخیر سحر میں بند ہوا ہے برہمن
نے کہا یہ جہانگیر موجود ہے مگر عیار اسکا نکل گیا وہ بہت چالاک تھا اس سبب سے نکل گیا کوکب نے
اسی وقت جہانگیر کو قفس میں بند کیا اور برہمن سے صلاح کی کہ اسکو کہاں رکھوں جہاں رکھونگا افراسیاب
ضرور آکر لے جائیگا برہمن نے کہا اسکو قیصر جادو کے پاس بھیج دیجیے کہ ملک کوہستان میں ہے وہاں نہ
قید میں رہیگا اور کوئی وہاں جا نہ سکے گا اسی وقت کوکب نے نہال جادو کو بلا کر حکم دیا کہ اسکو قید
میں پاس قیصر کے پہونچا دے نہال جہانگیر کو لیکر روانہ ہوا مگر طائران سحر نے جاکر افراسیاب کو خبر دی
کہ جہانگیر کو قیصر یہ میں بھیجا ہے افراسیاب نے بڑا افسوس کیا اور کہا کہ بڑا غضب ہوا مگر وہاں راہ
میں ہمارا ایک دوست ہے مخیل چرخ زن میں اسکو نامہ لکھتا ہوں اسی وقت افراسیاب
نے مخیل کو نامہ لکھا کہ تیرے شہر کی طرف سے نہال جادو مع دس ہزار سوار کے جاتا ہے اور جہانگیر
کی قید اسکے ساتھ ہے اس سے تو جہانگیر کو چھین لے اور ہمارے پاس بھیجدے مخیل کے پاس نامہ
افراسیاب کا پہونچا وہ فوج لیکر سر راہ آکر ٹھہرا کہ نہال قید لیے ہوے اسطرف پہونچا مخیل بمع
ہمراہ کر جا پڑا اب آپسمین سحر کی مار ہونے لگی لیکن مخیل نے ایسا سحر کیا کہ قفس جہانگیر کا ٹوٹ گیا
اور جہانگیر اسی ہنگامہ میں قفس سے نکلا ایک درۂ کوہ میں جاکر چھپ رہا یہاں ساحر آپسمین
ہوا کیے ایک نے دوسرے کا بھیجا کھایا ترسول و پنسول کی مار رہی کلو بھیرون کی پکار رہی آخر
میں مخیل نے ایسا سحر کیا کہ نہال جادو بیہوش ہو کر گرا اور اسکے ساحر بھی بیہوش ہوگئے دم بھر میں
دس ہزار فوج کا بیہوش ہونا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمیوں کا فرش بچھا ہے دنیا خوابگاہ ہو رہی ہے مخیل
نے سب کو قتل کرنا شروع کیا اتفاقاً ادھر سے قیصر کی سواری نکلی اسنے پوچھا کہ یہ ہنگامہ ہے کیا وقت
ہوا کہ ملازمان کوکب قتل ہوتے ہیں بس اسنے وہیں سے نعرہ کیا اور یہ بھی فوج مخیل پر گرا اور مخیل کو
اسنے قتل کیا اور تمام فوج کو اسکی پامال کیا اور نہال کو ہوشیار کیا اسنے شکریہ ادا کیا اور حال اپنا و جہانگیر
کے لانے کا بیان کیا اور کہا وہ قفس ٹوٹ گیا اور وہ چھوٹ گیا نہیں معلوم کہاں گیا قیصر نے
کہا یہ ممالک کوہستان کے ہیں یہاں سے نکلنا مشکل ہے وہ بدون آب و دانہ تڑپ تڑپ کے مر
جائیگا اس سرحد سے نکل نہیں سکتا تم کوکب کو مطمئن کر دینا نہال یہاں سے خدمت کوکب میں آیا

اور اس سے سب حال اپنے بیان کیا کوکب نے کہا بیشک اسکا زندہ رہنا بہت دشوار ہے یہ بیان تو
اطمینان ہوا اگر جہانگیر کا حال سُنیے کہ یہ جو درۂ کوہ مین چھُپ گئے تھے تو دو دن تک بخوف ساحران بے
آب و دانہ اسمین رہے تیسرے دن شدت مین بھوک کی نکلے اور بیقرار تھے غرض دو مہینے تک
صحرا کے پھل اور پتیان کھائین اور وہان پھرا کیے ہر صبح کو دال ہوتی تھی نہ دلیا ہوتا تھا غلبہ
کہ دل و جگر کا قلیہ ہوتا تھا فاقہ دسترخوان بچھاتا تھا کلیجہ لب پر آتا تھا ہر طرف آوارہ پھرتے تھے
اور مصیبتین اُٹھاتے تھے ایک دن ایک صحرا ملا کہ سوائے ریگستان اور وہان کچھ نہ تھا اور ہنوز دور
تک آبادی کیسی بوئے عمرانات مشام جان مین فائز نہوتی تھی اُس صحرا مین بہت سختی اُنھون نے
اُٹھائی اور میل کھا کر بسر کی آخر بعد دو مہینے کے پھرتے پھرتے سب لباس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
صرف ایک جوڑا انکے پاس رہ گیا جہانگیر نے اسکو پھاڑ کر ایک تہمد اور ایک کفنی بنا کر پہنی اور مثل
فقیرون کے پھرتے پھرتے شہر قیصریہ مین پہونچا کہ جہان کا بادشاہ قیصر جادو ہے اور وہی یہ قیصر جادو
ہے کہ جسکے پاس قید انکی کوکب نے بھیجی تھی غرض بعد کئی مہینے کے اُنھون نے آبادی دیکھی اور انسان
کی صورت انکو نظر آئی جابجا دکانون پر شیرینی اور کھانا رکھا دیکھا دل تو بے قرار ہو گیا
مگر سوال سے لب آشنا نہ کیے اسی طرح بھوکے پیاسے پھرتے رہے اور شہر کی آبادی کی یہ صورت
دیکھی کہ عمارتین سربلند گچ و پختہ نہایت رفیع و مصفا تعمیر تھین سراسر پری کی تصویرین تھین کرسی
ہر مکان کی کمر کے برابر تھی نیچے دکانون کے نالیان پختہ نہرون کی طرح بنی تھین درخت مولسری کے
سایہ دار لگے پنجرے انمین جانوران خوش الحان کے ٹنگے ہر طرف گھما گھمی تھی کٹورا کھنکتا تھا
گرم بازاری ہوتی تھی رعیت دلشاد تھی بند غم سے آزاد تھی یہ عالم تھا کہ

پریزادون سے تھا آباد گلزار
زمین شہر مین عالی مکانات
بنا باغ ارم تھا وہ زمین پر

عجب آراستہ چوڑا بازار
رفیع ایسے کہ قصر آسمان گرد
غرض تھا مسکن حوران وہان کی

بنے تھے بے نظیر اسمین مکانات
وسیع ایسے کہ گلزار جنان گرد
جہانگیر باتوقیر اس شہر کی سیر کرتا

پھرتا اس شہر کے کنارے ایک درویش باخدا بھی رہتا تھا کہ نام اسکا درویش بوریا نشین تھا

اور یہ اسکی کیفیت تھی ابیات
زبان ساکت ہے لب محو خموشی

وہان دیکھا کہ ہے ایک صاحب دل
خدا کی یاد مین ہے گرم جوشی

کہ جس سے بات بھی کرنا ہے مشکل
سیلی تاگے ٹھنگے منکے سے آراستہ

لباس درویشی سے مزین دلمین یاد معبود قول الست بر لب یاد پاک باطن خوش بنیاد اس مقام پر کچھ چیلے اور بالکے کچھ مریدحال قال کے رہتے تھے ایک گنبد بنا تھا تلسی کا پیڑ ہرا بھرا لگا تھا مزار کسی بزرگ کا تھا اُسپر سبز چادر اُڑھائی تھی مسہری پھولون کی بنائی تھی وہ درویش ہر شب اپنے اُستاد کا چھاند اکیا کرتا تھا فقیرون کا مجمع ہوتا تھا آجکل بھی وہ ہی مجمع تھا سب ہو حق نعرہ یاحق کی صدائین بلند تھین کہین لنبی ٹوپی والے آزاد تھے کہین تالب شاہی تھے کہین گسائین تھے ہر طرف سے صدائین یاحق یاداتا یا مرشد کی آتی تھین دل ہلاتی تھین کوئی کہتا تھا شعر آ ترے کاسۂ گرش سے ہوا موجود + فقیر مست نے جسدم کہا کہ یا موجود + کسی کی زبان پر تھا بیت

جہان گام احد مجھے وہان پہونچا ۔ لگا کے خوان کرم سر پہ آسمان پہونچا

چوکیان قوالون کی آئی حقانی گانا ہو رہا تھا عجب کیفیت اور سما تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

کہین فریاد یاہو سے جگر چاک ۔ کوئی افتادہ محو بوسۂ خاک ۔ کسی جا ضرب الا اللہ دلیر
تقاطر ریز ابر دیدۂ تر ۔ کسی کی قلب کی جانب نگاہین ۔ لطیفے سب روان شغل ہاہین
کوئی تعظیم بیتابی سے اُستاد ۔ میان حلقہ وآخویش آزاد ۔ کہین ذکر جلی سے آشنائی
کسی کو چہرے سے حاصل صفائی ۔ کوئی مخفی کے رازون سے خبردار ۔ کوئی القائے اُستادی سے سرشار
کوئی معروف دید باطنی مین ۔ کہین شیطان فکر دشمنی مین ۔ غرض تا نصف شب سامان یہی تھا
یہی دیکھا کرین ارمان یہی تھا

شہزادہ جہانگیر بھی اُن فقیرون کے جلسہ مین آیا کہ یہ بھی فقیر بنا وہان روٹیان اور چنے کی دال بٹتی تھی وہ اسکو بھی ملی اُسنے کھائی مدت کے بعد کھانا میسر ہوا تھا کھا کر بیہوش ہو گیا پھر سنبھلکر بیٹھا اس عرصہ مین ہٹو بچو کی صدا سُنائی دی اور سواری بڑی دھوم سے قیصر کی آئی فقیر کو آکر اُسنے تسلیم کی اور آکر برابر بوریے پر بیٹھا یہ فقیر ہر طرف پھرتا رہتا تھا اور اسکا معمول ہے کہ جس شہر مین جاتا ہے فقیرونکو جمع کرکے چھاندا کرتا ہے یہان بھی ایسا ہی کیا غرض جہانگیر فقیر سے بہت جھک کے ملا ہے جا بجا میدان مین خیمے اِستادہ ہین گانا ہو رہا ہے عجیب جلسہ ہے غرض اب جو بادشاہ آکر پہونچا اور فقیر کے پاس بیٹھا درویش نے کہا کہ ای قیصر ہم تو کئی سال کے بعد تمھارے یہان آئے مگر ہمنے تمکو ابکی بہت پریشان پایا کچھ بیان تو کرو کہ تمکو کیا رنج ہے قیصر نے کہا کہ آپ پر سب روشن ہے بیان کی کیا ضرورت ہے درویش نے کہا ای قیصر تو ملکہ گوہر جادو دختر آفاق جادو پر عاشق ہے

وہ بادشاہ بیابان بری برہ ہی اور اسی کے غم مین تیرا یہ حال ہوا ہی یہ سنتے ہی قیصر قدمون پر فقیر کے
گر پڑا اور کہا اے مرشد کامل حقیقت مین یونہین ہی اور عجب طرح کی مشکل ہی کہ وہان نہ نامہ پہونچ
سکتا ہی نہ کوئی پیام زبانی کی راہ ہی کسی طرح وصل اُس مہ پارہ آفت جان کا ممکن نہین اسے مرشد
مین نے کوکب کو بھی لکھا تھا مگر اُنہون نے کچھ توجہ میرے حال پر نہ فرمائی بلکہ جواب نامہ سے
بھی سرفراز نہ فرمایا اب مین آپ کے دامن کو نچھوڑونگا درویش نے کہا کہ اے قیصر اب جلد مدعا
تیرا بر آئیگا اور اسی محفل مین ہی وہ یہ کہ اپنے زمانے کا صاحبقران بشکل فقرا یہان موجود ہے
اور اس جلسہ مین شریک ہی مجھسے ملا تھا اور اُسکو بیابان بری برہ کے جانے کی خواہش ہے
اور ضرور ہی جائیگا اور وہان پہونچیگا پس اُسی کے باعث سے تیرا مطلب بھی حاصل ہوگا
اور نہایت درویش نے تعریفین جہانگیر کی کین کہ قیصر جادو مشتاق ہوا اور کہا کہ اُنکو بلا لیجیے
درویش نے آواز دی کہ اے صاحبقران ہم سب آپکے مشتاق ہین یہان تشریف لائیے
اُسوقت دیکھا کہ ایک گوشہ سے ایک جوان رعنا غضنفر گردن بلند بالا قوی تن قوی بن فقیر
وضع نہایت وضیع وجیہ و شکیل لیکن نحیف ضعیف مگر اُسپر بھی چہرہ تابناک بسان خورشید تابان
روشن رعب و دبدبہ دیکھکر درویش و قیصر کھڑے ہوگئے اور اُسی وقت حکم ہوا کہ لباس فاخرہ لاکر
پہناؤ فورًا خلعت آکر حاضر ہوا شہزادہ نے پہنا اور محفل مین آکر مقام صدر بیٹھا اور درویش نے
نہایت اوصاف اُنکے سامنے قیصر کے بیان کیے اور بہت تعظیم و تکریم بجا لایا اب جام شراب گردش
مین آیا اور قیصر نے رو رو کر اپنے عشق کا حال سامنے جہانگیر کے اُسطرح بیان کیا کہ شہزادہ جہانگیر
یاد کرکے ماہ دُردرگوش کو خوب رویا مگر درویش نے تسکین دی کہ اے شہزادہ آپ اسقدر
نہ گھبرائیے سب مطلب آپکے پورے ہونگے اور بخاطر آپکے اور قیصر کے جسطرح بنیگا ضرور بالضرور
آپکو بیابان بری برہ تک پہونچاؤنگا غرض دو دن تو جہانگیر کی دعوت کی اور تیسرے دن جہانگیر
تیاری سفر مین مصروف ہوا کہ شاہ مجکو وہان پہونچائے ہر چند قیصر نے کہا کہ مجکو آپ پر افسوس
آتا ہی آپ عمر اپنی یہین بسر کیجیے جہانگیر نے کہا کہ مجکو جان ہی دینا منظور ہی مین جاؤنگا ضرور اور اسی
حیلہ سے جان دونگا ہر چند قیصر نے کہا مگر جہانگیر نے نمانا آخر درویش نے شہزادہ کو مسلح کرکے
اپنے ہمراہ پیادہ جلسہ برخاست ہوا اور درویش مع شہزادہ روانہ ہوا اور ایک دشت کو سمع

راستہ طے کیا ہوگا کہ جہانگیر نے دیکھا کہ گنبد بنا ہوا ہے اندرون گنبد دیواروں پر تصویریں سامان جہان کی نصب ہیں اور آئینے لگے ہیں سقف گنبد میں گھنٹے ٹنگے ہیں جب یہ دونوں اندر گنبد کے آئے وہ گھنٹے ازخود بجے صدا یا سامری یا سامری کی آنے لگی مگر درویش نے ایک نقش لکھکر دیوار گنبد پر لگایا کہ دیوار شق ہوئی اور ایک صحرا دکھائی دیا درویش نے کہا کہ ای شہزادہ یہ سامنے جو صحرا دکھائی دیتا ہے یہی راستہ بیابان بری بڑہ کا ہے اب آپ تشریف لے جائیے خدا تعالیٰ منزل مقصد پر پہونچائے گا اور فقیر بھی وقت پر آجائیگا شہزادہ یہ سنکر درویش سے رخصت ہوا اور آگے بڑھا وہ بیابان ہول خیز و وحشت انگیز ملا کہ جی چھوٹ گیا صحرا میں تیتی تھی کٹھپوری کی آواز سناٹا چار سمت ہوا کا سائیں سائیں چلنا درخت جھلسے ہوے پتے سوکھے کھڑکھڑا کر دل کو وحشت دلاتے حباب خضر بھی اُس دشت میں بیتاب نظر آتے وحشت کی دھوم جسکو تو کہا شہزادہ کے دل پر ہجوم تھا پانوں میں چھالے تھے لب پر آہ و نالے تھے پہاڑوں کے پتھر تپ رہے تھے اُنسے شرارے نکلتے تھے چشمے جوش کھا کر اُبلتے تھے درختوں کے ڈنڈ سوکھے نظر آتے تھے غول بیابان آگ سلگاتے تھے ڈراتے تھے شہزادہ یاد دلدار کرتا تھا اور بصد بیتابی یہ غزل زبان پر لاتا تھا غزل

| | | |
|---|---|---|
| کہاں تک اشتیاق یار جانی | خدارا ای فلک کچھ مہربانی | وہ سمجھے ہیں کچھ اپنے شکوہ چند |
| سنیں کس طرح عاشق کی کہانی | ابھی ناصح توقف کر کہ اپنا | اُمنگوں پر ہے جوش نوجوانی |
| بڑھیں پھر کچھ تمنائیں اجل کی | گھٹا طول امید زندگانی | نکجا دم بھرا ابھی پہلو سے نشتر |
| کہ آخر ہو چکی اپنی کہانی | جو ہو منظور رحم آنے نہ پائے | سنو قصہ مرا انکی زبانی |
| نشیم آغاز پیری میں بھی مستی | نہیں جاتا خیال نوجوانی | ایسی صعوبت اُس صحرا سے |

آتشناک میں شہزادہ نے اُٹھائی کہ گھوڑا بھی سقط ہو گیا اب سفر پیادہ پائی نصیب ہوا بگولے اُس وحشت کے ملبے کے لیے یسادل اور چوبدار تھے نقیب آہ کے للکارتے تھے چاؤش نالہ صدا سے دور باش سناتا تھا آبلہ سینہ کا بصورت نقارہ ہوا تھا جب دل بیتاب ستاتا تھا

دو گھبرا کر یہ لب پر لاتا تھا نظم

| | | |
|---|---|---|
| مرا یہ حال کہدینا کسی سے | اگر قربان تھا وہ اپنے جی سے | مگر رو کا اُسے بخت زبوں نے |
| کیا بیہوش سودا سے فزوں نے | نہیں دور فلک کو دید منظور | رہیں ہم تُسے تم ہم سے مہجور |

غرض اسی رہروی کرکے بصد مشقت و صعوبت اُس صحرا کو طی کیا اور ایک جنگل مین گذر ہوا وہان دیکھا تو بہت سے دیو اور دیونیون کو جمع پایا اور دولھا بنا ہوا روسے کے پھولون کا سہرا باندھے ایک دیو کو بیٹھے پایا شہزادہ ایک درخت پر چڑھ گیا کہ یہان سے تماشا انکی شادی کا دیکھون لیکن وہان صورت یہ ہی کہ دیو نعمان اپنے بیٹے کی برات لیکر مکان پر دیو سر ہنگ کے آیا ہی جب برات رخصت ہوئی تو سرہنگ نے کہا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ بروقت رخصت عروس ایک آدم زاد کا گوشت کھلاوینگے جب تک یہ نہوگا یہ عروس رخصت نہوگی نعمان یہ کلام سُنکر تلاش مین آدمی کی نکلا اتفاق سے درخت پر نگاہ پڑی جہانگیر کو بیٹھے ہوے دیکھا نہایت خوش ہوا اور درخت کو کولی مین دابکر اکھیڑا جہانگیر اُسپر سے کود پڑا اور تیغہ پکڑ کر ہزارون دیوزاد قتل کیے دیوون نے جو یہ آفت دیکھی بھاگے کیونکہ یہ اسکا فرزند ہی کہ جسکے بیٹے دیو بند و دیو کش ہین اور امیر حمزہ نے دیو سمندون ہزار دست کو مارا ہی ذکر اسکا نوشیروان نامہ دفتر اول مین ہی غرضکہ شمشیر خار اشگاف جہانگیر سے تھوڑی دیر مین مطلع صاف تھا یہ صف شکن قتل دیوان کرکے آگے کو روانہ ہوا پھر وہی بلبلاتا وہی جنگل کی خاک اڑاتا تھا اور غم یار مین بیقرار ہوکر یہ زبان پر لاتا تھا کہ

## غزل

فرقت عاشق و معشوق غضب ہوتی ہے — سحر عید غم و رنج کی شب ہوتی ہے
سامنے آنکھون کے بجلی سی چمک جاتی ہے — یاد تیرے رُخ پرنور کی جب ہوتی ہے
غم فرقت سے ترے ہی جو حلاوت پائی — ایسی لذت نہین ہاہین رطب ہوتی ہے
لب شیرین ہی تیرے ہے جو حلاوت پائی — ایسی لذت نہین ماہین رطب ہوتی ہے
تمسے جسوقت بچھڑنے کا خیال آتا ہے — کیا بتاؤن جو مجھے تشویش عجب ہوتی ہے
دن جُدائی کے تو کٹتے نہین آؤ جانی — اب ملاقات کی شب دیکھیے کب آتی ہے
چین دم بھر ہی نہین جاہ کو اب تیرے بغیر — میری قسمت مین بھی رسا دیکھیے کب ہوتی ہے

اسی طرح بعد قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی و دشت گردی کرتا ہوا شہزادہ دل از کف داده خاک چھانتا ایک شہر کے قریب پہونچا جب اندر اُس شہر کے قدم رکھا نیا تماشا فلک کی سنگدلی کا نظر آیا یعنی ہر ایک انسان ساکنان شہر کو پتھر کا پایا شہر خوب جنس ہر ایک دلکو مطلوب دوکانین رنگین عمارتین عمدہ و مرتفع بنین مگر آدمی سب پتھر کے غضب خدا کا وہان گویا آیا ہوا ہی کسب فی

قالب انسانی پاکر جابجا پتھر کا بنا ہی شہزادہ کمال خوفناک ہوا اور اپنے مذہب و ملت کے موافق دعا وغیرہ پڑھنے لگا اور بہت ششدر و حیران تھا نہایت پریشان تھا ہر وقت دل بھاگ جانے کو چاہتا تھا مگر دل مضبوط کیے گلی کوچون مین وہان کے قدم اُٹھاتا تھا کوئی ساتھ نہ سنگ سنگ راہ سے بھی خوف کھاتا تھا اسی فکر و تردد مین ایک گلی مین جب قدم رکھا ایک میمون اُسطرف سے آتا تھا جب وہ میمون قریب تر آیا مثل انسان گویا ہوا کہ ای جوان اجل گرفتہ تو کون ہے جو اس شہر نحوست اثر مین آیا ہے جلد یہان سے جا ورنہ مثل اُنھین کے تو بھی بلا مین گرفتار ہوگا جہانگیر کو اور زیادہ حیرت ہوئی کہ بندر بولتا ہے شہر تو بتخانہ آذری معلوم دیتا ہے انسان مثل تصاویر سنگین ہین اُسپر یہ طرہ ہے کہ بندر بولتا ہے واقعی اس شہر پر غضب خدا کا آیا ہے غرض اُسنے اُس بندر سے کہا کہ ای میمون واسطہ اپنے دین و مذہب کا بیان تو کر کہ یہ کون لوگ ہین اور تو کون ہے جب یہ اُس بندر نے سُنا تو لوٹ کر صورت انسان بنا جہانگیر نے دیکھا کہ ایک ساحرہ ہے جو بندلی ملتھے پر لگائے ہے ٹیکا سیندور کا دیے ہے گھنو چندن کے بدن مین لگے ہین مگر سحر سے صورت اپنی خوب بنائی ہے یا نہین معلوم کہ اصل ہی مین ایسی صورت ہے کہ زلف چلیپا اُسکی تا بہ قدم پہونچی ہوئی صاف ناگن سیہ معلوم ہوتی ہے جو انسان کا دل ڈستی مانگ مین اُسکی سیندور بھرا ہے جو دل عشاق کو مانگ رہا ہے پیشانی تابناک ہے ابرو کشیدہ مثل خنجر بران ہے سحر ساز و فسونگر چشم فتان ہے رخسار گل گلزار جنان ہے یہ اُسکا نقشہ ہے کہ نظم

کسکے دل مین یہی حور جنان ہے
بلا آفت قیامت ہر ادا ہے
کہون کیا حسن روز افزون کے اوصاف
پری اسکے مقابل مین کہان ہے
بغور اسکو جو دیکھے چشم انصاف
نہایت نازنین وہ مہ لقا ہے

اُس ساحرہ نے ایک دکان مین لاکر فرش پر بٹھایا اور کہا اسے جوان بیٹھ تو مین تجھ سے سب احوال بیان کرون جب جہانگیر بیٹھا تو اُسنے کہا میرا نام میمون جادو ہے اور بلو شاہ جو دار الامارہ مین ہے سرور جادو اُسکا نام یہان کا بادشاہ ہے اُسپر مین عاشق ہوئی اور سوال وصل مین نے اس سے کیا اُسنے جب وصل قبول نہ کیا تو مین نے اُسکو مع اُسکے ملازمون کے پتھر کا بنا دیا اور کل شہر کا بھی یہی حال کیا لیکن اگر تو میرا وصل قبول کرے تو مین تجکو یہانکا بادشاہ کرون جہانگیر نے کہا کہ مین برسر سفر ہون جب پھر آؤنگا تو تجکو قبول کرونگا یہ سُنکر اس ساحرہ نے اُس دکان کی کوٹھری کھولکر انکو بزور سحر قید کیا یہ وہان مجبور و ناچار بیٹھے اور انکو نیند آگئی اُس عالم بیہوشی مین

انھون نے خواب مین دیکھا کہ وہی درویش بوریا نشین آئے ہین اور فرماتے ہین کہ اے شہزادہ تم
اس ساحرہ سے آشتی کرو اور اسکے گلے مین ایک تختی ہی وہ کسی طرح اس سے لو یہ اُس تختی سے ماری
جائیگی شہزادہ کی جب یہ خواب دیکھکر آنکھ کھلی بیکاری اُنسے آہ کی اور کہا **بیت**
یار اغیار ہوگئے اللہ ۔ کیا زمانے کا انقلاب ہوا ۔ ہمتو اس ساحرہ کی محبت کو آزماتے
تھے ورنہ کون ایسا ہوگا جو ایسی حسین کو قبول نہ کریگا ساحرہ باہر دروازہ پر بیٹھی تھی کیونکہ اُسکے
دل کو بھی لگی ہوئی تھی جب انھون نے یہ کہا اُسنے کوٹھری کو کھولا اور انکو نکالا سحر اپنا سے اُتارا
انھون نے بغور جو دیکھا تو واقعی ایک تختی کو اُسکے گلے مین پڑے دیکھا بس اُسکی گردن مین ہاتھ
ڈال دیے اور کہا اے جان جہان یہ تختی کیسی تمھاری گردن مین پڑی ہی اُسنے کہا ہان ہان اس
تختی کو ہاتھ نہ لگا انھون نے ناک بھون چڑھائی اور کہا واے قسمت کس ظالم پر اپنی طبیعت آئی
کہ جو ایک ذرا سی تختی کے چھونے پر خفا ہوتی ہی یہ کہکر اشک آنکھون مین بھر لایا ساحرہ کا دل تو آیا
ہوا تھا رونا اسکا دیکھ نہ سکی اور دوسرے سمجھی کہ اس تختی کی تاثیر کیا جانے لیکر دیکھے گا پھر
دے دیگا معشوق ہی ہٹ کرتا ہی اسکی ضد کو پورا کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا کہ اے جانی واے مایہ
عمر و زندگانی قربان کی تھی یہ تختی تم ناراض ہو لو یہ تختی لو یہ بھلا تمھارے کس کام کی ہی لو اچھا دیکھو
یہ کہکر وہ لوح گلے سے اُتار کر انکو دی جب انھون نے وہ تختی پائی فوراً اسکے جسم مین لگائی وہ ساحرہ
بیہوش ہوئی انھون نے گردن اُسکی کاٹ ڈالی شور دار و گیر برپا ہوا آندھی آئی تاریکی چھائی پھر صدا
آئی کہ افسوس مارا مجھکو کہ نام میرا میمون جادو تھا کل تین سو برس کا سن رکھتی تھی مگر ہنوز باغ جوانی
سے کوئی گل مراد مین نے نہ چنا تھا غرض بعد اس آفت کے جو دیکھا تو ایک ساحرہ کریہ منظر سیاہ فام
کی لاش کو پڑے ہوے دیکھا انھون نے اُسکی لاش پر تھوک دیا اور اُسکے مرنے سے تمام شہر نے رہائی
پائی صورت اصلی پر آئے وہ جامہ سنگین جسم پر سے اُتارا بادشاہ یعنی مسرور شاہ نے آکر جو دیکھا تو
شہزادہ جہانگیر کو شہر مین ایک مقام پر استادہ پایا سر اپنا انکے قدم پر رکھدیا اور کہا **مصرع** ای آمدنت
باعث آزادی ما ۔ قدم مبارک کو انکے بوسہ دیا اور ایوان شاہی مین لایا دعوت کا سامان
مہیا فرمایا ساقی مہ لقا حاضر ہوے جام مے گردش مین آیا پھر طعام عمدہ سے دسترخوان چنا شہزادہ جہانگیر
نے خاصہ نوش فرمایا شکر خدا کا بجا لایا اسوقت اُس بادشاہ نے حال اُنکا پوچھا انھون نے تمام

کیفیت بیان کی اور کہا مین بیابان بری برہ کو جاؤنگا مسرور نے کہا کہ یہ کام بہت مشکل ہے اور وہ
مقام بہت دور دراز ہی انھون نے کہا کچھ ہی کیون نہو مین بغیر جائے باز نہ آؤنگا آخر جب اُسنے بہت
سمجھایا اور انھون نے نمانا تو مسرور نے کہا کہ بیچ مین بیران جادو کا مرحلہ ہی اور وہ میرا دوست ہی
مین اُسکو نامہ لکھے دیتا ہون یہ کہکر ایک محبت نامہ بنام بیران اُسنے لکھا اُسمین یہ مضمون تھا کہ
اے بیران دوست صادق و محب واثق من یہ شہزادہ میر الحسن ہی جو تمھارے پاس تشریف لاتا
ہی اسکی بہت خاطر داری کرنا قدم اسکے اپنی آنکھون پر دھرنا اسنے مجکو بلاے سحر میمون جادو سے رہا
کیا ہی نئے سر سے زندہ فرمایا ہی یہ احسان اسکا مین قیامت تک نہ بھولون گا تم بھی اسکے ساتھ بہت
اچھی طرح پیش آنا دوسرے یہ شہزادہ بسا بہادر اور صاحب زور ہی وجیہ و شکیل و صاحب تدبیر شاہ
ابن شاہ ہی جہان پناہ ہی تھوڑے لکھے کو بہت جاننا میرا کہا ماننا یہ لکھکر سب حال اپنے پتھر کے
ہو جانے کا اور اسکے رہا کرنے کا نامہ مین مندرج کرکے جہانگیر کو وہ نامہ دیا اور کہا ای شہریار وہ آپ
نے مجھپر احسان کیا ہی کہ تا زندہ ام بندہ ام پھر اپنے سحر سے ایک شیر بنایا اور کہا ای شہزادہ ہمارے
شہر مین ایک میلا ہوتا ہی اگر جی چاہے تو اسکی کیفیت دیکھکر جائیے گا شہزادہ نے منظور کیا اور
چندے وہان سکونت پذیر رہا جب وہ دن میلے کا آیا نقارے بجے مسرور نے کہا کہ لے اب چلیے
اور کیفیت میلے کی ملاحظہ کیجیے یہ کہکر خلعت فاخرہ سے شہزادہ کے جسم انور کو مزین و محلی فرمایا پھر براج
اپنے تخت پر بٹھا کے لیکر چلا شہزادہ شہر سے باہر نکلا جب آیا خلقت کا اُس جا پر اژدہام پایا سوداگر
اطراف و جوانب سے آئے تھے خیمے اُنکے کھڑے تھے اشیاے عمدہ و نادرہ کار اعجوبۂ روزگار کا انبار
تھا خیمون کے آگے تخت بچھے تھے اُنپر فرش عمدہ کیا تھا سوداگر وہان بیٹھے تھے جواہر وغیرہ
کے ڈبے سامنے کھلے ہوے نیچے تختون کے اور دکاندار برابر برابر دکانین اپنی لگائے تھے ٹوکری لیے
بیٹھے تھے کہین سنگترین ماہ پارہ رشک شمشاد جنکے قد ڈالیان لگائے بیٹھی تھین کہین کباب
سیخون پر بھن رہے تھے کہین لونگ چڑے والے پھر رہے تھے کسی طرف گلفروش کاندے
اور کہنی پر ہار ڈالے شوق مین میلے کے ہار بہن کہتے پھرتے تھے کہین ساقی حقہ پلا رہے تھے
کہین کھلونے والے بھولون کے بک رہے حلوائیون کی دکانین برابر برابر لگی تھین شیرنی کی
بوتی تھین ہزارون طرح کا جوبن دکھاتی تھین امرتیان مسلسل اور پیداوار دیکھنے سے زبان کو

ذائقہ بخشتی تھین برنجی تھالون مین ورق لگے برفی جنی ہوئی اور ہر طرح کی مٹھائی دھری اُسمین جا
من بہی جاستا تھا کہ اسکو لیکر کھا جا گویا در بہشت کھلا ہوا تھا سامنے دکان کے زنجیرین ٹنگی تھین
گھنٹیان اُسمین لٹکتی تھین ایک طرف بساط خانہ سجا ہوا تھا کاٹھ کے کھلونے پینس ڈولی مسی
سرمہ بک رہا تھا کسی جا نانبائی دکان لگائے تھے کہین تمبولی اپنا رنگ جمائے تھے تختون پر
پان سفید سفید و سانوری اور بنگلہ رکھے ہوئے تھے کتھے چونے کے برنجی مرتبان دھرے تھے
تھین پالین تنین تھین ساقنین اُنکے نیچے بیٹھی تھین تپائی سوراخدار بچھی تھی چلمین اُسمین
گھڑسین تھین نیچے لگن مین پان بھیگے تھے عاشق تن سامنے اُنکے ٹہل رہے تھے جو سون پر دم
پڑتے تھے کوئی کہتا تھا کہ جانی ذرا ایڈ رپر کی پلانا ساقن ہنسکر جواب دیتی تھی کہ ہٹا انگلیا مین
کی پینا کوئی چڑیا پنجرہ ہاتھ مین لیے تھا گلدم اُسمین بند کیا تھا کسی دکان پر بھی پنجرہ ٹنگا تھا کاکن
کی بالی پنجرے مین دھری تھی طائر خوشرنگ اُسمین بند تھا غرض بھنگڑ یون کا طوطی بولتا تھا
دف دائرہ چکارہ بج رہا تھا میلے مین سوانگ نظر آتے تھے سوانگیے ترسول لٹکتے جاتے تھے تختون
سوار تختون کے آگے ڈھلی بانسری بجتی جاتی تھی نقرا تیت کھڑ سلگائے پھرتے تھے بعض لوگ
چاکڑ بند کر رہے تھے بہت لوگ گھوڑون پر سوار نکلے تھے گھوڑون کے گلے مین ہیکلین طلاکار
پڑی تھین گنگے باندھے ہوے سپاہی سرخ پگڑیان سرون پر رکھے ہٹو بچو کرتے آگے آگے گھوڑے
کے جاتے تھے فنس مین مہاجنان شہر کے لڑکے گوٹے ٹھپے کی ٹوپیان تلکے کے انگرکھے پہنے سوار
فنس مین ادھر اُدھر کہار اُٹھائے پھر رہے تھے رئیسان شہر اونچے پر فرش بچھائے تماشا
میلے کا دیکھ رہے تھے خوب میلا جمع تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

بوندے کی گنڈیریان وہ نایاب
جو سبزہ خلد سے لڑین چھوٹ
خوشرنگ عجب مٹر کی پھلیان
ضحاک کا دل تھا جسپہ شیدا
بازار مین قصہ گو بھی آکر
جادو کی ہر اک سخن مین تاثیر

ڈلیان مصری کی جنسے بے آب
نظارۂ نیشکر سے دل شاد
پھولون کی چمن مین جیسے کلیان
لہراتے تھے سانپ یون شکرکر
دل سے کوئی داستان بناکر

وہ لوکرون مین ہرے ہرے بوٹ
معشوق کا جیسے قد آزاد
ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
جس طرح کہ دو ذنب فلک پہ
کرتا دل اہل دل کی تسخیر

جہانگیر نے خوب میلا وہان دیکھا دن بھر میلے مین رہا جب

وہ وقت آیا کہ مجمع کواکب عرصہ گاہ افلاک سے جلوہ فرما ہوا کہ ابیات

کہ آنے مین چھپا دن صورت یار | ہوئین وُہ صندلی دکانین راہ و بازار | سر پابوس مین زلف شب آئی
تمنا آہ ہو کر تا لب آئی

مسرور شاہ شاہزادہ کو لیکر پھر دولتسرا مین داخل ہوا شہزادہ نے خاصہ کھایا کچھ جام شراب ارغوانی کے پیے پھر آرام فرمایا مگر نیند کیسی اور سونا کہان لگا فراق یار مین تڑپنا اور بلبلانا شروع کیا جب زیادہ بیتاب ہوتا اسطرح روتا اور کہتا نظم

پھر بھی کوئی راہ مین نظارہ | ہو اسمین کسی کا کیا خسارہ
کیا اسمین بھلا کسی کا نقصان | بچ جائے جو اک غریب کی جان
تن ہو گیا زار روتے روتے | کھلنے لگا راز ہوتے ہوتے
دیدار کا شوق ہے نہایت | فرقت کو گذر گئی ہے مدت
آفت مین ہے جان زار ہر دم | ہمدم غم انتظار ہر دم
یہ کہکے وہ فور اسکبار ہی | پھر بستر غم پہ بیقراری
تا چند یہ صدمہ ہائے جانکاہ | نکلے کوئی انبساط کی راہ
آخر کراہ کراہ کے نالہ و آہ کرکے

صبح ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ مسافر فلک بعزم طی منازل فلک یعنی خورشید تابان تیغ سے شعاع کے کمر باندھکر میدان آسمان مین آیا کہ ابیات

مجھے امید مطلب مین سفر ہے | مبارکباد آغاز سحر ہے | سفر کی اب سنو باقی کہانی
کہ بدلا شب نے رنگ آسمانی

ہنگام سحر شہزادہ کمر ہمت باندھکر مسرور شاہ سے رخصت ہوا اور وہ شیر جو سحر سے مسرور شاہ نے بنایا تھا اسپر سوار ہو کر روانہ ہوا مسرور شاہ در شہر تک پہونچانے آیا اور عرض رسا ہوا کہ اے شہزادہ آپ نے وہ احسان عظیم مجھپر کیا ہے کہ مین جان و مال سے آپ کا شریک ہون ہر چند کہ مین خراج گزار کوکب تھا مگر اب اُس سے کچھ تعلق نہ رہا کیونکہ ایسا غافل بادشاہ کہ اتنے دن تک مین پتھر کا بنا رہا اور اُسنے میری خبر نہ لی شہزادہ اُسکو تسلی دیکر اور اُس سے رخصت ہو کر آگے کو روانہ ہوا یہانتک کہ وہ شیر گویا قلعہ برانیہ کا راستہ جانتا تھا کہ سیدھا شاہزادہ کو لیے ہوئے اُسی قلعہ مین لایا شہزادہ نے ایک قلعہ فلک فرسا بنا پایا کہ دروازہ شہر کا مثل فیل مست کے جھوم رہا تھا بہت سے ساحر بعہدۂ نگہبانی دروازے پر اترے ہوئے تھے اُس شیر کو دیکھکر کوئی مزاحم نہوا شیر اندر شہزادہ کو لایا شہزادہ شہر مین آیا آبادی خوب مکانات جو دلکو مرغوب ہون دیکھے شہر وہ نہایت آباد تھا ہر ایک کا وہان دلشاد تھا عمارتین مصفا تھین

ساحر خوش اخلاق و وجیہ و شکیل بستے تھے جو بات بات پر ہنستے تھے و دکانون مین اشیاے
نفیس کا انبار تھا دکاندار لباس عمدہ پہنے بیٹھے تھے کشور الملک تھا کرے جو بروج آسمان کو شرماتین
تعمیر تھے خلاصہ کار جہانگیر کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا ہوا پشت شیر پر سوار دارالامارۃ مین آیا یہان بھی
بہت بڑا سامان تزک کا پایا خادم و خدمتگار قوالے رقاص سپاہی و چوبدار دروازہ پر حاضر
مع ادب سے ماہر سات ڈیوڑھیان دارالامارۃ کی تعین شیر اُن سب کو طے کر کے اندر آیا یہان دیکھا
تو تخت پر ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ جلوہ فرما ہے تاج شاہی سر پر قباے فرمان روائی در بر چتر بال
ہما کا سر پر گردش مین ہے پیران جادو و ہر گروہ بیش و کم کرسیان بچھی ہین ساحران نامی اپنی
بیٹھے ہین کہ جنکی آنکھ ناک کان سے شعلہ آتش کے نکلتے ہین جہانگیر نے شیر پر سے اُتر کے بادشاہ
کو سلام کیا اور آگے بڑھکر وہ محبت نامہ مسرور کا لکھا ہوا اُسکو دیا اُسنے پڑھا کھڑا ہو گیا شہزادہ کی
تعظیم کی اور مقام صدر پر اُسکو بٹھایا پھر ساقی کو اشارہ کیا کہ اُسنے جام مے ارغوانی بھر کر دیا شہزادہ
نے پیا پھر رقاصان مہر طلعت حاضر ہوے ناچ سامنے ہونے لگا بعد کچھ دیر کے علیحدہ اُٹھا کر لیگیا
اور خاصہ طلب کیا اور شہزادہ کو نعمتہاے گوناگون سے آسودہ کیا اغذیہ لطیف و گرما گرم کھلائین
پھر دربار مین آکر بیٹھے اب اُسنے کہا کہ اے شاہزادہ آپ کون ہین ماہ نے کہا مین ملک خورشید
تاج بخش کا بیٹا ہون اور اسطرح فرستادہ افراسیاب براے طلسم شکنی طلسم کوکب آیا ہون
لیکن فی الحال بیابان برتی برہ کو جاتا ہون یہ کلمات سنکر پیران چین بجبین ہوا کیونکہ یہ بھی
خراج گزاران کوکب سے ہے مگر بپاس خاطر مسرور خاموش ہو رہا اور کہا کہ اے شاہزادہ ہم لوگ
ایک درخت کو سجدہ کرتے ہین کیونکہ بعد کئی مہینے کے اُسمین سے ایک پتلا نکلتا ہے اور پکارتا ہے
کہ منم خداوند ساحری پس اے شہریار تو آپ اُسکا حال تبلایئے اور نہین تو آپ بھی سجدہ کیجیے
جہانگیر نے کہا کہ اچھا تم ہمکو وہان لے چلو اور اُسکی کیفیت دکھلاؤ تو پھر ہم اُسکی تدبیر کرین اُسنے
کہا کہ آپ دو چار روز توقف فرمایئے اب زمانہ اُس پتلے کے نکلنے کا قریب ہے مین آپکو لے چلونگا
شہزادہ وہان توقف پذیر ہوا بعد چند روز کے جب ایک دن وہ زمانہ آیا کہ شجر زرین شاخ

مہر چرخ اخضر پر چلا پھولا نظر آیا کہ ابیات
صداے رحمتی آئی سحر سے
طلا نور سحر نور نظر سے
طراے بھر گے شل توسن ناز
نگاہون سے چھپی شب بحر انداز

ہنگام سحران بیران سوار شہزادہ کو سوار کر کے ایک صحرا مین لایا شہزادہ نے دیکھا کہ صحرا سے سبزہ زار ہر
طرف اُس مقام پر بہار ہو جو درخت ہو وہ پھولون سے لدا ہی ہرا بھرا ہی سبزہ لگان دہر کو اپنی
سرسبزی کے روبرو خرما تا ہی اور اُس صحرا مین ایک درخت اور درختون سے سربلند بنہایت سرسبز
و خوشنما لگا ہی تنہ اُسکا طلاے احمر سے منڈھا ہی شاخین اُسکی جنبش ہوا سے ہلتی ہین تو یہ معلوم
ہوتا ہی کہ جوانان سبز رنگ جھوم رہے ہین طائران خوش الحان اُسپر بیٹھے زمزمہ سرائی کرتے
ہین شاہزادہ کچھ دیر وہان ٹھہرا تھا کہ یکایک تنہ اُس درخت کا شق ہوا اور اُسمین سے ایک پتلہ
کہ جسکا مُنہ مثل طوطی کے تھا نکلا اور پکارا کہ منم خداوند سامری بیران اور اُسکے ساتھ کے
ساحرون نے سجدہ کیا جہانگیر چپ کھڑا رہا اب جو دیکھا تو اُس شجر مین پھل لگ آئے اور بار اثمار
سے شاخین جھک پڑین وہ پھل بیران نے توڑ کر کھائے اور شہزادہ کو بھی دیے اُسکو جو کھایا
تو بہت شیرین اور ذائقہ کے تھے غرض کچھ دیر مین وہ پتلا پھر اُسی درخت مین سما گیا اور پھر درخت کا
تنہ برابر ہوگیا بیران شہزادہ کو لیکر پھرا شہزادہ نے کہا اب تم جاؤ مین اسکا حال دریافت کرکے آؤنگا
بیران تنہا اُسکو چھوڑ کر چلا آیا شہزادہ وہان پھر اکیا جب وہ زمانہ آیا کہ بیل کہکشان کی دانہ پست
آسمان پر پھیلی ہوئی ظاہر ہوئی اور ستارے مثل دانہ خرمن عرصۂ فلک مین چھٹکے بالی سنبلہ کی اُگی کہ بہت
بسر اوقات تھی کی صحرا مین دم بھر چھپا مہر نے جب روے انور شہزادہ رات کو اُس درخت
کے قریب پھر آیا وہان قدرت خدا سے نیا سامان پایا کہ ایک طرف کو فرش عمدہ بچھا ہی روشنی کنول
اور جھاڑ کی ہی جس سے وہ صحرا تمام معمور اور روشن ہی فرش پر مسند مغرق بچھی ہی اور ایک ساحرہ اُس
مسند پر لباس پُر زر پہنے ہوے بیٹھی ہی چہرہ بسان خورشید تابان روشن ہی لیکن کم سن نہین ہے
سامنے اُس ساحرہ کے ناچ ہو رہا ہی شاہزادہ بھی اُس مقام پر جا کر پہونچا اور اُس بزم مین آکر ٹھہرا
ساحرہ نے جو اسکو دیکھا پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مسافر ہین اتفاق سے ادھر آنکلے
آپ کو بیٹھے دیکھا ہم بھی ٹھہر گئے اُسنے جو شہزادہ کو حسین اور مہ جبین دیکھا محبت اسکی اُسکو
پیدا ہوئی کہا آئے ہین آپ تو آیئے تشریف لایئے شہزادہ اُسکے پاس جا بیٹھا اور پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے
ساحرہ نے کہا کہ مجکو بزم جادو کہتے ہین اُسنے کہا کہ یہ تو فرمایئے کہ اس درخت مین سے ایک پتلا نکلتا ہی
اور اسطرح کی صدا دیتا ہی یہ کیا ماجرا ہی اُسوقت وہ ساحرہ یہ کلام سُنکر ہنسی اور کہا کہ

نوجوان یہ سب میرے سحر کا ڈھکوسلا ہے میں نے سحر سے وہ تیلا اور یہ درخت بنایا ہے اُسنے کہا ہم
تمہارے مہمان عزیز ہیں اور بیران جادو سے لکھر آئے ہیں کہ اس شجر کا حال دریافت کرینگے
بس تم ہمکو اجازت دو کہ ہم اُس سے اس حال کو بیان کریں اُس ساحرہ نے اسکی خاطر سے
اجازت دی کہ اچھا مدعا کیونکہ شاہزادہ سے اسکو محبت ہو گئی تھی بعد اجازت دینے کے شاہزادہ کا
اُسنے نام پوچھا انھوں نے سب اپنا حال بیان کیا اور نام بتایا پھر جام شراب ناب گردش میں
آیا رات بھر شاہزادہ وہان با بزم جادو دل سے اسکی مطیع ہوئی اور شراب اُسنے اختیار کی
پھر جب وہ وقت آیا کہ عرصۂ فلک سے بزم کواکب برخاست ہوئی مثل شہزادہ جہانگیر

خورسید جہانگیر ہوا کامیاب
شریک بزم جو تھے وہان بیاب
نظر کی آسمان پر صبح بانی
سحر مین تھے لطف آسمان یار
کہا رخصت کہ ہے وقت جدائی
صبح کو بزم نے کہا کہ آپ چلیے

مین بھی اپنی کنیزون کو لیکر حاضر ہوتی ہون اور ایک مرکب منگوا کر شہزادہ کو دیا کہ یہ اُسپر سوار
ہو کر بیران جادو کے پاس آئے اور قصۂ شنیدہ ناگفتنی زبان پر لائے اور کہا کہ ملکہ بزم جادو بھی آیا
چاہتی ہین غرض بعیش و عشرت بیٹھے بعد کچھ عرصہ کے بزم بھی آئی بیران نے تعظیم کی خاطر سے
پیش آیا اب بیران بھی دل سے مطیع شاہزادہ والا گہر ہوا اُسوقت شاہزادہ نے کہا کہ مین اب
رخصت ہوتا ہون بیابان بری رہ کو جاؤنگا بیران نے کہا کہ آگے مقام حرسان جادو کا ہے
وہ مرحلہ نہایت سخت و صعب ہے اور وہ بڑا ساحر زبردست ہے اور طرفدار کوکب ہے اچھا اب چلیے
ہم سب اپنا لشکر لاتے ہین مگر نہین جی مین آتا ہے کہ ابھی سے ساتھ آپکے چلین غرض یہی صلاح
پسند آئی ستر ہزار ساحر آزمودہ کار اپنے ہمراہ لیکر شہزادہ جہانگیر یہان سے چلے اُسی وقت نفیر سحر کو
دم ملا گھنٹے اور ناقوس بجے ساحر شیر آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہو کر ہمراہ چلے ڈہرو کی صدا
بلند ہوئی ہوم کا دھوان یہ چرخ چنبری تک جانے لگا گلوا بھیرون منڈلانے لگا ہوم جلنے
لگے اژدر اتشین پھنکارنے لگے روسے ہوا پر چلین سحر کی منڈلانے لگین ہوئین آنے لگین نظم

چلے تخت پر سحر کے ہو سوار
جو تھا سحر کا مہر اجالا ہوا
کسی جا تھے طاؤس جھنکارتے
ہر اک سمت سے ساحر نابکار
چلے اژدر و فیل اڑتے ہوئے
کہیں اژدہے سانپ پھنکارتے
رخ دہر آندھی سے کالا ہوا
ادھر اور ادھر گھٹے تھے مرتے ہوئے
غرض بعد قطع مسافت اوبزر

قلعہ خرسانیہ پر سب پہونچے اس مقام پر بصد حشمت و شوکت مسرور شاہ بھی آکر پہونچا اسی ہزار کی جمعیت سے بمقابلہ خرسان شہزادہ عالیشان آکر اترا بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی ساحرون کے بھی خیمے وغیرہ استادہ ہوے اسکین بچھے راوٹیان سراپردے کندلے نصب ہوے لشکر کی چھاؤنی پڑی دریا کو پشت پر رکھ کر قبضہ مین کرلیا میدان بہر جنگ سامنے قلعہ کے چھوڑ دیا طبل و نقارے داخلہ لشکر کے بجے طائران سحر سامنے خرسان کے آکر پہونچے وہ تخت حکومت پر اندر قلعہ کے بیٹھا تھا تاج شاہی سر پر تھا دربار جمع تھا کہ طائرون نے آکر خبر دی کہ اسطرح لشکر کثیر لیکر شاہزادہ جہانگیر بن خورشید تاج بخش آیا ہے اور قلعہ کے سامنے اترا ہے باقی خیریت ہے یہ خبر سنکر خرسان نے بھی اپنے افسران لشکر کو کہ حاضر دربار تھے حکم تیاری دیا اور تین لاکھ ساحر لیکر دروازہ قلعہ کا کھلوا کر باہر نکلا ساحر شیر و اژدر پر سوار ہوکر آئے گھنگرو چیدن کی بدن مین لگائے تھے منہ سے شعلے چھوڑتے تھے رال و گوگل کے شعلے اڑاتے تھے یہ بھی آکر بارگاہ و خیام نصب کرا کر اترے دن بھر تو خیمہ مین رہے جب وہ زمانہ آیا کہ تیغ مہر کو ترک روزگار نے غلاف مغرب مین رکھا اور لشکر انجم لیکر ماہتاب تابان عرصہ گاہ افلاک مین آیا ابیات

| | |
|---|---|
| سحر سے بڑھ کے نور افشان ہوئی شام | ہوئی شب شاہد مہ سے ہم آغوش |
| لیا خورشید کا مہتاب سے کام | ہوا صبدم چراغ روز خاموش |

سر شام بحکم خرسان طبل جنگ بجا قفیر سحر کو دم بلادلاور آگاہ و خبردار

ہوے تیاری اسباب سحر و ساحری کرنے لگے جہانگیر نے بھی طبل بجوایا اب دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی منترون کی جاپ شروع ہوئی بچہ ہاے خوک جھٹکا ہوے مرچین سلگنے لگین گوگل جلنے لگا گوگل کی چرائند آنے لگی بھیرون کا جی خوش ہوا یوگنین تاپن گئین ایک طرف بہادران روزگار تلوارون کو صیقل کرنے لگے منتر پڑھے جانے لگے کہ دوڑ دوڑ چل دوڑ دہائی سامری کی بیر کھائے کلیجہ چھو کرنے تو سر اڑ جاے کمی کرے تو دھوبی کی گنڈ مین پڑے پڑھو منتر دیوالی کا الیسر باجا رات بھر یہی شورش تیاری آلات جنگ رہی جب وہ وقت آیا کہ ساحر روزگار نے مشعل آفتاب کو روشن کیا اور ساحرہ شب کو بھگایا کہ بیت آناری شب نے پوشاک سیہ فام بنی نور سحر سے روشن اندام ہنگام سحر دو دریاے لشکر جوش مار کر وادگاہ مصاف مین آئے دلاورون سنے پرے جمائے جہانگیر باتوقیر مسلح و مکمل ہوکر میدان مین آیا اسطرف سے خرسان

فوج ہیکل پس ہمراہ لایا صفوف آرائی ہوئی ابر سحر نے گرد و غبار برس کر بٹھا دیا جھاڑیاں جھنڈ بن
کاٹ ڈالی گئیں میدان پاک و صاف ہوا اُسوقت خرسان اپنی صف لشکر سے آگے بڑھا اور اُسنے
ایک سحر ایسا کیا کہ سارا لشکر جہانگیر پر تاریکی چھا گئی ظلمات کو وہ مقام مات کیے تھا میدان جنگ کا
جہان نہ تھا ملک عدم کا پتا دیتا تھا ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دیتا تھا کال کوٹھری کا ایسا نقشہ تھا دوبارہ
خرسان نے جو سحر دم کیا جہانگیر تک زمین مین غرق ہو گیا لشکریان جہانگیر سحر کے پڑا
لیا لینا کہتے ہوے آگے بڑھے اُنپر سحر پڑھا کہ سب اندھے ہوگئے خرسان نے تیغہ سحر
کھینچ کا زور اپنا اُڑایا اور قتل کرنے کو آگے بڑھا اُسوقت دنیا بالکل اندھیر قسمت بد کا بعید وہ تاریکی
شب دیجور تھی اور اُسمین تلوار روشنی بار کی چمک کا چراغ جلتا تھا ہر سمت صدائے نالہ و
آہ برپا تھی ایسی آفت مین بعض نے دعا درگاہ خدا مین کی تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون
ہوا لکایک فلک پر سے نعرہ کی صدا آئی کہ منم درویش بوریا نشین چنانچہ درویش مذکور
روے ہوا سے نیچے اترے ایک چوکی صندل کی تھی کہ اُسپر بیٹھے تھے اور چوکی پر انگشت شہادت
سے ایک الف آپ نے کھینچا تھا کہ وہ اُڑتی ہوئی آئی تھی غرض اُنھون نے اگر ایک نقش اپنے
دست حق پرست سے لکھا اور اُسکو اپنے لشکر کے مابین مین پھینکا بقدرت خداوند بدیع مسکون
شلش نویس روز نگار وہ تاریکی لشکر پر سے دور ہوئی سبکی طبیعت مسرور ہوئی ہر ایک کی
آنکھ مین روشنی آئی جہانگیر نے قید زمین سے رہائی پائی اُسوقت خرسان نے جھلا کر پھر ایک
ناریل جانب لشکر جہانگیر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے ہزارہا شعلہ آگ لشکریون پر آیا لیکن
برکت نقش سے قریب آتے ہی بجھ گیا اب درویش نے ایک نقش اور لکھکر خرسان کی
طرف پھینکا کہ خرسان کا سحر بھی باطل ہوگیا اور اُسنے سحر کو فراموش کیا درویش نے ایک
تعویذ جہانگیر کو بھی دیا کہ جسکے سبب سے سحر اثر نہ کرے جہانگیر مرکب چمکا کر سامنے خرسان کے
آیا اُسنے ہر چند سحر یاد کیا یاد نہ آیا ناچار ترسول کا وار کیا شہزادہ نے ترسول رد کرکے تیغ کا ہاتھ سر کو
تولا کمر پر لگایا مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا فوج اُسکی تلوارین کھینچ کر آگری
گھمسان کی تلوار چلنے لگی عیاذاً باللہ ایک ایک کے دو دو اور دو دو کے چار ہونے لگے شور دار و گیر بلند ہوگیا

| کھلی پیڑی پر سے شمشیر میرا ہاتھ | کھینچین تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ | زبان پترون کی آئین پتریون کی |
|---|---|---|

| | | |
|---|---|---|
| جھکے سر رضیٔ خالق مین اکثر | لبون پر آئے کف غیظ اجل سے | ارادے بڑھ گئے دست و بغل کے |
| ہوئی گردون کو حاصل سربلندی | شئی مغرور دل کی خود پسندی | خرسان تو قتل ہی ہو چکا تھا |

بے سردار کے فوج کیا لڑتی آستے امان مانگی شہزادہ جہانگیر نے امان دی اور طبل بازگشت بجوا کر
پھر سے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا پھر اندر قلعہ خرسانیہ کے داخلہ کیا وہان کے اکابرین نذرین
لیکر حاضر ہوئے تمام شہر مین عملداری شہزادہ کی ہو گئی افراسیاب کے نام کی دُہائی پھر گئی
جہانگیر نے جشن کیا ناچ ہونے لگا کئی دن تک مشغول عیش رہے اب درویش نے کہا ای شہزادہ
مین تمکو محمل گنبد نشین کے پاس بھیجتا ہون وہان جاکر گنبد جہان نما کی سیر کرو لشکر اپنا سب اسی
شہر مین رہنے دو اکیلے جاؤ یہ کہکے ایک نامہ بنام محمل گنبد نشین لکھا کہ ای محمل ہماری خاطر سے
صاحبقران جہانگیر کو گنبد جہان نما کی سیر کرا دینا اور اسکی بہت خاطرداری کرنا یہ نامہ لکھکر جہانگیر
کو دیا اور جہانگیر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوئے بعد طی منازل و مراحل ایک صحرائے سبزہ زار مین پہنچے
دیکھا کہ عجب طرح کا فرحت انداز صحرا ہی کہ سبزہ کوسون تک ملہلاتا ہی مژگان معشوقان
سبزہ رنگ کو شرماتا ہی یہ معلوم دیتا ہی کہ شاہد ارض کے رونگٹے کھڑے ہین گلہائے خودرو کوسون
تک اُگے ہوئے ہین گرداگرد اُس صحرا کے گویا پہاڑیان چھوٹی چھوٹی پیاری پیاریان گلدستون
کی طرح پھولون سے لدی ہوئی ہین آبشار ہوتا ہی جھرنا جھڑتا ہی جانوران خوش الحان زمزمہ
سرا ہین چشمہ جا بجا لبریز ہین ڈبڈبے موج خیز ہین اُنکے کنارے کنارے بگلے بندبیان کلنگ بانیے بطا
قرقرے پھر رہے ہین خلاصہ یہ کہ عجب طرح کا نکہت بیز و نزہت آمیز وہ صحرا ہی اور اُس صحرا کے
بیچ مین ایک گنبد گول سڈول رشک گنبد چرخ بنا ہی گنبد اخضری فلک گردش نہین کرتا ہی
بلکہ اُسپر صدقے ہوتا ہی شہزادہ در گنبد پر آیا وہان ایک مرد ضعیف کو بیٹھے پایا کہ ڈاڑھی کیسی
پلکین تک سفید ہو گئین ہین جامہ سفید پہنے ڈاڑھی تا بسینہ بڑھائے سر زانوے تفکر جھکائے
بیٹھا ہی شہزادہ نے اُسکو آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھکر شہزادہ کو اُٹھکر گلے سے لگایا اور
اور مقام صدر پر بٹھلایا مگر یہ بھی کہا کہ افسوس درویش بوریا نشین ممالک کو کب غارت کراتا ہی اور بربادی
انکی چاہتا ہی اور کہا ای صاحبقران کل مین گنبد تمہین دکھلاؤنگا غرض شب بھر سو رہے محمل نے کھانا بہت
عمدہ انکو کھلایا آرام کرایا جب وہ وقت آیا کہ گنبد چرخ مقرنس کی سیر کرنے خورشید جہانتاب آیا کہ جیت کہ جب خصوصت ہوئی شب

جمال صبح چمکا غیر ہوکر صبح کو دروازہ گنبد کا کہ جسمین قفل برابر ان شتر کے لگا تھا محل نے کھولا اور شہزادہ کو اندر لایا شہزادہ نے دیکھا کہ دیواروں پر آئینے نصب ہین اور طرفہ ماجرا نظر آتا ہی کہ سامنے لشکر حیرت کا اترا ہوا دکھائی دیتا ہی ایک طرف دیکھا تو اپنا لشکر اترا ہوا پایا ایک جانب کو دریاے خون روان نظر آیا اور ممالک کوکب و افراسیاب کے سب دکھائی دیتے ہین انواع واقسام کے تماشے نظر آتے ہین شہزادہ نے دلمین کہا کہ واقعی یہ گنبد جہان نما ہی ایک طرف اب جو نظر کی تو لشکر امیر اترا دکھائی دیا ایک جانب لقا کو اترے ہوے پایا اسی طرح مہرخ کے لشکر کو دیکھا قلعۂ هفت رنگ بران نظر پڑا خلاصہ یہ کہ تمام دنیا کو اسمین سے دیکھا اور عش عش کر گیا عقل دنگ ہوگئی اور دیکھا کہ اس گنبد کی دیواروں پر تصویرین شاہان گذشتہ وحال کی نصب ہین گنبد ہی یا ارژنگ نگارخانۂ چین ہے اور ایک طرف دیکھا کہ کچھ تصویرین لگی ہین جو سایۂ انسان پڑنے سے بڑھ جاتی ہین اور ایک طرف دیوار مین سات آئینے نصب ہین کہ انکے اندر ساتون ولایتین دکھائی دیتی ہین اور جہانگیر نے دیکھا کہ میری تصویر اور افراسیاب و کوکب اور شاہان طلسمات کی بھی دیوار مین چسپان ہین شہزادہ مذکور کو کمال حیرت ہوئی اور بہت دیر تک اس گنبد کی سیر مین مشغول رہا اور تعریف کیا کیا پھر باہر گنبد کے آیا اسوقت محمل گنبد نشین نے کہا کہ ای شہزادہ میرے پاس ایک فتیلہ ہی اور خاصیت اس فتیلہ کی یہ ہی کہ جب اس فتیلہ کو روشن کرو تو جس شخص کو بلانا منظور ہو اسکی نیت دل مین کرو بس ہمزاد پلنگ شخص مطلوب کا اٹھا لائے گا اس سے باتین کرو جبتک وہ فتیلہ روشن رہیگا وہ پلنگ رکھا رہے گا جب فتیلہ بجھ جائے گا ہمزاد پلنگ جہان سے لایا ہی وہین لیجا کر پہونچا دیگا شہزادہ جہانگیر نے یہ حال سنکر درویش مذکور کی منت کی کہ وہ فتیلہ مجکو عنایت فرمایئے کہ مین اپنی مطلوبہ ملکہ ماہ دُر در گوش سے ملاقات کرون محمل نے اسکی منت کرنے سے وہ فتیلہ انکو دیا اور یہ اسکو لیکر گنبد کے ایک طرف کو تنہائی مین آئے اور بخورات انھون نے مہیا کرکے جلانے کا قصد کیا انکی تو یہ کیفیت ہی لیکن شمہ حال ملکہ ماہ دُر در گوش بیان ہوتا ہی کہ اسکو باغ مین زلف آرا نے کاکل کشا نے رکھا ہی پلنگڑی جواہر کار صحنچی مین باغ کی گسترده ہی اسطرح یہ مقید ہی کہ جسطرح شاہزادے شاہزادیان قید ہوتی ہین مگر فراق مین شہزادہ کے اسکا عجب حال ہی کہ شب و روز نالہ و شیون کرتی ہی وہ باغ تمام اسکی نظرون مین خار ہی دل مین یاد گلعذار ہی گل کو جب دیکھتی تھی تو رخسار یار

آتی ہے سنبل سے زلف دلدار کو یاد کرکے جان گنواتی ہے گل اُسکی نظرون مین صورت داغ ہے دل کا روغن چراغ ہے زلف سنبل سے زیادہ اُلجھن ہوتی ہے جینا وبال ہوتا ہے سرو کو دیکھکر بہت ملال ہوتا ہے سرو صورت دار ہے دل یاد قامت یار ہے نہر مین چشم تر کی صورت روان دکھائی دیتی ہین نرگس آنکھین دکھاتی ہے اور زیادہ یاد چشم جانان مین رولاتی ہے خاطر مثل ماہی بے آب طپان دل سینہ مین نالان آنسوؤن سے دامن تر رونے سے کام آٹھ پہر جب بیتابی دل ستاتی تو باد صبا کو اسطرح کا نامہ سناتی الخ

ای شہنشاہ کشور خوبی
سرو آزاد باغ حسن و جمال
رشک خورشید و غیرت ناہید
ایسے اپنی سے ہی خدا کی پناہ
تجھسے چھوٹی ہون جیسے ای دلبر
اشک چشمون سے جاری رہتے ہین
آجکل اب یہ حال ہے جانی
نام سے تیرے ہے زبان کو کام
رات کو بھی نہین ہے پڑتا چین
دھیان رہتا ہے آپ کا مجکو
دل بہت بیقرار رہتا ہے
دل بیتاب کو بھی سودا ہے
دیکھیے کب تمھین خدا یان لائے
دل اسیر بلا ہوا فریاد
کیا اجارہ ہے دلپہ ای جانی
جلد آ جلد ای مرے دلدار
شربت وصل آ کے مجکو پلا
تو یہ پیغام وسنا مرتی ہون

ماہ تابان اوج محبوبی
اختر برج آسمان حیا
روے روشن ہے تیرا صبح عید
جانتی ہون کہ وصل اب ہے محال
ابر غم چھا گیا مرے دلبر
غرطا رونے مین ابر سے بدلی
زندگانی محال ہے جانی
ہون گرفتار بیقراری مین
ہے گذرتی تڑپ کے ساری رین
جان جاتی ہے دم نکلتا ہے
رات دن انتظار رہتا ہے
تیری تیغ ادا کی بسمل ہون
عیش و عشرت کا روز بد دکھلائے
قیس کی طرح ہون مین آوارا
مر ہی جائین یہ دل مین ہے ٹھانی
شکل ناصح سے مجکو نفرت ہے
اے مسیحا ابھی ہو مجکو شفا
یا خدا جبتلک ہے لذت غم

گل شاداب گلشن اقبال
گوہر آبدار بحر وفا
میری شامت ہے تیری زلف سیاہ
ایک باد صبا سے ہے یہ مقال
یاد مین ہم تمھاری رہتے ہین
فصل بلبل زیر ہوا بدلی
شام سے صبح صبح سے تا شام
دن یہ کٹتے ہین آہ و زاری مین
نہین آرام اک ذرا مجکو
ای مسیحا مری خطا کیا ہے
تیری زلفون مین جیسے اُلجھا ہے
تیرے ہی ابروؤن پہ مائل ہون
دام مین زلف کے ترے صیاد
لیلی زلف نے تری مارا
دل سے جاتا رہا ہے صبر و قرار
کاوش غم سے دلکو رغبت ہے
ای صبا اب دعا مین کرتی ہون
رنج و عشرت جہان مین ہے توام

لب معشوق ہو مسی آلود
دل عاشق مین رشک سے تنک کے
ہو ستمگر جہان مین میرا شاد

رنگ عشاق ہو الم سے کبود
حسن جانان کی دھوم ہو یارب
مین ہون برباد اور وہ آباد

موج زن بحر عشق جبتک ہے
عاشقون کا ہجوم ہو یارب
اِسی طرح دیوانہ وار بیقرار

یہ ملکہ ناکام روتی اور بکا کرتی تھی کسی طرح چین اُسکو نہ آتا تھا غم فراق بہت رُلاتا تھا جب انتہا سے زیادہ بیتاب ہو جاتی خواہش دل ستاتی تو وہ دُکھ کی ماری یہ زبان پر لاتی کہ نظم

نالہ اس شور سے کیون میرا دُہائی دیتا
ایک ترانہ مجھے درد جدائی دیتا
مین وہ ہون صید کہ پھر دام مین پھنسا جا کر

اے فلک گر تجھے اونچا نہ سُنائی دیتا
تجھ مہر کو خون شفق مین ہر روز
گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
غوطے کیا کیا ہے ترا دو ستائی دیتا
غرض یہ ماہ تمام پلنگ پڑی
صبا سے رہے دو طرف کو پیام
قرار و سکون دل تک آئے نہین
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر
جگر مین نہو خون تو کیونکر پیے
کہ اُس سے کہ مرتی ہی تیرے لیئے
لہو نے جگر تک بھرے ہین گلے

چھپرکھٹ مین لیٹی ہوئی اس سوز و ساز مین مشغول تھی کہ نظم

کہا اے باد کہیو یہ بعد از سلام
شب و روز رہتا ہی یہان اضطراب
نہ جور ستم سے ہو تو بیداد کر
ملاقات کا رکھیے کیونکر خیال
کیا عشق یا جرم سہنے لگے

خیالات ملنے کے جاتے نہین
کیا شوق نے کام کو کیا خراب
تن زار جان کیونکر بچے
رہین کیونکہ جان ناامید وصال
نہین صبر آتا ترے بن ملے

قضارا چالاک تیز رفتار جو خیمے سے نکلکر چھپ گیا تھا وہ پھرتا ہوا اُسطرف آنکلا اور اُس باغ کے در پر اُسنے فقیرون کی طرح سوال کیا کلعذار وزیرزادی ملکہ کی اُسکو بھیک دینے دروازے پر آئی اُسنے اُسکو پہچانا اور حباب بیہوشی مار کر بیہوش کر دیا اور اُسکے کپڑے خود پہنے اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو اندر باغ کے لا کر بستر پر اُسکے ایک چھپرکھٹ مین اُسکو لٹا دیا اور آپ وہان آیا کہ جہان ماہ دُر در گوش پلنگ پر پڑی ہوئی شعر عاشقانہ پڑھ رہی ہے جب یہ وہان آیا اور ملکہ نے اُسکو آتے دیکھا فوراً آنسو پونچھ ڈالے اور خاموش ہو رہی اور کہا اے کلعذار تو کیسی ستی ہے چالاک پلنگ پر آ بیٹھا اور پانوُن ملکہ کے دبانے لگا ملکہ نے کہا کیون اے کلعذار نہین معلوم کہ شاہزادہ پر کیا گذری اور وہ اب کہان ہین چالاک نے کہا حضور وہ صاحب اقبال ہین ایکدن آ کر کوکب کو قتل کرینگے اور آپ کو چھڑا دینگے یہ کہکر چالاک نے پانوُن دبانا شروع کیے اور ذکر [illegible] کرنے لگا کہ ملکہ کو کچھ تسکین ہو

یہان تو یہ کیفیت تھی وہان جہانگیر نے فتیلہ مجمل کا دیا ہوا روشن کیا فتیلہ روشن ہوتے ہی ہمزاد
تسخیر ہوا اور آکر پلنگ ملکہ کا اُسنے اُٹھایا ملکہ خوف کھا کر بیہوش ہو گئی چابک اُسی طرح پلنگ پر
بیٹھا رہا ملکہ کی آنکھین بند ہو گئیں چابک نے تو اتنا کہا کہ ملکہ یہ کیا غضب ہوا ملکہ تو بیہوش ہے
جواب کون دے آخر چابک بھی بیہوش ہو گیا اور ہمزاد نے پلنگ لا کر سامنے جہانگیر کے رکھدیا
کچھ عرصہ مین ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر سامنے بیٹھے ہین اور جہانگیر بھی اُٹھے کہ ملکہ
سے بغلگیر ہون اِدھر چابک جو ہوشیار ہوا اور اُسکے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھا کہ ایسا نہو یہ دونون
شادی مرگ ہو جائین بس جیسے ہی شاہزادہ ہنستا ہوا ملکہ کو گلے لپٹانے چلا چابک جو بشکل
گلعذار تھا کود کر بیچ مین آگیا اور کہا ذرا ملکہ کو ہاتھ نہ لگایئے گا الگ رہیے پہلے میرے ساتھ دارو
مدار کیجیے ای شاہزادہ تجھپر میری جان جاتی ہے ای ملکہ اب تم انکے عشق سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ نے کہا اری
کچھ تیری شامت آئی ہے اُسنے کہا ای جہانگیر مین تیرے مرتی ہون ملکہ نے کہا کیون کمبختیون نے
گھیرا ہے کر ایسے کلمات زبان سے نکالتی ہے ارے تو تو بہتر چابک پر مائل ہے چابک نے کہا وہ
فقط حیلہ تھا مین عاشق الضین پر ہون یہ کہکر جہانگیر کے قریب آئی اور گلے مین ہاتھ ڈالنے
لگی اور چاہا کہ بوسہ لون جہانگیر نے کہا کہ او شوخ دیدہ کچھ تیری شامت آئی ہے دور ہو مجھسے کبھی ایسی
باتین نکرنا اول تو یہ کہ تو میرے بھائی کی معشوقہ ہے دوسرے یہ کہ ملکہ کے سوا مین سب کو حرام سمجھتا
ہون یہ کہکر گلعذار نقلی کو شہزادہ نے ڈھکیل دیا اور کہا اری اب قتیلہ نصف رہگیا ہے دیکھ یہ
صحبت سب خواب و خیال ہو جائیگی کیا غضب کرتی ہے دلکی حسرت دل ہی مین رہجائیگی چند باتین
ملاقات کی ہین مجکو بات کر لینے دے چابک نے دیکھا کہ وہ جو آثار شادی مرگ ہونے کے تھے وہ سب
اب باطل ہوئے اُسوقت اُسنے چاہا کہ اب مین یہان سے ہٹ جاؤن اُدھر شاہزادہ نے کہا کہ ای
گلعذار تو باہر جا دیکھ تو کہ چابک وہان آیا ہے غرض اُسکو تو خود بھی چلا جانا منظور تھا یہ وہان سے
نکلگیا جہانگیر نے ملکہ کے بوسے لیے اور خوب سا گلے لگایا لیکن اچھی طرح حسرتیں نکلنے نپائی تھی
کہ وہ فتیلہ جلکر تمام ہو گیا کچھ حال شہزادہ نے پوچھنے پایا تھا کہ فتیلہ کے بجھتے ہی اُدھر چابک بصورت
اصل سامنے آیا شہزادہ نے کہا کہ اے برادر تمھاری معشوقہ تمکو باہر ڈھونڈھنے گئی ہے اُسنے تو مجکو
نہایت تنگ کیا اور کہتی تھی کہ مین تیرا عاشق ہون چابک نے کہا کہ ذرا ملکہ کو ہاتھ نہ لگایئے گا پہلے میری

معشوقہ کو بلوایئے ورنہ مین اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا کہ لو اب وہ حرامزادی گئی تو یہ نالائق آیا یہ کہی رہی تھی اور فتیلہ تو تمام ہی ہو چکا تھا ہمزاد نے پلنگ ملکہ کا اُٹھا کر اُسی باغ مین پہونچا یا ملکہ کلمہ الفراق الفراق کہتی ہوئی آئی اور اپنے مقام پر پہونچکر روئی پیٹی چلائی عمرو دلکو زبان پر لائی کہ اے فلک تجکو اتنی صحبت بھی خوش نہ آئی کہ گھڑی بھر ہنس بول لیتی ایک لحظہ مین جدائی کرائی اور تازہ داغ دلکو دیا کہ صورت دکھا کر غم بھولا ہوا یاد آگیا یہ کہتی تھی اور بلبلا کر بیتابی دل سے یہ غزل گاتی تھی کہ غزل

موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو — غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
ہو تو ہو آباد لیکن یہ خراب آباد دل — عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
کہتے ہین شور قیامت جلوہ اے چشم یار — تیرے مستون کی صف خواب غفلت ہو تو ہو
گر پڑے ہو آگ مین پروانہ سا کر ضعیف — آدمی سے کیا ہو لیکن محبت ہو تو ہو
انتظار یار مین جو چشم ہو جائے سفید — مردمک اُسمین کہان ہو داغ حسرت ہو تو ہو
آج اک بگڑی ہوئی تھی میکدہ مین ہے ہے — ذوق یہ تیری ہی دستار فضیلت ہو تو ہو

اسی طرح یہ بیچاری دکھ کی ماری فراق مین گرفتار اُس مقام پر ناچار ساکن ہو اور اب جو ملکہ شہزادہ کے پاس سے آئی گلعذار ہوشیار ہوکر اپنے مقام پر سے اُسکے پاس آئی ملکہ تو اُس سے بسبب عشق جتانے کے شہزادہ کے ساتھ ناراض تھی صورت دیکھتے ہی مُنھ پھیر لیا اُسنے سلام کیا مگر ملکہ منھ پھیرے رہی اُسوقت گلعذار نے کہا ملکہ میری کیا خطا ہو جو آپ مجھسے ناراض ہین یہ کہکر قدمون پر گر پڑی اُسوقت ملکہ نے کہا کہ اسطرح تو نے شہزادہ کے ساتھ جھمیلا لگایا کہ مین دو باتین بھی نہ کرنے پائی گلعذار نے کہا ملکہ مین فقیر کو بھیک دینے دروازے پر گئی تھی اُسنے نہین معلوم کیا کردیا تھا کہ مین بیہوش ہوگئی جب سے ابھی ہوش مجکو آیا ہو ورنہ مین تو بیہوش پڑی تھی مین آپکے ساتھ کہان گئی مجکو خبر نہین کہ آپ کہان گئین ملکہ نے کہا حرامزادی تو میرے ساتھ تھی اب باتین بناتی ہے اری ایک گنبد بنا ہوا تھا اُسمین صاحبقران بیٹھے تھے یہ ماجرا گذرا گلعذار نے قسم کھائی کہ مین نہ تھی ملکہ نے کہا کہ شہزادہ نے مجکو ڈھکیل دیا پھر چابک آیا وہ مجکو تلاش کرنے لگا مین بات بھی نہ کرنے پائی گلعذار نے ہزارون قسمین کھائین کہ مجکو اس مقدمہ کی خبر نہین غرض یہ تو اس حیرانی مین ہین کہ آتی یہ کیا ماجرا گذرا آئندہ حال انکا بیان ہوگا اب حال شہزادہ جہانگیر کا بیان ہو کہ بعد

پہ چلے آنے ملکہ کے بلبلانے لگے شور مچانے لگے زار زار برنگ ابر بہار روئے اور شعر عاشقانہ زبان پر لائے یہ حال تھا کہ ابیات

اسوقت ہمین سمجھتین وہ جلے
نالے کا اثر کہان گیا آہ
تاثیر کا کچھ نہین پتا ہے
ہو کر مجھے اسطرف بتادو

اب ہم ہین قریب تر اجل سے
ہر دم تھی زبان پر آہ شبگیر
اے آنسوؤن تمکو کیا ہوا ہی

ہم مرتے ہین وہ نہین ہے آگاہ
کمبخت کہان گئی وہ تاثیر
تاثیر ہی کسطرف بتادو

الحاصل رو پیٹ کر پھر یہ محمل گنبد نشین کے پاس آیا اور

یہان بھی جب رویا محمل نے سمجھایا کہ اسقدر گریہ وزاری نہ کرو وہ جامع التفرقین محبوبہ سے ملائیگا جہانگیر نے تمام حال اُس سے بیان کیا کہ مین ملکہ سے اچھی طرح بات بھی نہ کرنے پایا صرف اتنا فائدہ ہوا کہ مہتر چابک ملگیا چابک نے اپنی سرگذشت بیان کی اور عرض کی کہ اے شہریار اسوجہ سے مین نے آپ کو ملکہ سے ملاقات نہ کرنے دی کہ ایسا نہو یہ ہمزاد آپ کو بھی اُٹھا لیجائے تو آپ جو یہانتک اس جفا سے آئے ہین وہ محنت سب آپکی برباد جائے اور غضب نازل ہو غرض گنبد کی سیر تو کر ہی چکا تھا شہزادہ محمل گنبد نشین سے رخصت ہوا اور کہا اے محمل اب جانب آفاقیہ جاتا ہون محمل نے کہا یہ بہت مشکل ہے مین نے آپکی خاطر سے درویش بوریانشین کی گنبد کی سیر کرادی اب بہتر یہی ہے کہ آپ یہان سے پلٹ جائیے جہانگیر نے کہا مجکو اپنی جان دینا منظور ہے پھر جانا منظور نہین محمل نے کہا اختیار باقی ہے اب جہانگیر نے کل لشکر اپنا یہان طلب کیا اور مع دو لاکھ آدمیون کے اور چابک کے جانب شہر ابیہ روانہ ہوئے لشکر مین طبل و بوق کی صدا بلند ڈہیر و بجتا ہوا اساحر اژدر و فیل پر سوار بڑے حشم و خدم سے چلے غرض طے مراحل و منازل شہزادہ کرتا ہوا قریب ایک دریا کے پہونچا کہ پُر زخار و قہار تھا کہ شعر شور پانی کا شور محشر تھا ٭ جس سے طوفان عظیم تر اُٹھتا ٭ اُس پار دریا کی قلعہ سہرابیہ تھا کہ جہان کا حاکم و ناظم کوکب کا خراج گزار ملک سہراب شاہ تھا غرض لشکر شہزادہ نامور کنارے دریا کے اُترا طبل و نقارے وغیرہ داخلہ لشکر کے بجے زمین و زمان کو تزلزل ہوا ملک سہراب اپنی دار الامارۃ مین تخت جہانبانی پر جلوہ گر تھا کہ یکایک صدائے دہل و نقارہ کانمین آئی اور اسی دم طائران سحر نے آکر خبر دی کہ اے شاہ نصفت نشان شہزادہ جہانگیر عالیشان آپہونچا ملک سہراب فیلبند دروازہ پر آیا اور وہان سے کھڑے ہو کر اُسنے جاہ و جلال لشکر شہزادہ

دیکھا بہت گھبرایا اور ادھر شہزادہ جہانگیر نے میر بحر کو بلا کر حکم دیا کہ کشتیاں تیار ہوں ہم کل اس پار دریا
کے جائینگے میر بحر مصروف تعمیل حکم ہوا اور سہراب در شہر پہ سے دار الامارۃ مین گیا اور ایک نامہ
اُسنے بنام آفاق شاہ جادو حاکم بیابان پتری بہ لکھا کہ اے آفاق کیا غافل بیٹھے ہو جہانگیر
فوج کثیر لیکر آگیا ہے اور ہمارے ملک کے دروازہ پر خیمہ اُسنے کیا ہے چاہیئے کہ فوج لیکر تم بھی میرے پاس چلے آؤ
یہ نامہ ایک چیلہ کو سپرد کیا کہ وہ لے گیا آفاق کو جا کر دیا اُسنے پڑھا اور بہت پریشان ہوا اُسوقت
اُسکو پریشان دیکھکر اُسکا ایک عیار ہے کہ نام اُسکا نہنگ شعلہ تن ہے اُسنے کہا کہ اے بادشاہ آپکے
آئینہ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے نہایت مکدر ہو آپ نہ گھبرائیے اور تردد نہ فرمائیے مین جا کر جہانگیر کو
گرفتار کرتا ہون اور سہراب کے حوالے کیے دیتا ہون یہ کہکر باہر آیا عیاری سے آراستہ ہوا اُسی
وقت روانہ ہوا یہان شہزادہ جہانگیر بعد داخل ہونے بارگاہ کے شکار وغیرہ کھیلنے مین مصروف ہوا
لیکن نہنگ نے رنگ روغن عیاری کا لگا کر اپنی صورت مثل ایک فقیر کی ایسی کے بنائی
تہمد گیروی باندھی اُسپر تسمہ لگایا کشکول گدائی کاندھے سے لٹکایا رومال چھڑی ہاتھ مین لی بلبل کا
پنجرہ لیا سیلی تاگے جھنگلے منکے سے آراستہ ہوا اور دریا کو شناوری کر کے اس پار آیا جہانگیر کنارہ دریا کے
شکار صحرا مین کھیل رہا تھا اُس فقیر نے دیکھکر کہا داتا الطور معبود کا ہے شاہزادہ نے بھی کہا شاہ صاحب عشق
اللہ ہے فقیر نے جواب دیا کہ سدا العشق ہے شہزادہ نے پوچھا کہ شاہ صاحب کہان سے آنیکا اتفاق ہوا
اُسنے کہا جہان سے سب آتے ہین شہزادہ نے کہا کہان کو جائیے گا کہا جہان سب جائینگے شہزادہ نے
کہا آپکا استھل کہان ہے اُسنے جواب دیا کہ بیت درویش روان روان رہے تو بہتر
آب دریا بہے تو بہتر * بجا فقیرون کا استھل کیا پوچھتا ہے شعر فقیرون کا ماوا و مسکن کہان
جہان تھک کے بیٹھے وہ گھر ہو چکا * غرض ایسی باتین درویشی کی کہین کہ شہزادہ کمال ہی معتقد
ہوا اور اُس سے کہا کہ شاہ جی مین سہرابیہ فتح کرنے کو آیا ہون آپ دعا دیجیے اور میری معشوقہ
مجھسے جدا ہے وہ ملجائے فقیر نے کہا بابا سہرابیہ فتح ہونا مشکل ہے مگر معبود چاہے گا تو تیرے سب
کام بنجائینگے اور اے شہزادہ اس دریا مین ایک نہنگ ایک مقام پر رہتا ہے اگر اُسکو گرفتار کیجیے اور اُسکا
خون اپنے پاس رکھیے اور وہ خون سہراب پر مار دیجیے گا تو وہ مارا جائیگا اور میرے ساتھ کوہ پر چلیے یا
صبح کو آئیے گا مین تو وہان نہونگا کہ میری عبادت کا وقت ہوگا مگر وہ نہنگ اُس مقام سے نکلیگا کہ دیدہ

تک یہ کر گیا ہے بس اُسکی گرفتاری کی فکر کیجیے گا یہ باتیں فقیر و شاہزادہ میں ہو رہی تھیں کہ مہتر چالاک
بھی آیا اُسنے جو فقیر کو دیکھا نہایت حیران ہوا اور کان میں شہزادہ کے کہا کہ اے صاحبقران
ذرا ہوشیار رہیے گا شہزادہ جہانگیر نے دل میں اپنے کہا کہ یہ ہر ایک کو بُرا سمجھتا ہے غرض خاموش
ہو رہا اور پھر کر بارگاہ میں آیا شب کو آرام پذیر رہا جب نہنگ شعلہ تن مہر دریائے اخضر فلک میں آیا کہ شمع
رخ حسن صبح نے جب منہ دکھایا ٭ گئیں آنکھوں سے نیندیں ہوش آیا ٭ صبح دم شہزادہ اُٹھکر تکیہ و تنہا
دامن کوہ میں کنارے دریا کے آیا وہان دیکھا تو ایک نہنگ پانی سے اُچھلا اور غوطہ مار گیا شہزادہ نے
ہر چند جستجو اُسکی گرفتاری کی کی مگر ہاتھ نہ آیا ناچار پھر آیا اور شب بھر اُسکے دھیان میں بیقرار رہا دوسرے دن
ماہی زرین مہر بحر کلان چرخ سے اُترا اور ستارے قلزم فلک میں ڈوب گئے کہ بیت ٭ بنے اختر
حباب چشم جانان ٭ نظر آیا نظر سے سبکی پنہان ٭ اُسوقت نہنگ شعلہ تن فقیر بنا ہوا
آیا اور اپنے پاس سے چارہ دیا کہ یہ ڈور کے کانٹے میں لگانا میں جاتا ہوں میری عبادت کا وقت
ہے اُس نہنگ کے پاس ایک نہنگ کا خول چاندی کا بنا ہوا ہے کہ اُسمیں داخل ہوکر عیاری کرتا ہے
غرض چارہ دیکر یہ چلا گیا اور اُسی چاندی کے خولدار نہنگ میں داخل ہوا اور دریا میں شناوری کرتا ہوا
چلا اُدھر شہزادہ کشتی پر آج بیٹھکر روانہ ہوا نہنگ دریا میں ایک مقام پر آکر اُچھلا اور غائب ہو گیا
شہزادہ اُسکو دیکھکر بے چین ہو گیا اور اُسنے ڈوری ڈالی دیکھا تو وہ نہنگ پھنسا شہزادہ نے دیر تک
کھلایا پھر آہستہ آہستہ کھینچا جب وہ قریب کشتی کے آیا شہزادہ جھکا کہ اُسکو گرفتار کرے بیچ میں
نہنگ سے دو ہاتھ پیدا ہوئے اور حلقۂ کمند کے گردن جہانگیر میں پڑے اور منہ میں نہنگ کے شہزادہ
چلا گیا سبنے جانا کہ نہنگ شہزادہ کو نگل گیا جو دو ایک آدمی کشتی پر تھے روتے ہوئے پھر آئے لیکن مہتر
چالاک پہاڑ پر سے یہ سب ماجرا کھڑا دیکھ رہا تھا اُسنے خیال کیا کہ عیاری ہوئی لشکر جہانگیر میں کہرام
برپا ہو گیا تلاطم پڑ گیا بحر غم جوش زن ہوا دریائے اشک کے چشمہ چشم سے طغیانی ہوئی اُسوقت
چالاک نے ہر ایک کو تسکین دی اور کہا شہزادہ کو کون سمجھائے یہ بہت جلد ہر ایک کے یار ہو جاتے
ہیں اور کہے میں آجاتے ہیں تم سب گھبراؤ نہیں عیاری ہوئی ہے وہ فقیر جو آیا تھا اُسی کا یہ سب فتور ہے
ابھی اچھی طرح کچھ سمجھ میں میری آیا نہیں ہے کہ اُسنے کیا تدبیر کی بس تم لوگ سب خاموش ہو شہزادہ
زندہ ہے اور قید ہے میں جاتا ہوں اور خبر لاتا ہوں اور ہو سکتا ہے تو اُسکو رہا بھی کرتا ہوں یہ کہکر

محل گنبد نشین کے پاس گنبد جہان نما پر آیا اور اُس سے سب احوال بیان کیا محل نے کہا اے چالاک
مین نے منع کیا تھا کہ وہان نجاؤ شہزادہ نے نمانا یہ عیار تھا آفاق شاہ کا نہنگ شعلہ تن
جسکا نام ہے اور یہ عیاری اُسکی مشہور ہے بس اب صبر کرو جہانگیر سے وہان کا قیدی چھوٹتا نہین چالاک
نے کہا اچھا یہ تو تبلایئے کہ کوئی راستہ بھی اُس پار جانے کا ہے محل نے کہا ہان ہے فلان صحرا سے
اگر جایئے تو راستہ ملے یہ سُنکر چالاک رنگ روغن لگا شہد فروش کی ایسی شکل بنکر تیار ہوا جیسے
کہ دہقانی کسان ہوتے ہین باہر کے رہنے والے کہ ہاتھ بھر کا جوتا پہنا مرزائی گلے مین پہنی انگوچھا سر سے
باندھا دھوتی گھٹنون تک کی باندھی اور جس صحرا سے کہ محل نے راستہ تبلایا تھا اُسی طرف سے
چلکر قلعہ سہرابیہ مین آیا شہر نہایت آباد پایا رعیت کو دلشاد پایا عمارتین مرتفع و بلند نہایت ارجمند
تعمیر دیکھین صرافہ بزازہ آراستہ پایا شہر کی سیر دیکھتا ہوا دار الامارۃ مین آیا دروازہ پر ہاتھی پالکی
نالکی عائدان شہر کی سواریان استادہ تھین خادم خدمتگار استادہ تھے اور حاجب دربان قوال
رقاصی وغیرہ موجود تھے پردہ زنبوری پڑا تھا یہ آنکھ بچا کر اندر چلا گیا دیکھا کہ ملک سہراب
تخت پر بیٹھا ہے اور نہنگ شعلہ تن بھی موجود تھا اُسوقت معتبر چالاک نے سامنے کھڑے ہو کر
ملک سہراب کے شہد کی تعریف کی کہ مین شہد خالص لیکر آیا ہون جسکو عسل مصفی کہتے ہین
اور یہ دخت الجان پر کا شہد ہے میٹھا بے انتہا ہے چنانچہ اسقدر تعریف شہد کی کہ بادشاہ اور سب مشتاق ہوے
اور کہا لاؤ دیکھین کیسا ہے اُسنے تھوڑا تھوڑا اسکو چکھایا جب سبنے کھایا بیہوش ہو گئے چالاک نے نہنگ
کو بھی کھلایا تھا اور دھوکا اسوجہ سے اور بھی سب نے کھایا کہ جہانگیر کے ساتھ عیار کوئی نہین ہے یہ جانتے
تھے غرض جب سب بیہوش ہوے نہنگ کا پشتارہ چالاک نے باندھا اور چاہا کہ بادشاہ کو
قتل کرے کہ اُسی وقت یاران جادو مصاحب سہراب واسطے شکار کے گیا تھا آ پہونچا چالاک
کو اور تو کچھ نہ بن پڑا نہنگ کو لیکر بھاگا اور باہر نکلکر تنہائی مین لایا یہان سہراب وغیرہ کو یاران
جادو نے ہوشیار کیا سب حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ گذرا الحاصل سب سنبھلکر بیٹھے اور ادھر چالاک
نے صحرا مین ایک مقام پر نہنگ کو اپنی ایسی صورت کا بنا اور آپ اُسی کی ایسی صورت بنکر پھر سامنے
سہراب کے آیا اور کہا یہ عیار ہے جہانگیر کا مجھے لے گیا تھا مگر مین فقرہ دیکر اُسکو لایا ہون
اب اُسکو ابھی ابھی قتل کر ڈالنا چاہیے اور جہانگیر کو بھی قتل کر ڈالنا چاہیے بلوایئے

سہراب نے جہانگیر کو بھی بلوایا اور چابک نے نہنگ کو ہوشیار کیا گلے مین اُسکے کمند عیاری
کا ڈال دیا تھا اب بول تو سکتا نہین اشارے کرتا ہی اور سب اہل دربار اُسکو چابک جانتے ہین لیکن
چابک اُسکو مار رہا ہی مار پڑ رہی لیکن آفاق نے اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے خیال کیا کہ دیکھون نہنگ
گیا تھا سبز ہوا یا نہین اور اب کہان ہی بس اُسنے اوراق سامری مین دیکھا مُنھ اپنا پیٹ لیا
اور کہا افسوس عیار میرا قید ہو گیا ہی جہانگیر کے عیار چابک نے قید کیا ہی اب سہراب وغیرہ کو
قتل کیا چاہتا ہی کوئی ساحر جلد یہان سے جائے اور نہنگ و سہراب کو اُسکے ہاتھ سے بچائے
یہ حکم سنکر ضحاک مارگیر جادو بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیکر اُسی وقت روانہ ہوا یہان جب نہنگ
کو بہت مار پڑ چکی تو اُسنے اشارے سے کہا کہ ای چابک مین نے تیری اطاعت اختیار کی اُسنے فوراً
اُسکو کھولدیا اور شراب پلا کر سب اہالیان محفل کو مع بادشاہ بیہوش کیا یعنی کہا کہ ای بادشاہ مین سبکو
شراب اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا بادشاہ نے منظور کیا اُسنے شراب پلائی اور سب بیہوش ہوے بس
جہانگیر کو رہا کیا اور چاہا کہ سہراب کو قتل کرے کہ فلک پر سے نعرہ ہوا کہ منم ضحاک مارگیر اور آتے
ہی ایک سحر ایسا کیا کہ باران سحر آسمان سے برسا لیکن نہنگ تو رہا ہوتے ہی مطیع چابک ہو کر طرف
آفاقیہ کے بھاگا اور فرار ہو گیا مگر یہان سہراب وغیرہ سب ہوشیار ہوے اور سہراب نے اُٹھکر تخت
پر سے کہا کہ لینا انکو یہ جانے نہ پائین اب جہانگیر پر بلوہ ہوا جہانگیر نے ایک آدھ کو مارکر تیغہ لیا اور لڑنا
شروع کیا بہتون کو مارا اور لڑتا ہوا باہر نکل آیا چابک بھی لڑ رہا تھا لیکن جب باہر نکلا بھاگا اور
ملازمان جہانگیر نے بھی خبر سُنی کہ جہانگیر اندر قلعہ کے لڑ رہا ہے بس جلد دریا مین کشتیان وغیرہ ڈالین اور
بزم جادو و مسیر و برو بہران بزور سحر اُڑکر اُس پار آگئے لیکن سہراب بہت زبردست سے ہے
اُسنے ایک سحر ایسا کیا کہ سب کے دست و پا بے حس و حرکت ہو گئے اور اُسنے از روے بلوہ کے ان
سب کو گرفتار کر لیا مہتر چابک وہان سے نکلگیا اور شناوری کرکے اس پار آیا لشکر کو کہ ابھی ہزار
کا تھا لیکر شکست کھا کر پیچھے ہٹت گیا یہان سُہراب نے مع جہانگیر سبکو قید کیا اب چابک نے
صحرا مین آکر قرار لیا اور روغن نفط وغیرہ لوہے کو ڈھال کر توپین بناکر اُسمین بھرا اور گولہ بھی بنوائے
اُسمین بیہوشی بھری کہ جب وہ گولہ داغا جائے تو لشکر حریف مین جاکر شق ہو اور دھوان اُسکا
بیہوشی پیدا کرے اُن توپون کو گھر چڑھی کرکے آپ ایک ساحر کی ایسی شکل بنا اور گولہ انداز جادو

اپنا نام رکھا اور اسی ہزار ساحر وہی لشکر کے ہمراہ لیکر مقابلہ مین سامنے قلعۂ سہرابیۂ سہراب
شاہ کے آیا اور ملک سہراب کو نامہ لکھا کہ ہمارے صاحبقران کو رہا کر دے ورنہ لشکر لیکر درون
قلعہ آکر احوال سحر و ساحری کا تجھکو معلوم ہو سہراب کو جب یہ نامہ پہونچا وہ اپنا لشکر لیکر باہر قلعہ کے نکلا
اور اُترا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ سہراب روز نے مُنہ چھپایا اور لشکر انجم لیکر رستم ماہ میدان فلک مین آیا کہ شعر
ہوئی قسمت ستارون کی چمک پر * ہوا مہتاب پھر روشن فلک پر * سر مقام طبل جنگ طرفین
سے نوازش مین آیا کہ نظم

صدا دی طبل جنگی نے یہ ناگاہ
دکھا دو اپنی اپنی گرم جوشی
جدا ہو جائینگی روحین بدن سے

کہ ہون مردان شیر افگن اب آگاہ
اجل کا صبح کو ہے گرم بازار
تنون کو زیب تن ہونگی کفن سے

قریب آیا ہے وقت جانفروشی
مقام آبرو ہے ہان خبردار
دونون لشکر دن مین تیاری

آلات حرب آغاز ہوئی ملک سہراب برابر جنگ اس پار دریا کے اُترا آیا تھا سامنے لشکر
چابک کے لشکر کا اُتارا تھا جانور جھٹکا ہونے لگے منتر پڑھے جانے لگے تلوارون کی چمک خانۂ
چشم مین آگ لگانے لگی آنکھون کے سامنے بجلی چمک جانے لگی تیر زبان درازی کرنے لگے سنان
چلنے لگے پیکان کا ارادہ ہوا کہ جیسے تیر دل مین گھر کرے نیزے سرکشی جتا کر سینون کو توڑنے لگے
گُرزون نے کہا کہ ہم سر کچلنے پر تیار ہین کارزنی کے ارادے سے ہر بار مین مختصر یہ کہ رات بھر شور آفت زا برپا
رہا جب وہ زمانہ آیا کہ گویا زہر کا دہن سے مشرق کی توپ نے گولا اور دھوان شب کا ہر طرف ہوا کہ ابیات

مزاج صبح ہیبت کی پر آیا
بڑھے میدان کو گردان پُر الفشان

رُخ خورشید سے پردہ اُٹھایا

فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف

نفیر سحر کو دم ملا چابک کی طرف سے لشکر مین گرسندی ہوئی
میدان کارزار مین ہزاران جاہ و جلال آکر پہونچے اُس طرف سے ملک سہراب لشکر ساحران
لیکر اور بھیرون کو پکارتا اژدرون کو اُڑاتا فوج لیکر جنگگاہ مین آیا دلاورون نے لشکر کا پرا جمایا
لیکن چابک نے یہ کیفیت کی کہ بیت لیا ہر توپ سے لرزہ ہین مین * تھین تھین گھرا گئے
سب روحین بدن مین * یعنی وہ توپین جو اسنے بنوائی ہین وہ مارنا شروع کین پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

ہزارون رہکلی توپ اور شترنال
ہوا اک زلزلہ روئے زمین پر

لگی اُس سمت سے چھٹنے کوئی الحال
ہوئے اہل جہان کے گنگ سب گوش

صدائے جنگی کیا کہیے کہ یک بار
اُڑے سر سے ہر اک طائران ہوش

زمین سے آسمان تک گیا گھون یار
گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم
برسنا سیکڑون گولون کا ہر بار
کہ جون بادل مین مار برق چشمک
یہ گولہ سرخ نکلے تھا شتابی

دھوون سے ہو گیا عالم دھوان دھار
وہ توپون سے تھا گولون کا نکلنا
دل عاشق سے جون مژگان خونبار
نکلنا توپ سے گولے کا خفاق
شب یلدا مین جون تیر شہابی

کڑک کر بان کا چلنا وہ اُسدم
دہان مارے من کا اُگلنا
دھوئین مین اسطرح اُڑجانا بجلک
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
جب وہ گولے ملک سہراب

کے لشکر مین جا کر گرے شق ہو گئے اور اُسمین سے دُھوان ایسا نکلکر پھیلا کہ یہ خاکدان تیرہ بالکل ظلمات ہو گیا اور بیہوشی ایسی وہان پھیلی کہ مع ملک سہراب اور افسران لشکر وغیرہ سب بیہوش ہو گئے چالاک نے طبل فتح و ظفر بجایا اور اس لشکر پر جا پڑا قتل کرنے کی کیا احتیاج تھی ہر ایک کو باندھ لیا اور اپنے لشکر مین لایا طبل آسائش بجوا کر پھرا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر آہنگرون کو بلوا کر سبکو قید سخت مین گرفتار کرا کر ہوشیار کیا اور سوال اطاعت درمیان مین لایا ملک سہراب نے اُسوقت اُسکی اطاعت اختیار کی اور دل سے کہا کہ یہ شہزادہ صاحب اقبال ہے ضرور کل مالک کو کسکے قبضہ مین لائیگا پھر جان دینا بیکار ہے اطاعت کر لینا چاہیے غرضکہ سہراب نے عرض کیا کہ ای مہتر مہتران چالاک عالیشان تا زندہ ایم بندہ ایم چالاک نے اُنکو قید سے رہا کر کے خلعت دیا اُسنے شہزادہ کو اور برجیس اور مسرور و بہران وغیرہ سبکو رہا کیا اور عزت تمام تر لشکر مین لایا جہانگیر کے قدمون پر سر اپنا جھکایا اور عرض کیا کہ خطا میری معاف فرمائیے جہانگیر نے اُسکو پھر خلعت سے مخلع کیا یہ اپنے قلعہ مین شہزادہ کو لایا اور قلعہ کو بھی اُسکے قبضہ مین کر کے ڈھنڈھورا اُسکی اطاعت کا پٹوایا دعوت بڑے دھوم سے کی کھانا عمدہ کھلایا ناچ دکھلایا جہانگیر نے ایک نامہ افراسیاب جادو کو لکھا اور اُسمین سب حال اپنا مندرج کر کے لکھا کہ آپکے اقبال سے مین یہانتک آ پہونچا ہون اب آگے روانہ ہون یہ نامہ ایک طائر سحر کے گلے مین باندھکر روانہ کیا جب افراسیاب کو نامہ پہونچا مضمون سے اُسکے آگاہ ہو کر بہت خوش ہوا اور افراسیاب کا ایک اُستاد اور پیر کہ وہ فقیری کرتا ہے اور نام اُسکا شہنشاہ پیر ہے پس افراسیاب اپنے مقام پر سے اُڑ کر ایک پہاڑ پر گیا طلسم باطن مین ایک پہاڑ ہے کہ وہان گنبد مین وہ شہنشاہ پیر رہتا ہے چنانچہ جب یہ وہان جا کر پہونچا شہنشاہ پیر ہرن کی کھال

بچھائے گنبد کے چبوترے پر بیٹھا تھا کہ اُسنے آکر سلام کیا اور نامۂ جہانگیر اُسکو دکھایا اور کہا ای گرو شہزادہ جہانگیر کوکب کے ملکون کو فتح کرتا ہوا شہر ابیہ تک پہونچا ہی اب آپ جاکر اُسکی مدد جابجا کیجیے ابھی لوح طلسم اُسکو نہین ملی ہی جب لوح اُسکو ملے گی اُسوقت البتہ کسی کی مدد کی ضرورت نہین اور ابھی تو مدد کرنا ضرور چاہیے شہنشاہ پیر نے کہا اچھا مین جاؤنگا افراسیاب یہ وعدہ اُس سے لیکر واپس آیا اور فکر مین ہوا کہ جہانگیر کے لیے خلعت فاخرہ بھیجون لیکن فکر مین ہوا کہ ممالک کوکب مین پہونچنا خلعت کا ذرا مشکل ہی تو توقف کرنا چاہیے غرض طائران سحر کے ہاتھ نامہ کا جواب تو لکھا بھیج دیا کہ مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای صبا بفراق من شاباش مرحبا ہم تمھاری شجاعت کا حال معلوم کرکے بہت خوشنود ہوے سامری تمکو اسی طرح ہر مقام پر فتحیاب کرے اے شہزادہ اگر ہو سکتا ہی تو عنقریب نامہ کے مین خلعت فاخرہ بھی تمھارے لیے بھیجتا ہون یہ نامہ جب جہانگیر کو پہونچا یہ بھی بہت خوشنود ہوا اور اب قصد آگے بڑھنے کا کیا اور اپنا لشکر کثیر جمع کیا اور نقارہ کوچ کا بجایا اور جانب آفاقیہ کوچ کیا یہان ملک آفاق جادو مالک آفاقیہ نے کوکب کو لکھا کہ ای بادشاہ مدد سے درویش بوریا نشین کی جہانگیر شہر ابیہ تک آگیا ہی آپ کو خبر لینا چاہیے یہ نامہ ایک بیٹے کو دیا کہ وہ خدمت کوکب مین لایا بادشاہ قلعہ کوکبیہ مین تخت حکومت جلوہ گر تھا کہ نامہ پہونچا مضمون سے اُسکے آگاہ ہوکر بہت غمگین ہوا اور پریشان ہوا اور اُسکی عملداری مین ایک درویش رہتا ہی کہ نام اُسکا خضران صحرا النشین ہے اُسنے اُسکو نامہ لکھا کہ ای عابد و پارسا آپ تکلیف فرماکر تشریف لے جائین اور درویش بوریا نشین کو سزا اے معقول دین کہ اُسنے میرے ممالک کی بربادی چاہی ہے ملک خضران صحرا النشین نامہ پڑھکر اُسی وقت اپنے بوریے پر بیٹھا اور کچھ طلسم اُنگلی سے اُسپر اُسنے لکھا کہ وہ بوریا اُڑکر چلا اور اُسطرف سے شہنشاہ پیر فرستادہ افراسیاب بھی روانہ ہوا لیکن جہانگیر با فوج کثیر کوچ کرکے دس لاکھ ساحرون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوے اور قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوے آفاقیہ پر آکر پہونچے ملک آفاق نے جب سُنا کہ جہانگیر مع لشکر کثیر آگیا اُسنے فور النفیر سحر کو دم دیا کئی لاکھ ساحرون کا لشکر اُسی دم تیار ہوا دروازہ قلعہ کا اُسنے کھلوا دیا اور لشکر ہمراہ لیکر خود یہ باہر نکلا طبل و نقارے بجنے لگے لکہا اے ابرنیان ہوے ساحران نامی اینز سوار تھے غرض اُس لشکر نے بھی آکر بارگاہ خیام برپا کرائے اور مقابلہ مین شہزادہ جہانگیر کے

اُترے اودھر جہانگیر کی بارگاہ استادہ ہوئی تمام لشکر اترا اسکیں بیچوبے قلندریان مارکمان رلوٹیان
کندلے سراپردے خیمے بارگاہیں استادہ ہوئیں بازارین لشکر میں کھل گئیں پیادوں کے بستر لگے
سواروں کی تین بٹی گھماگھمی شروع ہوئی گھوڑا لشکر میں کھنکنے لگا ایکدن لشکر آسودہ ہو
جب دوسرے دن وہ وقت آیا کہ روز مہر افروز مثل برق جہندہ چمک کر نظر سے غائب ہوا اور رخ گلگو

شبنم سے دھونے کا زمانہ آیا کہ آیا
نظر کی جانب خورشید انور

گذارا دن ہوئی آخر کو جب شام
جھکا وہ بوسہ لینے کو زمین پیا

طلا خورشید کو مغرب میں آرام
سر شام طبل جنگ نواخت

مین آیا شہزادہ نے بھی نقارہ حربی بجوایا تیاری جنگ طرفین سے آغاز ہوئی تلوار کا بیر خون چکھنے
آمادہ ہوا مستعد جنگ ہر سوار و پیادہ ہوا کہیں کڑکیت کڑکا کہنے لگے اے بہادران اجل
ہر ایک کو آشنا دلی ہے کہ ابیات

مگر فرصت کہاں دام اجل سے
شرافت پیشہ و دلبند اصلی
صف دشمن میں جب آئینگے صدم
گرجتے تھے بشکل رعد مضطر

زمین میں آئیگا نام اجل سے
وہ نام اپنا کرینگے سر کٹا کر
تہ و بالا کرینگے ایک عالم

جو میں ان باپ کے فرزند اصلی
نہیں پھرینگے منہ میدان میں جا کر
یہ سن کر لشکر شجاعان دلاور

ایک طرف کو سحر خوانی ہو رہی تھی ایک طرف نا سے ہو رہے

دلیران بلند تھی بانکپن کی باتیں آپسمیں ہوتی تھیں کوئی کہتا تھا کل ہم عدو کو للکار کر ماریں گے
کوئی کہتا تھا پہلے ہی وار میں سر دشمن اُتارینگے اسی غوغا و ہنگامہ میں وہ رات بسر ہوئی اور وہ
زمانہ آیا طفلک آفتاب تیرہ مخطوط شعاع میں گہوارہ ہوا الطن شب سے پیدا ہوا اور خنجر مہر میدان

افلاک میں چمکا کہ ابیات
ستارے چرخ پر پنہاں ہوئے سب

یہ باتیں تھیں کہ روئے صبح دیکھا
مبارز سب اُٹھے آخر ہوئی شب

رہا باقی اثر تک بھی نہ شب کا
صبحدم بعبد کر و فر و جاہ و جلال

شہزادہ جہانگیر باقبال لشکر وارد دشت مصاف ہوا جنگل فوجوں سے بھر گیا لکہا سے ابر برہ
چھائے ہوئے دلاور لڑنے آئے ہوئے اُسطرف سے آفاق جادو بھی تخت سحر پر سوار بہ لشکر
کئی لاکھ ساحران جرار وارد میدان کارزار ہوئے غلمون کو جلوہ ملا کر کا ہوا صفیں جم گئیں
نقیب نقابت کرکے ہٹے اُسوقت آفاق نے اپنی جھولی سے سحر کی آرد ماش نکالا
اور اُسکا ایک شیر بنایا سحر پڑھکر اُسکو زندہ کیا کہ وہ مثل شیر زیان کے قد آور ہوا کہ جسکو دیکھکر

چرخ خوف کہاتا تھا اور شیر گردون چکر آتا تھا بس اُس شیر کو حکم دیا کہ میدان مین جائے اور کام دشمنون کا تمام
کرے وہ شیر ڈکارتا ہوا میدان مین آیا اُسطرف سے بزم جادو میدان مین گئی مگر اُس شیر نے اُسکو
نگل لیا اور اپنے لشکر مین لے جاکر اُگل دیا اسی طرح بہران و فیروزہ وغیرہ نکلے گرفتار ہوے اُسوقت
درویش بوریا نشین آکر پہونچے اور جہانگیر سے کہا یہ ابر نشین نہایت زبردست ہی بس اُنے کہا
کہ اے شہزادہ اب پلٹ چلو شہزادہ طبل ایاب بجوا کر پھر آیا درویش نے ایک عمل شہزادہ کو تعلیم کیا اور
رات بھر اُسے پڑھوایا اور ایک انگوٹھی بنا کر دی کہ اسکو پہنو غرض جب دوسرے روز حلقۂ خاتم زرین مہرو
نگین پُر ضیاے آفتاب انگشت روزگار مین چمکا کہ بیت مہ خورشید تھا پیشانی صاف ❊ نظر
آیا نگینہ اُسکا سفاف ❊ صبحدم طبل جنگ بجوا کر جنگ ہزاد کے عوض مین لبعد کروفر جہانگیر نامور لشکر
لیکر میدان مین آیا صبح کو ملکہ آفاق بھی اُٹھی تھی وہ بھی نفیر سحر کو بجوا کر چڑھ دوڑی جہانگیر
خود میدان مین نکلا اُسطرف سے شیر ملکہ آفاق نے پھر بھیجا جیسے ہی شیر سحر تڑپکر شہزادہ جہانگیر
کو نگلنے آیا جہانگیر نے وہ انگوٹھی درویش بوریا نشین کی دی ہوئی اُسپر کھینچ ماری شیر جلکر رہگیا
ملکہ آفاق نے پھر سحر کیا کہ آسمان سے خرس اُڑتے ہوے اسطرح اُترے کہ جیسے خرس برستے مین
جہانگیر نے اُنپر بھی انگوٹھی کھینچ ماری اور اُسوقت اور بلندی طالع جہانگیر دیکھیے کہ ملکہ گوہر جادو جو دختر
ملکہ آفاق جادو ہی اور اُسپر قیصر جادو کہ جسکا ذکر اول ہوچکا ہی عاشق ہی اور گوہر جادو بھی اُسپر
عاشق ہی اور اس آفاق کے پاس ایک لوح ہی کہ سحر اُسکی وجہ سے تاثیر نہین کرتا ہی اور تیغہ بلاکش
بھی کوکب نے اُسکے پاس رکھوایا ہی یہ دونون اشیاے نادرہ آفاق نے خزانے مین رکھی ہین گوہر
خزانہ مین سے چرا لائی اور چاہا اُسنے کہ شہزادہ جہانگیر پاس اسکو بھیجون مگر حیران ہوئی کہ کیونکر
بھیجون کون لیجاے اُسوقت ننگ شعلہ تن کہ بھاگ کر چلا آیا ہے مگر مطیع چابک ہوچکا ہی
اُسنے کہا اے ملکہ لاؤ مین دے آؤن گوہر نے اُسکو دیا اُسنے صورت اپنی لڑنے والون کی ایسی بدلی اور
میدان کارزار مین آکر شہزادہ کو وہ تیغہ اور لوح اُسنے لا کر دی اُس ہنگامہ مین کسی نے اُسکو پہچانا
نہین شہزادہ نے لوح کو تو گلے مین پہنا اور تیغہ ہاتھ مین لیکر خرسون کو قتل کرنا شروع کیا ننگ تو
مخفی آیا تھا وہ تو چلا گیا اور اُسنے لڑنا شروع کیا دل شہزادہ کا قوی ہوا غرض انگشتری خرسون
پر کھینچ ماری اور بہتون کو قتل کیا اور جلایا اُسوقت غصہ مین ایک ساحر ہژبر ابر نشین جادو

نام شہزادہ پر اپڑا اسنے اسکو بھی تیغ بلاکش سے دو ٹکڑے کیا اور فوج ملکہ آفاق پر آکر شہزادہ نے
قتل کرنا شروع کیا قدرت کردگار سے ہنر بر ابر نشین کی فوج مین مسرور و بہران وغیرہ قید تھے
وہ رہا ہوگئے اور لڑنے لگے اور وہ مرنے سے ہنر برکے رہا ہوے غرض نار تلوار شہزادہ
نامدار نے تہلکہ ڈالدیا یہ نقشہ ہوا کہ ابیات

| | | |
|---|---|---|
| کشیدند شمشیر و گرز آن سران | برآمیخت باہم سپاہ گران | یکے گرد برخاست در دشت جنگ |
| که بگرفت ازان روے خورشید رنگ | جہانگیر گرد از جہان ندارد یاد | سنان دار نیزہ ببارندہ داد |
| سراہیخت گرز و سر آورد جوش | ہوا گشت از آواز او پُر خروش | بشمشیر ازان لشکر نامدار |
| تہ گرد بسیار در کارزار | از آو از آن گرد سالار کش | نہ دیو جان ونہ با پیل مُش |
| فگندہ ہمہ دشت خرطوم پیل | ہمہ کشتہ بودند بر جیند میل | ملکہ آفاق کی فوج نے شکست |

فاش کھائی اور رو بفرار لائی اُسوقت آسمان پر ایک سناٹا ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم درویش خضران
صحرانشین اور اُسنے آتے ہی درویش بوریا نشین کو للکارا کہ او بیرداغولی بڑا ہی غضب
کیا کہ کوکب کی محبت ترک کرکے اُسکے ممالک کو برباد کرانا چاہا اور جہانگیر کو یہانتک پہونچایا اب بیرکر
کمال کا حال کھلیگا لشکر تو بھاگ گیا تھا ہی اب خضران نے نقش لکھکر اڑایا کہ جہانگیر اُلٹا اپنے
لشکر کی طرف پھر ا درویش بوریا نشین نے پھر کچھ عزیمت پڑھکر دستک دی کہ خضران کی بندین
جنگاریاں اُڑنے لگین اور خضران نے پھر کچھ پڑھکر دستک دی کہ بوریا نشین کی زبان بند ہوگئی
اُسنے کچھ ہاتھون سے لکھا کہ زبان کھلی مگر خضران نے پھر ایک عزیمت پڑھی کہ جسکی تاثیر سے
ہاتھ اپنے باندھ کر بوریا نشین خضران کے پاس آکر حاضر ہوا اُسنے حکم دیا کہ مشکین باندھ لو
اسکی مشکین باندھ لین اور ایک قفس آہنی طلب کرکے اُسمین اُسکو بند کیا اور ملکہ آفاق کو
میدان جنگ سے لیکر پھرا اور بارگاہ مین آکر بیٹھا جہانگیر بھی پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور مہتر چالاک
فکر مین عیاری کے لشکر سے نکلا یہان خضران جب دربار مین بیٹھا بوریا نشین کے قفس کو
سامنے بلوا کر عتاب و خطاب کرنے لگا کہ کیون اسی منہ پر دعوی فقیری بوریا نشین نے اُسوقت
آہ کی اور دم نکلگیا اُسوقت خضران کو ملال ہوا اور خبر ہرکارون نے جہانگیر کو پہونچائی جہانگیر
اُسی وقت تیغ پکڑ کر اُٹھا کہ ابھی جاکر اُس خضران کو مارونگا اور وہان آفاق سے خضران نے

کہا کہ اوراق سامری مین دیکھیے تو کہ آپ کے خزانے سے لوح اور تیغہ کسنے جہانگیر کو بھجوایا اُسوقت اوراق
آفاق سنے طلب کیے تھے کہ خبر ہوئی جہانگیر لشکر لیے آتا ہی اوراق کا دیکھنا موقوف رکھا اور
خفران غصہ مین اُٹھا کہ ابھی جاکر اُسکا علاج کرتا ہون یہ کہکر غائب ہوگیا اور آفاق نے چاہا
لشکر اپنا تیار کرون کہ آواز آئی ای آفاق تو تماشا دور سے دیکھ تیرے لشکر کی کچھ ضرورت نہین
آفاق دربارگاہ پر آکر ٹھہر رہی اور اُدھر جہانگیر جو اُٹھکر چلا تھا تو لشکر بھی فرط محبت سے گرما گرم
چلا تھا کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک دریا پیدا ہوا اور اہالیان لشکر جہانگیر اُس دریا مین
گرکر مچھلیان بنگئے سارا لشکر اُسی آفت مین مبتلا ہوا مگر جہانگیر کھڑا ہی اور پانی بڑھتا آتا ہی جہان
جہانگیر ہو وہان ایک ٹاپو بنگیا ہی اور جہانگیر کے گلے مین لوح پڑی ہے اُسکی ہی برکت ہی کہ پانی پاس
نہین آتا ہے مگر جسطرف جانے کا قصد کرتا ہی زمین کو زلزلہ ہوتا ہے اب مرکب پر سے جہانگیر اُتر
پڑا ہے اور پانی کے سبب سے کہین راستہ نہین ملتا ہی کہ دریا سے نہنگ پیدا ہوا اور منھ کھولکر
جانب جہانگیر چلا اب یہ حیران ہوا کہ مین کدھر جاؤن کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور نعرہ ہوا
کہ منم شہنشاہ پیر ای جہانگیر گھبرا نہین مین آ پہونچا لوح کھینچ مار اور تیغہ برہنہ کرکے نہنگ کو ضرب
ماردے مگر قبضہ ہاتھ سے چھوڑ دینا یہ اُٹھا کر جہانگیر نے جو دیکھا تو ایک پیر کو دیکھا کہ وہ یہ آواز دے
رہا ہی بس جہانگیر گھبرایا ہوا تھا اور شہنشاہ پیر کو پہچانتا نہ تھا صرف نامہ مین نام لکھا دیکھا تھا
کہ شہنشاہ پیر آتا ہے تیری مدد کو بس جہانگیر نے لوح اور تیغہ نہنگ پر کھینچ مارا جیسے ہی لوح اور تیغہ
زمین پر گرا اُسے نہنگ نے نگل لیا اور اُس پیر نے وہین سے قہقہہ مارا اور آواز دی اے جہانگیر
منم خفران صحرا نشین دیکھ اسطرح لوح اور تیغہ چھین لیتے ہین یہ کہکر اُسی نہنگ کو اشارہ کیا
کہ اُسنے جہانگیر کو بھی نگل لیا تمام لشکر کو تو اُسی بلا مین چھوڑا یعنی مچھلیان بنا ہوا لیکن جہانگیر کو گرفتار
کرکے دربار مین آفاق کے آیا اُسوقت خبر ہوئی کہ ایک کلاونت آیا ہی قہر سامری سے خفران
نے اُسکو اندر بلوایا دیکھا کہ ایک نوجوان حسین ہے عمدہ لباس پہنے ہی آکر وہ دربار مین بیٹھا اور چند
چیزین ایسی اُسنے بین مین بجائین کہ تمام اہل دربار وجد مین آگئے اور خفران بھی بہت خوش ہوا
اور کہا آپ نہایت کامل ہین اب مین رات کو جلسہ جاکے مین سنون گا یہ کہکر نہایت دلداری سے
آپ کو ٹھہرایا اور حکم تیاری جشن دیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایک نے نواز نہایت عمدہ آیا ہی یہ خبر سنکر

نہنگ شعلہ تن بھی آیا اور اُسنے پہچانا کہ یہ مہتر چالاک ہی بس اُسنے بیہوشی شراب مین ملا دینے کا
انتظام کیا کیونکہ یہ مطیع چالاک ہو چکا تھا جب دائرہ ماہ فلک پر نمودار ہوا ابیات

| | | |
|---|---|---|
| کرشمہ مردمک شلم سیہ رنگ | لبان اشتیاق صاحب تنگ | ہوئی ظاہر مگر با طرز محبوب |
| کشیدہ دل ہوا ایسا حسن مرغوب | | |

شام کو شمع و چراغ روشن ہوئی بزم نفیس آراستہ ہوئی لیلیٰ
خضران نے اوراق سامری اُسوقت دیکھے اور کہا اے آفاق تمھاری بیٹی ملکہ گوہر نے لوح اور
تیغہ تمھارے خزانہ سے چرا کر شہزادۂ جہانگیر کو بھجوایا ہے اور نہنگ عیار وے آیا ہے اور یہ کلال نشت
چالاک عیار ہے یہ کہکر ایک برق چمکائی کہ چالاک و نہنگ دونون زنجیرون مین بندھ گئے اور کہا
جہانگیر کو لاؤ مین ابھی قتل کرونگا اب تو بارگاہ و لشکر وغیرہ مین تہلکہ و ہنگامہ پڑا کہ میان کلانتو
عیار نکلا دیکھو گرفتار ہوا ہے میدان خونی اُسی وقت تیار ہوا جلاد حاضر ہوے سب کو زیر تیغ
مع جہانگیر بٹھلایا جہانگیر کو یقین مرگ ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوے اُسوقت رعد ہوا ابر
نمودار ہوا کہ شہنشاہ پیر اُستاد افراسیاب اور پانچ سو چیلون سے آکر پہونچا اور چالاک و نہنگ
و جہانگیر کو چند پنجہ بھیجکر اُسنے اُٹھوالیا اور خضران پر کچھ عمل پڑھکر اُسنے دستک دی کہ وہ جیب بیٹھا
رہا پنجون کو لیجانے دیا مجرمون کو روکا ہنین پھر جو ہوش آیا اُسنے بھی کچھ پڑھکر پھونکا کہ شہنشاہ پیر
روتے ہوا سے نیچے اُتر آیا مگر سنبھلگیا اور ایسا کچھ اُسنے پڑھکر پھونکا کہ خضران اور آفاق کے
بدن مین آگ از خود لگ گئی اور یہ جلکر خاکستر ہوگئے درویش بوریانشین کی لاش کو تو
شہنشاہ پیر نے گڑوا دیا اور اُسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ فلک اخضر کے بحر
مین ہی زرین مہر شناوری پذیر ہوئی کہ بیت صدا سے رخصت آئی ہر زبان سے بجا رہے نور جلی
آسمان سے پہ صبح تک وہ دریا خضران کا بنایا ہوا مرنے سے خضران کے غائب ہوگیا لشکری سب
مچھلیون سے انسان ہوے شہر آفاقیہ مین بھی عملداری جہانگیر کی ہوگئی قیصر جادو حاکم شہر
قیصریہ جہان کا رہنے والا درویش بوریانشین تھا چنانچہ وہ قیصر بھی یہان آکر پہونچا شہزادہ جہانگیر
نے ملکہ گوہر دختر آفاق کی شادی اُس قیصر کے ساتھ کی عاشق و معشوق باہم ملے نہنگ کو
خلعت دیا یہ شاگرد چالاک تیز رفتار ہوا جہانگیر چند روز یہان ٹہرکر لشکر تیار کرکے آگے کو روانہ ہوا اور
شہنشاہ پیر نے کہا کہ اے شاہزادہ جہانگیر وہ لوح طلسم جو طلسم ہزار برج مین تھی اگر وہ ملتی تو البتہ

قلعہ فتح ہوتا لیکن اُسکا پتا نہین کہ کہان ہو شہزادہ آفاقیہ پر اب شہزادہ جہانگیر کے پاس بہت بڑا مجمع ہے کئی
لاکھ ساحر جمع ہین کئی قلعہ تسخیر ہو چکے ہین قلعہ ارم حصار سے تا بہ قیصریہ سب قبضہ مین ہی اور مسرور
شاہ و بہران وغیرہ سب مطیع ہین اب آگے اُس مقام سے قلعہ بدخشانیہ ہی بیان ہے
بارہ کوس پر مگر نہایت سخت و صعب جگہ ہی اور بہت دشوار ہے اور ایک روایت سے صاحب دفتر کی
معلوم ہوتا ہے کہ عمرو نے لوح ہزار برج سے لاکے کوکب کے حوالہ کی اُسنے قلعہ بدخشانیہ مین رکھوائی
ہو غرض جہانگیر بہ کر و فر تمام جانب قلعہ مذکور روانہ ہوا اور بعد قطع منازل مرحلہ پیمائی کر کے
دوسرے دن سامنے قلعہ کے آکر پہونچا دیکھا کہ قلعہ مذکور بالکل طلائے احمر کا ہی اور دروازہ اُسکا
بند ہی سر قلعہ پر ایک پتلی جواہر نگار کھڑی ہے نہایت تکلف کی آراستہ ہی اور اُسکے سر پر طائر جواہر کے
بیٹھے ہین جہانگیر نے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ سامنے اس قلعہ کے جائے وہ گنہگار حسب الارشاد
شاہزادہ نامدار سامنے قلعہ کے آیا جیسے سامنے قلعہ کے پہونچا پتلی نے آواز دی کہ افسوس افسوس
افسوس اور اُسکی جانب نگاہ ڈالی کہ وہ گنہگار دھڑ دھڑ جلنے لگا جلکر خاک ہو گیا یہ ماجرا دیکھکر
شہنشاہ پیر شہزادہ کو ملال ہوا کہ خبردار آگے جانے کا ارادہ نہ کرنا چلو اب ہٹ چلو شہزادہ نے نمانا
اور کہا مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر وہان خیمہ کیا دوسرے روز جب دریچہ خاوری سے آفتاب زرین
شعاع نے سر بدر کیا کہ **بیت** ستارون سے قمر نے ہاتھ دھویا ٭ سحر نے جلوہ مہتاب کھویا ٭
صبح دم اپنے مقام سے جھولا سحر کا گلے مین ڈالکر ملکہ بزم جادو اُڑتی ہوئی سامنے اُس قلعہ کے
آئی پتلی نے افسوس کہکر نگاہ ڈالی بزم بھی جلکر خاکستر ہوئی اُسکے ساحر بہت سے سڑ گئے اور جلکر
خاک ہوے ملک خورشید جو پدر جہانگیر کا ہے وہ اپنا تخت بڑھا لگیا وہ بھی جلکر خاک ہو گیا
جہانگیر اُسکے غم مین خوب رویا ساحرون نے اُس پتلی پر ہزارون نارنج و ترنج مارے کچھ اثر پذیر نہو سکے
اور ہزارون ساحر جلکر خاک ہو جہانگیر نے غم مین اپنے باپ کے لباس سیاہ پہنا اُسوقت چہتر
چالاک نے آئینہ از سر تا پا ایک کپڑے پر سی کے اپنے جسم پر لگائے اور اپنے چہرے پر نقاب ڈالکر
سامنے اُس قلعہ کے مرکب پر سوار ہو کر آیا اور اُن آئینون پر ایک کپڑا اُسنے ڈال لیا وہ کپڑا
سامنے اُس پتلی کے آکر اُسنے اُلٹ دیا پتلی نے جو اپنا چہرہ اُن آئینون مین دیکھا خود اُسکے جسم مین آگ
لگی اور دھڑ دھڑ جلکر خاکستر ہو گئی اُسوقت چالاک نے نعرہ کیا کہ منم مہتر چالاک تیز رفتار سب نے بہت تعریف کی اور

پہچانا کہ یہ چالاک ہے کس لیے کہ پہلے بسبب اسکے نہ پہچانا تھا کہ چالاک منہ پر نقاب ڈالے ہوئے تھا
جہانگیر یہ کیفیت دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور لشکر لیکر اپنے مقام فرودگاہ پر آیا لشکر نے کمر کھولی آسودہ
ہوا لیکن شاہزادہ جہانگیر عم مین اپنے پدر مصنوعی کے کہ جو خورشید جادو تھا سیاہ پوش ہوا اخنخانہ
الم کا جرعہ نوش ہوا اُسطرف بدخشان جادو حاکم قلعہ بدخشانیہ نے جب سُنا کہ پتلی جو سر قلعہ پر نصب
تھی اُسکو عیار جہانگیر نے جلادیا بڑا اُسکو صدمہ ہوا اور حیرت بھی بہت ہوئی کہ بھئی واہ کیا کمال کیا ہے وجہ
ہو کہ اس پتلی پر بھی طلسم بندھا ہوا تھا کہ جو کوئی اسکی صورت دیکھے جلجائے پس چالاک کو عیاری خواجہ
عمرو بن اُمیہ ضمری کی یاد آئی اُسنے ہفت در بند فرعونیہ کا وقائع دیکھا تھا اور وہان کا وقائع یہ ہے
کہ ایک کافر خاسر ہوتا ہے ساحر مششش نام اُسنے کئی شخصون کے چہرے پر طلسم اسطرح کا باندھا تھا
کہ جو اُنکی صورت کو دیکھے وہ ہنسنے لگے اور رونے لگے اور وہ شخص نقابدار بنے رہتے تھے اور نام اُسکا
نقابدار گریان اور خندان تھا چنانچہ خواجہ نے بھی اسی طرح سر سے پا تک آئینے اپنے جسم پر لگائے
اور اُسکے مقابلے مین جاکر آئینون پر سے پوشش اُلٹ دی نقابدار خندان مقابلہ حریف مین
جب آتا تھا نقاب چہرہ سے اُلٹ کر کہتا تھا کہ مصرعہ برمن نگرید من نگر شاید کہ بشناسی مرا انھون نے
بھی وہ پوشش آئینون پر کی اُلٹ کے یہی کہا اور نقابدار نے جو آئینہ مین اپنی صورت کو دیکھا خود بھی
ہنسنا شروع کیا اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا آخر مر گیا اور ہنسی نہ تھمی بس ویسے ہی چالاک نے
بھی عیاری کی خلاصہ کلام بعد رنج بسیار بدخشان جادو کئی ہزار ساحران جرار لیکر قلعہ کا دروازہ
کھولکر باہر نکلا اور بارگاہ استادہ کرائی دن بھر توقف پذیر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ نگین بدخشانی آفتاب
حلقہ مغرب مین جڑا گیا اور سنگ اسود رنگ شب ہمسنگ عالم ہوا کہ ابیات

کہ روئے مہر کا ہلکا ہوا رنگ
گھٹی گرمی بڑھی ٹھنڈک سنگ
جبین شام نے بخشی سیاہی
مزاج روز پر آئی تباہی
سر شام طبل جنگ بدخشان ناکام نے بجوایا مہتر چالاک نے

آکر خبر عرض کی جہانگیر نے بھی حکم دیا کہ نفیر سحر کو دم ملا تیاری آلات حرب و ضرب شروع ہوئی شب تیرہ
مثل خود سود ائیان سیاہ تھی اس شب کو تیاری سیاہ تھی تیغ آبدار کی چمک شمع تھی جسپر پروانہ جان
نثار ہوا چاہتے تھے گو گل ساحر جلاتے تھے خوک جھٹکا ہوتے تھے مرچین جلتی تھین چار پہر رات شور غل
و ہنگامہ سپاہ مین برپا رہا جب تیغ مہر کو ترک روز نے حمایل کیا نظم

ہوئی صبح قیامت جب نمودار | ہوئے تیار بہر جنگ و پیکار | لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
کیے تو قلزم ہستی کی تھی موج | مصمم بر سر خونریزی و جنگ | چلا بستر سے وہ شہ برق آہنگ
ادھر یہ اور ادھر وہ صاحب ننگ | ہوئے دونوں مقابل بہر جنگ | صفین دونوں ہوئیں آراستہ جب
کہ لڑنے کے سوا بنتی نہیں اب | دو جانب سے نقیبان سرافراز | نکلکر بولے اے مردان جانباز
دم تیغ آج یان طعمہ جشنک ہے | نکلکر کھائے تو شرط نمک ہی | بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کیا تو آفرین سارے جہان سے | کرو اب تیغ خون آشام روشن | کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن
تمھارا جگ مین ہو نام نکوئی | کرو میدان مین اپنی سرخروئی | یہ نہیب نقیبان بلند آواز

سنکر بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ساحر وغیرہ جوش مین آئے دل انکے خروش مین آئے لیکن ایک ایک سے لڑنا فضول سمجھکر بدخشان جادو فوج اپنی لیکر لشکر جہانگیر پر آپڑا نارنج ترنج ناریل وغیرہ چلنے لگے جیسے گولے برستے تھے دھوان اٹھنے لگا شعلے چمکنے لگے تیغ سحر کی بجلی چمکنے لگی ایک طرف سے برق شمشیر چمک رہی تھی ملک الموت کی گرم بازاری تھی خون برستا تھا مریخ بگڑا ہوا تھا دھڑ دھڑ پر مردے پر مردہ پڑا تھا کھچا کھچ تلوار کا بلند تھا چقا چاق شمشیر و نعرۂ دلیران سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی وہ رن پڑا تھا کہ جنگل لاشون سے پٹ گیا تھا زاغ و زغن یقین ہے کہ طعمہ جوئی اب نہ کرینگے

ابیات

خروش سواران و گرد سیاہ | بجوشن گردگیتی نہان گشت ماہ | درخشیدن تیغ الماس گون
سنانہاے آہار دادہ بخون | تو گفتی کہ برشد زگیتی بخار | برافروخت زان آتش کارزار
زکشتہ فگندہ بہر سو سران | زمین کوہ گشت از کران تا کران | ہمہ غار و ہامون پر از کشتہ بود
سر دشمن از جنگ برگشتہ بود

خوب تلوار چلی جہانگیر بسان شیر گرسنہ قتل کرتا ہوا اُس فوج مین جاتا تھا تیغ بلاکش کے سبب سے سحر اُس پر اثر نہ کرتا تھا ہزارون کو خاک و خون مین غلطان کر دیا اور خواب عدم مین سلا دیا اور جب کوئی سحر بدخشان جادو تازہ تیار کرکے کرتا تو شہنشاہ سحر گداز افراسیاب کا اُسکو نقش تعویذ وغیرہ سے مٹا دیتا تھا قریب تھا کہ بدخشان شکست فاش کھا کر راہ فرار لاے کہ یکایک بروے ہوا نعرہ ہوا کہ منم زلزلہ سحر ساز کنیز کوکب روشن ضمیر اے بدخشان گھبراتا نہین مین آپہونچی اور اسکے آتے ہی ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین مین زلزلہ پیدا ہوا

تھرانے لگی کشتی ارض وعبرا ڈگمگانے لگی تمام لشکر جہانگیر کا زمین مین غرق ہونے لگا اُسوقت شہنشاہ پیر
نے چند نقش لکھکر زمین پر پھینکے کہ زلزلہ موقوف ہوا اور لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا اُسوقت زلزلہ نے
ایک مالا موتیون کا اپنے گلے سے اُتار کر دانے اُسکے دست راست وچپ کی طرف پھینکدیے بعد لمحے کے
ایک جانب سے شیر ایک جانب سے خرس پیدا ہوے اور اُنھون نے آتے ہی لشکر جہانگیر تباہ کرنا شروع
کیا اور تیر حربہ بھی تاثیر نہین کرتا تھا سواے تیغہ بلاکش کے اور کسی سے وہ مارے نہین جاتے تھے
اور ایک طائر سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا اور اُسنے نعرہ کیا کہ منم سحر کوکب اور اُسنے
آتے ہی جسپر اپنا عکس ڈالا وہ جلکر رہگیا فوج جہانگیر تباہ ہونے لگی ہزارون ساحر جلکر رہگیے ہزارون
کو اُس طائر نے مارے اور ہزارون شیر اور خرسون نے تباہ کیے جہانگیر اکیلا اُن خرسون اور شیرون کو
روکتا ہے اور قتل کرتا ہی اُسوقت شہنشاہ پیر نے ایک نقش لکھکر سمت صحرا پھینکا کہ ہزار ہا گرگ
پیدا ہوے اور آکر اُن خرسون سے لڑنا شروع کیا اور شیرون سے بھی مقابلہ پذیر ہوے
کر لشکر جہانگیر نے کسی قدر فرصت پائی اب اور کیفیت سُنیے اُس جنگ مین ایک طرف ناہتر
چالاک کھڑا ہوا تھا زلزلہ نے اُسکو جو دیکھا جھک کر اُسپر گری اور پنجہ مین داب کر لیچلی جب کسی
قدر بلند ہوئی چالاک نے بچالاکی تمام اُسکے منہ پر چاب مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اور زمین پر گری چالاک
نے اُسکے پنجہ سے چھوٹ کر ایک خنجر اُسپر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا تاریکی ہوگئی اور آواز آئی کہ مارا زلزلہ سنجر
ساز جادو کو چالاک کی تعریف بہت جہانگیر نے کی وہ شیر وخرس غائب ہوگئے مگر اب اُس
جانور نے قیامت برپا کر رکھی ہے بہت سے ساحرون کو جلادیا ہی اُسوقت شہنشاہ پیر نے ایک خیمہ
منگوایا اور اُسکو استادہ کرایا اور اپنی صورت بجنس کو اُس طائر کو دکھلا کر اور بھاگ کر اُس خیمہ مین
اپنے تئین پہونچایا اور وہان ایک دام لگا ما اپنے سحر کا طائر اُسکے تعاقب مین اُس خیمہ کے اوپر
آکر ٹھہرا یا اُسنے جال سحر کا مارا اور ایک روایت سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شہنشاہ پیر نے اپنے
سحر سے ایک چشمہ بنایا اور اپنی صورت طائر کو دکھلا کر اُس پانی مین در آیا وہ چڑیا بھی اُس پانی پر
اُسکی صورت دیکھ کر آئی اور پانی مین اپنے تئین گرادیا شہنشاہ پیر نے اُسکو جال مارا اور پھنسالیا
اور گرفتار کرکے اُس چشمہ سے نکلا اب لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا بدخشان جادو
شکست کھا کر وہان سے رو بفرار لایا اور وہان سے چند فرسخ پر ایک دریا کے قریب لگ گئے ٹھہر

کہ نام اُسکا گنبد محفوظ ہی وہان آکر ٹھہرا اس گنبد کے گرداگرد دریا بہتا ہی بدخشان جادو جب وہان پہونچا
اُسنے کوکب کو عریضہ تحریر کیا کہ اے بادشاہ جلد خبر لیجیے مین شکست کھاکر گنبد محفوظ مین آگیا ہون
قلعہ بدخشان چھوٹ گیا ہی جہانگیر نے آفت برپا کی ہے یہ عریضہ طائر سحر کی گردن مین باندھکر روانہ کیا
جب کوکب کے پاس یہ عرضی پہونچی سخت پریشان ہوا اور برہمن کو لکھا کہ جلد جاکر بدخشان
کی مدد کرو برہمن روئین تن بغضب تمام چلا اور یہان قریب دریا آکے ایک خیمہ استادہ کرکے
شہنشاہ پیر کو ایک نامہ لکھا کہ او دریوزہ گر بھیا جلد میرے پاس آکر حاضر ہو ورنہ سزا اسے معقول دونگا
جب تیلا یہ نامہ لیکر شہنشاہ پیر کے پاس آیا اسکو کچھ بن نہ پڑا اُسی وقت حاضر ہوا جب برہمن کے
پاس یہ آکر پہونچا برہمن نے ایک بوٹی شہنشاہ پیر کے پیرہن مین لگادی کہ شہنشاہ مثل شمع کے
جلکر رہگیا برہمن نے خاک اُسکی روے ہوا مین برباد کردی اور بدخشان جادو سے کہلا بھیجا
کہ تم اُس گنبد مین بیٹھو اور ایک سحر ایسا کیا کہ گنبد کے گرد آگ روشن ہوگئی پس یہ تدبیر کرکے برہمن
چلا گیا اور اُدھر جہانگیر نے جو حال شہنشاہ پیر سنا بہت رویا اور لشکر لیکر چلا جب یہان آکر پہونچا
گنبد تک نجاسکا ایک دن مہتر چالاک نے کہا کہ مین تدبیر کرتا ہون پس اُسنے ایک مچھلی بہت بڑی
بنائی اور اُسمین جہانگیر و مسرور و شیران وغیرہ کو بٹھایا اور اُس مچھلی کو دریا مین چھوڑدیا کہ وہ
بہتی ہوئی چلی یہانتک کہ بدخشان جادو گنبد کے کنارے آکر دریا مین شکار کھیل رہا تھا کہ یہ
مچھلی پھنسی اُسنے بدقت تمام اُسکو کھینچا جب باہر کھینچکر نکالا مچھلی کے دہن کے اندر سے راستہ
چالاک نے رکھا تھا سب سردار باہر نکل آئے اور تلوار کھینچی وہان بدخشان جادو نے بھی لڑنا
شروع کیا مگر تیغہ بلاکش سے کچھ بس نچلا آخر ہاتھ سے جہانگیر کے مارا گیا اور ساحر بھی ہلاک
ہوے گنبد سے بہت سے ساحر رو بفرار لائے وہ مقام پاک وصاف ہوا یہان کوکب اپنے قلعہ
مین داخل ہے کہ لاش ملازم بدخشان بدخشان جادو کی اُسکے سامنے لائے کس لیے کہ بھاگتے وقت
بدقت تمام لاش اُسکی اُٹھالی تھی چنانچہ جب سامنے کوکب کے لاش لائے پکارے کہ اے
شہنشاہ طلسم نور افشان گنبد محفوظ مین بدخشان جادو مارا گیا کوکب کو یہ حال سُنکر
نہایت صدمہ ہوا اور اُسنے بچہ بھیجکر عمرو کو لشکر سے اُٹھوا منگوایا اور اس سے یہ سب حال کہا عمرو نے
کہا مین اب وہان ضرور جاؤنگا اور عمرو نے پھر بچہ بھیجا اور لشکر سے مع ہزار کنیزون کے ملکہ بہسکر

کو بلوایا اور کوکب نے ایک ساحر مکدر جادو کو بھی حکم دیا کہ تم بھی جاؤ وہ بھی یہان سے روانہ ہوا ادھر
افراسیاب نے یہ خبرین سب سنین شہنشاہ پیر کے مرنے کا رنج کیا مگر اسقدر قلعہ کوکب کو جو
فتح ہوا ہی تو اسکو خوشی ہوئی او بیابان تاریک کی طرف سے کہ جدھر سے جہانگیر آیا ہی راستہ تو کھل ہی
گیا ہی اُسنے دو ساحر شجر ظلمانی جادو و بہمن ظلمانی جادو کو حکم دیا کہ تم جہانگیر کے پاس جاؤ یہ بھی
دونون کوچ کرکے روانہ ہوے اور قریب قلعہ زر افشان آئے اور زر افشانیہ گنبد محفوظ سے بھی آگے
ہے اور زر افشان جادو بھی فوج لیکر باہر قلعہ کے نکلا اُدھر خواجہ بھی مع ملکہ بہار کے آکر
پہونچے اور مکدر جادو بھی تین لاکھ جادوگر سے آئی یہان خواجہ نے کہا کہ اب مین دربار مین جہانگیر
کے جاتا ہون اور اُسکو سمجھاتا ہون اگر مان لیا تو بہتر ہے نہین تیغہ اور یوح چھین لونگا مکدر جادو
نے منع بھی کیا تمانا اور یہان سے طرف بارگاہ جہانگیر کے روانہ ہوے جہانگیر کو خبر ہوئی اُسنے سردار
بہر استقبال بھیجے خواجہ نے آکر صاحب سلامت کی اُسنے بہت اعزاز سے بٹھایا اور کہا کہ آپ کہان
تشریف لائے اُنھون نے کہا کہ اے جہانگیر مین تمکو سمجھانے آیا ہون کہ تمنے بہت ظلم کیا ہے اب
مناسب ہی کہ پھر جاؤ بس اب زیادہ ستانا اچھا نہین اور تمھاری پیشانی پر خال سبز رگ ہاشمی ہے
نشانیان تم مین اولاد حمزہ کی پاتا ہون تم بہت پچھتاؤ گے کوکب کے ممالک جو برباد کروگے یقینی
تم فرزند حمزہ ہو اور کوکب ہمارا طرفدار ہے تمکو لازم ہی کہ اِس حال کو تحقیق کرو جہانگیر نے کہا اب
اب بغیر قتل کوکب مین کب پھرتا ہون عمرو نے کہا خیر تمھین اختیار ہے اُسوقت چالاک بھی
خواجہ کے قریب آیا اور باتون باتون مین عیاریان کرنے لگا آخر عمرو یہ کہکر اُٹھا کہ آج جہانگیر کو مین
پکڑ لیجاؤنگا خبردار خوب ہوشیاری رکھنا چالاک نے کہا کہ کیا مجال غرض عمرو تو چلا آیا اور شام
کو ذکر کرنے لگا اُدھر چالاک سامنے مکدر کے ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر گیا اور کہا
اے مکدر مین نامۂ کوکب لایا ہون الگ چلیے تو دونون وہ علیحدہ آیا اُسنے اُسکو حباب
بیہوشی مارکر بیہوش کیا اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو کسی مقام پر چھپا دیا اور آپ اُسی
کی ایسی صورت بنکر اُسی مقام پر بیٹھ رہا اور اُسطرف جہانگیر دریا کے کنارے بیٹھا تھا کہ روے
ہوا سے ایک نازنین اُتری جو نہایت حسینہ و جمیلہ تھی کہ جسکی شان مین یہ کبت لکھنا زیبا ہی کبت

سندر روپ سروپ مہا من یون دلچے جسے انگ مین سیچے

جیون مور سجیون کی چھب ولکمت کی چھب دیکھے ہی نیجے
پان کھوات مسا او دھار س جاتے تو چندر کو دیکھے نہ دیجے
تلک اور بناؤ بنے نہ بنے ڈھگ بیٹھے ہی مکھ کو دیکھا ہی کیجے

بس اُس گلبدن نے بصد نزاکت کہا کہ منم فرستادہ افراسیاب یہ کہکر نامہ ایک اپنی کمر سے نکالکر جہانگیر کو دیا جہانگیر نے وہ نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ ای صاحبقران من یہ کنیز تمنے تمہاری خدمت کے لیے بھیجی ہی جہانگیر صورت زیبا اُسکی دیکھکر عاشق ہوگیا اور اُسی وقت دربار سے اُٹھکر الگ خیمہ مین اُسکو لایا اُس نازنین کو مسند پر بٹھایا اور چاہا کہ دست اندازی اُسپر کرون اُسنے ناک بھون تیوری چڑھائی پھر مُنھ پھیر کر مسکرائی اور کہا لو اور سنو شہنشاہ نے مجکو کیا اسی لیے بھیجا ہی سامری کسون مین آتے ہوے پہلے ہی جھجکاتی تھی میری بوٹی بوٹی کانپ رہی ہی میان اپنے حواس مین آؤ نچلے بیٹھو شہنشاہ کو تو کیا کہون کہ جنھون نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہی بس بس اے ہو مین سمجھ گئی ہان ہان تمہارا اور ارادہ ہی سو یہ بجز یت ہی بندی ایسی جاتی نہین شہنشاہ نے اپنی حسرت جو بڑی جیتی ہین اُنکو بھیجدیا ہوتا یہ باتین ایسی کین کہ جہانگیر تو مر گیا اور لگا منتین کرنے اور رونے لگا اُسوقت وہ نازنین مسکرائی جہانگیر کی جان مین جان آئی پھر چاہا کہ اُس سے لپٹون اُسنے کہا ٹھہرو صاحب تم بھی کتنے بدمزہ ہو یہ کہکر گلابی سے شراب جام مین بھری اور وہ جام جہانگیر کے مُنھ سے لگادیا کہ وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا اُس نازنین نے اُسکو پشتارہ مین باندھا اور خیمہ سے نکلکر سیدھا مکدر جادو کے خیمہ مین آیا وہان اور ساحر بھی دوڑے اور پوچھا کہ اُستاد کیسے لائے کہا اُسی طفل بے ادب کو اور یہ کہکر مکدر سے کہا کہ ای مکدر تم ابھی اسکو لیکر کوکب کے پاس جاؤ مکدر نقلی نے کہا بہت خوب لائیے نازنین اصل مین عمرو ہی چنانچہ اُسنے پشتارہ زمین پر رکھدیا کہ لیجاؤ مکدر نے پشتارہ کو کھولا کہ مین اُسپر سحر کرون عمرو نے لوح وتیغہ بھی جہانگیر کا لے لیا تھا وہ بھی وہین رکھدیا بس مکدر نے لوح گلے مین پہنادی اور پشتارہ تو کھولدیا تھا ہی ناک جہانگیر کی ملدی چٹکی مین روغن دافع بیہوشی ملا ہوا تھا وہ ناک مین جو لگا شہزادہ ہوشیار ہوا اُسنے کہا اے صاحبقران آپ گرفتار ہوکر آئے ہین اُسکے جہانگیر اُٹھا اب عمرو گھبرایا سب ساحر وہان سے بھاگے جہانگیر نے تیغہ و ہا ان

رکھا ہوا تھا اُٹھا لیا اور ایک دو کو قتل کیا اور بہتون نے جہانگیر پر سحر بھی کیا مگر اثر نہوا اُسوقت
افراسیاب نے شیح ظلماتی اور بہمن ظلماتی کو جو بھیجا تھا اور راہ بیابان تاریک بسبب آنے
جہانگیر کے کُھل گئی ہے بس یہ دونون ساحر بھی آکر پہونچے یہان نعرہ جہانگیر سنکر سر سواری آکر شریک
جنگ ہوے آخر کو عمرو کی طرف کے ساحر بھاگے جہانگیر پھر کر اپنے مقام پر آیا شیح و بہمن بھی اُترے
عمرو وغیرہ سب بھاگ کر قلعہ زر افشانیہ مین گئے جہانگیر نے آکر قلعہ مذکور کو گھیرا مکدر نقلی جو چابک
بنا ہوا تھا وہ بھی بعد اس عیاری کے چلا گیا وہان مکدر کو جو ہوش آیا یہ بھی اُٹھکر قلعہ زر افشان
مین آیا لیکن عمرو نے اُس قلعہ مین آکر کہا کہ قلعہ مین بیٹھنا ہمارے لیے بڑا ننگ ہے اب مین باہر جاتا
ہون سب نے منع کیا نمانا کچھ ساحر ہمراہ لیکر باہر آیا اور ٹھہر رہا جب روزگار غدار نے مثل عیاران
لباس سیاہ پہنا یعنی شب روی کا جامہ آراستہ کیا کہ شعر ہوئی میلی ردا نور خورشید ٭ برائی عاشقون کے
دل کی امید ہے ٭ سر شام عمرو نے اپنے نام پر برائے مقابلہ چابک طبل جنگی بجوایا ادھر چابک نے
بھی طبل بجوایا دونون لشکر رات بھر تیاری جنگ کیا کیے اور عمرو نے کیا ترکیب کی کہ ایک ساحر کی
ایسی صورت اپنی بنائی اور یہان سے لشکر جہانگیر کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ چابک اپنے خیمہ کے دروازہ پر
بیٹھا ہے عمرو ٹہلتا ہوا اُسی طرف آیا چابک نے کہا تم کون ہو کہا مین مردم فریب جادو ہون
مردم فریب جادو چابک کے لشکر مین ہے چابک سمجھا کہ سچ کہتا ہے وہی ہے غرض یہ چابک کے
پاس بیٹھا اور باتین اِدھر اُدھر کی کرنے لگا اُسی باتون مین اُسنے کہا کہ خیمہ سے آپ مجھکو ایک جام اُٹھا کر
لا دیجیے مجھکو کچھ کام ہے چابک جام لینے اندر خیمہ کے گیا عمرو نے خنجر اُسکا رکھا تھا اُسکو چپکے سے اُٹھا کر اور کھینچکر
بیہوشی خوب سی نیام مین اسکے بھری اور بند اُسکا باندھکر رکھدیا اسی عرصہ مین چابک جام لیکر آیا وہ جام
لیکر عمرو وہان سے چلا آیا کچھ ضرورت تو خنجر کھینچنے کی تھی نہین اسوجہ سے چابک نے اُسکو کھینچا نہین جب وہ زمانہ آیا
کہ رنگ روزگار سیاہی سے مبدل بسفیدی ہوا نیرنگی دہر ظاہر ہے کبھی تو رات ہے اور کبھی دن ہے پر سر
کاوش فلک مسن ہے کہ شعر جدا ابروؤن سے جسدم ہوئی تیغ ٭ غم رخصت ہوا خاموش تھی شمع ٭
صبح کو زمانہ عیاری سے آراستہ ہو کر چابک و صبا رفتار میدان کارزار مین آئے کمر مین تیر و دون
برچھا کی ہوئی بندھی تھین فلاخن سر سے لپٹے تھے تو بڑا پتھر کا گلے مین لٹکتا تھا نہایت چالاک و چست
تھا جب میدان مین آیا عمرو بھی اُدھر سے آکر سامنے اُسکے ہوا اُسنے اسکو دیکھتے ہی خنجر کھینچا

خنجر کھینچتے ہی بکہ بیہوشی کا اڑا کہ وہ سب غبار اُسکی ناک مین گیا اور چھینک مارکر وہ بیہوش ہوکر گرا
غرض ادہ جہانگیر بھی مرکب پر سوار ہوکر بہر تماشاے جنگ آیا تھا اور الگ کھڑا تھا ادھر جب یہ گرا عمرو
نے اسکو اُٹھا کر کندھے پر لادا اور نعرہ کرکے کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری لیکر اپنے لشکر کی طرف گیا
جہانگیر رنجیدہ اپنی بارگاہ کی طرف گیا اور رنجیدہ خاطر و ملول ہو بیٹھا راوی کہتا ہے کہ جب ملکہ بہار کو
عمرو نے بلوایا تھا تو اُسکی کنیزون کے ساتھ عنقر برق بھی چلا آیا تھا اُسوقت اُسنے صورت زنگی
چابک کی ایسی بنائی اور سامنے جہانگیر کے آیا جہانگیر بیٹھا ہوا تھا کہ اُسنے جو دیکھا تو چابک گشتہ کو
بارگاہ سے چلا آتا ہے جہانگیر بہت خوش ہوا اور کہا اے برادر تم کیونکر عمرو کے ہاتھ سے رہا ہوے چابک
نے کہا یہ بھی مین نے عیاری کی ہے ایک ہمشکل اپنا تیار کرکے پکڑوا دیا ہے اب مین رات کو اُسکو جاکر
پکڑ لاؤنگا اب ذرا تخلیہ مین چلیے مجکو کچھ کہنا ہے جہانگیر خوشی خوشی اُسکے ساتھ تخلیہ مین آیا اُسنے وہان ایک
جام شراب اُسکو دیا کہ اُسنے پیا پیتے ہی بیہوش ہو گیا برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور پشتارہ اُسکا
باندھکر سیدھا عمرو کے سامنے آیا اور کہا لایا مین اُس طفل کو بس اُسی وقت آہنگرون کو بلوا کر قید سخت
مین چابک اور جہانگیر دونون کو مبتلا کرکے اندر قلعہ زر افشان کے ایک مکان تنگ مین قید کیا لیکن
زر افشان جادو کی ایک دختر ہے کہ نام اُسکا قیصر تاجدار ہے وہ حسن مین عدیم المثال ہے
غزال صحراے رعنائی ہے طاؤس باغ زیبائی ہے یہ اشعار اُسکے حسن کی نسبت زیبا ہین ابیات

دیدہ گل مین جاگہ اُسکی نکہت گل گرد رہ اُسکی آگے اُسکے کبھو نہ خوش آیا
یہ رو گل نے کہان سے پایا گل آشفتہ اُسکے رو کا سنبل اک زنجیری مو کا
جب وہ چہرہ تابندہ ہو ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو

وہ جہانگیر پر فریفتہ ہوئی اور
جب یہ قلعہ مین قید ہو کر آیا تو قید مین جاتے وقت اُسکے وہ اپنے جھروکون مین بیٹھی تھی اُسنے
اُسکو دیکھکر تیر عشق کھایا غرض جب یہ آکر قید خانہ مین قید ہوے وہ دختر موقع پاکر قید خانہ مین
آئی اور وہ یہ حال بھی جانتی ہے کہ اس شہر مین ایک حکیم رہتے تھے کہ نام اُنکا اشرف الحکمت تھا
اور مرد خدا پرست تھے زر افشان جادو نے اُنھین خدا پرستی کے جرم پر نابینا کرا دیا اور شہر سے
نکالدیا کہ اب وہ ایک پہاڑ پر رہتے ہین بس وہ ملکہ اپنے دلمین سوچی کہ اگر جہانگیر اشرف الحکمت
کے پاس پہونچین تو یقین ہے کہ سب مطلب اُنکا پورا ہو جاے بس یہ سمجھکر قید خانہ مین جو آئی

اُسکو کون روکے یہ دختر حاکم کی سب دربان وغیرہ خاموش رہے اُسنے سبکو حکم دیا کہ یہان سے چلے جاؤ
وہ سب ہٹ گئے اُسوقت اسنے قید شہزادہ کی اور عیار بندکور کی کاٹ دی اور کہا ای شہزادہ آپ
یہان سے قلعہ کے باہر جائیے اور ایک پہاڑ ہے کہ وہان حکیم **اشرف الحکمت** رہتے ہین اُنکے
پاس اپنے تئین پہونچائیے مین جانتی ہون کہ وہ مرد خدا رسیدہ ہین آپ کے لیے بہتری ہوگی جہانگیر
اُس ملکہ کے حسن وجمال کو دیکھکر غش کرگیا اور بموجب اُسکے کہنے وہان سے نکلکر چلا اور قلعہ کے
باہر جاکر دیکھا تو واقعی ایک پہاڑ ہے کہ سر کوہ سے زنجیرین لٹکتی ہین شہزادہ زنجیر پکڑکر چڑھا وہان
جاکر دیکھا کہ پہاڑ پر نہایت سبزہ زار ہر طرف پھولون کی بہار ہے جانور چہچہاتے ہین چشمے جاری ہین
اور کنارے ایک چشمہ کے چوکی بچھی ہے اُسپر ایک مرد پیر نابینا بیٹھا ہے جہانگیر نے جاکر کہا
مین ہون جہانگیر آپ کے پاس آیا ہون مع السلام آپ کو پہونچے اُسنے کہا اے جہانگیر تیرے گلے
مین جو لوح ہے وہ میری آنکھ مین لگادے شہزادہ نے لوح آنکھ مین لگادی حکیم کی آنکھین بقدرت
بصیر روشن ہوگئین اُسنے شہزادہ کو دعاے خیر دی اور پھر ایک کاغذ اپنے پاس سے نکالکر دیا اور
کہا اب تو اکیلا فتح طلسم کوکب کو جا اور اس کاغذ کو اسطرح پڑھنا سب طریقہ اُسکا تعلیم کیا
اور کچھ طریقے مسلمانی کے بھی تسلیم کیے کہ اب جہانگیر کو رجحان طرف اسلام کے ہوا غرض جہانگیر
وہان سے واپس ہوکر نیچے پہاڑ کے آیا اور اپنے لشکر مین پہونچا لیکن عمرو نے بھی سنا کہ حکیم اشرف الحکمت
نے جہانگیر کو کوئی کاغذ دیا ہے اور طریقہ اسکے پڑھنے کا بتایا ہے بس عمرو نے ایک کتاب زہر آلود بنائی
اور آپ صورت کوکب کی ایسی بنا اور تخت زبرجد شاہ کا زنبیل سے نکالا پھر اُس تخت پر آپ
سوار ہوکر اُسکو اُڑاتا ہوا روانہ ہوا اور وہان بسبب راہ کھلجانے کے افراسیاب بھی پاس
حکیم **اشرف الحکمت** کے آیا ہوا تھا کہ عمرو جاکر پہونچا حکیم نے کوکب سمجھکر تعظیم کی عمرو
تخت پر سے اُترکر بیٹھا اور کہا حکیم صاحب آپ ہمارے ملک مین رہتے ہین اور ہمین سے بغض رکھتے
ہین آپ نے کاغذ جہانگیر کو دیا اور طریقہ فتح طلسم تعلیم کیا یہ آپ کیسے مسلمان ہین حکیم نے کہا کہ ای
کوکب مجکو زر افشان نے اندھا کر دیا تھا اب مین تمھاری ضد سے سامری پرست ہو
جاؤنگا کوکب نے کہا کہ دیکھیے مین نے بھی یہ کتاب عملیات کی جمع کی ہے اب مین اُن عملیات کو
پڑھکر آفت برپا کرونگا حکیم نے وہ کتاب لیکر لب لگاکر ورق دیکھنے اُسکے اُلٹے زہر نے تاثیر کی تڑپ کر ہلاک

ہو گیا اُسوقت عمرو نے تخت پر سوار ہو کر اُسکو اُڑایا اور بلندی پر جاکر نعرہ کیا کہ منم عمرو نامدار افراسیاب
کو بڑا رنج ہوا اسنے حکیم کو دفن کر دیا اور آپ چلا گیا ادہر جہانگیر وہ مکتوب لیکر اکیلا واسطے فتح کرنے
طلسم کے روانہ ہوا چالاک کو اپنے ہمراہ لیا اس مقام پر بیان راوی کا ہے کہ لوح طلسم نور افشان جو
عمرو بہزار بار بیچ سے آیا تھا وہ لوح اُسکے کس مطلب کی تھی بالکل بیکار تھی پس اسنے کوکب
کو لاکر دی تھی اور کوکب نے اسکو قلعہ بدخشان مین ایک گلدستہ کے اندر رکھوا دی تھی جب قلعہ
بدخشان جہانگیر نے فتح کیا تو اُس گلدستہ سے لوح اصلی پائی اُسی لوح کا پڑھنا حکیم اشرف الحکمت
نے اسکو تعلیم فرمایا پس وہ ہی لوح لیکر یہ واسطے فتح طلسم کے روانہ ہوا ہے بہر صورت یا کاغذ لیکر یا
لوح لیکر یہ جانب صحرا چلا اور اوس لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یکہ و تنہا جانب دست راست
روانہ ہونا یہ دیکھکر چالاک تو فقیر بنکر ایک مقام پر بیٹھ رہا اور جہانگیر روانہ ہوا جاتے جاتے
اُسنے دیکھا کہ صحرا مین ایک مقام پر ایک قصر رفیع تعمیر ہے اور قصر مین ہزار ہا منظر و روزن مثل
دریچون کے بنے ہین اور اُن روزنون مین چہرے پریزادون کے نکلے ہین اور ایک
جانب سے اسطرح کی صداے چنگ آرہی ہے کہ عالم محویت کا طاری ہوتا ہے جہانگیر اندر
اُس قصر کے آیا راجہ اندر کا اکھاڑا یہان جمع پایا ہزار ہا نازنینان مہر جبین و ماہ مبین وہان جمع
تھین محفل عیش آراستہ تھی اور ایک بادشاہ پُر شوکت و جاہ بہزاران جاہ و حشم تخت جواہر نگار
پر متمکن تھا جب جہانگیر وہان پہونچا وہ بادشاہ تخت شاہی پر سے اُٹھا شاہزادہ کی تعظیم کر کے
اُسنے کہا کہ آپنے تشریف لائیے مین آپ کی اطاعت دل و جان سے کر چکا ہون یہ کہکر برابر اپنے
تخت پر اُسنے بٹھالیا اور اشارہ کیا کہ ایک نازنین مہ جبین نے چنگ لیکر اسطرح بجائی کہ فلک سے
زہرہ سُننے کو گویا اُتر آئی جہانگیر کی آنکھین بند ہو گئین اور عالم بیہوشی طاری ہوا اور اُسی عالم
غفلت مین دیکھا کہ حکیم اشرف الحکمت آئے ہین اور فرماتے ہین کہ اے جہانگیر
یہ افتخار جادو ہے بہت جلد لوح یا اسکو کھینچ مار نہین تو یہ لوح و تیغ وغیرہ چھین لیگا جہانگیر
یہ حال اُس غفلت مین دیکھکر ہوشیار ہوا اور لوح کو اُسنے چرخ دیکر اُسی بادشاہ پر مارا لوح کی رگڑ سے
اسکے جسم مین آگ لگی تخت اور وہ بادشاہ جلنے لگا اور آگ پھیلنے لگی یہانتک کہ دم بھر مین
سب قصر اور نازنین جلکر خاک ہو گئین اور جہانگیر وہان سے آگے بڑھا جب کچھ دور چلا

سامنے سے ایک پہاڑ نظر آیا کہ اُسپر طرح طرح کی بیلین درختون کی جڑھین جھرنا جھرتا تھا گھاٹیان
نہایت صاف اُسکی تھین اور سر کوہ پر ایک لڑکا بیٹھا تھا کہ اُسکے ہاتھ مین ایک نَے تھی اور ناند پانی
سے بھرا ہوا سامنے رکھا تھا وہ لڑکا اس نے کو پانی مین ڈالکر پھونکتا تھا کہ اُس پانی مین حباب
بنتے تھے اور وہ حباب بلند ہوکر قندیل ہوجاتے تھے اور سر کوہ پر آکر سایہ کرتے تھے ہزارہا غبارے
اُڑتے نظر آتے تھے یہ تماشا دیکھکر جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اے سیارہ این عجائبات
ومشاہدہ کن حالات غرائبات لوح کو لیکر تو زیر پا رکھ اُسکے رکھنے سے تو بلند ہوکر سر کوہ پر پہونچ جائیگا جب
وہان تو پہونچیگا تو یہ قندیلین تیری طرف متوجہ ہونگی اور تجھپر آکر سایہ ڈالینگی تو انکے سایہ سے اپنے تئین
بچانا اور اُس طفل تک اپنے تئین پہونچانا اور اُسکو قتل کرنا یہ حال لوح سے دیکھکر جہانگیر نے لوح کو
پاؤن کے نیچے رکھا اب جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے کسی نے تلوؤن کے نیچے ہاتھ دیکر اور اُٹھا کر
بلند کردیا جب یہ سر کوہ پر جاکر پہونچا وہ سب قندیلین اُڑتی ہوئی اسکے اوپر آئین اور سر پر سایہ فگن
ہوئین یہ تو بے اختیار تھے کہ بسبب لوح کے بلند ہوئے تھے اُن قندیلون سے کیونکر بچتے آخر ایک
قندیل سر پر سایہ فگن ہوگئی یہ اُس قندیل کے اندر بند ہوگئے اور وہ گھٹا ٹوپ کی طرح سے انکے گرد
سر سے پا تک ہوگئی اُسوقت اُس طفل نے نعرہ کیا کہ منم حباب جادو اور لوح اور تیغ اسنے انکی
اُس حباب کے اندر ہاتھ ڈالکر لے لیا اور اُسوقت کہ جب یہ بند ہوگئے تو لوح انکے پاؤن کے نیچے
سے نکل گئی وہ بھی اسنے لے لی اور انکو بزور سحر خوب طرح سے اُس قندیل مین بند کیا اور قندیل کو
اور سحر پڑھکر دستک دی کہ بھائی اُسکا صباے جادو نام اُس کوہ پر آیا اُسکو لوح اور تیغ اُسنے
دیا اور کہا اس قندیل کو اُڑاتے ہوئے کوکب پاس لیجاؤ کہ اسمین جہانگیر بند ہے اور لوح و
تیغ بھی یہ باحتیاط بادشاہ کے سپرد کرنا صباے جادو یہ حکم اپنے بھائی کا سنکر وہ اشیا لیکر
قندیل اُڑاتا ہوا روانہ ہوا ادھر زر افشان حیران کار تھا کہ اشرف الحکمت کے پاس
قیدخانہ سے کسنے جہانگیر کو پہونچا دیا اسی حیرت مین اُسکے پاس نامہ کوکب آیا اُسمین لکھا تھا
کہ تیری دختر قیصر تاجدار نے یہ کام کیا ہے زر افشان نے قیصر کو قید کیا ادھر تو قیصر قید
ہوئی اُسطرف جہانگیر قندیل مین بند ہوئے زر افشان نے سنبل جادو نام ایک ساحرہ کو ساتھ کرکے
تخت پر بٹھا کر قیصر کو بھی جانب کوکب روانہ کیا اتفاق سے راہ مین مکان اور باغ ہزار نگار جادو کا کہ جو بیٹی ہے گلستان جادو کی

پس جب اُس باغ کے قریب سنبل قیصر کو لیے ہوئے پہونچی قیصر نے کہا کہ اے سنبل مجکو نگار
جادو سے محبت ہی اور تو جانتی ہی کہ مین شاہزادی ہون تو ذرا مجکو باغ مین نگار جادو کی بھیج
سنبل کو کہنے پر اُسکے رحم آیا اور یہ اُسکو لیکر اُس باغ مین آئی دیکھا تو باغ بہنایت سرسبز
و شاداب ہی بلبل کی گل سے گرم جوشی ہی ہوا سرد چلتی ہی درختون کی سرتراشی کی ہوئی تختہ
گل پھولے ہوے ہین جانور زمزمہ سرا ہین روش پٹری بہنایت درست ہی مالن ہر ایک چالاک
و چست ہی غنچہ مسکراتے ہین گل اپنی بہار دکھاتے ہین قیصر سیر کرتی ہوئی جب آگے بڑھی نگار
کو خبر ہوئی کہ قیصر آئی ہی وہ بارہ دری سے اُٹھکر دوڑی اور قیصر کے پاس آکر اُسکو جو قید مین دیکھا
رونے لگی اور کہا حضور یہ کیا حال آپ نے اپنا بنایا اُسنے کہا جو کچھ ہوا محبت مین جہانگیر کے ہوا
نگار نے کہا بھاڑ مین جائے محبت جہانگیر کی اور وہ سوا قربان کیا تھا کہ جسنے آپ کا یہ حال کر دیا
قیصر نے کہا نوج بہن ایسا تو نہ کہو تمکو ابھی محبت کا مزا نہین جب دل تمھارا کسیکو پیار کریگا اُسوقت
یہ حال کھلیگا غرض نگار نے سنبل کو ایک مقام پر بٹھلایا اور ملکہ کو بارہ دری مین لا کر سامان
دعوت مہیا کیا یہ تو یہان بیٹھین ادھر ملکہ مذکور کی وزیرزادی مہروش جب ملکہ گرفتار ہوئی تو
تلاش مین اُسکی گھر سے نکلی راہ مین چالاک فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا مہروش اُسکو فقیر جانکر پاس آکر رونے
لگی اور تمام حال کہا چالاک نے اپنے تئین اُسپر ظاہر کیا کہ مین چالاک ہون عیار جہانگیر کا
مہروش نے جب اُسکو چالاک جانا تو کہا مجکو ایک ساحر کی زبانی معلوم ہوا ہی کہ جہانگیر کو حباب
جادو نے گرفتار کیا ہی اور طرف کوکب کے بھیجا ہی صبا سے جادو بھائی اُسکا لیے جاتا ہی چالاک
نے یہ حال سُنکر کہا کہ تو مجکو تخت سحر بنا دے اور خود بھی ہمراہ چل مین ابھی اُسکو جا کر مارتا ہون مہروش
نے یہ سُنکر ایک تخت اُسکو بنا دیا چالاک نے رنگ روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک نازنین کی
ایسی بنائی اور اُس تخت پر سوار ہو کر چلا اور قریب اُس قندیل کے کہ جسمین جہانگیر قید ہی پہونچا صبا
نے بھی دیکھا کہ ایک نازنین تخت پر سوار تخت کو اُڑاتی ہوئی آتی ہی یہ بڑھ گیا اُسوقت چالاک
نے آواز دی کہ منم کنیز کوکب ای صبا ٹھہر جاؤ اس نامہ کو پہلے پڑھ لو صبا وہین ٹھہر گیا یہ کنیز نقلی
اُسکے پاس پہونچی اور ایک نامہ کہ جسپر مہر کوکب کی لگی تھی اُسکو نکالکر دیا جب اُسنے وہ خط لیکر
لفافہ اُسکا چاک کر کے خط نکالنا چاہا اُسمین سے بیہوشی اُڑی کہ وہ بیہوش ہوا چالاک نے

اُسکو خنجر سے ہلاک کیا تخت سحر اُسکا غائب ہوگیا لوح اور تیغہ چابک نے لے لیا اور عکس لوح
قندیل پر ڈالا کہ وہ غائب ہوئی جہانگیر بیہوش تھا اب جو ہوشیار ہوا تو اپنے تئین زمین پر پایا
لوح اور تیغہ چابک نے اسکو دیا جہانگیر نے بہت تعریف چابک کی کی اور مہروش نے کہا تو ملکہ
قیصر قید ہوکر روانہ ہوئین ہین اب کسی مقام چلکر ٹھہریے تو مین پتا لگاؤن جہانگیر و چابک
جنگل مین درخت کے نیچے ٹھہرے اور مہروش روانہ ہوئی اور جا کر اُسنے پتا لگایا کہ قیصر باغ مین
نگار کے ہی بس اُسنے آکر خبر دی کہ ملکہ باغ مین نگار کے ہی اُسوقت چابک نے کہا کہ پہلے مین جاؤن نگا
اور وہان سے روانہ ہوا اور راہ مین ایک نازنین پری پیکر بنکر عقب باغ نگار جادو آیا اور ستاری
چھوٹی سی سینہ پر اپنے رکھکر لیٹ رہا اتفاق سے ایک کنیز کسی ضرورت سے اُسطرف جو آئی
اُسنے اسکو پڑا ہوا دیکھا جاکر نگار جادو سے کہا کہ آپ کے باغ کے پچھواڑے جو کھڑکی لگی ہی تین
اُسطرف ابھی گئی تھی وہان ایک عورت قبول صورت نازک اندام ستاری سینہ پر رکھے لیٹی ہے
نگار نے دو کنیزون کو بھیجا کہ جاکر اُسکو یہان اُٹھا لاؤ وہ کنیزین گئین اور اُسکو اُنھون نے ہوشیار
کیا اور کہا چلو تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہی چابک اُنکے ساتھ اندر باغ کے آیا نگار نے اُسکو دیکھکر بہت
بہت پسند کیا اور حال پوچھا اُسنے کہا کہ مین ایک ملک کی شاہزادی ہون ایک دیو مجکو اُٹھا لایا
ہے اور یہان نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ جو مجکو ڈال گیا نگار نے کہا اچھا بیٹھو یہ سلام کرکے بیٹھا
نگار نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تمکو گانے سے بہت شوق ہی چابک نے کہا گانا رونا کسکو نہین آتا ہی
ہان کچھ اپنا جی بہلا لیتی ہون گانا تو خیر صلاح ہی مجکو کچھ نہین آتا ہی اُسنے قسمین دین کہ ہمارے
سر کی قسم کچھ تو بجاؤ ہمین بھی سناؤ غرض اُسنے بعد انکار بسیار ستاری کو بجایا بلکہ بہت روئی اور
سمان سندھ کیا چابک نگار پر مائل ہوا اور خوب خوب اُسنے باتین لطیفون کی کہین اور
لگے اُسکو لگانا عجب دل لگی ہوئی اُسنے اُسکو گلے جو لگایا تو اُسکو زیر ناف ایک شی سخت محسوس
ہوئی دوری کہکر کہا بوا یہ کیا ہی اُسنے کہا یہ مجکو عارضہ ہی اُسکی سختی ہی الگ چلیے تو مین اُسکو دکھلاؤن
نگار اُٹھی اور الگ آئی اُسوقت اُسنے ہاتھ مین اُسکی عضو مخصوص دیا دیکھو یہ عارضہ ہی اور
پھر اُسکو گلے سے لپٹا لیا اور کہا اے جان من مین ہون عیار صاحبقران جہانگیر کا چابک اور تجھپر فریفتہ ہون
نگار بہت شرمندہ ہوئی اور لگی گالیان اور کوسنے دینے مگر دلمین اپنے مائل ہوئی اور دل سے کہا

یہ اسنے غضب کیا کہ اپنا بدن مجکو پکڑا دیا غرض وہان سے یہ پھر کر ملکہ کے پاس آئی اور کہا لو مبارک ہو
کہ تمھارا معشوق بھی آیا اور یہ نازنین نہین ہے اُسکا عیار ہے ملکہ سامنے چالاک کے بہت روئی
اسنے کہا کہ مین شاہزادے کو لاتا ہون غرض مہروش اور جہانگیر کو آکر چالاک باغ مین لیگیا
جب داخل باغ ہوے سنبل کو چالاک نے جاکر ایک گلوری دی کہ اے مادر مہربان لو یہ
کھاؤ اور کسی سے اس راز کو نہ کہنا اسنے جو وہ گلوری کھائی بیہوش ہوگئی اسکو لاکر ڈالدیا اب
جہانگیر ملکہ کے پاس آکر بیٹھا قید ملکہ کی دور کی زنجیر طلائی جو پاے ملکہ مین تھی اُسکو کاٹ دیا عاشق تھے ہی
صحبت عیش برپا ہوئی چالاک خوب خوب گایا بتقاضاے سن مہر طلعت نے آکر سمان باندھ دیا بعد اُس
صحبت کے قیصر نے کہا کہ اے نگار تمہارے باغ مین گل حیات کوکب ہے اور مین اُسکا بہت مشتاق ہون
اور وہ اس شاہزادے کے کام کا ہے اگر دلادو تو تمھاری عین مہربانی ہے یہ کلمات سنکر پہلے تو نگار
بہت کچھ سوچی پھر شاہزادہ اور ملکہ کو ساتھ لیکر اُس باغ کے ایک چمن مین آئی وہان دیکھا تو ایک
حوض سنگ مرمر کا بنا ہے جسکے لب گردان یاقوت احمر کے ہین کنارے کنارے اُسکے فوارے چھوٹ
رہے ہین پانی اُس حوض مین نہایت صاف و شفاف بھرا ہے یہ معلوم ہوتا ہے گویا آئینہ زمین پر
جڑا ہے بیچ مین اُس حوض کے ایک پھول نہایت خوشرنگ پڑا ہوا تیر رہا ہے پانی سے
بلبلون کا اُس گل پر ہجوم ہے گرد اُس پھول کے ہزارون مچھلیان سرخ رنگ ہجوم کیے ہین
جہانگیر لوح کو گلے مین ڈالے تھا اُسنے چاہا کہ اس پانی مین اُترکر پھول کو اُٹھا لون نگار نے
کہا ابھی ہاتھ لگاتے ہی اس پھول کو جلجاؤگی یہ پھول جبتک کہ انگشتری جمشیدی ہاتھ مین نہو گی
ہاتھ نہ آئیگا اور وہ انگشتری میرے باپ کے ہاتھ مین ہے یہ سنتا تھا کہ چالاک نے ایک پڑیا دارو
بیہوشی کی نگار کو دی کہ اے نگار یہ پڑیا لو اور اپنے باپ کو جاکر بیہوش کرو نگار وہان سے روانہ
ہوئی باپ اُسکا ایوان شاہی مین جلوہ پذیر تھا کہ یہ جاکر پہونچی اسنے گلستان جادو اپنے باپ
کو تسلیم کی اُسنے دعاے جان درازی دی یہ اُسکے پاس بیٹھی اور کہا اے پدر عالی مقدار آج تو میرا
جی چاہتا ہے کہ شراب آپکو اپنے ہاتھ سے پلاؤن اُسنے کہا کیا مضائقہ اسنے گلابی شراب
کی اپنے قبضہ مین کی اور باتون باتون مین اُسکی آنکھ بچا کر وہ پڑیا داروے بیہوشی کی شراب

سے انگوٹھی جمشیدی اُتار لی اور لیکر وہان سے روانہ ہوئی پھر اپنے باغ مین آئی وہ انگوٹھی جہانگیر
کو لا کر دی جہانگیر وہ انگوٹھی پہنکر بہت خوش ہوا اور حوض کے کنارے آیا اب وہ مچھلیان جو پھول کے گرد
تھین تڑپنے لگین اور غلغلہ ہوا کہ جہانگیر گل حیات کوکب لیے لیتا ہے یہان تو یہ ہنگامہ ہوا ادھر حال
سنیئے کہ یہ روتے ہوئے حباب جادو کے پاس گئے اور کہا اے حباب صباسے جادو تیرے
بھائی کو چابک نے مار ڈالا اور جہانگیر چھوٹ گیا حباب اُسی وقت یہ خبر سنا کر وہان سے چلا ہزارہا
قندیلین اُڑتی ہوئی اُسکے ساتھ چلین اور یہ اسوقت یہان باغ نگار پر آ کر پہونچا کہ جہانگیر پھول
نکالنے چلا ہے کہ یکایک جہانگیر نے دیکھا کہ ہزارون غبارے اُڑتے ہوئے روتے ہوا پر آتے ہین یہ
حال دیکھکر جہانگیر ٹھہرا اور خوف سے مچھلیان تڑپ تڑپ کے بلند ہوئین اور آوازین دینے لگین
کہ ارے غضب ہوا جہانگیر پھول لیے لیتا ہے اور گل حیات کوکب پر قبضہ کرتا ہے انکی آوازین ایسی
بڑی تھین کہ قلعہ زرافشان مین عمرو اور بہار اور زرافشان جادو وغیرہ نے سنین اور
زرافشان نے کہا کہ اے خواجہ بڑا غضب ہوا مچھلیان چیخ رہی ہین شاید جہانگیر باغ مین نگار جادو
کے پہونچ گیا ہے اور گل حیات کوکب لیتا ہے یہ سنتا تھا کہ عمرو نے کہا پھر چلکر کسی طرح بچاؤ بس اُسی وقت
بہار اور زرافشان بھی اُڑکر چلے اور آ کر اُس باغ پر پہونچے ادھر جب جہانگیر پھول لینے اُس
حوض پر جھکا حباب جادو برق بنکر چمکا اور چمک کر گرا جہانگیر نے لوح کو اونچا کر دیا کہ حباب اُسکے
عکس کی تاب نہ لا سکا جلد پھر بلند ہو گیا اب جہانگیر نے جھپٹ کر کنارے حوض کے اپنے تئین
پہونچایا اور جھک کر پھول اُٹھا لیا جب اُسنے پھول اُٹھایا ہزارون مچھلیان جو حوض مین تھین چیخ چل
گئین اسوقت حباب پھر چمک کر گرا لیکن کیا کرے مجبور ہے جہانگیر نے اب کی اُسی پھول کو اونچا
کر دیا وہ پھر بلند ہو گیا حباب اسی طرح چمک چمک کر گرتا ہے زندگی حباب آسمان ہے کچھ بنائے نہین
بنتا ہے نیلہ پائی مشکل ہے بہار اور زرافشان آئے تو سہی مگر علیحدہ کھڑے ہین کچھ کر نہین سکتے
ہین اور ہزارون ساحرون کا ہجوم ہے اور بہت کو جہانگیر نے جلا دیا غلغلۂ قیامت انگیز وہان بلند ہے
ادھر گلستان کو جو نگار بیہوش کر آئی تھی اُسکو بھی ہوش آیا اور یہ ایسا ہنگامہ بلند تھا کہ وہ
بھی گھبرا کر اپنے مقام سے چلا آ کر جو دیکھا تو یہان آفت برپا ہے جہانگیر پھول ہاتھ مین لیے ہے
حباب چمک چمک کر گرتا ہے ایک طرف تو زرافشان اور بہار روتے ہوا پر ٹھہرے ہین جہانگیر

اودھر اودھر دوڑتا پھرتا ہی ساحر اسیر ہوتے ہوئے ہین اُسی معرکہ مین زر افشان نے سحر کیا کہ ہزارون من
کی سلین برسنے لگین لیکن بسبب تیغہ وبیح وگل حیات کے باغ مین گر کر پانی ہو جاتی ہین عجب طرح
کی خزان اس گلشن پر آئی ہی ہر درخت سنتری بنگسا ہی گلگون لالہ داغی ہوا ہی گل ارغوان پوشش ہے
خون برس رہا ہے نرگس اس باغ کی محو تماشا ہی کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہی غرض اور تو کچھ بس نہ چلا مگر
حباب نگار جادو ویر آپڑا اور اُسکے بال پکڑ کر کھینچتا ہوا لیکر چلا کہ حرامزادی یہ آفت تیری ہی برپا کی
ہوئی ہی اس حال کو اُسکے باپ گلستان نے جو دیکھا یا تو دختر سے آزردہ تھا مگر اب خون پدری نے
جوش مارا دوڑ کر حباب کو لپٹا کہ ارے ملعون یہ کیا کرتا ہی بس اُسنے ایک تیغ حباب کے سر پر مارا اُسنے
تاریخ رد کرنے کے لیے اُسکی دختر کے بال چھوڑے اب گلستان جہانگیر کی طرف سحر اوڑانے لگا اور دستہ
تو کھل ہی گیا ہی افراسیاب جادو بارہا آیا ہی اسوقت بھی کتاب سامری مین حال دیکھکر وہ یہان آیا اور
آتے ہی اُسنے نعرہ کیا کہ منم افراسیاب جادو اور پکارا کہ ای صاحبقران مین کیا کہنا کارے کردی کہ کسے

عمر خود نکردہ باشد بڑا کارنمایان کیا لیکن مین بھی آپہونچا گھبرانا نہین یہ کہکر بہار و زر افشان
کی طرف چلا لیکن بیان کیا گیا ہی کہ ہیران شمشیر زن ابھی کوہ رخشان کی طرف گئی نہین ہی وہ بھی
اپنے علم سے ان ہنگامون کو دریافت کرکے روانہ ہوئی اور یہان آکر پہونچی اور نعرہ کیا کہ منم ہیران شمشیر
زن ادھر بادشاہ کے یہان آنے سے حیرت بھی مشتاق ہوئی تھی کہ مین بھی چلکر حال جہانگیر کا
دیکھون وہ بھی روانہ ہوئی تھی یہان آکر پہونچی اور اُسنے بھی نعرہ کیا کہ منم حیرت جادو اور ان سبنے
تلوارین سحر کی کھینچین اور بجلیان تلوارون کی ایک دوسرے پر گرنے لگین اور آپس مین رد سحر ہونے لگا
لیکن افراسیاب بڑا زبردست ساحر ہی اس سے ہر ایک مغلوب ہی ادھر جہانگیر کے ہاتھ مین پھول
ہی کہ اسیر ہر طرح کی ترکیب کنندہ ہی کہ اگر حریف کو زیر کرنا چاہے تو یہ اسم پڑھے تاکہ خانۂ تن مین دشمن کے
آگ لگے اور جو مارنا چاہے اس پنکھڑی کو سامنے کردے اب یہان تلوار چل رہی ہی مارے دھوے
دلیران کی صدا بلند ہی جہانگیر نے ہزارون کو جلا دیا ہی یہ ہنگامہ پڑا ہی ہوا تھا کہ سامنے نعرہ ہوا کہ
منم برہمن رویین تن اور آگ پتھر برساتا ہوا بڑے زور و شور سے آکر پہونچا اور آتے ہی اُسنے
ایک بیضہ سحر کا افراسیاب پر مارا گر افراسیاب اُس بیضہ کے پڑنے سے جھوم گیا اور اُسکی
آنکھون کے سامنے اندھیرا آگیا اُسنے اپنی آنکھون پر ہاتھ رکھ لیا کہ دکھائی دینے لگا اور جلد ایک

کارد سے اپنی ران کاٹ کر اور خون ران کا چلو مین لیکر برہمن پر مارا کہ وہ خون ایک چادر سرخ رنگ
بنکر برہمن پر پڑا برہمن اپنے منھ پر ہاتھ پھیر کر اُس چادر کے اندر سے جو نکلا تو معلوم ہوا کہ آفتاب سا
چمکتا ہوا نکلا اور اُسنے نکلتے ہی قریب آکر ایک ترسول افراسیاب پر مارا افراسیاب نے اُسکو
خالی دیا اُسوقت جہانگیر نے پھول وہی برہمن پر کھینچ مارا کہ برہمن کے جسم مین چھالے
پڑ گئے اور اُسنے ایک آہ کی اور تڑپ کر غائب ہوگیا اور زر افشان و بہار نے یہ کہا کہ جو ہونا تھا
وہ ہو چکا اب بیکار ہے بس یہ بھی بھاگ کر وہان سے قلعہ زر افشان مین چلے گئے بران بھی
چلی آئی افراسیاب و حیرت بھی رخصت ہوگئے اور افراسیاب کہ گیا کہ مین ہر مقام پر تیری
مدد کو او جہانگیر ہیچ خوف نہ کر ہر چند کہ سر حد غیر مین آنا شاق ہے مگر مین آؤنگا اور یہ کوکب مرد صحرائی
ہمیشہ سے مزاج گذر رہا ہے میرا کیا کریگا جہانگیر نے کہا اب مین قلعہ زر افشان کل خالی کرالونگا
افراسیاب نے کہا شاباش مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند یہ کہکر چلا گیا جہانگیر
وہان سے قیصر تاجدار کو لیکر مع لشکر کے اپنی بارگاہ مین باغ سے آیا قیصر کو مقام عمدہ مین رکھا
اور آپ اسنے قلعہ زر افشان کے فرو کش ہوا اور وہان افراسیاب نے جا کر قہار ظلماتی
اور رضوان ظلمانی کو کہ ان سے افراسیاب سے بھائی چارہ ہے مدد کو جہانگیر کی بھیجا کہ یہ بھی
لاکھ ساحرون سے آئے اور اپنے خیمہ برپا کیے اور نامہ افراسیاب لانے تھے وہ بھی جہانگیر کو دیا
لکھا تھا کہ ای صاحبقران مین یہ دونون سردار معزز تمہاری خدمت کو حاضر ہوے ہین اور فرزند افشان
کے پاس دو پریزاد جاکان ور بند طلسم کوکب ملکہ ظلمات پری اور یاقوت پری سات لاکھ
سے آئین اور یہ بھی اترین اور عمرو کی صلاح سے بینے قلعہ کے باہر نکلکر خیمہ کیا یہان جہانگیر نے
عمرو کو نامہ لکھا اور ایلچی بنا کر ایک ساحر کو بھیجا عمرو نے اسکو بلوایا اور نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ گل
حیات اور لوح وغیرہ سب مین نے حاصل کر لی ہے تم سب آکر اطاعت کرو اور بران کو لکھا تھا
کہ ای بران میری جان تجھپر قربان ہے تم میرے پاس چلی آؤ یہ حال پڑھکر بران رونے لگی عمرو
برق کو ساتھ لیکر اٹھا کہ اب اس چھوکرے نے بہت سر اٹھایا ہے مین اسکو ادب دینے جاتا ہون
اور جاکر ایک مقام پر ایک ترکیب سے ٹھہرا اور نامہ دار کو جہانگیر کے رخصت کر دیا تھا یہان
جہانگیر بارگاہ مین بیٹھا ہے کہ چابکسوار نے آکر کہا ای شہریار ملکہ ماہ دُر درگوش قید کو کیسے

چھوٹ کر آئین اور کنارے دریا کے اُنھون نے خیمہ کیا ہے جہانگیر یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور چابک
کو ہمراہ لیکر چلا آکر کنارے دریا کے جو دیکھا تو خیمہ سیاہ استادہ پایا اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ ماہ دُر در
گوش نہایت نحیف وضعیف ہو گئی ہے مگر حسن اُسی طرح ہے شکل ماہ کے چہرہ تاباں ہے جہانگیر روکر اُس
سے لپٹ گیا اُسنے کہا بس بس معلوم دیا بقول شاعر بیت یون تو منہ دیکھے کی ہوتی ہے محبت سبکو
جب مین جانون کہ مرے بعد مرا دھیان رہے + صاحب تمکو تو مشتاق قیصر تاجدار مبارک ہو جہانگیر
نے عذر کیا کہ ای ملکہ قسم ہو اپنے ایمان کی وہ آپ زندان مین آئی اور اُسنے مجھسے محبت جتائی مجبور مین کیا کرتا
ناچار تھا ملکہ نے کہا خیر بہتر کیا لیکن ای شہزادہ مین نے نذر مانی تھی کہ جب تجھسے ملاقات ہوگی تو سامری کا پوجا
کرونگی جہانگیر نے کہا کیا مضائقہ ہے بس اُسی وقت ایک ہوم خانہ علیحدہ استادہ کرایا اور اُسمین دھوپ دیپ
چندن گوگل وغیرہ جمع کیا ملکہ اندر گئی اور اُسنے انگیار گرم ہوا کنڈے جلا کر اُسپر شراب ڈالی اور سکا ہوم کرنا شروع
کیا جسکا دھوان بلند ہوا جہانگیر بھی سامنے اس ہوم خانے کے آیا اور کہا اے ملکہ مین بھی آؤن ملکہ
نے کہا اچھا آؤ مگر صرف تہمد باندھکر جہانگیر نے لوح تیغہ وغیرہ چابک کو دیکر آپ تہمد باندھکر اندر
ہوم خانے کے قدم رکھا وہان جو دھوان بلند تھا اس دھوئین سے یہ بیہوش ہوگیا اُسوقت
ملکہ نے پکار کر کہا کہ بیٹا چابک دیکھنا کہ شاہزادہ کو کیا ہوگیا ہے چابک جو اندر گھبرا کر آیا یہ بھی بیہوش
ہوگیا اُسوقت نعرہ ہوا منم عمرو و برق عمرو تو ماہ دُر در گوش اور برق گلعذار بنا ہوا تھا غرض
اُنھون نے تیغہ و لوح لے لیا اور اُن دونون کا پشتارہ باندھا اور لیکر وہان سے روانہ ہوے اور
سامنے بران کے لائے تیغہ اور لوح تو سامنے رکھدی اور جہانگیر کو ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا
اب جو اُسکی آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا ہوا پایا بہت گھبرایا اور کلمات درشت و سخت بران
نے اُسکو کہے یہ ہنگامہ تھا ہی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور افراسیاب پیدا ہوا اور آتے ہی
اپنے جہانگیر اور چابک کو تیہہ مین دابا اُسوقت سبنے اُسپر سحر کرنا شروع کیے کسی نے
ناریل مارا کسی نے ترنج مارا اور اِدھر فوج جہانگیر مین بھی نفیر سحر بجی ساحر جلد جلد باز و بط و
قرے وغیرہ سوار ہوکر جمشید جمشید کہتے ہوے یہان آگرے یہان کے ساحر بھی اُنکا گھیرنے
لگے ترسول و پنسول چلتے تھے جمشید و سامری کے نعرے بلند تھے ابر کے لکے آتے تھے تیر و
تار برساتے تھے ساحر مرتے تھے دم بدم محبت کا بھر رہے تھے لیکن افراسیاب جہانگیر لیے ہوے باہر نکلا اور چاہا

کہ زمین مین غرق ہو جائے اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم کوکب روشن ضمیر اور اُسنے آتے ہی زمین کو سخت
کر دیا افراسیاب نے زمین پر گر کر سر مارا کہ سر شق ہو گیا مگر اُسنے اُسی وقت دونون پانون اپنے
زمین پر مارے کہ اُس مقام پر ایک چشمۂ آب پیدا ہوا افراسیاب نے چابک اور جہانگیر کو چھوڑ کر
اُس چشمۂ آب مین غوطہ مارا کوکب نے پھر سحر پڑھا کہ وہ پانی بستہ ہو گیا اور افراسیاب نے سر کے
بل غوطہ مارا تھا نصف جسم تو اسکا زمین مین رہا اور نصف اوپر پانون تھرانے لگے عمرو نے اُسوقت
کہا کہ ای کوکب مار دے اسکو کوکب نے کہا کہ مرنا اسکا مشکل ہے مگر مین پانون اسکے اڑائے دیتا ہون یہ
کہکر تخت سے اُتر کر کوکب نے تیغ اسکے پانون پر مارا مگر افراسیاب کی نانی ہے زمرد رنگ کہ وہ زمین
زمین آتی ہے بس وہ اپنے مقام پر سے چلی اور یہان اُسوقت آکر پہونچی اور کوکب کے تیغ مارنے پر
اُسنے ایک قہقہہ مارا کہ آواز قہقہے کی آئی اور نعرہ ہوا کہ منم ماہی زمرد رنگ اے کوکب تو نے
کسکو قتل کیا دیکھ تو جھک کے اب جو کوکب نے جھک کے دیکھا تو بیران جلدو اپنے
سردار کو کشتہ پایا اور افراسیاب کا کہین پتا نہ تھا کوکب نے کہا کیون خواجہ دیکھا تمنے
افراسیاب کے حال کو خواجہ کو بڑا تعجب ہوا اور انتشار طبیعت زیادہ تر بڑھا اور افراسیاب
کو جو ماہی زمرد رنگ لے گئی تو مع جہانگیر و چابک لے گئی اور اُسنے بہت دور جا کر ایک مقام پر
اسکو چھوڑا اب افراسیاب نے جہانگیر کو ہوشیار کیا لیکن ایک جملہ اور سنیے کہ راہ تو یہان کی کھل
گئی ہے صرصر بھی پشتۂ رنگین حصار سے یہان چلی آئی تھی اُسنے بہت جلد صورت اپنی ایک
بران کی کنیز کی ایسی بنائی اور جب گل اور تیغہ وغیرہ لاکر عمرو نے رکھا تو وہ اُسکو آنکھ بچا کر اُٹھا لے گئی
یہان افراسیاب نے جہانگیر سے پوچھا کہ ای صاحبقران گل اور تیغہ و لوح وغیرہ کہان ہے اُسنے
کہا وہ وہین رہگیا ہے یہ کہہ رہا تھا ہی کہ صرصر نے لاکر لوح و گل وغیرہ اُسکو دیا اور کہا ای شہنشاہ مین
اسطرح آئی تھی اور اب یہ لائی ہون اور پھر جاتی ہون ہو سکتا ہے تو بران کو لاتی ہون جہانگیر نے
لوح وغیرہ لیکر وطن سے سہروی کی ماہیان نے بڑی دور اسکو لاکر چھوڑا تھا اسوجہ سے یہ اب
اُدھر سے آتا ہے لیکن اسی عرصہ مین جہانگیر عالم یعنی آفتاب تابان طلسم مغرب مین گیا اور

| | | |
|---|---|---|
| ظلمات شب عالمگیر ہوئی بیات<br>نگاہین میل آسائش پہ آئین | بشکل سبزہ اُٹھی یکجے سیاہی<br>ہجوم شوق سے آنکھین بھر آئین | ہوے مصروف راحت مرغ و ماہی<br>سر شام قہار ظلماتی و رضوان ظلماتی |

نے نفیر سحر کو لشکر مین دم دیا یہ خبر زر افشان و عمرو و بران وغیرہ نے بھی سُنی اُنھون نے بھی طبل جنگ بجوایا صداے کوس رزمی سے گوش فلک کر ہوا اس گردون مین جھنجناتا آیا تیاری جانبین مین ہونا آغاز ہوئی کسی نے تلوار کو صاف کیا کسی نے کمان جو خانہ کر گئی تھی اُسکو درست فرمایا کوئی سنان و پیکان کو آبدار کرنے لگا نقیب للکارنے لگے دلاورونکو پکارنے لگے کہ ان اے جوانو شاباش معرکہ رزم صبح کو در پیش ہے جی نہ ہارنا خبردار عدو کو للکار کر ڈانٹ کر مارتا مار جانا کہین ساحر کلو بھیرون نار سنگھ کو پکارتے تھے جمشید و سامری کے نعرے مارتے تھے کوئی کہتا تھا کہ یہ سنان ہے گل اور سینۂ عدو ہے کوئی کہتا تھا کہ دشمن سے کل اجل دوبدو ہے ہنگامۂ قیامت از ہر طرف برپا تھا عجب طرح کا غوغا تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی یقین تھا کہ کلۂ عمود و زبان تیر اس شب کو باتین کرنے لگے چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ ترک روزگار نے تیغۂ مہر کو میدان فلک مین چمکایا اور تاریکی شب کو تیغ تیز کی چمک نے قطع فرمایا ابیات

جمال شمع پر آئی اداسی
مزاج شب مین پھیلی بدحواسی
تصدق سے جھکے پروانے ہر سو
جگر سے سوز کی آنے لگی بو

رضوان و قہار ظلماتی بلشکر کثیر جانب جنگاہ چلے وہ طائران سحر کا اُڑنا مرکبہاے پرند کے طرارے بھرنا طاؤسان سحر کی کلیلین کرنا عجب لطف دکھاتا تھا غرض جنگاہ مین آکر ہر ایک نے صف باندھی اور نقیبون نے للکار کر دلاورون کے دل بڑھائے لڑنے کو سب نے گھوڑے اُٹھائے ایک جانب سے ملکہ بہار نے آکر سحر پڑھکر دستک دی کہ دم بھر مین سبکے سامنے ایک باغ تر و تازہ پھولون سے ہرا بھرا سبز و شاداب و لہلہاتا نظر آیا کہ اُس بوستان سحر کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

نظر مصروف تھی ہر دید گل پر
عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر
کوئی گل تھا بشکل جام لبریز
کہین پتے تھے باہم شبنم آمیز
کسی کا رنگ مثل روے جانان
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان
کوئی مصروف خندہ صورت یار
کوئی مانند عاشق سینہ افگار
کوئی حیران بشکل چشم عشاق
کوئی سربستہ مثل کار آفاق
بشکل ساعد نازک ہر اک شاخ
بلندی سے نقاب چہرۂ کاخ
زمرد گون بہار برگ شاداب
لبالب زیر دامن چشمۂ آب
نواسنجی مین طاؤسان خوش رنگ
تلذذ مین کشود خاطر تنگ
ترنم ریز مرغان خوش الحان
کہین فریاد بلبل مرثیہ خوان

اور گلون کا یہ عالم تھا کہ کہین نرگس شہلا مست کہین لالہ ساغر

درو دست کسی جا سنبل بازلف پریشان کہین لالۂ رنگین کسیجا سرخ پوش ارغوان بہار تازہ جوش تک
قہار و رضوان نے دیکھی فوراً ایک سحر قہار ظلماتی نے پڑھا کہ بہار کے باغ بہار مین آگ لگی اور
وہ گلدستہ اور پھول جلگئے اور غصہ مین آکر اُسنے ترنج مارا کہ صدہا پتلے پیدا ہوے اور وہ آکر بہار سے
لپٹ گئے بہار اپنے سحر کے باطل ہوجانے سے بیہوش ہوجاتی ہی بس وہ بیہوش تھی پتلے اُسکو
اسی عالم بیہوشی مین کھینچتے ہوے سامنے قہار ظلماتی کے لاے لیکن بعد کچھ عرصہ کے ملکہ بہار کو
ہوش آیا اور سنبھلکر اُٹھی اور اُسنے تیغ سحر کھینچکر پتلون کو قتل کرنا شروع کیا مگر جب اُنکو قتل کیا ایک
کے دو ہوکر تیار ہوے ہر چند بہار سحر کرتی ہے مگر تاثیر نہین کرتا ہے نہایت مجبور و ناچار ہی اس اثنا مین
ایک افسر اُن پتلون کو آگے لیکر بڑھا لکھا ہے کہ کوکب روشن ضمیر سے بران رخصت لیکر کوہ
زخشان کی طرف روانہ ہوئی تھی تو شہزادہ جہانگیر کے آنیکی طلسم مین خبر سنکر یہ توقف پذیر ہوئی تھی
چنانچہ وہ بھی اُسوقت آکر پہونچی اور اُسنے آتی ہی اختر مروارید قہار ظلماتی پر کھینچ مارا کہ وہ جلنے
لگا اور بران نے دوڑ کر پھر اختر کو لیا اور تیغہ سحر کھینچکر لڑنا شروع کیا اب رضوان ظلماتی نے
سحر کیا کہ صحرا سے شیر اور خرس پیدا ہوے اور اُنھون نے آکر لشکریون کو مارنا شروع کیا اُسوقت
ایک پتا از خود اُڑتا ہوا آیا اور بران کی گود مین گرا اُسمین لکھا تھا کہ اے بران اختر مروارید کھینچ
رضوان پر کھینچ مار بران نے آگے بڑھکر اختر مروارید رضوان ظلماتی کی پیشانی پر کھینچ
مارا کہ وہ بھی دھڑ دھڑ جلنے لگا اور خاکستر ہوگیا اُسوقت افراسیاب جادو آکر پہونچا اور اُسنے جو
یہ ماجرا دیکھا رضوان اور قہار کے لیے بہت رویا پھر انکی خاک کو آکر اُسنے جمع کیا اور اُسپر اپنی ران
کاٹ کر خون چھڑکا اور سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہوگئے اور کھڑے ہوکر لڑنے لگے اور خرس اور شیران
دشتی نے لشکریون کو کھا کر پریشان کیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آج ضیغم فلک کو غصہ آگیا ہے یا ترک
دہر بپھرا ہوا ہی خرسون کے پشم دار بال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ چادر سیاہ کزال دنیا اوڑھے ہے غرضکہ
بران نے بڑھکر پھر اختر کھینچ مارا لیکن افراسیاب جادو نے وہ اختر بڑھکر اُٹھا لیا بران
تیغہ پکڑا افراسیاب پر جا پڑی اور تیغہ مارا افراسیاب نے تیغہ روک کر ہاتھ اپنا بڑھایا کہ اُسکے ہاتھ
مین تیغہ سحر آگیا اُسنے اُس تیغہ پر تیغہ کو روکا اور پھر آپ تیغہ مار کر بران کی پیشانی زخمی ہوئی بران
نے دوڑ کر ایک تلوار سحر کی اُسپر لگائی مگر اُسنے خالی دی اور آپ ایک ناریل اُسپر مارا وہ ناریل بران پر پڑا

بران کے جسم مین آبلہ پڑگئے لیکن بران نے جلد اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی کہ اُسمین خاک جمشیدی تھی وہ خاک تمام جسم مین مَلی کہ آبلے جاتے رہے اور آپ پھر تیغ افراسیاب پر لگایا اس اثنا مین راوی بیان کرتا ہے کہ نعرۂ کوکب بلند ہوا اور کوکب نے آتے ہی اپنے بازو پر سے آنکھ کھولکر افراسیاب کو دکھایا کہ اُسکو غش آیا مگر بیہوش ہوتے ہوتے افراسیاب نے اپنے بازو پر سے آنکھ کھولکر دکھایا کہ کوکب کو بھی غش آیا اُسوقت سواران زرین پوش پیدا ہوکر کوکب کو ہاتھون پر اُٹھا لے گئے اور کچھ پریزادین طلسمی پیدا ہوئین کہ اُنھون نے افراسیاب کو ہاتھون پر روکا اور قہار و رضوان ظلماتی نے طبل بازگشت بجوادیا کہ دونون طرف کے لشکر پھرے اور اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوے مگر صرصر شمشیر زن جو وعدہ کرکے گئی تھی کہ مین جاکر بران شمشیر زن کو گرفتار کرلاتی ہون مین جب لشکر دونون طرف کے اپنے مقام پر آکر اُترے ملکہ بران صرصر شمشیر زن بھی قلعہ رخشانہ کے آگے بارگاہ مین آکر تخت پر جلوہ نشین ہوئی عمرو بن امیہ ضمری بھی اُسکے سامنے کرسی پر آکر بیٹھا کہ صرصر نے صورت اپنی بران کی کنیز کی ایسی بنائی اور بارگاہ مین آئی دیکھا کہ عمرو سامنے بران کے بیٹھا ہے یہ اپنے دلمین خائف ہوئی مگر دل اپنا مضبوط کرکے ٹھہری رہی اور اپنے دل سے کہا کہ اے صرصر تو ہمیشہ عیاری کا کرتی ہے اگر اسی طرح ہر وقت عمرو سے خائف ہوگی تو کاہکو عیاری تجھسے ہوسکیگی غرضکہ یہان کاروبار کرنے لگی اِس عرصہ مین وہ وقت آیا کہ کلیم شب مین روز روشن سے مُنھ چھپایا اور کواکب نے چمک کر فلک پر جلوہ دکھایا کہ ابیات

دلون مین خواہش آرام آئی — طبیعت بہر راحت کھینچ لائی
ردائے دن ہوئی دیکھا تو میلی — سیاہی پھر جہان مین شب کی چھائی

رات کو بارگاہ بران مین کنول اور جھاڑ وغیرہ روشن ہوے اور رقاصان مہر طلعت آکر سامنے مجرا کرنے لگین اس اثنا مین عمرو کی نگاہ صرصر شمشیر زن پر پڑی یعنی دیکھا کہ ایک کنیز نہایت حسینہ و جمیلہ دوڑ دوڑ کر کام کر رہی ہے پھر غور کرکے جو دیکھا تو پاؤن اُسکے پیر سے بڑے ہوئے پائے یہ دیکھکر عمرو نے اُسکو بلایا کہ اِدھر آ صرصر عمرو کے قریب آئی خواجہ نے مقام پر سے اُٹھکر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بتا تو کون ہے صرصر نے کہا کہ کنیز ہون میوتی میرا نام ہے عمرو نے کہا نہین سچ بتا کہ تو کون ہے صرصر نے کہا کہ مین سچ کہتی ہون کہ مین کنیز ہون پھر عمرو نے اُس سے پوچھا مگر وہ یہی کہے گئی خواجہ نے اُسوقت آب گرم منگا کر مُنھ اُسکا دُھلوایا رنگ روغن عیاری دھو گیا اور چہرہ

صرصر کا نکل آیا تو عمرو نے کہا کہ ای جان جہان و اے آرام دل مشتاقان خوب تم اسوقت ہاتھ لگین یہ کہکر اُسکو گلے سے لگایا صرصر لگی گالیان دینے کہ موذی کاٹے جوانا مرگ خدا تجکو غارت کرے مر لیے مرنے ہو نگے تجکو گہری گور مین تو یون تجھ گلے سے لگانے والے کا مردہ نکلے ارے ستیاناس گئے یہ کیا کرتا ہی عمرو نے کہا کہ اے جانی و اے مایۂ عمرو زندگانی معشوقون کا کوسنا بھی اچھا معلوم ہوتا ہی میری عین خوشی ہی تو یون ہی مجکو کوسے جایہ کہکر پھر اُسکا بوسہ لینا چاہا اُسنے طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے اُسپر مارا اور اسطرح تڑپی کہ ہاتھ عمرو کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور خواجہ کو از بسکہ اسکا قتل و قید کرنا منظور بھی نہ تھا اسوجہ سے عمداً اسکا ہاتھ چھوڑ دیا غرض صرصر بھاگ کر بارگاہ سے نکل گئی اور رات بھر گرد بارگاہ کے چرخ مارا کی اور فکر مین عیاری کے پھرتی رہی مگر کچھ قابو نہ ہوا آخر وہ زمانہ آیا کہ شبنم نے سیاہی شب کو دھو ڈالا اور ساحر مہر جھولا زرین گلے مین ڈالکر بارگاہ فلک مین آیا۔ نظم

کہ شب نے کوچ کی نوبت بجائی
ہوا غل رات گذری صبح آئی
چھپا سامان محفل سب نظر سے
ہوئی شب رخصت آغاز سحر سے

؛ صبح کو صرصر پھر کر بارگاہ شہزادہ جہانگیر مین آئی اور ماجرا اسے شستہ زبان پر لائی اور پھر فکر مین عیاری کے چلی اور دن بھر فکر مین عیاری کے رہی لیکن کچھ نہو سکا کیونکہ عمرو وہان نگاہبان تھا اور ایک روایت مین یون ہی کہ برق بھی عمرو کے ساتھ نہ آیا تھا اُسوقت ملکہ بران شمشیر زن نے بخیال اسکے کہ مقدمہ عیاری ہے اور خواجہ بالکل تنہا ہین لبن اُسنے ایک پنجہ بھیجا کہ جاکر برق فرنگی کو لشکر مہرخ سے اُٹھا لائے پنجہ روانہ ہوا اور ایک نامہ بھی اسنے لکھا ملکہ مہرخ کو اسمین مضمون یہ تھا۔ لمؤلفہ

بہار بوستان شہریاری
گل اقبال باغ تاجداری
شہ مہرخ شہنشاہ زمانہ
جو ہی دنیا مین سلطان یگانہ
رکھے اُسکو خدا زندہ ہمیشہ
ملے اُس ماہ وش کو ایک پیشہ
یہان جب سے کہ ہم آئے ہوے ہین
نہایت درجہ اُکتائے ہوے ہین
لکھا ہی ہمنے تمکو اب یہ احوال
کہ ای شاہنشہ والا خوش اقبال
یہان آئی ہون اب جس روز سے مین
جلا کرتی ہون ہردم سوز سے مین
کہون کیا مین کہ یان کیا ہی گذرتی
یہ باقی ہی کہ موت آئے تو مرتی
لکھا ہی مختصر سا تجکو احوال
کھونگی پھر جو کچھ گذرا ہے جنجال
یہان شہزادہ ذیشان وو بیجاہ
لقب جسکا جہانگیر ہے شہنشاہ
وہ اس قلعہ پر جسکا نام رخشان
ہی آپہونچا مع فوج فراوان
مقابل اُسکے مین اور شاہ کوکب

سیاہ ساحران سے آئے ہین اب
خدا جانے کہ کیا ہوا اسکا انجام
ابھی تک تو ہوے ہین ہم ہی ناکام

لکھا جاتا ہو اے ملکہ یہ تمسکو
کہ برق عیار کو خط پڑھ کے بھیجو
کہ وہ عیار یان آکر لیگا

تو بار امتحان کا سر پر دھر لیگا
بس آگے اور کیا ہم لکھیں احوال
خدا رکھے تمھین آباد و خوشحال

رہے جبتک کہ یہ دنیائے فانی
رہے باقی زمانے مین نشانی
یہ نامہ بھی ایک پنجہ سحر کو دیا کہ وہ ملکہ

روانہ ہوا اور اُسنے لاکر ملکہ مہرخ کو نامہ دیا نامہ پڑھکر مہرخ نے مہتر برق فرنگی کو بلایا اور مضمون نامہ سے
آگاہ فرمایا برق نے عرض کیا کہ ای ملکہ مجکو جانے مین کچھ عذر نہین ہی لیکن خیال آپکی تنہائی کا ہے اور
پھر یہ بھی خیال آتا ہی کہ اگر جاؤن تو شاید استاد وہان موجود ہین اُنکی خفگی پیدا ہو پس مین جاکر مہتر قران
سے اس امر مین مشورہ کرتا ہون یہ کہہ ہی رہا تھا کہ حسب اتفاق بسبب ہونے عمرو کے مہتر
قران اس خیال کہ ملکہ مہرخ کو کوئی گزند نہ پہونچائے بارگاہ مین آیا برق نے اُسکو سلام
کرکے کہا کہ اے خلیفہ عیاران لشکر اسلام دیکھیے یہ نامہ میری طلب کے لیے آیا ہی اس امر مین آپکی
رائے ہے مہتر قران یہ کلام سُنکر کچھ دیر تو بعجیب تفکر رہا پھر سر اُٹھا کر اُسنے کہا کہ اے برق اصل تو
یہ ہے کہ آجکل افراسیاب حمایت مین شہزادہ جہانگیر کے مصروف ہی ملکہ حیرت بھی وہین گئی ہوئی
ہے یہان کوئی لڑنے والا نہین تم شوق سے جاؤ اور خدمت شاہ عیاران اُستاد نامدار کی بجالاؤ اگر
اگر جیانا کوئی اس مقام پر لڑیگا تو ہم اور ضرغام اور جانسوز سمجھ لینگے برق یہ سُنکر تسلیم بجالایا اس عرصہ
مین پنجہ فرستادہ بران آیا اور ایک پتلا نے کہ ہمشکل بران وہ پتلا تھا زمین سے پیدا ہو کر ملکہ مہرخ
سے اجازت لی پھر پنجہ نے برق کو اُٹھایا اور بہ آرام تمام لیکر روانہ ہوا یہانتک کہ خدمت ملکہ
بران مین پہونچایا اُسنے آکر خواجہ کو تسلیم کی پھر عیاری کرنے کے لیے کچھ دیر آرام کرکے روانہ ہوا اس
عرصہ مین وہ دن تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ لگاہ اہل عالم مین نئے عالم نظر آئے
بہار شام نے ترالے رنگ دکھائے کہ ابیات

نظر کی جانب خورشید روشن
چھپائے اُسنے عارض زیر دامن
ہوئی شام اور چھپا سورج مین جو خورشید

برآئی لڑنے والون کی پھر اُمید
سر شام حکم تھا رہ ظلمانی و رضوان ظلمانی تا طبل جنگ پر چوب

پڑی ادھر بھی ملکہ بران و رخشان جادو نے نقیب سحر کو دم دیا ساحران نامی اور سرداران گرامی
آگاہ و خبردار ہوے دربار ملکہ بران ذیوقار و شہزادہ نامدار جہانگیر ذوی الاقتدار سے

سب اٹھ کر اپنے اپنے بستروں پر آئے اور آلات حرب و ضرب کی تیاری میں مصروف ہوئے بوستان شجاعت و ساحری میں بہار آئی جوش شجاعت سے امنگوں پر طبیعت ہر سردار آئی گلستان جلادت میں ہوا تیر کی چلنے لگی ہر ایک بہادر نے کر و سفے پر کسی بلبل جان کے لیے شاخ تیغ نشیمن بنی کہیں دنگل اور بانسری بجی کہیں کڑاہی تیغ سدو کی چڑھ گئی کوئی ڈوم کی طرح سے ڈمرو کی صدا پر ناچنے لگا کسی نے اگیاری کر کے جوت کا دیا جلایا موم خانہ میں ہوم کیا کہ ابیات

پکارا کوئی سامری آ بسے
سنا تھا کوئی سامری کا ہنت
کسی جا چمکتی تھی تیغ و سنان
رہا رات بھر یوں ہی چرچا وہاں
چلی اُٹھ کے لڑنے کو جنگی سپاہ
ہلی بہمن و سام و رستم کی گور
ادھر سے جہانگیر با فر و شان

مدد آپ ہی میری فرمایئے
چڑھانے لگا سان پر کوئی تیغ
لیے تھے ہتھیلی پہ سب نقد جان
ہوئی رات جب دم گذر کر سحر
بڑھے سمت میدان کو سب کینہ خواہ
ہنر پہلوانی کے تھے سب کو یاد
ہوا آ کے میدان میں جلوہ کنان

لگا جھوم کر کوئی پڑھنے پڑھنت
کسی نے کہا جان نہیں ہے دریغ
فسانہ کہاں تک کروں میں بیان
فلک پر ہوا مہر جب جلوہ گر
وہ باجوں کا بجنا وہ ڈنکے کا شور
ہوئے آ کے میدان میں ایستاد
یعنی جمشید کے شہنشاہ زرین کلاہ

نیزۂ خطوط شعاع ہاتھ میں لیکر میدان فلک میں آیا اور ترک شب نے عرصۂ عالم سے گریز کی لشکر خیل خیل ذیل ذیل میدان کارزار میں بہ حرب و پیکار آ کر ہو گیا ساحروں کے طائروں اور ہجوم سے روے دہر کالا ہو گیا تھا گرد و سیاہ سے فلک تک اندھیرا تھا آئینۂ آفتاب اندھا تھا نقاروں کی آواز نے گوش کو بیان کر دیا تھا سواروں کے گھوڑے بڑے بڑے الف ہوتے تھے نفیر و بوق و ناقوس بجتے تھے غرضکہ صفوف کارزار بہر حرب و پیکار آراستہ ہوئیں اور ستوں نے لنگر جھنڈا کا وکیا نقیبوں نے نکلکر مذمت دنیاے فانی کو سنایا کہ اے بہادروں کہاں ہیں جمشید و سامری کہاں ہیں رستم و اسفندیار دیکھو کہ سب پیوند خاک ہو گئے آج کے روز ان میں سے کسی کا پتا نہیں مگر ان کا نام باقی نکلا ہے باقی ہو کر رباعی

چندے دیدم نشستہ بر گنبد روس
بانگ ہمیگفت کہ افسوس افسوس
در پیش نہادہ کلۂ کیکاؤس
کو بانگ جرس ہا و کجا نالۂ کوس

کس کی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے
کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
جوش دل سے اٹھا وہ جلوۂ طاؤس ہے
کیا ہی ملک روم ہے کیا سرزمین روس ہے

گر میسر ہو تو کیجیے عشرت سے زندگی
مل رہا ہو دل کئی چنچل پریزادون کے ساتھ
بولی عبرت چل دکھاؤن اک تماشا مین تجھے
لے گئی اکبارگی گور غریبان کی طرف
تربتین دو مین دکھلا کر مجھے کہنے لگی
پوچھ تو انسے کہ مال و مکنت و دولت سے آج
کل تو قدرت یا سے خم رکھتے تھے تسبیح ریا

اک طرف آواز طبل اکسو صدائے کوس ہے
شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے
تو جو ایسا آج قید آز کا محبوس ہے
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے
آج رہن جام ہے یان خرقۂ سالوس ہے

جب نقیب نقابت کرکے کنارے ہوے صفون پر مثل صف مژگان کے سناٹا آگیا اور ہر ایک مبارز اپنے حریف کو بنگاہ تند و تیز و بنظر ستیز دیکھنے لگا ہاتھ گھوڑون کے یودہ پر باگ کے پڑنے باگین اٹھنے لگین یہی قصد تھا کہ حریفون پر جا پڑین پس جب میدان پاک و صاف ہو چکا قہار ظلمانی اپنا اژدر اڑا کر میدان کارزار مین آیا اور تیر تگی سحر کی دکھا کر طالب مبارز ہوا ادھر سے بران دلاور اپنا طاؤس زرین بال بڑھا کر جسکی شان مین یہ کہنا زیبا ہے **نظم**

زہے طاؤس ہمایون و مبارک پرواز
طائر سدرہ سے ہو جائے وہین وہ ہمسر

صاف آتے تھے نظر جسمین پر چاند زر
اسکا سایہ جو پڑے جا کے ہما کے اوپر

پس وہ ملکہ نامور اسی طاؤس زرین بال کو اڑا کر مقابل مین آئی قہار نے بران کی صورت زیبا کو جو دیکھا جسکی صورت خوش کا یہ نقشہ تھا کہ سراپا

کیا کہون کیسا قد و بالا ہے
پیکر نازک اسکے سب محبوب
اسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کالے کوسون کی بات کالی ہو
اس جبین سے ہو دل کی کب جاذب
یہ کمانین کسو سے کھنچتی نہین
سطح رخسار آئینہ سے صاف

قالب آرزو مین ڈھالا ہے
ہو سراپے جن پر کرے ناز
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
صبح صادق کا دعویٰ ہو کاذب
پھری پلکون کی اور اسکی نگاہ
جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھیے معاف

ایک جا کہ سے ایک جا کہ خوب
بل ہی کھایا کرے یہ عمر دراز
کچھ بھی نسبت ہو تمکو سودا ہو
زہے سنبل پیچ پاچ دھرے
ایسی بھنوین کشیدہ بھی مین کہین
چشم پر میری تیری چشم سیاہ
غرض اس سراپا ناز و خوبی کو دیکھ

گلستان شجاعت و محبوبی نے قہار سے ضربت طلب کی قہار نے ایک تازیانہ اپنے جوڑ سے

نکالکر مارا کہ وہ ناریخ آکر ملکہ بران کے سینہ پر پڑا بران نے جلد خاک اپنے انگیاری کی سینے پر لگائی کہ ناریخ کے پڑنے سے زخم پڑگیا تھا مگر اچھا ہوگیا اور ناریخ ٹھنڈا ہوکر زمین پر گر پڑا اور ملکہ بران نے اختر جوڑے سے نکالکر اُسپر مارا یہ قہار افراسیاب کا ماموں ہو اور بڑا زبردست ساحر ہو اُسنے ایک ایسا سحر پڑھا کہ ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے اُس اختر کو اپنی منقار مین لے لیا بران نے بہت جلد اپنی زبان کاٹ کر خون کا چھینٹا اُس طائر پر مارا کہ وہ طائر جلگیا قہار نے جلد سحر پڑھا کہ اور ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے اُس اختر کو لے لیا اس گنج خوبی نے پھر خون کا چھینٹا اُسپر مارا کہ وہ طائر بھی جلگیا قہار کے سحر سے پھر طائر پیدا ہوا اور اُسنے اختر منقار مین لیا اسی طرح سات طائر پیدا ہوے اور اختر کو اُنھون نے باری باری سے منھ مین لے لیا اب بران نے اُلٹ کر ساتوین طائر پر بھی خون کا چھینٹا مارا کہ وہ بھی جلا اور بران برابر پہونچی تھی کہ اُسنے جب اُسکے منھ سے اختر گرنے لگا ہاتھ مین لیا قہار نے دوڑ کر ایک ہی پنجہ سحر کا بران پر مارا اور سحر پڑھا کہ کئی پنجہ پیدا ہوے اور بران کو لپٹ گئے بران نے اختر سے اُن پنجون کو بھی جلا دیا اور سحر کو زور دیتی ہوئی آگے بڑھی اُسوقت رضوان نے بہشت پر سے اُترکر آکے خاک جمشیدی بران پر ماری کہ بیہوش ہوگئی بس رضوان نے سحر کی دستک دی کہ پنجے پیدا ہوے اور بران کو لیکر اُسکے سامنے آئے اُسوقت قہار نے سحر کو زور دینا شروع کیا اور فوج پر بران کے چلی اودھر سے مجلس فوج لیکر بڑھی گھمسان کی مار ہونے لگی برق سحر چمک چمک کر گرنے لگی ہر طرف کلوا بھیرون کی پکار ہوئی ہر سمت بلند صدائے مار مار ہوئی اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم کوکب روشن ضمیر قہار نے فوراً کوکب کو دیکھکر سحر کیا ایک ابر سفید پیدا ہوا اور پنجے پیدا ہوے ابر نے تو آکر سر کوکب پر سایہ کیا یہ اسلیے کہ کوکب بیہوش ہوجاے اور پنجے کوکب کو لپٹ گئے کوکب نے پنجون کو تو جلا دیا اور ایک سحر پڑھکر پانی کا چھینٹا بران کے منھ پر دیا بران کو پنجے لیے ہوے کھڑے تھے بس پانی کے چھینٹے پڑنے سے بران ہوشیار ہوئی لیکن اسطرح کہ جیسے کوئی بیخود ہوتا ہے کوکب نے اُن پنجون کو کہ جو بران کو لیے کھڑے تھے جلا دیا اور بران کو لیکر تخت پر ڈالا اور سحر کیا کہ پنجے پیدا ہوے اُس تخت کو لے گئے اب کوکب آگے بڑھا اور اختر مروارید قہار و رضوان نے طائر کی منقار سے لے لیا تھا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ ان دونون نے وہ اختر خود اُسکو دیدیا بس کوکب نے ایک

گرہ میں اُسکی کیا ہی لاسے دیکھیں | مختصر یہ کہ خوب جنگ ہوئی آخر تھک کر طبل بازگشت بجوایا

لاش قہار و رضوان کی تجلسی ہوئی افراسیاب نے اُٹھوائی اور جہانگیر بن صاحبقران
جسکو ماہی زمرد رنگ لے گئی تھی وہ بھی آکر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا مگر افراسیاب جادو
بزور سحر صورت کوکب کی بنا اور ادھر عمرو بن اُمیہ کے دلمین آیا کہ ای عمرو لوح کوکب جو تیرے
پاس ہی بس لوح اسواسطے بانیان طلسم نے نہین بنائی ہی کہ وہ زنبیل مین رہے تجکو چاہیے کہ
وہ لوح کوکب کے حوالے کردے یہ سوچکے لوح اُسنے زنبیل سے نکالی اور چاہتا تھا کہ کوکب دے
کوکب روشنضمیر چلا گیا تھا عمرو تامل پذیر ہوا اس اثنا مین افراسیاب صورت کوکب
کی بنکر یہان آیا اور عمرو کو اُسنے الگ بلایا اور کہا کہ ای عمرو لوح میرے طلسم کی جو طلسم برابر ہی
تم لیکر آئے ہو وہ مجکو حوالے کرو اسلیے کہ طلسم مین میرے دیکھتے ہو کہ یہ معرکہ پڑا ہوا ہی اور تم لالچی
ایسا نہو کہ کوئی تمکو لالچ دے اور تم لوح کو حوالے کردو عمرو کو یہ کلام سنکر غصہ آیا یا تو اُسکے جی مین تھا
کہ ابھی اور چند روز بندون کیونکہ جہان اپنے دلون زنبیل مین لوح رہی وہان اور چند روز سہی
مگر اس کلمہ پر کہ ای عمرو تم تو لالچی ہو خواجہ کو غصہ آیا اور جب قسمت انسان کی بُری ہوتی ہی سب
کچھ بُرا ہو جاتا ہی پس عمرو نے بے سمجھے بوجھے لوح زنبیل سے نکال تو چکا تھا ہی شاہ جادوان کو
کوکب سمجھکر حوالے کی افراسیاب نے لوح کو لیا اور نعرہ کیا کہ منم افراسیاب جادو عمرو نے طلسم
اوڑھلیا اور افراسیاب لوح ملنے کی خوشی مین سیدھا اُٹھکر دربار مین جہانگیر کے آیا اور لوح اُسکے
حوالے کی اور کہا کہ ای صاحبقران زمانہ لو یہ لوح طلسم نور افشان کی ہی اب تمکو فتاحی طلسم
نور افشان مبارک کچھ دن آرام کرکے پھر برائے فتح طلسم روانہ ہوا اور اب میری کچھ ضرورت نہین ہی
مین جاتا ہون یہ کہکر آپ مع حیرت کے چلا گیا مگر کہتا گیا کہ ہر وقت تم اسی مقام پر پہونچا جانا بعد اُسکے
جانے کے کوکب روشنضمیر اپنے قلعہ درخشانیہ مین آیا اور دن بھر آرام پذیر رہا لیکن اُسکو عمرو
نے دیکھکر منہ پھیر لیا کوکب نے اُسوقت کہا کہ کیون خواجہ میری کیا تقصیر ہی عمرو نے کہا کہ تمنے
مجکو لالچی بنایا اور ابھی ابھی تمنے مجھسے اگر لوح لے لی یہ سنتا تھا کہ کوکب کے حواس جاتے رہے
اور اُسنے قسم کھائی کہ خواجہ بایمان خود مین اس امر سے واقف نہین ہون کوکب خاموش
ہو رہا اور عمرو نے جب یہ معلوم کیا کہ کوکب نے لوح نہین پائی پس قسم کھا کہ اُٹھا کہ ای بایمان خود

ابھی جا کر مین لوح کو لاتا ہون یہ کہکر اٹھا اور صورت اسنے اپنی ایک ساحر کی بنائی اور روانہ ہوا
ادھر جہانگیر کو جو لوح دیکر افراسیاب ہوا تو شہزادہ مذکور اس لوح کو دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور
لیکر بیٹھا تھا کہ عمرو بارگاہ مین آیا اور ازبسکہ صورت ساحر کی ایسی بنے ہوے تھا کسی نے اسکو
پہچانا نہین یہ آکر ایک مقام ٹھہرا تو سنا کہ شہزادہ جہانگیر کہ رہا ہے اب مجکو پروا نہین لوح مجکو
ملگئی ہے یہ کوکب اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے اس عرصہ مین وہ دن بھی تمام ہوا اور
وہ زمانہ آیا کہ شب تیرہ فام نے منہ دکھایا خسرو روز کند ہوا اور شب کی سیاہی چادر مانند عالم مین پھیلی (نظم)

ہوا آغاز شب دن کا تھا انجام
بشکل صبح بدلا سب نے پہلو
بجا نقارہ حربی بس اکبار
ہوا اس جا پہ بس لشکر فراوان

چھپا آغاز شب سے دن کا سب کام
بجا ڈنکا ہوا تیار لشکر
ہوے سردار لشکر جلد تیار
لگے پھرانے اور ہونے لگا ہجوم

صدا دی کوس شاہانہ نے ہر سو
کہا سب نے کہ ہان لڑنا ہے بہتر
نظر آنے لگا کچھ اور سامان
خدا جانے کہ اب کیسا ہو معلوم

طبل جنگ بجتے ہی جہانگیر نے بھی نفیر سحر کو دم دلایا یہان بھی دوبارہ دربار برخاست ہوا ہر ایک
سردار لشکر اپنے اپنے مقام پر آیا اور تیاری آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوا اب اس رات
تیرون کی عجب بہار تھی دو رویہ اس لشکر مین گویا سپاہیون کی قطار تھی کہ (ابیات)

لگے سب سحر پڑھنے ہو کے خرسند
کوئی کہتا کہ آگے جاؤ لگا مین
کوئی بولا کہ ہان اب کیا ہے تاخیر
بھبوت اپنے بدن پر بس لگایا
پڑھا جادو جگایا سحر اسنے
وہ آفت تھی کہ جس سے عقل ہو گم

کیا جادو سے سب نے راستہ بند
بلاتا تھا کوئی بیرون کو اپنے
چلو لڑنے کو کھینچ جلد شمشیر
ہوا بس مالک لشکر کو اک جوش
ارادہ تھا کہ اب لڑ بھڑ کے جاتے

کوئی بولا کلیجہ کھونڈ لگا مین
کوئی کہتا تھا یا جمشید تو ہے
کسی نے دے کے اک تالی جھپٹ کر
ہوا غصے سے اک عالم فراموش
اسی صورت سے شب بھر تھا تلاطم

اور اسطرف کیفیت سنیئے کہ عمرو جو ساحر کی ایسی صورت بنا کر
لوح لینے کو گیا تھا ہر چند اسنے تدبیر کی مگر نتیجہ اسکا حاصل نہوا آخر لاچار ہو کر پھر آیا اور الگ آکر اسنے
صورت اپنی رنگ روغن لگا کر افراسیاب کی ایسی بنائی اور تخت زبرجد شاہانہ زنبیل سے نکالا
اور ایک روئی کا پہل لیکر اسکو تار مین باندھا اور سرخ اسکو رنگا اور اس روئی کے پہل کو بادل
ابر کی ایسی صورت بنایا پھر اسکو سر پر اپنے سایہ فگن کیا اور ایک تاج سبز رنگ کا ہاتھ مین لیکر

اُچھالتا ہوا بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر نے جو بادشاہ کو آتے دیکھا بہر استقبال اُٹھا اور بمقام صدر پر لاکر بٹھایا اُسنے بیٹھتے ہی کہا کہ ای صاحبقران مین لوح طلسم کوکب لاؤ مجکو دو کہ مین اُسکو ماہی زمرد رنگ کو دکھالاؤن کیونکہ عمرو بن اُمیہ ضمری عیار طرار ہے اور مین یہ لوح اُسی کے پاس سے لایا ہون ایسا نہو کہ اُسنے اور کچھ لوح کے بدلے دے دیا ہو جہانگیر نے اسکو افراسیاب جانکر لوح حوالے کی بس اُسنے لوح لیکر نعرہ کیا کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری اور وہان سے گلیم اوڑھکر غائب ہوا اور تخت پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا لوح کو زنبیل ڈال لیا اسی عرصہ مین وہ وقت آیا کہ شاہد شب نے برقع نورانی سحر مین منھ چھپایا زلف شب تابہ زانو ہوچکی سمٹی روز روشن نے منھ دکھایا

نظم

کواکب نے فلک پر منھ چھپایا
کہا سب نے کہ اب لڑنے کو چلیے
بڑھے لڑنے کو لشکر سخت مضطر
ہر اک سردار تھا وان کوہ تمکین
ہوئی گر گروہ پوشیدہ زمین مین
جھکے سر مرضی خالق مین یکسر
لیا ہر توپ نے لقمہ دہن مین
کہے تو قلزم ہستی کی زد مین
ہوئے تیار مردان تگھوار
مسلح ہوکے نکلے سب یہ باہر
اِدھر یہ اور اُدھر وہ صاحب ننگ
نکلکر بولے اے مردان جانباز
بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن
وہ کرکے دکھاؤ یون سب جو سنائے

کہ جب نقل مکانکی شب نے حاصل
جمال صبح نے اک نور پایا
ہوا تیار لشکر دو طرف کا
گرجتے تھے بسان رعد افسر
کڑک سے اسکی جان آئی لبون پر
پڑا بل نوجوانون کی جبین مین
ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی
چھپین گھبرا کے روحین سینہ مین
مصمم بر سر خونریزی و جنگ
کرین داماں صحرا اُون کی گلزار
صفین دونون ہوئین آراستہ جب
ہوئے دونون مقابل بہر جنگ
دم تیغ آج یان طعمہ جسکے ہے
کہ پاؤ آفرین سارے جہان سے
تمھارا جگ مین ہو نام نکوئی
جوانون کے ہوئے خوش جی کھائی

ہوا صحن زمین خورشید منزل
اُٹھے سردار لشکر بستر ون سے
بڑھے لڑنے کو سب مردان الا
ہزارون ہی وہان پر برق پیکر
ہوئے سردار لشکر سخت مضطر
زبان نیزون کی آئین تیزیون پر
مٹی مغرور دل کو خود پسندی
لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
چلی وان سے وہ فوج برق آہنگ
غرض سامان جنگ آراستہ کر
کہ لڑ نکلے سوا انتی ہنین اب
دو جانب سے نقیبان سرافراز
نکلکر کہا ہے تو شرط نمک ہے
کرو اب تیغ خون آشام روشن
کرو میدان مین اپنی سرخروئی
تو اپنے اپنے سردارون کے منھ پر

نظر کرنے لگے دونون وہ لشکر
نکل آئے غرض صف سے وہ جوشن
ہوئے قائم مقابل اُسکے آکر
ختن کے نیزے سے وہ دلچسپ و خونخوار
وہ کرنا نیزہ بازی دے کے کاوا
لگانا آئے حربہ کا بصد کد
کئے تو تھے تیغ نیزہ بازان
ہزارون رہکلے توپ اور شترنال
ہوا اک زلزلہ روئے زمین پر
زمین سے آسمان تک کیا کہون یار
گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم
برسنا سیکڑون تیرون کا ہر بار
ہوا ہستی سے بعضون کا نشان گم
غرض یون لڑتے لڑتے شام آئی

اشارہ ہم جو تک ابرو کا پائین
سلاح جنگ سب زیب بر و دوش
غرض چھیڑا اپنے اپنے رخش تازی
سنان مژگان جانان سے نمودار
انی کا نیزہ کے آنا بتا کر
وہ کرنا دوسرے کو حربے کو رد
ادھر اُدھر سے پھر ہونے لگی جنگ
دو جانب سے لگی چھٹنے کو فی الحال
ہوئے اہل جہان کے گنگ سب گوش
دھوئین سے ہوگیا عالم دھوان دھار
وہ بندوقون سے گولی کا نکلنا
دل عاشق پہ جون مژگان خونبار
ہزارون ہی غرض مجروح تن تھے
سحر پر دوسری ٹھہری لڑائی

تو پھر اکدم مین قتل عام کودین
صف مردان سے وہ گھوڑا کودا کر
بہم کرنے لگے وہ نیزہ بازی
وہ گھوڑے بادپا گویا چھلاوا
نکلنا وہ گھوڑے سے تگ و باگ
نظر مردم کی اُنکے فن پہ قربان
جسے ہو دیکھ قتال فلک دنگ
صدائے اُنکی کیا کہیے کہ یکسر
دلون مین جنگ کا پیدا ہوا جوش
کڑک کربان کا آنا وہ اُسدم
وہان مارے سے من کا اگلنا
ادھر اودھر ہوئے مجروح مردم
ہزارون مردہ بے گور و کفن تھے
جسدم خنجر آفتاب بیام مغرب

مین رکھا گیا اور سپر کو شب کی ترک روز نے چہرہ کے سپر کیا سر شام طبل بازگشت بجا لشکر پھر کر اپنے اپنے مقام پر آئے سپنے کمر کھولی اور آسودہ ہوئے جہانگیر بارگاہ مین آکر بیٹھا اُسوقت افراسیاب خانہ خراب آکر پہونچا اُسنے لوح کا حال کہا افراسیاب کو عمرو کے لوح لیجانے کا بہت بڑا صدمۂ جانکاہ ہوا اس عرصہ مین ماہیان زمرد رنگ زمین ہی زمین آئی اور اُسنے آکر صرصر کو بلوایا اور کہا اے صرصر یہان قلعۂ رخشانیہ کے باہر دربتا ہی وہان کوکب بیٹھا شکار کھیل رہا ہی تو جاکر میرا نامہ ایک وہان خلوت جادو رہتی ہے اُسکو پہونچا اور ہوسکے تو کوکب کو پکڑ لا یہ کہکر نامہ لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے سعادت شعار فرخندہ اطوار ہمشیرہ عزیزہ ملکہ خلوت جادو مین نے صرصر شمشیرزن عیارہ کو تمھارے پاس بھیجا ہے ہرچند کہ تم مطیعان کوکب مین سے ہوگی مین جانتی ہون کہ تم میرا پاس ضرور کروگی تمکو چاہیے کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے کوکب کو گرفتار

کراوینا یہ نامہ لکھکر صرصر کو دیا صرصر وہ نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد دینے نامہ کے ماہیان تو چلی گئی اور یہان جہانگیر ناچ دیکھنے لگا افراسیاب بھی چلا گیا بعد ناچ دیکھنے کے آرام پذیر ہوا آخر وہ وقت آیا کہ رات تمام ہوئی اور سپر شب کو ترک دہر نے پشت روز پر حایل کیا نظم

جمال صبح چمکا بھینا بھینا
زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے

ہوائے سرد سے سوکھا پسینا
گل بستر نے بوسے رخصتی دی

گہر شبنم کے پھولون سے لٹائے
بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی

صبحدم جہانگیر شاد و خرم چھپر کھٹ سے اٹھکر بارگاہ مین آیا اور تخت طاؤسی پر جلوہ گر ہوا پھر ہنگامۂ رقص و سرود برپا ہوا غرض وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ نظم

جبین و رخ پہ عکس شام گیسو
ہوا خورشید تابان گرم رفتار

فروغ حسن مہر ابر بر رو
دلون مین خواہش آرام آئی

غرض مانند شوق عاشق زار
طبیعت بہر راحت کھینچ لائی

سر شام جہانگیر نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا ادھر کوکب کے کہنے سے رخشان جادو نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو بارگاہ سے نکلکر لشکر جہانگیر و کوکب دلاور اپنے ہمراہ لیکر میدان کارزار مین پرے حرب و پیکار کے لگے گرد سپہ سے خورشید اندھا ہو گیا آئینۂ سحر مکدر تھا ساحر چیل اور طاؤس بنکر اڑنے لگے بعض اژدر بنکر پھنکارتے تھے غرض میدان مین صفوف کارزار آراستہ ہوئین آج سب سے پہلے جہانگیر نے مرکب اپنا اڑایا ادھر سے بران شمشیر زن نے اُسکے للکارنے پر تخت طاؤسی اپنا اڑانے کو بڑھایا جب دونون مقابل ہوئے اُسوقت بران نے ایک نارنج سحر پر پڑھکر سینۂ بیکینۂ شاہزادہ دلاور پر لگایا شہزادہ پر بسبب تیغۂ بلاکش کے نارنج نے تاثیر نہ کی اور شہزادہ نے تلوار برق کردار یعنی تیغۂ بلاکش کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ بران تخت پر سے اڑ گئی اُسوقت جہانگیر نے کہا کہ مین عورت سے لڑتے ہوئے شرماتا ہون کسی بہادر کو بھیجو بران نے اُسوقت نسیب دیگر دیوپال جادو کو کہ بہت بڑا سردار بھی ہے اور ساحر بھی ہے اور نہایت درجہ کی زور و قوت اپنے بدن مین رکھتا ہے بلایا جب وہ سامنے آیا شاہزادہ نے ضرب طلب کی اُسنے سحر پڑھکر ایک نارنج شاہزادہ پر مارا اور تلوار کھینچ کر آ پڑا شہزادہ نے تلوار کو خالی دیا اور نارنج نے بسبب تیغہ کے تاثیر نہ کی اور لوح بھی جو شہزادہ کو علاوہ لوح طلسمی کی ملی ہے گلے مین ہے اور وہ لوح محفوظ دافع سحر ہے غرض بعد خالی دینے تلوار کے شہزادہ نے بھی تیغۂ بلاکش اُسپر لگایا

بند سحر اُڑ کر خالی دیا اور پھر ترسول شہزادہ پر مارا پس جب وہ ترسول مار کر پلٹا تھا فوراً ہی شہزادہ نے تیغ بلاکش کا ہاتھ مار کے اُسکے دو پرکالے ہوئے غریو لشکر براں مین ہوا اور شہزادہ نے پھر نعرہ مار کر اور کسی کو بہرے مقابلہ مین بھیجو اُسوقت براں آگے بڑھی اور شہزادہ مذکور پر تاریخ مار اگر بسبب تیغ بلاکش اور لوح محفوظ کے تاریخ نے تاثیر نہ کی الحاصل خوب لڑائی ہوئی آخر طبل باز گشت بجا اور لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے مگر آتے ہی جہانگیر نے پھر طبل جنگ بجوا دیا کوکب کے یہان بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاری جنگ دونون لشکرون مین ہوئی جس وقت وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب نے بصد نازش آغوش عالم سے گریز کی او خنجر آفتاب نیام مشرق سے نکالا

ہوئی جب صبح پیدا ادہر مین پھر
پھر آیا جاہ لڑنے کا زمانہ　چلے لڑنے کو پھر دان ہنر ور　بجے بوق اور ہوا لشکر روانہ

غرض وارد میدان کارزار ہوئے دلاور لڑنے پر تیار ہوئے صفین جنگین بہادر سینے تان کر کھڑے ہوئے ساحر اژدہون پر چڑھکر روئے ہوا پر اُڑ گئے اژدہے قلاب آتشین چھوڑنے لگے نقیبون نے صدا دی کہ اے مردان جنگ آزما ہوشیار ہو جاؤ خبردار ہو جاؤ **بیت** روز جنگ است جنگ باید کرد ❊ کوشش نام و ننگ باید کرد

جب نقیب کنارہ ہوئے جہانگیر گھوڑا ڈالکر میدان میں آیا اور للکار اکہ آئے جسکو تمنا مرگ کی ہو براں تخت بڑھا کر سامنے آئی جہانگیر نے آج جھلا کر گل حیرت کوکب کھینچ مارا کہ براں جلگر رہگئی اُسوقت نعرہ کوکب بلند ہوا اور اُسنے آتے ہی شہزادہ جہانگیر پر ترسول مارا شہزادہ جہانگیر نے جھلا کر گل اُسپر بھی کھینچ مارا کوکب بھی جلکر رہگیا اب تو لشکر براں مین شور گریہ و زاری بلند ہوا اور مجلس جادو لشکر لیکر فوج جہانگیر پر آ گری جنگ سحر آغاز ہوئی اور تلوار سحر کی چلنے لگی بڑی گھمسان کی مار ہوئی دھڑ پر دھڑ مردے پر مردہ گرنے لگا تلوار شہزادہ جہانگیر کی بے پناہ پڑنے لگی جس سے دنیا کو بھی خوف کٹ جانے کا ہوا پیر گردون کا دل ہلنے لگا تیر سینون کے پار ہوئے جگر کی سنانون سے کلیجے فگار ہوئے یہ نقشہ تھا **نظم**

لگے تیر و پیکان چلنے وہان
لرزنے لگا خوف سے آسمان　دل پیر گردون مین یہ خوف تھا　نہون قتل اب غم کا مین مبتلا

بلکہ بموجب نظم حال اُس لڑائی کا تھا کہ **نظم**

نقیبون کی صدائین وحشت انگیز
وہ کرکیبون کے کرم کے فتنہ انگیز　لگا چھٹنے ہر اک سو تو پخانہ　ہراسان جسکی آتش سے زمانہ

دھوئیں مین اسطرح اُٹھ جاے رنگ کیا
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
یہ گولا سرخ نکلے تھا مسلسل
جوانون نے پیا بس آب پیکان
بان صورت غرض وہ تنگ کرتے
لگی چلنے بہم دونون مین تلوار
سہے باقی سو ہوکر سخت بیدل
اُڑے اپنی جگہ سے مثل سیماب

کہ جون بادل مین مارے برق چشمک
وہ تھی توپون کی چھٹتی ہر طرف باڑھ
شب یلدا مین جون تیر شہابی
کرون کیا دستہ نارک کی تقریر
بہم زخمی ہوگرتے اور مرتے
ہوئے کفار کچھ گولون سے فی النار
ہوئے جنا کہ حصار اپنے مین داخل

نکلتا توپ سے گولے کا رخشان
کہ شمشیر اجل مین اُسکے تھی باڑھ
کہون کیا مین ہوا جو تیر باران
کہ پہلو اُنسے قندیل پر تیر
درآوردہ ہوئے لشکر وہ اکبار
ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
شرار فوج شاہی سے ہو بیتاب

یعنی قلعہ رخشانیہ مین فوج بران آکر داخل ہوئی اور جہانگیر بھی روتا ہوا بران کے مرنے کے غم سے طبل بازگشت بجوا کر پھر آیا اور بارگاہ مین بیٹھکر تاج دیکھنے لگا لیکن سیم ہمن روئین تن پیر بھائی کوکب کا یہان آیا اور اُسنے بران اور کوکب پر کہ جھلسے ہوئے پڑے تھے پانی لیکر اور افسون پڑھکر چھڑکا کہ وہ زندہ ہوئے کیونکہ قضا تو اُنکی اسوقت ہی نہین اور گل جہانگی بھی تاثیر ضرور ہوا چاہے بس اسوجہ یہ جلگئے تھے اب پھر زندہ ہوئے اور عمرو نے کہا کہ اے کوکب اب کہین جاکر پوشیدہ ہو رہو اور مین عیاری کرتا ہون کوکب دو تین خدمتگار دریا پر جاکر شکار کھیلنے مین مصروف ہوا اور یہان نامہ جہانگیر آیا کہ ای عمرو وای رخشان جادو دیکھو آؤ اور میری اطاعت کرو ورنہ کل سبکو تہ تیغ کرونگا اور بے گور و کفن خاک مین سلادونگا عمرو نے جواب مین نامہ لکھا کہ ای جہانگیر تونے اب بہت سر اُٹھایا ہی تمہین مناسب ہی کہ تم خود آکر ہماری اطاعت کرو ورنہ ہمارے ہاتھ سے مارے جاؤگے ہم اس سبب سے طرح دیتے ہین کہ تم اولاد صاحبقران عالیشان ہو کیونکہ نشانیان اُنکی اولاد کی سب تمھارے چہرے مین موجود ہین بس لائق و لازم یہ ہے کہ ضرور آکر اطاعت کرو اور گردن اطاعت سامنے میرے اور کوکب کے جھکاؤ ورنہ وہ روز بد دیکھوگے کہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا یہ نامہ لکھکر تو نامہ دار کو دیا کہ وہ لے گیا اور عمرو نے زر افشان جادو کو تو بیہوش کرکے اُسی قلعہ مین ایک جگہ رکھدیا اور آپ صورت اُسی کی ایسی بنا اور ازبسکہ وہ بادشاہ قلعہ رخشانیہ ہو اس سبب سے تاج شاہی سر پر رکھا اور قبائے فرمانروائی کو در بر کیا سوتی کے مالے گلے مین ڈالے اور تخت زبرجد شاہ پر سوار ہوا اور برق فرنگی کی صورت بدلوا کر

اسکو اپنا وزیر بنایا اور اُسی تخت پر بٹھایا اور وہان سے بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا استقبال و تعظیم کرکے مقام صدر پر اُسکو بٹھایا خواجہ نے یہان بیٹھکر بعد کچھ عرصہ کے چاہا کہ جام مین بیہوشی بھر کر جہانگیر کو دون اور لوح اور تیغہ وغیرہ چھین کر لیجاؤن بس اُسنے آنکھ بچاکر جیسے ہی چاہا کہ وہ جام جہانگیر خوش انجام کو دون اُسی وقت زمین شق ہوئی اور ماہیان زمرد رنگ زمین سے نکلی مگر مچھلی بنی ہوئی نہ تھی اصلی صورت بنائے تھی عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ جسکا سراپا یہ ہے

شکل بھونڈی سی وہ کمھار مسار الغضب
اور بیٹی کا سر نہ نکلی کرون کیا اظہار
شل مزبل کے بہا کرتا ہے گندا پانی

تار اودا رتھا یا چند کے سر کا سوتا
بن مین اژدر کے ہو جس شکل سے وہ نکلی تھا
تھوکتے بھی نہین مردار پہ ہاتو زانی

کوسلے ٹیڑھے سے سپاٹ اور بہت ناہموار
ذکر کرنے سے ہو اُس چیز کے ابتر صحت

لیکن جیسے ہی کہ ماہیان نے سر زمین سے نکالا اور پکاری کہ او جہانگیر کیا کرتا ہے خواجہ نے برابر تو بیٹھے ہی ہوئے تھے حباب بیہوشی اُسکے منھ پر مار دیا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی جہانگیر نے اُسوقت عمرو سے پوچھا کہ یہ کون ہے کیونکہ یہ مچھلی بنی ہوئی زمین سے آتی تھی اصلی صورت تو جہانگیر نے دیکھی نہ تھی اسوجہ سے اُسنے پوچھا کہ یہ کون ہے عمرو نے کہا یہ ماہیان زمرد رنگ نامی افراسیاب کی ہر تمکو دھوکا دینے آئی تھی اور چاہتی تھی کہ یہ مارا جائے تم اسپر گل کھینچ مارو جہانگیر نے عمرو کے کہنے سے قصد کیا کہ مین گل کھینچ مارون اُسوقت روبرو نعرہ ہوا کہ ہان ہان دست خود را نگاہ بدارید کہ ما ہم رسیدیم اے صاحبقران سن کیا کرتا ہے منم افراسیاب جادو عمرو نے افراسیاب کے آنے سے گلیم اوڑھ لی اور ابافراسیاب نے آکر ماہیان کو ہوشیار کیا برق فرنگی کو دکھلا لیا اور عمرو بھی تخت زبرجد شاہ کو زنبیل مین ڈالکر اپنے مقام پر آیا یہان افراسیاب نے جہانگیر سے کہا کہ اے جہانگیر کوئی ادنےٰ بھی ایسی بات نہین کرتا ہے یہ کیا بے وقوفی تھی کہ تمنے ماہیان کو گل کھینچ مارنے کا قصد کیا جہانگیر کو یہ کلمات سنکر بڑی ندامت ہوئی لیکن ماہیان اور افراسیاب نے کہا کہ اے جہانگیر اب تم جاکر کل طلسم فتح کرو اور بن پڑتا ہے تو مین لوح کو پھر عمرو سے لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب پھر کوکب کی صورت بن کر بنا اور وہان سے قلعہ زعفرانیہ مین پاس عمرو کے آیا قلعہ زعفرانیہ کے باہر لشکر عمرو کا اور بیران کا اُترا ہوا ہے غرضکہ افراسیاب نے عمرو کے پاس آکر کہا خواجہ لوح جو طلسم ہزار برج سے کہ جسدم ہم افراسیاب لورہے تھے تم لیکر آئے ہو وہ لوح تم مجکو دیدو اسلیے کہ طلسم مین میرے

یہ آفت برپا ہے مبادا الوح افراسیاب تمسے لے عمرو تو ایک مرتبہ دھوکا کھا چکا ہو اب یہ کب چھننے والا
ہے اور فقرے مین اُسکے آنے والا ہو بس یہ پہچان گیا کہ یہ کوکب نہین ہے اُسنے باتون مین لگا کر
ایک جام مرا رعنوانی آغشتہ بداروے بیہوشی شاہ جادوان کو دیا اُسنے خیال کیا کہ عیاری مبادا بیہوشی
اُسمین دی ہو اور مجکو پہچان گیا ہو اس سبب سے اُسنے آنکھ عمرو کی بچا کر وہ جام اپنے گریبان مین اُنڈیل لیا
عمرو نے اور جام دیا وہ پھر اُسنے گریبان مین اُنڈیل لیا عمرو نے دونون مرتبہ اُسکو وہ جام اُنڈیلتے دیکھا
اور یقین کلی اُسکو ہوا کہ یہ کوکب نہین افراسیاب ہے بس اُسنے آنکھ بچا کر اور باتون مین لگا کر
کمند اُسکے ماری افراسیاب نے سحر پڑھا کمند جل گئی اور کہا کہ ہائین ہائین خواجہ یہ کیا ہے
عمرو نے کہا باتش او مکار پہچانا مین نے تجکو یہ کہا مگر ساتھ ہی گلیم اوڑھ لی افراسیاب وہان سے
نعرہ کرکے یہ کہتا ہوا کہ خیر سمجھ لیا جائیگا تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر وہان سے پرواز کرکے
روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر مین آیا تمام ماجرا بیان کرکے کہا کہ کہان جائیگا اے صاحبقران من اگر چہ
سامری نے تو مین لاتا ہون یہ کہکر ایک نامہ اُسنے کوکب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای کوکب مین نے
بہت دنون تیری راہ دیکھی اب لائق و لازم یہ ہے کہ اگر اطاعت کرو ورنہ شاہزادہ جہانگیر سب کو دم
بھر مین قتل کرکے طلسم فتح کرلیگا یہ نامہ جب کوکب کو پہونچا اُسنے پڑھکر جواب لکھا کہ اے
افراسیاب کیون تیری قضا آئی ہے اور شامت سوار ہے لڑائی تو ہو ہی رہی ہے پھر جو کچھ تجھسے
ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر خدا اسے مانع رگ ست یہ لکھکر طائر سحر کے گلے مین باندھ دیا کہ وہ لیکر روانہ
ہوا اور اُسنے لاکر نامہ افراسیاب کو دیا اُسنے پڑھکر بہت ہی ملال کیا اور پھر نامہ لکھا کہ ای کوکب مین تجھ
لکر سمجھاتا ہون دوستی کی راہ سے اور اسوجہ سے کہ تم میرے پیر بھائی ہو مجکو تمسے محبت ہے نصیحت
کرتا ہون کہ اطاعت کرو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو نہین تو روز بد دیکھوگے یہ لکھکر افتخار جادو نام
ایک ساحر ذی احترام کو دیا کہ کوکب کے پاس لیجائے وہ اس نامہ کو لیکر کوکب کے پاس آیا تسلیم بجالا کر نامہ دیا
کوکب پڑھکر ہنسا اور گویا ہوا کہ اب مین طرح دے چکا صاحبقران دوران کو بلوا کر جہانگیر کو زیر
کرا دونگا اگر امیر کو یہ زیر کرلیگا تو البتہ جہانگیر کی اطاعت مین کرونگا افراسیاب پہلے اپنا لہو
اپنی جان تو بچالے تو پھر دوسرے کو سمجھائے یہ کہکر پھر جواب لکھا کہ اے افراسیاب تجکو اپنی فکر
کرنا لازم تھی پر اسے گھر اور مال پر دانت لگانا نہ چاہیے تھا ہمکو کیا سمجھاتا ہے اپنی خیریت مانگ اور

جان بچا؛ اگر منظور ہو تو خواجہ عمرو کی خدمت مین اگر اطاعت اُنکی اختیار کرو ورنہ اب شہزادہ اسد کو
چھوڑو اگر تیرے طلسم کو درہم و برہم کر ڈالونگا اور تجکو راہ ملک عدم دکھاؤنگا تو کس بھروسے پر پھولا اور
بھولا ہوا ہے دیکھ تیرے صاحبقران کو اپنے صاحبقران سے زیر کراتا ہون اور اُسی کے ہاتھ سے تجکو قتل
کراؤنگا اور ذلت دلواؤنگا یہ لکھکر افتخار جادو کو دیا کہ وہ لیکر خدمت افراسیاب مین آیا اور اُسکو نامہ
دیا اور کہا کہ اے شہنشاہ کوکب تو آپکو اور اس جنگ کو کچھ خیال اور خطرہ ہی مین نہین لاتا ہے افراسیاب
نے کہا خیر کیا مضائقہ ہے چیونٹی کے جب پر نکلتے ہین تو قضا آتی ہے یہ کہکر وہان سے بارگاہ کو اُکھڑوا کر
کنارے دریا کے خیمہ کیا کہ وہان ایک درہ بنا ہے اور اُسکے بیچ مین ایک بجلی چمک رہی ہے اور اُسطرف
دریا کے زرافشان جادو وغیرہ قلعہ مین خوف افراسیاب سے مختفی ہوئے ہین کہ اُس مقام پر بھی
یہان سے بہ کود گیا ہے اور ایک گنبد بلور کا کنارے اُس بحر کے بنا ہے کہ اُسمین بھی بجلی چمک رہی ہے
زرافشان وغیرہ اُس گنبد پر چھپکر بیٹھے ہین غرضکہ جب افراسیاب کنارے اُس بحر کے بارگاہ مین
آکر بیٹھا جہانگیر نے کہا کہ اُس پار دریا کے میرے سوا کوئی نہین جا سکتا افراسیاب نے کہا مین ابھی
سبکو اُس پار دریا کے پہونچائے دیتا ہون اور ایک ابر بنا کر ہزار جوان اُسپر سوار کرکے سحر جو کیا وہ
ابر روانہ ہوا جب بیچ دریا کے وہ ابر پہونچا ایک برق چمک کر گری کہ وہ ابر اور وہ جوان جو اُس ابر پر سوار
تھے سب جلکر اُس دریا مین گر پڑے اُسوقت جہانگیر نے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے شاہ جادوان واہ
واہ واہ آپ کے سحر کا کیا کہنا دیکھیے یہ ہزار جوان جو آپ نے بھیجے تھے وہ اُس پار دریا کے پہونچ گئے اور دیکھیے
وہ کھڑے ہوئے آپ کو سلام کر رہے ہین اور بلاتے ہین کہ اے بادشاہ آپ بھی دیکھیے ہم پہونچ گئے ہین
آپ بھی تشریف لائیے یہ کہکر اور بھی بہت کچھ مسخرگی کیا افراسیاب بہت شرمندہ ہوا ایسے کلمات
سننکے کہ شاہ جادوان کھسیانہ ہوکر آبدیدہ ہوا اور سمجھا کہ ابھی سے تو اسکا یہ حال ہے آگے
بڑھکر دیکھا چاہیے کہ یہ کیا کرتا ہے پھر آپ ہی دل سے اپنے کہا کہ جب یہ طلسم کو کب فتح کر لے تو اُسکو
امیر سے لڑوا دو وہ اسکو مار ڈالینگے اور اگر وہ نہ قتل کر سکین اور یہ انکو زیر کر لے تو فہو المراد اسکو زہر دیکر
مار ڈالنا ہو اور امیر کو بھی قتل کرنا پھر بے کھٹکے سلطنت کرتا غرضکہ اب شاہ جادوان کو اندیشہ پیدا ہوا
اور سمجھا کہ ضروری یہ میرے ممالک پر دست انداز ہوگا عمرو سچ کہتا ہے کہ فرزند صاحبقران ہے
جب ہی تجھسے اور اُس سے محبت نہین ہے غرضکہ یہ اسوقت تو خاموش ہو رہا اور اُسی شرمندگی

مین وہان سے اُٹھکر چلا گیا یہ تو گیا اوہان کوکب سے عمرو نے کہا کہ ای کوکب اسوقت تم کہین جاکر مخفی
ہو جاؤ تو مین عیاری کرون اور تمہاری صورت بنکر جھول جاکر لاؤن کوکب نے کہا اچھا اور چند
خدمتگار اپنے ساتھ لیکر اُسی مقام پر کہ جہان رخشان جادو وغیرہ چھپے ہین یہ بھی آکر مخفی ہوا اور
کنارے دریا کے کہ وہان بھی دریا بہتا ہے شکار کھیلنے لگا پس عمرو بشکل کوکب بنا قبائے شاہی
طلسمی زرانعود زیب بر فرمائی تاج طلسمی گوہر نگار سر انور پر رکھا اور برق کو بصورت بران
شمشیر زن بنایا اور بہت سے سردار و امیر الامرا و دولت کو اپنے ساتھ لیا اور تخت جواہر نگار پر
سوار ہو کر روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر نے جو سُنا کہ کوکب اور بران آتے ہین بس نہایت
درجہ خوشنود ہو کر بہر تعظیم اُٹھا اور استقبال کر کے اُنکو لا کر مقام صدر پر بٹھایا جب یہ بیٹھ چکے مزاج
پرسی کی اور ناچ کو حکم دیا اُسوقت افراسیاب جو چلا گیا تھا وہ بھی آکر پہونچا شاہ کوکب نقلی نے
تعظیم کی افراسیاب بھی بیٹھا کوکب سے اور افراسیاب سے باتین ہونے لگین اور خوب
خوب باتین ہوئین مگر عمرو سمجھا کہ ایسا نہو اب افراسیاب مجھپر سحر کرے بس اپنا مطلب کرنا چاہئے
یہ سوچکر اُسنے باتین کرتے کرتے کہا کہ اے جہانگیر تمکو یہ گھمنڈ ہے کہ اس گل حیات سے مین کوکب
کو مار ڈالونگا تو یہ بخیریت ہے تم میرا کچھ نہین کر سکتے ہو بھلا یہ پھول میرے اوپر اچھو لگاؤ دیکھو تو کہ اثر کرتا
ہے یا نہین اُسوقت جو مین جلکر رہگیا تھا تو وہ بھی شعبدہ تھا وقت ہے اور بات ہے اب کچھ نہوگا
اچھالے اب لگاؤ مجھپر تمھین قسم ہے دین و ایمان کی تمھارے دیکھو تو کہ مین بھی کیسا ساحر زبردست
ہون جب کوکب نقلی یعنی عمرو نے قسم دی اُسوقت تو جہانگیر ناچار ہوا اور نہ پہلے تو چاہتا تھا کہ
گھر مین اپنے جو کوئی آئے اُسکو کوئی کیا ستائے مہمان کی انسان خاطر کرتا ہے یا کہ ستاتا ہے اُسوقت
وہ گل جہانگیر نے کھینچ مارا کوکب یعنی عمرو نقلی نے اُس گل کو لیا اور بدل کر دوسرا گل جہانگیر کو
ویسا ہی دے دیا اور کہا کہ مین اس گل کا محتاج نہین ہون افراسیاب اور جہانگیر کو ایک حیرت
ہوئی عمرو نے وہ گل زنبیل مین رکھا اور کہا کہ اے افراسیاب دیکھ مین تجھکو مارتا ہون اور تجھکو
بھی جو کچھ حوصلہ ہو سحر و ساحری کا وہ تو بھی نکال لے کسواسطے کہ تو شاہ جادوان کہلاتا ہے اور
طبل یکتائی بجاتا ہے اور سحر کرے اگر تو عاجز آئے گا تو آج سے اپنا لقب شاہ جادوان نہ رکھنا افراسیاب
بھی اپنے دل مین سوچا کہ یہ مہمان ہے اسپر سحر کیا کرون عمرو نے اُسکو بھی قسم دلائی کہ تجھے قسم ہے جمشید

سامری کی کہ تو مجھپر سحر کر افراسیاب نے کہا کہ تم مہمان عزیز ہو ہمارے ہم تم پر کیا سحر کرین کوئی مہمان کی عزت اور توقیر کرتا ہے نہ کہ اور اوسکو اٹھا سکتا ہے اے کوکب دیکھو مسلمانون کے یہان بھی اُنکے پیغمبر فرماتے ہین اکرموا الضیف وَلو کان کافراً ترجمہ تعظیم کرو اور عظمت مہمان کی اگرچہ وہ کافر ہو تاکہ وہ تمسے خوشنود ہو عمرو نے کہا کہ مین تمسے خوشنود ہون تم میرے اوپر سحر کرو افراسیاب نے کہا کہ تم لاکھ کہو مگر مین سحر نہ کرونگا اُسوقت اُسنے پھر جہانگیر سے اُس گل کو مانگا اُسنے جب دیا تو اُس گل کو افراسیاب کے ہاتھ مین عمرو نے دیا اور کہا کہ پہلی مرتبہ اس گل نے میرے اوپر تاثیر نہ کی تھی ابکی مرتبہ شاید تاثیر کرے اے افراسیاب تجکو قسم ہے جمشید اور سامری کی کہ تو اس گل کو میرے اوپر لگا افراسیاب نے ناچار ہوکر اُس گل کو عمرو یعنی کوکب نقلی پر کھینچ مارا وہ گل ایک تو بدلا ہوا تھا دوسرے یہ کوکب تو ہی نہین پھر وہ تاثیر کیا کرتا اور گل حیات کوکب تو عمرو پہلے ہی سے چکا اور زنبیل مین رکھ چکا اب عمرو نے ایک پھول اور ویسا ہی کہ جیسا گل حیات کوکب ہے زنبیل سے نکالا اور کہا کہ اے افراسیاب دیکھ یہی پھول مین تجھپر مارتا ہون دیکھون تو کیونکر یہ تاثیر نہین کرتا اور وہ پھول کہ جو افراسیاب پر مارا تھا وہی پھول زنبیل مین رکھ لیا اور ویسا ہی پھول آغشتہ بداروے بیہوشی افراسیاب کو دکھلا کر کہا کہ اب سنبھل جا مین تجھپر پھول لگاتا ہون دیکھون تو یہ کیونکر تاثیر نہین کرتا یہ کہکر اُسی پھول کو افراسیاب کی ناک پر تاک کے مارا کہ تڑاق سے افراسیاب کو چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا اور اُسی ہنگامہ مین عمرو نے شراب کو بھی آغشتہ بداروے بیہوشی کیا ادھر جب افراسیاب بیہوش ہوا سب اہل دربار ہان ہان کرکے اپنی جگہ پر سے اُٹھے کہ شاہ جادوان کو اُٹھائین عمرو نے کہا صاحبو کیون گھبراتے ہو کیا کہین افراسیاب کسی غیر جگہ چلا گیا مین خود اُٹھائے لیتا ہون اُسے تم اپنے اپنے مقام پر بیٹھو یہ سُنکر سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اب عمرو نے کہا کہ اے جہانگیر میری مرضی یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے اہل دربار کو شراب پلاؤن جہانگیر نے کہا کہ اگر آپکی خوشی ہے تو کیا مضائقہ ہے کیونکہ ابھی آپ نے سُنا کہ مہمان کو خوش کرنا چاہیے پس شراب پلائیے عمرو نے ایک ایک جام سب اہل دربار کو پلایا اور جب جہانگیر کو پلا چکا اور لوگون کو پلانے لگا تو جسکے سامنے جام لے جاتا تھا وہ کھڑا ہو جاتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ شاہنشاہ ہین ہماری یہ مجال نہین کہ ہم آپ کے ہاتھ سے شراب پیین غرض سب نے پیا اور بیہوش ہو گئے عمرو جہانگیر کو

اور افراسیاب کو باندھ کر تخت پر ڈالکر روانہ ہوگیا اُسوقت کہ صرصر شتارہ کوکب لیکر پہونچی جو لوگ کہ وہان
موجود تھے سبکو تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے ابھی تو کوکب جہانگیر اور افراسیاب کو پکڑ لے گیا ہے
یہ کہان سے کوکب کو پکڑ لائی کیونکہ ابھی تو وہ راہ ہی مین ہوگا اس عرصہ مین ماہیان زمرد رنگ
آکر پہونچی اور اُسنے کہا ای صرصر تونے بڑا کام کیا تھا مگر برہمن روئین تن آگیا اور یہ عمرو برق تھے
جو گل لینے آئے تھے جہانگیر کو عمرو لے گیا اور افراسیاب کو بھی لے گیا صرصر نے کہا مین جا کر
چھوڑاتی ہون اُسوقت ایک ستارہ لپکا یک آسمان سے گرا جسنے روکا مگر خلوت پر گرا کر اُسکو جلا دیا اور
ماہیان روانہ ہوئی اور وہان کی عیاریان سنیئے ادھر سے تو ماہیان واسطے رہائی افراسیاب
روانہ ہوئی اور عمرو بڑے اہتمام سے قید افراسیاب لیے ہوے چلا آتا ہے اور جسقدر ہمیر وزیر
ساتھ تھے وہ سب یہی جانتے تھے کہ یہ کوکب ہے کہ ایک طرف سے کوکب روشنضمیر مع
برہمن اور فوجین ایک طرف پیدا ہوئین اور کوکب نے وہین سے آواز دی کہ خوب ماشاء اللہ یہ
کارنامہ تمھارے ہی واسطے تھا اب یہ سب کو معلوم ہوا کہ عمرو ہین کوکب نے اور برہمن نے کہا کہ
خواجہ اب قلعہ بلورین چلیے وہان چلکر اسکو قید کرین غرض لیکر افراسیاب کو قلعہ بلورین آگے
داخلہ کیا بران و مجلس وغیرہ سب موجود تھین کہ لاکر افراسیاب کو ہوشیار کیا اُسنے جو
اپنے تئین اس حال مین دیکھا بہت چلایا یہان ملازمان کوکب آئے یعنی فوج کوکب چنانچہ
شیر ہزارہا پیدا ہوے ہیران جادو انکا افسر تھا ہزارون فیل پیدا ہوے انکا افسر فیلان جادو
تھا ہزارون قمریان پیدا ہوگئین اور انکا افسر شمشاد تھا اسطرح کے سردار آکر حاضر ہوے اب قصد
ہوا کہ ایک گنبد مین افراسیاب کو قید کرین کہ اُس جا سے نعرہ ہوا منم ماہیان زمرد رنگ
بعد از ہمین سے آتی تھی مگر یہ قلعہ بلورین اسی واسطے کوکب کو یہان لیکر آیا کہ یہان کی زمین فولادی
ہے تو آسمان سے یہ پیدا ہوئی مگر ہزارہا برق چمکتی ہوئی دکھائی دین ابر گرجتے ہوے آسنے اور
چاہا ماہیان نے کہ افراسیاب کو لے جاؤن کہ برہمن نے اٹھکر ایسے سحر کیے کہ یہ جہر تبہ لاکہ ابر
مین مخفی ہو جاتی تھی اور پھر گرگاف کر نکل آتی تھی جب بڑے بڑے سحران دونون مین ہوے تو
اُسوقت روسے ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم معمار قدرت جادو برہمن کو آواز دی کہ آپ تامل فرمایئے
مین گرفتار کیے لیتا ہون اس لکاتہ کو برہمن تو پھر گیا معمار قدرت تخت اُڑاتا ہوا قریب ماہیان زمرد رنگ

کے آیا اور جیسے ہی ماہیان ابر سے نکلی اور چاہا کہ سحر کرے معمار قدرت نے ایک گولہ کھینچکر اُسکی
ناک پر مارا ماہیان بیہوش ہوئی بس معمار قدرت نے دوڑکر اُسکی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا
اور اُسکو لیکر اندر گنبد بلور کے سامنے کوکب کے لایا سب نے معمار قدرت کی بڑی تعریف کی
معمار قدرت نے کہا کہ آپ افراسیاب اور ماہیان زمرد رنگ پر سے سحر اُتار لیں میں ان دونوں
کو قلعۂ بدخشان میں لیے جاتا ہوں معمار کے کہنے سے سب نے سحر اُتار لیا بس معمار قریب
افراسیاب اور ماہیان کے آیا اور بتعجیل تمامتر زبان افراسیاب سے سوزن نکالا کیونکہ عمرو نے سوزن
اُسکی زبان میں دے دیا تھا جب سوزن کو نکالا معمار نے نعرہ کیا کہ منم چالاک تیز رفتار اور کہا کہ
اے شاہنشاہ افراسیاب جادو اُٹھے افراسیاب نے جہانگیر کو نہیں دبایا کیونکہ عمرو اُسکو پکڑ لایا تھا
اور وہ وہان موجود تھا اور معمار قدرت سنکر چالاک نے جو ماہیان کو گرفتار کر لیا تھا اسوجہ سے سب
نے دھوکا کھایا غرض اب ماہیان کو رہا کر دیا اب یہ دونون کڑک کر اُڑنے لگے بران اور مجلس
ادہر بہمن کو زخمی کیا اور خوب زور شور سے ماہیان اور افراسیاب لڑے اب کوکب روشن ضمیر
آگے بڑھکر اپنے بازو پر سے الگ کھولکر افراسیاب کو دکھایا کہ افراسیاب بیہوش سا ہو گیا یہ قلعۂ بلور کی
اور طلسم پر ایا ہی ورنہ جب افراسیاب بیہوش ہوتا ہی تو اُسکے لیے بربادین طلسم کی پیدا ہوتی ہین لیکن
ماہیان زمرد رنگ نے جب افراسیاب بیہوش ہوا تو اسکو ہوشیار کر دیا افراسیاب نے
کہا کہ ثانی جان اب آپ چلی جائیے مین بھی چلا آؤنگا مجھے کون روک سکتا ہی ماہیان یہ سنکر چالاک
بلند ہو گئی ایک ستارہ سنکر سیارہ جادو ملازم کوکب پر گری کہ وہ جلکر خاکستر ہوا آواز آئی کشتی مرا نام
سیارہ جادو بود ملازم کوکب اب افراسیاب اکیلا رہ گیا ہے اور ہزارون کو قتل کر رہا ہی مگر جب
چالاک نے یہ عیاری کی تھی تو خواجہ کو بہت طعن و تشنیع کی تھی کہ عیاری اسکا نام ہے اب میرے
شاگرد ضرور ہونا لہذا اب یہ سب افراسیاب پر گرے ہوئے تھے کہ ایک طرف سے دیکھا کہ بہت لوگ
حیرت کی مشکیں باندھے ہوئے لاتے ہین اور حیرت کا لباس پارہ پارہ ہی مگر ساحرون نے اسطرح
گرفتار کیا ہے کہ رہائی نہیں ہو سکتی ہی بس یہ جو افراسیاب نے دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا اور آواز دی کہ ای
جان جہان یہ کیا ستم ہے جب افراسیاب وہان پہونچا وہ سب مارے ڈر کے حیرت کو چھوڑ کر
بھاگے افراسیاب قریب حیرت پہونچا اور گھبرا کر لپٹ گیا گود مین جلدی سے اُٹھا لیا بس جیسے ہی

حیرت کا منھ سے منھ ملا ایک حجاب مارا خواجہ نے اور نعرہ کیا کہ منم عمرو بن امیہ ضمری چار طرف سے صدا اے احسنت بلند ہوئی کہ خواجہ سبحان اللہ کوکب نے کہا بیشک عیاری اسکا نام ہے چابک بھی ٹھہر گیا اور خواجہ نے کوکب سے کہا کہ چابک جانے نپائے اسکو بھی پکڑ لیجے کوکب نے سحر پڑھکر چابک بے دست و پا ہوا یعنی دست و پا اُسکے بیحس و حرکت ہوئے چابک چلایا کہ ای شاہ جادوان مجکو بچائیے افراسیاب جھپٹا مگر ساحران نامی اور سرداران گرامی اور کوکب اور برآن اور مجلس اور عمران جادو اور ملکہ اختر بنت سہیلان جادو سب افراسیاب پر ٹوٹ پڑے اور کوکب نے اپنے بازو پر سے الکھ کھولکر دکھلایا کہ افراسیاب بیہوش ہوا اُسکو پھر پکڑ لیا اور زبان مین اُسکی سوزن دیا چابک پر سحر کرکے اُسکو بھی گرفتار کیا اور عمرو نے چابک سے کہا کہ او چھوکرے دیکھ عیاری اسکا نام ہے تو مجھ سے کہتا تھا کہ عیاری اسکا نام ہے بڑی تعلی کی لیتا تھا اب تو نے دیکھا کہ مین نے کیسی عیاری کی چابک چپکا ہو رہا اب عمرو نے زبان افراسیاب مین سوزن دیا اور ان دونون کو لاکر گنبد بلور مین قید کیا اُسوقت ماہیان زمرد رنگ پھر پیدا ہوئی زمین قلعہ بلور فولاد کی ہے اسوجہ سے یہ اُڑتی ہوئی آئی زمین کے اندر سے نہ آسکی صورت اصلی بناتے ہوئے تھی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ کہ جسکا یہ سراپا ہے سراپا

شکل بھونڈی سی وہ گھناؤنی سارا الجھتا
ناک چپٹی ہے کھو کا گڑھے مین جانبوا
کوتہ گردن ہے گلا بو لگا ہے اور بد آواز
پنجہ انگشت ناشل پریشان چار بجب
فاختہ الو کی دم کیسے نہین ہے چڑیا
ناف اُبھری ہوئی گھونگی سی پلو وہ شخت
ذکر کرنے سے ہو اُس چیز کے لب نفرت سوا
تھوکتے بھی نہین مردار پرا عوذ الٰہی
پنجہ جنی کی طرح کج ہے کڑی ہے ایڑی
نام پر یار رہے ہرجائی کے بیزار ہزار

نارہ دم دار ہو یا چند کے سر کا سودا
ہو وہ ایسہ جو دریدہ تو زبان بخت دراز
رکھتی ہے گندہ بغل طبع کو اکثر ناساز
بال چھاتی پہ ہین اور سینہ ہے چپٹا چپٹا
کرتی ہے رو پہ لٹکتی ہوئی ڈھلم ڈھالا
کولہے تختے ہین سپاٹ اور نکیلا
بن مین اژدر کے ہو جس شکل کڑا بہنی کا غار
ران پر گوشت نہین اور نہ اسمین مچھلی
انگلیان پیر کی قطع مین ٹیڑھی ٹیڑھی
خاک صورت پہ او کا بھی نہین نام کم نام

تنگ پیشانی ہے اور بھیڑ کا سا ہے چہرہ
سب بناوٹ ہے نہ انداز نہ غمزہ نہ ادا
تار اشیدہ ہے کندھا تو دو ہاتھ مین حجم
کول محرم نہین اور شند ہے ڈھیلا ڈھیلا
پیٹھ ہے پیٹ کے مانند سپاٹ اور کرخت
اور پستی کا سر غون کے گردن کیا اللہ
شل مزبل کے بہا کرتا ہے گندہ پانی
ساق پر بال ہین اور سخت ہے جیسے لکڑی
پا مین چکر ہے تو مانند فلک کج رفتار
ہے سراسر وہ مخنث کی طرح بد اندام

| | | |
|---|---|---|
| رنڈی سی ہین سے ہی خود کام کو کوئی سے کام | نام ہرجائی کا آوارہ ہے اب مفت بدنام | ایک پر بند نہین لاکھ سے انکار نہین |
| تجھ سی بدکار جہان مین کوئی ہوا نہین | | |

بس جب ماہ میان زمرد رنگ آئی اُسنے افراسیاب کو قید پایا سمجھی کہ مین اکیلی ہون ایسا نہو کہ گرفتار ہو جاؤن اسوجہ سے چلی گئی اب بران شمشیرزن اور ملکہ بہار سیر دریا مین مصروف ہوئین اُنھون نے دیکھا کہ ایک کشتی دریا مین بہتی ہوئی آتی ہے مگر تلاطم آب گرداب سے یقین ہے کہ ڈوب جائے ملکہ بران نے بکر جادو کو حکم دیا کہ اسے نکال لاؤ بکر جادو اُس کشتی کو نکال لایا دیکھا تو ایک عورت اُسپر سوار تھی کئی کنیزین تھین ملکہ بران نے اُنسے پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مین ملکہ سرو سیمین تن ہون بران کو بڑا افسوس ہوا اور چپکے سے آکر اُسنے خواجہ عمرو سے کہا کہ ملکہ سرو سیمین تن اسطرح سے آئی ہے عمرو بھی آیا ملکہ سرو سیمین تن اُسکی زوجہ اُسنے اُسکو گلے سے لگایا غرض سب نے مجلس عیش آراستہ کی حال ملکہ سرو سیمین تن کے جلنے کا بالا باختر تیسرے دفتر امیر حمزہ مین ہے اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب نے زیور ستارون کا اپنے جسم پر آراستہ کیا اور خنجر آفتاب غلاف مغرب مین رکھا گیا نظم

| | | |
|---|---|---|
| ہوا جب شاہد شب جلوہ آرا | ہر اک دل سے وہین آرام جاتا | ستارون کی جمی گردون پہ محفل |
| ہوئی خورشید کی مغرب مین منزل | | |

اُسوقت محفل عیش مین عمرو بن اُمیہ ضمری نے بجا کر گایا اور ملکہ سرو سیمین تن چنگ بجا کر گائی اور اسطرح گائی کہ زہرہ چرخ سوم پر بیہوش ہو گئی نظم

| | | |
|---|---|---|
| اگر جو بھی اُس محفل مین ہوتا | تو اس گانے کو سنکر ہوش کھوتا | جو زندہ تان سین ہوتا یہان پر |
| تو خجالت سے وہ سم کھاتا مقرر | جو بیجو خان بھی اس گانے کو سنتے | یقین تھا زہر کھاتے سر کو دھنتے |

غرض بعد گانے کے ملکہ سرو سیمین تن نقلی نے شراب مین بیہوشی سب کی آنکھ بچا کر ملائی اور شراب سب کو پلائی سب بیہوش ہو گئے اُسنے نعرہ کیا کہ منم صرصر شمشیرزن اور اُٹھکر گنبد بلور مین آئی اور افراسیاب و چالاک و جہانگیر کو اُسنے رہا کیا اور سب حال کہا چالاک نے صرصر کی عیاری کی بہت تعریف کی اور صرصر نے کہا کہ عمرو وغیرہ سب بیہوش پڑے ہین انکو چلیے قتل کیجیے مگر وہان سرو سیمین تن نے اسی شب کو بزور نجوم خیال کیا تو یہ معرکہ دیکھا کہ افراسیاب وغیرہ گنبد بلور مین رہا ہوئے اور بران اور عمرو وغیرہ بیہوش پڑے ہین اور قتل ہوا چاہتے ہین بس یہ اُٹھا اور آکر پتلے بزور سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بنا کر ڈال گیا کہ انکو اگر افراسیاب نے قتل کیا او

آپس مین صرصر و چابک کے تخت پر سوار ہوکر اپنے ملک کی طرف گیا جہانگیر کو اسکی بارگاہ مین پہونچا گیے

داستان طلسم نور افشان مین جانا جہانگیر کا اور ٹلوانا کوکب کا امیر صاحبقران کو واسطے زیر کرانے جہانگیر کے اور زیر ہوکر مسلمان ہونا جہانگیر کا اور پھر مقابلہ کرنا مہرخ کا افراسیاب جادو سے اور عیاریان کرنا عیارون کی و دیگر داستان متعلق اسی بیان کے لمؤلفہ

ساقیا مے پلا شتاب شتاب
راگ گاتی ہوئی ہزار آئی
ہنس گلشن مین دیکھ چشم حباب
سر طاؤس پر ہے عیش کا تاج
زلف سنبل بھی کرتی ہے کنگھی
بلبل باغ چہچہاتا ہے
مجھکو بھی ساقی اب پلادے مے
کہتا ہے یہ صراحی مجھکو دے
پھر گھٹا جھوم جھوم کر آئی
شوق مین مے کے یہ بھی ہے بیتاب
ساقی پیر مغان کی تجھکو قسم
جسکے پینے سے ہو یہ دل بیتاب
نشہ ہوئیگا خنجر بران
لگنے پھر منے سے منھ مین ہو ٹوٹون
جاہ بس پی چکے شراب کو تم
چاہیے حد سے آدمی نہ بڑھے

مطربا تو سنادے چنگ و رباب
ہنس فوارہ یہ اچھلتا ہے
قصہ پڑھنے کا منتظر ہے آب
داستان پڑھ رہی ہے آج ہزار
چلی آتی ہے سب گلون کو ہنسی
راگ گاتے ہین بلبل و قمری
مے کشی کی یہی بہار تو ہے
ابر اٹھکھیلیون سے ہے چلتا
دیکھو یہ بھی ہوئی ہے متوالی
باغ کیا ہے شراب خانہ ہے
دے سبنے آتشین کا جام اسدم
تیز تر مانگتا ہون جواب مے
توڑون جاکر طلسم کوکب وان
لیک سالم رہے یہ میرا جسم
مے کے پینے سے عقل ہوگی گم
نکتہ سنجان داستان کہن

دیکھ گلشن مین پھر بہار آئی
حوض کا حوصلہ نکلتا ہے
چشم نرگس فسانہ پر ہے آج
سوسن دہ زبان کا ہے اظہار
غنچۂ باغ مسکراتا ہے
نرگس مست آج ہے ہنستی
لالۂ باغ جام کو لیکے
جیسے چلتا ہو کوئی متوالا
نہر مین جوش کھا رہا ہے آب
عیش و عشرت کا اب زمانہ ہے
تیز اور تند ایسی ہوئے شراب
مجکو کوکب سے جنگ کرنا ہے
مر چلے سب طلسم کے توڑون
کیونکہ اب توڑنا ہے مجکو طلسم
پھر بھلا کیا فسانہ لکھو گے
از زبان قلم کنند سخن

چہرہ پیرا ازان مضامین کہن و جلوہ دہندگان عرائس سخن رہ نوردان جادۂ خیال و سیاحان عالم خیال و مقال نقش بندان نقوش افسانہ طرازی و محرران دفاتر قصہ پردازی کشافان رموز نہان و رمز دانان اسرار امتحان مترنمان بلبل گلشن داستان و داستان گویان بلبل شیوہ زبان با قلم

سے اس داستان شیرین بیان کو اسطرح بیان کرتے ہین اور مسافران منازل قصہ خوانی میدان داستان مین یون قدم دھرتے ہین کہ افراسیاب اپنے ملک مین جاکر پہونچا اور یہان کوکب کو برہمن روئین تن نے گیا تو اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ زلف شب کو دہر نے سمیت گرہ جوڑا باندھا اور چتر زرین آفتاب سر بادشاہ زمانہ پر پھرنے لگا نظم

| | | |
|---|---|---|
| ہوا پھر جلوہ آرا شاہد روز | کواکب چرخ پر سب تھے غم اندوز | جہان مین ہر طرف پھیلا اجالا |
| سر اپنا شرق سے خور نے نکالا | | |

اب یہان صبح کو کوکب کو حال معلوم ہوا اور برہمن روئین تن نے اس سے کہا کہ اے کوکب کوئی ایسا غضب کرتا ہے کہ بغیر تحقیق کیے اپنی محفل مین غیر کو بلاتا ہے اور اسکے ہاتھ شراب پیکر بیہوش ہوجاتا ہے اگر مین وہان جاکر تیلے نہ ڈال آتا تو افراسیاب ملعون سبکو قتل ہی کر چکا تھا کوکب روشنضمیر نے بڑا شکریہ برہمن روئین تن کا ادا کیا اور اسوقت صلاح کی کہ کسی فرزند صاحبقران کو بلاکر جہانگیر کے لڑوانا چاہیے اُسی وقت طاہر قدرت قدرت کردگار سے اور تاجدار قدرت کہ ایک بیٹا اور ایک بھائی اُسمین سے معمار قدرت آکر یہان پہونچے اور صلاح ہوئی کہ انھین کو روانہ کرو کوکب روشنضمیر نے اُنھین سے کہا کہ تم جاکر امیر کو لے آؤ یہ دونون بموجب حکم روانہ ہوے لیکن بیت از ین قصہ یک دم فراموش کن + زجاے دگر داستان گوش کن یعنی افراسیاب کے پاس نامہ لقا کا آیا کہ اے افراسیاب کسی کو ہماری مدد کے لیے بھیج ورنہ ہم تجھسے ناراض ہوکر تیرے طلسم کو برباد کرینگے افراسیاب نے پیکان شعلہ تن جادو اور بادبان جادو سے کہا کہ تم یہان سے جاؤ یہ دونون حسب الارشاد روانہ ہوئے اور بعد قطع منازل و طے مراحل قلعۂ کوہ عقیق مین پہونچے اور یہان آکر انھون نے طبل جنگ بجوایا اور امیر نے بھی اُنکے مقابلہ مین کوس حربی و طبل جنگ بجایا یعنی جب وہ زمانہ آیا کہ روے دہر سیاہی شب سے کالا ہوا اور آفتاب تابان لرزان و ترسان خیمہ مغرب مین گیا نظم

| | | |
|---|---|---|
| ہوا غل ہر طرف کو شام آئی | سیاہی کی بھری ہر سو دہائی | چھپا مغرب مین خورشید جہانتاب |
| پسند آیا وہان ہر دل کو پھر خواب | | |

سر شام بحکم پیکان ناکام طبل جنگ پر چوب پڑی ہرکارے جو بار چار تھے یہان موجود تھے وہ دوان دوان خدمت امیر صاحبقران مین آئے اور زمین ادب لب بوسہ دیتے ہوکر یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائے نظم

| | |
|---|---|
| چاہے اگر کوئی دوجہان کا متاع و مال | تیرے گدا سے در سے کرے آکر وہ سوال |

برسے ترا جو ابر کرامت زمین پر
دست تعصب اُٹھا دے اسود گی کو تمام
شمشیر گر علم ہو تری جن و انس کا
ہو جائے خشک خون رگ یاقوت کان کا

پیدا نہ ہو سکے دانہ گہر ہوں ہر ایک لال
جوں موم نقشہ آن میں ہو جائے تجمل
ہیبت سے آب ہو جائے زہرہ ہو جائے سال

مرضی سے گر چلے نہ تری سلسلہ کی ہم سپہر
گر تجھ کو خفا ہے تو آگاہ ہوں جبال
ہر [illegible] غرور کی رگ گردن میں خوف سے

پیکان بے ایمان نے بموجب حکم لقاے شیطان طبل جنگ بجوا دیا کل نکل آتش فساد کو دوبالا کر لگا باقی خیر و عافیت ہے امیر نے ابو الفتح سے کہا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری قسمت مین تحریر کیا ہے وہ ہی پیش آئی ہے ابو الفتح نے نقار خانہ مین جا کر طبل جنگ پر چوب لگائی کہ صداے شر و فساد بلند ہوئی اور دربار سویرے برخاست ہوا ہر ایک بہادر ذی احتشام اپنے اپنے مقام پر آ کر طیاری آلات حرب و ضرب کرنے لگا ہنگامۂ عظیم برپا ہوا تلوار و نکی چمک سے اُس میدان مین چراغان تھا زبان شمشیر پہ سناق تھی کہ بیت رستم رہا زمین پر نہ بہرام رہ گیا ٭ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ٭ ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ ست جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ کڑکیت کڑک کڑک کر یہ پکارتے تھے کہ دوہا

| کاگا ایسے پوت کپوت کا کبھو ماس نہ کھاے | | یک آگے پت رہے اور یک پیچھے پت جاے |
| --- | --- | --- |

کمان بھی چلاتی تھی کہ صبح کو ہر سمت شورش عظیم برپا تھی تلوارین چرخ پر چڑھی تھین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آ گئی تھی یہ تیرون اور سنانون کو آبداری دیجاتی تھی چمک تلوارون کی آنکھون مین سماتی تھی گھوڑون کی رکابین اور تسمے وغیرہ جو نادرست تھے اُنکو درست کیا بہادرون نے غسل کیا شمشیر تیز کی خون سے رات بھی کٹ گئی دو پہر رات گئے نقیبون نے اُٹھکر یہ صدا دی بیت جوانو جوان بخت ہشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو ٭ اسی ہنگامہ مین وہ رات کٹ گئی اور وہ زمانہ آیا کہ تیغ آفتاب کو نیام مشرق سے نکال کر ترک دہر نے چمکایا اور شاہد شب نے برقعہ رو زمین منھ چھپایا نظم

| ہوا جب مہر تابان روشنی بار | جہان مین ہر طرف پھیلا اُجالا | ہوا خورشید پھر مشرق سے پیدا |
| --- | --- | --- |

اُٹھے اُٹھنے کو سب بستر سے سردار
صبح دم لشکر خیل خیل و ذیل ذیل بیرق بیرق طوق طوق جوق جوق
تیغے سکے تیغے دستے کے دستے بیٹھین اور رسالے رسالے مردان جنگ آزما لڑائی کو دیکھنے جانے سردار سب فوج کو سنبھالے جانب میدان کارزار روانہ ہوے اور جملہ سردار لشکر کو میدان مین پہونچا کر خدمت امیر مین آئے

امیر سجدہ گاہ میں ورد و وظائف سے فراغت حاصل کر رہے تھے کہ ابو الفتح اصفہانی نے آکر خدمت والا
نہمت میں عرض کی کہ یا امیر کشور گیر فرد دو لشکر رسیدہ بجاے مصاف + دو بر کار ایستند چون کوہ قاف +
امیدوار قدوم میمنت لزوم صاحبقرانی ہیں صاحبقران نے تسبیح صد دانہ کو رکھکر سر سجدہ میں رکھا
اور دعاے فتح و ظفر مانگی

## ابیات

خداوندا مجھے فتح و ظفر دے
مجھے ان کافرون پر فتح تو دے
یہ احقر کافرون کو جا کے مارے
الٰہ العالمین فریاد سن لے

غرض سر سجدے سے اٹھاکر صندوق اسلحہ کو طلب فرمایا اور موزے
را اگے چار آئینے وغیرہ سے جسم پُر انوار و منور کو مزین و مجلی فرماکر بر آمد ہوے یہان دیوانہ بن قندس
اشقر دیوزاد کو گل سار پر لگائے کھڑا تھا صاحبقران نے اُسکے قریب آکر انگشت شہادت سے یا علیؑ اُسکی
گردن پر لکھکر خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب منور و روشن فرمایا صداے بسم اللہ الرحمن الرحیم
بلند ہوئی جلو دار نے دامن عبا و قبا کو درست کیا اشقر کلائیان شیر کی طرح مارتا ہوا گھدریان کرتا ہوا جانب
در عیش محل شہنشاہ اسلامیان روانہ ہوا امیر یہان آکر ٹھہرے نوجوانان تہمتن تو دے سنان گیر تیر
اندازی کرنے لگے کس لیے کہ ابھی بادشاہ بر آمد نہوے تھے غرض بعد کچھ دیر کے شاہ جمجاہ و کجکلاہ
سکندر بخت بر آمد ہوے سرخ پردہ زنبوری عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا آواز غوا بٹے
کی بلند ہوئی امیر اور سب سردار کھڑے ہوگئے اور مجرا گاہ پر جاکر ٹھہرے کہ یکایک جلوس شاہی نکلا
ڈنکے پر چوب پڑی صداے نصر من اللہ و فتح قریب آئی چوبدار و خدمتگار وغیرہ آگے بڑھے طفلان
ماہ طلعت عود و عنبر کے لوٹے لیے عود برگی کا لمکٹا اُسپر جھونکتے ہوے نکلے زنانہ سامان کہاریان وغیرہ
تخت بادشاہ کا جو اُٹھائے ہوے تھیں وہ سب پھر گئیں کہارون نے آگے بڑھکر تخت بدلوایا شہنشاہ
دیجاہ و گردون بارگاہ بر آمد ہوے امیر نے فراشی مجرا کیا مرد اُلکارا بادشاہ جہان پناہ سلطان عالم
ظل اللہ نگاہ روبرو حمزۂ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا اور ہاتھ سینے پر رکھا اس سے
یہ مراد ہے کہ جگہ تمھاری ہمارے دل میں ہے غرض سواری بادشاہ کی بسان باد بہاری
جانب جنگاہ روانہ ہوئی وہ صبح کا وقت نسیم عنبر شمیم کا چلنا شمعون کا جھلملانا نقیبونکا
منقبت خوانی کرنا

## منقبت

انسان کو چھڑایا جبریل کو چڑھایا
اعلی ہی تیرا پایہ یا مظہر العجائب
ہر جا تجھی کو پایا یا مظہر العجائب
تو ہے نبی کا سایہ یا مظہر العجائب
چالیس مومنون کی دعوت قبول کرلی

تو ہر جگہ یہ پہونچا یا مظہر العجائب ہر دم ڈنکے پہ چوب پڑتی تھی گھوڑے ہنہناتے تھے ترکے ہر بھی
لشکر کی شان و شوکت پر نثار تھا چیران کار تھا پیر گردون بھی چکرایا تھا غرض باین تجمل و شوکت
وارد دشت مصاف ہوئے پلٹنین جگئین سقون نے نکلکر چھڑکاؤ کیا اور گرد وغبار کو بٹھایا
فوجین جمگئین صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے لشکر مذمت دنیای فانی سنائی کہ نظم

عاقلان بلغ یہ نہیں دلکش
آستین زن چراغ عقل یہ ہے
لالہ رو دلپہ لے گئے جب داغ
چشم نرگس جھکی ہے سوے زمین
جب مٹے صاحبان محفل ورد
آج وہ کل ہماری باری ہے

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش
خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
خاک مین گل رخان جو سوتے ہین
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
صبح کو طائران خوش الحان

اس چمن کی ہوا سے ہمن ودی کر
تب ہوا سرو خوش نما پیدا
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
باغ مین آبشار روتے ہین
موت سے کس کو رستگاری ہے
پڑھتے ہین کل من علیہا فان

ای بہادران ناجی تحسین چاہیے ہے لڑکر مرجاؤ نام زمانہ مین کرجاؤ یہ کہکر کنارہ ہوئے اسوقت
پیکان نے اپنے اژدر سحر کو میدان مین نکالا اور نہیب دی کہ ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان
تم مین سے جسے تمناء مرگ کی ہو آئے اور مجھسے مقابلہ کرے یہ نعرہ سنکر مندویل اصفہانی نے اپنا گھوڑا
صف لشکر سے نکالا اور سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آیا ہاتھ باندھکر دست بستہ اجازت لی کہ
اے بادشاہ اجازت میدان دیجیے یا تو سر کو قدم اقدس پر سے نثار کیا یا باندھکر اس کافر خاسر کو
خدمت والا نعمت مین لایا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تمکو پروردگار کیا مندویل گھوڑا اڑاکر سامنے
پیکان کے آیا اور طالب ضرب ہوا اسوقت پیکان نے دستک دی کہ صحرا سے نقابدار صبح
پوش پیدا ہوا اور نقابدار نے ہاتھ ملایا کہ ہوا چلی کہ مندویل کو ہوا اڑاکر طرف آسمان کے لیگئی آسمان
پر جاکر مرکب تو گر پڑا اور ایک ابر پیدا ہوا کہ اسمین سے ایک شعلہ چمکا کہ مندویل کو جلادیا اسی طرح
پچاس سردار جلادیے جب تو غصہ مین آکر قاسم کے تئین نکالا امیر نے حرز ہیکل گلے مین انکے ڈالدی
قاسم اسکے برابر پہونچے اسنے تیغ مارا بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ ہوئی اب قاسم نے تیغہ مارا
اسنے سر آگے کردیا تلوار نے جگر تک کاٹا اور وہ نقابدار زمین پر گرا پیکان نے آواز دی کہ ای قاسم
واہ کیا ہاتھ مارا ہے مگر ذرا منہ کھولکر تو دیکھو کہ کسکو مارا قاسم نے جو نقاب ہٹاکے دیکھا تو ایرج پڑا ہوا ہے

پیکان نے کہا اسے کیون مارا قاسم نے اپنے تئین لاشۂ ایرج پر گرا دیا اور چاہا کہ اپنے گلے پر خنجر پھیرے کہ امیر و لندھور سب گریبان پھاڑ کے لاش پر آ پڑے اور رونا شروع کیا کافر تو خوشی خوشی ہٹ گئے صاحبقران وغیرہ لاشے کو لیکر بارگاہ مین آئے سب لاشہ سے لپٹے جاتے تھے

اُسوقت خواجہ زادون نے کہا کہ یا امیر یہ لاشۂ ایرج نہین ہے کوئی اور ہے سب اُسکے پاس سے ہٹ جائین کہ یکایک لاشہ تڑپا اور لندھور کو لیکر اُڑ گیا لوگ دوڑے دیکھا کہ آسمان پر بلند ہوا اور ایک ابر شعلہ خیز پیدا ہوا اُس ابر نے بہتون کو جلا دیا یہان تک کہ اب اُس ابر شعلہ خیز نے تمامی لشکر اسلام کو جلا دیا صرف امیر اور بادشاہ باقی رہے اُسوقت لقا نے طبل بازگشت بجوایا اور پھر اپنی بارگاہ مین آیا آتے ہی حکم عیش دیا یہانتک کہ اب وہ زمانہ آیا کہ مسافر روز نے سفر کیا اور شب تیرہ فام جہان مین مہمان ہوئی

نظم

ہوا پھر شاہد شب جلوہ آرا ۔ شہ مہتاب کا چمکا ستارا
کواکب چرخ پر تھے روشنی بار ۔ ہوا دل خوب راحت کا طلبگار

رات کو پیکان اُٹھا اور اُسنے کہا کہ مین امیر کا اسم اعظم بند کرنے جاتا ہون یہ کہکر نظر سے غائب ہو گیا اور اپنے خیمہ مین آیا اور ماش کے آٹے کا ایک لال بنایا اور اُسکے پیٹ مین شہاب بھرا اور اُسکو سحر پڑھکر زندہ کیا اور مٹھی مین دابکر وہان سے چلا اور بزور سحر صورت اُسنے ابو الفتح اصفہانی کی بنائی اور دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر آیا اور ایک شخص سے کہا کہ ذرا امیر کو بلا لاؤ کہنا ابو الفتح حضور کو بلاتا ہے ایک کار ضروری ہے یعنی سردار جو جل گئے ہین اُنکے زندہ کرنے اور رہا کرنے کی تدبیر مین صلاح کرنی ہے وہ شخص اُسکے کہنے سے صاحبقران کے پاس گیا اور پیغام ابو الفتح نقلی امیر سے کہا امیر یہان بیٹھے ہوئے غم مین سرداروں کے اشک حسرت بہا رہے تھے جب اُنھون نے مژدہ رہائی سرداران کا سنا فرط بشاشت سے بے اختیار ہنس پڑے اور اُٹھکر باہر آئے ابو الفتح نقلی یعنی پیکان نے وہ لال جو بنا کر لایا تھا چھوڑا وہ لال گرد امیر کے پھرا اور پھر اُسکے ہاتھ پر جا بیٹھا اُنھے اُسکو پکڑ لیا اب امیر نے ابو الفتح سے کہا کہ کہو کیا کہتا ہے ابو الفتح نقلی نے نعرہ کیا کہ منم پیکان جادو یا امیر اسم اعظم آپ کا بند کرنے آیا تھا یاد تو کیجیے اب دیکھیے کیا یاد ہے یا نہین یہ کہکر وہان سے غائب ہو گیا اور یہان امیر بیخود ہو گئے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب اسم اعظم بند ہوتا ہے صاحبقران بیخود یا بیہوش ہو جاتے ہین اور وہان پیکان نے اُس لال کو لیجا کر ایک شیشہ مین بند کیا اور اُس شیشہ کو ایک دیو کو بلا کر دیا اور کہا کہ اسکو

لیجا کر اچھی طرح رکھنا اور طبل جنگ بجوایا یہان امیر و شاہ تو باقی ہین اُنھون نے بھی طبل جنگ بجایا لشکر تو تھا ہی نہین تیاری کیا ہوتی لشکر کفار مین بلاشک تیاری تھی جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان بصد جاہ و جلال خنجر بیضاوی کینہ سور حلقۂ مہر اور نیزہ خطوط شعاع ہاتھ مین لیکر توسن گردون پر جلوہ فرما ہوا صبح کو امیر و بادشاہ میدان مین آئے اسم اعظم تو فراموش تھا ہی اور امیر خود بھی جگر و دل کو سنبھال کر کھڑے ہوئے اُسطرف پیکان نے لقا را کندہ درگاہ اکرم و دود و منکوب زرد شتاہ باختری چالیس ہاتھیون کو زنجیر بند کرا کے موتیون کا بنگلا ڈال کے تخت کھنچوا کر سوار ہوا ڈنکہ پر چوب پڑی نشان شکست نشان ہمراہ چلے بیرقین سیاہ سیاہ ہوا مین اُڑتی تھین جھنڈے پر جھاڑ جھنکار جھاڑ جھنکار جلوہ دکھاتے تھے کلہ عمود و کمان چلا چلا کر لقا کو کوس رہے تھے لشکر گروہ گروہ مثل دریا کے جوش کھاتے ہوئے جنگاہ مین مثل سیلاب فنا چلے آتے تھے ہر ایک سپاہی زرہ سے دام مرگ مین پھنسا ہوا تھا غرض یہ میدان مین آئے بیلدارون نے پست و بلند زمین ہموار کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ ڈالا سقون نے چھڑکاؤ کر کے گرد و غبار بٹھایا نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور مذمت دنیا سے فانی زبان پر جاری فرمائی کہ ابیات

انسان کے حق مین یہ دنیا کی چاہ ہے — اِس خوان کی مثل کف مار سیاہ ہے
نہین آج دارا کا باقی نشان — دیگر — سکندر کی باقی نہین عظمت و شان
بیاہ لے جاؤ عروس موت کو — دیگر — دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

جب نقیب نقابت کر کے کنارہ ہوئے اُسوقت پیکان نے چاہا کہ مین میدان مین جاؤن لیکن پہلے سامنے لقا کے آیا اور اپنے اژدر پر سے کود کے سجدہ کیا اور پھر میدان مین آیا ہنوز اُٹھنے نہ نکلا تھا کہ امیر تو باقی ہین ہر چند کہ بیخود تھے مگر سامنے تخت بادشاہ کے گھوڑا پھینک کر آئے اور کود کر گھوڑے پر سے تخت بادشاہ کو بوسہ دیا پھر اجازت میدان مین جانے کی چاہی کہا کہ سوائے میرے اور کون باقی ہے اب مجھے مرنے کی اجازت دیجیے بادشاہ نے سپرد خدا کیا امیر منتظر ہوئے کہ جب پیکان جادو میدان مین نکلے تو مین جاؤن اور اُدھر پیکان نے پکار کر آواز دی کہ یا امیر آئیے اور اطاعت کیجیے امیر نے جواب دیا کہ مین لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون لقا پر اور اُسکے پرستارون پر پیکان خاموش ہوا اُسوقت ایک ابر پیدا ہوا اور طائر قدرت و تاجدار آکر پہونچے امیر

سے ملاقات کی اور سب حال کہا امیر نے فرمایا کہ جسکے لینے کو تم آئے ہو وہ سب جلا دیے گئے پیکان
نے بدعت کی ہے تب تاجدار نے کہا مین جاکر اُس سے مقابلہ کرتا ہون اور اسم اعظم آپ کا چھوڑا لاتا ہون
یہ کہکے ایک گولہ طرف آسمان کے ملا دیکھا کہ ایک پریزاد آئی ہے پیکان نے جو یہ دیکھا ایک دستک دی
ایک دیو وہ شیشہ اسم اعظم کا لیے ہوے پیدا ہوا اُس پری پر چلا پری نے اُسے چھینکر شیشہ
توڑ ڈالا اور دیو سے لپٹ گئی دیو بھی جل گیا اور آپ بھی جل گئی لیکن اسم اعظم امیر کا چھوٹ گیا
پیکان و بادبان طبل بازگشت بجواکر پھرے فرط خوف سے ساحر آگے بن لڑنا دشوار ہے تدبیر اور
منصوبہ جلی کرکے لڑینگے غرض پھر گئے اور تاجدار نے کہا یا امیر آپ سبکو لیکر بارگاہ مین چلیے مین سردارون
کو لیکر آتا ہون یہ کہکے میدان سے غائب ہو گیا وہان پیکان نے بختیارک سے کہا کہ کل دیکھیے کیا ہو
اس اثنا مین ابوالفتح اور سرہنگ مصری صورتین اپنی بدلکر بارگاہ لقا مین آئے اور چاہا
کچھ عیاری کرین لیکن سحر نے پیکان اور بادبان کو آگاہ کیا کہ دو عیار بھی آئے ہین اور وہ سامنے
کھڑے ہین پیکان نے ان دونون کو بھی پکڑ لیا اور ظاہر مین تو سردار جل گئے مگر سب زندہ ہین اور
یہین ان دونون عیارون کو بھی پیکان نے وہین قید کرا دیا اور کہا کہ مین سب سردارون کو قتل کرتا ہون
اور آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ سب سردار ایک رسن مین بندھے ہوے آسمان سے اُتر آئے پیکان
نے جلادون کو اشارہ کیا کہ سب کے سر کاٹ ڈالے یہ خبر ہرکارون نے آکر امیر سے بیان کی امیر مع تمام
لشکر کے لشکر لقا کی طرف چلے نصف راہ مین پہونچے تھے کہ تاجدار قدرت سب سردارون کو تخت پر
بٹھائے ہوے تخت کو اُڑاتا ہوا آکر پہونچا کس لیے کہ تاجدار قدرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ سردار
کہان قید ہین بس وہ مقام معلوم کرکے وہان گیا اور جو ساحر کہ وہان محافظ تھے اُنکو قتل کرکے سردارونکو
چھوڑا لاکر اور انھین کی ایسی صورت کے پتلے بنا کر اور محافظون کی ایسی صورت کے پتلے بنا کر
سحر کے زور سے انہین بٹھا کر انکو زندہ کر دیا اور آپ سردارون کو لیکر خدمت امیر مین آتا اور وہان انھین
پتلون کو پیکان اور بادبان نے بلا کر قتل کر ڈالا یہان تاجدار نے امیر سے کہا کہ حضور آپ کہان
جاتے ہین وہ جو قتل ہوے میرے پتلے سحر کے تھے ادھر خبر ہوئی پیکان کو کہ ہمنے قتل کسکو کیا وہ
سردار خدمت امیر مین آگئے پیکان غصہ مین آکر اُٹھا اور چلا اُسکے ساتھ بادبان بھی آیا یہان
تاجدار نے بہ تعجیل سحر کیا کہ ایک قلعہ تیار ہوا اُسمین سے ایک جوگی پیدا ہوا اُسنے آکر پیکان اور بادبان

کو پکڑ لیا تمام ملازم اُنکے مارے گئے وہ بھاگ کر باغ مینا مین مخفی ہوا اب امیر دربار مین آئے اور پیکان اور
بادبان نے آپسمین صلاح کی کہ دین امیر کا برحق ہے ہمین لازم ہے کہ مطیع اسلام ہو جائین کیونکہ قید مین
ہین بس یہ دونون پکارے کہ ہم بھی مطیع اسلام ہوتے ہین ہنوز یہ قیدخانہ مین نہین گئے تھے
کہ امیر نے اُنکو خلعت منگا کر دیا اور یہ دونون مطیع اسلام ہوئے طاہر اور تاجدار نے کہا
اب امیر کسی کو ساتھ بھیجیے امیر نے کہا کہ کوئی وجہ ایسی ہو کہ ہم بھی مقابلہ دیکھین تاجدار نے
کہا ایرج قلعہ مین آپ چلکر ملاحظہ فرمائیے گا سب حال آپکو ظاہر ہوگا امیر نے ایرج کو ساتھ کیا اب
طاہر و تاجدار و پیکان و بادبان ایرج کو تخت پر بٹھا کر طرف قلعہ زر افشانیہ کے روانہ ہوئے
یہان کچھ لوگ پیکان و بادبان کے افراسیاب کے پاس آکر پہونچے اور سب احوال بیان کیا
کہ پیکان و بادبان مطیع الاسلام ہوئے اور ایرج کو لیے ہوئے طاہر و تاجدار و پیکان و بادبان
طرف زر افشانیہ کے جاتے ہین بس صرصر نے کہا ایک ساحر میرے ساتھ کیجیے کہ مین جاکر ایرج کو گرفتار
کرون واضح ہو کہ صرصر افراسیاب کی ایسی صورت بنکر کوکب پر عیاری کرنے گئی تھی تو اپنے ساتھ
لیگئی تھی اُسوقت بھی صرصر ایک ساحر کو لیکر روانہ ہوئی اور بعد صرصر سفاک برق نگاہ نہایت
زبردست ساحرہ ہے کہ اُسکے پاس انگشتری جمشیدی ہے بارہ سو ساحرون سے یہ بھی روانہ ہوئی
مگر وہان راہ سے طاہر نے عرضی بخدمت کوکب روانہ کی کہ ہم ایرج کو بڑی دھوم سے لیے ہوئے
آتے ہین آپ بران وغیرہ کو واسطے استقبال کے روانہ فرمائیے کہ شاید حضور ان انکے بھیجنے پر راضی
ہوتے تھے ہمارے خاطر سے اور آپ کے نام سے بھیجا ہے یہ عرضی کوکب نے پڑھی اور نام
بران پر خفا ہوا کہ بران کے جانے کی کیا ضرورت ہے بلکہ جمشید کو روانہ کیا یہان تاجدار و خود ایرج
کو لیے ہوئے صورت عمدہ بنائے ہوئے منزل بمنزل آتے ہین ایکدن ایک مقام پر لشکر اُترا اور
صحرا کی سمت سیر دیکھ رہے تھے کہ ایرج کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین کی چھاتی پر قزاق سوار ہے
اور قتل کیا چاہتا ہے ایرج نے کہا اے تاجدار اس نازنین کو بچا تا تاجدار نے ہاتھ ہلایا کہ قزاق کا
سر اُسکا دور جا کر گر پڑا اور تمام پور شیر دل جا کر اُس نازنین کو سامنے ایرج کے لایا ایرج نوجوان نے
دیکھا کہ ایک معشوقہ حسین مہر تمکین کہ جسکی زلف رسا کے روبرو زلف سنبل کی سراسر پیچ پیشانی
ہوگئین اُسکی دمکتی ہوئی پیشانی کے سحر حسن کا ٹیکا ابرو مثل ہلال خمیدہ تیر مژگان وہ کہ جو دل و

جگر چھیدین آنکھین شراب حسن سے معمور دل عشاق پر جو شبک کرین گال دونون مے حسن سے لال
ایسے جیسے گلاب کے پھول آفتاب انکے روبرو شرمائے اگر مقابل ہوجائے دہن تنگ غنچہ سربستہ انکو
دیکھکر لیتا سینہ پر چھاتیان اُبھری ہوئی گول گول انمول نہایت سڈول کہ دوہا- سندر روپ اور مکھ
ادہ ابنے وہ ایسے سڈول + کرے کرا سے چکنے اونچے گورے گول + اسکے حسن کا یہ نقشہ تھا کہ کبت

سندر روپ سروپ مہا من یون للچے جیسے انگ مین بیجے
جیون مور بجیون کی جھب دیکھت کی چھب دیکھے ہی ہیجے
پان کھوات مہا ادھار س چاہے توچھیدر کو دیکھے نہ جیکے
ٹک اور بناؤ بنے نہ بنے ڈھک میٹھی ہی مکھ کو دیکھا ہی کیجے

ایرج اُسپر مائل ہوا اور اُسکو اپنے پاس بٹھایا اور جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تلمان غار مغرب مین گیا اور کواکب نے فلک پر انجمن آرائی فرمائی اُسوقت محفل آراستہ کی ساقی و مطرب حاضر ہوئے دور جام ارغوانی چلا ہر ایک مست ولایعقل بنا توبہ توبہ مے پرستون کے لاؤ لاؤ کی صدا اور غل مین ہر ایک کے مستی نے ٹھیکا لکھایا طال اللہ کی آواز بلند نشہ مین ہر ایک ارجمند اُنکی گرمی نشاط و ہنگامہ انبساط مین ہر ایک شخص بیہوش ہوا یعنی یہ عورت صرصر شمشیر زن ہی اُسنے شراب مین بیہوشی ملا کے ہر ایک کو بیہوش کیا ہی اور اُنھین کے گرفتار کرنے کو آئی تھی بس اُسنے ایرج کا انتظار اباندھا اُسوقت سفاک برق نگاہ بارہ ہزار ساحر سے آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ صرصر شمشیر زن نے اپنا کام کیا اُسوقت اُسنے ایک بچہ بھیجا صرصر کو اُٹھوا منگایا اور کہا کہ اسکو کسی جنگل مین چھوڑ آؤ صرصر افراسیاب کو گالیان دینے لگی کہ اُسنے یہ کیا وقت تھا مولینے کا مگر کیا ہو سکتا تھا اب سفاک برق نگاہ نے سب کو گرفتار کیا اور تخت سحر پر ڈال کر روانہ ہوئی لیکن کوکب اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ بہمن روئین تن کا نامہ آیا کہ ای کوکب بیکان اور بادبان اور طاہر و تاجدار وغیرہ ایرج کو لیے ہوئے تمھارے پاس آئے تھے اب برق نگاہ نے اُنکو بیہوش کرکے اڑا ہوا لیجا سکنے کا کیا بے خبر مہان کی لینا چاہیے کوکب جو یہ نامہ پڑھا فوراً اُٹھا اور بتعجیل تمام سفاک برق نگاہ کو آکر اُسنے قتل کیا اور شہزادہ ایرج کو چھوڑا لیا اور لیکر اپنے ملک کیطرف چلا ابھی آنکو تو راہ مین رکھیے لیکن کیفیت سنیے کہ کوکب روشنضمیر نے کہا کہ اے ایرج اب تو آپ منزل منزل

آتے ہین مین جاتا ہون ایرج نے کہا بہتر ہی بس یہ اپنے مقام پر آیا اور خواجہ عمرو نے لوح کو اپنی زنبیل
سے نکالا اور کوکب کو دیا اور کہا کہ ای کوکب یہ لوح تمھارے طلسم کی ہی اسکو تم حفاظت سے رکھو
کوکب نے کہا ای خواجہ ابھی تم اس لوح کو رہنے دو کیونکہ طلسم کشا موجود ہی ایسا نہو کہ وہ اسکو پا جائے
عمرو نے کہا کہ لوح اسواسطے نہین ہوتی کہ میری زنبیل مین رہے بلکہ اسلیے ہوتی ہے کہ وہ طلسم مین رہے
تا کہ طلسم کشا کے کام آئے اب مین اسکو اپنے پاس نہ رکھونگا کوکب نے ناچار ہو کے لے لیا اور
اُس لوح کو ایک گلدستہ مین رکھا اور اُس گلدستہ کو ایک قصر مین پہاڑ پر رکھ دیا اور ساحر بہر حفاظت
مقرر کیے اور جس مقام پر رکھی گئی ایک ابر اُس گلدستہ کے اوپر چھایا پھر اُسمین سے موتی برسنے
لگے اب ایک ساحر کے دلمین آیا کہ اس لوح کو اگر شہزادہ جہانگیر پائے تو مجکو بہت کچھ سرفراز کرے
یہ لوح چلکر اسکو دینا چاہیے بس اُسنے اُس گلدستہ کو توڑ کر اور جو ساحر کہ محافظ تھے اُنسے چھپا کر لوح کو
نکالا اور شہزادہ جہانگیر کے پاس آیا اور لوح کو دیا شہزادہ اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور اُس ساحر کو
سرفراز کیا اور آپ لوح لیکر واسطے فتح کرنے طلسم کے اکیلا چلا اور لوح کو دیکھا اُسمین لکھا کہ ای
فاتح طلسم و سیارہ عجائبات دہنی طرف کو جاؤ شہزادہ جہانگیر اُس طرف کو چلا یہانتک کہ آتے آتے
ایک قصر کے قریب پہونچا اور دیکھا کہ قصر نہایت بلند و رفیع ہی جہانگیر اندر اُس قصر کے آیا ہر طرف دیکھا کہ
شہ نشین اور کمرے بنے ہین معمار عقل بھی اس جگہ کو دیکھکر حیران کار ہی شہزادہ اندر بارہ دری کے
آیا یہان دیکھا تو ایک تخت پر ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ تاج شہریاری برسر و چارقب شاہنشاہی
در بر مالا ہاے مروارید گردن مین پڑے ہین چتر بال ہما کا سر پر گردش مین تخت پر بیٹھا ہے اور گرداگرد
اُسکے کرسیون پر امیران سلطنت اور وزیران ابہت متمکن ہین شہزادہ نے جب خوب غور کرکے
دیکھا تو اس بادشاہ کو مع ارکین سلطنت پتھر کا پایا حیران ہوا کہ نہین معلوم یہ پہلے انسان تھے
اب پتھر کے ہوگئے ہین یا کسی نے تصویرین تراش کر یہان رکھدی ہین اس سوچ مین کھڑا تھا
کہ ایک طرف سے آواز قہقہے کی آئی اُسنے پھر کر دیکھا تو ایک نازنین مہ جبین نہایت شوخ و شنگ
کبک رفتار شیرین گفتار خال ہندو چشم جادو مہر تسکین زہرہ جبین گرزلف چلیپا کے رو برو سنبل
کے پیچ بالکل ہیچ کھڑی ہوئی ہنس رہی ہے شہزادہ اُسکو دیکھکر مائل ہوا خنجر ابرو کا گھائل
ہوا تیر مژگان دل کے پار ہوا طائر دل شکار ہوا قریب آکر اُس سے کہا کہ ای جانی و ای سرمایہ

عمرو زندگانی تم کس بات پر قہقہے لگاتی ہو اُسنے کہا کہ میں تمھارے حیرت کرنے پر آئینہ وار حیران ہوں کہ اس
مکان میں ششدر مثل آئینہ متحیر کھڑے ہو آئیے تشریف لائیے بیت رواق منظر چشم من آشیانۂ تست

کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست | از آمدنت اگر خبر داشتمے | در رہ گذرت گل سمن کاشتمے
نگذاشتمے کہ پاے بر خاک نہی | خاک قدمت ز دیدہ برداشتمے | شہزادہ دل از کف دادہ تو

اُسکا ہو ہی چکا تھا بغیر دیکھے بھالے اُس نازنین کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے دل مضطر اپنا سنبھالتا ہوا شعر
لیے ہیں کتنے دل ایک ایک ناز پر لوٹنے + بغل میں بیٹھ کے اُنکا حساب دیتی جا + غرض وہ نازنین شاہزادہ
کو لیے ہوئے اُس مکان کے ایک ایسے مقام پر آئی کہ وہاں دروازہ لگا تھا جب اُس دروازہ کے اُدھر
گئی تو دیکھا کہ یہاں ایک باغ دلکشا نہایت فرح افزا لگا ہے ہوا یہاں کی مسیحائی کا دم بھرتی ہے بلبل گل سے
گفتگو کرتی ہے غنچہ مسکرا رہے ہیں گل خندہ زنی کرتے ہیں شاخیں درختوں کی جھومتی ہیں شاہد ارض کا
منہ چومتی ہیں ہوا وہاں کی کار مشاطگی کرتی ہے کہ شاخیں جھوم جھوم کر آپس میں ملتی ہیں کسی طرف
نرگس مست کہیں لالہ ساغر در دست فرش سبزہ زنگاری کا بچھا خیمہ ابر کا استادہ طاؤسان زرین
بال سبزہ پر رقص کرتے ہیں نہریں سلسبیل و تسنیم آسا چمن میں رواں وزاں باد بہاری سے پھولوں کی
سبزۂ زنگاری پر گلکاری تھی غنچے چٹکتے نہیں جا بجا ہیاں پیتے ہیں نشہ کا اُنھیں اُتار ہے عروس چمن پر جوبن ہے
طرفہ بہار ہے بلبلیں چہچہاتی ہیں فصل بہار ہے تو عروس چمن کے سہاگ گاتی ہیں طائران خوش الحان
زمزمہ سرائی کرتے ہیں فاختہ کی کوکو قمری کی حق سرہ نہروں کے کنارے فوارے ساون بھادوں کی طرح
چھوٹ رہے ہیں فوارہ کیا اُچھلتا ہے حوض کا حوصلہ نکلتا ہے نظم

کہیں گیندا ہے جعفری ہے کہیں | کہیں سیوتی کے پھول ہیں رنگین | ہر گلوں پر عجب طرح کی بہار
خندہ زن ہیں بہ رنگ صورت یار | سیوتی داؤدی بابونہ کنار | ہیں ہزاروں ہی واں گل بے شمار
حوض ہیں لبریز نہریں ہیں رواں | سب طرح پھولتی ہیں گلکاریاں | سنبل تر اور گل یاچین گڑہل
یاسمن شب بو و نسرین بے بدل

غرض وہ عورت اس شہزادہ والا تمکین کو لب نہر ایک بنگلہ میں لائی
اور مسند پر اُسکو بٹھایا کشتی شراب کی حاضر کی پاس آپ بھی بیٹھی مگر شرمائی ہوئی لجائی ہوئی مکر اور روٹھنے کا
عالم دکھاتی نیچی نگاہیں کرکے مسکراتی اُسکے حسن کی یہ کیفیت تھی کہ ماہ کامل اُسکے رخسار سے جو لڑ جاتا تو صاف
منہ پر طمانچہ پڑ جاتا گوہر دندان کی چمک آبرو مروارید کی کھوتی آفتاب کی ضیا سامنے اُسکے شرمندہ ہوتی

سینہ پر چھاتیوں کا اُبھار گول گول سڈول یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ڈبیان معجون بہی کی ہین یا دو گنبد بلور کے ہین یا دو قمقمے نور کے ہین ابیات

عید کا چاند ہی یا ہی وہ جبین مہ پارا
ہے مہ و مہر کا نور اُسکے مقابل جسکا
گورے گورے سے ہین رخسار تمام اسکے زیبا
بل بے وہ ٹپکا ہی پڑتا ہی جوانی کا رس

رونق مطلع انوار ہے یا جلوہ نما
حرف تقدیر نظر آئے تجھے پیشانی
عمر بھر بوسہ دلچسپ کی ہو جسکی ہوس
دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علےٰ

صبح صادق ہے شب قدر کی یا نام خدا
آپ کے رشک سے ہے آئینہ پانی پانی
مفت ہے جان کے عوض بھی جو ملے بوسہ خوشتر
رخ سے رخ چھوٹ گئے ہو کے جان نکلا

پس اُسنے شہزادہ کو جام ارغوانی بھر کر دیا اُسوقت شہزادہ کو خیال آیا کہ یہ مقام طلسم ہے ایسا نہو کہ مین کسی آفت مین گرفتار ہو جاؤن پس لوح کو دیکھ لینا چاہیے اُسنے لوح کو دیکھا تو اسمین لکھا پایا کہ اے شہزادہ مشکلات جادو سے تفنے بر آیا کہ جو اسکے ساتھ آئے بہتر کیا تمنے جو لوح کو دیکھا ورنہ مارے جاتے اب تمکو چاہیے ہے کہ لوح اسکے جسم سے مس کردو تا کہ یہ جل جائے اور اس باغ مین بھی عکس لوح ڈالو کہ اسمین بھی آگ لگ جائے اور یہان سے اُٹھکر اُس مقام پر کہ جہان وہ بادشاہ پتھر کا تخت پر بیٹھا ہے جانا اور لوح کو اسکے بدن سے چھوانا کہ وہ انسان ہو جائے اور اسی طرح سب اہل دربار بھی اُسکے انسان ہو جائینگے اور زعفرانیہ کا حاکم ہے زعفران شاہ اُسکا نام ہے یہ ساحرہ اُسکو اُٹھا لائی اور طالب وصال ہوئی جب اُسنے منظور نہ کیا تو اُسنے اُسکو پتھر کا بنا دیا اب تو اُسے انسان بنا لوح سے شہزادہ نے یہ حال معلوم کرکے اُس ساحرہ کے بدن سے لوح کو مس کیا کہ وہ جلنے لگی اور باغ مین بھی عکس لوح ڈالا کہ اسمین بھی آگ لگی وہ سب گل گلزار ہوے جلکر فی النار ہوے سب باغ آتش بہار و برباد ہوا شہزادہ کو اُس ساحرہ کے سینہ تعی جلنے کا بہت رنج ہوا لیکن اب جو دیکھا تو اُسکا یہ نقشہ تھا کہ کبت بھینس کی ایسی کھال لوتھڑ ریچھ کے ایسے بال مانون چولھے کی لاونی ملائی ہے ؎ کالی رات ماوس کی ایسی سیاہی چندو تو کمان پائی بھی شعر تابہ وہتے سینہ بانے ؎ بود وہ دہنش چو دیگ رانے - شہزادہ نے یہ صورت اُسکی دیکھکر لاش پر اُسکی تھوک دیا پھر وہان سے اسی بارہ دری مین جہان وہ بادشاہ تھا آیا اور لوح کو چھوا کر سب کو انسان بنایا اُس بادشاہ نے سر اپنا قدم پر شاہزادہ کے رکھا اور کہا کہ مصرع اے آمدنت باعث آزادی ما + پھر اُس بارہ دری مین سب طرح کا سامان عیش و نشاط فواکہات کی ڈالیان خوش رنگ بزالیان کشتیان شراب کی قابین گزک کے لیے گرما گرم کباب کی موجود تھین اُس مقام پر جلسہ آراستہ کیا

شہزادہ نے شراب پی اور کباب کھائے پھر آرام فرمایا بعد کچھ دیر کے اُشمار زعفران کے ساتھ جو ساحر تھے اُنھون نے
تخت سحر تیار کیا اُسپر شہزادہ اور بادشاہ کو سوار کرکے قلعہ زعفرانیہ مین لائے یہان کے عجائبات دکھائے
اہل قلعہ کو خوشی ہوئی کہ ہمارا بادشاہ آیا سب نے نذرین دین شہزادہ نے اُس ملک کو نہایت آباد پایا
کہ عمارتین سنگ گچ اور پختہ بنی تھین کہ جو طاق کسریٰ اور فریدون کو شرماتی تھین ہر عمارت کی دیوار و پر استرکاری
اور صیقل کیا ہوا یہ اُسکا نقشہ تھا کہ بیت

| زہے صفای عمارت کہ در تماشایش | نگاہ باز نگردد بدیدہ از دیوار |
| --- | --- |

شہزادہ وہان دار الامارت شاہی مین آیا اُس بادشاہ نے دعوت بڑی دھوم سے کی رقاصان مہرطلعت رقص
کرنے لگین دور شراب ہوا جلسہ چنگ و رباب ہوا جب اس سے فارغ ہوے شہزادہ نے اپنا حال کہا کہ مین طلسم
کشائی کو آیا ہون غرض کئی روز وہان شہزادہ رہا ایک دن جب طلسم عالم مین طلسم کشائے آفتاب سرگرم رفتار ہوا اور
لوح آفتاب خطوط شعاع سے منقوش ہے شعر صبحدم نکلا فلک پر آفتاب * پھر گیا ہر ایک آنکھون سے خواب
شہزادہ زعفران شاہ سے رخصت ہوا اور قلعہ سے نکلکر چلا لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا دست راست کی
جانب سیدھے چلے جاؤ بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا شہزادہ یہ معلوم کرکے روانہ ہوا اور ایک صحرا سے
سبزہ زار مین پہونچا کہ کوسون تک سبزہ لہلہا رہا تھا کوہ بالا رشک لالہ کھلا تھا چشمے حقہ حباب مین لبریز ڈبرے
موج خیز پپیہے کا مستون سے مخاطب ہوتا پی پی کہکے آپ ہی جان کھوتا گلون کی سرخی سبزہ کا لہلہانا
عجب طرح کا جوبن دکھاتا تھا اُس بہار پر بے اختیار دل لوٹا جاتا تھا شہزادہ قدرت خدا مشاہدہ کرتا ہوا
قریب ایک پہاڑ کے آیا اُس پہاڑ کو پھولون سے مثل گلدستہ کے پایا پہاڑ سے جھم جھم تا تھا آبشار ہوتا تھا
روح فرہاد کی اُس پہاڑ پر نثار تھی پھولون کی بیلین لٹک رہی تھین منشی بہار نے گویا خط طغرا تحریر کیا تھا
شہزادہ اُسکی گھاٹیون کو طے کرکے قلہ کوہ پر آیا یہان دیکھا تو چھوٹے چھوٹے درخت یک لخت گل اور بار سے لدے
ہین اور ایک طرف کو ایک طفل حسین بصد حسن و تزئین بیٹھا ہی ایک ناندہ پانی سے بھرا ہوا سامنے اُسکے
رکھا ہی اُس ناندے کے اندر منھ نے کا ڈال کر پھونک رہا ہی تو اُسمین سے بلبلہ اُٹھکر قندیل ہوکر بلند
ہوتا ہی صدہا قندیلین روسے ہوا پر بلند ہین اور وہ لڑکا اُن قندیلون کو دیکھکر ہنستا ہے شہزادہ نے جو
یہ ماجرا دیکھا اُسکو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے اور وہ تماشا بہت پسند آیا کھڑے ہوکر اُسکو دیکھنے لگے
اور ایسی بیخودی ہوئی کہ لوح دیکھنے کا مطلق خیال نہ رہا اور اُدھر اُس لڑکے نے شہزادہ کو دیکھا تو کہ

پانی کو جلدی جلدی پھونکنے لگا کہ قندیلین بہت سی اُٹھکر شہزادہ کی طرف چلین اب شہزادہ کو خیال آیا کہ قندیلون
کا پانی سے اُٹھنا سوا اسکے نہین کہ کچھ جادو کا شعبدہ اور ڈھکوسلا ہی ایسا نہو کہ تو گرفتار سحر ہو جائے
اسلیے لوح کو دیکھا چاہیے کہ کہان پانی اور کہان قندیلین بس اُسنے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا کہ اے مشاہدہ کن

**حالات غرائبات یہ حباب جادو ہی** یہ لڑکا نہین ہے تجھکو گرفتار کرے گی نہین تو جا کر لوح کو اُس
تانڈے مین دکھا تاکہ اُسکا پانی اسکو غرق کرلے شہزادہ نے جا کر لوح کو اُس تانڈے مین دکھایا اُسوقت اُس
لڑکے نے شہزادہ پر بہت کچھ افسون کیا تاریخ ترنج لگائے مگر بسبب لوح کے اثر پذیر نہوئے اور پانی اُس
تانڈے کا مثل دریا کے اُبل کر جو بڑھا تو اُس لڑکے کو اُسنے اپنے مین ڈبو لیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ
کشتی مارا نام من **حباب جادو** بود اب وہ پانی وغیرہ سب غائب ہوگیا اور لاش **حباب جادو**
کی بونڈے اُڑا کر لے گئے شہزادہ نے سجدہ شکر درگاہ خدا کیا اور وہان سے آگے بڑھا پہاڑ کے نیچے
اُترا اور پھر لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ سامنے کو روانہ ہو یہ اُس طرف چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک نازنین
مہجبین مع چند کنیزان خوش آئین کے ایک خیمہ کے کنارے پر بیٹھی ہی اور ایک جوان سامنے اُسکے
کھڑا ہوا باتین کر رہا ہے کہ یکایک ایک دیو لعین ڈانٹتا ہوا پیدا ہوا اور اُسنے اُس عورت سے کہا کہ بیت
سب سہینگے جو اگر لاکھ بُرائی ہوگی ✤ پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی ✤ یہ کہکر اُس جوان کی طرف
مخاطب ہوا اور کہا کہ کیون مردود تو میری معشوقہ سے ہنستا ہی یہ کہکر اُسکے قریب آیا اور چاہا کہ اُسکو ہلاک
کر ڈالون اُسوقت وہ عورت کھڑی ہوئی اور پکاری کہ ہان ہان کیا کرتا ہے اُس بیچارے نے تیرا کیا لیا ہی
اُس دیو نے کہنا اُسکا نہ سنا اور اُس جوان سے لپٹ گیا اُسوقت تو وہ پکاری کہ اے شہزادہ جہانگیر آپ
دیکھتے ہین اور اِس موذی کو سمجھاتے نہین شہزادہ جہانگیر آگے بڑھے اور اُس دیو سے کہا کہ نالائق تو
کیون اِسکو قتل کرتا ہے اُس دیو نے کہا کہ یہ میری معشوقہ سے ہنستا ہے شہزادہ نے کہا کہ تو دیو اور وہ عورت
یعنی انسان تجھسے اور اُس سے کیا نسبت ہی کہ جو تو اُسکو اپنی معشوقہ بناتا ہے جا دور ہو نہین تو میرے ہاتھ
سے مارا جائیگا وہ دیو اُس جوان کو چھوڑ کر شہزادہ سے لپٹا اور اُس عورت نے اور کنیزون نے اُسکی
ظاہر مین تو شہزادہ کی بلائین لینا شروع کین لیکن چاہا کہ لوح گلے سے اُتار لین اور جب اُنھون نے
لوح اُتارنے کا ارادہ کیا شہزادہ اب سمجھا کہ یہ مکر ہے بس فوراً اُسنے ہر چند کہ وہ دیو لپٹا ہوا تھا مگر لوح کو دیکھا
اُسمین لکھا کہ اے شہزادہ یہ ساحرہ ہے اور آپ کو دھوکا دیتی ہے چاہیے ہے کہ اسکو قتل کیجیے یہ معلوم کرکے

شہزادہ نے اُس دیو کو تو اُٹھا کر دے مارا اور پھر اُس عورت کے اوپر ہاتھ ڈال کر بال اسکے پھر کے پکڑے
اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ گردن اُسکی ٹوٹ گئی اور چرخ کھا کر زمین پر گری اور ہلاک ہوئی آواز آئی
کہ ملا غضبناک جادو کو اب ؟؟ اور وہ جوان جو منتیں کر رہا تھا سامنے سے بھاگ گیا اور
شہزادہ وہان سے آگے چلا پھر لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نکلا کہ اب کی دفعہ تجھکو ایک درخت عالیشان ملیگا
کہ جسپر ایک طاؤس زرین بال بیٹھا ہوگا اور جب وہان پہونچیگا تو اُس طاؤس کو اپنے پاس بلاتا اور
اسکی پشت پر سوار ہوتا وہ تجکو صحرا سے عجیب مین لیجائیگا شہزادہ اُس درخت کے نیچے جا کر پہونچا
اور طاؤس پر سوار ہوا وہ لیکر اُڑا یہان تک کہ ایک صحرا مین لا کر اُسنے پہونچایا شہزادہ اُسکی پشت پر سے
اُترا اور آگے چلا ایک جا پر ایک ہنڈولہ کھڑا دیکھا کہ کھٹولے اُسمین بندھے تھے اور ہر کھٹولے پر ایک
ایک نازنین بیٹھی تھی جب اُن نازنینون نے شہزادہ کو دیکھا سب ایک ایک کرکے کنوین مین
کود گئین شہزادہ نے لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ اس ہنڈولہ کو تلوار سے کاٹکر کنوئین مین گرا دیجے اور تو بھی
کود پڑ شہزادہ نے ایسا ہی کیا اور کنوین مین کود ا غلطان اور پیچان چلا جب تہ پر پاؤن لگا ایک میدان
وسیع نظر پڑا وہان دیکھا وہی عورتین جو کہ کنوین مین کود گئین تھین درختون مین جھولہ پڑا ہے اور وہ
جھول رہی ہین پینگ اسطرح بڑھتے تھے کہ یقین ہے آسمان چھو لینگی شہزادہ نے لوح کو
دیکھا اُسمین نکلا کہ انسے راہ کترا کے ایک طرف کو روانہ ہو ہرچند یہ پکارین مگر جواب نہ دینا شہزادہ
انکی طرف سے راہ کترا کے چلا اب اُنھون نے پکارنا شروع کیا کہ اے شہزادہ جہانگیر ادھر آؤ
کہان جاتے ہو شہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا اُسوقت تو وہ جھولے پر سے کود کود کر انکی طرف دوڑین اُنھون نے
پھر لوح دیکھا اُسمین نکلا کہ اسی بات کا انتظار تھا کہ یہ عورتین جھولے پر سے اُتر پڑین اب تو انکو لوح
دیکھا دے کہ یہ جلکر رہجائین شہزادہ نے انھین لوح کو دکھا دا وہ سب دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوگئین شہزادہ
پھر آگے بڑھا اور دیکھا کہ ایک گنبد بنا ہوا ہے وہ گنبد یاقوت احمر کا تھا اور ایک پتلی جواہر کی نہایت
زر و زیور سے آراستہ گنبد کے اوپر کھڑی ہے اور سامنے قلعہ کے چار جام جواہر نگار نہایت تکلف سے
رکھے ہین اُن جامون پر جانور جواہر کے بنے ہوسے بیٹھے ہین تاثیر یہ ہے کہ جو کوئی سامنے اُس پتلی کے جائے
تو وہ جلکر رہجاسے شہزادہ نے لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ اس اسم کو پڑھکر تیر سے اس پتلی کو گرا دے
اور پھر تو اندر اُس گنبد کے جا شہزادہ نے تیر سے اُس پتلی کو گرایا اور آپ اندر اُس گنبد کے آیا اور دیکھا

کہ اُس گنبد کی دیوارون پر آئینہ نصب ہین اور اُن آئینون مین تصویرین بنی ہین اور تمام دنیا کا حال اُن آئینون مین معلوم ہوتا ہے اور دیوار پر شکارگاہین تصویرین بادشاہان زمانہ کی کھنچی ہین اور ایک آئینہ مین تمام ولایتون کا نقشہ اور حال نظر آتا ہی شہزادہ نے کھڑے ہو کر اُس آئینہ مین سیر ہفت ملک کی کرنا شروع کی آئینہ کیا تھا کہ جام جہان نما تھا اور بڑی دیر تک سیر دیکھا کیے پھر اپنی معشوقہ ملکہ ماہ دُردرگوش کو دیکھا کہ ایک پلنگڑی پر پڑی تیر عشق مین زار زار روتی ہے نہایت پریشان حال ہے سیماب وار بیقرار ہے کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی اور کبھی یہ کہتی ہی کہ قطعہ

| | | | |
|---|---|---|---|
| کوئی ہمارے تغافل شعار سے کہدے | اشعار | کہ آپ ذرہ نوازی جو مہروار کرین | |
| تو باوجود تقاضاے مرگ و شدت نزع | | ہم اور بھی نفس چند انتظار کرین | |

اے باد صبا سوے دلارام
دیوانے پر تیرے آفت آئی
لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام
آوارہ ہون تیری جستجو مین
جس دن سے ہوئی تیری جُدائی
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین
گھربار تمام مجھسے چھوٹا
اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا
تجھ بن مری جان پر بنی ہے
جلد آکہ یہ وقت جانکنی ہے

یہ دیکھکر شہزادہ زار زار برنگ ابر بہار رویا کہ یکایک ایک آواز آئی کہ ای شہزادہ جہانگیر والاتدبیر السلام علیکم اُسنے جو آنسو پونچھ کر دیکھا تو ایک مرد پیر نہایت ضعیف نورانی صورت عمامہ سر پر باندھے عبا گلے مین پہنے کھڑے ہین شہزادہ نے اُنکو جواب سلام دیا اور کہا کہ ای مرد بزرگ آپ کون بزرگوار ہین اُنھون نے کہا کہ ای شہزادہ جہانگیر تم طلسم کوکب توڑتے ہو تو بہت بجا ہوگے کیونکہ کوکب دوست صاحبقران ہے اور تم بیٹے صاحبقران کے ہو تمکو چاہیے ہی کہ اب تم یہان سے پھر جاؤ اور اپنے لشکر مین جاکر قیام پذیر ہو اور مسلمان ہو جاؤ کلمہ پڑھو اور انتظار آمد صاحبقران کرو جب وہ آئین تو اُنسے لڑکر زیر ہونا اور مسلمان ہو جانا شہزادہ نے اُسی وقت کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا اور کہا کہ مین مسلمان تو پہلے ہی تھا لیکن اب اتنا طلسم کوکب کا مین فتح کرچکا ہون کوکب کو بادشاہت ملک کی کیا کم ہی طلسم کو اُسکے ٹوٹ ہی جانے دیجیے اُنھون نے کہا کہ تمکو اختیار ہے لیکن تم فرزند صاحبقران ضرور ہو یہ کہکر وہ مرد پیر تو غائب ہوگئے اور شہزادہ اُس گنبد عجائب نما سے باہر نکلا اور آگے چلا او قریب ایک قصر کے پہونچا اُس قصر مین ہزار ہا روزن ہین اُن روزنون سے چہرے پریزادون کے نکلے ہوئے ہین اور ایک طرف سے اسطرح کی صداے چنگ و سرود آرہی ہی کہ ایکمو حیرت

ہوتی ہے جہانگیر اندر اس قصر کے آیا دیکھا محفل عیش آراستہ ہے ایک بادشاہ تخت پر متمکن ہے اُسنے جہانگیر
کی تعظیم کرکے کہا آنیے مین آپ کی اطاعت دل سے کرچکا ہون جہانگیر بیٹھا نازنینان مہ جبین نے ایسا
چنگ وغیرہ بجا کے گایا کہ بے ساختہ آنکھین جہانگیر کی بند ہوگئین خواب مین اشرف الحکمت کو دیکھا کہ فرماتی
ہین اسے جہانگیر یہ افتخار جادو ہے بہت جلد اسکو لوح کھینچ مارو ورنہ یہ لوح وغیرہ چھین لے گا جہانگیر نے
آنکھ کھولکر لوح کھینچ ماری سب جل گئے آواز آئی کشتی مارا نام من افتخار جادو بود اس مرحلہ کو فتح کرکے جہانگیر
بہ ہدایت لوح آگے روانہ ہوا اور ایک دریا کے کنارے پہونچا دیکھا تو ایک ایک موج اُس دریا کی مثل کوہ کی
اُٹھتی ہے ہر حباب آنکھین دکھاتا ہے دریا مثل خاطر غضبناک کے جوش کھاتا ہے نہ کشتی ہے نہ ڈونگی ہے نہ ملاح
ہے بیڑا پار نہین ہے عقل پڑا نہین لگتا شہزادہ کنارے اُس دریا کے حیران و ارکھڑا تھا کہ کیونکر اُس پار جاؤن
کہ یکایک ایک مچھلی برنگ یاقوت احمر دریا سے پیدا ہوئی کہ پشت پر اُس مچھلی کے کاٹھی کھنچا تھا اور ایک ساحرہ
اُسپر سوار تھی تمام بدن اُس ساحرہ کا مثل بلور کے چمکتا تھا وہ کنارے آئی اور اُسنے آکر شہزادہ سے کہا
کہ مین آپ کی دوست ہون دشمن نہین اور اس دریا کے اندر مین رہتی ہون آپ میرے ساتھ اندر دریا
کے چلیے کہ وہان مکان بنا ہوا ہے شہزادہ نے لوح کو اُسکے کہنے سے دیکھا اُسمین نکلا کہ یہ سچ کہتی ہے تم اسکے ساتھ
جاؤ شہزادہ نے کہا کہ اچھا چلو وہ شہزادہ کو اُسی مچھلی پر بٹھا کر دریا مین لے گئی جب وہ مچھلی درمیان دریا کے
پہونچی غوطہ مار گئی اب شہزادہ کی آنکھ کھلی تو مع اُس ساحرہ کے اپنے تئین ایک قصر مین پایا ساحرہ نے انکو بصد
تعظیم تمام بٹھایا کشتی شراب کی حاضر کی شہزادہ نے شراب پی اب اُس ساحرہ نے بھی سمجھایا کہ اے جہانگیر تم
مسلمان بھی ہوئے ہو تمھین نہ چاہیے ہے کہ طلسم کوکب توڑو اب یہان سے تم واپس جاؤ شہزادہ نے منظور
کیا اور کہا اچھا تم مجکو میرے لشکر مین پہونچا دو تو اُس ساحرہ نے انکو کچھ کھلا پلا کے بہت خاطر کرکے انکے لشکر مین انکو
پہونچا دیا یہ تو لشکر مین آگئے لیکن سفاک کو مار کر کوکب نے جو ایرج کو چھوڑ دیا تھا تو افراسیاب جادو
نے ایرج کی راہ روکنے کے لیے خشمک فیل دندان جادو کو بھیجا یہ آیا اور اُسنے آکر سحر کیا کہ ایک دیوار راستہ مین
دور تک کھنچ گئی اُسوقت پیکان جادو نے کہا کہ ہم روکے گئے ہین یہ دیوار جو کھنچی ہے سحر کی ہے غرض اُس دیوار
کے ٹھہرے اور وہان بران شمشیر زن نے مجلس جادو سے کہا کہ اسے مجلس دیکھ تو اب
ایرج نوجوان کہان ہے اُسنے جو آنکھین بند کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ زیر دیوار خشمک جادو
سب ٹھہرے ہوئے ہین اُسنے بران سے اس حال کو کہا بران نے کہا کہ اسے مجلس تو جاکر

اُس دیوار کو توڑ دے مجلس وہان سے روانہ ہوئی اور آکر اُسنے ایک ناریج اُس دیوار پر مارا
کہ وہ دیوار دُھوان ہوکر اُڑ گئی اُسنے آکر ایرج نوجوان سے ملاقات کی ایرج نے دیکھا کہ ایک لڑکی گرتی پڑتی
ناک بہتی ہوئی چلی آتی ہے اُسنے پوچھا کہ یہ کون ہے طاہر قدرت نے کہا کہ یہ مجلس جادو ہے ہمیشہ لڑکی
بنی رہتی ہے مجلس نے شہزادہ ایرج کو سلام کیا لیکن چشمک نے جو یہ دیکھا کہ میری دیوار سحر کی باطل ہوگئی
یہ غصہ مین چلا اور سامنے مجلس کے آیا اور پکارا کہ او لکانہ چھوکری تو نے بڑا غضب کیا کہ میری دیوار کو باطل
کر دیا اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگی یہ کہکر سامنے آیا اُسوقت مجلس نے اپنے سر کے بال نوچے
چشمک بھی اپنے سر کے بال نوچنے لگا اب جو فعل کہ مجلس کرتی ہے وہی یہ چشمک بھی کرتا ہے اس لڑائی
کے عرصے مین بران شمشیر زن بھی آکر پہونچی اور کھڑی ہوکر تماشا دیکھنے لگی اب چشمک نے ایک انگوٹھی
مجلس پر کھینچ ماری مجلس نے وہ انگوٹھی مچھلی بنکر مُنھ مین لے لی اُسوقت آسمان پر نعرہ ہوا کہ منم
افراسیاب جادو اور افراسیاب کے ساتھ ناقوس جادو بھی ہے اور اُسکے پاس ناقوس جمشیدی
بھی ہے بس ناقوس نے ناقوس جمشیدی کو پھونکا کہ مع بران سب بیہوش ہوگئے مگر مجلس جادو
تڑپ کر زمین مین سما گئی اور وہان سے جو نکلی تو ایک سحر ایسا کیا کہ چشمک کے دو ٹکڑے ہوے اور پھر یہ
زمین مین سما گئی لیکن یہان سب بیہوش تھے افراسیاب نے تیلون سے کہا کہ ان سب کو باندھ لو
اُسوقت مجلس تڑپ کر مچھلی بنی ہوئی زمین سے نکلی اور ٹکر اُسنے آکر تخت افراسیاب پر ماری کہ تخت
کے کئی ٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑے پر افراسیاب ایک پر ناقوس جمشید اور ایک پر خود ناقوس جادو
بیٹھا تھا مجلس نے ایک گولہ سحر کا ناقوس جادو پر مارا کہ اُسکے سینہ کے پار ہوگیا افراسیاب
گھبرا کر کھڑا ہوگیا اب مجلس افراسیاب سے جھپٹ جھپٹ کر لڑنے لگی اور دو چار سحر ایسے کیے کہ افراسیاب
بھی زخمی ہوگیا اور اسطرح یہ لڑ رہی تھی کہ افراسیاب کا بچہ اسپر قابض نہ ہوتا تھا اُسوقت افراسیاب
نے نعرہ کیا کہ ارے وہ میری سمرن لاؤ کہ جو مین نے بوٹیان اپنی کاٹکر بنائی تھی اور انگشتری جمشیدی منگائی
تھی وہ سمرن لاکر افراسیاب کو ایک پریزاد نے دی بس اُس سمرن کا کہ اب یاقوت کی تھی ایک دانہ
توڑ کر افراسیاب نے مجلس پر مارا کہ مجلس کے سینہ کو توڑ کر پار نکل گیا بران وغیرہ اور عمران
جادو مرنے سے چشمک کے ہوشیار ہوچکی تھین انھون نے اپنے گریبان پھاڑ ڈالے
مجلس مین رمق جان باقی تھی اُسنے بران سے کچھ وصیت کی اور دم اُسکا نکل گیا افراسیاب

تو چلا گیا یہ سب روتے ہوئے لاشہ مجلس کا لیکر مع ایرج سمت کوکب روانہ ہوئے روایت دیگر یہ ہے
کہ جسوقت ناقوس مارا گیا تو اُسوقت افراسیاب برجواس ہوا مگر روئے ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم فخر ظلماتی ابھی
کے مرنے پر مجلس جادو زندہ ہو گی مگر اب ایرج کو لیکر کوکب اور بران و عمرو کیطرف طاہر وغیرہ روانہ
ہوئے اور وہان افراسیاب بھی فوج کثیر لیکر چلا اور خود پاس فخر ظلماتی کے آیا اور کہا استاد کوکب
نے ایرج کو بڑی دھوم سے بلایا ہی فخر نے کہا مین وہ تدبیر کرتا ہون کہ سال بھر تک زر افشانیہ پر نہ پہونچ سکے
یہ کہکر فخر تو روانہ ہوا اور افراسیاب آگر پاس جہانگیر کے پہونچا کیونکہ جہانگیر طلسم توڑنے پھر کر
آچکا ہی افراسیاب نے اُس سے کہا کہ تم اب جلد زر افشانیہ خالی کرا لو اُسوقت جہانگیر کو کچھ بن
نہ آیا سوائے اسکے کہ یہ اُٹھا اور کنارے دریا کے آکر دریا مین کود پڑا اور بہتا ہوا اندر قلعہ زر افشانیہ کے
پہونچا کس لیے کہ یہ دریا اندر قلعہ کے گیا ہی اور زر افشان جادو کو خبر ہوئی کہ جہانگیر آگیا یہ گھبرا
کے اپنے مقام سے چلا اور سامنے جہانگیر کے آیا جہانگیر پر سحر کرنا شروع کیا لیکن اُسکے پاس لوح طلسمی
سحر نے تاثیر نہ کی اور جہانگیر نے تیغ بلاکش کھینچکر قتل کرنا شروع کیا آخر زر افشان جادو تاب نہ لا
رو بفرار رکھا اور شکست کھا کر بھاگ گیا پھر زر افشانیہ مین عمل جہانگیر اور افراسیاب کا ہو گیا ایک گنبد
طاہر قدرت صاحبقران کے یہان بنا آیا ہی کہ اُسپر صاحبقران بیٹھے ہوئے یہ سب تماشا دیکھتے
ہیں مگر کوکب نے سُنا کہ شہر زر افشانیہ خالی ہو گیا اُسکو بہت رنج ہوا اور وہان سے یہ چلا شہزادہ ایرج
کے پاس آیا ایرج نے تسلیم و تعظیم کی اب کوکب انکو لیکر بڑی عزت سے اپنے طلسم کی طرف چلا ڈنکا
بجتا ہوا طائران سحر سر پر سایہ فگن نقیب آوازین لگاتے ہوئے بحشم و خدم چار منزل اُنھون نے راستہ
طے کیا تھا کہ ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر پہونچے ایسا وہ صحرا معقول اور فرحت ناک تھا کہ ہوا وہانکی
مسیحائی کا دم بھرتی تھی ابیات

سبزہ ایسا تھا دلفریب ندہ — مردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ — سونگھے اُس سبزہ پر اگر بیمار
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار — یہ ہوا سے خوش اُس پر آتی تھی — روح بالیدگی سی پاتی تھی
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام — مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام — غرض یہ مسافر راہ طے کرتے ہوئے

ایک مقام پر آکے پہونچے کہ وہان گل و ریاحین بہت کچھ تھے کوکب نے کہا کہ یہ صحرا تو خشک تھا
اب سرسبز کیونکر ہو گیا یہ کہکر اُس صحرا کے ساکن کو طلب کیا اور اُس سے پوچھا کہ یہ صحرا تو ہمیشہ سے

خشک تھا یہ گل و ریاحین کہاں سے آئے اتنے عرض کی کہ آج تیسرا دن گذرا ہو کہ ایک کالا ابر آسمان پر پیدا ہوا اُسی پانی کی تاثیر سے یہ سب پھول طرح طرح کے پیدا ہوے ہین اور اِدھر بائین جانب ایک قصر پیدا ہوا ہو اسکے دروازے پر ایک پریزاد مع ہزار بارہ سو کنیزون کے شمکن ہو اور سیر صحرا دیکھ رہی ہو بس کوکب و بران و ایرج و عمر و سب اُتر پڑے حیرت مین آ گئے کہ ادیکھین کہ ہماری عملداری مین کون آ کر بسا ہے آگے آگے کوکب اور پشت پر تمام سردار جب برابر اُس قصر کے آ کر پہونچے دیکھا کہ حقیقت مین ایک ایک نازنین دربائے جواہر مین غرق ہزار بارہ سو نازنینان مہ جبین اُسکی پشت پر عمدہ لیے ہوئے کھڑی ہین بس جیسے ہی نگاہ کوکب کی اُسپر پڑی بیقرار ہو گیا کوکب اور اُس نازنین نے اُٹھکر سلام کیا کوکب قریب آیا اور پوچھا کہ تمھارا کہان سے آنا ہوا اُسنے بڑھ کر کوکب کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا اور کہا اندر تشریف لائیے باغ کی سیر ملاحظہ کیجیے ہم مسافر ہین آپ کی سرحد مین بسے ہین یہ کہکے کوکب کو اندر لیگئی اندر جو آسکے دیکھا ایک باغ نمونۂ جنت ہو اور درخت کلان ہین کہ اُسمین سے موتی گر رہے ہین بس سب مع بران و ایرج دامن مین موتی بھرنے لگے مگر اُس نازنین نے سب سے کہا کہ یہ سب موتی آپ ہی صاحبون کے واسطے ہین ذرا اندر چلیے اب ہر ایک سردار کے ساتھ ایک ایک ویسی ہی نازنین ہوئی اور ہر ایک کو لا کر قصر مین داخل کیا اور ناچ ہونے لگا عمرو مع کوکب اُسی تماشے مین مصروف ہوئے سب سے زیادہ موتی عمرو نے چنے تھے مگر اور ایک مکان مین یہ بھی مصروف عیش ہین جو جس مقام پر تھا اُسکا یہ قول تھا کہ ہم کبھی اس مکان سے نہ جائینگے اور خود کوکب اُسی نازنین کو پہلو مین لیے ہوے شراب خواری مین مصروف ہو نجوم سے یہ حال برہمن نے دریافت کیا بہت رویا کہا فخر ظلماتی نے سحر کیا ہو اُسمین جا کر یہ سب پھنسے ہین جا کر نور افشان جادو سے اُسنے ایک نقش دیکر ایک عورت کو بزور علم روانہ کیا کہ وہ اسی مکان مین آ کر پہونچی کوکب کو بیٹھا دیکھا اور بیہوش بہت دیکھا غصہ کیا مگر کسی طرح سحر سے یہ نکل نہ سکے اور فخر بخدمت افراسیاب آیا اور کہا بغیر سال بھر کے عمرو مع کوکب اُس مکان سے نہ نکل سکے گا اس عرصہ مین سب کام کر لو اُسوقت نامہ لقا کا آیا افراسیاب پر غصہ تھا کہ کیون ملعون تو نے ہمکو خوب فراموش کیا تب افراسیاب نے کہا اسے فخر جا کر مسلمانو نکا تو خاتمہ کر دے وہان کوئی ساحر نہین ہے مگر عیار بلا سے بد ہین فخر نے کہا مین جاتے ہی خاتمہ کرونگا ایک شب بھی نہ ٹھہرونگا بھیا

عیاری کرنے بادین اور وہان صاحبقران ایک برج مین بیٹھے ہوئے یہ سب تماشا دیکھ رہے تھے
کہ کوکب وغیرہ سب پھنسے ہوئے ہین نہایت افسوس کر رہے ہین اور فخر ظلماتی وہان جا کر
پاس لقا کے پہونچا اور کہا ذرا باہر آکے تماشا دیکھیے مین نے سنا ہے کہ بڑے بڑے ساحر آکر مارے گئے
اور کسی سے کچھ نہو سکا مین ابھی خاتمہ کیے دیتا ہون یہ کہکر فخر نے جا کر سحر کیا تمام لشکر صاحبقران مین
آگ لگ گئی فریاد کی صدا بلند ہوئی اُسوقت صاحبقران تیغہ پکڑ کے برج کے اوپر سے کود پڑے اور
اسم اعظم پڑھتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا کہ تمام لشکر جل رہا ہے وقنا ربنا عذاب النار آگ ہر طرف شعلہ آور
ہے لشکر سے صدائین چلی آتی ہین کہ جلے کوئی کہتا ہے ہم پھکے کوئی کہتا ہے خداوندا بچانا
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ساحر کنارے لشکر کے کھڑا ہے اور سحر کر رہا ہے اسی کے سحر کی یہ آگ
شعلہ زن ہے صاحبقران اسپر جا پڑے وہ اسم اعظم سے تو آگاہ تھا نہین اُسنے چاہا کہ مین کرین
بالقدویکر صاحبقران کو اُٹھا لون امیر نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا کہ اُس
ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے تمامی لشکر نے اُسکے سحر سے رہائی پائی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
فخر ظلماتی جادو بود جب فخر ظلماتی مارا گیا تو کوکب وغیرہ نے بھی رہائی پائی اور مجلس جادو
کہ ظاہر مین ماری گئی تھی یہ باطن فخر نے اُسکو لیجا کر قمری کی شکل بنا کر پنجرے مین بند کیا تھا بس
وہ پنجرا آپ سے آپ ٹوٹ گیا اور وہ قمری بھی مجلس کی صورت ہو گئی اور ہزارون چیزین جو
سحر کی تھین وہ مٹنے لگین زوجہ اُسکی ظلمات زنار بند جو موجود تھی اُسنے دیکھا کہ شوہر کا مرے
سحر مٹنے لگا مجلس جادو قمری سے انسان ہو کر جو آگئی بس اُسکو یقین ہوا کہ شوہر میرا مارا گیا
اُسنے بال اپنے نوچ ڈالے اور رونے لگی اور مجلس کے اوپر جا پڑی مجلس تو ابھی قید سے چھوٹی تھی
گھبرائی ہوئی تھی اُسنے اُسکو پکڑ لیا اور چاہا کہ قتل کر ڈالون اُسوقت روئے ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم
گستاخ روشن ضمیر آئینہ وار برادر مجلس جادو اس زور مین آیا کہ مجلس کو پنجہ مین دابکر اُٹھا لے گیا
ظلمات زنار بند نے آواز دی کہ او چھوکری تو کہان بچکر جائیگی اسوقت تو مین اپنے شوہر کے
غم مین ہون مگر آنکے دین کہ جہان تو جاتی ہے مین تجکو قتل کرونگی یہ کہکر زار زار رونے لگی اور یہ نوحہ پڑھنے لگی بیت

نوحہ

لگی رونے کیا یہ نوحہ آغاز　　بدرد قلب باغمناک آواز
مین صدقے تجھ مین قربان ہو رہے　　میری جان میرے پر ارمان ہو رہے

نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشا
ابھی سے تمنے کھوئی جان ہے ہے
نہ دھیان آیا تمھین زوجہ کا بھی کچھ
دکھایا یہ ہمین سامان ہے ہے
اکیلی مین رہی جورِ فلک سے
ہوئے تم موت کے مہمان ہے ہے
کہان آغوشِ زوجہ اور کہان خاک
دکھایا یہ ہمین سامان ہے ہے
خطا کیا مین نے کی کچھ تو بتاؤ
ہوئے تم ایسے کیون انجان ہے ہے
فلک کے مرگ کے رنج و قلق کے
بھلا کس کس کے لون احسان ہے ہے

یہ تو اپنے شوہر کے غم مین ہے اور وہان کوکب ایرج کو لیکر اپنے مقام پر آیا اور اسکی دعوت کی اور دو روز کے بعد جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان نے گردون کی سیر کرکے غار مغرب مین منھ چھپایا اور ستارے بصد حسن و تزئین چرخ برین پر اپنی چمک دکھانے لگے کہ نظم

ہوئی جب رات وقت خواب آیا
خور خاور نے اپنا منھ چھپایا
گیا مغرب مین پھر خورشید خاور
ستارے پھر نظر آئے فلک پر

سر شام جہانگیر نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہرکارون نے آکر ایرج کو پہونچائی کہ شہزادہ فلک جاہ جہانگیر نے طبل جنگ بجوایا ہے ایرج نے بھی حکم دیا کہ ہمدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگی گڑگڑایا آلات حرب و ضرب کی تیاری مین ہر ایک بہادر مصروف ہوا سنان نیزہ کی زبان زبان درازی کرنے لگی تیر تسخیر کرنے پر آمادہ ہوے سپاہیون نے پیمانہ شراب حرب نوش کیا دلون مین لڑنے کا جوش ہوا عمود کلہ زنی کرنے لگے تلوارین صیقل ہوتی تھین کمانین جو خانہ کر گئی تھین انکو سینک کر درست کیا لڑنے پر ارادہ چست کیا چار پہر یہی تلاش و ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ غلاف شرق سے تیغ تیز خورشید کو نکالکر ترک دہر نے قبضہ مین کیا اور رات مثل فراریان رو بفرار لائی کہ ابیات

سحرگہ کا نقیبا خورشید نکلا
کہ دیکھا چاہیے ہوتا ہے اب کیا
بڑھی میدان کو ایرج کی سواری
چلے لڑنے کو سب مردان جنگی

الغرض صبح کو ایرج نوجوان مسلح و مکمل ہو کر بعد ادا ے فریضۂ نماز سحر دعاے فتح و ظفر مانگ کر مرکب باد بہار پر سوار ہوا ہمراہ لشکر بے شمار ہوا وہ پلٹنون اور رسالون کا چلنا فیل و بوق کا بجانا دل گردون دہلاتا تھا ہر ایک سوار برچھا ترچھا کنوتی پر مرکب کی رکھے جاتا تھا فانوس روشن فوج و لشکر پر جوبن منقبت خوانی نقیب کرتے کڑکیت کڑکا کہتے صبح صادق کا وقت اسلحہ کی چقاچاق

بلند سلح و مکمل ہر ایک ارجمند بر سر عظم و شان سے یہ لشکر کینہ خواہ وارد دشت مصاف ہوا آنے سے
دونون فوجون کے کرہ ہوا کرہ خاک آئینہ سپہر مکدر غبار آشیان گم کردہ پھرنے لگے روے آفتاب گندلا
ہوگیا غرض بیلدارون نے نکلکر پست و بلند زمین کو ہموار کیا نقیبون نے نکلکر نقابت کی علمون کو جلوہ
دیا صفوف لشکر میمنہ و میسرہ ساقہ و جناح وغیرہ آراستہ ہوئین جب نقیبون نے مذمت دنیائے
فانی زبان پر جاری کی صفون پر مثال صف مژگان کے سناٹا آگیا جب نقیب نقابت
کرچکے جہانگیر نے گھوڑا اُٹھا کر بیچ میدان مین جا کر سلحشوری دکھا کر نعرہ کیا کہ اے ایرج آ تو
میرے مقابلہ مین ایرج نے اُسیوقت مرکب اُٹھایا اور سامنے اُسکے آیا پہلے سلام علیک کی
پھر نیزہ اُٹھا کر انکل کر کے سینہ بکینہ جہانگیر پر لگایا دونون مین لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے کہ نظم

دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر | تو گوئی کہ بودند دو شرزہ شیر
شہان زمانہ چنین سے بود کارزار | بدینگونہ ہرگز نہ پیچید مار

سنان نیزہ زبان دراز زبان کرنے لگی لیکن ایرج نوجوان
تربیت یافتہ پیر قطب دوران یعنی عمرو کا ہے اور امیر کے پہلوان کے ہند جانکاہ اسطرح کا تھا کہ گھوڑا کو
گھوڑا اُڑایا کہ نیزہ ہاتھ سے جہانگیر کے ہوائی ہوا یعنی نکلگیا اتو جہانگیر کی نیزہ آب خجالت مین
غرق ہوا اور تلوار کو کھینچکر خبردار خبردار کر کے اُسنے ایک ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کی باڑھ سے لگا کر
ملائی جبتک کہ تیغ دور تھا دور تھا جب سر پر پہونچا اُسنے جھٹکی دی کہ تیغ پٹ پڑا اُسنے
بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ تیغ چھین لون جہانگیر نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا زور
کشمکش کے ہوے کہ مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اُسوقت تو شاطر چلائے کہ اے بہادران
اگر کشتی لڑنا ہو تو اُتر کر نصیب آزمائی کرو یہ دونون دامن گردان کر زمین پر کودے اور زرہ اور سب
باناہاے جنگ اپنے اُتار کر لنگوٹ کسکر کشتی لڑنے لگے پھر تو نہ این رانظفر نہ اور اخطر نہ اور اخطر
این رانظفر دہن بہ دہن اور مشت بہ مشت کشتی ہونے لگی کبھی یہ ریل لے گیا کبھی وہ ریل لیگیا
کبھی یہ بغلی ڈوبا کبھی اُسنے نواز بند باندھا کیلی کی دکھنی گرہ لگائی رود بھری کوڑا باندھا آنٹی ماری اسیطرح
پانچوین دن ایرج کا کولا اُتر گیا امیر گنبد طاہر قدرت پر بیٹھے ہوے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کولا
اُتر جانے سے ایرج کے رنجیدہ ہوے اور جہانگیر نے ایرج کو چھوڑدیا کہ اب اچھے ہونا تو پھر لڑنا
غرض یہ لشکر پانچ روز سے بے خورد و خواب تھا اپنے اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوا مگر کوکب فی الحقیقت

رات امیر کو بلوایا اور طاہر قدرت نے جاکر کہا کہ یا امیر اب آپ تشریف لیچلیے ایرج کالو کو لا اُتر گیا امیر یہان آئے اور جب وہ زمانہ آیا کہ اندھیرا عالم مین چھایا شاہ خاور نے پردۂ شب مین منھ چھپایا کہ ابیات

شہ خاور نے دربار اپنا برخاست
کیا اور آئی جب عالم مین پھر رات
ستارہ رات کے طالع کا چمکا
سر شب طبل جنگی پھر بجایا

یعنی اول شب حکم دیا جہانگیر نے کہ طبل جنگ پر چوب پڑی امیر تو اکیلے ہی تھے مگر جہانگیر کے لشکر مین تیاری رہی ساحر سحر کرتے رہے ہوم ہوا کیا بنگالیون نے دریا کے کنارے بیٹھکر ڈھیرہ بجایا کلو اجیرون نارسنگہ کو بلایا نقیب چلایا کیے بہادرون کو جگایا کیے ترغیب جنگ دلایا کیے ہتھیار صاف ہوتے رہے نامرد روتے رہے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ زمانہ آیا کہ شہ خاور یعنی آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان نیزۂ خطوط شعاع کو ہاتھ مین لیکر بارگاہ مشرق سی برآمد ہو کر توسن فلک پر سوار ہوا کہ ابیات

کہ شمشیر بران خورشید کو
میان سے لیا ترک گردون نے جو
چلے اُٹھکے لڑنے کو پھر جنگجو
سپہ گھر کے آئی وہان چار سو

بصدم لشکر امیر با توقیر کے ہمراہ کوکب سفنے کردیا اور آپ بصد کروفر میدان مین آئے دلاورون نے پرے جمائے جب صفین آراستہ ہوچکین میدان پاک وصاف ہوا جہانگیر گھوڑا اُڑا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ یا امیر آیئے میرے مقابلہ کو امیر بھی اشقر اُڑا کر اُسکے سامنے آئے تمام لشکر پیادہ ہوا علمون کو جلوہ ملا طبل ونقارے بجے امیر سب لشکر کو تسلی ودلاسا دیکر اور ٹھہرا کر سامنے جہانگیر کے آئے جہانگیر نے سلام کیا امیر نے بھی جواب علیک السلام دیا پھر جہانگیر نے کہا یا امیر آیئے ہم آپ کشتی لڑکر نصیب آزمائی کرین تلوار کا کام کاٹ ڈالنا ہو امیر نے کہا بسم اللہ یہ کہکر اسقر پیسے کو دے اور دونون لنگوٹ باندھکر لڑنے لگے اب امیر نے اُسکے زورون کو ریلون کو روکنا شروع کیا پیچ اور توڑ جوڑ و بند کا سلسلہ کس حسن وخوبی سے بندھا کبھی سر سے سر ملا کر ٹکر مارتے تھے کہ اگر تابۂ آہنی مقابل مین ہوتا تو تپتا اور سرمہ ہوجاتا اسیطرح ساتوین دن امیر اُسکو ریل کر لیچلے اور ایک مقام پر لاکر جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوے امیر نے فرمایا کہ اب مین نعرہ کرتا ہون ہوشیار ہوجانا اور یہ نہ کہنا کہ مجکو چیخ کر آپ نے اُٹھا لیا جہانگیر نے کہا کہ صحرا فراخ ہے جہانتک چاہیے چیخیے ادھر عمرو نے کہا ایہا الناس امیر نعرہ کرتے ہین روئی اپنے اپنے کانون مین دے لو یہ ایسا نعرہ کرینگے کہ حاملہ عورتون کے حمل گرجائینگے سوار بڑے بڑے گھوڑے ہٹا کر دور لیگئے اور سب نے کانون مین روئی دے لی اب امیر نے نعرۂ اللہ اکبر کر کے کہ بیت

جہان نعرہ زد مبر منزل مصاف ✤ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ✤ جہانگیر کو سر سے بلند کیا اور چرخ
دیکر زمین پر مارا پھر مشکین باندھکر شادان وفرحان پھرے اور بارگاہ مین لائے یہان گستاخ نے
راہ مین مجلس کو ہوشیار کیا اور کہا کہ تم چلو مین آتا ہون مجلس تو روانہ ہوئی اور امیر پر افراسیاب
بادل بیتاب غصہ مین آپڑا لیکن امیر مالک اسم اعظم ہین انکا کچھ نکر سکا بڑان و کوکب وغیرہ لڑنے
لگے امیر نے مقابل افراسیاب آکر اسم اعظم پڑھا کہ یہ گھبرا کے بھاگا اُسوقت مجلس بھی آکے
پہونچی اور افراسیاب بھاگا جاتا تھا یہ اُس سے لڑنے لگی اُسوقت زوجۂ فخر ظلمانی کا نعرہ ہوا
کہ یہ دختر تاریک صورت کش کی ہے اور طرف سے کوکب کے برہمن رومین تن بھی
آیا اور ظلمات زنار بند اسطرح آئی کہ سب نے دیکھا کہ ایک بنگلہ فولادی اُڑتا ہوا چلا آتا ہے برہمن
نے ایک تیغ اوسکے مار دیا کہ سینہ کو اُسکے توڑ کے پار گذر گیا سینہ سے اُسکے دھوان پیدا ہوا برہمن نے
کہا کہ یارو بڑا غضب ہوا اب اِس دھوئین سے کوئی نہ بچیگا وہ دھوان تمام لشکر مین پیچیدہ ہوا سینہ
اُسکا کیا تھا گویا چاہ بابل تھا اب نعرہ ہوا کہ منم ظلمات زنار بند کیون اے برہمن رومین تن
اب کیونکر بچیگا یہ کہکر اُسنے سحر کو زور دیا اور لشکر مین کوکب کے گھس آئی دھوان سینہ سے نکلکیا تمام
لشکر مین اندھیرا چھاگیا اور ظلمات نے اُسی اندھیرے مین سرداران کوکب کو قتل کرنا شروع کیا
ان سب کی آنکھون مین تو اندھیرا چھایا ہے اور وہ ہر گھڑی گرتی ہے اور ایک ایک کو اُٹھا لے جاتی ہے
اور قتل کر ڈالتی ہے اب کوکب و برہمن سب دفع سحر کر رہے مین آفتاب چمکتا ہے مگر کچھ نہین ہو سکتا
اسی ہنگامہ مین پیکان و بادبان اور کئی بڑے بڑے سردار کوکب کے مارے گئے اُسوقت آسمان
سے نعرہ ہوا کہ منم گستاخ برادر مجلس آئینۂ جمشیدی ہاتھ مین لیے ہوا آتے ہی جو اُس تاریکی پر آئینہ کو چمکایا
وہ اندھیرا دفع ہونے لگا ظلمات نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر گستاخ پر آپڑی گستاخ نے وہی آئینہ سامنے اُسکے
کر دیا کہ اُسکی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بس گستاخ نے نیمچہ مارا کہ ظلمات کے دو ٹکڑے ہوے یہ معرکہ
افراسیاب نے جو دیکھا کہ ظلمات کو گستاخ نے قتل کیا بہ غیظ و غضب مین گستاخ پر جا پڑا گستاخ نے
آئینہ دکھلا دیا کہ افراسیاب کو حیرت ہوئی مگر کچھ اشارہ کیا کہ آئینہ پر غبار چھاگیا اور بیچ مین دو ٹکڑے ہو گئے اُدھر آئینہ سیاہ
ہوا بس افراسیاب کے گلے مین وہ سمرن ہے کہ جو سیاہین واسطے حصول انگشتری جمشیدی کے بنائی تھی اُسمین سے
دانہ نکالکر مارا کہ گستاخ کے سینہ کے پار ہو گیا مجلس تڑپ کر چلی تھی کہ ایک آندھی اُٹھی تمام زمانہ مین تاریکی ہوگئی

بعد لمحہ کے دیکھا کہ لشکر افراسیاب نہین ہے ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہے طرف سے آفاق چہاردست کے لکھا
ہے کہ اے کوکب منم آفات لے گئی سب کو اٹھا کر ابھی مناسب نہ تھا جسوقت غصہ مین آؤنگی اور مقابلہ
کرونگی ایک دم مین اے کوکب تیری سلطنت کو تباہ کر دونگی یہ پرچہ کوکب نے پڑھا اور ہنسکر چپ ہو رہا
اور صاحبقران نے بھائی کو خورشید تاج بخش کے لشکر جہانگیر مین بھی بلایا اور اس سے پوچھا
کہ مفصل بتا جہانگیر کسکا لڑکا ہے اسنے آشکار کیا کہ ملک خورشید تاج بخش کا لڑکا ہے غرض بعد تکرار
بسیار اسنے کہا کہ یہ لڑکا آپ کا ہے اور جابک تیز رفتار بیٹا عمرو بن امیہ کا ہے یا صاحبقران ملک
خواریدتاج بخش جو کہ موسن قلزم رست کے مقام پر آپ کو اپنے گھر لیگیا تھا مع عمرو بن امیہ
ضمری کے وہان ملکہ شمس پری اور اسکی وزیرزادی دردانہ پری ان دونون سے ایک کو آپ اور
ایک کو عمرو اپنے عقد مین لائے اور انسے یہ دونون لڑکے پیدا ہوئے اور وہ دونون شہزادی اور
وزیرزادی حاملہ ہوئین ایک روز بیرون دنیا بر صحرائے خاص مین آئین اور وہان انکو دردزہ ہوا
اور یہ لڑکے پیدا ہوئے اسجگہ ملک خورشید تاج بخش بھی آیا اور دونون لڑکون کو دیکھا اچھے
معلوم ہوئے بس فوراً ایک شیر ببر کی صورت بنا اور ڈپٹ کر ان دونون عورتون پر دوڑا
وہ دونون عورتین فرط خوف سے لڑکون کو چھوڑ کر بھاگ گئین یہ انکو اٹھا لایا اور پرورش کیا اب یہ
بیٹا آپ کا ہے اور جابک بیٹا عمرو کا ہے بس یہ سنکے صاحبقران نے جہانگیر کو گلے سے لگایا
اور عمرو نے جابک کو گلے سے لگایا کوکب کو لوح اور تیغۂ بلاکش دے دیا اور صاحبقران جہانگیر کو
اپنے ساتھ لیکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوئے لیکن حمران جادو نور الدہر کو گرفتار کر لے
لے گئی تھی وہ راستہ مین ملی اسکو صاحبقران نے قتل کیا کیونکہ وہ طالب وصل نور الدہر
تھی اور یہ منظور نہ کرتے تھے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ مخمور سرخ چشم معشوقہ نور الدہر کی یہان
آکر پہونچی اور حمران سے مقابلہ کیا حمران نے اسکو بھی پکڑ لیا اور سامان قتل کیا اسوقت امیر
آکر پہونچے اور حمران کو قتل کر کے نور الدہر کو چھوڑا یا اور اپنے ساتھ لیا اور مخمور کو کہ یہ نور الدہر پر عاشق
ہے جانب عمرو بن امیہ ضمری روانہ کیا مخمور بطور مخفی نور الدہر سے ملاقی ہوئی اور صحبت عیش
آراستہ کی باہم لطف شراب خواری رہا لنگڑیون کی قینچیان بندھ گئین گلابیان شراب کی سینون پر
آئین باہم لطف بوسہ و کنار رہا کہ ہیئت ایک کا ہاتھ ایک کی بالین ایک کے لب سے ایک کو تسکین

غرض بعد عیش امیر نور الدہر کو لیکر اپنے لشکر کی طرف چلے اسوقت جہانگیر نے کہا کہ میری معشوقہ
ملکہ ماہ دُردر گوش کوکب کے یہان ہے اُسکو بُلا دیجیے امیر نے مقتول سے کہا
کہ تو جا کر اے آمخمور سرخ چشم کو اور ملکہ ماہ دُردر گوش کو مع اُسکی وزیرزادی کے اپنے ہمراہ لیکر
خدمت صاحبقران مین آئے جہانگیر کا عقد ملکہ ماہ دُردر گوش سے اور اُسکی وزیرزادی کا
عقد چابک سے کیا اب یہان محمود لشکر مین جو آئی تھی تو شاہزادہ نور الدہر سے کئی روز تک
صحبت آرائی رہی پھر رخصت ہوکر اپنے طلسم کو گئی اُدھر خواجہ عمرو اور ملکہ بہار کوکب سے
رخصت ہوکر مہرخ کے پاس آئے یہان عمرو بن اُمیہ ضمری پر افراسیاب جادو نے
ایک ایسا سحر کیا کہ عمرو خود بخود افراسیاب کے پاس چلا گیا افراسیاب نے اُسکو ایک
گنبد فولادی سحر سے بنا کر اُسمین عمرو کو بند کر کے روانے ہوا اُس گنبد کو اُڑا دیا یہ خبر ملکہ بران
شمشیر زن کو ہوئی وہ وہان سے بغیظ و غضب تمام چلی اور آکر اُس گنبد کے اوپر گری اور
عمرو کو پنجہ مین دابکر لے اُڑی اور ایک پہاڑ کے درے مین جا کر بیٹھی یہ تو پہاڑ کے درے
مین بیٹھی تھی لیکن افراسیاب جادو کو خبر ہوئی یہ پھر وہان سے چلا اور آکر سامنے بران کے ہوکر
اب بران کو اُسنے للکارا بران بھی ناریخ پکڑ کر اُسکے سامنے آئی اُسمین سحر کی لڑائی ہونے لگی افراسیاب
نے ناریخ مارا بران نے دستک دی وہ ناریخ اُلٹا پلٹ گیا اب بران نے ناریخ مارا افراسیاب
نے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ناریخ کٹ گیا پھر بران نے سحر کی کمند لگائی افراسیاب
نے دستک دی ایک پتلہ پیدا ہوا مقراض لیے ہوے کہ اُسنے وہ کمند سحر کی کاٹ ڈالی آخر افراسیاب
نے ایک سحر ایسا کیا کہ بران بیہوش ہو گئی عمرو نے چاہا کہ مین بھاگ جاؤن لیکن افراسیاب نے
ایسا سحر کیا کہ پاؤن اُسکے زمین نے پکڑ لیے افراسیاب نے پکڑ لیا اور سحر سے فولادی بنگلہ بنا کر
قید کیا بران شمشیر زن کو جو ہوش آیا یہ اپنے مقام سے اُڑی اور پھر آکر اُس بنگلہ پر کہ جسمین
عمرو قید تھا گری اور بنگلہ کو توڑ کر عمرو کو پنجہ مین دابا اور پھر لیکر امن پہاڑ مین آئی کہنا کھاتی تھی اُدھر
اُس کوہ کا مالک ظالم دل دوسر جادو تھا ایک غار مین رہا کرتا تھا وہان تمام زمانہ کی چیزین
مہیا تھین لیکن اُسکو طلسم کی بگاڑنے سے مسلمانون سے بیر تھا اُسکو خبر ہوئی کہ تمہارے
دامان کوہ مین ایک جادوگرنی زبردست آئی ہے ظالم دل دوسر جادو نے نکل کر دیکھا کہ بران شمشیر زن

یک مرد سے باتین کر رہی تھی اُسکے خیال مین آیا کہ افراسیاب سے جو لڑائی ہوئی تھی یہ بھاگ کے
یہان آئی ہو اور بُران شمشیرزن عمرو سے کہتی تھی کہ کوکب کے پاس چلیے وہان آرام کچھ دن رہیے
پھر سمجھ لیا جائیگا ظالم دل دو سر جادو نے سحر سے دریافت کیا کہ بران کا یہان سحر ہی یا نہین ہے
معلوم ہوا کہ اُسنے کچھ سحر نہین کیا ظالم دل کا تو وہان سحر تھا ظالم دل دو سر جادو نے اب پھر سحر پڑھ کر
ماش کا دانہ مارا وہ در سے پہاڑ کے بند ہوے سلین درون مین مل گئین بران شمشیرزن غافل بیٹھی
تھی اگر خبر بران کو ہوتی ظالم دل کا کیا مقدور تھا جو قید کرتا کوہ مین اندھیرا ہو گیا عمرو نے کہا الٰہی خیر کرنا
بران شمشیرزن قہقہہ مار کے ہنسی کہا کسنے ہمکو قید کیا ہی از بس کہ بہت سا اندھیرا تھا بران شمشیرزن
نے چوٹی سے اختر مروارید نکال کر رکھا تمام روشنی ہو گئی اختر مروارید کا یون بیان ہی کہ سابق مین چار سو برس
پیشتر ایک میلہ پڑا تھا برج جمشیدی مین بران شمشیرزن کے جد و آبا نے نذر جمشید کو دی تھی تابوت
جمشید پر یہ اختر مروارید لٹکا کرتا تھا اُسکے جد و آبا نے جسوقت نذر دی تو یہ اختر مروارید جمشید بخشدیا تھا
اور ظالم دل دو سر جادو دریاے شور پر آباد ستک دی ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسکو اُٹھا لیگیا افراسیاب
جادو بیٹھا ہے اسوقت نامہ لقا کا آیا ہی افراسیاب پڑھتا ہی لکھا ہے منم لقاے بے لقا رانندہ درگاہ زرد
شاہ باختری ارے افراسیاب جادو جسطرح تو اپنے خداوند کو بھول گیا کوئی نہین اسطرح بھول جاتا خدا
پرستون نے حیران کیا ہی میرا باغ لوٹ لیگئے ابرج میرا لیگیا اگر تجکو منظور ہو نے تو جادو گر کوئی زبردست مقرر
روانہ کر کہ وہ آکر خداپرستون کا کام تمام کرے اور اگر منظور نہین ہی تو لیسا لکھ بھیج مین ہفت کوہ پر چلا جاؤن
اور پھر وہان سے گلزار سلیمانی کو جاؤن افراسیاب نے یہ نامہ پڑھ کے باغبان قدرت سے کہا کہ ای
باغبان قدرت دیکھ کہ خداپرستون نے کیا سر اُٹھایا ہی باغبان نے کہا کہ اب کسی زبردست
ساحر کو بھیجیے اور آگے تو جو ساحر جاتا تھا جالاک بن عمرو مار ڈالتا تھا اب وہ تو یہان ہی وہان اب
کون ہے جو مار ڈالیگا اسے شہنشاہ سفاک روئین تن کی بیٹی بڑی زبردست اور بلاے بے درمان
ہے اُسکو روانہ کرو کہ وہ جاتے ہی کام خداپرستون کا تمام کردیگی افراسیاب نے کہا کہ تمنے یہ بات خوب
کہی یہ کہکر اُسنے ایک سحر کی دستک دی کہ یہ ظالمہ جادو آئی اور افراسیاب کو مجرا کیا افراسیاب نے کہا
اے ظالمہ تم جاؤ اور کام خداپرستون کا تمام کرو اُسنے تسلیم کی اور نذر دی اور پھر رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور
اپنے مقام پر آئی فوج بیشمار اپنے ہمراہ لی ساحر بازو لیطہ و قرقرے وہنس آتشین و فیل آتشین پر سوار ہوئے

ملکہ ظالمہ جادو بھی ایک تخت پر سوار ہوکر اور فوج کو ہمراہ لے کے چلی اُڑنے سے اُنکے دہر کا منھ کالا ہو گیا
بوم کا دھوان بلند چرخ چنبری مین وہ دھوان پیچیدہ تھا روے ہوا پر ساحر برقین ترسول ہاتھ
مین لیے ہرہر کرتے جمشید کا دم بھرتے ناریل نارنج تیغ اُچھالتے ترسول اور بینسول اُنکے چمک سے
آفتاب کی چمکتے بار بار ساحر کہتے کالی کلکتہ والی تیری صدا جے کبھی بعض ساحر کہتے کہ جمشید وسامری کی
صدا جے چلنے سے اس لشکر کے زمین و زمان مین ایک زلزلہ آشکار تھا روے ہوا پر مثل سیل فنا کے
لشکر چلا جاتا تھا کہ ابیات

دھوین سے رخ دہر کالا ہوا | چلا لشکر ساحران بے شمار
یقین تھا کہ خور بھی دھوان جائیگا | ہوا شور برپا مین جہر آشکار

غرض بعد قطع منازل و طے مراحل
مرحلہ پیمائی کرکے لشکر لقاے بے لقار اندہ درگاہ آ کے مین یہ پہونچی ملک بختیارک مشئوم کا فرہیدین
نے آکر اسکا استقبال کیا اور لشکر کو اُسکے اُتروایا پھر بارگاہ مین آکر سامنے لقا کے پہونچی اور سجدہ کیا
تخت خداوندی کے گرد پھری نذر دی خلعت پایا پھر نکل زمین پر بیٹھی اور ملک بختیارک
نے حال پوچھا کہو صاحبقران سے اور خداوند سے کس وجہ سے لڑائی ہے بختیارک
نے لقا کے ہوکر رنجیدہ آثار کے ڈھنگ وضنک ناچنا شروع کیا اے ملکہ خداوند کی بیٹی نور چکیدہ
قدرت ملکہ گیتی افروز کو شہزادہ قاسم نبیرہ حمزہ صاحبقران زمان نکال لیگئے خداوند کی تیری
بیٹی کو شہزادہ بدیع الزمان جو تمہارے طلسم مین قید ہین ملکہ جہان افروز کو وہ اپنی خدمت مین لا
تا لشکر لقاے نمک کا گرا و سلطان حرامزادے لڑاتا نطفہ حرام اِن باتون کا کیا مذکور ہے
بختیارک نے کہا اچھا تمہین برا لگتا ہو نہ کہینگے ملکہ نے پوچھا تو ہمنے بیان کیا پھر اپنے مقام پر
بیٹھا اور ملکہ ظالمہ جادو نے ایک دن تو آرام کیا دوسرے دن جب وہ زمانہ آیا کہ شاہ
خاور شفقت فرمائے ملک مغرب ہوا اور ساحر شب نے اپنا قدم عالم مین رکھا نظم

کیا اس ماہ مثل حسن جانان | نگاہ چشم سے دمست وگریبان | کواکب مجتمع تھے سب فلک پر
سیاہی دے رہی تھی لطف یکسر

سر شام ملکہ ظالمہ جادو ناکام کے حکم سے طبل جنگ پر خوب پڑی
ساحرون مین نفیر سحر بجی ہرکارے دوان خدمت امیر والا تمکین مین آئے اور زمین ادب کو
لب عبودیت سے بوسہ دے کر یہ اشعار دعائیہ زبان پر لائے کہ اشعار

برسے تیر اجو ابر کرامت زمین پر | پیدا ہجاے دانہ گہر ہون ہر ایکسال | چون غوم لقفتہ آن مین ہوجاے منفعل

گرچہ فشارِ پنجہ سے آگاہ ہون جبال
ہر پُر غرور کی رگِ گردن مین خوف سے
شمشیر گر علم ہو تری جن و انس کا
ہو جائے خشک خون رگِ تاک [illegible]
ہیبت سے آب ہو جگرِ زہرۂ جبال
مارے اگر تو مہر کرے آسمان لال
گاوزمین کے تن سے نہ لاگا بہ دوال

ایک ساحرہ ملکہ ظالمہ جادو نام ناکام و بدانجام طلسم سے بہر امداد لشکر آئی ہے اور اُسنے طبل جنگ بجا کر آفت اُٹھائی ہے کل نکل کے معرکہ آرا ہے نبرد ہوگی آتش عناد و فساد دوبالا کریگی باقی خیر و عافیت ہے امیر نے یہ سُنکر جانب بادشاہ لشکر اسلام دیکھا بادشاہ نے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری قسمت مین تحریر کیا ہے وہی پیش آئیگا نظم

نقوشِ کلکِ قدرت کو ہے اندیشہ سے حیرانی
پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی سے خطِ پیشانی
روزیکہ قضا باشد و روزیکہ قضا نیست
روزیکہ قضا نیست درو مرگ روا نیست

ابوالفتح اصفہانی بموجب حکم شاہنشاہ گرامی نقارخانۂ سلیمانی مین آیا اور یہان نقارچیون نے نقارون کو سینک کر درست کر رکھا تھا اُسنے غاشیہ اُٹھا کر طبل سکندر پر چوب لگائی کہ ابیات

چو بر طبل اسکندر آمد دوال
سرافیل صورِ قیامت دمید
زناہید مریخ کرد این سوال
بگفتا کہ نا طبل اسکندر است
جہان را اگر دور آخر رسید
ز آواز او گوش گردون کر است

اب طبل جنگ بے درنگ اُس لشکر مین بجا دربار شاہنشاہ ذی وقار سویرے سے برخاست ہوا ہر ایک بہادر اور سردار اپنے اپنے مقام پر اُٹھکر آیا تیاری آلات حرب و ضرب دونون لشکرون مین شروع ہوئی اُس طرف ساحر ڈہرو بجانے لگے کڑاہیان چڑھ گئین بنگالی ساحر کانورودس کے رہنے والے جٹادھاری جوگی جیپال کی ویسی صورت دریا کے کنارے آکر تیاری کرنے لگے جوت کے دیئے جلائے اگیاری کی بوتلین شراب کی اگیاری مین ڈالین بھیرون کو بھینٹ چڑھائی بچہ ہائے خوک جھٹکا ہونے لگے آوازِ بین کی بلند ہوئی مرچین سلگنے لگین گوگل جلنے لگا اسطرح منتر پڑھتے تھے کہ منتر چل دوڑ دوڑ کالا کلوا کالی رات بھیرون ہنسے کالی آئے جیپال جوگی نے بوئی باڑی ایک پھول ہنسے ایک پھول مین بیر تھا چل بیر کلیجہ بیری کا کھا میری ہاتھ کی بھینٹ پاسے دشمن کا کلیجا کھانے پڑھو منتر دیوالی مین اسپر ہاجہ ساحرونمین تو یہ تیاری تھی اور اسطرف بہادرانِ عرصۂ شجاعت و تیغ بازانِ معرکۂ جلادت ہتھیارون کو صاف کر رہے تھے قصد مصاف کر رہے تھے تیزی ایک پانو سے استادہ تھے اس نیستان مین یہ شیرانِ بیشۂ شجاعت ڈکارتے تھے نعرہ مارتے تھے ایکطرف کمانین چلاچلا

سے دشمنون کو کوستی تھین اور دوستون کو زرہ اور تحسین کرتی تھین زبان شمشیر اپنی تیزی دکھاتی
تھی تیر و سنان و نیزہ و خنجر پر آبداری رکھی جاتی تھی غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب زمانہ آیا کہ
نہیب شمشیر بہادران سے رات بھی کٹ گئی کہ ابیات

سحر نے جلوۂ پنہان دکھایا | زمین نے نور کا سامان پایا
اُٹھے لڑنے کو سب بستر سے سردار | سپاہ و فوج لشکر سب تھے تیار

صبحدم لشکر خیل خیل ذیل ذیل فشون فشون دستہ دستہ بیرق بیرق سنجق سنجق میدان کارزار کو روانہ
ہوئے اور تمام سردار مسجد کے پاس مین پاس امیر والا تدبیر کے آئے صاحبقران ورد و وظائف سے فراغت
حاصل کر کے درگاہ خدا مین دعا کر رہے تھے کہ ابوالفتح اصفہانی نے پشت پر آکر آمین کہی امیر نے
اُس سے پوچھا کہ لشکر کا کیا حال ہے اُسنے کہا کہ یا امیر لشکر میدان مصاف مین پہونچ گیا کہ شعر
رسیدند این چند لشکر بمیدان * ہمہ رزم جویان ہمہ کینہ خواہان * امیدوار قدوم میمنت لزوم
حمزہ صاحبقران با اقبال ہین امیر نے صندوق اسلحہ طلب کر کے موزے پہنے رانگے چار آئینہ سے
جسم انور آراستہ خود ہود علیہ السلام سر پر رکھا زرہ داؤد علیہ السلام کی زیب تن فرمائی نیمچہ سحر ابیل ہاتھ
مین لیا تیغ صمصام و قمقام کو ڈاب مین حمائل کیا کمان حضرت صالح علیہ السلام کی دوش پر
لگائی ترکش تیرونکا مثل دم طاؤس کے چتر تھا پھر باہر برآمد ہوئے دیوانہ بن قندس اشقر
دیوزاد کو گل سار پر لگائے کھڑا تھا کہ امیر نے آکر انگشت شہادت سے یا علی گردن مرکب پر لکھکر
خانۂ زین کو مثل آفتاب کے منور اور روشن فرمایا صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند ہوئی نقارون
پر چوب پڑی علمون کو جادہ ملا سردارون نے مجرا کیا پھر بہ سے حشم و خدم سے جلوخانۂ
شہنشاہی مین صاحبقران مع سرداران آئے اور انتظار آمد شاہ مین اس مقام پر ٹھہرے
کہ یکایک سرخ پردہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا صدائے بسم اللہ بلند ہوئی بادشاہ
کجاہ تخت پر سوار برآمد ہوئے کہاریان پیاری پیاریان تمغے اور معرکہ لنگے گلون مین اور سرون پر
لگی ہوئی مچھلیان کہ ابیات

ایسی چین اور ایسی گرما گرم | برق سیماب کو بھی آئے شرم
ایک ایک آئین شوخ دیدہ تھی | پردۂ ناموس کا دریدہ تھی

کہارون نے تخت شہنشاہی
کو میدان لوایا زنانہ سامان سب پھر گیا طفلان ماہ طلعت عود و عنبر کے لوٹے لیے ہوئے عود بر کمی اسپیر
پھونکتے نکلے امیر نے مجرا گاہ پر جا کر بادشاہ کو مجرا کیا اور سب سردارون نے بھی بسر تسلیم

گردن جھکائی بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے اب سب تخت شہنشاہی کو قلب لشکر مین رکھکر جانب میدان مصاف روانہ ہوئے خاص بردار علم بردار برچھی دار جلوس سامان بادبہاری آگے آگے روانہ ہوا ڈنکے پر چوب پڑی دمامے قنطری اور فیلی بجنے لگے ہر طرف سے آواز نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند ہوئی صبح کا وقت نسیم سحری کا چلنا گھوڑونکا شیہہ بھرنا شمعون کا جھلملانا نقیبونکا خوش آوازی سے منقبت خوانی کرنا عجب لطف دکھاتا تھا ابیات

برآمد ہوا لشکر بے شمار | مسلح مکمل تھے مردان کار | وہ آلات جنگی کی تن پر بہین
وہ جیتون مین اک ایک کی بانکپن | یہ شادی کہ مرنے پہ تیار تھے | عروس ظفر کے طلبگار تھے
لڑائی کی آفت دشت جھیلے ہوئے | بہادر تھے جانون پہ کھیلے ہوئے | اسیطرح وارد دشت صفا ہوئے اہل ظلم
ادھر لشکر کافر پر دغل | نمایان ہوا ناگہان دل کا دل | نشان رو سیاہی کے کالے علم
نہ تھے وہ علم بلکہ تھے نخل غم | دماغون مین نخوت خوشامد طلب | جبین پر شکن قہر کے بے ادب
ستمگار و بے مہر و پر مکر و زور | ستم پیشہ و بدیقین بے شعور | مسبب کرے ایک ایسا سبب
جہنم کے کندے ہون پہ سکے سب | آنے سے دونون لشکرون کے کرۂ ہوا کرۂ خاک تھا روسے

آفتاب چھپ گیا تھا آئینہ سپہر گرد و غبار سے مکدر تھا کہ بیت ز سم ستوران دران پہن دشت ❊ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ❊ بیلچہ کار نکل پڑے میدان کی جھاری اور جھنڈی کاٹکر زمین کے نشیب و فراز کو ہموار کیا پھر صفین لشکر کی آراستہ ہوئین نقیبون نے نکل کر مذمت دنیائے فانی زبان پر جاری کی اور پکارے کہ ابیات

ان دلا کر نظر بدیدۂ غور | دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھ دیکھ آرائش | نہیں دنیا مقام آسائش | کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہیں ماتم ہے نوحہ خوانی ہے | کہیں چوتھی ہے اور چالا ہے | کہیں افضال حق تعالی ہے

کاسہ چینی پر اے منعم نہ کر اتنا غرور بیت ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو
بیاہ سے جاؤ عروس موت کو نقیبو دو طلاق اس زندگی کی سوت کو
بلکہ اسے بہادران میدان شجاعت دیکھو نہ رستم ہے نہ اسفندیار ہے ابیات

نام رستم کا مٹا دو آج ہے وہ معرکہ | کھاؤ جھل تلوار کا اور پھول سونگھو ڈھال کا | رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
مردونکا آسمان کے تلے نام رہ گیا | یہ صدا دیکے نقیب کنارے ہوئے صفین میمنہ و میسرہ قلب

دجلاح ساقہ و کمینگاہ جو آراستہ ہوئین تھین اُنپر مثل صف مژگان سناٹا ہوگیا اور نقیب یہ کہکے کناری
ہوے اُسوقت ظالمہ جادو اپنے تخت کو بڑھاکر سامنے لقا کے آئی سجدہ کیا اور باہنر
باندھکر پکاری کہ خداوندا اجازت میدان دیجیے لقا نے کہا کہ اسے بندی قدرت زود برد و کار
مسلمانان را تمام کن تجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا ظالمہ یہ اجازت پاکر مرکب اپنا اُڑاکر بیچ
میدان مین آئی اور پکاری کہ اسے فرقۂ خداپرستان واسے زبردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو
وہ میرے مقابلہ مین آئے شعر گران ہر گرا بار سر بر تن ست ❊ حکیم علاجش بدست منست ❊
یہ نعرہ سُنکے امیر والا تدبیر بجھے کہ یہ ساحرہ ہے جو کوئی جوان اسکے مقابلہ مین جائیگا جان اپنی گنوائیگا
اِس سے یہ بہتر ہے کہ مین خود جاؤن اور اِسکو جہنم مین پہونچاؤن بس یہ سمجھکر اشقر دیوزاد کو پھیر کر
خدمت والا نہمت بادشاہ ذیجاہ مین آکر اشقر سے کود ے اور دست بستہ عرض کیا کہ اسے
بادشاہ ذیجاہ اجازت میدان دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ یا امیر صاحبقران آپ نے کیون تکلیف
کی کیا کوئی اور نہ تھا جو آپ نکلے امیر نے فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہے بادشاہ نے فرمایا بہتر خدا
کیا اور خلعت منگواکر دیا دمامے فتری اور فیلی نوازش مین آئے سردار سب پاپیادہ ہوئے
امیر نے تنگ مرکب کو موافق مرضی کے کیا تاکہ عرصہ حریف پر تنگ کرے پھر سوار ہوکر سردارون کی پشت پر
آستین مرحمت جھاڑی دست شفقت پشت پر رکھا اور سردارون کو بسہل و آسانی رخصت کیا
اور آپ جانب میدان رخ کیا اشقر طرارے بھرتا کلائیان شیر کی مارتا دُم سے چتور راکب کے

سم پر کرتا ہوا چلا **نظم**

| | | |
|---|---|---|
| زمے گوشش و زمے کاکل | دہ چہ مرکب کہ برق یا بادی<br>سنبل و بید دستہ سنبل | طرفہ دیوانہ یا پریزادی<br>تب سامنے اُس ساحرہ کے |

امیر جاکر پہونچے اُسنے اُنکے سینۂ بیکینہ پر ایک ناریل مارا لیکن بسبب اسم اعظم کے اُسنے اثر نہ کیا
اُسوقت اُسنے سحر پڑھکر دستک دی ایک سوار گوشہ صحرا سے مسلح و مکمل پیدا ہوکر سامنے
صاحبقران کے آیا اور سینۂ بے کینہ پر صاحبقران کے نیزہ اُسنے لگایا امیر نے نیزہ کو
نیزہ کی سنان پر گانٹھا لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے امیر نے اسم اعظم جو پڑھا سوار
آٹے کا پتلا ہوکر گر پڑا امیر بے اختیار ہنس پڑے اُس ساحرہ نے کہا کہ یا امیر بڑا غضب کیا
تمنے کہ میرے سوار کو باطل کردیا اور وہ ساحرہ سمجھی کہ حمزہ مالک باطل سحر ہے اس سے کچھ

بس نہ چلیگا لیکن ایک مرتبہ ایسا اُسنے سحر پڑھا کہ ایک دریائے آتش جوش مارکر لشکر صاحبقران مین
آیا امیر نے اسم اعظم پکار کر پڑھا کہ وہ دریا بھی باطل ہوگیا اُسوقت وہ ساحرہ سخت ناچار ہوئی اور
طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی لشکر پڑاو پر آکر اُترا اور ساحرہ نے قصد کیا کہ اسم اعظم امیر کا بند کرون
اس فکر مین اپنے خیمہ مین آکر بیٹھی لیکن ابوالفتح اصفہانی ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر نامہ
ہاتھ مین لیکر جسپر مہر افراسیاب کی تھی ساحرہ کے خیمہ مین آیا وہ اکیلی اپنے خیمہ مین
نہا کے ایک تھالی سامنے رکھی ہوئی تھی اُسمین سامان پوجا کرنے کا دھوپ اور دیپ چندن
رکھا ہوا بیٹھی تھی کہ ابوالفتح نے اُسکو جاکر سلام کیا اور کہا مین افراسیاب
پاس سے آیا ہون یہ کہکر وہ نامہ اُسکو دیا لفافہ پر اُسنے مہر افراسیاب کی دیکھی کھڑی ہوکر نامہ
کی تعظیم کی پھر اُسکے لفافہ کو چاک کیا اور خط کا کونہ پکڑ کے اندر سے اُسکو کھینچا لفافہ مین اُسکے بیہوشی
بھری تھی اُسنے اُسکو جو کھینچا اُبقہ بیہوشی کا اُسکے اندر سے اُڑا کہ وہ بیہوشی اوسکی ناک
مین گئی کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہوئی ابوالفتح نے جلد خنجر کھینچکر گردن اسکی کاٹ ڈالی
شور دار و گیر بلند ہوا آواز آئی کشتی مارا نام من ظالمہ جادو بود کُل تین سو برس کی عمر تھی مگر
باغ جوانی سے کوئی پھول عیش کا مین نے نہ چنا تھا ابوالفتح کود پھاند کر وہان سے بھاگ گیا اور
ملازم اُس ساحرہ کے جو باہر خیمہ کے تھے وہ یہ آوازین سنکر دوڑے اندر آکر جو دیکھا تو ظالمہ
جادو کو مرا ہوا پایا روتے پیٹتے سامنے لقا کے گئے اور حال کہا کسی نے ہماری ملکہ مار ڈالا لقا کو
بھی بہت رنج ہوا اور اُس گبر نے کہا کہ مین روز نوروز اُسکو زندہ کردونگا وہ ساحر ناچار خاموش
ہو رہے بلکہ نالان و گریان لاش اُس ساحرہ کی اُٹھا کر جانب طلسم گئے اور امیر کے یہان نقارہ
خوشی کے بجے ابوالفتح کو خلعت ملا لیکن شمہ حال خجستہ مقال بران شمشیر زن
سُنیے یہ جو مقابلہ افراسیاب سے نکل گئی تھی تو اپنے قلعہ ہفت رنگ مین جاکر پہونچی اور
اپنے پدر با توقیر کوکب روشنضمیر سے جانب کوہ رخشان جانے کی اجازت اُسنے حاصل کی
اور کمر ہمت مضبوط باندھکر اُسی طرف چلی اب یہ مسافر صحرا اسے بلا قدم اُٹھائے ہوئے
چلی جاتی تھی اور از بسکہ پروردہ مہد ناز و نعم تھی اِسوجہ سے پسینے پسینے ہوئی جاتی تھی ہانپتی
تھی اور بسبب اسکے کہ کوہ رخشان کے اوپر جانا اُسکو منظور ہے اس وجہ سے سحر نکرتی تھی کہ ایسے

مقام پر سحر کرنے سے ایسا نہو کہ کوئی آفت آئے غرض ایک بیابان تیرہ و تار آتشناک مین اُسکا
گذر ہوا کہ جنگل دھوپ سے تپ رہا تھا دشت کرہ آہنگران تھا کٹ بھڑے کی آواز صحرا کا سناٹا
ہر بگولہ دیو آتشین نظر آتا تھا ریت کے ٹیلے اور ٹیکرے لگے بالو کے دریا بہتے جب ہوا چلتی
خاک اُڑ کر ادھر سے اُدھر ہو جاتی مچھلیان پانی مین جوش کھاتین یہ دنیا سرا گاہ ہے دھوکے کی جگہ ہے
اسیطرح اُس جنگل مین سراب گاہ بھی یہ نقشہ اُس صحرا کا تھا **ابیات**

دھرتی تھی ہوا قدم نہ وان پر — ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گرمی سے ہر ایک رون کا جھونکا — اک شعلۂ آتش سقر تھا

ہوائے گرم کی عنایت کا جھونکا جھونکے زبان خار بحث کرنے پر طیار حلق مین پیاس سے
کانٹے پڑے جاتے تھے ذرے اُڑ اُڑ کر بدن پر پڑتے تو جسم کو جلاتے تھے مسافر وہم و خیال بھی
وہان جاتے ہوئے ڈرتا تھا جا بجا درخت لنڈ منڈ تو فصل خزان سے نوک کی لیتے تپے کھڑکھڑاتے
ملکہ تیران تمشیرزن حیران و پریشان مر مر کے بدقت تمام اُٹھاتی تھی پسینہ مین نہائی ہوئی چلی
جاتی تھی کہ یکایک اژدر در دہان منہ کھولے ہوئے سامنے سے نمایان ہوا بران تمشیرزن نے
چاہا کہ راہ کترا کے بزور سحر پرواز کر جاؤن لیکن اُس اژدہے کا رعب غالب ہوا کہ سحر یاد
نہ آیا اور اُس اژدہے نے دو تین قلاب آتشین چھوڑے اور دم کھینچکر اُسکو نگل گیا یہ اُس اژدر
کے پیٹ مین کہ خدا کی مار اُس موذی پر غلطان و پیچان پیچان و غلطان جو چلی بیہوش ہو گئی اب جو
آنکھ کھلی تو اپنے تئین بیچ دریا مین غوطے کھاتے دیکھا کچھ ڈھب ڈھبانے کا ڈھب یاد تھا الٹ
بر و بحر کو یاد کرکے شناوری کرتی ہوئی بدقت تمام یہ ماہی قلزم خوبی و گوہر بحر محبوبی کنارے پر آئی سجدہ
شکر خدا کیا کہ بیڑا پار لگا کچھ دیر وہان ٹھہر کر اب جو آگے چلی تو اُسنے دیکھا کہ وہ دریا یکایک خشک ہو گیا
اور پھر وہ مقام بھی نظر سے غائب ہو گیا یہ وہان سے متعجب و متحیر آگے کو قدم زن ہوئی اب جو
دیکھا تو ایک دیو مقام بلند پر بیٹھا ہوا پایا کہ اسکا نقشہ تھا **بیت**

دانت اُسکے تھے کہ دو رکن قضا کے — دو نتھنے رہ عدم کے ناکے

اُس پریزاد نے اُسکو جھک کر سلام کیا مگر وہ دیو اُسکو دیکھکر قہقہہ مار کر
ہنسا اور کھڑا ہو گیا پھر قریب اسکے آکر ٹانگ اسکی پکڑ کے گھما کر جو پھینکا تو یہ بیہوش ہو گئی مگر
اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک طرف ایک دریا اور ایک طرف باغ ہے اور مین اسکے بیچ مین
کھڑی ہون لیکن حیران تھی کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے حیرت افزا ہے اور اس دریا کو جو دیکھا

تو یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک موج اُسکی تا بہ کوہ جاتی تھی نہنگ و گھڑیال کنارے اُسکے مُنھ
نکالے بیٹھے تھے سوس اُسمین اُچھل رہے تھے نظم
آب تھا یا کہ جوہر تھا زخار
جسکا ہر قطرہ موج کھاتا ہے دھار
گذر آب جب نہ تب دیکھا
ساحل اُسکا نہ خشک لب دیکھا

بلکہ بیت سہمگین آبی کہ مرغابی درو ایمن نبود ✦ کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود ✦ اب
بران شمشیرزن اُس باغ مین آئی تو اُسکو گل و سنبل سے ہرا بھرا دیکھا بلبل شیدائی شاخ
گل پر زمزمہ سرائی تھی قمریون نے کو کو کی اور فاختہ نے حق سرہ کی دھوم مچائی مصور
بہار نے تصویرین رنگا رنگ گلون کے ورق پر کھینچی تھین اور منشی بہار قدرت نے فقرہ رنگین
اور مصرع سرو کے صفحہ گلشن پر لکھے تھے نہرین سلسبیل و تسنیم آسا جاری چمن مین وزان
باد بہاری گل ہنستے غنچہ مسکراتے طائران خوش الحان بصد شیرین زبانی ترنم سرائی کرتے کٹوری گلون کے
شراب طراوت سے معمور ایک طرف چشم نرگس شہلا مخمور عروس چمن پر جوبن پھولون سے بھرا ہوا گلشن مسدس

| | |
|---|---|
| چشم رضوان مین کھٹکتی تھی وہ دلچسپ بہار<br>سبزہ خط رخ غلمان تھا طوبے اشجار | چہچہے کرتے تھے ہر شاخ پہ مرغان ہزار<br>خضر کے دل کو لبھاے گئین موج انہار |
| شور گل بانگ ہوا صاف صداے قلقل | دل بلبل پہ ادھر شور نمک خندۂ گل |

ملکہ بران شمشیرزن اُس باغ مین چمنستان کی گلگشت کر رہی ہے کہ یکایک تمام پھول اُس باغ کے
کھلکھلا کر ہنسے اسطرح کہ جیسے کوئی معشوق قہقہہ لگائے پھر وہ سب گل ٹوٹ کر از خود زمین پر گرے
اور لوٹ کر پریزادان زرین پوش غرق دریاے جواہر بنکر تیار ہوئے کہ اُنکی صورت زیبا اور طلعت
جہان آرا کا یہ نقشہ تھا کہ عارض کی ضیا روکش عارض خورشید دل عاشقان کی امید کی چاہ غبغب مین مثل
یوسف دل ڈوبے ہوے چاہ محبت مین اُنھین کی انسان پانی بھرین جنت کے سبب سے
رتبہ مین زیادہ سیب ذقن اُنکا شعلہ طور اُنکی پیشانی جسکے دیکھنے سے حضرت موسیٰ کو حیرانی غنچہ باغ جنان
اُنکا دہان لعل لب پر اُنکے لعل بدخشان قربان گوہر دندان کی چمک بجلی کو شرماتی تھی جب وہ
ہنسین تو بجلی چمک جاے خال ہندو اُنکا رہزن دین و ایمان جسکے دیکھنے سے کافر ہون مسلمان مسدس

| | |
|---|---|
| چھاتیان اُبھری ہوئین اور وہ جوانی کی بہار<br>ایسے پستان ہون ترنج شجر قامت یار | جسے مین دیکھے ہو تا محرون کی جان نثار<br>کھٹکے ہو جا مین جسے دیکھ کے سب انار |

وہ شکل آئینہ قدرت یزدانی ہے ۔ سیمگون چھوٹی سی اک تختی نورانی ہے

بس وہ پریزادین قہقہہ مار کر ہنسین اور ملکہ بران شمشیر زن کے گلے سے آکر لپٹ گئین بران انکے
لپٹنے سے بیہوش ہو گئی اب جو اسکی آنکھ کھلی تو ایک دامن کوہ مین اسنے اپنے تئین پایا اور دیکھا کہ
قلعۂ کوہ سے پلہ مین کوہ تک نرگستان اور کوٹیالہ رنگ لالہ کھلا ہی پہاڑ سے جھرنا جھر رہا ہی بران
شمشیر زن گھاٹیان طی کرکے قلعۂ کوہ پر جا پہونچی یہان دیکھا چشمے پانی سے لبریز ہین ڈبرے
موج خیز ہین نہرین انکی مثل رفتار معشوق یا مثل زلف جانان لہرا رہی ہین دل کو [illegible] کھنچتی ہین اور
بہہ رہی ہین اور ایک طرف ایک قصر عظیم الشان تعمیر ہی جو سراسر پری کی تصویر ہی گرد آوری پر اسکے
قصر چرخ تصدق ہی دیوار و در نہایت مصفا استرکاری اسپر کی ہوئی شکارگاہین بادشاہی اسپر
بنی ہوئین معمار عقل اسکو دیکھکر حیران کار نہایت بلند اسکے در و دیوار ۔ بیت ۔ زہے صفای عمارت
کہ در تماشا گش ۔ نگاہ باز نگردد بدیدہ از دیوار ۔ ملکہ بران شمشیر زن اندر اس قصر کے
آئی دیکھا صحن مکان مین رنگین کھمبے کھڑے ہین سونے کے رسون کا جھولا پڑا ہی پٹڑہ رنگین جس مین
گھنگرو لگے ہین اور دس پریزادین اسپر بیٹھی جھولتی ہین محبت کے پینگ بڑھ رہے ہین ہر بار انکا
ارادہ ہی کہ آسمان کو چھو لین اور اس جھولے پر بیٹھی ہوئی ملار گا رہی ہین تانین لگا رہی ہین ملکہ بران
شمشیر زن کو دیکھکر سب کی سب بولین کہ آؤ آؤ ای بہن آؤ تم بھی جھولا جھولو بران شمشیر زن اسلیے
کم سن ہی اور بھولی نادان ہی انکے کہنے مین آگئی اور جاکر جھولے پر بیٹھی بیٹھنا تھا جھولے پر کہ یکایک ایک
آواز عجیب آئی جسکے سننے سے کلیجہ دہل گیا اور بران شمشیر زن بیہوش ہو گئی اب جو دیکھا تو اپنے تئین
ایک کوئین مین پایا کہ مین غلطان و پیچان چلی جاتی ہون جب تہ پر پاؤن لگے وہان ایک دروازہ دیکھا
کہ لگا ہوا ہی جب اسکو کھولا تو ایک میدان وسیع اور صحراے فراخ مین اپنے تئین پایا کہ جہان ہزار بادلو بھر رہے
تھے اور ایک طرف کو ایک دریاے آتشین موج مار رہا تھا گویا وہ مقام کرۂ نار یا طبقۂ جہنم تھا شعلہ سر بفلک
کشیدہ ہوتا تھا بڑے بڑے اژدہے دہک رہے تھے وحشتناک عذاب الٰہی ناگاہ ان دیوون نے پکڑکر بران
شمشیر زن کو اس دریاے آتش مین ڈالدیا یہ پکاری کہ ارے مین چلی یہ کہتے کہتے بیہوش ہو گئی
اب اپنے تئین ایک گنبد تاریک مین بند پایا یہ شمع رخسار وہان سر ٹکرانے لگی دم اسکا اس اندھیرے مین
الجھا مگر چارہ ہی کیا تھا بعد لمحے کے دیکھا کہ اس گنبد مین روشنی ہوئی اور ایک پیر روشن ضمیر تشریف لائے اور

فرمایا کہ ای ببران دختر گوگب تو کبھی تمام عمر اگر عمرو کی طرف دار ہوتی تو اس گنبد سے رہائی پاتی لیکن
حکم خدا ہوا ہے کہ جاؤ ببران کو کوہ رخشان پر پہونچا دو بس تو اپنی آنکھیں بند کرے تو میں تجکو پہونچا دوں
تو تمام عمر اگر چلتی جب بھی وہاں نہ پہونچتی اور نہ اس صحرا میں سحر یاد آتا ہے اب یہ اگہ اپنے بازو پر باندھ لے
تاکہ ادھر سے جو پھریگی تو سحر تجھے یاد رہیگا اڑتی ہوئی بآسانی تمام اپنے شہر میں پہونچ جائے گی
ببران نے وہ اگہ لیکر اپنے بازو پر باندھا اور آنکھوں کو بند کیا بعد لمحے کے اس پیر مرد نے آواز
دی کہ آنکھوں کو کھول دو اب جو اسنے آنکھوں کو کھولا تو دیکھا کہ عجب طرح کا ایک پہاڑ ہے جس پر روح
فرہاد بھی نثار ہے ہر شجر وہاں کا رشک قامت یار ہے ہوا اسطرح سے سرد چل رہی ہے باد صبا چل رہی ہے
سبزہ لہلہاتا ہے اپنا جوبن دکھاتا ہے گلہائے خودرو اور سبزہ زنگاری سے فرش مخمل سبز
بوٹے دار کا بچھا ہے طاؤسان زرین بال اسپر رقص کرتے ہیں درخت گل و بار سے لدے
ہیں سبزہ نوخیز کی بہار خضر کے دل کو لبھاتی ہے درختوں پر بلبل خوش الحان چہچہاتے گل کے
سہاگ گاتے عروس چمن پر جوبن کہیں نرگس شہلا کہیں یاسمن غنچے دہان معشوق کی کیفیت
دکھاتے گل فرط عشرت سے کھلکھلاتے نرگس مست کی بہار آنکھوں میں کھبی جاتی ہوا وہاں
کی ہوائے دل بڑھاتی درخت مثل حلہ پوشان جنان سب سبز پوش تھے آپس میں مثل
معشوق و عاشق کے ہم آغوش تھے دور تک سبزہ زنگاری کا فرش بچھا تھا خیمہ ابر رحمت
کا استادہ تھا بہار کا ہے کو تھی بہت سے بے نظیر باغ پھلا پھولا لگا تھا یہ عالم نظر
آتا تھا کہ

## ابیات

ہوائے بہاریں سے گل لہلہے
چمن سارے شاداب اور ڈہڈہے
زمرد کے مانند سبزے کا رنگ
روش پر جواہر کے جیسے سنگ
روش کی صفائی یہ بے اختیار
گل اشرفی نے کیا زر نثار
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن
کہیں نرگس و گل کہیں یاسمن
چنبیلی کہیں اور کہیں موتیا
کہیں رائے بیل اور کہیں موگرا
کھڑے شاخ شبو کے ہر جا نشان
مدن بان کی اور ہی آن بان
کہیں ارغوان اور کہیں لالہ زار
جدا اپنے موسم میں سب کی بہار
کہیں جعفری اور گیندا کہیں
سماں شب کو داؤدیوں کا کہیں
عجب چاندنی میں گلوں کی بہار
ہر اک گل سفیدی میں مہتاب وار
کہیں زرد نسرین کہیں نسترن
عجب رنگ پر زعفرانی چمن
پڑے آنکھ جو ہر طرف کو سبھے

کرین قمریان سرو پر چہچہے
وہ جھک جھک کے گرنا خیابان پر
دماغون مین دیتی ہر اک گل کی بو

گلون کا لب نہر پر جھومنا
لگن کا سا عالم گلستان پر
لگے نہر پر قاز اور قرقرے

انھی اپنے عالم مین منھ چومنا
خرامان صبا صحن مین چارسو
سیے ساتھ مرغابیون کے پرے

ملکہ بران شمشیر زن نے جو یہ بہار دیکھی وجد کر گئی اور ایک نہر کے کنارے پر بیٹھکر اُسنے ہاتھ منھ دھویا اور پھر آگے بڑھی تو اُسنے دیکھا کہ ایک گنبد بلور کا سراسر نور کا نمایاں ہے اور گرد اُسکے سیاہی مثل شب دیجور چھائی ہوئی ہے اور اُس سیاہی مین سات ستارے اور ایک مہتاب نکلا ہوا ہے اور وہ ستارے اُس گنبد کے گرد گردش کرتے ہین اور اُس مہتاب سے چاندنی کی طرح روشنی پھیلی ہوئی ہے اور بہت سی پریزادین اُس گنبد پر مور چھل جھل رہی ہین اور طاؤسان زرین بال اُس گنبد پر بیٹھے ہوئے یا جمشید یا سامری پکار رہے ہین اور ہزارہا گھنٹے اور گھڑیال وہان لٹکے ہین ناقوس لیے ہوئے کچھ ساحر کہ جنکے چہرے آہوؤن کے اور شیرون کے ایسے ہین بجا رہے ہین جب بران شمشیر زن وہان پہنچی اُن ساحرون نے جو کہ پجاری سامری جمشید کے تھے ناقوس کو بجایا اور ہزارون گھنٹے اور گھڑیال بجنے لگے جے جے کا سامری کے غل برپا ہوا ابیات

وہ گنبد بنا تھا جو بلور کا
تھے دیوار و در اُسکے آئینہ سان
دھری تھی اُسمین تصویر جمشید کی
تھی مہتاب کی روشنی وان عیان

سراسر تھے سیسے کیے تھا نور کا
تھے بلور کے اُسکے دیوار و در
جو برلاتی ساحر کی اُمید تھی
تھے اُس جا پہ جو ساحر نامدار

کرون اُسکی رفعت کا مین کیا بیان
صفائی پہ اُسکی تھی پھیلتی
ستارے تھے گو اُسکے گردش کنان
نشان اُس سے تھا کفر کا آشکار

ملکہ بران شمشیر زن نے اُس گنبد کے دروازے پر سجدہ کیا اور بعد سجدہ کرنیکے وہان سٹ کر سامنے اُسی گنبد کے زمین کو لیپا اور اگیاری کرکے پھول منگا لیے اور پوجا کرنا شروع کیا یہان تک کہ وہ زمانہ یاد آیا کہ ساحر فلک گنبد منسوب تھین پوجا کرنے گیا اور ساحرہ نے مہتاب کا ٹیکا اپنے سر دیا کہ

ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر
ستارون سے دو بالا اُسکا جوبن

زمین پر چاندنی چھٹکی برابر
ہوا عالم ضیا سے اُسکی پُر نور

شب مہتاب رشک روز روشن
ہرے سب شہر جنگل کوہ معمور

ملکہ بران شمشیر زن نے اب پرستش سامری کی دل لگا کے نہایت عجز و انکسار سے کرنا شروع کی اب ہر طرف سے شکلین مہیب دکھائی دینے لگین اور آوازین مہیب آتی تھین بسکہ

بنا تھا جال اُسمین رشک گلدام
بچھا تھا فرش قالین اُسمین گلنار رنگ
عیان تھی اُس سے جو شان خدائی
ہوے تھے صنعت تازہ سے تیار

منقش اُسمین شکلین ہر طرح کی
سراسر بیل بوٹون سے وہ گلزار
بنے تھے دو ستون پر بیٹھے دو
مہیا ہر طرف تھی سیر گلزار

ہر صورت وہان صورت فرح کی
بنے نقش و نگار اُسپر طلائی
نہ ہوبے تھے قصر باغ خلد اُن کو
ملکہ بران شمشیر زن نے دیکھا

ایک طرف کونے مین کسی قدر خاک ڈھیر ہے بس اسنے اُس خاک مین سے تھوڑی سی خاک لی اور جس
تخت پر کہ تصویر رکھی ہوئی تھی اُس تخت کے گرد پھر کے سامنے سے آکر تصویر کو سجدہ کیا اُس تصویر
نے بصد لطف اور مرحمت فرمایا کہ ای دختر کوکب جا تجھ پہ ہماری رحمت کا سایہ ہے اسنے پھر سجدہ
کیا اور وہان سے شادان اور فرحان پھری لیکن اُس تصویر کی خدمت مین عرض کی کہ یا خداوند بخشیدہ
جب مین یہان آئی تھی تو بڑی مصیبت اُٹھا کے آئی تھی امیدوار ہون کہ اب مجکو میرے ملک مین
پہونچا دیجیے اُسوقت اُس تصویر نے کہا کہ تو یہان سے باہر اس گنبد کے جا قریب گنبد ایک چشمۂ قدرت
بہ رہا ہے اُسمین کود پڑنا اور یہ کہنا کہ مین اپنے ملک کو پہنچ جاؤن غوطہ مارنا تو اپنے قلعۂ ہفت رنگ مین
پہونچ جائیگی ملکہ بران شمشیر زن خوشی خوشی وہان سے نکل کر اُس چشمہ پر آئی اور کود کر یہی نیت کی
کہ مین اپنے ملک کو پہنچ جاؤن اور غوطہ مارا تھوڑی دیر تک تو غلطان و پیچان پیچان و غلطان تہ کیطرف
چلی پھر جو اُسنے آنکھ کھولی تو قلعۂ ہفت رنگ مین اپنے تئین پایا سجدۂ شکر درگاہ خدا مین بجا لائی
پھر اپنے باپ سے تمام و کمال کیفیت بیان کی اُسنے کہا کہ کچھ دن آرام کر کے واسطے توڑنے پل
بریدان و دریاے خون روان خشک کر نیکو جانا اب تم کامل اور داخل سحر مین ہو گئین اور ایسا سحر
مین بھی نہین جانتا ہون کہ جیسا تم کو آتا ہے ملکہ بران شمشیر زن اپنے مقام پر آکر لشکر کشی کے سامان
مین مصروف ہوئی اور فوج کوکب تو پہلے ہی سے طلسم ہوشربا مین داخل ہے اب یہ سامان کر کے
جب جائے گی تو لڑائی ہو گی اُسکو تو اس حال مین چھوڑیے مگر اب تھوڑا سا حال ندرت استمال
لشکر اسلام اور وہان کے شہزادگان عالیشان کا سُنیے کہ بیت چنین گفت دانندۂ داستان
بہ شیرین بیانی و لطف بیان ہے کہ لشکر اسلام مین ایک روز شہزادہ قاسم نامور نے قصد کیا کہ جانب
صحرا برائے صید افگنی روانہ ہون پس اُسیوقت اس شیر بیشۂ شجاعت و پلنگ بادیۂ جرأت
نے اپنے سرداران ذی احتشام کو حکم دیا کہ سامان شکار درست ہو اور تم سب سردار بھی تیار ہو کر

چلو جب ارشاد قضا بنیاد شہزادہ دلاور اسباب شکار تیار ہونے لگا یعنے جبکہ مرغ زرین مہر کو عقاب شب نے شکار کیا اور دام کہکشان کا عرصۂ فلک مین گستردہ نظر آیا کہ شعر ہوے جب کہ تارے فلک پر عیان ؛ اُڑا چرخ سے مُرغ خور ناگہان ؛ باندار باز تیز پرواز لیکر حاضر ہوئے چیتے جو دشمنون کا بُرا چیتے تانگون پر بیٹھے ہوے صحرا کو اسی شب روانہ ہوئے پلٹنین اور رسالے کمر باندھکر تیار ہوے خیمہ و خرگاہ لد گیا غرض یہ حال تھا کہ ابیات

دیا حکم کارندون کو ایک بار
کسی طرح کا جانور رہ نہ جائے
رقم یون کرون حال اس وقت کا
ہرن کیا کہ شیرون کو کرین شکار
کسی سمت چرے کہین نخچیر یان
کہ ہو طائر روح جنکا شکار

کہ ہے شاہزادے کا عزم شکار
غرض جبکہ یہ حکم اُس کا ہوا
کہ سارا مرقع ہو صورت نما
وہ کتون کی تھین جوڑیان لاجواب
پرندون کا چھوڑین نہ نام و نشان

سب اسباب صید افگنی در پہ آئی
تو سامان سارا مہیا ہوا
سیہ گوش چیتے وہ تھے آشکار
ہول شیر ہو جنگلی دہشت سے آب
لیے باز ہاتھون پہ وہ بازدار

جب طاؤس نور آفتاب آشیانۂ مشرق سے پرواز کر کے صحرا فلک مین آیا اور زاغ شب کو باز تیز پرواز مہر نے شکار کیا کہ بیت ؛ جو خورشید بر زد سر از برج شیر ؛ سپہر اندر آورد شب را بزیر ؛ صبحدم شہزادہ سوار ہوا کہ ابیات

غرض جب وہ سب اسلحہ سج چکا
تو تھے گرد امیران عالی وقار
ہزارون زرہ پوش اسوار تھے
نگاہون سے گذرا چمن کا چمن
وہ نقارہ ہاتھی پہ اُن سب کے بعد
درختون پہ نغمہ سرا تھے طیور
پکارا یہین ٹھہرین سب ایک بار
بڑھا ماہ پیکر کچھ آگے ذرا
کیے صید سب قسم کے جانور
بچا تیغ سے تو گرا تیر سے

ہوا اسپ تازی پہ جلوہ نما
مغرق ہر اک سانڈنی پیش پیش
لیے خاصیان خاص بردار تھے
بیان کیا کرون اُسکے لشکر کا حال
گرے ابر مین جیسے آواز رعد
نقیبون کی یہ بات زیب زبان
اُڑا جاتا ہے مفت میرا شکار
پرندون کا جب کر چکا وہ شکار
نہ جیتا بچا ایک بھی شیر نر
نہ بارھا بچا اور نہ چیتا بچا

چلا چھیڑ کر جبکہ وہ راہوار
کہ الف سے تھا شمار آنکا بیش
کہین وردیان مختلف زیب تن
ہر اک نوجوان شیر دل خوش جمال
سمان صبح کا روشنی کا ظہور
بڑھے عمر و دولت بڑھے عز و شان
یہ سنتے ہی لشکر اسی جا رکا
پرندون پہ جولان کیا راہوار
کیے شیر چورنگ شمشیر سے
کوئی جانور بھی نہ جیتا بچا

مین صید افگنی مین نظر شہزادہ کی ایک آہوے طرار و خوبصورت پر جا پڑی شہزادہ نے اُسکا شکار
کرنا چاہا وہ آہو سنبھلکر چوکڑیان بھرنے لگا شہزادہ نے بھی اُسکے تعقب مین گھوڑا اُٹھایا پیچھے شہزادہ
کے سب سردار چلے لیکن یہ اس زور مین عقب آہو جاتا تھا کہ سردار پیچھے رہگئے اور شہزادہ بگ ٹٹ
گھوڑا اُڑاے بہت دور نکل آیا آخر ایک مقام پر جوڑ کر تیر جو مارا تو وہ آہو تیر کھا کر تنہا گرا شہزادہ نے
اُتر کے مرکب پر سے اُسکو بہ تکبیر ہوا پایا اب جو دیکھا تو خود بھی عرق عرق گھوڑا بھی پسینے مین غرق تھا یہ ٹھیر کے
ہوکر دم اپنا راست کرنے لگا ناگاہ ایک پاڑھے کو دیکھا کہ تنہا آتا ہوا آتا ہے شہزادہ نے اُسپر بھی ناوک
دلدوز لگایا کہ وہ بھی گرا شہزادہ نے اُسکو بھی ذبح کیا لیکن کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ کڑاکے کی سُم مرکب
کے صدا بلند ہوئی اب جو دیکھا تو ایک شبدیز صبا رفتار و خوش رنگ پر ایک نقابدار عالیمقدار کو سوار
پایا کہ تیر کمان مین جوڑتا ہوا گھوڑا اُدھر دوڑاتا ہوا آتا ہے جب وہ نقابدار قریب شہزادہ والا تبار پہونچا
اور اُسنے اپنے شکار کو جو صید کیا ہوا غیر کے ہاتھ سے پایا پس بغیظ و غضب تمام نعرہ زن ہوا کہ اے
اجل رسیدہ آفت تو نے یہ بیباکی کہ میرے شکار کو تو نے مارا اسکے عوض مین تجکو مین شکار کرونگا شہزادہ
نے دیکھا کہ ہرچند نقاب اُسکے چہرے پر پڑی ہے مگر وہ نقاب مانع حسن و جمال نہین ہے چھوٹ اُسکے حسن
کی پڑ رہی ہے شہزادہ نے اُسکے عتاب آمیز کلام کا بنرمی تمام جواب دیا کہ اے ماہ فلک خوبی و اے
آفتاب سپہر برتری یہ صید بھی حاضر ہے اور میرا شکار بھی کیا ہوا موجود ہے آپ لے لیجیے اور علاوہ اِسکے
مین عذر بھی کرتا ہون کہ مجکو معلوم نہ تھا کہ یہ آپ کا شکار کیا ہوا ہے اور تیر خوردہ ہے آپ معاف فرمایئے اُسنے
کہا کہ کیا مین گوشت کا بھوکا ہون جو ان دونون شکارون کو لے لون مین بغیر تیرے صید کیے نہ رہونگا
یہ کہکر نیزہ شہزادہ پر اُٹھایا شہزادہ بھی جست کرکے مرکب پر سوار ہوا اور نیزہ کی سنان کو سنان نیزہ پر
اپنے لگا نیزہ وری کے ہنر آشکار ہوے مگر ایک مقام پر شہزادہ نے گانٹھ کر گلوگاہ کو مرکب
جو نقابدار کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا نقابدار غصہ مین آکر تلوار کھینچکر آپڑا اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ
تلوار کا مارا شہزادہ نے جب تیغہ قریب آیا جھکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی بس اُسنے بند و بست پر ہاتھ
ڈال دیا اور جھٹکا دیکر تیغہ چھین لیا اور توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ دیکر زور جو کیا قابق زین سے
اُسکو اُٹھا لیا اور سر پہ چرخ دیا اول چرخ مین پاؤن سے موزہ کمر سے خنجر نکل گیا اور دوسرے
چرخ مین بند نقاب ٹوٹے اور دور ہوے نقاب چہرے پر سے اُڑ گئی پھر تو یہ عالم ہوا کہ شعر

اٹھا اسکے چہرے سے جسدم نقاب ہے گرا چرخ سے چرخ کھا آفتاب ۔ ایک نازنین مہ پارہ آفتاب آسمان حسن گوہر دریاے جمال کو دیکھا کہ شہزادہ غرق دریاے محویت و بیخودی ہوا اور مثل آئینہ آفتاب حیران رہا شکار کو آیا تھا خود اسکی کمان ابرو اور تیر مژگان کا بسمل ہوا خنجر ابرو نے دل کو گھایل کیا زلف نے اسکی اندھیر پاکیا جہان روشن تیرہ و تار نظر آیا پیشانی سے قسمت کا لکھا آگے آیا ابرون نے سجدہ اپنی محراب مین کرایا آنکھین ایسی سحرکار تھین کہ سامری سے شاگرد نہال تھے وہ کرشمے انکو یاد تھے کہ کبھی نرگس شہلا بنین اور کبھی ہرن جادوگری کے یاد انکو فن آئینہ رخسار نے مہر و ماہ کو حیران بنایا تھا ماہ نو کا ہیدہ تھا اور آفتاب اس رشک سے اپنی آتش مین آپ جلتا تھا دہن وہ جام سرخ کہ جسکو آب در سے بھرا تھا سینہ پر چھاتیان وہ گول گول کہ جس پر گھٹ جائے ہیرے کا مول واقعی وہ ماہ تمثال ایسی تھی کہ نظم

کیا آنکھین ملکر جو اس نے خیال
شب تار عشاق تھے سر کے بال
ہویدا تھے موتی ہر اک تار مین
کہ جیسے ستارے شب تار مین
نہ تھے سر کے بالون پہ لولو عیان
کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
وہ پیچ مین لائے جان جہان
دل روشن عاشقان جہان
کمند اسکی گیسو تھے یا جال تھے
کہ قیدی دل فارغ البال تھے
عجب اسکی چتون تھی عالم فریب
دلون کو جو دیتے تھے عالم فریب
جدھر پڑگئی نور آگین نظر
تو فی الفور بجلی گری جان پر
ہنسی مین نمایان جو دندان ہوے
تو جیسے تارے درخشان ہوے
نظارہ اس ابروے خمدار کا
بلا شبہہ کھاتا تھا تلوار کا
ہزارون اس ابرو کی تلوار سے
شہ لافتی کی مدد سے بچے
وہ پیشانی صاف تھی نور کی
کہ زہرہ سہیل اسکے دو مشتری
وہ دلچسپ گیسو کے دو جال تھے
اسیر اسکے دو فارغ البال تھے
جو خوشبو کو پوچھو تو دون یہ بتا
وہ عنبر مشکن تھے وہ نافہ کشا
نہ کچھ مشک کا رتبہ نہار تھا
کہ تاتار گیسو کا ہر تار تھا
وہ رخسار سرخ اسکے تھے بیمثال
کہ گل زرد ہوا انسے ملکر کمال
وہ لب اسکے دونون تھے قند و شکر
چھلکتے تھے باتون مین یکسر گہر
نزاکت کو موے میان باندھ لائے
دہن ڈھونڈھے تو خود عدم کھو جائے
جو حسن پلے نور بیاض گلو
خط صبح صادق کرے جستجو
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر
مگر دو حباب اسمین تھے جلوہ گر
جو قد دیکھئے محشر اسے آپ یاد
قیامت بنی قامت کی اک خانہ زاد

شہزادہ کا اسکی صورت زیبا دیکھتے ہی ہاتھ تھرایا اور وہ صنم رنگین ادا چھوٹ کر گری پس گرتے ہی زمین پر وہ سنبھلی اور بند نقاب جلد اسنے چہرہ پر درست کیے اور اسنے

مرکب پر بیٹھکر جدھر سے آئی تھی اُسی طرف کو روانہ ہوئی شہزادہ دل از کف دادہ کچھ دیر تو سکتے کے عالم مین چپ و خاموش رہا جب ذرا کچھ گرمی عشق کم ہوئی تو اسی معشوقہ کے فراق مین اشعار حسرت آلود

پڑھنے لگا کہ ابیات

مروت یہ کیسی ہے ای ستمگر
ادھر جل رہا ہے مرا دل کباب
ادھر ہین نگاہین تری برچھیان
اسی دشت مین مین گذر جاؤن گا

تصور کے آگے جو تصویر تھی
کہ تم عیش مین ہم کو رنج و محن
تجھے زلف سلجھانیکا دھیان ہے
جگر پر ادھر غم کی ہین برچھیان
تجھے کچھ مرا دھیان آتا نہین

تو پھرون اسی سے یہ تقریر تھی
ادھر تو ہے عشرت مین ای آفتاب
ادھر تیرا عاشق پریشان ہے
خبر لے مری ورنہ مرجاؤن گا
اثر عشق صادق دکھاتا نہین

اسیطرح جب وحشت حد سے زیادہ ہوئی اور بیقراری دل کی بڑھی تو نقش سم مرکب کے نشان پر اُسنے بھی اپنا گھوڑا اُٹھایا اور روتا ہوا بیتاب و مضطر سمت دیار دلبر یہ بھی چلا یہانتک کہ ڈیڑھ پہر کامل رہروی کی آخر اسکو ایک باغ نظر آیا کہ جو باہر سے اپنی خوبی اور سرسبزی کی بہار دکھاکر دل کو ہرا کرتا تھا اور آنکھون کو تراوت دیتا تھا دروازۂ باغ مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہوا تھا شہزادہ بسان لالہ داغ بر دل اور مثل گل گریبان چاک اُس باغ مین آیا دیکھا کہ عجب تختۂ گلزار ہے پُر از نقش و نگار ہے ہزار طرح کے گل کھلے ہین بلبل گل سے باتین کرتی ہین گل بھی ہنس رہے ہین غنچہ مُسکراتے ہین یاسمن و سنبل اپنی بہار دکھاتے ہین لیکن شہزادہ کا یہ حال اس گلشن کو دیکھکر تھا کہ بیت گلون کی طرف وہ جو مائل ہوا ۔ تو غنچہ نمط تنگ وہ دل ہوا ۔ اسی حالت مین گرتا پڑتا اپنے تئین سنبھالے جب آگے بڑھا تو اُسنے دیکھا کہ اس گلستان دلستان مین ایک بنگلہ مثل بارہ دری کے تعمیر

ہے کہ اس بنگلہ کی یہ صفت ہے کہ ابیات

وہ بنگلہ بلند اور وسیع ایسا تھا
کلس اُسکا تھا ناف گردون یار
وہ دو سمت تھے وہ چھپر کھٹ لگے
کہ جالا فقط موتیون ہی کی تھی

یہ تنگ آیا جب طبع ناساز سے
کہ جیسے زمین پر فلک دوسرا
مہینہ جو سرما کی آمد کا تھا
کہ جو دیکھے تعریف کی رٹ لگے
وہ مسند پہ تھا گاؤ تکیہ لگا

تو بنگلے کو پایا خوش انداز سے
بلندی تھی اس بنگلے کی آشکار
سنجر کا فرش اُسمین تھا جابجا
چھپر کھٹ کے آگے تھی مسند لگی
کہ تھا کہکشان سے سوا پُر ضیا

اُس بنگلے مین اُسی ماہ پارہ کو کہ جسکی تیغ ادا کا یہ زخمی تھا یعنی جسکو شکارگاہ مین دیکھا تھا اور جسکی تجسس مین یہان تک آیا تھا پایا یعنے دیکھا کہ مسند ناز پر مثل طاؤس طنازہ وہ عربدہ ساز جلوہ گر ہے خواصین گرد

و پیش اُنکے حاضر ہین سامنے چنگیز جو پگوڑے عطر دان پاندان دھرے ہین گلابیون کی شراب کی کشتیان
لگی ہین لیکن وہ خانہ برانداز عاشق سوقت چپ اور خاموش بیٹھی ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ رنجیدہ ہی تیوری پر بل
پڑے جیسے دفتر حسن کے کاغذ مین شکن پڑگئی ہی شہزادہ کو جو اُسنے دیکھا شرما کے سر جھکا لیا مگر اپنی
وزیر زادی سے اشارہ کیا کہ اُسنے اُٹھکر اور قریب شہزادہ آکر شہزادہ کو مجرا کیا اور کہا آئیے تشریف
لائیے شہزادہ خندان ہوکر دیدار یار سے اندر بنگلے کے گیا اور قریب محبوب دلنواز بیٹھا دیکھا تو یہان
اندر کا اکھاڑا جمع ہی لعبتان شنگل وشنگول وشاہدان چین کو یہان کا مجمع شرماتا ہی غرض شہزادہ
بیٹھا ملکہ نے آہستہ سے لب حسن داد لب رشک یاقوت کو کھولا اور قند نبات کو اس طرح گھولا کہ
ای شہریار اقلیم خوبی آپ کا اس ویرانے مین کیونکر آنا ہوا اور پرخار مقام کو کس طرح رشک لالہ زار
فرمایا شہزادہ نے ہنسکر کہا کہ ای گل باغ تمنا مین تیرا ای گریبان چاک ہون ای لالہ رخسار مین تیرے ہی
عشق کا داغ سینے پر رکھتا ہون تیرے ہی عشق مین نسیم کردار اس گلشن مین آنے کا اتفاق
ہوا ہی ملکہ نے کہا خوب معلوم ہوا کہ آپ کچھ عقل صحیح نہین رکھتے بھلا مین شوریدہ سر اس قابل
کب ہون کہ کوئی میرا سودائی ہو اور وہ لیلی مین کب ہون کہ مجنون اپنے تئین کہلائے
اچھا آپ مہمان عزیز ہین آئے ہین تو تشریف لائیے یہ فرماکر ایک جام مے ارغوانی سے بھرکر
شہزادہ کو دیا شہزادہ نے فرمایا کہ تمھارا مذہب وملت کیا ہی ملکہ نے فرمایا کہ مین کہیا بہ جبینی داروغہ
نقارخانہ سلیمانی صاحبقران جو ہین اُنکی دختر ہون اور اس مقام پر ازبسکہ مدت سے لشکر امیر کوہ
عقیق پر اُترا ہوا ہی اسلیے مین نے یہ باغ اپنی سیرگاہ بنایا ہی اور مین یہان رہا کرتی ہون یہ خواصین اور
چند سوار میرے ملازم ہین صید وشکار وسیر دشت وباغ مین دن رات بسر کرتی ہون اور عیش عشرت
مین رہتی ہون آپ فرمائیے کہ کون ہین شہزادہ نے فرمایا کہ مین شہزادہ ملک قاسم لال خفتان
خونریز خاور سپاہ ہون جنکے جد عالی وقار حمزہ نامدار اور پدر میرے علمشاہ
ذی تبار ہین الحمدللہ کہ مین مسلمان ہون اور تمکو بھی مسلمان پاتا ہون شہزادہ کے اس کلام کو
سنکر ملکہ ہنسی اور اُسنے کلمہ پڑھکر شہزادہ کو مطمئن کیا شہزادہ نے جام بادۂ ارغوانی سے
سے بھرکر ایک جرعہ کشید کیا پھر تو جلسۂ عشرت کا ناچ شروع ہوا کہ

نظم

ہوا زیب مسند وہ بدر منیر
مودب الگ بیٹھی دخت وزیر
شروع اس گھڑی ناچ کا ناچ تھا

چہرا رخ خرد اُسکا پڑگیا زرد ہر اک راگنی کا تبدل رہا کہ منظور غم کا بٹھانا ہوا
ای ہنگامہ عیش مین ملکہ نے تو بارش ہوئی اشک کی بار بار اگر گایا ان رنڈیون نے ملار
کہا کہ ای شہریار جب مین نے یہ باغ بنوایا اور یہان ساکن ہوئی تو اُسکے چند روز کے بعد ایک دیو
کہ نام اُسکا خرپال گراز دندان ہو یہان آیا اور مجکو دیکھکر عاشق ہوگیا اور مجھ سے اُسنے سوال
وصل کیا مین اُسپر بہت خفا ہوئی اور اُسکو نام زلزلقان لیکر دھمکایا کہ وہ خوف زدہ ہوکر منت کرنے
لگا اور زبردستی کرنے سے باز رہا اب روز آتا ہو اور مجکو دھمکاتا ہو منت بھی کرتا ہو قدمون پر سر دھرتا
ہو کچھ دیر بیٹھکر چلا جاتا ہو شہزادہ نے یہ حال سنکر فرمایا کہ انشاء اللہ اب جو وہ ملعون آئیگا
تو اپنے کردار بد کی سزا پائیگا انھین باتون مین وہ دن تمام ہوا اور گلشن ستارون کا فلک پر کھلا
پھولا نظر آیا مہتاب سیر کرنے باغ چرخ اخضر مین قدم زن ہوا کہ ابیات

خدا نے جو کی مہر اُسپر کمال ہوا مہر انور کا جلدی زوال کیا شام عشرت نے جلدی ظہور
لب دوانون نے پایا تمون سی نور شب عشرت کو بھی عجب بہار تھی گلشن مین گل کھلے تھے ہوا سرد
چلتی تھی فوارے اُچھلتے تھے چاندنی چھٹکی تھی عاشق و معشوق یکجا تھے دور شراب ناب تھا رات
بھر عشرت مین کٹی اور اب وہ زمانہ آیا کہ عشرتکدۂ مشرق سے شاہ خاور سبزہ زار چمن
آیا اور اپنے رخسار پُرنور سے عالم کو منور فرمایا کہ اشعار

اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
نشان آگے آگے خط صبح کا

ادھر آتا تھا وہ بڑی دور سے
بہت گرم خو اور روشن نگاہ
کیا دبدبہ خلق پر آشکار

ہوا نور کا آسمان پر ظہور
وہ پر دانشین تھا پر نور سے
سپہ کی علامت ہویدا ہوا
کہ میلے کیا زاغ شب کو شکار

شہزادہ نے فریضہ نماز سحر کو وضو کرکے بخشوع و خضوع ادا کیا پھر ملکہ سے گرم صحبت آرائی رہی پھر فلک
پر کچھ تماشا معلوم ہوا یکایک ہوا تیز و تند چلی اور ایک دیو کو دیکھا کہ باغ مین آکر اُترا اور بنگلے کے
قریب آکر اُس دیو نے شہزادہ کو ہم پہلو اپنے یار کا پایا غصہ مین آکر چلاکر او انسان سیہ سر سفید
دندان بھلا مین تجکو کب زندہ چھوڑتا ہون ارے یہ غضب تو نے کیا کہ میری معشوقہ سے ہم آغوش
ہوا ملکہ تو اُس دیو کی صورت دیکھکر سہم گئی اور پشت پر شہزادہ کے چھپنے لگی لیکن شہزادہ بغضب
تمام اُٹھا اور مقابل مین اُس لعین بدکردار کے آیا تیغ آبدار کو کھینچکر سامنا کیا دیو نے چرخ دیکر وار شمشاد

کو سر پر اس سردار کے لگایا قاسم خاور سیاہ دیو بند دیو کش جری بھلا اس وار کا وار کب کھاتا ہو اسنے
پیترہ بدلکر زیر بغل اُس دیو کے اپنے تئین پہونچایا اور اسکے وار کو خالی دیا وار آکر زمین پر پڑی کہ پانی
بلبلا کر نکل آیا تھی غبار کا بلند ہوا اسنے نعرہ کیا کہ زیر دم و پست کردم مارا اور کام تمام کیا ہر گز کوئی دوست
اسکا کہ غوبال بیگ جہانے ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہو گئی ہونگی شہزادہ نے پہلو سے نعرہ کیا کہ گرا زودی و
گرا پست کردی حریف تو اینک رسیدم یہ کہکے پہلو پر تو ٹھہرا ہی تھا بند و نبست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا
مارا کہ وار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی دیو شہزادہ سے لپٹ گیا کشتی بعدہ کشتی شروع ہوئی یہاں مارا
وہان پٹکا آخر لڑتے لڑتے شہزادہ نے اُسکو کرسے بھر کر جو مارا چاروں شانے چت وہ دیو
گرا شہزادہ سینہ پر اُسکے سوار ہوا اور پکارا کہ حالا درشناختی پروردگار عالمیان چہ سیگوئی اُس دیو نے
کہا کہ لا کہ جانین میری نام پر ابلیس پر تلبیس خداوند راشد شیاطین کے نثار ہین شہزادہ نے
ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا اور دوسرے ہاتھ سے ٹھڈی پکڑکے فشردہ جو کیا صاف گردن اُسکی زرہی
سے کھینچ لی دیو تڑپ کر ہلاک ہوا زندگی کا قصہ پاک ہوا ملکہ نے شہزادہ کے دست حق پرست کو آکر
بوسہ دیا اور سلاش کو اس بدمعاش کی کھینچوا کر بیرون باغ پھنکوا دیا پھر یہ دونوں مہ و مہر اُس بنگلہ
مین کہ برج میزان خانہ زہرہ اسکو کہنا چاہیے آکر جلوہ گر ہوئے اور ہنگامہ مسرت و کامرانی برپا ہوا
اُس زمانے مین شہزادہ کے رفیق و سردار اور لشکر ہمراہی ڈھونڈھتا ہوا یہاں آیا شہزادہ اُنکی خبر
آمد سنکر باہر برآمد ہوا ہر ایک نے ملازمت کی غرض کئی روز تک جلسہ عشرت رہا آخر ایک روز صبح کی
ابھی جب وہ وقت آیا کہ ابیات

خوش آیند کھلی جو صحرا مین صبح | وہ صحرا کا سناٹا ٹھنڈی ہوا
ہوا صاف تاروں کا ذروں پہ پیا | وہ ہر سمت کو طائروں کی صدا

شہزادہ نے اسباب اس باغ
سے سب باہر کرایا اور ملکہ کو محافہ مین سوار کر کے مع کنیزان گلفام و نازک اندام کے وہاں سے
کوچ کیا اور اپنے لشکر کا راستہ لیا بعد قطع منازل و طے مراحل داخل لشکر اسلام ہو کے پہلے ملازمت
امیر کی پھر بادشاہ اسلام کو نذر دی ملکہ کو محل مین اُتروایا پھر اپنے خیمہ مین آکر قلابیہ سیفی و کتابیہ سیفی کو
بلوا کر خواستگاری ملکہ کی فرمائی تمام اہل ملکہ کا خوش قامت شکر لب ہے اُن دار و غگان نقار خانہ
نے جو ملک چین کے ایک ملک کے حاکم ہین بخوشی عقد کرنا قبول کیا اور اُسی وقت بساعت
سعید خوش قامت شکر لب کو ہمراہ شہزادہ کے والا تبار منعقد فرمایا شید ابے بیگد گیر

باہم جمع ہوے اور بعشرت رہنے لگے لیکن اب حال سنیے کہ شہزادہ ملک قاسم عالی تبار دربار
بادشاہ بجاہ سے اٹھکر اپنی بارگاہ آسمان جاہ افراسیابی کیطرف جو روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک پنجہ آہنی
کمر مین پڑا کے لیکر بالا ہوا گیا اور سناٹا مار کر جو چلا شہزادہ کی آنکھین بند ہو گئین بعد کچھ دیر کے جو آنکھ
کھلی اپنے تئین ایک صحراے پُرخار مین پایا کہ لو چلتی تھی ہوا وہان کی آہ عاشقان و دلسوزان پر طعنہ زن
تھی ہستی خضر کی دشمن تھی درختون کا نام و نشان نہ تھا خارہاے مغیلان اور خشگیاہ سے بھرا ہوا بیابان تھا
چیلین چلچلاتی تھین بوم شوم کے گھونسلے جغد کی صورتین کس تطر آتی تھین کوسون تک کا چٹیل میدان
تھا دھوپ کی تپش سے آتشکدہ بیابان تھا ذرے کار انگر کرتے تھے طائر اس دشت
مین قدم نہ دھرتے تھے کہ نظم

جہان انسان کو کیا سایہ بھی مسدود
مسافر میہمان مرگ ہر آن
بلائین سیکڑون اس جا تھین پیش
کہین سے تھے نیشتر خار مغیلان
اگی تھا دن ابھی شب کا گمان تھا

گذر اس جا ہوا اسکا جو ناگاہ
نہ تھا جز التفات فضل معبود
یہ عالم دیکھکر گھبرا گیا دل
نہین ہوتی تھی بیتابی کم و بیش
دھوان لو کا وہان چھایا ہوا تھا
بدلتا رنگ کیا کیا آسمان تھا

پریشان حال دیکھی شوخ کی راہ
تمازت پر فروغ مہر تابان
کہ کانٹے راہ مین تھے وانہ حائل
کہین شور و فغان غول بیابان
بیابان مین ہر اک سو تھا اندھیرا

شہزادہ نہایت حیران و پریشان
ایک سمت کو روانہ ہوا لون کے جھونکے جسم نازک کو جلاتے تھے اسلحہ جو گرم ہو گیا تھا تو ہاتھ اور بدن مین
چھالے پڑ جاتے تھے پاؤن بھی آبلہ دار تھے تلوون مین چبھے خار تھے حلق مین کانٹے پڑ گئے تھے مصیبت
مین گھر گئے تھے بعد محنت و مشقت کوس بھر راہ طے کی وہ راہ ایک کوس کی کالے کوسون ہو گئی
آخر ایک جگہ پر پہونچا کہ وہان کچھ درخت سایہ دار لگے تھے اور کسی قدر فی الجملہ ہرے تھے اور اسکے
قریب ایک چشمہ بھی پانی کا تھا شہزادہ شکر خالق بحر و بر بجالایا اور اس جگہ ٹھہرا اس چشمہ سے پانی پیا
اور چاہا کہ آسودہ ہون یکایک ایک آندھی تیرہ و تار آئی بعد اس آندھی کے جو دیکھا تو ایک دیو تی
کریہ منظر سیاہ فام بد انجام کو دیکھا کہ زنگ نول کاندھے پر رکھے زنجیر آہنی سے کمر باندھے ایک
کرتا ٹاٹ کا پہنے منہ پھاڑ سا کھڑے بجا کی طرح ڈراتی ہوئی وہ تو شیطان کی خالہ تھی کہ ابیات

یہ تھے کہ وہ دیونی بلا زاد
دہن سے تا بہ پا شعلہ ہویدا

مقابل رکھے آتی بنکے آزاد
لیک تھی فرزنہ آسمان پر

جبین سے تا بہ سینہ ایک قشقہ
جلاد تھی جلاؤن کی زبان پر

یہ ہر گز وہ چلاتی تھی ہر سو
کبھی ہونٹوں کو لاتی تھی پلک تک
کبھی زنجیر جا کر کھٹکھٹاتی
کبھی پڑھتی کبھی رہتی وہیں پر

کبھی پڑھتی تھی وہ الفاظ جادو
کبھی بالیدگی بازو کو دیتی
کبھی اپنی زبان میں بڑبڑاتی
غرض اس حال میں تھی وہ ستمگار

بڑھاتی تھی کبھی سر کو فلک تک
کبھی کچھ تازگی جادو کو دیتی
کبھی آگ کو بن جاتی زمین پر
برستی تھی بشکل ابر ہر بار

شہزادہ نے اس کو دیکھ کر لاحول پڑھا اور اس بے شرم نے پاس آ کر اول نگاہ شرم شہزادہ کو دیکھا پھر ہنس کر کہا کہ ای شوریدہ سر بڑا غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی خرپال گراز دندان کو قتل کیا ہائے افسوس کیا کروں کہ تیری آتش محبت میرے تنور سینہ میں شعلہ ور ہی اور حرف نقش محبت صفحۂ دل پر ہی تجھی کو چاہتی ہوں اور جان دیتی ہوں کہ **بیت** رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا کیا چاہئے کہ دیکھتے ہی تجکو کیا ہوا ؛ اب تجھے چاہیے کہ میرا کام دل بر لا اور اپنی بغل میں سلا میں تجھے بادشاہ ہفت کشور کر دونگی مال و زر سے گھر بھر دونگی شہزادہ نے یہ کلمات فحش سنکر فرمایا کہ او قحبہ حالزادی فاحشہ جادو دور ہو میرے سامنے سے ورنہ ابھی سر تیرا اگوہ کتا تا بھرنگا یہ کہکر طمانچہ تیار کیا اور چاہا کہ اسکے رخسار پر ماروں وہ خیرہ سر کچھ بڑبڑائی کلمات افسون زبان پر لائی اور گرد شہزادہ کے حصار آتش کر کے آپ غائب ہو گئی جادو کے زور دکھائی دیے اپنے دل کی لگی کو بجھانا چاہا مگر کچھ بن نہ آیا شہزادہ نے چاہا کہ اشکباری سے اس آگ کو سرد کروں مگر آہ کی ہوا نے اور رونا اسکو بھڑکایا ناچار یہ اس حصار آتش میں اپنا دل سوختہ لیے چپکا ہو کر بیٹھا بدن گرمی میں پھنکا جاتا تھا کرہ نار وہ مقام منظر آتا تھا چار سمت آگ لگی تھی بیچ میں یہ تمرود بیٹھا مگر جان پر بنی تھی دو پہر کامل یہ اسی میں رہا حلق میں کانٹے پڑ گئے حد سے زیادہ پیاسا ہوا جسم سب پسینے میں ڈوب گیا بعد دو پہر کے پھر وہ عفریتہ آئی اور حصار شہزادہ کے گرد سے برطرف کر کے منت کرنے لگی شہزادہ نے اسکی مرتبہ تلوار کھینچی وہ تیغ ابرو کی گھائل تھی شمشیر جان گزا کو دیکھ کر ہنسی اور کچھ افسون پڑھ کر اسکے دست و بازو بیکار کر دیا طاقت جاتی رہی یہ پھر چپکے ہو کر بیٹھ رہے اور اسنے بہت کچھ عاجزی کی جب شہزادہ نے نہ مانا تو غائب ہو گئی اور شہزادہ خاموش بیٹھا رہا بعد کچھ عرصہ کے شہزادہ نے دیکھا کہ دست و پا میں قوت آگئی اور حصار بھی اپنے گرد نہ پایا بے اختیار اٹھکر ایک جانب کو قدم زن ہوا یہاں تک قریب ایک کوہ کے پہونچا درہ کوہ کے قریب ایک مہ پارہ عابد فریب زاہد کش کو دیکھا کہ حیران حیران ایک جانب

کو نگران ہو مگر ایسی حسینہ ہی کہ اُسکے بالون کی محبت کی راہ کاٹے کو سون نظر آتی پیشانی اُسکی ماتھا فاق سے رگڑوا تی ابرو شمشیر حسن کے دو پھل جان عاشقان اُس سے بیکل آنکھین انقلاب بھرکے وہ دو چشمے جیکے آشنا مردم واقعی حسن کے قلزم مژگان وہ تیر جیسکے سیکڑون دل نخچیر بینی کی صفت مین باریک بینی درکار ہی الف کتاب رخسار حسن کا نقشہ اظہار ہی دل اُسکو دیکھکر فرخناک مصحف رو لبون کی سچ پوچھو تو وہ ناک گال دو رنون بجلی کی جان پر بجلی گراتے شعلہ آتش کے فی النار ہو جاتے دہن تنگ میم سر معدوم ظاہر کچھ نہین فقط وہم ہی موہوم دشوار ہی جو یہ راز ہو مفہوم سیب ذقن کو دیکھکر بھوک پیاس جاتی دیدہ اُنکھین کی تشنگی بجھاتی بر دو ورق خوبی سے ہم آغوش ہاتھ کا تو خوبی کا ساتھ سینہ پر اُسکے وہ چھاتی کہ جنھین دیکھکر بدلی غم کی چھاتی کیا تنگ اُسکا وصف بیان ہو یہ نقشہ تھا کہ نظم

ہر اک آنکھ تھی اسقدر سحر کار
کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین سحر
جو دیکھے کوئی ابروے متصل
دھوان دو طرف تھا رخ تھا بلند
سنی بھی نہین طور کی نردبان
چھدے جس سے لاکھون ہی اُن نخچیر
تر و تازہ رخسار جوبن بھرے
کہ منہ دیکھتے سے طوطے شوخ و شنا
فدا عنبر سرخ پر تھی بہی

کرشتا گر دھون سامری سے نرالا
نظر آئے ابرو کے ایسے حسام
ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل
دریچہ اگر طور تھا نور کا
تھی بینی اُسی نور کی نردبان
مہ کامل اُس مہر کی تھی جبین
کہ گل بھی نضارت تصدق کرے
رخ آئینہ سے صاف دو چند تھا
تصدق تھا قامت پہ سرو سہی

یہ ادنی سا تھا اُن مین سحر اُدرتن
دل رستم و سام جنکے نیام
یہ اک اور تشبیہ آئی پسند
جبین تھا ہین عیان نور تھا طور کا
غضب اُسکی پلکون کے تھے نیشتر
مہ نو تھے ابرو شک نہین
حلقے وہ آئینے تھے لاجواب
یہان طوطی آئینہ بند تھا
شہزادہ نے جو اُس ماہ پیکر کو

دیکھا اُسکے پیچھے چلا اور وہ برق دش چمک کر بجلی کی طرح اُس درہ مین گئی اور اُس شہریار کو دیکھکر رو بفرار لائی شہزادہ بھی اُسکے پیچھے داخل درہ ہوا اُسمین وہ نظر نہ آئی اُسنے جب درہ سے اُس طرف کو سر بدر کیا تو ایک صحرا پر فضا نظر آیا اور اُس صحرا مین ایک احاطہ سنگ مرمر کا کھنچا تھا اُسکا گلشن نگارین پھلا پھولا تھا کہ

ابیات

وہ گلشن کہ جسپر فدا [illegible] بہار
اُسی مین تو ہنستے تھے ہر ایک گل

وہ گلشن خوشی جس سے تھی ہمکنار
بہشت برین اُس سے بہتر نہ تھا

کھلے جاتے تھے اُسکے گل جز و کل
نظر اُسکا روے زمین پر نہ تھا

جہان ایک چھلی لگا تھا شجر
ستارے ہون جیسے فلک پر روان
وہ گل پھول اُسمین نمایان ہوئے
شجر بار ور سر سے پاتک ہرے
کسی سمت پودے وہان تا بکمر
کہ رشک آئے جسے جنت کو طائر کرن

جواہر کا بھی دوسرا تھا شجر
صفت کر سکون مین کہان نہر کی
کہ بہزاد و مانی بھی حیران ہوئے
منڈھے تھے روپہلی تمامی سے سب
جو بربان بھی تھین تو از طلائے حق

وہ فوارے نہرون کے اندر روان
جواہر کی تھین پٹریان نہر کی
ہر اک سو خرامان بط اور تدرو قمرے
بہار اُنکی چاندنی مین غضب
خوش آواز ایسی ہی تھین بلبلین

اس احاطہ مین دروازہ نقرئی لگا تھا برنگ چشم انتظار عاشق کھلا ہوا

تھا شہزادہ اُسکے اندر آیا دیکھا تو یہان بارہ دری سب بے نظیر بنی ہی فرش و فروش سے آراستہ ہی شیشہ آلات موقع و مناسب جگہ پر سجا ہی اور ایک مسند پر سامنے بارہ دری کے چبوترہ ہی اُسپر وہی ماہ تمثال جسکو دامن کوہ مین دیکھا تھا جلوہ نما ہی شہزادہ پاس اُسکے گیا اور کہا بیت ستارہ تو ہی کون سے برج کا ہی تو بے بیدھا موتی ہی کس درج کا ہی اُسنے کہا ای جوان یہان سے جا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی اُسنے کہا کہ شعر تیغ ابرو سے تری ہم نہین ڈرنے والے ہین دھمکیون مین کہین آجاتے ہین مرنے والے ہین یہ کہکر پاس اُسکے بیٹھ گیا اور مشغول اختلاط ہوا ہنگامہ گرم جوشی اُس نازنین نے کہا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو کس کی تلاش مین از خود رفتہ ہو گھبرائے ہو اُسنے کہا کہ مجکو ایک دیوانی ساحرہ میرے لشکر سے اُٹھا لائی اور مجکو آوارۂ دشت و بیابان کیا اب خدا جانے وہ کہان گئی ہی لیکن ای پری چہرہ تم بتاؤ کہ اس باغ مین اکیلی کس لیے رہتی ہو اور کون ہو اُسنے کہا ای شخص مجکو تنہا نہ سمجھ کنیزین میری ایک کام کو گئی ہین آتی ہونگی اور پری دیو قاف کی مین پری ہون اس مقام کو کہ بہار آگین ہی مین نے پسند کیا ہی اور برائے سیر چند روز کیلیے یہان آئی ہون اپنا دل بہلاتی ہون پھر چلی جاتی ہون یہ سنکر شہزادہ نے اُسکے گلے مین باہین ڈالین اور چاہا کہ ایک بوسہ اُسکے لبون کا لون جب مُنھ اُسکے قریب لایا ایسی بوے بد اُسکے مُنھ سے آئی کہ روح بدن مین گھبرائی یقین تھا کہ طائر جان اُسکا پرواز کر جائے جلدی سے مُنھ اُسنے ہٹا لیا اور کہا کیون جی یہ کیا کہ تمھارے مُنھ سے تو ایسی بو آئی کہ جیسے سنڈاس کھلگیا شاید تم ساحرہ ہو اُسنے ہنسکر کہا کہ ای شہزادے منم عفریتہ سیہ زبان ای جانی مین تجھ پر مرتی ہون اب میرا کام دل بر لانے مین تیری خاطر سے یہ باغ بنایا اور اپنی صورت کو اسطرح تبدیل کیا اب تجکو میرے اوپر رحم لازم ہی شہزادہ

نے اپنے دل میں اسکے بیان کو سنکر سوچا کہ اب کچھ فکر کرنا چاہیے اور اس محبہ کو واصل جہنم کرنا بہتر ہی یہ سوچکر
اُسنے بھی آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ اے عفریتہ پیاری مین تجکو آزماتا تھا ورنہ مین خود تجھپر
شیفتہ و فریفتہ ہون اچھا اب تو لیٹ جا کہ مین تجھ سے وصل کرون یہ سنتا تھا کہ وہ شہوت پرست
زانیہ خوش ہو گئی اور سامنے شہزادے کے دراز ہوئی شہزادہ طریقہ سے بیٹھا اور ایک ہاتھ تو اسکے
منھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا اسکا یکلخت اسطرح دبایا کہ وہ تڑپی مگر پنجۂ ملک الموت مین تھی
کب چھوٹ سکتی تھی اشارے سے کہتی تھی کہ ارے یہ کونسا اختلاط ہی لیکن اس رستم وقت نے
ایک بھی سماعت نہ کی اور ایسا زور کیا کہ آخر روح نجس اسکی برے مقام کی طرف سے پرواز کر گئی دریچۂ
شرمگاہ بکھر کر اس شدومد سے نکلی کہ دنا ٹے کی آواز ہوئی اور رحبان ہوکی خراماں اسفل السافلین
مین پہونچ گئی خدا کی پناہ آندھی سیاہ آئی دن کی رات ہو گئی آگ پتھر برسے پھر صدا آئی کہ مارا عفریتہ
سیاہ زبان جادو شہزادہ نے دیکھا کہ وہ باغ اور احاطہ سب نابود اور ناپدید ہو گیا صرف وہ جنگل
اور درہ پہاڑ باقی تھا شہزادہ نے اب جو درۂ کوہ سے سر بدر کیا اُسی دشت پرخار مین پہونچا لیکن
اب وحدت اور زمی اُس جنگل مین نہ تھی شہزادہ بہزاد دو شہواری راہ کو طے کر کے اپنے لشکر مین
بعد کئی روز کے آکر پہونچا اور سجدۂ شکر درگاہ خدا مین ادا کیا اور بآرام تمام رہنے لگا ان کو اسی
حال مین چھوڑیے مگر اب شمہ حال مالکہ بران شمشیر زن اور حال لشکر امیر نامور کا سنیے کہ ملکہ
بران شمشیر زن اپنے مقام پر آکر لشکر کشی کے سامان مین مشغول ہی لیکن وہان نامہ لقا کا
افراسیاب کو آیا ہی کہ اے افراسیاب ہم کو خدا پرستون نے بہت پریشان کیا ہی تجھے لازم ہی کہ ہماری
مدد کے لیے کسی ساحر زبردست کو روانہ کرتا کہ وہ آکر کام خدا پرستون کا تمام کرے افراسیاب
نے نامہ پڑھا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ساحرہ سیاہ فام تیرہ رو تیرہ درون کالے کوڑیالے
دھامن ناگن سانپ اُسکے گلے سے لپٹے ہوئے آنکھ ناک کان سے شعلے نکلتے پیاز لہسن اور ہڈیون
کھوپریون کے ہار گلے مین پڑے ساری کھاروے کی باندھے ہوئے قشقہ سیندور کا ماتھے
پر کھو زر چندن کے سب جسم پر لگے ہوئے سامنے بادشاہ کے آئی اور تسلیم بجالائی ابیات

| | |
|---|---|
| خالہ شیطان کی وہ بدذات | صورت ایسی کہ جیسے کالی رات |
| کالی صورت دکھا رہی تھی | بھیا کی طرح ڈرا رہی تھی وہ |

بادشاہ نے اُس سے کہا کہ اے سیاہ تاب جادو تم یہان کیسے خداوند

کی خدمت میں جاؤ انکی بھی زیارت کرنا اور مسلمان سے لڑکر فتح خداوندی کی کرادینا یہ ساحرہ بادشاہ سے
رخصت ہوکر چلنے لگی بادشاہ نے خلعت دیا اور یہ رخصت ہوکر اس طلسم میں ایک بیابان ہے کہ نام اُسکا
بیابان بلاخیز ہے اور اُس مقام پر ایک قلعہ آباد ہے ساحران ظلم شعار ستمگار و مکار ریلا سے بیدردان
آفت جہان اُس قلعہ میں رہتے ہیں اور یہ ساحرہ اُن پر حاکم ہے اور یہ بھی بہت بڑی ظالمہ ہے چنانچہ
اسوقت یہ رخصت ہوکر اُسی قلعہ میں آئی اور حکم تیاری لشکر دیا ہزار ساحر جھولی سحر کی گلے میں ڈالکر اسباب
سحر و ساحری لیکر ترسول اور ترسول چمکاتے اژدرہاے سحر اور فیلان سحر آتشین پر سوار ہوے اور یہ
ساحرہ بھی اُنکے ساتھ سوار ہوکر جانب لشکر لقا روانہ ہوئی اور بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے
نکل کر کوہ عقیق میں آئی لشکر کو اپنے لشکر لقا سے علحدہ ٹھہرا کر آپ کچھ تنہا جانب بارگاہ لقا روانہ ہوئی
لیکن بختیارک نے ہرکاروں کی زبانی خبر اُسکے آنے کی سنی بہر استقبال بارگاہ سے باہر آیا اور
پیشوائی کرکے اُسکو سامنے لقا کے لایا لقا نے اُسکی صورت دیکھکر خوف کھایا اور اُسنے سجدہ کیا
نذر دی خلعت پایا دنگل زیچی بختیارک نے لشکر کو اُسکے اپنے لشکر سے ملحق کرکے اُتروایا بازارین
لشکر میں کھل گئیں ساحر خیموں میں بستر لگا کر آرام پذیر ہوے سیاہ تاب جادو کئی روز تک یہاں آرام
پذیر رہی ایک روز جب وہ زمانہ آیا کہ سیاہ تاب شب نے براے شہرت پیکر روز دہر عندارین
داخلہ کیا اور دن خوف سے ساحرہ خبیثہ کے رو لرزایا کہ ابیات

جو ہو پنہاں منزل مغرب میں خورشید
ہوئی شب طلسمی رنگ لائی
ہر شب ساحرہ مکار و غدار
ز طبل جنگ اُسنے گڑگڑایا
دعا یہ دی کہ ای شاہ خوش اقبال
ہر اک سو اک قیامت سی مچی ہے
جو کچھ قسمت میں لکھا ہے خدا نے
صدا سے اُسکی سنا ساری دہلی
لگے تیاریاں لڑنے کی کرنے

ہوا نظروں سے پنہاں مثل ناہید
فلک پر سامنے جلوہ دکھایا
ہوئی لڑنے پہ آمادہ و طیار
خبر لڑنے کی واں جاسوس لیکر
رہے قایم ہمیشہ ملک و اقبال
سنا جب شہ نے اُنسے یہ خبر کو
وہیں بیٹھی ہوئی ہر دم یہ جلنے
سویرے سے ہوا برخاست دربار
تجنین کھنچ گئیں وہ چرخ چڑھنے

سیاہی شام کی گردوں پہ چھائی
شب تاریک کو روشن بنایا
نفیر سحر کو اُسنے بجایا
ہوے خدمت میں شاہنشہ کی حاضر
نفیر جنگ لشکر میں بجی ہے
کہا یاں بھی بجے نقارہ کیدو
عوض یاں بھی بجا نقارہ جنگی
جگہ پر اپنی سب ٹھہر آکے سردار
لگے ہتھیار ہونے صاف و صیقل

پڑی لشکروں میں تھی ہر سمت ہل چل | اکھاڑوں میں جو کرتا نہ گرگئی تھین | وہ شیشکے سے درست ہونے لگی تھین

ادھر ساحروں میں ڈمرو بجا گھیوں کی بھینٹ بھیروں کو دی زرد زرد بھنگ گرانے گئے کچھ بانی جھنگروں کی ٹانگیں چیر چیر کر بھیروں کو منایا تاری کا ساگ مرگھٹ کے ٹھیکرے لیکر منتروں کی جاپ کرنا شروع کی بون تا نے بھیروں کا دلوناچاری کی بھینٹ دی دفعتہً بینتر لگا ڑنے کو آمادہ ہوا ابیات

کوئی کہتا تھا اے راجہ دھنتا | بگاڑو دے گے عدو کے تم ہی تنتا | کوئی بھیروں کی پوجا کر رہا تھا
کوئی کلوا کا وان دم بھر رہا تھا | کوئی تھا منتروں کی جاپ کرتا | کوئی بچہ سور کے کرتا جھٹکا

غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ لشکر انجم عرصہ گاہ فلک سے رو بفرار لایا اور شہسوار توسن فلک نیزۂ خطوط شعاع کو ہاتھ میں لیکر پشت شبدیز گردون پر سوار ہوا کہ اشعار

ہوئی شب ختم کھا کر جلد کافور | سیاہی ہو گئی ظلمات کی دور | لڑائی کی جو دل میں سب نے ٹھانی
تو نکلا شہسوار آسمانی

سحر کو لشکر خیل خیل ذیل ذیل جانب میدان مصاف گیا سردار سب خدمت امیر میں آئے امیر بھی مسلح اور مکمل ہو کر جانب عیش محل بادشاہ پرشوکت وجاہ آئے اور جلو خانے میں ٹھہر کے انتظار آمد بادشاہ کر رہے تھے کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا سرخ پردہ چرخی پر کھینچا اور بادشاہ جم جاہ مشتاق جنگ سویرے سے برآمد ہوئے کہاروں نے بڑھ کے تخت بادشاہ کا بدلوایا زنانہ سامان سب پھر گیا امیر نے مجرا گاہ پر جاکر مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھ کر جگہ تمہاری ہمارے دل میں ہے پھر تو بہرام جمہور وفرامرزان سب کا مجرا و سلام لیتے ہوئے جانب میدان جنگ گاہ بڑھے نقیب وچاؤش گرز کا کہنے لگے منقبت خوانیاں نقیبوں کی خروش الحانیاں علموں کا جلوہ دکھاتا بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر چھوٹے چھوٹے تارے دریائے فلک میں ڈوب گئے تھے مگر بڑے شیشے ہوتے تھے نسیم سحری چلتی تھی شمعیں جھلملاتی تھیں کہ ابیات

برآمد شدہ لشکر بے قیاس | زمین در تزلزل فلک در ہراس | حضیض زمین چون فلک اوج بود
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود | خنک بر گذرگاہ کین ریختند | نقیبان خروشیدن انگیختند
ز رنگ بر رنگ سود و شتاب | نہ دل در سکونت نہ در دیدہ خواب | ز سم ستوران دران پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

جب وارد میدان مصاف پذیر ہوئے بیلچہ کاروں نے پشت و بلند زمین کو ہموار کیا اس طرف سے لقا چالیس ہاتھیوں کو زنجیر بند کرکے تخت مع سپر کھنچوا کے جنگ

موتیوں کا ڈول کے سوار ہو اخوجی مین خواجہ گرازالدین ملک بختیارک شم کا سر میدین بیٹھا ہوا طوق لعنت گلے مین پڑا ہوا ہمراہ اُسکے لشکر بیشمار سنجابی باختری مشتری حصاری اور جمشید جمی کیومرثی سب قومین ساتھ اوچی بنے ہوے گھوڑون پر سوار وارد میدان کارزار ہوے ایک جانب کو سیہ تاب جادو بارہ ہزار ساحرون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے آئی ساحرون مین ہوم کا دھوان بلند ہوا آگیا بیتال آنے لگے اپنی روشنی دکھانے لگے تاریخ و زنبیل اچھالتے تھے اندھیان دم بدم اُٹھتی تھین ہوا تیز و تند چلتی تھی کبھی اس لشکر مین اندھیرا ہو جاتا تھا کبھی ایک جعلی آفتاب کے نیچے دوسرا آفتاب نکل آتا تھا مرو وہان لشکر امیر کا دل جلاتا تھا غرض جب میدان ہموار ہو چکا سقے حضرت خضر کا دم بھرتے میدان مین آئے ہاتھون مین مشکین کتھہ و مہندی چھپا تھا ہر ایک سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا تھا مشکون کے دہانے پہ ہزارے کا فوارہ چڑھا اُنھون نے اسطرح آبپاش کیا کہ ساون بھادون کی گھٹا کو شرما دیا پھر صفین لشکر کی آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور پکارے کہان ہین رستم کہان ہین سام کہان ہین برزو کہان ہین بیژن کونسا دلاور نامدار ہی جو نکل کر میدان قتال مین نام اپنے جد و آبا کا روشن کرے اور نام رستم و اسفندیار کو لسان حرف غلط صفحۂ روزگار سے مٹا دے کہ نظم

| نام رستم کا مٹا دو آج ہو وہ مہر کا | اٹھا دو گل تلوار کا اور پھول گھوڑ ڈھال کا | رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا |
| --- | --- | --- |

مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا۔ یہ کہکر جب نقیب کنارے ہوے سیاہ تاب جادو اپنا اژدر طرار سامنے لقا کے آئی اژدر سے اُترکر سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یا خداوند اجازت میدان دیجیے لقا نے کہا کہ ای بندی قدرت جا تجکو اپنے دست قدرت کے سپرد کیا پھر اژدر پر سوار ہو کر بیچ میدان مین آئی اور للکاری کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای زبردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلہ مین آئے یہ نعرہ سنکر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے صف لشکر سے اپنا گھوڑا نکالا کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے آواز کرنا و دمامہ فیلی و شتری و ماہون کی بلند ہوئی شاہزادہ سامنے تخت بادشاہ کے آیا اور گھوڑے سے اُترکر آداب بجا لایا اور دست بستہ اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے تخت رکھوا دیا اور جام کلاہ عفریت مرحمت کیا پھر خلعت سے مخلع ہو کر اجازت دی کہ جاؤ تمھین سپرد خداوند کریم کیا شہزادہ نے تنگ مرکب کو موافق مرضی کے لیا اور جست کر کے شتر چوغیرے کو گیر دبا آہ گئین ، بجست از زمین و بر آمد بزین ، گھوڑے کو اُڑاتا ہوا چلا ابیات

قمر وصف توسن رقم کب کرون
ابھی سے لقب اسکا شبرنگ ہے
قدم کی روانی کو دریا کہون

کہ خورشید زرخام کا پالنگ ہے
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح
یہ کوہ گران ہے وہ پا سنگ ہے

ملا ہے عجب رنگ مشکین کسے
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے
تبارے بھرتا ہوا اُس ساحرہ

تابکار کے مقابل پہونچا اُس ساحرہ نے یہ سمجھ کے کہ امیر اللہ اسم اعظم جانتے ہین اگر بظاہر سحر کرکے اسکو گرفتار کرونگی تو وہ اگر چھڑا لے جائینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ بطور مخفی سحر کرون یہ سوچ کر اُسنے ایک سحر کیا کہ سب کی نظر بند ہوگئی امیر تو یہ جانتے نہ تھے کہ سحر سے یہ نظر کو باندھ دیگی اسوجہ سے اسم اعظم نہ پڑھا اور وہان اُسنے بعد نظر باندھنے کے ایک ایسا سحر پڑھا کہ ایک طرف کو لشکر کے ایک بنگلہ زمرد نگار پڑا ہوا دکھائی دینے لگا سامنے اُس بنگلے کے مختصر سا چمنستان لگا تھا جہان گل نہیں رہے تھے بلبل گلون سے تعشق آمیز گفتگو کر رہے تھے تختے لالہ و نافرمان کے کھلے تھے درخت مثل قامت یار کھڑے تھے سرو لب جوئبار تھے نرگس شہلا مست لالہ ساغر در دست شراب عقیق رنگ جام عقیق نگاہ کی دوستان چمن کو دیتا تھا سبزہ باوجود خاکساری کے پھولون سے نوک کی لیتا تھا نظم

نظر آئے نہال سبز و شاداب
ہوا چلی تو اک جوبن دکھاتے
کہین نرگس کہین جعفری تھی

کہ جسکی دید سے خاطر ہو شاداب
بہار اپنی دکھاتا تھا ہر اک گل
گل لالہ کی وان جلوہ گری تھی

ثمر خوش رنگ پتے لہلہاتے
چہکتے شاخ پر گل کی تھے بلبل
اور اُس بنگلہ کے سامنے ایک

چبوترہ بلور کا سراسر نور کا بنا تھا اور اُسپر مسند مغرق بچھی تھی اور ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کہ جسکا قد مصرع موزون پیشانی مطلع حسن قامت راست شمشاد نہین نہین الف نور یا الف قیامت شب دیجور کے مانند اُسکی زلف رسا وہ ظلمات کہ جسمین دل خضر کا بھٹکتا شب ہجر عشاق سے زیادہ دراز مانگ دل عاشق کا مانگتی وہ پری رو عشوہ پرداز چشم جادو وہ توسن ناز کہ ابلق لیل و نہار کو آنکھین دکھاتی سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا ہوا اور اُس کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

کیا ساعد صاف نازنین ہے
ہے منھ کو ہنسی عدم کی تقسیم
ہستی مین صورت صفا ہے
گویا ہے دست مین ماہ و خورشید

یہ سیم تو کیسہ آستین ہے
رخسار وہ آفتاب پرنور
آئینہ قدرت خدا ہے
کیا خال نے بھی نمک دکھایا

لب وا ہون اگر دو نیم ہو میم
شبنم ہے جہان تجلی طور
دونون رخ صاف باغ امید
زنگی پیے سیر باغ آیا

چشم آئی جو رخ نازک کسی کی | ہاں رہ گئی مردمک کسی کی | کیا وصف دہن مین کھولیے لب

باریک سخن ہے گم ہے مطلب | نقطہ بھی وہ نقطہ ہے جو موہوم | عنقا کی طرح جہان سے معدوم

نظارہ لب ہے روح کو قوت | معجون وہ جسمین لعل و یاقوت | پس شہزادہ سے اس ساحرہ

نے کہا کہ اے شہزادے ذرا یہ جو سامنے بنگلہ کے عورت بیٹھی ہے اسکی طرف تو دیکھو پھر مجھ سے مقابلہ کرنا شاہزادے نے جو اسکی صورت زیبا و طلعت جہان آرا کو دیکھا ایک تیر عشق جگر کے پار ہوا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے بھر کر ساحرہ سے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو مین اس گل گلزار خوبی و غنچہ باغ محبوبی کے پاس جاؤن دو گھڑی باتین کر کے دل بہلاؤن اسنے کہا کیا مضائقہ جائیے وہ آپ کی خاطر کرے گی شہزادہ گھوڑے پر سے اتر کر اس ماہ تابان فلک حسن کے پاس آیا وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ آئیے تشریف لائیے شہزادہ بے اختیار اسکے پاس بیٹھ گیا اب سب دیکھ رہے ہین کہ شہزادہ نور الدہر یا تو لڑنے گئے تھے یا کنارے لشکر کے اکیلے بیٹھے ہین وہ چمنستان وہ بنگلہ اور عورت نظر نہین آتی ادھر ملک بختیارک نے جو یہ کرشمہ دیکھا تو ساحرہ کی تعریف کی کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا اور وہان سلوہ کو یہ خیال آیا کہ ایسا نہو شہزادہ نور الدہر دکھلائی دین اور انکو امیر آکر چھڑا لے جائین پس سحر پڑھ کر اسنے شہزادہ کو بیہوش کر دیا اور اسی حالت بیہوشی مین اپنے یہان کے ساحرون کو حکم دیا کہ طوق و زنجیر پہنا کر اسکو اپنے خیمہ مین لیجاؤ اور قید کرو اور ساحرہ نے پھر نہیب دی کہ اور تم مین سے جس کسی کو آرزو مرنے کی ہو وہ آئے اب یہان سے سرداران دست راست و چپ جانے لگے اور اس زن ساحرہ پر مفتون ہو کر قید ہوتے تھے یہانتک کہ ساٹھ ستر سردار نامی اور نامور اور بڑے بیٹے اور پوتے امیر کے شام تک جا جا کے اسیر سر پنجہ تقدیر ہوے جب وہ زمانہ آیا کہ شہسوار توسن آسمان شبدیز فلک سے اترا اور ساحرہ شب نے اپنے سحر سے رود دہر کو کالا کیا کہ اشعار

دبا گوشہ مین کیا ماہتاب نکلا
نہایت کھا کے پیچ و تاب نکلا
ستارون کا اڑایا نور اسنے
منور کی شب دیجور اسنے

قبل شام طبل آسایش پر چوب پڑی اور لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے سپاہیون نے کمر کھولی آسودہ ہوے بادشاہ رنجیدہ دل کبیدہ داخل محل ہوے اور امیر بارگاہ سلیمانی مین آرام پذیر تھے مگر عیار ابو الفتح اصفہانی اور کابا و عراقی وغیرہ عیاری کو چلے ادھر سیاہ تاب جادو بھی پھر کر اپنے مقام پر آئی لشکر نے اسکے کمر کھولی آسودہ ہوا اور یہ بارگاہ لقا مین جا کر بیٹھی بختیارک نے کہا کہ

ای ملکہ سیاہ تاب جادو جب تک تم امیر کا اسم اعظم نہ بند کرو گی اُسوقت تک اس لشکر پر فتح پانا دشوار ہی
یہ سنکر سیاہ تاب جادو اُٹھی اور کہا کہ مین اسم اعظم بند کرنے جاتی ہون یہ کہکر اپنے مقام پر آئی اور
ایک پتلہ ماش کے آٹے کا بنایا پھر اس پتلے کو لیکر جانب لشکر ظفر پیکر امیر نامور چلی عیاران لشکر اسلام
جو عیاری کو آئے تھے وہ بھی اُسکے ساتھ ہوے مگر یہ جادوگر جاکر رزمگاہ سے غائب ہوگئی اور لشکر اسلام
مین آکر پہونچی اور منتظر رہی کہ امیر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر مسجد کریاس مین جائین تو مین کچھ کرون آخر یہی
ہوا کہ صاحبقران بارگاہ سے نکلکر براے نماز مسجد کریاس کی طرف چلے ساحرہ نے آگے بڑھکر اس پتلے کو
ہاتھ سے چھوڑ دیا اور کچھ سحر ایسا پڑھا کہ وہ پتلا آپسے آپ تین بار گرد امیر کے پھرا اور اُسکے پاس چلا آیا آخر
اُسکو اُٹھا لیا اور صاحبقران سے آگے بڑھکر کہا کہ یا امیر مین آپکا اسم اعظم بند کرکے لیے جاتی ہون آپ ذرا تو دیکھیے
دیکھیے کہ یاد ہی یا نہین امیر نے جو یاد کیا تو مطلق یاد نہ تھا اور ساحرہ کے دل مین آیا کہ اس سے بہتر موقع امیر کے
پکڑ لینے کا نہوگا بس اسنے سحر پڑھا کہ صاحبقران بیہوش ہو گئے یہ امیر کو خیمہ مین دابکر وہان سے بزور سحر لیکر آئی
او جہان اور سب سردار قید تھے وہین صاحبقران کو بھی قید کیا لیکن عیارون نے باہم صلاح کی کہ ساحرہ کو
کسی طرح قتل کرنا چاہیے صلاح کرکے ابوالفتح اصفہانی ایک عورت پریزاد حور وش ماہ تمثال بنا کہ رخسارون
سے اُسکے ماہ تابان شرمندہ ہوتا تھا اور زلف چلیپا مین ہزارون نافہ مشک ختن کی بو پوشیدہ
تھی پیشانی اُس کی لوح سیمین آنکھون مین جادوگری بھری ہوئی وہ بیا

**شعر**

ایک تو نینان مدھ بھرے دوجے انجن سار — اسے بادرے کو دیت ہی متوالی ہتیار
نہین سرمہ کا دنبالہ قریب چشم گلرو ہے — زبان باہر نکالے حسن کے ترکش سے آہو ہے

سینہ پر چھاتیان اکول گول گول سڈول جیسے دو ڈبیان مخمل کی اودی اودی کٹھیان کہ بیت

**سراپا**

عورتون کو بھی پسند آیا ہی مردون کا لباس — اودی اودی ٹوپیان رکھتی ہین سر پر چھاتیان
قد الف سین کے دندانہ ہین دندان تمام — لام ہونے مین نہین کاکل مریخم کے کلام
اک الف مینی ہی تشبیہ دہن میم سے تمام — مسکو نام جند ہی وہ مجسم اسلام
ابروے یار تو ہین کعبہ دین کی محراب — عاشق روی کتابی ہین یہی اہل کتاب
گال ہین اُسکے قیامت وہ گلوری کا ابھار — شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
پان کا ناز سے پھر منھ مین چبانا ہر بار — ٹھہرا گال اُڑکانہ دیناوہ دم بوسہ کنار

رنگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا ⁂ اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا
چشم بیضا مین نہین ہے یہ رگون کی سرخی ⁂ ہے خط نسخ مین تفسیر لکھی بیضاوی
آنکھ مخمل ہے بعینہ تو ہے پتلی لیلی ⁂ ماہ دو ہفتہ گہن مین ہے کہ وہ ہے پتلی
یا پرستان مین بجلی کا تماشا ہے آج ⁂ یا کہ پریون کو ہوئی عرش برین پر معراج
دائی ماتھے پہ اسکے ہے بصد خوش وضعی ⁂ جس طرح گرد مین ہو ماہ کے ہالہ کوئی
چاند وہ ماتھا ہے ٹیکے کی ہے تارہ پھبتی ⁂ زلف سے تا بہ کمر سنگی ہے موتی کی لڑی
مار گیسو ہے تو ہے کیچلی سلک گوہر ⁂ ہے وہ انداز حسینون کا تو یہ ہے زیور

اس شکل و شمائل سے درست ہو کر چھپکا ماتھے پر لگایا کہ بیت دل بیتاب کو زلفون مین پھنسا کر مارا ٭ سر کے جھٹکے سے گرہ باز کبوتر مارا ٭ کانون مین بالے پڑے رخسار پر پل کر تصدق ہوتے بجلیان عاشقون کے دل پر گراتے ہونٹون پر مسی لگی ہوئی لالی ان پر جمی ہوئی کہ شعر مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے ٭ تماشا ہے تہ آتش دھوان ہے ٭ ایک پائجامہ کمخواب کا ٹرتی بُت تاب کا پہنے آنچل پلو کا دوپٹہ کریب کا اور ٹے سبز بادلے کی کرتی ناف سے اونچی گلے مین پہنے پائون مین آرام پائی کہ جسکے دیکھنے سے چشم عاشق نے آرام پایا اور دو تین عیارون کو کنیزین بناکر کہ وہ بھی سب شوخ و چنچل حسن مین یگانہ نکھیا اور چنگیر پھولون کی ہاتھ مین لیے کوئی دوپٹہ کا آنچل سنبھالتی کوئی پائجامہ کے پائچون کو اٹھاتی اس صورت سے یہ ماہتاب فلک عیاری خرامان خرامان خیمہ سیہ تاب جادو مین آئی سیہ تاب نے جو اس آرائش انجمن کو دیکھا بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ بیت گر بر سر و چشم من نشینی ٭ نازت بکشم کہ نازنینی ٭ آئیے تشریف لائیے یہ آکر برابر مسند کے بیٹھ گئی اسنے پوچھا کہ آپ گل کس کے گلستان کی ہین اور ماہ کس کے آسمان کی ہین سرو کس کے بوستان کی ہین شعر اگر شاہی ترا آخر چہ نام است ٭ وگر ماہی ترا منزل کدام است ٭ اس برق وش نے ہنسکر کہا کہ ای بہن مین لقا کے ایک سردار کی زوجہ ہون کہ نام انکا ضیغم ہے از بسکہ لشکر مین میرا خیمہ قریب تر تھا اسوجہ سے تمھاری ملاقات کی مشتاق ہو کر چلی آئی اور رات کا وقت تھا کسی نے مجھے دیکھا نہین مجکو طلسم کی جادوگرنیون سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا بس مین آپ آئی ہون تاکہ تم سے باتین کرکے دل بہلاؤن اسنے اس بیٹھے کو

کہ جس سے اسم اعظم امیر کا بند کر کے لائی تھی ایک شیشہ مین بند کیا اور اب وہ شیشہ اپنی جھولی مین سحر کی
رکھا اور کہا کہ اب مجھے فرصت ہوئی جو مزاج مین آئے وہ باتین کیجیے یہ کہکر اُسنے رقاصونکو بلایا اور کہا
ہمارے مہمان کے سامنے رقص کرو وہ ناچنے لگین اور کشتی شراب کی پاس کھینچکر جام مے ارغوانی بھر کر اسکو
دیا اُس عیار نے جام کو ہاتھ بچا کر گریبان مین انڈیل لیا پھر رقاصون کے رقص کرنے پر ناک بھون تیوری
چڑھائی ساحرہ نے پوچھا کہ آپ کو بھی گانا آتا ہے اُسنے کہا کہ گانا اور رونا سب کو آتا ہے مین بھی کچھ گاتی ہون
ساحرہ نے قسمین دین کہ ہمارے سر کی قسم ہماری جان کی قسم کچھ تم بھی گاؤ جب اُسنے اصرار کیا تو اُسنے اس
غزل کو مؤلف کی گایا کہ غزل

| | | |
|---|---|---|
| غزل | وصل مین بھی مری قسمت کی برائی نہ گئی | دل سے دہشت تری اے دور جدائی نہ گئی |
| دھیان یہ تھا کہ نہ بگڑین کہین دشمن انکے | حالت درد جگر انکو سنائی نہ گئی | بیخودی کا بھی چلا عذر نہ بوسہ لیکر |
| وہ یہ بگڑے کہ کوئی بات بنائی نہ گئی | سو کے اٹھے سحر وصل تو ہنس کر بولے | تمسے سوتی ہوئی قسمت بھی جگائی نہ گئی |
| غرض گل وہ چڑھاتے ہین لحد پر تیوری | ہم جہان سے گئے پر انکی رکھائی نہ گئی | اس گانے سے ساحرہ مست اور |

بے خود ہوگئی اُسنے شراب آغشتہ بدارو بیہوشی کی اور اُسی کا جام بھر کر ساحرہ کو دیا کہ وہ بیک جرعہ
درکشید کر گئی پھر اُسنے وہ شراب رقاصون کو بھی دی کہ اُنھون نے بھی پی تھوڑی ہی دیر مین سب بیہوش
ہوگئے اُسنے ساحرہ کا سر کاٹنا چاہا لیکن دیکھا کہ وہ روئین تن ہے بس شیشہ گرم کر کے سنسی سے منھ چیر کر
پلا دیا کہ وہ داخل جہنم ہوئی اور صداے دار و گیر آنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سیہ تاب
جادو بود بس اس عیار نے جھولی سے اُسکی شیشہ اسم اعظم نکال کر توڑ ڈالا اور اُس ساحرہ کے مرنے
سے وہ پتلا بھی غائب ہوگیا تھا امیر کا اسم اعظم چھوٹ گیا ابوالفتح خیمہ کو لوٹ کے اس جلد مین بھاگا
اور یہان افسران لشکر شور و غوغا ساحرہ کے مرنے کا سنکر دوڑے اُدھر دو سردار اور امیر جو خیمہ مین
ساحرہ کے تھے ہوشیار ہو کر چھوٹے اور قید سحر اُنکے جسم پر سے دور ہوئی امیر نے جو اسم اعظم یاد کیا
سب حرف بحرف یاد تھا پس وہان شیرانہ نعرے کرتے ہوے اپنے لشکر کیطرف چلے ساحر اور لشکری سب
بدحواس تھے کسی نے انکو روکا ٹوکا نہین یہ وہان سے صحیح و سلامت اپنے لشکر مین آگئے اور اُس ہنگامہ
مین وہ زمانہ آیا کہ خنجر روز نے سر ساحرۂ شب کا جدا کیا اور عیار مہر جبینی و چالاکی خیمہ مشرق سے باہر نکلا کہ بیت
ہوا آغاز سامان سحر کا ۔ کھلا چہرہ ہر اک سو بام و در کا ۔ غرض صبح کو لقا اور بختیارک ساحرہ کے
لیے زار زار روئے اور ساحر وہان سے لاش سیہ تاب جادو کی لیکر جانب طلسم گئے مگر اب حال طلسم

سُنیے کہ افراسیاب بے ایمان نے برے جنگ مہرخ عالیشان دو ساحران نامی کو پھر روانہ کیا وہ دونوں دریائے خون روان سے اُتر کر لشکر حیرت میں آئے ملکہ حیرت جادو کو نذر دی خیمہ برپا کیے اور اُترے لیکن عمرو بن اُمیہ ضمری لشکر سے نکل کر بالادری کے لیے جانب صحرا روانہ ہوا اور آتے آتے ایک پہاڑ کے نیچے آکر پہونچا وہاں دیکھا تو گلہائے بوقلمون سے وہ پہاڑ نہایت رنگین ہے ہزار طرح کی تزئین ہے درختوں پر طائر نواسنجی کرتے ہیں جھرنا جھر رہا ہے نیچے پہاڑ کے ندیاں جاری ہیں چشمے چقر لبریز ہیں عمرو نے ایک چشمہ پر بیٹھ کے منھ دھویا پھر جو کچھ دل میں آیا ایک گویے کی صورت بنکر

اور دف نکالکر بجائی اور دل میں یہ غزل مؤلف کی گانے لگا کہ غزل

وردِ سر کا ہے نازک کو سہانا ہوگا
صفتیں کیون نہ لکھین سست حنابست کی
ہم کہاں ہونگے کہاں پھر یہ زمانا ہوگا
کرکے تزئین رخ و زلف وہ زمانے میں

سادہ کاغذ ہمیں بھیجا ہے جو بدلی خط کی
رنگ اس تمک ہی میں ہمکو جانا ہوگا
دل مضطر کو بہت شوق ہے اس کو دیکھا
جاہ کو جاہ و حشم آج دکھانا ہوگا

غنچۂ گل کے چٹکنے کا فسانا ہوگا
صاف کھلتا ہے کہ بند آنکا آنا ہوگا
قصۂ عمر فقط ایک فسانا ہوگا
اڑکے اب وحش صبا پہ روانا ہوگا
چنانچہ یہ بیٹھا ہوا اسطرح گا رہا تھا

کہ سمان بندھا ہوا تھا جیسا میر حسن نے کہا ہے ابیات

سماں بند ہو گیا اس گھڑی میں اصول
بسیرا اُٹھے جانور اپنا بھول
درختوں سے ہل ہل کے باد صبا
لگی دھدین بو سنے واہ وا

یہاں سے قریب ایک باغ بنا ہے کہ اُسمیں ایک ساحرہ ملکہ ماہ طلعت جادو نام نہایت حسین و خوش اندام رہتی ہے اُسنے جو آواز دف سنی بیتاب و بیقرار ہوگئی اور اپنی خواصوں سے اُسنے کہا کہ جاؤ دیکھو تو یہ کون بجاتا ہے جسنے میرے دل کو گھائل کر دیا جو کوئی کہ گویا دف بجاتا ہو اُسکو یہاں بلا لاؤ کہ میں بھی اُسکا گانا سنونگی خواصیں یہاں سے روانہ ہوئیں اور آکر جو دیکھا تو پیر زمین گیر جس کی داڑھی ناف سی سینہ تک ہے بان کھایا ہے بیکپ کی داڑھی پر پڑی ہے پگڑی شیر و شکر کی باندھے ہے جامہ گلے میں پہنے پائجامہ مشروع کا پاؤں میں لیکن ایسا بوسیدہ کہ تانا اُڑ گیا ہے اور بانا باقی ہے بیٹھا ہوا اپنے ذوق و شوق میں بجا رہا ہے انھوں نے آکر سلام کیا اور پھر یہ کلام کیا کہ چلیے آپ کو ہماری ملکہ نے بلایا ہے عمرو نے پہلے تو جواب نہ دیا جب دو تین مرتبہ انھوں نے کہا تو اُسنے ٹھرکا کہ جاؤ دور ہو کیسی ملکہ میں نہیں جانتا اور نہ میں جاؤنگا اگر تمھاری ملکہ کو خواہش ہو تو یہیں خود چلی آئیں وہ دونوں کنیزیں یہ سنکر پھر گئیں اور ملکہ ماہ طلعت جادو سے جاکر کہا کہ ایک بڈھا

نہر کے کنارے بی بجا رہا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ ملکہ کو غرض ہو تو خود چلی آئیں ملکہ نے اور دو کنیزون کو بھیجا کہ جا کر بلا لاؤ وہ کنیزین کہ نام اُنکا دلارام و یاسمین تھا عمرو کے پاس آئین اور پیغام ملکہ زبان لائین عمرو نے انکو بھی ٹھہرا لیا کہ جاؤ مین نہین آتا اسوقت ایک نے عمرو سے کہا کہ بڑے میان جو غزل گلفتہ ہو یہ ہمکو لکھدو عمرو نے کہا کہ قلم تو میرے پاس ہے تم دوات اپنی دو تو مین لکھدون وہ لگی گالیان دینے بھڑوے بڑھاپے پیٹے خدا تجکو غارت کرے تو ہم سے دوات مانگتا ہے اور گالیان دیتی ہوئین ملکہ ماہ طلعت جادو کے پاس گئین اور بیچی کھڑی ہو رہین ملکہ ماہ طلعت نے پوچھا کہ کیو گئی تھین کیا پیغام لائین اُنھون نے کہا کہ واری ہم کچھ کہہ نہین سکتے کہ جو کچھ اُسنے کہا ہے اُسنے کہا کہ آخر کچھ بھی اُنھون نے کہا کہ اور تو کیا کہین لیکن وہ آتا نہین اور آپ بھی وہان بیجیے اُسکی صورت کو جھلسا دیجیے ملکہ ماہ طلعت نے کہا تم دیوانیان ہو گئی ہو مین خود جاؤنگی اور وہان سے اُٹھکر روانہ ہوئی اور سامنے عمرو کے آئی عمرو نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین آتی ہے بیت برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن جوانی کی راتین مرادون کے دن آئینہ اُسکے رخسار سے حیران چہرہ پر بکھری ہوئی زلف پریشان عید کا چاند وہ مہ جبین مہ پارہ صبح صادق یا شب قدر شرمندہ اُسکے سامنے بدر لب مین اعجاز مسیحائی غنچہ مین بو پنہان یا ہونٹون مین ہنسی آنکھون مین نشہ چھایا یا شیشہ مین بند پری نظم

| | | |
|---|---|---|
| آئی ہے جو زلف جھکے تا دوش | کھولے ہوئے ہے کمند آغوش | وہ رخ ہے جو آفتاب صورت |
| مصداق طلوع صبح دولت | ابرو کو کمان کوئی کہے کیا | یہ گل ہے اگر تو حسن دریا |
| کیا خوب ہین غبغب و زنخدان | ہر پیش تطریہ گوہ و چوگان | کیا کیجیے وصعت قد آزاد |

جسکو کہ پہونچ سکے نہ شمشاد ؂ اس نازنین نے عمرو سے آکر کہا کہ اے پیر کلاونت مین نے تجکو بلایا تھا تو کیون نہ آیا عمرو نے کھڑے ہو کر دعا دی کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین گسیان بنا رکھے میری شہزادی کا نصیبا بلی رہے مجھے تو کوئی بلانے نہین آیا ملکہ نے اُن کنیزون کی طرف دیکھا اور کہا کیون تم لڑاولی تم کیون نہین آئین اُنھون نے قسم کھائی کہ بی بی یہ موا جھوٹا ہے ہم ضرور آئے تھے عمرو نے کہا کہ موئی تم آپ ہو گی اے ملکہ یہ آئین تھین مگر وہ جو سامنے پہاڑ ہے وہان چلی گئی تھین وہان ایک دو گبرو نوجوان آئے اُنکے ساتھ یہ بڑی دیر تک ہنسا بولا کین اپنا مُنھ کالا کرایا اور پھر چلی آئین وہ کنیزین پھر لگین گالیان کوسنے دینے کہ بھڑوے تیری ٹھڑو الیون نے مُنھ کالا

کرایا ہوگا ملکہ ماہ طلعت جادو نے کہا اچھا اب مین کہتی ہون کہ آپ میرے ساتھ چلیے عمرو نے کہا بہت اچھا مین حاضر ہون مگر ای ملکہ مجھسے یون چلا نہین جاتا ملکہ نے ایک کنیز سے کہا کہ تو اپنی پیٹھ پر سوار کر لے وہ آئی اور کہا کہ آؤ بڑے میان میری پیٹھ پر سوار ہو لو ملکہ تو پیٹھ پھیر کر چلی اور عمرو جو اسکی پیٹھ پر چڑھا تو آگے شانہ پر سے ہاتھ لا کے دونون چھاتیان اسکی خوب ملین اسنے اسکو پٹک دیا اور کہا کہ موے بوڑھاپے پیٹے تو مجھسے نہین جائیگا ملکہ نے ایک اور کنیز سے کہا وہ آئی اور کہا کہ تم میری پیٹھ پر سوار ہو عمرو جب اسکی پیٹھ پر چڑھا تو آگے سے ہاتھ نکال کے پائجامہ اسکا کھول ڈالا اور ایسا کہ اسکو بالکل ننگا کر دیا اسنے بھی انکو پٹک دیا اور کہا کہ ای ملکہ واقعی یہ بڈھا بڑا حرامزادہ ہے اب ملکہ نے ہوادار منگوایا اور اسپر سوار کر کے انکو اپنے باغ مین لائی انھون نے باغ دیکھا کہ شجر و گل سے ہرا بھرا ہے سرو مثل قامت یار اکڑتا ہے نرگس صرف نظارہ بازی ہے کہین سوسن زبان درازی کیا چاہتی ہے روش بڑی آراستہ زر گل سے مالا مال نظر آتی ہے نظم

ہے زیور زر گل زیب تخت ساعد شاخ / ہے شاخ سنبل تر پائے سرو مین خلخال
نہین ہے عشقۂ پیچان نقاب روے نہال / بہار نے پے حفظ ثمر اٹھائے ہین جال
مزاج نازک گل سے ہے بلبلون کو خوف / بسان غنچہ زبان سوال بوسہ ہے لال
الف کی طرح ہے جو شاخ کا تھا قامت راست / ہے بار گل سے لچک کر خم آج صورت دال
یہ رنگ سبزۂ گل ہر طرف ہے عکس فگن / کہ سنگ ریزون پہ ہے عالم زمرد وال
قواے نامیہ سے ہے زمین بالیدہ / کہ آسمان کو سمجھتے ہین سبزہ پامال
بنا ہے زلف لب جو جو باغ سنبل تر / ہے داغ لالہ و گل عارض چمن پر خال

اس باغ مین ایک بارہ دری کہ جسکے ستون یاقوت نگار تھے فرش معقول اس مین بچھا تھا آئینہ لگے تھے کھڑکیان کو تون پر قرینے سے جڑی تھین مسند مغرق بچھی تھی کہ ابیات

عجب فرش رنگین اس مکان مین / کہین ایسا نہ دیکھا تھا جہان مین
نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل / بشکل آئینہ ہر شے مقابل
کہین الماس کے مینا و ساغر / طلسمی سیکڑون سامان برابر
کہون کیا کیا نظر سے جو کہ گذرا / عجب اسوقت کچھ عالم تھا اسکا
بٹھایا اسکو لا کر اس پری نے / سکھانے اسکو الفت کی قرینے ٭

غرضکہ جب عمرو بیٹھا ملکہ نے کہا کہ کچھ اب شغل کر عمرو ڈگی بجانے لگا اسوقت کیفیت

باجی اور اُٹھ دھائین ٭ باجی دیکھے کو دوار آئین ٭ باجی چلین پو چھت سن مرلی ۔ گردھر کی باجن
نا دھری ٭ دھیر باجن اپنا سبھارسے ٭ جیر باجن کی چھاتی پر واوان ٭ نل بھٹر کی باجی ہنست
بولین ٭ باجی لاگین کچھ نہ ڈولین ٭ باجی بھیین نہال بھولین سدھ گھر کی باجی ٭ کہین باجی باجی کہین
کہان باجی باجی کہین باجی کہون مرلی کہا جا عمرو کی شعر

| قوالہ آسمان کا تھا قول ٭ | الیسا نہ تھا بار بد بھی لاحول ٭ |
|---|---|

ملکہ ماہ طلعت زار زار بہ نگ ابر بہار رونی الیسا کہ ہچکی لگ گئی اُسوقت عمرو کی آواز گہرائی اور
نے بجانا موقوف کی ملکہ نے کہا کہ ای شخص اب نیم بسمل چھوڑنا کیا ضرور ہی اب کچھ اور بجا و عمرو
نے کہا ای ملکہ گستاخی معاف ہو تو مین کچھ عرض کرون ملکہ نے کہا کہ واسطہ سامری کا جلد بیان

کرا سوقت عمرو نے اپنا حال اسطرح سنایا کہ نظم

آنکھون کو جانتا ہون پیالہ شراب کا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ساقی نے میرا جام
ستون کو عین فرض ہی پینا شراب کا
تھا نہ جہان مین وہ علام دہر ہون
دکھلا کے مجکو توڑا جو شیشہ شراب کا
میرا خمیر بادہ انگور سے بنا
دیتا ہی محتسب مجھے فتوا شراب کا
ملکہ نے جلد کشتی شراب کی منگائی

عمرو نے اُس شراب کو اُلٹ پھیر کرنا شروع کیا اور اُسی الٹ پھیر کرنے مین یعنی کنٹر کی گلابی مین
گلابی کی جام مین جام کی شیشہ مین بیہوشی ملا دی اور ایک موتی کا بھبکا کچا تک سے ایک تار مین
پیتل کا پائون کے انگوٹھے مین باندھ کے سرا اُسکا مُنھ مین داب کے کھڑا ہو اگلاب شراب کی
بغل مین دابی جام کو ہاتھ مین لیا اور لبون سے نے بجاتا ہوا پائون کی تال دیتا منھ کے موتی پر تار مین
پروتا قریب ملکہ کے آیا اور جام کو شراب سے لبریز کر کے سامنے ملکہ کے گیا جب وہ اُسکو ہاتھ پر سے
اُٹھانے لگی تو آہستہ آہستہ اُچھال دیا اور سر پر رکھا اور سر آگے کر دیا کہ سرداروں کو سر سے شراب
پلاتے ہین ملکہ ماہ طلعت جادو یہ صنعت دیکھ کے عش عش کرنے لگی اور وہ ساغر لیکر پی گئی پھر
عمرو نے سب کو ایک ایک جام شراب کا پلایا سب پر بیہوشی نے اثر کیا تڑاق تڑاق چھینکین مار کر بیہوش
ہو گئے عمرو نے ملکہ کی زبان مین سوزن دے کے ستون بارہ دری سے باندھا اور اب اپنی
اصلی صورت ہو کے اُسکو ہوشیار کیا اور فرمایا کہ چشم خود را وا کن وحال خود را تماشا کن منم سرہنگ ہنگان
پالوس بلا دشتی او دہ ہائے ملوک الارب و انجم رو بندہ بے درنگ صاحب تنورہ وزنگ

مردان را سر ہنگ نامردان را پالہنگ غلو گیر بے جنگ یعنی کہ جناب فطرت مآب شیخ الاصحاب
خواجہ مکرم و معظم ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران مہر سپہر عیاری و قطب فلک
خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ای ملکہ ماہ طلعت جادو تمہین چاہیے ہی کہ مطیع اسلام ہو
اور چلکر مہرخ سحر چشم کی رفاقت کرو ورنہ مین تمکو قتل کرکے چلا جاؤنگا مین گویا نہین ہون عمرو
ہون ملکہ ماہ طلعت نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص سچا ہی مجکو لازم ہی کہ اسکی شریک ہوجاؤن
بس اشارہ کیا کہ سوزن میری زبان سے نکال لو عمرو نے سوزن کو نکال لیا ملکہ نے عمرو
کی بہت خاطر کی اور کچھ دیر ٹھہر کے مال و اسباب اپنا بار کروا کے ہمراہ عمرو بن امیہ ضمری
مع کنیزان زرین کمر کے لشکر مہرخ نے اسکی تعظیم کی اور بارگاہ رہنے کو دی
اب بیان افراسیاب نے جو دو ساحر بھیجے تھے اُنھون نے جب وہ
زمانہ آیا کہ خورشید نے رخت سفر اپنا مغرب مین جاکر اُتارا اور شاہد شب نے
گیسو اپنے کھولے اشعار

| | | |
|---|---|---|
| ہوئے خالی ضیا سے خانہ و در | پھر المغرب کی جانب شاہ خاور | |
| سر شام نسیم سحر کو دم دیا تاری | مزاجون مین بکھری تکلیف آرام | لگے سر شام غم سے پیچ کھانے |

لڑائی کی ہونے لگی تیاری شروع ہوئی جھپٹیں دینے لگے کالو اجیرون تار سنگر کی
چوکیان بٹھائی گئین ناقوس سنکھ گھڑیال بجنے لگے دلاور لڑنے مرنے پر کمر کسنے لگے
چار پہر رات یہی غل غپاڑا اور ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ شاہ خاور تاج زرین
سر پر رکھ کے سر پر فلک پر جلوہ افروز ہوا کہ ابیات

| | | |
|---|---|---|
| سفیدی سی لگی دینے زمین پر | ہوا غل رات گذری صبح آئی | دو شنبے کو بج کی نوبت بجائی |
| صبحدم ملکہ مہرخ تخت سحر پر سوار ہوئی اور ملکہ بہار و مخمور | | مؤذن نے کہا اللہ اکبر |

دلارام وغیرہ فرمان روائی مین ہو زلزلہ و لرزان وغیرہ سواری طاؤس سحر پر سوار ہوکر جانب
میدان چلین ملکہ بہار کے گرد تخت کے اوپر مجلس گلدستہ پھولون کے رنگے ہوئے
دو طرفی چھڑا یہ فقادہ عالم مہکا گرجان بیٹھے ابر سحر سر پر سایہ افگن اسکے پر افشان چھٹی
ہوئی ہاتھون مین مہندی لگی ہونٹون پر مجلس جیران آراستہ اور ساحر باز و لبط
اور قرقرے ذہب آتشین وغیرہ پر سوار ہیر فیض سرخ ہاتھون مین لیے ... نیزول

چمکاتے ابر سحر روے ہوا پر چھائے ہوے بادل گرجتے گرجاتے ساحر و ساحری کی اوبیتے مہرخ سحر چشم کا تخت آگے آگے لاکھون ساحرون کی قطار پیچھے پیچھے یہ سب تخت و سواریان اپنی اُڑاتے ہوے میدان کارزار مین آئے اس طرف سے حیرت ملکہ بعد کرو فر تخت تخت پر سوار ساحرون سے گلے مین جھولیان بادل نگار اژدرون پر سوار وارد میدان کارزار ہوے ایک طرف سے مفتون مردار خوار جادو و افسران شعلہ زبان جادو بارہ ہزار ساحرون کو کہ جو اُنکے ذاتی ملازم تھے اپنے ہمراہ لیے میدان مین آکر ٹھہرے سحر کی بجلیان گرا کے جھاڑی جھنڈی کو جلا دیا مینہ ابر نے برس کر چھڑکاؤ کیا نقیبون نے نکل کر نقابت کی اور پکارے کہ کہان ہین ممشید اور زردشت آتش پرست اور کہان ہین کاوزردوپس کے ساحر بنگالی کونسا ایسا جادوگر ہی کہ جو اس معرکہ مین نکل کر کچھ کرتب اپنا دکھائے اور نام اپنا کرجائے نقیب جب کنارے ہوے مفتون مردار خوار جادو اپنا اثر دہا بڑھا کے حیرت سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکار کر کہا کہ ای مہرخ بھیجے کسی کو میرے مقابلہ مین یہ سنتا تھا کہ مخمور سرخ چشم اپنا طاؤس اُڑا کر مہرخ سے اجازت لیکر مقابل مین اسکے گئی مخمور سرخ چشم نے ایک بیا اپنے بالون مین سے نکالی آپ کھول کے پانچ چار لال اُسمین سے نکالے اور ان لالون کو اپنی اُنگلی کاٹ کے خون چٹایا اور اسنے کہا کہ جاؤ مفتون مردار خوار کا بھیجا کھاؤ وہ لال اُڑکر گئے اور چاہتے تھے کہ سر پر مفتون کے بیٹھین مفتون مردار خوار وافسر جادو نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا چھری لیے ہوے پیدا ہوا اور اُسنے ان لالون کو پکڑ کر ذبح کر ڈالا اور مفتون مردار خوار نے اژدہا اپنا بڑھایا اور ایک کمند سحر کی مخمور سرخ چشم پر لگائی مخمور کی گردن اُسمین پھنسی اسنے اُسکو کھینچ لیا اور ایسا سحر پڑھا کہ مخمور سحر کرنا بھول گئی اُسنے اسکو قید کیا اب کی مرتبہ ملکہ بہار نے مہرخ سے اجازت لی اور میدان مین آئی اور سحر پڑھکر پکاری کہ ای بہار بیابان اتنا کہتے ہی ہزارہا پھول میدان مین کھل گئے اور سیکڑون چمن و نہالان جنبروار زیر ثمر نظر آنے لگے حوض لبالب آبشار مین جاری طائران خوشرنگ وخوش الحان مرغولہ سنجی اور نغمہ سرائی کرنے لگے اور ان اشجار کو گاؤ زمین کا اپنا

چمن آتشِ گل سے دہکا ہوا
کریں طوطیان بوستان کا سبق
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن
جدا اپنے موسم میں سب کی بہار
چنبیلی کہیں اور کہیں موتیا

ہوا سے سبب باغ مہکا ہوا
کھڑے شاخ شبو کے ہر جا نشان
کہیں نرگس و گل کہیں یاسمن
پڑی آب جو ہر طرف کو بہے
کہیں رائے بیل اور کہیں موگرا

درختوں نے برگوں کے کھولے ورق
مدبتان کی اور یہی آن بان
کہیں ارغوان اور کہیں لالہ زار
کریں سرو پر قمریاں چہچہے

ملکہ بہار معشوقہ طرحدار اس باغ میں ایک چبوترہ بلور پر چھتری جواہر کی جگنو جڑی تھی ہاتھ میں لیے پانچے کلائیوں پر ڈالے سلوٹیں چڑھی ہوں میں پڑی ہوئیں بعد انداز کھڑی ہوئی اُس باغ سحر کی ہوا جو مفتون اور ساحروں کو لگی دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ عشق بہار میں پڑھتے چلے جاتے تھے کہ اشعار

دل میں تمنا داغ جگر میں
درد رہے تھے وہ سب ملکر
آبلوں کا جب کوئی پھوٹا تھا

شیون لب پر یاس نظر میں
روئے حسین پہ خراش ناخن
فوارہ لوہو کا چھوٹا

آہ و فغان تھی جیسے لب پر
داغوں سے خون کے قامت گلبن

جب قریب باغ ملکہ بہار یہ سب پہنچے تو وہاں سے چند کنیزیں آئیں ایک طشت اور نشتر اپنے ساتھ لائیں اور انھوں نے فصد ان سب سودازدگان زلف بہار کی کھولی اور خون اُس طشت میں لیا اور کہا کہ جاؤ ملکہ حیرت کا سر کاٹ لاؤ یہ سب کے سب اُدھر سے شعر عاشقانہ پڑھتے ہوے جانب لشکر حیرت چلے اور جاتے ہی لشکر حیرت پر گرے حیرت اور تمام اُسکی سپاہ نے کچھ کچھ خاک جمشید اپنے نتھنوں میں لگائی تھی اسوجہ سے کہ خوشبوے گلہاے سحر ہمارے دماغ میں نہ جائے اسوجہ سے وہ دیوانہ نہ ہوے تھے بس انھوں نے نارنج اور ترنج و ترسول وغیرہ مارنا شروع کیے اور ہزاروں ساحروں کو دم بھر میں مار گرا دیا اُسوقت ملکہ حیرت نے مفتون مردار خوار جادو کو ایک نارنج سحر کا مار کر مار ڈالا اور اُسکے ہمراہیوں کو بھی واصل دار البوار کیا افسران شعلہ زبان نے جو یہ ماجرا دیکھا خیال کیا کہ حیرت کے ساتھ رہنا بیکار ہے کیونکہ اسنے میرے بھائی مفتون مردار خوار جادو کو مار ڈالا بس اسیوقت اپنے ساحروں کو ساتھ لیکر لشکر مہرخ میں چلا گیا اُسکے آنے سے طبل اور بوق بجے بڑی خوشی تھی اور ملکہ حیرت رنجیدہ اور دل کبیدہ ہو کر طبل بازگشت بجوا کر پھری اور اپنے لشکر میں آئی

اِس عرصے مین معمار قدرت جادو ملکہ مہرخ کے پاس آیا اور دلگل پر بیٹھا اور کئی روز تک سکونت پذیر رہا آخر ایک دن معمار قدرت نے ملکہ مہرخ سے پوچھا کہ آپ سے معرکہ جدال وقتال افراسیاب جادو ایسے زبردست سے درپیش ہی مگر عجب ہی کہ اگر خدا نخواستہ کچھ پیچ پڑجائے اور نکل جانے کا اور ٹال دینے کا موقع نہو تو کوئی جا ایسی یہان نہین مل سکتی جہان دس بیس روز بدلطفی تمام رہین اور رنج افراسیاب جادو اور حیرت جادو کی جو بجا گئے تو گنبد نوزمین پچھے پس تم سب کو بھی کوئی جا چاہیے اُسیوقت معمار قدرت نے ایک قلعہ فلک فرسا فولاد کا بزور سحر نہایت مستحکم بنایا اور فیل بند دروازے پر بارہ ہزار سے پتلے سوا سوا بالشت کے روئین تن سحر کے بنا کے کھڑے کر دیے اور ایک طاؤس زمرد کا اُس قلعہ کے مینار پر بٹھا دیا اور دروازے پر دو شیر سونے کے چپ وراست بٹھلائے اور اسی صورت جو کہ وہان دروازے تھے کسی پر بارہ ہزار جن بچے باشمشیر برہنہ کسی پر بارہ ہزار جوگی اور اتیت شیر سوار کسی پر بارہ ہزار پریزاد اندر کا اکھاڑا جمع طبلے سارنگیان طنبورے کرتال کی جوڑیان کسی پر بارہ ہزار دیو بچے دار شمشاد آسیا سنگ ارہ لپشت منگ وغیرہ لیے کسی پر بارہ ہزار فقط سر جادوگرون کے منھ مین مجلیون کی تلوارین لیے کسی پر بارہ ہزار دیو جو اپنے ہاتھون مین گرز فولاد کے بیضے عقاب کے لیے کسی پر بارہ ہزار نوجوان عجیب الخلقت سر حیوانون کے دھڑ انسانون کے یا سر ہاتھی کے یا ریچھ بندر لنگور گھڑیال سور عقاب کے اور جسم ہاتھ پانون آدمیون کے کسی پر بارہ ہزار نٹ کھڑے ہوے کسی پر بارہ ہزار اژدر قلاب آتش فشان چھوڑتے کسی پر بارہ ہزار فیل دمان کسی پر ایک ابر آہنین ہزار ہا بجلیان رنگ برنگ کی کڑکتی اور چمکتی ہوئین بارھوین دروازے پر بارہ ہزار لال انگارین آگ کے شعلون کی کھنچی ہوئین اور جسطرح سے فیل بند دروازے پر چپ وراست دو شیر سونے کے بٹھا دیے تھے اسی طرح گیارھوین دروازے پر بھی چپ وراست کہین دو گھڑیال بجانے والے کہین دو ڈمرو بجانے والے کہین دو ناقوس پھونکنے والے کہین دو گھنٹے لیے ہوے دو جھانجھین بجاتے کہین دو پتلے پچکاریون مین رنگ بھرے کہین دو پہلوان کشتی لڑتے کہین دو بڑھیان چرخہ آگے رکھے کاتتین کہین دو نازنین

ہے حسین انہا تا فرق دریا سے جواہرین غرق دو دو دستے زعفرانی رنگ کے بیے ہوے کرسیون
پر بیٹھی ہوئین کہین دو چوبدار عصا سے زر و کپلے سنہرے ہاتھون مین لیے ہوے راس و چپ
کھڑے ہین کہین دو سوار یا تیغ عریان گھوڑون پر سوار خونخوار پیادوں سے بے شمار موجود ہین
غرض معمار قدرت نے یہ طلسم بنا کے ملکہ مہرخ سحر چشم سے کہا کہ جب کوئی بڑی مشکل اور لڑائی
پڑے اور تمکو کہین بھاگنے اور بچنے اور چھپنے کی جگہ نہ ملے تو تم سب سردارون اور اپنی فوج کو
لیکر بے خوف و خطر جس دروازے سے چاہنا ان بارہ دروازون مین سے اس قلعہ مین جانا
افراسیاب جادو اور حیرت جادو اور تمام سردار اور اُسکی فوج سر ٹیک کر مر جائین گے
جب بھی اس قلعہ مین نزدیک کیا بارہ بارہ کوس تک نہ آسکینگے اور وہ لڑنے کا ارادہ کرینگے
تو یہ سب پتلے لڑینگے اور اُنکی فوج و سپاہ کے بڑے بڑے جادوگر اُنکے ہاتھ سے مارے
جائینگے اور انپر لاکھ سحر کے وہ حربہ کرین اور ہزار جادو سے چاہین کہ یہ پتلے ہماری چوٹ کھائین
لیکن انمین سے کوئی نہ مریگا نہ مٹیگا یہ کہکر طائفہ ارباب نشاط کے بلوا کے یہان غلغلہ
شادمانی اور ہنگامہ مبارکبادی بلند ہوا ادھر ملکہ حیرت جادو باغبان اور صورت نگار
اور گلچین وغیرہ کے بچھانے کے لیے گنبد نور سے نکلکر اپنے لشکر کی تیاری مین مصروف
ہوئی ادھر یہان بارگاہ سلیمانی مین پانچہزار پانچ سو چھپن سرداران فیض گنجور شہنشاہ عرش اقتدار
کرسیون اور دنگلون پر باادب بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہین اور امیر با توقیر تصور مین شاہ عیاران عمرو
بن امیہ ضمری نامدار کے مغموم و خاموش ہین اور ابوالفتح اصفہانی اور آمیہ اور سیارہ بالادوی
اور جہانگیری کے پے گانز ازتیق کوہ کی طرف پھر رہے ہین اور لقا مع بختیارک اور عنصر کوہی
وغیرہ بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہین ناگاہ طلسم ہوشربا کی طرف سے ایک ابر سیاہ اُٹھا اور برقین
رنگ برنگ کی کوندنے لگین سب نے دیکھا کہ ایک ساحر نوجوان تخت پر سوار ایک لاکھ
سوار ساحر کی جمعیت سے آیا اور فوج کو اپنی آسنے لشکر مین اُترو ایا آپ لقا کی ملازمت
کو آیا نذر دی خلعت پایا لقا نے کہا کہ ای بندہ قدرت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا
کہ ای خداوند مجھے افراسیاب جادو نے حمزہ پرستون کی سزا دینے کے لیے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے
کہ حسب الحکم خداوند لقا کے لشکر امیر کو تباہ اور برباد کر کے جلد پھر آؤ بختیارک نے

کہا کہ اپنا نام تو بتاؤ یہ باتین تو سُنین اور معلوم ہوا کہ لگون نے تو اپنے بہت سے ہاتھ پانون
یہان آکر مارے اور پھر کر ہمارے باغ بہشت مین سدھارے اب تمھاری باری آئی ہے تم بھی
دو چار دن کے مہمان آئے دن بہین شعبدے اپنے دکھا کے آخر کو باغ بہشت کی سیر کو
چلے جاؤ گے اُس ساحر نے کہا کہ مجھے مروارید جادو کہتے ہین یہ کہکر وہ دو ایک روز تک
آرام پذیر رہا اور جب وہ زمانہ آیا کہ گوہر خورشید بے آبرو ہو کر سیاہ ہوا اور شاہد شب نے
زیور ستارون کے موتیون کا زیب جسم کیا نظم

بہار شام نے پیدا کیا رنگ | لگا ہونے نظر آنے نئے ڈھنگ
ہوئی چادر زمین کی خوب میلی | سیاہی جسم تاریکی سے پھیلی

سر شام بحکم مروارید جادو طبل جنگ پر چوب پڑی نامیان
خبری دتو میان خبری خدمت والا مین بادشاہ لشکر اسلام کی آئے اور مجرا گاہ سے مجرا
کرکے یہ اشعار دعائیہ زبان پر لائے اشعار

روشن دلون کو گر ہو مسجود در ترا | رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب
یہ عدل ہے ترا کہ قوی کو ضعیف پر | کرنے سے اب تعدی کی رہتا ہے اجتناب
گنجشک کے چلے نہ وہ تیر آشیان تلک | پیر گیری مین لگائیے جسکے پر عقاب
کیا تاب ہے عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور | لشکر نقیب قہر کو تیرے گہ عتاب

آج طبل جنگ پر چوب پڑی لشکر لقا مین غل مچا ہے امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمدم ہمارے لشکر مین
بھی طبل جنگ بجے پھر تو ابیات

بجا دونون طرف سے طبل جنگی | ہوئی پھر جان کو قالب مین تنگی
لگے ہتھیار سجنے سب دلاور | لگین تیاریان ہونے برابر

تلوارین چرخ پر چڑھائی جاتی تھین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آگئی
تھی زبان سنان کا یہ قول تھا کہ دشمن کا کلیجہ چھید ینگے زبان تیر کہتی تھی کہ ہم جسم کو غربال کرینگے
گلشن شجاعت مین ہوا قہر کی چل رہی تھی بہادر پھلنے پھولنے کی آرزو رکھتے تھے یہی
تمنا تھی کہ گلہاے زخم نخل جسم پر کھائین خون کی نہرین بہائین وہ پہر رات گئے نقیبون نے
اُٹھکر صدا دی شعر جوانو جوان بخت ہشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو
بہادرون نے اُٹھکر غسل کیا دوست دوست سے عزیز عزیز سے باہم بغلگیر ہوتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ اب یا

بیا امروز بنشین با من ای دوست ۔ کہ فردا من کجا باشم کجا تو
زمانے من ترا بینم مرا تو ۔ ندانم باز کے گردد ملاقات

غرض چار پہر رات یونہی ہنگامہ بار رہا جب وہ زمانہ آیا تیغ تیز آفتاب کو نیام مشرق سے ترک دہر نے نکالا اور سر شب کو پشت بر حائل کیا کہ نظم

ستارہ یہ سحر کی ہو نشاط ۔ پھر آفتاب کی شبنم پہ پانی
ہوا پیدا برنگ گل شجر سے ۔ گل خورشید پھر شاخ سحر سے

صبحدم امیر کشور گیر مع سرداران باتوقیر کے در دولت آسمان جاہ ظل اللہ مالک اورنگ سلیمانی سلطان سریر گردون مسیر پر آئے اور جلوخانہ مین منتظر آمد بادشاہ ٹھہرے کہ یکایک بادشاہ مشتاق جنگ سوپرے سے برآمد ہوئے کہارون نے بڑھکر تخت بدلوایا امیر نے مجرا کیا بہرام و جمہور و فرامرز وغیرہ سب مجرا اسلام لیتے ہوے قلب لشکر مین تخت شاہنشاہی کو لیکر جانب جنگگاہ روانہ ہوئے ڈنکون پر چوب پڑی بسا دل چوبدار خدمتگار آگے بڑھے خاص بردار خاصیان کاندھے پر رکھے سپاہی ساز سنگر جلو گردون سے لگائے نقیب خوش الحانی سے منقبت خوانی کرتے ہوے کہ ابیات

ہمہ رزم جویان ہمہ کینہ خواہان ۔ بسر ہر یکے راغ و رے کہ ہرگز
یکے گفت در جنگ افراسیابم ۔ یکے گفت اسفندیارم بمیدان
رسیدند این چند لشکر بمیدان
ندیدند در خواب و نریمان

آنے سے دونون لشکرون کے گرد ہوا کرہ خاک ہوا زمانہ کی ہوا بدل گئی طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے آئینہ سپہر مکدر ہوا غرض بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد و غبار بٹھایا دونون جانب کی صفین آراستہ ہوئین ہر وارید جادو اپنے ساحرون کو لیے ہوے بڑے کروفر سے میدان مین آیا نقیبون نے للکر نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا نقیبون نے مذمت دنیا زبان پر جاری کی نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار ۔ تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
کہ یہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو ۔ ہر خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا ۔ جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
رات دن جہلیں رہا کرتی تھین سرا ردمین ۔ عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
بار و ان تھا نہ خزان کو تو کسی موسم مین ۔ کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لانے کی بہار

واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ      واہ ری تیری تنگ ظرفی باین عز و وقار
جن پہ پڑتا تھا پریزادون کی جھومر کا عکس      آج کل وہ لب جو چھڈ کے ہین آئینہ دار
اُنکو سلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلو نکے      مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جلنے دو باشندونکو وانکے دیکھو      تکیہ گور و گوزن اُنکا ہی ہر اک کا مزار
چیلین منڈلاتی ہین اُڑتے ہین بگولے ہمت      ہین خیابان مین پر زاغ و زغن سکے انبار
سینہ لبریز تمنا و لب مُہر سکوت      نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتمدار
نہ وہ چیلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے      گنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

ای برادران دنیا مین زندگی چار دن کی ہی کس قدر دان پر سر نظارہ ہی یہ گو ہر یہ میدان ہے دیکھین تو عدو کو للکار کرا ور ڈانٹ کر کون مارتا ہی یہ کہکر نقیب تو کنارے ہو ئے اور مروارید جادو سامنے لقا کے آیا اجازت لی اور میدان مین آکر سلحشوری دکھاکر للکارا کہ ای فرقہ خدا پرستان و زبردستان تم سے جس کسی کو تمنا مرگ کی ہو آئے میرے مقابلے مین یہ نہیب سنکر صف لشکر اسلام سے نہنگ بچہ دریائی سردار علمشاہ نوجوان مرکب کو اپنے نکال کر خدمت جناب بادشاہ اسلام مین آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوا حضرت شہنشاہ نے بہ کمال عطیات خسروانہ فرمایا کہ ای بہادر یہ ایسا ساحر زبردست ہی کہ شعر

انسان جو ٹکر کرے بس فیل دمان سے      یہ اُسکی حماقت ہے اجل کی نہین تقصیر

نہنگ بچہ نے عرض کی کہ اب تو غلام صف سے نکلا ہے اگر نہ جائیگا تو لوگ خندہ زن ہونگے کہ یہ ڈر گیا حضور مجکو رخصت دیجیے اور غلام کے حق مین دعاے خیر فرمائیے جب اُسنے کمال اصرار کیا اُسوقت بادشاہ نے فرمایا کہ بخدا ے لایزال سپرد کیا پس نہنگ بچہ دریائی مروارید جادو کے مقابلہ مین چلا مرکب اُسکا طرار سے بھرتا ہوا روانہ ہوا کہ ابیات

اُسکے توسن کا جو پوچھا خامہ سے وصف جمال      پڑھ کے یہ مطلع کہا معذور ہون ای مہربان
حسن لطف آشفتگی سے جسکے کانون کا بیان      باغ مین سوسن نہین کر سکتی با چندین زبان
دین خراج آنکھون کو جسکی چشم خوبان جہان      بانج دلیرین یال و دم کو زلف جعد مہوشان
خوش کمر ایسا کہ جون پیوستہ ہو ابرو مین حال      جاے زین ہے پر گریبان کفل ہے کہ درمیان

آتش غم جس دشت پر ہو اسکی ہیبت و خیز کا
برگ برگ رنگ حنا پر یون عرق دے ہی بہار
ہی چھلاوے مین یہ اس گلگون کی دم واریکا وصف
جب قدم رکھا ہی وہ مجذوب تب ہر گام پر
تک اچٹ جائے عنان اسکی تو قاش زین سے
گر صف اعدا پہ سید ھا ہو تو جون تیر قضا
پر غلط ہی یہ کوئی اسکو دبا دے جس جگہ
ہو اگر یہ شرق مین اور سامنے ہو اسکے غرب
کو پہنچے پائے صدائے ہان نہ منہ سے لب تلک

دین غزالان حرم تک نقل بندی آسکے وان
لالہ زار او پر ہو شبنم جس طرح گوہر فشان
جون لپون پہنچے لہرا تا ہی سرو بوستان
صدقے کرتے ہین خرام ناز آپنا دلبران
اسطرح اُڑ جاے جون چہرونکے رنگ عاشقان
وا ہیے اسکو تو پہنچے ہیچ از آواز ہان
صفحہ روے زمین کا اس قدر وسعہ کہان
تک اگر رکاب سکے اسوقت اتنا بھی کہان
ہی مگر یہ باد پایان سے دوان اور روان یان

غرض نہنگ بچہ دریائی مروارید جادو سے آگرم ستمگار ہوا اور بعد سوال و جواب مروارید جادو نے سحر تو نہ کیا اسلیے کہ امیر مالک اسم اعظم ہین اس سے بہتر یہ ہی کہ اس سے ہتھیار سے لڑین ناچاری کو پھر سحر کرین گے غرض اسنے نیزہ نکال کر کے سینہ بکینہ نہنگ بچہ دریائی پر مارا نہنگ بچہ نے نیزہ کو سنان پر گا ٹھا برابر سے نیزہ بازی ہونے لگی لیکن ستروین طعن مین نہنگ بچہ نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دیا اسوقت گھوڑون کے گشت سے ایک برج خاکی بنکر تیار ہوا اول گرد مین یہ دونون بہادر چھپے ہوئے تھے سنانین بنا نین ستارہ سحری کی طرح چمکتی تھین غرضکہ جب نیزہ مروارید کے ہاتھ سے نکل گیا وہ گئی نیزہ آب خجالت مین غرق ہوا اور کہا ای خدا پرست تو نے بڑا غضب کیا نیزہ سامری و جمشید کے پرستار کا تو نے نکال دیا اب مین تجکو کب جانے دونگا ہو یہ کہکر اس ساحرہ نابکار نے بآواز بلند کہا کہ ای ملقنا طیس جادو یہ تیرا کام ہی مین ایسے ذلیل و حقیر و لاغر سے مقابلہ اور مجادلہ تنگ جانتا ہون تو اگر اسکو پکڑ لا ساتھ ہی آواز دینے کے ایک پتلہ پتھر کا پشت پر سے مروارید جادو کے پیدا ہوا اور سینے آتے ہی نہنگ بچہ دریائی کے اوپر ہاتھ ڈالا نہنگ بچہ دریائی بھی عرب سے دوڑ پڑا اور لگے کشتی ہونے نہ این را ظفر نہ اورا خطر نہ این را ظفر و ہن بدہن مشت بہ مشت آخر نیچ ڈال جوڑ بند وغیرہ کرکے کچھ عرصے مین اُس پتلے نے نہنگ بچہ دریائی کو اُٹھا کر دے مارا اور

مشکیں باندھ کے گیا اب امیر وغیرہ سب نے جانا کہ کوئی انسان تھا جو نہنگ بچہ دریائی
کو باندھے گیا کیونکہ امیر وغیرہ سب دور کھڑے تھے وہ کیا جانیں کہ پتلہ تھر کا ہے اب مروارید
نے پھر للکار کر ہیبت دی کہ اور کسی کو بھیجو مقابلے کو ابھی ابرہائے دیو چنگال ایک بڑے
حرامزادے گھوڑے پر سوار اندھیری گھوڑے کے منہ پر چڑھائے بادشاہ سے اجازت
لیکر مقابلہ مروارید نکلا اور جو انداز مروارید کی لڑائی کا تھا اُسی طرح سے اس ساحر علیہ اللعن
نے مقناطیس جادو پتھر کے پتلے کو پکار کر کہا کہ خدا پرست کو پکڑ لیجا وہ پتلہ پشت مروارید
سے پیدا ہوا اور ابرہائے دیو چنگال نے اپنے گھوڑے کے منہ پر سے اندھیری کھینچ لی
اور اس گھوڑے کا یہ خواص تھا کہ آدمی کے عکس کو دیکھ کر کاٹنے اور مار ڈالنے کو دوڑتا تھا
جیسے ہی اس پتلے کو دیکھا فوراً ہی گردن اُسکی پکڑ لی وہ پتلا اس گھوڑے سے کشتی لڑنے لگا
ابرہائے دیو چنگال نے جو پتلے سے فرصت پائی تو دوڑ کر مروارید جادو سے لپٹ گیا
اور جبتک مروارید سنبھلے سنبھلے ابرہا نے دو تین چنگل اُسکے گھوڑے کے مارے کہ تمام
گوشت پوست مروارید کے گھوڑے کا اُڑ گیا اور چیخ مار کر زمین پر گرا ابرہائے دیو چنگال
دو چنگل مروارید کے بھی مارے کہ آدھی ران اُڑ گئی اور سب بیچ لہولہان ہوگئی اور اُسنے
چاہا کہ ابرہائے دیو چنگال کو مار ڈالوں لیکن سحر کیا کہ ابرہا کے ہاتھ اور پاؤں سست
ہوئے اتنی دیر میں گھوڑا ابرہائے دیو چنگال کا جو اُس پتھر کے پتلے کی گردن پکڑے تھا
اور وہ پتلہ جادو کا تھا مگر طبعی پتھر کا تھا لڑا آخر چھوٹ کر بھاگا گھوڑے نے جست کرکے مروارید
کا گلا پکڑ لیا تب وہ پتلہ پھر نمودار ہوا اور ابرہا کو پکڑ کر جلد تر لے بھاگا بختیارک نے دیکھا
کہ مروارید کا کام گھوڑے نے تمام کیا اس نطفہ حرام نے غل مچانا شروع کیا کہ تم سب کھڑے
تماشا دیکھ رہے ہو گھوڑا مروارید کا کام تمام کیے دیتا ہے چار طرف سے جادوگر دوڑ پڑے
صدف جادو اس مروارید جادو کا نائب ہے اس حرامزادے نے گھبراہٹ میں جادو
تو بھول گیا نہ کر سکا مگر ایک گولا فولاد کا مارا کہ گھوڑا مر گیا لیکن ان سب نے مروارید جادو کو اس
گھوڑے مردے کے منہ سے چھڑایا اور لقائے طبل آسایش بجوایا دونوں فوجیں پھیر کر
اپنے اپنے لشکروں پر آئیں بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام اور سردار بارگاہ سلیمانی

ہین گرد اخل ہوے جادوگر مروارید کو پالکی مین ڈالکے لقا کے پاس لائے لقا نے اور
بختیارک نے دیکھا کہ مروارید کی گردن مین گھوڑے کے دانت پیوست ہو گئے ہین
خون بند نہین ہوتا ہی اور مروارید کو غش پر غش چلا آتا ہی بختیارک نے کہا کہ اقبال اسے
کہتے ہین کہ جالوزنگ حمزہ کے لشکر کے ایسے سرہنگ ہین صدف جادو نے عرض کی کہ
خداوند اگر کچھ قدرت نمائی فرمائین تو پھر کیا کہنا ہی ورنہ حکم ہو تو غلام مروارید جادو کو طلسم
مین ایک ہفتہ کے وعدہ پر لیجائے اور شفاخانۂ سامری و جمشید مین اسے ڈال دے
پھر گھڑی بھر مین اسکے گلے کا زخم اچھا ہو جاویگا بختیارک نے کہا کہ خداوند کی قدرت
نمائی کیا تم دیکھو گے خداوند چاہے تو تمام عالم کو مار کر پھر جلا دے لیکن وہ مرگ اور زیست
کا مالک ہی جو وہ چاہے سو کرے کوئی اسپر حاکم نہین جو کہے کہ خواہ مخواہ یہ بات کرو تم
مروارید جادو کو شفاخانہ سامری و جمشید مین لیجاؤ جان ہی تو جہان ہی جب صحت ان کو
ہو جائے تو لانا صدف جادو نے کہا بہت خوب یہ کہکے صدف جادو نے لقا سے
رخصت لی اور مروارید کو واسطے صحت کے شفاخانہ سامری و جمشید مین لے گیا اور بعد قطع منازل
و طے مراحل جا بجائی کرکے داخل شفاخانہ مذکور ہوا تو دیکھا کہ ایک چار دیواری سنگ رخام کی
کھنچی ہی اور اندر اس احاطے کے ایک گلشن پر بہار سراپا لالہ زار ہی جسکی ہوا شفا بخش
آزار بیمار ہی درخت وہان کے امرت پھل کے ثمر لاتے ہین مردہ دلون کو زندہ فرماتے
ہین جو بھی سے حاصل فربہی سراسر مریضون کو بھی سیب وہان کا رافع آسیب درد انار
منطفی فرمائے حدت نار تپ و سرخی بخش رخسار زرد گل احمر تپ احمر کو مفید سرو سہی
کوزہ پشتی کی بید گل سوسن وہ زبان گونگے کو اچھا کرے نرگس نابیناؤن کو بصارت دے
سنبل سے پریشانی دل کی دور گل و غنچہ سے طبع غمگین مسرور ہو گل سیوتی اور چاندنی
خفقان کھوئے گل داؤدی صد برگ سیکڑون کا یرقان کھوئے لالہ دل غمگین کا داغ
کھوئے رنج سے حاصل فراغ ہوئے نہرون کے پانی مین خاصیت آبحیوان گل سرخ
صفرائیون کے مزاج مین سودا اڑجائیگا سنی کے پھولون سے صفرا سودائیون کا جاتے
گلنار سے بلغم گھٹے خون جسم مین بڑھے بلبل وہان کی نستم باذن اللہ کہے طوطی

خوش لہجہ کی گفتار سے مردہ عجب نہین جو جی اُٹھے باغبان وہان کا کار مسیحائی کرے ہر روش مثل قلب تندرست کے مصفا آئینہ سان خزان کی بیماری گلون کو کہان دہان غنچہ کا ہر ایک سیار بوستان سے یہ بیان زبان سوسن پر یہ داستان نظم

ابھی ہول دل سب یہ ہوتا ہے جو | نہ کچھ خوف کیجیے گا دل ہی تو ہے
گذر ہوگا جب سوے باغ آپکا | خنک ہوگا فوراً دماغ آپکا
غرض باغ کو ہوگے جب تم سوار | وزان ہوگی اسوقت باد بہار
ہراک گل ہنسے ایسی فرحت ہوئی | ہراک نخل مین پیدا نزہت ہوئی
جو قد آپ کا سایہ افگن ہوا | تو آزاد وان سرو گلشن ہوا
گذر ہوے گا جس چمن کی طرف | تو دیکھینگے غنچہ دہن کی طرف
لب نہر جاؤ گے جو خوش صفات | تو ہوجائیگا آب آب حیات
نگہ مست اک تاک پر پڑ گئی | تو انگورون سے مے ٹپکنے لگی
ہراک سر پھروگے جو گلشن مین وان | دھڑک دل کی کم ہوئیگی ناگہان

غرض صدف جادو مروارید جادو کو لیے ہوے جب اور آگے بڑھا تو اُس نے ایک مکان چار درجہ کا تعمیر دیکھا کہ مثل قلب پاکبازان نہایت صفا رکھتا در و دیوار اُسکے جگمگاتے آزار مندون کو تندرست بناتے فرش اُس مین بچھا ہوا شیشہ آلات سے وہ سجا ہوا کہ ابیات

کرون قصر عالی کی تعریف کیا | کہ روز اُسپہ ہوتا ہے گردون فدا
نظر جب پڑی اُسکی دیوارون پر | لگی ایک خشت سیم ایک تھی خشت زر
جلا کے جو موتی تو چونا ہوا | وہ چونا پھر الوز دونا ہوا
وہان چار درجے دکھائی دیے | کہ درجے تھے وہ قصر فردوس کے
لگین اُن درجون پہ چلمنین بھی پڑین | کہ ہر تیلی اُنکی زمرد کی تھین

ایک درجے مین تو پلنگ آہنی اور چوبی بچھے تھے جو بید اور لوہے سے بنے تھے اور اُنپر بچھونا کیا تھا مریض اسطرح کے اُن بچھونے پر لیٹے تھے کہ جن کے پاؤن ٹوٹے

گئے تھے یا بہت زخمی ہوئے تھے اور دل و جگر پر چوٹ آئی تھی بہت مستسقی اور مفلوج تھے
اور اکثر تو کثرت سے وہی ساحر تھے کہ جو جنگ میں نارنج و ترنج پیکان تیر اور بار قلفل
وغیرہ سے زخمی ہوئے ہیں اور وہ مریض پلنگوں پر لیٹے کراہ رہے تھے کوئی جمشید
کو پکارتا تھا اور کوئی سامری کی یاد کرتا تھا بعض بیماروں کے اعضا کی بندشیں
جراحوں نے کی تھی کہ وہ چت لیٹے ہوئے تھے اور جنبش نہ کر سکتے تھے بعض کے
عزیز و اقارب پلنگ کی پٹی کے نیچے بیٹھے تھے اور انکی تیمار داری میں مصروف
تھے نیچے پلنگ کے بھی فرش دری چاندنی کا بچھا تھا مکان مستقل آئینہ مصفا
تھا غرض ایک درجہ میں تو یہ کیفیت تھی اور درجہ دوم میں الماریاں لگی تھیں اور
الماریوں پر شیشے اور بوتلیں دواؤں کی رکھی تھیں اور جراح وغیرہ دوا
سازی میں مشغول تھے کچھ ادویہ کھرل ہو رہی تھیں بعض نسخوں کے لیے حکیم
شفائے جادو نام خود اہتمام کر رہے تھے اور انکو باحتیاط تمام بناتے تھے
کچھ دوائیں چینی کے ناندوں میں خون انسان ڈال کر بھگوئی تھیں بعض خون مرغان
طلسمی میں تر کی ہوئی تھیں کھرلیں سنگ سماق اور سنگ موسی اور سنگ یشب
وغیرہ طرح طرح پتھروں کی رکھی تھیں اور ایک درجہ میں آلات جراحی وغیرہ کے
صندوق چنے ہوئے تھے موچنے اور زنبور اور استرے اور نشتر اور کاردیں
وغیرہ میزوں پر رکھی ہوئی تھیں اور اس درجہ میں جو دروازے لگے تھے اُس میں
شیشے بہت صاف جڑے تھے اور میزوں کو مخمل سبز و سرخ سے منڈھا تھا اور وہاں
حکما اور جراحوں کا اجتماع تھا حکیموں میں کسی کا فراست جادو اور کسی کا دانشمند
جادو اور کسی کا صحت بخش جادو وغیرہ نام تھا اور تیسرے درجہ میں فرش
نہایت عمدہ شفاف گسترده تھا اور اس فرش پر سوزنیاں بچھی تھیں گاؤ تکیے لگے تھے
سامنے سوزنیوں کے خاصدان اور اگالدان رکھے تھے کہ جو سراسر بلوری کے تھے
ایک جانب کو سرمہ دانی عقیق خوشرنگ کی رکھی تھی کسی جا ابریق پانی سے بھرے
دھرے تھے اور یہ وہ مقام خاص جو سردار اور مالک شفاخانہ میں حکیم خلعت مآب جادو

کاہی کہ وہ ایک سوزنی پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور کتاب حکمت کی سامنے اُنکے کھلی
ہوئی رکھی تھی اور اس درجہ مین بھی الماریان لگی تھین انمین سب کتابین حکمت کی چُنی ہوئی
برابر تھین شرح اسباب کہان تک کی جائے کارخانہ طب اکبر ہی علاوہ برین کتاب
کی کیا احتیاج ہی یہ علم سینہ ہی اور اسکا قانون ہی نیا ہی خلاصہ یہ کہ حکمت مآب ارسطو
وقت اور افلاطون زمانہ تھا مروارید جادو کو بھی صدف جادو نے لاکر انکی خدمت
مین حاضر کیا اُنھون نے ایک جراح بقراط جادو نام کے اُسکو دیکھکر سپرد کیا اور آپ نسخہ
اُسکے فرحت مزاج کا لکھدیا جراح نے پٹی مرہم جمشیدی کی اُسکے زخم کو دھو کر چڑھا دی اور ایک
پلنگ پر لٹا دیا اب یہ یہان علاج اپنا کر رہا ہی اور اب ساتوین روز مروارید جادو کو لیکر
صدف جادو پھر آئیگا مگر اب حال عمرو کا سنیے کہ یہ جو بالا دوی کو گیا تو اُسنے ایک
مقام پر دیکھا کہ پہاڑ سونے کا بنا ہوا تھا اور چار طرف اُسکے نقرئی گھانس اور گھانس
کی نوک پر گوہر شبچراغ نصب تھا وہ گھانس کوسون تک نظر آئی عمرو کے جی مین طمع
بدرجہ کمال ہی دل اُسکا لہرایا اور منھ مین پانی بھر آیا بے ساختہ اُسی پہاڑ کی طرف چلا اور جسقدر
کہ عمرو دوڑتا جاتا تھا وہ پہاڑ اُتنی ہی دور نظر آتا تھا عمرو نہایت حیران اور پریشان
دریاے فکر مین غوطہ زن ہو کے کہتا تھا کہ مجھے جناب احدیت نے وہ طاقت
دوڑنے کی عطا کی ہی کہ کوئی پہر بھر مین ہزار فرسنگ جاتا ہون مین نے بیابان
بیشہ جبل القمر و بیابان حسبہ سیارہ کو جہان سکندر بادشاہ اور جسکے ہمراہ دو پیغمبر خواجہ خضر
اور الیاس علیہ السلام تھے اور جسکے مشیر ارسطو اور افلاطون ایسے وزیر وہ بارہ لاکھ
سوار سے گیا اور بارہ برس کے بعد دس بارہ آدمیون سے زندہ باقی رہ کے اُس
بیابان کے اُسطرف پہونچا تھا علاوہ ازین جب حمزہ کے دشمنون کو نوشیروان
اور فرامرز نے عقابین پر چڑھوا دیا تھا تو مین نے تین دن مین ہند و سندھ و روم و شام
و چین و ماچین عرب و عجم و ہندوستان ہفت اقلیم کے مسافت کو طے کر کے حمزہ کے
تمام سردارون کو جہان تہان خبر پہونچائی اور یہ کیا ماجرا ہی کہ یہ پہاڑ طلائی جسکو مین دیکھتا
ہون کہ کوس دو کوس کے فاصلے سے زیادہ نہو گا اور پہر دن چڑھے سے

اسوقت تک نہ معلوم کہ تین ہزار فرسنگ راہ طی کر گیا مگر یہ ظاہر ہوا کہ مین دو فرسنگ آیا لیکن
یہ دولت لا انتہا و لا زوال سونے کا پہاڑ پھر آتا ہی دور نظر آتا ہی کچھ اسرار ہی پایا نہین
معلوم کہ کیا ہی اسی فکر مین کھڑا اُس پہاڑ کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک مرد پیر نہایت نورانی
صورت ریش و بروت سفید ایک لنگی کھاروے کی باندھے نعلین چوبین پانون مین پہنے
آفتابہ ہاتھ مین لیے نمودار ہوا اور عمرو کے قریب آکر پکارا اسلام علیک ای شاہ عیاران
عیار عمرو بن اُمیہ نامدار عمرو نے اُس پیر مرد کو مسلمان جانکر جواب علیک السلام دیکر
کہا کہ ای درویش اس پہاڑ کا راستہ کدھر سے ہی اُس پیر نے کہا خواجہ سلامت
ہرچند کہ طمع انسان کو مبتلا ے کرتی ہی کہ مصرع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند؁ آپ کیا کرین
کہ خواص اس چشمۂ عین الطمع کے پانی پینے کا ہی آپ نے دھوکے سے پانی
اُسکا جو پیا ہی یہ سارا خطور طمع اور دزدی وغیرہ کا اُسی پانی کا ہی ای شاہ عیاران
عیار یہ پہاڑ نہین بیابان گلرز کا قلعہ ہی اور راستہ اسکا بہت دور ہی جہاندار جادو
قلعہ کے مالک کے بغیر کسی کو نہین ملتا اور کبھی کوئی شخص اسکے اندر بغیر اطلاع
جہاندار جادو کے نہین آسکتا ہی کس لیے کہ اس قلعہ مین کچھ چند اور قرضۂ آمدنی
ممالک محروسۂ طلسم ہوشربا اور بہت مکانات جواہرات کے ور ند اور پرند جالوزون
کے ہین جبتک مخمور سرخ چشم افراسیاب جادو کے پاس تھی کنجیان اس قلعہ
کے گنج کی قبضہ مین اُسکے تھین جبدن سے مخمور سرخ چشم جادو آپ کی اور ملکہ مہرخ
کی شریک ہو کے چلی گئی اب افراسیاب جادو وہ کنجیان اپنے پاس رکھتا ہی باوصف
اسکے کہ جہاندار شاہ جادو مالک و مختار ہی لیکن یہ اختیار اسکو نہین کہ ایک پیسہ بدون
حکم افراسیاب کے اُن خزانون کو کھول نکال سکے یا کچھ صرف کرسکے حضور اگر بطور
سیر فرمائین تو مین قصور مند ناچیز ایک کمترین بندۂ خدا ے عز و جل کہ غلام
صحرائی میرا نام ہی ایک نقش اسماے الٰہی دیتا ہون اسے زبان کے تلے
رکھ کے دست راست کو تشریف لے جائین یہان سے دو تیر کے تابہ پر کنارے
ایک غار کے ایک اژدر آتش فشان آپ کو نظر آئیگا حضور جب اُس اژدر کے سامنے جائین

اس تعویذ کو زبان سے نکال کے دکھلایئے آپ کو وہ دروازہ معلوم ہوگا بے خوف و
خطر اُسکے اندر جائیے اور سیر کرکے چلے آئیے اور میں نے اس نقش کو زبان سے نکالنے
اور اژدر کے سامنے جاکے دکھلانے کو بخیال اس مآل اندیشی کے کہا کہ خدانخواستہ آپ
میرے کلام کو غلط سمجھیں اور یقین نہ لاویں اور اپنے دل میں مضمون اس شعر کے شعر

| گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد | تو مرو در دہان اژدرہا |
|---|---|

پس و پیش کریں اور ڈریں عرض کردیا ورنہ کچھ حاجت اس نقش کے دکھلانے کی
نہیں ہے وہ دروازہ اژدر پہ مشہور ہے آپ یوں ہی اُسکے اندر چلے جائیے کچھ مقام
خوف و بیم اور ضرر کا نہیں ہے مگر حضور قصور معاف صاف صاف عرض کرتا ہوں فقیر کی بات
ناراض نہو جیے گا اتنا سمجھے رہیے گا کہ اگر کسی شے کے تصرف کا آپ ارادہ کرینگے
تو مبتلائے آفات صدگونہ ہونگے عمرو نے اشارہ اور کنایہ اُس پیرمرد کا سمجھکر
کہا شاہ صاحب یہ کیا آپ فرماتے ہیں سب مجھے لوگ دنیا کے ناحق طامع کہتے ہیں
خدا محفوظ رکھے خلق کی زبان سے بیت

| ز عذر توبہ تو آن رست از عذاب خدائے | ولے کہ می نتوان از زبان مردم رست |
|---|---|

جس حالت میں کہ مخلوق نے خدا پر تہمت کی کہ عیسی علیہ السلام بطن مریم سے نہ تھے
خدا کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور پیغمبر خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ کو بمقدمۂ شق القمر
وما جرائے شب معراج افترا سحر کا کیا اور کفاران بے دین نے انکو ساحر کہا تو ہم بیچارے
پیادے پر جو کچھ افترا اور اتہام اہل دنیا کرکے بدنام کریں وہ تعجب نہیں ہے یا حضرت میں ایک کوڑی
کسی سے نہیں مانگتا اسپر بھی مجھے لالچی اور طامع اور حریص مشہور کرتے ہیں آپ وہ نقش
عنایت فرمائیے میں تفطہ سیر کرکے چلا آؤنگا بارے غلام صحرانشین سے وہ تعویذ عمرو نے
لیکر زبان کے تلے دبایا اور رخصت ہوکر اُس غار کے قریب پہونچا دیکھا کہ وہ اژدہا قلاب
آتشین منہ سے نکال رہا ہے عمرو نے اپنے دلکو مضبوط کرکے وہ نقش زبان سے نکال کے
دکھایا دیکھا تو واقعی وہ دروازہ کھلا بسم اللہ کہکر اندر قدم زن ہوا دیکھا کہ ایک
شہر پر فضا بہت وسیع اور زر ریز اور رشک خیمۂ چرخ خلقت انبوہ در انبوہ سکان

شہر گروہ گروہ چوڑیہ کا بازار بنا ہوا اطراف دروازہ کھلا ہوا عمارتیں رنگ و ریختہ بنی ہوئیں کہیں کہیں کنگرئین سنگرئین
سے بارہ گجھ میں جھنڈے گڑے ہوئے عمارتیں بلند بساط خانہ کی سجاوٹ کہیں بڑیوں کی
لگاوٹ کہیں حلوائیوں کی دوکانیں جنکی دکان کے سامنے زنجیر میں گھنٹے لٹکے ہوئے کہیں بھٹیارنیں
بیٹھی ہوئیں **نظم** ؛ قصر اعلیٰ اس طرح آباد تھے ؛ چرخ چنبر بدرج کرتا تھا نثار
خم ہوں ابروے حسینان جہاں ؛ اسطرح کے طاق تھے محراب دار ؛ عمرو سیر دیکھتا ہوا آگے بڑھا اس
عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ آفتاب فلک افلاک کی سیر کرکے دارالامارت مغرب میں گیا اور عیار شب نے قلعہ دہر میں
داخلہ کیا **شعر** سیاہی چھا گئی ہر سو جہاں میں ؛ مروت تھی نہ انجم آسمان میں ؛ اب **عمرو** نے دیکھا کہ
کچھ روشنی معلوم ہوئی اور کچھ شور و غوغا سنائی دیا عمرو ایک اونچی دوکان تھی اس پر چڑھ کے اس
روشنی کو دیکھنے لگا تو آگے آگے ہزار بارہ سو نجشانے سنہرے اور روپہلے چلتے ہوئے کچھ شتری ڈھپلی
باجے بجتے ہوئے اور بہت سی سانڈنیاں اور رو ڈھالی سو جو بدا مرو نے نقیب دیتے آگے آگے کہ ابیات
یا نوجوانو بڑھے چل بخیر ؛ دو جانب سے بائیں بئے آئیو ؛ ہمیشہ رہے شہ کا جاہ و حشم
بڑھے عمر و دولت قدم با قدم ؛ بعد ازاں ایک تخت طاؤسی پر کہ وہ سب ایک ڈال زمرد کا
بنا تھا اور جا بجا الماس اور یاقوت اور پکھراج اور فیروزہ وغیرہ جواہر بیش بہا کی گلکاری بنی
ہوئی اس تخت پر ایک شاہ بیس برس کا سن و سال نہایت خوش جمال اور زبردست ایک
تاج بہت بھاری بارہ کنگرے کا اور ہر کنگرے میں ایک ایک لعل شب چراغ نصب کیا ہوا
گلے میں پوشاک شاہانہ کمر لنگی زرتار کی باندھے دو ناریل چوبی وار آگے رکھے چتر مرصع سر پر
خود بجو و گردش میں اور پشت پر دو پریزاد مورچھال ہمائے مگس پرانی کرتیں اور گرد و پیش
بارہ ہزار سوار ساحر تخت کے گھوڑوں پر سوار چلے آتے ہیں اور وہ بادشاہ مٹھی بھر بھر کے
اشرفیاں اور جواہرات فقیروں کو بانٹتا آتا ہے عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بادشاہ اگرچہ
ساحر ہے لیکن بڑا سخی ہے لاؤ انہیں فقیروں میں ملکے اشرفیاں اور جواہرات میں بھی لوٹوں بس
ایک بوڑھے محتاج کی شکل بن کے اشرفیاں اور جواہرات لوٹنے لگا اور سواری کے ساتھ
آتے آتے ایوان شاہی پر آکے پہونچا جاندار شاہ جادو تخت سے اتر کے اندر
محل کے گیا عمرو بھی ایک ساحر کی ایسی صورت بنکے اندر گیا تو دیکھا کہ قصر عالیشان

ایک کوس بھر کے فاصلہ سے کم نہین ہو اور زمین طلائی ہو اور سامنے وہ قلعہ سونے کا
جسکا پتہ غلام صحرائی نے دیا تھا نظر آتا ہو عمرو جلدی سے اُس قلعہ کے دروازے پر گیے
وہان جلوخانے مین بارہ ہزار وہی سوار کہ جو سواری کے ساتھ تھے زمین پوش بچھا کے بیٹھے
تھے گھوڑے سب کے کھڑے تھے عمرو نے اپنے جی مین کہا یہ تو زنانی ڈیوڑھی نہین ہو
مین تو یہ سمجھا تھا کہ اسمین اِس بادشاہ کا ناموس ہوگا تعجب کی بات ہو کہ جہاندار جادو
وہان سے کیون پیادہ پا یہان تک آیا اور اتنے بڑے میدان کو طے کرکے
اس قلعہ مین گیا ہوگا اور یہ بارہ ہزار سوار تو اسکی سواری کے ساتھ تھے جلوخانے
سے یہان کیونکر آکر بیٹھے اور کدھر سے آئے شاید کہ اسکا راستہ اور کوئی بھی
ہو یہ سوچ کے دروازے پر جلوخانے کے گیا وہان چوبدار اور مرد سے
کچھ کمر مین کھول رہے تھے کچھ بیٹھے تھے عمرو وہان پر ایک مولسری کا درخت تھا اُسکی
آڑ مین کھڑا ہو کر دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک خدمتگار بوڑھا گھبرایا ہوا باہر نکلا چوبدارون
نے پوچھا کہ حضور خاصہ پر بیٹھے ہین اُس خدمتگار نے کہا کہ نہین خاصہ اب طلب
کیا ہو سو مین باورچی خانے مین جاتا ہون یہ کہکر اسی درخت کے قریب کہ جہان
عمرو کھڑا تھا تھوڑی دیر بیٹھکر پیشاب کرنے کو بیٹھا عمرو نے چستی تمام بیضہ
بیہوشی کا مارکر اُسے بیہوش کر دیا اور اُسکو کسی غار مین ڈالکر آپ اُسکی ایسی صورت بنا
اور اُسکے کپڑے پہنے پگڑی سر پر چوبدارہ باندھی چکن ہاتھ کی چُنی ہوئی پہنی عصا ہاتھ مین
لیکر باورچی خانہ پوچھتے پوچھتے اندر گیا اور داروغہ سے تاکید کھانے کی تاکید
کرکے آپ جلد قدم اُٹھاتا ہوا بے خوف وخطر اُس ڈیوڑھی کے اندر چلا گیا وہان
دیکھا کہ سامنے ایک بارہ دری بلور کی بنی ہوئی ہے تیاری اُس مین بہت
معقول ہو آگے اُسکے سائبان زربفتی کھنچا ہوا ہو اور فرش پر تکلف اُسکے نیچے بچھا ہوا ہی
اور وہی جہاندار جادو مسند سلطنت پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہو اور
گرد وپیش تخت کے ساتھ دنگل جواہر نگار لگے ہین اور بڑے بڑے جادوگر اور
ساحر یہان بیٹھے ہین اور کچھ طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہین عمرو جہان چوبدار

خدمتگار کھڑے تھے وہان کھڑا ہوا ایک خدمتگار نے کہا کہ ای ہوشیار جادو
خاصہ کے لیے تم تاکید کرنے آئے ہو عمرو نے جانا کہ نام میرا ہوشیار جادو ہے بس
اُسنے جواب دیا کہ مین داروغہ سے کہنے آیا ہون خاصہ آتا ہی اُس خدمتگار نے کہا کہ پھر کہنے
حضور مین عرض کردی ہوتی اور آج تو تمھاری نوکری ہی تم سامنے حاضر رہو خاصہ کھلوا لینا
جب کہین جانا عمرو نے کہا صاحبو تم مجھے نصیحت نہ کرو سب مجھے بھی معلوم ہی کہ آج میری
باری ہی اور نوکری کا دن ہی بھلا مین یہان سے کہان جاؤن گا اور خاصہ کے لیے
اب عرض معروض کرنے کی کیا ضرورت ہی داروغہ صاحب لیے آتے ہون گے
اس عرصہ مین شہنا نوازون کی آواز اسکے گوش زد ہوئی اور آگے آگے وہی داروغہ صاحب جب
اور پیچھے پیچھے کہار خوان کے لیے ہوئے تورے پوش پڑے ہوے کس سے
کسے ہوے لیے چلے آتے ہین گرد و پیش دس بارہ مشعلین دستیان روشن کیے اور شہنائی
روشن چوکی بجتی چلی آتی ہی عمرو نے دوڑ کے چاہا کہ آفتابہ اور سلفچی کو میں اٹھا لون ایک
فراش نے کہا کہ ای ہوشیار جادو تم دیرینہ اور قدیمی ہو رسم و آئین سے واقف ہو آج یہ
کیا خلاف دستور کرتے ہو آفتابہ اور سلفچی اٹھانے سے تمھین کیا کام ہی ہاتھ منھ دھلوانا
ہمارا کام ہی تم رومال لو یاس خاصہ کے جا بیٹھو خاصہ اپنے سامنے چنواؤ دسترخوان
بچھواؤ عمرو نے کہا کیا مضائقہ تھا اگر مین ایک دن تمھارا کام کر دیتا تو کیا میری ذات اور
شخصیت مین بٹا لگ جاتا ہمارا اور تمھارا مقدمہ واحد ہی یہ کہکر عمرو نے اہتمام کیا خاصہ قابون مین
پیالون مین طشتریون مین نکلوا نکلوا کے دیکھنے بھالنے لگا اور بیہوشی خوب سی ملا دی
جب سب کھانے کو نکلوا کے بیہوشی آلود کر چکا تو دسترخوان بچھانے کو چلا اور خدمتگارون
نے دسترخوان بچھایا جہاندار جادو مع اپنے مصاحبون اور رفیقون مقربین
جادوگرون کے ہاتھ دھو کر خاصہ پر آ بیٹھا داروغہ اور عمرو نے وہ سب خاصہ
چنا اور ایک طرف داروغہ اور ایک طرف عمرو بیٹھکر مگس پرانی کرنے
لگے خواص و خدمتگار فراش جو کھڑے تھے اور جہان کہین مؤدب بیٹھے تھے
وہ سب حاضری کے وقت کاروبار کے لیے ہجوم کیے تھے عمرو نے یہ انتظام

واہتمام کرنا شروع کیا کہ جو کھانا نکلا اول داروغہ سے کہا صاحب پہلے تم اسمین سے
چکھ لو داروغہ نے تو ایک دو دو نوالے کھا کے قابین باویر طشتریان پیالے جسمین
جو شے ہوئی کھائی ایسا کہ خود فراموش ہوگیا بعد ازان جہاندار نے اور اُسکے
رفیقون نے کھانا کسقدر کھایا عمرو نے وہ سب کھانا خواص وخدمتگار فراش جو
وہان کھڑے تھے سب کو دیا کہ لو کھاؤ سب ہوشیار جادو گی چکے چکے تعریف
اور خوشامد آپس مین کرتے ہوئے وہ کھانا لیکر اپنی اپنی جگہ پر آئے شاگرد وغیرہ بھی بیہوش
ہوئے اس عرصہ مین دسترخوان بڑھایا گیا اور جہاندار جادو خاصہ کھاکے ہاتھ دھونے لگا
کہ اُسکو چھینک آئی اور چاروں شانے چت گرا ہان ہان کرکے وہ سب مصاحب
زن ومرد اُٹھے طمانچہ لگا بیہوشی کا کہ جو جہان تھا وہ وہین لڑکھڑا کر گر پڑا اور بیہوش ہوگیا
داروغہ خواص خدمتگار فراش وغیرہ بھی گرے عمرو نے کہا کہ یارو فرشتے خداوند
لقا کے روحین قبض کرتے ہین سامری وجمشید کا قہر نازل ہوا ہے جلد یہان سے
ہٹ جاؤ جس مین کسی کو پہچانین نہین فرشتے جس کی قضا ہوگی اُسی کی روح قبض
کرینگے اور تو سب بچ جاینگے یہ سنکر جتنے کھڑے تھے سب لیٹ گئے اور بیہوش ہونے
عمرو نے جلد دروازہ بند کیا اور دس بارہ پندرہ عیارون کو زنبیل سے نکال کر کہا کہ ان سب کے
کپڑے زیور وغیرہ جلد اُتار لو اور جادوگرون کو ذبح کرنا شروع کیا اور جال الیاسی
مارکے وہ اسباب کی گٹھریان جو قیدی باندھ رہے تھے زنبیل مین رکھین اور
جتنے ساحر تھے سب کو ذبح کر ڈالا اور جہاندار کی چھاتی پر جو خنجر چڑھکر مارا تو اُچٹ گیا
عمرو نے یہ سمجھکر کہ یہ روئین تن ہی اسکو زنبیل مین ڈال لون مگر جہاندار کی آنکھ کھل گئی
جیسے چاہا رستے کہ سحر کرون عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور وہان سے بھاگا اور کئی تیر پرتاب
پر پہونچا جہاندار حیران ہوگے دیکھنے لگا کہ یہ کیا ماجرا ہوا شاید مین سوتے مین خواب
پریشان دیکھ رہا ہون ناگاہ فرش پر دیکھا تو لاشین جادوگرون کی پڑی ہین اور
سب لہو مین ڈوبی ہوئی ہین جہاندار اور زیادہ بدحواس ہوا عمرو جو وہان سے جست
کرکے کچھ دور گیا تو اُسنے دیکھا کہ ایک دروازہ از جواہرات کا لگا ہے اور ایک پیشخانہ کھڑا ہے

اور بجادو کر بیٹھے حقہ پیتے ہین عمرو کو دیکھکر وہ ساحر بولے کہ ای ہوشیار جادو آدھی رات آگئی ہوگی ہوگی تم یہان اسوقت کہان آئے عمرو نے کہا کہ سرکار کے کام کو جاتا ہون لاؤ ایک ذرہ دم حقہ کے پی لون یہ کہکر عمرو یاران دونون کے جا کر حقہ پینے لگا اور ایک ذرا سی بیہوشی رکھ کے کہا بھائی ابھی تمباکو تیز ہے تم سلگاؤ ان دونون نے لیکر دم جو کھینچا تو بیہوش ہوگئے عمرو نے دونون کو چارپائی کے تلے ڈال کے اس دروازے کو کھول کر اندر گیا تو دیکھا کہ ہزارون صندوق جواہر کے ہین نظم قدم دروازے مین جسوقت رکھا

تو اسمین اور بھی اک انس تھا
کبوتر کا ہو جیسے جس طرح جیب
تو اسمین اسطرح کا لطف اٹھایا
زر و ڈھیر سے مین اسنے پائے
بہت کچھ لطف خاطر نے اٹھایا
کہیں چاندی کی اینٹین الوف تھین
کہ جنکی شرح ناممکن زبان سے
کہ یارب کس قدر دولت ہے اس جا

وہان پہونچا تو کوٹھا اور دیکھا
مدور اسطرح پر گوہر تر
اک الماس و جواہر لعل ہر جا
بریچ تھا تحفہ مزی اسنے دکھائے
بھرا اسکے بعد دیکھے اور حجرے
کہ ابتک آنکھ سے ویسی نہ دیکھین
غرض ہر حجرہ تھا ہر شے سے لبریز
نہین حد انکی دکھانے یہ کیا

کہ پر تھا موتیون سے سب وہ حجرا
منقش دوسرا حجرہ جو پایا
برابر ڈھیر ہین حجرہ آسا
کہ اسمین خشت زر کا ڈھیر پایا
کہ جسمین تمک اشرفیون سے بھرے تھے
کہین یاقوت نیلم ہر طرح کے
نظر پڑتی تھی اسکی حیرت آمیز
سوا اسکے عجائب اور اکثر

نظر آتے رہے اس جا پہ شب بھر عمرو نے جال الیاسی مار کر چار چار پانچ پانچ صندوق زنبیل مین رکھنا شروع کیے یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی اور عیار روز سے خزانہ کو اسکے لوٹا اور خشت زرین ہر حجرہ شرقی سے خزانہ دارو سے نکلی کہ ابیات نگہ اٹھی تو سامان سحر تھا

نظر آنے لگا آنکھون کو جلوا | جبین سے صبح نے جلوے دکھائے | نگاہون مین ستارے چھپ نہ پائے

صبح ہوگئی اور وہ خزانہ کم نہ ہوا باوجودیکہ جال مار مار کر لوٹ رہے تھے مگر پھر بھی خزانہ نے کمی نہ کی ناگاہ کچھ لوگ جسوقت جہاندار جادو ہوشیار ہوا تو عمرو کے ڈھونڈنے کو نکلے تھے اور جہاندار شاہ نے کتاب سامری دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمرو اس طرح آیا اسنے یہ قیامت برپا کی ہے اور اب خزانہ افراسیاب مین جا کر خزانہ کو لوٹ رہا ہے جہاندار نے جھٹ اس ہوکے وہین سے سحر جو کیا وہ وہ ٹکڑا زمین بیچارے عمرو کبوتر کی طرح تڑپا اور

باہر آکر اجہاندار جادو وہان سے اٹھکر دوڑا اور اسنے آکر عمرو کو پکڑ لیا اور اپنے مقام پر آیا اور جلادون کو بلاکر حکم دیا کہ اسکی گردن مارو جلادون نے نان شہر مین عمرو کو لاکر بٹھایا اور چاہا کہ گردن مارین کہ ناگاہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اٹھا کر لیگیا اب جو عمرو نے دیکھا تو کوکب روشنضمیر کی بارگاہ مین بیٹھا ہون کوکب نے کہا خواجہ سلامت آپ بیابان گلریز مین جس وقت تشریف لیگئے تھے مین نے دو پنجے لگا رکھے تھے کیلیے کہ وہ جگہ بہت نازک ہے جب جہاندار جادو نے آپکو گردن مارنے کو بٹھایا تھا تو مین نے آپکو ان پنجون سے اٹھوا منگوایا بعد ازان کوکب نے کہا کہ افراسیاب نے مروارید کو حمزہ کے لشکر پر بھیجا تھا وہ شفاخانہ سامری مین آیا تھا اور اچھا ہو کر سات دن کے عرصہ مین اب پھر گیا ہے یقین ہے کہ لشکر اسلام کو مبتلاے سحر کرے مین مرزان وزیر کو بھیجکر اسکو پکڑوا بلواتا ہون عمرو نے کہا آپ مجھی کو بھیجدین کوکب نے کہا بہتر ہے یہ کہکر ایک پنجہ کو حکم دیا کہ حمزہ کے لشکر مین عمرو کو پہونچا آئے پنجہ عمرو کو لیکر روانہ ہوا لیکن جبتک خواجہ کو پنجہ لے کر آئے اسوقت تک حال مروارید سنیے کہ یہ ملعون شیطان شفاخانہ سامری سے ایک ہفتے مین صحت پاکر خدمت لقا مین پھر آیا اور ایک دو روز مقیم رہا ایک روز جب آفتاب تابان بیمار ہو کر شفاخانہ مغرب مین گیا اور طبیب شب نے بجلد کہکشان نسخہ سوداوی لکھا کہ **ابیات** ؎ کہ ناگہ آفتاب نورافشان ہوا جو پردۂ مغرب مین نہان ؎ عروس شام نے جلوہ دکھایا ؎ زمانہ شام ہونے کا پھر آیا سر شام مروارید ناکام نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم محکم مروارید ملعون حرام طبل جنگ پر چوب پڑی نامیان خیبری و نومیان خیبری خبر نواخت طبل جنگ سنکر خدمت والا و رجعت شہنشاہ لشکر اسلام مین آئے اور بعد عجز و ادب یہ زبان پر لائے **نظم**

| | | |
|---|---|---|
| وہ سلطنت کا نمونہ جو ہے خدائی کا | کہ ہے شرق سے تا غرب ہر صغیر و کبیر | غنی ہوا ہے یہ تیرے کرم سے ہر محتاج |
| کہ فرق کر نہیں سکتے بہم امیر و فقیر | بیان مین کرون تیری شجاعت اب جسکو | یہ کہتے ہین صف مردان مین کیا جوان دلیر |
| عجب نہین ہے کہ جو تاب تپ نہ کرے مریخ | اگرچہ چرخ پہ چڑھتے سنے تری شمشیر | اسوقت مروارید شفاخانہ |

سامری سے جو آیا ہے اسنے طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے یہ خبر سنکر بادشاہ نے امیر کی طرف دیکھا امیر صاحبقران ابو الفتح نے حکم دیا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ربانی

طبل جنگی بجی ابو الفتح نے نقار خانہ سلیمانی میں جا کر طبل جنگ پر چوب لگائی نظم

بجا نقارۂ جنگی پھر اس جا
ہوا دنیا میں شور حشر برپا
پڑی ہلچل لگی یعنی لرزنے

ہوا بیداد لوں میں خوف سب کے ؛ غرض دربار سویرے برخاست ہوا بادشاہ داخل شبستان ہوئے دریائے شجاعت بہادران جوش میں آیا تلواروں کی لہریں آب و تاب کھاتی تھیں سپریں گرداب کی طرح نظر آتی تھیں آب تیغ تیز روان ہوا چاہتا تھا موت کے گھاٹ سب کا ابھار تھا دلوں میں شجاعت کی موج اٹھتی تھی نامردی سے سب نے کنارہ کشی کی تھی دل مرد زیر قدم پا ہوا تھا ہر بہادر شناور دریائے جرأت تھا کہیں خنجر صاف ہوتے تھے کہیں نیزے چمک رہے تھے غرض چار پہر رات یہی شور و غوغا برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ چشمۂ خورشید عالم میں موج زن ہوا اور رات نے بحر عدم میں غوطہ لگایا نظم

ہوئی شائع جو نور افشانی مہر
قمر نے چل کے طے کیں منزلیں چار
ہی مشعل رخ نورانی مہر
ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار
صبحدم امیر کشور گیر مسلح و مکمل

ہو کر جلوہ خانہ بادشاہی میں مع سرداران ذی رتبہ کے آئے بادشاہ بھی مشتاق جنگ سویرے سے برآمد ہوئے زنانہ سامان سب بھر گیا کمارعن نے تخت شاہی بدلوایا امیر نے مجرا کیا بہرام و فرامرز و جمہور وغیرہ کا مجرا و سلام لیکر جانب جنگاہ چلے گلشن لشکر میں سردار مثل گل ہنستے اور بلبل کی طرح زمزمہ سرائی کرتے تھے نسیم سحری چلتی تھی سپروں کے پھول چمکتے تھے دلوں میں ہوائے شجاعت بھری تھی گل ہستی پر یہ دعا تھی کہ خزاں نہ آنے خدائے تعالیٰ سرسبز و دشمن بد فرمائے بسان سبزہ و عدو کو پامال کریں بار مصیبت و رنج مدعی پر دھریں نظم ؛ غرض میدان میں پہونچے سب آکر

صفیں آراستہ کر کے وہ لشکر
کیا نعرہ ز بہر کارزار
پکارے یوں کہ مردان شجاعت
نہیں باقی ہیں دیکھو رستم و سام
کہ یہ ملک اور یہ ہے مال میرا
ہوا اک شور محشر آشکارا

ہوا لڑنے پہ آمادہ جو کفار
ہوا شفاف جنگی سارا میدان
نہ اس دنیا پہ تم مغرور ہونا
اگر باقی ہے تو مردوں کا ہے نام
تھا بھی فوج لیکر اس طرف سے
جما میدان میں لشکر وہ سارا

زمیں کی مہلکہ کاروں نے ہموار
نقیبوں نے نکلکر کی نقابت
نہ حسرت اپنی اس میدان میں کھونا
کہاں ہیں وہ کہ جو کرتے تھے دعوا
ہوا میدان میں وارد بس آکے
ہوئیں جنگی صفیں جو وقت تیار

بڑھا لڑنے کو مرد اسپید نا چار ؛ اور اس نے وسط میدان میں پہونچکر للکار کر نہیب دی کہ یا امیر

باتوقیر بھیجیے میرے مقابلہ مین کسکو اسطرف سے شاہزادہ گلشاہ گھوڑا اُٹھا اور بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر مقابل مین اُسکے گئے اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ شہزادۂ عالی شان گھوڑا اڑا کر سیدھے جنگل کی طرف روانہ ہوے امیر اور سب سرداران بان کرتے رہے مگر اُنھون نے ایک کا کہنا نہ سُنا اُسوقت عیار اُنکا تمک بلیطاقی بھی اُنکے ساتھ چلا مرد ارید نے جو اُسکو جاتے دیکھا ایک سحر پڑھا کہ وہ بھی اُنھین کی طرح سے دیوانہ اور وحشی مزاج ہوگیا اب پھر یہان سے مالک اژدر مقابل مرد ارید کے جانے لگے توکل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور نقارے لشکر کے بجنے لگے یہ بادشاہ سے اجازت لیکر روانہ ہوے تو اس وقت گھوڑا اُنکا جست

وخیز کرتا ہوا چلا **نظم**
کہا صنوبر باد بہار نے اُسکی
جرے حضور کرون جست وخیز کی تقریر
رکھا کرے جو سدا اُسکی بال کی خوشبو

جہانگے باغ مین نقاش تیری گلگونکی
اگر قیاس مین ٹھہری تو کھینچے تصویر
مہین ہو مرکز خاکی پہ اُسکی جلدی کا
دماغ آہوے تاتار پر زبوے عبیر

جو چاہین شکل بنائین تو کیا کرین تدبیر
نہ ڈھنگ اُسکو مین تشبیہ برق و آتش سے
بجز طبیعت معشوق کچھ عدیل و نظیر
پس جب یہ جاکر اُسکے سامنے

پہونچے اُسنے سحر پڑھکر انکو بھی جانب صحرا روانہ کیا اب لشکر لندھور بن سعدان اپنے فیل کو ہول کر سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اور ہاتھ باندھکر اجازت مانگی بادشاہ نے سپرد خدا کیا یہ بھی جاکر جب اُسکے سامنے پہونچے اُنکو بھی جنگل کی طرف بھیجا اسیطرح سے محل نامی وگرامی سرداران و پہلوانان اُسکے مقابل مین جب گئے اُسنے سب کو جنگل کی طرف روانہ کیا اور پھر ایک پتلہ سحر کا بنا کر اور اُسکو گھوڑے پر بٹھا کر کہ اب وہ مثل سواروں کے معلوم ہوتا تھا مقابلہ امیر باتوقیر مین بھیجا کہ وہ گھوڑا اڑا کر للکارتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا امیر اُدھر سے اشقر کو بڑھا کر بھرے اُس پتلہ نے امیر پر تلوار ماری امیر نے خالی دیکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا تو اُسکے جگر تک تلوار نے کاٹا جب تلوار جگر پر پہونچی تو اُس مین سے ایک طوطی زرین بال خوش گفتار نکلی اور گرد امیر کے اُس نے چیخ مارا اور پھر اُڑکر مرد ارید کے پاس گئی اُسنے اُس طوطی کو پکڑ کر ایک شیشہ مین بند کیا اور طبل بازگشت بجوا کر پھرا اور امیر و بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ دل کبیدہ خاطر داخل شبستان ہوے کہ اس زمانہ مین عمرو کو جو نجمہ سے کر چلا تھا وہ آکر یہان پہنچا اور کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین اُسے لاکر چھوڑ دیا عمرو بن امیہ

وہان سے لشکر اسلام مین آیا حال لشکر اسلام سب تباہ اور پریشان دیکھا بس یہ ایک ساحر کی صورت بنا یعنی دھوتی پھیری باندھی کالے کوڑیالے دھامن ناگن سانپ گلے سے لپیٹے اور کھونر چندن کی بدن مین لگائی آنکھین چار بنائین قشقہ سیندور کا ماتھے پر کھینچا تلسی کا مالا ہاتھ مین لیا اور کھڑاؤن پاؤن مین پہنین اور سیدھا مروارید جادو کے پاس آیا مروارید جنگ سے پھر کر خیمہ مین اپنے آرام کو آیا تھا کہ اسنے جاکر اسکو سلام کیا وہ بہر تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ آپ کا کہان سے آنا ہوا اُسنے کہا کہ تم الگ چلو تو مین کہون مجھکو افراسیاب نے بھیجا ہے یا یہین خلیہ کرا دو اُس نے سب نوکر اور مصاحب وغیرہ کو اپنے حکم دیا کہ باہر خیمہ کے چلے جاؤ وہ سب باہر چلے گئے عمرو اُسوقت اُسکے پاس بیٹھا اور کشتی کھینچکر اُسکی آنکھ بچا کر تمام بیہوشی اُسمین ملائی اور ایک جام شراب اُسکو پلایا کہ وہ بیہوش ہوگیا عمرو نے اُسکو تو دری مین لپیٹ کر پلنگ کے نیچے چھپا دیا اور آپ اسی کی ایسی صورت بنا اور صدف جادو اور جتنے کہ اُسکے مصاحب تھے اُن سب کو بلوایا جب وہ سب آئے وہی شراب بیہوشی آلود اُسنے سب کو دی کہ وہ سب بیہوش ہوگئے عمرو نے سب کے سر خنجر بران سے کاٹ ڈالے اور مروارید کو بھی دری سے نکال کر ذبح کر ڈالا اور شیشہ اسم اعظم کا جھولی سے نکال کر اُس طوطی کی ٹانگین چیر ڈالین کہ اسم اعظم صاحبقران کا چھوٹ گیا عمرو وہان سے جست و خیز کر کے بھاگا اور شور وغوغا صدف اور مروارید کے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے ملازم مروارید دوڑے لیکن عمرو کو نپایا ادھر بختیارک نے لقا سے کہا خداوندا دیکھئے کہ وہ مارا اس اثنا مین ساحر روتے پیٹتے ہوئے سامنے لقا کے آئے لقا نے کہا قدرت نے یہی تقدیر کی تھی اب لاش اُسکی تم طلسم مین لیجاؤ وہ لاش لیکر روانہ ہوئے اور عمرو چکر کر بارگاہ امیر مین آیا وہان سب سردار جو جنگ مین چلے گئے تھے وہ لشکر مین آئے غلغلہ شادی و طنطنہ مبارکبادی بلند ہوا عمرو امیر سے ملا اور سب سردارون سے ملاقات کی پھر وہان سے ملکہ سرو سیمتن کے پاس آیا اور ملکہ سرو سیمتن نے بیت بٹھایا اپنی جا مسند پہ اسکو دیا شیشہ سے بھرکر ساغر اُسکو اس عرصہ مین چراغ مہتاب قصر فلک مین روشن ہوئے اور آئین انجم نے ایوان فلک مین جلسہ جمایا اشعار

دن نے عروج اپنا دکھایا ۔ فلک کو تختۂ گلشن بنایا ۔ عیان تھی کہکشان سی نہر کی شان

صبا سب ہو خلوت کا سامان
نکالی نخل خواہش سے نے جو نیا شاخ
صفت میں گلفشان ہی شاخ خام
ہوئی جسم سے جدا یا کون سو شلوار
نہ تھا بوسے سمن کو جنھین رستے
کرا فوارہ فشان عدو ست پر
بٹھایا بجور زن کا اشتعال سے ہار

ہما یا نڈ نے جب رنگ صحبت
کہ دوڑے سوی پستان دست گستاخ
پری نے بال کھولے سپر پرواز
ہوا پیدا استارہ اسمین مدار
یہان بجلی تھی وہ شاخ گلفشان تیر
مثال تیر جو پہونچا ہدف پر

صبا نے بھی دیا پیغام رخصت
کلی وار اسکا تھا جو پاسے جامہ
نکل پیچ حوت اسکا تھا انداز
دہن تھا مثل غنچہ اسکا بستہ
چھپا کا گوشہ سے جو یہ بیگمان تیر
وہ غنچہ گل ہوا کھل کر تب اکبار

جب یہ فارغ ہو سے تو عمرو بن امیہ عمری وہان سے اٹھکر چلا
کہ اب جا کر ملک بختیارک سے ملاقات کرونگا تاکہ وہ چار کر رشی کار وزگار ہو جائے غرض باہر آکر
ایک خدمتگار کی ایسی صورت بنائی ہاتھ کی بنیٹی پگڑی سر پر باندھے چکن پہنے ہینی پاک کمر سے
کمر سکر روانہ ہوا اور ادھر ملک بختیارک دم بدم کہتا تھا کہ آج اس شخص کی رگ ولد الزنائی
پھڑک رہی نہیں معلوم پیر و مرشد تشریف لانے کو ہیں پھر کہتا تھا کہ وہ طلسم میں دمن مہان کیونکر
آئینگے آخر گھبرا کے بارگاہ سے باہر نکلا او رخچرے پر سوار ہو کر اپنے خیمہ کی طرف چلا اور اپنے خدمتگار رفیق
کہتا جاتا تھا کہ بھائی جو کوئی نیا آدمی آئے تم اسکو فوراً پکڑ لینا کہ اس اثنا میں عمرو نے جا کر سلام کیا
کہا ملک جی ہمارا بھی سلام ہو اتو اسنے جلدی سے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد آپ کب
تشریف لائے عمرو نے اسکی کمر پر ہاتھ کا حلقہ کیا اور بغل میں نشتر دیا تھا وہ چبھونے لگا
اب ملک بختیارک آہ کرتا ہی اور رہجاتا ہی امد کہتا ہی کہ وہ شخص تو غلام کا غلام کا تمام بلکہ آپ کا
اغلام ہی یہ کہتا ہی کہ ملک جی اب چلے چلو تابین دبا ؤ یہانتک کہ دروازے خیمہ پر آئے تو رو وہ ملازم
بختیارک جو پکڑنے دوڑے تو بختیارک نے منع کیا کہ ہاں ہاں انکو نہ گرفتار کرو یہ اس شخص
کے واداسکے وقت سے نوکر ہیں وہ جو سگ سفید تھا وہ ملازم بختیارک کو گالیاں اپنے
دل میں دینے لگے کہ آپ ہی تو حرامزادہ کہتا تھا کہ جو کوئی نیا آدمی آئے تو اسکو گرفتار کر لینا
اور آپ ہی منع کرتا ہی غرض عمرو و بختیارک اندر خیمہ کے آئے اور بختیارک ایک چادر
اوڑھکر لیٹا اور پکارا کہ پیر و مرشد یہ بتلائیے کہ اب تک میں بچونگا یا نہیں عمرو نے کہا کہ دیکھو اس
تلوار کا چارہ نکل بیچا چرا ہوا ہی اور باڑہ بھی بہت درد پری ہی کوئی صورت تمہارے بچنے کی

اُسمین جو کچھ مال ہو دو لاؤ دو نوش کہ نیچ جاؤ بختیارک یہ سُنتے اُٹھا اور کچھ بدیان دوشالون کی اور
زیورے اشرفیون کے اور تھیلے جواہر کے لاکے عمرو کے نذر کیے عمرو نے بعد مال لینے کے اسکے خیمہ کو
اسطرح لوٹا کہ نقش بوریا نہ چھوڑا اور پھر دو رطب تازہ نکالکر بختیارک کو دیے کہ یہ خانہ کعبہ سے ہم لائے تھے
وہ تم اپنے تئین مسلمان کہتے ہو پس انھین کھاؤ تبرک سمجھکر بختیارک نے چار دہ رطب کھالیے اور
بیہوش ہوا عمرو نے اسکا پشتارہ باندھ کے دوش پر رکھ کے خیمہ کی قنات کو چاک کر کے اسکو لیے ہوے
جنگل مین آیا پھر کپڑے اسکے اُتار کے ایک لنگوٹی بندھوا دی اور پھر ہوشیار کیا اور خنجر
ہاتھ مین دیکر کہا کہ فلک بھی گڑھا کھودو ملک بھی گڑھا کھودو جب وہ گڑھا کھود چکے تب کہا
کہ اسمین اُتر جاؤ بختیارک لگا منتین کرنے لیکن عمرو نے کہا کہ اے حرامزادے اگر نہ اُترے گا تو تیرے
ٹکڑے اُڑا دونگا مجبور ہو کر اسمین اُترا عمرو نے اسکو دبا دیا فقط سینے سے سر تک کھلا رکھا بختیارک
نے کہا کہ مجھے جانور ستائینگے عمرو نے گھنگرو لیکر اُسکے سر مین باندھ دیے اور کہا جب کوئی جانور آوے
تم سر ہلانا یہ گھنگرو بولینگے وہ بھاگ جائیگا اور ایک پیالے مین پانی بھر کر سامنے رکھدیا اور دو ٹکڑے
روٹی کے رکھدیے اور آپ وہان سے اُسی کی صورت بنکے روانہ ہوا اور سیدھا بارگاہ مین
آیا تھا ہر چند کہ رات زیادہ ہو گئی تھی مگر ابھی دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ عمرو نے آکر یہان اپنے تئین پہنچایا
یہ وزیر اعظم تھا ہر کیونکہ بختیارک بنا ہوا ہے پس اسنے سب شراب مین بیہوشی ملادی اور
ساقیون سے حکم دیا کہ یہی شراب سب انجمن کو پلاؤ ساقیون نے لاکر سب کو وہ شراب
پلائی اور بختیارک نے تمام خدمتگار چوبدار فراش سب کو حکم دیا کہ باہر چلے جاؤ
وہ سب باہر چلے گئے اور یہان بارگاہ مین بیہوشی نے اثر کیا ہر ایک جوتی بیزار
لڑنے لگا کسی نے کسی کی مونچھ پکڑ کر مروڑ لی اُسنے کہا کہ ارے میان یہ کیا تو اُسنے کہا
کہ تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہے ایک نے کہا کہ دیکھو بھائی دریا مین ہاتھ مارتا ہوا آتا ہون
مگر شناور ہون تیر کر نکل جاؤنگا یہ کہکر ناک پکڑ کے جو غوطہ مارا تو غرق دریاے
لعنت ہوا اسی طرح سے سب اہل محفل بیہوش ہو گئے عمرو نے سب کے
کپڑے اُتارے اور میز کرسی دنگل فرش شیشہ آلات جو کچھ وہان تھا سب لوٹ کر نذر زنبیل
کیا پھر لقا کی داڑھی مونڈی مگر اسمین دو بال رہنے دیے ایک بال مین رقعہ لکھکر باندھ دیا کہ

این کار خواجہ عمرو اور ایک بال مین گھنگرو باندھ دیے اور پھر اسکے بھی کپڑے اُتار لیے اور
ڈھولون کو تانت سے باندھکر ستون مین باندھ دیا جوتیون کا ہار گلے مین پہنا دیا اور جتنے ساحر
اور سردار وہان تھے سب کو قنات سے باندھی لگا کر بٹھا دیا اور یہ شعر لکھکر اُنکے ماتھے پر لگا دیا شعر

لڈو مین نہ پیڑون مین نہ لڈون مین مزا ہے | جو مزہ دمڑی کے پھلون مین مزا ہے

اور لقا کے ہاتھ مین ڈگڈگی دے دی اور پھر آپ وہان سے آکر ملکہ سرو سیمتن کے
پاس سو رہا یہانتک کہ جب بیضۂ زرین آفتاب مشرق سے نکلا اور شب تاریک نے ملک
عدم کا رستہ لیا اشعار

فروغ صبح کے سامان دیکھے | کہ شب رخصت ہوئی اور صبح چمکی
کواکب چند دم مہمان دیکھے | نظر آنے لگی تصویر شبنم کی

صبح کو صبا جیتر زبان سے
رخصت ہو کر سرو سیمتن سے اور سردارون سے بھی مرخص ہوا عمرو نے بادشاہ کوکب
روشن ضمیر کا تعویذ اپنے دانتون کے نیچے دبا یا تھا جب آکر عمرو کو اٹھا لیگیا اور یہان صبح کو کاہش
اور ہیزم فروش جو صحرا مین آئے تو بختیارک کو انھون نے دفن دیکھا خوف کھا کر زمین پر
لکڑیان مارنے لگے اور ہش ہش کرتے تھے بختیارک نے غل مچایا کہ واسطہ خداوند لقا کا مجھکو
زمین سے نکالو آخر انھون نے اُسکو کھود کر زمین سے نکالا اور اپنے پاس سے ایک چادر دیا
کہ یہ اُسکو باندھکر بارگاہ لقا مین آیا تو یہان اور ہی سامان دیکھا کہ لقا اور سردار برہنہ
پڑے ہین ڈاڑھیان سب کی مُنڈی ہین بختیارک نے سبکو ہوشیار کیا لقا جو ہوشیار ہوا
کمال ہی شرمسار ہوا آخر چارہ ہی کیا تھا اُسنے اور خلعت پرزر منگا کے پہنا اور سب
سردارون نے اُسکے کپڑے پہنے اور ڈھاٹے باندھ باندھکر بارگاہ مین آکے لقا نے کہا کہ اے
قدرت مین نے عمرو اپنے بندے کو ویسی ہی طاقت دی ہے سب نے کہا یا خداوند بجا اور
درست ہے غرض یہ بے عزت تھے سب مصروف عیش و نشاط ہوئے اور وہان پنجہ
عمرو کو کوکب کے پاس لے گیا اور افراسیاب جادو نے سرشار راز در سوار
اور صیحواز ماہی گیر کو واسطے گرفتاری ملکہ مہرخ سحر چشم روانہ کیا یہ دونون دریاے
خون روان کو اُتر کر لشکر مہرخ مین آئے بارگاہ نصب کرائی اور اُترے کئی روز تک
آرام پذیر رہے آخر ایک دن جب سیاہی پھیلی اور شب سے جہان روشن کالا ہوا اور

آفتاب عالمتاب منزل گزار مغرب بنا اشعار

پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر | صفین اسنے جمائین آسمان پر | دکھائی شام نے صورت پھر آکر
کھاگئی کی روش مارے فلک پر | سر شام سرشار و میخوار نے نظر سحر کو بجایا یہ خبر ملکہ مہرخ نے

سنی تو اسنے بھی طبل جنگی اپنے یہان بجوایا دونون طرف تیاریان ہونے لگین منترون کی جاپ ہونے لگا یہان جڑھنے لگین گوگل دھوپ دیپ چندن صندل لونگ کافور ارماش رائی نبونے لگین کیلین دونے مروے کے پتے آک دھتورے کے پھل برنجی تھالیون مین ساحرون نے جمع کیے ڈھول بجنے لگے بڑھنت پڑھی جانے لگی ہوا شجاعت کی ہوا سے جنگ خاطر بہادران بن بڑھانے لگی گل بوستان شجاعت کے کھلنے لگے کتے تھے نہرون کی طرح سے خون دشمن کا بہانکلنگے فوارے خون کے چھوٹینگے آفت کا مینہ برسا ینگے چار پہر رات یہی غوغا اور ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ ساحر سحر نے آفتاب کے گیند کو مشرق کے جھولے سے نکالا اور ساحر شب نے رخ اپنا جانب عدم کیا اشعار

کہ طاؤس سحر نے وا کیے پر | گذشت گذری ہوا عالم منور | سحر ہر شب کی ہو آخر نمایان
ہوا خورشید تابان نور افشان | سپیدہ دم ملکہ مہرخ ذیشان تخت سحر پر سوار ہو کر مع فلک جہاں

دشکین و طاؤس و نافرمان جانب جنگاہ چلی ابر سحر سب کے سر پر سایہ کیے ہوئے تھے آہین بر تین چمکتی تھین اژدہے پھنکارتے تھے ہوا سحر کی چلتی تھی بیرغل مچاتے تھے اشعار

سراسر سحر کے سامان وہان تھے
رخ دنیا ہوا آندھی سے کالا
نقیبون نے دیا پھر وان پہ کڑکا
بڑھے دونون طرف سے صاحب زور
زمین کانپی بشکل قلب بیتاب
سنبھل جاؤ یہی ہے وقت پیکار
زبان نیزون کی آئین تیریون پر
مٹی مغرور دل کی خود پسندی

طلسمی سب زمین و آسمان تھے
اٹھے باہم برابر گرد لشکر
کہ منھ کی کھائیگا جو دل جو دھڑکا
چمک شمشیر کی پہونچی فلک پر
ارادہ تھا بہے خون مثل گرداب
کھلے جوہر جیسے شمشیرون کے ہاتھ
جھکے سر مرضی خالق مین یکسر
جھکے رفتار سے پا ایک جا پر

اندھیرا تھا کبھی گاہے اجالا
بجے میدان مین مردان دلاور
صدائے طبل جنگی کا ہوا شور
لبون پر آگئے دلہائے مضطر
پکارے سب کہ ہان یار و خبردار
چمکتی تھین بندھا ہر غول کا ساتھ
ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی
نظر پڑنے لگی فضل خدا پر

جو نہی افزایش جرأت سے بیتاب
ارادہ بڑھے گئے دست جبل سے
کہ ای خالق زبان آبرو سے
مبارکباد دی خواب عدم کی
ہوئی گر کر وہ پوشیدہ زمین مین
ہوئے نعرے کہ بس ہر فضل معبود

ہوئے رخسار رنگ آتشین تاب
سینہ پھر گئین سینہ ابھار سے
نہین پروا مدد کرنے کو تو ہے
گر اک دم اسکی جان آئی لبون پر
پڑا بل نوجوانون کی جبین مین

لبون پر آیا کف غیظ اجل سے
سر درون سے خود دیہ کمر اتار دے
یکایک اک طرف سے برق چمکی
ہوا سوار لشکر سخت مضطر
دلون نے دی صدا کہ آلود

بجلیان سحر کی گرا کر جھاڑی جھنڈی میدان کی سب کٹوا ڈالی بست

بلند زمین ہوا ہوئی صفین جم گئین نقیب کڑکا اُنکی ہٹ سے گئے اُسوقت میخوار اپنا اژدر مار اُڑا کر تاف میدان مین آیا اور پکارا کہ ای مہرخ بھیج کسیکو ہمارے مقابلہ مین یہ نعرہ کر ہی رہا تھا کہ وہان کوکب روشن ضمیر نے گرداب جادو کو حکم دیا کہ تو جا سرشار اژدر سوار میخوار ماہی گیر سے مقابلہ کر اُسوقت عمرو نے کہا کہ ای کوکب مین بھی جاؤنگا کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہے غرض گرداب کے ساتھ یہ بھی وہان سے روانہ ہوئے اور یہ تو صحرا مین ٹھہر گئے جھولی زنبیل سے نکال کر انھون نے ڈالی اور آپ فقیر کی صورت بن کے بیٹھے سامنے آپ نے آگ سلگائی اور دو زمین چلمین گانجا پینے کی ٹھیک کر کے اوندھا دین آگ پر سوختی ڈالنے لگے کہ دھوان اُسکا بلند ہوا اور گرداب جادو مقابل میخوار آیا سب نے دیکھا کہ ایک برق چمکی اور ایک ساحر اُن مین سے نکل کر زمین پر اُترا اور اُسنے آکر ایک دو ہتڑ مارا کہ ایک چشمہ پیدا ہوا اور اُسمین ایک ناؤ تیرنے لگی وہ ساحر اس ناؤ پر جا بیٹھا اور اُس چشمہ کا پانی بڑھنے لگا اُسوقت میخوار نے ایک سحر ایسا پڑھا کہ وہ چشمہ خشک ہو گیا گرداب زمین پر گر کر لوٹا اور گولا فولاد کا بنکے میخوار کے اوپر چلا میخوار جلد فولاد کا پہاڑ بن گیا وہ گولا اس پہاڑ سے ٹکرا کے الگ گرا اور انسان ہو گیا اُسوقت سرشار نے ایک نارنج سحر پڑھکر گرداب کی چھاتی پر مارا کہ وہ اُسکے سینے کے پار نکل گیا گرداب جادو مارا گیا اب سرشار جادو نے وہ سحر کیا کہ تمام ساحر مہرخ کے بے حس و حرکت ہو گئے جیسے اُنکے دست و پا مین دم بھی نہ تھا بس سرشار جادو مہرخ و بہار و شکیل اور طاؤس وغیرہ کو گرفتار کر کے ارابے پر بٹھا کر جانب افراسیاب لیکر روانہ ہوا اور قضا سے ایک جادوگر یہان سے

بھاگ کر خدمت کوکب میں گیا اور اُسسے کہا کہ گرداب مارا گیا اور مہرخ اور بہار وغیرہ کل
سرداروں کو سرشار و میخوار گرفتار کیے ہوے جانب افراسیاب جاتے ہیں کوکب یہ سنکر
فکر میں کسی ساحر کے بھیجنے کے ہوا اور میان سرشار اژدر سوار اور میخوار ماہی گیر مہرخ
وغیرہ کو لیکر چار کوس پر پہونچے تھے کہ قضاے گردگین برق فرنگی جاتا تھا ان سبھوں کی قید
جاتے دیکھکر اپنی صورت ساحر کی ایسی بنائی ہاتھوں میں لوہے کا کڑا ڈالا اور جٹا میں خاکستری
لگین کنڈل کانوں میں ڈالے دھرتی تیغیری باندھی سینہ پر تصویر جمشید کی بنائی ماتھے پر شبیہ
سورج کی کھینچی پھر وہاں سے سامنے سرشار کے آیا اور دو سیب لیکر سرشار و میخوار
کو دیے اور کہا افراسیاب نے تمھارے سحر کی بہت تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ کیا خوب
لڑائی تمنے فتح کی اسواسطے یہ آتش خاص تمکو بھیجا ان دونوں جادوگروں نے سیب لے لیے
لیکن اپنا سحر جو یاد کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کوئی عیار ہے دہین سرشار نے کہا کہ ای زمین پکڑ
برق فرنگی کے پانون زمین نے پکڑ لیے بعد اسکے پوچھا کہ سچ بتا تو کون ہے اُسنے کہا کہ میں
برق فرنگی ہوں غلام عمرو کا میں تجھے مار چکا تھا مگر تو بچ گیا سرشار نے برق کو بھی پکڑ کر ساتھ
اپنے لیا اور جب قریب دریاے خون روان کے دونوں ساحر مع اپنے قیدیوں کے پہونچے تو
دیکھا کہ ایک ٹیکرے پر مندھی کسی فقیر کی ہے سرشار نے میخوار سے پوچھا کہ یہ کس کی مندھی ہے
میخوار ہنسا اور کہا کہ ای بھائی تمنے نہیں پہچانا یہ عمرو عیار ہے کے یہاں گھات میں بیٹھا ہے
یہ بات سُنکے برق فرنگی کا تو دم نکل گیا اور بہت افسوس کرنے لگا اور چاہتا تھا کہ عمرو کو پکار کر
خبردار کردے لیکن اُسنے دیکھا کہ میری زبان بند ہوگئی ہے پس وہ دونوں مادر قحبہ جادوگر اُسی
ٹیکرے پر جہان کہ عمرو بیٹھا تھا گئے عمرو لکڑیاں سلگا رہا تھا اور بیہوشی جلا رہا تھا مرگ چھالے
پر بیٹھا تھا کہ یہ دونوں جادوگر مصلحت کرکے سامنے آئے اور ارادہ کیا کہ عمرو کو دوڑ کر پکڑ لیں
خوب سانس مارتے ہوے سے چلیں مگر اُنکی ناک میں دھواں بیہوشی کا گیا تو دونوں کو چھینک
آئی اور بیہوش ہوکر زمین پر گرے عمرو نے نعرہ کیا کہ منم عیاران عیار اور دونوں کا
سر خنجر سے کاٹ ڈالا اور مہرخ اور شکیل اور بہار وغیرہ کو قید سے چھوڑا یا برق فرنگی
آکر پانون پر گرا اتفاقاً باغبان قدرت وزیر افراسیاب کا کہ مدت سے

عمرو کی فکر میں تھا وہ یہاں آگیا بڑبڑا کر سرشار کی لاش پر دو دانے ماش کے پڑھکر مارے تو لاشہ سرشار کا طاؤس بن گیا اور جب تک عمرو سنبھلے سنبھلے وہ طاؤس عمرو کو منھ میں دبا کے آسمان کی طرف روانہ ہو گیا مہرخ وغیرہ سب کچھ نہ کر سکے اور ناچار گریبان پھاڑ کر روتے پیٹتے اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن کوہ رخشان سے جو ملکہ بران شمشیر زن پھر کر آئی تھی تو اسنے اس خبر کو سنا کہ عمرو نے سرشار اور میخوار کو مارا مگر باغبان قدرت نے سرشار کی لاش کو طاؤس بنا دیا وہ طاؤس عمرو کو پکڑ کر جانب افراسیاب لے گیا بس اتنا سنکے ملکہ بران شمشیر زن نے ملکہ عمران کو قسم دے کر آپ افراسیاب کے مکان کی طرف روانہ ہوئی پیچھے پیچھے اس کے مجلس آرا جادو اپنی ماں سے چھپکے چلی مگر وہ طاؤس مع باغبان قدرت باغ سیب میں کہ جہاں افراسیاب آئینہ میں تھا اور رابرق و سرمایہ وغیرہ سب حاضر دربار تھے کہ طاؤس نے عمرو کو لاکر سامنے ڈال دیا اسوقت افراسیاب نے کہا کہ عمرو سچ بتا اب تو کہاں جائے گا عمرو نے کہا اللہ مسبب الاسباب ہے کہ شعر

| | بوقت بیکسی اللہ یار است | | سر دشمن بزیر ذوالفقار است | |
|---|---|---|---|---|

یہ سنکر افراسیاب نے ایک ساحر شیرین جادو نام سے کہا کہ صرصر شمشیر زن کو لشکر حیرت سے جاکر بلا لا شیرین جادو لشکر حیرت میں آیا اور صرصر کو ڈھونڈھا نہ پایا تلاش کرتا ہوا سمت صحرا روانہ ہوا یہاں دیکھا تو ایک پہاڑ کے درے میں صرصر شمشیر زن بیٹھی ہے مگر بدحواس ہے شیرین جادو سامنے آیا کہا اے شمشیر زن تمکو حضور نے یاد کیا ہے صرصر نے کہا اسوقت مجھے نہ لے چلو اسنے نہ مانا اور صرصر کو افراسیاب کے سامنے لایا صرصر نے جو دیکھا تو عمرو گرفتار بیٹھا ہے آخر افراسیاب نے ایک جادوگر سے کہا کہ تو عمرو کو اپنے پاس رات بھر کے لیے رہنے دے اسنے انکار کیا اور کسی نے اقرار نہ کیا یہی جواب دیا کہ حضور یہ تو عیار بلائے بے درمان آفت روزگار ہے باغبان قدرت نے بھی سر جھکا لیا مگر صرصر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ لونڈی کو دیجیے میں اپنی قید میں عمرو کو رکھونگی افراسیاب نے کہا کہ لے جا صرصر نے عمرو کو بیہوش کیا اور سمت صحرا روانہ ہوئی

اور ایک درے کوہ میں لا کر عمرو کا پشتارا رکھ دیا اور نزلہ رفع بیہوشی عمرو کو دیکر ہوشیار کیا عمرو نے
پوچھا کہ تو کون ہے یہ پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں غلام نمک پروردہ ترنیم مہتر برق عمرو نے
گلے سے لگایا اور کہا اے فرزند واہ واہ کیا عیاری کی ہے سبحان اللہ غرضکہ عمرو اور برق فرنگی دونوں
روانہ ہوئے مگر الگ الگ قضائے کار عمرو کو راہ میں ایک ساحر ملا اور پکارا کہ باش باش کہاں
جائیگا جب ساحر قریب آکر بایاں ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا عمرو نے دہنے ہاتھ سے خنجر مارا کہ سر دھڑ کے
اوپر سے اڑ گیا آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام میں مضراں جادو ہوا اور عمرو بھاگا اور جاتے جاتے
ایک درے پہاڑ میں بیٹھا کہ ذرا دم لیکر پھر جاؤں کہ یکایک وہاں کی زمین شق ہوئی اور زمین سے
ایک جادوگر نے نکل کر عمرو کو پکڑا اور ایک جھٹکا مارا کہ عمرو منہ کے بل آ رہا جس جادوگر
نے چاہا کہ عمرو کا سر کاٹ لے کر اوپر سے کسی نے حلقہ کمند گلے مارے کہ وہ جادوگر چاروں شانے
چت الٹ گرا اور برق فرنگی نے نعرہ کرکے ایک خنجر ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا آواز دارو گیر کی
بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام میں فاش جادو ہوا اب عمرو کو پھر ہوش آیا اور برق کو بہت سا پیار
کیا اور دونوں باتفاق سمت دریائے خون رواں روانہ ہوئے یہاں افراسیاب کو سب
خبر تفصیل وار پہونچی کہ کل رات کو صرصر شمشیر زن کی صورت بنکر برق فرنگی عمرو کا شاگرد عمرو کو
چھڑا لے گیا پس اس نے دو جادوگر روانہ کئے کہ جہاں کہیں عمرو اور برق فرنگی ہاتھ آئے
پکڑ لاؤ عمرو اور برق چلے جاتے تھے انکے پیچھے پڑ گئے اور باندھ کر سیب میں افراسیاب کے
لائے افراسیاب نے حکم دیا کہ ابھی دونوں کو باہر باغ کے لیجا کر گردن مارو اس وقت
تو تمام ساحران غدار کا مجمع ہوا باغ میں ہر ایک کلی لہو رونے لگی ہر ایک نخل ماتم بنا گلوں نے اپنے
گریبان چاک کیے نہروں کے فوارے روتے تھے سوسن کا لباس کبود ہوا صرصر قہر چلنے لگی مسدس

صرصر جادو ہے اس باغ میں کیسا چلتی ہے
آتش گل سے گلستان کی ہوا جلتی ہے
شاخ میووں کے عوض آبلے پھلتی ہے
برق آفت سر اشجار سے کب ٹلتی ہے
داغ سینے کے ہیں جو پھولوں کی نیتاروں میں
زخمیوں کی ہیں یہ نہریں اور خون کے فوارے ہیں
پھول کہتے ہیں کہ باغ زرد ہے اس باغ میں آہ
دل میں لالہ خود رنگ ہے وحشت ہے گراہ
زلف سنبل جسے کہتے ہیں وہ ہے بخت سیاہ
ہے وہ اس داغ میں سوزش کہ عیاذاً باللہ

| شعلۂ شمع جرأت سے بھی لال ہے | لالہ کہیے نہ اسے آگ کا پرکالہ ہے |
| --- | --- |

جلادون نے چبوترہ نحسّت کا بنایا بوریا فلاکت کا بچھایا عمرو کو اسپر بٹھایا آنکھون مین چاہا کہ پٹی
باندھین عمرو نے ایک ہاتھ الٹا مارا اور کہا کہ کیا بہادرون کو مرنے سے ڈراتا ہی جلاد اپنے کام مین
مصروف ہو جلاد نے پوچھا کہ ای گنہگار تیرا جو کچھ جی چاہتا ہو وہ کھاے پیے کہ اب تھوڑے ہی عرصہ
مین پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا چاہتا ہی اور سررشتۂ حیات منقطع جو کچھ نصیحت اور وصیت کرنا ہو وہ کرلے
کہ مین تیغہ آبدار رکھتا ہون اور بازوے پرقوت ایک ہی ہاتھ مین سررشتہ حیات قطع ہوگا
عمرو بولا کھانے کو لخت دل اور پینے کو خون جگر ہمنے بہت کھایا پیا ہی اور وصیت ہماری
یہی کہ کوئی حمزہ سے جا کہے کہ غلام تیرا افراسیاب کافر کے حکم سے طلسم ہوشربا مین مارا گیا
آپ عوض ہمارے خون کا ضرور لیجیے گا جلاد نے کہا یہ نصیحت تیری کوئی نہین سنے گا یہ کہکر منتظر حکم
گردن زدنی ہوا اور عمرو نے رجوع قلب سے مولا علی رضی اللہ عنہ کو پکارا کبت

سگر و سنسار پکارت ہی جبرئیل کو آنتر تو ہی سے کھالیو
تین سی برس نبی جی کے آگے ناہر سے سلمان کو چھڑا لیو
بھیر پڑی جب کھیبر پر تب عنتر مار کے تین چلا لیو
مین متی گردن سنگ آ کہ میری بار کو کیون بیر لگا لیو

دعا اسکی مستجاب ہوئی اور یکایک ایک ابر آسمان کی طرف نمایان اور ہوا سرد چلی اور چند
بوندین پانی کی پڑین اور ایک آواز مہیب رعد آسا آئی اور اولا پڑنے لگا وہ اولا جس کے سر پر
پڑا پار نکل گیا غل و شور چارطرف برپا ہوا گویا وہ ابر گولیان مارنے لگا از غیبی مار ان کافرون پر
پڑنے لگی زمانہ نے سرد مہری دکھائی اب اولے کی سلین کی سلین برف کی پڑنے لگین بڑے
بڑے پتھر فلک سنگ دل نے برسادیے پتھر پڑین ان کافرون پر کہ جو عمرو کو قتل کرتے تھے تماشائین
اور جلاد اور ساحران غدار جو جو کہ وہان موجود تھے وہ سب سر پر پاؤن رکھ کر بھاگے تلاطم پڑگیا
ہر طرف بھگدڑ پڑگئی یہی صدائین آتی تھین کہ یا سامری بچانا یا جمشید بچانا مگر اسپر بھی
ہزارون ساحر مارا گیا لاشین ہر سمت پڑی تھین جلاد تیغ پھینک پھینک کر بھاگے اب
جو دیکھا تو ایک چاند پیدا ہوا جسکے سبب سے اس بدلی مین کوسون تک روشنی ہوگئی

درختون ساحر دو دو ٹکڑے تماشہ دیکھ رہے ہین کہ وہ چاند دو ٹکڑے ہوا اور زمین کی طرف جھکا ایک ٹکڑا تو جلادون پر گرا کہ انکو اسنے جلا کر خاک کردیا اور دوسرے ٹکڑے مین دو پنجے پیدا ہوے کہ اُن پنجون نے عمرو اور برق فرنگی کو لیا اور سمت فلک جا کر غائب ہو گئے اب جو دیکھا ساحرون نے کہ بدستور پر رنائی کا ایسا چاند بنکر ایک طرف کو وہ روانہ ہوا اُسوقت باغبان قدرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران دیکھیے عمرو کو دختر کوکب سیے جاتی ہی بس افراسیاب نے ایک بیضہ مرغ کا لیکر دو ٹکڑے کیے اور سمت آسمان اسکو پھینکا وہ دونون ٹکڑے برابر اُس چاند سے جا کر ملگئے اور وہ چاند اس بیضے مین بند ہوگیا اور یہ کیفیت ہوئی کہ جیسے چاند کو گہن لگجاتا ہی اس طرح سے وہ بیضہ برج بنکر غائب ہو گئے افراسیاب ذرہ ہوا اپر اس چاند کو قید کیا ساحرون نے یہ ماجرا تمام کوکب روشنضمیر سے جا کر بیان کیا کیونکہ بران کے پیچھے ساحر بھی آئے تھے غرض جب اُنھون نے کوکب روشنضمیر سے اس ماجرے کو بیان کیا پس کوکب نے ایک ساحر مدہوش بر گبر کو ایلچی کر کے افراسیاب کو نامہ تحریر کیا نامہ

جھکا سر ای قلم حمد خدا ہین
کہ ہو قبضے مین جسکے جان آفاق
وہی ہی حاکم ارواح و اجسام
کہ جس نے دین کی دولت عطا کی
وہی ہین بادشاہ دین و ایمان
انھین سے دین کیا سب مین ہویدا
ملک تو خسرو شیرین زبانی
شہ والا گہر سلطان سخن سنج
نہال گلشن اقبال باری
درفشان ابر دریا بار رحمت
تمھین لکھتا ہون یہ نامہ مین ای شاہ
مناسب ہی کہ وہ پاوے رہائی

کہ ہو ایجاب عرض مدعا مین
وہ ہی معبود یکتا دو جہان کا
وہی ہی باعث آغاز و انجام
وہ ہین محبوب حق حق انکا محبوب
انھین کا ہی روان عالم مین فرمان
ہی بعد از حمد و نعت ای شاہ اعظم
عیان فرماے اسرار نہانی
معین بیکسان و دردمندان
بہار بوستان شہریاری
عدو غمگین محب شاد و بادا
ہی لازم دوستی کی سیکھنا راہ
تمھین انسب ہی خلعت دیکے اسکو

وہ مالک ہی مرا خلقت کا خلاق
وہ ہی خالق زمین و آسمان کا
لکھون تعریف پھر مین مصطفے کی
جنھون نے رہبری دنیا کی خوب
انھین کے نور سے عالم ہی پیدا
تو ہی سب ساحرون مین ہی مکرم
شگفتہ رو شاہنشاہ بے رنج
شہنشاہ زمان سلطان ذیشان
درخشان اختر اوج سعادت
ہمیشہ ملک اور آباد بادا
کیا ہی قید جو دختر کو میری
ہماری سمت کو فی الفور بھیجو

تمھاری مخبری ہی اسکی خطا کو ملا
برائے جنگ ہین موجود افسر
ملنگی خاک مین افراسیابی
وہ بھنے کر دیا بس تمکو آگاہ
بنے گا تمکو زمانے مین تمھارا

عنایت کرکے لازم ہی کہ بخشو ملا
وہ سب دم بھر مین جملہ ساحرونکو
نہ لاؤ ملک پر اپنے خرابی
زیادہ بس کہ آگے کیا لکھین ہم
فلک پر اوج کا چمکے ستارا

وگرنہ ہی یہان تیار لشکر
کرینگے قتل افسر یاد رکھو
ہمارا کام سمجھانا تمھارا ای شاہ
رہے آباد تیرا ملک دائم
یہ نامہ عتاب شامہ لکھکر مدہوش

ببرگیر کو دیا کہ وہ لیکر اس صورت سے چلا کہ بارہ ہزار ساحر سامری و جمشید کا ماننے والا طائران سحر پر سوار ہوا اُن طائرون پر زین پُرزر ڈالے اور ساحرون نے بھی لباس پُرتکلّف دربر کیا تاج ترنج اُچھالتے جی سامری کی بولتے روانہ ہوئے مدہوش نے نامہ کو سر سے باندھلیا اور ہنس آتش بار کو اُڑایا بڑے کر وفر سے یہ تو روانہ ہوا کہ اسکے جاہ و حشم کو دیکھکر چرخ فتنہ گر بھی رشک کھاتا تھا اور یہ نامہ لیے چلا جاتا تھا مگر یہان لشکر مہرخ مین بھی آکر ایک ساحر نے کوکب کے یہان سے بیان کیا کہ مدہوش ببرگیر نامہ لیکر روانہ ہوا ہی اتفاق سی مہتر قران اُسوقت بارگاہ مین موجود تھے انھون نے اس ماجرے کو سنکر فرمایا کہ ای ملکہ مہرخ ہمکو بھی بارہ ہزار ساحر دو کہ ہم پہلے مدہوش کے آنے سے انکی ایسی صورت بنکر شاہ جادوان کے پاس جائین مہرخ نے کہا کہ بھیا قران تمکو کس نے منع کیا ہی ہم سب تمھارے تابعدار ہین قران نے اُسوقت بارہ ہزار ساحران نامی کو حکم دیا کہ تم سب صورتین اپنی بزور سحر مثل ساحران ملازم کوکب کے بناؤ وہ سب اُسی طرح بن کے تیار ہوئے گلون مین سب نے جھولیان اسباب سحر کے رکھنے کی بادنگار ڈالین دھوتیان کمر زر باندھین بالون کے جوڑے باندھے ترسول و پنسول کاندھے پر رکھے اور طاؤس و عقاب و ہنس پر سوار ہوئے اور قران مدہوش ببرگیر کی ایسی صورت بنا اسکو ملکہ مہرخ نے زبان سے بیان کرکے تصویر مدہوش ببرگیر کی کھینچدی غرضکہ جب یہ اُسی صورت پر بنکر تیار ہوا مہرخ نے کہا کہ بھیا سبحان اللہ کیا کہنا واقعی مدہوش ایسی ہی صورت رکھتا ہی بس قران ایک تخت پر سوار ہوا گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے مگر اپنے لشکر سے نکل کر سب نے گھنٹے بجائے اور تخت کو قران کے ساحر اڑاتے ہوئے کنارے دریائے خون روان کے لائے ادھر افراسیاب بے ایمان نے سنا کہ ایک ایلچی ملکہ کوکب روشن ضمیر نے بھیجا ہی وہ

آتا ہی بادشاہ سنے یہ خبر سُنکر باغبان قدرت کو بہر استقبال بھیجا باغبان کچھ ساحر ہمراہ لیکر آیا اور
اُنے آکر قران کو اس پار دریاے خون رواں کے آتارا اور ملاقات کی بغلگیر ہوا اور باغبان
نے کہا کہ ای مدہوش دیکھو تو کیا کہ کیا لڑائی پڑی ہی مدہوش نے جواب دیا کہ بھائی یہ آپس کی لڑائی ہی
یہ دونوں باہم ایک ہین ان سے لڑائی کا بکھیڑا کیسا اس طرح کی باتیں کرتے ہوے دونوں باغ
سیب مین آکر داخل ہوے مدہوش نے افراسیاب کی تصویر جو آئینہ مین تھی اُسکو سلام
کیا اور رنند روی کرسی بیٹھنے کو ملی اُسی آئینہ کے برابر جسمین تصویر افراسیاب کی تھی کرسی بچھا کر
جلوس کیا اب ایلچی نے کہا کہ کوکب نے کہا ہی کہ ہم تم ایک ہین اگر تمکو عمرو کا مارنا منظور تھا تو آتشین
بھی حکمت تھی ہر کام کیلیے ایک سلیقہ چاہیے عیب بھی کرنے کو ای شہنشاہ ہنر چاہیے اب آپ
بران کو بلوائیے افراسیاب نے کہا اچھا سمجھا جائیگا لیکن حکم دیا کہ ایلچی کے سیے عطردان
چنگیر جوڑے آئے اور حکم دیا کہ ناچ شروع ہو شراب کا پیالہ گردش مین آیا یہ تو مہمان
بیٹھا ہی مگر مجلس آرا جادو جو روانہ ہوئی تھی تو دریاے خون رواں پر آئی اور دریاں بارہ کوس کا
پاٹ ہی یہ تیرہ کوس بلند ہو کر پار اُتری وہاں پانچ سو جادوگر چوکی پر تھے مجلس آرا کو
دیکھکر دوڑے مجلس آرا ابھی بلا کی جادوگرنی ہی اُسنے اپنے گلے سے موتیوں کا مالا توڑ کر اُن بے
آبروؤں پر دانے اُسکے مارے جسپر وہ دانہ پڑا سینہ اُسکا وہ دانہ توڑ گیا غل و شور پیدا ہوا جادوگر
بھاگنے لگے آوازین عجیب آنے لگین غرض سب ساحروں کی جان اُس نے لی یہ خبر بھی
افراسیاب کو پہنچی افراسیاب نے مدہوش ایلچی کی طرف دیکھکر کہا کہ کیوں صاحب تمنے
دیکھا یہ حالت ہی بس یہ کہکر سحر کیا اور گرزا اپنے ہاتھ کا آسمان کی طرف پھینکا کہ وہ طوق بنکر مجلس آرا
جادو کے گلے مین جا پڑا اور مجلس آرا کو گرفتار کرکے سامنے افراسیاب کے
لے آیا ناچار مجلس آرا چپ لیکن ایلچی نے برابر اپنی کرسی پر بٹھلایا کہ افراسیاب نے بموجب
عرض ایلچی کے پھر سحر آسمان کی طرف کیا کہ وہ بھی دو ٹکڑے ہوا اور ملکہ بران شمشیر زن
کو مع عمرو اور برق فرنگی کے سامنے افراسیاب کے لے آیا یہ بھی آکر جب بیٹھی اب
مدہوش بربگیر نے بران کو سلام کیا اور کہا جو آپ کے بابا جان نے کہا ہی وہ ہی کیجیے
بران نے کہا میرے باپ نے تو یہ کہا ہی کہ تم افراسیاب سے مقابلہ کرنا مدہوش نے کہا کہ یہ

کبھی نہ ہوگا تم اپنی طبیعت سے کہتی ہو بران نے کہ تم چلو مین تمھین دریافت کرا دون مدہوش نے
کہا کہ اچھا اب تم افراسیاب جادو کو تسلیم کرو ان سے اپنی خطا کو معاف کراؤ بران نے
کہا کہ یہ مجھ سے کبھی نہو گا اسوقت مدہوش نے کہ اے شاہ جادوان آپ اپنی عنایت پر نظر کیجیے اور
ان صاحبزادی کو اور عمرو کو مہ برق سے رہا کر دیجیے افراسیاب نے ایلچی کی خاطر سے مجلس
اور بران اور عمرو اور برق کو چھوڑ دیا اب مدہوش نے عطر بیہوشی کا لاؤ عرض کیا کہ اے
شہنشاہ حضور کے دیکھنے کی اور زیارت کرنے کی غلام کو نہایت آرزو ہے آپ بھی آئینہ سے
نکلکر تخت پر بیٹھیے افراسیاب بپاس خاطر ایلچی تخت پر بیٹھا ایلچی نے افراسیاب و باغبان قدرت و صنعت
سحر ساز اور جو حاضر دربار تھے سنگھے عطر بیہوشی ملا سب تڑاق پڑاق چھینکین مارکر بیہوش ہو گئے اور گر پڑے
اُسوقت مہتر قران نے عمرو سے عرض کیا کہ خانہ زاد مہتر قران ہے عمرو نے اُسکو گلے سے لگایا
اور کہا کہ ذرا مجھے دو چار پیسے کما لینے دے کچھ تیرا اسمین نقصان نہین بلکہ تو بھی شریک ہو جا لیکن
خبردار کسی کپڑے مین دھبہ نہ لگنے پائے کیونکہ مین دھلائی کہان سے لاؤنگا اب انھون نے
جال الیاسی مارکر اور کچھ قیدیون کو زنبیل سے نکالکر سب مال و اسباب وہان کا لوٹا اور داخل
زنبیل کیا جب سب لوٹ چکے تو چاہا کہ افراسیاب کا سر کاٹ لین اُسوقت زمین وہان کی شق
ہوئی اور دو ساحر زمین سے پیدا ہوئے انھون نے نعرہ کیا کہ منم مہران جادو دوسرے نے
نعرہ کیا کہ منم قہرمان جادو قہرمان تو افراسیاب کو پکڑ کر فلک کی طرف روانہ ہوا اور مہران
نے ارادہ کیا کہ ملکہ بران شمشیر زن کا سر کاٹ دون اُسوقت بران ہوش مین آچکی تھی اُس نے
ایک ناریل چوٹی دار مارا کہ مہران کے سینہ کو توڑ گیا اور وہ داخل جہنم ہوا بس ملکہ بران شمشیر زن
سب قیدیون کو اپنے ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ روانہ ہوئی مگر راہ مین حیران تھی کہ اُس پار دریاے
خون رواں کے کیونکر جاؤن اُسوقت مجلس آرا جادو ایک اژدر کی شکل بنکر اُس دریا پر گری
اور پل بنگئی کہ سب دریا کے اُس پار اُتر گئے مجلس جادو نے بھی چاہا کہ مین بھی نکل جاؤن
مگر وہان ایک ساحر کہ نام اُسکا نہنگ جادو تھا وہ دریا سے نکلا اور مجلس جادو کو نہنگ بنکر
نگل گیا مجلس جادو نے آہ کی اور بہت تڑپی مگر چھوٹ نہ سکی اُسوقت بران شمشیر زن نے
پلٹ کے چاہا کہ مین اسکو مار ڈالون لیکن عمرو نے منع کیا کہ تم طرح دو ملکہ بران شمشیر زن نے

نہ مانا اور راضی مرد وارید جو کھینچکر مارا تو زنگ کے سینے کو توڑ گیا مجلس آرا اُسکے شکم سے نکل کر بران کے پاس آئی اس بار بوریا کے مہرخ سحر چشم اور بہار اور شکیل وغیرہ بہم استقبال بران کو آئے تھے سبھون نے بران شمشیر زن کی بلائین لین اور تخت الماس پر بٹھا کر لیچلے ڈنکے بجنے لگے ابر کے سر پر سایہ فگن ہوئے جانوران سحر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ سب داخل بارگاہ ہوئے ملکہ بران کو سبھون نے نذرین دین اس اثنا مین خبر پہونچی کہ مدہوش ببر گیر برسم ایلچی گری افراسیاب کے پاس جاتا ہی شکیل جادو نے کچھ ساحرون کو بھیجکر اُس ایلچی کو اپنے یہان بلوایا جب وہ ایلچی اہل مہرخ کی بارگاہ مین آیا تو ایلچی نقلی کو دیکھکر ششدر اور حیران ہوگیا ملکہ بران شمشیر زن نے سارا ماجرا قران کا بیان کیا مدہوش ببر گیر جھک کر رہگیا غرضکہ عجب صحبت رقص و سرود کی برپا ہوئی کہ نظم

ہوا سامان رقص مہ جبینان
صدائے قلقل کی شیشون کے دہن سے
کوئی نادم کہین سے توبہ کیون کی
ملا ہے صحبتانہ انجمن مین
کسی بیتاب کے لب پر کہ ساقی
کہین غلل ہم بھی ہین مہمان ساقی

کسی جا نقطۂ بزم نازنینان
کسی نے لب سے چسپیدہ لب جام
کسی کے لب پہ کب سنتا ہون ایسی
کسی کو حوصلہ خالی سبو ہو
نہ ایسا ہو کہ ہم رہجائین باقی

کوئی سرور فیض انجمن سے
کوئی بیہوش محو خواب آرام
کوئی گویا کہ مے ٹپکا دہن مین
نہ کچھ باقی رہے جو روبرو ہو
کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی

غرضکہ دور شراب کا چلا کہ اس اثنا مین وہ زمانہ آیا کہ گلشن افلاک مین گل خورشید مرجھایا اور گشت کواکب مزرعۂ آسمان مین پھولا ہوا نظر آیا نظم

چراغ مہر کو افسردہ پایا
فلک نے اور ہی سامان دکھایا
قریب ختم طول روز آیا
شباب شام ہوسے اوج آیا

اسی عیش و عشرت مین جب رات ہوئی چاندنی کھیت کیا

جنگل مین گل کھلے ہوئے نظر آتے تھے سامنے دریا لہرین لے رہا تھا اُسکے کنارے قرقرے ایک پاؤن سے کھڑے ہوئے تھے ہوائے سرد چل رہی تھی ذرے ریگ کے چمکتے تھے اُسوقت عجب عالم بہار کا تھا وحشت اور دور پر خوب ہی نکھار نظر آتا تھا اب تو بران شمشیر زن نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ہمارا جی چاہتا ہی کہ تم نے بجا کر گاؤ عمرو نے بران کی خاطر سے نے کو نکالا اور لے لگا کر پھونکا اور اس غزل کو گایا غزل

چہرے پہ جیسے زخم ہی ناخن کا پر خراش
مشہور ہین جنون کی مری بیقراریان
اب بیدلی ہوئی ہین مری دستکاریان
جاتی ہین لامکان کو دل شب کی زاریان
سو بار چنے گل کی کہی پر چمن کے بیچ

بھرتے ہیں آہ چشم سے راہ تک کر یاریان
ترستے تھے عاشقوں کی شہ آنکھا کبھو غبار
تھین اس سے ہاکو سیکڑوں امیدواریان
بچ جاتا ایک رات جو کٹ جاتی اور تیر

کشتے کی اسکے خاک پڑی جسم زار پر
حق بیٹھنے کی دینے لگین زار داریان
گل نے ہزار رنگ سخن سر کیے مگر
کاٹی تھین کر کسی نے بہت اتنی بیکاریان

جاتی نہین ہین لطف سے کر ہو کی تھاریان
اب کس سے اپنی خواہش مردہ کو روئیے
دل سے گئین نہ باتین تری پیار پیاریان
غرض اسی ہنگامہ عیش مین بھر رات

گذری عمرو نے ڈگا بجانا موقوف کیا سب آرام پذیر ہوئے ملکہ بران شمشیر زن کو احتیاج پیشاب کی ہوئی ایک لونڈی شمع لیے ساتھ ہوئی اور ایک پیچھے آفتابہ لیے ہوئے ملکہ جسوقت چوکی پر بیٹھی چھینک آئی اور بیہوش ہو کر گر پڑی بس وہ مشعل اور آفتابہ والی دونون عیار بچیان تھین ایک تھی صرصر شمشیر زن اور دوسری عیار ختار غرضکہ صرصر شمشیر زن ملکہ بران کو لیکر روانہ ہوئی دریاے خون رواں پر پہونچی کہ قران نے آواز دی کہ باش کہان لیجاے گی صرصر نے پشتارہ چھوڑ کر خنجر عیاری لیکر قران کا سامنا کیا خنجر زنی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ بلبلین گتھی ہوئی تھین خنجرون کی بجلیان چلتی تھین جھناٹا بلند تھا خنجر اس طرح چمکتے تھے کہ جس طرح بجلیان چمکتی ہین اس اثنا مین لشکر مین بھی غلغلہ ہوا کہ بران شمشیر زن کو کوئی لیگیا اسوقت عمرو اور برق اور جرجیس اور شکیل بھی اُٹھکر دوڑے یہانتک کہ اتنی رات صرصر سے اور قران سے خنجر او رسپر چلا کبھی بیضہ عیاری کے مارتے تھے اور حباب بیہوشی کے منھ پر لگاتے تھے مگر دونون مین کوئی فتح نہ پاتا تھا یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ نسیم عنبر شمیم سحر وزان ہوئی اور شب تیرہ تمام عالم سے روان ہوئی کہ بیت

پیچھے مثل حیا آنکھون سے تارے
ہوئے صدقے سحر پر سب ستارے
گئی شب روشنی عالم مین چھائی
ملی خورشید روشن کو رہائی

جب صبح ہوگئی تو صرصر گھبرائی اور قران نے دیکھا کہ یہ کسی طرح ہاتھ نہین آتی اور نگہات سے جو چوٹ آتی ہے اور قران طرح بھی دیتا تھا اس لیے کہ یہ اسکے استاد کی معشوقہ ہے اب قران نے ایک خنجر اسکی چھاتی پر مارا کہ گرہ پشتارے کی کٹی زمین پر پشتارا گرا اور صرصر نے جانا کہ مین قتل ہوئی بس یہ بھاگ کھڑی ہوئی قران نے دوڑ کر پشتارہ کھول دیا اتنے مین جرجیس اور عمرو اور شکیل وغیرہ سب پہونچے اور ہر ایک نے قران کو گلے سے لگایا اور ملکہ بران شمشیر زن کو بھی ہوش آیا تھا کہ حسین جادو افراسیاب کی طرف سے یہان آکر پہونچی اور اس ریکانہ نے سحر کیا کہ عمرو نے دیکھا کہ ہمارے سب کے گرد احاطہ فولاد کا کھینچ گیا ہے اور کسین

نکلنے کا راستہ نہیں ہے اور افراسیاب نے پیچھے پیچھے حسین جادو کے ظلمات آسمان سحر
کو بھی روانہ کیا تھا یہاں سب قیدی چاہتے تھے کہ احاطہ سے باہر نکل جائیں لیکن کوئی نکل نہ سکتا تھا
قضائے کار جو حسین سحر کر رہی تھی اس سے صرصر نے آکر کہا ای حسین جادو میں لا چکی تھی ملکہ بران
کو مگر یہ کلموا حبشی ستدراہ ہوا حسین نے کہا کہ ای صرصر پھر کیا ہوا اگر وہ تجھ سے چھٹ گئی تو میں
کب چھوڑتی ہوں بس اسکا اتنا کہنا تھا کہ ساتوں حلقہ کمند کے اسکی گردن میں پڑ گئے اور ایک
جھٹکا مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر یہ گر پڑی اسوقت نعرہ ہوا کہ منم برق فرنگی اور ایک
خنجر اسنے مارا کہ حسین ہلاک ہوئی اور آوازیں گیرودار کی آنے لگیں آندھی سیاہ آئی پھر مطلع صاف
ہوا اور ملکہ بران اور مہرخ اور شکیل اور عمرو اور قران وغیرہ سب احاطہ سے باہر نکلے برق فرنگی
کو عمرو نے گلے سے لگایا اور بہت تعریف کی اور ارادہ چلنے کا کیا کہ وہ نطفہ حرام ظلمات آسمان سحر
یہاں آکر پہونچا اور اسنے سحر کیا کہ ایک آسمان سیاہ مانند چادر ظلمات کے ان سبھوں پر آگرا اور بے دیر
کالا ہوا ہر طرف تاریکی پھیل گئی یہ ظلمت سارے دنیا بالکل تاریک تھی اندھیرا ہر طرف چھایا تھا سیاہ ہستی
کا وہ مقام نمود تھا اب حال سنیئے کہ رعد جادو اور برق جادو اپنے خیمے سے جو صبح کو نکلے تو یہ بھی
مہرخ کو ڈھونڈتے ہوئے روانہ ہوئے اور جب صحرا میں پہونچے تو انھوں نے دیکھا کہ ایک
آسمان سیاہ زمین پر جھکا ہوا نظر آتا ہے اور آواز ظلمات آسمان سحر کی ایسی آتی ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
کہ ای مہرخ میں بحکم افراسیاب تم سب کو ایک آن واحد میں نگلکر مار ڈالونگا جب تمام
مہرخ کا رعد اور برق جادو نے سنا ازبسکہ حالت عشق کی مہرخ اور عمرو سے انکو تھی بس بیساختہ
رعد اور برق جادو نے اپنا سحر کیا یعنی ایک ابر نمایاں ہوا اور برق چمک کر کڑاکے کے آسمان
پر سے گری کہ ظلمات آسمان سحر کے دو ٹکڑے ہوئے اور وہ لاشہ سامنے عمرو اور مہرخ کے
گرا آوازیں مہیب آئیں کہ کشتی مرا نام من ظلمات آسمان سحر جادو بود اور وہ تاریکی سب دفع
ہوئی رعد اور برق جادو عمرو اور شکیل اور مہرخ نے گلے لگایا اور عمرو بہت خوش ہوا
ملکہ بران بھی بہت خوش ہوئی اور بغلگیر ہوئی اب یہ سب وہاں سے داخل بارگاہ مہرخ عالیشان
ہوئے بران نے پوچھا کہ مدہوش بیرگرمان ہو سب نے عرض کیا کہ آپ کے پیچھے گم اگر وہ بھی باہر
نکل گئے انکے ساتھ بارہ ہزار ساحر بھی ہیں یہ سنکر بران شمشیر زن نے ایک ساحر کو

مدہوش کی خبر کے واسطے بھیجا لیکن مدہوش جب کنارے دریاے خون رواں کے پہونچا تو زنار جادو اور ناقوس جادو ملازمان افراسیاب کو خبر ہوئی دو لاکھ جادوگر مقابلہ مدہوش برگیر آئے اور سامنا کیا غرض زنار جادو تو مدہوش کے ہاتھ سے مارا گیا اور ناقوس جادو سے اور مدہوش برگر سے سحر کی ٹکریں چلنے لگیں اور دونوں کے سر جھپٹ گئے اور وہ دونوں غش کھا کر گر پڑے ادھر سے اور ادھر سے بارہ ہزار ساحر مدہوش برگیر کے اور دو لاکھ ساحر ناقوس کے آ پڑے لگی باہم شمشیر چلنے حال ہوا کہ نظم

نہ تھی فرصت انہیں دام اجل سے
زمیں میں آ سکے بام اجل سے
نہ دیتی انکو مہلت شمشیر
اگر دم لینے کی بھی حاصل ہوتا خیر
اجل کا رن ہوا تھا گرم بازار
مقام آپڑ رہا تھا ہاں خبردار
جدا ہونے لگیں روحیں بدن سے
تنوں کو زنگیں ملتیں کفن سے
جو پڑتی سر پہ تیغ برق آہنگ
لباس روح بھی تھا گور میں تنگ

سحر کے تیر چھیدے لگے تاریخ سے سکدست حاصل ہوتا تھا ناریل جگر کے پار ہوتا تھا بجلیاں چمکتی تھیں آفت کا ہنگامہ برپا تھا وہ بارہ ہزار ساحر خاص ملک کو کب کے تیار کیے ہوے تھے جسکے تلوار سے اسکے بدن سے آتش پیدا ہوکر جلا دیتی تھی ہزار ہا جل گئے دو لاکھ جادوگر ناقوس کا ہلاک ہوا چاہتا تھا بھاگے کہ یکایک ناقوس بجنا سنائی دیا اور نفیر سحر کو دم ملا ملکہ حیرت بصد جاہ وحشمت تخت سحر پر سوار ہوکر پہونچی اور اُسنے آکر مدہوش اور ناقوس کو اپنے ساتھ لیا اور روانہ ہوئی یہ خبر افراسیاب کو پہونچی اُسنے عقاب جادو کو دو لاکھ ساحر دیکر روانہ کیا کہ وہ ساحر دریاے خون رواں کے پار اُترا اور بڑے حشم وخدم سے لشکر حیرت میں آیا بارگاہ اپنی نصب کرائی اور زمین اُترکر آرام پذیر ہوا اُسوقت وہ ساحر کہ جسے بران نے خبر کو بھیجا تھا آیا اور اُسنے تمام وکمال یہ ماجرا بیان کیا اور پھر کر خدمت بران میں گیا اور سب حال بیان کیا کہ اسطرح عقاب دو لاکھ ساحر لیکر آیا ہے بران شمشیرزن اس ساحر کا حال سنکر اٹھی اور سحر کا ایک گولہ آتشی بنا کر سمت آسمان روانہ ہوئی اسکے پیچھے مہرخ شکیل برق فرنگی چلے عمرو نے برق جادو کو تو بارگاہ میں چھوڑا اور آپ بھی پیچھے ملکہ بران کے روانہ ہوا لیکن پہلے ملکہ بران شمشیرزن وہاں پہونچی کہ جہاں عقاب خیمہ زن تھا اور پڑھکر سحر کے دانے ماش کے زمین پر پھینکے عمرو بھی وہاں جا پہونچا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک غول جانوروں کا پیدا ہوا

گھم تو سب جانورون کا زرد کا تھا اور چہرہ لال کا یاقوت رنگ اور ایک طرف سے ایک پنجہ پیدا ہوا کہ اُسکے پنجہ مین ایک چھپی نہایت پُرتکلف تھی پس وہ چھپی اُس پنجہ نے ہلائی اور غول جانورون کا عقاب جادو کے لشکر پر گرا اور جس ساحر کے سر پر وہ لال جا بیٹھا بھیجا کھا گیا قریب دو لاکھ جادوگرون کے عقاب کا مارا گیا غلغلہ برپا ہو گیا ان لالون نے ہر ایک کو جہنم رسید کیا ہر ایک کی زندگی سے ہاتھ دھو گئی اب ہر سمت لاشین تڑپنے لگین بسمل سسکنے لگے سامری و جمشید کی پکار ہونے لگی نظم

گرتا تھا تڑپ میدان مین کوئی تو
کوئی بسمل کوئی جی چھوڑتا تھا
نہ آئی کام کچھ اُن کے نکوئی
بھرا تھا دو رنگ لاشون سے میدان
سسکتا تھا کوئی دم توڑتا تھا
ہر اک کافر تھا اپنی جان سے حیران

عقاب جادو اس آفت مین ایسا گھبرایا کہ تاب نہ لا سکا بارگاہ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور جانب افراسیاب بے ایمان چلا اب ملکہ بران شمشیر زن نیچے رود سے ہوا پر سے اُتری مہرخ نے دوڑ کر بران شمشیر زن کی بلائین لین عمرو نے بہت تعریف کی غرضکہ اب اسی عقاب کی بارگاہ مین عمرو وغیرہ سب آ کر مع بران بیٹھے اور عقاب جادو بھاگا ہوا افراسیاب کے پاس پہونچا اور سارا حال اپنی فوج کی شکست کا افراسیاب سے کہا افراسیاب نے حکم دیا کہ ای ظلمات فیل دندان جادو تو جا اور بران شمشیر زن کو مع عمرو کے جسقدر کہ وہان لوگ ہون سب کو پکڑ لا ظلمات فیل دندان یہ حکم پا کر اپنے اژدر آتش فشان پر سوار ہوا نا قوس کی صدا بر آسمان کا ایسا پرانا بیر نلسچنے لگا عالم مین تاریکی چھا گئی نفیر اور جھانجھ کی صدا سے گوش کر و بیان کر ہوا وہ ساحرون کا ہنس آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہو کر چلنا ترسول اور نیبسول کا چمکنا نارنج اور ترنج کا اُچھلنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ نخل دہر مین یہ پھل لگے ہین جی جی کا سامری اور جمشید کا غل تھا نظم

کبھی پڑھتے تھے جادوگاہ افسون
نہ مہلت بات کرنے کی بھی دینگے
اسی صورت عجب پہونچے وہان پر
ہوا اسے تند کے جو کے تھے آتے
یہ پیدا تھا زبان سے اُنکے مضمون
ہمارے رنگ کے دیو ستمگار
تو دیکھا نظر بران کا لشکر
ہر اک ساحر تھے جی کا غل مچاتے
کہ ہم جا کر عدو کو مار لینگے
لگے سب کر سنانے اپنے وان وار
اگر وہان عمرو و برق فرنگی وغیرہ

جو بارگاہ مین مع ملکہ بران بیٹھے تھے انھون نے دیکھا کہ رو سے ہوا پر تاریکی نمود ہے اور جادو ظلمات چار طرف سے اندھیری گھر کے چھا گئی ہے عمرو گھبرا کے گلیم اوڑھ کر بھاگا یہ تو غائب ہو گیا

اور برق فرنگی بھی ایک سمت دامان کوہستان مین جاکر پوشیدہ ہوا لیکن لشکر بران اور مہرخ پر
چادر ظلمات چھاگئی سب جادوگرون نے دیکھا کہ ایک فیل مست بہت بڑا اور اُسکے پیچھے بہت سے
ہاتھی آتے ہین اور اُن ہاتھیون نے آکر چارطرف سے خیمہ ملکہ بران کا گھیر لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ
خیمہ کو گھیرے ہوے ہین اُسوقت عمرو نے برق فرنگی سے کہا کہ ای فرزند ملکہ بران کا کوئی کفیل
حال نہین ہی جلد کچھ تدبیر کرین ورنہ سب قید ہو چکے ہین یہ کہکر عمرو وہان سے مہرخ کی بارگاہ
مین آیا وہان جو دیکھا تو برق چشمک زن رو رہی ہی عمرو نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی برق چشمک زن
نے کہا کہ ای خواجہ مین اسواسطے روتی ہون کہ ظلمات فیل دندان کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا
اُسکی موت ہی نہین مگر ایک معشوق افراسیاب یعنی گلنار پوش اگر وہ ہوتی تو یہ مارا جاتا
اور شاید کہ ملکہ کوکب روشن ضمیر کے سحر سے کہ وہ بادشاہ طلسم نور افشان ہی یہ مارا جائے عمرو
نے کہا کہ ای ملکہ برق ہم اسکو انشاء اللہ تعالے قتل کرینگے یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور سمت صحرا چلا جب
چند قدم چلا دیکھا کہ سامنے اُنھین ہاتھیون مین سے ایک مست ہاتھی سامنے عمرو کے جھومتا
ہوا آتا ہی بس عمرو کو دیکھکر وہ ہاتھی انسان کی زبان مین بعبارت فصیح گویا ہوا کہ ای عمرو کیا مقدور
تیرا کہ جو تو ظلمات تک پہونچ سکے عمرو یہ سنکر اُدھر سے پھرا اور سد حواسی مین ایک سمت کو بھاگا
جاتے جاتے دیکھا تو ایک طرف پہاڑیان ہین یہ گھبرا کر ایک پہاڑی پر چڑھ گیا وہان ایک
پتھر کی چٹان پر نماز پڑھنے لگا اور تضرع وزاری کمال بے قراری سے رو رو کر اور بجناب
باری دعا کرنے لگا کہ ای پروردگار انس وجان خلاق دو جہان تو میری مدد کر شعر
گنہگار ہون تجھ سے امید ہی ٭ کہ ساحر کو جاکر کرون آج پی ٭ مجھ مور ضعیف مشت استخوان
سے اور اس ہاتھی سے کیونکر مقابلہ ہوسکتا ہی یہ کہکر عمرو سو گیا خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ کسی
شخص نے اس سے کہا کہ ای عمرو داہنی طرف اُٹھکر جا وہان تیرا مطلب پورا ہوگا عمرو یہ خواب
دیکھکر اٹھا اور بموجب الہام غیبی دست راست کی طرف روانہ ہوا وہان جاکر دیکھا تو ایک
پہاڑ ہی اور اُسکے درے مین راستہ ہی عمرو اُس درے مین داخل ہوا جب اُس پار نکلا تو
دیکھا کہ ایک میدان قریب دو تین کوس کے نظر آتا ہی اور جابجا آئین مکانات اور عمارات
تمیر نظر آتے ہین اور بہت سے دروازے ہین عمرو ایک رنڈی کی شکل بنا یہ صورت زیبا

اُنکی تھی کہ سنبل اُسکی زلف کو دیکھے تو پریشانی حاصل ہو اور نرگس مست جو اُسکی چشم شہلا کو دیکھے تو شرم سے آنکھ چرائے سوسن وہ زبان اُسکی زبان کے سامنے گونگی ہو جائے گل اُسکے رخسارون کے دیکھے گریبان چاک کرے چتون مین وہ شرارت بھری ہوئی تھی کہ جسکے سامنے خوش چشمون کا بہر نظری تھا آنکھون مین سرمہ دیا ہوا نگینہ چشم کا سلیمانی بنا ہوا پتلیون کی وہ جلوہ گری کہ جیسے شیشے مین بند پری

مسدس

لب وہ لعل کہ یاقوت کی بہرے نہ نظر
جان بلب جوہری ہو لب کی جھلک دیکھے اگر
کھا گئے غیرت سے عقیق یمنی خون جگر
زرد ہو کہربا اُس کے مانند ہو چہرہ یکسر
اُسکی باتون مین جو اعجاز مسیحائی ہے
لعل کی طرح سے لب سرخ ہین جان آئی ہے

رنگ رخ ہے وہ طلائی کہ نہین جسکا نظیر
جلوہ اُس شوخ کی رنگت کا قیامت ہے شریر
ہے بجا خاک عناصر کو جو سمجھے اکسیر
مہر بیچے عرق سے کی جسکو نہ قمر کی تنویر
رنگ رخسار کا شعلہ جو بھڑک جاتا ہے
آتش حسن مین کندن سا چمک جاتا ہے

اُسکے عارض ہین وہ رنگین کہ خجل ہو گلزار
عارض حسن پہ نازان ہے عبث گل ہر بار
دل رہے جسکے تصور سے سدا باغ و بہار
دیکھے ان پھولون کو بلبل تو ہو آنکھون مین خار
روے گل ہے یہ نہین خار وہ رخسارے ہین
ایک رخ کیا خجل اُس رخ سے تو رخ سارے ہین

زر و زیور سے آراستہ ہو کر یہ وہان سے روانہ ہوا جو اُس نے دیکھا چار سو عورتین پریزاد قامت اُنکے رشک شمشاد دُر در گوش مرصع پوش کہ ایک ایک اُنمین فلک حسن کی تارا ماہ پارا کہ اُنکے بھی حسن کا یہ نقشہ تھا

مسدس

ورق نور وہ رخ صفحہ تنویر وہ رخ
حیرتی جسکے ہو دہر تھے تصویر وہ رخ
اختر بخت وہ رخ کوکب تقدیر وہ رخ
قتل عاشق کو چمکتی ہوئی شمشیر وہ رخ
دیکھیں خوبان پری چہرہ تو دیوانے ہون
ماہ و خورشید بھی اس شمع کے پروانے ہون

عضو سے عضو یہ کہتا ہے کہ یکتا ہون مین
ہے یہ تجلی کا اشارہ ید بیضا ہون مین
بندے سے بند کا یہ قول کہ زیبا ہون مین
لب سے لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہون مین
رمز آنکھون کا کہو نرگس شہلا ہمکو
قول زلفون کا کہو سب سے دوبالا ہمکو

یہ عورتین روے ہوا پہ اڑتی ہوئی آئین اور سوا سو ہاتھی کہ اُن پر بارگاہ لدی ہوئی خیمہ و خرگاہ بار کیا ہوا وہ بھی سب آکر زمین پر آ ٹھہرے بارگاہین اور خیمے کھڑے ہوئے اور کئی ہزار سقبیان اور بہشتی آکر آب پاشی کرنے لگے بعد اسکے کئی ہزار حاجب اور دربان اور چوبدار آگئے آگے ٹھہرتے ہوئے اور ایک تخت مرصع کار ریکہ جو مکلل بہ زر و گوہر و مغرق بجواہر تھا اُس پر ایک شہزادی سر پر تاج بادشاہی رکھے ہوئے ثیاب فرمانروائی پہنے سر پر چتر بال ہما کا گردش مین نہایت حسین و مہ جمال کہ سامنے اُسکے ناقص بدر کامل چہرے کا کمال مین شوخی اور شرارت بھری آنکھون پر فتنہ دہر نثار گل رخسار پر اسکے بلبل تصدق ہزار شعار

لب سرخ اسکے وہ گل برگ تر — چھپے جن مین دندان کے سلک گہر — تبسم مین اپنے وہ برق بہار
دم حرف ہوتے گئے آبدار — دہن غنچۂ ناشگفتہ سے کم — سخن رہبر و راہ ملک عدم
تبسم ذرا گر وہ دلکش کرے — تو گلشن مین گل صد چمن غش کرے — کمر اسکی ممکن نہین ہاتھ آئے
مگر صاحب دست غیب اسکو پاے — نہ رنگ حنائی فقط ان پہ تھا — کہ مینا کا خون اسکی گردن پہ تھا
کیا اسنے پامال فتنون کا خون — ہوا اسکے ہاتھون سے کتنون کا خون — خرامان خرامان جدھر آگئی
قیامت بھی گویا ادھر آگئی تھی — اسی بت کا ہر ایک جادو گر ہے — خدا کو خدائی کی اسکی فکر ہے
چڑھاوے اگر ہاتھ مین آستین — تو پھر دست موسی کا کچھ بھی نہین — شاہان سے سوا وقار اسکا
تھا مردہا شہریار اسکا — قیصر مین کہان یہ جاہ و اجلال — خاقان کا کہان یہ بخت و اقبال
آغاز شباب واقف راز — گل چہرہ جوان سبزہ آغاز — کم عمر ہر ایک فن مین کامل
فیاض جری شجاع عادل — تھا گرم جمال کا یہ بازار — تھا مشتری فلک خریدار
خدام و مصاحب و اراکین — پہنے ہوے جامہ ہاے زرین — یون تخت نشین وہ شاہ شاہان
خاتم مین نگینہ سلیمان

وہ نازنین تخت سے اتر کر داخل بارگاہ ہوئی گرد و پیش اُسکے چارسو پریزاد عہدے ہاتھون مین لیے باادب استادہ این عمرو بھی عورت کی صورت بنے ہوے تھا ایک مقام پر اگر کھڑا ہوا

اشعار

حسینان پری پیکر گل اندام کو — وہی سامان جو تھا مرغوب خاطر — ہوا اک بات کے کہنے مین حاضر
نگہ سے مے کی کیفیت اٹھائی — لیے ہاتھون مین ساقی شیشہ و جام — غرض جب بزم نے زینت یہ پائی

ناچ گانا شروع ہوا اُسوقت عمرو بھی گائن بن کر جا بیٹھا

اور ذی نوازی کرنے لگا کہ جسنے آواز اسکی سنی بیکل ہوگیا اور دل تمام مجلس کا بیتاب تھا اسوقت ملکہ نے
اس ذی نواز سے پوچھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا میں حضور کی کنیز ہوں اس ملکہ نے کہا کہ اچھا پھر ذی بجاؤ عمرو
نے بانسری اٹھائی اور ایسی بجائی کہ تمامی انجمن کو بیہوش کر دیا چنانچہ ملکہ کا نام شکوہ زرین قبا ہے غرض جبکہ
عمرو بانسری بجا چکا تب ملکہ نے ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا اور کہا کہ تھوڑا سا پانی تو لاؤ عمرو جو حواس ہوا اتنے میں ایک
لونڈی نے یاقوت کے گلاس میں پانی لاکر دیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے کچھ پڑھ دم کرکے ایک چھینٹا عمرو
کے منھ پر مارا کہ عمرو کی اصلی صورت نکل آئی اسوقت ملکہ نے کہا کیوں او دزد گردن باریک لک لٹا
ساربان زادے تو اپنی جان کو ہتیلی پر لیے پھرتا ہے خبر تجھ لوں گی یہ کہکر تخت پر اپنے ساتھ عمرو
کو بٹھا کر اشارہ کیا کہ وہ تخت پرواز کرکے چلا اور جتنی ساتھ والیاں تھیں وہ بھی سب روانہ
ہوئیں کوئی دو گھڑی کے بعد عمرو نے دیکھا کہ ایک بارگاہ میں سب جا کر داخل ہوئیں اس عرصہ میں
وہ زمانہ آیا کہ بادشاہ خاور سے داخل بارگاہ مغرب ہوا اور رات نے خیمہ برپا عالم میں کیا **نظم**
عروج مہر آیا سوئے پستی　ہوا خالی ضیا سے ملک ہستی　قریب شام نے پیدا کیا رنگ
ہوئے امیدوار دید دل تنگ　اسوقت ایک بارگاہ باغ میں استادہ ہوئی نہایت پر فضا چار طرف

اس باغ کے تھی اور اس باغ کے بہار کی یہ کیفیت تھی **اشعار**　　بشکل ساعد نازک ہر اک شاخ

بلندی سے نقاب چہرہ کا رخ　　زمرد گون لباس رنگ شاداب　　لب بالب زیر دامن چشمہ آب
نوائی میں طاؤسان خوشرنگ　　تلذذ میں کشودہ خاطر تنگ　　ترنم ریز مرغان خوش الحان
کہیں فریاد بلبل مرثیہ خوان　　کوئی گل تھا بشکل جام لبریز　　کہیں پتے تھے باہم شبنم آمیز
کسی کا رنگ مثل روئے جانان　　کوئی نار کبدن پر دم کا سامان　　غرض ملکہ شکوہ زرین قبا وہاں

اگرچہ بھی رات کو اس باغ میں چاندنی دیکھنے کی بہار تھی کنیزیں بادلہ جھولی میں بھرے ہوئے
اڑاتی تھیں کہ زمین پر ستارے سے چمکتے نظر آتے تھے فوارے چھوٹ رہے تھے نہروں کے کنارے
لب لب اور رنگ برنگی اور قرقرے اور بگلے بیٹھے تھے درختوں کے پتے چاندنی میں چمکتے تھے جانور کبھی کبھی
آشیانوں میں چہکتے تھے اب ملکہ نے وہاں خاصہ نوش فرمایا اور حکم دیا کہ ناچ ہونے لگا ملکہ شکوہ زرین قبا
چار چھ گھڑی رات گئے تک جلسہ دیکھ کر چھپر کھٹ پر لیٹی اور عمرو کو اپنے قریب ایک پلنگ پر سلایا مگر
قید سحر میں مبتلا رکھا اسلیے کہ یہ بھاگ نہ جائے جب زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہونچی اسوقت ملکہ نے

قمر جادو سے کہا کہ چار پہاڑ پر چلکر سیر شب ماہ کی دیکھیں اور عمرو سے بانسری بجوا کر سنیں یہ کہکر محبوب جادو
کو اپنے ساتھ لیا اور عمرو کو جگایا کہ اے عمرو چلو پہاڑ پر چلکر سیر کریں عمرو نے کہا کہ کئی رات کو تم نے میری
نیند حرام کی ہے میں نہیں جانے کا ملکہ لگی منتیں کرنے اسوقت عمرو اسکے ساتھ پہاڑ پر آیا وہاں آکر اسنے
عمرو سے فرمائش کی کہ خواجہ بانسری بجاؤ اسکے ساتھ ہمدم و ہمرازین بھی جو ایک جان و دو قالب تھین وہ
ساتھ آئین تھین خلاصہ یہ کہ پہاڑ پر یہ آکر بیٹھین اور ملکہ شکوہ زرین قبا سیر شب ماہ مین مشغول ہوئی ہے
اور ابھی کچھ گانے بجانے کا چرچا عمرو کے تئین آغاز ہوا ہے کہ دفعۃً ملکہ شکوہ نے جو دیکھا تو اسطرف
میدان مین پہاڑ کے ایک بارگاہ نہایت عمدہ استادہ ہے اور فوج بھی آ اتری ہوئی ہے محبوب سے
کہا کہ مین جا کر ذرا دیکھون تو یہ کون ہے جو ہمارے علاقہ مین باین فوج و لشکر بیکران آکر اترا ہے یہ کہکر
پھر آپ ہی کہا کہ اچھا تم ٹھہرو مین خود جاتی ہون اور عمرو و محبوب کو وہین چھوڑ کر آپ وہان گئی
تو اس مقام پر دیکھا ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ کہ نام اسکا شاہ ساحران ماہ تاجدار جادو ہے
ملک کوکب روشن ضمیر سے مع تین لاکھ فوج ساحران کے احوال بران کا سنکر کہ ظلمات
خیل دندان نے قید کر لیا ہے آیا ہے اور مرزان جادو وزیر ملکہ بران شمشیر زن کا اسکے ساتھ ہے
اسکی بارگاہ علٰحدہ استادہ ہے اور اندر بارگاہ کے چار کرسی جواہر نگار بچھی ہوئی ہے جادوگر بیٹھے ہین
ملکہ شکوہ زرین قبا سامنے اس بارگاہ کے آئی اور دیکھ رہی تھی کہ دفعتاً نگاہ ملک تاجدار کی ملکہ
پر جا پڑی بس دیکھتے ہی اسنے ایک تیر عشق کھایا ایسا کہ جگر و دل کو توڑ گیا اور اسنے
اندر دل مین سے کہا نظم : زہے قسمت کہ یہ خاتون ذیجاہ : نہین چشم فلک تک جس سے آگاہ

وہ تم سے ہم بغل ہونے کو آئے　　محبت کی کشش یان کھینچ لائے
کرو سجدے گمان یہ دن میسر　　کہ ہو شب باش معشوقون کی اسر

ادھر ملکہ شکوہ بھی قتیل خنجر ابرو و ذبیح ناز و ادا ہوئی اور اندر بارگاہ
کے گئی کیونکہ سر سے بیچے تو اٹھے ہی ہوئے تھے یہ جا کر پاس ماہ تاجدار کے پہونچی وہ اٹھ کھڑا ہوا مگر عالم تھا شعر
جھک کر جھک رہ گئی ایکبار : ہوئین لاکھ ادائین جھک پر نثار : غرض ملکہ شکوہ برابر ماہ تاجدار
کے پاس کرسی جواہر کار پر بیٹھی اور ساقی نے جام اسکو بھر کر دیا تو عاشق ہو ہی چکی تھی شراب پیتے ہی
بیہوش سے عاشقی ہوئی اور یہ نقشہ تھا کہ اشعار

ادا و ناز و غمزہ کا ہوا دور　　نظر آنے لگے کچھ اور ہی طور
شراب لالہ گوں کے جام چھلکے

گیچکا مست شیشے بہا ہر خم ابل کے
تھن بہکے ہوے منہ سے نکلے زبان ہو

و فور کیف سے آنکھیں ہوگئیں بند
رہی تاو و ہمیر رزش زبان سے

طبیعت خوش مزاج قلب خورسند
کبھی پڑتی تھین اسکی بلاین

کبھی لب تک جو آجاتی تھین آہین
ابتروہ تاجدار نے تخلیہ کرادیا اکیلا ملکہ شگوفہ زرین قبا کو لیکر

بیٹھا اسوقت تو یہ عالم ہوا انتظم
ہوئی گویا کہ جانی دم وزراسے
ہوئی راغب براے بوسہ ناک
کبھی دیتی تھی پستان کے ٹہوکے
تھے موقع سے اتنے بھر گئے طاق
ہوا موجود کیا سب نے باہم
کر آیا وقت آہین نصف شب کا
گلون سے نکلے سر آواز کے ساتھ

کبھی وہ تو اُس سے ہوگئے جیتاب
ٹھہری اور بھی دوچار پیاسے
کبھی لیتا تھا وہ اسکو با غوش
کبھی کہتی تھی کیون پیارے یہ دمشق کے
طعام عمدہ دستر خوان شفاف
پھر اسکے بعد جو کچھ تھا فراہم
صدا طبلون کی پہونچی آسمان تک
لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ

پھر آئی حسرتوں سے چشم پُرآب
کبھی جوش ہوس سے ہوگئے بیباک
کبھی کہتا تھا ہم ہین خود فراموش
بلورین جام شیشے صاف براق
بشکل حسن جانان پاک او صاف
رہا موقع سے استعمال سب کا
غزل ٹھمری کی نقلا کی زبان تک
اسوقت ملکہ نے یہان بہار پر

جاکر اسی حالت عشق مین عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تم کچھ شغل کرو عمرو نے ساتون قفلیان درست کرکے
نی بجانا اور اس غزل کو گانا شروع کیا غزل

گل اس نگہ کے زخم رسیدون مین ملگیا
کسبخت پاک ہوکے پلیدون مین ملگیا
اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار
تھا گرچہ اشتغا مین سعیدون مین ملگیا

یہ بھی ہو لگا کے شہیدون مین ملگیا
دکھلا کو کہکشان ہو فلک چاک ہو دو
صاف آئینہ کا دیدہ ندیدون مین ملگیا

گر بعد فقر پھر سگ دنیا ہوا فقیر
اس باہوس کے سینہ دریدون مین ملگیا
تحسین ذوق مدہ شی ہو کہ جس سے حر

وہ اسوقت بہار سے آبشار ہو رہا تھا اور نے کے بجانے سے جانور تمام

خواجہ کے گرد آکر جمع ہوگئے تھے ریگ کے ذرے جنگل مین چمکتے تھے گویا صحرا ابھی آنکھین بچھائے تھا
سناٹا ہوا کا اور فراٹا وہ سنسان جنگل اور اس مین اُس محبوب ماہ وش کا بیٹھکر نی کو شنا
غضب ڈھا رہا تھا اس ہنگامہ عشرت خیز مین افراسیاب کو جو خبر اس حال کی پہونچی کہ
ملکہ شگوفہ زرین قبا تاجدار پر عاشق ہوئی ہے بس سنتے ہی اس خبر کے شاہ جادوان برہم ہوکر
اٹھا اور ایک ہی سناٹے مین وہان پہونچا کہ جہان ملکہ شگوفہ بیٹھی تھی عمرو نے اتفاق سے
اسکو آتے دیکھا یعنی یہ معلوم ہوا کہ زرد سے ہوا پر ایک ستارا چمکا عمرو تو اچک کر بھاگا اور گلیم

اُسنے اوڑھلی اور افراسیاب نے نعرہ کیا کہ منم شاہ جادوان اور ملکہ شگوفہ زرین قبا اور محبوب جادو کے بال سر کے پکڑ کر بھر سوے آسمان روانہ ہوگیا یہ تو ادھر گیا اور عمرو اتنی رات وہاں ٹھہرا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ کوہ خاور سے شاہ خاور براے گرفتاری شاہد شب بصد جلال نکلا اور رات نے حلقۂ طوق ماہتاب کو گردن سے اُتارا اشعار

یہ ساماں تھا کہ بدلا حال شب کا ۔ دکھایا صبح نے اپنا جھمکڑا ۔ جو بس گذری وہ شب مہر منور
ضیا افزا ہوا صحن زمین پر

عمرو ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر پہاڑ کے نیچے اُترا اور وہاں سے ماہ تاجدار کی فوج میں آیا اور معلوم کیا کہ ملکہ کوکب روشنضمیر شاہنشاہ جادو نے ماہ تاجدار اور مرزان جادو وزیر کو واسطے رہائی بران کے بھیجا ہے عمرو مرزان جادو کا نام سنکر بہیئت اصلی بنا اور بارگاہ مرزان میں آیا مرزان عمرو کو دیکھکر سروقد بہر تعظیم اُٹھا اور ماہ تاجدار سے عمرو کا حال کہکر ملاقات اُسکی کرائی اور عمرو کو تخت پر بٹھلایا لیکن عمرو نے دیکھا کہ ماہ تاجدار کا رنگ زرد ہے آنکھوں میں تری ہے حواس میں ابتری ہے چشم پر آب ٹپ ٹپ بانے ہوے آہ سرد دل پر درد سے کھینچتا شعر جیسے عشق کا تیر کاری لگے ٭ اُسسے زندگی جگ میں بھاری لگے ٭ اور کبھی کہتا ہے کہ دوہرہ۔ آہ کرون تو جگ جلے اور جنگل ہو جلجاے ٭ پاپی جیارا جلے کہ جسمین آہ سماے ٭ اور کبھی کہتا ہے رونا۔ جی میں ایسا جانتا کہ پیت کرے دکھ ہوے ٭ نگر ڈھنڈھورا پیٹتا کہ پیت نہ کریو کوے ٭ اور کبھی یہ زبان پر جاری تھا شعر مرا در دیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ٭ عمرو نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ شخص کسی پر عاشق ہے غرضکہ اُدھر اُدھر کا تذکرہ عمرو کرنے لگا بعد اسکے عمرو نے اپنی کیفیت بیان کی اور کہا کہ رات کو ملکہ شگوفہ زرین قبا اور میں اس پہاڑ پر بیٹھا تھا کہ افراسیاب آکر ملکہ کو مع اسکی وزیرزادی محبوب جادو کے چوٹی پکڑ کر کھینچ لے گیا اور پھر قید ہونے کا ملکہ بران شمشیرزن کے حال بیان کیا کہ اسطرح ظلمات فیل دندان آیا اور اسطرح سحر ملکہ کی بارگاہ کیا وہ قید ہو گئیں یہ حال سنکر ماہ تاجدار طیش میں آیا اور تیغہ سحر پکڑ کر تین لاکھ ساحروں سے کہ جو اسکے ساتھ آئے تھے سمت ظلمات فیل دندان روانہ ہوا اور مرزان جادو بھی عمرو کو ساتھ ساتھ لیکر روانہ ہوا اُسطرف سے ظلمات فیل دندان بھی مقابلہ کرنے کو نکلا اب دونوں لشکر

مقابلہ مین اترے اور جب فیل شب کی پشت پر جھول ستارہ دار کواکب کی پڑی اور فیل خانۂ مغرب مین جلبان خورشید نے قدم رکھا کہ نظم

کمال شام تاریکی پہ آیا
سر شب عکس کا مہ نور چمکا
اندھیرا عارض عالم پہ چھایا
ہوا سامان رزمی سب مہیا
سر شب نفیر سحر کو ماہ تاجدار نے

بجایا ظلمات نے بھی نقارہ جنگی بجنے کا حکم دیا وہ گڑگڑایا ساحرون نے تیاری سحر کی آغاز کی افسون خوانی ہونے لگی پڑھنت پڑھی جانے لگی بیرغل مچانے لگے عالم مین تہلکہ پڑگیا سحر کا اندھیرا ہر طرف چھایا بھیرون ناچتا آیا بازو سے سی ساحرون نے کھوے قصر تن ڈھانے کی ہر ایک کو فکر ہوئی ستون بارگاہ شجاعت بنگی پشتیبان سحر ساحری تھی دروازہ جنگ کھلا باب آشتی مسدود ہوا تیر نگاہ سینۂ دشمن مین روزن کرنے ارادہ ہوا لڑنے مین ہر ایک طاق تھا غرض چار پہر رات یہی غلغلہ بپا رہا جب قصر فلک مین مشعل خورشید کی روشنی ہوئی اور شمع مہتاب ایوان افلاک بجھ گئی کہ اشعار

کیا لطف فلک نے شب کو نمایان
دکھایا صبح نے حسن جبین کو
ہوئی ہر طبع کو کلفت بیداد
کیا تابندہ رخسار زمین کو

صبح کو ایک طرف سے ظلمات اپنی فوج لیکر اور ایک جانب سے ماہ تاجدار اپنے گروہ لشکر کو لیکر نظم

جنگل فیل اسکو سب نے پایا
ہوے پیدا کئی سو فیل بدمست
گھر آیا ابر اور ہر سمت چھایا
ہوے موجود سر اپنے کیے پست
اندھیرا ہوسکے لیں ظلمات آیا
اندھیرا سامنے آنکھون کے آیا
زمین مین جیسے خرطومون کو گاڑا
اکھاڑے نخل صحرا کو اجاڑا

غرض یہ دونون فوجین موج مارتی ہوئی مقابلے مین آئین نقیبون نے نقابت کی صفین کھنچ گئین میدان پاک صاف ہوا اُسوقت فیل دندان فیل بنا ہوا میدان مین جھومنے لگا اور پھر زبان انسان پکار کر اُسنے آواز دی کہ ای ماہ تاجدار میرے مقابلہ مین آیا تاجدار شیر آتشین پر سوار برق ہاتھ مین لیے اور اُسکو جلوہ دیتا سامنے اُسکے گیا ظلمات فیل دندان نے ایک سحر ایسا کیا کہ چار پہاڑ چار طرف سے ماہ تاجدار پر آکر گرنے لگے ماہ تاجدار نے چار سنگریزے اُٹھا کر ان چارون پہاڑون پر مارے کہ وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑ گئے اب کی ظلمات نے پھر سحر کیا کہ ایک دریا جوش مار کر زمین سے پیدا ہوا طغیانی آب سے کشتی جان غرقاب تھی بحر مین ایک تلاطم برپا تھا دریا بھی مینڈھے لڑاتا تھا نظم :: ہر کنارے بلا ہر اک گرداب :: لجہ سرمایۂ بخشش تیرہ سحاب :: موج دریا بلا سے ہم آغوش :: تھا تلاطم سے آب بھی مدہوش

رود رجب موج مارتا ہوا ماہ تاجدار کے پاس آیا تاجدار نے سحر پڑھکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا
کہ پانی ورکا جم گیا اور اسنے سحر کیا کہ چار شیر غران دم اپنی علم کیے ڈکارتے اور طمانچے مارتے ہوے
ظلمات فیل وندان پر آپڑے ظلمات ہاتھی تو بنا ہوا تھا ہی اسنے اُن چاروں کو سونڈ میں
لپیٹ کر ٹھوکروں سے مار ڈالا پھر ماہ تاجدار نے سحر کیا کہ ظلمات فیل وندان نے دیکھا کہ ایک
بارہ دری ہی اور اُسمین ایک عورت بہت خوبصورت بیٹھی ہی لیکن یہ ساحر بلاے بیدرمان آفت
روزگار ہی اسنے ایسا سحر کیا کہ وہ بارہ دری اُس عورت کے سر پر گر پڑی اور وہ ہلاک ہوگئی اور
جھلا کے اسنے ایک جو سحر پڑھا تو ایک چادر ظلمات کی ماہ تاجدار اور عمرو اور مہرزان کے
اوپر آکر چھاگئی اور سب اُس اندھیرے مین مثل بران شمشیرزن کے قید ہوگئے آنکھون مین تاریکی
چھائی ہر طرف صدا یا ربا مستغیثا کی بلند ہوئی اُس اندھیرے مین ظلمت شب دیجور کو شرما دیا
دم ہر ایک کا خفا ہوا اور ظلمات فیل وندان خوشی خوشی اپنے مقام پر آیا اور رقعے نام افراسیاب
کو اس مضمون کا لکھا کہ ای شہنشاہ کیوان کلاہ مین نے ماہ تاجدار اور عمرو اور مہرزان کو گرفتار کیا ہی
اور پہلے ملکہ بہار شمشیرزن کو گرفتار کرچکا ہون آپ تشریف لائین تو اُن کے قتل کی تدبیر
ہو جب یہ نامہ افراسیاب کو پہونچا پڑھکر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ چلکر مین سب کو قتل کرونگا
لیکن باغبان قدرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اب میری خاطر سے ملکہ شگوفہ زرین قبا
کی تقصیر معاف کیجیے افراسیاب نے اُسکی خاطر سے خطا کو اُسکی معاف کیا اور مع محبوب جادو
کے ملکہ شگوفہ زرین قبا رخصت ہوکر اپنے مکان پر آئی اور وہان آکر محبوب جادو سے اُسنے
کہا کہ ای محبوب یہ تو تو خوب جانتی ہی کہ کسی کا دل جو بے قابو ہوجاتا ہی تو پھر وہ سنبھل نہین سکتا
اور افراسیاب نے ہمکو اس جرم پر قید کیا تھا لیکن میرا ارادہ ہی کہ مین ظلمات فیل وندان کو قتل
کرون اور ماہ تاجدار کو چھڑا لاؤن محبوب نے کہا بی بی گستاخی معاف ہو حواس کی باتین
کرو کہان ماہ تاجدار اور کہان تم یہ سب باتین خواب خیال کی ہین اگر انکی قسمت مین رہائی ہی
تو آپ رہا ہوجاینگے ملکہ نے اُسکے ہجر مین بیقراریان کرنا شروع کین منھ کو دوپٹہ سے ڈھانپ کر رونے
لگی رخسار کو آنسوؤن سے دھونے لگی دل سے اپنے تنگ ہوئی بخت واژگون سے جنگ ہوئی
اور کبھی کہتی تھی کہ اگر بلبل کا معشوق تو گل ہی وہ اُسکے پاس بے تامل ہی پھر یہ کیون نالے کرتی ہی

اور قمری سرو پر رہتی ہے مگر گو کے جانی ہر اپنا تو یہ حال ہے کہ دل آرام نہیں پاتا چین ذرا نہیں آتا زلف کی طرح پیچ کھاتے ہیں چشمہ چشم تر بہتا ہے ہم بیون پیسی آہ کے دھوئیں لگی ہی ہے اور خون جگر کی سرخی سے آئینہ دل حیران ہے زلف کی طرح خاطر پریشان ہے بہار لالہ و گل دل کو بھاتی نہیں

قطعہ

فراق میں نیند آتی نہیں
تنہی ہوں کبھی صبا سے رو کر
ہے وارستہ بڑھکے سرو گلزار
گلگشت سے واقعی ہے دل
بھاتی نہیں سیر باغ دل کو
ہمدرد جو نالہ و فغان ہے
منظور نظر ہے وصل اے یار
یہ ہجر ہے جب عدو سے جانی

روتی ہوں جو آٹھ آٹھ آنسو
کہتا دلبر سے حال مضطر
چشموں سے ہے زینت اشکباری
ہاں غیرت لالہ زار ہے دل
نرگس کی روش ہوئی ہوں بیمار
سب باغ و بہار گل خزاں ہے
دل دست فزون ہے اپنا بیتاب
دشوار ہے کیونکہ ہو زندگانی

ہنستے ہیں یہ طفل اشک ہر سو
دیتے ہیں گل چمن ہنسنے تکرار
مہلت دیتی نہیں ہے زاری
لالہ دیتا ہے داغ دل کو
ہر پھول چمن کا بلکہ ہے خار
ہے چشم کو انتظار دیدار
آنکھوں کو نہیں ہے لذت خواب
اسی حالت عشق میں زار و نالان

چاک گریبان ہو کر ایک طرف روانہ ہوئی کہ دریا کے پہاڑ کے قریب پہونچی تو وہاں سے آواز آئی کہ اے ملکہ عالم میں آپ کی لونڈی ہوں تمکو محبوب نے اپنے ساتھ لے چلنے کو بھیجا ہے ملکہ یہ صدا سنکر ٹھہر گئی اور پیچھے پھر کر جو دیکھا تو سہیل جادو کو آتے دیکھا سہیل نے قریب آکر باتوں میں لگا کر حلقہ کمند کا مارا کہ ملکہ انجلگری حباب بیہوشی مارا کہ بیہوش ہو گئی صرصر نے ملکہ کو درے میں پہاڑ کے رکھا اور آپ یہاں سے اصلی صورت بنکے باغ میں محبوب جادو کے پاس آئی محبوب بسبب ملکہ کے بیحد پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ اسنے آکر محبوب سے کہا کہ چلو میں تمکو ملکہ کے پاس لیچلوں اس حیلہ سے محبوب کو اپنے ہمراہ لیکر یہ باہر باغ کے آئی اور وہاں باتوں میں لگا کر اُسکو بھی بیہوش کیا اور پشتارہ اُسکا بھی باندھا پھر وہاں سے درے میں پہاڑ کے آکر ملکہ کا بھی پشتارہ لیا اور ان دونوں کو لیکر جبکہ صبح ہو گئی تھی بارگاہ مصور جادو میں لائی افراسیاب کے پاس لیجانا مناسب نہ جانا کوئی دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ مصور جادو سے اس نے کہا میں شکوہ زریں قبا اور محبوب جادو کو پکڑ لائی ہوں اور یہ لیکر پشتارہ کھولا اور دونوں کو سامنے ڈالدیا صورت دیکھ کر مصور جادو کو خوف آیا اور کہا کہ کیا قدرت خدا کی ہے ملکہ شکوہ زریں قبا

ایسی ساحرہ ہو اور اسکا یہ مرتبہ ہو کہ ملکہ کو ہوش میں لاکر برابر اپنے تخت پر بٹھایا جب ملکہ
شکوہ زرین قبا کو ہوش آیا اور اسنے دیکھا کہ میں صورت نگار جادو کے پاس بیٹھی ہوں فوراً مع
محبوب جادو سحر کرکے سمت آسمان روانہ ہوئی مصور جادو گھبرایا اور صورت نگار اپنی
زوجہ پر خفا ہونے لگا کہ حرامزادی تجھے شکوہ زرین قبا کے ہوشیار کرنے سے کیا مطلب تھا
اور خفا ہوکر آپ پیچھے ملکہ کے اڑا اور برابر پہونچکر ایک سل سحر کی ملکہ پر ماری ملکہ نے دیکھا کہ مجھ پیر
سحر کی سل آتی ہے اسنے الٹ کر جو سحر کیا تو وہ سل ریزہ ریزہ ہوکر بارگاہ میں مصور جادو کے گری
اور جسکے سر پر سنگریزہ اسکا لگا وہ بیچارہ جان سے گیا زندگی پر پتھر پڑے ایک سنگریزہ مصور جادو
کے بھی لگا یہ گھبرا کر بھاگا اور شکوہ زرین قبا اور محبوب دونوں بھاگ کر سمت صحرا گئیں لیکن
افراسیاب جادو نے قیصر جادو کو حکم دیا کہ کچھ فوج لیکر جاؤ اور مہزبان و ماہ تاجدار اور عمرو
ان سب کے سر کاٹکر میرے پاس لاؤ قیصر جادو حسب الحکم بادشاہ فوج لیکر وہاں سے چلا خونخوار

بہت سے ساحر گمراہ و بدخواہ
بڑا سامان شوکت اسکے ہمراہ جو پہونچے اسکے وہ بدذات و مردود
لڑائی کا ہوا سامان موجود
یعنی قیصر جادو و ماہ تاجدار کی فوج پر آگرا ماہ تاجدار کا لشکر ہر چند
کم بے سردار تھا لیکن خوب لڑا آپس میں تلوار سحر کی چلنے لگی نظم وہ دیتے ساحر وہاں شمشیر خون ریز

بشکل برق روشن اور بہت تیز
چمک برق سے چمکے گرز و شمشیر
کوئی خستہ کہیں نیزے کہیں جست
چمکتی تھی برابر برق شمشیر
کہیں تن سر کہیں ترکش کہیں پر
اٹھے باہم برابر گرد لشکر

لگی آپس میں چلنے برق شمشیر
صف دشمن پہ بس پڑنے لگے تیر
کہیں سیلاب خون سے سرخ راہیں
اجل تھک تھک گئی ایسے چلے تیر
نہال نخل قامت خم زمین پر
گھٹے بل بل کے مردان دلاور

اوئی بولا کہ پھر اب کیا ہے تاخیر
جدا ہونے لگے باد سر و دست
کہیں زخمی خون کی سرد آہیں
گرے گردان شیر افگن زمین پر
ہوا انتشار اول چرخ ستمگر
سر شل کاسہ گدائی کے تھے گرین

تلملاتے تھے دھڑ ادھر خون میں نہاتے تھے کہیں سر کٹ کر گرا تھا تو اسنے زمین کو دانتوں سے
پکڑ لیا تھا کہیں ہاتھ کٹ کر گرا تھا گریبان گیر خاک ہوا تھا کہ افسوس ہم سے کچھ نہ ہوسکا زرہ پوشوں کے
بازو جو قطع ہوکر گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیاں دام میں پڑی ہوئی تڑپ رہی ہیں اور
پاؤں جو کٹ کر گرا تھا تو سہر ملک عدم ہوا تھا آخرکار ماہ تاجدار کی فوج تاب لڑائی کی نہ لاسکی

بھاگ کھڑی ہوئی اُس طرف ملکہ شگوفہ زرین قبا اور محبوب صحرا مین چلی جاتی تھین بس اُس فوج سے ملکہ نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُنھون نے کہا کہ ہم لوگ ملازم ماہ تاجدار جادو کے تھے قیصر جادو نے آکر ہمکو لوٹا اور بارگاہ چھینکر لیے جاتا ہے بس یہ سننا تھا کہ ملکہ شگوفہ زرین قبا نے سحر کیا اور مانند برق کے قیصر جادو کے اوپر آئی اور پکاری کہ اے قیصر جادو کہان جائیگا میرے ہاتھ سے قیصر جادو نے ملکہ شگوفہ زرین قبا کو جو آتے دیکھا ایک ناوک سحر کا مارا کہ ملکہ کو جراحت ہوئی اور وہ ران پر ایسا لگا کہ جس سے زخم ہوا لہو بہنے لگا ملکہ نے کچھ مٹی اسی خون مین گوندھکر ایک سوار بنایا اور تلوار اُسکے ہاتھون دی اور کہا کہ میرے خون کی تجکو قسم کہ جاکر قیصر جادو کو مارآ اور زندہ اُسکی فوج کو نہ چھوڑ اتنا سنتے ہی وہ سوار تلوار لے کر فوج قیصر جادو مین در آیا اور مارنا شروع کیا اب تو یہ حال ہوا کہ کشتون سے پشتے اور لاشون کے پشتارے انبار لگا دیے اور دریا خون کا جاری ہوا اشعار

درخشیدن تیغ الماس گون | سنانہاے آبدار دادہ بخون | بگرد اندرون تیغ چو ابر آب

کہ شنگرف بارد بروآفتاب | پر از نالۂ کوس شد مغز میغ | پر از آب شنگرف شد جان تیغ

تو گفتی کہ الماس جان فشاند | بہ مرجان کہ در کین مین جان فشاند | ہر چند کہ قیصر نے سحر کیا لیکن وہ

سوار قریب آکر پہونچا اور آتے ہی اُسنے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ قیصر جادو کے دو ٹکڑے ہو گئے اور یہ واصل جہنم ہوا پھر تو یہ حال تھا کہ جدھر وہ سوار تلوار لیکر جاتا تھا صفین کی صفین اُلٹ جاتی تھین تین پہر کامل وہ سوار لڑا دو لاکھ ساحرون مین سے ہزارون تو مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگ کر جانب افراسیاب روانہ ہوے ملکہ شگوفہ زرین قبا اور محبوب جادو فتح کرکے بارگاہ مین ماہ تاجدار کے آئین بارگاہ آراستہ کرائی اور اُس بارگاہ مین بیٹھکر چالیس پتلیان اور سحر کی تازہ تیار کرکے اُنکے ہاتھ مین آئینے دیے کہ وہ اپنے تئین آئینہ رخسار کو آئینون مین معائنہ کرنے لگین اور اپنی یکتائی کی بہر صورت گواہی دیتی تھین پھر ملکہ نے دو دانہ ماش کے پڑھکر اُن پتلیون پر مارے کہ وہ پتلیان پتھر کی بن گئین اور اُس سوار کے گلے مین اپنا موتی نکالا اُتار کر ڈالدیا اور پھر سحر کیا کہ وہ سوار ایک چاند کی صورت بن گیا اب ادھر بارگاہ کے کئی سو ستارہ اور بیچ مین ایک چاند جلوہ گر ہے غرض یہ بناکر آپ اور محبوب پھر ایک طرف کو روانہ ہوئین لیکن خبر افراسیاب کو قیصر کے مارے جانے کی جو پہونچی تو افراسیاب نے باغبان قدرت کو

روانہ کیا باغبان قدرت شکوہ زرین قبا کے پاس آیا اور اُسنے آواز دی کہ اے ملکہ
شکوہ زرین قبا تیری بربادگی لازم ہے جو ہم نے تمھاری خطا معاف کرائی تھی تمنے اسکا بدلا لیا
ملکہ شکوہ نے اس بات کا تو کچھ جواب نہ دیا اور ایک نارنج سحر پڑھکر اُسپہ مارا باغبان حریف
زبردست تھا یہ بھلا کب نارنج کھاتا اُسنے اسکو خالی دیا اور ایک مٹھی زمین پر مارا کہ ملکہ شکوہ
نے محبوب کے پانون زمین نے پکڑ لیے باغبان قدرت ان دونون کو بجالائی تمام گرفتار
کرکے جانب افراسیاب روانہ ہوا جب قریب دریاے خون رواں کے پہونچا تو اموجت ایک
ساحر کہ جسکی جٹا ہاے خاکستری زمین مین تھین بال اُسکے فتیلہ فتیلہ تھے آنکھین مثل مشعل کے روشن
قریب باغبان آیا باغبان اسکو دیکھکر چاہتا تھا کہ کچھ بات کرے لیکن اُس ساحر نے
ایک بیضہ بیہوشی کا باغبان کے منھ پہ مارا کہ وہ چرخ مارکر زمین پر گرا اور اُس شخص نے
آواز دی کہ تم نظر کرو حیدر کرار مہتر قران نامدار محبوب اور شکوہ تو چھوٹکر الگ کھڑی ہوئی
اور مہتر قران نے مدد کی ایک بغدا باغبان کے سر پہ مارا وہ بغدا اگر پہاڑ پر پڑتا تو پہاڑ کے پرخچے
اُڑجاتے مگر باغبان پر اُسنے اثر نہ کیا اور یکایک دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک بجلی زمین سے نکلی
اور باغبان کو لیکر غائب ہوگئی ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو پھر ایک طرف کو روانہ
ہوئین کہ اس اثنا مین ایک ساحر غدار مواج جادو انکو ملا کہ یہ ساحر نہایت زبردست تھا جب
اُسنے انکو دیکھکر ایسا سحر کیا کہ ایک دریا پیدا ہوا کہ یہ دونون غوطہ کھانے لگین اُسوقت مواج
ان دونون کو پکڑکر ملکہ حیرت جادو کی بارگاہ مین آیا حیرت نے کہا کہ اے شکوہ زرین قبا
و محبوب یہ بتاؤ کہ اب کہان جاؤ گی یہ کہکر طوق و زنجیر منگاکر بغیر سحر کے چاہا کہ انکو قید کرین لیکن
محبوب اور ملکہ شکوہ زرین قبا کو ہوش آیا یہ تڑپ کر سیدھی سمت آسمان پرواز کنان روانہ ہوئین
دو ہزار ساحر ملکہ حیرت جادو نے انکے تعقب مین روانہ کیے کہ یہ آکر دریاے خون رواں پر پہنچے
ملکہ شکوہ زرین قبا نے اپنا مالا توڑکر دریا مین پھینکا اور آپ جست کرکے علیحدہ ہوئین بس
مالا پھینکتے ہی مچھلیان اُس دریا کی اُٹھین اور وہ جو دو ہزار جادوگر پیچھے پیچھے ملکہ کے آتے تھے
اُن سب کو پکڑکر وہ مچھلیان بیچ دریا مین جاکر غائب ہوگئین اور یہ خبر ملکہ حیرت جادو کو پہونچی اُسنے
کہا کہ بڑا غضب کیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے یہ کہکر آپ بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوئی راستہ مین

اس نے دیکھا کہ ایک ساحر بیدل جادو نام ایک مقام پر بیٹھا ہی اُسنے کہا کہ ای ملکہ حیرت جادو
شکوہ زرین قبا ابھی ابھی اسطرف گئی ہین یہ سُنکر حیرت جادو ڈھونڈھتی ہوئی مانند برق چمک کر
ملکہ شکوہ کے قریب پہونچی اور اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ یہ دونون بےحس وحرکت ہوگئین پس حیرت
جادو ان دونون کو گرفتار کرکے وہان لائی کہ جہان وہ ساحر بیدل بیٹھا تھا اُس سے کہا
کہ ای ساحر بیدل تو نے مجھے خوب راہ بتائی نہین تو یہ دونون صاف نکل گئی تھین اُس ساحر نے
کہا کہ ای ملکہ مین اب بھی آپ کو منع کرتا ہون کہ آپ اسطرف سے نجائیے گا کیونکہ وہان کئی عیار
گھات مین لگے ہین ملکہ حیرت نے کہا کہ پھر کدھر سے جاؤن اُسنے کہا کہ ادھر سے جیسے ہی حیرت
نے منھ پھیر کر اُس طرف کو دیکھا کہ ساحر نے حلقہ کمند کے مارے ملکہ حیرت چارون شانے چت
زمین پر گری اور ساحر نے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی شکوہ ومحبوب تو چھوٹ کر ایک طرف کو
روانہ ہوئین اور برق نے چاہا کہ ملکہ حیرت کا سر کاٹ لون لیکن ایک پنجہ چمک کر فلک کی طرف
سے جو گرا تو ملکہ حیرت کو اُٹھا لے گیا اور ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب ایک درے
کوہ لاجورد مین آئین کہ دم بھر یہان ٹھہرین اور یہ معلوم نہین کہ پہاڑ مین دو عملہ ہین آدھے مین عمل ہے
افراسیاب کا اور آدھے مین عمل ہی کوکب روشن ضمیر کا غرض کہ وہان یہ دونون بیٹھکر سحر کی تیاری
مین مصروف ہوئین لیکن وہ پنجہ جو ملکہ حیرت کو لیگیا تو سامنے افراسیاب کے لایا حیرت جادو
نے سب احوال ملکہ شکوہ زرین قبا ومحبوب کا خدمت افراسیاب مین بیان کیا افراسیاب
نے فرمایا کہ حیرت جادو تم لکڑیون کا جا کر انبار صحرا مین لگا دو پھر مین شکوہ زرین قبا اور محبوب کو
لا کر جلا دونگا حیرت یہ سنکر اپنے لشکر مین آئی اور بموجب حکم افراسیاب اسنے لکڑیون کا انبار لگایا اور
افراسیاب شکوہ زرین قبا ومحبوب کے پکڑنے کو پرواز کرکے روانہ ہوا لیکن حال مجلس جادو کا
سُنیے کہ یہ بران کا گرفتار ہونا سنکر بیقرار ہوئی اور اپنے مقام پر سے جو چلی تو دریاے خون روان کی
طرف آئی وہان نہنگ جادو کہ جسے اسکو پہلے قتل کیا تھا اور بران نے اُسکو اختر سے قتل کیا تھا
چنانچہ وہ اصل مین قتل نہ ہوا تھا اُسوقت کنارے دریا کے پھر رہا تھا کہ اُسنے مجلس کو آتے ہوے دیکھا
بس فوراً نہنگ بنکر اُس نہنگ لاڈلی کو نگلگیا اور وہان سے خدمت افراسیاب مین آیا بادشاہ کو
تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ ای نہنگ مین شکوہ زرین قبا کے ہاتھ سے تنگ ہون نہنگ نے

عرض کیا کہ آپ گھبرائین نہین مین شگوفہ زرین قبا کو گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر نہنگ جادو بغضب
تمام پھر خدمت افراسیاب سے روانہ ہوا اور صحرا مین آکر اس نے سحر پڑھکر دستک دی کہ اسے
آب جادو و حباب جادو آکر حاضر ہوے دونون اسکے کارندے ہین جب وہ اسکی خدمت
مین آکر حاضر ہوے تو اسنے کہا کہ تم ملکہ مجلس آرا جادو کی قید سے خبردار ہو مین آتا ہون یہ کہکر
آپ بہ گرفتاری ملکہ شگوفہ زرین قبا و محبوب روانہ ہوا اور یہان آب جادو نے بزور
سحر ملکہ مجلس آرا کو تا بہ کمر زمین مین غرق کردیا اور حباب جادو ایک طرف واسطے نگہبانی
کے بیٹھا قضاے کار تاف روزگار رو رہا۔ ان ہونی کی ہون کو تاکت ہین سب کو سے
ان ہونی ہونی نہین ہونی ہو سو ہوے۔ برق فرنگی اس جنگل مین آنکلا دور سے اسنے
نہنگ جادو کی گفتگو حباب سے جو ہو رہی تھی سنی بس اسیوقت نہنگ جادو کی ایسی
صورت بنکے سامنے ان دونون جادوگرون کے آیا ان دونون نے پوچھا کہ کیون اتنا جلد آپ
پھر آے اسنے کہا کہ مجکو کچھ کام ہے غرض آب اور حباب دونون کھڑے ہو گئے اور نہنگ
نقلی نے کچھ میوہ اپنی کمر سے نکالکر ان دونون کو دیا کہ انھون نے کھایا اور بیہوش ہوے
برق نے بہت جلد ان دونون کے سر خنجر بران سے جدا کیے اور مجلس آرا جادو کو قید سحر سے
رہائی دی مجلس جادو برق فرنگی کے پانون پر گری اور گویا ہوئی کہ شگوفہ زرین قبا
ہماری طرف ہو گئی ہے اور اسکو نہنگ جادو قید کرنے گیا ہے یہ باتین کرتے ہوے آپس مین
ایک سمت کو روانہ ہوے لیکن یہان نہنگ جادو نے اس مقام پر کہ جہان شگوفہ زرین قبا
اور محبوب جادو پہاڑ کے درے مین چھپی ہوئی سحر کر رہی تھین پہونچکر سحر کرنا شروع کیا اور شگوفہ
زرین قبا پر اسنے ایک ایسا سحر کیا کہ آندھی تیرہ و تار آئی تمام عالم مین تاریکی چھائی وہ تاریکی
سرمۂ دیدۂ شگوفہ و محبوب ہوئی یہ دونون بالکل اندھی ہوگئین نہنگ نے ان کو
پکڑ لیا اور قید سحر مین گرفتار کرکے پھر جانب افراسیاب روانہ ہوا مگر اس طرف سے برق فرنگی
اور مجلس آرا جادو آتے تھے بس جیسے ہی نہنگ نے مجلس کو دیکھا بیتاب ہوکر دوڑا اور بزور
سحر اژدر دہان بنکر ایک دم ایسا کھینچا کہ مجلس کو نگل گیا مجلس اپنے دل مین سوچی کہ یہ ہر مرتبہ
مجکو گرفتار کرلیتا ہے کوئی تدبیر ایسی کر کہ یہ ہلاک ہوے سوچتے سوچتے اسکو یاد آیا کہ ایک نشتر

تیرے بالون مین ہو اسنے اس نشتر کو جوڑے سے نکال کر نہنگ کے پیٹ مین مارا کہ نہنگ
کا پیٹ شق ہو گیا صدائے دارو گیر بپا ہوئی اور مجلس نے اُسکے پیٹ سے نکل کر شکوہ زرین قبا اور
محبوب کو چھڑا لیا اور انکو اپنے ساتھ لیے ہوئے روانہ ہوئی راہ مین ماہ تاجدار پر اپنا عاشق ہونا اور
ملکہ بران شمشیر زن کا قید ہونا سب بیان کیا مجلس آرا بران شمشیر زن کا حال سنکر
بدحواس ہوئی اور شکوہ کو اپنے ساتھ لیے جس مقام پر کہ ظلمات فیل وندان تھا پہونچی اور للکاری
کہ او ظلمات بدذات آ میرے مقابلے مین ظلمات بارگاہ سے باہر نکلا مجلس نے ایک نارنج
سحر کا ظلمات پر مارا لیکن ظلمات نے اسکو خالی دیا اور یہ مادر بخطا ظلمات خاک جمشیدی
اپنے پاس رکھتا ہے بس اسنے وہی خاک جمشیدی کا ایک ٹکڑا مجلس آرا پر مارا اور شکوہ زرین قبا
اور محبوب ان دونون پر بھی اُس خاک کو چھڑکا کہ تاریکی چھا گئی اور یہ بھی تینون قید ہوئین
اب یہ نطفۂ حرام اپنی بارگاہ مین آیا اور اس ماجرے کو قران نے دیکھا مگر اس فکر مین ہے
کہ اسکو قتل کردن غرض سمت صحرا روانہ ہوا اب یہ تو جانب صحرا جاتا ہے اور بران و شکوہ
وغیرہ قید ظلمات فیل وندان مین ہین لیکن انکو اس حال مین چھوڑ کر کیفیت لشکر امیر بیان
کی جاتی ہے کہ امیر اپنی بارگاہ مین داخل ہین اور پانچ ہزار پانچ سو کمین سرداران نامی اور پہلوانان
گرامی بارگاہ سلیمانی مین زیب دہ کرسی زرنگار ہین تختون کے جنگل ہین ادھر لقا کے یہان
بارگاہ مین منصور زاغ کوہی اور عنصر کوہی وغیرہ کہ رہے ہین کہ اگر کوئی مقابلہ مین خدا پرستون
کے نکلے گا تو ہم ابکی مرتبان خدا پرستون سے مقابلہ کرینگے بختیارک کہ رہا ہے کہ ای بچائیو
کیون نادان بنتے ہو خداوند لقا تقدیر الٹی کرتے ہین یہ مسلمانون کے طرفدار ہین تعالی
کے بیگن ہین کبھی ادھر کبھی ادھر لقا نے کہا ابکی ایسی تقدیر کرونگا کہ کوئی بندہ میرا آکر سب
خدا پرستون کو مارے گا یہ باتین ہو رہی تھین کہ نامہ جہاران کوہی کا آیا نامہ دار نے لا کر خداوند
لقا کو دیا خداوند نے بختیارک کو دیا اس نے پڑھا لکھا تھا کہ مین مدت سے مشتاق زیارت
خداوند ہون اور چاہتا ہون کہ کام خدا پرستون کا تمام کرون لیکن خداوند نے مجھے کبھی یاد نہ فرمایا تو
اب مین حاضر ہوا ہون اس نامہ کو دیکھ کر لقا نے حکم دیا لوگ بہر استقبال جائین ملک بختیارک
شوم بہر تعظیم و استقبال روانہ ہوا اور جہاران کو بارگاہ مین لیکر آیا لشکر کو اُس کے

مقام پاکیزہ پر اتروایا اور مہاران نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی خلعت ملا یہ دنگل پر بیٹھا
بختیارک نے کچھ حال زبردستی امیر کے لشکر کا بیان کیا اور کہا کہ خداوند کی بیٹی نور چکیدہ
خالص قدرت شہزادہ قاسم کے ساتھ اور ملکہ جہان افروز بڑی بیٹی شہزادہ بدیع الزمان
کے ساتھ نکل گئی ہیں یہ سننا تھا کہ لقا نے ایک دھول اُسکے سر پر ماری کہ رنجیدہ اُسکے سر پر سے
گر پڑا انجتارک نے اُسکو اُٹھا کر چوما چاٹا پھر سر پر رکھا اور کہا کہ دھول دھپے مین اگر گزر جائے
تو بہت اچھا ہے مگر اب کہا سنا میر لب صاحب معاف کر دیں کیونکہ بچینگے نہیں لقا نے کہا
کہ اے مہاران تم اُسکی باتون پر نہ جا یہ شیطان ہماری درگاہ کا ہے اسی طرح کی باتین بناتا ہے مہاران
نے کہا آپ سچ فرماتے ہین لیکن دل تو بہل جاتا ہے یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا اور کئی روز تک
کسل سفر سے اسودہ ہوا اور جب وہ زمانہ آیا کہ ستارون نے آنکھین اپنی راہ حجاب مین چھپائین
اور گردون نے دستار مہتاب اپنے سر پر رکھی۔ **اشعار** ستارون سے کھلا پھر گلشن شام
ہوئی پھر چاندنی سرکی دل آرام ∴ قمر نے پیر لباس نور پہنا ∴ ستارے سب لگے پھولون کا گہنا
سر شام بموجب حکم مہاران ناکام طبل جنگ پر چوب پڑی ہرکارے خدمت والا صاحبقران
مین آکر حاضر ہوئے اور بصد ادب یہ اشعار زبان پر لائے **اشعار** ∴ عمدہ تو اسعد رہو سرکار سچ تیرے

مورد لطف سے زیادہ خلل ملازمان ہو
گر ملک چاہتا ہو تو تخت سچ تیرے
قبضے مین سے زمین اور زیر آسمان ہو

جاہ و جلال یا ملک یوں تجھے زمانہ
ہندوستان کی طرح لو تا چین و عمان ہو

جب ہو تری سواری صد خیل زر نشان ہو
آ گئے ترکیا کرون مین ال جا ہلی ہے تیرے

آج مہاران کوہی نے طبل جنگ بجوایا ہے معرکہ آرائے نبرد ہوگا باقی

حیرت ہے پادشاہ لشکر اسلام نے جانب امیر دیکھا امیر نے ابوالفتح سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ ہمارے یہان
سے بھی طبل جنگی بجواؤ ابوالفتح نے جاکر نقارہ سکندری پر چوب لگائی پھر تو یہ حال ہوا **نظم**
گرد کوٹ قلعہ روئے زمین پہ ہل گئے قلعین لگین برج کنگرے بھی ہل گئے ∴ سنگین محل مکان جو بنے تھے بکھل گئے
اینٹون کے ریزے چھٹ گئے پتھر پگھل گئے ∴ بجا طبل جنگ بید رنگ اُس عرصۂ کارزار مین دلاوران روز ہیجا و
امیران جنگ و وفا آگاہ خبردار ہوئے دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور تیاری
آلات حرب و ضرب کرنے لگے نخل ہستی بہادران آج پھلا پھولا نظر آتا تھا تیغون کے پھل ہر ایک
کھانے کا ارادہ رکھتا تھا سپر دن کے پھول بہار دکھاتے تھے گلشن زندگی مین عنادل

کی طرح بہادر چھپا نے تھے گلگون صبا رفتار اپنی شوخی دکھا رہی تھی ہوا سے شجاعت کے جھونکے آرہے تھے نیزے بسان سرو استادہ تھے مائل جنگ سوار اور پیادہ تھے نہرین خون کی بہا چاہتی تھین نرگس دیا مین سپاہیون کے لیے دعاے سلامتی مانگتی تھین غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ چادر شب کو شبنم سحر نے دھویا اور رنگا زر روز نے پارچہ نیل سے سیاہی کو دور کیا اشعار

کھلا آخر معمّا زلف شب کا
اٹھا دھندلا غبار اک سو غضب کا
ہوا مثل نور عارض صبح روشن
بشکل متقی پاکیزہ دامن
جبین ماہ کی صورت فروزان
بسان دلربا کچھ لحظہ مہمان
ہوئے جب جانب مشرق سے ظاہر
ہے امتحان فکر شاعر

بہنگام سحر امیر والا حشم مسجد کریاس مین نماز سے فراغت کرکے مشغول دعا تھے مصروف گریہ وبکا تھے کہ ابو الفتح نے آکر عرض کیا بیت فوج میدان کے سمت جا پہونچی ؛ منتظر ہے امیر والی کی ؛ امیر صاحبقران نے صندوق اسلحہ طلب فرماکے اسلحہ زیب جسم انور فرمایا اور باہر نکلکر اشقر دیوزاد پر سوار ہوے اشقر کا یہ حال تھا نظم

مین خوش بادپائی نے شکل کیا کہون
بچہ تو حور کا ہے ولیکن پری ہے نام
اٹھنے غبار سُم سے نہ دیکھا کبھی عنان
جھکے جو قاش زین سے زمین پر لگام
پہونچے نہ اسکا سایہ بھی اسکے قدم تلک
جو اسکے تونے رو مین عنان کو بیانہ تھام
اعداے بدخصال کی تنبیہ کے لیے
اس برق وش کی پشت پہ ہو جب قیام
ہو طرقوا کنان ترا اقبال پیش و پس
نصرت کرے جلوداری اور فتح اہتمام

بس امیر با توقیر مع سرداران والا تدبیر کے جلوخانۂ بادشاہ گردون سریر مین آئے اور منتظر آمد ظل سبحانی تھے کہ یکایک بادشاہ برآمد ہوے شعر

امیر اور سردار جتنے تھے حاضر
جھکے بہر تسلیم وہ سب مدبر

بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھ اور تخت شاہی کو قلب لشکر مین رکھکر سب سردار جانب جنگاہ چلے انکے جاہ وحشم کو دیکھکر ترک دہر بھی ثنا خوان تھا اور یہ ابیات پڑھتا تھا ابیات

نصرت وقہر کی آگے نہ یون دیو سیاہ
آج ہے آگ کی خون ناب مین آجائے ابال
روز میدان قدم اپنا تو جہان گاڑے گا
کوہ کا سینہ بھی دیکھ ترا استقلال
شرق سے غرب تلک غیب سے نیزہ کا
ڈھال ہے تیغ جری کی ترے تا بشمال
سکی خونریزی یون فوج عدو گھٹ گیا
جون مہ نو سے محرم کے ٹپکتا ہے سال
کافر حربی و موذی و منافق ملحد

ایک چو رنگ ہی چارۂ نکات استیصال
شب ندا نے تیرے ہو عدو کب جاں جبر

کیا بیاں تجھے کروں وصف سپر کا تیرے
دام انگشت قضا تیری کی تیرے ہی بحال

سایۂ مرغ ہمت ہی تری چیتہ پہ ڈھال
اسی شوکت و جاہ سے یہ لشکر

سرداران اسلام کا میدان جنگاہ میں پہونچا یہاں غبار زمین برادۂ آہن تھا طائر ہر ایک بندوقوں سے گرے لوٹے نظر آتے تھے اور رقبۂ کوہ سے پائین کوہ تک ترکستان کواکب اور کوڑیالہ رشک لالہ کھلا ہوا تھا ہوائے سرو کے جھونکے آتے تھے اور ہوائے شجاعت خاطر بہادران میں بڑھاتے تھے یہاں آتے ہی حکم ہوا کہ پست و بلند زمین ہموار ہوئے اس طرف سے سواری لقا کی بڑے جاہ و تجمل سے آئی فوج نے اسکی صف آرائی جمائی سقون نے دو طرف سے نکل کر آبپاشی کی اور نقیبوں نے

مذمت دنیائے فانی زبان پر جاری کیا ابیات

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
پایۂ حشمت سنجر ہے نہ ملک دارا
اس خیاباں میں ہر اک نخل ہے نخل ماتم
ٹھنڈی سانسیں ہیں ثمر جسکے ہے بار صبا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہے نہ وہ طرز نشاط
نغمۂ اسفر و ایاغ بھول سے گئے

نہ سکندر ہے نہ آئینۂ حیرت افزا
اسکی اس بزم میں گل ہوگئی شمع اقبال
کف افسوس ہی ملتا جو ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج اسکا غبار
نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا

رتبۂ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد
جسکو کل کر گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ میں کھلتے دیکھے
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
رابطہ اخلاص کے باہم جو تھے سب بھول گئے

جب نقیب نقابت کرکے میدان سے کنارے ہوئے اسوقت نہاران کو بھی نے اپنے گینڈے گھوڑے کو گلے مار کے سامنے لقا کے اپنے تئیں پہونچایا اور ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا لقا نے اسکو اپنے ید قدرت سے سپرد کیا یہ میدان میں آیا اور سلحشوری دکھا کر اسنے نعرہ مارا کہ اے فرقۂ خدا پرستان آؤ میرے مقابلہ کو اس صدا کو سنکر اس طرف سے شہزادہ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سیاہ شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو تازیانہ کرکے سامنے تخت بادشاہ بادشاہ کے آئے اور مرکب سے کود کر دست بستہ اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے جام کلاہ کفرت مرحمت فرمایا خلعت دیا کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے انکے سردار سالم شیر شکار سلیم شیر شکار زرہ پہنے جوشن پوش مالک ترک سفید جامہ و زنجیر و اسب پیادہ ہوئے نقارے بجنے لگے شہزادہ دلاور نے دست شفقت ہر ایک کی پشت پر رکھا اور آستین مرحمت کو جھاڑا اور لشکر تمام ہر ایک کو رخصت کیا اور آپ بادشاہ سے اجازت لیکر زریں تنگ گھوڑے کا

درست کرکے سوار ہو کر سمت حریف چلا مرکب اسکا جست و خیز کرتا ہوا سامنے مہاران کے آیا اُسنے ایک نگار و ماری کہ گینڈا اُسکا سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور اتنا ہی زور زمین آکر انکا پیش قدمی کرکے بڑھ گیا اُسنے نیزہ سینہ پہ کہ شاہزادہ پر لگایا شاہزادہ نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر لگا لیا تھا اب نیزہ بازی شروع ہوئی نظم

سنان دار نیزہ بد نیم گشت عدو
زگرد سواران جہان ناپدید بود
بینداخت قاسم چو آن گرز کوہ
بخاک اندر افتاد و خاموش گشت

کہ قاسم برآویخت با او بہم
مہاران ز قاسم پر از بیم گشت
ولیکن اندرون تیغ برہم شکست
کہ از زخم او شد مہاران ستوہ
سبک تیغ تیز از میان برکشید

بہ نیزہ بگیر دار شیر دژم
بزد دست آن تیغ بران کشید
سوی گرز برد تند چون باد دست
بزین اندر از زخم بیہوش گشت
کہ قاسم مہاران را سر برید

اس کیفیت کو دیکھکر قہرمان اژدر نگاہ کو بھی مقابلہ قاسم میں آیا اور دراوند لاف و گزاف بسیار باتیں گرز سر قاسم پر لگایا قاسم نے گرز کو گرز پر روکا اور آپ بجواب گرز ایک گرز مارا کہ اسنے بھی گرز پر روکا مگر ہر بُن مو سے اُسکے پسینہ ٹپکنے لگا اور بیہوش ہوگیا عیار نے اُسکے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا کہ وہ ہوشیار ہوا تب قاسم نے نظم ۔ سکے نیزہ قاسم چو زد بر سرش بخون جگر غرق شد مغفرش ۔ بہ نیزہ ہمیدون ز زین برگرفت ۔ رو لشکر بد و باند اندر شگفت زوش بر زمین ہمچو یک لخت کوہ ۔ بزار زخم شد جان دشمن گروہ ۔ اب تو لینا لینا کہکر فوج لقا لشکر اسلام پر آ پڑی اِدھر سے سرداروں نے حملہ کیا تلوار کھنچی اور بڑے زور و شور سے شمشیر زنی آغاز ہوئی سروں پر نعل ترسن بجنے لگا آہن کی جھنکار نے خاطر بہادروں کو ہوشیار کیا سر موت کے بہر سے آگاہ ہوئے مرگ اُنکے حال پر خندہ زن تھی کشتے گور و گور پڑے تھے سر کا تنہ گدائی کیطرح ٹھوکریں کھاتے تھے تیغ تیز نیام میں بلا سے بے درمان تھی لیسان اژدہا اُس نے نکلکر ہزاروں کو کاٹا ایک حملہ میں دو جہان کو جو رنگ کیا دل دشمن لوہا مان گیا رستم کی روح ڈر کے مالک عدم میں نہان ہوئی موت سے ٹپ کر تلوار چلنے لگی عالم عالم آب تیغ کا پیاسا ہوا ہر طرف خون کا دریا بہ گیا ترک فلک کو بھی اسکا بیم تھا دل جوزا دونیم تھا صبا و اجل تلوار کا نام تھا قتل کرنے سے اسکو کام تھا کوچہ سلامت بکر تیار ہوا لاشیں پڑنے لگیں لیکن کیفیت سنیے کہ قریب فیروزہ کوہ جو طلسم کے ڈانڈے پر ہے وہاں قہرمان اژدر نگاہ رہتا ہے وہ فوج و لشکر لیکر

پہلے سے روانہ ہوا تھا اُسوقت اثنا ے راہ مین خبر اپنے باپ کے مرنے کی سُنکر برسم یلغار نے ہزار سوار
لیکر یہان آیا اور عین جنگ کے وقت پر پہونچا یہان لقا سے بختیارک کہہ رہا تھا کہ جلد تف دیر
مراجعت فرمائیے ورنہ قیامت ہوا چاہتی ہی خاتمہ تمام لشکر کا ہی لقا نے کہا کہ مین تقدیر کرتا ہون کوئی
خدا پرست زندہ نہ بچیگا یہ کہہ رہا تھا کہ فرامرز عاد مغربی گھوڑا اُڑا کر صفون کو چیرتا ہوا تلوارین مارتا
قریب اُن فیلون کے پہونچا کہ جسپر لقا کا تخت کھنچا ہوا تھا بس اسنے چاہا کہ گھوڑے کو اُڑا کر مین لقا
کو تخت پر سے جا کر اُٹھا لاؤن اُسوقت ایک لکہ ابر آ کر چھایا اور بجلی چمکی ہوا گرم چلی اور قہرمان
بن اژدر نگاہ ظاہر ہوا اور اُسنے آتے ہی ایک نارنج سحر کا مارا کہ لشکر اسلام کو گرمی معلوم ہوئی
اور ہوا بڑے زور و شور سے چلی ایسی کہ آندھی مین لوگ اُڑے جانے لگے ہر جھونکا ہوا کا ہوا ے
قوم عاد کا تھا اور ایسا شور تھا کہ طبقہ زمین کا اُڑا جاتا تھا یہ ہوا چلتے چلتے تاریکی ہو گئی اُسوقت ہاتھ کو
ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا دنیا تمام کالی تھی اندھیرا پڑا تھا امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ
تاریکی اور آندھی موقوف ہوئی اب جو دیکھا تو لشکر لقا سامنے نہین ہی دروازہ قلعہ عقیق
کوہ بند ہی جب یہ کیفیت دیکھی ناچار ہو کر سب میدان سے پھر آئے اور وہان ہوا سے
سحر لقا کو اندر قلعہ کے لیگئی سب کافرون نے کہا کہ ہم مارے جاتے تھے خداوند نے بچا لیا
اس اثنا مین قہرمان آیا لشکر اسنے اپنا اُترو ایا باہر قلعہ کے لشکر کی اسکے چھاؤنی پڑی اور یہ سامنے
خداوند کے باغ مینا مین آیا سجدہ کیا نذر دی اور رونے لگا لقا نے تسکین دی اور خلعت
عنایت فرمایا یہ دنگل پر بیٹھا اور کہا کہ مین اپنے باپ کا بدلہ لینے آیا ہون لقا نے کہا تو میرا نظر کردہ ہی
اور مین تیرے باپ کو روز نوروز زندہ کر دونگا قہرمان اُٹھکر تخت کے گرد پھرنے لگا اور
سجدہ کیا لقا نے کہا کہ بیٹھو یہ بیٹھا اور ساقی نے اُسکو جام ارغوانی بھر کر دیا جب دماغ اُسکا
بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت بختیارک نے کہا کہ اے قہرمان جو کوئی یہان آتا ہی وہ
پہلے ایسی ہی باتین بناتا ہی پھر آخر مارا جاتا ہی دیکھو اژدر نگاہ بھی کیسے جوان خوبصورت تھے اور
بڑے زبردست تھے بڑی رسوائی سے مارے گئے اور مسلمانون کی پشم گندہ نہ کر سکے
مسلمان بڑے زبردست ہین اور امیر مالک باطل السحر ہین تم برا نہ ماننا مین تمھارے باپ کو
اب ضمین بناتا ہون مگر حال کہتا ہون قہرمان نے کہا ملک جی تمھین قاروے مین بھی بچاری

نظر آتے ہیں تم دیکھنا میں ان مسلمانوں کو کس عذاب الیم سے قتل کرتا ہوں انھیں باتوں میں وہ دن تمام ہوا اور کواکب فلک راہ کہکشان پر روانہ ہوئے اور عروج ماہ آسمان پر چمکا نظم

اڑا ہے آج رنگ چہرۂ شام | قمر ہے مثل شمس اٹھا ہوا جام
نہیں ہے بے سبب یہ مہ مکدر | اداسی کچھ ہے چھائی چاندنی پر

سر شام بحکم قہرمان طبل جنگ پر چوب پڑی ہرکارے خدمت امیر میں آئے اور دعا دیکر خبر نواختن طبل جنگ عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی نظم

بفرمود تا کوس روئین و نائے | بیا زند در پیش پردہ سرائے
براسر بجنبید لشکر زجائے | برآمد ز در نالۂ کرہ نائے

اب تیاری آلات حرب و ضرب لشکروں میں شروع ہوئی

اس طرف لقا بھی مع لشکر کے فوج قہرمان میں جو باہر قلعہ کے اتری ہوئی تھی آیا اور خیمے وبارگاہ میں برپا کر امن اس طرف بھی تیاری ہتھیاروں کے صفائی کی شروع ہوئی اس وقت وہ آراستہ فوج تھی گویا بحر شجاعت و ظفر کی موج تھی بہادران نامی جنہیں شجاعت کی تمامی فلک پر علم افراختہ مریخ بر تیغ آختہ جنکے خوف سے آشوب زمین میں سمایا ہوا فتنہ کا ہاتھ آستین میں آیا ہوا خنجر ہر ایک بجلی سے زیادہ تیز تلوار ہر ایک خونریز تیر جو طعن پر آئے تو سنان مہرۂ پشت کے پار اتر جائے دشمن اگر تلوار کے منہ پر آئے تو منہ کی کھائے اس فوج میں نیزوں نے پائے شجاعت گاڑ دیے کمانیں چلا چلا کر ٹیڑھی سنانے لگیں چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ طائر شب نے آشیانہ دہر سے پرواز کی اور طاؤس زرین بال خورشید نے کاشانہ مشرق سے پر و بال نکالے اشعار

مزاج شمع میں سردی جو آئی | کہ مرغان سحر ہر سو سے چہکے
تو پروانوں کی گرمی پھر بجھائی | اٹھے بستر سے سب اللہ کہکے
شب رخصت طلب سرعت کناں | بچھی مثل سرور آنکھوں میں آکر

صبحدم امیر کشور گیر سجدہ کر پاس سے جلوخانۂ بادشاہی میں آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے امیر نے مجرا کیا سب سرداروں کا مجرا سلام لیتے بادشاہ جانب جنگاہ چلے اشعار

خروشیدن زنگ و ہندی درائے | سپہبد سوئی جنگ بنہاد روئے
برآمد ز دہلیز پردہ سرائے | یلے ساختہ لشکر جنگ جوئے
چو شیران جنگی گہ کارزار | ہزاران ہزبر و دلیران کار
دراں دشت برخاست آواز کوس | ہوا قیرگون شد زمین آبنوس

بہ پیش پسہ اندرون پیل و شیر | پس زندہ پیلان پیلان دلیر | زگرد سواران ہوا بست تیغ
چو برق درخشندہ پولاد تیغ

جب یہ میدان مین پہونچے اُس طرف سے لقا فوج و لشکر لیکر میدان مین آیا اور لشکر نے پرا جمایا زمین ہموار ہوئی نقیبون نے نقابت کرکے دل بہادرون کے بڑھائے کڑکیت کڑکا کہکر کنارے ہوے اُس وقت قہرمان نیچہ سحر کا آگے رکھے ہوئے منقل آتشین تخت پر رکھے اور اُسی تخت پر آپ سوار مالے موتیون کے گلے مین ڈالے میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے قارن بلند کمان بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر اُسکے مقابلہ مین گیا اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ ایک اژدہا آتش فشان پیدا ہوا اور اُسپر ایک پتلہ خنجر کا سوار سامنے قارن بلند کمان کے آیا اور قارن کو اُس نے للکارا قارن تلوار کھینچکر اُسپر جا پڑا وہ پتلہ اژدر کو اپنے پھیر کر سمت صحرا روانہ ہوا قارن بھی اُسکے پیچھے چلا یہانتک کہ صحرا مین دونون جاکر غائب ہو گئے پھر اُدھر سے اور ایک سردار فرامرز عاد مغربی نکلا اُسکو بھی وہ پتلہ آکر اسی طرح لیگیا اُسوقت تو امیر کو تاب نرہی تلوار کھینچکر چلے اُس طرف سے فوج لقا اور قہرمان کی چلی آپسمین جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی اور یہ ہوا کہ تیغون کے جھناٹے سے چرخ پیر بھی لرزنے لگا نظم

ہوا را تو گفتی ہمی برفروخت | چو الماس روے زمین بالبسوخت | بمغز اندرون بانگ پولاد خاست
بابر اندرون آتش و باد خاست | دو لشکر بہم آشدہ سخت کوش | بگردون در افتاد بانگ خروش
زخون روے صحرا چو جوے روان | ز بانگ سواران جہان پر فغان | دران کین و آشوب دار و بکش
نہ با اسپ و زور نہ با مرد ہوش | بکشتند از ایشان دہ و دو ہزار | ہمین دود آتش برآمد چو قار
ہمہ روے دریا شدہ قیرگون | ہمہ روے صحرا شدہ رود خون | غرض تلوار خوب چلی آخر قریب

شام قہرمان طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا امیر بھی پھر کر اپنے لشکر مین آئے دلاورون نے کمر کھولی آسودہ ہوے اور اُس طرف قارن اور فرامرز کو جو وہ پتلہ اژدر سوار لیگیا یہ جب جنگل مین پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ وہ پتلہ نگاہ سے غائب ہو گیا یہ بھی مایوس ہو کر وہان سے پھرے شاید یہان جنگ مغلوبہ جو ہوئی اس وجہ سے وہ پتلہ غائب ہو گیا الحاصل یہ بھی دونون لشکر مین آئے امیر انکو دیکھکر شاد کام ہوے مگر اب اور کیفیت سنیے کہ غضنفر بن اسد صحرا مین شکار کھیل رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک پتلہ اژدر سوار درۂ کوہ مین گیا ہے غضنفر یہ دیکھکر اُسکی

تلاش مین روانہ ہوا لیکن وہ کہین اژدر سوار ٹھہرا نہین دور اسکو جاتے دکھائی دیا ناچار انھون نے گھوڑے کو تو چراگاہ مین چھوڑا اور آپ ٹھہر گئے کہ کوئی انسان یا پریزاد آئے تو پوچھون کہ یہ مقام کون ہو اور یہ اژدر سوار کون ہے کہ اتنے مین ایک درخت پر دو جانور عجیب و غریب اس طرح کے آکر بیٹھے کہ ایسے جانور کبھی نہ دیکھے تھے اور وہ باتین کرنے لگے کہ اے بھائی ہمکو اس مقام پر مدت مدید رہتے گزری مگر ہمنے کسی مسافر کو نہین دیکھا یہ جوان نہین معلوم کہان سے آیا ہے اب اسکی زندگی نہین معلوم ہوتی ہان شاید کوئی دوست اسکا ملجائے تو جان اسکی بچے ورنہ اس طلسم سے اسکا نکلنا دشوار ہی اور یہان ابھی تو پھر دن چڑھا ہے کچھ عرصہ مین ایک عقاب تیز پرواز آئیگا اور اسکو اپنی منقار مین پکڑ کر لیجائیگا اور اسکو ایک باغ مین لیجا کر قید کرنا چاہیگا اگر یہ اسکو خنجر ماریگا تو ہاتھ پاؤن اسکے بیکار ہو جاینگے یہ اسکو خنجر نہ مار سکیگا اسے چاہیے کہ ہمارے کہنے پر عمل کرے یعنی جسوقت وہ عقاب اسکو اندر باغ کے لیجائے اور قریب بارہ دری کے چھوڑے تو یہ چپکا بیٹھا رہے اور جب وہ رسی لینے کو ساحر کی صورت بنکے اندر بارہ دری کے جائے تو یہ ہر سمت کو باغ کے نگاہ کرے ایک درخت قریب اس بارہ دری کے ایسا لگا ہوگا کہ اسکے قریب کوئی درخت نہوگا پس یہ اس درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہوجائے وہ عقاب رسی لیکر جو آئیگا تو اس ماہرے کو دیکھکر خوش ہوگا اور رسی سے اسکو اس درخت مین باندھیگا اور آپ چلا جائیگا بعد اسکے جو کچھ ہونا ہوگا وہ یہ خود دیکھ لیگا ہمارے کہنے کی کیا احتیاج ہو اگر اس طرح اسنے عمل کیا تو اچھا رہیگا اور اسکے حق مین بہتر ہوگا ورنہ کام تمام ہے یہ کہکر جانورون نے کہا کہ بھائی چلو ایسا نہو کہ عقاب آجائے اور ہمین ندامت ہو پس وہ جانور اڑ گئے اور غضنفر وہان سے آگے بڑھا اور دل مین کہتا تھا یہ عجب مقام ہے کہ یہان کے جانور بھی بولتے ہین فی الجملہ جب یہ کچھ دور گیا وہ عقاب تیز پرواز پیدا ہوا اور اسکو پنجہ مین داب کر اڑا اور باغ مین لا ڈالا اسنے اس باغ کو دیکھا کہ نہایت ہی آراستہ ہے درخت پھولون سے لدے ہین مثل معشوقون کے پھولون کا گہنا پہنے ہین ہوا سے سرد کی جھکوا دین اشعار

ہر برگ پہ پیس ہی رقم ہے
نقارہ ہے بسمل چمن زار

باد سحری مسیح دم ہے
پتے جو گرے ہین جھڑ کے ہر جا

کیا آنکھین ہون فیضیاب دیدار
گلشن مین بچھا ہے فرش دیبا

ہون لوٹ خطا سے اک قلم تاک | میخوار جو پائین سایۂ تاک | اشجار کی کس قدر ہے کثرت
ہر نخل چمن ہے خوان نعمت

وہ عقاب غضنفر کو بارہ دری کے قریب چھوڑ کر رسی لینے گیا یہ جو جب کہنے اُن جانورون کے ہر طرف دیکھنے لگا دیکھا تو واقعی ایک درخت قریب بارہ دری کے اکیلا لگا ہے یہ اُٹھ کے درخت کی آڑ مین کھڑا ہو گیا اب عقاب نے آکر جو درخت کے پاس انکو دیکھا بہت خوش ہوا اور اُسی رسی کو گھما کر جو مارا تو خود بخود پاؤن انکے بندھ گئے وہ درخت شمشاد کا ہے وہ عقاب تو انکو باندھکر چلا گیا اور اِنھون نے چاہا کہ مین زور کر کے چھوٹون کھل نہ سکے آخر آبدیدہ ہوئے بصد عجز و انکسار درگاہ پروردگار مین اِنھون نے دعا کی کہ اے سرسبز فرمائے باغ ہستی و تازگی بخش گلشن حیات مجکو رہائی دیکر نہال فرما یہ دعا اِنکی گلشن قدرت مین سرسبز ہوئی اِنھون نے دیکھا کہ درخت کی ٹہنی پر لکھا ہے کہ جو کوئی قید سحر مین گرفتار ہو اِس دعا کو پڑھے رہا ہو جائیگا اِنھون نے بصحت الفاظ و اعراب اُس دعا کو پڑھا اُسی وقت ہاتھ اِنکے رسن سحر سے کھل گئے بس یہ وہان سے اُٹھ کر بارہ دری مین آئے دیکھا تو بہت آراستہ ہے ابیات

دالان کے درمین خلد کے باب | مانند ہلال در کے محراب | ہر جا یہ لگی ہے مسند زر
تکیے ہین دھرے ہوئے برابر | پتھر کے مکان وہ چشم بد دور | فرہاد ہے جسمین ایک مزدور
ہے نقش و نگار سے وہ گلزار | مانی بھی حیران ہے نقش دیوار | غضنفر وہان کی سیر کر کے نہر کے

باغ کی آئے اور وضو کر کے دوگانہ نماز کا پڑھا اور شکر خدا بجالائے پھر باغ کا میوہ کھایا اور آگے بڑھے لیکن دروازہ اُس باغ کا نہ ملا ناچار یہ ایک درخت پر چڑھ کے دیوار باغ پر پہونچے اور اُس طرف کو دپڑے چوٹ ذرا بھی نہ لگی یہ وہان سے چلے دیکھا تو آگے بڑھ کر انکا گھوڑا بھی چر رہا ہے وہ انکو ملا یہ اُس پر سوار ہوئے اور چلے یہان تک کہ راستہ طے کرتے ہوئے قریب ایک پہاڑ کے پہونچے انکے پاس تیغ سحر اور انگشتر مہروماہ اور اسپ بادخور ہے غرض اِنھون نے اُس پہاڑ کے قریب ایک گوزن کو آتے دیکھا تیر کمان مین رکھکر جو مارا وہ گوزن تو چرنے مین مشغول تھا تیر اُسکو توڑ گیا وہ گوزن ہلاک ہوا اور آواز آئی کہ مارا گوزن جادو کو اب یہ حیران ہوئے کہ مین نے گوزن کو مارا اور وہ ساحر نکلا یہ عجب طرح کا تماشا ہوا اسی حیرت مین کھڑے تھے کہ ایک برق تڑپ کر گری اِنکو اور اِنکے گھوڑی کو لپیٹ کے اُڑا لے گئی

اور اُسنے ایک پہاڑ پر لیجاکر اُنکو اُتارا یہ اُس بجلی کی چمک سے اور اُڑکر آنے سے بیہوش ہوگئے تھے
اور یہ برق ساحرہ ہی کہ نام اِسکا دراز چشم جادو ہی بس اُسنے تیغہ اور انگوٹھی اُس بیہوشی مین
لیلی اور ہوشیار کرکے اُن سے کہا کہ او موئے تو نے میرے خاوند کو مارا اب تجھے مین زندہ
نچھوڑونگی غضنفر نے یہ سُنکر چاہا کہ مین اِس ساحرہ پر حملہ کرون لیکن دست و پا قابو مین نہ تھے
ناچار دعا کرنے لگا اُسوقت روے ہوا پر غلغلہ شور و غل کا ہوا اور دیکھا تو ملکہ شمشاد قامت جادو
ایک تخت پر سوار گرد اُسکے ساحرون کی قطار تاج سر پر رکھے پنجہ ہاتھ مین لیے جاتی ہے
اُسنے جو غضنفر کو دیکھا اپنے ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور اُس جوان کو لے آؤ اُن ساحرون
مین سے ایک ساحر مکارہ جادو نام اُس نے جاکر عرض کیا کہ مین جاکر لاتا ہون
ملکہ شمشاد قامت نے کہا کہ اچھا جاؤ اور اگر یہ ساحرہ تجھ سے کچھ بولے تو مارنا اُسکو
مکارہ یہ سُنکر وہان سے روانہ ہوا اور اُسنے آکر شہزادے کی کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑا
دراز چشم بھی اُسکے ساتھ اُٹھی یہ بسبب تیغے اور انگوٹھی کے اُڑ نہ سکی تیغہ اور انگوٹھی
اُسنے وہین رکھدی اور آپ اُڑکر مکار کے پاس آئی اور ایک پنجہ سحر کا مارا کہ مکار کے زخم
لگا مکار نے بھی ایک ہاتھ ایسا مارا کہ دراز چشم کے دو ٹکڑے ہو گئے اب تو شمشاد
نے بھی اپنا تخت زمین پر اُتار لائی اور غضنفر کو سامنے بُلا کے اُسنے پوچھا کہ تمہارا مکان کہان ہے
اور کیا دین اور آئین تمہارا ہے غضنفر نے فرمایا الحمد للہ مین مسلمان ہون یہ کہکر کلمہ پڑھا
ملکہ نے کہا خیر معلوم ہوا ہم تمہارے گھر بھیجدینگے کیونکہ افراسیاب دشمن
ہو رہا ہے کہین ایسا نہو کہ کوئی ساحر تمکو گزند پہونچائے مگر اس شرط سے کہ جو تم طلسم کشا
اور صاحبقران کے عزیزدار نہو یہ کہکر سارا حال قید بران اور اسد کا آنا ملکہ مہجبین کا
عاشق ہونا شمشاد قد نے بیان کیا غضنفر نے کہا کہ اے شمشاد قد تم سنتی ہو کہ
صاحبقران کے عزیز تم نہو مین تو بیٹا ہون اسد کا کہ جو طلسم کشا ہے اور
حمزہ صاحبقران میرے نانا ہین مین افراسیاب کو قتل کرونگا اور اُسکی کیا مجال ہے
وہ مجھے بہ نگاہ کج دیکھ سکے شمشاد نے کہا کہ اگر تم فرزند شاہزادہ اسد ہو تو مین تمکو قید
کرونگی یہ کہکر اپنے دل مین سوچی کہ اسے شمشاد ایسا نہو کہ یہ کچھ فتور کرے اُسنے ایک

قفس آہنی منگوایا اور اُسمین اُس ہمائے اوج صاحبقرانی کو بند کیا اور روے ہوا پر لٹکاد
اُنھون نے ہر چند چاہا کہ ہین بتیلیون کو توڑون مگر ٹوٹ نہ سکین اُسوقت یہ پکارے لموُلف
گر توانائی مین ہو تین اپنے لبس کی تیلیان * توڑ کر پرواز کرتے تم قفس کی تیلیان * آخر بہ
بیقرار اور بیتاب ہو کر دعا کرنے لگے کہ اے خلاق زمین و آسمان و جان بخش جسم و جان تو مجکو اس

| قفس سے رہائی عطا فرما اشعار | یارب ہی کریم نام تیرا | خالق ہے رحیم نام ع |
|---|---|---|
| کیا بات ہے جو کرم کرے تو | ملجائے ابھی رہائی مجکو | یہ تو یہان دعا کر رہا ہی اور ملک |

شمشاد شمس کوہ کی حاکم ملکہ شمشیر جادو کے پاس گئی اور اُس سے بیانکیا کہ مین نے
غضنفر بن اسد کو گرفتار کرکے ایک قفس آہنی مین بند کیا ہے اور قفس ہوا پر لٹکا دیا ہی یہ کہ
وہان کچھ دیر بیٹھی دو چار جام شراب کے پیے پھر وہان سے اپنے مکان پر آئی اور ایک نامہ افراسیا
بگرفتاری شہزادہ غضنفر لکھا اور یہ بھی لکھا کہ آپ جیسا کچھ اُسکی نسبت فرمائین وہ کیا جا
یہ نامہ تو ایک ساحر کو دیکر جانب افراسیاب روانہ کیا اور آپ مشغول عیش و نشاط ہو
لیکن ملکہ شمسہ تاجدار کی ایک دختر ہے فلک خوبی کی اختر ہی اُسنے جو حال گرفتاری
غضنفر سُنا تو مشتاق دید ہوئی اور وہان سے آکر اُس نے غضنفر کو قفس مین بند دیکھ
پلٹ کر اپنے مکان پر آئی یہ دختر نہایت حسینہ اور جمیلہ ہے جسکی آنکھون کو ترکتازی آتی ہ
جان اُسکے ادا اے دلفریب پر عاشقون کی جاتی ہے زلف بل کھاکے دل عشاق پیچ
لاتی ہی کمر اُسکی راستہ ملک عدم کا بتاتی ہے قد و قامت سے اُسکے قیامت برپا نگاہ ناز آفت
پیشانی سے لوگون کو حیرانی مانگ نے ہزارون کے دل مانگ لیے بہتون نے چاک گریبا
کیے چاہ زنخدان اُسکا کنوین جھنکوا تا خنجر تبسم گلوے عاشق پر پھیر جاتا ادائین اُسکی جوہر شمشیر
قضا نگاہ مست خوابی قصر دل عشاق کی بنا چین جبین پُرنور ورق آفتاب رخسار مین شمع
تجلی طور کی تاب چشم بیمار درد دل عاشق کی دوا پنجۂ مژگان اُسکا دست شفا آنکھ مین سرمہ کی
تحریر مست کے ہاتھ مین کھنچی ہوئی شمشیر بہت خوش رنگ کہ خندہ زنی پر لعل خون ہوگئے

شمشیر تبسم پر دانت ہم سنگ سنگ بنے مسدس

| دہن تنگ مین تنگی سے نہین جاے سخن | | شرم ہی چوزہ مگر اُس نے چُرایا ہی دہن |
|---|---|---|

پہ چھپائے سے کہیں چھپتے ہیں ایسے بھی چلن
بات پوشیدہ نہیں ہے سندیں ظاہر ہیں
نار عنبغب سیمیں یہ اگر جائے خیال
لب میگون سے گلرنگ کے مانند ہیں لال
کوئی بچنے کی نہیں راہ خدا خیر کرے
سینہ دیکھیں کہ رہیں اسکے گریبان پہ نظر
حسن کا ہے یہ اشارہ طرف شمس و قمر
دیر تا چند فلک سے کسی عنوان آؤ
وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہیں یہ
ثمر آتشی نخل سر طور ہیں یہ
آشنا آنکھ سے جس روز ہوا گیا ہو جائے

حسن دعوی جو کرے صاف ہو مضمون ثبوت
ہونٹ دونوں تو گواہی کے لیے حاضر ہیں
متعجب ہو کہ ہے ماہ بآغوش ہلال
مست دیکھیں چہ عنبغب کو تو ہون گرم مقال
قرب میخانہ ہے یہ چاہ خدا خیر کرے
اور ابھار اسپر ہے پستان کا غضب بالائے سر
ہیں بھی حاضر ہوں تمہیں نور کا دعوی ہے اگر
سینہ کو بلی سر میدان پئے چوگان آؤ
کہتے ہیں شمس و قمر قمقمۂ نور ہیں یہ
ہاتھ کس طرح سے پہونچے کہ بہت دور ہیں یہ
طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے

پس وہ دختر اپنی ماں کے پاس آئی مگر غمگین صورت بنائے تھی سمجھی کہ راز میرا افاشں ہو جائیگا وہاں سے یہ اپنے باغ میں آئی بلبل شوریدہ نے اور زیادہ شوریدہ سری بڑھائی یہ گل انار کو دیکھکر نار ہجر میں جلنے لگی دل کو بیکلی ہوئی بسان فاختہ کو کو کرتی تھی نہیں نہیں کو دکھ او کہتی تھی درد فرقت سے بچین لب پر نیون و سین چشمۂ چشم آنکھوں سے جاری تھی پر نہایت بیقراری گل اسکو سب خار نظر آتے تھے غنچے منھ چڑھاتے تھے نخل ہر ایک نخل ماتم بنا تھا لالہ وار داغ دیتا تھا اشعار

فوج اندوہ و غم کی بھاری تھی
کیا مزے سے کٹا تھا اب پلنگ آہ
ہر شکن موج سے تھی افزون تر
بوجھ تھی جسم زار پر پوشاک
آنکھوں سے نیند کو اڑاتی تھی

آہ کو عرش تک رسائی تھی
چھت کے قلابے تھے تنگ آہ سے
تن بدن کی خبر نہ تھی اسکو
شکل دامن ہوا گریبان چاک
حلقۂ چشم حلقۂ گرداب

ہجر سے دل پہ کیا گذرتی تھی
اشکوں نے گو متی بہائی تھی
پاٹ دریا کا بن گیا بستر
شام سے بڑھکے تھی سحر اسکو
بیکلی دل کو جب ستاتی تھی
پردۂ چشم پر تھی چادر آب

یہ بیقراری اور بیتابی ملکہ کے دل کی اسکی وزیرزادی نے دیکھی لیکن فرط ادب سے کچھ کہہ نہ سکی

اور اُدھر ملکہ قمر طلعت دل مین اپنے سوچی کہ اے قمر طلعت یہ شہزادہ افراسیاب کے دشمن کا بیٹا ہے اِس سے دل لگانا جان آفت مین پھنسانا نہ چاہیے لیکن حضرت عشق کی اُسپر عنایت تھی یہ کب رُکتی بیتاب اور بیقرار ہوکر پکارتی کہ افسوس صد افسوس **بیت**

کہون کیا تجھسے اے ہمدم بڑا ہے اُسے پہچانا ✽ دل اُسکے ہاتھ دے بیٹھے جسے جانا نہ پہچانا

غرض عشق مین خواب و خور حرام ہوا دل ناکام مبتلائے صد آلام ہوا اور کہا کہ مین دین خندہ پرستی اختیار کرتی ہون اس عرصہ مین اُسکی اَنّا کو کاہے یاسمن جادو نام اُسنے حال ملکہ کو زبون دیکھکر بہ کمال اصرار پوچھا کہ اے ملکہ یہ تمھارا کیا حال ہوا اسوقت ملکہ اپنا دل نازک رکھتی تھی رونے لگی اور کہا دوہا کاہون کاسے کہون کہون سو کو بیتیا ہے ✽ گونگے کا سا سپنا کر سمجھ سمجھ پچھتاے **بیت** کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی ✽ رگ رگ مین نیش غم ہے جیسے کمان کمانکی اے یاسمن جادو مین شہزادہ غضنفر پر عاشق ہون اُسوقت یاسمن نے کہا کہ میری مادر اگر چاہین تو مطلب آپ کا حاصل ہو جائے یہ کہہ رہی تھی کہ توسن جادو اَنّا بھی اُسکی آئی یاسمن نے اپنی مان یعنی توسن سے حال ملکہ کے عشق کا غضنفر سے بیان کیا اور کہا وہ تمھارے شرم کے نہین کہتی ہین توسن یہ کلمہ سُنکے خوش ہو گئی کہ الحمد للہ ملکہ کو میرا ایسا پاس ہے کہ جان دینا قبول ہے اور مجھسے کہنا منظور نہین غرض یہ ملکہ کے پاس آئی اور تسکین دی کہ مین تمھارا کام سر آنکھون سے کردونگی ملکہ نے کہا مین تمکو اپنی مان سمجھتی ہون اور یہ کہکر رونے لگی توسن بیقرار ہوئی غرض سمجھی کہ شمشاد میرا سر مونڈ ڈالیگی اگر اُسکو مین یار سے ملا دونگی ملکہ اور یاسمن اَنّا کے قدمون پر گرین اور اُسکو راضی کیا اُسنے کہا کہ مین جاتی ہون یہ کہکر مکان پر اپنے آئی اور یاسمن کو بُلوا کے اُس سے کہا کہ اب مین اس بارہ مین کیا تدبیر کرون اُسنے کہا کہ تم طلسم کشا کے فرزند کی رفاقت کرو کس لیے کہ طلسم کا فتح ہونا ضرور ہے قمر طلعت اور غضنفر ایک جا ضرور ہونگے بانیان طلسم لکھ گئے ہین توسن نے کتاب جمشیدی دیکھی اُسمین بھی یہی نکلا کہ رفاقت طلسم کشا کی کرنا اچھی ہے یاسمن سے اَنّا نے کہا کہ تو جا کر ملکہ کو مژدہ دے مین جا کر لاتی ہون یاسمن گئی اور اُسنے جا کر ملکہ کو خوشخبری پہونچائی اور توسن ایک قاز تیز پرواز کی صورت بنکے اُڑی اور لمحہ بھر مین سناٹا مار کر کوہ شمشاد پر پہونچی اور پوشیدہ ہوئی اور صورت انسان بنی اسلیے

کہ کوئی نگہبان نہ تھا اس نے سحر ایسا پڑھا کہ وہ سب نگہبان ہواے سحر کے چلنے سے بیہوش ہو گئے
پس اپنے قریب قفس پہونچ کر چاہا کہ اسکو اٹھائے وہ نہ اٹھا اسنے ایک ماش کا دانہ مارا مگر وہ دانہ ماش کا
خالی گیا اور غضنفر نے جو یہ دیکھا تو حیران ہوا کہ یہ ساحرہ کہان سے آئی ہے لیکن تو تن سے کہا
کہ آپ خوف نہ کھائیے خدا نے آپ پر فضل کیا مین آپ کو چھڑانے آئی ہون یہ کہکر ایک نشتر
اپنے جوڑے سے نکال کر اسنے پنجرے کی تیلیون پر مارا کہ وہ کٹ گئین اسنے غضنفر کو نکال لیا اور تخت
سحر پر بٹھا کے چلی اور پاس ملکہ کے شمس کوہ مین آئی اور باغ مین غضنفر کو لائی باغ انھون نے
بہت ہرا بھرا دیکھا کہ عروس چمن پھولون کا گہنا پہنے ہے ہر طرف نسیم مشک بیز فرزدہ جانفزا لائی ہے

نہال سبز مرغان نوا سنج
زمردگون مطلا جا بجا فرش
کہین گلہاے خود رو رنگ رنگ
کوئی مانند عاشق سینہ افگار
سنور صورت خورشید اطراف
لبالب ساغر و میناسے ہر طاق

بہار چشمہ لبریز بے رنج
لگا ہو نکو طراوت جس سے آسنے
کہین کچھ اور ہی صورت نئے ڈھنگ
بڑھا جب اور دیکھا قصر عالی
مصفا فرش جیسے روے شفاف

زمین پر سبزہ نوخیز کا فرش
دل بیتاب کیفیت اٹھائے
کوئی گل خندہ زن تھا صورت یار
نگر داب بشر سے صاف خالی
مسہری پر ادھر بچھے خوب براق

اور دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین ہنستی مسکراتی ہوئی کمر کو بل کا عالم
دکھاتی ہوئی اسطرف آئی ہر شہزادے نے اسکو دیکھ کر فرمایا کہ اشعار

رہے قربان جان جو پیار سے
یہ لب وہ جن پہ صدقے ہر گل تر
ارین گہر دمین ایسے تیر مژگان

مین صدقے واہ کیا آنکھین مین قربان
فدا دندان پہ لاکھون بار گوہر
نہ کیونکر قتل عاشق کا سبب ہو

زیادہ حسن کا ہو نور پیارے
ادھر کا سیکڑون دل پر ہے احسان
وہ عارض مہر تابان جن پہ قربان
کہ جب اسکی نظر ہو سو غضب ہے

شاہزادی نے جو یہ صدا اشعار پڑھنے کی سنی شاہزادے کو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو ایک جوان رعنا باغ حسن کا
گل چمن عاشقی مین بلبل

## مسدس

ابروؤن مین جو بل آئے تو قصیب اعدا
کوٹ کر آنکھ مین اللہ نے بھر دی ہے حیا
شیر سے بھی نہین اللہ جھپکتی ہے پلک
خط کی خوبی پہ لکھے خط غلامی غلمان

قوس کا تیغ ہلال آکے اتارے چلا
آنکھ جس بت پہ پڑی اسکو مسخر ہی کیا
مردم چشم کو رستم سے رہی ہے چشمک
چاند سے چہرے پہ اس خط کے تھا سبزی کا گمان

حُسن خط نور سے چہرے پہ عیان راجہ بیان
خط سے پہلے تو دل حور پھسلتے دیکھا
مصحف رو پہ ہر خط شانِ نزول قرآن
آج پروانہ ہے پریون کا بخط طغرا

ملکہ قمر طلعت غضنفر کو دیکھکر بیہوش ہو گئی کنیزون نے جلد جلد گلاب چھڑکا کہ ملکہ کو ہوش آیا اور اسنے شاہزادہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بارہ دری مین لائی مسند پر بٹھایا اور آپ پہلو مین بیٹھی کشتی شراب کی اپنے آگے کھینچکر جام شراب سے بھر کر شہزادے کو پنجۂ نگارین خوشنما پر رکھ کے دیا شہزادے نے فرمایا کہ ای ملکہ جب تک تم مسلمان نہوگی یہ شراب ہمپر حرام ہے ملکہ نے شہزادے کی خوشی کے لیے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا شہزادہ غضنفر بہت خوش ہوا پھر ملکہ کو گلے سے لگایا بوسہ لب شیرین کا لیا اور وہ جام مے ارغوانی لیکر پیا اب تو دور جام بے دغدغہ تیرنگی ایام چل نکلا اسمین وہ زمانہ آیا کہ دن مائل پرواز ہوا اور شب عشرت نے منھ دکھایا نظم

چھپ گیا جاتے ہی جو مہر جہانتاب
ہوا صحن زمین پر نور مہتاب
نظر آنے لگے ظلمت کے اسباب
کنول جھاڑ اپنے موقع پر لگائے
خواصون نے کیا پھر قصر روشن
فروغ شمع سے پروانے آنے

شام کو حکم ہوا کہ رقاصان مہر طلعت آکر حاضر ہوئے سامنے ناچ ہونے لگا گائنون نے اس غزل کو بصد حسن و ادا گایا غزل

کہون کیا جو گذرتے ہین مجھپہ الم میرے دل کی کسیکو خبر ہی نہین
مرا ہجر مین جبکے یہ حال ہوا ہے حالیہ میرے نظر ہی نہین
نہ تو آتی ہے نیند کہ سو ہی رہون نہ انیس ہے کوئی کہ باتین کرون
شب ہجر کی کس سے درازی کہون کہ اسی شب کی تو ہوتی سحر ہی نہین
ہین جہان سے چمن کہ جو دید کیا نہین قابل سیر یہان کی ہوا
جہان کل گل سرو سہی تھا بپا وہان دیکھو تو آج قمری ہی نہین
ہے الم سے ہوس ترا حال زبون ہے عبث تجھے دعوی عشق و جنون
شب ہجر مین کیسا تو رویا تھا خون ترا دامن جیب تو تر ہی نہین

غرض صحبت بادہ نوشی برپا ہوئی اور شب بھر اختلاط اور گرمجوشی رہی کبھی یہ باہر بارہ دری کے آکر روش گلشن پر ٹہلتی تھی اور کبھی بالاے بام جاکر یہ ماہ تمام ماہتاب کو دیکھتی تھی اور پھر بارہ دری مین آکر جام عیش و نشاط پیتی تھی اسی طرح سے وہ شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عارض شب پر غازہ سحر مشاطۂ سپہر نے ملا اور دستار زرین کو نوشاہ روز کے سر پر سجایا اشعار

رخ گل کی طرح چرخ کا ڈھنگ
ہوا مہتاب پھر مغرب مین روپوش
عروس شب کا بالکل فق ہوا رنگ
کھلے غنچے جو تھے اس جا پہ خاموش

صبحکو شہزادہ غضنفر اٹھکر نماز سحر بجا لاۓ اور پھر صحبت مین پاس ملکہ کے بیٹھے ناچ گانا

شروع ہوا خاصہ تناول فرمایا لیکن اب حال شمشاد قد کا سنیے کہ صبح کو دربان ہوشیار ہو کر کھانا و
پانی لیے ہوے غضنفر کے لیے آئے قفس کو ٹوٹا پایا قیدی کا کہین نشان نہ دیکھا بہت حیران
ہوئے نہایت پریشان ہوے اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگے آخر ملکہ شمشاد قد سے جا کر کہا کہ کوئی
قیدی کو لے گیا وہ ان دربانون پر بہت خفا ہوئی غرض عتاب اور خطاب اور جرمانہ کر کے حکم دیا
کہ جلد اُسے ڈھونڈھو کس لیے کہ مین عرضی اُسکے قید ہونے کی افراسیاب کو لکھ چکی ہون
ساحر ہر طرف ڈھونڈھنے لگے اور ملکہ شمسہ کو بھی خبر پہونچی اسنے بھی ڈھونڈھوانا شروع کیا
اور اس سے سب نے کہا کہ کوئی مہرخ کے یہان کا ساحر یہان آیا ہوگا وہ شہزادے کو لیگیا
علاوہ اُنکے مالک کا بیٹا ہی مہرخ کو یہ کب گوارا ہوگا کہ شہزادہ غضنفر قید رہے اب کیفیت
سنیے کہ ایک روز شہزادہ غضنفر کے دل مین آئی کہ بالاے بام چاندنی چلکر بیٹھین بس اس نے
دن ہی سے وہان بچھونا کرایا اور بزم عیش کو ترتیب دیا شمعدان وشراب وگجر و شمع
مہتابی پیش شام سے ہوے جمع ہنوز اچھی طرح فرصت ہونے پائی تھی کہ ایک ساحر غدار شمار
جادو نام ملازم ملکہ شمسہ تاجدار یہان آیا اور اُنکو ملکہ کے پاس بیٹھے ہوے بالاے بام دیکھا بس
بس ہنسا اور پکارا بیت یار در خانہ و من گرد جہان میگردم ٭ آب در کوزہ و من تشنہ لبان میگردم
یہ کہتا ہوا وہان سے خدمت ملکہ شمسہ تاجدار مین آیا اور عرض کیا کہ اے ملکہ عالم تقصیر معاف ہو
تو مین کچھ عرض کرون شمسہ نے فرمایا کہ بیان کر تیرے قصور کو مینے معاف کیا اس ساحر نے کہا
کہ مین ابھی ابھی اپنی آنکھ سے دیکھ آیا ہون کہ شہزادہ غضنفر ملکہ قمر طلعت کو لیے ہوئے کوٹھے
اُنکے باغ کے بیٹھے ہین بس یہ سننا تھا کہ شمسہ آگ ہو گئی آتش غضب سینے مین ایسی مشتعل
ہوئی کہ اُسنے دل و جگر کو جلا دیا اُسی غصہ مین بزور سحر یکہ و تنہا باغ مین قمر طلعت کے آئی اور
پوشیدہ ہو رہی اسلیے کہ دیکھون قمر طلعت اور غضنفر مین کیا باتین ہوتی ہین اس عرصہ مین وہ
وہ دن مثل لب تر خشک ہوا اور شاہد خورشید نے منھ اپنا ایوان مغرب مین چھپایا کہ اشعار

ہجوم شام نے صورت دکھائی
دلون مین گھر کرین مانند جادو
لیا آغوش مین پہلو بدل کر

ہوا غل دن گیا لو رات آئی
کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز
ہوا عقدہ کشا لیکن سنبھل کر

چراغ شمع کے جلوے ہر اک سو
کہین صندوق نوا اور بس خوش آواز
کبھی لب لب سے لذت آشنا

کبھی کچھ اور جوش مدعا تھا | کبھی سینے پہ سینے کی رگڑ تھی | کبھی رخصت پہ جھگڑا تھی جی کا
کہ شب تھوڑی مزون کو جوش ایسے | بھلا ارمان سب نکلیں گے کیسے | اب زیادہ رات جو گئی تو چاندنی

چھٹکی اور چکور چاند پر دوڑنے لگے نہروں میں فوارے چھوٹتے تھے ہوا سرد جو چلی پانی نہروں کا لہریں لینے لگا پتے درختوں کے چاندنی میں چمکتے تھے گل پھولے ہوئے سرخ سرخ جوبن دکھاتے تھے گل سیوتے بھینی بھینی خوشبو آتی تھی بیلے کی کلیاں کھلکر عجب بہار دکھاتی تھیں ایسی بہار میں معشوق کے ساتھ کوٹھے پر شہزادہ بوسے لے رہا تھا داد عیش و نشاط دے رہا تھا **نظم**

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب | شجر کی شاخ مثل دست محبوب | نہال باغ سب گلشن افشان
نگاہیں دیکھنے والوں کی قربان | چمن کے پھول مثل عارض یار | برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
قریب آئے لیے بوسے دہن کے | مزے دیکھے جو اس رشک چمن کے | گلے ملکر لیے بوسے جو دو چار
ہوئے پتلے نزاکت سے وہ رخسار | ترقی پر طلوع کیف آیا | مزاج جوش جوانی نے دکھایا
کیے بوسے لب جانان کے حاصل | جدائی سے کبھی تھا مستنزل | دونوں شیدا باہم داد عیش و

نشاط دے رہے تھے کہ اس اثنا میں **قمر طلعت** کسی ضرورت سے نیچے کوٹھے سے اتری ملکہ شمسہ تو یہ حال دیکھ رہی تھی بس اسنے اسکو گرفتار کیا اور دو طمانچے اسکے منھ پر مارے اور فرمایا کہ او خام پارہ کواری موئی تھنکاری ہتیاری تیرے جیسے تو کتا بھی نہ جیسے ارے یہ غضب کیا تونے کہ ابھی چندہ برس کا توسن اور اسپر یہ حال کہ یار کو لیکر پہلو میں بیٹھی حرمت سب برباد کی غضنفر نے جو یہ حال کوٹھے پر سے دیکھا تیغ پکڑ کر کوٹھے سے نیچے آیا اور آتے ہی اسنے ایک تلوار شمسہ کے لگائی اسوقت توسن نے کہا کہ اے ملکہ شمسہ خدا معلوم کہ یہ مردہ آکہان سے آیا ہے ہماری کچھ خطا بے واقعہ نہیں ملکہ شمسہ تلوار شہزادے کی کھاکر بیہوش ہوگئی اور توسن نے خیال کیا کہ اسکا رہنا اب یہاں اچھا نہیں بس یہ سمجھکر اسنے شہزادہ کو جو اٹھا کر پھینکا تو یہ جادو کے زور سے ہوا سے طلسم میں جا گرا اسے اور اسطرف شمسہ کی جو آنکھ کھلی تو وہ اٹھکر شہزادے کو ڈھونڈنے لگی لیکن شہزادے کی خبر اس باغ میں ہونے کی سنکر ملکہ **شمشاد قامت** بھی اسوقت یہاں آکر پہنچی اور اسنے شمسہ کو جو ڈھونڈتے ہوئے پایا تو ہنسکر فرمایا کہ اے شمسہ معلوم ہوتا ہے کہ تم غضنفر کی عاشق ہو شمسہ نے کہا کہ جی وہ یار میرے دشمن مدعی واہ بہن تم بھی خوب ہو میری جانتی ہو

کہ اسیر البتہ تم فریفتہ ہو جب تو اسکے لیے یہان آئی ہو شمشاد نے کہا جی بیشک آپ کی خجالت میرے سر آنکھون پر الحاصل یہ ڈھونڈھکر یہان سے چلی گئی اور ملکہ قمر طلعت اسکے غم مین مبتلا ہوئی ہوئی رونا اور بلبلانا زمین کو باغ کی سر پہ اٹھانا اور یہ زبان پر لانا **نظم**

| | | |
|---|---|---|
| | | مجھے آئینہ منہ لگاتا نہین |
| حیران کسی دن ہنستا نہین | گلستان بھی نظرون مین زندان ہے | مجھے شہر آباد ویران ہے |
| گل ولالہ سے دل مین اک داغ ہے | جہنم سے بڑھکر کہین باغ ہے | مجھے شہر آباد ویران ہے |
| نظر مین خزان ہے چمن کی بہار | یہان کسکو اب بھوک اور پیاس ہے | ملائے خدا تجھسے یہ آس ہے |
| کیا ہجر نے تیرے غمگین مجھے | نہ کیون تلخ ہو جان شیرین مجھے | یہ تو اس طرح بلبلاتی ہے خاک |

اڑاتی ہے لیکن وہان حال شہزادہ **غضنفر** سُنیئے کہ یہ جو صحرائے طلسم مین جاکر پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ ایک درہ کوہ ہے اور چاندنی دور تک میدان مین چھٹکی ہے کوڑیالا صحرا مین پھولا ہوا ہے فرش سبزہ پر بوٹیان سفید ہین چشمے لہرین لے رہے ہین شہزادہ کو کوڑیالا دیکھکر اپنے دل کے داغ یاد آئے اور آنسو بہانے لگا اِس اثنا مین ایک پیر بارِیش سفید عبائے عنابی پہنے ہوئے اسکے سامنے آیا شہزادہ نے اُسکو سلام کیا اور باادب تمام کہا کہ ای پیر بہر خدا تو مجکو منزل مقصد پر پہونچادے اُسنے کہا کہ ای فرزند دیوانہ بھول مین دیو **عنکبوس** ہون تجکو کھانے آیا ہون مگر اب کیا خاک کھاؤنگا تجکو **نسیم جالندری** کے پاس لیے چلتا ہون کہ اسکو مین اُٹھا لایا ہون کس لیے کہ تو اگر کھانا پکالے تو شاید وہ کھائے وہ کھانا نہین کھاتی ہے تجھسے راضی ہوگی تو البتہ کھائیگی یہ کہکر **غضنفر** کو پنجہ مین دابکر ایک باغ مین لایا کہ وہان کے گلون کی یہ کیفیت تھی **اشعار**

| | | |
|---|---|---|
| | | کوئی مصروف خندہ صورت یار |
| کوئی مانند عاشق سینہ افگار | کوئی حیران بشکل چشم عشاق | کوئی سربستہ مثل کار آفاق |
| نظر مصروف تھی ہر دیدہ گل پر | عجب جوبن پہ تھے سب غنچہ تر | چمن دیکھا نیا ہر پھول کا رنگ |
| کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ | وہ خوشبو تھی کہ جی لوٹے لشکر کا | رہے باقی نہ مطلق ہوش سر کا |

غرض دیو **عنکبوس** ملکہ نسیم کے پاس شہزادے کو لایا شہزادے نے جو اسکی صورت زیبا کو دیکھا تیر عشق کھایا یہ نقشہ نظر آیا کہ زلف گرہ گیر اُسکی دام طائر دل عشاق ہے مانگ سے اسکی رشتہ مندرج الکشان صاف ہے پیشانی کو اُسکی دیکھکر جناب موسیٰ لنترانی بھول جائین کمان ابروے تیر عاشق دلبر کھائین اس محراب مین سر بہر سجدہ جھکائین تیر مژگان کا یہ ارادہ کہ ہم سینہ عاشق توڑین

آنکھین چشم غزال سے چشمک کرین نرگس کو شرمائین اُن آنکھون کے سامنے ہرن چکارہ ہوجائین گل باغ تمنا سامنے اُن گل رخسارون کے مرجھائین آفتاب و ماہ داغی نگینے کہلائین لب نازک پر لپستہ کا پستا عقیق یمن کا دل خون ہوتا دندان کے روبرو گوہر بے آبرو کہلاتا چاہ ذقن مین دل ڈوبجا چھاتیان اپنے عشق مین چھاتی پھٹواتین گول گول نظر آتین

**نظم**

بلکہ سنہ اپا جان مجسم — عیسے کو گر لب دکھلا دے
کوئی مردہ انداز حیا پر — چشم اُسکی تھی پشت پا پر
مشکل تھی وان جائے سخن کی — کرکے شمیم زلف گذارا
دونون لب اُسکے لعل بدخشان — دست حنائی پنجۂ مرجان
خورشید اُسدم ڈوب ہی جائے — پاردلون کے خدنگ مژہ کا
دور چشم بد اسکا جب سے — فتنہ سوتا نہین ہے تپ سے
اُس چہرے سے کے ہو نہ مقابل — دیکھ اُس رخ کی نور افشانی

لب اُسکے جان بخش عالم
ہرگز اُسکو بات نہ آوے
کچھ مت پوچھو تنگی دہن کی
پھیلادی ہے عنبر سارا
جسدم برقع مُنہ سے اُٹھائے
کاوش کم کم تنگ مژہ کا
ہو ہرچند کہ بدر کامل
شمع مجلس پانی پانی

غرض اس دیو نے نسیم سے کہا کہ اے ملکہ تم اس انسان سیہ سر سفید دندان سے پوچھو کہ تجکو کھانا پکانا آتا ہے غضنفر نے کہا کہ او دیو مین کچھ باورچی تو ہون نہین مین تو بمجبوری یہان چلا آیا ہون نسیم اسکو دیکھکر فریفتہ ہوچکی تھی اُس نے اشارے سے کہا کہ یہ نکہو بلکہ اقرار کرو اور اس دیو سے کہا کہ یہ تیرے ڈر کے مارے نہین اقرار کرتا ہے تو اسے چھوڑجا مین کام اس سے دم دلاسا دیکر لونگی وہ شہزادے کو چھوڑکر چلا گیا ملکہ نے ان سے اُسوقت سب حال کہا کہ شہر جالندریہ کی مین رہنے والی ہون اور قلابۂ چینی اور کبابہ چینی جو ہین وہ میرے باپ اور چچا ہین اور یہ دیو مجکو عاشق ہوکر اُٹھا لایا ہے مین اسکی قید مین ہون واضح ہو کہ شہزادہ غضنفر بسبب انگشتر مہر و ماہ اور تیغ کے لڑتے ہین ورنہ مثل اپنے باپ کے صاحب طاقت و قوت نہین ہین باپ بھی جبتک نظر کردہ ہوئے سخت کمزور تھے غرض شہزادہ نے ہمت مردانہ باوجود اس کمزوری کے فرمایا کہ انشاء اللہ مین اس دیو لعین کو مارونگا ملکہ نے کہا وہ یون قتل ہوگا مگر اسکے پاس ایک نیمچہ ہے کہ اُسکو نیمچۂ سلیمانی کہتے ہین اور اسکو اسنے دخمۂ جمشید مین پوشیدہ کیا ہے اور وہین کے چشمہ مین وہ اسکو دھوتا ہے اگر وہ نیمچہ تمہین ملتا تو وہ نیمچہ کش تم اسکو مار ڈالوگے

غضنفر نے کہا کہ پھر وہ نیمچہ مجکو چلکر دلا دو ملکہ نے کہا یہان سے تھوڑی دور پر ایک تہ خانہ ہے اُسکے در پر کئی سو من کا پتھر رکھا ہے پہلے کوئی اُس سنگ گران کو بقوت تمام اُٹھائے پھر زینے کی راہ سے تہ خانہ مین جائے تو وہان کئی صندوق رکھے ہین مگر دست راست کو جو صندوق ہے اُسمین جواہر بھرا ہے اور بائین پر جو صندوق ہے اُسمین زرہ آہنی رکھی ہے اور بیچ کے صندوق مین کئی سو من کا قفل لگا ہے بس اُسکو جو کھولے تو اُسمین نیمچہ رکھا ہے وہ لے لے غضنفر نے کہا کہ مجکو لے چلو ملکہ نے کہا کہ مین تمکو وہان پہونچائے دیتی ہون لیکن میرا ٹھہرنا وہان مناسب نہین یہ کہکر ملکہ اُنکو لیکر اُسی صحرا مین آئی شہزادہ نے دیکھا کہ چار طرف پہاڑ ہین کہ دہے اُنکے مثل دہان اژدر کھلے ہوئے ہین اور جھاڑیان بہت دور تک لگی ہین صحرا تمام سنسان جھاڑ جھنکار ہے اور اُس مقام پر کئی سو من کا ایک پتھر رکھا ہے شہزادے نے اُسکو ایک رسن مین باندھا اور ملکہ اور اُنھون نے ملکر کھینچا اور دعا کی ازبسکہ یہ فرزند صاحبقران ہے اور چندان کمزور بھی نہین ہے بقدرت کارساز عالم وہ پتھر اپنی جگہ سے اُکھڑا شہزادے نے اُسکو دور پھینکا اور ملکہ وہان سے چلی گئی شہزادہ خوشی خوشی اندر اُس تہ خانہ کے اُترا تو اُسنے دیکھا کہ داہنے طرف کے صندوق مین جواہر بھرا ہے اور بائین مین زرہ آہنی رکھی ہین اور بیچ کے صندوق مین جو قفل دیا ہوا تھا اُسکو اُنھون نے توڑا اور اُسکے اندر سے نیمچہ نکالا اور اُسکو کھینچ کر جو دیکھا تو بہت خوش ہوئے

نظم

اُس تیغ سے جلوہ گر ہین جوہر
کھنچنے مین تھی صاف دامن یار
یاد آئے اگر یہ تیز شمشیر
تصویر کھنچے تو رنگ کٹ جائے

یا دامن کہکشان مین اختر
اک دم جو ہو اُس سے صحبت قیس
مانی کو ذرا بوقت تصویر
گردش مین جو روز آسمان ہے

چلنے مین وہ ہے زبان طرار
لیلی سے ہو قطع الفت قیس
اول تو قلم کا سینہ پھٹ جائے
اُس تیغ کے واسطے فسان ہے

شہزادہ غضنفر اُس تیغ کو دیکھکر ایسا محو ہوا کہ اُسی مقام پر کھڑا رہا اس عرصہ مین دیو عنکبوس کو یہ خبر پہونچی کہ وہ نیمچہ دشمن کو ملگیا بس وہ آندھی کی طرح سے آیا اور اُسکے آنے سے تمام صحرا اور پہاڑ تاریک ہوگئے بجلی چمکی رعد گرجا باوجود کہ یہ ہنگامہ ہوا مگر شہزادہ غضنفر کو کچھ خبر نہوئی اور اُس دیو نے آکر تہ خانہ مین جھانکا تو نیمچہ غضنفر کے ہاتھ مین دیکھا بہت خوف کھایا اور اُس خوف کی حالت مین اور تو کچھ نہ بن آیا مگر وہی پتھر اُٹھا کر اُسنے تہ خانہ کے مُنھ پر رکھا اور

بڑے بڑے پتھر اُسکے اوپر رکھکے آپ بیٹھا کہ اندر اُسکے بے آب و دانہ تڑپکر ہلاک ہو جائیگا پس
جب یہ ہلاک ہو جائیگا اُسوقت مین اُٹھونگا غرض یہ تو یہان بیٹھا اور غضنفر قید ہوئے لیکن
حال افراسیاب سُنیے کہ اُسکے پاس عرضی مرسلہ ملکہ شمشاد پہونچی اُس عرضی کو پڑھکر اُسنے
اہل دربار سے کہا لو صاحبو کوئی بیٹا طلسم کشا کا اِس طلسم مین آیا تھا اُسکو ملکہ شمشاد قامت
نے گرفتار کیا ہے سب نے کہا کہ یہ حضور آپکا اقبال ہے غرض افراسیاب نے عرضی کے
جواب مین نامہ لکھا کہ اے ملکہ شمشاد قامت ہمکو حال گرفتاری غضنفر معلوم ہوا تمکو چاہیے
کہ اُسکو بحفاظت وحراست تمام ہمارے پاس بھیجدو یہ نامہ غدار جادو کو دیا کہ اُسنے سر سے نامہ کو
باندھا اور روانہ ہوا اور بعد قطع منازل شمشاد قامت کے پاس آیا یہان ملکہ نہین تھی ملازمان
ملکہ نے اُسکو ایک مکان مین اُتارا اور سامان دعوت و ضیافت کیا اُسنے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین لوگون
نے کہا قیدی چھوٹ گیا ملکہ اُسکے ڈھونڈھنے کو گئی ہین غدار نے کہا کہ تم اپنی دعوت و
ضیافت رہنے دو مگر ملکہ شمشاد قامت کو بلادو کیونکہ نامہ افراسیاب کا لیکر آیا ہون
ملازمون نے عذر کیا کہ اے غدار جادو ہم معذور ہین نہایت مجبور ہین جبتک وہ قیدی ملیگا نہین
ملکہ کا آنا غیر ممکن ہم اُنکو کہان بلانے جائین غدار یہ اُنکی باتین سنکر نہایت پریشان ہوا آخر
ناچار ہو کر یہان سے پھر گیا اور مسافت راہ طے کر کے خدمت افراسیاب مین آیا اور اس سے
کہا کہ ملکہ شمشاد قامت مجکو نہین ملی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ چھپ رہی بادشاہ یہ باتین سنکر
بہت متغض ہوا اور باغبان قدرت اپنے وزیر کو حکم دیا کہ تو جا کر ملکہ شمشاد اور ملکہ شمسہ
تاجدار دونون کو پکڑ لا تا اور دریافت کرتے آ تا کہ وہ قیدی کیا ہوا باغبان وہان سے
تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور باعظم وشان تمام شمشاد کے پاس آیا شمشاد اُسکو وہان نہ
ملی یہ وہان سے شمس کوہ پر آیا ملکہ شمسہ تاجدار نے اسکا استقبال کیا اور ایوان شاہی مین لا کر
اُسکو بٹھایا رقاصون کو حکم دیا کہ ناچ سامنے باغبان کے ہونے لگا جلسہ دعوت رہا بعد اسکے
باغبان نے کہا کہ اے شمسہ چلو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہے شمسہ نے کہا کہ آپ چلیے ہم اور
شمشاد دونون آتے ہین اور ادھر شمشاد جو پھر کر اپنے مقام پر آئی تو ملازمون نے اُسکے خبر دی کہ باغبان
وزیر بادشاہ کا آیا تھا اور ابھی یقین ہے کہ گیا نہین ہے شمس کوہ پر ہے شمشاد یہ کلام سنکر گھبرائی کہ یہ کیا چاہیے

اب افراسیاب کیا کرے اسوجہ سے یہ بھی شمس کوہ پر اِس باغبان قدرت کے آئی اور اُس
سے ملاقات کی باغبان نے کہا کہ اے ملکہ شمشاد شاہ جادوان بہت غضبناک ہے تمکو لازم ہے
کہ جلد اُس قیدی کو حاضر کرو ورنہ تمہاری جانیں جائینگی اور کچھ نہ ہوگا ملک ومال سب برباد جائیگا یہ
دونوں اِن باتوں کو سنکر گھبرائیں اور کہا کہ ای باغبان وہ قیدی کھو گیا پھر مجبور ہیں کیا کریں
بادشاہ کو اختیار ہے جو چاہے وہ سزا دے باغبان سوچا کہ شہزادیاں یہ دونوں اولوالعزم ہیں
اور بے مثل جادوگرنیاں ہیں کیا ضرورت ہے اِن سے فساد کرنا تو چلکر بادشاہ سے کہدے جو کچھ کہ یہ کہتی
ہیں بادشاہ جیسا مناسب جانے وہ کرے بس باغبان یہ سوچکر رخصت ہوا اور افراسیاب کی
پاس آکر اپنے سب حال بیان کیا کہ اے بادشاہ یہ دونوں شہزادیاں مجبور ہیں قیدی کھو گیا
ہے اِس سبب سے ناچار ہیں بادشاہ نے بغضب تمام فرمایا کہ وہ فقرہ دیتی ہیں اور یہ کہکر اُسنے سحر پڑھا
کہ ایک ساحر زردہشت جادو نام سامنے اسکے آیا اُسکو اُسنے حکم دیا کہ اے زردہشت تو
فوج لیکر جا اور کوہ شمشاد اور شمس کوہ سے ملکہ شمشاد اور شمسہ دونوں کو پکڑ لا زردہشت
اُسوقت بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا فوج اسکی باز وچیل وغیرہ بنکر اُڑتی ہوئی چلی راہ
میں بونڈے کبھی بنکر ساحر اُڑتے تھے کبھی آندھی چلاتے تھے آگ برساتے تھے بجلیاں
اُڑاتے تھے بجلیاں گراتے تھے اِسی طرح شعبدہ بازی سحر کی دکھاتے تھے اور چلے جاتے
تھے یہانتک کہ بعد چند عرصہ کے شمشاد کوہ پر زردہشت آکر پہونچا اُسوقت شمشاد اور شمسہ نے
خبر سنی کہ بادشاہ جادوان نے فوج بھیجی ہے بس انھوں نے باہم مشورہ کیا کہ اب لڑنا مناسب ہے یا
صلح کرنا غرض یہی صلاح ٹھہری کہ لڑنا ہی مناسب ہے بس یہ بھی تیاری کرنے لگیں اور شمشاد
کوہ شمس سے کوہ شمشاد میں پہونچی یہاں زردہشت جادو نے شمشاد کوہ کو ملکہ شمشاد و قامت
سے جو خالی پایا تو لڑائی آغاز کی شمشاد کوہ پر ایک قلعہ فلک فرسا بنا ہے اُسپر تو پیں چڑھا دی گئیں
گولہ انداز برق انداز خشت انداز النگ مستعد جنگ ہوے بیت لبا بر توپ نے لقمہ دہن میں
پچیں گھبرا کے روحیں سب بدن میں ٭ سحر کی ہوائیاں چھوٹنے لگیں جسکی وجہ سے ہوائیاں
منھ پر اُڑتی تھیں اِس زمانہ میں ملکہ شمشاد یہاں آکر پہونچی اور اُسنے دروازہ قلعہ کا کھلوا دیا اور فوج
ساحران لیکر آپ ایک طاؤس پر سوار ہوکر باہر نکلی اور مقابل زردہشت آئی فوج ساحران نے

صف کارزار آراستہ کی اور شمشاد نے میدان مین آکر زرد ہشت کو للکارا وہ بھی سامنے آیا شمشاد نے ایک ناریل مارا زرد ہشت نے اُسکو اشارہ کیا کہ وہ کٹ گیا پھر ایک اژدہا ماش کے آٹے کا بنا کر شمشاد پر چھوڑا کہ وہ اژدہا قلاب آتشین چھوڑ کر شمشاد پر جھپٹا شمشاد نے ترسول اُسپر مارا کہ وہ اژدہا پھر ماش کے آٹے کا ہوگیا اور شمشاد نے ایکی ایک ناریل مارا کہ زرد ہشت کی ران زخمی ہوگئی نظم

وہ بندوقون کا چھٹنا ہر طرف بارہ
دل عاشق پہ جیون مژگان خونبار
ہزارون رہکلا توپ اور شتر نال
دہان مارے من کا اُگلنا
ہوئے اہل جہان کے گنگ سب گوش
ہزارون ہی ترنج اُسجا اُچھلتے

کہ شمشیر اجل مین اُنسے تھی بار
زمین سے آسمان تک گیا کہین یار
دو جانب سے لگین چھٹنے ہوائی ال
اڑک کر بان کا آنا وہ اُسدم
اُڑے سر سے برنگ طائران ہوش
ہزارون ہی پڑی تھین لاشین اُسجا

برسنا سیکڑون تیرون کا ہر بار
دھوئین سے ہوگیا عالم دھون اندھار
وہ بندوقون سے گولی کا نکلنا
گھٹا مین جس طرح بجلی کا عالم
ہزارون ناریل جادو کے چلنے
لگا تھا رقص بسمل کا تماشا

غرض زرد ہشت بھاگ کھڑا ہوا اور شمشاد قد خیمہ و بارگاہ اُسکا لوٹ کر داخل قلعہ ہوئی اور افراسیاب حال زرد ہشت کے لڑنے کا اور زخمی ہوکر بھاگ کھڑے ہونیکا سُنکر کمال رنجیدہ خاطر ہوا اور کہنے لگا کہ ہے کوئی بہادر ایسا کہ جو جاکر شمشاد کا سر لاوے یا اُسکو زندہ پکڑ کے میرے سامنے لاوے اس کلمہ کو سُنکر سرگشت جادو نے ارادہ کیا تھا کہ مین اجازت لیکر جاؤن کہ ایکبارگی افراسیاب کو خیال پھر غضنفر کا آگیا بس کتاب جمشیدی سے تو اس کافر کو سب سب حال غضنفر کا معلوم ہوچکا تھا کہ توسن جادو نے اُسکو دامن کوہ مین پھینکدیا ہے اور اب وہ اندر تہ خانے کے ہے دیو عنکبوس نے اُسکو گرفتار کیا ہی اور آپ اوپر دروازے کے بیٹھا ہوا ہے اُسنے کلکال جادو کو حکم دیا وہ بموجب حکم افراسیاب کے غضنفر کے گرفتار کرنے کو چل نکلا اب حال سُنئے وہان کا کہ وہ عنکبوس دیو اوپر دروازے تہ خانہ کے بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا کہ دفعتہً کلکال جادو بھی جاکر پہونچا اُس حرامزادے نے اُسکو جو دیکھا تو نہایت متوحش ہوا اور اپنے دل مین سوچا کہ یہ ساحر اس مقام پر کس واسطے آیا ہے آخر گھبرا کے کلکال سے پوچھا کہ تم کسواسطے آئے ہو اُسنے کہا کہ غضنفر کے لینے کو بحکم افراسیاب آیا ہون عنکبوس نے کہا وہ اس مقام پر نہین ہے تم کسکو لیجاؤگے اس کلمہ پر کلکال نے خفا ہوکر کہا کہ دور ہو مردک

تو کہتا کیا ہی ارے وہ تو تہ خانہ مین موجود ہے اور تو ہم سے پوشیدہ کرتا ہی یہ کون حرکت ہے یہ کہکر
طرف تہ خانہ کے چلا کہ دروازے کو کھولکر غضنفر کو نکال لون عنکبوس نے جو یہ رنگ دیکھا تو اسکو
ڈر تو اسبات کا لگا ہوا تھا کہ پاس غضنفر کے نیچہ سحر کش موجود ہے اگر وہ نکلیگا تو مار ہی ڈالیگا
یہ سوچکر عنکبوس لپٹ گیا اور پاس تہ خانے کے بچانے دیا آخر ساحر تو دونون تھے ہی لڑائی
ہونے لگی لڑتے لڑتے دار شمشاد عنکبوس نے ماری اُسنے خالی دیکر گولا فولادی سحر کا مارا کہ وہ
عنکبوس کے سینہ پر پڑا اور پشت کو توڑ کر پار نکل گیا عنکبوس چرخ کھا کر گر پڑا اور مر گیا اسوقت
کلکال نے بزور سحر اُس پتھر کو اُٹھا کر آواز دی کہ ارے او قیدی نکل آ مین تجکو پاس افراسیاب
کے لیچلون غضنفر برجوع قلب سے درگاہ خدا مین دست بدعا تھے کہ دفعۃً یہ آواز گوش زد
ہوئی اور روشنی بھی نمایان ہوئی اُنھون نے روشنی کو دیکھکر دو رکعت نماز شکرانہ
ادا کی اور اُسی نیچہ کو ہاتھ مین لیے ہوے باہر تہ خانے کے نکلے تو دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہی
اور وہ دیو زاد مرا ہوا برو ے زمین پڑا ہی انکو اُسوقت کمال غصہ آیا اور کلکال سے پوچھا کہ
ارے میرے اس شکار کو کسنے قتل کیا ہی کلکال یہ سنکر ہنسا اور اسطرح سے ہمکلام ہوا کہ ارے
او خدا پرست تیرا خیال کدھر ہی مین نے اسکو مارا ہی اور اب تجکو بھی پکڑ کر پاس افراسیاب کے
لیجاؤن گا تو سمجھا ہوا اپنے دل مین کیا ہے غضنفر نے اُسکے جواب مین یہ کہا کہ تو نے بہت سا جھک
مارا جو اُسکو مارا زیادہ گوہ نکھا دور ہو میرے سامنے سے بھلا تیری یہ مجال ہی کہ جو تو تجکو پکڑکے لیجائیگا
وہ غصہ مین تو بھرا ہوا تھا اور ایک چھڑی اُسکے ہاتھ مین تھی اسیکو پکڑ کر واسطے مارنے کے دوڑا مگر
جو نہین قریب انکے آکر پہونچا کہ دو نہین اُنھون نے نیچہ سحر کش کا ہاتھ جو اُسکے سر پر مارا تو وہ ساغری
کی راہ سے نکل گیا برابر دو پرکالے اُسکے ہوئے اور آواز دار و گیر کی بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
روشنی ظاہر ہوئی تو ملکہ نسیم جالندری کو غضنفر نے دیکھا کہ ایک طرف کو کھڑی ہوئی ہی اور اُسنے
جو انکو دیکھا تو آکر تصدق ہو گئی اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای شہریار اب حضور اس مقام پر
زیادہ ٹھہرنیکا ارادہ نکرین مرکب حاضر ہین ایک مرکب کے اوپر سوار ہولین اور یہان سے روانہ
ہو جاوین اُنھون نے سنکر دو مرکب بہت تیز و چالاک عمدہ ساز اور یراق سے آراستہ و
پیراستہ منگوائے ایک مرکب پر تو ملکہ نسیم جالندری کو سوار کروایا اور دوسرے کے اوپر آپ سوار ہوے

اور یہ ملکہ چل نکلے تھوڑی دور کے اور پر جا کر ایک آہو نظر آیا انھون نے اُسکے پیچھے مرکب کو ڈالا اور چاہا کہ شکار کرون مگر وہ گھوڑے کو دیکھکر جو بھاگا تو برابر دن بھر چلا گیا اور انھون نے بھی اُسکا پیچھا نچھوڑا انکو قریب شام وہ تو غائب ہوگیا یہ بھی ناچار ہو کر ہاتھ منھ دھونے لگے اب انکو تو اس حال مین چھوڑو اور دو کلمہ داستان دلستان لشکر اسلام کے سنو کہ یہان قہرمان بن اژدر جادو نے ایک روز کہ جب سامان ضیاے آفتاب پر سیاہی آئی اور جمال شمع پر رونق ہوئی اشکبار

قضارا اطاقیہ مہر جہانتاب
ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب
گھٹا دن صورت احسان کم ظرف
نگاہون سے چھپا ہر دامن حرف

طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے آکر خدمت بادشاہ نامور مین عرض کیا کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا بادشاہ نے حکم دیا کہ اس طرف بھی طبل جنگ بجے اب تو بہادر دربار سے اُٹھکر اپنے مقام پر آئے ہتھیارون کو صاف کرنے لگے نقیبان جانباز نکل کر پکارے نظم

دم تیغ آج ہان طعمہ جینک ہے
نکل کر کھائے تو خنجر کا نمک ہے
چلین تیار مردان نمک خوار
کرین دامان صحرا خون سے گلزار
غرض سامان جنگ آراستہ کر
مسلح ہو کے سب نکلے برابر
بڑھین آگے لڑین تیغ و سنان سے
کریا وین آفرین سارے جہان سے
کرین اب تیغ خون آشام روشن
کہ جسمین انکا بس ہو نام روشن
یہ کڑکے جو نقیبون نے سنائے
جوانون کے لہو نے جوش کھائے

تلوارون پر سب نے قبضہ کیا تیرون نے دشمن کے دل توڑنے کا دعوی کیا تیغ ہر اک موج بحر آتش تھی دشمن خصم سرکش تھی خنجر ہر ایک شعلہ فگن تھا دشمن کی جان کا دشمن تھا تیغ کی جا ہرچند کہ کمر مین تھی لیکن نہین دیدۂ ظفر مین تھی تلوار مثل زبان طرار چلتی تھی بصورت دامن یار کھنچتی تھی دشمن کے دل مین اُسکا گھر تھا مژگان تیر اُسکا جوہر تھا خنجر ہر ایک کا خون چاٹتا تھا غیر گردون کا بھی گلہ کاٹنے کا ارادہ تھا چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ سیاہی شب کی دھوان ہو کر چلی اور مزاج شمع مین ہوا سی پھیلی اشعار

اٹھی افسرالیش کیفت شبینہ
بھرا حسرت سے مشتاقونکا سینہ
کواکب نے سفر چاہا فلک سے
سفیدی چھائی چہرونکی جھلک سے

صبحدم امیر کشور گیر بعد نوبت مسلح و مکمل ہو کر دردولت بادشاہ ذیجاہ پر آئے اور جلوخانہ مین ٹھہرے کہ یکایک بادشاہ کے تخت کو کہاران اُٹھائے باہر آئے کہارون نے تخت کو دھرا دیا امیر نے اور سب سردارون نے مجرا کیا پھر تخت بادشاہ قلب لشکر مین لیکر جانب جنگاہ کے چلے نظم

همی رفت لشکر گروہا گروہ — چو دریا بجوشید ہامون وکوہ

تو گفتی کہ خورشید شد لاجورد — چنان تیرہ شد روز روشن زگرد

خروشیدن تازی اسپان بدشت — زکشور رہر آمد سراسر خروش

زبانگ تبیرہ ہمین در گذشت — ہمی کر شدہ مردم تیز گوش

ازان شست پشت سای تخت بند

برز اندرون چند گونہ گہر — ہمان نامداران جوشن وران

دلیران یکایک چو شیر ژیان — برفتند باگرزہای گران

ہمہ بستہ بر کین مغفر میان — بہ بیشہ اندرون اژدہای درفش

نہنگ اندرون تیغہای بنفش

یہ سب لشکر میدان جنگ مین آکر پہونچے پست وبلند زمین ہموار ہوئی سقون نے آبپاشی کی صفین جم گئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور پکارے اشعار

سنو اے عزیزان ذی ہوش وعقل — کہ اس کاروان گہ سے کرنا ہی نقل

تغیر ہے شہ ہو کہ درویش ہے — سبھون کو یہی راہ درپیش ہے

لوگے کہ آگے تھا کہت کوئی — نہین اس سرا بیچ رہتا کوئی

جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش — یہ منزل نہین جاے بود وباش

گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار — تہ خاک سب کا ہے دار القرار

ای بہادرو کونسا ایسا دلاور نامدار ہے کہ جو آج نکلکر میدان وغا مین سرخرو ہو نام اپنے جد وآبا کا روشن کرے اس کڑکے کو سنکر لشکر کی صفون پر اور لقا جو لشکر لیکر آیا تھا اور دلاورون کا پرا جمایا تھا اُسکے لڑنے والون پر مثل صف مژگان کے سناٹا چھا گیا علم لشکر کے جلوہ گر ہوئے اُس طرف لقا کے ہاتھی قلب لشکر مین قائم ہوئے اسطرف امیر چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوئے علم اژدہا پیکر کے چھتیس شقے ابوالمعدن گرد وطوق حران گردنے سر پر کھول دیے تمام میدان پر از مشک وعنبر ہو گیا اور اُن کلہ ہاے بیجان سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی قلب لشکر مین تخت بادشاہ جمجاہ قائم ہوا اب قہرمان بن اژدر نگاہ نے اژدر اپنا اُڑا کر بیچ میدان مین آکر نعرہ مارا کہ یا حمزہ صاحبقران کسیکو ہمارے مقابلہ کے لیے بھیجے یہ نعرہ سنکر ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سیاہ نے اپنے مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو نکالا سردار لشکر کے پاپیادہ ہوئے اُنھون نے سبکو بسہل آسانی رخصت کیا علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے اور یہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئے بادشاہ نے جام کلہ عفریت عنایت کیا اور خلعت سے مخلع فرما کر سپرد خدا فرمایا شہزادہ گھوڑا اُٹھا کر براے مقابلہ قہرمان بن اژدر روانہ ہوئے گھوڑے کا ہانکے یہ حال تھا اشعار

وہ اسپ کہ صورت پری تھا
چھلکے جو ذرا پلک پہ آنسو
صورت مین پری چمک مین خورشید
خورشید سے بھی کہین ہنوز

طالع مین بلند اختری تھا
تصویر جو اُسکی ہو سر سنگ
دوڑے تو کڑی کمان کا تیر

وا ہو جو مژدہ فلک پہ جا سکے
پرواز کرے ہزار فرسنگ
سم بدرسے چار چند بہتر

یہ جاکر سامنے جب اس کافر خاسر کے پہونچے اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پلہ بجھر کا جنگل کی طرف سے ایک اژدر پر سوار آیا اور شہزادہ ملک قاسم کو ایسا اُسنے سحر کیا کہ یہ تو بیہوش ہو گئے وہ لنگے تو ٹرے مین کمر زنجیر کے ہاتھ دیکر اٹھا لیگیا بعد ایکے قہرمان نے پھر آواز دی اس طرف سے جمہور جہان سوز طوس بہادر شہنشاہ تیر زن نکلا اُسکو بھی وہ اژدر سوار آکر اسیر کر لیگیا اسی طرح سے فرامرز عاد مغربی مالک اژدر لندھور بن سعدان اور اور سردار یکے بعد دیگرے گئے اور سبکو وہ اژدر سوار آکر اسیر کرے گیا جب کوئی سردار باقی نہ رہا تو اُسوقت امیر کشور گیر نے خود نکلنے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے ایک نقاب دار پیدا ہوا کہ اُسکے ساتھ فوج بھی تھوڑی تھی آکر اُسنے امیر کو مجرا کرکے عرض کیا کہ حضور تامل فرمائین مین جاکر اُس ساحر کو قتل کرتا ہون مگر اس طور سے کہ آپ اس امر کا اقرار کرین کہ جس شے کو تو پسند کرکے لے لیگا مین منع نہین کرونگا اور بخوشی تمام حوالے کر دونگا امیر نے فرمایا کہ مجکو منظور ہی مین نے اس امر کو بسرو چشم قبول کیا اس کلمہ کو سُنکر لقا پدار ہنسا اور اُڑکر چلا گیا بس اسکا جانا تھا کہ ہاتھ امیر سست ہو گئے اور اعضا شکنی معلوم ہوئی اور اسم اعظم کو جو یاد کیا تو اُسکو بھی لوح دل سے محو پایا اُسوقت سمجھے کہ وہ ساحر تھا بزور سحر اسم اعظم کو بھی بند کر گیا اور میرے اوپر بھی سحر کر گیا القصہ امیر تو اس فکر مین متحیر تھے کہ اس اژدر سوار نے امیر کا نام لیکر نہیب دی جب تو ناچار ہوکر امیر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اُس کافر سے ہم جنگ ہوے کہ یکایک وہی اژدر سوار صحرا سے پیدا ہوا اور سامنے امیر کے آکر سیاہ ہ اپنا دکھا کر جنگل کی طرف بھاگا امیر بھی اُسکے پیچھے چلے اور اشقر کو ڈالے ہوے جنگل مین آئے مگر وہ اژدر سوار ہاتھ نہ آیا اور انکو اتنی دور لگا لے گیا کہ لشکریون کی نظر سے دونون غائب ہو گئے بس اُسنے ایک درہ کوہ مین جاکر امیر پر حملہ کیا امیر نے ہاتھ اٹھانے کا ارادہ کیا تو ہاتھ نہ اٹھ سکا گھبرا کر درگاہ خدا مین دست بدعا ہوے اور اُس اژدر سوار نے ایک انٹی کچے سوت کی اپنے

لباس سے نکالی اور چار سر کنڈے چارون کونون پر گرد امیر کے گاڑ کر بزور سحر طلسم بنانے لگا اس خیال سے کہ امیر کو اس طلسم مین قید کرجاؤن اور مین جا کر قہرمان سے عرض کرون وہ جو کچھ کہ حکم دین مین اسطرح سے عمل لاؤن اب اِسکو تو اس فکر مین رہنے دو کہ طلسم تیار کرتا ہے مگر حال سنو کہ جب لشکر امیر اور سردارون سے خالی ہوا تو قہرمان حربہ سحر کا پکڑ کر لشکر امیر نامور پہ جا پڑا اور مارنا شروع کیا بادشاہ جمجاہ کو تو اسنے بیہوش کر دیا اور چاہا کہ گرفتار کرون لیکن ملازمان بادشاہی شہنشاہ کو لیکر اُسی حالت بیہوشی مین جانب کوہستان روانہ ہوے سیے خیمے اور بارگاہون مین آگ لگی بہت سے لشکری رو بفرار لائے قضا و قدر نے نئے سامان دکھائے بہت سے لشکر کے لوگ اُن ساحرون سے لڑ کر جان فروشی کر رہے تھے سینہ سپر کرکے مرتے تھے وہ تلوار چلی تھی کہ یقین تھا نوک مژگان سے اور تیغ ابرو سے بھی تلوار چلے گی ترک چرخ بھی جانب لشکر اسلام دیکھ کر چرخ کھاتا آفتاب تابان کا چہرہ زرد تھا تھراتا تھا ہوا پہاڑ سے سر ٹکراتی تھی زاغ و زغن کا سناٹا جنگل لاشون سے پٹ گیا تھا اشعار فسردہ زخون پنجہ بردست و تیغ

چکان قطرہ خون تاریک میغ | تو گفتی زلبس موج خواہد زدن | وزان موج بر موج خواہد زدن
برآویختہ یک بدیگر سپاہ | جہان گشتہ چون روے زنگی سیاہ | زمانہ خروشش آمد دار و گیر
ہوا دام کرگس شد از پر تیر | زگرد سواران و آواے کوس | ہوا قیرگون شد زمین آبنوس

لشکری اپنی عورتون اور بچون کو ہمراہ لیکر بھاگے بعض عورتین بچون کی انگلی پکڑے ہوے ننگے سر اور ننگے پیر چلی جاتی تھین لڑکا دوپٹہ کا آنچل پکڑے ہوے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ مین لیے ناک بہتی چلا جاتا تھا لشکر مین بیوپاری دوکاندار سب مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے تھے مقبل وفادار نے جلد جلد ملکہ مہر نگار تاجدار و ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش و ملکہ گردیہ بانو وغیرہ کل بیبیون کو صاحبقران اور اُنکے فرزندون کی سوار کر لیا اور طبل آسایش بجایا اور بارگاہ حشامی مین آکر بیٹھا لیکن وہ نقابدار کہ جو امیر کا اسم اعظم بند کر گیا تھا اُسنے ایک شیشہ مین گولہ بنا کر رکھا اور سمت طلسم روانہ ہوا وہ جا کر بحکم کریم کارساز اُس جھیل پر پہونچا جہان شہزادہ غضنفر بن اسد ہاتھ منہ دھو رہے تھے بس پانی کو دیکھکر اِسکو بھی پیاس معلوم ہوئی کنارے جھیل کے اُتر پڑا غضنفر نے جو شیشہ اُسکے ہاتھ مین دیکھا پوچھا اُس سے کہ اِس شیشہ مین کیا شے ہے اُسنے کہا کہ اسمین جان لشکر

اسلام ہے غضنفر کو یہ کلام سنکر غصہ آیا پنجہ پکڑ کر اُٹھا اور کہا کہ کمین تیری قضا تو نہین آئی ہے اُسنے کہا
کہ بس ذرا زبان کو سنبھال کر بات کرو ورنہ ابھی ساری سپہ گری بھلا دونگا خبردار میرے
سامنے بل کی نہ لینا شہزادے نے کہا کہ ابے او نابکار تیری بھی یہ اصل ہے کہ ہمسے ہمکلام
ہوتا ہے بھلا مین تجھسے کیا بل کی لونگا جا دور ہو میرے سامنے سے او مردک اس کلام کو سُنکر
وہ جھلایا اور اِنکی طرف مثل برق کے تڑپکر آیا اِنھون اُسے پنجہ کا ہاتھ جو کھینچکر مارا تو اُسکے دو پرکالے
ہوسے پس وہ شیشہ اُسکے ہاتھ سے گر کر دو ٹکڑے ہو گیا اور شور لشور قیامت بلند ہوا اور تھوڑی دیر
کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من سحر نگاہ جادو بود پس اسکا اصل جہنم ہوتا تھا اور شیشہ کا ٹوٹنا تھا
کہ اسم اعظم امیر کا چھوٹ گیا اور جو اژدر سوار جادو طلسم باندھ رہا تھا اور امیر بے حس و حرکت کھڑے
تھے دفعتہً دست و پا مین قوت آگئی اور اسم اعظم بھی صفحۂ سینے پر منقوش نظر آیا پھر تو امیر
نے درگاہ خدا مین سجدۂ شکر ادا کیا اور عقرب سلیمانی کھینچکر اُس اژدر سوار پر بڑھے وہ اژدر
سوار ظاہر مین تو سحر کا پتلہ تھا مگر اصل مین ساحر تھا پس اُسنے جو یہ حال دیکھا تو آگے بڑھکر چھڑی
امیر پر ماری کہ او نالائق مانتا نہین امیر نے وہ چھڑی خالی دیکر ایک ہاتھ جو عقرب سلیمانی کا مارا
تو بسان خیار دو ٹکڑے اُسکے ہو گئے غل و شور ہوا تاریکی ہوئی پھر آواز آئی کہ مارا اژدر سوار کو اب
جو روشنی ہوئی دیکھا تو اشقر کھڑا ہے امیر اُسپر سوار ہوئے اور بسم اللہ کہکر چلے اب جو دیکھا تو سب
سردار بھی آکر حاضر ہوئے کہ وہ اسی ظرفہ مین اسیر تھے امیر نے اُسکو قتل کیا تو وہ بھی سب چھوٹ گئے
اور ہمراہ امیر کے روانہ ہوئے اور سمت لشکر ظفر پیکر چلے یہان قہرمان بارگاہ سلیمانی مین بیٹھا ہوا اور
سب لشکر تباہ و برباد ہو گیا ہے ہزارون خداپرست بدرجۂ شہادت جا نبر ہو چکے ہین کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار میدان مین لگے ہین کہ امیر آکر پہونچے اور نعرہ رعد آسا بلند کیا بختیارک
نے کہا کہ مرگ تو مبارک باشد مر لیا باجی لقا گھبرا گیا اور قہرمان گھبرا کر باہر نکلا امیر نے اُسکو دیکھکر
للکارا کہ با شی او کافر بیحیا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ نعرہ سُنکر تمام ساحران نابکار مین جلد جلد
کمر بندی ہو گئی اور لقا و بختیارک بھی باہر نکل آئے اور لگی سحر کی مار ہونے مگر امیر نامور نے اسم اعظم
پڑھا کہ سحر تو چل نہ سکا مگر تلوار کھینچی اور شمشیر زنی شروع ہوئی پھر تو یہ عالم ہوا کہ نظم

بجنبید لشکر چو دریا زباد
برآمد خروشیدن دار و گیر
ز جا اندر آمد چو آتش قبا
ز خشیدن خنجر و زخم تیر

بہان ترک زرین و زرین سپر  غمین شد سر از چاک چاک تبر  تو گفتی کہ ابرے برآمد ز گنج
ز شرف نیرنگ زو بر ترنج  دو لشکر بہم اندر آویختند  تو گفتی ببیلد کرہ آمیختند
غریوبدن مرد و غرندہ کوس  ہمیکرد بر رعد غرّان فسوس  ز آسیب شیران پولاد چنگ
دریدہ دل شیر و چرم پلنگ  ہمہ روے صحرا سر و دست و پاے  بزیر سم اسپ جنگ آزماے
فرو رفت و بر رفت روز نبرد  بماہی تم خون و بر ماہ گرد  بروز نبرد آن یل ارجمند
ز شمشیر و خنجر بگرز و کمند  برید و درید و شکست و ببست  یلان را سر و سینہ و پا و دست
ہزار و صد و شصت گرد دلیر  بیک زخم شد کشتہ در جنگ شیر  قہرمان بے ایمان اس جنگ مین

جو سامنے امیر باتوقیر کے آیا امیر نے اسکے حربہ کو رد کر کے جو عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا تو اسکے کا سر
سر پر بیٹھکر تلوار اژدر کو کاٹکر زمین مین درآئی مع اژدر و قہرمان چار پارہ کالے ہوئے شور اُسکے مرنے کا
بلند ہوا تاریکی ہوگئی آواز آئی کہ مارا قہرمان کو اندھیرا چھاگیا بختیارک اور لقا بھاگ کر اندر
قلعہ عقیق کوہ کے چلے گئے بھگدر ہوگئی تمام کافر شکستہ سلیح و گسستہ کمر نہ بوق نہ کوس و زبان زیر عذ
بھاگ کر کے قلعہ مین آئے اور لاکھون آدمی مارا گیا لقا نے دروازہ قلعہ کا بند کرالیا یہان طبل فتح و ظفر بجا
اُدھر صحرا مین بادشاہ کو ہوش آیا انکو اور ناموس امیر کو عیار لیکر آئے بازاری بیوپاری سب اگر
پھر آباد ہوے نئے سرے سے بستی ہوئی خاندان محل مین رتجگے اور صحنکین ہونے لگین بارگاہ مین
ناچ و راگ و رنگ ہونے لگا اُدھر لقا نے بختیارک سے کہا کہ اے شیطان درگاہ مین فتح تو میری
ہوگئی تھی مگر قہرمان جادو اپنے دل مین سمجھا کہ مین نے اپنے سحر سے غلبہ خدا پر ستون پر پایا ہی
اور وہ میری خداوندی کی کچھ حقیقت نہ سمجھا اس وجہ سے مین نے خفا ہو کر اُسکو غارت
کردیا اور وہ کُتّے کی موت مارا گیا اگر غرور نکرتا تو وہ ہی فتحیاب ہوتا اس کلام کو سُنکر تمام کافر
سجدہ کرنے لگے اور گویا ہوے کہ آپ خداوند برحق ہین آپ ہی کی تقدیر سچ ہے کہ وہ مارا گیا
غرض اب اُسکو تو رنج مین چھوڑو اور امیر کو عیش کرنے دو لیکن حال غضنفر بیان کیا جاتا ہی

## داستان دلستان غضنفر کا ساحران افراسیاب سے اور مقابلہ چرخ کا مہران جادو سے اور لقا کا لڑنا اور آتا لموط کج گردن کا اور مقابلہ کرنا حیرت بدسیرت ہمیر عیارون اور عمرو کا عیاری کرنا اور حسین جادو سحر مخمور کا مقابلہ پھر غضنفر کا برق بلا افگن کو مارنا و ملکہ شمہ و مشتاق گنج کا

آکر شریک معرکہ ہونا اور افراسیاب سے مقابلہ کرنا اور ملکہ بران کا لشکر بیشمار جمع کر کے آنا اور درد استان مین متعلق اسی مضمون کے لمولفہ

رندو نمی ہو تو ہی جان ساقی
وہ بادہ جو کرے مجھے مست
جس سے کہ بر آئین سب مرے کام
ہر لالہ چمن مین صورت جام
میخوارون کو یچ مین ہے لاتی
ہے غنچۂ مینا دیکھو بادل
پیتے ہین ہرے ہرے نمودار
رندون کا ہے باغ مین اجارا
ہے سرو بصورت صراحی
اے ساقی بزم بادہ خواران
ساقی مجھے کر دے خود فراموش
گلشن مین کھلے ہین پھول ساقی
ہان یہ ہی تو وقت میکشی ہے
مہمان ہے بہار زندگانی
کچھ ساقیا مجکو بیخودی ہے
مضمون سے شکل یار لیٹون
اٹھ مجکو پلا دے ساغر مے
زندہ کرون مردہ مضامین

وہ مے کہ جو کھوے سرگرانی
وہ مے کہ عدو بھی جس سے ہوئے پست
گلشن مین کھلے ہین پھول خوشرنگ
اور نرگس باغ مست خودکام
انگور کو تاکتے ہین میخوار
غنچہ ہے ہر ایک مے کی بوتل
پانی کو ہے موج نشۂ مے
میخانہ بنا ہے باغ سارا
سوسن کی زبان ہی جو خاموش
ای راہ نمائے میگساران
واعظ کی نصیحتین نہ مانون
لا تو بھی پلا دے پھول ساقی
مرغان چمن ہین چہچہاتے
دے مجکو شراب ارغوانی
چومون قدم اپنے ہوش کے مین
افسانہ عجیب تر مین لکھون
بس پی چکے جاہ خوب کر کر
جانان قصہ را ادا کرد ترزبان

ہان ای میرے مہربان ساقی
وہ مے کہ جو ہوئے ارغوانی
اس مے کا پلا دے ساقیا جام
بلبل کے ترانے مین ہے آہنگ
سنبل کی ہے زلف پیچ کھاتی
ہین بنت عنب کے عاشق زار
پھولون سے بھرے بھرے ہین رخسار
متوالون کی طرح جھومتا ہے
کلیان لیتی ہین سب جماہی
ساقی یہ بھی ہوئے ہین مدہوش
وہ دے مجھے مے کہ ہون مین بیہوش
ساقی ساقی ہی مین پکارون
اودی اودی گھٹا گھری ہے
دُختِ رز کے سہاگ کا ہے
ہان توبہ شکن پلا مجھے مے
او رصدقے ہون اپنے ہوش کے مین
جینے کا تو لطف میکشی ہے
اب اک رنگین فسانہ لکھو
شاہدان تجۂ رنگین شاہد سخن

تو ہر صفت سازان زیور عرائس مضامین زینت دہ انجمن دلدادگان شیرین زبانان کلام رنگین مطلوب معانی و شیفتگان گیسوئے جانان تقریر دلپذیر خوش بیانی گلدستہ طرازان سر رشتہ سخنوری و رونق دہندگان بزم افسانہ گستری مہمان داستان کو کاشانۂ بیان مین اسطرح

سخنگو فرماتے ہین اور صحرا سے تقریر مین صید مضمون کو یون شکار کرتے ہین کہ شہزادہ غضنفر
جسوقت اُس ساحر کو مار چکے اور اسم اعظم کو بھی اسیر سے رہا کر چکے تو اُنکو اشتہا غالب ہوئی
اور مارے بھوک کے بیقرار ہو کر ایک سمت کو روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑو مگر حال سنو
کہ شمسہ اور شمشاد قد کہ انھون نے زرد ہشت جادو فرستادۂ افراسیاب جادو کہ جو واسطے
پکڑنے کے آیا تھا اور لڑکر زخمی ہو گیا تھا اور شکست کھا کر اِن دونون کے ہاتھ سے بھاگ کر
چلا گیا تھا اور اُسوقت شمشاد قد اپنے قلعہ مین جا کر متمکن ہوئی تھی اور شمسہ جادو بھی اُسکے
مقام پر نہایت مضطر اور پریشان بیٹھی ہوئی تھی اور یہ حال جو اُسکو زبانی ساحران زرد ہشت
کے معلوم ہوا تھا کہ تیری دختر قمر طلعت نے توسن جادو سے ملکر غضنفر کو بلوا لیا تھا تو اِسوجہ سے
اُسکو کمال شرمندگی اور ذلت حاصل ہوئی تھی بس اُسنے جھلا کر قمر طلعت کو اندر تہ خانہ کے
قید کیا اور توسن جادو کو بھی قید شدید مین رکھا اور آپ سوار ہو کر شمشاد کو دیر پاس شمشاد
کے چلی گئی اور جا کر اُس سے کہا کہ اے بہن تقدیر سے سب ناچار ہین اور کسی کا بس حکم خدا سے نہین
چلتا ہے مین کیا حال اپنا کسی سے بیان کرون مجھکو تو اُس گیسو بریدہ نے کہین کا نہ رکھا اور سب کے
روبرو ذلیل اور خوار کروایا اور تمسے بھی مجھکو زرد رو ہونا پڑا یہ کہکر تمام حال قمر طلعت کا بیان کر دیا
شمشاد قد نے سنکر کہا کہ بہنا اب تو جو کچھ کہ ہونا تھا وہ ہو گیا رنج اور غم کھانے سے کیا ہوتا ہے کیونکہ واسطے کہ
افراسیاب سے تو بالکل بگڑ گئی ہے عذر خواہی بھی کرینگے تو وہ سماعت نہین کرنے کا اِس سے یہی مناسب
ہے کہ اپنی جان پر کھیل جاؤ اور جو کوئی کہ اُسکی طرف سے آئے اُسکو بلا تامل مارو اِسمین جو چاہے وہ
ہو جائے مین تو اپنے دل مین یہی ٹھان چکی ہون شمسہ جادو نے اِس تقریر کو سنکر کہا کہ میرا بھی یہی
ارادہ ہے کیونکہ مرنا تو ایکدن مقرر ہے پھر پڑے نہ موئے زرا موئے اِسکے سوا اب کوئی تدبیر حقیقت مین
بہتر نہین ہے یہ کہکر اور آپسمین مشورہ کرکے اپنے اپنے سحر کو تیار کرنا شروع کیا اور سب اپنے ملازمون سے
بھی کہدیا کہ آمادۂ مرگ ہو جاؤ اور جہانتک کہ تمسے ہو سکے سحر کو تیار کر لو اب یہان تو دونون لشکر وندہ
تیاری ہو رہی ہے اور وہان افراسیاب کو جو یہ خبر پہونچی کہ زرد ہشت تو زخمی ہو گیا اور ملکہ شمسہ
اور ملکہ شمشاد دونون آمادہ برزم بیکار ہین تو وہ نہایت برہم ہوا اور گلزار جادو کو حکم کیا کہ تم جا کر
دونون کے سر کاٹ کر جلد لے آؤ وہ اُسی وقت چالیس ہزار ساحرون سے سوار ہو کر روانہ ہوا اور

آگر سامنے شمشاد کوہ کے فروکش ہوا ملکہ طبل جنگ بجوا دیا شمشاد کو جو حال معلوم ہوا تو اُسنے بھی طبل جنگ پر چوب دلوائی پھر تو طرفین سے تباری حرب و ضرب کی ہونے لگی اور افراسیاب کو خیال آیا کہ شمشاد قد کے ہمراہ تو شمسہ جادو بھی ہو گئی ہے اور تو نے تنہا گلزار کو بھیجا ہے ایسا نہو کہ اُسکی شکست ہو جائے کسی اور کو بھی اُسکی مدد کے واسطے روانہ کر دے کہ وہ جا کر کوہ شمس کو برباد کرے یہ سوچ اُسنے پیکار جادو کو حکم کیا کہ تم جا کر کوہ شمس کو برباد کر دو کہ اُسکا نشان تک باقی نرہے اور وہان سے پھر نا تو شمشاد کوہ کے اوپر آ کے ٹھہرنا اور دیکھنا کہ اگر گلزار جادو نے اُسکو فتح کر لیا ہے تو پھر تم خیر نہو ناور نہ تم بھی گلزار جادو کے شریک ہو جانا اور قرار واقعی لڑ کر سبکو قتل کر ڈالنا پیکار جادو نے کہا کہ بہت اچھا اور رخصت ہو کر بیس ہزار ساحر سے روانہ ہوا اور برسم ملغار جا کر کوہ شمس پر پہونچا ملکہ شمس جادو تو اُس مقام پر نہ تھی اُسنے میدان خالی پا کر شمسہ کے لوگون کو مارنا شروع کیا وہان بھی بڑے بڑے ساحر زبردست تھے اُنھون نے بھی حربہ ہاے سحر پکڑے اور پیکار کے ساتھ سرگرم پیکار ہوے نارنج ترنج رائی سرسون اُرد نبوے مٹر کے دانے ہار فلفل گچھے سوتو تونکے مارنا شروع کیے طرفین سے چوٹ چلنے لگی ہر سحر کے غل مچانے لگے ساحرون کا کلیجہ کانپنے لگے آندھیان اُٹھین بگولے پیچ و تاب کھاتے تھے آگیا جنبال شعلہ بن نکلے ڈراتے تھے ایک طرف سوار کارزار کرتے تھے بہادر مرتے تھے تلوار چل رہی تھی کشتی جان بہادران بحر مرگ مین ڈوبی تھی خنجر آبگون نے جان ہر ایک کی لی تھی کہ اشعار

سیہ گشت بر چرخ بہرام پیر
برآمد ز ہر دو سپہ بوق کوس
زمین چون فلک خواست رقص جای

دو لشکر برآمد ز یک سو بجای
زمین کرد با آسمان دست بوس
سر نوک نیزہ ستارہ بہ برد

برآمد یکے ابر برسان قیر
نہ بر بود پیدا سپہ را نہ پاے
ز نعل ستوران پولاد ساے
سر تیغ تاب از ستارہ ببرد

سب ملازمون نے ملکہ شمسہ جادو کے صلاح کی کہ ہماری مالکہ تو اِس مقام پر ہے نہیں اور لڑائی بے طرح پڑی پھر بے سردار کے کہانتک لڑینگے ایسا نہو کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا رہے اِس سے ہمارے نزدیک تو یہ امر بہتر ہے کہ توسن جادو کو ملکہ قید کر گئی ہین اور وہ نہایت زبردست ساحرہ ہے اُسکو رہا کر دو اور ملکہ قمر طلعت کہ روشنی چشم اور چراغ خانہ شمسہ ہے اُسکو بھی رہا کر دو اور کسی طرف کو لیے ہوے چلے چلو شاید کچھ پیچ پڑ گیا تو پھر غضب ہو جائیگا اور ملکہ سوا ے

اسباب کے اور کچھ نہ کہینگی کہ تمنے میری لڑکی کو جان بوجھکر ہاتھ سے کھو دیا اور لڑائی مین کسی کا اجارہ نہین ہے خدا جانے کہ کون فتح پائیگا اور کسکی شکست ہوگی غرض سب نے اس بات کو پسند کیا اور اُسی وقت توسن جادو اور قمر طلعت کو قید سے سب ساحرون نے رہا کر دیا توسن جادو نے جو دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے تو وہ خود مقابلہ کو نکلی اور سرگرم کارزار ہوئی آخرکار پیکار جادو کے اوپر سحر غالب نہ آیا تو اسوقت سب ساحر شمسیہ کے بدحواس ہوے اور ارادہ بھاگنے کا کیا قمر طلعت نے جو یہ حال دیکھا تو زار و نزار رونا شروع کیا اور طرف آسمان کے ہاتھون کو اٹھا کر اس طرح سے مصروف دعا ہوئی کہ اے پروردگار عالم مین تازہ مسلمان ہون اور وہ دستگیر میرا مجھسے چھوٹا ہوا ہے تو واسطے اپنے حبیب کا کہ میرے وارث کو جلد میرے پاس پہونچا دے کہ مین بطفیل اُسکے اس عذاب الیم سے رہائی پاؤن القصہ قمر طلعت تو مصروف دعا تھی کہ بقدرت بے نیاز غضنفر بن اسد جو اُدھر سے آتے تھے اس طرف کو آنکلے اور کوہ شمس کو جو دیکھا تو بیقرار ہو گئے مرکب کو اُڑایا اور آکر اوپر کوہ کے پہونچے دیکھا کہ تلوار چل رہی ہے بس انھون نے باگ مرکب کی کی اور پکارے اشعار

| | |
|---|---|
| شہنشاہ دوران یل نامدار | غضنفر منم ابن اسد شہسوار |
| کنم روے کشور ہمہ بے سپاہ | سنانم گذر کرد از چرخ و ماہ |
| ہمہ راہ و رسم پلنگ آورم | سر سرکشان زیر چنگ آورم |

یہ نعرہ کرکے اُس تیغ سحر کش کو انھون نے نیام سے لیا اور فوج ساحران پر گرے اب تو نخل تن سب کے قطع ہونے لگے سر مثل برگ خزان کے جھڑتے تھے موت کی ہوا گلہاے ہستی کو مرجھا رہی تھی بسان سرو قامت آزاد تھے شجر قامت برباد تھے نہر خون کی جاری تھی زخمون کی گلکاری تھی اشعار

| | | |
|---|---|---|
| | ز نالیدن بوق و بانگ سپاہ | تو گفتی کہ خورشید گم کردہ راہ |
| سپہر و سپہ یافتہ دشت و راغ | درخشیدن تیغہا چون چراغ | جہان سر بسر گشتہ دریاے قار |
| برافروختہ شمع زو صد ہزار | ز خون خاک میدان کمین گشتہ تیر | ز شمشیر شیران ہمی ریخت سیر |
| کنند از کمین بر ز جا میگرفت | زگرمی روان را روان میگرفت | برآمد خروشیدن دار و گیر |
| چو باران ببارید زوبین و تیر | زبس نیزہ و تیغ زہر آبدار | ہمہ تیرہ بد چشم خنجر گذار |

بہ پیوستہ گرد چو ابر سیاہ کہ تاریک شد روے خورشید و ماہ غرض اُسی ہنگامہ کارزار میں پیکار جادو کو للکارا اور اُسنے غضنفر کو دیکھا ایک ہاتھ سحر کی تلوار کا مارا اُنھون نے خالی دیکر یہ ہاتھ تلوار سحر کش کا مارا تو اُسنے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر اُس نیمچہ نے کہ ساحر کے خون کا پیاسا ہے سپر کو کاٹ کر اُسکے سر کو سر اسر کاٹا اور زمین میں آکر ٹھہرا اُسکے مرنے سے آواز گیرودار کی بلند ہوئی اور اندھیرا ہو گیا بعد اُسکے آواز آئی کہ مارا پیکار جادو کو اب جو ملکہ قمر طلعت کو حال معلوم ہوا کہ پیکار جادو مارا گیا تو یہ سجدۂ شکر خدا میں جھک گئی اور اُدھر ساحرون نے پیکار جادو کے بھاگنے کا ارادہ کیا تو توسن جادو ساحران شمسیہ کو ہمراہ لیکر اُنکی سد راہ ہوئی اور غضنفر نے نیمچہ سحر کش سب کو رکھ لیا آخر ہزارون مارے گئے بقیۃ السیف بھاگ کھڑے ہوے غضنفر اُنکے خیمہ و خرگاہ کو لوٹ کر ملکہ قمر طلعت کے باغ میں آیا اشعار

نئے سر سے آئی چمن میں بہار | غضنفر بھی اور ملکۂ گلعذار
وہی ساقی و جام مینا وہان | وہی گلبدن اور وہی بوستان
لگاہ ہونے چلنے آپس میں دور شراب | لگے بجنے محفل میں چنگ و رباب

اس عرصے میں وہ زمانہ آیا کہ خورشید دیوانکدہ چرخ سے دربار برخاست کرکے کاشانۂ مغرب میں گیا اور زاغ شب نے پر پرواز اپنے کھولے اظلم

سیاہی دی ابھر کر بخت شب نے
فراغت کشمکش سے پائی سب نے | سمجھ کر قصد خورشید جہانتاب
بڑھا مغرب کے جانب مائل خواب

رات کو شہزادۂ غضنفر نے جلسۂ عشرت آراستہ کیا لب نہر شہزادی کو لا کر بٹھایا دور جام مے ارغوانی کا چلنے لگا پھر تو یہ عالم ہوا کہ اشعار

کبھی کچھ اور جوش مدعا تھا | کہیں سینے سے سینہ کی رگڑ تھی | کہیں لب لب سے لذت آشنا تھا
کہ شب تھوڑی مزون کی چوتس ایسے | بھلا ارمان سب نکلینگے کیسے | کہیں رغبت یہ سمجھاتی تھی جی کو
ہوئے خوش رنگ چھلکا کر بھرے جام | ملا لب سے کہا پی اسکو جانی | کہ اتنے میں بھرا اک جام گلفام
بہار عمر میں معشوق و ساغر | یہ خالق نے دیئے تجکو برابر | کہ حاصل کچھ ہو لطف زندگانی
مزوک اسوقت پیار پر اپنے جھکو | لب گلگون کا بوسہ اک مین دو | غنیمت جان لطف زندگی کو
| | کہ دیکھیں جو صلے کیسے مین نہ پھر

سامنے رقاصان مہر طلعت رقص کرنے لگیں اب چاندنی مے کی دل آرام ہوئی ہر طرف چاند نور

پچھی تھی اور خواصیں ملکہ کی بادل جھولے میں بھرے اُڑا رہی تھیں باہم شاہزادہ اور ملکہ میں اختلاط ہوتا تھا اوس گر رہی تھی رات بھیگتی تھی فلک پر تارے جھمکتے ہوئے تھے پروانوں کے جگر سے سوز کی بو آتی تھی اسی ہنگامۂ عیش و نشاط میں وہ شب گذری اور وہ زمانہ آیا کہ رنگ سحر کافوری ہوا اور جمالِ شب نے سفیدی پیدا کی اشعار

اُٹھا ساماں اجازت چاہی شب نے
کہ جب جوشِ سحر اُمڈا زمیں پر
یہ باتیں تھیں کہ رخصت چاہی شب نے
نظر آنے لگے سامانِ سحر

ہنگامِ سحر شہزادہ غضنفر نے نمازِ سحر کو ادا کیا اور پھر وہاں سے میرِ شکار کو بلا کر سامانِ شکار کی درستی کا حکم دیا پھر تو اشعار

رواں بحرِ لشکر ہوا موج موج
گئی چشمِ خورشید تک گردِ فوج
بحار و صحاری پہ ہر عرصہ تنگ
گریزاں سراسیمہ ہیں واں پلنگ
چکارے ہرن دونوں ہیں فکرمند
دلوں میں ہراس کمان و کمند
کہیں گرگ وادی کو فکرِ گریز
نظر اِدھر اُدھر آئے تیر تیز

یہ شہزادہ سوار ہو کر برائے شکار جانب صحرا روانہ ہوا اور بہت سے جانوروں کو صید کر کے ایک ہرن کے تعاقب میں گھوڑا اُٹھایا اور تمام دن پیچھے لگا ہاتھ نہ آیا آخر ایک مقام پر ٹھہر کر آسایش کی اور پھر وہاں سے اُٹھکر ایک سمت کو روانہ ہوئے لشکر سے چھوٹ گئے اب انکو اِدھر جانے دیجئے لیکن حال ملکہ نسیم جالندری کا سُنو کہ یہ جو اُس روز غضنفر سے جدا ہو گئی تھی تو پیچھے ایک درخت کے حیران اور پریشان کھڑی ہوئی اِدھر اُدھر بنگاہِ حسرت دیکھ رہی تھی انکی نگاہ اُسکی طرف آسمان سے جو گئی تو دیکھا اُسنے کہ ایک ساحر مرکب کو اُڑائے ہوئے بروے ہوا چلا جاتا ہے یہ تو اُسکو دیکھکر خوف زدہ ہوئی اور اُسنے جو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین زیرِ درخت مثلِ آفتاب تاباں کی استادہ ہے تو اُسنے اپنے گھوڑے کو فوراً قریب اسکے اُتارا اور پاس آ کر کہنے لگا کہ ای جانِ جہان تو گل کس گلستان کی ہے اور شمع کس محفل بزم افروزی کی ہے اور اس مقام پر تیرا آنا کس وجہ سے ہوا ہے اور میری تو جان تجھکو دیکھکر نکل گئی ہے عمر بھر غلامی میں تیری حاضر رہونگا تو مجھکو اپنے غلاموں میں منظور نظر کرے اور اس گھوڑے پر میرے سوار ہو لے کہ یہ ہزار کوس زمین سے اونچا اُڑتا ہے اور اسپ بادخور اسکا نام ہے کیا مجال ہے کسی دیو زاد یا پریزاد کی کہ جو برابر اسکے اُڑ سکے اس تقریر کو سُنکر ملکہ ایک تو پریشان اور حیران ہو رہی تھی اب اور مضطر ہوئی اور روبرو اُسکے منت اور سماجت کر کے کہنے لگی کہ ارے میں جان سے اپنی عاجز ہو رہی ہوں

تو میرے پیچھے نہ پڑ اور میرے خیال سے درگذر مین تیرے ساتھ نہین جاؤنگی غرض ہر چند ملکہ نے منت اور سماجت کی مگر اُس کافر نے ایک بات بھی نہ مانی اور کہنے لگا کہ اگر تو ساتھ سہولیت کے میرے ساتھ چلنے مین عذر کریگی تو پھر مین تجکو بجبر لیجاؤنگا اور میرا کوئی کچھ نکر سکے گا مین کسی سے نہین ڈرتا ہون تیرا کدھر خیال ہے یہ کہکر دست درازی پر موجود ہوگیا اُسوقت ملکہ نے کہا کہ ارے ظالم اظلم مین لاوارث نہین ہون تو میرے جسم کو خبردار ہاتھ نہ لگانا وگرنہ ابھی ہاتھ تیرے جل جائینگے اور مفت مین تو مارا جائیگا اُسنے کہا کہ میرے تئین کوئی پائیگا کہان کہ جو مجکو مار یگا مین تجکو اپنے آگے اوپر اپنے مرکب بادخور کے بٹھالونگا وہ زمین سے ہزار کوس اونچا ہوا پر جاتا ہے پھر اُسکو کوئی شخص کیونکر پائیگا کہ جو مار یگا اور تو اُسکے ہاتھ آئیگی اس سے بھی تو بہر صورت مطمئن رہ اور میری ساتھ چلی چل مین سارے اپنے گھر کا تجکو مالک اور مختار کردونگا اور اگر کوئی وارث تیرا پیدا ہوگا تو اُس سے بھی مین سمجھ لونگا تو خوف اور اندیشہ کسی امر کا نکر میری جان تیری جان کے ساتھ اب تو دل کو لگی ہوئی ہے القصہ اس طرح سے بگڑ کر جو اُسنے کہا تو ملکہ مایوس ہوکر درگاہ خداسین دست بدعا ہوئی بقدرت پروردگار عالم ملکہ بروے آسمان نظر حسرت سے دونون ہاتھ اُٹھائے ہوئے دعا کر رہی تھی کہ یکبارگی غضنفر جو اُدھر سے آتے تھے اس طرف کو آکر پہنچے ملکہ تو دیکھکر غضنفر کو مانند گل خندان ہوگئی اور اُس کافر سے بکشادہ پیشانی اس طرح سے ہمکلام ہوئی کہ ارے او حرامزادے دیکھ کہ وارث وہ نمودار ہوا تو بکتا کیا تھا اُسنے جو پلٹ کر دیکھا تو ایک نوجوان کمسن کو مثل نیر اعظم اوپر اسپ بادرفتار کے فی الواقعی آتے ہوئے پایا مگر بچہ سمجھ کے کچھ خیال بھی اُسنے نکیا کہ یہ کیا مال ہے اسمین غضنفر کی نگاہ جو اوپر ملکہ کے پڑی تو دیکھا کہ پریشان اور مضطر زیر درخت کھڑی ہوئی ہے اور ایک ساحر کچھ باتین سینہ زوری کی کر رہا ہے بس انکو تاب باقی نرہی بیقرار ہوکر طرف ملکہ کے باگ مرکب کی لی اُس ساحر نے جو انکو آتے دیکھا تو یکبارگی اُٹھکر کھڑا ہوا اور پکارا کہ او چھوکرے خبردار ادھر آنے کا ارادہ نکرنا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا غضنفر نے کہا کہ او مردک کیون تیری شامت آئی ہے یہ کہکر اُسکے قریب آئے اُسنے ایک ہاتھ تلوار کا مارا انھون نے اُسکے وار کو خالی دیکر نیمچہ سحرکش جو مارا دو پرکالے ہوگئے شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا اور شہزادہ نے مرکب سے اُتر کر ملکہ نسیم جالندری کو گلے سے لگایا اور بہت تشفی و دلداری کر کے ایک درخت

سایہ دار کے نیچے آکر بیٹھی ملکہ نے اُس اسپ باد خور کی تعریف کی اور کہا کہ اے شہریار یہ مرکب
بروے ہوا جاتا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ میرا ہی مرکب ہے خدا نے مجکو دلوایا القصہ وہ رات اور
دن صحرا مین بسر کی اور دوسرے روز اپنے مرکب پر ملکہ کو سوار کیا اور آپ اسپ باد خور پر سوار ہو
اور وہان سے چلے انکو تو راہ مین چھوڑو مگر اب ذکر افراسیاب جادو کا سنو کہ بیکار جادو کو
غضنفر نے قتل کیا تھا تو اُسکی لاش کو اُسکے لوگ لیکر طرف افراسیاب کے بھاگے تھے
وہ چور روتے پیٹتے لاش کو اُس نابکار کی لیے ہوے اوپر در دولت افراسیاب کے پہونچے
اور دُہائی دیکر داد خواہ ہوے وہ غل اور شور کو سُنکر بدحواس ہو گیا اور اِن سبھون کو بلا کر سامنے اپنے
پرسان حال ہوا اُنھون نے جو کچھ کہ ماجرا گزرا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا کہ غضنفر نے آکر بیکار
کو مار ڈالا و گرنہ وہ کوہ شمس نے چکا تھا افراسیاب نام غضنفر کا سُنکر برہم ہوا اور ہیکل جادو
کو حکم کیا کہ جلد جاؤ اور جاکر شمسہ اور شمشاد قد اور غضنفر کا سر کاٹ کر لے آؤ خبردار بھاگ کر جانے
نپاوین ہیکل جادو چالیس ہزار ساحرون سے سوار ہوکر فوراً روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑو
اور حال سُنو شمشاد کوہ کا کہ وہان جو گلزار جادو نے طبل جنگ بجوایا تھا تو رات کو تیاری سحر مین
دونون لشکر مصروف رہے ہر دلکو بھینٹین ملین اور جھٹکے کیے گئے ڈھولے جھوٹنے لگے سنگاگی
ڈہرو بجانے لگے مسان کی مٹی لیکر جوت کا دیا قائم کیا زروٹیین اُڑانے لگے کہین منترون کی
جاپ تھی ٹونا چماری اور دھنتر اور جوگی جبپال کی دہائی دیتے تھے کوئی منتر پڑھتا تھا کہ کالی
کالی مہا کالی کالی کلکتہ والی پتال کا پانی پیتی دشمن کی جان لیتی آگ لگانے سرگ کو جانے جو
بیری ہو مارا جائے پڑھو دیوالی مین اسیر باجا جو ہمارا کام نہ کرے تو وہ دھوبی کے کنڈ مین پڑے غرض
اسی ہنگامہ مین وہ زمانہ آیا کہ زنگی شب نے دریاے نور سحر مین غوطہ مارا اور ساحر آفتاب تیغ
زرین لیکر میدان مین آیا کہ اشعار

ہوا افسانۂ شب جب فراموش | صدا آئی گجر کی تا لب گوش
وہ دُھندھلا پن مٹا پیش نظر سے | نگاہین لڑ گئین حُسن سحر سے

ملکہ شمسہ و شمشاد قد دونون
تخت سحر پر سوار ہوکر عرصۂ کارزار مین آئین اُدھر سے گلزار جادو بھی اپنے اژدر پر سوار ہوکر مقابلے
مین آیا دونون جانب کو صف آرائی ہوئی گھنٹے اور ناقوس بجے جرس سامری کا غل ہوا ابر سحر برپا کر
گرد و غبار کو بٹھایا میدان کارزار مثل آئینہ بنایا ڈنکے گرجنے اور بجنے لگے ترسول اور بنسول بلند ہوے

نقیبون نے نکل کر صدادی کہ ای ساحران نامی دیکھو کہ نہ سامری ہی نہ زردہشت نہ ساحر مشمش ہے دنیا کا یہ حال ہے کہ

نظم

شگون یان کا دیکھا سراسر شتاب
جہان ایک ماتم سرا ہے عجب
نہ جدول رہیگی نہ سرو روان

چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب
نہین جائے پاش سے بجا عجب
گلستان کو پائینگے نہ کوکا مکان

کونسا دلاور نامدار ہی کہ جو آج نکل کر میدان مین اپنا ہنر دکھائے یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوے اور گلزار اپنے اژدر کو اڑا کر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای شمسہ جادو آؤ میرے مقابلہ کو شمسہ تخت اپنا اڑا کر سامنے اُسکے گئی اُسنے ایک گولہ سحر کا مارا کہ تخت ملکہ کا ٹوٹ گیا اور شمسہ جادوگرنی اُسوقت شمشاد نے اپنے مرکب سحر کو نکالا مگر وہ مرکب بھی مارا گیا اور گلزار جادو غالب آیا اور تلوار سحر کی کھینچکر سپر کو چہرہ کی پناہ کرکے لشکر شمسہ کی طرف چلا اُسوقت شمسہ جادو اور شمشاد قد تلوار سحر کی کھینچکر اُسپر آپڑین اور دونون طرف سے ہاتھ تلوار کے چلے شمشاد نے سپر کو سحر کی آڑ کیا مگر وہ تلوار سپر کو کاٹ کر خود پر اُتری گلزار نے داستانہ سحر کا مارکر تلوار کو دور کیا اور اُسکے جواب مین آپ تلوار ماری شمشاد نے وہ تلوار خالی دی مگر ہلکا سا زخم شانہ پر آیا یہ ماجرا دیکھکر شمسہ نے درمیان مین آکر شمشاد کو ہٹا دیا اور آپ ایک تلوار گلزار کے ماری اُس روسیاہ نے ترسول سحر پر اُسکو روکا مگر ترسول کے دو ٹکڑے ہوے اُسوقت اُسنے گھبراکر انگوٹھی جمشید کی دکھلائی کہ اسکی چمک سے شمسہ بیہوش ہوگئی اور اُسی عالم مین گلزار نے چاہا کہ مین سر کاٹ لون یہ ماجرا جو لشکر شمسہ نے دیکھا تو بدحواس ہوکر لینا لینا کہتے ہوے دوڑے اُسوقت بقدرت خدا غضنفر بن اسد گھوڑا اڑائے ہوئے یہان آکر پہونچے اور انھون نے دیکھا کہ تاریخ ترنج سحر کے اُچھل رہے ہین اس زور و شور سے کہ جیسے آگ لگی ہوئی ہے بس انھون نے اپنے اسپ بادخور کو جو اشارہ کیا تو وہ اُڑکر بروے ہوا بلند ہوا اور وہان سے جو انھون نے دیکھا تو شمسہ تاجدار کو بیہوش پایا اور ایک ساحر سیہ رو کو دیکھا کہ وہ سر اُسکا کاٹا چاہتا ہے بس یہ دیکھکر مثل ہوا کے قلب لشکر مین سر پہ گلزار جادو کے آکر اُترے اور نعرہ کرکے للکارا کہ ای خیرہ سر تیرہ روزگار دست خود را نگہدار

کہ ماہر سید یم اُسنے جو اس آواز کو سُنا تو بغیظ و غضب تمام شمشیر سحر کو مارا انھون نے اُسکے وار کو
خالی دیکر جو نیچہ سحر کش مارا تو اُسکے دو ٹکڑے ہوے پھر تو لشکر اُسکا الینا الینا کہکے شہزادہ پر آ پڑا شہزادہ
نے زیر نیچہ سحر کش رکھ لیا رستخیز قیامت زا برپا ہوئی پھر تو اشعار

| | | |
|---|---|---|
| سپہ از دو بسیار در کار زار | از آواز آن گرد سالار کش | بہ شمشیر ازان لشکر نامدار |
| کشیدند شمشیر و گرز آن سران | برآمیخت باہم سپاہ گران | نہ بادیو جانے نہ با پیل ہوش |
| گرفت ازان روے خورشید رنگ | فگندہ ہمہ دشت خرطوم پیل | یکے گرد برخاست در دشت جنگ |
| | | ہمہ کشتہ دیدند برچند میل |

غضنفر نے سبکو بیک چشم زدن مار کر بھگا دیا اور سبکو ہٹا کر قریب شمسہ جادو کے آیا اور اُسکے
لہو کو رومال سے پاک کیا اور کہا اے ملکہ شمسہ جادو آپ کچھ اندیشہ نہ کرین افراسیاب
کی کیا مجال جو نگاہ کج دیکھ سکے اب آپ قلعہ مین تشریف لیچلیے اس اثنا مین گلہ ساحران نے
ساحرون نے آگھیر لیا شاہزادہ نے پھر اُنکو درہم اور برہم کیا اب جو وہ بزور سحر اُڑ کر بھاگے
تو انھون نے بھی اپنے مرکب باد خور کو اشارہ جو کیا تو وہ بھی بلا کی طرح اُنکے پیچھے اُڑا اور
غضنفر نے مارے تلوارون کے ہزارون لاشون کو گرا دیا یہ رنگ جو غضنفر کا شمشاد اور شمسہ نے
دیکھا کہ برو کے ہوا یہ ساحرون کو چورنگ کر رہا ہے تو یہ دونون تعریفین کرکے دست بدعا براے
غضنفر ہوئین اور ان دونون کے ملازم جو ساحر تھے وہ تعریفین کرنے لگے اور پکارے کہ ای شہریار
سبحان اللہ کیا کہنا ہے اب پھر آیئے مگر اُنکو اُسوقت رن چڑھا ہوا ہے یہ اُن ساحرون کو مارتے ہوے
پیچھے چلے جاتے ہین اُنکو تو اس حال مین چھوڑو مگر حال نسیم جالندری کا سنو کہ ہیکل جادو جو افراسیاب
کے حکم سے طبل و بوق بجاتا ہوا چلا تو آتے آتے وہان آکر پہونچا کہ جہان ملکہ نسیم جالندری
غضنفر کے مرکب پر سوار چلی آتی تھین اور غضنفر اسپ باد خور اُڑا کر آگے چلے آتے تھے یہ پیچھے
رہ گئی تھین چنانچہ ہیکل جادو نے جو اُسکی صورت کو دیکھا ہزار جان سے عاشق اور فریفتہ ہوا
مرکب کو اُڑا کر اُسکے پاس آیا اور گویا ہوا کہ ای سرو روان باغ خوبی اس صحراے سنسان مین تو اکیلی
تنہا کدھر کو جاتی ہے اور تو بلبل کس گلستان کی ہے سچ بتا تجکو اپنے دین و ایمان کی قسم ہے کہ مین تیرا بندہ بے دام
ہون اگر مجکو اپنی غلامی مین قبول کرے تو مین تمام عمر غلامی سے گردن تابی نکرونگا ملکہ نے یہ کلام سُنکر کہا
کہ او احمق کیون دیوانہ ہوا ہے جا اپنی راہ لے میرا مالک اور وارث نگار کو گیا ہے کہین ایسا نہو کہ وہ

آجائے تو جان تیری مفت جائے اور علاوہ اسکے پرائی ناموس سے ایسی باتین کرنا انسان کو لازم نہین اُس کافر نے ملکہ کے کہنے پر مطلق خیال نکیا اور قریب اگر ایک ساحر سے کہا کہ نام اُسکا مرغ جادو تھا کہ تم اس عورت کو اپنے ساتھ مرکب پر سوار کرلو جب ہم کہین قیام کرینگے تو ہم لینگے مرغ جادو نے اُسکے کہنے سے ملکہ مذکور کو پکڑ کر زبردستی اپنے مرکب پر سوار کیا اب ہیکل جادو شادان و فرحاں وہان سے چلا طبل و نقارہ بجنے لگے صداے طبل غضنفر کے کان مین پہونچی اسپ وہان سے اسپ باد خور اُڑا کر جو آیا تو اُسنے دیکھا کہ ملکہ نسیم جالندری ایک ساحر کے مرکب پر سوار ہے اور ایک لشکر بیشمار چلا آتا ہے مگر ملکہ کا یہ حال ہے کہ ہر دم یہی چاہتی ہے کہ اپنے تئین گھوڑے پر سے گرا دون اور آنسو آنکھ سے جاری ہین وہ ساحر کرنے نہین دیتا ہے دونون ہاتھون سے تھامے ہے یہ حال دیکھکر غضنفر گھبرا گئے اور وہین سے باگ مرکب کی لی اور ہیکل جادو پر آپڑے مگر وہ قریب کوہ شمس پہونچ چکا تھا جہان شمسہ اور شمشاد قد موجود تھین ملکہ شمشاد جو زخمی تھی تو پالکی مین لیٹی تھی اور انتظار غضنفر کے آنیکا کر رہی تھی کہ ہیکل نے آکر سخت و سست کہکر حملہ کیا اور فوج غضنفر کے ہاتھ سے جو گرفتار کی بھاگی تھی وہ بھی آکر شریک ہیکل ہوئی اور برو سے ہوا قائم ہو کر پکاری کہ اے ہیکل گلزار کو غضنفر نے قتل کر ڈالا ہے اب تم بچے رہنا اور ہم جاتے ہین شاہ جادوان سے اطلاع کرینگے تم غضنفر سے لڑو ہم جاکر اور ساحر کو تمھاری مدد کے لیے بھیجتے ہین یہ کلام سُنکر اس ساحر نے کچھ جواب ندیا اور تلوار کھینچکر شمشاد قد پر جا پڑا شمشاد ہر چند کہ زخمی تھی مگر جی واری کر کے یہ بھی لڑنے لگی اُدھر نسیم جالندری نے جو غضنفر کو دیکھا تو پکاری کہ اے شہریار یہ کافر مجھکو زبردستی پکڑ لایا ہے اب اللہ تعالی نے میری آبرو بچانیکو آپکو بھیجدیا ہے آپ اسے جلد قتل کرین کہ مین رہائی پاؤن غضنفر یہ سُنکے نعرہ کرکے مرغ جادو پر آئے اُسنے تلخ سحر کا مارا مگر بسبب تیغہ سحر کش کے اُسنے تاثیر نہین کی اور غضنفر نے جو تیغہ سحر مارا تو مع مرکب اُسکے چار ٹکڑے ہوے بس اُسکو مار کر ملکہ نسیم کو اُسنے اپنے مرکب پر بٹھا لیا قضا کار توسن جادو کو بھی خبر معلوم ہو چکی تھی کہ شمشاد کوہ پر ملکہ شمسہ اور شمشاد قد دونون افراسیاب سے لڑ رہی ہین بس وہ بھی مع فوج وہان سے چلی اور یہان آکر جو پہونچی غضنفر کو اُسنے سلام کیا اور کہا واہ واہ کیا کہنا حضور کی شجاعت لیکن اب آپ ایک کام کیجیے کہ ملکہ نسیم کو تو میرے حوالے کیجیے اور آپ ان کافرون کی سمجھ لیجیے غضنفر نے

توسن کو اچھی طرح پہچانکر ملکہ نسیم کو تو اُسکے حوالے کیا اور کہا کہ یہ میری محسن ہے اور ناموس بچی ہے
اس سے بہت ہوشیار اور خبردار رہنا ایسا نہو کہ اسکو کسی طرح کی تکلیف پہونچے توسن نے
کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیں میں انکی کنیز ہون مثل قمر طلعت کے توسن جادو غضنفر سے
یہ کہہ رہی تھی کہ ساحرون نے ہیکل جادو سے اطلاع کی کہ غضنفر نے آکر تیری معشوقہ کو چھین لیا اور سرکج
جادو کو مار ڈالا وہ سنکر نہایت بیتاب ہوا اور شمشاد قد کو چھوڑ کر غضنفر کی جانب پھیر پڑا اور
مرکب سحر کو اُڑا کر برابر غضنفر کے آکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا انھون نے خالی دیکر ایک ہاتھ نیمچہ سحر کش کا
مارا تو اُسنے بھی خالی دیا اب طرفین میں لڑائی ہونے لگی اسنے اپنے مرکب کو بروے ہوا بلند کیا
انھون نے مرکب بادخور کو اپنے ایڑھ کی اور برابر اُسکے پہونچکر پھر ہاتھ تلوار کا مارا اور مرکب کو بلند کیا
اور اسکے ساتھ کا لشکر زمین پر چلا جاتا ہے آخر ایک مقام پر غضنفر نے دباؤ ڈالکر ایک ہاتھ نیمچہ کا الا اللہ کہکر
مارا تو اُس کافر کے دو ٹکڑے ہوے شور دار و گیر برپا ہوا اور اُسکی فوج میں دونون ٹکڑے اُسکی لاش کے
آگرے اب تو غضنفر نے مرکب کو اپنے تیز کیا اور سب کو مارنا شروع کیا کہ اشعار

| | |
|---|---|
| برآمد ز درخشیدن تیغ تیز | زمین از نہیب آمد اندر گریز |
| سپر بر سپر تیغ ہندی گذشت | از آن نامداران دو بہرہ گذشت |
| بغرید چون رعد در کوہسار | و یا شیر جنگی گہ کارزار |

غرض سب کو مار کر بھگا دیا اور غضنفر نے انکا پیچھا کیا جب وہ سب بھاگ گئے تو اب
غضنفر کا فرط جوع سے بہت حال غیر ہوا یہ ایک صحرا میں اُتر پڑے اور آہو کو شکار کیا
اور جھیل پر بیٹھکر اُسکے کباب کھائے اور یہان شمشاد اور شمسہ نے کہا کہ اس وقت
غضنفر نے آکر بیشک جان بخشی فرمائی اور نہ ضرور ہم مارے جاتے یہ باتیں کرتی
ہوئین دونون اندر قلعہ کے داخل ہوئین اور سب ساحرون نے کہا کہ غضنفر ہمارا آج
سے جان بخش ہوا وہ ساحر بھی سب ثناخوان ہوے اس اثنا میں توسن جادو بھی آ پہونچی
اور اُسنے تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طرح میں نسیم جالندری کو لائی ہون اس میں
شمشاد نے شمسہ سے پوچھا کہ کیون بہن اب کیا صلاح ہے شادی میں ملکہ قمر طلعت
کی اُسنے کہا قصور معاف میں نے تو کتاب جمشیدی میں دیکھا ہے کہ قمر طلعت کی شادی

غضنفر کے ساتھ ہوگی اور وہ حاکم یہان کا بنے گا اب مناسب ہی کہ ملکہ مہرخ کی
پاس اسباب خیمہ ڈیرا لاد کر چلو اور اس ملک کو چھوڑو کیونکہ افراسیاب سے عہدہ برا ہونا
مشکل ہی اور وہان بہت بڑا لشکر ہے اور غضنفر کا نانا عمرو بن امیہ ضمری وہان موجود ہی بس
مرگ انبوہ جشنے دارد یہ صلاح پسند آئی اور اسی وقت خیمہ ڈیرا لاد کر مال و اسباب اٹھا کر لو
لیکر مع عزیز و اقارب کے جانب مہرخ روانہ ہوئین اب انکو تو راستے راہ مین چھوڑیے لیکن
حال سنیے کہ لشکر حیرت بد سیرت مین مہران جادو نام ایک ساحر جانب افراسیاب سے
آیا اور اسنے راحت و آرام کرکے جب وہ زمانہ آیا کہ دریاے فلک مین چشمۂ آفتاب خشک ہوا اور
ستارون کے چراغ روشن ہوئے نظم

| | |
|---|---|
| چو خورشید در جامۂ نیلگون | جہان گشت چون چہرۂ اہرمن |
| نہان شد چو زنگی شب آمد برون | گشادہ سیہ مار گردون دہن |

مہران نے طبل جنگ بجوایا
مہرخ سحر چشم نے بھی خبر سنکر طبل جنگی بجوایا لشکرون مین تیاری سحر کی شروع ہوئی ہندو کے
زحل سا جوگی فلک ہفتم پر آسنی جما کر تپشیا کرنے لگا اور منگل منگلا چاری کرنے مین مصروف ہوا
بدھ کی سُدھ بدھ سب جاتی رہی شکر اپنا بچار کرتی تھی سورج کی جوت اُس رات مدھم ہوئی چندرما مین
کا بل شعرا بر سیت نے کہ برہمن فلک ہی اپنا ضم پتر انکالا آسمان آج کی شب کو دشمن ہر پیر و جوان
بنا لشکرون مین ہر غل مچانے لگے بھینٹ پانے لگے ڈہرو بجا بجی تھالی مین لونگ پھول ہار
دونے مروے کے پتے جمع کیے گئے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ زمانہ آیا کہ نخل سحر مین گل آفتاب
پھولا اور قصر شب کی بنیاد برباد ہوئی کہ اشعار

| | |
|---|---|
| دھوان ہلکا ہوا شب کے جگر کا | کھلا کچھ نور پیشانی سحر کا |
| طرارے بھر کے مثل توسن ناز | نگاہون سے چھپی شب شوخ انداز |

صبح کو مہرخ نامور بصد کر و فر تخت سحر پر سوار ہوکر جانب جنگاہ روانہ ہوئی اسکے ساتھ ملکہ بہار
اور مخمور اور جملہ سردار سالار گردون کش مع فوج بے شمار وعدہ گاہ مصاف مین آئے
دلاورون نے پرے جمائے اُس طرف ڈہرو بجا اور ناقوس پھنکتا ہوا اژسول اور منبول
چمکتے ساحر اژدر اور طائران سحر پر سوار اور مہران جادو ایک فیل آتشین پر سوار ہوکر
اژدرمان کو کوتل اپنے ساتھ لیکر میدان مین آیا تھالیان برنجی جھنکنے لگین اور ساحرون نے
صف آراستہ کی اور نقیبون نے نکل کر آواز لگائی کہ اے ساحران نامی اشعار

جوانی گئی موسم شیب ہے
کسی نے نہ سمجھا ئنایان مقام
کسی شی کو یان کی نہین ہے ثبات
کہ رہجائے دنیا مین باقی نشان
کیا اس جہان سے سبھون نے سفر
تو دولت شہادت کی تمکو ملی

شہود ایک دو روز کو غیب ہے
یہ جتنے جو ہین سامنے ہین کہان
گئے دن جوانی کے گذری حیات
سکندر نہ باقی ہے نہ طوس ہے
یونہین تم بھی اک روز جاؤ گے مر
تمہین چاہیے آج ہو نام و ننگ

بجا ہی کیا کوس رحلت مدام
جہان جا ہے ہر ایک بزم روان
ہے لازم کہ اب دیدو لڑبھڑ کی جان
نہ جمشید دارا نہ کاؤس ہے
لڑائی مین لڑ بھڑ کے گر جان دی
عدو کو کرو زندگی سے تنگ

غرض یہ صدا دیکر نقیب کنارے ہوے اور مہران نے اپنے ہاتھی کو کچھ بانگ مارکر آگے بڑھایا اور ناف میدان مین آکر آواز دی کہ ای مہرخ و بہار مین تمکو سمجھاتا ہون کہ وہ شہنشاہ جسنے تمکو خاک سے پاک کیا تم اُس سے مقابلہ کرتی ہو تمھین لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو کہ مین تمھارا قصور سعی کر کے معاف کرادون ورنہ تم اپنے کیے کی قرار واقعی سزا پاؤ گی مہرخ نے جواب دیا کہ او خیرہ سر تیرہ روزگار افراسیاب کیا ہماری خطا معاف کریگا انشاء اللہ ہم اُسکو باقبال شہنشاہ عمرو داخل دار البوار کرینگے یہ سُنکر مہران کو غصہ آیا اور اُسنے کہا کہ اچھا تو پھر بھیجو کسی کو میرے مقابلہ مین یہ کہہ رہا تھا کہ ایک ساحر نامہ افراسیاب کا لیے ہوے مع اَسّی ہزار ساحرون کے اسکے پاس آیا اور نامہ اسکو دیا اور کہا کہ خداوند ساحران نے یہ ساحر تمھاری مدد کو بھیجے ہین اسنے کہا کہ مجکو کسی کی اعانت درکار نہین ہے انسے کہدو کہ یہ کسی مقام پر اُترین مین جب لڑائی فتح کرلونگا پھر سے بھی ملاقات کرونگا یہ سُنکر وہ سب ساحر اُس جگہ کہ اور فوج پڑی تھی اُترے اور مہرخ کی طرف سے ایک ساحر اور تگ جادو نام برائے مقابلہ مہران بدانجام نکلا جب سامنے آیا مہران نے ایک ہاتھ تیغ سحر کا اُسکو مارا کہ وہ تیغ بجلی بنکر گرا اور خرمن ہستی کو اُس ساحر کی جلا دیا پھر ارژنگ جادو نکلا اُسنے اُسکو ایک ترنج مارکر ہلاک کیا پھر غدار جادو نے نکل کر سامنا کیا مہران نے ایک اژدہا جنگل سے بلایا کہ وہ غدار کو آکر نگل گیا اب تو باری باری بہت سے ساحر اُسکے مقابلہ مین گئے مگر مارے گئے آخر کو مہرخ موے کاکل کشا اپنے ہنس پر سوار جوڑا دھانی گلے مین

پہنے حسن کی کھیتی ہری ہنس پر اپنا جوبن دکھاتی ہوئی سامنے مہران کے آئی مہران نے
ایک ناریل چوبی دار سحر پڑھ کر مارا سرخ مو نے اسکو دستک دے کر الٹا پھیر دیا
اور اپنی کاکل کو کھولا کہ اسمین سے ستارے نکل کر بلند ہوئے اور سر پر مہران کے گرے
مہران نے سات سپرین سحر کی سر پر سایہ کین ان ستارون نے چھ سپرون کو توڑا
مگر سپر مانع ہو کر گر پڑے اب مہران نے ایک تیغہ جو سر پر مارا تو سرخ مو کے تا دو ابرو
اترا پھر تو جنگ مغلوبہ شروع ہوئی دونون لشکر مین نارنج ترنج چلنے لگے سوئیون کے
گچھے مرچون کے ہار پیکان تیر ساحرونکے جسم مین پیوستہ ہوئے نظم

| | | |
|---|---|---|
| کہین یہ صدا تھی کہ اب جلد چال | برسنے لگی آتش تیر وان | کسی نے کسی کے لگائی تھی آگ |
| بجانے لگے شور جادو کے بیر | برسنے لگا آب پیکان تیر | ہوا ابر زخار جادو روان |
| گرتا ساحرون کو گزند اور رنج | کہین ہار فلفل تھے سوئیان کہین | لگے پڑنے نارنج وان اور ترنج |
| لگانے لگے آگ وان سحر کا | غضب کی تھی برپا وہان گیر و دار | کہین خنجر تیر و پیکان کہین |
| | | اسی ہنگامہ جنگ مین شعلہ |

سنکر مہران مہرخ سحر چشم پر آگر گرا کہ مہرخ سحر چشم کے جسم مین اسکی سوزش سے آبلے
پڑ گئے بس بہت جلد مہرخ سحر چشم دریا بن گئی اور اس آتش کو سرد کیا اور تمام لشکر مہران کا
اس دریا مین ڈوبنے لگا مہران نے یہ حال دیکھکر ایک گولہ فولاد کا زمین پر مارا کہ وہین
زمین شق ہوئی اور ایک اژدر نکل کر اس پانی کو پی گیا از بسکہ دریا تو مہرخ
ہی بنی ہوئی تھی یہ بھی اسکے پیٹ مین سما گئی اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ اژدر شب
منہ کھولے ہوئے ظاہر ہوا اور مہتاب کا سن اسنے اگلا کہ شعر غروب شمس کا پہونچا ہنگام
نظر انکھون مین آیا سرمہ شام ✤ شام کو مہران طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور لشکر مہرخ نہایت
پریشان و بدحواس اندوہ و الم مین گرفتار اپنے مقام پر آیا اور ادھر مہران اپنی بارگاہ مین جا کر
خوش و خرم ہوا اور سلاح حرب کو جسم سے دور کرکے لباس بزم کو آراستہ بدن پر کیا اور
ہاتھ منہ دھو کر اپنی جگہ پر بیٹھا اور چہار طرف کو پہرے مقرر کر دیے اور وہ پتلے سحر کے
جو بنائے ہین کہ وہ سب کو دیکھتے ہین مگر آپ کسی کو نظر نہین آتے ہین انسے بھی تاکید کی
کہ خبردار اگر کوئی عیار آئے تو اسکو گرفتار کر لینا اور ہمکو اطلاع کر دینا وہ پتلے بھی اپنی اپنی

جگہ پر ساتھ ہوشیاری اور خبرداری کے قائم ہوے اسکے بعد مہران نے آواز دی کہ اے اژدر جادو جلد آکر حاضر ہو وہ پکارتے ہی آکر حاضر ہوا اور سلام کرکے سامنے استادہ ہوا اُسنے اُسوقت مہرخ کو اُس سے طلب کیا وہ سنکر ایک طرف کو بھاگا ہوا چلا گیا اور اُودھر سے مہرخ کو طوق اور زنجیر مین گرفتار کیے ہوے سامنے مہران کے لے آیا مہرخ کو ہوش تو بالکل تھا نہین بیہوشی مطلق تھی اُسنے اوپر ایک تخت فولادی کے مہرخ کو سامنے مہران کے لٹا دیا اور کہا کہ یہ حاضر ہے جیسا کچھ کہ اسکے باب مین حکم ہو مین اُسکو بجا لاؤن مہران نے کہا کہ بس یہی حکم ہے کہ اسکو بہت ہوشیاری کے ساتھ قید مین رکھنا ایسا نہ ہو کہ یہ کسی طرح کا پڑ جائے اژدر جادو نے کہا کہ بہت اچھا یہ کہکر پھر مہرخ کو اُسی حال سے لیے چلا گیا اور یہان مہران نے اپنے طور پر بندوبست کرکے کھانا زہر مار کیا اور خواب مرگ مین اوپر بستر آرام کے دراز ہوا اب اسکو تو اس حال مین رہنے دو اور دو کلمہ داستان عیاران مہرخ کے سنو کہ جب برق فرنگی کو اس حال کی اطلاع ہوئی کہ مہرخ گرفتار ہو گئی تو اُسکو نہایت تشویش ہوئی اور چھڑانے کے لیے چلا اور بارگاہ مین جانے کے لیے صدہا صورتین کین مگر نہ جاسکا آخر خیمہ سے کوئی پانچ قدم پر جاکے نقب کھود کر مُنہ نقب کا اندر خیمہ کے توڑا اور فتیلہ رفع بیہوشی کو اندر ناک کے رکھکر سر کو نقب سے بدر کیا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اندر خیمہ کے پہرے پر بیٹھے ہوے جاگ رہے ہین اُس وقت برق نے پروانہ بیہوشی کے دہن سے اُڑا دیے وہ جو اوپر شمع کے گرے اور جلکر دھوان کا نکا پھیلا سب کے دماغون مین پہونچا وہ لوگ چھینکے اور پہرے کے بیہوش ہوکر گر پڑے پھر تو برق بفراغت تمام نقب سے اندر خیمہ کے ایک صحنچی تھی اُسمین داخل ہوا دیکھا کہ مہران پڑا ہوا پلنگ پر سو رہا ہے یہ دل کو مضبوط کرکے بعد جرأت و دلاوری قریب اُسکے پلنگ کے بیٹھ کے چاہتا تھا کہ بیہوشی کو کفچہ عیاری مین رکھکر اُسکے نتھنون سے لاکر دھر پھونکے مگر وہ جاگ رہا تھا اسپر اُسکے پتلہ سحر نے بھی آکر بتلا دیا کہ یہ برق فرنگی ہے وہ تو خود بھی جاگ رہا تھا لیکن یہ نہ جانتا تھا کہ برق اب جو اُسکو زبانی اپنے پتلے کے معلوم ہوا کہ یہ برق ہے تو پھر جلدی سے ہاتھ برق کا پکڑ لیا اور پکارا کہ ارے او دزد برق بڑا غضب کیا تو نے کہ مجکو پکڑ ہی لیا تھا مگر اب بتلا کہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اس کلمہ کو سنکر برق کی تو روح نکل گئی

اور بدحواس ہوکر کہنے لگا کہ ای مہران کیا کہون اسوقت ساعت بدتھی اور قضا بھی خبری
نہین تھی اسوجہ سے مین تیرے ہاتھ لگ گیا ورنہ کیا مجال تھی تیری کہ جو تو مجکو پکڑ سکتا مگر خیر کچھ
مضائقہ نہین ہی یار زندہ صحبت باقی پھر سمجھ لونگا مہران نے سنکر جواب بھی ندیا اور
مشکین باندھکر آواز دی کہ ای سمنکال جادو جلد آکر حاضر ہو قضاے کار سمنکال جادو تو
اُسوقت کہین گیا ہوا تھا مگر ہولناک جادو موجود تھا اُس نے کہا کہ ای شہریار سمنکال تو
کہین گئے ہوے ہین الا غلام حاضر ہی جو کچھ کہ حکم عالی ہو اُسکو بجالاؤن مہران نے کہا
کہ خیر اگر وہ نہین ہی تو نہو تمھین آؤ اور آکر اس برق کو لو اور اپنے پاس بحفاظت تمام قید مین
بہت ہوشیاری کے ساتھ لیجاکر رکھو ہولناک جادو نے کہا کہ بہت اچھا اور برق کو پکڑ کر
اپنے خیمہ مین لے گیا اور قید آہن مبتلا کرکے آپ سناٹے مین اور بستر غم کے پڑا اور آہ سرد
دل پر درد سے کھینچکر کروٹین ادھر اُدھر لینے لگا اور شعر عاشقانہ پڑھکے رونے لگا برق
نے اُسکا رنگ دیکھکر اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ یہ مقرر کسی پر عاشق ہی اسوجہ سے رنگ چہرہ کا
اسکے زرد ہو گیا ہی اور حلقے آنکھون مین پڑے ہوے ہین غرض یہ تو خود ہی گرگ باران دیدہ
ہین کچھ سوچ کر اُس سے پوچھا کہ ای ہولناک جادو خیر تو ہی مزاج تمھارا اسوقت کیسا ہی
اور آنکھون مین آنسو تمھارے کس واسطے بھرے ہوے ہین اگر خفا نہ ہو تو مین تم سے
اس بات کو پوچھتا ہون تم صاف صاف بتاؤ کیونکہ کوئی مرض دنیا مین ایسا نہین ہے
کہ جسکی دوا خدا نے پیدا نہین کی ہی مگر مرض عشق کی دوا تو البتہ ممکن نہین ہی بھائی صاحب مین
بڑا بول نہین بولتا ہون لیکن خاک چاٹ کر کہتا ہون کہ مین وہ شخص ہون اگر کسیکو یہ مرض
بھی ہو جاے تو مین شربت دیدار اُسکو ایسا پلاؤن کہ وہ بالکل اُسکے پینے سے اچھا
ہو جاے اور مرض عشق نام کو بھی باقی نرہے اور سواے اسکے اور تدبیرین بھی ایسی مجکو
یاد ہین کہ عاشق کو وصل دلارام کا اُس تدبیر سے حاصل ہو جاتا ہی اس تقریر کو سنکر ہوش و
حواس ہولناک جادو کے جاتے رہے اور صورت برق کی دیکھنے لگا اور یہ بات گھبرا کر
کہنے لگا کہ ای برق حقیقت مین لوگ سچ کہتے ہین کہ تم روشن ضمیر ہو اور سب لوگون کے دلون کا
حال تمکو بغیر بتلاے بخوبی معلوم ہو جاتا ہی واقعی بات یہی ہی کہ مین مرض عشق مین

مبتلا ہو گیا ہون اور کچھ علاج اس مرض لا دوا کا مجھ کمبخت بد نصیب سے نہیں ہو سکتا ہی آخر کو ایک روز اسی غم مین مر کر رہجاؤنگا برق نے سنکر کہا کہ خیر اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہو وہ کون ایسا بشر ہی کہ جو اس مرض مین مبتلا نہو گا اب تم مجھ سے چھپاؤ نہیں بلکہ صاف صاف بیان کرو شاید کوئی تدبیر وصل کی نکل آئے ہولناک اس کلمہ سے بہت خوش ہوا اور اُسنے کہا کہ نظم

| | |
|---|---|
| خراشش جگر سے ہی چھاتی مین درد | کہ جس سبب سے ہوا جاتا ہی رنگ زرد |
| ترے غم مین ای آفت روزگار | ہزارون بلائین ہین یان روبکار |
| جلاتی ہی آتشش تری میرے تئین | کیا داغ کس شعلہ نے تیرے تئین |

ای برق ایک لڑکی مہران جادو نے نیکر پالی ہی لیکن وہ تمام عالم سفا کہ جہان حسن مین غیرت وہ ماہ و مہر رشک بدر ہی کہ سامنے اُسکے شمس و قمر نقاب ابر مین مُنھ چھپائین اور خوبان جہان غیرت سے آب خجلت مین ڈوب جائین پیشانی اُسکی وہ نورانی کہ مطلع صبح انوار اور زلف سیاہ مشکین غیرت بخش شب دیجور سراسر چشم فتان کے روبرو آہوے چین چین بول جائے محراب ابرو مین تمام عالم سر جھکائے اشعار

| | |
|---|---|
| نگہ گردش چشم سے فتنہ ساز | اثرہ آفت روزگار دراز |
| مگر تھا وہ آئینہ گلزار کا | عجب رنگ پر سطح رخسار کا |
| جو آنکھ اُسکے سینے سے جا کر لڑے | |
| مکان کنج لب خواہش جان کا | دم تیغ پر راہ چلنی پڑے |
| تبسم سبب کاہش جان کا | سراپا مین جس جا تصور کیجیے |
| دہن عمر اپنی بسر کیجیے | |

اس حسینہ پر مین شیفتہ اور فریفتہ ہون اور اُسکو جان و دل سے زیادہ عزیز رکھتا ہون لیکن کچھ میرا اجارہ اُسکے وصل مین نہین ہی مین اُسکے جمال جہان آرا سے دیدۂ دل اپنا روشن کرلیتا تھا مگر اب چند روز دن سے مہران خود دل دادہ اور فریفتہ ہو گیا ہی اسوجہ سے اُسکو باہر نکلنے کی ممانعت کر دی ہی پس جب روز سے مین نے اُسکو نہین دیکھا ہو نہایت دل بیقرار ہی اور سوداے مرجانے کے اور کوئی تدبیر نہین آتی برق نے کہا کہ بھائی صاحب یہ امر تو کچھ مشکل نہین ہی اگر مین رہا ہوتا تو ایسی تدبیر کرتا کہ وہ آپ چلی آتی غرض برق نے اُسکو باتون مین لگایا اور اپنی قید کو سر ہن سے عیاری کے کاٹکر جست کر کے خیمہ کے باہر پہونچا کیونکہ اُسکو

زنجیر مین ہولناک جادو نے باندھا تھا سحر کی قید اُسکے جسم پر تھی جب یہ بھاگا تو ہولناک بھی اُسکے پیچھے دوڑا اور برابر پیچھا کئے چلا جاتا تھا کہ پکڑے برق نے ایک طمانچہ بیہوشی ہاتھ مین بھر کر جو مارا تو وہ بیہوش ہو کر گرا اُسنے اُسکو اور زیادہ بیہوش کر کے کسی گڑھے مین ڈال دیا اور آپ اُسکے کپڑے پہنکر اُسی کی ایسی صورت بنکر مہران کے پاس آیا اُسنے اُسکو دیکھکر پوچھا کہ کیون آیا ہی ہولناک برق کو کہان قید کیا اور وہ کس طرح ہی برق نے کہا کہ اُسکو تو مین نے ایک صندوق مین بند کر کے زمین مین دفن کر دیا ہی اس خیال سے کہ نکلکر کہین چلا نہ جائے مہران تو یہ سنکر خاموش ہو رہا مگر انھون نے اُسکو اس حیلہ سے کہ مجکو ایک بات پوچھنی ہی آپ ذرا الگ چلین تو پھر مین اُسکو دریافت کرون کہ وہ بات سب کے سامنے پوچھنے کی نہین ہی الگ دوسرے خیمہ مین لیجا کر بیضہ بیہوشی کو مار کر اُسکو بھی بیہوش کر دیا اور کھینچکر چاہتا تھا کہ سر اُسکا کاٹ ڈالے دفعتہً ایک پتلہ کہ جس کو مہران نے بزور سحر بنا کے پوشیدہ واسطے حفاظت کے مقرر کیا تھا اور وہ کسی کو نظر نہ آتا تھا اُسنے آکر ہاتھ برق کا پکڑ لیا اور مہران کو ہوشیار کر دیا اُسنے جو آنکھ کھول کر برق کو خنجر برہنہ لیے اپنے سینہ پر پایا اور دیکھا کہ پتلہ میرا ہاتھ اُسکا پکڑے ہوے ہی بس مارے خوف کے رنگت چہرے کی تو زرد ہو گئی اور رعشہ اندام مین ظاہر ہوا اور سوچا اپنے دل مین کہ یہ بڑا غضب ہوا تھا کہ اسوقت جان مفت مین گئی تھی حقیقت مین یہ عیار بلا سے بیدرمان و آفت روزگار ہی یہ تصور کر کے جلدی سے سحر جو کیا تو برق سینے پر سے گر پڑا اُسنے اُٹھکر پکڑ لیا اور کہا کہ اب تجکو ہرگز زندہ نہ چھوڑ دونگا ابھی مار ڈالونگا برق نے اُسکے جواب مین کہا کہ مہران کیا مجال ہی تیری کہ جو تو مجکو مار سکے کیونکہ مجکو تو مرنے سے خوف ہی نہین ہی القصہ اب خوف برق کا مہران پر غالب ہوا اور خوف زدہ ہو کر اپنے دل سے کہا کہ تیرے حق مین یہ بہتر ہی کہ برق کو تو چھوڑ دے اور گناہ اپنے اس سے معاف کرا اور لشکر مہرخ مین چل افراسیاب جادو نے مہرخ کا کیا کر لیا جو تیرا کرے گا اور سوا اسکے افراسیاب کی طرف سے جو ساحر بامید سحر لڑنے آیا وہ بہر صورت مارا گیا اور جو کوئی افراسیاب کو چھوڑ کر مہرخ سے ملگیا وہ ابتک زندہ اور سلامت موجود ہی اُسکا رویان بھی میلا نہین ہوا بس یہ سوچکر برق کے قدمون پر مہران گرا اور کہا کہ اے برق مین تمھارا غلام ہون

جو کچھ خطا مجھسے سرزد ہوئی ہو وہ معاف فرمایئے اور دین مطیع اسلام ہوا اور سب پر مین نے لعنت کی اور سمجھا کہ دین آپ ہی کا برحق ہی برق اس کلمہ کو سنکر شاد ہو گیا اور زعفران کی تعریف کر کے اُسکو گلے سے لگایا مہران نے مہرخ کو اُسی وقت چھوڑ دیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای ملکہ عالم حضور میری طرف سے ملال نہ کرین کہ اپنے مجکو قید کیا تھا کیونکہ یہ مقام ملال کا نہین ہی لڑائی مین جہی ہوتا ہی اب مین آپ فرمانبردار ہون مہرخ نے اُسکی بہت تشفی کی اور فرمایا کہ تو ہمارا قوت بازو ہی اور ہمکو تجھسے عداوت نہین ہی نقا نے مہرخ کو جو مہربان دیکھا تو اپنے افسران لشکر کو بلا کر سمجھایا کہ بھائیو مین نے تو لقا پر لعنت کی کہ وہ سراسر جھوٹا ہی اور دین اسلام کو قبول کیا اب تمکو جو میرا ساتھ دینا منظور رہی تو دین اسلام کو قبول کر دو ورنہ جہان چاہے چلے جاؤ مین جبر نہین کرتا اُن سردارون نے کہا کہ ہمکو بھی مسلمان ہونا منظور ہی مگر آپ کو چھوڑنا منظور نہین یہ کہکر سب مطیع اسلام ہوئے لیکن اس حال کی خبر وہ فوج جو افراسیاب نے بہر امداد مہران بھیجی تھی اُسکو فکر ہوئی اور اہل سب نے چاہا کہ مہران کو گرفتار کرلین مگر مہران مع اپنی فوج کے سوار ہو کر اُس لشکر پر گرا اب تو ہزارون ساحرون کو اُسنے جلا کر خاک کر دیا نظم

بجی نائے ترکی ہوا شور و شر
گرین بجلیان سحر کی فوج پر
بلائین بگولون کی کھانے لگین
بڑھا سحر جب جا مین جانے لگین
لگی خانۂ تن مین جادو کی آگ
ہوئی سحر کو روح اور تن سی لاگ
بڑھی ایسی مہران نے اک پڑھنت
کہ مارے گئے جس سے صد ہا منت
تڑپکر لگین گرنے وان بجلیان
ہوئین خانۂ تن سے جان مین روان

غرض سب کو مار کر مہران نے بھگا دیا اور ہزارون کو آتش سحر سے جلا دیا اور سب کو قتل کر کے برق کے پاس آیا برق نے اُسکی تعریف کی اور ملکہ مہرخ و مہران کو مع اُنکی فوج کے ہمراہ لیکر اپنے لشکر مین چلا آیا مہرخ آکر داخل بارگاہ ہوئی طبل اور نقارہ خوشی کے لشکر مین بجنے لگے سب سردار مہرخ کے مہران سے بغلگیر ہوئے اور بہ آرام اُسکے ساتھ پیش آئے اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ ایوان فلک مین بادشاہ خاور نے قدم رکھا اور روز و شب گرفتار ہو کر کالے جیل خانے مین گیا شعر

یہ انداز سخن بہار راحت گوش
کہ وہ شب صورت دلدار روپوش
اذان زاہد نے دی شیطان بھاگا
چھپی محفل مین بخت صبح جاگا

صبح کو برق نے جا کر گڑھے سے ہوناک جادو کو نکالا

اور فتیلہ رفع بیہوشی دیکر اُسکو ہشیار کرکے کہا کہ ای ہولناک مالک تیرا مہران جادو تو ہم
رگون کا شریک حال ہوگیا اور اُسی کی دختر بھتیجی پر تو عاشق ہوا . اگر تیرا جی چاہے تو چلکر اُسکی
ملازمت کر او تین سعی کرکے اُس دختر کو تجھے دلادون اور یہ بھی کہونگا کہ ای مہران مسلمانون
مین یہ جائز نہین ہو کہ وہ اپنی دختر سے بہتر ہون پس یقین ہو کہ وہ تجکو اُسے دیدے گا
ہولناک یہ سنکر برق کے قدمون پر گر پڑا اور اُسکے ساتھ خدمت مہران مین آیا اور مہران نے
اس سے پوچھا کہ کہان تھے اُسنے سب ماجرا بیان کیا کہ اس طرح برق نے مجکو بیہوش کرکے
گڑھے مین ڈال دیا تھا اب آپکی خدمت مین آیا ہون غرض یہ عرض کرکے ہولناک دنگل پر
بیٹھا شراب کا جلسہ شروع ہوا مہران نے کہا کہ رات بھر کا جاگا مین ہون اب آرام کرونگا
یہ کہکر اٹھ گیا اور تیسرے پہر تک سویا کیا جب دن کی عمر نہ رہی یعنی تیسرے پہر کا وقت آیا
اُسوقت یہ اٹھکر بارگاہ مین آیا مہرخ کو تسلیم کرکے تخت پر بیٹھا اُسوقت کہ جب دماغ اسکا
بادہ ناب سے گرم ہوا برق فرنگی اُسکے سامنے آیا اور بہت عجز سے اُسکو سمجھا کہ اے
مہران اب مسلمان ہو اور مسلمان کو لازم نہین کہ اپنی بھتیجی کے ساتھ شادی کرے کس لیے کہ جبکہ بالا
پھر اُسکا ستر دیکھنا کیا اب تم اپنی دختر بھتیجی کو میری خاطر سے ہولناک کے ساتھ منعقد کردو مہران
نے کہا کہ ای برق وہ دختر تو کیا مال ہو آپ فرمائین تو مین جان تک دیدون برق نے
اُسکو دعا دی کہ خدا تم کو سلامت باکرامت رکھے اور دعا دیکر اُسنے ہولناک کو دولہا بنایا
اور دختر کا مہران کی عقد اُسکے ساتھ کیا جب وہ زمانہ آیا کہ عروس شب بن ٹھن کر بیٹھے
چاندنی کی تمر کی لگا کر اور زیور ستارہ دار پہنکر عالم مین آئی کہ اشعار گھٹا جب جلوہ خورشید روشن

بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن | چھپا صحن زمین پر شام کا رنگ | ہوئے دود و دبا عارض سنگ

رات کو ہولناک بادل بیتاب خلوت سرا مین آیا اس دختر کو بھی عروس بنایا تھا زیور جواہر کا پہنایا
تھا اُسنے آکر اُسکی بلائین لین اور تصدق ہوا وہ شوخ آفت زا تڑپ کر آغوش سے نکلی اُسنے
پھر اُسکو گود مین اپنی لیا اور چھپرکھٹ پر لا کر لٹایا بہت کچھ بہلایا اور سمجھایا آخر

یہ نوبت پہونچی اشعار
بہم عشق بادہ مستی سے بیہوش | پڑا بیساختہ شلوار پہ ہاتھ
وہ گل کھلے دہان بھر کر ہم آغوش | کھلا عقدہ سر انگشت کیساتھ
فقط خلوت مین تھی وہ غیرت ماہ

| | | |
|---|---|---|
| نہ تھی جز ناز و عشوہ غیر کو راہ<br>مہ و خورشید تھے دونون ہم آغوش | دل ساحر ہوا خواہش سے بیتاب<br>گرا جب آب انسان آگیا ہوش | لیے آغوش رشک برج مہتاب<br>صف مژگان پہ آیا لشکر خواب |
| در آیا زیر فرمان کشور خواب | لیکن شب وصل ہمیشہ سے کوتاہ ہے تھوڑی ہی دیر انھون نے آرام کیا | |

تھا کہ وہ زمانہ آگیا یعنی موذن نے ندائے اللہ اکبر سنائی اور رات نے شرما کر منھ اپنا چھپا لیا
روز روشن ہوا اشعار
یکایک چرخ پر پھیلا اجالا کیا منھ اپنا دو شب نے کالا
گئی منھ اپنا سا جو رات لیکر دھری اس ماہ نے انگلی زبان پر
دم سحر ہوناگ نے اٹھکر حمام کیا اور پھر آکر بارگاہ مہرخ مین بیٹھا مگر یار دلنواز کے لیے بیقرار تھا رات کا انتظار رکھتا لیکن
بارگاہ مین ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی کا دور آغاز ہوا دل اسکا بہل گیا اور شکیل جادو
نے اپنے خیمہ سے آکر مہران سے ملاقات کی اور کہا کہ اے برادر ہم تو غم مین خوبصورت جادو کے
ہلاک ہو رہے ہین اور اسکے غم مین مثل ماہی بے آب تڑپا کرتے ہین طاقت دل طاق ہے
ملاقات سب دوستون کی شاق ہے مہران نے کہا کہ اے شکیل خوبصورت تو قید ہین
اور چھوٹنا اسکا بہت دشوار نظر آتا ہے ہان اگر افراسیاب مارا جائے اور راسد بن کرب کو
لوح طلسم ملجائے تو شاید وہ رہا ہو ورنہ اسکا چھوٹنا ممکن نہین اور اے شکیل اتنا مین جانتا ہون کہ
لوح طلسمی دریائے نیل مین ہے افراسیاب خود ہی اسکو نہین جانتا ہے یہ باتین تھین
کہ بکاول نے لاکر طعام عمدہ نعمت خانہ مین چنا مہران اور ہر ایک سردار نے طعام نوش
فرمایا اور راس طرف کا حال سنیے کہ مہران نے فوج افراسیاب کو قتل کیا تو ساحر
جو قتل سے بچے تھے وہ نالان و گریان خدمت شاہ جادوان مین گئے اور انھون نے عرض کیا
کہ اے بادشاہ ساحران مہران مہرخ سے جاکر ملگیا اور ہم سب کو مار کر تہ و بالا کر دیا افراسیاب
یہ حال سنکر سناٹے مین آگیا آخر ان سب سے کہا کہ اچھا تم جاؤ اپنے مقام پر مین اس ناہنجار اور
نمک حرام سے سمجھ لونگا وہ ساحر تو چلے گئے اور بعد ایک ساعت کے ملکہ حیرت کی بارگاہ مین
افراسیاب آیا اور اسنے کہا کہ اے ملکہ حیرت برق بلا فگن کو بلوانا چاہیے ملکہ حیرت نے
کہا کہ وہ تو مجھ سے کچھ ناراض ہو کر یہان سے چلی گئی افراسیاب نے کہ جس طرح ہو تم اسکو سمجھا کر
یہان بلواؤ حیرت نے کہا بہت مناسب ہے پس اپنے آدمی برق کے بلانے کو روانہ کیا

لیکن شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار جو ظلمات فیل و مدران کی قید مین ہمراہ بدران
ہین انھون نے ایک روز رجوع قلب سے درگاہ خدا مین دعا کی پس انکو بشارت ہوئی کہ ای
عمرو اس دعا کو پڑھکر جسطرف جاہے چلا جا عمرو اس بشارت سے فرحناک ہوکر اس دعا کو
پڑھتا ہوا ایک سمت کو روانہ ہوا قضارا کار اتفاقا راہ مین انھون نے دیکھا کہ بہت سے
نٹ چلے جاتے ہین پس یہ بھی ایک لنگوٹ باندھکر بانس کندھے پر رکھکر گلے مین نیلہ ڈورا
لپیٹ کر خم بجاتے ہوئے نٹون مین مل گئے اُنھون نے پوچھا کہ تم اکیلے کیون پھر رہے ہو
اور تمھارے ساتھ والے کہان ہین انھون نے کہا کہ مین نے اُن نٹون کا ساتھ اسلیے
چھوڑ دیا کہ وہ حصہ زیادہ طلب کرتے تھے اور کام کرنے مین کاندھی دیتے تھے اب تم لوگون
کے ساتھ ہون کہ جہان تم تماشا کرنے کو جاؤگے وہ مین بھی کچھ تماشا کرون گا یہ کہکر اُنکے
ساتھ روانہ ہوا یہ سب پھرتے ہوئے مصور جادو کے لشکر مین پہونچے اور
ڈھولک بجا تماشہ شروع کی اتفاقاً ملکہ برق بلا افگن بھی وہان آئی مصور اور
صورت نگار بارگاہ مین بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے تھے کہ آواز ڈھول کی اُن کے
کان مین آئی ملکہ برق بلا افگن نے کہا کہ ان نٹون کو بلاؤ مصور نے آدمی بھیجکر بلوایا وہ
آئے اور تماشا کرنے لگے ہر طرف سے صدا واہ واہ کی بلند تھی اور خواجہ بھی ایک طرف کو کھڑے
ہوئے تھے اتنے مین ملکہ برق نے اُن نٹون سے پوچھا کہ یہ نٹ کیون نہین تماشا کرتا سب نے
متفق اللفظ کہا کہ یہ ہمارا استاد ہے ہم سب کے بعد یہ تماشا کریگا برق بلا افگن خاموش
ہورہی جب وہ نٹ تماشا کرچکے تو عمرو میدان مین خم پر خم مارکے آیا اور پکارا کہ ملکہ عالم ہمارا
یہ تماشا ہے کہ ایک لوٹ مارکر جو زمین لگے تو اس پار صف کے گرینگے اور پھر ایک ایک
پھول چالاکی سے سب کے ہاتھ مین اس سرے سے اس سرے تک برابر دیجائینگے پس سب کو
چاہیے کہ اپنے ہاتھون مین اُن پھولون کو مضبوط پکڑے رہین بھاگنے نہ دین اور اُنکو
سونگھین وہ سونگھتے سب کے ہاتھ سے غائب ہوجائینگے یہ کلام سنکر سب ساحرون
نے کہا کہ یہ بات ہماری عقل مین نہین آتی اسلیے کہ جب پھول ہمارے ہاتھ مین ہونگے پھر اُن کا
غائب ہونا ممکن نہین عمرو نے کہا کہ اُن پھولون کی کیا اصل ہے اگر تم کہو تو مین آدمی کو غائب کردون

بلکہ بارہا غائب کر چکا ہون کیونکہ مین فقط نٹ نہین ہون نٹ کھٹ بھی ہون آمین جو اور نٹ
کھڑے ہوے تھے انھون نے کہا کہ اس تکرار سے حاصل کیا ہی جو امر کہ ہوگا وہ آپ ہی ظہور مین
آئیگا عمرو نے کہا کہ ہان سچ ہی یہ کہکر پہلے تو تڑاق پڑاق دو ایک قلابازیان کھائین اور پھر جست
جو کی تو خیمہ کو پھاند کے اس پار نکل گیا اور پھر اُودھر سے جست کر کے جب ادھر آیا تو تازے تازے
پھول زنبیل سے بہت خوشبودار نکالے ایسے کہ جیسے ابھی درخت سے توڑ کر منگائے ہین غرض وہ
پھول سب کے ہاتھ مین برابر دیتا چلا گیا اور نٹون کو بھی دیے نٹ اور سب ساحر حیران ہوے
کہ یہ پھول اتنے عرصے مین تازے تازے کہان سے لایا لنگوٹا تو یہ باندھے ہی اور پھول اسکے
پاس کوئی نہ تھا معلوم نہین کہ اِسنے کیا کرتب کیا عمرو نے کہا کہ صاحبو ان پھولون کو مضبوط پکڑے رہنا
جانے نہ پائین یہ پھول ان درختون مین جو سامنے لگے تمھارے ہاتھ سے نکل کر لگ جائینگے مصور
جادو نے کہا کہ حقیقت مین یہ نٹ بڑا استاد ہی اور اور ساحر عمرو سے کہنے لگے کہ میان نٹ یہ پھول
ہمین بھی دو عمرو نے تھوڑے تھوڑے پھول سب کو مع مصور جادو و برق بلا افگن اور
صورت نگار وغیرہ سب کو دیے انھون نے ان پھولون کو مضبوط ہاتھون مین اپنے پکڑ کر سونگھنا
شروع کیا اور عمرو نے باواز بلند پکار کر کہا کہ ای نٹو آج تو جھولیان بھر بھر کے روپیہ لو اور ان پھولون
کو خوب ساول لگا کر سونگھو یہ کہکر اُلٹی سیدھی قلابازیان کھانے لگا اور اُن پھولون پر عطر بیہوشی
چھڑکا ہوا تھا اُسکے خوشبو جو سب کے دماغون مین پہونچی تو مارے خوشبو کے دماغ معطر ہوگیا اور سب نے
خوب سونگھے پس یکایک سبکو دردسر پیدا ہوا اور ایک نے دوسرے سے کہنا شروع کیا کہ میان
دیکھو وہ پھول غائب ہوگیا اُسنے کہا کہ تم سچ کہتے ہو وہ آسمان پر اُڑا جاتا ہی اور نٹون پر جو غلبہ
بیہوشی کا ہوا تو وہ سب نٹ کے سب ڈھول بجاتے بجاتے ڈھیری ہو گئے اور مصور جادو
جو گھبرا کر اٹھا تو اسکو دیکھکر سب ساحر اٹھ کھڑے ہوئے بس کھڑے ہونے کی تو دیر ہی تھی مصور
جادو تو غش کھا کر گر پڑا اور ساحر تڑاق پڑاق چھینکین مار کر بیہوش ہو گئے جب سب بیہوش ہو گئے
تو عمرو نے بفراغت تمام مال اور اسباب مصور جادو کی بارگاہ کا لوٹ لیا اور سب ساحرون کو
برہنہ کر کے خنجر نیام سے کھینچکر چاہا کہ مصور اور صورت نگار اور برق بلا افگن وغیرہ سب کے
سر بدن سے جدا کرون کہ دفعتہً ایک آواز آسمان سے پیدا ہوئی کہ باش او شیرہ روزگار سب

ہوسکتا ہے کہ تو میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جائے تم حسین جادو یہ نعرہ کرکے ایک گولہ فولادی
آتش فشان پھینک جو گری تو خواجہ کے حواس جاتے رہے اور انھون نے جلدی گلیم کو اوڑھ لیا اور
غائب ہوگئے مگر وہ جو گری تو اس زور سے غصے مین گری کہ اندر زمین کے غرق ہوگئی اور تمام
بارگاہ کی زمین تھرانے لگی بعد تھوڑی دیر کے حسین جادو زمین سے نکلی دیکھا اسنے کہ بارگاہ
مین نقش بوریا تک باقی نہین ہے سب اسباب عمرو لوٹ لیگیا اور اکثر ساحر اور سب لوگ بیہوش
پڑے ہین اسنے ابر سحر برسایا کہ سب کو ہوش آیا اور اپنے حال زار کو ہر ایک دیکھکر نادم اور غمگین
ہوا اور مصور کو بہت شرمندگی حاصل ہوئی اور حسین جادو نے کہا کہ ای مصور باوجود
کہ تصویر عمرو کی آپ کے گلے مین پڑی ہے مگر اسپر بھی آپ نے اسکو نہ پہچانا اور اس طرح
بیہوش ہوکر اسکے ہاتھ سے دھوکا کھایا وہ تصویر کیسی تھی کہ جسنے آپ کو خبر نہ دی اسی بھروسے پر
آپ دعوی کرتے ہین کہ مین گشندہ عمرو ہون مصور جادو نے خجل ہوکر کہا کہ ای ملکہ حسین جادو
عمرو بڑا صاحب اقبال ہے خیر اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگا تم دیکھ لینا کہ ایک روز
مین نے اسکو زندہ زمین مین نہ دفن کیا تو اپنا نام مصور جادو نہ رکھا یہ کہکر اسیوقت آپ
بھی پوشاک تبدیل کی اور سب ساحرون کو جوڑے منگاکر پہنائے اور بارگاہ کو نئے سر سے
آراستہ کیا اور پھر برق بلا افگن وغیرہ کے افراسیاب کے پاس آیا اور سب حال
عمرو کی عیاری کرنے کا بیان کیا اور کہا آج تو اسنے سب کو مار ڈالا ہوتا مگر حسین جادو نے
آکر ہم سب کی جان بچائی ورنہ کوئی زندہ نہ رہتا برق بلا افگن نے کہا کہ واقعی عمرو اپنے
فن مین یکتائے روزگار ہے حیرت نے کہا کہ ای برق بڑی بات کہ آج بھی تمنے پہچانا کہ عمرو
ایسا آفت کا پرکالہ ہے ارے صاحب وہ تو بلائے بے درمان آفت روزگار ہے سامری ہی جان
بچاتے ہین تو بچتی ہے ورنہ کوئی صورت جانبری کی نہین ہے برق بلا افگن نے کہا کہ اگر وہ
مجھکو کہین راہ گلی مین ملجائے گا مین سر اسکا ضرور کاٹ لونگا آمین چاہے کوئی خوش ہو
اور چاہے کوئی ناراض مگر مین زندہ نہ چھوڑون گی افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ تمکو منع کون کرتا
ہے یہ امر جو منظور ہو لو جاؤ ہمنے بھی تمھین اختیار دیا تم اسکو جاکر قتل کرڈالو ہم بھی دیکھین کہ تم
کیسی زبردست ساحرہ ہو برق بلا افگن نہایت خوش ہوئی اور اسیوقت بجلی بنکر رہائے

تلاش عمرو مین روانہ ہوئی اب عمرو کا حال سنیئے کہ وہ جو بارگاہ مصور کو لوٹ کر خوف حسین جادو
سے نکل کر بھاگا تو وہ چرخ کی بارگاہ مین آیا اور چھپکر باتین ادھر ادھر کی کرنے لگا حیران جادو
سے ملاقات کی کہ دفعتہ ایک آواز ترارے کی پیدا ہوئی بس عمرو گھبرا کے اُٹھا اور پکارا کہ ایہا الناس
خبردار ہو جاؤ کہ کوئی نہ کوئی آفت آتی ہے یہ کہکر باہر بارگاہ کے بھاگا چاہتا تھا کہ وہ برق جو آکر گری
تو مار ڈالنا مناسب نہ سمجھی عمرو کو لپیٹ کر سمت آسمان بلند ہو گئی اور ایک درہ کوہ مین جا کر اُتارا
عمرو نے جو آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے تئین مرغزی کے جنگل مین پایا ہوش جاتے رہے مارے ڈر کے
پھر آنکھین بند کرلین برق بلا افگن نے کہا کہ ابتو کیا آنکھین بند کرتا ہے دیکھ تو مین تجھکو کس عذاب
الیم سے ہلاک کرتی ہون یہ کہکر خنجر کو نیام سے کھینچا جب تو عمرو کو بھی غصہ آگیا اور پکارا کہ اے
برق بلا افگن تو خوب جانتی ہے کہ مین نے ساحر شمشاد اور ہزار آرشکل چرخ گردان کو ایسا
چرخ دیکر مارا کہ روح اسکی چرخ مین آئی اور عمرو دشکالی کو قتل کیا اور ہزارون ساحرونکو
مین نے داخل جہنم کیا کوئی بھی میری پشم کندہ نہ کر سکا بھلا تیری کیا اصل ہے جو تو مجھے مارے گی
اگر خدا نے چاہا تو مین ہی تجھکو قتل کرونگا اس کہنے پر برق کو غصہ آیا اور وہ اپنے خنجر کو سنگ پر تیز
کرنے لگی اس اثنا مین برق فرنگی بھی پھرتا ہوا اسطرف آ پہونچا تو اُسنے عمرو کو قید دیکھا اور برق بلا افگن
کو خنجر تیز کرتے پایا فوراً صرصر کی صورت بنکر قریب برق بلا افگن آیا اور کہا کہ افراسیاب نے مجھکو آپکے
پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تلاش کرکے جہان کہین برق بلا افگن ملین ہماری طرف سے اُنکو دعا کہنا اور
کہنا کہ عمرو سے کچھ دریافت کرنا ہے پس اگر وہ ہاتھ آجاوے تو ہمارے پاس ایک دم کے واسطے
لے آؤ اس سے ہم دو باتین کرلین تو پھر قتل کر ڈالنا برق بلا افگن نے کہا کہ اچھا چلو مین وہین چلکر
اس بھیا کا سر کاٹونگی یہ کہکر اُٹھی برق فرنگی نے کہا کہ اچھا آپ تشریف لے چلیین مین اور طرف سے
جاؤنگا یہ کہکر قریب آکر بچالاکی تمام ایک بیضہ بیہوشی کا اُسکے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر دھم سے
گری برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور عمرو کو چھوڑا دیا کیونکہ برق بلا افگن نے قید سحر
سحر کی تھی عمرو نے برق فرنگی کی تعریف فرمائی اور گلے سے لگایا اور خنجر کھینچ دیا کہ
سر برق بلا افگن کا جدا کرین اُسوقت دو پنجے روئے ہوا سے پیدا ہوئے اور
برق بلا افگن کو اٹھا کر لے گئے عمرو اور برق ناچار وہان سے پھرے اور عمرو نے کہا

کہ انشاء اللہ آج ہی رات کو برق بلا افگن کا سر کاٹ لین گے یہ کہکر مع برق بلا افگن جانب
بارگاہ مہرخ روانہ ہوا اور ملکہ مہرخ سے آکر سب حال گذرا ہوا بیان کیا مہرخ نے بھی
تعریف برق کی فرمائی اور روہان نجیون نے برق بلا کو ایک دریا کے کنارے پہونچا پایا
اور پانی چھڑک کر اسکو ہوشیار کیا اور پھر سحر کے بربنکر سامنے آکر سب حال عمرو اور برق کا
بیان کیا کہ اس طرح برق آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا ہم نے آکے اس ماجرے کو سنکر
اس لکانہ کو غصہ آیا اور تڑپ کر سمت فلک گئی اور ابر سیاہ بنکر جانب لشکر مہرخ چلی
جب وہان پہونچی تو سب نے دیکھا کہ گھٹا دھوان دھار تیرہ و تار سیاہ بڑے زور شور سے
چلی آتی ہے اور بجلی بڑے غضب کی اس گھٹا مین چمک رہی ہے سب ساحرون نے خوب غور
کرکے اس گھٹا کو دیکھنا شروع کیا تو دیکھا کہ ایک عورت پریزاد سنہرا لباس پہنے اور
سنہرا اسکا بدن بھی ہے شمشیر برہنہ بنی ہوئی ابر مین چمکتی چلی آتی ہے وہ سب ساحر دیکھ رہے تھے
کہ برق آکر گری ساٹھ ستر ساحر جلکر خاک ہوئے اور پھر چالیس گز کی شمشیر بنکر گرنے لگی
تو صفون کے صفون سر قلم اپنے کیے غرض تین چار بار گر کے صدہا ساحرون کو ہلاک
کر ڈالا اور پھر لشکر حیرت کی طرف چلی گئی یہان بڑی دیر تک تلاطم برپا رہا آخر لاشین وہ
اٹھا کر دفن کرادین اور مہرخ نے کہا افسوس یہ تھا کہ رعد اور برق لشکر مین نہ تھے ورنہ
وہ برق بلا کو بتلا دیتے ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے بدلائی ہوتی عمرو نے کہا ای ملکہ تم گھبراتی
کیون ہو اگر فضل خدا شامل حال ہے تو مین بران کو بھی قید ظلمات سے چھڑاتا ہون اور
برق بلا کو مارتا ہون یہ کہکر عمرو روانہ ہوا اور ادھر برق بلا افگن جو لشکر حیرت
مین آئی تو افراسیاب کو نہ پایا یہ سیدھی باغ عیش مین گئی وہان شاہ جادوان تخت
حکومت پر بیٹھا تھا سب ساحر عذار گرد و پیش مین اسکے حاضر تھے برق بلا بھی جاکر
ایک مقام پر بیٹھی اور جو کچھ کہ حادثہ گذرا تھا وہ روبروے افراسیاب بیان کیا اسنے
کہا کہ مجھکو اول ہی خبر اس حال کی ہو چکی ہے کچھ تمھارے بیان کی ضرورت نہین ہے برق نے
کہا کہ ای شاہ اب مین اپنا خیمہ زیر دیوار طلسم برپا کراؤن گی اور جو کچھ مین نے تجویز
کیا ہے وہ امر مین کرون گی یہ کہکر اسی وقت دریاے خون روان کے اس پار آکر

دیوار شہر پناہ شہر ناپرسان کے نیچے اس نے خیمہ استادہ کرایا مصور جادو بھی اُسکی بارگاہ مین جاکر
بیٹھا اور کہنا وغیرہ کہکر اپنی بارگاہ مین چلا گیا اور عمرو کو بھی معلوم ہوا کہ برق بلا نے تمہارے
قتل کا بیڑا اُٹھایا ہے عمرو اس خبر کو سنکر بیحواس تو ہوگیا مگر چوبدار کی صورت بنکر بارگاہ برق
بلا افگن کے دروازے پر پہونچا اور یہ لوگون کے ساتھ مل کر اندر بارگاہ کے جو آیا تو اُسنے
دیکھا کہ بارگاہ نہایت خوبی سے آراستہ ہے اور برق بلا اپنے تخت پر بیٹھی ہے اور گرد تخت
کے چار شتو گری مرصع کا نچی ہے اور صدہا خواصین زرین کمر اور زرین لباس زیور پہنے
دست بستہ استادہ ہین عمرو نے تجویز کرنا شروع کیا کہ کس کی شکل بنون جو مطلب حاصل ہو
اس اثنا مین ایک خواص نے برق بلا افگن سے کہا کہ واری اب حضور آرام فرمائین کہ
صبح کو معاملہ بدڈھب ہے نہین معلوم کیا اتفاق پڑے اُٹھے اس کے جواب مین کہا کہ اری
مجھکو نیند کیونکر آئیگی کہ آج سامنا اُس شخص سے ہے جسنے کتنے ہی کا شہر و عنظلی آباد و ام الجبال و
اندر کوٹ و چاہ ماران وغیرہ برباد کر دیا چالیس ساحرونکے گل کر دیے بھلا مجکو نیند اُسکے خوف
سے کیونکر آئیگی یہ کلام سنکر وہ خواص خاموش ہو رہی اور ایک خواص بارگاہ سے نکلکر
درۂ کوہ کی طرف چلی عمرو بھی اُسکے ساتھ ہوا اور کچھ دور پر جاکر اُسکو بیہوش کیا اور زنبیل
مین ڈال لیا اور آپ اُسکی صورت بنکر سب خواصون مین گھل گیا اس عرصہ مین ایک
خواص نے آکر عرض کیا کہ واری مین بے خبر سو رہی تھی کہ ایک شخص نے آکر جامہ میرے تن کا اُتار لیا
میری جو آنکھ کھلی تو اُسکو پکڑ کر مین نے پلنگ کے تلے سحر کرکے ڈال دیا ہے قربان جاؤن
آپ دریافت تو فرمائین کہ وہ کون شخص ہے برق بلا نے کہا اری ہو نہ ہو وہ عمرو ہے نکل
خود اُٹھکر دوڑی پیچھے اسکے دو چار کنیزین اور بھی ہوئین اُس خواص نے کہا کہ واری ان
کنیزون کو منع فرمائیے کہ وہ نہ آئین کیونکہ سب اپنے دل مین یہی کہین گی کہ ملکہ ڈر کر کنیزین
جب تو کنیزون کو ساتھ لائین برق بلا افگن نے سب کو منع کر دیا کہ خبردار پیچھے میرے کوئی
نہ آئے خواصین ناچار ٹھہر گئین اور وہ خواص ملکہ کو لیے ہوئے ایک پلنگ کے پاس
آئی ملکہ برق نے جھک کر دیکھا کچھ نہ معلوم ہوا اُس وقت سمجھی کہ اوڑھنے کے سبب سے کچھ نہین
معلوم ہوتا ہے پس اُس نے اوڑھنا اُٹھا کر جو پلنگ کے نیچے سر ڈالا وہان حلقہ کمند گردن مین پڑ گیا

وہ گردن مین پہنکر بچی رہوے اور یہ خواص جو برق کو لگی ہے عمرو ہے بس اُسنے فوراً بیضہ بیہوشی
مار کر بیہوش کر کے پشتارہ اُسکا باندھا اور لیکر اُسکو درّہ کوہ مین آیا اور چاہتا تھا کہ سر اُسکا
جدا کرون اُسوقت برق فرنگی بھی آ کر پہونچا اور پکارا کہ واہ واہ اُستاد کیا کہنا کیا خوب
آپنے اِسکو گرفتار کیا ہے لائیے مین سیسہ گرم کر کے اِسکو پلا دون عمرو نے یہ سُنکر اُسکے
حوالے کیا برق فرنگی نے پشتارے کو کھولکر زور سے ناک برق بلا افگن
کی ملدی اور کہا کیون لے لگا دو میرے اُستاد کی فکر مین تھی کہ اِسکو ہلاک کرون چھینکی
مین رفع بیہوشی اُسکی تھی اور یہ برق فرنگی نہین ہے صرصر ہے بس برق بلا نے
سانس جو اوپر کی لی بیہوشی اُتر گئی اور ہوشیار ہو کر اُٹھی صرصر نے کہا کہ اے ملکہ دیکھیے
یہ عمرو آپ کو پکڑ لایا تھا اِسکو اب جلد گرفتار کیجیے عمرو یہ سُنکر بھاگ کر درّہ کوہ مین
چلا گیا لیکن وہان صبا رفتار نے حلقہ کمندون کے لگانے تھے اُسمین پھنسا اور
صبا رفتار نے اُن حلقون کو جھٹکا جو مارا تو عمرو منہ کے بل گرا اُسوقت اُسنے نعرہ
کیا کہ منم صبا رفتار برق بلا بھی پیچھے عمرو کے دوڑی تھی اُس نے دیکھا کہ صبا
رفتار نے عمرو کو گرفتار کر لیا ہے بس اُسے کہا اے صبا رفتار بڑا کام تونے کیا کہ اِس
موذی کو قید کیا لیکن لا اب مجھکو اُسے دے کہ مین قتل کر ڈالون صبا رفتار نے کہا کہ
بی بی مجھے تو بڑی بڑی عیاریان کی ہین اِس عیاری کی کیا حقیقت ہے مگر کوئی ہمارا قدردان
سلامتی مین شاہ کی نہین ہے اب ہمارا جی عیاری کرنے کو نہین چاہتا ہے اے ملکہ آپ
تشریف لے چلیے مین اِسکو اور راہ سے لیکر آتی ہون اِس کلمہ پر برق بلا کو شک گذرا
اور صبا رفتار عمرو کو لے کر چلی گئی مگر برق بلا افگن نے اب جو غور کر کے دیکھا تو معلوم
ہوا کہ یہ صبا رفتار نہین برق فرنگی ہے بس یہ گھبرائی کہ سحر کرنا بھولی اور برق یعنی
صبا رفتار نقلی بھاگ کر درّہ کوہ مین گیا صرصر اور برق بلا بھی اُس درّہ مین آئین وہان
ضرغام اور جانسوز نے حلقے کمند کے لگائے تھے جیسے ہی درّہ کوہ مین آئی حلقون
مین پھنسی ضرغام نے دوڑ کر بیضہ بیہوشی برق بلا کے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو گئی اور
صرصر کو اُسنے باندھ لیا اور برق فرنگی نے عمرو کو پشتارے سے نکال کر

ہوشیار کرکے کہا کہ اُستاد میں نے آپ کو اس طرح سے پکڑ کے برق کو پکڑنا چاہا تھا مگر وہ ہوشیار ہوگئی لیکن الحمدللہ کہ اب وہ مع صرصر کے پکڑی گئی ہے عمرو نے سب عیاروں کو گلے سے لگایا اور پھر سل پتھر کی برق پر اُٹھا کر دے ماری اُسکو اثر نکیا پھر خنجر مارا اُس سے بھی کچھ ضرر نہ پہنچا آخرکار اُسکو لیے کر مہرخ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ملکہ اس ملعونہ کو ہم مع صرصر کے پکڑ لائے ہیں آپ کو اختیار ہے چاہیے قتل کیجیے چاہیے قید میں رکھیے ملکہ مہرخ یہ حال دیکھکر شاد ہوئی اور خنجر سحر پکڑ کر برائے قتل برق بلا افگن اُٹھی حسب اتفاق صبا رفتار کمند انداز اسوقت اندر بارگاہ کے موجود تھی اُس نے دیکھا کہ اب برق بلا اور صرصر کسی طرح بچتے نہیں معلوم دیتیں اور ادھر مہرخ نے کچھ سحر پڑھکر دستک جو دی تو ایک پریزاد غیب سے نیچہ لیے ہوے کہ وہ نیچہ سلیمانی تھا پیدا ہوئی مہرخ نے وہ نیچہ اُس کے ہاتھ سے لیا اور چیز ابدل کر برق پر چلی اُس وقت صبا رفتار نے کہ یہ خدمتگار بنی ہوئی تھی کہا کہ حضور ذرا ٹھیریے گا ملکہ ٹھیر گئی اور صبا رفتار نے آگے بڑھکر جلد تر برق بلا افگن کی ناک کو بھر دیا کہ اُسکو چھینک آئی اور آنکھ اُسکی کھلگئی اور اپنے تئیں گرفتار ہوا اُس نے پایا تو پکاری کہ او نابکار عیار تو نے میرے ساتھ بڑی دغا کی ہے مگر کیا کروں ناچار ہوں کہ ہاتھ میں میرے اسوقت تلوار نہیں ہے ورنہ تم سبکو مزا چکھا دیتی خیر اگر جامہا ساحری و جمشید نے تو کل تمکو مزا چکھا دونگی یہ کہکر سحر جو پڑھا کہتو جلگئی اور یہ چیاتی اڑتی ہوئی جانب آسمان چلی گئی اور کوئی اسکا کچھ نکر سکا اور اس ہنگامہ میں صبا رفتار بھی بھاگ کر چلی گئی اور عمرو برق بلا کے ہوشیار ہونے سے بھاگا تھا اور مہرخ اور سب ساحر متوجہ جانب برق بلا افگن تھے بریں سبب صبا رفتار نے صرصر کو بھی کمند سے کھولدیا تھا القصہ یہ بھی بھاگ کر نکل گئی اور افراسیاب کے پاس برق بلا آکر پہنچی وہ بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ برق بلا نے آکر مجرا کیا اور تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا بیان کیا اور صرصر کی بہت بڑی تعریف کی اور کہا اے شہنشاہ اب مجھکو لشکر مہرخ کا ساحر یا عیار جو کوئی ملجائیگا بغیر مارے نچھوڑونگی آپ یہ نہ فرمائیے گا کہ بغیر اجازت میرے کیوں مار ڈالا آپ مجھکو اپنی مہر سے اجازت نامہ لکھدیجیے کہ میں آزردہ نہوں گا اگر آپ یہ مضمون تحریر

نہ فرمائینگے تو مین اپنے گھر چلی جاؤنگی کیونکہ مجکو یہ اذیت گوارا نہین افراسیاب نے اِس تقریر کو سُنکر فوراً اجازت نامہ لکھدیا اور مہر کرکے اسکے حوالہ کیا اور یہ لیکر اپنی بارگاہ مین آئی اور صرصر کا بھی خیمہ اپنی بارگاہ کے پاس استادہ کرایا اور آپ بارادۂ جنگ آمادہ ہو کر بیٹھی اِسکو تو اِس حال مین چھوڑیے مگر حال لقاے باختر سنیے کہ یہ کافر خاسر بعد چندے کے باغ مینا سے لشکر جمع کرا کر باہر قلعہ عقیق کوہ سے نکلا اور بارگاہ اِس نے بپا کرائی لشکر اِس کا اُترا یہ بارگاہ مین آکر داخل ہوا تمام لشکر آسودہ ہوا بختیارک نے اُسوقت اِس سے کہا کہ یا خداوند آپ تو فرماتے کہ مسلمانون کا روکنے والا آجکل سرکار مین کون ہے لقا نے کہا او شیطان تو کیون خوف کھاتا ہے دیکھ تو مین ایسی تقدیر کرتا ہون کہ خداپرستون کو جان بچانا دشوار ہو گا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک ایک نامہ دار نے آکر خداوند کو سجدہ کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند مین نامہ بر ہون حشام کوہی کا اور کوہ حشام خونریز سے آیا ہون لقا اِس نامہ بر کو دیکھکر خوش ہوا اور پکارا کہ اے بندگان مشاہدہ کنید تماشاے قدرت من دیدے کیا جلدی تقدیر کی ہے سب نے سرون کو سجدہ مین جھکا دیا اور پکارے کہ سچ ہے یا خداوند تو خداوند برحق ہے تجکو سب طرح کی قدرت ہے غرض نامہ بر تو بیٹھا اور نامہ پڑھا گیا لکھا تھا کہ یا خداوند وہ شخص بندہ ہے تیرا حشام کوہی نام حاکم کوہ حشام خونریز مین نے سنا ہے کہ خداوند کو خداپرستون نے بہت تنگ کیا ہے ایسا کہ خداوند اُنکے ہاتھ سے شہر بشہر دربدر و قریہ بقریہ بھاگتے پھرتے ہین اور حیران و سرگردان ہین مگر کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہین آتی ہے پس مین عرض رسا ہون کہ اگر مجکو اجازت ہو اور خداوند طلب فرمائین تو مین آکر تمام خداپرستون کو قتل کرون اور حمزہ کو وہ سزا معقول دون کہ وہ بھی عمر بھر یاد کرے اور جتنے ملک خداوند کے ہین اُن کو دلا دون یہ نامہ جو لقا نے سنا جواب لکھا کہ عرضی تمہاری ہمکو پہنچی ہم تم سے بہت خوش ہوے ہمنے نوے ہزار برس پیشتر یہ تقدیر کی تھی کہ جب ہم پر مصیبت پڑیگی تو حشام کوہی آکر شریک حال ہمارا ہو گا اب تمکو مناسب ہے کہ جلد آکر حاضر ہو اور جان اپنے خداوند کی بچاؤ یہ نامہ لکھکر اُس نے نامہ بر کو دیا کہ وہ لیگیا حشام کوہی پہلوان زبردست اور لاثانی ہے ایسا

زبردست ہے کہ دو زنجیرین فولادی بہت بھاری اپنے گردن مین پہنے ہوا اڑھائی سو آدمیون سے
کہتا ہے کہ تم سب ملکر اسکو کھینچو وہ سب ملکر زنجیرین پکڑتے ہین اور کھینچتے ہین مگر وہ اپنی جگہ
سے نہین ہلتا یہانتک کہ وہ سب عاجز ہو جاتے ہین بس اس گبر نا ہنجار کو اپنی زور و طاقت
کا نہایت غرور ہے رستم زمان اپنے تئین جانتا ہے غرض اب جو نامہ لقا کا اسکو پونہچا تو اسکو
پڑھکر گدہے کی طرح پھول گیا اور اسی وقت سامان سفر درست کرکے فوج کو اپنے ہمراہ لیا اور
نقارہ کوچ کا بجایا لشکر مثل مور و ملخ روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل مرحلہ پیمائے
کرکے قلعہ عقیق مین پونہچا بختیارک اسکے استقبال کو آیا اور اسنے دیکھا کہ حسام کوہی کا
بجا ہے عوج کا قد ہے دیو ہے کہ قالب انسان مین اترا ہوا ہے رانین اسکے بھینسے کی جیسا ہوا
اور شراب زہر مار کرتا ہوا آتا ہے اور کرگدن مست پر سوار ہے غرض بختیارک نے لشکر کو
اسکے اتروایا اور یہ وہان سے خدمت خداوند مین آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا [illegible] پر
بیٹھا لقا نے خاطر اسکی حد سے زیادہ فرمائی اور ساقی کو اشارہ فرمایا کہ اسنے جام مئے [illegible]
دیا اسنے سلام کرکے جام کو پیا پھر بختیارک نے سب حال لقا کے بھاگنے کا اول
سے آخر تک کہا اور ایسے کچھ کلام حسام بدانجام سے اسنے کہے کہ اسکو گرمایا بھی اور
ٹھنڈا بھی کیا جب کئی روز اسکو گذر گئے ایک روز جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا
اور وہ زمانہ آیا کہ ہستی روز کی تمام ہوئی اور خلاق دہر نے دختر شب کو پیدا کیا کہ اشعار

سراپا بوس مین زلف شب آئی ۔ تمنا آہ ہو کر تا لب آئی ۔ چھپاؤن اسکی جگہ پھر صورت یار ۔ ہوئین دھندلی دکانین اور بازار

سر شام حسام ناکام نے طبل جنگ بجوایا تا میان خیبری
تو میان خیبری نے خدمت امیر کشورگیر اور بادشاہ مین آکر سر عجز جھکا کر ان اشعار کو دعا مین پڑھا

ہو شناسی جبین پر بھی جو تنا ہو ہلال ۔ بسکہ یان سجدے کے مشتاق ہین اہل کمال ۔ یہ وہ در ہے کہ جہان آن کے ہم پہنچا ہے [illegible]
جہان ہما ہر مگس بے پر و بال ۔ ہاتھ کا تیرے اگر عکس پڑے دریا پر ۔ در مکنون سے ہو شرمندہ صدف مالا مال
چاہے ابر گہربار پسارے دامن ۔ پانچھ پھیرے سے عرق جھٹکے جو اپنا فی الحال ۔ اے شہریار حسام کوہی آیا ہے

اور اسنے طبل جنگ بجوایا ہے یہ سنتا تھا کہ امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے بس
بموجب حکم حاکم قضا شیم طبل جنگ پر چوب پڑی دربار سویرے سے برخاست ہوا امرا وغیرہ

آکر ہتھیاروں کی تیاری میں مصروف ہوگئے تلواریں چرخ پر چڑھائیں کمانیں سینکیں کر درست
کیں گلزار شجاعت ہرا بھرا ہوا بلبلان بوستان شجاعت زمزمہ سنج جرأت ہوئے شعر نام بہرام آن
کا باقی نہیں دنیا میں نشان ۔ کل کے دن دیکھنا ہاں ہے یہی گو اور میدان - پھول سپرون
کے اس شب تار میں چمکنے لگے کیا کڑنے مرنے کی بو دیتے تھے نیزے سرو کی صورت
تھے راستی اپنی دکھاتے تھے تلواروں کے پھل بہار دشمن کو بتلاتے تھے جوہر شمشیر و خنجر
سے گلستان شجاعت پھلا پھولا تھا لڑائیاں اکثر مقام پر بیان کی گئی ہیں اس وجہ سے
ہر جگہ طول دینا اچھا نہیں چار پہر رات دونوں لشکروں میں تیاری آلات حرب و ضرب
رہی جب سرور شب کا تنغ سحر سے جدا ہوا اور شاہ خاور بصد کروفر یکہ زنگاری سپہر
پر جلوہ فرما ہوا شعر

کہ جب وہ صبح مثل صبح رخسار — سو روحن سے تھی جو کہ سرشار — ہوئی روشن شکل روئے جانان
تو نکلے ڈیرے سے حمزہ بصد شان — لئے حمزہ صاحبقران و دولت بادشاہ ذی شان برآمد

بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے امیر مجرا کیا سب سرداروں کا مجرا و سلام لیتے ہوئے
جانب میدان مصاف روانہ ہوئے نظم

چلا لشکر میدان میں وہ لشکر — ہوئے تیار سرداران دلاور — بجا نقارہ قرنا کا ہوا شور
بڑھے میدان کی جانب جا ب دور — نقیبوں کا خوش الحانی سے پڑھنا — علی مرتضی کی مدح پڑھنا
کہ اک جیب کو تھے آسمان پر — لگی خورشید پھولا تھا سراسر — دلاور مرکبوں پر تن سے تھے
چلے جاتے تھے سب میدان میں لڑنے — غرض جنگاہ میں پہنچے سب آکر — لقا آیا ادھر لشکر کو لے کر
صفیں دونو طرف آراستہ تھیں — سلاح جنگ سے پیراستہ تھیں — غرض نقیبوں نے نقابت کی

اور سعوں نے جھوڑکا و کیا جب صفیں جنگ کی آراستہ ہو چکیں حسام نے لقا سے اجازت میدان
لیکر اپنے گینڈے کو وسط میدان میں نکالا اور کھڑے ہوکر تمام لشکر اسلام کو بغور دیکھا نعرہ کیا
کہ اے خدا پرستان و رقہ زیر دستان جس کسیکو آرزو موت کی ہو تم لوگوں میں سے ہو وہ آئے میرے مقابلہ
کو اس کلمہ کو سنکر بیلطرح گردان نے اپنے مرکب کو علم شاہ رومی کی صف میں سے نکالکر اجازت
میدان امیر کشور گیر سے حاصل کی اور آکر اس کافر کا سر سے بعد گفتگو بسیار کے

اب جنگ و جدال کی نوبت پہنچی کیا چشم زخم نہ پہنچا آخر کو جب نوبت تلوار کی آئی تو حشام نے تیغ
نکالا اور بلوط نے پہلو چہرے کی پناہ کیا اور تیغ جو اس جوان زبردست کے ہاتھ کا پڑا تو سپر
کو کاٹ کر کوئی چار انگل کا نشہ سر میں اتر گیا اگر دستانہ فولادی کو بلوط نہ مارے تو وہ تیغ سر سے
کاٹ جاوے لیکن دستانہ جو مارا تو تیغ نکل گیا اور چادر خون چہرے پر آئی عیاران لشکر اسلام بلوط
کو پھیر کر لیگئے بعد اسکے تین سردار علشاہ کے اور باری باری نکلے وہ بھی حشام کے ہاتھ سے
زخمی ہو گئے انکو عیار پھیر کر لیگئے جب تو علشاہ کو تاب باقی نہ رہی خود استرالاگرد کو اڑا کر واسطے
اسکے مقابلہ کے آئے اور آتے کے ساتھ ہی نگاہ جو ماری تو گینڈا اسکا دس قدم پر جا رہا
بختیارک تو یہ ماجرا دیکھکر صلوۃ پڑھنے لگا لقا شنکر نہایت خفا ہوا اور کہنے لگا ارے
تو بکتا کیا ہے اُسنے اسکے جواب میں کہا کہ یا خداوند میں اس امر کو کیا کروں زبان تو میری اس
امر سے آشنا ہو رہی ہے اسوجہ سے بیساختہ میری دہان سے یہ کلمہ نکل جاتا ہے میں
مجبور ہوں آپ ناحق مجھسے آزردہ ہوتے ہیں اس سے اور لقا سے تو ادھر یہ تقریر ہو رہی ہے
اور اُدھر علشاہ اور حشام کے نیزے بازی ہونے لگی سب یہ کہہ رہے تھے کہ قریب ہو
سو سو طعن کے طرفین سے رد و بدل ہوئیں اور کوئی غالب نہ ہوا دونوں لشکروں میں صدائے تحسین
و مرحبا کی بلند تھی علشاہ رومی نے جو دیکھا کہ اتنا عرصہ ہو گیا نیزہ حشام کے ہاتھ کا ہوائی
نہیں ہوتا ہے سب لوگ اپنے دل میں یہ تعریف ہجو ملیح تصور کر رہے ہیں حقیقت میں تعریف
نہیں کرتے ہیں بڑی ندامت کا سامنا ہے پس یہ تصور کر کے بند صاحبقرانی کو اُسکے گلوگاہ
پر تاککر نیزہ پھیر کر جو مارا تو وہ اُس بند سے عاری ہو گیا اور کھول نہ سکا آخر کو نیزہ اسکے ہاتھ
سے مثل تیر شہاب کے نکلکر روئے آسمان صاف چلا گیا اور وہاں سے آکر اوپر میں
کے کوس بھر کے فاصلہ پر گوشہ صحرا میں گڑ گیا پھر تو لشکر اسلام میں طبل اور نقارے
خوشی کے صفوں میں بجنے لگے اور حشام نیزہ بھر آب خجالت میں بارے ندامت کے غرق
عرق ہو کر رہگیا اور جیلا کے قبضہ تیغ کے اپنے فیصلہ میں کر کے مرکب ملا کر مرکب سے علشاہ
کے ایک ہاتھ اس زور سے مارا اگر کوہ پہ مارتا تو وہ بھی مثل کاہ کے قلم ہو جاتا مگر علشاہ نے خیال
بھی نہ کیا اور آنکھ میں آنکھ ملا کر جو ہیں تیغ برابر سر کے آیا وہیں بند دست کو اُسکے پکڑ کر ذرا

جو خشرہ گیا تو تیغہ اُسنے ہاتھ سے چھوڑ دیا اگر نہ چھوڑ دیتا تو ہاتھ بیکار ہو جاتا لیکن تیغہ کو تو چھوڑ دیا
اور ہاتھ گریبان میں ڈالکر دھر کھینچا علمشاہ نے گرز بجیر کو اُسکی بائین ہاتھ سے تھام کر داہنے
ہاتھ سے زور جو کیا تو پشت مرکب سے وہ جدا ہو کر اوپر زمین کے آیا یہ بھی ساتھ اُسکے کود پڑے
اور کشتی ہونے لگی قصہ کوتاہ کہ اُسکو بھی بھروسا اپنی زور و طاقت کا لا انتہا تھا قرار واقعی لڑا
اس زور و شور سے کہ تین شبانہ روز کشتی میں بسر ہو گئی آخر کو چوتھے روز علمشاہ نے زیر کر کے
اُسکو ایسا پیچ باندھا کہ اُس پیچ سے وہ نکل نہ سکا اور اُنھون نے نعرہ اللہ اکبر دل سے کھینچکر لنگر کو
اُسکے توڑا اور سکندر کے بیٹے توشل کمن چکر کے دو تین چکر دیے بعد اُسکے زمین پر مار کے
مشکیں اُسکی باندھ لین اور ابو الفتح کے حوالہ کیا پھر تو تمام لشکر اسلام میں واہ واہ کا غل ہوا اور
بختیارک نے اُسکی فوج کو اشارہ کیا کہ حریف تمہارے مالک کا تھکا ہوا ہے ایسا وقت پھر
ہاتھ نہیں آنیکا مار لو اسکو اُس نطفہ حرام کے کہنے سے تمام فوج اُسکی اور سب کوہی تلوارین پکڑ
کے اوپر علمشاہ کے آ پڑے یہ ماجرا دیکھکر امیر نے بھی باگ اشقر کی لی پیچھے امیر کے تمام سرداران
امیر بھی اپنے نعرہ کر کے مثل شیر غران کے آ پڑے اور جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار بھر کر چلنے لگی
سرداروں نے نعرہ بلند کیے ایک طرف سے نعرہ ہوا الغزے

امیر عرب حمزهٔ شیر دل　　کزو گشته سهراب در تم خجل
امیر عرب ضیغم روزگار　　بحکم خدا بسته شمشیر جار
یکی تیغ صمصام و قمقام نام　　یکی تیغ عقرب یکی ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد　　سر سرکشان جملہ در خاک کرد
سمندون بہ تیغم فراری شده　　هم عفریت از تیغم عاری شده

منم صاحب عمود و جانشین حمزه دیرگردان　　شه هندوستان رستم زمان لندهور بن سعدان
جزیره های دریا را گرفتم از جوان مردی　　گریزان شد ز ضرب من هم کفار را ہستی

منم مالک اژدر خشمگین　　سپهدار در لشکر اهل دین
منم گرد بهرام خاقان چین　　که از نعرهٔ من بلرزد زمین
منم مقبل شیر نوجوان　　غلام وفادار صاحبقران

علمشاہ رومی شہ فیل زور — کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
سن آنم کنا سہم زہرا انجمن — نخواند جز رستم پیلتن
ملک قاسم آن ترک خاور سپاہ — ز نعم تبر برابر مینرہ بماہ
وز آب دم تیغ شستہ زمین — ہمہ با خسرو شد ز بر زمین

ہوا ن پڑے کٹ کٹ خدا اجل سے
سرون سے خود یہ کلکر اتارے
کہین بس تیغ چلنے برق آہنگ
سر فوجی روح پابوس اجل تھا
کہین لندہور کا گرز گران سنگ
ہزارون کر سموتے ہر استخوان کے
کہین بہرام کی شمشیر بران
جدا اسنے لڑائی مین کئے تھے
کہین سیلاب خون سے سر خرامین
اجل تھک تھک گئی ایسے چلے تیر
رہا یہ معرکہ تاشام ہمدوش
بس اب کل یہ نہ یارون سے آئی
گرے جب نخل کم قامت زمین پر

اڑادی پڑھکے والظلمت دبش سے
کہ ای خالق زمان آبرو ہے
لباس روح بھی تھا گور مین تنگ
ہزارون گر گئے تھے وان تمگاکے
کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ
کہین مالک نے تھا نیزے کو مارا
کہ جس سے روح رستم کی گرزان
جدا ہونے لگے پا و سر و دست
کہین زخمی تھے تنکی سر و آہن
گرے گردان شیر افگن زمین پر
ہوا گھبرا کے آخر مہر روپوش
پھرے گھر کو بہادر اپنی صف سے
ہوا ٹھنڈا دل چرخ ستمگر

لگا ہین لڑ کے بیچ سینہ بھارے
نہین پروا مرد گرنے کو تو ہے
زبان ضرب سر ہر پل تھا
غضب کی اسجگہ ہر تیغ چمکار
جو بیٹا تھا وہ سر پر ہو دلان کے
عدو کو قاش نے بیچ تھا اوتارا
اسی تلوار سے سر کاٹون کے
کوئی خستہ کہین تھا کہین جست
چمکتی تھی برابر برق شمشیر
کہین تن سر کہین توسن کہین پا
صدا رخصت کی نقارون سے آئی
یہین نہرین لہو کی دو طرف سے
جب ترک. وز نگار کا سر اڑ گیا

اور سرہنگ شب نے تیغ کہکشان کو حمائل کیا لقا طبل بازگشت بجا کر پھر گیا لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے بختیارک نے لقا سے بارگاہ مین جا کر کہا کہ یا خداوند بڑے افسوس کا مقام ہے کہ حشام ایسا زبردست پہلوان اور یون گرفتار ہو جاوے اب مثل اسکے پہلوان خداوند کو عمر بھر ممکن نہو گا بلکہ مین تو جانتا ہون کہ علمشاہ جب حشام کو گرفتار کر لیگئے تو اب انکے درپے ہونا بہت مشکل ہے خداوند ان سے سر سبز ہونگے لقا یہ کلمات سنکر خاموش ہو رہا اور جواب سوچنے لگا اور وہان امیر کشورگیر بادشاہ اسلام

بہت سے زر و گوہر تصدق کرتے ہوئے اور علمشاہ پر سے موتی لٹاتے ہوئے اندر بارگاہ کے
شادان و فرحان آکر پونچے ناچ ہونے لگا اسمین ابوالفتح خشام کوہی کو مطوق اور مسلسل کر کے
سامنے امیر با توقیر کے لائے آپ نے اسکو دیکھ کر اور رونگل آہنی کے اشارہ بیٹھنے کا کیا
اور فرمایا کہ اے خشام کیا کہنا ہے تمہارا حقیقت مین تم خوب لڑے کیواسطے کہ یہ مجال کسی پہلوان
زمان کی نہ تھی کہ جو علمشاہ سے تین شبانہ روز برابر لڑ سکتا ہم تم سے بہت راضی ہوئے فی الواقعی
کہ تم مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہو اس مین فرق نہین ہے الا ہم تم سے اس بات کو پوچھتے ہین
تم بھی جو کچھ کہ واجبی ہو وہی بات کہنا خبردار ہمارے ڈر سے کوئی کلمہ زبان پر نہ لانا اور
وہ بات یہ ہے تم صاف صاف بتلاؤ کہ علمشاہ نے اسوقت تمکو مردانہ وار اپنے زور و
طاقت سے زیر کیا ہے یا کچھ مکر و فریب سے تم کو انسے گرفتار کر کے قید کیا ہے خشام کوہی
نے کہا اے شہریار علمشاہ نے غلام کو اس طرح سے زیر کیا ہے کہ جس طرح بہادر بہادران
کو زیر کرتے ہین اصلا دغا و فریب نہین کیا بس امیر با توقیر نے فرمایا کہ پھر تم مسلمان
کیون نہین ہو جاتے اب تم کو عذر کیا ہے جو تامل کرتے ہو خشام نے کہا کہ غلام کو
اب کوئی عذر و انکار نہین اور کچھ انکے ہاتھ سے زیر ہونے کی ذلت ہے کیواسطے
کہ علمشاہ نے جب مرزوق کو اٹھا کر مارا کہ اندر آب خندق کے غرق ہو گیا اور کپتان
ایسے فرنگی کی لڑائی کو فتح کیا کہ تمام عالم کا جی چھوٹ گیا پھر میری کیا اصل ہے ان کے
زور و طاقت کی شہرت اقلیم مین دھوم ہے اور یہ فرزند آپ کا حقیقت مین
بہادر ابن بہادر ہے کہ آج اسکا مثل نہین مجکو بہر صورت اطاعت ان کی دل اور
جان سے منظور اور قبول ہے اسوجہ سے کہ ایسا آقا اور خداوند قسمت سے اسی شخص
کو ملتا ہے کہ جو صاحب نصیب ہوتا ہے امیر سنکر نہایت خوش ہوئے اور اسیوقت
خشام کو قید سے رہا کر کے گلے سے لگایا اور خلعت سلیمانی سے خلع فرمایا وہ کلمہ پڑھکے از سر نو
صدق مسلمان ہوا علمشاہ نے قریب اپنی بارگاہ کے خشام کے واسطے بھی ایک بارگاہ دست
پر تکلف استادہ کرا دی اور کہا کہ اب اس بارگاہ مین تم قیام پذیر ہو وہ فوراً لشکر بارگاہ مین
داخل ہوا اور خوش و خرم رہنے لگا اس عرصہ مین جنل یازدہ ہزار سوار بھی پاس خشام کے

چلے آئے اور دین اسلام کو قبول کرکے رہنا اختیار کیا اور باقی سب لوگ لقا سے رخصت ہوکر طرف حشام کوہ کے روانہ ہوگئے قضاکار حسب اتفاق روزگار ایک بھائی حشام کا کہ نام اُس کا آہن بدن ہے اور دُرّہ گلنار کا رہنے والا ہے وہاں ایک ساحرہ رہتی ہے کہ نام اسکا گلنار جادو ہے وہ آہن بدن پر دل وجان سے عاشق اور فریفتہ ہے سو اُس آہن بدن کو اس حال کی اطلاع نہ تھی کہ حشام بھائی میرا خداوند نا اختر کی مدد کو گیا ہے مگر یہ حال معلوم تھا کہ وہ سیر کو گیا ہے غرض سوار ہوکر واسطے سیر کے کسی طرف جاتا تھا اودھر سے لوگ حشام کے بھی آتے تھے انھوں نے جو دیکھا قریب آکر سلام کیا آہن بدن نے اپنے بھائی کا احوال اُن سے پوچھا انھوں نے جو احوال گذرا تھا وہ سب روبرو اسکے بیان کیا اُس نے سُنکر حال علمشاہ کی طاقت کا کہا کہ خیر معلوم ہوا میں اب اُس علمشاہ سے کچھ لونگا یہ کہکر درّہ گلنار میں چلا گیا اور سارا حال علمشاہ کی طاقت کا اور حشام کے مسلمان ہوجانے کا اُس لکاتہ گلنار جادو سے کہا اُس نے پوچھا کہ پھر اب تمہارا کیا ارادہ ہے اپنے دل کا حال بیان کرو آہن بدن نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں جاکر بدلا اپنے بھائی کا لونگا اور اُن خداپرستوں سے جہانتک کہ میرا زور اور بس چلے گا موافق اپنی سعی کے بہر صورت لڑونگا اپنے بھائی کو پھیر لاؤنگا گلنار جادو نے کہا خیر اگر یہی ارادہ ہے تمہارا تم جلد جاؤ میں بھی آکر شراکت کرونگی پس آہن بدن نے اُس سے اجازت لے کر چالیس ہزار سوار ہمراہ لیے اور اسیوقت وہاں سے روانہ ہوا اور بعد چند روز کے مسافت راہ کو طے کرکے لشکرگاہ لقا کے داخل ہوا اور سجدہ کرکے کہا کہ میں بھائی حشام کوہی کا اور آیا ہوں کہ علمشاہ کو قید کروں واقعی میرا [illegible] یہ بات سنکر قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا کہ اے آہن بدن شہزادہ علمشاہ نوجوان کی شان میں ایسا کلمہ بیہودہ اپنی زبان سے نہ نکال آہن بدن نے کہا کہ اچھا اب تم کو آپ ہی اسکا حال معلوم ہوجائے گا یہ کہکر اپنی بارگاہ میں آیا اور آرام پذیر ہوا وہ ایک روز تک آسایش کی جب کسل سفر سے آسودہ ہوچکا اور کرن آفتاب کی دریائے مغرب میں ڈوبی اور بحر ظلمت عالم میں جوش زن ہوا اشعار

سیاہی مثل زلف یار پھیلی
میان کوچہ و بازار پھیلی

| فروغ مہر دامن مین چھپایا | اک ابر نیلگون غرب سے آیا |
| --- | --- |

آہن بدن نے حکم دیا کہ طبل جنگی پر چوب پڑے ہرکارے دوڑے دوان دوان خدمت بادشاہ اسلامیان مین آئے اور دعا و ثنا رشاہی زبان پر لائے نظم

| پرورش کسکو یون ضعیفون کی | تجھ سوا زیر آسمان ہوئی | دیدہ دولت سرآنگ بہرہ ت |
| --- | --- | --- |
| پرچہ پشہ تو پہلوان ہوئے | کہین سے گردون عمر بھر ہے دور | جسپہ اکدم تو مہربان ہوئے |
| دی ہے جو حق نے تجکو حشمت و جاہ | قمر دان تنگ سا کمان ہوئے | دہر مین محسن خلق سے بہرہ |
| خلق رطب اللسان جہان ہوئے | | |

اے شہریار حشام کے بھائی آہن بدن نے آکر ابھا سے یہان طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے بادشاہ نے امیر سے اشارہ فرمایا امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے ابو الفتح نے جاکر نقارہ سکندری پر چوب لگائی کہ جسکی صدمے سے قلعہ چرخ مین تزلزل پڑگیا اور بہرام فلک الامان پکارا سردار اور بہادر اپنے اپنے مقام پر آکر تیغ اور خنجر وغیرہ کو درست کرنے لگے بحر آہن روان ہوا دیدہ جوہر شمشیر شمشیر زنون کے گھورنے کو کھل گئے کلہائے عمود لاف زنی کرتے تھے سنانون کی زبانین تیز بیان کہانی تھین ترک فلک کو بیم تھا جوزا کا دل دو نیم تھا روح رستم خوف سے ملک عدم مین پنہان تھی تیغ شعلہ بار آتش فشان تھی بہادرون کے دل مین شل بحر پر جوش جوش تھا سپر نہنگ پشت اور گرداب مین تھین ہر بہادر آب تیغ کا جرعہ نوش تھا تلوارین شل موج بحر کے لہراتی تھین پانی کی روانی دکھاتی تھین تلوار کا گھاٹ دریا کا گھاٹ تھا کشتی تیغ پر روح سوار ہوکر بحر ہستی کے پار اترتی کہ مختصر اس کا پاٹ تھا اس طرف لقا کے یہان بھی آہن بدن کی فوج تیاری اپنے اپنے ہتھیارون کی کررہے تھے لیکن یہ خبر حشام کو جو ہوئی کہ آہن بدن آیا ہے بس اس کو یہ یقین ہوا کہ گلنار جادو اسکے ساتھ ضرور آئی ہوگی یہ معلوم کرکے اپنے امیر سے عرض کیا کہ ای شہریار اول مین ہی اس آہن بدن سے لڑونگا پھر میرے بعد جیسا کچھ مناسب سمجھیے گا وہ کیجیے گا امیر نے اسکے جواب مین کہا کہ تمھارا لڑنا مناسب نہین ہے تم اس خیال سے درگذرو یہان بہت سے سردار موجود ہین وہ اس سے سمجھ لین گے حشام یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہا اور رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی جب

وہ زمانہ آیا کہ اختر اقبال خورشید چمکا اور ستاروں نے راستہ عدم کا لیا اور اشعار

وہ جلوہ مہر تابان نے دکھایا | جہان کو نور کا عالم بنایا | ہوا پیدا جو شاہ چرخ اختر
جلوس اُسنے کیا تخت ہمر پر

صبح کو امیر باتوقیر مسجد کرباس سے نکلکر اشقر پر سوار ہوئے سرداران نامی پہلوانان گرامی ہمراہ چلے اور در دولت بادشاہ پر آئے بادشاہ بھی سورے سے برآمد ہوئے امیر نے مجرا کیا اور سب سرداروں کا مجرا لیکر جانب میدان بصد کروفر روانہ ہوئے غرض میدان مین آکر پونہچے بیلچہ کاروں نے پست و بلند زمین ہموار کی اور سقوں نے نکل کر گرد و غبار کو ٹہایا پھر نقیبوں نے میدان مین آکر نقابت کی اور پکارے کہ ہان ای برادران روزگار اشعار

| | | |
|---|---|---|
| نہ سہراب ہی اور نہ برزو یہان | نہ شنگل نہ ہے رستم سیستان | زبان جنگی ہے نے طوس ہے |
| نہ گودرز ہی اور نہ کاؤس ہے | کسیکا بھی باقی نہین ہے نشان | ہوئے جاکے سب ہے بکیے میہمان |
| اجل کا یہان گرم بازار ہے | وہ کون ہے جو لڑنے پہ تیار ہے | جوانو یہ ہے معرکہ جنگ کا |
| یہی وقت ہے نام اور ننگ کا | لڑائی مین جانین لڑاتے رہو | نمک اور تلوار ین کہاتے رہو |

یہ کڑکا کہکر نقیب تو کنارے ہوگئے اور صفین مینہ میسرہ آراستہ ہوئین اور آہن بدن سامنے لقا کے آکر اجازت خواہ ہوا کہ یا خداوند اجازت میدان کی دیجیے لقا نے کہا جا تجکو مین نے دست قدرت کے سپرد کیا وہ گھوڑا اوڑا کر میدان مین آیا اور نعرہ کرکے مبارز کو طلب کیا حشام کوہی نے اپنے مرکب کو نکالا امیر نے فرمایا کہ ای حشام آخر تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اور جلدی کی مگر خیر اب تم نکلے ہو جاؤ سپرد کیا خداوند کریم کے بادشاہ نے بھی اسکو جام کلمہ عنایت مرحمت کیا اور رخصت فرمایا حشام نے مرکب کو تازیانہ کرکے سامنے آہن بدن کے اپنے تئین پونہچایا اول تگا و دو چلی پھر اُسنے اُسکو تھمانا شروع کیا مگر اُسنے نمانا آخر کو نیزہ بازی دونون مین شروع ہوئی سنان پر سنان اور زبان پر زبان بجنے لگی لیکن حشام نے بسبب جرات اسلام چند طعنون مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کیا لشکر اسلام مین نوبت اور نقارے خوشی کے بجنے لگے اور صدا احسنت اور مرحبا کی بلند ہوئی آہن بدن نے شرمندہ ہوکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا حشام نے اُسکے وار کو خالی دیکر ہاتھ تلوار کا ملاکر مرکب کو برابر سے جو مارا تو سپر کو

کاٹ کر تلوار نے خود کو کاٹا اور بھیلا کاسۂ سر میں جو آیا آہن بدن زخمی ہو گیا اس عرصہ میں گلنار
جادو بھی آگئی اور آکر آقائے سرداری لقا سے ملاقات کی اور آہن بدن کو زخمی دیکھکر بیقرار
ہو گئی اور اجازت میدان کی طلب کی یہ ماجرا دیکھکر بختیارک اپنے دل میں سمجھا
کہ آہن بدن کو جو اسقدر غرہ تھا اور اپنی زور و طاقت کا گھمنڈ کر رہا تھا سو اسی کے
بھروسے پر علمشاہ کو کہتا تھا کہ میں گرفتار کرونگا کس واسطے کہ یہ بھی پیڑو کی آنچ سے تڑپکر دیکھو تو
سہی کہ کسقدر جلد آئی ہے مگر خیر کچھ مضائقہ نہیں ہے اس کا آجانا اسوقت بہت خوب ہو گیا
اب ایک آدھ روز اگر لڑائی تھم جائے تو کیا عجب ہے ورنہ فیصلہ تو آہن بدن کا بھی ہو چکا تھا
غرض یہ تو ایسی فکر دل سے اپنے تصور کر رہا ہے اور گلنار جادو لقا سے رخصت لیکر مثل
بجلی کے تڑپکر رو بر آسمان پہنچی اور ادھر حشام نے چاہا کہ آہن بدن کو زخمی تو کر چکا ہوں
اب کمر تھامکر پشت مرکب سے اٹھالوں اور ماروں زمین پر کہ ہڈیاں پسلیاں تتر بتر ہو جائیں
ہاتھ اسکی کمر تک پہنچا تھا کہ دفعۃً پنجۂ دست تو بے قابو ہو گیا اور آنکھیں خود بخود بند
ہو گئیں پھر تو آہن بدن نے حشام کو پکڑ کر مشکیں باندھ لیں اور اپنے شاطر کے حوالہ کیا
سب کو نہایت تعجب ہوا مگر علمشاہ کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا اور اسپ صبا گرد کو
اڑا کے امیر با توقیر سے اجازت میدان کی حاصل کی اور مثل شیر نیستان کے آکر آہن بدن سے
ہمکاورہ ہوے اسنے فوراً ہاتھ تلوار کا مارا انکو تو غصہ حد سے زیادہ تھا خفا ہو کر تلوار کو تو اسکے ہاتھ سے
چھینکر پھینکدیا اور ہاتھ ڈالکر کمر بند میں چاہا کہ اسکو اٹھالیویں وہ گھبرا کے لپٹ گیا تھوڑی دیر تک
تو زور ساتھ سینہ زوری کے آپس میں ہوا کیے آخر کو جب علمشاہ نے چاہا کہ اٹھا کر سر سے بلند کرلیں
کہ ادھر سے گلنار جادو نے سحر جو کیا تو ہاتھ پاؤں علمشاہ کے سست ہو گئے اسطرح سے کہ گویا دم نکل گیا
بس آہن بدن نے علمشاہ کو مثل پھول کے اٹھا کر سر سے بلند کر لیا اور باندھکر عیار کے حوالہ کیا اسوقت
امیر کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں رنگ زرد ہو گیا اور تمام لشکر اسلام کو سکتا سا ہو گیا اور لشکر کفار
میں شادیانے بجنے لگے اور جعفر کوہی نے باواز بلند پکار کے منصور کوہی و آذر کوہی اور ناصر کوہی
اور مظفر کوہی وغیرہ سے کہا کہ علمشاہ کو دیکھو آہن بدن نے کس خوبصورتی سے ساتھ سہولیت کے اٹھا لیا
سچ ہے کہ رستم بھی نہ اٹھا سکتا پھر تو تمام لشکر کفار میں غل ہوا واہ واہ کا اور تعریفیں آہن بدن کی

کرنے لگے اور بختیارک نے جلدی سے طبل آسایش اس خوف سے بجوادیا کہ کہین امیر جنگ مغلوبہ کا حکم
نہ دیدین اور آپ مالک باطل السحر ہین آکر آہن بدن کو قتل نکرڈالین اور علمشاہ کو چھڑا کر لیجائین غرض
طبل بازگشت کا بجنا تھا کہ دونون لشکر جدا ہوا اور پھر کر اپنے اپنے مقام پر چلے اسوقت امیر کو تو
نہایت ملال ہوا اور تمام لشکر اسلام کو کمال تردد لاحق ہوا اور ایسا رنج عظیم و صدمہ تھا کہ جسکا کچھ حساب
نہین اور لقا طبل و نقارہ خوشی کا بجواتا ہوا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور آہن بدن کی خاطر و واہی کرکے
رنگ زرین پر بٹھایا گلنار جادو بھی آکر شریک ہوئی شاہ علمشاہ کو مطوق اور مسلسل کرکے سامنے لقا
کے لایا اسوقت علمشاہ کو بختیارک نے دیکھکر کہا کہ آج کا دن بہت مبارک ہے کہ علمشاہ سا جادو گرفتار
ہوا ہے پس مناسب ہے کہ ابھی اسکو قتل بھی کرڈالو عرصہ نکرو کہین ایسا نہو کہ کوئی مددگار اسکا آجاوے
تو پھر مشکل پڑے اور سوا اسکے یہی خوف ہے کہ دو چار گھڑی کے بعد کچھ فساد نہ برپا ہو لقا نے
بنگر گلنار جادو سے قتل کرنیکا حکم دیا اسنے کہا کہ ہمارے یہان یہ دستور نہین ہے کہ جسکو گرفتار کرین اور
بغیر چالیس دن گذرے قتل کرڈالین اسوجہ سے مین خلاف آئین قتل نہین کرونگی اگر آپکو یہی منظور ہے
تو لیجیے مین اپنا سحر اتارے لیتی ہون آپکو اختیار ہے آپ جو چاہین وہ اسکے حق مین کرین یہ کہکر گلنار
جادو نے تو سحر اپنا علمشاہ کے اوپر سے اوتار لیا اور اسیوقت رخصت ہوکر درہ گلنار کو چلی گئی
یہان لقا نے قید سخت مین گرفتار کرکے علمشاہ کو حکم دیا جلادون کو کہ جلد اس کو قتل یہ ماجرا خشام
کوہی نے دیکھکر علمشاہ سے کہا کہ اے شہریار اب تو گرفتار ہی ہوگئے ہین سوا اسے قتل ہونے
کے کوئی صورت رہائی کی معلوم نہین ہوتی ہے اگر حضور ارشاد کرین اور خلاف مرضی مبارک
بھی نہو تو یہ آہن بدن بھائی ہے میرا مین اس سے ازراہ مکاری کے کہون کہ اب مین
تیری تابعداری اختیار کرتا ہون تو مجھکو قتل نکر کیا عجب ہے کہ بھائی سمجھ کے وہ مجھکو رہا
کرادیوے اور کہتا میرا مان لیوے کس واسطے کہ سوا اس تدبیر کے اور
کوئی تدبیر نہین ہے اور جب انکو حکم گردن مارنیکا ہوا تو تمام لشکر مین غلغلہ برپا ہوا کہ بھائیو چلو دیکھو
خشام اور علمشاہ کی گردن ماری جاتی ہے ایک میدان مین خلق خدا کا جماو ہوا انمین بعضے
عبرت کرتے تھے اور بعضے عشرت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بھائیو سرکشی کا یہی نتیجہ ہے خداوند لقا سے
ان مسلمانونکا مارنا اور انکو عاجز کرنا پھر آخر کبتک انکو بھی غصہ آہی گیا بعضے کہتے ہین کہ افسوس

گردون دون اور سپہر بوقلمون ہمیشہ سے جفا اندیشہ ہے اسکا یہی شیوہ ہے بڑے بڑے سردار اولو العزم ہلاک
ہوئے تہ خاک ہو۔ حشام نے علمشاہ سے جب یہ مشورہ کیا تو علمشاہ نے کچھ اسکا جواب نہ دیا
حشام نے سپاہیون سے کہا کہ مجکو تم آہن بدن کے پاس لے چلو وہ لوگ اُسکو آہن بدن کے
پاس لائے اُسنے اُس سے کہا کہ ہم آپ کی اطاعت کو حاضر ہین آپ ہمکو قتل نہ کیجیے آہن بدن نے یہ
کلام سُنکر چاہا کہ لقا سے سفارش کرون مگر بختیارک نے کہا کہ اے آہن بدن خبردار حشام کو رہا
نکرنا ورنہ بہت پچھتاؤ گے یہ چھوٹکر بہت بڑا فساد کرینگے اس اثنا مین جلادون نے چبوترہ ریگ کا
باندھا اور بوریا فلاکت کا بچھایا علمشاہ اور حشام کو کشان کشان لاکر بٹھایا پھر تو تمام خلق خدا
کا اژدہام تھا اور جلاد ہار ناک کان کٹے ہوئے کا پہنے ہوئے تیغ آبدار ہاتھ مین لیکر قریب
علمشاہ آیا اور بیاض گردن پر خط کوئلے کا کھینچا اور پکارا کہ ای بندگان گنہگار خداوند باختر جو کچھ تمکو
کھانا ہو کھالو اور جو پینا ہو پی لو کہ کوئی دم کے مہمان ہو جو نصیحت اور وصیت کرنا ہو وہ کرلو کہ
پیمانہ عمر تمھارا لبریز ہوا اب سوائے خداوند لقا کے اور کوئی تمھارا حامی و مددگار نہین علمشاہ کو
اس کلام پر غصہ آیا اور فرمایا کہ ای جلاد کیا گوہ کھاتا ہے وہ خداوند تیرا کیا اور تو کیا ہے جلاد یہ کلمہ سنکر
سمجھا کہ اسوقت یہ قید ہے میرا کیا کریگا بس اُسنے یہ سمجھکر کہا کہ او بندہ گستاخ تو خود گوہ کھاتا ہو عیاذاً باللہ
یہ سننا تھا کہ شہزادہ علمشاہ کو تاب نہ رہی بھلا انکے کان کاہیکو آشنا ایسی بات سننے کے ہین شعر
سنی نہین کبھی گالی کہ آشنا ہون کان . ذرا پکار کے پھر کیسے مہربان کیا کیا۔ اُنھون نے غیظ و غضب مین
آکر ایک جھٹکا جو مارا تو قید کو بسان تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اور اُٹھکر ایک طمانچہ جو جلاد کے مارا تو
سر اُسکا اسطرح پھٹ گیا کہ جیسے ہنڈی پھٹتی ہے اور غلغلہ ہوا کہ ایہا الناس قیدی بگڑ گیا یہ حال
دیکھکر تمام تماشائی بین بھاگے کہ اب آفت آیا چاہتی ہے اور جلاد تیغ پھینک کر رو بہ فرار لائے
اور فوج لقا کی تو ہمیشہ ایسے معاملے دیکھتی رہی ہو وہ بھی کنارہ کر گئی کوئی سنمو پر علمشاہ کے نہ چڑھا
اور جو کوئی جرأت دکھانیکو سامنے آگیا تو اُسکو اُنھون نے واصل جہنم کیا اس عرصہ مین حشام نے جو
دیکھا کہ میرے آقا نے قید کو توڑا اور لڑ رہے ہین اُسنے بھی قید کو توڑا اور ہتکڑی پکڑ کر پیترے بدلتا ہوا
چلا پھر تو لقا بھی بارگاہ سے نکلکر بھاگا اور شور برپا ہوا کہ ارے میان لینا جانے نہ پائے غضب کیا
ان مسلمانون نے کہ جلادون کو مارکر اب آفت برپا کر رہے ہین خلق خدا فوج و سپاہ ان دونوکے

ہاتھ سے تنگ ہے بختیارک چیخ رہا ہے کہ اے نامردو دو آدمیوں کے ہاتھ سے تم سب بھاگے
جاتے ہو خبردار انکو جانے ہرگز نہ دو مگر کون سنتا ہے سب بدحواس و بیقرار لالے اور اندر قلعہ کو عقب کے
چلے گئے اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اسوقت حشام اور علمشاہ نے ناچار ہوکر دو گھوڑے سرداروں کو مار کر لیے
اور ہتھیار بھی لیے اور انھیں مرکبوں پر سوار ہوکر لڑنا شروع کیا ادھر بختیارک کے کہنے سے فوج اُنپر ٹوٹ پڑی
اب تلوار تبر سے زور و شور سے چلنے لگی علمشاہ نے قتل کرنا شروع کیا نظم

بہ تیغ و بہ گوپال و گرز گران

بیفگند علمشہ سپہ سران
برآمد درخشیدن تیغ تیز
زمین از نہیب اندر آمد گریز

دلیران بکوشش شدہ اندرون
بروبال یاران ہمہ غرق خون
تہمتن بلب ہا برآوردہ کف

توگفتی کہ بستند زخورشید تف
بکشتند چندان زکینہ وران
کہ ہر دو زمین گشتہ پنہان دران

بیفگند چندان ہر جا سرے
کہ غرقہ شدہ کوہ تا کمر

اور یہ لڑتے ہوئے قلعہ کے اندر
درآئے تھے اب جو کافروں نے دروازہ بند کیا تو حشام اور علمشاہ نے لاشوں سے اُس قلعہ کو
پاٹ دیا یہ خبر امیر کو پہنچی امیر بھی سوار ہوکر دروازہ قلعہ پر آگئے اور نعرہ اللہ اکبر کیا اُنکے نعرہ کی صدا
جو تشہر کو سن جاتی ہے انکو بختیارک نے گھبرا کر دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور ملازمان لقا سامنے سے
علمشاہ اور حشام کے بھاگے یہ دونوں قلعہ سے نکلکر باہر آئے اور امیر کی ملازمت حاصل کی امیر انکو
دیکھکر شاد ہوئے بند غم سے آزاد ہوئے زرسرخ اور سفید نثار کرتے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں آئے
شہزادہ نے غسل کیا لباس تبدیل کرکے اپنے دنگل پر بیٹھا اور یہاں لقا کو نہایت رنج و ملال ہوا
اُسوقت بختیارک نے کہنا شروع کیا کہ ہمارے نزدیک تو خداپرستوں سے زیادہ بہادر کوئی نہیں ہے
کسواسطے کہ دو آدمی لاکھوں آدمی سے لڑکر کیا صاف نکل گئے اور کسی سے کچھ نہو سکا غرض انکو تو اس
حال میں چھوڑو ادھر حال طلسم کا سنو کہ بارگاہ میں مہرخ کی ناچ رنگ تو نہیں ہے مگر دور جام ارغوانی چل رہا
ہے ہر ایک شاد و خرم بیٹھا ہے اور ملکہ برق بلا جو اپنی بارگاہ میں آئی تو اُسنے صرصر کا خیمہ بھی اپنی بارگاہ کے برابر استادہ
کرایا اور اُس سے کہا کہ ای صرصر تجھسے اتنا بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ تو کسی سردار مہرخ یا عمرو کو پکڑ لاوے
اور اُن کے عیاروں کو دیکھو کہ وہ کیسے کیسے کارنمایاں کرتے ہیں تجھے لازم ہے کہ جاکر عمرو کو پکڑ لا صرصر
اور صبا رفتار یہ کلام سنکر بہ تلاش عمرو روانہ ہوئیں اور صورتیں اپنی بدلکر بارگاہ میں مہرخ کے آئیں
لیکن وہاں عمرو کو نہ پایا ناچار وہاں سے پھر کر بارگاہ مصور میں آئیں تو دیکھا کہ عمرو ایک جھاڑبردار کی شکل بنا ہوا دروازہ پر

بارگاہ کے کھڑا ہے یہ دونوں دیکھکر اُسکو خوش ہوئین اور صرصر الگ جاکر چوبدار کی صورت بنی اور حقہ بھر کر
لیتی ہوئی عمرو کے پاس آئی اور کہا لو مردے حقہ پیو عمرو نے لیکر ایک دم جو کھینچا تو چھینکا گر پڑا صرصر چادر
عیاری بچھاکر پشتارہ عمرو کا باندھکر صاف چلی آئی اتفاق سے کوئی عیار بھی عمرو کا راستہ مین نہین ملا یہ سیدھی
برق بلا کے پاس پہنچی اور تسلیم کر کے کہا لیجیے مین عمرو کو لائی یہ حاضر ہے یہ کہکر پشتارہ عمرو کا سامنے رکھدیا
وہ عمرو کا نام سنکر بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اسکو پشتارہ سے نکالو مین دیکھون تو عمرو ہے یا اور کوئی ہے صرصر نے
پشتارہ کھولا اور کہا ملاحظہ کیجیے عمرو کو جو ہوا لگی تو اُسنے آنکھ کھولدی عمرو کو صرصر نے باندھا نہ تھا بس یہ اُٹھکر
جست کر کے بھاگا برق بلا سحر کرتا تو بھولی اسکے پیچھے دوڑی پانون جو اسکا پیشواز مین اُلجھا تو منھ کے بل گری
اور صرصر نے تعاقب کیا عمرو اسکو آتے دیکھکر ایک درہ کوہ مین چلا گیا صرصر نے بھی جب درہ مین جانیکا
ارادہ کیا تو وہان سے آواز آئی کہ منم صبا رفتار صرصر نے صبا رفتار کی صدا سنکر اندر درہ کوہ کے جاکر چاہا کہ
پوچھون عمرو کو تو نے گرفتار کیا یا نکلگیا درہ کوہ مین حلقے کمند کے لگے تھے وہ اُسکی گردن مین پڑے اور صبا رفتار
گلی نے جھٹکا دیا وہ گری اور اُسنے نعرہ کیا منم ضرغام شیردل صرصر نام ضرغام کا سنکر گھبرائی مگر پکاری کہ
ارے موئے میرا گلا گھٹا جاتا ہے ایسا نہو کہ دم نکلجائے ذرا تو حلقہ ڈھیلا کر ضرغام کو یقین ہوا کہ بیشک اسکا
دم گھٹا جاتا ہے ایسا نہو کہ یہ مرجائے تو خواجہ سلامت مجھکو مار ڈالین بس اُسنے کمند کو ڈھیلا کیا صرصر جست
کر کے اُس حلقہ سے نکلی اسطرح کہ جیسے حلقہ چشم سے نگاہ نکل جاتی ہے یا گل سے بو نکلتی ہے ضرغام تو یہ دیکھتا رہگیا
اور وہ نکل چلی گئی اُدھر برق فرنگی برق بلا کی صورت بنا ہوا افتان و خیزان چلا آتا تھا اُسنے اِس سے پوچھا
کہ ای صرصر عمرو کو تو نے پایا یا نہین صرصر نے کہا کہ لے بی بی درہ کوہ مین ہے اتنا کہنا تھا کہ برق نے قریب
آکر ایک بیضہ بیہوشی اسکے منھ پر مارا یہ بیہوش ہوکر گری برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور صرصر کو باندھنے
لگا اسوقت برق بلا بھی آکر پہنچی اور اُسنے دیکھا کہ کوئی میری صورت بنا ہوا صرصر کو باندھ رہا ہے
اُسنے یہ ماجرا جو دیکھا تو سحر کر کے دونون کو پکڑ لیا اور اپنی بارگاہ مین آئی وہان آکر صرصر کو تو ہوشیار کیا اور برق
فرنگی کی مشکین باندھکر ایک ستون سے نجیدہ کر دیا اور آپ تخت پر بیٹھکر شراب پینے لگی اسمین صرصر تو جاتی
لیکر عمرو کی فکر مین گئی مگر مہتر قران کو جو برق کا حال معلوم ہوا تو وہ ایک ساحر کی صورت بنکر در بارگاہ ملکہ
برق بلا پر آکر اسطرح چلایا کہ دہائی ہے برق بلا افگن کی مجھکو بے قصور انکی بارگاہ کے پیچھے لوٹ لیا ملکہ برق
بلا نے قران کو اندر بلایا قران نے برق عیار کو دیکھا تو ستون سے بندھا پایا اُسنے بنظر جو دیکھا تو معلوم

ہوا کہ سحر مین گرفتار نہین ہے کیونکہ رنگ برق عیار کا زرد نہین ہے اور بڑا سبب یہ تھا کہ برق بلا نے
سر پر سے سحر جو اُتارا تو اُسکے ساتھ برق فرنگی کا بھی سحر اُتر گیا برق بلا کو کچھ خیال نہ تھا قرآن نے یہ ماجرا
دیکھا کہ قریب برق عیار آکر رسی کو جلد سے کاٹ ڈالا کہ جس سے برق عیار رہا ہوکر بھاگا اور قرآن بھی وہان سے
پست کر کے بھاگا ساحرون نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ قیدی چھوٹکر بھاگا جاتا ہے سب دوڑے اُسوقت قرآن نے
پڑھنا شروع کیا کہ دھڑ دھڑ اور سر پر سر گرنے لگے مارکر تو بھاگا مگر سیماب نے ایک نارجیل جو زمین پر
مارا تو برق عیار کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے آواز غل شور کی عمرو کے کان مین جو گئی تو یہ بھی درہ کوہ سے باہر
نکل آئے اور انھون نے گوپن مین پتھر رکھکر جو مارا تو سیماب کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے صدا گیر و دار کی بلند
ہوئی برق عیار کے پاؤن زمین نے چھوڑ دیے سیماب کے مرتے ہی برق بلا کو بڑا صدمہ ہوا اور اُسی
غصہ مین پیچ و تاب کھاکر چلتی ہوئی لشکر مہرخ پر جا گری اور کئی سو ساحرونکو اُسنے قتل کر ڈالا لشکر مہرخ کا تہ و بالا
ہوا اس عرصہ مین عمرو بھی آکر پہنچا مہرخ نے عمرو سے کہا کہ خواجہ افسوس کی جگہ ہے کہ برق سبکو قتل کر رہی ہے
برق و رعد یہ دونون مہرخ سے رخصت ہوکر اپنے مکان کو گئے تھے اور حسین جادو انکے مکان پر گئی
سفید پر اگر رعد و برق دونون ٹھہرے حسین انکے گھر سے پھر کر اُسی کوہ پر آئی رعد و برق سے اسنے
ملاقات کی تو برق نے اس سے کہا کہ اے حسین جادو تم بھی چلکر شریک مہرخ کی ہو جاؤ حسین جادو
کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اُسنے خاک قبر جمشید چھڑک کر ان دونون کو بیہوش کیا اور پکڑ کر وہان سے
لیکے گھر آئی اور اپنے نواسے کہ نام اُس کا وہم جادو تھا کہا کہ اے بھائی تم برق و رعد کو اپنی قید مین رکھو
اور ان سے بہت خبردار رہنا کسواسطے کہ آجکل بہت تیرے سحر کے مجھسے منحرف ہوئے جاتے ہین اگر مین انکی
خبر جا نہین کرونگی تو وہ میرے قابو سے جاتے رہینگے اسوجہ سے مین انکی فکر مین جاتی ہون تم ان دونونسے
ہوشیار رہنا غرض برق و رعد کو تو حوالہ وہم جادو کے کیا اور آپ چلی گئی بعد اسکے جانے کے رعد نے
برق سے کہا کہ اے امان جان حسین جادو تو چلی گئی ہے اور وہم جادو کی کیا اصل ہے کہ وہ ہمکو روک سکے گا
ذرا اسکو تو مارو یہ ہمسے کسی طرح لڑ نہین سکتا ہے یہ کہکر رعد جادو جو گرجا اُسکا گرجنا سنتے ہی وہم جادو کو
غش آگیا اور برق جو گری تو وہم جادو کے وزیر کالے ہوئے بعد اسکے دونون ملکر طرف لشکر مہرخ کے
روانہ ہوئی جبکہ قریب لشکر کے پہونچے تو دیکھا برق بلا چمک چمک کر لشکر مہرخ پر گر رہی ہے بس یہ ماجرا
دیکھکر دونونکی آنکھون مین خون اُتر آیا اور چھپ کر اوپر طلسم کے پہونچی کسیکو خبر بھی نہین اب تک شہری برادر طلسم کے

چھایا اور آسمان کو رنگ اور چمک بجلی کی ہوئی تو سب ساحر حیران ہوگئے کہ یہ ماجرا کیا ہے مگر حیرت جادو
پکاری کہ ای برق بلا غافلن خبردار ہو جاؤ کہ برق و رعد آپہنچے برق بلا حیرت جادو کے کہنے سے
جب تک کہ سنبھلے سنبھلے تب تک برق اور رعد نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارے لشکر پر تو برق بلا
گری ہوئی ہے آؤ ہم اسکے لشکر پر گریں یہ مشورہ کر کے برق جادو لشکر پر برق بلا کے جو گری تو ایک ہی
حملہ میں پانچ چھ سو ساحروں کو غارت کر دیا بعد اسکے چمک کر پھر جو آڑی ترچھی ہو کر گری تو تمام ستون بارگاہ
کے اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا یہ ماجرا دیکھکر برق بلا بھی چمک کر سامنے برق جادو
کے للکارتے ہوئی آپہنچی اب ان دونوں میں چوٹیں چلنے لگیں لڑائی برابر کی پڑگئی افراسیاب
باغ بلورین میں بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا کہ طائران سحر نے جا کر اسکو بھی خبر پہنچائی اور کہا کہ ای شاہ ساحران
ہوشیار اور خبردار ہو جاؤ کہ دونوں برقیں آپس میں لڑ رہی ہیں نقشہ بیڈول معلوم ہوتا ہے ساتھ ہی سنتے
اس خبر وحشت اثر کے اسنے بھی وہاں سے پرواز کی اور آکر طلسم میں جو دیکھا تو فی الواقع دونوں برقیں لڑ رہی
ہیں ہر طرف سے برق چمک رہی ہے افراسیاب نے برق جادو کو دیکھکر حیرت جادو سے پوچھا کہ ان میں
سے ایکو تو میں جانتا ہوں یہ کہاں سے آ گئی ہے کیا وہ ماری گئی جو یہ دونوں چھوٹ کر چلے آئے ہیں حیرت جادو نے کہا کہ وہ
تو زندہ ہے مگر نہیں معلوم کہ کیا ایسا پیچ پڑا کہ جو یہ دونوں رہا ہو کر اس مقام پر آئے میری بھی عقل اس امر میں
حیران ہے افراسیاب نے اس حال کو سنکر کہا کہ خیر کچھ اسکا مضائقہ نہیں ہے اگر رعد اور برق چلے
آئے ہیں تو کیا قباحت ہے مگر اب میں خود جاکر لشکر مہرخ کو غارت کیے دیتا ہوں اس میں برق بلا
نے جو وہاں سے افراسیاب کو پاس ملکہ حیرت جادو کے بیٹھے دیکھا تو پھر آپ بھی چمک کر پاس افراسیاب
کے چلی آئی اور آکر مجرا کیا اسنے اسکو دیکھکر کہا کہ ای برق بلا خوب ہوا جو تم چلی آئیں کس واسطے
کہ اب تم ذرا ٹھہر جاؤ کہ بہت لڑ چکی ہو میں جاکر لشکر مہرخ کو غارت کیے دیتا ہوں برق بلا نے
اسکے جواب میں کہا کہ ای شہنشاہ ساحران میں نے تو ان سبھوں کو مار لیا تھا مگر کیا کروں
ناچار ہوں نہیں معلوم کہ یہ رعد اور برق کہاں سے آگئے جو میں گھبرا گئی اب حضور تامل فرمائیں میں جا کر
سبکو مارے لیتی ہوں آپ تکلیف کاہیکو کریں یہ کہکر پھر جو تڑپی تو جاکر لشکر مہرخ پر گری یہ ماجرا
دیکھکر رعد اور برق بھی دونوں برابر اسکے پہنچے اور مہرخ کو جو حال افراسیاب کے
آنے کا معلوم ہوا تو اسنے اٹھکر رعد و برق سے کہا کہ تم اب ذرا بسنت جادو دیکھو تو سہی کہ خدا کیا

کیا کرتا ہی مین برق بلا ہے اب خود سمجھ لونگی مہرخ کے کہنے سے رعد اور برق تو کنارے ہو گئے اوقت
مہرخ نے ایک سحر تیار کر کے دستک دی تو دستک دیتے ہی کاسے چار پانی سے لبریز پیدا ہوے برق
بلا چمک کر جو گری تو انھین کاسون مین گر کر سرد ہو گئی اور لاکھ لاکھ تدبیرین کین کہ جسمین نکل جاؤن اور
بدستور شعلہ افروز ہون مگر کچھ نہو سکا آخر کو عاجز ہو کر طرف افراسیاب کے فرط حسرت سے دیکھنے
لگی اسنے فوراً ایک پتلے کو تیر و کمان دیکر کہا کہ تو جا کر اس کاسے مین ایک تیر اس زور سے مار کہ وہ
تیر کاسے کے پار نکل جاوے وہ پتلہ بموجب حکم افراسیاب کے تیر و کمان سے لیس ہو کر میدان مین آیا
اور کھڑے ہو کر ایک ہی تیر کاسے کو تاک کر مارا وہ تیر جا کر پڑا تو سہی اوپر کاسے کے مگر اسکو توڑ نہ سکا بلکہ فوارے
اسمین سے چھوٹنے لگے یہ ماجرا دیکھکر افراسیاب کو کمال غصہ آیا اور خفا ہو کر ایک گولہ سحر فولادی کا کاسے
پر مارا اور دوسرے راوی نے یہ لکھا ہے کہ خود گولہ کی صورت بنکر اوپر کاسے کے گرا کہ وہ کاسہ
تو ٹوٹ گیا اور افراسیاب تڑپکر پکارا کہ خیر آج تو مین تم سب نمک حرامون کو چھوڑے جاتا ہون
مگر کل آکے ضرور سمجھونگا اسکو یاد رکھنا ارے یہ شل تمھین لوگون نے اور شبہہ ہے کہ ہمارے
گھر سے تو آگ لائے اور نام رکھا بیسندر عمرو نے اس کلمہ کو سنکر کہا کہ خیر اب تم چلے جاؤ
ہم حاضر ہین جب تمھارا دل چاہے آکر ہمسے لڑ لینا ہم بھی باہر نہین ہین مہرخ نے بھی عمرو کے
کہنے کی تائید کی غرض افراسیاب اس تقریر کو سنتا اور جرأت دلاوریان دیکھتا ہوا پاس حیرت جادو
کے چلا گیا اس سے کہا کہ بھلا یا اسوقت ایک کام ضروری ہے مین تو جاتا ہون مگر تم ایک کام کرو
کہ برق بلا کو مع لشکر اپنے ہمراہ لیکر اندر اس طلسم کے بلا کر رکھو کسواسطے کہ اب ہم خود مہرخ سے سمجھ لینگے
کچھ احتیاج دوسرے کی نہین ہے سامنا ہمسے ہو گیا ہے یہ کہکر طرف ظلمات کے چلا گیا بعد اسکے جانیکے
حیرت جادو بھی مع برق بلا کے اندر طلسم کے چلی گئی اور جا کر اپنی بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط ہو کر
بیٹھی اب اسکو تو اسمقام پر رہنے دو اور دو کلمہ داستان حسین جادو کے سنو کہ وہ اس مقام پر پہونچا بات
فرصت حاصل کر کے باہر درہ کوہ کے نکلی تو اسکو برق و رعد کے راہ ہو کر چلے جانیکا اور دوہم جادو کے
مارے جانیکا حال جو معلوم ہوا تو نہایت صدمہ گذرا اور غصہ بھی کمال آیا پیچ و طیش کھا کر طرف اپنے چیلے کے
چلی اور حال اس چیلے کا راوی شیرین سطور یہ لکھا ہے کہ اسنے ایک لڑکے کو مثل فرزند کے پالا ہے اور نام اسکا طوفان
گرز افگن رکھا ہے اور سحر بھی اسکو قرار واقعی سکھایا تھا اور ایک پہاڑ سحر کا واسطے اسکے رہنے کے تیار کر دیا ہے اسی پر

وہ شیطان ہمارا ہے۔ غرض حسین جادو نے قربت میں کوہ کی جاکر ایک گولہ سحر کا مارا وہ اُسکے صدمے سے پھٹ گیا اور طوفان کو خبر ہوگئی کہ ملکہ حسین جادو آتی ہین بس وہ اُسکے پاس آیا اور تسلیم کرکے پُرسان حال ہوا حسین نے برق و رعد کے وہم جادو کے مار کر چلے جانے کا حال بیان کیا اُسنے کہا کہ آپ نے مجھکو خبر کرنی کی کہ مین آکر سمجھ لیتا غرض اُسنے اسباب اور سامان وغیرہ اپنا بار کروایا۔ حسین کے پاس افراسیاب کا نامہ آیا لکھا تھا کہ تم برق و رعد کے چھوٹنے کا رنج نکرو ہمارے پاس چلے آؤ جیسا مناسب ہوگا کرینگے حسین نے طوفان سے کہا کہ ای طوفان افراسیاب نے ہمکو طلب کیا ہے لیکن عرضی لکھی کہ اے شہنشاہ کنیز حاضر ہوتی ہے جو کچھ گزرا ہے عرض کریگی نامہ بر تو نامہ لیکر گیا اور طوفان کوہ نگمین اور کوہ نیلم و کوہ لاجورد اور بیابان گلزار کی سیر کرتا ہوا ایک لاکھ ساحرونکو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور حسین ستر و سو خواص مرصع پوش دریاے جواہر اور مروارید اور الماس مین غوطہ مارے ہوئے ہمراہ لیکر تخت مرصع پر سوار ہوکر افراسیاب کے پاس آئی وہ اسکو دیکھکر ہنسا۔ یہ مجرا کرکے کرسی جواہر نگار پر بیٹھی افراسیاب نے کہا کہ طوفان تمہاری اطاعت سے باہر تو نہین ہے اُسنے کہا وہ نہایت سعادتمند ہے غرض کچھ دیر بیٹھکر اور باتین کرکے روانہ ہوئی اور سامنے لشکر مہرخ کے آکر پانچ کوس کے فاصلہ پر ایک بارگاہ مخمل سرخ کی استادہ کرائی اُسی بارگاہ مین طوفان بھی آکر پہنچا حسین نے طوفان سے جرأت کو نذر دلوائی افراسیاب بھی آیا اور اُس سے طوفان نے اجازت لی کہ مین جسطرح چاہون لشکر مہرخ کو قتل کرون غرض اقرار لیکر جب وہ زمانہ آیا کہ خورشید منزل مغرب مین پہنچا اور سیاہی شب نے عالم کو کالا بنایا۔ اشعار آبدار

بلا جو دن پہ لائی کاکل شام
پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر
اُتر شانہ سے آئی کاکل شام
صفین اُسنے جمائین آسمان پر
شب کو اُسنے طبل جنگ بجوایا

ملکہ مہرخ کو بھی طائران سحر نے جاکر خبر کی اُسنے بھی نفیر سحر کو پھونکا ساحرون مین تیاری سحر کی ہونے لگی یون تانے گئے آگ بیتالون کو جرأت کا دیا جلاکر دشمنون پر بھیجا اور بنگالی ڈھرو بجانے لگے کلو ابھیرن نارسنگھ کی چوکیان بٹھانے لگے لونا چاری کو دھنتر کے پاس کی بھینٹ دی گوگل ہرچین جلائین اسیطرح چار پہر رات ہنگامہ عظیم دونون لشکر مین بلند ہوا جب وہ زمانہ آیا کہ سحر نے جامۂ نور زیب تن کیا اور گوی خورشید گریبان صبح مین آنکلا۔ اشعار

کہ ناگہ جانب مشرق سے اِکبار
ہوا اسباب نورانی نمودار
فلک پر زین زرین تاب دھر کر
ہوا پیدا سوار چرخ اخضر

صبحکو لشکر ملکہ بہار اور ملکہ مہرخ اپنے ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہوئین اور روانہ جانب میدان کارزار ہوئین اسطرف سے طوفان گرز افگن اور ملکہ حسین جادو فوج لے کر میدان جنگ

مین آئے ساحرون نے پرے جمائے بجلیان گراکر جھاڑی جھنڈی میدان کی کاٹ ڈالی آب سحر برسا کر چھڑکاؤ کیا پھر نقیبون نے نکلکر نقابت کی کہ کہان ہین سامری زردہشت جمشید فرعون شاہ نمرود شاہ کون ایسا ساحر ہے کہ جو آج نام اپنا روشن کرے اور ہنر کرتب کھلاوے اشعار

دل مردون کا ہر جنگ میں بڑھا کا
رنگ ہے نہ اب ہے سام باقی

ہان نامور وہ نام کرتا
مردونکا فقط ہے نام باقی

کر کیتون بلے جب کہا یہ کڑکا
رستم سے نہ ہو وہ کام کرتا
کر دیکھیت جب کڑکا کھنک ہٹ گئے

اسوقت لڑائی سرسون مٹر کے دانے اچھلنے لگے اژدہے قلابہ آتشین چھوڑتے تھے اس اثنا مین طوفان نے اپنے مرکب کو اڑایا اور وسط میدان مین پہنچکر نعرہ کیا کہ ای نمک حرامو اب بھی کچھ نہین گیا ہے تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ میرے ساتھ پاس افراسیاب کے چلو مین سعی کرکے قصور تم سب کے معاف کرادونگا اگر میرے ہاتھ سے تم سب مارے جاؤگے اور کوئی فریادرسی تمہاری نہین کریگا مہرخ نے اسکے جواب مین کہا کہ ارے او لونڈے بے پالک تیری بھی یہ اصل ہے تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ جو تو ہماری سامنے ایسے کلمے زبان سے نکالتا ہے بس دور ہو میرے سامنے سے مین بھلا اس افراسیاب کی کیا اصل سمجھتی ہون جو تو مجھکو اسکے پاس لیجائیگا کیون دیوانہ ہوا ہے جا چلا جا کچھ شامت تو تیری نہین آئی ہے جو کلمے واہیات بکتا ہے ہو قصہ کوتاہ کہ پہلے تو بہت سی تو تو مین مین مہرخ سے اسنے کی آخر کو ناچار ہوکر سرخ چشم نامے ایک ساحر مہرخ نے بھیجا اسنے جھپٹ کر ایک ناریل سحر کا طوفان پر مارا اسنے بھی ایک ناریخ سحر کا مارا دونون نے وار کو خالی دیا بعد اسکے طوفان نے گرز مارا سرخ چشم نے سپر سحر کی اوسکو روکا مگر وہ جوڑا تو سپر کو توڑکر سر پہ سرخ چشم کے پہونچا اسکی ضرب سے سرخ چشم زمین کا پیوند ہوگیا اسکے بعد چالیس ساحر مہرخ کے باری باری شام تک نکلے سبکو طوفان نے مار لیا اور طبل آسایش بجوا کے چلا گیا جب تو مہرخ کو نہایت رنج و ملال ہوا اور غمگین ہوکر اپنی بارگاہ مین چلی گئی عمرو نے مہرخ کو رنجیدہ خاطر دیکھکر کہا کہ ای ملکہ تم اندیشہ نکرو مین جاتا ہون مہرخ نے پوچھا کہ بھیا تم کہان جاتے ہو مجھے بھی تو بتلادو کہ ہم فلانے مقام پر جاتے ہین عمرو نے کہا کہ مین ایک دو ہزار روپیہ کے فکر مین جاتا ہون کسواسطے کہ بغیر روپیہ کے کوئی کام بن نہین آتا ہے اگر کسی دوکاندار یا مہاجن سے ملجائینگے قرض تو مین جاکر طوفان کو مارتا ہون مہرخ نے اسکے جواب مین کہا کہ آپ روپیہ کسی سے قرض کا ہیکو لیتے ہین کیا یہان کچھ توڑا ہے روپیہ تو ہزارونکا جواب قرض کی فکر مین ارادہ جانے کا کرتے ہین

یہ کہکر دو ہزار روپیہ اُسیوقت منگوائے عمرو نے وہ روپے تو لیلیے اور مہرخ سے رخصت ہو کر طرف بارگاہ
طوفان کے روانہ ہوا اور ایک چوبدار کی صورت بنا چکن پہنی عصا ہاتھ مین لیا اور در بارگاہ طوفان پر
آیا لوگون سے پوچھا کہ بھی اندر بارگاہ کے طوفان کیا کرتے ہین اُنھون نے کہا کہ ملکہ حسین جادو افراسیاب
کے پاس گئین ہین جب وہ آئینگی تو اندر بارگاہ کے جانا ہوگا عمرو یہ سنکر سمت صحرا روانہ ہوا اثنا راہ مین برق
فرنگی ملا اُسنے کہا کہ اُستاد کہان جاتے ہو عمرو نے کہا کہ طوفان کی بارگاہ مین گئے تھے وہان جانا نہین ہوا برق
یہ سنکر ایک ساحر کی صورت بنا اور دو کشتیان میوہ سے بھری ہوئی ساتھ لیکر عمرو و برق دونون چلے اور دروازہ
بارگاہ طوفان پر آکر پہونچے برق کو تو دروازہ پر چھوڑا اور آپ اندر بارگاہ کے چلا اور کشتیان میوونکی طوفان
کو دین کہ یہ آپکو شہنشاہ نے بھیجی ہین اُسنے خوش ہو کر عمرو کو خلعت دیا اور وہ میوہ کھایا کھاتے ہی بیہوش ہو گیا
عمرو نے خنجر اُسکو مارا خنجر کی نوک ٹوٹ گئی مگر اُسکے کارگر نہوا اسمین افراسیاب نے کتاب جمشیدی دیکھی تو معلوم ہوا
کہ عمرو نے طوفان کو میوہ کھلاکر بیہوش کیا ہے اور قتل کیا چاہتا ہے اور یہان عمرو نے طوفان کو پشتارے مین باندھا
اور لیکر روانہ ہوا اس عرصہ مین حسین جادو بھی آئی اور اُسنے عمرو کو نہ دیکھا اور نہ طوفان کو پایا اُسنے بزور سحر دریافت
کیا معلوم ہوا عمرو فلان پہاڑ کے درہ مین ہے پس وہ اُسنے اُڑی اور پہاڑ کے درہ مین پہنچی ہان عمرو نے طوفان پر خنجر مارا
کہ خنجر ٹوٹ گیا اس اثنا مین حسین جادو بھی آکر پہنچی اور اُسنے اپنے لے پالک کو بیہوش دیکھا کہا کہ او خیرہ سر تیرہ روزگار
اب مین کب تجھکو زندہ جانے دونگی یہ کہکر سحر جو کیا عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے اور عمرو نے گھبرا کر حسین جادو
کو دیکھا اور کہا کہ آپنے مجھکو کیا سمجھ کے مبتلاے سحر کیا ہے اور کس گناہ پر مقید کیا ہے حسین جادو نے سنکر کہا کہ ارے تو میرے لے
پالک فرزند کو تو پکڑ لایا ہے اور اُسکو قتل کیا چاہتا تھا اس سے زیادہ گناہ اور کیا ہوگا اور پھر یہ دیدہ دلیری تیری ہے کہ مجھسے
کہتا ہے کہ مجھکو کیون قید کیا ہے عمرو نے کہا کہ مین تو اس حال سے آگاہ بھی نہین ہون مگر اتنا البتہ جانتا ہون کہ اُسکو ایک شخص
لیے جاتا تھا مین نے اُس سے چھین لیا باقی مین کیا جانون کہ وہ کون تھا اور کیون اُسکو لیے جاتا تھا آپ ناحق میرے اوپر
بہتان کرتی ہین حسین جادو نے اُسکے جواب مین کہا کہ ارے مین تیری ذاتی اور مکاریسے خوب آگاہ ہون میرے سامنے
یہ مکاری تیری نہین چلنے کی مین اب سفر تجھکو مار ڈالونگی عمرو نے ناچار ہو کر کہا کہ اے حسین جادو خبردار ہی مجھکو گرفتار کیے
دیتا ہون کہ تم اس امر سے خوب آگاہ ہو کہ جو کوئی مجھکو قید کرتا ہے وہ مارا بھی ضرور جاتا ہے پس تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ
تم مجھسے اب ملجاؤ اور مجھکو چھوڑ دو کیونکہ اسکے کہ ابھی حال کسیکو معلوم نہین ہے مین تمہارے بھلے کو کہتا ہون کہنا میرا مان لو
کیون ناحق جان کے پیچھے پڑی ہو دیکھو اگر پھر پچھتاؤ گی اور کچھ تم سے نہ ہوسکیگا حسین جادو نے اسکے جواب مین کہا

کہ بھلا او مونڈی کاٹے دیکھ تو سہی کہ ہونا کیا ہے یہ کہکر طوفان کو ہوشیار کر دیا اُسکی جو آنکھ کھلی تو اُسنے اپنا
حال سُنکر پوچھا حسین جادو سے کہ کیون آن جانؔ حال تیرے گرفتار ہو جانے کا سب کو معلوم ہو چکا ہے یا کہ
کسیکو ابھی اطلاع نہین ہوئی ہے حسین جادو نے کہا ابھی تک تو کسیکو معلوم نہین ہوا ہے آیندہ دیکھا چاہیے
طوفان نے کہا کہ اگر میرا حال ظاہر نہین ہوا ہے تو عمرو کو جلدی قتل کر ڈالو کسواسطے کہ اگر یہ زندہ رہیگا
تو پھر سبکو معلوم ہو جائیگا کہ عمرو طوفان کو پکڑ لیگیا تھا پس مناسب ہے کہ اُسکو لیجا کر زیر طلسم کنارے دریا
خون رُوان کے قتل کر ڈالو حسین جادو نے کہا کہ بہت اچھا جیسا کچھ مناسب سمجھو ویسا کرو القصہ دونون
عمرو کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین داخل ہوے پھر تو تمام لشکر مین حسین جادو کے غل ہوا کہ عمرو
کو ملکہ حسین جادو پکڑ کے لے آئین سب ساحر عمرو کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور حسین جادو
نے عمرو کو قید کر کے اُسیوقت ایک عرضی افراسیاب کو اس مضمون کی لکھکر روانہ کی کہ لونڈی
نے عمرو کو گرفتار کیا ہے اگر حکم ہو تو خدمت مین حضور کی لے آؤن اور اگر ارشاد ہو تو اِسی مقام پر
سر میدان اُسکو قتل کرون جسوقت کہ یہ عرضی افراسیاب کو پہنچی تو اُسنے عرضی کو پڑھکر اپنے دل مین
تصور کیا کہ اگر عمرو کو مین یہان بلوا لون کہین ایسا نہو کہ بیچ کسیطرح کا پڑ جائے اور وہ بچ جائے مثل
سابق کے تو پھر مجکو نہایت خفت ہوگی اِس سے یہ امر بہتر ہے کہ جواب مین عرضی کے یہ لکھدو کہ یہان لانا
اُسکا بیکار ہے تم وہین اُسکو قتل کر ڈالو تمکو اختیار ہے مگر دریافت قرار واقعی کر لینا کہ عمرو ہو کہین اور کوئی
نہو کہ ناحق کو خون ناحق مین ہم اور تم مفت مین گرفتار ہون اِسکا خیال ضرور رکھنا القصہ یہی مضمون
لکھکر نامہ بر کو حوالہ کیا اُسنے جواب عرضی کا لا کر حسین جادو کو دیا وہ پڑھکر نہایت خوش ہوئی اور اُسیوقت
جلاد کو طلب کیا بعد اُسکے عمرو کو ہمراہ لیکر طرف ایک میدان کے روانہ ہوئی جب اُس میدان مین پہنچی تو
عمرو کو ہمراہ لیکر طرف ایک میدان کے روانہ ہوئی جب اُس میدان مین طوفان کو ماری تھی لا انتہا
الا خداوند نے بچا لیا کہ اُسکی قضا ابھی نہ تھی لیکن تیری قضا آگئی اب بتا کہ تو کیونکر زندہ بچیگا عمرو نے
اُسکے جواب مین کہا کہ اری تو بکتی کیا ہے دیکھ تو سہی کہ خداوند کریم قادر علی الاطلاق ہے وہ مجکو کیونکر بچاتا ہے کہ تو
بھی حیران ہو جائے اور مین تجھی کو مار ڈالون اِس کلمہ پر اُسکو غصہ آگیا اور جلاد کو حکم گردن مارنیکا دیدیا جلاد نے
جلدی سے ریگ کا چبوترہ باندھکر عمرو کو اُسکے اوپر بٹھایا اور گردن پر خط کوئلے کا دیکر تیغ کو سنگ پر چٹانے
لگا اُسوقت عمرو کو اپنی زندگی سے یاس ہوگئی اور قبلہ رو ہو کر با لحاح وزاری مصروف دعا ہوا

اور اُدھر جلاد تیغ پکڑ کے واسطے قتل کرنیکے چلا تھا کہ مہرخ کو اطلاع ہو گئی کہ عمرو اب کوئی دم کا مہمان
ہے اس جا ۔ نا پائدار مین حسین جادو اسکو پکڑ کر لیگئی ہے تو جلاد قتل کیا چاہتا ہے مہرخ اس خبر کو سنکر
بیتاب ہو گئی اور ارادہ خود چلنے کا کیا تھا کہ مخمور سرخ چشم نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا کہ آپ نہ جائیے مین
مین جاکر عمرو کو لیے آتی ہون مہرخ خاموش ہو رہی اور مخمور وہان سے بزور سحر جو اُڑی تو اُڑ کر اُس
میدان مین پونچی کہ جہان عمرو زیر تیغ بیٹھا ہوا تھا اور جلاد سر پر باتیغ برہنہ موجود تھا اور رو
بہ قبلہ عمرو بیٹھا ہوا دعا کر رہا تھا یہ حال عمرو کا دیکھکر خون مخمور کی آنکھون مین اُتر آیا پنجہ بن کے
جو گری تو عمرو کو اُٹھا کر لیگئی یہ حال دیکھکر جلاد پکارا کہ عمرو کو کوئی لیے جاتا ہے یہ سنکر حسین جادو
بھی پنجہ بنکر روانہ ہوئی یہان مخمور نے عمرو کو لاکر ایک درۂ پہاڑ مین چھپا دیا اور آپ وہان سے گیروے
کپڑے پہنکر فقیرنی بنکر صحرا مین بیٹھی اس مین حسین جادو پنجہ بنی ہوئی آکر پونچی اور اُس نے اس سے
کہا کہ سچ بتا تو نے عمرو کو کہان چھپایا ہے مخمور نے کہا کہ اے حسین جادو کچھ تو احمق ہوئی ہے بھلا
مین کیا جانون کہ عمرو کہان ہے تو اپنی عقل کے ناخن لے مین جب سے کہ افراسیاب کے پاس سے
آئی ہون اس صحرا مین فقیرنی بنی بیٹھی ہون اس عرصہ مین ملازم بھی حسین کے آگے حسین نے اُنسے
کہا کہ مین اس مخمور سے پوچھتی ہون کہ عمرو کہان ہے تو یہ نہین بتاتی ہے لوگون نے کہا کہ اسکو نہ معلوم ہوگا
آپ آگے بڑھکر تلاش کیجئے حسین سبکو ہمراہ لیکر آگے بڑھی اور مخمور نے عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تمہارا جدھر
جی چاہے چلے جاؤ عمرو نے کہا کہ مین حسین کو قتل کرونگا یہ کہکر آپ تو ایک ساحر کی صورت بنا اور ایک
قیدی زنبیل سے نکال کر اسکو اپنی صورت کا بنایا اور پشتارہ اُسکا باندھکر روانہ ہوا یہانتک کہ حسین جادو
جدھر گئی تھی وہین یہ بھی پونچا اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ یہ شخص میرے گھر مین گھس آیا تھا مینے اُسکو پکڑا تھا
آپ دیکھیے تو کہ یہ عمرو ہے یا اور کوئی حسین نے جو پشتارہ کھولکر دیکھا تو عمرو کو پایا بہت خوش ہوئی اور
عمرو سے کہا کہ افراسیاب سے نہ کہنا کہ مین نے عمرو کو پکڑا ہے یہ کہکر اُس عمرو نقلی کو ایک صندوق مین
بند کیا اور لیکر چلی بارگاہ مین مصور کی آئی مصور نے جو تصویر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ ساحر جو اسکے ساتھ
آیا ہے عمرو ہے مصور نے اشارہ سے حسین کو مطلع کیا کہ یہ ساحر جو تمہارے ساتھ ہے عمرو ہے حسین تو
اُسکا اشارہ نہین سمجھی مگر عمرو نے جست کر کے ایک دھپ اُسکے ماری اور تاج لیکر بھاگا اب مصور
اور صورت نگار و حسین وغیرہ سب حیرت جادو کے پاس گئے اور طوفان نے غصہ مین آکر

جب وہ زمانہ آیا کہ آسمان پر ماہ نے جلوہ دکھایا اور علیم شب نے طلسم کواکب کا بنایا اشعار

اُداسی بھی تھی کچھ گردون پہ چھائی + کہ لٹکائے ہوئے مُنہ شام آئی + ہوئی پھر شام جادو آشکارا

تو طبل جنگ طوفان نے بجایا + رات کو پھر تیاری سحر کی لشکرون مین ہونے لگی آگیارکی جوت کا دیا

جلایا زرد و زرد پیتون کو اُڑایا ڈھول جھوٹنے لگی شراب کی تولین اگیاری مین ڈھلنے لگین کلچڑیان بھنگ کی

بھینٹ پوتون کو دی گئین دھوپ دیپ چندن صندل لونگ ھتورا دونے مروے کے پتے رائی مرچون

کے دانے سحر پڑھکر تیار کیے بچہ بارہ سے خوک ذبح ہوے خون سے اُنکے ساحر نہائے کھنور چندن کے جسم پر لگائی

چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ بیاض سحر پر نقطۂ آفتاب دیا گیا اور کتاب شب کو

منشی قدرت نے بند کیا اشعار

ستارون نے اُتارا جبۂ نور

ہوئی بالکل ضیائے ماہ کافور

ہوا سینہ فلک کا ناگہان چاک

ہوا اس سے نمایان مہر افلاک

صبح کو مہرخ نامور اور ملکہ بہار بصد کر و فر تخت سحر پر سوار ہوکر جانب میدان چلین ساحران نامی اور

ساحرہ اُنکے ساتھ تھے اور فوج بیشمار اُن کے ہمراہ تھی بیرقین سرخ سبز زرد چمکاتے اور اُڑاتے طاؤس

و ہنس آتشین اور فیل و اژدر آتشین یا زاد بط و قرقرے و شیر پر ساحر سوار میدان کارزار مین آئے

صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی اور پکارے کہ اے بہادران نامی اور ساحران گرامی دنیا چند روزہ ہے

کیا تمنے نہین سُنا ہے خمسہ

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حال تھے

یہ دو مصرع لکھے اسپا مضمون خیالی تھے

مقابر جتنے دیکھے سب خشتی پامالی تھے

مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

سکندر جب گیا دُنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

یہ کہکر نقیب کنارے ہوے اور طوفان ساٹھ ہزار ساحر لیے میدان مین آکر صف آرا ہوا اور للکارا کہ اے

فرقۂ نمک حرامان آؤ میرے مقابلہ کو یہ سُنکر اژدر جادو نے اجازت مہرخ سے لیکر طوفان کا سامنا کیا طوفان

نے اسکو ایک گرز سحر کا مارا کہ وہ پیوند زمین کا ہوگیا مہرخ نے کہا کہ پانچ گھڑی تک تو طوفان یہی کام

کریگا پھر اُسکے بعد مین سمجھ لونگی یہ کہ رہی تھی کہ مہتر قران صحرا سے آئے اور اُنھون نے کہا کہ مین جاکر اُس کو

سر میدان قتل کیے ڈالتا ہون عمرو نے کہا کہ اے فرزند ہمارا کام تو چوری چھپے اندھیرے اُجالے مین

کرنیکا ہے سر میدان تم نکلنے کا ارادہ نکرنا قران نے کہا کچھ ہی ہو مین تو جاتا ہون یہ کہکر ایک ساحر کی

صورت بناکہ جٹا اپنی خاکستری کھلی ہوئی کھنور چند لٹکے ہوئے ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا بت کنٹھی سے تا بہ شانہ بندھے کالے کوڑیالے دھامن ناگن سانپ گلے مین ڈھونی تمامی کی بندھی بغدا کاندھے پر رکھا ہوا سامنے طوفان کے گیا اور پکارا کہ ای طوفان لاضرب مردان عالم طوفان نے سحر توڑ کیا مگر امیر ایک گرز مارا قران سے گرز خالی دیا اور اسکے سامنے سے بھاگا قران نے راہ مین ایک گڑھا خس پوش کر رکھا تھا اُسکے گھوڑے کا پاؤن اس گڑھے مین گیا اور وہ اُس مین سما گیا طوفان نے چاہا کہ مین جست کرکے اس مین سے نکلون جیسے ہی باہر اُسنے سر نکالا قران نے اُسے بغدا مارا کہ سر اسکا ہزار ٹکڑے ہو گیا اور وہ ہلاک ہوا صدا مردار دگیر ہوناک آنے لگی اور لشکر مہرخ آکے لشکر پر آکے گرا اسکو قتل کرنا شروع کیا نارنج نے ہزارون سکے بینہ توڑے ناریل نے بہتون کی جان لی ابر سحر گرگرا کر آئے دریای سحر تلاطم پذیر ہوی آخر فوج طوفان کی کچھ ماری گئی کچھ ڈوبتی اُچھلتی کنارہ کر گئی اور ملکہ مہرخ نقارہ فتح کے بجواتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی وہان قران بھی آیا اُسکی بہت تعریف کی اور سب خوشنود ہوکر بیٹھے اور اُدھر افراسیاب کے پاس حسین جادو معور صورت نگار یہ سب بیٹھے ہین کہ افراسیاب نے حسین سے کہا کہ ای حسین قران نے طوفان کو مار ڈالا اب تم جاکر عمرو برق کو گرفتار کر لاؤ حسین وہان سے رخصت ہوکر چلی باحال پریشان اپنے خیمہ کے دروازہ پر پہونچی وہان عمرو بھی آیا تھا وہ ایک ضعیف کی صورت اسطرح بناکہ کوئی دو سو برس کا سن پلکین بھوین سفید آنکھون سے بھی کم سجھائی دیتا تھا آنسو صدف چشم سے جاری دروازہ بارگاہ سے ہٹ کر لیٹ رہا جب حسین قریب آئی تو لیٹے لیٹے اُس سے کہا کہ اے ملکہ میری بھی عرض قبول ہو ملکہ نے کہا کہ تو کون ہے اور کیون روتا ہے اُسنے کہا کہ مین طوفان کے لیے روتا ہون کہ افسوس اُسکی جوانی مفت برباد گئی اور مین اس پہاڑ پر رہتا ہون اور وہان قدرت سے خداوند سامری کی عمرو خود بخود چلا آیا مین نے اُسکو پکڑ لیا مگر حیران ہون کہ مین اندھا ہون اُسے افراسیاب کے پاس کیونکر لیجاؤن بس تمہارے پاس آیا ہون کہ تم اُسکو افراسیاب کے پاس لیجاؤ حسین جادو نے کہا بڑے میان واسطہ سامری و جمشید کا تو مجکو اُسے بتلا دے کہ مین طوفان کے عوض مین اُسکو قتل کر ڈالون عمرو نے کہا تو چلو مین نے اُسکو ایک سل کے نیچے بند کیا ہے تم سل اُٹھا کر اُسکو نکال لینا حسین جادو عمرو کے ساتھ چلی اور پہاڑ پر آئی جیسے ہی جھک کر سل اُٹھانے لگی عمرو نے حلقے کمند کے مارے اور چاہا کہ اسکو باندھون مگر وہ موی کا گالا بکر اُن حلقون سے نکلی اور پکاری کہ او موئے

مونڈھی کاٹ کے فیلسوف تو ہی عمرو ہے مین تجھے زندہ چھوڑونگی عمرو نے کہا کہ مین عمرو عیار ہون تو مجھے چھوڑدے اس عرصہ مین آواز آئی پشت پر سے کہ ای ملکہ حسین اسکے فقرے مین نہ آنا پس اسنے اس صدا کو سنکر پیچھے پھر کر دیکھا ویسے ہی بیضہ بیہوشی کا منہ پر پڑا کہ بیہوش ہوکر گری نعرہ ہوا کہ منم برق فرنگی لیکن عمرو نے کہا کہ ای برق اس کو یہین رہنے دو اور ہم تم بھاگین کس لیے کہ ہمکو کھٹکا معلوم ہوتا ہے عمرو اور برق یہ سنکر بھاگ گئے اور پہاڑ پر ایک ہاتھ زمین سے نکلا اور حسین پنجہ مین دابکر زمین مین سما گیا وہان زمین کی سردی سے یہ ہوشیار ہوئی اور وہان سے اپنی بارگاہ مین آئی اور ملکہ برق نے افراسیاب سے کہا کہ اگر حسین رعد اور برق کو پکڑ لائین تو مین لشکر مہرخ کا خاتمہ کرون افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ تم جاؤ اور حسین سے کہو کہ رعد اور برق کو پکڑ لاؤ ملکہ حیرت یہ کلام سنکر روانہ ہوئی اور حسین کے پاس آئی حسین نے اول اپنا حال برق اور عمرو سے جو گذرا تھا بیان کیا اور کہا کہ بسبب حکم حضور کے مین رعد و برق کو گرفتار کرلاؤنگی یہ کہکر زیور سحر صورت اپنی بدلکر مہرخ کی بارگاہ مین آئی یہان دیکھا تو ساحرنیے ہین ناچ ہو رہا ہے یہ بھی ناچ دیکھنے لگی یاقوت جادو نے سرخ مو سے کہا کہ ملکہ سلطان عنبرین مو کو سنا ہے کہ وہ کسی خداپرست پر عاشق ہوئی ہے اور وہ خداپرست طلسم مین بھی آیا ہے سرخ مو نے کہا اگر اس گیسو بریدہ نے ایسی حرکت کی ہے تو مین اسکو کمو دکر دفن کردونگی حسین نے جس حال کو سنا تو سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ رعد و برق دونون بیمار ہین اور اپنے خیمے مین ہین پس یہ وہان سے انکے خیمے مین آئی دیکھا کہ وہ دونون لیٹے ہوے ہین اور واقعی بیمار ہین پس اسنے اپنے تئین ظاہر کیا اسوقت رعد نے کہا ای حسین یہ تو بے حیائی ہے کہ تم ہمکو بیماری مین گرفتار کرنے آئی ہو حسین نے کہا دشمن کو جسطرح پائے مار ڈالے یہ کہکر برائے گرفتاری آگے بڑھی اسوقت برق باوجود کہ علیل تھی تڑپی لیکن وہ سحر اپنا پہلے ہی سے کرچکی اسوقت انکے سر سے دو پنجے پیدا ہوے اور رعد و برق کو پکڑ لے گئے اسنے اپنے خیمے مین آکر عرضی افراسیاب کو لکھی کہ مین رعد اور برق کو پکڑ لائی ہون افراسیاب نے برق بلاکے کہا کہ لو صاحب برق اور رعد تو پکڑ گئے اب تمہارا کیا ارادہ ہے اسنے کہا کہ مین اب جاکر سب کو آپکے اقبال سے غارت کیے دیتی ہون کیا مجال کسی کی کہ جو سامنا مبرکر سکے افراسیاب نے

کہا کہ خیر بہتر ہے تم جاؤ اور میں بھی باغ میں جا کر بنگلہ زمرد میں بیٹھ کر تماشا لڑائی کا دیکھتا ہوں برق
بلا نے کہا کہ بہت اچھا آپ اسطرف کو جائیں میں بھی لشکر مہرخ کو جاتی ہوں یہ کہکر چل نکلی بعد اسکے
جا بجے افراسیاب بھی تخت مرصع پر سوار ہوا اور سوا لاکھ ساحروں کی جمعیت سے چلا اس عرصہ
میں برق بلا لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحروں سے جا کر قریب لشکر مہرخ کے پہونچی اور خیمہ استادہ کرا کے
بیٹھی جب شاہد روز نے شکل اپنی شکل صورت یار چھپائی اور زلف شب درازی پر آئی

اشعار

ہوا مضطر تو تکلیف سفر میں
بڑھا دن فتنہ رفتہ شکل ستی
چھپا احسان و امان نظر میں
الغرض آخر بشکل عمر ہستی

برق بلا نے طبل جنگ بجوایا
مہرخ سحر چشم نے بھی طبل جنگ پر چوب دلوائی اور نفیر سحر کو بجایا اشعار

جو تھے اس جگہ سامری کے مست
وہ پڑھنے لگے اسطرح کی پڑھنت
پڑھا سحر جیحون لگا ناچنے
کلیموں سے بہر کھانے لگے

ڈفلی اور خنجر بان ساحر بجانے لگے گوگل جلانے لگے بہادر تیغ و خنجر کمر کو
لگے تلوار کی چمک فلک پر جاتی تھی خنجر کی بجلی چمکتی نظر آتی تھی تیغیں سان پر چڑھائی تھیں ترسول اور
پنسول صاف ہوتے تھے چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ مزاج شمع میں سردی
آئی اور پروانے کو پروانہ رخصت کا ملا اشعار

نوا سنجان گلشن نے صدا دی
دلوں سے سرد آہوں نے ہوا دی
فراغت مرغ سے شب نے پائی
رخصت گیسوے جانان کی آئی

صبح کو مہرخ اور بہار و دلآرام و طاؤس باز بلا قرقرہ سے ہنس
آنقبوں پر سوار میدان کارزار میں آکر پونچیں یلیان سحر کی گرا میں جہاڑیاں جھنڈیاں جلاو میں نقیب
نقابت کرنے لگے اور کریت کڑکا گنے لگے اشعار

کہ جمشید باقی ہے نے سامری
شہ جادوان کا نشت جلائے راج
یکایک غضب سب کو بس آگئی
سمجھ لو کہ مر جائینگے ہم ضرور
کرو نام پیدا نہیں دشمن تم آج
لڑائی میں لازم نہیں ہے قصور

یہ کڑکا نقیب کہکر کنارے ہوئے اور برق بلا چمک کر آسمان پر گئی اور وہاں سے کڑک کر لشکر
مہرخ پر گری ساحروں کو اٹھا کے جلا دیا اور اسی طرح تین چار بار گرنے سے چھ ہزار ساحر جل کر خاک
ہوے لشکر میں غدر پڑا برق فرنگی اور قران وغیرہ ایک طرف بھاگے اور افراسیاب نے
جو بنگلہ مینا سے یہ شکست دیکھی تو فرط عشرت سے اچھل پڑا دروازے طلسم کے کھل گئے

لوگ مبارک باد و بغلگیر ہوتے تھے اور برق بلا نے سنبھال اور اسباب مہرخ کا لوٹ
لیا مگر بارگاہ کو ہاتھ نہیں لگایا اور مہرخ نے عمرو کو ایک درۂ کوہ میں پوشیدہ کیا اور آپ بھی
ایک مقام پر چھپ رہی مگر ضرغام صحرا میں چلا جاتا تھا مگر حیران تھا نہیں معلوم یہ کون صحرا ہے
جو تو نے نہیں دیکھا اس اثنا میں نگاہ پڑی تو دیکھا کہ ایک کوہ میں آفتاب چمک رہا ہے جب
وہاں گیا ایک جوان کو دیکھا کہ چہرہ اسکا بسان آفتاب روشن ہے وہ جوان اس درہ سے نکلکر
ایک جبل کے کنارے پر آیا ضرغام نے دیکھا کہ یہ غضنفر بن اسد ہے پس اس نے اس سے
کہا کہ اے شہزادہ غضنفر اسد کو تو افراسیاب نے قید کیا ہے اور برق بلا نے تمام لشکر
کو مہرخ کے تباہ و برباد کر دیا غضنفر کو تو یہ سنکر اسپ باد خور پر سوار ہو کر چلا لشکر مہرخ
میں آکر برق بلا کو للکارا کہ اے حرامزادی ٹھہر تو جا کہاں جاتی ہے برق بلا نے کہا کہ اے اجل رسیدہ
تو کون ہے کہ مجھکو حرامزادی کہتا ہے یہ کہکر چوگری غضنفر کو تو بسبب نیمچہ سحرکش کے جلا نہ سکی
اور صورت اصلی ہو گئی انہوں نے جو نیمچہ مارا تو اسکے دو ٹکڑے ہوئے جہان روشن تیرہ و تار
ہو گیا اور عمرو نے مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ اب درۂ کوہ سے نکلو کہ غضنفر نے برق بلا کو مارا مہرخ
نہایت خوشی نکلی اور بھاگی فوج سب جمع ہو گئی تاریخ ترنج پکڑ کر وہ فوج لشکر برق پر گری اور غضنفر
نے نیمچہ سحرکش سے قتل کرنا شروع کیا عیاذاً باللہ ہر طرف مردہ پر مردہ گرتا تھا تیر چل جاتے
تھے اور آندھیاں آتی تھیں نہریں خون کی جاری تھیں آخر سب فوج کو مار کر بھگا دیا اور
ایک تخت مرصع کار پر غضنفر کو بٹھلا کر بارگاہ میں لائی ساقیان سیمیں ساق اور مطربان
خوش آواز صراحیاں مینا کار اور جام جواہر نگار لیکر حاضر ہوئے ساغر مے گردش میں آیا غضنفر
نے حال طلسم پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا غضنفر نے کہا خدا چاہے گا تو میں بابا جان
کو چھڑا لونگا اور ادھر افراسیاب جو نقارہ خوشی کے بجوا رہا تھا وہ باغ سیب
میں کھسیانا ہو کر چلا گیا اور اس نے حکم دیا کہ برق اور رعد کو لشکر حیرت میں لیجا کر گردن مار دیں
جلادوں نے ان دونوں کو لشکر حیرت میں زیر دار بٹھلایا اور جلادوں نے تیغوں کو اپنے سنگ چڑھایا
اور منتظر حکم افراسیاب کے ہوئے اور افراسیاب نے قتل نامہ برق و رعد
کا لکھکر حسین کو روانہ کیا یہاں لشکر مہرخ اپنا تیار کر کے نفیر سحر اور ناقوس بجاتی ہوئی

جاکر لشکر حیرت میں پہنچی غضنفر بھی ساتھ تھا غرض وہاں پہنچکر اُسنے نارنج ترنج مارنا شروع کیے
ملکہ حسین جادو نے غضنفر کو للکارا غضنفر اپنا اسپ باد خور اُڑا کر سامنے اُس کے لڑنے کے آئے
اُدھر ادھر برق جادو اور رعد جادو نے قید اپنی سحر سے جلادی اور دونوں چھوٹ گئے پس رعد
نے گرجا اور برق تڑپ کر حسین پر گری اِدھر غضنفر نے پنجۂ سحر کش مارا کہ حسین کے چار ٹکڑے
ہو گئے تمام لشکر کو حیرت اور حسین کے غضنفر نے مارنا شروع کیا یہانتک کہ ہزاروں
کو مار کر اپنی بارگاہ میں آئے حیرت کا لشکر تباہ ہوگیا اُسوقت افراسیاب نے
ہومان سحر دست کو حکم دیا کہ وہ دو لاکھ ساحروں کی جمعیت سے راستہ طے کر کے
لشکر مہرخ کے سامنے آیا اور آتے ہی اُسنے نفیر سحر کو بجایا ملکہ مہرخ کو خبر ہوئی اُس نے بھی نفیر
سحر بجائی اور غضنفر نے مہرخ کو پریشان دیکھکر کہا تم ہراسان کیوں ہوتی ہو میں انشاء اللہ تعالیٰ
سب کو قتل کرونگا مہرخ کہا واری تم سچ کہتے ہو حقیقت میں تمہارا سامنا کوئی نہیں کر سکتا ہے
لڑائی کو دیکھو پھر مقابلہ کرنا غضنفر چپ ہو رہا اور لشکر میدان کارزار میں آیا ہومان اپنے
مرکب کو اُڑا کر میدان میں آکر للکارا کہ اے فرقۂ نمک حرامان آؤ میرے مقابلہ کو ایک ساحر اُسکے مقابلہ کو
گیا اُس نے ایک دانہ آتش کا اُسپر مارا کہ اُسکے بدن میں آگ لگی اور جلکر خاک ہو گیا بعد اُسکے
اور ساحر بہت سے باری باری اُسکے مقابلہ کو آئے مگر اسی طرح سب کو اُس نے قتل کر ڈالا
جب تو برق جادو نے ارادہ نکلنے کا کیا مہرخ مانع ہوئی اور کہا کہ اے بہن تمہارا جانا
کسیطرح سے مناسب نہیں ہرگز نہ جاؤ کسواسطے کہ ہومان فقط تمہارے ہی واسطے
آیا ہے مجھے تمہاری جدائی کا رنج اُٹھ نہ سکیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ پہلے میں جاکر اُس سے لڑوں
تو پھر بعد میرے جو کچھ تمسے بن پڑیگا وہ تم کر لینا برق جادو نے کہا کہ مجھسے بھی نہیں ہو سکتا کہ میں
بیٹھی رہوں اور تمکو دہن اژدر میں جانے دوں غرض ان دونوں میں یہ تکرار ہو رہی تھی
کہ ملکہ سرخ مو کاکل کشا نے بال اپنے کھولے اور طاؤس سحر کو اُڑا کر عرصہ کارزار میں پہنچی
مہرخ حیران ہو گئی اور برق بھی آئینہ وار دیکھنے لگی اور ملکہ سرخ مو نے قریب جاکر ہومان کے
ارادہ مقابلہ کا کیا اُسنے بہت سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا بلکہ بُرا بھلا کہا جب تو اُسنے خفا ہو کر نارنج سحر مارا وہ نارنج
قریب ملکہ سرخ مو کے پہنچا اُسکے بالوں میں سے ایک گوہر نکلا اور اُس نارنج کو اُس نے

پکڑ لیا بعد اُس کے اُس گوین کو سُرخ مو نے چرخ دیکر وہی نارنج پلٹ کر ہومان پر مارا اگر وہ پڑتا
ہومان تو خاک سیاہ ہو جاتا لیکن وہ ساحر زبردست تھا اُسنے بھی نارنج کو جو آتے دیکھا فوراً ناریل کو
مارا وہ دونون آپسمین ٹکرا کے پھٹ گئے اور ہومان نے دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا سُرخ مو
نے سپر سحر کے روکا پھر تو سب سے تلوار چلنے لگی اور آسمان پر سے بارش تیر و تفنگ کی شروع ہوئی
لشکر ہلاک ہونے لگا آخر بیٹے اوپر سپر سحر کے روکے وہ سپر سحر کو بھی توڑ کر ساحرون کو تباہ اور برباد
کرنے لگے قیامت برپا ہو گئی اُدھر ہومان اوپر ملکہ سُرخ مو کے غالب آیا اور چاہا کہ کمر پ
کو ملکہ کی ہاتھ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے سُرخ مو کے ہو جائین کسطرح سے بچ نہ سکے مگر تلہ جو اُسکے
ساتھ ہے اُسنے آواز مہرخ کو دی کہ جلد آکر ملکہ کو لیجاو یقین ہے کہ وہ جام شہادت نوش کرین یہ سنکر
مہرخ بیقرار ہو کر چلی اُدھر سے لشکر ہومان کا مثل دریا کے موج مارتا ہوا آیا سُرخ مو نے ایک
سحر ایسا کیا کہ بادلون سے سیاہی اسقدر پیدا ہوئی کہ ہومان کو دکھائی دینے سے رہگیا اُس وقت
ہومان نے سرمہ جمشیدی آنکھون مین لگایا اور لشکر مہرخ پر آیا لیکن شمسہ اور
شمشاد قد مع لشکر بیشمار آکر پہنچین دیکھا کہ ہومان اور مہرخ سے تلوار چل رہی ہے شمشاد
اور شمسہ آفتاب بنکر سامنے اُسکے آئین تو اُسکی آنکھون مین چکاچوند آئی وہ تو آنکھین ملنے لگا اور
غضنفر نے جو ہاتھ نیمچہ کا اُسکی کمر پر مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اوپر سے تیر شمشاد قد کا جو پڑا تو ٹکر پار
نکل گیا غل دار و گیر کا بلند ہوا اندھیرا ہو گیا آخر شمسہ اور شمشاد قد سے لشکر ہومان تاب نہ لا سکا اور
فرار لایا اور مہرخ نقارہ شادمانی بجوا کر داخل بارگاہ ہوئی شمسہ اور شمشاد قد کو مسند پر بٹھایا
اور کہا تمنے ہمپر احسان عظیم کیا ہے اُنھون نے کہا ہم کس لائق ہین جو احسان کرینگے مہرخ قہقہہ مار کر ہنسی
اور کہا کہ جو کچھ مال اور اسباب ہے یہ سب تمہارا ہے شمشاد قد نے غضنفر سے کہا کہ خدا انھین سلامت
رکھے انھون نے ہماری جان بچائی اور انھین کے سبب سے ہمارا آنا ہوا غرض صحبت عیش
برپا ہوئی اور ملکہ شمسہ سے غضنفر نے پوچھا کہ قمر طلعت کو کہان چھوڑ آئین اُسوقت غضنفر جیسے
کی قنات کو پاک کر کے تلاش مین قمر طلعت کے نکلے اور شمسہ قمر طلعت کو مع توسن جادو
اور چند خواصون کے ایک صحراے پر فضا مین پہاڑ پر بارگاہ سرخ استادکرا کے چھوڑ آئی تھی
توسن جادو انکا آنا سنکر چلنے پر آمادہ ہوئی اور غضنفر کے پاس آئی اُن کی بلائین لین

کہا کہ واری ملکہ قمر طلعت پہاڑ پر جلوہ فرما ہین غضنفر پہاڑ پر آئے اور اُس سرو قد کو اپنے گلے سے
لگایا وصلی کی طرح چسپان ہو کر خوب پیار کیا پھر وہان سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ کی طرف روانہ
اثنا راہ مین ایک باغ نہایت تر و تازہ اور شاداب دیکھا کہ نہرین جا بجا جاری فوارے
چھوٹ رہے ہین نہالان وزدن دگلہاے بوقلمون طائران خوش الحان نواسنجی اور زمزمہ
سرائی کرنے مین مصروف ہین یہ سیر باغ کرتے تماشا جانوران خوشرنگ و خوش آہنگ
کا دیکھتے ہوئے چلے آخر ایک مقام پر چبوترہ سنگ مرمر کا بنا تھا اُس پر فرش قاقم اور سنجاب
کا بچھا تھا مسند جواہر نگار لگی تھی یہ اُسپر بیٹھ گئے پھر وہان سے کچھ دیر کے بعد ہاتھ منہ دھو کر
میوہ کھا کر ایک سمت کو چلے یقین ہوا کہ ہم طلسم مین قید ہو گئے ناچار ایک درخت کے نیچے پہنچے
ایک جانور اُس درخت پر آکر بیٹھا انکو دیکھکر اُسنے قہقہہ مارکر کہا کہ آپ ناحق کو اب جستجو اس باغ
سے باہر جانے کی کرتے ہین کسواسطے کہ یہ طلسم گلنار جادو کا ہے یہان سے رہائی بہت دشوار
ہے لیکن ہان اگر وہ صورت ہو جائیگی تو پھر تمہین مالک ہوے یہ کہکر وہ طائر تو اُڑتا ہوا چلا گیا اور غضنفر
بن اسد نے اُس جانور کی زبان سے یہ ماجرا سنا تو نہایت فکرمند ہوے اور اُسکے اُڑجانے
سے مایوس ہو کر سوچے اپنے دل مین کہ یا خداوندا وہ صورت کونسی ہے کہ جس سے رہائی بھی
ہوگی اور مین مالک بھی ہو جاؤنگا غرض یہ تو اسی فکر مین اندر باغ کے حیران و سرگردان
پھر رہے ہین اب حال سنیے بارگاہ کا کہ وہان جو لوگون نے صبح کو اُن کو نہ پایا سب پریشان
ہوے اور تمام لشکر مہرخ مین غلغلہ برپا ہوا عیار و ساحر ہر طرف کو واسطے تلاش کے روانہ
ہوے اور حیران ہین کہ کون لیگیا کدھر کو چلے گئے ملکہ تمسہ کو بھی نہایت رنج و ملال دامنگیر
ہوا اب انکو بھی اسی فکر مین چھوڑ دو اور دو کلمہ داستان افراسیاب کے سنو
افراسیاب نے سات ساحرون کو کہ وہ سردار نامی تھے حکم دیا کہ تم جا کر بے تامل ابھی
لشکر مہرخ کو غارت کرو مین بھی پیچھے تمہارے آتا ہون اور عمرو جہان ملے اُسکو پکڑ لاؤ بلکہ مین اُسکی تلاش
مین جاتا ہون جس مقام پر کہ وہ ملکار لیگا اُسکو لے کر آتا ہون وہ ساتون ساحر اُسیوقت سحر سے
آراستہ ہو کر اپنی اپنی فوج کو ہمراہ لے کر روانہ ہوے طرف لشکر مہرخ کے نام اُن ساتون
کے یہ تھے مسمار جادو خدنگ جادو ناوک انداز جادو کمان کش جادو

شمشیر سحر جادو باران جادو برف انداز جادو غرض یہ تو لاکھ لاکھ ساحرون کی جمعیت سے
چلے ہین اور حال سنیے لشکر مہرخ کا کہ وہان جو سب نے خبر اسد دلاور کے قتل ہونے کی سُنی اسیوقت
سے سب مرنے پر تیار اور مستعد کارزار اس خیال سے بیٹھے ہین کہ جسوقت اسد کی خبر سنین کہ زیر دار
بٹھایا ہے اسیوقت سب ایکبارگی تلوارین پکڑ کے جا پڑو آیندہ جو کچھ کہ ہونا ہے وہ ہوگا اس امید پر سب
مرکب سحر پر سوار ہین اور ان سب کے سرون پر جنگ سوار ہے انکو اس حال مین چھوڑو اور دو
صد کوکب کے سنو کہ وہ جو اپنا سحر تیار کرنے کو گئے تھے اُس نے جا کر زور سحر لشکر بیشمار کو درست
اُرکے ساتھ غول آراستہ کیے اسطور پر کہ ہماسے جادو کو لاکھ سوار ساحر جرار سے روانہ کیا
لشکر مہرخ کی طرف واسطے مدد کے اور کہا جو نقشہ فساد کا دیکھنا تو فوراً تاریخ آتش فوج افراسیاب
کو مارنا بعد اسکے اور فوج بھی مین عقب مین تمہاری مدد کو روانہ کرونگا اگر وہ پہنچے تو ایک طرف
سے تم مارنا اور دوسری طرف اُسکو کر دینا جہانتک کہ مارا جائے مارتے چلے جانا
ہماسے جادو نے کہا بہت اچھا فوراً روانہ ہوگئی بعد اس کے ملکہ تاجدار گوہر پوش
کو لاکھ سوار سے روانہ کیا اُس کے پیچھے ملکہ طاؤس زرین لباس کو حکم کیا وہ بھی راہی ہوگئی
اُسکے بعد ملکہ مشتری طلعت کو روانہ کیا جبکہ وہ بھی جا چکی پھر ملکہ اختر شمار ستارہ پوش کو لاکھ
ساحرون سے اور ملکہ زمرد پوش گردون نشین کو آگے پیچھے روانہ کیا ان سب کے بعد مجلس جادو
کو کہا کہ تم بھی جاؤ مگر خبردار بہت ہوشیاری کے ساتھ جو کچھ کہ کام کرنا وہ کرنا مین بھی تم سب کے
پیچھے آتا ہون القصہ یہ سب آگے پیچھے چلے جاتے ہین کوئی کوس کوس بھر کے فاصلے سے یہ سب
جا چکے تھے اُسوقت آپ بھی نقارہ کوچ کا بجا کر روانہ ہوا اور طائران سحر کو حکم کیا کہ سب آگے
جاؤ اور منزل بمنزل کی خبر ہمکو لا کر پہنچاؤ تا کہ حال ہمکو اپنی فوج کا مفصل معلوم ہو جائے طائران
سحر بھی بموجب حکم کے روانہ ہوگئے اِن سبھون کو تو راہ مین چھوڑو اور حال
سُنو اُن ساحرون کا کہ جنکو افراسیاب نے واسطے بربادی لشکر مہرخ کے روانہ کیا تھا جبکہ
وہ جا چکے تو افراسیاب نے اپنے دل مین کہا کہ اب تو چلکے عمرو کو پکڑ لا اور اس سے طلسم کشا کو چھین
لے کس واسطے کہ اگر طلسم کشا رہیگا تو پھر مقرر کوئی نہ کوئی مفسدہ برپا ہوگا یہ سوچ کر اس نے بھی ارادہ
چلنے کا کیا اسی عرصہ مین وہ ساتون ساحر راہ کو طے کر کے قریب لشکر

مہرخ جو پونہچے تو آواز شور و غل کی اور صدا نقار و نکی آسمان سے زمین تک پونہچی مہرخ غل اور
شور کی صدا سنکر گھبرا گئی اور سمجھی کہ کوئی نہ کوئی آفت مقرر آئی پس یہ تصور کرکے مرکب بادپیما پر سوار
ہوئی اور ساتون ساحرون کے برابر پونہچی وہ بھی مہرخ کو دیکھکر واسطے مقابلہ کے مستعد ہوئے
بلکہ مسمار جادو نے گولا فولادی مہرخ پر مارا وہ جو گرا زمین پر پھٹا ہزارون ساحر
مہرخ کے زخمی ہوگئے ادھر سے بھی ایک ساحر نے تارنج سحر کو مارا اُس کے صدمہ
سے بہت سے ساحر مسمار وغیرہ کے بھی داخل جہنم ہوئے آخر کو دونون طرف سے نارنج
ترنج چلنے لگے اور یہان تک نوبت پونہچی کہ آپس مین غلت پٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی خون
کا دریا بہ نکلا اور انواع اقسام کے سحر ہوئے مسمار جادو کی مدد کو خدنگ جادو اور ناوک
انداز جادو آ پونہچے تینون ساحرون نے ملکر لشکر مہرخ کو قتل کرکے پراگندہ کر دیا مہرخ بد حواس
ہوگئی عمرو نے مہرخ کو پریشان دیکھکر کہا کہ ملکہ خبردار ہراس کو اپنے پاس نہ آنے
دینا نظر بخدا رکھنا دیکھو وہ عالم الغیب پردہ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہے جہانتک کہ تم سے
لڑا جائے لڑے جاؤ ہم تمہاری شراکت کو حاضر ہین انکی کیا اصل ہے کوئی دم مین سب کو مار
لیتے ہین یہ کہکر سب عیارون کو ہمراہ لیا اور جان بیچکر حقہ ہاے آتشبازی جو مارنا شروع کیے
وہ حقے جس ساحر کے سینے پر پڑے اُسکو جلا کے خاک کر دیا اور دھوان اُن حقون کا پھیلا
ہزارون ساحر اندھے ہوگئے اُن کو عیارون نے جوتیون سے مانند مور و ملخ کے مار لیا مگر اسپر
بھی وہ کم نہوئے اسوجہ سے کہ لاکھون گرے تھے کہانتک اُنکو عیار مارتے آخر کو مارتے مارتے
حیران ہوگئے اور تھک کر خود بھاگ کھڑے ہوئے یہ حال دیکھکر مہرخ نے بال اپنے سر کے
کھولدیے اور بلبلا کے زیر آسمان مصروف دعا ہوئی اور اس رباعی کو ورد زبان کیا رباعی

ای مظہر اسرار جلی ادرکنی
یا حضرت مرتضیٰ علی ادرکنی
ای معدن نور ازلی ادرکنی
عمریست کہ من ناد علی میخوانم

غرض مہرخ اس طرح سے دعا کر رہی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر
پونہچا ملکہ بہار سے جادو فرستادہ کوکب لاکھ سوار جرار سے آکر پونہچی اُس نے جو دیکھا کہ مہرخ
سے لڑائی ہو رہی ہے اور لشکر اسکا بد حواس ہے اکبارگی نیچہ سحر کو مع لاکھ سوارون سے پکڑا اور
اوپر سے گری دو چار ہی حملون مین لاکھون ساحر مار کر ڈالدیے قتل کرنا شروع کیا جب

اس خیال سے دم بخود رہے اور یہ سمجھے کہ وہ سردار جو ہمارے ساتھ آئے ہین یہ لوگ انھین کے
ہین ہماری مدد کو آئے ہین مگر اب جو دیکھا کہ لاکھون ساحر انھون نے ہمارے مار ڈالے بدحواس
ہو کر چلائے کہ ارے یارو یہ کیا ماجرا ہے دیکھو تو سہی کہ یہ لوگ کون ہین اور کسکی مدد کو
آئے ہین ہمارے طرفدار نہین معلوم ہوتے یہ تو ہمین کو قتل کر رہے ہین اس صدا کو
سنکر وہ بھی لڑنے لگے جمگلے مہرخ نے یہ ماجرا دیکھا حیران ہو گئی کہ یہ فوج کہان سے آئی
اور کاہیکو لڑنے لگی یہ سوچکر بزور سحر بلند ہو کر دیکھنے لگی کہ ملکہ گوہر تاجدار بھی آئی اسنے
دیکھا کہ ہمارے جادو سے تلوار غضب کی چل رہی ہے بس اسکو بھی تاب باقی نہ رہی وہین
سے نعرہ کیا کہ اے ہمارے جادو خبردار گھبرانا نہین مین آپہونچی یہ کہکر تلوار سحر کو نیام سے
لیا اور لشکر مسمار پر گرمی قتل کرنا شروع کیا ہمارے جادو قرار واقعی لڑ چکی تھی ملکہ
تاجدار کو دیکھکر الگ ہو گئی ملکہ تاجدار نے مثل برق جہندہ کے تڑپ تڑپ کر لڑنا شروع کیا
اسوقت ملکہ مہرخ نے عمرو سے کہا خواجہ سلامت ذرا جاکے آپ خبر لائین مجھکو یہ فوج
اور سردار کوکب کے معلوم ہوتے ہین عمرو ساتھ ہی سننے کے مثل برق اور باد کے بھاگا
اور صفون کو چیرکے عرصہ کارزار مین پہونچا تو دیکھا کہ تمام علم اور نشان کے پھریرون پر نام
کوکب کا لکھا ہے اور تعریف کوکب کی رقم ہے بس خوش ہو کر الٹے پاؤن پھرا اور جاکر
مہرخ کو خبر دی وہ سنکر شاد ہو گئی پھر لڑنے لگی دفعۃً ایک گرم ہوا آسمان سے پیدا
ہوئی اور وہ جو تھا ساحر کمان کش جادو مرکب سحر اڑا کر افراسیاب کے پاس سے پہونچا
اسکو حال لڑائی کا معلوم نہ تھا کہ کون لڑتا ہے کسکی فوج سے لڑائی ہو رہی ہے کہ کوکب
کی فوج کا کسیکو گمان بھی نہ تھا غرض اسنے دیکھا ہمارے ساتھ کے سردارون سے لڑائی ہو رہی ہے
نعرہ کر کے ارادہ کیا کہ اوپر سے چلکر مع لاکھ سوارونکے گرد یہ تصور کرکے بروئے آسمان آتا تھا
کہ ملکہ طاؤس زرین لباس سردار کوکب کی بھی آکر پہونچی اسنے دیکھا کمان کش
جادو نعرہ کرتے لشکر پر ملکہ تاجدار کے گرا چاہتا ہے فوراً نعرہ کیا او زنگاری اور خرسیاہ
روزگار کدھر آتا ہے کہان جاتا ہے مین بھی آپہونچی اس کلمہ کو سنکر وہ دلیر پھر اوپر مرکب سحر کے ملکہ
طاؤس سے لڑنے لگا اور فوج سے غٹ پٹ ہو گئی بروئے آسمان تلوار چلنے لگی اور قطرات

خون مانند قطرۂ باران کے زمین پر گرے سر کٹ کٹ کر مثل اولون کے دھڑا دھڑ گرنے لگے
اور بر روے آسمان شور وغل پیدا ہوا نارنج اور ترنج بھی چلنے لگے زمین اور آسمان دھوان دھار
ہوگیا تلوار زیر و بالا چل رہی ہے شور نشور قیامت برپا ہی اور یہ حال ہی کہ اوپر سے سر جو کٹکر
گرتا ہے تو نیچے والون کے دھڑ پر دھڑاکا ہوتا ہی اور کسی کا دھڑ کسیکے سر پر اور نیچے والی لوگون مین
سے اگر دھڑ کسی پر گرتا ہی وہ دبکر مرجاتا ہی صدہا لوگ اسی طرح مرگئے اور کسی کی تلوار اگر ہاتھ سے چھٹکر
گری جسکے سر پر پڑی اُسکے پار نکل گئی وہ جہنم کو چلا گیا کسیکے خود پر برچھی جو گری وہ رکاب اور زمین کو
توڑکر نکل گئی غرض فوج زمین پر جو لڑ رہی تھی اس حال کو دیکھکر ساری لڑائی اپنی بھول گئی سب آسمان
کی طرف متوجہ ہوے اس خیال سے کہ یہ بلاے آسمانی کیسی نازل ہوئی ہے خدا اس سے بچاے
کسواسطے اگر حریف سے جان بچ جاتی ہے بھی تیر آسمانی سے جان جاتی ہی یہ نیا ماجرا ہی اسکا
کیا علاج کرین یہ تو اس فکر مین تھے اور سارے لشکر مین تہلکہ برپا تھا کہ پانچوان سردار
افراسیاب کا سحر جادو بھی اگر پہونچا اسنے دیکھا لڑائی بر روے آسمان ہو رہی ہے دیکھا
کہ فوج کوکب کی آگئی وہی لڑ رہی ہے تب اسنے نعرہ کرکے دبادا اپنا ملکہ طاؤس پر ڈالا تھا کہ ملکہ
مشتری طلعت سردار کوکب کی آپہونچی اسکو دیکھکر ملکہ طاؤس کی فوج داہنے بائین
ہوگئی اور اسکی فوج کو راہ دی یہ فوج تازہ دم اگر گری کشتون کے پشتے لاشون کے انبار
لگا دیے قصہ کوتاہ کہانتک بیان کرون اسی طرح تمام فوج کوکب اور افراسیاب
کی آئی اور تلوار زور و شور سے بر روے آسمان چلا کی آخر کو لڑتے ہوے زمین پر آئے لاشونکے انبار
لگ گئے اور نعرہ سردارون کے ہونے لگے فوجین سمٹ سمٹ کر اپنے اپنے غول مین جدا ہوکر ملنے
لگین اور لڑائی گھمسانکی ہوئی عیار بھی حقہ ہاے آتشبازی کو داغ کر آگ برسانے لگے طائران
سحر نے جاکر افراسیاب کو اطلاع دی وہ بھی فوراً دوڑ پڑا یہان سب جنگ وجدل مین
متوجہ ہوے کہ اکبارگی دیکھا سب نے کہ رنگ آسمان کا دگرگون ہوگیا اور سارے مین سیاہی
پھیل گئی یہ ماجرا دیکھکر عمرو نے ملکہ مہرخ سے کہا خبردار ہو جاؤ افراسیاب آپہونچا مہرخ
تو عمرو کے کہنے سے طرف آسمان کے متوجہ ہوئی اور عمرو سب عیارون کو ہمراہ لیکے لشکر
سے نکل گیا اس عرصہ مین افراسیاب نے آکر دیکھا کہ لڑائی کا رنگ بے رنگ ہے

جلدی سے جو جو سردار مہرخ کے تھے انکو پنجۂ سحر مین پکڑ کر لے آڑا اور اپنی جانب کے سرداروں کو
چھوڑ دیا اور لیجا کر سبکو ایک مقام پر بزور سحر گنبد فولادی تیار کیا اور سب سرداروں کو
مہرخ کے مع مہرخ و لشکر کے بروے آسمان اندر اس گنبد کے قید کیا اور مثل سرپوش کے گنبد کو
سب کے اوپر ڈھانکدیا اور آپ اندر اس طلسم کے چلا گیا یہان جو تاریکی اور گرمی سبکو
معلوم ہوئی اور دھوان کثرت سے پھیلا سب کا دم گھٹنے لگا اور جانون پر بنگئی بلا الیہ جو جو
کہ ساحر زبردست اپنا اپنا سحر کرکے تھک گئے اور اڑ اڑ کر سارے گنبد مین ٹکرین کھائین
مگر کچھ نہ ہوسکا اور اس گنبد سے نہ نکل سکے آخر کو ناچار ہو کر دیکھا کہ اب سوا مر جانے
کے چارہ نہین ہی ہراس سبکو غالب ہوا اقتضاے کار حسب اتفاق وہ طائر سحر کہ جن کو کوکب
نے یہ حکم دیکر روانہ کیا تھا کہ منزل منزل کی خبر ہمکو پہونچانا وہ آکر پہونچے اور یہ ماجرا دیکھا کہ
مہرخ وغیرہ سب قید افراسیاب مین پھنسے ہین وہ فورًا اُبھاگے اور جاکر کوکب سکو اطلاع
دی وہ سنکر مثل برق جہندہ کے ایک آن واحد مین تڑپکر برابر اس گنبد فولادی کے آیا گنبد دیکھ کر
تیر سحر مارا وہ تیر اس گنبد پر لگا تو سہی مگر کارگر نہوا چھٹکر اڑ گیا کوکب نے جھلا کے گولہ فولادی
اس زور سے اُسپر مارا کہ اگر وہ گولہ کوہ پر پڑتا تو اسکو بھی ریزہ ریزہ کر دیتا اور کوہ سرمہ
ہو جاتا لیکن گنبد پر مطلق اثر نہ کیا اور گولہ بھی چھٹکر سرد ہو گیا جب تو کوکب غصہ آیا غضبناک
ہو کر تخت سحر سے اٹھکھڑا ہوا اور تڑپکر سوے آسمان بلند ہوا اور وہان سے مانند برق
بصورت شمشیر اس گنبد پر گرا تو اسطرح سے اس گنبد فولادی کو کاٹا جیسے چلتی کو تار کاٹتا ہے
بس دو ٹکڑے ہو گئے اور کھڑا کے گر پڑا اب جو مہرخ وغیرہ نے دیکھا کہ گنبد اڑا اور میدان
صاف ہے تلوارین تو سکے ہاتھو مین تھین فوج افراسیاب کو قتل کرنا شروع کیا
یہانتک قتل کیا کہ کشتون کے پشتے لگا دے اور سردارونکو تو افراسیاب اپنے پہلے
ہی لے گیا تھا فوج بے سردار کی تھی تاب مقاومت نہ لاسکی بھاگ کھڑی ہوئی بلکہ بہت
سے ساحر اسمیں صاحب فوج بھی تھے کہ دس دس بیس بیس سوار ان کے دائمی ملازم
تھے وہ سب مع اپنے ملازمون کے آکر قدمون پر مہرخ کے گرے اور اپنا اپنا قصور معاف کرا
کہنے لگے کہ ہمکو اب کچھ کام افراسیاب سے نہین ہم حضور کی تابعداری اور فرمانبرداری مین

حاضر ہین کسواسطے کہ افراسیاب اور سب سردار ہمکو موذی کیچنگل اور دستبرد سے زمین چھوڑ کر
چلے گئے بلکہ قید کر گئے کہ جسمین ہم بھاگ نہ سکین جنکو دیکھو سب مرکر رہجائین یا کہ مارجائین اب
یہ امیدوار ہم جان نثار ہین کہ ہمکو اجازت ہو کہ رکاب سعادت انتساب مین حاضر رہین مہرخ
نے اس کے جواب مین کہا کہ بھائیو تمھارا گھر ہے مین کیا تمکو منع کرتی ہون شوق سے تم میرے ساتھ
رہو کسواسطے کہ تم کوئی غیر تھوڑے ہو ہم اور تم تو ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین تم ہمسے خوب
واقف ہو اور مین تمسے آگاہ ہون کچھ احتیاج تمھارے پوچھنے کی نہین ہے مین ہر صورت سے حاضر
ہون غرض بہت سے لوگ تو شریک مہرخ کے ہوگئے اور بہت سے مارے گئے ہزارون بھاگ
بھی گئے اس مقام پر بعضون نے لکھا ہے کہ افراسیاب نے مہرخ کو مع لشکر کے اندر اس
گنبد فولادی کے قید کیا تھا اور بعضون نے یہ لکھا ہے کہ اسنے اپنے لوگون کو جائے امن
تصور کرکے اندر اس گنبد کے رکھا تھا کہ جسمین کوئی قتل نہ کرسکے اب جو کوکب نے آکر
انکو رہا کیا تو وہ سب جو جو کہ عقلمند تھے انھون نے اطاعت مہرخ کی قبول کی مہرخ نے
خوش ہوکر سب کو رکھ لیا بعد اسکے کوکب سے ملاقات کی اور بغلگیر ہوکر نقارے خوشی کے
بجواتی ہوئی اپنی بارگاہ مین داخل ہوکر صحبت عیش آراستہ کرکے ناچ و رنگ مین مصروف
ہوئی غرض آدھی رات گئے تک محفل عیش و عشرت برپا رہی بعد اسکے کوکب رخصت
ہوکر اپنی بارگاہ کو اٹھکر چلا تمام شاہزادیان بھی اسکے ہمراہ ہوئین یہ سیر مہرخ کے
بازار کی کرتا ہوا آگے بڑھا ایک میدان وسیع ملا اسنے اسکو طے کیا تو دیکھا کہ لشکر
میرا پڑا ہوا ہے اور جس مقام پر مین نے بازار کو کہا تھا وہان بازار ہین آراستہ ہین اور
جہان پر کہ بارگاہ کو حکم کیا تھا وہان بارگاہ استادہ ہے اور گرد خیمے ڈیرے بچھے قلندریان
اسکین راوٹی بارکیان اگندلے وغیرہ تمام برپا ہین کوسون اور منزلون تک لشکر پڑا ہی
سیکڑون نشان ہین اسی طور سے کہ جسطرح مین نے حکم دیا تھا غرض لشکر کو دیکھکر
نہایت خوش ہوئے اور اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے وہ شاہزادیان رخصت
ہوکر سب اپنے خیمون مین گئین اور آرام کیا ادھر کوکب روشنضمیر نے بھی استراحت
فرمائی جب صبح ہوئی تو اٹھکر ہاتھ منہ دھویا پان کھایا اسوقت خواجہ سلامت بھی

رونق افروز ہوئے اور کوکب سے کہا کہ مین غضنفر بن اسد کو گنبد توڑ کے اوپر سے
لے آیا ہون مگر ایک مقام پر بیہوش کر کے مین نے ان کو رکھا ہے اور کسی سے اظہار ابھی تک
نہین کیا اور نہ اس لڑائی مین ہوشیار کیا اس خیال سے کہ کچھ ضرورت نہین ہے مگر عنایت الٰہی
سے لڑائی بھی فتح ہو گئی اور تم بھی آ گئے ہو کوکب یہ سنکر شاد ہو گئے بند غم سے آزاد ہو گئے
اور ادھر اب حال بیان کیا جاتا ہے کہ ملکہ بران شمشیر زن جو برائے ملاقات آئی تھی
وہ قید ہو گئی تھی چنانچہ وہ اب ظاہر ہوئی غرضکہ ایک درہ پہاڑ پر دیکھا کہ آسمان سیاہ زمین
پر نظر آتا ہے اور آواز ظلمات آسمان سحر کی آتی ہے کہ اے مہرخ تم سب کو دو گھڑی مین
گھرا کر مار ڈالونگا بحکم افراسیاب جبکہ نام مہرخ کا رعد اور برق جادو نے سنا از بسکہ
ایک حالت عشق کی ملکہ مہرخ سے اور رعد و برق جادو سے قدیم تھی اور عمرو سے وہ ربط
محبت ہے کہ جسکا حد حساب نہین بے ساختہ رعد و برق جادو نے اپنا سحر کر کے ایک طرف کو
ایک ابر نمایان کیا اور ایک طرف سے کڑک کر بجلی اس آسمان پر گری کہ ظلمات
آسمان سحر کے دو ٹکڑے ہوئے اور وہ لاشہ سیاہ سامنے عمرو و مہرخ کے گرا اور آواز
دار و گیر کی بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من ظلمات آسمان سحر بود وہ تاریکی سب رفع
اب رعد اور برق و مہرخ و شکیل عمرو کے سامنے آ کر بیٹھے اور سبھون نے
گلے لگایا عمرو نہایت خوش ہوا رعد و برق کی ملاقات ملکہ بران شمشیر زن سے
کرائی اور گرم اختلاط ہو کر اب سب مہرخ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے عمرو و بران
و شکیل سب آ کر بیٹھے اس مین بران نے پوچھا کہ مدہوش ببر گیر کہان ہے سب نے
عرض کیا کہ آپ کے پیچھے گھبرا کر وہ بھی بارہ سو سوار لیکر روانہ ہوا تھا یہ سنکر ملکہ
بران شمشیر زن نے ایک ساحر کو مدہوش کی خبر کے واسطے بھیجا در کلمہ
مدہوش ببر گیر کے سنو کہ مدہوش ببر گیر کنارے دریائے ظلمات کے پہونچا کہ اسمین
زنا جادو اور ناقوس جادو ملازمان افراسیاب کو خبر ہوئی دو لاکھ جادوگرون
سے مقابلہ مدہوش ببر گیر مین آیا اور سامنا کیا غرض زنا جادو تو مدہوش ببر گیر
کے ہاتھ سے مارا گیا اور ناقوس جادو سے اور مدہوش ببر گیر سے سحر کی ٹکرین ہو رہی تھین

کہ دونون کے سر پھٹ گئے دیکھا کہ غش کھا کر گرے اور ادھر سے دو لاکھ ساحر ناقوس کا بار دیگر
ساحر بر کہ مدہوش کے تھے آپڑے اور تلوار چلنے لگی مگر بارہ سو جادوگر خاص کو کسب
روشنفیر کے تیار کیے ہوے تھے جسکے تلوار لگی دیکھا کہ اسکے بدن سے آتش پیدا ہوئی
ہزار ہا جادوگر ادھر کا جلا دیا دو لاکھ جادوگر ناقوس کے ساتھ کا مارا جا چکا تھا کہ حیرت
جادو آکر پہونچی اور وہ مدہوش اور ناقوس دونون کو اپنے ساتھ لے گئی یہ خبر
افراسیاب کو پہونچی اسنے عقاب کو دو لاکھ ساحرون سے روانہ کیا آکر جہان
میدان تھا وہان خیمہ کیا اسوقت وہ جادوگر ملکہ بران شمشیر زن کا جو خبر لینے چلا تھا
پہونچا اور خبر تحقیق کر کے پھرا اور آکر ملکہ بران شمشیر زن سے سب حال بیان کیا وہ
اٹھی اور سحر سے ایک گولہ آتش کا طرف آسمان کے روانہ کیا مہرخ و برق اور شکیل و
عمرو و برق فرنگی نے برق اور رعد جادو کو بارگاہ مین چھوڑا اور پیچھے پیچھے آپ روانہ ہو
مگر اول ملکہ بران شمشیر زن وہان پہونچی اور کچھ سحر کر کے دانی ماش کے زمین پر مارے عمرو
نے دیکھا کہ غول جانورون کا پیدا ہوا چشم تو جانورون کی زمردی ہے اور چہرہ لال کا یاقوت
رنگ اور ایک طرف ایک بچہ پیدا ہوا وہ بچہ ایک چھیبی نہایت پر تکلف لیے تھا
اسنے وہ چھیبی ہلائی جانورون کا غول عقاب جادو کے لشکر پر گرا اور جس ساحر
کے سر پر وہ لال بیٹھا بھیجا اٹھا گیا دو لاکھ جادوگر عقاب کے مارے گئے عقاب جادو
بھاگ کر افراسیاب کی بارگاہ کیطرف چلا ملکہ بران شمشیر زن آسمان سے نیچے
اتری مہرخ وغیرہ نے دوڑ کر بران شمشیر زن کی بلائین لین عمرو نے بہت تعریف کی
غرض عقاب جادو کے خیمے مین بران شمشیر زن مہرخ شکیل برق فرنگی
وغیرہ سب آکر بیٹھے عقاب جادو بھاگا ہوا افراسیاب کے پاس پہونچا اور سارا
حال اپنی فوج کے شکست کا افراسیاب سے کہا افراسیاب نے حکم دیا کہ ہان ظلمات
فیل دندان جادو جا اور بران شمشیر زن کو مع عمرو وغیرہ جتنے وہان ہین سب کو
گرفتار کر لا ظلمات فیل دندان سوار ہو کر چلا مگر وہان جو عمرو و برق فرنگی وغیرہ
بارگاہ مین مع ملکہ بران بیٹھے تھے انھون نے دیکھا کہ آسمان پر تاریکی سی نمودار ہے اور

چار طرف سے اندھیری چھا گئی عمرو نے گھبرا کر گلیم اوڑھ کر بھاگا اور برق فرنگی بھی ایک سمت
دامان کوہ مین جا کر چھپا لیکن لشکر بہران اور مہرخ نے دیکھا کہ چادر ظلمات پھیل گئی اور
سب جادوگردن نے دیکھا کہ ایک سمت ہاتھی بہت بڑا ہوا اسکے پیچھے بہت ہاتھی ہین انہون
نے آکر چار طرف سے خیمہ ملکہ بہران وغیرہ کا گھیر لیا عمرو نے برق فرنگی کے پاس جا کر کہا کہ
بیٹا سب قید ہو گئے چلو کچھ تدبیر کرین یہ کہکر عمرو مہرخ کی بارگاہ مین آیا برق چشمک زن
کو روتے ہوئے دیکھا عمرو نے پوچھا کیا یہ ماجرا ہے برق چشمک زن نے کہا
ظلمات فیل دندان کسی سے نہ مرے گا مگر ایک معشوق افراسیاب کی ہے
اسکے ہاتھون اسکی موت ہے یا سحر ملک کوکب روشن ضمیر کا ہو تو مارا جاے عمرو نے
کہا کہ اے برق چشمک زن انشاء اللہ تعالے ہم اسکو مار ینگے یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور
سمت صحرا چلا چند قدم چلا تھا کہ دیکھا سامنے کمین مین سے ایک ہاتھی مست جھومتا چلا آتا ہے
اور وہ عمرو کو دیکھکر کہنے لگا کہ اے عمر کیا مقدور تیرا جو ظلمات تک پہونچ سکے عمرو ادھر
پھر ابر جو اسی مین ایک سمت کو بھاگا جاتے جاتے دیکھا تو ایک طرف کچھ پہاڑ بیابان مین گھبرا کر
ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہان ایک چٹان پر تیمم کی سجادہ بچھا کر عصر کی نماز پڑھی اور تضرع
و زاری زور زور کر جناب باری ملتجی ہو کر بخضوع و خشوع پکارا کہ اے مالک میرے اسوقت
مین تو مدد کر ورنہ مجھ مور ضعیف سے اس مست ہاتھی کا کیا مقابلہ ہو سکتا ہی یہ کہتے کہتے
عمرو کو غنودگی آئی اور سو گیا خواب مین دیکھتا کیا ہی کہ کسی شخص نے آواز دی اے عمرو
دامن پہاڑ کیطرف جا وہان تیرا مطلب ہوگا عمرو گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور بموجب الہام
غیب دست راست کو روانہ ہوا دیکھا کہ پہاڑ مین راستہ ہی جب اس پہاڑ مین گیا دیکھا
کہ ایک میدان دو سو کوس کا نظر آیا اور جا بجا اسمین مکانات اور عمارات نظر آتے ہین
اور دروازہ ایک ہے عمرو ایک رنڈی کی صورت بنکر چلا کیا دیکھتا ہی کہ چار سو
عورتین پریزاد در در گوش مرصع پوش اسمان کیطرف سے اڑتی ہوئی آتی ہین اور
سو سو اسو ہاتھی ہین کہ ان پر بارگاہ لدی ہوئی خیمہ خرگاہ بار ہے وہ سامنے ایک
زمین پر اترے اور بارگاہ کھڑی ہوئی اور سقے آب پاشی کر گئے بعد ازان کچھ حاجب

چوبدار آگے آگے بڑھتے ہوئے اور بیچ مین ایک تخت مکلل بجواہر اسپر ایک شہزادی بیٹھی ہوئی
ہو تجمل ہوتا ہوا اور گرد و پیش چار سو ساڑھے چار سو پریزاد اس بارگاہ مین آکر مجلس آرا ہوئی
عمرو بھی ایک لونڈی کی صورت بنکر سامنے ملکہ کے کھڑا ہو گیا وہ ملکہ ایسی خوبصورت ہے
کہ عمرو بھی بہ نگاہ حسرت دیکھتا ہی غرض اب ناچ رنگ گانا بجانا شروع ہوا تب عمرو
بھی ایک گائن بنکر کو جا بیٹھا اور نے نوازی کرنے لگا اسنے جو آواز سنی بیکل ہو گئی اور تمام
مجلس بیتاب تھی کہ ملکہ صاحب مکان نے اس نے نواز سے پوچھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا
کہ مین مصور جادو کی لونڈی ہون ملکہ نے کہا کچھ گاؤ عمرو نے پھر بانسری اٹھائی اور ایسا
بجایا کہ تمام صحبت والیون کو محو مطلق کر دیا چنانچہ ملکہ کا نام شکوہ زرین قبا ہے جب
عمرو بانسری بجا چکا تب ملکہ ہنسی اور ہاتھ پکڑ کے کہا کہ کوئی تھوڑا سا پانی لائے عمرو یہ جانتا
تھا کہ ایک لونڈی نے ایک گلاس مین یاقوت کے پانی لاکر دیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے کچھ سحر
کرکے ایک چھینٹا پانی کا عمرو کے منھ پر مارا اصلی صورت عمرو کی نکل آئی ملکہ نے کہا کہ کیون اے
عمرو سارباں زادے تو اپنی جان کو ہاتھ پر رکھے پھرتا ہے خیر تجھے یونگی یہ کہکر تخت پر اپنے ساتھ
عمرو کو بٹھا کر اشارہ کیا کہ وہ تخت پرواز کرکے چلا اور جو ساتھ والیان سب روانہ ہوئین کوئی دم کے
بعد عمرو نے جو دیکھا تو ایک بارگاہ مین پہاڑ پر اترا اور اسوقت شام بھی ہو گئی ہے کہ باغ مین وہ
بارگاہ ہے ملکہ وہان چار چھ گھڑی تک جلسہ دیکھکر پلنگ پر دراز ہوئی اور عمرو کو ایک پلنگ پہ
سلایا مگر بقید سحر رکھا کہ کہین بھاگ نجائے جب آدھی رات کا عمل ہوا تب ملکہ نے محبوب سے کہا
کہ چلو پہاڑ پر چلکے شب ماہ کی سیر دیکھیں اور عمرو سے بانسری سنین یہ کہکر ملکہ نے محبوب کو
ساتھ لیا اور عمرو کو جگا کے بلایا اور ایک پہاڑ پر جاکر فرش آراستہ کرایا اور عمرو وہان گایا اس
اثنا مین عمرو اور شکوہ زرین قبا اس پہاڑ پر سے اترکے واسطے مقابلہ فیل دندان کے آئے
اور مرزان و عمرو اور ماہ تاجدار بھی ساتھ ہے دو گھڑی کامل لڑائی سحر کی رہی کہ ایک
مرتبہ وار ماہ تاجدار کے خالی دیکر ظلمات فیل دندان نے کچھ ایسا سحر کیا کہ چادر سیاہی
کی ماہ تاجدار پر گری اور مع عمرو و مرزان و ماہ تاجدار قید مین آ گئے جو عالم کہ ملکہ
بران کا ہوا تھا وہی حال ماہ تاجدار کا بھی ہو گیا اور بعد قید کرنے کے نامہ افراسیاب کو

اس مضمون کا لکھا کہ مین نے ماہ تاجدار و عمرو اور مرزان جادو اور لاکھ ساحر گرفتار کیے ہیں
پہلے ملکہ بران شمشیر زن کو قید کر چکا ہون اگر آپ تشریف لائین تو ان کے قتل کی تدبیر ہو جب یہ
نامہ افراسیاب کو پہونچا نہایت خوش ہوا اور کہا کہ کل جا کر سب کو قتل کر دونگا جب حال
گرفتاری کا ماہ تاجدار کی باغبان قدرت نے سنا اسنے افراسیاب سے ملکہ
شکوہ زرین قبا کی تقصیر معاف کرائی اور مع محبوب شکوہ زرین قبا کو رخصت کیا
غرض جس مکان مین شکوہ زرین قبا رہتی تھی وہان محبوب آئی اور سارا حال سب بیان
کیا کہ فقط اس جرم پر قید افراسیاب نے کیا تھا اب میرا ارادہ ہے کہ ظلمات قتیل دندان
کو مار کر ماہ تاجدار کو چھڑاؤن محبوب نے ہر چند منع کیا مگر ملکہ نے نہ مانا غرض یہ دونون وہان سے
روانہ ہوئین دو پہر رات کو کوہ نیلم سے اتر کر سمت ظلمات بتعجیل تمام چلین کہ ایک آواز آئی
کہ تیری کنیز حاضر ہون اے ملکہ خوشی کرو کہ ملکہ سہیل جادو آئی ہے ملکہ جو ملتفت ہوئی دیکھا تو اسنے
حلقہ کمند کے محبوب اور ملکہ کے گلے مین ڈالے اور دونون بیہوش ہو کر گرین اسنے آواز دی کہ تم
صرصر شمشیر زن نے پشتارہ دونون کا لیکر افراسیاب کیطرف روانہ ہوئی از بسکہ صبح ہو گئی تھی
افراسیاب کی بارگاہ تک پہونچنا مناسب نہ جانا کوئی دو گھڑی دن چڑھا تھا کہ مصور جادو
کی بارگاہ مین پہونچی سامنے مصور جادو کے آکر پکاری کہ اے مصور جادو اپنے دل مین کچھ
اندیشہ نکر نا جرات اور مردانگی سے مین شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو کو پکڑ لائی ہون یہ کہکر
اور پشتارہ کھولکر سامنے دونو نکو ڈالدیا صورت نگار کو خوف آیا اور کہنے لگی کہ قدرت خدا
کی ہے کہ ملکہ شکوہ زرین قبا کا کیا مرتبہ ہے یہ سوچ کے ملکہ کو ہوش مین رفع بیہوشی دیکر لائی اور
برابر اپنے تخت کے بٹھایا جیسے ہی ملکہ شکوہ کو ہوش آیا محبوب کو دیکھا کہ ساتھ ہی سحر کرکے مع محبوب
سمت آسمان روانہ ہوئی مصور جادو گھبرا کر پیچھے دوڑ پڑا برابر ملکہ کے پہونچکر ایک سل سحری
ملکہ پر ماری ملکہ نے دیکھا کہ میرے پیچھے سحر کی سل آتی ہے اسی حالت مین سحر جو کیا تو وہ سل ریزہ ریزہ
ہو کر بارگاہ مین مصور جادو کے گری اور پچھے سر پر سنگریزہ لگا جان سے جاتا رہا ایک پتھر
مصور جادو کے بھی لگا سر مصور جادو کا پھٹ کر لہو بہنے لگا یہان سب گھبرا کے
بھاگنے لگے ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب دونون بھاگ کر صحرا کیطرف روانہ

ہوتی ہیں اب دو کلمے داستان افراسیاب کے سنیے کہ اسنے چار لاکھ جادوگروں سے قیصر جادو
کو روانہ کیا کہ جا کر ماہ تاجدار وغیرہ اور مرزان جادو سب کو قتل کر کے سر انکے میرے پاس لا
قیصر جادو فوج لیکر جہاں بارگاہ ماہ تاجدار کی تھی پہونچا اور پہلے وہ جو دو لاکھ جادوگر ماہ
تاجدار کے تھے انپر آگرا ہر چند کہ وہ فوج بے سردار تھی لیکن بناچاری لڑی زخمی ہوئی اور بھ
بھاگ کھڑی ہوئی قیصر جادو نے بارگاہ ماہ تاجدار کی لٹوا کے ارادہ چلنے کا کیا لیکن جدھر
فوج زخمی ہو کر بھاگی جاتی تھی قضا کار اسطرف سے ملکہ ماہ تاجدار اور محبوب صحرا میں آتی
تھیں ملکہ نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہے لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ ملازم تھے ماہ تاجدار کے قیصر جادو
نے آکر ہمکو مارا اور بارگاہ چھین کرے جاتا ہے بس یہ سنتے ہی ملکہ ماہ تاجدار نے سحر کیا اور
مانند برق کے قیصر جادو پر آئی اور پکاری کہ اے قیصر کہاں جائیگا قیصر جادو نے ماہ تاجدار
کو دیکھکر ایک نارنج سحر کا مارا کہ ران پر آکے لگا اور لہو جاری ہوا ملکہ نے کچھ چٹکی لہو بھر اپنے
خون سے ایک سوار بنایا اور تلوار اسکے ہاتھ میں دیکے کہا کہ مار تو قیصر اور اسکی فوج کو
بس اتنا سنتے ہی وہ سوار ملکہ کا مع تلوار فوج پر قیصر کی گرا اور جیسے دوڑکر اسنے تلوار ماری
دو ٹکڑے ہوتا رفتہ رفتہ ہزاروں جادوگروں کو مارکر برابر قیصر کے پہونچا ہر چند قیصر جادو
نے سحر کیا اور اپکو بچایا لیکن اس سوار نے آتے ہی ایک تلوار ماری کہ قیصر جادو سیدھا جہنم کو
پہونچا پھر تو یہ حال تھا کہ جدھر وہ سوار تلوار پکڑ کر جا پڑتا تھا صفیں کی صفیں الٹ جاتی تھیں
غرض ایسا لڑا کہ تین پہر کے عرصے میں دو لاکھ ساحروں کو مار کر بھگا دیا ساری فوج قیصر جادو
کی بھاگی ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو فتح کر کے بارگاہ میں ماہ تاجدار کی جا بیٹھیں
اور بارگاہ آراستہ کرا کے بیٹھیں اور بعد اسکے چالیس پتلیاں سحر کی تازہ پیدا کر کے ایک ایک کے
ہاتھ میں آئینہ دیا کہ وہ منھ اپنا دیکھنے لگیں بعد ازاں لڑوا نے ماش کے پھر کران ؛
پتلیوں پر مارے کہ وہ پتلیاں خنجر کی نکلیں اور سوار کے گلے میں موتیوں کا مالا اتار کے
ڈالدیا اور سحر کیا کچھ کہ وہ سوار اوپر بارگاہ کے آیا اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوپر بارگاہ کے
لکھوکھا ستارے ہیں اور بیچ میں ایک چاند جلوہ گر ہے غرض یہ بنا کر آپ اور محبوب روانہ ایک طرف
کو ہوئیں جب خبر افراسیاب کو قیصر کے مارے جانے کی پہونچی افراسیاب نے

اب شکوہ زرین قبا جادو و محبوب جادو تو بچھو ٹکر ایک درہ کوہ لاجورد مین آئین
کہ دم بھر شہر مین دم لین مگر یہان زمین ادھا عمل افراسیاب کا اور ادھا کوکب کا ہی غرض
وہان آکر سحر کی تیاری مین مشغول ہوئین لیکن حیرت حضور مین ملکہ افراسیاب کے آئی سب
احوال ملکہ شکوہ کا بیان کیا اسوقت افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ تو جا کر انبار لشکری یہ لگا
واسنے طرف لگایا صبح کو ملکہ شکوہ کو مع یاسمین جلاد و لنگا حیرت جادو نے یہ سنکر طلسم ہوشربا مین
بموجب حکم افراسیاب کے لشکریون کا انبار کروایا اور یہان افراسیاب ملکہ شکوہ کے بلگی
روانہ ہوا لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہے کہ شہزادہ غضنفر بن اسد جو صحرا مین بعد برق کے آئے قران
نے اسنے کہا کہ اے شہریار ایک جادوگر ہے کہ اسنے ہم سبکو قید کیا ہی مع عمرو و جہرخ کی اگر حضور
اسے مارین تو کچھ احوال معلوم ہو شاید ملکہ اسی کی قید مین ہون غضنفر تیغ پکڑ کر اٹھا اور مرکب
باد خود پہ سوار ہو کر قران کو اپنے ساتھ لیکر دم بھر مین برابر ظلمات کے پہونچا اور تیغ دندان
خنگان علم کر کے اس اندھیرے مین یہ معلوم ہوتا تھا شب تیرہ و تار مین ایک چاند نکل
آیا ہے اور ادھر سے ظلمات فیل دندان نکلکر سامنے غضنفر کے سحر کرنے لگا غضنفر
بن اسد کے پاس انگشتری مہرو ماہ ہے کہ اس پر کوئی سحر اثر نہین کرتا غضنفر نے یاعلی اور
کہکے اپنے مرکب کو برابر ظلمات کے ملا کر ایک تیغ ماری کہ سر کے دو ٹکڑے کر کے خنجر کمو لیتا ہوا
گردن سے مثل قطرہ سیماب کے نکلکر صندوق شکم کے دو ٹکڑے کرکے اور گردنامہ کے تلے سے اس
ساحر کے تیغ نکل گیا آواز گیرو دار کی بلند ہوئی کہ مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم افسوس
کشتی مرا نام من ظلمات فیل دندان بود اور بعد گھڑی بھر کے روشنی چار طرف سے نمایان
ہوئی ایک سمت سے مہراوج عیاری جہرخ اور شکیل جادو اور ملکہ بران شمشیر زن غرض
جتنے قیدی تھے سب ساحر کمبخت سے چھوٹے انھون نے دوڑ کر غضنفر کی بلائین لین عمرو نے غضنفر کو
گلے سے لگا لیا غضنفر نے جب اپنی معشوق کو وہان نہ پایا اسی حالت وحشت مین باگ اٹھائی اور
ایک سمت روانہ ہوا قران اسکو مجنون جانکر دوڑا باقی جہان بیٹھے تھے وہین حالت پر غضنفر کی
افسوس کرتے تھے اب اور حال سنیے کہ یکایک چمن تیار ہوئے سحر کے اور عمرو نے دیکھا کہ ایک معجزہ کی
جبلی وہ چمن ہرے ہوئے اور ایک ایک مع عمرو و بران اور شکوہ و مجلس آرا و جہرخ اور شکیل

بہار جادو و ماہ تاجدار چمن مین کھڑے ہین پھر دیکھا کہ ایک ایک گھڑی فولاد کی بڑی ہری سبھون
نے وہ کھرپیان لے لیکر گھاس چمنون کی چھیل کر گننے لگے کہ دیکھین کون جلد گھاس چمنون کی چھیلتا
ہے غرض یہ سحر باغبان قدرت جادو وزیر افراسیاب جادو کا ہے کہ سب اسمین مجبور
ہو گئے ہین دو دو کلمے داستان کوکب روشنضمیر کے بیان ہوتے ہین کہ کوکب کو خبر ہوئی اسنے سیلان
جادو اور قہربان کو روانہ کیا اور ملکہ زبردست جادو کو بھی روانہ کیا اور یہ سب لشکر شہر مین طلسم مین
اگر ادو کلمے افراسیاب کے سُنیے کہ افراسیاب نے صنعت سحر ساز اور باغبان کو بلایا اسوقت
مصور بھی آیا اور افراسیاب کو مجرا کیا افراسیاب نے مصور کو داہنی طرف کا مختار کیا اور صنعت سحر ساز
کو بائین طرف کا مالک کرکے روانہ کیا یہ تو گئے مگر باغبان قدرت کیطرف دیکھکر کہا کہ تو قوت بازو میرا
ہے مین کچھ تجھسے کہونگا ٹھہر جا یہ کہکر افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے اپنے سر کو تن سے اکھیڑا اور آواز دی
کہ اے باغبان مین غلام ہون افراسیاب کا جو بیس برس سے اسنے مجکو قائم کیا تھا اپنے مقام پر
اور آپ خدا پرستون کی فکر مین گیا ہے لیکن وہ یہان کی لڑائی سے غافل نہین اُسکو سب یہان کا حال
مفصلًا و مشروحًا معلوم ہے خبردار آج وہ تشریف لائیگا یہ کہکر وہ جلا اور خاک ہو گیا لیکن ایک جانور
اُس خاک سے نکل کر سیدھے آسمان اُڑ گیا باغبان قدرت یہ تماشا دیکھکر حیران صحرا کو دیکھ رہا
تھا دیکھے تو سامنے ابر سرخ پیدا ہوا اور ہوا سرد چلنے لگی زمین مین زلزلہ آیا اور زمین پھٹ گئی
دیکھا باغبان قدرت نے ستر بادشاہ تاج شاہی برسر و جارقب شاہنشاہی در بر ہاتھون مین
مورچھل لیے ہوئے زمین سے نکل کر سمت آسمان گئے اور کچھ بات نہ کی پھر الغیاث کی آوازۂ عہد
کے آئی اور ایک پریزاد نے کرسی الماس کی لاکر بیچ میدان مین بچھائی اور اُس ابر سرخ سے ایک لکہ
ابر نمایان ہوا اور اُس کرسی پر سے آواز آئی کہ منم افراسیاب جادو غرض وہ بادشاہ کہ جو زمین سے
نکلے تھے سب گرد اُسکے مورچھل ہلاتے چلے آتے ہین باغبان کو پھر آواز سنائی دی کہ اے باغبان
قدرت حکم ہمارا یہ ہے کہ خبردار رہنا سامنے طلسم کے یہ کہکر وہ کرسی طرف آسمان کے روانہ ہوئی
اور وہ ستر بادشاہ پھر زمین غرق ہو گئے باغبان قدرت یہ ماجرا دیکھکر دنگ تھا اور اسی
پریشانی مین صنعت سحر ساز کے مکان پر آیا خیمہ مین صنعت سحر ساز کو نہ پایا دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ وہ زرد کیطرف گئی ہے باغبان قدرت اُدھر چلا غرض راہ مین ملاقات ہوئی باغبان قدرت نے

صنعت سحر ساز سے کہا کہ افراسیاب کا یہ ماجرا میں نے دیکھا صنعت سحر ساز نے کہا کہ ابھی
میں نے بھی یہی تماشا دیکھا ہی غرض صنعت سحر ساز اپنے مکان کو گئی اور باغبان قدرت گلچین
کے مکان کی طرف روانہ ہوا گلچین جادو جو بروی باغبان قدرت کی وہان جاکر باغبان نے
ایک جادوگر کو دیکھا کہ بیٹھا ہی دو قدم بھر کے ہنسا اور گیند پھولون کا اس جادوگر کے سامنے
باغبان نے پھینکا پھول بکھر گئے وہ جادوگر پھول چننے لگا باغبان قدرت نے پوچھا تو کون ہی
اُس نے کہا میں برق فرنگی ہون باغبان قدرت نے اسکو قید کیا اور آگے روانہ ہوا راہ
میں ضرغام کھڑا تھا مگر چھپا ہوا جیسے ہی باغبان قدرت برابر پہونچا ضرغام نے حلقہ کمند کے
مارے جھٹکے کے ساتھ ضرغام کی آنکھ جھپک گئی جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ کمند ایک درخت پر گری ہی
ناچار اس نے کمند کو کھولا وہین باغبان قدرت نے وہی گیند پھولون کا اُسپر بھی پھینکا اور پکارا تو
کون اُس نے کہا ضرغام شیر دل عیار ہون باغبان نے اسے بھی قید کیا آگے روانہ ہوا گلستان
میں چلا مگر آگے آگے تو باغبان جاتا تھا اور پیچھے پیچھے قران حبش تھا باغبان پہاڑ میں پہونچا
اور قران نے دیکھا کہ جانسوز بن قران آیا لگا تمین کرنے قران کی ذرا آنکھ بچی دیکھا جانسوز
نے قران پر ساتون حلقے کمند کے مارے ساتھ ہی حلقے پڑنے کے قران یون حلقون مین سے نکل گیا
جیسے حلقۂ چشم سے نگاہ نکل جاتی ہی مگر قران نے جو حلقہ کمند کے مارے تو وہ چارون شانے چت
گودکر قران چھاتی پر بیٹھا پوچھا تو کون ہی اس نے کہا میں صبا رفتار غرض قران نے اسکو باندھ کر
ایک درخت سے چھوڑ دیا اور آپ آگے روانہ ہوا پیچھے قران کے صرصر شمشیرزن پہونچی اس نے
صبا رفتار کو درخت سے بندھا دیکھا احوال سنکر اسے چھوڑایا اور یہ بھی چلی مگر قران جاتے جاتے
ایک پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں کی فضا کا کیا کہنا اور اسطرف کو ایک دیوار شیشے کی دیکھی قران پہاڑ
سے اُتر کے اس دیوار کے قریب آیا دیکھا کہ وہان ایک غار ہی قران اُسمین گیا مگر باغبان قدرت
گلچین کے مکان پر آیا اور دستک دی چنانچہ اُس مکان کی سب زمین شیشے کی تھی وہ زمین
ہٹتی اور گلچین جادو نکلی باغبان نے احوال افراسیاب کا سب اس سے کہا ابھی بیٹھا تھا
کہ آواز آئی اے باغبان افراسیاب نے تجکو یاد کیا ہی دربار سے نزدیک ہی بس یہ سنتے ہی
باغبان قدرت سوار ہوا دربار کے نزدیک گیا دیکھا کہ شہریار گاہ تماشی کی کھڑی ہی اور گرد

فوجین پڑی ہین اور بازار آراستہ ہوتا جاتا ہے ایک آدمی سے باغبان قدرت نے پوچھا کہ بارگاہ افراسیاب کی کونسی ہے اُس نے کہا یہ بارگاہ ہے اُس کے غلام گئے ہین جو سترباد شاہ سو رچھل کرنے ہین ایک پنجہ باغبان کو اڑا کے روانہ ہوا اور ایکدم مین میدان مین جا کر اُتارا باغبان قدرت نے دیکھا کہ گرد ہرے ہرے درخت ہین اور اُن مین پھول نرگس کے لگے ہین بیچمین میدان خالی ایک تخت پر چار پریزاد لیے ہوے آسمان سے زمین پر آئے ہین اُسپر ایک پتلہ الماس کا بیٹھا تھا اُس نے کہا ای باغبان قدرت اسنے کہا حاضر وہ پتلہ بولا سن افراسیاب ای نمکحرام تو نے عمرو کو قید کیا سر کیون نہ کاٹا جلد جا اور سر کاٹ لا اس نے کہا بہت خوب یہ کہکر باغبان قدرت عمرو کے سر کاٹنے کو پھر روانہ ہوا خیال مین گذرا کہ ذرا چلکر گلچین کے پاس ہو آؤن ایکدم مین اپنے مکان کو آیا اور گلچین جادو سے کہا کہ مین عمرو کا سر کاٹنے جاتا ہون ہرچند اُس نے منع کیا اس نے نہ مانا تب گلچین جادو نے کہا قران تیرے پیچھے لگا ہی یہ کہکر باغبان اور گلچین دونون ایک میدان مین پہنچے اور ایک جادوگر کو نقب مین سے گلچین نے نکلتے دیکھا پکاری یہ قران ہے لیکن قران بھاگا گلچین اور باغبان قدرت حیران رہگئے دو کلمہ داستان سیلان و قہرمان جنکو کوکب نے بھیجا ہے بیان ہوتے ہین کہ جب وہ طلسم مین چار لاکھ جادوگر سے آئے یہ خبر افراسیاب نے سنکر سحران دونون پر ایسا کیا کہ آپس مین لڑنے لگے اور دونون طرف سے فوجین آپس مین لڑکر ماری گئین اور سیلان و قہرمان لڑکر زخمی ہوگئے کہ پیچھے سے ملکہ زبردست جادو بھی وہان پہونچی اور یہ تماشا دیکھکر سیلان و قہرمان دونون کو اُسی حالت زخمداری مین اٹھا کر کوکب کے پاس لائی اور سب ماجرا بیان کیا حکم ہوا کہ انکو دربار صحت پر لیجاؤ بعد اس کے کوکب نے مرجان جادو سے کہا کہ عمرو کو لاؤ مرجان زبردست عمرو کو لینے کو چلی اور عمرو کے لانے اپنے مکان کو گئی دو کلمہ داستان باغبان کے سنیے کہ آگے آگے تو باغبان اور پیچھے پیچھے قران جاتا تھا قران نے برابر ہو کر ایک بغدا اُسپر مارا اگر کچھ اثر کیا قران تو نکل سحر کیطرف بھاگا اور باغبان وحشت زدہ چار طرف دیکھنے لگا اُسوقت مرجان زبردست ایک پنجہ عمرو کی کمر مین ڈالکر قید سے سوے آسمان لے نکلی باغبان نے اپنا منھ پیٹ لیا اور کچھ نہ بن سکا نا چار

سمت صحرا روانہ ہوا کہ اسمین چالیس ساحر آتش بدن ہاتھون مین زنجیرین لوہے کی لیے ہوے
پہونچے اور آتے ہی باغبان نے سحر کیا اُن پر اثر کیا اور وہ پکارے کہ ہم غلام افراسیاب
کے ہین یہ کہتے ہوے الدم مین اُس پار دریاے نور کے پہونچے سترہ بادشاہون کی بارگاہین
کھڑی تھین سلیمان تاجدار کے پاس کہ شاہون کا مالک ہے غرض وہ جادوگر باغبان کو پکڑ کے
ہوے ایک جنگل مین لیگئے وہان آسمان سے ایک تخت اُترا افراسیاب بانقبل نیلے کے تھا پکارا
کہ اے باغبان تجھے ہمارا بھی خوف نہ آیا کہ تو نے عمرو کو قتل نہ کیا اور پنجے پیدا ہوے کہ دو کوڑے
وہ پنجے لیے تھے وہ باغبان پر پڑنے لگے باغبان توبہ توبہ کرتا تھا کہ وہ پنجے غائب ہوگئے اور زمین
سے ایک ساحر نکلا اور باغبان کو سامنے اُٹھا کر افراسیاب کے پاس لایا اسوقت افراسیاب
کی تپلی نے ایک ٹھوکر باغبان کے ماری پھر جو باغبان دیکھتا ہے تو ایک دریا مین ڈوبتا جاتا ہون پھر کچھ
بعد کنارے جا نکلا وہان سواری بادشاہ کی ایسی کھڑی ہے مع تخت کے غرض سواری کے
لوگ دوڑے اور باغبان قدرت سے کہا کہ آپ کو سلطنت عنایت ہوئی پوشاک پہنا کر باغبان کو
تخت پر سوار کیا باغبان حیران تھا کہ ایک جادوگرنی آئی اور مجرا کر کے کہا کہ افراسیاب نے
تمکو اس ملک کا بادشاہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کچھ خیال نکرنا کارخانہ ہماری قدرت کا ہمین خوب
جانتے ہین اور کسیکو نہین معلوم نیکی بدی اپنے سے ہوتی ہے یہ کہکر وہ ساحرہ باغبان کو اسی محل
مین لیگئی اور اُس عورت کا نام ملکہ رستم جادو ہے ہمراہ لیکر باغبان کو آئی باغبان وہان آکر
بارہ دری مین بیٹھا ناچ اور رنگ ہونے لگا ادہر ملکہ گلچین جادو کے سُنیے کہ گلچین کو خبر ہوئی کہ
باغبان قید ہوا بدحواس ہو کر دریاے نور کے کنارے آئی ایک شخص سے پوچھا باغبان پر کیا گذری
اُس نے کہا مارا گیا گلچین یہ سُنتے ہی روتی ہوئی صحرا کیطرف جاتی تھی قریب ایک پہاڑ کے جادوگر سامنے
آیا گلچین نے دیکھ کر کہا اے قران مین نے تمکو پہچانا اور مین ایکی لونڈی ہی کرونگی کس لیے کہ میرے
خاوند کو افراسیاب نے مار ڈالا اب اگر آپ شریک ہو جیے تو مین چلکر افراسیاب کو مارون اور بدلا
اپنے خاوند کے خون کا لون قران نے سوچا کہ ڈالی تو بڑی ہے یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ یہ تمہاری
شریک ہوئی جاتی ہے ایسی گفتگو گلچین اور قران سے ہوئی غرض گلچین قران کو لیکر اُس پار دریاے
نور کے پہونچی دیکھا کہ نیچ پڑی ہے اور سترہ بارگاہین کھڑی ہین بیچ مین ایک بڑی سی بارگاہ سلطان تاجدار

لی ہے کہ یہ سب بادشاہون کا مالک ہے اور سب بادشاہ اسکی اطاعت کرین اور بالعموم اسکو سمجھتے ہین
غرض یہ دونون اس فکر مین ٹھہری کہ آج رات کو اسکی تلاش کرینگے اور قران جادوگر کی شکل بنا کر
فوج مین چلا اور گلچین زمین مین غرق ہو کر ساتھ قران کے ہوئی وقت شام کو قران نے دیکھا ایک مجہولی
رنڈیون کی طرف سلیمان تاجدار کی بارگاہ کے جاتی ہے اور پیچھے اُسکے ایک لونڈا گڑگڑی لیے ہے
غرض کہ قران نے اُس لونڈے کو بیہوش کیا آپ اُس لونڈے کی صورت بنکر پیچھے مجہولی کے
روانہ ہوا ایکدم مین بارگاہ کے دروازے پر پہنچے وہ مجہولی ٹھہری اور وہ رنڈی پکاری کہ نور اللہ
جلد آ اُس نے کہا حاضر غرض وہ لونڈا نور اللہ یعنی قران ساتھ اُنکے داخل بارگاہ ہوا پہر رات گئی
تھی کہ فقیر اللہ ایک فراش تھا اُسے حقہ کی تلاش ہوئی وہ اُس لونڈے کے پاس آیا اور حقہ پیا
پینے کے ساتھ ہی بیہوش تھا کہ نور اللہ لونڈا یعنی قران اپنی صورت تبدیل کرکے اب فقیر اللہ فراش
بنا اور اپنی شکل اُس فراش کو بنا کر محفل مین داخل ہوا اور گلگیر سے گل کترنے لگا ایک دو گھڑی
کے بعد آنکھ فقیر اللہ کی کہ جواب نور اللہ بنگیا ہے کھلی کیا دیکھتا ہے کہ مین جوتیون کے پاس
بیٹھا ہون گھبرایا اور منھ پر جو اپنے ہاتھ پھیرتا ہے تو داڑھی مونچھ نہین حیران ہوا اور چلایا کہ مین فراش
بادشاہ ہون ایک رنڈی نے مار کر کہا تو دیوانہ ہوا ہے تجھے افراسیاب سے کیا کام اُس لونڈے نے
کہا او حرامزادی تو کسے مارتی ہے مین فقیر اللہ فراش ہون اُس نے کہا موئے تجھے کیا ہو گیا ہم
مین نے تجھے ٹکڑے کھلا کے پالا ہے آج تو فقیر اللہ فراش بنگیا غرض غل ہوا اور یہ خبر سلطان
تاجدار کو ہوئی اُس نے اپنے سامنے بلایا اور پوچھا اس نے کہا کہ مین حقہ پینے اُس
لونڈے کے پاس گیا تھا خدا جانے کیا ہو گیا پھر فقیر اللہ فراش کو لوگون نے دیکھا گلگیر سے
شمعون کے گل کترتا پھرتا ہے لیکن سلطان تاجدار نے حکم کیا کہ اس لونڈے کو قید مین رکھو
باقی باتین فقیر اللہ اصلی اور فقیر اللہ نقلی اور حیرانی لوگون کی کیا بیان ہون غرض فقیر اللہ نقلی
حضور مین حاضر دو پہر رات تک رہے کہ اسمین سلطان تاجدار نے آرام کیا چار گھڑی
رات باقی تھی کہ اُسوقت فقیر اللہ نقلی یعنی قران نے دیکھا کہ سلطان غافل سوتا ہے کچھ عیاری
مین بیہوشی رکھ کے برابر سلطان تاجدار کی ناک کے لایا دفعتہً کسی نے ایک چھینکی اُدھر قران
سنگھا دی کہ بیہوشی گر پڑی اور سلطان تاجدار کو کسی نے چونکا دیا کہ سلطان اُٹھ بیٹھی

اور پکارا کہ لو کون ہی قران نے ایک خنجر سلطان تاجدار پر مارا مگر اسے مطلق اثر نہ کیا سلطان
تاجدار خنجر کھا کر پکارا ہاں بس کہاں جائیگا اور غل ہوا کہ لینا لینا مہتر قران کا تو یہ عالم تھا کہ بہت
تھہلہ منھ اور آنسو آنکھوں میں ڈبڈبائے یہ کبت پڑھتا تھا کبت سکرو سنسار پکارت
ہے جبرئیل کو انتر تمہیں سکھایو + سا تو ہی دیکھا کہ آسمان سے آواز رعد کی ایسی آئی اور
ایک برق گرد قران کے چمک کر وہ ساحر جو سلطان تاجدار کے خیمے میں تھے ان پر گری
جسکے سر پر گری دو ٹکڑے تھا اور ایک پنجہ پیدا ہوا کہ قران کو اٹھا کر سوئے آسمان روان
ہوا چنانچہ یہ تھا کون جو برق ہو کر گرا اور قران کو لے گیا یہ باغبان قدرت کی جورو تھی
یعنی گلچین جادو غرض قران کو پار دریائے لزر کے لیجا کر پہونچایا اور کہا سبحان اللہ واہ
او مہتر قران عیار کیا کہنا میں نے سب عیاری تمہاری دیکھی بارے سجدۂ شکر قران
نے ادا کیا بعد ازاں گلچین اور قران میں یہ اقرار اور قول و قسم ہوا کہ اب بیٹے
طلسم ہوشربا میں چل کر حیرت جادوگر کو ماریں بعد اس کے جیسا موقع ہو گا ویسا دیکھ لینگے یہ کہکر
طلسم کی طرف چلے تھی جیسے ہی درۂ کوہ سے باہر نکلے کہ دیکھا صرصر شمشیرزن عیار بچی افراسیاب
کی آئی ہے گلچین کو دیکھکر پکاری کہ ای نمکحرامہ تو نے خصم کو مار کر قران کا ساتھ کیا ہے لعنت ہے
تجھ پر یہ کہکر چلی قران نے گلچین سے اشارہ کیا کہ تم اُدھر سے جیو اور میں ادھر سے بس الگ ہو گئے
اور چند قدم دونون گئے تھے کہ ایسیمین نظروں سے غائب ہوئی صرصر قران کی صورت بنکر
گلچین کے پاس آئی یہ تو غافل تھی کہ برابر پہونچنے کے صرصر نے کمند ماری اور پشتارہ باندھ کر
طلسم کی طرف روانہ ہوئی اور بہت جلد پاس حیرت جادو کے گنبد نور پر پہونچکر پکاری کہ میں
گلچین کو پکڑ لائی حیرت نے باہر گنبد سے نکلکر کہا کہ اسے ہوش میں لا گلچین نے ہوش میں
آکر حیرت کو دیکھا حیرت نے کہا ای گلچین تو نے بھی نمکحرامی پر کمر باندھی گلچین نے کہا حضور
صرصر بڑی فاحشہ حرامزادی ہے میں نے عیاری کر کے ارادہ کیا تھا کہ قران کو پکڑ لاؤن اسنے ناحق آ کر
مجھے ذلیل کیا حیرت نے کہا قسم ہے سامری و جمشید کی مجھے بھی تیرا ملنا خدا پرستوں سے یقین نہیں
آتا تھا صرصر واہی اور دیوانی ہو گئی ہے استغفار ای صرصر جلد چھوڑ دے گلچین کو یہ کہکر گلچین کی
قید کھولدی اور گلچین ہاتھ پاؤن کھلوا کر کہنے لگی کہ اگر کہیے تو میں جا کر قران کو فریب دے کے

ارلون حیرت جادو نے کہا کہ تم بڑا کام کرو اگر اُس بوندی کی کار گی کا لیے چلتی گھو ہے کو پکڑ لاؤ لیس یہ کہکر
گلچین جادو کو رخصت کیا اور گلچین وہانسے نکلی گلچین کہتی ہوئی کہ اپنی عیاری سے قران کی
محبت کا اثر ہو گیا ہے خوب ہی بچی غرض وہان پہونچی جہان قران بیٹھا تھا قران نے پوچھا گلچین
کہان چلین گلچین نے قران سے ملاقات کرکے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مین تمکو لینے آئی ہون
قران نے کہا واہ کیا خوب عیاری بن پڑی چلو مین نے مارا حیرت جادو کو یہ کہکر قران نے
ایک غریب کو کچھ روپئے دئے اور کہا کہ تجکو بادشاہ طلسم کرینگے تو اپنا نام قران بتلانا یہ
بیچارہ مفلس نہایت خوش ہو کر گویا ہوا کہ خداوند سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھیں اچھا
مین راضی ہون اپنا نام قران بتاونگا قران نے اُسکو اپنی صورت بنا کر اور آپ
ایک جادوگر کی صورت بنکر اُسکو بیہوش کیا اور باندھ پشتارہ اُسکا کاندھے پر رکھکر ہمراہ
گلچین جانب طلسم روانہ ہوا لیکن اب حال عمرو کا سنئے کہ زبردست جادو عمرو کو لے کر
کوکب روشن ضمیر کے پاس آئی حکم ہوا کہ انکو جمشید روشن جمال بن کوکب کے پاس لیجاؤ
مرجان جادو عمرو کو جمشید روشن جمال کے پاس لایا عمرو سے اور جمشید سے ملاقات
بخوبی ہوئی اسوقت ایک ساحرہ آئی اور اُس نے کہا کہ مین کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے آئی ہون
وہان ایک میدان مین لشکر لقا کا اور ایک میدان وسیع مین لشکر حمزہ کا اُترا ہوا ہے
دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا ہے لڑائی بڑی دھوم سے ہو رہی ہے لقا کیطرف سے ہومان
جادو روئین تن نکلا ہے اُس کے سامنے حمزہ کے لشکر سے جو بہادر آتا ہے ہومان پر کوئی حربہ اثر
نہین کرتا ہے اور ہومان سبکو زخمی کرتا ہے یا پکڑ لیجاتا ہے یہ حال سنکر عمرو کی حالت تباہ ہوئی اور اُس نے
کہا کہ اے جمشید مجھے اب لشکر حمزہ مین بھجوا دیجئے جمشید نے کوکب سے کہلا بھیجا وہانسے زبردست جادو
آئی نظارہ و زبردست دونون لیکر روانہ ہوئین چار گھڑی دن باقی تھا کہ عمرو آ کر وہان پہونچا
عمرو نے دیکھا کہ ایک طرف لشکر حمزہ صاحبقران ہے اور ایک طرف لشکر لقا ہے
اُس طرف سے علمشاہ نکلے اور مقابلہ ہومان روئین تن کے گئے انھون نے اُسکا حربہ
رد کرکے تلوار ماری مگر وہ اس طرح پڑی کہ جیسے گھڑیال پر موگری پڑتی ہے اور اُسنے علمشاہ
پر گرزہ مارا واللہ اعلم کیا تھا کہ علمشاہ گھوڑے سے گر پڑے اور ہومان نے انکو قید کر لیا

عمرو یہ ماجرا دیکھکر سامنے صاحبقران کے گھبرایا ہوا آیا اور مجرا کیا اتنے مین بختیارک نے طبل
آتش سحر خوان مین لگا کر اور بجوا شیر فنون سے شگفتے عمرو کے پاس بھجوائے اور طبل آسا نشیر
بجوا کر لشکر پھیر لیگیا امیر اور عمرو بارگاہ مین آئے امیر نے احوال طلسم کا پوچھا عمرو نے
سب کیفیت بیان کی اور یہان لقا بارگاہ مین آکر بیٹھا اور بختیارک نے ہومان
نیزہ باز رویین تن سے کہا کہ اب طبل نہ بجوائیے اسمین ہومان نے پھر آپ ہی کہا کہ کیون
نہ بجوائین بختیارک نے کہا اب مرشد تشریف فرما ہوئے ہین اب تم کوئی چار پہر رات
کے مہمان ہمارے لشکر مین ہو اپنے تئین چراغ سحری سمجھو پیر و مرشد نے بھفون کی
داڑھیان پیشاب سے مونڈ ڈالی ہین اگر خداوندی کی داڑھی بھی مونڈی ہے غرض ہومان
نے جھنجھلا کے کہا کہ ابھی طبل جنگ بجواؤ چنانچہ جب وہ وقت آیا کہ مغرب کی طرف سے
سیاہی عالم مین پھیلی اور آفتاب دریای مغرب مین ڈوبگیا اشعار

شفق کی آگ بھڑکی سر شام | ہوا جب آفتاب روز کا جام | ستارون سے کھلا پھر تختہ شام
ہوی مہتاب نے روشن در بام | سر شام طبل جنگ بجا عمرو نے کہا کہ یا حمزہ صاحبقران

تیرے نام پر طبل جنگ بجوائیے امیر نے ہر چند منع کیا مگر عمرو نے نہ مانا غرض نام پر عمرو کے
طبل جنگ بجا اور یہ خبر بختیارک کو پہونچی اُس نے گھبرا کر کہا کہ ای ہومان لیجیے انا للہ و انا الیہ
راجعون اب خاتمہ ہے تمھین تو ہنسی جو اُنکو دکیا فاتحہ خیر کا پڑھتی مین ہومان نے کہا کہ ملک بھی
تمھین قابو پری مین بچالے دکھائی دیتی ہین غرض اب تیاری لڑائی کی ہونے لگی تلوارین
صاف ہوئی تھین اور خنجر آبدار ہوتے تھے کمانین سینک کر درست کیجاتی تھین تیر زہر
آبدار ہوتے تھے گھوڑون کے تسمہ زین ویلگے وغیرہ سب درست ہوتے تھے بہادر غسل تازہ
کرتے تھے نقیب دو پہر رات گئے پکارتے تھے خودون کو خودی سمائی تھی زرہ اپنی راہ پر
آئی تھی چار پہر رات ہتھیارون کی صفائی رہی اور غلغلہ برپا تھا جب چشمہ آفتاب عالم
مین موج زن ہوا اور نشان خط سحر فلک پر ظاہر ہوا اشعار

کہ جب اس رات نے انجام پایا | سحر کی روشنی نے نام پایا | ہوا جس دم فروغ صبح پیدا
کہ اوڑھی شب نے سر پر چادر نور | صبحگوشتر خیل خیل دیل دیل فشون فشون جانب میدان

گلرزار روانہ ہوا صاحبقران باقبال جلوخانہ ظل اللہ سبحانی اسلامیان مین آئے بادشاہ
بھی سویرے سے برآمد ہوئے امیر نے مجرا کیا صاحبقران تخت بادشاہی کو قلب لشکر مین لیکر جانب
میدان مصاف روانہ ہوئے ابوالفتح نے عرض کی کہ تھا دعیاران عیار رات سے خیمے مین نہین ہین
کہین نکل گئے امیر نے سمت کرب دیکھکر کہا کہ بھائی دیکھو عمرو نے مجھے کیا ذلیل کیا ہے اسوقت لاحول و
لاقوۃ الا باللہ یہ اُنسے کسنے کہا تھا کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجواؤ کرب نے فرط خجالت سے اپنی آنکھین
نیچی کرلین غرض جانب میدان روانہ ہوئے وہ صبح کا وقت نسیم سحری کا چلنا بڑے
بڑے تارے آسمان پر ظاہر اور چھوٹے چھوٹے پوشیدہ صحرا مین سبزہ لہلہاتا
قلہ کوہ سے بائین کوہ تک کوڑیالا اور زنگستان کو اکب کھلا ہوا جب یہ لشکر آکر میدان مین
پہونچا اُسطرف سے لقا اور ہومان نیزہ دار اور ضیغم خون آشام و یاقوت شاہ
وغیرہ سب میدان مین آکر پہونچے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا
رستم سے نہو وہ کام کرتا
دل مردو تھا بہر جنگ پھڑکا
رستم ہی نہ اب سام باقی
ہان نامورو وہ نام کرنا
مردون کا فقط ہی نام باقی

جب نقیب کنارے ہوئے ہومان روئین تن نیزہ دار گھوڑے کو بڑھا کر ناف میدان
مین آیا اور مرد مبارز طلب کیا اُسوقت کرب غازی میدان کی رخصت لینے کو چلے اور
عرض کیا کہ مین بیٹا ہون عمرو کا مجھے حکم ہو تو اس ولد الزنا ہومان کو سزاے اعمال پہونچاؤن
ابھین صاحبقران نے مارے طیش کے جواب نہ دیا تھا کہ دیکھا از پردۂ بیابان گرد برخاست
اور اُس گرد مین سے ایک سوار نہایت مفلس اور شکستہ حال کہ گھوڑا بھی اُسکا بہت دبلا اور
حقیر ایک پاؤن سے لنگ اور لگام کی جگہ بان بندھے سوار کے پاس جو نیزہ ہے اُسکی سنان بھی زنگ آلود
تلوار کی نیام کی کوتھی گرگئی پھل نکلا ہوا اور ایک سو بیس آدمی بطور تسمہ ونگے ساتھ جنکے بدن پر
کپڑا بھی نہین درست جانگھیان اور ٹوپیان اور چادرین گاڑھے کی سرخ اوڑھے ہوئے
مین غرض آتے ہی سوارون نے ہومان سے نیزہ بازی شروع کی کبھی عمرو گھوڑا بھگاکر
الگ ہو جاتا ہے کبھی سامنے آتا ہے غرض تین سو طعنین ردوبدل ہوئین اُسوقت عمرو نے گھوڑا
اپنا بھگایا ہومان نے اُسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا لیکن نیزہ دار کا گھوڑا ایک خندق مین گرا

وہ شہدے جو ساتھ تھے اُنھون نے بہت سے پتھر اُس خندق پر مارے یہانتک کہ ہومان کو
مار ڈالا اُسے قتل کرکے عمرو امیر کے پاس آیا اور لقاطبل آسایش بجواکر پھر گیا امیر عمرو کو لیکر
بارگاہ مین آئے عمرو نے حال طلسم کا بیان کیا اور بادشاہ اسلام نے کہا کہ اے عمرو علمشاہ وغیرہ
سب پہلوان ہومان کے یہان قید مین اُنکی کچھ فکر کرو عمرو نے احوال اپنی مفلسی کا بیان کرکے
کچھ روپیہ صاحبقران سے لیا اور فکر مین قیدیون کی چھڑانے کے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک
پہاڑ پر چڑھکر جو دیکھے تو ایک سمت فوج پڑی ہے عمرو نے پہاڑ سے اُترکر اُسی فوج مین جاکر ایک شخص سے
پوچھا کہ یہ فوج کسکی ہے اُسنے کہا کہ یہ لشکر فیروزشاہ کا ہے عمرو نے کہا فیروزشاہ کون ہے اُسنے کہا
دودہ زنگی کا بیٹا فیروزشاہ ہے اُسنے ملکہ ماہ آرا و عادل شاہ کہ فیروزشاہ کا بھائی تھا
اور نورالدہر حمزۂ صاحبقران کے پوتے کو قلعہ فولاد مین قید کرکے اب اپنے باپ کے
پاس جاتا ہے یہ سنکر عمرو نے فراش کیصورت اپنی بنائی اور فیروزشاہ کی بارگاہ مین آیا
غرض چار گھڑی رات باقی تھی کہ عمرو نے فیروزشاہ کو بیہوش کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر
اُسے نذر زنبیل کیا اسمین وقت صبح کا ہوگیا عمرو بارگاہ سے نکلکر تخت پر بیٹھا قاقم زنگی سپہ سالار
فوج تھا اُسنے آکر مجرا کیا تمام مصاحب و ارکان دولت حاضر ہوئے کہ عمرو یعنی فیروزشاہ نقلی نے کہا
ہم اپنے قلعہ کو پھر جائینگے کچھ ایسا ہی کار ضروری ہے یہ کہکر وہین سے سوار ہوا اور پھر قلعۂ فولاد مین جاکر
فولاد زنگی وہان کا مالک تھا اُسے بلایا اور کہا عادل شاہ میرے بھائی اور نورالدہر کو جلد لا
غرض نورالدہر اور عادل شاہ کو بلاکر قید سے چھڑادیا اور پاؤن پر نورالدہر کے سر رکھکر کہا
کہ مین آپکا غلام ہون تمام حبشی اور فوج میران تھی بعد ازان فولاد زنگی سے کہا کہ ہمارے خزانے
کی کنجیان منگا اُسنے کنجیان منگاکر حاضر کین اور وہ کنجیان لیکے خزانے کی طرف روانہ ہوا لیکن فولاد
زنگی و عادل شاہ دونون ساتھ گئے تھے پس جہان یہ داخل ہوا وہان فولاد اور عادل شاہ
و نورالدہر جو دیکھین تو تمام صندوق غائب ہوئے جاتے ہین وہ دونون حیران ہوگئے
مگر نورالدہر عمرو کو پہچانکر گلے سے لپٹ گیا عمرو نے سب حال بیان کیا نورالدہر تو نہایت
خوش ہوا لیکن عادل شاہ نادر بخطا گھبراکر اپنے خیمے مین سوچا کہ غضب ہوا
ہم آپسمین بھائی بھائی لڑتے تھے پھر ملجاتے تھے یہ عمرو خداپرست ہے دشمن لقا کا تمام گھرانا

غارت کرونگا یہ سوچکر کہنے لگا کہ واہ وا واہ حضور نے کیا خوب عیاری کی کیا کہنا آپکا مگر یہ تو فرمایئے
کہ فیروزشاہ کو آپنے کیا کیا عمرو نے کہا میرے پاس موجود ہے اُسنے کہا نکالیے عمرو نے
زنبیل سے فیروزشاہ کو نکالا قفل رفع بیہوشی دیا چھینک آئی وہ ہوش مین آیا غرض
عادل شاہ نے فیروزشاہ سے کہا کہ عمرو کو فریب دو اور بظاہر مسلمان ہو جاؤ ورنہ یہ قتل کریگا
یہ فکر کرکے دونون ازراہ ولد الزنائی مسلمان ہوئے اور کھانے مین بیہوشی دیکر عمرو اور
نور الدہر کو قید کرکے عادل شاہ و فیروزشاہ اور فولاد زنگی مع چار لاکھ سوارون کے ملک
دودہ باختر کی طرف روانہ ہوئے اب دو کلمہ داستان ایرج و جمہور اور شاپور شیر دل کے
سنیے کہ ایرج و جمہور و شاپور شیر دل بھی وہان پہونچے اور ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لشکر
کسکا ہے اُسنے کہا یہ لشکر ہے فیروزشاہ و عادل شاہ کا کہ بیٹے ہین دودہ زنگی کے کوئی شخص
عمرو ہے اور نور الدہر و ملکہ ماہ اُنکو قید کیے ہوئے دودہ باختر کو جاتے ہین مگر وقت شام کا ہو گیا تھا
ایرج و جمہور و شاپور اور فولاد زرہ پوش یہ سنکر کوئی پہر رات گئے بطور شبخون کے اُس
فوج پر جا پڑے اور لگی تلوار چلنے تمام رات تلوار چلی وہ چار لاکھ اور یہ تین پہلوان چوتھا عیار صبح
ہوتے ہی ایرج نے تو عادل شاہ کو جہنم واصل کیا اور فیروزشاہ ہاتھ سے جمہور کے فی النار
والسقر ہوا اُنکے مرنے کے ساتھ ہی دیکھا کہ تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا غرض ایرج و جمہور و شاپور نے
نور الدہر و عمرو اور ملکہ ماہ کو قید سے چھڑایا قریب پانچ ہزار سوار کے ایرج کے پیچھے ہوا لیکن ملکہ ماہ
نے اس قید ہستی سے کوچ کیا یعنی قضائی آمین عمرو وغیرہ سب چلے چند قدم پہونچے تھے کہ ابو الفتح
اصفہانی بھی سامنے سے چلا آتا تھا عمرو سے ملاقات کی ابھی باتین دونون کرنے تھے کہ عمرو نے
دیکھا سامنے ایک دیوار نظر آتی ہے عمرو نے ابو الفتح سے کہا کہ جناب دیکھو تو یہ دیوار کہانتک ہے
ابو الفتح جیسے ہی اُس کے سامنے پہونچا ایک ہوا کا جھونکا ابو الفتح کو لگا کہ ابو الفتح پتھر کا ہو گیا
اور عمرو نے دیکھا کہ ایک جادوگر پیر سامنے آکر کہنے لگا اُستاد مجھ اعلام کی آج موت آرہی ہے
آپ مجھے دفن کرنے جایئے گا اور بعد میرے یہان ایک دریا پیدا ہوگا اور کشتیان ہونگی اُنپر سیلو
سوار کرنا اور آپ بھی سوار ہونا مگر ڈرتا ہین یہ دریا کوکب روشن ضمیر کا ہے یہ کہکر وہ مر گیا عمرو
نہایت حیران ہوا ناچار اُسے دفن کیا دم بھر کے بعد دیکھا دریا پیدا ہوا اور بجرے بہت تختہ تختہ

ٹکڑے ہین غرض نور الدہر کا لشکر اور مع فوج ایرج کو اُسپر سوار کیا اور آپ بھی سوار ہوا پھر اُس
دریا مین ایک طرف کو وہ بجرے چلے بعد کچھ دیر کے کنارہ نمودار ہوا وہان سب اُترے جب
سب اُتر چلے اور ناوین خالی ہوئین عمرو نے چاہا کہ مین بھی اُترون کہ ایک تڑاقے کی آواز
آئی اور عمرو نے دیکھا کہ تمام ناوین اور بجرے ڈوب گئے اور جہانتک نظر کام کرتی ہے پانی پانی
نظر آتا ہے مگر ایک کشتی پر تو تنہا ہی عمرو نہایت حیران و بدحواس ہوا اُسوقت طغیانی دریا کی
اور بدحواسی عمرو کی وہ بیکسی کا عالم کیا بیان ہو غرض عمرو نے دیکھا تو دریا کے بیچ مین ایک بنگلہ
معلوم ہوا بلور کا کہ چلمنین چاندی سونے کی بندھی ہین کشتی عمرو کی وہان جاکر لگی عمرو کشتی سے
اُتر کے اُس بنگلے مین آیا وہ کشتی ڈوب گئی عمرو نے دیکھا کہ سامنے بنگلے کے ایک بارہ دری بھی
یاقوت کی معلوم ہوتی ہے مگر بہت دور ہے پھر دیکھا اُسی دریا مین سے کئی ہزار مچھلیان نمود ہوئین
اور ہر ایک مچھلی پر ایک ایک پریزاد سوار ہاتھ مچھلیون کے سر پر رکھے ہوئے بعد ازان عمرو نے
دیکھا کہ وہ بارہ دری خود بخود ادھر کو چلی آتی ہے اور اُسمین کوئی بادشاہ ہے وہ بادشاہ جب بارہ دری
برابر اُس بنگلے کے پہونچی تو بارہ دری سے نکل کر عمرو کے پاس آیا غرض یہ بادشاہ ملک کوکب
ہے عمرو سے ملاقات ہوئی ملک کوکب روشنضمیر نے کہا کہ مین نے تمکو اسلیے بلایا ہے کہ یہان
عجب ماجرا ہے ملکہ مہرخ سحرچشم کا آج سر کٹے گا عمرو یہ سنتے ہی حیران ہوا کہ تڑاق سے آواز آئی
عمرو جو دیکھے تو مع بنگلے دریا مین گر کر ڈوب گیا اب جو عمرو کے پانون تہ زمین پر پہونچے دیکھا کہ ایک
مکان نفیس مین جمشید روشنجمال بیٹھا ہے اُسنے اُٹھکر عمرو سے سلام کیا غرض عمرو و روشن جمال
دونون بیٹھے عمرو نے دیکھا کہ دو ہزار ہرن زین بندھے اور آگے ایک سوار نہایت خوبصورت
آتا ہے جمشید نے کہا کہ اے عمرو یہ ملک کوکب ہے پھر عمرو و کوکب سے ملاقات ہوئی اور کوکب
نے کہا چلو سر کٹنے کا مہرخ کے ہمراہ دیکھین بس ایک تخت پر سوار ہوکر کوکب و جمشید اور عمرو
طرف ہوشربا کے چلے جب قریب طلسم ہوشربا کے پہونچے سنا تو غل ہے دیکھا کہ مہرخ سر
جھکائے بیٹھی ہے اور جلاد تیغ برہنہ کیے کھڑا ہے عمرو بیتاب ہوا ہرچند عمرو نے کوکب سے کہا کہ مجھے جانے دو
مگر اُسنے جانے نہ دیا عمرو بیتاب ہوکر اُڑا لیکن اُڑ کر گیا اُسی تخت پر آگرا اتنے مین جلاد کو حکم ہوچکا
جلاد نے تلوار ماری مہرخ کا سر کٹ گیا اُسوقت عمرو نے خنجر کھینچکر چاہا کہ خنجر مار کر اپنے تئین ہلاک کرے کوکب روشنضمیر

نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ہاں ہاں ای خواجہ سلامت تم عاقل ہو کر حرام موت مرنے کا
ارادہ کرے استغفار یہ حرکت کیا ضرور ہے اور دیکھو تو سام نے آسمان پر کون آتا ہے جیسے ہی عمرو
نے سمت آسمان دیکھا تو اول ایک آواز آئی کہ ای افواج افراسیاب خبردار باش منم ملکہ
مہرخ سحر چشم یہ کہکر بارہ ہزار سوار اور ساحر ساتھ لیکر جو فوج پر گری تو مارے تلواروں کے
ہزاروں جادوگروں کو مار کر لٹا دیا اور اسوقت افراسیاب کی فوج نے بھرمٹ کھایا اور بھاگ
کھڑی ہوئی یہاں کوکب روشن ضمیر نے عمرو کو ایک گھوڑا دیا اور کہا کہ آپ مہرخ سحر چشم کے
ساتھ جایئے فتح کرکے بارگاہ میں داخل ہوجیے غرض عمرو سوار ہوکر آیا اور بعد فتح کے ملاقات مہرخ
سحر چشم سے کی عمرو کو دیکھکر مہرخ سحر چشم نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ تین دن سے مکان میں
کوکب کے تھی عمرو نے اپنا سارا حال بیان کیا اور باتیں کرتے ہوئے بارگاہ میں آ گئے
مہرخ نے کہا کہ ملکہ بران شمشیر زن کے واسطے ملک کوکب نہایت بے چین ہیں اور وہ قید میں
ہے غرض یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ سام نے ناچ رنگ کا باجا بجانا شروع ہوا رعد و برق چشمک زن ہیں
اور عمرو و مہرخ سحر چشم متوجہ محفل عیش ہوئے اب دو کلمے داستان قران اور گلچین کے سنیے
کہ وہ جو قران نے ایک راہ گیر محتاج کو پکڑ کر اپنی صورت بنایا تھا اور آپ ایک جادوگر کی صورت
بنکر ساتھ گلچین کے روانہ ہوا تھا تو رفتہ رفتہ سیر جنگل کی کرتی ہوئی گلچین مع قران اور لاشۂ
قران نقلی کا لیے ہوئے طلسم میں آئی اور قران نقلی کو ملکۂ حیرت جادو کے سامنے ڈالدیا حکم
حیرت کا ہوا کہ سر کٹوا کے باہر طلسم کے پھنکوا دو غرض قران نقلی کا سر کٹوا کر باہر طلسم کے
پھنکوا دیا اور گلچین کرسی پر آکر بیٹھی قران پشت پر اسکی کھڑا رہا جب پہر رات گئی تو جادوگر
افراسیاب کے ملکہ بران شمشیر زن کو حیرت کے سامنے لائے اور کہا کہ اسکا سر بھی
کٹوا کے پھنکوا دینا سنتے ہی حیرت جادو اٹھی اور بران شمشیر زن کو بٹھایا اور چار طرف جادوگر
کھڑے ہوئے مگر قران اور گلچین حیران قران لاکھ لاکھ فکریں کرتا ہے کہ اتنے میں جلاد
آیا مگر اس قید میں بران شمشیر کا یہ عالم تھا زیر شمشیر کہ جس طرح سے ماہ کامل پر ہلال نمود
ہو جائے غرض تعریف ملکہ بران شمشیر زن کے حسن کی کیا لکھوں شعر

| کہ حیران پریشان ژولیدہ مو | تنک پرور حسرت دا آبرو | جیسے ہی چاہا جلاد نے تلوار مارے |
|---|---|---|

کہ قران کو تاب نہ رہی آتے ہی برابر بران کے قران نے کمند ماری اور اُن جادو گرون کے بلوہ
مین سے یون لیکر صاف نکلا کہ جیسے حلقہ چشم سے نظر نکل جاتی ہے اور ایک غل ہوا لینا لینا مع
حیرت سب دوڑے مگر قران جیسے بجلی کوند گئی سب مجمع سے نکال کر الگ ایک غار مین پہونچا
اور حیرت وغیرہ سب جادوگر ہر طرف ڈھونڈھا کیے آئے اور سب حیران تھے کہ یہ کون تھا تب
صرصر عیار بھی حیرت سے کہنے لگی کہ مین بران شمشیر زن کو لاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی اور
قران اُس غار مین بیٹھا ہے اب دو کلمے داستان ابو الفتح کے کہ وہ جو برابر سونے کی دیوار کے
بموجب حکم عمرو کے گیا تھا اور ہوا کا جھوکا لگ کر پتھر کا ہو گیا تھا بیان ہوتے ہین کہ وہ دریا کو
کب روشن ضمیر کا جب پیدا ہوا تو بہ کر اسمین چلا جاتا تھا کہ ایک ساحر نے کوکب کو خبر دی
ایک آدمی آپ کے دریا مین بہتا آتا ہے کوکب نے کہا کہ اسکو پکڑ کر نام پوچھو اُس جادوگر نے
ابو الفتح کو پکڑ کر پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے اُس نے کہا میرا نام ابو الفتح ہے مین شاہ عیاران عیار
عمرو بن اُمیہ نامدار کا بھانجا ہون جادوگر نے ملک کوکب سے سب حال آکر کہا حکم ہوا
اُسے لاؤ ابو الفتح جہان بیٹھا تھا وہان سے ایک بچہ لیکر بارگاہ مین کوکب کی لایا ابو الفتح
جو دیکھے تو سامنے عمرو بیٹھا ہے دوڑ کر پاؤن پر گرا ابھی کچھ ابو الفتح اور عمرو سے باتین ہوئی تھین
کہ ایک جادوگر نے چپکے کان مین کہا کہ یہ عمرو نہین ہے ملک کوکب ہے اُس نے اپنی صورت
عمرو کی بنائی تھی اور یہ خبر اُس جادوگر نے کہی ملک یاقوت پر فوج افراسیاب کی واسطے
ہمارے جادو کے آئی یہ سُنکر عمرو نقلی یعنی ملک کوکب نے کہا کہ یہ لڑائی تم جاکر فتح کرو اور ایک گھوڑا
عنایت ہوا غرض چار سو جادوگر لیکر ابو الفتح چلا اور ملک یاقوت مین آیا وہان دیکھا تو لڑائی
کچھ بھی نہین یہ پھر وہان سے چلا آیا اور ابو الفتح کے ہاتھون حال سب طلسم کر کے ایک
ساحر کے ہاتھ روانہ کیا اور ملک کوکب نے عمرو کو ایک خط اِس مضمون کا لکھا کہ ابھی کوہ
عقیق گلزار سلیمانی سے نامہ امیر کا آیا اُسمین لکھا تھا کہ ابو الفتح اگر تمھارے طلسم مین ہوگیا
ہو تو جلد روانہ کرو عمرو نے وہ خط پڑھکر ایک ساحر کے ساتھ ابو الفتح کو لشکر صاحبقران
مین بھیجدیا اب ابو الفتح تو بارگاہ مین امیر کی چال کہتا ہے مگر حال صرصر عیارہ کا سُنیے کہ قضا
کار صرصر اُسی غار مین آئی جہان قران ملکہ بران شمشیر زن کو لایا تھا اتفاقاً اُسوقت قران

واسطے پیشاب کے غار سے باہر نکلا تھا اور اسلیے بھی کہ راستہ دیکھے کس طرف ہے کہ صرصر غار مین
پہونچی دیکھا تو پشتارہ کسی کا بندھا پڑا ہے ذرا سا کھول ملکہ بران شمشیر زن کو پہچانا وہ بجستی و چالاکی
پشتارہ بران شمشیر زن کا لیکر بھاگی قران نے دور سے دیکھا دوڑا اور تیغہ زنی کر کے پشتارہ
چھین لیا مگر صرصر چمک کر صحرا کی طرف نکل گئی ہاتھ نہ لگی اور اس نے جاکر سارا
ماجرا حیرت جادو سے کہا حیرت نے کہا مین اب جاکر دونون کو پکڑے لاتی ہون
غرض حیرت جادو چلی اور قران نے ملکہ بران شمشیر زن کو ایک جنگل مین لاکر
کھولا اور وہین گلچین جادو بھی پہونچی کہ اتنے مین سام نے سے حیرت نمود ہوئی یہ تو سب
گھبرائے کہ دفعتہً دیکھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور حیرت کو پکڑ کر سوے آسمان لیگیا قران نے
غنیمت جانکر ملکہ بران شمشیر زن اور گلچین کو ساتھ لیا اور سوے صحرا روانہ ہوا مگر یہ
پنجہ افراسیاب مادر بخطا خود تھا جو حیرت جادو کو لیگیا اور دم بھر مین باغ سیب مین لیجاکر حیرت
کو چھوڑ دیا اور کہا ای حیرت سلیم جادو کو اپنے ساتھ لیجا اور قران و بران کو قتل کر یہان
قران اور بران شمشیر زن و گلچین چلے جاتے تھے دیکھا سامنے سے حیرت اور
سلیم جادو نمود ہوئے اور آتے ہی سب کو پکڑ کر طلسم مین لائے اور قیدیون کو پاس پاس
بٹھا کر سلیم جادو نے تلوار کھینچی مگر کوکب کو معلوم تھا کہ سحر باغبان قدرت مین بران ہے
یہ باغبان قدرت کے مکان پر آیا اور گلدستہ توڑا جسمین بران شمشیر زن قید تھی ساقی گلدستہ
توڑنے کے ملکہ بران کے ہاتھ پاؤن کھل گئے اور سحر یاد آیا جیسے ہی سلیم جادو نے تلوار پکڑی اور
سامنے ملکہ بران شمشیر زن کے آیا ملکہ نے کہا تو اپنا گلا کاٹ اس نے ملکہ بران شمشیر زن
کے سحر مین مسحور ہوکر اپنا گلا کاٹ ڈالا اور ملکہ بران گلچین اور قران کو ساتھ لیکر زور
سحر طرف آسمان کے چلی مگر ہر چند چاہا کہ دونون کو لیکر طلسم سے باہر نکل جاؤن
لیکن جا نہ سکی اور یہ دونون ملکہ بران کے ہاتھ سے چھوٹے یہ بھی گرا ہی چاہتی ہے کہ ایک
پنجہ ملکہ بران کو لیگیا اور ایک جنگل مین لاکر ڈال دیا جب ملکہ کو ہوش آیا دیکھے تو افعی اژدر
سوار سامنے بیٹھی ہے یعنی خالہ ملکہ بران شمشیر زن کی وہ کہنے لگی بیٹی مین تجھے لائی ہون تو
بڑے غضب مین پڑی تھی لیکن ان دونون نے جانا کہ طلسم سے باہر نکلے اور افراسیاب

نے حیرت جادو کو اُسیوقت لکھا جب حیرت نے وہ نامہ پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ اے حیرت
جادو ملکہ بران شمشیرزن اور رافعی اژدر سوار وہ داہنی طرف دروازہ طلسم کے پہونچے
ہمسے میرے تو جا اور تخت الماس پر سوار کر کے طلسم مین لا اور باغ عشرت مین لیجا کر بڑی خاطر
دارئی کرنا یہ سُنتے ہی حیرت جادو اسباب بادشاہی لیکر روانہ ہوئی اور بران و رافعی اژدر سوار
کو دروازۂ طلسم پر دیکھکر صاحب سلامت کی اور تخت پر دونون کو سوار کر کے داخل باغ عشرت
ہوئی یہ دونون تو سحر مین افراسیاب کے پھنس گئی تھین یہان قران اور گلچین دونون طلسم مین
گھوڑے سے تھے قران ایک جادوگر بنکر قضاءکار اُسی باغ مین آیا دیکھا تو عجب باغ ہے
سامنے ایک بارہ دری زمرد کی ایک ڈال اُسمین تخت الماس پر ملکہ بران شمشیرزن
اور رافعی اژدر سوار کو دیکھا کہ بیٹھی ہین اور ایک کرسی پر حیرت جادو بیٹھی ہے ناچ ہو رہا ہے
دو گھڑی دن تھا کہ قران نے دیکھا ابر زرد نمود ہوا اور ہوا سرد چلنے لگی آندھی زرد سامنے سے
اُٹھی اور اُس آندھی مین ہزارہا بلور کے گیند اُچھلتے ہوئے نظر آتے ہین بعد ازان قران نے
دیکھا کہ ایک جام الماس کا لبریز پانی سے بھرا آسمان سے پیدا ہوا اور پانچ ہزار پانچ سو پتلہ بلور کا
اُس جام کے گرد ہے اتنے مین حیرت جادو اُٹھی اور آسمان کی طرف دیکھنے لگی اور ملکہ بران
شمشیرزن اور رافعی جادو دونون اُٹھین اور مورچھل بال ہما کے جھلنے لگین حیرت
نے مجرا اُس جام کو کر کے بلائین لین اور کچھ زر و جواہر نثار کیا اُس جام کو ایک تخت الماس کا
جو بیچ مین بارہ دری کے ہے اُس تخت پر لا کر جام کو رکھا جام مین سے آواز آئی کہ منم افراسیاب
سے بران دیکھا تو نے کہ مجھکو کیا قدرت دی ہے جمشید و سامری نے لیکن اے ملکہ بران خیر
ابتک جو تو نے کیا سو کیا مگر تجھے کیا کام خدا پرستون سے جو تو نے عمرو کے شریک ہو کر مجھے بگاڑی
کیون ملکہ اب مین چاہون تو تجھے قتل کرون یہ کہکر ایک پتلے سے حکم دیا کہ وہ قران استاد دہر تو جا کر
بلا لا وہ پتلہ آیا اور قران سے کہا تمکو بلایا ہے قران اُس جام کے آگے آیا جیسے ہی قران پہونچا
وہان ایک لو آگ کی اُس پانی سے نکلتے ہوئے قران نے دیکھی اور دم بھر مین اُس لو سے آگ
کی سمت ایک پتلہ تیار ہوا آگ کا اور پکارا کہ منم افراسیاب اے قران دیکھا تو نے کہ
کیونکر چھپ کر تو آیا تھا اب بتلا مجھے کیونکر بیہوشی دیگا قران نے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے افراسیاب

تو بڑا جادوگر ہی کیا مقدور کسی عیار کا کہ مجھے بیہوش کر سکے مین پہلے جانتا تھا کہ افراسیاب ساحر
زبردست ہی اور مین نے خواجہ عمرو کو سمجھایا تھا کہ طلسم ہوشربا سے نکل چلو اور اب تو مین نے
تیرا جلوہ دیکھا یقین کامل ہوا کہ تیرا سامنا کرنا بہت مشکل ہی اگر تو مجھے چھوڑ دے تو مین عمرو کو
طلسم سے لیکر باہر نکل جاؤن افراسیاب نے کہا خیر مگر قران خبردار عمرو سے کہدینا کہ طلسم سے
نکل جائین تو جان نہ بچے گی تو مفت مین مارا جائیگا غرض افراسیاب نے چالیس کشتیان
جواہر اور اشرفیون کی عمرو کے واسطے قران کو دین بعد از ان ملکہ بران شمشیر زن سے
کہا کہ اخر مروارید مجھے دے ملکہ نے کہا میرے پاس نہین ہے تب افراسیاب نے
جھنجھلا کے حیرت جادو سے کہا کہ تمھین میرے سر کی قسم بران کو لکڑیون کا انبار کر کے
طلسم ہوشربا کے سام نے جلادو اور قران کو طلسم سے باہر نکلوا دو غرض قران کو باہر طلسم
بھیجا اور وہ جام بانی کا بحر آسمان کی طرف روانہ ہوا حیرت ملکہ بران کو مع اژدہا
سوار قید کر کے سام نے طلسم کے انبار لکڑیون کا کرا کے آپ اپنے مکان مین گئی اور
کہا کل دونون کو صبحدم جلادونگی اور یہان قران و عمرو سے ملاقات ہوئی عمرو نے پکار کر
کہا میان قران یہ اسباب کسکا لے چلے قران نے ہاتھ باندھکر کہا کہ آپ کیواسطے
افراسیاب نے بھیجا ہے آپ قبول کرین مگر اس طلسم سے نکل چلیے عمرو نے وہ اسباب
تو لیا اور کہا اچھا بھائی نکل جائینگے یہ کہتے ہوئے قران و عمرو ایک سمت کو چلے جاتے تھے
دیکھا سام نے انبار لکڑیونکا لگا ہی قران نے کہا حضور یہ انبار لکڑیون کا ملکہ شمشیر زن کے
جلانے کے واسطے ہے افراسیاب نے حیرت کو اپنے سر کی قسم دلا کے کہدیا کہ بران کو کل جلادینا
یہ سنکر عمرو نے کہا اے قران وہ افراسیاب کیا ولد الزنا ہی اور حیرت کیا قحبہ ہے مین ملکہ
بران کو چھڑا ونگا غرض ایک طرف عمرو اور ایک سمت قران روانہ ہوئے عمرو ایک کوہ کے
درہ کیطرف جانکلا دیکھا تو اکیس خیمے میدان مین کھڑے ہین اور اکیس بادشاہ ہین ہر ایک
خیمے کے گرد چالیس چالیس ہزار خیمے معلوم ہوتے ہین غرض دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ عمرو
ایک جادوگر بنکر بارگاہ مین گیا اُس بارگاہ کی مالک کا نام ملکہ غزال جادو ہی عمرو نے لوگون سے دریافت کیا
کیا کہ یہ جادوگر افراسیاب کی طرف سے آئے ہین کل ملکہ بران شمشیر زن کو جلا ینگے اور افراسیاب

بھی کل صبح کو آئیگا عمرو نے کہا خیر غرض ڈھائی پہر رات گئی کہ ایک سناٹا پچھلے پہر کا ہوا اور لشکر
جادوگرونکا غافل پڑا سوتا تھا عمرو پچھواڑے بارگاہ ملکہ غزال جادو کے آیا قضا را کار وہان
پہونچا جہان ملکہ غزال جادو کا پلنگ لگا ہے اور ملکہ غزال جادو غافل سوتی ہے کہ عمرو
پیچھے سے میخ قنات کی اُکھیڑ کر خیمے مین آیا دیکھا کہ سب سوتے ہین عمرو نے شمعون کو چادر عیاری
سے گل کردیا اور ملکہ غزال جادو کو بیہوش کر کے سامنے ایک صندوق تھا اُسمین لپیٹ
کر رکھدیا اور آپ اُسکے تمام کپڑے پہنکر اُسکی صورت بنکر پلنگ پر سو رہا وقت صبح کے حور
جادو ملکہ غزال کی سواری لیکر آئی یہ حور جادو خواص ہے اس قطامہ کو کیا خبر کہ رات کو یہان
یہ تماشا ہو گیا غرض ملکہ نے اُٹھکر مُنھ ہاتھ دھویا حور جادو نے کہا کہ افراسیاب بھی
تشریف لائے ہین آپ بھی چلیے بران شمشیر زن کو لوگ لینے گئے ہین عمرو نے
دیکھا کہ ہرن سامنے سے آیا پر زمرد کے لگے ہوئے اور زین سونے کا مغرق بجواہر کسا ہوا عمرو
اُسپر سوار ہوا وہ پر نکالکر آسمان کیطرف اُڑا اور تمام فوج اُسکی ساتھ ہوئی راہ مین عمرو نے
دیکھا کہ ایک سو ساحرہ شہزادیان اسی طرح ہر ایک جانور پر سوار چلی آتی ہین الکیس ساحرون سے
صاحب سلامت کی سب مع غزال یعنی عمرو کے میدان مین آئے اور عمرو نے دیکھا کہ طلسم کے
نیچے ہجوم ہے اور ملکہ بران وافعی اژدر سوار کو لکڑیون پر بٹھایا اور عمرو نے دیکھا کہ ایک برج ہے
زمرد کا اُسمین تصویر یاقوت کی بنی ہے حیرت جادو اُسے مورچھل ہلا رہی ہے غرض بران اور
افعی اژدر سوار کو لکڑیون پر بٹھایا اُسوقت افراسیاب نے پھر کہا کہ اے بران اگر تو اختر
مروارید کو دے تو مین تجھے چھوڑ دون ملکہ نے کہا تو مجھے قتل کر کہ میرے پاس اختر مروارید نہین ہے
افراسیاب نے حکم دیا کہ آگ لگادو ساحرون نے آگ لگائی اُسوقت غزال نقلی یعنی عمرو نے
اپنی سواری کا ہرن آگے بڑھایا اور افراسیاب سے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین سمجھاؤن اور اختر مروارید
کو لاؤن افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ غزال انبار پر لکڑیون کے آئی اور بران شمشیر زن
سے کہا کہ مین عمرو ہون بران نے کہا سبحان اللہ آپ نے کیا کام کیا ہے
عمرو نے ایک سیب ملکہ اور ایک افعی اژدر سوار کو دیا اور کہا کہ تم اسے کھا لو
اُنھون نے کھایا اور بیہوش ہوئین عمرو نے دونون کو جلدی سے نذر زنبیل کیا

سب جادوگرون نے یہ تماشا دیکھا کہ سامنے سے عمرو نے جست کی اور پکارا کہ منم مہر اوج عیاری
شاہ عیاران عیار عمرو اے افراسیاب تونے دیکھا کہ مین نے کس طرح سے چھڑا لیا ملکہ بہاران شمشیر
زن کو یہ سنتے ہی غل ہوا کہ لینا لینا عمرو کو جانے نہ دینا لیکن عمرو نے جس جادوگر کو دوڑکر خنجر مارا
وہ سیدھا جہنم کو پہونچا غرض عمرو اس دریائے حیرت خیز سے بفضل ایزدی اور تائید ربانی
صحیح وسالم پار نکل گیا اور مہرخ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا اب دو کلمے داستان افراسیاب
کے سنیے کہ افراسیاب نے یہ تماشا دیکھکر صرصر عیارہ کو بلایا اور کہا دیکھا تونے ایسے عیار ہوتے
ہین تجھسے کچھ نہین ہوسکتا تو قابل گردن مارنے کے ہے صرصر نے ہاتھ باندھکر کہا کہ لونڈی کوئی دم مین
عمرو کو یا بہاران کو لاتی ہے یہ کہکر روانہ ہوئی اور افراسیاب اپنے مکان پر گیا حیرت جادو
حیرت مین آکر ہاتھ ملتی ہوئی داخل طلسم ہوئی عمرو بہ نہایت خوشی خوشی داخل ملکہ مہرخ کی
بارگاہ مین ہوا اور ملکہ بہاران و افعی اژدر سوار کو زنبیل سے نکالکر سامنے بٹھلایا اور
فتیلہ رفع بیہوشی دیا مہرخ سحر چشم اور ملکہ بہاران و افعی اژدر سوار سب باہم گلے ملین ناچ
گانا بجانا شروع ہوا اتنے مین ملکہ بہاران واسطے مستراح کے گئی وہان صرصر لگی ہوئی تھی
ملکہ کو بیہوش کرکے باندھ پشتارہ روانہ ہوئی لونڈیون نے دیکھا غل کیا عمرو نے
سنا چیترے سے معلوم کیا کہ صرصر لے گئی ہے اسی وقت عمرو و برق فرنگی دونون نکلکر پیچھے
چلے اور صرصر نے ایک جنگل مین لاکر پشتارہ رکھا اور سامنے درہ کوہ تھا وہان صرصر نے نقب
لگا رکھی تھی اور اسی جگہ صبا رفتار کمند انداز بیٹھی ہے پس صرصر نے کہا کہ اے صبا رفتار
عمرو اور برق میرے پیچھے آتے ہین پشتارہ سے خبردار عمرو اور برق جو وہان پہونچے یہ
پشتارہ لیکر پہاڑ مین غائب ہوئی عمرو اور برق دونون ڈھونڈھنے لگے اور صرصر شمشیر زن
نقب کی راہ سے لیکر روانہ ہوئی پہر رات باقی تھی کہین قضا را کار ملکہ قریشیہ سلطان
کی سواری اسطرف سے آنکلی اسنے دیکھا کہ ایک عورت کسی کا پشتارہ لیے جاتی ہے اسنے
حکم دیا کہ اسے ہمارے آگے بلاؤ ایک پریزادے صرصر کو پکڑکے ملکہ قریشیہ سلطان
کے سامنے کھڑا کردیا صرصر سے ملکہ قریشیہ سلطان نے پوچھا تو کون ہے اور اس گٹھر مین
کیا ہے صرصر نے کہا اے صاحب مین عیارہ ہون اور اس پشتارے مین ملکہ بہاران ہے

جسنے دین جمشید پرستی چھوڑ کر خدا پرستون کی شراکت اختیار کی ہے اور عمرو کا ساتھ دیا ہے
اسکو مین پکڑ کر قتل کے واسطے لیے جاتی ہون ملکہ نے وہ پشتارہ اُس سے چھنوا لیا مگر صرروہ
پشتارہ ڈالکر مانند ہوا کے بھاگی غرض قریشیہ سلطان نے بران کو ہوشیار کیا اور پوچھا
کہ تمہارا نام کیا ہے اُسنے کہا بران شمشیر زن مجھے کہتے ہین قریشیہ سلطان
نے کہا کہ تم عمرو و صاحبقران کی شریک ہو اُسنے کہا مین اُن دونون صاحبون کی
جان نثاری کفش برداری مین ہون قریشیہ نے کہا مین بیٹی ہون حمزہ صاحبقران کی یہ سنتے
ہی بران دوڑ کر گلے لپٹ گئی بعد ازان ادائے شکر احسان قریشیہ سلطان کا کرکے
ملکہ بران شمشیر زن سمت صحرا پرواز کنان روانہ ہوئی اور تلاش مین فوج جمع کرنے کے
سحر کرنے لگی عمرو اور برق ایک صحرا کی طرف سے آئے تلاش مین ملکہ بران کی
عمرو جو دیکھے تو ایک میدان مین بارگاہ استادہ ہے نہایت بلند اور مرصع مخمل سرخ کی
اور گرد اگرد ساحرونکی فوج ہے عمرو اور برق فرنگی ایک جادوگر کی شکل بنکر بارگاہ کی طرف آئے دیکھا
ساحرونے پانچ سو پریزادین تخت لیے ہوئے نمودار ہوئین اور عمرو سے کہا کہ آپ اسپر سوار
ہون عمرو حیران تھا کہ ایک جادوگر نے ہاتھ باندھکر کہا کہ یہ بارگاہ ملکہ بران کی ہے آپ کو
یاد کیا ہے غرض عمرو اُس تخت پر سوار ہو کر داخل بارگاہ ہوا عمرو نے دیکھا کہ بارہ[۱۲] ہزار
ساحر کا لشکر پڑا ہے اور سامنے تخت الماس پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ فرما ہے اور گرد
بارہ[۱۲] سو کرسی الماس کی ہر ایک پر ایک ایک جادوگر زبردست چارون طرف بیٹھے ہین بعد
ازان عمرو اور ملکہ بران سے ملاقات ہوئی عمرو نے دیکھا کہ دس کرسیان برابر تخت
بران کے بچھی ہین اُنپر جادوگرنیان بیٹھی ہین عمرو نے پوچھا یہ کون ہین ملکہ نے نام بتائے کہ ہلال
سحر چشم ملکہ ظفر فان قہر چشم صدران جادو خندان جادو اخگر جادو مجمر جادو مجلس جادو
ملکہ تلہیال شاہ ملکہ زالفین کاکل کشا ملکہ جیپال شاہ ہین غرض عمرو نے
دو گھڑی بیٹھکر شراب پی بعد ازان ملکہ نے کہا کہ خواجہ بعد تین روز کے خیمہ ہمارا اسامنے طلسم کے
ہوگا عمرو نے کہا بہت خوب مگر جلد آئیے گا کہ مرخ سحر چشم حیران ہے افراسیاب کی لڑائی سے
یہ کہکر عمرو اور برق بران سے رخصت لیکر سمت صحرا روانہ ہوئے اب دو کلمے داستان افراسیاب

کے سُنیے کہ گلچین قران کے ساتھ طلسم ہوش ربا مین تھی کہ افراسیاب اپنے مکان مین پہونچا اور باغبان
کو بلایا اور کہا کہ تو نے پھر اپنی جورو کا حال معلوم کیا باغبان نے کہا کہ آپ مالک مین آپ پر روشن ہو گا
افراسیاب نے کہا کہ تیری جورو کی کچھ تقصیر نہین مگر اسنے تیرے مرنے کا حال سنا تھا اس سبب سے
مجھسے پھر گئی ہے اب بلواتا ہون یہ کہکر پنجہ سحر کا روانہ کیا یہان گلچین جادو طلسم ہوش ربا مین ایک
مقام پر بیٹھی تھی کہ پنجہ اُسکو لیکر ایک دم مین افراسیاب کے پاس لایا گلچین نے افراسیاب کو دیکھکر
مارے ڈر کے مجرا کیا اور بلائین لین دیکھتی کیا ہے کہ داہنے طرف باغبان قدرت زندہ صحیح و سلامت
بیٹھا ہے باغبان قدرت نے کہا کہ تمنے یہ کیا حرکت کی کہ قران کی شتہ اکت کی گلچین نے
کہا اسکا احوال افراسیاب کو معلوم ہوگا غرض افراسیاب نے دونون جورو خصم کو پھر گلے
ملوایا اور کہا گلچین خبردار اب کبھی جمشید و سامری سے نہ پھرنا غرض افراسیاب
نے وہ مکان یہ دونون جہان رہتے ہین ایسا بزور سحر آراستہ کر دیا ہے جہان سے انکو
آنے جانے کا راستہ نہین معلوم ہوا اب یہ اُس مکان کی بارہ دری مین آکر بیٹھے اور کھانا
کھا کر دونون پلنگ پر گئے وہان عالم تنہائی تھا کوئی غیر شخص نہ تھا اُسوقت گلچین جادو
نے ہاتھ باندھکر باغبان قدرت سے کہا کہ ایک بات مین کہتی ہون اگر میری جانبخشی
کرو اُسنے کہا کہو گلچین نے کہا عمرو کے ہاتھ سے افراسیاب نہ بچے گا نہین اور حیرت
جادو بھی ضرور ماری جائیگی اسواسطے مین یہ صلاح دیتی ہون کہ آپ عمرو سے ملجاوین
اور قسم ہے تمھارے سر کی کسی صورت سے افراسیاب کی فتح نہوگی مین نے سب نامی
عیارون کو دیکھے بلا کے انسان ہین اگر عمرو سے تم ملجاؤ تو صورت زندگی کی ہوتی ہے گلچین کے
کہنے سے باغبان بھی نیم راضی ہوا یہ دونون تنہا بیٹھے تھے اور اکیلا سمجھ کے باتین
کرتے تھے کہ دفعۃً دیکھا سامنے سے افراسیاب نے جادوگر بھیجا اس نے کہا افراسیاب
نے بلایا ہے یہ دونون افراسیاب کے سامنے گئے افراسیاب نے ترچھی نگاہ سے کہا میٹھو پھر پوچھا
کہ کیون سچ بتاؤ رات کو کیا باتین کرتے تھے مجھے سب خبر ہے باغبان قدرت نے ہاتھ باندھکر
کہا کہ اے افراسیاب عورت کی عقل ناقص ہوتی ہے اسنے کہا تھا کہ شریک عمرو کے ہو مگر قصور ہوا
افراسیاب نے کہا اے باغبان قدرت اور گلچین جادو تم دونون فلان پہاڑ کے درے پر

جادو دیکھو تو وہان تکو کیا تماشا نظر آتا ہی لاکھ جادوگرون سے شہنشاہ جادو کو کوکب
روشنضمیر نے حیرت جادو سے لڑنے کو بھیجا ہی مین کیونکر انکو قتل کرتا ہون بس یہ سنکر
دونون کھڑے ہوئے اور دو پنجے دونون کی کمر مین ہاتھ دے کر سوے آسمان لے گئے جب
جب آنکھ کھلی دونون کی دیکھا تو ایک پہاڑ بہت بلند ہی اُسپر یہ دونون ٹھہرے اب دو کلمے
داستان کوکب روشنضمیر کے سنیے کہ کوکب نے شہنشاہ جادو کو بھیج ہے کہ لاکھ
ساحرون سے حیرت جادو سے لڑنے کو بھیجا تھا اور اُسی پہاڑ کے سامنے شہنشاہ پڑا ہوا
تھا دفعۃً شہنشاہ نے دیکھا کہ سوا سو جادوگر برق شمشیر کھینچے ہوئے یہ پکارتے ہین کہ ہم
غلام افراسیاب کے ہین اے شہنشاہ خبردار اب کہان جائیگا شہنشاہ حیران ہوکر
کہنے لگا کہ یہ مادر بخطا سوا سو ساحر ہمارا کیا کر سکینگے ہمتو لاکھ ساحر ہین غرض شہنشاہ جادو
سوار ہوا لگی تلوار چلنے اسوقت افراسیاب نے کچھ ایسا سحر کیا کہ خود بخود لاکھ ساحرون نے
شہنشاہ کے اپنی اپنی تلوارون سے اپنے اپنے سر کاٹنا شروع کیے اور تمام فوج کا شہنشاہ
کی خاتمہ ہوگیا اُسوقت آواز آئی کہ اے باغبان قدرت اور گلچین جادو تم دونون
نے دیکھا باغبان و گلچین نے افراسیاب کو سجدہ کیا بعد ازان دیکھا کہ ایک سواری
بڑے دھوم دھام سے آئی جسوقت قریب پہونچی تو باغبان و گلچین نے دیکھا
کہ ہماری صورت کا ایک باغبان اور ایک شخص دیگر دونون تخت پر بیٹھے ہوئے
آتے ہین بارگاہ خالی مین شہنشاہ جادو کی داخل ہوئے یعنی اُسی شہنشاہ کی
بارگاہ مین جو کوکب روشنضمیر کی طرف سے آیا تھا جب یہ دونون بارگاہ مین جا چکے
تب باغبان اور گلچین اصلی کو جو پہاڑ پر کھڑے تھے دو پنجے پیدا ہوئے دم بھر مین
افراسیاب کے سامنے لاکر اُتار دیا دونون نے کہا اے افراسیاب تو برحق ہی کیا
طاقت کسیکی جو تیرا سامنا کر سکے تب افراسیاب نے کہا کہ ان دونون کو انکے مکان پر
پہونچا دو غرض یہ دونون اپنے مکان مین آئے مگر حیران تھے افراسیاب نے
نامہ مصور جادو کو لکھا کہ اے مصور جادو جس طرح سے ہوسکے عمرو کا سر کاٹ کر میرے
پاس بھیجدے مصور نے وہ نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ بحکم سامری اور جمشید عنقریب

عمرو کا سر کاٹ کر سمجھتا ہون اور مین اُسکی تلاش مین نکلا ہون آپ خاطر جمع رکھین اور مصور جادو
عمرو کے قتل کی فکر مین روانہ ہوا اور عمرو بران شمشیر زن سے رخصت ہو کر ایک صحرا
مین چلا جاتا تھا کہ اثناء راہ مین برق فرنگی سے ملاقات ہوئی عمرو نے گلے سے لگایا اور برق
فرنگی گلے لپٹ کر رو دیا عمرو نے کہا خیریت ہے برق نے کہا کہ افراسیاب نے مصور کو
نامہ بدین مضمون کا لکھ بھیجا ہے کہ حضور کا سر کاٹ لائے سو وہ فکر مین آپکی ہے اللہ تعالے آپکو
ہمارے سر پر سلامت رکھے اُسوقت سے غلام کی عجب حالت ہے اب غلام اِس فکر مین ہے
کہ جس طرح سے ہو غلام آپ پر سے پہلے تصدق ہو جائے عمرو نے کہا بیٹا خبرداری سے جانا
مصور جادو بڑا زبردست نطفہ حرام ساحر ہے غرض یہ گفتگو کر کے برق فرنگی عمرو
سے علیحدہ ہو کر ایک صحرا کی طرف نکل کر مصور جادو کی بارگاہ کو چلا اور عمرو ایک صحرا کیطرف
چلا کہ برق صورت تبدیل کیے ہوئے مصور کی فوج مین ملحق ہو کر عین ملکہ صورت نگار کی
بارگاہ کی قنات کے پیچھے پہونچا اور صورت نگار جورو مصور کی ہے اسمین کوئی پہر رات
گئی ہے اور پیچھے قناتون کے جو جادوگر نوکری پر تھے برق فرنگی نے سب کو بیہوشی دیکر
دو پہر رات کے قریب قنات کی میخ اُکھاڑ کر صورت نگار کے پلنگ کے
برابر آیا اور ایک لونڈی صورت نگار کی چنپی کرتی تھی مگر اونگھ رہی تھی برق
اُسکو بیہوش کر کے اُسکی صورت آپ بنا اور ملکہ صورت نگار کے سرہانے آ کر
رومال جھلنے لگا دو ایک مرتبہ ملکہ کے مُنھ پر سے بال سرکائے ہاتھ مین بیہوشی تھی جیسے ہی
برابر دماغ ملکہ کے پہونچی تڑاق سے چھینک آئی ملکہ بیہوش ہو گئی اور برق فرنگی نے
اپنی صورت صورت نگار کی ایسی بنائی اور صورت نگار کو وہان لایا جہان لکڑیون کا
انبار تھا اُن لکڑیونکے تلے جا کر ملکہ صورت نگار کو دبا دیا پھر وہان سے آ کر اُسی بارگاہ مین
بصورت صورت نگار سب جادوگرون کو جگایا اور کہا کہ میرا جی گھبراتا ہے مصور جادو
کے پاس اسوقت چلونگی غرض صورت نگار نقلی سوار ہو کر مصور جادو کے پاس آئی اور
یہان مصور جادو ایک لونڈی سے اختلاط کر رہا تھا دیکھتے ہی صورت نگار کو ڈر گیا اور
اُس لونڈی کو ہٹا دیا آپ اُٹھ کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا کہ اِسوقت تم کیونکر تشریف لائین

کسی نے آپ سے کچھ جاکر شاید کہدیا صورت نگار نے کہا میان مجھے تمھارے فعلون سے
کچھ کام نہین تمھارا جو جی چاہے کرتے پھرو مین تمھاری تابعدار ہون بارے مصور جادو نے
گلے لگایا اب صورت نگار اور مصور جادو سے اختلاط شروع ہوا اور دونون
پلنگ پر آکر لیٹے قضارکار مصور جادو تصویر کو عمرو کی دیکھ رہا تھا کیا دیکھتا ہے کہ عمرو اسی
پہاڑ کے درہ مین ٹہل رہا ہے اپنے صورت نگار سے کہا کہ بی بی کیا غضب ہے عیار یہین آگیا
ملکہ چلو پہلے عمرو کو پکڑ لائین بعد ازان ہم تم عیش کرینگے صورت نگار سے اور کچھ نہ بن پڑا کہا
بہت خوب پس یہ دونون پہاڑ کے تلے اترے وہان بیچ بیچ عمرو ایک جادوگر بنا پھرتا تھا اسمین
مصور اور صورت نگار برابر عمرو کے پہونچے آواز دی مصور نے کہ اے عمرو اب
کہان جائیگا یہ کہتے ہی زمین پر ایک دوہتڑ مارا عمرو نے دیکھا کہ میرے ہاتھ پانو کا دم نکل گیا
ساتھ ہی ایک پنجہ پیدا ہوا عمرو کو لیکر سوے آسمان غائب ہوا غرض صورت نگار
نقلی اور مصور جادو ناچار ہوکر اپنے مکان پر آئے برق نے چاہا کہ عیش کی صحبت مین
تصویر عمرو کی گلے سے مصور جادو کے اتار لیجیے غرض یہ دونون جورو خصم آکر مسند پر بیٹھے اور
شراب چلنے لگی انکو تو اس فکر مین چھوڑو اور وہ پنجہ جو عمرو کو اٹھا لے گیا وہ پنجہ سحر کا کوکب
روشن ضمیر کے تھا غرض عمرو کو اس پنجہ نے بعد گھڑی بھر کے ایک میدان مین جاکر اتارا اب
عمرو جو دیکھے تو ایک میدان نہایت خوبصورت ہے چار کوس کے گرد مین چار پہاڑ ہین ایک طرف
سونے کا اور ایک طرف زمرد کا اور ایک سمت یاقوت کا اور ایک سمت بلور کا اور کئی پہاڑ
مین ایک ایک دروازہ ہے اور سارے میدان مین گھاس سنہری اور پتون پر مانند مینا کے
خوشرنگ سبزی ہے سویرا ہوتے ہی ہوا سرد سرد چلتی ہے عمرو اکیلا چلا جاتا تھا لیکن نہایت حیران
کہ کہین ایسا نہو یہ مکان افراسیاب کا ہو کہ دفعتہً اس سونے کی پہاڑ کی طرف آیا ناگاہ
وہان سے سو رنڈیان نارنجی پوش ایک تخت سونے کا لیے ہوئے سامنے آئین اور ایک
عورت نے عمرو کو آکر مجرا کیا اور نامہ عمرو کو دیا عمرو جو دیکھے تو اسپر کوکب
روشن ضمیر کی مہر ہے لکھا ہے کہ ہمنے تمکو بلایا ہے عمرو یہ دیکھکر نہایت خوش
ہوا غرض عمرو تخت پر سوار ہوا ایک دم مین داخل اس پہاڑ مین سونے کے

ہوا جب اُس پہاڑ کے باہر آیا ایک باغ دیکھا کہ تمام چاردیواری سونے کی زمین سونے کی
درخت سونے کے ٹہنیاں اور پھول منقش کے لیکن ہر پھول پر جگہ زمرد کا بنا اور بیچ مین
ایک بنگلہ سونے کا تحریرین زمرد کی سوا سو پریزاد سنہری پوشش بنگلے مین اور چار سو
پریزاد تمام باغ مین پھیلی ہوئی ہین اور بنگلے سے آواز طبلے اور گانے کی آتی ہے عمرو
سامنے بنگلے کے پہونچا تو دیکھا کہ کوکب روشن ضمیر بسنتی جوڑا پہنے ہوئے ہے اور چار طرف
سے سنہری بادلے کی سو جھل لیے کنیزان کھڑی ہین عمرو جلد کو بڑا کوکب نے اٹھکر عمرو کو
گلے سے لگایا کوکب نے کہا خواجہ تم بڑے غضب مین گرفتار ہوئے تھے اگر خدانخواستہ مصور
جادو تحسین بکرتا تو مار ہی ڈالتا عمرو نے یہ سنکر ادا ے احسان کوکب کا کیا اور کہنے لگا کہ
اے ملک میرا شاگرد برق مصور جادو کی جورو کی صورت بنا ہے یعنی بشکل صورت
نگار مصور کے پاس ہے یقین ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ عیاری کریگا اب مجھے بھی آپ یہان کر بھیجیے کہ
مین وہان جاؤن غرض کوکب نے عمرو کو کھانا کھلوا کر ایک گھوڑا سحر کا منگایا عمرو اُسپر
سوار ہوکر دو گھڑی مین مہرخ سحر چشم کی بارگاہ مین پہونچا عمرو نے مہرخ سے ملاقات کی کرسی
بیٹھکر کچھ گفتگو آغاز کی اب دو کلمہ داستان برق فرنگی کے سنیے کہ برق بصورت
صورت نگار پاس مصور کے بیٹھا ہوا ہے اختلاط ہورہا ہے اور شراب چل رہی ہے کہ
وقت دوپہر کا ہوا اسمین صرصر شمشیر زن آئی صورت نگار نقلی نے کچھ ڈالیان رنگترہ کی
اور ایک مالا موتیون کا صرصر کو دیا بارے وہ سب اسباب لیکر باہر آئی اور مصور جادو
کو شراب کا خوب نشہ ہوا اور چھینک آئی وہ بیہوش ہوگیا برق اسوقت اٹھا اور
تختی تصویر کی مصور جادو کے گلے سے نکالکر اپنے قبضے مین کی اور بارگاہ سے باہر نکل کر
بھاگا برابر بارگاہ مہرخ سحر چشم کے پہونچا کہ پیچھے سے صرصر نے پیچھا برق کا پہچانا اسیوقت
عمرو کی صورت بنکر صرصر پیچھے برق فرنگی کے مہرخ کی بارگاہ مین آئی جیسے ہی برق
نے دیکھا کہ اُستاد آگئے ہین پکارا کہ اُستاد مین تصویر آپ کی مصور جادو کے
گلے سے لایا عمرو یعنی صرصر شمشیر زن نے وہ تصویر دیکھا بہت خوش ہوکر برق
فرنگی سے لی اور مثل برق برق سے الگ ہوکر پکاری منم صرصر شمشیر زن یہ کہکر

بھاگی برق فرنگی نے کہا بڑا غضب ہوا یہ سوچکر پیچھے صرصر کے چلا قضا را کار کہین ضرغام شیر دل اُس طرف سے آتا تھا اُسنے دیکھا کہ صرصر عمرو کی صورت بنی ہوئی پکارتی آتی ہے کہ منم صرصر اور پیچھے اُسکے برق فرنگی بدحواس آتا ہے ضرغام شیر دل پہلے صرصر شمشیر زن سے مصور جادو کی بارگاہ مین گیا کیا دیکھا کہ مصور جادو بیہوش مثل مردے پڑا ہے ضرغام شیر دل جوان مرد نے نہایت عجلت کے ساتھ مصور کو اور زیادہ بیہوش کر کے پلنگ پر ڈال دیا اور دری سے چھپا دیا اور آپ مصور جادو کی صورت بنکر بیہوش ہو کر جلدی سے لیٹ رہا کہ اتنے مین صرصر شمشیر زن پہونچی اور آتے ہی نوکرون چاکرون سے کہا کہ اے پیٹے منہ اس طرح غافل ہو کر سو رہتے ہو یہ کہتی ہوئی مصور کے پلنگ کے برابر آکر مصور نقلی کو فتیلہ رفع بیہوشی کا دیا اور صرصر نے کہا کہ آپکی تصویر برق فرنگی لے گیا تھا مین دیکھیے کیا عیاری کر کے لائی ہون یہ سُنکر مصور نقلی نے صرصر کو گلے سے لگا لیا اور وہ تصویر ہاتھ مین لی اپنے گلے مین اپنے ڈالی صرصر کو خلعت دیا صرصر تو گئی اب دو کلمے داستان صورت نگار کے سُنیے کہ وہ جورو مصور جادو کی ہے جسے برق نے انبار کے تلے ڈال دیا تھا جب ایک رات اور ایک دن ہوا تو صورت نگار کی بیہوشی رفع ہوئی آنکھ کھول کر اپنے تئین وہان پڑا دیکھا گھبرا کر اُٹھی اور مصور جادو کی بارگاہ مین آئی آتے ہی کہا میان مجھے تو بیہوش کیا لیکن تمکو خدا نے بچایا مصور نقلی نے کہا خدا نے تمکو بھی بچایا اور مجھے بھی بچایا اسوقت صرصر نے ایسا کام کیا غرض دونون جورو خاوند یعنی مصور نقلی اور صورت نگار اصلی دونون بیٹھے بعد ایک لمحہ کے ایک سمرن صورت نگار نے اپنی لیکر مصور نقلی سے کہا کہ یہ سمرن تم اپنی لو چنانچہ وہ سمرن سحر کی ہے اور اُسمین یہ خواص ہے کہ ان دونون جورو خاوند کے سوا کوئی اُسکو اگر ہاتھ لگاتے تو اُسکا ہاتھ جل جاوے ضرغام شیر دل مصور نقلی تو یہ حال جانتا نہ تھا جیسے ہی اُسنے اس سمرن کو لیا اسکا ہاتھ جلنے لگا وہ سمرن ہاتھ سے پھینکدی صورت نگار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا سچ بتا تو کون ہے ناچار ضرغام نے اپنا نام بتایا تب صورت نگار نے کہا کہ تو نے میرے خاوند کو کیا کیا ضرغام شیر دل نے عیاری سے کہا کہ فلان پہاڑ مین ہے ضرغام کو صورت نگار لیکر وہان گئی وہان نپایا پھر صورت نگار نے کہا اگر تو میرے خاوند کو بتادے تو تجھے ابھی چھوڑ دون

ورنہ جان سے مار ڈالونگی غرض ضرغام نے بہت جگہ اسے عیاری سے دھوکھا دیا لیکن کہات رہائی کی اسنے نہ دیکھی ناچار صورت نگار ضرغام کو پھر اپنے خیمے مین لائی اس عرصہ مین مصور جو پلنگ کے تلے پڑا تھا اُسکی بیہوشی اُتر گئی وہ جو اُٹھکر دیکھے تو میری جورو کے پاس ایک شخص میری صورت کا ہے اُسکی مشکین باندھی ہین اور خفا ہو رہی ہے مصور جادو نے اُٹھکر اپنی جورو کو گلے سے لگایا اور پوچھا یہ کیا ماجرا ہے اسنے سارا حال بیان کیا مصور و صورت نگار نے اب تدبیر اسکی گردن مارنے کی ٹھہرائی کہ اسی خیمہ مین گردن ماریں عمرو نے جب سُناکہ برق فرنگی تصویر میری مصور کے گلے سے بڑی عیاری سے لایا تھا ضرور میری صورت بنکر برق کو فریب دیکر لیگئی اسوقت بارگاہ مصور کی طرف آیا وہان احوال ضرغام کی عیاری کا سنا غرض عمرو افراسیاب کی صورت بنکر مصور کی بارگاہ مین گلیم عیاری اوڑھے چالیس گز اُڑ کر نمود ہوا مصور اور صورت نگار دونون نے مجرا کیا افراسیاب نقلی بارگاہ مصور مین آکر تخت پر بیٹھا اور ضرغام شیر دل اور مصور و صورت نگار کو ساتھ لیکر باہر بارگاہ کے آیا جنھون نے دیکھا کہ افراسیاب ضرغام کا ہاتھ پکڑے ہوئے اور ایک طرف مصور و صورت نگار کو پکڑے سمت صحرا روانہ ہوا جب دیکھا کہ ایک جنگل سنسان ہے نہ کوئی آدمی نہ درند نہ پرند وہان آکر ایک سیب دونون جورو خاوند کو دیا کہ تم کھاؤ اُن دونون نے وہ سیب کھایا چھینک آئی بیہوش ہوکر گر پڑے ضرغام دوڑ کر عمرو کے پانون پر گرا عمرو گھسیٹ کر خنجر چاہتا تھا کہ مصور اور صورت نگار کو جہنم واصل کرے لیکن اتفاق سے افراسیاب اُس میدان مین آ پہونچا ضرغام نے دیکھا عمرو نے نہ دیکھا تھا ضرغام تو بھاگا عمرو رہگیا افراسیاب نے سحر کیا عمرو کے ہاتھ پانون کا دم نکل گیا افراسیاب نے عمرو کو پکڑا مصور اور صورت نگار کو ہوشیار کیا یہ دونون اُٹھے پانون پر گر پڑے اور عرض کیا کہ آپ کے تصدق سے ہماری جان بچی افراسیاب نے دونون کو خیمے مین بھیجدیا مگر عمرو کو پکڑ کر دم بھر مین دریائے قہر مین ایک ٹاپو تھا اُسمین لایا اور عمرو کو بٹھلا کر کہا اے ساربان زادے تجھے ایسی جا پر قید کرونگا جہان سے کوئی لیجا نہ سکے یہ کہکر دستک دی کہ ایک بچہ ہاتھ مین ڈوری ریشم کی لیے ہوئے پیدا ہوا افراسیاب نے اُس ڈوری کو لٹکا کر آسمان کیطرف پھینک کر سحر کیا جھولا سا بنگیا معلق ہے اُسی جھولے مین عمرو کو قید کیا پھر کچھ سحر کیا کہ وہ ٹاپو تمام پانی پانی ہوگیا عمرو نے دیکھا کہ تلے تو

دریائے قہر اور اسپر وہ جھولا معلق ہوا ہے جو اسپر مین بیٹھا جھولتا ہون پس افراسیاب اپنے مکانکو
چلا گیا جب عمرو کو افراسیاب نے قید کیا جھولے پر دریا مین قضارا کار ایک دن مصور ایک
جنگل مین آیا مخمور سرخ چشم کو دیکھا اور سمجھا کے اپنے ساتھ لیچلا چنانچہ وہ ضرغام تھا اُسنے مصور
جادو کو پھر بیہوش کیا چاہا کہ اسکا نون وہین صورت نگار آئی اور جھٹ پٹ ضرغام کو بزور
سحر پکڑا اور چاہا کہ لیکر چلون سامنے سے برق فرنگی صرصر بنا ہوا آیا اور آکر مصور و صورت نگار
دونون کو کمند ماری اور ضرغام کو چھڑایا اب اِن دونون نے چاہا کہ مصور و صورت نگار
کو ذبح کر ڈالین کہ ساتھ ہی افراسیاب نے آکر گرا اور مصور و صورت نگار اور ضرغام و برق
کو اپنے ساتھ لیکر چلا راہ مین افراسیاب کو از راہ سحر معلوم ہوا کہ بران شمشیر زن اسی
پہاڑ کے درہ مین ہے مصور جادو کو ضرغام اور برق کو دیا اور آپ بران کے سامنے آیا
دونون مین سحر کی لڑائی ہونے لگی بران نے تمام سحر افراسیاب کے اخترمہرہ وارید کو دکھا کر وکی نوبت
یہان تک پہنچی کہ افراسیاب بیہوش ہوکر گرا اور بران روانہ ہوئی اور یہان چالاک افراسیاب
بنکر مصور سے دونون عیارون کو لیگیا مگر دونون کے پانون مین زنجیر سحر کی تھی ناچار چالاک
دونون کو ایک پہاڑ مین بٹھا کر آپ روانہ ہوا وہان افراسیاب کو ہوش آیا یہ اُٹھکر مصور
جادو کے پاس آیا پوچھا وہ دونون عیار کہان ہین مصور نے کہا ابھی تو آپ مجھسے لیگئے تھے
یہ چپ ہوکر بارگاہ مین حیرت کی اور مصور اپنے مکان آیا اقسام کو مع مہرخ وبہار کے
حیرت کی بارگاہ مین افراسیاب نے بھاگتے پایا اور کہا کہ جلد انکو قتل کرو دفعتہ دیکھا کہ ملکہ
بران شمشیر زن حیرت جادو کی بارگاہ مین سامنے افراسیاب کے آئی اور آتے ہی
پانون پر گر پڑی اور کہا مجھسے قصور ہوا اب آپ میری تقصیر معاف کیجیے یہ بران نہ تھی چالاک
تھا افراسیاب سے فریب کر کے مہرخ وبہار اور اقسام کو لے گیا مہرخ وغیرہ تو بزور سحر پرواز کر گئیں
اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین مگر چالاک کو بزور سحر پہچان کر افراسیاب نے پھر گرفتار کیا
اور حیرت کی بارگاہ کیطرف لیچلا یہان جانسوز بن قران صرصر بنکر پاس صنعت سحر ساز
کے آیا اور کہا کہ جلد آپ الگ چلیے تو مین کچھ عرض کرون غرض جانسوز نے صنعت سحر ساز
کو الگ لیجا کر بیہوش کیا اور آپ صنعت سحر ساز بنکر چالاک نقلی کار کا ... صنعت سحر ساز

کو صندوق مین بند کرکے سرچالاک کا لیکر حیرت کی بارگاہ مین لے گیا اور صنعت سحر ساز نقلی نے
حیرت سے ملاقات کی حیرت نہایت خوش ہوئی اتنے مین افراسیاب چالاک کو گڑ ہوئی حیرت
کی بارگاہ مین آیا صنعت سحر ساز نقلی افراسیاب دیکھتے ہی بھاگی سب نے جانا کہ کوئی عیار
تھا لیکن صنعت سحر ساز نقلی یہان اپنے لشکر مین آکر بیٹھی ایک دم کے بعد پھر حیرت کیطرح بنا
آئی اور افراسیاب سمجھ گیا افراسیاب نے بزور سحر جانسوز کو پہچان لیا اور کہا صنعت سحر ساز
کو تو نے کیا کیا جانسوز نے کہا کہ مین نے فلان پہاڑ پر رکھی ہے افراسیاب جانسوز کو ساتھ لیکر اُس
میدان مین جاکر پہونچا جس میدان مین جانسوز ملا تھا صنعت سحر ساز کو یہان گاڑ دیا تھا
اب افراسیاب اور جانسوز دونون وہان جھککر مٹی سرکانے لگے مگر جانسوز نے اسطرح سحر
مٹی کو اڑانا شروع کیا کہ اُس مٹی مین بیہوشی ملا آیا تھا وہی دماغ مین افراسیاب
کے گئی اور افراسیاب تڑاق سے بیہوش ہوکر گرا جانسوز نے افراسیاب کو تو جلدی مین
چھوڑ دیا مگر آپ افراسیاب کی صورت بنکر حیرت کی بارگاہ مین آیا اور چالاک کو لیکر روانہ ہوا ایسا
افراسیاب کو ہوش آیا گھبرا کر صنعت سحر ساز کے پاس آیا بزور سحر دریافت کیا کہ صندوق
مین بند ہے صندوق کھولکر صنعت سحر ساز کو نکالا وہ پاؤن پر گری اور کہا مین پکڑے لاتی
ہون کہان جائیگا افراسیاب اپنے باغ سیب مین گیا مگر ضرصر شمشیر زن اور صبا رفتار
وہان آئین جان بران وضرغام پہاڑ مین پھنسے تھے قید زنجیر سحر مین ناچار اور مجبور ضرصر نے آکر
دونون کو ہوشیار کیا اور لیکر ساتھ چلی قضا کار راہ مین چالاک و جانسوز اُدھر سے آتے تھے
اُنھون نے دیکھا اور ضرصر و صبا رفتار گھبرا گئین تیغ زنی اور خنجر زنی ہونے لگی وہین دو
بچے پیدا ہوئے دونون عیار بچون کو لیکر سمت فلک روانہ ہوئے مع برق اور ضرغام آ
چالاک و جانسوز ناچار ہوکر پھرے صنعت سحر ساز نے سب راستے بند کر دیے تھے کہ
آتے ہی چالاک اور جانسوز دونون کو دم بھر مین کسی نے قید کر لیا اور صنعت سحر ساز کے
سامنے لاکر ڈالدیا صنعت سحر ساز انکے قتل کی فکر مین ہوئی اور برق اور ضرغام کو جو بچہ اُٹھا کر
لیگئے تھے وہ افراسیاب کا سحر تھا غرض افراسیاب نے لاکر ایک باغ مین
انکو رکھا اور آپ باغبان قدرت کے مکان مین آیا باغبان اور گلچین نے مجرا کیا

افراسیاب نے سب حال ان دونون سے کہا اور آپ اپنے مکان کو چلا گیا غرض گلچین نے
خداوند کو بیہوش کر کے برق و ضرغام کو چھڑایا اور ایک درہ کوہ مین لاکر بیٹھی تھی کہ سامنے سے مہرخ
اور بہار کو جاتے دیکھا گلچین نے اُنسے ملاقات کی مہرخ نے سحر کی زنجیرین برق و ضرغام کی
کھولین اور گلچین کو اپنے ہمراہ بارگاہ کی طرف لیکر روانہ ہوئی اور افراسیاب کو
خبر پہونچی کہ صنعت سحرساز نے چالاک کو گرفتار کیا ہے یہ وہان آیا چالاک و جانسوز کو صنعت
سحرساز سے لیکر اپنے مکان کو چلا راہ مین قضاءکار مہرخ اور ضرغام و بہار اور برق فرنگی کو
جاتے دیکھا اُنسے انکو پھر گرفتار کیا لیکن عمرو کو جو بران چھڑانے چلی ہے اُسنے راہ
مین دیکھا افراسیاب مہرخ اور بہار و برق اور ضرغام کو پکڑے لیے جاتا ہے بران نے
مقابلہ افراسیاب کا کیا قضاءکار افراسیاب اُسوقت زبردستی پر آگیا جیسے ہی بران
زمین پر چاہے کہ گرے ویسے ہی ایک جادوگر سامنے سے پیدا ہوا اُسنے مُنہ پر بران کے ایک
مشکی خاک کی ماری کہ بران بیہوش ہوکر گری اور وہ پکارا کہ اے افراسیاب ہم ایسے کمتر
غلام موجود ہین تو ناحق تکلیف کرتا ہے یہ کہکر برابر افراسیاب کے آیا افراسیاب دیکھتا تھا
کہ ساتھ ہی کسی نے ایک بیضہ بیہوشی کا مارا کہ افراسیاب کو تراق سے چھینک آئی اور بیہوش
ہوکر زمین پر گر پڑا اور اُس ساحر نے بران کو ہوشیار کیا اور کہا کہ اے ملکہ مین ہون قِران غرض بران
نے اختر مروارید کو نکالا اور مہرخ وغیرہ کو ہوشیار کیا اور تخت بزور سحر تیار کر کے سبکو اُسپر سوار کر کے
روانہ ہوئی اور قِران وہان سے درہ کوہ مین آیا جب افراسیاب کو ہوش آیا معلوم کیا کہ یہ
کوئی عیار تھا ناچار اپنے مکان پر چلا آیا یہان بران شمشیر زن سب کو لیکر بارگاہ مین آئی
مہرخ اور بہار اپنی بارگاہ مین آئین برق فرنگی اور چالاک و ضرغام اور جانسوز وغیرہ سب
عیاری کو نکلے مگر برق فرنگی مصور جادو کی فکر مین اُسکی بارگاہ مین آیا اور ملکہ بران عمرو کے
چھڑانے کی فکر مین پھر روانہ ہوئی اور ایکدم مین کنارے دریائے خون رواں کے پہونچی اور عمرو کے
اُسی سحر کی حالت مین بران کو دیکھا کہ یہ شعلۂ آتش بنکر اس دریا مین کہ جسمین عمرو قید تھا گری وہ
دریا خشک ہوگیا اور عمرو کو بران شمشیر زن نے چھڑایا اور کنارے پر آئی عمرو خوش ہوکر
بران سے باتین کررہا تھا کہ سامنے سے افراسیاب پیدا ہوا اور اُسنے جھپٹ کر ایسا سحر کیا

کہ غفلت مین بران اور عمرو گرفتار ہو گئے افراسیاب نے دونون کو ارادہ قتل کا کیا لیکن عشاق
سبزہ رنگ ایک جادوگر اُستاد افراسیاب کا ہو اُسنے ملکہ حیرت اور افراسیاب کو نامہ لکھکر
ایک قندیل سحر مین نامہ دار کو بٹھا کر کہ نام اُسکا طوماس جادو تھا روانہ کیا اور کہا کہ یہ قندیل وہان
جائے کہ جہان افراسیاب ہو غرض یہ قندیل اُڑتی چلی قضا کار راہ مین طوماس نے قندیل
کو تھاما اور اُسکو احتیاج پیشاب کی ہوئی قندیل سے نکلا اُسنے الگ جا کر پیشاب کیا قضا کار
یہان چالاک بن عمرو بیٹھا تھا اُسنے کلا گوپن مین پتھر رکھکر مارا طوماس کا سر پھٹ گیا چالاک
اُسکی صورت بنا اور اس سے پوچھ لیا تھا کہ تم کہان جاؤگے اُسنے کہا کہ مین نامہ لیکر عشاق کا پاس
افراسیاب کے جاؤنگا اور خاصیت اِس قندیل کی یہ ہے کہ جہان افراسیاب ہوگا وہین جائیگی
جب یہ پوچھ لیا تو پیچھے ہٹکر پتھر سے ہلاک کیا اور آپ اوسکی صورت بنکر نامہ لیکر روانہ پیش
افراسیاب ہوا کہ اُسمین وہ قندیل جہان افراسیاب عمرو اور بران کے قتل کی فکر مین تھا
وہان آکر اُتری چالاک نے وہ نامہ افراسیاب کو دیا افراسیاب نے جیسے چاہا کہ لفافہ
کھولے اِس لفافے سے بُقہ بیہوشی کا اُڑا افراسیاب چھینک مارکر بیہوش ہو گیا چالاک
نے نعرہ کیا کہ منم چالاک بن عمرو غرض بران نے عمرو اور چالاک کو اپنے ساتھ لیا اور بارگاہ مین
آئی یہان افراسیاب کو ہوش آیا نہایت خفا اُٹھا اور باغبان قدرت کے مکان پر آیا
اور اُس سے کہا کہ اے باغبان تو مجھسے پھر گیا اُسنے بہت سا عذر کیا اُسنے نمانا اُسنے کہا کہ مجھکو اپنی
جورو سے کچھ کام نہین ہے لیکن افراسیاب نے حکم دیا کہ بہت سے ساحرون نے گرفتار کیا اور
افراسیاب اِسکو ایک جنگل مین لایا اور وہان اِسکو ایک درخت سے باندھ دیا اور ایک سمت
روانہ ہوا یہان برق فرنگی جو مصور کی بارگاہ مین آکر کھڑا ہوا مصور نے صندوقچہ
سحر کو کھولکر طومار جادو کو دیا اور کہا کہ خبرداری سے اِسکو لیجانا وہ اُسے لیکر واللہ اعلم کہان لیجانیکا
قصد رکھتا تھا مگر پہلے اپنے مکان پر آیا پیچھے اِسکے برق بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر
اِسکے مکان مین آیا اور کہا کہ بھائی مصور جادو نے کہا ہے کہ اس صندوقچہ سے بہت خبردار
رہنا اُسنے کہا بہت خوب باتون مین لگا کر بیضہ بیہوشی کا اِسکے مُنہ پر مارا کہ طومار بیہوش
ہو کر گرا برق فرنگی نے طومار کا سر کاٹکر اُس صندوقچہ مین دیکھا تو تصویرین بائیں ان تصویرونکو

پھاڑ ڈالا اور آپ بھاگا یہان مصور کو خبر ہوئی اور جلد تر پاس برق فرنگی کے پہونچکر از راہ سحر پکڑ لیا ارادہ قتل کرنے کا کرتا تھا کہ افراسیاب اُسیوقت پہونچا اور اُسنے برق کا سر کاٹ کر طلسم کے کنگرے پر لٹکا دیا یہ خبر ایک جادوگر لیکر بران کی بارگاہ مین آیا اور اُس سے بیان کیا کہ افراسیاب نے برق فرنگی کا سر کاٹ ڈالا یہان ماتم برپا ہوا عمرو پچھاڑین کھا کر اپنے تئین ہلاک کرنے لگا اور بران نے کہا جو شدنی تھی وہ ہوئی مگر خاطر جمع رکھو مین عوض مین خون برق کے مثل پر پرزادان لونڈونگی غرض مہرخ اور بہار کو رخصت کیا اور عمرو کو ایک جوڑی سحر کی دیکر کہا کہ اسپر کسیکا سحر اثر نہین کرتا آخر الامر عمرو سامنے طلسم کے آیا بران نے نقارہ کوچ کا کیا اور بلال سحر افگن و طوفان قہر چشم کو دو لاکھ ساحر سے روانہ کیا بعد اسکے غبار جادو و اظہار جادو مشتری سحر زلفین کاکل کشتا مجم السبت ملکہ حسین زرین دست اجگر جادو سہیل اژدر سوار سہیل کج گردن ملکہ شعلہ شمشیر زن ملکہ کاکل مدہوش سحر خرس پیشانی ظہیر دلو کش گلفام جادو مرزبان وزیر سبکو دس لاکھ ساحرون سے روانہ کیا اور آپ بھی سوار ہوئی اسکے ساتھ مجلس آرا اسے جادو محبوب جادو سلیمان عنبرین مو ملکہ اختر بن شہپال فیل زور شمشیر زن مہرخ سحر چشم شکیل جادو برق جادو و رعد جادو و عقاب جادو و عمرو و چالاک ضرغام جانسوز ملکہ مہرخ کو ہراول لشکر کیا بصدم ملکہ بران بارہ لاکھ ساحرون سے سامنے طلسم ہوشربا کے آئی اُسکے بعد ملکہ حیرت جادو مع فوج اور لشکر کے سوار ہوئی اور مصور جادو بائین ہاتھ کو اطلیل جادو و فیل جادو و ملکہ شگوفہ سحر جادو و آماس جادو و قیماش جادو و سرمایہ برف انداز ابریق کوہ شگاف ماہ جادو و مہتاب جادو تیرہ لاکھ جادوگرون سے دست راست کو اور صنعت سحر ساز چار لاکھ ساحرون سے اب یہ فوجین ہین اور لشکر ہے کہ دریا ہے گرد و غبار فلک پر چھایا ہے روے آفتاب گندلا ہوگیا ہے گاو زمین کی کمر مین وہ کسک آئی ہے کہ اگر وہ شاخین بھی کھو اے جب بھی یہ کسک نہ جائے مرکز دائرہ خاک مین لچک آجائے برادہ ریگ اُس مقام کا برادہ آہن تھا طوطے اُسجگہ کے بندوق کے طوطے تھے وہ صبح کا وقت نسیم سحری کا فراٹا اسلحہ کی جھا جھاق بلند ارض و عبرا مین تزلزل غرض یہ لشکر مثل مور و ملخ کے میدان کارزار مین پہونچا اور برقین گرین صحرا کی جھاڑیان جھنڈیان میدان کی جلادین سقون نے چھڑکاؤ کیا کہ آبرو کو ابر نوبہار کی کھو دیا بادلہ نگار لنگیان کاندھون پر ڈالے ہاتھون مین

کتھہ مہندی چھپا ہوا ہزارے کا فوارہ مشکیزے کے دھانے پر چڑھا ہوا اُنھون نے میدان کو اختیار کیا
پھر نقیبون نے نکلکر نقابت کی گویون کے ٹوکے پلٹی دستار بن سرون پر باندھے اُنھون نے ہاتھ
کانون پر رکھکر وقت دنیا سے فانی زبان پر جاری کی نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
آستین زن چراغ عقل یہ ہے
لالہ رو دل پہ لگئے جب داغ
چشم نرگس جھکی ہے سوئے زمین

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش
خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ

اس چمن کی ہوا سے ہمن و دے
تب ہوا سرد خوشنما پیدا
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین

شعر
ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید

روز جنگ ست باید کرد
کوشش نام و ننگ باید کرد

جب نقیب کڑکا کر کنارے ہوئے غرض بران آگے بڑہی اور سحر کیا تو آسمان سے دو لاکھ تلری
خود بخود لشکر حیرت پر گرے اسکے بھی دو تین لاکھ ساحر واصل جہنم ہوئے پھر تو دونون مین
لڑائی سحر کی ہونے لگی یہ دونون لڑ رہی تھین کہ افراسیاب بھی آکر پہونچا اور برابر اسکے عشاق
جادو استاد بھی اُسکا آکر داخل ہوا افراسیاب نے اُسکو دیکھکر سلام کیا اور باتین کرنے لگا
بران نے جو دیکھا کہ افراسیاب اور عشاق آگیا تو اُسوقت ایک مچھلی کی صورت بنکے
اور پل پر بزادان کے جو گری تو اُسکو توڑ ڈالا اور ملکہ خوبصورت کو قید سے رہا کر کے اپنے تخت
سے اُڑی اِسمین پل جو اندر دریا کے ٹوٹ کر گرا تو پانی کو دریائے خون روان کے تلاطم ہوا
ہوا اور بران گنبد سامری سے ایک حوض یاقوت کا لائی ہے چنانچہ ذکر اُسکا ہو چکا ہے پس
مچھلی کا برن اُسنے بدلا اور اُس حوض کے اندر گری اور مع اُس حوض کے بلند ہوئی اب
وہ حوض چکر کھاتا ہوا قریب دریائے خون روان کے پہونچا اور اُس حوض مین سے بران کہ
مچھلی بنی ہوئی ہے تڑپکر پل کے اوپر گری پس پل کے اوپر گر کر دریا مین ڈوبی وہان جو دیکھا تو
نہنگ جادو اور صدف جادو اور سرطان و سنگ پشت جادو وغیرہ سے وہ مقام
تمام مملو ہی اور باغات و عمارات اُس مقام پر ہین کہ جسمین وہ ساحر رہتے ہین پس وہ ساحر سب
اُٹھکر اُس سے لڑنے لگے اور ہزارہا مچھلیان اِسکے جسم مین لپٹ گئین اور آواز رعد و برق سے
پیدا ہوئی لیکن وہ پل کہ جسمین کا تھا اور سحر کا بنا ہوا باطل ہو گیا اور

خون روان خشک ہوگیا خاک اُڑنے لگی اور بران کے جسم مین مچھلیان ایسی لپٹین کہ یہ بیہوش ہوگئی اُسوقت عشاق نے ایک سحر ایسا کیا کہ سر اسکا جدا ہوگیا لوگ رونے پیٹنے لگے نعش کو اُسکی اُٹھا لائے اور ماتم تازہ برپا ہوا لیکن ملکہ خوبصورت جادو جو قید تھی اُسکو بران لینے آئی تھی اور وہان پل جو ٹوٹ کر گرا تو چار لاکھ ساحر افراسیاب کے وہان کھڑے تھے مچھلیان جو اُڑین تو اُنکے سینون کو توڑ گئین چار لاکھ ساحر مارے گئے اور فوج جو حیرت کے ساتھ آئی تھی وہ لشکر مہرخ سے لڑنے لگی آپسمین جنگ مغلوبہ ہوئی اشعار

از آواز اسپان و گرد سیاه
ز تیرہ ہوا جز بجوشن نماند
بتر قید زاو اسپ گردان زمین
بدرید دل در شب تیرہ گون
سوی میسرہ رود آسپے روان
ابا جوشن و تیر آہن گذار
سفے بر کشیدند نیزہ وران
ہمین باز جگر سان بجوشید خون
پس پشت شان زندہ پیلان چو کوہ

بشد روشنائی ز خورشید و ماہ
ستارہ سنان بود خورشید تیغ
دگر ز و سنان آسمان آہنین
سپہ را سوی میمنہ کوہ بود
جہان در خور اند کہ تن را روان
پیادہ کہ بد در خور کارزار
سپر دار با بادپایان سران
پس پشت ایشان سواران جنگ
زمین از پے پیل گشتہ ستوہ

ز گرد سپہ روز روشن نماند
از آہن زمین بود در گرد میغ
ز تنگ تیرہ ز سنگ اندرون
ز جنگ دلیران پراندہ بود
ہمین دون پیادہ پس تیرہ دار
بہ فرمود تا پیش روی سوار
کمانہا فگندہ بہ بازو درون
گر آتش بہ خنجر ببندد رنگ

فوج حیرت نے گھونگھٹ کھایا اور بھاگی افراسیاب کو کمال صدمہ ہوا اور چاہا کہ سحر کرون اسمین عشاق جادو نے کچھ سحر ایسا کیا کہ زمین و آسمان دفعتہً سبز ہوگیا اور جو ساحر جس مقام پر کھڑا تھا وہ بیہوش ہوگیا غرض بعد تھوڑی دیر کے روشنی جو ہوئی تو مین کیا حال اُسکا بیان کرون سبنے دیکھا کہ ملکہ بران کی نعش پڑی ہے اوپر تخت کے اور مطلق دم نہین ہے پھر تو عمرو وغیرہ سب رونے لگے اور گریبان چاک کرڈالے ایک کہرام برپا ہوا آخر کو ناچار ہوکر دیکھا کہ اب کوئی تدبیر بن نہین آتی ہے سوائے صبر کے چارہ کیا ہی بران کی نعش کو لیے ہوئے با دیدۂ گریان و سینۂ بریان اندر بارگاہ کی گئے اور بیچ بارگاہ مین نعش کو رکھکے سب گرد نعش کے حلقہ زن ہوئے اور عشاق نے جس مقام پر کہ لڑائی ہورہی تھی وہین خیمے برپا کیے اور فوج کو جاکے آپ اندر خیمے کے بیٹھکر افراسیاب سے باتین کرنے لگا کہ یا غیاث اگر حکم ملے

تو پوچھا اُسنے افراسیاب سے کہ باغبان آج نظر نہین آتا ہے وہ کہان ہے افراسیاب نے کہا کہ وہ مجھسے برگشتہ
ہوگیا ہے مین نے اسکو واسطے چشم نمائی کے اندر ایک صحرا کے جاکر درخت مین لٹکا دیا ہے مشتاق
نے حال باغبان سنکر نیلم جادو کو حکم کیا کہ جاکر باغبان کو تو جلد رہا کر کے پاس ہمارے لے آ
نیلم جادو بموجب اسکے حکم کے اسوقت راہی ہوگیا اور حال سنو باغبان کا کہ اُسکو گلچین نے
جاکر رہا کیا اور کھڑے ہوکر سمجھانے لگی وہ تو سمجھا رہی تھی کہ نیلم جادو بھی جاکر پہونچا اور دیکھا کہ باغبان
تو چھوٹا ہوا ہے اور گلچین بھی موجود ہے پس اسکو خوف معلوم ہوا اسنے پیچھے سے جاکر دونون کو بزور سحر
پکڑ لیا اور لیکر طرف افراسیاب کے چلا قضا کار اُدھر سے چالاک آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ باغبان
و گلچین کو ایک ساحر پکڑے ہوئے لیے جاتا ہے تو بہ حیرت کی صورت بنکر پاس نیلم جادو کے آیا اور
اُسکو قتل کیا باغبان و گلچین کو یہ کہکر چھوڑ دیا کہ اِس احسان کو ہمارے فراموش نکرنا وہ دونون
تو راہی ہوگئے اور دوسری روایت مین یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ چالاک اپنے ساتھ لیے ہوئے دونون کو
پاس عمرو کے چلا آیا ان دونون نے عمرو سے ملاقات کی اور بران کی نعش کو دیکھکر افسوس کیا
اور کہا کہ خواجہ اب ہم بھی تمہارے پاس چلے آئین گے یہ کہکر بیٹھے تھے کہ جمشید بن کوکب بھی آکر
ٹھہرا حال بران کا سنکر نہایت متحیر ہوا اتنے مین معمار قدرت نے آکر جمشید کو نذر دی اور عرض کیا
کہ ایک تالاب گرداب غلام نے بنایا ہے تو اسمین تابوت بران کا چلکر رکھدیجیے کہ وہان ہمزاد افراسیاب
کی بھی مجال نہین ہے جو اُسکو لے جاسکے کسواسطے کہ یہ کشتۂ سحر ہے ضرور زندہ ہوگی القصہ سب
نے معمار کی راے کو پسند کیا اور بموجب اُسکے کہنے کے بران کو اندر تابوت کے رکھکر اندر طلسم
کوکب کے لیگئے اور اُس تالاب مین رکھکر پھر آئے اور آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھے وہان افراسیاب
کو جو خبر ہوئی کہ نیلم جادو مارا گیا اور باغبان و گلچین دونون پاس عمرو کے بیٹھے ہوئے خوش اور خرم
باتین کر رہے ہین یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور صرصر سے کہا کہ اُجتک تو نے کوئی عیاری نہین کی
اور انکے عیارون نے ہزارون مرتبہ ہم سب کو ذلیل کیا صرصر کو جو غیرت معلوم ہوئی تو
یہ وہان سے چل نکلی اور نسترن لونڈی گلچین کی بہن کی تھی اسکی صورت بنکر اندر بارگاہ
جمشید کے آئی اور آکر گلچین کو اشارے سے بلایا اور کہا کہ جہان سب لونڈیان حضور کی آئین
وہان مین بھی آپکی خدمت گذاری کو حاضر ہون اگر آپ کا دل چاہے تو آپ میرے

ساتھ چلین اور اپنی سب لونڈیون کو بھی لے آئین کہ وہ سب افراسیاب کے خوف سے ایک
درۂ کوہ مین پوشیدہ بیٹھی ہوئی ہین گلچین کو یقین ہوا اور ساتھ اُنکے ہولی اُسنے اندر درہ کوہ کے
لیجاکر اسکو بیہوش کیا اور باندہ پشتارہ روبرو حیرت کے لیگئی اور کہا کہ لیجیے گلچین تو حاضر ہے وہ دیکھکر
نہایت خوش ہوئی اور گلچین کو سامنے ایک ستون تھا اُسمین باندھکر کھڑا کر دیا اس حال کی خبر
باغبان و ضرغام کو جو ہوئی تو وہ دونون آگے پیچھے بیقرار ہو کر واسطے رہائی گلچین کے اُٹھکر دوڑے
مگر پہلے ضرغام مکان مین حیرت کے آکر داخل ہوا اور چاہا کر کوئی عیاری کرون صرصر بھی موجود تھی
اُسنے اسکو پہچان لیا اور حیرت سے اشارے مین کہدیا اُسنے بزور سحر اسکو بھی گرفتار کیا اتنے مین
باغبان بھی آکر ہوبجا اور دیکھا کہ گلچین و ضرغام دونون گرفتار بلا ہین بس اسکو تاب باقی نرہی
اُسنے گلدستہ سحر کو بیچ بارگاہ کے پھینکدیا اُسکی جو خوشبو پھیلی اور سب ساحرون کی ناک مین پہونچی تو
وہ از خود رفتہ ہوکر عالم نشہ مین جھومنے لگے باغبان نے آکر ضرغام اور گلچین کو رہا کیا اور لیکر چل
نکلا مگر حیرت کو غفلت کچھ کم تھی اُسنے جو دیکھا کہ باغبان ضرغام اور گلچین کو لیے جاتا ہے تو وہ
پیچھے اُسکے دوڑی جب تو ناچار ہو کر یہ بھی پلٹ پڑا اور دونون مین لڑائی سحر کی ہونے لگی حیرت
سحر مین باغبان سے بہت زبردست تھی اسوجہ سے باغبان عاجز ہو چکا تھا کہ صرصر آکر
موجود ہوئی اور اُسنے کہا کہ ای ملکہ آپ کا ہیکو ساتھ اسکے مقابلہ کرتی ہین مین اسکو گرفتار کیے لیتی ہون
آپ ہٹ جائین حیرت صرصر کو سمجھکر جدا ہوگئی اور اُسنے بیضہ بیہوشی نکالکر دکھلایا تو باغبان کو
اور مارا حیرت کے ناک پر دماغ مین جو بو اُسکی گئی چھینک آئی اور تڑاق سے زمین پر گر کر بیہوش ہوگئی
اُسوقت صرصر نے نعرہ مارا کہ منم چالاک بن عمرو صرصر کہان رہتی ہے باغبان اب آپ چلیے
یہ کہکر تینون کو ہمراہ اپنے بارگاہ جمشید مین لے آیا باغبان نے تعریف چالاک کی سب سے
کی اور آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اُدھر حیرت کو ہوش جو آگیا تو وہ ذلیل ہو کر اپنی بارگاہ مین چلی گئی
مگر اس حال کو بیان نہ کیا اسمین عشاق نور رخصت ہو کر اور گنبد سامری کے چلا گیا کہ وہ وہین
رہتا تھا اور افراسیاب کو جو غصہ آیا تو یہ لوٹکر اندر زمین کے اس ارادے سے گیا کہ چلکر طلسم
کوکب کو توڑیے یہان حیرت فقط تنہا بارگاہ مین حیران اور پریشان بیٹھی تھی کہ ہرکارون نے
آکر عرض کیا کہ شیشتور بن تمیز بھتیجا خداوند ساحران کا آتا ہے حیرت نے سنکر جلدی جلدی بارگاہ کو

آراستہ کروادیا کوئی دو گھڑی نہین گذری تھی کہ سواری اُس کافر کی آپہونچی اور وہ اژدر سحر کے اوپر سے
اوپر سے اُتر کر اندر بارگاہ کے آیا اور حیرت کو سلام کرکے دنگل پر بیٹھ گیا اور پرسان حال ہوا لوگون نے
تمام حال پل کے توڑنے کا اور لڑائیونکی شکست ہونے کا روبروئے اسکے بیان کیا وہ سنکر بہت برہم ہوا
اور اُسیوقت آمادہ جنگ ہوگیا ہرچند حیرت نے کہا کہ آج تامل کرو شراب وکباب اور کھانا قدرے
نوش کرو اگر یہی ارادہ تمھارا ہی تو کل سمجھ لینا مگر اُسنے نمانا اور کہا کہ مین جمشید کا سر جبتک نہ کاٹ لونگا
میرے اوپر دانہ پانی حرام ہی یہ کہکر اژدر سحر پر پھر سوار ہوا اور تمام فوج کو اپنے ہمراہ لیکر طرف جمشید کے چل نکلا
عیارون نے دوڑ کر اسکو بھی اطلاع دی وہ بھی معاً سوار ہوکر مع اپنی فوج بیقیاس کے نکلکر سامنے اسکے آیا
اور آکر صف بستہ ہوا اُسنے جمشید کو دیکھکر افراس جادو نامی ایک ساحر تھا اُسکو اشارہ کیا اُسنے نکلکر
نیب دی جمشید کیطرف برق لامع نے آکر ایک چشم زدن مین مار لیا بعد اسکے زردہم جادو و
منقوش جادو وغیرہ چند ساحر اُنکے لشکر سے باری باری نکلے اور سامنا برق لامع کا کیا اُسنے اُن
سبکو آتش سحر سے جلا کر خاک کردیا جب تو شیتور بدحواس ہوگیا اور خود جھلا کے میدان مین آیا جمشید نے
اُسکو دیکھکر برق لامع کو بلایا اور آپ اُسکے مقابلہ کو آیا اب اِن دونون مین سحر چلنے لگے مگر کوئی ظفریاب
نہوا برابر کوئی پہر بھر کے لڑائی سحر کی رہی القصہ شیتور کو جب یہ ثابت ہوچکا کہ اب مین جمشید سے
کسیطرح جیت نہوسکونگا اور یہ مقرر مجھکو گرفتار کرلیگا تو اُسوقت اُسنے خاک جمشیدی کو نکالکر اور جمشید
کے ماری اور تھوڑی سی فوج کے اوپر مٹی بھی پھینکدی اُسکی تاثیر سے جمشید اور اسکے سب ساحر
بیہوش ہوکر گرگئے شیتور نے جمشید کو بفراغت تمام باندھ لیا اور بارگاہ حیرت مین پکڑ کر اسی حالت
سے لے آیا اور وہان فوج کو جمشید کی بعد تھوڑی دیر کے ہوش جو آیا اور جمشید کو نہ دیکھا تو نہایت
حیران ہوئی آخر کو معلوم ہوا کہ شیتور پکڑ کر لے گیا ہے پس سبکو ندامت حاصل ہوئی اور ہر ایک
مرنے پر مستعد ہوکر واسطے رہائی جمشید کے چل کھڑا ہوا یہ ماجرا دیکھکر چالاک نے سب کو روکا اور کہا
کہ تم ٹھہر جاؤ مین جاکر جمشید کو اکیلا لے آتا ہون وہ سب تو اسکے کہنے سے ٹھہر گئے اور یہ یکہ و تنہا بصورت
معبدل بارگاہ حیرت مین آیا یہان صرصر بھی کھڑی تھی اُسنے اسکو بنظر اول پہچان کے منع کیا جست
کرکے نکل گیا اور پھر صورت بدلکر آیا اُسنے پھر پہچان لیا یہ پھر چلا گیا غرض تین مرتبہ چالاک جرأت کرکر آیا
صرصر نے پہچان لیا اسوقت قرغام شیر دل بھی کھڑا تھا اسنے یہ حال دیکھکر اپنی صورت صبا رفتار کی بنائی اور صرصر کو ہانک

لیجا کر کسی حیلے سے بیہوش کیا اور لیجا کر ایک صحرا مین باندھکر ڈالدیا اور آپ پھر کر پاس چالاک کے آیا اور
کہا کہ اب تم لبفراغت تمام عیاری کرو مین صرصر کو باندھ آیا ہون اس حال کو سنکر چالاک تو ایک
باغبان کیصورت بنکر اندر بارگاہ حیرت کے پہونچا اور صبا رفتار واسطے بالادوی کے نکلی ہوئی تھی یہ
پھرتی ہوئی اُسطرف کو پہونچی کہ جہان صرصر بندھی ہوئی تھی بس اُسنے دیکھکر اُسکو کھولدیا اور ہمراہ اپنے
لیئے ہوئے اندر بارگاہ کے چلی آئی یہان آکر صرصر نے چالاک کو جو دیکھا کہ سامنے حیرت کے کھڑا ہوا ہے
تو یہ بھی برابر چالاک کے کھڑی ہوئی اور چپکے سے کہا کہ ای چالاک تو جان بچا کر آیا تو اس مقام پر واسطے
رہائی جمشید کے مگر تو اسکو کیونکر رہا کر سکیگا کسواسطے کہ اُسکے گرد قنات فولادی کھینچی ہوئی ہے اُسکے اندر
وہ قید ہے چالاک نے کہا کہ ہم تو اُسکو رہا کر لیوینگے تم دیکھا کرو اور ساتھ منصفی کے ہم لوگون کی عیاری کی داد
دو اس کلمے کو سنکر صرصر نے ارادہ کیا تھا کہ چلاکر شیتور سے چالاک کو گرفتار کرا دون کہ دفعتہً وہ قنات
فولادی خود بخود گری اور اندر زمین کے غرق ہوگئی اس حال کو دیکھکر سب ساحر مع شیتور کے اُٹھکر
دوڑے تو دیکھا کہ اُسمقام پر ایک غار عظیم الشان ہوگیا ہے اور وہ صندوق نہین ہے کہ جسمین جمشید کو
قید کر کے رکھا تھا اور نہ پتا دیوار کا ہے سبکو نہایت تعجب ہوا اور وجہ صندوق کے غائب ہونے کی یہ ہے کہ
مہتر قران نقب کی راہ سے صندوق کو لیگئے اور دیوار اندر نقب کے جا رہی چالاک نے جو یہ رنگ
دیکھا تو وہ بھی نکلکر چلا گیا اور سمجھا کہ قران جمشید کو لیگئے القصہ شیتور وغیرہ سب ساحر ناچار ہو کر اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور قران نے اُس صندوق کو اندر ایک درہ کوہ کے لیجا کر دیکھا اور جمشید کو باہر صندوق
کے نکالکر ارادہ ہوشیار کرنیکا کیا تھا کہ اکبارگی ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُٹھا کر جمشید کو لیگیا قران کو کمال صدمہ
ہوا اور حال سُنیے پنجے کا کہ وہ نہنگ جادو تھا اسی مقام کا رہنے والا اور حال اُسکو جمشید کا معلوم تھا وہ
دیکھکر لیگیا غرض نہنگ تو جمشید کو عالم بیہوشی مین لیے ہوئے چلا جاتا تھا اور اُدھر سے چالاک بھی چلا
آتا تھا اثناے راہ مین دیکھا اُسنے کہ ایک ساحر جمشید کو لیے جاتا ہے بس دیکھکر ایک ساحر کیصورت بنگیا اور
پاس نہنگ کے جا کر پہونچا کہ کیون بھائی آج تم کسکو لیے جاتے ہو اُسنے ساحر سمجھ کے کہدیا کہ جمشید بن کو لیے
لیے جاتا ہون یہ کہکر چل نکلا چالاک نے پیچھے سے جا کر حلقہ اپنی کمند مار کر اُسکو دھر کھینچا اور جلدی سے سر اُسکا کاٹ ڈالا
اُسمین جمشید کو ہوش آگیا وہ اپنے تئین دیکھکر متحیر ہوا چالاک نے سب حال قران کا اور اپنا روبرو جمشید کے
بیان کیا اور باتین کرتا ہوا آگے بڑھا تھا کہ افراسیاب آپہونچا اور جمشید کو دیکھکر اُسنے ناریل سحر کا مارا چالاک

تو جست کرکے اُڑ گیا اور جمشید نے ایک نشتر اپنے ماتھے پر مارکے ایک بوند لہو کی نکالکر اُس ناریل کے اوپر ڈالی
ساتھ ہی مارنے کے وہ ناریل پھٹا اور اُسمین سے ایک گولہ فولاد کا نکلکر افراسیاب کی چھاتی پر
لگا کہ تمام بدن اُسکا ہل گیا اُسنے بھی خفا ہوکر ایک چٹکی خاک جمشیدی کی اوپر جمشید کے ماری
کہ اُسکی تاثیر سے پھر بیہوش ہوگیا افراسیاب نے پکڑ لیا اور لیکر چلا چالاک نے یہ رنگ دیکھکر
اپنی صورت حیرت جادو کی ایسی بنائی اور سامنے افراسیاب کے آکر پہونچا کہ آپ کہان تشریف
لیگئے تھے اور اب کدھر کو جائیے گا اُسنے کہا کہ مین طلسم کوکب کے توڑنے کو گیا تھا مگر وہان جاکر جو دیکھا تو
طلسم نہایت مضبوط ہی بڑے تردد سے ٹوٹے گا اسوجہ سے پھر کر چلا آیا اثنائے راہ مین جمشید کو جاتے ہوئے
دیکھا تو اُسکو پکڑ لیا ہے اب تمھارے ساتھ مین چلتا ہون القصہ چالاک نے باتون مین لگا کر حباب بیہوشی کو
اُسکے منہ پر مارا کہ وہ تو بیہوش ہوگیا اور چالاک جمشید کو اُٹھا کر اُسکی بارگاہ مین لیگیا سب ساحر جمشید کے
نہایت خوش ہوئے اور تعریف چالاک کی کرنے لگے مگر ہر چند چاہا کہ جمشید کو ہوش مین لاوین وہ کسی طرح
ہوشیار نہوا اور وہان افراسیاب کی جو آنکھ کھلی تو نہایت متحیر ہوا آخر کو ناچار ہوکر بارگاہ حیرت مین
پہونچا اور سب حال بیان کیا حیرت کو سنکر حیرت ہوئی اسمین چار سو ساحر نیان سُرخ جوڑی
پہنے ہوئے آئین اور آکر اُس کافر کو مجرا کیا یہ سب اُسکی خواصین تھین بعد اسکے شیشتور نے بھی آکر سلام
کیا اُسنے گلے سے لگایا اور پیار کرکے پاس اپنے بٹھا لیا شیشتور بد مزاج تو حد سے زیادہ ہے اور بیٹا بھی افراسیاب
کے بڑے بھائی کا ہی اُسنے بیٹھکر افراسیاب سے کہا کہ کیون اے چچا جان آپ نے اتنی سی لڑائی
کو اسقدر طول کیا سمجھکے دیا ہے اور ان عیارون کو بھی آپنے اسقدر طرح دے کے سر چڑھایا ہے
کہ وہ اپنے نزدیک فرعون بے سامان ہوگئے بھلا انکا برباد کردینا کوئی بڑا کام تھا جو آپنے انکو چھوڑ بھی چھوڑ دیا
افراسیاب نے کہا کہ اے فرزند تم ابھی عیارون سے آگاہ نہین ہو وہ بڑے زبردست اور شعور رکھتے
ہین کیا مجال کسی ساحر کی جو اُنکو گرفتار کر سکے وہ اپنے نزدیک کیا کسی کی اصل جانتے ہین جہان جسکو
تاکا مضمون نے وہان بس فوراً اُسکو مار ہی ڈالتے ہین اسمین کیسا ہی ساحر زبردست ہوئے شیشتور
نے سنکر کہا کہ انکو اُنکا دم غالب ہوگیا ہے اسوجہ سے آپ جو چاہین فرمائین ہین آپکو جھوٹا نہین کہسکتا
ہون مگر اتنا تو البتہ کہتا ہون کہ اگر فرمائیے تو مین ادنی سحر سے جس عیار کو کہیے پکڑ لاؤن یہ گفتگو شیشتور
کر رہا تھا کہ حیرت نے جھلا کے کہا کہ بھلا چالاک کو پکڑ تو بلاؤ دیکھین تو سہی کہ کیسے تم ساحر زبردست ہو شیشتور

شیتور نے فوراً تھوڑی سی آگ منگوا کے اُسکے اوپر کچھ پڑھکے گوگل کو جو ڈالدیا تو وہ جل گیا اور اُسمین سے
دھنوان پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ دھنوان مجسم ہوکے صورت پتلا کی ہو گیا اور ایک طوق و زنجیر
ہاتھ مین لیے ہوئے سامنے شیتور کے آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ کیا حکم ہے اُسنے کہا کہ جلد جا اور جس مقام پر
چالاک ہو اُسکو پکڑ کر ہمارے پاس لے آ وہ پتلا یکبارگی چل نکلا اور تلاش کرتا ہوا چالاک کو اندر
بارگاہ جمشید کے پہونچا وہان چالاک جمشید کو لیکر جو آیا تھا تو وہ بیہوش تھا اُسکے ہوشیار کرنے کی
فکر مین سر پیر اُسکے کھڑا تھا یہ پتلا جو اُسکی طرف کو چلا تو سب ساحرون نے دیکھکر پتلا کو تاریخ تیغ
گولے فولادی مارے اور وہ سب پڑے اُسکے اوپر مگر وہ اُنکے ضرب سے اُسوقت تو ہٹ گیا اور
یہ قریب چالاک کے پہونچا اور اُس طوق کو گردن مین ڈالکے کھینچتا ہوا لے چلا اور شیتور کے
پاس لایا وہ دیکھکر چالاک کو نہایت خوش ہوا اور اُس پتلا سے لیکر چالاک کو سامنے اپنے بٹھایا اور
چاہا کہ قتل کرون چالاک تو بدحواس ہوکر مصروف دعا ہوا اور شیتور نے کہا کہ کیون چالاک اب
بتا کہ مین تیرا کیا درجہ کرون ارے تجھکو اپنی جان کا بھی کچھ خوف نہ تھا کہ جو تو نے آکر ہم لوگون سے سامنا
کیا ہے اُسنے کہا کہ کیا مجال ہے کسی ساحر کی جو ہمکو قتل کر سکے بلکہ جو ہم کو بلاتا ہے وہ گویا قضا بلاتا ہے ہم جہان
آئے اور وہ مارا گیا چالاک شیتور سے دوبدو گفتگو کر رہا ہے اور حال سُنیے قران کا کہ وہ
پیچھے چالاک کے گئے ہوئے تھے اور دل سے فکر رہائی کی کرتے چلے آتے تھے قضاءکار حسب اتفاق
جبیر جادو نام ایک ساحر ہے اُسنے ناوک جادو کے ہاتھ عرضی شیتور کو روانہ کی تھی وہ بھی عرضی کو
لیے ہوئے چلا آتا تھا قران نے جو اُسکو دیکھا تو چاہا کہ اُسکو کسی تدبیر سے قتل کرو اور پھر اُسکی صورت
بنکر پاس شیتور کے چلو لیکن لاکھ لاکھ تدبیرین کین وہ ساحر گھات نہ آیا آخر کو ناچار ہوکر قران
بھی ساتھ اُسکے اندر بارگاہ کے آیا تو دیکھا کہ سامنے شیتور کے چالاک مایوس بیٹھا ہوا ہے
قران بھی بصورت ساحر بنے ہوئے کھڑے دیکھا کئے اِسمین ناوک جادو نے سلام
جو کیا تو افراسیاب اور حیرت کو شبہہ عیار کا گذرا اور سمجھے کہ اکثر عیار بصورت مبدل آتے
ہین اور اپنے طرفدار کو رہا کر کے صاف لیجاتے ہین کیا عجب ہے کہ یہ بھی کوئی عیار ہوئے اور
چالاک کیواسطے آیا ہو یہ تصور کر کے شیتور سے کہا کہ خبردار اِس ساحر کو قریب اپنے نہ بلانا یہ مقرر کوئی
عیار ہے شیتور نے بموجب اُنکے کہنے کے ایک نارنج سحر کا اوپر ناوک کے مارا وہ تو حقیقت مین ساحر تھا

اسنے اسکو رد کرکے گولہ فولاد کا اوپر شیشتور کے مارا وہ زمین پر گر کے پھٹا اور کئی ساحر مارے گئے جب
تو گھبرا کے سب ساحر اُٹھ کھڑے ہوئے اور چار طرف سے ناوک کو گھیر لیا قران نے جو دیکھا کہ بھیڑ
ہو گئی تو اُنکو فرصت ملی اُنھوں نے جلدی سے چالاک کو اُٹھا لیا اور لیکر بھاگے کسی نے خیال بھی نکیا قران
نے بارگاہ جمشید مین لاکر چالاک کو چھوڑ دیا چالاک نے دیکھا کہ جمشید اُسیطرح سے بیہوش پڑا ہے یہ بھی جاکر
برابر اُسکے کھڑا ہوا تھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے اور آواز تڑاقے کی آئی اور تاریکی ہو گئی اُسی تاریکی مین وہ
پنجون نے جمشید اور چالاک کو اُٹھا لیا اور لیکر بروسے ہوا چلے گئے اب اُنکو تو اُدھر جانے دو اور دو کلمے
داستان شیشتور کے سنو کہ اُسنے جو ناوک جادو کو پہچانا تو اوسکی خاطرداری کی اور حال اپنے لشکر کا
بیان کر کے اُسکو ٹھیرایا مگر چالاک جو ندیکھا تو کمال حیران ہو کر افراسیاب سے پوچھا کہ چالاک کو کون
لیگیا اُسنے کہا کہ مین تو تمسے پہلے ہی حال عیارونکا بیان کر چکا ہون اُنھین مین سے کوئی عیار آیا ہوگا
اُس کو لیگیا اس کو مین کیا کرون شیشتور یہ سنکر برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اسے چچا جان اب جبتک کہ
مین جمشید کا سر نکاٹ لونگا تب تک آب و دانہ سب میرے اوپر حرام ہے ہر چند افراسیاب
نے سمجھایا اور منع کیا لیکن اُسنے نمانا اور طبل جنگ بجوا دیا یہ ماجرا دیکھکر افراسیاب
تو اندر طلسم کے چلا گیا اور شیشتور نقارہ کوچ کا بجوا کے سوار ہوا اور تمام اپنی فوج کو ہمراہ
لیکر اوپر لشکر جمشید کے چڑھ آیا یہان تو سب غافل تھے اُسکو دیکھکر فوراً ہوشیار ہو گئے اور
تیار ہو کر آمادہ رزم و پیکار ہوئے یہ خبر ملکہ مہرخ اور ملکہ اختر بنت سہیلان فیل زور کو ہوئی
وہ بھی سب تیار ہو گئین اور آکر شریک فوج جمشید کی ہوئین اُدھر سے ایوان جادو نے آکر مبارز
طلبی کی ادھر سے وہم جادو نے اُسکا سامنا کیا بعد سحر آزمائی کے وہم مارا گیا بعد اُسکے بہار جادو
نے بڑھکر ایک ہی ترنج سحر کا اوپر ایوان کے مارا کہ وہ اُسکے منھ کو توڑ کر پشت کے پار نکل گیا ایوان
جادو کو بہار جادو نے مار لیا حیرت جادو نے اپنی بہن کو جو دیکھا تو جھلا کے خود مقابلے کو نکلی
اور آتے کی ساتھ ہی ایک نارنج اوپر بہار کے مارا اسنے نارنج کو آتے دیکھکر کچھ اسم رد سحر کا پڑھکر انگلی کو
جو اپنی اُٹھایا تو وہ نارنج بیچ مین سے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا بعد اُسکے بہار جادو نے ایک ناریل کو
اپنے ہاتھ مین لیکر توڑ ڈالا اُسمین سے پھول اوپر زمین کے جو گرے تو حیرت جادو کو نشہ معلوم ہوا
اور جھومنے لگی اب جو حیرت نے دیکھا کہ مین اسکے سحر سے بیہوش ہو جاؤنگی اور سر [illegible]

توبہ حواس ہوکر دستک دی ساتھ ہی دستک دینے کے دو پنجے پیدا ہوئے اور حیرت کو بروے آسمان لیگئے یہ ماجرا دیکھکر شیشبور کے یہ خیال میں گذرا کہ ایک سے ایک ساحر کہان تک لڑے گا اسکو تو عمر بھر چاہیے اور فیصلہ لڑائی کا نہین ہوگا یہ تصور کرکے مرکب سحر کو اپنے اُڑایا اور اپنی فوج اور حیرت کی فوج کو بھی اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ چنانچہ سات لاکھ فوج نے اس کا ساتھ دیا یہ اور فوج جمشید کے جا پڑا پھر تیغے سحر کے چلنے لگے اور برف اور آتشباری ہونے لگی اسوقت آسمان شرر ریز تھا اور زمین آفت خیز معلوم ہوتی تھی گولے فولادی بھی چل رہے تھے اور ہوائیان سحر کی بھی اُڑ رہی تھین پچھے سوئیون کے پڑ رہے تھے کسی کی کسی کو خبر نہ تھی دھڑ پڑ تھا لاش پر لاش گر رہی تھی اسمین اگر کوئی ارادہ بھاگنے کا کرتا تھا تو سوا اے کوچہ فنا کے راہ جانے کو نہ ملتی تھی تلوار کیا تھی کہ شمع تھی پروانہ جان نثار ہوتے تھے دلال اجل درکار ملک الموت ایک کی روح قبض نہ کرنے پاتا تھا کہ دس مرگرتے تھے اشعار

همہ تیغ و ساعد ز خون گشتہ لال
ہمین آفتاب اندران تیرہ گشت
کفن شد کنون مغفر و جوشنش

خروشان شدہ خاک در زیر نعل
خروش سواران و اسپان بدشت
زخاک افسر و گور پیراہنش

زنیزہ زپیکان ہوا تیرہ گشت
ز بہرام و کیوان ہمین برگذشت
یہ رنگ لڑائی کا ہو رہا تھا اب

انکو تو اس حال مین رہنے دو لیکن حال جمشید اور چالاک کا سنو کہ ان دونون کو پنجے جو لیگئے تھے تو وہ کوکب روشن ضمیر کے بھیجے ہوئے تھے انھون نے ایک آن واحد مین لیجا کر ان دونون کو زمین پر فضا مین اُتار دیا جمشید تو مطلق بیہوش تھا مگر چالاک نے آنکھ کھولکر جو دیکھا تو مکان عالیشان اور جاے پُر فضا پر اپنے تئین پایا اور دیکھا کہ تمام گھاس اُس زمین کی سنہری برنگ طلا ہے اور پتے تمام درختون کے مثل کندن خالص کے نظر آتے ہین ہوا سرد چل رہی ہے دل کو تقویت اور روح کو تازگی دیتی ہے چالاک بنظر غور اُس میدان کی کیفیت کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک زمین وہان کی شق ہوئی اور اُسمین سے ایک عورت ماہ طلعت ایک پھول کسی شے کا اپنے ہاتھ مین لیے نکلی اور اُسنے قریب جمشید کی لایا اُسکی بو جو دماغ مین پہونچی جمشید گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور ہوشیار ہوگیا اُس عورت نے سلام تو اُسکو کیا مگر غائب ہوگئی یہ ماجرا دیکھکر چالاک نے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہے جمشید نے کہا کہ بھائی چالاک تم اندیشہ کسی امر کا

مگر وہ مکان ہمارا ہی چالاک کچھ اور پوچھا چاہتا تھا کہ سامنے سے پانچ سو عورتیں زمرد پوش اس میدان طلائی میں آتی ہوئی دکھائی دیں اور پیچھے انکے تخت زمرد پر کہ ایکڈال زمرد کا تھا کوکب کو دیکھ کر وہ سوار چلا آتا ہے غرض وہ تخت بہت قریب آگیا جمشید نے اٹھکر سلام کیا کوکب نے کہا کہ برخوردار چالاک نے بھی ارادہ سلام کرنیکا کیا تھا کہ ایکبارگی ہوا ایسی چلی کہ اس کی نظروں کے تلے تیرگی چھا گئی ہوئی پھر گیا بعد اسکے روشنی جو ظاہر ہوئی تو دیکھا چالاک نے کہ وہ عورتیں ہیں نہ کوکب ہے نہ کچھ سامان سواری کا ہے جب تو یہ اور زیادہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا تھا یہ تو اس فکر میں تھا کہ دہنی طرف سے اڑھائی سو عورتیں لباس یاقوت کا پہنے ہوئے اور ایک تخت یاقوت کا ہمراہ اپنے لیے نمودار ہوئیں اور آکر سامنے جمشید کے ہاتھ باندھکر سب نے مجرا کیا کہ آپ کو آپکے والد بزرگوار نے طلب کیا ہے جلد تشریف لے چلیے جمشید ساتھ ہی سننے کے اٹھ کھڑا ہوا اور اوپر تخت کے سوار ہو کر چالاک کو بھی برابر اپنے بٹھا لیا اور تخت کے پھر تو ان عورتوں نے تخت کو اٹھا لیا اور لیکر چلیں جبکہ اس میدان کو طے کر چکیں تو دیکھا چالاک نے کہ ایک دیوار آئینہ کی سامنے کھنچی ہوئی ہے اور اسمیں دروازہ بلور کا لگا ہے وہ عورتیں تخت جمشید کو دروازہ کے اندر لیکر داخل ہوئیں وہاں جاکر چالاک نے دیکھا کہ باغ ہے گویا کہ بہشت کا چشم و چراغ ہے روشنی بیڑی سے آراستہ پیراستہ نہایت خوب دلکو مرغوب اسطرح کا کہ اگر رضوان بھی اسکو دیکھے تو داروغگی بہشت کی ترک کر دے سنگریزے یاقوت زمرد کے جابجا پڑے ہوئے ہیں اور ہزارہا منقش کترا ہوا تمام باغ میں پھیلا ہوا ہے اور فوارے ہیرے کے اور ہزارے یاقوت و زمرد کے چڑھے ہوئے

نہروں میں نصب ہیں منظم
کوئی خون جگر کی طرح رنگین
کسی میں ایک اک جلوہ ہویدا
نوازن جابجا مرغان خوشرنگ

کوئی گل شل روئے ماہ براق
کسی میں اور ہی صورت کی تزئین
لبالب آب سے نہریں ہر اک سو
ہر اک کے زمزمے کا گرم نیا رنگ

اداہٹ میں کوئی مشہور آفاق
کسی میں اسطرح کے رنگ پیدا
جو لیجائیں دل شائق سے قابو
گل اور پھول ہزارہا طرح کے تمام

باغ میں شگفتہ اور شاداب ہو رہے ہیں اور خوشبو اسطرح کی آتی ہے کہ دماغ جہان کو قوت حاصل ہوتی ہے کہ وہ عورتیں اس تخت کو اندر ایک بارہ دری کے کہ وہ ایکڈال زمرد کی تھی لیگئیں وہان چالاک نے دیکھا کہ تخت مرصع پر کوکب جلوہ افروز ہے اور ہزارہا قندیل مرصع یا جھاڑ مرد[illegible]

سقف مین آویزان ہین اور فرش تمامی کا گستردہ ہر میر فرش زمرد اور یاقوت کے جابجا رکھے
ہین اور چھت و پردے زربفت کے لگے ہین غرض جمشید نے تخت سے اُتر کوکب کو مجرا کیا اور
کرسی پر بیٹھ گیا کہ وہ قریب تخت کوکب کے نصب تھی دوسری کرسی پر چالاک بھی بیٹھ گیا اور
کوکب نے جمشید سے کہا کہ ای بجرو سے بر تم افراسیاب سے لڑنے کو گئے تھے دیکھا کہ شیتور نے
کیسا سحر اوپر تمھارے کیا کہ تکو بیہوش کرکے پکڑ لیا اور تمسے کچھ بھی نہو سکا اب پھر اُسکے ساتھ ارادہ
مقابلہ کا کروگے جمشید نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ آپکی مہربانی اگر میرے حال پر ہوگی تو مین لاکھ مرتبہ
سامنا کرونگا اور اقبال سے حضور کے اُسکو مارونگا اس کلمہ کو سُنکر کوکب نے کہا کہ اسوقت
بھی تمھاری فوج پر شیتور گرا ہوا ہے اور قتل و قمع کر رہا ہے پس تم اس انگشتری کو لو اُسکے اوپر اسم
جو کندہ ہے اُسکو جاکر اوپر فوج اور لشکر شیتور کے اسوقت پر مارنا کہ جسوقت شیتور خاک جمشیدی
تمھارے لشکر پر مارے اور وہ سب بیہوش ہوجائین اور ای فرزند میری تو جان غم مین بران
کے فنا ہو رہی ہے کہ وہ تمام عمر کی کمائی میری ہے اسوجہ سے سحر وغیرہ سب مجکو بھولا ہوا ہے اور جہان
پیش نظر اندھیر معلوم ہوتا ہے اور بران کی فکر مین یقین ہے کہ صبح و شام مین عمرو تدبیر کرکے گنبد سامری
مین جائیگا اور عشاق جادو کو مارکر مقرر آئے گا پس جسوقت کہ وہ آئیگا تو پھر مین بھی
کوچ کرکے تمھارے پاس آؤنگا تم خاطر جمع رکھو یہ کہکر ایک ساحر کو کہ نام اُسکا فولاد قوی بازو
تھا اسی ہزار ساحرون سے ہمراہ جمشید کے روانہ کیا اور کہا کہ جلد جاؤ ایسا نہو کہ لشکر تمھارا برباد
ہوجائے جمشید نے سلام کرکے اُس انگشتری کو لے لیا اور فولاد کو ہمراہ لیکر مع سب ساحرونکے
سوار ہوکر سمت طلسم ہوشربا روانہ ہوا اور حال سُنیے وہان کا کہ شیتور جنگ مغلوبہ
مین مصروف ہے اور لشکر جمشید کو قتل کر رہا ہے مگر اُنکے بھی سب شریک مہرخ اور بہار
برق و رعد بڑے بڑے ساحر زبردست جو شریک ہین تو اُنھون نے لڑائی کو روک رکھا
ہے اور شیتور سے قرار واقعی جنگ سحر ہو رہی ہے کہ وہ بھی عاجز ہوگیا ہے اور یہی اپنے دل مین
کہتا ہے کہ یہ بھی سب ساحر زبردست ہین دیکھا چاہیے کہ اِنسے سر بر ہوتا کیونکر ہوتا ہے آخر کو عاجز
ہوکر اُس کافر نے خاک جمشید و سامری کو ایک مٹھی بھر کر سمت آسمان اُڑایا وہ جو چلی تو
اُسکی وجہ سے زمین و آسمان تیرہ و تار ہوگیا اور ہوا گرم ایسی چلی کہ سبکو یہ معلوم ہوا کہ جہنم کا در کھل گیا ہے

ہوا کی تاثیر سے آٹھ لاکھ ساحر جمشید و مہرخ اور بہار و مجلس جادو وغیرہ کا سب بیہوش ہوگیا
اور شیتور نے اپنی فوج کو حکم کیا کہ اب سر سبکے کاٹ لو اس اثنا میں حیرت جادو بھی آکر پہونچی
سبکو بیہوش دیکھا شیتور کی تعریف کی کہ واہ وا کیا کہنا تیرے سحر کا اسوقت تو تمنے وہ کام کیا
ہے کہ اگر جمشید و سامری بھی ہوتے تو تمھارے قدم لیتے یہ تو تعریف شیتور کی کر رہی ہے اور وہ
مثل گدھے کے پھولا ہے اور لشکر جمشید کے سر کاٹنے کو فوج اسکی خنجر بکف ہوکر متوجہ ہوئی
وہ تو سب بیچارے بیہوش پڑے تھے ان کافرون نے دس بارہ آدمیونکے سر ایک آن واحد
مین کاٹ ڈالے کہ بحکم قادر لم یزل جمشید بھی اسی ہزار ساحرون سے آکر پہونچا اور اسنے دیکھا کہ ستم
ہو رہا ہے سب ہمارے جان نثار تو بیہوش پڑے ہین اور لوگ انکے سر کاٹ رہے ہین بس دیکھتے ہی آگ
ہوگیا اور تخت پر سے کود کر اپنا نعرہ کیا اور اس اسم کو پڑھکر انگشتری کو زمین پر پھینکدیا پھینکتے ہی ایک آواز
تڑقنے کی آئی اور وہ نگینہ کہ جو انگشتری پر رکھا تھا دیکھا کہ بشکل آفتاب ہوگیا اور روشنی اسمین پیدا
ہوئی اور ہوا سرد ایسی چلی کہ گویا دروازہ بہشت کا کھل گیا اور خوشبو کی لپٹین آنے لگین اور ہوا کی
تاثیر سے ہوا گرم جو چل رہی تھی فوراً برطرف ہوگئی اور سب ساحر جمشید کے ہوشیار ہوکر اٹھے اور
جمشید کو دیکھکر کمال مسرور ہوئے اور جمشید نے اس آفتاب کے اوپر جو نگینہ کا بنا ہوا تھا نارنج سحر کو
مارا وہ ٹوٹ کر پرزے پرزے ہوگیا اور مثل چنگاریون کے اسکے ریزے ہوکر سارے لشکر مین
چھٹک گئے حیرت اور شیتور کی فوج پر جاکر گرے شیتور تو بیہوش ہوکر گر پڑا اور وہ چنگاری
جسکے سر پر پڑی بھیجے سے نکل گئی اور جسکے سینے پر لگی پشت کو توڑ کر پار نکل گئی پھر تمام فوج بدحواس
ہوکر بھاگی شیتور کی بھی خبر نہ لی اور حیرت جادو بھی بھاگ کر اپنی بارگاہ مین داخل ہو گئی یہان
جمشید نے شیتور کو اسی عالم بیہوشی مین تخت پر اٹھا کر بٹھا لیا اور اپنی بارگاہ مین لاکر ارادہ
گردن مارنے کا کیا اور وہان تمام فوج شیتور کی جاکر اپنے مقام پر پہونچی کمر کھولی آسودہ ہوئی
اور افراسیاب بھی پاس حیرت جادو کے آیا اور سب کو پریشان دیکھا اس کافر نے حیرت
سے کہا کہ کیون اے ملکہ ہم نہ کہتے تھے شیتور سے کہ ابھی جلدی نکر آخر اسنے ہمارا کہنا نہ مانا گرفتار ہوگیا
اب مجکو بہت دشوار ہے کہ مین اسکے باپ کو کیا جواب دونگا خیر مین خود جاتا ہون اسکے چھڑانے کو
حیرت نے اس تقریر کو سنکر کہا کہ آخر جاتے تو ہو تھوڑا کھانا کھالو تمنے کہا کہ بغیر چھڑا لئے اسکے آب و دانہ

مجھپر حرام ہی یہ کہکر زمین پر گر کر لوٹا اور ایک اژدر آتشین بنکر سمت بارگاہ جمشید روانہ ہوا وہان جاکر زمین سے
سر نکالا ساحرون نے جو اسکو دیکھا حربے سحر کے اُسپر کرنے لگے مگر کسی کا وار اُسپر کارگر نہوا اور اُسنے
قریب شیتور پہونچکر دم جو کھینچا تو اسکو اپنے شکم مین لے لیا اور قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا جدھر سے آیا تھا
اُسی طرف کو راہی ہوا کسی ساحر سے کچھ ہو سکا اُسوقت جمشید نے کہا کہ خیر لیجانے دو مین پھر سمجھ لونگا یہ کہکر خاموش
ہو رہا اور حال سنو تمیز جادو کا کہ جسوقت شیتور گرفتار ہوا تھا اسوقت ایک ساحر نے جاکر تمیز کو اطلاع دی کہ
تمھارے فرزند کو جمشید نے پکڑ لیا اور قتل کیا چاہتا ہی یہ سنکر وہ بدحواس ہوا اور دو اژدر آتش فشان
واسطے لینے شیتور کے روانہ کیے اور اُنسے کہدیا کہ شیتور جسجگہ پر ہو اُسے وہانسے لے آؤ غرضکہ وہ دونون
اژدر شیتور کو تلاش کرتے ہوئے نیچے زمین کے چلے آتے تھے اور اُدھر سے افراسیاب اژدر بنا ہوا اُسکو
نگلے ہوئے جاتا تھا اُن اژدرون سے سامنا ہوا وہ تو سحر کے بنے ہوئے تھے انھین معلوم ہوا کہ شیتور اسکے
بھی اژدر کے پیٹ مین ہی اِس سے چھین لینا چاہیے یہ تصور کرکے اُن دونون نے اسکو گھیرا اُسکے
خیال مین گذرا کہ شاید یہ اژدر سحر جمشید کے ہین یہ سوچکر اُسنے سحر کیا اس ارادہ سے کہ انھین مار لون مگر وہ
اُسکے بھائی کے بھیجے تھے اور وہ دو تھے یہ اکیلا تھا اسوجہ سے اُنپر فتحیاب نہوا آخر کو ناچار ہوکر باہر
زمین کے نکل آیا اور ایک چوپال کسی زمیندار کی تھی اُسمین شیتور کو اُگل دیا اس خوف سے
کہ کہین گھبرا کر اسکا دم نہ نکل جائے وہ تو بیہوش تھا اُسنے تو اُسے اسی مقام پر چھوڑا اور آپ آکر پھر مقابلہ
انھین اژدرون کا کیا چونکہ یہ ساحر زبردست تھا اُسنے تھوڑے ہی عرصے مین اُن
دونون اژدرون کے سر مارکر کچل دیے کہ بھیجے اُنکے نکل پڑے لیکن وہان یہ قدرت کردگار رفیق غانم
آکر پہونچا کہ جہان شیتور بیہوش پڑا تھا اُسنے جو دیکھا تو شیتور کا پشتارہ باندھکر جانب بارگاہ جمشید
روانہ ہوا اس عرصہ مین افراسیاب اُن دونون اژدرون کو مار کر واسطے لینے شیتور کے جو آیا
اسکو نپایا نہایت حیران ہوا اور فکر اسکو دامنگیر ہوئی کہ یہان سے کوئی لے گیا آخر کو دل مین
سوچتا ہوا اندر بارگاہ حیرت کے داخل ہوا اور اُس سے سب حال شیتور کے لانے کا اور غائب
ہوجانے کا بیان کیا اُسنے سنکر کہا کہ آپ فکر کسواسطے کرتے ہین کوئی عیار لیگیا ہوگا بس عیار کا نام
سنکر آگ ہو گیا اور اُسیوقت طرف بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا قضاءکار رفیق غانم اُس بارگاہ پر کھڑے
ہوئے یہ باتین سُن رہے تھے اب جو اُنھون نے دیکھا کہ افراسیاب غصے مین بھرا ہوا جاتا ہی تو

انھون نے اپنے دل مین کہا کہ ای قران یہی وقت ہے اگر بن پڑے تو کسی عیاری سے اسکو مار لو کہ
تنہا جاتا ہے یہ سوچکر پیچھے اُسکے چلا گرد و ور دور اُس سے بحر تفکر مین عیاری سوچتے ہوئے چلے جاتے
ہین اور وہ آگے آگے چلا جاتا ہے تھوڑی دور پر جاکر اسکو برابر ایک درہ کوہ کے صرصر عیار بچی نے
آکر مجرا کیا افراسیاب نے اسکو دیکھکر پوچھا کہ تو کہان گئی تھی اور کہانسے آئی ہے صرصر نے کہا قربان
جاؤن لونڈی بھی شنیتور کی فکر مین گئی تھی مگر آپ تو فرمائین کہ اسوقت آپ کہان جاتے ہین
لونڈی تصدق ہو جائے اگر واسطے شنیتور کے آپ جاتے ہین تو پھر جائیے مین اُسکو لیکر حاضر
ہوتی ہون اس تقریر کو سنکر اُسنے کہا کہ مین بھی تیرے ساتھ چلونگا مگر نظرون سے سب کی غائب
رہونگا صرصر تو خاموش ہو رہی اور چل نکلی افراسیاب بھی ہمراہ ہو لیا قران پیچھے اُسکے یہ
ماجرا دیکھتا ہوا چلا آتا تھا اب جو صرصر کو اسنے دیکھا تو سمجھا کہ عیاری نکرسکو گے اور صرصر نے قریب
ایک درہ کوہ کے پہنچکر افراسیاب کو غافل جو پایا تو اُس چالاک نے حباب بیہوشی مارا کہ وہ
چھینک مار کر بیہوش ہو گیا اور زمین پر گر پڑا صرصر نے آواز دی کہ منم جانسوز بن قران یہ
ماجرا دیکھکر قران نے دوڑکر اپنے فرزند کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ سبحان اللہ ای جانسوز کار
کردی یہ کہکر ایک ہی نیمچا اوپر سر افراسیاب کے ارادہ مارنے کا کیا تھا کہ وہین دو پنجے پیدا ہوئے
اور آکر ہاتھ قران کا پکڑ لیا نعرہ مارتے رہا قران کو اُسوقت یقین ہو گیا کہ یہ ابھی نہین مریگا
اُسنے مین ہاتھ بھی پنجے نے چھوڑ دیے قران اور جانسوز افراسیاب کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے
ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑا اور صرغام جو نشتارہ شنیتور کا لیے ہوئے چلا جاتا تھا تھمیر جادو
کو جو خبر ہوئی اپنے دو دزن اژدر سحر کے مارے جانے کی تو اب وہ خفا ہو کر واسطے شنیتور کے
چل کھڑا ہوا تھا قضا ہکار اسطرف کو آ نکلا کہ جدھر سے صرغام نشتارہ شنیتور کو لیے ہوئے
چلا جاتا تھا بس نشتارے کو دیکھکر اسنے بزور سحر دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عیار ہے اور شنیتور کو لیے
جاتا ہے نہایت اپنے دل مین برہم ہوا اور کہنے لگا کہ فی الواقع عیار خدا پرستون کے بڑے زبردست ہین
اور کیا دل گردے رکھتے ہین دیکھو تو سہی کہ ہمارے ہی شہر مین تو آئے ہین اور یہ غضب ہے کہ ہمارے
فرزند کو لیے جاتے ہین کس جرأت سے کہ مطلق ہراس اور خوف جی سے ہے معلوم نہین ہوتا فرزند
افراسیاب کو بھی یہ قتل کرینگے یہ سوچکر اپنے فرزند کے واسطے بیقرار تو ہو چکا تھا [illegible]

ڈالکر ضرغام کو مع پشتارہ کے اُٹھا لیا اور لیکر طرف آسمان کے راہی ہوا اور ایک آن واحد
مین لیجاکر اپنے مکان مین چھوڑ دیا وہان ضرغام نے پہونچکر دیکھا کہ ایک احاطہ فولاد کا بنا ہوا ہی
اور اندر اُسکے چالیس بنگلے اژدہات کے پڑے ہین اور ہر ایک بنگلے مین ایک ایک اتیت فقیر
بیٹھا ہی آگے اُنکے منقلین لوہے کی آگ سے بھری رکھی ہین اپنے اپنے سحر کو ہوم دے رہے
ہین اپنے عقل سے دریافت کیا کہ یہ سب ملازم تمیز جادو کے ہین القصہ تمیز جادو اُس احاطہ کو
طے کر کے اندر اپنے مکان کے ضرغام کو مع شیتور کے جو لے گیا تو وہان ضرغام نے دیکھا کہ
ایک باغ ہی اور چار دیواری اُسکی سنگ مرمر کی کھنچی ہوئی ہی اور روش پٹری کو سنگ سرخ سے
درست اور تیار کیا ہی اور دو تین سو عورتین لباس پر تکلف رنگ برنگ کا پہنے ہوئے دریاے
جواہر مین غوطہ زن خراماں خراماں سیر کنان ہین اور ایک بارہ دری سنگ بلور کی ایک ٹال ترشی
ہوئی اُس باغ مین اسطرح کی بنی ہی کہ اُسکے اوپر تمام گل و بوٹے طلائی بنے ہین تمیز اُسی بارہ دری
مین داخل ہوا اور شیتور کو پشتارہ سے نکالکر کچھ اسم سحر کا پڑھکے اُسپر دم کیا کہ وہ ہوشیار
ہوگیا اور اُٹھکر اپنے باپ کو مجرا کیا تمیز جادو نے دعا دیکر کہا کہ اے فرزند تمکو اس سے کیا حاصل
ہوا کہ جو تمنے جاکر ناحق کو کوکب سے سامنا کیا کسواسطے کہ وہ نہایت زبردست ہی اُس سے لڑنا
بہت محال ہی پس تمکو کیا کام ہی کہ جو ایسے مقام پر جاؤ شیتور نے کہا کہ افراسیاب ہمارا چچا ہی
اور ساتھ اُنکے مقابلہ کر رہا ہی پھر ہمکو یہ امر کب مناسب ہی کہ بیٹھ رہین اور چچا ہمارا مارا جاوے تمیز نے
کہا کہ تمکو تو اسکا خیال اسقدر ہی اور اُسنے تمھاری خبر بھی نہ لی بیٹھا ہوا چین کر رہا ہوگا آخر کو
ہمین نے اسقدر مشقت اپنے اوپر گوارا کی اور حیران ہوکر تمھاری تلاش کو نکلے اور
جاکر بجد گھر سے آئے وگرنہ یہ عیار تمکو بہر صورت لیجاکر قتل کر ڈالتا اسوقت ہمارا تو گھر برباد
ہوجاتا اور افراسیاب کا کیا بگڑتا شیتور نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے والد بزرگوار ہمارے
لڑنے بھڑنے کے یہی دن ہین اور یہی وقت ہی حکومت کرنے کا اگر ہمنے اس لڑائی کو فتح کر لیا
تو افراسیاب مقرر آدھا ملک اور مال و اسباب ہمکو بلا تامل بانٹ دیگا اور سواے اسکے
ہمیشہ سے یہ دستور ہے کہ ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند تمیز نے ہرچند منع کیا اور سمجھایا کہ
تم اس لڑائی مین دخل نہ دو کوکب سے لڑائی بہت بیڈھب پڑ جائیگی مگر اُسنے نمانا اور کہا کہ آپ

تو اب ضعیف ہو چکے ہین اور سب طرح کا عیش کر چکے ہین اسوجہ سے آپ کو حوصلہ کسی شی کا
باقی نہین ہی اور ہم ابھی جوان ہین ہمکو شوق ہر ایک شی کا ہی اور خواہش نمود کی رکھتے ہین اسوجہ سے
اسکو دل ہمارا چاہتا ہی کہ ہم بذات خود بھی ثروت پیدا کرین اور یون تو بدولت آپکے ہمکو احتیاج
حقیقت مین کسی بات کی نہین ہی اور نہ کمی کسی شی کی ہی تمیز نے سنکر کہا کہ خیر اگر یہی مرضی تمھاری
ہی تو پھر تمکو اختیار ہی ہم اب نہ منع کرینگے یہ کہکر طرف ضرغام کے متوجہ ہوا اور کہنے لگا کیون ای عیار
کیا تجکو اپنی جان کا بھی خوف نہ تھا کہ جو تو نے میرے فرزند کے قتل کرنیکا ارادہ کیا تھا اب تبلا کہ تیرا کیا درجہ
کرون اسنے کہا کہ اگر ہمکو اپنی جان عزیز ہوتی اور خوف تمھارا غالب ہوتا تو ہم بارگاہ سلیمانی کو چھوڑ کر
اندر طلسم ہوشربا کے کیون آتے اور تم لوگون پر کیون عیاریان کرتے تمیز نے اس تقریر کو سنکر
کہا کہ مین تجکو قتل کرونگا اسنے کہا کہ کیا مجال ہی کسی ساحر کی جو ہمکو بغیر حکم پروردگار کے قتل کر سکے یا ایک
بال ہمارا بیکا کر سکے یہان تو یہ تقریر ان دونون مین ہو رہی تھی اور وہان افراسیاب جادو کو جو ہوش
آیا تو نہایت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ حقیقت مین عیار عمرو کے بڑے زبردست ہین کہ
مجھ ایسے شہنشاہ ساحران کو دھوکا دیا اور صرصر عیارہ بھی کیصورت بنکر اپنا کام کیا اور مجھسے کچھ نہو سکا
اب اس زندگی سے تو مر جانا بہتر ہی یہ سوچکر ایک پہاڑ جو جنتی کا تھا اسپر چڑھ گیا اور وہان بیٹھکر سحر کرنے
لگا اس ارادے سے کہ شیتور کا حال معلوم ہو جائے کہ وہ اسوقت کس مقام پر ہی اور حال اسکا کیا
ہوا القصہ کچھ بڑ بڑا کے اسنے ایک جانور ماش کے آٹے کا بنا کے تیار کیا اور اس آٹے کو اپنے لہو کر
گوندھا تھا بعد اسکے دو دانہ ماش کے کچھ پڑھکر اسکے اوپر چھوڑے تو اس جانور نے پر پرواز پیدا کیے اور
مجسم ہو کر آواز دی کہ شیتور کو تمیز اپنے مکان پر مع ضرغام کے لیگیا ہی تو وہ دونون اسکے پاس بیٹھے
ہین اس حال کو سنکر افراسیاب اسی جانور پر بیٹھکے اور سوار ہو کے ایک چشم زدن مین جا کر تمیز کے مکان پر
پہونچا تو دیکھا اسنے کہ شیتور اور ضرغام دونون سامنے تمیز کے بیٹھے ہین غرض تمیز دیکھکر افراسیاب
کو خوش ہوگیا اور گلے سے لگا کر پاس اپنے بٹھلایا اور پوچھا کہ کیون ای برادر میرے اُن اژدرون کو وہ کون
ویسا ساحر تھا کہ جسنے مار ڈالا افراسیاب نے کہا کہ یہ قصور تو بھائی صاحب مجھی سے ہوا ہی کہ مین نے انکو اس
غصے مین قتل کیا کہ شاید کوکب کے یہ اژدر ہین یہ کہکر افراسیاب نے ضرغام سے پوچھا کہ ای شیتور
کو کہان سے لایا تھا اور کسکے پاس لیجانیکا قصد تھا ضرغام نے جہان سے لایا تھا وہانکا نشان بتایا اور کہا کہ اسی شخص

کیے لیے ہوئے جاتا تھا کہ ایک پنجہ مجکو اس مقام پر لے آیا ہے افراسیاب سنکر خاموش رہا اور تیز نے کہنے لگا
کہ بھائی صاحب لڑائی تو کوکب سے بہت بے ڈھب پڑ گئی ہے دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہے مگر مین نے قسم کھائی ہے
کہ جبتک شیتور کو نہ لے آؤنگا آب ودانہ سب مجھ پر حرام ہے اب شیتور کو تم میرے حوالے کرو تاکہ مرا کام
ہوئے شیتور نے اس کلمہ کو سنکر کہا کہ آپ تشریف لیجائین کل صبح کو مین خود مع لشکر کے خدمت مین حاضر
ہونگا افراسیاب نے قبول کیا اور اسیوقت شیتور وضرغام کو اپنے ہمراہ لیکر اندر بارگاہ حیرت کے چلا آیا
اور تیز نے کہا کہ مین بھی کل صبح کو پاس تمھارے مع لشکر کے آکر پہونچونگا غرض حیرت نے جو دیکھا کہ افراسیاب
شیتور کو لے آیا تو بہت مسرور ہوئی اور اٹھکر دونون ہاتھون سے ملا مین لیکر پاس اپنے بٹھایا اور ضرغام کو
باندھ دیا افراسیاب نے اپنی جگہ پر قائم ہو کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل و نقارے خوشی کے بجا دو
شیتور کو خداوند ساحران نے آتے دیکھکر ضرغام کے قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا کہ حیرت نے کہا اے
شہریار آپنے کھانا دو روز سے نہین کھایا ہے پہلے کچھ نوش کر لیجیے تو پھر ضرغام کو قتل کیجیے افراسیاب راضی
ہو گیا حیرت جادو نے بہر جادو کو بلا کر کہا کہ خوان خاصہ کے اگر تیار ہون تو جلد لے آؤ وہ فوراً حسب
حکم کے روانہ طرف باورچیخانہ کے ہوا قضارا کار چالاک بھی اس مقام پر موجود تھا اسنے جو یہ سب حال سنا تو ایک
دیگ شو کی صورت بنکر جلدی سے باورچی خانے مین جاکر داخل ہوا وہان بکاول کہ استاد زمانہ تھا وہ بیٹھا ہوا
مرغ پلاؤ کو دم دے رہا تھا اور اسمین داغ لگ چکا تھا اسکو خبر نہ تھی چالاک نے بو پاکر اسکو اطلاع کر دی
وہ اس سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ارے تجکو بھی معلوم ہوتا ہے کہ کھانا پکانے مین بہت دخل ہے
اسنے کہا کہ مین سب طرح کے کھانے تیار کرسکتا ہون اسنے سنکر اسکو بھی شریک اپنا کر لیا پھر تو انھون نے
ہر ایک پتیلی اور دیگچے کے سرپوش کو اٹھا کر دیکھنا شروع کیا اور اسمین بیہوشی کو ڈالدیا غرض جتنے کھانے اور
سالن تیار تھے سب مین بیہوشی کو ملا دیا اسمین بہر بھی آکر پہونچا اور کہا اسنے کہ جلد خاصہ لے چلو داروغہ
نے سوا سو خوان کھانے کے کسوا کر الیس باورچی ہمراہ لیے اور کہارون سے وہ خوان اٹھوا کر سامنے
افراسیاب کے لے گیا اور مجرا کرکے دسترخوان کو بچھایا اور کھانا سب قسم کا چن دیا چالاک
بھی ہمراہ تھا اسمین حیرت جادو نے کہا کہ سب لوگ باہر اب نکل جائین کوئی شخص سوائے
انکے کہ جو شریک دسترخوان کے ہین نرہے اس کلمے کو سنکر ساحر تو باہر چلے گئے مگر وہی ساحر
جو کھانا ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے اور باورچی بھی دور جا کے کھڑے ہو گئے پھر تو افراسیاب

اور شیتور و حیرت وغیرہ سب او پر دستر خوان کے آکر بیٹھے اور کھانا کھانے لگے کھانا کھاتے
شیتور کا سر جو پھرا تو اُسنے طرف افراسیاب کے ہاتھ روک کر دیکھا وہان اُسکا بھی مع حیرت کے
یہی حال تھا غرض حیرت نے طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ بڑا غضب ہو گیا ضرور کسی نے بیہوشی
ہم سبکو دی یہ کلمہ سنکر مع افراسیاب وغیرہ سب اُٹھ کھڑے ہوئے واسطے تلاش عیار کے
ساتھ ہی اُٹھنے کے سبکو چھینک آئی اور تڑاق سے اوپر زمین کے گر پڑے یہ ماجرا دیکھکر باورچی تو یہان
حیران ہوئے کہ یہ کیا سبکو ہو گیا وہ تو حیران تھے اور چالاک نے پکار کر کہا کہ ارے سب جلدی سے
لیٹ جاؤ کہ آفت آسمانی نازل ہوا چاہتی ہے وہ سب اسکے کہنے سے خوف زدہ ہو کر آنکھین
بند کیے اوندھے لیٹ رہے اُسوقت چالاک نے اپنا نعرہ کیا اور ضرغام کو دبا کر لیا مگر
دیکھا کہ اُس سے کھڑا نہین ہوا جاتا ہے سحر مین مبتلا ہی اسیر بھی اسکا پشتارہ باندھکر اُٹھا اور طرف بارگاہ
جمشید کے روانہ ہوا باہر کے ساحرون نے اسکا پیچھا کیا مگر نہ پایا یہ صاف لیے ہوئے چلا گیا اثناء راہ
مین صرصر نے اسکو پشتارہ بدوش دیکھا لیکن خبر نہ ہوئی سیدھی اندر بارگاہ حیرت کے چلی آئی یہان
آکر سبکو بیہوش جو دیکھا تو جلدی سے افراسیاب کو ہوشیار کر دیا اُسنے اُٹھکر بزور سحر ایک لکہ ابر کا پیدا
کیا اور اُسمین سے ترشح ہونے لگا اُسکی بوند جس ساحر کے اوپر پڑی وہ ہوشیار ہو گیا اور اُٹھ کھڑا
ہوا غرض سب ساحر ہوشیار ہوئے تو نہایت پریشان ہوئے کہ ہمکو کس نے بیہوش کیا تھا اور ہم
کیونکر از خود رفتہ ہو گئے تھے افراسیاب نے سبکو متحیر دیکھکر کہا کہ تم کا ہیکو فکر کرتے ہو ارے
سبکو چالاک نے بیہوش کیا تھا وہ تو سنکر خاموش ہو رہے مگر نہایت شرمندہ ہوئے اور حال سنو
ضرغام کا کہ اُسکو چالاک لیے ہوئے سامنے جمشید کے پہونچا سب ساحرون نے ضرغام کو
دیکھکر تعریف چالاک کی کی لیکن ضرغام نے جو دیکھا کہ میرے پانؤن مین طاقت نہین ہے تو ضرغام
نے کہا کہ اب اُس زندگی سے مر جانا بہتر ہے کسواسطے کہ جب پانؤن بیکار ہو گئے تو پھر لطف
زندگی کا کیا باقی رہا جمشید نے سنکر کہا کہ تم خاطر جمع رکھو ہم تمہارے پانؤن درست کر دینگے یہ کہکر ضرغام
کو اندر ایک مکان کے لیگیا کہ وہان کوکب نے ایک تالاب بنایا ہے اور نام اُس تالاب کا تالاب
قدرت رکھا ہے اسوجہ سے کہ اُسکے پانی مین یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی مسحور ہوئے تو اُسکو ذرا سا
پلا دو وہ اچھا ہو جاتا ہے غرض ضرغام کو بھی اُسی تالاب پر لیجا کر اُسکا پانی تھوڑا سا پلا دیا پانؤن ضرغام

کھل گئے اسنے خوش ہوکر ہاتھ جمشید کا پکڑ لیا اور ارادہ چلنے کا کیا ساتھ ہی چلنے کے پاؤن فرغام کا پھسلا ہر چند جمشید نے روکا مگر اُس سے نہ رک سکا بلکہ ساتھ فرغام کے یہ بھی اندر تالاب کے گرا اور دونون تحت الثرے کو چلے گئے بعد گھڑی بھر کے دونون کے پاؤن زمین پر قائم جو ہوئے تو وہان ایک دروازہ نظر آیا یہ دونون اندر اُسکے داخل ہوئے تو پھر ایک میدان وسیع اُنکو دکھائی دیا کہ اُسمین تمام دوب لگی ہوئی تھی اِسطرح کی کہ وہ بالکل سنہری منقش معلوم ہوتی تھی اور ہزارہا درخت عود و عنبر کے اُسکے بیچ مین لگے ہوئے تھے اور عجب طرح کی کیفیت دکھلاتے تھے کہ بیان سے باہر ہے یہ دونون کھڑے ہوکر اُس میدان کی سیر کرنے لگے پس ایکبار مرتبہ ہوا چلی اور قدرے گرد اُٹھکر ان دونون کے بیچ سرالون مین آئی اور آکر اُس گرد نے جسم گھوڑونکے پیدا کیئے اور اِن دونون کو لیکر اُٹھ گئے بعد تھوڑی دیر کے ایک چار دیواری عقیق زرد کی اُنکو نظر آئی کہ اندر اُسکے ہزارہا من منقش کترا ہوا پڑا تھا اور ہوا سے اُڑکر ہر چہار طرف کو جو وہ پھیلتا تھا تو گویا ستارے چھٹکے ہوئے تھے غرض وہ گھوڑے اُس چار دیوار کے اِن دونون کو جو لیگئے تو دیکھا اُنھون نے کہ ایک بارہ دری وہان بنی ہوئی ہے اور اُسمین پانچ سو عورتین حسین اور صاحب جمال آپس مین ہولی کھیل رہی ہین اور ایک ایک اُنمین فلک حسن و جمال کی زہرہ و مشتری ہے قمر اُنکے رخسارون پر بلا گردان شب دیجور اُنکے زلف سیہ پر قربان مسدس

گول گول ابھرا ہوا اونچا نکیلا سینہ
گنج خوبی کا ہے وہ مہر بسر گنجینہ
صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ
حسن خوبی کے ہین یہ دونون خزانہ معمور
چشم بد دور ہین جوبن سے سراسر بھرپور

رشک نرمی سے ہو امیدہ کا آٹا گیلا
رنگ قاقم کا مکدر ہو قمر کا پھیکا
جان دے مر مرکے اگر دیکھ لے مردہ مقا
قلزم نور شکم ناف ہے گرداب بلا
بحر خوبی ہے صنم اور شکم صاف حباب
فرش ہو جائے پھرے پیٹ کو بکری سیماب

گر کلک مین آئے گا تہین گر لچکا
بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے چیتا
گر نہ ہاتھ آئے تو ہو وصف کمر کو اتمام
خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون مثل میان

کوئی نافہ بھی اُسے کہتا ہے از راہ خطا
غنچہ باغ جہان کی نہ لگی جسکو ہوا
چاک داماں صبا کا ہے یہ گل پر سایا

صدف گوہر عشرت مین بہم ہوا کمال
دون وہ تشبیہ کہ احسنت کہے سنکے صبا
عکس جانشیہ مین ہے جسم پری اُترا

پچکاریان جواہرات کی ہاتھون مین چڑھی ہوئی ہین دف بج رہے ہین قمقمہ عبیر و گلال کے بروے آسمان اُڑ رہے ہین اور وہان سے بڑی دور تک ایک بنگلہ زنگاری ہے کہ اُسکے اوپر تو سو عورتین زنگاری پوش کھڑی ہین القصہ ان دونون گھوڑون نے سامنے اُس بنگلے کے ان دونون کو لیجا کر اُتار دیا اور آپ غائب ہو گئے یہ اندر اُس بنگلے کے جو داخل ہوئے تو دیکھا کہ کوکب تخت طلائی پر بیٹھا ہوا ہے ان دونون نے سلام کیا اور جا کر سیون پر متمکن ہوئے ضرغام اُس بنگلے کو دیکھکر نہایت محظوظ ہوا کہ ویسا بنگلہ عمر بھر مین نہ دیکھا تھا اتنے مین کوکب نے جمشید سے کہا کہ ای فرزند تم ہمارے تالاب سحر مین تو ٹھہر نہین سکے اگر تالاب افراسیاب کا ہوتا تو پھر تمسے کیا ہو سکتا سوا اسکے کہ غرق ہو جاتے اِسکو خوب یاد رکھو کہ سحر کرنا بہت مشکل ہے جمشید تو خاموش ہو رہا مگر ضرغام نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہین حقیقت مین یہی ہے کہ برابر آپکے سحر کرنا بہت محال ہے کوکب نے خوش ہو کر ایک انگشتری اور جمشید کو دی اور کچھ کان مین کہکر رخصت یہ دونون اوپر طاؤس سحر کے سوار ہو کر روانہ ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑو اب دو کلمے شیتور کے سنو شیتور کو جو فرصت حاصل ہوئی تو اُسنے چھلاّ کے اپنے واسطے ایک بارگاہ علیحدہ استادہ کرائی اور اُسمین چالیس ساحر اپنے ہمراہ لیکر بیٹھا اور اسم سحر کا پڑھنے لگا اور رائی سرسون گوگل وغیرہ آگ پر ڈالنا شروع کیا وہ جو جلی تو ایک شعلۂ آتش پیدا ہوا اور صورت تیلہ کی ہو گیا اُسکو دیکھکر شیتور نے کہا کہ چالاک کو جلد جا کر پکڑ لا وہ تیلہ اِدھر سے چلا اور اُدھر چالاک بارگاہ جمشید مین بیٹھا ہوا تھا اس تیلہ نے جا کر زنجیر کو اُسکی پکڑ لیا اور دھر کھینچا وہان کے ساحرون نے یہ ماجرا دیکھکر تیغ ترنج گولہ فولادی اُس تیلہ کے اوپر مارے مگر وہ مارا نہ گیا بلکہ یہ حال ہوا کہ جہان تیغ وغیرہ اُسکے اوپر پڑتا تھا وہ مثل شعلے کے شق ہو جاتا اور پھر بدستور ہو کر چالاک کو لیے چلا جاتا تھا آخر کو کسی ساحر سے کچھ نہو سکا اور وہ لیے ہوئے سامنے شیتور کے چلا گیا اُسنے چالاک کو دیکھکر اندر ایک پنجرۂ آہنین کے قید کر کے لٹکا دیا اور آپ سامنے پنجرے کے بیٹھ گیا اُدھر جمشید مع ضرغام جو چلا آتا تھا

بھی آکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور تخت سحر پر اُس طاؤس سے اُتر کر متمکن ہوا سب ساحرون نے حال چالاک کا بیان کر کے کہا کہ تیلہ شیتور کا اُسکو پکڑ کر لیگیا ہی ہمنے ہر چند چاہا کہ لیجا نہ دیوین مگر وہ لے گیا جمشید نے سنکر نہایت افسوس کیا اُسمین قران اور جانثور بھی آکر پہونچے اور کہا اُنھون نے کہ شیتور نے اپنے واسطے بارگاہ علیحدہ کھڑی کروائی ہی اور اندر اُسکے چالاک کو لیے بیٹھا ہی اور قفس آہنی مین قید کیا ہی ہمنے لاکھ لاکھ تدبیرین کین اور چاہا کہ اندر بارگاہ کے جا کر چالاک کو رہا کرلائین مگر کسی طرح سے پاس بارگاہ کے نہ جاسکے اسوجہ سے کہ جب ہم قریب بارگاہ کے پہونچتے ہین تو اُدھر شعلۂ آتش نکلکر ہمارے جسم کو جلا دیتا ہی ہم ناچار ہوکر پھر آئے ورنہ چالاک کو لے آتے اِس حال کو سنکر جمشید تھرا گیا اور غصہ مین آکر کہنے لگا کہ قسم ہی مجھکو اُسی پیدا کرنے والے کی کہ اب مین پھر لائے چالاک کے کھانا نہین کھانے کا یہ کہہ کر سب پینے اور حرام تصور کرلیا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ شیتور کی طرف چلا اور اندر بارگاہ کے داخل ہوا وہ چالیسون ساحر جو کرسیون پر بیٹھے تھے اُسکو دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور پے در پے تیغ ناریل مارنے لگے جمشید نے سب کے وار کو روک کر کچھ ورد پڑھا وانے اور آتش سحر کا پھونکا تمام بدن مین اُنکے آگ لگ گئی اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا یہ ماجرا دیکھکر شیتور خود اُٹھ کھڑا ہوا اور ایک ناریل سحر کا اُسنے مارا اُسنے ناریل کو دیکھکر اسم رد سحر کا پڑھکر پھونکا تو وہ ناریل اثناء راہ مین دو ٹکڑے ہوکر رہ گیا اُسکے پاس تک نہ آسکا پھر اُسنے گولہ فولاد کا شیتور پر مارا اُسنے بزور سحر اُسکو موم کر دیا اور آپ ایک فیل مست کی صورت بنکر حملہ آور ہوا جمشید بھی جلد لوٹ کر فیل مست بنا آپس مین ٹکر چلنے لگی جمشید کو غصہ تو حد سے زیادہ تھا ایک ٹکر اِس زور سے ماری کہ شیتور کو چکر آگیا اور شیتور اگر گرکے بیہوش ہوگیا اسوقت جمشید لوٹ کر بصورت انسان ہوگیا اور قفس کو چالاک کے اُٹھالیا اور اپنے ہمراہ بارگاہ مین اپنی لایا اور خوش و خورم اپنے تخت پر متمکن ہوا اُدھر خبر شیتور کی حیرت کو معلوم ہوئی وہ سنتے ہی فوراً چلی آئی اور آکر دیکھا کہ شیتور مطلق بیہوش پڑا ہی اُسنے آب سحر کو چھڑک کر ہوشیار کیا اور احوال پوچھا شیتور نے احوال جو کچھ گذرا تھا اُس سے بیان کیا اُسے سنکر شیتور کو اپنے ہمراہ لیا اور بارگاہ مین آئی دلداری اور دلجوئی کرنے لگی اس اثناء مین ایک ساحر

تمیز جادو کا نامہ لیکر حیرت کے پاس آیا حیرت جادو نے نامہ کو لیکر کھولا اور پڑھا تو لکھا تھا کہ ای ملکہ حیرت جادو بدان دآگاہ باشن کہ مین تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہون آج پانچ کوس پر خیمہ زن ہون کل تمھارے پاس سامری کی مدد سے ضرور پہونچ جاونگا حیرت مضمون نامہ سے مطلع ہوکر خود واسطے پیشوائی کے سوار ہوکر روانہ ہوئی اور جاکر تمیز سے ملاقات کی اور اُسکو اپنے ساتھ لیے ہوئے بارگاہ مین آئی اور تخت پر بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب کا لاکر تمیز کو دیا ارباب نشاط آکر حاضر ہوئے سامنے اُسکے ناچ ہونے لگا اُسوقت افراسیاب بھی بڑی عظم و شان سے آیا کہ چار سو عورتین یاقوت پوش چکیان الماس کی پھراتی ہوئین گگریان سونے کی کمر پر رکھے ہوئے ابر سرخ سر پر چھایا ہوا موتی برستے صدا جمشید و سامری کی بلند یہ بھی آکر تمیز سے ملا دونون بھائی آپسمین بیٹھکر باتین کرنے لگے جب وہ زمانہ آیا کہ بیضۂ زرین آفتاب جھولی مین مغرب کی رکھا گیا اور ساحرۂ شب نے عالم مین قدم رکھا اشعار

جو کین خورشید نے طے منزلین چار — گیا دن آئی شام روشنی بار
ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر — زمین پر چاندنی چھٹکی برابر

شام کو تمیز جادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسیوقت نفیر سحر کو دم ملا یہ خبر ملکہ مہرخ سحر چشم کو پہونچی اُسنے بھی طبل جنگی بجوایا تیاری سحر کی دونون لشکرون مین شروع ہوئی بنگالی کانو دیس کے ساحر ڈمرو بجانے لگے اگیاری کرتے تھے پڑھنت پڑھتے تھے بعض ساحر خون خوک سے نہاتے تھے بچہ ہاے خوک جھٹکا ہو رہے تھے مسان کی مٹی لاتے تھے کلچڑیان بھجنگے مصنت مین مین چڑھاتے تھے نقیب آوازین لگاتے تھے ساحران نامی کو غیرت دلاتے تھے ہنگامۂ عظیم برپا تھا منتر جنتر موہنی جو ہنی پڑھی جاتی تھین یہ منتر ہر ایک کے ورد زبان تھا چل دور کلوا بیر لہو چاٹ جان مانگ دشمن کا کلیجہ نکالکر دکھا سے کلیجہ لیوے جان پڑھو منتر دیوالی مین الیسر باجیا جو ہمار اکام نکرے دھوبی کے گھڑے مین پڑے غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا آخر زلف شاہد شب کا جوڑا بندھا اور رخسار محبوبۂ عالم منور اور روشن ہوا اشعار

خبر دی صبح کی مرغ سحر نے — مچایا شور اور غوغا گجر نے
ستارو پر بلا لائی سفیدی

رخ افلاک پر آئی سفیدی ‖ صبح کو مہرخ اور ملکہ بہار مع فوج اور لشکر بیشمار کے جانب میدان

مصاف روانہ ہوئین بحر فوج تلاطم پذیر تھا نہنگان بحر شجاعت و شناوران قلزم جلادت میدان مین جاتے تھے چنانچہ جب میدان مین پہونچے

نظم

ز تیغ و ز گرز و ز کوس و ز گرد
دگر گشته خم سپہر اندر آب
ز دریا تو گوئی بکر برخاست موج

سیہ شد زمین آسمان لاجورد
ہمین چشم روشن جہان را ندید
سپہ اندر آمد ہمین فوج فوج

تو گفتی بدام اندر است آفتاب
سپہر و ستارہ سنان را ندید
بر قین گرا کر جھاڑیان جھنڈیان

جلادین اور ابر سحر برسا گرد و غبار چھایا میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ اور کمین گاہ آراستہ ہوئین نقیبون نے نکل کر نقابت کی کہ کہان ہین جمشید و سامری اور کہان ہین زرد ہشت کوئی ایسا دلاور نامدار ہے کہ جو اس میدان مین آکر اپنا کچھ ہنر اور کرتب دکھائے اور نام کرے یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوئے ملکہ حیرت جادو بھی ہمراہ شیتور کے بافوج قاہرہ میدان مین آئی اور زرغال جادو تمیز جادو کی طرف سے میدان مین حیرت سے اجازت لیکر آیا اور ادھر مہرخ جادو مہرخ سے اجازت لیکر نکلا اور مہر نے جاکر زرغال کے ایک ناریل سحر کا مارا اسکے سینے کو توڑ گیا اسمین تمیز جادو نے کہا کہ ایک ایک ساحر لڑیگا تو برسون مین فیصلہ لڑائی کا ہوگا بس مناسب ہے کہ مین خود جاؤن یہ کہکر خود میدان مین آیا

نظم

اندھیرا ہوکے وہ میدان مین آیا
کہ ہے جادو کے فن سے خوب آگاہ
کہا اسنے کہ او موذی بد کیش
ہوئے پوشیدہ وہ اسکی نظر سے
کہین بنتا تھا وہ کچھ اور کہین یہ
نہایت قہر و غیظ اسنے دکھایا

بشکل شیر اسکو سب نے پایا
گئی میدان مین لڑنیکو اس شیر
قضا اب ہوگئی ہے تیری ہو ہوش
بنا کچھ دم مین وہ شمشیر خونریز
غرض طالب ہر اک صورت مین تھے

ادھر سے مہرخ ذی ہوش و ذیجاہ
کیے جادو کے ہاتھ نے اسپہ حملے
یہ کہکر بال اکھیڑے اپنے سر سے
بشکل برق روشن اور بہت تیز
پھر آخر نکلے بچھو آگئے آیا

پھر وہ صورت انسان کی بنا اور ایک ناریل سحر مہرخ پر مارا

کہ سر اسکا پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہوگئی لوگ اسکو لشکر مین اٹھا لے آئے اسوقت بہار جادو نے نکلکر اپنے سحر سے تمیز کے ناریل کو توڑ ڈالا اسمین سے چند پھول کسی شے کے نکل کر زمین پر گرے اور فوراً کھلا گئے اسوقت بہار نے پکار کر کہا کہ اے بہار آؤ فوراً زمین سے غبار زرد

اُڑا اور دور تک چمن ہائے طولانی لاثانی پیدا ہوگئے اشعار

مکان مثل دل عارض مصفا ۔ پھسل جائے نظر وقت تماشا
لبالب آب سے نہرین ہر اک سو ۔ جو لبھائین دل عاشق سے قابو

پپیہون کا شور کرنا بلبلون کا چہچہانا ہوا سے سرد کے جھونکے تاک انگور پر عجب بہار گل کھلے ہوئے ہزار در ہزار کہین نرگس صرف نگاہ بازی کہین سوسن کی زبان درازی کہین سنبل پرپیچ بہار لالہ و گل نظر عارف مین زیج فوارے سرکشی اور ابداری پر آمادہ آمادہ ساون بھادون نام فوارے چھوٹتے ہجوم ماہرویان ہر قدم پر نظر آتا تھا کہ دل بیتاب ہوا جاتا تھا اشعار

نظر آئے نہال سبز و شاداب ۔ کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب
ثمر خوشرنگ سبے لہلہاتے ۔ ہوا چلتی تو وہ جوبن دکھاتے

ملکہ بہار پاجامہ کمخواب کا بڑی آب و تاب کا پہنے پائنچے کلائیون پر ڈالے ماتھے پر افشان چنی ستارے فلک حسن مین چھٹکے ہوئے آنچل بلو کا دوپٹہ اوڑھے ہوئے زلفین چہرے پر پیچ کھاتین چڈھون مین پاجامہ کی سلوٹین پڑی ہوئین بوٹ مینائی جسکے دیکھنے سے چشم عاشق نے آرام پایا چھڑی جواہر کی جگنو جڑی ہاتھ مین لیے ایک چبوترہ بلور کے استادہ ہی اور کنیزین اسکی تمیز وغیرہ ساحرون کو پکار رہی تھین کہ ای عاشقان ثابت قدم آؤ گلچینی گلشن جمال ملکہ بہار کرو ہواے باغ سحر جو وزان ہوئی اور خوشبو گلہاے سحر کی دماغ مین تمیز وغیرہ کی جو گئی تو وہ شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے جانب میدان روانہ ہوئے اشعار

تو آنکھ مین نہ سرمۂ دنبالہ دار دے ۔ مفتون چشم کو یونہین اک وار مار دے
چھلا نہین تو چھلے کا گل ای نگار دے ۔ کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے
دشنام ہوکے ترش وہ مہر و ہزار دے ۔ ہان وہ نشہ نہین جسے ترشی اتار دے
کیا خاک تجھپہ جان کوئی جان نثار دے ۔ مٹی تلک جب ترے دل کا غبار دے
ای شمع تیری عمر طبیعی ہی ایک رات ۔ ہنسکر گذار یا اسے رو کر گذار دے
لے وام داغ دل سے سحر سوز آفتاب ۔ وعدہ پہ روز حشر کے کوئی ادھار دے
بے فیض گر ہے چشمۂ آب بقا تو کیا ۔ کیون کوڑیون کے بدلے دُر شاہوار دے
اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے ۔ کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

غرض سب مستانہ وار جھومتے ہوئے در باغ سحر پر آئے لیکن اُسوقت اوراسباب آگیا اور اُسنے
جو یہ ماجرا دیکھا تو کچھ سحر پڑھکے دستک دی کہ باغ ملکہ بہار مین آگ لگ گئی اور بہار بیہوش ہوگئی
اُسوقت جمشید کو غصہ آیا اور بہار کے بیہوش ہونے سے تمیز اپنے قابو مین آگیا اور
جمشید نے اُسکو للکارا اُسنے بزور سحر ایک شعلۂ آتش جانب جمشید دوڑایا جمشید نے رد سحر
کیا وہ شعلہ زمین مین غرق ہوگیا اور پھر اُسنے زمین پر دو ہتڑ مارا تو تمیز گر پڑا اور وقالا زبان نکالتا ہوا
برابر جمشید کے آیا اسنے چاہا کہ نارنج ماروں تا کہ کام اسکا تمام ہوجائے مگر وہ لوٹ کر
اژدہا بنگیا اور جمشید کو اُسنے نگل لیا اور اُڑکر جانب آسمان روانہ ہوا اور پکار کر کہا کہ اے
حیرت جادو اب آپ پھر کر چلی آئیے کچھ ضرورت لڑنے کی نہین ہے کسواسطے کہ مطلب
جس شخص سے تھا اُسکو مین نے پکڑ لیا تم کاہے کو کھڑی رہو حیرت اس کلمے کو سُنکر مع اپنی
فوج کے چلی گئی ادھر کا بھی لشکر پھر آیا دلاوروں نے کمرین کھولین آسودہ ہوئے اور تمیز نے جمشید کو
اپنی بارگاہ مین لاکر اُگل دیا اور حیرت سے کہا کہ کل صبح کو اس نمک حرام کو زندہ چھوڑونگا ادھر تو
اسنے یہ ارادہ کیا اور اُدھر فوج جمشید کی ناچار و مجبور ہو کر اپنے مقام پر چلی گئی اور آپس مین
بیٹھکر سب ساحرون نے کہا کہ اب جمشید کی جان دیکھا چاہیے کہ کیونکر بچتی ہے ضرغام و چالاک
اور جانسوز نے جو دیکھا کہ سب ساحر جمشید کے پریشان ہین تو یہ جدا جدا آپسمین مشورہ کرکے
تینون واسطے رہائی جمشید کے روانہ ہوئے مگر سب سے پہلے ضرغام اندر بارگاہ تمیز کے ایک
خدمتگار کی صورت بنکر پہونچا اور کھڑے ہو کر عیاری سوچنے لگا تمیز نے اسکو دیکھکر بنظر اول پہچان
لیا مگر واسطے امتحان کے ایک نارنج سحر کو آگے پھینکدیا اور کہا کہ اے خدمتگار اس نارنج کو اُٹھالا
اسنے جو ہاتھ اوپر نارنج کے ڈالا ہاتھ اسکا جل گیا تمیز نے اُٹھکر پکڑ لیا اور شیتور کے حوالہ کیا
اُسنے ضرغام کو باندھکر کہا کہ واقعی عیار عمرو کے بڑے فیلسوف اور مکار ہین اُنسے ہر صورت
ڈرنا چاہیے یہ کہکر بارگاہ حیرت مین چلا گیا اور جا کر اُس سے ضرغام کا حال بیان کیا اُسنے سُنکر
کہا کہ بہت خوب بات ہوئی کہ جو ضرغام عیار تمھارے ہاتھ لگ گیا اب اِسکو جیتا چھوڑنا شیتور
نے کہا کہ اب بھلا مین اُسکو کب زندہ جانے دیتا ہون یہ کہکر خاموش ہو رہا اور وہان جانسوز
اِسکی صورت بنکے پاس تمیز کے پہونچا پھر تمیز کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ وہ بہت آچکی ہے آپ بچین

کسواسطے بیٹھے ہوئے ہین اُٹھکر اندر مسہری کے لیٹ رہے تمیز اسکے کہنے سے اُٹھکر اوپر پلنگ کے لیٹ رہا شیتور علی بھی برابر پلنگ کے بیٹھ گیا وہ تو اپنا فرزند سمجھ کے خبر بھی نہوا اور اُسنے ایک شیشی عطر کی اپنے پاس سے نکالکر کہا کہ مجکو حیرت نے دیا حضور بھی تو دیکھین کہ کیا عمدہ ہے تمیز نے اُس عطر کو لیکر ارادہ سونگھنے کا کیا تھا کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اور آکر اُسنے ہاتھ تمیز کا پکڑ لیا اور کہا کہ خبردار اس عطر کو نہ سونگھنا یہ تمھارا بیٹا نہین ہے عیار ہے جانسوز نام قران اسکو بھی پکڑلو تمیز نے اس حال کو سنکر جانسوز کو بھی پکڑ لیا اور آکر اندر بارگاہ کے بیٹھا اور فراشون سے کہا کہ شمعین بہت سی چڑہادو مین صبح تک خود بیٹھا رہونگا کہ عیارون نے بدڈھب پیچھا لیا ہی فراشون نے سنکر داروغہ سے جاکر سب طرح کی شمعین طلب کین اُسنے دیدین اُنھون نے لاکر وہ بھی شمعین گل باندھکر چڑھادین اور وہ جلنے لگین کوئی دو گھڑی نہین گذری کہ تمیز سر پھرنے لگا آخر کو سب بیہوش ہوکر رہگئے اُدھر چالاک نے دیکھا کہ اب کسیکو ہوش نہین ہی کسواسطے کہ یہ عیاری اُسی کی کہ داروغہ کو بیہوش کرکے آپ اُسکی صورت بنا تھا اور شمعین بیہوشی کی فراشون کو دی تھین اُنھون نے نادانستہ روشن کردی تھین القصہ چالاک نے آکر پہلے تو سر تمیز کا خنجر سے کاٹ ڈالا کہ وہ جہنم واصل ہوا صدا اے دارو گیر بلند ہوئی زمانہ روشن سیاہ ہوگیا آندھی آئی اور آگ پتھر برسے اُسکا مرنا تھا کہ ضرغام و جانسوز بھی چھوٹ گئے اور جمشید کو بھی ہوش آگیا وہ تو اُڑکر اپنی بارگاہ مین چلا گیا اور چالاک بھی ضرغام و جانسوز کو اپنے ہمراہ لیکر اندر بارگاہ جمشید کے آیا اُدھر تمیز کے مارے جانے کی خبر شیتور اور حیرت کو ہوئی تو وہ بیقرار ہوکر دوڑے آئے دیکھا کہ حقیقت مین تمیز کی لاش پڑی ہی پھر تو سب نے ظلم رونا شروع کیا اور لاش کو اُٹھاکر حیرت کی بارگاہ مین لیگئے اس عرصہ مین افراسیاب بھی یہ خبر سنکے آیا اور بیٹے بھائی کے واسطے خوب رویا اور شیتور کی تسلی کی اُسنے ناچار صبر کیا اور نعش کو تمیز کی اپنے طور پر جلا پھونک دیا اُسوقت افراسیاب تو چلا گیا اور شیتور بارگاہ مین حیرت کی بیٹھا ہوا تھا کہ نامہ بلور چار چشم جادو کا اسکے پاس آیا اُسنے اُسکو پڑھکر حیرت سے کہا کہ ملکہ بلور بھی کل حضور کے پاس حاضر ہوگی وہ سنکر خوش ہوگئی اور اُسنے اُس نامہ کی پشت پر تمیز کے مرجانے کا حال لکھکر نامہ بر کے حوالے کیا وہ تو لیکر چل نکلا مگر عیاران لشکر اسلام کو کب چین پڑتا ہے جانسوز بھی گھوما

تھا اُسنے سب حال سنا اور پیچھے اُس نامہ بر کے روانہ ہوا جب وہ قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا تو جانسوز
نے ایک ساحر کی صورت بنکر اُس سے پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو اُسکو یقین ہوا کہ یہ بھی کوئی ساحر ہمارے
ساتھ کا ہی اُسنے حال بلور چشم کا بیان کیا جانسوز نے سب کیفیت سنکر حلقہ ہاے کمند مارکے
اُسکو پکڑ لیا اور جلد اُسے بیہوش کر کے آپ اُسکی صورت ہو گیا اور چاہا کہ خنجر مارون تو پیچھے
سے آکر کسی نے دونون ہاتھ اسکے پکڑ لیے اِسنے جو دیکھا تو قران کو پایا جلدی سے اُٹھکر سلام
کیا قران نے کہا کہ برخوردار خبردار اُسکو ابھی قتل نہ کرنا بیہوش پڑا رہنے دے اور جس
کام کو جاتا ہی پہلے جاکر اُسکو انجام دے پھر اس سے سمجھ لینا یہ امر خلاف عیاری کے ہی اور ہواے
اِسکے بتاؤ تو سہی کہ تیرا ارادہ کیا ہی اور تو نے اسکو کیون گرفتار کیا ہی جانسوز نے کہا کہ کوئی بلور چشم
نامے ساحرہ آئی ہی تو یہ اُسکا نامہ بر تھا اسکو اس خیال سے پکڑا ہی کہ مین اسکی صورت بنکے اسکو جاکر
قتل کرون قران نے کہا کہ اگر یہ ارادہ ہی تو اسکو اور زیادہ بیہوش کر یہ کہکر ایک طرف روانہ ہوئے
جانسوز نے اسکو قرار واقعی بیہوش کر کے اُسی مقام پر چھوڑا اور آپ اُسکی صورت بنکے
بموجب اُسکے کہنے کے اُسپار جو درہ کوہ کے پہونچا تو دیکھا کہ لشکر عظیم الشان پڑا ہوا ہی اور خیمہ
بارگاہین استادہ ہین اور اندر بازار کے بارکون مین شیر آتشین اور اژدرو ہرن وغیرہ پھر رہے ہین
اور ہر ایک جگہ پر بنگلے نور کے پڑے جگمگا رہے ہین اور جابجا فوجین پڑی ہوئی سحر مین مصروف
ہین یہ بفراغت تمام سیر کرتا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچ گیا کسینے نامہ بر تصور کر کے اپنے مالک کا
منہ کا یہ بکشادہ پیشانی سیر بارگاہ کی جو کرنے لگا تو دیکھا اسنے کہ چار سو کرسی ملکوتان شیر دہان
اور بصورت مار و اژدر وغیرہ کی بچھی ہوئی ہین اُنکے اوپر ساحر زبردست کال ڈال بشکل ہیبت
ناک بیٹھے ہوئے ہین اور ایک تخت پر مرصع کے بلور چشم بھی بیٹھا ہوا ہی جانسوز نے بڑھکر
اُس نامہ کو اُسکے ہاتھ مین دیا اُسنے نامہ پڑھکر حال تمیز جادو کا جو دیکھا تو نہایت رویا اور
کہنے لگا کہ خیر مین کل چلکر اُن عیارون سے سمجھ لونگا جانسوز نے سنکر کہا کہ شیتور
نے کچھ اور زبانی بھی عرض کیا ہی تو اسکو علیحدہ چلکر سُن لیجیے بلور اپنا ساحر تصور کر کے فوراً
اُٹھکھڑا ہوا اور الگ گوشہ مین لیجا کر جانسوز سے پوچھا کہ شیتور نے اور کیا کہا ہی اُسکو
جلد بیان کرو جانسوز نے باتون مین لگاکر ارادہ اُسکے بیہوش کرنے کا کیا تھا کہ وہان ایک کو بھی

اُترکر اُس ساحر کو بیہوش جو دیکھا تو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا اسکو جو ہوش آیا تو اُسنے اٹھکر ایک ہی
گھونسا اُس بیچارے کو اس خیال سے مارا کہ شاید اسنے بیہوش کیا تھا وہ تو مفت مین جان بحق
تسلیم ہوگیا اور وہ ساحر کہ نام اُسکا پیک جادو تھا فوراً بھاگا ہوا بارگاہ بلور پر آیا یہان سب
اسکو دیکھکر حیران ہوئے کہ ابھی تو یہ اندر بارگاہ کے گیا تھا پھر باہر کیونکر نکل آیا مگر خاموش ہو رہے
یہ سیدھا اندر بارگاہ کے اُس مقام پر چلا گیا کہ جہان بلور اور جالنسوز باتین کر رہے تھے اب جو بلور چشم نے
اسکو دیکھا تو یہ بھی پریشان ہوگیا اور اس سے پوچھا کہ ارے تو کون ہے اِس نے سب حال
اپنا بیان کیا اور کہا کہ مین پیک جادو ہون اور یہ نہین معلوم کہ کون شخص ہے
جالنسوز نے چاہا تھا کہ نکل جاؤن مگر نکل نہ سکا اسوجہ سے کہ وہ دو ساحر ہوگئے تھے آخر
کو بلور چشم نے جالنسوز کو پکڑ لیا اور حال بھی اسکا دریافت کر لیا کہ عیار ہے اور آکر اپنے تخت پر
بیٹھا اور سب ساحرون سے کہا کہ یہ عیار یہان بھی عیاری کرنے کو آیا تھا مین نے پکڑ لیا ہے اب اسکو
اے ملا آہنگ جادو تم پاس شیشتور کے جلد پہونچاؤ وہ کافر جالنسوز کو لیکر اُسیوقت روانہ ہوگیا
اور لیے ہوئے اُسطرف کو آیا کہ جدھر مہتر قران تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ میرے فرزند کو ایک ساحر لیے
جاتا ہے تو جلدی سے ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے ملا آہنگ کے آئے اور اُسکو باتون مین لگاکر ایک ہی ضربہ
اُسکے سر پر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور وہ مر گیا جالنسوز کو قران نے رہا کرکے چھوڑ دیا قضارا کار چالاک
بن عمرو یہ ماجرا ایک درہ کوہ سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ وہ ایکبارگی افراسیاب کے غلام کی
صورت بنکر بھاگ کر بارگاہ مین بلور کے پہونچا اس ہیئت سے کہ نام افراسیاب کا
اوپر ماتھے کے کندہ تھا اور تصویر گلے مین پڑی ہوئی تھی بلور چشم نے اُسکی صورت کو
دیکھا اسنے جھک کر مجرا کیا اور کہا کہ افراسیاب نے آپکو سلام کہا ہے اور فرمایا کہ اب جس عیار کو
تم پکڑنا تو خبردار اپنے ساتھ لے آنا کسواسطے کہ ملا آہنگ تمھارا مارا گیا اور وہ جالنسوز عیار چھوٹ
گیا اس حال کو سُنکر بلور چشم نے واسطے ملا آہنگ کے نہایت افسوس کیا اور چالاک کو
غلام افراسیاب کا تصور کرکے بہت بھاری خلعت عنایت کیا اسنے خلعت کو پہنکر عرض کیا
کہ غلام اب حضور ہی کے ساتھ چلیگا کون ضرورت ہے کہ رات بھر کے واسطے چلا جاؤن بلور نے
کہا بہت اچھا یہ کہکر اوپر پلنگ کے پہر رات گئے جا کر لیٹ رہا اور دوسرا پلنگ واسطے چالاک

سے برابر اپنے بچھوادیا یہ اُسکے اوپر لیٹ رہا اور اُسنے قنات اپنی اور اُسکے درمیان مین کھنچوادی
بھلا اسکو کب نیند آتی ہی یہ لیٹا ہوا جاگا کیا جب کوئی دو پہر رات آئی تو اُسوقت اُٹھکر طرف بلور کے
چلا نگہبانون نے اسکو روکا اسنے اُنسے کہا کہ مجکو اُنسے کچھ بات ضروری کہنا ہی اسواسطے جاتا ہون وہ سب
سنکے خاموش ہوگئے یہ سیدھا اندر قنات کے چلا گیا اور وہان جاکر بلور کو بیہوش کیا کہ وہ سو رہا
تھا بعد اسکے پشتارہ اُسکا باندھکر پشت پر لگایا اور نقب دیکر اُسی راہ سے لیے ہوئے صاف
نکل گیا اور جاکر بڑی دور نکلا وہان سے ایک چشم زدن مین اندر بارگاہ جمشید کے پہونچ گیا
اور ہاتھ باندھکر جمشید سے کہا کہ مین اُس بلور چار چشم کو لے آیا کہ جسکا بڑا شہرہ تھا یہ کہکر
پشتارے کو رکھدیا اور چاہا کہ کھولون اس عرصے مین اُسکو بھی ہوش آگیا تھا وہ خود بخود پشتارے
مین سے نکل آیا اور بزور سحر سانپ بنکے چالاک سے لپٹ گیا اور لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین
چلا گیا اور پہونچکر سب سے حال بیان کیا وہان جمشید کو جو صدمہ ہوا تو وہ بھی پیچھے اُسکے
دوڑا اور چالاک کے رہا کرنے کو بلور کی بارگاہ مین چلا آیا اور چالاک کو بیٹھے دیکھا آگ ہوگیا
اور ایک گولہ فولاد کا اوپر بلور کے مارا اُسکے اوپر مطلق اثر نہوا اور اُسنے سحر کرکے اسکو بھی پکڑ لیا
اور اُسیوقت کوچ کرکے دونون کی قید کو ہمراہ اپنے لیا اور لیکر وہان سے چل نکلا تھوڑی دور پہ
جاکے میدان مین خیمہ کیا اور گرد فوج کا پہرہ مارے خوف کے مقرر کیا قضاءکار کوکب روشن ضمیر کو
جو خبر ہوئی کہ بلور چار چشم نے میرے فرزند کو گرفتار کیا ہی تو وہ جھلا کے خود آیا اور آتے کے ساتھ
ہی سحر اس طرح کا کیا کہ لوگ بلور کے آپس مین لڑنے لگے اور تلوار بزور و شور سے باہم چلنے
لگی پھر تو کوکب نے سامنے بلور چار چشم کے جاکر اپنا نعرہ کیا اُسمین ایک پنجہ پیدا ہوا
اور بلور کو اُٹھاکر طرف آسمان کے لیے ہوئے چلا گیا بعد اسکے دو پنجے پیدا ہوئے ایکنے چالاک کو
اُٹھا لیا اور دوسرے نے جمشید کو وہ دونون بھی ان دونون کو لیکر راہی ہوئے اور لیجاکر کوکب
کے مکان مین چھوڑدیا جمشید نے کوکب کو دیکھکر سلام کیا اور کرسی پر بیٹھ گیا تو دیکھا کہ بلور
بھی سحر مین گرفتار سامنے کوکب کے کھڑا ہوا ہے اسکو تو کمال خوشی ہوئی اور اُدھر
افراسیاب کو جو خبر ہوئی وہ بھی سبکی نظرون سے پوشیدہ ہوکر مکان مین کوکب کے آیا اور پنجہ بنکر بلور چار
چشم جادو کو اُٹھاکر لیگیا یہ کہتا ہوا کہ منم افراسیاب جادو لیے جاتا ہون اپنے طرف دار کو کوکب ماجرا دیکھکر

خاموش ہو رہا جمشید اور چالاک کو کچھ سمجھا کے رخصت کر دیا یہ دونون اپنی بارگاہ مین چلے آئے
اور وہان افراسیاب نے بلور کو اُنکے لشکر مین پہونچا دیا وہ تمام اپنے لوگون کو لیکر بارگاہ
حیرت مین داخل ہوا اور اُس سے ملاقات کی مگر صدمہ جو اپنے گرفتار ہونے کا تھا تو اسوجہ
سے نہایت آزردہ خاطر تھا اُسیوقت طبل جنگ بجوا دیا جمشید کو یہ خبر ہوئی اُسنے بھی طبل جنگ بجوا دیا
صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے اور قاطر جادو بلور کی طرف سے نکلا ملکہ اختر بنت سہیلان
فیل زور شمشیر زن نے ادھر سے نکلکر اُسکو ایک ہی ناوک سحر مارا کہ وہ جل گیا دوسرا ساحر اور
نکلا اُسکو بھی مار لیا غرض شام تک چالیس ساحر بلور کے نامی ملکہ اختر نے واصل جہنم کیے اور طبل
آسایش بجوا کے پھر گئی جمشید نے زر و جواہر بے شمار ملکہ اختر کے اوپر سے خوش ہو کر نثار کیا
اور اپنی بارگاہ مین بیٹھکر میخواری مین مصروف ہوا اُدھر افراسیاب اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا
کہ صرصر نے آکر مجرا کیا اُسنے اسکو دیکھکر کہا کہ کیون اے صرصر تجھسے ان عیارون کے باب مین اب کچھ
نہو سکے گا اِسنے کہا کہ لونڈی سے سب کچھ ہو سکے گا اگر فرمائیے تو ابھی ملکہ اختر کو جا کر لے آؤن افراسیاب
نے کہا کہ خیر بہتر ہے جاؤ اُسکو لے آؤ صرصر رخصت ہو کر بصورت چالاک بنی اور بارگاہ جمشید
مین پہونچکر ملکہ اختر کو اشارے سے بُلا کر گوشہ مین لیگئی وہ چالاک کے شبہہ مین چلی گئی صرصر نے اسکو
بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہو کر بارگاہ حیرت مین لے آئی اور کہا کہ لیجیے ملکہ اختر حاضر ہے مین اسکو
لائی حیرت جادو وغیرہ دیکھکر بہت خوش ہوئین اور تعریف صرصر کی چالاک دربارگاہ پر کھڑا
ہوا تھا اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا تو نہایت حیران ہوا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ تو بڑا ستم ہو گیا کہ صرصر
ملکہ اختر کو لے آئی اُسکو بہر صورت لیچلو یہ تو اس فکر مین تھا اور افراسیاب نے صرصر کو واسطے
مصور جادو کے روانہ کیا کہ جا کر بلا لا وہ جو اُس طرف کو بارگاہ سے نکل کر چلی تو چالاک صبار فتار
کی صورت بنکر اُسکے پیچھے ہوا مگر قابو عیاری کرنے کا نملا وہ سامنے مصور کے پہونچ گئی اور اُس سے
کہا کہ آپکو افراسیاب نے یاد کیا ہے جلد تشریف لیچلیے اُسنے سنکر کہا کہ تم چلو مین آتا ہون
بس صرصر کا جانا تھا کہ صبار فتار سامنے مصور کے پہونچی اور اُس سے کہا کہ صرصر مجکو واسطے
تمھارے ہمراہی کے چھوڑ گئی ہے تو اب مین تمھارے ساتھ چلونگی مصور جادو خاموش
ہو رہا اور ایک قنات صحن مین کھنچی ہوئی تھی اُٹھکر اندر اُسکے چلا گیا صبار فتار عمل بھی

ساتھ اُسکے چلی گئی اُسنے دیکھکر کہا کہ تو کاہے کو آئی ہے اسنے کہا کہ مین بھی یونہین چلی آئی ہون اگر آپکا
اگر آپکا کچھ ہرج ہو تو مین چلی جاؤن وہ صبا رفتار سمجھ کے چپ ہو رہا اور کپڑے پہننے لگا اس نے
پیچھے سے جاکر حلقہ اسے کمند مار کے اُسکو بیہوش کر کے ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکے باہر نکلا
اور صورت نگار کو ہمراہ لیکر طرف بارگاہ حیرت کے روانہ ہوا وہ اپنا خاوند سمجھ کے باتین کرتی ہوئی
اندر بارگاہ حیرت کے داخل ہوئی اور افراسیاب کو مجرا کر کے دونون اپنے مقام پر بیٹھ گئے افراسیاب
نے مصور کو دیکھکر کہا کہ ملکہ اختر کو صرصر پکڑ لائی ہے سو یہ موجود ہے مصور عملی نے سنکر طرف
ملکہ اختر کے دیکھا اور کہا کہ اے خداوند ساحران اسکو میرے حوالے کیجیے مین اپنے ہاتھ
سے قتل کرونگا افراسیاب نے کہا بہتر ہے تمھین اسکو قتل کرو پس مصور نقلی اُٹھکر
پاس ملکہ اختر کے پہونچا اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ مین مصور نہین ہون چالاک ہون تمھارے
رہا کرنے کو اس صورت سے آیا ہون اب تم ایک کام کرنا کہ جسوقت سحر تمھارے اوپر سے مین اُتروادون
تو تم اُسوقت نکل جانا پھر مین بھی چلا آؤنگا ملکہ اختر یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ
بہت اچھا القصہ چالاک ملکہ اختر کو تعلیم کر کے اُسی صورت سے پاس افراسیاب کے
آیا اور کہا کہ اب تم اپنا سحر اُتار لو ملکہ اختر کے اوپر سے مین اپنے سحر مین گرفتار کر کے قتل کرونگا
افراسیاب راضی ہوگیا اور سحر اپنا اُتار لیا ملکہ اختر نے اپنے جسم کو سبک جو پایا تو اُڑکر سوئے آسمان
روانہ ہوئی پھر تو چالاک بھی جست کر کے مثل برق کے نکل گیا اور جاکر بارگاہ جمشید مین
برابر ملکہ اختر کے پہونچا مہرخ وغیرہ ان دونون کو دیکھکر شاد ہوگئین ملکہ اختر نے چالاک کی
تعریف کی اور کہا کہ مجکو مصور کی صورت بنکر رہا کر لایا ہے یہ کہکر اپنے مقام پر قائم ہوئی اور
وہان افراسیاب کو جو معلوم ہوا کہ چالاک ملکہ کو رہا کر لے گیا تو نہایت شرمندہ
ہوا اور حیران ہو کر دل مین فکر کرنے لگا اتنے مین صورت نگار نے رونا شروع کیا اور کہنے
لگی کہ میرا تو گھر اُجڑ گیا اور راج سہاگ سب برباد ہوا نہین معلوم کہ چالاک نے مصور کو کیا زندہ
بھی چھوڑا یا کہ مار ڈالا یہ کہکر اُفتان وخیزان بحال پریشان واسطے چالاک کے روانہ ہوئی مگر پہلے
اپنے مکان مین آئی دیکھا تو مصور بیہوش پڑا ہوا ہے فوراً پانی سحر کا چھڑک کر ہوشیار کر دیا
اور آپ پھر فکر مین چالاک کے نکلی یہان مصور نے اُٹھکر لوگون سے پوچھا کہ ملکہ صورت نگار

کہان گئی ہوئی ہین اُنھون نے کہا کہ وہ تو آپ ہی کے ساتھ گئی تھین مجھسے آپ کیا سمجھ کے پوچھتے ہین
میں اتنا جو سُنا اِس نے تو یہ سمجھ گیا اور کہا کہ وہ صبا رفتار تھی کوئی عیار تھا میری جورو کو میری
صورت بنکے شاید لے گیا یہ سوچکر دیوانہ وار گھبرایا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا وہان جاکر دیکھا کہ
صورت نگار بھی چلی آتی ہے تو اُس نے اسکو روک لیا اور پرسان حال ہوا صورت نگار نے
تمام حال چالاک کی چالاکی کا بیان کیا اور کہا کہ مین پکڑنے کو جاتی ہون تم کیون چلے آئے
القصہ مصور تو پھر کر اپنی بارگاہ مین صورت نگار کے کہنے سے چلا آیا لیکن اسکو بھی جانے
نہ دیا اور سمجھا کر ساتھ اپنے پھیر لایا کہ وہ کہان جا سکتا ہے ہم سمجھ لین گے صورت نگار بھی ساتھ اسکے
چلی آئی اور آکر اپنی بارگاہ مین یہ دونوں بیٹھے اور افراسیاب بارگاہ حیرت جادو مین
بیٹھا ہوا تھا کہ جوڑی ہرکارے کی آئی اور آکر انھون نے دعا دیکر کہا کہ میخوار دوسرا جادو ایس
حضور کے آتا ہے وہ کہی رہے تھے کہ میخوار بھی آکر پہونچا افراسیاب نے خوش ہوکر اسکو گلے
سے لگا لیا اور برابر اپنے کرسی پر بٹھایا اسوجہ سے کہ یہ ساحر زبردست ہے اور افراسیاب اسکو
اپنا قوت بازو جانتا ہے القصہ جب میخوار بیٹھ چکا تو افراسیاب نے تمام حال عیارون کی
سینہ زوری کا اور جمشید کی زبردستی کا روبرو اُس کے بیان کیا اُس نے سُنکر کہا کہ آپ ناحق کو
جمشید سے ڈرے جاتے ہین اگر فرمایئے تو مین ابھی پکڑ لاؤن اسکی اصل کیا ہے افراسیاب
نے کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے اگر اسکو پکڑ لاؤ تو گویا فیصلہ لڑائی کا ہوگیا میخوار نے سُنکر
اسقام جادو کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ جمشید بن کوکب کو اُسکی بارگاہ سے جلد جاکر
پکڑ لاوہ موجب اِس کے حکم کے فوراً روانہ ہوئی اور بارگاہ جمشید مین جاکر پہونچی اور باآواز بلند
پکار کے کہا کہ مین جمشید کے بیٹے کو آئی ہون تم مین سے جس ساحر کو دعویٰ ہو وہ
جمشید کو روک لیوے اِس کلمے کو سُنکر سب ساحرون نے حربہ اے سحر کے وار کیے اور روکا
اسکو مگر کوئی سحر کارگر نہوا اسوقت چالاک نے جمشید کو اشارے سے الگ بلاکر ایک کمرے
مین بٹھلایا اور کہا کہ جب تک مین نہ آؤن تم اِسی مقام پر بیٹھے رہنا اُس نے منظور کر لیا
پھر تو چالاک جمشید کی صورت بنکر باہر آیا سامنے اسقام کے اور کہنے لگا کہ تو مجکو لیا نے
جاتی ہے چل مین تیرے ساتھ خود چلتا ہون وہ جمشید کو سمجھکر خاموش ہورہی اور اپنے ساتھ

لیے ہوئے خوش و خرم چل نکلی اثنا رراہ مین چالاک نے اُس سے کہا کہ مین بہرصورت افراسیاب
سے راضی ہون مگر نہین معلوم کہ یہ لڑائی آپسمین ناحق کو کسی وجہ سے ہوئی اور مطلق حال
نہین کھلتا ہی غرض اسطرح کی باتین کرتا ہوا دربارگاہ تک پہونچ گیا اور کوئی تدبیر اور ڈھب
نہ لگا کہ اُسکو راہ ہی مین مار لیتا آخر ناچار ہوکر اندر بارگاہ کے جب جانے لگا تو اُسکو آگے
کیا اور آپ اُس کے پیچھے ہو لیا جبکہ دو چار قدم کا فاصلہ ہو گیا تو اُسوقت کلا گوپن مین پتھر رکھکر
جو مارا ہی تو وہ پتھر اُس کے سر پر پڑا اور سر اُسکا پھٹ گیا چیخ کھاکر زمین پر گر پڑی فوراً
مرگئی سانس بھی نہ لی پھر تو چالاک مثل برق کے چلکر بارگاہ جمشید مین آیا اور آکر کہا کہ مین
نے اُس ملکا نہ استقام کو خدمت مین سامری کے پہونچا دیا جمشید سنکر شاد ہو گیا اور اپنے
تخت پر قائم ہوا چالاک بھی کرسی پر متمکن ہوا اور اُس کافر افراسیاب کو جو اطلاع ہوئی کہ استقام
کو بھی چالاک نے آکر در دولت پر مار ڈالا تو وہ نہایت برہم ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مین خود
جاکر اُس ناعیار کو ابھی پکڑ لاتا ہون میخوار نے منع کیا اور کہا کہ آپ کیون تکلیف کرین مین اُسکو
لیے آتا ہون ہر چند افراسیاب نے منع کیا مگر اُس نے نہ مانا اور چالاک کی فکر مین بزور سحر اڑکر
بارگاہ مین جمشید کی آیا چالاک تو اُسکی آمد مین نکل گیا اور اُس نے تمام بارگاہ مین تلاش کیا لیکن
اُسکو نہ پایا آخر کو ناچار ہو کر ڈھونڈھتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوا وہان قران ایکساحر کیصورت
بنے ہوئے استادہ تھے اِس نے اُنکو دیکھکر پوچھا کہ ادھر سے کوئی بھاگا ہوا تو نہین گیا ہی قران
نے کہا کہ ایک عیار کو تو مین نے اندر ایک درہ کوہ کی ابھی باندھ کر چھوڑ دیا ہی تم چلکر دیکھ لو اُسکا نام
سے آگاہ نہین ہون میخوار نے کہا کہ مین تو چالاک کی فکر مین نکلا ہون ذرا چلکر دکھلا دو شاید
وہی ہو قران نے کہا کہ بہت اچھا چلیے یہ کہکر اندر درہ کوہ کے میخوار کو لے گیا اور وہان
جاکر کوئی دو قدم پیچھے رہ گیا اور حلقہ ہائے کمند مار کے اُسکو کھینچ لیا بعد اُس کے جلدی
سے بیہوش کر کے اُسکو پشتارے مین باندھ لیا اور سے کر طرف بارگاہ جمشید کے سیدھا
چلا گیا اُسکو تو راہ مین چھوڑ دو اور چالاک طرف بارگاہ حیرت کے ایکساحر کی صورت
بنکر اس خیال سے چل کھڑا ہوا کہ کوئی عیاری اگر بن پڑے تو اُسکو عمل مین لاکر پیچھے اِسی خیال
مین جانے جاتے طرف بارگاہ گوہر جادو کے جو نکلا تو دیکھا اِس نے کہ گوہر جادو وہاں اپنی

بارگاہ میں بیٹھی ہوئی ہے اس نے اسکو دیکھ کر جلدی سے اپنی صورت ایک غنی کی لڑکی کی ایسی بنائی اور
تلابازیاں کھاتی ہوئی روبرو گوہر کے پہونچی اُس نے اسکو دیکھ کر سامنے اپنے بلایا اور پوچھا
اس سے کہ تو اکیلی ہے یا کوئی تیرا وارث بھی ہے اس نے کہا کہ مین تو اکیلی ہون اور کوئی میرا عزیز
و اقارب نہیں ہے دن بھر مین جو کچھ کہ میسر آجاتا ہے اسکو کھا کر جس مقام پر جگہ پاتی ہون رات
گذار رہتی ہون گوہر جادو نے سنکر کہا کہ ہمارے پاس تو رہیگی اس نے کہا کہ مین تو خدا
سے یہی چاہتی ہون کہ کوئی مجکو اپنے پاس رکھ لیوے خداوند سامری اور جمشید حضور
کا بھلا کرینگے جو آپ میری پرورش فرماوینگی مین حاضر ہون گوہر جادو نے فوراً اسکو
حمام کروا کے کپڑے اپنے پاس سے بہت بھاری اسکو پہناے اور کہا مین نے
اپنی دختر تجکو کیا یہ کہکر پاس اپنے بٹھا لیا اور نہایت خاطرداری کی پلنگ اپنے برابر
اسکے سونے کے واسطے بچھوا دیا جبکہ رات ہوئی تو کھانا اپنے ساتھ کھلایا اور برابر اپنے
پلنگ کے جو پلنگ بچھوایا تھا اُس کے اوپر کہا کہ آرام کرو یہ اُس نے اور جا کے لیٹ رہی وہ
اپنے پلنگ پر دراز ہوئی چالاک نے پہر رات گئے اسکو تو بیہوش کر کے کسی کونے مین ڈالدیا
اور آپ اسکی صورت بنکر پکارا کہ ارے ساحرو دوڑو آؤ وہ لڑکی نٹ کی نہ تھی کوئی عیار تھا
وہ بھاگ گیا مگر بڑی خیر گذری کہ مین اُس کے ہاتھ سے بچ گئی لوگون نے سنکر زر و گوہر
تصدق اُتارا اسمین صبح ہوگئی اور گوہر نقلی سوار ہو کر اندر بارگاہ حیرت کے پہونچی اور اپنی
جگہ پر سلام کر کے متمکن ہوئی اور قران کہ وہ جو پشتارہ مہجوار کا لیے ہوئے طرف بارگاہ
جمشید کے چلا آتا تھا بسبب سحر کے پشتارہ اسقدر بھاری ہوگیا تھا کہ قران کو چلنا دشوار
ہوگیا آخر کو تھک کر قران نے پشتارے کو تو ایک مقام پر گوشہ مین رکھدیا اور
آپ بارگاہ میں چھوڑ کر اکیلا چلا آیا اُدھر اسکو بھی ہوش آگیا وہ اُٹھکر سیدھا طرف بارگاہ
حیرت کے روانہ ہوا اور جا کر اندر بارگاہ کے چپکا بیٹھ رہا چالاک بھی بصورت گوہر
بیٹھا ہوا تھا کہ صرصر بھی آکر پہونچی اور اُس نے بنظر اول چالاک کو پہچان لیا کہ گوہر
جادو نہیں ہے مقرر چالاک ہے یہ سوچکر قریب چالاک کے آئی اور کہنے لگی کہ ارے
غضب کیا تو نے کہ اتنے ساحرون مین اس طرح سے آکر بیٹھا ہوا ہے اور کچھ خوف

خطر تجکو نہین ہی یہ کہکر ارادہ اِس نے کیا کہ حیرت سے کہدون مگر افراسیاب بھی بیٹھا ہوا تھا
اِس لیے کہنا مناسب نجانا اور یہ سوچی کہ صنعت سحر ساز سے چلکر اطلاع کرون وہ اُسکو گرفتار
کریگی یہ تصور کرکے پاس صنعت کے پہونچی اور اُس سے کہا کہ چالاک گوہر جادو کی صورت
بنا ہوا اندر بارگاہ حیرت کے بیٹھا ہوا ہی ضرور کسیکو آج قتل کریگا آپ جاکر پکڑ لیوین صنعت سحر ساز
ساتھ ہی سُننے کے سوار ہو کر چل کھڑی ہوئی قضا رکار ملکہ اختر بھی بارہ سو ساحر ہمراہ لیے
ہوے واسطے سیر کے نکلی تھی اثنا رراہ مین اندر ایک صحرا کے سامنا صنعت سحر ساز سے
ہو گیا چالیس ہزار ساحر ہمراہ صنعت کے بھی تھے اختر نے جو اسکو روکا تو لڑائی ہونے لگی
اُس کے ساتھ چالیس ہزار ساحر تھے اسوجہ سے بارہ سو ساحر ملکہ اختر کے سب مارے گئے
صرف اکیلی ملکہ اختر رہگئی اُسوقت صنعت اور ملکہ اختر سے سامنا ہو گیا وار واقعی ایسمین
اُن دونون نے چلین آخر کو دونون بیہوش ہو کر اوپر زمین کے گر پڑین اسمین افراسیاب بھی
خبر انکی سُنکر چل کھڑا ہوا تھا اُسوقت آکر پہونچا تو صنعت اور ملکہ اختر کو بیہوش پڑے
زمین پر دیکھا دونون کو اُٹھا کر ایک کوہ پر لے گیا اور وہان لیجا کر صنعت کو تو ہوشیار
کیا اور اُس سے احوال پوچھا اُس نے کہا کہ چالاک بن عمرو تمھاری بارگاہ مین گوہر
بنا ہوا بیٹھا ہی تو اسکی خبر سُنکر مین اُس کے گرفتار کرنے کو چلی تھی اثنا رراہ مین ملکہ اختر سے
ملاقات ہو گئی وہ لڑنے لگی آخر کو میرے اور اُس کے سامنا ہو گیا وہ میری ضرب سے
بیہوش ہوئی اور مین بھی اُسکی ضرب سے بیہوش ہو کر رہگئی تو آپ اُٹھا لائے اِس
حال کو سُنکر افراسیاب نے کہا کہ خیر حال معلوم ہوا اب تم تو اپنے لشکر مین جاؤ وہان سے سوار
ہو کر چلی آنا اور مین جاتا ہون بارگاہ حیرت مین یہ کہکر ملکہ اختر کو لیے ہوے اندر
بارگاہ حیرت کے چلا آیا اور صنعت سحر ساز اپنے لشکر مین چلی گئی افراسیاب
نے یہان آکر چالاک کو بھی پکڑ لیا اور اُس سے پوچھا کہ گوہر جادو کہان ہی اُس نے کہا
کہ مین گوہر سے آگاہ بھی نہین ہون کہ وہ کہان رہتی ہے اتنے مین گوہر کو بھی ہوش آگیا
وہ بھی آکر بارگاہ مین بیٹھی افراسیاب کو اطمینان حاصل ہوا پھر تو ملکہ اختر اور چالاک
کو اُس نے باندھ کر سامنے اپنے ایستادہ کیا اور حال سُنیے صنعت کا کہ وہ جو طرف اپنے

لشکر کے جاتی تھی تو اسکو ضرغام نے اندر ایک صحرا کے جاتے ہوئے دیکھا فوراً ایک ساحرہ
کی صورت بنکے ہمراہ اسکے ہولیا وہ خواص افراسیاب سمجھکر خاموش ہو رہی اور پوچھا کہ تمکو
افراسیاب نے کسواسطے بھیجا ہے اُسنے کہا کہ واسطے آپ کی حفاظت کے مجکو روانہ کیا ہے
اس خیال سے کہ کوئی عیار راہ مین دغا نہ کرے صنعت نے اِس کلمے کو سنکر ہمراہ
اپنے ضرغام کو لیلیا اور تمام حال اپنی لڑائی کا اس سے بیان کرتی ہوئی جاتی تھی یہ بھی ہان
مین ہان ملاتا ہوا تھوڑی دور تو چلا گیا بعد اسکے غافل کرکے حلقہ ہائے کمند مارکے
اُسکو پکڑ لیا اور بیہوش کرکے اندر درۂ کوہ کے اُسکو تو ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکے
اُسکے لشکر مین پہونچا اور سبکو دیکھ بھال کے اُسکے تخت پر سوار ہوا اور بڑے عظم و شان
سے اگر بارگاہ افراسیاب مین داخل ہوا اور سلام کرکے اوپر کرسی کے بیٹھ گیا افراسیاب
نے پوچھا کہ مزاج تو آپکا اچھا ہے اسنے کہا کہ آپکی عنایات سے اچھی تو ہون مگر عیارون سے
ناک مین دم آگیا ہے امیدوار ہون کہ چالاک اور ملکہ اختر کے اوپر سے آپ سحر اپنا اُتارلیوین
اور مجکو اجازت دیوین کہ مین ان دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے اپنے مکان مین لیجاؤن
اور وہان سر ان دونون کے کاٹ ڈالون افراسیاب نے کہا کہ بہت اچھا اور سحر اپنا
دونون کے اوپر سے اُتار لیا صنعت عملی نے پاس دونون کے جاکر چپکے سے کہا کہ مین ضرغام
ہون اب تم کسواسطے کھڑی ہو جلد جاؤ پس چالاک و ملکہ اختر کو کمال خوشی حاصل
ہوئی اور اُڑکر ملکہ اختر سوے آسمان روانہ ہوئی اور چالاک بھی جست کرکے صاف نکل گیا
جبکہ دونون جا چکے تو اُسوقت ضرغام نے بھی اپنا نعرہ کیا اور نکلا ہوا چلا گیا یہ ماجرا دیکھکر
افراسیاب کو بڑا صدمہ ہوا اور پریشان ہوکر حیرت سے کہا کہ صنعت کو نہین معلوم کہ
ضرغام نے کیا کیا ہے اب مین خود اُسکی تلاش کے واسطے جاتا ہون یہ کہکر سر بصحرا روانہ ہوا
اُسکو تو اُدھر جانے دو اور حال ضرغام و چالاک اور ملکہ اختر کا سنو کہ تینون بارگاہ جمشید
مین پہونچے ضرغام نے سارا حال صنعت سحر ساز کے بیہوش کرنے کا ملکہ اختر سے
بیان کیا اور کہا کہ وہ ساحرہ زبردست ہے اسوجہ سے ہملوگ اُسکو قتل نہین کر سکتے ہین اگر تمسے ہو سکے
تو تم چلکر اُسکو قتل کرو کہ مین ایک درۂ پہاڑ مین اُسکو بیہوش کرکے ڈال آیا ہون اِس حال کو

سنکر ملکہ اختر نے کہا کہ مین اُسکو قتل کرونگی تم چلیے تب ضرغام ملکہ اختر کو ہمراہ لیکر طرف اُس درہ کوہ
کے روانہ ہوا کہ جہان صنعت کو ڈال آیا تھا مگر اس صورت سے کہ آپ تو اوپر زمین کے
چلا اور ملکہ اختر بزور سحر اسکو دیکھتی ہوئی بر روے ہوا چلی نکلی جبکہ ضرغام قریب اُس کوہ کے
پہونچا کوئی کوس بھر کی راہ طے کرنی باقی رہگئی تھی کہ افراسیاب بھی اُس درۂ کوہ مین پہونچا اور
صنعت کو ہوشیار کرکے اپنے ساتھ لیکر باہر درہ سے نکلا اور طرف اپنے لشکر کے روانہ
ہوا ضرغام نے جو دیکھا کہ صنعت کو افراسیاب لیے جاتا ہے تو اُسنے ساحرہ کی صورت بنکر
ارادہ عیاری کرنے کا کیا تھا کہ اُسنے اسکو پہچان کر پکڑ لیا اور لیکر چل نکلا ملکہ اختر نے آسمان
پر سے جو دیکھا کہ ضرغام کو افراسیاب پکڑے لیے جاتا ہے اور صنعت سحر ساز بھی ہمراہ
ہے تو بجلی بنکر صنعت اور افراسیاب پر گری مگر افراسیاب تو بچ گیا اور صنعت زخمی ہوئی
افراسیاب نے ملکہ اختر کو بزور سحر پھر گرفتار کرلیا اور صنعت کے زخم کو اسم سحر کا پڑھکر اچھا کردیا
اور کہا کہ تم اپنے مکان پر چلی جاؤ وہ تو رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کو چلی گئی اور یہان افراسیاب
نے آواز دی کہ اے فتراک جادو جلد آکر حاضر ہو وہ فوراً اُسکے سامنے آکر موجود ہوا اُسنے کہا
اُس سے کہ تم اس عیار کو اور ملکہ اختر کو بارگاہ حیرت مین ساتھ ہوشیاری کے لیجاؤ اُسنے ہاتھ
باندھکر عرض کیا کہ آپ ذرا تامل فرمائین مین اُس درۂ کوہ مین جاکر ذرا سر کو دھو ڈالون تو پھر
لیے جاتا ہون یہ کہکر فتراک اندر اُس درۂ کوہ کے جو داخل ہوا تو وہان چالاک موجود تھا
یہ تو اپنا سر دھونے لگا اور چالاک نے اُسکو گرفتار کرکے بیہوش کردیا اور آپ اُسکی صورت
بنکے سامنے افراسیاب کے آیا حال تو سب اسکو معلوم تھا وہ کہہ چکا تھا کہ لائیے
دونون کو لیجاؤن اُسنے ضرغام اور ملکہ اختر کو اُسکے حوالے کردیا اور سحر بھی اپنا اُتار لیا
اور تاکید کردی کہ بہت ہوشیاری کے ساتھ لیجانا اُسنے کہا کہ بہت اچھا اور اپنا نعرہ کرکے
دونون کو ہمراہ لیکر بھاگا اب جو افراسیاب کو معلوم ہوا کہ یہ چالاک تھا عیاری
کرگیا تو یہ پیچھے چالاک کے دوڑا اگر اسکو پایا اسوجہ سے کہ چالاک پہاڑ پر دو تونکو لیکر
چڑھ گیا تھا ناچار ہوکر اوپر ایک کوہ کے یہ بھی چڑھ گیا لیکن نہایت فکر مین بیٹھا اور وہان
ملکہ اختر نے چالاک اور ضرغام سے کہا کہ میرا تو اب یہ ارادہ ہے کہ مین چلکر لشکر حیرت کو

تباہ کر دون یہ کہکر ایک تخت الماس کا بزور سحر اُسنے اُسی مقام پر پیدا کیا اور ضرغام و
چالاک کو اُسکے اوپر سوار کرکے سحر جو کرتی ہی تو وہ تخت بسوے آسمان دونون کو لیکر
اس طرح سے اُڑا کہ قندیل فلک ہوگیا وہان پر ملکہ اختر نے سحر جو کیا تو ایک لکہ ابر سرخ کا اوپر
اختر کے سایہ فگن ہوا اور ملکہ اختر مانند برق کے چمکتی ہوئی چلی اور وہ تخت ہوا پر بلند ہونے
لگا ضرغام اور چالاک نے دیکھا کہ ملکہ اختر اوپر لشکر حیرت کے اُسی طور سے پردے
مین ابر کے جاکر پہونچی اور ایک آواز تڑاقے کی ابر سے پیدا ہوئی اور چالیس ہزار پیکان
فولادی ساتھ ہی آواز ہونے کے اُس ابر سے نکل کر مانند تیر قضا کے لشکر حیرت پر چوگرد سے
تو جسکے سر پر پڑے ساغر کی راہ سے نکل گئے ایک ہی وار مین چالیس ہزار ساحر فی النار
ہوئے اس حال کی اطلاع حیرت کو جو ہوئی تو وہ مثل آئینہ حیران اور ششدر ہوگئی کہ یہ آفت
تازہ کہان سے نازل ہوئی استنے مین افراسیاب بھی آکر پہونچا اور دیکھا کہ ہزار لاشین پڑی
ہین اور ایک ابر سرخ کڑکتا ہوا چلا آتا ہی اسنے ملکہ اختر کو اپنے سحر کے زور سے دریافت
کرلیا مگر اُس تخت کو نہ دیکھا کہ جسکے اوپر ضرغام اور چالاک بیٹھے ہوئے سوے آسمان بلند ہوتے
چلے جاتے تھے پس اسکو تاب باقی نہ رہی غصے مین آکر سحر جو کیا تو وہ ابر اوپر لشکر جمشید کے جاکر
برسنے لگا اور اختر کو اُسنے پکڑ لیا غرض اُس ابر مین سے اسقدر پیکان فولادی اوپر لشکر جمشید
کے برسے کہ دو لاکھ ساحر ایک چشم زدن مین جان بحق تسلیم ہوگئے اور وہ ابر بھی خالی ہوگیا کوئی
پیکان اُسمین باقی نہ رہا اُسوقت افراسیاب نے ملکہ اختر کو تو اندر بارگاہ کے جاکر حیرت
کے سپرد کیا اور کہا کہ تم اس سے خبردار رہنا مین ایک کام کو جاتا ہون اُسکو کر آؤن تو پھر
آکر اس اختر سے سمجھون یہ کہکر افراسیاب تو اُڑ کر طرف آسمان کے چلا گیا اور حیرت
جادو نے ہاتھ ملکہ اختر کا پکڑ لیا ایوان دو سر جادو نامے ایک ساحر زبردست بیٹھا ہوا تھا
اُسکو جو وحشت دامنگیر ہوئی تو اُسنے بیقرار ہوکر چاہا کہ طبل جنگ بجواؤن آخر وہ زمانہ
آیا کہ فلک پر عارض مہر زرد ہوا اور شام سوسنی رنگ نے گیسو اپنے وا کیے اشعار

| | |
|---|---|
| جھکی ہر سمت شام سوسنی رنگ | ہوئے ٹھنڈے طپش سے کوہ و جنگل |
| بڑھا قصر زمین کو مہر انور | بشکل رنگ عاشق زرد ہوکر |

سرشام ایوان دوسر نے اس خیال سے کہ جبتک شاہ جادوان یہان آئین مین جمشید کو گرفتار کر لون بس اسنے طبل جنگ بجوایا اس حال کی اطلاع جمشید کو جو ہوئی تو اسنے بھی نفیر سحر کو بجایا دھنوان ہوم کا بلند ہوا ساحر سحر کرنے لگے ہر ایک کے دل سے لگی ہوئی تھی بیر تدبیر بتانے آتے تھے کڑاھا کیسان چڑھی تھین شعلہ بلند تھے ہر ساحر اشتغال کیسان دھیان مین مصروف تھا سحر و ساحری سے مالوف تھا اشعار

| | | |
|---|---|---|
| کوئی سامری کا بنا تھا صنت<br>کرتا ہوا کہین شیخ سدو کی تھی | کوئی بیٹھا پڑھتا تھا خالی منت<br>کوئی تانتا تھا کسی پر فسون | کہین ڈفلی بجتی کہین بانسری<br>کسی کو تھی کچھ یاد جادو گری |

غرض چار پہر رات اس خاکدان عالم مین یہی شورش عظیم برپا رہی جب گلوی شب کا شق ہوا اور شاہ خاور تاج زرین مہر کو سر پر رکھکر ایک زرنگاری فلک پر جلوہ فرما ہوا اشعار

| | |
|---|---|
| اٹھائی صبح نے جو چادر شب<br>ضیا نے کر دیا عالم کو معمور | تو نکلا مہر شکل ماہ عقرب / ہوا اچھے دیر مین رخ انکا پر نور<br>ہنگام سحر جمشید و مہرخ اور بہار و غنچہ تخت ہائے سحر پر |

بازلبا قرسے ہمس آتشین فیل آتشین پر سوار ہوکر وعدہ گاہ مصاف مین آئے صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا ایوان دوسر نے ناف میدان مین آکر مبارزطلبی کی ادھر سے توسن جادو نام ایک ساحر ذی احتشام اُسکے مقابلہ کو گیا اُسنے ایک ناریل توسن پر مارا توسن نے اُس ناریل کو خالی دیکر ایک ترنج مارا لیکن ایوان نے اُس ترنج کو خالی دیکر ناریل مارا کہ وہ توسن کے سینے کو توڑ کر نکل گیا یہ ماجرا دیکھا جمشید کو قرار نہ رہا خود اُسکے سامنے آیا اسنے ایک گولہ فولادی مارا جمشید نے اُسکو موم کا کر دیا اور نارنج سحر کو جھپٹ کر اُسکے سینے پر مارا اُسنے بھی خالی دیا اور خفا ہوکر زمین پر گر کے لوٹا اور تبلہ فولاد کا بنکر جمشید کی طرف چلا جب تک کہ یہ قریب پہونچے پہونچے اُسنے مثل سد سکندری کے اپنے تئین دیوار فولادی بنایا اُس پتلے نے غصہ مین آکر ایک ٹکر اس دیوار پر ماری اس زور سے کہ اگر کوہ پر مارتا تو وہ بھی یقین تھا کہ شق ہوکر گر پڑتا لیکن اُس دیوار کو خبر بھی نہوئی اور ایوان اپنی اصلی صورت پر پھر آیا اور دوبارا جو ٹکر ماری تو خود بخود آپ ہی تیورا کر گر پڑا جمشید نے اُسکو باندھ لیا اور گرفتار کر کے اپنی بارگاہ مین

لے گیا اسکو قید سخت مین گرفتار کیا اسکی فوج نے جو یہ رنگ دیکھا تو کنارہ کیا اور پھر کر اپنے
مقام پر چلی آئی اس عرصہ مین افراسیاب بھی بارگاہ حیرت مین آکر داخل ہوا ایوان جادو
کے قید ہونے کا حال سنکر بہت برہم ہوا اور اسیوقت ملکہ اختر ارابہ پر ڈالکر قتل کرنے کے
لیے میدان سیاست گاہ مین بھجوایا یہ خبر جمشید کو معلوم ہوئی تو اسکو بڑا صدمہ ہوا آخر وہ
بھی ایوان جادو کو ارابے پر بٹھلا کر افراسیاب کے سامنے لایا اور کہا کہ اگر تم اختر کو قتل کرو گے
تو مین بھی اسکو قتل کرونگا یہ سنکر افراسیاب کا غصہ کم ہوا اور کوئی تدبیر بن نہ پڑی سوا
اسکے کہ خاموش ہو رہا اور قتل اختر موقوف رکھا اسکو تو اس حال مین رہنے دو
مگر حال چالاک و ضرغام کا سنو کہ وہ جو دونوں ملکہ اختر کے تخت پر سوار تھے تو وہ
تخت اسوجہ سے بلند ہوتا جاتا تھا کہ اختر تو گرفتار ہو گئی ہے اب اس تخت کو اتارے
کون ضرغام نے یہ حال تخت کا دیکھکر چالاک سے کہا کہ ای برادر ملکہ اختر تو مبتلائے
بلا ہوئی ہین اور یہ تخت دمبدم اونچا ہوتا جاتا ہے مفت جان گئی اب کیا تدبیر کیجائے یہ کہکر
دونوں نے آپس مین اس خیال سے کہ کہین کوئی ساحر دیکھکر گرفتار نہ کر لیوے یہ فن عیاری
ساحرون کی ایسی صورت بن گئے اور بہ قدرت کردگار چالاک کی صورت ایک فقیر اتیت
جہنت جادو کی ایسی ہو گئی اور ضرغام کی شکل اسکے بالکے اوتار جادو کی ایسی
ہو گئی یہ دونوں اس ہیئت سے اس تخت پر سوار مضطر اور پریشان بلند ہوتے جاتے
تھے کہ دفعۃً نگاہ افراسیاب کی ایزدی اُسنے جو سیر کے واسطے دیکھنے جمشید کے اُٹھایا
کہ وہ بلندی پر کھڑا تھا تو اُس تخت پر نگاہ پڑی یہ اُس تخت کی روشنی کو دیکھکر متحیر ہو گیا اور
دل مین اپنے سوچا کہ یہ کون شخص ایسے صاحب کمال ہین کہ جو اسقدر بلند اپنے تخت کو لیے
جاتے ہین اور مانند آفتاب کے تخت روشن اور منور ہو رہا ہے انسے ضرور ملاقات حاصل کر کے
حال انکا دریافت کیا چاہیے کیا عجب ہے کہ اپنا مطلب بھی کچھ انسے نکل جائے یہ تصور کر کے
اسنے بھی بزور سحر اپنا تخت اڑایا اور قریب تخت ضرغام و چالاک کے پہونچا اُن دونوں
نے تو اسکو پہچان لیا مگر اسنے بالکل نہین پہچانا بلکہ سمجھا تو یہ سمجھا کہ ایک تو یہ مین جہنت ہے
اور دوسرا بالکا ہے یہ سمجھکر اسنے دونوں سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو کدھر کو

ضرغام اور چالاک نے اسکے جواب مین کہا کہ ہم تو غلام جمشید او سامری کے ہین بموجب
حکم خداوند کے آسمان والے ساحر سے واسطے سوال و جواب کرنے کے اپنے خداوندون کی طرف
سے جاتے ہین تا کہ اسکو قائل و معقول کر کے خداوند سے ملا دیوین اس حال کو سنکر افراسیاب
بدحواس ہوگیا اور اس کافر کو یقین ہوگیا کہ یہ سچ کہتے ہین انکو اپنے مکان پر کسی طور سے لیچلیے
اور معرفت انکے خداوند سے اپنی بھی صفائی کیجیے تا کہ نجات اس مصیبت سے ملجاوے یہ
تصور کر کے اس مادر قحبہ نے چالاک سے کہ وہ بھی بصورت مہنت کے بنا ہوا تھا کہا کہ اگر
آپکو تکلیف نہوئے تو غلام نوازی میرے حال پر فرمائیے آج کے دن مہربانی کر کے
دعوت کو قبول کیجیے اور مہمان رہیے مین عمر بھر ممنون احسان اور مرہون منت آپکا
رہونگا اور جو کچھ کہ عرض کرنا خداوند سے مجکو منظور ہے وہ بھی آپ سے گزارش کرونگا چالاک
نے سنکر کہا کہ ہمکو فرصت تو اسقدر نہین ہی کہ جو ہم کہین ٹھہر سکین مگر خیر تم کہتے ہو ہمکو بھی دل
شکنی تمھاری گوارا نہین اسوجہ سے کچھ مضائقہ نہین خاطر ہی تمھاری تم لیچلو ہم حاضر ہین یہکلمہ کہا
تو سہی ان دونون نے مگر پھر گھبرائے اس خیال سے کہ تخت تو ہمارے اختیار مین نہین
ہم اسکو اُتارین تو کیونکر اُتارین یہ تصور کر کے کچھ اور بات تو بن نہ آئی کہ جو اسکو کہتے آخر کو چالاک
نے کہا کہ اے شہریار یہ تخت تو اسی مقام پر رہیگا کسواسطے کہ اِسکو حکم خداوند کا واسطے بلند ہونے
کے تھا اسوجہ سے یہ تو اب بغیر حکم خداوند کے نیچے اُتر نہین سکتا ہے پھر ہم تمھارے ساتھ چلین تو
کیونکر چلین ہان ایک امر سے البتہ ہم چل سکتے ہین کہ اگر سواری ہمارے واسطے تم کوئی منگا دو تو ہم
اوسکے اوپر سوار ہو کے چل سکتے ہین افراسیاب نے سنکر دونون کو اوپر اپنے تخت کے بلا لیا
یہ اپنے تخت کو چھوڑ کر پاس اسکے چلے آئے اُسنے تخت کو اپنے اندر بارگاہ حیرت کے
اُتارا وہ افراسیاب کو دیکھکر خوش ہو گئی مگر ان دونون کو دیکھکر متحیر ہوئی اور افراسیاب
سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہین افراسیاب نے کہا کہ جمشید اور سامری کے خاص
خدمتگار ہین اور انھین کے پاس رہتے ہین مہنت جادو اور اوتار جادو انکا نام ہے یہ کہکر
خاطرداری اور مدارات مین دونون عیارون کے مصروف ہوا چالاک نے ملکہ اختر کو
قید مین جو دیکھا تو اسکو نہایت صدمہ ہوا مگر خاموش ہو رہا اسمین ایک ابر سرخ اوپر آسمان کے

نمودار ہوا چالاک اور تمام حیران ہو کر اُس ابر کو دیکھ رہے تھے کہ اکبارگی وہ ابر شق ہوا اور اُسمین سے ایک تخت پیدا ہوا کہ اُسکے اوپر ایک ساحرہ سوار تھی اور چالیس ہزار خواصین بھی ہمراہ تھین غرض وہ تخت آکر اندر بارگاہ کے اُترا اور اُس ساحرہ نے افراسیاب کو مجرا کیا اُسنے اُسکو دیکھکر پوچھا کہ کیون اے شوخ جادو مزاج تو تمھارا اچھا ہے اُسنے ہاتھ باندھکر کہا کہ دعا گو ہون آپکی جان و مال کو مگر یہ تو فرمائیے کہ ایوان کہان گیا ہوا ہے حیرت جادو نے کہا کہ اُسکو تو جمشید بن کوکب پکڑ کے لے گیا ہے وہ تو اُسکی قید مین ہے شوخ جادو اس خبر کو سُنکر افراسیاب جادو سے زمین مین غرق ہو گئی نیچے نیچے اندر بارگاہ جمشید کے جا کر نکلی تو دیکھا کہ ایوان جادو قید مین بیٹھا ہوا ہے اور گرد اُسکے قنات سحر کھینچی ہوئی ہے یہ لوٹکر بصورت عقاب ہو گئی اور ایوان کو کھولکر لیے ہوئے چلی آئی اس حال کی اطلاع جمشید کو بھی ہوئی اُسنے سنکر کہا کہ لے جانے دو کہان جا سکتا ہے مین پھر اُسکو پکڑ لاؤن گا یہ کہکر خاموش ہو رہا اور شوخ جادو ایوان کو لیے ہوئے بارگاہ افراسیاب مین داخل ہوئی اُسنے سحر کو ایوان کے اوپر سے اُتار لیا وہ بھی خوش ہو کر کرسی پر بیٹھا اور تعریف شوخ جادو کی کرنے لگا اسمین افراسیاب نے ملکہ اختر سے کہا کہ اب بھی تم شرائط ہماری اختیار کرو تو ہم تمکو رہا کر دیوین اور اسقدر سلوک تمھارے ساتھ کرین کہ تم کوکب کو بھول جاؤ ملکہ اختر نے اسکے جواب مین کہا کہ ہم نمک حرام نہین ہین کہ جو اپنے مالک کا ساتھ چھوڑ دین افراسیاب نے خفا ہو کر اوتار جادو سے کہا کہ آپنے اسکی تقریر کو سماعت فرمایا کہ اسنے کیا جواب صاف مجکو دیا ہے اوتار نے سنکر افراسیاب سے کہا اگر آپ فرمائین تو مین اسکو سمجھا کر راضی کرون اُسنے کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے اگر آپ اپنی مہربانی فرمائین تو بڑا احسان ہوگا اوتار نے اُٹھکر ہاتھ اختر کا پکڑ لیا اور لیکر طرف کمرے کے چلا کہ وہ علیحدہ تھا مگر ساتھ اُسکے ایوان جادو اور مہنت جادو کو بھی کہا کہ تم بھی میرے ہمراہ آؤ اُسکے کہنے سے وہ بھی دونون اُٹھکر ہمراہ ہوئے اسنے ایوان کا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور لیکر اندر اُس کمرے کے چلا اسوقت ایوان نے افراسیاب سے کہکر ملکہ اختر کے اوپر سے سحر بھی اُتروا لیا اسمین صرصر

بھی آکر پہونچی اور اسنے چالاک کو پہچان کر اپنے دل مین کہا کہ بڑا غضب ہوا اب ایوان کو تو یہ
مارڈالے گا اور ملکہ اختر کو مقرر رہا کردیگا یہ تصور کرکے صرصر نے تو ارادہ کیا کہ افراسیاب
اطلاع کردون اور چالاک جلدی سے اختر اور ایوان کو اندر اُس کمرے کے لے گیا
اور اختر سے کہا کہ مین اس ایوان کو قتل کرتا ہون تم فوراً چلی جانا مین چالاک
بن عمرو ہون یہ کہکر دو چار دانے انگور کے اپنے پاس سے نکالکر ایوان کو دیے
اور کہا کہ یہ خداوند کے باغ کا تبرک ہے اگر تمھارا جی چاہے تو تم بھی چکھ لو اُسنے چوم
چاٹ کر وہ انگور لیلیے اور تبرک سمجھکر کھا گیا ساتھ ہی کھانے کے بیہوش ہوکر گر پڑا چالاک
نے جلدی سے سر اُسکا خنجر سے کاٹ کر جدا کرڈالا اختر اور ضرغام تو فوراً راہی ہوگئے
اور یہان غل دار و گیر کا بلند ہوا اُسی ہنگامے مین چالاک بھی اپنا نعرہ کرکے روانہ ہوگیا
اُدھر صرصر نے افراسیاب کو اطلاع کی تھی کہ غل دار و گیر کا بلند ہوا افراسیاب جو
اُٹھکر پیچھے چالاک کے دوڑا وہ بھاگا ہوا اوپر ایک کوہ کے چڑھگیا یہ بھی دوڑکر اوپر اس
کوہ کے چڑھنے لگا تھا کہ قران نے نکل کر حلقہ اسے کمند مارکے اِسکو گرفتار کرلیا کہ اُنکو فقط
وہ بھی اندر درۂ کوہ کے بیٹھے ہوئے تھے القصہ اُسکو بیہوش کرکے قران نے اپنی
کمند کو کھولکر چاہا کہ قتل کرڈالون اِسمین ایک شیر ببر سامنے پیدا ہوا اور آکر سر پر
افراسیاب کے استادہ ہوا قران تو جست کرکے علیحدہ ہوگیا اور اُس شیر نے ایک
چیخ ماری کہ افراسیاب ہوشیار ہوکر اُٹھ کھڑا ہوا اور شرمندہ ہوکر بارگاہ حیرت مین چلا گیا
یہان آکر شوخ جادو کی تشفی کی اور ساتھ خاطرداری کے اُسکو رکھا بعد اِسکے حیرت جادو
سے کہا کہ تم کچھ اندیشہ نکرو کل ہماری فوج بیشمار آئیگی اور سب نمکحرامون کو قتل کریگی یہ کہکر
روانہ ہوگیا اب اُسکو اُدھر جانے دو اور مصور جادو کو وہ صورت نگار کو
ہمراہ لیکر بڑی عظم و شان سے سوار ہوکر بارگاہ حیرت مین آیا اور آکر پاس حیرت
جادو کے بیٹھا اور اُس سے پوچھا کہ افراسیاب کیا چلے گئے اُسنے کہا کہ ابھی تشریف
لیگئے ہین یقین ہے کہ کل تک آئینگے مصور نے سنکر کہا کہ خیر وہ تو چلے گئے مگر مین نے بڑی محنت
سے تصویرین بنائی ہین اگر وہ ہوتے تو اُنکو دکھاتا کہ وہ میری محنت کی داد دیتے لیکن کچھ

مضائقہ اسکا نہیں ہے تم بھی تو انکے قائم مقام ہو تھین اُسکو دیکھو اب کیا مقدور ہے جمشید
بن کوکب کا جو میرا سامنا کر سکے مین اکیلا جاکر ابھی اُس سے سمجھے لیتا ہون یہ کہکر سب
تصویرین حیرت کو دکھلائین اور اوپر تخت سحر کے سوار ہو کر صورت نگار کو پاس
اپنے بٹھلایا اور ارادہ چلنے کا کیا اُسوقت حیرت نے منع کیا اور کہا کہ اکیلے تم نہ جاؤ مصور نے
کہا کہ قسم ہے مجکو جمشید اور سامری کی کہ اُس جمشید بن کوکب کو اگر اکیلا جاکر قتل نکیا
تو اپنا نام مصور نرکھا لیکن دل یہ چاہتا ہے کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو تو کیا
خوب بات ہے کہ اپنی آنکھ سے ہمارے سحر کی طاقت کو ملاحظہ کرو اور دیکھو کہ ایسے
بھی سحر کسی نے تیار کیے ہین القصہ حیرت جادو بھی اٹھکر تخت پر پاس مصور کے
جا بیٹھی اور اُسنے تخت کو سحر کرکے بروے ہوا اُڑایا اور جاکر دربار گاہ جمشید پر پہونچا اور آواز
دی کہ منم مصور جادو جس کسیکو کہ آرزو موت کی ہو وہ آج آئے میرے مقابلے کو
دیکھون تو سہی کہ کون ایسا ساحر ہے کہ جو میرے سحر کو رد کرتا ہے اس کلمے کو سنکر جمشید و
مہرخ اور ملکہ اختر وغیرہ سب ساحر بارگاہ سے اٹھکر باہر نکل آئے تو دیکھا کہ مصور جادو
اور صورت نگار و حیرت جادو تینون اوپر تخت سحر کے سوار کھڑے ہوئے ہین اُنھون
نے اُنکو دیکھکر ارادہ کچھ پوچھنے کا کیا تھا کہ مصور نے باواز بلند پکار کے کہا کہ اے جمشید
بن کوکب تو نے ناحق کو افراسیاب سے سامنا کیا ہے ارے وہ خداوند ساحران مشہور
ہے تو اُس سے ہر نوع زیر ہو جائے گا یہ کہکر مہرخ وغیرہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا
کہ ارے نمک حرامون اب بتاؤ کہ آج میرے ہاتھ سے تم بچکے کہان جاؤ گے اس کلمے کو سنکر تمام
ساحران جمشید نے متفق ہو کر نارنج و ترنج و گولے فولادی وغیرہ سب حربہ ہاے سحر مصور پر
اس خیال سے مارے کہ اُسکو مہلت نہ لینے دو مگر کوئی حربہ اُسکے اوپر کسی ساحر کا کارگر نہوا جب
تو اُسنے جھلا کے صندوقچے کو کھولا اور اُسمین سے چھ ہزار تصویرین نکالکر باواز بلند پکار کے کہا
کہ ارے نمک حرامو اب دیکھو تماشا اپنی سرکشی کا کہ مین تم سب کا کیا درجہ کرتا ہون یہ کہکر یکبارگی قینچی
سے پانچ ہزار تصویرون کی گردن قلم کر ڈالی اور کہا کہ او جمشید دیکھلے کہ ہزار سر تیرے ہمراہ
جو جادوگرنیان تھین انکے سر کٹے ہوئے اور پر زمین کے پڑے ہوگئے ہین جمشید و مہرخ

اور بہار وغیرہ نے اُسکے کہنے سے طرف اپنے لشکر کے جو دیکھا تو فی الواقع ہزار سر اُنہی جادوگرون کے
اوپر زمین کے لوٹتے ہوئے پائے جب تو بدحواس ہوکر اُنھون نے بھی ارادہ سحر کرنے کا کیا تھا
کہ مصور نے پانچ تصویرین اور نکالکر طرف مہرخ کے پھینکدین اُنمین سے ایک تصویر تو مہرخ
نے اُٹھالی اور دوسری کو بہار نے تیسری طاؤس نے چوتھی برق جادو نے اور پانچوین
رعد نے لیکن ساتھ ہی اُٹھانے کے پانچون ازخود رفتہ ہوگئین ایک کو ہوش باقی نرہا یہ ماجرا
دیکھکر جمشید کو غصہ آگیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ مارون مصور کو مصور نے فوراً ایک تصویر کو نکالکر
سامنے اُسکے بھی ڈالدیا اور پکارکے کہا کہ اے جمشید یہ تصویر تمھارے حصہ کی ہے تم اسکو
اُٹھالو اسنے اُس تصویر کو تو ہاتھ بھی نہ لگایا اور رد سحر کرکے اوپر اژدر کے سوار ہوکر
سامنے مصور جادو کے پہونچا اُسنے دیکھکر دستک جو دی تو ایک پتلہ کاغذ کا شمشیر برہنہ
ہاتھ مین لیے ہوئے آسمان سے اُترا اور آکر اُسنے ایک ہی ہاتھ تلوار کا اژدر کے سر پر مارا
کہ سر اُسکا کٹ گیا اور جمشید اوپر زمین کے گر پڑا پھر تو مصور قہقہہ مارکر ہنسا اور جمشید
سے کہا کہ اب جاکر اس تصویر کو اُٹھالو کہ وہ تصویر تمھارے ہی حصہ کی ہے یہ کہکر
کچھ اسم سحر کا بھی پڑھکر دم کیا اُسکی وجہ سے جمشید نے اُس تصویر کو اُٹھا لیا اور سحر مین
مصور کے مبتلا ہوگیا اُسوقت مصور نے کہا کہ کیون ای جمشید اسوقت ہم جو کچھ کہ
تجسے کہین تم اُسکو کروگے یا کہ اب بھی کوئی عذر درمیان مین لاؤگے اُسنے کہا کہ جو کچھ تم
کہو مین بسر و چشم بجالاؤن اس کلمے کو سنکر مصور نے کہا کہ اگر یہ منظور ہے تو تم اپنا خنجر اپنے
گلے پر پھیرلو جمشید نے ساتھ ہی کہنے کے خنجر کو اپنے گلے پر رکھ لیا مصور جادو نے یہ حال
دیکھکر حیرت جادو سے کہا کہ دیکھا آپ نے سحر کو اگر فرمائیے تو مین ابھی اسکا سر اسکے
ہاتھ سے جدا کرادون مگر ابھی مجکو منظور نہین ہے یہ کہکر جمشید سے کہا کہ خیر جاؤ خاطر جمع
تمھاری آج کی رات تو مین نے تمکو فرصت دی تم جاکر اپنے دل سے اور سب ملکر جیسی
باتین کرلو اور سب طرح سے نشیب و فراز زمانہ کا سوچ کر ملکہ حیرت جادو کی خدمت
مین آکر حاضر ہو اور اب اُنکی اطاعت تم سب قبول کرو یہ کہکر وہ تصویرین مہرخ وغیرہ
سے لیلین اور پھر کر بارگاہ حیرت مین چلا گیا کمال شاہ ان اور فرجان اور برق تیغ کے لشکر گدے کو

بھول کر متمکن ہوا اور حیرت نے تو اسقدر خاطر اور مدارات کی کہ اگر اُسکا حال لکھون تو سامعین
سنتے سنتے گھبرا جائین اور قصہ تمام نہوئے اسوجہ سے چھوڑ دیا غرض بیان تو یہ بہت خوش ہو
رہا ہے اور سب تعریف اسکے سحر کی کر رہے ہین اور وہان جمشید اپنی بارگاہ مین جو پھر گیا تو
اُسکو نہایت صدمہ ہوا اسمین چالاک اور ضرغام نے جو آکر اسکو متفکر دیکھا تو پریشان حال
ہوئے اسنے کہا کہ ای چالاک مین کیا حال آج کی لڑائی کا بیان کرون اگر مجھکو پہلے سے اس
حال کی اطلاع ہوتی کہ مصور نے ہم سب کی تصویرین کھینچی ہین تو مین بھی اپنی فکر کرتا
لیکن کیا کرون ناچار ہون اگر اب کوئی جائے اور ان تصویرون کو لے آئے یا مصور
کو پکڑ لائے تو البتہ مطلب حاصل ہو چالاک نے سنکر کہا کہ آپ خاطر جمع رکھین مین جاکر
لاتا ہون یہ کہکر چالاک و ضرغام دونون جانب مصور روانہ ہوئے اور حال سنیئے انکا
کہ جانسوز بن قران بھی خدمتگار بنا ہوا مصور کے سر پر کھڑا اُن تصویرون کی خاطر مین
رومال ہلا رہا تھا اس عرصے مین دانۂ انجم فلک پر بویا گیا اور سنبل کہکشان کی دار بست
آسمان پر پھیلی شعر

| یکایک چرخ اخضر رخ کھایا | گیا دن سبز رنگ شام آیا |
|---|---|

یعنی رات ہوگئی اور حیرت جادو نے کھانا طلب کیا بکاول نے دسترخوان لاکر بچھایا اور
کھانا سب قسم کا چیدہ گیا اُسوقت تصویرین مصور جادو کے ہاتھ مین تھین یہ جو
کھانا کھانے لگا تصویرون کو زانو کے نیچے رکھ لیا اور اپنا کھانا کھانے مین مصروف ہوا
کہ تصویرون کا خیال زرا بھول کر زانو کو جو بدلا تو وہ تصویرین کھل گئین اُسوقت جانسوز
نے کہ جو رومال ہلا رہا تھا اُن تصویرون کو جھپٹ کر اُٹھا لیا اور لیکر بھاگا اور کہتا گیا کہ منم
جانسوز بن قران لیے جاتا ہون اس کرامات کو جسکے بھروسے پر تم سب مغرور تھے اس
کلمہ کو سنکر مصور خود دوڑا مگر نپایا آخر کو ناچار غمگین اور ملول ہو کر پھر آیا اور کہنے لگا کہ ای
ملکہ حیرت جادو بڑا ستم ہوا کہ ساری محنت میری برباد ہو گئی اب مین کیا تدبیر کرون یہ کہکر
مع صورت اپنی بارگاہ مین چلا آیا اُدھر جانسوز نے جاکر وہ تصویرین سب جمشید کے روبرو
رکھدین اور کہا کہ یہ تصویرین حاضر ہین حضور انکو جو چاہین وہ کرین جمشید ان تصویرون کو دیکھکر

خوش ہوگیا اور جالسنوز کو گلے سے لگالیا اور اُن تصویرون کو پھاڑ ڈالا ساتھ ہی پھاڑ نیکے
مہرخ و بہار وغیرہ سب ہوشیار ہوگئین اور جنکے کہ سر جدا ہوگئے تھے وہ بھی سب زندہ ہوگئین
پھر تو جمشید نے کہا کہ مصور نے ہم سب کو بسبب اُنھین تصویرون کے مسخر کرلیا تھا اب
مین اکیلا جاکر اُسکو بارگاہ مین ذلیل کرتا ہون دیکھون تو سہی کہ میرا اب وہ کیا کرسکتا ہے یہ کہکر
اُٹھ کھڑا ہوا قران اور چالاک وغیرہ سب عیار بھی موجود تھے اور ساحر بھی حاضر تھے ہمراہ
نے ہو جلو ساتھ اسکے چلنے کا کیا اُسنے سب کو تقسیم روک دیا اور کسیکو بھی ہمراہ نہ لیا یکہ و تنہا
اور پرہنس کے سوار ہوکر طرف لشکر مصور کے روانہ ہوگیا مگر ملکہ اختر نے تماشا یہ بھی اور طاؤس
سحر کے سوار ہوکر چلی اور پیچھے پیچھے روانہ ہوئی وہان مصور و صورت نگار دونون اپنی
بارگاہ مین بیٹھے ہوئے سحر تیار کر رہے تھے کہ جمشید نے اُسکے لشکر مین پہونچکر سحر جو کیا
تو ایک کڑاکے کی مانند رعد کے پیدا ہوئی اور ساتھ ہی اُسکے گولہ فولادی بارہ ہزار آسمان
پر سا وہ گولہ جس ساحر کے سر پر پڑا اُسکا سر پھٹ گیا اور وہ مرگیا بارہ ہزار ساحر مصور کے
ایک ہی وار مین واصل جہنم ہوگئے مصور کو اس حال کی اطلاع ہوئی تو وہ گھبرا کے
باہر نکلا مگر جب تک کہ وہ باہر آئے پھر ایک آواز کڑاکے کی آئی بارہ ہزار گولہ برسا
بارہ ہزار ساحر اور گر پڑا جب تو مصور نے بدحواس ہوکر طرف آسمان کے دیکھا اور پکارا
کہ ارے تو کون ہے کہ جو میرے لشکر کو تباہ کیے دیتا ہے اگر دعوی لڑائی کا رکھتا ہے تو میرے
سامنے اگر حاضر ہو مین بھی تو دیکھون کہ تو کون ہے اس کلمے کو سنکر جمشید نے بھی اپنا نعرہ کیا
اور سامنے مصور کے آکر پہونچا اور ایک ہی ناریل اوپر مصور کے مارا اُسنے خالی دیکر ترنج سحر کو
مارا اُسنے بھی خالی دیا اسوقت مصور نے کہا کہ اے جمشید اگر تصویرین میرے پاس
نہین ہین تو مجھکو کچھ پروا نہین ہے ابھی بہت سحر میرے پاس تجھسے لڑنے کو موجود ہین تم
ناحق کو میرے ساتھ ہمسری کرنے کو آئے ہو یہ کہکر ایک دو ہاتھ اوپر زمین کے جو مارا تو زمین
کو لغزش ہوئی اور مصور کے سحر مین گرفتار ہوکے جمشید اُسکی طرف دوڑا مگر جو ہین قریب
اُسکے پہونچا کہ وہین اُسنے دونون ہاتھ اُسکے پکڑ لیے اور چاہا کہ جھٹکا مار کے گرفتار کرلون
حال ملکہ اختر نے جو دیکھا تو مثل اجل کے نیچے پر مصور کے گری اور جمشید اُسکے

ہاتھ سے چھوٹ گیا ملکہ اختر اٹھا کے لیگئی اور ہوشیار کردیا وہ پھر سامنے مصور کے آیا اور
اور صورت نگار نے دیکھا کہ کوئی ساحر اور بھی ہمراہ جمشید کے ہے وہی اسکو چھوڑا کر لیگیا
یہ سمجھ کر صورت نگار بھی میدان مین آئی اب جمشید تو مصور کے مقابلے کو مستعد
ہوگیا اور ملکہ اختر صورت نگار کے سامنے آئی اُسنے سپر فولادی کی اوجھڑ اوپر اختر کے
ماری اسنے خالی دیکر بھالا فولادی کو اُسکے اوپر مارا سب دیکھ رہے تھے کہ ایک پنجہ پیدا
ہوا کہ اُسکے ہاتھ مین سپر تھی اُسنے بھالے کو اوپر سپر کے روک لیا اور صورت نگار کو بچایا
غرض ادھر تو یہ دونون برابر لڑ رہے ہین اور اُدھر مصور جمشید بھی برابر لڑ رہے ہین آخر
کو چارون مین زور و شور سے ٹکر جو ہوئی تو ایک دوسرے کی تاب نہ لاسکا چارون غش
کھا کر گر پڑے بس ڈنکا گرنا تھا کہ ایک آواز ترانسے کی ہوئی اور چار پنجے پیدا ہوئے چارون کو
اٹھا کر بروے آسمان لیگئے اور لیجا کر اوپر ایک کوہ کے چارون کو روبرو افراسیاب کے رکھدیا
کہ یہ پنجے اُسیکے تھے اُسنے مصور اور صورت نگار کو ہوشیار کردیا مصور نے اُٹھکر مجرا
کیا اور کہا کہ آپنے ہماری جان آج بچائی ہم ممنون احسان ہوئے یہ کہکر مصور اور صورت
نگار تو بیٹھ گئے اور افراسیاب نے جمشید کو ہوشیار کرکے کہا کہ اب تم میرے ہاتھ سے بچکر کہان
جاؤ گے تیرے باپ نے آخر میرا سامنا کیون نکیا جو تجکو بھیجا اب اگر تمام مکان اور طلسم کو
تیرے باپ کے برباد نکیا تو اپنا نام افراسیاب نہ رکھا یہ کہکر مصور اور صورت
نگار سے کہا کہ تم اپنی بارگاہ مین جاؤ وہ رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین چلے گئے اور افراسیاب
جمشید اور ملکہ اختر کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے حیرت جادو کی بارگاہ مین لیگیا اُسنے
بہ آبروے تمام اسکو بٹھایا اُسنے حیرت سے کہا کہ مین جمشید اور ملکہ اختر کو لایا ہون ابھی
دونونکو قتل کردونگا مگر اب تم ایک کام کرو کہ تمھین کو معلوم ہے اور سواے تمھارے کوئی واقف
نہین ہے وہ جو سات کوٹھریان طلسمی ہین اُنمین سے اندر ایک کوٹھری کے ایک پتلا زمرد کا ہے
کہ اُسکے ہاتھ مین خنجر ہر وقت رہتا ہے اور معمول طلسم کا ہی کہ قیدی طلسم کو بعد چالیس روز کے قتل کرنا
چاہیے اور اگر کسیکو یہ منظور ہو کہ قیدی طلسم کو ہر وقت پکڑنے کے مار ڈالے تو اُسکو مناسب ہے کہ اُسی
پتلے کے ہاتھ سے قتل کراے بس تم جا کر اُس پتلے کو لے آؤ تو پھر مین ابھی ان دونونکا خاتمہ کردون

اِسطرح سے جو افراسیاب نے پکار کے سر بارگاہ کہا تو سارے طلسم مین یہ خبر مشہور ہو گئی کہ آج افراسیاب بن جمشید بن کو کب اور ملکہ اختر کو قتل کریگا شدہ شدہ یہ خبر بارگاہ جمشید مین بھی پہونچی وہان جتنے ساحر کہ ملازم جمشید کے تھے وہ سب اور مہرخ بہار برق رعد ملکہ بلال سحر افگن بلکہ طوفان شعلہ بدن قاتل قتیل شکیل طاوس سوسن وغیرہ سوار ہو کر طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوئے آپسمین یہ باتین کرتے ہوئے کہ آج چلکر مر جائینگے یا اختر و جمشید کو چھڑا لائینگے القصہ قریب آٹھ لاکھ ساحر کے یہ سب سامنے لشکر حیرت کے پہونچے وہان بھی آٹھ لاکھ ساحر اُسکے موجود تھے وہ بھی مستعد ہو گئے اور تلوار زور و شور سے چلنے لگی طرح بطرح کے ابر اوپر آسمان کے دوڑنے لگے اُنمین سے تیر و پیکان اور گولے فولاد کے برسنے لگے کہین پتھر اور برقین چمک کر گرنے لگین دھڑ پر دھڑ لاش پر لاش ساحرون کی گرتی ہوئی چلی جاتی تھی مگر فوج جمشید قدم پیچھے کو نہین ہٹاتی تھی اور یہی ارادہ تھا کہ اندر بارگاہ کے گھس جاسئے اور جمشید کو چھڑا لائیے اِس خیال سے جان توڑ کر لڑ رہے تھے اور بڑھتے ہوئے چلے جاتی تھے بلکہ تین طرف سے اُسکی بارگاہ کو گھیر لیا تھا کہ حیرت گھبرا کے خود باہر نکل آئی بہار جادو نے اُسکو دیکھا اور ایک گیند پھولون کا اُسپر مارا کہ اُسکو غش آگیا خواصین اُٹھا کر اندر لیگئین سامنے افراسیاب کے اُسنے فوراً ہوشیار کر دیا اور کہا کہ ای ملکہ حیرت ہمارے نزدیک تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آج لڑائی بگڑ گئی ہے کسواسطے کہ فوج مہرخ وغیرہ کی آج دیکھو تو سہی کہ جان توڑ توڑ کے کیونکر چلی آتی ہے مگر مین اب کب بڑھنے دیتا ہون یہ کہکر کچھ دانے ماش کے ہاتھ مین لیے اور تھوڑا سا کاجل مٹھی مین داب کر باہر نکلا اور اوپر فوج مہرخ وغیرہ کے وہ دانے اور کاجل پھینکدیا ساتھ ہی پھینکنے کے ایک آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی اور ایک چادر ظلمات گرد بارگاہ حیرت کے ہو گئی اُسکی وجہ سے یہ عالم ہوا کہ جو جہان لڑ رہا تھا وہ اُسی مقام پر اُلجھ گیا کیا مجال کسی ساحر کی کہ جو چادر ظلمات کے اسطرف آسکے اُسوقت افراسیاب نے ملکہ اختر اور جمشید کو سحر مین گرفتار کر کے حیرت جادو سے کہا کہ تم اِن قیدیون سے خبردار رہنا مین جاکر اُس پتلے کو لے آؤن کسواسطے کہ اب اِس مقام پر کوئی آنہین سکتا ہے تم خاطر جمع سے بیٹھی رہو یہ کہکر آپ تو طرف طلسم کے اُس پتلے کے لینے کو گیا اور حیرت قیدیون کی

حفاظت میں مصروف ہوئی اب انکو تو اس حال میں رہنے دو اور کوکب کا حال سنو کہ اُسنے بھی
ایک ساحر کو پوشیدہ جمشید کے ساتھ یہ کہکر کر دیا تھا کہ اگر کوئی آفت میں جمشید گرفتار ہو جائے
تو مجکو آکر تو اُسیوقت خبر کر دینا اب جو اُسنے دیکھا کہ جمشید کو افراسیاب قتل کیا چاہتا ہے
تو وہ بھاگا ہوا پاس کوکب کے پہونچا اور جاکر اُسنے دیکھا کہ ایک میدان میں تمام گل لالہ پھولا
ہوا ہے اور زمین وہاں کی یاقوت احمر کی ہے اور بارہ سو عورتیں لباس یاقوتی زیب بدن کیے ہوئے
دست بستہ کھڑی ہوئی ہیں اور کوکب خوش و خرم بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اس ساحر نے
پر معلوم پہونچا کوکب نے جو اپنے ساحر کو دیکھا تو گھبرا کے پوچھا کہ خیر تو ہے اُسنے تمام حال جمشید کے گرفتار ہو
کا اور مہرخ وغیرہ کے لڑنے کا واسطے رہا کرنے کے لشکر بسبب سحر افراسیاب کے وہاں تک
نہ پہونچنے کا بیان کیا اور کہا کہ اب افراسیاب تیل زرد کو لینے گیا ہے کہ اُسی کے ہاتھ سے جمشید و
اخضر کو قتل کرائیگا کوکب اس حال کو سنکر اُٹھ کھڑا ہوا اور طرف بارگاہ حیرت کے روانہ ہوا
ایک گھڑی بھر کے عرصے میں جا کر قریب بارگاہ کے پہونچا تو دیکھا کہ قرار واقعی تلوار چل رہی ہے
اور مہرخ بہار ہلال سحر افگن مخمور ملکہ حیات خنجر گزار ملکہ زمرد پوش ملکہ سنبر آتش
افگن ملک شمیال شاہ ملک گرگدن سوار ظلمات فیل زور مجلس جادو وغیرہ سب
اور فوج حیرت سے گھرے ہوئے ہیں اور قتل کرتے ہوئے چلے آتے ہیں غل و شور بپا ہے
آسمان پر لکہ ابر کے اُڑ رہے ہیں طرح بطرح کے اور باران سحر برس رہا ہے کوکب نے یہ ماجرا
دیکھا کہ مہرخ اور بہار کی فوج پر قائم ہو کے آواز دی کہ میں کوکب روشن ضمیر ہوں اسکی آواز
سنکر جتنے ساحر کہ مہرخ وغیرہ کے نامبردار تھے سب نے جھک کر مجرا کیا اور کہا کہ آؤ شہریار ہم بلا
میں اس چادر ظلمات سے کہ یہ اسطرف کو نہیں جانے دیتی ہے وگرنہ کب کا جمشید کو رہا
کر لیا ہوتا کوکب نے سنکر اُس چادر ظلمات کو دیکھا اور کہا کہ تم خاطر جمع رکھو میں جا کے جمشید کو
لیے آتا ہوں یہ کہکر ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ سامنے سے افراسیاب کو دیکھا کہ دونوں ہاتھ اپنے
رومال سے باندھے ہوئے چلا آتا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں یہ ماجرا دیکھ کر تمام ساحر
مہرخ اور حیرت کے حیران ہوئے مگر راہ دیدی وہ سیدھا اُس تخت سنگ کے اوپر چلا گیا کہ جسپر
کوکب کھڑا ہوا تھا ساحر اسکے پیچھے ٹھہر گئے اُسوقت افراسیاب نے کوکب سے کہا کہ میں آپکا

تابعدار ہوں مجکو آپ سے لڑنا منظور نہیں ہے آپ میرے قصور کو معاف فرمائیں میں بہر صورت
حاضر ہوں جو کچھ کہ آپ فرمائیں میں اسکو بسر و چشم بجا لاؤں کوکب نے اس تقریر عجز آمیز کو سنکر
گلے سے دھوکے میں افراسیاب کو لگایا اور سمجھا کہ افراسیاب نے شاید دیکھا اسوجہ سے
چلا آیا اور وہ افراسیاب نہ تھا صرصر عیارہ تھی اُسنے بھی کوکب کو زور سے کھینچا اور حباب
بیہوشی گھائیوں میں دبا ہوا تھا اس ہاتھ کو منہ پہ کوکب کے مل دیا ساری بیہوشی
دماغ کو چڑھ گئی کوکب بیہوش ہو کر گر پڑا یہ ماجرا دیکھ ساحروں نے ارادہ اوپر چڑھنے کا کیا
جو تلے کھڑے ہوئے تھے مگر جبتک کہ اوپر جائیں جائیں وہ پشتارہ بدوش ہو کر کوکب کو
لے بھاگی پھر تو ساحروں نے بزور سحر چاہا کہ گرفتار کر لیں لیکن سحر نے بھی اُسکے اوپر اثر نکیا
اسوجہ سے کہ انگشتری افراسیاب کی دی ہوئی اسکے پاس موجود تھی غرض وہ تو نکل گئی
اور حیرت جادو کے ساحروں نے بھی مہرخ وغیرہ کو روک لیا اور پاس صرصر کے نجانے
دیا اور تلوار پھر دونوں لشکروں میں چلنے لگی اس عرصے میں صرصر نے کوکب کو علیحدہ لیجاکر
اوپر ایک کوہ کے پشتارے کو رکھدیا وہاں پر حسب اتفاق ضرغام شیر دل
موجود تھا اُسنے صرصر کو دیکھکر للکارا اور کہا کہ ٹھہر جا کہاں جاتی ہے اور یہ پشتارہ کسکا ہے
اُسنے سنکر کہا کہ او موئے مونڈی کاٹے تجکو اس تحقیقات سے کیا مطلب ہے تو جس
کام کو جاتا ہے چلا جا ضرغام نے کہا کہ اب بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ میں بغیر دیکھے ہوئے اس
پشتارے کے تجکو جانے دوں اور طرح دیکر چلا جاؤں صرصر بھی تو عیارچی بڑی چالاک
اور زبردست تھی تیغ بکف ہو کے مقابل ہوئی اور ضرغام کو پست پاکر نگے لیے ہوئے
مع پشتارے کے بڑھتی تھی کہ چالاک نے بقدرت پروردگار اوپر سے آکر حلقہ ہائے
کمند کو مارا کہ وہ صرصر کی گردن میں پڑی ہوئی چالاک نے جھٹکا مارا کہ وہ زمین پر گری
اور کوکب کو ہوش آگیا اُسنے جو اپنے تئیں گرفتار بلا دیکھا تو تڑپ کر اٹھا ساتھ ہی
اُٹھنے کے حلقہ ہائے کمند پرزے پرزے اُڑ گئے کوکب بزور سحر اُڑ کر سوے آسمان
روانہ ہو گیا اور صرصر بھی رہا ہو گئی وہ بھی اُٹھکر بھاگی القصہ کوکب بروے آسمان
پرواز کناں اس فکر میں چلا جاتا ہے کہ میں کیونکر گرفتار ہو گیا تھا اور یہ ماجرا کیا تھا اسکو

تو اس حال میں رہنے دو اور افراسیاب کا حال سنو کہ وہ کافر خاص کر جو اس پتلے کے لینے
کو گیا تھا تو راہ طے کرکے اندر طلسم کے پہونچا اس مقام پر کہ جہان وہ سالون کوٹھریان
تھین مگر دیکھا اسنے کہ سب کوٹھریون مین قفل سحر لگے ہوئے ہین یہ ماجرا دیکھکر ارادہ انکے
کھولنے کا کیا اور صدہا تدبیرین کین کہ جسمین قفل کھل جائین لیکن نہین معلوم کہ وہ قفل کس
طور سے بانیان طلسم نے لگائے تھے اور کیا تدبیر انکے کھولنے کی رکھی تھی کہ اس کافر
سے ایک بھی قفل نہ کھل سکا جب تو یہ ناچار ہوا اور سوچا کہ تو اپنے ہاتھ سے چلکر دونونکو
قتل کر ڈال اسمین جو چاہے وہ تیرے لیے ہو جائے یہ تصور کرکے باہر طلسم کے
نکل آیا دریاے خون رواں تو اسکا خشک ہو چکا تھا اور پل پریزادان بھی ٹوٹ چکا
تھا راہ صاف پڑی ہوئی تھی اسوجہ سے قران بھی اپنے تینون ساحرونکی لڑائی سے بچتے
ہوئے اسطرف آکر کھڑے ہوئے انھون نے جو افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا تو ایک
ساحر کی صورت بنکر سامنے اسکے آئے اور ہاتھ باندھکر کہا کہ اے خداوند ساحران آپکو ملکہ حیرت
جادو نے جلد بلایا ہے حضور تشریف لے چلین یہ قران کے قریب مین آگیا اور اپنے انجام سے غافل
ہوکر کہنے لگا چلو مین تو خود انھین کے پاس جاتا ہون یہ کہکر قدم کو بڑھایا قران بھی ہمراہ ہو لیے
بس چند قدم بڑھکے بیضہ بیہوشی کو اسکے منھ پر جو مارا گھبرا کے اسنے اوپر کی سانس لی بیہوشی
دماغ کو چڑھ گئی اور چھینک مار کے یہ بیہوش ہوگیا اسوقت قران نے اسکو اور اپنے دوش
کے اٹھالیا اور لیکر بھاگا اور حال سنو کوکب کا کہ اسنے خفا ہوکر اپنے دل مین خیال کیا کہ اس
چادر ظلمات کو افراسیاب کی پھاڑ کے اندر بارگاہ حیرت کے چلو اور جمشید و اختر کو رہا
بھی کرلو کہان تک حیران اور سرگردان رہوگے یہ تصور کرکے کچھ اسم سحر کا پڑھکر مثل برق کے
چمک کر اوپر اس چادر ظلمات کے جو گرتا ہی تو اسکو توڑ کر اندر بارگاہ حیرت کے پہونچا
اور نعرہ کیا کہ منم کوکب روشن ضمیر بس اسکی آواز کو سنکر تمام ساحر حیرت جادو کے
دہل گئے اور کسیکو حوصلہ نہوا کہ سد راہ ہو سبھون نے سر اپنے مارے ڈر کے ٹانگون مین
ڈال لیے مگر حیرت نے دلکو قوی کرکے کہا کہ اے کوکب خبردار ہو جاؤ کہ افراسیاب بھی پہونچا ہی چاہتا ہے
یہ سنکر ایک طمانچہ کوکب نے اس زور سے مارا کہ حیرت تو غش کھا کے گری اور ادھر

قران جو افراسیاب سے لیے چلے آتے تھے اُسکی بیہوشی اتر گئی اور آنکھ اُسنے کھولکر اپنے
تئین جو گرفتار پایا تو تڑپ کر اڑ گیا اور اُسکی جھڑپ سے قران اوپر زمین کے گر پڑا مگر اُٹھکر اُس
چالاکی سے بھاگا کہ افراسیاب سحر نہ کر سکا اسوجہ سے کہ اُسکو بھی جان کا اپنی خیال تھا کہیں
قران مار نہ ڈالے کہ یہ بھی نظر کردہ بڑے زبردست کا ہی غرض افراسیاب سوے آسمان
اُڑا ہوا فکر مین جاتا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ چادر ظلمات بدستور بارگاہ کے حائل ہے اور دونون
لشکرون مین تلوار قرار واقعی چل رہی ہے اس عرصہ مین کیا دیکھتا ہے کہ کوکب جمشید اور
اختر کو بغل مین دابے ہوئے باہر بارگاہ حیرت کے لیے ہوئے اُس چادر ظلمات کے اندر سے
نکلا اور لشکر مہرخ سحر چشم پر قائم ہو کے پکارا کہ اے مہرخ واے بہار جادو منم کوکب روشن ضمیر
لیے جاتا ہون جمشید اور ملکہ اختر کو تم بھی پھر جاؤ اور اب ہرگز کسی سے لڑنے کا ارادہ نکرنا
اس کلمے کو سنکر افراسیاب نے بھی آواز دی کہ منم افراسیاب ٹھہر تو رہ او کوکب
کہ مین بھی آپہونچا ہون کہان جاتا ہے کوکب نے اُسکی آواز کو مطلق نہ سنا اور چلا گیا اگر
سنتا تو فوراً ٹھہر جاتا کبھی نہ جاتا القصہ کوکب تو دونون کو لیے ہوئے اپنے طلسم کے اندر
چلا گیا اور یہان مہرخ بھی جدا ہو کر اپنی فوج کو لیے ہوئے پھری اور افراسیاب ناچار ہو کر
بارگاہ حیرت مین داخل ہوا تو دیکھا کہ حیرت بیہوش پڑی ہے اُسنے لوگون سے حال
پوچھا اُنھون نے کوکب کے طمانچے مارنے کا حال بیان کیا اور کہا کہ جمشید اور اختر کو
لیگیا اُسے سنکر حیرت کو ہوشیار کر دیا اور اپنے تخت پر سوار کرکے اُس چادر ظلمات کو
برطرف کر دیا اور سب فوج کو اپنی بُلا لیا بعد اسکے حیرت سے کہا کہ اب ہمارا خیمہ اور لشکر
پرسون ضرور آئے گا تم جبتک خبردار کسی سے ہرگز مقابلہ نکرنا اور مین بھی جاتا ہون میرا بھی
انتظار کرنا یہ کہکر روانہ ہو گیا اور حیرت اپنی بارگاہ مین آکر قایم ہوئی تھی کہ ایک لکہ ابر کا
نمودار ہوا اور آکر اوپر در بارگاہ کے شق ہوا تو اُسمین سے چالیس ہزار ساحرہ پیدا ہوئین
اور ایک تخت پر ملکہ نیلم جادو ظاہر ہوئی حیرت نے دیکھا کہ یہ تو خالہ میری تشریف فرما ہوئی
ہین بس خوش ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور نیلم جادو کو ہاتھ پکڑ کے اپنی بارگاہ مین لے آئی اور
بعزت تمام برابر اپنے تخت کے بٹھلا لیا اُس کافرہ نے ساتھ ہی بیٹھنے کے نہ تو کچھ بات کہی اور نہ

کچھ حال کسی طرف کا دریافت کیا سب سے پہلے یہی کہا کہ کیوں ای چھوکری تو نے ذرا سی لڑائی کا اسقدر بکھیڑا نکالا ہی کہ سارے طلسم کو درہم اور برہم کر رکھا ہی کہ کسیکو قرار نہین ہی اسکی کیا وجہ ہی حیرت نے کہا کہ فرمانا آپکا سب بجا ہی لیکن ابھی آپکو حالات سے اس لڑائی کے آگاہی نہین ہی اسوجہ سے آپ یہ کلمہ ارشاد فرماتی ہین ورنہ ہرگز زبان پر نہ لاتین ای خالہ امان مہرخ وغیرہ کی توفی الواقعی کچھ اصل نہین ہے الاعیاران لشکر بڑے غضب کے شورہ پشت اور زبردست ہین کہ اُنسے کسی ساحر اور عیار کا بس نہین چلتا ہی اور وہ جسکو تاکتے ہین پھر اُسکو زندہ نہین چھوڑتے ہین فوراً قتل کر ڈالتے ہین اُنسے سب کا دم ناک مین آگیا ہی نیلم جادو نے کہا کہ ہمارے اور تمھارے سامنے وہ کیا غضب برپا کر سکتے ہین تمھارے اوپر جو خوف اُنکا غالب ہو گیا ہی اسوجہ سے تم اُنکا کچھ نہین کر سکتی ہو اور اگر مجھسے کہو تو مین جسکو تم بتاؤ ابھی جا کر پکڑ لاؤن بلکہ دیکھو کہ مین جا کر کسی عیار کو ابھی ابھی لاتی ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی ہرچند حیرت نے منع کیا مگر اُسنے نہ مانا اور بارگاہ سے نکلکر طرف صحرا کے روانہ ہوئی اور جا کر ایک کوہ پر بیٹھی اور ارادہ سحر کرنے کا کیا قضاء کار قران اُس کوہ کے اوپر موجود تھے اور حال نیلم جادو کا سن چکے تھے اب جو اسکو دیکھا تو جلدی سے افراسیاب کی صورت بنکر روبرو نیلم جادو کے پہونچے اُسنے افراسیاب کے شبہہ مین اُٹھکر سلام جھک کے کیا اُنھون نے جو نہین وہ جھکی وہین حلقہ اسے کمند مارکے اُسکو گرا دیا اور بیہوش کرکے پشتارے کو اوپر پشت کے لگایا اور لیکر طرف بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا قضاء کار ادھر سے صبار فتار چلی آتی تھی اُسنے جو قران کو جاتے ہوئے دیکھا تو آکر سد راہ ہوئی اور کہنے لگی کہ ای قران مین اس پشتارے کو ہرگز نہ لیجانے دونگی بس یہی بہتر ہے تمھارے حق مین کہ پشتارے کو تو رکھدو اور آپ چلے جاؤ قران نے اُسکے جواب مین کہا کہ تیری کیا مجال ہے کہ جو تو اس پشتارے کو نہ لے جانے دے ہم تو بہر صورت لیجاینگے اس کلمے پر صبا رفتار خنجر پکڑکے آپڑی قران نے بھی بغدے کو سیدھا کیا اب ان دونون مین وار عیارانہ ہونے لگے اور صبا رفتار نے قران کو روک لیا اسمین شرارہ نقب زن بھی آپہونچی اور دیکھا اُسنے کہ قران اور صبا رفتار سے چوٹ چل رہی ہے وہ بھی شریک ہو کر صبا رفتار کی طرف سے لڑنے لگی

تو دونون لڑ رہی ہین اور قران تنہا دونون کو جواب دیکر اپنے تئین بچاتا ہوا چلا جاتا ہے مگر پست پا
ہوتا ہوا اور گھبراتا ہوا اتنے مین صرصر شمشیر زن بھی آ پہونچی اور اُسنے بھی قران کو پھرتے
ہوئے دیکھکر نیمچہ عیاری کو میان سے لیا اور آواز دی کہ اے صبا رفتار روای شرارہ خونخوار
قران کو نہ جانے دینا کہ مین بھی آپہونچی ان دونون نے جو دیکھا کہ مالک بھی ہماری آپہونچی
تو پھر جرات کرکے نیمچہ اوپر قران کے بڑھ بڑھ کے مارنے لگین اور پھر پیچھے سے آکر حلقہ
کمند کو اوپر دونون کے مارا کہ دونون گرفتار ہو گئین یہ ماجرا دیکھکر قران تو نہایت حیران ہوا
اور اُسنے پکار کر کہا کہ منم جالنسوز بن قران پھر تو قران کو کمال خوشی حاصل ہوئی اور
دونون عیار بچیون کو اُسی صحرا مین باندھکر چھوڑ دیا اور آپ بتشارہ نیلم جادو کا لیکر طرف
بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا اور ادھر شمار جادو نامے ایک ساحر تھا وہ جو سیر کرتا ہوا نکل
آیا تو اُس کافر نے دیکھا کہ دو عیار بچیان درخت سے بندھی ہوئی کھڑی ہین وہ دیکھکر قریب
انکے آیا اور پوچھا انسے کہ تم کون ہو اور نام تمھارا کیا ہے انھون نے کہا کہ ہم عیار بچیان افرا
سیاب کی ہین ہمکو عیار باندھکر چلے گئے ہین شمار جادو اس کلمے کو سنکر ہنسا اور
کہنے لگا کہ ارے تم مجکو بھی دغا دیا چاہتے ہو مین خوب تمسے واقف ہون کہ تم شاگرد عمرو کے ہو
اب زندہ نہ چھوڑونگا اس طرح سے جو اُسنے دھمکایا اور ان دونون نے لاکھ لاکھ طرح سے
منت اور سماجت کی مگر اُسنے نہ مانا اور کہا تم جھوٹ کہتے ہو تم دشمن افراسیاب کے ہو مین تمکو ضرور
قتل کرونگا یہ کہکر دونون کو مبتلاے سحر کرکے اندر ایک درۂ کوہ کے لیگیا اور کہنے لگا کہ مین اب
تمھارے کباب بھونکر کھاؤنگا یہ دونون بدحواس ہوئین اور منت عاجزی کرنے لگین
مگر اُسنے ایک بوٹی ان دونون کے جسم کی کاٹ کر آگ پر ڈالی وہ دونون تو تڑپنے
لگین قضاءکار چالاک بن عمرو اُس درہ مین موجود تھا اُسنے جو دیکھا کہ درۂ کوہ مین سے
دھوان اُٹھ رہا ہے تو پوشیدہ ہو کر دیکھنے لگا اور اُسنے پہچانا کہ یہ دونون عیار بچیان ہین بس
ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے شمار جادو کے آکر بیٹھے تو خوب ہنسا پھر کہا بھائی صاحب مجھی
کباب کھلاینگے شمار جادو سمجھا کہ یہ بھی کوئی ساحر ہے یہ سمجھکر خاموش ہو رہا چالاک نے باتین

کرتے کرتے ایک بیضہ بیہوشی اسکے منہہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اسنے سر اسکا کاٹ ڈالا صدائے دار و گیر
بلند ہوئی کہ مارا اشمار جادوگر کو صبار فتار اور شرارہ کو رہا کرکے آپ بصورت چالاک بنا اور کہا
اے صبار فتار و شرارہ تم ہمارے ساتھ کہاں کہاں عداوت کرتی ہو اور مینے تمکو رہا کر دیا اگر ہم
نہ آتے تو وہ آج تمکو زندہ چھوڑتا یہ احسان ہمارا بھول نجانا صبار فتار نے چالاک کی بلائین لین
اور خوش ہو کر روانہ ہوئین تھوڑی دور پر جاکے شرارہ تو مفسد تھی اُسنے صبار فتار
سے کہا کہ ہم لوگون کا تو یہ دستور ہے کہ مکاری کرین اب یہی وقت ہے چالاک کو مکر پچھاڑنے کا
صبار فتار نے کہا کہ ارے کمبخت اسنے تو اتنا بڑا احسان کیا ہے اور تیرا یہ ارادہ ہے مجھسے یہ امر
ہرگز نہوگا اسنے کہا اچھا اگر تمھاری یہ مرضی ہے تو تم اور راہ سے جاؤ مین اور سمت سے جاتی
ہون یہ کہکر جانب چالاک چلی اور اسکو پکارا وہ فوراً اسکے پاس چلا آیا اس خیال سے کہ مین
نے تو اسکی جان بچائی ہے یہ دغا مجھسے نکریگی اور آکر پوچھا کہ کیا کہتی ہو اسنے کہا کہ آج تمنے
ہماری جان بچائی ہے مگر ہم بھی تمھارے ساتھ سلوک کیے دیتے ہین خیر تم بھی کیا
یاد کروگے تو سُن لو کہ یہ جو تمھارے پیچھے ہین انکے سوت حیرت جادو کی اگر تم اسکو
قتل کیا چاہتے ہو تو انکو دیکھ بھال لو انھین کو قتل کرو چالاک نے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا اسنے
حلقہ پاسے کمند مارے مگر چالاک بھی ان حلقون مین سے نکلا کہ جیسے عینک سے نگاہ نکلتی
ہے شرارہ بھی حیران ہوگئی اور ناچار ہو کر بھاگی مگر چالاک کب جانے دیتا ہے اس نے
اسکے منہہ پر بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہو کر گری اسنے اسکو باندھکر ہوشیار کیا اور کہا اے
شرارہ مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ جو تو نے میرے ساتھ یہ عداوت کی یہ کہکر
خنجر کھینچکر چاہا کہ اسکو قتل کرون وہین زمین شق ہوئی اور پلنگ جادو بصورت شیر پیدا ہوا
اور ان دونون کو لیکر ایک صحرا کی طرف چلا چالاک تو حیران ہوا کہ یہ ہوشیار تھا اور اس ساحر
نے دونون کو ایک پہاڑ پر لاکر انکو توڑ ڈالدیا اور پوچھا کہ تم کون ہو شرارہ کو بھی ہوش آچکا تھا
اسنے کہا کہ مین تو کنیز ہون افراسیاب کی شرارہ عیار بچی اور یہ دشمن ہے انکا چالاک
بن عمرو اس کلمے کو سنکر چالاک نے دیکھا کہ دست و پا میرے قابو مین ہین اور شرارہ
نے تدبیر میرے قتل کی کی ہے یہ سوچکر جست جو کرتا ہے تو کوئی سو گز پر جا گرا پلنگ بھی پیچھے اسکے

دوڑا اور شمرار نے بھی وہ سمت پاکر اپنی راہ لی چالاک کو بلنگ نے بنایا ادھر مہتر قران کا حال
سنیے کہ انھون نے پشتارہ نیلم جادو کا لیجاکر سامنے جمشید کے رکھدیا اور سب حال اسکا
بیان کیا جمشید نے جو پشتارہ اسکا کھولا تو اُسمین تیلہ پتھر کا بند تھا قران تو اُس تیلے کو دیکھے
ہوا ہو گیا اور جمشید نے جو غور دیکھا تو غش کھا کر گر پڑا یہ حال دیکھکر ساحران ملازم جمشید دوڑے
اور تیلے سے تڑپ کر آواز دی کہ منم نیلم جادو ارے ساحرو جلد بتاؤ وہ کہان ہے کہ جو مجھکو پکڑ لایا ہے
یہ کہکر ایک ٹکر زمین پر ماری زمین شق ہو گئی اور پانچ سو ساحر زمین مین غرق ہو گیا اس
ماجرے کو دیکھکر مہرخ نے ایک گولہ سحر کا نیلم جادو پر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور خون
جاری ہوا اُسنے اپنے خون کو ہاتھ مین لیا زمین پر نہ گرنے دیا اور جانب فلک اُچھالدیا اور
سحر پڑھکر دم کیا کہ ایک چادر سیاہ ظلمات کی بارگاہ پر چھا گئی اور تمام بارگاہ نشین اُسکی
تاثیر سے بیہوش ہو گئے نیلم جادو سب کو مسحور کر کے حیرت کے پاس گئی اور
اس سے کہا کہ چلو مین تمکو تماشا دکھاؤن مہرخ اور جمشید کے ساحرون کو مع مہرخ و جمشید
کے مین بیہوش کر آئی ہون اور وہ سب قید سحر مین گرفتار ہین حیرت یہ سنکر شگفتہ خاطر
ہوئی مگر ملکہ اختر بارگاہ مین نہ تھی وہ جو آئی تو اُسنے سب کو بیہوش دیکھکر اسم ردسحر کا دم کیا
کہ وہ تاریکی موقوف ہوئی اور سبکو ہوش و حواس آیا خوش ہو کر سب ساحر اندر بارگاہ کے
بیٹھے کہ نیلم جادو آکر پہونچی اور سب کو ہوشیار دیکھکر حیران ہوئی اور حیرت سے کہا کہ یہ
کون ایسا ساحر تھا کہ جسنے میرے سحر کو رد کیا حیرت وہان سے پھری اور کہا کہ مجھکو یہان
عیارون کا خوف ہے یہ کہکر سمت صحرا روانہ ہوئی اور نیلم جادو اور جانب چلی گئی قضاء
کار ضرغام نے حیرت کو جاتے دیکھا جلد ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے اسکے آیا اور کہا
کہ افراسیاب نے کہا ہے کہ ای ملکہ ہم نے تمکو ہر چند منع کیا مگر تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اسکی کیا وجہ
ہے کہ تم اکیلی سر بصحرا آئی ہو حیرت نے قصد جواب دینے کا کیا تھا کہ ضرغام نے بیضہ بیہوشی اسکے
منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی ضرغام نے پشتارہ اسکا باندھا اور ارادہ لیجانے کا کیا تھا
کہ دفعتہ دو پنجے پیدا ہوئے اور ضرغام کو مع پشتارے اُٹھا لیگئے پیچھے حیرت کے تھے
اور اُسنے اسی واسطے پہلے ہی انکو بزور سحر تیار کیا تھا اور کہدیا تھا کہ جب مجکو عیار بیہوش

کرین تم اُٹھا لانا وہ اُسکو ایک رات اور ایک دن لیے ہوئے پھرا کیے ضرغام سمجھا کہ اب جان
نکے معلوم نہین دیتی اُسنے حیرت کو ہوشیار کردیا حیرت کو جو ہوش آیا اُسنے بنگاہ قہر
ضرغام کو دیکھا اور کہا تو کون ہے اور کس مکان سے آیا ہی اور کسطرف کو جاتا ہے ضرغام نے اپنا
نام بتایا ملکہ حیرت اُسکو پنجون سے لیکر پہاڑ پر آئی اور کہا اے ضرغام آج تونے بڑا غضب کیا تھا
مجکو مار ڈالا ہوتا ضرغام نے کہا اے ملکہ ذرا اودھر تو ملاحظہ کیجیے کہ وہ بھی آپہونچے حیرت نے یہ سنکر گھبرا کر
اودھر دیکھا ضرغام نے حلقہ اسکے کمند مارے کہ وہ گر پڑی مگر ساحرہ زبردست تھی اسوجہ سے
اشبھان حلقے بھی ہوئے تھے وہان سے سحر پڑھکر کمند کو جلا کر نکلی ضرغام کمند
چھوڑ کر بھاگا حیرت بھی خوف زدہ ہو کر صحرا کی طرف چلی وہان افراسیاب سے ملاقات ہوگئی
مگر افراسیاب کو شک گذرا کہ یہ حیرت نہین کوئی عیار ہی اور حیرت بھی یہی سمجھی کہ افراسیاب
نہین مقرر کوئی عیار ہے یہ تصور کرتے افراسیاب کو دوڑ کر اُسنے خنجر مارا اُسنے دونون ہاتھ اسکے
اسکے پکڑ لیے اور اب یقین کامل ہوگیا کہ یہ عیار ہے جب تو اُسنے خنجر مارا یہ خیال کرکے اُسنے ایک
جوتی سر پر حیرت کے ماری اُسنے بدحواس ہو کر سحر جو کیا تو اُسوقت افراسیاب
نے پہچانا کہ یہ ملکہ حیرت ہی اور اُسنے بھی افراسیاب کو پہچان لیا آخر کو دونون باتین کرتے
ہوئے اندر بارگاہ کے داخل ہوئے اور آکر تخت شاہی پر بیٹھے مگر سوچ مین اور اس تدبیر مین
ہین کہ عیارونکو کیونکر گرفتار کرین اسمین مصور جادو اور صورت نگار بھی آکر اندر بارگاہ کے
پہونچے او سحر کیا افراسیاب کو اور اپنی جگہ پر قائم ہوئے شیتور بن تمیز بھی اوپر کرسی کے
بیٹھا ہوا تھا کہ افراسیاب نے مصور جادو سے پوچھا کہ کیونکر تصویرین تمھارے پاس
سے عیار لیگیا اُسنے سب حال لیجانے کا بیان کیا اور کہا کہ خیر اُن تصویرون کو تو عیار چرا کر
لیگئے مگر اسکو ملاحظہ کیجیے کہ مین نے جمشید کی پھر تصویر کھینچی ہے یہ کہکر افراسیاب کو
دیدی اُسنے حیرت کو دیدی اُسنے دیکھکر دوسرے ساحر کے حوالے کی القصہ وہ تصویر تو اب
دست بدست چلی جاتی ہے اور ہر ایک ساحر دیکھ رہا ہے اسمین مصور جادو نے کہا کہ اے
شہنشاہ ساحران اب جمشید کو ہرگز زندہ چھوڑنا نہین چاہیے اُسنے بھی کہا کہ تم سچ کہتے ہو میری بھی یہی
رائے ہی اس عرصے مین وہ تصویر شیتور کے بھی ہاتھ مین پہونچی کہ اُسکی کرسی کوئی دس گز ہونگے

بعد بھی ہوئی تھی غرض شیتور تو اس تصویر کو دیکھنے لگا اور چالاک اُسکے سر پر بصورت خدمتگار بنا
ہوا رومال ہلا رہا تھا اُسنے تصویر کو اُچک کر ہاتھ سے شیتور کے لیلیا اور طرف دروازۂ بارگاہ
کے بھاگا لوگ اسکے پیچھے دوڑے تو سہی مگر مارے خوف کے باہر بارگاہ نہ نکلے اندر ہی دوڑ کر ٹھہر گئے
اور چالاک صاف نکلا ہوا چلا گیا افراسیاب نے مایوس ہوکر سبکو بلا لیا وہ آکر بیٹھے اسوقت
مصور نے آبدیدہ ہوکر کہا کہ ای افراسیاب مین نے اس تصویر کو بڑی مشقت سی کھینچا تھا
لیکن بڑے غضب کے عیار ہین کہ یون مفت مین لیگئے افراسیاب نے سنکر مصور کی دلداری
کی اور ساتھ خاطرداری کے تسلی دیکر بٹھلایا اس عرصہ مین چالاک نے اُس تصویر کو تو باہر جاکے پھاڑ ڈالا
اور آپ پھر خدمتگار کی صورت بنکے اندر بارگاہ کے آکر موجود ہوا اور اِدھر اُدھر پھرنے لگا افراسیاب
نے مصور کو آزردہ خاطر دیکھکے کہا کہ ای مصور جادو میرے پاس ایک قلم ہفت رنگ ہی کہ اسکو [illegible]
اور سامری کہتے ہین تو ہم تمکو وہ دیوینگے اسوجہ سے کہ اسمین یہ وصف ہی کہ وہ سات رنگ بروقت
تحریر کے پیدا کرتا ہی مصور جادو نے سنکر مجرا کیا اور نذر دکھائی اُسنے اسیوقت قلم منگوا کے حوالے کیا
مصور اُس قلم کو لیکر رخصت ہوا اور سوار ہوکر مع صورت نگار کے اپنی بارگاہ مین ملول
اور غمگین جاکر بیٹھ رہا یہان چالاک قلم کا حال تو سن چکا تھا اور دیکھا بھی تھا کہ افراسیاب
نے مصور کو قلم دیا ہی بس فوراً ایک ساحر کی صورت بنکے سات قلم کے منھ درست کرکے ہاتھ
مین لیے اور آکر سامنے مصور جادو کے پہونچا اور جھک کر مجرا کیا اور کہا کہ یہ قلم افراسیاب
نے واسطے آپکے اور بھیجے ہین انکو لیجیے کہ بہت تحفہ ہین اور قابل اُسکے ہین کہ آپ تصویرین اُس
سے کھینچیے مصور نے وہ قلم لے تو لیے مگر غور کرکے جو دیکھا تو کچھ تحفہ نہ تھے جب تو نہایت
حیران ہوا اور سوچا کہ افراسیاب نے کیا سمجھ کے یہ قلم مجھکو بھیجے ہین یہ تصور کرکے مریخ
جادو کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ تم ان قلمون کو پاس افراسیاب کے لیجاؤ اور اُنسے میری
طرف سے کہو کہ آپکو سلام کہا ہی اور یہ پوچھا ہی کہ آپ نے یہ قلم کیسے مجھکو عنایت کیے ہین یہ تو
بالکل کسی کام کے نہین ہین وہ تو قلم لیکر طرف افراسیاب کے چلا گیا اور یہان مصور
جادو کو شک گذرا کہ یہ کوئی عیار تو نہین ہی یہ سوچکر طرف چالاک کے گھور کر جو دیکھا تو وہ
بھاگ کھڑا ہوا پھر تو یقین کامل ہوگیا مصور کو کہ یہ عیار تھا بہت آزردہ خاطر ہوا اور بدین

صورت نگار سے پوچھنے لگا کیونکر عیاروں کے ہاتھ سے جان بچیگی یہ تو کسی طرح سے مجھے
نہیں چھوڑتے ہیں اب میں کیا فکر کروں میری عقل تو حیران ہے یہ دونوں اس فکر میں مشغول
ہو رہے ہیں اور چالاک پھر ایک ساحر کی صورت بنکے آیا اور کہنے لگا کہ ای نبیرۂ جمشید خداوند
افراسیاب نے فرمایا ہے کہ وہ قلم میں نے ہرگز نہیں بھیجے ہیں بہت ہوشیار رہنا کیا عجب
ہے کہ وہ کوئی عیار ہو سے اور ساتھ تمہارے دغا کر جاوے خبردار اسکو جانے نہ دینا اور پکڑ لینا
اس کلمے کو سنکر مصور بدحواس ہو گیا اور اٹھکر چالاک کو ادھر ادھر تلاش کرنے لگا جب نہ پایا
تو لوگوں سے پوچھا کہ ابھی تو وہ کھڑا ہوا تھا کدھر کو چلا گیا اتنے میں اس ساحر نے کہ جو پیغام لیکر افراسیاب
کا آیا تھا کہا کہ آپ ذرا گوشہ میں چلیں تو مجھکو کچھ اور بھی عرض کرنا ہے میں اسکو بھی گوش گزار آپکے کروں
مصور جادو اندر ایک صحنچی کے ہاتھ پکڑ کے لیگیا اور کہا کہ جلد اس بات کو بھی کہدو کہ میرا دم
گھبراتا ہے چالاک نے باتوں میں لگا کر اسکو بیہوش کر دیا اور پشتارہ بدوش ہو کر طرف صحرا کے
مصور جادو کو لیکر بھاگا یہ تو ادھر کو چلا گیا اور ادھر صورت نگار کو وہم دامنگیر ہوا کہ یہ ساحر بھی کہیں
عیار نہوے جا کر خبر تو لے کہ وہ علیحدہ کسواسطے لیگیا ہے یہ تصور کر کے اس صحنچی کے اندر جو گئی
تو مصور جادو کو نہ پایا بس یقین ہو گیا کہ عیار لیگیا دھاڑ ادھر پیٹنے لگی اس عرصہ میں مرغ جادو
نے بھی جا کر افراسیاب سے زبانی مصور جادو کے جو کچھ سنا تھا وہ سب بیان کیا
وہ سنکے مع حیرت جادو کے اٹھکر بارگاہ مصور جادو میں چلا آیا تو دیکھا کہ صورت نگار
پریشان حال بیٹھی ہوئی رو رہی ہے اور صورت نگار نے جو ان دونوں کو دیکھا تو اور زیادہ رونے
لگی اور پکاری کہ اے افراسیاب میں تو لٹ گئی میرا راج سہاگ سب جاتا رہا اب میں کیا کروں
ان دونوں نے اسکی تشفی کی اور اپنے ساتھ لیکر مصور جادو کی تلاش کو روانہ ہوا اور جا کر اسی
طرف کو یہ تینوں بھی پہونچے کہ جدھر چالاک لیے ہوئے جاتا تھا مصور کو بس افراسیاب
نے دیکھکر چالاک کو تو گرفتار کر لیا اور مصور جادو کو لیکر ہوشیار کر دیا صورت نگار تو اپنے
خاوند کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور افراسیاب چالاک کو واسطے قتل کرنے کے اوپر ایک
درۂ کوہ کے لیکر چڑھ گیا برابر اسکے صرصر عیارہ بھی آ کر پہونچی اسنے اسکو دیکھکر اس خیال سے کہ یہ بھی کوئی
عیار نہو کہا کہ خبردار میرے پاس نہ آنا الگ کھڑی رہ صرصر اس کلمے پر قہقہہ مار کر ہنسی اور کہنے لگی کہ اے شہریار

مین تو آپکی لونڈی ہون آپ مجھسے کا ہیکو اندیشہ کرتے ہین اس کلمے کو سنکر افراسیاب نے اپنے سحر سے دریافت کرلیا کہ حقیقت مین یہ صرصر ہو تو پھر خاموش ہو رہا یہ بھی برابر چالاک کے آکر کھڑی ہوئی اسوقت افراسیاب نے مصور جادو سے کہا کہ مین چالاک کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اپنے ارادہ تلوار مارنے کا کیا تھا کہ صبا رفتار بھی آکر پہونچی افراسیاب نے اسکو بھی اپنی کف دست کو دیکھکر علم سحر سے دریافت کرلیا کہ یہ بھی صبا رفتار ہے کوئی عیار نہین ہے خاموش ہو رہا اور صبا رفتار نے دوڑکر افراسیاب کی دونون ہاتھون سے بلائین لین اور کہا کہ قربان ہو جاؤن اسوقت آپکے ہونٹھ کسوجہ سے خشک ہو رہے ہین اور جمشید وسامری کی نہین معلوم کہ حضور کے اوپر کیا خفگی ہو کہ جو اس مصیبت مین آپکو گرفتار کیا ہے کہین یہ موے عیار خدا پرستون کے جلد غارت ہون تو پھر آپ اور ہم سب خاطر جمعی سے بیٹھین یہ کہکر دو چار خوشے انگور کے اپنے پاس سے نکالے اور کہا کہ اگر حضور کا دل چاہے تو یہ انگور حاضر ہین اسکو نوش فرمائین تاکہ حدت دفع ہوے افراسیاب نے وہ انگور لیکر چند دانے تو آپ کھائے اور ایک ایک دو دو اورونکو بھی کھلائے ساتھ ہی کھانے کے ایک دم بھر مین تو وہ سب بیہوش اور مدہوش ہوکر گر پڑے اسوقت صبا رفتار پاس چالاک کے آئی اور کہا کہ ہم اور تم دونون برابر ہوئے ہماری جان تو تمنے اُس مقام پر بچائی تھی اور اب ہمنے تمھاری جان کو اِس مقام پر بچایا ہی جاؤ اب جدھر تمھارا دل چاہے اُدھر کو چلے جاؤ چالاک نے سنکر ارادہ چلنے کا کیا تو ہاتھ پاؤن مین بالکل طاقت نپائی ذرا بھی جنبش نہ کرسکا یہ حال دیکھکر صبا رفتار نے چالاک کو پشتارے مین باندھا اور پشتارہ بدوش ہو کر کہا کہ چل مین تجکو بارگاہ جمشید مین بھی خیر پہونچا دون یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا اس مضمون سے لکھکر اُسی مقام پر ڈالدیا کہ اے افراسیاب دانا اور آگاہ ہو کہ منم مہتر قران نظر کردہ علی عمران اگرچہ تو مرے خلیفہ کو پکڑ لایا تھا لیکن مین نے بھی اپنے تئین پہونچایا اور خلیفہ کو اپنے رہا کرکے تیری قید سے لیگیا خبردار ایسی حرکت اب نکرنا وگرنہ مین تجکو مارڈالونگا غرض پرچہ کو تو وہین چھوڑدیا اور آپ چالاک کا پشتارہ لیکر روانہ ہوئی کوئی دو کوس کے اوپر صحرا مین پہونچی تھی کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُٹھا کر صبا رفتار کو مع پشتارے کے اوپر ایک کوہ کے لیگیا اور وہان جاکر ساحر کی صورت بنا اور پوچھا صبا رفتار سے کہ کسکو تو لیے جاتی ہے اسنے کہا کہ مین چالاک کو لیے جاتی ہون

پاس افراسیاب کے تجکو کیا کام ہی کہ جو تو تجکو اُٹھا کر لے آیا ہی اور پریشان حال ہوتا ہے اُسنے سُنکر
کہا کہ مین اسواسطے لے آیا ہون کہ میرا بھی ارادہ تیرے ساتھ چلنے کا ہی صبا رفتار اس کلمے کو
سُنکر نہایت حیران ہوئی آخر کو بحر عیاری مین غوطہ زن ہو کر سر کو اُٹھایا اور کہنے لگی کہ خیر تم بھی
میرے ساتھ چلو اور انکو بھی اپنے ہمراہ لیتے چلو کہ جو تمھارے پیچھے کھڑے ہوئے ہین
اُسنے اس کلمے پر مُڑ کر جو دیکھا تو صبا رفتار نے حلقہ ہاے کمند تار کے اُسکو گرا دیا
اور جلدی سے سر اُسکا کاٹ ڈالا اور چالاک کو پھر لیکر روانہ ہوئی مگر دل مین ڈرتی تھی
کہ کہین پکڑی نہ جاؤن یہ تو اس فکر مین مضطر اور پریشان چلی جاتی تھی کہ قران نے اثناے
راہ مین آکر گھیرا اور پکار کر کہا کہ ٹھہر جا کہان جاتی ہے اور کسکو لیے جاتی ہی اُسنے کھڑے
ہو کر سارا حال چالاک کا بیان کیا اور رکھو لکر چالاک کو سامنے قران کے رکھدیا مہتر قران
نے سُنکر چالاک کو اُٹھا لیا اور پشتارہ بدوش ہو کر طرف بارگاہ جمشید کے چل نکلا اور وہان
افراسیاب کو اور اُن سب ساحرون کو ہوش جو آیا تو وہ حیران ہو کر اُٹھ بیٹھے اور
دریاے ندامت مین غرق ہو کر اپنے اپنے مکان کو چلے گئے اور افراسیاب بارگاہ حیرت مین
جا کر بیٹھا اور متحیر ہو کر حیرت سے کہنے لگا کہ عقل میری گم ہی کہ چالاک کو اُٹھا کر کون لے گیا
یہ کہکر مارے ڈر کے اُسیوقت طرف ظلمات کے اُٹھ کر چلا گیا حیرت جادو بارگاہ مین
بیٹھی رہی کہ دفعتہً ایک ٹکڑا ابر کا سرخ رنگ سامنے سے اُسکو نظر آیا یہ اُسکو دیکھکر
کمال حیران ہوئی اور دل مین کہنے لگی کہ یہ ابر کیسا ہی یہ تو اس فکر مین تھی کہ وہ ابر شق ہوا
اور اُسمین سے ایک ساحرہ پیاری جوڑا پہنے ہوے نمودار ہوئی اور آکر اُسنے حیرت کو مجرا کیا
اور کہا کہ خالہ افراسیاب کی ملکہ اندر جادو تشریف لاتی ہین حیرت جادو سُنکر نہایت
خوش ہوئی اور سوار ہو کر واسطے پیشوائی کے روانہ ہوئی اور جا کر اثناے راہ مین ملاقات
کی ساتھ اپنے بہ آبروے تمام اندر بارگاہ کے لیکر آئی اور اُوپر دنگل کے نزدیک بٹھلایا
اسکو تو بارگاہ مین چھوڑ دو اور مہتر قران کا حال سنو کہ وہ جو پشتارہ چالاک
کا لیکر چلے تھے تو جا کر اندر بارگاہ جمشید کے پہونچے اور چالاک سامنے جمشید کے
رکھکر سب حال بیان کر دیا اُسنے سُنکر سحر افراسیاب کو چالاک کے اوپر سے اُتارا

ہاتھ پاؤن اُسکے کھل گئے وہ اُٹھکر اوپر کرسی کے بیٹھا اور حال صبا رفتار کا بیان کیا کہ آج اُسنے مجکو رہا کیا ورنہ مین بڑی مصیبت مین گرفتار ہوگیا تھا یہ کہا اور باتین کرنے لگا قران اور جانسوز اور ضرغام وغیرہ آکر متمکن ہوئے اور حال سنیئے اندر جادو کا کہ اُسنے بیٹھکر حیرت جادو سے پوچھا کہ تمنے طلسم کا آجکل کیا عالم کر رکھا ہی کہ ہر چہار طرف کو غدر برپا ہو رہا ہی اُسنے کہا کہ میرا کچھ قصور اسمین نہین ہی مین بھی ناچار ہون کہ عیار خدا پرستون کے بڑے زبردست ہین کوئی اُنکا سامنا نہین کر سکتا ہے اسوجہ سے غدر طلسم مین برپا ہی کہ وہ عیار ہر ایک کو مار ڈالتے ہین اور اُنسے زور کسی کا نہین چلتا ہے اندر جادو نے کہا کہ جمشید تو ایسا زبردست نہین ہے کہ اُس سے بھی کوئی سامنا نکر سکے پھر اُسکی کیا وجہ ہے کہ جو ابھی تک اُسکو بھی تمنے گرفتار نہین کیا حیرت جادو نے کہا کہ حقیقت مین اُسکی کچھ اصل نہین ہی مگر بسبب عیارون کے اُسکے اوپر بھی ہم قابو نہین پاتے ہین اندر جادو نے اس حال کو سنکے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بس جب وہ زمانہ آیا کہ شہسوار فلک توسن چرخ سے اُترکر بارگاہ مغرب مین گیا اور رداے شام جانب خاک گستردہ ہوئی نظم

| | |
|---|---|
| لشکل بخت زاہد اک اندھیرا | اُٹھا مغرب سے ہر جانب کو گھیرا |
| ہوئے تابان جمال شعلہ ہر سو | ملا جلنے کو پروانون کو قابو |

سر شام طبل جنگ پر چوب پڑی طائران سحر جو اس مقام پر بنام جاسوسی رہتے ہین وہ اُڑکر بارگاہ مہرخ مین گئے اور بزبان فصیح دعا و ثنا بادشاہی بجالائے اشعار

| | |
|---|---|
| یا الٰہی جو یہ تیرا ہی چراغ دولت | تا ابد اس سے منور رہے قندیل فلک |
| تا قیامت رہے مسجود خلائق جگبو | مسند جاہ کی تری نجیے جسپر تو شک |
| جو ترا دوست ہوا ب آئینہ گیتی پر | اُسکی تمثال کبھی ہونے نپائے منفک |
| کاتب دست قضا شکل عدو لکہتے | صفحہ ہستی سے جون حرف غلط کردے حک |

لشکر باکر حیرت مین طبل جنگ بجا باقی خیر و عافیت ہی مہرخ سحر چشم نے بھی اس خبر کو سنکر نفیر سحر کو دم دیا دلاور جو کہ ساحر نامی تھے آگاہ اور خبردار ہوئے اور سحر کی تیاری کرنے لگے ہتھیار صاف صیقل ہوتے تھے اور ڈہرو بجتا تھا تلوارین اسطرح خم ہین کہ جیسے کشتی ہوتی ہی مگر گھاٹ ٹکا

سو کھا ہوا تھا آبداری انکو دیجاتی تھی کمان ہر ایک کڑکتی تھی چلاتی تھی کلۂ عمود کلہ زنی کرتے تھے ایک طرف ساحر سحر پڑھتے تھے برنجی تھالیون مین آگ دھتورے کے پھل دونے مردے کے بچے کیلین اور لونگین جمع کی تھین بچہ ہائے خوک جھٹکا ہوتے تھے ایکطرف نقیب آوازین لگاتے تھے شعر جوانو جوان بخت ہشیار ہو ٭ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ٭ چار پہر رات یہی ہنگامہ جانبین مین برپا رہا آخر عمر شب تمام ہوئی اور گل خورشید بہ اعانت نسیم سحری چمنستان دہر مین شگفتہ ہوا اشعار جمال شمع پہ آئی اداسی مزاج شب مین پھیلی مطوسی ہوئی سامان ظلمت پر تباہی دھوان ہو کر چلی شب کی سیاہی صبحکو مہرخ سحر چشم اور بہار جادو فوج کثیر لیکر مع ہلال سحر افگن اور طوفان قہر چشم و شکیل جادو وغیرہ کو لیکر میدان کار زار مین آئین جمشید روشن جمال بھی اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر عرصۂ نبردگاہ مین آیا اسوقت بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر تھے چھوٹے چھوٹے چھپ گئے تھے قلۂ کوہ سے پایان کوہ تک رنگستان کواکب اور کوڑیالہ رشک لالہ کھلا تھا کرن خورشید کی نکلتی آتی تھی لشکر مین باجا جنگی بجتا تھا اسلحہ کی چقاچاق بلند تھی برقین سرخ سبز جلوے دکھاتی تھین ساحر طاؤسان آتش بار اژدران مردم آزار پر سوار تھے غرض پست و بلند زمین کو بیلچہ کارون نے ہموار کیا ابر برسا گرد و غبار کو ٹھایا میمنہ میسرہ آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اور مذمت دنیائے فانی زبان پر جاری کی ابیات

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
آستین زن چراغ عقل یہ ہے
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
باغ مین آبشار روتے ہین
موت سے کسکو رستگاری ہے
دو طلاق اس زندگی کی موت کو

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش
خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
عندلیب سکے ہین یہی الحان
آج وہ کل ہماری باری ہے

اس چمن کی ہوا سے بھی دو دے
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
خاک مین گلرخان ہو سوتے ہین
غافلو گل من علیہا فان
بیاہ لیجاؤ عروس موت کو

نقیب جب کڑکا کہکر کنارے ہوئے تو اس طرف ملکہ اندر جادو مع حیرت جادو کے میدان مین آئی تھی اسنے اپنے طاؤس سحر کو اڑایا اور ناف میدان مین آکر مہرخ سحر چشم کا نام لیکر پکاری کہ اری او نمک حرام مہرخ ناکام تجکو بھی یہ طاقت

اور قدرت ہوئی کہ تو افراسیاب کا سامنا کرے مہرخ کو یہ نہیب سنکر تاب نرہی اور تخت
اپنا اڑا کر اُسکے مقابلہ مین گئی آپسمین ناچ تیغ چلنے لگا مہرخ سحر چشم نے ایک سحر ایسا کیا کہ دریاے خار
وخمار پیدا ہوا مہرخ سحر چشم ایک کشتی پر جا بیٹھی اور وہ دریا بڑھنے لگا اُسوقت ملکہ اندر جادو
نے سحر پڑھکر دستک دی کہ پانی دریا کا جم گیا اور ناو ٹکڑے ٹکڑے ہوکے اُڑ گئی مہرخ سحر چشم پوشش کر
ایک اژدرو ماں بنی اور پھنکار کر ملکہ اندر جادو پر آئی ملکہ اندر جادو ایک عقرب بنی اور
نیش زنی ہونے لگی اسی طرح تا شام دونون آپس مین لڑا کین لیکن کوئی فتحیاب
نہوا جب ساحر فلک عرصہ جہان سے روبفرار لایا اور ساحرہ شب نے قدم اپنا جلوہ گاہ روزگار
مین بڑھایا اشعار

| | |
|---|---|
| غرض وہ دن کٹا باعیش و آرام | بڑھی پابوس کو پھر گیسوے شام |
| بشکل ابر اُمڈی کچھ سیاہی | ہوئے مصروف راحت مرغ و ماہی |

طبل بازگشت بجا کر دونون لشکر اپنے اپنے بستر پر آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے مگر ظفریاب
نہونے کا دونون کو ملال رہا اُسوقت چالاک بن عمرو نے مہرخ سحر چشم سے کہا کہ
آپ رنج نکرین مین جاکر ملکہ اندر جادو کو لاتا ہون یہ کہکر طرف بارگاہ اندر جادو
کے نکل کر روانہ ہوا اور ایک ساحرہ کی صورت بنکے سامنے ملکہ اندر جادو کے پہونچا
اور اسکو مجرا کیا اُسنے دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آئی ہے اس نے کہا کہ مجکو
افراسیاب نے پاس آپ کے بھیجا ہے اور کچھ کہدیا ہے آپ ذرا الگ چلین تو مین
اُس بات کو کہدون ملکہ اندر جادو سنکر اسکو الگ جو لے گئی تو اُس نے بفن عیاری
اُسے بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہو کر طرف بارگاہ جمشید کے نکل کر روانہ ہوا
اثناے راہ مین صرصر سے ملاقات ہو گئی اُسنے پہچان کے چالاک بن عمرو کو روک
لیا پھر تو دونون مین کچھ عیاری چلنے لگی صرصر نے کہا کہ تو ناحق میرے ساتھ لڑتا
ہے مین یہ پشتارہ تجکو نہ لے جانے دونگی بہرصورت چھین لونگی اس نے کہا
کہ پشتارہ تو مین اُٹھا کر ضرور لیجاؤنگا تو گھبراتی کاہے کو ہے تجکو بھی زندہ نہین چھوڑونگا
یہ گفتگو دونون مین ہو رہی تھی اور برابر سے لڑ رہے تھے کہ صبا رفتار بھی آکر پہونچی

اور کہا اُسنے صرصر سے کہ مین بھی آپہونچی تم گھبراتا نہین یہ کہکر وہ بھی لڑنے لگی اب چالاک
تو اکیلا ہے اور وہ دونون اسکے اوپر وار کر رہی ہین یہ دونون کو جواب بھی دیتا ہے اور
دونون کے وارون کو بھی روک رہا ہے لیکن حیران ہے اسوجہ سے کہ ایک تو تھک چکا تھا
اور دوسرے بوجہ بیشتارے کا بھی ہے آخرکار ناچار ہوکر بیٹھ گیا اور سپر کو چہرے کی پناہ
کر لیا ان دونون نے تلوارین اوپر سپر کے جو مارین تو وہ کٹ گئی اُسمین بھی بیہوشی تھی وہ
جو اُڑ کر دونون کے دماغ مین پہونچی تو چھینک مار کے بیہوش ہو گئین اور زمین پر گرین
چالاک نے اُنکو وہین چھوڑا اور آپ بیشتارہ اندر جادو کا لیے ہوئے روبرو جمشید
کے پہونچا اور بیشتارے کو کھولکر چاہتا تھا کہ حال بیان کرے اندر جادو
کی بھی آنکھ کھل گئی اسوجہ سے کہ بیہوشی اسکی بھی اُتر گئی تھی اُسنے جو اپنے تئین گرفتار
بلا دیکھا تو سحر کرکے شعلہ آتش بنی اور نکل کر طرف آسمان کے روانہ ہو گئی چالاک
اور جمشید ناچار ہوکر بیٹھ گئے اور اندر جادو بارگاہ حیرت مین جاکر پہونچی مگر نہایت مضطر
اور بدحواس تھی کچھ احوال اپنے پکڑے جانے کا اور رہا ہوکر آنے کا کسی سے اظہار نہ کیا اتنے مین
ایک ساحر مصور جادو کا آیا اور آکر اُسنے حیرت سے کہا کہ آپ کو مصور جادو نے سلام کہا ہے
اور کہا ہے کہ مین سب تصویرین کھینچ چکا ہون کل جمشید سے مین مقرر لڑونگا دیکھون
تو سہی کہ وہ میرا سامنا کیونکر کر سکتا ہے حیرت جادو نے سنکر کہا کہ ہماری طرف سے بھی جاکر
سلام کہنا اور کہدینا کہ تمنے جو کچھ کہ سامان کیا ہے وہی بہتر ہے اچھا کل لڑ لینا وہ ساحر تو
لیکر اُدھر کو روانہ ہو گیا اور اِدھر کو جاسوسان جمشید نے جاکر اُسکو بھی اطلاع کی اور
کہا کہ مصور کل آپ سے مقرر لڑے گا کہ تصویرین بھی کھینچ چکا ہے جمشید تو اس خبر کو
سُنکر سُن ہو گیا اور رنگ چہرے کا زرد ہو گیا چالاک نے جو دیکھا کہ جمشید کا [illegible]
ہو گیا اس خبر کو سنکر یون کہنے لگا کہ آپ خاطر جمع رکھین اور اندیشہ کسی امر کا نکرین مین
جاکر ان تصویرون کو ابھی لیے آتا ہون یہ کہکر چالاک اور ضرغام دونون طرف
بارگاہ مصور جادو کے چلے پھر کچھ دل مین آیا تو چالاک پھر کر پاس جمشید کے
چلا آیا اور ضرغام اُدھر کو چلا گیا اُدھر چالاک نے آکر اپنی صورت اندر جادو کی سی

بنائی اور دو سو جادوگرنیان جمشیدی سے لیکر اپنے ہمراہ لین اور اوپر تخت روان کے
سوار ہوکر دربارگاہ مصور پر پہونچا اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ اندر جادو تشریف
لائی ہین تو وہ سُنکر مع صورت نگار کے واسطے پیشوائی کے دوڑا اور دربارگاہ پر
آکر دونون نے مجرا کیا اور زر و جواہر دیکر ملکہ اندر نقلی کو اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لیگئے اور
اوپر کرسی کے بٹھلا کے مصور تو داہنے پر بیٹھا اور صورت نگار بائین ہاتھ کو متمکن
ہوئی اور ارباب نشاط کو اشارہ کیا وہ رقص و سرود مین مصروف ہوئے ادھر
چالاک نے دیکھا کہ صندوقچہ تصویرونکا مصور اپنی رانون کے تلے دابے ہوئے ہے اسنے دلمین
صدہا تدبیرین کین اور چاہا کہ صندوقچہ کو لیلون مگر کوئی تدبیر پیش رفت نگئی آخر کو ناچار ہوکر
خاموش ہو رہا قضا کار دو صوبہ دار واسطے سیر کے بارگاہ مصور کی طرف چلے آئے
تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ اندر جادو اندر بارگاہ مصور کے داخل ہوئین تو وہ گھبرا کے اپنی فوج
مین چلے گئے اور جاکر اُنھون نے تمام اپنے لوگون سے کہا کہ اے اندر جادو پاس مصور جادو
کے تشریف لیگئی ہین اے تم لوگون مین سے کوئی ساتھ سواری کے نہین گیا اسکی کیا وجہ ہے
وہ سب اس حال کو سُنکر بدحواس ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپکو کچھ خبر بھی ہے ملکہ تو اپنی بارگاہ
مین بیٹھی ہوئی خاصہ تناول کر رہی ہین اس حال کو سنکر صوبہ دار حیران ہوئے اور فوراً اندر
بارگاہ کے داخل ہوئے تو دیکھا کہ فی الواقعی ملکہ اندر جادو کھانا کھا رہی ہین انکو اور زیادہ
حیرت ہوئی اور وحشت دامنگیر ہوئی اندر جادو نے جو ان دونونکو دیکھا کہ خلاف دستور
اندر بارگاہ کے پریشان خاطر استادہ ہوئے ہین تو اِسنے پوچھا کہ ای سمار جادو خیر تو ہے
بھلا تم اِسوقت کیون آگئے ہو اُنھون نے سُنکر جو کچھ کہ دیکھا تھا وہ سب مفصل بیان کیا
اور کہا کہ ہمنے تو آپ کو بارگاہ مصور مین جاتے ہوئے دیکھا تھا آپ اسقدر جلد بھی کیونکر
چلی آئین اندر جادو اِس مضمون کو سُنکر سمجھی کہ کوئی میری صورت بنکر مصور کے
قتل کرنے کو گیا ہے یہ سوچکر جلد ہاتھ دھو کر اکیلی اوپر طاؤس سحر کے سوار ہوکر اندر بارگاہ
مصور کے پہونچی تو دیکھا کہ حقیقت مین میری صورت کی ایک عورت اوپر
بیٹھی ہوئی ہے تب اسنے بارگاہ مین کھڑے ہوکر آواز دی کہ منم اندر جادو یہ کہکر چالاک کو

بندر سحر پکڑ لیا اور طاقت اُسکے ہاتھ پانون کی زائل کردی اور مصور جادو سے کہا کہ یہ کوئی عیار تیری صورت بنکے آیا تھا قتل ہی تمکو کرچکا تھا وہ تو بڑی خیر ہوگئی کہ مجکو اطلاع ہوگئی تو مین نے آکر اُسکو گرفتار کرلیا یہ کہکر اوپر تخت متمکن ہوئی اور چالاک سے پوچھا کہ ارے تیرا نام کیا ہے اور تو کون ہے اسنے کہا کہ مین عیار ہون اور نام میرا چالاک بن عمرو ہے مصور جادو اور صورت نگار دونون تو پاس اِسکے بیٹھے ہوئے تھے اب جو نام سُنا تو بدحواس ہو کر تخت کے نیچے اُتر پڑے اور صندوقچہ کو مصور مارے گھبراہٹ کے بھول گیا وہ اوپر تخت کے رہ گیا اسوقت ضرغام شیردل نے اُس صندوقچے کو اُٹھا لیا کہ وہ بھی بڑی دیر سے ایک خدمتگار کی صورت بنا ہوا صندوقچے کی فکر مین برابر تخت کے کھڑا ہوا تھا لیکر ایک ہی جست مین باہر بارگاہ کے پہونچا اور پکارا کہ منم ضرغام شیردل او مصور دیکھ لے کہ مین لیے جاتا ہون اُس شے کو کہ جسکے بھروسے پر تو غرا کررہا تھا اس کلمے کو سنکر مصور اور صورت نگار دونون اسکے پکڑنے کو دوڑے مگر یہ نکل گیا اور مارے ڈر کے باہر بارگاہ کے نہ نکلے کہ کہین کوئی عیار اور نہ پکڑ لیوے در بارگاہ پر سے پھر کر چلے گئے اور جاکر اندر جادو سے کہا کہ ہماری تو ساری محنت برباد ہوگئی اب ہم کسی کام کے نہ رہے یہ کہکر بیٹھ گئے اور اندر جادو کو بھی کمال فکر دامنگیر ہوئی اور چالاک کو اپنے ساتھ لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین آئی اور سب حال چالاک کی عیاری اور ضرغام کے صندوقچہ لیجانے کا بیان کیا اور کہا کہ چالاک کا سر تو مین مقرر کاٹون گی یہ کہکر دو ساحرون کو حکم دیا کہ قرطاس جادو کو جا کر بلا لاؤ وہ تو اُسکے بلانے کو چلا اور ضرغام شیردل نے صندوقچہ لیجا کر جمشید جادو بن کوکب روشنضمیر کے حوالے کیا اُسنے اُسی وقت اُن تصویرون کو نکال کر پھاڑ ڈالا اور ضرغام شیردل پھر جانب بارگاہ حیرت جادو روانہ ہوا راہ مین اُن دونون ساحرون کو جاتے دیکھا جو کہ قرطاس جادو کو بلانے کو جاتے تھے اُسنے اُنکو باتون مین لگا کر اُنسے سب حال گذرا ہوا قرطاس جادو کا دریافت کیا اور اُنھین کے ساتھ قرطاس کے پاس آیا اِن دونون ساحرون نے قرطاس

تو سلام کیا اور کہا کہ آپ کو ملکہ اندر جادو بلاتی ہین جلدی تشریف لے چلیے قرطاس یہ سنکر ایک صحنچی مین کپڑے پہننے کو گیا ضرغام بھی اندر اسکے گیا اور اُسکو بیضہ بیہوشی مارکر بیہوش کردیا اور آپ اسکی صورت بنکر کپڑے وغیرہ اُسکے پہنکر اُسکو وہین چھوڑا اور آپ باہر نکلا ہمراہ اُن دونون ساحرون کے جاکر اندر جادو کے پاس بیٹھا اُسوقت شیتور نے کہا کہ یہ عجیب غریب تماشا ہے کہ جو ساحر آتا ہے اُسکو اتنا بھی کسی سے نہین ہو سکتا ہے کہ دریافت توکرلین کہ یہ ساحر ہے یا کوئی عیار اُسکی صورت بنکے چلا آیا ہے یہی باعث ہے کہ سب دھوکا کھاکے مارے جاتے ہین اس کلمے کو سنکر حیرت جادو کو کھٹکا گذرا کہ حقیقت مین اکثر ایسا اتفاق ہوچکا ہے کہین ایسا نہو کہ یہ بھی عیار ہو تبیں یہ تصور کرکے اندر جادو سے کہا کہ آپ سحر سے دریافت کرلین کہ یہ قرطاس جادو ہے یا کوئی عیار ہے اُسوقت اُسنے کہا کہ اے ملکہ تمھین دریافت کرلو حیرت نے ایک دانہ موتیکا زمین پر پھینکا اور کہا کہ اے قرطاس اسکو اُٹھالو ضرغام نے اُس دانے کو اُٹھانا چاہا مگر وہ اُٹھو نہ سکا یہ زور کرکے ناچار ہوگیا اُسوقت کحیرت نے ہنسکر ضرغام کو پکڑ لیا اور اندر جادو نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہے ضرغام نے کہا کہ مین وہ ہون جو مصور جادو کا صندوقچہ لے گیا تھا مجھکو ضرغام شیر دل کہتے ہین اب تجکو بھی مین صبح و شام مین قتل کیا چاہتا ہون اندر جادو اس کلمے کو سنکر بہت خفا ہوئی اور کہا کہ ای بدذات تونے قرطاس کو کیا کیا اُسنے کہا وہ بارگاہ کی صحنچی مین ننگا پڑا ہے جاکر دیکھ لے اندر جادو کو اور زیادہ غصہ آگیا اور اُسنے ایک پنجے مین چالاک کو اور دوسرے پنجے مین ضرغام کو دابا اور اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئی لیکن قران ساحر بنے ہوئے بارگاہ حیرت مین موجود تھے اور یہ باتین سُن رہے تھے وہ بھی روانہ ہوئے اور جاکر پشت بارگاہ پر نقب کھود کر صحنچی مین آئے کہ جہان قرطاس بیہوش پڑا تھا نیں اُسکو تو نقب مین ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسی طرح سے ننگا مادر زاد بیہوش ہوکر لیٹ رہا اسلیے کہ جو کوئی دیکھے بیہوش سمجھے اور یہان اندر جادو نے اپنی بارگاہ میں آکر

چالاک اور ضرغام بزور سحر کھڑا کر دیا اور آپ وہان سے اُسی صحنچی مین آئی جہان قرطاس بیہوش پڑا تھا دیکھا کہ قرطاس جادو بیہوش پڑا ہے اسنے چھینٹا پانی کا مارا کہ قرطاس ہوشیار ہوکر اُٹھا اندر جادو نے اسے ننگا دیکھکر منھ اپنا دوپٹے سے چھپالیا اور کہا کہ ای قرطاس تو اپنا ستر ڈھانک بعد ازان مین تجھسے حال کہونگی قران نے اُٹھنے کے ساتھ ہی ایک بیضہ بیہوشی کا مارا کہ اندر جادو بیہوش ہوکر چارون شانے چت گری قران نے اُسکو خوب جکڑا ایک بتی بیہوشی کی اُسکی ناک پر چڑھائی اور پشتارہ باندھکر نقب مین کود کر مع قرطاس سیدھا بارگاہ جمشید کی طرف بھاگا اثنای راہ مین ایک درہ پہاڑ کا دیکھا خیال مین قران کے آیا کہ چالاک اور ضرغام کو بھی لے آنا چاہیے ایسا نہو کہ اُنکو حیرت پکڑ لیجائے یہ سوچکر قران نے اندر جادو کا پشتارہ تو دامان کوہستان مین چھوڑا اور آپ پھر اُسی نقب کی راہ سے ارادہ کرتا تھا کہ کیونکر جاؤن اور کس شکل سے جاؤن بیان کا حال سُنئے کہ جانسوز اندر جادو بارگاہ مین حیرت جادو کی شکل بنکر آیا اور چالاک و ضرغام کو بندھا دیکھکر ہنسا اور کہنے لگا کہ ای موئے عیارو تمنے قیامت نازل کی ہو دیکھو تمھارا کیا حال ہوتا ہے تمام جادوگرنیان حیرت کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئین بعد ازان حیرت نقلی نے پوچھا کہ اندر جادو کہان ہے سبھون نے کہا کہ اس راوٹی مین اکیلی تشریف لیگئی ہین اور کوئی وہان نہین ہے آپ تشریف لیجائیے آپ کو ممانعت نہین ہے جانسوز بیساختہ اندر راوٹی کے گیا وہان جو دیکھا قران متفکر ہین جانسوز نے کہا کہ قبلہ کس فکر مین ہین قران نے جانسوز کو گلے سے لگایا اور پہچان کر کہا کہ بیٹا تم اندر کی شکل بنو اور چالاک و ضرغام اس راوٹی مین لاؤ اور اسی نقب کی راہ سے میرے ساتھ چلو جانسوز نے کہا بہت خوب غرض جانسوز بصورت اندر بنا اور راوٹی سے باہر نکلتا نکلا کہ بوا حیرت ان عیارون کی تمھارے نزدیک اصل و حقیقت ہے مین ان عیارون کو دیکھو تو کس طرح قتل کرتی ہون یہ کہتی ہوئی برابر چالاک و ضرغام کے آئی اور چالاک

وضرغام کو پکڑ کر اُسی طرح اُسی راؤٹی مین لیگئی اور باہر ساحرنون سے کہدیا کہ کوئی میرے
پاس راوٹی مین نہ آنے پائے اندر لاکے سامنے قران کے کھڑا کردیا قران کو دیکھکر
چالاک وضرغام دونون خوش ہوئے اور کہا کہ ہمارے تو ہاتھ پانون سحر مین محبوس ہین
قران نے ایک بیضہ بیہوشی کا دونون پر مارا کہ دونون بیہوش ہوگئے ایک پشتارہ قران نے
لیلیا اور ایک پشتارہ جانسوز نے دونون لیکر نقب کی راہ سے باہر نکلے اور لے بھاگے
اب احوال اندر اور قرطاس کا سُنیے کہ وہان جو درۂ پہاڑ مین دونون پڑے تھے کہین
قضارا کوئی ساحر بھی کہ نام اُسکا نیش جادو ہے وہ قدیم نوکر کوکب کا ہے ہمراہ جمشید
کے اسی فکر مین ہے وہ کہین بطور سیر اُس پہاڑ مین جانکلا اُسنے دیکھا کہ اندر اور قرطاس
دونون بیہوش بندھے پڑے ہین نیش نے اُسی حالت بیہوشی مین دونون کو خوب
جکڑ کر ایک پتھر کی چٹان سے باندھا اور ہٹی بیہوشی جو بندھی تھی اُسکو دماغ سے اندر کے
کھول ڈالا اور خوب سا کپڑا اُسکے دوپٹے کا مُنھ مین بھرا اور ازار بند پاجامے کا نکال کر
اندر جادو کے گلے مین خوب کھینچکر باندھا اور قرطاس کچھ ایسا ساحر زبردست نہ تھا
غرض باندھکر کوڑا مارنا شروع کیا جب اندر پر کوڑا پڑنے لگا اُسوقت اندر کی آنکھ کھلی
اب سحر کو پڑھ نہین سکتی کیونکہ گلا بندھا ہوا ہے اور مُنھ مین بھی کپڑا بھرا ہوا ہے مگر مارے مارکے
پھڑک پھڑک کر تڑپ رہی ہے اور قرطاس کی جو آنکھ کھلی تو اُسنے دیکھا کہ نیش جادو
زبردست ساحر ہے بعد ازان قرطاس دُہائی دُہائی توبہ توبہ مچانے لگا اسوقت نیش نے
جھنجھلا کے ایک تیغہ مارا کہ قرطاس کا سر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر لوٹنے لگا بعد تھوڑی دیر
کے آواز آئی کشتی مرا نام من قرطاس جادو بود بعد ازان دوسرا تیغہ دوڑ کر اندر پر
مارا کچھ اثر نکیا اُسوقت اسنے کوڑا مارنا شروع کیا اور کوڑے کی آواز تڑاق تڑاق کی
دور تک جاتی تھی اتفاقاً کہین صرصر عیارچی نے آواز کوڑے کی سُنی وہ گھبرا کر اُس
پہاڑ مین جاکر چھپ کر دیکھنے لگی دیکھے تو اندر جادو بندھی ہے اور ایک لاش برابر
اسکے پڑی ہے اور ایک ساحر کوڑے مار رہا ہے اِس قطامہ نے اپنی صورت ملکہ مہرخ کی
بنائی اور سامنے نیش کے آکر پکاری واہ واہ ای نیش کیا سزا اسنے معقول تمنے دی

یہ کہکر برابر نفیش سے پہونچی اور اندر کو جو دیکھا تو بیہوش و بیدم مارے کہ ڑون کے ہوگئی ہے غرض صرصر نے برابر پہونچتے ہی نفیش سے ایک بیضہ بیہوشی کا نفیش پر مارا کہ یہ تو چارون شانے چت گرا مگر خوف سے چالاک ضرغام قران جانسوز عیارون کے اسنے جلدی سے اندر کو کھولکر باندھ پشتارہ روانہ ہوئی نفیش کو وہین پڑا رہنے دیا چند قدم نہین پہونچی تھی کہ سامنے سے قران اور جانسوز دونون چالاک اور ضرغام کے پشتارے لیے چلے آتے تھے انھون نے للکارا کہ خبردار اے صرصر کہان جانے پائیگی صرصر بدحواس ہوئی قران اور جانسوز نے دونون اپنے پشتارے تو زمین پر رکھدیے جانسوز سے قران نے کہا کہ تم پشتارون سے خبردار ہو مین پشتارہ اس سے چھینے لاتا ہون جانسوز تو چالاک و ضرغام پر مستعد کھڑا ہے اور قران نے آکر صرصر کو گھیرا اب صرصر گھبرائی مگر خنجر زنی کرتی جاتی ہے کہ اکبارگی قران نے جست کرکے حلقہ کمند کا صرصر کی گردن مین مارا وہ چارون شانے چت گری چاہتا ہے قران کہ جھپٹ کر اندر کے پشتارے کو اُٹھائے کہ ایک پنجہ پیدا ہوا صاف پشتارہ لیکر سوے آسمان غائب ہوا ناچار قران نے صرصر کو چھوڑدیا اور آپ چالاک کا پشتارہ اور جانسوز ضرغام کا پشتارہ لیکر جمشید کی بارگاہ مین پہونچے جمشید نے چالاک و ضرغام کا سحر دور کیا قران کو گلے سے لگایا وہان نفیش کو ہوش آیا یہ گھبراتا ہوا جمشید کی بارگاہ مین آیا اور سارا حال اپنے بیان کیا غرض قران چالاک ضرغام جانسوز چارون عیار اور تمام جادوگر جمشید کی بارگاہ مین بیٹھے ہوئے ہنس رہے تھے مگر حال اندر کا سنو کہ وہ پنجہ ایک ساحر ملازم اندر کا تھا کہ وہ لیکر اندر کو حیرت کی بارگاہ مین لایا اور سامنے حیرت کے اندر کو ڈالدیا گھڑی بھر بعد صرصر بھی آکر پہونچی حیرت نے دیکھا کہ اندر کا تمام بدن پاش پاش ہو رہا ہے اور بیہوش ہے کچھ جان باقی ہے مگر آکر چھینٹے پانی کے حیرت نے دیئے چار گھڑی کے بعد اندر کو ہوش آیا حیرت نے احوال پوچھا اندر نے سارا حال اپنا منہ پیٹ پیٹ کر کہا اور کہنے لگی کہ قسم ہے سامری جمشید کی مین نے ایسے حرامزادے زبردست عیار نہ دیکھے جنکو اپنے مرنے کا بھی کچھ ڈر نہین حیرت بھی یہی کہ رہی تھی کہ کیا کرون تمسے مین تو اپنی زندگی

تنگ ہون اسقدر عیارون کے ہاتھون سے مجھے ایذا اور صدمے پہونچے اور پہونچتے جاتے ہین غرض اندر و حیرت دونون یہی ذکر کر رہی تھین کہ افراسیاب مع لشکر قاہرہ جادوگرون کے آیا اور تعریف لشکر کی کیا لکھی جائے القصہ حیرت استقبال کو نکلی غرض بڑی شان و شوکت سے افراسیاب تخت پر آکر بیٹھا اندر کو دیکھا کہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے نہایت بیزار خفا بیٹھی ہے افراسیاب نے پوچھا کہ خیر باشد تمھارا کیا حال ہے اندر نے از ابتدا تا انتہا سب حال بیان کیا بعد ازان کہنے لگی کہ اب جاکر مقابلہ کرونگی افراسیاب نے ہر چند منع کیا اُسنے نمانا آخر افراسیاب نے کہا کہ آپ بزرگ ہین جو چاہے کرین یہ خاموش ہوئی جب افراسیاب ظلمات چلا گیا اور ہستی روز تمام ہوئی اور زن دہر نے دختر شب کو جنا اشعار

| | |
|---|---|
| غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام | نظر آنکھون مین آیا تیرہ شام |
| کھلا آخر معما زلف شب کا | اُٹھا دھندلا غبار اکبر غضب کا |
| اندر جادو نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر مہرخ و جمشید کو ہوئی | |

انھون نے بھی طبل جنگ بجوایا ساحر سحر تیار کرنے لگے اُس شب ساحرہ گیتی کو خوف ہوا کہین مجمیر افسون پردازی ہو کہین میری نہ بربادی ہو بنگالی ڈہرو بجا کر یون تاننے لگے کالوا بھیرون نارسنگ کو ماننے لگے گلستان دہر مین نسیم سحر وزان ہوئی صرصر قریب چلنے لگی ڈفلی اور بانسری بجنے لگی کڑھائیان چڑھ گئین سپاہیون مین ہتھیار صیقل اور مصقیل ہونے لگے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا طول ہر مقام پر بیجا ہے جب وہ زمانہ آیا کہ شمشیر بہادر سے رات کٹ گئی اور نیزہ خطوط شعاع مہر لیکر ترک فلک توسن چرخ پر سوار ہوا شعر

کہ جب نقش مٹا شب کے قدم کا + جھمکا نور کا ہر سمت چمکا + صبح کو مہرخ و جمشید اور بہار و مخمور بازبط قرونے ہہس آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہو کر جانب میدان جنگ گاہ روانہ ہوئے اُس طرف سے اندر و حیرت فوج لیکر آئی دلاوران نے جب تمامے نقارے گرجنے اور بجنے لگے اندر جادو کی طرف سے کہلاب جادو نکلا اور جمشید کی طرف سے نیلش جادو نکلا کہلاب نے پیکان سحر نیلش پر مارا اُسنے خالی دیکر نارنج مارا کہلاب کی چھاتی کے پار نکل گیا کہلاب جہنم واصل ہوا اسیطرح سے چالیس ساحر

نیتش نے مارے آخر کو اندر نے اپنے تخت پر سے وہ تلوار جو اُسکے آگے دھری تھی اُسے کھینچا
جیسے ہاتھ اُٹھایا تھا کہ ایک وار کرے نیتش کے دو ٹکڑے ہون اُسنے خالی دیا بعد
ازان اندر تخت پر سے کود پڑی اور دونون مٹھیون خاک سامری و جمشید کی فوج پر ماری جیسے
خاک اُڑی کہ تمام لشکر مع جمشید بیہوش ہو کر گر پڑا اندر نے دوڑ کر جمشید کو پکڑ لیا اور
سمت آسمان اُڑ کر پکاری کہ ای حیرت مجھے جس سے کام تھا اُسکو مین لائی اب تم
بھی چلی جاؤ اپنی بارگاہ مین یہ سنکر حیرت پھر کر اپنی بارگاہ مین آئی مگر اندر جمشید کو
پکڑ کر جنگل کی طرف روانہ ہوئی لشکر جمشید کا حال سنیئے کہ دو گھڑی کے بعد تمام ساحرون کی
آنکھ کھلی جمشید کو تخت پر نہ پایا ایک عجب تہلکہ پڑا مہرخ بہار اختر بن سہلان
وغیرہ سب کی سب پھر کر بارگاہ مین جمشید کی آئین اختر نے کہا کہ مین جاتی ہون جمشید کو
لیے آتی ہون ادھر قران چالاک ضرغام یہ تینون عیار روانہ ہوئے لیکن پہلے اندر
جادو کا حال سنیئے کہ اُسنے خوب سحر کر کے جمشید کو ایک درہ کوہ مین اُتارا اور کہا
کہ ای جمشید مین تیرا سر کاٹے لیتی ہون یہ کہکر اندر الگ جا کر بیٹھی اور ایک پتلہ سحر کا دیا
اور کہا کہ جا کر جمشید کا سر کاٹ ڈال اُسوقت ملکہ اختر پہونچی دیکھا اُسنے کہ اندر الگ بیٹھی ہے
اور جمشید علیحدہ ہے لیکن ایک پتلہ سحر کا تلوار کھینچے جمشید پر آتا ہے اختر سر عقاب
بنکر جو گری تو جمشید کو اُٹھا لیچلی اندر نہایت زبردست ساحرہ تھی یہ بلا ہو کے پیچھے دوڑی
غرض ملکہ اختر نے کہین بچاؤ نہ پایا نہ دیکھا ایک جھیل تھی پہاڑ کے تلے اُس جھیل مین
کود پڑی مع جمشید اور غائب ہو گئی اندر نے سحر سے معلوم کیا اور کنارے جھیل کے آکر
اندر نے ایک چٹکی خاک کی لیکر سحر کر کے جھیل مین چھوڑ دی کہ تمام پانی جھیل کا خشک ہو گیا
اور اندر نے دوڑ کر اختر اور جمشید کو پھر پکڑا اقتضاء کار چالاک نے وہان پہونچکر یہ
تمام ماجرا دیکھا چالاک نے وہین اپنے تئین صرصر بنا کر کہا کہ واہ ای ملکہ اندر کیون نہو
سبحان اللہ کیا کام کیا ہے یہ کہکر برابر پہونچا تھا کہ بیضہ بیہوشی کا مارا اندر چاہتی تھی بنانے
چیت گری چالاک نے خنجر اُسکے سر پر مارا سر اُسکا نہ کٹا جمشید اور اختر دونون اُسکے سحر مین گرفتار تھے
قضاء کار سامنے سے صرصر پہونچی چالاک سے تلوار چلنے لگی اس عرصہ مین اندر کی پھر آنکھ کھل گئی

بس اُسنے آنکھہ کھلنے کے ساتھ ہی چالاک بزور سحر پکڑ لیا غرض جمشید اور اختر و چالاک
کو پکڑ کر پھر آپ چلی اور صرصر کو رخصت کیا سامنے چند قدم پر آ اسکو صبار فتار ملی اندر نے
جانا کہ یہ کوئی عیار ہے اندر نے صبار فتار پر سحر کیا کہ یہ کمر تک زمین مین غرق ہوئی ہرچند
صبار فتار نے کہا کہ مین افراسیاب کی لونڈی ہون اندر نے نہ مانا اور جمشید و اختر و
چالاک تینون کو پکڑ کر ایک پہاڑ مین لیگئی وہان کہین قران جا پہونچا یا لگا ہوا تھا اُسنے دیکھا
ایک ساحر کی صورت بنکر برابر اندر کے آکر کہنے لگا کہ واہ واہ ملکہ کیا کام کیا ہے جیسے ہی اندر کی آنکھہ
اُدھر کو اُٹھی کہ ساتھ ہی قران نے ایک لخدہ مارا کہ کھوپری اندر کی چار ٹکڑے ہوئی اور
یہ چیخ مار کر گری اور پکاری کہ کشتی مرا نام من اندر جادو بود اب ملکہ اختر اور جمشید و چالاک
تینون قید سحر سے چھوٹ گئے اور اپنی بارگاہ مین آکر بخوشی و خرمی تمام بیٹھے القصہ جب اندر
جادو ماری گئی تو صبار فتار بھی چھوٹ گئی اور سمجھی کہ ملکہ اندر ماری گئی اُسنے آکر یہ حال ملکہ
حیرت سے کہا حیرت غش ہو گئی اور افراسیاب کو خبر ہوئی افراسیاب روتا پیٹتا وہان
نعش پر اندر کی آیا خوب رویا بعد ازان نعش کو اندر کی جلا دیا اور اُسکو صنعت سحر ساز بارگاہ
مین افراسیاب کی آئی اور ماتم پرسا اندر کا دیکر کہنے لگی کہ اے افراسیاب کل تو مجھے حکم ہو کہ
مین بھی جا کر ذرا میدان جنگ کا تماشا دیکھون افراسیاب نے کہا بہت اچھا صنعت
نے طبل جنگ بجوایا اُدھر جمشید نے سنا وہان بھی طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان
جنگ مین آئے ابھی صنعت نہین نکلی تھی کہ طرفدار صنعت کے قریب چار سو جادوگر کے
قسمیہ ہوئے کہ چلکر جمشید کے لشکر کو غارت کر دینگے وہ سب میدان مین نکل کھڑے ہوئے ارادہ
جنگ مغلوبہ کا کیا تھا کہ اُدھر جمشید کی طرف سے باغبان قدرت جو آکر ملگیا ہے وہ نکلا
اور اُسنے ایک گلدستہ پھولونکا بزور سحر بنایا اور میدان مین لا کر صنعت کی فوج کو دکھایا
اور پتی پتی بوٹا بوٹا اُسکا تمام توڑ کر پھینک دیا پھینکنے کے ساتھ جتنے ساحر صنعت کے ساتھ
میدان مین کھڑے تھے سبکو غنودگی آئی کہ اونگھہ کر زمین پر گر پڑے بعد ازان باغبان کچھ دانے
اُرد مونگ رائی سرسون کے پڑھکے میدان مین پھینکدیے کہ ایک جنگل بڑے بڑے فلک فرسا
درختون کا مگر سرسبز بہت گنجان کہ جسمین اگر کوئی جائے تو کہین جھلک آفتاب کی نظر نہین پڑتی

تھی اور ایک تاریکی اندھیرا ساتھا کہ اپنا ہاتھ اپنے تئین نہین سوجھتا تھا دم بھر مین تیار کیا اور کئی ہزار ساحرون کو صنعت کے اس صحرائے لق ودق مین بزور سحر قید کرکے پھر اٹھا کہ اسمین شام کا وقت ہوگیا اور افراسیاب نے کہا کہ اب طبل آسایش بجواؤ کل سمجھونگا بارے ادھر بھی طبل آسایش بجا دونون لشکر پھرے اپنی اپنی بارگاہون مین آئے رات کو افراسیاب نے صنعت سے کہا کہ مین تجھے ایک نارنج اپنے سحر کا دیتا ہون کل تو جا کر اس نارنج کو باغبان پر مارنا اور بعد اسکے افراسیاب نے کچھ اور سحر صنعت کو سکھا دیا غرض افراسیاب بھی اپنی بارگاہ مین جا کر سو رہا ادھر صنعت بھی اپنی بارگاہ مین آکر سوئی جب وقت صبح کا ہوا افراسیاب حیرت صنعت وغیرہ سب ساحر میدان مین نکلے ادھر سے جمشید مع اپنے لشکر باغبان کو لیے میدان مین آیا باغبان نے میدان مین نکلکر پکارا کہ ای افراسیاب کون جادوگر ہی کہ آوے میرے مقابلے کو یہ سنکر صنعت اسی نارنج کو لیکر میدان مین آئی اور بیساختہ زمین پر مارا کہ دیکھا سب درخت باغبان کے بطرفۃ العین خشک ہوکر زمین پر گرے اور جلکر خاک ہوگئے اور جتنے ساحر صنعت کے قید مین تھے وہ سب چھوٹ گئے باغبان نے صنعت پر پھر سحر اپنا کیا لیکن بسبب افراسیاب کے سحر کے باغبان کا سحر صنعت پر اثر نہ کیا صنعت نے وہ سحر جو افراسیاب سے سیکھا تھا وہ باغبان کے منہ پر پڑھکر پھونکا باغبان اندھا ہوگیا صنعت نے دوڑکر باغبان کو پکڑ لیا بڑی خوشی افراسیاب لشکر مین ہوئی لاکھون ساحر افراسیاب کے جمع ہوگئے حیرت افراسیاب وغیرہ سب باتفاق ہوکر آئے اور ایک آہن کا چبوترہ بنوایا اسپر باغبان کو قتل کرنیکے واسطے بٹھایا اور اسطرف سے عمرو بھی روانہ ہوئے کہ مین جاکر دیکھون تو کیا ماجرا ہی از بسکہ دریائے خون روان خشک ہوگیا ہی اور پل پر پرزا وان بھی ٹوٹ گیا ہی یہ جاکر قریب باغبان پہونچے وہان گلچین زوجہ باغبان کو خبر گرفتاری باغبان پہونچی تھی وہ غم مین اپنے شوہر کے گریان و نالان زار مثل ابر بہار کے تھی کہ عمرو وہان ایک ساحر کی صورت بنکر آیا کیفیت اس ہنگامۂ نوحہ و شیون مین اسکی جانب کچھ توجہ نکی اور اسنے گلچین کو جال الیاسی مارکر زنبیل مین ڈال لیا اور آپ مجرہ طلب کرکے اسکی ایسی صورت بنا پھر تو خزان باغ کو اسنے اکھڑنا شروع کیا اور اپنے تئین اٹھا اٹھا کے

وے دے مارتا تھا کنیزین ہرچند سمجھاتی تھین مگر اسکو تاب تنہائی تھی گریبان گل اسکے غم مین
چاک تھا سنبل کی زلف پریشان تھی لالہ کے دلمین داغ تھا سرو اُسکی نظر مین صورت دار
تھا عجب کیا تھا جو نرگس بھی رونے لگے بیقراری سے نوحہ کرنے لگے گریبان بیٹھا ہوا پھاڑ ڈالتی
ہوئی سر پیٹتی ہوئی سینہ کوٹتی ہوئی بادل بریان و دیدہ گریان داد و بیداد کنان باہزاران
شور و فغان باغ سے نکلکر چلی اشعار

ہوئی جوش وحشت مین چھینٹے سی سیر
چلی سر کو ٹکراتی ہو لا علاج
کیا نوچ کر سر کے بالون کا ڈھیر
وہ نازک طبیعت وہ نازک مزاج
اسیطرح سے یہ صنعت کے سامنے آئی صنعت نے دیکھا کہ

باغبان کی جورو آئی ہے اسنے ایک ساحرہ سے کہا کہ گلچین سے جاکر پوچھو کہ اگر تو اسکو آئی ہو تو جو جو
ہوں اور ہین جو تیرا مطلب ہو صاف صاف کہدے گلچین نے روکر کہا کہ مین بیوہ بیکس بیچاری
اسکا کیا مقدور رکہ مین تجھسے مقابلہ کرون واسطے جمشید و سامری کے میرے خاوند اور مجھکو ایک ہی جگہ
قتل کرو کیسلیے کہ جس روز سے میرا اور باغبان کا ساتھ ہوا ہو وہ کبھی دم بھر جدا نہین ہوا اور جو
تم نہ مانوگی تو مین ستی ہو جاؤنگی مگر نعش اور سر کو میرے خاوند کے مجھے دے ڈالنا صنعت
نے رونا پیٹنا اور گریہ و زاری گلچین کی سنکر گلچین کو سامنے بلا لیا اور کہا اے گلچین جادو کیا
تجھے یہ دن معلوم نہ تھا خیر جو ہوا سو ہوا مگر اب بھی جو افراسیاب سے پھر جاؤ تو مین تجھے ابھی جان بخشی
کرا دون گلچین نے کہا کہ یہ تو ہو گا کہ مین افراسیاب کی تابعداری کرونگی غرض ہمکو اگر تم چھوڑ دو
تو ہم اور کسی شہر مین نکل جائینگے ہمکو کوکب روشن ضمیر سے واسطہ نہ افراسیاب کا
ساتھ ہمکو قبول اسمین صنعت نے کہا کہ اگر تابعدار تھی افراسیاب کی تو کیونگی تو مین
باغبان کو قتل کرونگی گلچین نے کہا کہ خیر جو مرضی سامری و جمشید کی اچھا صاحب مبارک ہو ہمکو قتل
باغبان کا۔ کہکر اپنے ساتھ کے ساحرون سے کہا کہ لکڑیون کا ڈھیر لگا دو مین ستی ہونگی اور یہان
تیاری گلچین کے ستی ہونے کی لاکھون ساحر دونون طرف سے جمع ہو گئے وان حیرت و افراسیاب
کو خبر پہونچی وہ دونون سوار ہو کر آئے یہ تماشا دیکھا اور گفتگو گلچین جادو کی سنی افراسیاب نے
کہا کہ لاؤ گلچین جادو کو میرے سامنے کہ اتنے مین دیکھا کئی ہزار ساحر اور لاکھون تماشائی مین
آئے مین اور شاہ و گدا صغیر و کبیر امیر و فقیر ہر کہ و مہ از خرد تا کلان تاجران و ملازمان دولت ایک

حشر کی طرح کا مجمع کثیر انبوہ عظیم سامنے سے نظر آیا اور کچھ جلوس برات کا ایسا کہ قریب سوا سو طائفہ
مرنے نواز اور نوبت خانہ بجتا ہوا اور سحر کرتے ہوئے اور ڈنکے بجتے ہوئے گھوڑے نوبت کے
بھلے معلوم ہوتے تھے اور کئی سو منقلین عنبر و عود اور عبیر کا بکتا پڑتا ہوا جنکی خوشبو سے نسیم عنبر
شمیم جو چلتی تھی تو دماغ جان معنبر اور معطر ہوتا تھا اور قریب سوا سو سقوں کے کہ بادلے کی لنگیاں
اُنکے کاندھوں پر پڑی اور لنگوٹ تمامی کے بندھے کانوں میں اُدراج پڑے ہزارے کا فوارہ
مشکیزہ پر چڑھا کانٹے طلائی تسمہ میں لگے ساون بھادوں کی ایسی گھٹا برستی ہوئی اور
بیچ میں ایک تخت پر زر مکلل بجواہر پر گلچین جادو سوار اور اُس پر کئی سو گلدستے طرح بطرح
کے رکھے ہوئے اور گرد و پیش تخت کے چار سو باغبان بچیاں چنگیرین پھولوں کی لیے ہوئے
لنگے قیمت کے مہنگے پہنے ہاتھوں میں کڑے گردہان پڑے اور گلچین جادو جوڑہ شہانہ پہنے مگر
ابھی نہا کے جو سوار ہوئی ہے تو وہ کھلے کھلے بال جنسے بوندیں پانی کی ٹپکتی چلی آتی ہیں آنکھوں کا
اُسکی یہ حال ہے کہ نشۂ عشق میں شوہر کے لال ہو رہی ہیں اشعار

مژہ ہے غیرت ناوک بھوین ہیں رشک کمان
ہے خط نسخ میں لکھی مگر یہ حمد خدا
اگر وہ ہو متبسم تو رشک سے بلبل
ہیں آنکھیں مرگ نگہ کا لیے ہوئے برچھا
جو دیکھے عارض گلگون وہ رشک صد خورشید
گلو نکو نوچلے منقار سے کرے غوغا
وہ مینی اُس بت پر فن کی دیکھے جو وہ کھلے
تو آفتاب قیامت کا زرد ہو چہرا
کبیت دامن چھپے حجاب

دیکھو اُسکو مسکراتے چاند سورج میں بھلا کہاں یہ سندرتائی ہے + پان میں نہ پھول ہیں نہ کنول
میں نہ گھر ملیں دیکھت چھپائے وہ تو یہ کر لمبائی ہے + کیوڑا اور سیوتی گلاب کی ایسو ہاکی سی
سوگندہ تو عطر ہو نہ پائی ہے + کہو سے بز دگن سے کے رچی ہے جو لائی تاپہ پاؤن وہ اسکے جیسے مہندی سی لگائی
ہے + نظم

العجب ہے مسی وہان کا عجب عالم
ہزاروں خون ہوئے جو دیکھے اُسکے یاں کا لاکھا
وہ گول ساعد و بازو جو دیکھے سو بہکے
جو ہو سے محرم بالا اُس سے جا بے صاف کہا
نقاب وار زرہ پوش یا کہ سے تھے دو
رخان وہ شعلہ کہ جسطرح ہو تہ و بالا
ہزاروں دیکھ لے شکل گل ہیم تھے مشتاق
اہرا جو انکو ہر سانچے میں نور کے ڈھالا
ارحال دار تھا دل نور تھے محرم
ارملک حسن کے کشور تھے دونوں جو دیکھا
ہزارہ ابر کی سی لب نہ ہر کھانے لگے
گلو سے نور تھا وہ شمع طور سے زیبا
اب آگے کیا کروں تعریف عمر محبوبی
وہ اُسمین شبہیں بھیں کا غوری دونوں جلوہ نما
کہ دو وہ اچھی جو تھی اُسکے تھا آگے

دکھاتے تھے شان اپنی ہر اک بے بہا
کہ جس سے مہ کو تھی نسبت تھا محمل السیار گو
تھا وہ عشق کے دریا کا سیکڑوں ڈوبا
سوا خدا کے کسے علم غیب ہو معلوم
حجاب مانع ہو اور سترہ بہر شرم و حیا
وہ ساق سیمیں او پاکیزہ نور کی صورت
جو دیکھے مہر منیر اسکا ایک ناخن پا
جو دیکھ اُس قد موزوں کا باغ خلد میں

جگر کو تھام ہاتھوں سے رہ گئے لاکھوں
وہ عزو نزاکت و بدن اف چاندنی دھوبا
نشان نہ پایا کسی نے کمر کا اُسکی جب
کمر جو اسکی مگر اس زمانہ میں عنقا
جلاوے مردے کو ٹھوکر سے جیسے مسیح قدرت
پری کی شکل وہ اُس حور کا ہر اک اعضا
مرصع زیور و پوشاک فاخرہ پہنے
تو سر نگوں ہو خجالت سے قامت طوبیٰ

حبیب اُسکا وہ شکم صاف خلق نے دیکھا
وہ ناف اُسکی ہے گرداب بحر حسن جہاں
تو عقل گم ہوئی اسطرح حسن ہوئے ایسا
اب آگے ہوتی ہے تعریف میں گستاخی
خبر یری ستمونکو آنے ذکر میں اسکا
فلک پہ کاہش مہ سے ہلال بنکے چھپے
جو دیکھے اُسکو ملک کے اٹھے وہ عرش عظمیٰ
ناریل اور نارنج اچھالتی ہوئی

کئی سو ساحر عزیز و اقربا اُسکے تخت کے گرد و پیش تال ملکھانہ بادام چھوہارے وغیرہ لٹاتے ہوئے
ڈھیرو بجاتے گھڑیال ناقوس بجتا ہوا اس تہیہ اور ارادے پر چلی آتی گیت

للج اور سلوچ چھانڈ پر بھوگ جوگن ہیں سیلی گرے گا بستر گرد ہی رنگاؤں گی
ہردے کی گھٹائی سو نگی دھیا اترسے تن من سب مار بھسم وخم کو جراؤں گی
کام ہو نہ رام اور رحیم کے نام سے آنسوؤں کے مالا پر اُنہیں کا نام گاؤں گی
پیارے کے درسن کی بھیا کے مانگنے کو آنگمن کے پھیرے چار اور دھاؤں گی

ادھر تو باغبان قدرت کو صنعت سحر ساز نے قتل کیا ادھر میں اُسکے ساتھ ستی ہوجاؤنگی
غرض اسطرح جیسے برابر افراسیاب کے لشکر کے اور سامنے صنعت سحر ساز کے پہونچی افراسیاب
کو خبر ہوئی وہ حیرت جادو کے پاس آیا اور یہاں آکر جو دیکھا تو گلچین ستی ہوتی ہے افراسیاب
نے اُس سے کہا کہ ای گلچین ہم دو سوال تجھسے کرتے ہیں اسکا جواب ہمیں دے اول سوال تو یہ
ہے کہ کوکب اور جمشید اور عمرو سے الگ ہوجاؤ اور اُنکا ساتھ چھوڑکر تابعداری ہماری
قبول کرو تو ہم تم دونوں کو بدستور مالک و مختار کردیں لیکن چھ مہینے باغبان قدرت کو
قید رکھ کر اُسکے مافی الضمیر کو دیکھ لینگے گلچین نے کہا کہ مجھے کوکب و جمشید اور عمرو کا ساتھ
منظور نہیں ہے نہ تمھاری تابعداری قبول ہے مجھے تو یہ خوشی ہے کہ اگر تم میرے حال پر رحم کرو تو
باغبان قدرت اور مجھے دونوں کو طلسم سے باہر نکلوا دو کسلیے کہ جہان انسان باعزت

وہ مدت حکمرانی اور سلطنت کرتا ہو وہان جس حالت مین کہ ذلت اٹھائی اور ایسی رسوائی ہوئی کہ ادنے اور اعلی سب کو معلوم ہو گیا کہ افراسیاب نے باغبان کو ذلیل کیا پھر وہان رہنے کا اب کیا لطف رہا افراسیاب نے کہا کہ اب دوسرا سوال یہ کرتے ہین کہ جس حالت مین کہ ہمسے تجھے نفرت ہو اور ہماری اطاعت تو اگر نہ کرے گی تو ہم ضرور باغبان کو قتل کرینگے ہمین تیرے مرنے اور جینے سے کیا کام رہا لیکن یہ تو بتا کہ مرنے والے کے ساتھ کوئی مر نہین جاتا کروڑون بندہ خدا سے باختر کے پیدا ہوئے اور مرگئے اور مرتے ہین کسی کا بیٹا اور کسی کا باپ کسی کا بھائی کسی کی جورو بہن بیٹی مان مر نہین گئی اور نہ کسی کے مرجانے سے کوئی جی اٹھتا ہو بنظر غور تو ہی دیکھ کہ خداوند باختر اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خدا ہو اور اُسنے گلزار جہان کو کیا رونق دی ہو اور کیسے کیسے لطف اور نعمتے اپنے بندون کے واسطے پیدا کیے ہین یہ فضاے دنیا اور بہار رنگا رنگ بعد

از مرگ پھر کہان بیت

عدم مین یہ دنیا کی لذت کہان ۔ یہ چہلین کہان یہ حلاوت کہان ۔ اور علاوہ اسکے ذرا غور کر کہ یہ بات

ایسا دلچسپ مکان ہو کہ جدھر جاے نظر ۔ ہو وہ مضطرب و ساق شب مہ نور نظر
جو کہ شی ہو وہ ہو مرغوب دل پیر و جوان ۔ سبزہ و ابر و ہوا لالہ جمن گل تر
دیکھ صحرا کو کہ کیا سبز زمرد گون ہو ۔ دیکھ دریا کو کہ ہو موجون سے زنجیر بہ بر
قطرہ باران کے ذرا دیکھ کہ کیا عالم ہو ۔ لوٹتے پھرتے ہین دامان صبا مین گوہر
برق جون چشم بتان ابر یہ چشمک زن ہو ۔ رعد مین نالۂ عشاق کا پیدا ہو اثر
شفقی جامہ پہنتے ہین جو بادل سر شام ۔ ہوتی ہو جملہ زمین بوقلمون سر تا سر
تسے خوبون کا یہ عالم ہو کہ ہر رنگ سے روز ۔ پیستے ہین دل عشاق بہ انداز دگر
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا ناز و خرام ۔ ایک سے ایک رقیبان جہان جانگتر

ای گلچین قسم ہو سامری جمشید کی ہین فی الحقیقت باغبان کو اب قتل کرونگا کسی طرح نہ چھوڑونگا لیکن اگر سچ پوچھو تو میرا دل اسوقت تیری طرف مائل ہو گیا ہو تیری بیقراری اور بے چینی مجھے گوارا نہین قسم ہے مجھے خداوند باختر کی کہ مین لاکھ جان سے شیدا ہے

جبال پری تمثال تیرا ہوں مجھے اپنا شہید خنجر ابرو اور ذبیح تیغ ادا سمجھ اور تو ارادہ مرنیکا نہ کر میں تجھے سلطنت ہفت اقلیم کی بخش دونگا یہ دیوانے پن کی حرکت نادانی سے نہ کر۔

سُن ای نادان دوہا سچ بتلا تمن کیا زور تیج بھوپال جیتا ہو کر کیوں جلے موئے ہوئے پر شام

جبکہ یہ باتیں افراسیاب جادو کی زبانی گلچین نے سنیں تو اسنے ہنسکر کہا کہ اے افراسیاب حقیقت یہ جو تو نے فضائے دنیا اور بہار گلشن و مہر کا ذکر کیا سچ ہے لیکن او نادان ذرا یہ بھی جان کہ ایسا

مشتاق ہر اسکی جدائی سے سبھو لیکن
لطف لاکھوں ہیں پر افسوس کہ ہے نقش بر آب
چھوڑ دیں اسکی محبت کو ہیں صاحب ہوش
اختیار اپنا جہاں ہو نہ وہاں الفت کیا

عالم خواب سمجھتے ہیں جو ہیں اہل نظر
آبشاری میں سدا توجہ گر اس گلشن کی
وہ دن آئے گا کہ مٹی کو ہو نہ ماں کی خبر
بے بسی میں بھی جو ہو عشق تو ہیں لاکھ ضرر

سُن اے افراسیاب یہ دنیا سرائے فانی ہے نہیں جائے ثبات نظم

کدھر آج ہے عدل نوشیروان
کہاں ہے وہ دارا کا لشکر سپاہ تاج
نظر کن درین دیر بازیچہ رنگ
کہیں طوطیاں خوش لحانی میں ہوں
کہیں سبز ہیں سنبل چمن
کہیں کانٹوں سے راستہ بند بھر

ہوا ہے وہ تخت سلیمان کہاں
کہاں اب کیومرث کا نام ہے
کہ شکست چون طاق کسریٰ ہے سنگ
کہیں شور ہر غزلہ عندلیب
کہیں زلف سنبل وبال چمن
کسی شے کو یاں کے نہیں اعتبار

کدھر ہے سکندر کا وہ تخت و تاج
کہاں اب وہ جمشید کا جام ہے
کہیں شور کرتے ہیں یاں جغد و بوم
کہیں بہر گل نالہ وا جیب
کہیں نخل گلشن ہے دو منہ بھر
خزاں کے تصرف میں ہے یہ بہار

اور تو نے یہ بات کہی کہ مردے کے ساتھ جلنا کیا ضرور میں شہنشاہ ساحران عالم ہوں مجھے تو قبول کر سن اے افراسیاب کبت

میں باجن باجے پیا کو موہ لیں اب بجاوت ہم چلیں پیا کو بدیو دیں جا کے سنگ سکھ اور انند لی اسی سے تا کو چھوڑ کہو کا کو مکھ جو دیجے تجھے سب راگ رنگ تجھے سکھیں کے سنگ یہاں پران ہمارے پران ہوتے ہاتھ دھوئیے جا کے سہاگ بھاگ ہوئی ہے اٹک اور راگ آگ آدھین ہو کیا رانڈ ہو کے روئیے جا کے سنگ چاندنی سی راتن میں جاگت تھی تا کے سنگ اکبار آگ ہو کے سوئیے ؛ *

او بس ای افراسیاب جادو اب جو تجھے کرنا ہو بسم اللہ دیر نہ کر اور تو جو اپنے سحر و ساحری پر تکبر اور مغرور ہے استغفار یہ تیرا خیال خام ہے کوکب روشن ضمیر تجھسے کچھ سحر مین کم نہین ہے خواجہ تاشان شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ عیار کشندہ ساحران عالم ہے جسنے کافور کشمیر بنگالہ کافور رو بس اندر کوٹ جاہ ماران جاہ الماس فرعون شداد ہامان نمرود لات منات تیشا گستہ دم خیشتا لوٹم لوٹم جھوم جھوم جھوٹک پونے دو سو خدائیان برباد کردین در کرب غازی اُس شخص کا نواسہ ہے کہ جسے امیر با توقیر سلطان ظفر احتشام حمزہ عالی مقام کہتے ہین اور بارگاہ نوشیروان ملک العادل کسریٰ کہ جسکے چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو تاجدار کرسی نشین اٹھارہ سو عہدیداران سلطنت چوبیس سو پہلوان پایہ تخت کے کرور سوار کے افسر جسکے دربار مین بیٹھے تھے ان سبکو غارت کردیا اور لقا خدا اسے باختر کو بھگاتے بھگاتے نوبت بجدے رسید کہ اس زمین مین قدم نحس شوم اُسکا آیا پھر تو یہ سمجھ دیکھ کر اب تو بھی چراغ سحری اور آفتاب لب بام ہے تجکو لازم ہے کہ اس سودائے خام اور تصور ناتمام کو دماغ سے نکالکر اطاعت شاہزادہ اسد بن کرب کی قبول کرے شاہزادہ بدیع الزمان گروہ رستم شکوہ فتنہ ملک سنجان و باختر اور ملکہ تصویر جادو اور مہ جبین الماس پوش کو قید سے رہا کر کے ہم دوش

سخن ای افراسیاب کر اثبات

بقا کس کو جز ذات پاک خدا ہے
یہ جاہ و حشم عارضی ہے جہان مین

بقا مین فنا ہے فنا مین بقا ہے
منی نکلے تب پھر خدا ہی خدا ہے

بس یہ سنتے ہی آتش غضب کی تو سینے مین افراسیاب کے مشتعل ہوئی جسکا دود بد دماغی جان سے نکل گیا اور پکارا کہ او اسے مردیم ای گلچین تو نصیحت نامے کی کتاب میرے واسطے لیکر بیٹھی ہے اور میری اتالیق بنی ہے دیکھ تو سہی مین تجھسے او اجل رسیدہ کیا سلوک کرتا ہون خیر اچھا تو میرے سامنے زندہ باغبان کو لیکر چلی اور جو تو نہ جل گئی تو مین تجھے جلا جلا کے مار ڈالونگا یہ کہکر کہا کہ لاؤ باغبان قدرت کو بس ساحران غدار کشان کشان اُسکو سامنے کے لائے افراسیاب نے کہا کہ ای باغبان تیری جورو تیرے لیے ستی ہوتی ہے پھر اب کیا ضرور ہے کہ جب مین اب تیری گردن اڑادون

اِس سے یہی بہتر ہو کہ تم دونون کو لکڑیون کے انبار پر بٹھا دون کہ ساتھ ہی جل جاؤ
باغبان قدرت نے کہا کہ ای افراسیاب رینے سے ڈرنا کیا جو کچھ منشی تقدیر
اور کاتب ازل نے صفحۂ ناصیہ پر میرے ترقیم کیا ہو وہ ہی پیش آتی ہو افراسیاب
نے خفا ہو کر لکڑیان جمع کروائین اور باغبان قدرت اور گلچین کو اُسپر بٹھا دیا
اور گرد انبار ہیزم کے افراسیاب نے چار طرف سحر بند کر دیا اور کہا آگ لگا دو لیکن
مہتر قران نامدار کا حال لکھا جاتا ہو کہ یہ لکڑیان بڑی دیر سے جمع ہو رہی تھین
تو اُنھون نے اُسکے نیچے نقب کھودی اور سر نقب کا بیچ مین لکڑیون کے نکالا اور دوسرا
سرا اُتین کوس پر جدھر لشکر جمشید بن کوکب کا پڑا ہو اُدھر رکھا جب لکڑیون مین
آگ لگائی گئی معاذ ابید عجب طرح کا تلاطم اور تہلکا دونون لشکرون مین برپا ہوا
کہ مہرخ سحر چشم اختر بن فیل زور شمشیر زن ہلال سحر افگن شکیل جادو بہار جادو
طاؤس جادو نافرمان جادو سرخ موے کاکل مشکفام خونخوار کاکل کشا
سب سر زنان و سینہ کوبان داد و بیداد کنان تھے اُسطرف بھی لشکر ساحرون کا ہر چند کہ
وہ سب دشمن جمشید کے تھے لیکن افسوس کرتے تھے ہان یہ ظاہر خوف سے افراسیاب
کے کچھ بول نہ سکتے تھے کہ اسمین دھوان لکڑیون کا بلند ہوا اور ضرغام و جانسوز
وغیرہ جو عیار اور عزیز و اقربا گلچین کے تھے اور تال کھانا اور میوہ اُچھالتے ساتھ آئے
تھے اُنھون نے رال کے چھڑے کہ وہ تمام بیہوشی آغشتہ تھے آگ پر ڈالنا شروع کیے
شعلے آگ کے بلند ہوئے اور دھوان پھیلا اب افراسیاب و حیرت و صنعت
اور جسقدر لشکری تھے وہ سب بیہوش ہو کر گرے اندر لکڑیون کے تو کوئی جا نہ سکتا تھا
کہ افراسیاب نے وہ جگہ سحر بند کر رکھی تھی اور نہ عمرو باغبان کو لیکر باہر آسکتا تھا
بس اسنے باغبان کو زنبیل مین ڈال لیا اور آپ اُسی نقب کی راہ سے باغبان کو
لیکر بارگاہ جمشید مین آیا اور بعد ازان قران اور آپ ناک بند کر کے اُسی غول مین
عالم خفتگان نظر آتا تھا مع افراسیاب اور حیرت وغیرہ بیہوش پڑے تھے تو یہان جو
دیکھا تو ضرغام شیر دل اور جانسوز بن قران و چالاک بن قران و چالاک بن عمرو

دامن گردانے خنجر زنی کر رہے ہین پہلے تو نامی و نامور ساحرون کا گلا کاٹ ڈالا پھر اور ساحرون کو قتل کیا بہتون کو مارا اور قران نے ز آکر پشتارہ افراسیاب باندھا اور کہا کہ ای جانسوز حیرت کا پشتارہ باندھکر چلو بارگاہ جمشید مین اور عمرو نے کہا کہ ای بٹیا ضرغام اور اوجو نامرگ چالاک خبردار کسی ساحر کا اسباب خراب ہونے پاوے اور کبھی سے بھی میچنے نہ ہونے پائین مین وہ چالاکی کہان سے دونگا غرض قران اور جانسوز تو دونون پشتارونکو لیکر چلے باقی اسباب اور جواہر کار زیور وغیرہ جو عورتین کہنے تھین وہ عمرو نے اتار لیا اور چالاک مارکر سب نذر زنبیل کیا اور وہان جمشید کو خبر ہوئی کہ اس طرح کا سانحہ گذرا بس یہ اپنے لشکر کو لیکر چڑھ دوڑا اور آکر لشکر افراسیاب پر گرا پھر وہان جو لشکر ہوشیار تھے اُنسے تلوار چلنے لگی

نظم

بزد نای رویین و برخاست کوس
تو گفتی برآمد همین رستخیز
بجنبید دشت و بترفید کوه

هوا نیلگون شد زمین آبنوس
تو خورشید روی هوا تیره گشت
زبانگ سواران هر دو گروه

درخشان به گرد اندرون تیغ
به خورشید گفتی براندوده
غرض وه لشکر تمام بھاگا جمشید

نے خیمہ و بارگاہ تاخت و تاراج کیا اور فتح کرکے بخوبی تمام داخل بارگاہ ہوئے اب حال سنیئے قران افراسیاب کا پشتارہ باندھکر لیکر چلا اور جانسوز پشتارہ حیرت لیکر روانہ ہوا تو اثنا راہ مین بیہوشی افراسیاب کی اُتر گئی اور اُسنے دیکھا کہ مین پشتارہ مین بندھا ہوا چلا جاتا ہون اب سحر جو یاد کرتا ہی تو یاد نہین آتا ہی بس یہ برق بنکر تڑپا قران گھبراکر پشتارہ لیکر بھاگا لیکن جانسوز جو پیچھے پیچھے حیرت کو لیے چلا آتا تھا اُسنے دیکھا کہ کچھ برق سی قران کے پشتارے مین سے چمکی اُسنے گھبراکر ایک غار مین پشتارہ حیرت جادو کا پھینک دیا اور آپ ایک جادوگر کی صورت بنا در پہاڑ کی جانب چلا گیا مگر افراسیاب جادو سے سوا بھاگ جانے کے اور کچھ نہ بن پڑا یہ بھاگ کر باغ سیب کی طرف گیا اور وہان جاکر بزور سحر اپنے لشکر ساحرون کا پھر تیار کیا اور از راہ بے حیائی کوچ کی تیاری مین تھا کہ اب جاکر حیرت جادو کو ڈھونڈھ لاؤن اور یہان حیرت جادو کو جانسوز نے غار مین ڈال دیا تھا تو وہان صبار فتار

کمند انداز عیار بھی آنکلی اُسنے دیکھا کہ ایک پشتارہ بندھا پڑا ہی اُس پشتارے کو کھولکر
جو دیکھا تو حیرت جادو کو پایا یہ اُسکو لیکر بہت دور ایک جنگل مین آئی اور فتیلہ دفع بیہوشی کا
اُسکو سنگھایا کہ ہوش آیا صبار فتار نے حیرت جادو سے کہا کہ بی بی تم اسطرح بندھی
پڑی تھین اُسنے اپنا مُنھ پیٹا اور رو دھوکر ذلیل ہوکر بزور سحر آسمان کی طرف روانہ
ہوئی اور گنبد نور مین آئی یہان آکر باقیماندہ جو ساحر تھے انکو بلایا اور لشکر تیار کیا اس
عرصے مین افراسیاب بھی آیا اور یہ دونون ملکہ بیٹھے اور فوج کشی کرنے مین مصروف
ہوئے قریب تین لاکھ ساحر کے جمع ہوگئے اور وہان جانسوز نے جب پشتارہ حیرت جادو
کا غار مین نہ پایا تو پھر کر بارگاہ جمشید مین آیا لیکن بران شمشیر زن کو جو عشاق
جادو نے سحر سے مار اتھا اور اُسکو تالاب معمار قدرت کے بنائے ہوئے مین رکھا تھا
بران مری نہین ہی سحر مین بیہوش ہی لیکن بظاہر مردہ ہی غرض کہ کوکب روشنضمیر
نے ایک پنجہ سحر کا عمرو کے لینے کو روانہ کیا عمرو یہان جمشید کی بارگاہ مین بیٹھا تھا
اور ملکہ مہرخ وغیرہ سب جشن کر رہی تھین نقاب طبلے پر پڑتی تھی گانے بجانے کی صدا
بلند تھی کہ دفعۃً ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اٹھاکر سوے آسمان لے گیا اب جو عمرو
کی آنکھ کھلی کہ ایک صحرا لالہ زار ہی گلہاے بوقلمون کی بہار ہی اُسکے بیچ مین ایک بارہ دری
بلور کی بنی ہی جسکے دروازے پر پتلیان کھڑی ہین عمرو اندر بارہ دری کے آیا تو دیکھا کہ
کوکب روشنضمیر تخت پر بیٹھا ہی اور ایک طرف ایک بنگلہ فیروزہ کا ستون اور گھونگھیان
بلور کی ہین اور پھر پے چاندی کی ہین اُسمین چار سوزنڈیان پوشاکین پُر تکلف پہنے
ہوئے بیٹھی ہین غرض عمرو دنگل پر بیٹھا اور کوکب نے تعریف عمرو کی کی کہ خوجہ
تمنے کیا خوب عیاری ستی کی کرکے افراسیاب کے لشکر کو غارت کیا اور ساحران
نامی کو مارا واہ کیا کہنا ہی لیکن افسوس صد ہزار افسوس اے شہنشاہ عیاران بران
شمشیر زن مردہ پڑی ہوئی ہی اور مین مردہ اپنی آنکھون سے دیکھون ایسا بھی کبھی
خدا کریگا کہ وہ زندہ ہوگی عمرو بھی بران کو یاد کرکے رونے لگا اُسوقت کوکب نے کہا کہ
آپ ارادہ کرین تو بران شمشیر زن کی جان بچتی ہی اور دوبارہ گویا مان کے پیٹ سے

پیدا ہوتی ہی عمرو نے کہا کہ مین حاضر ہون کوکب نے کہا کہ اگر تم عشاق کو مار ڈالو تو بران زندہ ہو عمرو نے پوچھا کہ عشاق جادو کہان رہتا ہی کوکب نے کہا کہ گنبد جمشید مین عمرو نے کہا کہ مجھے گنبد جمشید تک پہونچا دو کوکب نے ایک جانور سحر کا تیار کیا اور عمرو کو اُسپر سوار کر کے جمشید کے گنبد کی طرف روانہ کیا عمرو کو وہ جانور ایک پہاڑ پر لیجا کر بیٹھا یہ عجب غضب کا مکان ہی عمرو نے دیکھا کہ ایک صحرا سبز معلوم دیتا ہی اور ہر ایک گھاس کی جڑ مین سے شعلۂ آتش کا نکلتا ہی اور گرد اُس گھاس کے پھر کر طرف آسمان کے وہ شعلہ رجوع ہوتا ہی عمرو حیران ہو کر میدان کو دیکھ رہا تھا کہ عشاق جادو کو خبر پہونچی کہ ایک جانور ایک آدمی کو لیے پہاڑ پر بیٹھا ہی یہ عشاق اُستاد افراسیاب کا ہی اور بڑا زبردست ساحر ہی اپنے مکان سے اُٹھا اور مشتیر بن ظہیر جادو سے کہا کہ جاکر تو دیکھ تو آکہ کون آیا ہی جو کوئی ہو اُسے پکڑ لا میرے پاس مشتیر بن ظہیر جادو عمرو کے قریب پہاڑ پر آیا اور بنگاہ اولین عمرو کو اُسنے پہچان کر پکڑ لیا اور عشاق جادو کے پاس لایا عمرو سے عشاق جادو نے پوچھا کہ تو یہان کیون آیا عمرو نے کہا کہ تیرے مارنے کو تو نے بڑا غضب کیا ہی کہ ملکہ بران شمشیر زن کو بیہوش کر کے ڈال رکھا ہی مین اُسکے بدلے مین تجھے قتل کرنے آیا ہون یہ سنکر عشاق جادو نے درہم و برہم ہو کر ایک پنجرا فولاد کا منگا کر عمرو کو اُسمین بند کیا اور ارزان جادو کو بُلا کر کہا کہ اِس پنجرے کو یہ حضور لقا سے خدا سے باختر لیجا کر میری طرف سے عرض کرنا کہ یہ دزد آپکا حاضر ہی آپ میری خاطر سے اِس بدذات کو ابھی قتل کرا دیجئے گا اور سر اُسکا قلعہ کوہ عقیق مین لٹکا دیجئے گا لاش گھسٹوا کے پھکوا دینا ارزان جادو عمرو کے پنجرے کو لیکر کوہ عقیق سلیمانی کی طرف آیا اور بارگاہ لقا خدا باختر مین پہونچکر لقا کو مجرا کیا لقا نے عمرو کو دیکھکر کہا کہ ای بندگان قدرت من چہ تقدیر کردیم دیکھا تمنے کہ

بیت

| | |
|---|---|
| ہستی نظارہ گاہ جہان جلوہ گاہ ہی | یہ دونون ملک میری ہین اور مین کہان نہین |

بھلا دیکھو تو یہ بندہ گستاخ کہان سے کہان جا کر پہونچا بختیارک بھی نہایت خوش تھا مگر بختیارک نے اشارہ کیا کہ اسکا سر وہین کیون نہ کٹوا ڈالا یہان بھیجنا کیا ضرور تھا

غرض لقا نے ارزان کو تو بہت بھاری خلعت دے کر روانہ کیا مگر اب عمرو کے قتل کی تیاری
لقلقے کی اور جلادون نے عمرو کو زیر تیغ بٹھایا خلقت کا اُس مقام پر ہجوم ہو بلٹنیں اور لشکر
تیار ہو کر یہان آگیا اسلیے کہ کوئی عمرو کو چھڑا نہ لیجائے چبوترہ نکبت کا بنایا اور بوریا
فلاکت کا اُسپر بچھایا مگر اس خبر کو نامیان خیبری و تومیان خیبری و
سر ہنگ مغربی و ابو طاہر خون ریز نے سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے جاکر زمین ادب
کو لب عبودیت سے بوسہ دے کر اسطرح دعا و ثنا بادشاہ کی کر کے عرض کیا نظم

| | | |
|---|---|---|
| ترا قیام حکومت رہے قیامت تک<br>ہمیشہ نذر تجھے دیوین ساکنان آفاق | مطیع خلق کو تیرے سدا رکھے خلاق<br>بسر کرے جو ترا دوست ہو بعشرت و عیش | گروہ عید کی شادی نصیب ہو ہر سال<br>عدو ترا ہو زمانے کا مورد شلاق |

اسوقت عمرو کو طلسم سے قید کر کے وہان سے ساحرون نے لقا کے پاس بھیجا ہے اور اُسکو وہ
قتل کرتا ہے باقی خیر و عافیت ہے بس یہ سننا تھا کہ سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام
اُٹھ کھڑے ہوئے پھر تو بادشاہ بھی نکلکر بارگاہ سے سوار ہوئے لشکر تیار ہوا پانچ ہزار پالنسو
پچپن گردان گردن کش شجاعت شعار روانہ ہوئے اور وہان عمرو دست بدعا
بدرگاہ کبریا بلند کیے ہوئے پکار رہا تھا شعر

| | | |
|---|---|---|
| خداوند اپنے آل پیمبر | رہائی مجکو دشمن سے عطا کر | یہ دعا کر رہا تھا کہ صدا اسے |

نقارہ کان مین آئی وہان جلاد حکم پوچھ رہے تھے کہ یکایک گرد و غبار کا تتق بلند دیکھا
جسمین سنانہاے نیزہ کی بجلیان چمک رہی تھین اور اسلحہ کی چقاچاق بلند تھی عمرو تو
خوش ہوا کہ یقین ہے حمزہ صاحبقران لشکر لیکر آتے ہین اور وہان تہلکہ پڑا تماشائی بین
تو بھاگے کہ یکایک صدا نعرہ کی سُنی اور ہر پہلوان اور سردار نے لشکر امیر کے اپنا
اپنا نعرہ بلند کیا از بسکہ نعرے مین نے کسی مقام پر بیان نہین کیے ہین اسوجہ سے
اس مقام پر چند نعرے لکھے جاتے ہین

## نعرہ ہاے سرداران

| | |
|---|---|
| امیر عرب حمزہ نامدار<br>سپہدار جم قدر و رستم توان | عم مصطفیٰ شاہ اشرف تبار<br>منم شاہ سلطان صاحبقران |

منم سعد فرزندۂ قباد شاہ
منم شاہ شاہان فریدون حشم
چراغ شبستان صاحبقران
تجلی دہ فوج اسلام و دین
علم شاہ رومی شہ فیل زور
چو شمشیر کین برکشم از غلاف
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ز تیغم بسے ملک اسلام شد
منم شیر صولت یل صف شکن
ز تیغم بمیدان جنگ آوران
منم ایرج نامور دلپذیر
چو اسفندیارم شہ نامدار
بصحرائے کین شیر صید من است
جہان پہلوان شاہ گیلان منم
یل نامور اشجع دین منم
شہنشاہ دارآب کشور کشا
منم گرد فوج افگن و شیر گیر
شہ کشور کشا زیبندۂ تاج جہانگیر
منم آن ہزبر ژیان پیل مست
کرب پر حرب نامور نامدار
منم زیبندۂ اورنگ و تاج و چتر سلطانی
چراغ محفل اسلام شمس دودۂ اقبال
منم صاحب عمود و جان نثیر حمزۂ ہر گرداں

شہنشاہ اسلام و عالم پناہ
بہار گلستان کاؤس و جم
فروزندۂ تاج و تخت کیان
یل نامور رستم بزم کین
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
تزلزل فتد در میان مصاف
ز زخم تیر ابرو فیشہ واہ
کہ سر فتنہ باخبر نام شد
شہ نامور ناشم تیغ زن
بہر سو شود الامان الامان
کر شاہ ضہا نیم و آفاق گیر
شدہ در جہان نام اسفندیار
گریزان ز نامم شود پیل مست
ز تیغم نگنت قیامت کنم
بدشت و غا شاہ شیر افگنم
یل نامور شیر دشت و غا
کمند و کمان دارم و گرز و تیر
منم سلطان سعد ابن عمر بن حمزہ نامور
یل نامور سر در حق پرست
نظر کردۂ شاہ دلدل سوار
گل گلزار عم احمد محبوب سبحانی
عدوئے دین کفاران عالم رستم ثانی
ملک لندھور بن سعدان شجاع و رستم دوران

فلک بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من
جزیرہ ہای دریا را اگر فتم از جوانمردی
چو بیند زیر رانم فیل میمون مبارک را
بمودم چون ضرب ہفتصد من شجیع جہانبان
شہ چشم اژدر کنام آدرم
بنیک نیزہ گیرم ز رستم خراج
جہان پہلوانم یل نامدار
بمیدان جنگاہ رستم نژاد
شہ عالم شجاع عصر نورالدہر عالیشان
مہ برج شجاعت آفتاب برج تمکینم
نہنگ بحر رزمم دست بر قبضہ چو بگذارم
شہ کشور کشا زیبندہ تاج جہانبانی
منم گردِ بہرام خاقان چین
ز خون ریزی تیغ من وقت جنگ
نام شدہ در سلک یلان بر ہمہ روشن
یل طہماس شیر بیشۂ رزم کلنگانم
بجنگ از دست من بردست ملک الموت افغان
غلام حمزہ ام شاہم چو نورالدہر عالیشان
صد شکوہ کجکلاہان بستہ گشت از صولتم
ضیغم دشت وغا شیر نیستانم چو زال
اژدر آتش فشانم جنگ و بدو بیل ست
مظفر منم وصف رزم و جنگ
یکے از غلامان میر عرب

بفرمانم یلے نہصد ہزار و ملک ہندستان
نہنگ بحر رزمم اژدر صحرای خونریزان
بزیر چرخ گردد صورت گاو زمین لرزان
شود چو بند ارض صدلقا و فوج کفرستان
شجاع عرب مالک اشترم
سنانم ز ترک فلک تخت و تاج
پسر خواندۂ شاہ اعظم سوار
شہنشاہ مغرب فرامرز عاد
سپہر حشمت صاحبقرانی و جہانبانی
کشیدہ از لشکر من فوج اعدا صف پریشانی
شود از آب تیغم لشکر کفار طوفانی
ہنر بر دیو کش نامم عمرو بن حمزہ یونانی
کہ از نعرۂ من البرز زمین
شود تختۂ گل زمین لالہ رنگ
جمہور جہان سوز شہنشاہ قہرمان
پدر من عنقو یل و پدر رستم ثانی
بمیدان حرم این ساطور قہرناک نیزہ لے
عدوی کافرانم عاشق دین مسلمانی
بندۂ میر عرب شاہ سلیمان قاسم
رستم دستان البرز و روئین اعلام
چشم من بسیار از بن خواب پریشان می بیند
بدریا نہنگ و بہ صحرا پلنگ
ببارید تیغ ابر غضب

اگر مسلک شم تیغ کین از غلاف
بجوبخار شش گری حلقہ گوان منم
منم سرفروش اولین جان نثار
ابوالمعدن کوہ پیکل دمان
منم آنکہ در قاف زنجیر خار
غزال ست در چنگل من ہزبر
زال عالم آموز رستم صف شکن تیغ افگنم
روز میدان لاف مردان چیست قیمے آیدلیل
در میان عالم چون آفتاب مشہورم
یل عادیان پور شداد یان
گران ہر کرا بار سر برتن است
منم مقبل شیر نوجوان
چو بر شاخ آہو کشم چرم گور

زہیبت بلرزد عدو در مصاف
عفریت را سر بر کنم آن رستم دستانم
علمدار فوج شہ نامدار
یل شیر دل پیشوائے یلان
کہ فرق عدو را بکوبم چو مار
خود گلہ میش افواج غضب
جنگ دیدہ ترک جوشن پوش نام آور منم
بازئے طفلانہ جنگ ہمچو روئین تنم
شیر بیشہ رزم فضل بن گیاہ ورم
منم آن عمرو عادی پہلوان
حکیم علاجش بدست من است
غلام وفادار صاحبقران
بدو زرم سر مور بر پائے مور

[illegible]

جلادون کا تو یہ عالم ہوا کہ ہاتھون مین رعشہ پڑ گیا تلوارین پھینک پھینک کر بھاگ کھڑے ہوئے اور چار طرف سے عنصر کوہی اور منصور کوہی و ضیغم خون آشام و حالوت رعد آواز و یاقوت شاہ و فرامرز نابکار اور افسران لشکر سب لشکر امیر سے لڑنے لگے اور تلوارین چلنے لگین ادھر بھی مالک اژدر کے لوگ داڑھیان دانتون کے تلے دبائے اصفہانی اور خراسانی اور سیستانی اور ایک طرف سے لشکر ہندوستان یہ سب لڑنے لگے ابیات

مہاراجہ ہند انجم سپاہ
شجاع و جوان مرد شمشیر زن
بسمت یمین راؤ بودہ ملک
ز فوج دکن یکصد و سی ہزار

بہ غرید برخود چو ابر سیاہ
بجوش غضب آمدہ شاہ سند
نہادہ کلہ گوشہ بر فلک
سہ لک راجپوتان مرد دلیر

مہاراجہ جیپال لشکر شکن
برآورد فوج شجاعان ہند
عنان رو ملک شد بسمت یسار
بدشت وغا ہمچو غرندہ شیر

همه خنجر و تیغ زوبین بدست
همه بر سپهر خرد آفتاب
همه تیغ زن کوه پیکر همه
همه رزم جویا به خون ریختن
بجنبید دریا و صحرا و کوه
چنان دید در عرصهٔ کارزار
چنان نیزه با نیزه آمیختند
شهان را چنین سکے بود کارزار
به فوج عدو شد اجل خنده زن
شده خویش و بیگانه پهلوی هم
یکے بود در خواب مرگش رسید
یکے مرگ را از خدا خواسته
یکے داشت در سر هوای گریز
یکے بر برادر یکے بر پسر
سر مرده در زیر نعل ستور
زمین شد به پیکار گردون رجال
صدا ها برون آمد از طبل جنگ
سر از جادهٔ مهر پیچیده چرخ
چنان گرم گردید بازار جنگ
که زهره به هلاک بدن شد تلف
یکے چشم بر زخم چو بتماله اشست
برآمد از پرخاش جنگ آوران

همه شیر افگن همه پیل مست
همه غرق در رزم و همه کینه جو
سرافراز اورنگ و افسر همه
زمین آمد از نعل تازی تنگ
بجان آمده گاو و ماهی ستوه
یکی را به بازو یکے را به سر
سنان یک بدیگر درآویختند
شکستند صدها به گوپال سر
همین گرد پر واز جا تا زتن
یکے بود بے پا و بے سر یکے
اجل را یکے در دم تیغ دید
یکے را روان خون زخم سنان
یکے چاره جو از دم تیغ تیز
گل اسپ هر سو هزاران هزار
شده سرمهٔ دیدهٔ مور گور
ز آواز جانکاه رویینه خم
درنگا درنگ و درنگا درنگ
کشیده یکی تیغ کین از غلاف
کزی سوخت پرهای تیر خدنگ
یکے نیم بسمل تپان بر زمین
یکے بر لب از سوز دل ناله واخشت

همه نامداران با جاه و آب
همه رستم بخت و سهراب خو
همه یکدل و یک زبان و سخن
نهان شد به گرد آسمان و درنگ
کشید از میان تیغهٔ آبدار
یکے را به پشت و یکے بر کمر
که بر هم زنیه چند زان گونه بار
برون مغز صدها شده از تبر
زبس کشته افتاده پهلوی هم
یکے کشتهٔ تیغ و خنجر یکے
یکے را ز پیکان جگر کاسته
بمیدان یکے تشنه لب داده جان
یکے بود گریان بحال پدر
همین گشته در وشت چون بیقرار
ز غریدن طبل حیرت فزا
دل شش جهت از میان گشته گم
ز سهم سنان ناف دزدیده چرخ
پئے قتل کفار و اہل خلاف
عمرو از فغان سر شد از هر دو صف
به دشت عدم شد عمرو با همین
نقصان بفریاد از سر کران

کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگ گئے دریاے خون
جاری ہوا امیر لڑتے ہوئے قریب عمرو کے آکر پہونچے اور قید کو اسکی کاٹ دیا عمرو بھی

لشکر خنجر کسی مردے کا لیکر لڑنے لگا لوٹ مار مار کے ٹانگین سپاہیون کی کاٹتا تھا اور کاندھون پر چڑھ چڑھ کر سر جدا کرتا تھا لقا رو بہ فرار لایا اور اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا آیا بہت فوج اس لڑائی مین کام آئی جب لقا بھاگ گیا اور اسنے دروازہ قلعہ کا بند کرالیا تو امیر عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر پھرے اور بارگاہ مین آئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا عمرو سب سردارون سے ملا پھر ملکہ سرو سیمین تن کے پاس گیا اور شب بھر اسکے پاس رہا یہان کوکب روشن ضمیر نے ایک پتلہ اسکے ساتھ کرکے گنبد جمشیدی کی طرف بھیجا تھا اس پتلہ نے آکر کوکب کو خبر دی کہ عمرو کو عشاق نے گرفتار کرکے لقا کے پاس بھیجا ہے کوکب نے ایک ساحر لشکر لقا اور امیر کی طرف بھیجا کہ جاکر دیکھے کہ عمرو پر کیا گذری چنانچہ وہ ساحر جو آکر پہونچا تو اسنے یہان لڑائی دیکھی جب امیر عمرو کو چھڑا لائے اسنے جاکر کوکب سے کہا کہ امیر عمرو اس طرح چھڑا کر لے گئے کوکب نے ایک عرضی خدمت مین صاحبقران کے لکھی اور اسمین یہ لکھا کہ عمرو میرے پاس بھیجدیجے جب وہ عرضی امیر کے پاس آئی صاحبقران نے عمرو کو اس ساحر کے ہمراہ روانہ کردیا چلتے وقت ملکہ سرو سیمین تن نے عمرو سے کہا کہ خواجہ کچھ نشانی مجکو دیتے جاؤ عمرو نے ایک جھنجھی کوڑی اور لوہے کی کیل اور ہلدی کی گرہ نکال کر دی ملکہ سرو سیمین تن نے کہا کہ تمھاری خست نہین جاتی ہے غرض بڑی دیر تک ہنستی رہی پھر آخر عمرو وہان سے روانہ ہوا اور وہ ساحر اسکو کوکب کے پاس لایا لیکن اب یہان حال سنیے کہ ملکہ جام جادو کہ جو طلسم آئینہ مین رہتی ہے اور طلسم آئینہ کی مالک ملکہ مرات جادو ہے چنانچہ جام جادو اپنے مقام سے واسطے اعانت لقا کے کوہ عقیق مین آئی بخت نازک نے لشکر کو اسکے اتروایا اور اسنے آکر خداوند کو سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا دنگل پر بیٹھی لقا اپنی فوج کو لیکر مع جام جادو کے پھر لشکر تیار کرکے باہر قلعہ کے نکلا بارگاہ نصب کرائی اور فروکش ہوا اور جب جام زرین مہر میخانہ فلک سے اٹھا کر پیر مغان دہر نے طاق مغرب مین رکھا اور انجمن سیارگان ایوان آسمان مین ترتیب پذیر ہوئی انجم

شروع شب کے گیسو ہوئے وا ت
بڑھا آہستہ آہستہ اندھیرا
چھپا رخسار عالم جا بجا سے
عروس شام نے گیسو کیے وا

ملکہ جام جادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسی وقت طبل و کوس رزمی پر چوب پڑی ہر کارے دوان دوان خدمت صاحبقران مین دعا و ثنائے شاہی لائے کہ اشعار

زمین و زمان در دولت سرا کے مان
جانے زرفشانے چرخ کو موج ڈر خوش آب
تا کام ہمسا آنکے ہوتا ہی کامیاب
دریا کو سیر کشتی سے تیری ہی ہے سر نعمت
قطرہ تجھ ابر فیض سے ہو دریا بحر
لائے عجب نہین جو ہما بیضۂ حباب

اسوقت ایک ساحرۂ غدار ان کے یہان آئی ہے اور اسنے طبل جنگ بجوایا ہی یاں یہ خبر ہو امیر نے یہ خبر سنکر ابو الفتح سے کہا کہ ہمدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ بجے ابو الفتح نے جاکر طبل سکندری پر چوب لگائی جس سے دنیا بھر ائی دربار سویرے سے برخاست ہوا تھا اور ان روزگار آلات حرب و ضرب کو تیار کرنے لگے سلح خانے کھل گئے گلشن جنگ مین پھر بہار آئی سپرون کے پھول کھلے نیزے ہر ایک سرو بن گئے کمند ہر ایک زلف سنبل تھی خون کی نہرین صبح کو جاری ہونگی کھانسے زخم جسم پر کھلینگے طول ہر مقام پر چاہی چار پہر رات غلغلہ دونون لشکرون مین برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ لباس شب آب شبنم سحر سے دھو گیا اور آفتاب خواب سے

نظم

سو کر اٹھے فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف
مزاج صبح صبا کی پہ آیا
چلے لڑنے امیر نیک اوصاف
رخ خورشید سے پردہ اٹھایا
یعنے صاحبقران مسجد کو پاس

... اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر مع تمام سرداران نامی اور نامور کے دردولت آسمانجاہ فضل اللہ سلطان لشکر اسلام پر آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا کہارون نے تخت بدلوایا زنانہ سامان سب محل مین پھر گیا امیر نے اور سب سرداران نے مجرا کیا قلب لشکر مین تخت شاہنشاہی لگا کر جانب میدان مصاف روانہ ہوئے وہ عجب وقت تھا کہ نسیم سحر وزان تھی نقیب منقبت خوانی کرتے تھے بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر تھے چھوٹے چھوٹے تارے چھپے تھے لشکر کے علم جلوہ دکھاتے تھے اسی طرح سے بصد کر و فر وارد دشت

مصاف ہوسے بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا نشیب و فراز جہان کا بہادرون کی آنکھون کے سامنے پھر گیا سقون نے نکلکر آب پاشی کی آبرو ابر نوبہار کی ڈبودی اور اُس طرف سے لقا مع ملکہ جام جادو کے وارد میدان کارزار ہوا صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری فرمائی نظم

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے / کیا ہی ملک روم ہے کیا سرزمین روس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی / اک طرف آواز طبل ایدھر صداے کوس ہے
جل رہا ہو دل کئی چنچل پری زادون کے ساتھ / شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے
بولی عبرت چل دکھاؤن اک تماشا مین تجھے / تو جو ایسا آج قید آز کا محبوس ہے
لے گئی اکبارگی گور غریبان کی طرف / جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
تربتین دو تین دکھلا کر مجھے کہنے لگی / یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھ تو انسے کہ مال و حشمت و دنیا سے آج / کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

اے بہادران دنیا مین زندگی چار دن کی ہے لڑ بھڑ کر نام اپنا کر جاؤ سالکے اور بہادری سے مرجاؤ رئیس قدردان بر سر نظارہ ہے بھلا دیکھین تو کس نے کس کو مارا ہے یہ کہکر نقیب کنارے ہوئے اور ملکہ جام جادو لقا سے اجازت لیکر ناف میدان مین آئی اور پکاری کہ اے خداپرستان و زبردستان ہر کرا آرزوے مرگ است پیش ما بباید امیر نے چار طرف خیال کیا اسمین جمہور جہان سوز اپنا مرکب جولان کرکے روبرو آیا اور کہا کہ لا کیا حربہ لائی ہے جام جادو نے طرف آسمان کے دیکھا اور دستک دی سامنے سے گرد پیدا ہوئی گرد کا دامن پھٹا ایک جادوگر گاو سوار پیدا ہوا ملکہ جام جادو نے کہا کہ اسے مدہوش گاو سوار لڑنے کو جا وہ اپنے مرکب کو بڑھا کر روبرو آیا اور جمہور جہان سوز پر سونٹا مارا جمہور نے سپر پر روکا کچھ زور نہ معلوم دیا لیکن غش کھا کر گر پڑا لوگ دوڑے باندھ کے لے گئے اسی طرح چالیس پچاس آدمی قید کر لیے بختیارک نے کہا وقت دوپہر کا ہے بہتر یہ ہے کہ اب طبل بازگشت بجوا دیجیے جام جادو نے کہا اچھا کل سمجھ لینگے چنانچہ طبل بازگشت بجوا کے بخوشی تمام داخل بارگاہ ہوئی لقا اپنے تخت پر بیٹھا

اور بادشاہ جام جادو اور مدہوش گاؤسوار کی نہایت خاطرداری کی خلعت سے
سرفراز کیا ناچ رنگ شراب کباب مین مشغول ہوئے وقت شب جام رخصت
ہوکر اپنے خیمے کو گئی یہان امیر باتوقیر داخل بارگاہ ہوئے لیکن فکر مین سرنگون تھے
ابوالفتح نے دل مین کہا ای ابوالفتح تو نوکر امیر کا ہے اگر تجھسے اتنا کام نہ نکلا تو سب کی
آنکھون مین حقیر ہوجائیگا جس طرح ہوسکے اسکا کام تمام کر یہ سوچکر بانے عیاری سے
بدن پر آراستہ کرکے چلا جاکے جو دیکھے تو مدہوش گاؤسوار بیٹھا ہی اور ایک لونڈا
خوبصورت ساقی گری کرتا ہی ابوالفتح نے ایک شرابی کی صورت بنکر آنکھین سرخ
سرخ ایک پانون مین جوتا ایک مین نہین بند کھلے ہوئے بکتا ہوا برابر مدہوش کے
جاکر گر پڑا مدہوش نے کہا شراب خوب چڑھی ہی دیکھو تو کیا نشہ کیا ہی اور پانی لیکر چھینٹا
دیا ابوالفتح اُٹھا مدہوش نے پوچھا تو کون ہی کہا جادوگر ہون مدہوش نے کہا شراب
پینے کا یون کیا لطف ہی جب تک کباب نہون اور اُس سے کہا کہ بیٹھو یہ بیٹھا اُسنے کباب
منگائے ابوالفتح نے کہا کہ جہان کباب منگائے ہین لیمون بھی چاہیے یہ کہکر ایک لیمون
اپنی کمر سے نکالا اور کہا کہ ہمنے بھی سیکڑون روپیہ شراب مین گنوائے ہین اب مفلس ہوگئے
ہین تو کیا ہوا ای مدہوش لو اسکو نچوڑکر کھاؤ یہ کہکر کبابون مین وہ لیمون نچوڑ دیا اُسنے
شراب پی کباب کھائے بیہوش ہوگیا اُسوقت بارگاہ مین کوئی نہ تھا ابوالفتح نے
سیسہ گرم کرکے مدہوش کو پلادیا کہ وہ ہلاک ہوا صدا اے گیرودار بلند ہوئی ابوالفتح تو بھاگ
گیا اور جام جادو کو خبر ہوئی کہ مدہوش مارا گیا اور سرداران جو گرفتار ہوئے تھے وہ چھوٹ
گئے اور زندان سے نکلکر نگہبانان زندان کو قتل کرکے اپنے لشکر مین چلے آئے آخراسی
غم و الم مین وہ رات بسر ہوئی اور قیدی اندر زندان مشرق سے نکلا اور ساحرہ
شب نے روبہ گریز رکھا نظم

سحر نے کردیا رنگ قمر فق | زمین کو کردیا خورشید نے شق
ہوئی کاوش ستارون نے غضب کی | اُڑائی دھجیان بھی جیب شب کی

صبح کو امیر باتوقیر دربار مین نکل ناو عنبر پر آکر بیٹھے ابوالفتح
کو خلعت سے مخلع کیا اور کہا کہ ای ابوالفتح ہمنے تمکو جب بارگاہ مین نہین دیکھا تھا جب ہی

ہم سمجھے تھے کہ تم کسی فکر مین گئے ہو اب ملکہ جام جادو کو جا کر قتل کرو تو البتہ تمھارا نام ہو اُسنے
عرض کی کہ انشاء اللہ آپ کے اقبال سے اُسکو بھی مارونگا امیر نے اس کلمے پر ہزار روپیہ
اور عنایت کیئے یہان ملکہ جام جادو سے بختیارک نے کہا کہ اے ملکہ تم جو ساحرہ
لائین تھین وہ تو مارا گیا اب کیا ارادہ ہے اُسنے کہا کہ ہم ایک ساحر کے محتاج نہین ہین یہ
ابھی تو بہت سے ہین اور لقا سے کہا کہ لونڈی آج اور کل کی رخصت مانگتی ہے پرسون
حاضر ہوگی لقا نے کہا پرسون ضرور آنا جام جادو نے کہا لونڈی کو چین کب پڑنے گا
لڑائی کا سامنا ہے پھر گھر کا جانا شاق ہے یہ کہکر تخت پر سوار ہو کر چار سو جادوگر زبردست
اور چار سو ساحرہ چیدہ روزگار ہمراہ لیکر طلسم آئینہ کو رخصت ہو گئی بعد چھ سات گھڑی کے
دروازہ طلسم آئینہ پر پہونچی جادوگر جو طلسم آئینہ مین چوکی کو بیٹھے تھے اُنھون نے کہا تم کون
ہو اور کہان سے آئینگا اتفاق ہوا بغیر حکم مرآت جادو کے یا شیشہ جادو کے کہ بیٹی
اُسکی ہے ہم جانے نہ دینگے ملکہ جام جادو نے کہا کہ تم خبر کرو کہ ملکہ جام جادو افراسیاب
کے پاس سے آئی ہے کچھ لوگون نے کہا ارے میان کون خبر کرے کہدو کہ نہین ہین کچھ
لوگون نے کہا کہ یہ ملکہ ہے عزت دار معلوم دیتی ہے ایسا نہو ملکہ مرآت جادو خفا ہو وین چلو
خبر کرادین چنانچہ دو جادوگرون نے جا کر خبر کی اُسنے ملکہ جام جادو کا نام سنتے ہی کہا ارے
جلد بلا لاؤ میری طبیعت بہت گھبرائی تھی بھلا طلسم کا احوال پوچھونگی لوگ دوڑے آگے
عرض کی کہ اے ملکہ جام جادو جلد چلیے یاد فرمایا ہے ہمسے آزردہ نہونا ہمکو معلوم نہ تھا ہم لوگ
اسی واسطے ہین کہ خبر کرین ہماری طرف سے ملال خاطر مین نہ لانا او دلے گئے چنانچہ دروازہ
مرآت پر پہونچی سترہ سو جادوگر کان پھٹے حلقہ زمرد کے کانون مین پڑے بیٹھے تھے ایک
دروازہ عالیشان ہے تمامی کا پردہ کھنچا ہوا مرآت جادو کو خبر ہوئی دو ہزار جادوگر
اپنے ہمراہ لے کے پیشوائی کو نکل آئی اور ملکہ جام جادو نے سلام کیا وہ بغلگیر ہوئی
اور کہا مزاج تو اچھا ہے کہا دعا کرتی ہون دیکھا کہ مرآت جادو باغ مین کہ در و دیوار آئینہ
کا ہے ایک بارہ دری مرآت جادو کی ہے اُسمین ایک تخت آئینہ کا بچھا ہے اُسپر
جا کے دونون بیٹھین ملکہ مرآت جادو نے پوچھا کہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ جام جادو نے

پہلے ابتدا سے انتہا تک عیارون کی سب کیفیت مرأت جادو سے بیان کی اور بھپر اجلال
کی لڑائی کا اور مدہوش گاؤسوار کے مارے جانے کا سب بیان کیا اور کہا مجھکو یہ رنجہ
کمال ذلت ہوئی اب تمہارے پاس آئی ہون کہ کوئی پہلوان طلسمی زبردست ایسا دیجیے
کہ نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے نہ بیہوش ہو ملکہ مرأت جادو نے کہا بہت اچھا لیکن
آپ کے واسطے بارگاہ عالیشان تیار ہوئی اسمین بیٹھو چند روز آرام کرو طلسم کی سیر دیکھو
مین ضیافت کرون میرا بھی بیٹھے بیٹھے دل گھبراتا تھا ہم تم طلسم کی باتین کرین ذرا دل بہلے گا
ملکہ جام جادو نے کہا مجکو فرصت نہین کس واسطے کہ ایسی ذلت مین سنے اٹھائی ہے جبتک
انکو نہ مارونگی چین نہ آئے گا ملکہ مرأت جادو نے کہا مین سنے ملکہ بلور جادو
کو بلایا ہے اسکو نہایت آرزو ہے کہ طلسم کے باشندون سے ملاقات کرون یہ کہتی تھی
کہ اسنے جو دو جادوگر کہ بھیجے تھے وہ آئے کہا کہ ملکہ بلور جادو سوار ہوگئین ہین ہم کہ آئے
ہین کہ جسوقت آوین کہدینا کہ ملکہ بلور کو انکی مان سے یاد کیا ہے ملکہ جام جادو نے کہا
اگر میری خوشی منظور ہے تو پہلوان قدرت کو میرے ساتھ کیجیے ملکہ مرأت جادو
نے کہا او اثر جادو وہ جو طلسم کے چارون برج ہین انمین ایک ایک پہلوان رہتا ہے
ایک پہلوان کو بلا لا اثر جادو ایک برج مین گئی دیکھا کہ پہلوان لنگوٹا کسے ہوئے ورزش کرتا ہے
مگدر لیزم دھری ہے ایک طرف کڑاھی چڑھی ہے دودھ جوش ہو رہا ہے
میوہ کے خوان دھرے ہین حلوا پک رہا ہے میوے کے پھنکے مارتا جاتا ہے ڈنڈ
کرتا ہے اثر جادو نے کہا کہ آپ کو ملکہ مرأت جادو نے یاد فرمایا ہے پہلوان قدرت
سلاح اپنے بدن پر آراستہ کر کے مرکب پر سوار ہو کے ایک چوبدست ہاتھ مین اٹھا کے
بارگاہ مرأت جادو مین حاضر ہو مجرا کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ غلام کو کیون یاد فرمایا تھا
مرأت جادو نے کہا خداوند لقا نے حکم کیا ہے کہ باشندگان طلسم مرأت سے
ایک پہلوان زبردست آوے سو ملکہ جام جادو کے ہمراہ جا کے اسکی تابعداری کرنا جو حکم
کرے عذر نہ کرنا پہلوان سے کہا وہ ہی لقا جسنے پیدا کیا ہے ملکہ مرأت جادو
نے کہا وہ ہی خداوند انسے خدا پرستون سے لڑائی ہو رہی ہے اب چند جادوگر پہلوان

مجھے آرزو ہے کہ کسی مقام قلب پہنچو کہ مین تابع دار ہون اسمین ملکہ جام جادو نے اور مرأت جادو نے کھانا کھایا بعد فراغ طعام و شراب کے ملکہ جام جادو نے کہا مین رخصت ہوتی ہون اگر جا بالقا نے تو جب فراغت ہوگی چندے تمہارے پاس رہونگی اور سب احوال طلسم ہوش ربا کہونگی یہ کہکر روانہ ہوئی ملکہ مرأت جادو نے پانچ جادوگر نامی پانچ جادوگر ہمراہ کیے کہ خبر بھیجا کرین قصہ مختصر ملکہ جام جادو داخل بارگاہ لقا ہوئی لقا کو نذر دی سات مرتبہ گرد تخت کے پھر کر کرسی پر بیٹھ کے ناچ دیکھنے لگی جام نے کہا کہ اب ہم دیکھین کہ کون مار ڈالتا ہے اور کیونکر بیہوش کرتا ہے پہلوان نے کہا کہ یہان لڑائی کا کیا طور ہے جام جادو نے کہا کہ پہلے تو طبل جنگ بجتا ہے اسلحہ ہتھیار وغیرہ درست ہوتے ہین صبح کو صف آرائی ہوتی ہے غرض دور جام ارغوانی شروع ہوا جب بیاض آسمان پر سیاہی شب سے نکلتے انجم کے دیے گئے اور آفتاب عالمتاب پردۂ مغرب مین نہان ہوا کہ نظم

| | | |
|---|---|---|
| کرناگہ آفتاب نورافشان | ہوا جو پردہ مغرب مین نہان | عروس شام نے جلوہ دکھایا |
| لقا نے طبل جنگی کو بجایا | تامیان اور تو میان ہرکارے خدمت بادشاہ اسلام مین | |

حاضر ہوئے اور بادشاہ کی تعریف کرنے لگے ابیات

| | | |
|---|---|---|
| جہان پناہ تری درگہ عدالت مین<br>تو صبح شمع کے آتا ہے سر پہ روز سیاہ | کسی کو دے اذیت کوئی معاذ اللہ<br>رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ | جلے جو شام کو پروانہ بزم مین تیری<br>بجی اشہد ان لا الہ الا اللہ |

لشکر لقا مین طبل جنگ بجا باقی خیر صلاح ہے امیر نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے یہان بھی طبل رزمی پر چوب پڑی دلاور آگاہ اور خبردار ہوئے پھر ہنگامہ اور غلغلہ برپا ہوا تیاری لڑائی کی ہونے لگی بحر شجاعت جوش زن ہوا تلوار کے گھاٹ سب کو اترنا صبح کو ہوگا اب تو آب تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی جان طوفانی ہوئی تلوارین چرخ پر چڑھنے لگین سنان و خنجر آبدار ہوئے دوست سے عزیز عزیز سے ملنے لگا ہر ایک کہتا تھا دیکھیے کل پھر دون دون ہو اللہ رنگ اپنا کیا رنگ دکھاتا ہے کون بچتا ہے اور کون مارا جاتا ہے گرد دون ... ہوئی نیرنگی ... [illegible]

آئین اور جادوش ہر طرف دلاوروں کو پکار رہے تھے نعرے مار رہے تھے خوب زور شور سے دوہا

یگ آگے پیت رہے اور یگ پاچھے پیت چلے ۔۔ کاگا ایسے پوت کپوت کا بھوماس نہ کھاے

ہاں اے بہادران کل معرکہ جنگ ہے اور نام و ننگ ہے اسلحہ اپنا صاف کر رکھو عازم مصاف ہو رہو
چار پہر رات یہی ہنگامہ اور غلغلہ برپا رہا لیکن ابو الفتح اصفہانی اس رات کو اپنے دلمین
سوچا کہ ای ابو الفتح دیکھا چاہیے کہ کس کس کی قضا آئی ہے اور کون کون مارا جاتا ہے اور اگر
ہوسکے تو چلکر کام جام جادو کا تمام کر یہ سوچکر روانہ ہوا اور ایک خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ
مین لقا کی آیا یہان دیکھا کہ ملکہ جام جادو بیٹھی تھی اور پہلوان طلسمی بھی دنگل پر بیٹھا تھا
اسمین بختیارک نے کہا کہ اے ملکہ جام جادو پہلوان طلسمی سے خبردار رہنا اور اسکو
بچائے رہنا اُسنے کہا کہ مین خوب خبردار ہون آپ خاطر جمع رکھیے یہ کہکر مع پہلوان کے
اپنی بارگاہ مین آئی اور سب کو رخصت کردیا مگر ایک تیس چالیس آدمی بیٹھے رہے ابو الفتح
بھی یہان آیا ہے اُسنے دیکھا کہ ایک شخص کو احتیاج پیشاب کی ہوئی وہ باہر بارگاہ کے پیشاب کے
نکلا ابو الفتح نے پشت پر آکر کمند اُسکے ماری جب وہ پلٹا تو اُسنے حباب بیہوشی مار
دیا کہ وہ بیہوش ہوا یہ اُسکی صورت بنکر اندر بارگاہ کے آیا اس عرصہ مین پہلوان نے
کہا ارے لاؤ شراب لاؤ ابو الفتح دوڑا اور دو قرابے شراب سے بھرے دھرے تھے
اُن دونون مین بیہوشی ملاکر جام تیار کرکے لایا پہلوان نے کہا کہ یہان سب برابر
ہین تم ایک سرے سے پلاتے آؤ اُسنے سب کو وہ شراب پلائی جب ایک دو دور ہو چکے
تو بیہوشی نے اثر کیا جسکا ہاتھ جہان تھا وہین رکھا رہا اور جسکی گردن جھکی تھی جھکی رہگئی سوا
طلسمی کے بیہوشی اثر نہ کرتی تھی مگر نشہ ہوتا تھا یہ بھی نشے مین چور آنکھین بند کیے ہوئے بیٹھا
تھا ابو الفتح کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسکو بیہوشی اثر نہین کرتی ہے بس یہ خنجر لیکر برابر جام جادو
کے آیا اور پکارا کہ زدم و نیست کردم مارا اور کام تمام کیا پہلوان کے کان مین آواز جو اُسکی
گئی تو اُسنے آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک شخص خنجر لیے ملکہ جام جادو کے برابر کھڑا ہے
اُسنے کہا کہ تو کون ہے او خیرہ سر ابو الفتح نے چاہا کہ مین بھاگ جاؤن لیکن اُسنے سحر کرکے
پکڑ لیا مگر اُسوقت داہنی طرف سے قنات چاک ہوئی اور ایک شخص پیدا ہوا کہ

موتیون کا مالا گلے مین پڑا تھا اور ہاتھون مین کڑلے طلائی اور بازوؤن پر نورتن بندھے تھے
کمر مین زنجیر طلائی تھی اور زمرد کے پر بازوؤن پر لگے تھے جیسے لقا کے ہین پشت فرشتہ کی طرح
ہوئے تھے غرض اُسنے آکر کہا کہ اے پہلوان طلسمی مین فرشتہ قدرت خداوند لقا ہون اور
مجکو خداوند لقا نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ابو الفتح اصفہانی کو پہلوان طلسمی نے گرفتار
کیا ہے تم جاکر اُسکو میرے پاس لے آؤ تو آپ اپنا سحر اُتار لیجیے مین اسکو لیجاؤن اُس نے
سحر اُتار کے فرشتہ قدرت کے حوالے کیا وہ لیکر چلا باہر آکر اُسنے کہا کہ مین ہون
عمران خطائی تمہارا بھائی ابو الفتح نے کہا کہ خوب وقت پر پہونچا اور وہان خبر لقا کو ہوئی
کہ پہلوان نے ابو الفتح کو پکڑا ہے اُسنے بختیارک کو بھیجا کہ تو جاکر لے آ بختیارک پہلوان
کے پاس آیا اور کہا کہ لاؤ ابو الفتح کو دو خداوند نے مانگا ہے پہلوان نے کہا کہ اسکو تو مین نے
فرشتہ قدرت آیا تھا اُسکے حوالے کیا بختیارک ہنسا اور کہا کہ کوئی
عیار لے گیا ہوگا غرض سب کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور ملکہ جام جادو نے
کہا کہ تمہارے سبب سے سب کی جان بچگئی غرض اب باقی رات ناچ رنگ مین
کٹی جب مشعل خورشید روشن ہوئی ستارون نے ملک عدم کی راہ لی نظم

چھپا جو صبح کا نظرون سے تارا | ہوئی شکل سحر چہر آشکارا
ہوا روشن زمین سے تا بہ افلاک | ہوا پُر نور سارا اقالیب خاک

صبح کو امیر کشور گیر جلوخانہ شاہنشاہی مین آئے اور سردار بھی سب اُس مقام پر جمع تھے کہ یکایک بادشاہ برآمد ہوئے سب نے مجرا اور
سلام کیا اور قلب لشکر مین تخت شاہی رکھکر میدان مصاف کی طرف چلے آنے
سے دونون فوجون کے گرد ہوا کرہ خاک ہوا روے آفتاب گندلا ہوگیا زمانے کی
ہوا بدل گئی طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے میدان مین صف آرائی ہوئی نقیبون
نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا اُسوقت ملکہ جام جادو پہلوان کو لیکر میدان
مین آئی اُدھر بھی فوج نے صف کشی کی پھر جام نے لقا سے اجازت لیکر پہلوان کو
میدان مین بھیجا پہلوان نے آکر مبارز طلبی کی اُدھر سے فرامرز عماز مغربی بادشاہ
سے اجازت لیکر اُسکے مقابلہ کو گیا اُسنے ایک سونٹا اسکے سر پر جھکر مارا کہ بیہوش

ہوگیا وہ اسکو پکڑ لے گیا پھر اور سردار اسکے مقابلے مین یکے بعد دیگرے گئے لیکن یہ سب کو اسیر
کرنے لگا قریب شام طبل بازگشت بجوا کر لشکر پھرے اور لقا اپنی بارگاہ مین آیا یہان
ابو الفتح اصفہانی نے امیر سے عرض کیا کہ اگر حکم دیجیے تو ہم اس پہلوان کا کام تمام
کرین امیر نے فرمایا کہ خدا کے سپرد کیا غرض یہ اور عمران خطائی دونون ملکر بہیئت قتل
پہلوان روانہ ہوئے لیکن اب حال سُنیے کہ عمرو جو کوکب کے پاس جا کر پہونچا
تو اسکی زنبیل مین باغبان قدرت اور گلچین دونون ہین اُسنے انکو زنبیل سے نکالا
اور دیکھا کہ باغبان قدرت کی آنکھین اچھی ہوئی ہین باغبان قدرت
نے کوکب کو نذر دی اور عرض کیا کہ آج سے مین غلام خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا
ہوا کوکب نے اُسکی دعوت اور ضیافت کی پھر اُسکو مع عمرو اور گلچین کے لشکر
مہرخ مین بھیجدیا اور عمرو چلتے وقت کہ گیا کہ مین گنبد جمشید کو دیکھ آیا ہون انشاء اللہ تعالیٰ
عشاق جادو قتل کرونگا آپ اطمینان رکھیے اب یہ بارگاہ مہرخ مین آکر پہونچا انکو
تو اس مقام مین رہنے دیجیے او حال غضنفر کا بھی بیان کیا جائیگا مگر کچھ حال لشکر امیر
کشور گیر کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہان ابو الفتح اصفہانی اور عمران خطائی اپنے لشکر مین
سیر کرتے پھرتے ہین اور اُنھون نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ پہلوان کے واسطے
دھوم دھام تیاری ہو رہی ہے عمران خطائی نے کہا کہ ای بھائی ابو الفتح ہمنے سنا ہے
کہ پہلوان طلسمی کو جام جادو نے طلسم بند کیا ہے دیکھیے کہ وہ مارا جاتا ہے یا نہین یہ کہکر
صورت ساحرون کی بنا کر داخل بارگاہ لقا ہوئے جام جادو نے دو بیچے بنا رکھے تھے اسلیے
کہ جو کوئی عیار آئے اُسکو تم پکڑ لینا انکو تو یہ حال معلوم نہ تھا فی الفور دو بیچے پیدا ہوئے
اور ان دونون کے ہاتھ پکڑ لیے ہر چند انھون نے زور کیا مگر نہ چھوٹے اور لیکے روبرو لقا
کے چلے بختیارک نے کہا ارے یہ کون ہے اور کیا مقدمہ ہے جام جادو قہقہہ مار کر
ہنسی اور کہا بختیارک دیکھو کیا معاملہ ہے وہ بیچے جام جادو کے پاس آئے ملکہ جام جادو
اٹھی اور پانی کا چھینٹا دیا رنگ و روغن عیاری اُتر گیا بختیارک نے دیکھا کہ عمران خطائی
اور ابو الفتح ہے کہا ارے عیارو تمکو اپنی جان کا خطرہ نہین ہے اور یہ دن معلوم تھے

نے بختیارک سے پوچھا کہ انکو کیا کرین بختیارک نے کہا انکا سر کاٹ ڈالو بس اس سے بہتر اور کوئی بات نہین پھر کوئی مارے عبرت کے آنہ سکیگا جام جادو نے کہا ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار ہین اگر دو کو مار ڈالا تو کیا کمال کیا دو کے مارے جانے سے لشکر خالی ہوجائیگا مثل مشہور ہے کہ سو سب کے آتارے سے ناؤ ہلکی نہین ہوتی بختیارک نے کہا چھوتین بھو ئین تالاب بھرتا ہی اسمین ملکہ جام جادو نے ابو الفتح اور عمران خطائی کی مشکین بندھوا کے دو جادوگرون کے ہاتھ لشکر مین امیر کے بھجوا دیا اور کہا امیر کہدینا کہ ان عیارون کو قتل ناحق کرانے ہو یہان کسی کی عیاری نہ چلے گی بعد دو تین گھڑی کے دونون جادوگر لیے ہوئے لشکر مین امیر باتوقیر کے داخل ہوئے لوگون نے دیکھا کہ دو شخص عیارون کو مشکین باندھے لیے آتے ہین لیکن لقا کی طرف کے ہین تمام لشکر مین چرچا ہوا ایک سے ایک کہتا تھا کہ یہ کیا مقدمہ ہی چوبدارون نے امیر کشورگیر سے عرض کی کہ اسطرح کا مقدمہ ہے امیر نے فرمایا آنے دو کوئی نہ روکنا چنانچہ دروازۂ بارگاہ پر آکے جادوگرون نے کہا کہ ہم دونون جام جادو کے جادوگر ہین لقا نے بھیجا ہی لوگون کو آگے ہی خبر ہوئی تھی اور انھون نے کہا نہ روکو کیونکہ امیر نے فرمایا ہی کہ کوئی نہ روکے غرض کہا کہ جاؤ جا کے دونون جادوگرون نے مجرا کیا اور عرض کی کہ ان دونون عیارون کو ملکہ جام جادو نے پکڑا تھا سو حضور مین بھیجا ہی کہ انکو آپ ناحق بھجواتے ہین یہان کوئی غافل نہین ہی اگر اب کوئی آئیگا تو مارا جائیگا امیر نے کہا بہت بہتر مجھے عیار کہکر نہین جاتے ہین دونون جادوگر رخصت ہوئے امیر نے کچھ روپیہ اور خلعت سے سرفراز کیا اور عمران خطائی سے پوچھا کہ تم کیونکر گرفتار ہوگئے عرض کی ای شہریار جسوقت ہم بارگاہ مین گئے دو دیوون سے ہاتھ پکڑ لیا امیر خاموش ہو رہے لیکن جب نگاہین میں آسایش پر آئین اور پابوس زمین کو گیسوے شب کے کھلے نظم

| | |
|---|---|
| اٹھی مغرب سے ہلکی سی سیاہی | ہوئی بڑھکر نقاب قصر شاہی |
| طلسمی نقش سر دیوار چمکے | چراغ و شمع کے رخسار جلے |

ملکہ جام جادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم کے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے خدمت امیر مین آکر بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی کہ تم

بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اسطرف بھی طبل سکندری پر چوب پڑی جسکی
صدا چرخ ہشتم کو مس تک جاتی ہمہ بہادر اور سردار گردن گردان گردن کش تلوارون کو صیقل سے
مصیقل کرنے لگے تیرون اور سنانون اور خنجرون کو آبداری سے لگی کمانین جو خانہ گرگ
تھین انکو سینگ کر درست کیا پُرانے پُرانے تیر ترکشون سے نکال ڈالے اور نئے تیر
داخل کیے گرزون کو سر بلندی ہوئی بہادرون کو فرحت سے ارجمندی ہوئی کمانین کڑک
کر چلاتی تھین زبان تیر تیز ہاتھ دکھاتی تھین رات بھر یہی غلغلہ برپا رہا جب مثل احسان
کم ظرف رات گھٹی اور چادر شب لپٹی گئی ابیات

| | | |
|---|---|---|
| فراق شب مین روئی شمع سوزان | اُداسی پائی شعلے کی لپک مین | کمی دیکھی ستارون کی چمک مین |

نثار یار پروانون نے کی جان ؎ نوبت کے گجر کی صدا آنے لگی چھوٹے چھوٹے تارے چھپ
گئے ہوا کا سناٹا چلنے لگا جانور صحرائی صفت و ثناء الٰہی کرنے لگے اُسوقت امیر با توقیر ورد وظائف
سے فراغت کر کے اشقر دیو زاد پر سوار ہوئے قندس دیوانہ نے رکاب کو پکڑ لیا ایکطرف سے مقبل
وفادار کا چالیس ہزار تیر انداز سے مجرا ہوا ایکطرف سے بہرام گرد خاقان چین نے مجرا کیا داہنے کو
عمران خطائی بائین کو ابو الفتح اصفہانی اشقر دیو زاد کے ہوئے سواری مانند نسیم عنبر
شمیم کے روانہ ہوئی جسوقت نقارخانہ ملوکین پاس سواری باد بہاری امیر کشور گیر کی
پہونچی سامنے سے پردہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا بادشاہ سعد تخت طاؤس پر
بیٹھے ہوئے برآمد ہوئے سترہ سو فانوس مینا کار آگے آگے عود سوز عنبر سوز روشن
لخلخہ کے لوٹے لیے ہوئے طفلان ماہ پیکر نقیب چوبدار عصا بردار آگے آگے امیر با توقیر
اشقر سے نیچے اُترے نقیب نے پکارا بادشاہ سلامت جہاں پناہ ظل اللہ صاحبقران نگاہ روبرو
امیر نے جھککے مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ چھاتی پر رکھا اشارہ سوار ہونے کا کیا امیر کشور
گیر آداب بجا لاکے سوار ہوئے پھر علم شاہ و قاسم کا مجرا ہوا قصہ مختصر مشرقی اور مغربی و
جنوبی و شمالی و اصفہانی و ترکستانی و بلخی و شیرازی و کشمیری سب کا مجرا ہونے لگا غٹ
کے غٹ پلٹنین کی پلٹنین گروہ انبوہ قشون قشون دستے کے دستے آنے
لگے اسی نوع سی ہزار سے بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کے لڑکیان تمامی کی باندھی ہوئی مشکون کے

دہانون پر فوارے ہزارے کے طلائی چڑھے ہوئے کٹورے کمرون مین گُھنے گرد کو بٹھاتے ہوئے جاتے تھے جب اسطرح سواری حضور کی میدان حرب مین قائم ہوئی اُدھر سے دروازہ کوہ عقیق سلیمانی کا کھلا لقاے بے لقا رانده درگاه آلہ زمرد شاه باختری ایکس ہاتھی کے تخت پر سوار ہوکے بختیارک گمس رانی کرتا ہوا ساٹھ لاکھ سوار سے آیا ایک طرف سے اسی ہزار جادوگرنیون سے ملکہ جام جادو آئی صفین دوجانب سے تیار ہوئین اسمین پہلوان طلسمی آیا اور لقا کو مجرا کیا لقا نے پوچھا مزاج تو اچھا ہو آداب بجالا کے تخت کو بوسہ دیا سات مرتبہ تصدق ہوکے اجازت خواہ میدان کا ہو الغا نے دست حرمت پشت پر پھیر کر کہا اپنے دست قدرت کو سونپا پہلوان طلسمی مرکب کو جولان کر کے میدان مین آیا لشکر امیر کشور گیر کا آراستہ تھا پکارا ای خدا پرستو وزیر دستو ہر گرا آرزوے مرگ است بیاید بمیدان تم لوگ خداوند لقا کو بھول گئے جسنے تم کو پیدا کیا مثل مشہور ہی صبح کا بھولا جو شام کو آئے اسکو بھولا نہین کہتے ہین اب بھی اطاعت لقا کی قبول کرو تمھاری عفو تقصیرات ہوجائیگی لشکر اسلام مین سے ایک ایک نے کہا ارے خیرہ سر تیرہ روزگار کیا جھک مارتا ہی لعنت ہو تیرے لقا پر تجکو بھی مارینگے اور خداوند لقا کو بھی جہنم واصل کرینگے یہ کہکر ایک مرتبہ مغربیون کے علمون کو جلوہ ہوا فرامرز عاد مغربی قوی بادشاه اسلام کو مجرا کیا اجازت لیکے میدان مین آیا مرکب کو اڑا کے لگا دردی اور ایک تلوار ماری تلوار اُچٹ گئی برابر سے پہلوان طلسمی نے چودست ماری فرامرز عاد مغربی بیہوش ہوکے گر پڑا لوگ دوڑے باندھکر لے گئے ایک پہر کے عرصے مین ساٹھ ستر جوان مغربی بندھ گیا ملکہ جام جادو نے کہا ای ملک بختیارک وزیر اعظم شیطان درگاه اب وقت دوپہر کا آگیا ہی اگر اجازت ہو تو طبل بازگشت بجوا دین کل سمجھ لینگے بختیارک نے کہا بہتر ہو کہ روز چالیس پچاس کو باندھ لیا کرو لیکن عیارون کی تدبیر سے غافل نہونا جام جادو نے کہا مجکو عیارون کا کچھ ڈر نہین ہو یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کے روانہ ہوئی امیر اپنے خیمے مین آئے لیکن متفکر اور بارگاه سلیمانی مین داخل ہوئے کہا یارو کسی تدبیر سے یہ کافر نہین مارا جاتا کیا فکر کرون اور لقا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا جاتے ہی ملکہ جام جادو

نے نامہ مرأت جادو کو لکھا کہ تمہارے پہلوان نے دو تین میدان داریان خوب کین چنانچہ سوا سو جوان مغربی قید کر لیے یقین ہوتا ہے کہ کل سب کو باندھ لیگا وہ جو جادوگیر ملکہ مرأت جادو نے خبر کے واسطے ساتھ کر دیے تھے اُنمین سے ایک کو نامہ دیکے روانہ کیا بعد پانچ چھ گھڑی کے وہ جادوگر نامہ لے کے مرأت جادو کے پاس پہونچا آداب بجالا کے نامہ دیا مرأت جادو پڑھکر بہت خوش ہوئی کہا اورے ملکہ شیشہ جادو تشریف لائی ہین لوگون نے عرض کیا کہ باغ شیشہ مین ہین مرأت جادو نے کہا جلد بلالاؤ لوگ دوڑے اور ملکہ شیشہ جادو سے کہا آپ کو ملکہ مرأت جادو نے یاد کیا ہی ملکہ شیشہ جادو بارہ سو لونڈی دُر در گوش مرصع پوش کو ہمراہ لے کے داخل مکان مرأت جادو ہوئی دیکھا کہ مرأت جادو بیٹھی ہین لیکن نہایت خوش ملکہ شیشہ جادو نے مان کو مجرا کیا مان نے سر چھاتی سے لگایا مزاج پوچھا کہا دعا اور آپکی یاد مین مشغول رہتی ہون کہا بیٹا خدا پرستون سے اور ہم سے لڑائی پڑ گئی شیشہ جادو کچھ کام تو خدا پرستون سے نہتھا کہا اماجان خدا پرست کہان ہم کہان کہا بیٹا تمکو یہ احوال معلوم نہین یہ کہکر سب حال جام جادو کے آنے کا اور پہلوان کے بھیجنے کا اُس سے بیان کیا اور نامہ ملکہ جام جادو کا اُسکو دکھلایا ملکہ شیشہ جادو نے کہا پہلوان طلسمی کا کون مقابلہ کر سکتا ہی خوب ہوا کہ بغیر ہمارے گئے خداوند لقا کی مہربانی ہوئی یہ کہکے اُسنے کہا کہ اماجان میرا جی گھبراتا ہی اور آپ فرمائین تو مین بیابان زمرد رنگ کی سیر کرون بیابان زمرد رنگ مین جھیل ہے مکان فضا کا ہے مرأت جادو نے کہا کہ بیٹا تمہارا گھر ہی شوق سے جہان مزاج مین آئے سیر کرو پھرو چلو کون منع کرتا ہی یہ سنکے ملکہ شیشہ جادو رخصت ہوئی اور بارہ سو کنیز دُر در گوش مرصع پوش غرق دریائے جواہر اور اپنی وزیرزادی حور چہرہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوئی صحرائے زمرد رنگ مین آئی یہان کوسون تک سبزہ لہلہاتا تھا گویا مخمل لہ رنگ لالہ کھلا ہوا تھا کنارے چشمون اور جھیلون کے بگلے قاز قرقرے مرغابیان پنڈسیان بیٹھی تھین اور غوطہ بازی سے کلیل کر رہی تھین نظم

| سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ | مردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ | سو نئے آس سبزہ پر اگر بیمار |
|---|---|---|

| | | |
|---|---|---|
| تندرستی کے ساتھ ہو بیدار | یہ ہوا سے خوش اُس سے آئی تھی | روح بالیدگی سی پائی تھی |
| بس نظر کر دی تھی جہان تک کام | مخملی سبزہ ہی بچھا تھا تمام | کف پا جسنے اُس زمین پہ دھری |
| چڑھ گئی بس دماغ کو سردی | دل شبنم پہ چھاتا تھا وہان | ہون اسی سبزہ زار غیر ظان |
| اک طرف کوہ سبزۂ نوخیستا | اک طرف کو زمین عنبر بیز | |

ملکہ کا خیمہ تمامی ایک جھیل کے کنارے استادہ ہوا اتفاق سے یہان شاہزادہ ایرج نوجوان بھی شکار کھیلنے آئے تھے اور ایک درہ مین پہاڑ کے نیچے بیٹھے تھے یہ شاہزادی جو یہان آئی تو اسنے دیکھا کہ ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا قوی تن قوی من بال بھورے بھورے مُنہ پر پڑے ہوئے درشت چنگال ہاتھ پاؤن گول گول اور آنکھین بڑی بڑی جٹی بھوین چہرہ مثل آفتاب و مہتاب کے روشن اشعار

| | |
|---|---|
| خط کی خوبی پہ لکھے خط غلامی غلمان | چاند سے چہرے پہ اُس خط سے ہوا کا گمان |
| حسن خط نور کے چہرے پہ عیان راحۂ جان | مصحف روے پہ ہے خط شان نزول قرآن |
| خط سے پہلے تو دل چور پھسلتے دیکھا | آج پروانہ ہے پریون کو بخط طغرا |

گورا گورا رنگ خود پڑھا سر پر رکھے بیٹھا ہے اور اُدھر شاہزادے نے بھی اُس ملکہ کو دیکھا کہ جسکی زلف رسا سنبل کی دھنوین اُڑاتی تھی بال بال سنبل گنہگار نظر آتی تھی پیشانی مین آئینہ وہ چمک کہ صدقہ جسپر آفتاب فلک بھوین اُسکی خمدار شمشیر دو دم جو کرین اشارے مین قتل عالم آنکھین نشۂ حسن سے سرشار دل اُنکے محبت مین لوگون کا گرفتار نرگس اُن آنکھون کو دیکھ کر آنکھین چرا لے اور غزال ختن صدقے ہو جائے روے تابان شمع انجمن حسن حسینان با ماہ درخشان و مہر تابان اقلیم حسن اُسکے زیر فرمان لب لعلین پر لعل بدخشانی ہیرا کھائے گوہر دندان کی چمک کے آگے موتی بے آبرو ہو جائے ذقن اُسکا سیب جنت سے کہین بہتر چاہ ذقن مین یوسف دل ڈوبا ہوا سراسر ہے سینہ اُسکا دودریا ہے حسن کے حباب جان مضطر عشاق جسکو دیکھنے سے بیتاب گول گول اُبھرا ہوا کڑا الو کیلا اونچا کچ خوبی کا گنبد یا قبۂ نور حسن سے معمور شکم صاف بعینہ آئینہ ماہ فلک آفتاب ہے اسکے سامنے بے نور نرمی مین مثل مخمل و سمور رگ گل برگ سے زیادہ تر پتلی اُسکی کمر جادۂ ملک عدم نظرون سے

ہر ایک سے کم آگے جاسے حیا تھی مگر لوح الماس مین درز پڑی ہی یا دو ہلال ایک جا ہین قت
ایوان لطافت سرین دو کوہ سیمین آئینہ زانو کو مشتری ماہ کتنا نازیبا ہی برق تجلی نام اسکا ہی
سینہ دولت خداداد کا گنجینہ سقف افلاک صباحت کے زینہ ابیات

موے سر ایسے جی بھی کریے نثار
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اسکی زلفون مین دل گئے بکھرے
صبح صادق کا دعوی ہی کاذب
کہون جتون سے دیکھنے کا طور
جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھیے معاف
ہی دہن تنگی سے سخن کوتاہ
غنچہ ناشگفتہ سے بھی کم
کوئی جا تنقش یون سکے تو کہے
منہ نہین دیتے لعل و مرجان کو
نہین دیکھے مسی ملے دندان
کاش سینے پہ رکھدے غم یان ہجر
کیا بیان خوبی شکم کو کرے
ہو نہ انکھو نہین کیون جہان تاریک
ناخن پا حنائی ہین ایسے

دل ہی کھایا کرے یہ عمر دراز
کچھ بھی نسبت ہی تمکو سودا ہی
رہے سنبل کے پیچ پاریچ دھرے
ایسی بھوین کشیدہ بھی ہین کہین
اس قیامت پہ ہی قیامت اور
لطف بینی کا فہم ہی دشوار
کچھ نکلتی نہین سخن کی راہ
برگ گل سے زبان ہے نازکتر
ہم تو مرتے ہی ان لبو پہ رہے
ایسی ہوتی نہین ہی سرخ لبی
برق ابر سیہ مین ہی خندان
چھدرے کنا سینے سے لے تا ناف
دیکھنے سے کبھو نہ پیٹ بھرے
پنڈلی نازک ہی شاخ سنبل کی
برگ گل پاس سرخ ہون جیسے

اسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کالے کوسون کی بات کا کیا ہی
اس جبین پر جو دل ہوا جاذب
یہ کمانین کسو سے کھنچتی نہین
صفحہ رخسار آئینہ سان صاف
لیک باریک بینی ہے درکار
اس نے گل کیا چنے ہر کوے عدم
پھول جھڑتے ہین بات بات ہی
جب وہ کھاتے ہین بیڑیان تو
رنگ گویا ٹپک پڑیگا ابھی
وہ کف دست راحت جان ہے
جیب کی جاگہ ہی کیون کہیے صاف
گئی نظر دینے وہ کمر باریک
پشت پا نکھڑی سی ہی گل کی

ایرج اسکو دیکھکر شیفتہ اور فریفتہ ہوا کہ وہ عورت بارہ پندرہ برس کا سن زیور الماس مین غرق آنکھون مین سرمہ لگا ہوا ہونٹون پر پان کا لاکھا جما ہوا گلے مین موتیون کا مالا ماتھے پر افشان چنی ہوئی ہاتھون مین مہندی لگی ہوئی پور پور مین چھلے دل بیتاب کو چھل لیتے ہاتھون مین دست بند بازوون پر نورتن کان مین بالا ہلال کی طرح پڑا پانون مین گھنگروون کا چھاگل کڑے دل کو نرم کرتی چلی آتی ہی شہزادہ ایرج کنکھارا غنیشہ جادو نے

دیکھا کہ آفتاب تابان ذرہ مین بیٹھا ہی اور دیکھتے ہی تیر مژگان سینے کے پار ہوا سلطان عشق نے
اقلیم دل مین خیمہ کیا نشان محبت کے برپا ہو گئے لشکر غم نے چڑھائی کی
مزرعہ سرسبز دل کو پامال کیا نہال امید جو فصل بہاری سے شاداب تھا خزان نو امیدی
سے ٹھٹھر ہو گیا باغ جوانی پر پالا پڑا آنکھوں سے جوے آب روانہ ہوئی آنکھین بسان نرگس
بیمار رنگ رخ پریدہ مثل گل پژمردہ مگر ضبط کر کے خیمے مین داخل ہوئی وہ جھیل کا کنارا
اور کوسون تک سبزۂ زمردی کا فرش کیا ہوا کوہ زمرد پر کوڑیالا پھولا ہوا تھا لیکن یہ
بہار آنکھون مین ملکہ شیشہ جادو کے بدتر خزان سے معلوم ہوتی ہی دل مین کہتی ہے
ای ملکہ بڑا غضب ہوا یہ کیسا تیر تھا کہ دار پار ہو گیا کیون آئی تھی وزیرزادی حور چہرہ نام
بکڑی تھی دیکھتی ہی کہ ملکہ کی رنگت سفید ہی آنکھین ڈبڈبائی ہین ہونٹھ خشک ہین
آہ سرد ہی عشق کے آثار ہویدا ہین کہا قربان گئی آپ کا کچھ رنگ تغیر معلوم دیتا ہی خیر تو
ہی ملکہ شیشہ جادو نے کہا کچھ میرا دل بےچین ہی حور چہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا دیکھا تو آتش
عشق نے تمام بدن پھونک دیا ہی کہا بلا لون تمھارا تو بدن جلتا ہی خداوند لقا و جمشید
و سامری سلامت رکھین آپ کی کیا حالت ہی پلنگ پر تشریف فرما ہو جیسے دریا کا کنارہ
ہی کوسون تک سبزہ زار ہی ہوا ے سرد آتی ہی مزاج کو فرحت ہو گی شیشہ جادو نے
کہا اچھا یہ کیکے سنائے مین گئی حور چہرہ نے دیکھا کہ بلا سے مرہم مین گرفتار ہی ہاتھ پکڑ کر اٹھا
کہتے ہین کہ حور چہرہ کا ہاتھ گرمی عشق ملکہ سے جل گیا تھا حور چہرہ نے کہا بلا لون
تمھاری عجب حالت ہی سودا کی چھون پر شاہزادیون پر پیچ پڑتا ہی لیکن محرم راز
سے نہین چھپاتے ہین آپ بھی فرمایئے ایک مرتبہ ملکہ شیشہ جادو کے صدف چشم
سے در آبدار اشک مسلسل چلنے لگے کہنے لگی ای حور چہرہ وہ جھیل کے کنارے جو درہ
کوہ مین جوان بیٹھا تھا جس وقت سے دیکھا ہی دل بےچین ہی لاکھ لاکھ تدبیرین کرتی ہون
دل کو سمجھاتی ہون کچھ بن نہین آتا ہی حور چہرہ نے کہا ملکہ بڑی بات کا نخوہ برا ہی آپ کے
ماں باپ کو خبر ہو گی تو غضب نازل کرین گے وہ جوان طلسم کا رہنے والا نہین معلوم
دیتا ہی نہین معلوم کس مکان سے آیا ہی آپکے ماں باپ پوچھینگے آپ کہ کر جائینگی ہم پر آفت آئے گی

ملکہ نے کہا ای حور چہرہ اگر زمانہ الٹ جائے گا مین نہ پھرون گی لازم ہی تجھ کو میرے اس زخم جگر پر مرہم لگا حور چہرہ نے خیال کیا کہ اسکی حالت غیر ہو ایسا نہو پھڑک کر دم نکل جائے تیر عشق کاری لگ چکا ہی کہا اچھا قربان گئی مین لاتی ہون وہ ہی جوان جو درہ کوہ مین خود سر پر رکھے ہوئے بال بھورے بھورے منھہ پر پڑے ہوئے ہاتھ مین تیغہ پکڑے بیٹھا تھا ملکہ شیشہ جادو نے کہا ہان ہان یہ کیجئے حور چہرہ چلی ملکہ نے خیمے مین پلنگ جواہر نگار بچھوایا فرش معقول کرایا عطر دان پاندان چنگیرین پھولون کے گلدستے رکھوا دیے قنا تین لگا دین چوکی کی جو ہمراز تھین اُنھین تو خیمے مین رہنے دیا باقی سب کو رخصت کیا اس عرصے مین حور چہرہ درہ مین کوہ کے پہونچی دیکھا کہ ایک جوان خورشید طلعت بیٹھا ہی لیکن آثار عشق چہرے سے ظاہر ہین گرفتار دام بلا ہی اور ایرج نے دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت اسطرف کو آتی ہی حور چہرہ دہنی طرف کو ٹال کر دیکھنے لگی پھر پھرتی ہوئی ایرج کی طرف کو آئی سلام کیا اور کہا کہ آپکا کہان سے آنا ہوا اور کدھر جاتے ہین اور آپ کون ہین اور کہان سے آئے ہین ایرج نے کہا ہم راہ بھول کر ادھر کو نکل آئے مگر عجب طرح کا کوڈھب رستہ ہے کہ نکل نہین سکتے ہین حور چہرہ نے ہنسکر کہا کہ ارے مردوے کیا مکاری کی باتین بناتا ہے چل تجکو ہماری ملکہ نے بلایا ہی شہزادہ اُسکے ساتھ ہوا اور خیمے مین ملکہ کے پاس آیا وہ اِسکو دیکھکر بہت شرمائی لجائی پھر آخر کو یہ مسند پہ بیٹھا ملکہ نے جام مے ارغوانی سے بھر کر اُسکو دیا شاہزادے نے کہا کہ ای ملکہ یہ شراب ہمپر حرام ہی تا وقتیکہ تم اسلام نہ اختیار کرو اب ملکہ خاموش ہوئی اور بعد تھوڑی دیر کے کچھ سوچکر کہا کہ اچھا صاحب مین کلمہ پڑھتی ہون پھر ایسا ہی ہی تو کچھ کفارہ اِسکا دیدو نگی شاہزادے نے کہا کہ نہین ایسا نہ کرنا صدق دل سے تمام عمر کے لیے مسلمان ہو اور کوئی کسی طرح سے لالچ دے یا دھمکائے ڈرائے جب بھی اسلام کو نہ ترک کرنا ملکہ نے ناچار ہو کر از بس کہ فریفتہ اسیر ہو چکی تھی کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئی بطرح تو دور جام مے دغدغہ نیرنگی انجام چل نکلا اور ملکہ نے طوائفون کو بلوایا اُنھون نے آکر بحسن و خوبی اس غزل کو گایا کہ ابیات

تیغہ جب مول وہ بانکا جوان لینے لگا　　موت کے جی مین مرے یہ نیم جان لینے لگا
تہ چنگی مین لیا اُسنے سیئے جانِ عدو　　رشک میرے دلمین کیا کیا چٹکیان لینے لگا
مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر　　مجھسے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
ہے جو غنچون کا چٹکنا انگلیون کیسی چٹاپ　　یہ بلائین کسکی باغ ای باغبان لینے لگا
جھنے کی اس میکدے مین بیعت دست سبو　　وہ قدم تیرے لبِ ای پیر مغان لینے لگا
نے کے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار　　اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا
موت اُسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور　　یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا
رات کو ای ذوق اُسکی نوک مژگان کا خیال　　تن پہ ہر موسے مری کار سنان لینے لگا

لبان شیرین کی گزک چلنے لگی شکریون کی قینچیان پڑگئین گلابیان شراب کی سینے پر آگئین اُسوقت شہزادۂ ایرج نے کہا کہ ای ملکہ ہمارے لشکر مین تمھارے یہان سے ایک پہلوان گیا ہے کہ وہ ہر ایک کو قتل کرتا ہے ملکہ شیشہ جادو نے کہا کہ ای شہریار تم اسکا کچھ غم نکرو مین تمکو تلوار اُسکے مارنے کے لیے لادونگی بس تم اُسکو لقا کیطرف سے قتل کرڈالنا واقعی وہ یون نمارا جائیگا شہزادے نے کہا کہ اگر ایسا کرو تو احسان ہے شیشہ جادو اُسی وقت یہانسے روانہ ہوئی اور ایک تہخانے مین صندوق کے اندر وہ تیغہ رکھا تھا اسکو نکال لائی اور شاہزادۂ ایرج کو دیا اور یہان جب وہ زمانہ آیا کہ تیغۂ مہر غلاف مغرب مین رکھا گیا اور سیر شب کو ترک دہر نے منہ پر ازکیا نظم

کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے اِک بار　　ہوئی ساقط لب شکل نبض بیمار
مزاج شام نے تفریح پائی　　اُبھر کر مثل ابر زلف آئی

ملکہ جام جادو نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے ادہر سے جاکر خبر کی صاحبقران نے بھی طبل بجنے کا حکم دیا یہان طبل حشامی اور سکندری نوازش مین آیا دلاور آگاہ اور خبردار ہوئے دربار برخاست ہوا پھر اُسی طرح ہتھیار صاف ہونے لگے شب بھر تیاری رہی جب حسن شب کا رنگ تبدیل ہوا اور جمال صبح نے نور پیدا کیا کہ ابیات

کہ اُٹھا عکس زلف شب زمین سے　　گھٹا کچھ نور شعلون کی جبین سے
کمی کی تلخی مے نے دہن مین　　جھکے شرما کے ساغر انجمن مین

صبح کو امیر کشور گیر مع سرداران باتوقیر کے جلوخانہ شہنشاہی مین آئے بادشاہ برآمد ہوئے
ہر دو ہمہ پکارا سلطان عالم مہابلی ظل اللہ صاحبقران نگاہ روبرو امیر نے مجرا کیا
پھر تو بہرام و جمہور و فرامرز سب کا مجرا ہوا اور سواری ظل اللہ کی میدان مصاف مین
چلی فوج پہلے ہی گروہ گروہ انبوہ انبوہ عرصۂ رزم مین جا چکی تھی غرض یہ بھی جا کر
جنگاہ مین پہونچے اُدھر سے لقا مع جادو اور پہلوان طلسمی کی فوج کثیر لیکر آیا
صفوف لشکر آراستہ ہوئین اور پہلوان طلسمی لقا سے اجازت لے کر میدان مین
آکر للکارا کہ ای فرقۂ خداپرستان و زبردستان تم مین سے جسے تمنائے مرگ کی ہو وہ میرے
مقابلے مین آئے ادھر سے سردار جانے لگے اور سونٹے کھا کھا کے بیہوش ہوتے تھے مگر
وہان سے ایرج نوجوان وہ تیغہ لیکر دو گھڑی رات سے اپنے لشکر کی طرف چل نکلا تھا
اور ملکہ شیشہ جادو کو اُسی مقام پر چھوڑ آیا تھا یہان دو چار سردار اسیر ہوئے تھے کہ یکایک
دامن صحرا سے گرد اُڑی اور شہزادہ ایرج نوجوان پیدا ہوئے اور آتے ہی اُنھون
نے مقابلہ اُس پہلوان طلسمی سے کیا اُسنے سونٹا مارا اُنھون نے خالی دیکر ہاتھ ایک
تیغے کا مارا وہ تو جانتا تھا کہ مرونگا نہین اُسنے سر سامنے کر دیا تلوار جو سر پر بیٹھی تنگ کے
رستہ سے نکل گئی غریو جان کفاران سے نکلا اور جام جادو نے للکارا کہ ارے ہان
لینا فوج ایرج پر گھر کر چار طرف سے آئی یہ بہادر بھاگا دار پکڑ کر اُس دریا سے فوج مین
ڈوبا پھر تو امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور تمام سپاہ لینا لینا کہکر
آکیسمین غٹ پٹ ہو گئی تلوار چلنے لگی اشعار

قیامت کی چالش تھی آفت کا زور
لگے کٹنے مرنے جری چار سو
یہ کافر گرا اور وہ غازی بڑھا
بھرے تھے قتیلون سے دشت و در
جری سب تھے خونین نہائے ہوئے
برسنے لگی موت مانند میغ

ہلی بہمن و سام و رستم کی گور
کہین تیغ چلی کسی جا سنان
وہ مرکب کٹا اور یہ راکب گرا
کسی پر تبر خنجر کسی پر تھی شان
کرتے تھے گھوڑے اُٹھائے ہوئے
ہوا منقطع کافرون کا ثبات

چڑھے منہ پہ تلوار کے جنگ جو
کوئی حملہ ور تھا کوئی تھا طپان
گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
کوئی پیر دیرین کوئی نوجوان
چلی غازیون کی اجل بار تیغ
کٹی ایک دم مین دو روزہ حیات

امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر | بدن سے کہا جان نے سر کی خیر
بلاق اُٹھا کر جو وہ تیغ ہاتھ | غضب کی تھی پیچھے پڑی تیغ تیز
مجھے چھوڑ دے اب بچے گا نہ ساتھ | نہ جائے امان تھی نہ پائے گریز
ہجوم عدو مین پڑا انتشار | ہوئے سب کے سب جگہ سے فرار
غنائم کو پھر لے کے با صد طرب | پھر اپنے مورد پہ جیش عرب

لیکن شہزادہ ایرج نو جوان کو ملکہ جام جادو نے سحر کر کے پکڑ لیا کس واسطے کہ یہ سب سے پہلے لڑنے لگے تھے اب جو لشکر یہان پھر کر آئے شاہزادہ ایرج نوجوان نہ آئے تو امیر کو انتشار ہوا اور وہان ملکہ جام جادو نے لقا سے کہا کہ ایرج کو قتل کر ڈالیے لقا نے کہا کہ قدرت نے یہ تقدیر تو نے ہزار برس پیشتر کی تھی اچھا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر حکم دیا کہ میدان سیاست تیار ہو اُسی وقت ارہ کش تسمہ کش جلاد آکر حاضر ہوئے غریو لشکر مین پڑ گیا ہر شخص عبرت اور عشرت کرنے لگا بعضے کہتے تھے میان سرکشی کا یہی نتیجہ ہے بعض کا یہ قول تھا کہ بھائی خدا نہ کرے کوئی جلیل ذلیل ہو اور بختیارک نے جام جادو سے کہا کہ اے ملکہ امیر ضرور ایرج کو چھوڑا لے جائینگے اسکی فکر کرنا چاہیے اُسنے سحر سے ایک دیوار آتش کی دور تک اُٹھا دی اور شہزادہ ایرج نوجوان درگاہ خدا مین دعا کرنے لگا شعر

اسیر بلا ہون مین پروردگار | کرم سے مجھے اپنے کر رستگار

وہان ملکہ شیشہ جادو جو صبح کو اُٹھی تو اُسنے حور چہرہ سے کہا کہ شہزادہ یہان سے گیا ہے نہین معلوم کس آفت مین مبتلا ہے مجکو جانا چاہیے اسلیے کہ میرا دل اسوقت مضطر ہے حور چہرہ نے کہا کہ واری اب تو تمنے تلوار اُنھین دیدی ہے پھر اب کیا غم ہے اُسنے کہا کہ نہین کوئی آفت ضرور آئی ہے جب تو مجکو بیتابی ہوئی ہے یہ کہا ایک تخت بلور پر سوار ہوکر اور اپنی چند خواصون کو ہمراہ لیکر پرواز ہوئی جب یہان آکر پہونچی تو اُسنے دیکھا کہ دیوار آتش اُٹھی ہوئی ہے اور شاہزادہ ایرج چبوترہ پر نگست کے بیٹھا ہے خلقت جمع ہے جام جادو قتل کیا چاہتی ہے بس یہ دیکھکر اُسنے حکم دیا کہ حور چہرہ نے سحر پڑھا اور وہ دیوار باطل ہوئی اور اُسنے شہزادہ ایرج کو تخت پر اُٹھا کر بٹھایا جام جادو نے اسے دیکھکر فوج کو حکم دیا کہ ان لینا جانے نہ دینا فوج اُسکی

لیتا لیتا لیکر چلی اُسوقت اُسنے کچھ پتلے سحر کے پیدا کیے اور اُن پتلون سے کہا کہ مارو انکو
پتلون نے مارنا شروع کیا اُسوقت جام جادو للکارتی ہوئی آگے آئی حور چہرہ
نے ایک پنجہ اُسکو مارا کہ ہاتھ اُسکا کٹ گیا فوج تو بھاگی اور شیشہ جادو ایرج کو لیکر چلی
گئی ملکہ جام جادو نے لقا سے کہا کہ اب مین بھی مرآت جادو کے پاس جاتی ہون چنانچہ
روانہ ہوئی یہان تو ملکہ مرآت جادو باغ مین بیٹھی تھی لوگون نے جا کر کہا کہ ملکہ جام جادو
آئی ہین ملکہ مرآت جادو نے کہا شاید حمایت کو آئی ہین اُسنے طلسم کا بچھا لیا ہر اسمین سامنے سے ملکہ
جام جادو آئی سلام کیا آنکھون سے آنسو جاری رنگ چہرہ سفید ہاتھ کٹا ہوا لہو مین ڈوبی ہوئی کہا جام جادو
خیر تو ہے یہ کیا آفت پڑی جام جادو نے کہا ہم تو تمہارے پاس کفالت معاملت کو آئے تھے پہلوان
طلسمی آپ نے دیا تھا اُسنے بہت سے خدا پرست پکڑے آخر مارا گیا مین حیران تھی کہ تلوار کہان سے آئی
معلوم ہوا آپکی بیٹی نے تلوار دی تھی چنانچہ مین ایرج کو پکڑ لائی تھی چبوترے پر بٹھا کے
گردن مارا چاہتی تھی ایک حکم خداوند لقا کا ہوا دوسرے کی منتظر تھی کہ آپ کی بیٹی ملکہ
شیشہ جادو پہونچی میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پتلے سحر کے پیدا کرکے ہزارون جادوگر میرے
قتل کیے ایرج کو اُٹھا کے لے گئی ملکہ مرآت جادو نے کہا ارے کیا کہتی ہے ملکہ شیشہ جادو
تو پہاڑ مین شکار کر رہی ہے کوئی اور ہوگا اُسکو ان باتون سے کیا کام وہ کیا جانے
ابھی بچہ ہے اری بیگانی بیٹیون پر تہمت لگاتی ہے جام جادو نے کہا ملکہ مرآت جادو
کیا مین ملکہ شیشہ جادو کو پہچانتی نہین ایک طرف لشکر لقا کا تھا بختیارک لقا
عقیق کوہ سلیمانی پر بیٹھے ہوئے تھے ایک طرف لشکر حمزہ کھڑا تھا مین نے بیچ سے
دیوار آتش کھڑی کر دی تھی کوئی خدا پرست نہ آسکتا تھا سب کے سامنے اُٹھا
لائی مرآت جادو کی رنگت سفید ہو گئی کہا ارے دو تین لونڈیان جا کے خبر تو
لائین ملکہ شیشہ جادو خیمے مین ہین یا نہین دو تین لونڈیان گئین جا کے خیمے مین دیکھا
لونڈیان بیٹھی تھین پوچھا کہ شیشہ جادو کہان ہین کسی نے کہا شکار کو گئی ہین
کسی نے کہا ابھی یہان کھڑی تھین کسی نے کہا بچھواڑے گئی ہین لیکن مفصل کسی نے
نہ کہا وہ لونڈیان جو گئی تھین لوگ آپس مین منھ جوڑے ہوئے کچھ باتین کرنے ہر چہار طرف کو

چرچا ہو رہا ہے یہ سمجھ کر کہ مرأت کے پاس آئین مرأت جادو نے کہا اری کہو تو ملکہ شیشہ جادو
ہر لونڈیوں سے کہا تو تم یہاں جاؤں ہم گئے تھے ملکہ شیشہ جادو خیمے میں نہ تھیں لیکن لوگ
آپس میں باتیں کرتے تھے چپکے چپکے چرچا ہو رہا ہے ہم نے سب سے پوچھا کسی نے کہا شکار کو
گئی ہیں کسی نے کہا ابھی کھڑی تھیں لیکن کچھ مفصل نہ کہا ملکہ مرأت جادو سوار ہو کر
خیمے میں گئی اور لونڈیوں کو بلا کے کہا اگر احوال تفصیل نہ کہا تو ایک ایک کی گردن مار دونگی
پیٹ پھاڑ ڈالونگی ناک چوٹی کاٹ ڈالونگی اور جو تحقیق کہا تو قسم ہے سامری اور جمشید کی
کچھ نہ کہونگی دو چار جو لونڈیاں تھیں انھوں نے کہا ملکہ ایک جوان خوبصورت کو حور چہرہ
کٹنیا پکڑ کے لے آئی تھی دو روز خیمے میں رہا شراب کباب ملکہ نے ساتھ کھایا پیا میں روز
سے وہ نہیں آیا کہیں گیا ہے آج حور چہرہ نے ملکہ کے کچھ کان میں کہا پس ملکہ شیشہ
جادو چلی گئیں مرأت جادو نے کہا اری دو ایک جادوگر وہ عقیق سلیمانی اور حور چہرہ
کے لشکر کی خبر لائیں اور دریافت کریں ملکہ شیشہ جادو کہاں ہے جادوگروں نے کہا کہ
دو چار جادوگروں سے کب تلاش ہو گی ملکہ نے کہا ایک بیس جادوگر جاویں چنانچہ جادوگر تو روانہ
ہوئے اور مرأت جادو جام جادو کے علاج معالجہ میں مشغول ہوئی اور وہ جادوگر
کو وہ عقیق سلیمانی کو سب ڈھونڈھ کر لشکر امیر میں گئے دو دو چار چار ہر ایک بازار کوچہ
میں خیمے میں ڈھونڈھنے لگے دو چار جادوگر اس طرف بھی ڈھونڈھتے تلاش کرتے ہوئے
جا نکلے دیکھا کہ ایک بارگاہ بڑی دھوم دھام کی ہے ہر گھڑی ہر لوگ آتے جاتے ہیں
ناچنے والیوں کو انعام میں دوشالے مل رہے ہیں بڑی کیفیت کا مکان ہے وہ جادوگر
اپنے تئیں پوشیدہ کر کے اندر بارگاہ کے گئے دیکھا ملکہ شیشہ جادو تخت مرصع پر
بیٹھی ہوئی ہے ایک جوان تیغہ بکف ہوئے زانو بزانو بیٹھا ہوا ہے حور چہرہ پنکھا
ملکہ کے منہ کو جھل رہی ہے پیچھے اگرانی ہے ایک رنگ کا جوڑا گلے میں پہنے ہے جواہر میں
غرق موتیوں کا مالا پڑا ہوا ہے لبوں پر لاکھا پان کا جما ہے سفید سفید دانت مانند سلک
مروارید چمکتے ہیں جب ہنستی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ شفق میں برق چمک جاتی ہے وہ
آنکھوں کی پتلیاں جسکو دیکھ کے جمشید و سامری کی پتلیاں پتھر کی ہو جاتی ہیں اور

ایک بدھی موتیے کے عطر مین بسی ہوئی ران پر پڑی ہی عطردان پاندان دھرا ہی عطردان
بطور فوارے کے چھوٹ رہا ہی خاصدان مین گلوریان اس وضع سے چنی ہین جیسے طاؤس
رقص کرتا ہی سات آٹھ لونڈیان ململ کے دوپٹے اوڑھے ہوئے کرتیان ململ کی پائجامے گلنار
گلبدن کے ڈھیلے ڈھیلے پائنچے کے پہنے ہوئے پیڑون پر ازاربند لٹکے ہوئے ہاتھون مین
موٹے موٹے کڑے سونے کے پڑے ہوئے دست بستہ سامنے کھڑی ہین ملکہ شیشہ
جادو کے گلے مین چمپا کلی کا یہ عالم ہی کہ جیسے ستارون کی لڑی چمک رہی ہی ایک ڈکیا یار و
انیسی ملکہ خوش بیٹھی ہین کہ کبھی طلسم مین اسطرح نہین دیکھا ایک ڈکیا ایسی مان شفیق مہر ملکہ کو
خفا کرکے آئی ہین تمام عالم مین رسوائی ہی گھر غارت کیا کہان خداپرست کہان لقاپرست
سنئے کہا چلو میان خیر کرین ایک نے کہا بھائی ہمارا کیا حرج ہوتا ہی نہ کہو خدا جانے کسوقت
مین گرفتار ہو جانے گی ایک نے کہا ہم تو کہینگے غرض آپسمین حجت کرتے ہوئے روانہ
ہوئے شیشہ جادو بہت شاد ناچ دیکھ رہی ہی لیکن یہ گردون بیرنگ ساز ایک رنگ پر مانند
بوقلمون کے نہین رہتا ہی گاہے دھوپ ہوتی ہی گاہے چھانون ہو جاتی ہی ملکہ فکر مین ہی کہ
رات کو عیش کرینگے مثل ہی کہ مصرع من درچہ خیالم و فلک درچہ خیال ۔ راہ مین ان
جادوگرونکو اور جادوگر ملے کہا بھائی ہم بھی دیکھ آئے غرض ہمراہ ہوگئے طلسم مرأت جادو مین
پہونچے ملکہ مرأت جادو نے کہا کیا مرأت جادو نے کہا کیون دیکھ آئے کہا ملکہ مرأت جادو
جام جادو جو کہتی تھی سچ ہی ملکہ ایرج کی بارگاہ مین بیٹھی ہی زانو بزانو ہی اور حور چہرہ کھڑی
ہی ملکہ مرأت جادو کے کانون سینے مین آگ بھڑکی اس غضب کا شعلہ اٹھا کہ
دماغ مین جا پہونچا کہا واہ جمشید و سامری عجب طرح کا مقدمہ درپیش ہوا عجیب وضع
کا سامنا ہوا مجکو گھمنڈ تھا کہ ہماری بڑی عزت ہی کوئی مکروہات زمانے کا درپیش نہوگا
وہی سامنا ہوا قسم ہی جمشید و سامری کی کہ اگر لاکر منھ مین اژدر کے نہ ڈال دیا تو نام اپنا
مرأت جادو نہ پایا ایسی آفت و بلا مین گرفتار کرون کہ تمام عمر تڑپتی رہے یہ کہکے جو
سناٹے مین آئی نہ کسی سے کہا نہ سنا سناٹا مارکے روانہ ہوئی ملکہ مرأت جادو
کوہ عقیق سلیمانی کو کبھی نہ آئی تھی معلوم نہ تھا کہ کیسا ہی کوہ عقیق مین جسوقت پہونچی

دیکھا کہ کوہ عقیق نہایت آباد ہی دروازے کھلے ہین بازار آراستہ ہی کٹورا بج رہا ہے دیکھے
تو ایک طرف ہزارہا ستارے اور آفتاب مہتاب سفید و سرخ و زرد و سبز رنگ
برنگ کے چمکتے ہین دلمین کہتی ہی کہ آسمان زمین پر اُترا ہی یا جگنو کا جنگل ہی یہ کیا اسرار ہی
اور یہ تھا کیا کہ گلشن لشکر کی بارگاہون کے تھے کہ کوئی آفتاب کی صورت کوئی ستارے
کی صورت کوئی بشکل مہتاب کے سونے روپے جواہر کے ہر ایک سردار کی بارگاہ پر دھوم
دھام ہو رہی ہے کٹورے سونے روپے کے کھنک رہے ہین آبپاشی ہوتی ہی ہر ایک دوکاندار
مالا مال بیٹھا ہی دوکانون گلدستے دھرے ہین صرافا بزازا جوہری بازار کھلا ہوا ہی جواہر و مخمل و
اساوری مشجر و ع… ململ بک رہا ہے خریدار کھڑے ہین ایک طرف کو گدڑی لگی ہوئی ہی مرغ
بٹیر تیتر کلنگ کبوتر بکتا ہی ایک سمت تلوارین بک رہی ہین ہزار در ہزار نشان کھلے ہین
پھریرے پھرا رہے ہین کوئی جگت بولتا ہی کوئی ناچ دیکھتا ہی کوئی رنڈی کے پاس
کھڑا ہی چہچہے ہو رہے ہین وہ دھوم دھام ہے کہ بیان مین نہین آتی بہتر بازارین بہتر جھنڈا کھڑا
ہے ایک بازار سے ایک بازار اونچا ہی جس مقام پر بازار ہو چکا ہے وہان سات
بنگلے ہین ایک دروازہ ہے نوبت بج رہی ہے بہتر دروازہ کھلا ہوا ہی حیران
ہے کہ کیا لشکر ہی کہ از مشرق تا مغرب لشکر ہی معلوم دیتا ہی اور جو آگے بڑھ کے دیکھا
تو ایک نفیس خیمہ استادہ ہی سہ پہر کا وقت ہے تمامی کا فرش ہے سونے روپے کی
چلمنین بندھی ہین تمام فرشی رنگین لالٹینین چمن بندی کی وضع پر دھری ہین بیچ
مین شمعدان سنہرے روپہلے لگے ہوئے جھاڑ بلور کے لگے گلدستے مومی دھرے
ہین واسطے روشنی کے ٹٹیان چاندی کی کھڑی ہین دروازے بنگلے بارہ دریان
سجی ہوئی ہین جھولے ہنڈولے آتشبازی جا بجا گڑی ہوئی ہی بڑے بڑے
جو درخت تمام تمامی سے منڈھے ہین مقیش کے گیند لٹکتے ہین قمقمے لٹک رہے ہین
طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے گانا ہو رہا ہے بھانڈ بھگتیے ناچتے ہین دوشالے انعام ملتے جاتے
ہین مچھولیان کھڑکھڑیان رنڈیون کی آتی جاتی ہین ہر ایک کا مجرا ہو رہا ہی شراب
کا پیالہ گردش مین گزک کے خوان دھرے ہین لوگ خوش ہین ملکہ مرآت جادو

نے کہا ارے صاحبو یہ بارگاہ کسکی ہے لوگون نے کہا یہ بارگاہ ایرج نوجوان کی ہے یہ
سُنکے بارگاہ کے اندر آئی دیکھا کہ ملکہ شیشہ جادو تخت پر بیٹھی ہے پاس ایرج بیٹھا ہی
حور چہرہ کھڑی پنکھا ہلاتی ہی آگ لگ اُٹھی پکاری اری شوخ دیدہ گیسو بُریدہ آفت
رسیدہ تو کہان جاتی ہے حور چہرہ آواز سُنتے ہی کانپ گئی شیشہ جادو سے
کہا ملکہ مرأت جادو کی آواز آتی ہی ایک مرتبہ مرأت جادو روبرو آئی کان چھیدے
ہوئے سیندور لگا ہوا ایک دانت بڑا سا نکلا ہوا جوڑا اندھا ہوا ایک ناریل ہاتھ
مین لیے ایرج نوجوان تیغہ پکڑ کے اُٹھا چاہا کہ لو بھڑ کر اپنی معشوقہ کو اس ساحرہ سے چھوڑا
ہون لیکن وہ جو تڑپ کے گری ایک ہاتھ مین ملکہ شیشہ جادو کو ایک ہاتھ مین حور چہرہ
کو پکڑ کے طرف آسمان کے یکایک پرواز کر گئی اور وہان سے ملکہ شیشہ جادو
پکاری لو ایرج تمھین خدا کو سونپا ہمتو دنیا سے اُٹھے چلے دل کی ہوس دل مین رہی
مرأت کو روشنی بھی نہ دیکھنے پائے فلک کجرفتار نے نہ چاہا ہمکو بھول نہ جانا فاتحہ سے یاد کرنا
ایرج کے درد اُٹھا کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا ہاے کہ کے بیہوش ہو گیا جہان ہاتھ تھا وہین
رہ گیا جہان پانوٴن پڑا تھا وہین پڑا رہا سکتے کا عالم ہو گیا دانت بیٹھ گئے شاپور شیر دل
نے گلاب چھڑکا آنکھ کھلی کہا شہریار جی ٹھہر ایسے کوئی اتنی بیقراری کرتا ہے کہا ہاے یہ کیا
غضب ہو گیا یہ خبر علمشاہ و قاسم کو ہوئی اور ملکہ مرأت جادو ملکہ شیشہ جادو
کو لیکے ایک بیابان ویران کی طرف گئی کیسا بیابان کہ جغد کی آواز آ رہی ہی جنگل سائین
سائین کرتا ہی درخت کے ٹُنڈ مُنڈ کھڑے ہین لومڑی گیدڑ بھیڑیے بھاگے جاتے ہین پہاڑ سیاہ
معلوم ہوتے ہین ہوا سے گرم چلتی ہی پتون کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز آتی ہی جھلین خشک
پڑی ہین گدھون نے جو مُردون کو کھایا ہی ہڈیان پڑی ہین وہان ملکہ شیشہ جادو کو چھوڑ
دیا کہا ارے یہ کیا حرکت تو نے کی گھر غارت کر دیا میری عزت مین خلل کر دیا ارے
جو کوئی ایسی حرکت کرتا ہی تو چھپ سکے کہ ہرگز کسیکو خبر نہین ہوتی وہ دون کی صحبت
مین یہ عشق بہم پہونچا یا کہ ملکہ جام جادو کا ہاتھ اُڑا دیا پہلوان طلسمی کو قتل کرایا ایسی
اندھی ہو گئی ملکہ شیشہ جادو نے کہا امان جان فی الحقیقت مین اندھی ہو گئی ہون

عشق کرتا ہے جبین اٹھاتا ہے عیش کرتا ہے میری قسمت مین پہلے ہی رسوائی تھی جو ہوا
سو ہوا آپ اپنے گھر بار سے تصدق کر کے مجکو اُسی کے حوالے کر دیجیے مرات جادو
غصہ آیا ایک طمانچہ مار کے کہا ارے گیسو بریدہ اب جو تو چاہے کہ زندہ و سلامت گھر کو
جاؤن یہ تو نہوگا یہ کہکے دستک دی ایک درخت حنا کا پیدا ہوا اُسمین حور چہرہ کی
کمر مین زنجیر باندھکے پھر دستک دی ایک اژدر نکلا منھ کھلا ہوا شعلہ آتش کے نکلتے
ہوئے مرات جادو نے ملکہ شیشہ جادو کو پکڑ کے اُس اژدر کے منھ مین ڈالا اژدر
غائب ہوگیا یہان قاسم و علمشاہ جو آئے دیکھا ایرج کی حالت تباہ ہر چند سمجھایا
ایرج نے نمانا کہا مجکو قسم ہے پروردگار عالم کی کہ بغیر طلسم کے توڑے نہ پھرونگا قاسم نے کہا
مین بھی چلون ایرج نے کہا آپ کیا کیجیے گا پہلے خبر منگوا لیجیے گا یہ کہکے مانند سودائیون کے رو بطرف
طلسم آئینہ کے ہوا شاپور شیر دل فوج لیکر چلا قاسم نے کہا یا امیر با توقیر ایرج یکہ و تنہا گیا ہے
ہر چند کہ مینے سمجھایا نمانا اُسکے باپ دادا پردادا اُون نے بہت طلسم توڑے ہین اور وہ بھی
توڑیگا لیکن مجکو ہر گھڑی بُری بات کا دھیان آتا ہے طلسم بڑا پر دقت ہے ایسا نہو کچھ پیچ
پڑجاے غلام کے دلکو تاب نہین ہے ہرچند دل کو روکتا ہون لیکن نہین رکتا غلام کو اجازت
ہووے کہ غلام بھی جاوے امیر کے آنسو بھر آئے ہرچند ضبط کیا لیکن نہوسکا آنسو ٹپک پڑے
کہا بیٹا اب تمکو معلوم ہوا ہوگا کہ فرزند کی آنچ ایسی ہوتی ہے مین کس طرح سے کہون تم بھی
جاؤ میرے دلمین کیا خیال بد نہ آئیگا لیکن یہ بھی نہین جی چاہتا کہ ایرج کے دشمنون پر کچھ
پیچ پڑے لو جاؤ خدا کو سونپا یہ سنتے ہی مجرا کر کے مرکب پر بیٹھ کے روانہ ہوا پیچھے لشکر بھی
چلا لیکن سواری ایرج نوجوان کی ہمراہ شاپور شیر دل مع لشکر ظفر پیکر ایک بیابان
ریگستان مین پہونچی لیکن احوال معلوم نہین ہے کہ یہ کون سا مقام ہے ایکمقام اُس بیابان مین
کیا دوسرے دن کوچ کیا بعد از طے مراحل و منازل ایک قلعہ عظیم الشان معلوم دیا جہانتک
نظر کام کرتی تھی دیوار قلعہ کی نظر آتی تھی دل سے کہا ای ایرج یہ بہت بڑا قلعہ ہے کچھ انتہا
نہین معلوم دیتی دیکھیے مقدر کیا دکھاتا ہے یہ کہکے وہین روبرو قلعہ کے خیمہ استادہ کرایا فوج
دریا موج اُتری سب خیمے استادہ ہوگئے ایرج نوجوان بارگاہ کے دروازے پر بیٹھ گیا

وہ قلعہ ورہ طلسم آئینہ ہے طوفان شاہ بادشاہ ہے اسکا ایک پہلوان فیل جہان زور ہے
اُسکے سبب سے بادشاہت کرتا ہے طوفان شاہ کو خبر ہوئی کہ فوج کسی شاہ و شہریار کی
بر و قلعہ کے اتری ہے طوفان شاہ نے جوڑی ہرکارے کی بلاکے کہا ای تیز رفتار و تیز نگاہ
دریافت کرو کہ یہ لشکر کس کا ہے کون ہے کہان کا عزم ہے کسواسطے آیا ہے کوئی شکار کھیلتے کھیلتے
راہ بھول گیا ہے جلد خبر لاؤ جوڑی ہرکارے کی روانہ ہوئی سامنے تو لشکر پڑا تھا داخل
ہوئے احوال دریافت کرنے لگے ایرج نوجوان کو خبر ہوئی کہ جوڑی ہرکارے کی
قلعہ سے آئی ہے پوچھتی پھرتی ہے ایرج نے کہا ہمارے پاس بلالاؤ لوگ دوڑے جا کے
بلالائے ہرکارون نے دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت قوی ہیکل بشکل شاہ و شہریار
دروازے پر بارگاہ کے بیٹھا ہے جھک کے مجرا کیا عرض کی کہ یہ ملک طوفانیہ نام رکھتا ہے
یہان کا بادشاہ طوفان شاہ ہے آجتک کوئی شاہ و شہریار اسطرف نہین آیا اُسکو خبر
ہوئی ہے کہ ایک لشکر آیا ہے ہمکو بھیجا ہے کہ خبر لاؤ کون شخص ہے کیا نام ہے کیون آیا ہے کدھر کا
عزم ہے یا شکار کو آیا تھا راہ گم کرکے اسطرف کو نکل آیا ہے بڑے بڑے بہادر تلوار لے
شجاع سخی گذرے ہین لیکن اسطرف کوئی نہین آیا یہ قلعہ طلسم آئینہ کا ہے یہان سے آگے
کوئی پھرا نہین اگر کوئی اور ارادے پر آپ آئے ہین تو بہتر یہ ہے کہ پھر جایئے ایرج نوجوان
نے کہا بھائی مین پوتا ہون امیر حمزہ کا بیٹا ملک قاسم کا ہون پوتا عالمشاہ رومی کا
ہون ہرکارون نے کہا آپکے منھ پر ایک دبدبۂ شجاعت دریافت ہوتا ہے یہ
طلسم آئینہ ہے اسکو توڑنا بہت مشکل ہے کسی بادشاہ نے فتح نہین پائی ایک پہلوان ہے
فیل جہان زور کسینے آج تک اسکو زیر نہین کیا بیس بیس چالیس چالیس بکرون
کے کباب کچے پکے کھا جاتا ہے تنگ کے تنگ شراب کے پی جاتا ہے اسیکے زور پر شاہ
بادشاہت کرتا ہے پہلے تو اُسی سے لڑائی پڑیگی اگر اُس سے فراغت ہوئی تو آگے بہت سے قصے
جھگڑے ہین ہم کچھ روکنے کو نہین آئے ہین ازراہ دولت خواہی کے عرض کرتے ہین کہ آپ چلے جایئے
ہرگز ہرگز ارادہ نہ کیجئے ایرج نوجوان نے کہا اگر ہماری قسمت مین توڑنا طلسم کا ہے تو توڑینگے سنکے جوڑی ہرکارے
کی طوفان شاہ پاس گئی طوفان شاہ نے کہا ارے دریافت کر آئے عرض کی کہ خداوند نعمت ایرج نوجوان

بیٹا ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ کلاہ ہے پوتا عملشاہ کا پوتا امیر حمزہ صاحبقران جہان
دوران کا ہی اس ارادے پر آیا ہے اور ہمنے بہت سا سمجھایا مگر ایا ممکن نہین ما نتا از ابتدا
تا انتہا سب بیان کیا طوفان شاہ نے ایک وزیر کو کہا ای عزیز ایرج کو جاکر سمجھا کہ معلوم
دیتا ہے کسی دشمن نے تمکو بہکا کے بھیجا ہے کوئی اس مکان سے جیتا اور سلامت نہین گیا
تم کیون اپنی کشتی حباب کو طوفان مین غرق کرتے ہو بہتر یہی یہان سے کنارہ کرو وزیر سوار ہو کے
روانہ ہوا خبر ایرج کو ہوئی ایرج خیمے مین آ بیٹھا گردن کش بہادر تلوارین بکڑ
بکڑ کے آ بیٹھے اسمین سواری وزیر کی آئی دروازے پر اترا خبر ایرج کو ہوئی کہا بلالو چوبدار
آ کے وزیر کو لے گیا بارگاہ مین جاکے مجرا کیا نذر دی کرسی عنایت ہوئی آداب بجالا کے کرسی
پر بیٹھا عرض کی ای شہریار طوفان شاہ مالک اس زمین کا ہی ہرکارے خبر لیگئے تھے
کہ ایرج نوجوان طلسم کے توڑنے کو آیا ہے چنانچہ مجکو طوفان شاہ نے آپ کی خدمت مین
بھیجا ہے اور کہا ہی کہ بہت سے بادشاہ اور بہادر آئے ہین لڑے ہین آخر مارے گئے ہین اور
جو طلسم مین گیا پھر باہر نہ نکلا تم اپنی جان کو کیون کھٹکے مین ڈالتے ہو چند روز کی زندگی ہے
اسکو ضائع نکرو اب چلے جاؤ اسکا فتح کرنا بہت مشکل ہے ایرج نے کہا ہمارے بھائی بند
بزرگون نے جس کام کے کرنے پر قدم مارا ہی اسکو انصرام کیا ہی اور نہین تو مارے گئے ہین
اگر ہماری قسمت مین طلسم توڑنا ہی تو توڑ ڈالین گے اور نہین تو مرجانا ایکدن تو ہے
ہمسے تمسے ملاقات تو ہوئی تم اگر راہ دو ہم تمہارے قلعے سے نکل جائین تمہارا احسان
ہوگا آگے جو ہماری قسمت مین ہوگا وہ ہو رہے گا خیر تمہاری ملاقات سے یہی حصول
ہوا وزیر نے کہا ای شہریار پہلوان فیل جان زور کب خیال مین کسی کو لاتا ہی
جسوقت مین گیا اور کہا اُسی وقت طبل جنگ بجوا دیگا اور ایسا کوئی شخص زمین
مین نہین جو اسکو مار سکے آپ کی جوانی پر ہمکو رحم آتا ہی آپ ہمکو دشمن جانتے ہون گے
ہم دشمن ابھی تو نہین ہین آپ چلے جایئے ایرج نے کہا اے وزیر مرد جس بات پر قدم
مارتے ہین پھر نہین پھرتے ای عزیز جسدن سے پیدا ہوئے طبل جنگ کی آواز پر دونہ
سنا کیے تمنے ہماری دوستی سے کہا لیکن ہمکو منظور نہین ہے اسیطرح سے کہدینا غرض وزیر رخصت

ہو کے طوفان شاہ پاس آیا اور سب حال بیان کیا طوفان شاہ نے کہا جبکہ طلسم
ٹوٹتا پھر آسکو اور رنگین معلوم دیگی دریاے رنگین نظر پڑیگا آگے طلسم آئینہ ہی جمشید سامری کا
گنبد ہے بڑا غضب ہوگا یہ تو گھر کا گھر مٹ گیا بلاؤ فیل جہان زور کو لوگ گئے اور پہلوان
فیل جہان زور کو بلا لائے طوفان شاہ نے فیل جہان زور سے سب احوال
کہا فیل جہان زور کو گھمنڈ اپنے زور کا سمایا ہوا تھا کسی کو نہ سمجھتا تھا بے تامل
طبل جنگ بجوادیا طبل گڑگڑانے لگے ایرج کو خبر ہوئی طبل جنگ بجوادیا دونون لشکرونمین
تیاری ہونے لگی شاپور شیردل کہتا ہے کہ عجب کارخانہ ہی کیا تدبیر کیجیے مقدمہ
جادوگرونکا ہی آگے طلسم آئینہ ہی پہلوان زبردست کا سامنا پڑا ہے کیا ہوگا طوفان
شاہ کو بھی فکر ہے کہ شکنندۂ طلسم آگیا ہے دیکھیے کیونکر سامنا ہوتا ہی اسمین وقت صبح کا ہوا
آفتاب عالمتاب طلوع ہوا ایرج نوجوان خود تیغہ دو بلغہ زرۂ اصفہانی چار آئینہ
موزے پہنکے شمشیر سپر لگاکے مرکب پر سوار ہوا پیچھے فوج دریا موج روانہ ہوئی میدان
حرب پر مرکب کھڑا ہوا دروازہ قلعہ کا کھلا طوفان شاہ فوج لیکر تخت پر سوار ہوکر نکلا
داہنے ہاتھ کو فیل جہان زور کھڑا ہوا تھا سب نے دیکھا کہ ساٹھ بیٹھ ایرج کا قد ہی اسنے
گگدنکو دوڑ اسکے طوفان شاہ کے تخت پاس گیا اجازت مانگی کہا جمشید و سامری کو
سونپا اور میدان مین آکے پکارا ای ایرج نوجوان تمھاری بہادری شمشیر زنی سخاوت
شجاعت مین کوئی شبہہ نہین ہے لیکن طلسم آئینہ کو کوئی فتح نہین کرسکا ہمارا کام سمجھانے کا
نہین ہی لیکن کہتا ہون کہ پھر جاؤ اگر تمنے سامنا کیا تو مارے جاؤگے اور اگر پکڑے گئے تو
ابدالابد قید سے نہ چھوٹوگے ایرج نوجوان نے کہا ای فیل جہان زور کیون لاف زنی
کرتا ہی بحکم پروردگار توڑا طلسم کو یہ سنکے اب فیل جہان زور برچھا لیکر کے سامنے آیا ایرج
نے بھی برچھا اپنا لیا ایرج نوجوان عمرو کا سکھایا ہوا تھا طعن نیزہ کی چلنے لگی بعد دو تین
گھڑی کے ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کے نیزہ باد ہوائی کردیا تن سے نیزہ ہاتھ سے نکل گیا فیل
جہان زور کا رنگ زرد ہوگیا کہا ای شہریار نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی جدال بازی
ہم تم کشتی لڑین یہ کہکے گھوڑے پرسے کود پڑا ایرج نوجوان بھی کودا دونون نے ہاتھ ملائے

کشتی ہونے لگی جب خوب زور ہوئے فیل جہان زور نے خیال کیا کہ ایرج زبردست
ہی پکڑا نہ جائیگا ایسا نہو کہ مجکو ذلت ہو اور تمام عمر کو خفت ہو چاہیے کہ سحر سے گرفتار کرلے
بس یہ سوچکر اسنے سحر کیا ایرج کے دست و پابے قابو ہوگئے فیل جہان زور نے کمر مین ہاتھ
دے کر اٹھا لیا شاپور کا رنگ سفید ہوگیا اور طوفان شاہ نے ایرج کی فوج
سے کہا کہ یارو اب تم پھر جاؤ کہ تمام عمر تمھاری شہزادے سے ملاقات ہوگی بالکل لازم ہے کہ اطاعت
کرو کس لیے کہ معمول ہے کہ جسکا سردار مارا جاتا ہے یا پکڑا جاتا ہے تو اسکی فوج اطاعت کرتی ہے
اسوقت شاپور شیر دل نے کہا کہ ای طوفان شاہ یہ تمنے سچ کہا کہ تمنے ایرج کو زور و قوت
پکڑ لیا ہے مگر آج تین دن ہوے ہین کہ اسنے نہ کھانا کھایا ہے نہ شراب پی اور تمھارے پہلوان نے
کھانا بھی کھایا اور شراب بھی پی ہے آج تم ایرج کو چھوڑ دو اگر کل پکڑ لے جاؤ گے تو ہم سمجھینگے
کہ بیشک تمنے مردی اور بہادری سے پکڑا ہے ہم سب تمھاری اطاعت کرینگے طوفان شاہ
نے ایرج سے اسوقت پوچھا یہ تمھارا کون ہے ایرج نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور جو یہ کہتا ہے سچ کہتا ہے
طوفان شاہ نے فیل جہان زور سے کہا کہ اسکو آج چھوڑ دو کل سمجھ لینا وہ اپنے زور پر مغرور
تھا اسنے کہا کہ ای شاپور کل تو کچھ تقریر نہ کرو گے شاپور نے کہا نہین بھائی آج ہم کھلا پلا دین کل
تمھارے تابعدار ہین ہمارے بھی دل کی ہوس نکل جاے اسنے ایرج کو چھوڑ دیا اور شیر آتار لیا
شاپور نے کہا کہ روز جنگ روز آشتی ہم بھی تمھارے یہان سیر کو آئینگے غرض ایرج
اپنے خیمے مین آئے اور شاپور نے کہا ای شہریار اس ملعون نے سحر کیا تھا جسوقت آپکے
دست و پابے قابو ہوئے تھے اسی وقت غلام سمجھا تھا ایرج نے کہا کہ اچھا کل پھر کیا کرینگے
شاپور نے کہا کہ ای شہریار گھڑی مین گھڑیال ہے پلک مین دریا ہے دیکھیے کل خدا کی کیا مرضی ہے
آج تو چھوٹ گئے فیل جہان زور نے یہان سے جا کے طبل جنگ بجوایا ایرج کو خبر ہوئی
یہان بھی طبل جنگ بجا شاپور نے اپنے دل مین کہا کل پھر سحر کرکے پکڑ لیجائیگا آج کی
رات جسطرح سے ہوسکے پکڑ لاؤ اور گاڑ دے کہ کہین ٹھکانا نہ لگے اور کسی پہلوان کو اسکی صورت
بنا کے چھوڑ دے لیکن کسی سے کچھ نہ کہا اور خیمے مین خود برہنہ طیش سے گئے جا کے کہا ہم تمسے
ایک بات کہنے کو آئے ہین اگر ایرج نوجوان پکڑا گیا تو قہر ہوگا مجکو کسطرح فتح نہین معلوم ہوتی

کہا اے شاپور ہم اپنی جان سے بہتر جانتے ہین کہو کیا کہتے ہو شاپور نے کہا ہم فیل جہان زور کو پکڑ کے لائے ہین اور ہمکو اُسکی صورت بنانے ہین صبح کو جسوقت لڑائی ہوگی سمجھ لینا خود برہنہ طیشی نے کہا کہ مین حاضر ہون چلیے شاپور نے کہا کہ پہلے مین پکڑ لاؤن تو تجھے لے چلون یہ کہکر روانہ ہوا اور قلعہ کے دروازے پر آیا وہان کے لوگون نے جو دیکھا تو کہا کہ آپ نے اجازت لے رکھی ہے جائیے غرض یہ اندر قلعہ کے گیا بازار اور کوچون کی سیر کرتا ہوا مکان کی طرف فیل جہان زور کے آیا اس عرصہ مین منزل مغرب مین خورشید گیا اور سیاہی شام نے عالم مین قدم رکھا شعر کہ ناگہ چھاگئی تاریکی شام ✣ گیا قلعہ مین شاپور خوش انجام ✣ شاپور قلعہ مین ادھر اُدھر پھرا کیا جب چار گھڑی رات گذری تو فیل جہان زور دن بھر کا تھکا ماندہ تھا سو رہا شاپور ایک خدمتگار کی شکل بنکر اُسکے مکان مین داخل ہوا دیکھا تو ایک مکان الگ ہے کہ اُسکے صحن مین قناتین گھڑی ہین مسیح قنات کی اُکھاڑ کر اندر گیا تو دیکھا کہ فیل جہان زور سو رہا ہے اُسنے کانٹے سے دو مثقال بسکال کر نیفچے مین دارو بیہوشی رکھکر اُسکی ناکمین پھونکدی کہ اُسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا شاپور نے چادر عیاری بچھا کے اُسکا پشتارہ باندھا اور وہان سے شکل گر بیجا وہ جا قدم مارتا ہوا جب دروازہ قلعہ پر پہونچا تو اسکو گٹھری کیطرح پکڑ لیا اور چلا کسی نے روکا نہین جانا کوئی چیز لیے جاتا ہے یہ اُسکو خیمے مین خود برہنہ طیشی کے لایا اور وہان پشتارہ رکھکر خود برہنہ طیشی کی اُسکی ایسی صورت بناکے اور ایک بڑا سا غار کھود کر فیل جہان زور کو دفن کر دیا پھر خود برہنہ طیشی سے کہا کہ اب تم منھ وغیرہ اپنا لپیٹ لو اور میرے ساتھ چلو چنانچہ اُسکو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اُسکو بھی کسی نے نہ روکا اور شاپور نے اُسکو پلنگ پر لاکر لٹا دیا اور وہان سے پھر آیا جب وہ وقت آیا کہ قیدی مشرق کی میعاد پوری ہوئی اور خورشید روشن کو رہائی ملی کہ بیت

ہوئی شب خوف کھاکر جلد کافور | سیاہی ہوگئی ظلمات کی دور

صبح کو طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا طوفان شاہ فیل جہان زور نقلی کو اپنے ہمراہ لیکر مع فوج میدان مین آیا اسطرف سے اسیح نوجوان بھی سوار ہوا لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے طبل و نقارہ بجنے لگے غرض بڑے جاہ و حشم سے یہ بھی میدان مین آگئے اور شاپور نے طوفان شلہ

سے جاکر کہا کہ ہمنے کھانا بھی کھلایا اور شراب بھی پلائی اور جو کچھ کرنا تھا کر لیا اب کوئی عذر
باقی نہین ہی اگر آج تم پکڑ لیجاؤ گے تو ہم سب تمھاری فرمانبرداری کرینگے غرض فیل
جہان زور نقلی میدان مین آیا اور ایرج بھی گھوڑا اوڑا کر چلے جب میدان مین
پہونچے مرکب پر سے کودے اور کشتی دونون مین شروع ہوئی پیچ اور توڑ جوڑ بند
ہونے لگے آخر ایرج نوجوان چھاتی مین مر دے کر ریل لیچلا جہان مارا وہان ٹیکا او
سنے بیس قدم ریل کے جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے کمر بند مین ہاتھ ڈالکر
اوٹھا لیا اور سر سے اونچا کیا اور چرخ دیا سر سے خود ہاتھونسے دستانی پانون سے موزے
نکل گئے چاہتا تھا کہ زمین پر پٹکے شاپور پکارا کہ ای شہریار زمین پر نہ ماریے گا اس سے
بہت سے کام نکلینگے طوفان شاہ کا تو رنگ سفید ہو گیا کیونکہ اسی کے بھروسے پر
وہ سلطنت کرتا تھا آخر کچھ بن نہ آیا ہاتھون کو رومال سے باندھکر ایرج نوجوان کے
آگے قدم پر گرا اور کہا کہ اے شہریار مین نے اطاعت قبول کی ایرج نے گلے سے لگا لیا
اوسنے کہا قلعہ مین تشریف لیچلئے ایرج نے کہا تم چلو مین آتا ہون یہ کہکر خیمے مین اپنے
آیا شاپور نے اوسوقت کہا کہ مین نے یہ عیاری کی تھی ایرج نے کہا کہ تمنے بہت
برا کیا ہمارا خدا حافظ اور نگہبان ہے ہم یون ہی کسی نہ کسی طرح سے پہونچ جاتے یہ کہکر سوار
ہو کر مع لشکر قلعہ مین داخل ہوا طوفان شاہ نے حکم دیا طائفہ آنے ناچ ہونے
لگا لیکن اعظم شاہ بیٹا طوفان شاہ کا ہے وہ شکار کو گیا ہوا تھا اوسکو خبر
ہوئی کہ تمھارا باپ مسلمان ہو گیا اور ایرج کو قلعہ مین لایا ہے جب اوسنے سب حال
سنا تو غصہ آیا اور کہا قسم ہے جمشید اور سامری کی کہ ابھی جاتے ہین اوسکو قتل کرونگا
لوگون نے کہا کہ اے شہریار آپ کے باپ نے اطاعت قبول کی ہے آپ کو بھی مناسب
ہے کہ ملجائیے کیونکہ جب ایسے پہلوان کو ایرج نے پکڑ لیا کہ جسکے بھروسے پر آپکے
باپ سلطنت کرتے تھے تو اور کوئی کب رو سکتا ہے بعض بعض حرامزادون نے کہا کہ ابھی تو
ملجائیے پھر دعوت کرکے بیہوشی دیکر پکڑ لیجیے گا یہ کلمہ سنکر اوسنے کہا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو
یہ تدبیر اچھی ہے پس یہ وہان سے آکر قلعہ مین داخل ہوا پہلے تو اپنے باپ کو مجرا کیا

ایرج کو اور کہا کہ اے شہریار میرے باپ نے اطاعت اختیار کی ہے اسلیے مین نے بھی اطاعت
اختیار کی اب میرے یہان آپ کی دعوت ہے یہ کہکر اپنے گھر چلا گیا اور تیاری دعوت
کی کی شراب کباب پلاؤ قلیہ پانی وغیرہ سب مین بیہوشی ملائی اور ایک دن ضیافت کا
ٹھہرا کر ایرج کو لیگیا ایرج اور طوفان شاہ مع اپنے رفیقون کے اور شاپور کے
گئے ناچ دیکھا کیے پھر دسترخوان چنا گیا سب نے کھانا کھایا شاپور تو یہ جانتا ہی تھا کہ اسکا
باپ مسلمان ہو چکا ہے بس غفلت مین سب نے کھانا کھایا بعد کھانے کے پھر ناچ ہونے
لگا اس عرصہ مین شاپور کو چلا آیا اور پکارا اے اعظم شاہ تو نے دغا کی غرض سب بیہوش
ہوگئے اونے سب کو گرفتار کرلیا اور صندوقون مین بند کیا اور فوج جو باہر ایرج کی
پڑی تھی اونسے کہلا بھیجا کہ ہمنے ایرج اور شاپور اور اپنے باپ کو پکڑ لیا ہے تم سبکو
چاہیے کہ ہماری اطاعت کرو یہ جو افسران فوج نے سنا تو وہان سے کوچ کرکے جانب
لشکر امیر روانہ ہوئے اور اعظم شاہ اون صندوقون کو ارابہ پر رکھکر جانب طلسم آئینہ
روانہ ہوا پچاس ساٹھ ہزار سوار اور جادوگر ہمراہ لیے اور کہتا جاتا تھا کہ ایسا الناس مین حیران
ہون کہ پہلوان فیل زور کو کیا ہوا یہ کہتا ہوا ایک پہاڑ کے درہ مین اترا اور کچھ ناشتا
کر کے پھر روانہ ہوا اور وہان سنیے کہ افسران فوج جو وہان سے روانہ ہوے تھے اونکو رستے
مین شہزادہ قاسم ملے انھون نے شہزادہ مذکور سے کہا کہ اے شہریار ایرج کو اعظم شاہ
نے پکڑ لیا ہے قاسم نے جو یہ سنا تو اوسیوقت جانب قلعہ طوفانیہ روانہ ہوئے اعظم شاہ
صندوقون کو لیے چلا جاتا ہے کہ یکایک گرد تیرہ و تیرہ خیرہ سر گردہ آسمان رسیدہ دریائی گرد
زمین دوز دیدہ نمود ہوئی اعظم شاہ نے کہا کہ خبر لینا یہ گرد کیسی ہے مگر ہوا نے مارا گرد
کو گرد نے ہوا کو سامنے سے نشان یاقوت رنگ پیدا ہوے اوسی نوے ہزار جوان
یاقوت پوش نظر آئے اور قاسم نے سیارہ بن عمرو سے کہا کہ خبر تو لا یہ خزانہ کیسا ہے
سیارہ وہانسے اٹھا باہر کر اعظم شاہ کی فوج مین آیا اور لوگون سے پوچھا کہ یہ خزانہ
کہان جاتا ہے اور تم کون ہو اور کہان جاؤ گے اونھون نے کہا کہ تم کون ہو اور کہان سے
آئے ہو سیارہ نے کہا ہم تو شکار کھیلنے آئے ہین اونھون نے کہا کہ بھائی ایرج حمزہ کا پوتا

داوسنے آکے قلعہ طوفانیہ کو لیا یا اور طوفان شاہ اوسکا مطیع ہوا اعظم شاہ بن طوفان شاہ شکار کو گیا تھا وہ خبر سنکے آیا اور اوسنے ضیافت کرکے بیہوشی کھلا کر سب کو پکڑ لیا اب طلسم آئینہ کو جاتا ہے سیارہ نے پوچھا کہ ان صندوقون مین کیا ہے اوسنے کہا کہ ایک مین ایرج ہے اور ایک مین شاپور اور ایک مین اعظم شاہ کا باپ سیارہ یہ خبر تحقیق کرکے خدمت قاسم مین آکر پہونچا اور اوس سے سب حال بیان کیا قاسم کو یہ خبر سنکے تاب باقی نرہی تلوار کھینچکر مرکب اوڑایا اور اوس لشکر پر آکر گرا پھر قیماس خان خاوری اور حسن خان خاوری و فیروز خان خاوری سب نے تلوارین کھینچکر گرے تلوار چلنے لگی دھڑ سر دھڑ اور مردے پر مردہ گرنے لگا نظم

جری کھینچا بس وہ خونی حسام
لگے قصہ گبر کرنے تمام
قیامت کی تیغ آزمائی ہوئی
کہ جس صف پہ آئی صفائی ہوئی
سپہ چھو گئی اوس بلا کی ٹھہر
گیا خاک پر مثل ماہی تڑپ
کمانون سے تا صف فوج تمر
روان تھا ہم تیر کے بعد تیر
ہدف سے کمان تک تھی پیدا لکیر
چھٹی تیر تھے مثل تیر نگاہ
صفون پہ وہ چلتی تھی بن فوج
روان سطح دریا پہ جیسے موج
کیا قصہٴ مرگ کو وہ دراز
کہ خود مرگ تھی طرفہ حیرت طراز
ستونون پر تھا ہر سمت غش نگاہ
لب زخم تھے ساحل جویبار
بھری ہوئی خاک دشت نبرد
ہوا پر بجز خون نہ اوڑتی تھی گرد
وہ آمد تھی اوسکی کہ طوفان مرگ
برستی تھی قضا مثل باران مرگ
زمین پر گرے تن سے اوڑ اوڑ کے سر
ہوا سے درختون کے جیسے ثمر

بس وہ فوج صندوقون کو چھوڑ کر بھاگی قاسم نے کسیکو سنبھلنے نہ دیا اور اعظم شاہ گھبرا گیا وہ چار جمعدار صوبہ دار جو ساتھ تھے اوسنے کہا کہ مجھکو درہ پہاڑ مین پہونچا دو غرض یہ بھی بھاگ نکلا اور قاسم نے خیمہ و خرگاہ وغیرہ سب لوٹ لیا اور صندوقون کو کھلوایا اور ایرج و شاپور و طوفان شاہ وغیرہ کو نکلوایا سیارہ بن عمرو نے فتیلہ رفع بیہوشی سبھون کو سنگھایا کہ ہر ایک کی آنکھ کھلی قاسم کو ایرج نے تسلیم کی اور شاپور سے سیارہ نے پوچھا کہ یہ جوان کون ہے شاپور نے کہا یہ طوفان شاہ ہے اور طوفان شاہ سے قاسم نے کہا کہ اے شہریار قلعہ مین تشریف لے چلیے قاسم نے کہا کہ آج اسی مقام پر قیام کرینگے غرض وہین خیمہ استادہ ہوے بارگاہ مین سب بیٹھے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا اور اعظم شاہ

دو تین آدمیون کے عرق عرق پسینے مین غرق گرد مین آلودہ پانون سب چھلے ہوی ننگے پانون ننگے سر بدحواس کوہ رنگین مین پہونچا وہان کی مالک ملکہ رنگین جادو تہی لوگون نے دیکھا کہ اعظم شاہ اس حال آیا ہی اونھون نے کہا کہ ای شہریار خیر توہی فرمایئے کہ کیا مصیبت پڑی اوسنے کہا کہ ہان خیر ہے ملکہ رنگین جادو کو جاکر جلد خبر کرو کہ قاسم نے میری فوج سب غارت کردی مین بھاگ کر یہان آیا ہون لوگون نے جاکر ملکہ رنگین جادو سے کہا کہ اعظم شاہ اس شکل سے آیا ہی اور یون کہتا ہی اوسنے کہا کہ جلد لاؤ اوسکو کیون روکا سب نے کہا کہ ہمنے روکا نہین اوسنے آپ ہی کہا کہ خبر کرو غرض لوگ اوسکو لیگئے ملکہ رنگین جادو نے مقام صدر پر بٹھایا اور مزاج پرسی کی اوسنے کہا کہ ای ملکہ رنگین جادو ایرج پوتا صاحبقران کا طلسم توڑنے کو آیا پہلے میرے باپ سے لڑائی ہوئی وہ اوسکا مطیع ہوگیا مین شکار کو گیا تھا راہ مین مجکو خبر ہوئی مین نے آکر دعوت کرکے بیہوشی دیکر پکڑ لیا اور قید کرکے طلسم آئینہ کو جاتا تھا راہ مین ایرج کے باپ ملک قاسم نے آکے ایسی تلوارین مارین کہ سنبھلنے نہ پایا بھاگکر مین تمہارے پاس آیا ہون اور اوسنے قید بھی چھین لی رنگین نے کہا کہ ایرج و قاسم کون ہین اوسنے کہا کہ قاسم تو پوتا حمزہ کا ہی اور ایرج قاسم کا بیٹا ہی رنگین نے کہا کہ وہی حمزہ جسنے لقا کے ملک چھین لیے ہین اچھا مین جاکے پکڑے لاتی ہون یہ کہکر اوٹھی اوسوقت غدار جادو ایک کنیز کھڑی ہوئی تھی اوسنے کہا کہ ای ملکہ آپکو ذرا سے کام مین جانا نہ چاہیے ہم فرمانبردار کس لیے ہین رنگین جادو نے کہا کہ ای غدار جادو اچھا توہی جاکر پکڑ لا غدار چار سو ساحر ہمراہ لیکے روانہ ہوئی جب کہ اوس بیابان مین پہونچی تو دیکھا اوسنے کہ خیمہ استادہ ہین فوج اتری ہوی ہے پکاری کہ ای خداپرستو ور بردستو تم وہ ہو کہ تمنے خداوند لقا کو حیران کیا ہی جسنے کہ تمکو پیدا کیا ہی اوس سے لڑتے ہو یہ کہو کہ اوسکے مزاج مین رحم ہی اسوجہ سے بچ جاتے ہو نہین وہ چاہی تو غارت کردے اور اب تمنے ارادہ کیا کہ طلسم آئینہ کو جلینگے گندم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روید مین لشکر مین سے دو ت و باب تباتی شاپور شیر دل و رسیارہ بن عمر و ساحرنیون کو دیکھکر بھاگ گئی اوران چار سو جادوگرنیونکی جھولیون مین رائی سرسون شرماش کے دانے آگ دھتورے کے پھل بھرے تھے

تھوپس اونھون نے نارنج ترنج لشکر پر مارنا شروع کیا اور عذار جادو نے ایک ناریل اپنی بغل سے نکال
کر جانب آسمان اوچھالا آواز تراقے کی بلند ہوئی اور دھوان ہو کر چادر ظلمات لشکر پر چھا گئی
تمام لشکر ڈھک گیا اندھیرا ہو گیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا اور گرمی ہوئی اور غل پڑ گیا
لوگون کا پیاس کے مارے دم نکلنے لگا بیسان ماہی بے آب تڑپنے لگے مقام ظلمات وہ
جگہ بن گئی ایرج اور قاسم یادو دو کو پکارتے تھے چاہ بابل اوس جگہ سے تمر شدہ تھا عذار جادو
نے کوس بھر کا میدان و دیگر خیمات استادہ کیا اور کہا ارے لونڈیان انکو کاہیکو قتل کرون یہ آپ ہی مارے
پیاس کے تڑپ تڑپ کر مرجائینگے اور دو جادوگرنیون کو بھیجا کہ ملکہ رنگین جادو سے
یہ حال کہہ آؤ کہنا کہ آپکے اقبال سے مین نے فتح کی اون دونون جادوگرنیون نے آکر ملکہ
رنگین جادو سے عرض کی کہ مبارک ہو عذار نے لڑائی فتح کی رنگین اوسوقت کھانا کھا رہی تھی
یہ حال سنکر خوش ہو گئی ساتھ ستر خوان کھانے کے مع شراب وکباب عذار جادو کیواسطے
دو جادوگرون کو بلا کر روانہ کیے چنانچہ شاپور و سیارہ بن عمرو جو لشکر کیطرف آئے دیکھا
کہ چادر سیاہ پڑی ہے غل ہو رہا ہے بھاگے اور ایک درہ پہاڑ مین جاکے بیٹھے دیکھا کہ سامنے
کچھ خوان کھانے کے آتے ہین دونون دہقان کی شکل بنکر آئے پوچھا یہ کھانا کہان جاتا ہے
اون دونون جادوگرون نے کہا عذار جادو کیواسطے ملکہ رنگین جادو نے کھانا بھیجا ہے اس
سبب سے کہ دریافت ہوا تھا لشکر ایرج کا عذار جادو نے غارت کیا ہے شاپور نے یہ سنکر سیارہ
سے کہا بھائی وقت ہے پھر ایسا وقت نہ ملیگا اور ایک پہاڑ مین جاکے دونون جادوگر
کی صورت بنکر پیچھے دوڑے کہا بھائی ٹھہر جانا اور قریب آکے کہا ملکہ نے بلایا ہے اور حکم
فرمایا ہے کہ تم کھانا پہنچاؤ اون دونون کو جلد بھیجدو یہ سنکے اونھون نے خوان کھول کھول
کر دکھلائے شاپور اور سیارہ نے دیکھنا شروع کیے وہ دیکھنا کیا تھا کہ سب کھانے مین
بیہوشی ملائی وہ تو چلے گئے یہ دونون کھانا لیکر آئے خبر ہوئی کہ ملکہ نے کھانا بھیجا ہے عذار
جادو کو یہ دن کب نصیب ہوے تھے خوش ہو کے کہا میرے واسطے کیون نہ بھیجتین
مین نے ایسا ہی کام کیا ہے لونڈیون نے کہا بلائین لون ملکہ بہت خوش ہوئی ہونگی اور آپ سے
نہایت رضامند ہین آپ جو چلیے گا تو خلعت ہوگا اس عرصہ مین لے کے بارگاہ مین

دونون آئین غدار جادو وادہر کھڑی ہوئی آداب بجالائی لونڈی پھول کے آپ مین نرگسی
بشل گوجی کے پھول کے بیٹھی تھی کہ دسترخوان بچھوا کے چار سو لونڈیون کے ساتھ کھانا کھلا
شاپور وسیارہ بیچ دسترخوان کے آبیٹھے تھا مین اوٹھا اوٹھا کر دیتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ ملکہ
بہت تحفہ پکاتی ہے اور یہ خوش ذائقہ ہے یہ مٹھائی ملکہ کے کھانیکی ہے غرض سب نے پیٹ بھر بھر کے
کھایا اور شراب پی بعد لمحہ کے بیہوشی نے اثر کیا سب کو برابر چکر آیا ایک مرتبہ چار سو لونڈیونکو چھینک
آئی سب کے سب بیہوش ہوئین ایک طرف سے شاپور شیردل خنجر کھینچکر دوڑا ایک طرف سے
سیارہ بن عمرو خنجر لیکر چلا پہلے تو غدار جادو کا سر کاٹ ڈالا بعدہ چار سو کنیزون کے
سر کاٹ ڈالے دار وگیر کی آواز بلند ہوئی لشکر پر سے جادو رجاتی رہی روشنی ہوئی سب بیہوش
آیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا لگی قاسم اور ایرج نے سجدہ کیا بارگاہ مین بیٹھے شاپور وسیارہ ہمراہ
بخش قسمت جادوگرنیون کا اوتار کے بارگاہ مین آپہونچے قضارا کاردہ دونون جادوگر ملکہ
رنگین جادو پاس پہونچے مجرا کیا ملکہ نے کہا ارے تم دونون کھانا کھلا آئین دونون نے عرض کی کہ
آپ نے یاد فرمایا تھا ہم حاضر ہوے کہا ارے کس نگوڑی کمبخت ستیاناس گئی نے بلایا تھا عرض کی
کہ ہم کھانا لیے جاتی تھے دو جادوگر پیچھے سے آکے کہنے لگے کہ تمکو ملکہ نے یاد فرمایا ہے ہم اونکو کھانے کے
خوان دیکے حاضر ہوے رنگین جادو حیران ہوئی اور کہا ارے کوئی جاکے غدار جادو کی خبر
لائے دو جادوگر روانہ ہوے جاکے سر کٹی پڑی ہین مخبر نے بھاگے خبر کی ملکہ نے کہا ارے ہے سچ کہتی ہو
کہا چشم خود دیکھا ہے رنگین جادو اٹھی اور آپ کتاب جمشید وسامری منگوائی
اور دیکھی معلوم ہوا کہ ایک تو شاپور ہے اور ایک سیارہ ہے ان دونون نے سب کے سر کاٹے
ہین اعظم شاہ نے کہا ملکہ بڑے زبردست عیار ہین تلور ہے ہین کسیکو خاطر مین نہین
لاتے رنگین جادو کے آگ لگ گئی باغ گلزار مین جاکے پہونچی ایک دیو کو اسنے پالا ہے اوسکو
وہان رکھا ہے بڑا زبردست ہے بیس پچیس اونٹ کے کباب کھاتا ہے چالیس پچاس
مٹک شراب کے پیتا ہے اور عیش شبانہ روز کرتا ہے اوسکے پاس ملکہ جا پہونچی
اوسنے مجرا کیا کہا امان جان آج کیونکر آنا ہوا رنگین جادو نے سب حال
بیان کیا اوسنے کہا اما جان ہم آج ہی کے دن کیواسطے ہین آپ نے بہت بہتر

گیا کہ غلام کو خبر کی غلام جا کے سب کو پکڑ لاتا ہی یہ کہکر اوٹھا پس سر اوسکا تا بہ فلک رسیدہ
اور پا بہ زمین دوزیدہ تھا ایک چوب دست کئی ہزار من کی ہاتھ مین لیکے روانہ ہوا یہان
بارگاہ مین سب بیٹھے ناچ دیکھ رہی تھی شراب کا جام گردش مین تھا کہ وہ دیو آ پہونچا لوگون نے
دیکھا کہ ایک گولہ پیچ و تاب کھاتا ہوا آتا ہی اوسنے برابر آ کے ایک چیخ ماری کہ ارے کہان ہی خدا پرستو
بیری تیرا کہ تم ہو میرا سامنا کرو آج مین تمکو کھانے آیا ہون یہ خبر قاسم کو ہوئی کہ ایک دیو
آیا ہی اور یون کہتا ہی قاسم نے سیکڑون دیو مار ڈالے تھے ارادہ کیا کہ اسکو مار ڈالون ایرج
نے کہا قبلہ عالم آپ نے ہزارون دیو مارے ہین غلام کو ہوس ہی آج حضور ملاحظہ فرمائین
کہ کسطرح سے اسکا کام تمام کرتا ہون اور ملکہ رنگین جادو نے کچھ جادوگر واسطے خبر کے بھیجا
کر دیے تھے چنانچہ ایرج یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا کہا ارے
تیرہ سر کیا لاف زنی کرتا ہی اور بڑبڑا رہا ہی لا کیا حربہ لایا ہی دیو نے بے تامل وہ چوب
دست ایرج پر ماری ایرج نے خالی دی پھر ایک چوب دست ماری ایرج نے پھر خالی دی
پھر ایک چوب دست ماری ایرج نے پھر خالی دی جھنجھلا کر تیسری مرتبہ چوبدست ماری
ایرج نے پھر بھی خالی دی مگر اس زور سے ماری تھی کہ زمین مین غار پڑ گیا جب تک
چوبدست کو پھر اوٹھائے ایرج نے مرکب کو دبا کے ایک تلوار ماری کہ دیو دو ٹکڑے ہو کے
گر پڑا غل و شور مچایا اور ایرج پکارا منم ایرج نوجوان زدم و لبست کردم بحکم پروردگار
عالم وہ جادوگر جو ہمراہ رنگین نے واسطے خبر کے کر دیے تھے وہ بھاگے اور جا کے رنگین
جادو کو خبر دی کہ ایرج نوجوان نے دیو کو مار ڈالا اوسنے کہا ارے کیونکر مارا کہا پہلے تو دیو نے
تین چوبدست ایرج نوجوان پر ماری ایرج نے خالی دیکر ایک شمشیر ایسی ماری کہ مانند خیار کے دو
ٹکڑے دیو کے ہو گئے رنگین جادو کو بہ سنتے شعلے اوٹھنے لگی پکاری منم رنگین جادو اگر ایرج کو نہ مار لاؤں
تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہکر تڑپ کر سنا سا مار کر اڑی لیکن کچھ لوگ ساتھ ہو گئے جا کے جو دیکھا تو دیو
دو ٹکڑے پڑا ہی چوٹی سے نا پل نکال کے آسمان پر مارا کہ تڑاقا ہوا ایک برق گری کہ سبھو نکو جلا دیا بہت
سے مارے پڑے قاسم نے کہا یارو بیان سے چلو یہ بیدل آفت ہی سیارہ اور شاپور
تو پہلے ہی بھاگ گئے تھے پھر تو جسکا منہ جدھر کو اٹھا ادھر بھاگا جب کہ سب چلے گئے رنگین

قاسم اور ایرج کو پکڑ لیگئی جادوگروں سے کہا کہ بارگاہ اور اسباب ایک جگہ انبار کر دو یہ کہکے
اپنے کوہ پر لیجا کے چھوڑ دیا اعظم شاہ آیا کہا اے ملکہ تم طوفان شاہ کو نہ لائیں جسکا
طوفان تھا کہا وہ کہاں جائیگا سمجھ لو گی یہ جو فوج بھاگی ایسا کہ آٹھ نو سو جوان خوارزمی
اور طوفان شاہ ایک دری مین چھپے ہین اعظم شاہ نے کہا اے ایرج ایک طوفان کو تابعدار
کر کے سب خوش ہوے تھے اس آفت کی خبر نہ تھی رنگین جادو نے قید سخت مین گرفتار
کیا اور کہا اری اب تمکو زندہ اور سلامت کب چھوڑتی ہون تمنے چار سو لونڈی ساحرہ
زبردست قتل کی ہین ایرج نے کہا ہمنے نہین مارا انکو رنگین جادو نے کہا تمنے کہا ہیکو
مار تمھارا عیارون نے قتل کیا ایرج نے کہا ہمکو چھوڑ دو نہین تو تجھپر کوئی آفت آیا چاہتی
ہے رنگین جادو نے غصہ کھا کر حکم کیا کہ کوہ رنگین کے بیچ چبوترہ نکبت جلد تیار ہو مین گردن
مارونگی آٹھ نو سو جادوگر کوہ کے نیچے اوترے قاسم نے کہا پہلے میرا سر کاٹنا کہ یہ میرا بیٹا ہے مین
آنکھوں سے نہ دیکھوں کہ یہ مارا جاے ایرج نے کہا پہلے میرا سر کاٹنا رنگین نے قاسم سے کہا کہ ایرج
دیو کو مارا ہے مین پہلے ایرج کا سر کاٹونگی کہ تیرے دل کو لگے لیکن ایک طرح چھوڑے
دیتی ہون کہ ہمارے پاس لقا اور جمشید و سامری پراری چھوڑ دو کیا مسخرے ہین ایکبار
مر کے پھر جینا نہین تو شوق سے گردن مارو ہمارا پروردگار ہماری جان کا نگہبان اور بچانیوالا
ہے یہ سنکے رنگین جادو دونون کو پکڑ لائی اور چبوترہ پر بٹھایا سامنے بھاگے ہوے
سردار پہاڑ مین تھے یہ حال دیکھکے تلوار پکڑ پکڑ کر آگرے لڑائی ہونے لگی ادہر
کہا ستم قیاس خان خاوری اور ستم تمرارہ کج گردن نفیرون کی آواز بلند ہوئی
چار طرف سے آکر گرے سیکڑون جادوگر مار ڈالے اوسوقت رنگین جادو نے
سحر کیا آسمان پر ایرج نوجوان اور قاسم کو لے کے پہاڑ مین بھاگی شاہ پور
نے دیکھا کہ وہ کوہ مین گئی ہے ایسا تیر مارا ایک لونڈی زخمی کی شکل بنکر
لہو بہتا ہوا روتی ہوئی بدحواس پیچھے دوڑی ملکہ نے سب کو منع کیا تھا کوئی ساتھ آئے
دس پانچ لونڈیان دوڑ دوڑ چلی آتی تھین ملکہ رنگین جادو نے کہا اری یہ کیا ہوا کیا تجکو زخمی کیا ہے
ملکہ میرا جی چاہتا ہے کہ انکی بوٹیان ہاتھ سے کاٹون تو ٹھنڈک پڑے رنگین جادو نے کہا تو بھی

مار ڈال لونڈی نے کہا ملکہ جمشید و سامری تمکو سلامت رکھین ان موؤن نے کیا سر اوٹھایا ہی ہمکو نہ
وارث سمجھے ہوی تھی جسطرح میرے شانے سے خون بہتا ہی اسی طرحسے ان ستیاناس
رنگیون کا لہو بہتا ہوا دیکھون تب چین آوے یہ کہکر کہا بی بی میرے پاس کوئی ہتھیار نہین ہی
رنگین جادو نے دستک دی ایک تلوار پیدا ہوئی وہ تلوار لونڈی کو دی لونڈی نے تلوار
لیکے کہا اے مالک پہلے انکو مارون یا تمکو مارون کہا ارے چڑیل کیا کہتی ہی شاپور نے کہا چڑیل تو
اور تیری مان یہ کیا بکتی ہی رنگین جادو نے ایک دو ہتڑ زمین پہ مارا ساتھہ دو ہتڑ کے شاپور
نے ایک تلوار ماری کہ مانند خیار تر رنگین جادو کے دو ٹکڑے ہوے دار و گیر کی آواز بلند ہوئی
بگیرو بکش ہو کشتی مرا نام من رنگین جادو بود ادھر پکار اسم شاپور شیر دل ایرج نے دوڑ کی
گلے لگالیا اور سبکو جمع کرکے سمجھایا اور کہا آپ آرام کیجیے مین فوج کے ڈھونڈھنے کو جاتا ہون
یہ کہکے شاپور شیر دل روانہ ہوا فوج کی فکر مین اب سنیے کہ وہان کارخانہ سحر رنگین جادو
برطرف ہوا تھوڑے سے جادوگر جو وہان تھے اونھون نے اطاعت قبول کی شاپور شیر دل
جو گیا تو ہر ایک مقام پر درہ پہاڑ مین لوگ چھپے بیٹھے تھے اونسے کہا یارو تمہارے شہریار نے فتح کیا یکسکے
سب کو چار طرفسے جمع کرکے لے آیا ایوان شاہی یعنی جو مکان رنگین جادو کے رہنے کا تھا
وہین قاسم و ایرج بیٹھے تھے شاپور سب کو لایا ہر ایک اپنے مقام صدر پر بیٹھے اب کوہ
رنگین پر ناچنے گانیوالے آتے ہین مجرا ہوتا ہی گانا ہو رہا ہی ہر ایک کو موافق اسکے حوصلہ کے
انعام ملتے ہین ایک سمت کو طوفان شاہ بیٹھا ہوا ہی مگر اعظم شاہ جو بھاگا تو صحرا سی کلک سے
نکلکر قلعہ نیستان مین گیا وہانکا بادشاہ نیستان شاہ ہی اعظم شاہ دروازہ قلعہ پر پہونچا
لوگ پہچانتے تھے کہ طوفان شاہ کا بیٹا ہی دیکھا کہ ٹوٹا مارا خستہ حال کپڑے پھٹے ہوے تاج شاہی
سر پر رکھا ہوا پانون سوجے ہوے دو تین آدمی ساتھہ حیران سرگردان چلا آتا ہی لوگون نے کہا
اعظم شاہ آپکی کیا حالت ہی کچھہ فرمایئے تو کہا یارو مین کیا کہون جو قسمت مین تھا وہ ہوا کس کس
سے احوال بیان کرون تم جاکے نیستان شاہ کو خبر کرو لوگون نے کہا آپ بادشاہزادے ہین آپ
کے باپسے ہمیشہ ملاقات رہی ہی آپ چلیے اعظم شاہ نے کہا جو ہمارا دور تھا وہ کہان اب بحال
افلاس ہین مفلوس نہین وہ بادشاہت نہین دو آدمی ٹوٹے مارے ساتھ ہین میری یہ حالت ہی کہ تنہا

کسی اور کی نوکری اس سے بہتر یہ ہی کہ سیلے خبر کر دو تمھارے واسطے بھی خبر کر دینا بہتر ہی کس واسطے
کہ تم تعینات ہو لوگون نے کہا بہت اچھا ہمارا کیا مقدور جو آپکو روکین لیکن بموجب حکم آپکے
ہم جاتے ہین ہرکارہ کی جوڑی روانہ ہوئی نیستان شاہ بیٹھا ہوا تھا تخت سلطنت پر
آٹھ نوسو سردار ہاتھ باندھے کھڑے چار وزیر گرد تخت کھڑے ہوے تھے مورچھل بال ہما کا زرین
تھا دروازے پر چوبدار عصابردار قولاؤ رقاصی بیٹھے تھے کہ جوڑی ہرکارہ کی جا کے پہونچی مجرا لیا
عرض کی جہان پناہ سلامت اعظم شاہ بیٹا طوفان شاہ کا در بندا دون کا جو بادشاہ ہی
آیا ہی کہا ارے تم نے کیون روکا جلد لاؤ لوگ دوڑے اور لیگئے نیستان شاہ جو دیکھے عجب حالت
تباہ سے آیا ہی کرسی بیٹھنے کو دی اعظم شاہ آداب بجالا کے بیٹھا نیستان شاہ ذرا تعین نہی
کر لین فکر مین ہی کہ یہ کیا ہوا اور اس سے کیونکر پوچھون کہ تیرے اوپر کیا گزری بعد دو گھڑی
کے پوچھا کہو تو اعظم شاہ کیا معاملہ ہی تمھارے باپ نے تمکو نکال دیا کوئی آفت پڑی
یہ مال خزانہ ملک وہاں حکم حاصل پھر تعجب ہی کہ تم اسطرح سے آئے کچھ تو احوال بیان کرو
اعظم شاہ رو دیا اور کہا اے عمو جان مین تو شکار کو گیا ہوا تھا بعد میرے ایرج
نوجوان پوتا صاحبقران دوران کا آیا میرے باپ سے لڑائی ہوئی فیل جہان زور کو مار لیا
میرا باپ تابعدار ہوا مجکو اشنائے راہ مین خبر ہوئی مین نے آکے ضیافت کی سب کو کھانے
مین بیہوشی کھلا کے قید کر کے صندوقون مین بند کر کے طلسم آئینہ کو لیچلا راہ مین ایک
گرد نمود ہوئی قاسم نے مار تلوار دنگی وہ قیدی چھوڑا لیے وہان سے مین کوہ زنگین
مین ملکہ زنگین جادو پاس آیا ملکہ زنگین جادو سے لڑائی پڑی زنگین جادو پکڑ لائی
عیار ون نے اوسکا کام تمام کیا ایرج آیا ہی توڑنے کو آیا ہی ہمارا گھر غارت کیا چاہتا ہی مین بیچ کے
بکڑے سے لاتا ہون اعظم شاہ کو حمام کرا کے پوشاک نفیس پہنائی حکم کیا سواری جلد حاضر ہو
نقارہ کوچ کا ہوا نیستان ستر ہزار جادوگر لیکے مع اعظم شاہ روانہ ہوا اور چار
کوچ مقام کر کے آ پہونچا یہان قاسم و ایرج نوجوان باتین کرتے تھے ناچ ہو رہا تھا کہ
سامنے سے گرد نمود ہوئی گرد برطرف ہو کر سواری معلوم ہوئی ہرکارون
نے خبر دی کہ کوئی بادشاہ اس طرح پر آیا ہے ساتھ اوسکے

اعظم شاہ ہوا ایرج نوجوان ملک قاسم سلحہ بدن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہو کے میدان میں
آنے کسبب لشکر تیار ہو کر میدان میں آیا ایرج نوجوان کھڑا ہوا تھا کہ تخت میستان شاہ
کا میدان حرب و ضرب پر قائم ہوا میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ و پیراستہ
ہوا ساقہ صفیں آراستہ ہوئیں بیلداروں نے زمین پشت و بلند ہموار کی نشیب و فراز جو تھا
سپاہ دروں کی آنکھوں میں پھر گیا سقے آبپاشی کر گئے نقیبوں نے نقابت کی کہ اے
جوانو دلیرو بہادرو آج کا دن لڑائی کا ہے اپنے اپنے باپ دادے کا نام کرو ابیات
روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + تا شود مرد حاضر میدان
تنگ بر اسپ تنگ باید کرد + کڑکا ہونے لگا نقیبوں کی آواز بلند ہوئی میستان شاہ
تخت سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے خدا پرستو اس سرزمین پر
جو کوئی بہ ارادہ رزم آیا وہ زندہ اور سلامت نہ گیا اگر تمکو اپنی زندگانی درکار ہے تو پھر جاؤ
اور ایک چوٹا ہمارا تمہارے پاس یعنی طوفان شاہ آیا ہے اوسے بھجوا دو کیونکہ اسی نے
یہ سب خرابی کی ہے ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ ارے کیا لاف گزاف کرتا ہے اگر تو لڑنے
آیا ہے تو ہوس اپنی نکال لے اور کہیں جاتا ہے تو چلا جا ہمارے جدا بانے بہت طلسم
توڑے ہیں ہم بھی حکم پروردگار عالم اس طلسم کو توڑینگے طوفان شاہ ہمارا بھائی ہے
رفیق ہے حضرت نے اوسکو گمراہی و راہ ضلالت سے نکالا راہ راست پر پہونچایا تو اب ہم
اوسکو بھلا کب دینگے یہ سنکے میستان شاہ نے کہا کہ اے خدا پرستو بھلا تم لب مانی دانے ہو جبتک
کئے کی سزا نہ پاؤگے ایرج گھوڑا ڈال کر اوسکے سامنے آیا اوسنے کہا کہ اے ایرج ہم بھی
تم کو کوئی ہور طلسم سمجھے ہو کہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی ایرج نے کہا
ارے او بیہودہ کیا بکتا ہے کہ بیت زبان در کش و تیغ کش از غلاف کہ جای سخن نیست اندر مصاف
بس اوسنے تامل کرکے نیزہ سینہ بے کینہ شہزادہ ایرج نوجوان پر لگایا شہزادہ نے سنان نیزہ
کو نیزہ کی سنان پر لیا لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے لگی چنگاریاں آگ کی جھڑنے لگیں ابیات
یہ لشکر ہوئے دونوں گرم ستیز + غضب کی تھی آویزش مرگ خیز + تہ ران دبا کر بہ قہر و عتاب
تکاور صبا سیر در شکل عقاب + قضا سے جھپٹتے ہو دونوں وہ گرد + قیامت تھی گھوڑوں کی آورد و برد

اوچھل کود مین تھی بلا رہا ہوا
وہ سمٹے وہ لپکے وہ ٹھٹکے مڑے
ہوے گرد اک دو پہر کی جری
جو دل اونکا تاکا تو اونسنے خبر
سنان اونسنے جوڑی تو اونسنے نظر
ملائی سنان سے نگاہین تھی سعی

زمین ملکہ برق جہندہ شہرا
جو جو تھی وہ تھی دلربا دلفریب
دکھانے لگی لطف چالش گری
عجب گھات سے تھی بہم زد و گشت
شکم اوسنے باندھا تو اسنے کمر
ہنر سے نہ خالی تھی دونوکی وار

یہ آئے وہ پہونچے یہ جھپکے اٹھے
تنا و ش دم رزم تا تل قریب
کھلے رن مین نیزہ دوی کے ہنر
یہ سینہ پہ آیا تو وہ سوی پشت
تماشے مین تھی گرم رزم عجب
بہادر تو ہو ہو گئے بیقرار

دو گھڑی کامل نیزہ بازی رہی بعد دو گھڑی کے ایک مقام پر جو نیزے گھستے ہین تو نیزہ
نیستان شاہ کے ہاتھ نکل گیا وہ تیغہ پکڑ کر آگیا اور تلوارین جھپٹ جھپٹ کر مارنے لگا
ایرج نوجوان نے خالی دینا شروع کیا اوسوقت وہ گھوڑے پر سے کود پڑا اور کہا اوہم
تم کشتی لڑین ایرج بھی کودا اسلحہ اور زرہ جوشن اوتار کے الگ رکھدیا کشتی ہونے
لگی سر سے سر ملا کر ایک ٹکر لی اگر تابہ آہن مقابل مین ہوتا تو وہ بھی ٹوٹتا اور سرمہ ہو جاتا
پیچ اور توڑ جوڑ ہونے لگے جہان اوٹھاکر لڑتے تھے تپلے پینے کے بندھ جاتے تھے
اسیطرح پہر سوا کامل کشتی رہی آخر ایرج نے دیکھا کہ پہر پہر ہو گیا اور یہ زیر نہین ہوتا بس سینے
مین بھر اکر … یہان مارا وہان پٹکا مثل چالیس قدم ریل کے لیگیا اونسنے چاہا کہ لنگر بارے
مگر سنبھل نسکا اوسوقت اونسنے سحر کرکے آفت جو کیا ایرج سے کے دست و پا بے حس حرکت
ہوی بیدستی کا پیچ لگا زور بالکل جاتا رہا نیستان شاہ نے کمر مین ہاتھ دیکر اوٹھا لیا اور زمین پر
مار کر مشکین باندھ کر اپنے لشکر مین بھیجدیا یہ حال دیکھکر قاسم مرکب اڑا کر آیا اونسے بھی کشتی ہوئی
اونکو بھی بزور سحر اونسنے باندھا اور پکار کر افسران لشکر قاسم و ایرج سے کہا کہ تمہارے مالکون کو
بزور مردی پکڑ لیا تمھین چاہیے کہ اطاعت کرو اونھون نے کچھ جواب نہ دیا لیکن قیماس خان خاوری
ماموں قاسم کے اوسکے سامنے آئے اونسے بھی کشتی ہوئی انکو بھی اوسی طرح اونسنے
باندھا اور طبل آسایش بجوا کے پھر گیا خیال کیا کہ ان تینون کا سر کاٹ کے ملکہ مرادت
جادو کے پاس بھیجا دون غرض طبل گرد گرد ہوا بجا بانک نے نکلکر قلعہ مین داخل ہوا اور جلد
ہی دروازہ قلعہ کا بزور سحر بند کرلیا شاپور شیر دل اور سیارہ بن عمرو بھی پیچھے

نیستان شاہ کے روانہ ہوئی تھی یہ چارطرف قلعہ کے پھری مگر کہین راستہ نہ ملا ناچار ہو کر ایک دن
زمین کوہ کے آئے اور وہان نیستان شاہ سے اعظم شاہ نے کہا کہ آپ طوفان شاہ
کو کہان چھوڑ آئے اوس نے کہا کہ تم گھبراتے کیون ہو مین انکی گردن مارلون تو پھر طوفان
شاہ کہان جائیگا مین اوسکو بھی قید کر دونگا دو چار مہینے مین آپ ہی ڈھیلا ہو جائیگا یہ کہکر
کہا کہ یہ خداپرست بڑے نحس قدم ہین انکا رکھنا اچھا نہین لاؤ مین گردن مارون اوس نے
قیدیون کو بلوایا اور دارالامارت سے باہر جلادونکو طلب کرکے حکمدیا کہ انکی گردن مارو ان تینون سے
کہا کہ کیون تم طلسم توڑنے آئے تھے مگر تمھارا ہی طلسم ٹوٹ گیا اب جو کچھ مانگنا ہو مانگ لو ایرج
نے کہا کہ تو نے ہمکو بزور نہین پکڑا کہ جو ہم تیری تابعداری کرین یا کچھ تجکو نہ کہین تو جادوگر ہے اور
ہم جادوگری پر لعنت کرتے ہین نیستان شاہ یہ سنکر جلگیا اور کہا کہ تم خداپرست بھلا
کب ماننے والے ہو اوسوقت جلادونکو حکم دیا انکو لیجاؤ اور گردن مارو جلاد انکو کشان
کشان دارالامارت کے باہر لائے چبوترے ریگ کے تپائے بوریے فلاکت کے بچھائے اونپر
خلقت کا اژدہام ہوا لوگ عبرت کرنے لگے ایک حکم ہو چکا تھا دوسرے حکم کی دیر تھی کہ یکایک
آواز طبل اور نقارہ بجنے کی آئی بہرن نیستان شاہ شکار کو گیا تھا وہ آیا اور اوس نے باپ کو
مجرا کیا یہ جوان بہت خوبصورت ہے کشتی لڑنے اور لکڑی کا بہت شوق ہے نیستان نے اوس
سے پوچھا کہ بابا کہان سے آتے ہو اوس نے کہا کہ باباجان شکار کو گیا تھا اور اوس نے جو قاسم
و ایرج اور قیماس کو دیکھا تو پوچھا کہ کیون باباجان یہ کون ہین اور کیا معاملہ ہے نیستان شاہ
نے کہا بابا یہ شکنندۂ طلسم ہین یہ کہکر سب حال بیان کیا اور کہا کہ مین نے ان کو بقوت بازو
پکڑا ہے ہر چند کہتا ہون کہ تم جمشید و سامری کو سجدہ کرو یہ نہین مانتے ہین بہرن نیستان
نے اوسوقت ان لوگون سے کہا کہ جوانو تمکو جس حالت مین کہ بقوت بازو و بزور شمشیر گرفتار
کیا ہے تو پھر اطاعت کیون نہین قبول کرتے ہو ایرج نے کہا کہ اگر اوس نے ہمکو بقوت بازو
گرفتار کیا ہوتا تو ہم اطاعت کرتے اسنے تو ہمکو بزور سحر گرفتار کیا ہے اگر ہمکو چھوڑے
اور کشتی لڑے اور سحر نہ کرے اور گرفتار کرے تو ہم اسکی اطاعت کرین بہرن
نیستان نے کہا کہ آپ انکو چھوڑ دیجیے یہ باتین ہتین کہ یکایک ایک تڑاقا ہوا اور پانچ

یچھے پیدا ہوئی ایرج اور قاسم و نیستان و قیماس خان و بہزن نیستان کو اوٹھا کے لیگئے
اور لیجا کے ایک مقام پر رکھدیا میان جو دیکھا تو ایک بارگاہ کھڑی ہے اوسمین ایک مہنت بیٹھا
ہے ماتھے پر کھریہ کا قشقہ کھنچا ہوا بیچ مین سینہ در بطور ترسول لگا ہوا بازودن پر اور چھاتی
پر صندل کے کھنور کیے ہوئی ہین کان پھٹی پھٹی کنڈل کانون مین پڑی ہوئی بال چھاتی پر جٹائین
خاکستری توند بڑی سی بغلون کے بال بڑھی ہوئی ایک لنگوٹا باندھی بیٹھا ہے اوس نے کہا
کہ انکو چھوڑ دو جب کہ چھوڑ دیا اور سحر اوتار لیا تو اوسنے پوچھا کہ تم کیون آئی تھی ایرج نے کہا
کہ طلسم آئینہ توڑنے کو مہنت نے کہا اے عزیز اپنی جان کیون کھوتا ہے کسی نے بھی طلسم آئینہ
توڑا ہے بہتر تو یہ ہے کہ چلے جاؤ اور اگر یہی خراج ہے کہ طلسم کو توڑ دینگے تو یہی طلسم آئینہ ہے اگر
تمسے جایا جائے تو اس درہ مین پہاڑ کے چلے جاؤ آگے طلسم ملیگا اور لوگون سے لڑنے
اور قتل کرنے سے کیا فائدہ ہے یہ سننا تھا کہ ایرج اور قاسم و قیماس خان
اوس درہ پہاڑ مین گھسے ایک شعلہ آگ کا آیا کہ اونکے بال جل گئی ناچار ہوکر پھر آئے
مہنت نے کہا کہ کیون صاحبو آخر نہ جاسکے خیر جانے کی ہوس تو نکل گئی اب چلے جاؤ اور
اگر نہین جانا منظور ہے اور لڑنا تو مین اکیلا بہت ہون بہزن نیستان نے کہا کہ مہنت صاحب
آپ انکو انکی فوج مین پہونچا دیجیے اور اگر نہ گئے تو مین سمجھ لونگا یقین تو ہے کہ چلے جائین
القصہ انکو انکی فوج مین پہونچا دیا نیستان شاہ اپنے مکان مین آیا اونکی ہمراہ
بہزن نیستان بھی آیا اور سب بیٹھے شاپور و سیارہ بن عمرو بھی آئی جب کہ سب
بیٹھ چکے تو بہزن نیستان نے کہا کہ صاحبو مجکو ہمیشہ سے جوان خوبصورت اور بہادر سے شوق ہے
لکڑی خوب سیکھا ہون کشتی خوب لڑتا ہون برچھا ہلاتا ہون جو جو فن سپاہ گری سے ہے
ہین سب یاد ہین اور ہمیشہ کی تلاش رہتی ہے تمہاری بہادری کا کیا مذکور ہے تم تو بادشاہ
لیکن مین بھی اپنے ملک کا شہزادہ ہون اگر اپنا دوست تصور کرکے میرا کہنا مانو تو ایک بات
مین کہون اسیر عمل گرد مین یہان کا باشندہ ہون مجھے یہان کا سب حال معلوم ہے جو تمہارا
مقصد ہے راست راست کہدو اگر ارادہ جانے کا ہے تو ویسا کہو اور اگر جان بچانے کا ہے
تو جدھر سے آئی ہو چلے جاؤ کیون ناحق اپنے تئین ہلاک کرتے ہو ایرج نوجوان نے قسم کھائی کہ اے برادر

مین نہیں توڑنے طلسم کے ہرگز نہ جاؤنگا اسمین چاہے کچھ ہی کیون نہو بیرن نے کہا کہ اے ایرج
میرا تمہارے ہمراہ ہونے کا یہ سبب ہے کہ اگر تم نہین جاتے ہو تو یہان ایک میلہ ہوا کرتا ہے اوس
میلے مین ملکہ مرات جادو آتی ہین اور اونکے ہمراہ ایک حباب جادو ہے کہ وہ آتی ہے اور مین
اوسپر عاشق ہون چنانچہ جب میلہ ہوا کرتا تھا تو ہمسے اور حباب سے ملاقات ہوا کرتی تھی اب
جب سے کہ مرات جادو کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ مجکو آنے نہین دیتی ہے اگر تم طلسم توڑتا
تو حباب جادو کو مجھے دینا شہزادہ ایرج نے کہا کہ بھائی مجھے قسم ہے پروردگار کی کہ حباب کو
مین تجھے دونگا یہ کہکر بیرن نیسان نے کہا کہ فی الحال صلاح یہ ہے کہ یہان سے مع لشکر کوچ کر جایئے تاکہ
سب کو معلوم ہو کہ ایرج کوچ کر گیا دست راست کو جو بیابان ہے اودھر سے راہ طلسم آئینہ کی ہے
اودھر مین لیجاونگا آپکو اور اگر اور طرف سے ارادہ کیجئے گا تو تمام عمر اسی قصہ لڑائی مین گذر جائیگی
ایرج نے قبول کیا اور بارگاہ لدوائی اور مع لشکر دست راست کی طرف روانہ ہوے یہ خبر
نیسان شاہ کو ہوئی کہ لشکر ایرج کا دست راست کی طرف جاتا ہے بس اوسنے خیال کیا کہ
اودھر سے بھی توڑنا طلسم کی ہے ضرور بیرن ملگیا ان حرامزادون کا یہی دستور توڑ پھوڑ کا ہے ایسا خیال
کر اوسنے نے اشارہ ملک باختر چھین لیے اور مرکب پر سوار ہو کر برسم یلغز پہونچا اور پکارا کہ اے
خیرہ سر کہان جاتے ہو مجکو تمہارا ارادہ معلوم ہوا بھلا مین کب جانے دیتا ہون اور بیرن
نیسان سے کہا کہ کیون او ملعون تو ملگیا مثل مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے یہ کہکر برچھا
پکڑ کر سامنے آیا اوسوقت تو ایرج کو تاب نرہی اوسنے بیرن کو تو ہٹا دیا اور آپ لڑنے لگا
چندہی طعن مین نیزہ اسکے ہاتھ سے اوسنے ہوائی کیا اور بیرن کے بازو پر ایک لکھا تھا کہ جسپر
سحر اثر نکرتا تھا وہ اوسنے ایرج کے بازو پر باندھ دیا غرض بعد نیزہ بازی کے کشتی ہوئی
ایرج پر اوسنے سحر کیا کچھ اثر نہ ہوا اور ایرج نے ایک لمحہ بھر مین اوسکو کمر زنجیر پکڑ کر اوٹھا لیا اور تین چکر
دے کر زمین پر مارا اور مشکین باندھکر اپنے عیار کے حوالہ کیا اور آپ بارگاہ مین اپنی آیا
نیسان شاہ کو بلوا کر کہا کہ اگر ہماری اطاعت قبول کر تو چھوڑ دین نیسان شاہ کلمہ پڑھکر
دل مین کینہ رکھکر طوطی کیطرح مسلمان ہوا ایرج نوجوان نے چھوڑ دیا اور ایک بارگاہ عنایت فرمائی
یہ اوسمین اکر بیٹھا جبکہ قیدی مہر کی میعاد پوری ہوئی اور جام زرین آفتاب طاق مغرب مین رکھا گیا

شعر پھر آئی روکش دلبوسہ شام ÷ فراق یار مین کیا ماہ کا کام ÷ رات کو نیستان شاہ بھاگ کر روانہ ہوا اور چاہا اسنے کہ ملکہ مرات جادو سے چل کر یہ سب حال بیان کرون اودہر بیان بارگاہ مین بعد فراغ طعام ناچ ہونے لگا شراب کا دور چلنے لگا شب بھر جلسہ عیش و عشرت رہا جب گل خورشید شاخ سحر سے شگفتہ ہوا اور مہتاب پر شبنم کا پانی پھرا ابیات

چھپے مثل حیا آنکھون سے تارے + ہوے صدقے سحر پر شب ارے + سر دامن یہ زلف شب جو پہنچی یکایک کھل گئین آنکھین سحر کی + صبحکو قاسم وایرج و ببر وغیرہ نے خبر منگائی نیستان شاہ کے لوگون نے کہا کہ وہ خیمہ مین نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھاگ گیا ببر بن نیستان نے کہا کہ اسکی قسمت مین تباہی ہے معلوم ہوا کہ ملک آئینہ کو مرات جادو سے کہنے گیا اب مناسب نہین ہے یہان رہنا کیونکہ مرات جادو بڑی زبردست ساحرہ ہے اور اوسکے قبضہ مین زمین و آسمان طلسم ہین اگر آپ کو طلسم توڑنا ہے تو یکہ و تنہا چلیے مین آپ کے ہمراہ ہون غرض مشورہ کرکے قاسم وایرج و قیماس و ببر بن نیستان روانہ ہوے عیار بھی ساتھ چلے بعد قطع منازل و طے مراحل ایک بیابان نرگس زار مین پہنچے کوسون تک تختہ نرگس شہلا نصب لگی ہوئی تھی ہوا سرد اوس جنگل مین چل رہی تھی چشمہ جوز چاہ لبریز تھے ڈبرے موج خیز تھے کنارے کنارے اونکے بگلے بنڈوبیان بط مرغابی سرخاب بیٹھے تھے اور ایک طرف کو اوس بیابان کے ایک نقارہ سونے کا رکھا تھا اور اوسی پر چوب بھی اوسکی رکھتی تھی اوس مقام پر سات کوہ ہین اور سات باغ ہین اور سات بیابان نرگس زار ہین چنانچہ حال اونکا بیان ہوگا اب ایرج نے پوچھا کہ کیون اے ببر یہ نقارہ کیسا ہے ببر بن نیستان نے کہا کہ ہمنے سنا ہے کہ جو شخص طلسم توڑنے آئے وہ چوب اس نقارہ پر لگائے آگے ہمین نہین معلوم کہ کیا ہوا ایرج نے یہ سنکر ارادہ کیا قاسم نے منع کیا لیکن ایرج نے وہ چوب اوٹھا کے اور اللہ اکبر کہکر اوس نقارے پر لگائی آواز بلند ہونا تھا کہ دہنی طرف سے ایک آندھی سیاہ اوٹھی اور بیک چشم زدن تمام عالم مین پھیل گئی اور ایک پنجہ پیدا ہوا وہ ایرج کو اوٹھا لیگیا ایک آہ کی تو آواز آئی پھر کچھ معلوم نہ ہوا یکایک آسمان پر سے الگ دھڑ الگ گر پڑا قاسم نے چاہا کہ دوڑ کر اوٹھا

کہ وہ ڈر کر اٹھا لون آواز آئی کہ باش یہ جو لوگ باشندگان طلسم کی ہین بس اوسوقت جادوگر آکے
اور اٹھا لیگئے قاسم کا تو رنگ سفید ہوگیا مگر بہرن بیتستان نے کہا کہ اے قاسم تم بیقدر
بدحواس کیون ہوتے ہو یہ طلسم کا کارخانہ ہی ایرج ابھی زندہ ہی یہ تو اسطرح ہین مگر اب
حال سنیئے کہ افراسیاب جادو جو شکست کھا کر گیا تو اوسنے ملکہ حیرت سے کہا کہ اگر عمرو مین آ
ضمری مارا جائے تو یقین ہی کہ پھر کوئی گردن نہ ہلا سکے اور ادرا رجادو ایک ساحر کہ وہان موجود تھا
اوسنے عرض کی کہ حضور اگر ارشاد فرمائین تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن افراسیاب نے کہا کہ اے
بھائی بڑے بڑے زبردست ساحر پکڑنے کو عمرو کے گئے مگر مارے گئے اب نہین جی چاہتا کہ کوئی
مارا جائے اور ادرا رجادو نے کہا کہ اگر قضا میری نہین ہی تو کوئی کچھ نہین کرسکتا ہی افراسیاب نے کہا کہ
مضائقہ ہی بس یہ سنکر اوسنے تسلیم کی اور روانہ ہوا اوسکے جانے کے بعد منظر جادو کیطرف دیکھکر
افراسیاب نے کہا لازم ہی کہ تم بھی جاؤ یہ بھی روانہ ہوا اظہر جادو منظر کا بیٹا کھڑا تھا اوسنے
عرض کی کہ غلام کو بھی اجازت ہو افراسیاب نے کہا کہ اچھا تم بھی جاؤ غرض آگے پیچھے گھڑی
گھڑی بھر کے بعد یہ سب چلے اور افراسیاب نے مصور جادو کو نامہ لکھا کہ ہم تمکو اپنا قوت بازو
سمجھتے ہین تم ہماری سلام کو بھی کبھی روز سے نہین آئے اسکا کیا سبب ہے اور میان عمرو ایک جا دو
بنکر سیر کو نکلا ایک رہ پہاڑ کیطرف چلا اودھر سے ادرا رجادو آتا تھا اوسنے عمرو کو دیکھا اور عمرو نے اوسکو
دیکھکر گردن نیچی کرلی کہ یہ پہچانے نہین لیکن اوسنے عمرو سے اگر پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی عمرو نے کہا
مجکو حواس جادو کہتے ہین اور ادرا رجادو نے اپنی بغل سے ایک تختی نکالکر دیکھا تو معلوم ہوا
کہ یہ عمرو ہی تیری قسمت زبردست تھی کہ جو یہ اسطرح ملگیا اب تو اسے گرفتار کرلے اوسنے
ایک دانہ ماش کا جو پڑھکر مارا تو عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے اور ادرا رنے ہاتھ پکڑ کر کہا
کہ ارے خیرہ سر جوئے دغاباز ستم اور ادرا رجادو آج افراسیاب کی بارگاہ مین بیڑا اوٹھا کے
آیا تھا جمشید و سامری نے حرمت رکھی ہی اب تجھے افراسیاب پاس لیجاؤنگا عمرو نے
یہ سنکر طمانچہ مارا طمانچہ کیا تھا کہ قضا کا طمانچہ تھا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی اور ادرا رجادو کو چھینک
آئی بیہوش ہوکر گر پڑا عمرو نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا پانون اسکے کھل گئے بھاگا پیچھے منظر جادو
آتا تھا اوسنے دیکھا کہ ادرا ر کی لاش پڑی ہی سمجھا کہ عمرو نے مارا بس یہ آگے بڑھا عمرو کو دو معلوم

نہین کہ اور کوئی آتا ہے اسمین مظہر نے عمرو کو دیکھا پکارا کہ او خیرہ سر کہان جاتا ہے مین نے پہچانا عمرو نے
جو پھر دیکھا تو ایک جادوگر کو آتے ہوے پایا اوسنے کہا کہ تم عمرو عیار ہو یہ کہکے اوسکی طرف آیا اور
ٹوپی اتار کے قدم پر گر پڑا مظہر نے کہا کہ تو نے کیا حرکت کی اوس نے کہا کہ مجکو افراسیاب کے
رفیقون مین کوئی ایسا نہ ملا کہ جو افراسیاب سے میری تقصیر معاف کرا دے مین نے اس جادوگر
سے بھی کہا تھا کہ تو میری تقصیر معاف کرا دے اوسنے میرا کہنا نہ مانا اور مجکو کھینچتا ہوا لیچلا میرے کسی
شاگرد نے اسکو مار ڈالا ہے مظہر جادو نے کہا کہ مین چلتا ہون بہتر یہ ہے کہ افراسیاب کی
اطاعت کرنا ضرور ہے تو عقلمند ہے کہ تو نے اطاعت افراسیاب کی قبول کی یہ باتین کر رہے
تھے اور وہان ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ کوئی جاکے خواجہ کو بلا لائے کچھ کہنا ہے ایک جادوگر جا کے
تمام خیمون مین ڈھونڈھ آیا کہین پتا نہ پایا اوسنے آکر مخمور سے کہا کہ خواجہ کسی خیمہ مین نہین ہین
مخمور کو ہول ہوا اور یہ ڈھونڈھنے چلی اور یہان مظہر جادو نے کہا کہ اے عمرو یہ سچ ہے کہ تو اطاعت
کریگا عمرو نے کہا کہ اے مظہر بغیر اطاعت کیے جان نہ بچیگی تو مین ہی ایسا شخص تھا جو ابتک
اپنے کردار سے بچتا رہا اسی طرح باتون مین لگا کے کمند اسپر ماری اور جھپٹ مار کر بیہوش
کیا مگر اوسوقت ایک تڑاقا ہوا اور زمین سے ایک پنجہ پیدا ہوا مظہر کو لیکر غرق زمین
ہوگیا مظہر کو جو سردی زمین کی معلوم ہوئی تو آنکھ اوسکی کھلگئی پیچ تڑپکر زمین سے
نکلا اور سحر سے دریافت کیا کہ عمرو ادھر کو جاتا ہے بس یہ بھی اودھر ہی کو چلا مگر صورت کو
سحر سے تبدیل کر لیا دیکھا اوسنے کہ عمرو بھاگا جاتا ہے بس اوس نے دوڑ کر کمر مین ہاتھ ڈال
دیا اور طمانچہ مارا کہ عمرو بیہوش ہوگیا اوسنے ایک زنجیر آہنی مین اوسکو باندھا اور ہوشیار
کیا اور کہا کہ مین مظہر جادو ہون اے عمرو لو تجکو دم دیکر کمند مار کے بھاگا عمرو نے کہا اے مظہر تو
مجکو چھوڑ دے میرا گرفتار کرنا تیرے حق مین برا ہے مظہر نے کہا کہ مین افراسیاب پاس تجکو لیجاتا مگر
اب نہ لیجاؤنگا تجکو یہین قتل کرونگا خنجر نکالکر تیز کرنے لگا قضائے کار مخمور سرخ چشم اسطرف
جا نکلی یہ ماجرا دیکھ کے سحر کرکے بطور نسیم چلی مظہر کے منھ کو ہوا جو لگی تو اوسنے پھر کے دیکھا
معلوم ہوا مخمور سرخ چشم آئی ہے پس اوسنے کہا کہ او نمک حرام تو ہی مخمور سرخ چشم ہے اوسنے کہا کہ او لطف حرام
کیا گوہ کھاتا ہے مظہر نے کہا کہ افراسیاب نے مجکو بھی بھیجا تھا کہ تو عمرو کو پکڑ لا اوسنے اورار کو

مارا اور مجھکو دم دیکر کمند کا حلقہ مارا اب تو اوسکی طرف سے دشمن ہوکر آئی ہے محمور نے کہا کہ مین
تیری دشمن اور افراسیاب کی دشمن ہون یہ تو باتین کر رہا تھا کہ ادہر سے اظہر جادو
آتا تھا اوسنے یہ تماشا دیکھا اور چھپ کر اونکی باتین سننے لگا محمور نے کہا ارے کیون اپنی جان
کے پیچھے پڑا ہے تو ہمارا شریک ہوجا اظہر کو تو اور کچھ بن نہ آیا افراسیاب پاس دوڑا گیا اور
سب حال کہا افراسیاب نے کہا ارے مار تو نہین گیا اظہر نے کہا کہ وہ مارا تو مارا گیا لیکن
مظہر ابھی جیتا ہے اور محمور سرخ چشم کہتی ہے کہ تو میرا شریک ہوجا محمور کا نام سنتے ہی افراسیاب
جل گیا اور چاہا کہ چلون لیکن ٹھوکرین بہت سی کھا چکا تھا ذلیل ہوچکا تھا اوسنے مارے خوف
کے جرات نہ کی سامنے مار اژدر خوار سیاہ چشم کھڑا تھا اوس سے کہا کہ تو جا کے
عمرو کو مع محمور پکڑ لا یہ رخصت ہوکر چلا یہان مظہر نے ارادہ کیا کہ بھاگ جاے کہ ایک بڑا سناٹا ہوا
جیسے اندھی آتی ہے یا نسیم چلتی ہے عمرو تو گلیم اوڑھ کے غائب ہوگیا مار اژدہ خوار سانپ کا
چابک ہاتھ مین لیے ہوے شراب کے نشہ مین اژدر کے کباب کھاتا ہوا محمور کے سامنے آیا پکارا
ہشتم مار اژدر خوار کے گندم کہ از دست من زندہ و سلامت ردی محمور سرخ چشم نے نار
فولاد کا مارا مار اژدر خوار نے خالی دیا پکارا ارے لونڈی احمق ہم جانتے ہین کہ تو افراسیاب
پاس رہتی ہے لیکن ہم بھی غلام افراسیاب کے ہین ایسا نہین ہے کہ ہمین کوئی مار ڈالے
غرض ہونے لگا اور مار اژدر خوار چابک گلے مین ڈال کے زمین پر گر پڑا اور کالا سانپ بنکے پھنکارا
محمور گر پڑی یہ تڑپ کر پھر آدمی بنا اور محمور کو باندھ لیا مظہر اور اظہر تو دونون بغلین بجانے
لگے اور کہا کہ کیون اے محمور اب تم کہان جاؤگی لیکن افسوس کہ عمرو نکل گیا یہ کلکے کوس کوس بھر عمرو
کو ڈھونڈھا جب نہ پایا تو محمور کو لیکر چلے ادھر عمرو اپنے دلمین کہتا ہے کہ محمور نے مجکو بچایا ہے تجھ سے
اگر ہوسکے تو محمور کو بچا یہ سوچکے پیچھے پیچھے چلا مگر کوئی عیاری نہ بن پڑی قضاے کار سامنے سے [illegible]
آتا تھا اوسنے دور سے پہاڑ کے دیکھا کہ محمور بندھی ہوئی جاتی ہے یہ ایک جادوگرنی کی صورت
بنکر مظہر و اظہر کے پاس آیا اور کہا کہ مین دریا کے نور کے اس پار رہتی ہون میرا نام بنفشہ جادو ہے کنیز
ہون افراسیاب کی افراسیاب کا حکم ہوا ہے کہ جادوگر محمور کو لیے آتے ہین ایسا نہو کہ عمرو بیہوش کرے
جا کے یہ تین گلوریان اون تینون کو دو تا کہ بیہوشی اثر نہ کرے از بسکہ جادوگرون کو لت عیار نکا

کھٹکا لگا رہتا ہی اژدر خوار نے سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عیار ہے اوسنے ایک ہاتھ کا دام
مارا کہ پانون برق کی زمین نے پکڑ لئے منظر اور اظہر قہقہہ مار کر ہنسے اور مار اژدر خوار نے اوس سے
پوچھا کہ تو کون ہے برق نے کہا مین برق فرنگی ہون محمود کو چھڑانے آیا تھا مگر گرفتار ہو گیا
عمرو نے دیکھا کہ برق بھی گرفتار ہو گیا پس یہ سناٹا مار کے ایک طرف چلا دیکھا تو ایک جادوگر
بہار دبلا چلا آتا ہے اوسنے ایک بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کر کے اپنی صورت ایک جادوگر کی سی
بنا کے اور اوسکو اپنی صورت کا بنایا اور کندھے پر لاد کر سامنے مار اژدر خوار کے آیا اور پکارا کہ
ای افراسیاب کے غلامو جسکی فکر مین تم تھے اوسکو لایا ہون اژدر خوار کے آیا اور پکارا
کہ اے افراسیاب سبت خوش ہو گا عمرو نے کہا کہ بھائی مین نے صبح سے کچھ کھایا نہین ہے اور
میرے گھر کے پاس کسیکا ایک باغ ہے کہ اوس مین انار بہت سے لگے ہین تو مین انار توڑ لایا ہون
اوسکے دانے نکالکر چاہتا تھا کہ بال بچون کو دون مگر اب مارے بھوک حالت تباہ ہے وہی دانے
کھاتا ہون یہ کہکر دانے نکالے اور کھانے لگا وہ سرخ سرخ دانے تازے تازے دیکھ کے سب کا
جی للچاتا اور کہا کہ ہمین دو عمرو نے ایک ایک مٹھی سبکو دے ہر ایک نے کھائے اور کہا کہ کیا خوب شیرین
دانے ہین کہ کلیجہ سرد ہو گیا غرض چند قدم چلے تھے کہ چھینک آئی اور گر پڑے عمرو نے نعرہ کیا کہ منم
عمرو امیہ ضمری بھلا اب مین کب چھوڑتا ہون یہ نعرہ کر کے خنجر سے ہر ایک ساحر کا سر کاٹ
ڈالا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی اور صدا آئی کہ کشتی مرا نام من اظہر و منظر و مار اژدر خوار
بود محمود و برق فرنگی چھوٹ گئے اور اپنی بارگاہ مین آئے ادھر خبر افراسیاب کو ہوئی کہ منظر
وغیرہ سب مارے گئے اوسنے صرصر وغیرہ عیارنیون کو بلا کر حکم دیا کہ جاؤ عمرو کو گرفتار کر لاؤ یہ یہان
سے چلین مگر وہان محمود نے مہرخ سے سب حال اپنی رہائی کا بیان کیا اور کہا کہ میری مان کوہ
ظلم پر رہتی ہے کہ جہان گھاس نیلی لگی اور مقیش کے پھندے اوس گھانس مین لگے ہین عمرو نے کہا انشا
اللہ ہم جاکر تمہاری مادر کو لائینگے اور ادھر صرصر و زندان جادو کو افراسیاب نے بہر گرفتاری عمرو
روانہ کیا اور عمرو بھی سیر کرنیکو نکلا صرصر کو تو افراسیاب نے بھیجا ہی تھا یہ خواجہ کی فکر مین چلی تھی اوسنے عمرو کو
دیکھا پس غمزہ برق کی ایسی صورت بنکر سامنے عمرو کے آئی اور ہاتھ پکڑ لیا کہا مجھکو آپ کتنا ہے بس الگ لیجا کر باتین کرنے
لگا کہ ایک بیضہ مارا عمرو کو چھینک آئی اور گر پڑا صرصر اوسکو پشتارہ باندھکے لیچلی مگر محمود انتظار مین تھی اوسنے برق سے کہا کہ

کچھ حال نہین معلوم کہ کہان ہین برق نے کہا مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون ادھر صرصر عمرو
کو مصور کے خیمہ مین آئی مصور نے کہا کہ ای صرصر تو کسکو لائی اوس نے کہا عمرو کو اور عمرو
پشتارہ سے نکالکر ہوشیار کیا اوسکی جو آنکھ کھلی دیکھی کہ مصور بیٹھا ہے اور صرصر کھڑی ہے سمجھا کہ
صرصر مجھکو پکڑ لائی ہے اور مصور نے کہا کہ تو یہان سے جا مین اسکا سر کاٹونگا صرصر نے کہا سر کاٹنے
مین جنگل اور گھر کی کیا ضرورت ہے آپ سر کاٹیے یہ سنکے مصور عمرو کو لیکر چلا صرصر بھی اوسکے پیچھے
چلی مصور عمرو کو ایک درہ مین کوہ کے لائی لایا اور تیغہ کھینچکر چاہتا تھا کہ مارے اوسوقت ایک
پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اوٹھا لیگیا مصور نے کہا بڑا غضب ہوا اب افراسیاب کو خبر ہوگی تو وہ
ناراض ہوگا بس اوس نے ایک پتلا عمرو کی صورت کا بناکے سر کاٹا قضا سی کرونگا ادھر ضرغام
شیر دل آتا تھا اوسنے دیکھا کہ مصور جادو ایک سر رومال مین باندھے لیے جاتا ہے خیال
کیا کہ ضرور اوستاد کا سر ہے بس اوسنے آکر دہنی طرف سے ایک بقیہ مصور کے مارا کہ مصور گر پڑا
ضرغام نے رومال کھولکر دیکھا تو عمرو کا سر پایا دل سے کہا کہ ہای یہ کیا غضب ہوا بس اوسنے
خنجر کو نکالکر چاہا کہ مصور کا سر کاٹ ڈالون وہین ایک پنجہ پیدا ہوا اور مصور کو اوٹھا لیگیا ضرغام
شیر دل رومال لیکر بھاگا اور جانب بارگاہ چلا مگر عمرو کو جو پنجہ لیگیا تو عمرو دلمین کہتا ہے کہ خدا
کرے کسی دوست کا پنجہ ہو مگر یہان سب تیرے خون کے پیاسے ہین یہ پنجہ ضرور کسی دشمن کا ہے
یہ کہتا ہوا آتا تھا ایک جنگل سے عطر کی بو آنے لگی اور گلہای رنگا رنگ کھلے تھے اوس پنجہ نے عمرو کو وہان
لاکر چھوڑ دیا عمرو حیران تھا کہ یہان کون ایسا تھا جو مجھکو اوٹھا لایا اے عمرو یہ کوئی دوست معلوم ہوتا
ہے نہ دشمن دیکھا چاہیے اب کیا ہوتا ہے یہ سوچ ہی رہا تھا کہ چالیس عورتین در در گوش مرصع پوش
سراپا غرق دریای جواہر ایک تخت اپنے ہمراہ لیے ہوی آئین اور انھون نے عمرو کو سلام کیا عمرو
نے اونسے پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ تخت کسنے بھیجا ہے اونسے کہا افراسیاب نے بھیجا ہے جلد سوار ہو کر چلیے
افراسیاب کا نام سنکے عمرو کی جان نکل گئی دلمین کہتا ہے کہ یہ تخت تختہ تابوت سے بدتر ہے اسے
عمرو بھاگ سیانے پھر کہتا ہے کہ اگر بھاگونگا تو کہان جاونگا سیانے پکڑوا منگایا وہ پھر کیا اور کہین سے
نہین منگا سکتا ہے خیر جو اب مرضی پروردگار عالم کی جو کچھ تیرے حقمین بہتر ہوگا وہی خدا کریگا وہ خا
لم نیران بچانے والا ہے بس یہ سوچکر تخت پر سوار ہوا وہ عورتین لیکر چلین عمرو بھی

ایسا شخص تھا کہ جو سوار بھی ہوا اور نہ دوسرا ہوتا تو کلیجہ پھٹ جاتا اب دل مین لاکھ تدبیرین کرتا جاتا ہے مگر کوئی بن نہین پڑتی غرض

نظم

بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ
نظر آیا وہین یک قلعہ کا رنگ

کہ تابندہ ہے مثل مہر انور
جڑے ہین زر کے دیوارون مین پتھر

زمین شفاف رستہ صاف در وا
نہال سبز مثل باغ پیدا

درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ
نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ

کوئی اونمین زمرد سے تھا خوش آب
کوئی مانند لعل سرخ نایاب

ثمر کی جا گہر سب مین نمودار
چمک تیون مین جیسے عارض یار

وہ سب گویا بشکل آدمی زاد
کہ جنکو دیکھکر حیران ہو بہزاد

قریب اک حوض اوسمین خون لبریز
کنارون پر کشیدہ خنجر تیز

کہین پتھر کے انسان وہ بھی گویا
اسے دیکھا تو سارا باغ رویا

اس باغ مین ایک بارہ دری جواہر سے بھری آگے اوسکے نمگیرہ باسلک مروارید استادہ تھا تین سرخ مخملی بیل بوٹہ حوض خاشیہ جواہر کا وہ تھا تین کھڑی ہو لین درخت تمام باغ کے بادلہ سے منڈھے ہوئے سقیش کے پھندنے اور قمقمے لٹکتے نمگیرے کے نیچے فرش تمامی کا بچھا ہوا اگر سوز عنبر سوز روشن عطردان پاندان خلگیر چوگھڑے گلابیان شراب کی کشتیان ڈالیان میوون کی بلور چین نبدی سے آراستہ اور تخت طاؤسی بچھا ہوا اوسپر افراسیاب جادو بیٹھا ہوا ناچ سامنے ہوتا تھا تھاپ طبلے پہ پڑتی تھی کہ اون عورتون نے تخت کو لا کر سامنے رکھ دیا اور عمرو سے کہا اترو یہ مقام مجرا کرنے کا ہے عمرو اوتر پڑا اور افراسیاب کو جھک کر مجرا افراسیاب مسکرایا اور لوگون نے کہا عجب طرح کا جادوگر افراسیاب نے بلایا ہے مگر ایک کرسی اکر الماس کی بچھی عمرو کو اوسپر حکم بیٹھنے کا دیا عمرو سلام کر کے بیٹھا اور افراسیاب سے کہا خداوند سامری و لقا تمھاری عزت رکھے جیسا تم غریبون کی عزت کرتے ہو افراسیاب نے کہا خواجہ کہان تھے عمرو نے کہا تم سب روشن ہے مین بارگاہ کے دروازے پر کھڑا تھا کہ صرصر شمشیر زن مجکو پکڑ کر معمور کے پاس لیگئی اوسنے

میرے قتل کی تدبیر کی تجھ مجکو ادٹھالایا ہمارے منھ سے ایک بات نکل گئی تھی اس سبب سے تیرا
شہری لڑنے ہین ورنہ کیا مقدور کسیکا کہ تجسے لڑ سکے اے افراسیاب زمین و آسمان تیرے
فرمان مین ہین جسوقت تیرے مزاج مین جو آئے وہ کرے افراسیاب نے کہا کہ مین نے اسواسطے
تجکو پکڑ بلایا ہے کہ مہرخ سحر چشم کو اب مین غارت کرونگا پس تجکو بھی اوسکا قید ہونا دکھاؤن
عمرو نے کہا کہ مہرخ پر کیا منحصر ہے تو جسکو چاہے دم بھر مین غارت کردیوے فی الحقیقت کیسی
کیسی ذلتین میرے ہاتھ سے ہوئین سیکڑون جادوگر میرے ہاتھ سے مارے گئے تیری بارگاہ مین آکے
تجکو ذلیل کیا لوٹ لیگیا بارہا تجکو بیہوش کیا مگر آگے جو کچھ ہوا سو ہوا اب افراسیاب نے کہا کہ تو اپنی
حرکتون سے باز نہین آتا اے عمرو مین تیرا دشمن ہون تو میرا دشمن ہے اگر اپنی زندگی چاہتا
ہے مہرخ کو نامہ لکھ کے یہان بلاے مین شکیل جادو کی معشوق بخش دونگا لیکن اسد
کی معشوق کہ یہ قیدی طلسم ہے بخشونگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ نجہ مصور جادو کو لیکر
آیا مصور نے افراسیاب کو مجرا کیا مصور نے دیکھا کہ عمرو کرسی پر بیٹھا ہے بھیانک ہوکر
دیکھنے لگا افراسیاب نے کہا کہ اے مصور تصویر تو دیکھو کہ عمرو یہ ہے یا نہین مصور نے
تصویر کو دیکھا معلوم ہوا کہ یہ عمرو ہے اوسنے کہا کہ مین اسکو قتل کرنے لیگیا تھا آپکا نجہ اسکو اوٹھالایا
یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ایک لکہ ابر کا نمودار ہوا اور بجلی چمکنے لگی آگے آگے سترہ سو عورت زیور یاقوت
مین غرق چلبلی یا خوت کی پھراتی ہوئین قمقمہ عبیر و گلال کے اوچھالتی ہوئین آٹھ سو لونڈیان
آگے پیچھے عہدے لیے ہوے اور ایک تخت پر ایک عورت نہایت حسین سوار آتی ہے
بس وہ ابر جھکا اور وہ تخت اترا وہ عورت تخت سے اتری اور افراسیاب کو مجرا
کیا پھر وہ تخت داہنی طرف افراسیاب کے بچھ گیا وہ عورت اوسپر بیٹھی افراسیاب نے
اوس سے پوچھا کہ اے ملکہ مشتری ہفت سحر مزاج تو اچھا ہے اوسنے عرض کیا کہ دعا کرتی ہون
پھر اوسنے عمرو کو دیکھا شرمائی منھ پھیر لیا اور کہا کہ اے افراسیاب یہ کون ہے افراسیاب
نے کہا کہ یہ عمرو عیار ہے مشتری ہفت سحر نے کہا کہ یہ وہی عمرو کہ جسنے اٹھارہ ہزار ملک باختر غارت
کیے خررود و شداد و ہامان اور مرد مامہ کو مارا اوسنے کہا کہ ہان مشتری ہفت سحر نے پھر مصور سے
پوچھا کہ تیرا مزاج تو اچھا ہے مصور نے کہا کہ اچھا ہے اے ملکہ مشتری ہفت سحر تم عمرو کو جو پوچھتی ہو تم

یہ آپ سے نہیں آئے ہیں افراسیاب کے بلائے ہوئے آئے ہیں عمرو نے کہا اے افراسیاب تم مجھکو بارگاہ مہرخ
میں بھجوا دو میں سب جادوگروں کو سمجھا کے لاتا ہوں ملکہ مشتری ہفت سحر نے کہا جانے دیجیے
افراسیاب نے کہا اگر تو پھر جائے تو کیا کریں عمرو نے کہا اگر میں پھر جاؤں تو سر کاٹ لینا ملکہ مشتری
ہفت سحر نے کہا خواجہ تمھارے قول کا اعتبار ہے یہ کہکے دو سو رے اور ایک لڑکی ہمراہ کر دی
افراسیاب نے کہا اے عمرو میں نے جو انکو بلایا ہے یہ وہ مشتری ہفت سحر ہیں کہ کوئی لاکھ سحر
کرے کچھ نہو سکیگا یہ مالک ہفت سحر ہیں کوئی ایک سحر رد کریگا دو کریگا کہاں تک رد کریگا اور
عمرو کو ہمراہ جادوگر کے بھجوا دیا مصور جادو نے کہا اب عمرو عیار نہیں آئیگا بارگاہ میں جا کے
مہرخ کو بھڑکا دیگا احوال سب کہیگا ادہر مشتری ہفت سحر اٹھی اور سحر کر کے کچھ
رنڈیاں اور ایک رنڈی اپنی صورت کی بنائی وہ غائب ہو گئیں آپ آ کے افراسیاب
پاس بیٹھی اور ان جادوگرنوں نے عمرو کو ایک جنگل میں چھوڑ دیا عمرو نے کہا اے عمرو افراسیاب
کہتا ہے کہ ملکہ مشتری ہفت سحر ہفت برق سے بہتر ہو نہایت زبردست ہے ہفت سحر کی مالک
ہے سوا تیرے کوئی سامنا نہیں کر سکتا ہے بزدل آئی ہے عمرو بھاگا اور مہرخ سے یہ کہتا ہوا کہ میں
چھپا جاتا ہوں پہاڑ میں گھستا ہوا جنگل کو طے کرتا ہوا نکلا دیکھا کہ سامنے ایک در میں ملکہ
مشتری ہفت سحر کھڑی تھی دس بارہ خواصیں دست در گوش ایک چبوترہ پر استادہ ہیں
مکان میں چلمنیں پڑی ہیں فرش کیا ہوا ہے عمرو نے خیال کیا کہ افراسیاب تو ادہر گیا ہے
مشتری ہفت سحر اپنے مکان میں آئی اے عمرو ایسے مقام پر جو کہنا کیا ہے کام تمام کر مالک
ہفت سحر ہے تو کیا ہوا بس ایک رنڈی کی صورت بنا کر انگیا مسکی ہوئی کرتی پھٹی ہوئی دوپٹہ کی دھجیں
اڑی ہوئی پائجامہ پھٹا جوتیاں کیچڑ میں بھری ہوئیں کچھ گہنا ٹوٹا ہوا نچا ہوا بیٹھکے رونے لگی
کان میں ملکہ کے آواز گئی کہا اری دیکھو تو یہ کون روتا ہے ایک عورت نے نکل کے دیکھا ایک
رنڈی خوبصورت روتی ہے پاس آ کر شانہ پکڑ کے کہا بی بی تو کیوں بیٹھی روتی ہے ایک مرتبہ
چیخ کر کہا اری تم ٹھگ تو نہیں ہو وہ عورت ہنسی اور کہا ارے بی بی دن دہاڑے ڈاکا پڑتا ہے
کہا اری میں تو یوں نہیں کہتی ہوں میں سوداگر بچی ہوں میرے ماں باپ لیے جاتے تھے راہ میں ٹھگ
لگے سب لوٹ لے گئے میں ایک قنات اوڑھ کے بھاگی دور سے بھاگی ہوں مار

فاقون کی بری حالت ہوئی ہے آج یہان پہونچی ہون نہین معلوم یہ مکان کون ہے تم کون ہو
اس لونڈی نے ملکہ کو خبر کی مشتری ہفت سحر نے کہا جا کے بلا لا لونڈی گئی اور کہا اے سوداگر
بچی تمکو ہماری ملکہ نے بلایا ہے دلمین تو عمرو یہی چاہتا تھا لیکن ظاہر مین کہا مجھ کمبخت نصیبون
پھوٹی کو کون بلائیگا اور مین جا کر کیا کرونگی میرا باپ مارا گیا گھر غارت ہوا مال سب لٹ گیا
غلام نوکر جا کر بار ہی گئے خیر تمہاری خاطر سے چلتی ہون یہ کہکے ساتھ اوسکے گئی رو برو جا کے
صاحب سلامت کی آہ کر کے بیٹھ گئی اور سب احوال کہا ملکہ نے کہا بی بی تو آہ کر کے
کیون بیٹھی کہا ملکہ تین روز ہوئے ہین کہ فاقہ سے ہون کچھ میسر نہین ہوا کبھی دالان سے باہر نکلنے کا اتفاق
نہوتا تھا سو تین روز ہو گئے چلتے چلتے پانون مین چھالے پڑ گئے ملکہ مشتری نے حکم کیا اگر کچھ تیار
ہوئے تو جلد لاؤ اسوقت کباب تیتر بٹیر کبوتر مرغ کی تیار تھی لا کے موجود کی ملکہ نے جو کباب دیا
کھا کے چپکی بیٹھ رہی ملکہ نے کہا تم چپ کیون ہو رہین کہا ملکہ بغیر شراب کے کیا مزا ہے حکم کیا ارے
شراب لاؤ ایک قرابہ شراب کا لا کے رکھدیا عمرو نے کھول کے دیکھا دیکھا کیا تھا کہ نمک سرکاری
داخل ہو گیا غرض سب نے وہ شراب پی عمرو نے بھی دو تین جام پیے لیکن جب جام پیا تھا بغل
سونگھ لی نشہ تھوجب کہ خوب پی چکی ایک مرتبہ سبکو نشہ ہوا چکر آیا بیہوش ہو گئی عمرو نے
اوگلدان پاندان عطردان خاصدان فرش فروش چلمن پردے سب اسباب داخل زنبیل کیا ایک
نرود رزنبیل سے نکال کے عتاب کیا اور کہا ان سب کے کپڑے اتار لے خبردار بھپٹنے نہ پائین
اور آب خنجرے سے مشتری ہفت سحر پہ دوڑا پاس جا کے تمام گہنا اتار لیا اور خنجر آبدار نکال
کے چاہے کہ سر کاٹون ایک مرتبہ تڑاقا ہوا بجلی چمکی دو بچے پیدا ہوئے عمرو اور مشتری کو اوٹھا لیا
یعنے عمرو نے دیکھا کہ طبقہ زمین کو جنبش ہوئی اور اکھڑ کے چلا یہان افراسیاب مصروف ملکہ
مشتری ہفت سحر کے بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہے کہ وہ طبقہ پہونچا لوگون نے کہا ارے آسمان پر سے کچھ آفت
آتی ہے افراسیاب نے کہا ارے کچھ احمق ہوئے ہو کیا کہتے ہو چنانچہ وہ طبقہ نیچے لا کر رکھدیا مشتری
ہفت سحر نے دیکھا کہ عمرو خنجر لئے کھڑا ہے اور وہ مشتری کہ جسکو مین بنا کر بٹھا آئی تھی بیہوش پڑی
ہے لیکن اوسنے کمر مین عمرو کی زنجیر باندھی اور افراسیاب نے جھنجھلا کر ایک طمانچہ عمرو کے مارا اور اوس
لونڈی کو ہوشیار کر کے حال پوچھا اوسنے کہا کہ یہ سوداگر بچی جبسے آیا تھا اوسوقت کہا کہ ارے

جلاد کو بلایا وہ تاکہ اسکا سر کاٹے عمرو نے کہا کہ اب مجھے چھوڑ دیجئے پھر ایسی حرکت کبھی نہوگی ہنسی تو ملکہ کے دشمنون
کے قتل کی فکر کی تھی افراسیاب نے کہا کہ مین اب نہ چھوڑونگا اوسوقت عمرو گھبرایا پھر اپنے
دل سے کہا کہ اے عمرو پروردگار تیرا حافظ اور نگہبان ہے اور افراسیاب سے کہا کہ اے افراسیاب
مین جو تیری منت سماجت کرون تو اسقدر اپنے پروردگار کی کیون نہ منت کرون کہ وہ خالق لم یزل ہے
تو لیا مجکو بچائیگا میرا خدا بچانے والا ہے افراسیاب نے کہا ارے وہ خداوند لقا خود مجھسے بیزار
ہے عمرو نے کہا کہ ارے تیرے لقا پر اور تجھپر لعنت ہے میرا خدا وہ ہے کہ جسنے لقا کو بھی پیدا کیا ہے
اور عمرو رو دیا مشتری ہفت سحر نے حکم کیا وہ جادوگر اوٹھے عمرو کو پکڑ کے کشان کشان پیچھے
لا کے چبوترے پر بٹھایا حکم کیا کہ سر کاٹو جلاد تیغ آبدار کھینچ کے سر پر آیا کوئلے کا خط گردن پر
کھینچا عمرو رو دیا اور کہا حقیقت مین زندگی پر حرف آیا رو رو کر مناجات کرنے لگا ابیات

بگرداب بلا افتادہ ام یا مصطفیٰ دستگیر　　بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضیٰ دستگیر
ز حالات شب معراج دستم یا الٰہی　　چرا دستم نہ گیری یا علی بہر خدا دستی

افراسیاب پکارا ارے یہ کیسہ بڑبڑاتا ہے اور سحر کرتا ہے عمرو نے
کہا میں ساحر پر لعنت کرتا ہون میرا مولا بچانیوالا ہے اسمین تیسرا حکم ہوا تیغہ کھینچکے جلاد کہا اب
جو مانگنے کی ہوس ہو مانگ لو عمرو نے کہا ارے مسخرے ہوس تجکو ہوگی یا افراسیاب حرامزادے
کو ہوگی دیکھ تو کیسی ہوس نکلتی ہے اور جلاد نے ہاتھ اوٹھایا ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اوٹھا لیگیا
افراسیاب جادو و ملکہ مشتری ہفت سحر مصور جادو حیران رہگئے کہا معلوم ہوا کہ مخمور
سرخ چشم یا مہرخ تو لیگئی افراسیاب نے کہا قسم ہے خداوند لقا کی سمجھ لونگا ملکہ مشتری
ہفت سحر نے کہا مین پکڑ لاتی ہون اور جو پنجہ لیگیا وہ کون تھا کہا ملکہ قریشیہ سلطان
ملک زرنگ سے آتی تھی تفضائے کار اسی طرف سے گذری دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور جلاد سر کاٹا
چاہتا ہے لیکن عمرو کی خبر نہ تھی اسمین آنکھ عمرو کی کھلی تو آگیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا
خواجہ تم طلسم مین کہان گئے تھے عمرو نے سب حال بیان کیا ملکہ قریشیہ سلطان
نے کہا اے خواجہ اگر فرمایئے تو ابھی اتر کے طلسم کو غارت کیے دیتی ہون ایک
دیو سیکڑون کو کھا جاتا ہے عمرو نے کہا اے ملکہ عمرو کو اس بڑھاپے مین جوتیان کھلوایا
چاہتی ہو اگر حمزہ چاہتا تو گوہر زاد و کمر زاد کو بلا کے غارت نہ کروا دیتا اوسکو منظور

نہین چاہتا ہی کہ آدمی سی آدمی لڑی اور مین یہ حکم پروردگار عالم طلسم توڑونگا اب یہ کسیکو حکم
کیجیے کہ مجکو مہرخ کی بارگاہ مین پہونچا دی اور تم کہان جاتی ہو ملکہ قرکیشہ نے کہا مین طلسم سفید
بوم کو جاتی ہون یہ کہکر ملکہ نے کہا ای ملکہ آئینہ پری تم خواجہ سلامت کو پہونچا دو یہ سنکر ملکہ
آئینہ پری تخت پر عمرو کو بٹھا کے روانہ ہوئی مہرخ کی بارگاہ کے قریب جبکہ عمرو پہونچا
تخت پر سی اوترکے خیمے مین گیا ملکہ مہرخ و مخمور بہار و شکیل و نافرمان سب انتظار مین
تھی کہ خواجہ نہین آئی ایک مرتبہ عمرو سامنے سے آیا مہرخ سحر چشم دیکھتے ہی دوڑی گلے لگایا ہاتھ
پکڑ کے کرسی پر بٹھایا کہا خواجہ سلامت کہان تشریف لے گئے تھے عمرو نے صرصر کی عیاری
مصور پاس جانا اور افراسیاب کا حال ملکہ مشتری ہفت سحر کی کیفیت قرکیشہ سلطان
کا اوٹھا لیجانا سب بیان کیا مہرخ نے کہا کہ خواجہ خدا تمکو لایا مشتری ہفت سحر بلا کی جادوگرنی
ہے اور مالک ہفت سحر ہی کوئی اوسکا مقابلہ نہین کرسکتا عمرو نے کہا یقین ہی کہ وہ آج آئے
مہرخ نے کہا کہ مقدمہ لڑائی کا ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑے یہ باتین ہو رہی تھین کہ آواز
طبل اور نقارے کے بجنے کی کان مین آئی یعنی مشتری ہفت سحر لشکر لیکر آئی ہین اور وہان
آئین ہین یہ طبل اور نقارے اونھین کے داخلے کے بجے تھے ملکہ مہرخ نے ایک جادوگر واسطے
خبر کے روانہ کیا اوسنے آکر خبر دی کہ حیرت اور مشتری ہفت سحر لشکر لیکر آئی ہین اور وہان
ساحر باز و بط قرقری بنس آتشین فیل آتشین پر سوار ہو کر آئی تھی چنانچہ بارگاہ مین اور خیمے نصب
ہوئی لشکر اترا گھوڑا کھلنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی اور ملکہ مشتری ہفت سحر نے
نامہ ملکہ مہرخ کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای مہرخ سحر چشم افراسیاب مالک و مختار ہی اور ہم سب
تابعدار ہین جسوقت ہماری تمہاری درمیان جنگ قصہ ہوا تو کچھ فرزانہ رہا لازم یہ ہی کہ آشتی کرو
اور اطاعت افراسیاب قبول کرو ورنہ ہماری تمہاری جنگ ہی یہ نامہ لکھکر اور مہر کرکے ایک
جادوگر کو دیا وہ مہرخ پاس لایا ملکہ مہرخ نے نامہ پڑھا اور جواب لکھا کہ ای مشتری ہفت سحر
بہت سی جادوگر یہان آئی اور ماری گئی چنانچہ اب بہی تم امید ملنے کی نرکھو اور جو کچھ تمسی ہو سکی قصور اور
کوتاہی نکرو یہ لکھکر بھیجدیا جب مشتری ہفت سحر نے یہ پڑھا تو بہت کچھ برہم ہوئی اور کہا اللہ ری غرور
کلا ایسا کچھ جواب ہمکو لکھا غرض جب دامن مغرب مین مہر تابان نے عارض اپنا چھپایا اور دن نے

| | | |
|---|---|---|
| نقارہ کوچ کا بجایا کہ نظم | بہار شام نے پیدا کیا رنگ | لگا ہونے نظر آنے نیا ڈھنگ |
| شعاع مہر مثل زلف جاناں | لگا ہونے سے لگی ہونے پریشاں | ملکہ مشتری ہفت سحر نے |

طبل جنگ بجوایا مہرخ نے بھی خبر سنکر نفیر سحر کو دم دیا تیاری دونوں لشکروں مین سحر و ساحری کی اور آلات حرب و حرب کی ہونے لگی کڑاہیاں چڑھگئین ہیرون کو بھبھین ہلین اوس لشکر کے دریا سحر جوش زن تھا زندگی حباب آسا نظر آتی تھی کشتی حیات طوفانی ہوئی جاتی تھی ہر ایک کے دلمین لڑنے کی موج اوٹھی تھی تلوار کا گھاٹ آج بارڑھ پر تھا کہین خنجر چمکتے تھے کہین تیر و سنان آبدار کھچ جاتے تھے چار پہر رات دونون لشکر مین غلغلہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ سامان ظلمت پر تباہی پڑی اور شب کی سیاہی ونمنوان ہوکر اری ابیات

| | | |
|---|---|---|
| ہوئی خوابیدہ چشم نجم بیدار | پڑھی یادش قسمت کو گنہگار | اٹھی جب رات مثل عمر مشتاق |
| شعاع مہر چمکی سوی آفاق | صبحکو ملکہ مشتری ہفت سحر تخت پر سوار ہوئی چار لاکھ اسی ہزار | |

چودہ سو جادوگر ہمراہ لیکر کہ وہ سب طائران سحر پر سوار تھے اور اگ دھتورے کے پھل اوچھالتے ہوئے ناریل و نارنج ترنج ہاتھون مین لیے ماش رائی سرسون کے دانے جھولیون مین بھرے آتش بگولے اوٹھتے ہوئے یہ سب میدان حرب مین آکر قائم ہوئے پھر کہین سرخ و سبز و زرد ہوا مین اڑانے لگین چرخ کار کا ساحری سے غل ہوا ادھر سے ملکہ مہرخ اور مخمور و نافرمان و بہار سب اپنے تختون پر سوار ہوکر کئی لاکھ جادوگرون کی جمعیت سے میدان کارزار مین آئین صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا کہ ہان اے ساحران نامی یہ یاد رکھو کہ کوئی ہمیشہ دنیا مین نہ رہا۔ نظم

| | | |
|---|---|---|
| کجا شد فریدون و ضحاک و جم | نباشد کسے در جہان پائدار | ہمہ نام نیکے بود یادگار |
| زہر امیان وز اشکانیان | مہان عرب خسروان عجم | کجا آن بزرگان ساسانیان |
| فریدون فرخ ستایش نہ برند | نکوہیدہ تر شاہ ضحاک بود | کہ بیداد گر بود و ناپاک بود |
| سخن بیشتر از گوہر شاہوار | ہمہ مردود جادوی نامش نمود | سخن ماند اندر جہان یادگار |
| | تم بھی آج کے دن لڑو دشمن کو تہ تیغ کرو یہ کہکر نقیب کنارے ہوئے ادھر ملکہ | |

مشتری ہفت سحر تخت بڑھا کے آگے آئی اور پکاری کہ اے مہرخ تیری عقل ماری گئی ہے کہ جو تو نے میرا سامنا کیا یہ میرا سامنا نہین کیا تو نے ایسا کیا سامنا کیا ہے سیکڑون لونڈی غلام دیکھ اور یہ لشکر ہو جسکو موجود مین اچھا بھیج کسیکو

مقابلے کیلئے اس للکار دے مہرخ کیطرف سے ناگ جادو نکلا اور برابر آکے اوسنے ایک تاریل مارا ملکہ
مشتری ہفت سحر نے خالی دیکر ایک فولاد کا گولہ مارا کہ ناگ جادو کی بات توڑ کر نکل گیا پھر
اسلم جادو آیا اور اوسنے آکر ایک چکر مارا اوسنے خالی دیکر ایک تیغ مارا کہ وہ بھی زخمی ہوا پھر جو نکلا
وہ زخمی ہوا مہرخ نے ارادہ کیا عمرو نے کہا اے ملکہ مہرخ ابھی ارادہ نہ کرنا لڑنے کا جادوگر موجود ہیں
لاکھ ساحر کا لشکر پڑا ہوا ہے مہرخ نے کہا اے خواجہ مجکو کسی طرح فتح ہوتی نہیں معلوم دیتی عمرو نے کہا
اگر یقین ہے کہ میں لڑ سکونگی تو مضایقہ نہیں ہے مہرخ نے کہا ہے بڑی زبردست ہے شکست خدا کے
اختیار ہے لیکن جو نکلتا ہے زخمی ہوجاتا ہے پکڑا جاتا ہے آخر کیا ہوگا عمرو نے کہا اے ملکہ اگر تم زخمی ہوگئیں
یا ماری گئیں تو تمام کھیل بگڑ جائیگا میں بھی ڈھیلا ہوجاؤنگا میں ڈھیلا ہوجاؤنگا جب تلک یہ لڑائی
ہے جادوگروں کو لڑنے دو مجکو عیاری بخوبی سوجھی ہے میں مقربات کو کام کرونگا اسمیں مہرخ کیطرف
تیس چالیس زخمی ہوگئے چالیس پچاس گرفتار ہوگئے مہرخ نے طاؤس بڑھاؤ کہا اے ملکہ مشتری
ہفت سحر سبحان اللہ خوب لڑیں مشتری نے کہا اے مہرخ تمنے جسکو بھیجا اوسکو مینے زخمی کیا تمنے ارادہ
نکیا مہرخ نے کہا اے مشتری ہفت سحر اب جو ہماری تمہاری لڑائی ہے سمجھ لینگے مشتری نے دیں
کہا آج تو طبل آسایش بجوادو کل سر میدان مہرخ کو للکارونگی یہ خیال کرکے طبل آسایش بجوا
دیا گئی تمام جادوگر خوش تھے اور کہتے تھے کہ اے ملکہ خوب لڑیں معلوم ہوتا ہے کہ مہرخ تمہارا سامنا
نکریگی ملکہ مشتری خیمہ میں داخل ہوئی حیرت جادو طلسم سے آئی باتیں ہونے لگیں
افراسیاب ظلمات کو گیا ہوا تھا وہ بھی طلسم میں داخل ہوا حیرت کو خبر ہوئی حیرت
نے افراسیاب سے تمام احوال کہا افراسیاب نے کہا تم جاکے ملکہ مشتری ہفت سحر کو
بلالاؤ حیرت سوار ہوکے آئی مشتری کو لیگئی مشتری ہفت سحر نے مجرا کیا افراسیاب نے
مشتری کو گلے لگایا تخت پر بیٹھی کہا اے افراسیاب مہرخ نے میرا سامنا نکیا میرا ارادہ ہے کہ
کل صبح کو پہلے مہرخ کو للکاروں افراسیاب نے کہا تم مختار ہو اتنے میں کھانا آیا مشتری کو
کھلایا شراب کباب کھلا پلا کے تحفہ طلسم کے دیئے اور کہا اے مشتری ہفت سحر تمنے بڑی
لڑائی ماری ہے عیار نابکار لگے ہونگے آج کا دن تم یہیں رہو ایسا نہ ہو گرفتار ہوجاؤ ماری جاؤ
کچھ چوٹ چپیٹ آجاوے تو غضب ہوجاویگا ملکہ مشتری نے کہا آپ نے دیکھ لیا کہ میں نے

اسطرح عمرو کو پکڑوا بلوایا تھا سیر الیا کر سکتا ہے مین خبردار ہون یہ کہکے رخصت ہوئی اپنے خیمے مین گئی
افراسیاب نے صرصر شمشیر زن صبا رفتار کمند انداز شرارہ نقب زن شمیمہ سنگ انداز تیز نگاہ
خوردن کو بلا کے کہا ای صرصر تو جانتی ہے کہ ملکہ مشتری ہفت سحر نے کیسی لڑائی ماری ہے کہ مہرخ
کا منہ نہ پڑسکا اب وہ اب وہ اپنے خیمے کو گئی ہے عیارہ مکار فکر مین لگے ہونگے تم پانچون خبرداری
کرو اگر کچھ پیچ پڑگیا تو قسم ہے خداوند لقا کی صبح کو تم پانچونکا سر کاٹ ڈالونگا صرصر نے کہا اے
افراسیاب جادو ہم اپنی سی کوتاہی نہ کرینگے آگے جو ہماری قسمت مین ہے اوس سے ناچاری
ہے غرض صرصر کو خلعت دیکے روانہ کیا راہ مین صرصر نے صبا رفتار کمند انداز سے کہا کچھ سنا
افراسیاب نے کیا کہا خبردار رہنا آج اوسنے قسم کھائی ہے اگر کچھ پیچ پڑا تو مقرر مار ڈالیگا اور
عمرو بھی جانبازی کریگا اور مشتری کو مار ڈالیگا اور افراسیاب نے مشتری سے کہلا بھیجا کہ
مین نے پانچون عیار بچیان تمھارے چوکی پہرے کو بھیجی ہین اسمین پانچون عیار بچیان
جا موجود ہوئین اور داخل بارگاہ ہوئین جا کے مجرا کیا مشتری ہفت سحر نے کتاب سامری
دیکھی معلوم ہوا کہ پانچون عیار بچیان ہین کہا حاضر رہو میان عمرو عیار چار گھڑی رات گئے سے
رخصت ہوکے مہرخ سے چلا مہرخ نے خدا حامی و خدا حافظ کہا عمرو نے منظور کیا قبطورہ
زر بفتی و تیار دہ سقرلاتی گوین عیاری سے چست و چالاک ہوکر روانہ ہوا راہ مین برق فرنگی
ملا کہا مین بھی حاضر ہون غرض جسوقت نزدیک بارگاہ کے گیا دیکھا کہ خدمتگارون کی آمد و رفت
تھی ایک خدمتگار کی صورت بنکر صاف خیمے مین داخل ہوکے خدمتگارون مین بیٹھ گیا بعد
دو ایک گھڑی کے بارگاہ کے ستون سے لگ کے کھڑا ہوا ادھر سے صرصر شمشیر زن نے
صبا رفتار کمند انداز آتی تھین پہچانا کہ عمرو کھڑا ہے عمرو نے بھی تیورون سے
دریافت کیا کہ ان دونون نے پہچانا ستون سے الگ ہوکے کمال چستی سے کھڑا ہوا
صرصر نے کہا صبا رفتار عمرو پر ہرگز ارادہ نہ کرنا عمرو عیار گلیم عیاری اوڑھکے غائب
ہوگیا صرصر و صبا رفتار ڈھونڈھنے لگین شرارہ نقب زن سامنے کھڑی تھی اوسکو
معلوم نہ تھا مشتری ہفت سحر نے کہا ارے تم کیا ڈھونڈھتی ہو صرصر نے کہا بلا یون
ابھی جو ستون سے خدمتگار کی صورت بنا کھڑا تھا وہ عمرو عیار تھا لیکن

صاف نکلگیا مشتری ہفت سحر بغض میں تھی کہا میں بھی رات بھر نہ سوؤنگی سامنے شرارہ
جو کھڑی تھی صرصر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اری برق فرنگی تو کہاں جائیگا برابر جو کمند کے حلقہ مارے
بیکار عیاری کا صرصر کے ہاتھ میں رہگیا برق فرنگی صاف نکل گیا مشتری نے دیکھا کہا
ارے یہ کون تھا کہا یہ برق فرنگی تھا صرصر نے کہا ارے شرارہ شمیمہ کا کچھ حال
نہیں معلوم عمرو نے کہا کچھ نہیں معلوم ہے صرصر نے پھر کے دیکھا اور تلوار کھینچ کے دوڑی
عمرو نے بھی خنجر کھینچا تلوار چلی مشتری ہفت سحر نے سحر کرنے کا ارادہ کیا عمرو نے بچا تا
صاف جست کرکے نکل گیا صرصر نے کہا جیٹھ دل نقشہ ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے اسمیں دیکھتی
ہے کہ باہر سے شرارہ و شمیمہ چلی آتی ہے صرصر نے نشانی اپنی دیکھ کے سب
احوال کہا اسمیں آسمان پر سے ایک تڑاقا ہوا ایک جادوگر زرین پوش آیا اور مشتری
کو نامہ دیا کہ افراسیاب نے یہ نامہ بھیجا ہے صرصر نے کہا ای صبا رفتار یہ عمرو
تو نہ ہوسے چلو دیکھو آو ہیں صبا رفتار و صرصر چلیں داہنی طرف شمیمہ کھڑی تھی کہا ارے
کہاں جاتی ہے اور حباب مار کر بیہوش کر دیا لیکن صرصر کو پڑھکر صبا رفتار نے فتیلہ رفع
بیہوشی دیا صرصر کی آنکھ کھلی صبا رفتار نے کہا بلالون اسوقت وہ شمیمہ نہ تھی کوئی
اور تھا مشتری ہفت سحر نے کہا کہا واہ ای لو کوئی لڑاتی اچھی ہوئی عیار بڑے حرامزادے
ہیں اور مشتری نے نامہ پڑھکے کہا میری طرف سے آداب عرض کرنا اور کہنا ہم نہایت
خبردار ہیں وہ جادوگر پھر آئے وہیں صرصر آ پہونچی پہچانا کہ عمرو ہے دوڑ کے کمند کے حلقے مارے
عمرو اگر سیدھا نکلتا تو پھنس جاتا لیکن عمرو ٹیڑھا ہوکے نکلا داہنی طرف صبا رفتار کھڑی
تھی پانچوں حلقے مارے لیکن جلدی کی مارے کمند کی گرہ نہ کھل سکی ایک حلقہ عمرو
کی گردن میں پڑا دھم سے آرہا برابر سے صرصر نے دوڑ کے تیغہ مارا کمند کا حلقہ کٹ گیا
بچارا منہ خرغام شیر دل غل ہوا عمرو پکڑے گئے صرصر نے ہاتھ پر ہاتھ مارا چلتے چلتے عمرو کہہ
گیا تھا اگر صبح کے ہوتے ہوتے مشتری کا سر کاٹا تو عمرو نام نہ پایا غل ہو رہا تھا
مشتری نے کہا اری کیا غل ہے عمرو نے کہا مشتری ہفت سحر تم سحر نہیں کرتیں کہا ارے
میں کس پہ سحر کروں ابھی شرارہ کھڑی تھی ابھی شمیمہ کھڑی ہے جیسے افراسیاب سے

کھوتی ہو آپ ہی کا مقدور ہے جو آپ ان عیاروں سے لڑتے ہیں صرصر نے کہا میں آپکی چوکی دیتی
ہوں پانچ عیار بچیاں چوکی کو موجود ہیں آپ آرام کیجئے ہم پلنگ کے گرد بیٹھے ہیں اور خیمے
کے گرد خبردار باش ہوشیار باش کی آواز بلند ہے شمعیں روشن ہیں یہاں عمرو جو چلا گیا تھا
ہے صرصر کی بارگاہ میں پہونچا صرصر نے کہا خواجہ کہاں سے آئے ہو عمرو نے سب احوال کہا اور
کہا صرصر ہمارے ساتھ ایک پچاس ساٹھ جادوگرنیاں کر دو صرصر نے کہا خواجہ بہت اچھا اور
عمرو عیار صورت نگار کی صورت بنکے ایک تخت پر سوار ہو گرد جادوگرنیاں ہیں نجیا خانہ و
دشیان روشن نقیب پکارتا ہوا چلا جاتا ہے اسی طرح سے خیمے میں مشتری ہفت سحر کے
داخل ہوتی خبر ہوئی صورت نگار جادو آئی ہیں غل ہے لشکر میں عیاروں نے صورت نگار کو
کہا اری عیار بچیاں کیا کرتی ہیں اونکی کیسے کچھ نہو سکا عمرو کے نام سے بھاگتی ہیں دیکھا کہ مشتری
پلنگ پر لیٹی ہیں لیکن شراب کا خوب نشہ ہے صرصر سامنے سے آئی مجرا لیا ہر ایک خال و خط پہچانا
لیکن کچھ نہ پہچانا صرصر نے صبا رفتار سے کہا اسے تو تو دیکھ یہ صورت نگار ہے صبا نے
خوب دیکھا کہا صرصر رخصت ہو کے آئی ہوں کہ میں بھی رات کو چوکی دونگی میں اپنے خاوند سے
پوچھ کے آئی ہوئی ہوں رات کو یہیں رہونگی صرصر نے پھر گھور کے دیکھا اور کہا ملکہ آپ
خوشی سے آرام کیجئے یہ بارگاہ خالی ہے صورت نگار جادو یہ بارگاہ خالی ہے صورت نگار جادو
اپنی جادوگرنیوں کو ہمراہ لیکر خیمے میں جا بیٹھی پانچوں عیار بچیاں مشتری کے پلنگ کے گرد
بیٹھیں جب کہ پہر رات باقی رہی صورت نگار جادو نقلی نے پانچ چار جادوگرنیوں سے
کہا تم یہ بیہوشی لیکے شمعوں پر ڈالتی ہوئی چلی جاؤ اسوقت عیار بچیوں کو بھی کچھ غنودگی
سی ہے جادوگرنیاں بیہوشی ڈالتی ہوئی چلی گئیں بعد دو گھڑی کے عمرو قنات چاک کر کے
مشتری کے خیمے میں گیا دیکھا پانچوں بیہوش ہیں عمرو نے سب جادوگرنیوں سے کہا جب
میں خیمے کے باہر نکلوں تم مارتی ہوئی نکل جانا غرض خنجر سے مشتری ہفت سحر کا جوڑا
پکڑ کے سر کاٹ ڈالا غل ہوا پانچوں عیار بچیوں کی آنکھ کھلی عمرو بھاگا جادوگرنیاں جادوگرو کو
مارتی ہوئی صاف نکل گئیں غل ہوا مشتری ماری گئی خبر افراسیاب کو ہوئی کہا یہ کیا غل
ہے حیرت جادو نے کہا مشتری ہفت سحر کا سر کاٹا گیا افراسیاب نے کہا قسم ہے مجکو

عیارنیون کا سر کاٹونگا اور تپلے پر جمشید کے ہاتھ رکھا اور پرواز کر کے اوڑا جب کہ اوس
خیمے مین آیا دیکھا مشتری پڑی ہے عیارنیان کھڑی ہین افراسیاب نے کہا ارے تم کہان
جاؤ گی مین تم پانچون کی گردن مارڈنگا صرصر نے کہا اے افراسیاب جادو اگر مشتری
بچ گئی ہو تو حضور خوش ہو دیکھیے یہ کہکے پلنگ کا اوقچہ جو اوٹھایا مشتری پڑی تھی افراسیاب
نے کہا ارے صرصر یہ کیا کیا کہا بلائون ہمنے مشتری ہفت سحر کو بیہوش کر کے پلنگ کے
تلے رکھا تھا اور مشتری کی صورت بنا کے سلادی تھی افراسیاب نہایت خوش ہوا
اور کہا مشتری ہفت سحر کو فتیلہ رفع بیہوشی کا دیکر طلسم مین لے آؤ یہ کہکے افراسیاب
نے باغ عیش مین آکر ملکہ حیرت جادو سے کہا عمرو نے ملکہ مشتری ہفت سحر کو مار ڈالا تھا لیکن
اسطرح سے بچی حیرت جادو نے کہا مار ڈالنے مین باقی کیا تھا اوسکی عیاری مین کچھ فرق نہین
افراسیاب نے کہا بھلا صرصر کے باعث سے بچ تو گئی اوسمین پانچ عیارنیان مشتری
ہفت سحر کو لے کے پہونچین افراسیاب نے صرصر شمشیر زن کو خلعت دیا اور کہا شاباش
ہے تو نے بڑا کام کیا ہم جانتے ہین وہ شاہنشاہ عیاران اور دوسرے برق فرنگی ساتھ ہوتے تو
آج کام کیا ہے صرصر نے عرض کی اے شہریار لونڈی کیا کرے ادھر تو حضور خفا ہوتے ہین
ادھر ایسے کا سامنا ہے لونڈی کیا کرے افراسیاب نے کہا صرصر مین غافل نہین ہون اب
مہرخ کو غارت کرتا ہون یہ تذکرہ کر کے صرصر تو باہر نکلی اور مشتری کو خلعت دیا اور جلیہ
ماجرا جو گذرا تھا بیان کیا کہا حقیقت مین عمرو نے کام تمام کیا تھا لیکن بچ گئین مشتری
بحواس ہو گئی اور کہا افراسیاب جادو جسدن مہرخ کو مارڈنگی اوسدن سرخرو ہونگی
لیکن مشتری کا دل دھڑکتا ہے کہ عمرو بہت زبردست ہے اور افراسیاب پاس سے رخصت ہو کے
روانہ ہوئی اور عمرو جو مہرخ کی بارگاہ مین آیا سب احوال بیان کیا مہرخ نے کہا مشتری کو مارا
عمرو نے کہا مین نے جتنے جادوگر مارے دار وگیر کی آواز بلند ہوئی مشتری کو جو مارا کچھ اور آواز
ہوئی مہرخ نے کہا کہ خواجہ مشتری نہین ماری گئی عمرو نے کہا یہ ہماری عیاری سیکھ گئی ہین کوئی اور
مشتری بنائی ہوگی اور مشتری اپنی خیمہ مین داخل ہوئی ضرغام شیردل آیا اور کہا ملکہ مشتری
ہفت سحر خیمہ مین داخل ہوئین عمرو نے کہا مہرخ تم تو یہین ہو مین مشتری کی بارگاہ کی خبر لاتا ہون اور مشتری نے

کو اب مین فہرخ کو غارت کرونگی مگر اب کیفیت طلسم آئینہ کی بیان ہوتی ہے کہ وہ پنجہ جو ایرج
کو اوٹھا لیچلا ایرج نے دیکھا کہ مجکو ایک پنجہ لٹکائے ہوے لیے جاتا ہے اسمین ایک میدان نظر آیا اور
اکیس اتیت فولاد کے تخت پر بیٹھے ہین اوس پنجہ نے ایرج کو اتیتون کے بیچ مین بٹھا دیا
اتیتون نے کہا تو کون ہے کہان سے آیا ہے اور کیا ارادہ ہے کہا مین ایرج بن قاسم
ہون طلسم آئینہ توڑنے کو آیا ہون ایک ایتت نے کہا تم اس مقام پر کیونکر آسکے
قیدی بادشاہ طلسم ہو چکی تمام چھوٹ چلے طلسم آئینہ توڑنے کی ہوس رہجائیگی ایرج نے کہا
انشاء اللہ توڑونگا الکیسون نے تدبیر کی کہ اوسکو مار ڈالیں لیکن پہلے ملکہ مرأت جادو کو اطلاع
کیجیے جسطرح پر وہ کہین عمل مین آوے ایکا اتیت نے ملکہ مرات جادو سے کہا کہ طلسم مین
ایرج بن قاسم گیا ہے آکے اودستی نقارہ بجایا تھا پنجہ سحر ہمارے پاس اوٹھا لایا ہے مرات
جادو نے کہا اوس موے مونڈی کاٹے کو چین نہ آیا اچھا چھوڑ اتیتون نے کہا جو حکم ہو سنے وہ
کنیز مرات جادو کے روبرو ایک لونڈی ابرک جادو نام سفید پوشاک پہنے کھڑی تھی
کہا اے ابرک جادو اتیتون کے مکان پر ایرج آیا ہے تو سر کاٹ لا چنانچہ اتیت کے ساتھ
ابرک جادو جا پہونچی دیکھا کہ ایرج بیٹھا ہے لیکن جوان خوبصورت حسین ہاتھ پاؤن بھرے
بھرے دلمین کہا اسکی کیا تقصیر ہے کہین سے نکل آیا نقارہ دھرا تھا بجا دیا اوسکو گردن
مارنے کو کہا ہے اے ابرک جادو اوسکو قتل کرکے کیا لقا و جمشید و سامری کو منھہ دکھائیگی
پاس جاکے کہا حکم کیا ہے مرات جادو نے کہ سر کاٹ کے لے آ ایرج نے کہا ارے احمق اگر ہماری
زندگی ہے تو کس کا مقدور ہے جو سر کاٹ سکے اور ایرج کو ابرک جادو کمر مین ہاتھ دیکر لے
اوڑی اپنے مکان مین بٹھا دیا ایرج نے دیکھا کہ ایک مکان چھوٹا سا ہے پانچ چار درخت انار و
امرود کے لگے ہین ایک دالان بہت چھوٹا سا ہے دو لونڈیان نیلی سوسی کا پائجامہ پہنے بیٹھی ہین
انھون نے ابرک جادو نے کہا اے ایرج ملکہ مرات جادو کا حکم تھا کہ سر کاٹ لاؤ مین
تمکو اوٹھا لائی ہون لازم تو یون ہے کہ جو کوئی جسکے واسطے جفا کھینچے اوسکی وہ خاطر کرے ایرج
نے کہا ہم تابعدار تمھارے ہین سوا تمھارے ہمارا کون ہے ابرک سمجھی کہ مجکو چاہتا ہے کہا ارے لونڈیو
تم اسکی خبردار کسی بات کا تصدیعہ نہونے کام خدمت مین حاضر رہنا کسی شے کی تکلیف نہونے لونڈیون نے

کہا خدا نے ہمارے ہماری بی بی کا گھر آباد کیا ہم خدمت کو موجود ہین ابرک جادو تو گئی
اور لونڈیون نے پلنگ جھاڑ کر بچھا دیا شراب کباب موجود کیا اور ابرک جادو ایک سر لاش
کے آدمی کا بنا کے سحر کر کے رومال مین باندھکر لیچلی بزور سحر لہو ٹپکنے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی
سر کاٹ ڈالا ہے اور مرات جادو پاس لائی میان شاپور شیر دل کو شاباش ہے دل مین کہتا
ہے کہ خدا نے ایرج کو داخل طلسم کیا تو میان رہگیا کسی ترکیب سے چل یہ سوچ کے چلا
چنانچہ جاتے جاتے ایک دروازہ معلوم دیا اوسمین ایک پیر مرد نہایت ضعیف بیٹھا تھا
شاپور نے نزدیک جا کے کہا کیون بڑے میان یہ کون ملک ہے اور کہان کی سرزمین
ہے اوسنے تو یہ کہا لیکن ایک تڑاقا ہوا اور ایک پتلی پیدا ہوئی ہاتھہ مین چابک لیے اوسنے
کہا کہ بڑے میان یہ عیار ایرج کا ہے اسکو پکڑ لو فی الفور شاپور یہ سنکر بھاگا اور دوڑ نکلا لیکن
مگر وہان بھی بڑے میان بیر سوار چلے آتے تھے شاپور کے تو حواس گئے اور اوسنے بیر پر سے
اوتر کے شاپور کے ایک چابک مارا اور پکڑ کی بیر پر ڈالکر طلسم مین داخل ہوا مرات جادو
باغ مین تھی یہ بیر سوار شاپور کو لیے ہوئے داخل ہوا مرات جادو نے پوچھا کہ اسے کیون لایا
ہے اوسنے کہا یہ شاپور عیار ایرج کا ہے اوسی چڑانے کو آیا تھا اور پوچھتا تھا کہ یہ کون ملک ہے اوسوقت
ایک پتلی پیدا ہوئی اوسنے کہا کہ یہ عیار ہے اوسکو پکڑ لو بس مین پکڑ لایا مرات جادو نے
یہ حال سنکر حکم دیا کہ اسکو قید کرو وہین ہاتھون مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق
بغلون مین خاردار لٹو رانون پر جوڑے فولاد کے اور بازوؤن پر جوڑے فولاد کے کمر مین
زنجیر ڈالکر قید سخت مین گرفتار کیا بیر سوار تو چلا گیا اور مرات جادو نے شاپور سے کہا کہ کیون او
موذی تو شہزادی کو چڑانے آیا تھا شاپور نے کہا کہ ملکہ پیٹ بڑی چیز ہے مین نوکر ہون اوسکا نہ
آتا اگر اوسکی رہائی کو تو کیا کرتا مگر اب آپکا تابعدار ہون اس سے کچھ کام نہین مرات جادو
نے کہا ارے موذی تو مجکو دم دیتا ہے یہ باتین تھین کہ ابرک جادو رومال مین سر باندھے ہوئے لیکر آئی
اور مرات کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ بمدد سامری جمشید آپ کے دشمن کا سر لائی ہون مرات نے
یہ سنکر حکم دیا کہ اسکو لنگوری پر چڑھا دو شاپور کا تو دم نکلتا دل مین کہتا تھا کہ جسکے واسطے یہ
عیاری کی تھی وہی مارا گیا پھر اب زندگی کی کیا حلاوت ہے اور مرات جادو نے کہا کہ یہ عیار نہین دیکھو

ایرج کا تو ذیسر کاٹا ہی تو اسکا بھی سر کاٹ ابرک یہ سنکر شاپور کو بیچ راہ مین شاپور نے کہا کہ ای
ملکہ مین تمھارا غلام و فرمانبردار ہون تمھارے گھر کا کام کاج کرونگا مجکو چھوڑدو ملکہ ابرک جادو
ہنستی جاتی تھی اور کہتی ہی کہ ارے شاپور کیون گھبراتا ہی محبت کا یہی مزا ہی جو حالت اسکی ہوئی وہی
تیری بھی ہوگی اب شاپور سمجھا کہ ایرج زندہ ہی جب تو یہ کہتی ہی کہ جو حالت اوسکی ہوئی وہی
وہی تیری بھی ہوگی غرض جب یہ مکان مین آئی شاپور نے دیکھا کہ ایرج پلنگ پر بیٹھا ہے
اسمین ابرک نے کہا کہ ای شاپور مین ایرج پر عاشق ہون سن ابرک جادو کا ساڑھے چار سو
برس کا ہی سحر کے سبب سے پندرہ سولہ برس کی بنی ہوئی غرض ابرک نے حکم دیا کہ کھانا لاؤ اوسوقت
دسترخوان اگر بچھا اور خشکا دو سالن کے پیالے اور ماش کی تھوڑی دال اور کچھ چپاتیان
آئین ایرج نے ایک پیالہ سالن کا اور کچھ روٹیان کھانے کا ارادہ کیا اور دل مین کہا کہ یہ وہ مقام
ہی کہ جہان کچھ میسر نہوتا تھا شکر ہے کہ کھانا تو ملا اوسوقت ابرک جادو نے کہا کہ ای ایرج
جادو نے کہا کہ ای ایرج ہمارے ساتھ تم نہ کھاؤگے کہین عاشق اور معشوق نے الگ الگ
بھی کھایا ہی ایرج کی ناک مین بو بد آئی ایسی کہ جیسے سڑا اس سڑ گیا بس ایرج کو نفرت
ہوئی کھانے سے طبیعت بھر گئی ایرج نے کہا میرا جی نہین چاہتا ابرک جادو نے کباب
اوٹھالیا اور آدھا کھاکے ایرج کو دینے لگی اور کہا کہ اسے پیارے آدھا ہمنے کھایا آدھا
تم کھاؤ اوسنے کہا مین نہ کھاؤنگا اوسوقت اوسنے کہا ارے میوہ لاؤ لونڈیان جاکر انگور
رنگترے وغیرہ لیکر آئین ایرج نے وہ کھایا اور تھوڑا سا شاپور کو دیا پھر گلابی شراب کی آئی
اور ابرک نے کہا کہ لو صاحب ایسا نہو کہ ہمارے منھ کا کچھ لگ جائے ایرج نے کہا کہ خدا نہ کرے
بھلا تمھارے منھ کا کیا لگ جائیگا ابرک نے جو نشہ شراب کا ہوا ایرج کے گلے مین ہاتھ
ڈال دیئے اور کہا ای جانی مین تجکو بچالائی اپنی جان کا خطرہ کیا ملکہ مرات جادو سنیگی تو مار
ڈالیگی اور تم ہمسے اختلاط بھی نہین کرتے ایرج نے کہا اسوقت مین فکر مین ہون ابرک
نے کہا تمکو کس بات کی فکر ہے تمام طلسم کی کنجیان میرے پاس ہین تم کیون فکر کرتے
ہو یہ کہکر ایرج کے گلے مین پھر ہاتھ ڈالدیا ایرج نے کہا ارے چل اختلاط کی خوبی مین تیرا کہنا
نہین مانتا ابرک نے کہا ذخیرہ سر مین نے تیرا سر نہین کاٹا بچاکے اپنے گھر لے آئی کہ تو میرا مقصد

پورا کر یگا تو یہ باتین کرتا ہے مین تجکو اب کب چھوڑتی ہون یہ کہکر تلوار لیکے دوڑی وسوقت ایرج
نے شاپور نے کہا کہ خدا کے واسطے اے شہریار جان بچایئے یہ کہکر سکھایا کہ آپ یہ کہیے گا کہ دریا کا
کنارہ ہو شکار ماہی کھیلتے جایئے اور شراب پیتے جایئے کباب کہاتے جایئے جب اختلاط بھی خوش آتا ہے
غرض جب وہ ابرک جادو آئی شاپور نے کہا کہ اے ملکہ یہ اسطرح کہتے ہین کہ دریا کا کنارہ ہو صید ماہی
کرتے جایئن اور شراب پیتے جایئن اوسنے کہا کہ پھر یہ کیون نہین کہتے اور شاپور و ایرج کو لیکر روانہ
ہوئی ایرج نے دیکھا کہ سامنے کچھ درخت لگے ہین دریا کا کنارہ ہے تخت بچھے ہین ڈونگے
کوزے دھرے ہین اس تخت پر آن بیٹھے شکار کھیلنے لگے شاپور نے جو دیکھا تو ایک مرتبہ کچھ پانی مین
اچھلا اور ایک جانور نکل کے اوڑ گیا شاپور چھوٹا ہوا تو تھا ہی کسی سے اسنے کچھ نہ کہا اٹھکر
ایک جھنڈی مین چھپ رہا لیکن وہ جو اچھلی تھی مچھلی سحر کی تھی بس وہ مرات جادو کے پاس
گئی اور اوس سے کہا کہ اے مرات جادو دریاے سحر پر ابرک جادو ایرج کو لیے بیٹھی
ہے مرات نے کہا ارے کیا کہتی ہے وہ تو سر کاٹ لائی تھی مچھلی سحر نے کہا چلو دیکھ لو
مرات جادو پر واز کرکے چلی جا کے جو اوسنے دیکھا تو ایرج کو شکار کھیلتے ہوے پایا بس آتے
روبرو ابرک کے جا کر کہا کہ اری جیڈو یہ تو عیش کرنے اپنے دھگڑے کو لائی تھی ابرک نے
کہا پھر ابھی تو میرا مطلب پورا نہین ہوا مرات نے یہ سنکے ابرک کو مار ڈالا اور ایرج
کو لیکر چلی شاپور دیکھ رہا تھا وہ بھی پیچھے روانہ ہوا مگر وہ چلی گئی اسکو پتہ نہ ملا آخر یہ ایک
درہ کوہ مین آکر بیٹھا اور مرات ایرج کو لیکر باغ مین آئی اور وہان قید کیا کہا صبح کو قتل
کرونگی کتاب سامری مین دیکھا اوسمین لکھا تھا کہ تم اسکو قتل کرسکو گی اوسنے کہا مین
آج رات کو بیراجوگی دونگی کنیزون نے کہا اسکو کسی پنجرے مین بند کر دیجیے ہم پھر آدینگے
آپ آرام فرمایئے یہ باتین تھین کہ یکایک خبر پہونچی زیور جادو تمھاری بھانجی آتی ہین چنانچہ
چالیس جلتی اوسکے ہمراہ تھے اوسنے آکر تسلیم کی اور کہا خالہ جان مینے سنا تھا کہ آپ کچھ آزردہ
ہین اسلیے مین آئی ہون کہ آپ کو راضی کرون اور زیور نے پھر کر جو دیکھا تو ایک نوجوان
کو بیٹھے پایا پوچھا کہ خالہ جان یہ کون ہے مرات جادو نے سب احوال بیان کیا اور کہا مین
پہرا دونگی اور صبح کو اسے قتل کرونگی زیور نے کہا تم کاہیکو بے آرام ہو لاؤ مجھے دو

مین لیجاؤن غرض بہت کچھ تکرار کرکے زیور اوسکو اپنے ساتھ لیگئی اور اپنے باغ مین لیجاکے
بٹھلایا لیکن شاپور جس درے مین بیٹھا تھا اوسی راہ سے لیکر نکلی تھی شاپور پیچھے چلا تھا ایک
زنڈی بنکے آیا زیور جادو ایرج کو بٹھا کے باہر آئی تھی شاپور نے مجرا کیا اور ایک خوشہ انگور
کا دیا کہا ملکہ مرات جادو نے یہ دیا ہے زیور جادو نے انگور اوٹھا لیے کچھ دانے آپ کھائے
تھوڑے لوگونکو بانٹ دیے اور ہاتھ اوس نڈی کا پکڑ کے کہا چلو دیکھ لو اپنے ایرج کو کس مقام
پر قید کیا ہے شاپور کو لیکے اندر گئی انگور تو کھا چکی تھی نشہ ہوا چکر آیا چھینک مار کر تڑاق سے
گر پڑی شاپور نے خنجر نکال پکڑ کے چوٹا سر کے دو ٹکڑے کیے آواز دار وگیر کی بلند ہوئی مکان
باغ سب اوڑ گیا غل شور آندھی اوٹھی شاپور نے ایرج کی قید کاٹی کہا شہریار اس اندھیرے
مین نکل چلیے یہ کہکے ہاتھ ایرج کا پکڑ کے شاپور روانہ ہوا کہا شہریار توڑا طلسم کو اب خدا کرے
جلدی یہان سے چلتا ہوئے اور مرات جادو کو خبر ہوئی کہ ملکہ زیور جادو ماری گئی
ایرج نہین معلوم کہان گیا مرات جادو نے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہا ارے بڑا غضب ہے
مین سمجھی تھی کہ فقط ایرج آیا ہے لیکن عیار بھی آئے ہین جتنے جادوگر کھڑے تھے سب سے
کہا کہ جو ایرج کے عیار کا سر لائے گا نہال کر دونگی سیکڑون جادوگر تفحص کو ایرج اور
شاپور کے روانہ ہوے اور ایرج و شاپور ایک جگہ آئے تھوڑی رات جو باقی
تھی وہ گذر گئی گریبان سحر چاک ہوا نماز پڑھکے ایرج نے دعا کی الٰہی سوا تیرے کون مدد
کرنے والا ہے تو کریم ہے رحیم ہے شاپور سے ایرج نے کہا اے شاپور جیسے کنتا گھر رہے
ویسے رہے بدیس کسی گانون اور کسی باغ مین چلکے رہیے تھوڑی جو رات تھی وہ گذر گئی اب
یہان گذارا نہین یہ کہکے ایرج اور شاپور چلے جبکہ تھوڑی راہ طے کی ایک دیوار باغ نظر آئی لیکن
دروازہ بند ہے یہ نزدیک گئے اور شاپور سے ایرج نے کہا آواز لوگون کے بولنے کی آتی
ہے پھر بند کیون ہے شاپور نے کہا اکثر باغبان دروازہ بند کر لیتے ہین اسواسطے کہ آپ تو
کام مین رہتے ہین کوئی آکے کچھ توڑ نہ لے ایرج نے چول مین ہاتھ دیکے دروازہ اوکھیڑ ڈالا
اور اندر داخل ہوے دیکھا باغ بہت آراستہ ہے گل مہندی کے تختے کھلے ہوے ہین گرد انگور
کی دار بست ہے کیلے لٹکتے ہین انار کو دار نگترے لگے ہوے ہین مکان سجے ہوئے ہین چار کونون

جا برج ہین چار بنگلے ہین باغبان سونے روپے کے بیلچے کھرپیان لیے ہوے روش بندی
کرتے ہین ہاتھون مین سونے کے کڑے گلے مین ہنسلیان دھوتیان بندھی ہین گلے مین جنیو
پڑے ہوے کمر مین زنجیرین روپے کی ہین وہان ایک باغبان نے سلام کیا ایرج کو دیکھکے
پہلے ہنسا پھر رو دیا شاپور نے کہا تو نے ہنسکے جو رو دیا اسکا کیا سبب ہے باغبان نے کہا
تمکو اس سے کیا مطلب ہے خیر تم سیر کو آئے ہو سیر کرو شاپور نے کہا بھائی تم رحم دل معلوم
ہوتے ہو تم نہ کسی کے دوست ہو نہ دشمن کچھ تو سبب ہے کہ تم نے رو دیا باغبان نے کہا اے
عزیز بغیر بھیجے مرات کے جو یہان آتا ہے پھر نہین نکل سکتا دوسرے نے کہا دروازہ تو بند تھا
یہ کیونکر آئے جاؤ دیکھو باغبان نے جا کے دیکھا تو دروازہ ٹوٹا پڑا ہے آ کے پوچھا صاحبو تم جو
آئے دروازہ بند تھا یا ٹوٹا ہوا تھا یا تم توڑ کے آئے ایرج نے کہا ہم جھوٹ نہین بولتے
باغ کی سیر کو جی چاہتا تھا تمھاری آواز سنی اور دل چاہا کہ سیر کیجیے دروازہ بند پایا ہم نے جول
کو جو اکسایا کچھ جول سڑ گئی تھی دروازہ گر پڑا شاپور نے کہا شہریار چلو نکل چلین ایسے
مین دروازہ ٹوٹا ہوا ہے ایرج نے کہا اچھا یہ کہکے چلے دیکھا کہ دروازہ ہے لیکن جب
نزدیک پہونچے دروازہ نہ معلوم دیا دیوار کھنچی ہوئی تھی اسیطرح سے چار طرف پھرے دروازہ
نہ ملا شاپور بحر فکر و دریاے حیرت مین غرق ہے کہتا ہے اے شاپور تو نے بڑی بڑی عیاریان کین
یہان آ کے گھبرا گیا اور ایرج کو یہ طلسم اول تھا اسمین وقت دوپہر کا آیا سب باغبان ایکدرخت
سایہ دار کے تلے آ بیٹھے اور آپسمین کہتے ہین تو جا ایک کو ایک کہتا ہے کہ تو جا وہ کہتا ہے کہ
تو جا شاپور نے دیکھا کہ کچھ باتین ہو رہی ہین تب اسنے کہا تم کہان جانیکو کہتے ہو باغبان نے
کہا کچھ پروا نہین ہے ہم جا کے ملکہ مرات جادو کو خبر کرینگے شاپور نے کہا بڑا غضب ہوا وہ بقرار
آئیگی اسمین ایک باغبان نے کہا مین جاتا ہون اور اڑکے ایک برج پر گیا وہان ایک طاؤس تھا
اور موتیون کا مالا دھرا ہوا تھا باغبان نے جا کے وہ مالا طاؤس کے گلے مین ڈال دیا وہ طاؤس
باغبان کو لے اڑا اور مرات جادو جہان بیٹھی تھی اور کہتی تھی کہ مینے شیشہ جادو کو اژدر کے
منہ مین ڈالا یا زیور جادو یون ماری گئی کیا بلا کی طلسم پر آفت آئی ہے کہ وہ باغبان جا پہونچا
مجرا کیا مرات جادو نے پوچھا ارے خیر تو ہے عرض کی کہ دو شخص باغ سحر مین آئے ہین

دریافت کیا تو ایک ایرج ہی اور دوسرا شاپور ہے دروازہ باغ کا توڑکے چلے آئے اب نکل نہین سکتے ہین مین خبر کو آیا ہون مرات جادو نے لے اختر جادو و عتاب جادو تم ہمارے ساتھ چلو ہمارے قیدی کہان جا سکتے ہین ہم پکڑ لائینگے اور تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوئی جبکہ نزدیک باغ کے پہونچی لگے ابر کے معلوم دینے لگے ایرج و شاپور باغبانون سے باتین کر رہے تھے شاپور کو خیال آیا کہ وہ باغبان گیا ہوا ہے مقرر کچھ آفت آئیگی یہ سوچ کے دو باغبان بچون کو بلا کر کہا ارے ایک خوشہ انگور کا مین دیکھ آیا ہون تم چلکے توڑ دو باغبانون نے کہا ہم نہین توڑ سکتے تمکو ممانعت نہین ہی تم جا کے آپ توڑ لو شاپور نے کہا میان ہم آپ توڑ لینگے لیکن تم ہمارے ساتھ چلو تم کھڑے رہنا مین توڑ لونگا غرض بہت سی حجت کر کے دو باغبان کو لے گیا جسوقت انگور کی تاک کے تلے پہونچے ایک بیضہ بیہوشی دونون پر مارا دونون گر پڑے شاپور نے ایرج کو اشارے سے بلا کے کہا اے شہریار زندگی کی کسی صورت نظر نہین آتی ان دونون کا بھیس بدلے دیتا ہون ایک کی صورت مین ہون ایک کی صورت آپ بنیے اور آپکو معلوم ہی کہ عمرو عیار جو صاحبقران کو کہتا تھا وہ قبول کرتے تھے آپ بھی میرا کہنا قبول کیجیے چنانچہ ایرج کو بصورت باغبان بنایا مگر ایرج نے کہا شاپور مین زنار نہ پہنونگا کہا شہریار حق تعالے کو دریافت ہے کہ جان بچانے کے لیے پہنتا ہے اور یہ توڑتا گا ہی اور جان بچانے کے واسطے قسم کھاتے ہین جھوٹ بولتے ہین معاف ہی شاپور نے زنار کو دو تین جگہ سے توڑ کے گانٹھ دیکے پہنا دیا اور اپنی صورت باغبان کی بنا کے اور دونون باغبانون نے بھی بیہوشی کی باندھ کر بھس بھرنے مین گاڑ دیا پھر آئے شاپور نے کہا اے شہریار مین تمسے پوچھتا جاؤن آپ جواب دیتے چلیے چنانچہ کہا شاپور نے کہ بھلا یہ آدمی تھے یا کوئی ساحر تھے کون تھے کہ غائب ہو گئے یا آسمان پر اڑ گئے یا زمین مین گھس گئے ایرج کو جھوٹ بول نہ آتا تھا کہے تو کیا کہے کہا بھائی شاپور مجھ سے تو جھوٹ نہین بولا جاتا شاپور نے کہا تم پوچھو مین کہونگا ایرج نے پوچھنا شروع کیا شاپور نے کہا ہان بھائی بڑے تعجب کی بات ہی نظرون سے غائب ہو گئے ہین نہ معلوم آسمان پر اڑ گئے یا زمین مین گھس گئے باغبانون نے کہا ارے کیا ہوا شاپور نے کہا ارے میان وہ تو اڑ گئے اکبارگی سامنے سے غائب ہو گئے وہ جوا ملی کا درخت ہی اوسپر کچھ کھٹکا سا

معلوم دیا تھا پھر نہین معلوم کیا ہوا دو ایک باغبان نے کہا کل بھی کچھ ادمی درخت پر بیٹھے ہوئے
معلوم ہوئی تھی ایک باغبان نے کہا اگر ملکہ دیکھینگی تو کیا کہینگے اوروں نے کہا ہم کہدینگے کہ دیکھنے
لو ہمین ہونگے یہ باتین تھین کہ ملکہ مرات جادو باغ مین آئی اور باغبان سے مجرا کیا وہ باغبان
جو خبر کو گیا تھا وہ بھی ادمی بن سے اترا ملکہ مرات جادو نے کہا ارے وہ دو شخص جو آئے تھے
وہ کہان ہین کس مکان مین ہین ایک نے کہا صاحب ابھی اسطرف گئے ہین مرات جادو نے کہا
جاؤ ڈھونڈھ لاؤ سب باغبان مع ایرج و شاپور ڈھونڈھنے کو گئے لیکن کہین پتا نہ پایا آکے کہا ملکہ
وہ تو نہین ملتے کہین نکل گئے مرات جادو نے کہا ارے احمق ہو آج تک یہان سے کوئی نکلا بھی ہے
ارے ڈھونڈھو تو غرض سب مکان کونے تہ خانے ڈھونڈھے گئے پتا نہ لگا ملکہ مرات جادو نے
کہا ان سب کی مشکین باندھ لو مین لیجاؤنگی یہ کہکے کہا ارے بھلا کہان جائینگے مین ایسی تدبیر کرونگی
کہ تڑپ تڑپ کے مارے پیاس کے مرجائین یہ کہکے جو سحر کیا تالاب کنوئین کا پانی خشک کردیا اور
باغبانو نکو لیکے اپنے مکان پر چلی آئی لوگون نے پوچھا ملکہ انکو کس لیئے باندھ لائین انکی کیا تقصیر ہے
مرات جادو نے کہا فی الحقیقت انکی کچھ تقصیر نہین ہے لیکن مین اسواسطے لائی ہون کہ رات کو ہوم کرکے دو
سحر کرونگی یہ سب اپنے دل کا احوال کہدینگے شاپور نے کہا اب پکڑے گئے مفت جان بھی
جائیگی شاپور نے کہا ملکہ ہمتو تابعدار ہین بھاگ کے کہان جائینگے کچھ تقصیر نہین گناہ نہین کیا
کہ ہم ڈرین ہماری مشکین کھولدیجیے ہم حاضر ہین اخر عتاب جادو نے کہا انکی مشکین
کھولدو لیکن خبردار کہین جانا شاپور و ایرج فکر مین ہین کہ انکی آنکھ بچے تو نکل جائیے اور
قاسم و طوفان شاہ بیٹھا ہے کہا اے سیارہ بن عمرو کئی دن ہوے کہ گوشت نہین میسر ہوا اب تو
جی چاہتا ہے کہین شکار ہوئے تو شکار کرین سیارہ بن عمرو نے کہا مین خبر لاتا ہون یہ کہکے روانہ ہوا
تھوڑی دور جاکے دیکھا کہ ایک درہ پہاڑ مین کچھ نیل گائین کھڑی ہین لیکن بہت سی ہین سیارہ
یہ دیکھکے آیا اور کہا قاسم مرکب پر سوار ہوا اور کئی نیل گاؤ شکار کرکے خیمے مین لے آیا
کباب طیار ہونے لگے اور اس جنگل کا حاکم جادوگر تھا وہ مرات جادو پاس آیا مجرا کیا عرض کی
کہ حضور نے شکار کی نیل گائین روکی تھین قاسم باپ ایرج کا شکار کرکے بہت سی
لے گیا مرات جادو نے کہا اے آفت چشم جادو تم جاؤ اور سب کو غارت کردو اور

قاسم کو پکڑ لاؤ مین قید کرونگی آفت چشم نے کہا حکم ہوئے تو سوا سو لونڈی چمن کے لونڈی
لیجائے مرات جادو نے کہا اچھا چنانچہ لونڈیان چپکے چلی ادھی غل مین ایک رنڈی کی صورت
بنکے شاپور چلا گیا لیکن ایرج رنڈی نہ بنا اس طرح نکل گیا باہر نکلکے ایرج نے شاپور سے کہا
بھائی تم عیاری مکاری سے نپٹتے ہو مجکو آتی نہین لو خدا حافظ مین تو اس پہاڑ کے درے مین
جاتا ہون شاپور نے کہا شہریار تڑپ کر مر جائیگا یہ فوج تمھارے باپکے قتل کرنیکو جاتی ہے
آپ ادھر جاتے ہین تو ذرا ٹھہر جاؤ ایرج نے کہا مجکو کسی سے کچھہ کام نہین ہے مین تو جاتا ہون
یہ کہکے چلا گیا شاپور نے کہا ارے اب زندگی ناحق ہو تو بھی جی کے کیا کریگا بھلا یہان تو ایک نام
کر دے کہ سوا سو لونڈی کو لیکے مکان پر غارت کر دے مع آفت جادو کے کہ مرات جادو
حیران رہجائے قلعہ چھوڑ دے آفت چشم جادو نے ایک بارگاہ کھڑی کی تھی شاپور جو آگے
جاکے دیکھتا ہے تو لونڈیون کے بیچ مین بیٹھی ہے سحر کی تیاری ہو رہی ہے سیندور گوگل لوبان جل رہا ہے
جا بجا آگ پڑی تھی شراب جل رہی تھی سحر جگانے تھے شاپور الگ جاکے مٹھائی کچھہ دونون
مین لگا کے ایک بڑی سی ٹوکری مین رکھکے آیا دستک دی آفت چشم جادو نے کہا ارے
تو کون ہے کہا ملکہ مرات جادو کی کنیز ہون آفت چشم نے کہا بی تو چلی آ تجکو کسنے روکا
کیا کوئی ننھی ہے یہ سنکے شاپور وہ مٹھائی لیکے اندر گیا آفت چشم نے سر سے پانون تلک دیکھا
آپسمین باتین کرنے لگین شاپور نے کہا ارے تم کیا باتین کرتی ہو ملکہ مرات جادو بیٹھی
تھین کچھہ ڈولیان باغبان لائے تھے کہین سے مٹھائی آئی تھی مجسے کہا مینے آفت چشم کو
بڑے کام پر روانہ کیا ہے تو یہ پہونچا آ تو مین لیکے آئی ہون آفت چشم نے کہا تو ملکہ کے پاس ہی
سے آئی ہے اور ہاتھہ پکڑ لیا کہا سچ بتا کسنے بھیجا ہے آفت جادو نے ایک دھول ماری
اور کہا اری ملکہ نے ہمسے کہدیا تھا کچھہ کھانا نہین اور وہ چیز کھلائی تھی کہ تین روز تلک
بھوک پیاس نلگیگی سچ بتا دے کہ کسی دشمن کے پاس سے آئی ہے یہ سنکے شاپور خوب قہقہہ
مارکے ہنسا ایسا ہنسا کہ سب ہنسنے لگے کہا اری آفت تیرے صدقے تیرے
قربان تم ہماری سنگھی ہو ملکہ نے فقط ازمانے کو بھیجا تھا آفت کی خاطر جمع ہوئی اور اپنا سحر تیار
کرکے جگاکے آسکے کو چلی شاپور نے کہا آفت اگر تم کہو تو ہم بھی ساتھ چلین اب کیا کرین

ملکہ پاس جا کے آفت کی خاطر جمع تھی کہا اچھا ہمارے ساتھ چلو یہ کہکے چلی جاتی ایک بیابان
مین پہونچی سوا سو لونڈی ایک طرف چلی جاتی تھین آفت شاپور کا ہاتھہ پکڑے الگ سب سے چلی
جاتی تھی قضائے کار ایک غار راہ مین ملا جبکہ برابر غار کے پہونچی برابر سے شاپور نے کمند کے حلقے
مار کے اوس غار مین گرا دیا پہلے تو ارادہ کیا کہ سر کاٹ ڈالے پھر کہا کہ دار و گیر کی آواز ہوگی بہتر
نہین ہے بیہوشی دیکے اوسی غار مین ڈال دے غرض بیہوشی دیکر غار مین اوسے ڈال دیا اور آپ
اوسکی صورت بنکے غار کے باہر نکلا لونڈیان تعجب مین تھین کہ بی بی ابھی نہین آئین کدھر گئین
کہ سامنے سے جا کے پوچھا ارے تم کیا دیکھتی ہو کہانی بی ہم تمکو دیکھتے تھے شاپور نے کہا ارے
لونڈیو ہمتو اقرار کر آئے ہین کہ راہ مین کچھ کھانے کے نہین لیکن ابھی سے کلیجہ ملا جاتا ہے اور پیاس
معلوم دیتی ہے لونڈیون نے کہا بلا لون سحر مین یہ کونسا سحر ہے کہ کچھ کھانے پینے کے نہین
ملکہ ہماری بھی بُری حالت ہے کسی نے ہمکو پیاس لگی ہے کسی نے کہا بھوک سے بُری حالت ہے
ملکہ نے کہا یعنے شاپور نے کہ کچھ تدبیر کیا چاہیے ایک مرتبہ جو دیکھا کہ دو زمیندار چار بیل شکر کے لیے
آتے ہین شاپور نے کہا ارے لونڈیو اگر انکو لاکھہ روپے قیمت شکر کی دوگی تب بھی یہ زمیندار
اس جنگل سنسان مین ہرگز نہ بیچین گے تم سحر کرکے انکو مار ڈالو اور شکر کا شربت بنا کے سب پیو
لونڈیان دوڑین اور سحر کرکے اونکو مار ڈالا اور بیل شکر کے ہمراہ اپنے لے آئین ایک جھیل پر جا کے
بیلون پر سے جھپٹ اوتار کے شاپور نے اپنے ہاتھہ سے شکر کا شربت کیا تمام بیہوشی ملائی اور کہا ارے
لونڈیو کوئی پیالہ آبخورہ نہین ہے تین تین چلو سب پیو سوا سو لونڈی آن گرین چمڑے تلک کو
دھو کے پی گئین بعد ایک گھڑی کے چکر آیا ایک ایک چھینک آئی تڑاق تڑاق بر زمین افتادہ
ہوئین شاپور نے خنجر نکال کے سر کاٹنے شروع کیے دار و گیر کی آواز موافق اپنے اپنے سحر کے بلند
ہوئی جبکہ دو تین سر رہ گئے آفت چشم کی غار مین آنکھہ کھلی بیہوشی رفع ہوئی باہر نکلکے دیکھا کہ لونڈیان
نہین ہین ایک مرتبہ بھاگی راہ وہی تھی قدم مارے چلی جاتی تھی یہان شاپور سبکا سر کاٹ چکا
ہر ایک جادوگرنی کا سر کاٹنے کو باقی رہا ہے کہ آفت چشم جادو جا پہونچی شاپور نے دیکھا
فی الفور روغن عیاری ملکے اور اپنے گلے مین خنجر ذرا چبھو کے کسب مین پڑ گیا آفت چشم نے پاس
آکے دیکھا کہ سوا سو لونڈی سر کٹی پڑی ہے ہاتھہ پر ہاتھہ مارا ایک ایک کا نام لیکے رونے لگی ہا

فلائی ہاے ڈھکی ہاے اکی دیکھتے دیکھتے وہان پہونچی جہان شاپور پڑا تھا دیکھا کہ سر نہین کٹا
ہی کہا ای جمشید و سامری تیرے صدقے تیرے قربان اس لونڈی کا سر نہین کٹا یہ جیتی ہی اور پاس
بیٹھکے کلیجے پر ہاتھ رکھا کہا ارے شکر ہے جیتی ہی سر اٹھاکے گودی مین رکھا شاپور نے آنکھ کھولکے
پھر بند کرلی ملکہ نے کہا ارے لونڈی مین ہون آفت چشم تو آنکھین کھولدے خیر تیرا جینا غنیمت
ہوا ان سبکا بدلا چلکے قاسم کے لشکر سے لونگی شاپور نے آنکھین کھولدین ملکہ نے پوچھا اونے
سب احوال کہا کہتے کہتے کہا ارے وہی آتا ہی جسنے مارا تھا آفت چشم پھر کے دیکھنے لگی دیکھنے
کی ساتھ ہی کمند کے حلقے مارے چھاتی پر چڑھکے خنجر نکال کے سر کاٹ ڈالا آواز آئی کشتی مرا
کہ نام مرا آفت چشم جادو بعد ایک آندھی اوس عمل مین شاپور تو نکل گیا مرات جادو
کو خبر ہوئی کہ آفت چشم مع سوا سو لونڈیون کے ماری گئی یہ سنکر حیران ہوگئی اور کہنے لگی اے
مرات جادو عجیب طرحکا مقدمہ پڑا اگر غافل بیٹھتے ہین تو طلسم غارت ہوتا ہی اگر تو نے لڑائی
ڈالی تو تمام عمر لڑائی پڑی رہیگی اے مرات جادو تدبیر یہ ہے کہ ایک سوار طلسمی کو بارہ
ہزار سوار سے لقا کے پاس روانہ کر کہ صاحبقران کا لشکر غارت کرے قاسم اور ایرج یہان
آئے ہین طلسم مین اونسے لڑائی ہوئی وہان دس سوار سے لڑائی ہو وہ دونون کو غارت کردے
خداوند لقا سے رسوخیت ہوگی اور خداوند خوش بھی ہونگے ایک ہی مرتبہ سب کا کام تمام
کردے بس لے سوار خیل زور بدن کو بلایا اور کہا کہ لے سوار طلسمی ہمنے تمکو اسواسطے بلایا ہی
کہ تم جانتے ہو کہ خداوند لقا نے زمین و آسمان پیدا کیا ہے اور اب سامنا خدا پرستون سے
پڑا ہی تم حضور مین لقا کے جاؤ اور کام خدا پرستون کا تمام کرو غرض اوسنے سوار طلسمی کو بارہ ہزار سوار
سے خوب سمجھا کے روانہ کیا اور ملکہ مرات جادو نے ساحرون سے حکم کیا کہ جس گانون مین یا جس
ہر تمام پر ایرج و شاپور جس کسی کے ہاتھ لگین پکڑ لاؤ ہمارے پاس ہم اوسکو نہال کردینگے
اور جس کسی نے چھپا رکھا ہوگا اوسکا گھر مع عیال و اطفال غارت جائیگا یہ خبر چار طرف ہوگئی
چنانچہ ایرج شاپور سے جدا ہوگیا اور ایک رہ مین پہاڑ کے بیٹھا تھا چنانچہ تمام رات اوسی
پہاڑ کے درہ مین یہ رہا جبکہ مثل مرض رات گھٹنے لگی اور آفتاب تابان جوبن سے چمکا نظم
جمال صبح چمکا بھینا بھینا + ہوا سرد سے سوکھا پسینا + گل بستر نے بو سے رخصتی دی

بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی + ایرج نماز پڑھ کے ایک سمت کو چل نکلا تھوڑی سی راہ طے کر کے
ایک بیابان مین ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان پچاس ساٹھ درخت گنجان تھے اور اونپر عجیب
طرح کے جانور بولیان بول رہے تھے ایرج کو وہ بولنا جانورون کا نہایت خوش آیا
درخت کے نیچے جا کے دیکھا تو رنگ برنگ کے جانور ہزارہا بول رہے تھے اور ایک کنوان
اوس مقام پر تھا کہ اوسکا تمام چبوترہ آئینہ کا تھا اور پٹ ابھی آئینہ کا لگا تھا مگر بند تھا ایرج
وہان بیٹھ گیا اسوقت ایک جھونکا ہوا کا ایسا آیا کہ اسکی آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھلی
تو دیکھا کہ چار ہنڈولے کھڑے ہین اور اونپر تیس تیس چالیس چالیس عورتین زیور پہنے
ہوے بیٹھی ہین ایرج وہان سے آگے چلا اسلیے کہ یہ طلسم کا کارخانہ ہے ایسا نہو کہ کسی آفت
مین گرفتار ہو جاؤن ان عورتون نے کہا بھلا ایجوان ایسے مقام پر آ کے کوئی جاتا ہے
بیٹھو سیر کرو یہ وہ کہہ رہی تھین کہ ایک مرتبہ آواز نقارہ کی آئی اور ایرج نے دیکھا کہ ایک
عورت ادھیڑ سفید پوش محمودی کی چادر اوڑھے ہوے تخت پر وہان اوتری پریزادین
نکلین اور فرش کر گئین وہ عورتین اوس فرش پر جا بیٹھین پھر اوس کنوین مین سے سات
رنڈیان نکلین کسی کے ہاتھ مین سارنگی کسیکے ہاتھ مین طبلہ کوئی مرچنگ لیے کوئی تال کی
جوڑی لیے ہوے آئین اور جا کے ناچنے لگین تمام جنگل مین سناٹا ہو گیا چرند و پرند
اپنے مقام پر سب جھومنے لگے ایک عورت نے کہا کہ ایجوان ہماری بی بی نہایت رحمدل
ہے نہ کسی سے بغض ہے نہ بیر تم چلو بیٹھکے گانا سنو ایرج محو ہو رہا تھا فرش پر بیٹھکے گانا
سننے لگا جبکہ گانا ہو چکا وہ ساتون کنوین مین چلی گئین اوس عورت نے کہا ای شخص
معلوم ہوا تو ہی شکستہ طلسم ہے ایرج نے کہا طلسم توڑنے کو آیا ہون اوس عورت نے کہا
ارے احمق اگر دو چار ہزار ہون تو طلسم نہ توڑ سکینگے لیکن ایرج سحر مین گرفتار ہو گیا ہے جب
اوٹھنے کا ارادہ کرتا ہے جی نہین چاہتا ہے کہ اٹھ جائے اوس عورت نے کہا تمنے گانا تو سنا
ہمارے طائفے خوب گاتے ہین سنو یہان کی مالک مرات جادو ہے ہمین نہ مرات جادو سے
کام ہے نہ طلسم سے کام ہے میرے گھر چلو گانا سنو اگر طلسم تم توڑوگے تو مجسے ملاقات کھنا یہ کہکے
اپنے مکان پر لیچلی دس بیس قدم چلا ہے کہ ہوا آئی ایرج کی آنکھ بند ہو گئی بعد ایک گھڑی کے

جو آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان ہی بڑی تیاری کا دروازہ کھلا ہوا ہے طبلے کی آواز آتی ہی چھت پردے
تمامی کے لگے ہوے ہین آٹھ سو نو سو لونڈی کھڑی ہین جیکہ باغ مین داخل ہوے لونڈیان
روبرو سے ہٹ گیئن ایرج نے آگے جا کے دیکھا کہ ایک تخت پر مرات جادو بیٹھی ہے
ایرج حیران ہو گیا مرات جادو نے دیکھا اوس جادوگرنی نے مجرا کیا کہا ہی ملکہ مرات جادو
یہ بیابان طایران مین پہونچا تھا مین پکڑ لائی مرات جادو نے کہا اے ملکہ سفید جادو یہ بڑا
زبردست ظالم ہے طلسم توڑنے کو آیا ہی سفید جادو نے کہا ملکہ دیر نہ کیجیے سر کاٹ ڈالیے
مرات جادو نے کہا میرا بھی یہی جی چاہتا ہے یہ کہکے کتاب جمشید و سامری منگا کر دیکھا
کہ ایرج کو گردن مارو لکھا ہوا تھا اے مرات جادو آج کی رات قید کرو کل سوا پہر دن چڑھے
گردن مارنا مرات جادو نے کہا ملکہ سفید جادو سحر راہ نہین دیتا اگر کہتے ہو سکے تو رات بھر
اپنے مقام پر لیجا کے قید کرو یہان رکھنا مناسب نہین ہے ملکہ سفید جادو نے کہا مین تمام رات
رکھ دونگی ملکہ سفید جادو تخت پر اپنے پاس بٹھا کے لیچلی اپنے مکان مین داخل ہوئی لونڈیان
بہت سی ایسی تھین جو اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتی تھین کتنون سرکار سے کھانا پکا ہوا مقرر تھا
سب دینے اپنے کام کو روانہ ہوئین قضا سے کار ادھر سے شاپور ایک عورت کی صورت
بنے ہوے آتا تھا دلمین کہتا تھا ای شاپور ایرج نے تیرا کہنا نہ مانا تجھسے الگ ہو گیا اگر کسی
آفت مین گرفتار ہوا تو بڑا غضب ہوگا چنانچہ کئی لونڈیان قہقہہ مارتی ہوئین شراب پینے کو
کلال کے گھر جاتی تھین آپس مین کہتی جاتی تھین کہ اب جو یہ گرفتار ہوا ہے کہین صبح کو سر
کاٹا جائیگا تو طلسم کا کھٹکا مٹ جائیگا لونڈیون نے دیکھا کہ لونڈی چلی آتی ہے کہا بھینا
تم بھی شراب پینے آئین شاپور نے کہا ہان مین بھی آئی ہون لونڈیون نے کہا بھینا ہمارے
ساتھ پھر چلو کل سے عذاب مین تھے آج فرصت ملی شاپور نے کہا بھینا طلسم مین کیا ہی
لونڈیون نے کہا تمکو نہین معلوم شاپور نے کہا مین کل سے شراب پینے کو گئی تھی لونڈیون
نے کہا ہماری بی بی ایرج کو پکڑ کے ملکہ مرات جادو پاس لیگئین تھین مرات جادو نے
کتاب مین دیکھا اوس مین معلوم ہوا کہ کل سوا پہر دن چڑھے قتل کرنا سو آج کی رات ہماری پاس
قید ہے کل گردن مارا جائیگا شاپور نے کہا خوب ہوا پکڑا گیا وہ تو شکنندۂ طلسم تھا ہمارا گھر غارت کیا

کیا چاہتا تھا یہ کہکے اونکے ساتھ ہولیا جبکہ شراب پی چکین ہمراہ اونکے مکان مین داخل ہوا دیکھا
کہ ایرج فولادی پنجرے مین قید ہی سامنے کے در مین پنجرا لٹک رہا ہے شاپور نے کہا بری ظالم ہے
ذرا رحم نہین ہی ایسے شکیل خوبصورت بہادر کو پنجرے مین قید کیا ہی اوسمین سفید جادو کو نیند
آئی حکم کیا کہ پلنگ پر جاتی ہون خبردار کوئی میرے پاس آئے اور ہاتھ سے پنجرا اوتار کے
چھپر کھٹ کی چھت مین لٹکا دیا اور آپ لیٹ رہی اور شاپور آنکھ بچا کے برابر ایک صحنچی تھی
اوس مین لیٹ رہا سفید جادو کروٹین لیتے لیتے اوٹھ بیٹھی دیکھا کہ ایک لونڈی لیٹی ہے
اوسکے ہاتھ پکڑ لیا کہا او حرامزادی تو چپکے سے آ لیٹی ہے یہ کہکے رقعہ جمشید و سامری کا دیکھا
لکھا ہوا تھا کہ اے سفید جادو نصیبا تیرا بڑا زبردست تھا یہ شاپور شیر دل عیار ہے جس نے
سوا سو لونڈیان مع آفت جادو مار ڈالین یہ دیکھ کے پکاری ای علامہ جادو - علامہ جادو
ہوم کر رہی تھی آواز سنکے چلی آئی سفید جادو کو مجرا کیا سفید جادو نے کہا اے علامہ جادو یہ وہ
شخص ہی جسنے آفت چشم کو مع سوا سو لونڈی کے غارت کیا تم اسکو باہر لیجا کے گردن مارو علامہ
جادو ہاتھ پکڑ کے لیچلی شاپور نے پکار کے کہا کہ ای ایرج نوجوان ہم تمہارے چھڑانے کو آئے تھے
لیکن نصیبا بیٹھا ہوگیا تم تو قید ہوے اور ہم دنیا سے اوٹھ چلے ہمین بخشنا شاپور جب باہر گیا
کہا اے علامہ جادو اگر تو مجکو ہماری مرآت جادو کے پاس لیچلے تو ایرج کو قسم دلوا کے طلسم
توڑنے کے لیے نکال لیجاؤن علامہ نے کہا ارے عیار تو مجکو دم دیتا ہی مین تمکو مار ڈالونگی وہ ہاتھ
پکڑ کے کھینچتی ہوئی لیچلی لیکن شاپور شیر دل نے اپنے دل مین کہا کہ ای شاپور تو امیر کا بیٹا
ہین تجھے نہ سحر کیا ہی تو مین جو گرفتار ہے اور ماشکے آنے کا پتا نہ چلا جاتا ہی اسکا کیا سبب
ہے لازم ہی کہ کام اسکا تمام کرے سوچکے اوسنے کہا کہ اے ملکہ ذرا ادھر دیکھنا یہ کیا ہے علامہ جادو
نے جو پھر کر دیکھا اوسنے بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ منھ پر پڑا علامہ جادو کو چھینک آئی اور بیہوش
ہوگئی شاپور نے سجدہ شکر خدا کیا اور پٹی دار وے بیہوشی کی اوسکی ناک پر باندھ کے
پہاڑ کے درے مین ایک غار تھا اوسمین ڈالدیا اور اوسکی صورت بنکر کپڑے اوسی کے پہنکر دروازے
پر باغ کے آیا کنیزون نے کہا کہ کیا شاپور کو مار ڈالا اوسنے کہا کہ مینے ایک پتھر مار کے
بھڑوے کا سر پھوڑ دیا کنیزون نے کہا مبارک ہو کہ شاپور کا کام تمام کیا سفید جادو

پوچھا کہ شاپور کو کیونکر مارا اوسنے کہا کہ بلالون پتھر سے مارا کہ اوسکا سر پھٹ گیا لیکن کہا اے
سفید جادو مین نے عجب طرح کی خبر پائی ہو کہ کہین نہین دیکھی جمشید و سامری کی قدرت کا
تماشا ہی ایک پھول گیندے کی صورت کا ہی کہ اوسکی اودی پتیان ہین اور سنہری تحریر ہی گھانس
کی جھنڈی مین پانچ چار کلیون کا ایک پھول کھلا تھا مین توڑ لائی ہون اور عجب خوشبو آتی
ہے سفید جادو نے کہا اے علامہ وہ کہان ہے علامہ نے ایک پھول وہی طرحکا اوسکو
نکال کے دیا اوسنے اوسکو نکال کے دیا اوسنے اوسکو سونگھا بیہوش ہو گئی شاپور نے خنجر
کھینچکر سر اوسکا کاٹ ڈالا صدا دارو گیر کی بلند ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام سن سفید جادو
بود لونڈیان جو ماش کے آٹے کی تھین وہ تو گر پڑین اور جو اصلی تھین وہ لاش سفید جادو
کی لیکر مرات جادو پاس آئین اور وہ پنجرہ فولادی ٹوٹ گیا مرات جادو نے حکم دیا
کہ لاش اسکی میدان مین پھونک دو اور اب مین آپ پکڑ لاؤنگی پھر آپ ہی اپنے دل مین
کہتی ہے کہ جاؤن یا نہ جاؤن یہ تو اس فکر مین ہے اور وہان ایرج سے شاپور
نے کہا کہ اے ایرج وہ سامنے سڑک معلوم ہوتی ہے ادھر چلو کیونکہ بغیر ہاتھ سے نوخ
طلسم کے طلسم فتح نہ ہوگا یہ کہکے اسی جانب روانہ ہوئے مگر وہ سوار طلسمی بارہ ہزار سوار سے
کوہ عقیق گلنار سلیمانی مین پہونچا خبر لقا کو ہوئی کہ مرات جادو نے ایک سوار طلسمی آپکی خدمت
کے لیے بھیجا ہے اوسوقت لقا نے بختیارک کی طرف دیکھ کے کہا کہ ای شیطان درگاہ دیدی قدرت
بختیارک نے کہا کئی روز سے بارگاہ مین سناتا تھا ایک آدہ قتل کرانے کو آپنے بلوایا لقا
نے کہا کہ یہ سوار قدرت ہے کسکا مقدور ہے جو اسے قتل کر سکے اس عرصہ مین سوار طلسمی آکر
داخل ہوا بختیارک نے لشکر اوسکا اتروایا اوسنے لقا کو نذر دی سجدہ کیا اور سات بار گرد
تخت خداوندی کے پھرا کرسی بیٹھنے کو ملی جب یہ بیٹھا تو بختیارک نے کہا کہ تم مین یہ بتاؤ کیا
وصف ہی اوسنے کہا کہ نہ کوئی تلوار مجھپر اثر کرتی ہے اور نہ کسی شخص سے کشتی مین زیر ہونگا
لقا نے کہا کہ مینے ایسے ایسے بندے پیدا کیے ہین بختیارک نے کہا کہ ہم تو جانتے ہین کہ تیرے یہ
بندے سب کم زور ہین اور ادھر کے سب دلاور ہین غرض یہ باتین کچھ دیر رہین سوار طلسمی کئی
روز تک آسودہ ہوا کیا ایک روز جب سر شام آنکھون مین لگا شل احسان کم ظرف ذن گھٹا نظم

| | | |
|---|---|---|
| اک ابر نیلگون مغرب سے آیا | فروغ مہر دامن میں چھپایا | سیاہی مثل زلف یار پھیلی |
| میان کوچہ و بازار پھیلی | سر شام حکم دیا کہ طبل جناب بجے بموجب حکم نقارہ پر چوٹ پڑی | |

ہرکارون نے اگر امیر کو خبر دی یہان بھی نقارہ جنگی بجا دلاورا آگاہ و خبر دار ہوئے دربار برخاست ہوا ہتھیار صاف ہونے لگے دریاے شر و فساد جوش پر تھا دلون مین لڑنے کی موج اٹھتی تھی سپرین گرداب بنتین تلوارین آبدار ہوتی تھین بہادر تلوار کے گھاٹ اوترنا چاہتے تھے خنجر کا پانی آج خون کا پیاسا تھا کہین تیغین صیقل ہوتی تھین کہین کمانین چلارہی تھین لشکر مین غلغلہ برپا تھا دونون طرف کی سپاہ کینہ خواہ مرنے پر آمادہ لیس تھی چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ مزاج شمع مین سردی آئی اور مرغان سحر ہر طرف

نظم

| | | |
|---|---|---|
| چہکارے | سفیدی سی لباس شب مین پائی | زبان صبح کی ادہر کے آشنائی |
| کیا نور سحر نے گرم بازار | شب تیرہ ہوئی رخصت یہ تیار | صبح کو امیر کشور گیر سعد |

بن قباد کو لیکر روانہ ہوئے لشکر گروہ گروہ انبوہ انبوہ سرق سرق تجق تجق علم علم حشم حشم میدان کارزار مین آئے گرد و غبار سے دنیا بھر گئی اس طرف سے لقا کی سواری آئی جھاڑی جھنڈی بیلدارون نے کاٹ کر میدان کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کی آبرواے بہار کی کھودی صفوف لشکر میمنہ و میسرہ ساقہ کمینگاہ قلب و جناح اگلا ہراول پچھلا چنداول آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی کوتون کے لڑکے لنگوٹی بنانے سرون پر باندھے کڑکا کہنے لگے اور مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری کی جب نقیب بھی کڑکا کہہ چکے تو اوسوقت صفون پر مثل صف مژگان کے سناٹا آیا اور سوار طلسمی نے لقا سے اجازت لیکر میدان مین قدم بڑھایا اور پکارا کہ اے خداپرستان واے زبردستان تم مین سے جسے تمناے مرگ کی ہو آئے میرے مقابلے مین ادہر سے فرامرز عاد مغربی بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے اوسکے گئے اور ایک تلوار ماری کہ گھوڑا اسکا چھ سات قدم ہٹ گیا اور لاڈتنا ہی مرکب اوسکا زور مین بڑھ گیا اوسوقت سوار طلسمی نے ایک سونٹا اوسکے مارا کہ یہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اسیطرح جسے کئی سو سردار بیہوش ہو کر گرفتار بلا ہوئے دن بھر لڑائی رہی جب دن مثل حیا آنکھون سے چھپ اور شاہ شب نے اپنی زلف کو کھولا بیت

ردائے شام پھیلی جانب خاک | نگاہ ہونے چھپے سامان افلاک

طبل آسایش بجوا کے سوار طلسمی پھر گیا اور جاتے ہی اوسنے پھر طبل جنگ بجوایا یہان بھی طبل جنگ بجا اور پھر تیاری جنگ شروع ہوئی اور چار پہر رات تیغین صاف ہوا کین گرہ گیت گر کا کہا کیے ہر شخص آپس مین بغلگیر ہوتے تھے کہ دیکھا چاہیے کل گردون دون وا انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہے اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالتا ہے ابیات

کہ حسن صبح نے جب منہ دکھایا | لگین آنکھونسے نیندین موتی آیا
نظر آسا نظر سے سبکی پنہان | بنے اختر حیا سے چشم جانان

صبح کو امیر کشور گیر بعد توقیر فریضہ رب قدیر سے فارغ ہو کر جلوخانہ شہنشاہی مین آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوے امیر اور سب سردارون کا مجرا ہوا لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون میدان کارزار کو گیا بادشاہ بھی مع صاحبقران اور سردارونکے جنگگاہ مین آئے حسب دستور اوسی طرح صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی کرملیتون نے کڑکا کہا جب نقیب کنارے ہوے اوسوقت لقا بھی فوج لیکر میدان مین آیا تھا سوار طلسمی نے اوس سے اجازت لیکر اپنے تئین میدان مین پہونچایا اور پھر نہیب دی کہ اے خدا پرستان ہر کرا تمنائے مرگ باشد بیاید بہ میدان ما یہ کہتا تھا کہ لشکر اسلام سے مغرجیون کے علمون کو جلوہ ملا اور جنوبی ہندوستانی و ترکستانیون کے بھی علم جلوہ دکھانے لگے امیر نے دیکھا کہ سبکی طرف علم جلوہ دکھا رہے ہین اور نقارے بج رہے ہین کہین ایسا نہو کہ آپس مین بگڑ جائے اور وہ اقتی سبنے یہ ارادہ کیا تھا کہ اس سوار طلسمی کو جیتا نجانے دینگے بس خود چاہا کہ واسطے لڑنے کے جائین آواز سم مرکب کے کڑاکے کی آئی اور دیکھا تو ایک سوار جواہر مین غرق گھوڑے کی کنوتی پر برچھا رکھے پیدا ہوا اور پکارا کہ ہان ہان اے خدا پرستان یہ شکار میرا ہے مین نہ تمہارا دوست ہون نہ لقا کا ہون مین تم دونون سے سمجھونگا امیر نے تو جانا میدان مین موقوف کیا اور اوس جوان نے کہا کہ اے لقا پرستو وہ خدا اور ہے کہ جسنے لقا کو بھی پیدا کیا ہے اگر لقا حمزہ سے نہین لڑتا ہے تو میرے خدا کی پرستش قبول کرے بختیارک نے کہا کہ یہ کون جوان ہے اور کہان سے آیا ہے لقا نے کہا ایسی ایسی آوازین بہت آئی ہین اسمین لگا ورزنی ہوئی دونون طرف سو تا

پڑنے لگا اسکا سونٹا اوسپر اوسکا سپر اور ان سونٹوں سے چنگاریان اوڑنے لگین ہر دو مانند تیغ
دو سونٹے سرخ ہو گئے اوسوقت تو ان سونٹوں کو پھینک دیا اور سوار طلسمی نے لقا کی طرف
تلوار ماری اوسنے سپر پر روکی اور اوس جواہرپوش نے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹکر خود و دوالبہ زرہ توڑ
عرق جبین کو کاٹکر صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو ویران کر کے زین و نمدہ مرکب کو کاٹکر
زیر تنگ تلوار نکل گئی آدھا ادہر آدھا اودہر بخچیا رک پکارا کہ صلواۃ بر محمد و لعنت بر
لقا وہ مارا اور وہ مرکب کو موڑ کے سوار چلا امیر نے کہا کہ اے عزیز اشتیاق ملاقات کا ہے کیا یہ سنتا
تھا کہ اوس جواہرپوش نے دستک دی کہ مرکب تو اوڑ گیا اور وہ اشقر کے پاؤن پر گر پڑا امیر نے
اشقر سے کود کے سر اوسکا سینہ سے لگایا اور کہا یا صاحبقران مین لونڈی آپ کی ملکہ
حنظل جادو و مادر نرگسی چشم ہون جسنے اپنی دختر قاسم کو دی ہے امیر نہایت خوش ہو
اور کہا یا روستم ہے پروردگار کی کہ مین اس ملکہ سے بہت خوش ہون اوسوقت طبل و نقارے
بجنے لگے اور امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ حنظل تم اپنی بیٹی کے پاس محل مین رہو اوسنے عرض کی
کہ اے شہریار آپ کے فرمانے سے آجکے دن تو مین یہان رہتی ہون لیکن یلغ جادو روز مین لشکر
پر آفت آیا چاہتی ہے مین جاتی ہون پھر جو آونگی تو رہونگی امیر نے کہا اچھا اپنی دختر سے تو
ملاقات کرتی جاؤ ملک قاسم تو گیا ہوا ہے امیر نے فرمایا کہ چلو بارگاہ مین وہان سب حال
کہینگے غرض طبل بازگشت بجا وہ بارہ ہزار سوار جو طلسم آئینہ سے آئے تھے اونہونے کہا
طلسم آئینہ کو جاؤ مرات جادو سے کہدینا کہ سوار طلسمی مارا گیا غرض لقا میدان سے پھرا
ادہر امیر حنظل کو بارگاہ مین لیکر آئے لشکروں نے کمر کھولی امیر دنگل نا دہنبر پر لیٹے بارہ
بارہ پہلوان دنگل پر بیٹھے اور حنظل نے کہا کہ اے شہریار یہ سوار طلسمی تھا اگر سو برس بھی
آپ لڑتے تو مارا نہ جاتا امیر نے کہا آگے بھی ایک سوار آیا تھا اوسکو ایرج نے مارا
اب وہ طلسم آئینہ کو گیا اور اوسکے پیچھے قاسم بھی گئے ہین اسمین نرگسی چشم کو
خبر ہوئی کہ میری مادر نے آکر سوار کو مارا ہے اور بارگاہ مین بیٹھی ہین اوسنے آدمی بھیجا کہ جا
بلا لاؤ آدمی آیا اوسنے آکر کہا کہ اے حنظل جادو آپکو آپکی بیٹی نے بلایا ہے امیر نے کہا جاؤ
نرگسی چشم سے ملاقات کر آؤ حنظل خیمے مین نرگسی چشم کے آئی اوسنے مجرا کیا

حنظل نے دیکھا کہ اسکی طبیعت کچھ مکدر ہے رنگ رخ سفید بال اُلجھے ہوئے میلے ہین آنکھون
مین آنسو ڈبڈبائے ہوئے ہین اور اوسنے کہا امان جان ایرج نوجوان طلسم آئینہ
کو گئے ہین اونکے پیچھے آپ کے داماد بھی گئے ہین طلسم آئینہ مشہور جگہ ہے بڑا قلب مکان ہے
افسوس ہے کہ مجکو سحر نہ آیا حنظل نے کہا کہ بیٹا مین جاؤنگی امیر سے رخصت ہو کر آئی ہون
نرگسی چشم نے کہا آپ کا جانا بہتر و انسب ہے کہ قاسم کی جان بچایئے حنظل نے کہا
اگر میرا سامنا ہو گیا مرات جادو کا تو مین بھی لڑونگی کچھ اوس سے کم نہین ہون نرگسی چشم
نے خاصہ طلب کر کے مان کو کھانا کھلایا آپ بھی کھایا پان ڈلیان دیکر رخصت کیا یہ امیر کے پاس
آئی اور کہا اے شہریار بیٹی کے دیکھنے سے تو نہایت طبیعت فکرمند ہوئی اب مین طلسم آئینہ
کو جاتی ہون امیر نے فرمایا کہ خدائے کریم کو سونپا اور خلعت عنایت کیا حنظل جادو
رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور اپنے مکان مین گئی اور وہان بارہ ہزار جادوگر اور چار سو لونڈیان
چنین اور کہا جسکو مرنا ہو لڑنا ہو وہ میرے ساتھ چلے سب نے کہا کہ ہم حاضر ہین بس اوسنے
نقارہ کوچ کا بجایا اور کوچ و مقام کرتی ہوئی تیسرے دن ایک پہاڑ کے درے مین
پہونچی کہ جہان قاسم اور ایرج کا لشکر پڑا ہوا تھا اس مقام پر اوسنے بھی خیمہ کیا لشکر
اوسکا اترا قاسم کو کچھ فکر تھی قیماس خان اور تہمتن خان وغیرہ بیٹھے ہوئے
تھے ذکر و مذکور ہو رہا تھا اور ملکہ مرات اپنے مقام پر فکر مین تھی اور آب جادو ایک جادوگرنی ہے
کہ وہ ہمیشہ آیا جایا کرتی ہے اس پہاڑ کے درہ مین وہ جو آب آئی تو اوسنے لشکر اوترے دیکھا اوسکے
ساتھ چار سو کنیزین ہین غرض یہ مرات جادو کے پاس گئی اور اس سے پوچھا کہ اے مرات جادو
یہ لشکر کسکا فلان مقام پر اترا ہوا ہے مرات جادو نے کہا اے آب جادو تو نے سنا ہوگا
کہ شیشہ جادو نے جو کچھ سلوک کیا ہے اب ایرج طلسم توڑنے آیا ہے اسکے باپ کا لشکر
پڑا ہے آب جادو نے کہا کہ اے مرات جادو یہ تمسے یہ نہین ہو سکتا کہ اسکی فوج کو غارت کر دو اگر تمسے
نہین ہو سکیگا تو مجکو حکم دو کہ مین اونکو غارت کر دون اور قاسم کو قید کر لون ایرج کو پکڑ لاؤن
اگر یونہین تم غافل رہوگی تو سب کھیل بگڑ جائیگا ایسا نہو کہ لوح طلسم ہاتھ لگجائے پھر بڑا
غضب ہوگا مرات جادو نے کہا مین بھی اسی فکر مین ہون آب جادو نے کہا جو مالک

سلطنت ہوتے ہین اونکو آرام کرنا چاہیے آپکے لونڈی غلام بہت سے ہین جسکو فرمائیے وہ دم بھر مین غارت کردے مرآت نے کہا جی تو یہی چاہتا ہی کہ کوئی مجھسے جدا نہو اچھا اگر تمھارا ارادہ لڑنے کا ہی تو کیا مضائقہ ہی جاؤ لڑو آب جادو دس ہزار جادوگر ہمراہ لے گئے رخصت ہوئی اور قاسم کے لشکر میں جاسوس پہنچے قاسم کو خبر ہوئی کہ کچھ جادوگر اس سمت کو آتے ہین اسنے کہا کہ بحکم پروردگار عالم ہم اونکو قتل کرینگے یہ کہکر قاسم اور قماس خان اور فرامرز خان وغیرہ تلوارین ٹیک کرا اوٹھے اور قاسم نے کہا کہ خدا بچانے والا ہی اس عرصہ مین آب جادو آپہونچی دس ہزار ساحر اسکے ساتھ کال وڈاک تھے ناریل اور نارنج و ترنج اچھالتے ساتھ آتے تھے غول بہ پا تھا باز و بط و مرغابی پر ساحر سوار آب جادو کے آگے آگے یہان آکر آپہونچی اسوقت قاسم خیمے سے نکلا اوسکی بھی فوج نے کمر باندھی ہلچل پڑگئی دنیا دہلنے لگی طبل و نقارہ بجنے لگے تمام لشکر کمر باندھکر لڑنے کو مستعد ہوگیا اوس وقت آب جادو نے پکارکر کہا کہ اے قاسم اگر تجھکو زندگی درکار ہے تو ملکہ مرات جادو کے پاس چل اور ہاتھ باندھکر اوس سے عذر کر اور ایرج کو سمجھاکے لے آ اور اگر تجھکو نہ منظور ہو تو مین مشکین باندھکر باندھکر لیجاونگی قاسم نے کہا کہ او کٹنا ناکارہ حرامزادی تو کیا بکتی ہے آب جادو نے جھلاکر ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ وہ اپنا ہنس اڑاکر نکلا اور پکار اکہ اے خدا پرستو آو مجھسے لڑنے کو فیروز خان گھوڑا اپنا اٹھاکر میدان مین آیا اور کہا لاکیا حربہ لاتا ہے جادوگر نے دوڑکے ایک سونٹا مارا سپر پر روکا لیکن سحر کا سونٹا تھا فیروز خان بیہوش ہوکے گر پڑا اوس جادوگر نے باندھکے لشکر مین بھجوادیا دوبارہ تہمتن خان خاوری نکلا اوسنے قریب آکے تیغہ مارا جادوگر نے تیغے کو روک کے سونٹا مارا بیہوش ہوکے یہ بھی گرا اوسنے اسکو بھی باندھکے لشکر مین بھیجا پھر قماس خان خاوری نے آکر تلوار ماری اوس جادوگر نے خالی دیکر سونٹا مارا کہ بیہوش ہوا اسکو بھی باندھکر بھیجا اور پکارا کہ اے قاسم تو نکل کھڑا کیا دیکھتا ہے قاسم مرکب کو دوڑاکے میدان مین آیا اوسنے اسپر بھی سونٹا مارا قاسم نے خالی دیا اوسنے دہنی چڑھکے جو سونٹا مارا انھون نے پھر خالی دیا اوسنے جھنجھلاکے پھر سونٹے مارنا شروع کیے قاسم نے مرکب کو کاوے ایڑین پر لگاکے خالی دینا شروع کیا جب اوسنے دیکھا کہ سونٹا نہین کھاتا اوسوقت اوسنے تلوار ماری ملک قاسم نے تلوار بھی خالی دی یہ کھسیانے

بدرسے کو دیا قاسم بھی کودے اور جیتک وہ سحر کرے کرے اوسنے اوسکی کمر مین ہاتھ ڈیکر اوٹھا لیا
ملک قاسم نے تین چکر دیکر زمین پر مارا کہ یہ چارون شانے چت گرا ہر اسکا پیٹ پھٹ گیا اوسی وقت
رعد جادو نے ایک نارجیل مارا کہ تڑاقا ہوا دھوان نکلا کہ تمام لشکر پر پھیل گیا سب بیہوش
ہوے قاسم بھی بیہوش ہوگئے آب جادو نے کہا کہ انکو یون ہی پڑے رہنے دو مین ملکہ مرات جادو
کو دکھا دونگی اور قاسم کو پکڑ کے مع قیماس خان و فیروز خان تہمتن خان وغیرہ کے لیگئی
لیکن حنظل جادو یہان آکے پہونچی ہے وہ ایک منزل پیچھے اس لشکر سے اتری تھی اب وہ
کوچ کر کے جو آگے بڑھی تو اوسنے دیکھا کہ ایک لشکر یہان اوترا ہوا ہے بارگاہ سرخ مخملی قاسم
کی استادہ ہے مگر فوج بیہوش پڑی ہے جو جس حالت مین ہے وہ اوسی طرح ہے سیارہ
بن عمرو کہ یہ بھاگ گیا تھا وہ آکر یہان پہونچا اور اوسنے حنظل کو پہچانا اور کہا اے ملکہ
حنظل یہ سب سحر مین گرفتار ہین ملکہ حنظل نے کہا کہ قاسم کو تو ڈھونڈھو کہ وہ کہان
ہین سیارہ نے ہر چند تلاش کیا مگر قاسم کو نہ پایا اوسنے کہا کہ قاسم تو نہین ملتے اب یہان
پوچھین تو کس سے پوچھین حنظل جادو آگے بڑھی تو اوسنے دیکھا کہ کچھ جادوگرنیان
بیٹھی ہین اور آگے جا کے جو دیکھا تو ایک خیمہ استادہ ہے اور دس ہزار ساحر ایک طرف کو
اوترا ہوا ہے اور تخت پر ملکہ آب جادو بیٹھی تھی ابھی مرات کے پاس لے نہین گئی ہے کولے دہکتے
ہین اور یہ کہہ رہی ہے کہ سیخین لاؤ مین کباب لگاؤنگی حنظل جادو اپنے دل مین کہتی ہے کہ یہ
کباب کیسکے لگاتی ہے اودھر آب جادو نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر اوس طرف چلے آتے ہین
فکرمند ہوئی کہ یہ کون آتا ہے اس عرصہ مین حنظل جا کر پہونچی اور اوسنے کہا کہ اے آب جادو
یہ میرا داماد ہے تو اسکو میرے حوالے کر تاکہ مین لیجاؤن تمھارا گنہگار اگر ہے تو لے سچ ہے
آب جادو نے کہا کہ تم خدا پرستون سے رشتہ داری کر کے اب انکی حمایت کو آئی ہو حنظل نے
کہا کہ تو بکتی کیا ہے مین زبردستی لیجاؤنگی آب جادو سنکے کھڑی ہوگئی اور تلوار اوسکو ماری اوس
تلوار کو روک کے آپ بھی تلوار لگائی اسکی کمر پر پڑی دو ٹکڑے ہوگئے ساحر اوسکے دوڑے اوسکے بھی
ساحر آگرے آپس مین نارنج ترنج نارجیل چلنے لگے غرضکہ آب جادو کے ہمراہی بھاگ گئے اور یہ قاسم کو
اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئی قاسم نے سب احوال بیان کیا اور کہا کہ جبتک مین نہ دم ہو تم

کیے جاوینگے ادہر آب جادو کے ملازم جو بھاگ گئے تو مرات جادو کے پاس گئے اوسنے کہا ارے
کیا خیر تو ہے تم زخمی کیون ہوا ون لوگون نے کہا کہ ملکہ آب جادو و قاسم کو مع رفیقون کے پکڑ کے
درہ کوہ مین لالی عقیق و درلباب لگانا چاہتی تھیں انکو آکر حنظل جادو نے مارا اور قاسم کو لیگئین
مرات جادو کے یہ سنکے آگ لگ گئی اور کہا کہ کہان یہ کوہ عقیق کی رہنے والی اور کہان آئی ہے
اگر مینے سر نہ کاٹا تو نام اپنا مرات جادو نہ پایا یہ کہکے ہماری طلب کی مگر ادہر شاپور شیردل اور
ایرج نوجوان جو چلے تھے راہ مین ایرج نے کہا کہ ہم شاپور کہین سے کچھ ہاتھ لگے تو کھانے کو لاؤ شاپور
تو اس فکر مین چلا لیکن وہم جادو ایک ساحر بھی کہ اوسکا مکان اوسی جگہ ہے اوسنے ایرج
کو جو دیکھا تو دریافت کیا یہی شکنندہ طلسم ہے اوسنے سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کون ہین اوسنے کہا کہ مین
ایرج بن قاسم ہون بس اوسنے ایک نانہ ماش کا مارا کہ ایرج کے پانون زمین نے پکڑ لیے یہ ایرج
کو گرفتار کرکے مرات جادو کے پاس لیگیا وہ سوار ہوا چاہتی تھی ایرج کو دیکھکر تھم گئی اور کہا وہم
جادو مین بہت خوش ہوئی تونے بڑا کام کیا اور خلعت دیا پھر ایرج سے کہا کہ اے ایرج
کیون تمنے طلسم توڑا ایرج نے کہا کہ اگر قسمت مین ہے تو توڑونگا مرات جادو ایرج کو تخت پر بٹھا کے
ایک درہ مین پہاڑ کے لیچلی لوگ پہلے ہی روانہ کیے تھے دہوم دہام ہو رہی تھی کہ مرات جادو کچھ
آئی قضائے کار ملکہ حنظل جادو کے کچھ لوگ اوس مقام پر کسی کام کو آئے تھے اونھون نے جو سنا
تو آکے ملکہ حنظل جادو کو خبر کی کہ مرات جادو ایرج کی گردن مارا چاہتی ہے یہ خبر سنکے قاسم
دو ٹھ کھڑا ہوا حنظل جادو نے کہا کہ تم تمھارے جانے سے بکھیڑا پڑیگا مین تمکو بچا لونگی یا اوسکی
فکر کرونگی تم یہین رہو مین جاتی ہون یہ کہکر بارہ ہزار جادوگر لیکر یہ چلی بوق اور نفیر بجتے ہوے لگے
ابر کے اوڑتے ہوے ساحر باد ودبط قرقرے پر سوار چلے جاتے جو دیکھا تو غلغلہ ہو رہا ہے مرات
جادو ایرج کا سر کاٹتی ہے اور مرات جادو نے کہا کہ یہ فوج کسکی آتی ہے لوگون نے کہا کہ حنظل
جادو کی مرات نے کہا کہ روکو اسکو لیکن حنظل نے وہان پہونچکر ایک نارنل مارا کہ تیرگی
چھاگئی اوس اندھیرے مین ایرج کی کمر مین پنجہ دیکر یہ اوڑی اور ارادہ کیا کہ لشکر کو چلون
لیکن ذرا جو ترچھی ہوئی ہے قلعہ طلسمی مین جا پڑی اور شاپور شیردل ایک درہ مین پہاڑ
کے بیٹھا تھا وہان ایک جادوگر آیا اور اوسنے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے کہا کہ مین بھاگ جاونگا

اوس جادوگر نے شاپور کو پکڑ لیا یہ کہکر خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھا اور کہا کہ تو عیار ہے مین تیرا
کام تمام کرتا ہون قضارا ادہر سے حنظل جادو آتی ہی اوسنے دیکھا کہ ایک جادوگر ایک شخص کی چھاتی
پر چڑھا بیٹھا ہی قریب آکے جو دیکھا تو شاپور کو پایا بس اوسنے للکارا کہ باش او نابکار ساحر غدار کے
گزارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکر ایک نیزہ ریل مارا کہ اسکی چھاتی کے وار پار
نکلگیا شاپور کی آنکھ کھلی دیکھا تو ملکہ حنظل جادو کھڑی ہی اوسنے کہا کہ اے ملکہ تمنے میری
جان بچائی یہ کہکر وہان سے روانہ ہوے راہ مین شاپور نے کہا کہ ایک جگہ لوح کا پتا ملا ہے
مگر دریا بیچ مین حائل ہی تم ہمکو وہان پہونچا دو حنظل جادو نے کہا اچھا بس شاپور و ایرج کو
لیکر روانہ ہوئی راہ مین اوسنے کہا کہ اب مین تمھاری نظرون سے غایب ہوئی جاتی ہون جسوقت
کسی جادوگر سے سامنا ہوگا پہلے تجھے مقابلہ ہوگا ایرج نے کہا جسطرح تم مناسب سمجھو بس نظر
غائب ہوگئی اور شاپور و ایرج ایک سمت کو روانہ ہوے دیکھا کہ ایک درہ کوہ کا ہے مگر بہت
پر تکلف سرخ سلیمانی ایرج نے کہا شاپور یہ کیا خوب پہاڑ ہے صاف و رنگین و قطعدار
ہے شاپور نے کہا اے شہریار یہ درہ طلسم ہے جو کچھ عجائبات و غرائبات نظر آوین تو تعجب ہے
ایرج سیر کرتا ہوا اوس درے کے باہر نکلا شاپور نے کہا اے شہریار کسی جادوگر کی آپ شکل بنیے
اس اثنا مین ایک جادوگر نظر آیا ایرج ادہر سے رستہ کاٹ کر چلا وہ جادوگر سامنے ایرج کے آیا اور
اوسنے کہا کہ تم کہان سے آئے ہو اور کہان جاوگے اور تمھارا نام کیا ہے ایرج نے کہا بشر مین راہ
بھول گئے ہین تین دن سے خراب سرگردان پھرتے ہین رستہ نہین ملتا ہی جادوگر نے کہا میرے
ساتھ چلو مین رستہ بتا دون ایرج نے شاپور کیطرف دیکھا اوسنے کہا چلیے کیا مضایقہ ہے
وہ جادوگر اونکو ساتھ لیکر اپنے مکان مین آیا ایرج نے دیکھا کہ ایک باغ ہی اوسمین اونچی ٹیکری ہے
جادوگر نے اوس ٹیکری مین اونکو بٹھایا اور کہا مین تمھارے واسطے شراب و کباب لینے جاتا
ہون غرض اونکو ٹیکری مین بٹھا کے آپ ایک شیر آتشین پر سوار ہو کے چلا ایرج اس فکر
مین تھا کہ وہ آپ شراب و کباب لاتا ہوگا کہ یہ سامنے سے شیر پر سوار آیا شاپور نے کہا اے
شہریار ذرا سنبھل بیٹھیے تیور اسکے برے معلوم ہوتے ہین اور یہ جادوگر پکارا کہ اے خیرہ سران
اب مجھے معلوم ہوا کہ تم طلسم غارت کرنے آئے ہو شاپور نے کہا کہ ہان بھائی

پس تو دیکھ تمھارے پیچھے کون آتا ہے اونسے پیچھے پھر کے جو دیکھا تو اوسنے کلہ گوپھن مین پتھر رکھکے جو مارا
تو بھیجا اسکا نکل پڑا یہ تو سیدھا جہنم کو پہونچا آواز آئی کشتی مرا نام مین بہرام جادو وہ بہرام
جادو اسکا بھائی ہے وہ جو نکلا تو اوسنے دیکھا کہ بہرام مرا پڑا ہے اور ایرج اور شاپور
وہان سے چلے پس بہرام نے ایک انہ ماش کا مارا کہ شاپور اور ایرج کے بالون زمین سے
پکڑے اور کہا اوسنے کہ تو نے غضب کیا کہ میرے بھائی کو بے تقصیر مارا ایرج نے کہا کہ تیرے
بھائی نے پہلے ہماری رفاقت قبول کی پھر شیر پر سوار ہوکے آیا اور حملہ للکارنے لگا ہمنے مار
ڈالا اوسنے کہا کہ ان باتون سے میری تسلی نہین ہوتی مین بدلا لونگا یہ کہکر شاپور اور
ایرج کی کمر مین زنجیر باندھکے لے چلا حنظل جادو تو کہہ چکی تھی کہ جس ساحر سے سامنا ہوگا
مین پہلے لڑونگی پس یہ ظاہر ہوکے پکاری کہ او خیرہ سر کہان جاتا ہے بہرام سمجھا کہ کوئی طلسم
رہنے والے ہین مگر یہ مجھکو خیرہ سر کیون کہتے ہین پس اوسنے ایک ناریل حنظل کے مارا حنظل
نے خالی دیکر ایک نیچہ سحر کا مارا کہ اوسکے دو ٹکڑے ہوے صداے دار و گیر پیدا ہوئی ایرج
نے کہا کہ اے ملکہ تمنے احسان کیا ہے حنظل نے کہا کہ مین تمھارے پردادا کی لونڈی ہون مگر
تم خبردار رہنا کہ یہ راہ بیڈھب بہت ہے شاپور نے کہا کہ اے حنظل ہمکو تم ایسی راہ سے لیچلو کہ جان
بچ کے نکلے تو حنظل نے سحر سے دریافت کیا کہ کدھر لیچلون معلوم ہوا کہ اس سمت سے لیچل اور
وہان جو حنظل فوج لیکر ایرج کو چھڑانے گئی ہے تو وہ فوج بھی ہزار ہزار دو دو ہزار متفرق ہوکر
ہر طرف کو چل نکلی اور خبردارون نے مرات کو خبر پہونچائی کہ شکستہ طلسم کو حنظل جادو
نوح کی فکر مین لیے جاتی ہے اوسنے کہا کہ یہ کہان جائیگی اگر مین نے اسکو نہ مارا تو نام اپنا
مرات جادو نہ پایا یہ کہکر بیس ہزار جادوگرنیان اور بیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکر روانہ
ہوئی لیکن اب حال طلسم ہوش ربا کا سنیے کہ جسوقت مشتری ہفت سحر کو پانچون عیار
بیجان لیکے افراسیاب پاس گئین مشتری نے مجرا کیا لیکن آنکھین نیچی کرلین افراسیاب
نے کہا اے مشتری کس بات کی فکر ہے مشتری نے کہا اے افراسیاب جادو چرخ
کی بارگاہ مین سب بیٹھے تھے لیکن میرا سامنا کوئی نہ کرسکا آپ جو فرماتے تھے کہ عمرو عیار
بڑا عیار ہے فی الحقیقت اگر صرصر بچاتی تو وہ مار چکا تھا عیار کے ہاتھ سے مارے جاتے

بہتر یہ ہے کہ شمشیر زنی کیجیے یا تو مہرخ کو غارت کر دیجیے یا مارے جائیے اور دیکھون عمرو اب کیونکر
آتا ہے آگے چار طرف قناتین خیمے کے لگی ہین اب دو طرف کی کھول دونگی افراسیاب نے کہا
مشتری ہفت سحر کیون جہالت کرتی ہو وہ عیار بڑا زبردست ہے افراسیاب سے کہا مین
بہت خبرداری کرونگی اور رخصت ہو کے خیمے مین آئی آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا یہان مہرخ
کو خبر ہوئی مہرخ نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تیاری ہونے لگی ملکہ مشتری ہفت سحر
سوار ہو کے چار لاکھ جادوگر سے چلی مہرخ کو خبر ہوئی بہار و نافرمان و مہرخ اپنے اپنے
تختون پر سوار ہو کے میدان مین آئین سامنے سے مشتری ہفت سحر آئی کہا کہو صاحبو
تمنے ہمارے مار ڈالنے کی فکر کی ہے تمکو کچھ سحر کا زور نہین ہو غیر شخص کا بل ہے ارے بل تو
اپنا بل لگا نا بل جا جل آ وہ میرا سامنا کرو بہار جادو کی طرف سے نیستان جادو نکلا فولاد
کا گودہ مشتری پر مارا مشتری نے خالی دیکے ایک پتھر مارا نیستان کے سینے سے پار
ہوگیا مشتری نے کہا اے مہرخ تو میرا سامنا کریگی بہار جادو نے داہنی طرف سے
نکلکے ایک گیند پھولون کا مارا مشتری نے خالی دیکے ایک ناریل مارا غنچہ بنا ناریل روک لیا
مشتری نے کہا اے تو نے میرا گولا رد کیا جھنجھلا کر تلوار ماری بہار نے روکی بہار نے تلوار
مشتری کے ماری اڑ گئی اگر اڑ نہ جاوے تو کوچین اڑ جائین دستک دی داہنے بائین طرف
سے زمین پھٹی سو ہاتھی ادھر سے اور سو ہاتھی اودھر سے نکلے لشکر مہرخ پر آ کے گرے فوج
پسپا ہوئی بہار جادو نے گچھا پھولون کا مارا بہت سے ہاتھی مر گئے بہار جادو نے ناریل
مارا مشتری کا چہرہ چھیلتا ہوا نکل گیا مشتری نے دستک دی ایک ٹکڑا ابر کا پیدا ہوا
اور برسنے لگا تمام لشکر کا یہ عالم ہوا کہ اپنا اپنا سر پٹکے ہر ایک بیٹھ گیا مہرخ و بہار و نافرمان
تختون پر سے گر پڑین مشتری ہفت سحر کاری زدم و بیست کردم آتنی سی لڑائی پر اتنا سر
اوٹھایا تھا افراسیاب کو یہ تماشا دکھاؤن ان سبکو یونہین رہنے دو پھیر مشتری ہفت سحر
طبل و بوق خوشی کے بجواتی ہوئی خیمے کو روانہ ہوئی خیمے مین اتر کے ایک تختے پر مہرخ
و بہار و نافرمان کو قید کیا اور ایک جادوگر کو نامہ لکھ کے دیا کہ افراسیاب جادو کے
پاس لیجا وہ جادوگر نامہ لیکے طلسم کو گیا ملکہ حیرت جادو نے کہا کہ افراسیاب جاؤ و ظلمات

کیا ہی نامہ مجلو دید و جادوگر نے نامہ حیرت کو دیا حیرت جادو نے نامہ پڑھا نہایت خوش ہوئی
اور کہا زمرد و یاقوت ملکہ مشتری ہفت سحر نے لڑائی ماری اور مہرخ و بہار و نافرمان کو
پکڑ لائیں اسواسطے سوار ہو کے خیمے مین مشتری کے آئی کہا ملکہ مزاج تو اچھا ہی مشتری نے کہا
اچھا ہے دیکھو تو مین انکو پکڑ لائی کہ جنکو کوئی نہ پکڑ لایا حیرت نے کہا اگر افراسیاب ہوتا تو ابھی
سر کاٹتا اپنے پاس رہنے دو عیار بچیون کو بلاتی ہون یہ کہکے عیار بچیون کو بلایا اور دو سو
جادوگر زبردست طلسم کے بلا کے کہا صرصر تم خبرداری کرنا جبتک افراسیاب آوے چنانچہ
دو سو جادوگر طلسمی و سو مشتری کے پانچ عیار بچیان جو حاضر تھین اونکو سونپ کے حیرت
جادو روانہ ہوئی کہا مشتری ہفت سحر جمشید و سامری کو سونپا عمرو عیار سے خبردار رہنا
مشتری ہفت سحر نے کہا قسم بے لقا کی مین آپ خبردار سوونگی تمام رات نہ سوؤنگی غرض
حیرت جادو تو سب کو خبردار کر کے رخصت ہو گئی مشتری نے چار سو جادوگر گرد قیدیون کے
بٹھا دیے اور عمرو عیار نے جو آکے دیکھا کہ تمام لشکر گردن جھکائے بیٹھا ہے اور بہار و نافرمان
و مہرخ نہین ہین بارگاہ مین آکر شکیل جادو سے دریافت کیا اور قنطورہ زریفتی پاتابہ سقرلاتی ملیدہ
تاحق سے چست و چالاک ہو کے مشتری ہفت سحر کے خیمے کیطرف روانہ ہوا اور ایک فراش
کی شکل بنکے چلا گیرہی سر پر سات پاٹ کا جامہ کمر مین گلگیر میلا سا رومال ہاتھ مین لیکر داخل
بارگاہ مشتری ہفت سحر ہوا دیکھا کہ بخشا نے دو شاخے روشن ہین گلگیر سے کاٹ کے گل کترنے لگا
قفنلک کار صرصر شمشیر زن وہان آئی اور اوسنے پہچانا کہ عمرو گل کاٹ رہا ہے پکاری ارے
مونڈی کاٹے تو یہان بھی آیا ارے اس فراش کو لینا جانے نپائے صرصر نیمچہ پکڑ کے آگری عمرو نے
نیمچہ کھینچا نیمچہ بازی کرتے کرتے اوچک کے خیمے کے باہر گلیم عیاری اوڑھ کے غایب ہو گیا مشتری
نے کہا یہ کون تھا صرصر شمشیر زن نے کہا عمرو تھا جان بیچے پھرتا ہی اوسکے سردار تم پکڑ لائی
ہو وہ حتی الوسع جانے نہ دیگا ایسی ہی ہوشیاری سے رات گذر جائے تو بہتر ہے اور عمرو نے
باہر جا کر دیکھا کہ شرارہ کا ہاتھ ایک جادوگر پکڑے لیے جاتا ہی شرارہ نے عمرو کو پہچانا عمرو نے
جست کی شرارہ نے کہا خواجہ کہان چلے دس جادوگر نے ہاتھ چھوڑ دیا دونون عمرو کے پیچھے
دوڑے جب شرارہ ایک پہاڑ کے درے مین پہونچی ساحر نے پیچھے سے کمند کے حلقے مارے شرارہ تھی

مشکین باندھ لیں پکارا میں برق فرنگی عمرو خوش ہوا کہا بیٹا بڑا کام کیا عزت رکھلی عمرو شرارہ
کی صورت بنا اور شرارہ کو پہاڑ کے درے مین باندھ دیا برق فرنگی نے کہا استاد صرصر بچے
رہنا عمرو نے کہا چاو پہر ڈیڑھ پہر رات جا چکی ہے اگر افراسیاب آ گیا تو غضب ہو جائیگا اپنی دانست
مین تو بچونگا آگے جو مقدر یہ کہکے خیمے کو آیا شرارہ تو بنا ہوا اور پانچوں عیار بچیون کا بند و بست
تھا صاف خیمے مین چلا آیا صرصر نے کہا شرارہ تو کہان گئی تھی کہا بلاؤن خیمہ کی گرداوری کرتی
تھی صرصر نے کہا میرا اسباب دے شرارہ نے کہا جلدی کیا ہے اب نہین دو گھڑی کے بعد لینا صرصر نے
پہچانا یہ عمرو ہے پکاری لیجیو یہ عمرو ہے چار طرف سے جادوگر آ گرے عمرو نے خنجر کھینچکر مار ہٹایا
جب لوگ متفرق ہوئے صاف گلیم عیاری اوڑھ کے غائب ہو گیا صرصر نے کہا شرارہ کی قسمت
مین خدا جانے کیا تھا نہین معلوم کیا کیا مشتری اوٹھ بیٹھی کہا ارے قیدیون کے میرے
پلنگ کے برابر لاؤ پلنگ کے برابر تخت لے گئے چار سو جادوگر کی چوکی کو ہٹا کہا ایک سمت
کی قنات کھول دے اور کوئی آنے نہ پاوے عمرو جو بھاگا دل مین کہتا ہے یا داد اجان کوئی
عیاری بتاؤ ہوا کے پلٹنے مین دیر لگتی ہے وہین عیاری سوجھی پکارا وہ مارا خیمہ مین شکیل کے
آیا صاحب سلامت کی وہان بیٹھ کے سو دو سو جادوگرون کو بلایا برق فرنگی کو ایک دولھا
بنا کے گھوڑے پر بٹھایا تاشہ مرفہ ڈھول لیکے روانہ ہوا جبکہ مشتری کے خیمے کے نزدیک پہنچا
ایک مرتبہ پٹخنا نے روشن کروا دیے باجا بجنے لگا برات لیکے چلا جادوگر دوڑے کہ برات آتی ہے
مشتری بھی دیکھنے لگی صرصر و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن تیز نگاہ سب دیکھنے لگین عمرو نے
زنبیل سے سوا سو انار بیہوشی کے نکال کے دیے کہ چھوڑتے چلو لوگ کہتے ہین کیا خوب انار ہین اور
برات خیمے کیطرف دیتی آتی ہے برابر خیمے کے آکے بہت سے انار بیہوشی چھوڑ دیے ملکہ نے کہا کیا رونق
کھلی معلوم دیتی ہے لیکن گندھک کی بو نے سر پھرا دیا عمرو عیار برات لیے ہوے ایک پہاڑ کے درے
مین گیا سب جادوگر حیران ہین کہ عمرو نے کیا عیاری کی برات لیے ہوے چلا آیا اور عمرو نے
جادوگرون سے کہا لو اب تم جاؤ برق سمجھا کہ جو کچھ عیاری تھی وہ انارون مین تھی برق نے
کہا مین تو نجاؤنگا کہا اچھا بیٹا تم رہجاؤ عمرو عیار برات رخصت کر کے خیمے مین آیا دیکھا تو
کے سب بیہوش پڑے ہین پکڑ کے خنجر کہا بیٹا برق فرنگی کا ٹو سر چار مزدور

زنبیل سے نکال کے کہا خبردار بندہ کو نئے پاوے اور آپ خنجر پکڑ کے گھسا چار سو جادوگرون کا سر کاٹ
ڈالا مہرخ و بہار وغیرہ سے کہا منم شاہ عیاران عیار یون چھوڑا لیجاتے ہین اور خنجر پکڑ کے
مشتری ہفت سحر کا چوٹا پکڑا جیون ہی خنجر مارا خنجر جھڑ گیا اور جا بجا سے کٹ گیا پھر تو سب
شمعون کو جمع کر کے پھونک دیا زنبیل سے کڑاہی نکال کے سیسہ گرم کر کے مشتری کے
حلق مین چھوڑ دیا مبرز کی راہ نکل گیا غل ہوا کہ کشتی مرا نام من مشتری ہفت سحر بود مہرخ
و بہار و نافرمان کا سحر اوتر گیا لشکر پہ آ گرے سیکڑون ہزارون جادوگر مار ڈالے حیرت
جادو کو خبر ہوئی مشتری ماری گئی عمرو عیار مہرخ و بہار و نافرمان کو لیکے طرف خیمے
کے روانہ ہوا جسوقت مہرخ اپنے خیمے مین پہونچی نہایت خوش ہوئی افراسیاب کو خبر ہوئی
کہ مشتری ہفت سحر ماری گئی سُن ہو گیا دلمین کہا ای افراسیاب عجب طرح کا مقدمہ ہے
ہو گیا جیتا نہ پھرا بعد فتح کے شکست ہوتی ہے کہا ای حیرت جادو اب کچھ تدبیر بتا و حیرت
جادو نے کہا آپ مالک و مختار ہین افراسیاب نے کہا مجکو مشتری کے مارے جانے کا
یہ رنج ہوا ہے کہ بیان مین نہین آتا جب عمرو پکڑا جاتا ہی مجکو دم دیکے چھوٹ جاتا ہے اب جی
چاہتا ہے اسکو خوب ایذا دون یا اسکا کوئی شاگرد مار ڈالون جب چین آوے یہ کہکے کہا ملکہ
حیرت جادو جاؤ اسوقت مین ظلمات کو جاتا ہون کل آکے عمرو کا کام تمام کرونگا اور سوار
ہو کے ظلمات کو گیا ملکہ حیرت جادو اپنے مکان پر گئی اب یہان مہرخ نے عمرو عیار سے کہا
ہمارا ارادہ یہ تھا کہ کوکب کے مکان مین جائین اور بران شمشیر زن جو مردہ ہے اسکے لیے کچھ
علاج کرین مشتری ہفت سحر کے مارے جانے سے افراسیاب کو قلق ہوا ہو گا کچھ نہ کچھ آفت
آئیگی ملکہ خاموش ہو رہی اسکو تو رہنے دیجیے مگر اب حال ایرج کا سنیے کہ وہان تاکہ بندی
ہو رہی ہے اور مرات جادو کا حکم ہے کہ جسکے ہاتھ شاپور اور ایرج لگین وہ پکڑ لائے
کہ بہت سا انعام پائے اور شاپور اور ایرج ایک سمت کو چلے جاتے ہین ملکہ حنظل جادو
نظرون سے غائب ہین ایرج کو راستے مین ایک جادوگر ملا اور اوسنے کہا کہ ای عزیز جیسے
تم بلا کے بہادر ہو کچھ کہا نہین جاتا ہے مگر جو تم طلسم فتح کرنے آئے ہو تو یہ ممکن نہین کیونکہ یہ
طلسم ایسا ہے کہ جسکو کوئی توڑ نہین سکتا ہے ایرج نے کہا اب تو ہم آ گئے بغیر طلسم توڑے

کہاں جا چھپے شاپور یہ کلمہ سنکر جادوگر تو ایرج سے باتین کرتا تھا یہ جا کر کسی غار مین چھپ رہا اوس
اوس جادوگر نے ایرج سے کہا کہ پہلے تو مجھسے پوچھ لے پھر طلسم توڑنا یہ کہکر دستک دی کہ ایرج
کو لقوہ آیا ایرج بیٹھ گیا اوس جادوگر نے کہا کہ بس اتنی ہی کائنات پر طلسم توڑنے آئے تھے
یہ کہکر ایرج کو اپنے ہمراہ لیا اور مرات جادو کے پاس لیکر چلا ایرج نے کہا بھی کہ تو میرا کیا
حال ہوگا مگر اوسنے نہ مانا شاپور غار مین حیران ہے کہ ایرج کدھر گیا غرض یہ غار سے نکلکر ایک
سمت کو چلا اور حنظل جادو ایک درے مین پہاڑ کے گئی تھی پانی پینے کو وہان دیکھتی کیا ہے
کہ ایک ساحر پانی بھر رہا ہے حنظل نے کہا کہ مین پیاسی ہون اوسنے کہا کہ لو پانی پیو اوسنے پانی پیا
پانی پیتے ہی اسکو تھرتھری آئی اور اوس ساحر نے کہا کہ اے ملکہ تو مجکو نہین جانتی ہے اور مین تجھے
جانتا ہون تونے ہی تو گھر غارت کیا حنظل نے کہا ارے تو کون ہے اوسنے کہا مین کوئی ہون مین
تمھین پکڑ کر مرات جادو کے پاس لیجاؤنگا چنانچہ جو پانی پلایا تھا وہ پانی سحر کا تھا حنظل کا کچھ بس نہ
چل سکا اور یہ اوسکو گرفتار کر کے لے چلا راہ مین شاپور نے یہ حال دیکھا اوسنے کہا کہ یہ بھی قدرت خدا
کی ہے کہ حنظل پکڑی گئی یہ کہکر ایک جادوگر بنکے اوس جادوگر کے پاس آیا اور کہا العزیز شاباش
کیا کام کیا ہے مرات جادو کو خبر ہوئی کہ ایک جادوگر حنظل کو پکڑ لایا ہے وہ بہت خوش ہوئی
ہین اور مجکو بھیجا ہے کہ تم جا کر اوسکو لے آؤ کوئی چھڑوانے نہ پائے جادوگر نے کہا کہ دیکھیے ملکہ اسکے ساتھ
کیا سلوک کرتی ہین شاپور نے کہا کہ وہ سلوک ہوگا جو کبھی کسیکے ساتھ نہوا ہوگا یہ کہکے تو پیچھے
ہٹ کے کمند کے حلقے ڈالے کہ ساتون بند اوسکے ڈھیلے ہو گئے اوسنے جھٹکا مارا وہ اوندھے منہ گرا
اوسنے اوسکا سر کاٹ ڈالا حنظل جادو حیران تھی کہ یہ کون ہے مگر حنظل پر سے سحر اتر گیا ایک پنجہ پیدا
ہوا کہ وہ شاپور کو اوٹھا لیگیا حنظل جادو پیچھے پیچھے پر چیائین کے اوڑی دیکھتے دیکھتے وہ غائب
ہوگیا حنظل نے بلند ہو کے دیکھا کہ ایک بارگاہ تمامی کی میدان مین معلوم دیتی ہے دو چار ہزار جادو
کی بھیڑ بھاڑ ہے وہ پنجہ اوس طرف جاتا ہے حنظل جادو نیچے اوتری دیکھا کہ مرات جادو ایک تخت
الماس پر سوار سترہ اٹھارہ سو جادوگرنیون سے چلی آتی ہے اور آکے اوس خیمے مین اوتری [illegible]
جادوگر شاپور کو لیکے آیا کہا ملکہ آپکے حکم سے شاپور کو پکڑ لایا ملکہ مرات جادو بہت خوش ہوئی
اور کہا ایک کا کام تو تجھ سے تمام ہوا حنظل فکر مین کھڑی ہے کہ ذرا ہاتھ سے

چھوٹے تو صاف اوٹھا کے اوڑ چلوں حنظل اس فکر میں تھی کہ مرات جادو نے کہا اسکو چھوڑ دو
جادوگر نے چھوڑ دیا حنظل جادو نے خیال کیا کہ شاپور اوسکے سحر میں گرفتار ہے پہلے اسکو
مار ڈال پھر لیچل یہ سوچکے حنظل جادو نے ایک گولا فولادی اوس جادوگر کے مارا جادوگر
گر پڑا سر اوڑ گیا مرات جادو حنظل کی پرچھائیں پر دوڑی حنظل بھاگی شاپور کے ہاتھ
پاؤں کھل گئے شاپور مرات کے پیچھے پیچھے دوڑا مانند گرد کے اڑ گیا مرات جادو نے
پکارا اری حنظل کہاں جاتی ہے حنظل جادو نے ایک ناریل مارا مرات جادو نے خالی دے کر
ایک تیر مارا حنظل نے خالی دیا حنظل نے ایک نارنج مارا زمین پر پاؤں ہاتھوں سے زمین
کھسکنے لگی تھی شاپور نے پیچھے سے کمند کے حلقے مارے سالوں بند بھی ہو گئے جھٹکا مارا زمین
پر گر پڑی ایک مرتبہ آسمان سے تڑاقا ہوا جیسے کوئی پچکاری چھوڑتا ہے اور کچھ بوند پانی
شاپور و مرات جادو پر پڑیں مرات جادو و شاپور دونوں پتھر کے ہو گئے حنظل جادو
ایک پہاڑ کے درے میں چھپ کے دیکھنے لگی بعد دو گھڑی کے دو سو جادوگر تخت لیے
ہوئے آئے اور مرات جادو کو اور شاپور کو اوس تخت پر بٹھا کے لیچلے حنظل جادو
بھی اونکے پیچھے پیچھے روانہ ہوئی دلمیں کہتی ہے کہ اے حنظل جادو اگر تجھپر بھی بوندیں
پڑتیں تو تو بھی پتھر کی ہو جاتی کہ سامنے سے ایک دریا پر موج نظر آیا وہ جادوگر اوس
تخت رکھکے سر ننگا کرکے دعا کرنے لگے چنانچہ وہ تخت پانی میں غائب ہوا اور ایک بجرا
پیدا ہوا اور سب ساحر کود کر جا بیٹھے حنظل نے خیال کیا کہ اگر تو نہیں جاتی تو شاپور کا
ٹھکانا معلوم نہ ہوگا یہ سمجھ کے یہ بھی کود کے بجرے پر گئی سحر سے غائب تو تھی ایک جادوگر
نے بجرا جو ہلا تو پکارا کہ تو کون ہے جو بجرے پر آیا حنظل جادو ہم شکل ہوگئی اوس ساحر نے سحر
خوب دریافت کیا مگر کچھ معلوم نہ ہوا اب حنظل بھرا رہی ہے اور لنگر بجرے کے لگ گئی اسکی
عجب حالت ہے پانی کے تھپیڑے لگتے ہیں ہاتھ چھل چھل گئے ہیں غرض جا کے جب حنظل
نے دیکھا کہ ایک دیوار بنی ہوئی ہے اور اوسمیں تین در ہیں اور اوسکے ایک در میں اژدہا
اژدہا اور ایک میں ببر اور ایک میں جنت بیٹھا ہے ماش کے آٹے کی مچھلیاں بنا بنا کے
دریا میں پھینکتا جاتا ہے اور اون دروں کے برابر پانی ملا ہوا ہے یہانتک کہ وہ بجرا اوس میں گھس

بہار پر پہونچا اوسوقت وہ اتیت اوٹھ کھڑا ہوا اور وہ بجرا ڈوبنے لگا حنظل کو اور کچھ تو بن نہ آیا اوڑکر اوس دیوار پر جا بیٹھی یہان جو اوسنے دیکھا تو ایک باغ ہے بہشت برین کا چراغ ہے تختہ تختہ گل و لالہ کھلے ہین جوانان چمن جھوم رہے ہین زمین وہان کی آئینے کی ہے درختون مین بھی آئینے لٹکتے ہین ایک بارہ دری آئینے کی ہے اور باغ مین سنبل پر پیچ کی بہار ہے کہین لالہ با دل داغدار ہے

نظم

گرے شاخ شبو کے ہر جا نشان
کہین رائے بیل اور کہین موگرا
ہوا سے بہارین ہے گل لہلہے
کہین نرگس گل کہین یاسمن
کہین جعفری اور گیندا کہین
عجب رنگ پر زعفرانی چمن

مدن بان کی اور ہی آن بان
زمرد کے مانند سبزے کا رنگ
چمن سارا شاداب اور ڈہڈہے
کہین ارغوان اور کہین لالہ زار
سمان شب کو داؤدی ہوگا کہین

چنبیلی کہین اور کہین موتیا
روش پر جو ابر کا جیسے سنگ
چمن ہے بھرا باغ گل سے چمن
جدا اپنے موسم مین سبکی بہار
کہین زرد نسرین کہین نسترن

اور سترہ سو عورتین الماس پوش کہ ایک ایک حور جنت سے بھی بہتر ہے اس بارہ دری مین بیٹھی تھین اس عرصے مین وہ نہنت دو تیلون کو لیکر اوس باغ مین آیا اور دو سو جادوگر جو بجرے پر سوار تھے کچھ تو اڑ گئے اور کچھ مچھلیان اور نہنگ بنکے اوس دریا مین کود کر غائب ہوے اور اون تیلون کو اوس نہنگ نے بارہ دری مین رکھا اور ایک انار توڑ کے کچھ قطرے اوسکے تیلون کے ہونٹون پر ٹپکائے اور کچھ انگیٹھی مین ڈالے کہ دھوان ہونے لگا اور ایک نار ریل زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک چشمہ پانی کا پیدا ہوا ادھوان شاپور اور مرات کو لگا کہ یہ دونون انسان ہو کے اوس چشمے مین گرے اور پانی نے چرخ کھایا ایک کشتی پیدا ہوئی دبہ کچھ عرصے کے وہ چشمہ تو غائب ہو گیا ملکہ مرات جادو ایک کرسی پر کہ جس مین آئینے جڑے تھے بیٹھی اور وہ سترہ سو لونڈیان جو اوس بارہ دری مین تھین ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئین اور ایک طرف شاپور طوق و زنجیر مین گرفتار دو ساحر چابک مارتے تھے نہنت نے مرات جادو کو مجرا کیا اوسنے کہا مزاج اچھا ہے نہنت نے کہا دعا کرتا ہون پھر کہا کہ اے ملکہ یہ جمشید و سامری کا باغ ہے کبھی کسی خدا پرست کا قدم یہان نہین آیا پر چھائین نہین پڑی

یہ تم طلسم پر کیا آفت لائین ملکہ نے کہا کہ مین کیا آفت لائی مہنت نے کہا اگر تم جام جادو
کے ساتھ پہلوان طلسمی کو نہ کر دیتین تو یہ آفت کبھی نہ ہوتی اور اے ملکہ یہ کون ہے ملکہ نے
کہا کہ یہ عیار ہے ایرج کا اور حنظل جادو اپنی دانست مین دیوار پر جیسی بیٹھی تھی اور یہ
تماشا دیکھ رہی تھی لیکن پرچھائین دیوار پر معلوم ہوتی تھی مہنت نے کہا کہ اے ملکہ
یہ دیوار پر کون بیٹھا ہے مرات جادو نے جو دیکھا تو معلوم کیا کہ پرچھائین حنظل جادو
کی معلوم ہوتی ہے بس ادسنے ہنسکر کہا کہ اے مہنت اسکو پکڑ لے کیونکہ اسنے جو سلوک کیا
ہے وہ کاہیکو کوئی کرتا ہے اب حنظل جادو نے چاہا کہ مین کود پڑون مگر دیوار نے پاؤن پکڑ
لیے اور مرات نے کہا اے مہنت اسکو دیوار سے اتار لائین دونون کا سر کاٹون گی
مہنت اوٹھکے وہان آیا جہان پرچھائین نظر آتی تھی اور قلم کو گل سرخ مین ڈبو کے تصویر
کھینچی اور ماش کے دانے پڑھکے مارے دیوار تڑقی اور پتلہ پیدا ہوا اوس پتلے سے مرات
جادو نے کہا کہ جا اپنے ہمنام کو پکڑ لا وہ پتلہ اوڑا اور دیوار سے حنظل جادو کو اتار
لایا اور سامنے مرات جادو کے چھوڑ دیا حنظل جادو بے حواس ہو نہ خشک برہنہ سر
کھڑی تھی کہ مرات جادو نے اوس پتلے سے کہا کہ جا اپنے مقام پر وہ پتلہ اڑکر پھر اوسی
دیوار مین سما گیا اور مہنت نے حنظل جادو سے کہا کہ اپنے تئین ظاہر کرو ہم تم ساحر دونون
ایک ہین یہ تمھاری کیا بھبتی تھی کہ جو تم سے لڑنے کو آئین حنظل نے کہا کہ اے مرات جادو
مین آئی تھی تمھاری ملاقات کو مجکو کسی نے طلسم مین آنے نہ دیا اور کہین مقام پہنچ کا نہ ملا
سامنے فوج قاسم کی پڑی تھی مین اوسمین گئی قاسم نے میری بہت خوشامد کی مین
انکے شریک ہو گئی مرات جادو نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو شاپور کا سر کاٹ ڈالو حنظل
جادو کا رنگ سفید ہو گیا دل مین کہا کہ اب تو کیا کرنی عجب طرح کا مقدمہ در پیش ہے آخر مرات
جادو نے کہا کہ خدا پرست کا ذبح کرنا ثواب ہے حنظل نے کہا فی الحقیقت ثواب ہے لیکن اگر یہ تیری
اطاعت قبول کرے تو تقصیر تو اسکی معاف کر مرات جادو نے کہا کہ اس کا م سے ہوتا ہی کیا تو لی
ہوئی ہے حنظل نے کہا مین تیری تابعدار ہون جو تیرا جی چاہے تو کر مہنت نے یہ سنکے کہا کہ انکو
آج قید کرو بس ادسنے ایک کوٹھری مین اسکو قید کر دیا کہ اوسمین ایک لونڈی بھی قید تھی

چنانچہ دو جادوگرون کو حکم کیا کہ وہ دونون حنظل اور شاپور کو کوٹھری مین بند کر آئے وہان ایک اندھیر الظلمات تھا جب یہ وہان قید ہوے تو اوس لونڈی نے پوچھا کہ تم کون ہو شاپور نے کہا ہم کمبخت تھے جو پھنس گئے لیکن اب طلسم ضرور توڑینگے اوسنے کہا تم کفیلون کے بڑے بلی ہو کہ جو طلسم توڑنے کو آئے حنظل نے اوس وقت سب احوال بیان کیا اور اوس سے پوچھا کہ تو کون ہے اپنا حال بیان کر اوسنے کہا کہ مین کنیز ہون مرات جادو کی اوسنے مجھپر تہمت لگائی کہ یہ زہر دیتی ہے بس اوسنے مجھکو قید کیا ایک دن بیچ کرکے ایک لونڈی آتی ہے کھانا اور پانی دیجاتی ہے چنانچہ کل جو آئی تھی اوسنے کہا تھا کہ مین تجھکو نکال دونگی اور یہان اوس کنیز سے کہ جو کھانا پانی لیجاتی ہے حکم ہوا کہ آج اوس قید خانہ مین تین حصے لیجا وہ کنیز سب کو کھانا پانی پہونچاتی ہے تین حصے لیکر اوس کوٹھری مین اون لوگون کو دے گئی اور کوٹھری کو بند کرکے چلی گئی راوی کہتا ہے کہ یہان سات اتیت رہتے ہین اور سبکو کھانا پانی پہونچاتے ہین چنانچہ ایک اتیت کیطرف جو وہ کنیز گئی تو اوسنے دیکھا کہ وہ کچھ تختی مین دیکھتا ہے اور روتا ہے اوسنے کہا کہ میان اتیت تم کیون روتے ہو اتیت نے کہا کہ مین جو روتا ہون تو تجھے کیا کنیز پانون پر گری اور کہا واسطے لقا اور جمشید کے سچ بتاؤ کہ تم کیون روتے ہو اوسنے کہا کہ آج کے ساتوین روز یہ طلسم ٹوٹ جائیگا کنیز نے کہا تو تم پھر اسیواسطے روتے ہو مہنت نے کہا ہان میں اسی فکر مین ہون لیکن اگر تو کسی سے نہ کہے تو مین تجھسے ایک بات کہون اوسنے کہا کہ مین کسی سے نہ کہونگی مہنت نے کہا کہ جس بندیخانے مین وہ کنیز قید ہے اوسمین دو شخص اور بھی قید ہین کنیز نے کہا کہ یہ تو مین جانتی ہون بلکہ آج کھانا بھی اونکو دے آئی ہون مہنت نے کہا کہ یہ جو دونون قیدی ہین یہ طلسم کشا کے رفیق ہین اور ایرج شکنندۂ طلسم ہے اوسپر سات پہر بھاری ہین بعد اسکے ڈنکا بجا کے فتح کریگا کنیز نے کہا کہ میرے پاس کنجی ہے اوس کوٹھری کی چلو تو اونکو نکال دون یہ سنکے وہ مہنت اوٹھا اور قید خانے کی کنجی کھول کے اندر گیا اور حنظل جادو کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ اے حنظل اگر تم طلسم آئینہ کی مالک ہونا تو ہمکو بھول نہ جانا حنظل نے کہا مہنت جی مین تمکو بڑا آدمی کرونگی مہنت نے کہا کہ یون تو نکلنا نہ ہوگا مگر مین ایک اژدر بنتا ہون اور تمکو

نکل جاتا ہون ایک بیابان مین کچھ لوح کا احوال مجکو معلوم ہے وہان لیجاونگا اوس لونڈی نے
کہا پھر مین بھی تمہارے ساتھ چلون اوسنے کہا کہ تم جاؤ وہان سے بیٹھے رہو یہ کہکے وہ [illegible] اژدر
بنا اور پانی مین گر کے ایک طرف کو روانہ ہوا اور دل مین کہتا ہی کہ جہانتک پانی کی شورش ہی تو
چلا چل اب انکو تو جانے دیجیے لیکن حال سنیے کہ ملکہ مرات جادو ملکہ مہلک جادو کے پاس
بیٹھی ہے اور مرات نے مہلک جادو سے کہا کہ عجب طرح کا تماشا ہی کہ ایسے دشمن جانی شکستہ
طلسم ہاتھ لگین اور قتل نہ کیے جائین اوس وقت مہلک جادو نے کہا کہ اچھا کتاب تو دیکھو
مرات جادو نے کتاب اوٹھا کے سات ورق اولٹ کے دیکھا لکھا ہوا تھا کہ تمہارے ملک کا
جو آفتاب جادو اتیت ہے وہ قیدیون کو لیکر نکل گیا مرات جادو حیران ہو گئی اور مہلک جادو
کا منھ دیکھنے لگی اوسنے کہا کہ تم میرا منہ کیا دیکھتی ہو مرات نے کہا کہ تم کتاب دیکھو اوسنے کتاب
دیکھی تو معلوم ہوا کہا اے مرات جادو گھر کا بھیدی لنکا ڈھائی گھر کے لوگ تو مل کے خراب
کرتے ہین اچھا تم لڑو ہم جاتے ہین دیکھین کہ آفتاب جادو کہان جاتا ہی یہ کہکے پہلے تو چھپین
مجرے اوس باغ مین آکر صنعتون کے دیکھے اور جاکے اوس کوٹھری کو دیکھا تو وہ
کھلی پڑی تھی بس اوسنے کہا کہ اے ملکہ تم میرے مکان مین بیٹھی رہو مین جاتی ہون آفتاب
جادو کو مع قیدیون کے پکڑے لاتی ہون یہ کہکے غوطہ مار کے پانی مین ڈھونڈھتی ہوئی چلی لیکن
ایرج نوجوان کو ایک ساحر عظام جادو نام رستے مین ملا اور وہ انکو اپنے ساتھ اپنے گھر بیچ
لایا اور خیال کیا کہ اسکو اپنے یہان رکھنا بہتر نہین ہے ایسی جگہ رکھنا چاہیے کہ جہان کوئی نہ جا سکے
اسکی ایک ائی ہی قہر چشم جادو اوسکو بلا کے اسنے کہا کہ اسکو مین لایا ہون تو قید کر اوس دائی
نے ہتکڑیان و بیڑیان پہنا کے قید کیا اور آپ ایک تخت پر آکے بیٹھی حقہ پینے لگی اور ایک لونڈی
دس گھڑا کھیلنے لگی اور عظام جادو کا دل گھبرایا جی مین آیا کہ شکار کھیلنا چاہیے دو چار
غلام ہمراہ لیکر شکار کو روانہ ہوا اور ایک دریا اسکو نظر آیا کہ موج مارتا تھا حباب اوٹھ رہے
تھے پاٹ دریا کا لبان آئینہ سطح و مصفا

نظم

آب تہ دار اور تیرہ بہت — لہر اوٹھتی جو تھی سو خیرہ بہت
ہوش جاتا تھا دیکھ جوش آب — گوش کرتا تھا کر خروش آب

سجے نقطے کما کیا کہون مین اوج | باتین نہ کرتی تھی آسمان سے موج

شراب کا نشہ تو اوسکو خوب تھا دلمین آیا کہ ماہی کا شکار کیجیے اور تازہ تازہ کباب مچھلی کے کھائیے بس اوسنے مہا جال دریا مین ڈالا اودھر سے آفتاب جادو آتا تھا وہ جال مین پھنسا عظام نے جال کو کھینچا اور غلامون نے جھٹکا مارا دیکھا کہ کوئی مہا شیر پھنسا ہے یا مچھلی ہے یا نہنگ ہے غرض جال کو کھینچا جبکہ باہر نکلا دیکھا کہ ایک اژدہا ہے کہ سفید ٹیکا اوسکے ماتھے پر دیا ہے عظام جادو نے کہا کہ یہ تو کوئی جادوگر ہے یا کسی ساحر نے سحر کیا ہے اور آفتاب جادو نے دیکھا کہ عظام جادو ہے کہ مجھے ملجائے تو صورت اصلی بن بس یہ حکم پہلے تو شاپور اور حنظل اور لونڈی کو اگل دیا اور آپ تڑپ کر صورت اصلی بننے لگا عظام نے دیکھا کہ اس مین ایک خداپرست ہے اور دو طلسم کی عورتین ہین مگر ایک اون مین غیر ہے عظام جادو نے ان تینون کو تو غلامون کے ساتھ بھجوا دیا اور آپ خنجر پکڑ کے آفتاب جادو کے سر پر آیا جب جلد اصلی صورت بنا اور اوسنے دیکھا کہ عظام خنجر پکڑے ہوے کھڑا ہے بس اسنے کہا اے عظام مین نے ان لوگون کا ساتھ کیا ہے تم بھی مل جاؤ عظام نے ایک ناریل اوسکے مارا آفتاب جادو نے اوس ناریل کو کاٹ دیا اور ایک لتہ مارا کہ عظام کے سر کے دو ٹکڑے ہوے اب یہ غلامون کو مارنے لگا اون سب کو بھی مار ڈالا پھر وہان سے ایک قلعہ کے دروازے پر آیا اور ایک گرز فولادی اوس قلعہ کے دروازے پر آیا اور ٹوٹ گیا قلعہ مین پانچہزار جادوگر رہتے تھے اوسنے اون سب کو مار کے بھگا دیا جمعدار رسالدار جو تھے وہ سب آفتاب جادو کے پانون پر آکے گرے یہ غل دوانے عظام جادو کی سنا ارادہ کیا کہ چلیے پھر خیال مین آیا کہ اسیر کی قید کس کے حوالے کرون وہان ایک پہاڑ تھا اوسپر محبوب جادو نام ایک ساحرہ رہتی تھی برس اٹھارہ ایک کا سن زلف گرہگیر اوسکی سر حلقہ دلبرشان روے تابان بسان ماہ درخشان چھاتیان انوال گات سڈول نظم ؎ جب بناگوش دسنے دکھلایا

صبح کا سا سان نظر آیا | گنج لب آرزوے خال و دل | آگے چلنا نگاہ کو مشکل
ہو تبسم سے لعل کا دل خون | سینے نے دیکھا تھا سو مجھ ہی جنون | نازکی اوس میان کی کیا کہیے
یہی تو ہاتھون ہی مین لے رہیے | ٹک اگر جھکیے تو قیامت ہے | پھر قیامت تلک سلامت ہے

وہ جادو کے اُسکو بلالائی اور اُس سے کہا کہ اے محبوب جادو قلعہ مین کچھ غل ہو رہا ہے بس تم
ایرج خبردار رہو یہ قیدی پرسون کا آیا ہوا ہے مین جا کے لاتی ہون یہ کہکے چلی گئی محبوب جادو
نوجوان ہے اور ایرج بھی نہایت خوبصورت ہاتھ پاؤن گول گول سانچے مین ڈھلے
ہوئے رخ سرخ و سفید کہ مسدس

| | |
|---|---|
| دام دلہائے حسین حلقۂ گیسوے خمدار | تار ہو کا فرسودائی کے حق مین زنار |
| طرہ چھوٹا ہوا اور سر پہ ہو بانکی | اور ٹیڑھی سی وہ ٹوپی پر مغرق زرتار |
| صاف پیشانی سے تھا بخت بلندی پیدا | چاند ما تھا تھا تو سجدے کا نشان تھا تارا |

محبوب جادو اسیر فریفتہ ہوئی اور ایرج بھی عاشق ہوئے سلطان عشق نے دونون کے دل پر

| | | |
|---|---|---|
| چڑھائی کے ڈیرے ڈالدیے نظم | ملک دل پر عشق نے جب آن کر ڈنکا کیا | گھر لیا املاک مین اور جا بجا دعویٰ کیا |
| بھیجکر کوچہ بکوچہ وہ بدہ فوج جنون | کر کے تسخیر اُسے پھر اپنا عمل برپا کیا | محبوب جادو نے ہر چند ضبط |

کیا مگر نہو سکا ایک آہ کی اور زبان سے نکلا کہ بیت تیر از ان ناوک پر فتنہ جست * بر جگرم
آمد و تا پر نشست * ایرج نے بھی شعر عاشقانہ پڑھے ابیات

| | |
|---|---|
| اس تپش کا ہے مزا دل ہی کو حاصل ہوتا | کاش مین عشق مین سر تا بقدم دل ہوتا |
| آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا | تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا |
| دل گرفتو نکی اگر خاک چمن مین ہوتی | تو جہان دیکھتے ہو غنچہ وہان دل ہوتا |

محبوب جادو نے بیساختہ کہا کیون صاحب یہ کیا پڑھا ایرج نے کہا جو تمنے پڑھا وہ ہمنے بھی پڑھا
ایرج نے دل مین کہا کہ طلسم مین ہمتو قید ہوئے مگر اب ہمتو قید تھے ہی دل بھی ہمارا قید ہوا
اور محبوب اپنے دل مین کہتی ہے کہ دوا آئیگی تو ایرج کو لے لیگی کچھ تدبیر کرو سوچتے سوچتے
کہا کیون صاحب تمہارا نام کیا ہے ایرج نے کہا میرا نام ایرج بن ملک قاسم لسلل
خقتان خاور سیاہ علمشاہ کا پوتا ہون اور امیر حمزہ صاحبقران کا پر پوتا ہون محبوب
نے کہا یہ تو مقدور نہین کہ طلسم سے مین تمہارا ساتھ دون مگر سامنے وہ جو پہاڑ ہے اسمین میرا مکان
ہے اور کسی کا دیا لیا نہین کھاتی ہون تابع دار نہین ہون تم میرے مکان مین چلو خوبی سے بیٹھے رہنا
یہ کہکے محبوب نے ایک مٹی کے آدمی کا پتلا بنا کے زندہ کر کے ہتکڑی بیڑی پہنا کے ایرج کی

قید تو دفع کر دی اس پتلے کو بھی ہتکڑی بیڑی پہنا کے ایرج کو سحر سے غائب کر کے کنیزون کو
طلب کیا اور کہا مین کسی کام کو جاتی ہون تم خبردار رہنا یہ کہکر ایرج کو لے گئی اور اپنے مکان
مین لائی وہان تمام اشیا اسباب عیش و آرام مہیا تھا کنیزین خدمت کو حاضر تھین گلابیان
شراب کی کباب کی قابین چنگیردان چوگھڑے عطردان پاندان وغیرہ سب موجود تھا چنانچہ
ایرج وہان بیٹھا ناچ ہونے لگا ایرج نے محبوب سے کہا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو مین شراب
پیون وہ مطیع اسلام ہوئی اب دور جام مے ارغوانی چلنے لگی جلسۂ عشرت آراستہ
ہوا یہان دوا جو قلعہ مین آئی دیکھا کہ عجب طرح کی تباہی ہے لوگ بھاگے جاتے ہین غل ہے اُسنے
ایک آدمی سے پوچھا کہ کیون یہ غل کیسا ہے اُسنے کہا کہ عظام مارا گیا آفتاب جادو کے
ہاتھ سے اور آفتاب جادو نے یہان آکر اور ساحرون کو مارا یہ اُسی کا غل ہے دوا نے یہ سنکر
ایک ناریل سحر کا تیار کیا اور چلی حنظل جادو اور شاپور خوشنود بیٹھے تھے کہ دوا سامنے سے
نظر آئی وہ ساحر جو لگے تھے اُنھون نے کہا کہ عظام جادو کی دوا آتی ہے اے آفتاب جادو یہ
بڑی آفت برپا کریگی یہ وہ ساحر کہہ رہے تھے کہ دوا نے آکر ناریل آفتاب جادو پر مارا آفتاب
جادو نے خالی دیا لیکن پیچھے جو دس بارہ ساحر کھڑے تھے وہ ناریل انکو توڑ گیا شاپور
جست کرکے دوا کے برابر آیا دوا نے اُسکے ایک تلوار ماری آفتاب جادو نے جو جست کی
شاپور کے تلوار نہ پڑی مگر اُسکی ایڑی کٹ گئی اور حنظل جادو نے گولا فولاد کا مارا وہ دوا کی
داہنی ران لگا توڑ گیا دوا نے اب چاہا کہ مہلک جادو کو خبر کرون بس یہ وہان سے
چلی آفتاب جادو نے کہا کہ یہ ضرور کہین گر کر مر جائیگی اور مہلک جادو دو تین کوس
تو پانی مین آیا بعد اسکے پانی سے نکلا اور حیران کھڑا ہے کہ آفتاب جادو زمین مین گھس گیا
اُڑکر آسمان پر گیا کیا ہوا اور دوا چلی جاتی ہے اُسکو پیاس معلوم دی اور کچھ بھوکی ہوئی خیال مین
آیا کہ دریا پر مرغابیان بیٹھی ہین چلکے شکار کر انھین کے کباب کھاؤ اور پانی دریا کا پیو یہ سوچ کر
جانب دریا چلی مگر ران جو زخمی تھی تو گر پڑی اور اُسنے دیکھا کہ مہلک جادو کھڑا ہے اور
مہلک نے بھی دیکھا کہ ایک عورت گر پڑی دیکھا جو سہی تو عظام کی دوا ہے پکارا کہ اری تجکو
کیا ہوا پس اُسنے کہا کہ جمشید و سامری نے مر ہوی اے مہلک قلعۂ عظامیہ مین یہ حال ہوا

کو عظام جادو کو آفتاب جادو نے مار ڈالا یہ کہکر سب حال بیان کیا مہلک جمرکیفیت
سُنکر قلعہ کے برابر آیا اور اُسنے برف گرائی کہ وہ تین سو ساحر ہلاک ہوا پھر پتھر برسائے شاپور
اور حنظل حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہی اور دَدَا نے کہا اے مہلک دیکھیے وہ چارون جادوگر
کھڑے ہین مہلک نے سحر کرکے چار گھڑی مین سبکو قید کیا اور جو شریک ہو گئے تھے
وہ مہلک کے پانون پر گرے مہلک سب کو باندھکر لیچلا دَدَا نے کہا اے مہلک ایرج بھی
میرے پاس ہے مہلک یہ سُنکر نہایت خوش ہوا اور مہلک کو اپنے مکان مین لائی نذر دی
اور کہا بلالون اندر دالان مین چلیے ہین محبوب جادو کو چھوڑ گئی دالان مین جاکر دیکھا
محبوب جادو کو نپایا کنیزون سے پوچھا کہ محبوب جادو کہان گئین کنیزون نے کہا ابھی کہین
گئی ہین مہلک نے آگے بڑھ کے جو دیکھا تو ایرج کی آنکھ نہین پھرتی ہے مہلک نے کہا کہ
دَدَا یہ تو سرد ہو گیا دَدَا دو ہاتھ پکڑ کے دیکھے تو واقعی مرگیا ہے ہوا جو لگی دَدَا کے ہاتھ مین آٹا لگا تھا
خشک ہو گیا مہلک نے کہا کہ ارے تیرے ہاتھ مین ماش کا آٹا لگا ہے اُسنے کہا صدقہ کی گل
یہ پکڑ آیا تھا آج کیا سڑ گیا مہلک نے ایک لکڑی سے ایرج کے پتلے کو ڈھکیلا وہ ماش کا پتلا
تھا گر پڑا سر الگ دھڑ الگ ہو گیا مہلک نے کہا یہ تو ماش کا آٹا ہی اے دَدَا چلو
محبوب کے پاس وہان محبوب جادو نے خوب شراب پی تھی ایرج کو نشہ تھا بارہ دریمین
پردے ڈال کے ایرج کے ہاتھ پر سر رکھے لیٹی تھی ایرج نے اُسوقت دیکھا کہ محبوب کی
چوٹی سے کچھ کھل کے میرے ہاتھ پر آرہا اُٹھا کے جو دیکھا تو کاغذ پایا اُسمین لکھا تھا کہ شاید یہ
کاغذ ایرج کے ہاتھ لگے یہ صندوق مخملی جو دھرا ہے اِسمین ایک تلوار ہے ایرج اُٹھا برابر
محبوب نے آنکھ کھولی کہا ایرج کہان جاتے ہو کہا پیشاب کو جاتا ہون محبوب جو دیکھے کہ چوٹی
کھلی ہے بے اختیار کہا ہاے میری مان نے کہا تھا کہ تیری چوٹی جو کھلیوے تو جاننا کہ تیری
جان گئی اور ایرج صندوق پاس پہونچا کہا ارے کمبخت کہان جاتا ہی میرے مارنے کا ارادہ ہی
اور دوڑی ایرج یہ نجانتا تھا کہ اُسکی قضا اس تلوار سے ہے محبوب نے ایک تارنج مارا
ایرج نے دوڑ کے ایک تلوار ماری محبوب جادو دو ٹکڑے ہو گئی سب مکان باغ بارہ دری
اُڑ گیا دیکھے تو میدان ہے خیال جو کرے قبضہ پر لکھا ہے کہ جسکے ہاتھ تلوار لگی وہ سکی

قسمت بڑی زبردست ہے اسی طلسم کے تہخانہ مین ایک گھوڑا ہے اُسپر سوار ہو کے جادوی لوح کا ٹھکانا لگیگا ایرج نوجوان تہخانہ کو لگے دیکھنے دیکھا ایک طرف گھوڑا مع ساز و یراق کھڑا ہے ایرج بسم اللہ کہکے سوار ہو کے طرف مشرق کے روانہ ہوا دل مین کہتا جاتا ہے کہ دیکھیے کدہر مقدر لیے جاتا ہے چنانچہ ایک بیابان ملا دیکھا کہ ایک درہ پہاڑ کا ہے اُسپر چار عصا بردار عصا ہاتھون مین لیے کھڑے ہین پہاڑ پر سے اُترے اور ایرج کو سلام کیا کہا ہم جانتے ہین کہ تم شکنندۂ طلسم ہو لیکن کسی نے طلسم آئینہ فتح نہین کیا ہمکو تیری جوانی پر رحم آتا ہے اے عزیز ان درون مین ایک درہ سے بہتر یہ ہے کہ نکل جا ایرج نے کہا اگر ہماری زندگی ہے اور قسمت مین ہے تو فتح کرینگے اگر نکلجانے کا ارادہ ہوتا تو کیون آتے یہ کہکے ایرج ایک سمت کو چلا عصا برداروں نے کہا بھائی اسکا نصیب زبردست ہے اُسی سمت جاتا ہے جدہر کچھ فائدہ ہو رہیگا غرض ایرج کو جاتے جاتے ایک بیابان ملا دیکھا ایک باغ ہے دروازہ کھلا ہوا ہے پہلے تو ارادہ کیا کہ باغ مین جاکے سیر کیجیے پھر خیال مین آیا کہ اے ایرج ہاتھ پانون کھلے ہوے ہین مرکب پر سوار ہو باغ مین جاکے کسی آفت مین جو گرفتار ہو جاؤ اس سے نہ جانا بہتر ہے یہ سوچ کے ایک سمت کو چلا اور مہلک جادو جو محبوب جادو کے مکان پر آیا دیکھا کہ محبوب ماری گئی مہلک نے کہا ارے دوا یہ کیا ہوا دوا نے کہا زندگی ختم ہوگئی دوست دشمن نہ سمجھی آخر اپنی جان کھوئی مہلک جادو نے کہا میرے ہاتھ سے کہان جائیگا لیکن ان قیدیون کو ساتھ لیے چلنا مناسب نہین ہے انکو قید کیجیے مہلک جادو کو سب احوال طلسم معلوم ہے یہ ایک جنگل مین گیا وہان ایک مکان بنا ہوا تھا اُسکا دروازہ کھول کے حنظل جادو آفتاب جادو شاپور اور دونون لونڈیون کو قید کیا اور آپ ایرج کی فکر مین چلا اور ایرج پہر دن رہے ایک بیابان مین پہونچا کہ وہ جنگل باغ کی طرح روشش پٹڑی سے آراستہ درخت گنجان سایہ دار لگے ہوئے کوڑیالا رشک لالہ پھولا ہوا سبزۂ زمردین لہلہاتا ہوا چلتی تو جو بن دکھاتا

**نظم**

زمین شفاف ستے صاف درو نہال سبز مثل باغ پیدا ۞ درخت اکثر مگر سب جدا رنگ ۞ نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ ۞ نواذن جابجا مرغ خوش آہنگ ۞ ہر اک کے زمزمہ کا کچھ نیا ڈھنگ ۞ لبالب آب سے نہرین ہر اک سو

جو لیجائین دل عاشق سے قابو + کوئی گل شل روے اہ بُراق + اُداہٹ مین کوئی مشہور آفاق وہان ایک نقاب دار مرکب پر سوار برچھا ہلا رہا تھا اور پیچھے اُسکے اُسکے آٹھ دس سوار کھڑے تھے اور ایرج نے دیکھا کہ نہایت خوب برچھا ہلاتا ہے اور کس خوبصورتی سے بچھے کے ہاتھ نکلتے ہین کہ طبیعت وجد کرتی ہے بس اُسنے آگے بڑھ کے کہا کہ سبحان اللہ کیا خوب برچھا ہلاتے ہو اور کیا خوب کثرت بھی بیوپخائی ہے اسمین گھوڑے نے جو جست کی جھٹکا جو پڑا نقاب کے بند ٹوٹ گئے ایرج نے دیکھا کہ ایک عورت ہے جسکا چہرہ بسان آفتاب تابان اور مہر درخشان تابندہ ہے مانگ سے اُسکی کہکشان منفعل زلف مین اُسکی شب قدر کا منفعل دل خنجر مژگان سے دل عاشق ٹکڑے ٹکڑے چھریان کلیجے پر چلین چشم فتان مفسدہ پرواز گردش مردمک چشم مضمون بیان بنی ہے گل شبو کا ناک مین دم عارض تابان سے ماہ مہر نادم ذقن سیب جنت سے بہتر انار سینہ انار بہشت سے خوشتر ناف ساغر حسن شکم لوح سیمین آئینہ کف پا حنائی رنگین ابیات

چشم کرشمہ جانِ تغافل
غمزہ نے اک خنجر مارا
ہنسنے مین وہ صفائی دندان
غیرت افزا آئینہ کی

سامان اُسکے شان تغافل
رخصت دے گر عشوہ گری کو
برق خرمن عالم امکان
شکل جبین مین یہ نور کہان ہی

پانی ہے ابرو کا اشارا
ایک ہی جلوہ لب ہے پری کا
آہ صفائی اُس سینہ کی
صورت ہے انداز کہان ہی

اِدھر تو اُسکے بند قبا ٹوٹے اُدھر ایرج کا دل ٹوٹ گیا اور اُس عورت نے اپنے سوارون سے کہا کہ عجب بات ہے کہ سالہا سال سے یہ نقاب بند ہی رہتی تھی کبھی بند نقاب نہین ٹوٹے آج کیا ہے کہ یہ ٹوٹ گئے یہ کہکے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا اے جوان تیرا کیا نام ہے ایرج نے کہا مجھے ایرج بن قاسم کہتے ہین اُسنے کہا کہ اے عزیز یہ طلسم سیر کا مقام نہین ہے یہان جو آیا پھنسا جیتے جی باہر نہ نکل سکا تم ناحق آئے ایرج نے کہا کہ ہمارے تمھارے راہ میں ملاقات ہوئی اگر اپنے گھر لے چلو تو سب حال بیان کرین یہ شہزادی کہ نام اُسکا مینا ہے جادو سے اُسنے کہا کہ اچھا چلو ایرج اُسکے ساتھ ہوا راہ مین اُسنے کہا کہ اے ایرج دس بارہ دن ہوئے ہین کہ قلعہ مینا کی کچھ خبر نہین معلوم اور مین اپنے بھائی آسمان جادو کو قائم مقام کرکے شکار کو نکلی تھی ایرج نے کہا کہ خیر و عافیت ہوگی کچھ گھبراؤ نہین مگر

حال سُنیے کہ ایک جلاد جادو ہے کہ وہ قزاقی کیا کرتا تھا اُسنے جو یہ خبر سُنی تو چالیس ہزار قزاقوں کو ہمراہ لے کر قلعہ مینا پر چڑھ آیا آسمان جادو نے قلعہ بند کر لیا جلاد جادو نے قزاقوں سے کہا کہ تم اگر ارادہ کرو تو مین نہ جاؤن اور نہین تو مین جاتا ہون اور اُدھر قلعہ کے خندق عمیق اور پُر آب ہر تو مین لچھ لچھ قلعہ پر لگی ہین تیل کے کڑھاؤ گرم ہو رہے ہین پُر اپنے پُرانے پتھر دیوار قلعہ سے لگے ہین رہٹ و رام چنگے چرخے چلستا قلعے پر رکھے ہین گولہ انداز برق انداز آتش انداز توپون کے دہنے بائین ٹہل رہے ہین آسمان جادو زیر نگیہ زرتار تاج شاہی سر پر رکھے کرسی پر بیٹھا ہے کہ

نظم

ہوا اک بات کہنے مین وہ تیار
لگین ہر سمت توپین اور بندوق
کہ جانا جسکے منہ پر سخت دشوار
کیا سب بند و بست السباب پیکار
بنایا قلعہ کو آتش کا صندوق
غرض در بند و خندق کر کر پُر آب
جو کچھ اسباب جنگی ہوے درکار
نہ پائے جسمین لشکر غیر کا راہ
رکھی چارو طرف آتش کی وہ بار
مہیا جنگ کا تھا سارا اسباب

جلاد جادو مرکب کو دوڑا کے چلا قلعہ والون نے ایک نامہ لکھکر تیر مین باندھ کر پھینک دیا اُسمین لکھا کہ اے جلاد جادو کیون اپنی جان دیتے ہو پھر جاؤ نہین تو ہم گولے مارین گے تمھارا کہین ٹھکانا نہ لگیگا جلاد نے اُس نامہ کو پڑھا اور کہا ع چشم من نبیار از ین خواب پریشان دیدہ است اور گھوڑا اڑا لے کے چلا قلعہ پر سے گولون کی بوچھاڑ ہونے لگی اور جھکا جھکا کر توپین گولے مارنا شروع کیے کہ وہ میدان تمام آتش بہار ہو گیا لیکن جلاد جادو گولون کو بچاتا ہوا اور سحر سے روکتا ہوا قریب خندق پہونچا اور خندق کو فرا گیا اسوقت چھپرون مین آگ لگائی گئی تیل کے کڑھاؤ ہانڈیان بارود کی پڑنے لگین اینٹین اور تیر قلعہ دار مارنے لگے ابیات

لگا چھٹنے قلعہ کا توپخانہ
کہ جون بادل مین ماری برق چشمک
وہ بندوقونکی چھٹنا ہر طرف باڑھ
شب یلدا مین جون تیر شہابی
ہراسان جسکی آتش سے زمانہ
نکلنا توپ سے گولے کا رخشان
کہ شمشیر اجل مین الٹے تھی باڑھ
دھوئین مین اسطرح اڑجائے بجلی
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
یہ گولہ سے نکلے تھا شتابی

جلاد جادو نے سپر فراخ دامن چہرہ پر رکھ کے ان ملاؤون کو جھیلا اور گرز مار کر پھاٹک توڑا اسوقت تو فوج بھی اُسکی لپنا لپنا کہکے چلی اور مٹی کی ٹوکریون سے خندق کو پاٹا نردبانین لگا لگا کے قلعہ پر چڑھ گئے کچھ لوگ دروازے سے

داخل ہوے ادھر کی فوج بھی آئی اور تلوار چلنے لگی کہ پھر تو اشعار

جوانون نے پیا بس آب پیکان
کرون کیا دشنۂ نازک کی تقریر
ہوا ہستی سے بعضو نکا نشان گم
ہوے کفار کچھ گولون سے فی النار

درآوردہ ہوا لشکر وہ اکبار
کہ پہلو انسے تھے قندیل پر تیر
ہزارون ہی غرض مجروح تن تھے
ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار

کہون کیا مین ہو جو تیر باران
لگی چلنے ہم دونون مین تلوار
ادھر اودھر ہوے مجروح مردم
ہزارون مُردے بے گور و کفن تھے

عین گرمی جنگ مین آسمان جادو کا جلاد جادو سے مقابلہ ہوا آسمان جادو نے تلوار ماری جلاد جادو نے سپر پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا تو سپر کو کاٹ کر خود و مغفر زرہ ٹوپ کو کاٹ کر تا دو ابرو تلوار اُتری آسمان جادو نے دو اسلئے مارے کہ تیغہ جھنّا کے نکلگیا مگر جلاد جادو نے کمر مین ہاتھ دے کر آسمان جادو کو اُٹھا لیا اور چکر دے کر زمین پر مارا اُسوقت سب فوج بھاگ گئی اور اُسنے آسمان جادو کی مشکین باندھین اور اپنی فوج کے حوالہ کیا پھر وہان سے دارالامارت شاہی مین آیا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوے اُسنے اُنسے کہا کہ ای رئیسو شریفو ایک رنڈی ہے مینائے جادو وہ میرا کیا کر سکتی ہے جسکو کہ میری اطاعت کرنا ہو وہ تو قلعہ مین رہے اور جسکو نہ کرنا ہو نکل جائے کچھ لوگ تو پہلے ہی بھاگ گئے تھے جو باقی تھے اُنھون نے اطاعت کی شادیانے عشرت کے بجنے لگے اور جلاد جادو نے خزانہ کھلوا کے روپے لوگون کو بانٹے اور بعشرت تمام بیٹھا لیکن ملکہ مینائے جادو جو ایرج کو لیے آتی تھی راہ مین اُسنے خیال کیا کہ ایرج پوشاک اور کپڑے طلسم کے نہین پہنے ہے بلکہ جیسے خداپرست پہنتے ہین وہ لباس پہنے ہے یہ ضرور خداپرست ہے اس قسم دے کے پوچھنا چاہیے یہ سوچ کر ایرج سے کہا کہ تمکو قسم اپنے دین و مذہب کی سچ بتاؤ کہ تم کون ہو ایرج نے سب حال بیان کیا اُنکو ڈر کسکا تھا مینائے جادو نے اپنے دل مین کہا کہ شکنندۂ طلسم ہے گھر غارت کرنے آیا ہے اسکو چلکر کسی درے مین زیر کر کے مار ڈالیے اسی فکر مین تھی کہ ایک درہ پہاڑ کا معلوم دیا اُسمین اُتر کے کہا کہ کوئی شراب لائے وہ جو سوار ساتھ تھے گھوڑے دوڑا کے گئے اور گلابیان شراب کی لائے مینائے جادو کی چوٹی مین ہمیشہ زہر کی رہا کرتی ہے اُسنے ایک گلابی مین زہر کو ملایا اور ایرج سے کہا کہ لو شراب پیو ایرج نے کہا کہ

نشہ خوب ہوا اور مین پیتا بھی کم ہون اس اثناء مین دیکھا تو بہت سے جادوگر گٹھریان بقچیان
لیے ہوے زخمی برہنہ پا برہنہ سر کچھ عورتین کچھ بچے کچھ لڑکے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ مین لیے مان کا
دامن پکڑے مان اُسکی ہمیشہ پکارے بھاگے ہوے کتنی چلی آتی ہین مینا ے جادو نے پہچانا کہ یہ
تو میرے قلعہ کے لوگ ہین پس یہ بدحواس ہوئی اور پکاری کہ انکو کیا ہوا کس نے زخمی کیا اُن لوگون
نے جو مینا ے جادو کو دیکھا تو کل حقیقت بیان کی ملکہ نے کہا کہ مین کیا کرون وہ مرد ہے میرے
اُسکے مقابلہ کیا ایرج نے کہا کہ ای ملکہ تمنے مجھپر احسان کیا ہے کہ اسوقت شراب پلاتی ہو اور گھر لیے
چلتی ہو تم مجکو لے چلو مین بحکم خدا ایک ہی ضرب مین دو پرکالہ کر دونگا ملکہ سمجھی کہ جمشید اور
سامری نے اسی واسطے اسکو بھیجا تھا اگر فتح ہوئی جب تو تیر املک ملا ورنہ ناحق تو اُسکو زہر
دیتی ہے پھر یہ یون ہی مرجائیگا مار ڈالنے سے اسکے مطلب ہر کیا مضائقہ ہے لے چل یہ
سوچ کر گلابی زہر کی اسنے پھینک دی ایرج نے کہا تمنے شراب کیون پھینک دی کہا مین اُٹھاتی
تھی میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی قصۂ مختصر سوار ہو کے دونون چلے جبکہ دو تین کوس پر قلعہ
رہگیا دیکھا کہ گانون گراؤن دیہ قریہ اطراف جوانب سب کو لوٹ لیا ہی جبکہ نزدیک قلعہ کے
پہونچے قلعہ پر لوگ دوربین لگائے ہوے بیٹھے تھے دیکھا کہ مینا ے جادو ایک سوار کو لیے
چلی آتی ہے دوڑ کے جلاد جادو کو خبر کی جلاد جادو نے کہا ایک رنڈی کے واسطے دروازہ بند کرنا
بہادری سے بعید ہے ارے میرا مرکب لاؤ اور سوار ہو کر چلا اسمین مینا ے جادو آپہونچی جلاد
پکارا ارے تیرے سپاہی کو مین نے مارا کام تمام کیا قلعہ بزور شمشیر مین نے لیا اگر تو
چاہے تو تجکو ایک حویلی بخشے قلعہ کے باہر ہو اور دن بخوبی روٹیان کھایا کر ایرج نے کہا
جو بہادر ہوتے ہین وہ روبرو لڑتے ہین یہ نہین کہ ملکہ تو شکار کو گئی مکان خالی دیکھ کے لے لیا
پھر کہتا ہے بزور شمشیر لیا اب اگر لے لیوے تو ہم جانین کہ بزور لیا جلاد نے کہا اے تو کون
ہے نام تو بتا کہا منم ایرج بن قاسم لعل ختنان خاور سیاہ تیری قضا مجکو یہان لائی
ہے جلاد جادو نے طیش کھا برچھا بڑھا کے سامنے آیا ایرج نے ملکہ کے ہاتھ سے برچھا لیکے
سامنا کیا نیزہ بازی ہونے لگی ایرج نے ایک جگہ اٹکل کی نیزہ سے نیزہ ملا کے
جو جھٹکا مارا صاف جلاد کے ہاتھ سے نیزہ نکلگیا جلاد نے دوڑ کے تلوار ماری ایرج نے سپر پھوک کے

تلوار ماری جلاد جادو نے سحر کیا دستانے مارے لیکن انگلی کاٹ کے نکل گئی چادر خون کی
منہ پر چھوٹنے لگی جلاد جادو مرکب سے کودا ایرج بھی کودا کشتی ہونے لگی بعد پہر بھر کے جلاد
جادو نے دیکھا کہ ایرج زبردست ہے ایسا نہو کہ باندھ لے سحر کرکے پکڑ لے یہ سوچ کے سحر کیا
ایرج کے ہاتھ پاؤن ڈھیلے ہوگئے جلاد جادو پکڑ کے لیچلا ملکہ مینا سپہر جادو نے کہا ایسے
جوان بہادر کہان پیدا ہوتے ہین جو بگاڑنے واسطے اپنی جان دین دوڑ کے پکاری ای شہریار
دل کا حال کہو کیا ہوا ایرج نے کہا ملکہ دغا کی مینا سپہر جادو بھی سحر مین گرفتار ہوگیا
ایک پچکاری پانی کی سحر کرکے ماری تھوڑا پانی ایرج کے منہ مین گیا ایرج پرسے سحر اتر گیا
مینا سپہر جادو کے بازو پر یکہ بندھا ہوا تھا کہ سحر اثر نہ کرتا تھا ملکہ نے ایرج کے بازو پر باندھ
دیا جلاد نے ہرچند سحر کیا کچھ اثر نہوا مینا سپہر جادو نے ای شہریار مارئیے اسکو ایرج نے
شانے پکڑ کے ایک ہٹکا دیا چھاتی مین سر دیکے لیچلا یہان مارا یہان پچھاڑا چند قدم لیجا کر
کمر مین ہاتھ دیکے اٹھا برابر ایک غار مین مارا ہڈی پسلی برابر ہوگئی ایرج نوجوان تلوار
کھینچ کے قلعہ کے اندر گھسا مینا سپہر جادو کی فوج نے جلاد کی فوج کو جو تھی مار تلوارن بھگا
دیا اور بہت سے لوگون نے اطاعت قبول کی مینا سپہر جادو زرنثار کرتی ہوئی ایرج سے
داخل قلعہ ہوئی کہا اے ایرج نوجوان پہلے مین تیری دشمن تھی لیکن اب تیری دوست ہون
مقرر تو طلسم فتح کریگا یہ کہکے کہا باغ عیش مین جشن کی تیاری ہوئی جبکہ تیاری ہوچکی خبر ہوئی
ملکہ مع ایرج سوار ہوکے باغ مین گئی تخت پہ بیٹھی دیکھا نہایت پرتکلف باغ تیار ہے ناچ
ہونے لگا راگ کا سمان بندھا بعد ناچ کے دسترخوان چنا گیا ملکہ و ایرج نے کھانا کھایا شراب
کباب اڑ رہے ہین جو آتا جاتا ہے ایرج کو نذرین ہوتی جاتی ہین اور وہان مہلک جادو
فکر مین ایرج کی دوا سے کہتا جاتا ہے کہین ایرج کا ٹھکانا نہ لگا چنانچہ کچھ آدمی زخمی
معلوم دیے مہلک جادو نے ایک دوسترہ زمین پر مارا ایک اژدہا پیدا ہوا
مہلک سحر کا اسباب آراستہ کرکے چلا اژدہا بھی چلی جبکہ قلعہ مینا پر آیا اژدر قلعہ سے بلند ہوا
لوگون نے خبر مینا سپہر جادو کو پہونچائی لیکن اسکا ایرج کے بازو پر بندھا ہوا تھا ملکہ بھی
بھول گئی تھی ایرج تلوار پکڑ کے اٹھا اور سامنے مہلک جادو کے آیا مہلک نے کہا

منم مہلک جادو کے گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت بروی ایرج نے کہا منم
ایرج نوجوان مہلک سپ اژدر رو با کے آگے آیا اژدر کے منہ سے آگ نکل رہی تھی بہت
سے جادوگر جل گئے مہلک جادو نے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے سپر پر روکی سپر کے دو
دو ٹکڑے ہوئے ایرج نے خالی دیے کے برابر سے ایسی ایک تلوار ماری خود و مغفر عرق
چین کاٹ کر مع اژدر دو ٹکڑے کیے لیناکہ ناکشتی مرانام من مہلک جادو بود دوا جو دیکھے تو
مہلک مارا گیا مرأت جادو جاگی اور ایرج کو ضیائے جادو کے مکان میں آئی ایوان
شاہی میں نالہ جو ہونے لگا ضیائے جادو کہتی تھی عجب مقدمہ ہے اب تو مہلک جادو
مارا گیا آگے دیکھیے کس طرح پر سامنا ہوتا ہے لیکن ضیائے جادو کو نہایت خوشی
تھی اور جس وقت مہلک جادو مارا گیا گنبد میں سے شاپور شیر دل و حنظل جادو
و آفتاب جادو دونوں لونڈیاں چھوٹیں حنظل جادو نے کہا جسنے قید کیا تھا یا تو وہ مارا گیا
یا مجھ اسکے مزاج میں رحم آیا کہ چھوٹ گئے یہ کہکے پانچوں شخص وہاں سے چلے ایرج نوجوان کی سبب
کو فکر ہے مہلک جادو و مرأت جادو کو اپنے مکان میں بٹھا آیا تھا جسوقت مہلک جادو
مارا گیا وہ دریا خشک ہوگیا مرأت جادو کہ یہ حال دیکھ کر بسان آئینہ حیران ہوگئی
ہر ایک کا منہ دیکھنے لگی دل میں کہنے لگی مہلک جادو ایسا نہ تھا کہ مارا جاوے جھوٹ
ہے پھر کہتی ہے کہ اگر مارا نہیں گیا تو دریا خشک کیوں ہوا مقرر مارا گیا اسے ملکہ مرأت جادو
غضب خان چوب زن کو نامہ لکھ یہ خیال کرکے پانچوں آتیوں کو بلاکے وہ مکان
ہوکے کہا میں غضب خان چوب زن کو لکھتی ہوں دس بارہ روز سے وہ
شکار کھیلنے کو گیا ہے میں مقرر بلاتی ہوں یہ کہکے وہاں سے سوار ہوکے اپنے مکان میں
آئی لوگوں نے مجرا کیا کہا ملکہ دو روز سے تم نہیں آئیں ہمارا دل لگا ہوا تھا طبیعت
نہایت متفکر تھی دیکھا کہ مرأت جادو حیران ہے آنسو بھرے ہوئے ہیں ایک ذی عرض
کی ملکہ ہمکو آپ کی طبیعت متفکر معلوم ہوتی ہے کیا باعث ہے مرأت جادو نے کہا تقدیر
سے قدیر یوں معلوم دیتا ہے کہ طلسم ٹوٹ جاوے یہ کہکے نامہ غضب خان چوب زن کو
لکھا کہ طلسم آئینہ میں حمزہ کا پوتا پر دوتا آیا ہے چنانچہ مہلک جادو مارا گیا حنظل جادو سے

بہت لوگ مل گئے ہیں معلوم یہ دیتا ہے کہ طلسم ٹوٹ جاویگا بہتر یہ ہی کہ اپنے تئیں جلد بہونچاؤ
اور ایک جادوگر کو بلا کے کہا جلد بہ نامہ غضب خان چوب زن کے پاس لیجا وہ شکار کو
طرف کوہ عقیق سلیمانی کے گیا ہی اور غضب خان کوہ عقیق کے جنگل میں شکار کھیلتے خیمہ میں
داخل ہوا تھا وہاں کباب لگ رہے تھے شراب پیتا تھا اور کباب کھاتا تھا چالیس ہزار جادوگر
بارہ ہزار سوار کا لشکر پڑا ہوا تھا تمام لشکر میں نیل گاو ہرن چیتل پاڑھے بارہ سنگے کباب ہو
رہے تھے لوگ بیٹھے ہوئے تھے کوئی کباب لگاتا تھا کوئی قورمہ پکاتا تھا کسی نے پلاؤ پکایا
تھا کوئی قلیہ پکا رہا تھا دھوم دھام تھی خلقت کا اژدحام تھا کہ وہ جادوگر نامہ لیکر آیا خبر
ہوئی کہ مرات جادو کے پاس سے ایک جادوگر نامہ لایا ہے غضب خان نے کہا
کہ بلالو وہ آیا اور اسنے سلام کر کے نامہ دیا اسنے نامہ پڑھا رنگ اسکا سفید ہو گیا اور کہا کہ اے
قاصد حال تو بیان کر کیا مقدمہ گذرا اسنے سب حال بیان کیا غضب خان کو ایک
سناٹا آیا اور قاصد نے کہا کہ جلد تشریف لے چلیے دیر نہ کیجیے لیکن غضب خان نے کہا کہ ای
طوفان جادو یہ کونسا مکان ہی کہ جہاں ہم شکار کھیل رہے ہیں طوفان نے کہا کہ کوہ
عقیق ہی اور یہاں لقا بھی اترا ہوا ہے خدا پرستوں سے سامنا ہے غضب خان نے کہا
کہ اے بھائی ایرج نے تہلکا طلسم میں ڈال رکھا ہے مولک مارا گیا مرات جادو
نے نامہ مجکو لکھا اور طلب کیا ہی جی چاہتا ہے کہ پہلے لشکر حمزہ کو غارت کروں بعد اسکے طلسم
میں چلکے ایرج سے سمجھ لینگے طوفان جادو نے کہا کہ سامنا ایرج سے ہے اور ملکہ مرات
جادو حیران ہی بہتر یہ ہے کہ طلسم کو چلیے ادھر سے جب پھریے گا تو سمجھ لیجیے گا اسنے کہا کہ میں
ایکدن خداوند لقا کے پاس رہونگا دوسرے دن چلونگا اسمین قاصد نے کہا کہ کل تو تم
چلوگے ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے پس غضب خان سوار ہو کے مع قاصد و لشکر کے
قلعہ کوہ عقیق کو روانہ ہوے جاسوس غضب خان کا حال دریافت کر کے لقا
پاس گئے اور بادشاہ سے عرض کی کہ ایک شخص غضب خان چوب زن
چالیس ہزار جادوگر اور بارہ ہزار سوار سے آیا ہے باشندہ طلسم آئینہ ہے لقا نے منصور
کوہی عنصر کوہی زاغ چشم کوہی بختیارک وغیرہ کو استقبال کو بھیجا بختیارک نے اکر لشکر اسکا اتروا دیا

بارگاہ مین سامنے لقا کے آیا اُسنے نذر دی تخت کو بوسہ دیا تخت کے گرد پھر ادنگل بیٹھنے کو ملا
آداب بجالا کے بیٹھا سب نے دیکھا کہ نہ سپر ہے نہ تلوار ہے مگر یہ ایک چوب کاندھے پر دھری
ہے بختیارک نے کہا کہ کیون غضب خان مزاج تو اچھا ہے خداوند کل فرماتے تھے کہ غضب خان
کو مین یاد کرونگا کہ غضب خان نے کہا ہم بندے تابعدار ہین خداوند نہ یاد کرین گے
تو کون یاد کریگا لقا قہقہہ لگا کر ہنسا اور کہا کہ دیدنی قدرت مرا بختیارک نے کہا کہ ہم تو ہمیشہ
سے سمجھتے ہین اور جو آپ نے فرمایا تھا وہ آج سامنا ہوا غضب خان سے کہا کہ خداوند
لقا کو تو سب معلوم ہے لیکن ہم سے بیان کیجیے کہ آپ کا مکان کہان ہے اُسنے کہا کہ مین
طلسم آئینہ کا باشندہ ہون اُسمین ایرج گیا ہوا ہے مجکو مرات جادو نے بلا بھیجا تھا
مگر میرے خیال مین یہ آیا کہ پہلے لشکر حمزہ کو غارت کرون تو پھر جاؤن بختیارک ہنسا اور
کہا ایرج بڑا صاحب نصیب ہے اُسکے خدا نے یہ تدبیر کی کہ غضب خان یہین
مارا جائے اور طلسم فتح ہو جائے اسے غضب خان تم چوک گئے پہلے طلسم کو
جانا تھا اب بھی چلے جاؤ اگر وہان مارے جاؤگے تو دفن کفن اچھا ہوگا اور یہان مارے تو جاؤ
گے غضب خان نے کہا کہ تو بڑا بدزبان ہے لوگون نے کہا کہ یہ بختیارک وزیر اعظم شیطان
درگاہ خداوند ہے جو چاہتے ہین وہ کہتے ہین تمیز کیا ہے خداوند کو بھی کہتے ہین غرض یہ ایک
روز تو آسودہ ہوا دوسرے دن جب وہ زمانہ آیا کہ روے شاہد روز سیاہ ہوا اور دامن روز تار ہوا پھر کیا نظم

یکایک مثل بخت ناتوان مین
ہوا خورشید پھر محتاج تمکین
فلک پر مہر کا عارض ہوا زرد
ہوا مغربی سے دل کیے سرد

علم سے غضب خان کے طبل جنگ بجا ہرکارے دوڑے ان دوان خدمت والاے صاحبقران مین حاضر ہوئے اور دعا و ثناے شاہنشاہی بجالا کر بیان کیا

جم حشم انجم سپہ گردون شکوہ
پانی پانی شرم سے ہوئے سحاب
جس سحر جرات سے کھینچی تیغ
آسمان کے خیمہ کی کاٹی طناب
مرجع خرد و کلان عالم مآب
فخر سام و رستم انکی بندگی
ڈھال رکھے منھ پہ نکلا آفتاب
دست ہمت گر شرار بار ہو
داخل خدام یان افراسیاب
رزم گہ کے حصہ مین ہل چل پڑی
بجواے باقی خیر و عاقبت

غضب خان جادو نام ایک ساحر ناکام نے طبل جنگ
امیر نے حکم دیا ابوالفتح نے طبل سکندری پر چوب لگائی تو

شر و فساد ملتوی ہوئی دربار سویرے سے برخاست ہوا آلات حرب و ضرب صیقل ہونا شروع ہوئے تیر اور سنانون کی زبانین تیز یون برآئین گرزون کو سربلندی حاصل ہوئی دل مغرور کی خود پسندی مٹی تلوارین چمکنے لگین اسطرح لہرین لیتی تھین کہ جیسے دریا کی موج ہوتی ہے تلوار کا گھاٹ ملک عدم کا راستہ تھا اجل کا فرشتہ لڑنے والون پر ہنستا تھا بہادرون کے لبون پر کف غیظ اجل آگئے تھے ارادے دست و بغل کے بڑھے تھے طول ہر مقام پر بجا ہی شب بھر یہی ہنگامہ رہا جب فروغ شمع مٹ گیا اور مشعل خورشید روشن ہوئی نظم

کہ جب اُس رات نے انجام پایا
سحر کی روشنی سے نام پایا
جو لی پھر شب نے سر پر چادر نور
ہوا حسن فروغ صبح مشہور

صبح کو امیر باتوقیر ورد وظائف فراغت کرکے در دولت آسمان جاہ ظل اللہ پر تشریف لائے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے ابیات

ہوئی صبح قیامت جب نمودار
ہوئے تیار بہر جنگ و پیکار
لیے ہمراہ اپنے لشکر فوج
کیے تو قلزم ہستی کی ہر موج
مصمم بر سر خونریزی و جنگ
چلے وان سے امیر برق آہنگ
چلے تیار مردان نمک خوار
گیا دالان صحرا خون سے گلزار
لقا بھی اور امیر صاحب ننگ
ہوئے دونون مقابل بہر جنگ
صفین دونون ہوئین آراستہ جب
کہ لڑنے کے سوا اب نہین اب
دو جانب سے نقیبان سرافراز
نکل کر بولے ای مردان جانباز
دم تیغ آج یان طعمہ جنگ ہے
نکل کر کہا اے تو شرط نمک ہے
بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کہا واہ آفرین ساری جہان ہے
کہ داب تیغ خون آشام روشن
کہ ہو جس سے تمہارا نام روشن
تمہارا جگ مین ہو نام نکوئی
کرو میدان مین اپنی سرخروئی
وہ لوٹے جب نقیبون نے سنائے
جوانون کے لہو نے جوش کھایا

میدان مین جب صفین آراستہ ہوچکین نقیب لقابت کرکے ہٹ گئے لیکن وہان شغق جادو سے جرأت جادو نے کہا اے شغق دیکھ تو قاصد غضب خان پاس بھیجا پاہین شغق روانہ ہوا یہان آکر جو دیکھا تو اُسنے صفین آراستہ پائین غضب خان نے لقا کے تخت کو بوسہ دیا اور اجازت مانگی اُسنے کہا مین نے تجکو اپنے ید قدرت سے سپرد کیا زود بدو کا مسلمانان تمام کن شغق نے آکے سلام کیا اور کہا کہ ای غضب خان ملکہ تمہارے سمیلے بہار مین تمکو جو دیر لگی تو تجکو خبر کو بھیجا ہی غضب خان نے کہا کہ تم

جا کے میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا میں یہاں پہلے امیر کے لشکر کو غارت کر لوں تو پھر آؤں
شقق تو رخصت ہو گیا اور یہ میدان میں آکر للکارا کہ ای فرقۂ خداپرستان و زبردستان تم
میں سے جس کسی کا مرنے کو جی چاہتا ہو وہ آئے میرے مقابلہ میں یہ نعرہ سنکر مرزبان خراسانی
مرکب اڑا کر سامنے تخت شہنشاہ اسلام کے آیا بادشاہ نے جام کلۂ عفریت مرحمت کیا
اور فرمایا کہ جاؤ خدائے کریم کے سپرد کیا یہ گھوڑا اڑا کر میدان میں آیا اور بعد تگاور زنی
غضب خان نے اُسپر وہی چوب لگائی وہ چوب سحر کی تھی مرزبان کو غش
آیا جادوگر دو اُسے باندھ کے لیگئے اب تو سرداروں نے نکلنا شروع کیا اور گرفتار ہونے
لگے تیسرے پہر تک کئی سو سردار گرفتار ہوئے پھر طبل آسائش بجوا کے دونوں لشکر پھرے
بختیارک نے کہا سبحان اللہ کیا خوب اٹھے لشکروں نے بستر پر آکے کمر کھولی امیر کو ایک
سناٹا ہے لقا اپنی بارگاہ میں نہایت خوش اور شاد بیٹھا ہے شراب کا پیالہ گردش میں ہے
اور لقا کہ رہا ہے کہ کیوں تمنے میری قدرت کو دیکھا سب نے کہا کہ تو مالک و مختار ہے تیرے
غضب کا ٹھکانا کہاں اور وہاں مرأت جادو نے غضب خان کو نامہ لکھا کہ وہ لیکر آیا
اور اُسنے لقا کو سجدہ کیا غضب خان کو نامہ دیا اور کہا کہ ملکہ مرأت جادو نے اورار
جادو سے کہا ہے کہ کچھ لوگ اُدھر بلکئے ہیں تو اے اورار تو اُنکا سامنا کر اور تمکو جلد بلایا ہے
غضب خان نے اُسوقت لقا سے کہا کہ میں مرأت جادو کا تابعدار ہوں اگر حکم دیجیے
تو جاؤں اور فتح کر کے وہاں سے پھر آؤں بختیارک نے کہا وہیں جانا بہتر ہے کیونکہ جاؤ گے
وہاں تو مارے جاؤ گے دنیا کے دھندھوں سے چھوٹ جاؤ گے اُسنے کہا کہ او بدزبان تو کیا
بکتا ہے اُسنے کہا کہ ہم سچ کہتے ہیں جنکی عرش پر چھولتی تھی او جانتے تھے کہ ہمسا اور کوئی نہیں ہے
وہ تو مارے گئے یہ تم جو سوکھی سی لکڑی کندۂ ناتراش باندھ کر آ کے ہو اس سے کیا
ہوتا ہے ارے میاں امیر مالک اسم اعظم ہیں جب وہ نکلیں گے تب قدر و عاقبت کھل جائیگی
غضب خان نے اُسکو تو کچھ جواب نہ دیا اور رخصت ہو کر چلا امیر کو خبر ہوئی کہ
غضب خان طلسم کو گیا سنتے ہی امیر کو فکر ہوئی کہ ایسے وہاں سے فرمایا ارے کوئی
عیار ہے کہ اسکا راہ میں کام تمام کرے سرہنگ مصری کمر اتھا کہ اب بجا لایا خلعت

ہوا رخصت ہو کر چلا لشکر میں غضب خان کے جا کے جو دیکھا کہ تیاری ہو رہی ہے فراش اژدرون پر خیمہ لاد کے دو فراش بیٹھے ہیں اور اژدر اڑا جاتا ہے سرہنگ مصری فراش کی صورت بنکے مل گیا غرض دو چار خیمے لاد کے ایک فراش کے ہمراہ سوار ہو کے روانہ ہوا اور مرات جادو کو خبر ہوئی کہ حنظل جادو و شاپور کی لونڈیاں جاتی ہیں مرات جادو نے اورار جادو کو کہا جلد جا کے انکا کام تمام کرو پچاس ہزار سوار سے روانہ ہوا جب اُس مقام پر پہونچا چار طرف محاصرہ کر لیا حنظل کو خبر ہوئی کہ اورار جادو نے تمام جنگل گھیر لیا حنظل جادو نے سحر کر کے ایک سختی آسمان پر ماری تیس چالیس ورخت فوج پر اورار کے گرے اورار جادو سوار ہو کے آیا ایک ناریل مارا آفتاب جادو کا شانہ چھیلتا ہوا چلا گیا آفتاب جادو نے ترنج مارا اورار نے خالی دیا حنظل جادو نے جوتی کھول کے کاغذ کے پتلے نکالے ماش کے دانے پڑھ کے مارے چالیس پتلے تلواریں پکڑ پکڑ کے جا کر تمام لشکر تہ و بالا کر دیا ایک ایک پتلے پر سو سو آ گرے تلواریں مارنے لگے لیکن پتلے کو کچھ نہ ہوتا تھا اورار جادو نے برابر سے آ کے حنظل جادو کو ناریل مارا حنظل جادو نے خالی دیا پیچھے سے آفتاب جادو نے جو ایک مارا اورار جادو کے جو بیٹھا وار پار نکل گیا پتلے جو تھے وہ مارے سب کے باقی بھگا دیے حنظل جادو بارگاہ میں اورار جادو کے آ بیٹھی تمام مال خزانہ لے لیا اور سارے کے لوگوں نے اطاعت قبول کی اسکی خبر مرات جادو کو ہوئی کہ اورار جادو مارا گیا مرات جادو اسی ہزار جادوگر سے تخت پر سوار ہو کے چلی ایک سمت سے دیکھا کہ فوج آئی ہے پیشانیوں پر تعریف لقا کی لکھی ہے خبرداروں نے خبر دی کہ ملکہ مرات جادو غضب خان آیا اور غضب خان کو کہ ملکہ خود سوار ہو کے جاتی ہیں تخت اُڑا کے آیا مجرا کیا تاج اتار کے مرات جادو کے پانوں پر رکھ دیا کہا آپ کی لونڈی غلام ایسے ہیں کہ پکڑ لاوینگے ذرا سے کام کو اسواسطے آپ نے ارادہ کیا ہے مناسب نہیں ہے آپ تشریف لیجائیے غلام انکو پکڑ لاتا ہی یا انکا کام تمام کرتا ہے یہ کہکے بمنت و سماجت مرات جادو کو پھیر دیا اور اپنا خیمہ ستادہ کر دیا سرہنگ مصری تو بارگاہ میں ہے اور غضب خان چوب زن سوار ہو کے میدان میں آیا خبر

حنظل جادو کو ہوئی دہی پتلے لے کے آئی غضب خان نے کہا ارے نادان ایسے
مقام پر آ کے یہ حرکت ناشائستہ کرنی بہتر نہین ہے اپنے بالون کی لٹ کتر کے مرأت جادو
کے پاس چل نہین جیتا نچھوڑونگا حنظل نے کہا ارے موے کیا بکتا ہے ہم شریک
رفیق ایرج نوجوان کے ہین ہمکو مرأت سے کیا کام آفتاب جادو نکلا غضب خان
نے کہا ارے آفتاب بیٹھے تنہر یہ کیا نمک حرامی کی آفتاب جادو نے کہا ارے کیون احمق
ہوا ہے ہمارا ساتھ کر یہ طلسم ٹوٹ چکا ہے ہم مالک ہونگے غضب خان نے کہا ارے
نمک حرام تو ہی سمجھ کے ملگیا ہے کہان جاتا ہے آفتاب جادو نے تلوار ماری غضب خان نے
خالی دے کے وہ چوب دست ماری آفتاب بیہوش ہو گیا پکڑ لیا حنظل نے سنگ
دی وہ پتلے اگر پے مار مار کے فوج کے ٹکڑے اڑا دیے غضب خان نے دیکھا یہ مارے
نہین جلتے دو سنگ دی چالیس پنجے پیدا ہوئے چالیسون پتلون کو اٹھا لے گئے حنظل نے
دوڑ کے تلوار ماری خالی دے کے چوب ماری بیہوش ہو گئی پکڑ لیگئی غرض سبکو باندھ لیا
شاپور شیر دل بھاگ کے ایکطرف نکلگیا غضب خان خیمہ مین آیا ارادہ کیا کہ
ابھی ان سبکو مرأت جادو پاس لیجلے اور مرأت جادو کو خبر ہوئی کہ غضب خان نے
سبکو گرفتار کر لیا کہلا بھیجا کہ تم آنے کا ارادہ نکرنا مین آپ آتی ہون جادوگرنی نے
آ کے غضب خان سے کہا غضب خان نے کہا بہت بہتر جو ملکہ کی
خوشی اور خیمہ مین بیٹھا اور مرأت جادو سوار ہو کے جو چلی داخل ہوئی غضب خان
نے مجرا کیا ملکہ مرأت جادو نے آفتاب کو دیکھا کہا لعنت ہے کیا حرکت کی آفتاب
نے کہا اب حرکت معلوم ہو گی اور جو کچھ کیا اپنی جان پر کیا کسی کو کیا اور شاپور جو چلا جاتا
تھا راہ مین دو جادوگرون نے پکڑا گرفتار کر کے مرأت جادو پاس لے آئے مرأت نے
کہا شکر ہے جمشید و سامری کا کہ یہ بھی کھٹکا مٹا اور پنجرے مین قید کر کے مرأت نے کہا چلیے انکا
سر کاٹیے غضب خان نے کہا مین تھکا ماندہ ہون آپ قلعہ مین تشریف لیچلیے مین کل
انکو لیکے حاضر ہونگا مرأت جادو تو چلی گئی اور غضب خان نے کہا ارے کوئی ہے
اس راوٹی مین پلنگ بچھا دے میری طبیعت سست ہے قضائے کار وہان برمنگ
مصری موجود تھا اُسنے پلنگ بچھا کے چادر پر بیہوشی چھڑک کے بیٹھ رہا اور غضب خان جا کے لیٹ رہا

جب آئینۂ آفتاب تاریک ہوا اور چراغ و شمع کے رخسار نے جلوہ دیا **بیت** عروج شام کا اقبال چمکا + لیا خورشید نے رستہ عدم کا + چار گھڑی رات گئے بیہوشی کی خوشبو دماغ میں غضب خان کے پہونچی یہ چھینک مار کے بیہوش ہوگیا کچھ فراش چوکی پر بیٹھے تھے اُنھوں نے کہا کہ یارو کچھ بھوک اور پیاس تو نہیں ہے لیکن حقے کو جی چاہتا ہے طبیعت بےچین ہے سرہنگ مصری نے کہا بھائیو مجکو بھی لت ہے یہ کہکے ایک چلم نکال کے تمباکو بھری جھوٹ موٹ پیتا ہوا آیا اور فراشوں کو دیا اونھوں سب نے ایک ایک دم لگایا بیہوش ہوگئے سرہنگ مصری نے پہلے تو غضب خان کی خوب ناک مروڑی اور خنجر سے اُسکو ذبح کرنا چاہا لیکن خنجر چھڑ گیا پھر تو اُسنے وہ شمعیں جو وہان جل رہی تھیں سب کو ایک جا کرکے چربی پگھلائی اور کسبت عیاری سے تھوڑا نکال کے وہ چربی جوش کھائی ہوئی پلا دی غضب خان جادو تڑپ تڑپ کر مرگیا جہان فانی تیرہ و تاریک ہوگیا آندھی پانی کے بعد تھوڑے حنظل وغیرہ سب چھوٹ گئے اور فراشوں کو بھی قتل کر ڈالا حنظل نے کہا کہ اب کیا تدبیر ہے سرہنگ نے کہا کہ اب چلکے ایک پہاڑ میں بیٹھو پھر سمجھ لینگے چنانچہ ایک درۂ کوہ میں آکر بیٹھے اور شاپور نے کہا کہ اے سرہنگ آنا کیونکر ہوا اُسنے سب احوال بیان کیا شاپور نے کہا کہ خدا نے بڑی خبر لی کہ جو تمہارا آنا ہوا ہماری زندگی باقی تھی ورنہ یہ ہمکو لیجاتا مرات جادو قتل کر ڈالتی حنظل جادو نے کہا کہ اے آفتاب جادو تم باشندۂ طلسم ہو ایسا کچھ کرو کہ ایرج سے ملاقات ہو اور کوئی صورت لوح کی نکلے آفتاب نے کہا کہ ایرج کا تو کچھ احوال معلوم نہیں مگر لوح طلسم کا دستیاب ہونا ممکن ہے لیکن بڑی مشکل سے ملیگی حنظل جادو نے کہا جبتک لوح ملے جبتک ہماری آبرو خدا رکھے اسمیں شاپور اور سرہنگ نے کسبت عیاری سے کچھ میوہ نکالا اور آفتاب حنظل اور اِن دونوں عیاروں نے کھایا اور باتوں میں مشغول ہوئے اُدھر خبرداروں نے مرات جادو کو خبر پہونچائی کہ غضب خان چوب زن مارا گیا یہ حیران ہوئی اور آنکھوں میں آنسو بھر لائی رفیق بھی سناٹے میں آگئے ایک عالم سکوت کا ہوگیا ہر ایک یہی کہتا کہ اب طلسم پر آفت آئی چنانچہ ایک سرے پر طلسم کے مرات جادو ہے اور ایک طرف کو جم زرین کلاہ بادشاہ ہے مرات جادو کو خیال آیا کہ جم زرین کلاہ کو اس معاملہ کی خبر بالکل

نہین ہو ایسا نہو کہ وہ ناراض ہو اُس سے چلکر اظہار کرنا چاہیے یہ تصور کرکے سواری مانگی اور
چھ سات ہزار جادوگر ہمراہ لیکر چلی اور جاکر اُسکے قلعہ پر پہونچی دیکھا تو قلعہ نہایت خوبصورت بنا ہے
چارون کونون پر چار باغ ہین گرد قلعہ کے چھاؤن درختون کی ہے خندق پُر آب ہے پل تختہ پڑا ہوا ہے
اُدھر جم زرین کلاہ کو خبر ہوئی کہ ملکہ مرات جادو آئی ہین جم زرین کلاہ ایک بارہ دری مین
بیٹھا تھا آٹھ نو سو ساحر کرسیون پر گرداگرد بیٹھے تھے یہ خبر سنکے اُٹھا اور کہا الفت اِسکو کہتے ہین
مدت ہوئی ہے کہ ہم نہین گئے تھے وہ آپ آئین بیٹا جسم زرین کلاہ کا گلزار زرین تاج
بیٹھا ہوا تھا اُس سے اُسنے کہا کہ جاؤ ملکہ مرات جادو کو لے آؤ گلزار زرین تاج آیا ملکہ کو اُسنے
سلام کیا ملکہ نے کہا مزاج تو اچھا ہے اُسنے کہا کہ دعا کرتا ہون آپکے آنے سے نہایت خوشی
ہوئی بلکہ ملکہ گاہ کہتے تھے کہ دیکھو الفت اِسکو کہتے ہین کہ ہماری ملاقات کو مرات جادو
آئی ہین مرات جادو نے اشارہ کیا گلزار زرین تاج سوار ہوا باتین کرتے ہوئے قلعہ مین
آئے اور وہ پانچ چھ ہزار سوار بھی ایک مقام پر اُترے اور مرات جادو جم زرین کلاہ
پاس آئی اُسنے اِسکو تعظیم کرکے بٹھایا جام شراب ارغوانی دیا ناچ کا حکم ہوا اور جم زرین
کلاہ نے کہا کہ اے ملکہ آج مینے تمکو آگے سے اسوقت زیادہ دُبلا پایا اسکو تو خبرین پہونچتی رہتی ہین
لیکن اسوقت اجنبی بنکے اُسنے پوچھا کہ فکر اُداسی چہرے پر معلوم ہوتی ہے ملکہ نے کہا
آپ کو معلوم نہین کہا ہان وہ جو ہمنے سُنا تھا کہ آپکے دروازے سے کوئی خدا پرست
ایلچی ہے چند جادوگر مارے گئے مین سمجھا تھا کہ نکلگیا ہوگا یا مارا گیا ہوگا اب تلک
موجود ہے ملکہ مرات جادو نے کہا اے جم زرین کلاہ قاسم آیا ہے ایرج ہے دو عیار
ہین خنظل جادو ہے یہ سب لوگ متفق ہوگئے ہین غضب خان چوب زن
مارا گیا مہلک مارا گیا میری عقل مین طلسم غارت ہوچکا ہے جم زرین کلاہ نے کہا اے ملکہ
اِن سب کی قضا لائی ہے طلسم سے کوئی زندہ اور سلامت گیا ہو کہ وہ جاوینگے
یہ سنکے کہا ایک جادوگر سے کہ زغادہ خوک پیشانی کو جلد لاؤ وہ جادوگر گئے زغادہ خوک پیشانی
شراب کے نشہ مین بڑبڑا رہا تھا اور دو بکرے سیخ کے کباب بھنے پکے دھرے تھے دو تنگیں شراب کی
دھری تھین خبر ہوئی کہ بلایا ہے پہلے تو بڑبڑایا کیا کہ عیش مین میری خلل آیا اور بیزار ہو کے

کرگدن پر سوار ہو کے چار سو جادوگر لیکر یہان آیا مجرا کیا دنگل پر بیٹھا شراب کباب موجود
ہوا پینے لگا بعد کچھ دیر کے کہنے لگا کہ الحمدللہ آج تو یہان مرأت جادو آئی ہین حجم زرین کلاہ
نے سب حال کہا زغادہ خوک پیشانی نے کہا کہ غضب خان چوب زن اپنے برابر
کسی کو نہ سمجھتا تھا اور نہ کسی کو ساحر جانتا تھا کیسی مردار موت مارا گیا حجم زرین کلاہ نے کہا
کہ مجکو شاپور شیر دل اور حنظل وغیرہ کی خبر معلوم نہین ہے اگر ملجاتی تو کام اُنکا تمام کرتے اب
ہیچ کی تلاش کرتا ہے زغادہ نے کہا کہ مین خبر منگاتا ہون یہ کہکے ایک طائر سحر کا بنا کے
کہا کہ جلد خبر لاوہ طائر اُڑ گیا اور سب کہین بیابان اور کوہ وغیرہ مین ڈھونڈھا مگر کہین ٹھکانا
نہ ملا آخر یہ پھر آیا دل مین کہتا ہے کہ چلکے کہدے کہ ملاقات نہین ہوئی قضائے کار اُسی طرف
گذرا کہ جدہر یہ سب پہاڑ کے درے مین بیٹھے تھے یہ دیکھکے چلا گیا حنظل نے یہ دیکھا کہ جیسے
کوئی کسی کی تلاش کرتا ہے یہ طائر اُسی طرح دیکھ کے گیا ہے اُسنے شاپور سے کہا کہ یہانسے چلیے
پہلے تو شاپور اُٹھ گیا پھر سرہنگ مصری اور دونون دو طرف چلے گئے طائر نے جا کے
زغادہ سے کہا کہ سب پہاڑ کے درے مین بیٹھے ہین مین دیکھ آیا ہون زغادہ اُٹھ کے
میدان مین آیا اور دو تختیان سحر کی بنا کے ماش کے دانے اُنپر مارے کہ وہ تختیان اُڑ کر پہاڑ
کے دونون درون مین لگ گئین پہاڑ مین اندھیرا ہو گیا آفتاب جادو نے کہا مرأت جادو
نے راستہ بند کیا ہے عیار پہلے ہی نکل گئے تھے آفتاب جادو نے کہا اے حنظل مرأت
تمکو چھوڑیگی مجکو نہ چھوڑیگی کہ اسکا گھر مین نے غارت کیا ہے زغادہ جادو نے ارادہ
چلنے کا کیا ایک ساحر زاغ چشم جادو غلام زغادہ کا ہے اُسنے عرض کی کہ اے شہریار
ذرا ذرا سے کام پر آپ کو جانا مناسب نہین جسکے غلام ہم ایسے موجود ہون وہ آپ ارادہ
کرے تو تعجب ہے ہم پھر کس دن کام آئینگے حضور بیٹھین غلام آپ کا پکڑے لاتا ہے زغادہ
نے زاغ چشم کو پالا تھا نہایت اُنس رکھتا تھا اُسکا جانا منظور نہ کیا وہ منت سماجت کر کے
بدقت تمام طائر کو لے کر چلا زغادہ نے کچھ جادوگر ساتھ کر دیے جبکہ درے مین پہونچے زاغ
چشم نے ایک ناریل مارا کہ وہ تختیان لوہے کی الگ ہو گئین اُسوقت تو حنظل نے
ایک ناریل زاغ چشم کے مارا زاغ چشم نے خالی دیا اور ہنسا پھر ایک ناریل مارا کہ دو شق ہوا اور

چادر ظلمات پھیل گئی سبکی آنکھون مین اندھیرا آگیا جادوگرن نے آفتاب و حنظل کو باندھ
لیا زاغ چشم نہایت خوش خوشامدی کہنے لگے کہ واہ کیا لڑائی ماری ہو کسی کا کیا مقدور ہے جو آپ
سامنا کر سکے زاغ چشم سب کو لیکر روانہ ہوا یہان شاپور نے جو آکر دیکھا تو درے
مین کسی کو نہ پایا دل سے کہا کہ افسوس ہے اسے شاپور یہ دونون مفت مارے گئے
آخر یہ ایک سمت کو چلا اور ایک جنگل مین آکر پہونچا یہان دیکھا تو سواسو جادوگر
چلے جاتے ہین خیال مین آیا کہ باشندگان طلسم ہین کسی طرف جاتے ہونگے اور وہ زاغ چشم
کے ساتھ سے تھے شاپور بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر چلا تو اُسنے دیکھا کہ حنظل و آفتاب
بندھے جاتے ہین اور وہ جادوگر اُسکو دیکھکر پکارے کہ ارے میان جادوگر ادھر آنا شاپور
وہین سے الگ ہوا اور ایک درخت کی اوٹ کہ وہان پہاڑ بھی تھا چھپ رہا اور جب وہ چلے
گئے تو یہ بھی پیچھے پیچھے چلا اور دل سے کہتا ہے کہ اگر قسمت زبردست ہو اور نصیبون نے
یاوری کی تو کہین تو یہ ٹھہرینگے وہان کام نکل رہیگا غرض جاتے جاتے اب بستی مین
پہونچے اور وہان ایک کلال کی دوکان تھی اُسکو خبر پہونچی کہ زغادہ کا غلام زاغ چشم آتا ہے
پچاس ساٹھ کشتیان گلابیان شراب کی اُنمین لگا کے اور کچھ کباب مٹھائی خوانون مین
لگا کے مزدورون کے سر پر زاغ چشم کے پاس لایا تسلیم کی زاغ چشم نے پوچھا کہ تو کون ہے
عرض کی مین کلال ہون جو سردار اسطرف سے گذرتا ہے غلام کا معمول ہے کہ نذر لگاتا ہے زاغ چشم نے
یہ سُنکر کہا ارے خوش رہو بچھاؤ ہم شراب پئینگے اُسی جا زمین مین فرش بچھ گیا زاغ چشم
بیٹھا شراب پینے لگا کلال نے عرض کی کہ غلام امیدوار ہے کہ ملک کے یہان میرے یہان کی شراب
جایا کرے دیکھیے تو کیا چوکھی بنائی ہے یہ کہا کہ یارو میرا سر پھرتا ہے اب تو سکوت ہوا اور بھو
نکنے لگے ایک نے کہا پہاڑ ہے دوسرے نے کہا دھوان اُٹھ رہا ہے زاغ چشم نے کہا
لٹکے ابر کے ہین لوگون نے کہا سچ ہے ایک نے کہا زمین ہلتی ہے غرض سواسو جو تھے چھینک
مار کر گرے اور کیفیت یہ ہوئی ہے کہ سرہنگ نے ایک بستی مین آکر کلال بیہوش کیا ہو اور
آپ کلال بنکر بیٹھا ہے یہ اُسی کی عیاری ہے بس سرہنگ مصری اور شاپور کہ جو پیچھے پیچھے
آتا تھا وہ پکارا کہ بھائی سرہنگ واہ کیا کام کیا ہو اور دونون نے خنجر کھینچکر سب کے سر کاٹ ڈالے

صدائے دارو گیر بلند ہوئی آندھی سیاہ آئی حنظل اور آفتاب جادو کی قید چھوٹ گئی اور اُنھوں نے
کہا ای سرہنگ تجھے جان بچائی سرہنگ نے کہا چلو یہاں سے زغادہ نے ایک ساحر کو خبر
کے لیے ساتھ کر دیا تھا وہ خبر لیکر گیا اور زغادہ سے اُسنے جا کر کہا کہ ای شہریار زاغ مارا گیا
زغادہ کا رنگ سفید ہو گیا کہا ارے سنکے دیوانہ ہوا ہے وہ ایسا کون ہے کہ جسنے اُسکو
مارا تو ساتھ نہیں گیا شاید کوئی اور مارا گیا ہے اُسنے کہا جی میرے سامنے شراب پلائی اور سر کاٹا
میرے ساتھ کسی کو کردو تو مین دکھادوں گلزار زرین کلاہ نے کہا کہ اے زغادہ
اب ہم سمجھ لینگے اُسنے کہا جو کل پر وہ آج ہے یہ کہکر اُسکے آنسو بھر آئے اور کہا اگر خون کا بدلہ نہ لیا
تو اپنا نام نہ پایا یہاں آفتاب اور حنظل جو چلے تو ایک بیابان مین پہونچے وہاں کچھ جادوگر
تھے اُنھوں نے پہچانا اور کہا بھائی یہ بادشاہ کے چوٹے جاتے ہین انکو پکڑلو یہ کہکر ایک ساحر
نے ناریل مارا حنظل نے خالی دے کر ایک نارنج مارا کہ اُسکا سینہ ٹوٹ گیا وہ مرگیا آفتاب جادو
نے دوسرے ساحر کو مارا پھر تو سبکو نارنج ترنج مار کر مارا اور آگے چلے اُسوقت ایک ساحر اژدر پر سوار
اور ایک طرف سے آیا تیغہ آبدار اُسکے ہاتھ مین تھا اور پکارا کہ اے گنہگاران شاہ کہاں
جاؤگے میرے ہاتھ سے اور اژدر کو اُڑا کر ایک ناریل مارا کہ تمام جنگل مین چنگاریاں پھیل گئین
اور زمین سے شعلے اُٹھنے لگے شاپور سرہنگ تو بھاگے یہ زغادہ ہے جو اژدر پر سوار
ہو کر آیا غرض اُسنے ایک طمانچہ آفتاب کے مارا اور اُسکو پکڑ لیا اور حنظل کو طمانچہ مار کر گرفتار
کیا اور ان دونوں کنیزوں کو بھی پکڑا اور اژدر پر ڈالکر چلا سرہنگ اور شاپور تو بھاگ گئے تھے
اور یہاں بڑی دھوم سے جم زرین کلاہ نے باغ زرین مین تیاری دعوت مرأت جادو
کی ہے طوائف چلے آتے ہین ناچ ہو رہا ہے کہ خبر ہوئی زغادہ حوک پیشانی حنظل اور آفتاب
کو پکڑ لایا ہے غرض زغادہ انکو باغ مین لایا سلام کیا جم زرین کلاہ اور مرأت کو جم زرین کلاہ
نے کہا ای زغادہ تجھے بڑا کام کیا اُسنے کہا آپکے اقبال سے مین انکو پکڑ لایا ہوں اور اُنھوں نے
وہ حرکت کی ہے کہ اگر لاکھ آدمی مارے جائین جب بھی خون زاغ چشم کا داغ مٹیگا
مرأت جادو نے کہا زغادہ اب صبر کرو زاغ چشم لقا کی بہشت مین گیا غرض حکم
ہوا کہ جلاد کو بلاؤ اور شاپور و سرہنگ پھر یہاں سے جا کر پہونچے ساحر بنکر قلعہ مین گئے

اور اُس باغ مین جا کر یہ بھی پہونچے اور سر ہنگ نے شاپور سے کہا کہ بھائی ایک عیاری ہے
چاہو تو جوکھم اُٹھاؤ شاپور نے کہا کہ مین حاضر ہون کہا اچھا تم ایرج کی صورت بنو اور مین جادوگر
تو بنا ہوا ہون ہی تمکو مین مرأت کے سامنے لیجاؤنگا شاپور نے کہا اچھا اور ایرج کی صورت
بنا سر ہنگ مصری جادوگر بنکے پشتارہ باندھ روانہ ہوا یہان جلادون کی فکر ہے دونون سحر
مین جکڑے بیٹھے ہین زغادہ نے کہا وقت قتل کے سحر نہین رکھتے غرض سحر اُتار لیا اسمین جلاد آگے
ایک حکم ہو چکا جلادون نے لکیر گردن پر کھینچی خنظل کہنے لگی کہ اے پروردگار عالم تو ہی بچانے والا ہے
کچھ دل مین آرزو نہین ہے اگر ہے تو یہ ہے کہ ایک مرتبہ اور صاحبقران کے قدم نہ دیکھے سامنے
لوگ کیا دیکھتے ہین کہ ایک پشتارہ جادوگر لیے آتا ہے اُسنے آکر مجرا کیا جم زرین کلاہ نے
کہا کسکو لایا ہے کہا ایرج کو لایا ہے لیجیے اسکا سر کاٹو جم زرین کلاہ نے کہا کسکو لایا ہے کہا ایرج کو لایا ہے لیجیے
اسکا سر کاٹو جم زرین کلاہ نے کہا تمہارا کام کیا جمشید اور سامری نے اور پشتارہ کھولکے رکھا
مرأت جادو پہچانتی تھی کہا یہ ایرج ہے جسکو کیا گردن مارو مرأت جادو نے کہا بھول
گیا ہے پکڑ تو چکے ہین چلے کتاب تو دیکھے لو کتاب منگا کے دیکھی معلوم ہوا لکھا
ہے کہ آج کے دن اگر طلسم مین خون گرا تو طلسم غارت ہو جائیگا انھون
نے یہ نہ دیکھا کہ یہ ایرج ہے یا نہین مرأت جادو نے کہا دیکھا اگر مار ڈالتے تو غضب
آچکا تھا زغادہ نے کہا مین اپنے پاس قید رکھونگا وہ جادوگر جو ایرج کو لایا تھا کہا اگر
حکم ہووے تو غلام اپنے پاس رکھے زغادہ بھی ڈرا ہوا تھا کہا بہتر ہے صبح کو لے آنا تجکو انعام ہوگا
جاگیر ملیگی جادوگر نے کہا اپنا سحر اُتارو تو مین لیجاؤن جسکا سحر تھا اُسنے اُتار لیا جادوگر نے جھوٹ موٹ منتر
کے دانے پڑھکے مارے آفتاب نے خنظل کو دیکھا کہ ہمارے ہاتھ پاؤن کھل گئے پاس جا کر کہا بس چپکے چلی چلو یہ کہکے
سبھون کو لیچلا جبکہ شب گذر چکی صبح ہوئی سب کو خوشی ہے کہ آج گردن ماری جائیگی اور جلادون کو بلا
تمام شہر مین غل ہے ہر ایک دیکھنے کیواسطے آتا ہے ایک میلہ ہو رہا ہے اور سب منتظر بیٹھے ہین کہ وہ جادوگر اب آتا ہے
جبکہ عرصہ گذرا زغادہ نے کہا مین اب ڈھونڈھنے کو جاتا ہون قصہ مختصر یہ تلاش کو چلا اور خنظل جادو
و آفتاب جادو و دونون عیار ایک بیابان مین پہونچے آفتاب جادو نے کہا خنظل جادو
تم ٹھہرو مین ایک بات کہون خنظل نے کہا سامنے درہ پہاڑ کا ہے وہان بیٹھیے چنانچہ وہان

جا کے آفتاب جادو نے کہا یہاں کوئی جگہ ٹھہرنے آرام کرنے کی نہیں ہے اور ابھی طلسم ٹوٹتا
معلوم نہیں دیتا ہم تم دونوں شریک ہو کے ایک مکان سحر کا تیار کریں بھلا بیٹھنے کی جگہ تو ہووے
خفطل نے کہا بہت بہتر ہے چنانچہ خفطل جادو و آفتاب جادو نے متفق ہو کے ٹھیرے کا ڈورے
کچا سوت باندھا کچھ ماش کا آٹا لے کے در و دیوار بنانے سحر کرنے لگے بعد گھڑی بھر کے ایک
آندھی آئی تیرگی ہو گئی کچھ کھڑکھڑاہٹ ہوئی بعد چند عرصہ کے آندھی برطرف ہوئی ایک احاطہ
سنگ موسیٰ کا تیار معلوم دیا ایک دروازہ نہایت خوبصورت چاروں کونوں پر چار برج بنگلے
پڑے ہوئے بیچ میں بارہ دری عالیشان چھت پردہ چلمن فرش پلنگ شیشہ آلات
سب لگا ہوا جو پڑ کی نہر پانی سے بھری ہوئی فوارے چھوٹتے ہوئے ایک تالاب پختہ گرد درخت
لگے ہوئے شاپور و سرہنگ مصری دروازے پر بیٹھے ہوئے آفتاب جادو و خفطل جادو جا
اندر مکان کے گئے ماش کے آٹے کچے شورہ سوتلے بنا بنائے سحر کیا بعد دو گھڑی
کے کچھ لونڈیاں کچھ جادوگر تیار ہوئے آفتاب نے جو باہر آ کے دیکھا کہ دو عیار بیٹھے ہیں سرہنگ
نے کہا ملکہ عجب کارخانہ ہے دم بھر میں مکان بنا لیا غرض سب کچھ موجود شراب پی کباب کھانے
شاپور نے کہا ملکہ جس وقت ہمارا جی چاہے کہ مکان میں جائیں تو ہم آ سکتے ہیں یا نہیں ملکہ خفطل نے
کہا جس وقت تمہارا جی چاہے چلے آؤ کوئی نہ روکیگا بعد اسکے دونوں عیار ایک سمت کو
چلے سرہنگ مصری کو معلوم دیا سرہنگ مصری بھاگ کے ایک بیابان
میں نکل گیا اور زعفادہ خوک پیشانی تلاش میں اُس
جادوگر کی جو پھرتا تھا مرآت جادو کے مکان کی طرف سے نکل کے
اُسطرف جا پہونچا جدھر قاسم کا پڑا تھا زعفادہ نے پوچھا یہ
کسکا لشکر ہے لوگوں نے کہا یہ لشکر ملک قاسم لعل خفتان خاور سیاہ کا
ہے پوچھا ملک قاسم کون ہے کہا باپ ایرج نوجوان کا زعفادہ نے دل میں کہا ایرج
نے تیرا بیٹا مارا تو بھی ملک قاسم کا سر کاٹ ڈال بھلا خون کا بدلہ تو لے سوا اسکے مسلمان کا مارنا
ثواب عظیم ہے یہ سوچ کے آگے چلا ارادہ کیا کہ سب کو پکڑ لیجے قاسم کو خبر ہوئی قاسم نے
مرکب مانگا سیارہ بن عمرو نے کہا شہریار یہ طلسم ہے جتنے ہیں سب جادوگر ہیں آپ

بیٹھے رہین جانا بہتر نہین تھا قاسم نے کہا سیّارہ بن عمرو تم سچ کہتے ہو لیکن یہ بہتر ہے کہ پکڑ لیے جاوین
سیّارہ نے کہا جس طرح مناسب ہو وہ کیجیے اس عرصہ مین قاسم سوار ہوا فیروزخان
خاوری و تہمتن خاوری سوار ہوکے باہر آئے زغادہ نے کہا اے خداپرستو ہر گاہ از
روے مرگ است باید بمیدان مارے جسطرح تم لڑتے ہو مین بھی لڑتا ہون سحر نہین کرتا
ہون بزور لیجاتا ہون قاسم نے ارادہ کیا فیروزخان خاوری نے کہا پہلے میرا
سامنا ہونے دیجیے دیکھین کسطرح یہ لڑتا ہے قاسم نے قبول کیا فیروزخان نے مرکب دوڑا کے ایک
تگاوردی زغادہ نے اوجھڑ ماری فیروزخان نے سپر پر روک کے تیغہ مارا اُچٹ گیا مرکب سے کود پڑا
فیروزخان بھی کودا زغادہ نے کمربند مین ہاتھ دے کے اُکھیڑ لیا باندھ کے جادوگرون کے
حوالے کیا تہمتن خان خاوری نکلا اُسکو بھی اسی طرح باندھ لیا قیماش خان نکلا آکے تلوار ماری
اُسنے روک کے باندھ لیا قاسم نے مرکب دوڑا کے تگاوردی زغادہ تیغہ مارا قاسم نے
خالی دے کے تلوار ماری سپر پر روکی لیکن سپر کو کاٹ کے مُنہ پر پڑی اور جیسے گھن پر سے
اُچٹ جاتی ہے اسطرح سے اُچٹ گئی زغادہ نے مرکب ملا کے کمر مین ہاتھ دیکے اُٹھانا
چاہا تھا کہ پہلے قاسم کا پنجہ کمر مین پڑا زور کر کے اکھاڑ لیا تھا کہ زغادہ سحر کیا مانند
لشہ فولاد کے بنگیا قاسم نے دیکھا کہ مانند پہاڑ کے جم گیا زغادہ نے قاسم کی کمر مین
ہاتھ ڈال کے اُکھاڑ لیا اور باندھ کے حوالے اپنے جادوگرون کے کیا سیّارہ بن عمرو ایک سمت کو
بھاگ گیا تمام فوج کا رنگ سفید ہوگیا زغادہ نے کہا ارے جوانو بہادرو مین جانتا ہون تم
نوکر ہو رشتہ دار ہو تھے مین نے اُنکو پکڑ لیا یہ مکان طلسم ہے ہم غلام جمشید و سامری کے
ہین ساحر ہین یہ قدرت رکھتے ہین کہ جسکو چاہین بکری بھیڑ گائے ہاتھی کتا بنا دین
قاسم کو مُوا سمجھو یہ جو بارگاہ ہے لادکے حمزہ پاس لیجاؤ کہدینا کہ ایرج اور قاسم مارے گئے
آج تک طلسم آئینہ سے کوئی جیتا نہین گیا جو یہ جائینگے کسی نے کچھ جواب نہین دیا
اور قاسم کو ایک آرابہ پر ڈال کے داخل طلسم ہوا قضاے کار سیّارہ بھی
اُنھین ملا ہوا داخل ہوا مرأت جادو کو خبر ہوئی کہ زغادہ خوک پیشانی ملک قاسم کو پکڑ لایا
رنگی رفیق بھی ہین مرأت جادو نے کہا ارے کوئی جاکے بلا لاوے ایک جادوگر گیا اور بُلا لایا

زغادہ آیا ملکہ نے کہا زغادہ کیا کام کیا ہے کہ تعریف نہین ہو سکتی زبان قاصر ہے ہیموز غادہ
نے کہا امیدوار ہون کہ میرا بیٹا جو تغادہ جم زرین کلاہ کے ساتھ مارا گیا ہے وہین لیجا کے گردن مارون
مرات جادو نے کہا میری بھی یہی خوشی ہے لیکن شراب تو پیو زغادہ بیٹھ گیا
اور شراب پینے لگا ایک معشوق کو احتیاج ہوئی باغ مین ایک چنبیلی کے جھاڑ کے تلے پیشاب
کرنے لگی سیارہ بن عمرو نے بیہوشی کا بیضہ مارا اُسکی صورت آپ بنکے شراب پلانے لگا
لیکن سادی شراب پلائی زغادہ نے کہا ارے ایک جام میرے واسطے لا سیارہ ایک جام
لبریز کرکے لیگیا اور زغادہ نے اُٹھا لیا کہ داہنی طرف سے بجونے ہاتھ پکڑ لیا زغادہ نے سیارہ
کی طرف دیکھا دیکھنے کے ساتھ سیارہ جست کرکے چلا پھکی دے کے اُڑا جاتا تھا زغادہ نے
سحر کیا جیسے جانور کو گولی لگتی ہے اسطرح سے سیارہ آرہا جادوگروں نے پکڑ لیا کہا اسکو قید کرو
قاسم سامنے بیٹھا تھا سیارہ نے کہا غلام چھڑانے کو آیا لیکن گرفتار ہو گیا زغادہ نے کہا
مین اسواسطے نہ ٹھہرتا تھا عیار زبردست ہین اگر مین غافل ہوتا تو ابھی پیچ پڑ چکا تھا اور ارابے پر ڈالکے
سیارہ کو لیچلا سیارہ نے کہا ارے زغادہ ہمکو چھوڑ دے اگر زندگی درکار ہے زغادہ نے
کچھ جواب نہ دیا اور روانہ ہوا قضائے کار اُسی سمت سے نکلا جدھر حنظل جادو کا
مکان تھا زغادہ نے پوچھا ارے یہ مکان کسکا ہے جاکے دریافت کرو اور ہمارے پاس
بلا لاؤ چنانچہ لوگ گئے اور حنظل جادو سے کہا ایک جادوگر آیا ہے اور بلاتا ہے حنظل کو زغادہ
کی خبر نہ تھی حنظل جادو باہر نکلی دیکھا کہ زغادہ خوک پیشانی ہے حنظل جادو کی جان
نکل گئی زغادہ مرکب پر سے کودا اور کہا ارے جادوگر جس طرح تمہارا جی چاہے مجھ سے لڑو مین
ایسا نہین ہون کہ مارا جاؤن حنظل نے ناریل مارا زغادہ نے خالی دے کے دو ہتڑ زمین پر
مارا زمین تڑقی دو بچے پیدا ہوئے حنظل کے پانون پکڑ لیے آفتاب جادو نے کہا
ارے نمک حرام تو کہان جائیگا تو نے مہلک کو مار اگھر غارت کیا غرض آفتاب کو
بھی پکڑ لیا زغادہ نے سجدہ کیا کہ اے جمشید و سامری آج کا دن نہایت نیک تھا اور مین اچھی
ساعت گھر سے نکلا تھا سب میرے ہاتھ آئے اب جم زرین کلاہ پاس لیجاؤنگا یہ کہکے انکو بھی قید
کرکے لیچلا اسمین وقت شام کا ہوا جم زرین کلاہ تلک یہ نہ پہونچنے پایا کہ رات ہو گئی شب ماہ

تھی فراش باد نے فرش چاندنی کا بچھایا تھا دس بارہ کوس سے مکان حجم زرین کلاہ نظر آتا تھا
زغادہ نے کہا اس مقام پر خیمہ کرین صبح کو جائینگے اُسی وقت خیمے استادہ ہو گئے زغادہ
اُترا قیدیون کو بُلایا اور کہا ارے جادوگرو آج کی رات اور تمھاری حیات ہے صبح کو گردن مارونگا
ارے او آفتاب جادو تو سمجھا تھا کہ ایرج طلسم توڑیگا اب مین تمکو قتل کراون تو اُسکی
فکر کرون سب نے کہا ارے ہماری قضا آئی ہے تو کوئی بچا نہین سکتا اور اگر قضا نہین ہے تو تیرا کیا
مقدور جو ہمکو مار سکے غرض شراب مانگی پیلے شراب پینے لگا اور سرہنگ مصری
جو شام کو خنظل کے مکان پر آیا دریافت ہوا کہ کوئی جادوگر پکڑ لیگیا سنّاٹا کر کے آگے چلا بڑھ کے جو
دیکھے تو ایک طرف کو کچھ روشنی ہے خیمے استادہ ہین سرہنگ مصری نے کہا خدا جھوٹ
نہ کرے یہی پکڑ لایا ہے اور سرہنگ مصری ایک جادوگر کی صورت بنکے خیمے کے تلے کھڑا
ہو رہا دیکھا کہ قاسم اور فیروز خان و بہمن و قیماش و سیّارہ و خنظل جادو و
آفتاب جادو قید بیٹھے ہین جبکہ پہر رات گئی زغادہ خوک پیشانی نے کہا مین پیشاب
کو جاؤنگا ایک جادوگر نے شمعدان اُٹھا لیا اور سرہنگ مصری نے آفتابہ لیا زغادہ
چلا سرہنگ مصری نے آگے جا کے آفتابہ رکھدیا اور زغادہ خوک پیشانی جو کی
بیٹھا جبکہ پیشاب کر چکا آفتابہ اُٹھا کر آبدست کیا چاہتا تھا جیون ہاتھ ڈالا چاہتا تھا ہوا پیچھا کمند کا گلے
مین پڑ گیا ایک لمحہ مین ایک ہاتھون مین جیون چٹاخے کی آواز سُنی سرہنگ نے کہا
حاضر ہوا جادوگرون نے کہا ارے تو جو بکتا ہے کب بُلا ہے سرہنگ مصری نے کہا
بھائی تمنے سُنا بھی نہین اپنے کام مین رہتے ہو یہ کہکے جا ضرور مین گیا دیکھا کہ پھندے
پڑے ہوے ہین لیکن پیچھے گرہ کھولتے ہین سرہنگ تو بھاگا اور پیچون سے گرہین کھولین
زغادہ باہر آیا وہ خدمتگار جو کھڑے تھے بے تامل مار ڈالے وہان سے آ کے بیٹھا
کہا ملک قاسم تمھارے عیار نابکار لگے ہوے ہین لیکن تمکو کب چھوڑتا ہون ابھی کسی
عیار نے کمند کے حلقے مارے تھے مین بچ گیا اور سب بیان کیا سیّارہ نے کہا زغادہ کہا مان
کوئی تجکو مار لیگا رات یہ نہ گذرے گی اور سرہنگ مصری ایک بیابان مین نکل گیا دل
مین کہا ای سرہنگ اگر ایسا ہی بھاگنا تھا تو کیون آیا تھا چل کچھ عیاری کر یہ سوچ کر وہان سے

آیا دیکھا جادوگر بیٹھے ہیں ایک جادوگر کی صورت بن جعفر کے آیا چنانچہ سب کو بلایا جب سب بیہوش
ہوئے جمعدار کی صورت بنکے خیمے کے اندر آیا لوگوں نے کہا جمعدار کیوں آئے کہا یارو عیار لگے ہوئے ہیں
دیکھنے کو خبردار رہنا سامنے زغادہ پڑا ہے لوگوں نے کہا جمعدار ایک گھونٹ ہمکو بھی دو کہا جائی
ابھی بھرا ہے ذرا ٹھنڈا کر دو سب نے ایک ایک گھونٹ پیا سب بیہوش ہو گئے انہیں
سرہنگ زغادہ پاس گیا بیہوشی اُٹھا کر رکھے اُڑانے لگا دو مرتبہ اُڑائی کہ بچے بیدار
ہوئے ایک نے ہاتھ پکڑ لیا ایک نے غبارہ پکڑ لیا ایک بچہ زغادہ کا شانہ
پکڑ کے ہلانے لگا زغادہ خوک پیشانی کی آنکھ کھلی دیکھا تو بچے ایک جادوگر کو پکڑے ہے
بچوں نے مجرا کیا سب حال بیان کیا اُسی وقت زغادہ نے کوچ کیا دو چار گھڑی رات
باقی تھی چلا جاتا تھا چنانچہ گریبان سحر چاک ہوا کچھ اندھیرا ہے صاف روشنی نہیں معلوم ہوئی شبنم
پڑتی ہے ہر ایک گھانس پر شبنم کا یہ عالم ہے کہ موتی جڑ دیا ہے چڑیاں بولتی ہیں ڈاریں جنگلوں
کے جھیلوں پر اُترے ہیں مرغابیوں کے غول جا بجا بیٹھے ہوئے ہیں زغادہ خوک پیشانی
قید لیے ہوئے بارہ ہزار سوار سے چلا جاتا ہے ایک مرتبہ آفتاب عالمتاب مرکب پر سوار
نکلا سب نے دیکھا کہ آفتاب صاحبقران ہے تلوار ہاتھ میں مرکب طلسمی پر سوار قضا سے
کا روہ آگے بندھا ہوا ہے ایک مرتبہ سامنے آیا بہت سے لوگ پہچانتے تھے اُنھوں نے کہا
ایرج نوجوان یہی ہے زغادہ نے کہا عجب آجکا دن ہے کہ جسکا قصد تھا وہ بھی آپ سے بغیر
تجسس ہاتھ لگا ایرج نے جو دیکھا کہ قاسم و سرہنگ و سیارہ و حنظل جادو و
آفتاب جادو سب قید ہیں ایرج نوجوان نے نعرہ کیا ارے خیرہ سر کجا میروی بلا زدست
من سیارہ نے قید میں سے کہا وہ مارا زغادہ نے ایک ناریل ایرج پر مارا ایرج بچا
کے آگے گر پڑا تیر و پیکان مارا ایرج کے نہ لگا جب تو جھنجھلا کے زغادہ نے تلوار ماری ایرج نوجوان
نے خالی دے کے وہ محبوب جادو والی تلوار مرکب کو چمکا کے برابر آ کے ماری مع مرکب
چار ٹکڑے ہوئے اندھیری اور تیرگی چھا گئی ایرج نوجوان فوج پر آ رہا جادوگروں کے بیچ قاسم
اور فیروز خان خاوری و تہمتن خان خاوری و قیماس خان کے ہاتھ کھل گئے
پھر تو ان لوگوں نے تلواریں پکڑیں اور فوج پر آ گرے حنظل نے کہا ایرج سبحان اللہ فوج ماری پڑی کچھ بھاگ گئی

حنظل جادو نے کہا ای ایرج نوجوان خوب ہوا تجھ سے ملاقات ہوئی سامنے درہ پہاڑ کا ہے
وہاں چلکے کچھ تدبیر کیجیے سب ملکے درہ پہاڑ میں چلے اور فوج جو بھاگی طرف جم زرین کلاہ کے گئی ایرج
نوجوان و ملک قاسم و آفتاب جادو و حنظل جادو و سیارہ و سرہنگ مصری و
شاپور پہاڑ کے درے میں بیٹھے ہیں قاسم نے کہا نہیں معلوم فوج کا کیا حال ہوگا حنظل جادو
نے کہا جو اِس طلسم کی رہنے والی ہے تمہارے ساتھ اُسنے مرنا اختیار کیا اور شکنندہ طلسم ہے ایرج
نوجوان اے ملک قاسم تمہارا رہنا خوب نہیں ہے میں آفتاب جادو کو آپکی فوج میں
پہونچائے دیتی ہوں ایسے ویسے جادوگر سے لڑنے کو بہت ہے قاسم نے کہا جسطرح
تمہاری خوشی حنظل جادو ملک قاسم کو اور آفتاب جادو کو لیکے چلی اور سیارہ
کو بھی لیا آفتاب جادو کو راہیں تو معلوم تھیں اور ساحر بھی تھوڑے عرصہ میں پہونچے
حنظل نے کہا ای آفتاب جادو تم اپنے تئیں ظاہر نہ کرنا جب کوئی آفت آوے اُسوقت
ظاہر کرنا اسمیں جان رہے یا جاوے یہ کہکے حنظل جادو رخصت ہوکے ایرج کے پاس
آئی کہا میں پہونچا آئی لیکن اے ایرج نوجوان ایک بات کا تعجب ہے یا تو اُسنے جادو نہیں کیا
یا تم پر سحر اثر نہیں کرتا ایرج نوجوان ایک بات کا تعجب ہے یا تو اُسنے جادو نہیں کیا یا تم پر سحر اثر نہیں
کرتا ایرج نے اُسکا جواب نہ کہا اتنا کہا کہ وہ جادو نکرنے پایا تھا کہ پہلے میری تلوار پڑی حنظل نے
کہا بغیر تدبیر لوح ٹھکانا ملنا معلوم نہیں دیتا ایرج نوجوان نے کہا ای ملکہ حنظل اگر مقدر میں ہے تو
طلسم توڑتے ہیں یہ کہکے مرکب پر سوار ہوا شاپور شیردل اور سرہنگ مصری
نے عرض کی ہم جان دینے کو حاضر ہیں لیکن جدھر حضور جاویں وہ سمت معلوم ہووے ہم حاضر
ہو نگے اور وہ فوج جو بھاگی تھی جم زرین کلاہ سناٹے میں آیا اور کہا ارے کیونکر مارا گیا ہے لوگوں
نے سب حال بیان کیا تب اُسنے کہا اے سیلان خرس سوار جاکے خدا پرستوں کا کام
تمام کرو وہ پانچ سو سوار سے روانہ ہوا جس درے میں ایرج تھا اُسی طرف راہ تھی ایرج
بر مرکب پر سوار حنظل جادو سے باتیں کر رہا ہے سرہنگ مصری اور شاپور شیر
دل کھڑے ہیں کہ سامنے سے گرد و غبار معلوم دیا ایرج نے کہا ملکہ حنظل جادو فوج آتی معلوم دیتی ہے
حنظل جادو نے کہا ہمارے واسطے آتی ہے یہ باتیں تھیں کہ سامنے سے سیلان خرس سوار نمود ہوا

ایرج نے مرکب طلسم کو ڈپٹ کے نعرہ کیا منم ایرج نوجوان اور جادوگرون نے نارنج ترنج مارے
ایرج وہی تلوار پکڑ کے پانچ سو جادوگرون مین گھس گیا جسکے دوڑ کے ماری دو ٹکڑے کیے چار
طرف سے نارنج ترنج چلتے تھے سحر ہو رہا تھا لیکن کچھ اثر نہ کرتا تھا جبکہ چالیس پچاس جادوگر
مارے گئے سیلان خرس سوار مرکب کو بڑھا کے آگے آیا پکارا ان غریب جادوگرون
کو تو نے مار لیا میرا مقابلہ کر اور ایک ناریل مارا ایرج نے خالی دیا تلوار طلسمی جو
ماری دو ٹکڑے کیا آواز آئی کشتی مرا نام من سیلان خرس سوار جادو جو بقیہ جادوگر تھے
بھاگے جم زرین کلاہ کو خبر ہوئی کہ سیلان خرس سوار مارا گیا گل اور زرین تاج بیٹھا تھا
کہا ایسے ایسے جادوگر مارے جاتے ہین دیکھیے جمشید و سامری کیا کرتے ہین اسین ایک
ابر معلوم دیا ایک تخت پر ایک پریزاد آٹھ نو سو برس کی زرد رنگ پوش مرصع پوش ہمراہ جم زرین
کلاہ نے کہا کون آتا ہے کہ وہ تخت ٹھہرا اتر کے ملکہ اختر زرین کلاہ نے سلام کیا پوچھا
مزاج تو اچھا ہے عرض کی کہ دعا کرتی ہون آ کے کرسی پر بیٹھی شراب کا پیالہ گردش مین آیا جبکہ
نشہ ہوا اختر زرین کلاہ نے پوچھا اس مقام پر کس طرح سے لڑائی پڑی کہا اے ملکہ ایرج
نوجوان شکنندۂ طلسم آیا ہے زغادہ خوک پیشانی اور سیلان سوار مارا گیا کہا ای شہریار
مین اسی واسطے آئی ہون اب سامنا نہ کیجیے گا لڑائی بیڈول پڑی ہے اسکو لوح کی فکر مین میرے
دو مجھوا حال معلوم ہے جب گھر کے لوگ بربادی کی فکر کرین پھر تم کیا کرو گے جم زرین کلاہ
نے کہا کہو تو وہ احوال کیا ہے ملکہ اختر زرین کلاہ نے کہا وہ مینا سے جادو کتی اسنے
اگر جمشیدی دیا تھا دے کے بھول گئی اسکے باعث کوئی سحر یا تلوار اثر نہین کرتی جم زرین کلاہ کا
رنگ سفید ہو گیا جم زرین کلاہ مع اختر مرات جادو کے پاس آیا مرات جادو
خود حیران بیٹھی تھی دمبدم خبر ایرج کی منگاتی تھی کہین یہ کہتی تھی غضب ہو جاتا ہے وہ مارا جاتا
ہے اسمین جم زرین کلاہ مع اختر کے پہونچا مرات جادو نے کہا مین نے سنا ہے کہ زغادہ
خوک پیشانی مارا گیا جم زرین کلاہ نے کہا تم ملکہ اختر سے دریافت کرو ملکہ نے سب
احوال کہا مرات جادو نے کہا اگر میرے قلعہ مین یا تمھارے قلعہ مین گھس آوے تو کوئی سامنا
نہین کر سکتا مگر کچھ تدبیر کیا چاہیے اختر نے کہا مین اسکی تدبیر کرتی ہون اگر ایک سمت کا

مال اسباب مجکو دو چنانچہ جم زرین کلاہ نے ایک طرف کا مال آمدنی سب لکھدیا اختر نے
کہا جب ایرج گرفتار ہووے مناسب یہ ہے کہ اذا اسباب جادو پاس بھیجو اور وہ سمجھ لیگا یہ
کہکے اختر جادو چلی ایک بیابان مین خیمہ استادہ کروایا کوئی سوا سو لونڈی ساتھ لے لی بعد دو تین
گھڑی کے اختر جادو ہاتھ مین جریب سحر کی پکڑ کے اکیلی روانہ ہوئی اور سحر سے دریافت کیا کہ
ایرج اس سمت کو ہے اسطرف جا پہونچی شاپور اور سرہنگ مصری ایک سمت کو چلے
گئے تھے خنظل جادو ایرج سے باتین کرتی تھی اختر نے ایرج کو اور خنظل کو مجرا کیا اور حالت
حسن دیکھنے لگی ایرج نے جو دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت میلے کپڑے پہنے ہوئے ہے خنظل
سے کہا یہ جادوگرنی ہے ایرج نے کہا خدا جانے والا ہے اختر نے شکر ہے خداوند جمشید و
سامری کا جسکو مین ڈھونڈھتی تھی وہ آج ملا پھر ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا
کہ ایک لوح طلسم آئینہ ہون جسوقت سے طلسم بنا تھا لوح پر نام ایرج کا لکھا تھا سُنتی ہون
کہ آج وہ مارا گیا اور مین نے خیال کیا کہ آخر شکنندہ طلسم میرے پاس آئیگا اور مجکو مار کے
لوح لیجائیگا بس اس سبب سے مین آپ ہی حاضر ہوئی اُسوقت خنظل جادو نے ایرج
سے کہا کہ ای شہریار تمہارا نصیب بڑا زبردست ہے اس آسانی سے لوح کسی کے ہاتھ نہ لگی ہوگی
پھر خنظل نے اختر سے کہا کہ اے ملکہ اختر مین کوہ زگسین کی رہنے والی ہون اور خنظل
میرا نام ہے اسکے باپ کے ساتھ میری بیٹی کی شادی ہوئی ہے ای ملکہ اب جو تم یہان آئی ہو تو بہت
چین سے رہو گی اختر نے کہا کہ یہان سے میرا خیمہ قریب ہے وہان چلکے بیٹھے ایرج اور خنظل چلے
اور ایک دو گھڑی کے بعد خیمہ مین داخل ہوئے اختر جادو آگر تخت پر بیٹھی ان دونون کو بھی
مقام صدر پر بٹھایا کنیزین خدمت کے لیے حاضر ہوئین اور اختر نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے
شہریار اب مجھ سے دغا نہ کیجیے گا ایرج نے کہا کہ ہم خدا پرست ہین دغا مطلق نہین جانتے
اختر اُسوقت اُٹھکر حمام مین گئی اور نہا دھو کے کپڑے نفیس پہنکر مسی کاجل لگا کے
آئی اور ایرج کی طرف نظر محبت دیکھنے لگی خنظل جادو کو ثابت ہوا کہ شاید یہ ایرج کو
چاہتی ہے اور اختر کرسی پر آکر بیٹھی اور کہا اے شہریار اب تو مین آپکی کنیز ہون تمام زمانہ
میرا دشمن ہوگا اور مرات جادو کو خبر ہوگی تو وہ بھی میری جان کی دشمن ہوگی اب دیکھین

کہ اب ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں حنظل نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو تمہارے لیے سب سے
زیادہ بہتر ہوگا غرض بعد کچھ عرصہ کے اختر نے اشارہ کیا کہ الگ چلیے یہ کہکر شاہزادہ ایرج کا
ہاتھ پکڑ کر الگ دوسرے خیمہ میں لائی حنظل جادو سمجھی کہ اگر یہ عاشق نہوتی تو آپ سے آپ
لیے کیوں آتی اور وہاں شراب کا پیالہ گردش میں آیا ایرج نے کہا کہ تم مسلمان
ہو جاؤ تو ہم شراب پیوں اسنے کہا کہ میں مطیع اسلام ہوئی اور اس طرح اختلاط کیا
کہ جس طرح مدت کے عاشق و معشوق ہوتے ہیں بلکہ خوب نشہ ہوا ایرج پلنگ پر لیٹی
اور ایک گلابی لیکر تھوڑی شراب آپ پی اور باقی ایرج کو دی اور کہا میرے سر کی قسم پی لی
جاو ایرج نے وہ بھی پیالی خوب نشہ ہوا آنکھ بند ہو گئی اختر نے غافل پاکر بازو پر سے دو اکہ کھول
لیا اور روانہ کرکے روانہ ہوئی اور حنظل جو الگ بیٹھی تھی اسکے خیال میں آیا کہ اسے حنظل ایسا
عشق نہیں دیکھا کہ اتنا جلد پٹ ہو جائے یہ سوچ رہی تھی کہ ایک سناٹا معلوم ہوا حنظل نے
جانا کہ ایرج کو اختر لیے جاتی ہے لیکن معلوم نہیں کہ ایرج خیمہ میں ہیں یا نہیں اختر کا حال یہ اسکو
یقین ہے کہ ایرج کو لیے جاتی ہے اور وہاں مرات جادو و جم زرین کلاہ آمد تو سو جادوگر
سب کو ہوں بیٹھے ہیں اور باتیں کرتے ہیں کہ اختر آتی ہوگی اور حنظل قریب آتی ہوئی
اور کہا کہ او دیتی رو سیاہ تو نے غضب کیا فریب کیا اختر جو دیکھے کہ حنظل آتی ہے اسنے کہا
تیرا ایسا مقدور ہے کہ جو تجھکو روک سکے یہ کہکر جلدی تمام روانہ ہوئی برابر قلعہ کے پہونچی اسوقت
حنظل جادو نے اپنے دل میں کہا کہ اے حنظل تو امیر حمزہ صاحبقران کو کیا منہ دکھائیگی
افسوس کہ ایرج مارا گیا اب یہ دوڑی اور قلعہ میں غل ہوا کہ اختر جادو آتی مرات جادو
جم زرین کلاہ سب اٹھ اٹھ کے دیکھنے لگے اختر قریب اسکے باغ کے پہونچی تھی
پکاری کہ میں لائی لیکن ایک بلا میرے پیچھے لگی ہے اسوقت تو حنظل نے جھپٹ کے
ایک تلوار ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرے مرات جادو نے کہا ذرا خبر تو لینا
پر کیا اتنے میں دوڑیں حنظل تو اسکو مارنے وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی اور از بسکہ ساحرہ تھی
اس وجہ سے کسی اہل قلعہ نے بھی نہیں روکا اور وہاں ایک کنیز آئی اسنے جو دیکھا اختر مری پڑی ہے
ہاتھ میں اسکے ایک زمرد کا ڈبہ اسنے پکڑ کر میں رکھ لیا اور کہا میں قرضدار تھی کسی روز یا خدمتگار سے

ملکہ برج لونگی ادھا اُسکو دونگی آدھا مین لونگی اور وہان سے آکے مرات جادو سے کہا کہ اختر ماری گئی چم زرین کلاہ نے حکم دیا کہ لاشِ اختر کی پھونک دو اُسکو تو پھونک دیا اور حنظل جادو جو بھاگ کے خیمہ مین آئی تو اختر کی کنیزون کو مار کے اُسنے بھگادیا اور اُس خیمہ مین جاکے جو دیکھا تو ایرج بیہوش پڑا ہے نشہ مین چور ہے اُسنے پانی وغیرہ چھڑک کے اُسکو ہوشیار کیا جب ایرج کی آنکھ کھلی تو حنظل نے سب ماجرا بیان کیا ایرج نے بازو پر اگر نہ دیکھا رنگ سفید ہوگیا حنظل نے کہا خیر تو ہے ایرج نے کہا جو کرامات تھی جس کے باعث سے جان بچتی تھی وہی نہین ہے اور حنظل سے اُسکا حال بیان کیا حنظل نے کہا افسوس تم ہمکو غیر سمجھے پہلے نہ ہم سے کہا اچھا اب چلکے اُس خیمہ مین بیٹھو ایرج نے کہا کہ کہان تک بیٹھے رہین گے یہ کہکر سر برہنہ ہوکے رونے لگا اور دعا کرنے لگا بعد گریہ وزاری ونالہ وبیقراری پکارا کہ اے پروردگار عالم واسطہ اپنی خدائی کا اور واسطہ اپنے دوست کے نور کا میری آبرو تیرے ہاتھ ہے اور جو میرے بھائی ہین اُنھون نے طلسم فتح کیے ہین مین بھی تیری ہی ذات امیدوار ہون کہ تو میرے حال پر رحم کر یہ کہتے کہتے غنودگی آئی آنکھ لگ گئی دیکھا کہ ایک بیابان پُر فضا ہے جہان گلہاے بوقلمون بیشمار کھلے ہین اور وہ صحرا تمام نورانی ہے خوشبو آرہی ہے صداے سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح کی بلند ہے اور ایک مرد پیر باریش مقدس لباس سبز پہنے ہوے استادہ ہین ابیات

وہان دیکھا کہ ہین اک صاحب دل

| | | |
|---|---|---|
| کہ جن سے بات بھی کرنا ہے مشکل | زبان ساکت ہے لب محو خموشی | خدا کی یاد مین ہے گرمجوشی |
| جھکا تسلیم کو یہ دست بستہ | کہا اے داروے دلہاے خستہ | غریبون کو کرم کی آرزو ہے |
| بہت مدت سے مجکو جستجو ہے | کہ جون موے قدم آنکھین ملون مین | بہاے عمر رفتہ اپنی لون مین |

اُنھون نے فرمایا کہ اے فرزند سواے پروردگار عالم کے کوئی کسی کے کام نہین آتا ہے دعا تمھاری قبول ہوئی طلسم تم توڑو گے لیکن اس جادوگرنی کے ساتھ سے الگ ہوجاؤ کسلیے کہ فتح ایک ہی شخص کے نام ہوتی ہے جب الگ ہوجاؤ گے تو ایک طرف کو جانا ایک دریا ملیگا تم کشتی پر مع گھوڑے کے سوار ہوجانا آگے جو کچھ مرضی خدا کی یہ خواب دیکھ سکا ایرج کی آنکھ کھلی سجدہ شکر ادا کیا حنظل نے کہا کہو کیا دیکھا اُنھون نے سب حال خواب کا بیان کیا حنظل نے

کہا کہ اب فتح ضرور ہوگی یہ کہکر حنظل سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوئے اور ایکطرف کو چلے ایک بیابان سبزہ زار نظر آیا آگے جو بڑھے تو ایک دریا کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہتا پایا نظم

پانی پانی تھا شور سے طوفان
دیکھ دریا کو سوکھتی تھی جان
ہر موج سیکڑوں گرداب
ساتھ تھے سب تری کے جنگ آب
جزر و مد سب حواس کھوتا تھا
خضر کا رنگ سبز ہوتا تھا

ایرج وہان کنارے دریا کے حیران کھڑا تھا کہ یکایک ایک کشتی ایکطرف سے اسطرف آتی نظر آئی یہان تک کہ وہ کشتی کنارے پر آ لگی ایرج گھوڑا جما کر کشتی پر چڑھا اور وہ کشتی اسکو لیکر چلی دریا مین درخت بہت سے معلوم دیتے تھے ایرج قال ارکبوا فیہا بسم اللہ مجریہا و مرسہا ان ربی لغفور الرحیم پڑھتا ہوا اور دل سے کہتا جاتا تھا کہ دیکھا چاہیے یہ کشتی کہان لیکر جاتی ہے چنانچہ وہ کشتی بہتے بہتے ایک درخت کے پاس پہونچی وہ درخت جھوم کے گر کشتی مین تھلکا پڑا غرق ہونے لگی اُسوقت دو پیر مرد دریا سے نکلے اور اُنھون نے کہا کہ اے شہسوار کشتی غرق ہوتی ہے تم مرکب اڑا کے نکلجاؤ ایرج نے اپنے دل مین تصور کیا کہ پیر مرد سچ کہتا ہے لیکن مین گھوڑے کو پیراکے نکلجاؤنگا یہ خیال کر کے مرکب کو جو ایڑ دی وہ تڑ ابھر کے دریا مین گرا مگر بہت دور پر گرا کہ وہان گھٹنون گھٹنون پانی تھا دونون پیر مرد نے کہا کہ اے شہریار ہمکو نہ بھول جائیے گا ایرج نے کہا کہ بھائی یہ کام ہمارا نہین ہے کہ جو بیکسی اور تنہائی مین ہمارے کام آوے اُسکو بھول جاوین یہ باتین کرتے ہوئے کنارے پر آئے اور آگے چلے تو ایک بیابان ریگستان نظر آیا اور اُن دونون پیر مرد نے کہا کہ اے ایرج آپ شکنندۂ طلسم ہین ہمارے ساتھ آپ چلین لیکن اِس بیابان سے گذر کے ایک باغ ہے کہ اُسکو باغ سلیمانی کہتے ہین جو کوئی راہ بھول جاتا ہے اور روٹی میسر نہین ہوتی وہ اُس باغ مین جاتا ہے اُسکو وہان سب کچھ ملتا ہے آپ بھی جائیے ایرج نے کہا اچھا غرض راستہ طے کر کے اُس باغ مین آکر پہونچے تو دیکھا کہ باغ تھا

پُر بہار ہے نسیم مشکبار مژدۂ جانفزا لاتی تھی ہیجاروں کا دل بہلاتی تھی اہا

نظر آتے ہین ہر غنچے مین نئے ڈھنگ
طلسمی جانور طائر ہین گویا
وہین غنچون کے اکثر ہین دکھائی
جو دروازہ ہے باغ جانفزا کا
دُر و یاقوت سے لبریز ہے جا
کہان دنیا مین ایسے پھول پیدا
شجر گلبرگ مین ہین سیکڑون رنگ
تماشا ہے وہان ہر جا کا
ہوا مین ہے سدا عطر آمیز آمیزشدہ
ہزارون رنگ ہر گل مین ہویدا

بہت سے تھے چمن پھولون سے لبریز
غرض وہ باغ تھا سرسبز و شاداب
بنی تھی اُس جگہ بارہ دری بھی
مصفا فرش ہر جانب مکان

بہت دلچسپ خوشبو مین مگر تیز
لبالب آب سے نہرین تھین جاری
نظر آتی تھی بس قدرت خدا کی
نہ پایا صاحب خانہ کو اُسجا

نہال و برگ گل تھے اُسمین نایاب
عجب صورت کی پیدا آبداری
کنول روشن در و دیوار تابان
بچھا ہر سمت فرش زعفران تھا

وہان دیکھا ایرج نے دو پیر مرد آئے اور اُنھون نے کہا اے ایرج سلام علیک ایرج نے کہا علیکم السلام اُنھون نے کہا حضور تشریف لائین اور بیٹھین مکان حضور کا ہے ایرج مسند پر آکے بیٹھا اور شراب پینے لگا اب انکو تو یہان بیٹھا رہنے دیجیے لیکن حال طلسم ہوشربا و افراسیاب کا سُنیئے کہ افراسیاب جادو اور حیرت اور ابریق و سرمایۂ برف انداز و زنار جادو وغیرہ یہ سب بیٹھے ہوے ہین اور افراسیاب کو مشتری ہفت سحر کے مارے جانے کا بہت رنج ہے اور دل سے کہتا ہے کہ اے افراسیاب لوح کا حال تو کسی کو معلوم نہین اور اسد گنبد جہان نما پر قید ہے پھر وہ جو چھوٹیگا اور یہ طلسم ٹوٹیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ باران سنگ انداز جادو کا نامہ آیا اور مصور جادو بھی آیا اور افراسیاب نے ملکہ حیرت سے کہا کہ باران سنگ انداز کے جی مین کیا آیا کہ جو یہان آیا ہے لیکن اے حیرت جادو ایک جادوگر عزت دار کو بہر پیشوائی روانہ کرو حیرت نے دو جادوگرون کو روانہ کیا اُنھون نے آکے جو دیکھا تو خیمہ اژدر پیدا ہوا ہاتھی بردار مرکب بردار ہوا پر اُڑتے ہوے باز لط ہنس قرقرے فیل آتشین پر جادوگر اور جادوگرنیان سوار باران سنگ انداز آگے آگے ایک اژدہے پر سوار آتا ہے بادلہ کا جھولا گلے مین پڑا ہے کنڈل کانون مین کمر مین سونے کی زنجیر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہین قشقہ سیندور کا ماتھے پر گھنور چندن کے بازوون پر لگے ہین مگر سیاہ و کالی ڈاک یہ ساحر کان و آنکھ و ناک سے شعلے آتش کے نکلتے ہین غرض دریاے خونزوان تو خشک ہو گیا ہی جہان وہ دریا تھا وہین خیمہ استادہ کرا کے اُترا اور آپ افراسیاب کے باغ مینا نگار کو گیا دو بیٹے اُسکے ساتھ تھے اُسنے اور اُن دونون نے افراسیاب کو نذر دی افراسیاب نے خلعت سے سرفراز کیا اور دنگل بیٹھنے کو دیا جام شراب گردش مین آیا چار گھڑی تک یہ

بیٹھے رہے افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ ایک بارگاہ مخملی اور باورچیخانہ ہمارے بہانسے
جائے حیرت جادو نے اسی وقت حکم دیا کہ بارگاہ استادہ ہوگئی باورچیخانہ کی تیاری ہونے لگی خاصہ
تیار ہوا باران نے افراسیاب سے کہا کہ اے شہریار جیسا طلسم ہوشربا ہے ایسا کوئی
طلسم نہین ہے جو جو عجائبات اور غرائبات کہ اسمین ہین کہین نہین ہین لیکن برا نہ مانیے تو کہون
الامر فوق الادب آپ کو رحم ان نمکحراموں پر نہ چاہیے آپ ایسا شخص اور اسطرح ناچار ہو جائے
اے شہریار یہ ملکون خبر اڑ گئی ہے کہ افراسیاب ناچار ہے ان کو اسطرح قتل
کیجیے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال زار پر روئین افراسیاب نے کہا کہ میراجی
انکے قتل کرنے کو نہین چاہتا اسد بن کرب غازی گنبد نور پر قید ہے اب مین اُسے قتل
کرونگا لیکن یہ جانتا ہون اور سب جتنے ساحر ہین وہ میری اطاعت قبول کرین باران
نے کہا امیدوار ہون کہ یہ لڑائی میرے سپرد کیجیے اور مصور جادو سے کہا کہ تم مالک تصویر ہو تمنے
کیون نہ عمرو کا سر کاٹا مصور نے کہا وہ میرا اسا سنا نہین کرتا ملکہ حیرت نے کہا کہ اے
بھائی باران عمرو انکے خیمہ مین آیا اور ان کے گلے سے تصویر لیگیا اور انکی جورو کو قنات
مین لپیٹ دیا اور پھر روتے ہوے میرے پاس آئے لیکن یہ غافل نہین ہین
باران نے کہا کہ ہمارے نام پر طبل جنگ بجوائیے غرض ایک روز تو یہ آسودہ ہوا دوسرے
روز جب وہ زمانہ آیا کہ مثل مرض دن گھٹا اور زرد اسے خورشید میلی ہوئی نظم

کہ روے مہر کا ہلکا ہوا رنگ　　گھٹی گرمی بڑھی ٹھنڈک تہ سنگ　　جبین شام نے بخشی سیاہی
مزاج روز پر آئی تباہی

سر شام بحکم باران ناکام نفیر سحر کو دم دیا گیا یہ خبر مہرخ سحر چشم
کو ہوئی اسنے بھی طبل جنگ بجوایا تیاری سحر کی دونون طرف ہونے لگی لیکن یہان
علامہ شوخ چشم بیٹھا تھا اس سے باران نے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو یہ کہکے اسکو ہمراہ
لیکے اپنے لشکر مین آیا وہ جو دیکھے تو ایک بارگاہ مخمل کی استادہ ہے اسنے پوچھا کہ یہ بارگاہ
کسکی ہے لوگون نے کہا کہ افراسیاب نے یہ بارگاہ اور باورچیخانہ تمھارے لیے بھیجا ہے
علامہ نے کہا کہ اے باران افراسیاب جیسی تمھاری خاطر کرتا ہے کسی کی نہین کرتا اگر
تمنے کوئی لڑائی فتح کی تو اور بھی زیادہ خوش ہوگا اور وہان عمرو نے ملکہ مہرخ سحر چشم سے

پوچھا کہ باران سنگ انداز کیونکر لڑتا ہے اُسنے کہا کہ وہ ساحر زبردست ہے دیکھا چاہیے کہ خدا کیا کرتا ہے اب یہان بنگالی منتر جنتر پڑھنے لگے فسون سازی اور شعبدہ بازی شروع ہوئی اگیاری ہونے لگی جوت کے دیے جلائے گئے زرد زرد ٹینین اُڑ ائے گئے چار پہر رات ہنگامۂ شر و فساد برپا رہا جب کواکب چھپے چشم جانان مین اور نظر کی طرح سبکی نظر سے پنہان ہوئے

اشعار

جمال صبح سے کی بارش نور
فلک پر مہر جو بن ٹھن کے چمکا
جبین خاک چمکی مثل بلور
ہوا آغاز ہر اک بیش و کم کا
صبح کو ملکہ مہرخ سحر چشم

و بہار و نافرمان و زلزلہ کئی لاکھ سلحدار ان سحر و تخت ہاے سحر پر سوار ہو کر میدان مین آئے اسطرف سے باران سنگ انداز اپنی فوج لیکر جنگ گاہ مین آیا گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے ابر سحر کو برسایا گرد و غبار کو بٹھایا بجلیان گراکر جھاڑی جھنڈی میدان کی کاٹ ڈالی میدان مثل آئینہ پاک و صاف ہوا اُس وقت نقیب کڑکا کہنے لگے ابیات

جہان ایک ماتم سرا ہی عجب
شہود ایک دو روز کو عیب ہی
نہ جدول رہیگی نہ سرو روان
یہ منزل نہین جاے بود و باش
بجا ہی گیا کوس رحلت مدام

نہین جاے پاس او رجا ہی عجب
سکون یا نکا دیکھا سراشتاب
گلستا نکو پائینگے ہو کا مکان
یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہان
کسی نے نہ آکر کیا یان مقام

جوانی گئی موسم شیب ہی
چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب
جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش
جہان تملہ ہے ایک بزم روان
اگر بہادران اب نہ سامری ہی

جمشید ہے آج اور جنگ ہے کچھ اپنے اپنے ہنر اور کرتب دکھا اس دنیا مین نام کر جاؤ یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوئے اور باران سنگ انداز میدان مین نکلا اور پکارا کہ اے مہرخ سحر چشم تمہاری نواسی مہ جبین الماس پوش مالک طلسم تھی اور اُسکو سیجدا کرتے تھے اور تمہاری وہ عزت تھی کہ جو بیان مین نہین آتی کوئی شاہ و شہزادہ تم سے مقابلہ نہ کر سکتا تھا اب یہ تم نے کیسی نمک حرامی کی ہے جو افراسیاب سے لڑتی ہو افراسیاب نہین چاہتا کہ تم لوگ مارے جاؤ اگر عزت درکار ہے تو افراسیاب پاس چلو مین تمہاری خطا معاف کرا دونگا مہرخ نے پکار کر کہا کہ اے باران جادو جو کچھ ہماری زبان سے اکثر نکل گیا سو نکل گیا اب بار بار کہنے سے تو یہی بہتر ہے کہ اب ہمارے تمہارے جواب سوال تلوار سے ہو باران نے

کہا کہ مین تجھسے کچھ کم نہین ہون یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا خبردار باش یہ کہکر ارادہ کیا کہ صف لشکر
مہرخ پر جا پڑون اسوقت فہم جادو اژدر جھپکا کے اُسکے پاس آیا اور کہا کہ آپ تامل کیجیے مین
مین سب کو مارے لیتا ہون بس اُسنے للکارا ادھر سے مخمور سرخ چشم تخت اپنا اڑا کے
سامنے فہم کے آئی فہم نے ایک ناریل مارا مخمور نے انگلی سے اشارہ کیا کہ وہ ناریل دو ٹکڑے
ہوگیا اب مخمور نے ایک گولہ فولادی فہم کے لگایا اُسنے خالی دیا مخمور نے ایک مار اگلا اژدر دہانہ
پیدا ہوا وہ اژدر فہم پر حملہ آور ہوا اُسنے ہر چند چاہا کہ یہ ہلاک ہو مگر ممکن نہوا اور اُس اژدر نے
فہم کو نگل لیا بعد چند عرصے کے سبنے دیکھا کہ اژدر تو غائب ہو گیا مگر نعش فہم کی پڑی ہے بس
ماجرے کو دیکھکر کمان چشم میدان نکلا ہاتھ مین لیے تھا کہ وہ کمان سو گز کی ہو جاتی تھی
بس وہی کمان اُسنے مخمور سرخ چشم پر ماری مخمور نے دستک دی کہ ایک پتلا پیدا ہوا
فولادی اور اُس پتلے نے کمان کو پکڑ کے جھٹکا مارا کہ وہ ٹوٹ گئی وہ پتلا کمان کو لیے چلا گیا
پھر زانجہ فیل پیشانی آیا اور اُسنے مخمور پر ناریل مارا مخمور نے خالی دے کر تلوار سے اُسکو
دو ٹکڑے کیا اُسوقت زباران نے کہا کہ ارے بڑا غضب کیا کہ تین ساحر مارے
یہ کہکر خود میدان مین آیا اور کہا کہ خبردار باش اور ایک ناریل مارا مخمور سرخ چشم نے
انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا اب مخمور نے گولہ فولادی مارا زباران
نے خالی دیکر اب کی جو گولہ فولادی مارا تو تخت پر پڑا مخمور تو تخت پر سے اڑ گئی مگر تخت
تختہ تختہ ہو گیا مخمور نے چوٹی سے اپنی ناریل نکالکر زباران سنگ انداز پر لگایا اور پکاری
کہ اے ظلم آسمانی لینا بس دھنوان پیدا ہو کر فلک پر گیا اور ابر گھر آیا پتھر برسنے لگے
دو چار ہزار ساحر اندھے ہو گئے مہرخ سحر چشم نے کہا کہ اے مخمور اب تم چلی آؤ مخمور
نے اُسوقت زمین پر دو ہتڑ مارا چار پتلے فولاد کے تخت لیے پیدا ہوئے اُنسے کہا ارے پتلو
روکنا پتلے جو اُڑے تو آسمان معلوم دینے لگا مخمور نے پھر گچھا سوئیون کا چوٹی سے نکال کر
مارا اُنکو پانچ ہزار ساحر کے سینون کو اُن سوئیون نے توڑا اور وہ ہلاک ہوئے ایک سوئی
زباران کے بیٹے کے بھی لگی مگر اُسکے شانے کو اُسنے توڑا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ مخمور نے آسمان
فولاد کا بنایا اُسنے ایک گولہ فولاد کا زمرد جادو کے ہاتھ بھیجا کہ زمرد جادو نے اُگ کے وہ گولہ

باران کو دیا اور اُس سے کہا کہ اِس گولہ کو اِس آسمان پر مارو اور آج لڑائی بگڑ گئی ہے کل سمجھ لینا باران نے وہ گولہ اُس آسمان پر مارا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کے اُڑ گیا مخمور نے اُسوقت کہا کہ اے باران یہ سحر افراسیاب کا تھا جس سے یہ آسمان ٹوٹا اور کسی کا مقدور نہ تھا جو اُسکو توڑتا اور تجکو شرم نہیں آتی کہ برائے سحر پیر لڑتا ہے باران نے کہا آج تو میں جاتا ہوں کل تم سب کو قتل کرونگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کے پھر گیا لوگوں نے اُس سے کہا کہ آپ نے تدبیر مجری کی فتح پر شکست ہوئی پہلے سحر کیجیے پھر لڑائی لڑیے غرض یہ بارگاہ میں پہونچا شراب پینے لگا مہرخ اپنی بارگاہ میں آئی عمرو نے کہا کہ اے مہرخ میں سیر کو جاتا ہوں یہ کہکر روانہ ہوا اور ایک ساحر کی صورت بنکر خیمہ میں باران کے بیٹے کے آیا وہ لڑائی پر سے جو آیا تھا اُس بارگاہ میں اکیلا بیٹھا تھا اُسنے اُسکو ایک گلوری نکالکر دی کہ یہ افراسیاب نے دی ہے اور کہا ہے کہ اسکو کھاؤ تو سحر اثر نہ کریگا اُسنے جانا کہ سچ ہے پس اُس گلوری کو کھایا اور بیہوش ہوا یہاں باران نے کچھ دیر کے بعد کھانا مانگا دستر خوان بچھا وہ کھانے لگا عمرو اُسکے بیٹے کو پلنگ کے نیچے چھپا کر آپ اُسکی صورت بنکر باران کی بارگاہ میں آیا اور اُسکے ساتھ کھانا کھانے لگا اور جتنے کہ رفیق تھے وہ بھی ساتھ کھانے لگے افراسیاب نے کتاب سامری کو دیکھا تو اُسمیں معلوم ہوا کہ باران کا جو فرزند ہے وہ تو اپنی بارگاہ میں پلنگ کے نیچے بیہوش منہ چھپا ہوا پڑا ہے اور عمرو عیار باران کے ساتھ کھانا کھا رہا ہے افراسیاب نے خیرت سے کہا کہ تم جلد جاؤ اور باران جادو کو بچاؤ وہ باران کے پاس آئی عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ خیرت کا آنا بے سبب نہیں اگر تجکو اُسنے پکڑ لیا تو پھر چھوٹنا دشوار ہے پس اُسنے باران سے کہا کہ بابا جان افراسیاب کے اچار کیا خوب ہے ہیں ہمنے جو اچار بنایا تھا وہ خوب ہے یہ کہکر اُٹھا کہ لیے آتا ہوں اور اِس بارگاہ میں کہ باران کا فرزند بیہوش پڑا تھا آیا اور اُسکو فتیلہ رفع بیہوشی دیا اور آپ جلد سجدہ طلب کر کے جادوگر کی صورت بنا اور اُس سے کہ تمھارا باپ کھانا کھاتا ہے تم وہ اچار رکھے ہوئے ہیں لیجاؤ اگلا پچھلا کچھ ذکر نہ کرنا اگر تمھارا باپ پوچھے تو کہنا میں اچار لینے گیا تھا اُسنے کہا میں سوتا تھا مجکو کیا معلوم اُسنے کہا تمھارے باپ نے تمھاری صورت کے بیٹے تجلے میں ہیں غرض وہ اچار لیکر آیا اور بیٹھکر کھانا کھانے لگا اُسوقت

ملکہ حیرت جادو آئی اور اُسنے کہا کہ اے زمرد دیکھ تو سوتے کا دیدہ کیسا جھپکاتا کھا رہا ہے اور
اُسکے ہاتھ مین ایک چابک سحر تھا وہ چابک اُسنے برابر لگا مارا باران جادو کا بیٹا ایران
پکار اُٹھا کہ ہائے مین مرا باران نے اُسوقت حیرت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے تُنے کیون اسکو
مارا اُسنے کہا یہ تیرا بیٹا نہین ہے عمرو ہے یہ کہکر چابک مارتی ہوئی اسکو لیکر روانہ ہوئی اُسوقت
عمرو سامنے آیا اور پکارا کہ اے باران مین عمرو ہون پہلے تیرا بیٹا بنا ہوا تھا اور سب حال بیان
کیا جا میری پاپوش کے صدقہ مین اسکو چھوڑ لایا لیکن جب تک وہ اُسکو گرفتار کرے یہ گلیم اوڑھ کے
غائب ہو گیا اور حیرت نے لیجا کر ایران کو پٹک دیا اور افراسیاب سے کہا کہ اے
بادشاہ اِسکا سر کاٹ افراسیاب نے کہا پوچھا اور چاہا کہ سر کاٹون اُسوقت باران
پہونچا اور کہا ہائے ہائے یہ میرا بیٹا ہے ایران جادو جب ہی تو ملک غارت ہو ایسی ایسی
بخیان کرنے سے افراسیاب نے کہا یہ تیرا بیٹا نہین عمرو ہے ہمنے کتاب مین دیکھا ہے کہا
پھر کتاب مین دیکھو اُنکی جو کتاب منگا کے دیکھا معلوم ہوا کہ اس طرح عمرو اُسکی صورت
بنا تھا سب حال معلوم کر کے خلعت دیا اور بہت خاطر کی اور کہا اب مین عمرو کا سر کاٹے بغیر
نہ ہونگا یہ کہکر باران جادو رخصت ہو کر خیمہ مین آیا اور ایران سے پوچھا کہ بیٹا کچھ حال
تو کہو کیا ماجرا گذرا اُسنے کہا مین سوتا تھا مجھکو جگا کر اس طرح بھیجا باران کا بھائی
طہماس جادو ہے اُسکو خبر ہوئی کہ باران اسطرح گیا ہے اُسنے کہا افسوس مجھکو خبر نہ کی
لشکر اپنی نوے ہزار ساتھ لیکر روانہ ہوا اور ایک ساحر کو بھیجا کہ جا کر باران سے ہمارے آنیکی
خبر کرو وہ ساحر آیا اور اُسنے باران کو سلام کیا اور کہا آپ کے بھائی آتے ہین باران
پیشوائی کو گیا طہماس سے ملاقات کی گلہ شکوہ کرتے ہوئے خیمہ مین آئے باران نے
سب حال بیان کیا طہماس نے کہا کہ عیار بڑے زبردست ہین باران نے کہا کہ
بھائی پہلے افراسیاب کی ملاقات کرنا چاہیے یہ کہکر ایک ساحر کو بھیجا اور کہا کہ حیرت کو
کہنا طہماس جادو برائے قدمبوسی شاہ جادوان حاضر ہوئے ہین امیدوار باریابی ہین
وہ ساحر گیا اور حیرت سے اُسنے اطلاع کی حیرت نے افراسیاب سے کہا افراسیاب
نے کہا آئین اُنکا گھر ہے اور انھون نے بہت بہتر کیا جو آئے حیرت نے شمس ساحر سے کہا کہ

بلالاوہ جادوگر آیا اور کہا افراسیاب نے یاد کیا ہے باران طہماس کو لیکر آیا طہماس نے
مجرا کیا نذر دی خلعت سے سرفراز ہوا دنگل بیٹھنے کو ملا طہماس نے کہا اے شہریار یہ نمک حرام
کیونکر پھر گئے افراسیاب نے سب حال بیان کیا طہماس نے کہا غلام کو اجازت ہو کہ ایک
لڑائی غلام بھی لڑے افراسیاب نے کہا جس طرح تمہارا جی چاہے یہ کچھ دیر بیٹھکر رخصت
ہوا اور جب وہ زمانہ آیا کہ شاہد روز نے رداے سیاہ شب کو اوڑھا اور چہرہ رخ آفتاب
ایوان فلک مین چھپگیا ابیات + ہوئی نیلی رداے نور خورشید + بر آئی عاشقونکے دل کی امید
جمال شمع نے پیدا کیا نور + ہر اک پروانہ بولا چشم بد دور + نفیر سحر کو طہماس نے بجایا
خبر عازان سحر نے مہرخ کو پہونچائی اُسنے بھی نقارہ رزمی کو بجایا تیاری سحر کی ہونے لگی لشکرین
مین دیے جلنے لگے بھینٹ بیرون کو دی گئی منترون کی جاپ ساحر کرنے لگے طول دینا
نہین چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب رنگ شب بدل بطور سحر ہوا اور جامہ شب دھویا گیا لطمہ
گئی شب صبح کا جلوہ عیان ہے + سراپا نور صحن آسمان ہے + گل شبنم کے پھولون نے لٹائے
زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے + صبح کو مہرخ نامور تخت شاہی پر سوار ہوکر
مع ممنور و بہار و زلزلہ و لرزان وغیرہ لشکر کثیر ہمراہ لے کر میدان کارزار مین
آئی عمرو ایک ساحر کی صورت بنکر کھڑا ہو رہا اُدھر سے طہماس سوار ہوکر چلا باران
نے کہا مین بھی چلتا ہون اُسنے کہا تمہارا جانا مناسب نہین تم لشکر مین رہو اگر بیچ مین پڑے
گا تو آنے کا تمہارا مضائقہ نہین یہ کہکر چالیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکر اور ساٹھ ستر ہزار
ساحر باران کے لیکر میدان مین آیا اور ابر سحر برسا گرد و غبار صحرا کا بٹھایا صفین آراستہ
ہوئین عمرو نے مہرخ سے کہا کہ تم لڑنے کا ارادہ نہ کرنا اُسنے کہا کہ مین بھی جانتی ہون کہ اور
ساحر لڑینگے غرض طہماس مرکب کو دوڑا کر میدان مین آیا اور طالب مرد نبرد ہوا ممنور
کو عمرو نے قسم دی کہ تم نہ نکلنا شعلہ چشم جادو مہرخ سے اجازت لیکر نکلا اور سامنے
طہماس کے آکر ایک بیضہ فولادی اُسکے مارا طہماس نے خالی دیکر سنگ دی آسمان
سے کڑکا ہوا اور ایک پتلا پیدا ہوا کہ تلوار اُسکے ہاتھ مین تھی اُسنے شعلہ چشم کے تلوار لگائی کہ شعلہ چشم کے
دو ٹکڑے ہوئے پھر اختر چشم نکلا اور جب سامنے طہماس کے آیا اُسنے پتلے سے کہا کہ مار اسکو

اُسنے تلوار ماری کہ اختر چشم کا شانہ زخمی ہوا ایک نفر جادو نکلا اور روبروے طہماس آ کر کہا کہ
اے طہماس تو خود مقابلہ کر یہ کیا لطف ہے کہ پتلے کو لڑواتا ہے یہ کہکر ایک تیر اُسنے مارا طہماس
نے تیر کو مقراض سحر سے کاٹ ڈیا اور دستک دی کہ وہی پتلہ پیدا ہوا اور اُسنے چاہا کہ تلوار
مارے مہرخ پکاری خبردار اے نفر جادو مخمور سرخ چشم اُسوقت اُڑی اور پتلے کو پکڑ کے آسمان
پر اُڑ کر چلی مخمور نے جو دیکھا کہ پُتلہ جاتا ہے کیونکہ پتلہ تڑپ کر ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا بس
اُسنے تلوار ماری کہ پُتلے کے دو ٹکڑے ہوے طہماس پکارا مخمور سرخ چشم کی گندارم کہ
از دست من زندہ بیروی مخمور نے کہا ارے دیوانہ ہوا ہے مین تیرے سامنے سے کیا
بھاگ گئی مخمور سرخ چشم کود کے سامنے آئی طہماس بھی کودا طہماس نے گولہ فولادی مارا
مخمور نے خالی دے کے پیکان تیر مارا اتنا نے مین طہماس کے لگا توڑ کے پار نکلگیا طہماس
نے جھنجھلا کے ناریل مارا ناریل پھٹا چادر آتش جو مخمور پر گری لپیٹ کے آسمان پر لیچلی
مخمور پکاری افسوس ہوئی مہرخ نے کہا ہاے یہ کیا غضب ہوا دوڑ کے ایک ناریل مارا
ناریل پھٹا چادر آب ہو کے گری آتش بجھ گئی لیکن مخمور غش مین ہوگئی اور تمام بدن مین آبلے
پڑ گئے مخمور کو جادوگر اُٹھا کے خیمہ مین لیگئے طہماس نے کہا اگر مین زخمی ہوا تو کیا ہوا جسکا جی
چاہے میرا سامنا کرے موجود ہون اور طہماس نے سحر کر کے خون بند کیا خاک جمشیدی لگائی
باران سنگ انداز کو خبر ہوئی کہ طہماس زخمی ہوا باران آیا کہا بھائی مین نے سُنا تمھارے
دشمن زخمی ہوے آپ خیمہ کو تشریف لیجائیے مین سمجھ لونگا طہماس نے کہا بھائی مین لڑائی
اُٹھائی مہرخ کو للکارا مہرخ نے ایک سحر مارا طہماس نے خالی دیا زمین پر مہرخ نے دو ستارے مارے
زمین پھٹی اور طہماس غرق ہوا چاہتا کہ کود کے بھاگا لیکن مرکب دھنس گیا طہماس نے دو تیر زمین
پر مارا مہرخ تا کمر غرق ہوئی تھی کہ دو پنجے پیدا ہوے مہرخ کو کھینچ لیگئے مہرخ تلوار کھینچکر دوڑی
پڑی باران جادو نے بیس ہزار پیکان کا گچھا مارا دس بارہ ہزار جادوگر مہرخ کے مرگئے
اور زخمی ہوے بہار جادو نے کہا اب تو دغا کی لڑائی ہو گئی دستک دے کے کہا ارے
جادوگرو کیا دیکھتے ہو چالیس پتلہ پیدا ہوا کہا منم غلام بہار جادو پلہ پکڑ کے تیر و کمان لشکر مین
جاسبے مارے تیرون کے تمام لشکر کو تیر باران کر دیا نعش پر نعش دھڑ پر دھڑ مردے پر مردا

کہان جاتے ہو عمرو کے خیال مین آیا کہ مہرخ نے کوئی جادوگرنی بھیجی ہے گلگون چشم نے یہ کہکے
ایک ماش کا دانہ مارا عمرو کے ہاتھ پاؤن کا دم نکلگیا پکاری اور دزدہ مار یک لخت لٹا یا
سارا بان زادے کہان جائیگا غضب کیا لیکن عمرو نے اسی حالت مین منہ کے حلقے ڈھیلے
کرکے کھینچ لی گلگون چشم دونون کی کمر مین پنجہ دے کے لے اڑی قضاے کار مہرخ اپنی
فوج کو للکار رہی تھی سناٹا جو ہوا گردن اٹھا کے دیکھا ایک پنجہ طہماس کو اور عمرو کو لیے جاتا ہے
پرواز کرکے چلی پکاری اری حرامزادی کہان جاتی ہے گلگون کے دونون ہاتھ گرگئے جوسے
ـــے خیال کیا کہ عمرو کو چھوڑ دے زمین پر گرگیا ہڈی پسلی ایک ہو جائیگی اور عمرو کو چھوڑ دیا
مہرخ نے دیکھا کہ عمرو زمین پر گریگا تو ہڈی چور چور ہو جائیگی اسواسطے مہرخ نے زمین روکا
بہار بھی قریب پہنچ گئی تھی اسنے بھی عمرو کو روکا مہرخ سحر چشم نے گولا مارا گلگون کے ہاتھ پر
لگا طہماس چھوٹا باران نے روکا افراسیاب نے کہا جلد طبل آسایش بجوا دو لڑائی بند
ہوگئی اسواسطے طبل آسایش بجا دونون طرف غنیمت ہوا عمرو کو لیکے پھر آئے ادھر طہماس
کو لیکے پھر گئے طہماس نے کہا مجھکو کونسا جادوگر لے گیا تھا باران نے کہا عمرو عیار لیگیا تھا
طہماس نے کہا مین جاتا ہون ابھی سر کاٹے لاتا ہون باران نے کہا افراسیاب نے
طبل آسایش بجوا دیا ہے گلگون جادو کو افراسیاب نے تمھارے چھڑانے کو بھیجا تھا
وہ ماری گئی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ طہماس نہین مانتا ہے افراسیاب نے کہا حیرت
تم جاکے سمجھاؤ حیرت جادو آئی کہا طہماس جادو لڑائی تو لگی ہوئی ہے کل سمجھ لینا حیرت
نے سمجھایا حاکم کیا دونون لشکرون کے زخمیون کی مرہم پٹی ہونے لگی حیرت جادو طہماس کو
و باران کو افراسیاب پاس لیچلی افراسیاب باغ مینا مین ناچ دیکھ رہا تھا طہماس نے
اور باران جادو نے مجرا کیا افراسیاب نے کہا تمھاری فوج اور تم خوب لڑے طہماس
نے کہا مار لیا تھا لیکن عمرو اڑا لیگیا افراسیاب نے کہا گلگون کی کیسی مفت مین قضا
آگئی طہماس نے کہا جتنی عزت پیدا کی تھی سب مٹی مین ملگئی بڑی ذلت ہوئی افراسیاب
نے کہا کوئی عمرو کے ہاتھ سے نہین بچا جمشید و سامری نے تمکو بچا لیا طہماس نے کہا ای
افراسیاب دانہ پانی حرام ہے جب تلک عمرو کو نہ پکڑ لاؤن حیرت نے کہا عمرو وایسا

ہر کہ پکڑ لائیگا افراسیاب نے کہا بھلا شراب تو پیو طہماس نے کہا حرام ہو چکی ہر چند
سمجھایا نہ مانا یاران نے شراب پی کباب کھائے رخصت ہو کے خیمہ مین آیا وہان سے
طہماس جو خیمہ مین آیا یاران نے کہا اب یہان کھانا کھاؤ کہا مین نے قسم کھائی ہے یاران
تو حیران ہین بعض کہتے ہین اسکی قضا آئی ہے بعض کہتے ہین عمرو کو پکڑ لائیگا چنانچہ یکہ و تنہا طہماس
چلا لیکن پوشیدہ ہو کے یہان سب بیٹھے ہوئے ہین مخمور سرخ چشم پیتی ہے طہماس
نے عمرو کے نام پر سحر کیا اور عمرو کا دل گھبرایا عمرو نے کہا مین ذرا لشکر کو دیکھ آؤن مہرخ نے
کہا عمرو باہر نجاؤ دشمنے کام ایسا کیا ہے کسی پیچ مین نہ آجانا عمرو نے کہا خدا اے ما بزرگ است
یہ کہکر عمرو باہر نکلا ہر ایک جادوگر کہتا ہے خواجہ سلامت آئیے بیٹھیے عمرو ایک جادوگر کے پاس
بیٹھا تھا طہماس ایک جادوگر کی صورت بنکر عمرو کے پاس جا بیٹھا قضاے کار عمرو لشکر
فوج کے کنارے پر گیا ایک مرتبہ یہ پنجہ مین پکڑ کے لیچلا پہلے خیال مین آیا کہ افراسیاب پاس
لیچلو پھر دل مین آیا کہ کئی مرتبہ عمرو افراسیاب پاس گیا اور چھوٹ آیا کسی پہاڑ مین لیچل کے
مار ڈالو یہ سوچ کے ایک درے مین پہاڑ کے اترا طہماس نے کہا ای عمرو عیار دیکھا ایک دن
تم ہمکو پکڑ لیگئے تھے گلگون کو مار ڈالا آخر ہم تمکو پکڑ لائے ہین اب تمھارا ہم کام تمام کرین گے عمرو کا
تمام قران حبشی کے کان مین گیا اُس درہ پہاڑ مین قران پھر رہی بیکار ہاتھا نکل کے بولا دیکھے
استاد بیٹھے ہین اسمین طہماس خنجر لیکے چلا قران حبشی سامنے آیا کالی صورت لال لال
آنکھین تھین طہماس سمجھا کہ کوئی جادوگر ہے پوچھا او جادوگر تیرا نام کیا ہے کہا سیاہ رو کہتے ہین
افراسیاب جادو نے یہان رکھا ہے مدت سے تعینات ہون طہماس نے کہا عمرو کو پکڑ لایا
ہون اب مار ڈالونگا قران نے کہا سر راہ کیا ضرور کہ گردن مارو اس کوہ مین غار ہے اسمین مار کے
گاڑ دیجیے کہا سر کاٹ کے افراسیاب پاس لیجاؤنگا قران حبشی نے کہا یہ دشمن افراسیاب
کا ہے خوب کیا قران نے خیال کیا کہ بیہوش کرنے اور مارنے مین عرصہ ہوگا ایک بغدا مار
ساتھ ہی خیال آجانے کے برابر ایک بغدا مارا طہماس کے سر کے چار ٹکڑے ہوگئے لینا
پکڑنا کی صدا بلند ہوئی کہ کس نے مارا نام میرا طہماس جادو بود اندھیرا ہو گیا بعد دو گھڑی کے
روشنی ہوئی قران نے کہا استاد اب بھاگیے کچھ بلا آئی کہ سامنے سے گرد و غبار معلوم دیا ایک طرف

قران جلبش گیا ایک سمت عمرو عیار روانہ ہوا معمول قران جلبش کا یہ ہو کہ ہمراہ نہیں رہتا
اور کسی عیار کے ہاتھ نہیں لگا لیکن گاہے گاہے ساحر پکڑ لیتے ہیں کیا طلسم میں کوئی مقام ایسا نہیں
کہ ساحروں نے طائران سحر سب مقام پر سحر سے بنا کے خبر کے لیے متعین نہ کیے ہوں غرض جب
یاران کو خبر ہوئی کہ طہماس مارا گیا اُسکے حواس جاتے رہے زار زار بر رنگ ابر بہار خوب رویا
اور لباس سیاہ پہنا اُدھر افراسیاب کہہ رہا تھا کہ طہماس خوب لڑا اُسوقت ایک جادوگر
آیا اُسنے کہا کہ اے بادشاہ طہماس جادو عمرو کو پکڑے لیے جاتا تھا قران جلبش پہاڑ کے
درے میں بیٹھا تھا اُسنے نکلکر ایک نعرہ مارا کہ طہماس کا سر پھٹ گیا افراسیاب کو یہ سنکے نہایت
رنج ہوا اور حیرت نے کہا کہ یاران سے کہلا بھیجیے کہ وہ نعش طہماس کی جلادے یاران نے
حسب فرمائش افراسیاب نعش طہماس کی جلادی اور طہماس کے ملازم جو جادوگر تو ایک ساحر کہ
افسر شعلہ زن پہاڑ میں رہتا ہو اس سے کہا کہ طہماس جادو مارا گیا اُسنے کہا کہ کسنے مارا کہا کسی جادوگر نے
مارا لوگوں نے کہا کہ پہلے تو ایسا ہوا کہ مہرخ سحر چشم کے دانت کھٹے کر دیے پھر نہیں معلوم کسنے مار ڈالا
افسر شعلہ زن خوب رویا اور کہا کہ عمرو کی قضا میرے ہاتھ ہے پھر چالیس ہزار کی جمعیت سے
روانہ ہوا یاران جادو کو خبر ہو گئی کہ افسر شعلہ زن آتے ہیں سوار ہوکے پیشوائی کو گیا
ملاقات ہوئی گلے لگا کے خوب رویا پھر وہاں سے آکے خیمہ میں داخل ہوئے افسر نے پوچھا کہ یہ
کیا مقدمہ درپیش ہوا یاران نے سب حقیقت بیان کی پھر وہاں سے افسر شعلہ زن اور
یاران افراسیاب کے پاس گئے مجرا کیا نذر دی ڈنگل پہ بیٹھے خلعت سے سرفراز ہوئے

افراسیاب نے کہا کہ دنیا میں جو آیا ہو اُسکو اکدن فنا ہے نظم

| | | |
|---|---|---|
| ہے یہ دنیا اک سرائے نابکار | | |
| جسمیں رہتے ہیں مسافر بیشمار | ایک دن آخر کو سب اُٹھ جائینگے | کچھ نہ نیک و بد سوا لیجائینگے |

افسر شعلہ زن نے کہا کہ ای شہریار یہ طلسم ایسا ہو کہ تھوڑا سے اور ہوگا جسمیں گلزار سلیمانی
سیرگاہ جمشیدی ساٹھ مرحلے ساٹھ عقدے ساٹھ بادشاہ زادیاں ساٹھ بادشاہ ہفت دریا
ہفت بلغ آیے ایسا شہریار زبردست پر تعجب ہو کہ ایسی جگہ سے عمرو نکل جاے لیکن میرے ہاتھ
سے کہاں جائیگا اسمیں حیرت جادو نے کہا کہ عمرو کا نام نہ لو مہرخ کا ذکر کرو عمرو کا نام لینا بہت مشکل
ہو مصور جادو جو صاحب تصویر ہیں اُنسے تو کچھ ہو ہی نہیں سکتا تم کیا کر لوگے

افسر شعلہ زن نے کہا ای ملکہ جو اپنا دشمن ہو اُسکا نام کیون نہ لین حیرت کو یقین ہوا کہ افسر شعلہ
زن کی قضا آئی ہی پھر افسر شعلہ زن نے کہا کہ غلام کو لڑائی تو نہین لڑا آتی لیکن جسطرح پری جی
چاہتا ہی لڑونگا لیکن مجکو عمرو کا خون معاف کر دیجیے جی چاہے مار ڈالون اور جی چاہے حضور
مین لے آؤن افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہی ہمنے تمہاری ہی طبیعت پر رکھا غرض کچھ
دیر وہان بیٹھ کے رخصت ہوئے اور باران وافسر وغیرہ خیمہ مین آئے باران نے کہا
کہ کھانا تیار ہی کچھ نوش کر لیجیے افسر نے کہا کہ آپ دسترخوان بچھوائیے مین آتا ہون یہ کہکے وہانسے
چلا اور پیکان تیر بنکر مہرخ کی فوج پڑی ہوئی تھی اُسپر جا کے گرا اور بہت آدمیون کے سینون کو
توڑا پھر بھال بنکر دوسری طرف گرا بہت جادوگر مارے گئے لشکر مین جلد جلد
کمر بندی ہونے لگی کہ یہ میسرے غول مین گرا اور قریب سو جادوگر کے وہان بھی مارے
پھر وہان سے پھر کے اپنے خیمہ مین آیا خون کی چھینٹیں پڑی تھین یہ نہا کے کپڑے بدل کے
سیندور کے ٹیکے لگا کے آیا باران نے کہا کہ تم کہان گئے تھے اُسنے کہا کہ کہین نہین اور
وہان خبر مہرخ کو ہوئی کہ افسر شعلہ زن کے ہاتھ سے چار ساڑھے چار سو جادوگر لشکر کے
مارے گئے اور ادھر خبر باران کو بھی ہوئی اُسنے افسر سے کہا کہ آپ اسی واسطے گئے تھے
افسر نے کہا قسم ہی جمشید کی اگر مین نے انکا دم نہ بند کر دیا تو نام نہ پایا اور یہان مخمور نے مہرخ
سحر چشم سے کہا کہ دیکھو تو مین کیا کرتی ہون یہ کہکے ایک گولہ بنکے زمین مین غرق ہو گئی عمرو
عیار بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر وہان دسترخوان باران کے یہان بچھا ہی اور افسر
اور باران جادو کھانا کھا رہے ہین کہ یکایک لشکر مین زمین شق ہوئی اور گولہ آن کر نکلا
عمرو یہان جادوگر بنا ہوا آیا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک گولہ زمین سے نکلا اور اُس گولے نے ساحرون
کی چھاتیان توڑنا شروع کین جو گرا اُسکی پگڑی اور جھولی و کردھنی وغیرہ عمرو نے لیکر زنبیل
کی اسی طرح سے مخمور نے دوسرے غول مین اور تیسرے غول مین گر کے بہت سے ساحر قتل
کیے اور پھر کے اپنے خیمہ مین چلی آئی باران کو خبر ہوئی کہ یہان چھ سو جادوگر مارے گئے لیکن جتنی
لاشین پڑی مین پگڑی اور ٹوپی اور کردھنی کسی کی نہین ہی اور مخمور سرخ چشم جو خیمہ مین
گئی تو مہرخ نے پوچھا اُسنے سب حال بیان کیا اور عمرو بھی آیا اُس سے مہرخ نے کہا

کہ خواجہ تم بھی گئے تھے انھون نے کہا کہ اے ملکہ کبھی مجھسے کوئی چیز ضائع نہین ہوئی لیکن ابکی مین ایسا
گھبرایا کہ انگرکھے اور پائجامے اور دھوتیان سلوا ان مازم افسر کی چھوٹ گئین اب مجھسے
چندروز کچھ کام نہین ہوگا اس رنج مین ہم بیمار ہو جائینگے مہرخ نے کہا کہ اے خواجہ
یہ مال سو پچاس روپیے کا آپ مجھسے لے لیجیے عمرو نے کہا کہ ملکہ تم تو دوگی جو ہمارا ہے وہ ہمارا ہی
جو تمھارا ہے وہ ہمارا ہے ملکہ ہنسی اور کہا کہ اے مخبر جادو ہزار روپیے خواجہ کو لاکے دو عمرو نے
کہا کہ ملکہ مین مو ضعیف تھا لیکن اب ہاتھی ہوگیا انشاء اللہ آج رات کو کام افسر کا تمام
کرونگا اور وہان خبر افراسیاب کو ہوئی پہلے اسطرح افسر نے مہرخ کے لشکر مین جاکے
جادوگرون کو مارا پھر مخمور سرخ چشم نے گونلنگے افسر کے لشکر مین جادوگرون کو مارا لیکن
پگڑیان اور ٹوپیان اور کردھنی وغیرہ نہین معلوم کون لے گیا افراسیاب نے کہا اے
حیرت تمنے معلوم کیا کہ کون لے گیا حیرت نے کہا کہ یہ کام عمرو کا ہے اور یہان جب زنگ
خورشید لاجورد ہوا اور آفتاب بشکل چہرہ راز پوشیدہ ہوگیا نظم

اٹھا اک ابر تیرہ آسمان پر
بسان حسرت عاشق برابر
ہوا روے زمین ظلمت افشان
چھپا جسطرح نور روے جانان

یاران نے نفیر سحر کو بجایا مہرخ سحر چشم نے بھی طبل جنگ بجوایا تیاری سحر و ساحری کی
ہونے لگی سپہر اور ستارے پر از آواز نقارہ تھے تلوارون کی چمک بجلی گراتی تھی زمین نعل اسپان
سے طوق پوش ہوئی تھی نیزون سے وہ مقام نیستان تھا پیکان اور گرز اور ترو بین اور
تیر سے روے زمین مثل دریاے قیر کے تھا اور منترون جنترون کی جاپ ہوتی تھی کڑاہیان
چڑھی تھین موہن بھوگ تیار ہوتا تھا ہر طرف نعرے ہوتے دلیران بلند تھے شعلے اٹھ
رہے تھے بیرون کو بھینٹ چڑھائی جاتی تھی رات بھر یہی غلغلہ برپا رہا جب وہ زمانہ
آیا کہ ستارے حیاے معشوق کی طرح چھپ گئے اور مسافر شب کمر کسکر چلنے پر آمادہ ہوا اشعار

سفیدی تھی سیاہی سے ہم آغوش
ہجوم شوق کر ٹھنڈے ہوئے جوش
اٹھے عاصی کہ شرمائیں خدا کو
زبان پر لائیں عرض التجا کو

صبح کو مہرخ اور بہار لشکر بیکران لیکر جانب میدان کارزار
روانہ ہوئین نظم

چو خورشید بر چرخ لشکر کشید
شب تار تاریدہ شد ناپدید
خروشیدن آمد ز پردہ سراے
ہمہ نالۂ کوس با کرناے
ہوا شد ز بس پرنیانی درفش

چو بازار چین سرخ و زرد و منقش | سیاہی برفت اندران دشت رزم | گرانیشان ہمین آرزو خواست بزم
بر افگند شاہان و لشکر زجاے | ہوا پر شد از نالۂ کرناے | زمین شد بکردار چشم خروس
ز بس رنگ و آرائش نامی کوس | ز پیلان بنہادند پر پیچ تخت | سراسر ز دیباے چینش رخت
زبرجد نشاندہ بہ تخت اندرون | ز دیباے زربفت پیروزہ گون | بہ زرین ستام و جناح پلنگ
بہ زرین درع و خر سیاہ و رنگ | ز افسر سر پیلبانان پر نگار | سر یک با طوق و با گوشوار

یہ لشکر اس کروفر سے میدان مصاف مین آیا اسطرف سے باران و افسر شعلہ زن طبل و نقارے کو گرماتے لشکر ساحران بیقیاس اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوئے صفین جم گئین ابر سحر برسا کے غبار زمین بٹھایا پھر نقیبون نے کرہ کا سنایا جب کرکیت بھی کرہ کا کہکر ہٹ گئے اسوقت افسر شعلہ زن میدان مین آیا اور پکارا کہ اے جادوگرو دنیا چند روز ہے آخر مارے جاؤگے افراسیاب کو غنیمت جانو ایسا مالک پھر میسر نہ آئیگا اسطرف کی ساحرون نے افراسیاب پر اور اُسپر لعن وطعن کی اور کہا تو کیا جھک مارتا ہی اور گوہ کھاتا ہی اور مہرخ نے مخمور سے کہا کہ تم ابھی لڑنے کا ارادہ نہ کرنا کیونکہ تم ایک لڑائی لڑ چکی ہو اُسنے کہا کہ مجھ سے نہ ہوا ہی اور نہ ہو سکیگا اور عمرو ایک جادوگر کی صورت بنکر ایک طرف کو کھڑا ہو رہا اس اثنا مین افسر نے اشارہ کیا کہ خونخوار جادو نکلا اور مہرخ کی طرف سے ظلمات کاکل کشا نے آکے سامنا کیا خونخوار نے ایک خنجر سحر کا مارا کہ ظلمات زخمی ہو گئی پھر سرخ موے کاکل کشا نکلی خونخوار نے ایک ناریل مارا کہ اُس ناریل سے ران سرخ مو کی زخمی اُسوقت مار از در پیشانی جادو نے آکر سامنا کیا خونخوار نے اُسپر بھی ایک تیغ مارا مار نے خالی دے کر ایک تلوار سحر کی ماری کہ وہ تلوار بجلی بنکر گری اور خونخوار کے دو ٹکڑے کیے افسر جادو ٹال رہا ہی اور باران کہہ رہا ہی کہ تمام زمانہ سے لیکن عمرو معلوم نہین دیتا اُسنے کہا کہ بغیر سحر کے دریافت نہین ہوگا عمرو ایسا تھوڑی ہی کہ اُسکو کوئی پکڑ لے مگر مین نے ایک تدبیر کی ہی کہ مصور جادو کے پاس جا کے دریافت کرون جس صورت پر عمرو ہوگا اُسکی تصویر وہ بنا ہی یہ کہکے کہا ای باران جادو تم اس لڑائی کو روکو مین جاتا ہون باران وہان میدان مین آیا اور افسر مصور کے پاس گیا مصور نے دیکھا کہ افسر آتا ہے صورت نگار کہا ذرا تصویر

دیکھ لینا ایسا ہو کہ وہ اسی تشریف افسر ننگے تشریف لائے ہون مصور نے تصویر کو دیکھا اور کہا
کہ عمرو جادوگر بنا ہوا میدان جنگ مین کھڑا ہے یہ کہہ رہا تھا کہ افسر آیا مصور نے تصویر دکھا دی
افسر وہان سے پھر کر میدان مین آیا اور عمرو کو گھورنے لگا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ پہ
بہروپ یہ لڑتا تھا تو اسنے نہین دیکھا تھا اب کیا ہے جو گھورتا ہے ضرور اُسنے پہچانا ہے اور افسر
نے باران سے کہا مین انگلی سے تو نہ بتاؤنگا وہ جو جادوگر ایسے کپڑے پہنے کھڑا ہے
وہی عمرو ہے اور عمرو غائب ہوکے مہرخ کے تخت کے نیچے آیا ایک عورت بنکر سامنے
کھڑا ہو رہا افسر نے جو دیکھا کہ عمرو نہین ہے پھر مصور کے پاس گیا اور کہا عمرو نہین معلوم
دیتا ہے مصور نے جو تصویر کو دیکھا تو عورت بنا ہوا کھڑا ہے مصور نے تصویر دکھائی اور
کہا بھائی تمام عمر تو نہین دوڑو گے عمرو کو نہ پاؤ گے وہان سے افسر نے آکے کچھ روپیہ
اشرفیان پھینک دین کہا یارو لوٹ لو دنیا چند روزہ ہے اور اس لڑائی مین ہم بچتے
نہین معلوم ہوتے بھلا تم چند روز تو بیٹھ کے کھاؤ گے عمرو کے منہ مین پانی بھر آیا اور چلا
مہرخ منع کیا چاہتی تھی پھر کے جو دیکھا عمرو نہین ہے اور عمرو نے لوٹنا شروع کیا افسر نے پہچانا تا
کود کے عمرو کو پکڑ لیا اور بارگاہ کی طرف چلا پکار کے کہا طبل آسائش بجوا دو باران نے طبل
آسائش بجوا دیا قضائے کار برق فرنگی کو جو بھوک لگی افسر کے باورچی خانہ
مین جا کے کھانے کو لکڑیون کے ڈھیر مین دبا دیا آپ کباب لگانے لگا آدھا کھا تا جاوے
آدھا رکھتا جاوے اور افسر نے بارگاہ مین جا کے بغیر سحر کے عمرو کو ستون سے باندھا
خبر اُڑی کہ افسر عمرو کو پکڑ لایا باورچیخانہ خیمہ کے متصل تھا برق نے سُنا کباب چھوڑ کے
چلا لوگون نے کہا میان کبابی کہان جاتے ہو کہا مین بھی عمرو کو دیکھ آؤن اور یہان
افسر نے کہا کہ اے عمرو تو نے طہماس کا خون کیا عمرو نے قسم کھائی کہ مین نے طہماس
کو نہین مارا باران جادو نے کہا اے پھٹے منہ سو دفع سنار کی تو ایک دفع لوہار کی اب تم
بچ کے یہان سے نہین جاؤ گے اس عرصہ مین برق نے آکر دیکھا کہ عمرو ستون سے
بندھا کھڑا ہے مگر سحر اسیر نہین ہے بس اُسنے پشت بارگاہ پر جا کے نقب کھودنا شروع
کی ایک منہ نقب کا لشکر کے باہر اور ایک بارگاہ کے اندر لگایا اور باہر نقب سے نکل کر جلد

عمرو کی رسی کاٹ دی عمرو اور برق دونون نقب مین کود کے بھاگے افسر جادو نقب مین
کودا وہان برق نے کمند لگائی تھی یہ اُسمین پھنسا اور پکارا کہ یارو بچانا اب کوئی نقب مین
نہین کودتا باران کودا برق و عمرو تو نکل گئے لیکن افسر کو باران باہر نقب سے لایا اور کمند
کے حلقہ کاٹ کے بٹھایا اور پوچھا کہ مزاج اچھا ہی آپکی حالت غیر ہوگئی جمشید و سامری
نے بچالیا افسر کا رنگ سفید ہوگیا خجالت زدہ آنکھین کسی سے نہین ملاتا دل مین کہتا ہے
کہ جو افراسیاب کہتا تھا حقیقت مین عیار بڑے زبردست ہین خبر افراسیاب کو
ہوئی حیرت جادو کو افسر کی خبر کے واسطے بھیجا حیرت جادو آئی کہا ای افسر شعلہ زن
افراسیاب نے مزاج کی خبر پوچھی ہے اور کہا کیا احوال گزرا باران نے حال بیان کیا
مہرہ نقب کا دکھایا حیرت جادو نے کہا ایسا بھی ہوجاتا ہی کچھ مضائقہ نہین اے افسر جادو
افراسیاب جھوٹ کہتا تھا اور ہمارے کہنے کا تو بہت سا برا مانا تھا افسر نے کہا ملکہ سچ
کہتی ہے یا تو ہمنے عمرو کو مارا یا عمرو نے ہمکو مارا حیرت جادو نے کہا کیون گھبراتے ہو اور جادوگرونکا
سامنا کرو ایک عمرو کا سامنا ہوا تو کیا ہوگا باران نے کہا اگر ہمنے جادوگرون کا سامنا کیا
عمرو تو غریب سا ہے وہ سامنا نہ کریگا اس سے عیارون کیلیے سامنا کرنا مناسب ہی
یہ کہکے حیرت جادو و افسر جادو دونون افراسیاب پاس گئے افراسیاب نے احوال
پوچھا سب عرض کیا افراسیاب نے کہا خاطر جمع رکھو کوئی نہ کوئی تدبیر ہوجائیگی پانچون عیار
پہچان لکھی ہین افراسیاب نے کہا اے افسر شعلہ زن یہ عیار پہچان ہین انکو دعوے عیاری
کا ہے خاک نہین ہوسکتا عمرو کو کبھی نہ پکڑلائین نہ مہرخ کو پکڑلائین نہ کوئی جادوگر مارا گیا نہ پکڑا
گیا صرصر شمشیرزن نے کہا لونڈی کے نصیب و قسمت مین لکھی ہے کئی بار مہرخ کو پکڑلائی
عمرو کو پکڑلائی ایسا مقدمہ ہوتا ہے کہ چھوٹ جاتے ہین آپ گردن نہین مارتے ہمکو حضور
کے کہنے کا کچھ رنج نہین آپ خاوند ہین مالک ہین خفا بھی ہوتے ہین سرفراز بھی کرتے
ہین خراب لونڈی سے جو ہوسکیگا کوتاہی نکریگی صرصر صبا رفتار افسر جادو رخصت ہوکر
اپنے اپنے خیمہ مین آئے صرصر شمشیرزن و صبا رفتار کمند انداز قنطورہ زن لقتی مینا دہ سقرلانی
کمند غیادی چالاک ناحق سے آراستہ ہوکر باران کی بارگاہ مین آئین باران نے کہا یہ بھی کچھ

کم نہین ہی صرصر نے کہا کئی مرتبہ عمرو کو مہرخ پکڑ لائی افراسیاب نے مارا افسر جادو نے کہا
اگر عمرو کو پکڑ لائے تو بہت کچھ انعام دونگا اور طلسم مین تیرا نام ہو جائیگا صرصر شمشیر زن نے
کہا مین لاتی ہی یہ کہکے عمرو کی فکر کو چلی اور عمرو جو نقب سے نکلا برق فرنگی کو گلے سے لگایا برق
فرنگی نے کہا حضور میرا کہنا مانین تو عرض کرون عمرو نے کہا کہو برق نے کہا حضور کو تمام زمانہ
نے لالچی سمجھ لیا ہے حضور اس مقدمہ سے باز رہین عمرو نے کہا بھلا کچھ اشرفی روپیہ کا لالچ میرے
مزاج مین ہی اور ادھر اُدھر سے نلاؤن تو کام کیونکر چلے تم سمجھتے ہوگے کہ زنبیل مین دس بیس
ہزار روپیہ ہوگا دیکھو تو پھوٹی کوڑی نہین ہی برق نے کہا حضور سچ فرماتے ہین لیکن چند سے
اسطرف خیال نہ فرمائیے گا یہ باتین کرتے ہوے عمرو عیار اور برق فرنگی چلے جاتے تھے
کہ سامنے سے مصور جادو کی سواری آگئی برق نے کہا مصور آتا ہی الگ ہو جائیے عمرو
نے کہا اسکے واسطے شہر چھوڑ دون اور ایک حاجب کے لڑکے کی صورت بنکے ساتھ مصور
کے چلا مصور تو اپنے خیمہ مین داخل ہوا عمرو عیار دروازہ پر لگ رہا بارگاہ مین آٹھ نو سو نگل
بچھا تھا جادوگر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا عمرو خدمتگار کی صورت بنکے اندر آیا دل مین لاکھ لاکھ
تدبیرین کرتا ہی کہ کسی تدبیر سے تصویر لیجائیے اور سر کاٹ ڈالیے مصور کو خیال رہتا ہی ہر مرتبہ
تصویر دیکھتا ہی خیال جو آیا تصویر پر ہاتھ ڈالا عمرو بھاگ کے ایک غار مین پڑ گیا مصور جادو تصویر
دیکھ کے چپ ہو رہا مصور نے کھانا مانگا دسترخوان چنا گیا مصور کھانا کھانے لگا عمرو پھر خدمتگار
کی صورت بنکر بارگاہ مین آیا فکر مین ہی کہ اگر مصور پانی مانگے تو خوب شورہ مین جھل کے پلا مصور
نے کھانا کھاکے ہاتھ دھوے گلوری کھائی اور آب خاصہ طلب کیا عمرو نکل کر آبدارخانہ مین
گیا اور تھالی جوڑ سرپوش اُٹھا لیا دس بارہ آدمی آبدارخانہ والے بیٹھے تھے ایک نے عمرو کو
پکڑ لیا کہا ارے میرا ہاتھ کیون پکڑتے ہو مصور جادو نے آب خاصہ مانگا ہے لوگون نے کہا
ہمکو مصور نے سب پتے دے رکھے ہین عمرو نے اچھل کے ایک پاؤن مارا موزون مین کانٹے
لگے ہوے تھے ایک کانٹا چھاتی مین لگا جست جو کرتا ہی پگڑی لیکے یہ جا وہ جا آبدار ہلے کرکے
بیٹھ گیا دیکھین تو تھالی جوڑ نہین ہے کہا یارو پگڑی کو کیا روتے ہو تھالی جوڑ لیگیا غل ہوا کہ
جلد آب خاصہ لاؤ آبدارخانہ والے پانی پانی ہو گئے اُس زخمی کو لیکے آئے عمرو جو بھاگتا ہے

ایک درۂ پہاڑ مین مہنت کی صورت بنکے انگیٹھی دہکا کے بیٹھ رہا دل مین کہتا ہے کہ مصور دیکھیگا
تو بہت خوش ہوگا اسمین وہ آبدار آئے کہا ارے کیا ہے لوگون نے سب مقدمہ بیان کیا
مصور نے کہا ارے میرا پانچ ہزار روپیہ کا تعالی جو ڈھتا تم آپ ہی چرا تے ہو عمرو کا نام لگاتے ہو
اور مصور نے جادوگر بھیجے ہین چار کوس تلک دیکھ آئے عمرو کو نہ پایا لوگون نے کہا آپ کا
خدمتگار گیا تھا مصور نے کہا بھلا وہ خدمتگار کب بنا تھا صورت نگار نے کہا کئی دن
کے بعد عمرو نے کروٹ لی تھی مصور نے تصویر دیکھی معلوم کیا کہ ایک پہاڑ مین مہنت بنا
بیٹھا ہے جب دن سے کہ عمرو تصویر سے گیا ہے مصور نے تصویر مین چار کنڈی لگا کے چار زنجیرین
لگائی ہین وہ کمر مین بندھی رہتی ہین اور ڈورا گلے مین رہتا ہے صرصر اور صبا رفتار جو
عمرو کی فکر مین مہرخ کی بارگاہ مین گئین عمرو کو نہ پایا صرصر ضرغام شیردل کی صورت
بنکر چلی برق فرنگی آتا تھا کہا بھائی کہان سے آتے ہو استاد کا احوال معلوم نہین برق
نے کہا استاد مقرر مصور کی طرف گئے صرصر کا رنگ سفید ہو گیا برق نے صرصر کو پہچانا
کہا ضرغام اور بھی کچھ سنا عجیب غریب مقدمہ ہے اور برق نے قدم آگے بڑھایا صرصر نے
کہا اب کیا ہوتا ہے برق نے کہا صرصر عمرو نہایت خفا ہے یاران سے لڑائی پڑی ہے صرصر کہتی
ہے احمق ہو عمرو سے بل نہین جاتے یہ کہکر کہا مین عمرو کو پکڑ کے لاتی ہون آگے آگے صرصر
اور پیچھے پیچھے برق چلا ایک درے مین صرصر جو گھسی دوسری طرف راہ تھی نکلگئی برق نے
کہا ارے برق ایسا نہووے کہ ٹکریان لگا گئی ہو تو عیاری سے ماہر ہے برق دیکھتا ہوا چلا
اور صرصر داہنی طرف سے جو نکلی خیال مین آیا بارگاہ خالی ہے عمرو تو مصور کی طرف گیا ہے
تو مہرخ کو پکڑ لا اور عمرو کی صورت بنکے مہرخ کے پاس کی کرسی پر بیٹھی مہرخ نے کہا اے
عمرو عیار وہ جو تمنے وعدہ کیا تھا وہ ہوا کہا کیا وعدہ کیا تھا مہرخ نے دیکھا صرصر اٹھ کے بھاگی
مہرخ نے کہا ارے لینا صرصر بھاگ کے نکلگئی اور ایک جادوگر کی صورت بنکر خیمہ مین
آئی مہرخ سے بہار نے کہا یہ کیا معاملہ تھا مہرخ نے کہا عمرو نے ہمکو ایک انگشتری
اور ایک الّہ دکھایا تھا اور کہا تھا کہ ای مہرخ سوائے میرے اور تمہارے یہ نشانی کسی کو نہین
معلوم اگر کوئی عیار بھی آوے تو اسکے سبب دریافت ہو جائیگی صرصر کھڑی سنتی تھی باہر

جا کے عمرو کی شکل بنکے آئی پسینہ پسینہ عرق قہقہہ مار کے کہا ملکہ صرصر کو خوب پکڑا اتفاقاً مہرخ
نے کہا یا صرصر تھی یا صبا رفتار تھی عمرو نے کہا کہ وہ صرصر تھی کہ جال بازی کرتی تھی اگر
مین انگشتری اور اکے نہ دے جاتا تو لیگئی تھی ای ملکہ اب ایک تیا اور دیتا ہون تمام اعضا
بدن سے کے دکھاتے ہین جو ہمارے لوگ ہمراز ہین انکو معلوم ہے اور مہرخ کو لیکے خیمہ مین چلی جبکہ
خیمہ مین آئی برابر سے بیضہ مارا تڑاق چھینک آئی بیہوش ہوگئی چادر عیاری مین ڈال
کے صاف جست کر کے نکل گئی ارادہ کیا کہ بارگاہ باران مین لے چلے اتفاقاً برق فرنگی وہان
کوہ سے نکلا صرصر کو ندیکھا دلمین کہتا ہے اے برق فرنگی صرصر کہان گئی ایک مرتبہ نظرونسے
غائب ہوگئی ایک آدھ کوس پر درخت تھا آڑ مین کھڑا ہو رہا پانون کے نشان معلوم دیتے
ارے برق ایسا نہو مہرخ کو پکڑ لیجائے یہ سوچ کے برق فرنگی خیمہ کی طرف چلا اتفاقاً
مہرخ کو صرصر لیے آتی تھی برق فرنگی نے دور سے پشتارہ دیکھا جبکہ صرصر نزدیک سے
نکلی برابر سے نعرہ کیا صرصر کہان جائیگی سامنے لشکر باران کا پڑا تھا صرصر پکاری ارے
جادوگرو مجکو بچا لینا مین مہرخ سحر چشم کو لائی ہون برق فرنگی نے دوڑ کے تیغہ مارا
صرصر نے خالی دیا غل ہوا لینا پکڑنا جب تک جادوگر دوڑین صرصر کا پانون پھسل گیا صرصر
گر پڑی قضا سے کار پشتارہ کی ایک گرہ کھل گئی جیسے اٹھی پشتارہ گر پڑا جادوگر دوڑ پڑے
برق فرنگی نے سبکو مارا کسی کا ہاتھ اڑا دیا کسی کا پانون اڑا دیا جادوگرون نے کمند ذوحلقے
مار کے پکڑ لیا پھر جادوگر پشتارے پر جا گرے پشتارہ کھول کے مہرخ کا ہاتھ رسی سے باندھ لیا
مہرخ کو جو ہوا لگی اور آنکھ کھولی دیکھا کہ آٹھ نو سو جادوگر ہین اور مجکو باندھے لیے جاتے ہین
مہرخ سحر چشم کو غصہ آیا سردار تھی رعب اسکا تھا تو گرون کی کیا حقیقت جو سامنا کرتے کہا
ارے او نطفہ حرامو جادوگر چھوڑ دو جادوگرونکے ہاتھ سے رسی چھوٹ گئی ملکہ نے جھولی مین
سے ایک گولہ نکال کے مارا جسکی چھاتی مین لگا پار ہوگیا مہرخ نے دوڑ کے اس جادوگر کو طمانچہ
مارا جو برق کو لیے جاتا تھا برق کو اسنے چھوڑ دیا مہرخ نے دستک دی ایک نارنج آسمانی مارا
ساٹھ ستر ساحر گرے اب نارنج ترنج مہرخ پر پڑنے لگے یاران شعلہ زن و افسر جادو
وابران جادو دوڑ پڑے چار طرف سے مہرخ پر سحر ہونے لگا پھر کے ایک تلوار ایک

جادوگر نے ماری مہرخ زخمی ہو گئی قضا سے کار خیمہ مین خبر پہونچی بہار و تا فرمان لشکر
سے گر روانہ ہوئین ایک مرتبہ آگ مین نارنج ترنج آگ دھتورے کے پھل رائی لون گوگل ماش
کا چھرا چلنے لگا جبتک معلوم ہو گیا غل ہوا افراسیاب نے کہا ارے دیکھو تو یہ غل کیسا ہے
لوگ دوڑے افراسیاب نے کہا حیرت جادو آئین کہا ابھی نہین مہرخ کو تخت پر
ڈال لیا تھا بہار جادو نے نفیر کی جو الو دلیرو جادوگر کو مار لیا ہے نہ چھوڑنا سب آکر باران پر گرے
چنانچہ فوج جو آکے گرتی ہے خیمہ کی طنابین کاٹ دین اسباب لوٹ لیا باورچی خانہ مین جو
دیگچا دیگین لگن رکابی کفگیر چمچے سونے روپے کے ہین لوٹ لیے حیرت جو آئی اُسنے
یہ رنگ دیکھا افراسیاب کو خبر دی افراسیاب نے کہا ای حیرت جادو یہ ناریل باران کو
دے کہ فوج پر مارے قران حبشی درہ پہاڑ مین سوتا تھا غل سے جو آنکھ کھلی نعرہ لیکے
دوڑ پڑا جسکے نعرہ مارا کام تمام کیا قضا سے کار ایک گود کسی جادوگر کا باران کے لگا تخت
پر لوگ پہونچے قران حبشی نے جو دیکھا کہ باران کو لیکے جاتے ہین تو باران کی شکل بنکے لڑنے
لگا حیرت جادو گود کے باران پاس آئی وہ ناریل دیا اور کہا افراسیاب بنگلہ پر بیٹھا ہے
یہ ناریل دیا ہے کہ مہرخ کی فوج پر مار تمام جل کے خاک ہو جاینگے لیکن حیرت جادو کی
قضا تھی اگر قران حبشی نعرہ مار بیٹھے تو کام تمام ہو چکا تھا قران کے خیال مین اُس وقت
نہ آیا قران حبشی نے ناریل لے لیا اور مہرخ کی فوج کی طرف چلا حیرت جادو
نے کہا بس یہان سے ناریل مارا اُسنے اپنی فوج مین جا کے کہا منم قران حبشی ارے ناریل بحکم
افراسیاب جادو جو کام ہے وہ کر اور ناریل مارا باران کی فوج پر حیرت تو بھاگی اور ناریل پھٹا
چنگاریان پھیل گئین تمام بیابان گلزار ہو گیا شعلے اُٹھے جادوگر جلنے لگے بارگاہ مین آگ
لگ گئی افراسیاب نے کہا اری کمبخت لعنت خدا کی پھٹے مُنھ یہ کیا کیا حیرت نے کہا مین
بادشاہ جلانے کو نے دیا تھا مین دے آئی مین آپ جلی جاتی ہون خدا جانے جمشید کی ہے
یا نہین اور قران نے کہا اب چلو یہان سے افراسیاب نے دو منتر مارے لکۂ ابر کا پیدا
ہوا برسنے لگا تمام آتش بجھ گئی بارگاہ جل کے خاک ہو گئی مہرخ مع قران حبشی و
برق فرنگی خیمہ مین داخل ہوئی افراسیاب طلسم کے نیچے اُتر آیا باران کے جادوگرو نکو

جمع کروایا پھونا ب دیا کہا اب کل سمجھ لونگا مہرخ سحر چشم بھی خیمہ مین گئی سب فوج کو ایک ساتھ
انعام دیا سب کہتے ہین کہ صاحبو مہرخ سحر چشم نہایت عقلمند ہے اسی کے ساتھ رفاقت کرنا
مناسب نہین ہر کیسی عزت اور حرمت کرتی ہے اور افراسیاب جو شکست کھا کے گیا حکم کیا بارگاہ
کا اسباب اور جادوے ایک بارگاہ عالیجاہ مع اسباب کے آکے استادہ ہوئی وہ جو زخمی تھے اُنکا
علاج مرہم پٹی ہونے لگی افراسیاب نے کہا باران جادو کو بلالاؤ افسر جادو نے کہا کچھ عزت
نہ رہی شکست فاش ہوئی ذلت زدہ ہوے ہر ایک کی آنکھون مین ذلیل ہوگئے باران
نے کہا بھائی ابھی لڑائیان بہت ہین کیون گھبراتے ہو افسر نے کہا ہمکو لڑائی سے کچھ مطلب نہین
عمرو سے کام ہے جس طرح سے پکڑا جائیگا مین اُسکو پکڑونگا اسمین جادوگر آیا کہا کہ افراسیاب
نے یاد کیا ہے باران و ابران و افسر سوار ہوکے چلے افراسیاب مینا مین بیٹھا ہے ناچ
ہو رہا ہے افراسیاب وہ چکنا گھڑا ہے کہ بوند پڑی پھسل گئی اپنے غرور مین کچھ خیال نہین
باران نے جانا تھا کہ افراسیاب کو نہایت غم ہوگا فکر ہوگی آکے جو دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہے گیند بے چلتے ہین
قہقہے چلتے ہین ملکہ حیرت جادو جو فکر مند ہوتی ہے تو کہتا ہے ای ملکہ تم چپکی کیون بیٹھی ہو ایسی لڑائی
کا کچھ غم نہ کرو حیرت نے کہا ای شہنشاہ یہ آپ نے لڑائی ڈال رکھی ہے افراسیاب نے
کہا اے افسر شعلہ زن ہمنے ناریل بھیجا تھا عیار کے ہاتھ وہ لگ گیا نہین آج کام تمام تھا
افسر نے کہا مجکو نہ لڑنے سے کام ہے نہ مہرخ سے مجکو تو عمرو سے کام ہے یا تو میری جان گئی یا مین نے
عمرو کو مارا یہ کہکر رخصت ہوکر اپنے خیمہ مین آیا حیرت بھی افسر کے خیمہ مین آئی اسمین صرصر
شمشیر زن آئی اور کہا مہرخ سحر چشم کو مین پکڑ لائی تھی مگر چھوٹ گئی پھر یہ بھی میری قسمت
کا لکھا ہو نہار بر وا سکے چلنے چلانے بات افراسیاب کہتا ہے کہ اس سے کچھ ہو نہین سکتا پھر مین
کیا کرون یہ باتین تھین کہ مصور جادو آیا اور اُسنے سارا حال عمرو کا بیان کیا اور کہا کہ
بچ چلتے چلتے تھالی جوڑے گیا اس ذکر مین افراسیاب بھی آیا اور اُسنے مصور سے کہا کہ بڑا
تعجب ہے کہ تم تصویر عمرو کی اپنے پاس رکھتے ہو اور اُسکو گرفتار نہین کر سکتے اُسنے کہا کہ مین نے
چار تصویرین بنائی ہین مہرخ اور مخمور اور عمرو اور برق فرنگی کی اور خواص اُنکا یہ ہے
کہ جس تصویر کی گردن کاٹ ڈالو اُسکی گردن کٹ جاے اور جس تصویر کے ہاتھ کاٹ ڈالو

ہاتھ کٹ جائے افراسیاب نے کہا وہ تصویرین کہان ہین کہ عاقل جادو میرا استاد ہوا اسکے پاس ہین جبتک وہ نہین لڑتا ہے اسمین خیر ہے جسوقت اُسنے ارادہ کیا پھر کوئی سامنا نہین کرسکتا حکم ہوئے تو غلام طبل جنگ بجوادے افراسیاب نے کہا اچھا مصور جادو نے جو دیکھا کہ حیرت جادو کچھ بگڑی ہو کہا ملکہ مزاج اچھا ہے حیرت نے کہا بھائی یہ مین جانتی ہون کہ کل جو نایل مین قران کو دے آئی تو لوگ طعنہ دیتے ہین مصور جادو تمھارے پاس تصویر عمرو کی ہو تم بھی دھوکا کھا جاتے ہو کئی مرتبہ افراسیاب کو دھوکا دے کے چلا گیا یہ مین جانتی ہون کہ تمام طلسم کا مال دولت خزانہ عیش و آرام تمھارے واسطے ہے مصور نے کہا ملکہ تمھارا خیال کدھر گیا ہم جو کہتے ہین جھک مارتے ہین حیرت نے کہا مصور ہم جانتے ہین تم کسی کے نوکر چاکر نہین ہو اپنے ملک کے مالک و مختار ہو مصور نے کہا کہ جو سردار ہوتے ہین انکو لوگ برا کہتے ہین اب مین جا کے طبل جنگ بجواتا ہون یہ کہکے اپنے خیمہ مین آیا اور دن بھر تامل پذیر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ بسان نصیب ناتوان بین کے خورشید مہر محتاج تمکین ہوا اور رد اسے غمام جانب زمین بھیلی سامان افلاک نگاہون سے پوشیدہ ہوئے کہ ابیات

مثال تنگ ظرف و بے مروت
چھپایا انتہا کو ابتدا مین
کہ لا ہو کر ملا مضمون لا مین
گھٹی اُس روز کی اسقدر جہت

تر شام مصور نے طبل جنگ بجوایا خبر مہرخ کو ہوئی اُسنے نقیر سحر کو دم دیا تیاری سحر کی دونون لشکرون مین آغاز ہوئی چار پہر رات منتر جنتر پڑھتے گئے جب وہ وقت آیا کہ جلوہ سحر نمایان ہوا اور شب مثل فکر نخوت گھٹ گئی کہ اشعار

رہا باقی نہ تاریکی کا انجام
کہ وہ شب گھٹ گئے مثل عمر دشمن
چھپائی جادوون نے زلف کی شام
ہوئی جسدم جہان مین گرم ہو کر
صبح کو لشکر لیکر مہرخ نامور دار

وشت مصاف ہوئی عمرو بھی آیا مہرخ نے اُس سے کہا کہ بھیا مصور نے کوئی زبردست سحر تیار کیا ہو اسی کے بھروسے پر لڑتا ہے لیکن کیونکر اسکا احوال دریافت ہو ضرغام شیر دل نے کہا کہ مین جا کے خبر لاتا ہون اور روانہ ہوا وہان جا کر جو دیکھا صرصر و صبا رفتار خیمہ مین ہین اور کوئی نہین ہو یہ شرارہ نقب زن کی ایسی صورت بنکے ایک رومال زر دھ منھ پر رکھکر خیمہ مین گیا صرصر نے کہا ای شرارہ تو کہان گئی تھی کل سے نہین

دیکھا اُسنے کہا اے ملکہ میری آنکھین دُکھتی تھین صرصر نے کہا کہ حضور نے چار تصویرین بنائی ہین مہرخ
مخمور و برق و عمرو کی جس تصویر کا جو عضو کاٹے صاحب تصویر کا وہی عضو کٹ جائیگا اور
عاقل جادو مصور جادو کا اُستاد ہے اُسکے پاس وہ تصویرین ہین یہ سُنکر شرارہ وہان سے چلی
صرصر نے کہا کہان جاتی ہو اُسنے کہا پیشاب کرنے جب یہ چلی گئی تو شرارہ اصلی آئی صرصر نے
کہا کہ تیری آنکھین اچھی ہوگئین اُسنے کہا کہ میری آنکھون کو کیا ہوا تھا صرصر نے کہا کہ تو وہ کوئی
عیار ہوگا جو ابھی آیا تھا اور ضرغام نے جاکے عمرو سے سب احوال بیان کیا عمرو بھی وہانسے
چلا یہان آکر جو دیکھا تو خیمہ کے دروازے مین تکمہ لگا ہوا ہے اور چوکی پہرے بیٹھے ہین طائر سحر
کے اُڑ رہے ہین عمرو وہان سے پھر آیا اور مصور جادو میدان جنگ مین ابھی نہین آیا
عاقل جادو کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ آج مہرخ و مخمور و برق و عمرو
کا سر کاٹون عاقل نے کہا کہ کیا افراسیاب مین ایسی قدرت نہ تھی کہ جو اُسکو مارتا مصور
نے کہا کہ وہ چاہے تو زمین آسمان کے قلابے ایک کردے اور سبکو غارت کردے عاقل نے
کہا کہ بس کچھ تو ایسا ہے جو وہ غارت نہین کرتا ہے اے مصور جسطرح ہم کہین وہ کرو اگر مہرخ ملجاوے
تو خیر اور نہین تم سب ملکے افراسیاب پاس چلو اور خوب جنگی کرکے قتل کا ارادہ کرنا آج تو مہرخ
کو سمجھا دُو دھمکاؤ کل ایسا ہی ہو تو قتل کر ڈالنا مصور نے کہا اُستاد آپ سچ فرماتے ہین اور
خیمہ مین آکے تخت پر سوار ہوا چار لاکھ جادوگر اپنے ہمراہ لیکر چلا نشان ہان سحر کے کھلے ہوئے
گھنٹے گھڑیال بجتے بوقون اور نفیرون کو دم ملتا برقین سرخ سبز زرد جلوہ دکھاتی ہین جادوگرنیان
ساریان باندھے کانون مین کنڈل ڈالے ہاتھون مین سمرنین موتیون کی بندھی مانگ مین
سیندور بھرا ماتھے پر ٹیکا صندل کا دیا لگا تیان بند جین طاؤس اور ہنس باز و بط وغیرہ پر
سوار سیر کرتی تھین ساحر کے مرکب سحر کے پرواز کرتے اژدر اُڑتے ہوئے ماش کا چھترہ جلتا
شعلے رال و گوگل کے اُڑتے نارنج ترنج گونے فولادی ناریل آگ دھتورے کے پھل اُبھلتے
گوگل کی چراند پھیلی ہوئی اس سامان اور تجمل سے یہ میدان مین آیا ایک طرف بازان
جادو نے اپنی فوج لے کر علیحدہ کھڑا ہوا کوس دو مامے گڑگڑانے لگے افراسیاب
جادو بنگلۂ مینا پر جاکر بیٹھا مصور نے جاکر اُسکو مجرا کیا اور پھر وہانسے آیا مہرخ و نافرمان و بہار تو میدان مین

آہی چکی تھین اور عمرو ایک جادوگرنی کی شکل بنکر ایک غول مین ساحرون کے مصور کے قریب
کے کھڑا ہوا مصور نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور پکارا کہ اے مہرخ و نافرمان و عیار وغیرہ
افراسیاب جادو اگر چاہے تو ایک دم مین تم سب کو غارت کر دے اسکے حکم مین زمین
و آسمان کوہ و بیابان ہین آؤ مین تمھاری تقصیر معاف کرا دون جادوگرون نے ادھر سے
دو زود ملک بتائی اور مہرخ نے کہا جب تک دم مین دم ہی ہم لڑے جاینگے مصور جادو نے کہا
تو آؤ میرے مقابلہ مین یہ کہکے اپنے تخت کو بڑھایا ادھر سے مہرخ بھی تخت بڑھا کر چلی مصور
نے ایک پتلا مہرخ کی صورت کا اپنی جھولی سے نکالا اور کہا مہرخ دیکھ یہ کسکا پتلا ہے یہ
کہکے اس پتلے کے ناخون کاٹے مہرخ کے بھی ناخن کٹ کے گر پڑے اُسنے کہا دیکھو اب بھی
سمجھ جاؤ ابھی کچھ نہین گیا ہے افراسیاب سے ملجاؤ ورنہ ہلاک کیجاؤ گی یہ کہکے عمرو کا
پتلا نکالا اسکے شانہ مین سوئی چبھوئی عمرو کے شانہ مین درد ہوا عمرو نے ہاتھ جو ملکے دیکھا
کہ سوئی چبھی ہوئی ہے خون نکل آیا ہے اُسنے اس سوئی کو چاہا کہ نکال لون مگر نہ نکل
سکی مصور نے کہا اے مہرخ آج تو مین تمکو یہ نمونہ دکھائے جاتا ہون اگر تمنے نہ مانا تو کل یا
پرسون تمکو قتل کرونگا یہ کہکے طبل آسائش بجوا کے پھر گیا لشکر تو جا کر اُترا اور مصور نے افراسیاب کو جا کر
تسلیم کی یہان مہرخ اپنے خیمہ مین آئی لیکن ہونٹھ خشک بدحواس ہر ایک کا منہ دیکھتی ہے عمرو نے کہا
ای مہرخ مزاج تو اچھا ہے کسواسطے فکرمند ہو وہ خالق لم یزل کریم و رحیم ہے مہرخ نے کہا جب افراسیاب
سے لڑنے کا ارادہ کیا پھر مصور کیا ہے لیکن عمرو تیرا غم ہے دیکھ تو میرے ناخن کٹ کے گر پڑے اور
عمرو خاطر جمع کرتا ہے مصور جادو جو ہین یہ سچی صورت نگار ہے کہا عاقل جادو کو بلا کے تصویرین
حوالے کیجیے اپنے پاس نہ رکھیے گا مصور نے عاقل کو بلایا لوگ جا کے بلا لائے جبکہ عاقل
آیا مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو بیابان مین کھڑا ہے اُسنے ایک انگوٹھی پھینک دی
عاقل نے اُٹھالی عاقل نے کہا کیا غضب ہے کہ ایک عیار کے سبب آپسمین آزمائش ہوتی
ہے مصور نے کہا استاد یہ تصویر لیجائیے عاقل جادو تصویرین لیکے اپنے مکان مین آیا اور
ایک تکیہ مین رکھ کے بغل مین تکیہ لگا کے بیٹھا اور برق نے یہ سب ماجرا دیکھا تھا ایک جادوگر
کی صورت بنکے آیا کہا اے مصور جادو افراسیاب نے کہا ہے کہ مقرر آج تعاقب کریگا تصویرین

ابھی جان سے کیے برابر رکھنا مصور نے کہا آداب کہنا اور کہتا ہوں سے اپنے استاد کو دیکھو لیکن
یکسو رہو دیکھتے جاؤ یہ کہکے عاقل کو جو آیا وہ تکیہ لیتا ہوا آیا مصور نے کہا چشم خود
دیکھتے جاؤ کہ انکے پاس تصویریں ہیں برق فرنگی نے کہا گویا اسی تکیہ میں تصویریں ہیں
عاقل نے جو تھیلی سونگھی سحر نے خبر دی کہ یہ برق فرنگی ہے عاقل نے ناخن کا دانہ اٹھا
یہ برق فرنگی ہے مصور نے کہا ارے تیرا ستیاناس جاوے او بھیا بدذات ہٹ گیا جگر بچا
برق نے کہا ستیاناس تو جا چکا ہے لیکن رات تیرے سے بچی نہیں تلتی معلوم دیتی اور کہا اے
مصور جادو تصویر تیرے پاس ہی نہیں تو حقیقت معلوم ہو جاتی اگر زندگی درکار ہے تو عمرو کی جان
یہ سب سلطنت طلسم کی تجھے ملیگی مصور تھوڑا بارے ہنسا کہا دیکھو تو کیا گھمنڈ ہے ایک شخص
ہوا پکار کر آواز دی تم غلام افراسیاب جادو اور کہا یہ برق فرنگی ہے تصویریں لینے کو آیا ہے
غافل نہ رہنا خبردار چھوڑ نہ دینا مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو بیاباں میں
ہے مصور نے کہا عاقل جادو تم ہمارے پاس ہو نہ جاؤ یہیں رہو آٹھ لوگ ہی ڈنگل
بچھے ہوئے تھے برابر ہو آکے پکارا اے قران حبشی ایک لغدا مارا سر کے چار ٹکڑے ہو گئے بھیجا
نکل پڑا سیدھا جہنم کو پہنچا لوگ دوڑ پڑے وہ تکیہ گر پڑا قران نے اٹھا لیا غل مچ گیا
اسمین عمرو بک طرار آ پہونچا تو بارگاہ کے اوپر سے ایک سو ایک حقہ آتشبازی کا مارا پکار اے شہنشہ
قدرت اور ایک جال مارا برق فرنگی کو اور قران حبشی کو لیجا کہا یاروں ان دونوں کو طلسم
میں لیے جاتا ہوں مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا عمرو ہی پکارا لیجیو لیجیو عمرو سناٹا کر کے
صاف نکلگیا اور افراسیاب جادو باغ بینا میں بیٹھا ہوا حیرت جادو سے کہتا ہے کہ اب
لڑائی تمام ہو چکی یا تو یہ سب تابعداری کرتے ہیں یا کل مارے جائینگے مصور نے خوب تدبیر کی
لیکن تعجب کا مقام ہے کہ باشندگان طلسم جو ہیں انکو ہراس ہے یہ نہیں جانتے کہ افراسیاب
مالک ہے حیرت جادو نے کہا کہ ناحق گھبراتے ہیں کل جیسا ہوگا حضور میں آجاوے گا یہ ذکر تھا کہ
جوڑی ہرکارے کی آئی عرض کی کہ شہریار وہ جو چار دن تصویریں بنائی تھیں وہ [illegible]
حیرت جادو کا دم سا ہوگیا اور ان ہرکاروں نے کہا کہ عمرو اور برق فرنگی اور قران حبشی
آئے اور تصویریں لے گئے اور عاقل جادو کو قران حبشی نے لغدا مارا کہ سر [illegible]

سُنکے رونے لگی اور یہان عمرو بارگاہ مہرخ مین آیا اور اُسنے کہا کہ تم ایسا خوش ہو کہ جیسے مصور کو مار ڈالا عمرو نے کہا کہ پروردگار وہ بھی دن کریگا اور وہ تکیہ نکال کے ڈال دیا مہرخ نے کہا کہ خواجہ اسمین جواہر ہے یا مال ہے یہ کیسا تکیہ ہے عمرو نے وہ چارون تصویرین دکھائین مہرخ نے قہقہہ مارا کہا خواجہ سچ تو یون ہے کہ افراسیاب کا کیا مقدور کہ تیرا سامنا کرسکے لیکن وہ ساحر ہے اور تم نہین ہو اِسی بات کا خطرہ ہے یہ تصویرین بڑی محنت سے تیار ہوئی ہونگی اور بہت سے روپئے عمرو کو دیے برق کو قران کو خلعت دیا مصور جادو افراسیاب پاس گیا سب احوال کہا باران جادو ابران جادو افسر جادو بھی گئے عرض کی اخضر جادو بڑے بھائی افسر جادو کے آتے ہین افراسیاب نے کہا کہ آنے دو جب آئے افراسیاب نے کہا ہمنے سنا تھا کہ دنیا کو ترک کرکے بیٹھے ہین افسر جادو نے کہا ہمسے بھی ملاقات ترک کی تھی دو سو غلام پاس ہین وہ پہاڑ جمشید و سامری کی پرستش کیا کرتے ہین طہماس جادو کا جو مرنا سُنا ہے سو آتے ہین افراسیاب نے حکم دیا کہ کوئی اخضر جادو کو نہ روکے اور بارگاہ مین جانے دے اسمین اخضر جادو دس بارہ ہزار کی جمعیت سے خیمہ مین آیا لوگون نے عرض کی کہ آپکے بھائی افراسیاب کے پاس ہین آپ بھی تشریف لیجائیے اخضر جادو روانہ ہوا اور افراسیاب جادو باغ مینا مین بیٹھا تھا تمام باغ طلائی تکیے زمرد کے جڑے ہوئے تمام روش پٹڑی پر نگینے جڑے ہوئے تخت طاؤس پر افراسیاب بیٹھا ہوا تھا کہ اخضر جادو نے مجرا کیا کہا مزاج تو اچھا ہے اور جتنے جادوگر تھے تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے اخضر جادو نے افراسیاب جادو کو نذر دی دنگل بیٹھنے کو ملا شراب کا پیالہ گردش مین آیا افراسیاب نے کہا تمہارے مزاج مین کیا آیا جو آئے کہا سُنا تھا کہ خدا پرست آئے ہین عجب احمق ہین کہ ایسا خداوند حاضر حضور ہو وے وہ خدائے نادید کو پرستش کرے افراسیاب نے کہا کہ خداوند لقا کے جوانے بندے ہین اٹھارہ ہزار ملک باختر بخش دیے اب ملک غربیہ و شمالیہ رہگیا ہے اخضر نے کہا جو طلسم مین رہنے والے ہین اپنے اپنے لڑکون بالون کو لیے ہوئے نکلے ہو جاتے ہین اے افراسیاب جادو عمرو جو آیا ہوا ہے اُسی کا فتور ہے امیدوار ہون کہ طبل جنگ کا میرے نام پر بجے افراسیاب نے کہا تم ہمارے مہمان ہو دو چار دن ضیافت کھاؤ ناچ رنگ دیکھو آرام کرو بعد اسکے سمجھ لینا

حیرت جادو نے کہا کہ جسطرح آپ کی مرضی ہوئے وہ کرین اخضر نے کہا ایک لڑائی لڑلون تو چین آوے افراسیاب نے کہا جس طرح تمھارا مزاج چاہے لڑو غرض رخصت ہوکے خیمہ مین آیا افراسیاب نے کچھ کشتیان کچھ کھانا کچھ ڈالیان بھیجین سب نے ملکے کھانا کھایا پھر پوچھا کہ طہماس کیونکر مارا گیا افسر شعلہ زن نے کہا کہ شہنشاہ عیاران عمرو نے مارڈالا غرض یہ منتظر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ دن کی عمر تمام ہوئی اور دختر شب بطن دہر سے پیدا ہوئی ابیات

| | | |
|---|---|---|
| اسی عرصہ مین مہر عالم افروز | کہ تھا جو اس جہان سے ہوا اندوز | ہوا اطراف مغرب کو روانہ |
| بڑھا تابان شب کا شادیانہ | اخضر جادو نے طبل جنگ بجوایا مہرخ کو خبر ہوئی اسنے بھی | |

نقیر سحر کو دم دیا دونون لشکرون مین تیاری سحر کی ہونے لگی لیکن حیرت نے صرصر سے کہا کہ تو جاکے اخضر کی خبرداری کر اور ضرغام شیر دل کو خیال گزرا کہ مدت سے عیاری نہین کی بس اسنے جانسوز سے کہا کہ آؤ بھائی چلین اخضر کو پکڑکے استاد کو دین دونون مشورہ کرکر چلے جاکے دیکھا کہ لشکر مین جادوگر سحر تیار کر رہے ہین بعضے کنوین پر نہاتے ہین چند ران کو بلی دیتے ہین بعضے چار طرف کنڈے سلگاکے بیچ مین آپ بیٹھے ہین اور منتر پڑھ رہے ہین جوگیون کے کانون مین کنڈل پڑے ہین بنگالی ڈمرو بجا رہے ہین گھنٹے ناقوس بھکتے ہین آج کی شب مہتاب بھی رال کا گولہ ہے ستارے رائی سرسون کے دانے کہکشان سحر کا جال ہے زحل یعنی فلک کا جوگی پربت پر ساتوین آسمان کے تن من مارکے سمایا ہے ہر طرف ہنگامہ عظیم برپا ہے یہ دونون ساحر کی صورت بارگاہ مین اخضر کی آئے یہان دیکھا تو شراب کا پیالہ گردش مین ہے ناچ ہو رہا ہے اس عرصہ مین بحیان بھی آگئین صرصر شمشیر زن و صبار رفتار کمند انداز نے آکر تسلیم کی کہا افراسیاب نے آپ کے چوکی پہرہ کے لیے ہمین بھیجا ہے اخضر نے رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ یہ عیار بحیان ہین اُنسے کہا کہ بیٹھ جاؤ صرصر نے کہا ہمارا کام بیٹھنے کا نہین اسمین افسر شعلہ زن نے اخضر سے کہا کہ صبح کو لڑائی ہے اب آرام کیجیے تو اچھا ہے ملک اخضر سبز پوش اُٹھا دربار بھی برخاست ہوا اخضر پلنگ پر لیٹا جا بجا بندوبست ہو گیا ضرغام شیر دل اور جانسوز یہ ایک طرف کو بیٹھے تھے چنانچہ جانسوز تو اُٹھکے پنکھا جھلنے لگا اور ضرغام شمع کے گل کترنے لگا صرصر جو پہرہ کے لیے آئی ہے اُسنے انکو پہچانا

اور صبا رفتار سے کہا کہ ان موون کی ڈھٹائی تو دیکھتی ہو بس اُسنے ملک اخفر سے کہا کہ یہ دونون عیار ہین اُسنے ضرغام اور جانسوز کی طرف دیکھا اُسوقت جانسوز اور ضرغام نے جست کی اور بھاگے ملک اخفر نے کچھ سحر کیا کہ جانسوز تو پلنگ کے پاس گر پڑا اور ضرغام دروازے کے اوپر گرا لوگ دوڑے ضرغام کو پکڑ لیا لیکن جانسوز لوٹ مار کے پلنگ کے نیچے گھس گیا لوگون نے کہا کہ بھائیو دوسرا عیار کہان گیا کسی نے کہا کہ یہان گرا تھا کسی نے کہا نکلگیا ہوگا لیکن ضرغام کو ستون سے باندھا صرصر نے کہا ملاؤن بارگاہ مین رکھنا مناسب نہین ہے کسی جادوگر زبردست کو بلا کے اُسکو حوالے کیجیے اخفر نے ایک جادوگر کو بلا کے اُسکے حوالے کیا اور اپنا سحر اُتار لیا وہ ساحر اپنا سحر کر کے لیگیا اُسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور زمانہ نے پوشاک

نظم

نورانی زیب جسم کی تخت سحر ترقی پر آیا
فروغ مہر چمکا بام و در پر
ہوئے قصر و مکان ہر سو منور
دکھایا صبح نے حسن جبین کو
کیا تابندہ رخسار زمین کو

صبح کو طبل گڑگڑانے لگے مہرخ و بہار وغیرہ مخت ہاے سحر پر سوار ہو کر جانب میدان کارزار روانہ ہوئین تخت طاؤسی پر ملکہ مہرخ سوار تھین اور ملکہ بہار تخت زرنگار پر بیٹھی تھین گرداگرد گلدستے جو گلزار ادم کو ہنستے رکھے تھے اسی طرح ملکہ نافرمان و سرخ موے کا کلکشا و مخمور سرخ چشم وغیرہ عقاب اور طاؤس اور ہنس پر سوار تھین چنانچہ اسی طرح سے اور تمام لشکر سوار و پیدل کا آراستہ و پیراستہ جانب جنگگاہ روانہ تھا اور غلغلہ عظیم دنیا مین برپا تھا

ابیات

زنیزہ زپیکان ہوا تیرہ گشت
زبہرام و کیوان ہمی در گذشت
برکوہ لشکر بسیار استتند
ہمہ ساقہ و قلب جاے بنہ

زگرد سپہ روشنائی نماند
ہمین آفتاب اندران خیرہ گشت
دو لشکر بروا اندر آورد رو
درفش خجستہ بپیراستند
برآمد خروشیدن کرناے

زخورشید شب را جدائی نماند
خروش سواران و اسپان بدشت
زگردان شنید پیش تک جنگجو
بجو با میسرہ راست قلب میمنہ
سپہ چون سپہر اندر آمد بجاے

اسطرف سے ملک اخفر اور افسر شعلہ زن سوار ہوئے اور طبل و نقارے بجاتے ہوئے میدان کارزار مین آئے جانسوز بن قران جو پلنگ کے نیچے تھا جب یہ بارگاہ سے چلے آئے تو وہ بھی لوٹ مار کے نکلگیا غرض صفین آراستہ ہوئین نقیبون نقابت کی

ملک اخضر میدان مین نکلا اور پکارا کہ ای نمک حرامو آؤ میرے مقابلہ کو مہرخ کی طرف سے
طولان دراز قد اُسکے سامنے آیا اخضر نے ایک گرز سحر کا اُسکے لگایا کہ وہ غرق زمین ہو گیا
پھر ملان جادو آیا اسی طرح بہت سے ساحر غرق زمین ہوئے اور اخضر نے پکار کر مہرخ
سے کہا کہ مجھ سے کام ہے یہ نعرہ سُنکے مہرخ میدان مین نکلی اخضر نے گرز اُسکے بھی لگایا کہ مہرخ
پیوند زمین ہو گئی اخضر پکارا کہ زدم و پست کردم لیکن مہرخ سحر کر کے زمین توڑ کے نکلی اور
جہان اخضر کھڑا تھا یہ جست کر کے وہان پہونچی اور اُسکے مرکب کی کونچین کاٹ ڈالے اخضر
جو کو ناہی قضاے کا گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا خونخوار گرز افگن مہرخ کا جادوگر کھڑا تھا
اُسنے دوڑ کر گرز اُٹھا لیا اخضر نے گرز پکڑا آپسمین زور ہونے لگا اخضر نے سحر کیا آسمان
سے ایک زنجیر پیدا ہوئی اور گرز مین لپٹ گئی دونون کے ہاتھ سے گرز نکل گیا صاف آسمان
کو وہ زنجیر گرز کو لیگئی مہرخ نے دوڑ کے تیغہ مارا اخضر کے دو ٹکڑے کیے غل ہوا پکڑو پکڑو
کشتی مرا نام من اخضر جادو بود عمرو نے آکر کہا سبحان اللہ کیا کام کیا ہے تمام طلسم مین نام ہو گیا
سیماب جادو اخضر کا غلام تھا اُسنے دوڑ کے گولہ مارا مہرخ کے رخسار سے کو چھیلتا ہوا
نکل گیا ایک مرتبہ سیماب جادو چادر سیماب بنکے مہرخ پر گرا مہرخ بیہوش ہو گئی اور
سیماب جادو مہرخ کو لیکے بھاگا جدھر باران تھا اُدھر چلا اور پکارا مین مہرخ کو پکڑ لایا
باران بھی طبل آسائش بجوا کے پھر گیا اور سیماب نے فولاد کی زنجیر گلے مین ڈالی اور
ایک کمر مین باندھ کے بارگاہ کو گیا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ اخضر مارا گیا اور سیماب جادو
مہرخ کو پکڑ لایا افراسیاب نے کہا ہمارے پاس لے آؤ مین سر کاٹونگا جادوگر لیگئے اور
مجرا کیا پھر افراسیاب نے کہا میرے نزدیک لاؤ گردن مارونگا اور ایک کشتی مین خلعت
اور ایک کشتی مین جواہرات افراسیاب نے بھیجا جادوگرون نے آکے کہا افراسیاب نے
یہ کشتیان اُسکو عنایت کی ہین جس نے مہرخ کو پکڑا ہے اور سیماب زنجیر کو پکڑے ہوئے
سحر کرتا تھا ایک مرتبہ سیماب کو خبر ہوئی کہ کشتیان آئی ہین مارے خوشی زنجیر چھوڑ کے دوا
کہ خلعت پہن کے کچھ جواہر پہنا باقی کو کہا توشک خانہ مین داخل کرو بعد لمحہ کے مہرخ کی
آنکھ کھلی جب تلک سیماب آوے مہرخ نے ایک پانون تخت پر مارا لوٹ کر سحر کر کے

غرق زمین ہوگئی اور ایک مقام سی نکلکے کہا ارے جادوگرو کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت
بروید مہرخ کی بغل مین ایک صندوقچہ تھا اُسکو کھولا اُسمین سے ایک شیر آتشین مع سوار
پیدا ہوا اور کود کے تلوار ماری اسمین عمرو بھی آ پہونچا پکارا ملکہ یہ خفیہ سوار رکھتی ہو اُسکی
خبر ہمکو نہین ہی مہرخ نے کہا وقت پر موقوف ہے افراسیاب بنگلہ پر بیٹھا تھا مہرخ نے
کہا خواجہ سلامت اِس سوار کو افراسیاب ماریگا لیکن ایک چیز ہمارے تبھی ہاتھ لگی بس
یہان سے بھاگو عمرو نے کہا ملکہ تم بھاگو مین تماشا دیکھتا ہون سحر کر کے مہرخ تو غرق زمین
ہوگئی اور افراسیاب نے انگشتری پھینکی ایک مچھلی بڑے بڑے نگ جڑے ہوے
اور ایک جوان خوبصورت سوار تیر و کمان ہاتھ میں لیے ہوے بسان برق آیا اور
وہی تیر مارا کہ سوار مہرخ کا مر گیا اور وہ تیر ایک پہاڑ کو توڑ کے درخت مین رہگیا عمرو نے
کہا مہرخ نے کہا تھا ایک چیز ہمارے بھی ہاتھ لگی کہ شاید اسی تیر کو کہا تھا عمرو نے دوڑ کر
تیر درخت سے نکالا اور اپنی بارگاہ کو روانہ ہوا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ عاقل جادو
مارا گیا اور عمرو تصویرین لے گیا افراسیاب نے کہا جائیے مصور جادو کو بلا لیجیے
ایک جادوگر گیا اور مصور کو بلا لایا افراسیاب کو مجرا کیا لیکن خجالت زدہ خفیف ہو سکے
کہا ای افراسیاب جادو بڑی محنت سے یہ تصویرین کھینچی تھین لیکن اس طرح پر
مقدمہ ہوا نصیبا اُنکا زبردست معلوم دیتا ہے افراسیاب جادو نے کہا مصور جادو
تصویرین تمسے تھین یا تم تصویرون سے تھے اسمین نامہ کمیت فیل دندان کا آیا لکھا تھا
کہ غلام کو احوال معلوم ہی جہان تک مرحلے ہین جہان تک شہزادیان ہین سب نے
آنے کا حضور مین ارادہ کیا ہے غلام بھی حاضر ہوا چنانچہ کوہ نیلم پاس پہونچا ہون حیرت
جادو نے کہا جتنے جادوگر ہین سب حاضر ہون گے واسطے جان نثاری کے باران جادو
و ابران جادو افسر شعلہ زن بیٹھے تھے حکم کیا کہ تم پیشوائی کو جاؤ یہ تینون سوار
ہوگئے چلے میدان مین نکل کے دیکھا کہ کمیت فیل دندان ایک فیل منگلو سے پر
سوار لاکھ ساحر کی بھیڑ ساتھ فیل سوار اور مرکب سوار و اژدر سوار و کرگدن سوار زرین کلاہ
زرین پوش چلے آتے ہین جبکہ نزدیک آ پہونچے باران سے ملاقات ہوئی کمیت نے

کہا باران جادو نے بدت ہوئی جسدن کہ نوروز ہوا تھا میلہ مین ملاقات ہوئی تھی کہو طلسم کا کیا احوال
ہے تمکو اون نے کیا غدر مچا رکھا ہے کیا تدبیر کی ہے باران نے سب احوال کہا جسوقت چلے کہ سب
فوج تو وہین چھوڑی چار سو جادوگر دو سو غلام ہمراہ لیکے طلسم مین داخل ہوا باغ مینا مین جا کے
افراسیاب جادو کو مجرا کیا نذر دی خلعت سے سرفراز کیا وہ نگل بیٹھے کو عنایت کیا کمیت فیل
وندان بیٹھا افراسیاب نے کہا اے کمیت فیل وندان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا
ای شہریار مین نے خبر لڑائی کی سنی اسوجہ سے چلا آیا حیرت جادو نے کہا اگر سچ پوچھو تو باقی
فساد عمرو ہے اگر عمرو نہوتا تو مہرخ کی کچھ حقیقت نہین غرض افراسیاب نے کہا کہ
کمیت فیل وندان کے واسطے بارگاہ استادہ کراؤ اور خاصہ و کباب و شراب لیجاؤ بارگاہ استادہ
ہوئی برابر بارگاہ باران کے سامان شراب و کباب موجود ہوا کمیت فیل وندان رخصت
ہو کر بارگاہ مین آیا شراب پی کباب کہائے خاصہ نوش کیا ناچ ہونے لگا یہان مہرخ
سحر چشم کو خبر ہوئی کہ کمیت فیل وندان آیا ہے عمرو سے کہا کہ ملکہ یہ کیونکر لڑتا ہے کہا ہاتھی پر
سوار ہو کر لڑتا مین نے کبھی لڑتے نہین دیکھا عمرو نے کہا اے مہرخ جی چاہتا ہے کہ اسکو
پکڑ لاؤن مہرخ نے کہا ذرا اچھے رہنا اور خبرداری سے کام کرنا عمرو یہ سنکے رخصت ہوا اور چلا بکہ
قریب پہنچا دیکھا کہ برابر خیمہ باران کے کمیت کی بارگاہ استادہ ہے اور لشکر جرار اترے
ہوئے ہین ہر طرف سحر کے ہرن سحر کے اژدر اور طاؤس سحر کے پہرتے ہین عمرو ایک فقیر
نراکی صورت بنکے سیلی تاگے گھنگے منکے سے آراستہ ہوا تہمد باندہی تسمہ لگایا رومال پگڑی
ہاتھ مین لی بلبل کا پنجرا لیکے صدا کرتا ہوا بیت کہتا ہے میرا اسیر ایان تیرا کوئی بچہ ہے
کوئی دم کا ہی بسیرا پہر آنا کون ہی + اس لشکر مین پہرنے لگا جب اسنے دیکھا کہ کوئی صورت
بارگاہ مین جانے کی نہین پیدا ہوئی تو ایک خدمتگار کی صورت بنا چپکن پہنی گولیدار پگڑی
سر پہ رکھی بر کے پانچے کا پاجامہ پہنا پیٹی پاک کمر سے لگایا اور بارگاہ مین کمیت کی آیا کمیت
کے سر پر ایک خدمتگار اور کھڑا رومال جھل رہا تھا اسکو احتیاج پیشاب کی معلوم ہوئی عمرو
خدمتگار بنا ہوا تو تھا ہی وہ خدمتگار عمرو کو رومال دے کر چلا گیا اب عمرو رومال جھلنے لگا اور
مصور جادو سے صورت نگار نے کہا کہ ای مصور دیکھو تم غافل نہ رہا کرو لازم ہے کیا

دمبدم تصویر دیکھا کر مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ کمیت کے سر پر رومال عمرو کا جعل رہا
ہو وہ تصویر صورت نگار کو دکھلائی کہ اے ملکہ دیکھو تو کیا بے کلیجے ہے یہ کہکے اُٹھ کھڑا ہوا
صورت نگار نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بیگانی بارگاہ میں اکیلے جانا بہتر نہیں ہے کچھ جادوگر ساتھ
لے لو چنانچہ سوا سو جادوگر ہمراہ لے کے چلا جبکہ بازار میں پہونچا ہرکاروں نے خبر کمیت کو دی
کہ مصور جادو سوا سو جادوگروں سے آتے ہیں اور مصور جادو نے کچھ بھیڑ بھاڑ ڈنکا نقارہ
ساتھ نہیں لیا کہ عمرو کو خبر ہو جائیگی تو بھاگ جائیگا اور عمرو نے ایک خدمتگار سے کہا
بھائی تم رومال ہلاؤ ہم آتے ہیں اُسکو رومال دے کر ایک فراش کی صورت بنکے کھڑا ہو رہا
مصور جادو آیا سب تعظیم کو اُٹھے اور مصور نے اُس خدمتگار کا ہاتھ پکڑ لیا ارے دزد و
ملک لک یا میں کب چھوڑتا ہوں کمیت فیل دندان نے پوچھا مصور جادو کیا ہے
کہا عمرو عیار ہے اُسپر ایک ماش کا دانہ مار کے چھوڑ دیا کہا صاحبو تم بھی تصویر دیکھ لو یہ کہکے
جیوں تصویر دیکھی خدمتگار نہ تھا مصور جادو نے تجاہل سے تصویر ڈھانپ لی کمیت جادو
اور باران جادو نے کہا ہم بھی تصویر دیکھیں مصور نے کہا یارو قسم ہے لقا کی میں نے جسوقت
تصویر دیکھی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ عمرو خدمتگار کی صورت بنا ہوا تھا کمیت فیل دندان
نے کہا کہ اب پھر اسوقت تصویر دیکھیے یہ کلمہ عمرو سنکے بارگاہ کے باہر نکل گیا اور یہاں مصور
نے پھر تصویر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ عمرو فراش بنا تھا لیکن اب صورت اصلی ہو کر لشکر
میں پھر رہا ہے تم اپنے کمیت سے کہا کہ عمرو کا ہاتھ آنا دشوار ہے غرض مصور تھوڑی دیر بیٹھ کے
وہاں سے چلا آیا اور عمرو نے صورت اپنی مثل نازنین مہ جبین کے بنائی کہ زلف رسا اُسکی
شب دیجور کو شرماتی تھی شب قدر صاف نظر آتی تھی مانگ دل عاشق کا مانگتی کہکشان
بھی ایسی نہوگی واقعی ظلمات کی راہ تھی رخسار پر خال جیسے چاند کے اندر داغ کہ جسکے دیکھنے
سے دل عاشق کو غم سے فراغ پیشانی عید کا چاند بلکہ وہ بھی اُسکے سامنے مانند صبح صادق کی
روشنی کا اظہار افق مطلع انوار ابرو طاق خانہ کعبہ قاب قوسین کا اُنکو حاصل رتبہ چشم
فتان توسن ناز ابلق لیل و نہار کا انداز سرمہ دنبالہ دار تازیانہ نہیں نہیں تو وہ شاخ آہو دفتر حسن کی
نقشی قدرت نے صاد کیا تھا بادام کا ایسا رتبہ کہاں تھا بینی نردبان حسن یا ودنیہ ذ جسپر

شب معراج مین پیغمبر خدا گئے تھے نہین ہین یہ انگشت پیغمبر خدا مصحف پر رکھی گئی تھی گورے گورے ملائم رخسار جنکے بوسہ کی ہوس عمر بھر دل سے نجائے اُس رخ کو دیکھکر حور کے رخ چھوٹتے ہین لب حوض کوثر یا لب چشمہ حیوان دکھائی دیتے ہین دندان کے سامنے انجم بالکل بیکار الماس انگشت بدندان موتی اُن دانتون پر قربان ذقن کو دیکھکر یہ خیال آتا ہے کہ سرو مین سیب لگا ہوا ہے یا یہ چاہ کنعان ہے جسمین یوسف دل ڈوبا ہوا ہے گردن نہایت مصفا صراحی دار گلا اونچے شانون سے خدا کی شان پیدا کلائی اُسکی شاخ بلور ہتھیلی افق نور چھاتیان سینہ پر گول گول اُبھری اکڑی نوکیلی ڈبیان معجون مبہی کی گنجینہ حسن شکم لوح سیمین ناف گرداب بلا زنگ قمر سامنے شکم کے پھیکا کمر بالکل معدوم کچھ حال اُسکا نہین معلوم ناف نافہ آہو قد اُسکا سرو لب جو رامین بسان آئینہ مصفا قد رعنا نخل طوبے ابیات

نثرہ بخت عاشق کی برگشتگی

لگا ایک عالم کی سرگشتگی
ہین سودائی اُس زلف تاریک کا
ہر اک مو سبب پیچ باریک کا

شکن اسکے کاکل کی دام بلا
ہر اک حلقہ زلف کام بلا
اگر اُسکی ابرو چمک جاتی تھی

مہ نو کی گردن ڈھلک جاتی تھی
کمان اُسکے ابرو کی عاشق کمین
خدنگ اسکی مژگان کے سب دلنشین

تہ آنکھوں کی مستی سے اُسکو خبر
خرابی تھی عاشق کی مدِ نظر
نگہدار تھی سرخی اُس چشم کی

طرفدار تھی اپنی ہی چشم تھی
شہید اُسکی چتون کے دل خستگان
نشانہ نگاہونکے دل بستگان

فترہ موجب قتل جمع کثیر
غرض سب تھے یہ ایک ترکش کے تیر
جبین کھول دی اُس پریزاد نے

کہ جبین مانی خوبان نوشاد نے
ادا اُسکی عاشق کے جی کی بلا
ہماری تمھاری سبھی کی بلا

اگر جلوہ گر ہو وہ محشر خرام
تو معلوم ہے اس جہان کا قیام
ترحم کو پاؤن تلے وہ ملے

ستم اُسکے کوچہ سے بچ کر چلے

آسی صورت سے آراستہ و پیراستہ ہوکر لباس و زیور پہنکر اٹھلاتی ہوئی اپنی آن بان دکھلاتی ہوئی روانہ ہوئی جب کرن آفتاب کی دریائے مغرب مین ڈوبی اور ہر ایک چہرے نے عکس سے رنگ کبودی دیا اشعار: جمال شمع نے پیدا کیا نور ہر اک پروانہ ہوا چشم بددور: سحاب شام نے عالم کو گھیرا: نگاہون سے ملا ہر سو اندھیرا رات کو بارگاہ مین شمع و جھاڑ و کنول روشن ہوئے مسند مغرق آراستہ تھی کمیت فیل دندان بیٹھا تھا کہ یہ نازنین خرامان خرامان چمان چمان اُسکی بارگاہ مین آئی یہان دیکھا تو ابیات

چراغ و شمع کا جلوہ ہر اک سو ‖ دلون مین گھر کرین مانند جادو ‖ کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز
کہین معشوق نوازین خوش ادا ناز ‖ چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام ‖ حسینان پری پیکر گل اندام

یہ شب اُس بارگاہ مین حاضر تھے کہ اُس نازنین نے کمیت کو آکر ایک نامہ دیا کمیت نے
جو اُسکو پڑھا تو افراسیاب نے لکھا تھا کہ اے کمیت فیل دندان اِس نازنین کو جو نامہ
لے کر آتی ہے ہمنے تمہاری خدمت کے لیے بھیجا ہے اِس سے خدمت لینا اور ہوشیار رہنا
کمیت نے جو اُسکی صورت زیبا و طلعت جہان آرا کو دیکھا بیک نگاہ شیفتہ و از خود
رفتہ و فریفتہ ہوا اور مسکرا کے ہاتھ پکڑ کے اُسکو اپنے پاس بٹھا لیا اور تخلیہ کرا دیا کسی کو
اُس جگہ ٹھہرنے نہ دیا بارگاہ کے دروازہ مین تکیہ لگا کے یہ مسند پر آکے بیٹھا اور اُس نازنین
سے اختلاط کرنے لگا اُس نازنین نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا ایلو کمبختی کی نشانی تمنے مجھکو
کیا چھنال یا کسبی سمجھتے ہو اُسنے اُسکو گلے سے لگایا یہ تڑپ کر مثل سیماب کے الگ ہوئی
چھوٹے کپڑے ڈھلکتی جاتی تھی دوپٹہ سنبھال سنبھال کر اوڑھتی تھی وہ سینہ پر جوبن کا
اُبھار نئی بہار دکھاتا تھا اور یہ کہتی تھی کہ جمشید کسون مین رونے لگونگی لو صاحب تمنے میری
جان ہلکان کر ڈالی شہنشاہ کیا اسی واسطے مجھے بھیجا تھا یہ کہکے آنکھون مین آنسو بھر لائی کمیت
نے اپنے ہاتھ سے آنسو پونچھے اُسنے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ اُسکے منہ پر لگایا اُسنے اُسکو
پھر گلے سے لپٹایا یہ مثل برق چمک کر علیحدہ ہوئی اور کہا مجھکو ایسی دل لگی خوش نہین
آتی غرض اُسنے ناز اور کرشمہ مین کمیت کی آنکھ بچا کے گلابی مین استراب کی بیہوشی اُسمے
ملائی اور ایک جام مے ارغوانی سے بھر کر بہ نگارین خوشنما پر رکھکر اُسکو دیا یہ کافر تو فریفتہ
تھا ہی اُس جام کو لے کر بے اندیشۂ انجام پی گیا پیتے ہی جی گیا پھر اُس سے لپٹنے لگا وہ بھاگ
بھاگی یہ اُسکے پیچھے اٹھ کے دوڑا طمانچہ بیہوشی کا لگا سر نیچے ٹانگین اوپر دھم سے گرا عمرو
نے سیسہ گرم کر کے منہ اُسکا سنسی سے کھول کے پلا دیا کہ یہ کافر تڑپ کر سرد ہوا صدائے
دار و گیر بلند ہوئی آندھی سیاہ آئی عمرو وہان سے نکلکر بھاگا ساحر باہر سے دوڑے آکر
جو دیکھا کمیت فیل دندان مرا پڑا ہے یہ تو سب رونے پیٹنے اور عمرو جو یہان سے
بھاگا تو صرصر کی صورت بنکے افسر شعلہ زن اور بہاران جادو کے پاس کہ وہ دونون

ایک ہی بارگاہ مین تھے اسلیے جاکر ان دونون سے کہا کہ کمیت فیل دندان مارے گئے
مین ابھی وہین سے آتی ہون اُنھون نے کہا کیونکر مارے گئے اُسنے کہا کہ آپ علیحدہ چلیے
تو مین بتادون یہ دونون بارگاہ سے اُٹھ کے باہر آئے دیکھا کہ غل ہو رہا ہے ہر شور کر رہے ہین
آندھی کالی اُٹھی ہے صرصر نے ان دونون کو الگ لیجا کے کہا کہ آپ ذرا کمیت فیل دندان
کی بارگاہ مین چلیے تو پھر مین بتاؤنگی یہ اُسکے کہنے سے اُسی طرف روانہ ہوئے اُسنے اثناے
راہ مین ایک کے مُنھ پر بیضۂ بیہوشی اور دوسرے کے مُنھ پر ایک طمانچہ مارا ادھر یہ اُدھر وہ
دونون بیہوش ہوکر گر پڑے عمرو نے دونون کے سر خنجر سے کاٹ ڈالے اور وہان سے بارگاہ
مین مہرخ کی آیا اس ہنگامہ مین رات بھی کٹ گئی تھی اور خنجر آفتاب نیام مغرب سے
نکلا تھا شعر جبین صبح سے تھا نور پیدا ✤ ہوا خور بھی بہ شکل حور پیدا ✤ عمرو نے مہرخ
سے تمام ماجرا بیان کیا مہرخ نے کہا خواجہ تم بڑے دلاور ہو اُدھر افراسیاب کو خبر پہونچی
کہ ماران و افسر و کمیت تینون مارے گئے اُسکو نہایت رنج ہوا ملکہ حیرت نے لاشین
اُنکی پھنکوا دین اور سحر تازہ کرنے کی فکر مین مشغول ہوئی لیکن عمرو بن اُمیہ ضمری صورت
ملکہ حیرت کی بنا اور یہان سے نکلکر ایک پہاڑ پر جاکے تعویذ کوکب کا دبا ہوا اسنے
زبان کے نیچے رکھا کوکب روشن ضمیر کو ازبس عشاق جادو کے قتل کرانے کی غرض تھی
اسوجہ سے وہ خود یہان آیا آکے جو دیکھا تو ملکہ حیرت کو استادہ پایا یہ حیران ہوا کہ حیرت
کو میرا دیا ہوا تعویذ کہان سے ملا بس اُسنے کہا کہ ای ملکہ حیرت جادو آپ یہان کہان
حیرت نے ہنسکر کہا کہ مین افراسیاب سے خفا ہوکر آئی ہون کوکب نے اپنے دلمین
کہا کہ یہ دشمن جانی ہے اس سے دوستی کرنا عین نادانی ہے کچھ سحر کرکے آزمانا چاہیے کہ حیرت
ہے یا نہین بس اُسنے ایک مالا موتیون کا نکالا اور کہا کہ اے ملکہ حیرت اس مالے کو لیکر پہنیے
اور میرے ساتھ میرے ملک مین تشریف لیچلیے عمرو نے اس مالے کو لیکر جال الیاسی مین
رکھ لیا کوکب تو سمجھا تھا کہ جب یہ مالا پہنے گی تو اسکے بدن مین آبلے پڑجائینگے لیکن جب انھون
نے جال الیاسی مین رکھ لیا تو کوکب ٹھہر گیا پھر کوکب نے ایک پنجۂ سحر کا پیدا کیا
عمرو نے اس پنجہ پر بھی جال الیاسی مارا کہ وہ پنجہ غایب ہوگیا اب تو کوکب کو نہایت

درجہ اندیشہ پیدا ہوا اُسوقت خواجہ نے ہنسکر کہا کہ اے کوکب مین حیرت نہین ہون عمرو
بن اُمیہ ضمری ہون اُسوقت کوکب ہنسا اور کہا خواجہ تمنے بڑا کمال کیا کہ حیرت بنکر آئے
اُسنے کہا کہ اب مجکو آپ ایک طاؤس سحر پر بٹھا کے گنبد جہان نما پر کہ جہان عشاق جادو
رہتا ہے بھیج دیجیے کوکب نے کچھ پتلے سحر کے اُسکے ساتھ کیے اور کچھ ورق اس طرح کے کہ
جیسے سامری اور جمشید کے ہوتے ہین اُنکو دیے اور کہا خواجہ جب تم وہان جاؤ گے تو
عشاق جادو اوراق سامری و جمشید کو ضرور دیکھے گا اسلیے کہ پہچانون یہ حیرت ہے
یا نہین پھر تم اُسوقت اُن ورقون کو چالاکی سے بدل لینا یہ کہکر ایک طاؤس آتشین اُسنے
بنایا اور اُسپر اُنکو سوار کیا اور وہ پتلے سحر کے ساتھ کر دیے اور اُنکو روانہ کیا چنانچہ وہ طاؤس
اُنکو لے کر گنبد جمشید مین کہ جہان عشاق سبز رنگ رہتا تھا لایا اُنھون نے دیکھا کہ اس گنبد
مین تصویرین شاہان جہانکی نصب ہین اور شمع ہانڈیان جھاڑ کنول اُس نور کے چہرہ سے
مہرومہ جنبیر تنار اُس مقام پر لگے ہین چنانچہ عشاق سبز رنگ نے جو حیرت کو دیکھا تو تعظیم
کر کے مسند مغرق پر بٹھایا شراب ارغوانی کو منگایا اور بیٹھکر باتین کرنے لگا کہا ای ملکہ تم کیونکر
یہان آئین اُسنے کہا کہ اُستاد میرا جی آپ کے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا اسلیے چلی آئی عشاق
ملکہ حیرت پر مدت سے عاشق ہے لیکن بوجہ خوف افراسیاب کے کچھ نہین
کر سکتا تھا اب اُسنے دیکھا کہ یہ آپ سے آئی ہے اختلاط کرنے لگا اور کہا کہ شراب پیو عمرو نے
اُسکی آنکھ بچا کے جام شراب کو گریبان مین انڈیل لیا پھر یہ اُس سے باتین کرنے لگا اُن
باتین کرنے مین اسکو خیال آیا کہ ایسا نہو کہ عمرو حیرت کی صورت بنکر آیا ہو بس اُسنے وہ
صندوق کہ جسمین ورق سامری و جمشید کے تھے طلب کیا چار پتلے اُس صندوق کو اُٹھا کر
لائے عمرو نے دیکھا کہ مخمل کاشانی سے وہ صندوق منڈھا ہوا ہے اور جواہر اُسپر جڑا ہے بس
عشاق نے اُس صندوق کے پٹرے کو کھولا اُسمین ملکہ حیرت نے کہا کہ لاؤ مین تو دیکھون
یہ کہکر اُس صندوق پر جھک گئی اور جھک کے دیکھنے لگی اُس دیکھنے مین سینہ کی آڑ
تو تھی ہی اُسنے وہ ورق کوکب کے دیے ہوئے رکھدیے اور وہ ورق جو اُسمین رکھے
تھے نکال لیے اور دوپٹہ مین چھپا کے زنبیل مین رکھ لیے اب عشاق نے اُن ورقون کو

نکالا اور اُسمین دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ یہ ملکہ حیرت جادو ہے بس اسنے اور کچھ زیادہ نہیں
دیکھا پھر اُن ورقون کو صندوق مین رکھدیا پیلے وہ صندوق اُٹھا کے لیگئے اور عشاق
پھر حیرت نقلی سے باتین کرنے لگا اُس باتین کرنے مین عمرو نے اُسکی آنکھ بچاکے بیہوشی
شراب مین ملائی اور ایک جام اُسکا عشاق کو بھر کر دیا کہ وہ پی گیا لیکن اور ماجرا سُنیے کہ
وہان ملکہ حیرت نے کتاب سامری مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ عمرو میری صورت بنکے
عشاق کے پاس گیا ہے اور اُسکو قتل کیا چاہتا ہے بس یہ طاؤس پر سوار ہو کر فوراً روانہ ہوئی
اور جیسے ہی اُس گنبد کی دیوار پر پہونچی ہے عمرو نے جو دیکھا تو دل سے کہا کہ بڑا غضب ہوا
کہ حیرت آگئی بس گھبرا کے یہ اُٹھا جیسے وہ دیوار کے نیچے اُتری ہے کہ اُسنے جال الیاسی
مارا اور اُسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا عشاق تو نشۂ شراب مین بیہوش اور مدہوش
تھا اُسکو کچھ تمیز نیک و بد باقی نہین تھا یہ بھی گھبرا کر اُٹھا اور کہا کہ اے ملکہ حیرت تم کہان گئی تھین
اُسنے کہا کہ مین تو کہین بھی نہین گئی چنانچہ وہ بیہوشی تو پی ہی چکا تھا دو قدم جیسے ہی چلا بیہوش
ہو کر گرا اور ازبسکہ یہ ساحر زبردست ہی اور اکیلا اس گنبد مین رہتا ہی ملازم اُسکے سب بیرون گنبد
رہتے ہین عمرو نے جب یہ بیہوش ہوا تو اُسکو بھی زنبیل مین ڈال لیا اور اپنے طاؤس پر سوار
ہو کر کوکب پاس ملک کوکبان مین آکے اور وہان عشاق کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین
اُسکی سوزن دیا پھر اُسکو ہوشیار کیا اُسنے جو دیکھا سامنے کوکب کو اور ملکہ حیرت کو
بیٹھے ہوئے پایا ازبسکہ زبان مین سوزن دیے ہوئے تھا اسوجہ سے کچھ نہین کر سکتا تھا کوکب
نے کہا ای عشاق چشم خود را واکن و حال خود را تماشا کن دیکھا تو نے قدرت خداوند عالم کو
اسطرح تجکو گرفتار کیا ہی عشاق جواب کیا دیتا آخر کوکب نے حکم دیا کہ بہت سے ساحر
گرد اگرد آکے جمع ہو گئے اور اُسوقت ایک کڑھاؤ تیل کا گرم کرا کے جب خوب تیل کڑکڑایا تو
عشاق کو اُسمین ڈال دیا کہ وہ اسمین تل گیا صدائے دار و گیر کی بلند ہوئی آندھیان سیاہ
آئین بیرون نے غل مچایا بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ برطرف ہوا اور ثمران جو کشتۂ سحر عشاق
تھی وہ زندہ ہو گئی لیکن اتنے دنون تک جو مری پڑی رہی تھی اسوجہ سے آنکھین مثال
نرگس نیلا تھین رنگ رخ متغیر صورت مین نہ وہ رعنائی نہ وہ زیبائی کچھ دیر کے بعد اُسنے عالم

کیا اور وہان سی سوار ہوکر کوکب کے پاس آئی خواجہ یہان اصلی صورت بنے تھے اُنسے
ملاقات کی کچھ دن خواجہ پاس رہی پھر وہان سے رخصت ہوکر مہرخ کی بارگاہ مین آئی عمرو
نے یہان ملکہ حیرت جادو کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین اُسکے بھی سوزن دیا لیکن افراسیاب
جادو کو اس بات کی خبر ہوئی کہ عمرو نے عشاق کو قتل کیا اور اب حیرت کو بارگاہ مین لا کر
باندھا ہی اور قتل کیا چاہتا ہی بس افراسیاب اپنے مقام سے بغیظ و غضب تمام چلا
اور بارگاہ مہرخ پر آکے ٹھہرا اور دیکھا تو حیرت ستون بارگاہ سے بندھی ہی اور عمرو کوڑا لیکر
کھڑا ہی افراسیاب نے نعرہ کیا کہ باش ماہم رسیدیم عمرو نے تو جلد گلیم کو اوڑھ لیا اور افراسیاب
بہو کڑ اکڑا اگرا حیرت کو پنجہ مین داب کر لے اُڑا جتنے ساحر کہ وہان موجود تھے سب دنگ بیٹھے
رہے جب حیرت کو افراسیاب لیگیا اُسنے حیرت کی زبان سے سوزن نکالی اور بارگاہ
مین لا کر پہونچایا اور کہا ای ملکہ تم دیکھنا مین ان باغیون کو کیونکر قتل کرتا ہون حیرت رونے
رونے لگی اور کہا ای شہنشاہ اب میری یہ عزت رہگئی ہے کہ لوگ مجھکو پکڑے جاتے ہین افراسیاب
نے بہت کچھ اسکی دلداری کی پھر ظلمات کو چلا گیا یہان بعد لیجانے حیرت کے عمرو نے گلیم
اُتاری اور مہرخ سے کہا ای ملکہ دیکھا تمنے کہ افراسیاب کس طرح لے گیا اب خدا وہ دن کرے
کہ شہزادہ اسد رہا ہون اور ہم افراسیاب کو مارین غرض اب سب بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے انکو
اس حال مین رکھیے لیکن اور حال سُنیے کہ غضنفر بن اسد جو برق بلا افگن کو قتل کر کے
چلے تھے تو انکو ایک مقام پر باغ ملا یہ اندر اُس باغ کے گئے تو دیکھا باغ نہایت سرسبز
و شاداب ہے بلبلین وہان کی باب پنجم گلستان کا سبق پڑھتی ہین قمریان حق سرہ کا دم بھرتی
ہین درخت سب ہمرنگ طوبے ہین قامت یار کا نقشہ پیدا ہی سنبل تر زلف گرہ گیر معشوق
کو شرماتی ہوا سرد آتی ہی نرگس بعینہ چشم یار ہی لالہ بادل داغدار ہی ساغر مے کا لطف دلاتا
جام بادہ تر ہوت سے لبریز نظر آتا ہی انگوری کی دار بست کا عجب بندوبست ہی تاک لگائے انکی مے
پرست ہین نہرین جاری ہین بگلے اور قرقرے و مرغابی کنارے نہرون کے بیٹھے خوشی سے
کلیل کرتے ہین فوارے ساون بھادون کے نام سے چھوٹ رہے ہین سامنے ایک بارہ دری
مصفا بہتر از روے حور و پری جواہر جڑی تعمیر ہی نور کی تصویر ہی پردے زنبوری بندھے ہوے

ہین اندر اسکے بارہ دری کے فرش مصفا بچھا ہے چھپر کھٹ مرصع نگار بچھا ہے گلدستے گلزار ارم کو ہنستے رکھے ہین گھڑیان کونون پر چڑھی ہین جھاڑ کنول شیشہ آلات تمام اسمین آراستہ ہین کہ ابیات

زمین کا کرون وان کی کیا مین بیان
گئی چار سو اسکے بالی کی نہر
کہون کیا مین کیفیت وار وست
روش پر جواہر کٹا جیسے سنگ
لیے ہاتھ مین بیلچے مالنین
کھلی جاتین آنکھین لپکا ہوا
صبا جو گئی دھریان کرکے پھول
لگے جسمین زر لفت کی سائبان
کوئی دور سے در پہ اٹکا ہوا
کہ مہ کا بندھا جسمین تار نظر
سنہری مغرق چھتین سائبان
گیا جو گنا لطف اسمین سوا
رہین کھلتے اسمین روشن مدام
چمکتا تھا اسطرح ہر آن مین

کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیان
قرینے سے گرد اسکے سرو سہی
لگائے رہین تاک وان مو بہت
روش کی صفائی پہ بے اختیار
چمن کو لگین دیکھنے مالنین
خوشی سے گلون پر سدا بلبلین
پڑے ہر طرف مولسریونکے پھول
چھتین اور پردے بندھے زرنگار
کوئی رہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا
صفونکا تماشا تھا آنکھونکا جال
وہ دیوار اور در کی گلکاریان
وہ مخمل کا فرش اسکا ستھرا کہیں
معطر شب و روز جس سے مشام
صدا قمریون کی بطون کا وہ شور

بنی سنگ مرمر سے جو پٹری کی نہر
کچھ اک مور دور اس سے سیب و بہی
زمرد کے مانند سبزہ کا رنگ
گل اشرفی نے کیا زر نثار
وہ کیلون کی اور مولسریونکی چھاؤن
تعشق کی آپسمین باتین کرین
عمارت کی خوبی درونکی وہ شان
درون پر کھڑی دست بستہ بہار
وہ مقیش کی ڈوریان سبز سبز
نگہ کو وہان سے گذرنا محال
دیے ہر طرف آئینے جو لگا
بڑھے جسکے آگے نہ پلے ہوس
چھپر کھٹ مرصع کا ڈالان مین
درختون پہ بگلے منڈیرون پہ مور

شہزادہ غضنفر حیران کار کہ الٰہی یہ کس بادشاہ کا باغ ہے جسمین خوبی کا روشن چراغ ہے جب سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے تو انھون نے دیکھا کہ ایک مہ پارہ غزال صحرائے رعنائی طاؤس دشت زیبائی ماتھے پر اسکے افشان چنی ہوئی آسمان خوبی کے تارے چھٹکے ہوئے مسی لبون پر جمے ہوئے شام حسن کی کیفیت دکھائی لالی اسپر شفق پھولی ہوئی زلف چلیپا ناگن آنکھون سے نرگس بیمار مین بادام بے مغز ہے جو آنکھ ملاتا ہے تیر مژہ سے دل چھید لجاتا ہے چتون مین اسکے شوخی بشرارت بھری رخسارون پر شمس و قمر قربان گل خورشید ایسا کہان لب پر نزاکت سے رنگ پان گران دہن تنگ کا خندہ کھلنا دشوار ہے نکتہ موہوم ہے غنچہ ہے یا میم حسن کا اسرار ہے لب لعلین سے

عقیق یمنی خون جگر کھائے غنچے کی زبان انکو دیکھکر لال ہو جائے گلا نور کے سانچے مین ڈھلا چاہ ذقن مین دل عشاق ڈوبا ہوا سینہ وہ سینہ کہ حسن صفا اسپر قربان شجر طور پر نور کے پھل جان لگے دیکھنے سے بشکل دریائے حسن کے دو حباب لطافت اور خوبی مین لاجواب زانو اور رانین

اسکی شاخ طوبی سے سراسر معمور شمع محفل حسن جمال کف پا خجلت لالہ نظم | اسطرح چہرہ تابان ہین ہر طرف خفا

اک الف نور کا ہے مہر درخشاں مین کھنچا | گوش وہ گوش کہ ہین کان جواہر کے سوا | آئینہ گرو ہے رخسار نے پائی وہ صفا

لب ہے وہ لب کہ عقیق یمنی خون کرے | دانت وہ دانت کہ ہیرے کی کنی خم کرے | جان سے جان ہے ہر خجل پستان سے نشا

سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالی ہین ابھار | ٹوپیان بار سے رکھی ہین یا ہین شکار | یا ہوے قمقمے دو نور کے بعد شکر کے پیالہ

وہ گلدستہ لب بام دھرے ہین گویا | سنقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا | ہر سراپا جو قیامت تو ہے آفت چھل بل

یسی رفتار چھلاوے کا بھی دل جائے نکل | نازک ایسی ہے کمر چلنے مین بل کھائے بل | وہ لگاوٹ کہ ہین انداز کی جل چھل

رنگ لانے کی غضب طبع مین رنگینی ہے | دور ابھی نام خدا دھیان سے خود بینی ہے | غضنفر اس حور جنت کو دیکھکر غش

کر گیا اس نازنین نے گلاب اسکے منہ پر چھڑکا کہ اسکو ہوش آیا اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا مسکرا کے نازو انداز دکھا کے لگاوٹ کا عالم دکھاتی چلی اور غضنفر کو بارہ دری مین لاکے مسند پر بٹھایا کشتی شراب کی طلب کی جام مے ارغوان سے بھرا اور نیچہ خاکو رشک پنجہ آفتاب پر رکھکر دیا غضنفر نے کہا کہ ای ملکہ بیت الر ناہی تراآخر چہ نام است ﷺ و گر ماہی ترا منزل کدام است ﷺ اُسنے ہنسکر کہا کہ مین ملکہ سرخ موے کاکل کشا کی بیٹی ہون میرا نام سلطان عنبرین مو ہے اور مین بسبب اپنی ماں کے مطیع اسلام ہون یہ سُننا تھا کہ غضنفر نے جام اُسکے ہاتھ سے لیکر پیا پھر تو دو جام بے دغدغہ نیرنگی ایام چل نکلا باتین محبت آمیز ہونے لگین تیور دونے لگے ہین ہاتھ ڈالدیے اور ملکہ کے بوسہ لیے ملکہ کا شرم سے عجب حال ہوا پسینہ آگیا شرماکر سر جھکا لیا کنیزین دُر در گوش مرصع پوش وہان حاضر تھین طوائفین رشک زہرہ اور خوش گلو فن رقص سے ماہر تھین وہ گانے لگین سماں بندھ گیا ملکہ سلطان عنبرین مو اشکال جادو ایک ساحر ہے اُس سے منگنی ہوئی ہے چنانچہ ایک کنیز نے یہان سے جاکر اُس سے کہا کہ ای اشکال ایک شہزادہ باغ مین ملکہ سلطان عنبرین مو کے آیا ہے اور بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہے اشکال غصہ مین آکر وہان سے چلا اشکال ملک یاقوت رنگ مین رہتا ہے کہ وہ ملک بھی یہان سے چند فرسخ پر ہے چنانچہ وہ بغضب تمام یہان آکر پہونچا اور اُسنے آتے ہی للکارا کہ باش او خیرہ سر یہ تو میرے معشوق سے کیون سرگرم اختلاط

غضنفر اسکے للکارنے پر تیغہ ٹیک کر اُٹھے اُسنے ایک سحر ایسا کیا کہ ملکہ سلطان عنبرین مو کا دم
نکلیا جب ملکہ کا دم نکل چکا تو وہ ساحر پر پرواز پیدا کر کے اُڑ گیا اور غضنفر اسکی فکر مین مرکب پر
سوار ہو کے چلے لیکن اشکال جادو و ملک یاقوت رنگ مین آکر وہ ملک سرخ موے کاکل کشا
کا ہی تمام ساحر جو وہان رہتے ہین انکو قتل کرنا شروع کیا دو ساحر وہان سے بھاگے اور ملکہ سرخ موے
کاکل کشا کے پاس آئے اسنے اُنکو دیکھا کہا کہ ارے کیا ہوا انھون نے کہا کہ اے ملکہ اشکال
جادو نے تمام ملک تہ تیغ کیا ہی اور آفت برپا کر رکھی ہے چنانچہ ہمنے قلعہ بند کر لیا ہے اب آپ تشریف
لیچلین نہین تو قلعہ لٹ جائے گا سرخ موے کاکل کشا وہان سے بیقرار ہو کر روانہ ہوئی
اسکو راہ مین غضنفر ملے انکو ہمراہ لیکر یہ چلی انکو تو جانے دیجئے لیکن اور ماجرائے تازہ سنئے
کہ افراسیاب جادو ایک روز سیر کرنے ملکہ یاقوت گلال چشم کہ جو شاگردہ آفات چہار دست
ہی اسکے بیان گیا یاقوت نے تعظیم و استقبال کیا اور مسند پر تکلف پر بٹھایا سامان عیش و نشاط مہیا
کیا شراب و کباب منگایا سامنے بادشاہ کے ناچ ہونے لگا اور گلال چشم نے پوچھا کہ ای شہنشاہ مزاج
کیسا ہی اور آج کس طرف بھول پڑے افراسیاب نے کہا کہ ملکہ اب تا شب و روز تردد مین بسر
ہوتی ہے آج میرا جی تمھارے دیکھنے کو چاہا اسوجہ سے اسطرف چلا آیا یاقوت نے کہا کہ زہے نصیب
میرے جو آپکو میری یاد آئی ورنہ آپنے تو اپنی سنگیتر ملکہ لعل سخندان کی خبر نہ لی اور وہ ملکہ آجتک بیمار
بیٹھی رہی افراسیاب نے کہا کہ حقیقت مین مجھسے غلطی ہوئی اور ای ملکہ آج کل چند ساحر باغی ہوگئے
ہین یعنی مہرخ و بہار اور جتنے کہ ساحر ہین اُن سب کا نام اسنے بتایا بس اُنکی لڑائی کی وجہ سے مجھکو خیال
لعل سخندان کا نرہا ملکہ یاقوت نے کہا کہ مہرخ وغیرہ آخر کسکے بھروسہ پر لڑتی ہین افراسیاب
نے کہا کہ عمرو اور برق اور قران اور جانسوز اور ضرغام لشکر اسلام سے یہان آکر داخل ہوئے
ہین اور شہزادہ اسد اور بدیع الزمان کو جو قید کیا ہی یہ سب حال تمام و کمال داخلہ عیاران کا اسنے
بیان کیا یاقوت نے کہا کہ ای شہنشاہ بہار و مہرخ وغیرہ کی یہ طاقت اور لیاقت ہوئی کہ آپ سے مقابلہ
کرتی ہین افراسیاب نے کہا کہ ای ملکہ اتنو بہار نے آفتین برپا کر رکھی ہین اسیطرح بہت تعریف
سحر بہار کی افراسیاب نے کی یاقوت نے کہا کہ اب اسمین بھی اشتیاق ہوا کہ لشکر حیرت
مین جا کر اُنسے مقابلہ کرکے سحر بہار وغیرہ کا دیکھین القصہ بڑی دیر تک افراسیاب وہان بیٹھا

صحبت مے نوشی رہی پھر وہان سے رخصت ہوکر باغ سیب مین آیا اور ایک نامہ ملکہ حیرت کو لکھا کہ ملکہ یاقوت گلاں چشم شاگرد آفات چہاردست تمھارے پاس آتی ہین انکی بہت تعظیم کرنا یہ نامہ طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر پاس ملکہ حیرت جادو کے گیا ملکہ نامہ پڑھکر تخت سحر پر سوار ہوکر استقبال کو گئی اور طبل شادمانی بجواتی ہوئی لشکر مین آئی اور یاقوت کو بڑی عزت سے لاکر داخل بارگاہ کیا یہ آکر دنگل پر بیٹھی حیرت نے بھی سب کیفیت لڑائی کی بیان کی اور کہا عیارون نے ناک مین دم کیا ہے کہ ہر وقت وہ دربار مین رہتے ہین کوئی فراش اور کوئی خدمتگار بنے رہتے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے ہین ملکہ یاقوت گلاں چشم نے اسوقت اپنے جوڑے سے ایک حباب نکال کر زمین پر مارا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ حباب بڑھکر ایک گنبد کلان ہو گیا اور اسنے کہا کہ یہ زندان خانہ مین نے لشکر حریف کے لیے بنایا ہی اسمین ان سب کو بند کرونگی پھر ایک صندوقچہ اسنے منگایا اور اُسے کھولا جو اُسمین سے ایک پتلی سونے کی نکلی اور بڑھکر مثل زن حسینا و جمیلہ ہو گئی اور اسنے یاقوت کو سلام کیا اور عرض کیا ای ملکہ جو کچھ آپ ارشاد فرمائین بجالاؤن یاقوت نے کہا کہ تو ان لوگون کو جو یہان بیٹھے ہین پہچانتی ہی اسنے حیرت جادو کو بھی سلام کیا اور سرمایہ اور ابریق جو جو کہ وہان موجود تھے سب کے نام فرداً فرداً بتائے اتفاقاً برق فرنگی اور جانسوز اور ضرغام صورت بدلے ہوئے یہان کھڑے تھے پتلی نے انکا نام بھی بتایا اور کہا کہ فلان فلان عیار یہان کھڑے ہین اسوقت برق نے یاقوت کو بڑھکر سلام کیا اور کہا کہ ہم بھی واسطے دیکھنے آپ کے حاضر ہوے ہین یہ کہکر چند پھول ہاتھ پر رکھکر نذر دی اور کہا مصرع

برگ سبز است تحفۂ درویش ؏ گر قبول افتد زہے عز و شرف

یاقوت نے ہنسکر وہ پھول لے لیے قاعدہ ہی کہ جب کوئی پھول پاتا ہی تو اُسکو سونگھتا ہی کیونکہ وہ ہین ہی اسی کام کے بس یاقوت نے بھی اُسکو سونگھا اور بیہوش ہو گئی حیرت نے ہوشیار کر دیا یاقوت نے پھر تسلیم کی اور کہا ای ملکہ جو کام کہ ہم کرتے ہین وہ آپ کو دکہلا دیا یاقوت یا تو خفت تھی یا تو اُسکی باتون پر ہنس پڑی اور کہا اسے برق تو نے بہت خوب عیاری کی اچھا جب

حال مہرخ و بہار وغیرہ بھی بیان کر اور اُن سے کہدینا کہ ملکہ یاقوت گلال چشم آئی ہین
سب کو اس حباب مین بیہوش کرینگی برق نے کہا آپ جانیے اور ملکہ مہرخ جانین
لیکن مجکو اس عیاری کا کچھ انعام دیجیے کیلیے کہ ہم کیا یاد کرینگے کہ اتنی بڑی شہزادی نامی گرامی
یہان آئی تھین مگر ہمکو کچھ عنایت نہ فرمایا یاقوت نے پچاس پچاس روپے عیارون کو
انعام مین دیے اور رخصت کیا اور دوسری پتلی اُس صندوقچہ سے نکالی کہ وہ بھی اسیطرح
عورت بنی اور اُسنے بھی حیرت اور یاقوت وغیرہ کو تسلیم کی اور کہا اگر حکم ہو تو مین جا کے
کل لشکر مہرخ کا غارت کر دون یاقوت نے کہا ابھی نہین کل پرسون مین تجکو لڑنے کیلیے
بھیجونگی پھر یاقوت نے تیسری پتلی نکالی کہ وہ بھی بڑھکر شکل زن حسینہ و جمیلہ کے ہو گئی اُسنے
بھی کہا کہ اگر آپ فرمائیے تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن یاقوت نے کہا کہ ابھی نہین پھر مین سمجھ لونگی یہ
کہکے چوتھی پتلی نکالی کہ وہ بھی بڑھکر شکل ایک عورت خوبصورت کی ہو گئی اُسنے حیرت کو
سلام کرکے کہا کہ اگر آپ فرمائیے تو مین طبقہ اُلٹ دون غرض کہ تین پتلیان یاقوت نے
پھر صندوقچہ مین بند کر دین اور ایک پتلی کو رکھ لیا اور کہا کہ صرف یہی سبکی گرفتاری کو
کافی ہے پھر برق وغیرہ عیارون سے کہا کہ اب جاؤ سب ہمارا حال مہرخ سے کہدینا
برق وغیرہ عیار بارگاہ مہرخ مین آئے اور یہان طائران سحر نے خبرین مہرخ
کو پہونچائی تھین لشکر مین تلاطم ہو رہا تھا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یاقوت گلال چشم آئی ہے
یہ ساحرہ بڑی زبردست ہے غرض کہ عیار یہان آکر پہونچے اور انھون نے کل ماجرا
گلال چشم کا مہرخ سے بیان کیا اور روپے بھی انعام کے دکھائے
عمرو بیٹھا ہوا تھا اسکے منہ مین پانی بھر آیا اور اُسنے کہا کہ ہمارا حصہ نہین ہے اب ہم
تم سب سے زیادہ لاتے ہین اور اُٹھکر چلا مہرخ نے کہا خواجہ وہان نہ جاؤ وہ بڑی زبردست
ہے جیسا اُسنے کہا ہے وہی ہوگا ہمسے کسی سے کچھ نہو سکے گا اور وہ اُس حباب مین سب کو
بند کر لیگی کسلیے کہ وہ شاگرد آفات چہار دست کی ہے عمرو نے کہا کہ کچھ پروا نہین
مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوئے یہان یاقوت بیٹھی ہے کہ خواجہ نے
ایک کلاونت کی شکل اپنی بنائی پاجامہ شروع کا پہنا جامہ گلے مین ڈالا اور ایک ڈھولک

بجاسار کی لکڑی کی کہ جسکے اندر بیہوشی بھری تھی لیکے بارگاہ حیرت مین آئے دربانون سے کہاکہ ہماری خبر کردو کہ ایک کلاونت آیا ہی اُنھون نے جاکے حیرت سے عرض کیا یاقوت نے کہا کہ بلالو لوگ اُنکو بلا کے لیگئے سب نے دیکھا کہ لباس مین پیوند لگے مین مشروع کے پاپجامہ کا تانا اُڑگیا ہو بانا باقی ہو ڈھولک گلے مین ڈالے ہو کلاونت نے آکر سلام کیا اور دعا دی کہ چراغ سامری و جمشید روشن رہے عالی عالی مراتب ہون ملکہ نے اس سے کہاکہ اے کلاونت ہمکو محظوظ کر کہ ہم تجکو بہت سا کچھ انعام دین کلاونت نے کہاکہ حضور یہ ڈھولک بجاسار کی لکڑی کی ہے مین نے بنائی ہو اوندھی خوب بجتی ہو اسکو آپ بجائین تو مین گاؤن ذرا ملاحظہ فرمائیے ایسی ڈھولکین بھی کم دیکھنے مین آئی ہونگی یاقوت نے ڈھولک اُس سے لیکر کڑیان اُسکی درست کر کے اُسکے پورے پر ہاتھ بجانے کے لیے لگایا جیسے ہی ہاتھ لگایا اُسمین سے بیہوشی کا غبار نکلا اور چمک شعلہ کی ایسی ہوئی اور حیرت اور ملکہ یاقوت گلال چشم اور اور ساحر جو گرد و پیش مین قریب تر بیٹھے تھے چھینکین مار مار کر بیہوش ہوگئے مگر وہ بجلی جو ملکہ یاقوت نے نکالی تھی اُسنے یہ ماجرا دیکھا تو منھ سے اوف جو کیا تمام بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا عمرو چپکا کھڑا رہا اس عرصہ مین اور ملازم وغیرہ جو آئے اور سبکو بیہوش پایا تو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور بجلی نے وہ تاریکی دفع کی اُسوقت عمرو نے ملکہ یاقوت کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے ملکہ عالم قدردانی حضور کے ہاتھ ہے سچ فرمائیے کہ یہ کیسی عیاری مین نے کی میرے شاگردون کو حضور نے انعام دیا اب مین بھی امیدوار ہون کہ مجھے بھی عنایت فرمائیے یاقوت نے کہاکہ حقیقت مین تم لوگ بڑے زبردست ہو اور عیار ہو تو ایسا ہو کہ یہ کہکر سو روپیے اُسنے عمرو کو انعام مین دیے عمرو بھی وہانسے رخصت ہوکر بارگاہ مہرخ مین آیا لیکن جب وہ زمانہ آیا کہ آہوے فلک صحرائی آسمان سے غار مغرب مین گیا اور سراے مغرب مین ساحر فلک نے نزول کیا اشعار

چھپاؤن مہر نے رخصت طلب کی | نظر مین پھر گئی تصویر شب کی | جبین شام پھولی ہر طرف سے

چلے مشتاق اپنی صف سے

ملکہ یاقوت گلال چشم نے طبل جنگ بجوایا طایران سحر ملکہ مہرخ سحر چشم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بزبان فصیح اس طرح دعا دینے لگے نظم

یا الٰہی جو یہ تیرا ہے چراغ دولت
مسند جاہ کی ہے جسپر تجھے تیری تو شک
کاتب دست قضا شکل عدو کی ہے

تا ابد اُس سے منور رہے قندیل فلک
جو ترا دوست ہو اب آئینہ گیتی ہے
صفحۂ ہستی سے جون حرف غلط اور کٹے

تا قیامت ہو سجود خلائق دو جگ
اُسکی تمثال کبھی ہو نہ پلٹے منفک
ملکہ یاقوت گلال چشم نے

طبل جنگ بجوایا باقی خیریت ہے یہ خبر سُنکے سب عیار تو جنگل کو چلے گئے اور مہرخ سحر چشم نے نقارہ کو بجایا طبل اور نقارے بجنے لگے صدائے طبل نہ تھی صدائے کوس رحیل تھی مگر بہادر اور منچلے سحر کی تیاریاں کرنے لگے مریخ سا جادوگر اور زہرہ سی جادوگرنی آج فلک پیر کا تیتی تھی گلستان سحر پھلا پھولا تھا اُٹھائیاں شیخ سدو کی ہوتی تھیں کلوا بھیرون نار سنگھ کی پکار تھی کالی لونا چاری دھنتر وغیرہ کو بھینٹ دیے جاتے تھے بنگالی کانور و دیس کے ساحر اگیار کر رہے تھے دُہر و بجتا تھا شب بھر یہی غلغلہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ رات شل دہان تنگ معشوق کے آنکھوں سے پنہان ہوئی اور ستارے سب مردہ ہوے اشعار

کہ جب اُس شب نے مُنہ اپنا چھپایا
کہ جسمین کچھ سیاہی بھی ملی تھی
کہین پھیلی کہین سمٹی اُبھر کر

دم آغاز حسن صبح آیا
بشکل عکس زلف و نور رخسار
کہ جیسے گوشۂ دامان دلبر

وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سفیدی
بہم ہو کے بڑھی جیسے کبھی بار
صبح کو ملکہ مہرخ سحر چشم

اپنا لشکر لیکر جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی مگر بڑے تجمل و احتشام سے یہ لشکر چلا ہے اشعار

زبس تخت فیروزہ بر پشت فیل
ہمہ یارو افسر ہمہ تخت و تاج
ہمہ زنگ زرین و زرین جرس
زمین دل برآورد گفتی زجاے
سپہبد بر و پاے روئینہ خم

درخشان بگردار دریاے نیل
ہمہ افسر پیلبانان و زر
کہ اندر جہان آن ندیدست کس
پر از خاک شد چشم کام و سپہر
خروش آمدہ نالۂ گاؤ دُم

زبیلان و آرایش تخت عاج
ہمہ طوق و زرین و زرین کمر
خروشیدن زنگ و ہندی درا
تو گفتی بہ فیر اندر اندوہ چہر
غرض یہ میدان مین جاکے

سب پہونچے اور صف لشکر کو آراستہ کیا اُس طرف سے ملکہ یاقوت گلال چشم مع حیرت جادو کے سوار ہو کر گھنٹ اور ناقوس بجواتی ہوئی میدان مین آئی فوج نے اُسکی بھی پرا جایا نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا اُس وقت ملکہ یاقوت گلال چشم نے وہی تیلی جو نکالی تھی اُسکو حکم دیا کہ جا مہرخ اور بہار وغیرہ کو پکڑلا

وہ پتلی چمک کر میدان مین آئی اور اُسنے پکارا کہ اے مہرخ مین اور کسیکو نہین جانتی سوا اسکے کہ تو میرے سامنے آ کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور آواز کرنۂ دم گاؤدم نقارون کی بلند ہوئی اور مہرخ اپنا تخت بڑھا کر سامنے اُس زن سحر کے آئی اُس زن سحر نے گردن اسکی جست کر کے پکڑی اُسوقت مہرخ کو ایک عالم محویت تھا کچھ اُس سے نہو سکا اور اُس پتلی نے مہرخ کو اُسی گنبد مین بند کر دیا یعنی یاقوت نے سحر کیا اُس گنبد کا در کھلا اُسمین مہرخ کو بند کیا یہ ماجرا دیکھکر ملکہ بہار اور باغبان قدرت گلچین یہ تینون تو اُڑ کر کسی طرف کو چلے گئے اور زلزلہ جادو نے زمین مین غرق ہو کر قلاب زمین کو جنبش دی پتلی نے ناریل زمین پر مارا کہ وہ سخت ہونے لگی زلزلہ تڑپ کر نکل آئی پتلی نے اسکی بھی گردن پکڑ کر گنبد مین بند کر دیا پھر ملکہ مشکین مو کاکل کشا نے اپنی کاکل کو کھولا کہ ستارے اُسمین سے گرے لیکن پتلی نے اُف جو کیا ایک آفتاب نکل آیا وہ ستارے ماند ہو گئے پھر پتلی نے اُسکی بھی گردن پکڑ کر اُسی گنبد مین بند کیا پھر ہلال سحر افگن نے طوق اپنا گلے سے کھینچ مارا پتلی نے ایک دستک دی کہ وہ طوق پلٹ کر پھر ہلال ہی کے گردن مین پڑ گیا اُس پتلی نے اُسکی بھی گردن پکڑ کر اُس گنبد مین بند کیا پھر رعد نے آ کر چیخ ماری اور برق جادو چمک کر کڑکڑا کر اُسپر گری لیکن پتلی کو نہ رعد کے چیخنے کا کچھ اثر ہوا اور نہ برق اُسکو کاٹ سکی اور اُسنے ایک جال سحر کا برق پر مارا کہ وہ اُسمین پھنسی اور رعد جادو کی گردن پکڑ کر اُسنے ان دونون کو اسی گنبد مین بند کیا اب تو جتنے سردار نامی اور نامور تھے وہ سب اسکے سامنے یکے بعد دیگرے آئے مگر سب گرفتار ہوئے اُسوقت بقیہ لشکر وہ قلعہ کہ جو معمار نے بنایا ہے اُسمین چلا گیا اور گلال چشم اور حیرت اپنا لشکر لیکر پھرین لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا اور یہ دونون بارگاہ مین آ کر ناچ دیکھنے لگین اور حیرت نے عرضی اس حال کی افراسیاب کو لکھی کہ ملکہ یاقوت نے سب باغیون کو گنبد سحر مین بند کیا ہو یہ عرضی ایک جادوگر کو دیکر بھیجی اور حیرت نے کہا کہ اب عیار باقی ہین ملکہ یاقوت نے اُس پتلی سے کہا کہ جا عیارون کو پکڑ لا پتلی یہان سے روانہ ہوئی برق اور ضرغام و جانسوز یہ تینون ایک درہ مین پہاڑ کے بیٹھے تھے کہ پتلی آ کر پہنچی اور اُسنے کہا کہ اے عیارو چلو کہ تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہین عیارون سے کچھ بن نہ آیا پتلی کے ساتھ بارگاہ مین حیرت کے آئے

پتلی نے ان تینون کو بھی اُسی گنبد مین بند کیا اب یاقوت پھر اُس زن بحر سے حکم دیا کہ عمرو کو بھی جا کے پکڑ لاؤ وہ روانہ ہوئی یہان عمرو نے ایک درہ کوہ مین صورت اپنی لوناچماری کی ایسی بنائی بال سر پر چھار جھنکار آنکھین لال لال جیسے دو طاس خون ماتھے پر سیندور کی تصویر کانو مین چھڑیان پڑین دانت مثل دندان فیل کے باہر بڑے بڑے نکلے ہوے تھے تہمد کھاروے کی باندھے چھاتیون کے تکمے لٹکتے تھیلے اُنیر پڑے ہوے جیسے بیگن ابلا ہوتا ہے ایک جھولا اسباب ساحری کا گلے مین ڈالکے یہ وہان بیٹھا ہڈیون کھوپریون کے ہار پیاز لہسن کی گٹھیان گلے مین ڈالے تھا اور مہتر قران جوگی بنکے یعنی ایک لنگوٹ باندھکر ہاتھ مین لوہے کا کڑا ڈالا کانمین کنڈل پاؤن مین کھڑاؤن بھبوت چندن کی جسم مین لگا کے سر پر عمرو کے رومال جھلنے لگا اور چالاک بن عمرو کو عمرو کی صورت بنا کے مشکین باندھ کے اُسی مقام پر ڈالدیا اُس عرصہ مین وہ پتلی آئی اور اُسنے کہا کہ لاؤ عمرو کو مجھے دو عمرو نے اُس پتلی کو اور ملکہ یاقوت دونون کو گالیان دینا شروع کین اور کہا کہ اُس قحبہ بال زادی بیسوا چھنال یاقوت سے جا کر کہدے کہ لوناچماری آئی مین اور تجھے بلاتی ہین اُس پتلی نے اُسکا کہنا نہ سنا اور عمرو پر حملہ کیا عمرو نے منڈھی کو حضرت دانیال علیہ السلام کی بنگال کر استادہ کیا کہ وہ پتلی اُس منڈھی مین آکر اُلٹی لٹک گئی جب اُس پتلی کو عرصہ ہوا تو یاقوت گلال چشم نے دوسری پتلی بھیجی اُسنے آکر جو دیکھا تو پتلی کو اُلٹا لٹکے ہوے پایا بس یہ بھی غصہ مین آگئی عمرو پر حملہ آور ہوئی جب منڈھی کے اندر ہوگئی یہ بھی اُلٹی لٹک گئی جب اسکو بھی عرصہ ہوا تو یاقوت گلال چشم تیسری پتلی کو بھیجا وہ جو آئی اور اُسنے ان دونون پتلیون کو لٹکتے ہوے دیکھا بس وہ بھی عمرو پر غصہ کر کے چلی جب اندر منڈھی کے آئی اُلٹی لٹک گئی ایکی مرتبہ چوتھی پتلی کو یاقوت گلال چشم نے بھیجا وہ بھی آکر اُلٹی طرح منڈھی مین اُلٹی آویزان ہوئی اب عمرو نے تخت زبرجد شاہ کا نکالا اور اُسپر سوار ہوا قران کو بھی اسی طرح سے اُسپر سوار کر لیا اور چالاک جو عمرو بنا تھا اُسکو بھی آگے ڈال لیا اور اُس منڈھی کو تخت پر قائم کر کے تخت کو اُڑایا اور سامنے بارگاہ حیرت کے آیا اور نعرہ کیا کہ منم لوناچماری حیرت اور یاقوت گھبرا کر باہر نکل آئین عمرو نے یاقوت کو ڈانٹا کہ کیون او قحبہ یہ تو نے سحر کی پتلیون کو ہمپر بھیجا تھا اُسنے عرض کی کہ میری کیا مجال ہے جواپ پر انکو بھیجتی

عمرو نے ایسا اُسکو گھرکا اور ڈانٹا کہ یہ رونے لگی اور عمرو نے تخت اپنا زمین پر اُتارا اور لیا ہمارے
پاس آؤ تو ہم کچھ سحر تعلیم کرین اور عمرو کو ہمنے پکڑ لیا ہے دیکھو یہ موجود ہی یاقوت یہ سُنکے تسلیمین
کرتی ہوئی اندر منڈھی کے گئی اور اُسوقت افراسیاب بھی اور یہ سب پونچا اُسکا کرتے ہین اور
یاقوت شاگرد وہ آفات چہار دست ہی چنانچہ آفات چہار دست نے کتاب سامری مین
اِس حال کو دیکھا کیونکہ وہ ہر روز بلا ناغہ مثل تلاوت قرآن اُسکو ثواب سمجھکر ہر روز پڑھتی ہی
چنانچہ آج جو اُسنے پڑھا تو اس حال کو دیکھا کہ عمرو لونا چماری بنا ہوا حیرت کے پاس گیا ہے
اور اُسنے پتلیون کو یاقوت کی گرفتار کر لیا ہے پس اُسنے ایک نامہ لکھکر ایک پتلے کو دیا کہ وہ
لیکر افراسیاب کے پاس آیا نامہ مین مضمون یہ تھا کہ ای افراسیاب بدان و آگاہ باش کہ یہ
لونا چماری نہین ہی یہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہی خبردار اسکو پکڑ لینا ورنہ دغا پائیگا چنانچہ وہ پتلہ
جب نامہ لیکر افراسیاب کے پاس آیا تو عمرو بھی کچھ سمجھ گیا پس اُسنے نعرہ کیا کہ منم عمرو بن
اُمیہ ضمری یاقوت جو منڈھی مین کھڑی تھی اُسنے چاہا کہ مین سحر کرکے پکڑلون خاصہ منڈھی کا
یہ ہی کہ جو کوئی ارادہ بدی کا خواجہ سے کرے وہ اُسمین لٹک جاتا ہی پس جب اُسنے سحر کا قصد
کیا یہ بھی اُلٹی لٹک گئی اب افراسیاب اور حیرت و سرمایہ و ابریق ساحرون نے گولے فولادی
مارے آگ برسائی بجلیان گرائین پتھر بڑے بڑے منڈھی پر گرائے مگر کچھ اثر نہوا اور وہ منڈھی
اُڑتی ہوئی ایک طرف کو روانہ ہوئی یہانتک کہ درۂ کوہ مین آکر عمرو نے یاقوت سے سوال
اسلام کیا یعنی کہا کہ ای ملکہ کیا کہتی ہو شناخت مین پروردگار عالم کی کیونکہ ایسا پروردگار وہ ہی کہ
جسنے صفحۂ خاک کو انسانون سی رونق دی اور ورق افلاک کو ستارون سے زینت بخشی ابیات

جہان اُسنے یک کن سے پیدا کیا
کہ جس نے کیا کن مین کون و مکان
وہ ہی مالک ملک دنیا و دین

مہ و خور کا جلوہ ہویدا کیا
دیا عقل و ادراک اُسنے ہمین
ہی قبضہ مین اُسکے زمان و زمین

وہ معبود یکتا خدائے جہان
کیا خاک سے پاک اُسنے ہمین
یاقوت گلال چشم نے کہا کہ

لاکھ جانین میری نقش پائے جمشید و سامری پر سے فدا ہین عمرو نے یہ سُنکے اسکو ذبح کر ڈالا
صدائے گیر و دار و دار و گیر بلند ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ملکہ یاقوت گلال چشم جادو
بود مرنے سے اسکے اندھیرا ہو گیا اور وہ گنبد جسمین سب قید ہین ٹوٹ گیا اور جتنے کہ ساحر اُسکین

قید تھے وہ سب چھوٹ گئے اور لشکر حیرت پر گرے صدہا جادوگرون کو قتل کرکے اپنی اپنی بارگاہون
مین آ بسے اور وہ لشکر جو قلعہ مین چلا گیا تھا وہ بھی نکل کر باہر آ کے اُترا کارسازی لشکر کی
ہونے لگی اور عمرو اور سب عیار بھی آئے اور عمرو نے وہ تعویذ یا ہوا کوکب کا زبان کے نیچے رکھا لڑکا
بچہ پیدا ہوا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا وہان اُسوقت جمشید بن کوکب بھی آیا ہوا تھا اُسنے کہا کہ لشکر
امیر مین ملکہ جام جادو آجکل لڑ رہی ہین عمرو نے کہا کہ ای جمشید تم مجکو بھی لشکر حمزہ مین پہونچا دو
جمشید نے زبردست جادو کو حکم دیا کہ انکو لیجاؤ چنانچہ زبردست جادو و نرگس جادو اور
ہنگامہ پرداز جادو عمرو کو لیکر روانہ ہوئے اور لالر لشکر حمزہ صاحبقران مین چھوڑ دیا یہان
شام کو جب وہ زمانہ آیا کہ دریاے فلک مین حباب سیارگان ابھری اور چادر زمین سیاہی شب سے ملی ہوئی

کہ ناگہ حدت خورشید روشن　　جو تھی سوے زمین افتادہ دامن　　گئی جسطرح تقدیر گنہگار
بڑھی غربت مین جیسے نفس بیمار

شام کو طبل جنگ لقا کے یہان ہمان جادو نے بجوایا ہرکارون
نے آکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر دعاے و ثناے شاہنشاہی کو ادا کیا اشعار

تا زیر آسمان ہو زمانے مین صبح و شام　　اپنی ہی یہ جناب الٰہی سے آرزو　　روشن ہو تیرے دوست کا ہر صبح عیش
بدخواہ کے نصیب ہو روز خوش کبھو

اسوقت طبل جنگ بجا ہی باقی خیریت ہی امیر نے بھی حکم دیا
کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی نقارے پر چوب پڑی صدا اسکی تمام عالم مین
پھیلی دربار برخاست ہوا آلات حرب و ضرب کی تیاری ہونے لگی تلوارین چرخ پر چڑھائی
گئین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی خنجر جان ستان کی چمک نگاہون کو خیرہ کرتی تھی چار پہر رات
غلغلہ اور ہنگامہ برپا رہا اور عمرو بن اُمیہ ضمری خدمت والاے صاحبقران مین آیا امیر نے
عمرو کو گلے سے لگایا اور حال طلسم کا پوچھا عمرو نے تمام ماجرا بیان کیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ زنگی
شب نے کوچ کیا اور رومی روز کشور مین قدم زن ہوا اشعار

چو خورشید تابان ز بالا بگشت　　خروش تبیرہ برآمد ز دشت　　بہ شہر اندرون کوس با کرناے
خروشیدن زنگ و ہندی درآے　　سپاہش نشستند بر پشت زین　　سر پر زکین ابروان پر ز چین
بیامد سپہ را بہ ہامون کشید　　سراپردہ و پیل بیرون کشید　　سپہ اندر آمد بہ پیش سپاہ
شد از گرد ہامون چو کوہ سیاہ

امیر جلوخانۂ شاہنشاہی مین مسجد کر پاس سے تشریف لائے

بادشاہ لشکر اسلام بھی برآمد ہوے ڈنکے پر چوب پڑی صدا اے نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند ہوئی سواری بادشاہ کی بسان باد بہاری جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی اُس طرف سے لقا فوج بلا ان ہمرہ لیے میدان کارزار مین آیا بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کی نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا جب کڑکا لکر وہ ہٹ گئے تو اسوقت جام جادو اپنے اژدر کو اُڑا کر سامنے تخت لقا کے آئی سجدہ کیا اور اجازت میدان مین جانے کی چاہی لقا نے حکم دیا کہ جا تجکو مین نے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا پس یہ اژدر اڑا کے میدان مین آئی اور پکاری کہ ای فرقہ خدا پرستان وزیر و ستان جسکو مر نا منظور ہو وہ آئے میرے سامنے یہ نعرہ سُنکے شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے گھوڑا اپنا صف لشکر سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے جام کی عفریت دیکر رخصت کیا خلعت دیا پھر خداے کریم کے سپرد کیا شاہزادے نے گھوڑے کو زیر تنگ درست کر کے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن اور منور کیا اور گھوڑے کو اُڑا کے سامنے جام جادو کے گئے اُسنے کہا کہ ای شہزادے تمنے روز الست کیا اقرار اپنے پروردگار سے کیا تھا یہ اسباب جہالت دور کرو اور جانب صحرا جاؤ یہ کلمہ سحر کے تھے کہ شاہزادہ نور الدہر گھوڑے سے اُتر کے تمام اسلحہ زرہ وغیرہ پھینک کے جنگل کی طرف چلے گئے پھر دوبارہ فرامرز مغربی آئے انکا بھی یہی حال ہوا اسی طرح جمہور مند ویل اصفہانی مہلیل جنگ عراقی وغیرہ سب صحرا کی طرف ایک کے بعد دوسرا روانہ ہوا کئی سو سردار اسیطرح جنگل کو گئے قریب تھا کہ طبل آسایش بجوا کے ملکہ جام جادو بھری لشکر آسودہ ہوے سب نے کمر کھولی عمرو بن امیہ ضمری نے جب وہ زمانہ آیا کہ زنگی شب نے اس عالم مین قدم رکھا اور روز کا سایہ مغرب

| ہوئی ظلمت لباس صاحب ننگ | بہار شام نے پیدا کیے رنگ | مین جاکر آرام پذیر ہوا اشعار |
| --- | --- | --- |
| ایک جادوگر کی شکل اپنے | صدا آنے لگی احسان صد احسان | چھپی عریانی جسم پریشان |

تئین بنایا اور وہان سے ملکہ جام جادو کے خیمہ مین آیا جام جادو جنگ گاہ سے پھر کر پہلے تو بارگاہ لقا مین آئی تھی پھر وہان سے بسبب خستگی کے اپنے خیمہ مین آئی اور آرام پذیر ہوئی عمرو بن امیہ ضمری اسکے پاس آئے وہ پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی انکو دیکھکر اُٹھ بیٹھی اور پوچھا

کہ تم کون ہو عمرو نے کہا کہ مین طلسم ہوشربا سے آیا ہون افراسیاب نے بھیجا ہے تمکو دعا کہی ہے اور یہ نامہ دیا ہے یہ کہکر ایک خط نکال کر اسکو دیا اسنے جو اسکے لفافہ کا منھہ چاک کر کے چاہا کہ اس خط کو نکالون وہ نہ نکلا اسوقت اسنے دونون ہاتھ سینہ کے نیچے رکھکے ایک جھٹکا دیا کہ لقمہ بیہوشی اسمین سے اُڑا اور دماغ میں اُسکے غبار بیہوشی گیا کہ یہ چھینک مارکر بیہوش ہوئی اتفاق سے اسوقت اس خیمہ مین کوئی نہ تھا عمرو نے جب یہ بیہوش ہوئی تو اسکا سر کاٹ ڈالا ہنگامہ عظیم برپا ہوا آندھیان سیاہ آئین بیرون سے غل مچایا عمرو تو کود پھاند کر بھاگ گیا اور اُدھر بختیارک نے کہا کہ وہ مارا خداوند وہ آپکی بندی گندی ٹانگ پسار کر جہنم مین پہونچی یہان ملازمان جام جادو نے لاش اسکی اٹھائی اور پھونکنے کی وہ سردار جو جنگل کو چلے گئے تھے ہوش مین آگئے اسلیے اور گھوڑے اُسکے تو امیر نے اٹھوا لیے تھے اب وہ بھی سب لشکر مین آئے اور حمام کر کے لباس زیب بدن کیا اسی ہنگامہ مین وہ رات بسر ہوئی کہ شب نے زخم جگر پیدا کیا اور نور سحر پردل خلق کا شیدا ہوا شعر چھٹین کچھ کچھ کواکب کی نگاہین ❊ نظر آنے لگین آنکھون کو راہین ❊ صبح کو عمرو ملکہ سرو سمن اپنی زوجہ سے ملکر جانب طلسم چلا اور تعویذ کوکب کا اپنی زبان کے نیچے رکھا ایک بچہ پیدا ہوا اور اسکو اٹھا لیگیا اور کوکب کے پاس لایا یہ وہان کچھ دن رہے پھر وہانسے کوکب نے انکو لشکر مہرخ مین بھجوا دیا جب یہ یہان آکر پہونچے تو ایک روز واسطے بالا دوی کے بہت دور نکل گئے وہان جو دیکھا تو ایک جنگل ایسا ہی کہ جسمین درخت بہت گنجان لگے ہین اور جھاڑیان بیشمار ہین اُنھون نے اُن درختون کو نیچہ نکال کے کاٹنا شروع کیا مگر اس محنت کرنے مین پیاس کی شدت جو معلوم ہوئی تو مشکیزہ سے پانی لیکر پیا یہان تک کہ وہ پانی بھی ہو چکا اب عمرو کا عجب حال ہے اس فکر مین ہین کہ کہین پانی ملے کہ سامنے سے ایک چشمہ پانی کا نظر آیا اور یہ جلدی سے جا کے چشمہ پر پہونچے اور پانی کو ہاتھ سے ہلا کر چاہا کہ پین اور اُس پانی سے مشکیزہ بھر کوئی دس قدم چلے ہین کہ پیچھے سے آواز آئی کہ اے عمرو کہان جاتا ہے بس یہ حیران ہوے کہ یہ آواز کہان سے آئی پھر چلے پھر آواز آئی ارے سنتا نہین اور اُس پانی کو تلاطم ہوا اور ایک برق چمک کر اُن درختون پر گری اور چارطرف

پھیل گئی ان درختون سے آگ نکلی اور اُن سعلون نے چاہا کہ عمرو کو گھیرین عمرو نے گلیم اوڑھلی
اور پھر اسی چشمہ کے طرف چلا اُس چشمہ پانی کو تلاطم ہو رہا تھا اب اُسمین سے ایک ساحر
نکلا اور انکو ڈھونڈھنے لگا یہ گلیم اوڑھے تھے جب اُسنے نہ پایا تو ناچار ہوکر پھرا اُسوقت عمرو نے
قریب اسکے آکے گلیم اُتاری اور نعرہ کیا کہ باش او کافر مین آپہونچا جب تک وہ سنبھلے سنبھلے
انھون نے جھک کر ایک خنجر مارا کہ سر اُس کافر کا کٹ کر زمین پر گر پڑا غل و تاریکی ہوئی کہ مارا
اُس شخص کو کہ نام جسکا عفریت جادو تھا اُس چشمہ کا پانی دھوان ہوکر اُڑ گیا اور نعش اسکی
بیر لیکر جانب افراسیاب چلے اور عمرو اور آگے بڑھے جب کوئی تین فرسخ راستہ طے کیا تو
دیکھا اُنھون نے کہ ایک خیمہ بہت بڑا ہی کہ اسکو دس پندرہ آدمی استادہ کر رہے ہین آپنے گلیم
اوڑھی اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ چار گلاس ہین کہ انمین چار گلدستے رکھے ہین اور وہ چار
گلاس چار طرف ہین اور بیچ مین ایک تخت تکمہ دار جواہر نگار بچھا ہی اور گرد اُسکے کرسیان بچھی
ہین اور اس تخت پر ایک مسند بچھی ہے اب اُن آدمیون نے ایک منقل لیجا کی سامنے
تخت کے رکھی اور ایک کرسی قریب تخت بچھائی ہر ایک نے دھتورے کے پھل اُس تخت
پر رکھے جب یہ سامان ہو چکا عمرو نے دیکھا کہ تخت کے گرد ایک ادیچہ رکھا ہی آپ نے
جلدی سے اُس ادیچہ کو اُٹھا کے تخت کے نیچے جاکے دو سوراخ کرکے دیکھنا شروع کیا
اب جو دیکھا گنبد نور کی جانب سے ایک ساحر کو آتے ہوئے پایا کہ وہ خرس پر سوار ہے
اور خرس سفید رنگ کا ہے لیکن نہایت دراز قد ہے اور وہ بھی نہایت قوی ہیکل ہے
جھول گلے مین سحر کا پڑا الغلون کے بال بڑے بڑے کان آنکھ سے شعلے آگ کے نکلتے
ایک ہاتھ مین ترسول دوسرے مین ترنج اس ترنج کو اُچھالتا ہوا آیا اور اُن آدمیون سے
اُسنے پوچھا کہ کوئی دشمن تو یہان نہین آیا اُنھون نے عرض کی کہ کوئی یہان نہین آیا
اب اُسنے سحر کیا کہ اُن گیلاسون مین سے آگ نکلنا شروع ہوئی اور وہ چار طرف پھیل گئی
اور رستہ اُسنے روکا یہ ساحر خرس سے اُتر کر تخت پر بیٹھا اور ایک چار سو ساحر اور آگئے اور وہ
اُس خیمہ مین کرسیون پر بیٹھے اور دیکھا ایک تخت بہت بڑا ہے کہ اُسپر ایک ساحر قوی ہیکل بیٹھا
ہوا آتا ہے کہ بال اُسکے اسقدر بڑے ہین کہ جو تخت کے گرداگرد پڑے ہین اور بغل کے بال

بھی بت بڑے بڑے ہین جھولا سحر کا گلے مین پڑا ہے سینہ پر تصویر سور کی بنی ہی ماتھا سیندور سے رنگا ہی یہ بھی آکے یہان بیٹھا وہ جو پہلے آیا ہی یہ خرسان جادو ہے اور جو اب آیا ہے اسکا نام پیر خود پرست ہے چنانچہ پیر خود پرست نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہی کہ دشمن آپہونچا اور اسی جگہ ہو پس خرسان جادو نے پھر اُن آدمیون سے پوچھا کہ کوئی آیا تو نہین اُنھون نے عرض کی کہ ہم جسوقت سے آئے ہین اُسوقت سے تو کوئی نہین آیا پھر خود پرست نے اپنی ناک پر اُنگلی رکھکر کچھ بچار کیا اور کہا کہ حقیقت مین حریف آیا ہی اُسوقت دھیان آیا عمرو کو اب کچھ عیاری کرنا چاہیے پس آپ اُس تخت کے نیچے سے گلیم اوڑھے ہوے نکلے اور الگ جاکر صورت اپنی ایک پری کی ایسی بنائی کہ زلف رسا پر عاشق کا دل سودا زدہ قربان ابرو کمان انار پستان خال ہندو چشم جادو سیب زنخدان اشعار

جبین مین تھے شکن گیسو کے برہم
بلا لائے ہوے جسکے نظارے
لب گلرنگ خون خاطر چند
نگاہ مست کے ایما تھے سنبھلا

نظر مصروف جلادی ہر اک دم
ادا مین دلربائی مثل انداز
نہ چاک دل کو کرنے دین جو پیوند
لپکتی تھی دمک عارض کی ہر سو

غضب ابرو کی چتون کے اشارے
نگاہین قہر ظاہر گھات مین ناز
مژہ کی برچھیان لگتی تھین دلکو
نہایت تیز تھی شمشیر ابرو

اس صورت پر تیار ہوکر کے زر و زیور سے آراستہ ہوے اور مجمرہ سے اونچے ہوے اور حقۂ آتشین واسطے کہ اُسمین سے آواز تڑاق تڑاق کی بلند ہوئی سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہی پس آپ نیچے آئے اور سامنے پیر خود پرست کے جاکے سلام کیا اور کہا کہ مجھے بھیجا ہے خداوند قابیل نے یہ کہکر ایک کاغذ نکال کر دیا اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہوے پیر خود پرست نے جو اس کاغذ کو پڑھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے پیر خود پرست ہمارا نائب اِس صحرا مین آیا ہی اُسکے پاس جاؤ جو وہ کہے وہ کام کرو یہ پڑھکے پیر خود پرست اُٹھا اور صحرا کی طرف چلا وہ ساحر چار سو اسکے ساتھ چلا اور یہان عمرو نے پہلے سے جاکر ایک چٹان پتھر کی تھی اور اُسکے قریب ایک تعر پانی کا تھا وہان اپنی صورت ایک ساحر کی سی بنائی کہ چار آنکھین چار ہاتھ درست کیے کالے کوڑیالے دھامن ناگن سانپ موم کے گلے مین لپیٹے آنکھین طاس خون کی طرح سرخ تھین اور نہایت ہیبت زدہ صورت بناکر اس پتھر کی چٹان پر بیٹھے اور

ادھر سے پیر خود پرست جو چلا تو اُسنے اُن ساحرون کو منع کیا کہ تم میرے ساتھ نہ آؤ مین پہلے
دیکھ آؤن کہ نائب خداوند کہان ہین وہ ساحر سب ٹھہر گئے اور یہ چلا اور تھوڑی دور جاکے پکارا
کہ ای نائب خداوند آپ کہان ہین کیا مین اب جہان مین نہ رہون مجھے آپ کے بندے دق
کرتے ہین اُسوقت عمرو نے پکار کے کہا کہ ادھر آؤ اور ایک تختی اپنے گلے سے اُتار کر اسکو دی
کہ اسمین جو لکھا ہو اُسپر عمل کرنا وہ تختی اسنے لیکر آنکھون سے لگائی اُس تختی مین روغن بیہوشی
ملا ہوا تھا جب اُسنے آنکھون سے لگایا تو بو اُسکے دماغ مین گئی عمرو تو گلیم اوڑھکے غائب ہو گیا تھا
پیر خود پرست اُسکی بو کے جانے سے بے ہوش ہوا پس آپنے اُسکو اُٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا
اور اُسی کی ایسی صورت بنکر کچھ دور چلے اور ساحرون کو پکارا کہ آؤ وہ چار سو ساحر اُنکے پاس آکر
حاضر ہوے اور اُنھون نے کہا کہ تمسے ملاقات ہوئی نائب قابیل سے عمرو نے کہا ہان اور
یہ تختی مجھے دی ہے اور فرمایا ہو کہ اس تختی کو دھوکے پی لو چنانچہ اس تختی کو دھوکر سب ساحرونکو
پانی اسکا پلا دیا اور کہا عمر تمھاری ہزار ہزار برس کی ہوگی اور وہ دشمن بھی گرفتار ہوگا یہ سب
خوش ہوے اور اُس پانی کو پیتے ہی بیہوش ہوگئے آپنے خنجر سے سب کے سر کاٹ
ڈالے اور پیر خود پرست کو زنبیل سے نکال کے خنجر مارا مگر اُچٹ گیا آپنے تھوڑا
حضرت داؤد علیہ السلام کا نکالکر جو مارا تو اُسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے پس آپنے جلدی
سے گلیم اوڑھ لی اور اُن نعشون مین ایک جگہ بیٹھ رہے لیکن خرسان جادو جو خیمہ مین بیٹھا ہوا
تھا وہ کچھ دیر کے بعد اُٹھکے وہان سے چلا تو آگے دیکھا کہ مع پیر خود پرست چار سو ساحر مرا پڑا ہے
دیکھکر اُسنے ایک چیخ ماری اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگا دل سے کہتا تھا کہ افسوس یہ کیا غضب
ہو گیا اور ایک برق اُسکے سحر سے چمک کر اُن نعشون پر گرتی تھی اور غائب ہو جاتی
تھی کچھ دیر مین وہ برق غائب ہوگئی اور آپ گوشہ مین پتھر رکھکر ظاہر ہوے اور پکارے کہ
او کافر کسے ڈھونڈھ رہا ہے وہ دوڑا کہ اسکو پکڑ لون اُنھون نے وہ پتھر جو چرخ دیکر مارا تو اُسکے
سر کے بھی ہزار ٹکڑے ہوے آگ جو چار طرف خیمہ کے پھیلی ہوئی تھی وہ بجھ گئی آپنے گلیم اوڑھ
لی اور دل سے کہتے ہین کہ دیکھیے گنبد نور پر کیونکر جانا ہوتا ہے کہ اسد کو چھوڑائین کیونکہ وہ طلسم مین
ہے یہ اس فکر مین تھے کہ گنبد نور کی طرف سے ایک قاز اور اُسپر ایک ساحر سوار ایسی صورت سے

کہ خدا کی پناہ سیاہ کفنی گلے مین پڑی مانگ مین سیندور بھرا پھٹے پھٹے دیدون مین کاجل ریل پیل لگا
تھا رکھا رہ گا بند معاً یہ آکر اس مقام پر پہونچی اور رونے لگی اور پکاری کہا کہ ای پدر بزرگوار یہ آپ کی
تخفات سنے جو کچھ کیا سو کیا پھر اسنے یہ غم کہا کہ یہ تو اب اس قابل نہین ہی جو اسطرح جائے خود
قاز پر سے اتر کے نعش کو چٹان پر تہچری درست کر کے رکھا اور ایک دوات قلم جوڑے سے
نکالکر کچھ کاغذ پر لکھا اور وہ کاغذ اس پیر خود پرست کی چھاتی پر رکھکر کچھ اسم پڑھا لیس نعش اسکی
پریون نے اٹھائی اسنے کہا کہ لیجاؤ اس نعش کو شہر خود پرستان مین اور گنبد خسروی مین کہ وہان جو
اسکے پیر مرشد ہین انکے پاس انہون نے خود کہا تھا اپنی زندگی مین کہ اگر ایسا اتفاق ہو کہ مین مارا جاؤن تو
میری نعش کو میری پاس بھیجدینا کہ وہ کچھ اسم پڑھ کے کام کرینگے یہ حکم سنکے پریان نعش لیکر چلین اور اسنے ایک
سحر کیا کہ وہ جو چار سو کشتیان پڑی تھین وہ بھی اٹھکر جانب گنبد نور چلین اسوقت آکر یہ قاز پر سوار ہوئے
بس عمرو تو گلیم اوڑھے ہوئے کھڑا ہی تھے یہ بھی اس قاز کی دم پر سوار ہو گئے اب آگے آگے کشتیان جاتی ہین
اور پیچھے پیچھے یہ جب جا کے گنبد نور پر پہونچے وہان نعش تو آگ تھی اور یہ جو اس حد مین ہو پہنچے
یعنی گنبد نور پر تو وہان سے شرارے اڑ اڑ کر اسپر گرنے لگے اسوقت تو قاز جادو جھنجھلا کے کچھ
دانے سرسون کے پھینکنے لگی کہ وہ شرارے جب یہ دانہ پھینکتی ہی تو آگ بجھ جاتی ہین اور پھر آ کے
گرتے ہین اسوقت اسنے کہا کیا کوئی دشمن میرے پاس ہی آواز آئی کہ ای قاز جادو تیری ساتھ
دشمن بیٹھا ہی اسوقت اسنے سحر کیا کہ ایک تخت اڑتا ہوا آیا یہ اس تخت پر بیٹھی عمرو بھی دم پر سے
جست کر کے اس تخت پر آئے قاز جادو نے ایک تیغ اس قاز پر مارا کہ اس قاز کے تین
حصے ہوئے اور وہ قاز جلنے لگا اس قاز نے کہا ای ملکہ تو نے مجھے ناحق مارا مگر تمہاری بھی خیر
نہین کہ دشمن تمہارا تمہارے پاس تخت پر موجود ہی بس سنتے ہی یہ جو سنا رنگ اسکے چہرے کا
زرد ہو گیا اور یہ چاہتی تھی کہ اڑ کے تخت پر سے کہ عمرو نے اسوقت گلیم اتار کے نعرہ کیا کہ منم
عمرو باش کی گذارم ترا یہ نعرہ کر کے پاس تو اسکے بیٹھے ہی تھے خنجر اس زور سے اسکی
گردن پر مارا کہ سر اسکا کٹ کے نیچے گرا اور دھڑ کو عمرو نے خود پھینک دیا اور جلد فتر غول اور
بادہرے جبرئیل علیہ السلام کے پاؤن مین باندھے مرنے سے قاز جادو کے وہ تخت
بھی غائب ہو گیا لیکن عمرو دھرے تو باندھ چکا تھا نیچے اترا اور گلیم اوڑھ لی یہان ایک دیوار

از زمین تا چرخ برین بلند اور کھنچی اور اس دیوار کے اسطرف پشتۂ نور اور گنبد نور اور شہر نا پرسان وغیرہ ہین قانز جادو کے مرنے کا غل جو ہوا تو نور جادو مالک گنبد نور اور تین چار لاکھ ساحر اُسکے مطیع فرمان ہین اور خرسان جادو جو مارا گیا کوتوال تھا گنبد نور کا اور اُسکی عزیز تھی قانز جادو غرض اُسوقت نور جادو ایک تخت پر سوار اور اُسکے پس پشت بہت سے ساحر اسلیے آئے کہ دیکھین یہ کیا ہوا اور عمرو قدرت خدا سے اُن ساحرون کو قتل کر کے چلا اور نور جادو کے ساتھ کے ساحر یہان آئے جب قریب پہونچے تب یہان کوئی چیز سفید شل کہربا کے تھی اور نور جادو اور اُن ساحرون نے قانز جادو کی نعش کو اُٹھایا اور عمرو جو چلے تو معجزہ سے ایک مقام پر پہونچے ہوئے تو دیکھا اُنھون نے کہ ایک سفید پہاڑ ہے مثل موتی کی اُسپر ایک دیر نور کا بنا ہے اور ایک بت ہے فولادی وہ اُسکے اندر تخت پر بیٹھا ہے اور ایک ساحر ہے کہ اُسکا نام تنزیل جادو ہے اور یہ تنزیل جادو صندل جادو کے ساتھ کا ہے ایک کرتہ چرمی پہنے اور اُسکے سامنے بت اوندھے پڑے رو رہے تھے اور چیخ رہے تھے کہ یا خداوند واسطے لونے دو سوخدا کا میری فریاد کو پہونچیے اور عمرو نے آپکو اس دیر مین پہونچایا اور پانی چشمۂ جمشیدی کا گلیم اُتار کے اُسپر چھڑک دیا کہ وہ بیہوش ہوئے اُسنے اپنے نذر زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنے اور چیخین مارنے لگے پھر وہان سے نکل کر آگے چلے لیکن بسبب اُسکی دیوار کے ہر چند اُنھون نے چاہا کہ مین اُس طرف جاؤن مگر ممکن نہوا ناچار ہو کر یہ وہان سے چلے اور بہت زمانہ مین لشکر مہرخ مین آکر پہونچے اب کچھ دیر یہان ٹھہر کر پھر صحرا کی طرف روانہ ہوئے اور ایک پہاڑ کے قریب پہونچے تو وہان دیکھا کہ سامنے سے ایک ابر دھوان دھار ایسا تاریک ہے کہ جسکا بیان نہین اور اُسمین برقین ہزارون چمکتی ہوئی اسطرف کو آتا ہے جب وہ قریب آیا تو اُسمین سے سواری بران شمشیر زن کی نمود ہوئی ہمراہ وزیر ساتھ تھی اور تخت پر بران سوار تھی مگر رنگ چہرہ کا زرد کیونکہ مدت تک یہ مردہ پڑی رہی ہے اسوجہ سے یہ بیمار اور لاغر ہے غرض بران کو دیکھکر عمرو اُسکے پاس گیا اُسنے ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھایا اور کہا مزاج تو آپکا اچھا ہے عمرو نے کہا کہ دعا کرتا ہون بران نے کہا خواجہ اس افراسیاب کو جی مین آتا ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اُڑاؤن عمرو نے کہا خدای ملکہ مین نے تنزیل جادو کو زنبیل مین ڈال لیا ہے تو اُسکو نکال کر قتل کرنا چاہیے یہ کہکر عمرو نے

تمر زنبیل کو زنبیل سے نکالا تو اسوقت یہ معلوم ہوا کہ کسی نے میرے شانیکو کھینچا اور انھون نے پیٹھ پھیر کے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ ایک آئینہ ہے بالشت بھر کا اور اسمین ایک پتلی ہے طلائی نہایت خوبصورت اور تمام جواہر مین غرق ہے وہ کہتی ہے کہ یہ آپنے کیا کیا اور یہ وہ جگہ ہے کہ جہان آپنے مارا ہے بیر خود پرست اور خرسان جادو کو اب تو عمرو گھبرایا اور چاہا کہ بھاگ جاؤن اسوقت پھر ایک چمک ہوئی اور تخت نمودار ہوا کہ اسپر کوکب بیٹھا تھا اور کوکب نے آکر کہا کہ اے خواجہ عمرو سلام علیک انھون نے کہا وعلیک السلام یہ کہا اور گلیم کو اوڑھ لیا کوکب نے پکارا کہ خواجہ کہان جاتے ہو جب انھون نے جواب نہ دیا کوکب نے ایک سحر کیا کہ وہ پتلی اور آئینہ سب دھوان ہو کر جاتا رہا یہ کوکب ویران و مرزان افراسیاب و ابریق و مطربہ مین اور دہان حیرت جادو سوار ہو کر شہر ناپرسان کو چلی جب بازار مین پہونچی تو صرصر عیار نے عرض کی کہ مصور جادو و صورت نگار جادو نے آپ کی چھوٹنے کی نہایت خوشی کی ہے اور اب وہ گنبد نور کے پاس جو باغ ہے وہان ہین اور آپ کو بلاتے ہین حیرت جادو یہ سنکے اس باغ مین آئی مگر حال سنیے کہ برق فرنگی جو گیا تھا واسطے دریافت کرنے حال لشکر کفار کے اور سابق مین بیان ہو چکا ہے کہ اسکے پاس ایک چادر ہے جمشیدی اسکو اوڑھے ہے اور چونکہ دریاے خون روان خشک ہو گیا ہے تو شہر ناپرسان کے دروازہ سے داخل ہوا اور بازار مین جب پہونچا تو دیکھا اسنے کہ ایک چوبدار دوڑا آتا ہے اور ایک مکان مین ایک عورت خوبصورت بیٹھی ہے برق بھی اس چوبدار کے پاس آیا اس چوبدار نے اس عورت سے کہا کہ چلو تمکو ملکہ صورت نگار نے یاد کیا ہے بس اس عورت نے آئینہ سامنے رکھکر سنگار کرنا شروع کیا اور کشتی پوشاک کی جو پاس دھری تھی اسمین سے دیکھا جو دوپٹہ اچھا ہو وہ اوڑھے اسوقت برق نے اوڑھ کے چادر طلسمی صورت اپنی ایک حبشی کی ایسی بنائی آنکھین لال لال بال سر کے پیچدار اڑے ہوئے رنگ سیاہ کر کے یہ تو چلے اور وہ چوبدار اس عورت کو پیغام دیکے چلا گیا اسوقت یہ آکر پہونچے اور اس عورت کو سلام کیا اور پاس اسکے بیٹھے اور اپنی کمر سے کچھ میوہ نکال کر کھانے لگے پھر اس نازنین سے کہا کہ لو تم بھی کھاؤ اسنے پہلے تو انکار کیا پھر انکے کہنے سے کچھ دانہ انار کے اور ایک سیب لیکر کھایا کھاتے ہی بیہوش ہو گئی برق نے پٹی دار و بیہوشی اسکے دماغ پر چڑھا کے کپڑے اتار لیے اور اسی چادر مین لپیٹ کر کنوین مین ڈال دیا اور آپ اسکی صورت بنے اس

اثنا مین ایک چوبدار اور آیا کہا چلو تمھین بلایا ہے تمنے دیر کی اُسنے کہا مین اپنی سازندون کو تو اپنے
ساتھ لے لون یہ کہکر اور دوسرے مکان مین سازندے بیٹھے تھے اُنکو اپنے ہمراہ لیا اور اُس
چوبدار کے ساتھ آکر باغ مین پہونچی صورت نگار اور حیرت وغیرہ کو سلام کیا صورت نگار
نے کہا کہ اے یاسمن تمنے تو بہت دیر لگائی اُسنے عرض کی کہ کنیز نہاتی تھی اس وجہ سے
یہ شاگرد رشید ہے خواجہ عمرو کا اُسنے گانا اور ناچنا شروع کیا اُس وقت آمد ہوئی
افراسیاب کی ابر سفید پیدا ہوا اُسمین سے بارش مروارید ہوتی ہوئی یہ بھی آکر محفل مین پہونچا
مصور و صورت نگار و حیرت نے استقبال کرکے تخت پر لاکر بٹھایا افراسیاب نے بیٹھتے ہی
یاسمن کی طرف دیکھا اور بنگاہ اول پہچانا کہ یہ عیار ہے بس اُسنے ایک سحر جو کیا تو ایک چوکی
نور کی بنکے تیار ہوئی اُسوقت اُسنے کہا کہ اے یاسمن تم اس چوکی پر بیٹھ کے گاؤ برق نے
جو دیکھا تو ایک چوکی نور کی ہے اور کٹہرا طلائی لگا ہے اور گیہا مخمل کاشانی کا بہت پرقدم بچھا ہے
یاسمن ناچار ہوکر بیٹھی جیسے ہی وہ بیٹھی چوکی اونچی ہوئی تین سو گز زمین سے بلند ہوگئی اُسوقت
افراسیاب نے مصور سے کہا کہ تمنے پہچانا برق عیار اور وہ چوکی کبھی ہزار کوس
ادھر جاتی ہے کبھی ہزار کوس اُدھر جاتی ہے اور یہ برق اُسپر ناچار بیٹھا ہے بیٹھے بیٹھے افراسیاب
ایک سحر جو کیا تو ایک ساحر سیاہ فام آکے موجود ہوا اور مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کی کہ
مجھے کیا حکم ہے افراسیاب نے فرمایا کہ اے لوزنہ تیرہ رو وہ تیرا بیر کہان ہے کہا حاضر ہے تب
کہا افراسیاب نے کہ ہمنے حکم دیا تمھین کہ تم جا کر لشکر اسلام پر گرو اور سب کو باندھ کے لاؤ جو کچھ
اور طور ہو تو سر حاضر کرو اسوقت لوزنہ تیرہ رو نے سحر کیا کہ یہ غائب ہوا اور ایک صحرا مین
آکے پہونچی وہان پر اُسنے سحر کیا کہ بندر بہت بڑا مثل لنگور کے تھا وہ آکر موجود ہوا پھر اُسنے سحر پڑھ کر
دستک دی کہ کئی سو ٹوکری مٹھائی کی اور موہن بھوگ آکر موجود ہوا لوزنہ تیرہ رو نے وہ مٹھائی
اور موہن بھوگ اُس بندر کو کھلانا شروع کیا ایسا کہ پچاس ٹوکری مٹھائی کی اُسنے اسکو کھلائین
وہ بندر بہت خوش ہوا اور کہا مجھے کیا حکم ہے آ اُسنے کہا کہ اے بندر خوشی ہے شہنشاہ طلسم کی کہ
کچھ نمک حرامون نے دشمنی پر کمر باندھی ہے اور مجکو حکم دیا ہے کہ اُنکو جا کر قتل کرو مجھے وہان جلد پہونچاؤ
بس یہ بندر پشت کی طرف سے آکر بغل کی طرف پہونچا اور لوزنہ تیرہ رو کو اپنی پشت پر سوار

کر کے اڑا اور بات کہتے مین لشکر مہرخ کے کنارے پر اتار دیا بوزنہ نے کہا کہ ای مالک
وہ جو آپ کے پاس سیندور ہی طلسمی اسکا ٹیکا میرے ماتھے پر دید یجیے کیسی ہی تکلیف
آپ کو کیون نہو گھبرا نجایے گا مین کام تمام کرتا ہون اور وہان افراسیاب نے جب
بوزنہ تیرہ رو کو بھیجا بعد اسکے پہونچنے کے پھر دستک دی دیکھا تو اور ایک ساحر آکے
موجود ہوا اُس سے کہا کہ ای زعفران رعد آواز مین نے بھیجا ہی بوزنہ تیرہ رو کو مدد کو تم بھی
جاؤ اگر اس سے کام بن آیا تو خیر اور جو دیکھنا کہ معاملہ نوعد یگر ہی تو تم اُسکی مدد کرنا یہ سنکر زعفران
بھی آداب بجالاکر چلا حال اُسکا بھی بیان کیا جائیگا مگر اب حال سنیے کہ جب اُس بندر نے
ٹیکا دینے کو کہا تو بوزنہ تیرہ رو نے اپنی جھولی سے ایک ڈبیا سیندور کی نکالی اور ٹیکا
سیندور کا اسکے ماتھے پر دیا اور یہ بندر چلا یہان بارگاہ مہرخ مین بہار تخت شاہی پر تھی
اور سب سردار یعنی نافرمان شکیں موے کافل کشا شکیل جادو رعد جادو
برق جادو طاؤس لرزان زلزلہ باغبان قدرت گلچین جادو وغیرہ سب بیٹھے
ہین کہ بس اس بندر نے چاہا کہ بہار کو اٹھا کر لے چلین تخت بہار کے سامنے
بیچہ رکھا تھا اُسے اُٹھا کر مارا کہ بندر کے سر پر تڑ کرتا دو ابرو اترا اور اُسکے سر سے دھوان
پیدا ہوا کہ وہ دھوان جسکی آنکھ مین لگا اندھا ہو گیا سب نابینا ہونے لگے تلاطم تمام لشکر
مین پڑ گیا اور یہ بندر چاروطرف لشکر کے دوڑ رہا ہی اور دھوان جوق جوق نکل رہا ہی اور
خلقت اندھی ہوتی جاتی ہی یہان مہرخ معابد جمشیدی مین چلا کھینچنے گی تھی چنانچہ اُس
معابد مین پہونچکر ٹھہری اور کچھ دانے ماش کے ایک جا پر رکھے کہ وہ دانہ سیر بنکے مجکو خبر دین
لشکر اسلام کا جب یہ حال ہوا کہ لشکر اسلام کا سب نابینا ہوا تو ایک دانہ ماش کا اُچھل کر
سامنے آیا اور پھٹا اسمین سے آواز آئی کہ ای ملکہ مہرخ صاحب آپ تو یہان بیٹھی ہین اور
سحر کر رہی ہین اور وہان بوزنہ سب کا خاتمہ کرچکا بوزنہ تیرہ رو بھیجا ہوا ہی افراسیاب کا
اُس نے کچھ دھیان نہ کیا اور پھر پڑھنے لگی اُسوقت دوسرا دانہ اُڑکر سامنے آیا اور شعلہ بنکے
آواز دی کہ جلد چلیے نہین ایک کو بھی زندہ نہ پایے گا جب تو گھبرا کر اُس معابد سے باہر آئی
اور سحر جو کیا تو ایک طاؤس زرین بال آ کے موجود ہوا زمین پر زر اسپر کھنچا تھا یہ اُسپر سوار ہوئی

اودھا ہے لشکر کی طرف چلی پہر بھر مین آکر پہونچی لوزنہ تیرہ رو تو باہر تھا اور وہ بندر اندر رستم
کر رہا تھا اور اس بندر نے اور اُس لوزنہ تیرہ رو نے ایک گنبد بھی دھوئین کا بنایا تھا کہ وہ مثل
فولاد کے تھا نہ کوئی اندر آسکتا تھا اور نہ کوئی باہر لس مہرخ قریب آکر پہونچی اور اُس بندر نے اُس گنبد سے
سر نکالا پھر ہاتھ پانون سب باہر کیے اور لوزنہ تیرہ رو سے کہا کہ ای مالک مین نے سب کو قید کر لیا ہے
اور سب اندھے مین بے جان سو واسطے آیا ہون کہ اگر مجھے حکم کیجیے تو مین خالی سب کے سر
آپ کی خدمت مین لا کر حاضر کرون یہ وہ کہی رہا تھا کہ مہرخ جو قریب آکے پہونچی تھی اُسنے کہا
کہ باش او کافر کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے ذرا ادھر دیکھ اُسکو تو اُسنے سحر پر گھمنڈ ہی
بس وہ پھرا اور اُسنے کہا کہ ای مہرخ تیری کیا حقیقت ہی جو تو ہمسے مقابلہ کرے یہ کہکر چاہا
کہ تمکو بارون خاک سیاہ کر دون مہرخ نے کچھ دانہ معابد جمشیدی مین بناے ہین اُن دانون کو جھولی
سے نکال کے اُس بندر پر مارے کہ اُمین سے شعلہ آگ کا نکلا وہ بندر کے سر پر آکے پڑا اور اُسکے
سر سے شعلہ آگ کا نکلا کہ وہ لوزنہ تیرہ رو پر پڑا کہ یہ دونون جلکر خاک ہوے لس مہرخ چاہتی تھی
کہ اندر جلے کہ نعرہ ہوا کہ او مہرخ غضب کیا تو نے کہ مارا اُن شخصون کو جو اپنا ثانی نہ رکھتے تھے
اور کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے لس مہرخ چلی کہ مین اُسے بھی مارون اُسنے جو نعرہ کیا
یہ بیہوش ہو کر گری اُسنے جلد اُسے لیکر زبان مین اُسکی سوزن دیا اور لیکر چلا کہ اُسے مار کر شہنشاہ
کے پاس سر لیکر چلین چنانچہ یہ جا کر ایک پہاڑی پر اُترا اور چاہا کہ دم لیلون تو مارون یہان جو
دیکھا تو ایک چوکی ہی اُسپر ایک نازنین عورت سوار ہی لیس یہ ایک دل چھوڑ ہزار جان سے
عاشق ہوا اور اُسنے سحر کیا کچھ نہوا کیونکہ یہ سحر ہی افراسیاب کا اور یہ وہی چوکی ہی کہ جسپر برق
بیٹھا ہوا ہی اور وہ چوکی ہزار کوس اِدھر اور ہزار کوس اُدھر جاتی ہی اب اُسنے جھنجھلا کر بال اپنے
سر کے نوچے اور اپنی اُنگلی کاٹ کے خون نکالا اور اُن بالون پر ڈال کے بالون کو چوکی پر
پھینکا کہ وہ جال بنکر چوکی کو پھلانے لے آئے اُسنے کہا کہ ای نازنین تو کون ہی برق نے کہا
کہ میان مین ایک طوائف ہون مجھے گانے کو بلایا تھا مصور جادو اور اُسکی زوجہ صورت نگار
نے پھر صورت نگار نے کہا کہ تو مصور جادو پر عاشق ہی اور مصور سے کہا کہ کیون جی تم
تمہاری آشنا ہی مصور نے قسمین کھائین مگر اُسنے نہ مانا اب کل کا ذکر ہی کہ مین کمرہ پر بیٹھی تھی

سواری صورت نگار کی اُدھر سے نکلی مجھپر جو نگاہ پڑی تو جھنجھلا کے میرے اوپر سحر کیا کہ مین
اس چوکی پر بیٹھی ہون اور یہ مجھے لیے پھرتی ہی صورت نگار نے کہا بھی تھا کہ تو بغیر دانہ
پانی اس چوکی پر مرجاییگی پس حقیقت مین کل سے اسوقت تک میرے منھ مین اُڑکر کھیل بھی
نہین گئی زعفران رعد آواز نے کہا کہ تم کچھ غم نکرو مین تمھین لیے چلتا ہون شہنشاہ کے سامنے اُنسے
کہونگا کہ اسطرح صورت نگار تمھاری رعایا کو دق کرتی ہی اور جان مارتی ہی اُس نازنین نے کہا
کہ میرے صاحب خداوند سامری تمھارا بھلا کرے تمنے مجھے عمر دوبارہ بخشی زعفران نے کہا
اے نازنین اگر شراب ہوتی تو پیتے لیکن میرے پاس ایک بوتل ہی کہ اُسمین شراب ناقص ہی
اُس نازنین نے کہا اے یار گندم اگر ہم نرسد بھُس غنیمت ست اُسنے اُس بوتل کو اپنے
کمر سے نکالا اُس نازنین نے اُس بوتل کو لیکر سونگھا پھر اُسکی آنکھ بچاکر بیہوشی ملائی اور کہا
میرے پاس ایک قلم شراب کی ہی کہ وہ مین نے چلتے وقت لیلی تھی اگر تم کھو تو وہ بھی مین اسمین ملادون
اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی برق نے وہ قلم شراب کی بھی بوتل مین ملادی اور جام شراب سے
بھرکر اُسکو دیا اور کہا یہ جام محبت ہی اسکو نوش کیجیے زعفران نے بیک جرعہ درکشید کیا کوئی تین
جامون کی نوبت پہونچی ہوگی کہ زعفران نے کہا اے نازنین مجھے تو نہایت گرمی معلوم ہوتی ہی
برق نے کہا اُسکے پیتے ہی بس یہ اُٹھ کر ٹہلنے لگا کہ مارا طمانچہ بیہوشی نے کہ سر نیچے ٹانگین اوپر
دھم سے گرا برق نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا غل و شور لیبارگی ہوا آواز ہوئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام
تھا زعفران رعد آواز نعش اُسکی برق اُٹھا کے یعنی بونڈے کو جکڑ دیتے ہوئے جانب افراسیاب روانہ ہوئی
یہان جو بارگاہ مہرخ مین دھوئین سے چاہ بابل تھا اور اندھے اپنی آنکھون کو رو رہے تھے اور
سمیع و بصیر کو یاد کر رہے تھے چنانچہ وہ دھوان تو برطرف ہوا اور سب کی آنکھین اچھی ہوگئین
اور برق مہرخ کو لیکر بارگاہ مین آیا یہان خوشی ہوئی جشن کی تیاری ہوئی ناچ ہونے لگا
اور نعش زعفران رعد آواز اور بوزنہ تیرہ رو کی شہر نابرسان مین افراسیاب کے پاس
آکر پہونچی اور بیرون نے آواز دی کہ بوزنہ تیرہ رو کو مارا ہی مہرخ نے اور زعفران رعد آواز
نے مہرخ کو پکڑ لیا تھا مگر چوکی پر برق بیٹھا تھا اُسنے مارا زعفران رعد آواز کو یہ حال سنکے
افراسیاب کو نہایت رنج ہوا ان دونون کی نعشون کو پھکوا دیا اور خود چاہا کہ کچھ سحر کرون مگر

اور کیفیت یہ ہے کہ حیرت جادو نے ایک بیٹا کیا ہے کہ اُسکا نام ہے مواج جادو اور یہ امون خوبصورت
کا ہوا جب خوبصورت قید ہوئی تو اُسنے چاہا کہ مین کوئی صورت نکال کے اُسکو چھڑا دون
مگر حیرت نے منع کیا کہ تم اس مقدمہ مین دخل نہ دو شہنشاہ کو اختیار ہے کہ کیا اُسکے
جگر کا دو ٹکڑا نہین ہے مواج نے کہا مجھسے دیکھا نہین جاتا لیکن خیر اب کچھ نہ کہونگا حیرت جادو
نے افراسیاب سے کہکر کوہ تاریک کے ملک کی جگہ اُسکو دلوائی ہے یہ وہین رہتا ہے اور بہت سے
ساحر اسکی تابعداری مین حاضر رہتے ہین اور یہ کوہ تاریک مین سُنا کرتا تھا کہ کچھ مفسد عیار لشکر
امیر سے آئے ہین اور یہان طلسم مین بھی ملازمان شہنشاہ نے نمکحرامی پر کمر باندھی ہے عجب طرح کا
مقدمہ درپیش ہے کہ جو سردار جاتا ہے وہ مارا جاتا ہے اُسنے ارادہ نہین کیا اسلیے کہ شہنشاہ مجھے خود
بلائینگے جب اُسنے دیکھا کہ شہنشاہ نے نہین بلایا تو یہ خود چلا کوئی تین سو ساحر زبردست اسکی ساتھ ہین
اور عملہ بھی کوئی چار پانچ ہزار آدمی کا ہے اس تزک سے یہ چلا ہے اور اسکے خیال مین ہے کہ چل کے
اس فساد کو دفع کرے اُدھر مہرخ جو سالار فوج ہے اُسکے باعث سے اس فساد کو ترقی ہوتی
جاتی ہے اگر شکیل کے ساتھ خوبصورت کا عقد ہو جاے تو یہ فساد جاتا رہے اسکو یہ نہین
معلوم ہے کہ خوبصورت کو بران شمشیر زن چھڑا لائی ہے اور دریاے خون روان بھی
خشک ہے اور پل پریزادان ٹوٹ گیا ہے القصہ جب یہ گنبد نور کے قریب پہونچا تو اسکو
دھیان آیا کہ تو یہین خیمہ کرین گنبد نور سے چار کوس ہٹ کر اُسنے خیمہ استادہ کرایا اور منتظر اس امر کا رہا
کہ کوئی استقبال کو آئے تو مین چلون چنانچہ اُسنے جہان خیمہ کیا ہے وہ مقام کوہ ارم ہے کہ جہان
ملکہ بہار جادو حاکم ہے لیکن بسبب ٹوٹ جانے پل پریزادان کے اور دریاے خون روان کے
خشک ہو جانے سے راستہ کھل گیا ہے یہ مقام نزدیک ہو گیا ہے ورنہ بہت دور تھا اور اب
یہان کا سرحد دار شیر جادو ہے پس یہ مواج تو اس فکر مین ہے کہ کوئی استقبال کو آئے خیمہ مین
بیٹھا اور اُسنے دیکھا کہ ایک پہاڑی چھوٹی سی ہے کہ طول مین دس کوس اور عرض مین پانچ
کوس اور اُسپر ایک بارہ دری بنی ہے کہ جسمین کوئی دو سو دروازے ہین اور سب کمرے جدا جدا ہین
اور شیشہ آلات میز کرسی دنگل کوچ وغیرہ سے آراستہ ہے مواج جادو بیٹھا ہوا تھا کہ شیر
جادو جو یہان کا حاکم ہے وہ آیا اور آداب بجا لایا اور عرض کی کہ آپ چلیے اور اس

بارہ دری میں چل کے بیٹھے مولج سفید پوش اٹھا اُسکے ساتھ اُس بارہ دری میں آیا اور دہ
جزیج کا دری تھا اُسکے آگے ایک نگیہ زرتار لگا ہی یہ اُس درمین بیٹھا اور سب گردن میں در سب
سرو آزمینھے مولج نے کہا اے بھائی مینے تمھین قسم ہی ہمارے سر کی جو تم خبر کرو دیکھو تو کوئی آتا ہی
یا نہیں غرض بیان ناچ ہونے لگا بڑی عیش و عشرت مین یہ اُس مقام پر بیٹھا ہی لیکن اب
حال بیان کیا جاتا ہی کہ ضرغام شیر دل جو عیار ہی شہزادہ اسد کا وہ ساحر کی شکل بنا اور بہت
سانپ اُسنے موسوم سے بنا کر کالے ناگن اور دھامن سر گلے میں لپیٹے اور آپ الگ نہ
بجاتے بھجن گاتے چلے رستہ مین برق ملا اُس سے انھون نے سارا حال مولج سفید پوش
کے آنے اور کوہ ارم مین آنے کا بیان کیا برق نے کہا کہ تم جاؤ اور آپ چلا بارگاہ کی طرف
اور بہار سے آکر چپکے سے کہا غرض سکے یہ تو چلا گیا اور بہار نے نافرمانی سے کہا کہ میرے
سر مین درد ہی مین جاتی ہون اپنے خیمہ مین اور یہ آئی کنیزون سے کہا کہ خبردار کوئی آنے پائے
اور آپ آکر پلنگ پر لیٹی دو پھول گجرے کے توڑ کر خیمہ کی چھت کی طرف مارے وہ چھت شگافتہ
ہوئی اور یہ شکل برق کے نکل کے چلی وہان برق فرنگی پہلے ہی سے آگیا تھا اُسنے کہا کہ اے
ملکہ بہار آپ تو بنیے ملکہ یاقوت کی صورت اور مین صرصر کی صورت بنتا ہون آپ مجکو وہان
چھوڑ کر چلی آئیے گا اسوقت بہار نے کچھ پھول گجرے کے توڑ کر آسمان کی طرف مارے کہ ایک
ابر سرخ رنگ آکر موجود ہوا اور اُس ابر سے تین سو انیس چلیس اور چار ہزار عملے کے لوگ یعنی
خادم خدمتگار چوبدار وغیرہ موجود ہوے اُسوقت برق صرصر کی صورت بنکے تیار ہوا اور
بہار جادو بزور سحر یاقوت کی صورت بنی اور آگے سامنے گنبد نور کی طرف سے روانہ ہوئی
اور جب قریب پہونچی تو مولج سے لوگون نے خبر کی کہ ملکہ یاقوت وزیرزادی حیرت کی
آئی ہی مولج نے کچھ لوگ استقبال کو بھیجے یاقوت نقلی اور صرصر نقلی آکر سامنے پہونچین اور
بہت جھک کر آداب بجالائین کیونکہ یہ فرزند ہی ملکہ حیرت کا مولج نے بہار کا سر چھاتی سے
لگایا اب یاقوت نقلی بیٹھی اور کہا کہ ملکہ حیرت آپ کی والدہ نے مزاج کی خبر پوچھی ہی اور کہا
ہی کہ مین نہایت خوش ہوئی جو آپ آئے اب آپ اُس صرصر کو اپنے پاس رہنے دیجیے کیونکہ
لشکر اسلام کے عیار بہت بد ہین صرصر آپ کی نگہبانی کرے گی یہ کہکر کچھ دیر بیٹھی شربت کباب کی

صحبت رہی پھر وہان سے یہ تو چلی اور صرصر رہ گئی مواج بہت خوش ہو اور کہتا ہو ہر بار
مینمر جادو سے کہا کہ والدہ نے میری بہت عزت کی غرض جب وہ زمانہ آیا کہ سفیدی روز سیاہی
شب سے ہم آغوش ہوئی اور شاہد شب نے پیشواز ستارون کی زیب جسم کی اشعار
نگاہون نے کیا آنکھون مین آرام :: چلے ہر سمت مشتاقان خود کام :: سیاہی بڑھتے بڑھتے ہو گئی شام
کہ جیسے مشک گیسوے دل آرام :: جب رات ہوئی تو مواج نے کہا کہ بی صرصر تمہین کوئی کہانی
بھی آتی ہو صرصر نے کہا کہ سردار صاحب ہان کچھ ٹوٹی ماری کہانی کہہ لیتی ہون مگر مجھے ساقی گری
خوب آتی ہو اسنے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہو کچھ قرابے اور شیشے منگا کر اسکے حوالہ کیے اسنے ان قرابون
مین کچھ الٹ پھیر کر کے بیہوشی ملا دی اور جام بھر بھر کے ہر ایک شخص کو دینا شروع کیا اور کہتا جاتا تھا شعر
اڑا کر کاگ بوتل کا منہ گاگون نکلتی ہو + شرابی جمع ہین میخانہ مین توپ چلتی ہو + اور کبھی کہتا تھا شعر
ساقیا برخیز در دہ جام را + خاک بر سر کن غم ایام را + کبھی کہتا تھا شعر - پلا ساقی
شراب ارغوانی + غنیمت ہو بہار زندگانی + اسی طرح سے سب عملہ کو اور جتنے سردار
تھے انکو شراب پلائی اور کہا کہ یہ صحبت رندان ہو اور جلسۂ مے پرستان ہو اسمین
امیر و غریب کسی کا لحاظ نہ چاہیے مواج تو نشے مین چور ہو رہا تھا اسنے بھی کچھ نہ کہا اور اب ایسا
نشہ ہوا کہ جھومنے لگا اور کہا کہ ای صرصر تمنے دیکھا کہ شہنشاہ خود میری ملاقات کے لیے
آئے مین اسنے کہا کہ تعظیم کو اٹھیے یہ گھبرا کر اٹھا تھا کہ بیہوشی نے سر پیچھے ٹانگین اوپر
اسکے اٹھانے کو اور لوگ جو اٹھے وہ بھی چھینکین مار مار کر بیہوش ہو گئے غرض کل اہل عملہ
اور سردار اور مواج سب بیہوش ہوئے برق نے مواج اور چند سرداران نامی کا سر کاٹ ڈالا
اور وہان سے چلا اب کچھ دیر مین وہ وقت آیا کہ جمال صبح عالم کو نظر آیا اور رات کی دامن سمیٹا اشعار
گہر شبنم کے پھولون کی لٹانے :: زمین کی موتیون کے ڈھیر پائے :: جدا پروانون سے ہونے لگی شمع
کمر رخصت جو باندھا خاموش تھی شمع :: افراسیاب نے یہان کتاب سامری مین دیکھا تو یہ دیکھا
کہ مواج سفید پوش آکر کوہ ارم مین اترا ہی تھا اسنے کہا کہ ای ملکہ حیرت جادو تمہارا بیٹا
آیا ہی اور کوہ ارم مین اترا ہی یہ کہکر یہ تو چلا گیا قلعہ طلسمی مین اور یہان ملکہ حیرت نے رات کو
کتاب سامری مین جو دیکھا تو یہ وہ وقت ہو کہ برق صورت صرصر کی بنا ہوا خنجر لیے ہوئے

اُسکا سر کاٹنا چاہتا ہی بس اُسنے دونوں ہاتھوں سے سر پنہاں کیا کہ تاج سر سے گرا ملکہ یاقوت نے
اُسکو اُٹھا کے سر پر رکھا اور کہا ملکہ حیرت تو ہی آپ تو اس طرح بدحواس ہو جاتی ہیں کہ یہ تاج سر سے
گر پڑا حیرت نے کہا کہ ارے کوئی جاے اور بچاے میرے بیٹے کو برق کا نام ہی خوف ہی
ہر ایک کو کسی نے کچھ نہ کہا مگر ایک کنیز ہی حیرت کی کہ اُسنے حیرت کو پالا ہی اور معراج کو بھی در
کیا ہی اُسنے کہا کہ میں جاتی ہوں یہ کہکر وہ چلی اور یہاں آکر جو دیکھا تو اندھیرا ہی اور جوں جوں سر
کاٹے جاتے ہیں آوازیں مہیب آتی ہیں اور تاریکی بڑھتی جاتی ہی جب تین سو ساحروں کے
سر برق کاٹ چکا اور صبح ہو گئی روشنی ہوئی تو اُسوقت ضرغام جو اکتا رہا تھا ہوا چلا تھا وہ بھی
آکر پہونچا اور اس کنیز نے نعرہ کیا کہ او موے ناعیار تو نے مارا اُس شاہزادے کو کہ اپنا ثانی نہ رکھتا تھا
یہ کہکر سحر کیا کہ برق کے پانوں زمین نے پکڑ لیے اور اُسنے چاہا کہ میں برق کو قتل کروں جیسے ہی
اُسکا برق کی طرف تھا پیچھے سے ضرغام نے خنجر مارا کہ سر اُسکا جسم سے جدا ہو گیا نعش لیکر جیسے
چلے سامنے حیرت کے لائے اُسنے اپنا عجب حال تباہ کیا جو کہ قتل سے بچ گئے تھے وہ بھی آکر
پہونچے اور کہا دہائی ہی کہ ہمارا سردار مارا گیا اُسنے نعش اُسکی بڑے دھوم سے اُٹھوائی اور اُن
لوگوں سے کہا کہ تم جاؤ باغ میں یہ کہکے اُنکو ایک باغ میں بھجوا دیا اور آپ قلعہ طلسمی میں آئی
وہاں افراسیاب بیٹھا تھا اور ابرق دمرمایہ و مصور و صورت نگار یہ سب بیٹھے تھی اُسوقت
حیرت نے اپنا گریبان تا بدامن چاک کیا اور سامنے افراسیاب کے پیٹنے لگی اور کہا میرے
بیٹے کو اس موے برق نے مار ڈالا افراسیاب نے کہا کہ ہی کوئی ایسا جو جا کے پکڑ لاوے برق
کو یہ حکم سنکر ابرق کوہ شگاف وزیر اُسکا اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور عرض کی کہ میں جا کر لاتا ہوں
افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ یہ روانہ ہوا اور برق فرنگی و ضرغام چادر طلسمی اوڑھے کوہ ارم
اپنے لشکر کو چلے ہیں راستہ میں برق نے دیکھا کہ یہاں کوئی نہیں ہی بس اُسنے چادر طلسمی کو اُتار ڈالا
اور ابرق جو چلا تو اُسنے سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اس طرف عیار جاتے ہیں بس یہ بھی سیطرف
چلا اور جا کے جب قریب برق پہونچا تو ضرغام تو بھاگ گیا مگر ابرق نے کمند سحر کی برق پر ماری
کہ گلے میں حلقہ اُسکے بیچ ہوئے برق نے جلدی سے چادر کو لیکر پوٹ میں رکھا اُسوقت ابرق
نے اُسکو باندھ لیا اور ضرغام نے دور سے دیکھا کہ برق قید ہو گیا یہ گھبرا کر چلا تو راستہ میں قران

ملا اُس سے ضرغام نے کہا کہ ای خلیفہ عیاران لشکر اسلام برق اس طرح قید ہو گیا قران نے
کہا کہ اچھا تم جاؤ مین سمجھ لونگا پس یہ گلچینی گلشن عیاری کی کرنے لگا آخر ایک گل مراد ہاتھ آیا
یعنی ایک درخت چندن کا ایک مقام پر لگا تھا اسنے اُسی کی ٹہنی کو تراش کر ایک طاق اُس درخت
مین بنایا اور ایک چبوترہ اُس درخت کے نیچے پتھر کا بنا کے ایک لوح کہ اُس لوح مین یہ لکھا کہ یہان
آکے سامری و جمشید بیٹھے ہین یہ بڑا معابد ہے اور اُس لوح مین عطر بیہوشی کا لگایا اور آپ علیحدہ ایک
طرف کو نے بیٹھے مگر اُسنے صورت ایسی بنائی کہ آدھا بدن سرخ رنگا اور آدھا سفید اور ٹیکے دیکر بہت
بڑے بڑے دانت بنائے آنکھین لال لال خون کبوتر کی طرح سرخ اور مثل مشعل کے روشن
سر پر بالون کی جٹائین لٹکے ایک جگہ پر بیٹھ رہا ابریق کوہ شگاف جو برق فرنگی کو لیے
ہوئے آتا تھا اس مقام پر آکر پہونچا تو دیکھا اسنے کہ ایک درخت بنا ہے اور ایسی بوئے خوش آتی ہے کہ
دماغ جان معطر و عنبر سا ہوا جاتا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ جگہ کوئی خاص ہے آگے بڑھ کر قریب اُس درخت
کے آیا اور برق فرنگی کو ایک مقام پر ڈال دیا کہ یہ بندھا ہوا پڑا ہے پس اس تختی کو آنکھون سے
لگایا بوسے دیئے بیہوشی جو دماغ مین گئی بیہوش ہوئے قران نے آکر مشکین برق کی کھولین
اور ابریق کی زبان مین سوزن دیا اور ہوشیار کیا اور اُس سے کہا کہ تجھے کیا دخل ہے ہمارے
کارخانہ مین ہمنے لیا تو قہر نازل کیا ہے تمام طلسم ہوشربا پر یہ کمبخت چاہتا تھا کہ اسکو قتل کرے
اُس وقت افراسیاب نے کتاب سامری مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابریق کوہ شگاف کو قران
قتل کیا چاہتا ہے پس یہ وہان سے بیقرار ہو کر اُٹھا اور وہان پہونچا اور پکارا کہ باش او نا عیار
یہ نعرہ سنتے ہی قران کے پاس ایک دعا ہے کہ اُسکے پڑھنے سے مہر دق جن اُٹھائے جاتا ہے
اور تاج نور البصار بھی اُنکے پاس ہے کہ اُسکے پہن لینے سے غائب ہو جاتے ہین بہر صورت
اُنھون نے اُس دعا کو پڑھا اور تاج نور البصار کو سر پر رکھا کہ غائب ہوئے اور برق نے
چادر طلسمی اوڑھ لی افراسیاب ابریق کوہ شگاف کو اُٹھا لیگیا اور برق اور قران وہان سے
اپنے لشکر کی طرف آئے وہان ابریق کوہ شگاف کی زبان سے سوزن نکالا اور اُسنے کہا کہ
ای شہنشاہ عیار بڑے زبردست ہین غرض یہ بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے اور شراب پینے لگے مگر حال
سنیئے کہ باغبان قدرت جو منبع اسلام ہے وہ ایک دن صحرا مین برائے شکار آیا اور صید غزالان

کرنے لگا وہاں افراسیاب نے کتاب ساحری مین دیکھکر معلوم کیا کہ اسوقت باغبان قدرت شکار کھیل رہاہے اسنے قینچی سے دو پتلے کاغذ کے کاٹے اور سحر پڑھکر انکو مثل انسانون کے بنایا اور ان سے کہا کہ جاؤ باغبان قدرت کو فلان صحرا سے پکڑ لاؤ وہ دونون پتلے چلے اور آکر باغبان قدرت کے لپٹ گئے اسکو کھینچتے ہوے سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ اسوقت باغ سیب مین بیٹھا ہوا تھا پس اسنے دستک دی کہ ایک واز تراقے کی ہوئی اور تاریکی ہوگئی پھر جو روشنی ہوئی تو سامنے جو چمن ہے اسمین بہت سے درخت لگے ہین اور ایک درخت نارنگی ہزاری کا لگاہے کہ اسمین سرخ سرخ نارنگیان لگی ہین چنانچہ افراسیاب نے باغبان قدرت سے کہا کہ اس درخت سے نارنگیان توڑ لا باغبان قدرت نے آکر اسکی ایک نارنگی توڑنا جو چاہی تو دیکھا کہ مثل فولاد سخت ہے اسنے زور کرکے اسکو توڑا جیسے یہ ٹوٹی ویسے ہی ایک آواز تراقے کی ہوئی اور ایک شعلہ نکلا اندھیرا ہوگیا باغبان بیہوش ہوکر گر پڑا اسوقت افراسیاب نے دستک دی کہ ایک ابر گرجا گرجا کر روبرو ہوا ابر آیا اور اسمین سے ایک شخص پیدا ہوا سیاہ رنگ اور اتر کر سامنے افراسیاب کے آکر تسلیم کی او عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا کہ ای لشکر لے لے اس باغبان قدرت کا سب اسباب لیس اسنے آکر پاس باغبان قدرت کے جھولا سحر کا اوراہاتھون کے کڑے اتار لیے اور سامنے افراسیاب کے لاکر حاضر کیے باغبان قدرت کو شنون سے بلا دری کے باندھ دیا پھر اس سے کہا افراسیاب نے کہ تو جا اور پھر دستک دی افراسیاب نے کہ ایک ساحر اور پیدا ہوا کہ جسکا تمام بدن شیشے کا تھا اور ہاتھ مین اسکے ایک شیشہ پانی کا تھا افراسیاب نے اس سے کہا کہ دے پانی کا چھینٹا باغبان کو اسنے پانی کا چھینٹا دیا اور غائب ہوگیا باغبان ہوش مین آیا اور اسنے دیکھا کہ مین بندھا ہون پس اسنے افراسیاب سے کہا کہ ای شہنشاہ مین نمکحرام تھا مگر آپنے مجھے نمکحرام بنایا اور آنکھ سے آنکھ افراسیاب سے یہ ملائے رہا افراسیاب نے کہا کہ آنکھ نیچی کیون نہین کرتا باغبان نے کہا کہ مین نے کوئی حرکت ایسی نہین کی کہ جس سے مین آنکھ نیچی کرون اسوقت افراسیاب نے ایک ترنج جانب آسمان اچھالا وہ پھٹا اور آواز تراقے کی ہوئی اور ایک ابر گھر کر آیا تاریکی ہوگئی پھر جو دیکھا تو وہ درخت جو نارنگی

کا تھا اُسمین سے پانی نکلنا شروع ہوا اور زمین بھی شق ہوئی اُسمین سے بھی پانی نکلنے لگا یہانتک
کہ کچھ دیر مین پانی مثل دریا کے موج مارتا تھا اب ایک بجرا اُسمین پانی مین بہتا نظر
آیا کہ بالکل بجلی کے تھا اور ملاح بھی ڈنڈا پکڑے ہوے ہین ادھر سے اُدھر کھیتے چلے آتے
ہین جب وہ بجرا قریب آیا تو اُسمین سے دھوان نکلا اور ایک آواز تڑاقے کی ہوئی پھر
اُسمین سے ایک عورت سیہ فام کریہ منظر تیرہ رو تیرہ درون پیاز لہسن کی گٹھیون کی ہڈیان
کھوپریون مردون کے ہار گلے مین ڈالے دانت مثل دندان خوک باہر نکلے ہوے میل
اُنپر تھپا زرد مثل ہلدی کے تھے تہمد کھاروے کی باندھے چھاتیون کے تکے لٹکتے سامنے
افراسیاب کے اُس بجرے سے نکلکر آئی افراسیاب نے کہا کہ ادیر جادو دے اِس
باغبان قدرت کی آنکھ مین سلائی اُسکے ہاتھ مین ایک سلائی اور چھوٹی سی سرمہ دانی
تھی چنانچہ اُسنے سحر جو کیا باغبان بیہوش ہوگیا اُسنے اُسکو ستون سے کھول کر چھاتی پر چڑھ کے
اُس سلائی کو تین بار سرمہ دانی سے رگڑ کے باغبان قدرت کی آنکھ مین دیا اسی طرح
دوسری آنکھ مین بھی سلائی کو پھیر دیا اور پھر باغبان قدرت کو ہوشیار کر دیا اور آپ کود کر
اُس بجرے پر گئی اور غائب ہوئی اور افراسیاب نے باغبان سے کہا کہ کیون او نمکحرام
اب پہونچا اپنی سزاے اعمال کو اُسنے کہا ابتک تو مین نمکحرام نہ تھا مگر اب بیشک افراسیاب نے
اُسکو ایک حجرے مین بند کیا اور آپ جا کے ایک محل مین سو رہا مگر چالیس ہزار ساحرون کا پہرہ مقرر
کر دیا لیکن خواجہ عمرو جو گلیم اوڑھ کر کوکب نقلی کے پاس سے جو بھاگے تھے تو اُنھون نے
دیکھا ایک صحرا مین کہ برق چلا آتا ہے اور چادر جمشیدی اوڑھے ہے مگر سر کھلا ہے عمرو نے کہا کہ اے برق
کہان جاتے ہو برق نے سلام کیا اور کہا اِس طرح ابرلیق کوہ شگاف نے مجھے قید کیا تھا مگر
قران نے مجھے چھڑایا عمرو نے کہا اچھا جاؤ مگر تمکو کچھ باغبان قدرت کی بھی خبر ہے برق نے
کہا نہین یہ کہکر عمرو جانب باغ سیب روانہ ہوے راہ مین کچھ ساحر جاتے تھے اُن سے سُنا کہ
باغبان قدرت کو افراسیاب نے اِس طرح قید کیا ہے اور اب وہ جلا دیا جائیگا پس عمرو نے
کوکب کا دیا ہوا تعویذ منہ مین رکھا کہ ایک تیلا اُنکو اُڑا کر لے گیا جب یہ پہونچے پاس کوکب کے تو ناگہانی
زمین شق ہوئی اور ایک پتلی یاقوت نگار بالشت بھر کی زمین سے نکلی دو کاغذ اُنکے ہاتھ مین دیے

اور کہا ان کاغذون کے بموجب کام کیجیے گا بس یہ خوشی خوشی وہان سے چلے یعنی کوکب نے انکو ایک
تخت سحر پر بٹھا کے قریب باغ سیب پہونچا دیا اب کیفیت سنیے کہ ایک کوتوال ہے شہر ناپرسان کا
اسفل شب گرد جادو نام لوراسیاہ زبردست کافر ہے کہ صورت اپنی بدلکر نکلتا ہے اور جہان کوئی
مسلمان ملجاتا ہے اُسے قید کرکے خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ جب مین ہزار مسلمانون کو مارونگا تب اپنی
شادی کرونگا چنانچہ وہ شب گرد آج شہر ناپرسان سے نکل کر باغ سیب کی طرف آیا ہے ویہان
عمرو نے اپنی صورت ایک بڑھیا کی ایسی بنائی ہے سر سفید بڑکا پاجامہ سوسی کا گراہین آستین
دی ہوئین گاڑھے کی چادر کی چادر اوڑھے دانت ٹوٹے ہوے کانون مین چھریان پڑی مین
کہتی ہوئی کہ خدا وہ کون دن کرے گا جو مین اپنی ملکہ مہرخ کے پاس پہونچونگی بس یہ سنکر اسکے
بدن مین آگ جو لگی تو سر مین جا سکے تبھی اور چلا کہتا ہوا کہ او بڑھیا کہان جاتی ہے میرے ہاتھ
سے اور برابر پہونچکر چاہتا تھا کہ مارے ایک لات کہ بڑھیا کا کام تمام ہو بس آپنے خالی دیکر
ایک اینٹی جو ماری تو یہ گرا منہ کے بل آپنے حباب بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوا ہی دارو
بیہوشی کی اسکی ناک پر باندھی اور لٹو خاردار اسکے گلے مین اتار کے اب آپ نقب دیتے
ہوے چلے یہان تک اُس حجرہ مین کہ جسمین باغبان قدرت قید تھا پہونچے باغبان
مارے درد کے بیہوش ہو لیا تھا اور اُس حجرے مین ایک تخت تھا کہ باغبان مارے درد
کے اُسکے کٹہرہ سے سر لگاے بیہوش پڑا تھا بس آپ نے بیہوشی دیکر اُسکو زنبیل مین ڈالا
اور اسفل شب گرد کو نکال کر باغبان کی صورت بنا کر لٹو خاردار تہ گلے مین اتار ہی چکے تھے
اسکو وہین لٹا دیا اور وہ کاغذ جو تیلی نے دیے تھے اُسکو دو ٹکڑے کرکے پھینکا اور وہان اسفل کو
ہوش جو آیا تو اسنے سانس لی تو وہ لٹو خاردار نیچے اُتر گیا اُسکے صدمہ سے اسکی جان نکل گئی
اور ادھر اُس کاغذ کو خواجہ نے پھاڑ کر پھینکا کہ یکایک آواز پیدا ہوئی کہ افسوس مردیم وجان دادیم
وبہ مطلب خود نرسیدیم لستی مرا کہ نام من باغبان قدرت جادو بود غل اور شور اس طرح
کا ہوا کہ شب گرد کے مرنے کا بھی غل معلوم نہ ہوا وہ جو چالیس ہزار دربان بیٹھے تھے اُنھون
نے کہا کہ باغبان قدرت مر گیا اور ایسا غل ہوا کہ افراسیاب اپنے محل مین جاگ پڑا
اور اُسکو بھی رنج ہوا باغبان کے مرنیکا خواجہ اُس نقب کی راہ سے نکل کے صحرا مین آئے

اور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے اور یہان صبح کو جب وہ زمانہ آیا کہ شب نے نقارہ
رخصت کا بجایا اور مثل پریزاد کے پردۂ عدم مین منھ چھپایا

**اشعار**

یہانتک مرے مطلب پاتا گوش
رخ عشاق سے بیرنگ ہوکر

کہ رخصت کا ہوا اُس رات کو جوش
اری جسطرح خون تیغ جلاد

بشکل قلب عاشق تنگ ہوکر
چھپے یون جیسے پردہ مین پریزاد

صبح کو حجرہ کھول کر نعش باغبان کی نکالی اور اُسکو پھونک دیا اور یہان عمرو جب آکر
پہونچا تو گلچین جادو نہایت رنجیدہ زار زار رو رہی تھی کہ عمرو نے آکر باغبان کو
زنبیل سے نکالا اور تخت جواہر نگار پر بٹھایا اور کہا کہ آپ کی آنکھین کیونکر اچھی ہون باغبان
نے کہا سب سامان سحر کا میرے بیٹے قہر جادو نے کیا ہی مگر ایک تعویذ تھا کہ وہ
میرے بازو پر بندھا رہتا تھا وہ اب نہین ہی اگر وہ ہوتا تو کچھ حال معلوم ہوتا خواجہ عمرو نے
کہا کہ ایک تعویذ تو میرے پاس ہی یہ کہکے ایک تعویذ نکال کے دیا اُسوقت باغبان
قدرت نے گلچین جادو سے کہا کہ اے بی بی تم وہ عمل کرو جو پہلے کیا کرتی تھین گلچین نے
چوکا دیکر تعویذ عمرو کا دیا ہوا رکھ لیا اور آپ اُس چوکے مین بیٹھی اور کچھ پڑھنے لگی تعبد
ایک گھڑی بھر کے دیکھا تو ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور روشنی ہو گئی سب کی
آنکھین بند ہو گئین اب جو دیکھا تو ایک جانور انگارے کی تہ مین استادہ ہے
اور جواہر کا ہی گلچین نے اُس سے پوچھا کہ اے طائر طلسمی بتا کہ کیا صورت ہو جو آنکھین
باغبان قدرت کی اچھی ہوئین اُسنے کہا کہ جب تک قہر جادو نہ ماری جائیگی آنکھین
نہ روشن ہونگی اور وہ رہتی ہی کوہ فنا کے پاس پس یہ کہکر وہ جانور تو غائب ہو گیا اور گلچین نے
وہ تعویذ اُٹھا لیا اور باغبان قدرت کو دیا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ بہت مشکل ہے
جانا وہان عمرو نے کہا خدا مین سب قدرت ہی اور بہار جادو سے کہا کہ تم چلو میرے ساتھ
بہار نے ایک طاؤس زرین سحر سے بنایا اور اُسپر سوار ہوئی یہ تو روے ہوا پر چلی اور
عمرو نیچے نیچے چلے قہر جادو کی فکر مین اور مہرخ نے کہا کہ مین بھی جاتی ہون چنانچہ یہ بھی
چلی کوہ فنا و چشمۂ تاریک کے قریب ہی پہونچی تو ایک میدان سیاہ رنگ کا نظر آیا اور پہاڑ بھی
سیاہ نظر آتا ہی یہ خوش ہوئی اپنے دل مین کہ باغ مینا نظر آیا آگے جو بڑھی تو دیکھا کہ ایک دیوار

سیاہ اُٹھی ہوئی ہے اُسکے دوسری طرف ایک پہاڑ ہے عمرو اس پہاڑ پر چڑھ گیا تو وہان سے بھی وہی جال نظر آیا غرض ناچار ہو کے نیچے پہاڑ سے اُتر آے اور دیوار کے پاس پاس چلے تو اِس دیوار میں برج جتنے ہین پہلے جو برج ملا وہ بند تھا جب دوسری برج کے پاس پہونچے وہ بھی بند تھا جب تیسرے برج کے پاس پہونچے تو اُسمین جالی بنی تھی اور اُس جالی مین اُنھون نے جھانک کے دیکھا تو اُس طرف چمن بندی کی ہوئی تھی گھاس سے بوقلمون کھلے ہین جانور زمزمہ سرائی کر رہے ہین انواع اقسام کے درخت لگے ہین سرو اپنی اکڑ فرد دکھلاتا ہے لالہ رنگین داغدار نظر آتا ہے کہین نرگس یاسمن ہے بہار پر عروس گلشن کا جوبن ہے سنبل زلف معشوق کو شرماتا ہے نرگس نگاہ باز ہے

نظم

نظر آئے نہال سبز و شاداب
ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے
کوئی خون جگر کی طرح رنگین
کسی میں اک نیا جلوہ ہویدا
صدائے غنچہ سے نغمے ہویدا
تھا اور کہین بجائے آب

کہ جسکے دیدے خاطر ہو بیتاب
کوئی گل مثل روئے ماہ طلعت
کسی مین اور ہی صورت کی تزئین
ثمر کی جا مگر سب مین نمودار
سر ہر شاخ سے بارش تھی پیدا
وہ سب گویا بشکل آدمی زاد

ثمر خوش رنگ پتے لہلہاتے
ادا ہٹ مین کوئی مشہور آفاق
کسی مین سب طرح کے رنگ پیدا
چمک پتون مین جیسے عارض یار
زمین جنبش مین مثل قلب بیتاب
چمن خندان لب بلبل پہ فریاد

علاوہ ان درختون کے اور اِس عجائبات کے ایک درخت ہے تاڑ کا کہ پتے ہیں مثل شمشیر کے اور پھل آدمی کے چہرہ کی طرح اب اُنھون نے جالی مین جھانکنا شروع کیا تو دیکھا کہ یہان عجب سیر ہے کہ جتنے چمن ہین اُنمین بجاے درخت کے کسی جگہ ہاتھ ہین آدمی کے لیسے اور کسی جگہ پانون ہین آدمی کے مگر ملوے اوپر ہین اور ران نیچے ہین خون بھرا اور کہین دھڑ ہین اُنمین یہ معلوم دیتا ہے کہ تازہ خون لگا ہے اور کسی جگہ سر تازے کٹے ہوئے رکھے ہین اور اُس طرف کو روش ہے اُسپر بجاے سرخی کے تلوارین برچھیان ہین یہ جو دیکھا تو گھبرا کے عمرو ایک طرف کو بھاگا اُسوقت آواز آئی کہ ای عمرو کہان جاتا ہے ذرا ٹھہر عمرو نے نہ تو پیچھے پھر کے دیکھا اور نہ کچھ اُس آواز کا جواب دیا چلتے چلتے ایک میدان نظر آیا عمرو نے وہان نماز پڑھی اور درگاہ الٰہی مین مانگی رونے لگا بسیار رویا کہ روتے روتے بیہوش ہو گیا عالم رؤیا مین دیکھا کہ ایک بزرگ

فرماتے ہین اے عمرو اُٹھ تو قیر جادو کو مارے گا عمرو کی آنکھ تو یہ اُٹھکر چلے تو دیکھا انھون نے ہزارہا
درخت ناریل کے لگے ہین اور اُنمین ناریل بھی عجب کیفیت اور بے حساب لٹکرہے ہین یہ دیکھتے
عمرو ایک پہاڑ کے پاس پہونچا وہان دیکھا تو ایک درہ ہے یہ اُس درے مین چلے کوئی پاؤ کوس
پہونچے تھے کہ ادھر ایک پتھر کی چٹان درے مین لگی تھی یہ اُس چٹان کے پاس پہونچے تو آواز آئی
کہ آتے کیون نہین ہو بس یہ گلیم اوڑھ کے باہر درے کے نکل آئے اب کوئی چار ہزار بندر اور لنگور
اور درے سے نکلے اور اُن درختون پر چڑھے اور ناریل توڑ توڑ کر کھانے لگے اور اُنکے پتے
اپنے گلون مین باندھے اور پھر اُن درختون سے اُترکے اُسی درے مین چلے گئے عمرو بھی گلیم
اوڑھے اُن بندرون کے پیچھے اس درے مین چلا اب اس جگہ پہونچے کہ جہان پتھر کی چٹان لگی تھی
تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہین یہ باہر درے کے نکلے تو ان بندرون نے اُس چٹان کو درہ مین پھر
لگا دیا اور بند کر دیا اور وہ بیٹھے بھی اس سبب سے تھے کہ اُسکو ہٹا کے بندر اُس طرف آئے
تھے اب پھر جب اُدھر گئے تو پھر بند کر دیا القصہ عمرو وہان سے آگے بڑھا تو دیکھا اُسنے
کہ ایک درخت ہے بہت بڑا اور اُسکے نیچے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہے اور اُسپر ایک ساحر
بیٹھا اکتارہ بجا کے بھجن گا رہا ہے اور جو ہو یہ بندر اور لنگور سامنے اُسکے پھرتے رہے اور عمرو بھی ایک
جگہ بیٹھا رہا جب دوپہر دن آیا تو اُس ساحر نے اکتارہ کو درخت پر رکھدیا اور بت کو نکال کر سامنے
رکھا اور کچھ چاول سرسون رائی کے دانے اُسپر چڑھائے اور ڈنڈوت اور سجدہ کیا اور دیکھا
عمرو نے کہ ایک ابر کالا داہنی طرف چھایا ہوا ہے غرض جب فراغت ہوئی تو وہ ساحر اُٹھا اور چلا
جب کوئی آدھ کوس زمین طے کی تو وہان سوائے میدان کے اور کچھ نظر نہ آیا اور اُس ساحر
نے وہان کھڑے ہو کر کچھ دانے سرسون کے پڑھ کے چارطرف پھینکے تو ایک چمک ہوئی کہ
آنکھین خیرہ ہو گئین اور ایک دیوار سیاہ رنگ کی نظر آئی اور ایک دروازہ اُس دیوار مین لگا تھا
یہ ساحر جاکے اُس دروازے کے قریب ٹھہرا اور اُسنے کچھ پڑھنا شروع کیا کہ وہ لنگور اور بندر اچک
اچک کر اُس دیوار پر جانے لگے اور گرد دیوار کے بھی وہ بندر اور لنگور پھرنے لگے یہ ساحر اندر اُس
دروازے کے گیا تو دیکھا عمرو نے کہ ایک چشمہ ہے سیاہ پانی کا شکل قیر کے اور اُسپر ایک ابر
ہر چھایا ہوا اس ساحر نے کچھ پڑھکے اُس چشمہ مین ماش کے دانے ڈالے تو ایک چمک اُس ابر پر ہوئی کہ

بجلی چمکتی ہے اور آواز گڑگڑاہٹ کی آنے لگی اور وہ چشمہ بڑھنا شروع ہوا یہان تک بڑھا کہ دریاے ذخار
و ماراآفت زا لطمہ سنج ہوگیا ابیات

جند رو سب حواس کھوتا تھا
کچھ نہ آیا نظر سوا طوفان زا

خضر کا رنگ سبز ہوتا تھا
ریلا پانی کا جب کہ آتا تھا

موج اٹھنے لگی جو طوفان زا
خوف سے جی ہی ڈوب جاتا تھا

اب اُس پانی مین ایک جہاز ایک طرف سے پیدا ہوا اور دیکھا تو اُس جہاز پر بجلی چمکتی ہوئی اور لکہ ابر
گڑگڑاتا ہوا اور بجلی آ آکر پانی پر گرتی تھی اور پھر بلند ہو جاتی تھی پانی کو بھی تلاطم تھا ایک
شور عظیم برپا تھا پانی کا رنگ سیاہ اور لکہ ابر بھی اُسپر کالا چھایا ہوا خدا کی پناہ سواے تاریکی کے
کچھ اور نظر نہ آتا تھا جب جہاز وہ کنارے پر آیا تو اُسمین چمک ہوئی اور ایک درجہ اُسکا کھُلا
اور اُسکے اندر سے ہزارہا پریزاد نکلے کہ اُنکا اوپر کا جسم پری کا تھا اور نیچے کا مچھلی کا اور ایک مگر
نکلا کہ وہ سونے کا تھا اور اُسپر ایک ساحرہ سوار تھی کہ تمام بدن اُسکا سیاہ تھا تہمد کھارُوے
کی باندھے کانون مین سندرے پڑے ہاتھون مین لوہے کے کڑے اور چولی جواہر دوز کاندھے
پر ڈالے مگر پر کا ٹھر کھینچا اور اوپر وہ سوار تھی چنانچہ اُتر کر کنارے دریا کے ایک تخت جواہر نگار استادہ
کراکر مسند پر بیٹھی اور وہ پریزادین کہ جنکا بدن مچھلی کا تھا یہ اسکی اُمیدین جلیسین ہین القصہ جب یہ بیٹھ
چکی تو وہ ساحر کہ نام اُسکا ہوشمند جادو ہے ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا اور وہ سندرے
لنگور چارطرف دیوار پر اور نیچے دیوار کے کھڑے ہین اور وہ مگر جو جہاز سے اُترا ہے اور اُسکی
سواری بھی کنارے دریا کے ٹھہری ہے اب عمرو نے جانا کہ کوئی تدبیر کرون پس اُنھون نے
اپنے تئین پریزاد بنایا پر جواہر کے کاندھے پر لگاے پیشواز پہنی دوپٹہ آنچل پلو کا اوڑھا اور
قرغول اور باد مہرے جبرئیل علیہ السلام کے پلوون مین باندھکر اونچے ہوے اور رونان
حقہ آتشین داغ کر پھینکا تو صدا اُڑ آنے کی بلند ہوئی اور آپ نیچے اُترے اور ایک خط
کہ جسپر مہر افراسیاب کی تھی وہ لاکر اُس عتر جادو کے ہاتھ مین دیا اور کہا منم فرستادۂ
افراسیاب غرض یہ اُٹھی اور آداب بجالائی اور خط ہاتھ مین لیا اُسے کھولا تو اُسمین لکھا
تھا کہ اے عتر جادو یہ بن ہے حسین جادو کی جسے ہمنے بھیجا ہے اور یہ نہایت سحر مین دخل
رکھتی ہے پس آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو تیغ فنا کے پاس آکے پہونچا پس عمرو کا نام پڑھنا تھا کہ گرگئی

قہر جادو کو خلجان ہوا یہ اُٹھکے اُس اژدر پر سوار ہوئی اور وہ اژدر جہاز پر گیا اور جہاز چل نکلا ہوشمند
جادو کھڑا دیکھ رہا تھا اور خیال اُسکا اُس طرف تھا عمرو نے دیکھا کہ قہر جب جادو تو
گئی پس انھون نے خنجر نکال کے ایک ہاتھ جو مارا تو سر ہوشمند کا کٹ کر گر پڑا غل ہوا تاریکی
ہوگئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام ہوشمند جادو تھا اور قہر جادو جو گئی تو اُسنے
ایک جگہ پر ایک خط افراسیاب کو سبیے لکھکر بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے شہنشاہ
معلوم ہوا کہ عمرو باغ فنا کے قریب پہونچا ہے اب آپ مہربانی سے دمبدم کی خبر عمرو کی
مجھکو لکھتے رہیئے اور جس پری کو کہ آپ نے بھیجا ہے وہ یہان آکے پہونچی لیکن من نے
کچھ توجہ اُسکے حال پر نہین کی اور یہان اب جو دیکھا تو وہ دریا اور دیوار سب غائب ہوگئی سوائے
جنگل کے اور کچھ نظر نہ آیا اور عمرو اُدھر چلے کہ جدھر سے آئے تھے جب ایک کوس بھر کا فاصلہ
انھون نے طے کیا تو اُنکی پشت کی طرف آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی اور اسقدر گرمی ہوئی کہ
بیچین ہوگئے اور پشت کی طرف جو انھون نے دیکھا تو جیسے چراغ جلتا ہے کبھی بجھ جاتا ہے کبھی
روشن ہے اور جہان سے کہ یہ آئے ہین وہان سے یہان تک برابر جلتا چلا آتا ہے پھر جو دیکھا تو ایک
شیر گیارہ ہاتھ کا بہت فربہ اور اُسپر کاٹھ کھنچا ہوا اور ایک ساحر سوار ہے اور وہ شیر اسطرف
کو آتا ہے اور ایک گھوڑا ہے سیاہ کہ وہ شیر اُسکے قریب آیا اور خواجہ بھی ایک پتھر کے پرتاب پر آگے
چلے تو آواز آئی کہ اے بہر سوار ذرا ادھر دیکھ اُس بہر سوار نے پیچھے پھر کر جو دیکھا تو ایک
نازنین بہت خوبصورت حسین کو استادہ پایا پس اُس نازنین نے کہا کہ اے بہر سوار بہت
خبردار اور ہوشیار رہنا کہ عمرو آپہونچا ہے عمرو تو گلیم اوڑھے ہوئے تھے اُنکو تو اُسنے دیکھا
نہین لیکن آپ ایک کنوان تھا اُسمین کود کر غائب ہوگئی اور عمرو آکر اُسی جگہ ٹھہرے
اور وہان ایک ٹیکرا ہے چھوٹا سا اور اُس ٹیکرے پر دس بارہ درخت اُگ رہے ہین کہ اُنمین
سفید پھول کھلے ہین کلیان لگی ہین اور کچھ پھل سبز ہین اُس ٹیکرے پر خواجہ عمرو بھی آسکے
کہ اس بہر سوار نے اُس شیر کو اشارہ کیا کہ اُسنے وہان خاک پانوون سے ہٹانا شروع کیا
اب عمرو حیران ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے مگر خاموش ہے غرض ایک چٹان پتھر کی جو خاک کو ہٹایا
تو نکلی اب دیکھا خواجہ عمرو نے کہ ایک تہ خانہ ہے اور اُسمین صندوق اور چاندی رکھی ہے اور اُس

برسوار نے اُس صندوق کو کھول کر ایک قالین نکالا اور اسکو بچھا کے مسند زرتار بچھائی اور بوتلین شراب کی اور جام نکال کے رکھے اور ایک جامدانی کھول کے ایک خفتان بہشت بہا نکال کے پہنی اور ایک مندیل جواہر نگار پہنی اور ایک صندوق کھولا اسمین سے بت جواہر نگار طلائی و نقرئی بہت سے نکال کے سامنے رکھکے پوجا کرنا شروع کیا اور جہان سے یہ آیا تھا وہان تک لو لگتی ہوئی معلوم ہوتی تھی اب جو اسنے سحر کیا تو سراسر ایک تختہ آگ کا روشن معلوم ہوتا ہی اور تمام صحرا آگ کا ہی اور سامنے اسکے کچھ دانے مارے کہ وہ زمین پھٹ گئی اور کچھ دانے مارے کہ تین طرف اُسکے دیوار سیسے کی بنکے تیار ہوئی اور شیر گرد اُسکے اس طرح پھر رہا ہی کہ جیسے کوئی پہرہ دیتا ہی جب یہ سب اپنی نگہبانی کرچکا پھول اور چانول بتون پر چڑھا چکا تو اسنے پھر ایک صندوق نکالا اور اسکے شیشے کو سحر پڑھکے کھولا تو اُس صندوق کے اندر سے ایک پریزاد قامت رشک شمشاد آنکھین غزال صحرا سے رعنائی رخسار آفتاب فلک زیبائی بال اُسکے پرپیچ کہ سنبل کے پیچ اُسکے سلسلے پرپیچ تمام جواہر کے گہنے مین لدی ہوئی پوشاک نفیس و نادر پہنے نکلی اور ایک طنبورہ بہت تحفہ نکالا اور اُس ساحر کے ہاتھ مین اُس پری نے دیا اور جام شراب سے بھر کے اس پری نے آپ بھی پیا اور اُسے بھی پلایا اسوقت خواجہ عمرو بھی پاس آبیٹھے اور آپنے بیہوشی شراب مین ملادی اور اس پری کے کان مین کہا کہ ای پریزاد مین ہون خواجہ عمرو کہو کہ تمہارا کیا حال کرون وہ پریزاد حیران ہوئی کہ کوئی نظر تو آتا نہین یہ آواز کہان سے آتی ہی اسنے اُس ساحر سے کہا کہ ای شخص سُنتا تو نے کوئی کہتا ہی کہ مین ہون خواجہ عمرو اسنے کہا تو دیوانی ہی عمرو کے آنے کی خبر جو سُنی ہی یہ اسکا خیال ہی یہ پریزاد چپ ہو رہی اور شراب ان دونون نے پھر پی کہ آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے اور طنبورہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹا یہ جھکا اُسکے اُٹھانے کو بیہوش ہو گیا ادھر وہ جو شیر ہی وہ اسی ساحر کے سحر کا ہی اسکے بیہوش ہونے سے وہ بھی چپ ہوا اُسوقت خواجہ نے گلیم کو اُتارا اور اُس پری کو ہوشیار کیا اور کہا کہ ای ملکہ تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کیونکر اس کافر کے بس مین آئین اور تمہارا نام کیا ہی اور زنبور مین بھی دیکھا تھا کہ نام اُسکا گلبدن ہے شتہیال مین شہرخ خواجہ کو یقین ہوا کہ یہ رشتہ مین ہوگی آسمان پری کے اس سبب سے تاکید اُسنے پوچھا اُس پری نے کہا کہ نام میرا اور روانہ گوہر پوش ہی اور گوہر نگار جو ملک

وہ میری مان کا ہے شامت اعمال میری کہ شہیال بن شہرخ کا عُرس ایک مقام پر ہوتا ہے اور وہان سب ساکنان قاف جمع ہوتے ہین اور ناچ ہوتا ہے اُس عُرس مین مین بھی گئی دیکھا تو یہان تمام پریزادین اور جن جمع ہین مین بھی بیٹھی کچھ دیر کے بعد خبر سنی کہ قہقہہ سر چشمی کی اولاد مین جو دیو ہین اُس وقت فوج لیے آتے ہین اور شب خون مارینگے پس سب پریزاد اُٹھ اُٹھ کے ہر طرف کو روانہ ہوگئے اور مین بھی اپنے تخت پر سوار ہوکر شب تاریک مین چلی تو راستہ بھول کر اس جنگل کی طرف آنکلی اس ساحر نے مجھکو دیکھ کر گرفتار کیا اور اسکا بھائی تھا ایک ہوشمند جادو نام اُسنے جو سحر کیا تو میرے دیو بھاگے اور مین اسکے قید مین آئی اور اُسنے لاکے مجھے اسطرح رکھا کہ جسطرح تمنے مجھے دیکھا اب مجھکو بارہ برس قید ہوئے گذرے اور یہ شکر عمرو نے کہا کہ تمہین کچھ حال یہ بھی معلوم ہے کہ قیصر جادو کہان رہتی ہے اُسنے کہا کہ دیکھو سامنے وہ کنوان ہے سیاہ اُسکے اندر ایک ساحر ہے کہ نام اُسکا ہر راز دار جادو اُسکے پاس قیصر جادو اگر مشورہ ہر ایک بات کا کرتی ہے اور کچھ کنیزین ہین کہ اُنکے پاس جو زیور ہے وہ سحر کا ہے اور اُن زیورون مین کسی مین مُنھ کتے اور لنگور اور بندر کا بنا ہے اُسوقت خواجہ عمرو نے ایک کنیر کو صورت نگاری زنبیل سے نکال کے جام حضرت الیاس علیہ السلام کا لیکے چھینٹا پانی کا اُسکے مُنھ پر دیا اور کہا کہ یا حضرت الیاس اسکی صورت دردانہ پری کی ہو جاے پس اُسکی ویسی ہی صورت بن کے تیار ہوگئی اُس سے انھون نے کہا کہ تو جانتی ہے کہ مین تیرے سر پر ہر وقت موجود ہون ایسا نکر نا کہ جو مین تجکو قتل کر ڈالون تجھے چاہیے ہے کہ یہ ساحر کہ نام جسکا بیران ہے سوار ہے اور یہ جو پریزاد بیٹھی ہے دردانہ ہے اسپر یہ عاشق ہے پس نام تیرا دردانہ پری ہمنے رکھا تو اس ساحر کو جسطرح ہوسکے قتل کر ڈالنا یہ کہکے ٹریا دار و بیہوشی کی اسکو دی اور دردانہ پری کے کپڑے اُتار کے اسکو پہنائے اور دردانہ کو داخل زنبیل کیا پھر فتیلہ رفع بیہوشی بیران پر سوار کو دیا اور آپ گلیم اوڑھ لی بیران چھینک مار کے ہوشیار ہوا اُٹھ بیٹھا اُس وقت کہا نقلی دردانہ نے کہ تو نے تو اب خوب طور نکالا ہے کہ جا کے اور جگہ شراب خواری کرتا ہے اور یہان ہوگیا

ہو ہوکر گرتا ہی ہیران ببر سوار نے کہا کہ مجھے قسم ہی جمشید اور سامری کی جو مین کہین جاتا ہون
مجھے فرصت ہی کہان ہوتی ہے یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ ایک کنیز سامنے سے پیدا ہوئی کہ اُسکے
گلے مین جو طوق ہے اُسکا مُنھ کتے کا ہے بجاے چاند وہ کنیز سامنے ہیران ببر سوار کے آئی
اور کہا کہ تمکو یاد کیا ہی ملکہ قیصر جادو نے اُسوقت ہیران نے کہا دروانہ پری سے کہ تم
ذرا یہان ٹھہرو مین جاتا ہون اور ابھی آتا ہون یہ کہکے یہ تو چلا گیا لیکن خواجہ عمرو نے گلیم اُتار کے
اُس کنیز کے جاب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گری طوق اُسکا اُتار کے گلے مین پہنا اور اُسکی
صورت آپ بنے اِس عرصہ مین ہیران ببر سوار آیا اور اُسنے دروانہ نقلی کو تو صندوق مین بٹھایا
اور سحر جو کیا تو بڑا سا بند ہوگیا اُس صندوق کو اُٹھا کے دونون ہاتھون سے سر پر رکھا اور شیر پر بیٹھ
کے چلا خواجہ جو کنیز بنے تھے یہ بھی چلے اور جاکر پہونچے اُس کنوین پر کہ جسکو دروانہ نے بتایا
تھا ہیران جھم سے کود پڑا خواجہ بھی کود سے غلطان و پیچان پیچان و غلطان جب
تہ پر پہونچے تو دیکھا کہ ایک دروازہ ہی اُس دروازے مین جب گئے تو دیکھا مکان بنا ہوا ہے
اور اُس مکان مین ایک تخت بچھا ہی اُس تخت پر ایک ساحرہ یعنی رازدار جادو بیٹھی ہے
اِس ہیران ببر سوار نے وہ صندوق رازدار کو دیا اور کہا ای ملکہ اسے اپنے پاس رکھیے مجھے
آجکل نہایت اندیشہ و فکر ہی کسلیے کہ وہ کمبخت دزد آیا ہی رازدار جادو نے وہ صندوق لیکر
ایک الماری اُس مکان مین تھی اُسمین رکھا اور سحر سے اس الماری کو بند کر دیا اور ہیران ببر سوار
نے رازدار جادو سے کہا کہ ای ملکہ اب چلو قیصر جادو کے پاس اِسنے کہا اچھا چلو بس
اِسنے ایک تخت سحر سے بنایا اور اُسپر کچھ میوہ مٹھائی رکھ لی عمرو نے کہا کہ ای بی بی
مین مین بھی چلون کیونکہ اب تو کچھ کام نہین اِسنے کہا چلو بس اُس تخت پہ بیٹھ کے مع
چار کنیزون اور ببر سوار اُس مکان مین ایک دروازہ ہی اُسکو کھول کے روانہ ہوئی عمرو
اپنے دل مین کہتا ہے کہ حقیقت مین کیونکر آنا ہوتا اِس جاتک مگر خدا نے پہونچایا اب کچھ دور
چلا تھا وہ تخت کہ ایک دھنوان معلوم ہوا کہ جیسے رستہ نہین ہے رازدار نے سحر
پڑھا کہ وہ دھنوان شق ہوا اور وہ تخت آگے چلا اب ایک دیوار سیاہ رنگ کی معلوم
ہوئی اُسپر بھی رازدار نے سحر پڑھا کہ دروازہ معلوم ہوا اُس دروازہ مین وہ تخت گیا

پھر ایک میدان مین پہونچی اور وہان بھی ایک دیوار نظر آئی رازدار جادو نے سحر پڑھ کے
دروازہ اُسمین بھی پیدا کیا اور وہ تخت چلا اسی طرح دس دیوارون مین دس دروازہ
پیدا کر کے راستہ کیا اور جب اُن دیوارون سے نکلی تو کنارے پر سمندر
کے پہونچی وہان رازدار جادو نے تخت کو روکا اور کچھ سحر پڑھ کے ہاتھ
کے دانے سمندر مین پھینکے شعلۂ آتش کے نکل نکل کے غائب ہوے اور کچھ زمانہ گذرا
تھا کہ شور و غل سمندر مین پیدا ہوا اور پانی کو اسقدر تلاطم ہوا کہ کشتی اگر ہوتی
اُسمین ڈوب جاتی تو عجب نہ تھا اب جو دیکھا تو ایک مگر ہے بہت بڑا کہ وہ جست کر کے
کبھی سیدھا کبھی ترچھا ہوتا ہوا آتا ہے جب وہ آکر کنارے پر پہونچا تو ایک بجلی چمکی اور
آواز ہوئی کہ سب کی آنکھین بند ہو گئین اور ایک دیوار آتشین نظر آتی ہوئی عمرو نے دل
مین کہا کہ قدرت خداے لایزال کی ہے کہ جو اُسنے مجھے یہانتک پہونچایا ہے نہین تو کوئی
صورت پہونچنے کی نہین تھی اور کسقدر اُسنے اپنی حفاظت کی ہے الحاصل جب دیوار
آتشین بھی اُٹھ چکی تو اُس مگر نے مُنھ کھولا اور اُسمین سے یہ قیصر جادو نکلی اُسوقت
عمرو کو خوف معلوم ہوا اور اُسنے الگ جا کے اُس کنیز کو زنبیل سے نکالا کہ جو بُلانے بحران بہروار
کو گئی تھی اُسے کپڑے پہنا کے اور طوق گلے مین ڈال کے ہوشیار کر دیا اور آپ گلیم اوڑھ
لی وہ کنیز حیران ہوئی کہ مجھے یہان کون لایا اور اسی حیرت مین وہان سے چلی اور کسی سے
کچھ نہ کہا اور یہان قیصر جادو نے سحر کیا کہ شعلہ آکے گرا کہ بحران بہروار
بیہوش ہوا اور پانچون کنیزون پر شعلہ گرا کہ وہ بھی بیہوش ہوئین یہ اُسنے
اِسواسطے کیا کہ یہ لوگ میرے راز کو نہ سُنین جب یہ بیہوش ہو گئین تو رازدار جادو
جو کھانا اور مٹھائی لائی تھی وہ اُسنے بھی کھائی اور قیصر جادو نے بھی کھائی جب کھانے
سے فرصت ہوئی تو کہا اُسنے اے رازدار جادو مین پہلے کچھ دن ہوے ہین کہ عرس مین
خداوند قابیل کے گئی تھی اور مجھے افراسیاب نے نہین پوچھا تھا مین
چاہتی تھی کہ مجھے وہ خود بلائے اور مجھ سے کچھ کام لے اور میری قدر کرے چنانچہ
اُس عرس مین بھی دعا مین نے مانگی تھی وہ دعا میری قبول ہوئی کہ افراسیاب

نے اتنا بڑا کام مجھسے لیا کہ باغبان قدرت پر مجھکو فوق دیا لیکن عیارون سے مجھکو نہایت خوف
حضور عنایت کنندہ دزد عمرو بن امیہ ضمری تو کسی جا رحم نہین کرتا اب مین پھر جاؤنگی خداوند قابیل
کے معابد مین اور دعا کرونگی کہ کوئی شی ایسی مجھکو ملے کہ وہ میری حفاظت کو کافی ہو اور دست
ظلم عیاران سے نجات ملے جب تک خداوند قابیل اپنے منہہ سے نہ فرمائینگے کہ جا ہمنے
تجھکو یہ شی عنایت کی اُسوقت تک مین ہرگز نہ مانونگی اور وہین رو رو کر اپنی جان دونگی
اسمین رازدار جادو نے کہا کہ چند روز بہت خراب ہین اور حضور کتاب سامری مین ملاحظہ
فرمائین اُسمین تو سب کے راس اور دن لکھے ہین قیر جادو نے کہا کہ تمنے خوب
بتایا یہ کہکے جھولی مین سے اوراق سامری و جمشید کے نکالے اور اُنکو دیکھا
تو بہت خوش ہوئی اور کہا کہ وہ دن آج ہی کا ہے کہ جو ناقص ہے اب مین جاتی
ہون خداوند قابیل کے معابد پر یہ کہکے اُسنے تخت سحر بنایا اور اُسپر بیٹھ
بیٹھ کے چلی اور رازدار جادو اپنے تخت پر روانہ ہوئی راستہ مین انواع انواع
طرح کے سحر کرتی جاتی تھی کہین جنگل مین آگ لگا دیتی تھی اور کسی جا موتی برساتی تھی
اسیطرح سے جب یہ معابد قابیل پر پہونچی تو وہان دیکھا کہ بہت سے کشیشان اور رہبان
اتیت جوگی بڑے بڑے ساحر زبردست بیٹھے ہین اور ایک گنبد بلور بنا ہے گرد
اُسکے احاطہ کھنچا ہے اُس احاطہ مین درخت انواع اقسام کے طلسمی لگے ہین کہ اُن
درختون مین پھل کی جگہ انسانون کے سر لٹکتے ہین اشعار

| | |
|---|---|
| قریب ایک حوض اسمین خون لبریز | کنارون پر کشیدہ خنجر تیز |
| کہین پتھر کے انسان وہ بھی گویا | اسے دیکھا تو سارا باغ رویا |
| پکارا ایک نے آ اسطرف کو | کہا اُس دوسرے نے دور بھی ہو |
| درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ | نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ |
| زمین شفاف رستہ صاف روش | نہال سبز مثل باغ پیدا |
| کوئی پتھر زمرد سے بھی خوشتر آب | کوئی مانند لعل سرخ نایاب |

اس گنبد بلور مین گھنٹے لٹکے تھے آفتاب سحر نکلا ہوا تھا ایک طلا شیر کا ایک تخت جڑاؤ بیچ

رکھا تھا اور جوگیون پر چھوٹے چھوٹے بت تیتا پیتا دم خیتا سرا گاسے کا بچھڑا لقاسے کا بچھڑا لقاسے زرین تن لاثانی منات معلی تابوت معلق صندوق معلق فرعون شاہ نمرود شاہ شدّاد ہامان ٹوٹم لوٹنگ جھوٹم جھوٹک ادھو بدھو خداوند منارہ نشین وغیرہ رکھے تھے عمرو زر کی گلیم اوڑھے ہوے ہین اُس بت کے کہ جو قابیل کی شبیہ ہے پیٹھ کے پیچھے اپنے تئین پہونچایا اور کھڑے رہے اُسوقت قہر جادو آئی گھنٹے اور ناقوس بجے جے جے کار کا اتیثون اور جوگیون نے خداوند قابیل کے قل کیا اور ملکہ قہر جادو نے جاکر اُس بت کے پانون پر سر رکھا اور رو رو کر عرض کرنے لگی کہ یا خداوند قابیل میری فریاد کو پہونچیے ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالونگی یہ کہکر خنجر اسنے نکالا اُسوقت عمرو نے اُس بت کے مُنھ سے مُنھ ملا کے کہا کہ او قحبہ یہ ہمارے سامنے مُڑ چڑاپن کرتی ہے اُسنے ہاتھ باندھے اور کہا کہ یا خداوند مین کیا عرض کرون جو میرا حال ہے اُس کنہ و ندمے کے مارے ڈرکے کوئی چیز ایسی عنایت کیجیے کہ جس سے مین محفوظ رہون پس اسنے حقہ آتشین داغے کہ چمک مثل برق کے پیدا ہوئی اور آواز تڑاق تڑاق کی آئی اور کہا کہ اے مالزادی تو اِس قابل تھوڑی ہے کہ جو ہم کچھ تجکو دین اسنے پھر منت کی اور سجدہ کیا اُسوقت آپ نے کہا کہ اچھا ہم اپنی ایک حور قدرت کو تیرے پاس بھیجینگے کہ وہ تیری حفاظت کریگی قہر جادو نے کہا کہ یا خداوند قابیل مین تیرے تصدق بھیجیے آپ اُس حور کو اسنے کہا کہ اچھا تو جا مین بھیجتا ہون پس یہ وہان سے پھری اور پھرتے وقت اسنے کئی ہزار اشرفیان پانچ بت چڑھائین اور نہایت خوش اور بشاش ہوکر باہر گنبد کے آئی اُس وقت خواجہ عمرو گنبد سے باہر نکلے اور علیحدہ جاکر اُنھون نے صورت اپنی حور کی ایسی بنائی کہ بدر کامل پیشانی کو دیکھکر سجدہ کرے اور حیران رہے خال ہندو چمنستان رخسار مین لبان غنچہ گل ہے نہین نہین حور کی آنکھ کا تل ہے یا ہندو بھی حافظ قرآن ہے روے کتابی پر وہ تل بعید خوبی نمایان ہے ابرو پُر خم مہ نو بین قاب قوسین کا مرتبہ عیان ہے یا کشیدہ کمان بھی زلف ہما کو شکست

حسن کہتا خطا ہے عاشقوں کی گردن کی زنجیر ہے لیلیٰ دل کو مجنون کی طرح
اُسی کا سودا ہے رخسار دونوں آئینہ حلبی ہیں سرمایۂ خوبی ہیں دہن تنگ درج
گوہر ہے دندان سنگ مروارید ہمسر ہیں سینۂ صاف پر کچون کا اُبھار نیا
جوبن اور نئی بہار مسدس

لب شیرین کا وہ عالم ہے کہ شیرین ہے فدا
لیلیٰ زلف سے لیلیٰ بھی ہے زنجیر بپا
شکل یوسف جو کبھی سامنے آئی تو کہا
سامنا ہیرا اسی حسن پہ اچھا اچھا
شان اللہ کی اللہ خدا کی قدرت
آپ بھی اتنے ہوئے واہ خدا کی قدرت

در پیشانی کو دیکھے تو جھکے سر بہ سجود
کہکشان کو ہے فقط مانگ کی نسبت سے نمود
خال ہندو کا ہوا گلشن عارض میں ورود
سونگھکر بو پڑھے مومن کی طرح کیوں نہ درود
ل سیہ رو سے کتابی پہ نمایاں دیکھو
طفل ہندو بھی ہوا حافظ قرآن دیکھو

دل کیا قتل کیا جسکو اشارا اُسنے
غم میں ڈوبا وہ کیا جس سے کنارا اُسنے
سیکڑوں کو نگہ ناز سے مارا اُس نے
تیغ کے گھاٹ ہزاروں کو اُتارا اُسنے
تیغ ہے ابرو ہے پُرخم تو مژہ ٹیڑھی ہے
قدر انداز بھی ہے صاحب شمشیر بھی ہے

برق پہ برق گرائے وہ شرارت اُسمین
گرمیان شعلہ کی سیماب کی خصلت اُسمین
نازکی وہ کہ سوا گل سے نزاکت اُسمین
ماہ کنعان میں کہاں ہے جو صباحت اُسمین
گردش چشم فسون ساز غضب جلکر دے
بوٹی بوٹی کے پھڑک جان کو بسمل کر دے

اِس صورت سے بنکر حلۂ سبز پہن کر کہ اس حلہ کا ایسا رنگ تھا جسکی سبزی آنکھوں میں
کھبی جاتی تھی اور یہ خاص باغبین کے واسطے ہے کہ یہ زنبیل ہے کہ جس میں
سات شہر سات بیابان اور باغ و دریا ہیں نکال لیتے ہیں بس تخت زبرجد
نشاہ پر سوار ہو کر وہ تخت اُڑتا ہے پہ ملکہ قیمر جادو کے پاس اسی گنبد
بلور کی طرف سے آئے اور پکارے کہ منم جور قدرت خداوند قابیل
قیمر جادو اُنکو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور اس جور نے کہا کہ اے ملکہ تم اپنی آنکھیں
بند کرلو تو میں یہ تخت بھجوا دوں رازدار جادو اور قیمر جادو نے

آنکھون کو بند کیا عمرو نے تخت کو زنبیل مین ڈال کر کہا کہ لو آنکھین
کھول دو غرض قیر جادو حور قدرت کو لیکر چلی وہ تخت اُڑتا ہوا
چلا حور قدرت کو بھی اپنے پاس تخت پر بٹھا لیا اور کنارے سمندر کے راستہ
طے کرکے آئی عمرو نے اپنے دل مین بہت ڈرا کہ ایسا نہو کہ یہ مجھکو سمندر مین
بہا دے پس انھون نے کہا کہ اے ملکہ قیر جادو تمھین اب کیا غرض ہے کہ تم
سمندر مین جاؤ کسی کی کیا طاقت ہے جو تمھاری طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھے اس
کہنے سے اسکی خاطر جمع ہوئی اور یہ اب چلی ببران ببر سوار اور کنیزون
جو وہان بیہوش تھین اُنکو بھی ہوشیار کرکے ساتھ لے لیا اور اُس مکان مین
جہان رازدار جادو رہتی تھی آئی اور اس سیاہ کنوئین سے نکل کے
باہر جو آئی تو دیکھا کہ میدان آتش خیز نظر آتا ہے آگ ہر مقام پر لگی ہوئی ہے
اب اسنے چاہا کہ مین تخت پر سے اُترون اُس وقت تین طرف سے ابر پیدا ہوا ایک تو
گنبد نور کی طرف سے ایک طلسم باطن کی طرف سے اور ایک اُدھر سے
جہان بیریل پریزادان تھا اور وہ ابر آتے آتے اس میدان کے روبرو ہوا پر آیا
قیر جادو نے ایک ساحرہ سے کہا کہ جا دریافت تو کر کہ یہ ابر کیسے ہین وہ ساحرہ
اُڑ کر گئی اور پھر آئی تو اسنے کہا کہ شہنشاہ نے آپ کی حفاظت کے واسطے زر افشان
جادو کو کہ جو وزیرزادی ملکہ ظلمت نور چشم کی ہے بھیجا ہے وہ سردار اور بھی اسکے ساتھ
ہین یہ سُنکے اس قیر جادو نے ایک پتھر سیاہ نکال کر اسپر پڑھا اور ایک طرف کو
پھینکا کہ بجلی چمکی اور آنکھون مین ہر ایک کی چکاچوندھ آئی پھر جو آنکھین ملکر دیکھا تو ایک
بنگلہ تنا ہوا سیاہ رنگ کا پایا اس عرصہ مین زر افشان جادو بھی مع اُن سردارون کے
اور حبید سیاہ کے اسکے پاس آئی اسنے کہا کہ اے زر افشان تم اس بنگلہ مین ٹھہر اسنے
کچھ سحر پڑھے اور ایک پتھر پر دم کرکے پھینکا تو اور چمک ہوئی کہ آنکھین سبکی خیرہ ہوئین اور
ایک محلسرا بنکر تیار ہوئی پھر اسنے تیسری طرف ایک پتھری سحر پڑھکر ماری کہ چہل ستون
بنکر تیار ہوا اُسمین اُن سردارون کو اور فوج کو رہنے کا حکم دیا وہ سب اُترے اب قیر جادو

نے سحر کیا کہ ایک بچھونا مخمل کا اُس میدان مین بچھ گیا اور اُسپر فرش بچھا کر مسند زرتار بچھائی اور اُسپر
قہر جادو بیٹھی اور سامنے وہ حور بیٹھی اور وہ دونون سردار مع دو سو ساحرون کے آ کے بیٹھے
اور اُن سردارون نے کہا اے ملکہ قہر جادو شہنشاہ نے ہمکو تمہاری حفاظت کے لیے
بھیجا ہے اور اب ہم ہر طرف دیکھتے رہینگے اور حفاظت کرینگے القصہ اُس حور قدرت نے
مین بجانا شروع کی اور کشتیان شراب کی آئین اُسوقت عجب سمان بندھا پھر اُس حور قدرت
نے کہا کہ اے ملکہ جو مین کہون وہ کیجیے اسنے کہا کہ مین تابعدار ہون حور نے کہا تو پھر شراب
منگوائیے اُسوقت قرابے شراب کے اور گلابیان مے ارغوانی کی موجود ہوئین خواجہ نے
اُس شراب کو کنٹر مین اور جام مین اور صراحی مین اُلٹ پھیر کرنا شروع کیا اور اُسی اُلٹ
پھیر کرنے مین بیہوشی ملا دی اور وہ بیہوشی ایسی قاتل تھی کہ خدا اپنی پناہ مین رکھے اور جام
بھر کے قہر جادو کو دیا پھر تین جام تو اُسکو پلائے تب زرافشان اور راز جادو اور سران
پیر سوار وغیرہ سب کو دو دو ایک ایک جام اُسنے پلائے کہ اُس نشہ کی حالت مین یکبار
کو تماشہ عجیب وغریب نظر آنے لگا قہر جادو نے کہا کہ خداوند قابیل تشریف لائے ہین
سمرو نے کہا کہ تعظیم کو اُٹھیے یہ کہکر اُٹھی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر نیچے تا نگین اور پر دھم سے
گری انکے اُٹھانے کو جو اُٹھا وہ جہان سے اُٹھا سب محفل بیہوش ہو گئی اُسوقت خواجہ نے
خنجر نکال کر سب کے سر کاٹ ڈالے اور قہر جادو کو سینہ گرکے سفنی سے منہ کھول کر ملا دیا
صدائے گیرو دار و دار و گیر آنے لگی پتھر برسنے لگے اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ مارا مجکو نام میرا قہر
جادو تھا نعشین انکی کچھ ہو خوم آ کے لیگئے اور کچھ برکار آتش گنبد نور کی طرف چلے اور کچھ طلسم ظلمات
کی طرف یہان افراسیاب تخت شاہی پر بیٹھا تھا کہ کچھ شرارے باغ غفلت کی طرف سے اور
میدان آتش خیز کی طرف سے آنے مین بس یہ اُٹھکے چلا جب پانچ چار کوس نکل آیا تو
وہان اُسنے دیکھا کہ باغ فنا کی طرف اندھیرا ہے بس یہ خاک پر بیٹھ گیا اور کچھ پڑھنے لگا پھر اپنے
ہاتھ ملے اور دو انگلیون کی قینچی بنا کے جو دیکھا تو اُسکو اندھیرا نظر آیا اُسنے اپنی چھنگلیا کاٹ کے خون
نکالا اور اُسکو ہتھیلی مین ملا اب اُسکو صاف نظر آیا دیکھا اُسنے کہ قہر جادو مری پڑی ہے اور
صدہا ساحرون کی نعشین پڑی ہین اور ایک نازنین کہ اُسکے ہاتھ مین خنجر خون آلود ہے وہ

گھڑی ہی یہ دیکھکر اُسکو غصہ آیا اور چاہا اُسنے کہ مین خود جاؤن لیکن چھینک آئی اور تاج سر سے
گر پڑا بدشگونی جو ہوئی یہ خود تو نگیا مگر اُسنے زمین پر دو ہتڑ مارا کہ وہ زمین پھٹی اور اُسمین سے
تین ساحر نکلے ایک کا نام مریخ جادو دوسرے کا طیفور جادو تیسرے کا چار چشم جادو
کہ اوسکی دو آنکھین کنپٹی کے پاس ہین اور مثل شعلہ کے چمکتی ہین افراسیاب نے
اُنسے کہا کہ تم تینون جاؤ اور ان باغبان کو مارو بس یہ تینون چلے راوی کہتا ہے کہ عمرو نے
چلتے وقت گلچین جادو کو بھی زنبیل مین ڈال لیا تھا اب عمرو نے چک پتھری نکال کے ایک
کاغذ نکالا اور اُسکو لپیٹ کر جلایا مُنہ کے پاس رکھدیا قیر جادو کے پھر گلچین کو زنبیل سے
نکالا اُسنے جو دیکھا تو کہا خواجہ آپ ہی کے واسطے عیاری ہے عمرو نے اُس میدان
مین جہان کنوان تھا اُس مقام پر کچھ مکان کچھ کچھ بنے تھے مگر بسبب سحر کے نظر نہ آتے تھے اب
دکھائی دینے لگے اور گلچین چلی ایک مقام پر جا کے جو پہونچی تو دیکھا کہ چمن ہے گلاب کا اور ایک درخت
اُس چمن کے بیچ مین لگا ہے اور اُسمین ایک پھول ہے گلاب کا بہت بڑا گلچین جو اُس چمن مین
آئی ان درختون سے آوازین عجیب و غریب آنے لگین لیکن اُس گلچین نے اُس پھول کو
توڑا اور عمرو نے باغبان قدرت کو بھی زنبیل سے نکالا اور اُس پھول کو جلا کر
دُھوان اُسکا آنکھون مین باغبان قدرت کے دیا آنکھون سے پانی نکلنا شروع ہوا
اور عمرو نے ایک کنٹھا زنبیل سے نکالا کہ اُس کنٹھے کو گلے مین باندھا اور گلیم اوڑھے ہوئے
یہ سر پر باغبان قدرت کے کھڑے ہین اب کنٹھے پر کچھ شمار کرنا شروع کیا اُسوقت
مریخ جادو آکے پہونچا اور اُسنے چاہا کہ مین باغبان قدرت کو پکڑلون باغبان قدرت
کی آنکھین روشن ہو چکی تھین اُسنے اٹھکر ایک تلوار سحر کی جو مریخ جادو پر ماری تو وہ ٹانگون
کے راستہ سے نکلگئی صدائے وا روگیر برپا ہوئی اُسوقت طیفور جادو آکے پہونچا اور اُسنے
ایک تیغ سحر کا باغبان قدرت پر مارا لیکن لشکر اسلام کی طرف سے ایک ابر نمودار ہوا اور
ملکہ نافرمان جادو آکر پہونچی باغبان قدرت نے طیفور جادو کے تیغ کو سحر سے کاٹ
دیا اور نافرمان جادو نے کچھ دانے سرسون اور رائی کے طیفور جادو پر مارے اُسنے
ابھی سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ دانے اُلٹے پلٹ گئے اور اُسنے ایک تیغ نکال کر

جھولی سے نافرمان جادو پہ مارا کہ نافرمان جادو بیہوش ہوگئی اسوقت ملکہ بہار جادو جو چلی تھی وہ آکر پہونچی اور اُسنے ایک گجرہ پھولون کا طیفور جادو پر مارا کہ طیفور جادو بیہوش ہوکر گرا بہار جادو نے اُسکا سر خنجر سے کاٹ ڈالا افراسیاب نے یہ حال جو دیکھا کہ دو ساحر زبردست مارے گئے ابرق کوہ شگاف کو بُلایا کہ اُسنے آکر ایک صندوقچہ کھولا کہ اُسمین سے ایک جواہر کی نکلی اُسوقت سرمایۂ برف انداز بھی آیا اور افراسیاب خاک پر بیٹھا ہوا اور یہ دونون کھڑے ہین افراسیاب نے بارہ ہزار پُتلے طلسمی طلب کیے کہ وہ آکر موجود ہوئے اور یہان چارچشم جادو اور بہار جادو کا سامنا ہوا اور چارچشم نے چاہا کہ پانون تخت سے پکڑ کر کھینچ کر لون اُسوقت بہار نے تیغہ اٹھا کر مارا کہ وہ اُسکے نادو ابرو اُترا اور بجلی چمکی آنکھین سب کی خیرہ ہوئین اسوقت دیکھا تو ایک پتلی ہے ابر مین غرق اور اُسکے ہاتھ مین ایک آئینہ ہے اُس آئینہ کو اُس پتلی نے بہار جادو کو دکھلایا یہ آئینہ رو اپنی زلفین بنانے لگی اور نافرمان جادو بھی اپنے بال سنوارنے لگی اور یہ چارچشم جادو ہنسنے لگا اور باغبان قدرت کے پاس آیا اور کہا کہ او نمک حرام اب تیری آنکھین اچھی ہوتین یہ کہکے قریب پہونچا اُسوقت گلچین جادو نے نعرہ کیا کہ او چارچشم جادو کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اب چارچشم جادو نے کہا کہ اے ملکہ تم بھی سنگار کرو اُسنے ہاتھ سے گلچین نے کہا کہ باش کی گذارم تر او اور اُسنے ایک پھول نکالکر اُسپر مارا اُس پھول سے شرارہ جو نکلا تو چارچشم جادو پر پڑا یہ دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوگیا عمرو نے بہت تعریف کی کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا بہار جادو اور نافرمان جادو بھی ثناخوان ہوئین اور یہ سب یکجا ہوئے اور لشکر اسلام کی طرف چلے قہر جادو نے راستہ کو پھیر دیا تھا باغ فنا کی طرف سے اب مسدود ہمارا راستہ ہوگیا ہے راستہ مین وہ پتلے جو افراسیاب نے بارہ ہزار طلب کیے ہین اُنکو اسطے گرفتاری ان لوگون کے بھیجا تھا وہ اُنکو شے اُن پتلون پر عمرو بن امیہ ضمری نے جال الیاسی ڈالا کہ وہ سب اُس جال مین پھنسے اُنکو زنبیل مین ڈال لیا اور مع بہار جادو و نافرمان جادو اور باغبان قدرت و گلچین جادو وغیرہ کے پیر رواہ ہوئے اور ایک جگہ پر پہونچے کہ جہان تین پہاڑ ہین اور تین داندے ہین کہ تین طرف کو راستہ گیا ہے ایک تو جانب دریائے

ہفت رنگ کہ اُدھر طلسم نور افشان قلعہ کوکب روشن ضمیر ہے اور ایک شہر ناپرسان
کی طرف اور ایک کوہ گلزار کی طرف کوہ گلزار کے وہان پہونچکر باغبان قدرت نے
ایک گنڈلہ گول زمین پر کھینچا اور ایک اور گنڈلہ بڑا کھینچکر ایک مین گلچین کو بٹھایا اور
ایک مین آپ بیٹھا اور ایک مالہ تلسی کا ہزار دانے کا گلچین کے ہاتھ مین دیا اور ایک اسم بتایا کہ
اسکو پانچ ہزار دفعہ پڑھو اور آپ بھی رائی سرسون اُڑد بنولے ماش مٹر کے دانے سامنے
رکھکے تلسی کا مالا لیکر کچھ پڑھنا شروع کیا یہان تک کہ گلچین جادو نے اشارہ سے کہا کہ اب
پانچ ہزار بار پورا ہوچکا بس باغبان نے کچھ اسم سحر کا پڑھکر ایک انگلی اپنی ڈورے سے
باندھی اور اُس انگلی پر پھر کچھ اور پڑھا کہ وہ انگلی سیاہ ہوئی اُسکو چھری سے کاٹا تو ایک
بوند سیاہ خون کی اور ایک بوند زرد خون کی اور ایک بوند سُرخ خون کی نکلی اور ایک چمک ہوئی
کہ جس سے سب کی آنکھین خیرہ ہوئین اُسوقت باغبان قدرت نے خواجہ عمرو سے کہا کہ آپ
نکال لیجے اب اُن تیلون کو عمرو نے جال مین ہاتھ ڈالکر کھینچا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے آدمی کا گلا
ہوتا ہے ایسی کوئی چیز ہاتھ مین آگئی لیکن عمرو نے کھینچ کھینچ کر باہر اُن تیلون کو ڈالا تو وہ
اُڑکر آسمان کی طرف چلے اُسوقت باغبان قدرت نے وہ رائی سرسون مٹر وغیرہ کے دانے
جو آگے رکھ لیے تھے اُن تیلون پر کھینچکر مارے کہ ایک بجلی چمکی اور دھنوان ہوا اور بو چراند
کی ایسی آنے لگی کہ جیسے گوشت جلتا ہے غرض وہ سب تیلے جلکر خاک ہوگئے اندھیرا ہوگیا
اور آوازین عجیب و غریب آنے لگین کہ افسوس صد ہزار افسوس مارا اُن شخصون کو کہ جنکا ثانی
نہ تھا پھر کامل اندھیرا رہا قیامت برپا رہی پھر روشنی ہوئی باغبان نے کہا ای خواجہ آپ
خاطر جمع رکھیے عمرو نے ایک خیمہ زنبیل سے نکالا اور فرش کیا پھر ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر
شراب لائے وہ جاکر کسی بستی سے شراب لایا عمرو نے باغبان نے گلچین نے اور سب
ساحرون نے پی گلچین نے باغبان سے کہا کہ اے میرے وارث آپکو لازم ہی کہ خواجہ
صاحب کو ایسا کچھ بتادیجیے جس سے یہ ہر مقام پر زبردست رہین یہ کلمہ عمرو کو ناگوار ہوا
اسلیے کہ وہ سمجھا کہ یہ دونون جانتے ہین کہ عمرو سے کچھ نہین ہوتا ہے پھر آپ ہی اپنے
دلمین کہا کہ غرور کرنا زیبا نہین ہے اسکو بتانے تو دو دیکھو کیا بتاتا ہے یہ سمجھکر خاموش ہو رہا اور باغبان نے

گلچین سے کہا کہ تو احمق ہو گئی ہے بھلا خواجہ کو کیا بتاؤن وہ خود اپنے وقت کے اُستاد ہین

داستان رنگین و بیان دلنشین آنا ستین جادو و پلاس پوش آدم خوار و افعی جادو و مردم خوار جادو و شبو کا اور بیہوش کرنا مہرخ و باغبان قدرت و گلچین جادو کو باعانت صرصر شمشیر زن و صبا رفتار عیار نیون کے پھر عیاری عیاران لشکر اسلام کی اور مارا جانا ان ساحران مذکور کا اور آنا قہار شعلہ بدن کا اور منگوانا لباس طلسمی افراسیاب کا اور چاک ہو جانا چادر جمشیدی کا برق کے پاس سے اور مارا جانا تنویر آہن کلاہ کا جانا افراسیاب کا مزرعہ گندم اور نہر حلیمون پر اور وہان جانا قران کا عصا سے درخت ارا کے لیکر اور ملاقات ہونا حوت تاجدار فرزند ماہی زمرد رنگ سے اور مارا جانا کرسی نشین جادو اور مہتر جادو کا مزرعہ گندم پر اور رہائی پانا کوکب و شہزادان و عمرو کا مزرعہ گندم سے اور فتح کرنا کوکب کا دشت فنا کو اور مارنا غضنفر کا اشکال جادو کو اور ملاقات کرنا ملکہ سلطان عنبر بن موسی اور جانا لقا کا جانب پردہ قاف وہان ایک اژدہے کو اُڑا دینا بارود سے اور ایک دیو لوبی سے ملاقات کرنا پھر اپنے لشکر مین آنا المولفہ

ساقی مرا مے سے مُنہ دُھلا دے
مے دینے مین کر نہ مجھ سے تکرار
دل کہتا ہے لا مجھے بھی دے جام
باقی نہین دل کو اب مری صبر
بغیر از نشہ ہے بیکار ہستی
نہین مے پینے سے ہے دل مرا سیر
بہت بیتاب ہے یہ جان مشتاق
خدارا ساقیا دے اب مے ناب

نیند آئی ہے مے مجھے پلا دے
خاطر مین ہے میرے جوش ساقی
ساقی ترا نیک ہووے انجام
دیگر اشعار آبدار
کرین مجرا مجھے گردن جھکا کر
ہو شیشے مین مری قسمت کا ہے پھیر
وفور شوق سے بیخود ہوا ہون
کہ اپنی جان مضطر ہے بیتاب

بے نشہ کے زندگی ہے دشوار
اس دل کو ہے عزم نوش ساقی
ہے عزم کہ اُڈون صورت ابر
طلب کرتا ہے دل میرا یہ مستی
جھکے تسلیم کو شیشے برابر
بغیر از مے کہ اب ہے زندگی شاق
شراب اِک جام بانی سے جیا ہون
ہو تشنہ سے مے جاہ رنگین بیان

نویسی یکی نغز و نو داستان
شیفتگان گیسوے جانان تقریر دل پذیر خوش بیانی

ودارفتگان شیرین زبان کلام نمکین مطلوب معانی زینت فزایان مجلس سخن و رونق دہندگان
بزم کلام کہن صدر نشینان انجمن کلام ہوا باریابان دربار سخن مدرسۃ القیام شاہد عاشق
مضامین و مشتاقان کلام نمکین و شیرین آرائش دہندگان محفل علم و ہنر و سحر پردازان دفاتر
سنگ سحر شہزادہ سخن کو تعلیم مضمون کے تخت پر اسطرح بٹھاتے ہین اور حکم در باب خوش
کلامی یون فرماتے ہین کہ افراسیاب بے ایمان جب باغ سیب مین آیا تو ہر طرف نگاہ کی اور تخت
پر جا کے بیٹھا ابرق کوہ شگاف و سرمایہ برق انداز اور ساحران نامی گرامی بیٹھے ہین اسی
وقت ملکہ حیرت جادو مع صرصر شمشیرزن اور صبا رفتار کمند انداز کے آئی ان عیار
بچون کے پاس نمونہ ہے اور کچھ اسم بھی پڑھتی ہین کہ جسکی وجہ سے جہان کہین افراسیاب
ہوتا ہے یہ پہنچ جاتی ہین اب جو یہ آئین افراسیاب نے پوچھا کیونکر آئین حیرت نے
کہا کہ میرے ساتھ آئین یہ کہکر حیرت پہلوے افراسیاب مین بیٹھی پاندان سونے کا کھلا
ایک گلوری بنا کر بادشاہ کے منہ مین دی لیکن افراسیاب بسبب ہلاک ہونے ساحران
نامی کے رنجیدہ تھا حیرت بادشاہ کو چھیڑنے لگی اور دلجوئی کرنے لگی اسوقت ایک ابر آسمان
سیاہ رنگ آکر چھایا اور اس ابر سے آوازین عجیب عجیب آنے لگین پھر آواز آئی کہ مارا ان
شخصون کو کہ جو خاص شہنشاہ کی فوج بھی مع پتلے اور کچھ خاک سیاہ رنگ کی تخت پر بادشاہ
کے اور سامنے تخت کے گری تخت کے سامنے چار منقلین ایک تو فولادی دوسری طلائی
تیسری نقرئی چوتھی جواہر نگار رکھی تھین افراسیاب نے وہ خاک مٹھی مین اٹھا کر منقل فولادی
پر ماری ایک آواز بڑے زور سے چرانے کی آئی اور منقل مین سے آواز آئی کہ اے شہنشاہ
عمرو نے ایک ایک کرکے پتلون کو جال سے نکالا اور انکو مار ڈالا غضبان قدرت نے
یہ سنکر افراسیاب نے صرصر شمشیرزن و صبا رفتار سے کہا کہ تمسے کوئی کام ایسا
نہوا کہ جو موجب تمہاری ناموری کا ہوتا صرصر نے عرض کی اے شہنشاہ ہمارے پاس وہ
چیزین نہین ہین جو عمرو کے پاس ہین اگر ہمارے پاس بھی ہون تو آپ دیکھین کہ ہم کیا کام
کرتے ہین سرکار ہی ہمکو کوئی ایسی چیز دیدے تو ہم مہرخ وغیرہ کو باندھکر لے آئین اور
کچھ ساحر ہمکو ملین وہ ساحر کہ جنکے عزیز مارے گئے ہین انھین ہمکو دیجیے کہ

اُنھون سنے ذلت اُٹھائی ہو افراسیاب سنے کہا اچھا اور دربار مین چند ساحر حاضر ہین اُنمین سے
نفیر جادو کہ جسکو چالاک سنے ذلت دی تھی لقا کے سامنے اور دوسرے شبو اور تیسرے
نافرمان یہ نافرمان افراسیاب کی طرف کی ہو اور نفیر جادو سنے سحر ایسا تیار کیا ہو اب کوئی
اسکا جواب دینے والا نہین اور تین سردار ہین نفیر جادو سکے ایک کا نام مستین جادو
اور دوسرے کا نام پلاس پوش جادو اور تیسرے کا نام مردار خوار جادو چنانچہ ان تینون
سردارون سنے اور نفیر اور نافرمان اور شبو سنے صرصر سے کہا کہ ہم سب تمھارے ساتھ چلنے
کو حاضر ہین اور صرصر یہ برق انداز سنے کہا کہ مین بھی چلونگا تمھارے ساتھ اور جہان جو
چیز درکار ہوگی مجھ سے طلب کرنا مین موجود کرونگا صرصر اور صبار فتار ان سب ساحرہ نکو
سے کر روانہ ہوئین مگر یہ سب ساحر الگ الگ ہے چلے اور جس مقام پر کہ پل پر نزاد ان تھا
ہونچکر نفیر جادو سنے ایک کاغذ نکال سکے آسمان کی طرف اُچھال دیا کہ اسمین چمک ہوئی
اور شعلے نکلے وہ کاغذ غائب ہوا تھوڑے عرصہ مین پھر اُڑتا ہوا جو آیا تو اُسمین نفیر جادو
سنے لکھا ہوا پایا کہ گلزار مین خیمہ استادہ ہے اور باغبان قدرت اور بہار اور گلچین اور
نافرمان یہ سب چند نازنین کے بیٹھے ہین صرصر سنے کہا اسے نفیر جادو ملکہ مہرخ کی بھی خبر منگوائیے
کہ وہ کیا کرتی ہین نفیر سنے اُسی کاغذ کو کاٹ سکے آدھے کو ایک طرف اُڑا دیا اور آدھے کو
دوسری طرف اُچھال دیا وہ دونون ٹکڑے کاغذ کے شعلے بنکے غائب ہو گئے بعد کچھ دیر کے
جو آئے تو نفیر سنے لکھا ہوا دیکھا کہ مہرخ سحر چشم و ہلال زرین سحر جادو و ہلال طوق افگن
جادو اور یاقوت زرین پنجہ و خورشید زرین رکاب وغیرہ بہت سے سردار مہرخ کے
ہمراہ ہین اور وہ جانب کوہ گلزار جاتی ہے اور دوسرے کاغذ مین لکھا پایا کہ بارگاہ مہرخ مین
اور لشکر مین اُسکے بہت سے ساحر ہین کہ وہ بھی بیٹھے ہوئے خوشی کر رہے ہین نفیر
سنے یہ پڑھ سکے اُن دونون پرچون کو جھولی مین ڈال لیا اور اپنے سحر کو زور دیا کہ ایک
چادر نفیری بنکے تیار ہوئی اور اُس چادر پہ صرصر و صبار فتار اور نفیر بیٹھ کر چلے ادہر ساحر تو
اور طرف سے آتے ہین لیکن یہ اسطرف سے چلے ایسا کہ جب کوئی دو کوس مہرخ
رہی اور اُدہر باغبان قدرت وغیرہ رہے تو صبار فتار سنے صرصر شمشیر زن سے کہا کہ اے ملکہ

تم تو باغبان قدرت کی طرف جاؤ اور مین مہرخ کی طرف جاتی ہون پس نفیر جادو اور شبوبو
یہ تو صرصر شمشیر زن کے ساتھ ہوئے اور نافرمان و متین اور پلاس پوش اور آدم
خوار یہ سب چلے صبا رفتار کے ساتھ اور تھوڑی دور جاکر صبا رفتار نے اپنی شکل باغبان
قدرت کی بنائی اور متین جادو بزور سحر بہار کی صورت بنا اور سب سردارون کو جو ساتھ تھے
صبا رفتار کے اُدھر کے سردارون کی ایسی شکل بزور سحر تیار کرایا اور کچھ گلدستے بیہوشی کے
بناکر تخت سحر پر اپنے سامنے رکھ لیے اور چلی یہان تک کہ قریب مہرخ پہونچی اُسنے دیکھا کہ
باغبان قدرت آتا ہے بس یہ نہایت خوش ہوئی اور باغبان قدرت نے جلد تخت کو نیچے
اُتارا مہرخ نے بڑھ کے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا باغبان قدرت نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالکے اُس مقام
پر کہ فرش بچھوا کے اُسکو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھا اور خورشید و بلال و یاقوت وغیرہ سب سردار یہ بھی
آکر بیٹھے اور باغبان قدرت نقلی نے کہا کہ اے ملکہ کیا کام کیا ہے خواجہ صاحب نے کہ جا کے
قہر جادو کو مارا یہ ذکر و تذکرہ ہو رہا تھا کہ کچھ ساحرون نے سحر بھی کیا اور کچھ اُن گلدستون کی خوشبو
سے مہرخ کو غش آنے لگا اور اُسنے باغبان قدرت سے کہا کہ مجکو کچھ گرمی معلوم ہوتی ہے باغبان
قدرت نے کہا واقعی گرمی ہے مہرخ گھبرا کر اُٹھی اور اُٹھتے ہی گری اور سردار بھی گرے اب متین
جادو اور پلاس پوش جادو اور آدم خوار وغیرہ نے وہ جو چھتیس ہزار کا لشکر مہرخ
کے ہمراہ تھا اُنپر سحر کرنا شروع کیا کہ ایک ابر آسمان پر پیدا ہوا اور پانی برسنے لگا جس ساحر پر
ایک بوند پڑی وہ بیہوش ہوا یہان تک کہ سب بیہوش ہو گئے اور وہ سحر بھی بجھے اُنھین کیا
معلوم کہ باغبان قدرت ایسا کچھ کریگا جب یہ سب بیہوش ہوئے تو مہرخ کی زبان مین سوزن
دیا اور تخت پر ڈال لیا اور سحر سے ایک احاطہ گرد اُس لشکر کے کھینچ دیا پھر مہرخ کو تو جانب
بادشاہ ایک ساحر کے ساتھ روانہ کیا اور یہ پھر یہان سے چلے تو راستہ مین صرصر شمشیر زن
اور نفیر جادو اور شبوبو یہ انکو ملین پس صرصر نے اپنی شکل مہرخ کی ایسی بنائی اور صبا رفتار
نے خورشید زرین سحر کی ایسی بنائی اور نفیر جادو نے یاقوت زرین سحر کی ایسی بنائی
غرض یہ سب کے سب صورتین تبدیل کرکے باغبان قدرت کی طرف چلے جب قریب
پہونچے تو باغبان قدرت کو خبر ہوئی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم آتی ہین بہار نے کہا کہ

اے باغبان قدرت آپ جانتے ہیں کہ خواجہ صاحب نے ملکہ مہرخ کو بادشاہ لشکر کیا ہے اور میں بہن ہون حیرت جادو کی لیکن مرتبہ ملکہ مہرخ ہی کا بلند ہے آپ کو استقبال انکا کرنا چاہیے باغبان قدرت نے کہا مجھے خود منظور ہے کہ قدمبوسی ملکہ کی کرون یہ کہکر باغبان اٹھا مہرخ تو قریب آہی چکی تھی یہ جاکر بغلگیر ہوا اور اُسنے پاے ملکہ کو بوسہ بھی دیا اب یہ سب آکر خیمہ مین بیٹھے اور شراب وکباب کا جلسہ ہوا اس عرصہ مین شباب روز سبدل بہ پیری ہوا اور قیر جادوے شب دانہ رائی سر سون شرکو الکے لیکر عالم مین آئی ابیات

| | |
|---|---|
| کھلا مانند گیسوے شام کا رنگ | نظر آنے لگے کچھ اور ہی ڈھنگ |
| نہ ٹھہرا اسطرح بیتابیٔ دل | چلا دن مثل عمر ہم تعجیل |

رات کو شمع اسے موہی وکافوری کی گلکاری کی کہ صرصر نے انکو بجھایا تھا اور انہیں بیہوشی کو ملایا تھا روشن کی گئیں کہ انہیں سے خفیف سا دھوان نکلا اور بو پیدا ہوئی اور دماغ مین وہ بو ہر ایک کے گئی باغبان قدرت نے دیکھا کہ میرا بدن بوجھل ہوا جاتا ہے اور گلچین جادو جو ٹھہر لی تو اٹھ کر چلی اُٹھتے ہی گر پڑی اور بہار نے کچھ پھول بجھ کے توڑ کر گریبان مین اپنے ڈالے اور باغبان نے تین دفعہ چٹکی بجائی لیکن سب محفل بیہوش ہو گئی اُسوقت شمین اور شیبو اور نافرمان نے اپنے اپنے سحر کو زور دیا اور ایسے سحر پڑھے کہ دس زنگی آدمخوار پیدا ہوئے اور اُن زنگیون سے کہا کہ جاؤ باغبان قدرت کو اٹھالاؤ وہ زنگی اٹھانے کو جو آئے تو ایک پھول گلاب کا اوپر سے گرا اور پنکھڑیاں اُسکی الگ ہو گئیں اور تیر شہاب نکلکر ان دسون زنگیون پر پڑے تو وہ جلکر خاکستر ہوگئے اور کچھ زنگی شمین نے بناکر گلچین کی طرف بھیجے جب وہ زنگی اُسکی طرف پہونچے تو ایک بجلی چمکی کہ انکو بھی جلا کر خاک کیا پھر آدمخوار نے کچھ زنگی بنائے اور انکو بہار کے اٹھانے کے لیے بھیجا مگر ملکہ بہار بھی اسقدر بھاری تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہلی کیونکہ اُسنے کچھ اپنے زیر زمین ڈال لیا تھا جو زمین سے شعلے پیدا ہوئے اور اُن زنگیون کو اُن شعلون نے جلا دیا اُسوقت صبا رفتار نے کہا کہ ایک کام کرو کہ ہلال اور خورشید ویاقوت پران سبکو ڈالو بس باغبان قدرت پر یاقوت زرین سحر کو ڈالا ہے قدرت خداوند عالم ایک پھول آکر باغبان کے پاس صرصر نے گرا کہ مثل کٹورے کے تمام صرصر کو جست کرکے

ہوئی اور اُس پھول سے شہزادے پیدا ہوئے گراو جو ساحر تھے اُنکو جلایا اُس وقت سرمایہ
برف انداز آکر پہونچا لیکن حال سُنئیے کہ عمرو اُس مقام پر نہین ہے خواجہ یہان سے
واسطے لینے مہرخ کے گئے تھے اور مہرخ وہان سے چل چکی تھی جب عمرو لشکر مین جاکر
پہونچا تو اُسنے خبر سنی کہ ملکہ مہرخ تو باغبان کی طرف گئی ہین یہ لشکر مین کچھ دیر ٹھہر کر پھر
وہان سے چلا یہ تو راستہ مین آتا ہے مگر یہان سرمایہ برف انداز جو آیا تو شیر پر سوار ہے اور
بتیس انیسین جلیسین خوک صحرائی پر سوار ہین اس سے صرصر نے کہا کہ اے وزیر اعظم شہنشاہ
ہمنے اتنا تو کام کیا کہ سب کو بیہوش کر دیا ہے لیکن اب ہمسے یہ اُٹھ نہین سکتی ہین سرمایہ نے
اُسوقت ایک صندوقچہ منگاکر کھولا کہ اُسمین سے بجلی چمکی اور ستارہ نکلکر جانب آسمان گئے
اور فلک کی طرف سے کچھ موتی اور پھول گرے اب سرمایہ نے اور سحر کرنا شروع کیا یہ تو سحر
کر رہا ہے اور وہان عمرو بن اُمیہ ضمری جو چلے آتے ہین جب کوئی تیس فرسخ راہ طے کی ایکی
تو دل نے گواہی آگے جانے کی نہ دی آخر ناک پر اُنگلی رکھکر متحیر ہوئے اُنھون نے کہ لشکر مہرخ
کی طرف مُنہ اُنکا اُٹھ گیا اُسی طرف چلے جب ایک پہاڑ کے قریب آکے پہونچے تو اُس پہاڑ کے
درے مین قران ملا اور اُسنے کہا کہ اُستاد بڑا غضب ہوا کہ صرصر و صبار فتار نے آکر سبکو
قید کیا ہے عمرو نے سب کیفیت سُنکر دل سے کہا کہ خوب ہوا جو مین اُسطرف نہین گیا مگر پھرا
عمرو جانا ہی پڑیگا ہان اتنا ہی کہ پہلے بیخبر تھے اب ہوشیار ہین پس قران تو اُنسے حال
کہکے چلا گیا اور یہ آگے جو چلے تو برق فرنگی ملا اُس سے سب حال کہکے اُسکو اپنے ساتھ
لیا اس ہنگامہ مین چشم شاہد شب مین سفیدی آئی اور دیدۂ خورشید منور روشن ہوئے نظم

ازپئے شب ہوئی جب صبح آشکار — کھلا عالم پہ ہر سو پردہ راز — اگر کانہین ہو مین روشن زمین پر
ہوئی ٹھہرا کہین کوئی کہین پر

اُسوقت عمرو نے دیکھا کہ لشکر کی طرف سے گرد اُٹھی اور اُس گرد کر
بلور چار روستت نمودار ہوا اور آکر اُسنے خواجہ کی قدمبوسی کی اور کہا کہ مجھے یہ فرمان کوکب
روشن ضمیر آیا ہے کہ ہمنے تجکو خواجہ عمرو کی اطاعت مین دیا اگر وہ کہین کہ نفرت کو سلام
کرو تسے بھی تو سلام کرنا اور دیکھیے یہ فرمان میرے پاس موجود ہے عمرو نے جو اُسے
پڑھا تو اُسمین یہی لکھا تھا کہ اے عمرو وہان سرمایہ برف انداز آیا ہوا ہے اور اسطرح سب

ساحر بیہوش ہین تو آپ اُسکی فکر کرکے باغبان قدرت کو لیکر ہمارے پاس آیئے یہ اسکو پڑھکے
عمرو نے برق سے کہا کہ بیٹا ایک چٹان پتھر کی کوئی بیس گز سے تیئس گز تک لنبی اور چوڑی
ہو تلاش کرو یہ کہکر اپنی شکل افراسیاب کی ایسی بنائی تاج جواہر نگار سر پر رکھا اور ایک ابر
روئی کا بنا کر یعنے اُس روئی کے پہل کو سُرخ رنگا ہی اور اُسکے بیچ مین کمند اُصفا با صفت
کو باندھا ہی اور بلور چاردست کو صورت کسی ساحر زبردست کی بناکے اور برق کو حیرت
کی شکل بناکے اُس چٹان پتھر کی آپ بیٹھے اور حیرت کو پہلو مین بٹھایا اور بلو سحر پر
رومال کھڑے ہوکر جھلنے لگا اور بلور سے اُنھون نے کہا کہ چٹان کو سحر سے اُڑا اور اُس ابر کو
بھی سر پر چھیرے سایہ فگن کر بلور نے چٹان پتھر کی اُڑائی اور اُس ابر کو بھی سحر سے اُڑایا اور
اُس چٹان پر چیز کے گلدستے سامنے افراسیاب کے رکھے ہین اور وہ چٹان اُڑتی ہوئی
چلی اتفاق سے وہ ساحر کہ جو مہرخ کو لیکر جانب بادشاہ روانہ ہوے ہین وہ اُنکو ملے اور
اُنھون نے اُنکو بادشاہ افراسیاب سمجھکر سلام کیا عمرو نے مہرخ کو جو تخت پر بیہوش پڑے
دیکھا خیال مین آیا کہ ساحرون کو قتل کرنا چاہیے یہ سوچکے عمرو بادشاہ تو بنا ہوا تھا ہی اُن
ساحرون سے پوچھا کہ تم مہرخ کو کہان لیے جاتے ہو اُنھون نے کہا حضور ہی کے پاس
لاتے تھے افراسیاب نے بلور سے اشارہ کرکے چٹان کو زمین پر اُتروایا وہ تخت بھی
ساحرون نے اُتارا اُسوقت افراسیاب نے ہنسکے کہا کہ تمنے بڑا کام کیا ہی مین تمکو بہت کچھ
دونگا مگر اسوقت میرے ہاتھ سے دو دو جام شراب پی لو یہ کہکے دو جام شراب زنبیل سے نکالکر اُنکو
دیے کہ اُنھون نے پیے پیتے ہی کچھ دیر مین بیہوش ہو گئے عمرو نے اُنکے سر کاٹ ڈالے
مہرخ ہوشیار ہوئی زبان سے اُسکی سوزن نکالا اور اُس سے کہا کہ تم یاقوت جادو جو
وزیرزادی حیرت کی ہی سحر کے زور سے اُسکی صورت بنو مہرخ یاقوت کی شکل بنکر تیار
ہوئی اور افراسیاب نقلی یعنی عمرو کے ساتھ اُس چٹان پر تخت سے ہوکر روانہ ہوئی اور
اب وہ وہان سے چلکر سرمایہ برف انداز جو یہان سحر کر رہا تھا پہنچے سرمایہ نے چاہا ہے
کہ اپنی زبان کاٹے اُسوقت افراسیاب نقلی آکر پہونچا اور اُسنے کہا کہ اب تک ان لوگونکو
لیکر کیون نہ حاضر ہوئی صرصر نے کہا ای شہنشاہ یہ بہلو گونسے اُٹھتے نہین افراسیاب نقلی نے کہا دیکھو اُٹھین

سب کو اٹھائے دیتا ہوں یہ کہکر بلور سے کہا کہ اُسنے صرصر و صبار فتار کو پکڑ لیا اور مہرخ
اور بلور نے ملکہ جو سحر کیا تو سرمایہ برف انداز کو بھی گرفتار کر لیا اب شیو و نافرمان و نقیر جو
باقی تھیں اور اپنے دل میں حیران تھیں کہ یہ افراسیاب کو کیا ہوا ہے کہ جو انکو گرفتار کراتا ہے چنانچہ
تھیں وہ بلا اس پوش و مردم خوارہ سب حیران کار تھے افراسیاب نقلی نے حکم دیا
کہ انکو بھی باندھو کوئی فرط خوف غضب شاہی سے دم نہیں مارتا انکو بھی بلور و مہرخ وغیرہ نے
باندھکر زبانوں میں سلگی سوزن دیا اُسوقت عمرو نے نعرہ کیا کہ ہم عمرو بن امیہ ضمری اب
تو سب گھبرائے لیکن کیا کر سکتے تھے کہ بندھے ہوئے تھے اور سوزن در زبان تھی اب سب
سرداروں کو جتنے باغبان و گلچین کو آب سحر چھڑک کر ہوشیار کیا اور اُن سرداروں کو
کہ جنکو قید کیا ہے بیہوش کر دیا اسلیے کہ کوئی فتور نکریں غرض جب سب نا ہو چکے تو کہا کہ یہاں
رہنا مناسب نہیں ہے بس اسی وقت خیمہ اکھاڑ کے عمرو نے زنبیل میں ڈالا اور مہرخ
اور صرصر و صبار فتار وغیرہ ساحروں کو بھی زنبیل میں ڈال لیا اور اپنے لشکر کی طرف چلے
جب کوئی دو فرسخ لشکر باقی رہگیا تو وہاں جا کر برق نے خبر کی کہ اُستاد اور سب سردار تشریف
بس لشکر کے سوار و پیدل سب سردار جلیل القدر برائے استقبال چلے لشکر سے جہاں تک کہ
باغبان قدرت وغیرہ چلے آتے تھے آدمی ہی آدمی نظر آتا تھا اُسوقت عمرو نے کہا
کہ جو بیس ہزار کا لشکر مہرخ کا بیہوش پڑا ہے اور احاطہ سحر کا گرد اُس لشکر کے کھنچا ہے کوئی ایسا
ہے کہ جو اس لشکر کو ہوشیار کرے اور اُس احاطہ سحر کو مٹائے یہ سنکر باغبان قدرت نے
و بلور چہار دست اور ملکہ بہار نے کہا کہ ہم ایسا کر سکتے ہیں چنانچہ اُس مقام پر آکر بہار نے
ایک گجرا پھولوں کا اُس احاطہ پر مارا کہ وہ دھواں ہو کر اڑ گیا اور بلور چہار دست نے ابر سحر
برسایا کہ جیسے پانی کی بوندیں پڑیں وہ ہوشیار ہو گیا جب سب ہوشیار ہو چکے تو یہ بھی سب
لشکر کی طرف چلے اب عجب طرح کی خوشی ہے طبل شادمانی بجتے ہیں اور یہ بازار کن لشکر
افراسیاب کا باغبان قدرت نے اسلیے اشرفیاں اور روپے بہت کچھ لٹائے کہ درویش
غنی ہو گئے القصہ طبل و نقارہ بجاتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے آکر بارگاہ میں پہنچے
لشکر جو بیس ہزار کا تھا اُسنے تو باہر ہی کمر کھولی اور بستر لگائے اور سردار سب بارگاہ میں آکر

باغبان قدرت نے کہا کہ مجھے ایسی جگہ بٹھایے کہ جہان آنکی مرضی کے موافق ہو عمرو نے
کہا کہ مین تجکو تخت پر بٹھاتا لیکن اب جب چھوٹیگا طلسم کشا یعنے شہزادہ اسد نوجوان
اُس سے ملاقات ہوگی تو اُسوقت سمجھا جائیگا مگر طریق ہے صاحبقران کی بارگاہ کا کہ چار طرف
کرسیان و دنگل بچھتے ہین اور بیچ مین بادشاہ کا تخت اسلیے کہ سب پر نگاہ بادشاہ کی پڑے
بس تمکو بھی تخت مہرخ کے قریب دنگل بیٹھنے کو مین دیتا ہون باغبان نے کہا کہ مجھے سب
طرح منظور ہے جیسی آپ کی خوشی پس عمرو نے باغبان قدرت کو دنگل پر قریب تخت مہرخ
بٹھایا اور گلچین اُس کے پاس بیٹھی اور مہرخ تخت پر متمکن ہوئی پھر تو سب سردار اپنی اپنی جگہ
پر بہار و نافرمان و مشکین مو وغیرہ بیٹھے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز پیالہ ہاے
جواہر نگار و صراحیان مرصع کار لیکر حاضر ہوے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشاہوش
و نوشا نوش بلند ہوئی جب دماغ ہر ایک کا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اُسوقت عمرو نے باغبان
سے کہا کہ کیا کہتے ہو صرصر و صبا رفتار و سرمایہ وغیرہ کے مقدمہ مین باغبان قدرت نے
کہا بہتر ہے کہ انکو زنبیل سے نکال کر باندھیے اور سوال اسلام کیجیے اگر نہ مانین تو قتل کر ڈالیے
عمرو نے ان سب کو زنبیل سے نکالا اور ستون بارگاہ سے باندھا فتیلہ رفع بیہوشی سب کو دیا
کہ آنکھ ہر ایک کی کھلی عمرو نے ہر ایک سے سوال اسلام کیا اور کہا کہ اے گمراہو پروردگار عالم
کو وحدہٗ لاشریک جانو کہ جس نے شجر و حجر و ماہ و سیارہ بحر و بر نباتات و جمادات انسان و جن
وغیرہ ہر ایک کو پیدا کیا ہے ابیات ۔ گوہر مین ہے وہ نہ ہے سنگ مین　　ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین
وہی نور ہے سب طرف جلوہ گر　　اُسی کے یہ نوری ہین شمس و قمر　　وہی مالک الملک دنیا و دین
ہے قبضہ مین اُسکے زمان و زمین　　وہ معبود یکتا خداے جہان　　کہ جسنے کیا کُن مین کون و مکان
نصیحت سُنکر کسی نے جواب نہ دیا بلکہ سب نے گردن جھکالی مگر سرمایہ نے اشارہ کیا کہ میری زبان سے
سوزن نکال لو عمرو سمجھا کہ شاید یہ راہ راست پر آیا اُس نے دوڑ کر سوزن زبان سے کھینچ لیا
بس اُس نے سحر پڑھا کہ جس کمند سے یہ بندھا تھا وہ جل گئی اور اُس نے انگڑائی لی تیور پر بل
ڈالا عمرو کو گھور کے دیکھا ادھر سحر پڑھکر جو پھونکا تو صرصر و صبا رفتار کی بھی کمندین جل گئین
اُن کی زبان مین تو سوزن تھا نہین کس واسطے کہ وہ ساحرہ نہین ہین بس یہ چھوٹتے ہی

بست کرکے سر بچہ بارگاہ فراگئین اور سرمایہ بھی اُڑکر چلا اور اسطرح جاتا تھا کہ جیسے بجلی چمکتی ہے
اُسوقت گلچین نے کہا کہ کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ کہکر اُڑی اور ایک پھول گلاب کا تھا
وہ اُسنے سرمایہ پر کھینچ مارا کہ چمک ہوئی اور ایک زنجیر طلائی از خود آکر سرمایہ کے لپٹ گئی سرمایہ
نے اپنی جھولی سے ایک نارنج جو مارا تو وہ زنجیر کٹ گرا اور دو ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گری
اُسوقت گلچین نے دو چھریان چھوٹی چھوٹی سرمایہ پر مارین اُس وقت پھر چمک ہوئی اور
وہ دونون چھریان سر پر سرمایہ کے پڑین اور ایک حباب نکر تیار ہوا اور اُس مین سرمایہ
بند ہوگیا بس سرمایہ نے کچھ سرسون کے دانے نکال کر مارے کہ وہ حباب دھوان ہوکر برطرف
ہوگیا اور اُسنے پکار کر کہا کہ اے بیرو تم چالیس ہزار فوج شاہی سے آئے ہو تو کیا کرتے ہو مارے
گلچین پر تیر بار و بیرون نے تیر مارنا شروع کیے اور بیرون کا غلغلہ بلند ہوا اُسوقت گلچین
جادو نے ایک سنگریزہ نکال کر مارا کہ اُس سنگریزے کے ہزارون ٹکڑے ہوے اور
وہ ٹکڑے تیر شہاب بنکر اُن بیرون کے لگے کہ وہ سب جل کر خاک ہوگئے اور بو چراندھی
آنے لگی اُسوقت ابریق کوہ شگاف وزیر دوم افراسیاب یہان آگیا اور اُس نے
ایک ترنج گلچین پر آکر مارا کہ اُس ترنج سے ہزارہا شرارے پیدا ہوے کہ اُنھون نے گلچین کے
جسم کو جلایا لیکن لڑائی کو طول جو ہوا تو باغبان قدرت اور بہار اور بلور بھی بارگاہ سے
اُٹھکر اُڑے تو دیکھا کنارے لشکر کے لڑائی گلچین سے ہورہی ہے بس یہ بھی آکر اُڑنے لگے
لیکن گلچین زخمی ہوچکی تھی اور ابریق اور سرمایہ کی مدد کو اور فوج بھی آگئی ادھر سے
بھی اور سردار جاکر پہنچے لشکرین کمر بندی ہونے لگی اُسوقت بہار اور باغبان نے
دیکھا کہ اب لڑنا بیکار ہے چنانچہ طبل آسایش بجوایا اور اپنے لشکرین پھر آئے گلچین کے
مرہم صحت لگایا کہ زخم اُس کے اچھے ہوے باقی سب باعیش وعشرت تمام
تمام ہیٹھے بعد کچھ دنون کے عمرو واسطے بالادوی کے صحرا مین آیا تو اُسنے دیکھا کہ طلسم نور افشان کی طرف
سے ایک تیز شہسوار طلائی آتا ہے اور ایک رقعہ اُسکے ہاتھ مین ہے وہ رقعہ اُس نے عمرو کو دیا عمرو
نے جو پڑھا لکھا تھا کہ اے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بعد سلام نیاز کے معلوم ہو کہ ابھی وقت
اپنے ساتھ باغبان قدرت کو لے کر ہمارے پاس تشریف لائیے ضرور وہان پہنچے

کا ارادہ نہ کیجیے گا رقیمہ شوق کوکب روشنضمیر عمرو وہان سے اُس پتلے کو لے کر بارگاہ مین آیا اور باغبان قدرت سے کہا کہ بھائی دیکھو یہ رقعہ کوکب روشنضمیر نے لکھا ہے اس امر مین تمہاری کیا صلاح ہے باغبان قدرت نے کہا کہ جو آپ کی صلاح ہے وہی میری صلاح ہے بمصداق مصرع ع صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شماست ۔ عمرو نے کہا میری رای تو یہ ہے کہ چلنا چاہیے باغبان قدرت نے کہا اچھا اُسوقت اُس پتلے سے کہا کہ ایک چٹان پتھر کی تو ہمین لا دے اُس نے لا دی عمرو اُس پتھر کی چٹان پر بیٹھا اور باغبان گلچین اپنے تخت سحر پر بیٹھے اور چلے کچھ دور چلے تھے کہ قلعہ طلسمی کی طرف سے ایک ابر پیدا ہوا اور چالیس ہزار ساحرون کو دیکھا کہ تیر کمانون مین جوڑے چلے آتے ہین اور مار و مار بدو کی صدا بلند ہے چنانچہ اُنھون نے آکے ایک باڑہ تیرون کی ماری اُس پتلے نے ایک تختی یاقوت رنگ اُسکو دیکھا اُس تختی سے ہزار ہا تیر شہاب نکلکر اُن ساحرون پر پڑا کچھ ساحر جلکر خاک پر گرے لیکن جو ساحر کہ باقی رہگئے تھے اُنھون نے پھر تیرونکی باڑہ ماری اُس پتلے نے وہی تختی پھر دکھائی کہ وہ تیر از خود کٹ کر زمین پر گرے جب دیکھا اُن ساحرون نے کہ تیر کام نہین کرتے تو تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے جب قریب پونہچے تو اُسوقت اُس پتلے نے وہی تختی پھر دکھائی کہ اُسمین سے پھر تیر شہاب پیدا ہوے اور اُن ساحرون کو اُن تیرون نے جلا دیا عمرو اور باغبان و گلچین پھر وہان سے چلے وہ پتلہ شیر سوار ساتھ ہے یہان تک کہ دریاے ہفت رنگ پر آکر پونہچے اُس دریا مین سات رنگ کا پانی بہتا ہے اور ہزارہا مگر وسوسمار اور رنگ برنگ کی مچھلیان نکلکر اچھلنے لگین اسلیے کہ ساڑھے تین رنگ دریا کے تو افراسیاب کے قبضہ مین ہین اور ساڑھے تین رنگ کوکب کے قبضہ مین ہین پس اُن مچھلیون اور سوسمار اور مگر نے چاہا کہ انکو ہم زمین پر کھینچ لین اور پٹ جائین اُس وقت اُس پتلے نے وہی تختی یاقوت رنگ جو دکھائی تو شعلے اُسمین سے نکلے کہ وہ سب جانور جل کر خاک ہوے اور یہ صحیح و سلامت اُس طرف روانہ ہوے یہ تو اُسطرف چلے لیکن حال سنیے افراسیاب کا کہ یہ تخت شاہی پر بیٹھا ہے کہ ابریق کوہ شگاف اور سرمایہ برف انداز اور صرصر و صبا رفتار آکر پونہچے تو یہ عرق عرق پسینے مین غرق تھے افراسیاب نے

کہاکہ اے سرمایہ تمہارے کیے کچھ بھی نہوا اُسنے عرض کیا غلام چالیس ہزار فوج لے کر اب
جائیگا تو حضور کے قدم پر سر اپنا نثار کریگا یہ ذکر تھا کہ چالیس ہزار ساحر اور آکر یہان موجود ہوے
لیکن افراسیاب کو رنج نہایت تھا اُس نے چاہا کہ مین خود جاکر کام عمرخ کا تمام کرون
لیکن جیسے ہی اُٹھنے لگا تاج سر سے گرنے لگا اُسنے روکا اور ہاتھون کو اپنے جو دیکھا تو معلوم
ہوا کہ اسوقت ساعت بُری ہے بس یہ رنجیدہ ہو کر چپ بیٹھا رہا لیکن کچھ سوچتا تھا
جب وہ چالیس ہزار ساحر اُسکے سامنے سے چلے گئے تو اُسنے ایک دستک دی اور کہا
کہ حاضر ہو بس یہ کہنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور پانچ آدمی اُس مین سے نکلے ایک کی تو
آنکھین چھوٹی تھین اور اسقدر سرخ تھین کہ جیسے خون کبوتر اور دوسرا جو ہے وہ ازرق چشم
ہے کہ بالکل مثل کہربا کے اُسکی آنکھین ہین اور ایک کے ہاتھ نہین ہین کُہنی سے اور
چوتھے کے پانون نہین ہین گھُٹنے سے اور پانچوین کی آنکھین نہین ہین لیکن دو سوراخ ہین
سوئی کے ناکے کے برابر اُنکے اندر ایک شمع جلتی ہے ایک کا نام ہے قہرنگاہ
اور دوسرے کا نام ازرق چشم اور تیسرے کا نام ہے فتنہ انگیز اور چوتھے کا نام ہے
باد انگیز اور پانچوین کا نام ہے شور انگیز چنانچہ ازرق چشم اور قہرنگاہ نے ہاتھ باندھکر عرض
کیا کہ ای شہنشاہ ہمکو کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب نے کہاکہ عمرو اور باغبان قدرت اور
گلچین نہین ہین تم جاکے لشکر اسلام کو تباہ کرو ان دونون نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ہمکو
جو معاہدہ آپ کا ہے اُسمین دو دن ہوم کرنے کی اجازت ملے افراسیاب نے کہا جاؤ
کتنے منع کیا ہے یہ دونون اُس معابد مین آئے اور ہوم کرنا شروع کیا ڈہرو بجاتے تھے
اور بوتلین شراب کی اگیاری پر لنڈھاتے تھے دو دن یہ وہان رہے اور بعد دو دن کے
نکلے تو خدمت افراسیاب مین آئے افراسیاب نے اُنھین خلعت دیا اور رخصت
کیا یہ چلے بعد انکے جانے کے اُن تینون ساحرون سے افراسیاب نے کہاکہ تم بھی جاؤ
اُنکی حفاظت کو وہ تینون بھی زمین میں گر کر غائب ہوگئے اور یہ دونون جب چلے تو جس مقام
پر دریاے خونروان تھا وہان آئے سامنے شہر نابرسان تھا اِن کے جی مین آیا کہ چلکر
شہر نابرسان مین حیرت سے ملاقات کرین کہ وہ آج کل وہین ہے بس یہ آئے

شہر ناپرسان میں ملکہ حیرت کو خبر ہوئی کہ قہرنگاہ اور ازرق چشم آئے ہیں اُسنے اُنکو بلا کر خلعت دیا
اور حکم دیا کہ تیاری رہے میں خود جاؤنگی لڑنے کو اور آپنے کچھ فوج کو تیار کیا اور سوار ہو کر
ان دونون کو لیکر چلی اور اُن دونون نے دو ابر بنائے ایک سفید اور ایک سیاہ رنگ
اور اُن ابرون کو اُڑاتے ہوئے یہ بھی چلے کہ وہ ابر اُنکے سر پر سایہ فگن تھے کنارے
پر شہر کے پہنچکر سواری ملکہ حیرت جادو کی ٹھہری اور ایک ٹیکرے پر خیمہ استادہ کرا کے دُوربین
سحر لگا کے دیکھنے لگی اور یہ دو ساحر اُس شہر سے باہر نکلکر لشکر مہرخ کے پاس آئے اُسوقت دربار
میں مہرخ تخت شاہی پر بیٹھی تھی اور بہار و نافرمان و شکیل ہوش وغیرہ سب سردار
اپنے اپنے مقام پر متمکن ہیں کہ جوڑی ہرکارون کی گرد میں آلودہ پسینہ میں غرق سامنے
آکر حاضر ہوئی اور دعا و ثنا پادشاہی بجالائی **نظم**

نکہت گل سے پریشان ہے دماغ بلبلان
مشرب عشاق پر بیٹھا نہیں ہے گرد تیر
چاہیے ہو تربت اس کے جفائی آسمان

طوطی تصویر آپکے سامنے کرتی ہے نطق
نازنے تیری کیا پامال زہد زاہدان

از شمیم زلف کا تیری چمن میں ہے بیان
تو جو دیدار کا تیرے ہوا آئینہ جان
عشوہ کرتا ہے ترا جو کچھ جا نکے سیر

شہنشاہ کی عمر دراز و دشمن کمبخت کا مزاج ناساز ہو قہرنگاہ و ازرق چشم
آئے ہیں فوج کثیر ساتھ لائے ہیں یہ خبر سُنکر مہرخ نے نفیر سحر کو دم دیا بہار و نافرمان و شکیل
ہوش وغیرہ تمام سردار جھولیان سحر کی گلے میں ڈالکر باز بد فرفرے فیل آتشین ہنس آتشین
عقاب تیز پرواز طاؤس زرین بال اژدر خونخوار شیر ژیان بیرومان تخت ہائے سحر پر سوار
ہو کر جانب میدان مصاف روانہ ہوئے شعلے سحر کے اُڑتے تھے برقین سُرخ سُرخ جلوہ دکھاتی تھین
تاریخ ترنج اُچھلتے تھے اسی طرح میدان میں پہنچکر صف آرائی ہوئی اُسطرف سے قہرنگاہ و ازرق چشم
فوج سحر اپنے ساتھ لے کر میدان میں برسر پرخاش آکر صفین کھنچ گئین نقیب و چاؤش للکاری ساحرون
کو سحر کے لڑنے کی ترغیب دی بعد ازان قہرنگاہ نے اپنے ابر کو اشارہ کیا کہ وہ گرگرا کر جھک کر
برسنے لگا سب اوپر نگاہ اُٹھا کر دیکھنے لگے جسکی آنکھ میں بوند پڑی وہ اندھا ہو گیا اُس وقت
بہار نے ایک گلدستہ اُٹھا کے مارا کہ ابر طلائی آکے موجود ہوا اور برسنے لگا مگر اُس ابر نے قہرنگاہ
کے ابر طلائی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اُسوقت بہار نے ایک سنگریزہ مارا ایک ابر سیاہ رنگ
فولادی آیا لیکن اُس ابر کو بھی قہرنگاہ کے ابر نے توڑ دیا پھر مہرخ نے ایک

گلدستہ اُچھال کے مارا آپ تو غائب ہو گئی اور ایک پُتلا اُسکی شکل کا بنکے تیار ہوا اور تخت پر بیٹھا
باقی سب نابینا ہو گئے اور لگے ٹٹولنے بس یہ ارزق چشم فرط خوشی سے اُچھلنے لگا اور کہا کہ وہ
مارا اور قہر نگاہ نے اپنے ابر کی طرف اشارہ کیا کہ وہ گرگرایا اور چمک ہوئی اور ایک حباب بنکر
تیار ہوا اور وہ حباب بڑھکر ہر طرف چھا گیا اور سب سرداروں کے گلے میں ایک ایک سی
پڑ گئی اب یہ ارزق چشم چلا اُنکو لیکر خوشی خوشی اور وہاں سے حیرت بھی خیمہ اُکھڑوا کے اپنے
لشکر میں آئی لیکن برق فرنگی نکلگیا تھا وہ ایک ساحر کی شکل بنکے خیمہ حیرت میں آیا اور اُسکو
آداب بجالایا حیرت نے جانا کوئی ساحر ہوگا بس اُسنے کہا کہ تم اپنی حفاظت رکھو لیکن برق
سمجھا کہ یوں عیاری نہ بنے گی بس یہ خیمہ سے نکلگیا اور اُسنے اپنی صورت شکل صرصر کے
بنائی اور ایک فرمان جعلی بنا کر اور اُسکی پیشانی پر مہر افراسیاب کی کرکے خیمہ میں حیرت
جادو کے پہنچا وہاں ایک ساحر ہے کہ نام اُس کا دربان جادو ہے اُسنے کہا کہ ای بھائی
قہر نگاہ اب تم ہوشیار رہو کہ کوئی خیمہ کے اندر نہ آنے پاوے اُسنے کہا بہت خوب صرصر
نے وہ فرمان بادشاہ کا جو جعلی بنایا ہے اُسکو دیا اُسنے جو اُسکو پڑھا تو اُسمیں لکھا تھا کہ ای قہر نگاہ
وای ارزق چشم اسوقت ہم کتاب سامری دیکھ رہے تھے تو معلوم ہوا کہ دو عیار نکل گئے ہیں
قران اور برق وہ آکر ضرور ان قیدیوں کو چھڑا لینگے بس ہمنے صرصر کو تمہاری حفاظت کی
لیے بھیجا ہے خبردار اُسکے کہنے پر عمل کرنا اور یہ تمہاری بہت خبرداری کرے گی یہ پڑھکر
اُسنے کہا کہ لے صرصر آؤ اندر خیمہ کے بیٹھو اور یہ قہر نگاہ ہمیشہ سے اسے پیار کرتا ہے اور اکثر
اس سے باتیں محبت آمیز کیا کرتا ہے مگر صرصر چپ ہو رہتی ہے اسلیے کہ یہ سردار شاہی ہے کیا
ضرور ہے کہ اُسکو ناراض کروں غرض اب اندر خیمہ کے اُسکو لیکر بیٹھا اور شراب کے شیشے کشتیاں
وغیرہ آکر موجود ہوئیں اور ناچ ہونے لگا برق نے اُلٹ پھیر کرکے شراب میں دارو بے
ہوشی کو ملایا اور قہر نگاہ کو جام بھر کر دیا لیکن وہاں سنیے کہ افراسیاب نے کتاب
سامری میں یہ حال دیکھا اور صرصر کو بھیج کر بلایا اُسنے کہا کہ جلد تو جا برق تیری شکل بنا ہوا قہر نگاہ
کو بیہوش کیا چاہتا ہے یہ سنکر صرصر وہاں سے چلی جب یہاں آکر پہونچی تو دربان جادو
دروازہ پر تھا اُس نے دیکھا کہ ایک صرصر تو اندر ہے دوسری کیسی آئی معلوم ہوتا

ہے کہ یہ کوئی عیار ہے یہ سمجھ کر اس نے کہا کہ اسکو مین گرفتار کرون صرصر نے اسکی نگاہ کو بھانپا
اور چادر طرف چلی اور جا کر پشت خیمہ پر اُسنے نقب لگائی لیکن قمر نگاہ کو بیہوشی نے تاثیر کی ہے
اور ارزق چشم بھی جھوم رہا ہے اور جام اُنکے ہاتھ مین ہے ایک پیا ہے اور ایک نہین پیا ہے
کہ صرصر نے نقب سے منہ نکالا لیکن جہان اُس نے نقب لگائی ہے وہان قرآن آکر پہنچے یہ بھی
اُس نقب مین کود کر چلے صرصر اس عرصہ مین باہر نکل آئی تھی کہ قرآن بھی آکر سر نقب پر پہنچے
اور یہ ہوشیار و عقلمند مین اُنھون نے سر نکالا باہر نہین نکلے لیکن صرصر نے انکا سر دیکھ لیا
یہ تو بھاگی اور وہان **قمر نگاہ** اور ارزق چشم دونون بیہوش ہوے برق و **قرآن** نے
دونون ساحرون کے سر کاٹ ڈالے اور بھاگے اور جتنے سردار تھے وہ چیخے غل دار و گیر کا بلند
ہوا اندھیرا ہو گیا سوارون نے مارنا شروع کیا نارنج ناریل پڑنے لگے ساحر مرنے لگے کچھ سویدہ نکلے
اور بار مرچونکے پڑتے تھے شعلے اُٹھتے تھے اور بیر غل مچاتے تھے ابر گھر کر آئے تھے بارش ہو رہی تھی
آگ پتھر برستے تھے اُسوقت باد انگیز جادو نکلا کہ اُسکو بھی افراسیاب نے بھیجا تھا اور اُس نے سحر کیا کہ
برف برسنے لگی لیکن خورشید **سحر افگن** نے ایک ترنج مارا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پھر شور انگیز جادو آیا
اور اُسنے ایسا سحر کیا کہ سب ساحرون کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اُسوقت بہار آکر پہنچی کہ وہ غائب
ہو گئی تھی اور اُس نے آکر ایک گجر مارا کہ **شور انگیز جادو** نے دیوانہ ہو کر اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا
پھر باد انگیز آیا اور اُسکی آنکھ سے شرارے نکلے کہ وہ جسپر پڑے اُس کو جلا دیا بہت سے آدمی
مارے گئے اُسوقت **مہرخ** جو غائب ہو گئی تھی وہ آکر پہنچی اور اُس نے ایک ترنج باد انگیز
کے مارا کہ وہ سینہ کو اُسکے توڑ گیا یہ حال دیکھ کے اور فوج بھی آگئی اور دونون طرف لڑائی سحر
کی ہونے لگی اُسوقت **ملکہ حیرت جادو** نے طبل آسائش بجوا دیا سب طرح قتل و کیا اور لوٹ
مار کرکے اپنے خیمون مین آئے **مہرخ** تخت پر بیٹھی اور بہار و نگار وغیرہ بھی
یہان ملکہ حیرت نے اُن ساحرونکی نعشون کو اُٹھوا کر افراسیاب کے پاس بھیجا اور ایک عریضہ بھی تحریر
کرکے روانہ کیا اُس عریضہ مین یہ حال لکھا ہے کہ اے شہنشاہ دوران بادشاہ طلسم
جہان برق نے صورت صرصر کی بنکر ان ساحرون کو مارا نقشین اُن کی آپ کے پاس بھیجی
ہون یہان جنگ عظیم ہوئی اب مہرخ قتل و غارت کرکے اپنی بارگاہ مین گئی ہے

باقی خیریت ہے یہ عرضی اور نعشین جب افراسیاب کے پونچہین یہ تخت شاہی پر نہایت خوشنود بیٹھا تھا کہ اب ساحر گئے ہین کام نکہرامون کا تمام کرکے آتے ہونگے جب یہ نعشین پونچہین تو آبدیدہ ہوا اور بسبب اُسکے افسوس کیا پھر اُن نعشون کو پھنکوادیا اور آپ قصد کیا کہ مین چلکر مہرخ وغیرہ کو غارت کرودن بس اپنے ہاتھون کو آگے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو ساعتین نجم کی لیننے پانچ گہڑی نہایت بد ہین اس کے بعد جہان جی چاہے جانا بس یہ ٹہہر گیا اور پانچ گہڑی کے بعد اُس نے انگڑائی لی اور شعلے کی طرح چمک کر غائب ہوا سب اہل دربار کی آنکہین بند ہوگئین پھر جو آنکہ کھلی تو اُنھون نے دیکھا کہ افراسیاب نہین ہے اور افراسیاب جا کے ایک پہاڑ ہے کہ نام اُس کا گلزار ہے اُس پر اُترا اور چار طرف اُس نے نگاہ کی اُسوقت وہان آواز آئی کہ اے شہنشاہ آپ یہان کہان اُس نے پکار کر کہا اے گلزار جادو جلد آکر ما بدولت کی خدمت مین حاضر ہو یہ کہتے ہی ایک ساحر نوجوان سبز قام تیرہ و تیرہ باطن جھولا سحر کا گلے مین ڈالے ترسول ہاتہ مین لیے سامنے آیا اور آداب بجالایا اور کہا کہ اے شہنشاہ چلیے میرے مکان پر بادشاہ اُس کے ساتہ ہوا اُس نے کچھ دور چلکر سحر کی چٹکی دی کہ دروازہ ایک باغ کا نمودار ہوا جوڑی دروازے کی مثل فیل مست کے جھوم رہی تھی چوبون مین جواہر نگاری کیا ہوا تھا دیوار ہاے باغ مثل آئینہ کے مصفا بادشاہ اُس باغ کے اندر گیا گل در باچین سے اُس باغ کو مملو پایا روشین پٹڑی آراستہ چارون کونون پر چار بنگلے چمن مین سبزہ نوخاستہ مصور وبہار نے تصاویر رنگارنگ و نقوش بوقلمون صفحۂ گلشن پر کھینچے تھے اور نقشی بہار نے فقرے رنگین تختۂ قرطاس چمن پا تحریر کیے تھے گلاب کیوڑا نسرین ونسترن کی آن وبان بہار پر جوہی کیسنگی من بان نسترین ہر سو روان بلبل شور ہیر و غنچہ لرزان سرو مثل قامت یار سنبل کی زلف پیچدار ایک سمت لالۂ خونی جگر رنگین پیالا انگور کی دار بست جسپر تاک لگا ہین مے پرست نرگس بیمار شگفتگی بادزمے دیکھتی چمن کی بہار ابیات

| | |
|---|---|
| رخصت [illegible] شاہ منزل | سرسبز ہے خوشنما ہے [illegible] |
| [illegible] ایک [illegible] | قمری ہے وہ جیسے خود ہو شیدا |

ہر شاخ ثمر سے ہے عنادل
طوطی کہین بولتا ہے طوطی
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی

ہر پھول نے جان تازہ پائی ؛ ہر برگ پہ بس یہی رقم ہے ؛ بادِ سحری مسیح دم ہے
بادشاہ کو اُس باغ میں لاکر چار چمن کے بیچ میں ایک چبوترہ سنگ مرمر کا تھا کٹہرا طلائی اُسپر
جڑا تھا مسند مغرق بچھی تھی اُسپر بٹھایا اور یہ گلزار جادو سامنے دوزانو بیٹھا اور عرض کی کہ یا شہنشاہ
یہ چند مفسد نمک حرام جو جمع ہوے ہیں میں سنتا ہون کہ جو ساحر اُدھر جاتا ہے وہ مارا جاتا ہے اسکا
کیا سبب ہے **افراسیاب** نے کہا کہ ہمارے یہان کے کچھ لوگ ملگئے ہین وہ خبرین پونہچاتے
ہین اور بانی **سامری و جمشید** بھی کچھ ہمسے خفا ہین ورنہ ان نمک حراموں کی کیا حقیقت تھی ایک
دم بھر میں اُنکو غارت کرد یتا **گلزار جادو** نے آتنا پوچھکر کشتیان شراب کی قابین کباب کی گزک
کے لیے گلدستے پھولون کے ڈالیان میوون کی منگائین بادشاہ نے شراب پی میوہ کھایا پھر
**گلزار جادو** نے عرض کیا کہ آپ اب یہ مشہور کیجیے کہ جس مقام پر دریاے خونروان تھا
وہان مکان ان پانچون ساحرون کے جو مارے گئے ہین یعنی قہر نگاہ وغیرہ ان مکانون کو
مینے حکم دیا کہ جسکا جی چاہے لے لے خواہ ہمسے دوست ہو یا دشمن جب آپ یہ مشتہر کیجیے گا تو یقین ہے
کہ لشکر مہرخ سے کچھ لوگ اُنکے لینے کو آئین پھر اُسوقت آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا کچھ مین نے کیا
**افراسیاب** نے کہا اچھا اور ایک نامہ بال کبوتر مین باندھا اور کبوتر سے کہا کہ جا **ملکہ حیرت**
کو یہ نامہ پونہچا وہ کبوتر سبک پر تیز پروازی کرکے بارگاہ حیرت مین آیا ملکہ حیرت نے **یاقوت**
وزیرزادی اپنی سے کہا کہ نامہ اس کبوتر کے پر سے کھول لے اُس نے کھولکر ملکہ حیرت کو دیا کبوتر
اُڑ گیا اور نامہ ملکہ **حیرت** نے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ تم ڈھنڈھورا پٹوا دو کہ **قہر نگاہ وغیرہ**
کے جو مکانات ہین اُنکو جسکا جی چاہے لے ہمکو کچھ غرض نہین ہے یہ پڑھکر اُسنے منادی کرنے کیلیے
حکم دیا اُسی وقت ڈھنڈھورا پٹا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم **افراسیاب جادو** کا مکانات
**قہر نگاہ و ارزق خشم و شور انگیز و فتنہ انگیز** کے جو ہین اُنکو جس فرد بشر کا جی چاہے لے لے
آواز جو ڈھنڈھورا پٹنے کی **بہار و مخمور و نافرمان** وغیرہ نے سُنی کچھ دیر کے بعد یہ ایک کے پیچھے
ایک اُٹھ اُٹھکر روانہ ہوئین اس خیال سے کہ دیکھین تو وہ مکانات کیسے ہین یہان **مہرخ** اور
**بلور چہار دست و شکیل** وغیرہ چند ساحر تو رہ گئے اور باقی سب چلے گئے جب وہان جاکے
پونہچے تو دیکھا کہ پانچ باغ ہین اور پانچ محلسرا ہین کہ اُس میں بیچ اور کمرے تعمیر ہین یہ سب

ساحران باغوں میں پھرنے لگے دیکھا گلہائے رنگا رنگ و شگوفہائے بوقلموں کھلے ہیں فاختہ سرو پر کوکو کر رہی ہے جانوران باغ زمزمہ پیرا ہیں نہروں کے کنارے فوارے نصب ہیں ساون بھادون کی جھڑی لگی ہے نہروں پر شیشے لگے ہوئے ہیں فوارے اُن پر چھوٹ کر گرتے ہیں اُن شیشوں میں تصویریں غوک اور صفدع کی بنی ہیں نہروں میں مچھلیاں رنگ برنگ کی شناوری کر رہی ہیں لب گردانی نہر کی یاقوت احمر کی بنی ہے بلبل شوریدہ کا شور چمن میں رقصان مور ہوائے سرو کے جھونکے آتے ہیں دل میکشوں کا بہلاتے ہیں طغرا نویس قدرت نے عشق پیچاں کی بیلوں کا طغرا لکھا ہے اور کاتب بہار نے چشم نرگس کا صاد و فتر باغ پر کیا ہے

ابیات

نظارہ ہے بسمل چمن زار
گلبن ہے ہر ایک چتر طاؤس
خیری سے تمام باغ کی خیر

ٹپے جو گرے ہیں جھڑ کے ہرجا
ہے افسر گل کہ تاج کاؤس
ہیں سرخ جو ہر طرف شقائق

کیا آنکھیں ہوں فیضیاب یار
گلشن میں بچھا ہے فرش دیبا
شبو کی بہار۔ قابل سیر
گلپیر ہنوں پہ ہیں وہ فائق

غرض ایک باغ میں جو یہ سیر کرتے ہوئے آئے تو دیکھا کہ بارہ دری صورت میں پری بنی تھی چبوترہ اُس بارہ دری کے آگے بنا ہے کرسیاں اُس پر بچھی ہیں اور بارہ دری میں پردے پڑے ہیں آگے چبوترہ کے جو چار چمن لگا ہے چوگلا کلغا ہزارا اُس میں کھلا ہے یہ سب سردار جا کر کرسیوں پر بیٹھے گوشۂ باغ سے کچھ باغبان بیلچے ہاتھوں میں لیے سامنے اُنکے آئے آداب بجا لائے بہار جادو نے پوچھا کہ تم کون ہو اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم باغبان ہیں قہر نگاہ کے پھر بہار نے استفسار کیا کہ اس بارہ دری میں پردے کیوں پڑے ہیں اُنھوں نے عرض کی کہ ہمارے مالک نے جہاں جہاں سنا کہ جانور آتے ہیں وہاں سے اُنھیں منگا کے اِس بارہ دری میں رکھا ہے قفس اُنکے اس بارہ دری میں ہیں اور کچھ جانور چوپایہ چھوٹے چھوٹے یوں بھی چھوٹے ہوئے ہیں آپ سیر دیکھیں تو ہم دکھائیں یہ کہکر اُن باغبانوں نے اُس بارہ دری کے پردے باندھے اب جو اُنھوں نے دیکھا تو ہزارہا طائر قفس میں بند ہیں اور بہت سے جانور چوپایہ زمین پر پھر رہے ہیں دھانواکر یلا کوکلا ڈھیر پدا تیتر لوا بٹیر پلک تمولا لال بیا چرکوا کبوتر طاؤس طوطی بلبل لرطا مینا اگن ہریل ست رنگا وغیرہ پنجروں میں بند

تھے اور قفس انکے بارہ دری کے قلابے مین آویزان تھے آہو خرگوش بوزنہ لنگور وغیرہ بھرے تھے اور جتنے کٹہڑون پر بیٹھے تھے وہ جانور سب ان ساحرون کو دیکھکر خوش فعلیان کرنے لگے اور ایک طاؤس زرین بال سامنے آکر ملکہ بہار اور سب سردارون کے ناچنے لگا اور ایک آئینہ جست بڑا مثل دیوار کے جو بارہ دری مین نصب تھا اور جو کٹہرا اُس کا طلائی تھا وہ اُن آئینہ رویون کے سامنے باغبانون نے لاکر لگایا اب یہ سب محو ہو کر جھومنے لگے اور اشعار پڑھتے تھے کوئی کہتا تھا شعر زباغ رفتی و گردید عارض گلہا • برنگ چہرۂ مفلس ز شرم بہاں سرخ • کسی کی زبان پر تھا کہ بیت داغ خوشی افتاد ز عشق تو بر سلیم • این لالہ بہ آتش و ستارہ زسیم • کسی نے یہ شعر پڑھا تھا کہ شعر دیدم سحر ز مرغ چمن زاد در قفس • نالید نے کہ زار زار افتاد در قفس • کسی نے اس شعر کو ورد زبان کیا تھا بیت اثر نالہ ام آخر بہ قفس آتش زد • کس چنین نالۂ مرغان گرفتار ندید • اسی طرح سے سب بیخود ہو کر جھومنے لگے اور حالت سرشاری مین منھ شاہد عارض کا چومنے لگے اُسوقت بقدرت کردگار ایک ساحر نامدار لشکر مہرخ کا اُس طرف سے اُڑتا ہوا نکلا اور دیکھنے ان سبکی حالت پر یشان کو دیکھا خائف ہوا کہ ایسا نہو مین بھی آئینہ کو دیکھ کے محو و حیران ہو جاؤن بس وہان سے بعجلت تمام خدمت مہرخ نامور مین آکر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ملکہ آپ یہان بیٹھی کیا کرتی ہین باغ مین قہرنگاہ جادو کے سب سردار آپ کے گرفتار ہین بیٹھے ہوے جھوم رہے ہین اور حالت بیخودی مین شعر پڑھتے ہین اب یقین ہے کہ سب قید ہو جاوین مہرخ یہ سنکے اُٹھی اور بلور چہار دست کو اپنے ساتھ لیا اور اُس سے یہ سب حال بیان کیا اور یہ دونون اُسی باغ مین آئے اور دور سے کھڑے ہو کر تماشہ کو دیکھا کہ سب سردار کرسیون پر بیٹھے جھوم رہے ہین بس انھے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک دیوار اُس مقام پر اُٹھ گئی بلور چہار دست اور مہرخ اُس دیوار کے پیچھے بیٹھی لیکن حیرت جادو نے بھی سنا ہے کہ گلزار جادو نے سرداران اسلام کو اسطرح سے قید کیا ہے بس تخت پر سوار ہو کر چلی اور آکر جو پہونچی تو دیکھا عجب کیفیت ہے کہ سب سردار بیہوش اور مدہوش ہین حیرت نے پکارا کہ اے گلزار جادو تم کہان ہو جلد ہمارے پاس آؤ کسی نے جواب نہ دیا اُس وقت حیرت نے اپنے سر سے تین سوزنگی بنائے اسطرح کہ مٹی گوندھ کر اُسکے پتلے بنائے اور سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہو کر

زنگی ہو گئے اُنسے حکم کیا کہ جاؤ گلزار جادو کو بلالاؤ قریب ڈیڑھ سو کے روانہ ہوئے مہرخ جو
پس دیوار بیٹھی تھی اُسنے ایک ترنج مارا کہ وہ زنگی سب جلکر خاک ہو گئے حیرت حیران ہوئی
کہ یہ ترنج کس نے مارا کسلیے کہ مہرخ نے دیوار میں شگاف کر کے دیکھا بھی تھا اور ترنج بھی لگایا
ملکہ حیرت جادو نے اُن باقی ڈیڑھ سو زنگیوں کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور گلزار کو بلالاؤ یہ بھی چلے
مہرخ نے پھر ایک ترنج مارا ترنج پھٹا اور اُس میں سے شرر نکلکر اُن زنگیوں پر پڑے
کہ وہ جلکر خاک ہوئے اُسوقت حیرت جادو نہایت پریشان ہوئی اور اُس نے سحر جو کیا تو گلزار
جادو ایک کوٹھری میں بیٹھا وہان سحر کر رہا تھا اُس کو اسکے سحر سے بیتابی ہوئی اس کوٹھری
میں تصویرین باغ و مکان و جانوروں کی بنی ہین حیرت کے سحر کرنے سے وہ نکل آیا
اور اُس نے حیرت کو سلام کیا اور کہا اے ملکہ آپ نے بڑا غضب کیا کہ مین سحر کو زور
دے رہا تھا جو آپ نے بلایا لیکن اب مین ان سب کو دیوانہ کر چکا ہون اب زمین
قتل کیجیے یہ تو کھڑا ہوا ملکہ حیرت سے باتین کر رہا تھا کہ بلور چہار دست نے عین غفلت
مین سحر کر کے برق اپنے نیمن بنایا اور چمک کر جو اُس پر گرا تو کاٹ کر ٹانگون کی راہ سے نکلگیا
غل و شور و تاریکی ہو گئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو جسکا نام گلزار جادو تھا حیرت جادو
تو بحر حیرت مین غوطہ زن ہوئی مگر اپنی حفاظت کے لیے جلد زمین مین سما گئی بعد کچھ دیر کے
زمین سے نکلی تو وہ جانور و باغ دبارہ دری کہ سحر نمود بے بود تھی غائب ہو گئی لیکن وہ دیوار
مہرخ کی بنی رہی اور حیرت نے دیکھا کہ اُس دیوار کے پیچھے مہرخ بیٹھی ہوئی ہے بس
اُسنے اُسکو دیکھ کر ایک ناریل مارا کہ جسکی تاثیر سے ملکہ مہرخ بیہوش ہو گئی اور حیرت
پھر زمین کے نیچے جا کر طبقہ کو زمین کے اُکھیڑ کر بلند ہوئی اُسوقت بلور چہار دست نے
دیکھا کہ جتنے ساحر ہین وہ بیہوش ہین اور بلور بھی تو اُسی زمین پر کھڑا ہوا تھا اُسکو بھی حیرت
آٹھائے ہوئے ہے اُسوقت دیکھا کہ ایک پتلہ شیر پر سوار چلا آتا ہے اور اس پتلے نے آکر بلور
چہار دست کو ایک شقہ دیا کہ یہ شقہ خاص اور ایک موتی بھی دیا اور کہا کہ اُس موتی کو
پڑھ کر یہ لوگ کہ جو بیہوش اور مسحور ہین اُنپر مار و بلور نے وہ موتی سحر پڑھکر جو مارا تو ایک چمک
ہوئی اور سب کو ہوش آگیا اور ہر ایک نے دیکھا کہ ہمکو حیرت طبقہ زمین کا اُکھیڑ کر

لیے کھڑی ہے بس ہر ایک پر پرواز سحر سے پیدا کرکے اڑکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اُسوقت
حیرت نے طبقہ زمین کو اُلٹ دیا اور غصہ مین آکر ایک تلوار اُس شیر سوار تلے پر لگائی اُسنے
کہا دیکھیے اچھا نہین ہے لیکن حیرت کو غصہ تھا یہ کب مانتی ہے جب اُسنے تلوار ماری
تلے کے سر سے دُھوان نکلا کہ وہ حیرت کی ناک مین گیا اور یہ بیہوش ہوئی اُدھر افراسیاب
کو جو خبر ہوئی تو یہ بھی اُٹھکر اپنے مقام سے چلا ادھر بلور جار دوست اور وہ تلا شیر سوار
دونون اپنی اپنی طرف روانہ ہوئے یہان آکر افراسیاب نے حیرت کو اُٹھایا اور بہت
کچھ سمجھا کے بارگاہ مین لا کے تخت پر بٹھایا اور آپ ظلمات کو چلا گیا لیکن قہار شعلہ بدن
نام گلزار جادو کی زوجہ ہے اور اُسکی ایک لڑکی ہے پانچ برس کا اُس کا سن ہے اور یہ اُسکو
بہت پیار کرتی ہے اور اُسنے جو سُنا کہ میرا شوہر مارا گیا تو یہ شہر نا پرسان سے روتی پیٹتی روانہ ہوئی
اُس لڑکی کو بھی ساتھ لے لیا اور ایک کوہ پہاڑی پر یہ آکر اُتری ادھر برق جو بالا دی کو گیا تو اُسی
پہاڑی پر یہ بھی پہونچا اور اُس نے اِس ساحرہ کو دیکھا کہ کچھ کنیزین اس کے ساتھ مین ایک
لڑکی پانچ برس کی اُس کے ہمراہ ہے برق نے چادر طلسمی اوڑھ لی اور اُس ساحرہ نے اُس
پہاڑ پر تخت کو بچھایا اور اُسپر بیٹھ کے غم مین اپنے شوہر کے گریہ وزاری کرنے لگی اُس سے اُس
لڑکی نے کہا کہ مجکو پیشاب لگا ہے دو کنیزین اُسکے ساتھ ہوئین اور پیشاب کرانے لے چلین
کچھ دور اُس پہاڑ پر جاکر اُس لڑکی نے کہا کہ اب تم یہان ٹھہرو مین کسی گوشہ مین بیٹھکر پیشاب
کرون وہ کنیزین ٹھہر گئین وہ لڑکی تو جا کے ایک غار مین پیشاب کرنے لگی لیکن برق نے جو
دیکھا اِس کیفیت کو تو چادر اُتار ایک ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا اُن کنیزون کے پاس آیا
اور اُنمین سے ایک کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو الگ چل تو تجھسے ایک بات کہون وہ کچھ بھی
نہین معلوم یہ کون ساحر ہے مگر جو کہتا ہے وہ سُن لینا چاہیے بس ساتھ اُسکے چلی آئی اُس نے
الگ لیجا کر حباب بیہوشی اُسکے مُنھ پر مارا یہ بیہوش ہوئی اُسکے کپڑے اُتار لیے اور اپنی صورت
اُسی کی ریسی بنائی اور یہ جو دار وے بیہوشی کی اُسکے دماغ پر چڑھا کر ایک گڑھے مین اُس کو ڈال
دیا اور آپ وہان سے اُس دوسری کنیز کے پاس آیا اِس عرصہ مین وہ لڑکی بھی پیشاب
کرکے آئی اُسکو لے کر یہ دونون کنیزین قہار شعلہ بدن کے پاس لے گئین وہ لڑکی بھی پیشاب

گھٹنے پر سر رکھ کے سو گئی لیکن اُسکی بہن ہے زنار گوہر پوش وہ بھی اُسکے ساتھ آئی ہے برق
جو کنیز بنکے آیا تو اُسنے زنار گوہر پوش کو دیکھا کہ ایک طرف ایک خیمہ استادہ ہے مسند پر زنار
گوہر پوش بیٹھی ہے برق فرنگی نے ایک کنیز سے انجان بنکے پوچھا کہ نام ان ملکہ کا بھول
گئی ہوں اسوقت یاد نہیں آتا ہے تم بتاؤ اُسنے کہا کہ اوئی تم ایسی ننھی نادان ہو کہ نام بھول
جاتی ہو ارے یہ بہن ہے قہار شعلہ بدن کی نام اِس کا زنار گوہر پوش ہے برق یہ سنکر
زنار گوہر پوش کے پاس گیا تسلیم کی اور رومال میں عطر بیہوشی لگا کر اُس کے سر پر جھلنے
لگا خوشبو جو اُسکی ناک میں گئی تو گاؤ پر سر رکھ کے بیہوش ہوگئی اُس نے اور جو دو ایک کنیزیں
تھیں اُن سے کہا کہ ملکہ سو گئیں ہیں اب یہاں تخلیہ کرو کیونکہ تم غل مچاؤ گی ملکہ کی نیند پریشان
ہوگی وہ کنیزیں خیمہ سے باہر نکل آئیں اور برق نے اُسکے دماغ پر بھی پٹی بیہوشی کی چڑھائی اور
پیرہن اُسکا اُتار کر اُسی کی ایسی صورت اپنے تئیں بنایا اور اُسکو اُس مقام پر ایک
صندوق میں بند کر کے قفل لگا دیا اور آپ پلنگ پر لیٹ کر سو رہا یہاں افراسیاب
نے ظلمات میں جا کے اژدر چشم جادو ایک ساحر کو بلایا اور اُس کے ساتھ کئی ہزار ساحر
نامی کر کے برائے گرفتاری مہرخ روانہ کیا یہ ساحر بارگاہ حیرت میں آکر پہنچا وہ کئی
ہزار تو ایک مقام پر اُترے اور یہ حیرت کی بارگاہ میں بیٹھا رہا چنانچہ ایک روز تو اسی سو وہ
ہوا دوسرے روز جب وہ زمانہ آیا کہ بحر عالم میں حباب پھوٹ گیا اور بحر اسود شب میں
موجزن ہوا شعر جہان گشت چون چہرۂ اہرمن ۔ کشادہ سیہ مار گردون دہن ۔ اژدر چشم
جادو نے نفیر سحر کو دم دیا یہ خبر ہرکاروں نے مہرخ سحر چشم کو پہنچائی کہ اژدر چشم جادو
نے نفیر سحر بجایا ہے اُسنے بھی طبل جنگی کو بجوایا تیاریاں اب دونوں طرف ہونے لگیں ایک
طرف ہتھیار صیقل و مصقل کیے جاتے تھے ایک جانب ساحر سحر کر رہے تھے ڈھولے جوڑتے تھے
منتر جنتر سواہی چھواہی پڑھی جاتی تھیں تیروں کی زبان پر اقتلوا جاری تھا کمانیں چلا کر نصر من اللہ
فتح قریب پڑھتی تھیں لب سوفار زہ بازہ کی صدا دیتی تھی سنان نیزہ کی زبان بڑھ بڑھ کر طعن
کرتی تھی چار پہر رات ہنگامہ و غلغلہ برپا رہا آخر وہ رات آخر ہوئی جمال شمع پر کاہی
آئی اور مزاج شب میں بر ہواسی پھیلی ابیات

چو خورشید زد علم بر آسمان
پراگندہ بر لاجورد ارغوان
چو خورشید بر زد سر از تیغ کوہ
بیامد سپہ مرد افسون پژوہ

ملکہ مہر رخ صبح کو شبستان سے برآمد ہوئی سب سرداروں نے مجرا کیا پھر دہل و نقارہ بوق و نفیر گھنٹے اور ناقوس بجتے ہوئے ساحر طائران سحر پر سوار جھولی سحر کی ہر ایک کے گلو میں زرتار بہار اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی گود کے بچاس گلدستے چنے ہوئے ماتھے پر افشان لگی ہونٹوں پر مسی عمدہ آراستہ جوڑا زرچاند ھا ہوا سبزہ رنگ جوانی کی بہار جوڑا انگلے میں دھانی دشنا جوبن نئی جوانی ایک طرف مخمور سرخ چشم جوڑا ارغوانی پہنے طاؤس زرین بال پر سوار ایک جانب ملکہ طاؤس جادو کہ جس کے گلے میں موتیوں کا ہار پڑا ہوا اسی طرح سرخ مو اور ملکہ مشکین کاکل کشا وغیرہ باز و بط و قرقروں پر سوار سحر ہر ایک گویا و بیشمار وہ عجب وقت تھا کہ نسیم سحری چل رہی تھی جمال صبح بھینا بھینا یونہی سی خنکی دریا سے فلک میں تارے ڈوبے جاتے تھے جنگل میں درخت لہلہاتے تھے شہنا نواز دم بازی کے ساتھ بھیرون بھیاس کی تانیں اڑاتے تھے نوبت کی ٹکور جنگل میں ٹھیکا کھاتی تھی شہنا سے یارب کی صدا آتی تھی اسی طرح سے یہ لشکر میدان میں آکر ٹھہرا اس طرف سے اژدر چشم حیرت جادو کی فوج بیشمار ساتھ لیے جنگاہ میں آیا سب ساحر زمین پر اتر آئے اور صف کشی ہوئی ابر سحر برسا گرد و غبار کو بٹھایا پھر کٹکیتوں نے کڑکا کہا اور مذمت دنیائے فانی کو زبان پر جاری کیا پکارے اے نوجوانو اس دنیائے فانی کو مثل حباب بحر سمجھو کشتی عمر کچھ دنوں میں غرقاب ہے دیکھو جو لوگ کہ مرگئے دنیا سے گذر گئے اب انکو کوئی بھی نہیں کہتا کہ وہ کدھر گئے اور انکا بھی یہ حال ہے

## نظم

سو کیسے منہ ایک بھی نہ کھولے
گر ایک بیند پیرہن ایک
سوختن کے بوریا برابر
کچھ کام نہ ہی سے نہ دم سے

دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے
تقویم کہن ہوا سے جانی
بیگانہ و آشنا برابر
تربت پہ چڑھا دو گل نہیں کیا

کیا دخل کہ کوئی سخن ایک
تر کردہ کتاب زندگانی
مطلب نہ سرود سے نہ غم سے
ٹھکرا کے چلے جو کوئی اچھا

اسی طرح سے تم بھی ایک روز گذر جاؤ گے آج جانیں لڑائی میں لڑا دو دولت جان دے کر متاع نام کو خرید لو یہ کہکر وہ تو کنارے ہوئے اژدر چشم جادو حیرت سے

اجازت لیکر میدان مین آیا یہ ساحر ظلمات کا رہنے والا ہے اور وہ کالا ہی کہ جسکے کاٹے کا منتر نہین
کروھنا سونے کا باندھے آنکھین اژدہے کی مگر لال لال ولیکن طیش کمال ایک ہونٹھ تو وہ بینی سے
اوگرا ہوا دوسرا ٹھوڑھی سے نیچے اُترا ہوا چمبر زربفت کا باندھے ترسول ہاتھ مین لیے اژدر پر سوار
شعر تا بہ دہنے سب یہ زبانے ؛ بود وہمش چو دیگدانے ؛ پکارا اے مہرخ ایک ایک سے
فرداً فرداً لڑنے مین بہت طول ہوگا اس سبب سے ہوشیار ہو جاؤ کہ مین تم پر سحر کرتا ہون یہ کہکر
اُس نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ کئی ہزار پتلے زمین سے زنجیرین فولادی لیے ہوے پیدا
ہوا پھر ایک ابر سرخ رنگ آسمان پر گھر آیا اور اُسمین سے آگ برسنے لگی ترک دہر کا جسم
جلنے لگا خانۂ دنیا مین آگ لگی وقفا رہا عذاب النار عجب آفت کی گھڑی تھی کہ یکایک ایک طرف
دریاے زخار وقہار طلسم سنج آفت زا جوش مارتا ہوا پیدا ہوا تکلف یہ کہ وہ آگ اُس
دریا کے پانی سے نہ بجھتی تھی ہر طرف شعلۂ جوالہ سر بہ فلک کشیدہ تھا ساحران مہرخ نے ہزارہا
سحر پڑھے کہ اُس آگ کو بجھائین اور دریا کو خشک کرین مگر ممکن نہوا اب لشکر مین جسقدر بڑی خیمہ
اور بارگاہین سب ڈوب گئین مگر کئی ہزار سردار باقی رہے کہ ابتک پانی نہ آیا اور انھون نے
سپرین سحر کی آڑ کین اور بنگلے سحر کے بنائے مگر اُسپر بھی پناہ نہ ملتی تھی آخر اُس آتش کے برسنے
سے سب بیہوش ہو گئے اُسوقت اُن پتلون نے کہ جو زمین سے نکلے تھے فولادی زنجیرون
مین باندھ لیا اور اژدر چشم کے سامنے لائے اژدر چشم نے ہر ایک کو ہوشیار کیا اور
اپنی فوج کو اُسی جگہ چھوڑکر اُن سب کو لیے ہوے شہر نا پرسان مین آیا دریاے خونروان کے
خشک ہونے سے اور پل پریزادان کے ٹوٹنے سے راستہ کھلگیا ہے اسوجہ سے یہ انکو
شہر ناپرسان مین لایا وہان ایک باغ ہے اُسمین چار برج ہین اور بیچ مین اُس باغ کے
ایک محل بستون بہت نادر بنا ہے افراسیاب مع حیرت جادو کے اُسی باغ مین
آیا اور اژدر چشم اِن سب قیدیون کو سامنے شاہ کے لایا حیرت جادو آکر محل مین بیٹھی اور
بادشاہ نے اِن قیدیون کو درختون مین لٹکوا دیا اب ہر ایک کی آنکھین تو کھلی ہین اور زبانین
مین سوزنین دی ہین ؛ بیچارے آفت کے مارے ٹنگے ہوے ہین اِن کے نزدیک
زمانہ برگشتہ ہے انقلاب دنیا کو ہوا ہے آنکھون سے ہر ایک کی آنسو جاری ہین بیقراری

دلوں پر طاری ہے اور یہاں افراسیاب جبل ستون میں جو آکے بیٹھا ہے تو اُس نے حیرت
جادو سے کہا کہ اے ملکہ تمنے دیکھا آج تک میں خود نہ چاہتا تھا کہ انکو غارت کروں اب انکو
قتل کرنا چاہیے حیرت نے بادشاہ کی بلائیں لیکر کہا اے سلطان میں تیرے صدقے اب جلد ان
انکو مار ڈالیے اس اثنا میں خبر پہونچی کہ ملکہ قہار شعلہ بدن اور اُن کی بہن زنار گوہر پوش
اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سنکر آپ کے پاس آتی ہیں ادھر قہار شعلہ بدن اُس پہاڑ
پر سے کوچ کرکے جو چلی تو وہ صندوق جسمیں زنار گوہر پوش بند ہے برق نے اپنے
ساتھ لے لیا اور یہ آکے شہر ناپرسان میں پہونچی جب قریب اُس باغ کے کہ جس میں شہنشاہ
بیٹھا ہے پہونچی تو بادشاہ نے سرمایہ برف انداز سے کہا کہ تم جاکے لے آؤ سرمایہ برف انداز
نے کہا کہ آپ نے جو حصار باندھا ہے اُس باغ میں جانیکا مانع ہے افراسیاب نے
انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر دی اور کہا کہ لو اس انگوٹھی کو اُسے بھی دکھانا اور تم بھی اس
حصار سے نکل جاؤ گے سرمایہ برف انداز اُس انگوٹھی کو لے حصار سے باہر نکلا وہاں قہار
شعلہ بدن ننگ نکر جو چلی تو اُس حصار سے نکل نہ سکی اسکو اس بات کا بہت ملال ہوا
اس عرصہ میں سرمایہ پہونچا اور اُس نے وہ انگوٹھی اُسکو دکھائی قہار شعلہ بدن نے کہا کہ اے
سرمایہ برف انداز ہمارا شوہر تو رفاقت میں شہنشاہ کی قتل ہوا اور ہمکو بادشاہ نے روکا
سرمایہ نے کہا کہ آپ کو روکا نہیں بلکہ بلایا ہے اور سب مفسد بھی قید ہوکر آئے اب آپ
تشریف لے چلیے بس اُسنے تخت بڑھایا اور صورت اپنی اصلی بنائی اور اُس حصار کے اندر
آئی سامنے بادشاہ کے آکر آداب بجالائی اُسکے ہمراہ اُسکی بیٹی اور ملکہ زنار گوہر پوش
بھی مع چند کنیزوں کے آئی غرض یہ سب نگلوں پر بیٹھے اُسوقت حیرت کا دل خود بخود لرزا
اور افراسیاب کو خلجان ہوا اور اُس نے اپنے آدمیوں کی طرف دیکھا پھر بغور قہار
شعلہ بدن کو اور اسکے آدمیوں کو دیکھا اور پوچھا ملکہ زنار گوہر پوش کو کہ یہ کون ہیں قہار نے
کہا کہ یہ میری بہن ہیں اور یہ جو میرے جلو میں بیٹھی ہے یہ میری بیٹی ہے اور یہ جو استادہ ہیں کنیزیں
ہیں اور یہ چند مصاحبین ہیں افراسیاب نے زنار گوہر پوش سے کہا کہ اے ملکہ تو ہماری نظر
زنہار تمہیں نہ پہنچی کہ جب بیٹی رہی قہار نے کہا اُن کو شرم بہت ہے افراسیاب

خاموش ہو رہا مگر حیرت جادو کے دل کو قرار نہ آیا اور اُسنے کہا کہ اے شہنشاہ میرے دل کا
اسوقت عجب حال ہے افراسیاب نے کہا کہ لاؤ کتاب سامری اب برق گھبرایا کہ ضرور
حال کھلجائیگا بس اُسنے قمار شعلہ بدن سے کہا کہ اے بہن مجھے پیشاب کی احتیاج ہے اُسنے
کہا چپکی رہو یہ دربار شہنشاہ ہے پیشاب کرنے کی جگہ نہیں ہے اُسنے کہا کہ میرا تو عجیب حال ہے
حیرت جادو نے اس کا کہنا سُن لیا اور کہا ای قمار یہ کیا کہتی ہے اُسنے ہاتھ باندھکر عرض
کی کہ ان کو رفع احتیاج کی ضرورت ہے حیرت نے کہا کیا مضائقہ لیجاؤ ہماری چوکی پر بس یہ
اپنے مقام سے اُٹھی پانچ کنیزیں اسکے ساتھ ہوئیں اس چہل ستون کے سامنے ایک کمرہ ہے
اُسکے کمرہ کے برابر چوکی لگی ہے قناتیں گھری ہیں چوکی مخمل کاشانی سے منڈھی ہے قرابہ گلاب
وکیوڑے کے مُنھ کھلے ہوے رکھے ہیں آئینے قنات میں لٹکتے ہیں زنار گوہر پوش جو چلی
تو اُسنے ایک کنیز سے کہا کہ جا بڑا آفتابہ لے آ پھر تھوڑی دور چلکر دوسری کنیز سے کہا کہ قمار شعلہ
بدن کو بلالا اور ان تینوں سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو وہ ٹھہریں اُسنے چادر جمشیدی اوڑھ لی اور
چھپ گیا کنیزیں کچھ دور ٹھہر کر چوکی کے پاس آئیں اور پکاریں بی بی آئیے بی بی ہوں تو بولیں
جب جواب نہ پایا تو اُنھوں نے اندر قناتوں کے جاکر دیکھا کہ وہاں کوئی نہ تھا یہ پھر کر آئیں اور
قمار شعلہ بدن سے کہا کہ ملکہ زنار گوہر پوش غائب ہو گئیں قمار گھبرائی اور بادشاہ
نے کتاب سامری منگا کر دیکھی تو اُسمیں معلوم ہوا کہ برق تھا اور اُسنے ایک کنیز کو بیہوش کر کے
پہاڑ پر غار میں ڈالدیا ہے اور زنار کو صندوق میں بند کیا ہے افراسیاب نے کہا کہ اے
قمار یہ تو برق تھا جو تیری بہن کی شکل بنا اور زنار کو صندوق میں بند کیا ہے بس یہ سُنکر
قمار رونے لگی اور صندوق سے زنار کو نکلوایا اور اُس نے کہا کہ میں اب رخصت
ہوتی ہوں افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ اب کچھ کام تو ہے نہیں یہ تو رخصت ہو کر
اور حصار سے نکلکر باہر روانہ ہوئی اور یہاں برق فرنگی نے آکر ایک ہپ ملکہ حیرت جادو
کے لگائی کہ تاج جو پہنے ہوے تھی وہ اُسکے سر سے گرا حیرت گھبرائی برق نے ایک لات
کس کے جو ماری تو یہ گری برق نے دوپٹہ چھین لیا اُسوقت حیرت نے کہا کہ میں اپنی جان
دیدونگی اس موے نے مجھکو نہایت ہی ذلیل کیا ہے افراسیاب نے کہا خاطر جمع

دلمین اسکی تدبیر کرتا ہون یہ کہکے اپنے جوڑے سے ایک ترنج نکالا اور اُس ترنج کو اُچھالدیا ایک آواز بڑاقے کی ہوئی اور بجلی چمکی اب جو دیکھا ایک اژدہا بہت بڑا تخت کے گرد دم اپنی منھ مین لیے ہے برق اُس اژدہے سے علیحدہ ہٹ گیا لیکن بسبب حصار کے باہر نہین جا سکتا ہے اب افراسیاب نے ایک اسم سحر کا پڑھنا شروع کیا اور حیرت ڈھرو بجانے لگی اور کچھ بھجن گانے لگی کچھ دیر کے بعد بجلی چمکی اور آواز مہیب آئی پھر جو دیکھا ایک ضعیف سیاہ رنگ تخت پر بیٹھے ہوے یہان آکر پہونچے افراسیاب نے حصار آتش کر دیا تھا اُنھون نے کچھ پڑھ کے پھونکا کہ وہ آگ دو طرف ہو گئی اب سامنے افراسیاب کے آکر اُنھون نے سبقت سلام کی کی افراسیاب نے جواب سلام دیا اور کہا کہ اے مفتی طلسم آپ کا مزاج کیسا ہے اُنھون نے جواب دیا کہ شہنشاہ کی جان و مال کو دعا کرتا ہون فرمایئے مجھے اسوقت کیون طلب کیا ہے افراسیاب نے کہا کہ وہ جو چادر جمشیدی جاتی رہی ہے وہ ایک عیار برق فرنگی کے پاس ہے اور اُسنے ہمکو دق اور پریشان کیا ہے مفتی طلسم نے کہا کہ آپنے ایک نالائق کو ایسی شے کیون دی افراسیاب نے کہا کہ مین نے نہین دی بلکہ ایک ساحرہ کو مار کے اُسنے خود ہی حاصل کی مفتی طلسم نے کہا کہ اچھا آپکو سب طرحکا اختیار ہے لیکن یہ سحر پڑھیے یہ کہکر کچھ سحر تعلیم کیے کہ افراسیاب اُسکو پڑھنے لگا اور ملکہ حیرت نے ڈھرو بجا کے گانا شروع کیا بعد کچھ دیر کے مغرب کی طرف سے ایک تخت اور نمودار ہوا اُسپر ایک ساحر نہایت کریہ منظر فربہ اندام ایک دست سامنے رکھے بیٹھا تھا جب وہ ساحر یہان آیا تو آگ سے حصار کے اوپر ایک دانہ رائی کا مارا تو برطرف ہو گئی یعنی دھوان ہو کر غائب ہو گئی اور اُس ساحر نے افراسیاب کو آکر سلام کیا اور مفتی طلسم کے برابر بیٹھا افراسیاب نے کہا کہ لاؤ دست بقچہ اس ساحر نے وہ دست بقچہ جواہر نگار کہ تمام نگینے اُس مین یاقوت و الماس اور زمرد کے جڑے تھے بادشاہ کو دیا بادشاہ نے اُسکو کھولا تو اُسمین سے بہت سے لباس کارچوبی نکلے اور ایک جامہ اطلس کا نکلا پھر ایک سیاہ چادر محمودی کی نکلی اور ایک جامہ برنگ شنجرفی اور ایک دستار نکلی افراسیاب نے کہا کہ اسے مین پہنون مفتی طلسم اور اُس ساحر نے کہا کہ سوائے آپ کے کسکی مجال ہے جو اسکو پہن سکے جمشید نے اس جامہ کو اپنے گلے مین پہنا تھا اور ہزار ہا اُسپر جوکی پہرے تھے اب

آپ مالک ہین چاہے پہنیے چاہے نہ پہنیے افراسیاب نے اُس جامہ کو گلے مین پہنا اور دستار کو سر پر رکھا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ برق فرنگی کے سر مین درد ہونے لگا کہ اسکی جان پر بنگئی مگر چپکا ایک طرف کو چادر اوڑھے بیٹھا ہے افراسیاب نے پھر کچھ افسون پڑھنا شروع کیا اور حیرت دُہرو بجانے اور گانے لگی افسون پڑھکر دستک دی کہ اُنکی یہ حال ہوا برق کا کہ جیسے کلیجہ نکلا جاتا ہے مگر اُسنے ضبط کیا اور افراسیاب نے پھر اسم پڑھنا شروع کیا اور ایک موتی صراحی دار نکالکر ہاتھ پر رکھا مفتی طلسم نے کہا کہ ہان پھونکیے اسکو بس اُسنے اُس موتی کو مُنھ سے لگا کے جو دم دیا تو ایک بجلی چمکی اور وہ بجلی جامہ افراسیاب پر گری کہ وہ جا بجا سے پُرزے پُرزے اُڑ گیا برق فرنگی نے چادر کو مثل عبا کے اوڑھ لیا ہے کہ چارطرف سے جسم اُسکا ڈھنکا ہے کچھ دکھائی نہین دیتا ہے اب جو دیکھا تو وہ چادر بھی پُرزے پُرزے ہوکر جہان جہان سے کہ وہ جامہ پھٹ گیا تھا اُس مین لگگئی اور یہ برق بالکل برہنہ ہوگیا اب تو حیرت نے دُہرو اسکے سر پر مارا کہ وہ چکی کے پاٹ کی طرح ہوکر اُسکے گلے مین پڑ گیا کیونکہ اُس پاٹ مین جوف بھی تھا اور حیرت نے کہا کہ او موذی کاٹے جوانا مرگ اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے برق فرنگی نے کہا میرا خدا مالک ہے اب افراسیاب نے اُس جامہ کو چادر سیاہ پر رکھا اور مفتی طلسم نے کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون اور اسم جو پڑھا تخت مفتی طلسم کا اُڑ کر روانہ ہوا پھر وہ دست بنجہ والا ساحر بھی روانہ ہوا ان دونون کے جانے کے بعد طلسم باطن کی طرف سے کچھ شعلے چمکتے ہوئے پیدا ہوئے اور صدا گڑگڑاہٹ کی آئی اور دیکھا کہ ایک بیضہ بہت بڑا اُڑتا ہوا آتا ہے اور روشنی اُسمین ایسی ہے کہ نگاہ خیرہ ہوتی ہے وہ بیضہ سامنے تخت افراسیاب کے گرا اور پھٹا جیسے دروازہ کھلتا ہے اتنا بڑا شگاف اُسمین پیدا ہوا اور ایک بوم سیاہ رنگ اُسمین سے نکلا اور سر پر افراسیاب کے آکر ٹھہرا اور کہا اے شہنشاہ چلیے طلسم باطن مین ملکہ نسناس جادو ہین بہن صندل جادو کی اور بہت سی شہزادیان جلیل القدر وہان بیٹھی ہین اور آپ کو بلایا ہے بس افراسیاب نے اپنے ہاتھون کو دیکھا تو اُس مین لکھا تھا کہ اے افراسیاب جلد جاؤ کوئی چار گھڑی کے واسطے پھر چلا آنا افراسیاب نے حیرت جادو سے کہا اسوقت حیرت سے وہ جامہ اور چادر جمشید کو اپنے پاس بغل مین رکھا اور

افراسیاب یہان سے روانہ ہوا لیکن عمرو اور باغبان قدرت جو چلے تھے جب دریاے
ہفت رنگ پر پونہچے اُنھون نے ایک قلعہ دیکھا اور وزیر مرزان جلوس شاہی لے کر حاضر ہوا
جلوس نے آکر خواجہ کی تعظیم کر کے عرض کی کہ اے عمرو حکم شہنشاہ کو کب کا ہے کہ باغبان قدرت
جا کے قلعہ شیشہ مین رہے اور یہ آپ کی خاطر ہے جو ایسا اُنھون نے فرمایا ہے ورنہ افراسیاب
اور شاہان طلسمات کو تو اس قلعہ کا دیکھنا نصیب نہین ہوا اور آپ جائیے پاس بُران کے
پس عمرو نے باغبان سے کہا کہ آپ جہان پر حکم کوکب ہے جائیے پس یہ تخت پر بیٹھ کے
مع گلچین کے روانہ ہوا اور سب فوج شاہی باجے خوشی کے بجاتی ہوئی چلی جب دروازہ مین
قدم رکھا تو وہ قلعہ آنکھون سے ناپدید ہو گیا اور یہ معلوم ہوا کہ یہ قلعہ شیشہ کا ہے یہ جا کر ایک قصر
شاہی مین اُترے تو اب سب قلعہ نظر آنے لگا ایک روز کے بعد مرزان وزیر مع بران
شمشیرزن کے آگے آگے فرنا بجتی ہوئی جلوس شاہی ساتھ سامان بادبہاری ہمراہ یساول
مرہے چوبدار لباس زرق برق پہنے ہمراہ ہین پلٹنین اور رسالے جنگ کے دیکھے بھالے
ساتھ ساتھ آتے ہین ڈنکا بجتا ہوا نقیب آوازین لگاتے بڑھے عمرو دولت کی صدائین
دیتے جریب شاہانہ ٹیکتے ہوے چال ادب پڑتا ہوا ابیات

| | | |
|---|---|---|
| سواری کے آگے پے اہتمام<br>یہ آپس مین کہتے تھے ہردم پکار<br>بلا نوجوانو بڑھے جا بُو<br>بڑھے عمرو دولت قدم با قدم | لیے سونے روپے کے اعصا تمام<br>اُسی اپنے معمول و دستور سے<br>دو جانب سے باگین لیے آئیو | نقیب اور جلودار اور چوبدار<br>ادب سے تفاوت سے اور دور سے<br>بڑھے جائین آگے سے چلتے قدم |

عمرو پہلوے بران شمشیرزن مین بیٹھا تھا کہ یہ سب کرباغبان
کے پاس پونہچے اور اُس سے ملاقات ہوئی پھر اسکو لیکر باغ مروارید مین آئے سامان اور جلوس
شاہانہ تو سب ٹھہر گیا اور یہ اُس باغ مین کہ جسکی بہار رشک فردوس بریں تھی چبوترہ
بلور پر فرش بچھوا کر بیٹھے اور اُس باغ کی کیفیت دیکھنے لگے کہ درختان سایہ دار مین ثمر کی جگہ موتیون
کے گچھے لگے ہین ہوا کا رشاخی کرتی ہے کہ شاخون کو آپس مین ملاتی ہے نسیم عنبر شمیم جو چلتی ہے
تو بدن مین جان تازہ آتی ہے درخت آپس مین ہم بغل ہین اسطرح کہ جس طرح عاشق و معشوق
لپٹے ہوتے ہین باغبانان لنگے قیمت کے ننگے پہنے بیلچے ہاتھون مین لیے چمن کو دیکھی

## بجالتی ہین ابیات

| | | |
|---|---|---|
| شاخین ہین یہ تازگی سے توام | ہو جاتی ہین بار رنگ سے خم | ہر گل ہے چمن مین صاحب زر |
| ہر برگ زبان شکر داور | ہے ایک سے ایک بڑھکے نزدیک | چشمک زن لالہ نرگس مست |
| ہے عطر سے بڑھ کے بو سمن کی | بو غنچون مین نافۂ ختن کی | آرائش بوستان ہے سوسن |
| لو ہے وہ زبان ہے سوسن | ہین اوج پہ تخت جھومتے ہین | مستی سے درخت جھومتے ہین |

اب جہان بیٹھے ہوے عمرو کو دس بارہ دن ہوے ہین کہ دیکھا ایک چیلہ شیر سوار آکر موجود ہوا یہ سب بیٹھے ہوے تھے کہ اُس چیلے نے ایک کاغذ پران کو دیا اُس نے جو اُسکو پڑھا تو لکھا تھا کہ اے خواجہ مین جو آپ کی ملاقات کو نہین آیا تو اسکا باعث یہ ہے کہ میری طبیعت بہت علیل ہے آپ دعا کیجیے کہ مجھے جلد شافی مطلق صحت عنایت کرے یہ کاغذ پڑھ ہی رہی تھی کہ ایک چیلہ اور آکر موجود ہوا اُسنے پران شمشیر زن کو نامہ دیا اُس نامہ مین لکھا تھا کہ ای پران افرا سیاب نے مہرخ اور سب سردارون کو قید کیا ہے اسکی فکر تمکو لازم ہے پس یہ پڑھکر عمرو کو وہ نامہ دیا اُسنے پڑھا اور کہا کہ مجکو آپ پہنچا دیجیے تاکہ مین وہان جا کے کچھ تدبیر کرون پران نے کہا کہ تم ٹھہرو دیکھو مین اسکی تدبیر کرتی ہون یہ کہکر خود اُٹھکر چلی سب کو منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے مگر اسکی ایک انیس ہے کہ وہ عاشق ہے اُسکی اُسکا نام زعفران زعفرانی پوش ہے وہ چلی پیچھے پیچھے یہان برق فرنگی سامنے حیرت کے قید بیٹھا ہے اور ایک چھڑی جواہر نگار ہے کہ اُس سے وہ مارتی جاتی ہے جہان وہ چھڑی پڑجاتی ہے آبلہ پڑجاتا ہے اور برق کا حال ابتر ہوتا جاتا ہے کہ ادھر سے ملکہ پران دریای ہفت رنگ کے پار اتری اور قریب شہر نا پرسان پہنچکر زمین مین سما گئی اور اُسی باغ مین کہ جہان سب قید ہین زمین سے نکلی اور ادھر زعفران بھی آکر پہنچی پران نے حیرت کو ڈانٹا کہ او قحبہ تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ تو نے برق کو قید کیا ہے حیرت اُٹھکر اُس سے لڑنے لگی اُس نے ایک ترنج حیرت کے مارا اُسنے خالی دیکر ایک نارئیل مارا اِن دونون مین لڑائی ہونے لگی اور زعفران جو آئی تھی اُسنے وہ جا سطہ اور چادر جو تخت پر رکھا تھا برق فرنگی کو اُٹھا کر دے دیا برق کے گلے سے وہ چکی کا پاٹ نکل گیا اب حیرت چاہتی ہے کہ کچھ سحر کرے اُسوقت ایک آئینہ پران

نے نکالکر حیرت کو دکھایا کہ وہ بیہوش ہو گئی بران نے زعفران پوش سے کہا کہ
اِسکی شکلیں باندھ لو اُنھے اُسکی شکلیں باندھیں اور بران نے مہرخ دبارہ زعفران
وغیرہ جتنے سردار تھے انکے اُنکی زبانون سے سوزن نکالی اور درختون سے کھولا اور اُنسے
کہا کہ اب تم اپنے لشکر کی طرف جاؤ اور آپ ملکہ حیرت کو تخت سحر پر ڈال کر مع زعفران
زعفران پوش کے لیئے طلسم کی طرف روانہ ہوئی یہ تو اُدھر چلی اور یہان افراسیاب جو
روانہ ہوا تھا تو ایک دریا ہے کہ نام اُسکا دریاے گوہربار ہے اور اُس دریا کے اُس پار دو
ساحر رہتے ہین کہ نام ایک کا گوہر جادو اور دوسرے کا نام ناسب جادو ہے اور یہ دونون
خوبصورت ہین افراسیاب انکے پاس آکر پوچھا ابھی وہان نہین گیا ہے کہ جہان اُسکو جانا
منظور ہے یہ دونون ساحر اپنے مکان مین بیٹھے ہوے تھے انھون نے افراسیاب کی تعظیم
کی بٹھایا اُسوقت چند ساحر شہر ناپرسان سے آئے اور اُنھون نے کہا کہ ای شہنشاہ بران
شمشیر زن نے آکر سب قیدیون کو چھڑایا اور ملکہ حیرت کو پکڑ لے گئی افراسیاب نے
یہ سنکر ایک چیخ ماری اور کہا بڑا غضب ہوا اب اپنے جہان کہین جانا تھا وہان جانا موقوف
رکھا اور واسطے رہائی حیرت کے روانہ ہوا لیکن حال سرداران لشکر مہرخ سحر چشم کا سنیئے
کہ یہ جو یہان سے روانہ ہوے تو پر پرواز پیدا کرکے اُڑے یہان تک کہ اثناء راہ مین انکو ایک
باغ ملا کہ جو فردوس برین کا چشم و چراغ تھا درخت بار ثمر سے پھلے پھولے کھڑا ہے بیشمار کھلے
شاہد بہار گویا زیور جواہر آگین سے مزین و مجلی ہے و شاخ نونہال پھولی پھلی ہے ہوا مین وہان
کی خاصیت دم عیسیٰ ہے شعر جان تازہ بدن مین آتی تھی ۔ روح بالیدگی سی پاتی تھی ۔ ایک
بارہ دری برنگ عروس شب اول بنی سُنہرے پردے اُسمین زنبوری بنیچے فرش
مخمل کاشانی کا بچھا ہوا جھاڑ کنول شیشہ آلات سے وہ مکان سجا ہوا شعر
ہانڈیان جھاڑ کنول اِس نور کے ۔ روشنی جس سے ہو شب تار ۔ بیچ مین ایک تخت جواہر نگار
گسترده اور کُرسیان زرنگار یاقوت و زمرد کی بچھی ہوئین یہ سب سردار اُس باغ مین آکر اُترے
اور اُن کُرسیون پر سب سردار بیٹھے اور تخت پر ملکہ مہرخ جلوہ فرما ہوئی اُس باغ مین چھڑکاؤ
عطر اور بید مشک کا تھا کہ جس سے دماغ جان معطر و معنبر ہوتا تھا یہ سب بیٹھے ہوے ہین

کہ ناگاہ ملکہ مہرخ کی ایک طرف کو جو نظر پڑی تو دیکھا کہ ایک تختی جواہر کی لٹک رہی ہے اور
اسمین کچھ لکھا ہے مہرخ نے اُس تختی کو لے کر پڑھا تو اُسمین لکھا تھا کہ ای سرداران لشکر اسلام
حیرت جادو کو توبران شمشیرزن لیگئی اور اُسے قید کیا ہے اور باغ شہنشاہ نے راستہ
مین بنوادیا ہے اسمین جب تک تمہارا جی چاہے رہو باغ کے اندر رہو سگے اور سیر دیکھو گے
تو تمکو کوئی نہین دیکھنے کا ہان باہر قدم رکھو گے تو تمکو سب دیکھین گے جی چاہے ایک دن
رہو چاہے برسون رہو یہ جگہ فضا کی ہے اور جو لشکر مین جانے کا جی چاہے تو یہ اسم جو تختی پر
لکھا ہے پڑھکر تین مرتبہ دنیا سب سامان آکر حاضر ہوگا اور تمکو لشکر مین بخوبی پہنچا دیگا یہ جو
مہرخ نے پڑھا تو بہار نے کہا بہتر یہ ہے کہ لشکر ہی مین چلو مہرخ نے کہا بہتر ہے اور صحن
مین آکر مہرخ نے اُس اسم کو پڑھا جو تختی مین لکھا تھا اور تین دستکین دین اسوقت
ایک تخت مہرخ کے واسطے اور کئی تخت بہار و نافرمان و شکیل جادو وغیرہ کے لیے
آگئے کہ یہ سب اُن تختون پر سوار ہوے جیسے ہی وہ تخت کچھ دور چلے ہین کہ کچھ گھوڑے عربی ترکی عراقی
دکھنی کاٹھیاوار ساز و یراق جواہر نگار سے درست آکر موجود ہوے اُنپر سب سردار سوار
ہوے اور وہ تختی کہ جس سے اسم پڑھا تھا اُسمین آواز تڑاقے کی ہوئی اور دھوان نکلا اور دھوئے
سے کاغذ نکلکر طرف طلسم نور افشان کے اُڑتا ہوا چلا گیا جب باغ کے دروازے سے باہر
نکلے تو باغ بھی مثل آتش بازی کے جلنے لگا اور دیوارون سے آگ انار چھوٹنے دیوار
اور دروازہ اور وہ باغ و بارہ دری سب غائب ہوگیا بارہ سو فوج جنگی داہنے اور بارہ سو
فوج جنگی بائین بیچ مین کچھ سردار چند ہزار آدمیون کی جمعیت سے یہ سب چلے آتے ہین اور
ازبسکہ شہر زرپرسان سے تو یہ آگے ہی تھے اب سامنے گنبد نور دکھائی دینے لگا بہار نے کہا
کہ تو گنبد نور کی طرف آئے اے ملکہ مہرخ حیرت جادو تو قید ہے اور افراسیاب گیا ہے شہر
خالی ہے چلو شہر مین بن پڑے تو طلسم کشا کو چھڑا لین مہرخ نے کہا کہ اے بہن یہ تمہارے کہنے
کی بات ہے گنبد نور ایسا تھوڑا ہی ہے کہ جہان کوئی جا سکے بہار جادو نے کہا چلو تو سہی دیکھ لینگے مہرخ نے
کہا میرا دل نہین قبول کرتا اب کیفیت سنیے کہ گنبد نور کی چار سمتین ہین دو کوس ادھر اور دو کوس
ادھر ایک سمت مین جو کوئی جاتا ہے وہ قید ہوتا ہے طلسم کے زندان مین اور جو دوسری طرف سے

جاتا ہے اُسے قتل کرتے ہیں اور جو تیسری طرف جاتا ہے اُسے چھوڑ دیتے ہیں اور جو چوتھی طرف جاتا ہے تو اُس سمت ایک دشت ہے اور اُس دشت میں ایک باغ ہے جانیوالے کو اُس باغ میں چھوڑ دیتے ہیں تو وہ تمام عمر خراب رہتا ہے اور ایک حاکم ہے افراسیاب کی طرف سے کہ نام اسکا تتوریا آہن کلاہ ہے اور مالک ہے تمام گنبد کا اور ایک ساحر معز جادو نام کہ وہ طلسم باطن میں بادشاہ ہے اُس سے اور تتوریا آہن کلاہ دوستی اور محبت ہے تو تتوریا بسبب محبت اسکے وہیں رہتا ہے اور سحر و ساحری کے سوا اور کچھ کام نہیں کرتا ہے اسقدر اسنے سحر میں مہارت پیدا کی ہے کہ ایک مرتبہ یہ افراسیاب سے بھی لڑسکتا ہے کبھی کبھی یہ افراسیاب کے سلام کو بھی آتا ہے اب جو اسنے سنا کہ طلسم میں غدر مچا ہے اور آفت برپا ہے تو معز جادو کے پاس سے رخصت ہو کر اپنے بھی گنبد نور پر آکر رہنا شروع کیا ہے اور گنبد نور سے علیحدہ دو کوس پر ایک مینارا اسنے نور کا بنایا ہے کہ وہ ایک ڈال نور کا ہے اور اُسکے سات درجے ہیں اور ایک مکان بلور کا کہ وہ بھی سراسر نور کا معلوم ہوتا ہے معلق مابین زمین و آسمان اُسنے بناکر قائم کیا ہے کہ اُس مکان کے چاروں طرف تین تین سو دروازے ہیں اور ہر دروازے میں ایک ایک نازنین خوبصورت مثل چاند کے استادہ ہے پوشاک جواہر نگار اور زیور مرصع کا زیب بدن کیے ہیں اور بیچ میں جو دروازہ ہے قفل بند اُس میں کچھ چوبدار خاص بردار وغیرہ عملہ شاہی رہتا ہے اور اندر سے آواز گانے کی آتی ہے اور ایک طرف میدان میں چار چمن ہیں کہ اُس میں سرخی کٹی ہے اور پھلدار درخت لگے ہیں خانچہ سرداران لشکر اسلام اس ارادہ سے چلے کہ شہزادہ اسد بن کرب غازی کو چھڑالیں چلے تو آکر اُسی چمنستان میں پونہچے گنبد نور وہاں سے بہت دور ہے اور ایک ابر سفید ایسا چھایا رہتا ہے کہ جنگلی وحشی کی وجہ سے وہ گنبد نظر نہیں آتا ہے الحاصل جب چمنستان میں پونہچے ایک بجلی چمک کر انکے قدموں پر گری کہ ان لوگوں کی زبانیں بند ہوئیں اور ایک حباب پیدا ہوکر اتنا بڑا ہوا کہ یہ سب اُسمیں سما گئے اُسوقت ایک پرسیاہ طلسم نور افشان کی طرف سے پیدا ہوا اور اڑکر ہوا اسطرف کو آیا جوں جوں قریب آتا گیا چھوٹا ہوتا گیا جب اس چمنستان میں آکر پونہچا تو ایک بجلی چمک کر گری کہ وہ حباب سرنگون ہوکر اُڑ گیا اور یہ سب سردار چھوٹے اور وہ جو قصر معلق ہے اُسمیں پڑے ہیں اور بیچ میں جو دروازہ اُسمیں ہے اُسکے اندر سے تین ہزار ساحر زبردست

ترسولیے ہاتھون مین لیے نکلے اور آگے چاہتے تھے کہ اُن شرارون کو مارین وہ جو طلسم نور
افشان کی طرف سے ابر آیا ہے اُسمین سے ایک آواز مہیب ہوئی اور ایک سوار فولادی شیر
پر سوار ہاتھ مین ترسول لیے پیدا ہوا اور اُسنے آکر ایک ترسول کو پتھر پر مارا کہ اُس پتھر کی
ہزار شرارے نکلے اور اُن ساحرون پر گرے کہ وہ جلکر خاک ہوگئے پھر دیکھا تو اسی دروازے
سے چھ ہزار ساحر اور نکلے لیکن اُس سوار نے پھر ترسول کو پتھر پر مارا کہ وہ بھی جلکر خاک ہوے
اُسوقت تنویر آہن کلاہ خود آیا اور اُسنے کہا کہ او تپلے اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا اور
اسم سحر کا پڑھ کے اپنی اُنگلی کو کاٹا اور تین بوندین لہو کی اور کچھ دانے سرسون کے لے کر اُن
دانون پر لہو ٹپکایا اور اُن سب دانون کو جانب قصر معلق اُچھال دیا کہ اُس قصر سے ایک ٹکڑا
مکان کا جدا ہوکر اُس تپلے کے سر پر آیا ایک دیوار اُسکی اُسکے پاؤن کے نیچے آگئی اور چھت
سر پر اور یہ دبا اور جتنے سردار ہین وہ بھی سب قید ہوے یعنی ایک حباب ہے مثل سرپوش
کے کہ اُسمین سب بند ہین اور کچھ کسی کے کیے سے نہین ہو سکتا تنویر آہن کلاہ ہنس رہا
ہے اُسوقت برق چمکی اور پھر طلسم نور افشان کی طرف سے ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور بہت
جلد بڑھتے بڑھتے یہان تک آکر پہنچا اور اب پے در پے بجلیان چمکنے لگین پھر ایک شعلہ
نکلا اور وہ ابر اُٹھا آدھا تو سر پر آیا اور آدھا زمین پر اُسوقت تنویر آہن کلاہ نے کہا کہ اے
شخص یہ کون بات ہے کہ تو چھپ کے آیا ہے شعلے سے نکلکر مرد میدان ہو اُسکا یہ کہنا تھا کہ ایک
تڑاقے کی آواز ہوئی اور وہ شعلہ پھٹا ایک نازنین خوبصورت غرق دریاے جواہر بال بکھرے
ہوے ماتھے پر افشان چنی آسمان حسن مین ستارے نکلے ہوے **نظم**

روکش عارض خورشید تھی عارض کی ضیا ؛ خال کا ہندوے لٹا حبش تھا شہرا ؛ چاہ غبغب کبھی گر دیکھلے یوسف اُسکا
عمر بھر چاہ محبت مین رہے اُسکی پھنسا ؛ غنچۂ سوزدن جیب تن تھا اُسکا ؛ شعلۂ طور جسے کہیے بدن تھا اُسکا

ایک تخت جواہر نگار پر سوار سامنے آکر پکاری کہ او تنویر تو نے کیا کہا کہ مرد میدان نبرد ہوا رے
کوکب روشن ضمیر وہ بادشاہ جلیل القدر ہے کہ اُسکا مثل نہین ہے اُسکے خادم اور کنیزین
جو چاہین وہ کرین بہتر تیرے حق مین یہ ہے کہ چل کر خدمت شہنشاہ کوکب مین حاضر ہو
کہ تیری جان بھی بچے اور مال بھی سلے نہین تو کتے کی موت مارا جائیگا تنویر نے جھنجھلا کر

ایک ناریل چوٹی سے نکال کر مارا اس نازنین پر کہ اُسمین سے ہزارہا ستارے پیدا ہوے
اور وہ ستارے گرنے لگے لیکن وہ نہ پاؤن گرتے ہین اس نازنین پر نہین پڑتے اور نام اُس
نازنین کا ملکہ زرافشان جادو ہے بس اُسنے بھی اپنی چوٹی سے ایک موتی چھوٹا سا صراحی دار
نکالکر آسمان کی طرف مارا کہ اُسمین سے ہزارہا بوند پانی کی پیدا ہوئی اور سب ستارون
کو دھوان کر کے اُڑا دیا پھر تنویر آہن کلاہ نے غصہ مین آکر ایک ناریل مارا کہ اُسمین سے
ہزارہا پتھر پیدا ہوے اور اس نازنین پر گرنے لگے اس نازنین نے ایک پتھری چھوٹی سی
نکالی اور اُس کو اُس قصر معلق پر کھینچ مارا کہ وہ قصر معلق اور یہ پتھر جو گر رہے تھے سب دھوان
ہو کر اُڑ گئے اُسوقت تنویر آہن کلاہ نے اپنے سر سے خون نکالا اور اُس خون کو ہاتھون
پر لے کر اُس نازنین پر مارا کہ وہ خون شعلہ ہو کر قریب تھا کہ اُس نازنین پر گرے اُس نے اپنی
دو زلفون کو بل دیا کہ اُسمین سے ہزارہا فوارے پیدا ہوے اور اُن شعلون کو اُن فوارون
نے بُجھا دیا اور پھر اُس نازنین نے ایک پتھر چھوٹا سا نکال کر مارا اُس مینار پر جو سات
درجے کا تھا وہ مینار بھی دھوان ہو کر اُڑ گیا اُسوقت تنویر غلغلہ مار کر اژدہا بنا اور اُس
نازنین پر پھنکارتا ہوا چلا اُسنے ایک ڈبیا نکالکر کھولی اور کئی ہزار آدمی آتشین بنائے اور
اُنکے ہاتھون مین گرز دیے اور کہا مار دو اِس اژدہے کو اُن سوارون نے گرز جین جو اُس اژدہے
پر مارے تو اپنی صورت اصلی پر آگیا اُسوقت اُس نازنین نے خنجر جمشیدی نکال کر جو مارا
تو گردن تنویر آہن کلاہ کی کٹ گئی آواز دار و گیر کی بلند ہوئی صدا آئی کہ اے شخص مارا تو نے
اُسکو کہ جو اپنا ثانی نہ رکھتا تھا اُسکا دوست عزیز جادو طلسم باطن مین بادشاہ ہے وہ ضرور بدلا
لیگا اب مہرخ و بہار وغیرہ سب سردار مع اُن پتلے کے چھوٹے زرافشان نے
کہا کہ تم لوگ کیون دیوانے ہوے ہو جو گنبد نور کی طرف جاتے ہو ابھی نہین جب وقت
آئیگا تو آپ ہی اسد چھوٹ جائینگے اب اپنے لشکر کی طرف چلو چنانچہ یہ سب کو سمجھا کے تخت پر
سوار کر کے انکو لیکر روانہ ہوئی جب لشکر مین آکر پہونچی تو یہان بسبب سحر اژدر چشم
کے لشکر بھاگ گیا تھا اب آکر پھر جمع ہوا ہے خیمہ و بارگاہ استادہ کرا کے یہ سب کے
سب اُترے ڈھنڈورا پٹوایا کہ اب امان ہے لوگ آکر آباد ہون ملکہ زرافشان

کو سب سردارون نے نذرین دین اور مہرخ نے کچھ کشتیان جواہر کی منگا کے چاہا کہ زرافشان کو دون
اُسنے کہا کہ یہ کبھی نہو گا آپ ہماری مالک ہین اور ہمین ہر بار اختیار ہے کہ جو چاہین منگا لین یہ کہکر
اُسنے ایک اسم سحر کا پڑھا ایک ابر طلائی آکر موجود ہوا اُس مین سے کچھ فوج کشتیان جواہر کی لیے
ہوے نکلی وہ کشتیان زرافشان نے لے کر مہرخ کے سامنے رکھین اور کہا کہ اِسکو
قبول کیجیے مہرخ نے کہا کہ جب تم نہین لیتین تو ہم بھی ان کو نہین لین گے غرض بعد حجت
بسیار مہرخ نے وہ کشتیان لین اور زرافشان نے ایک سحر جو پڑھا تو وہ فوج اور تلہ
شیر سوار سب غائب ہو گئے مہرخ نے حکم دیا ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ
گردش مین آیا یہ تو بعیش و عشرت اُس مقام پر بیٹھے ہین لیکن افراسیاب جادو جو برائے رہائی
ملکہ حیرت جادو روانہ ہوا تھا تو جا کر ایک پہاڑ بلند و وسیع پر پہونچا اور اُس پہاڑ پر بیٹھا اُسکی
صحبت مین سرمایہ برق انداز وغیرہ چند سردار بھی آکر بیٹھے اُسوقت قلعہ ظلمات کی طرف سے
ایک ابر پیدا ہوا بڑی چمک دمک سے قریب آکر پہونچا بیٹھا تو دیکھا کہ دو اژدہے ہین بہت
بڑے بڑے ایک اژدہے پر تخت کھنچا ہے اُس پر ملکہ عنقاے جادو نام
ایک ساحرہ سوار ہے اور یہ وہین ہے چندن جادو کی کہ جس کا قتل کرنا جلد اول مین
اسی طلسم ہوشربا کی لکھا گیا ہے آئی دوسرا اژدہا مثل چتر کے اُسکے سر پر سایہ کیے
تھا ملکہ عنقاے جادو بڑی ساحرہ زبردست ہے بعد اُسکے دو زبان جادو اور
اندر جادو کہ جو اُسی پہاڑ پر رہتے ہین آئین اور بادشاہ کو ان تینون نے سلام کیا اور عنقاے
جادو نے کہا کہ اے شہنشاہ یہ کیا آپ نے لڑائی کا طور کر رکھا ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ سب
تقدیری امورات ہین ملکہ عنقاے جادو نے اُس اژدہے کی طرف اشارہ کیا کہ اُسنے
پانون اپنا زمین پر مارا کہ زمین اُس جگہ کی شق ہو گئی اور ہزار ہا خیمہ جواہر نگار ساحرے لے کر
نکلے اُن خیمون کو استادہ کیا اور افراسیاب سے کہا کہ چلکے بیٹھیے ان خیمون مین پھر اژدہے کو اشارہ
کیا کہ اُس نے زمین کا پانون مارا اب کی مرتبہ کچھ دوکانین طلائی و نقرئی نکلین اور تیسرے پانون
کے مارنے سے حلوائی نان بائی وغیرہ جتنے پیشہ ور ہوتے ہین وہ سب موجود ہوے
اور چوتھا پانون مارنے سے ساحرون نے نکل کر شہر و بست کر لیا گہما گہم

بیان ہونے لگی اب افراسیاب نے کہا کہ مجکو خود جانا منظور ہے حیرت نے [illegible]
جادو نے کہا کہ نہین اول کسی اور کو بھیجیے تو بہتر ہے اُسوقت سرمایہ برف انداز نے کہا کہ
غلام جائیگا افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ سرمایہ نے خیمہ سے باہر نکلکر ایک ابر پیدا کیا اور
کچھ فوج ساتھی کہ برف کے آدمی تھے اور یہ ابر بہت دور تک پھیلا ہے غرض یہ سب چلے
اور جاکر دریاے ہفت رنگ پر پونچے تو ساڑھے تین رنگ جو قبضہ مین افراسیاب کے ہین
انکو جب طے کیا تو اُسطرف کوئی بھی مزاحم نہوا سرمایہ بہت خوش ہوا اور اُدھر اتر گیا تو ایک پہاڑ
ملا برف کا اُسپر سب فوج کو جو برف کی تھی اُتارا اور آپ بھی یہان اُترا ارادہ آگے چلنے کا کرتا ہے
آگے دیکھیے کیا ہو مگر یہ خبر بران شمشیرزن کو پونچی کہ سرمایہ آتا ہے بران شمشیرزن حیرت
کو یہان عمرو کے پاس لا چکی تھی اور بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک پتلہ شیر پر سوار آکر موجود ہوا اور ایک
کاغذ بران کے ہاتھ مین دیا اُسنے جو اُسکو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے بران سرمایہ برف انداز
آیا ہے تمھین لازم ہے کہ یہی کاغذ جسپر نامہ لکھا گیا ہے اُس شیر کے ماتھے پر کہ جسپر پتلہ سوار ہے لگا دینا
اور جو اسم کہ اس مین لکھا ہے اُسے پڑھنا بران نے وہ کاغذ پڑھکر شیر کے ماتھے پر لگا دیا اختر
مروارید کو بالون سے نکال کر سات لوین اُسکی کاٹین اور اُس پتلے پر وہ لوین ماریں کہ سات
فانوسین روشن ہو گئین اور اُس پتلہ سے بران نے کہا کہ تم جاؤ اور سرمایہ کو روکو پتلہ یہان
سے چلا سرمایہ دریاے ہفت رنگ اُتر آیا تھا کہ یہ پتلہ جاکر پونچا اور اُسنے للکارا کہ ای
سرمایہ کہان آتا ہے ٹھہر اسی جگہ سرمایہ نے اُس پتلہ کو دیکھکر ایک ڈھیلا برف کا کھینچ مارا کہ وہ
ڈھیلا زمین پر گرا اور ہزارہا برف کے پتلے نکلکر طیار ہوے اور اُس شیر سوار کی طرف چلے اُسنے
اپنے ہاتھون کو اونچا کیا کہ پانچ انگلیون سے پانچ شرارے نکلے اور اُن پانچ شرارون سے
ہزارون شعلے نکلا اُن برف کے پتلون پر پڑے کہ وہ سب پگھل گئے اُسوقت سرمایہ نے
جھنجھلا کر اور ایک ٹکڑا ابر کا اُس پتلے پر مارا کہ وہ آکر اُسکے سر پر پڑا اور ایسی ہوا سرد پیدا
ہوئی کہ جس سے وہ پتلہ جھومنے لگا اور اُسنے ایک ترنج نکالکر مارا کہ وہ ہوا سرد موقوف ہوئی
اور ایک ابر گھر آیا پھر اُس پتلے نے ایک چھوٹا سا پتھر سیاہ رنگ کا لیکر کچھ پڑھکر مارا جو وہان
ایک پہاڑ تھا اُسپر سب فوج سرمایہ کی تھی بس گڑگڑاہٹ ہوئی اور وہ ابر جو گھر آیا معتسا

پتلا ہوکر اُس پہاڑ پر گرا کہ وہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور یہ سرمایہ نیچے کو چلا اور جو وہ ساحت
فانوسین تھین اُسمین سے ایک کمند پیکر طیار ہوئی اور اُس پتلہ نے سرمایہ کو دوڑکر پکڑلیا اور
وہ جو اسکی فوج تھی وہ پہاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہونیسے کچھ دب کر ہلاک ہوئی اور باقی جو بچی بھاگ
گئی اور یہان غضب ہوا تو افراسیاب نے دو اُنگلیون کی قینچی بناکر دیکھا معلوم ہوا کہ سرمایہ
پکڑا گیا اُسنے کہا کہ پتلے کا تو فقط دھوکا ہے پردہ بہ پردہ بران نے پکڑا ہے اُسوقت
ابریق کوہ شگاف نے کہ یہ وزیر پایۂ تخت سوم ہے اِسنے عرض کی کہ مجھے بھیجئے افراسیاب
نے کہا جاؤ یہ اُٹھکر وہان سے چلا تو اِسنے دو پہاڑ بنائے ایک تو چھوٹا ہے کہ اُسپر سب
فوج پتھر کی ہے اور دوسرا پہاڑ جو بہت بڑا ہے اُسپر یہ خود بیٹھکر چلا یہان بران
کے پاس پھر ایک پتلہ شبر سوار آیا اور اُسنے کاغذ بران کو دیا بران نے اُس کاغذ کو
پڑھکر اپنے گھر سے پھر لین کاٹ کے اُس پتلے کے بدن مین لگائین اور کہا جاؤ ابریق
آتا ہے اُسے مارو یہ پتلہ روانہ ہوا یہان ابریق جو چلا تھا دریاے ہفت رنگ کے
پار اُترآیا کوئی مزاحم نہوا یہ بہت خوش ہوا کہ شاید میرا خوف ساحران دہر نے مانا پس جب
اُس حد پر پہنچا کہ جہان سرمایہ قید ہوا تو پتلہ آکر پہنچا اور اُسنے کہا کہ اے ابریق تمہاری
بجائی سرمایہ تو قید ہین اور تمہین لازم ہے کہ چلکر خواجہ عمرو کی پابوسی کرو اور دین
اسلام ملت برحق کو قبول کرو ابریق کو غصہ آیا اور ایک اسم جو سحر کا پڑھا تو وہ پہاڑ جسپر
یہ بیٹھا تھا اُسکا ایک ٹکڑا علیحدہ ہوکر اُس پتلے کے اوپر آیا اور ہزار ہا پتھر گرنے لگے اِس
پتلے نے اپنے دونون ہاتھون کو جنبش دی کہ اُسمین سے ہزار ہا شرارے پیدا ہوکر اُن پتھرون پر
پڑے کہ وہ سب دھوان ہوکر غائب ہوے اُسوقت ابریق خود پہاڑ پر سے کودپڑا اور پتلے
کی طرف چلا پتلے نے ایسا اسم سحر پڑھا کہ وہ پہاڑ غائب ہوا اور ایک پہاڑ اور پیدا ہوکر
چند پتھر ابریق کے سر پر اور چند نیچے پانون تلے آگئے اور یہ ابریق بیچ مین انکے دبا اور وہ
پتلا آنکھ سے آنکھ ملائے ابریق سے کھڑا ہے اور ابریق بیہوش ہے یعنی آپ مین نہین ہے
اب افراسیاب نے پھر جو اپنے ہاتھون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابریق کوہ شگاف بھی قید
ہوا اب اسکو غصہ آیا اور یہ خود اُٹھ گئے [illegible] ساتھ بہت سے ساحر ہین اور عجب غصہ مین

وہان سے آتا ہے اور ایک تخت ہے کہ اُسکا دور ہفت میل ہے اور ایک ایک پایہ
مین پچاس پچاس پایہ لگے ہین چار سو پایہ سب ہوئے ہر جانور کی شکل اُن پایون مین بنی ہے اور یہ اُسکے
ساتھ ہے عنقا سے جادو اور سرداب جادو اور اژدر جادو اور دوزبان جادو وغیرہ
اور یہ ساحر بڑے زبردست ہین اب یہ اُن کے دریاے ہفت رنگ کے کنارے پر پونچا
وہان جو اُسکے ساحر ملازم ہین وہ آکر اُسکی خدمت مین حاضر ہوے اُنھین سے کسی کا سر سوس
کا کسی کا گرگ کا کسی کا ماہی کا ہے اُن سب نے عرض کی کہ ہم ناچار ہین ہمین نگراموں نے بہکا دیا
اور یہ کہا کہ خبر نہوا خود شہنشاہ کو منظور ہے کہ بہکا دل دیکھے اسوجہ سے ہمنے کچھ لوگون کو جانے
دیا افراسیاب جادو کو غصہ تو تھا اِسنے ہاتھ ہلایا کہ برق چمکی کہا جل جاؤ بس یہ مُنھ سے
نکلنا تھا کہ آگ پیدا ہوئی اور ساحر جل گئے اُسوقت عنقا سے جادو نے کہا کہ اے شہنشاہ
غصہ کو جانے دیجیے افراسیاب چپ ہو رہا کشتیان آکر موجود ہوئین یہ سوار ہوکر چلے جب
اپنے ساڑھے تین رنگ طے کر چکا تو اسطرف کے رنگون کا یہ حال ہوا کہ لاکھون آدمی بیٹھے بیٹھے
کود کود کر دریا مین آپ سے آپ گرے اور وہان کے ساحر دریا سے نکلکر لڑنے لگے لیکن
بران کا حکم پونچا کہ انکو منع نہ کرو آنے دو القصہ یہ سب کے سب بموجب حکم ملکہ بران
کے مطمئن ہوئے اور ساحرون نے مزاحمت نہ کی تو اُس پار نکلگئے جب اُدھر کو پونچے تو دیکھا
کہ کچھ درخت ہین مولسری اور ہار کے فوج تو افراسیاب کے ساتھ اسقدر تھی کہ جہانتک نگاہ
کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے سب تھیرین باندھے ہوے ترسول ہاتھ مین لیے تھے
وہان افراسیاب نے ایک گولہ فولادی نکال کر جانب آسمان اُچھالا کہ وہ پارہ گرا اور بجا
ہوا اور چمک ہوئی مگر وہان ایک دیو رہتا ہے کہ قد اُسکا تین سو گز کا ہے اور ایک قرنا اُسکے
ہاتھ مین ہے کہ وہ بھی تین سو گز کی ہے پس اُس قرنا کو جو دیو نے دم دیا تو اُسمین سے ذرا ذرا
آواز نکلی کہ کچھ آدمی جلکر مرے اُسوقت افراسیاب نے عنقا سے جادو سے کہا کہ دیکھا
تمنے اس دیو کی حرکت کہ عنقا سے جادو نے ایک بیضا اپنے جوڑے سے نکالا اور اُسے
آسمان کی طرف مارا کہ وہ ہما بنکر اُس دیو پر چلا اور چاہا کہ اُسکو مارے اُس دیو نے ایک تیر چھوٹا
ساگر سے نکالکر اُس ہما پر مارا لیکن جب وہ تیر ہما پر پڑا تو اُس مین سے شرارہ نکلا اور

تو غائب ہو کر چلا آگے آگے عجوز جادو اب یہاں عنقائے جادو اور سب فوج مع افراسیاب
کے چلنے کے پھر گئی اور یہاں افراسیاب نے کچھ دور جا کے دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے سیاہ رنگ
کا اور راستہ نہین ہے اور ایک دیو اُس پہاڑ پر کھڑا ہے افراسیاب نے نکال کر ایک ترنج
مارا کہ وہ دیو اور پہاڑ غائب ہوا پھر آگے چلے تو دیکھا کہ ایک دریا ہے اور اس دریا مین ایک
نگر منہ نکالے کھڑا ہے اور اُسکے سر پر پانون رکھے ایک پریزاد کھڑی ہے افراسیاب
نے وہ سُمرن جو بونیان کاٹ کے بنائی ہے اب اُسکے دانے یاقوت احمر کے ہین اور سات
دانے ہین چنانچہ ایک دانہ اُسنے اُس پری پر کھینچکر مارا کہ وہ پری اور نگر جل کر خاک ہو گئے
اور دریا کا پانی بھی اُڑ گیا اسی طرح راستہ مین کئی بلائین آئین مگر اُس نے سب دفع کین
اب حال سُنیے کہ بران نے حیرت کو لا کر ایک ستون سے کہ پہاڑ پر چہل ستون بنا ہے باندھا
اور سر کوہ پر بند و بست کر دیا ہے اسوقت ایک پتلا نامہ لیکر کوکب کا آیا کہ اے بران جلد خبر لو
کہ افراسیاب اُس پہاڑ پر پہونچگیا ہے بران اپنے مقام سے اُٹھی اور اُس پہاڑ پر آئی کہ سامنے
دیکھا کہ سامنے چہل ستون کے آ بیٹھی اُسوقت افراسیاب جادو جا کر پہونچا جو لوگ کہ سر کوہ
پر متعلق تھے اُن کو تو اُسنے جلا دیا لیکن ملکہ بران شمشیر زن نے عجوز جادو
کو دیکھکر کہا کہ او نمکحرام تو نے بھی یہ طاقت پیدا کی کہ افراسیاب کو لے کر یہان آیا ہے
یہ کہکر ایک ہاتھ تلوار کا اُٹھکر جو مارا تو عجوز جادو گر پڑا خواجہ عمرو بھی یہان آئے ہین مگر بران
سے پوشیدہ گلیم اوڑھے ہوے ہین افراسیاب نے حیرت جادو کو ستون سے جلد تر
کھولا بران نے ایک پنجہ افراسیاب کے بھی مارا افراسیاب نے کچھ پڑھکر دستک دی
کہ کئی ہزار پتلا پیدا ہوا بران نے اختر مروارید کی لوبن کا مین کو اور اُن پتلون کو جلا دیا اُسوقت
افراسیاب نے ایک آئینہ نکالکر بران کو دکھایا کہ یہ بیہوش ہوئی عمرو نے
جو یہ ماجرا دیکھا تو جال الیاسی نکال کر اور گلیم اُتار کر جو افراسیاب پر مارا تو مع حیرت و افراسیاب
اور تین سو پتلون کو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا لیکن بہان مرزان نے کچھ فوج ساتھ لے کر
عنقا وغیرہ کا تعاقب کیا آخر ایک مقام پر لڑائی ہونے لگی نارنج ترنج ناریل چلنے
لگے بجلے سوئیون کے اسم حزن کے پڑنے لگے رائی سرسون اور دھونے

کے دانے جل رہے تھے دھوان اُٹھتا تھا شعلے بلند تھے بیر غل مچاتے تھے ہر طرف آواز
ہائے ہجو و لیرون کی بلند تھے مُردہ پژمُردہ نعش پر نعش گر رہی تھی اُسوقت عنقاے
جادو نے کیا کام کیا کہ دونون ہاتھون سے کچھ ماش پڑھ پڑھ کے مارنا شروع کیے اب
ہزارون سر کٹ کٹ کے گرنے لگے اور ایک ابر سبز رنگ پیدا ہوا اُسمین سے آواز تڑاقے کی
آئی اور ایک حوض فولادی چکر کھاتا ہوا اسی ابر سے نکلا لیکن عنقا نے اپنے ہاتھون کو بلند کیا
کہ پانچون انگلیون سے پانچ شرارے پیدا ہوے اور ان پانچون شرارون سے سب
سے شعلے نکلکر ادھر کی فوج پر پڑے کہ بہت سے آدمی جلے اور ایک شاگرد ہے
عنقاے جادو کا عقاب جادو نام اُسے ایک تیر اور ایک ترنج مارا کہ بران
کے بہت سے ساحر ہلاک ہوے اُسوقت طرف سے ظلمات کے ایک ابر سیاہ
رنگ پیدا ہوا اُس ابر مین سے یہ آواز آئی کہ ای نکلا ہون تجھ بھی یہ طاقت پیدا کی کہ آپ بادشاہ
طلسم ہوش رُبا طلسم نور افشان سے لڑتا ہے خیر سمجھ لیا جائیگا اور اُسوقت ایک دریاے
آتش جوش مار کر پیدا ہوا سب سوارون عنقاے جادو اندر جادو ابریق کوہ
شگاف و سرمایہ برف انداز وغیرہ نے اپنے تئین اُس دریاے آتش مین گرادیا اور
وہ ابر ایک طرف کو چلا باقی اور لوگ جو تھے وہ دریاے ہفت رنگ کی طرف چلے اور وہ
ابر اب کوہ نور کی طرف جاتا ہے لیکن حال سنیے کہ عمرو جو جال مین حیرت و افراسیاب
کو ڈالکر چلے تو انکو ایک تاریکی معلوم ہوئی اور یہ اُسمین چلے جاتے ہین کہین اونچا کہین نیچا ملتا ہے
بعد کچھ دور کے روشنی معلوم ہوئی اور آواز آئی ای خواجہ صاحب خاطر جمع رکھیے مارا ہے
سب فوج افراسیاب کو کہ وہ سب بھاگے اور اُنکے واسطے اب بڑی تیاری ہو رہی ہے
عمرو نے دیکھا تو کوئی آواز دینے والا معلوم نہوا یہ آگے چلے تو ایک میدان سبزہ خیز انکو نظر
آیا کہ کوڑیالہ رشک لالہ دور تک کھلا ہے درخت سایہ دار ہین چشمہ جا ہین لبریز ڈیرے موج
خیز کنارے دریا کے جانوران آبی کا مجمع ہے ہواے سرد عیسی نفس چل رہی ہے جب جھونکا
ہوا کا آتا ہے دماغ جان معنبر و معطر ہو جاتا ہے اشعار

آئی ہے بہار مرغ گلزار || کرتی ہے نواے سینہ افگار || گل یاد صبا کی تاکمر ہے

| دامان بلند ابر تر ہے | آئی ہے بہار ہر خیابان | ہے لطف ہوائے گل بدامان |
| --- | --- | --- |

اور اس صحرا میں ہزار ہا خیمے استادہ ہیں اور بیچ میں ایک بارگاہ نصب ہے کہ وہ جواہر نگار ہے اور عجب تزک اُس بارگاہ کا ہے جب یہ قریب پونچے تو دیکھا کہ دو سو آدمی اس بارگاہ سے نکلے اور اُنھوں نے کہا کہ اس بارگاہ میں چلیے اب جو یہ بارگاہ کے اندر آئے تو دیکھا کہ کیا رہ کشتیان جواہر سے بھری رکھی ہیں اور تورہ پوش اُٹھے ہوے ہیں اُن آدمیوں نے کہا کہ ان کشتیوں کو لیجیے اور لٹائیے یا کسی کو دیجیے یا آپ لیجیے عمرو نے وہ کشتیان لے لیں پھر جو وہان سے نکلکر چلے تو دیکھا کہ بارہ ہزار جلاد تیغے جوڑے باندھے بارناک کان کٹے کا گلے میں پہنے کردھنی باندھے ایک طرف کھڑے ہیں اُن آدمیوں نے کہا کہ یہ اسواسطے آئے ہیں کہ دشمنوں کو گردن ماریں عمرو یہ سُنکر چند قدم اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ تین سو شاہزادے ہیں اُنکے سرون پر تاج جواہر نگار ہیں اور پوشاک نفیس جواہر دوز ہے جسم ان کے مزین و مجلے ہیں اور تین سو شاہزادیان ہیں کہ اُنکے بھی سرون پر اور گلون میں تاج اور لباس عمدہ مرصع و آراستہ ہے اب یہ سب سامنے اس بارگاہ کے آئے اب جو دیکھا تو وہ تخت بہت نادر اور کرسی یاقوت احمر کی بیچ بارگاہ میں بچھی ہے اور کرسی پر ایک شخص بیٹھا ہے کہ عمامہ اُسکے سر پر ہے اور کلغی بال ہما کی عمامہ میں لگی ہے اور پوشاک بھی بزرگی کی پہنے ہے عمرو کو دیکھکر وہ آدمی اُٹھا اور قریب آکر اُسنے عمرو سے کہا کہ آپ کو مبارک ہو کہ فوج افراسیاب نے شکست کھائی اور دن بخش کوکب روشن ضمیر کے نکل گئے طبیعت اب اُنکی اچھی ہے خدا کی عنایت سے بادشاہ مذکور خوش و خرم ہیں آپ بھی ان صندوقوں کو زنبیل سے نکالیے دیر نہ کیجیے عمرو جاکر تخت پر بیٹھا اور خوشی میں آکر پہلے تو افراسیاب اور حیرت اور خیال جادو کو زنبیل سے نکالا پھر پتلیوں کو بھی افراسیاب کی نکال کر باہر چھوڑ دیا اور بران و مجلس آرا کی میں ان تینوں کو فرمائش سے رہنے دیا اُسوقت وہ جو آدمی تھا کہ جسکے سر پر کلغی تھی اسوقت دل خواجہ کا گھبرایا اور دیکھا اُس شخص کو کہ رنگ رُخ سیاہ معلوم ہوتا ہے وہ جو منہ پر اُسکے سُرخی تھی اور داڑھی سفید تھی تو داڑھی تو لال ہے اور ہاتھ سیاہ فقیر ہیں خواجہ یہ دیکھکر چاہتے تھے کہ گلیم اوڑھ لیں اُس وقت

ایک سونے کی صراحی دار اُس آدمی نے نکالا اور سامنے اِنکے اُسکو پھونکا کہ یہ بیہوش ہو گئے اور
اُسنے ایک سحر جو کیا تو ایک زنجیر طلائی عمرو کے گلے مین اور دست و پا مین پڑ گئی اور افراسیاب
وحیرت اور خیال جادو جو کہ ساتھ تھے وہ سب ہوشیار ہوے اُسوقت اُس
آدمی نے کہا کہ ای افراسیاب تو نے اپنے تئین غارت ہی کیا تھا وہ تو خداوند دیجور
نے اپنی کتاب مین دیکھا اور اُسنے مجھے بھیجا کہ مین نے آکر تجکو چھڑایا اور اُسکو گرفتار کیا اب جلد
یہان سے چل افراسیاب نے کہا کہ مین عمرو کو مارلون تو چلون یہ ذکر تھا کہ ایک ابر سیاہ
پیدا ہوا اُس ابر مین سے ایک کوا نکلا اور اُسنے ایک کاغذ اِس کرسی نشین کو دیا اور افراسیاب
نے کہا کہ اِس جینے سے تو مرنا بہتر ہے مین نہین جاؤنگا جب تک عمرو کو نہ مارلونگا یہ کہکر
خنجر کھینچا اور چاہا کہ قتل کرے اُس کرسی نشین نے ہاتھ پکڑا اور ایک ابر قلعۂ نور افشان کی طرف
سے پھر نمودار ہوا اِس کرسی نشین کا نام نائب راشد الشیاطین ہے غرض جب وہ ابر
قریب پہنچا تو اُس کوے نے بازی کرنا شروع کی اور آوازین تڑاق تڑاق آنے لگین جو جو
آواز آتی ہے ہزارہا کوا پیدا ہوتا ہے چنانچہ ایک کوے نے مُنہ کھولا اُسکے مُنہ سے ایک پری
نکلی چھوٹے قد کی اور پاؤن پنجہ پر کوے کے رکھکر کھڑی ہوئی اور بزبان فصیح افراسیاب
سے کہا کہ ای شہنشاہ چلیے آپ کو مزرعۂ گندم پر چلنا ہوگا بس یہ کہکر اُسنے ایک قلابازی کھائی
اور تاریکی ہو گئی پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا نہ عمرو ہے نہ افراسیاب ہے نہ وہ کرسی نشین ہے
ایک دیوار سُرخ رنگ شمال سے جنوب کی طرف چلی گئی اور اُس دیوار کے اُدھر میدان ہے
کہ اُسمین سر ہین کٹے ہوے تازے کہ گز بھر زمین سے اونچے اِستادہ ہین اور ہزارون ہاتھ اور
ہزارون پاؤن ران سے تازہ کٹے ہوے زمین پر ہین اور ہزارون دھڑ ہین کہ زمین پر اِستادہ
ہین خون تازہ اِن سب سے بہتا ہے اِس میدان مین اور ایک ابر قلعۂ نور افشان
کیطرف سے یہان آیا اور وہ ابر شق ہوا تو دیکھا کہ بارہ ہزار خرس سوار اور بارہ ہزار گاؤ سوار
اور بارہ ہزار خر سوار اور بارہ ہزار شیر سوار کہ سب مسلح و مکمل تھے پیدا ہوے اور ایک تخت
جواہر نگار پر کوکب روشنضمیر سوار ہے پشت پر اُسکی ابر طلائی گرگراتا ہوا آتا ہے کوکب
کا مُنہ بسبب بیماری کے زرد ہے آب ایک چمک ہوئی اور ایک ابر اور پشت پر ابر طلائی کے

سفید نمودار ہوا اور اُس ابر سے ایک تخت کہ جسمین جواہر تعبیہ کیا ہوا تھا نکلا اس تخت پر ایک
مرد پیر نہایت مقطع اور مہذب بزرگ ریش سفید تا بہ سینہ عمامہ سر پر عبا گلے مین بیٹھے تھے وہ تخت
جب قریب تخت کوکب روشنضمیر آیا کوکب نے اُٹھکر اُس پیرمرد کی تعظیم کی اور ہاتھون
کو بوسہ دیا مرد پیر نور افشان جادو قطب طلسم اُستاد کوکب روشنضمیر ہے اُس پیر نے
کچھ اسما کوکب کو تعلیم کیے اس عرصہ مین ایک سوار سبزہ آغاز آیا اور اُسنے کوکب کو سلام
کر کے کچھ اسم تعلیم کیے پھر یہ دونون چلے گئے اور کوکب نے اب قصد کیا کہ دشت فنا کو فتح
کرون اس قصد سے اُسنے وہ اسم جو نور افشان نے تعلیم کیا تھا پڑھنا شروع کیا اُسوقت
وہان سے ایک سر بلند ہوا اور اُن خرس سوارون پر گرا کچھ خون کی بوندین اُس سر سے
ٹپکین اور مثل تیر شہاب کے وہ بوندین ہوکر اُن خرس سوارون پر گرین کہ وہ جلکر خاک ہوگے
پھر ایک ہاتھ اُٹھا کر اور آواز دھماکے کی ہوئی اور ہزارون بوندین خون کی تیر شہاب بنکر
شیر سوارون پر گرین کہ وہ بھی جلکر خاک ہوے اور خر سوار و نیل گاؤ سوار تلوارین کھینچکر کوکب
کی طرف چلے کوکب اسم پڑھتا تھا کہ ایک پاؤن بلند ہوکر اور اُس مین سے بوندین خون
کی نکلکر تیر شہاب بنکر خر سوارون پر وہ تیر پڑے کہ وہ بھی جلے پھر دھڑون سے خون کی بوندین
تیر شہاب بنکر نیل گاؤ سوارون پر پڑین وہ بھی جلے اُسوقت کوکب نے کچھ سحر پڑھکر دستک
دی کہ لاکھون آدمیون کی فوج آکر حاضر ہوئی کہ وہ سب فوج جھولیان سحر کی گلے مین ڈالے
تھی اور ترنج ناریل نارنج اُچھالتی ہوئی آتی تھی اب تخت کوکب نے آگے بڑھایا
تو ایک دیوار ریگ ہوئی دکھائی دی کہ اُس دیوار مین خون بھرا تھا جب تخت اُس دیوار کے
قریب پونہچا تو آواز تڑاقے کی ہوئی اور بجلی چمکی اور اُس دیوار مین دروازہ پیدا ہوا اور اُس
دروازے سے ایک آدمی نکلا کہ اُسکے تین سر ایک گدہے کا ایک سور کا ایک آدمی کا مگر
اسقدر خوف زدہ صورت کہ شیطان بھی اُسکی صورت کو دیکھکر خوف کہا مر جاے پانچ ہاتھ
ہین ایک ہاتھ مین تلوار ہے ایک مین لکڑ آگ کا ایک ہاتھ مین نیزہ ہے ایک ہاتھ مین تبر ہے اور ایک
ہاتھ مین سر تازہ کٹا ہوا ہے نکلکر دروازے سے اس سر کو پھینکا جانب آسمان کہ اُس مین
سے ہزار ہا ستارہ ٹوٹ کر گرا اور فوج کے ہزارون آدمی دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوے اور اُس چلے

تلوار نیچے سے اُن پر پھیری کہ وہ کٹ گئے اور زمین پر گر کر گھومنے لگے اور وہ سر جو کٹ گئے تھے
وہ چار طرف پھرنے لگا اور زبان نکال کر دیکھتا تھا اُسوقت کوکب روشن ضمیر نے قلمدان
سے ایک کاغذ نکالا اور اُس کاغذ پر کچھ اسم پڑھکر اسکے چو ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا اُس
آدمی پر کہ اسکا ہاتھ کٹ کر زمین پر گر پڑا بس اُدھر اسکا مار مار کرتا ہوا اُٹھ بھاگا کر اسطرف دوڑا
اور پیچھے اُسکے ایک شیدی ہے کہ وہ جامہ پہنے ہے پگڑی باندھے قلمدان ہاتھ میں لیے ہے
کہ اُس قلمدان پر بہت سی فردیں رکھی ہیں وہ بھی آتا ہوا ادھر کوکب نے ایک پرچہ کاغذ اور اُس
آدمی کے مارا کہ دوسرا ہاتھ اُسکا کٹ کر زمین پر گرا پھر وہ آدمی آگے بڑھا اور چاہتا تھا کہ کوکب
سے لپٹ جائے کوکب نے وہ چاروں کاغذ مارے کہ وہ جلکر خاکستر ہوا اب شیدی نے چاہا
کہ زمین پر ہر کون فرد کاغذ کی اُٹھانے نہ پایا تھا کوکب نے وہ ایک پرچہ کاغذ کا باقی جو
جو زمین پر رہگیا ہے اُسپر بھی مارا کہ یہ جلکر خاک ہوا اور پھر دو پرچے کاغذ کے نکال کر اُس دیوار
اور میدان فنا کے سروں اور ہاتھوں پر مارے کہ وہ بھی سب فنا ہوسے یعنی جلکر خاک
ہوگئے اب صحراے خوفناک رہگیا نہ وہ دیوار خون آلودہ ہے نہ وہ سر ہیں دو ساحروں کی
لاشیں البتہ وہاں پڑی تھیں اُسوقت کوکب آگے چلے دشت فنا کو فتح کر گئے یہانتک کہ ایک درہ
پہاڑ کا انکو ملا اس درے میں بالکل اندھیرا تھا ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم دیتا تھا فوج جو کوکب نے
بلائی تھی وہ بھی اُسکے ساتھ ہے اب کوکب اس درہ میں قدم زن ہوا جب نصف راہ
طے کیا تو پکارا کہ او قہقہا جادو یہ کہتا تھا کہ آواز آئی حاضر اور آکر وہ حاضر ہوا ایک ساحر تھا
کہ جھولی گلے میں سحر کی ڈالے تھا کوکب نے اُس سے کہا کہ ہاں روشنی کر قہقہا نے ایک
گوہر سحر جھولی سے نکال کر سحر پڑھا کہ وہ روشن ہوا اسکو لیکے ایک طرف پھینکا اور وہ درہ سے
باہر نکلے تو دیکھا یہاں بھی اندھیرا ہے مگر ایک ابر سیاہ رنگ گھر آیا کہ اُسمیں ہزارہا چاند ہیں اور
ہر چاند میں ایک مشعل روشن ہوئی اب بخوبی معلوم ہونے لگا اور دیکھا کہ ایک سڑک ہے کہ اسی
سڑک پر سنگ موسی لگا ہے اور دونوں طرف سڑک کے درخت ہیں جوہی اور کیتکی کی بو ی
خوش آتی ہے کوکب سیر دیکھتا ہوا چلا دو پہر کامل سواری اُسکی چلی تو ایک درہ پہاڑ کا
بہت بڑا ملا کہ اسمیں ہزارہا محراب بنے تھے اور عرض اس درہ کا کوس بھر کا اور طول دو کوس کا

اور ہر محراب میں ایک ایک موتی بہت بڑا لٹکا ہوا ہے پس جیسے ہی سواری اس درہ میں پہنچی وہ
موتی تڑاق تڑاق چٹخے اور غبار نکلکر اُس لشکر پر چھایا اور چھت سی بندھ گئی اور ایک درخت
بہت بلند اس مقام پر تھا کہ اُسپر ایک چیل بیٹھی تھی اُسوقت کوکب نے قہقہا جادو سے کہا
کہ مار تو حربہ اپنا بس اُسنے نکالکر کچھ دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے کہ اُس چھت میں ہزارہا چھید
پڑے لیکن اُس چیل نے ایک آواز مہیب دی بہت زور سے چلائی اسکی آواز کا دینا تھا کہ
بجلی چمکی اور ہزارہا انگارا اُن چھیدوں سے گرنے لگا اور تمام لشکر میں تلاطم ہوا اُسوقت
کوکب نے آواز دی کہ او کرگس حاضر ہو آواز دیتے ہی سب نے دیکھا کہ پشت کی طرف
سے ایک پرزاد چلی آتی ہے اور آکر سامنے کوکب کے استادہ ہوئی کوکب نے کہا کہ او
کرگس طلسمی جا مار تو اس چیل کو یہ حکم سنکر چلا اور کچھ دور چلکر گدھ بنا اور اُس نے اس چھت کو مثل
آسمان گھیری تھی اپنے پروں کو مارا کہ وہ چھت شگافتہ ہوئی اور یہ گدھ جاکر قریب چیل کے پہنچا
چیل نے چاہا کہ میں اُسکو ماروں لیکن گدھ نے گلا اُس چیل کا منقار سے پکڑا اور نیچے
سے داب دیا تاریکی ہوگئی غل ہوا کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام تھا عصفور جادو اور نگہبان
تھا اُس جا کا اب جو دیکھا تو ایک نعش ساحر کی پڑی ہے طوق زمرد میں گلے میں ہے کوکب
نے کرگس سے کہا کہ یہ طوق لے لے تیرے کام آئیگا گدھ نے جاکر وہ طوق لے لیا اُسوقت آواز آئی
کہ ارے یہ اندھیر دیکھو کہ مارا بھی اور طوق بھی لے لیا پرائے گھر میں آکر خبر کہاں جاؤ گے اب
ایک ریچھ پیدا ہوا کہ وہ لاش عصفور کی اُٹھا لے گیا اب سواری آگے چلی تھوڑی دور چلے تھے
کہ دیکھا ہزاروں خرس چلے آتے ہیں اور ایک ریچھ پر ایک ساحر سوار ہے اور اُنہے
آکر قہقہا جادو کے آدمی کو مارنا شروع کیا کوکب نے اُسوقت پکار کر کہا کہ اے ارکان
حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ دیکھا ایک شیر چلا آتا ہے وہ شیر قریب آکر ڈکارا کہ اُس خرس سوار کا
سر پھٹ گیا اور جلکر خاک ہوگیا اب سواری آگے بڑھی کوس بھر میں پہنچے ہونگے کہ دیکھا ایک
شخص قوی ہیکل منھ بندر کا دو ہاتھ پیٹھ پر بندر کے اور دو ہاتھ جو آگے ہیں وہ آدمی کے سامنے
سے آکر پکارا کہ کیوں شامت آئی ہے بہتر یہی ہے کہ پھر جاؤ نہیں تو مارے جاؤ گے پس قہقہا
جادو نے کہا کہ کیا جھک مارتا ہے جادو رہو اُسنے وہ ہاتھ جو پیٹھ پر تھے منھ کے پاس لاکر

کچھ پھونکا تو ایک بجلی چمکی کہ سب کی آنکھیں بند ہوگئیں اور غبار زمین سے اُٹھکر شکل سرپوش کے
بنا اور اُسنے دوسری مٹھی جو کھولی تو چمک ہوئی اور دیکھا کہ ہزارون بندر چلے آتے ہین اور
بندرون نے صف باندھی اور غلطک کھائی کہ وہ دو دو پھر ایک بندر کے پیدا ہوے اور سر
آدمیون کے ایسے پیدا ہوگئے اور ایک شیشہ زمین سے نکلا اب اُن بندرون نے قیامت
برپا کردی چار چار پانچ پانچ آدمی فوج کے پکڑے اور اُس شیشہ پر مارے کہ وہ آدمی غائب
ہوے اُسوقت کوکب نے نور افشان کے قلعہ کی طرف دیکھکر کہا کہ آئینہ جمشیدی یعنے مرأت
واقع جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی چند ساحر ایک آئینہ قدآدم لے کر سامنے کوکب کے حاضر ہوے
کوکب نے ایک کاغذ اُس آئینہ کے سامنے کردیا اُسمین سے ایک پنجہ نکلا کہ مثل پنجہ آفتاب
کے روشن تھا انگلیان سُرخ سُرخ گول قلمی ہتھیلی بھری ہوئی جب وہ پنجہ نکلا کوکب نے
قلم اُس پنجہ کو دیا دوات سامنے رکھی اور بس پنجہ نے کاغذ پر لکھا کہ وہ موتی جسپر سامری نے
ہوم کیا تھا تمھارے مالے مین ہے اُسکو توڑکر اُسپر مارو کوکب نے اُس موتی کو مالے سے توڑکر
ہاتھ مین لے کر اُن بندرون اور اُن آدمیون کو جنکے ہاتھ بندر کے ہین دکھایا وہ بندر یا تو زرہے
تھے یا جنے آنکھیں بند کرلین یہ خود بوزنہ جادو پھر کر چلا لشکر مین غل ہوا کہ بھگوڑا بھاگا جاتا ہے
اُسوقت تو بوزنہ کو غصہ آیا اور یہ پھر لشکر کی طرف پھرا کہ ساتھ ہی کوکب نے تیر مارا کہ وہ اُسکے
سینہ پر پڑا اور اُسمین سے شعلے آگ کے نکلکر بندرون پر پڑے کہ وہ سب جلکر مع بوزنہ جادو
کے خاک ہوے اب تخت کوکب کا اور آگے چلا تو دیکھا کہ کمال خبر کی چالیس گز کی لمبی کھچی
ہے اور اُس کمال پر ایک چوکی فولادی بچھی ہے اور اُس چوکی پر ایک ساحر بیٹھا ہے
کہ سب بدن اُس کا سیاہ ہے اور وہ کچھ بیٹھا پڑھ رہا ہی جب فوج کوکب کی وہان پہنچی تو
اُسکے بالون مین سب سے آدمی بندھ گئے اب وہ چوکی زمین سے پچاس گز اونچی ہوئی اُسوقت
قہقہا جادو نے کہا کہ او بالدار جادو بہتر تیرے حق مین یہ ہے کہ تو اطاعت شہنشاہ کی قبول کر
تیرے واسطے بہت بہتر ہوگا ورنہ تو تنہا کہان تک لڑیگا اُسنے کہا کہ تو نے مجھے تنہا سمجھا تو فوج
میری دیکھیگا یہ کہکر چوٹی سے کچھ خاک نکال کر اُسپر افسون پڑھکر بائین طرف اُسے پھینکا یہ خاک
سفید ہے پھر کچھ خاک زرد بسنے نکالی اور اُسپر افسون پڑھکر دہنی طرف پھینکا اور کچھ گولی

سی اُسکے ہاتھ مین تھی اُسکو کسی طرف پھینکا تو چمک پیدا ہوئی اور تاریکی ہو گئی پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا
ہزارون پتلے طلائی رنگ کے دہنی طرف آکر صف کشیدہ ہوے اور بائین طرف نقرئی پتلون
کی فوج آکر استادہ ہوئی اور پشت کی طرف سے اژدہے ہزارون آکر سیاہ رنگ کے موجود ہوے
اور یہ بالدار جادو نہایت خوش ہے اور تخت اپنا بڑھا کر آگے چلا ہے اور اُن اژدہون نے
منہ کھولکر ہزارون آدمیونکو نگلنا شروع کیا اُسوقت کوکب نے آواز دی لے بساط جادو
جلد حاضر ہو یہ صدا دینا تھا کہ ایک ابر طلائی پیدا ہوا اور بہت جلد قریب آیا اور گھٹ کر چھوٹا ہوا
سب نے دیکھا کہ ایک بساط ہے طلائی اسپر ایک شخص سُرخ و سفید جسیم قامت چٹ لنگوٹ
باندھے جانگھیا پہنے جیسے کوئی کثرت کرتا ہے اُس بساط پر بیٹھا تھا جوڑہ سر پر بالون کا
بندھا تھا وہ قریب کوکب آیا اور سلام کرکے عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہے کوکب نے کہا کہ
جا اور بالدار جادو کو وہ آداب بجا لا کے چلا اور پونچا قریب بالدار جادو کے اور اُسکی
بساط کھال پر شیر کے چڑھ گئی بالدار جادو نے کہا کہ تیری یہ طاقت ہوئی کہ میری کھال پر اپنی
بساط کو چڑھایا یہ کہکر اُسنے تیر لیکر مارا بساط جادو نے اپنا سر سامنے کر دیا اُس تیر نے
تا دوابرو کاٹا اور ایک انار چھوٹتا ہوا معلوم ہوا پھر وہی انار شعلہ بنگیا اور اس شعلہ مین سے ایک
پری پیدا ہوئی اور بساط کے ہاتھ مین ایک آئینہ تھا کہ اُس نے اِس آئینہ کو دکھایا کہ آئینہ مین
سے ایک شعلہ نکلا اور وہ شعلہ بالدار جادو کے سر پر پڑا اور اُس کے سر سے جو شعلہ نکلا وہ آکر
طلائی اور نقرئی فوج اور اژدہون پر پڑا کہ یہ سب جلکر خاک ہو گئے بس سواری آگے
بڑھی اُسوقت اُس پری نے عرض کی کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے کوکب نے کہا کہ جا اپنے مقام
پر وہ پری سر مین بساط جادو کے سما گئی اور وہ ابر طلائی بھی مع بساط جادو کے چلا گیا
اور کوکب یہان سے آگے بڑھا تو ایک بیابان گلزار مین پونچا اور اُس نے حکم
دیا کہ یہان مقام کیا جاوے اُسیوقت ہزار ہا خیمہ و بارگاہین استادہ ہو گئین کوکب اور کچھ سرداران
فوج داخل خیام بارگاہ ہوے اب یہ تو یہان بیٹھے ہین لیکن افراسیاب جو لیکر غائب ہوا تھا عمرو
کو اور کرسی نشین جادو اُسکے ساتھ ہے اور سب فوج اُسکی یعنی عنقا سے جادو و سرمایہ
ابریق وغیرہ کو جو وہان سے بھاگ کر چلے ہین وہ بھی اِس طرف کو آ لے ہین اور یہان

ایک پہاڑ ہے سفید اس پہاڑ کے اُسطرف میدان ہے کہ اُسمین ہزارہا درخت ہین گندم کے مثل
اُن درختون کے کہ جو بڑے بڑے ہوتے ہین اور ایسی بوی خوش اُنمین آتی ہے کہ دماغ جان معطر
ہوتا ہے اور ایک طرف ایک نہر ہے کہ وہ مثل دریا کے جوش زن اور موج خیز ہے اُس میدان کا نام
کہ جسمین درخت گندم ہین مزرعۂ گندم ہے اور اُس نہر کا نام جلیمون ہے اور کچھ تھوڑی سی زمین ہے
کہ اُسپر ایک دیر بنا ہے فیروزہ کا کہ اُس دیر کے چار دروازے ہین کہ ہر دروازے کے پٹ یاقوت
کے ہین اور چوکھٹ بازو زمرد کے اور کیلین طلائی اُسمین جڑی ہین اب اِس نے یعنے کرسی
نشین نے پکارا کہ اے منیر جادو آئیے کہ بادشاہ طلسم تشریف لائے ہین پس اِس کا یہ کہنا
تھا کہ ابر سفید پہاڑ کی طرف سے اُٹھا اور سب طرف سے آ کر اور سب طرف محیط ہو گیا اور دیکھا کہ اس
پہاڑ مین ہزارون درے پیدا ہو گئے اور اُن درون مین کرسیان بچھی ہین اور بیچ کے درہ مین سرے پر
ایک کرسی بچھی ہے کہ اُسپر ایک ساحر بیٹھا ہے رنگ تو اُسکا سفید ہے اور تہمد نیلی باندھے ہے عمامہ سر پہ
کالا باندھا ہے پس اُسنے اُٹھکر کرسی نشین سے صاحب سلامت کی کرسی نشین نے کہا کہ اے
برادر بادشاہ طلسم تشریف لائے ہین آپ کی ملاقات کو منیر جادو نے کچھ خاک سفید نکالکر پھر زمین
پھینکی اور تھوڑی سی اُس میدان مین نہر کے پانی کو تلاطم ہوا اور ہزارہا مچھلیان نکلکر پریزادون کی شکل
بنین اور کچھ مچھلیان جوان سبز رنگ بنکے تیار ہوئین تاج مکلل بجواہر سر و سبز پوشاک نفیس جواہر دوز
انگون مین پہ ب آ کر صف باندھکر کھڑی ہوئین اُسوقت ابر افراسیاب کا گرجتا ہوا اور اُسمین
سے بارش مروارید غلطان ہوئی آیا اور افراسیاب بہت خوش ہے اور تخت پر سوار ہے جب
قریب پہنچا تو وہ پریزادین مبارکباد گانے لگین افراسیاب نے اپنے لبون پر اُنگلی رکھی کہ خاموش
رہو اُسوقت کرسی نشین جادو سے منیر جادو نے کہا کہ ہمکو کچھ طور اچھے معلوم نہین ہوتے
ہین اس بادشاہ نے اپنی حرکتون سے تمام طلسم مین رخنہ ڈالا ہے یہ جا خوشی
کی ہے یا یہ کہ سیر کرتا ہے بادشاہ کو چپ ہو رہے اپنے بزرگون سے سُنا ہے کہ ایک زمانہ ایسا ہو گا کہ بادشاہ
طلسم عاجز ہو گا اور دشمن اپنا کام کرینگے اور کچھ خون آ کر اس نہر جلیمون اور مزرعۂ گندم مین
گرے گا بس یہ فکر تھا کہ تخت افراسیاب کا نیچے اُترا اور منیر جادو سے اُسنے ملاقات
کی اور تین سو پیادے ہاتھ باندھے کے سامنے کھڑے ہوے اور اُنھون نے عرض کی کہ

بادشاہ اعظم بیٹے کوکب روشن ضمیر کے آکے بالدار جادو اور بوزینہ جادو اور عصفور گویا
اور درخت فنا کو فتح کیا اور اب خیمہ اُنکا دشت گلزار مین استادہ ہے افراسیاب کو جو غصہ آیا
تو اُسنے ایک مٹھی خاک کی اُٹھا کر اُن پر ماری اور کہا جل جاؤ وہ سب دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوگئے
اب اور خیر خواہون نے ڈر کر آپس مین کہا کہ ہمکو کیا غرض ہے جو ہم خبر دین بادشاہ خود باخبر ہے
منیر جادو نے کرسی نشین جادو سے کہا کہ یہ کیا حرکت کی بادشاہ نے اب اِس کا
ادبار ہے غرض جو ہوا وہ ہوا اب چلکر خداوند سے اپنا حال عرض کرین یہ کہکر دو جو گنبد فیروزہ کا
ہے اُسکا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک خرس ہے فولادی بہت بڑا اُسپر ایک پتلا فولادی سوار ہے
زبان مُنہ سے نکلی ہے باہر کچھ بت ہین چھوٹے چھوٹے کہ وہ چوکیون پر رکھے ہین سب نے اُسکو سجدہ
کیا مگر افراسیاب نے سجدہ نہ کیا اور اسے غرور آیا دل سے کہا کہ مین سجدہ کرتا ہون خداوند
دیکھ کر اسکو کیون سجدہ کرون اُسوقت کرسی نشین جادو سے منیر جادو نے سر
سجدہ سے اُٹھا کر کہا کہ اے برادر معلوم ہوتا ہے کہ زوال سلطنت ہے کہ اس بادشاہ سے جو
حرکت ہوتی ہے وہ ایسی ہی ہوتی ہے یہ کہکر گنبد کے باہر نکلا اور نہر طلسمون کے کنارے آکر آواز
دی کہ اے رازدار جادو جلد حاضر ہو اُسوقت نہر کے پانی کو جنبش ہوئی اور ایک مچھلی نکلی کہ مُنھ
اُسکا آدمی کا تھا اور تہمد باندھے ہوئے اور جواہر نگار گہنا پہنے ہوئے اور اُسنے آکر کنارے
مزرعۂ گندم کے گانا شروع کیا کہ سب آدمی جھومنے لگے اور محو ہوے اور وہ جو خرس پر سوار ہے
وہ اسی طرح غصہ مین بیٹھا ہے اُسوقت منیر جادو نے افراسیاب سے کہا کہ اے بادشاہ اب
کوئی تدبیر کیجیے کہ خداوند خوش ہون افراسیاب نے وہ جو قیدی کہ طلسم مین آکر عرصۂ بعید
اور مدت مدید سے قید ہوے ہین اُنکو طلب کرنا چاہا پکار کر کہا کہ اے عیار باریک رنگ
قیدیان طلسم کو لیکر جلد حاضر ہو اور تاج کو اُتار کے طرف آسمان کے پھینکا اب جو دیکھا ایک
ابر پیدا ہوا اور اُسمین برق چمکتی ہوئی جب وہ آکر قریب پہنچا اور نیچے اُترا تو دیکھا کہ ایک بساط ہے
کہ اُسپر کچھ قیدی زنجیرون مین بندھے ہوئے بیٹھے ہین بس جلادون کو طلب کرکے حکم دیا کہ ان
قیدیون کو قتل کرو جلاد حکم پوچھنے لگے لیکن ملکہ بران شمشیر زن اور مجلس جادو یہ اپنے
مقام سے اُٹھکر دونون چلین اور اُنھون نے کہا آج تو جی مین آتا ہے کہ مزرعۂ گندم

اور نہر چلیمون پر چلین مجلس نے کہا وہان جانا مشکل ہے بران نے کہا چلو تو خدا مالک ہے
یہ کہکر دونون چلین جب اپنے طلسم سے نکلکر آگے بڑہین تو ایک دیوار سیاہ رنگ انکو نظر آئی
کہ اُس دیوار پر بہت سی چلین جُٹی تھین وہ اُنکو دیکھکر چلچلائین بہت سے شعلے نکلے کہ وہ آکر
مجلس اور بران پر پڑے کہ اُنکے جسم مین آبلے پڑ گئے لیکن بران نے اختر مروارید اپنے
بالون سے نکال کے لوین اُسکی کاٹین اور اُن چیلون پر مارین کہ وہ چیلین جلکر خاک ہو گئین
اور وہ دیوار بھی اُڑ گئی اب یہ آگے چلین تو ایک دریا خار و زخار ملا کہ جہان نہ کشتی نہ ڈونگی
نہ ملاح تھا ایک ایک موج اُسکی اُٹھکر سر کوہ تک جاتی تھی بران نے مجلس سے کہا اس
دریا کے پار کیونکر اترین اُسنے اپنا ڈوپٹہ اتار کے دریا مین ڈالا وہ ڈوپٹہ کشتی بنگیا یہ دونون
اُس کشتی پر سوار ہوئین بران اختر مروارید ہاتھ پر رکھ لیا اب غلغلہ بلند ہوا کہ بچھو بکر دیکھیو
اور ہزارون مچھلیان اور سوس مگر گھڑیال دریا سے نکل نکل کر کشتی پر چلے مگر بسبب
اختر مروارید کے کوئی کشتی تک نہ آیا اور یہ دونون صحیح و سلامت پار دریا کے اترین
اور جب وہان سے اُترکر آگے چلین تو راہ مین انکو ایک دیو ملا کہ کئی سو گز کا اُسکا قد
تھا اُسکے پھاوڑے سا منہ کھولے ہاتھ مین ایک برگد اور پیپل کا ٹھنا تھا ٹانگین اتنی بڑی بڑی کہ چھوارا
کے محل کی کڑی سینہ چبوترہ سر قلعہ کے برج کی طرح وہ ان دونون پر لپکا مگر بران نے
اختر مروارید سے لوین کاٹ کر جو مارین تو وہ دیو جل گیا اب یہ آگے اُسی جگہ کہ جہان
افراسیاب ہی پہونچین راوی کہتا ہی کہ عمرو نے حیرت زنبیل سے جو نکالا تھا تو وہ مہتاب
مزرعۂ گندم پر آیا لیکن حیرت اپنے لشکر کی طرف گئی اور یہان بران اور مجلس جو آگے
پہونچین تو افراسیاب اور منیر جادو نے سحر اُنکے اوپر کیا اور از بسکہ یہ جگہ غیر ہے
منیر جادو نے نہر چلیمون کا پانی لیکر بران اور مجلس پر چھینٹا دیا تو یہ دونون بیہوش
ہو گئین انکو بھی پکڑ لیا اور مجلس و بران کو زیر تیغ بٹھایا اور افراسیاب نے
کہا کہ پہلے انھین کی گردن مارنا چاہیے جلاد قریب بران و مجلس کے تیغہ لے کر آیا اور
چاہا کہ ہاتھ تیغے کا مارون بران کے پاؤن کے نیچے سے ایک تیلہ طلائی پیدا ہوا اُس تیلہ نے
اُٹھکر جلاد کے ہاتھ سے تلوار چھین کر جو ماری تو سر بدن سے اُسکا جدا ہو گیا اور پھر وہ تیلہ

غائب ہوگیا پھر دوسرا چلا وہ چلا اُسکو بھی اُسی طرح اُس پتلے نے مارا افراسیاب جادو
کچھ پڑھنے لگا اور تاج کو اُسنے اُچھال دیا اور تین بار کچھ پڑھکر دستک دی اور منیر جادو سے
کہا کہ مجکو کچھ طور بُرے معلوم ہوتے ہین غرض وہ تاج جو اُچھالا تھا شل سر پوش کے
آکر بران و مجلس و عمرو پر ڈہک گیا اور افراسیاب پہاڑ پر جاکر بیٹھا اور وہان خون
نوک سے بہایا اور قیدیان طلسم کو اسنے پھر بھیجا کہ لیجاؤ انکو قید کرو اور یہان حیرت
جادو آکر بارگاہ مین پہنچی اور اُسنے یہان یاقوت جادو اپنی وزیرزادی سے کہا
کہ مین نے سُنا ہے کہ کوکب بہت قریب آگیا ہے تو جاکر خبر لا کہ کس جگہ ہے یہ تو خبر کو چلی اب کچھ
مہتر قران کا حال سُنیے کہ یہ ہمیشہ پہاڑ مین رہتے ہین ایک دن درۂ کوہ مین سو رہے
تھے کہ اُنھون نے خواب مین خواجہ عمرو کا قید ہونا دیکھا جب انکی آنکھ کھُلی تو یہ روئے
اور پھر دعا طلب کر مانگی اور اُٹھ کر اپنی جگہ سے چلے طلسم باطن کی طرف روانہ ہوئے اور ہوا
کی طرح سے جاتے تھے جاتے جاتے ایک پہاڑ سیاہ انکو ملا تو یہ اُس پہاڑ پر چڑھ گئے
چار طرف اُنھون نے دیکھا تو طلسم باطن کی طرف ایک ابر سیاہ رنگ نظر آیا اُسوقت
انکو رقت طاری ہوئی اور نیچے پہاڑ کے جھک کر جو دیکھا تو وہ اسقدر بلند ہے کہ نیچے کے آدمی
بالشت بالشت بھر کے معلوم ہوتے ہین قران نے رونا اور فریاد کرنا شروع کیا اور
پکارا کہ خداوند عالم تو میرے حال پر رحم کر میرے اُستاد کو قید سے نجات دے اور مجکو ان کا فرون
پر فتحیاب کر ایسا رویا کہ ہچکی بندھ گئی اور غش کر گیا اُس عالم رویا مین بھی یہ ایسا رویا کہ
چونک پڑا اور پھر خواب مین دیکھا کہ گنبد نور کی پشت کی طرف سے ایک ہلال نمودار
ہوا اور بڑھ کر وہ بدر کامل بنا اور بلند ہونا شروع ہوا یہانتک کہ گنبد نور سے بہت اونچا ہوگیا
اور کرن اُسمین سے پیدا ہوئی یہ معلوم ہوا کہ جیسے چاند کے گرد موتی لگے ہین پھر وہ گنبد نور
مین آکر سمایا اور اندھیرا ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد بیچ آسمان پر وہ چاند آکر نکلا اور چلا جاتے
جاتے وہ ابر جو سیاہ معلوم ہوتا تھا اُس جا پہونچا اور ایک چبوترہ اُس ابر کے نیچے دیکھا کہ
بنا ہے اُسپر گنبد بلور کا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے الماس تراشا ہے یہ جاکر اُس گنبد مین سمایا
اور وہ گنبد مثل فانوس کے روشن ہوا بعد کچھ دیر کے دروازہ اُس گنبد کا کھلا اور ایک

مرد نورانی صورت ریش تا بہ سینہ عمامہ سر پر باندھے عبا گلے مین کفش پاؤن مین عصا ہاتھ مین وہ چلے آتے ہین اور ادھر ہی کو آتے ہین قران کے خیال مین گذرا کہ یہ گنبد بہت دور ہے مین پہونچ سکتا ہون اور نہ یہ پیر آسکتے ہین اس اثنا مین اسکی پشت کی طرف آہٹ ہوئی تو اُسنے پھر کر دیکھا کسی کو نہ پایا پہلو کی جانب جو خیال کیا تو اُنھین مرد بزرگ کو استادہ دیکھا یہ جھک کے آداب بجالایا اور کہا اے بزرگ آپ میری برائے خدا اعانت کیجیے اُستاد میرے قید ہین وہ کسی طرح رہائی پائین اُن مرد بزرگ نے ایک کاغذ یعنے مکتوب خوش اسلوب اسکو دیا اور کہا کہ اسکے لکھے کے موجب کام کرنا یہ کہکر چمک ہوئی اب جو دیکھا تو وہ مرد پیر نہین ہین مگر مکتوب میرے ہاتھ مین ہے اُس مکتوب کو جو کھولا تو اُسمین بعد بسم اللہ لکھا تھا کہ ہم قطب طلسم ہین اس اسم کو چالیس دفعہ پڑھکر سامنے جانا گو خوف کی جگہ ہو مگر نہ ڈرنا قران نے وہ اسم ورد زبان کیا اور سامنے کی طرف چلا چالیس مرتبہ اُس اسم کے پڑھنے کی تعداد تھی وہ تعداد جب ختم ہوئی تو دیکھا سامنے پہاڑ مین غار ہے اور راستہ نہین ہے اُسوقت اُسنے پھر مکتوب کو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ یہ اسم دس مرتبہ پڑھو اُسنے اُس اسم کو پڑھا تو ایک سڑک بنکر تیار ہوئی یہ اُس سڑک پر سے چلکر پہاڑ کے نیچے اُترا تو ایک جنگل خار دار اُسکو ملا جھاڑیان مثل دل بخیل کے تنگ تھین اور کانٹے برابر اُسکے گتھے ہوئے تھے مگر قران اسم پڑھکر اُن جھاڑیون کو طے کر گیا کانٹے نہ چبھے جب اُن جھاڑیون سے نکلا تو دیکھا کہ میدان مین ایک درخت ہے اور بیچ مین اُس درخت کے روشنی ہے اور پتے اُسکے مثال خنجر کے ہین اور ہزارون سانپ اُس درخت سے لپٹے ہین اور جو سانپ کہ سُرخ ہین اُنکی آنکھین الماس کی ہین اور جو سفید ہین اُنکی آنکھین یاقوت کی ہین اور جو سیاہ ہین اُنکی آنکھین زمرد کی ہین اسی طرح ہزارون سانپ زمین مین پھر رہے ہین اور ہزارون سر بلند کیے کھڑے ہین اور قصد کرتے ہین کہ مارین قران کو مگر جب چلتے ہین تو اُسی جا رہجاتے ہین اُسوقت قران نے پکار کے کہا کہ اسے مار افگن چینی تمھارے حق مین بہتر یہ ہے کہ تم اطاعت خواجہ عمرو طلسم کشا کی کرو اور یہ سند دیکھو میرے پاس موجود ہے اور یہ حکم ہے ماہ فلک چینی کا جو قطب طلسم ہے لیکن قران نے وہ کاغذ دکھایا اُسوقت چمک ہوئی اور تاریکی ہو گئی اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ سانپ

بالکل غائب ہو گئے اور اُنکی جگہ پر انسان ہیں مسلح اور کمل اُن آدمیوں سے قران نے کہا
کہ تمھارا سردار مار افگن چینی کہان ہے اور مجھے ماہ افلاک چینی نے بھیجا ہے اسی کہتا تھا
کہ ایک جوان رعنا عقص گردن بلند بالا قوی تن قوی من درشت چنگال قران کے سامنے آیا
اور کہا مین حاضر ہون اُسوقت قران نے کہا کہ مین تمکو خوب جانتا ہون تم وہ نہین ہو اور دیکھو میرے
پاس یہ سند موجود ہے یہ کہکر وہ کاغذ دکھایا اُس کاغذ کا یہ نقشہ ہے کہ جو حاکم اُسمین سے نکلتا ہے وہ غائب
ہو جاتا ہے اور آتشگے حرف اُسمین پیدا ہوتے ہین چنانچہ وہ کاغذ دیکھتے ہی چمک ہوئی اور درخت
کی جڑ سے ایک جوان نکلا بہت خوبصورت کہ آنکے بازو بند جڑے تھے انگوٹھیان لعل و الماس کی
ہاتھ میں تھین اسنے آکر قران کو سلام کیا اور کہا کہ فرمائیے کیا کہتے ہین آپ قران نے کہا
کہ اب تمھین لازم ہے کہ دین اسلام قبول کرو مار افگن چینی نے کہا کہ ہمنے سنا ہے کہ جب اسکا
طلسم کشا طلسم کشا یا کوئی سردار و رفیق اسکا اُسے ہمارے مسلمان کرنے کا اختیار ہے اُسوقت
مہتر قران نے دیکھا اُس کاغذ کو ایک اسم لکھا تھا اُسکو پڑھکر پھونکا کہ سب کی ہیئت کالی
ہو گئی اُسوقت مار افگن چینی مہتر قران کے قدمون پر گرا مہتر قران نے سر اُسکا سینہ
سے لگایا مار افگن چینی نے کہا کہ مجھے حکم ہو کہ مین پھر اپنی صورت اصلی پر آجاؤن مہتر قران
نے کچھ پڑھکر پھونکا کہ وہ سیاہی جاتی رہی اب سب آدمی تو اچھی طرح علطلین بار کر سانپ بن گئے
مگر مار افگن یونہین ٹھہرا رہا اُس سے قران نے کہا کہ تو مجھے لیچل یہاں قطب اعظم کے ارہنے
کہا چلیے اور لیکر چلا کوئی دس بیس قدم اس درخت سے آگے چلے ہونگے کہ نام اُسکا ارک ہے
تو دیکھا کہ ایک دروازہ ہے سنگ سیاہ کا اُسے کھولا اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ تہخانہ ہے اور زینہ
لگا ہے اُس زینہ سے جو اُترے تو ایک چھت دکھائی دی اُس چھت سے جب نکلے تو ایک مکان نظر
آیا اُس مکان مین کئی دالان تھے اور تخت فولادی ایک دالان مین بچھا تھا اُسپر ایک مرد مقدس
کو دیکھا کہ بیٹھا ہے سامنے اُسکے قلمدان رکھا ہے اور ایک کشتی کہ تمام سامان ہر طرح کے رکھے تھے
بس جیسے ہی یہ بڑھے اُس مرد نے کہا کہ ٹھہرو اِسی جگہ اور لاؤ کاغذ بس قران نے وہ کاغذ
اُسکے ہاتھ مین دیا اُس کاغذ کو جو کھولکر دیکھا تو جو مقام کہ پڑھتے ہین وہ سفید ہو جاتا ہے اُسمین لکھا تھا
کہ اسطرح خواجہ عمرو قید ہوئے اور یون بران اسیر ہوئی اور اب سر پوش اُسکا ڈھکا ہے

قران نے انسے پوچھا کہ اے قطب اعظم آپ کو غذا کہاں ملتی ہے انہوں نے کہا کہ مجکو پانچ روٹیان
اور پانچ آبخورہ پانی ملتا ہے اور تیر اکیا مطلب ہوا ہو قران مین بھی ایک طرح سے قید ہوں تا
جس دن وہ قید جاتی رہیگی مین چھوٹ جاؤنگا قران نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ خواجہ عمرو
کو چھڑاؤن اُس مرد بزرگ نے کہا اچھا اور یہ کہکر مار افگن جینی سے کہا کہ تو دین اسلام قبول
کر تیرا بہت بڑا رتبہ ہوگا اور نا جو تجھے دینا ہو وہ دے اُسوقت قران نے دیکھا کہ وہ درخت
ر اکسے جو لگا ہوا تھا اُسکی جڑ اُس مرد بزرگ کے سر پر آگئی اور اُس مرد بزرگ نے اُس جڑ کو ہاتھ بڑھا کر
کھینچا اور کچھ تھوڑی دور پر سے کاٹ کے مہتر قران کو عصا بنا کر دیا اور کہا کہ یہ تمھارے
کام آئیگا اس سے ہر ایک بلا کو دفع کرنا اور مار افگن جینی سے کہا کہ انکو محیط آہن کلاہ کے
پاس لیجاؤ اور اُس سے کہنا کہ انکو قطب کوچک کے پاس پہونچا دے پس یہ سلام کر کے وہ
نکلے اور کوئی دس قدم آگے چلے مین دیکھا کہ ایک حوض ہے ہشت پہل اور پانی اُسمین
سیاہ رنگ کا بھرا ہی اُس حوض کے کنارے مار افگن جینی آکے پکارا کہ اے محیط آہن کلاہ
حکم ہو قطب اعظم کا کہ ان مہتر کو قطب کوچک کے پاس پہونچا دو یہ کہنا تھا کہ اُس پانی کو
ایک جوش ہوا اور اُبلنے لگا اور سامنے کی طرف وہ پانی چلا تو ایک جھیل سی ہوتی جاتی ہی یہانتک
کہ نظرون سے غائب ہو گیا پھر کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ ایک کشتی ہو سیاہ رنگ کی اور اسقدر چھوٹی
ہو کہ ایک آدمی کھڑا رہے وہ اُس حوض مین آئی اور قطب اعظم جو وہ کاغذ مانگ لیا ہی کہ
جو خواب میں ملا تھا ایک کاغذ اپنے پاس سے دیا کہ یہ تمھارے کام آئیگا جب سامنا ہوگا قطب
کوچک کا وہ کاغذ انکے پاس ہے اب مار افگن جینی نے انسے کہا کہ جائیے آپکو خدا کے حوالے
کے سپرد کیا قران جا کر اُس کشتی مین کھڑے ہوئے عصا ہے اراک انکے ہاتھ مین ہے
مگر کشتی سے عصا اونچا ہے اسکو ٹیکتے نہین اسواسطے وہ تو اسلیے ہو کہ جو بلا آئے تو اُس سے
کام لین اب وہ کشتی مثال ہوا کے چلی اور آوازین آنے لگین کہ یہ کون جاتا ہی غرض جاتی جاتی
ایک پہاڑ نظر آیا سیاہ مثل قیر اور ایک درہ ایسا ہو کہ یہ کشتی اُسمین گئی وہان ہاتھ کو ہاتھ نہین
سوجھائی دیتا ہے ایسا اندھیرا ہے مہتر قران نے وہ کاغذ جو کہ اُسکو دیا تھا دیکھا اُسمین سے
ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور روشنی ہوئی اب بخوبی معلوم ہونے لگا کہ دو طرف دیوارین

ہین اور ایک چھت ہے حوض ایسا کہ کوئی کوس بھر کا مل وہی حال رہا اب جو اوس سے کشتی نکلی
تو دیکھا کہ ایک تالاب ہے سنگ یشب کا نہایت نادر اور گرد اُسکے مکان بنے ہین کہین بارہ دری
ہے کہین بنگلہ کہین چہلستون اور سامنے ایک برج ہے کہ وہ ایک ڈال یاقوت کا ہے اور دروازہ
بند ہے مگر جب کشتی قریب پہونچی تو اُسکا دروازہ کھلا اور دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہے جواہر نگار
اُسپر ایک مرد بزرگ جیسے کہ خواب مین دیکھا تھا وہی صورت اِس بزرگ کی ہے بس حبشی
قران نے سلام کیا اور اُترے کشتی سے اندر گنبد کے گئے تو اُس بزرگ نے کہا کہ تمہارے پاس
تھا سے درخت ایک ہی جو حبشی قران نے عرض کیا کہ حاضر ہے اُس بزرگ نے پکارکے کہا کہ ای
شیبان حاضر ہو ایک پری زاد آکر حاضر ہوئی اور آداب بجا لائی اور عرض کیا کہ ہماری ملکہ نے
کہا ہے کہ مین بادشاہ کے کام مین ہون اور مجھے فرصت نہین ہے اور مین حاضر نہین ہو سکتی
ہون پھر قطب نے کہا کہ جاؤ اور لیکر حاضر ہو بس وہ گئی اور پھر حاضر ہوئی غرض اسطرح
پھر وہ آئی تھی یہ مرد بزرگ کہتا تھا کہ نہین کہو وہی حاضر ہو بس جب وہ نہین آئی تو قطب
نے جھنجھلا کر کہا کہ تو جل جا بس وہ جلتی ہوئی بھاگی اور ایک مقام پر جاکے گری اور مر گئی اب
جو دیکھا تو ایک تخت جواہر نگار پر ایک عورت بہت خوبصورت چالیس برس کا سن تاج
جواہر نگار سرپر رکھے زیور جواہر نگار سے دریا مین غرق تخت پر بیٹھی ہوئی آکر پہونچی اور بہت جھک
کے آداب بجا لائی اور کہا کہ مجھکو کسی طرح فرصت نہ تھی کہ بادشاہ نے چارون طرف
بندوبست کیا ہے اور اب حمزہ کے قدم کے پہاڑ پر بیٹھے ہوئے ہوم کر رہے ہین اور ابریق کوہ
شکاف سرمایہ برف انداز منیر جادو عنقا سے جادو یہ سب وہان حاضر
ہین اور ہوشیاری ہو رہی ہے آپ کا جو عتاب ہوا تو یہ کنیز حاضر ہوئی قطب کوچک
نے کہا کہ اب وہ زمانہ آیا ہے کہ تو دین اسلام قبول کر اور چہرہ صفا کر دے اب اسکو
ایک تردد ہوا اُسوقت قطب کوچک نے کہا کہ کیون تو بھول گئی ہمارا آداب اُسنے ہاتھ
باندھکر عرض کی کہ کنیز کو کسیطرح عذر نہین ہے جو آپ کی خوشی ہے پھر اُسنے ایک قلا بازی
کھائی اور آواز تڑاقے کی آئی اور غائب ہوئی بعد پھر جو دیکھا کہ ایک ناگن ہے سیاہ اور منہ مین اُسکے
ایک دانہ جیسے خوول سیاہ کا ہوتا ہے وہ اُسنے ڈال دیا قطب کوچک نے قران سے کہا

کہ تو اٹھا لے اسے اور اپنے پاس رکھ اُسی ناگن نے غلطکین ماریں اور اپنی اصلی صورت پر
آئی اور کہا کہ میں مطیع اسلام ہوئی اور رخصت ہوتی ہوں یہ کہکر تخت پر سے جھٹکر چلی گئی تو قطب
کوچک نے ایک تصویر نکالکر اپنے پاس سے دی اور قران سے کہا کہ اس عصا کو گنبد پر
مار قران نے بحکم قطب کوچک وہ عصا گنبد پر مارا تو اُس سے دھوان پیدا ہوا اور اُس
دھوئیں سے ایک مچھلی پیدا ہوئی کہ لوٹتی چلی آئی پھر قطب نے کہا کہ اس مچھلی پر سوار ہو تم اور قران
اُس مچھلی پر سوار ہوئے اور وہ ہوا کی طرح چلی گھڑی بھر کے بعد دیکھا کہ ایک میدان
جھوسا ہے اسمیں چاروں طرف مکان جواہر نگار بنے ہیں اور ایک مکان میں ایک دالان
ہے کہ اسمیں ایک تخت بچھا ہے اور اُسپر ایک جوان خوبصورت بیٹھا ہے مگر سر اُسکا مچھلی کا تاج
جواہر نگار سر پر موتیوں کے ہار گلے میں پڑے ہیں اور دونوں طرف سوار اُسی طرح کی مچھلی کے
مچھلیوں کے ہیں پس اسکی نظر پڑی قران پر وہ غصہ میں آکر اٹھا اور کہا کہ تو یہاں (ن) کہاں
آیا قران نے کہا کہ میں جو آیا ہوں تمہارے کام کے واسطے آیا ہوں یہ تصویر دیکھیے کسکی ہے
یہ کہکر وہ تصویر دکھائی وہ قران سے لپٹ گیا اور کہا کہ تم کیا جانو یہ کسکی تصویر ہے
اختر بن نسل سہیل کی اور ای حوت تاجدار یہ طاقت خواجہ عمرو میں ہے کہ وہ جہان ہیں
تو تمہارے پہلو میں بیٹھیں پس اسنے کہا کہ اچھا وہ کیونکر آئیں مہتر قران نے کہا کہ
بران شمشیر زن اور مجلس جادو مقید ہیں مزرعہ گندم پر کھیت تم وہاں پہنچا دو یہ حوت
تاجدار بیٹھا ہے ماہی زمرد رنگ کا اور وہ بیمار ہے اُسکے سر میں درد ہے کہ جو کوئی بات
کرتا ہے تو ناگوار معلوم ہوتا ہے اور وہ یہاں سے کچھ دور پر کوہ ہے کہ وہاں ہے حوت تاجدار نے
کہا کہ اے قران چلو میں لیچلوں تمکو قران نے کہا چلو حوت اُنکو لیکر چلا مگر حال کوکب کا یہان
کیا جاتا ہے کہ انھوں نے جو دشت گلزار میں خیمہ کیا تھا دو روز تو انھوں نے مقام کیا تیسرے
دن حکم دیا کہ فوج چلے فوج تیار ہوکر روانہ ہوئی آگے آگے اور پیچھے تخت بادشاہ کا کوکب
سوار ہوکر چلا ایسا کہ کوئی تین فرسخ چلے ہونگے کہ وہیں طرف سے غبار سرخ نمودار اٹھا اور
لشکر کوکب کے پاس آکر بیٹھا اور اُسمیں سے ایک لال نکل کر زقیلا اُسکا زقیلا تھا کہ جسکی
ہوئی اور سب کی آنکھیں بند ہوگئیں اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک دیو ارغ سرخ کھڑی ہوئی ہے

چار طرف لشکر کے اور سب فوج اُسکے بیچ مین ہے اُسوقت کوکب نے کچھ پڑھکر پھونکا ایک بیضہ
طلائی پیدا ہوا اور وہ بیضہ شق ہوکر اُس دیوار کے برابر جا بیٹھا اور اُسمین سے ایک لال نکلکر زمین پر لوٹا
ساتھ ہی اس آواز کے وہ دیوار سرنگون ہوکر غائب ہوئی اب جو دیکھا تو نقش ایک ساحر کی
پڑی ہوئی فوج آگے چلی تو زمین سفید رنگ ملی جو اُس زمین کے اور جو زمین پر اُسمین سات
رنگ ہین برابر پس جیسے ہی لشکر وہان پہونچا زمین سے غبار اُٹھا اندھاریکی ہوگئی پھر جو روشنی ہوئی
تو دیکھا کہ زمین ہفت رنگ پر ایک دیوار ہفت رنگ کھنچی ہے اور زمین سفید رنگ خالی ہے
اور مثل غبار کے ہے اور اُدھر ایک عورت تخت فولادی پر بیٹھی ہے اور تمام سامان سحر سازی
آگے رکھا ہے جب یہ سب جا کے وہان پہونچے تو اُس عورت نے پکار کے دیوار ہفت رنگ
کے پاس کہا کہ ای پیارے خوش رنگ یہ مرد صحرائی آپہونچا ہے پس وہ دیوار تڑ تڑ ہوئی اور ایک دراز پڑی
اور آواز آئی کہ اے بہن تمکو لازم ہے کہ کام پر بادشاہ کے مستعد ہو اور جہان تک ہو سکے لڑائی
مین جان لڑاؤ بعد اس آواز آنے کے وہ دیوار برابر ہوگئی اور یہ فوج قریب اُس عورت کو
پہونچی تو اُسنے نشتر اُٹھا بیضہ گلے کے پاس مارا اور جگر سے ناف تک چیر ڈالا اور خون اپنا
دونون ہاتھون مین لیکر ملنا شروع کیا پس جیسے اُس خون کی بوندین پڑ گئی وہ مردہ
ہزار سال تھا اسوقت کوکب نے ہفت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ جلد حاضر ہو دیکھا
تو تخت پر ایک پری سوار آکر حاضر ہوئی کوکب نے اُس سے کہا کہ جا مار اِس فحبہ کو وہ پری
اُسکی طرف چلی اور اُسنے وہی خون اُچھالنا شروع کیا اُس خون کی کچھ بوندین اُس پری کے
بھی بائیں ہاتھ پر پڑین کہ ہاتھ مین اُسکے آبلے پڑ گئے اور اُسنے بھی ایک تلوار آبدار اُسکے ماری
کہ سر پر پڑی کے ناگون کی راہ سے نکل گئی غل و شور تاریکی ہوئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جو
بہن تھی خوش رنگ جادو کی اُسکے مرنے سے وہ دیوار ہفت رنگ جاتی رہی اور دیکھا کہ ایک
ساحر ہے وہ تخت پہ بیٹھا ہے گرد اُسکے چھ سو کرسی دھرے اور چھ سو ساحر بیٹھے ہین اُنپر جوانان
تہمتن مسلح و مکمل بیٹھے ہین جب فوج وہان پہونچی تو یہ خود اُٹھا اور جھولی سے نکالکے
دانے ماش کے مارنا شروع کیے وہ دانے جسپر پڑتے شعلے بدن سے نکلے اور جلکر خاک ہوا اب
ایک غل و ہنگامہ برپا ہے اُسوقت کوکب نے تخت پر جو سامنے اسباب سحر رکھا تھا

اُسمین سے ایک قلم اور ایک تختی فولادی اُٹھاکر تختی پر کچھ اور قلم کو آسمان کی طرف پھینکا تو چمک
پیدا ہوئی اور ایک جوان قوی ہیکل خرس پر سوار نیزہ ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا اور وہ
خوش رنگ جادو کی طرف چلا خوش رنگ جادو چلا آتا ہی اور جسپر وہ واسطے پڑھتے ہین وہ
ہلاک خاک ہوجاتا ہے کہ یہ خرس سوار پہونچا اور اُسنے نیزہ سینہ پر مارا کہ توڑ کے پشت کے
پار ہوا اور ایک شعلہ نکلا خوش رنگ جادو سے کہ اُس شعلے کے بارہ سو حصے ہوگئے اور
بارہ سو آدمی وہ جو کہ کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے اُنپر پڑے کہ وہ سب جلکر خاک ہوگئے اب
آگے اور بڑھے تو دیکھا مزرعہ گندم سامنے نظر آتا ہی بس منیر جادو کہ اسم تیار کرچکا تھا
اُسنے جو دیکھا کہ فوج آتی ہی تو ایک بال توڑکر اپنے سر سے کچھ پڑھکر اُسپر پھونکا اُسوقت بوے خوش
دماغ مین کچھ لوگون کے آئی اور بیہوش ہوئے اور کوکب نے اپنا تخت بڑھایا اور راستے
ہی کچھ لنتہ سا ہوا اور منیر جادو نے ایک خوشہ گندم کا توڑکر اور کچھ اسم پڑھکر پھینکا زمین پر
اندھیرا ہوگیا پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ چند نازنین ذروگوش مرصع پوشش سر تا پا دریائے
جواہر مین غرق تاج جواہر نگار سر پر رکھے قدوقامت قیامت از سرتاپا وہ شب شوخ و چنچل
دست و پا مین ہر ایک کے حنا ملی ہوئی ہاتھون مین ایک ایک کشتی طلائی لیے
کہ اُسمین جواہر اور شیستان عطر کی رکھی ہوئی تھین دیکھنا تھا اُن نازنینون کا کہ سب لٹو ہوگئے
آدمی فریفتہ ہوگئے اور جسنے وہ گندم کھائے پیاس کی شدت ہوئی نہر حلیمون کا پانی جاکر
پیا تو سب دُہائی حضرت خضر علیہ السلام کی دینے لگے اور ایک نازنین قریب کوکب
آئی اور کوکب سے کہنے لگی کہ تجکو مزرعہ گندم نے ما قبر کی کوکب نے ہاتھ بدقت اُٹھاکر
تاج کو سر سے اونچا کیا کہ اُسمین سے شعلے آگ کے نکلے اور وہ آکے اُن نازنینون پر پڑے کہ وہ
جلنے لگین اور چمک ہوئی اور ایک فانوس شیشہ کی کوکب پر آئی کہ یہ اُسمین سما گیا اور تمام
فوج بیہوش ہوگئی اور کوکب فانوس کے اندر بیہوش ہے اب یہ منیر جادو فتح عشرت سے
جلنے لگا اور بادشاہ جادوان سے عرض کرنے لگا کہ چلیے کوکب کو قتل فرمائیے بلکہ ایک کو
بھی زندہ نہ چھوڑیے افراسیاب کا کچھ اسم باقی تھا اگر وہ اسم جو پورا ہو جاے نوبت
مشکل ہو خوشی مین آکر اُٹھا اور چلا تو اُسی طرف چلا اور منیر جادو بھی طرف اور کرسی پر نشستہ جا بجا

سامنے کو چلا یہ سب غرض دشمن کو کب چپ و راست و دور و برو سے تشنۂ خون و گرسنۂ جان
کوکب ہین مگر قران جو چلے ہین تو حوت تاجدار انکے ساتھ ہین کچھ دور چلے تھے کہ انکو ایک
حوض ملا کہ پانی اُسکا سیاہ تھا اور قران نے جو دیکھا تو پانی اُسکا جیسے برف کے ڈھیلے ہوتے
ہین ایسا ہے حوت تاجدار نے وہان پکار کے کہا کہ ای نوش صحرائی تیرا سردار کہان ہے
اُسے جلد حاضر کر اب جو دیکھا تو ایک چوہا برابر فیل کے حوض مین کودا اور اُس حوض کے
پانی کو تلاطم ہوا اور ایک چوہا دیو کی صورت کا نکلا اور عرض کی کہ اے صاحبزادے یہ کیا ہے
حوت تاجدار نے کہا کہ حکم ہے ابا جان کا کہ اس شخص کو پہونچا دو وہان جہان عمرو اور برق
قید ہین اس چوہے نے کچھ تامل کیا تھا اسوقت حوت نے کہا کیون قضا آئی ہے جو مین کہتا
ہون وہ کر اسوقت اس چوہے نے دو ڈھیلے برف کے نکال کے اُس حوض پر مارے وہ
سڑکین بلور کی بنگئین سامنے کہا لیجے جائیے یہ راستہ ہے قران اور حوت تاجدار چلے کچھ دور
پہونچے تھے دیکھا یہان ایک دیوار ہے فولادی حوت تاجدار نے کہا کہ ای جہتر قران دیکھیے
کاغذ کو قران نے اسم کو پڑھا اور مارا عصا تڑاقا ہوا اور اُس دیوار مین ایک در پیدا ہوا حوت تاجدار
نے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون آپ جائیے قران چلے تو دیکھا سر پر ایک چھت ہے اُسکے
بھی اسم پڑھکر توڑا اور سر اپنا نکالا تو دیکھا کہ خواجہ عمرو بیہوش پڑے ہین اور برق
بیہوش پڑی ہے اور سر پوش ڈھکا ہے قران نے عصا سے درخت آراک کو اس سر پوش
پر مارا کہ وہ نفع ہوا اور عمرو و برق کو ہوش آیا اور عمرو نے کہا کہ ای قران کار کردی قران نے کہا
کہ آپکا اقبال ہے اور عصا اور کاغذ اور مہرہ نظر کیا اور اخر مرواریدبرق نے اپنی کاکل سے نکالا
اور مہرہ کو دم دیا اور قران بھی تیغہ پکڑ کر چلا ایکطرف سے عمرو چلا نعرۂ اللہ اکبر قران نے
کیا اور برق نے اخر کو اچھالا اور اسباب تو بہا لے پر تھا اسوجہ سے دور تھا اب جو
صدا اسنے سُنی تو گھبرایا اور یہان تلوار چلنے لگی اور یہ قریب پہونچا قران اور منیر جادو
کے مارا وہی عصا کہ سر چوپڑ اسکا پھٹ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا آواز آئی کہ مارا اُس
شخص کو جسکا نام تھا منیر جادو اور کرسی نشین جادو کے خواجہ نے گوپھن مین چھر
رکھکر مارا کہ وہ بھی ہلاک ہوا اسوقت نہر طلسمون کو جنبش ہوئی اور ایک ساحر نکلا کہ

عمرو نے خنجر سے اسکو بھی ہلاک کیا اب ابریق اور سرمایہ وغیرہ تو بھاگ گئے اور بہران آکر سر پر
کوکب کے پکاری کہ حضور ہوش مین آئیے وہ تو فانوس مین بند تھا قیران
نے عصائے درخت ادراک کو مارا کہ وہ فانوس دفع ہوئی اور کوکب ہوشیار ہوا
افراسیاب نے کچھ سحر کرکے دانے ماش کے مارے اور اپنے گنٹھے سے ایک دانہ توڑ کر مارا
کوکب نے اسوقت قلم اٹھا کر مارا کہ وہ دانہ اور ماش وغیرہ سب دھنوان ہو کر اڑ گئے افراسیاب
نے اسوقت اپنے ہاتھون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کچھ چند ساعتین بھاری ہین یہ دیکھکر اسکو
بڑا رنج ہوا اور ایک تخت زمرد کا اسنے بنایا دو پتلے پیدا کر کے اسپر بٹھائے اور ہزار ہا بچہ پیدا ہوکے
کہ وہ سب فوج اور سردارون کو لیگئے اسوقت کوکب نے جلدی یاد کیا آئینہ جمشیدی
کو وہ آیا تو اسکے بیچ نے لکھا کہ خبردار اب یہان نہ ٹھہر جا اپنے ملک کی طرف اسوقت
کوکب نے ایک قہقہہ مارا کہ منھ سے اسکے بجلی نکلی اور اب جو دیکھا تو ایک بساط
ہے بہت بڑی اسپر تمام لشکر کے سردار سوار ہین غرض کوکب اور وہ سرداران لشکر
طرف طلسم نور افشان کے چلے خواجہ عمرو و بران شمشیرزن و مجلس جادو یہ بھی سب
قلعہ ہفت رنگ مین آئین اور عمرو نے کہا کہ ای بران اب کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اسد کو جلد
گنبد نور سے چھڑالین بران نے کہا جب تمھارا جی چاہے تب چلو مین حاضر ہون اسوقت
فولاد بدن نام ایک ساحر نے اسنے بھی کہا کہ بہتر تو ہی اگر چلیگے تو مین بھی چلونگا عمرو و فولاد
آہن بدن کو اور قلعۂ شنگرفی سے باعثان قدرت و گلچین کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر
سوار ہو کے دریائے ہفت کے پار اتر کر اپنے لشکر مین آئے اور سب سے یہی مشورہ
کیا کہ اب اسد کو تو گنبد نور سے چھڑانا چاہیے اسوقت بہار نے کہا کہ خواجہ مین ہوا ایسی چلاونگی
کہ روشنی گنبد نور کی گل کردونگی اسی طرح سے مخمور و زلزلہ و لرزان وغیرہ سب نے
ایک ایک کام کرنے کے لیے کہا کہ وقت پر انکا بیان ہوگا افراسیاب یہان جو آکر
سیب مین پہونچا تو بسبب رنج کے اپنے حواس مین نہ تھا کچھ دیر مین جب حواس ٹھکانے
ہوئے تو اسنے سب فوج اور سردارون کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور اپنے ہاتھون کو دیکھا
معلوم ہوا کہ جو ساعتین کہ نحس تھین اب وہ نکل گئین یہ دیکھکر اسنے پر پرواز پیدا کیے

اور مزرعۂ گندم اور نہر حلیمین پر پھر آیا تو دیکھا نہ وہ رونق ہی نہ وہ زیبائش ہی اور وہ جو گنبد
تھا جسمین شبیہ خداوند قابیل تھی وہ بھی غائب ہے اُسکو بہت رنج اور صدمہ ہوا اور
چار طرف مشرق و مغرب جنوب و شمال کوکب روشنضمیر کو ڈھونڈھتا ہوا چلا دشت و
کوہ و دمن کی راہ اسنے طے کی مگر کہین پتا کوکب روشنضمیر کا نہ ملا ناچار ہو کر پھر آیا اور
باغ سیب مین اپنے تخت پر بیٹھا جو سردار کہ وہان حاضر تھے اُنسے کہا کہ اس جنگلی چڑیے
کوکب روشنضمیر نے بہت سر اُٹھایا ہی بدولت اسکے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے اُڑا
دینگے یہ تو یہان یکجا جنگ کر رہا ہے مگر طلسم کوکب مین ایک ساحر ہی کہ نام اُسکا ہوبان روئین
تن ہی جس وقت کہ خواجہ نے بران شمشیر زن سے براے رہائی اسد مشورہ کیا تھا یہ
اُس مقام پر موجود تھا اُسکے دل مین بدی آئی اور اسنے اپنے مکان پر جا کر جو لوگ کہ اُسکے
رشتہ دار مین اُنسے کہا اسنے کہ تمنے سنا اب بران کا یہ ارادہ ہی کہ گنبد نور پر جا کے لڑے
چنانچہ تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جو عرضی میری مخفی طور پر افراسیاب کے پاس لیجائے ایک
بھائی نے اُسکے کہا کہ لائیے مین پہونچا دون پس اسنے عرضی افراسیاب کو لکھی اور اسمین لکھا کہ اے
شہنشاہ آگاہ ہو جائیے کہ یہان کوکب اور بران کا ارادہ اسد کے چھڑا لینے کا ہی اور وہ امروز فردا
مین آیا چاہتے ہین باقی خیریت ہی یہ عرضی اپنے بھائی کو اسنے دی کہ وہ لیکر چلا اور اپنی دانست
مین بہت احتیاط کرتا ہوا افراسیاب کے پاس آیا تسلیم کی اور وہ عرضی اُسکو دی افراسیاب
نے پڑھکر اُسکو خلعت دیا اور کچھ تحفہ ہوبان روئین تن کے لیے بھی اسکے ہاتھ بھیجا اور
حیرت سے کہا کہ تم شہر ناپرسان مین دوڑ کر آؤ تاکہ مین طلسم کشا کو قتل کر ڈالون حیرت
نے کہا بہت مناسب یہ کہکر اُٹھی اور جانب شہر ناپرسان روانہ ہوئی اور اسنے یاقوت جادو کو
جو خبر کے لیے بھیجا تھا تو یاقوت جادو نے بھی آکر اسی سے خبر عرض کی کہ کوکب اپنے
ملک مین ہی القصہ حیرت تو شہر ناپرسان مین آئی اور قتل اسد کی تدبیر مین مشغول ہوئی
لیکن حال غضنفر بن اسد کا سنیے کہ انکو ملکہ سرخ موے کاکلکشا لیکر روانہ ہوئی تو
شہر یاقوت رنگ مین آئی یہان اشکال جادو کہ جسکے ساتھ منگنی ملکہ سلطان عنبرین مو
کی ہوئی تھی وہ موجود ہی اور ملکہ سلطان عنبرین مو اب باغ مین بیہوش پڑی ہی غش

جب شاہزادہ غضنفر بن اسد ہمراہ سرخ مو کے ملک یاقوت رنگ مین پہونچے تو
اشکال جادو اپنی فوج لیکر قلعہ کے باہر نکلا ساحران دنیا سے خونخوار پر سوار جھولی سحر کی انکے گلے
مین زنار پڑی نارنج اور تیغ اچھالتے میدان مین آکر صف کشیدہ ہوئے اور سرخ مو کے آنے
سے ازبسکہ قلعہ یاقوت رنگ اسی کا تھا تو جو فوج کہ یہان تھی وہ بسبب اسکے ہونے کے
اشکال جادو کی مطیع ہوگئی تھی اب جو آئی تو وہ سب فوج اسکے پاس چلی آئی اور غضنفر
بن اسد کے پاس انگشتری مہر و ماہ اور تیغہ سحر کش و اسپ بادخور ہے پس اس فوج کو لیکر یہ بھی میدان
مین صف بستہ ہوئے دونون طرف دہل اور دمامے اور نقارے بجنے لگے اور بجلیان چمکنے لگین
ایک طرف سوار پرے جمائے ہوئے تھے کہ جو سحر نہین جانتے تھے ایک طرف پیادے جنگ پر
آمادہ کھڑے تھے جب صفین آراستہ ہوچکین تو نقیبون نے نقابت کی اور کڑکیتون نے کڑکا
کہا جب کڑکا کہکر وہ ہٹ گئے اسوقت اشکال جادو جو میدان مین آیا اس طرف سے
غضنفر اسپ بادخور کو اٹھا کر سامنے اسکے گیا اینر بسبب انگشتری مہر و ماہ کے کوئی سحر اثر
نہین کرتا ہے اشکال جادو نے کئی نارنج ابیر لگائے مگر وہ قریب سینہ آکر شق ہوئے اور
اُسمین سے کاہو دین لونگین ہلدی کی گرہین وغیرہ ادھر ادھر گر پڑین جیسے کوئی موتی نثار کرتا ہی
یہ عالم ہوا اسوقت اشکال جادو گھبرایا مگر یہ سپاہی بھی ہی اب اسنے نیزہ اٹھا کر وار کیا
غضنفر نے نیزے کو نیزہ کی سنان پر لگا اٹھا نیزہ بازی ہونے لگی چند ہی طرح رد و بدل ہوئی تھین
نیزہ ہاتھ سے اشکال کے ہوائی ہوا اسوقت اسنے تیغہ ابدار کھینچا شاہزادہ غضنفر بن اسد
پر لگایا شاہزادہ نے تیغ کو بقوت بازو رد کیا اور آپ تیغہ سحر کش کھینچکر خبردار کہکر نعرہ
اللہ اکبر جگر سے گھسیٹ کر جو ہاتھ مارا اس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر گینڈے
کی کھال کا ٹکیا تھا کہ جو سر پر چڑھا تلوار سپر کو کاٹ کے کاسۂ سر مین در آئی گلے چہرے کو توڑ کر
صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو ویران کرتی ہوئی شکم کے اوجھ جھوج کو کاٹ کر زین تک
مرکب بہ تنگ ہوکر زمین پر تلوار نے آکر بوسہ دیا مع راکب اور مرکب چار ٹکڑے ہوئے آندھی
تیرہ و تار رنگ اٹھی اور صدا ہائے مہیب پیدا ہوئین کہ افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب
خود نرسیدیم کشتی مرا کہ نام من اشکال جادو بود مرنا تھا اسکا کہ تمام فوج اسکی لینا لینا کہکر

غضنفر پر چلی اسطرف سرخ مو بھی اپنے لشکر کو لیکر اس فوج پر حملہ آور ہوئی دونوں لشکر ملگئے اور تلوار چلنے لگی ساحرون مین نارنج ترنج نارجیل کی مار ہوئی مارلو مارلو کی پکار ہوئی دھڑ پر دھڑ مردہ پر مردہ گرنے لگا نرخ جان ارزان تھا پیر نود سالہ و کودک دہ سالہ کا بھاؤ ایک ہی لگا تھا تلوار مثل شمع کے روشن تھی پروانہاے جان نثار ہوجاتے تھے رن کے کھیت بھر بھر سے تھے تار نفس کو جیسے پر سے تھے تعجب کو ئل کی طرح کوکتے تھے دریاے خون جاری تھا رون مین جدائی باپ و بیٹے سی لڑائی اشعار

خروش آمد از نالۂ کرناے | بجنبید چون کوہ لشکر زجاے | ازآواز اسپان و گرد سپاہ
نخورشید پیدا نہ تابندہ ماہ | درخشیدن تیغ الماس گون | سنان ہاے آہار دادہ بخون
بہ گرد اندرون ہمچو ابر پر آب | کہ شنگرف بارد برو آفتاب | پر از نالۂ کوس شد مغز میغ
پر از آب شنگرف شد جان تیغ | چکاچاک گرز آمد و تیغ و تیر | زخون یلان دشت گشت آبگیر
زمین شد بکردار دریاے قیر | ہمہ موج خیزش ازخود و گرز و تیر | آسقدر شمشیر زنی ہوئی کہ وہ

فوج بے سردار کے تاب جنگ نہ لائی آخر بھاگ کھڑی ہوئی اور غضنفر دلاور منصور و مظفر ہو کر قلعہ یاقوت رنگ مین داخل ہوئے مریخ سے اشکال کے ملکہ سلطان غضنفرین مو بھی ہوشیار ہوئی اور شاہزادہ غضنفر اُسکے پاس گئے جلسہ عشرت جمع با عیش و آرام بیٹھے تو یہان با عیش و آرام متمکن ہین لیکن اب حال بران کا سُنیے کہ یہ اپنے قلعہ ہفت رنگ مین بیٹھی ہوئی تھی بیٹھے بیٹھے اُسنے ایک پنجہ بھیجا کہ جاکر عمرو کو اُٹھا لائے اُسنے خواجہ کو خلعت دیا اور پھر جلسہ ناچ و رنگ کا ہونے لگا اُسوقت ایک ابر زرد رنگ نمایان ہوا ملکہ بران نے پہچانا کہ یہ آمد میرے باپ کی ہے یعنے کوکب روشن ضمیر آتا ہے کہ اس عرصہ مین ملکہ نے دیکھا کہ سحاب جادو مصاحب کوکب روشن ضمیر آگے بڑھا ہوا آیا اور کہا کہ عمرو کہان ہے کہ اسمین عمرو بھی برابر بیٹھا سحاب جادو نے کہا کہ اے شاہ عیاران عیار کوکب نے فرمایا ہے کہ آپ پہلے ایک کام کرین بعد ازان ہین افراسیاب اور حیرت جادو سے سمجھو نگا عمرو نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے سحاب جادو نے کہا کہ کوکب نے کہا ہے کہ اسد بن کرب گنبد جہان نما پر قید ہے اُسے آپ اول چھڑا لیجیے عمرو نے کہا بھائی یہ کام تو بہت مشکل ہے سمجھا جائیگا لیکن صرصر شمشیر زن عیار بچی کو حیرت

نے بلاکر کہا کہ اے صرصر دیکھ تو عیاران لشکر اسلام کیا کام کر رہے ہین مجھ سے کچھ نہین ہو سکتا صرصر
نے کہا کہ کونسا آپ کا حکم ہے کہ مین بجا نہین لائی کونسا کام ایسا مشکل ہے کہ لونڈی نہین
کر سکتی حیرت نے کہا کہ جاکر بران کو پکڑ لا صرصر نے کہا کہ ابھی لائی بس یہ کہکر طرفۃ العین
مین بران کی بارگاہ مین پہونچی اور ایک ساحرہ لونڈی کو جو بران کی ہمراز تھی نام اسکا خمار چشم
ہے اسے ایک جا پکڑ کر بیہوش کیا اور باندھکر اسکو ایک غار مین ڈال دیا بعد ازان آپ
اسکی شکل بنکر بارگاہ مین بران کی حاضر رہی دو پہر رات گئے جب بران نے آرام کیا تب
اسنے بران کو بیہوش کیا سراپچے قنات کے چاک کرکے پشتارہ بران کا باندھ سیدھی
روانہ ہوئی اور حیرت کی بارگاہ مین پہونچی جب بارگاہ کے دروازے پر پہونچی اسی وقت
ایک پنجہ پیدا ہوا اور صرصر کو مع پشتارے بران کے پکڑ کر آسمان پر لیگیا وہ پنجہ افراسیاب
کا ہی غرض افراسیاب نے صرصر کو ایک میدان مین اتار کر پوچھا کہ یہ پشتارہ کسکا ہے صرصر
نے ہاتھ باندھکر کہا کہ بران شمشیر زن کو لونڈی پکڑ لائی ہے یہ سنکر افراسیاب
نہایت خوش ہوا اور پشتارہ کھلوا کے ملکہ بران کو نکالا اور اسی حالت بیہوشی مین بران
پر خوب سحر کرکے جب دیکھا کہ بالکل اب بران مین سکت اٹھ جانے کی نہین رہی تب ہوشیار
کیا جیسے ہی بران کی آنکھ کھلی دیکھا کہ قضا بر قفا و اجل بر جبین ایکطرف افراسیاب ایکطرف
صرصر عیار بچی آخر افراسیاب نے کہا کہ کیون بران اب کہو مین تجھے کس طرح سے قتل کرون
بران نے قلب کو اپنے سمت خدائے عزوجل متوجہ کرکے کہا کہ سبحان اللہ اشعار

دل ظالم بفکر کشتن ماست ۔ دل مظلوم من بسوے خداست
من درین فکر تا خدا چہ کند ۔ او درین فکر تا مرا چہ کند

بعد ازان افراسیاب سے کہا کہ ای افراسیاب جو مدعی
خدائی اور تجھے کیا جواب دون افراسیاب نے کہا کہ اگر اب بھی عمرو کا ساتھ چھوڑ دے
تو مین تیری تقصیر معاف کردیتا ہون بران شمشیر زن نے کہا کہ جب تک دم مین دم ہے
مین شریک عمرو کی ہون خواہ جیون خواہ مرون اے افراسیاب تو مجھے مار ڈال میرا
باپ تجھ سے سمجھ لیگا یہ سنکر افراسیاب نہایت جھنجھلایا اور پکارا کہ ای ذو الجرام جادو
وہ بولا کہ حاضر افراسیاب نے کہا کہ بران کو لیجاکر چاہ ظلمات مین قید کر جہان برق فرنگی ہے

کہا بہت خوب لیکن ایک تکرار اور عذر ہے کہ غلام اُس اندھیرے میں کیونکر لیجاویگا افراسیاب
نے ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کردی اور کہا کہ اسکی روشنی میں تو چلا جائیو اُسنے وہ انگوٹھی
لیکر مجرا کیا غرض افراسیاب نے اپنا سحر بران پر سے اُتار لیا اور وہ ذوالجرام جادو ملکہ بران
کو لیکر بیہوش کرکے دُعائی پہر میں اُس چاہ پر آیا جہان برق فرنگی قید ہے غرض آدھی
اُس کنوئیں میں اترا وہان برق فرنگی کی جو آنکھ کھلگئی تو کچھ روشنی سی معلوم ہوئی یہ
اُٹھ بیٹھا اور جی میں اپنے کہتا تھا کہ شکر ہے خدا کا بعد مدت ایک روشنی معلوم ہوئی پھر برق
کے خیال میں آیا کہ روز تو دو شخص پیدا ہوتے تھے ایک کے ہاتھ میں آبخورہ پانی کا ایک کے
ہاتھ نان خشک میرے لیے آتی تھی آج یہ کون ہے اور کسلیے آیا ہے اسمین ذوالجرام جادو
نے پشتارہ بران شمشیر زن کا وہان لاکر کھولا جب برق نے بران کو دیکھا نہایت
افسوس کیا اور کہا برق فرنگی کی ٹوٹ گئی غرض ملکہ بران ذوالجرام کے سحر مین گرفتار تھی
اسمین برق فرنگی کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ آپ کا کیا نام ہے ذوالجرام نے کہا مجھے ذوالجرام کہتے
ہین برق نے کہا کہ ای ذوالجرام ہماری تقصیر افراسیاب سے معاف کرادو برق فرنگی
یہ کہتا تھا لیکن فکر مین تھا کہ ذوالجرام کو کیونکر مارون غرض برق کو ایک عیاری سوجھی برق
نے کہا کہ ای ذوالجرام تمھارے ساتھ پیچھے کون ہے جیسے ہی ذوالجرام پیچھے پھر کر دیکھنے
لگا وہین برق نے ٹکر ماری کہ ذوالجرام سامنے چت گرا برق نے خنجر مارا کہ ذوالجرام کے
دو ٹکڑے ہوئے آواز دارو گیر کی بلند ہوئی غرض ذوالجرام کا سر کٹتے ہی بران شمشیر زن
ہوش مین آگئی اور اُٹھ بیٹھی طرف برق کے دیکھا برق نے مجرا کیا بران بڑی تعریف
برق فرنگی کی کی بعد ازان برق نے وہ انگشتری افراسیاب والی ذوالجرام کی نعش
سے اُتار لی بران نہایت خوش ہو کر کہنے لگی کہ تم اس کنوئین سے باہر نکل سکوگے مین سلح
ہون مین تمکو بزور سحر لیے چلتی ہون یہ کہکر بران شمشیر زن نے برق فرنگی کو کنوئین سے باہر
نکالا اور بصورت عقاب بنکر برق فرنگی کو پکڑ کر صاف آسمان کی روانہ ہوئی اور یہان حال
بارگاہ بران یہ ہے کہ صبح کے وقت غل ہوا کہ بران شمشیر زن کو کوئی رات پکڑ لیگیا عمرو نے
جو یہ ماجرا سنا نہایت مغموم اور اندوہگین ہو کر پچھاڑیں کھاتا تھا اسمین چار گھڑی دن چڑھا تھا

کہ ملکہ بران برق فرنگی کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئی تمام ساحر بارگاہ کے دوڑ پڑے ایک
ایک زکی ملکہ سے ملاقات کرتا تھا اور برق فرنگی کو دیکھکر سب کے سب خوش ہوئے کیونکہ
برق فرنگی کے چھٹنے کی امید کسی کو بھی نہ تھی مدت ہو چکی تھی کہ برق کا سر کنگورے پر طلسم کے
لٹکا تھا غرض معلوم ہوا کہ وہ سحر کا سر کاٹ لیا تھا غرض ملکہ بران عمرو کو لیکر بارگاہ میں آئی برق
کو عمرو نے گلے سے لگایا دونوں ملکر خوب روئے تمام فوج میں شادیانے بجنے لگے بارگاہ
میں ناچ گانا شروع ہوا وہاں افراسیاب نے سنا کہ ذوالجام مارا گیا اور بران شمشیرزن
برق فرنگی کو لیگئی نہایت خفا ہو کر حیرت جادو کی بارگاہ میں آیا اور کہنے لگا کہ دیکھ
شمشیرزن نے بڑا کام کیا تھا لیکن ذوالجام جادو نے فریب کھایا اور مفت مارا گیا
لیکن اے حیرت جادو مجھے کھانا حرام ہے کہ جبتک میں بران شمشیرزن کا سر نہ کاٹوں یہ
کہکے طبل جنگ کا بجوایا یہاں ملکہ بران نے طبل جنگ کا بجوایا صبح کو افراسیاب
تخت جنگی پر سوار ہوا ہر چند حیرت جادو نے منع کیا اسنے نہ مانا اور سات لاکھ جادوگر سے
اور لکہا سے ابر عجیب عجیب ساتھ لیکر ملکہ بران شمشیرزن کی فوج پر آیا یہاں ملکہ بران شمشیرزن کی
مع عمرو اور ساحروں کے میدان جنگ میں آکر قائم ہوئی افراسیاب کی طرف سے سمک جادو
نکلا مبارز طلب کیا تہمتن جادو نکلا اور ان دونوں میں سحر کی لڑائی ہونے لگی اسوقت سمک
نے گولہ فولادی تہمتن جادو کے مارا کہ اسکی چھاتی کے پار نکلگیا اسوقت افراسیاب نے خود
ارادہ نکلنے کا کیا کہ سامنے سے ایک لکہ ابر پیدا ہوا اس ابر میں سے چار ہزار عقاب برنگ سفید
اور آنکھیں انکی مثل یاقوت سرخ کے اور بیچ میں ایک عقاب بہت خوشرنگ پر ایک ساحر
سوار افراسیاب کے سامنے آیا افراسیاب نے دیکھا اور پہچانا کہ کلاب عقاب سوار
جادو چچازادہ بھائی افراسیاب کا ہے غرض آتے ہی عقاب پر سے اترکے کلاب نے افراسیاب
کو مجرا کیا افراسیاب نے گلے لگایا کلاب نے دیکھا کہ میدان جنگ طرفین سے آراستہ ہے
پوچھا کہ بھائی صاحب یہ کیا ماجرا ہے افراسیاب نے ابتدا سے انتہا تک سب حال مفصلاً
و مشروحاً تمام و کمال بیان کیا کہ پہلے اس طور سے ملکہ شرارہ جادو بدیع الزمان کو پکڑ لائی پھر
تصویر جادو اسکی بیٹی اسپر عاشق ہوئی پھر عمرو آیا اسنے یہ کیا پھر اسد آیا اسپر [illegible]

عاشق ہوئی اُسنے فلان فتور برپا کیے اب چہارم طلسم شریک اُن لوگون کے ہو گیا ہے
اور کوکب روشن ضمیر طرفدار اُنکا ہے کلاب عقاب سوار نے پوچھا کہ اسد کہان ہے جو شکنندہ
طلسم کہلاتا ہے افراسیاب نے کہا وہ میرے پاس قید ہے تب پھر کلاب نے کہا کہ آپ پھر
اب کسلیے لڑتے ہین اب چھ مہینے تو ہو چکے ہین اسد کو جلد قتل کرین کہ جھگڑا ہی رفع ہو جائے
جب شکنندہ طلسم کو مارا تو طلسم کشائی کیونکر کوئی کریگا ان سب کی آس ٹوٹ جائیگی یہ بات
افراسیاب کو بہت پسند آئی اور کہا کہ واہ بھائی کیا خوب تدبیر تمنے مجھے بتلائی غرض افراسیاب
نے طبل آسائش بجا کر اپنے لشکر کو پھیرا ادھر ملکہ بران شمشیر زن مع اپنے لشکر کے
پھر کر داخل بارگاہ ہوئی مگر افراسیاب گنبد جہان نما پر جہان اسد قید تھا وہان جا کر
مع کلاب جادو بیٹھا اور کہہ رہا تھا کہ رات گذر جائے صبح کو اسد کو قتل کرینگے بعد ازان تمام
ساحرون کا مجمع گنبد جہان نما جو ہے تو اسکی دیوار طلسم مین ہے اور ہشت پہل چار در اسکے
طلسم کے اندر ہین اور چار باہر طلسم کے فی الجملہ یہان تو اس فکر مین ہین کہ رات
گذرے تو صبح کو قتل اسد ہے لیکن ایک جادوگر نے بران شمشیر زن کو خبر دی کہ افراسیاب
اور کلاب عقاب سوار اور چند سوار مع فوج و لشکر کے گنبد جہان نما کے نیچے جا کے اترے
ہین اور وہان جماؤ ساحرون کا ہوتا جاتا ہے کل صبح کو اسد کے دشمنون کے قتل کی فکر ہے یہ
سنتے ہی عمرو ایک سکتے کی حالت مین رہگیا ملکہ بران نے عمرو کی طرف دیکھا عمرو رو دیا اور
کہا کہ نیند شب کی حرام ہے یا تو صبح دم اسد کو مین جا کر چھڑا لاتا ہون یا شن لینا کہ عمرو بھی مارا گیا
بران شمشیر زن عمرو کے گلے سے لپٹ گئی غرض بعد دو گھڑی کے کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا
کہ عمرو بران سے رخصت ہو کر فکر رہائی اسد بن کرب غازی مین روانہ ہوا قران حبشی
و برق فرنگی بھی الگ الگ چلے اور سبھون نے کہا کہ حضور سے تو بڑے بڑے کام نکلین گے
ہم سب غلام بھی شریک ہین عمرو نے ہرچند منع کیا مگر قران اور برق نے نمانا اور اپنی شکلین
تبدیل کیے ہوئے ساحر بنے ہوئے گنبد جہان نما کے برابر پہونچے تو دیکھا کہ یہان جماؤ جادوگرون
کا ہے یہ بھی فکر مین ہر طرف پھرنے لگے اب چھوٹنا اسد کا انشاء اللہ پانچوین جلد مین بیان
کیا جائیگا کہ یہ کس طرح رہا ہوئے مگر اب تھوڑا سا حال لشکر صاحبقران کا سنیئے کہ

لقا نے نامہ افراسیاب کو لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای شاہ جادوان اب ہم ناراض ہو کر
جانب کوہستان چلے جاینگے کیونکہ تمنے ہماری خبر نہ لی تمھین لازم ہی کہ کسی ساحر کو ہماری مدد کے لیے جلد
تر روانہ کرو یہ نامہ جو افراسیاب کو پہونچا تو اسکو پڑھ کر ایک فکر ہوئی اُسوقت حکم جادو نام ایک
ساحرہ بھیجی تھی اُسکو افراسیاب نے ایک خط لکھکر دیا کہ تو لیجا اپنی بہن نازک چشم کے پاس اور اُس سے
زبانی بھی کہدینا کہ جاؤ خداوند لقا کی مدد کو کوہ عقیق مین حکم جادو وہ خط لیکر نازک چشم کے پاس
آئی نازک چشم نے وہ خط اپنے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اور اُسکو پڑھا تو اُسمین لکھا تھا
کہ ای نازک چشم ہم تم سے بہت خوش ہین اب تم فی الحال خداوند لقا کی مدد کو جاؤ جب واپس
پھر آؤگی تب ہم تمکو سرفراز کرینگے یہ مضمون پڑھکر نازک چشم بہت خوش ہوئی اور اپنی
انیسون جلیسون کو طلب کیا کہ وہ سب دریاے جواہر مین غرق تھین سب انیسین سامنے اسکے
حاضر ہوئین اب یہ تخت جواہر نگار پر سوار ہوئی اُس تخت کو دو شیر طلائی اُٹھا کر چلے بعد قطع
منازل و طی مراحل یہ آکر بارگاہ لقا مین پہونچی اسکے آنے سے آندھی اُٹھی بجلی چمکی اور یہ بارگاہ
مین اُتری لقا کو اسنے سجدہ کیا تخت کے گرد پھری نذر دی خلعت دنگل پر بیٹھی بختیارک
نے اسکے لیے بارگاہ استادہ کرائی اور انیسون کے لیے خیمے نصب کرائے کئی روز تک تو یہ
آرام پذیر رہی ایک دن جب وہ زمانہ آیا کہ گوہر آفتاب درج مغرب مین رکھا گیا اور
شمع و چراغ نے اپنا جلوہ دکھایا اشعار

کہ اس عرصہ مین دن سمٹا یہانتک | کہ مشکل ہو گیا آنا زبان تک || عرض مثل مرض گھٹنے لگا دن

چھپا جلد اسقدر گو یا نہ تھا دن + شام کو طبل جنگ لشکر لقا مین بجا ہرکارون نے جا کر یہ خبر خدمت
امیر نامور مین بجنے کی عرض کی امیر نے بھی فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی بجے
ابو الفتح نے نقارخانہ سلیمانی مین جا کر طبل اسکندری پر چوب لگائی جسکی صدا سے دنیا
دہل گئی دربار سویرے سے برخاست ہوا ہتھیار صاف اور صیقل ہونے لگے سلاح خانے
کھلگئے تلوارون کی چمک موج دریا تھی نیزے راست بازی چھوڑ کر سینۂ عدو چھیدنے
کے مشتاق تھے چار پہر غلغلہ و ہنگامہ دونون لشکر وہین بلند رہا جب وہ زمانہ آیا کہ ردای
شب بمقراض سحر قطع ہوئی اور جامۂ نورانی خاقان خورشید کا دن نے پہنا اشعار

حیا سے مہ چھپی مثل چادر | سو مغرب بڑھا خورشید خاور | ہوا آغاز صبح نو نمودار
رہی ہر چشم وا معروف دیدار

صبح کو لشکر گروہ گروہ میدان مصاف کی جانب روانہ ہوا امیر
مسجد کے باہر سے نکلا جلوہ خانہ شاہنشاہی میں مع سرداران نامی کے آئے بادشاہ بھی سویرے
سے برآمد ہوئے سبھوں نے مجرا اور سلام کیا تخت بادشاہ کا دل کی طرح قلب لشکر میں لشکر
رزمگاہ کی طرف چلے اسوقت نقیبوں کی منقبت خوانی اسلحے کی چقاچاق ہوا اور چلتی
تھی بڑے کروفر جاہ و حشم سے وارد دشت مصاف ہوئے اسطرف سے لقا ہاتھیوں پر تخت
کھنچوا کے سوار ہوا اور فوج بیشمار اپنے ہمراہ لیے ہوئے میدان قتال میں آیا سواروں کی بڑی
بڑھنے گھوڑے الف ہوتے تھے باجے جنگی بجتے تھے بیلچہ کاروں نے پست و بلند زمین کو
ہموار کیا سقوں نے گرد و غبار چھڑکاؤ کر کے بٹھایا صفوف لشکر میمنہ و میسرہ آراستہ ہوئیں
نقیبوں نے نقابت کی اسوقت صفوں پر مثل صف مژگان سناٹا آگیا امیر چالیس قدم
سرداری کے آگے جھک کر کھڑے ہوئے تخت بادشاہ کا قلب لشکر میں قائم ہوا ملکہ نازک چشم تخت پر
سوار دو شیر طلائی اس تخت کو اٹھائے اور ایک طاؤس پر ایک نازنین خوبصورت جواہر میں غرق
تین سو جادوگرنیاں جو اسکی انیسیں ہیں وہ اسکے ہمراہ اور یہ جو نازنین طاؤس پر سوار ہے
اسکا نام الماس زرجد پوش ہے اور یہ بیٹی ہے نازک چشم کی اسنے اپنی ماں سے کہا کہ میں
لڑنے کو جاتی ہوں اسنے ہر چند منع کیا مگر اسنے نمانا اسوقت نازک چشم نے ایک چھڑی گلاب
کی کہ جسکے سرے پر پھول گلاب کا لگا ہے وہ اسکو دی اور کہا لقا سے اجازت
لیکر جاؤ یہ سامنے تخت لقا کے آئی سجدہ کیا اور ہاتھ باندھ کر اجازت لڑائی کی مانگی
اسنے کہا کہ اے بندی قدرت جا تجکو اپنے دست قدرت کے سپرد کیا سب مسلمانوں کی موت
تیرے ہاتھ میں ہے الماس زرجد پوش وہ چھڑی لیے ہوئے تا میدان میں آئی
اور پکاری کہ اے فرقہ خدا پرستان و اے زبردستان تم میں سے جو آرزو مرنے کی رکھتا ہو وہ آکے
میرے سامنے اسکا نعرہ کرنا تھا کہ صف لشکر اسلام سے فرامرز جادو مغربی نے اپنا
گھوڑا نکالا اور سامنے بادشاہ کے آکر مرکب سے کود کے اجازت مانگی بادشاہ نے جام
کلاہ عفریت اسکو دیا اور خلعت سے مخلع کیا فرمایا کہ جاؤ خدا کے سپرد کیا یہ مرکب اپنا اڑا کر سامنے

الماس زرجد پوش کے آیا الماس زرجد پوش نے کہا کہ مین تجھپر کیا وار کرون تو اپنا حوصلہ نکال لے میرا وار خدا کا قہر ہے کفر امرز نے کہا اپنا معمول پیشدستی کا نہین ہے تو اپنا وار کر جب ہمکو خدا بچائیگا تو پھر ہم بھی وار کرین گے اُسوقت اُسنے ہنسکر اُسی گلاب کی چھڑی کو اُسکے سر پر مارا اُسنے سپر کو سامنے کیا مگر سپر اُس چھڑی کے پڑنے سے جلگئی اور سر پر وہ چھڑی جو پڑی تو تابناف اُسکو کھینچا یہان ناف تک آتا تھا کہ فوارہ خون نکلا اور گھوڑے پر سے گرا فراحتر ایک سرخاب بہت بڑا اسکو آکر اُٹھا لیگیا اور جو سرداران نامی و پہلوانان گرامی نکلے انکا بھی یہی حال ہوا شام تک قریب چارسو سردارون کے اسی طرح سے مارے پڑے جب خسرو خاقانیہ آسمان چشمہ مغرب مین غوطہ زن ہوا اور زاغ شب نے عالم مین آکر آشیانہ کیا اشعار

چو خورشید در جامۂ نیلگون ❊ نہان شد چو زنگی شب آمد برون ❊ یکے رزم تا شب بر آمد نہ کوہ بگردند نامد دل از کین ستوہ ❊ شام کو طبل آسائش پر چوب پڑی لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے اور آرام پذیر ہوئے بادشاہ اور امیر کو سردارون کا بہت رنج ہے عیار اس فکر مین پھرتے ہین کہ حال دریافت کرین سردارون کے مرنے کا لیکن انکو کچھ ثابت نہین ہوتا ہے اسی تردد مین وہ رات تمام ہوئی اور لباس شب پارہ پارہ ہوا اور بطن کلاغ شب سے بیضۂ آفتاب نکلا شعر چو خورشید بر کشور لاجورد ❊ سراپردۂ زر زد و دیبائے زرد ❊ صبح کو بادشاہ ذی تبار دربار مین سریر جہانبانی پر آکر متمکن ہوئے اور خواجہ زادون کو بلا کر حال سرداران دریافت فرمایا اُنھون نے قرعۂ فعقل کو تختۂ تفکر پر پھینکا اور اشکال سعد و نحس کو ملاحظہ کر کے بعد خوض و غور بسیار سر اُٹھایا اور فرمایا کہ یہ سب شعبدہ سحر کا ہے یا امیر سردار زندہ ہین آپ کچھ تردد نہ فرمایئے غرض اسی اندیشہ مین وہ دن تمام ہوا خواجہ زادون کو تو خلعت دیکر رخصت کیا اور جب مثل مرض دن گھٹا اور طبیب روزگار نے نسخہ بخط کہکشان لکھا

چو شد روے گیتی بکردار قیر ❊ نہ ناہید پیدا نہ بہرام و تیر ❊ سراز برج ماہی بر آورد ماہ بدر آید تا ناف شیر سیاہ ❊ شام کو نازک چشم نے طبل جنگ بجوایا امیر بالتو قیر سے آکر ہرکارون نے بعد از دعا و ثنا بے شاہنشاہی خبر عرض کی اور یہ اشعار شرف و صفت امیر شہنشاہ مین پڑھے اشعار

توئی پرورانندهٔ تاج و تخت
سپہر و زمین و زمان زیر تست
تو پرویز پیکان کلک تو شیر

فروغ از تو گیرد جہاندار بخت
ز تیغ تو خورشید بریان شود
بہ روز بلا گرد از جنگ سیر

دل چرخ در نوک شمشیر تست
ز گرز تو ناہید گریان شود
نازک چشم نے طبل جنگ

بجوایا امیر نے بحکم بادشاہ حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے یہان بھی کوس
حربی پر چوب پڑی شعر زنالیدن کوس با کرنا سے ٭ ہمی آسمان اندر آمد ز جا ٭
تیاری آلات حرب و ضرب ہونے لگی سنانین چمکنے لگین سپاہ مانند دریا کے جوش مارنے لگی
روے گیتی کثرت سپاہ سے سیاہ تھا روے ہوا ابر ترشون سے زرد و سُرخ و سبز ہو گیا تھا
خنجر گلوگیر خنجر دشمن تھے نیزے مثل جوانان تہمتن کے سیدھے ہو کر تنتے تھے کمانین
خمیدہ ہو کر پڑھی سیدھی لب سوفار سے چلا کر سناتی تھین چار پہر رات ہنگامہ برپا رہا جب
عقاب آفتاب نے پر بہر پرواز عالم مین کھولا اور علیو از شب مثل عنقا معدوم ہوئی ابیات

چو خورشید بر چرخ لشکر کشید
نا موں بر آمد خروشش چکاو
زبانگ ستیزہ زمین و سپہر

شب تار تا زندہ شد ناپدید
تبیرہ بر آمد ز پردہ سرا
بلرزید زیشان ببرید مہر

چو خورشید زد خیمہ بر پشت گاو
برفتند گردان لشکر ز جا
امیر با تو ویتر عبادت الٰہی سے

فراغت پاکر اشقر پر سوار ہو کر جلو خانہ بادشاہ مین آئے جب بادشاہ برآمد ہوئے امیر نے
مجرا کیا مرد یکا یک بادشاہ مہابلی سلطان عالم ظل اللہ صاحبقران با اقبال نگاہ
روبرو بادشاہ نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا امیر نے تسلیم کی شاہ نے ہاتھ اُٹھا کر سینہ پر
رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے سواری بادشاہ کی حلقہ مین سرداران تہمتن کے
جانب میدان جنگاہ روانہ ہوئی شعر سوو دشت شہ کی سواری چلی ٭ کہے تو کہ باد
بہاری چلی ٭ بڑے جاہ و جلال سے وارد دشت قتال ہوے اُسطرف سے لعل مع نازک
چشم کے عرصۂ نبردگاہ مین آیا فوج بیشمار اپنے ہمراہ لایا اشعار

برآمد ز ہر دو سپہ بوق کوس
عقاب اجل سوی اوج اندر ست
ازان روے لندھور بر میمنہ

نماند ایچ راہی فسون و فسوس
ہمین لرز لرزان شدہ دست کوہ
ہم فوج او زندہ پیل و تنہ

تو گفتی کہ دریا بموج اندر ست
زمین شد رسم ستوران ستوہ
بر میسرہ لشکر آرائے بند

| | | |
|---|---|---|
| زرہ دار در جنگ رومی پرند<br>سو میسرہ مالک باد بود | بقلب اندرون جای سلطان سعد<br>نہفتہ تنش زیر پولاد بود | شدہ آسمان تار و جنبان زباد<br>ہمین دود آتش بر آمد ز آب |

نہ بینند چنان جنگ جنگی بخواب ؎ جب صفوف لشکر آراستہ ہو چکین اُسوقت نقیبون نے نقابت کی اور کڑکیتون نے کڑکا کہا اور سر نگی دنیائے فانی کو تہا نیز جاری کیا اور پکارنے کہ اے بہادرو دنیا کا یہ حال ہے نظم

| | | |
|---|---|---|
| بہادرو دنیا کا یہ حال ہے نظم<br>رکھتا ہی پر غرور کو جون نیزہ سر بلند | روشن ہی شمع کشتہ کو پھر کر جلا نہ ہی<br>جون جادہ خاکسار کو دیتی ہی پائمال | یعنے کہ بعد مرگ بھی آرام ہی محال<br>آج روز جنگ ہی یہ وقت نام و ننگ |

ہی لڑائی مین جان لڑا دو نام اپنا کر جاؤ ڈرہ بھر کر مر جاؤ یہ کڑکا کہکر ہٹ گئے ملکہ الماس زبرجد پوش طاؤس زرین بال کو اُڑا کر اجازت لقا سے لیکر میدان ناف مین آکر ٹھہری اور طالب مرد نبرد ہوئی اُسطرف سے مندویل اصفہانی مرکب اپنا اُڑا کے سامنے بادشاہ کے آیا اور اجازت طلب کی بادشاہ نے اُسکو خلعت سے سرفراز کر کے رخصت فرمایا اور یہ سامنے الماس زبرجد پوش کے آیا اُسنے وہی چھڑی اُسپر لگائی سر سے تا ناف شگافتہ ہوا اور یہ گھوڑے پر سے گرا ایک سرخاب آکر اُسکی نعش کو اُٹھا لیگیا اسی طرح سے بیس سردار سامنے اُسکے آئے اور ہلاک ہوئے اور وہی سرخاب نعشین اُٹھا اُٹھا لے گیا اُسوقت صاحبقران کو تاب نہ رہی اور اُنھون نے اشقر اپنا آگے بڑھایا نقارے لشکر مین بجنے لگے گل علم لشکر کے جلوہ گری پر آئے تمام سردار پیادہ ہو کر دوڑے امیر نے سب کو بتسلی و آسانی رخصت کر کے اشقر کو اُڑاتے ہوئے چلے گھوڑا اُنکا طرارے بھرتا ہوا روانہ ہوا اشعار

| | |
|---|---|
| گرد جولانگاہ کو اُسکے کہون کیا مین دماغ<br>جھانکتے ہی ہفت آسمانکو جلدی اُسکی ہر قدم<br>بگڑا ہی جاتا ہی یا تو ہمین جلد لینے کے وقت<br>اسمین بھی ٹک گرم ہو آیا تو بس سے اڑ گیا | عارض خوبان کے خط ہونے سے جسکو ننگ ہے<br>بسکہ عرصہ شش جہت کا اُسکے اوپر تنگ ہے<br>نکلا ہی پڑتا ہی رانون سے یہ اُسکا رنگ ہے<br>ہے تو گھوڑا ہی یہ کچھ سیماب کا سا ڈھنگ ہے |

جب یہ سامنے الماس زبرجد پوش کے پہونچے تو وہی چھڑی صاحبقران کے بھی ماری ابو الفتح صاحبقران کے ساتھ آیا تھا اُسنے کہا کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ چھڑی خالی گئی اور امیر نے عقرب سلیمانی کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ سر پر پڑ کے

طاؤس سے نکلگیا تاریکی ہوگئی آواز آئی مارا الماس زرہ پوش کو نازک چشم رونے لگی اور
اپنا تخت بڑھا کر چلی اُسوقت ایک ابر طلائی پیدا ہوا اور قریب آکر وہ پھٹا گڑ گڑاہٹ کی صدا
پیدا ہوئی اور اُسمین سے ایک شیر سونے کا نکلا کہ اُسپر ایک ساحر فربہ اندام جوڑا باندھے
سامنے امیر کے آیا اور کہا میرا مقابلہ کیجیے امیر نے فرمایا کہ تو اپنا وار کر اُسنے تلوار صاحبقران
پر لگائی امیر نے خالی دی اور عقرب سلیمانی کھینچکر جو ہاتھ مارا تو اُسکے سر پر پڑا کہ سے اُسکے
شعلہ نکلا اور لاٹ اُس شعلہ کی بندھ گئی اور اُس لاٹ سے ایک جانور سونے کا نکلکر گرد
صاحبقران کے پھرا کہ امیر کا رنگ زرد ہوگیا اور اب جو اسم اعظم کو یاد کیا تو بالکل یاد نہ تھا
اُسوقت امیر بیہوش ہوکر گرے اور ایک ابر پیدا ہوا وہ ابر آکر نیچا ہوا اور اُسمین سے دھنوان نکلا
کہ تاریکی ہوگئی امیر اُس تاریکی مین غائب ہوگئے اب تو بادشاہ لشکر اسلام اور تمام سردار
نالان و گریان چاہتے تھے کہ جنگ مغلوبہ کرین لیکن لقا نے طبل آسائش بجوا دیا دونون لشکر
پھرے اور اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے اور ملکہ نازک چشم جو چلی تو کوہ عقیق
گلزار سلیمانی مین ایک باغ ہی کہ خلد برین کو جسکے رشک سے دل مین داغ ہے چمنونمین
درخت جواہر نگار لگے ہین بلبل شاخ گل پر چہچہے کرتی ہی تختۂ گلہاے بوقلمون کھلے ہین
سورج بھی کے منھ کو چار چاند لگے ہین اشعار

نسرین و سمن بہار پر ہین | سرو قد نوخطان شجر ہین | مستی سے صبا ہی باغ جاتی
چلتی ہی روش پہ لڑکھڑاتی | بلبل کو دماغ باغبان ہے | رشک سبد گل آشیان ہے
ہی قہقہہ کبک کا دو چندان | طاؤس بروش روش پہ رقصان | سبزو سے چمن کا ہی یہ انداز
معشوق ہی کوئی سبزہ آغاز | ملکہ نازک چشم اُس باغ مین آئی اسمین ایک بارہ دری

ہر اخوبی تعمیر سے اشعار | وہ قصر کہ رشک قصر گردون | ششدر ہو جو دیکھے افلاطون
ہی گرچہ فلک مکان عالی | ہی کرسی آستان عالی | کیا نور فضا وہ تازہ گھر ہے
وہ گھر ہی کہ منزل قمر سے | دیکھی نہین ایسی جاے عالی | ایسی ہی کہان بناے عالی

نازک چشم اُسی بارہ دری مین جاکر بیٹھی تاکہ خفقان میرا رفع ہو ناچ کا حکم دیا رقصان ماہ
جبین و زہرہ تمکین آکر حاضر ہوئین اور ناچنے لگین لیکن دل اُسکا کچھ شگفتہ نہوا اور اُداس

اُسکانین وہ زمانہ آیا کہ رخت سیاہ لیل کا ترک روزگار نے پہنا و چشم آفتاب مائل بخواب ہوکر بند ہوئین **نظم**

چنین تا رشب تیرہ اندر کشید ؛؛ درخشندہ خورشید شد ناپدید ؛؛ چو آمد شب و روز شد در نہان

سیاہی گرفتش سراسر جہان ؛؛ **کچھ رات گئے چاندنی نے کیفیت کیا تلانازک چشم بارہ دری سے**

اُٹھکر دریا کے کنارے آئی اور بیٹھکر سیر دیکھنے لگی ہوا چلتی تھی چاند پانی مین ہوریں لیتا تھا بگلے اور

سرخاب اور مرغابیان کنارے دریا کے بیٹھی تھین پانی کا لہرین لینا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پر

اُتر گیا ہی اور مہتاب آئینہ کیطرح اُسمین جھلک رہا تھا نازک چشم نے دریا مین شست ڈالی لیکن

لشکر اسلام سے عمران خطائی جو چلا تو اُس نے صورت اپنی ایک زن جمیلہ و حسینہ کی ایسی بنائی

زلف مسلسل کے پیچ دل عشاق کو پیچ مین لاتے رخسار تابان آئینہ کو اپنے روبرو شرماتے دہان

تنگ غنچہ خلد برین لبون پر مستی سے تزئین یہ اشعار اُس کے وصف مین کافی ہین **اشعار**

حسن ایسا کہ جسے ماہ شب چاردہم
چہرہ مین ایسی ہو گئی کہ شب و روز جیسے
زلفین یون چہرہ پہ بکھری ہوئی ناگن جیسے دل
جعد وہ فر کہ بیٹھنے مین ہون جھکے ہر لہر
ناگنی پیچ مین آ اُنکے نہ آگے پانی ؛
رنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کی دمک

ایک پلک بھر کے نظر تو رہ جائے وہ یک چند ٹھٹھک
یاد کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
جسطرح ایک کھلونے پہ ہو ٹھین دو بالک
گھر ڈبا دینے کو عشاق کے دریا ہی اُمنگ
کھیل جاتی ہے وہ مین کالا جو ڈسے ناگنی لٹک
آگے غبغب کی خجالت زدہ سونگی ڈلک

اِس شکل سے تیار ہوکر پیرہن ہر چند کہ معقول اور عمدہ تھا مگر جا بجا سے پھٹا ہوا پہن کر کنارے دریا

کے کچھ دور نازک چشم سے ہٹ کر بیٹھا اور چیخین مار مار کے رونے لگا نازک چشم اُٹھکر اُس کے پاس

آئی اور اِس نے دیکھا کہ ایک عورت صاحب جمال برس بیس ایک کا سن و سال با حالت پُر ملال اپنی

سو رہی ہی یہ بھی پاس اُس کے بیٹھ گئی اور مستفسر ہوئی کہ اے بہن یہ کیا تمہارا حال ہی کونسا صدمہ

و ملال ہی جو یون تم بلک بلک کر روتی ہو جان اپنی کھوتی ہو اِس عیار نے کچھ زخم کے نشان ابھر

بدن پر بنائے تھے وہ زخم اِسکو دکھائے اور کہا **شعر** چہ گویم از سر و سامان خود عمری

است چون کاکل ؛ سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم ؛ مین ایک سوداگر کی بیٹی ہون

قزاقون نے آکر مارا خدا کو مجھے بچانا منظور تھا کہ اُسوقت کچھ فوج خداوند لقا کی وہان آگئی

اُس توریج کے خوف سے قزاق بھاگ گئے مین نے اپنے باپ کی نعش مع کشتون کے اِس
دریا مین بہادی اور مین آکر اُنھین کو یاد کر کے روتی ہون نازک چشم نے کہا کہ اے بہن اب
صبر کرو خداوند لقا کی جو مرضی انسان مجبور ہی کیا چارہ لو آؤ میرے ساتھ باغ مین چلو یہ کہکر اسکو
نشین کر کے اُسی باغ مین لائی دو ایک روز مین زخم اُس کے اچھے ہوئے کیونکہ وہ شعبدہ
عیاری کا تھا نشان زخم کے اِس نے مٹا ڈالے اِسکو تو ملکہ نے باغ مین رہنے دیا اور آپ
اُٹھ دربار لقا مین آئی ایک روز نازک چشم نے پوچھا کہ کیون بہن تم کو کچھ کام بھی آتا ہے
اِس نے کہا کہ مجکو گانے سے بہت شوق ہے ہر چند کہ باپ میرا مر گیا ہے مگر پھر بھی جی گانے کو چاہتا ہے
اور ساقی گری بھی خوب کرنا جانتی ہون نازک چشم نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے لو آج تمھین
شراب پلاؤ اور ہمارے سامنے بیٹھ کے کچھ گاؤ یہ کہکر کشتیان شراب کی طلب کین
گلابیان شراب کی کہ جن کے ٹکڑے سونے سے بندھے تھے اِس نازنین کو دین اس نے
اُس شراب کو کچھ الٹ پھیر کر کے بیہوشی ملائی پھر اُنھون کو اور سب کو وہ شراب پلائی اور بیٹھ کے
گانے لگی کچھ دیر مین بیہوشی نے اثر کیا نازک چشم اور اسکی انیسین سب بیہوش ہو گئین اس نے
انیسون کے تو سر کاٹ ڈالے اور نازک چشم کے جو خنجر مارا تو خنجر اُچٹ گیا اِس نے چاہا کہ مین سیسہ
گرم کر کے پلادون مگر نازک چشم کو نیچے اُٹھا لیگئے اور بارگاہ لقا مین لائے اُس وقت عمران
خطائی بھی ڈر کر وہان سے بھاگا کہ مبادا مجکو بھی اُٹھا لیجائین تو بڑا غضب ہوگا یہ تو بھاگ
کر اپنے لشکر مین چلا آیا اور اُس ہنگامہ مین وہ رات بھی تمام ہو گئی ایوان دنیا مین سفیدی ضیای
آفتاب کی پھیری گئی اور خشت زرین خورشید قصر فلک مین معمار قدرت نے جڑی اشعار

سپیدہ چو از جائے خود بر دمید ⁖ میان شب تیرہ اندر خمید ⁖ چو پیدا شدہ چاک روز سفید
دو پیرایہ بنمود روز سفید ⁖ صبح کو لقا آکر تخت پر بیٹھا بختیارک بھی آیا نازک چشم
نے اُس سے سب ماجرا بیان کیا وہ ٹکڑے ہو کر ناچنے لگا اور کہا کہ ای ملکہ شکر کرو خداوند لقا
کا کہ تم بچگئین غرض اُس نے نعشین انیسون کی اُٹھوائین اور آپ اپنی انیسون اور بیٹی کے
غم مین کئی روز تک خیمہ مین پڑی رہی اب حال سُنیے لشکر اسلام کا کہ توریج بن ہاشم
شکار کو گئے تھے راہ مین اُنھون نے دیکھا کہ ایک جگہ ہزار ہا سانپ ہین توریج کو بڑی

حیرت ہوئی کہ ایک جگہ ان سانپون کا اکٹھا ہونا کچھ نہ کچھ اسرار ہی لیکن یہ راہ کترا کے اور طرف
چلے اور ایک مقام پر خیمہ استادہ کرا کے اُترے کچھ رات لشکر اسلام کے اسطرف کو آنکلے اور مخبرون
نے حال لشکر اسلام بیان کیا تورج نے کیفیت لشکر اسلام کی سنکر درگاہ خدا مین استغاثہ کیا
اور رونے لگا روتے روتے جب سو گیا تو اس نے عالم رویا مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے
ہین کہ اس اسم کو پڑھ تجھ سے یاران چینی سے ملاقات ہوگی اور وہ لیجائے گا تجھکو
امانت دار چینی کے پاس امانت دار چینی کے پاس ایک تلوار ہی اُس تلوار سے قضا
نازک چشم کی ہی یہ کہکر وہ اسم تعلیم کیا آنکھ تورج کی کھل گئی دیکھا تو وہ اسم یاد تھا اس نے اسکو
پڑھا ایک سانپ بہت بڑا سامنے اس کے آیا اور غلطکین مارکر صورت انسان بنا اور اس سے
کہا کہ فرمائیے مجھے کیا حکم ہی تورج نے کہا مجھے امانت دار چینی کے پاس لیچلو اس نے کہا چلیے
تورج اس کے ساتھ ہوا اور ایک مقام پر آکے دیکھا کہ ہزارہا سانپ اُس جگہ تھا یاران
چینی نے اُن سانپون سے کہا کہ امانت دار چینی کو بلا لاؤ اُس مین سے چند سانپ ایکطرف
کو گئے کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ ایک اژدہا پیدا ہوا جب وہ اژدہا سامنے آیا تو وہ بھی آدمی کی شکل
بنا اور یاران چینی سے کہا کہ ای برادر تمنے مجھے کیون بلایا اُس نے کہا کہ مین نے نہین بلایا
یہ جو میرے ساتھ ہین انھون نے طلب کیا ہے اے امانت دار چینی تم مسلمان ہو ہرچند
کہ بتبیع افراسیاب و لقا کے ہو مگر کچھ پاس دین اسلام کا بھی چاہیے نازک چشم اہل اسلام
سے لڑنے آئی ہے تمکو چاہیے کہ وہ تلوار جس سے اسکی قضا ہے انکو دو امانت دار چینی نے
پہلے تو بہت کچھ انکار کیا آخرکار ایک صندوق اُٹھا کر لایا کہ اُس مین وہ تلوار آبدار قضای ملکہ
نازک چشم تھی اُس تیغہ کو تورج کے حوالہ کیا تورج اُس تیغہ کو لے کر بہت خوش ہوا
امانت دار چینی کو رخصت کر دیا اور آپ وہ تیغہ لے کر جانب لشکر اسلام چلا اور کہا کہ آخر تو
چلتے ہین پھر شکار کیون نہ کھیلین اب یہ شکار کھیلتا ہوا چلا راہ مین ایک ہرن ملا اس نے
اُس ہرن کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا اور بہت دور نکل گیا اس کے ساتھ کے سردار بھی سب
چھوٹ گئے کوئی دو فرسنگ پہونچا ہوگا دیکھا کہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اور اُس کے
قریب ایک دیوار اُٹھی ہے یہ ہرن جب دیوار کے قریب پہونچا اوسوقت تورج نے ایک تیر

مارا وہ ہرن گرا توریج نے اُسے بتکبیر ذبح کیا اور چقماق پتھری سے آگ نکال کر کباب لگانے اور
ایک جھیل کے کنارے آکر وہ کباب کھانے لگا اُس وقت ایک ابر طلائی ایک طرف سے
اُٹھا اور آکر اُس جھیل پر اُترا اور تمام جھیل پر چھا گیا اور اُسمین سے ایک چمک پیدا ہوئی کہ
آنکھین توریج کی بند ہو گئین اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک خر بیٹھا ہے اور سامنے اُس کے ایک
شیشہ رکھا ہے کہ اُس شیشہ مین کچھ نور سا چمکتا ہے توریج کو خیال آیا کہ تمنے خبر تو سنی ہے کہ اسم اعظم
صاحبقران بند ہوا ضرور اس شیشہ مین اسم اعظم امیر ہے بس سمجھ کر اس نے ایک تیر جو کمان مین
جوڑ کر جو مارا اُس شیشہ پر پڑا تو وہ شیشہ ٹوٹ گیا اور وہ نور مٹ گیا اُس ساحر کو پہلے تو خیال
تھا کہ یہ جو بیٹھا ہے کوئی آدمی ہوگا لیکن اب جو اس نے دیکھا کہ شیشہ ٹوٹ گیا تو چیخ اُس نے ماری
اس عرصہ مین سردار بھی توریج کے آئے اور اُس ساحر نے ایک ترنج پانی پر مارا کہ وہ پانی بہکر
چلا اور آکر سردارون کو مع توریج کھینچ لے گیا اُس وقت گلباد عراقی کہ عیار
توریج ہے اُس نے صورت ایک ساحرہ کی بنائے بال اپنے پریشان کیے ہڈیون کھوپریون کے ہار
گلے مین ڈالے تہمد کھاروے کی باندھی بجے بجے کانون مین ترکیان پہنین اور کہتی ہوئی چلی
ہے ہے غضب دیکھو کہ نبیرہ حمزہ نے تمام ساحرون کو مارا اُسوقت اُس ساحر نے اُس کو
دیکھکر کہا کہ جان من یہ کیا حال ہے تیرا اُس نے کہا کہ اے سردار کیا حال بیان کرون یہ سمجھو
مین چراغ جلانے والا نہین رہا اب مین اطمینان سے بیٹھون تو اپنی کیفیت بیان کرون
اُس ساحر نے کہا کہ تو آ میرے ساتھ چل کر پہلے ان لوگون اور اِس مفسد کو قتل کر آ
چاہیے گلباد ساحرہ بنا ہوا اُس کے قریب گیا اور بیٹھکر باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے
ایک حباب بیہوشی اُس کے منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اس نے خنجر سے سر اُسکا کاٹ ڈالا غل شور
ہوا تاریکی ہوئی صدا آئی کہ مارا اُس شخص کو جو نگہبان اسم اعظم تھا توریج اور سب سردارون نے
رہائی پائی سجدہ شکر کیا اور وہان سے چلے یہ تو ادھر سے چلتے ہین اور وہان جب عقاب آفتاب
آشیانہ مغرب مین جاکر بیٹھا اور کوکب انجم رشتہ کہکشان مین پروئے گئے شعر چو خورشید
تابندہ بنمود پشت * ہوا شد سیاہ و زمین شد درشت * سر شام نازک چشم نے
طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچائی بادشاہ نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی کوس رزمی پر چوب پڑی صدائے شر و فساد
بلند ہوئی تیاری آلات حرب و ضرب شروع ہوئی ہتھیار صاف ہونے لگے بہادر عازم مصاف
ہوئے ہر ایک نے غسل کرکے کفن سر سے لپیٹا اور مشت خاک اُٹھا کر گریبان مین ڈالی کہ ای
خاک تو ہی لحد ہو جیو شب بھر غلغلہ دو نون لشکرون مین برپا رہا آخر بستر خواب سے آفتاب
اُٹھا اور رات نے بستر اپنا لپیٹا اشعار

چو خورشید برزد سر از تیرہ کوہ | جہان را بیفزود فر و شکوہ
جہان گشت از و ہمچو نوروز باغ | چو خورشید برزد سر از پشت زاغ

صبح کو بادشاہ بارگاہ سے مسلح و مکمل ہو کر برآمد ہوئے اور مرکب
خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہو کر اور لشکر کو لیکر وعدہ گاہ مصاف مین آئے اُسطرف سے لقا بھی نازک حشم
کے میدان مین آ کر دلاورون نے پرے جمائے جب میدان پاک و صاف ہو چکا اور نقیب نقابت
کر چکے تو نازک حشم لقا سے اجازت لے کر سامنے لشکر اسلام کے آئی اور پکاری کہ ای بادشاہ
آپ کا بہت بڑا رتبہ ہے آپ کو لازم ہے کہ خداوند لقا کے پاس چلے آیئے آپ کے شراب
پینے کو کچھ مقرر کر دیا جاوے اُدھر سے کچھ سردارون نے گھوڑے بڑھا کر لعن و طعن کی اور
کہا کہ او قحبہ کیا بکتی ہے اُسوقت نازک حشم کو غصہ آیا اور اُس نے ایک ترنج جانب آسمان اُچھال دیا
کہ وہ ترنج پھٹا اور اُسمین سے ایک شعلہ نکل کر آفتاب بنا سب کی آنکھین بند ہو گئین اب جو دیکھا تو
آفتاب نکلا ہوا ہے وہ آفتاب آ کر لشکر اسلام پر تابندہ ہوا اُسوقت مع بادشاہ سب کو شدت
تشنگی ہوئی اور سب نے اپنے اپنے خدمتگارون سے پانی منگایا خدمتگار گلاسون مین پانی
لے کر آئے جب اُس پانی کو پینا چاہا اور گلاس منھ تک لائے وہ پانی شرارہ بنکر اُڑ گیا اور گلاس
پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے زبانین سب کی منھ کے باہر نکل آئین پیاس کے مارے سب
کا عجب حال تھا اُسوقت ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور اُسمین بجلی چمکتی ہوئی یہ آیا یہ آیا
قریب آ کر لشکر اسلام کے شق ہوا اور اُسمین سے ملکہ برق جادو بھانجی ملکہ دامہ جادو
کی پیدا ہوئی اور اُس نے آ کر بادشاہ کو سلام کیا نذر دی اور کہا کہ صاحبقران کہان ہین
بادشاہ لشکر اسلام نے کہا کہ ای برق جادو یہ حال صاحبقران و سردارون کا ذکر برق
نے اپنے جوڑے سے ایک سوئی نکالی اور وہ سوئی اُس آفتاب پر مارا کہ اُس آفتاب پر

تری آگئی یہان تک کہ آنکھون سے ناپدید ہوگیا پیاس کی شدت جاتی رہی سب نے پانی پیا
اور نازک چشم نے ایک قہقہہ مارا اور کہا کہ او برق تو نے یہ طاقت پیدا کی کہ اب ہمارے سحر
کو رد کرتی ہے یہ کہکر ایک ترنج پھر جانب آسمان اُچھالا کہ وہ ترنج پھٹا اور چمک ہوئی کہ سب کی
آنکھین بند ہوگئین اب جو دیکھا تو ایک قندیل ہے اسمین شمع جل رہی ہے اور وہ قندیل گری
آکر برق پر اور یہ برق غائب ہوگئی اور اُس قندیل سے کچھ شعاعین پیدا ہوئین کہ برق
کے ساتھ کچھ انیسین جلیسین تھین اُنکے گلون مین وہ شعاعین پڑین اور لٹکتی ہوئی چلین
اور وہ قندیل اونچی ہوئی اور چرخ آسمان کے جا کر ٹھہری سرداران لشکر اسلام پکارے کہ او
قحبہ تو سحر سے لڑتی ہے ہم دیکھتے ہین کہ تیرا یہ سحر کب تک چلیگا نازک چشم نے کچھ اس
بات کا جواب نہ دیا اور اشارہ کیا اپنی پشت کی طرف کہ گینڈا پیدا ہوا اور اسپر زین کسا تھا
اور ایک جنگلی خاک کی نازک چشم نے لیکر اس کے گردن پر ماری اُسوقت ایک عورت نہایت
قوی ہیکل جوڑا باندھے زرہ گلے مین پہنے اُس گینڈے پر آکر سوار ہوئی اور میدان مین آکر
پکاری کہ اے سرداران لشکر اسلام تم یہ نہ جاننا کہ صرف ساحر ہون نہین بلکہ مین پہلوان بھی
ہون نازک چشم یہ جانتی ہے کہ میری قضا نہین ہے اس وجہ سے زبان درازی کرتی ہے الحاصل ابھی
کوئی لشکر اسلام سے نکلنے نہ پایا تھا شعر از دامن دشت عاج اورنگ + گردی برخاست
تو تیار رنگ + سر گرد بآسمان رسیدہ + پائے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان و پیچان و غلطان پیدا
ہوئی جب ہوا نے مارا گرد کو اور دامن گرد چاک ہوا تو اسمین سے شہزادہ تورج بن ہاشم مرکب
پیل پیکر پر سوار پشت پر انکی بہت سے سردار پیدا ہوئے اور قریب لشکر اسلام آکر بادشاہ
کو سلام کرکے اجازت لے کے گھوڑا ڈالا اور سامنے اُسی زن سحر کے آئے اُس زن سحر نے
گینڈے کی تھکا وردی اسی کا گینڈا لپکا ہوا چک مار کر اس نے گینڈے کو آگے بڑھایا اور تلوار
اس نے شہزادہ تورج پر ماری تورج نے خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو یہ عورت اور
گینڈا غائب ہوگئے کیونکہ سحر کے تھے اُس وقت نازک چشم للکارتی ہوئی آگے بڑھی اور
اس نے آکر ایک ترنج شاہزادہ تورج پر مارا تورج پر بسبب اِس کے کہ وہ تلوار جس مین اسکی
قضا ہے اس کے پاس تھی ترنج نے اثر نہ کیا اور اب تورج نے وہی تلوار آبدار کھینچ کر جو ایک

تھا مارا تو سر پڑکے ناکون کے راستہ سے نکل گئی شور و غل پیدا ہوا آگ بھڑکنے لگے بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا اُس وقت بختیارک نے کہا کہ امیر اور کچھ سردار نہین ہین یہی وقت ہے انکے مار لینے کا یہ کہکر سپاہ کو اشارہ کیا فوج لینا لینا کہکر چلی تورج تلوار پکڑکر اُس دریاے فوج مین غوطہ زن ہوا اس طرف سے بادشاہ نے بھی گھوڑا اُٹھایا اور نعرہ کیا اشعار

منم شاہ شاہان فریدون حشم
کہ اسفندیارم بروئین تنی

بہار گلستان کاوس جم
ابن میر سد بازوی بہمنی

پھر تو اور سردارون کے نعرے بلند ہوے آب تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی حباب بہادران طوفانی ہوئی تلوارون کی چمک بڑھی دریا خون کا جاری تھا سر اسمین مثل حباب تیرنے تھے دھڑ دم بدم اُدھر خون مین غوطہ کھاتے تے کسی مقام پر جو سر کٹ کے زمین پر گرا تھا وہ ٹھوکرین کھاتا تھا سچ ہے اس دنیاے فانی کا یہی نقشہ ہے شعر کاسۂ چینی پہ اے منعم نہ کر اتنا غرور دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو

برآمد خروشیدن دار و گیر
غمے شد سر از چاک چاک تبر
دو لشکر بہم اندر آویختند
زخون یلان دشت گشت آبگیر
سواران چو کشتی روان اندرو
چو باد خزان بارد از بید برگ

درخشیدن خنجر و زخم و تیر
تو گفتی کہ ابرے برآمد ز گنج
تو گفتی یک دیگر آمیختند
جہان یکسرہ ہمچو دریا بجود
بروا اندر آورد از کینہ رو
فراوان سر افتاد مانند گوی

بران ترک نوزین ذرین سپر
ز شنگرف بیرنگ زد بر ترنج
چکاچاک گرز آمد و تیغ و تبر
نہنگ اندر و گرز شمشیر بود
ہمین گرز بارید بر خود و ترگ
دل و سینہ ہا خاک و خون بد بجوی

لقا کی فوج تاب نہ لائی آخر اُس نے طبل امان بجوایا لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے اور آسودہ ہوے اور مارے جانے سے نازک چشم کے امیر اور سردار کہ جو لقا ہلاک ہوگئے تھے وہ ایک درہ کوہ مین قید تھے چنانچہ اب امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اور طبیعت بشاش ہوئی اُنھون نے اسم اعظم پڑھا قید سحر کی جاتی رہی اور جو ساحر کہ وہان معین تھے انکو اُنھون نے قتل کیا اور مع تمام سردارون کے اُس درہ کوہ سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے انکے آنے سے یہان طبل شادمانی پر چوب پڑی ہر ایک بسان گل شگفتہ خاطر ہوا

اور سبب انکے مارے جانے کا یہ تھا کہ ملکہ الماس نے برجد بوش سحر کے زور سے ان سرداروں کو
ذبکر ڈوالیتی تھی یعنی ایسا سحر کرتی تھی کہ لشکر اسلام کے سب سردار غافل ہو جاتے تھے اُس وقت
وہ ایک پتلہ سحر کا مع مرکب قطع کرکے کہ وہ اُس نے پہلے ہی سے قطع کر رکھے تھے میدان مین
چھوڑ دیتی تھی اور اُنھین کو پھر قتل کرتی تھی اب وہ حال کھلگیا اور امیر اپنے لشکر مین
آگئے لیکن لقا یہان سے جو اپنی بارگاہ مین گیا تخت شاہی پر بیٹھا تھا کہ دفعۃً ایک آندھی
سیاہ پیدا ہوئی اور اُس آندھی سے دو دیو نکلے اور اُنھون نے آکر لقا کو سلام کیا
اور کہا کہ پردۂ تاریک مین قہقہہ چشمی کا بیٹا کرب بن قہقہہ جو ہے اُس نے آپ کو بلایا ہے
لقا نے بختیارک سے کہا بختیارک نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے چلیے بختیارک اپنے دل
مین کہتا ہے کہ وہان چل کر اگر ہو سکے تو کچھ دیون کو لا کر امیر سے لڑوائیں غرض بختیارک
نے کہا کہ حمزہ سے اپنے جانے کے لیے کہلا بھیجیے کہ خداوند کچھ دنون کے لیے پردۂ قاف
جاتے ہین لقا نے کہا کہ مین نے یہی تقدیر کی بختیارک نے وسواس و خناس دو عیارون
کو بلا کر کہا کہ جاؤ اور حمزۂ صاحبقران سے یہ پیغام کہو کہ وہ دونون بارگاہ امیر مین آکے
اور پیغام لقا کا دیا امیر نے فرمایا کہ بعد چند روز کے اگر وہ چل آئے تو کیا مضائقہ ہے جائے
وسواس اور خناس نے آکر لقا کو یہ بد دعا دی نظم

| | | |
|---|---|---|
| کاہی سرت سبز تا خران بچرند | شکست طبل تا سگان بدرند | اگر ز آتش ہزار رنگا رنگ |
| بر سر تو سو کلان بہ زنند | | |

بختیارک نے کہا میٹھی بات کہو کیا خوشخبری لائے اُنھون نے
پیغام امیر کا لقا کو پہونچایا اب ملک بختیارک اور لقا تخت پر سوار ہوے اور اُن دیوون نے
تخت اُٹھا لیا اور چلے یہان تک کہ پردۂ تاریک مین لا کر پہونچایا جب وہان پہونچے تو ایک
باغ مین اُس تخت کو لا کر اُتارا اشعار

| | | |
|---|---|---|
| رہا جہاں گل اُس مین انواع کے | طلسمات گل اُس مین انواع کے | طلسمات کے اُسمین دیوار و در |
| زبان کی ہی کو بھی زبان دینی تھی | سطلا منقش مشبک تمام | یہ کیا ہو جو ہو دھو لکا اُسمین نام |
| کرے جہاں بچے وہاں لطافت بھی ہو سب | کہ زبد لکا جون عفران ہو کہ وہ ب | نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر |
| وہ سر فری ذرگی سیگا اسمین خطر | زمین مین اُنکی ساری جواہر نگار | ادھر مین چمن اور ہوا مین بہار |

تھا اُس باغ مین اُترا کرتب بن قہقہہ نے آکر ملاقات کی اور اُسکی دعوت اور ضیافت مین معروف
ہوا کچھ دن یہ یہان رہا پھر کرتب نے کہا کہ یا خداوند یہان شبیہ ہی خداوند راشد الشیاطین کی
کہ اُسمین خود خداوند شیطان آکر بولتے ہین چلیے اور اُنکی زیارت کیجیے لقا نے کہا کہ وہ بھی
ہمارا بھائی ہی اور بندۂ قدرت ہی اچھا چلو یہ کہکر کرتب کے ساتھ ہوا کرتب اُسکو لیکر ایک
صحرا مین لایا کہ وہان ایک پہاڑ تھا سیاہ اور اُس پہاڑ کے درہ مین ایک گنبد اُس گنبد مین
ایک گدھا چکی پر بیٹھا تھا اور وہ گدھا بھی سونے کا تھا اُس خرنا شخص یعنی کرتب نے جاکر اُسکو
سجدہ کیا اور لقا سامنے کھڑا رہا اِس لیے کہ یہ تو خود خداوند ہی یہ کسیکو کیون سجدہ کرنے لگا مگر
بختیارک نے سجدہ کیا کچھ دیر تک وہان ٹھہرے بعد اس کے کرتب نے کہا کہ مین نے آپ کو
اس لیے بلایا ہی کہ یہان ایک اژدہا رہتا ہی کہ جس کے زہر کے اثر سے پانچ کوس تک زمین سبزی
اُسکے مارنے کی کوئی تدبیر بتلائیے لقا نے بختیارک کی طرف دیکھا بختیارک نے کہا کہ ہم
تدبیر اُس کے قتل کی بتلا دینگے تم ہمکو وہان لیچلو کرتب اُنکو لے کر چلا اور ایک پہاڑ پر لایا اُس
پہاڑ سے ہر چند کہ وہ مقام جہان اژدہا رہتا ہی دور ہی لیکن اِنھون نے جو قلۂ کوہ پر چڑھ کر نگاہ
کی تو ایک کنوین سے دیکھا کہ اژدر نے سر نکالا سر اُسکا بہت بڑے مینار کے برابر تھا اور بھسم
اژدرے نے قلابہ آتشین چھوڑی کہ وہ جنگل سب تپنے لگا یہ دیکھکر بختیارک نے کہا کہ کچھ بارود
لاؤ کرتب بن قہقہہ نے بارود منگوائی اُسوقت پانچ کوس تک نقب لگا کے بارود کو بچھایا
اور اُسمین فتیلہ لگا کر ایک گنہگار واجب القتل کو بلا کے کہا کہ اِس مین آگ لگا دو اگر بچ جاویگا
تو ہم تجکو چھوڑ دینگے اُس گنہگار نے اُس فتیلہ مین آگ لگا دی اور بھاگا یہ تو بھاگ کر بچ گیا
اور وہ طبقۂ زمین کا مع اژدر اُڑ کر فلک پر پہونچا وہان سے بختیارک اور لقا پھر اُسی
باغ مین آگئے ایک روز برائے سیر جانب صحرا روانہ ہوئے ایک باغ مین آکر پہونچے اُس
باغ مین میوہ کثرت سے پھلا تھا درختون کے پتے چاندی سونے سے منڈھے تھے ڈالیان
زمین مین بار اشجار سے جھوم رہی تھین منھ شاہد ارمن کا چوم رہی تھین ایک طرف لالہ
بصورت پیالۂ شراب شبنم مانگ رہا تھا کہین نرگس کا دیدۂ حیران کھلا تھا کہین سنبل کی زلف
پریشان تھی کہین جعد بنفشہ عطر آگین تھا سرو لب جو اپنی اکڑ مروڑ دکھاتا تھا شمشاد سے

قامت ناز شرمندہ نظر آتا تھا اشعار

وہ زلف بنفشہ مشک آگین
ہر سرو پہ بجائے چتر خورشید
اشجار کی کس قدر ہے کثرت
جتنے کہ جہاں میں ہیں پریوش

ملتا ہی نہیں دماغ نرگس
ہوں لوث و خطا سے گل پاک
ہر نخل چمن ہے خوان نعمت

عبہر سے عیاں ہے شان جمشید
میخوار ہے پائین سایۂ تاک
سو جان سے رنگ و بو پہ ہے غش

اس باغ میں ایک بارہ دری بنی تھی بیش آلات سے آراستہ

تھی فرش عمدہ اسمین بچھا تھا لقا اور بختیارک اُس بارہ دری میں آئے تو وہاں ایک دیونی
بیٹھی تھی اور اُس کے پاس چند دیونیاں حاضر تھیں سینگ اُس کے سر پر تھے مگر نوجوان تھی
چھاتیاں دونوں مثل مشک پر آب کے پھولی ہوئی تھیں ایک ساری پر نور باندھے اور کرتی
پہنے تخت پر بیٹھی تھی لقا کا قد بھی ایک سو بچانوے ارنج کا ہے دیو ہے کہ قالب انسان میں
سمایا ہے اُس دیونی کو دیکھکر یہ فریفتہ ہوا اور وہ دیونی بھی اپنے تمام سر اُٹھی اس نے کہا کہ اے
بندی قدرت مزاج اچھا ہے اُس نے ہنسکے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ مردوے
نخرے کیوں کرتا ہے آ اس تخت پر بیٹھ بختیارک نے کہا کہ اب خوب چھنے گی غرض لقا آ کے
تخت پر بیٹھا اُس نے دیونیوں سے کہا کہ ارے شراب لاؤ وہ بگنے شراب لے کے حاضر
ہوئیں اور ایک کاسہ بہت بڑا لائیں اُس دیونی نے کہ عفریت مردار خوار اُس کا نام ہے
لقا اور بختیارک کو شراب پلائی جب دو دو تین تین جام پیے نشہ ہوا اُس حالت نشہ میں
بختیارک اور دیونیاں چلی گئیں لقا نے اُس کے ساتھ اپنا منہ کالا کیا پھر اُس نے ناچ کو حکم دیا
کہ کچھ دیونیاں پاؤں میں بجانے گھنگرو پھر باندھ کے آئیں اور رقص کرنے لگیں پھر کچھ اپنی زبان
میں گایا کہ جسکو لقا نہ سمجھا مگر کچھ دیر یہاں بیٹھا پھر وہاں سے اُٹھکر جب چلنے لگا تو اُس دیونی نے
کہا کہ میں تمہارے پاس آیا جایا کرونگی لقا قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ ای جانی وارے یا یہ عمر و
زندگانی اب تم نے الحال میرے ساتھ چلو اُس نے کہا کہ میں ابھی نہیں جا سکتی ہوں کس لیے کہ میرا
ایک بھائی ہے وہ ملکہ آسمان پری سے جو زوجہ امیر صاحبقران ہیں تیغ پناہ میں اُن سے
لڑنے گیا ہے وہ آ لے تو میں چلوں لقا یہ سنکر وہاں سے روانہ ہوا اور گنبد میں
قہقہہ کے پاس آیا کہ تب اُس کو ایک دن صحرا میں شکار کے لیے لایا وہاں نبت سے

اژدرو شیران زیان کو قتل کیا اور آگے جو بڑھے تو ایک دریا ملا اُس دریا کا پاٹ کئی کوس کا تھا اُسوقت کشتیان بڑی بڑی منگا کر سوار ہوے اور سیر کرتے دریا مین چلے غرض کئی روز تک اُس دریا مین سیر کرتے پھرے پھر کرب بن قہقہہ نے لقا کو رخصت کیا اور اِنکو دیو لیکر چلے رستہ مین ایک پہاڑ ملا کہ اُس پہاڑ پر ایک گنبد بنا تھا اور اُس گنبد مین ایک مرد درویش رہتا تھا کہ وہ مرد خدا پرست ہی لقا نے دیوون سے کہا کہ اِس گنبد کے قریب مجھے اُتار دو دیوون نے اُسکو اُتارا اُس نے جو دیکھا تو دریا سے بوریا بچھا ہی اور اُسپر ایک مرد صاحب کمال جنگی داڑھی تا بناف ہی اور پلکین بڑھکر رخسار پر پڑی تھین عبا گلے مین پہنے عمامہ سر پر باندھے صحیفہ ابراہیمی کی تلاوت کر رہے ہین لقا کے پانون کی آہٹ پا کے اُنہون نے سر اُٹھایا اور کہا کہ او لقا تو یہان کیون آیا جا یہان سے لقا بھی اُسکو مرد خدا پرست سمجھ کر تخت پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین آیا

تمت

# خاتمۃ الطبع

بعد حمد و ثنائے پروردگار بیحد و ہزار عالم و نعت بے انتہائے خواجہ ہر دو سرا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم شائقین افسانہ و مشتاقین قصص کو نوید تازہ و مژدہ بے اندازہ ہو کہ ان ایام فرخندہ و مسرت انجام مین فسانہ دلاویز قصہ لطف خیز بہجت آمیز دلچسپ و دلربا یعنی جلد چہارم طلسم ہوشربا جس کے مؤلف سخنور والا پایگاہ شہیرۂ روزگار سید محمد حسین جاہ ہین مطبع منشی نولکشور واقع شہر کانپور مین بسرپرستی ذی الجود والخزائن معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نرائن صاحب رائے بہادر مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ باہ جون ۱۹۱۳ء بار اوّل حلیۂ طبع سے محلی اور زیور انطباع سے آراستہ ہوئی

اعلان۔ حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ و محدود ہی۔

انہ عجائب جلی قلم - بالتصویر بعبارت
ن و نمکین از مرزا رجب علی سرور
تفصیل ذیل
یضاً - متوسط قلم بالتصویر
یضاً - باریک قلم بلا تصویر
روش سخن - بجواب فسانۂ عجائب
سید فخر الدین حسین مودودی
ہ حیرت - افسانہ دلچسپ انشی
فر علی متخلص شیون
لسم فصاحت - قصہ عجیب و غریب
ز سید محمد حسین جاہ -
الش محفل - قصہ حاتم طائی بالتصویر
از حید بخش -
ستان امیر حمزہ - بالتصویر سرچہار
ر مسلسل مہندسہ مترجمہ مولوی عبداللہ
نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین
قتول جفا - معروف بفسانۂ غم
مو از حافظ امیر الدین -
وطرز مرصع - از محمد عیوض -
ستان حکمت - اردو ترجمۂ انوار
سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان
بام سرشار بالتصویر - مصنفہ پنڈت
تن ناتھ لکھنوی مشہور مصنف فسانۂ
زاد و سیر کہسار جس نے ایک دفعہ
طالعہ کیا لطف مذاق و خوبی رنگینی

فسانۂ آزاد - کامل ہر چہار جلد
مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در
کشمیری
فسانۂ دلپذیر - مصنفہ منشی احمد علی
خان نائب دلچسپ نصیح باسیع نو طرز
مرصع رزم بزم دونوں عمدہ
فسانۂ جمیل - مترجمہ منشی حامد حسین
قابل دید ہے
مہدی نامہ - ترجمۂ جلد اول بوستان
خیال مترجمہ مرزا عسکری عرف چھوٹے
آغا صاحب دلچسپ احوال اجداد والا نژاد
صاحبقران شاہ معز الدین گیتی ستان
دو حصہ الابصار - ترجمہ معز الدین نامہ جلد دوم
بوستان خیال اس میں شاہزادہ معز الدین اور ملکہ
شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار کے تعشق اور عجائب
سیر گلگشت اور دیوؤں کی صف آرائی کا
بہ تفصیل تمام ذکر ہے جناب آغا جو صاحب
نے اس ترجمہ میں جیسی دماغ سوزی اور
عرق ریزی کی ہے وہ بہ نظر انصاف معلوم
ہو سکتی ہے ہاں افسوس ہے کہ مترجم
علام کا انتقال ہو گیا اور انکے حین حیات
جلدوں کی تکمیل کی نوبت نہ آئی تاہم کارخانہ
اودھ اخبار نے بہ کمال قدردانی چاہا کہ
ایک باکمال رئیس کی محنت رائیگان نہو اور اس
خیال سے بصرف زر کثیر اسکو مرتب و مکمل کیا

تاریخ طبع از مولانا محمد حامد علیخان حامد [illegible] تصحیح

نہیں یہ چاہ سے لکھا ہے قصہ
جو سچ پوچھو تو ہے افسانۂ دل

اگر ہے سال ہجری کی تمنا
تو حامد لکھدو ہم — خمخانۂ دل

سنہ ۱۳۳۰ھ